اُردو

من لا یحضرہ الفقیہ

تالیف

الشیخ الصدوق ابی جعفر محمد بن علی
ابن الحسین بن موسیٰ بن بابوالقمی
المتوفی ۳۸۱ھ

پیشکش

سید اشفاق حسین نقوی

ناشر
الکساء پبلیشرز
آر-۱۵۹ سیکٹر ۵ بی ۲ نارتھ کراچی

یہ کتاب

اپنے بچوں کے لیے scan کی بیرونِ ملک مقیم ہیں

مومنین بھی اس سے استفادہ حاصل کرسکتے ہیں.

منجانب.

سبیلِ سکینہ

یونٹ نمبر ۸ لطیف آباد حیدر آباد پاکستان

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْم

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ

نام کتاب	من لایحضرہ الفقیہ (اردو)
مولف	شیخ الصدوق علیہ الرحمہ
مترجم	سید حسن امداد ممتاز الافاضل (غازی پوری)
تزئین	سید فیضیاب علی رضوی
کمپوزنگ	شگفتہ کمپوزنگ اینڈ گرافکس سینٹر
اشاعت اول	نومبر ۱۹۹۴ء
اشاعت دوئم	جولائی ۱۹۹۶ء
قیمت	۴۰۰ روپے

ناشر

الکساء پبلیشرز

آر- ۱۵۹ سیکٹر ۵ بی ۲ نارتھ کراچی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فہرست (جلد اول)

باب	عنوان	صفحہ
	پیش لفظ	۶
	منظوم تاریخ اشاعت	۱۱
	عرض مترجم	۱۲
	حالات مؤلف	۱۳
۱۔	پانی اور اس کی طہارت اور نجاست	۳۳
۲۔	قضائے حاجت کے لئے جگہ کی تلاش اور اس میں آمد و رفت کے ثواب و سنن	۴۳
۳۔	اقسام نماز	۴۹
۴۔	طہارت کے واجب ہونے کا وقت	۴۹
۵۔	نماز کا افتتاح، اس کی تحریم اور اس کی تحلیل	۴۹
۶۔	نماز کے فرائض	۴۹
۷۔	وضو اور غسل کے لئے پانی کی مقدار	۴۹
۸۔	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وضو کرنے کا طریقہ	۵۰
۹۔	حضرت امیر المومنین علیہ السلام کے وضو کرنے کا طریقہ	۵۳
۱۰۔	وضو کے حدود اس کی ترتیب اور اس کا ثواب	۵۴
۱۱۔	مسواک کرنا	۵۷
۱۲۔	وضو کا سبب	۵۹
۱۳۔	وضو تمام ہونے سے پہلے اگر کچھ اعضاء سے پانی خشک ہو جائے تو کیا کرنا چاہئے	۶۰
۱۴۔	جو شخص وضو کو یا اسکے بعض حصے کو ترک کردے یا اس پر شک کرے	۶۰
۱۵۔	وہ چیز جو وضو کو توڑ دیتی ہے	۶۲
۱۶۔	وہ چیز جو کپڑے اور بدن کو نجس کر دیتی ہے	۶۴
۱۷۔	وہ سبب جس کی بنا پر جنابت کیلئے غسل واجب ہے اور پاخانہ اور پیشاب کے لئے واجب نہیں	۶۸
۱۸۔	اغسال	۶۸
۱۹۔	غسل جنابت کا طریقہ	۷۰
۲۰۔	غسل حیض و نفاس	۷۳
۲۱۔	نفاس اور اس کے احکام	۷۹
۲۲۔	تیمم	۸۰
۲۳۔	غسل جمعہ اور آداب حمام اور طہارت و زینت کے احکامات	۸۴
۲۴۔	ناخن کاٹنا، مونچھیں تراشنا اور کنگھی کرنا	۹۳
۲۵۔	غسل میت	۹۷
۲۶۔	مس میت	۱۰۵
۲۷۔	شاخوں کا رکھنا	۱۰۶
۲۸۔	تکفین اور اس کے آداب	۱۰۷
۲۹۔	نماز میت	۱۱۶
۳۰۔	تعزیت اور مصیبت کے وقت جزع اور زیارت قبور اور نوحہ و ماتم	۱۲۶
۳۱۔	النوادر (متفرقات)	۱۳۴
۳۲۔	صلوۃ اور اسکے حدود	۱۴۰
۳۳۔	فضیلت نماز	۱۴۸
۳۴۔	پانچ نمازوں کا پانچ اوقات میں واجب ہونے کا سبب	۱۵۱

باب	عنوان	صفحہ
۳۵۔	نماز کے اوقات	۱۵۳
۳۶۔	زوال آفتاب کی معرفت	۱۵۷
۳۷۔	آفتاب کا ساکن ہونا	۱۵۷
۳۸۔	رات ڈھلنے کی پہچان	۱۵۸
۳۹۔	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وہ نماز جس پر اللہ نے انہیں وفات دی	۱۵۸
۴۰۔	مسجدوں کی فضیلت حرمت اور جو شخص ان میں نماز پڑھے اس کا ثواب	۱۵۹
۴۱۔	وہ مقامات کہ جہاں نماز جائز ہے۔اور وہ مقامات کہ جہاں نماز جائز نہیں	۱۶۵
۴۲۔	کس لباس میں نماز پڑھی جائے اور کس میں نہیں، اور ان کے تمام اقسام	۱۶۹
۴۳۔	سجدہ کس چیز پر کرنا چاہئے اور کس چیز پر نہیں	۱۸۰
۴۴۔	کھانے اور پینے کی چیزوں پر سجدہ کے منع ہونے کا سبب	۱۸۳
۴۵۔	قبلہ	۱۸۳
۴۶۔	عمر کی وہ حد جس میں بچوں سے نماز کے لئے مواخذہ کیا جائے	۱۸۷
۴۷۔	اذان واقامت اور موذنین کا ثواب	۱۸۸
۴۸۔	نماز کی کیفیت ابتداء سے لیکر خاتمہ تک	۱۹۹
۴۹۔	تعقیبات نماز	۲۱۵
۵۰۔	سجدہ شکر اور اس میں کیا کہنا چاہئے	۲۲۱
۵۱۔	ہر صبح اور شام کی مستحب دعائیں	۲۲۵
۵۲۔	نماز میں سہو کے احکام	۲۳۰
۵۳۔	شیخ کبیر السن ومبطون وضعیف ومدہوش ومریض وغیرہ کی نماز	۲۳۹
۵۴۔	نماز پڑھتے ہوئے شخص پر سلام	۲۴۴
۵۵۔	نماز پڑھتے ہوئے شخص کو اگر کسی درندے یا موذی جانور کا سامنا ہو تو اسے مار ڈالے	۲۴۴
۵۶۔	اگر نماز پڑھنے والے کو کوئی ضرورت پیش آجائے	۲۴۵
۵۷۔	نماز میں عورت کے آداب	۲۴۶
۵۸۔	نماز ختم کرکے اٹھنے کے آداب	۲۴۸
۵۹۔	نماز جماعت اور اس کی فضیلت	۲۴۸
۶۰۔	نماز جمعہ کا واجب ہونا، اسکی فضیلت اور کن لوگوں سے جمعہ ساقط ہے اور کیفیت نماز وخطبہ	۲۶۷
۶۱۔	وہ نماز جو ہر وقت پڑھی جاسکتی ہے	۲۷۹
۶۲۔	سفر میں نماز	۲۸۰
۶۳۔	وہ سبب جسکی بنا پر نماز پڑھنے والا المغرب میں اور اسکے نوافل میں قصر کریگا خواہ سفر میں ہو یا حضر میں	۲۸۸
۶۴۔	سفر میں قصر کا سبب	۲۸۹
۶۵۔	سفینہ میں نماز	۲۹۰
۶۶۔	خوف کے موقع پر اور میدان جنگ میں ایک دوسرے پر حملہ کرنے، مدمقابل ہونے، شمشیر زنی کے موقع پر نماز کا طریقہ	۲۹۲
۶۷۔	بستر خواب پر جاتے ہوئے کیا کہے	۲۹۵
۶۸۔	نماز شب پڑھنے کا ثواب	۲۹۷
۶۹۔	نماز شب کا وقت	۳۰۱
۷۰۔	انسان جب نیند سے بیدار ہو تو کیا کہے	۳۰۲
۷۱۔	مرغ کے بانگ دیتے وقت کا قول	۳۰۴
۷۲۔	نماز شب کے لئے اٹھتے وقت کی دعا	۳۰۵
۷۳۔	وہ تکبیریں جو سنت جاریہ ہیں، لازم ہے کہ ان کی طرف توجہ دی جائے	۳۰۶
۷۴۔	نماز شب	۳۰۶

باب	عنوان	صفحہ
۷۵۔	دعائے قنوت نماز وتر	۳۰۷
۷۶۔	دو رکعت نماز فجر اور دو رکعت نماز صبح کے درمیان ذرا آرام کرتے وقت کی دعا	۳۱۴
۷۷۔	وہ مواقع کہ جہاں سورہ توحید وسورہ کافرون پڑھنا مستحب ہے۔	۳۱۵
۷۸۔	نوافل میں سے افضل کی ترتیب	۳۱۵
۷۹۔	نماز شب کی قضاء	۳۱۵
۸۰۔	صبح کی شناخت اور اس کو دیکھنے کے وقت کی دعا	۳۱۷
۸۱۔	نماز صبح کے بعد سونا مکروہ ہے	۳۱۷
۸۲۔	نماز عیدین	۳۱۹
۸۳۔	نماز استسقاء	۳۳۳
۸۴۔	کسوف وزلزلہ وسیاہ آندھی کی نماز اور اسکا سبب	۳۴۲
۸۵۔	نماز حبوہ (عطیہ رسول) وتسبیح۔ اور یہ نماز حضرت جعفر ابن ابی طالبؑ ہے	۳۴۸
۸۶۔	نماز حاجت (ودیگر نماز حاجات)	۳۵۰
۸۷۔	استخارہ	۳۵۵
۸۸۔	اس نماز کا ثواب جسے لوگ نماز فاطمہ زہرا علیہا السلام کے نام سے یاد کرتے ہیں اور جسے لوگ توبہ کرنے والوں کی نماز بھی کہتے ہیں	۳۵۷
۸۹۔	ثواب اس دو رکعت نماز کا جس میں ایک سو بیس (۱۲۰) مرتبہ سورہ توحید پڑھتے ہیں۔	۳۵۷
۹۰۔	ساعت غفلت میں نافلہ پڑھنے کا ثواب	۳۵۷
۹۱۔	نماز کے سلسلے میں چند نادر احادیث	۳۵۸

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

پیش لفظ

پروردگار عالم نے اپنی رحمت بے پایاں کے تحت اپنے بندوں کی ہدایت کیلئے تقریباً ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء علیہم السلام مبعوث فرمائے اور جناب ختمی مرتبت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد ائمہ طاہرین علیہم السلام کا سلسلہ قائم کیا جن کی طرف سے ہدایت تا قیامت قائم رہے گی۔ چونکہ ائمہ طاہرین علیہم السلام علم لدنی کے حامل تھے اس لئے ان ذوات مقدسہ کے طفیل مختلف النوع علوم کے بے شمار باب کھلے۔ ان علوم کو عام کرنے کے لئے ہمارے بزرگوں نے بیش بہا کاوشیں کیں اور علوم وارشادات معصومین علیہم السلام پرمبنی ان گنت کتب ورسائل تالیف وتصنیف کئے۔ جن میں سرفہرست کتب اربعہ ہیں یعنی **الکافی، من لا یحضرہ الفقیہ، تہذیب الاحکام** اور **استبصار**۔ بلاشبہ ان میں **من لا یحضرہ الفقیہ** کو ایک منفرد مقام حاصل ہے۔ یہ کتاب گیارہ سو برس پہلے مرتب کی گئی تھی لیکن مذہب اثنا عشری کی بنیادی کتاب ہونے کے باوجود اس کا ابھی تک کسی بھی زبان میں ترجمہ نہیں کیا گیا۔ بادی النظر میں اس کی مندرجہ ذیل وجوہات تھیں۔

۱۔ جن طلباء یا افراد نے اس سے استفادہ کیا وہ عربی زبان سے واقف تھے اس لئے ان میں سے ایک کثیر تعداد کے غیر عربی ہونے کے باوجود ان کو اس کے ترجمے کی ضرورت ہی محسوس نہ ہوئی۔

۲۔ اس کتاب کو صرف خواص یعنی مولوی حضرات سے متعلق سمجھ لیا گیا اور عوام کو اس سے روشناس کرانے کی ضرورت ہی محسوس نہ کی گئی۔ لیکن اس سلسلے میں ایک لطیف نکتے کی طرف آپ کی توجہ مبذول کرائی جاتی ہے وہ یہ کہ اس کتاب کا نام اس طرز فکر کی نفی کرتا ہے۔ "**من لا یحضرہ الفقیہ**" یعنی جس کے پاس کوئی فقیہ نہ ہو۔ ظاہراً وہ خود بھی فقیہ نہیں ہوگا۔ اور یہ کتاب ایسے ہی افراد کے لئے مرتب کی گئی ہے۔

۳۔ مذکورہ کتاب کا ترجمہ نہ کرنے کی وجوہات میں ایک دلیل یہ بھی دی گئی کہ ابھی عوام الناس کی ذہنی سطح اس قابل نہیں ہوئی کہ وہ اس کتاب کو سمجھ کو اس سے فائدہ اٹھائیں۔

اس دلیل کا جھول خاصا نمایاں ہے۔ کیونکہ ائمہ طاہرین علیہم السلام نے سوائے چند مسائل کے باقی تمام مسائل عام لوگوں کے سامنے ہی بیان فرمائے تھے جن کی ذہنی سطح آج کے عام لوگوں کی ذہنی سطح سے کہیں کم تھی۔ چنانچہ جب اُن افراد نے ان مسائل کو سمجھ کر ان پر عمل کیا تو آج کا انسان جس کی ذہنی سطح یقیناً سابقہ دور کے انسان سے کہیں بلند ہے وہ ان مسائل کو کیوں نہ سمجھے گا؟

یہاں مناسب معلوم ہوتا ہے کہ جناب امیر المومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام کا یہ قول نقل کر دیا جائے کہ "ہماری جو باتیں تمہاری سمجھ میں نہ آئیں انہیں آئندہ آنے والے لوگوں کے لئے چھوڑ دو"۔ اس کلام امام سے جہاں یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ چودہ سو سال پہلے کے انسان کی ذہنی سطح کم تھی وہاں یہ بات واضح ہوتی ہے ذہنی سطح بتدریج بلند ہوتی جائے گی۔ گو ہم اس وقت بھی یہ بات نہیں کہہ سکتے کہ انسان کا ذہن اپنے حد کمال تک پہنچ گیا ہے لیکن اتنا وثوق سے کہا جا سکتا ہے کہ چودہ سو برس قبل کے انسان کی نسبت آج کے انسان کی ذہنی سطح یقیناً بہت اونچی ہے۔ چنانچہ آج وہ پہلے کے انسان کے مقابلے میں بہتر طور پر ان احادیث کو سمجھ سکتا ہے اور ان سے فائدہ اٹھا سکتا ہے۔

بہر حال ایک طرف مندرجہ بالا وسوسے دوسری طرف دینی کتابیں پڑھنے کے رجحان کا فقدان نیز کچھ دیگر ناگفتنی وجوہات نے ناشرین کو کتب ہائے اثنا عشری کے تراجم شائع کرنے سے روکے رکھا۔ قابل ستائش ہیں وہ افراد جنہوں نے لگ بھگ نصف صدی قبل برصغیر میں مذہب اثنا عشری کے کتب کے تراجم شائع کرنے شروع کئے۔ لیکن اس وقت سے اب تک جو کچھ بھی کام ہوا وہ اصل کام کا عشر عشیر بھی نہیں ہے۔ مزید مقام تاسف یہ ہے کہ ہماری بنیادی کتابوں پر ابھی تک کوئی

قابل ذکر کام نہیں ہوا۔ سوائے ''الکافی'' کے۔ لیکن اس کی بھی سولہ ہزار ایک سو ننانوے (۱۶۱۹۹) احادیث میں سے صرف چند سو کا ترجمہ ہوا۔ جب کہ دیگر کتب اب تک محتاج ترجمہ رہیں۔

کم مائیگی کی اسی صورت حال نے چند ہم خیال احباب سید برکت حسین رضوی (ریٹائرڈ سرکاری آفیسر)، سید فیضیاب علی رضوی (الیکٹریکل انجینیئر) اور سید اشفاق حسین نقوی (بینک آفیسر) کو مہمیز دی کہ حتی المقدور کتب مذہب اثناعشریہ کے اردو تراجم شائع کرائے جائیں تاکہ ان کا بے مثال افادہ کروڑوں اردو داں حضرات تک پہنچ سکے۔ لہذا ادارہ الکساء پبلیشرز کا قیام عمل میں لایا گیا۔ الحمدللہ ادارہ کی پہلی ہی اشاعت ''علل الشرائع'' کو عوام الناس اور قوم کے باشعور طبقے نے بے حد پسند فرمایا جس کے نتیجے میں اس کتاب کو چند ماہ بعد ہی دوبارہ چھاپنا پڑا۔ اب ادارے کی دوسری کتاب من لایحضرہ الفقیہ پیش خدمت ہے۔ اس کتاب کی سب سے اہم خصوصیت یہ ہے کہ اس میں تمام مسائل کا حل معصومین علیہم السلام کے ارشادات کے ذریعے بتایا گیا ہے جو مذہب اثناعشری کی رو سے نص ہے۔ واضح رہے کہ پہلی نص کتاب باری تعالیٰ ہے۔ من لایحضرہ الفقیہ چار جلدوں پر مشتمل ہے اور دینی مسائل اور مختلف عبادات کے طریقوں کا مجموعہ ہے۔ اس کے علاوہ اس میں مستحبات اور واجبات کے ایسے فوائد بیان کئے گئے ہیں جو شاید آج تک عوام الناس کی نظروں سے اوجھل تھے۔ مثال کے طور پر اگر کوئی بے اولاد شخص اپنے گھر میں با آواز بلند اذان دے گا تو پروردگار عالم اسے اولاد کی دولت سے نواز دے گا، بیماریوں سے چھٹکارا دلائے گا اور نعمتوں کو فراواں کریگا۔ اگر کوئی شخص کھانا کھانے سے پہلے اور بعد میں وضو کرے گا تو اس کی آمدنی میں اضافہ ہوگا۔ اگر کوئی شخص حج کی نیت کرتے وقت دوسروں کو بھی شریک کرے گا تو نہ صرف ان کو حج کا ثواب ملے گا بلکہ اس حاجی کو بذات خود حج کے ثواب کے علاوہ صلہ رحمی کا ثواب بھی ملے گا۔ ضمانت دی گئی ہے کہ دوسروں کے لئے دعا کرنے کا ثواب ایک لاکھ گنا ہے۔ اذان واقامت کے ساتھ نماز پڑھنے والے کے پیچھے ملائکہ کی دو صفیں نماز پڑھتی ہیں۔ غرض رب العالمین کی جانب سے رحمتوں اور برکتوں کے خزانے کھلے ہوئے ہیں جو جس قدر چاہے حاصل کرے۔

یہ کتاب اتحاد بین المسلمین کی ایک اہم دستاویز بھی ہے اور ان لوگوں کے لئے عظیم اور حیران کن اجر وثواب کا وعدہ کیا گیا ہے جو اس سلسلے میں آگے بڑھیں (ملاحظہ فرمائیں احادیث نمبر ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۸، ۱۵۶۸)

کچھ ایسے احکام بھی یہاں ملیں گے جو معاشرے میں رائج طریقوں کی تقریباً ضد ہیں مثلاً تہجد کی نماز قضا کر کے پڑھنا امام کے نزدیک افضل ہے اس سے کہ وقت سے پہلے یہ نماز ادا کر لی جائے۔

یہاں مناسب ہوگا کہ مذکورہ کتاب کے ایک اور افادی پہلو کی طرف بھی اشارہ کر دیا جائے اور وہ ہے لب ہائے مبارک معصومین علیہم السلام سے بیش قدر دعاؤں کا سلسلہ۔ جن کا ترجمہ پڑھتے ہوئے ایک طرف آپ کو دعا مانگنے کا سلیقہ آتا ہے تو دوسری طرف خداوند عالم کی بے پایاں عظمتوں اور رحمتوں کا احساس ہوتا ہے ساتھ ہی ایک جذبہ تشکر و احسان مندی نمایاں ہوتا ہے کہ پروردگار نے ہمیں کیسے رؤف و مہربان اور صاحبان معرفت وعرفان رہنما عطا کئے ہیں۔

''کبیرنا وصغیرنا سواء'' (ہمارے بڑے اور چھوٹے سب ایک جیسے ہیں) کی ایک تفسیر آپ اس وقت دیکھیں گے جب قحط سالی کے وقت بارش کے لئے حضرت امام حسنؑ اور حضرت امام حسینؑ کم سنی کے دور میں دعاؤں کی تلقین کر رہے ہوں گے۔ شوکت الفاظ کا یہ ذخیرہ انتہائی عاجزانہ انداز میں آپ کو اس گھرانے کے سوا اور کہیں نہیں مل سکتا۔

موجودہ ترجمہ آقائے اکبر غفاری کے مرتب کردہ نسخے سے کیا گیا ہے دعاؤں کے متن میں کہیں کہیں بریکٹ میں بھی بعض الفاظ نظر آئیں گے جو اس بات کی نشاندہی کرتے ہیں کہ دیگر نسخوں میں مذکورہ الفاظ بھی مرقوم ہیں۔ اس کی نسبت اگر اردو ترجمے میں کوئی عبارت نظر آئے تو اسے وضاحت سمجھا جائے۔

دعاؤں کے عربی متن پر اعراب لگا دئے گئے ہیں تاکہ انہیں صحت لفظی سے ادا کیا جائے ساتھ ہی ترجمہ بھی دے دیا گیا ہے تاکہ پڑھنے والے سمجھ سکیں کہ وہ اپنے پروردگار سے کیا مانگ رہے ہیں اور کس سلیقے سے مانگ رہے ہیں۔

اوراب آخر میں اعتذار کہ غلطی انسان کی سرشت میں ہے وہ کتنی ہی کوشش کرے لیکن غلطیوں سے پاک کام نہیں کرسکتا۔ گوادارے نے حتی الامکان کوشش کی ہے کہ موجودہ پیشکش کو خامیوں سے پاک رکھا جائے لیکن اس کے باوجود اگر کوئی غلطی یا خامی رہ گئی ہو تو ادارے کی جانب سے معذرت قبول کی جائے۔ ادارہ قارئین کرام کا از حد ممنون ہوگا اگر وہ اس سلسلے میں اپنی آراء سے مطلع فرمائیں، غلطیوں کی نشاندہی کریں اور ترویج علوم آل محمدؐ کے اس کام میں شریک ہوکر مثاب ہوں۔ ہم اپنی اس کوشش کو امام زمانہ علیہ السلام کے توسط سے کیونکہ وہی اس دور میں ہمارے سرپرست ہیں دیگر معصومین علیہم السلام کی بارگاہ میں نذر کرتے ہیں اور دعا کرتے ہیں کہ جمیع مسلمین تعلیمات محمدؐ وآل محمدؑ پر عمل پیرا ہوکر دنیا میں بھی امن وسکون سے بسر کریں اور آخرت میں بھی خداوند عالم کی رضا حاصل کرکے سرخ رو ہوں۔ آمین ثم آمین۔

اللھم صل علی محمدٍ و آل محمدٍ

والسلام

الکساء پبلیشرز

انتساب

ان مومنین و مومنات کے نام

جو معصومین علیہم السلام کے ارشادات پر عمل

پیرا ہو کر اپنی دنیا اور آخرت سدھارنا چاہتے ہیں۔

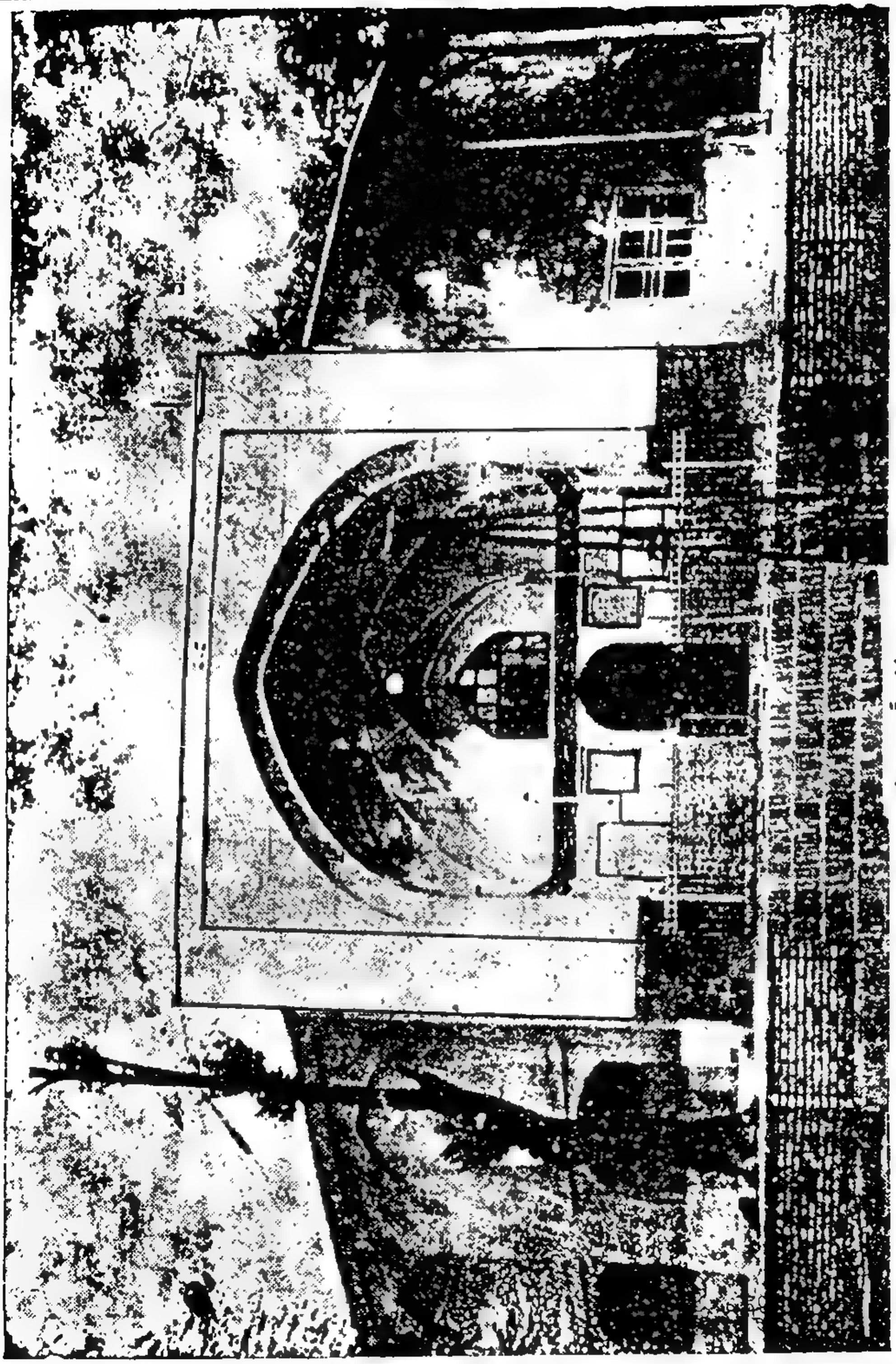

روضته المنورة بالري

تاریخ اشاعت ترجمہ من لایحضرہ الفقیہ

مؤلفہ

افقہ الفقہا شیخ صدوق علیہ الرحمہ

از بستہ

سید مشیر حسین صاحب رضوی عقیلؔ (چھولسی)

شیخ صدوق کی فقہ کی کتاب
جس سے معمور ہیں علوم کے باب

مجتہد کیلئے نصاب ہے یہ
گویا احکام دیں کا باب ہے یہ

فضل ربّی تھا شامل تعمیل
لکھی تاریخِ ترجمہ جو عقیلؔ

ہزار چار صد و چار دہ سن ہجری
عقیلؔ ہم نے یہ تاریخ ترجمہ کی لکھی

از محمد شفیع الحسنین ریٹائرڈ پروفیسر

کتاب فقہ شیخ صدوق کی
ہے جامع قران واحادیث کی
احادیث و قراں کی قائم مقام
ائمہ ہیں جسطرح بعداز نبی
کیا ترجمہ جس کا امداد (۱) نے
اور اردو میں اشفاق (۲) نے پیش کی
نہ ہو پاس جس کے کوئی مجتہد
یہ رہبر ہے اس مومن پاک کی
اشاعت کی تاریخ طبعی کے ساتھ

۱۲۲

کتاب	کریم	ھدی	المتقی
۴۲۳	۲۷۰	۱۹	۵۸۱

۱۳۱۵

۱) جناب سید حسن امداد صاحب ممتاز الافاضل
۲) مجاہد ملت جناب سید اشفاق حسین صاحب نقوی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

عرضِ مترجم

باسمہٖ سبحانہٗ

اس کے قبل شیخ صدوق علیہ الرحمہ کی کتاب "علل الشرائع" کا اردو ترجمہ ہدیہ ناظرین کیا جاچکا ہے۔ اب انہیں کی دوسری عظیم تالیف "من لایحضرہ الفقیہ" کا اردو ترجمہ ہدیہ ناظرین ہے جس کا شمار ہماری کتب اربعہ میں ہوتا ہے۔

آپ (شیخ صدوق علیہ الرحمہ) تقریباً تین سو کتابوں کے مصنف ہیں۔ جیسا کہ علامہ طوسی نے اپنی کتاب الفہرست میں تحریر کیا ہے اور آپ کی چالیس کتابوں کے نام تحریر کئے ہیں۔ اور ابو العباس نجاشی متوفی ۴۵۰ھ نے اپنی کتاب رجال میں آپ کی تقریباً دو سو کتابوں کا ذکر کیا ہے۔ مگر افسوس کہ ان میں سے اکثر ضائع ہوگئیں۔ آپ کی عظیم تصنیفات میں سے ایک کتاب "مدینۃ العلم" بھی تھی جو اس کتاب من لایحضرہ الفقیہ سے بھی بڑی تھی وہ بھی ضائع ہوگئی جس کا ذکر شیخ طوسی نے اپنی کتاب "الفہرست" میں اور ابن شہر آشوب نے اپنی کتاب "معالم" میں کیا ہے۔ اور علامہ رازی نے اپنی کتاب "الذریعہ" میں علامہ بہائی کے والد بزرگوار شیخ حسین بن عبدالصمد کی کتاب "الدرایہ" کی یہ عبارت نقل کی ہے "واصولنا الخمسۃ الکافی و مدینۃ العلم و من لایحضرہ الفقیہ و التہذیب و الاستبصار" (ہمارے مذہب کی اصولی کتابیں پانچ ہیں "کافی" مدینۃ العلم، من لایحضرہ الفقیہ، تہذیب اور استبصار) اس سے بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ ان کے زمانے میں یہ کتاب مدینۃ العلم موجود تھی۔ مگر انکے بعد یہ کتاب ضائع ہوگئی۔ صرف نام رہ گیا۔ چنانچہ علامہ مجلسی نے اس کی تلاش کے لئے زر کثیر صرف کیا مگر کامیاب نہ ہوسکے۔ اور کتاب الذریعہ میں ہے کہ سید محمد باقر جیلانی نے بھی اس کے حصول کے لئے بے دریغ رقم صرف کی مگر وہ بھی کامیاب نہ ہوسکے علامہ ابن طاہری علیہ الرحمہ نے اپنی کتاب فلاح السائل نیز اپنی دیگر کتب میں اور شیخ جمال الدین بن یوسف حاتم فقیہ شافعی نے اپنی کتاب میں "کتاب مدینۃ العلم" سے بہت سی چیزیں نقل کی ہیں۔ معین الدین شامی شقاقلی حیدرآبادی نے بیان کیا ہے کہ ان کے پاس مدینۃ العلم کا ایک نسخہ ہے جس کی دو نقلیں کیں لیکن وہ ابواب پر مرتب نہیں ہے بلکہ وہ روضۃ الکافی کے مانند ہے۔

مندرجہ بالا حقائق سے معلوم ہوا کہ ہمارے مذہب کی کتب خمسہ تھیں جس میں سے ایک ضائع ہوگئی اور اب کتب اربعہ رہ گئیں اور وہی کیا ہمارے بزرگ علماء کی ہزاروں بیش بہا تصانیف ضائع ہوگئیں جو شائع نہیں ہوسکیں اور نوبت یہاں تک پہنچی کہ اغیار طعنہ دینے لگے کہ شیعوں کی اپنی تو کوئی کتاب ہی نہیں جس سے وہ استفادہ کریں، یہ لوگ تو دوسرے دسترخوانوں کی روٹیاں توڑتے ہیں۔

کتاب " من لا یحضرہ الفقیہ " جلد اول کا اردو ترجمہ قارئین کی خدمت میں حاضر ہے۔ یہ ایسی اہم کتاب ہے جس کا شمار اپنی کتب اربعہ میں ہوتا ہے اور " اصول کافی " کے بعد یہ دوسری کتاب ہے جو شیخ صدوق علیہ الرحمہ کی تالیف ہے۔ اس کا نام من لا یحضرہ الفقیہ (جس کے پاس کوئی فقیہ موجود نہ ہو) یہی بتاتا ہے کہ یہ عوام کے لئے لکھی گئی تھی۔ مگر یہ اب تک عوام کی نگاہوں سے پوشیدہ رہی۔ یہ فقہ کی بنیادی کتاب ہے۔ اس کے بعد فقہ کی کتابیں ہر دور میں تحریر کی جاتی رہی ہیں لیکن " کتب اربعہ " میں اسی کو جگہ ملی۔ آخر اس میں کوئی ایسی بات تو ہے جو اس کو اتنی اہمیت دی گئی۔ یہ کتاب، تمام ابواب فقہ پر مشتمل ہے۔ یہ کسی عالم کے فتاویٰ کا مجموعہ نہیں بلکہ ہر مسئلہ کے متعلق آئمہ طاہرین کی احادیث نقل کر دی گئی ہیں جن کی روشنی میں ہمارے علماء و فقہاء حضرات فتوے جاری کرتے چلے آرہے ہیں۔ اس کے مطالعہ سے یہ غلط فہمی دور ہو جائے گی کہ ہمارے علماء و فقہاء حضرات اپنی طرف سے کوئی فتویٰ دیتے ہیں بلکہ اس کی بنیاد آئمہ طاہرین کی کوئی نہ کوئی حدیث ہی ہوتی ہے۔

سید حسن امداد (غازی پوری)
ممتاز الافاضل

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

حالات مؤلف علیہ الرحمہ

آپ کی ولادت اور ان کے متعلق علماء کے اقوال

شیخ اجل رئیس المحدثین ابو جعفر محمد بن علی بن حسین بن موسیٰ بن بابویہ صدوق قمی علیہ الرحمہ حضرت امام دوازدھم محمد بن حسن حجۃ المنتظر صاحب الزماں علیہ السلام کی دعا کی برکت سے قم کے اندر ۳۰۶ھ میں پیدا ہوئے۔ اور قمیوں میں کوئی ایسا نظر نہیں آتا جو علمی حیثیت و منزلت میں ان کے برابر ہو۔

بنی بابویہ قم کے خاندانوں میں سے ایک ایسا خاندان ہے جس کی علمی شہرت دور دور تک پھیلی ہوئی ہے اور جس شخص نے تیسری اور چوتھی صدی کی علمی تاریخ کا مطالعہ کیا ہے اس کو معلوم ہے کہ ملک ایران میں شہر قم علم کا گہوارہ رہا ہے اس سرزمین نے ایسے محدثین و متکلمین کو جنم دیا اور اس کی فضاؤں سے رشد وہدایت کے ایسے ایسے ستارے اور ایسے ایسے چاند وسورج طلوع ہوئے کہ جن سے قم کی تاریخ ہمیشہ ہمیشہ درخشاں اور تابندہ رہے گی۔

چنانچہ علامہ مجلسی اول محمد تقی علیہ الرحمہ من لایحضرہ الفقیہ کی شرح بزبان فارسی اللوامع میں تحریر فرماتے ہیں کہ علی ابن الحسین بن موسیٰ بن بابویہ المتوفی ۳۲۹ھ (جو مولف کتاب علل شرائع کے والد تھے) کے زمانہ میں قم کے اندر دو لاکھ محدثین تھے اور شیخ صدوق کے والد ابوالحسن علی بن حسین علیہ الرحمہ ان کے راس الرئیس ان کے فقیہ تھے اور عامہ اہل قم کی نظر ان کی طرف اٹھتی تھی حالانکہ قم میں اس وقت کثرت سے علمائے اعلام تھے مگر اہل قم اپنے مسائل شرعیہ کے لئے ان کی طرف رجوع کرتے تھے ان کی وفات ۳۲۹ھ میں ہوئی اور یہی وہ سال ہے جس میں ستارے بہت ٹوٹے۔ آپ قم میں دفن ہوئے۔ آپ نے بہت سی کتابیں تصنیف کیں ان میں ایک کتاب الرسالہ ہے جسے آپ نے اپنے فرزند ابی جعفر یعنی شیخ صدوق کو تحریر کیا تھا اور اسی رسالہ سے شیخ صدوق نے اپنی کتاب من لایحضرہ الفقیہ میں کثرت سے روایات نقل کی ہیں ان کے حالات تمام کتب رجال میں مرقوم ہیں ان کے شرف و فضل کے لئے یہی بہت ہے کہ ان کے پاس گیارہویں امام حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام نے مندرجہ ذیل خط تحریر کیا تھا جس میں ان کو نصیحت و وصیت فرمائی اور یہ لکھا

حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کا مکتوب گرامی شیخ صدوق کے والد کے نام

نام سے اس اللہ کے جو رحمٰن و رحیم ہے ہر طرح کی حمد اس اللہ کے لئے ہے جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے۔ عاقبت متقیوں کے لئے ہے جنت موحدین کے لئے اور جہنم ملحدین کے لئے ہے اور سوائے ظالموں کے اور کسی پر زیادتی اچھی نہیں ہے اور نہیں ہے کوئی اللہ سوائے اس اللہ کے جو خلق کرنے والوں میں سب سے بہتر ہے اور اللہ کی رحمتیں نازل ہوں اس

کی بہترین مخلوق محمدؐ اور ان کی طیب وطاہر عترت پر۔
امابعد اے میرے شیخ، میرے معتمد، اور میرے فقیہ ابوالحسن علی ابن الحسین قمی اللہ تمہیں اپنی رضا کی توفیق عطا فرمائے اور اپنی مہربانی سے تمہارے صلب میں صالح اولاد قرار دے میں تم کو وصیت کرتا ہوں اللہ سے تقویٰ اختیار کرنے نماز قائم کرنے اور زکوٰۃ ادا کرنے کی اس لئے کہ مانعین زکوٰۃ کی نماز نہیں قبول کی جاتی نیز میں تمہیں وصیت کرتا ہوں لوگوں کی خطا معاف کرنے کی، غصہ کو پی جانے کی، اپنے اقرباء کے ساتھ حسن سلوک کی، اپنے بھائیوں کے ساتھ ہمدردی کی اُن کی حاجت برآوری کے لئے سعی اور کوشش کرنے کی اور جہل کا سامنا ہو تو اسے برداشت کرنے کی' تفقہ اور تمام امور میں ثابت قدمی کی اور قرآن کے عہد کو پورا کرنے کی، حسن خلق کی، نیکی کا حکم دینے اور برائی سے منع کرنے کی' چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ **لا خیر فی کثیر من نجواہم الا من امر بصدقۃ او معروف او اصلاح بین الناس** (سورہ النساء آیت نمبر ۱۱۴) (ان کی رازکی باتوں سے اکثر میں تو بھلائی کا نام تک نہیں مگر ہاں جو شخص کسی کو صدقہ دینے یا اچھے کام کرنے یا لوگوں کے درمیان ملاپ کرانے کا حکم دے اور تمام فواحشات سے اجتناب کرے) اور تمہارے لئے لازمی ہے نماز شب کی ادائیگی اس لئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی علیہ السلام کو وصیت فرمائی تھی اور کہا تھا کہ اے علیؑ تمہارے لئے نماز شب لازمی ہے اور آپ نے یہ تین مرتبہ فرمایا تھا اور جو شخص نماز شب کا استخفاف کرے اسے ہلکی چیز سمجھے وہ ہم میں سے نہیں ہے لہٰذا تم میری وصیت پر عمل کرو اور میرے شیعوں کو بھی حکم دو کہ وہ اس پر عمل کریں اور تم پر لازم ہے کہ صبر سے کام لو اور فراخی و کشادگی کا انتظار کرو اس لئے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ میری امت کا سب سے بہتر کام فراخی و کشادگی کا انتظار کرنا ہے اور میرے شیعہ ہمیشہ ہی حزن وغم میں بسر کریں گے یہاں تک کہ میرا وہ فرزند ظہور کرے گا جس کی بشارت نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دی کہ وہ زمین کو عدل وانصاف سے اسی طرح بھر دے گا جس طرح وہ ظلم وجور سے بھری ہوئی ہوگی۔ پس اے میرے شیخ صبر سے کام لو اور میرے شیعوں کو بھی تلقین کرو **ان الارض للہ یورثھا من یشاء من عبادہ و العاقبۃ للمتقین** (ساری زمین تو خدا ہی کی ہے وہ اپنے بندوں میں جس کو چاہے اس کا وارث و مالک بنائے اور خاتمہ بخیر تو بس پرہیزگاروں کا ہی ہے) (سورہ اعراف ۱۲۸) اور تم پر اور ہمارے تمام شیعوں پر سلام اور اللہ کی رحمت اور اس کی برکتیں ہوں " **و حسبنا اللہ و نعم الوکیل نعم المولیٰ و نعم النصیر** " (اور ہم لوگوں کے لئے خدا ہی کافی ہے وہ بہترین کارساز بہترین مالک اور بہترین مددگار ہے)

شیخ صدوق علیہ الرحمہ کے سوانح نگاروں نے ان کے والد کے نام حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کے اس خط کو نقل کرنے کے بعد تحریر کیا کہ اب اس خط کے پڑھنے کے بعد ہم اس امر کی ضرورت نہیں سمجھتے کہ ان کے والد کی عظمت و علو مرتبت کے لئے مزید کوئی دلیل پیش کریں اس لئے کہ امام علیہ السلام نے اس خط میں ان کو شیخ و معتمد اور فقیہ کے لقب سے یاد کیا ہے اور ان کے لئے توفیق الٰہی اور ان کے صلب سے صالح اولاد پیدا ہونے کی دعا کی ہے اور یہی وجہ ہے کہ

ان کی نسل میں بڑے بڑے علماء وفضلاء وصلحا پیدا ہوئے خصوصاً شیخ صدوق علیہ الرحمہ۔

حضرت امام عصر عجل اللہ فرجہ کی توقیع آپ کے والد کے نام

شیخ طوسی علیہ الرحمہ نے اپنی کتاب غیبت میں امام عصر کی وہ توقیعات و خطوط جو ناحیہ مقدسہ سے جاری ہوئے ان کا ذکر کرتے ہوئے تحریر فرمایا ہے کہ ابو العباس احمد بن علی بن نوح سے روایت ہے اور انہوں نے ابی عبداللہ الحسین بن محمد بن سورہ قمی سے روایت کی ہے جبکہ وہ سفرحج میں ہم لوگوں کے یہاں تشریف لائے تو انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے علی بن الحسن بن یوسف الصائغ قمی اور محمد بن احمد بن محمد صیرفی المعروف بہ ابن دلال نے اور ان دونوں کے علاوہ مشائخ اہل قم نے کہ علی بن الحسین بن بابویہ (والد شیخ صدوق) کی زوجیت میں ان کے چچا محمد بن موسیٰ بن بابویہ کی دختر تھیں مگر ان سے کوئی اولاد پیدا نہیں ہو رہی تھی تو آپ نے حضرت شیخ ابی القاسم حسین بن روح علیہ الرحمہ (مجملہ نوابین اربعہ) کو خط لکھا کہ وہ حضرت امام عصر عجل اللہ فرجہ سے درخواست کریں کہ وہ اللہ تعالیٰ سے دعا کریں کہ ہمیں ایسی اولاد عطا کرے جو فقیہ ہو تو جواب میں یہ توقیع آئی کہ اس زوجہ سے تمہیں کوئی اولاد نہ ہوگی مگر عنقریب ایک دیلمی کنیز تمہاری ملکیت میں آئے گی اور اسی سے تمہارے دو فقیہ فرزند پیدا ہوں گے۔ ابو عبداللہ بن سورہ کا بیان ہے کہ ابو الحسن بابویہ کے تین فرزند پیدا ہوئے ایک محمد دوسرے حسین یہ دونوں فقیہ تھے اور حفظ میں ماہر تھے ان کے حافظہ کا یہ حال تھا کہ یہ دونوں وہ سب کچھ حفظ کر لیتے تھے جن کو اہل قم میں سے کوئی حفظ نہیں کر پاتا تھا۔ ان کے تیسرے بھائی حسن تھے جو منجھلے (اوسط) تھے وہ فقیہ نہ تھے لوگوں سے اختلاط کم رکھتے اور ہمیشہ زہد و عبادت میں مصروف رہتے اور گوشہ نشینی کی زندگی بسر کرتے ابن سورہ کا بیان ہے کہ یہ دونوں حضرات یعنی ابو جعفر محمد (شیخ صدوق) اور ان کے بھائی ابو عبداللہ الحسین جس وقت روایات بیان کرتے تو لوگ حیرت زدہ رہ جاتے اور کہتے کہ آپ دونوں میں یہ خصوصیت امام علیہ السلام کی دعا کی برکت سے ہے اور یہ بات اہل قم میں بہت مشہور تھی۔

حضرت امام عصر عجل اللہ فرجہ کی دعا کی برکت

نجاشی نے بھی اپنی کتاب رجال میں تحریر کیا ہے کہ شیخ صدوق کے والد علی بن الحسین ایک مرتبہ عراق تشریف لائے اور ابو القاسم حسین بن روح سے ملاقات کی ان سے چند مسائل دریافت کئے پھر جب قم واپس گئے تو علی بن جعفر بن اسود کے توسط سے انہیں خط لکھا کہ میرا یہ عریضہ حضرت صاحب العصر علیہ السلام تک پہنچادیں اُس عریضہ میں انہوں نے اولاد پیدا ہونے کے لئے دعا کی درخواست کی تھی اور امام علیہ السلام نے ان کے خط کا جواب دیا کہ میں نے تمہارے لئے اللہ تعالیٰ سے دعا کر دی ہے اور عنقریب تمہارے یہاں دو بہترین فرزند پیدا ہوں گے۔ نیز شیخ صدوق علیہ الرحمہ اپنی کتاب کمال الدین و تمام النعمۃ صفحہ ۲۷۶ میں تحریر فرماتے ہیں کہ ابو جعفر محمد بن علی الاسود نے مجھ سے یہ واقعہ بیان کیا اور کہا کہ

آپ کے والد یعنی علی بن حسین بن موسیٰ بن بابویہ قمی رحمۃ اللہ نے محمد بن عثمان عمریؒ کی وفات کے بعد مجھ سے فرمایا کہ آپ ابو القاسم روحی سے گزارش کریں کہ وہ مولانا صاحب العصر علیہ السلام سے میری طرف سے درخواست کریں کہ حضرت میرے لئے اللہ تعالیٰ سے دعا فرمائیں کہ وہ مجھے ایک فرزند نرینہ عطا فرمائے میں نے ان کے کہنے کے بموجب ابو القاسم روحی سے گزارش کی تو انہوں نے انکار کر دیا مگر تین دن کے بعد انہوں نے بتایا کہ حضرت صاحب العصر علیہ السلام نے علی ابن الحسین کے لئے دعا کر دی ہے اور عنقریب انکے ایک مبارک فرزند پیدا ہوگا جو لوگوں کو بہت نفع پہنچائے گا اور اس کے بعد اور بھی اولاد ہوگی چنانچہ اسی سال آپ (یعنی محمد بن علی بن الحسین شیخ صدوق) پیدا ہوئے اور آپ کے بعد اور بھی اولادیں پیدا ہوئیں اور اسی کتاب میں وہ آگے اپنی طالب علمی کا حال بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ جب محمد علی الاسود مجھے شیخ محمد بن حسن بن احمد ابن ولید رضی اللہ عنہ کے درس میں جاتے ہوئے دیکھتے اور میرا علمی شوق اور حفظ کو ملاحظہ کرتے تو فرماتے کہ تمہارے اندر جو علم سے اتنی رغبت ہے تو کوئی تعجب کی بات نہیں اس لئے کہ تم امام علیہ السلام کی دعا کی برکت سے پیدا ہوئے ہو۔

اور نجاشی نے اپنی کتاب رجال صفحہ ۱۸۵ پر تحریر کیا ہے کہ شیخ صدوق علیہ الرحمہ اکثر فخر سے کہا کرتے تھے کہ میں حضرت صاحب العصر کی دعا کی برکت سے پیدا ہوا ہوں علمائے نجف میں سے بعض شیخ صدوق علیہ الرحمہ کی سوانح حیات لکھنے والوں نے یہ لکھا ہے کہ شیخ صدوق علیہ الرحمہ کی تاریخ میں یہ بات واضح نہیں کہ ان کے والد علیہ الرحمہ نے وہ کنیز کب اور کیسے خریدی۔ مگر ظن غالب یہ ہے کہ انہوں نے امام علیہ السلام کی توقیع پڑھنے کے بعد کسی دیلمی کنیز کو تلاش کر کے خریدا تا کہ انہیں وہ گوہر مقصود مل جائے جس کی امام نے خبر دی ہے اور اس کنیز سے پہلے ایک مبارک فرزند نرینہ پیدا ہوا اور وہ یہی ہمارے شیخ محمد بن علی الحسین بن موسیٰ بن بابویہ صدوق علیہ الرحمہ تھے کہ قمیوں میں ان کا مثل کوئی نظر نہیں آتا اور جن کی ولادت سے آپ کے والد کی آنکھیں ٹھنڈی ہوئیں اور اس میں خیر و برکت کی نشانیاں نظر آنے لگیں اس لئے کہ یہ امام کی دعا کی برکت اور ان کی بشارت سے پیدا ہوئے اور امام علیہ السلام نے انہیں خیر و برکت وفقہ اور لوگوں کے لئے ان سے بہت زیادہ نفع پہنچنے کی امید دلائی تھی۔

آپ کا سن ولادت حضرت حسین ابن روح کی نیابت کا پہلا سال

ان کی ولادت قم میں ۳۰۵ھ کے بعد ہوئی جو حسین ابن روح کی سفارت کا پہلا سال تھا جیسا کہ تاریخ ابن اثیر سے ظاہر ہوتا ہے کہ انہوں نے ۳۰۵ھ کے حادثات میں تحریر کیا کہ اسی سن ماہ جمادی الاول میں ابو جعفر محمد بن عثمان عسکری المعروف بہ السمان کی وفات واقع ہوئی جن کو لوگ عمری کے لقب سے پہچانتے ہیں اور یہ امامیہ کے رئیس و سردار تھے اور ان کے متعلق دعویٰ کیا جاتا ہے کہ وہ امام منتظر تک رسائی کا ذریعہ تھے اور انہوں نے مرتے وقت ابو القاسم حسین بن

روح کو اپنا وصی بنایا اور شیخ طوسی نے اپنی کتاب الغیبۃ میں تحریر کیا ہے کہ ان کی وفات جمادی الاول کی آخری تاریخوں میں ہوئی اس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ شیخ صدوق کی ولادت ۳۰۶ھ یا اس کے بعد ہوئی اس لئے کہ عمری کی وفات اور ابو القاسم روحی کی سفارت اسی سال کے ماہ جمادی الاول میں ہوئی اور ابو القاسم روحی کی سفارت کے اوائل میں شیخ صدوق کے والد عراق آئے۔ ابو القاسم روحی سے کچھ مسائل دریافت کئے پھر واپس ہوئے پھر علی بن جعفر اسود کے ہاتھوں انہوں نے ایک خط روانہ کیا پھر امام کی طرف سے اس کا جواب پھر کنیز کی خریداری پھر زمانہ حمل ولادت اس کو ایک عرصہ چاہیئے اور کچھ نہیں تو کم از کم ۳۰۶ھ یا اس کے بعد ان کی ولادت ہونی چاہیئے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ شیخ صدوق اپنے والد اور اپنے شیخ ابو جعفر محمد بن یعقوب کلینی علیہ الرحمہ کے ساتھ ساتھ زمانہ غیبت صغریٰ میں بیس سال سے کچھ زیادہ عرصے رہے کیونکہ ان دونوں کی وفات ۳۲۹ھ میں ہوئی اور ابی الحسن علی بن محمد سمری سفراء اربعہ میں سے آخری کی وفات بھی اسی سال ہوئی اور پھر غیبت کبریٰ کا دور شروع ہوا۔

نجاشی کی رائے

نجاشی اپنی کتاب رجال صفحہ ۲۷۶ میں تحریر فرماتے ہیں کہ محمد بن علی بن الحسین بن موسیٰ بن بابویہ قمی ابو جعفر شہر رے میں وارد ہوئے یہ ہمارے شیخ ہمارے فقیہ ہیں اور خراسان میں فرقہ شیعہ کے رئیس و سردار تھے یہ بغداد کے اندر ۳۵۵ھ میں تشریف لائے حالانکہ وہ ابھی کمسن ہی تھے مگر یہاں کہ اکثر شیوخ نے ان سے احادیث کا درس لیا اور انہوں نے بہت سی کتابیں تصنیف کیں ہیں۔ پھر آپ نے ان کی تصنیف کردہ ایک سو نوے (۱۹۰) سے کچھ زیادہ کتب و رسائل شمار کرائے اس کے بعد تحریر فرماتے ہیں کہ ان ہی نے اپنی کتابوں کے نام ہمیں بتائے اور انہوں نے اپنی بعض کتابوں کو میرے والد علی بن احمد بن عباس نجاشی کو پڑھ کر سنایا۔ مرحوم کا انتقال رے کے اندر ۳۸۱ھ میں ہوا۔

شیخ طوسی کی رائے

شیخ طوسی علیہ الرحمہ نے اپنی کتاب رجال میں تحریر کیا کہ آپ ایک جلیل القدر حافظ تھے فقہ و اخبار و رجال پر بڑی نظر رکھتے تھے ان کی بہت سی تصانیف ہیں جن کا ذکر میں نے کتاب الفہرست میں کیا ہے۔

اور کتاب الفہرست میں تحریر فرمایا کہ آپ ایک جلیل القدر عالم تھے احادیث کے حافظ تھے رجال پر بہت نظر رکھتے تھے اخباروں اور واقعات کے ناقد تھے۔ قم کے علماء کے اندر کثرت حفظ احادیث میں ان کا کوئی مثل نظر نہیں آتا ان کی تقریباً تین سو کتابیں تصنیف کردہ ہیں اور ان کی کتابوں کی فہرست بہت معروف ہے۔ پھر آپ نے ان کی تقریباً چالیس (۴۰) کتابیں شمار کرانے کے بعد کہا کہ اور اس کے علاوہ بہت سی کئی کتابیں اور چھوٹے چھوٹے رسالے ہیں جن کے نام مجھے یاد نہیں ہیں اور ان کی تمام کتابوں کے نام ہمارے اصحاب میں کچھ لوگوں نے ہمیں بتائے جن میں شیخ ابو عبداللہ محمد بن محمد

بن النعمان (یعنی شیخ مفید علیہ الرحمہ) اور ابو عبداللہ بن حسین عبید اللہ اور ابوالحسین جعفر بن حسن ابن حسکہ قمی و ابوزکریا محمد بن سلیمان ہمدانی رضی اللہ عنہم ہیں۔

علامہ حلی کی رائے

اور علامہ حلی رحمہ اللہ نے اپنی کتاب خلاصۃ الاقوال جلد اول میں ان کے متعلق وہی لکھا ہے جو نجاشی اور شیخ طوسی نے تحریر فرمایا ہے اور کہا ہے کہ ان کی تقریباً تین سو تصانیف ہیں جن میں سے اکثر کا ذکر ہم نے اپنی کتاب کبیر میں کر دیا ہے آپ نے ۳۸۱ھ میں وفات پائی اور علامہ سید بحرالعلوم رحمہ اللہ نے اپنی کتاب فوائد رجالیہ میں تحریر کیا ہے کہ آپ مشائخ شیعہ میں سے ایک شیخ اور ارکان شریعت میں سے ایک رکن تھے رئیس المحدثین تھے اور آئمہ طاہرین سے جس قدر روائتیں کی ہیں ان میں صدوق (حد سے زیادہ راست گو) تھے آپ امام عصر کی دعا کی برکت سے پیدا ہوئے اور یہ فضل و شرف و افتخار ان کو اسی وجہ سے حاصل ہوا۔ امام عصر عجل اللہ فرجہٗ نے اپنی توقیع میں لکھا کہ یہ فقیہ اور مبارک ہوں گے ان سے اللہ تعالیٰ لوگوں کو بہت فائدہ پہنچائے گا۔ اس لئے ساری دنیا پر آپ کے علم کی برکت چھا گئی اور ہر خاص و عام نے ان سے نفع حاصل کیا آپ کی تصانیف مدت تک باقی رہیں گی اور انکی فقہ و حدیث سے فقہاء اور وہ عوام جن کے پاس کوئی مرد فقیہ نہ ہو منتفع ہوں گے۔ اس کے بعد آپ نے شیخ صدوق علیہ الرحمہ کی ولادت کے متعلق روایات کو نقل کرنے کے بعد تحریر کیا ہے کہ یہ روایات صدوق کے عظیم المرتبت ہونے کی دلیل ہیں ان کی پیدائش سے پہلے ہی ان کے اوصاف بیان کر دینا امام کے معجزات میں سے ایک معجزہ ہے اور امام کا ان کے متعلق یہ فرمانا کہ وہ فقیہہ و بابرکت ہوگا لوگوں کو بہت نفع پہنچائے گا یہ شیخ صدوق کی عدالت اور وثاقت کی دلیل ہے اس لئے کہ ان کی روایت اور ان کے فتویٰ سے لوگ منتفع ہوں گے کہ فتویٰ وغیرہ بغیر عدالت کے مکمل نہیں اس میں عدالت کی شرط ہے اور امام کی طرف سے اس کی توثیق ان کی وثاقت کی بھی بہت بڑی دلیل ہے نیز ہمارے بعض علمائے کرام نے تو انکی وثاقت پر نص کر دی ہے جیسے الثقۃ الفاضل محمد بن ادریس حلی رحمہ اللہ نے اپنی کتاب السرائر والمسائل میں اور سید الثقۃ الجلیل علی بن طاؤس علیہ الرحمہ نے اپنی کتاب فلاح السائل و نجاح الامل میں اور کتاب النجوم و کتاب الاقبال و کتاب غیاث سلطان الوریٰ لسکان الثریٰ میں اور علامہ حلی علیہ الرحمہ نے اپنی کتاب المختلف والمنتہیٰ میں شہید نے نکت الارشاد و کتاب الذکری میں ان کی وثاقت کی نص کر دی ہے۔ پھر آپ نے علمائے متاخرین میں سے چند کے نام بتائے ہیں جنہوں نے ان کی وثاقت کی تصریح کر دی ہے اور بہرحال شیخ صدوق کی وثاقت واضح اور روشن چیز ہے بلکہ معلوم ہے اور ضروری ہے کہ جس طرح حضرت ابوذر و حضرت سلمان فارسی کی وثاقت معلوم ہے اور اگر یہ کچھ بھی نہ ہو تو علماء کے درمیان ان کا لقب صدوق مشہور ہونا بھی ان کی وثاقت کے ثبوت کے لئے کافی ہے۔

شیخ عبداللہ مامقانی کی رائے

اور علامہ ثقہ حجۃ الاسلام شیخ عبداللہ مامقانی رحمہ اللہ نے تنقیح المقال جلد ۳ صفحہ ۱۵۴ میں ان کے وہی حالات تحریر کئے ہیں جو نجاشی و شیخ طوسی و علامہ وغیرہ نے تحریر کئے اس کے بعد تحریر فرماتے ہیں کہ ان کی وثاقت میں تامل کرنا ایسا ہی ہے جیسے کوئی آفتاب درخشندہ کی روشنی میں تامل کرے اور وہ تامل اس قابل نہیں کہ کتابوں میں درج کیا جائے اور ان کی وثاقت کو کیونکر نہ تسلیم کرلیا جائے جبکہ حضرت حجۃ المنتظر عجل اللہ فرجہ نے اس امر کی خبر دے دی ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کی ذات سے نفع پہنچائے گا اس لئے ان کو موثق اور عادل ماننا ضروری ہے کیونکہ ان سے انتفاع (فائدہ) ان کی روایت اور ان کے فتویٰ ہی سے ہوگا اور یہ بغیر عدالت کے پورا اور مکمل نہیں ہو سکتا۔

علامہ طباطبائی کی رائے

اور علامہ طباطبائی نے ان کی عدالت پر یہ دلیل بھی پیش کی ہے کہ ان کے اقوال کے نقل نیز ان کی کتابوں خصوصاً من لایحضرہ الفقیہ کی توثیق پر تمام اصحاب فقہ کا اجماع ہے۔

اس کے علاوہ طباطبائی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ نجاشی نے کتاب رجال میں دو باتیں تحریر کی ہیں ایک یہ کہ شیخ صدوق علیہ الرحمہ ۳۵۵ھ میں وارد بغداد ہوئے مگر یہ معلوم ہونا چاہیئے کہ صدوق علیہ الرحمہ دو مرتبہ بغداد تشریف لائے اور نجاشی نے محض دوسری مرتبہ کے ورود کا تذکرہ کیا ہے پہلا ورود تو اس وقت ہوا جب وہ ۳۵۲ھ میں نیشاپور سے عراق منتقل ہوئے جیسا کہ ان کی کتابوں کے دیکھنے سے پتہ چلتا ہے چنانچہ ان کی کتاب عیون اخبار الرضا میں ہے کہ "بیان کیا مجھ سے ابوالحسن علی بن ثابت روابینی نے مدینۃ السلام یعنی بغداد کے اندر ۳۵۲ھ میں" اور اس سال میں ان کا نیشاپور سے بغداد تشریف لانا ان کی کتاب کے مختلف ابواب سے ثابت ہوتا ہے چنانچہ ایک جگہ تحریر فرماتے ہیں" بیان کیا مجھ سے عبدالوحد بن عبدوس نے نیشاپور کے اندر شعبان ۳۵۲ھ میں" اس سے پتہ چلتا ہے کہ نجاشی نے جو تاریخ ورود بغداد دی ہے وہ دوسری مرتبہ ورود کی ہے اور یہ بھی واضح ہوتا ہے کہ پہلا ورود بغداد، کوفہ کے ورود سے پہلے ہے چنانچہ عیون الاخبار کے گیارہویں باب میں تحریر فرماتے ہیں کہ انہوں نے محمد بن بکران النقاش سے کوفہ کے اندر ۳۵۴ھ میں سنا۔ بہرحال ان دونوں تاریخوں میں فرق اس طرح دور کیا جاسکتا ہے کہ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ آپ ۳۵۲ھ کے آخر میں نیشاپور سے بغداد آئے پھر کوفہ منتقل ہوگئے اور ۳۵۴ھ میں کوفہ کے اندر رہے پھر ۳۵۵ھ میں بغداد منتقل ہوگئے۔

دوسری بات یہ کہ انہوں نے تحریر کیا ہے کہ اگرچہ وہ کمسن تھے مگر ان سے بڑے بڑے شیوخ نے احادیث سنیں۔ مگر ۳۵۵ھ میں ان کا ورود یہ بتاتا ہے کہ اس وقت ان کا سن چالیس سے کچھ زیادہ کا تھا اس سن میں ان کو کمسن نہیں کہا جاسکتا۔

نشو ونما، اساتذہ اور آپ کے اسفار

نجف اشرف کے بعض افاضلین تحریر کرتے ہیں کہ شیخ صدوق علیہ الرحمہ کی نشو ونما فضل وشرف کے آغوش میں ہوئی ان کے پدربزرگوار انہیں علوم و معارف کی غذا کھلاتے رہے اور اپنے علوم و آداب کی ان پر بارشیں کرتے رہے ۔ اپنے صفات زہد وتقویٰ و ورع کی روشنیوں سے ان کے نفس کو جگمگاتے رہے اور اس طرح ان کی علمی نشو ونما مکمل ہوگئی ۔

الغرض آپ اپنے باپ کے زیر سایہ پرورش پاتے رہے جن میں علم وعمل دونوں فضائل جمع تھے ان میں دینی و دنیاوی وجاہتیں موجود تھیں اسلئے کہ آپ کے والد اپنے زمانے میں قمیین کے شیخ ان کے فقیہ تھے لوگوں کی نگاہیں ان ہی کی طرف اٹھتی تھیں ۔ وہ اپنے علم اور دین داری کی وجہ سے مشہور تھے ۔ اپنے ورع اور تقویٰ کی وجہ سے یہ بہت متعارف تھے تمام دیار وامصار کے اکثر شیعہ آپ کے پاس آتے اور شرعی احکام حاصل کرتے ان کا ذریعہ معاش ان کے علمی مقام کے لئے مانع نہ تھا ان کی تجارت تھی جس کو ان کے ملازمین چلاتے اور آپ بہ نفس نفیس ان کی نگرانی کرتے اور تجارت سے جو کچھ اللہ دیتا اس سے زندگی بسر کرتے انہوں نے کبھی نہ چاہا کہ دوسروں کی دولت سے ثروت مند بن جائیں ۔

شیخ صدوق علیہ الرحمہ ایسے ماحول میں پرورش پاتے رہے اور تقریباً بیس سال سے زیادہ آپ نے اپنے والد کا زمانہ پایا اور اسی اثناء میں وہ ان کے ایسے اخلاق وآداب ومعارف وعلوم سے فیض حاصل کرتے رہے جس کی بنا پر وہ اپنے ہم عصروں میں سب سے بلند تھے ۔ آپ کی ابتدائی اور اولین نشو ونما ایران کے ایک شہر قم میں ہوئی جو اس وقت ایک بڑا علمی مرکز تھا جس میں علماء ومحدثین کی کثرت تھی اور تحصیل علم کے لئے بڑا اچھا ماحول تھا ۔ اہل قم ان میں خیر وبہتری کے نشانات دیکھ رہے تھے اور امام کی دعا کی وجہ سے لوگ ان سے بہتر توقعات رکھتے تھے ۔ پھر بہت زیادہ عرصہ نہیں گزرا کہ یہ (شیخ صدوق علیہ الرحمہ) کامل جوان ہوگئے اور حفظ وذکاوت کی ایک مثالی شخصیت بن کر ابھرے ۔ شیوخ کی مجالس میں حاضر ہوتے ان سے احادیث سنتے اور ان سے روایت لیتے اور چند دنوں میں لوگوں کی انگلیوں کے اشارے ان کی طرف ہونے لگے ۔ چنانچہ آپ نے شیوخ اہل قم سے مثلاً محمد بن حسن بن احمد بن ولید اور حمزہ بن محمد بن احمد ابن جعفر بن محمد بن زید بن علی علیہ السلام سے کچھ سنا اور ان سے حاصل کیا اور اسی پر بس نہیں کی بلکہ طلب حدیث کے لئے سفر کیا اور رجب ۳۳۹ھ میں وطن سے نکلے اور اس کے بعد پے در پے مختلف شہروں کا سفر کرتے اور ان شہروں کے علماء سے استماع حدیث کرتے رہے ۔ اس زمانہ میں ایران پر آل زیاد اور آل بابویہ کی حکومت تھی ۔ یہ لوگ اہل علم کی بڑی قدر و منزلت و خدمت کیا کرتے تھے اس لئے ان کے گرد علماء وشعراء جمع ہوگئے جیسے صاحب ابن عباد وغیرہ اور ان کے دور میں بہت سے علمی مراکز جابجا قائم ہوگئے تھے جیسے قم وخراسان ونیشاپور واصفہان وغیرہ جو علماء واساتذہ سے آباد تھے طلباء وہاں تحصیل علم کے لئے جاتے اور وہاں کے امراء وحکام ان کی سرپرستی کرتے ان کے لئے وظائف مقرر کرتے اور ان کا اکرام کرتے ۔

(۱) شہررے میں ورود

ان امراء میں ایک رکن الدین بویہی بھی تھا جس کو بہت سے علماء کی صحبت حاصل تھی دوسرے شہروں سے علماء کو بلاتا ان سے دینی و دنیاوی فائدہ حاصل کرتا چنانچہ اس نے شیخ صدوق علیہ الرحمہ سے بھی استدعا کی اور اس استدعا اور خواہش میں اہالیان شہررے بھی شریک تھے۔ان لوگوں نے بھی ان کو رے آنے کی دعوت دی آپ نے ان کی دعوت پر لبیک کہا اس لئے کہ اللہ کی طرف سے علماء پر یہی فریضہ عائد ہوتا ہے آپ وہاں پہنچے اور وہاں قیام کیا۔اہالیان شہر ان کے پاس آتے اور احکام شرعی معلوم کرتے نیز صاحبان علم وعقل ان کے گرد جمع ہوتے اور آپ اپنے علوم ومعارف سے ان کو فیض پہنچاتے آپ کے دروازے پر جو آتا اس سے بخل نہ کرتے پھر اس شہر میں جتنے شیوخ تھے ان سے انہوں نے بھی اخذ حدیث کیا چنانچہ رجب ۳۴۷ھ میں رے کے اندر آپ نے ابو الحسن محمد بن احمد بن اسد اسدی المعروف بہ ابن جرادہ بردعی اور یعقوب بن یوسف بن یعقوب اور احمد بن محمد بن المصقر الصائغ العدل وابی علی احمد بن محمد بن حسن القطان المعروف بہ ابی علی بن عبدربہ رازی سے احادیث سماعت کیں یہ صائغ وقطان اہل رے کے شیوخ میں سے تھے۔

شیخ صدوق علیہ الرحمہ نے دیگر شہروں کے بھی سفر کئے اور جہاں جہاں تشریف لے گئے۔وہاں کے شیوخ سے اخذ احادیث کرتے رہے۔

(۲) مشہد مقدس

صدوق علیہ الرحمہ اپنی کتاب عیون الاخبار الرضا کے خاتمہ میں کہتے ہیں کہ میں نے امیر سعید رکن الدولہ سے زیارت مشہد رضاؑ کی اجازت چاہی انہوں نے رجب ۳۵۲ھ میں مجھے اجازت دی یہ آپ کے لئے مشہد مقدس کی پہلی زیارت تھی دوسری زیارت ماہ ذی الحجہ ۳۶۷ھ میں کی اور شہررے واپس آئے پھر تیسری زیارت مشہد مقدس کی ماہ شعبان ۳۶۸ھ میں ماوراء النہر جاتے ہوئے کی۔

(۳) استرآباد و جرجان

آپ استرآباد و جرجان بھی تشریف لے گئے وہاں ابی الحسن محمد بن قاسم مفسر استرآبادی خطیب سے تفسیر امام حسن عسکری اور ابی محمد قاسم بن محمد استرآبادی وابی محمد عبدوس بن علی بن عباس جرجانی و محمد بن علی استرآبادی سے احادیث کا استماع کیا۔

(۴) نیشاپور

یہ ایک شہر ہے جو رے اور سرخس کے درمیان خراسان کے راستہ پر واقع ہے مشہد مقدس کی زیارت سے واپسی میں ۳۵۲ھ میں آپ نے وہاں چند دن قیام فرمایا وہاں کے لوگ آپ کے پاس جمع ہوتے مسائل پوچھتے اور ان کے جوابات لیتے۔

(۵) مروالرود

مروالرود یہ بھی مرو شاہجہاں کے قریب پانچ دن کی مسافت پر ایک شہر ہے یہ دونوں خراسان کے شہروں میں سے ہیں آپ خراسان کے سفر میں وہاں تشریف لے گئے تھے۔

(۶) سرخس

سرخس یہ نواحی خراسان میں ایک قدیم شہر ہے جو نیشاپور اور رے کے بالکل درمیان راستہ پر واقع ہے خراسان کے سفر میں آپ یہاں بھی تشریف لائے۔

(۷) سمرقند

یہ ماوراالنہر کے شہروں میں سے ایک بہت مشہور و معروف شہر ہے کہا جاتا ہے کہ اس کو حضرت ذوالقرنین نے آباد کیا اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ اس کو شمر حمیری نے آباد کیا یہ ماوراالنہر کے اہم ترین شہروں میں سے ایک ہے آپ وہاں ۳۶۸ ھ میں تشریف لائے تھے۔

(۸) بلخ

یہ ایران کے قدیم شہروں میں سے ہے اس کے اور سمرقند کے درمیان بارہ فرسخ کی مسافت ہے آپ یہاں ۳۶۸ ھ میں تشریف لائے تھے۔

(۹) ایلاق

یہ ماوراالنہر کے اضلاع میں سے ایک ضلع ہے جو ضلع شاش سے متصل ہے یہ دونوں شہر سمرقند کے صوبہ میں ہیں آپ یہاں ۳۶۸ ھ میں تشریف لائے کچھ دنوں قیام فرمایا اور دوران قیام شریف ابی عبداللہ محمد بن حسن موسوی المعروف بہ نعمت سے ملے یہیں شریف مذکور شیخ صدوق علیہ الرحمہ کی تصنیفات سے واقف ہوئے جو تقریباً اس وقت ۲۴۵ کتابیں تھیں اور اس میں سے اکثر کی انہوں نے نقل حاصل کر لی اور شریف مذکور نے آپ سے محمد بن ذکریا رازی کی تالیف کی ہوئی کتاب من لایحضرہ الطبیب کا ذکر کیا اور فرمائش کی کہ آپ بھی اس طرز کی ایک کتاب فقہ میں لکھ دیں جو مسائل حلال و حرام و شرائع واحکام پر مشتمل ہو تو آپ نے ان کی فرمائش پر کتاب من لایحضرہ الفقیہ تصنیف کی جیسا کہ آپ نے اس کے مقدمہ میں سبب تصنیف کا ذکر فرمایا ہے۔

(۱۰) فرغانہ

یہ بھی بلخ کے شہروں میں سے ایک شہر ہے اس کے اور بلخ کے درمیان کی جانب تیس منزلیں ہیں آپ دوران یہاں بھی تشریف لے گئے۔

(۱۱) ھمدان

آپ ۳۵۴ھ میں حج بیت اللہ کو جاتے ہوئے یہاں تشریف لائے۔

(۱۲) بغداد

آپ یہاں ۳۵۲ ھ میں تشریف لائے وہاں کے شیوخ نے آپ سے احادیث سنیں اور آپ نے وہاں کے شیوخ سے احادیث کا استماع کیا پھر دوسری مرتبہ حج بیت اللہ سے واپسی پر ۳۵۵ھ دوبارہ بغداد تشریف لائے اور بغداد میں جن شیوخ سے آپ نے استماع حدیث کیا وہ ابو محمد حسن بن یحییٰ حسینی علوی و ابوالحسن علی بن ثابت دوالیبی ہیں ان سے آپ نے اپنی پہلی تشریف آوری ۳۵۲ھ میں استماع کیا تھا۔ پھر آپ نے محمد بن عمر الحافظ اور ابراہیم بن ہارون حسینی سے احادیث کا استماع فرمایا۔

(۱۳) کوفہ

آپ ۳۵۴ھ میں دوران سفر حج کوفہ بھی تشریف لائے اور وہاں کی جامع مسجد میں بہت سے شیوخ سے احادیث کا استماع کیا جیسے محمد بن بکران نقاش و احمد بن ابراہیم بن ہارون قاضی و حسن بن محمد بن سعید ہاشمی و ابی الحسن علی بن عیسیٰ مجاور مسجد کوفہ نیز دیگر شیوخ سے دوسرے مقامات پر اخذ احادیث فرمایا چنانچہ محمد بن علی کوفی سے مشہد امیرالمومنین علیہ السلام کوفہ میں اور ابی الحسن علی بن حسین بن شقیر بن یعقوب بن حرث بن ابراہیم ہمدانی سے کوفہ میں ان کے مکان پر اور ابی ذر یحییٰ بن زید بن العباس بن ولید بزاز اور حسن بن محمد سکونی مزکی سے کوفہ ہی میں استماع کیا مگر یہ نہیں معلوم کہ کس مقام پر۔

(۱۴) مکہ و مدینہ

آپ ۳۵۴ھ میں حج بیت اللہ کے لئے تشریف لے گئے اور قبر نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم و قبور آئمہ طاہرین کی بھی زیارت سے مشرف ہوئے۔

(۱۵) فید

یہ ایک مقام کا نام ہے جو مکہ اور کوفہ کے درمیان تقریباً نصف راہ پر واقع ہے اور مکہ سے واپسی میں یہاں ابی علی احمد بن ابی جعفر بیہقی سے استماع حدیث کی۔

غرض جو شخص شیخ صدوق علیہ الرحمہ کی تصانیف اور خصوصاً آپ کی کتاب ثانی الاصول (من لا یحضرہ الفقیہ) کا مطالعہ کرے گا تو اس کو معلوم ہو جائیگا کہ آپ نے جید علماء خاصہ وعامہ سے مختلف علوم وفنون کے متعلق روایات لی ہیں چوتھی صدی کے علمی مراکز جیسے بغداد، کوفہ، رے، قم، نیشاپور، طوس، بخارا نیز جن جن شہروں کے آپ نے سفر کئے وہاں ایسے ایسے نادر روزگار علماء کو حدیثیں سنائیں اور ان سے حدیثیں سنیں کہ جن کے پاس لوگ اخذ روایت کے لئے دور دور سے آیا کرتے تھے۔

تصانیف

آثار علمی

پچھلے صفحات میں جب آپ نے یہ پڑھ لیا کہ شیخ صدوق علیہ الرحمہ نے مختلف قسم کے علوم وفنون پر تین سو سے زیادہ کتابیں تصنیف کیں جس کی ہم یہاں تفصیل کی ضرورت کو محسوس نہیں کرتے اور پھر یہ بھی معلوم ہے کہ رے کے اندر آپ کے نزدیک ہی وزیر مملکت صاحب ابن عباد کا وہ عظیم و بیش بہا کتب خانہ تھا کہ جس کی کتابوں کی فہرست ہی گیارہ جلدوں پر مشتمل تھی اور اس کے علاوہ وہ کتابیں جو آپ کو مختلف سفروں میں مطالعہ کے لئے ہاتھ آئیں اس کتب خانہ کے علاوہ ہیں۔ نیز یہ بھی معلوم ہے کہ ہمارے بزرگ کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے بے پناہ حافظہ اور ذہن وذکاوت عطا ہوا تھا اور وہ سب کچھ یاد کرلیتے تھے جو کوئی دوسرا یاد نہیں کر سکتا تھا اہل قم میں ان کا کوئی مثل ونظیر نہیں تھا۔ وہ اپنی ذات میں ایک چلتے پھرتے اور متحرک مدرسہ تھے جہاں جاتے جس شہر میں وارد ہوتے وہاں آپ بولتے جاتے اور لوگ لکھتے جاتے اور آپ کے زمانے ہی میں آپ کی کتابوں کی نقلیں لوگ کرنے لگے چنانچہ شریف نعمت نے آپ کی دو سو پینتالیس (۲۴۵) کتابیں نقل کرالیں مگر افسوس ان کے علمی خزانوں میں سے اب صرف چند ہم لوگوں کے پاس موجود ہیں جو ان کے علم اور ان کی عظمت کی سچی دلیلیں ہیں اور ان میں سے بھی چند طبع ہوئی ہیں اور اکثر غیر مطبوع اور قلمی ہیں۔ نجاشی و شیخ طوسی نے اپنی کتاب رجال میں علامہ حلی نے خلاصۃ الاقوال میں ابن شہر آشوب نے معالم العلماء میں محدث نوری نے مستدرک میں اور طہرانی نے اپنی کتاب الذریعہ میں شیخ صدوق علیہ الرحمہ کی ایک سو ننانوے (۱۹۹) کتابوں کا ذکر کیا ہے۔

تلامذہ

اگر ہم ان تمام لوگوں کو تلاش کرنا چاہیں کہ جنہوں نے شیخ صدوق علیہ الرحمہ سے روایت کی ہے کہ اور ان سے علم حاصل کیا ہے تو بحث بہت طویل ہو جائے گی اور اس کے لئے ایک بڑا وقت درکار ہو گا خصوصاً جبکہ ارباب معاجم کے بیان کے مطابق ہم جانتے ہیں کہ جب وہ ابھی کمسن ہی تھے کہ بڑے بڑے شیوخ اصحاب نے ان سے احادیث سننا شروع کر دیا تھا اور جب کہ ہم کو معلوم ہے کہ انہوں نے علمی مراکز کے بہت سے سفر کئے اور اس میں وہ خود حدیثیں سناتے بھی رہے اور سنتے بھی رہے لوگوں کو علم دیتے بھی رہے اور علم لیتے بھی رہے۔ نیز ہم یہ جانتے ہیں کہ انہوں نے ستر (۷۰) سال سے کچھ زیادہ عمر پائی جسے انہوں نے علمی جہاد میں صرف کر دیا اسی اثنا میں وہ کتابیں بھی تصنیف کرتے رہے اور شیوخ کی مجلسوں میں بھی شریک رہے اصول حدیث کو بھی جمع کرتے رہے اور دینی احکام کی نشر واشاعت بھی کرتے رہے۔ یہ سب دیکھنے کے بعد ہم اس نتیجے پر پہنچے کہ یہ ممکن نہیں کہ ان تمام لوگوں کی فہرست پیش کریں کہ جنہوں نے شیخ صدوق علیہ الرحمہ سے کچھ اکتساب کیا ہے اور ہم پر کیا موقوف ان کی سوانح حیات لکھنے والوں میں سے کسی نے بھی ان کے چند مشہور تلامذہ کے سوا جن کے نام زبان زد خلائق ہیں اور ان کی تعداد تقریباً بیس تک پہنچی ہے اور کسی کی نشاندہی نہیں کی ہے۔

یہ سب میں نے شیخ صدوق کی کتاب من لا یحضرہ الفقیہ کی جلد اول کے مقدمہ سے لیا ہے جس کو افاضل نجف کے بعض محققین نے تحریر کیا ہے اور جو ۱۳۷۷ھ میں نجف کے اندر طبع ہوئی ہے۔

شیخ صدوق علیہ الرحمہ کی سب سے مشہور کتاب من لا یحضرہ الفقیہ ہے اس کا شمار شیعوں کی کتب اربعہ میں ہوتا ہے اور یہ کتب اربعہ وہ ہیں کہ احکام شرعیہ کے اخذ کرنے میں شیعوں کا اس پر دارومدار ہے نو سو سال (۹۰۰) سے زیادہ عرصہ گزر گیا کہ فقہاء وغیر فقہاء میں یہ مقبول ہے اور اتنی معتبر اور قابل اعتنا ہے کہ معدودے چند کے سوا اس پر آج تک کوئی اعتراض نہ کر سکا اب اس سے بڑھ کر اس کی اہمیت کی اور کیا دلیل ہو سکتی ہے۔

وہ امر جو شیخ صدوق علیہ الرحمہ کے لئے اس کتاب من لا یحضرہ الفقیہ کی تالیف سبب بنا تو آپ نے اس کے مقدمہ میں اس طرح بیان کیا ہے "جب مقدر مجھ کو بلاد غربیہ کی طرف لے گیا اور میں ایلاق کے قصبہ بلخ میں پہنچا تو شریف الدین بن ابی عبداللہ المعروف نعمت جن کا اصلی نام محمد بن حسن بن اسحاق بن حسین بن اسحاق بن موسیٰ بن جعفر بن محمد بن علی بن حسین بن علی بن ابی طالب علیہ السلام سے ملاقات ہوئی ان کے ساتھ نشست و برخواست میں مسرت اور خوشدلی محسوس کرتا رہا وہ بڑے خوش اخلاق نیک باوقار و دیانتدار و پرہیزگار شخص ہیں انہوں نے ایک مرتبہ محمد بن ذکریا رازی اور اس کی کتاب من لا یحضرہ الطبیب کا ذکر کیا اور مجھ سے فرمائش کی کہ میں بھی ان کے لئے اسی کے طرز پر ایک کتاب من لا یحضرہ الفقیہ تالیف کر دوں جو مسائل حلال و حرام و شرائع واحکام کی جامع ہو اپنی تصنیف کردہ دو سو پینتالیس کتابوں

کی نقل کی اجازت بھی دے دوں چونکہ میں نے ان کو اس کا اہل پایا اسے قبول کر لیا اور ان کے لئے یہ کتاب من لا یحضرہ الفقیہ تالیف کر دی اور اس میں حذف اسناد کے ساتھ وہی احادیث رکھی ہیں جس پر میں فتویٰ دیتا ہوں میرے نزدیک صحیح ہیں اور میرا اعتقاد ہے کہ ہمارے اور اللہ کے درمیان حجت ہیں۔ اور اس میں جو کچھ ہے وہ کتب مشہور معتبرہ سے ماخوذ ہے جیسے حریز بن عبداللہ بجستانی کی کتاب اور عبیداللہ بن علی حلبی کی کتاب اور علی بن مہزیار اہوازی کی کتابیں اور حسین بن سعید کی کتابیں اور نوادر احمد بن محمد بن عیسیٰ اور کتاب نوادر حکمہ مصنفہ محمد بن احمد بن یحییٰ بن عمران اشعری اور سعد بن عبداللہ کی کتاب الرحمۃ اور ہمارے شیخ محمد بن حسن بن ولید رضی اللہ عنہ کی کتاب جامع اور نوادر محمد بن ابی عمیر اور احمد بن ابی عبداللہ برقی کی کتاب المحاسن اور اپنے والد رحمہ اللہ کی کتاب الرسالہ وغیرہ اور اس میں بڑی جد و جہد سے کام لیا؟

اس کتاب کے متعلق حجۃ الاسلام سید بحر العلوم رحمہ اللہ فوائد رجالیہ میں تحریر فرماتے ہیں کہ کتاب من لا یحضرہ الفقیہ کتب اربعہ میں سے ایک ہے اور اس کا مشہور و معتبر ہونا اسی طرح روشن ہے جیسے آفتاب نصف النہار اس کی احادیث بلا توقف و بلا اختلاف کتاب صحاح میں موجود ہیں یہاں تک کہ فاضل محقق شیخ حسن ابن شہید ثانی رحمہ اللہ جن کو حدیث کو صحیح سمجھنے کے طریقہ کا پورا علم ہے انہوں نے بھی اس کتاب میں مندرج احادیث کو اپنے نزدیک اور کل کے نزدیک صحیح شمار کیا ہے اور ان کے شاگرد جلیل القدر شیخ عبداللطیف ابن ابی جامع اپنی کتاب رجال میں تحریر کرتے ہیں کہ میں نے انکی زبان سے بالمشافہ سنا وہ فرماتے تھے کہ ہر وہ شخص جو یہ کہتا ہے کہ اس کتاب میں جو حدیثیں مندرج ہیں وہ صحیح ہیں تو وہ شاہد عادل سمجھا جائے گا ناقل نہیں سمجھا جائے گا۔

اس کے بعد علامہ سید بحر العلوم قدس سرہ فرماتے ہیں کہ ہمارے اصحاب میں سے جو لوگ من لا یحضرہ الفقیہ کی احادیث کو دیگر کتب اربعہ کی احادیث پر ترجیح دیتے ہیں اس کی وجہ یہ ہے کہ شیخ صدوق بہت صاحب حافظہ تھے۔ بہترین طور پر یاد رکھتے تھے اور روایت کرنے پر پورے ثابت قدم رہتے تھے اور یہ کتاب کافی کے بعد تصنیف ہوئی ہے اس لئے اس میں جو احادیث لکھی گئی ہیں صحت کی پوری ضمانت اور ذمہ داری سے لکھی گئی ہیں اس میں یہ نہیں کیا ہے کہ اور مصنفین کی طرح روایات میں جو کچھ آیا وہ سب لکھ دیں بلکہ وہی حدیثیں درج کی ہیں جن پر وہ فتویٰ دیتے اس کو صحیح سمجھتے اور اللہ اور اپنے درمیان اس کو حجت سمجھتے تھے اور اسی بنا پر کہا گیا ہے کہ شیخ صدوق کی مرسل احادیث جو من لا یحضرہ الفقیہ میں درج ہیں وہ حجت و اعتبار میں ابن ابی عمیر کی مرسل حدیثوں کے مانند ہیں۔ اور یہی وہ خصوصیت ہے جو اس کتاب کے سوا دیگر اصحاب کی کتابوں میں نہیں پائی جاتی۔ علاوہ بریں شہید ثانی علیہ الرحمہ نے اپنی کتاب شرح داریت الحدیث میں تحریر فرمایا کہ شیخ محمد بن یعقوب کلینی سے لے کر آج تک ہمارے جتنے بھی مشائخ گزرے ہیں ان میں سے کسی ایک کو بھی اس کی ضرورت نہیں کہ ان کی عدالت کے لئے کوئی تنصیص و تنبیہ پیش کی جائے اس لئے کہ ان لوگوں میں ثقافت، احتیاط، زہد و تقویٰ اس قدر تھا جو عدالت سے بھی بڑھا ہوا تھا اور یہ ہر زمانہ میں مشہور تھا اور غالباً یہی وجہ ہے کہ

متاخرین علماء رجال ان عظیم المشائخ میں سے اکثر کے لئے جیسے شیخ صدوق، سید مرتضیٰ، ابن براج وغیرہ ان کے ثقہ و عادل ہونے کے لئے کسی تنصیص کی ضرورت نہیں سمجھتے اس لئے کہ ان کا حال سب کو معلوم ہے اور ان کا تزکیہ و تقویٰ کسی کے نص کرنے پر منحصر نہیں اور عام طور پر معروف و مشہور ہے اور وہ علماء فن جو ان لوگوں کے زمانے میں موجود نہ تھے انہوں نے بھی اپنے سابقہ علماء کی توثیق پر اعتماد کیا ہے۔

نیز علامہ خبیر محقق شیخ بہاء الدین عاملی رحمہ اللہ نے اپنی کتاب شرح من لایحضرہ الفقیہ میں تحریر فرمایا ہے کہ اس کتاب میں ایک تہائی سے زیادہ احادیث (بغیر اسناد کے) مرسل درج ہیں اس کی صحت کا انہیں اس قدر یقین ہے انہیں پر اپنے فتووں کا مدار رکھتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ یہ احادیث ہمارے اور اللہ تعالیٰ کے درمیان حجت ہیں اور اصولین کی ایک جماعت نے یہاں تک کہدیا ہے کہ شخص عادل کی مرسل حدیث کو ترجیح دی جائے گی۔ اس لئے کہ اس کو حدیث کے مضمون پر یقین ہے اس شخص کی حدیث پر جس کا عدل ثابت نہ ہو اور اسناد کے ساتھ حدیث پیش کریں یعنی ایک عادل کا یہ کہنا ہے کہ "قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم کذا" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ ارشاد فرمایا اس کو ترجیح ہوگی اس پر جو یہ کہے کہ "حدثنی فلاں عن فلاں انہ قال رسول اللہ علیہ و آلہ و سلم کذا" بیان کیا مجھ فلاں نے روایت کرتے ہوئے فلاں سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ ارشاد فرمایا۔

اور ہمارے اصحاب رضوان اللہ علیہم نے شیخ صدوق کی مرسل احادیث کو ابن ابی عمیر کی مرسل احادیث کے برابر مستند و معتمد سمجھا ہے اس لئے کہ ان سب کو معلوم ہے کہ شیخ صدوق علیہ الرحمہ کی یہ عادت ہے کہ وہ کسی ثقہ کی روایت ہی کو مرسل کرلیتے اور اس کی اسناد کو حذف کرلیتے ہیں جیسے ابن ابی عمیر۔

اور محقق سید داماد رحمہ اللہ اپنی کتاب الرواشح سماویہ میں تحریر فرماتے ہیں کہ اگر حدیث کو مرسل کرنے والے کے نزدیک درمیان کے تمام راوی عادل نہ ہوں تو اس کے لئے یہ درست نہیں کہ وہ حدیث کو امام کی طرف سے منسوب کرے حدیث مرسل وہی ہے کہ جب ارسال کرنے والا یہ یقین رکھتا ہو کہ اس کے درمیان تمام راوی مستند و عادل ہیں اور وہ ان کا ذکر نہ کرے اور راست کہے کہ قال النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یا کہے کہ قال الامام علیہ السلام اس لئے کہ اس کو یقین ہے کہ یہ حدیث معصوم علیہ السلام سے صادر ہوئی ہے جیسا کہ شیخ صدوق علیہ الرحمہ نے اپنی کتاب من لا یحضرہ الفقیہ میں یہی کیا ہے کہ اور کہا قال الامام علیہ السلام اور محقق شیخ سلمان بحرانی نے اپنی کتاب البلغہ کے اندر اپنی گفتگو کے درمیان من لایحضرہ الفقیہ کی روایات کے معتبر ہونے کے متعلق فرمایا ہے کہ میں نے اکثر اصحاب کو دیکھا ہے کہ وہ شیخ صدوق علیہ الرحمہ کی مرسل احادیث کو صحیح کہتے ہیں اور ان کے مراسیل ابن ابی عمیر کے مراسیل سے کم معتبر نہیں ہیں جیسا کہ علامہ حلی علیہ الرحمہ نے اپنی کتاب المختلف میں اور شہید علیہ الرحمہ نے شرح ارشاد میں سید محقق داماد کی بھی یہی رائے ہے۔

شیخ صدوق علیہ الرحمہ کے خاندان کے علماء

علم رجال کی کتابوں اور علماء کی تاریخ دیکھنے سے پتہ چلتا ہے کہ بنی بابویہ کے خاندان کو گروہ علماء مشائخ میں بر فضل و شرف کا حامل سمجھا جاتا تھا اس لئے کہ ان میں بہت سے علماء اور محدثین اور گروہ امامیہ کے بڑے بڑے فقہا پیدا ہوئے جنہوں نے دین کی خدمت کی اور اپنی تالیفات اور مرویات کے ذریعہ اہل بیت علیہم السلام کے آثار کی حفاظت میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا چنانچہ میرزا عبداللہ آفندی اپنی کتاب ریاض العلماء میں تحریر فرماتے ہیں کہ وہ یعنی حسین بن علی بابویہ اور ان کے بھائی اور ان کے صاحبزادے اور نواسے اور پوتے شیخ منتخب الدین صاحب فہرست کے زمانہ میں یہاں تشریف لائے جو سب کے سب اکابر علماء میں سے تھے مگر اس کے بعد شیخ منتخب الدین یہ نہیں لکھتے کہ ان کے حالات کیا تھے اور خود شیخ منتخب الدین علیہ الرحمہ ان کے نواسوں میں سے تھے اور شیخ صدوق علیہ الرحمہ کا سلسلہ تو بظاہر سوائے ان کے فرزند کے اور کوئی عالم نہیں ہوا اور شیخ محقق سلیمانی بحرانی نے بابویہ کی اولاد کی تعداد پر ایک رسالہ تصنیف کر دیا ہے اور اسی سے حائری نے اپنی کتاب منہج المقال میں بہت کچھ نقل کیا ہے مگر مجھ کو وہ رسالہ دستیاب نہ ہو سکا۔ بس ان میں سے چند کے اسمائے گرامی معلوم ہو سکے جو حقیقت میں گروہ شیعہ کے لئے باعث افتخار ہیں اور آسمان علم کے درخشاں ستارے ہیں۔

والد بزرگوار

اس کے بعد ان فاضل موصوف نے ان میں سے انیس (۱۹) علماء کے نام تحریر کئے ہیں اور ان میں سے ایک حسن ابو علی بن حسین بن موسیٰ بن بابویہ ہیں اور وہ صدوق اول سے ملقب ہوئے اور ان دونوں کو ملا کر "صدوقان" کہتے ہیں۔

اور شہید ثانی علیہ الرحمہ کے پوتے شیخ علی کا قول تھا کہ جب میں صدوقان (دونوں صدوق) کہوں تو اس سے میری مراد دونوں بھائی ہوا کرتے ہیں یعنی محمد اور حسین یہاں تک کہ انہوں نے شہید ثانی کو خواب میں دیکھا آپ نے فرمایا کہ اے فرزند صدوقان (دونوں صدوق) سے مراد محمد اور ان کے والد ہیں نجاشی نے اپنی فہرست ص ۱۸۴ میں ان کے حالات تحریر کئے ہیں۔ وہ لکھتے ہیں کہ علی ابن الحسین بن موسیٰ بن بابویہ قمی ابو الحسن اپنی عمر بھر قمیین کے شیخ ان کے فقیہ اور ان کے سردار رہے یہ عراق گئے اور ابو القاسم بن روح رحمہ اللہ سے ملے ان سے مسائل دریافت کئے وغیرہ وغیرہ جس کا ذکر میں پہلے کر چکا ہوں۔

اور ابن ندیم نے اپنی کتاب الفہرست ہیں صفحہ ۲۷۷ پر تحریر کیا ہے کہ ابن بابویہ اور ان کا نام علی ابن الحسین بن موسیٰ بن بابویہ قمی ہے شیعوں کے فقہاء اور ثقات میں سے ہیں۔

اور شیخ طوسی نے اپنی دونوں کتابوں میں یعنی فہرست و رجال میں ان کے حالات تحریر کئے ہیں اور علامہ حلی علیہ الرحمہ

نے اپنی کتاب خلاصۃ الاقوال میں ان کا ذکر فرمایا ہے بلکہ تمام ارباب تراجم نے اپنی اپنی کتابوں میں ان کا تذکرہ کیا ہے اور تمام علماء نے اپنے اجازوں میں ان کا نام پیش کیا ہے اور بے حد تعریف کی ہے اور ان کے حالات کا مختصر ذکر ہم اس مقدمہ کے ابتدائی صفحات میں بھی کر چکے ہیں اور یہ کہ اپنے گروہ میں ان کو کتنا بلند مقام حاصل تھا اور ان کے شرف کے لئے تو ان کے نام حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کا وہ مکتوب گرامی ہی کافی ہے جس میں آپ نے ان کو یا شیخی، معتمدی، فقیہی (اے میرے شیخ اے میرے معتمد اور اے میرے فقیہ) سے خطاب کیا ہے۔

یہی پہلے وہ شخص تھے جنہوں نے اپنے فرزند کے لئے ایک رسالہ لکھا اس میں سارے اسناد کو ترک کر کے حدیث کے قریب ترین راوی کو لیا اور ان کے بعد جتنے لوگ بھی آئے انہوں نے اس طرز کو بہت پسند کیا اور مسائل میں ان احادیث کی طرف رجوع کیا ان کو علم ودین میں ایک اعلیٰ مقام حاصل ہے۔

اساتذہ

آپ کو متعدد مشائخ واساتذہ فقہ وحدیث سے شرف تلمذ حاصل رہا اور ان سے احادیث کی روایت کی جن کے اسمائے گرامی کتاب معانی الاخبار کے مقدمہ میں موجود ہیں جس کی تعداد ۲۷ عدد ہے تفصیل کے لئے اسے دیکھیے۔

تلامذہ

اور جن لوگوں نے آپ سے شرف تلمذ حاصل کیا اور آپ سے روایتیں لیں وہ مشائخ کی ایک جماعت ہے اور اسی مقدمہ میں ان کے نام مذکور ہیں ان کی تعداد دس (۱۰) ہے اگر ضرورت ہو تو اس مقدمہ کی طرف رجوع کیجئے۔

تعداد تصانیف

آپ کی تالیفات کے متعلق ہم فہرس ابن ندیم میں یہ عبارت پڑھتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ میں نے کسی کتاب کی ایک جلد کی پشت پر ان کے فرزند محمد بن علی کے ہاتھ کی لکھی یہ تحریر پڑھی کہ "میں نے فلاں بن فلاں کو اپنے والد بزرگوار کی کتابوں کے لئے اجازت دی وہ دو سو کتابیں ہیں اور اپنی کتابوں کو جو اٹھارہ ہیں" آپ نے جیسا کہ دیکھ لیا کہ وہ دو سو کتابیں ہیں مگر ابن ندیم نے ان کتابوں کے نام تحریر نہیں کئے اور نجاشی اور شیخ طوسی دونوں نے اپنی فہرست میں تقریباً بیس (۲۰) کتابیں لکھیں ہیں اور افسوس ہے کہ انکی بہت سی کتابیں ضائع ہو گئیں اور ان میں سے کوئی چیز بھی ہم لوگوں کو نہیں ملی۔

اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو اپنی جوار رحمت میں رکھے وہ ۲۴۰ھ کے حدود میں پیدا ہوئے اور اپنے وطن قم میں واپس آنے کے بعد ۳۲۹ھ میں وفات پائی۔ اور یہی وہ سال ہے جس میں بہت سے سارے ٹوٹے ان کی قبر بہت مشہور ہے اس پر ایک عالیشان قبہ بنا ہوا ہے اللہ کے صالح بندے ان کی قبر کی زیارت کرتے اور اس سے برکت حاصل کرتے ہیں۔

کا شمار مشہور محدثین میں ہے ان کی کتاب فہرست بے حد مشہور ہے یہ حسین بن علی بن بابویہ کی اولاد میں سے ہیں اور شیخ صدوق علیہ الرحمہ ان کے بڑے چچا ہیں۔

ان کی بہت سی مولفات (کتابیں) ہیں ان میں سے ایک کتاب الاربعین من الاربعین (چالیس احادیث چالیس راویوں سے) فضائل امیرالمومنین میں ہے جو قلمی ہے۔ اور ایک کتاب فہرست ہے جو طبع ہو چکی ہے جس کا ذکر چند سطر پہلے کر چکا ہوں وہ دراصل شیخ طوسی علیہ الرحمہ کی کتاب الفہرست کا تکملہ اور تتمہ ہے اور شیخ حر عاملی نے اپنی کتاب امل الامل میں جو طبع ہو چکی ہے دیگر تراجم کے ساتھ ملا کر جدا کر دیا اور اس میں تمام اجازات سے استفادہ کیا ہے جیسا کہ انہوں نے اپنے مقدمہ میں اس کا ذکر کیا ہے اور شیخ منتخب الدین کا رسالہ مواسعت (کشادگی) کے موضوع پر ہے جس کا نام انہوں نے "العصرہ" رکھا ہے جو ابھی غیر مطبوع ہے وہ بہت سے مشائخ سے روایت کرتے ہیں اور صاحب مقدمہ نے ان میں سے تیرہ (۱۳) نام لکھے ہیں جن میں ان کے والد عبیداللہ کا نام بھی ہے اور متاخرین سوانح نگاروں نے ان کے حالات زندگی لکھے ہیں اور بہت تعریفیں کی ہیں ان کی ولادت ۵۰۴ھ میں ہوئی اور وفات ۵۸۵ھ کے بعد ہوئی۔

وفات

شیخ صدوق الرحمہ کی وفات شہر رے کے اندر ۳۸۱ھ میں ہوئی انکی قبر شہر رے میں سید عبدالعظیم حسنی رضی اللہ عنہ کی قبر کے قریب ایک قطعہ زمین میں ہے جو آپ کو قبر کی وجہ سے زیارت گاہ بن گئی ہے لوگ یہاں زیارت کے لئے آتے ہیں اور اس سے برکتیں حاصل کرتے ہیں اور اس بقعہ مقدسہ کا نام بستان طغرلیہ ہے اس کا یہ نام اس لئے پڑ گیا کہ یہ طغرل بیگ سلجوقی کی قبر کے برج کے قریب واقع ہے۔ آپ کی وفات کے بعد لوگوں میں مشہور ہو گیا کہ یہاں سے کرامتیں ظاہر ہوتی ہیں اس لئے سلطان فتح علی شاہ قاچاری نے ۱۲۳۸ھ میں آپ کی روضہ کی جدید تعمیر کرا دی۔ان کرامتوں کا ذکر کتاب و روضات الجنات خوانساری میں صفحہ ۵۵۹ طبع ایران ۱۳۰۶ھ میں ہے اور سید ناسید حسن صدر کاظمی رحمہ اللہ نے اپنی کتاب نہایۃ الدرایہ میں بھی اس کا تذکرہ کیا ہے اور تنکابنی نے قصص العلماء میں محمد ہاشم خراسانی نے منتخب التواریخ میں، شیخ عباسی قمی نے فوائد رضویہ میں اور ان کے علاوہ بہت سے لوگوں نے وہاں کی کرامتیں لکھی ہیں۔

قبر شریف

آپ کی قبر شریف کا آج بھی ان چند عظیم روضوں میں شمار ہوتا ہے جہاں شیعہ زائرین حصول برکت کے لئے تمام اقطار و امصار سے پہنچتے ہیں اور اپنی اموات کو وہاں دفن کرتے ہیں روضہ کے صحن میں بہت سے علماء اور اہل فضل وایمان کی قبریں ہیں اب ہم یہاں شیخ صدوق علیہ الرحمہ کے سوانح حیات کو ختم کرتے ہیں اور اس میں سے بہت کچھ ہم نے کتاب دلیل القضاء الشرعی جلد ۳ صفحہ ۲۵ تا صفحہ ۱۷۶ سے لیا ہے اور اس کے ساتھ اضافے کئے ہیں۔

محمد صادق بحرالعلوم
نجف اشرف

شیخ صدوق کے بھائی حسین رحمۃ اللہ

نجاشی نے اپنی کتاب الفہرست میں ان کے حالات تحریر کئے ہیں اور کہا ہے کہ حسین بن علی بن حسین بن موسیٰ ابن بابویہ قمی ابو عبداللہ ثقہ ہیں انہوں نے اپنے پدر بزرگوار سے روایت کی ہے اور اجازہ روایت کی ہے ان کی متعدد کتابیں ہیں ان میں ایک کتاب التوحید و نفی التشبہ اور ایک عملیہ ہے جو صاحب ابی القاسم ابن عباد کے لئے تحریر کیا مجھ کو اس کے متعلق حسین بن عبیداللہ نے بتایا۔

اور شیخ طوسی رحمہ اللہ نے ان کا ذکر اپنی کتاب الغیبتہ میں ۲۰۱ پر کیا ہے اور جس کو نقل کیا ہے ابن حجر نے اپنی کتاب لسان المیزان جلد ۲، ص ۳۰۶ میں اور ان کے حالات نقل کئے ہیں فہرست نجاشی سے مگر نجاشی کی عبارت سے لسان المیزان کی عبارت مختلف ہے اسے دیکھیں۔

آپ چند مشائخ سے روایت کرتے ہیں جن میں ایک تو ان کے والد ابوالحسن ابن بابویہ ہیں دوسرے ان کے بھائی ابو جعفر ابن بابویہ اور ابو جعفر محمد بن علی الاسود اور علی بن احمد بن عمران الصفار اور حسین بن احمد بن ادریس ہیں اور خود ان سے روایت کرتے ہیں شیخ ابو علی حسین بن محمد بن حسن شیبانی صاحب تاریخ قم و سید مرتضیٰ علم الہدیٰ و علی بن حسین بن موسیٰ و حسین بن احمد بن ہیثم عجلی اور احمد بن محمد بن نوح ابوالعباس سیرانی کہتے ہیں کہ آپ ہم لوگوں کے پاس بصرہ کے اندر ماہ ربیع الاول ۳۰۰ھ میں تشریف لائے اور روایت کی ہے کہ ان سے شیخ طوسی رحمہ اللہ نے ایک جماعت کے توسط سے جیسا کہ آپ نے اس کا ذکر اپنی کتاب الغیبتہ کے ص ۲۰۹، ۲۶۳ اور ۲۶۸ پر کیا ہے۔

شیخ صدوق کے دوسرے بھائی حسن رحمہ اللہ

ابن سورہ کے حوالے سے ان کا مختصر سا ذکر اس مقدمہ کے پچھلے صفحات میں گزر چکا کہ وہ عبادت اور زہد میں مشغول رہا کرتے تھے اور لوگوں سے اختلاط کم رکھتے وہ فقیہ نہیں تھے۔

مگر دونوں کتابوں پر مقدمہ لکھنے والوں نے ان کے قریبی رشتے داروں کے نام بڑی تلاش و جستجو کے بعد سترہ (۱۷) لکھے ہیں اور ان کے اقربا میں شیخ منتخب الدین ابوالحسن علی بن عبیداللہ بن حسن (حسکا) بن حسین بن حسن بن حسین بن علی بن حسین بن موسیٰ بن بابویہ قمی کو بھی شمار کیا ہے یہ ایک مرد فاضل و محدث و حافظ تھے۔ اور مشہور ثقات اور محدثین میں سے تھے انہوں نے ایک کتاب الفہرست لکھی ہے جو ایران میں بحارالانوار کے آخری جز میں طبع ہو چکی ہے۔ شیخ منتخب الدین نے اپنے آباء و اقارب و اسلاف سے بہت زیادہ روایتیں کی ہیں اور کئی کئی طریقوں سے کی ہیں۔ چنانچہ وہ اپنے چچازاد بھائی شیخ بابویہ بن سعد سے بھی روایت کرتے ہیں۔

اور علامہ مجلسی ثانی نے اپنی کتاب بحارالانوار کے مقدمہ میں ان کی بے حد تعریف کی وہ کہتے ہیں کہ شیخ منتخب الدین

یا محمد
یا علی
یا فاطمہ
یا حسن
یا حسین
سورۃ الفاتحہ
یا صاحب الزمان ادرکنی
علیہ السلام
اللھم صل علی محمد وآل محمد

باب پانی اوراس کی طہارت و نجاست

شیخ سعید فقیہ ابو جعفر محمد بن علی بن حسین بن موسیٰ بن بابویہ قمی مصنف کتاب ہذا رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے " و انزلنا من السماء ماۤءً طھورا " (ہم نے آسمان سے پاک و پاکیزہ پانی نازل کیا) (سورہ الفرقان آیت نمبر ۴۸) نیز ارشاد باری تعالیٰ ہے " و انزلنا من السماء بقدر فاسکنّہ فی الارض و انّا علی ذھابٌ بہ لقادرون. (اور ہم نے ہی آسمان سے ایک اندازے کے ساتھ پانی برسایا پھر اسکو زمین میں ٹھہرائے رکھا اور ہم یقیناً اسکو غائب کر دینے پر قابو رکھتے ہیں) (سورہ مومنون آیت نمبر ۱۸) نیز اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے ینزل علیکم من السماۤء ماء لیطھرکم بہ (تم پر آسمان سے پانی برساتا رہا تاکہ اس سے تمہیں پاک و پاکیزہ کردے) (سورہ انفال آیت نمبر ۱۱) اس سے معلوم ہوا کہ دراصل سارا پانی آسمان سے نازل ہوتا ہے اور وہ سب کا سب پاک و پاکیزہ ہے اور دریا کا پانی پاک ہے اور کنوئیں کا پانی بھی پاک ہے۔

(۱) حضرت امام جعفر صادق بن محمد علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ ہر پانی پاک و طاہر ہے جبتک کہ تم یہ نہ جان لو کہ وہ نجس ہو گیا ہے۔

(۲) نیز آپؑ نے ارشاد فرمایا کہ پانی دوسری چیز کو پاک کرتا ہے اور کسی دوسری چیز سے پاک نہیں کیا جاتا۔ لہذا جب تم پانی پاؤ اور تمہیں اس میں کسی نجاست کا علم نہ ہو تو اس سے وضو کرلو (اور پینا چاہو تو) اسے پیو، اگر تم کو اس میں کوئی ایسی چیز ملے جس نے اس کو نجس کر دیا ہے تو نہ اس سے وضو کرو اور نہ اس کو پیو لیکن حالت اضطرار اور مجبوری میں اسے پی سکتے ہو مگر وضو نہیں کرسکتے بلکہ (وضو کے بدلے) تیمم کروگے ہاں اگر وہ پانی ایک کُر سے زیادہ ہے تو تم اس سے وضو بھی کرسکتے ہو اور اس میں سے پی بھی سکتے ہو خواہ اس میں کوئی (نجس) چیز پڑی ہو یا نہ پڑی ہو۔ جبتک کہ اس چیز کے پڑنے سے پانی کی بو نہ بدل جائے اگر پانی کی بو بدل گئی ہے تو نہ اس میں سے پیو اور نہ اس سے وضو کرو اور ایک کُر پیمائش میں تین بالشت لمبائی تین بالشت چوڑائی اور تین بالشت گہرائی ہے اور وزن میں ایک ہزار دو سو رطل مدنی (۳۷۷ کلو گرام) ہے۔

(۳) اور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ جب پانی دو قلہ کی مقدار میں ہو تو اسکو کوئی شے نجس نہیں کرتی اور دو قلہ یعنی دو بڑے مٹکے (جو دونوں مل کر ایک کُر کے برابر ہو جائیں)

اور وہ پانی جس کو آفتاب نے گرم کر دیا ہو اس سے نہ تم وضو کرو نہ غسل جنابت کرو اور نہ آٹا گوندھو اس لئے کہ یہ مرض برص پیدا کرتا ہے۔

اور اگر کوئی شخص آگ سے گرم کئے ہوئے پانی سے وضو کرے تو کوئی حرج نہیں۔ اور پانی کو فاسد و نجس صرف وہی چیز کرتی ہے جو بہتا ہوا خون رکھتی ہو اور ہر وہ شے جس میں خون نہ ہو پانی میں گر جائے وہ مرے یا نہ مرے اس پانی کے استعمال میں اور اس سے وضو کرنے میں کوئی حرج نہیں۔

اور اگر تمہارے پاس دو برتنوں میں پانی ہو اور ایک میں کوئی ایسی چیز گر جائے جو پانی کو نجس کر دیتی ہے اور تمہیں نہ معلوم کہ وہ ان دونوں میں سے کس برتن میں گری ہے تو ان دونوں کے پانی کو بہا دو اور تیمم کرلو۔ اور اگر دو پرنالے بہہ رہے ہیں ایک سے پیشاب بہہ رہا ہے اور ایک سے پانی بہہ رہا ہے تو پھر دونوں آپس میں مخلوط ہو کر بہہ رہے ہیں اور اس سے تمہارے کپڑے آلودہ ہو جائیں تو کوئی حرج نہیں۔

(۴) ہشام بن سالم نے ایک مرتبہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک ایسی چھت کے متعلق سوال کیا جس پر پیشاب کیا جاتا ہے چنانچہ آسمان سے پانی برسا اور چھت ٹپکنے لگی جس سے کپڑے آلودہ ہو گئے؟ آپ نے فرمایا اگر پانی اس پر زیادہ برس گیا ہے تو کوئی حرج نہیں۔

(۵) نیز آں جنابؑ سے بارش کی اس کیچڑ کے متعلق دریافت کیا گیا جس میں پیشاب، پاخانہ اور خون سب کچھ ہے اور اس سے کپڑا آلودہ ہو گیا؟ آپ نے فرمایا بارش کی کیچڑ نجس نہیں کرتی۔

(۶) ایک مرتبہ علی بن جعفر نے اپنے بھائی حضرت امام موسیٰ بن جعفر علیہ السلام سے اس گھر کے متعلق دریافت کیا جس کی پشت پر پیشاب کیا جاتا ہے اور غسل جنابت کیا جاتا ہے اور اس پر بارش ہوئی تو کیا اس کا پانی لیکر نماز کیلئے وضو کیا جاسکتا ہے؟ آپ نے فرمایا اگر بارش کا پانی جاری ہو جائے تو کوئی حرج نہیں ہے۔

(۷) نیز انہوں نے آنجنابؑ سے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا جو بارش کے پانی سے گزر رہا ہے اور اس پانی میں شراب بھی ہے ایسے پانی سے اس کے کپڑے آلودہ ہو گئے کیا وہ شخص اپنے کپڑے کو دھونے سے پہلے اس کپڑے میں نماز پڑھے؟ آپ نے فرمایا وہ شخص نہ اپنے کپڑے دھوئے اور نہ پاؤں دھوئے اسی میں نماز پڑھے اس میں کوئی حرج نہیں۔

(۸) ایک مرتبہ عمار ساباطی نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے قئے کے متعلق سوال کیا کہ جس سے کپڑا آلودہ ہو گیا تو کیا اسے نہ دھوئے؟ آپ نے فرمایا (اگر نہ دھوئے تو) کوئی حرج نہیں۔

(۹) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہر وہ جانور جو جگالی کرتا ہے اس کا جھوٹا اور اس کا لعاب دہن حلال ہے

(۱۰) ایک مرتبہ دیہات سے کچھ لوگ آنحضرت کی خدمت میں آئے اور عرض کیا یا رسول اللہ ہمارے پانی کے حوض پر پانی پینے کیلئے درندے کتے اور دیگر جانور سب ہی آتے ہیں؟ آپ نے فرمایا جو پانی انہوں نے اپنے منہ سے لے لیا ہے وہی انکا ہے بقیہ تم سب لوگوں کا ہے اور اگر پانی میں سے کوئی چوپایہ یا گدھا یا خچر یا بکری یا کوئی گائے پانی پی لے تو اس کے استعمال میں، اس سے وضو کرنے میں کوئی حرج نہیں اور اگر پانی کے برتن میں چھپکلی گرجائے تو اس سارے پانی کو بہادو اور اگر اسی پانی میں کتے کا تھوک پڑگیا ہے یا اس نے اس میں سے پانی پی لیا ہے تو اس برتن کا سارا پانی بہا دیا جائے اور اس برتن کو تین مرتبہ دھویا جائے ایک مرتبہ مٹی سے مانجھ کر اور دو مرتبہ صرف پانی سے پھر اس برتن کو خشک کرلیا جائے۔ اور وہ پانی کہ جس میں سے بلی نے پیا ہو اس سے نہ وضو کرنے میں کوئی حرج ہے اور نہ اس کے پینے میں کوئی حرج ہے۔

(۱۱) اور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا ہے کہ میں نہ اس چیز کے کھانے سے منع کرتا ہوں جس میں سے بلّی نے کھایا ہو اور نہ اس مشروب کے پینے سے منع کرتا ہوں جس میں سے بلّی نے پیا ہو۔

اور یہودی و نصرانی ولدالزنا و مشرک اور ہر مخالف اسلام کے جھوٹے پانی سے وضو کرنا جائز نہیں اور ان سب سے زیادہ شدید ناصبی (دشمن اہلبیت) کا جھوٹا ہے۔ حمام کا پانی آب جاری کے حکم میں ہے جب کہ اس کا کوئی ذخیرہ ہو۔

(۱۲) نیز حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے اس پانی کے متعلق جس میں چوپائے پیشاب کرتے ہیں اور کتے الاغ کرتے اور لوگ اس میں غسل جنابت کرتے ہیں؟ فرمایا کہ اگر وہ پانی ایک کُر کی مقدار میں ہے تو اسکو کوئی شے نجس نہیں کرے گی۔

(۱۳) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ اگر بنی اسرائیل میں سے کسی کے جسم پر پیشاب کا ایک قطرہ بھی لگ جاتا تو وہ اس حصے کو قینچی سے کاٹ دیا کرتے تھے اور تم لوگوں کو تو اللہ تعالیٰ نے زمین و آسمان کے درمیان کی کشادگی سے بھی زیادہ یہ کشادگی عطا فرمائی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تم لوگوں کیلئے پانی کو پاک اور طاہر کنندہ قرار دیا ہے لہذا دیکھنا ہے کہ تم لوگ اس کی اس عنایت کے بعد بھی کس طرح رہتے ہو اور اگر پانی کے مٹکے میں کوئی سانپ داخل ہو اور نکل جائے تو اس پانی میں سے تین چلو پانی نکال کر پھینک دو اور باقی کو استعمال کرو اور اس میں قلیل و کثیر پانی سب برابر ہے۔

اور اگر خنزیر (سور) کے بالوں کی بنی ہوئی رسی سے آبپاشی کیلئے پانی کھینچا جائے تو کوئی حرج نہیں۔

(۱۴) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا گیا کہ اگر جلد خنزیر (سور کی کھال) سے بنے ہوئے ڈول سے آبپاشی کیلئے پانی کھینچا جائے تو؟ آپ نے فرمایا اس میں کوئی حرج نہیں۔

(۱۵) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا گیا کہ اگر (ذبح کئے ہوئے جانور کے) مردہ چمڑے میں دودھ اور پانی اور گھی وغیرہ رکھ دیا جائے تو اسکے متعلق آپ کی کیا رائے ہے؟ آپ نے فرمایا کہ اس کے اندر رکھنے میں کوئی حرج نہیں پانی، دودھ اور گھی کچھ بھی چاہے رکھو اور اس سے وضو کرو یا وہ پانی پیو لیکن (اس پانی سے وضو کرکے) نماز نہ پڑھو۔

اور غسل جنابت یا غسل حیض کئے ہوئے فاضل پانی سے جبکہ اسکے علاوہ اور دوسرا پانی نہ ملے تو اس سے وضو کرنے میں کوئی حرج نہیں۔

اور اگر کوئی شخص نجاست سے متغیر پانی سے وضو کرے یا غسل کرے یا اپنے کپڑے دھوئے تو اس پر لازم ہے کہ (پانی مل جائے تو) دوبارہ وضو کرکے غسل کرے دوبارہ نماز پڑھے دوبارہ اپنے کپڑے دھوئے اور اس برتن کو بھی جس میں یہ پانی لیا ہے دوبارہ دھوئے۔

اور اگر کوئی شخص حمام میں گیا اور اس کے پاس کوئی ایسی چیز نہیں جس سے وہ پانی نکالے اور اسکے دونوں ہاتھ گندے ہوں تو بسم اللہ کہہ کر اپنے ہاتھ پانی میں ڈال دے اور یہ ان مواقع میں سے ہے جس کے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ "ماجعل علیکم فی الدین من حرج" (اور امور دین میں تم لوگوں پر کسی طرح کی سختی نہیں ہے) (سورہ الحج آیت نمبر ۷۸) اور اس طرح ایک وہ شخص جو حالت جنابت میں ہے اور راستہ میں اس کو کہیں آب قلیل مل جائے اور اس کے پاس کوئی ایسا برتن نہ ہو کہ جس سے وہ پانی نکالے اور اس کے دونوں ہاتھ گندے ہوں تو وہ بھی ایسا ہی کرے۔

(۱۶) ایک مرتبہ حضرت علی علیہ السلام سے دریافت کیا گیا کہ مسلمانوں کی ایک جماعت کے وضو کئے ہوئے فاضل پانی سے وضو کیا جائے یا آپ کو یہ پسند ہے کہ چھوٹی سی صاف ڈھکی ہوئی چھاگل سے (پانی نکال کر) وضو کیا جائے؟ آپ نے فرمایا نہیں بلکہ مسلمان کی جماعت کے وضو کئے ہوئے فاضل پانی سے، اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کو تمہارا وہ دین زیادہ پسند ہے جو سیدھا سادہ معتدل اور آسان ہو۔

اور اگر کوئی مسلمان کسی کافر ذمی کے ساتھ حمام میں جمع ہو جائے تو مسلمانوں کو اس ذمی سے پہلے حوض میں غسل کر لینا چاہیئے اور حمام کے غسلہ (غسل میں استعمال شدہ پانی) سے طہارت کرنا جائز نہیں اسلئے کہ اس میں یہودی و مجوسی و نصرانی اور دشمنان آل محمدؐ کا غسالہ بھی جمع ہے جو ان سب سے زیادہ برا ہے۔

(۱۷) ایک مرتبہ حضرت ابوالحسن امام موسیٰ بن جعفر علیہ السلام سے سوال کیا گیا کہ حمام میں لوگوں کے غسل میں استعمال کردہ پانی جمع تھا اس کی چھینٹ کپڑے پر آپڑی؟ آپ نے فرمایا کوئی حرج نہیں۔ اور وضو میں استعمال شدہ پانی سے بھی وضو کرنے میں کوئی حرج نہیں۔ چنانچہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب وضو فرمایا کرتے تو لوگ انکے وضو سے گرا ہوا پانی لے لیا کرتے اور اس سے وضو کیا کرتے تھے۔

اور وہ پانی جس سے ایک شخص نے صاف ستھرے برتن میں وضو کیا ہے اگر اس پانی کو لے کر ایک دوسرا شخص وضو کرے تو کوئی حرج نہیں۔ لیکن وہ پانی جس سے کپڑا دھویا گیا ہے یا جس سے غسل جنابت کیا گیا ہے یا جس سے نجاست دور کی گئی ہے اس سے وضو نہیں کیا جائے گا۔

(۱۸) ایک مرتبہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اس پانی کے متعلق دریافت کیا گیا جس میں مرغی نے منہ ڈال

دیا ہے ؟ آپ نے فرمایا اگر اس کی چونچ میں گندگی اور نجاست لگی ہوئی تھی تو پھر نہ اس سے وضو کیا جائے گا اور نہ اسے پیا جائے گا اور اگر اسکی چونچ کی نجاست کا علم نہ ہو تو اس سے وضو بھی کر سکتے ہیں اور اسے پی بھی سکتے ہیں۔

اور ہر وہ جانور کہ جس کا گوشت کھانا حلال ہے اگر وہ کسی پانی میں سے پی لے تو اس پانی سے وضو کر سکتے ہیں اور اسے پی سکتے ہیں اور اس پانی سے وضو کرنے میں بھی کوئی حرج نہیں جس میں سے باز یا شکرے یا عقاب نے پانی پیا ہو جبکہ اس کی چونچ میں خون لگا ہوا نظر نہ آئے اور اگر اس کی چونچ میں خون لگا ہوا نظر آئے تو اس سے ہرگز نہ وضو کرنا چاہیئے اور نہ اسے پینا چاہیئے اور اگر کسی شخص کی نکسیر پھوٹی اور اس نے اپنی ناک صاف کی اور اس نکسیر کا کوئی چھوٹا سا قطرہ کسی پانی کے برتن میں پڑ گیا تو اگر وہ قطرہ اس پانی میں صاف نظر نہیں آتا تو اس پانی سے وضو کرنے میں کوئی حرج نہیں اور اگر صاف نظر آئے تو اس سے ہرگز نہ وضو کرنا چاہیئے اور نہ پینا چاہیئے اور اگر مرغی یا کوئی اور چڑیا کسی ایسی چیز میں چل رہی ہے جس میں گندگی اور نجاست ہے پھر وہ پانی میں داخل ہو جائے تو اس پانی سے وضو جائز نہیں مگر یہ کہ وہ پانی ایک کُر سے زیادہ ہو تو کوئی حرج نہیں۔

اور اگر کوئی مردہ چوہیا یا چوہا یا کوئی چھوٹی چڑیا جیسے بیا، گنجشک وغیرہ پانی کے ڈول میں گر جائے اور اس میں پھٹ جائے تو اس پانی کا نہ پینا جائز ہے اور نہ اس سے وضو جائز ہے اور اگر وہ پھٹی نہیں ہے تو اس پانی کے پینے یا اس سے وضو کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے اور اس مردہ چیز کو اگر وہ تازہ ہے پھینک دیا جائے اور یہی حکم مٹکی بڑے مٹکے اور مشک اور اس طرح کے پانی کے ہر برتن کا ہے۔

اور اگر کوئی چوہا یا اس طرح کا کوئی جانور پانی کے کنوئیں میں گر کر مر جائے اور اس پانی سے آٹا گوندھ لیا جائے تو اس روٹی کے کھانے میں کوئی حرج نہیں ہے جبکہ وہ آگ سے سینکی جا چکی ہو۔

(۱۹) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ آگ جو کچھ اس میں تھا اسے کھا گئی۔

اور اگر کسی ایسے برتن میں جس کے اندر گھی یا تیل یا شہد ہے کوئی چوہا گر جائے اور وہ منجمد ہو تو اس چوہے کو اور اسکے اطراف کو نکال کر پھینک دیا جائے گا اور باقی کو استعمال کیا جائے گا اور کھایا جائے گا اور یہی حکم آٹے اور اسکے مشابہ چیزوں کیلئے بھی ہے۔ اور اگر چوہا کسی ایسے روغن میں گر جائے جو منجمد نہ ہو تو اس سے چراغ جلانے میں کوئی حرج نہیں۔ اور اگر کوئی چوہا کسی تیل کے مٹکے میں گر جائے اور اسکے مرنے سے پہلے اسکو نکال لیا جائے تو اس تیل سے اگر جسم پر مالش کی جائے یا اگر کسی مسلمان کے ہاتھ فروخت کر دیا جائے تو کوئی حرج نہیں ہے۔

(۲۰) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک ایسے کنوئیں کے متعلق سوال کیا گیا کہ جس میں سے پانی کھینچا گیا پھر اس سے وضو کیا گیا یا اس سے کپڑا دھویا گیا اور آٹا گوندھا گیا پھر بعد میں معلوم ہوا کہ اس میں کوئی چیز مری ہوئی ہے ؟ تو آپ نے فرمایا کوئی حرج نہیں ہے نہ کپڑے کو دوبارہ دھویا جائے گا اور نہ دوبارہ وضو کر کے دوبارہ نماز پڑھی جائیگی۔ اور اگر

کوئی چوہا یا کوئی کتا روٹی میں سے کچھ کھالے یا اس کو سونگھ لے تو جس قدر اس نے سونگھا ہے اس کو چھوڑ کر بقیہ کو کھایا جاسکتا ہے۔

اس حوض سے وضو کرنے میں کوئی حرج نہیں جس میں پیشاب کیا گیا ہے جبکہ پانی کا رنگ پیشاب پر غالب ہو اور اگر پانی کے رنگ پر پیشاب کا رنگ غالب ہو تو اس سے وضو نہیں کیا جاسکتا۔

اور دودھ سے وضو کرنا جائز نہیں اسلئے کہ وضو صرف پانی سے ہوگا یا (تیمم) صرف مٹی سے اور وہ پانی جس میں کھجور یا انگور ڈال دیئے گئے ہوں اس سے وضو کرنے میں کوئی حرج نہیں اس لئے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کبھی کبھی ایسے پانی سے بھی وضو کیا ہے کہ جس میں کھجوریں ڈال دی گئیں تھیں اور اوپر کا پانی صاف و شفاف تھا ہاں اگر کھجوریں پانی کے رنگ کو متغیر کردیں تو اس سے وضو جائز نہیں اور اصل میں وہ نبیذ (یعنی کھجور کا جوشاندہ) کہ جس سے وضو کیا جاسکتا ہے یا اسے پیا جاسکتا ہے وہ یہ ہے کہ جسے دن کو بھگو یا جائے اور شام کو پیا جائے یا شام کو بھگو یا جائے اور صبح کو پیا جائے اور اگر کوئی شخص ایک نشیب زمین میں یا گڑھے میں غسل کررہا ہے اور ڈر ہے کہ اسکے جسم کا (غسالہ) دھوون اس پانی میں مل جائے گا جس سے وہ غسل کررہا ہے تو اس کو چاہیئے کہ وہ ہاتھ میں پانی لے اور اپنے جسم کے سامنے والے حصہ پر ڈالے پھر ہاتھ میں پانی لے اور اپنے داہنے حصہ کی طرف ڈالے پھر ہاتھ میں پانی لے اور بائیں حصہ کی طرف ڈالے پھر ہاتھ میں پانی لے اور پچھلے حصہ کی طرف ڈالے اور اس طرح غسل کرے۔

اور وہ پانی کہ جس سے استنجا کیا گیا ہے اسکی چھینٹ کپڑے یا جسم کے کسی حصے پر پڑجائے تو کوئی حرج نہیں (وضو کرنے میں) اگر ہاتھ سے پانی ٹپک کر برتن میں پڑجائے یا زمین پر گر کر اسکی چھینٹ برتن میں پڑجائے تو کوئی حرج نہیں اور یہی حکم غسل جنابت میں بھی ہے۔

اور اگر آب جاری میں کوئی مردہ جانور پڑا ہوا ہو تو دوسری جانب سے جدھر کوئی مردہ جانور پڑا ہوا نہ ہو وضو کرنے میں کوئی حرج نہیں۔

(۲۱) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اس آب ساکن کے متعلق دریافت کیا گیا جس میں کوئی سڑا مردہ جانور پڑا ہوا ہے؟ تو آپ نے فرمایا دوسری جانب سے وضو کرو۔ اور جدھر مردہ جانور ہے ادھر وضو نہ کرو۔

(۲۲) اور آن جنابؑ سے ایک ایسے تالاب کے متعلق دریافت کیا گیا جس میں کوئی سڑا ہوا مردہ جانور پڑا ہوا ہے؟ تو آپ نے فرمایا اگر اس پر پانی غالب ہے اور اس میں کوئی بو وغیرہ نہیں آتی تو اس سے وضو اور غسل کرلو۔

اور اگر سفر میں کوئی جنب ہوجائے اور اسے برف کے سوا کہیں پانی نہیں مل رہا ہے تو کوئی حرج نہیں اگر وہ برف سے غسل کرلے یا برف سے وضو کرلے اور اس کو اپنی جلد پر پھرائے۔ اور کوئی حرج نہیں اگر حالت جنابت میں کوئی شخص اپنے چلو سے پانی نکالے۔

اور اگر کوئی شخص غسل جنابت کر رہا ہے اور زمین پر پانی گر کر اسکی چھینٹ برتن میں پڑ رہی ہے یا جسم سے پانی ٹپک کر برتن میں پڑ رہا ہے تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

اور اس میں کوئی حرج نہیں کہ مرد اور عورت دونوں ایک برتن سے غسل کریں لیکن چاہیئے کہ عورت مرد کے فاضل پانی سے غسل کرے مرد عورت کے فاضل پانی سے غسل نہ کرے۔

اور کوئی انسان کنوئیں میں گر کر مر جائے تو اس کنوئیں سے ستر(۷۰) ڈول پانی نکال دینا چاہیئے اور چھوٹی سے چھوٹی چیز جو کنوئیں میں گر کر مرتی ہے وہ کنجشک چڑیا ہے اس کیلئے ایک ڈول پانی نکالنا چاہیئے۔ اور انسان اور کنجشک کے درمیان میں جس مقدار کی چیز اس میں گر کر مرے اسی کی حیثیت سے اس میں سے پانی نکالا جائے گا۔ پس اگر کوئی چوہیا گر کر مرے اور ابھی پھٹ کر پاش پاش نہ ہو تو اس کیلئے ایک ڈول نکالا جائے اور اگر پھٹ کر پاش پاش ہو گئی ہے تو سات ڈول۔ اور اگر کوئی گدھا گر جائے تو اس کیلئے ایک کُر پانی نکالا جائے اور اگر اس میں کتا گر جائے تو اس میں سے تیس سے چالیس ڈول تک پانی نکالا جائے۔ اور اگر اس میں بلی گر جائے تو اس میں سے سات ڈول نکالا جائے۔ اور اگر مرغی یا کبوتر گر کر مر جائے تو اس کیلئے سات ڈول پانی نکال دیا جائے اور اگر کوئی اونٹ یا بیل گر کر مر گیا ہے یا اس میں شراب گر گئی ہے تو کنوئیں کا کل پانی نکال دیا جائے گا۔ اور اگر اس میں خون کے چند قطرے گر گئے تو اس میں سے چند ڈول نکال دیا جائے اور اگر کنوئیں میں کسی انسان نے پیشاب کر دیا ہے تو اس میں سے چالیس ڈول پانی نکال دیا جائے گا اور اگر کسی ایسے بچے نے پیشاب کر دیا ہو کہ جو غذا کھانے لگا ہو تو تین ڈول اور اگر شیرخوار ہو تو ایک ڈول۔ اور اگر خشک یا تر غلاظت کی ایک ٹوکری کنوئیں میں گر جائے یا گوبر کی ایک ٹوکری کنوئیں میں گر جائے تو اسکے پانی سے وضو کرنے میں کوئی حرج نہیں اور اس میں سے کوئی پانی نہیں نکالا جائے گا مگر یہ اس وقت جبکہ اس ٹوکری میں سے کوئی شے بھی کنوئیں میں نہ گری ہو۔ ہاں اگر اس میں سے کچھ غلاظت کنوئیں میں گری ہے تو دس (۱۰) ڈول اور اگر وہ غلاظت اس میں گھل گئی ہے تو اس کنوئیں سے چالیس سے لیکر پچاس ڈول تک پانی نکال دیں گے اور اگر کنوئیں کے پہلو میں کوئی بیت الخلا بنانا ہے اور وہاں کی زمین سخت ہے تو ان دونوں کے درمیان پانچ ہاتھ کا فاصلہ ہونا چاہیئے اور زمین نرم ہے تو سات ہاتھ کا فاصلہ ہونا چاہیئے۔

(۲۳) حضرت امام رضا علیہ السلام نے فرمایا کہ کنوئیں کے قریب اور دور ہونے میں کوئی کراہت نہیں اگر کنوئیں کا پانی متغیر نہیں ہوتا تو اس سے وضو اور غسل کر سکتے ہیں۔

(۲۴) ابو بصیر سے روایت ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ ہم لوگ ایک ایسے مکان میں اترے جس میں ایک کنواں تھا اور اسکے پہلو میں ایک گندی نالی تھی ان دونوں کے درمیان تقریباً دو ہاتھ کا فاصلہ تھا تو لوگوں نے اسکے پانی سے وضو کرنے سے منع کر دیا۔ یہ ان لوگوں کو شاق گزرا تو ہم لوگ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ان سے سب حال بیان کیا تو آپ نے فرمایا تم لوگ اس کنوئیں کے پانی سے وضو کرو اسلئے کہ اس گندی نالی کا بہاؤ ایک وادی

کی طرف ہے اور وہ بہہ کر دریا میں گر جاتی ہے۔

اور جب کنوئیں میں کوئی ایسی شے گر جائے کہ جس سے پانی کی بو متغیر ہو جائے تو واجب ہے کہ اس کا کل پانی کھینچ کر پھینک دیا جائے اور اگر پانی بہت زیادہ ہو اور سب کا کھینچنا مشکل ہو تو واجب ہے کہ اسکے لئے چار مرد رکھے جائیں جو صبح صادق سے شام تک باری باری سے کھینچیں اسطرح کہ ڈول دو مرد کھینچیں جب وہ تھک جائیں تو دو اور کھینچیں (اسی کو تراوح کہتے ہیں)

اور کوئی گرم پانی کا چشمہ ہے تو نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس میں سے پانی پینے کو منع فرمایا اس سے وضو کرنے کو منع نہیں فرمایا ہے اور یہ وہ گرم پانی ہے جو پہاڑوں میں ہوتا ہے جس سے گندھک کی بو آتی ہے۔

(۲۵) امام علیہ السلام نے فرمایا کہ یہ جہنم کا ایک ابال ہے۔

اور اگر انگور یا کھجور کی شراب کسی گندھے ہوئے آٹے میں ٹپک پڑے تو سب فاسد اور خراب ہو گیا مگر اس کو کسی یہودی و نصرانی کے ہاتھ بتادینے کے بعد فروخت کرنے میں کوئی حرج نہیں اور اسطرح جو کی شراب بھی۔

(۲۶) ایک مرتبہ عمار بن موسیٰ ساباطی نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص کو اپنے پانی کے برتن میں ایک مری ہوئی چوہیا ملی اور وہ اس سے پہلے کئی بار وضو اور غسل کر چکا ہے اور اپنے کپڑے دھو چکا ہے اور اس چوہیا کی کھال تک ادھڑ چکی تھی؟ تو آپ نے فرمایا اگر وضو یا غسل یا کپڑا دھونے سے پہلے اس نے چوہیا کو برتن میں دیکھ لیا تھا اور اسکے بعد بھی اس نے یہ سب کچھ کیا تو اس پر واجب ہے کہ دوبارہ ان تمام چیزوں کو دھوئے جو اس پانی سے آلودہ ہوئی ہیں اور دوبارہ وضو کرے اور دوبارہ نماز پڑھے اور اگر اس نے ان چیزوں سے فراغت کے بعد برتن میں چوہیا کو دیکھا ہے تو اب اس پانی سے کسی اور چیز کو مس نہ کرے اور اس پر کچھ نہیں اسلئے کہ اسے یہ نہیں معلوم کہ یہ چوہیا پانی میں کب گری پھر فرمایا اور ہو سکتا ہے کہ جس وقت اس نے اس کو دیکھا ہے اسی وقت گری ہو۔

(۲۷) اور ایک مرتبہ علی ابن جعفر نے اپنے بھائی حضرت امام موسیٰ بن جعفر علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص حالت جنابت میں ہے وہ بارش میں کھڑا ہو جائے اور اپنا سر دھوئے اور پورا جسم دھوئے حالانکہ وہ دوسرے پانی سے بھی غسل کر سکتا ہے تو کیا وہ غسل جنابت سے مستغنی ہو جائیگا؟ آپ نے فرمایا اگر اس نے (اس نیت سے) غسل کیا ہے اور سارا جسم دھویا ہے تو پھر وہ مستغنی ہے۔

(۲۸) روایت کی گئی ہے اسحاق بن عمار سے اور انہوں نے روایت کی ہے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے کہ حضرت محمد باقر علیہ السلام فرمایا کرتے تھے کہ اگر چوہا کسی برتن سے پانی پی لے اور تم اس سے پانی پیو یا وضو کرو تو کوئی حرج نہیں ہے۔

اور اگر کوئی چھپکلی کنوئیں میں گر جائے تو تم اس میں سے تین ڈول پانی کھینچ کر پھینک دو۔

اور اگر کوئی شخص ایک پرندہ جیسے مرغی یا کبوتر ذبح کرے اور وہ مع اپنے خون کے کنوئیں میں گر جائے تو اس میں سے ایک ڈول پانی کھینچ کر پھینک دے۔

(۲۹) اور ایک مرتبہ علی بن جعفر نے اپنے بھائی حضرت امام موسیٰ بن جعفر علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص نے بکری ذبح کی وہ تڑپ کر پانی کے کنوئیں میں گر گئی اسکی گردن کی رگوں سے خون جاری تھا اس کنوئیں کے پانی سے وضو کیا جاسکتا ہے؟ آپ نے فرمایا اس کنوئیں سے تیس (۳۰) سے چالیس (۴۰) ڈول تک پانی نکال کر پھینک دیا جائے اسکے بعد اس میں سے وضو کیا جائے۔

(۳۰) اور ایک مرتبہ یعقوب بن عثیم نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک کنواں ہے اس کا پانی مہک رہا ہے اور اس میں سے چند کھال کے ٹکڑے بھی نکلتے ہیں؟ آپ نے فرمایا یہ کوئی بات نہیں چھپکلی کبھی کبھی اپنی کھال چھوڑ دیا کرتی ہے تمہارے لئے اس میں سے ایک ڈول پانی نکال کر پھینک دینا کافی ہے۔

(۳۱) اور جابر بن یزید جعفی نے ایک مرتبہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے سام ابرص (چھپکلی سے بڑا ایک جانور) کے متعلق دریافت کیا کہ وہ کنوئیں میں گر گئی؟ آپ نے فرمایا یہ کوئی چیز نہیں ڈول سے پانی کو حرکت دیدو۔

(۳۲) اور ان ہی جناب سے یعقوب بن عثیم نے سام ابرص (بڑی چھپکلی کے مانند ایک جانور) کے متعلق دریافت کیا کہ ہم نے اسے کنوئیں میں ٹکڑے ٹکڑے پایا؟ تو آپ نے فرمایا تمہیں لازم ہے کہ اس میں سے سات ڈول پانی کھینچ کر پھینک دو راوی کا بیان ہے کہ میں نے عرض کیا پھر اس سے دھوئے ہوئے لباس میں تو ہم نے نماز بھی پڑھی ہے تو کیا اس کو دھوئیں اور دوبارہ پھر سے نماز پڑھیں؟ آپ نے فرمایا نہیں۔

اور اگر کوئی عظایہ (چھپکلی کے مانند ایک جانور) دودھ میں گر جائے تو سارا دودھ حرام ہو جائے گا اور کہا جاتا ہے کہ اس میں زہر ہوتا ہے۔

اور اگر کوئی بکری یا اسکے مانند کوئی جانور کنوئیں میں گر جائے تو اس میں سے نو، دس ڈول پانی نکال کر پھینک دیا جائے گا۔

(۳۳) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے بیان فرمایا کہ شہر مدینہ کے اندر کوڑے خانہ کے درمیان ایک کنواں تھا جب ہوا چلتی تو کوڑا کرکٹ اڑ کر اس کنوئیں میں گر جاتا تھا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اسی کنوئیں کے پانی سے وضو فرمالیا کرتے تھے۔

(۳۴) اور ایک مرتبہ محمد بن مسلم نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے ایک ایسے کنوئیں کے متعلق دریافت کیا جس میں کوئی مردار چیز ہے؟ تو آپ نے فرمایا اگر اس میں بو پیدا ہو گئی ہے تو بیس (۲۰) ڈول پانی نکال کر پھینک دیا جائے گا

(۳۵) کردویہ ہمدانی نے ایک مرتبہ حضرت امام ابو الحسن موسیٰ بن جعفر علیہ السلام سے ایک ایسے کنوئیں کے متعلق دریافت کیا جس میں راستہ کا پانی اور لوگوں کا پیشاب پاخانہ۔ نیز جانوروں کا پیشاب اور گوبر اور کتوں کا پاخانہ داخل ہوجاتا ہے؟ تو آپ نے فرمایا کہ اس میں سے تیس (۳۰) ڈول پانی نکال کر پھینک دیا جائے خواہ اس میں بدبو بھی آگئی ہو۔ اور کسی شخص کیلئے یہ جائز نہیں کہ آب راکد (ٹھہرے ہوئے پانی) میں پیشاب کرے اور آب جاری کے اندر پیشاب کرنے میں کوئی حرج نہیں لیکن ڈر اسکا ہے کہ اس پر شیطان نہ سوار ہوجائے (اور وہ آب راکد میں بھی پیشاب نہ کرنے لگے) اور روایت کی گئی ہے کہ آب راکد میں پیشاب کرنے سے نسیان (ضعف حافظہ) پیدا ہوجاتا ہے۔

باب

قضائے حاجت کیلئے جگہ کی تلاش اور اس میں آمدورفت کے ثواب و سنن

(۳۶) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پیشاب کیلئے سب سے زیادہ شدید احتیاط سے کام لیتے چنانچہ جب آپ پیشاب کرنے کا ارادہ فرماتے تو زمین کے کسی بلند مقام پر یا ایسی جگہ جہاں بہت زیادہ دھول ہو تشریف لے جاتے تاکہ پیشاب کی چھینٹ آپ پر نہ پڑے۔

(۳۷) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب بیت الخلاء میں داخل ہونے کا ارادہ کرتے تو یہ فرمایا کرتے اَللّٰھُمَّ اِنِّی اَعُوْذُبِکَ مِنَ الرِّجْسِ النَّجِسِ الْخَبِیْثِ الْمُخْبِثِ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ۔ اَللّٰھُمَّ اَمِطْ عَنِّی الْاَذیٰ وَ اَعِذْنِیْ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ۔ (اے اللہ میں پناہ مانگتا ہوں پلیدگی اور نجاست سے اور شیطان سے جو خود بھی خبیث ہے اور دوسروں کو بھی خبیث بنا دیتا ہے پروردگار تو مجھ سے اذیت دینے والی چیزوں کو دور کر اور پناہ دے مجھے شیطان رجیم سے)۔ اور جب قضائے حاجت کیلئے سیدھے ہو کر بیٹھتے تو فرماتے اَللّٰھُمَّ اَذْھِبْ عَنِّی الْقَذیٰ وَ الْاَذیٰ وَ اجْعَلْنِیْ مِنَ الْمُتَطَھِّرِیْنَ (پروردگار مجھ سے دور کر دے میل کچیل اور تکلیفوں کو اور مجھے پاک و پاکیزہ لوگوں میں قرار دے) اور جب قضائے حاجت کیلئے پیٹ کو مروڑتے تو فرماتے اَللّٰھُمَّ کَمَا اَطْعَمْتَنِیْہِ طَیِّبًا فِیْ عَافِیَۃٍ فَاَخْرِجْہُ مِنِّیْ خَبِیْثًا فِیْ عَافِیَۃٍ (اے اللہ جب تو نے مجھے طیب اور پاک کھلایا ہے عافیت کے ساتھ تو نکال دے مجھ سے گندگی کو عافیت کے ساتھ)۔

(۳۸) حضرت علی علیہ السلام فرمایا کرتے تھے کہ ہر بندے کے ساتھ ایک ملک ہے جو اس پر مقرر ہے کہ جب وہ قضائے حاجت کیلئے بیٹھتا ہے تو وہ ملک اسکی گردن کو جھکا دیتا ہے تاکہ وہ اپنے پاخانہ کو دیکھے پھر وہ ملک اس سے کہتا ہے کہ اے آدم کی اولاد یہ تیرا رزق تھا اب سوچ کہ تو نے اسکو کہاں سے حاصل کیا اور اب وہ کیا بن گیا۔ لہٰذا بندے کیلئے مناسب ہے کہ وہ کہے اَللّٰھُمَّ ارْزُقْنِی الْحَلَالَ وَ جَنِّبْنِی الْحَرَامَ (پروردگار مجھے رزق حلال عطا کر اور حرام سے بچا) اور نبی صلی اللہ علیہ

وآلہ وسلم کا پاخانہ کبھی کسی کو نظر ہی نہیں آیا اسلئے کہ اللہ تعالیٰ نے زمین کو یا بند کر دیا تھا کہ جو فضلہ نکلتا ہے وہ اسے نگل جائے۔

(۳۹) امیرالمومنین علیہ السلام جب قضائے حاجت کا ارادہ کرتے تو بیت الخلاء کے دروازے پر کھڑے ہوتے پھر اپنے دائیں بائیں جانب کے دونوں فرشتوں کی طرف متوجہ ہوتے اور فرماتے تم دونوں میرے (کاندھوں) سے اترو میں اپنے منہ سے کچھ نہ بولونگا یہاں تک کہ میں قضائے حاجت کے بعد نکل کر تمہارے پاس آجاؤں۔

(۴۰) اور آپ جب بیت الخلاء میں داخل ہوتے تو یہ فرماتے اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الْحَافِظِ الْمُؤَدِّیْ (تمام تعریفیں اللہ کیلئے ہیں جو حفاظت کرنے والا اور پہنچانے والا ہے) اور جب بیت الخلاء سے باہر نکلتے تو اپنے شکم مبارک پر ہاتھ پھیرتے اور فرماتے اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اَخْرَجَ عَنِّیْ اَذَاہُ وَ اَبْقٰی فِیَّ قُوَّتَہٗ فَیَالَہَا مِنْ نِعْمَۃٍ لَایَقْدِرُ الْقَادِرُوْنَ قَدْرَہَا (ساری حمد اس خدا کیلئے ہے جس نے میرے اندر سے اس اذیت کو نکال دیا اور میرے اندر اس کی توانائی کو باقی رکھا کیا کہنا اس نعمت کا جس کا اندازہ کرنے والے اندازہ نہیں کر سکتے)

(۴۱) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام جب بیت الخلاء میں داخل ہوتے تو اپنا سر کسی کپڑے سے ڈھانپ لیا کرتے اور دل ہی دل میں یہ کہا کرتے۔
بِسْمِ اللّٰہِ وَ بِاللّٰہِ وَ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ رَبِّ اَخْرِجْ عَنِّیَ الْاَذٰی سَرْحًا بِغَیْرِ حِسَابٍ وَ اجْعَلْنِیْ لَکَ مِنَ الشَّاکِرِیْنَ فِیْمَا تَصْرِفُہٗ عَنِّیْ مِنَ الْاَذٰی وَ الْغَمِّ الَّذِیْ لَوْ حَبَسْتَہٗ عَنِّیْ ہَلَکْتُ لَکَ الْحَمْدُ اَعْصِمْنِیْ مِنْ شَرِّ مَا فِیْ ہٰذِہِ الْبُقْعَۃِ وَ اَخْرِجْنِیْ مِنْہَا سَالِمًا وَ حُلْ بَیْنِیْ وَ بَیْنَ طَاعَۃِ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ (اللہ کے نام کے ساتھ اور اللہ کے ساتھ اور نہیں ہے کوئی اللہ سوائے اس اللہ کے پروردگار تو نکال دے میرے اندر سے اس اذیت کو انتہائی آسانی کے ساتھ اور جس تکلیف و اذیت کو تونے مجھ سے دور کیا اس پر تو مجھے اپنے شکر گزاروں میں شامل فرما اسلئے کہ اگر تو اس کو میرے اندر روک دیتا تو میں ہلاک ہو جاتا۔ تیرا شکر کہ تونے مجھے اس کے شر سے محفوظ رکھا اور مجھے اس جگہ سے سلامت نکالا اور میرے اور شیطان رجیم کی اطاعت کے درمیان تو حائل ہو گیا) اور انسان کو چاہیئے کہ جب بیت الخلاء میں داخل ہو تو اپنے سر کو ڈھانپے رکھے اس امر کا اقرار کرتے ہوئے کہ اسکا نفس عیوب سے پاک نہیں اور دائیں پاؤں سے پہلے اپنا بایاں پاؤں اندر داخل کرے تاکہ بیت الخلاء کے اندر داخل ہونے میں اور مسجد کے اندر داخل ہونے کے درمیان فرق رہے اور شیطان رجیم سے اللہ کی پناہ چاہے کیونکہ شیطان اکثر انسان کی طرف اس وقت توجہ کرتا ہے جب وہ تنہا ہو۔ پھر جب بیت الخلاء سے نکلے تو بائیں پاؤں سے پہلے داہنا پاؤں باہر نکالے۔

(۴۲) اور میں نے سعد بن عبداللہ کے ہاتھ کی لکھی ہوئی ایک حدیث پائی ہے جسکو انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی طرف سند کیا ہے کہ آپ نے فرمایا کہ جو شخص نماز میں کثرت سے سہو کرنے لگے تو اسکو چاہیئے کہ جب وہ بیت

الخلاء میں داخل ہو تو یہ کہے بِسْمِ اللّٰهِ وَبِاللّٰهِ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الرِّجْسِ النَّجِسِ الْخَبِيْثِ الْمُخْبِثِ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ (اللہ کے نام کے ساتھ اور اللہ کے ساتھ میں اللہ کی پناہ مانگتا ہوں پلیدگی اور نجاست سے اور شیطان سے جو خود بھی خبیث ہے اور دوسروں کو بھی خبیث بنا دیتا ہے)

(۴۳) حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا اگر تم میں سے کوئی شخص پیشاب وغیرہ کیلئے اپنا آگا پیچھا کھولے تو بسم اللہ کہے اس سے شیطان اسکی شرمگاہ سے اپنی نگاہ بچائے رہے گا یہاں تک کہ وہ فراغت حاصل کرلے۔

(۴۴) ایک مرتبہ ایک شخص نے حضرت امام زین العابدین علیہ السلام سے عرض کیا کہ مسافر لوگ قضائے حاجت کہاں کریں؟ آپ نے فرمایا کہ وہ لوگ نہروں کے کنارے سے اور چلتے ہوئے راستوں سے اور پھلدار درختوں کے سایہ سے اور ایسی جگہوں سے پرہیز کریں جہاں پاخانہ یا پیشاب کرنے والے پر لوگ لعنت کرتے ہیں۔ تو عرض کیا گیا کہ لعنت کی جگہیں کون سی ہیں تو فرمایا گھروں کے دروازے۔

(۴۵) ایک دوسری حدیث میں ہے کہ مسافروں کے پڑاؤ کی جگہ پاخانہ کرنے والے پر اور اپنے شریک کی باری کے پانی کو روکنے والے پر اور چلتے ہوئے راستہ کو بند کرنے والے پر اللہ کی لعنت۔

(۴۶) ایک اور حدیث میں ہے کہ جو شخص کسی راستہ کو بند کرے گا اللہ تعالیٰ اسکی عمر کو مختصر کردیگا۔

(۴۷) حضرت امام حسن ابن علی علیہ السلام سے دریافت کیا گیا کہ قضائے حاجت کے آداب کیا ہیں؟ تو آپ نے فرمایا کہ نہ قبلہ کی طرف رخ کرکے بیٹھے اور نہ اسکی طرف پشت کرکے بیٹھے اور نہ ہوا کی طرف رخ کرکے بیٹھے اور نہ اسکی طرف پشت کرکے بیٹھے۔

(۴۸) ایک دوسری حدیث ہے کہ نہ چاند کی طرف رخ کرکے بیٹھے اور نہ اسکی طرف پشت کرکے بیٹھے اور جو شخص پیشاب یا پاخانہ کیلئے قبلہ کی طرف رخ کرکے بیٹھ جائے پھر اسے یاد آئے اور وہ احترام قبلہ کا خیال کرتے ہوئے اپنا رخ کسی اور طرف موڑ لے تو وہ اپنی جگہ سے نہیں اٹھے گا کہ اللہ تعالیٰ اسکی مغفرت کردیگا۔

(۴۹) ایک مرتبہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام بیت الخلاء میں داخل ہوئے تو وہاں روٹی کا ایک ٹکڑا پڑا ہوا پایا آپ نے اس کو اٹھا کر پاک کیا اور اپنے ایک غلام کو دیا اور کہا تم اسکو رکھو میں جب بیت الخلاء سے نکلوں گا تو اسے کھاؤں گا۔ جب آپ بیت الخلاء سے برآمد ہوئے تو غلام سے پوچھا وہ روٹی کا ٹکڑا کہاں ہے؟ اس نے عرض کیا فرزند رسول میں تو اسے کھا گیا آپ نے فرمایا یہ روٹی کا ٹکڑا جس کے پیٹ میں بھی جاتا اس پر جنت واجب تھی اب جاؤ تم آزاد ہو میں پسند نہیں کرتا کہ ایسے شخص سے خدمت لوں جو اہل جنت میں سے ہو۔

(۵۰) نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ کوئی شخص چھت سے یا کسی بلند مقام سے اپنا پیشاب ہوا میں نہ اڑائے۔

(۵۱) اور آپ نے فرمایا کہ بلا سبب کھڑے ہو کر پیشاب کرنا خلاف مروت و خلاف انسانیت ہے اور بلا سبب داہنے ہاتھ سے آب دست لینا بھی خلاف مروت و انسانیت ہے۔

(۵۲) روایت کی گئی ہے کہ اگر بایاں ہاتھ معطل ہو تو داہنے ہاتھ سے آبدست لینے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

(۵۳) ایک مرتبہ ہشام بن سالم نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا کہ میں ایک ایسے غسل خانہ میں غسل جنابت وغیرہ کرتا ہوں جس میں پیشاب بھی کیا جاتا ہے مگر میرے پاؤں میں سندھی نعلین ہوتی ہے تو کیا میں اپنے پاؤں کو پھر سے دھوؤں جبکہ میرے پاؤں میں اس طرح کی نعل بھی ہے؟ آپ نے فرمایا اگر تمہارے جسم سے پانی بہہ کر تمہارے قدموں کے نچلے حصے تک پہنچ رہا ہے تو پھر قدم کے نچلے حصہ کو نہ دھوؤ۔ اور اسطرح اگر کوئی شخص ایک گڑھے میں غسل کر رہا ہے اور پانی بہہ کر پاؤں کے نیچے تک آرہا ہے تو پھر اسکو نہیں دھوئے گا اور اگر اس کے دونوں پاؤں پانی میں ڈوبے ہوئے ہیں تو اسے دھوئے گا۔

(۵۴) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا گیا کہ اگر کوئی شخص استنجا کرنے کا ارادہ کرے تو کسطرح بیٹھے؟ آپ نے فرمایا اسطرح بیٹھے جس طرح پاخانہ کیلئے بیٹھتا ہے۔

(۵۵) حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ جب کوئی شخص پیشاب کرے تو وہ اپنے عضو تناسل کو داہنے ہاتھ سے مس نہ کرے۔

(۵۶) اور آنجناب نے فرمایا کہ بیت الخلاء میں دیر تک بیٹھنے سے بواسیر کا مرض پیدا ہوتا ہے۔

(۵۷) اور عمر بن یزید نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے تسبیح پڑھنے اور قرآن کی قرائت کرنے کے متعلق دریافت کیا تو آپ نے فرمایا کہ بیت الخلاء میں آیۃ الکرسی و حمد الٰہی یا الحمد اللہ رب العالمین سے زیادہ پڑھنے کی اجازت نہیں۔ اور اگر بیت الخلاء میں کوئی شخص آذان کی آواز سنے تو اسکو وہ کہنا چاہیئے جو موذن کہہ رہا ہے اور بیت الخلاء میں رہنے کی وجہ سے دعا اور حمد سے باز نہ رہنا چاہیئے۔ اسلئے کہ اللہ تعالیٰ کا ذکر ہر حال میں بہتر ہے۔

(۵۸) اور جب حضرت موسیٰ بن عمران علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے کلام کیا تو آپ نے یہ کہا پروردگار یہ بتا کہ کیا تو مجھ سے دور ہے کہ میں تجھے زور سے آواز دوں یا تجھ سے آہستہ آہستہ باتیں کروں۔ تو اللہ تعالیٰ نے وحی فرمائی (اے موسیٰ) جو میرا ذکر کرتا ہے اسکا جلیس و ہمنشین ہوتا ہوں۔ اس پر موسیٰ علیہ السلام نے کہا پروردگار میں کبھی کبھی ایسے حال میں ہوتا ہوں کہ تو اس سے بالاتر ہے کہ اس حال میں تیرا ذکر کروں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے موسیٰ تم ہر حال میں میرا ذکر کیا کرو۔

اور کسی شخص کیلئے یہ جائز نہیں کہ وہ بیت الخلاء میں داخل ہو اور اسکے ہاتھ میں ایسی انگوٹھی ہو جس پر اسم الٰہی کندہ ہو یا ایسی کتاب ہو جس میں قرآن کی آیت لکھی ہوئی ہو اور اگر وہ بیت الخلاء میں داخل ہو گیا اور اسکے ہاتھ میں ایسی انگوٹھی ہے جس پر اسم الٰہی کندہ ہے تو اس کو چاہیئے کہ جب وہ آبدست کا ارادہ کرے تو بائیں ہاتھ سے انگوٹھی کو اتار لے اور اسی طرح

اگر اس کے ہاتھ میں کوئی ایسی انگوٹھی ہے جس پر کوئی زمزم (زمرد) کے پتھر کا نگینہ ہے تو اسکو اپنے ہاتھ سے اتار لے اور جب قضائے حاجت سے فارغ ہو جائے تو یہ کہے ۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَمَاطَ عَنِّیَ الْاَذٰی وَ هَنَّاَنِیْ طَعَامِیْ (وَ شَرَابِیْ) وَ عَافَانِیْ مِنَ الْبَلْوٰی (حمد مخصوص اس اللہ کیلئے جس نے مجھ سے تکلیف کو دور کر دیا اور جو کچھ میں نے کھایا اور پیا تھا اس کو میرے لئے خوشگوار بنایا اور مجھے بلاء و آزمائش سے بچایا۔)

اور آبدست پہلے تین ڈھیلوں سے پھر پانی سے ہوگا اور اگر پانی ہی پر اکتفا کرے تو بھی جائز ہے اور جانوروں کے گوبر اور ہڈی سے استنجا اور آبدست جائز نہیں اسلئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں جنوں کا ایک وفد آیا اور انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ہم لوگوں کو بھی کچھ عطا فرمائیں تو آپ نے ان لوگوں کو گوبر اور ہڈیاں دیدیں اسلئے مناسب نہیں کہ ان سے استنجا کیا جائے۔

(۵۹) اور (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے میں) لوگ پتھروں اور ڈھیلوں سے استنجا کیا کرتے تھے پھر انصار میں سے ایک شخص نے کچھ ایسی غذا کھائی کہ اسکو ڈھیلا پاخانہ آیا تو اس نے استنجا کیا اور اس کے متعلق اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی ۔ ان اللہ یحب التوابین و یحب المتطهرین ۔ (بیشک اللہ توبہ کرنے والوں اور پاک رہنے والوں کو محبوب رکھتا ہے) (سورۃ بقرآیت نمبر ۲۲۲) تو آنحضرت نے اسکو بلایا وہ ڈرا کہ اس کیلئے کوئی برا حکم نازل ہوا ہے چنانچہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے فرمایا کیا تو نے کوئی نیا کام کیا ہے؟ اس نے عرض کیا جی ہاں یا رسول اللہ میں نے ایسی غذا کھائی تھی جس سے ڈھیلا پاخانہ آگیا تو میں نے پانی سے استنجا کیا۔ آپ نے فرمایا تمہیں بشارت ہو تمہارے متعلق اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی ہے ۔ ان اللہ یحب التوابین و یحب المتطهرین لہذا تم توابین میں اول اور متطہرین میں اول ہو اور کہا جاتا ہے کہ اس شخص کا نام براء بن معرور انصاری تھا۔

اور جو شخص استنجا کا ارادہ کرے تو اسے چاہیئے کہ اپنی انگلیوں سے اپنی مقعد کے قریب سے انثیین کی طرف تین مرتبہ مسح کرے پھر اپنے آلہ تناسل کو تین بار کھینچے اور جب استنجا کیلئے پانی اپنے ہاتھ پر ڈالے تو کہے ۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ جَعَلَ الْمَاءَ طَهُوْرًا وَّلَمْ يَجْعَلْهُ نَجِسًا (حمد ہے اس خدا کی جس نے پانی کو پاک کرنے والا قرار دیا اور نجس قرار نہیں دیا) اور پھر آلہ تناسل پر جس قدر پیشاب کا قطرہ ہو اس کے دو گنا پانی اس پر ڈالے اور اتنا ہی دو مرتبہ ڈالے یہ مقدار کم سے کم ہے جسکی اجازت ہے ۔ اسکے بعد پاخانہ کیلئے آبدست لے اور اتنا دھوئے کہ ساری نجاست دور ہو جائے ۔ اور استنجا کرنے والا جب پیشاب آنے کا سلسلہ منقطع ہو جائے تب استنجا کرے ۔ اور اگر کسی شخص کو نماز پڑھنے کے بعد یاد آئے کہ اس نے اپنے عضو تناسل کو نہیں دھویا تھا تو اس پر واجب ہے کہ اپنے عضو تناسل کو دھوئے اور پھر سے وضو کرکے نماز پڑھے ۔ اور جو شخص پاخانے کے بعد آبدست لینا بھول جائے اور نماز پڑھ لے تو پھر نماز کا اعادہ نہیں کرے گا (مگر احوط (زیادہ احتیاط) یہ ہے کہ آبدست کے بعد وضو اور نماز کا اعادہ کرے گا) اور پاخانہ کیلئے استنجا پتھر، ٹھیکرے اور ڈھیلے سے جائز ہے ۔

(۶۰) حضرت امام رضا علیہ السلام نے فرمایا کہ پاخانہ کیلئے استنجا میں مقعد کے ظاہری حصہ کو دھویا جائے گا اس میں اندر انگلی نہیں ڈالی جائے گی اور بیت الخلاء میں گفتگو جائز نہیں اسلئے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس سے منع فرمایا ہے۔

(۶۱) اور روایت کی گئی ہے کہ جو شخص بیت الخلاء میں بات کرے گا اسکی حاجت کبھی پوری نہ ہوگی۔

(۶۲) اور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی ازواج میں سے کسی سے فرمایا کہ تم مسلمانوں کی عورتوں کو حکم دیدو کہ وہ (پاخانہ کے بعد) پانی سے استنجا کیا کریں اور اس میں مبالغہ (زیادہ پانی) سے کام لیں اسلئے کہ یہ مقعد کے کناروں کو پاک کرتا ہے اور مرض بواسیر کو دور رکھتا ہے۔

اور مسافرخانوں کے سایہ میں اور پھلدار درختوں کے نیچے پاخانہ کرنا جائز نہیں اور اسکا سبب یہ ہے کہ:

(۶۳) حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے کچھ ملائک ایسے ہیں جنہیں اس نے زمین کے پودوں، درختوں، کھجوروں پر مقرر فرمایا ہے لہذا کوئی ایسا درخت نہیں اور کوئی ایسا نخل نہیں کہ جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا کوئی مقرر کیا ہوا ملک نہ ہو اور وہ اس درخت پر جو پھل اور پھول آتے ہیں اسکی حفاظت کرتا ہے اگر اسکے ساتھ کوئی حفاظت کرنے والا نہ ہوتا تو جب اس پر پھل آتے تو زمین کے درندے اور جانور اسکو کھا جاتے۔

(۶۴) اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ کوئی مسلمان کسی درخت یا کسی کھجور کے نیچے جب کہ اس پر پھل آئے ہوئے ہوں۔ پاخانے کی جگہ نہ بنائے اسلئے کہ اس درخت پر مقرر ملائکہ وہاں رہتے ہیں اور یہی وجہ ہے کہ جب درختوں پر پھل آتے ہیں تو ان پر رونق آجاتی ہے لوگ وہاں انس محسوس کرتے ہیں کیونکہ ملائکہ موجود رہتے ہیں۔

اور جس کے پیشاب کا سلسلہ منقطع نہ ہوتا ہو (سلسل البول کا مرض) تو اللہ کے نزدیک وہ معذور ہے مگر جہاں تک ممکن ہو اس مرض کے دفع کرنے کی کوشش کرے اور اسے چاہیئے کہ ایک تھیلی اس جگہ لگالے۔ اور جس شخص نے صرف پیشاب کیا پاخانہ نہیں کیا تو اس پر استنجا (آبدست) واجب نہیں اس پر صرف اپنے عضو تناسل کا دھونا واجب ہے اور جس شخص نے صرف پاخانہ کیا پیشاب نہیں کیا تو اس پر عضو تناسل کا دھونا واجب نہیں صرف استنجا (آبدست) واجب ہے۔ اور اگر کسی شخص نے وضو کیا اور اسکے بعد اسکی ریح صادر ہوگئی تو اس پر استنجا (آبدست) واجب نہیں صرف دوبارہ وضو کرلے۔

(۶۵) اور روایت کی گئی ہے کہ حضرت ابو الحسن امام رضا علیہ السلام جب نیند سے بیدار ہوا کرتے تو وضو فرمایا کرتے استنجا نہیں کیا کرتے۔ اور آپ نے ایک شخص کا نام لیکر اسطرح فرمایا جیسے آپ کو تعجب تھا فرمایا مجھے خبر ملی ہے کہ اس شخص کے ریح بھی صادر ہوتی ہے تو وہ استنجا (آبدست) کرتا ہے۔

باب اقسام نماز

(۶۶) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ نماز تین تہائی پر مشتمل ہے جس میں ایک تہائی طہارت ہے ایک تہائی رکوع ہے اور ایک تہائی سجود ہے۔

باب طہارت کے واجب ہونے کا وقت

(۶۷) حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ جب نماز کا وقت آجائے تو طہارت اور نماز واجب ہے اور بغیر طہارت کے نماز نہیں ہوتی۔

باب نماز کا افتتاح اسکی تحریم اور اسکی تحلیل

(۶۸) حضرت امیرالمؤمنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ نماز کا افتتاح وضو ہے اسکی تحریم اللہ اکبر کہنے سے ہے اور اسکی تحلیل سلام پھیرنے پر ہے۔

باب نماز کے فرائض

نماز کے فرائض سات ہیں (۱) وقت، (۲) طہارت، (۳) توجہ، (۴) قبلہ، (۵) رکوع، (۶) سجود، (۷) اور دعا

باب وضو اور غسل کیلئے پانی کی مقدار

(۶۹) حضرت امام ابو الحسن موسیٰ بن جعفر علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ غسل کیلئے ایک صاع (تقریباً ۳ کلو گرام) اور وضو کیلئے ایک مد (تقریباً پون کلو گرام) پانی کافی ہے۔ اور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا صاع پانچ مد کا ہوتا تھا اور ایک مد کا وزن دو سو اسی (۲۸۰) درہم کے برابر اور ایک درہم چھ وانق کا اور ایک وانق چھ حبہ (دانے) کا اور ایک حبہ جَو کے دو (۲) دانوں کے برابر جو نہ چھوٹا ہو اور نہ بہت بڑا ہو بلکہ اوسط ہو۔

(۷۰) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ وضو ایک مد سے اور غسل ایک صاع سے ہو جاتا ہے اور عنقریب میرے بعد ایک قوم آئے گی جو اس مقدار کو کم سمجھے گی اور وہ لوگ میری سنت کے خلاف عمل پیرا ہونگے اور میری سنت پر قائم رہنے والے میرے ساتھ حظیرۂ قدس (جنت) میں ہونگے۔

(۷۱) حضرت ابو الحسن امام رضا علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے متعلق سوال کیا گیا کہ جسکو وضو کی ضرورت نماز کیلئے

تھی مگر اسے پانی نہیں ملتا اور اگر اسے بقدر وضو ایک مد پانی ملتا ہے تو ایک درہم قیمت پر اس صورت کیا اس پر واجب ہے کہ وہ پانی خریدے اور اس سے وضو کرے یا تیمم کرلے؟ آپ نے فرمایا نہیں بلکہ وہ پانی خریدے اور ایک مرتبہ مجھے ایسا بھی اتفاق ہوا تھا تو میں نے پانی خریدا اور اس سے وضو کیا اور پانی کی کثیر قیمت ادا کرنا مجھے ہرگز برا محسوس نہیں ہوا۔

(۷۲) حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے بیان فرمایا کہ کوئی شخص تنہا غسل کرے تو اس کیلئے ایک صاع پانی ضروری ہے۔ اور وضو کیلئے تین چلو پانی ضروری ہے ایک چلو چہرے اور دو چلو دونوں ہاتھوں کیلئے اور اگر کسی کو ایک چلو پانی سے زیادہ نہ مل سکے تو اسی ایک چلو سے تین حصہ کرلے۔

(۷۳) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ کوئی شخص اللہ کی عبادت چالیس دن کرتا رہے (لا حاصل ہے) جبکہ وہ وضو میں اللہ تعالیٰ کی اطاعت نہیں کرتا اسلئے کہ اللہ تعالیٰ نے جس عضو کے مسح کا حکم دیا ہے وہ اسے دھوتا ہے۔

باب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وضو کرنے کا طریقہ

(۷۴) حضرت ابو جعفر امام محمد باقر علیہ السلام نے ایک مرتبہ فرمایا کہ کیا میں تم لوگوں کو دکھاؤں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وضو کس طرح فرمایا کرتے تھے؟ عرض کیا گیا کہ جی ہاں تو آپ نے ایک بڑا پیالہ منگوایا جس میں تھوڑا پانی تھا اسکو اپنے سامنے رکھا پھر آپ نے آستینیں چڑھائیں اور داہنا چلو پانی میں ڈالا پھر فرمایا یہ اس وقت کرنا ہوگا جب ہاتھ پاک ہوں۔ پھر ایک چلو پانی اٹھایا اور اپنی پیشانی پر ڈالا اور بسم اللہ کہا پھر اس پانی کو اپنی ریش مبارک کے اطراف بہایا اور اپنے ہاتھ کو ایک مرتبہ اپنے چہرے اور اپنی پیشانی کے کھلے ہوئے حصے پر پھیرا پھر پیالہ کے پانی میں اپنا بایاں ہاتھ ڈالا اور چلو بھر کر اٹھایا اور اسکو اپنی داہنی کہنی پر ڈالا اور اپنا ہاتھ کلائی پر پھیرا یہاں تک کہ پانی انگلیوں کے تمام اطراف تک جاری ہوگیا اسکے بعد داہنا ہاتھ پانی میں ڈالا اور پھر چلو نکال کر اپنے بائیں ہاتھ کی کہنی پر ڈالا اور اپنے ہاتھ کو کلائی پر پھیرا یہاں تک کہ پانی ساری انگلیوں کے اطراف تک جاری ہوگیا اسکے بعد اپنے گیلے ہاتھ سے سر کے سامنے والے حصے پہ مسح کیا اور اس کی تری سے جو باقی تھی دونوں پاؤں کی پشت پر مسح کرلیا۔

(۷۵) روایت کی گئی ہے کہ ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وضو فرمایا تو اپنے نعلین مبارک پر مسح فرمایا یہ دیکھ کر مغیرہ نے کہا یا رسول اللہ کیا آپ بھول گئے؟ تو آپ نے فرمایا نہیں بلکہ تو بھول گیا (کہ میں اللہ کا رسول ہوں) میرے رب نے مجھے اسی طرح حکم دیا ہے۔

(۷۶) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ خدا کی قسم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وضو صرف ایک ایک مرتبہ تھا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک ایک ہی مرتبہ منہ ہاتھ دھویا کرتے تھے۔ پھر فرمایا یہی وہ

وضو ہے کہ بغیر اسکے اللہ تعالیٰ نماز کو قبول نہیں فرماتا۔ لیکن وہ احادیث کہ جن میں روایت کی گئی ہے کہ وضو دو دو مرتبہ (ہاتھ منہ دھونا) ہے:۔

(۷۷) تو ان میں سے ایک تو وہ روایت ہے کہ جس کے اسناد منقطع ہیں اور اسکی روایت کی ہے ابو جعفر احول نے اور ان سے بیان کیا ہے اس شخص نے جس نے روایت کی ہے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے کہ آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے وضو میں ایک ایک مرتبہ (دھونا) فرض کیا مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے لوگوں کیلئے دو مرتبہ رکھدیا تو آپ نے اس سے انکار کیلئے کہا ہے خبر دینے کیلئے نہیں کہا ہے گویا آپ یہ فرما رہے ہیں کہ (کیا ایسا بھی ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ ایک چیز کی حد مقرر کرے اور رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس سے تجاویز کریں اور اس حد سے آگے بڑھیں جبکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ "و من یتعد حدو د اللہ فقد ظلم نفسہ" (جو شخص اللہ کے مقرر کردہ حدود سے آگے بڑھے گا وہ اپنے آپ پر ظلم کرے گا۔) (سورۃ طلاق آیت نمبر۱)

(۷۸) اور روایت کی گئی ہے کہ وضو بھی اللہ کے مقرر کردہ حدود میں سے ایک حد ہے تاکہ اللہ کو معلوم ہو جائے کہ کون اسکی اطاعت کرتا ہے اور کون اسکی نافرمانی کرتا ہے۔ اور مومن کو کوئی شے نجس نہیں کرتی اس کیلئے تو (وضو میں پانی) مثل تیل کی مقدار میں کافی ہے۔

(۷۹) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ جس شخص نے اپنے وضو میں حد سے تجاوز کیا وہ گویا اپنے وضو کا توڑنے والا بن گیا۔

(۸۰) اور اس کے متعلق ایک دوسری حدیث بھی منقطع اسناد کے ساتھ عمرو بن ابی مقدام کی ہے اس کا بیان ہے کہ مجھ سے ایک ایسے شخص نے بتایا جس نے خود حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے سنا وہ فرماتے تھے کہ مجھے تعجب ہے اس شخص سے جو دو دو کرکے وضو کرنا چاہتا ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی دو دو وضو کئے مگر رسول اللہ تو ہر فریضہ اور ہر نماز کیلئے جدید وضو کیا کرتے تھے۔ تو اب اس حدیث کا یہ مطلب ہوا کہ مجھے اس شخص سے تعجب ہے کہ جو تجدید وضو سے منہ موڑتا ہے جبکہ خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تجدید وضو فرمایا کرتے تھے۔

اور وہ حدیث جس میں یہ روایت کی گئی ہے کہ جو شخص دو مرتبہ کے بعد اور زیادہ دھوئے تو اس کو کوئی اجر نہ ملے گا یہ ہمارے کہنے کی تائید کرتی ہے اور اس کے معنی یہ ہیں کہ تجدید وضو کے بعد پھر تجدید وضو کا کوئی اجر و ثواب نہیں ہے جیسے اذان کہ جو شخص ظہر و عصر ایک اذان اور دو اقامت کے ساتھ پڑھے تو اسکے لئے جائز ہے اور جو شخص عصر کیلئے پھر سے اذان کہہ لے تو اسکے لئے افضل ہے اور اسکے بعد تیسری اذان تو یہ بدعت ہے اسکا کوئی اجر نہ ملے گا۔ اور اسی طرح یہ روایت کی گئی ہے کہ دو مرتبہ افضل ہے تو اسکا مطلب تجدید وضو ہے۔ اور اسی طرح جو دو مرتبہ کیلئے روایت کی گئی تو اسکا مطلب خوب اچھی طرح اور پورے طور کے ہیں۔

(۸۱) اور روایت کی گئی ہے کہ نماز عشاء کیلئے تجدید وضو کو کردیتا ہے نہیں خدا کی قسم اور ہاں خدا کی قسم کو۔

(۸۲) اور ایک دوسری حدیث روایت کی گئی ہے کہ وضو کے اوپر وضو نور کے اوپر نور ہے۔اور جو شخص بغیر کسی حدث کے صادر ہونے کے تجدید وضو کرے تو اللہ تعالیٰ بغیر استغفار کے اسکے توبہ کی تجدید کردیتا ہے۔اور اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کو اپنے دینی امور سپرد کردیئے ہیں مگر انہیں یہ اختیار نہیں دیا ہے کہ وہ اس کے حدود سے تجاویز کریں۔

(۸۳) اور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کا قول ہے کہ جو دو مرتبہ وضو کرے گا اسکو کوئی اجر نہ ملے گا آپ کے فرمانے کا مطلب یہ ہے کہ اس کو جس امر کا حکم دیا گیا تھا اور جس پر اجر و ثواب کا وعدہ کیا گیا تھا اس نے یہ کام اسکے علاوہ کیا اسلئے وہ اجر کا مستحق نہیں ہے۔اور اس طرح ہر وہ مزدور کہ جس کام کیلئے اسکو مزدوری پر رکھا گیا اسکے علاوہ کوئی دوسرا کام کرے تو اس کیلئے کوئی مزدوری نہیں ہے۔

باب حضرت امیرالمومنین علیہ السلام کے وضو کا طریقہ

(۸۴) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے بیان فرمایا کہ ایک دن امیرالمومنین علیہ السلام (اپنے فرزند) محمد بن حنفیہ کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے کہ یکایک آپ نے فرمایا اے محمد ذرا کسی برتن میں پانی تو لاؤ میں نماز کیلئے وضو کرونگا۔ محمد بن حنفیہ نے پانی لاکر حاضر کیا تو پہلے آپ نے پیشاب کیا پھر آپ نے اپنے داہنے ہاتھ پر پانی انڈیلا اور کہا۔ بِسْمِ اللّٰهِ وَ بِاللّٰهِ وَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ جَعَلَ الْمَاءَ طَهُوْرًا وَ لَمْ یَجْعَلْهُ نَجِسًا (شروع کرتا ہوں اللہ کے نام کے ساتھ اور حمد مخصوص اس اللہ کی جس نے پانی کو پاک و پاکیزہ بنایا اور نجس نہیں بنایا) پھر آپ نے استنجا کیا اور کہا۔ اَللّٰهُمَّ حَصِّنْ فَرْجِیْ وَ اَعِفَّهُ، وَ اسْتُرْ عَوْرَتِیْ وَ حَرِّمْنِیْ عَلَی النَّارِ۔ (پروردگار میری شرمگاہ کی حفاظت کر اور اسے ڈھانک اور میرے آگے پیچھے کی ستر پوشی کر اور مجھے جہنم پر حرام قرار دے) پھر آپ نے کلی کی اور فرمایا اَللّٰهُمَّ لَقِّنِّیْ حُجَّتِیْ یَوْمَ اَلْقَاکَ وَ اَطْلِقْ لِسَانِیْ بِذِکْرِکَ وَ شُکْرِکَ۔ (پروردگار جس دن میں تجھ سے ملاقات کروں اس دن تو مجھے میری حجتوں کی تلقین فرمانا اور اپنے ذکر اور اپنے شکر کیلئے میری زبان کو کھول دینا) پھر آپ نے ناک میں پانی ڈالا اور کہا۔ اَللّٰهُمَّ لَا تُحَرِّمْ عَلَیَّ رِیْحَ الْجَنَّةِ وَ اجْعَلْنِیْ مِمَّنْ یَشُمُّ رِیْحَهَا وَ رَوْحَهَا وَ طِیْبَهَا۔ (پروردگار مجھ پر جنت کی خوشبو کو حرام نہ کر اور مجھے ان لوگوں میں قرار دے جو اسکی خوشبو اسکے پھولوں اور اسکے عطریات کو سونگھیں) پھر آپ نے اپنا منہ (چہرہ) دھویا اور کہا۔ اَللّٰهُمَّ بَیِّضْ وَجْهِیْ یَوْمَ تَسْوَدُّ فِیْهِ الْوُجُوْهُ وَ لَا تُسَوِّدْ وَجْهِیْ یَوْمَ تَبْیَضُّ فِیْهِ الْوُجُوْهُ۔ (پروردگار جس دن کچھ چہرے سیاہ ہوجائیں گے اس دن میرے چہرے کو سفید رکھنا اور جس دن کچھ چہرے سفید ہونگے میرے چہرے کو سیاہ نہ بنانا) پھر آپ نے اپنا دایاں ہاتھ دھویا اور کہا اَللّٰهُمَّ اَعْطِنِیْ کِتَابِیْ بِیَمِیْنِیْ وَ الْخُلْدَ فِی الْجِنَانِ بِیَسَارِیْ وَ حَاسِبْنِیْ حِسَابًا یَسِیْرًا۔

(پروردگار میرا نامہ اعمال میرے داہنے ہاتھ میں دینا اور جنت میں ہمیشہ ہمیشہ کیلئے رہنا میرے بائیں ہاتھ میں ہو۔ اور مجھ سے بہت تھوڑا سا حساب کتاب کرنا۔) پھر آپ نے اپنا بایاں ہاتھ (کہنی تک) دھویا اور کہا۔ اَللّٰھُمَّ لَاتُعْطِنِیْ کِتَابِیْ بِیَسَارِیْ وَ لَا تَجْعَلْھَا مَغْلُوْلَۃً اِلٰی عُنُقِیْ وَ اَعُوْذُبِکَ (رَبِّ) مِنْ مُقَطَّعَاتِ النِّیْرَانِ۔ (پروردگار میرا نامہ اعمال میرے بائیں ہاتھ میں نہ دینا اور نہ اسکو پس گردن سے بندھا ہوا قرار دینا اور میں تیری پناہ چاہتا ہوں جہنم کے قطعات سے۔) پھر آپ نے سر کا مسح کیا اور کہا۔ اَللّٰھُمَّ غَشِّنِیْ بِرَحْمَتِکَ وَ بَرَکَاتِکَ وَ عَفْوِکَ۔ (اے اللہ! اپنی رحمت، اپنی برکات اور اپنے عفو میں مجھے چھپا لے۔) پھر آپ نے اپنے دونوں پاؤں کا مسح کیا اور کہا۔ اَللّٰھُمَّ ثَبِّتْنِیْ عَلَی الصِّرَاطِ یَوْمَ تَزِلُّ فِیْہِ الْاَقْدَامُ وَ اجْعَلْ سَعْیِیْ فِیْمَا یُرْضِیْکَ عَنِّیْ یَا ذَا الْجَلَالِ وَ الْاِکْرَامِ۔ (اے اللہ مجھے اس دن صراط پر ثابت قدم رکھنا جس دن لوگوں کے قدم صراط پر پھسل جائیں گے اور اے ذوالجلال والاکرام میری سعی اور کوشش ایسے امور میں لگا دے جس کی وجہ سے تو مجھ سے راضی ہو جائے۔) پھر آپ نے اپنا سر اٹھا کر محمد بن حنفیہ کی طرف دیکھا اور کہا اے محمد جو میری طرح وضو کرے اور میری طرح جو دعائیں میں نے پڑھی وہ پڑھے تو اللہ تعالیٰ (اسکے وضو کے) ہر قطرے سے ایک ملک پیدا کردے گا جو اس کی تقدیس، تسبیح و تکبیر بجالاتے رہیں گے اور اللہ اسکا ثواب اس شخص کے نامہ اعمال میں قیامت تک لکھتا رہے گا۔

(۸۵) اور امیرالمومنین علیہ السلام جب وضو فرمایا کرتے تو کسی دوسرے کو پانی اپنے اوپر نہیں ڈالنے دیتے تھے۔ آپ سے عرض کیا گیا یا امیرالمومنین کسی دوسرے کو آپ اپنے اوپر پانی کیوں نہیں ڈالنے دیتے؟ تو آپ نے فرمایا میں نہیں چاہتا کہ میری نماز میں کوئی دوسرا شریک ہو اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ فمن کان یرجوالقاء ربہ فلیعمل عملاً صالحاً و لا یشرک بعبادۃ ربہ احدا۔ (جو شخص اپنے پروردگار کی ملاقات کی امید رکھے تو اسے چاہیئے کہ نیک عمل کئے جائے اور اپنے پروردگار کی عبادت میں کسی کو شریک نہ کرے۔ (سورۃ الکہف آیت نمبر ۱۱۰)

(۸۶) حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا حضرت امیرالمومنین نے نعلین پہنے ہوئے مسح کرلیا اور نعلین کا تسمہ نہیں کھولا۔

(۸۷) امیرالمومنین علیہ السلام جب وضو کیا کرتے تو کہا کرتے تھے بِسْمِ اللّٰہِ وَ بِاللّٰہِ وَ خَیْرُ الْاَسْمَاءِ لِلّٰہِ وَ اَکْبَرُ الْاَسْمَاءِ لِلّٰہِ وَ قَاھِرٌ لِّمَنْ فِی السَّمَاءِ وَ قَاھِرٌ لِّمَنْ فِی الْاَرْضِ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ جَعَلَ مِنَ الْمَاءِ کُلَّ شَیْءٍ حَیٍّ وَ اَحْیَا قَلْبِیْ بِالْاِیْمَانِ اَللّٰھُمَّ تُبْ عَلَیَّ وَ طَھِّرْنِیْ وَ اقْضِ لِیْ بِالْحُسْنٰی وَ اَرِنِیْ کُلَّ الَّذِیْ اُحِبُّ وَ افْتَحْ لِیْ بِالْخَیْرَاتِ مِنْ عِنْدِکَ یَا سَمِیْعَ الدُّعَاءِ۔ (اللہ کے نام سے اور اللہ کے ساتھ اور بہترین نام اللہ کے ہیں اور سب سے بڑا نام اللہ کا ہے وہ اہل آسمان پر غالب ہے اور اہل زمین پر غالب ہے ہر طرح کی حمد اس اللہ کیلئے ہے کہ جس نے پانی سے ہر شے کو حیات بخشی اور میرے دل کو ایمان سے زندہ کیا۔ اے اللہ میری توبہ کو قبول فرما اور مجھے پاک کردے اور میری نیکیوں کو پورا کردے اور مجھے ہر

اس شے کو دکھادے جسے میں چاہتا ہوں اور اپنی طرف سے میرے لئے نیکیوں کے دروازے کھول دے ۔ اے دعاؤں کے سننے والے) ۔

باب وضو کے حدود اس کی ترتیب اور اس کا ثواب

(۸۸) ایک مرتبہ زرارہ نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے عرض کیا کہ آپ مجھے چہرے کے وہ حدود بتائیں جس پر وضو کیا جاتا ہے ۔ تو آپ نے فرمایا چہرہ جس کو اللہ تعالیٰ نے کہا ہے اور جسکو اللہ تعالیٰ نے دھونے کا حکم دیا ہے اور کسی کیلئے یہ جائز نہیں کہ اس میں زیادتی یا کمی کرے اگر وہ زیادتی کرے گا تو اسکا کوئی اجر نہ ملے گا اور اگر اس میں کمی کرے گا تو گناہ گار ہوگا وہ (چہرہ کا وہ حصہ ہے) جسکو بیچ کی انگلی اور انگوٹھا گھیرلے بال کی جڑ سے لے کر ٹھڈی (ذقن) تک اور یہ دونوں انگلیاں اس حصہ کو گھیرے ہوئے چلیں تو اتنے حصے کا چہرے میں شمار ہے اور اسکے علاوہ چہرہ میں شمار نہیں زرارہ نے کہا اور کیا کنپٹی چہرے کا حصہ ہے ؟ آپ نے فرمایا نہیں زرارہ کا بیان ہے کہ میں نے عرض کیا کہ کیا آپ کی نظر میں وہ پورا حصہ نہیں ہے جس کو بال گھیرے ہوئے ہے آپ نے فرمایا بال جتنے حصے کا احاطہ کئے ہوئے ہیں بندوں پر یہ فرض نہیں ان سب کو دھوئیں اور اسے کرید کر اسکی جڑ تک پانی پہنچائیں لیکن اتنا ہے کہ اس پر پانی جاری ہوجائے اور دونوں ہاتھوں کے دھونے کی حد کہنی سے لے کر انگلیوں کے سرے تک ہے اور سر کے مسح کی حد یہ ہے کہ تین انگلیوں سے سر کے اگلے حصے پر مسح کیا جائے اور پاؤں کے مسح کی حد یہ ہے کہ تم اپنی دونوں ہتھیلیاں اپنے پاؤں کی انگلیوں کے سرے پر رکھو اور اسے اوپر پاؤں کے گٹے تک لے جاؤ اور آدمی مسح داہنے پاؤں سے شروع کرے بائیں سے پہلے اور یہ مسح دونوں ہاتھوں میں جو تری باقی رہ گئی ہے اس سے ہو کوئی جدید پانی اس کیلئے نہ لیا جائے اور ہاتھوں کے دھونے میں بالوں کو الٹ پلٹ نہ کرے اور نہ سر کے اور پاؤں کے مسح میں بالوں کو الٹ پلٹ کرے ۔

(۸۹) حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ وضو اسی ترتیب سے کرو جس ترتیب سے اللہ تعالیٰ نے کہا ہے لہذا پہلے منہ دھوؤ پھر دونوں ہاتھ پھر سر کا مسح کرو پھر دونوں پاؤں کا اور جس ترتیب سے تمہیں حکم دیا گیا ہے اس کے خلاف تم اپنی طرف سے کسی کو مقدم اور موخر ہرگز نہ کرو ۔ چنانچہ اگر تم نے منہ سے پہلے ہاتھ دھولیا ہے تو پھر سے پہلے منہ دھوؤ اور اسکے بعد دوبارہ ہاتھ دھویا اگر تم نے سر سے پہلے پاؤں کا مسح کرلیا ہے تو پھر سر کا مسح کرو اور اسکے بعد دوبارہ پاؤں کا مسح کرو اللہ نے جس کو پہلے رکھا ہے اسکو تم بھی پہلے رکھو اور اسی طرح اذان و اقامت میں بھی جو اول ہے اسکو اول رکھو پس اگر تم نے شہادتوں سے پہلے حی علی الصلوۃ کہہ دیا ہے تو اب پھر شہادتین کہو اور اس کے بعد حی علی الصلوۃ کہو ۔

(۹۰) اور ایک دوسری حدیث میں اس شخص کیلئے ہے جو اپنا بایاں ہاتھ دائیں ہاتھ سے پہلے دھولے تو وہ از سر نو دایاں ہاتھ دھوئے اسکے بعد دوبارہ بایاں ہاتھ دھوئے ۔ اور یہ بھی روایت کی گئی ہے کہ وہ (دوبارہ دایاں نہیں بلکہ) بایاں ہاتھ دوبارہ دھوئے گا ۔

(۹۱) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ پیشاب کر کے ایک مرتبہ ہاتھ دھوئے اور پاخانہ کر کے آبدست لے کر دو مرتبہ اور جنابت میں تین مرتبہ۔

(۹۲) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ نیند سے بیدار ہو کر ایک مرتبہ ہاتھ دھوؤ اور جس نے نیند کی وجہ سے وضو کیا اور ہاتھ دھونا بھول گیا اور ہاتھ دھونے سے پہلے وضو کے پانی میں ہاتھ ڈال دیا تو اس پر واجب ہے اس پانی کو بہا دے استعمال نہ کرے اور اگر وہ پیشاب یا پاخانہ کے صادر ہونے کی وجہ سے وضو کر رہا ہے اور اس نے ہاتھ دھونے سے پہلے بھول کر وضو کے پانی میں ہاتھ ڈال دیا تو کوئی حرج نہیں یہ اس وقت جب کہ اس کا ہاتھ نجس نہ ہو۔ اور وضو ایک ایک مرتبہ ہے اور دو مرتبہ کا کوئی اجر و ثواب نہیں اور جس نے تین مرتبہ کیا وہ بدعت کا مرتکب ہوا۔

(۹۳) حضرت امیرالمومنین علیہ السلام نے فرمایا کہ اگر میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنے پشت پا پر مسح کرتے ہوئے نہ دیکھا ہوتا تو میں یہی خیال کرتا کہ پشت پا پر مسح کرنے سے بہتر تلوؤں پر مسح کرنا ہے اور اگر کسی شخص کے ان اعضاء پہ کہیں کٹ گیا ہو یا زخم ہو یا پھوڑا پھنسی ہو اور اس کے کھولنے میں کوئی اذیت نہ ہو تو اس کو کھول لے اور دھولے اور اگر اس کا کھولنا مضر ہے تو اس زخم پر بندھی پٹی ہی پر مسح کرلے اور اسے نہ کھولے اور اپنے زخم کو نہ چھیڑے۔

(۹۴) اور زخم کی پٹی کیلئے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی گئی تو آپؑ نے فرمایا کہ اس کے اطراف کو دھویا جائے گا اور نہیں جائز ہے مسح عمامہ پر نہ ٹوپی پر نہ موزوں پر نہ جرابوں پر لیکن یہ کہ جب انسان تقیہ میں ہو یا دشمن کا خوف ہو یا برف کی وجہ سے اپنے پاؤں میں مضرت کا ڈر ہو تو یہ موزے، زخم کی پٹی کے قائم مقام سمجھے جائیں گے اور اس پر مسح کیا جائے گا۔

(۹۵) اور عالم علیہ السلام (امام جعفر صادق علیہ السلام) نے فرمایا کہ تین چیزیں ایسی ہیں کہ جن میں سے کسی ایک میں بھی تقیہ جائز نہیں ہے نشہ آور چیز کے پینے میں، موزوں پر مسح کرنے میں اور متعۃ الحج میں۔

(۹۶) حضرت عائشہ نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کی کہ آپ نے فرمایا کہ قیامت کے دن سب سے زیادہ حسرت و افسوس اسکو ہوگا جو اپنے وضو کو کسی غیر کی جلد پر دیکھے گا۔

(۹۷) اور ان ہی معظمہ سے روایت ہے کہ اپنے موزوں پر مسح کرنے سے اچھا تو میرے لئے یہ ہے کہ میں بیابان کے کسی گورخر (نیل گائے) کی پشت پر مسح کرلوں۔ اور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کسی چرمی موزہ کا کسی کو علم ہی نہیں سوائے اسکے کہ ایک چرمی موزہ نجاشی نے ہدیہ بھیجا تھا جس کے پشت پا پر شگاف تھے اسلئے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے چرمی موزہ پہنے ہوئے اپنے پشت پا پر مسح فرمایا اور لوگ سمجھے کہ آنحضرت نے چرمی موزہ پر مسح فرمایا علاوہ ازیں اس مضمون کی حدیث کی اسناد غیر صحیح ہیں۔

(۹۸) حضرت موسیٰ بن جعفر سے ایک مرتبہ ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا گیا جس کے موزے کا اوپری حصہ اتنا پھٹا ہوا ہے کہ اس میں اس کا ہاتھ چلا جاتا ہے اور وہ اس میں اپنا ہاتھ ڈال کر اپنے پاؤں پر مسح کر لیتا ہے کیا یہ اس کیلئے جائز ہے؟ آپ نے فرمایا ہاں۔

(۹۹) اور ایک مرتبہ حضرت ابوالحسن امام موسیٰ بن جعفر علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے بارے میں دریافت کیا گیا کہ جس کا ہاتھ کہنی سے کٹا ہوا ہے وہ کیسے وضو کرے؟ تو آپ نے فرمایا کہ اپنے بقیہ بازو کو دھوئے گا اور اس طرح کٹے ہوئے پاؤں کے متعلق بھی روایت ہے اور جب عورت مغرب یا صبح کی نماز کیلئے وضو کرے تو مسح کیلئے اپنے سر سے مقنع کو ہٹالے اور اس کیلئے تمام نمازوں کیلئے جائز ہے کہ وہ بغیر مقنع سر سے ہٹاتے ہوئے اس میں اپنی انگلیاں داخل کرے اور اپنے سر پر مسح کرے۔

(۱۰۰) حضرت امام رضا علیہ السلام نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے وضو میں لوگوں پر فرض کیا ہے کہ عورت اپنے ہاتھ کو اندرونی طرف سے دھونا شروع کرے اور مرد اپنے ہاتھ کو بیرونی طرف سے دھونا شروع کرے۔

(۱۰۱) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ جو شخص بسم اللہ کہہ کر وضو کرے تو گویا اس نے پورا غسل کرلیا۔

(۱۰۲) اور روایت کی گئی ہے کہ جس شخص نے بسم اللہ کہہ کر وضو کیا اس نے اپنا پورا جسم طاہر کرلیا اور ایک وضو سے دوسرے وضو کے درمیان جتنے گناہ اس سے سرزد ہوئے اس کا کفارہ ہو گیا اور جس نے بغیر بسم اللہ کہے وضو کیا تو گویا اس نے وہی حصے جسم کے طاہر کئے جہاں جہاں وضو کا پانی پہنچا ہے۔

(۱۰۳) حضرت ابوالحسن امام موسیٰ بن جعفر علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ جس نے مغرب کی نماز کیلئے وضو کیا تو اس کا یہ وضو سوائے گناہان کبیرہ کے جتنے بھی گناہ اس نے کئے ہیں ان سب کا کفارہ ہو گیا اور اس نے جب صبح کی نماز کیلئے وضو کیا اس کا یہ وضو سوائے گناہان کبیرہ کے جتنے بھی گناہ اس نے رات بھر کئے ہیں ان سب کا کفارہ ہو گیا۔

(۱۰۴) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ تم لوگ وضو کرتے ہوئے اپنی آنکھ کھلی رکھو ہو سکتا ہے کہ اس طرح تم لوگوں کو جہنم نہ دیکھنا پڑے۔

(۱۰۵) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا جو شخص وضو کرے اور رومال سے پانی جذب کرے تو اللہ اس کیلئے ایک نیکی لکھے گا اور جو شخص وضو کرے اور رومال کو اس وقت تک استعمال نہ کرے جب تک کہ اس کا پانی خود خشک نہ ہو جائے تو اللہ تعالیٰ اس کیلئے تیس (۳۰) نیکیاں لکھے گا اور کوئی حرج نہیں اگر آدمی ایک وضو سے دن و رات کی کل نمازیں پڑھے اگر اس سے کوئی حدث صادر نہ ہوا ہو اور اسی طرح ایک تیمم سے بھی جب تک اس سے کوئی حدث صادر نہ ہوا ہو یا پانی نہ ہاتھ آگیا ہو۔

(۱۰۶) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ جب آدمی وضو کرے تو منہ پر پانی کا چھینٹا مارے یہ اسلئے کہ اگر وہ اونگھ رہا ہے تو چونک اٹھے اور جاگ پڑے اور اگر سردی سے ڈر رہا ہے تو پھر سردی محسوس نہیں کرے گا اور اگر کسی شخص کی انگلی میں انگوٹھی ہے تو وضو میں اس کو گردش دے لے اور غسل میں اس کو اتار لے۔

(۱۰۷) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا اور اگر تم (انگوٹھی کو گردش دینا) بھول گئے یہاں تک کہ تم نے نماز پڑھ لی تو میں تم کو اعادہ (دوبارہ پڑھنے) کا حکم نہیں دیتا اور جب آدمی نیند سے بیدار ہو تو وہ اپنا ہاتھ کسی برتن میں نہ ڈالے جب تک کہ وہ اسے دھو نہ لے اسلئے کہ اسے نہیں معلوم کہ اسکا ہاتھ سوتے میں کہاں کہاں پہنچا ہے اور وضو کی زکوۃ یہ ہے کہ وضو کرنے والا (وضو کرتے وقت یہ) کہے۔ اَللّٰھُمَّ اِنِّی اَسْئَلُکَ تَمَامَ الْوُضُوْءِ وَ تَمَامَ الصَّلٰوۃِ وَ تَمَامَ رِضْوَانِکَ وَ الْجَنَّۃَ (اے اللہ میں تجھ سے مکمل وضو، مکمل نماز اور تیری مکمل رضا اور جنت کا سوال کرتا ہوں) یہی وضو کی زکوۃ اور اسکا خلوص ہے۔

باب مسواک کرنا

(۱۰۸) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام مجھے ہمیشہ مسواک کرنے کا حکم سناتے رہے یہاں تک کہ مجھے ڈر ہوا کہ (اتنی زیادہ مسواک کرتے کرتے) میرے دانت کی جڑیں کمزور نہ ہو جائیں اور جھڑ نہ جائیں اور مجھے ہمیشہ پڑوسیوں کے متعلق ہدایت دیتے رہے یہاں تک کہ میرا خیال ہوا کہ پڑوسی کو عنقریب حق وراثت بھی عطا ہو جائیگا اور مجھے غلاموں کے متعلق ہمیشہ وصیت کرتے رہے یہاں تک کہ مجھے گمان ہوا کہ عنقریب ان کے لئے ایک مدت مقرر کر دی جائے گی کہ اس مدت میں وہ آزاد کر دیئے جائیں۔

ایک دوسری روایت ہے کہ ہمیشہ عورت کیلئے ہدایت کرتے رہے یہاں تک کہ میں نے خیال کیا کہ انہیں طلاق دینا مناسب و جائز نہیں۔

(۱۰۹) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ جبرئیل علیہ السلام مسواک اور حجامت اور خلال کا حکم لے کر نازل ہوئے تھے۔

(۱۱۰) حضرت امام موسیٰ بن جعفر علیہ السلام نے فرمایا کہ اشنان (ایک تلخ قسم کی گھاس) کھانے سے بدن پگھل جاتا ہے (دبلا ہو جاتا ہے) اور ٹھیکرے (جھانوے) کے رگڑنے سے جسم بوسیدہ ہو جاتا ہے اور بیت الخلاء میں مسواک کرنے سے منہ بدبو کرنے لگتا ہے۔

(۱۱۱) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ چار چیزیں مرسلین علیہ السلام کی سنت ہیں عطر لگانا، مسواک کرنا، عورت اور مہندی۔

(۱۱۲) امیرالمومنین علیہ السلام نے فرمایا کہ تم لوگوں کے منہ قرآن کے راستے ہیں لہذا انہیں مسواک کر کے پاک رکھو۔
(۱۱۳) نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علیؑ سے اپنی وصیت میں فرمایا اے علیؑ تم پر لازم ہے کہ ہر نماز کیلئے وضو کرتے وقت مسواک کرو۔
(۱۱۴) اور امام علیہ السلام نے فرمایا کہ مسواک کرنا وضو کا ایک جزء ہے۔
(۱۱۵) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے بیان فرمایا کہ جب لوگ گروہ در گروہ دین اسلام میں داخل ہونے لگے تو ازد کے لوگ بھی مسلمانوں کے پاس آئے وہ دل کے بہت نرم اور زبان کی بہت شیریں تھے تو لوگوں نے کہا یا رسول اللہ یہ لوگ تو بہت نرم دل ہیں یہ ہم جانتے ہیں لیکن یہ شیریں زبان کیسے ہوگئے؟ تو آنحضرت نے فرمایا یہ لوگ زمانہ جہالت میں بھی مسواک کیا کرتے تھے۔
(۱۱۶) اور امام علیہ السلام نے فرمایا کہ ہر شے کی ایک طہارت ہوتی ہے اور منہ کی طہارت مسواک کرنا ہے۔
(۱۱۷) حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اکثر مسواک فرمایا کرتے تھے اور یہ واجب نہیں ہے لہذا اس کا بعض بعض دن ترک کرنا تمہارے لئے مضرت رساں نہیں ہے اور کوئی حرج نہیں اگر ایک روزہ دار ماہ رمضان میں دن کو کسی وقت بھی مسواک کرے اور کوئی حرج نہیں اگر حالت احرام میں کوئی شخص مسواک کرے اور حمام کے اندر مسواک کرنا مکروہ ہے اس سے دانتوں کا مرض پیدا ہوتا ہے اور مسواک تو سنت حنفیہ ابراہیم میں ہے اور وہ دس ہیں۔ پانچ سر کے حصے میں اور پانچ جسم کے باقی حصے میں ہیں جو سر کے حصے میں ہیں وہ کلی کرنا، ناک میں پانی ڈالنا، مسواک کرنا، مونچھیں چھوٹی کرنا اور جس کے سر کے بال لمبے ہیں اس کیلئے مانگ نکالنا اور جو اپنے بالوں میں مانگ نہ نکالے گا تو اللہ تعالی جہنم کی آری سے اس کے سر میں مانگ نکالے گا۔ اور جو جسم کے باقی حصے میں ہیں وہ استنجا، ختنہ، پیڑو کے بال مونڈنا، ناخن تراشنا اور بغلوں کے بال صاف کرنا ہے۔
(۱۱۸) حضرت امام محمد باقرؑ اور امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ مسواک کر کے دو رکعت نماز پڑھنا افضل ہے بغیر مسواک کئے ستر نماز پڑھنے سے۔
(۱۱۹) نیز حضرت امام محمد باقرؑ و حضرت جعفر صادق علیہم السلام نے مسواک کے متعلق فرمایا کہ تم اس کو مسلسل تین دن تک نہ چھوڑو اور اگر چھوڑنا ہے تو ایک دن کا ناغہ کرو۔
(۱۲۰) نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ تم لوگ سرمہ لگاؤ جیسے کمان میں تانت اور مسواک کرو دانت کی چوڑائی میں۔
(۱۲۱) اور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے اپنی وفات سے دو سال قبل مسواک کرنا چھوڑ دیا تھا وہ اسلئے کہ آپ کے دانت کمزور ہوگئے تھے۔

(۱۲۲) علی بن جعفر نے اپنے بھائی امام موسیٰ بن جعفر علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص جب نماز کیلئے اٹھتا ہے تو ایک مرتبہ اپنی انگلی سے مسواک کر لیتا ہے حالانکہ اس میں مسواک کرنے کی قدرت ہے ؟ آپ نے فرمایا کہ اگر اس کو ڈر ہے کہ صبح طلوع نہ ہو جائے تو کوئی حرج نہیں۔

(۱۲۳) نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ اگر میری امت پر شاق نہ گزرتا تو میں حکم دیتا کہ ہر نماز کے وضو کے وقت مسواک کیا کریں۔

(۱۲۴) اور روایت کی گئی ہے کہ اگر لوگ یہ جانتے کہ مسواک کے کیا فوائد ہیں تو اسکو اپنے لحاف ہی میں رات کو رکھ کر سوتے۔

(۱۲۵) روایت کی گئی ہے کہ ایک مرتبہ خانہ کعبہ نے اللہ تعالیٰ سے مشرکین کے بدبو دار سانسوں کی شکایت کی تو اللہ تعالیٰ نے اسکی طرف وحی فرمائی کہ اے کعبہ بیقرار نہ ہو ہم ان کو ایسی قوم میں بدل دیں گے جو درخت کی شاخوں سے اپنا منہ صاف کیا کرے گی۔ پس جب اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مبعوث کیا تو روح الامین جبرئیل علیہ السلام مسواک کا حکم لے کر نازل ہوئے۔

(۱۲۶) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ مسواک کرنے میں بارہ خوبیاں ہیں اس کا شمار سنت میں ہے منہ کو پاک رکھتی ہے، آنکھ کی روشنی تیز کرتی ہے، اس سے اللہ راضی ہوتا ہے، دانت سفید رہتے ہیں، ان کا پیلا پن دور ہوتا ہے، مسوڑے مضبوط ہوتے ہیں، غذا کی خواہش پیدا ہوتی ہے، بلغم دور ہوتا ہے، حافظہ زیادہ ہوتا ہے، نیکیوں میں اضافہ ہوتا ہے اور ملائیکہ خوش ہوتے ہیں۔

باب وضو کا سبب

(۱۲۷) ایک مرتبہ یہود کے چند افراد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں آئے اور چند مسائل دریافت کیے جن میں ایک یہ بھی تھا کہ اے محمدؐ کیا سبب ہے کہ آپ ان چار اعضاء (یعنی ہاتھ، پاؤں، چہرہ، سر) پر وضو کرتے ہیں یہ تو جسم کے تمام اعضاء میں سب سے زیادہ صاف ستھرے رہتے ہیں ؟ آپ نے فرمایا کہ جب شیطان نے حضرت آدمؑ کو وسوسے میں ڈالا تو وہ درخت کے قریب گئے اور اسے دیکھا تو ان کے چہرے کی آب جاتی رہی پھر اٹھے اور اسکی طرف چلے تو یہ سب سے پہلا قدم تھا جو معصیت کیلئے اٹھا تھا پھر اپنے ہاتھ سے اس درخت پر جو پھل تھا اسے لیا اور کھالیا تو پھر انکے جسم پر جو حلے اور لباس تھے وہ پرواز کر گئے (یہ دیکھ کر) حضرت آدم نے اپنا ہاتھ سر کے اگلے حصے پر رکھا اور رونے لگے اور پھر جب اللہ تعالیٰ نے انکی توبہ قبول کی تو ان پر اور انکی ذریت پر یہ فرض کر دیا کہ ان چاروں اعضاء کو پاک کریں چنانچہ اللہ تعالیٰ نے چہرے کو دھونے کا حکم دیا اسلئے کہ انہوں نے درخت کی طرف دیکھا تھا اور انہیں ہاتھوں کو کہنیوں تک دھونے کا حکم دیا اسلئے کہ

انہوں نے ان ہی دونوں ہاتھوں سے توڑا اور کھایا تھا اور انہیں سر کے مسح کا حکم دیا اسلئے کہ انہوں نے اپنا ہاتھ سر کے اگلے حصے پر رکھا تھا اور انہیں دونوں پاؤں پر مسح کا حکم دیا اسلئے کہ ان ہی سے وہ خطا کرنے چلے تھے۔

(۱۲۸) اور حضرت ابوالحسن علی بن موسیٰ رضا علیہ السلام نے محمد بن سنان کو انکے مسائل کے جواب میں جو خط لکھا اس میں یہ بھی تحریر فرمایا کہ وضو کا سبب جس کی بنا پر بندے پر واجب ہے کہ اپنا منہ دھوئے اور دونوں ہاتھ کہنیوں تک دھوئے سر اور دونوں پاؤں کا مسح کرے اسلئے کہ اسے اللہ تعالیٰ کے سامنے کھڑا ہونا ہے اور اپنے ظاہری اعضاء کے ساتھ اسکا سامنا کرنا ہے اور کراماً کاتبین سے ملاقات کرنی ہے لہٰذا وہ چہرے کو سجدے اور خضوع کیلئے دھوئے اور دونوں ہاتھوں کو دھوئے کیونکہ ان ہی دونوں کو اسے آگے بڑھانا اور خوف و رغبت کا اظہار کرنا اور دعا مانگنا ہے اور سر کا اور دونوں پاؤں کا مسح کرے اسلئے کہ یہ دونوں ظاہر اور کھلے ہوئے ہیں اور اپنے تمام حالات کا وہ ان دونوں سے استقبال کرتا ہے ان دونوں میں وہ خضوع و خشوع لجاجت نہیں ہے جو چہرے اور دونوں ہاتھوں میں ہے۔

باب وضو تمام ہونے سے پہلے اگر بعض اعضاء سے پانی خشک ہو جائے تو کیا کریں

میرے والد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے رسالے میں تحریر فرمایا جب انہوں نے میرے پاس بھیجا تھا کہ اگر تم اپنے وضو کے بعض حصوں سے فارغ ہوئے اور وضو ابھی پورا نہیں ہوا تھا کہ تمہارے پاس پانی ختم ہو گیا اور دوسرا پانی لایا گیا تو اب وہ عضو کہ جس کو تم دھو چکے ہو اگر تری باقی ہے تو اپنے باقی وضو کو تمام کرو اور اگر وہ خشک ہو گیا ہے کہ از سر نو وضو کرو اور اگر تم نے ابھی وضو پورا نہیں کیا تھا کہ تمہارے وضو کا بعض حصہ خشک ہو گیا اور تمہارے پاس پانی موجود ہے اور ختم نہیں ہوا ہے تو اب جو باقی حصہ ہے اسکو دھو لو (اور وضو کو پورا کر لو) کچھ حصہ خشک ہوا ہو یا نہ ہوا ہو۔

باب جو شخص وضو کو یا اسکے بعض حصے کو ترک کر دے یا اس پر شک کرے

(۱۲۹) حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ بغیر طہارت کے نماز نہیں۔

(۱۳۰) روایت کی گئی ہے کہ احبار میں سے ایک شخص کو اسکی قبر پر بیٹھایا گیا اور کہا گیا کہ ہم لوگ تجھ کو عذاب الہیٰ کے سو کوڑے لگائیں گے اس نے کہا کہ اتنا میری برداشت سے باہر ہے آخر گھٹاتے گھٹاتے ان لوگوں نے کہا کہ اچھا ایک کوڑا اس نے کہا کہ یہ بھی برداشت نہ کر سکوں گا ان لوگوں نے کہا کہ یہ ایک تو ضروری ہے اس نے کہا کہ مگر یہ بتاؤ کہ تم لوگ مجھے کیوں کوڑے لگا رہے ہو ان فرشتوں نے کہا اسلئے کہ تو نے ایک دن بغیر وضو کے نماز پڑھی تھی اور تو ایک دن ایک ضعیف کی طرف سے گزرا تھا اور اسکی مدد نہیں کی تھی چنانچہ انہوں نے اسکو عذاب الہیٰ کا ایک کوڑا لگایا اور اسکی پوری قبر آگ

سے بھر گئی۔

(۱۳۱) اور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ آٹھ آدمی ایسے ہیں کہ اللہ تعالیٰ انکی نماز قبول نہیں کرے گا۔ بھاگا ہوا غلام جب تک کہ وہ اپنے مالک کے پاس واپس نہ آجائے، اپنے شوہر کی نافرمان عورت جب کہ اس کا شوہر اس سے خفا ہو، مانع زکوٰۃ، وہ پیش نماز جس کے پیچھے لوگ نماز پڑھتے ہوں مگر لوگ اس سے کراہت کرتے ہوں، وضو ترک کرنے والا، وہ عورت جو بالغہ ہو چکی ہو اور پھر بغیر چادر اوڑھے ہوئے نماز پڑھے اور وہ لوگ جو پاخانہ پیشاب پھینکتے ہیں، وہ شخص جو نشے میں ہو، اور وہ وضو ترک کرنے والا جو بھول گیا ہے اس پر واجب ہے کہ جب اسکو یاد آئے تو وضو کرے اور پھر سے نماز پڑھے۔

(۱۳۲) نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہماری امت سے نو چیزوں کا مواخذہ نہ ہوگا۔ سہو، خطا، نسیان، وہ گناہ جو اس سے جبریہ کرایا گیا ہو، وہ بات جس سے وہ ناواقف ہو، وہ چیز جو اس کے بس میں نہ ہو، شگون لینا، حسد، وسوسہ میں مبتلا ہو کر لوگوں کے عیوب دل ہی دل میں سوچنا جب تک کہ زبان سے نہ نکالے۔

(۱۳۳) اور حضرت ابوالحسن امام موسیٰ بن جعفر علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا گیا کہ جس نے وضو کیا مگر اسکے چہرے کا کچھ حصہ باقی رہ گیا وہاں پانی نہیں پہنچا؟ آپ نے فرمایا کہ اس کیلئے جائز ہے کہ اپنے وضو کے بعض اعضاء سے پانی لے کر اسے تر کرے۔

(۱۳۴) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ اگر تم اپنے سر کا مسح کرنا بھول جاؤ تو اپنے وضو کے پانی کی تری سے (جو اعضائے وضو پر ہو) اپنے سر اور اپنے دونوں پاؤں کا مسح کرلو۔ اور اگر تمہارے ہاتھوں پر وضو کی کوئی تری باقی نہ ہو تو اپنی داڑھی سے تری لے لو اور اپنے سر اور پیروں کا مسح کرلو اور اگر تمہاری داڑھی میں بھی کوئی تری نہ ہو تو اپنے ابرو اور اپنی آنکھوں سے تری حاصل کرکے اپنے سر اور اپنے پاؤں پر مسح کرلو اور کہیں بھی کوئی تری باقی نہ ہو تو دوبارہ وضو کرو۔

(۱۳۵) ابو بصیر نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے ایک ایسے شخص کے بارے میں جو سر کا مسح کرنا بھول گیا تو آپ نے فرمایا پھر وہ سر کا مسح کرے۔ راوی نے کہا مگر اس کو یاد نہ آیا یہاں تک کہ وہ نماز میں مشغول ہو گیا؟ آپنے فرمایا پھر وہ اپنی داڑھی سے کچھ تری لے کر سر کا مسح کرے۔

(۱۳۶) زید شحام اور مفضل بن صالح کی روایت میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے متعلق روایت ہے کہ جس نے وضو کیا مگر سر کا مسح بھول گیا یہاں تک کہ وہ نماز کیلئے کھڑا ہو گیا؟ آپ نے فرمایا وہ نماز کو چھوڑ دے اور اپنے سر کا مسح کرے اور دوبارہ نماز پڑھے جو شخص اپنے وضو کے اندر کسی بات میں شک کرے تو اگر وہ ابھی وہیں وضو کی جگہ بیٹھا ہے تو دوبارہ وضو کرے اور اگر اپنی جگہ سے اٹھ گیا ہے پھر اسے وضو کی کسی بات میں شک ہوا تو اس شک کی طرف توجہ نہ دے جب تک کہ اسکو پورا یقین نہ ہو جائے اور اگر کسی شخص کو وضو میں شک ہو (کہ وضو کیا ہے یا نہیں)

اور حدث کا یقین ہو تو اسکو چاہیئے کہ وضو کرے ۔ اور جس شخص کو حدث میں شک ہو (کہ وہ صادر ہوا یا نہیں) اور وضو کا یقین ہو تو شک یقین کو نہیں توڑتا جب تک کہ اسکو حدث کا یقین نہ ہو جائے ۔ اور جس شخص کو وضو کا بھی یقین ہو اور حدث کا بھی یقین ہو مگر یہ یاد نہ ہو کہ پہلے کون تھا تو اسے چاہیئے کہ وضو کرے ۔

باب وہ چیز جو وضو کو توڑ دیتی ہے

(۱۳۷) زرارہ بن اعین نے حضرت امام محمد باقرؑ اور حضرت امام جعفر صادق علیہما السلام سے دریافت کیا کہ کن چیزوں سے وضو ٹوٹ جاتا ہے ؟ تو ان دونوں حضرات نے فرمایا کہ تمہارے نچلے دونوں راستوں یعنی ذکر و مقعد سے کوئی چیز پاخانہ پیشاب یا منی یا ریاح خارج ہو یا نیند ایسی کہ جس سے عقل جاتی رہے (تو وضو ٹوٹ جاتا ہے) اور اسکے سوا کسی چیز سے مثلاً قے آنے یا ابکائی آنے یا نکسیر پھوٹنے یا پچھنے لگوانے یا کوئی دمبل نکل آنے یا کوئی زخم آجانے یا پھوڑا نکل آنے سے وضو نہیں ٹوٹتا اور یہ سب دوبارہ وضو اور طہارت کا سبب نہیں بنتے ۔

(۱۳۸) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ اگر کدو دانہ نکلیں یا چھوٹے چھوٹے باریک کیڑے (چرنا) نکلیں تو اس کیلئے وضو نہیں ہے یہ سب بمنزلہ جوں یا چچڑیوں کے ہیں مگر یہ اس وقت کہ جب اس میں سے کوئی مواد وغیرہ نہ نکلے اور اگر کوئی مواد وغیرہ نہ نکلے تو اس میں استنجا (آبدست) اور وضو دونوں ہے اور اگر ان دونوں اطراف سے خون پیپ مذی یا ودی (رطوبت) وغیرہ نکلے تو اس میں نہ وضو ہے نہ استنجا ہے جب تک کہ پاخانہ پیشاب یا ریاح یا منی نہ نکلے ۔

(۱۳۹) ایک مرتبہ عبدالرحمن بن ابی عبداللہ نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کی کہ میں اپنے پیٹ میں ریاح محسوس کرتا ہوں اور گمان یہ ہے کہ وہ نکلی بھی ہے ؟ آپ نے فرمایا جب تک تم ریح نکلنے کی آواز نہ سن لو یا اسکی بدبو ناک میں نہ آجائے تم پر وضو لازم نہیں ہے ۔ پھر آپ نے فرمایا بات یہ ہے کہ ابلیس انسان کے دونوں سرین کے درمیان بیٹھتا ہے اور وہ حدث صادر کرتا ہے تاکہ انسان کو شک میں مبتلا کر دے ۔

(۱۴۰) ایک مرتبہ زرارہ نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص اپنے ناخن کاٹتا ہے ، اپنی مونچھیں تراشتا ہے ، داڑھی کی اصلاح کرتا ہے اور سر کے کچھ بال کاٹتا ہے تو کیا اس سے اس کا وضو ٹوٹ گیا ؟ آپ نے فرمایا اے زرارہ یہ سب سنت ہے اور وضو فرض ہے اور سنت میں سے کوئی ایسی چیز نہیں جو فریضہ کو توڑ دے یہ سب تو اسلئے ہیں تاکہ اور زیادہ طہارت ہو ۔

(۱۴۱) ایک مرتبہ اسماعیل بن جابر نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص نے اپنے ناخن کاٹے اور مونچھ تراشی تو اب اسکو پانی سے دھوئے ؟ آپ نے فرمایا نہیں وہ پاک ہے ۔

(۱۴۲) اور راوی نے آپ سے شعر پڑھنے کے متعلق سوال کیا کہ کیا اس سے وضو ٹوٹ جاتا ہے ؟ آپ نے فرمایا نہیں ۔

(۱۴۳) اور سماعہ بن مہران نے آنجناب سے دریافت کیا کہ ایک شخص نماز میں حالت قیام میں تھا یا حالت رکوع میں کہ غنودگی کے جھونکے کی وجہ سے اس کا سر جھکی کھا گیا؟ آپ نے فرمایا اس پر وضو نہیں ہے۔

(۱۴۴) اور حضرت موسیٰ بن جعفر علیہ السلام سے دریافت کیا گیا کہ ایک شخص بیٹھا ہوا اونگھ رہا ہے کیا اس پر وضو واجب ہے؟ آپ نے فرمایا جب تک وہ بیٹھا ہے اس پر کوئی وضو نہیں ہے جب تک کہ اعضاء بے سود اور ڈھیلے نہ پڑجائیں۔

(۱۴۵) حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا بوسہ لینے، ہم بستر ہونے اور شرمگاہ کو مس کرنے میں کوئی وضو نہیں ہے۔

(۱۴۶) حریز نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی آپ نے فرمایا اگر کسی شخص کے قطرہ قطرہ پیشاب اور خون آتا ہے تو جب نماز کا وقت آئے تو ایک تھیلی لے اس میں روئی ڈالدے اور اسے لٹکالے اس میں اپنا عضو تناسل ڈالدے پھر اس سے ظہر و عصر کی نماز پڑھے ظہر میں ذرا تاخیر اور تامل کرے اور ایک اذان اور دو اقامتوں کے ساتھ دونوں نمازیں ادا کرے پھر مغرب میں ذرا تاخیر اور عشاء میں ذرا تامل کرے اور ایک اذان اور دو اقامتوں کے ساتھ دونوں نمازیں پڑھ لے اور نماز صبح میں بھی ایسا ہی کرے۔

(۱۴۷) اور عبداللہ بن ابی یعقوب نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا جس نے پیشاب کر کے وضو کیا اور نماز کیلئے کھڑا ہوا تو اس نے کچھ تری محسوس کی؟ آپ نے فرمایا یہ کوئی چیز نہیں وہ پھر سے وضو نہیں کرے گا۔

(۱۴۸) اور ایک دوسرے راوی نے روایت کی ہے ایک ایسے شخص کے متعلق جو پیشاب کرتا ہے پھر استنجا کرتا ہے مگر اس کے بعد تری دیکھتا ہے؟ تو آپ نے فرمایا اگر اس نے پیشاب کیا اور اسکے بعد مقعد اور انثیین کے درمیان تین مرتبہ سوت لیا ہے اور ان دونوں کے درمیان ہاتھ سے دبا لیا ہے اسکے بعد استنجا کیا ہے تو پھر اگر وہ تری بہہ کر پنڈلی تک بھی پہنچ جائے تو پرواہ نہیں۔

اور اگر کسی شخص نے اپنی مقعد کے اندرونی حصہ کو یا عضو تناسل کے اندرونی حصہ کو مس کیا ہے تو اس پر لازم ہے کہ دوبارہ وضو کرے۔ اور اگر وہ نماز میں ہے تو نماز کو قطع کرے وضو کرے اور پھر سے نماز پڑھے اور اگر اس نے اپنے عضو تناسل کے سوراخ کو کھولا ہے تو دوبارہ وضو کرے اور دوبارہ نماز پڑھے۔

اور اگر کوئی شخص حقنہ یا شافہ لگوائے اور صرف وہی دوا اس میں سے نکل آئے تو اس پر وضو نہیں ہے اور اگر اسکے ساتھ کچھ مواد بھی نکلے تو اس پر استنجا (آبدست) اور وضو دونوں واجب ہیں۔

باب وہ چیز جو کپڑے اور بدن کو نجس کر دیتی ہے

(۱۴۹) حضرت امیرالمومنین علیہ السلام کی نگاہ میں مذی (خارج ہونے) پر نہ وضو تھا اور نہ اس کپڑے کا دھونا تھا جس میں وہ (مذی) لگ گئی ہو۔

(۱۵۰) اور روایت کی گئی ہے کہ مذی اور وذی یہ بمنزلہ، تھوک یا ناک کی رطوبت کے ہے لہذا ان دونوں کے خارج ہونے پر نہ کپڑا دھویا جائے گا اور نہ عضو تناسل۔ اور یہ چار چیزیں ہیں۔ منی، مذی، وذی اور ودی۔ منی وہ گاڑھی رطوبت ہے جو اچھل کر نکلتی ہے اور اس پر غسل واجب ہے اور مذی وہ رطوبت ہے جو منی سے پہلے نکلتی ہے اور وذی وہ رطوبت ہے جو منی کے بعد نکلتی ہے ودی وہ رطوبت ہے جو پیشاب کے بعد نکلتی ہے ان سب میں منی کے علاوہ کسی کے خارج ہونے پر نہ غسل ہے نہ وضو نہ اس کپڑے کو دھوئے جو ان میں سے کسی سے آلودہ ہوا ہے اور نہ جسم کے اس حصہ کو دھونا ہے جو ان میں سے کسی سے آلودہ ہوا ہے سوائے منی کے۔

(۱۵۱) عبداللہ بن بکیر نے ایک مرتبہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا جس نے کپڑا پہنا ہے اور اس کپڑے میں جنابت لگی ہوئی ہے اور اسی میں اسکو پسینہ آجاتا ہے؟ تو آپ نے فرمایا کہ کپڑا تو آدمی کو جنب نہیں بناتا۔ (کہ اس پر غسل واجب ہو)۔

(۱۵۲) اور ایک دوسری حدیث میں یہ ہے کہ آپ نے فرمایا کہ نہ کپڑا آدمی کو جنب بناتا ہے اور نہ آدمی کپڑے کو جنب بناتا ہے۔

(۱۵۳) اور زید شحام نے ایک مرتبہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اس کپڑے کے متعلق پوچھا جس میں جنابت لگی ہوئی تھی پھر آسمان سے بارش ہوئی اور وہ کپڑا میرے جسم پر بھیگ گیا؟ آپ نے فرمایا اس میں کوئی حرج نہیں۔

اور اگر کوئی شخص ایسے بستر پر سوئے جس میں جنابت لگی ہوئی ہے اور اسے پسینہ آجائے تو اس میں کوئی حرج نہیں۔ اور اگر کسی شخص کو اپنے لباس میں پسینہ آجائے اور وہ حالت جنب میں ہو تو جب غسل کرے تو اپنے اس کپڑے سے اپنے جسم کو پونچھ سکتا ہے لیکن اگر وہ فعل حرام سے جنب ہوا ہے تو اس میں نماز حرام ہے اور اگر فعل حلال سے جنب ہوا ہے تو اس میں نماز حلال ہے اگر حائضہ عورت کو اپنے لباس میں پسینہ آجائے تو اس کو اپنے اس کپڑے کے اندر نماز پڑھنے میں کوئی حرج نہیں۔

(۱۵۴) اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی کسی زوجہ سے کہا ذرا سجادہ (جانماز) تو اٹھالاؤ تو انہوں نے کہا کہ میں حائض ہوں آپ نے فرمایا کیا تمہارا حیض تمہارے ہاتھ میں ہے۔

(۱۵۵) اور محمد حلبی نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص اپنے لباس میں جنب ہو گیا اور

اسکے پاس کوئی دوسرا لباس نہیں ہے؟ تو آپ نے فرمایا وہ اسی لباس میں نماز پڑھ لے اور جب پانی ملے تو اسے دھولے۔

(۱۵۶) اور ایک دوسری حدیث میں ہے کہ پھر سے نماز کا اعادہ کرے۔

اور اگر کوئی کپڑا پیشاب سے آلودہ ہو جائے تو اگر آب جاری میں دھو رہا ہے تو ایک مرتبہ اور اگر ٹھہرے ہوئے پانی میں دھو رہا ہے تو دو مرتبہ دھوئے پھر اسکو نچوڑ لے اور اگر شیر خوار بچے کا پیشاب ہے تو اس پر اچھی طرح پانی ڈالے اور اگر وہ بچہ کچھ غذا بھی کھانے لگا ہے تو پھر اسکو دھوئے اور اس میں لڑکا اور لڑکی دونوں برابر ہیں۔

(۱۵۷) اور حضرت امیرالمومنین علیہ السلام سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا کہ لڑکی کا دودھ اور اسکا پیشاب قبل اسکے کہ اس نے کچھ کھانا شروع کیا ہو اگر کپڑے میں لگ جائے تو اسکو دھولیا جائیگا اس لئے کہ اسکا دودھ اسکی ماں کے مثانہ سے نکلتا ہے اور لڑکے کا دودھ قبل اسکے کہ اس نے کچھ کھانا شروع کیا ہے اگر کپڑے میں لگ جائے تو اسکو نہیں دھویا جائیگا نہ پیشاب لگے تو دھویا جائیگا (صرف پانی ڈال دیا جائیگا) اسلئے کہ اسکا دودھ اسکی ماں کے دونوں کاندھوں اور دونوں شانوں سے پیدا ہوتا ہے۔

(۱۵۸) اور حکم بن حکیم ابن اخی خلاد نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک مرتبہ عرض کیا کہ میں پیشاب کرتا ہوں مگر مجھے پانی نہیں ملتا اور میرا ہاتھ پیشاب سے آلودہ ہو جاتا ہے تو میں اسے دیوار پر یا مٹی پر رگڑ لیتا ہوں پھر میرے ہاتھ میں پسینہ آتا ہے تو میرے ہاتھ کا وہ حصہ جو پیشاب سے آلودہ نہیں میرے چہرے اور میرے جسم کے کسی حصہ یا میرے کپڑے سے مس ہو جاتا ہے؟ آپ نے فرمایا کوئی حرج نہیں۔

(۱۵۹) ابراہیم بن ابی محمود نے امام رضا علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک گدا اور فرش ہے جو پیشاب سے آلودہ ہو گیا ہے اب کیا کیا جائے اس میں روئی وغیرہ بہت بھری ہوئی؟ آپ نے فرمایا اسکی اوپری سطح کو دھولیا جائے۔

(۱۶۰) حنان بن سدیر نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا کہ میں کبھی کبھی پیشاب کرتا ہوں تو پانی نہیں ملتا اس سے مجھے سخت اذیت ہوتی ہے آپ نے فرمایا جب تم پیشاب کرو تو اسے اچھی طرح پونچھ لو۔

(۱۶۱) اور امام علیہ السلام سے ایسی عورت کے متعلق دریافت کیا گیا جس کے پاس صرف ایک ہی قمیض ہے اس کا ایک بچہ جو اس پر پیشاب کر دیا کرتا ہے وہ بیچاری کیا کرے؟ آپ نے فرمایا وہ اپنی قمیض ایک دن میں ایک مرتبہ دھولیا کرے۔

(۱۶۲) محمد بن نعمان نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا کہ جب میں بیت الخلاء سے فارغ ہوتا ہوں تو وہاں سے نکل کر پانی سے استنجا کرتا ہوں اور استنجے کے پانی میں میرا کپڑا گر جاتا ہے آپ نے فرمایا کوئی حرج نہیں تم پر کچھ نہیں ہے۔

(۱۶۳) اور حضرت امام ابوالحسن موسیٰ بن جعفر علیہ السلام نے بارش کے کیچڑ کے متعلق فرمایا کہ بارش کے تین دن بعد

تک اگر کسی شخص کا کپڑا اس کیچڑ سے آلودہ ہوجائے تو کوئی حرج نہیں اِلّا یہ کہ اسے معلوم ہوجائے کہ یہ کیچڑ بارش کے بعد کسی شے سے نجس ہوگیا ہے اور اگر بارش کے تین دن بعد اس کیچڑ سے لباس آلودہ ہو تو اسے دھوئے اور اگر راستہ بالکل پاک صاف ستھرا ہے تو تین دن بعد بھی دھونے کی ضرورت نہیں ہے۔

(۱۶۴) ابو الاعز نخاس نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا کہ میں جانوروں کا علاج کرتا ہوں اور اس کیلئے اکثر مجھے رات کو نکلنا ہوتا ہے اور وہ جانور پیشاب اور گوبر کئے ہوئے ہوتے ہیں ان میں کوئی اگلے پاؤں کو اور کوئی پچھلے پاؤں کو جھٹکا مارتا ہے اور اسکی چھینٹ میرے کپڑوں پر پڑجاتی ہے؟ آپ نے فرمایا کوئی حرج نہیں۔

اور اگر مرغی یا کبوتر کی بیٹ کپڑے پر پڑجائے تو کوئی حرج نہیں اور کسی بھی پرندہ کی بیٹ یا پیشاب پڑ جائے تو کوئی حرج نہیں اور ہر اس جانور کا پیشاب کپڑے پر پڑجائے تو کوئی حرج نہیں جسکا گوشت کھایا جاتا ہے اور دودھ پلانے والی عورت کا دودھ اگر اسکی قمیص میں لگ جائے تو کوئی حرج نہیں یہ اکثر ہوتا ہے اور خشک ہوجاتا ہے۔

(۱۶۵) حضرت امام رضا علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا گیا جو ننگے پاؤں حمام میں چل رہا ہے اسکے دونوں پاؤں میں شقاق (پھٹنے کا مرض ہے) اور چونکہ وہ ننگے پاؤں گندگی پر چلا ہے اسلئے نورے وغیرہ کی سیاہی کا اثر پاؤں کے شگافوں آجاتا ہے جبکہ اس نے اسکو دھو بھی لیا ہے اب وہ اپنے پاؤں کا کیا کرے کیا اس کیلئے دھونا کافی ہے یا اپنے ناخنوں سے اسکو اچھی طرح صاف کرے اور اسے پاک کرے مگر ناخونوں سے صاف کرنے سے ناخنوں میں بو آتی ہے اور اس میں سے کچھ نکلتا نہیں ہے آپ نے فرمایا شگافوں کو اچھی طرح صاف کرو اگر اس میں سے کچھ نکلتا نہیں صرف بو آتی ہے تو پھر اس پر کچھ فرض نہیں ہے۔

اور اگر کوئی شخص حمام میں اپنے جسم پر ستو یا بیسن یا بھوسی ملے تو وہ چیز جو جسم کو نفع پہنچائے تو یہ اسراف نہیں ہے اسراف تو وہ ہے کہ جس میں مال تلف ہو اور بدن کو بھی ضرر پہنچائے۔

اور کسی لباس میں خون لگ گیا ہو تو وہ اگر ایک درہم وافی کی مقدار میں نہ ہو تو اسکے اندر نماز پڑھنے میں کوئی حرج نہیں اور وافی کا وزن ۱½ درہم ہوتا ہے اور درہم وافی سے کم ہے تو اسکا دھونا واجب لیکن اس میں نماز ہوجائے گی کوئی حرج نہیں۔

اور اگر خون ایک چنے کے برابر ہے تو نہ بھی دھوئے تو کوئی حرج نہیں لیکن وہ خون حیض نہ ہو اس لئے کہ اسکا دھونا اور پیشاب کا اور منی کا دھونا واجب ہے قلیل ہو یا کثیر اگر اس میں نماز پڑھ لی ہے تو نماز کا اعادہ کرے جانتے ہوئے پڑھی ہو یا نہ جانتے ہوئے۔

(۱۶۶) اور حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا کہ جب مجھے علم نہیں تو مجھے پرواہ نہیں کہ پیشاب لگا ہے یا پانی۔

(۱۶۷) اور منی کے متعلق روایت کی گئی ہے اگر کوئی شخص جنب ہوا اور فوراً اٹھا دیکھا اور تلاش کیا اور کچھ نہ پایا تو اس پر کچھ واجب نہیں ہے۔ اور اگر اس نے نہیں دیکھا اور تلاش نہیں کیا تو اس پر واجب ہے کہ غسل کرے اور نماز کا اعادہ کرے۔

اور اگر مچھلی کا خون لباس میں لگ جائے اور انسان اس میں نماز پڑھے تو کوئی حرج نہیں خون قلیل ہو یا کثیر۔

اور جس شخص کی ٹوپی یا عمامہ یا ازار بند یا جراب یا موزے میں منی یا پیشاب یا خون یا پاخانہ لگ جائے تو اسکے اندر نماز پڑھنے میں کوئی حرج نہیں اور یہ اسلئے کہ ان تمام چیزوں میں کسی ایک شے میں نماز تمام نہیں ہوتی۔

اور اگر کسی شخص کا کپڑا کسی مردہ گدھے پر گر جائے تو اسکا دھونا واجب نہیں ہے اور اسکے اندر نماز میں کوئی حرج نہیں۔

اور کوئی حرج نہیں اگر کوئی شخص کسی مردہ انسان کی ہڈی کو مس کرے جس کو مرے ہوئے ایک سال گزر چکا ہو۔

اور کوئی حرج نہیں اگر مردہ انسان کے دانت کوئی زندہ شخص اپنے دانت کے عوض لگالے۔

اور اگر کسی شخص کے کپڑے کو خشک کتا مس کردے اور وہ شکاری کتا نہ ہو تو اس پر لازم ہے اپنے کپڑے پر پانی بہا لے اور اگر وہ کتا گیلا تھا تو پھر لازم ہے کہ کپڑے کو دھو ڈالے۔ اور وہ شکاری کتا ہے اور خشک ہے تو پھر کسی چیز کی ضرورت نہیں ہے اور اگر وہ شکاری کتا گیلا ہے تو پھر اسکو اپنے کپڑے پر پانی ڈالنا لازم ہے۔

اور ایسے کپڑے کے اندر نماز پڑھنے میں کوئی حرج نہیں جس میں شراب لگ گئی ہو اسلئے کہ اللہ تعالیٰ نے اسکا پینا حرام کیا ہے اور ایسے کپڑے میں نماز پڑھنا تو حرام نہیں کیا ہے جس میں شراب لگی ہو۔ لیکن جس مکان میں شراب ہو اس میں نماز جائز نہیں۔

اور اگر کسی شخص نے پیشاب کیا اور اسکی چھینٹ اسکی ران پر پڑ گئی اور اسی میں اس نے نماز پڑھ لی پھر یاد آیا کہ اس حصہ کو دھویا نہیں تو اس پر لازم ہے کہ اس حصہ کو دھوئے اور اپنی نماز پھر سے پڑھے۔

اور اگر پانی میں کوئی چوہا گر جائے اور اس میں سے نکل کر کپڑے پر چلنے لگے تو جہاں تم کو اسکے چلنے کے نشانات نظر آئیں اسکو دھو ڈالو اور اگر نشانات نظر نہ آئیں تو اس پر پانی بہاؤ۔

اور اگر کسی شخص کے کوئی زخم آگیا ہے اور بہہ رہا اور اسکا خون اسکے کپڑوں میں لگ رہا ہے تو اگر وہ اسے نہ دھوئے تو کوئی حرج نہیں ہے جب تک کہ وہ اچھا نہ ہو جائے یا خون بند نہ ہو جائے۔

(۱۶۸) اور حضرت ابوالحسن امام موسیٰ بن جعفر علیہ السلام سے ایک شخص خصی (جسکا عضو تناسل کٹا ہوا ہو) کے متعلق دریافت کیا گیا کہ وہ پیشاب کرتا تو اسکی وجہ سے وہ بڑی مشکل میں پڑجاتا ہے اسلئے کہ وہ تری کے بعد تری دیکھتا ہے آپ نے فرمایا وہ (اسی حالت میں) وضو کرلیا کرے اور دن میں ایک مرتبہ اپنا کپڑا دھولیا کرے۔

(۱۶۹) اور علی بن جعفر نے اپنے بھائی حضرت امام موسیٰ بن جعفر علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا جسکا کپڑا مردہ کتے پر گرا آپ نے فرمایا وہ اس کپڑے پر پانی ڈال لے اور اس میں نماز پڑھ لے کوئی حرج نہیں ہے۔

باب وہ سبب جسکی بنا پر جنابت کیلئے غسل واجب ہے اور پاخانہ و پیشاب کیلئے واجب نہیں ہے

(۱۷۰) ایک مرتبہ یہود کے چند افراد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں آئے اور ان میں سے جو سب سے زیادہ صاحب علم تھا اس نے آپ سے چند مسائل پوچھے جن میں سے ایک مسئلہ یہ بھی پوچھا کہ اللہ تعالیٰ نے جنابت کیلئے غسل کا کیوں حکم دیا اور پاخانہ پیشاب کیلئے غسل کا حکم نہیں دیا؟ آنحضرت نے فرمایا (سنو) جب حضرت آدم علیہ السلام نے درخت کا پھل کھایا تو اسکا رس انکے تمام رگ و پے میں بلکہ بال بال میں دوڑ گیا۔ پس اگر کوئی مرد اپنی زوجہ سے ہمبستری کرتا ہے تو (منی کا) پانی اسکے جسم کی ہر رگ اور ہر بال سے نکل کر آتا ہے پس اللہ تعالیٰ نے انکی ذریت پر قیامت تک کیلئے غسل جنابت کو واجب کر دیا۔ اور پیشاب انسان جو کچھ پیتا ہے یہ اسکا فضلہ ہے اور پاخانہ انسان جو کچھ بھی کھاتا ہے یہ اسکا فضلہ ہے اسی وجہ سے اس کیلئے صرف وضو ہے۔ یہودی نے کہا اے محمدؐ آپ نے سچ فرمایا۔

(۱۷۱) اور حضرت امام رضا علیہ السلام نے محمد بن سنان کے مسائل کے جواب میں جو کچھ بھی لکھا اس میں یہ بھی تحریر فرمایا کہ غسل جنابت کی علت وغایت صفائی و ستھرائی ہے تاکہ اس جنابت سے انسان کو جو اذیت ہوتی ہے اس سے پاک ہو جائے اور اس سے پورے جسم کی تطہیر مقصود ہے اسلئے کہ جنابت جسم کے ہر حصہ سے نکل کر آتی ہے اسلئے پورے جسم کی تطہیر اس پر واجب ہے اور پیشاب اور پاخانہ میں تخفیف کا سبب یہ ہے کہ یہ بہ نسبت جنابت کے زیادہ کثرت اور تاحیات ہوتے رہتے ہیں اسلئے اسکی کثرت اور مشقت اور بغیر شہوت وخواہش کے آنے کو دیکھتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے صرف وضو کو منظور کر لیا اور جنابت بغیر حصول لذت کی خواہش اور بغیر اپنے نفس کو آمادہ کئے نہیں آتی۔

باب اغسال

(۱۷۲) حضرت ابو جعفر امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ غسل کے سترہ مواقع ہیں۔ رمضان کی سترہ (۱۷) کی شب اور انیس (۱۹) کی شب، اکیس (۲۱) اور تیئیس (۲۳) کی شب کا غسل اور اسی میں شب قدر کی امید کی جاتی ہے اور دونوں عیدوں کا غسل، جب تم حرمین میں داخل ہو اور جس دن تم احرام باندھو اور زیارت کعبہ کے دن کا غسل، خانہ کعبہ میں داخل ہونے کے دن کا غسل، یوم ترویہ کا غسل، یوم عرفہ کا غسل اور جب تم کسی میت کو اسکے جسم کے ٹھنڈے ہونے کے بعد

مس کرو اسے غسل دو اسے کفن پہناؤ تو غسل، اور یوم جمعہ کا غسل، اور چاند و سورج کے گہن کا غسل جبکہ پورا گہن لگے اور تم سوتے سے جاگو اور نماز کسوف نہ پڑھی ہو تو تم پر فرض ہے کہ غسل کرو اور نماز کسوف قضا پڑھو۔ اور غسل جنابت یہ فریضۂ واجب ہے۔

(۱۷۳) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ غسل جنابت وحیض دونوں ایک طرح کے ہیں۔

(۱۷۴) اور روایت کی گئی ہے کہ جو شخص چھپکلی کو مارے اسکو غسل کرنا ضروری ہے اور ہمارے بعض مشائخ نے اسکا سبب یہ بتایا ہے کہ وہ اپنے گناہوں سے پاک ہو جاتا ہے اسلئے اسے غسل کرنا چاہیئے۔

(۱۷۵) اور روایت کی گئی ہے کہ جو شخص پھانسی پر چڑھے ہوئے آدمی کی طرف سے گزرے اور اس کی طرف دیکھے تو اس پر غسل بربنائے سزا و عقوبت واجب ہے۔

(۱۷۶) اور سماعہ بن مہران نے ایک مرتبہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے غسل جمعہ کے متعلق سوال کیا تو آپ نے فرمایا یہ سفر و حضر دونوں میں واجب ہے لیکن سفر میں عورتوں کو پانی کی کمی کی وجہ سے اجازت ہے (کہ وہ غسل نہ کریں) اور غسل جنابت واجب ہے، غسل حیض واجب ہے، غسل استحاضہ واجب اور جب وہ روئی رکھے اور خون روئی کے اوپر پھوٹ پڑے تو اس پر ہر دو نمازوں (ظہر و عصر اور مغرب وعشاء) کیلئے غسل واجب ہے اور نماز صبح کیلئے بھی غسل واجب ہے اور اگر خون روئی سے تجاوز نہ کرے تو اسکے لئے ہر نماز کیلئے وضو ہے۔ اور غسل نفاس واجب ہے، غسل مولود واجب ہے، غسل میت واجب ہے اور جس نے میت کو غسل دیا ہے اس پر غسل واجب ہے اور احرام باندھنے والے پر غسل واجب ہے یوم عرفہ غسل واجب ہے۔ دخول حرم کیلئے غسل واجب ہے اور مستحب ہے کہ کوئی شخص بغیر غسل کے حرم میں داخل نہ ہو اور غسل مباہلہ واجب ہے اور اکیسویں (۲۱) شب کا غسل سنت ہے اور تیئیسویں (۲۳) شب کے غسل کو نہ چھوڑو اسلئے کہ ان دونوں شبوں میں سے کسی ایک میں شب قدر کی امید رکھی جاتی ہے میں یوم فطر اور یوم اضحیٰ کے غسل کو ترک کرنا بھی نہیں پسند کرتا۔ اور غسل استخارہ مستحب ہے۔

(۱۷۷) ایک شخص نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا کہ ہمارے پڑوسیوں کی کچھ کنیزیں جو گاتی بجاتی رہتی ہیں کبھی کبھی جب میں بیت الخلاء میں ہوتا ہوں تو ان کے گانے وغیرہ سننے کیلئے اس میں دیر تک بیٹھا رہتا ہوں۔ آپ نے فرمایا ایسا ہرگز نہ کیا کرو۔ اس نے عرض کیا بخدا یہ کوئی ایسی شے تو نہیں ہے کہ جسے میں اپنے پاؤں سے چل کر حاصل کرتا ہوں یہ تو ایک آواز ہے جسے میں اپنے کان سے سنتا ہوں۔ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا تجھے خدا کا واسطہ کیا تو نے اللہ تعالیٰ کا ارشاد نہیں سنا جو وہ کہتا ہے۔ ان السمع و البصر و الفواد کل اولئک کان عنہ مسئولا۔ (بیشک کان اور آنکھ اور دل ان سب کے بارے میں سوال کیا جائیگا) (بنی اسرائیل آیت نمبر ۳۶)۔

اس شخص کا بیان ہے کہ اس وقت ایسا محسوس ہوا جیسے میں نے کتاب خدا کی یہ آیت نہ کبھی عربی سے سنی تھی نہ کسی عجمی سے لہذا میں نے کہا کہ میں نے اسے ترک کیا اور اب میں اللہ تعالیٰ سے معافی و مغفرت کا خواستگار ہوں۔ اس پر امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا اچھا اٹھو اور غسل کرو اور جو چاہے وہ نماز پڑھو۔ اسلئے کہ اب تک تم ایک ایسے امر عظیم کے مرتکب ہوتے رہے کہ اگر اسی حالت میں تم مرجاتے تو تمہارا بدترین حال ہوتا اللہ تعالیٰ سے استغفار کرو اور توبہ کرو ہر اس مکروہ شے سے جو اللہ کو ناپسند ہے اس لئے کہ وہ صرف قبیح شے کو مکروہ اور ناپسند کرتا ہے۔ اور قبیح شے کو اسکے اہل کیلئے چھوڑ دو اسلئے کہ ہر اچھی اور بری بات کیلئے کچھ اہل لوگ ہوتے ہیں۔

اور سوائے غسل جنابت کے تمام غسل، سنت ہیں اور بسا اوقات غسل جنابت وضو سے مستثنیٰ کر دیتا ہے اسلئے کہ یہ دونوں فرض ہیں جو ایک ساتھ جمع ہوگئے ہیں لہذا ان دونوں میں جو بڑا فرض ہے وہ چھوٹے فرض سے مستثنیٰ کر دیتا ہے اور جو شخص غسل جنابت کے علاوہ کوئی دوسرا غسل کرے تو اس کو چاہیئے کہ پہلے وضو کرے اسکے بعد غسل کرے یہ غسل اسکو وضو سے مستثنیٰ نہیں کرے گا اسلئے کہ یہ غسل جو وہ کر رہا ہے سنت ہے اور وضو واجب ہے اور سنت کبھی واجب سے مستثنیٰ نہیں کر سکتا۔

باب غسل جنابت کا طریقہ

میرے والد رضی اللہ عنہ نے میرے پاس ارسال کردہ ایک رسالہ میں تحریر فرمایا کہ جب تم غسل جنابت کا ارادہ کرو تو پہلے پیشاب کرنے کی کوشش کرو تاکہ تمہارے عضو تناسل میں جو منی باقی رہ گئی وہ خارج ہو جائے۔ پھر اپنے ہاتھ پانی کے برتن میں ڈالنے سے پہلے تین بار دھو لو خواہ ان میں کوئی نجاست و گندگی نہ لگی۔ اور اگر ہاتھوں میں نجاست لگی ہوئی ہے اور تم نے اسکو پانی کے برتن میں ڈال دیا تو پھر برتن کا پورا پانی بہا دو (دوسرا پانی لو) اور اگر ہاتھوں میں نجاست نہیں ہے تو پانی کے برتن میں ہاتھ ڈالنے میں کوئی حرج نہیں۔ اور اگر تمہارے جسم پر منی لگی ہو تو دھو لو پھر اپنے عضو تناسل کو بھی دھو لو اور اسے بھی پاک کر لو، پھر اپنے سر پر تین چلو پانی ڈالو اور اپنی انگلیوں سے اپنے سر کے بالوں کو الٹو پلٹو تاکہ پانی بالوں کی جڑوں تک پہنچ جائے۔ اور اب پانی کا برتن اپنے ہاتھوں سے اٹھاؤ اور اپنے بدن پر پانی دو مرتبہ گراؤ اور اپنے تمام جسم پر اپنے ہاتھ پھیرو اور اپنے کانوں میں انگلی ڈالو تاکہ وہاں تک پانی پہنچ جائے اور جب پانی ہر جگہ پہنچ جائے تو سمجھ لو کہ طاہر ہوگئے۔ اور اسکا لحاظ رکھو کہ تمہارے سر اور تمہاری داڑھی کا ایک بال بھی ایسا نہ بچے کہ جہاں پانی نہ پہنچا ہو اور اگر نہ پہنچا ہو تو وہاں پانی پہنچاؤ اور اگر غسل جنابت میں ایک بال بھی غسل سے عمداً ترک ہوگیا تو وہ جہنم میں جائیگا۔

اور جنابت کے بعد کوئی شخص پیشاب نہ کرے تو زیادہ امکان اس امر کا ہے کہ منی کا وہ پانی جو اسکے جسم میں باقی رہ گیا ہے وہ کوئی ایسا مرض پیدا کر دے کہ جو لاعلاج ہو۔

اور اگر کوئی شخص غسل جنابت میں کلی کرنا یا ناک میں پانی ڈالنا چاہتا ہے تو ایسا کرے مگر یہ واجب نہیں ہے اسلئے کہ غسل بدن کے ظاہری حصہ کا ہوتا ہے باطنی کا نہیں۔

علاوہ بریں اگر کوئی شخص غسل سے پہلے کچھ کھانا یا پینا چاہتا ہے تو اس کیلئے لئے جائز نہیں کہ جب تک کہ وہ اپنے دونوں ہاتھ نہ دھولے اور کلی نہ کرلے اور ناک میں پانی نہ ڈال لے اسلئے کہ اگر اس نے یہ سب کرنے سے پہلے کھا پی لیا تو برص کا مرض پیدا ہونے کا خوف ہے۔

(۱۷۸) اور احادیث میں ہے کہ حالت جنابت میں کچھ کھانا پینا فقر وافلاس پیدا کرتا ہے۔

(۱۷۹) اور عبیداللہ بن علی حلبی کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا گیا کہ ایک شخص حالت جنابت میں ہے کیا اس کیلئے سونا مناسب ہے؟ آپ نے فرمایا مکروہ ہے جب تک کہ وضو نہ کرے۔

(۱۸۰) اور ایک دوسری حدیث میں ہے کہ کہا میں تو صبح تک اسی حالت میں سوتا ہوں اسلئے کہ میں دوبارہ مباشرت کا ارادہ رکھتا ہوں۔

(۱۸۱) اور آپ کے پدر بزرگوار یعنی امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت ہے کہ جب کوئی شخص جنب ہو تو جب تک وضو نہ کرے وہ نہ کچھ کھائے اور نہ پیئے۔

(۱۸۲) نیز آپ نے ارشاد فرمایا کہ جس وقت (قبل غروب) آفتاب زرد پڑجائے اور طلوع کے وقت جب ابھی آفتاب میں زردی ہو میں خود کو جنب کرنے کو مکروہ سمجھتا ہوں۔

(۱۸۳) حلبی کا بیان ہے کہ میں نے آنجناب علیہ السلام سے ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا جو بغیر ازار پہنے (برہنہ) ایسی جگہ غسل کرتا ہے کہ اسے کوئی نہیں دیکھتا تو آپ نے فرمایا اس میں کوئی حرج نہیں۔

(۱۸۴) راوی کا بیان ہے کہ آنجنابؑ سے ایسے شخص کے متعلق سوال کیا گیا کہ اس نے عورت سے مباشرت کی مگر اسے انزال نہیں ہوا کیا اس پر غسل واجب ہے؟ تو آپ نے فرمایا کہ حضرت علی علیہ السلام فرمایا کرتے تھے کہ جب دو (۲) ختنے آپس میں مل جائیں تو غسل واجب ہو جاتا ہے۔

(۱۸۵) نیز حضرت علی علیہ السلام فرمایا کرتے کہ اس پر (بغیر انزال) غسل کیسے واجب نہ ہوگا جبکہ (اگر اس نے زنا کیا ہو اور انزال نہ ہوا ہو تو) اس پر حد واجب ہوگی۔ اور فرمایا کہ مہر بھی واجب ہے اور غسل بھی۔

(۱۸۶) نیز آپؑ سے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا گیا جو ایک عورت سے مجامعت کرتا ہے شرمگاہ کے علاوہ کسی

اور جگہ اور اسکو انزال ہوجائے مگر عورت کو انزال نہیں ہو تو کیا اس عورت پر غسل واجب ہے ؟ آپ نے فرمایا اس عورت پر غسل واجب نہیں اور اگر اس مرد کو بھی انزال نہیں ہوا تو اس پر بھی غسل واجب نہیں ہوگا۔

(۱۸۷) نیز آپ سے ایک ایسے فرد کیلئے دریافت کیا گیا کہ جس نے غسل کیا اور غسل کے بعد اس نے تری محسوس کی حالانکہ وہ غسل سے پہلے پیشاب بھی کر چکا تھا ؟ آپ نے فرمایا اسکو وضو کرنا چاہیئے اور اگر اس نے غسل سے پہلے پیشاب نہیں کیا تھا تو دوبارہ غسل کرنا چاہیئے۔

(۱۸۸) اور ایک دوسری حدیث میں ہے کہ اگر اس نے تری دیکھی ہے اور غسل سے پہلے پیشاب بھی نہیں کیا تھا تو وہ وضو کرے گا دوبارہ غسل نہیں کرے گا اسکا شمار صرف وہم کے پھندوں میں ہوگا۔

(اس کتاب کے مصنف علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ دوبارہ غسل کرنا اصل ہے اور دوسری حدیث میں جو کہا گیا تو اسکے معنی رخصت و اجازت کے ہیں)

(۱۸۹) نیز آپ سے ایک ایسے مرد کے متعلق دریافت کیا گیا جو سو رہا تھا کہ جاگ اٹھا اور اپنے عضو تناسل کو مس کیا تو تری دیکھی حالانکہ اس نے خواب میں کچھ نہیں دیکھا تھا تو کیا وہ غسل کرے ؟ آپ نے فرمایا کہ نہیں غسل تو بڑے پانی یعنی منی کے نکلنے پر ہوتا ہے۔

(۱۹۰) نیز آپ سے ایک ایسی عورت کے متعلق سوال کیا گیا جو خواب میں وہ دیکھتی ہے جو ایک مرد دیکھتا ہے ؟ آپ نے فرمایا اگر اس عورت کو انزال ہوگیا ہے تو اس پر غسل واجب ہے اور اگر انزال نہیں ہوا ہے تو اس پر غسل واجب نہیں ہے۔

(۱۹۱) حلبی کا قول ہے کہ مجھ سے اس شخص نے بیان کیا جس نے ان جنابؑ سے سنا وہ کہہ رہے تھے کہ اگر کوئی جنب شخص (نیت کرکے) پانی میں ایک مرتبہ غوطہ لگائے تو یہ اسکو غسل جنابت سے مستغنی کردیگا۔

اور جو شخص ایک دن یا ایک رات میں کئی مرتبہ جنب ہوا ہو تو اسکے لئے ایک غسل کافی ہے لیکن یہ کہ وہ غسل کے بعد پھر جنب یا محتلم نہ ہوا ہو۔

اگر کوئی شخص محتلم ہوا ہے تو جب تک وہ غسل احتلام نہ کرلے مجامعت نہ کرے۔

اور کوئی حرج نہیں اگر کوئی جنب شخص سارے قرآن کی تلاوت کرے سوائے سورہائے عزائم کے جن میں سجدہ کیا جاتا ہے اور وہ سورے سورہ سجدہ، سورہ لقمان، سورہ حم السجدہ، سورہ النجم، سورہ اقرا باسم ربک ہیں۔

اور جو شخص جنب ہو یا بے وضو ہو تو وہ قرآن کو مس نہ کرے مگر اس کیلئے یہ جائز ہے کہ اس کیلئے کوئی دوسرا شخص ورق کو الٹتا رہے اور وہ اسے پڑھتا رہے اور ذکر خدا کرتا رہے۔

اور حائض و جنب کیلئے یہ جائز نہیں کہ وہ دونوں مسجد میں داخل ہوں سوائے اسکے کہ وہ اس میں سے گزر جائیں اور ان کیلئے یہ جائز ہے وہ اس میں سے گزرتے ہوئے کوئی چیز اٹھالیں مگر ان کیلئے اس میں کوئی چیز رکھنا جائز نہیں اسلئے کہ جو کچھ

اس میں ہے وہ کسی اور جگہ سے نہیں لے سکتے مگر جو کچھ ان کے پاس ہے وہ کسی اور جگہ رکھ سکتے ہیں۔
اور اگر کوئی عورت غسل جنابت کرنے کا ارادہ کرے کہ اتنے میں اسکو حیض آجائے تو وہ اس غسل کو اس وقت تک کیلئے ملتوی کردے جب تک کہ حیض سے پاک نہ ہوجائے اور جب حیض سے پاک ہوجائے تو جنابت اور حیض دونوں کیلئے ایک غسل کرے۔
اور کوئی حرج نہیں اگر انسان حالت جنابت میں خضاب لگائے یا خضاب لگائے ہوئے ہو اور جنب یا محتلم ہوجائے اللہ تعالیٰ کا ذکر کرے۔ نورہ یا بال اڑانے کا پوڈر لگائے، جانور ذبح کرے، انگوٹھی پہنے، مسجد میں سو جائے، مسجد میں سے گزر جائے (مجبوراً یا تقیتہً) اور اول شب میں جنب ہو اور آخر شب تک سوتا رہے اور جو شخص ایسی جگہ جنب ہو کہ جہاں پانی نہ ملے ہر طرف برف جمی ہوئی ہو اور کہیں مٹی بھی نہ ملتی ہو تو وہ (برف ہی پر) مسح کرے (غسل کرے) اور نماز پڑھ لے اور پھر ایسی جگہ کبھی نہ جائے جہاں اس کا دین برباد ہوتا ہو۔

باب غسل حیض و نفاس

(۱۹۲) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ سب سے پہلا خون جو زمین پر گرا وہ حضرت حوا کا تھا جس وقت ان کو حیض آیا۔
(۱۹۳) اور حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا حیض عورتوں کیلئے ایک نجاست ہے جو اللہ تعالیٰ نے انکی طرف پھینکی ہے چنانچہ حضرت نوح علیہ السلام کے زمانے میں عورتوں کو سال میں صرف ایک مرتبہ حیض آتا تھا یہاں تک کہ کچھ عورتیں جنکی تعداد سات سو (۷۰۰) تھی اپنے خلوت کدوں سے زرد و زرد کپڑے و زیورات پہنے ہوئے اور عطر لگائے ہوئے نکلیں اور مختلف شہروں میں بکھر گئیں وہاں مردوں کے ساتھ جلسوں اور میلوں ٹھیلوں میں جانے اور انکے ساتھ انکی صفوں میں بیٹھنے لگیں اس وقت اللہ تعالیٰ نے ان سب کو حیض میں مبتلا کردیا اور اب ہر مہینہ انہیں حیض آنے لگا مگر ان ہی عورتوں کو خاص کر جنہوں نے یہ حرکت کی تھی اور جب حیض کا خون بہنے لگا تو مردوں کے درمیان سے نکل کر بھاگیں اور اسکے بعد انکو ہر ماہ حیض آنے لگا اور وہ اس مصیبت میں مبتلا ہوگئیں اور انکی شہوتوں کا زور ٹوٹ گیا۔ لیکن انکے علاوہ اور دوسری عورتیں جنہوں نے یہ حرکت نہیں کی تھی انہیں وہی حسب دستور سال میں ایک مرتبہ حیض آتا رہا۔
آپ نے فرمایا کہ پھر وہ عورتیں جنکو ہر ماہ حیض آتا انکے لڑکوں کی شادی ان عورتوں کی لڑکیوں سے ہوئی جنہیں سال میں صرف ایک مرتبہ حیض آتا اسطرح ساری قوم خلط ملط ہوگئی اور استقامت حیض کی وجہ سے ان عورتوں کی اولاد کی کثرت ہوگئی جنہیں ہر ماہ خون حیض آتا اور ان عورتوں کی اولاد جن کو سال میں اک بار حیض آتا فساد خون کی وجہ سے انکی تعداد کم ہوگئی یعنی اُن کی نسل کثیر ہوگئی اور اِن کی نسل قلیل ہوگئی۔

(۱۹۴) اور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ فاطمہ (سلام اللہ علیہا) تم میں سے کسی ایک بھی عورت کے مانند نہیں ہے اس نے کبھی خون حیض اور خون نفاس دیکھا ہی نہیں وہ حوروں کے مانند ہے۔

(۱۹۵) اور امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک مرتبہ اس قول خدا "لھم فیھا ازواج مطھرۃ" (ان کے واسطے ان جنتوں میں پاکیزہ بیویاں ہوں گی) (بقرآیت نمبر۲۵) کے متعلق دریافت کیا گیا تو آپ نے فرمایا ازواج مطہرہ وہ ہیں کہ جنہیں نہ کبھی حیض آتا ہے نہ نفاس۔

اور میرے والد رحمہ اللہ نے اپنے اس رسالہ میں جو انہوں نے میرے پاس لکھ کر بھیجا تھا یہ تحریر فرمایا کہ واضح ہو کہ حیض کی کم سے کم مدت تین دن ہے اور زیادہ سے زیادہ دس دن ہے۔ پس اگر عورت خون حیض تین (۳) دن تک اور زیادہ سے زیادہ دس (۱۰) دن دیکھے تو وہ خون حیض ہے اسکو چاہیئے کہ نماز ترک کردے اور مسجد میں داخل نہ ہو صرف اس سے گزر جائے۔ اور اس پر واجب ہے کہ ہر نماز کے وقت کے آنے پر وضو کرے جیسے نماز کیلئے وضو ہوتا ہے اور قبلہ رو ہو کر روزانہ اتنی دیر تک بیٹھے جتنی دیر نماز کیلئے بیٹھتی تھی اور ذکر الٰہی کرے۔

اور اگر عورت صرف ایک دن یا دو دن خون دیکھے تو یہ حیض کا خون نہیں جب تک وہ اسے تین دن متواتر نہ دیکھے اور اس پر واجب ہے کہ ایک دن یا دو دن جو اس نے نماز ترک کی ہے اسکی قضا بجالائے یعنی ایک دن کی یا دو دن کی۔ اور اگر خون حیض دس دن سے زیادہ دیکھے تو دس دن تک نماز نہ پڑھے اور گیارہویں دن غسل کرے اور روئی کی گدی رکھے اگر خون روئی سے پھوٹ کر نہ نکلے تو وہ اپنی نماز پڑھے گی اور ہر نماز کیلئے وضو کرے گی اور اگر خون روئی سے پھوٹ پڑے لیکن بہے نہیں تو وہ شب کی نماز اور صبح کی نماز ایک غسل سے پڑھے گی اور تمام نمازیں وضو کے ساتھ پڑھے گی اور اگر خون کا اتنا غلبہ ہو کہ وہ روئی کو توڑ کر بہہ جائے تو رات کی نماز اور صبح کی نماز ایک غسل کے ساتھ اور نماز ظہر و عصر ایک غسل کے ساتھ پڑھے گی نماز ظہر کے پڑھنے میں ذرا تاخیر کرے گی اور نماز عصر کے پڑھنے میں ذرا جلدی کرے گی اور نماز مغرب و عشاء ایک غسل سے پڑھے گی نماز مغرب کے پڑھنے میں ذرا تاخیر کرے گی اور نماز عشاء پڑھنے میں ذرا جلدی کرے گی یہ اسوقت تک کرتی رہے گی کہ جب تک اسکے حیض کے ایام آجائیں اور جب اسکے حیض کے ایام آجائیں تو وہ نماز ترک کردیگی۔

اور جب وہ حیض سے پاک ہو کر غسل کرلے گی تو اسکے شوہر کیلئے اس سے مباشرت کرنا حلال ہے اور طہر کی کم سے کم مدت دس دن اور زیادہ کی کوئی حد نہیں ہے۔

اور حائض ۹ رطل مدنی پانی سے غسل کرے گی۔ اور اگر عورت اپنے ایام حیض میں زردی دیکھے تو وہ حیض ہے اور اگر ایام طہر میں دیکھے تو وہ طہر ہے۔

(۱۹۶) اور روایت کی گئی ہے اس عورت کے متعلق جو زردی دیکھے چنانچہ اگر وہ زردی حیض سے دو دن پہلے دیکھے تو اسکا شمار حیض میں ہوگا اور اگر وہ حیض کے دو دن بعد دیکھے تو اسکا شمار حیض میں نہیں ہوگا۔

اور غسل جنابت اور غسل حیض ایک ہے عورت کیلئے جائز نہیں کہ حالت حیض میں خضاب لگائے اسلئے کہ اس پر شیطان کی طرف سے خطرہ ہے کہ اسکا شوہر جماع کی طرف مائل نہ ہو جائے۔

(۱۹۷) حضرت سلمان رضی اللہ عنہ نے ایک مرتبہ حضرت امیرالمومنین علیہ السلام سے بطن مادر میں بچے کے رزق کے متعلق دریافت کیا تو آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ (حالت حمل میں) حیض کو روک دیتا ہے وہی بطن مادر میں اسکا رزق قرار پاتا ہے۔

اور زن حاملہ جب خون آتا دیکھے تو نماز ترک کردے اسلئے کہ حاملہ کے بھی کبھی کبھی خون آنے لگتا ہے اور خاص کر اس وقت کہ جب خون کثیر مقدار میں آتا ہوا دیکھے اور اگر تھوڑا ہو اور زرد رنگ کا ہو تو اسکو نماز پڑھنا چاہیئے اور اس پر صرف وضو لازم ہے۔

اور زن حائض جب حیض سے پاک ہوجائے تو اس پر اپنے روزوں کی قضا لازم ہے نمازوں کی قضا لازم نہیں اور اسکے دو سبب ہیں پہلی وجہ تو یہ کہ لوگ یہ سمجھ لیں کہ ایک حکم کو دوسرے حکم پر قیاس نہیں کیا جاسکتا۔ اور دوسرے یہ کہ روزہ سال میں ایک ماہ کا ہے اور نماز ہر دن و رات کی ہے اسلئے اللہ تعالیٰ نے روزے کی قضا واجب کردی اور نماز کی قضا واجب نہیں کی۔ اور مرنے والے کے احتضار اور جانکنی کے وقت جنب اور حائض کا قریب ہونا جائز نہیں اسلئے کہ ملائیکہ کو ان دونوں سے اذیت ہوتی ہے اور کوئی حرج نہیں اگر یہ دونوں غسل کے وقت قریب رہیں اور نماز میت پڑھیں۔ مگر یہ دونوں قبر میں نہ اتریں اگر یہ دونوں احتضار کے وقت موجود ہوں اور انکی موجودگی کے بغیر چارہ نہ ہو تو عین خروج روح کے وقت ہٹ جائیں۔

(۱۹۸) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ عورت پچاس کے سن پر پہنچ جاتی ہے تو وہ (حیض کی) سرخی نہیں دیکھتی سوائے یہ کہ وہ کوئی قریش کی عورت ہو۔ اور یہی حیض سے یاس ہونے کی حد ہے۔ اور عورت کو جب پہلی مرتبہ حیض آتا ہے یعنی حیض کی ابتداء ہوتی ہے؟ تو وہ تین ماہ تک مسلسل چلتا ہے اور اسے پتہ نہیں چلتا کہ (ایام قرد) دو حیضوں کے درمیان کا وقفہ کیا ہے لہذا وہ اپنے مثل کی عورتوں کے ایام قرد کو اپنا ایام قرد قرار دے اور اگر انکے ایام قرد مختلف ہیں تو یہ زیادہ سے زیادہ دس دن بیٹھے۔ اور قرد کا مطلب دو حیضوں کے درمیان خون کا جمع ہونا ہے اور یہی ایام طہر (پاکی کا زمانہ ہوتا ہے) یعنی ایام طہر میں عورت خون کو جمع کرتی ہے اور اپنے ایام حیض میں اسکو خارج کرتی ہے۔

اور اگر کوئی عورت عصر کے (لئے مختص) وقت میں حیض سے پاک ہو تو اس پر ظہر کی نماز پڑھنا لازم نہیں۔ وہ وہی نماز پڑھے گی جس کے وقت میں وہ حیض سے پاک ہوئی ہے۔ اور جب وہ ایک نماز کے وقت میں حیض سے پاکی دیکھے اور غسل میں اتنی تاخیر کرے کہ دوسری نماز کا وقت آجائے تو اگر اسکی طرف سے غسل میں کوتاہی ہوئی ہے تو وہ اس نماز کی قضا کرے گی اور اگر اسکی طرف سے کوتاہی نہیں ہوئی بلکہ غسل کے اہتمام میں تھی کہ دوسری نماز کا وقت آگیا تو اسکی قضا

اس پر لازم نہیں وہ وہی نماز پڑھے گی جسکا وقت آگیا ہے۔

اور کسی عورت نے ابھی ظہر کی دو ہی رکعت پڑھی تھی کہ اس نے دیکھا کہ خون حیض آگیا تو وہ نماز چھوڑ کر اپنی جگہ سے اٹھ جائے اور حیض سے پاک ہونے کے بعد وہ ظہر کی بقیہ دو رکعت کی قضا نہیں پڑھے گی لیکن اگر وہ مغرب کی نماز دو رکعت پڑھ چکی تھی کہ اسے حیض کا خون آتا ہوا دکھائی دیا تو وہ نماز چھوڑ کر اپنے مصلے سے اٹھ کھڑی ہوگی اور حیض سے طاہر ہونے کے بعد ایک رکعت کی قضا کرے گی۔

اور اگر وہ نماز میں تھی کہ اسے گمان ہوا کہ خون حیض آگیا تو وہ ہاتھ بڑھا کر جائے مخصوص کو مس کرے اگر دیکھے کہ خون واقعی آگیا ہے تو نماز ترک کردے اور اگر دیکھے کہ کچھ نہیں ہے تو نماز کو مکمل کرے۔

(۱۹۹)　حضرت امام موسیٰ بن جعفر علیہ السلام سے سوال کیا گیا کہ ایک شخص نے ایک کنیز خریدی اور وہ کنیز اس کے پاس کئی ماہ رہی مگر اس کو حیض نہیں آیا اور ایسا بھی نہیں کہ یہ اسکی کبر سنی کی وجہ سے ہوا ہو نیز عورتیں کہتی ہیں کہ اس کنیز کو حمل بھی نہیں ہے تو ایسی صورت میں کیا یہ جائز ہے کہ اس کنیز کی فرج میں دخول کیا جائے؟ آپ نے فرمایا کہ کبھی کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ بغیر حمل کے ریح حیض کو روک دیتی ہے تو اسکی فرج کو مس کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

اور اگر کسی عورت کو ایک ماہ حیض رک جائے تو یہ جائز نہیں کہ وہ اسی دن حیض جاری کرنے کی دوا پی لے اس لئے کہ نطفہ جب رحم میں پہنچتا ہے تو علقہ بننے لگتا ہے پھر علقہ سے مضغہ بننے لگتا پھر مضغہ سے وہ بننے لگتا ہے جو اللہ کی مشیت میں ہو۔ اور نطفہ جب رحم کے علاوہ کسی اور طرف بڑھ جاتا ہے تو اس سے کچھ پیدا نہیں ہوتا۔ لہذا اگر ایک ماہ حیض نہ آئے اور جس وقت اسکو حیض آیا کرتا ہے اس وقت سے تجاوز کر جائے تو فوراً حیض جاری ہونے کی دوا نہ پیئے۔

اور اگر کوئی شخص ایک ایسی کنیز خریدے جو سن بلوغ کو پہنچ چکی ہے اور اسکے پاس اسکو رہتے ہوئے چھ ماہ گزر گئے مگر اسکو حیض نہیں آیا اور اسکی ہمسن لڑکیوں کو حیض آرہا ہے اور یہ کبر سنی کی وجہ سے بھی نہیں ہے تو یہ عیب ہے جس سے خریدا ہے اسے واپس کردے۔

اور حائض کیلئے یہ لازم نہیں ہے کہ جب وہ حیض سے پاک ہوجائے تو اپنے ان کپڑوں کو بھی دھوئے جو وہ حالت حیض میں پہنے ہوئے تھی یا اس میں اس کو پسینہ آگیا تھا لیکن یہ کہ اگر اس میں خون لگ گیا ہے تو وہ اسکو دھوئے گی۔

اور اگر اسکے کپڑے پر خون حیض لگ گیا اور اس نے اسکو دھویا مگر اسکا دھبہ باقی رہ گیا تو اس کو سرخ مٹی (گیرو) سے رنگ دے تاکہ اس سے مخلوط ہوکر اسکا دھبہ جاتا رہے۔

اور اگر عورت کو حیض آنا منقطع ہوگیا ہو تو وہ اپنے سر پر مہندی کا خضاب لگا دے اسکو حیض پھر آنے لگے گا۔

اور اگر کوئی عورت حالت حیض میں کسی وضو کرنے والے کے ہاتھوں پر پانی ڈالے اور سجادہ (جانماز) اٹھا کر دیدے تو کوئی حرج نہیں۔

اور عورت سے حالت حیض میں مجامعت جائز نہیں اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے اسکو منع کیا ہے چنانچہ وہ فرماتا ہے ولا تقربوا ھن حتی یطھرن (ان سے مقاربت نہ کرو جب تک وہ حیض سے پاک نہ ہو جائیں) (سورۃ بقرآیت نمبر ۲۲۲) یعنی غسل نہ کرلیں اور اگر مرد اس کیلئے بہت بیتاب ہے اور عورت بھی حیض سے پاک ہو چکی ہے وہ اس سے قبل غسل ہی مجامعت چاہتا ہے تو عورت کو حکم دے کہ اپنی شرمگاہ کو دھولے اسکے بعد مجامعت کرے۔

اور اگر مرد عورت سے حالت حیض ہی میں مجامعت کرے تو اگر حیض کی ابتداء میں مجامعت کرتا ہے تو اس پر لازم ہے کہ ایک دینار صدقہ دے اور اگر وسط حیض میں مجامعت کی ہے تو نصف دینار اور اگر آخر میں مجامعت کی ہے تو ایک چوتھائی دینار صدقہ دے۔

(۲۰۰) اور روایت کی گئی ہے کہ اگر مرد نے عورت سے حالت حیض میں مجامعت کی ہے تو ایک مسکین کو پیٹ بھر صدقہ دے (پیٹ بھر کھانا)

اور اگر کوئی شخص اپنی کنیز سے حالت حیض میں مجامعت کرے تو وہ تین مد کھانا تصدق کرے اور یہ اس وقت کہ جب اس نے اسکی فرج میں دخول کیا ہو اور اگر فرج کے علاوہ کہیں اور کیا ہے تو اس پر کچھ نہیں ہے۔

(۲۰۱) نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص اپنی عورت سے حالت حیض میں مجامعت کرے اور اسکے مجذوم یا مبروص بچہ پیدا ہو تو وہ اپنے نفس کو ملامت کرے۔

(۲۰۲) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک مرتبہ کچھ لوگوں کے بدشکل و بدصورت پیدا ہونے کی وجہ دریافت کی گئی تو آپ نے فرمایا یہ وہ لوگ ہیں جن کے باپوں نے انکی ماؤں سے حالت حیض میں مجامعت کی ہے۔

(۲۰۳) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ ہم لوگوں سے بغض وہی رکھے گا جو حرام کا پیدا ہو یا اسکی ماں حالت حیض میں حاملہ ہوئی ہو۔

اور جب کنیز خریدی جائے تو اسکو ایک حیض کے ساتھ استبراء کرالیا جائے اور اگر کسی نے کنیز خریدی اور استبراء سے قبل ہی اس سے مجامعت کرلی تو گویا اس نے اپنے ہی مال کے ساتھ زنا کیا۔

اور جب عورت غسل حیض کا ارادہ کرے تو اس پر لازم ہے کہ وہ استبرا کرے اور اس کا استبرا یہ ہے کہ وہ تھوڑی سی روئی اپنی شرمگاہ کے اندر داخل کرلے اگر وہاں خون ہوگا تو نکلے گا خواہ مکھی کے سر کے برابر ہی کیوں نہ نکلے۔ اور جب خون نکلے تو غسل نہ کرے اور اگر خون نہ نکلے تو غسل کرے اور جب زردی دیکھے تو اس پر لازم ہے کہ اپنا پیٹ کسی دیوار سے چپکالے اور اپنا بایاں پاؤں اسطرح اٹھالے جسطرح کتا پیشاب کرتے وقت اٹھاتا ہے پھر اندر تھوڑی سی روئی ڈالے اگر اس روئی میں خون نکلے تو سمجھے کہ وہ حائض ہے اور اگر خون نہ نکلے تو وہ حائض نہیں ہے۔

اور اگر خون حیض اور خون زخم میں اشتباہ ہو جائے۔ اسلئے کہ کبھی کبھی فرج میں زخم بھی ہو جاتا ہے تو اس پر لازم ہے

کہ اپنی پشت کے بل لیٹے اور اپنی انگلی اندر داخل کرے اگر خون داہنی جانب سے نکلے تو وہ زخم کا خون ہے اگر بائیں جانب سے نکلے تو حیض کا خون ہے۔

اور اگر عورت کے شوہر نے اسکی بکارت توڑی اور اسکا خون نہیں رکا اور وہ نہیں جانتی کہ یہ خون حیض ہے یا خون بکارت؟ تو اس پر لازم ہے کہ اندر تھوڑی روئی داخل کرے اب اگر روئی خون سے بھری ہوئی طوق کی شکل میں نکلتی ہے تو یہ خون بکارت ہے اور اگر پورے روئی خون سے ڈوبی ہوئی نکلی ہے تو وہ خون حیض ہے۔ اور بکارت کا خون شرمگاہ کی لبوں سے تجاوز نہیں کرتا اور خون حیض گرم ہوتا ہے اور شدید حرارت کے ساتھ نکلتا ہے۔ اور خون استحاضہ ٹھنڈا ہوتا ہے وہ بہتا ہے اور اسکو پتہ نہیں ہوتا۔ میرے والد رحمہ اللہ نے مجھے رسالہ بھیجا تھا اس میں انہوں نے یہی لکھا ہے۔

اور اگر عورت خون پانچ دن دیکھے اور طہر پانچ دن دیکھے یا خون چار دن دیکھے اور طہر چھ دن تو ایسی صورت میں جب خون دیکھے تو نماز نہ پڑھے اور جب طہر دیکھے تو نماز پڑھے اور یہ تیس (۳۰) دن کے درمیان ایسا کرتی رہے پس جب تیس (۳۰) دن گزر جائیں پھر بھی خون بہتا ہوا دیکھے تو اسے دھوئے اور اس پر روئی رکھے اور ہر نماز کے وقت استغفار کرے اور اگر زردی دیکھے تو وضو کرے۔

اور اگر کوئی عورت دوران سفر حیض سے پاک ہو مگر اسکے پاس اتنا پانی نہ ہو جو اسکے غسل کیلئے کافی ہو اور نماز کا وقت آجائے تو اگر اس کے پاس اتنا پانی ہے کہ اس سے اپنی شرمگاہ کو دھولے تو اسے دھوئے اور تیمم کرلے اور نماز پڑھے اور اسکے شوہر کیلئے یہ جائز ہے کہ جب وہ اپنی شرمگاہ کو دھولے اور تیمم کرے تو ایسی حالت میں اس سے مجامعت کرے اور عورت کیلئے یہ جائز نہیں کہ حالت حیض میں اپنا بناؤ سنگھار کرے اسلئے کہ اس سے منع کیا گیا ہے۔

(۲۰۴) اور عبیداللہ بن علی حلبی نے ایک مرتبہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک حائض عورت کے متعلق دریافت کیا کہ اسکے شوہر کیلئے اس سے کس حد تک جائز ہے؟ تو آپ نے فرمایا کہ عورت کو چاہیئے کہ گھٹنے تک کا ایک ازار پہن لے پھر مرد کیلئے یہ جائز ہے کہ اس ازار کے اوپر ہی اوپر جو چاہے کرے۔

(۲۰۵) اور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے اپنے پدر بزرگوار سے روایت کی ہے کہ آپ نے بیان فرمایا حضرت میمونہؓ (ام المومنین) کہا کرتی تھیں کہ جب میں حالت حیض میں ہوتی تھی تو نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجھے حکم دیا کرتے کہ تم ازار پہن کر میرے ساتھ بستر میں لیٹ رہا کرو۔

(۲۰۶) نیز آپؑ نے فرمایا کہ اور ازواج نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب حالت حیض میں ہوتیں تو نماز ادا نہیں کرتی تھیں بلکہ جب نماز کا وقت آتا تو اپنی شرمگاہ پر روئی رکھ لیا کرتیں اور وضو کرکے مسجد کے قریب بیٹھ جاتیں اور اللہ تعالیٰ کا ذکر کیا کرتی تھیں۔

(۲۰۷) اور امیرالمومنین علیہ السلام نے اس عورت کے متعلق جس نے دعویٰ کیا تھا کہ اسکو ایک مہینہ میں تین مرتبہ

حیض آیا یہ حکم دیا کہ اسکی ہمراز عورتوں سے پوچھا جائے کہ اسکا یہ گزشتہ حیض جیسا کہ اس نے دعویٰ کیا ہے کیا واقعی حیض تھا اگر وہ سب گواہی دیں تو وہ سچی ہے ورنہ وہ جھوٹی ہے۔

(۲۰۸) اور عمّار بن موسیٰ ساباطی نے ایک مرتبہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک ایسی حائض عورت کے متعلق دریافت کیا کہ جو غسل کر رہی ہے مگر اسکے جسم پر زعفران کی ایسی زردی ہے جو پانی سے دور نہیں ہوتی ؟ تو آپ نے فرمایا اس میں کوئی حرج نہیں۔

اور پھر ایک ایسی عورت کے متعلق سوال کیا جو غسل کرنا چاہتی ہے مگر وہ اپنے بال موباف سے گوندھے ہوئے ہے اور اپنے بال کھولنا نہیں چاہتی تو اس کیلئے کتنا پانی کافی ہوگا؟ آپ نے فرمایا اتنا پانی جسکو بال اچھی طرح پی لیں اور وہ تین لپ پانی اپنے سر پر ڈالے دو لپ اپنی داہنی طرف اور دو لپ پانی اپنی بائیں طرف پھر اپنے ہاتھ سارے جسم پر پھیرے۔

(۲۰۹) اور ازواج نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں سے بعض ازواج حالت حیض میں اپنے بالوں کے اندر کنگھی کرتیں اور اپنے سر دھویا کرتی تھیں۔

باب نفاس اور اس کے احکام

اور جب عورت کوئی بچہ پیدا کرے تو دس دن تک نماز پڑھنا چھوڑ دے مگر یہ کہ وہ خون نفاس سے اسکے پہلے ہی پاک ہو جائے اور اگر خون آنے کا سلسلہ جاری ہے تو اٹھارہ دنوں کے درمیان تک نماز پڑھنا چھوڑ دے اسلئے کہ اسماء بنت عمیس کے وہاں جب حجتہ الوداع میں محمد بن ابی بکر پیدا ہوئے اور وہ حالت نفاس میں آگئیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں حکم دیا کہ وہ اٹھارہ دن تک نماز چھوڑ دیں۔

(۲۱۰) اور روایت کی گئی ہے کہ حالت نفاس میں عورتوں کے نماز چھوڑنے کی حد اٹھارہ دن ہے اسلئے کہ حیض کی کم سے کم مدت تین دن اور زیادہ سے زیادہ دس دن اور اوسط پانچ دن ہے تو اللہ تعالیٰ نے نفاس والی عورتوں کیلئے اقل مدت حیض و اوسط مدت حیض اور اکثر مدت حیض کو قرار دیا ہے۔

(۲۱۱) اور عمار بن موسی ساباطی نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے اسکا بیان ہے کہ میں نے ان جناب سے ایک ایسی عورت کے متعلق جو ایک دن یا دو دن یا اس سے زیادہ دنوں سے دردزہ میں مبتلا ہے وہ زردی یا خون دیکھتی ہے وہ اپنی نماز کا کیا کرے ؟ آپ نے فرمایا جب تک ولادت نہیں ہوتی وہ نماز پڑھے اور اگر اسے دردزہ ہے تو جب دردزہ سے افاقہ ہو تو نماز پڑھے۔

باب تیمم

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

وان کنتم مرضیٰ او علی سفر او جاء احد منکم من الغائط او لامستم النساء فلم تجدوا ماء فتیمموا صعیداً طیباً فامسحوا بوجوھکم و ایدیکم منہ ما یرید اللہ لیجعل علیکم من حرج و لکن یرید لیطھرکم و لیتم نعمتہ علیکم لعلکم تشکرون (اور اگر تم مریض ہو (اور پانی نقصان کرے) یا سفر میں ہو یا تم میں کسی کا پائخانہ نکل جائے یا عورتوں سے صحبت کی ہو اور تم کو پانی میسر نہ ہو (کہ طہارت کرو) تو پاک مٹی پر تیمم کر لو (اس کا طریقہ یہ ہے کہ) اپنے منہ اور ہاتھوں پر مٹی بھرا ہاتھ پھیر لو۔ خدا تو یہ چاہتا ہی نہیں کہ تم لوگوں پر کسی طرح تنگی کرے۔ بلکہ وہ چاہتا ہے کہ تم لوگوں کو پاک و پاکیزہ کر دے اور تم پر اپنی نعمت پوری کر دے تاکہ تم شکر گزار بن جاؤ) (سورۃ المائدہ آیت نمبر۶)

(۲۱۲) زرارہ کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ آپ مجھے یہ نہ بتائیں گے کہ آپ کو یہ کہاں سے معلوم ہوا کہ مسح سر کے بعض حصہ کا اور پاؤں کے بعض حصہ کا ہے؟ یہ سن کر آپ مسکرائے اور فرمایا اے زرارہ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بتایا اور یہی قرآن میں نازل ہوا ہے اللہ تعالیٰ کی جانب سے چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "فاغسلوا وجوھکم" تو اس سے ہمیں معلوم ہوا کہ پورے چہرے کو دھونا چاہئے پھر فرمایا "و ایدیکم الی المرافق" اور چہرے سے دونوں ہاتھوں کی کہنیوں تک کو ملایا اس سے ہمیں معلوم ہوا کہ دونوں ہاتھوں کو کہنیوں تک دھونا ہے۔ پھر کلام میں فصل دیا اور کہا وامسحوا بروسکم اور چونکہ بروسکم کہا اور "ب" کی وجہ سے معلوم ہوا کہ مسح سر کے بعض حصے کا کرنا ہے پھر اسی رؤس کے ساتھ ارجلکم الی الکعبین کو ملا کر کہا اس سے معلوم ہوا کہ سر کی طرح دونوں پاؤں کے ٹخنے تک بعض حصے کا مسح کرنا ہے۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کی تفسیر بھی کر دی تھی لیکن لوگوں نے اس کو ضائع کر دیا۔

پھر اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہوا کہ فلم تجدوا ماء فتیمموا صعیداً طیباً فامسحوا بوجوھکم یعنی (اگر پانی نہ پاؤ تو پاک صاف مٹی پر تیمم کرو اور اپنے چہروں پر مسح کر لو) پس جس کو پانی نہ ملے اس کے لئے وضو کو ہٹا کر غسل کے بعض حصے پر مسح رکھ دیا اور بعض حصے کے لئے وجوھکم کے "ب" کو رکھا گیا ہے (جو بعض کے معنی دیتا ہے) پھر اس کے ساتھ "و ایدکم منہ" کو ملایا یعنی اسی تیمم میں ان کو بھی شریک کر دیا۔ اس لئے کہ اس کو علم ہے کہ یہ مٹی ہاتھ کے تھوڑے سے حصے پر لگی ہے اس لئے یہ پورے چہرے پر نہیں چل سکتی۔ پھر اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے ما یرید اللہ لیجعل علیکم من حرج (اللہ تعالیٰ کا یہ ارادہ نہیں کہ تم لوگوں پر کوئی حرج واقع ہو) اور حرج کے معنی تنگی کے ہیں۔

(۲۱۳) زرارہ کا بیان ہے کہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے

کسی سفر کے دوران حضرت عمار سے کہا مجھے اطلاع ملی ہے کہ تم جنب ہوئے پھر تم نے کیا کیا؟ عمار نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں نے مٹی پر لوٹی لگائی۔ آپ نے فرمایا اس طرح تو گدھے لوٹی لگاتے ہیں تم نے ایسا کیوں نہیں کیا یہ کہہ کر آپ نے زمین کی طرف اپنے دونوں ہاتھ بڑھائے اور انہیں مٹی پر رکھا پھر اپنی انگلیوں اور ہتھیلیوں سے پیشانی کا مسح کیا پھر ایک ہاتھ سے دوسرے ہاتھ کی پشت پر مسح کیا پھر آپ نے اس کا اعادہ نہیں کیا۔

لہٰذا اگر کوئی شخص وضو کے بدلے تیمم کرے تو ایک مرتبہ زمین پر ہاتھ مارے پھر ان دونوں کو جھاڑے اور ان دونوں سے اپنی پیشانی اور دونوں ابرووں کا مسح کرے اور اپنے دونوں پشت دست پر مسح کرے اور اگر غسل جنابت کے بدلے تیمم کرتا ہے تو ایک مرتبہ دونوں ہاتھ زمین پر مارے پھر دونوں کو جھاڑے اور ان دونوں سے اپنی پیشانی اور دونوں ابرووں پر مسح کرے اس کے بعد پھر زمین پر دوبارہ ہاتھ مارے اور اس سے اپنے دونوں پشت کف دست پر مسح کرے پہلے داہنی پشت کف دست پر پھر بائیں پشت کف دست پر۔

(۲۱۴) ایک مرتبہ عبیداللہ بن علی حلبی نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا کہ جب وہ جنب ہوا تو اسے پانی نہیں ملا۔ آپ نے فرمایا وہ پاک مٹی سے تیمم کرلے اور جب پانی ملے تو غسل کرلے اور وہ (تیمم کے ساتھ پڑھی ہوئی) نماز کا اعادہ نہیں کرے گا۔ نیز ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا جو پانی کے کنوئیں کی طرف سے گزر رہا ہے مگر اس کے پاس ڈول نہیں ہے آپ نے فرمایا کہ اس پر یہ فرض نہیں کہ کنوئیں میں اترے اس لئے کہ پانی کا رب بھی وہی ہے جو زمین کا رب ہے۔ اسے چاہئے کہ تیمم کرلے۔ نیز ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا گیا کہ وہ جنب ہوتا ہے لیکن اس کے پاس پانی اتنا ہی ہے جو نماز کے لئے وضو کرنے کو کافی ہو اب وہ وضو کرے یا تیمم کرے۔ آپ نے فرمایا نہیں وہ تیمم کریگا کیا تم نہیں دیکھتے کہ اسے نصف وضو قرار دیا گیا ہے۔ اور جب تیمم کئے ہوئے شخص کو پانی مل جائے اور اسے امید ہو کہ دوسرا پانی بھی مل سکتا ہے یا اس کا خیال ہو کہ جب چاہیں گے مل جائے گا لیکن اب اس کا ملنا مشکل ہو گیا مگر جوں ہی اس کی نظر پانی پر پڑی اس کا تیمم ٹوٹ گیا اب اس پر لازم ہے کہ وہ دوبارہ تیمم کرے۔ اور اگر اس نے تیمم سے نماز شروع کر دی ہے کہ اتنے میں پانی مل گیا تو اگر اس نے ابھی رکوع نہیں کیا ہے تو نماز توڑے وضو کرے اور نماز پڑھے اور اگر اس نے رکوع کر لیا ہے تو پھر اپنی وہی نماز جاری رکھے اس لئے کہ تیمم بھی تو دو طہارتوں میں سے ایک ہے اور جس نے تیمم کر لیا پھر پانی مل گیا تو اگر وہ جنب تھا تو غسل کرے اور اگر جنب نہیں تھا تو وضو کرے اور اگر کسی نے تیمم سے نماز پڑھ لی ہے کہ پانی مل گیا اور ابھی اس نماز کا وقت مزید ہے اور اس کی نماز ہو چکی تو اس کو اعادہ کی ضرورت نہیں ہے۔

(۲۱۵) زرارہ اور محمد بن مسلم دونوں کا بیان ہے کہ ہم دونوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا کہ جسے پانی نہیں ملا اور نماز کا وقت آگیا اس نے تیمم کیا اور ابھی دو رکعت نماز پڑھی تھی کہ پانی مل

گیا تو کیا اب وہ ان دونوں رکعتوں کو توڑ دے اور قطع کر دے اور وضو کر کے پھر سے نماز پڑھے؟ آپ نے فرمایا نہیں وہ اپنی نماز جاری رکھے گا نہ توڑے گا نہ قطع کرے گا صرف پانی آجانے کی وجہ سے اس لئے کہ جب اس نے نماز پڑھنا شروع کیا تھا تو تیمم کر کے باطہارت تھا۔ زرارہ کا بیان کہ میں نے آنجنابؑ سے عرض کیا اچھا وہ باتیمم تھا اور اس نے ایک رکعت نماز پڑھی تھی کہ اس سے حدث (ریح) صادر ہو گیا اور پانی بھی ہاتھ آگیا؟ آپ نے فرمایا وہ نماز چھوڑ کر وضو کرے گا اور وہ نماز پڑھے گا جس کو اس نے تیمم کے ساتھ شروع کیا تھا۔

(۲۱۶) اور عمار بن موسیٰ ساباطی نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ کیا وضو کے بدلے۔ غسل جنابت کے بدلے اور عورتوں کے غسل حیض کے بدلے تیمم یہ سب برابر ہیں؟ آپ نے فرمایا ہاں۔

(۲۱۷) اور محمد بن مسلم نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا جس کو پھوڑے اور زخم ہو جایا کرتے ہیں اور اسی میں وہ جنب ہوتا ہے تو آپ نے فرمایا کوئی ہرج نہیں وہ تیمم کرے اور غسل نہ کرے۔

(۲۱۸) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ شخص مبطون (پیٹ کی بیماری میں مبتلا) اور کسیر (جس کے اعضاء شکستہ ہوں) تیمم کریں گے غسل نہیں کریں گے۔

(۲۱۹) ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا گیا یا رسول اللہ فلاں شخص کو چیچک نکلی ہوئی تھی اور اسی حالت میں وہ جنب ہو گیا تو لوگوں نے اس کو غسل کرا دیا اور وہ مر گیا۔ آپ نے فرمایا کہ لوگوں نے اس کی جان لے لی انہوں نے کسی سے پوچھ کیوں نہ لیا اسے تیمم کیوں نہیں کرا دیا ناواقفیت کا علاج تو پوچھ لینا ہے۔

(۲۲۰) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا گیا کہ ایک شخص کو چیچک نکلی ہوئی تھی اور اسی میں وہ جنب ہو گیا۔ آپ نے فرمایا اگر وہ خود سے جنب ہوا ہے تو غسل کرے گا اور اسے احتلام ہوا ہے تو تیمم کرے گا اور جب شخص اگر ٹھنڈک کی وجہ سے اپنی ذات کو خطرہ محسوس کرے تو تیمم کر لے۔

(۲۲۱) اور معاویہ بن میسرہ نے آنجنابؑ سے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا کہ جو سفر میں ہے اس کو پانی نہیں ملا تو اس نے تیمم کر کے نماز پڑھ لی پھر چلتے ہوئے ایسے مقام پر پہنچا جہاں پانی ہے اور اس نماز کا ابھی وقت باقی ہے۔ کیا وہ اپنی اسی تیمم سے پڑھی ہوئی نماز کو کافی سمجھے یا وضو کرے اور دوبارہ نماز پڑھے؟ آپ نے فرمایا اس کی وہی تیمم سے پڑھی ہوئی نماز ہو گئی (پھر سے نماز پڑھنے کی ضرورت نہیں) اس لئے کہ پانی کا رب بھی تو وہی ہے جو مٹی کا رب ہے۔

(۲۲۲) اور ایک مرتبہ حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں تو ہلاکت میں پڑ گیا غسل کے لئے پانی موجود نہ تھا اور میں نے (عورت سے) مجامعت کر لی۔ ان کا بیان ہے کہ پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک محمل کے لئے حکم دیا اور ہم دونوں پانی کے ساتھ اس کے پردے میں ہو گئے اور میں نے بھی غسل کیا اور عورت نے بھی غسل کر لیا اس کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

نے فرمایا اے ابوذر تمہارے لئے یہ پاک صاف مٹی (یعنی اس پر تیمم) دس سال کے لئے بھی کافی تھی ۔ اور جب کوئی شخص حالت سفر میں جنب ہو جائے اور اس کے پاس اتنا ہی پانی ہو کہ جس سے وضو کرے تو وہ وضو نہیں کرے گا تیمم کرے گا لیکن اگر وہ یہ جانتا ہے کہ وقت نماز فوت ہونے سے پہلے اس کو پانی مل جائے گا (اور وہ غسل کر کے نماز پڑھ لے گا تو تیمم بھی نہیں کرے گا) ۔

(۲۲۳) اور عبدالرحمن بن ابی نجران نے حضرت ابوالحسن امام موسیٰ بن جعفر علیہ السلام سے سوال کیا تین افراد کے متعلق جو سفر میں ہیں ایک ان میں سے جنب ہے ایک مر گیا ہے اور ایک بے وضو ہے اور نماز کا وقت آگیا ہے اور ان کے پاس صرف اتنا ہی پانی ہے کہ جو صرف ایک کے لئے کافی ہو تو وہ لوگ کیا کریں ۔ آپ نے فرمایا جنب والا شخص غسل کرے گا اور میت کو تیمم کے ساتھ دفن کر دیا جائے گا اور جو بے وضو ہے وہ بھی تیمم کرے گا اس لئے کہ غسل جنابت فرض ہے اور غسل میت سنت ہے اور بے وضو شخص کے لئے تیمم جائز ہے ۔

(۲۲۴) اور محمد بن حمران نہدی اور جمیل ابن دراج نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ قوم کا ایک امام جماعت ہے وہ جنابت میں مبتلا ہو گیا اور وہ سفر میں ہے اس کے پاس اتنا پانی نہیں جو اس کے غسل کے لئے کافی ہو کیا جماعت میں کوئی اور شخص وضو کر کے جماعت کو نماز پڑھا دے ۔ آپ نے فرمایا نہیں بلکہ وہی امام جو جنب ہو گیا ہے وہ تیمم کرے گا اور لوگوں کو نماز پڑھائے گا اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے مٹی کو بھی اس طرح طاہر بنایا ہے جس طرح پانی کو طاہر بنایا ہے ۔

(۲۲۵) اور عبداللہ بن سنان نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے متعلق سوال کیا کہ جسے جنابت ہو گئی اور ٹھنڈی رات ہے اور اسے خطرہ ہے کہ اگر غسل کیا تو تلف ہو جائے گا ؟ تو آپ نے فرمایا وہ تیمم کر کے نماز پڑھے اور جب ٹھنڈک کا خطرہ نہ ہو تو غسل کرے اور اس نماز کو پھر سے پڑھے (بشرطیکہ اس نے خود سے اپنے کو جنب کیا ہو) اور اگر کوئی شخص اس حال میں ہو کہ گیلی مٹی کے سوا اس کو کچھ نہیں مل سکتا تو اسی پر تیمم کرے گا اس لئے کہ جب اس کے پاس کوئی خشک کپڑا اور کوئی نمدا بھی نہیں جس کی گرد پر وہ تیمم کر سکے تو اللہ تعالیٰ سب سے بڑا عذر کو قبول کرنے والا ہے اور اگر کوئی شخص یوم جمعہ یا یوم عرفہ اژدھام کے بیچ میں ایسا پھنسا ہو کہ لوگوں کی کثرت کی وجہ سے وہ مسجد سے نکل نہ سکتا ہو تو پھر تیمم کر کے لوگوں کے ساتھ نماز پڑھ لے اور جب وہاں سے واپس ہو تو پھر دوبارہ نماز پڑھے ۔ اور جس شخص کے پاس پانی موجود تھا مگر وہ بھول گیا تھا اور تیمم سے نماز پڑھ لی پھر اسے نماز کا وقت نکلنے سے پہلے یاد آیا کہ پانی تو موجود ہے تو وہ دوبارہ وضو کر کے نماز پڑھے گا اور اگر کسی شخص کو مسجدوں میں سے کسی مسجد کے اندر احتلام ہو گیا تو وہ اس مسجد سے نکل کر غسل کرے گا سوائے مسجد الحرام اور مسجد رسول کے اس لئے کہ اگر ان دونوں مسجدوں میں سے کسی ایک کے اندر کسی شخص کو احتلام ہو گیا ہے تو وہ وہیں تیمم کرے گا اور اس کے بعد نکلے گا اس لئے کہ بغیر تیمم کئے وہ اس

میں جلے گا بھی نہیں۔

باب غسلِ جمعہ اور آداب حمام اور طہارت و زینت کے احکامات

(۲۲۶) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص اللہ اور یوم آخر پر ایمان رکھتا ہے وہ حمام میں بغیر ازار کے داخل نہ ہوگا۔ نیز آپ نے زیر آسمان بغیر ازار پہنے نہانے کو منع فرمایا۔ نیز بغیر ازار پہنے دریا کے اندر داخل ہونے کو بھی منع فرمایا اور کہا کہ پانی میں بھی اس کے اندر رہنے والے اور اس کے ساکنین ہیں۔ اور روزِ جمعہ کا غسل مردوں اور عورتوں پر سفر و حضر دونوں میں واجب ہے لیکن پانی کی قلت کی وجہ سے عورتوں کو رخصت ہے (کریں یا نہ کریں) جو شخص سفر میں ہے اور اسے پنجشنبہ کو پانی مل گیا اور ڈر ہے کہ روز جمعہ پانی نہیں ملے گا تو کوئی ہرج نہیں اگر روز جمعہ کے لئے پنجشنبہ کو غسل کر لے پھر اگر روز جمعہ پانی ملے تو غسل کرے اور اگر نہ ملے تو پنجشنبہ کا غسل ہی اس کے لئے کافی ہے۔

(۲۲۷) چنانچہ روایت کی گئی ہے۔ حسن بن موسیٰ بن جعفر علیہ السلام سے اور انہوں نے روایت کی ہے اپنی والدہ اور احمد بن موسیٰ علیہ السلام سے ان دونوں کا بیان ہے کہ ہم لوگ ایک مرتبہ حضرت ابوالحسن موسیٰ بن جعفر علیہ السلام کے ساتھ صحرا میں تھے اور بغداد جانے کا ارادہ کر رہے تھے تو پنجشنبہ کے دن ہم سے فرمایا تم دونوں کل جمعہ کے دن کے لئے آج ہی (پنجشنبہ کے دن) غسل کر لو اس لئے کہ پانی کل کم رہ جائے گا۔ ان دونوں کا بیان ہے کہ پس ہم نے جمعہ کے لئے پنجشنبہ ہی کے دن غسل کر لیا۔ اور روز جمعہ کا غسل سنت واجبہ ہے اور طلوع فجر سے لے کر زوال کے قریب تک یہ غسل جائز ہے مگر قریب بہ زوال افضل ہے اور جو شخص قبل زوال غسل کرنا بھول جائے یا کسی سبب سے چھوڑ دے تو بعد عصر یا سنیچر کے دن غسل کرے اور جمعہ کی نیت سے غسل اسی طرح جائز ہے جس طرح نماز جمعہ کے لئے روانگی کی نیت سے جائز ہے اور اس میں غسل سے پہلے وضو ہوگا اور جمعہ کے لئے غسل کرنے والا یہ کہے اَللّٰھُمَّ طَھِّرْنِیْ وَ طَھِّرْ قَلْبِیْ وَاَنْقِ غَسْلِیْ وَاَجْرِ عَلٰی لِسَانِیْ مَحَبَّۃً مِنْکَ (اے اللہ مجھے پاک کردے اور میرے دل کو پاک کردے اور میرے غسل کو صاف ستھرا کر دے اور میری زبان پر اپنی محبت (مدح) جاری کر)

(۲۲۸) اور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ جو شخص غسل جمعہ کرے اور یہ کہے۔ "اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ وَاجْعَلْنِیْ مِنَ التَّوَّابِیْنَ، وَاجْعَلْنِیْ مِنَ الْمُتَطَھِّرِیْنَ" (میں گواہی دیتا ہوں کہ نہیں ہے کوئی اللہ سوائے اس اللہ کے وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں اور یہ کہ محمدؐ اسکے بندے اور اسکے رسول ہیں۔ اے اللہ تو درود بھیج محمدؐ اور آل محمدؐ پر اور مجھے توبہ کرنے والوں میں قرار دے اور مجھے پاک وطاہر رہنے والوں میں شامل کر دے) تو وہ ایک جمعہ سے دوسرے جمعہ تک طاہر اور پاک ہو گیا۔

(۲۲۹) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ یوم جمعہ کا غسل طہارت ہے اور ایک جمعہ سے دوسرے جمعہ کے

درمیان کے گناہوں کا کفارہ ہے۔

(۲۳۰) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے غسل جمعہ کے سبب کے متعلق فرمایا کہ انصار اپنے مال مویشیوں میں کام کیا کرتے تھے اور جب جمعہ کا دن ہوتا تو مسجد میں آتے اور لوگوں کو انکی بغلوں اور جسموں کی بُو سے اذیت ہوتی اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے غسل کا حکم دیا اور اسطرح یہ ایک سنت جاریہ ہو گئی۔

(۲۳۱) اور روایت کی گئی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے نماز فریضہ کی کمی کو نماز نافلہ سے پورا کیا اور فرض روزوں کی کمی کو مستحب روزوں سے پورا کیا اور وضو کی کمی کو روز جمعہ کے غسل سے پورا کیا۔

(۲۳۲) یحییٰ بن سعید اھوازی نے احمد بن محمد بن ابی نصر سے اور انہوں نے محمد بن حمران سے روایت کی ہے انہوں نے کہا کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ جب تم حمام میں داخل ہو تو اپنے کپڑے اتارتے وقت کہو۔ " اَللّٰھُمَّ انزِعْ عَنِّیْ رِبْقَةَ النِّفَاقِ وَ ثَبِّتْنِیْ عَلَی الْاِیْمَانِ " (اے اللہ تو نفاق کا پھندا میرے گلے سے نکال اور مجھے ایمان پر ثابت قدم رکھ) اور جب (حمام کے) پہلے حجرے میں داخل ہو تو کہو۔ " اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ مِنْ شَرِّ نَفْسِیْ، وَ اَسْتَعِیْذُبِکَ مِنْ اَذَاہُ " (اے اللہ میں اپنے نفس کے شر سے تیری پناہ چاہتا ہوں اور اس کی اذیتوں سے تیری پناہ کا خواہاں ہوں) اور جب دوسرے حجرے میں داخل ہو تو کہو " اَللّٰھُمَّ اَذْھِبْ عَنِّی الرِّجْسَ النَّجِسَ وَ طَھِّرْ جَسَدِیْ وَ قَلْبِیْ " (اے اللہ تو مجھ سے پلیدگی اور نجاست کو دور رکھ اور میرے بدن اور قلب کو پاک رکھ) اور تھوڑا گرم پانی لو اور اسے سر پر ڈالو اس میں سے تھوڑا سا اپنے دونوں پیروں پر ڈالو اور اگر ممکن ہو تو اس میں سے ایک گھونٹ پانی نگل جاؤ اسلئے کہ یہ مثانہ کو صاف کر دیتا ہے پھر ایک ساعت دوسرے حجرے میں ٹھہرو اور جب تیسرے حجرے میں داخل ہو تو یہ کہو " نَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ النَّارِ وَ نَسْاَلُہُ الْجَنَّةَ " (ہم اللہ کی پناہ مانگتے ہیں آگ سے اور جنت طلب کرتے ہیں) اور گرم حجرے سے نکلتے وقت تک اسکا ورد کرتے رہو اور حمام میں ٹھنڈا پانی یا شراب ہرگز نہ پینا اس لئے کہ یہ معدہ کو فاسد کر دیتا ہے اور اپنے اوپر ٹھنڈا پانی ہرگز نہ ڈالو یہ بدن کو ضعیف کر دیتا ہے اور جب نکلو تو اپنے قدموں پر ٹھنڈا پانی ڈالو اسلئے کہ یہ تمہارے جسم سے مرض کو کھینچ لیگا اور تم اپنا لباس پہنو تو یہ کہو " اَللّٰھُمَّ اَلْبِسْنِیْ التَّقْوٰی وَ جَنِّبْنِی الرَّدٰی " (اے اللہ تو مجھے تقویٰ کا لباس پہنا اور مجھے ہلاکت سے بچالے) جب تم ایسا کرو گے تو تمام بیماریوں سے محفوظ رہو گے اور اگر تم ازار پہنے ہوئے ہو تو حمام کے اندر قرآن کی تلاوت میں کوئی حرج نہیں اس طرح کہ آواز نہ نکلے۔

(۲۳۳) ایک مرتبہ محمد بن مسلم نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے دریافت کیا کہ کیا امیرالمومنین علیہ السلام حمام میں قرات قرآن سے منع فرمایا کرتے تھے ؟آپ نے فرمایا نہیں انہوں نے اس سے منع فرمایا کہ انسان برہنہ ہو اور قرات قرآن کرے اور اگر وہ ازار پہنے ہوئے ہے تو کوئی حرج نہیں۔

(۲۳۴) ایک مرتبہ علی بن یقطین نے حضرت امام موسیٰ بن جعفر علیہ السلام سے عرض کیا کہ کیا میں حمام کے اندر قرات

(قرآن) اور نکاح کر سکتا ہوں؟ آپ نے فرمایا کوئی حرج نہیں۔

(۲۳۵) ایک مرتبہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے قول خدا " قل للمومنین یغضوا من ابصار هم و یحفظوا فرو جهم ذٰلِكَ ازکی لهم " (مومنوں سے کہہ دو کہ اپنی آنکھیں نیچی رکھا کریں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں یہ ان کیلئے زیادہ پاکیزہ ہے) (سورہ نور آیت نمبر ۳۰) کے متعلق دریافت کیا گیا تو آپ نے فرمایا کہ کتاب خدا میں جہاں شرمگاہ کی حفاظت کا ذکر ہے ان سے مراد زنا سے حفاظت ہے سوائے اس آیت کے کہ یہاں مراد یہ ہے کہ شرمگاہ کی حفاظت کرو تاکہ اسے کوئی نہ دیکھے۔

(۲۳۶) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا کہ کسی مرد مسلم کی شرمگاہ پر نظر کرنا مکروہ ہے لیکن کسی غیر مسلم کی شرمگاہ پر نظر کرنا ایسا ہی ہے جیسے کسی گدھے کی شرمگاہ پر نظر کرنا۔

(۲۳۷) حضرت امیرالمومنین علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ حمام بھی کیا اچھا گھر ہے جو جہنم کو یاد دلاتا ہے اور میل کچیل کو دور کرتا ہے۔

(۲۳۸) نیز امیرالمومنین علیہ السلام نے فرمایا حمام خانہ بھی کتنی بری جگہ ہے جو پردہ کو چاک کرتا (انسان کو برہنہ کرتا) اور حیا کو دور کرتا ہے۔

(۲۳۹) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا حمام خانہ کتنی بری جگہ ہے کہ جو انسان کو برہنہ کرتا اور شرمگاہ کو کھول دیتا ہے اور حمام خانہ کتنی اچھی جگہ ہے کہ جو جہنم کی گرمی کو یاد دلاتا ہے اور یہ آداب میں داخل ہے کہ کوئی شخص اپنے لڑکے کو ساتھ لیکر حمام نہ جائے کہ وہ اسکی شرمگاہ کو دیکھے۔

(۲۴۰) حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہے وہ اپنی زوجہ کو حمام نہیں بھیجتا۔

(۲۴۱) اور امام علیہ السلام نے فرمایا جو شخص اپنی عورت کی اطاعت کرے گا اللہ تعالیٰ اسے اوندھے منہ جہنم میں ڈال دیگا تو آپ سے پوچھا گیا کہ وہ اطاعت کیا ہے؟ آپ نے فرمایا کہ عورت اس سے غم و شادی کے مجمع میں اور حمام میں جانے کی اور باریک لباس پہنے کی استدعا کرے اور مرد اسے منظور کرے۔

(۲۴۲) ابو بصیر نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا ایک ایسے شخص کے متعلق جس نے غسل یوم جمعہ کو بھول کر یا عمداً چھوڑ دیا؟ آپ نے فرمایا اگر اس نے بھول کر چھوڑا ہے تو اسکی نماز پوری ہے اور اگر اس نے عمداً چھوڑا ہے تو اسے چاہیئے کہ اللہ سے طلب مغفرت کرے اور اسکا اعادہ نہ کرے۔

(۲۴۳) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ تم حمام میں مسواک نہ کرو اس سے گردوں کی چربی پگھل جاتی ہے۔ حمام میں کنگھی نہ کرو اس سے بال باریک اور کمزور ہو جاتے ہیں اپنے سر کو مٹی سے نہ دھوؤ اس سے چہرہ بدشکل

ہوجاتا ہے (اور ایک حدیث میں ہے کہ اس سے غیرت چلی جاتی ہے) بدن کو ٹھیکرے یا جھانوے سے نہ رگڑو اس سے برص کا مرض پیدا ہوتا ہے۔ ازار سے چہرہ نہ پونچھو اس سے چہرے کی رونق چلی جاتی ہے اور روایت کی گئی ہے کہ مٹی سے مراد مصر کی مٹی اور ٹھیکرے اور جھانوے سے مراد شام کا ٹھیکرا اور جھانوہ ہے اور حمام میں مسواک کرنے سے دانتوں کا مرض پیدا ہوتا ہے اور حمام کے مستعمل پانی (غسالہ) سے طہارت کرنا جائز نہیں ہے۔

(۲۴۴) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ بروز جمعہ تم میں سے ہر ایک اپنی زینت کرے غسل کرے خوشبو لگائے، کنگھی کرے بہت صاف ستھرے لباس پہنے اور جمعہ کیلئے آمادہ ہو اور اس دن سکون و وقار کے ساتھ رہے اور اپنے رب کی اچھی طرح عبادت کرے اور حسب استطاعت خیر و خیرات کرے اسلئے کہ اللہ تعالیٰ (بروز جمعہ) زمین کی طرف ملتفت ہوتا ہے تاکہ نیکیوں میں اضافہ کرے۔

(۲۴۵) حضرت امام ابوالحسن موسیٰ بن جعفر علیہ السلام نے فرمایا کہ تم لوگ حمام میں نہار منہ نہ جاؤ اور جب تک کچھ کھا نہ لو حمام میں داخل نہ ہو۔

(۲۴۶) بعض راویوں نے بیان کیا ہے کہ میں نے دیکھا کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام حمام سے نکلے اپنا لباس پہنا اور عمامہ سر پر رکھا۔ اسکا بیان ہے کہ پھر میں نے گرمی ہو یا جاڑا حمام سے نکلتے وقت عمامہ نہیں چھوڑا۔

(۲۴۷) حضرت امام موسیٰ بن جعفر علیہ السلام نے فرمایا کہ حمام کسی کسی دن جانا چاہیئے اس سے گوشت بڑھتا ہے اور روزانہ حمام گردے کی چربی کو پگھلا دیتا ہے۔

(۲۴۸) اور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام حمام کے اندر جسم پر طلاء (مالش یا لیپ) کرایا کرتے تھے جب شرمگاہ کی حد آتی تو طلاء کرنے والے سے فرماتے تم ہٹ جاؤ پھر وہ خود وہاں طلاء لگایا کرتے۔ اور جو شخص خود طلاء کرتا ہے اس کیلئے کوئی حرج نہیں جو پوشش کو ہٹالے اسی لئے کہ نورہ خود پوشش ہے۔

(۲۴۹) ایک مرتبہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام حمام تشریف لائے تو حمام والے نے کہا میں آپ کیلئے الگ انتظام کر دوں؟ آپ نے فرمایا نہیں مومن ہلکے پھلکے سامان والا ہوتا ہے۔

(۲۵۰) عبیداللہ مرافقی سے روایت کی گئی ہے اسکا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں شہر مدینہ میں ایک حمام کے اندر گیا تو حمام کا مہتمم ایک بوڑھا کبیر السن تھا میں نے پوچھا اے شیخ یہ حمام کس کا ہے؟ اس نے کہا کہ یہ امام محمد باقر علیہ السلام کا حمام ہے۔ میں نے کہا کیا وہ اس میں آیا کرتے تھے؟ انہوں نے کہا ہاں میں نے پوچھا پھر وہ کیا کرتے تھے؟ انہوں نے کہا جب وہ حمام میں داخل ہوتے تو پہلے اپنے پیڑو اور اسکے آس پاس طلاء کرتے پھر اس پر ازار لپیٹ لیتے پھر مجھے آواز دیتے اور میں آپ کے سارے جسم پر طلاء کیا کرتا ایک دن میں نے ان سے کہا وہ چیز جس کو آپ ناپسند کریں گے کہ میں اسے دیکھوں آپ نے اسے دیکھا ہے انہوں نے کہا ہرگز نہیں نورہ خود پردہ ہوتا ہے۔

(۲۵۱) عبدالرحمن بن مسلم المعروف بہ سعدان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں حمام کے وسطی حجرہ میں تھا کہ حضرت ابوالحسن موسیٰ بن جعفر علیہ السلام نورہ لگائے اور اس پر ازار پہنے ہوئے داخل ہوئے اور بولے السلام علیکم تو میں نے جواب سلام دیا اور اس حجرے میں داخل ہو گیا جس میں حوض تھا وہاں غسل کیا اور نکل آیا۔

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جو شخص حمام میں ازار پہنے ہوئے ہو سلام کر سکتا ہے اور جن احادیث میں حمام کے اندر سلام کرنے کو منع کیا گیا ہے وہ اس شخص کیلئے ہے جو ازار پہنے ہوئے نہ ہو۔

(۲۵۲) حنان بن سدیر نے اپنے باپ سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں اور میرے باپ اور میرے دادا اور میرے چچا مدینہ کے اندر ایک حمام میں گئے تو وہاں کپڑے اتارنے کے حجرے میں ایک صاحب ملے انہوں نے ہم لوگوں سے پوچھا تم لوگ کہاں کے ہو؟ ہم لوگوں نے جواب دیا ہم لوگ اہل عراق سے ہیں انہوں نے پوچھا عراق میں کہاں کے؟ ہم لوگوں نے کہا ہم لوگ کوفہ کے رہنے والے ہیں انہوں نے کہا اے کوفہ کے رہنے والو مرحبا خوش آمدید تم لوگ تو یگانے ہو بیگانے نہیں ہو پھر کہا مگر تم لوگوں کو ازار پہننے سے کیا امر مانع ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے مومن پر دوسرے مومن کی شرمگاہ پر نظر کرنا حرام ہے۔ اس پر میرے چچا نے سوتی کپڑے کا ایک تھان بھیجدیا جسکے چار ٹکڑے کئے گئے اور ہر ایک نے ایک ایک ٹکڑا لے لیا اسکے بعد ہم لوگ حمام میں داخل ہوئے اور ابھی ہم لوگ گرم حجرے میں تھے کہ انہوں نے میرے دادا کی طرف رخ کیا اور کہا اے پیرمرد تمہیں خضاب سے کس امر نے روک دیا ہے میرے دادا نے جواب دیا میں نے انکی صحبت کو درک کیا (تھا) ہے جو مجھ سے اور آپ سے بہتر تھے انہوں نے پوچھا وہ کون جو مجھ سے بہتر تھے میرے دادا نے کہا میں علی ابن ابی طالب کی صحبت میں رہا وہ خضاب نہیں لگاتے تھے یہ سن کر انہوں نے سرجھکا لیا اور پسینہ ٹپکنے لگا اور فرمایا تم نے سچ کہا اور اچھا کیا پھر فرمایا اے پیرمرد اگر تم خضاب لگاؤ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی خضاب لگایا ہے اور وہ علی علیہ السلام سے بہتر تھے اور اگر اسے ترک کرو تو تمہارے لئے علی علیہ السلام نمونہ عمل ہیں۔

راوی کا بیان ہے کہ جب ہم لوگ حمام سے نکلے اور کپڑے اتارنے کے حجرے میں آئے تو ان صاحب کے متعلق دریافت کیا معلوم ہوا کہ وہ علی ابن ابی الحسین علیہ السلام اور ان کے ساتھ ان کے فرزند محمدؑ بن علیؑ تھے اس حدیث میں ہے کہ امام کیلئے یہ روا ہے کہ وہ اپنے اس فرزند کے ساتھ حمام میں جائیں جو امام ہو غیر امام نہ ہو اس لئے کہ امام صغر سنی اور کبر سنی دونوں میں معصوم ہوتا ہے اسکی نظر کسی کی شرمگاہ پر نہیں پڑے گی خواہ حمام ہو یا غیر حمام۔

(۲۵۳) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ ران کا شمار شرمگاہ میں نہیں ہے۔

(۲۵۴) حضرت امیرالمومنین علیہ السلام نے فرمایا کہ نورہ پاک وصاف کرنے والی چیز ہے۔

(۲۵۵) حضرت ابوالحسن موسیٰ بن جعفر علیہ السلام نے فرمایا کہ تم لوگ اپنے اپنے جسم کو بالوں سے صاف کر لیا کرو یہ امر

حسن ہے۔

(۲۵۶) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ جو شخص نورہ لگانا چاہے تو اسے تھوڑا سا لے اور اپنی ناک کے کنارے پر رکھے اور کہے "اَللّٰھُمَّ اَرْحَمْ سُلَیْمَانَ بْنَ دَاوٗدَعَلَیْھِمَا السَّلَام کَمَا اَمَرْنَا بِالنُّوْرَہِ" (اے اللہ حضرت سلیمان بن داؤد علیہ السلام پر اپنی رحمت نازل کر جیسا کہ انہوں نے ہم لوگوں کو نورہ کا حکم دیا) تو انشاء اللہ تعالیٰ نورہ اسے نہیں جلائے گا۔

(۲۵۷) روایت کی گئی ہے کہ جو شخص نورہ لگا کر بیٹھے ڈر ہے کہ فتق کا مرض نہ ہو جائے۔

(۲۵۸) حضرت امیرالمومنین علیہ السلام نے فرمایا کہ میں مومن کیلئے یہ پسند کرتا ہوں کہ وہ ہر پندرہ دن پر نورہ لگائے۔

(۲۵۹) امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ ہر پندرہ دن پر نورہ لگانا سنت ہے اور اگر بیس دن گزر جائیں تو قرض لے لو اللہ تعالیٰ اسکا ذمہ دار ہے (یعنی اگر تنگدستی کی وجہ سے نورہ خریدنے کی سکت نہ ہو)۔

(۲۶۰) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو مرد اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہے وہ چالیس دن سے زیادہ اپنے پیڑو کا بال صاف کرنا نہیں چھوڑے گا اور جو عورت اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتی ہے وہ بیس دن سے زیادہ اسے نہیں چھوڑے گی۔

(۲۶۱) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے مرد اور عورت اپنے پیٹ (پیڑو) کے بال مونڈے۔

(۲۶۲) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام حمام کے اندر اپنے دونوں بغل میں نورہ کا طلاء کرتے اور فرماتے کہ بغلوں کے بال اکھیڑنے سے کاندھے کمزور اور ڈھیلے پڑجاتے ہیں اور نگاہ کمزور ہو جاتی ہے۔

(۲۶۳) اور امام علیہ السلام نے فرمایا کہ اسکا مونڈنا بال اکھاڑنے سے بہتر ہے اور اس پر نورہ لگانا بال مونڈنے سے بہتر ہے

(۲۶۴) حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا کہ بغل کے بال اکھاڑنے سے بدبو دور ہو جاتی ہے اور یہ پاکی و صفائی ہے اور سنت ہے طیب علیہ وآلہ وسلم نے اسکا حکم دیا ہے۔

(۲۶۵) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تم میں سے کوئی شخص اپنے بغلوں کے بال نہ بڑھائے اسلئے کہ شیطان اس میں اپنی کمینگاہ (رہنے کی جگہ بناتا) اور اس میں چھپا رہتا ہے۔

جو شخص حالت جنب میں ہے اسکا نورہ لگانے میں کوئی حرج نہیں یہ تو اور زیادہ صفائی کرتا ہے۔

(۲۶۶) امام جعفر صادق علیہ السلام نے بیان کیا کہ حضرت امیرالمومنین علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ آدمی کو چاہیئے کہ وہ چہار شنبہ کو نورہ لگانے سے پرہیز کرے اسلئے کہ یہ دن پورا کا پورا نحس ہے باقی تمام دنوں میں نورہ لگانا جائز ہے۔

(۲۶۷) اور روایت کی گئی ہے کہ روز جمعہ (نورہ لگانا) برص کا مرض پیدا کرتا ہے۔

(۲۶۸) ریان بن صلت نے ایک شخص سے روایت کی ہے جس نے ان سے بیان کیا اور اس نے حضرت ابوالحسن علیہ

السلام ۔ سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ جو شخص بروز جمعہ نورہ لگائے اور مرض برص میں مبتلا ہو تو اپنے سوا کسی کی ملامت نہ کرے ۔

اور کوئی حرج نہیں اگر آدمی حمام کے اندر ستو، آٹے اور بھوسی، چوکر سے اپنے جسم کو ملے اور اس میں کوئی حرج نہیں اگر آٹے میں تیل ملا ہوا ہو اسے ملے ۔ اور جو چیز بدن کو نفع پہنچاتی ہے اسکا شمار اسراف میں نہیں ہے اسراف میں اس چیز کا شمار ہے جسکے اندر مال تلف ہو اور بدن کیلئے مضر ہو ۔

(۲۶۹) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو شخص طلاء کرے اور مہندی کا خضاب لگائے اللہ تعالیٰ اسکو دوسری مرتبہ طلاء کرنے تک تین چیزوں سے محفوظ رکھے گا ۔ جذام سے ، برص سے ، اور بالخورہ کی بیماری سے ۔

(۲۷۰) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ نورہ کے بعد مہندی لگانا جذام اور برص سے محفوظ رکھتا ہے ۔

(۲۷۱) اور روایت کی گئی ہے کہ جو شخص طلاء کرے مہندی سے اپنے جسم کو (بطور ابٹن) سر سے لیکر پاؤں تک ملے تو اللہ تعالیٰ اس سے فقر کو دور کر دیتا ہے ۔

(۲۷۲) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا تم لوگ مہندی کا خضاب لگاؤ اس سے آنکھیں روشن ہوتی ہیں ، بال اگتے ہیں اور اچھی خوشبو پیدا ہوتی ہے اور زوجہ سکون پاتی ہے ۔

(۲۷۳) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ مہندی بدبو دور کر دیتی ہے چہرے کی آب بڑھاتی ہے خوشبو اچھی ہو جاتی ہے بچہ حسین پیدا ہوتا ہے ۔

اور کوئی حرج نہیں اگر آدمی حمام میں زعفران سے بنی ہوئی خوشبو کو ملے اور ہاتھ کے پھٹنے کے علاج کیلئے اس کو ہاتھ پر ملے اور اسکی مداومت (ہمیشہ) مستحب نہیں ہے ۔ اور نہ یہ کہ اسکا نشان دیکھا جائے ۔

(۲۷۴) حضرت امیرالمومنین علیہ السلام نے فرمایا مہندی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہدیہ ہے اور یہ سنت ہے ۔

(۲۷۵) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ کسی رنگ کا خضاب ہو کوئی حرج نہیں ہے ۔

(۲۷۶) ایک مرتبہ حسن بن جہم حضرت ابی الحسن موسیٰ بن جعفر علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور وہ سیاہ رنگ کا خضاب لگائے ہوئے تھا ۔ تو آپ نے فرمایا خضاب لگانے میں بھی ثواب ہے اور خضاب لگانے اور خود کو زیب و زینت کے ساتھ رکھنا یہ ان چیزوں میں سے ہے جس کے لئے اللہ تعالیٰ عورتوں کی عفت میں اضافہ کرتا ہے اور شوہروں کے زیب وزینت کے چھوڑ دینے سے عورتوں نے اپنی عفت بھی چھوڑ دی ہے ۔ راوی نے عرض کیا کہ ہمیں خبر ہوئی ہے کہ مہندی سے بڑھاپے میں اضافہ ہوتا ہے ؟ آپ نے فرمایا کہ بڑھاپے کو کون سی چیز زیادہ کرے گی بڑھاپا تو خود ہر روز بڑھا کرتا ہے ۔

(۲۷۷) ایک مرتبہ محمد بن مسلم نے امام محمد باقر علیہ السلام سے خضاب کے متعلق دریافت کیا تو آپ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خضاب لگایا کرتے تھے اور ہم لوگوں کے پاس یہ ان کے بال ہیں ۔

(۲۷۸) روایت کی گئی ہے آنجناب علیہ السلام کے سر اور داڑھی میں سترہ (۱۷) سفید بال تھے۔

(۲۷۹) اور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت امام حسین ابن علی علیہ السلام اور امام محمد باقر علیہ السلام وسمہ (برگ نیل) سے خضاب لگایا کرتے تھے۔

(۲۸۰) اور حضرت امام زین العابدین علیہ السلام مہندی اور وسمہ سے خضاب لگایا کرتے تھے۔

(۲۸۱) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ سیاہ رنگ کے خضاب سے عورتوں کیلئے انس کا سبب اور دشمنوں کیلئے خوف کا سبب ہوتا ہے۔

(۲۸۲) اور امام علیہ السلام نے قول خدا "واعدّوا لھم ما استطعتم من قوۃ" (اے مسلمانو تم کفار کے مقابلہ کیلئے جہاں تک کہ تم سے ہوسکے سامان فراہم کرو) (سورہ انفال آیت نمبر ۶۰) کی تفسیر میں ارشاد فرمایا اور ان سامانوں میں سیاہ رنگ کا خضاب بھی ہے۔ اور ایک مرتبہ ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور اسکی داڑھی زرد رنگ کی تھی۔ آپ نے فرمایا یہ کتنا اچھا رنگ ہے اور اسکے کچھ دنوں بعد حاضر ہوا تو اسکی داڑھی مہندی سے رنگی ہوئی تھی۔ یہ دیکھ کر آنحضرت متبسم ہوئے اور فرمایا یہ رنگ اس سے بھی اچھا ہے۔ اسکے کچھ دنوں بعد پھر حاضر ہوا تو اسکی داڑھی پر سیاہ رنگ کا خضاب تھا یہ دیکھ کر آپ ہنسے اور فرمایا یہ رنگ تو اس سے بھی اچھا ہے اور اس سے بھی اچھا ہے۔

(۲۸۳) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ عورت کیلئے یہ مناسب نہیں کہ خود کو بالکل معطل کرے (اور زینت چھوڑ دے) خواہ ایک طوق ہی کیوں نہ ہو وہ گلے میں پڑا رہے اور اس کیلئے یہ بھی مناسب نہیں وہ خضاب سے بالکل ہاتھ اٹھالے خواہ ذرا مہندی کیوں نہ لگالیا کرے اگرچہ عورت سن رسیدہ ہی کیوں نہ ہو۔

(۲۸۴) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ جب ناخونوں پر نورہ لگ جاتا ہے تو اسکا رنگ بدل جاتا ہے اور ایسا معلوم ہوتا ہے جیسے کسی مردہ کے ناخن ہیں لہذا اسکے رنگنے میں کوئی حرج نہیں۔ اور ائمہ علیہم السلام نے بھی وسمہ سے خضاب لگایا ہے۔ زرد رنگ کا خضاب "خضاب ایمان" ہے اور سرخ رنگ کا خضاب "خضاب اسلام" ہے اور سیاہ رنگ کا خضاب "خضاب اسلام و ایمان اور نور" ہے۔

(۲۸۵) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اے علی خضاب کیلئے ایک درہم صرف کرنا افضل ہے اسکے ماسوا دیگر چیزوں پر راہ خدا میں ایک ہزار درہم صرف کرنے سے اس میں چودہ خوبیاں ہیں۔ دونوں کانوں کی بو دور کرتا ہے، نظر کو روشن کرتا ہے، ناک کو مُلَیّن رکھتا ہے، خوشبو کو اچھی کرتا ہے، مسوڑوں کو مضبوط کرتا ہے، ضعف کو دور کرتا ہے، وسوسہ شیطانی کو کم کرتا ہے، اس سے ملائکہ خوش ہوتے ہیں اور مومن اس سے خوشخبری پاتا ہے۔ کافر اس سے رنجیدہ ہوتا ہے اور زینت طیب ہے، منکر نکیر اس سے (کچھ پوچھنے میں) حیا کرتے ہیں اور وہ اس کیلئے قبر میں برائت کا ذریعہ ہے۔

(۲۸۶) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ ایک نورہ لگانے کے بعد دوسری مرتبہ نورہ لگانے کے درمیان جو

جمعہ آتا ہے میں اس میں استرا پھیرتا ہوں۔

(۲۸۷) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تم استرا پھیرو اس سے تمہارے حسن وجمال میں اضافہ ہوگا۔

(۲۸۸) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا حج اور عمرے کے علاوہ ایام میں سر پر استرا پھیرنا تمہارے دشمنوں کیلئے مثلہ ہے اور تمہارے لئے حسن وجمال کا سبب ہے۔

نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اس حدیث کا مفہوم اس وقت واضح ہوا جب آپ نے خوارج کی نشانیاں بتائیں اور فرمایا یہ لوگ دین سے اسطرح نکل جائیں گے جیسے تیر کمان سے نکلتا ہے اور انکی علامت یہ ہے کہ وہ لوگ سر منڈاتے ہونگے اور تیل لگانا چھوڑ دینگے۔

(۲۸۹) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ ناک میں سے بالوں کا صاف کرنا چہرے کو حسین کر دیتا ہے۔

(۲۹۰) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کا ارشاد ہے کہ ہر جمعہ کو خطمی سے سر کا دھونا برص اور جنون سے محفوظ رکھتا ہے۔

(۲۹۱) نیز آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ خطمی سے سر کا دھونا فقر دور کرتا اور رزق میں اضافہ کرتا ہے۔

(۲۹۲) اور دوسری حدیث میں ہے کہ خطمی سے سر کا دھونا ایک طرح کا افسوں اور منتر ہے (جنون اور بیماریوں کیلئے)

(۲۹۳) حضرت امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا کہ خطمی سے سر کا دھونا میل کو دور کرتا اور تنکے وغیرہ صاف کر دیتا ہے۔

(۲۹۴) ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کچھ غمگین ہوئے تو حضرت جبرئیل نے ان سے کہا کہ آپ بیری کی پتی سے اپنا سر دھوئیں اور وہ بیری کی پتی سدرۃ المنتہیٰ کی تھی۔

(۲۹۵) حضرت ابو الحسن موسیٰ بن جعفر علیہ السلام نے فرمایا کہ بیری کی پتی سے سر دھونے سے روزی بہت حاصل ہوتی ہے۔

(۲۹۶) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ تم لوگ اپنے سروں کو بیری کی پتی سے دھویا کرو اسلئے کہ اسکو ہر ملک مقرب اور ہر نبی مرسل نے مقدس و پاکیزہ سمجھا ہے۔ اور جو شخص اپنے سر کو بیری کی پتی سے دھوئے گا اللہ تعالیٰ ستر (۷۰) دنوں تک وسوسہ شیطانی اس سے دور رکھے گا۔ اور اللہ جس سے وسوسہ شیطان کو ستر دن دور رکھے گا پھر وہ اللہ کی نافرمانی نہیں کرے گا اور جو اللہ کی نافرمانی نہیں کرے گا وہ جنت میں داخل ہوگا۔ اور جو شخص حمام سے نکل کر اپنے پاؤں دھوئے تو کوئی حرج نہیں اور اگر نہ دھوئے تو بھی کوئی حرج نہیں۔

(۲۹۷) ایک مرتبہ حضرت حسن بن علی بن ابی طالب علیہ السلام حمام سے نکلے تو ایک شخص نے ان سے کہا آپ کا حمام کرنا پاک و پاکیزہ ہے۔ آپ نے فرمایا اے بیوقوف تو یہاں بیٹھا ہوا کیا کر رہا ہے اس نے کہا اچھا آپ کا حمام پاک و پاکیزہ ہے آپ نے فرمایا کہ اگر حمام پاک و پاکیزہ ہے تو اس سے بدن کو کیا راحت ملے گی۔ اس نے کہا اچھا آپ کا حمیم پاک

و پاکیزہ ہے ۔آپ نے فرمایا وائے ہو تجھ پر کیا تجھے نہیں معلوم کہ حمیم پسینہ کو کہتے ہیں ۔اس نے کہا پھر کیا کہوں ؟آپ نے فرمایا یہ کہو کہ آپ کا جو طاہر ہے پاک و پاکیزہ رہے اور آپ کا جو پاک و پاکیزہ ہے وہ طاہر رہے ۔

(۲۹۸) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ جب تم حمام سے نکلو اور تمہارا بھائی تم سے کہے کہ تمہارا حمام پاک و پاکیزہ رہے تو تم اس سے کہو اللہ تمہارے دل کو خوش رکھے ۔

(۲۹۹) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ بیماریاں تین (۳) ہیں اور دوائیں بھی تین (۳) ہیں ۔ بیماریاں جو ہیں وہ خون ہے سودا یا صفرا ہے اور بلغم ہے ۔خون کا علاج حجامت (پچھنی لگانا) ہے بلغم کا علاج حمام ہے اور سودا کا علاج چہل قدمی ہے ۔

(۳۰۰) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ تین چیزیں جسمانی عمارت کو منہدم کر دیتی ہے بلکہ کبھی کبھی انسان کی جان لے لیتی ہیں ۔ خشک گوشت کا کھانا ، شکم سیری پر حمام جانا اور بوڑھی عورت سے نکاح کرنا ۔ اور ایک روایت میں ہے کہ شکم سیری پر جماع کرنا ۔

ناخن کا کاٹنا ، مونچھیں تراشنا اور کنگھی کرنا

(۳۰۱) ہشام بن سالم نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ جمعہ کے دن ناخن کاٹنا جذام وجنون و برص اور اندھے پن سے محفوظ رکھتا ہے اور اگر اسکے کاٹنے کی ضرورت بھی نہ ہو تو ذرا سا اسکو گھس لے ۔

(۳۰۲) اور دوسری حدیث میں ہے کہ اگر اسے کاٹنے کی ضرورت بھی نہ ہو تو اس پر چھری یا قینچی پھیرے ۔

(۳۰۳) اور عبد الرحیم قصیر نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا جو شخص اپنے ناخن اور اپنی مونچھ ہر جمعہ کو تراشے گا اور تراشتے وقت یہ کہے گا کہ بِسْمِ اللّٰهِ وَبِاللّٰهِ وَعَلٰى سُنَّةِ مُحَمَّدٍ وَآلِ مُحَمَّدٍ صَلَوَاتُ اللّٰهِ عَلَيْهِمْ تو اس میں سے جو تراشہ بھی گرے گا اللہ اسکے نام ایک بندہ آزاد کرنے کا ثواب لکھے گا اور وہ سوائے مرض الموت کے اور کسی مرض میں مبتلا نہ ہوگا ۔

(۳۰۴) اور ایک دوسری حدیث میں ہے کہ جو شخص جمعہ کے دن اپنے ناخن تراشے تو اپنے بائیں ہاتھ کی چھنگلیا سے شروع اور داہنے ہاتھ کی چھنگلیا پر ختم کرے ۔

(۳۰۵) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ مونچھوں کا تراشنا ایک جمعہ سے دوسرے جمعہ تک کیلئے جذام سے امان و حفاظت ہے ۔

(۳۰۶) ایک مرتبہ حسین بن ابی العلاء نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ جو شخص ہر جمعہ کو اپنی مونچھ تراشے اور ناخن کاٹے تو کیا ثواب ملے گا ؟آپ نے فرمایا وہ اس جمعہ سے دوسرے جمعہ تک مسلسل پاک و طاہر رہے گا ۔

(۳۰۷) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا تم میں سے کوئی بھی اپنی مونچھیں طویل نہ کرے اسلئے کہ شیطان اس میں اپنی کمینگاہ بنالیتا ہے اور اس میں چھپا رہتا ہے۔

(۳۰۸) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص جمعہ کو اپنے ناخن تراشے گا اسکی انگلیاں پراگندہ نہیں ہونگی۔

(۳۰۹) نیز حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ جو بروز پنجشبہ اپنے سارے ناخن تراشے اور ایک جمعہ کیلئے چھوڑ دے تو اللہ تعالیٰ اس سے فقر دور کر دیگا۔

(۳۱۰) ایک مرتبہ عبد اللہ بن ابی یعفور نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا میں آپ پر قربان کہا جاتا ہے کہ طلوع فجر سے لیکر طلوع آفتاب کے درمیان تعقیبات کے مانند طلب رزق کیلئے اور کوئی شے نہیں ہے۔ آپ نے فرمایا یہ درست ہے مگر میں تم کو اس سے بہتر ایک چیز بتاؤں وہ جمعہ کے دن مونچھ تراشنا اور ناخن کاٹنا ہے۔ اور پنجشبہ کے دن ناخن کاٹنے سے آشوب چشم دور ہوتا ہے۔

(۳۱۱) حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ جو شخص ہر پنجشبہ کو اپنے ناخن تراشے گا اسکے بچے کبھی آشوب چشم میں مبتلا نہ ہونگے۔

(۳۱۲) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص شنبہ (سنیچر) اور پنجشبہ کو اپنی مونچھ تراشے گا وہ دانت اور آنکھ کے درد سے محفوظ رہے گا۔

(۳۱۳) ایک مرتبہ موسیٰ بن بکر نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا کہ ہمارے اصحاب یہ کہتے ہیں کہ مونچھ اور ناخن جمعہ کے دن تراشے جاتے ہیں تو آپ نے فرمایا سبحان اللہ تم اگر چاہو تو انہیں جمعہ کو تراشو اور چاہو تو تمام دنوں میں کسی دن بھی۔

(۳۱۴) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا جب یہ بڑھ جائیں تو تراش لو۔

(۳۱۵) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مردوں کیلئے فرمایا کہ تم لوگ اپنے ناخن تراش لیا کرو اور عورتوں کیلئے فرمایا تم سب اپنے ناخنوں کا کچھ حصہ چھوڑ دیا کرو یہ تمہارے لئے باعث زینت ہیں۔

(۳۱۶) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ آدمی جب اپنے ناخن اور بال تراشے تو اسے دفن کر دے یہ سنت ہے

(۳۱۷) اور ایک روایت میں ہے کہ بال اور ناخن اور خون کو دفن کرنا سنت میں شامل ہے۔

(۳۱۸) حضرت ابوالحسن امام رضا علیہ السلام سے قول خدا "خذوا زینتکم عند کل مسجد" (ہر نماز کے وقت اپنی زینت کیا کرو) (سورہ اعراف آیت نمبر ۳۱) کے متعلق سوال کیا گیا تو آپ نے فرمایا کہ اس سے ہر نماز کے وقت کنگھی کرنا مراد ہے۔

(۳۱۹) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا سر میں کنگھی کرنے سے وباء دور ہوتی ہے اور داڑھی میں کنگھی کرنے

سے ذاڑ ھیں (دانتوں کی جڑیں) مضبوط ہوتی ہیں۔

(۳۲۰) حضرت ابو الحسن امام موسیٰ بن جعفر علیہ السلام نے فرمایا کہ جب تم اپنی داڑھی اور سر کو کنگھی کرو تو کنگھی کو اپنے سینے پر پھیر لیا کرو یہ دل کے بوجھ اور سستی کو دور کر دیتا ہے۔

(۳۲۱) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا جو شخص اپنی داڑھی پر ستر (۷۰) مرتبہ کنگھی کر کے اسے ایک مرتبہ شمار کرے تو چالیس دن تک شیطان اسکے قریب نہ آئے گا۔ اور ہاتھی کی ہڈیوں کی کنگھی و سرمہ دانی اور تیل رکھنے کی بوتل میں کوئی حرج نہیں ہے۔

(۳۲۲) اور حضرت موسیٰ بن جعفر علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ ہاتھی کی ہڈی کی کنگھی استعمال کرو اس سے وباء دور ہوتی ہے۔

(۳۲۳) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ کنگھی کے استعمال سے جو وباء دور ہوتی ہے وہ بخار ہے۔ اور احمد بن ابی عبداللہ برقی کی روایت میں ہے کہ یہ (کنگھی) وناء دور کر دیتی ہے یعنی سستی اور کمزوری چنانچہ (وناء کے لفظ کا استعمال بھی) اللہ تعالیٰ کے اس قول میں ہے "و لاتنیانی ذکری" (یعنی تم دونوں میرے ذکر میں سستی اور کمزوری نہ کرنا) (سورہ طٰہٰ آیت نمبر ۴۲)

(۳۲۴) حضرت ابو الحسن موسیٰ بن جعفر علیہ السلام نے ارشاد فرمایا تین چیزیں ایسی ہیں کہ جو ان سے واقف ہوگا اسے ہرگز نہ چھوڑے گا بالوں کا تراشنا، کپڑے کو سمیٹے رہنا، اور کنیزوں سے نکاح کرنا۔

(۳۲۵) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے کسی صحابی سے کہا کہ اپنے بالوں کو بالکل جڑ سے کاٹو اس سے میل کچیل تعب و تکلیف اور گندگی دور ہو جائیگی، گردن موٹی ہوگی، آنکھوں میں روشنی تیز ہوگی، بدن کو راحت پہنچے گی۔

(۳۲۶) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص بال رکھے تو وہ اسکی اچھی طرح پرداخت کرے ورنہ اسے کاٹ دے۔

(۳۲۷) اور امام علیہ السلام نے فرمایا کہ بہترین بال اللہ کی طرف سے ایک خلعت ہے اسکا اکرام (عزت) کرو۔

(۳۲۸) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ جو شخص بال رکھے اور اس میں مانگ نہ نکالے تو اللہ تعالیٰ جہنم کی آری سے اس میں مانگ نکال دیگا۔

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بال پٹے (کانوں کی لو تک) ہوتے تھے اتنے نہ تھے کہ مانگ نکالی جائے۔

(۳۲۹) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا مونچھیں تراشو اور داڑھی چھوڑو اور یہودیوں کے مشابہ نہ بنو۔

(۳۳۰) ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک شخص کو دیکھا کہ اسکی داڑھی طویل تھی تو آپ نے فرمایا اس شخص کو کیا ہو گیا ہے کاش اپنی داڑھی کی تو اصلاح کر لیتا۔ جب یہ خبر اس شخص کو پہنچی تو اس نے اپنی داڑھی درمیانہ انداز کی

کرلی پھر نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے دیکھا اور فرمایا ہاں تم لوگ ایسا ہی کرو۔

(۳۳۱) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا مجوسی لوگ داڑھی منڈاتے اور مونچھیں بڑھاتے ہیں اور ہم لوگ مونچھیں تراشتے اور داڑھی بڑھاتے ہیں اور یہی فطرت ہے۔

(۳۳۲) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ داڑھی اگر ایک مشت سے زائد ہے تو وہ جہنم میں جائے گی۔

(۳۳۳) محمد بن مسلم کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کو دیکھا کہ نائی آپ کی داڑھی درست کر رہا تھا تو آپ نے فرمایا اس کو گولائی میں کرو۔

(۳۳۴) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا اپنی داڑھی مٹھی میں پکڑو اور جتنی فاضل ہو اسے تراش دو۔

(۳۳۵) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ بڑھاپا سر کے سامنے سے شروع ہونا خوش بختی کی علامت ہے اور دونوں رخساروں سے شروع ہونا سخاوت کی علامت ہے اور چوٹی کے بالوں سے شجاعت کی علامت ہے اور سر کے پیچھے سے نحوست ہے۔

(۳۳۶) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ جب سب سے پہلے حضرت ابراہیم علیہ السلام پر بڑھاپے کے آثار نمایاں ہوئے تو انہوں نے اپنی ریش مبارک کو دھرا کیا تو اس میں سفید بالوں کی ایک لٹ نظر آئی۔آپ نے فرمایا اے جبریل یہ کیا ہے؟ انہوں نے کہا یہ وقار ہے۔ حضرت ابراہیم نے کہا (یہ وقار ہے تو) پروردگار میرے وقار کو اور زیادہ کر۔

(۳۳۷) نیز امام علیہ السلام نے فرمایا جس شخص کے دین اسلام میں رہتے ہوئے بال سفید ہو گئے اس کیلئے قیامت کے دن ایک نور ہوگا۔

(۳۳۸) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ سفید بال ایک نور ہے اس کو دور نہ کرو۔

(۳۳۹) اور حضرت علی علیہ السلام سفید بالوں کے کاٹنے میں کوئی حرج نہیں سمجھتے تھے بلکہ اس کے اکھاڑنے کو مکروہ جانتے تھے۔ چنانچہ سفید بالوں کو اکھاڑنے کی ممانعت کراہت کیلئے ہے حرام کیلئے نہیں ہے۔

(۳۴۰) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ سر کے سفید بالوں کو کاٹنے یا اسکو اکھاڑنے میں کوئی حرج نہیں مگر میرے نزدیک اسکا کاٹنا اسکے اکھاڑنے سے زیادہ پسندیدہ ہے۔

ائمہ طاہرین کی احادیث کسی ایک حالت کے متعلق مختلف نہیں ہوتیں اسلئے کہ یہ سب کی سب من عند اللہ ہیں بلکہ یہ مختلف احوال کیلئے مختلف ہو جاتی ہیں۔

(۳۴۱) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ چار باتیں انبیاء کی سنت ہیں خوشبو لگانا، استرے سے بال صاف کرنا، جسم کو نورے سے مونڈنا، اکثر گردن جھکائے رکھنا۔

(۳۴۲) اور امام علیہ السلام نے فرمایا تم لوگ سہ شنبہ (منگل) کو اپنے ناخن کاٹو، چہار شنبہ (بدھ) کو حمام کرو، پنجشنبہ

کو حسب حاجت حجامت کرو اور جمعہ کو بہترین قسم کی خوشبو لگاؤ۔

باب غسل میت

(۳۴۳) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے بیان فرمایا کہ ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بنی ہاشم کے کسی مرد کے پاس گئے وہ نزع کے عالم میں تھے۔ آپ نے ان سے فرمایا کہ کہو" لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ الْحَلِيْمُ الْكَرِيْمُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ الْعَلِيُّ الْعَظِيْمُ ، سُبْحَانَ اللّٰهِ رَبِّ السَّمٰوٰاتِ وَ رَبِّ الْاَرَضِيْنَ السَّبْعِ وَ مَا فِيْهِنَّ وَ مَا بَيْنَهُنَّ وَ مَا تَحْتَهُنَّ وَ رَبِّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ وَ سَلَامٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ وَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ " (نہیں ہے کوئی اللہ سوائے اس اللہ کے جو حلم والا اور کرم والا ہے نہیں ہے کوئی اللہ سوائے اس اللہ کے جو بلندی والا اور عظمت والا ہے پاک و منزہ ہے وہ اللہ جو سات آسمانوں اور سات زمینوں اور جو کچھ ان میں اور جو کچھ ان کے درمیان ہیں اور جو کچھ ان کے نیچے ہیں ان سب کا پروردگار اور عرش عظیم کا رب ہے۔ رسولوں پر سلام ہو اور ساری حمد اس اللہ کیلئے جو تمام عالمین کا پالنے والا ہے) تو اس نے یہ کہا اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اس اللہ کا شکر جس نے اسکو جہنم سے بچالیا۔

(۳۴۴) حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا تم لوگ اپنے مرنے والوں کو لا الہ الا اللہ کی تلقین کرتے ہو موت کے وقت اور ہم لوگ اپنے مرنے والوں کو موت کے وقت محمدؐ رسول اللہ کی بھی تلقین کرتے ہیں۔

(۳۴۵) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا تم لوگ اپنے مرنے والوں کو لا الہ الا اللہ کی تلقین کیا کرو اسلئے کہ جس شخص کا آخری کلام لا الہ الا اللہ ہوگا وہ جنت میں داخل ہوگا۔

(۳۴۶) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ موت کے وقت مومن کی زبان بند ہو جاتی ہے (بارگاہ الٰہی میں حاضری کے خوف سے)۔

(۳۴۷) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے بیان فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں اہل مدینہ میں سے ایک شخص کی زبان مرض الموت میں بند ہوگئی۔ تو آنحضرت اسکے پاس تشریف لے گئے اور فرمایا لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کہو مگر وہ نہ کہہ سکا آنحضرت نے دوبارہ کہا مگر وہ پھر بھی نہ کہہ سکا اور اسکے سرہانے ایک عورت بیٹھی ہوئی تھی آپ نے اس عورت سے پوچھا کیا تو اس مرد کی ماں ہے؟ اس عورت نے کہا ہاں یا رسول اللہ میں ہی اسکی ماں ہوں۔ آپ نے اس سے پوچھا کیا تو اس سے راضی ہے یا نہیں۔ اس نے کہا میں اس سے ناراض ہوں آنحضرتؐ نے اس سے کہا میں چاہتا ہوں کہ تو اس سے راضی ہو جا۔ اس نے کہا اچھا میں آپ کی رضا حاصل کرنے کیلئے اس سے راضی ہوتی ہوں اس کے بعد آنحضرتؐ نے اس مرد سے کہا کہو لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ تو اس نے لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کہا اسکے بعد فرمایا کہو یَا مَنْ يَقْبَلُ الْيَسِيْرَ وَ يَعْفُوْ عَنِ الْكَثِيْرِ اِقْبَلْ مِنِّي الْيَسِيْرَ وَ اعْفُ عَنِّي الْكَثِيْرَ اِنَّكَ

اَنْتَ الْعَفُوُّ الْغَفُوْرُ (اے وہ جو تھوڑے (اچھے عمل) کو قبول کرتا ہے اور زیادہ (بڑے گناہ) کو معاف کر دیتا ہے۔ مجھ سے قبول کر میرا تھوڑا (عمل) اور میرے زیادہ (بڑے گناہ) کو معاف کر بیشک تو معاف کرنے والا اور مغفرت کرنے والا ہے) اس نے یہ بھی کہہ دیا تو آپ نے پوچھا تم کیا دیکھتے ہو اس نے کہا میں دیکھ رہا ہوں کہ دو کالے شخص میرے پاس آئے ہیں آپ نے فرمایا ان کلمات کو دوبارہ کہو اس نے دوبارہ کہا تو پوچھا اب کیا دیکھتے ہو؟ اس نے کہا اب دیکھتا ہوں کہ وہ دونوں کالے مجھ سے دور ہٹ گئے اور دو گورے اشخاص میرے پاس آگئے اور دونوں کالے یہاں سے نکل گئے اب میں ان دونوں کو نہیں دیکھتا اور اب دونوں گورے اشخاص میرے قریب آئے ہیں اور اب میری روح قبض کر رہے ہیں پس اسی وقت وہ شخص مر گیا۔

(۳۴۸) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے قبلہ رُو کرنے کا طریقہ دریافت کیا گیا تو آپ نے فرمایا اسکے پاؤں کے دونوں تلووں کو قبلہ کی طرف کرو۔

(۳۴۹) حضرت امیرالمومنین علیہ السلام نے بیان فرمایا کہ ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اولاد عبدالمطلب میں سے ایک شخص کے پاس گئے وہ جانکنی کے عالم میں تھے اور قبلہ رُو نہیں تھے تو آپ نے فرمایا انہیں قبلہ رُو کرو اور جب ایسا کرو گے تو ملائکہ ان کے پاس آئیں گے اور اللہ تعالیٰ انکی طرف متوجہ ہوگا چنانچہ وہ قبلہ رُو رہے یہاں تک کہ انکی روح قبض ہو گئی۔

(۳۵۰) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ جب بھی کسی کی موت کا وقت آتا ہے تو ابلیس اپنے شیاطین میں سے کسی ایک کو وہاں مقرر کر دیتا ہے اور وہ آکر اسے کفر کا حکم دیتا ہے اور اسکے دین کی طرف سے اسکے دل میں شک ڈال دیتا ہے یہاں تک کہ اسی حالت میں اسکی روح نکل جاتی ہے لہٰذا جب تم اپنے مرنے والوں کے پاس موجود ہو تو انہیں لا الہ الا اللہ و ان محمد رسول اللہ کی شہادت کی تلقین کرتے رہو یہاں تک کہ انہیں موت آجائے۔

(۳۵۱) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے آخری خطبہ میں ارشاد فرمایا جو شخص اپنے مرنے سے ایک سال پہلے توبہ کرلے تو اللہ اسکی توبہ قبول کریگا پھر فرمایا مگر ایک سال تو بہت ہوتا ہے اگر کوئی اپنے مرنے سے ایک مہینہ پہلے توبہ کرلے تو اللہ اسکی توبہ قبول کریگا۔ اور ایک مہینہ بھی بہت ہے اگر کوئی شخص اپنے مرنے سے ایک جمعہ پہلے توبہ کرلے تو اللہ اسکی توبہ قبول کریگا پھر فرمایا اور جمعہ بھی بہت زیادہ ہے اگر کوئی شخص اپنے مرنے سے ایک دن پہلے توبہ کرلے تو اللہ اسکی توبہ قبول کریگا اور ایک دن بھی بہت ہے اگر کوئی شخص اپنے مرنے سے ایک ساعت پہلے توبہ کرلے تو اللہ اسکی توبہ قبول کرے گا اور ایک ساعت بھی بہت ہے اگر کوئی شخص اس وقت بھی توبہ کرلے کہ جب اسکی روح کھینچ کر یہاں تک پہنچ جائے یہ کہکر آپ نے اپنی حلق کی طرف اشارہ کیا تو اللہ اسکی توبہ قبول کریگا۔

(۳۵۲) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے قول خدا "و لیست التوبۃ للذین یعملون السیٰات حتی اذا حضر احدھم الموت قال انی تبت الآن" (اور توبہ ان لوگوں کیلئے مفید نہیں جو عمر بھر تو برے کام کرتے رہے یہاں تک کہ جب ان کے سر پر موت آن کھڑی ہوئی تو کہنے لگے اب میں نے توبہ کی) (سورۃ النساء آیت نمبر ۱۸) کے متعلق فرمایا یہ اس وقت کیلئے

جب وہ امور آخرت کو اپنی آنکھوں سے دیکھ لیتا ہے۔

(۳۵۳) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں دیہات سے ایک شخص آیا جو صاحب حشمت وجمال تھا اس نے عرض کیا یا رسول اللہ مجھے قول خدا "الذین امنو وکانو ایتقون ۔ لھم البشریٰ فی الحیوۃ الدنیا وفی الاخرۃ" کے متعلق بتائیں (وہ لوگ جو ایمان لائے اور خدا سے ڈرتے رہے ان ہی کیلئے دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی خوشخبری ہے) (سورہ یونس آیت نمبر ۶۳ ـ ۶۴) آپ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد کہ دنیاوی زندگی میں خوشخبری ہے تو وہ اچھے اچھے خواب ہیں جسے مومن دیکھتا ہے۔ اور اپنی دنیا میں اس کو خوشخبری ملتی ہے اور اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد کہ اور آخرت میں تو یہ وہ بشارت ہے جو مومن کو موت کے وقت ملتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تجھے اور جو لوگ قبر تک تجھے اٹھا کر لائے ہیں ان سب کو بخش دیا۔

(۳۵۴) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے بیان فرمایا کہ ایک مرتبہ ملک الموت سے پوچھا گیا کہ کچھ لوگ مغرب میں ہوتے ہیں اور کچھ مشرق میں تو تم ان سب کی ارواح وقت واحد میں کیسے قبض کرتے ہو؟ انہوں نے جواب میں کہا کہ میں ان سب کو پکارتا ہوں وہ میرے پاس آجاتی ہیں۔ اس کے بعد آپ نے ارشاد فرمایا کہ پھر ملک الموت نے بتایا کہ یہ ساری دنیا میرے سامنے ایسی ہے جیسے تم لوگوں میں سے کسی کے سامنے ایک پیالہ ہو جس سے وہ جو چاہتا ہے تناول کرتا ہے اور یہ دنیا میرے نزدیک ایسی ہے جیسے تم لوگوں میں سے کسی کے ہاتھ میں ایک درہم ہو کہ جیسے چاہئے اسکو لئے پلٹے۔

(۳۵۵) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ مومن اس دنیا سے اپنی مرضی کے بغیر کوچ ہی نہیں کرتا۔ اور یہ اسطرح کہ اللہ تعالیٰ اسکے سامنے سے پردے اٹھا دیتا ہے یہاں تک کہ وہ جنت میں اپنی جگہ اور جو کچھ اللہ تعالیٰ نے اسکے لئے وہاں فراہم کر رکھا ہے اسے دیکھ لیتا ہے پھر دنیا کو بھی اس کیلئے بہترین طور پر آراستہ کر کے پیش کرتا ہے اور اسے اختیار ہے کہ ان دونوں میں سے جسے چاہے اپنے لئے منتخب کرے۔ تو وہ اپنے لئے وہ منتخب کرتا ہے جو اللہ تعالیٰ نے فراہم کیا ہوا ہے اور کہتا ہے کہ میں اس دنیا اور اسکی بلاؤں اور مصیبتوں میں رہ کر کیا کروں گا لہٰذا تم لوگ اپنے مرنے والوں کو کلمات الفرج کی تلقین کیا کرو۔

(۳۵۶) حضرت ابو جعفر امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ اگر میں عکرمہ (ابن عباس کے غلام) کی موت کے وقت پہنچتا تو میں اسکو نفع پہنچاتا تو عرض کیا گیا آپ اسکو کس چیز سے نفع پہنچاتے؟ فرمایا جس اعتقاد پر تم لوگ ہو میں اسکی تلقین اسے کرتا۔

(۳۵۷) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ناگہانی موت مومن کیلئے تخفیف اور راحت ہے اور کافر کیلئے شدت اور تکلیف ہے۔

(۳۵۸) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ موت ہر مومن کے گناہوں کا کفارہ ہوتی ہے۔

(۳۵۹) نیز آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ دنیا وآخرت کے درمیان ایک ہزار گھاٹیاں ہیں اور اس میں سب سے زیادہ ہلکی اور آسان گھاٹی موت ہے۔

(۳۶۰) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ شیطان ہمارے دوستوں کے پاس انکی موت کے وقت کبھی دائیں جانب سے اور کبھی بائیں جانب سے آتا ہے تاکہ ان کو انکے متعقدات سے ہٹادے مگر اللہ تعالیٰ کو یہ قبول نہیں چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ "یثبت اللہ الذین آمنو ابالقول الثابت فی الحیوۃ الدنیاؤفی آلاخرۃ" (جو لوگ پکی بات پر صدق دل سے ایمان لاچکے انکو اللہ دنیا کی زندگی میں بھی ثابت قدم رکھتا ہے اور آخرت میں بھی ثابت قدم رکھے گا) (سورہ ابراہیم آیت نمبر ۲۷)

(۳۶۱) اور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ مرنے والے کی آنکھوں میں مرتے وقت آنسو آجاتے ہیں اور یہ اس وقت ہوتا ہے جب وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھتا اور وہ کچھ دیکھتا ہے جس سے وہ خوش ہوجاتا ہے پھر فرمایا کیا تم نہیں دیکھتے کہ جب انسان کوئی بہت خوشحال بات دیکھتا ہے اور جس سے وہ محبت کرتا ہے اسے دیکھتا ہے تو اسکی آنکھوں میں آنسو آجاتے ہیں اور وہ ہنسنے لگتا ہے۔

(۳۶۲) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا جب تم دیکھو کہ مومن ایک طرف ٹکٹکی باندھ کر دیکھ رہا ہے اسکی بائیں آنکھ سے آنسو بہہ رہے ہیں پیشانی سے پسینہ بہہ رہا ہے اس کے لب سمٹ رہے ہیں ناک پھیل رہی ہے تو جو کچھ تم نے دیکھا یہی تمہارے سمجھنے کیلئے کافی ہے۔

(۳۶۳) حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ مومن کی نشانی یہ ہے کہ جب اسکی موت کا وقت آتا ہے اسکے چہرے کا رنگ جتنا سفید تھا اس سے زیادہ سفید اور روشن ہوجاتا ہے پیشانی پر پسینہ آنے لگتا ہے اسکی آنکھوں سے آنسوؤں کی طرح رطوبت بہنے لگتی ہے تو یہی اسکی روح نکلنے کی نشانی ہے۔اور کافر کی روح اسکے منہ کے گوشوں سے اسطرح کھینچ کر نکلتی ہے جیسے اونٹ کے منہ سے جھاگ یا جیسے گدھے کی جان نکلتی ہے۔

(۳۶۴) اور روایت کی گئی ہے کہ انسان اپنے موت کے وقت آخری مزا جو محسوس کرتا ہے وہ انگور کا مزا ہوتا ہے۔

(۳۶۵) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دریافت کیا گیا کہ ملک الموت مومن کو کیسے وفات دیتا ہے؟ تو آپ نے فرمایا کہ مومن کی موت کے وقت ملک الموت اسکے پاس اسطرح آکر کھڑا ہوتا ہے جیسے عبد ذلیل اپنے مالک کے سامنے اور اس کے اصحاب اسکے قریب نہیں ہوتے پس ملک الموت ابتداء سلام کرتا ہے اور اسے جنت کی بشارت دیتا ہے۔

(۳۶۶) حضرت امیرالمومنین نے ارشاد فرمایا کہ مرد مومن کا جب وقت موت قریب ہوتا ہے تو ملک الموت اسکو بھروسہ اور اطمینان دلاتا ہے اگر ایسا نہ ہو تو وہ بے قرار اور مضطرب ہوجائے۔

اور کوئی بھی شخص جب اسکی موت کا وقت قریب ہوتا ہے تو نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مع طاہرین صلوات اللہ علیہم اجمعین کی شبیہیں اسکے سامنے آتی ہیں تاکہ وہ انہیں دیکھے پس اگر وہ مومن ہے تو انہیں محبت کی نگاہ سے دیکھے گا اور اگر غیر مومن ہے تو کراہت کی نظر سے دیکھے گا چنانچہ اسکے متعلق اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے "فلولا اذا بلغت الحلقوم و انتم حینئذٍ تنظرون

و نحن اقرب الیہ منکم و لکن لا تبصرون " (جب جان گلے تک پہنچتی ہے تو اس وقت تم لوگ دیکھا کرتے ہو اور ہم اس مرنے والے سے تم سے زیادہ قریب ہوتے ہیں لیکن تمہیں دکھائی نہیں دیتا) (سورہ واقعہ آیت نمبر ۸۳ تا ۸۵)

(۳۶۷) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ جب مومن کی جان اسکے گلے میں جاکر اٹک جاتی ہے تو وہ جنت میں اپنا مقام دیکھ لیتا ہے اور کہتا ہے ذرا مجھے چھوڑ دو جو کچھ میں نے دیکھا ہے وہ اپنے گھر والوں کو تو بتادوں تو اس سے کہا جاتا ہے کہ اب اسکی کوئی سبیل نہیں۔

(۳۶۸) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے قول خدا "اللہ یتوفی الانفس حین موتھا" (خدا ہی لوگوں کے مرنے کے وقت ان کی روحیں اپنی طرف کھینچ بلاتا ہے) (سورہ الزمر آیت نمبر ۴۲) اور قول خدا " قل یتوفاکم ملک الموت الذی وکل بکم " (اے رسول کہہ دو کہ ملک الموت جو تم لوگوں پر تعنیات ہے وہی تمہاری روحیں قبض کرے گا (سورہ السجدہ آیت نمبر ۱۱) اور قول خدا " الذین تتوفاھم الملائکۃ طیبین " (یہ وہ لوگ ہیں کہ جن کی روحیں فرشتے اس حالت میں قبض کرتے ہیں کہ وہ (نجاست کفر سے) پاک وپاکیزہ ہوتے ہیں) (سورہ نحل آیت نمبر ۳۲) اور قول خدا " الذین تتوفاھم الملائکۃ ظالمی انفسھم " (یہ وہ لوگ ہیں کہ فرشتے انکی روح قبض کرتے اور وہ (کفر کرکے) آپ اپنے اوپر ستم ڈھاتے رہتے ہیں) (سورہ نحل آیت نمبر ۲۸) اور قول خدا " توفتہ رسلنا " (ہمارے فرستادہ فرشتے اسکی روح قبض کرتے ہیں) (سورہ انعام آیت نمبر ۶۱) اور قول خدا " و لو تری اذ یتوفی الذین کفروا الملائکۃ " (کاش اے رسول تم دیکھتے جب فرشتے کافروں کی جان نکالتے ہیں) (سورہ انفال آیت نمبر ۵۰) کے متعلق پوچھا اور کہا کہ وقت واحد میں لوگ اتنے مرتے ہیں کہ انکا شمار اللہ کے سوا کوئی نہیں کرسکتا تو یہ کیسے ہوتا ہے؟ آپ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے ملک الموت کیلئے فرشتوں میں سے کچھ مددگار مقرر کردیئے ہیں جو روحیں قبض کرتے ہیں وہ بمنزلہ سپاہی کے ہیں۔ کچھ انسانوں میں سے بھی اسکے اعوان ہیں جنہیں وہ اپنے حوائج کیلئے بھیجتا ہے اور ملائکہ انکی روحیں قبض کرلیتے ہیں اور جو کچھ یہ ملائیک قبض کرتے ہیں اس پر ملک الموت قابض ہوتا ہے اور جس پر ملک الموت قابض ہوتا ہے اس پر اللہ تعالیٰ قابض ہوتا ہے۔

(۳۶۹) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ حضرت علیؑ کا دوستدار حضرت علیؑ کی تین مقامات پر زیارت کرے گا اور خوش ہوگا، موت کے وقت، صراط پر، اور حوض کوثر پر۔

اور جو لوگ نماز کے پابند ہیں ملک الموت ان سے شیطان کو خود دفع کرتا ہے اور اس عظیم وقت پر وہ انہیں لا الہ الا اللہ و ان محمداً رسول اللہ کی شہادت کی تلقین کرتا ہے۔

(۳۷۰) حضرت امیرالمومنین علیہ السلام نے فرمایا کہ جب کسی بندے کے لئے دنیا کا آخری دن اور آخرت کا پہلا دن ہوتا ہے تو اس کے سامنے اس کا مال، اسکی اولاد، اور اسکا عمل ممثل، اور شبیہ بن کر آتے ہیں پس وہ اپنے مال کی طرف ملتفت ہوتا ہے اور کہتا ہے کہ خدا کی قسم میں تجھ پر بے حد حریص تھا اب میرے لئے تیرے پاس کیا ہے تو وہ جواب دیتا ہے کہ تم مجھ سے صرف اپنا

کفن لیلو۔ پھر وہ اپنی اولاد کی طرف متوجہ ہوتا ہے کہ اور کہتا ہے خدا کی قسم میں تم لوگوں سے بیحد محبت کرتا تھا تمہارا حامی و مدد گار تھا اب میرے لئے تمہارے پاس کیا ہے؟ وہ سب جواب دینگے ہم صرف آپ کو قبر تک پہنچادینگے اور اس میں دفن کر دینگے۔ پھر وہ اپنے عمل کی طرف رخ کرتا ہے اور کہتا ہے خدا کی قسم تو ہم پر بہت گراں تھا میں تجھ سے پرہیز کرتا تھا اب میرے لئے تیرے پاس کیا ہے؟ تو وہ کہتا ہے میں تمہارے ساتھ تمہاری قبر میں بھی رہوں گا اور روز حشر بھی ہونگا یہاں تک کہ ہم اور تم دونوں تمہارے رب کی بارگاہ میں پیش کئے جائیں گے۔

(۳۷۱) رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو شخص روز جمعہ یا شب جمعہ میں مرے گا اللہ تعالیٰ اس سے عذاب قبر اٹھالے گا۔

(۳۷۲) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ جو شخص پنجشبہ کے زوال آفتاب سے لیکر روز جمعہ کے زوال آفتاب کے درمیان مرے گا وہ فشار قبر سے محفوظ رہے گا۔

(۳۷۳) حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے ارشاد فرمایا شب جمعہ شب روشن ہے اور روز جمعہ روز روشن ہے اور روئے زمین پر کوئی دن جس میں آفتاب غروب ہوتا ہے ایسا نہیں آتا جس میں روز جمعہ سے زیادہ بندے جہنم سے آزاد ہوتے ہوں اور جو شخص جمعہ کے دن مرتا ہے اس کیلئے اللہ تعالیٰ لکھ دیتا ہے کہ یہ عذاب قبر سے بری ہے اور جو شخص جمعہ کے دن مرتا ہے وہ جہنم سے آزاد ہوتا ہے۔

(۳۷۴) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا ہر مرنے والے کا جب وقت وفات قریب ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسکی بصارت اسکی سماعت اور اسکی سمجھ کو واپس دیدیتا ہے تاکہ وہ وصیت کرسکے یا ترکہ کیلئے کچھ کہہ سکے اور یہی وہ راحت ہے جس کو موت کی راحت اور سنبھالا کہتے ہیں۔

اور جب انسان حالت نزع میں اپنے ہاتھ یا پاؤں یا سر ہلائے تو اس سے اس کو نہ روکو جیسا کہ جاہل لوگ روکتے ہیں اور جب اسکی جان نکلنے میں سختی ہو تو اسکو اسکے اس مصلے پر لے جاؤ جہاں وہ نماز پڑھتا تھا اور اس حالت میں اس کو مس نہ کرو اور جب وہ مرجائے تو واجب ہے کہ یہ کہا جائے "انا للہ و انا الیہ راجعون"

(۳۷۵) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا گیا کہ میت کو غسل دینے کا سبب کیا ہے؟ تو آپ نے فرمایا وہ نطفہ نکلتا ہے جس سے وہ پیدا ہوا ہے اور وہ یا آنکھ سے نکلتا ہے یا منہ سے اور دنیا سے کوئی شخص اس وقت تک نہیں نکلتا جب تک وہ اپنی جگہ جنت یا جہنم میں نہ دیکھ لے۔

(۳۷۶) حضرت امام جعفر صادق علیہ اسلام نے فرمایا جو شخص حالت احرام میں مرے گا اللہ تعالیٰ اس کو اس حالت میں اٹھالے گا کہ وہ لبیک کہتا ہوگا۔

(۳۷۷) نیز آنجناب علیہ السلام نے فرمایا کہ جو شخص حرمین (مکہ و مدینہ) میں سے کسی ایک میں مرا وہ قیامت کے دن کی

ہولناکی سے محفوظ رہے گا۔

(۳۷۸) نیز آپ نے فرمایا کہ اگر کوئی عورت نفاس کی حالت میں مرجائے تو قیامت کے دن اسکا اعمال نامہ تک نہیں کھولا جائے گا۔

(۳۷۹) نیز فرمایا کہ مسافر کی موت شہادت ہے۔

(۳۸۰) نیز آپ نے اس قول خدا کے متعلق "وماتدری نفس ماذا تکسب غدا وماتدری بای ارض تموت" (اور کوئی شخص اتنا بھی نہیں جانتا کہ وہ خود کل کیا کرے گا۔ اور کوئی شخص یہ بھی نہیں جانتا کہ وہ کس سرزمین پر مرے (گڑے) گا) (سورہ لقمان آیت نمبر ۳۴) دریافت کیا گیا تو آپ نے فرمایا کہ وہ نہیں جانتا کہ پہلے قدم پر مرے گا یا دوسرے قدم پر۔

(۳۸۱) نیز آپ نے فرمایا کہ جب کوئی مومن مرتا ہے تو وہ زمین کا حصہ روتا ہے جس پر وہ اللہ کی عبادت کیا کرتا تھا اور وہ دروازہ روتا ہے جس سے اسکا عمل آسمان کی طرف بلند ہو کر جاتا تھا اور وہ جگہ روتی ہے جہاں وہ سجدہ کرتا تھا۔

(۳۸۲) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ جس شخص نے آئیندہ آنے والے کل کو اپنی عمر میں شمار کیا اس نے گویا موت سے ملاقات کو برا سمجھا۔

(۳۸۳) اور حضرت خدیجہ عالم نزع میں تھیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انکے پاس گئے اور فرمایا اے خدیجہ جو تمہاری حالت میں دیکھ رہا ہوں اس سے مجھے بڑا دکھ ہے مگر جب تم اپنی سہیلیوں کے پاس پہنچو تو میری طرف سے ان کو سلام کہنا۔ حضرت خدیجہ نے عرض کیا یارسول اللہ وہ (سہیلیاں) کون ہیں؟ آپ نے فرمایا فرمایا مریم بنت عمران وکلثوم خواہر موسیٰ وآسیہ زوجہ فرعون۔ حضرت خدیجہ نے عرض کیا بڑی خوشی کے ساتھ یارسول اللہ۔

(۳۸۴) حضرت امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا کہ چھ اشخاص کیلئے جنت کا میں ضامن ہوں۔ جو شخص صدقہ دینے کیلئے نکلے اور مرجائے تو اس کیلئے جنت ہے، جو شخص کسی مریض کی عیادت کیلئے نکلے اور مرجائے تو اس کیلئے جنت ہے، جو شخص راہ خدا میں جہاد کرنے کیلئے نکلے اور مرجائے تو اس کیلئے جنت ہے، جو شخص حج کیلئے نکلے اور مرجائے اس کیلئے جنت ہے، جو شخص نماز جمعہ کیلئے نکلے اور مرجائے تو اس کیلئے جنت ہے، جو شخص کسی مرد مسلم کے جنازے میں شریک ہونے کیلئے نکلے اور مرجائے تو اس کیلئے جنت ہے۔

(۳۸۵) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میت کا اکرام واحترام یہ ہے کہ اسکے کفن و دفن میں جلدی کی جائے۔

(۳۸۶) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میں تم میں سے ایک کو بھی ایسا نہ پاؤں کہ اگر اسکا کوئی رات کو مرجائے تو وہ اس (کے دفن وکفن) کیلئے صبح کا انتظار کرے اور نہ کسی ایک کو تم میں سے پاؤں کہ اگر اسکا کوئی دن کو مرجائے تو وہ اس (کے دفن وکفن) کیلئے رات کا انتظار کرے تم لوگ اپنے مردوں کیلئے آفتاب کے طلوع اور غروب

ہونے کا انتظار نہ کرو بلکہ جلد سے جلد انکی خوابگاہ تک پہنچا دو اللہ تم لوگوں پر رحم کرے لوگوں نے کہا اور آپ پر بھی یا رسول اللہ ، اللہ تعالیٰ اپنی رحمت نازل کرے ۔

(۳۸۷) حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ حضرت موسیٰ بن عمران علیہ السلام نے اپنے رب سے جو مناجاتیں کیں ان میں یہ بھی کہا کہ پروردگار کسی مریض کی عیادت کا اجر و ثواب کس حد تک ہے ؟ تو اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا میں ایک فرشتے کو اس کیلئے مقرر کر دونگا جو محشر تک اسکی عیادت کرتا رہے گا۔ حضرت موسیٰ نے عرض کیا پروردگار اور جو شخص میت کو غسل دے اس کیلئے کیا ہے ؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا میں اس کو غسل دیکر اسکے گناہوں سے اسطرح پاک کر دونگا کہ جسطرح وہ اپنی ماں کے پیٹ سے پیدا ہونے کے دن پاک تھا۔

(۳۸۸) حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے ارشاد فرمایا جو مومن کسی مرد مومن کو غسل دے اس سلسلہ میں امانت کو ادا کرے تو اللہ تعالیٰ اسکی مغفرت کر دیگا تو آپ سے عرض کیا گیا کہ اس سلسلہ میں امانت کو کیسے ادا کرے ؟ آپ نے فرمایا جو کچھ اس نے تنہائی میں دیکھا ہے وہ کسی سے نہ کہے جب تک کہ میت کو دفن نہ کر لیا جائے ۔

(۳۸۹) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا جو مومن کسی مومن کو غسل دے اور اسے کروٹ دے تو یہ کہے " اَللّٰھُمَّ ھٰذَا بَدَنُ عَبْدِکَ الْمُؤْمِنِ وَقَدْ اَخْرَجْتَ رُوْحَہٗ مِنْہُ وَفَرَّقْتَ بَیْنَھُمَا فَعَفْوَکَ عَفْوَکَ عَفْوَکَ " (اے اللہ یہ تیرے بندہ مومن کا بدن ہے جس میں سے روح نکل چکی ہے اور ان دونوں میں جدائی ہو گئی ہے پس تو معاف کر معاف کر معاف کر) تو اللہ گناہان کبیرہ کو چھوڑ اس کے ایک سال کے گناہ معاف کر دیگا۔

(۳۹۰) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ جو مومن کسی مومن کی میت کو غسل دے اور غسل دیتے وقت یہ کہے ۔ " رَبِّ عَفْوَکَ عَفْوَکَ " تو اللہ تعالیٰ اسکے گناہ عفو کر دیگا۔

(۳۹۱) حضرت امیر المومنین علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ میت کو وہ شخص غسل دے جو لوگوں میں سے میت پر سب سے زیادہ حق رکھتا ہو یا وہ جس کو یہ حقدار اجازت دے ۔

(۳۹۲) جو شخص کسی میت کو غسل دے اور اسکی پردہ پوشی کرے اسکی حالت کو چھپائے تو وہ گناہوں سے اسطرح پاک ہو جائے گا جیسے اس دن پاک تھا جس دن اسکی ماں نے اسکو پیدا کیا تھا۔

(۳۹۳) اور محمد بن حسن صفار نے حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کی خدمت میں ایک عریضہ لکھا اور دریافت کیا کہ میت کو غسل دینے کیلئے کتنی مقدار میں پانی ہونا چاہیئے ؟ جیسا کہ لوگوں نے روایت کی ہے کہ جنب والا شخص چھ رطل پانی سے غسل کرے گا اور حائض نو (۹) رطل پانی سے غسل کرے گی تو کیا میت کیلئے بھی پانی کی کوئی حد مقرر ہے جس سے اسکو غسل دیا جائے ؟ تو آپ کی طرف سے تحریر آئی کہ غسل میت کیلئے پانی کی حد یہ ہے کہ اتنے پانی سے غسل دیا جائے جتنے سے وہ پاک ہو جائے انشاء اللہ تعالیٰ ۔

اور حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کی یہ تحریر بھی آپ کے ہاتھ کی لکھی ہوئی آپ کی اور تحریروں کے ساتھ میرے پاس ایک صحیفہ میں موجود ہے۔

(۳۹۴) حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ غسل میت کیلئے پانی گرم نہیں کیا جائے گا۔

(۳۹۵) اور ایک دوسری حدیث میں ہے لیکن یہ کہ جب بہت زیادہ سردی ہو تو جس سے آدمی خود بچتا ہے میت کو بھی بچائے۔

(۳۹۶) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ میت کو کبھی تنہا نہ چھوڑو شیطان اسکے اندر گھس کر طرح طرح کی حرکتیں کرتا ہے۔

(۳۹۷) علی بن جعفر نے اپنے بھائی حضرت امام موسیٰ بن جعفر علیہ السلام سے دریافت کیا کہ کیا میت کو کھلی فضا میں غسل دینا چاہیئے؟ آپ نے فرمایا اس میں کوئی حرج نہیں لیکن اگر پردہ کرلیا جائے تو یہ میرے نزدیک بہتر ہے۔

(۳۹۸) عبداللہ بن سنان نے اک مرتبہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ کیا مرد کیلئے یہ جائز ہے کہ اپنی عورت پر نگاہ کرے جب کہ وہ مر رہی ہو یا اسکو غسل دے جبکہ اسکو غسل دینے والی نہ ہو؟ اور اسیطرح عورت کیا اپنے شوہر پر اسکی جانکنی کے وقت نگاہ کر سکتی ہے؟ آپ نے فرمایا اس میں کوئی حرج نہیں یہ تو عورت کے گھر والے ایسا نہیں کرنے دیتے اس امر کو ناپسند کرتے ہوئے کہ شوہر اپنی عورت کی کسی ایسی شے کو دیکھے جو ان لوگوں کو برا محسوس ہو۔

(۳۹۹) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا گیا کہ حضرت فاطمہ سلام اللہ علیہا کو کس نے غسل دیا؟ تو آپ نے فرمایا کہ ان معظمہ کو حضرت امیرالمومنین علیہ السلام نے خود غسل دیا اسلئے کہ وہ صدیقہ تھیں اور انہیں غسل دینا صدیق کے سوا کسی کو جائز نہ تھا۔

باب مس میت

جو شخص ایسے انسان کے جسم کے کسی ٹکڑے کو مس کرے جسے درندوں نے کھالیا ہو تو اگر اس میں ہڈی ہے تو اس پر غسل مس میت واجب ہے اور اگر اس میں ہڈی نہیں ہے تو پھر اس پر غسل مس میت واجب نہیں ہے اور جو شخص کسی غیر انسان کے مردار کو مس کرے تو اس پر لازم ہے کہ اپنے ہاتھ دھولے اس پر غسل واجب نہیں ہے یہ غسل مس میت صرف انسان کے مردہ کو مس کرنے سے واجب ہوتا ہے۔

اور اگر مردہ کو غسل دینے سے پہلے کوئی مس کرے تو اگر مس کرتے وقت مردہ میں ابھی حرارت تھی تو اس پر غسل مس میت واجب نہیں ہے اور اگر مردہ کا جسم ٹھنڈا ہو چکا ہے اور پھر مس کیا ہے تو اس پر غسل مس میت واجب ہے۔

اور اگر میت کو غسل دینے کے بعد اسکا جسم کوئی مس کرے تو اس پر غسل واجب نہیں ہے۔

(۴۰۰) حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ میت کو اسکی موت کے وقت اور اسکے غسل کے بعد مس کرنے میں کوئی حرج نہیں۔

اور اگر کسی کا کپڑا میت کے جسم سے مس ہو جائے تو اس کو چاہیئے کہ جتنا کپڑا مس ہوا ہے اسکو دھولے اور میت کو غسل دینے والا پہلے کفن سے شروع کرے اسکو قطع کرے۔ ایک غالیچہ بچھائے پھر اس پر چادر پھیلائے اور اس پر کوئی خوشبو دار سفوف چھڑک دے پھر چادر پر ازار (لنگ) پھیلائے اور اس پر کچھ خوشبو دار سفوف چھڑک دے پھر ازار پر پیراہن پھیلائے اور اس پر کچھ خوشبو دار سفوف چھڑک دے اور درخت خرما یا بن کی ہری اور تروتازہ شاخیں (جریدتین) لے جس میں ہر ایک کا طول ہاتھ کی ہڈی کے برابر ہو اور اگر پورے ہاتھ یا ایک بالشت کے برابر بھی ہو تو کوئی حرج نہیں اور ازار و قمیض و چادر اور شاخوں پر تحریر کرے کہ "فلان یشھد أن لا إلہ إلّا اللّٰہ" اور ان سب کو لپیٹ دے۔

شاخوں کا رکھنا

(۴۰۱) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے جریدتین (شاخیں) رکھنے کا سبب دریافت کیا گیا تو آپ نے فرمایا یہ جب تک تر رہے گا میت کو عذاب سے دور رکھے گا۔

(۴۰۲) ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک قبر کی طرف سے گزرے صاحب قبر پر عذاب ہو رہا تھا تو آپ نے ایک شاخ (جریدہ) منگوائی اور اسکو دو (۲) حصوں میں پھاڑا ایک حصہ کو اسکے سر کی جانب رکھ دیا اور ایک حصہ اسکے پاؤں کی جانب۔

اور روایت کی گئی ہے کہ وہ صاحب قبر قیس بن فہد انصاری تھا اور یہ بھی روایت کی گئی ہے کہ وہ قیس بن قمیر تھا اور آپ سے دریافت کیا گیا کہ یہ دونوں شاخیں آپ نے کیوں رکھیں؟ تو فرمایا جب تک یہ ہری اور تر رہیں گی اسکے عذاب میں تخفیف کریں گی۔

(۴۰۳) اور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا گیا کہ کیا شاخوں کو قبر میں رکھدیا جائے؟ آپ نے فرمایا اس میں کوئی حرج نہیں۔ یعنی اگر شاخیں میت کو قبر تک پہنچانے کے بعد ملیں یا وہاں کوئی ایسا شخص موجود ہے جس سے تقیہ ضروری ہے اور ممکن نہیں کہ کفن کے اندر رکھی جائیں تو پھر جسطرح ممکن ہو رکھی جائیں۔

(۴۰۴) اور علی بن بلال نے حضرت ابوالحسن ثالث (امام علی نقی) علیہ السلام کو عریضہ لکھا کہ ایک شخص ایسے خطہ میں مر رہا ہے کہ جہاں کوئی درخت خرما نہیں تو کیا خرما کے علاوہ کسی اور درخت کی شاخ استعمال کرنا جائز ہے اسلئے کہ آپ کے آبائے کرام علیہم السلام سے روایت ہے کہ شاخیں تر رہیں گی تو وہ میت سے عذاب کو دور رکھیں گی اور یہ مومن و کافر

دونوں کیلئے نفع بخش ہے؟ تو آپ نے جواب میں تحریر فرمایا کہ کسی دوسرے درخت کی تر شاخیں جائز ہیں۔ اور جب غسل میت کے وقت مخالف قوم کے لوگ موجود ہوں تو کوشش کرے کہ مومن کو خود غسل دے اور شاخوں کو مخالف قوم سے پوشیدہ رکھے۔

(۴۰۵) یحییٰ بن عباد مکی سے روایت کی گئی ہے کہ انہوں نے بیان کیا کہ میں نے سفیان ثوری کو حضرت امام محمد باقر علیہ السلام تخضیر (ہری شاخ سے جریدہ بنانا) کے متعلق دریافت کرتے ہوئے سنا کہ آپ نے فرمایا کہ انصار میں سے ایک شخص مر گیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اسکی اطلاع دی گئی تو اسکے قرابت داروں میں سے ایک شخص آپ کے پاس تھا آپ نے اس سے کہا قیامت کے دن مخضّرین کی تعداد بہت کم ہوگی تم لوگ اپنے مرنے والے کو مخضّر کرو۔ اس نے پوچھا مخضّر کرنے کا کیا مطلب؟ آپ نے فرمایا ہری شاخ جو ہاتھ کی جڑ سے گردن کی ہنسلی کے برابر رکھی جاتی ہے۔

(۴۰۶) حسن بن زیاد نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے شاخ کے متعلق دریافت کیا جو میت کے ساتھ رکھی جاتی ہے تو فرمایا اس سے مومن و کافر دونوں کو نفع پہنچتا ہے۔

(۴۰۷) زرارہ کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے دریافت کیا۔ آپ کا کیا خیال ہے کہ جب کوئی مر جاتا ہے تو اسکے ساتھ شاخیں کیوں رکھتے ہیں؟ آپ نے فرمایا جب تک لکڑی تر و تازہ رہتی ہے وہ مرنے والے سے عذاب و حساب کو دور رکھتی ہے اور حساب و عذاب سب ایک دن اور ایک وقت قبر میں اتارنے اور قوم کے واپس ہونے کے درمیان ہوتا ہے اور یہ جریدتین (شاخیں) اسی لئے رکھے جاتے ہیں کہ انکے خشک ہونے کے بعد نہ عذاب ہوگا اور نہ حساب ہوگا انشاء اللہ تعالیٰ۔

تکفین اور اسکے آداب

(۴۰۸) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا تم لوگ بہتر سے بہتر کفن دینے کی کوشش کرو اسلئے کہ مرنے والے اسی کے اندر قبر سے اٹھائے جائیں گے۔

(۴۰۹) نیز آنجناب نے فرمایا تم لوگ اپنے مرنے والوں کو اچھے سے اچھا کفن دو یہی انکی زینت ہے۔

(۴۱۰) حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے ارشاد فرمایا جب تم کسی میت کو کفن دینے لگو تو اگر ممکن ہو تو وہ پاک کپڑا جس میں نماز پڑھا کرتا تھا وہ بھی اسکے کفن میں رکھدو اسلئے کہ جس میں وہ نماز پڑھتا تھا اسی میں اسکو کفن دینا مستحب ہے۔ اور یہ جائز نہیں کہ میت کو کتان و ابریشم کے کپڑوں میں کفن دیا جائے لیکن روئی کے کپڑے میں جائز ہے۔

(۴۱۱) حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ کتان بنی اسرائیل کیلئے ہے وہ اس سے کفن دیا کرتے ہیں اور امت محمدیہ کیلئے روئی کا کپڑا ہے۔

(۴۱۲) حضرت ابوالحسن ثالث (امام علی النقی علیہ السلام) سے اس کپڑے کے متعلق دریافت کیا گیا جو بصرہ میں یمنی چادر کے انداز پر ریشم اور روئی ملا کر بنایا جاتا ہے کیا اس میں میت کو کفن دینا درست ہے ؟ آپ نے فرمایا اگر اس میں روئی زیادہ ہے ریشم سے تو کوئی حرج نہیں ہے۔

(۴۱۳) اور حضرت امام موسیٰ بن جعفر علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا گیا جس نے پوشش خانہ کعبہ کا تھوڑا سا حصہ خریدا اور اس میں سے کچھ سے اپنی ضرورت پوری کی اور کچھ ابھی اسکے پاس ہے کیا اسکا فروخت کرنا اس شخص کیلئے درست ہے ؟ آپ نے فرمایا کہ اس میں سے جتنا چاہے فروخت کرے اور اگر فروخت کرنے کا ارادہ نہ ہو تو کسی کو ہبہ کردے اور اس سے نفع حاصل کرے اور اس سے برکت طلب کرے تو عرض کیا گیا کہ کیا اس میں میت کو کفن بھی دیا جاسکتا ہے ؟ آپ نے فرمایا نہیں۔

(۴۱۴) اور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ میت کی قمیض (پیراہن) کا دامن نہ گول تراشا ہوا ہو نہ اس میں گوٹ لگی ہوئی نہ اس میں گھنڈی اور بٹن لگے ہوئے ہوں۔

(۴۱۵) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا گیا کہ ایک شخص کے پاس قمیض (پیراہن) موجود ہے کیا اس میں اس کو کفن دیا جاسکتا ہے ؟ آپ نے فرمایا اسکے بٹن یا گھنڈی کاٹ دو۔ راوی کا بیان ہے کہ میں نے عرض کیا اور آستین ؟ آپ نے فرمایا نہیں یہ اس وقت ہوتا ہے جب اس کیلئے کوئی نیا پیراہن قطع کیا جائے تو اس میں آستین نہیں رکھتے اگر پہنا ہوا لباس ہے تو اس میں سے سوائے گھنڈی اور بٹن کے کچھ نہیں کاٹا جائے گا۔

پس جب میت کو غسل دینے والا کفن کے معاملہ سے فارغ ہوجائے تو میت کو تختہ غسل پر قبلہ رُو لٹائے اور اسکی قمیض اوپر سے نیچے کی طرف اتار کر شرمگاہ پر لاکر چھوڑ دے اور جب تک غسل سے فارغ نہ ہو نہ ہٹائے تاکہ اس کی شرمگاہ ڈھکی رہے۔ اور اگر اسکے جسم پر کوئی قمیض نہیں ہے تو اسکی شرمگاہ پر کوئی چیز ایسی ڈال دے جو اسکی شرمگاہ کو ڈھانکے رہے۔ اور اسکی انگلیوں کو آہستگی کے ساتھ نرم کرے اگر وہ بہت سخت ہوگئی ہیں تو انکو ویسے ہی چھوڑ دے اور اپنا ہاتھ میت کے پیٹ پر نرمی کے ساتھ پھیرے پھر غسل کی ابتداء ہاتھوں سے کرے اور آب سدر (بیری) کے تین مٹکے سے ان دونوں کو دھوئے۔ پھر اپنے بائیں ہاتھ میں ایک کپڑا لپیٹے اور اس پر از قسم اشنان لے (صابن وغیرہ) اور اسکی شرمگاہ پر رکھے ہوئے کپڑے کے نیچے اپنا ہاتھ داخل کرے اور دوسرا شخص اوپر کی طرف سے اسکی شرمگاہ پر پانی ڈالے اور یہ اسکے آگے اور پیچھے کو دھوئے اور دھوتے وقت پانی کی دھار کا سلسلہ منقطع نہ ہو۔ اسکے بعد اسکا سر اور اسکی داڑھی کو اول سدر کے جھاگ سے دھوئے پھر تین مٹکے آب سدر سے دھوئے اور میت کو بٹھائے نہیں پھر میت کو بائیں کروٹ کردے تاکہ داہنی جانب غسل دے اور اسکا دایاں ہاتھ اسکے داہنے پہلو پر پھیلا دے جہاں تک پہنچ سکے پھر تین مٹکے آب سدر سے اسکو سر سے لیکر پاؤں تک غسل دے درمیان میں پانی کی دھار کا سلسلہ منقطع نہ ہو۔ پھر اسے دائیں جانب پلٹ دے تاکہ بائیں جانب غسل

دے اور اسکا بایاں ہاتھ بائیں پہلو میں پھیلا دے جہاں تک پہنچ سکے پھر تین مٹکے سے اسکو سر سے پاؤں تک اسطرح غسل دے کہ پانی کی دھار نہ ٹوٹنے پائے اسکے بعد اسکو پشت کے بل لٹا دے اور اسکے پیٹ پر آہستہ آہستہ ہاتھ پھیرے اسکے بعد دوسرا غسل پانی اور تھوڑے کافور کے ساتھ پہلے غسل کی طرح دے۔ پھر ان برتنوں کو کھنگال دے جن میں یہ پانی تھا اور اب تیسرا غسل آب خالص سے دے اور تیسرے غسل میں اسکے پیٹ پر ہاتھ نہ پھیرے اور غسل دیتے وقت یہ کہے "اللھم عفوَک عفوَک" جو شخص ایسا کرے گا اللہ اسکی عفو کرے گا اور میت کیلئے کافور ۱۳½ درہم (تقریباً ۳۳ گرام) وزن میں ہونا چاہیئے اور اسکا سبب یہ ہے کہ

(۴۱۹) حضرت جبرئیل علیہ السلام نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس ایک اوقیہ جنت کا کافور لائے اور ایک اوقیہ چالیس درہم وزن میں ہوتا ہے پھر نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسکو تین حصوں میں تقسیم کیا ایک حصہ اپنے لئے ایک حصہ علی علیہ السلام کیلئے اور ایک حصہ فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا کیلئے۔

اور جو شخص میت کیلئے ۱۳½ درہم کافور فراہم نہیں کر سکتا وہ میت کو چار مثقال ۱۳.۸۲۸ گرام (تقریباً ۱۴ گرام) کافور سے حنوط کرے اور اس پر بھی قادر نہ ہو تو ایک مثقال ۳.۴۵۵ گرام (تقریباً ساڑھے تین گرام) اس سے کم نہیں یہ اسکے لئے ہے جو کافور پاسکے۔

اور مرد و عورت دونوں کا حنوط برابر ہے اسکے علاوہ میت کو دھونی دینا یا اسکے پیچھے خوشبو سلگا کر لے چلنا مکروہ ہے لیکن کفن کو خوشبو کی دھونی دینا (اس میں حرج نہیں) اور کافور میت کی آنکھ، ناک، کان، منہ دونوں ہاتھوں دونوں گھٹنوں اور تمام جوڑوں پر اور اسکے سجدے کے اعضاء پر رکھا جائے گا اور اگر کافور میں سے کچھ بچ رہا ہے تو اسکو سینے پر رکھ دیا جائے گا۔

اور جب غسل دینے والا تیسرے غسل سے فارغ ہو تو کہنی سے انگلیوں تک اپنے ہاتھ دھولے اور میت پر ایک کپڑا ڈالدے تاکہ وہ اسکا پانی جذب کرلے۔

اور یہ جائز نہیں کہ وہ پانی جو میت کے غسل کا بہہ رہا ہے وہ پاخانہ کے کنوئیں (سنڈاس) میں ڈالا جائے چاہیئے کہ اسے کسی گھر کے استعمال شدہ پانی کے جمع ہونے کی جگہ یا کسی گڑھے میں ڈالا جائے۔

اور یہ بھی جائز نہیں کہ میت کے ناخن کاٹے جائیں اسکی مونچھیں اور اسکے بال تراشے جائیں۔ اور ان میں سے اگر خود کچھ گرجائے تو اسکو اسکے ساتھ اسکے کفن میں رکھ دینا چاہیئے۔

پھر غسل دینے والا غسل کرے اور پہلے وضو کرے پھر غسل کرے اسکے بعد میت کو اس کے کفنوں میں رکھے اور شاخیں اسکے ساتھ رکھدے ایک شاخ داہنی جانب چنبل گردن (ہنسلی) کے پاس اسکی جلد سے ملا کر رکھے پھر اسکی قمیض داہنی جانب سے اس پر ڈال دے اور دوسرا جریدہ بائیں جانب اسکے سرین کے پاس قمیض اور ازار کے درمیان رکھدے اور

اسکو اسکے ازار اور اسکی چادر میں لپیٹ دے پہلے بائیں حصہ کو کھینچ کر داہنی جانب لیجائے پھر دائیں جانب کو بائیں جانب لے جائے اور اگر چاہے تو ابھی چادر اسکو نہ ڈالے بلکہ جب قبر میں اتارے تو اس پر ڈال دے۔ اسکے سر پر عمامہ باندھ کر تحت الحنک نکالے مگر اسکو اعرابیوں کی طرح کا عمامہ نہ باندھے بلکہ اسکے عمامے کے دونوں سرے اسکے سینے پر ڈال دے۔

اور قمیض پہنانے سے پہلے تھوڑی سی روئی لے اور اس پر تھوڑا خوشبو کا پوڈر (سفوف) چھڑکے اور کچھ روئی اسکے پیچھے پر رکھے اور کچھ روئی اسکے آگے پر رکھے پھر اسکے دونوں پاؤں ملادے اور خوب اچھی طرح اسکی دونوں رانوں کو اسکی سرین سے باندھے تاکہ اس میں سے کوئی چیز نہ نکل سکے اور جب تکفین سے فارغ ہو تو کافور سے اسکا حنوط کرے جیسا کہ میں نے پہلے اسکا ذکر کیا اسکے بعد اس میت کو تابوت میں رکھے اور اسے قبر تک لیجائے۔

اور یہ جائز نہیں کہ لوگوں سے کہے کہ اسکے ساتھ نرمی کرو اس پر ترس کھاؤ یا اپنا ہاتھ مصیبت کے وقت اپنی ران پر مارے ورنہ اسکے صبر کا ثواب حبط ہو جائیگا۔

اور اگر غسل کے بعد میت میں سے کوئی چیز نکلے تو اسکو دوبارہ غسل نہ دینگے بلکہ کفن کا جو حصہ آلودہ ہو گیا ہے اسکو دھو دینگے اور اسے لحد تک پہنچائیں گے۔ اور اگر لحد میں پہنچنے کے بعد کوئی شے نکلی ہے تو اسکے کفن کو نہیں دھوئیں گے بلکہ کفن کا وہ حصہ جو آلودہ ہو گیا ہے اسکو قینچی سے کاٹ دینگے اور ایک کپڑے کو دوسرے پر پھیلا دینگے۔

(۴۱۷) اور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ جو شخص کسی مرد مومن کو کفن پہنائے وہ گویا اس کے لباس کا تاقیامت ضامن ہو گیا۔ اور جس نے کسی مومن کیلئے قبر کھودی اس نے گویا اس مومن کیلئے ایک مناسب گھر قیامت تک کیلئے تعمیر کر دیا۔

اور اگر کوئی شخص حالت جنابت میں مر جائے تو اسکو غسل جنابت اور غسل میت دونوں کیلئے ایک ہی غسل دیا جائیگا اسلئے کہ یہ دونوں محترم اور واجب ہیں اور یہ دونوں ایک غسل واجب میں جمع کر دئے جائیں گے۔

(۴۱۸) اور ابو الجارود نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے متعلق سوال کیا جو مر گیا کیا اسکے ناخن کاٹے جائیں گے اسکے بغل کے بال نورے سے اڑائے جائیں گے اور کیا اسکے زیر ناف پر استرہ پھیرا جائے گا اگر وہ مرض کیوجہ سے بڑھ گئے ہیں؟ آپ نے فرمایا نہیں۔

اور اگر کسی عورت کا حمل ساقط ہو جائے اور بچہ کامل الخلقت تھا تو اس کو غسل دیں گے حنوط کریں گے کفن دیں گے اور دفن کریں گے۔ اور اگر تام الخلقت نہیں تھا تو اس کیلئے کوئی غسل نہیں ہے بلکہ اسی کے خون میں اسکو دفن کر دینگے اور تام الخلقت کی حد یہ ہے کہ جب اسکے حمل کو چار ماہ ہو گئے ہوں۔

اور تین کفن فرض ہے۔ قمیض و ازار و چادر۔ عمامہ اور خرقہ کا شمار کفن میں نہیں اور اگر کوئی کفن زیادہ دینا چاہے تو دو چادریں اور دیدے تاکہ کپڑوں کی تعداد پانچ ہو جائے اور اس میں کوئی حرج نہیں۔

(۴۱۹) اور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تین کپڑوں سے کفن دیا گیا تھا مقام ظفر کی بنی ہوئی دو (۲) یمنی چادریں اور کرسف کا ایک کپڑا جو روئی کا ہوتا ہے۔

(۴۲۰) اور روایت کی گئی ہے کہ آپ کو کافور کے علاوہ وہ ایک مثقال مشک سے حنوط کیا گیا تھا۔

(۴۲۱) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ میرے والد بزرگوار علیہ السلام نے اپنے وصیت نامہ میں مجھے لکھا کہ میں انہیں تین پارچوں میں کفن دوں ایک خود انکی یمنی چادر جسے وہ یوم جمعہ پہن کر نماز پڑھاتے تھے اور ایک کوئی دوسرا پارچہ اور ایک قمیض۔

(۴۲۲) حضرت امام موسیٰ بن جعفر علیہ السلام سے دریافت کیا گیا کہ ایک شخص مرجاتا ہے کیا اسکو قمیض کے بغیر تین کپڑوں کا کفن دیا جاسکتا ہے؟ تو آپ نے فرمایا کہ کوئی حرج نہیں مگر قمیض میری نظر میں سب سے پسندیدہ ہے۔

(۴۲۳) عمار بن موسیٰ ساباطی نے ایک مرتبہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک عورت حالت نفاس میں مرگئی اس کو کیسے غسل دیا جائے؟ آپ نے فرمایا اسکو بھی اسی طرح غسل دیا جائے جیسے حالت طہر میں مرنے والی عورت کو غسل دیا جاتا ہے اور اسطرح حائضہ کو بھی اور اسی طرح حالت جنابت میں مرنے والی کو صرف ایک غسل دیا جائے گا۔

(۴۲۴) ایک مرتبہ حضرت ابوالحسن ثالث (امام علی النقی) علیہ السلام سے دریافت کیا گیا کہ کیا میت کے قریب مشک بخور سلگایا جاسکتا ہے؟ آپ نے فرمایا ہاں۔

(۴۲۵) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا اگر کوئی عورت حالت نفاس میں مرجائے اور خون زیادہ آرہا ہو تو اسکو ناف تک چمڑے میں یا چمڑے کے مانند کسی چیز میں ڈال دیا جائے گا آلودگی دور ہوجائے گی پھر اسکے آگے اور پیچھے روئی رکھدی جائے گی اسکے بعد اسکو کفن پہنایا جائے گا۔

(۴۲۶) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک ایسی عورت کے متعلق پوچھا گیا جو مردوں کے ہمراہ تھی اور مرگئی اور ان لوگوں کے ساتھ اس عورت کا کوئی محرم نہیں تھا۔ کیا یہ لوگ اس عورت کو اسکے کپڑوں ہی میں غسل دے سکتے ہیں؟ آپ نے فرمایا پھر تو ان لوگوں پر بات آجائے گی لیکن ہاں وہ لوگ صرف اسکے دونوں ہاتھ دھو سکتے ہیں۔

(۴۲۷) اور عبداللہ بن ابی یعفور نے امام علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک مرد ہے جو عورتوں کے ساتھ سفر میں تھا وہ مرگیا اب ان عورتوں کے ساتھ کوئی دوسرا مرد بھی نہیں ہے تو یہ عورتیں اس مرد کی میت کا کیا کریں؟ آپ نے فرمایا وہ عورتیں اسکی میت کو اسی کے کپڑوں میں لپیٹ کر دفن کردینگی اسے غسل نہیں دینگی۔

(۴۲۸) اور حلبی نے آنجناب علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک عورت سفر میں مرگئی اسکے ساتھ اسکا کوئی محرم نہیں ہے اور نہ ہی اسکے ساتھ کوئی دوسری عورت ہے۔ آپ نے فرمایا وہ جس طرح بھی اپنے کپڑوں میں ہے اسی طرح دفن

کردی جائے گی۔ اور ایک مرد مرتا ہے اور سوائے عورتوں کے اسکے ساتھ کوئی مرد نہیں ہے۔ آپ نے فرمایا وہ عورتیں اسکو اسی طرح جن کپڑوں میں ہے دفن کر دینگی۔

(۴۲۹) حارث بن مغیرہ کے غلام ابوالنمیر نے آنجناب علیہ السلام سے عرض کیا یہ بتائیں کہ لڑکے کو کس عمر تک عورتیں غسل دے سکتی ہے؟ آپ نے فرمایا تین سال کی عمر تک۔

اور ہمارے شیخ محمد بن حسن نے اپنی کتاب جامعہ میں ایک ایسی لڑکی کے متعلق تحریر کیا ہے جو مردوں کے ساتھ سفر میں تھی مرجاتی ہے۔ تو آپ نے اسکے متعلق کہا کہ اگر وہ لڑکی پانچ چھ سال سے زیادہ کی تھی تو اسکو دفن کردیا جائے گا اسکو غسل نہیں دیا جائے گا۔ اور اگر وہ پانچ سال سے کم کی ہے تو اسے غسل دیا جائے گا پھر آپ نے حلبی سے امام جعفر علیہ السلام کی ایک حدیث اسی مضمون کی تحریر کی ہے۔

(۴۳۰) اور منصور بن حازم نے آنجناب علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک مرد اپنی عورت کے ساتھ سفر میں تھا کیا وہ اسکو غسل دے سکتا ہے؟ فرمایا ہاں بلکہ اپنی ماں، اپنی بہن اور ان جیسی کو بھی وہ اسکی شرمگاہ پر کپڑا ڈال کر غسل دے دیگا۔

(۴۳۱) اور سماعہ بن مہران نے آپ سے سوال کیا ایک ایسے مرد کے متعلق جو مرگیا اور اسکے ساتھ سوائے عورتوں کے کوئی مرد نہیں ہے آپ نے فرمایا اسکی محرم عورت اسکو غسل دیگی اور دیگر عورتیں اس پر پانی ڈالیں گی اسکے کپڑے نہیں اتارے جائیں گے اور اگر کوئی عورت مردوں کے ساتھ تھی اور مرگئی اور ان لوگوں کے ساتھ کوئی دوسری عورت نہیں ہے اور نہ اسکے ساتھ اسکا کوئی محرم ہے تو پھر وہ جیسے اپنے کپڑوں میں ہے ویسے ہی دفن کر دی جائے گی اور اگر مردوں میں سے اسکا کوئی محرم ہے تو اسکے کپڑوں پر ہی سے اسکو غسل دے گا۔

(۴۳۲) اور عمار ساباطی نے آنجناب علیہ السلام سے ایک ایسی لڑکی کیلئے دریافت کیا (جو مرگئی) اور اسکو غسل دینے کیلئے کوئی عورت نہیں ملتی تھی۔ آپ نے فرمایا مردوں میں سے اس کو وہ غسل دیگا جو اس لڑکی کا لوگوں میں سب سے زیادہ حق رکھتا ہوگا۔

(۴۳۳) نیز اس نے آنجنابؑ سے ایک مرد مسلمان کے متعلق دریافت کیا جو سفر کی حالت میں مرگیا اور اسکے ساتھ کوئی مسلمان مرد نہیں ہے بس اسکے ساتھ چند نصرانی مرد ہیں اور اسکی پھوپھی اور اسکی خالہ ہیں جو مسلمان ہیں اب اسکو غسل کیسے دیا جائے؟ آپ نے فرمایا کہ اسکی پھوپھی اور خالہ اسکو اسی لباس میں غسل دیں گی نصرانی اسکے غسل کے قریب نہ جائیں گے۔

اور ایک ایسی عورت کے متعلق سوال کیا جو سفر میں مرگئی اور اسکے ساتھ کوئی اور مسلمان عورت نہیں چند نصرانی عورتیں ہیں اور مسلمان چچا اور ماموں ہیں؟ آپ نے فرمایا وہی مسلمان چچا اور ماموں اس عورت کو غسل دیں گے اور نصرانی عورتیں اسکے قریب نہیں جائیں گی اگر وہ قمیض یا کرتا پہنے ہوئے ہے تو وہ قمیض و کرتے کے اوپر سے پکڑ کر پانی ڈالے گی۔

(۴۳۴) نیز انہوں نے آنجنابؑ سے دریافت کیا کہ ایک نصرانی مسلمانوں کے ساتھ سفر میں تھا وہ مرگیا۔ تو آپ نے فرمایا اس کو نہ کوئی مسلمان غسل دے گا اور نہ دفن کرے گا۔ اس میں کوئی خوبی نہیں اور نہ اس کی قبر پر کھڑا ہو کر اس کے لئے دعا کرے گا خواہ اس کے ماں باپ ہی ہوں۔

(۴۳۵) ایک مرتبہ مفضل بن عمر نے آنجنابؑ سے دریافت کیا میں آپ پر قربان آپ اس عورت کے متعلق کیا فرماتے ہیں جو مردوں کے ساتھ سفر میں ہوتی ہے اور ان مردوں میں سے کوئی بھی اسکا محرم نہیں ہے اور نہ ان لوگوں کے ساتھ کوئی عورت ہے اور وہ مرجاتی ہے اب اسکے ساتھ کیا کیا جائے؟ آپ نے فرمایا کہ جن اعضاء پر اللہ نے تیمم واجب کیا ہے صرف ان اعضاء کو غسل دیا جائیگا۔ اور اسکے ان محاسن کو جنکے ڈھانکنے کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے اسے نہ کھولا جائے گا اور نہ مس کیا جائے گا مفضل۔ نے پوچھا یہ کس طرح ہوگا؟ آپ نے فرمایا اسکے دونوں ہاتھ کی ہتھیلی کو غسل دیا جائیگا پھر اسکے چہرے کو غسل دیا جائے گا پھر اسکے دونوں پشت دست کو غسل دیا جائیگا۔

(۴۳۶) اور عمار بن موسیٰ ساباطی نے آپ سے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا جو مرگیا اور اسکے ساتھ نہ کوئی مسلمان مرد ہے نہ کوئی مسلمان عورت اسکے قرابتداروں میں سے ہے اسکے ساتھ چند نصرانی مرد ہیں اور کچھ مسلمان عورتیں لیکن ان مسلمان عورتوں اور اس مرنے والے کے درمیان کوئی قرابتداری نہیں؟ آپ نے فرمایا نصرانی خود غسل کرے گا اسکے بعد اس میت کو غسل دیگا۔ اس لئے کہ اضطرار اور مجبوری آپڑی ہے۔

(۴۳۷) اور انہوں نے آپ سے دریافت کیا کہ ایک مسلمان عورت مرگئی اسکے ساتھ کوئی مسلمان عورت ہے نہ اسکے قرابتداروں میں سے کوئی مرد ہے بس اس کے ساتھ ایک نصرانی عورت اور کئی مسلمان مرد ہیں؟ آپ نے فرمایا کہ وہ نصرانی عورت پہلے خود غسل کرے گی پھر میت کو غسل دیگی۔

پانچ آدمیوں کی میت کے دفن کیلئے تین دن تک انتظار کریں گے بشرطیکہ لاش میں تغیر نہ آنے لگے۔ پانی میں ڈوب کر مرا ہوا، آسمانی بجلی سے مرا ہوا، پیٹ کے درد سے مرا ہوا، کسی بلند مقام سے گر کر مرا ہوا، اور دھوئیں سے گھٹ کر مرا ہوا، اور جس شخص کو چیچک نکلی ہو اگر مرجائے تو اگر اس امر کا خوف ہے کہ اسکو مس کرنے سے اسکی جلد چھوٹ کر گر جائیگی تو اس پر خوب اچھی طرح پانی ڈالیں گے اور اسی طرح جسکے اعضاء ٹکڑے ٹکڑے ہوگئے ہیں اور جو آگ سے جل کر مرا ہو اور وہ کہ جسکے جسم پر زخم ہوں۔

(۴۳۸) حضرت امیرالمومنین علیہ السلام نے فرمایا کہ اگر کوئی شخص سمندری سفر کے درمیان مرجائے تو اسکو غسل دینگے حنوط کریں۔ گے کفن پہنائیں گے پھر اسکے پاؤں میں ایک پتھر باندھ کر سمندر کے پانی میں ڈال دینگے۔

(۴۳۹) اور یہ بھی روایت کی گئی ہے کہ اسکو ایک بڑے مٹکے (پیپا یا ڈرم) میں رکھ کر اسکے سرے کو مضبوطی کے ساتھ بند کردینگے اور پھر اسے پانی میں ڈال دینگے مگر یہ سب اس وقت کیا جائیگا جب ساحل تک پہنچنا ممکن نہ ہو۔

(۴۴۰) حضرت امیرالمومنین علیہ السلام نے فرمایا کہ رجم کئے جانے والے مرد اور رجم کی جانے والی عورت کو پہلے غسل دیا جائے گا حنوط کیا جائیگا کفن پہنایا جائیگا اسکے بعد دونوں کو رجم کیا جائیگا۔ اور جسکو قصاص میں قتل کیا جارہا ہے وہ بھی اسی ذیل میں آتا ہے کہ اسے غسل دیا جائیگا حنوط کیا جائیگا کفن پہنایا جائیگا پھر اسے قصاص کیلئے لے جایا جائے گا اور اس پر نماز پڑھی جائے گی۔

سولی پر چڑھائے گئے شخص کی لاش کو تین دن بعد سولی سے اتارا جائیگا اسکو غسل دیا جائے گا کفن پہنایا جائے گا اور دفن کردیا جائے گا۔ اور تین دن سے زیادہ سولی پر لٹکانا جائز نہیں۔

(۴۴۱) علی بن جعفر نے اپنے بھائی حضرت امام موسیٰ بن جعفر علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا جسکو درندوں یا چڑیوں نے کھالیا ہے اور اب بغیر گوشت کے اسکی ہڈیاں باقی ہیں اسکے ساتھ کیا کیا جائے؟ آپ نے فرمایا اسکو غسل دیا جائیگا کفن پہنایا جائیگا اسکی نماز میت پڑھی جائے گی اور اسکو دفن کیا جائیگا۔

(۴۴۲) اور ایک دوسری حدیث میں ہے کہ حضرت علی علیہ السلام نے نہ عمار بن یاسر کو غسل دیا نہ ہاشم بن عتبہ کو اور انہی کا نام مرقال بھی ہے۔ اور ان دونوں کو انہی کے خون آلود کپڑوں میں دفن کیا اور ان دونوں پر نماز نہیں پڑھی۔ اسی طرح روایت کی گئی ہے لیکن اصل یہ ہے کہ امت میں سے کوئی شخص بغیر نماز کے نہیں چھوڑا جائے گا۔

(۴۴۳) اور ابو مریم انصاری نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ اگر شہید میں رمق باقی تھی پھر (کچھ وقت بعد) مرگیا تو اسکو غسل دینگے کفن پہنائیں گے حنوط کریں گے اور اس پر نماز پڑھیں گے اور اگر رمق جان باقی نہ تھی تو پھر اسی کے کپڑوں کا کفن اسکو دیدینگے۔

(۴۴۴) اور ابان بن تغلب نے آپ سے دریافت کیا کہ ایک شخص راہ خدا میں قتل کردیا جاتا ہے کیا اسکو غسل دیا جائیگا کفن پہنایا جائیگا اور حنوط کیا جائیگا؟ آپ نے فرمایا جیسے وہ اپنے لباس میں ہے ویسے ہی دفن کردیا جائیگا مگر یہ کہ اس میں رمق جان باقی تھی۔ اگر اس میں رمق جان باقی تھی اسکے بعد وہ مرا ہے تو اسکو غسل دیا جائیگا کفن پہنایا جائیگا حنوط کیا جائے گا اس پر نماز پڑھی جائے گی کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت حمزہ پر نماز پڑھی ان کو کفن پہنایا اور انہیں حنوط کیا اسلئے کہ انکی میت برہنہ تھی۔

(۴۴۵) اور حنظلہ بن ابی عامر راہب احد میں شہید ہوئے تو نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں غسل کا حکم نہیں دیا اور فرمایا کہ میں نے دیکھا کہ فرشتے آسمان و زمین کے درمیان انکو چاندی کے طبق میں آب مزن سے غسل دے رہے ہیں اسلئے انکا نام غسیل الملائکہ پڑگیا۔

(۴۴۶) حضرت امیرالمومنین علیہ السلام نے فرمایا کہ شہید سے پوستین موزہ، ٹوپی، عمامہ، پٹکا اور شلوار اتار لی جائے گی مگر یہ کہ اس میں خون لگا ہوا ہو اگر ان میں خون لگا ہوا ہے تو ویسے ہی چھوڑ دی جائے گی۔ اور اسکے لباس میں کوئی ایسی گرہ

نہیں چھوڑی جائے گی جو کھول نہ دی جائے۔
اور جب کوئی شخص حالت احرام میں مرجائے تو اسکو غسل دیا جائیگا کفن پہنایا جائیگا اور دفن کیا جائیگا یعنی اسکے ساتھ ہر وہ عمل کیا جائیگا جو عمل (بغیر احرام والے شخص) کی میت کے ساتھ کیا جاتا ہے سوائے اسکے کہ اسکے قریب کافور نہ لائی جائیگی۔
اور وہ معرکہ جو غیر اطاعت خدا میں ہے اسکے اندر قتل ہونے والے کو بالکل اسطرح غسل دینگے جسطرح عام طور پر میت کو دیا جاتا ہے اسکے سر کو گردن سے ملادینگے اور بدن کے ساتھ اسکو غسل دینگے۔
اور اگر کوئی عورت حاملہ تھی وہ مرگئی مگر بچہ اسکے پیٹ میں حرکت کررہا ہے تو عورت کا پیٹ بائیں جانب سے چاک کرکے بچے کو نکال لیا جائیگا۔اور اگر عورت زندہ ہے اور پیٹ کے اندر بچہ مرگیا تو کوئی انسان اس عورت کے فرج میں ہاتھ ڈالے گا اور اپنے ہاتھ سے کاٹ کر مردہ بچے کو نکال لے گا۔
(۴۴۷) روایت کی گئی ہے کہ جب حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی وفات ہوئی تو جس حجرے میں آپ رہتے تھے اس میں چراغ روشن کرنے کیلئے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام ہمیشہ ہدایت کیا کرتے تھے پھر حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی وفات ہوئی تو حضرت امام موسیٰ بن جعفر علیہ السلام بھی اپنے پدر بزرگوار امام جعفر صادق علیہ السلام کے حجرے میں اسی طرح چراغ روشن کرنے کی ہمیشہ ہدایت کرتے رہے یہاں تک کہ آپ کو عراق کی طرف لیجایا گیا پھر نہیں معلوم اسکے بعد کیا ہوا۔
اور جو شخص حالت جنب میں ہو اور اسکا ارادہ ہو کہ کسی میت کو غسل دے تو اسکو چاہیئے کہ وہ وضو کرے جس طرح نماز کیلئے وضو کیا جاتا ہے اسکے بعد میت کو غسل دے اور جو شخص میت کو غسل دینے کے بعد جماع کا ارادہ کرتا ہے تو اس کو چاہیئے کہ وضو کرلے اسکے بعد مجامعت کرے۔
اور اگر میت کو غسل دیدیا گیا پھر اسکے بعد اس میں سے خون نکلنے لگا اور اتنا زیادہ کہ اسکا سلسلہ منقطع نہیں ہوتا تو اس پر خالص مٹی (جس میں ریت وغیرہ نہ ملی ہو) ڈال دے اس سے خون بند ہوجائے گا۔
(۴۴۸) ایک مرتبہ سلیمان بن خالد نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ جس نے میت کو غسل دیا ہے وہ خود غسل کرے ؟آپ نے فرمایا ہاں پوچھا اور وہ جس نے اسکو قبر میں اتارا ہے ؟آپ نے فرمایا کہ نہیں اسلئے کہ اس نے اسکے لباس کو مس کیا ہے۔
(۴۴۹) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے بیان فرمایا کہ جب (میرے فرزند) اسماعیل کا انتقال ہوا تو اس پر ایک چادر ڈالدی گئی تھی میں نے لوگوں سے کہا کہ ذرا اس کے چہرے سے چادر ہٹاؤ لوگوں نے ہٹایا تو میں نے اس کی پیشانی اس کی ٹھوڑی (ذقن) اور اس کے گلے کا بوسہ لیا اور کہا اب چہرہ ڈھانک دو پھر (تھوڑی دیر بعد) میں نے کہا کہ اسکے چہرے سے چادر

ہٹاؤ (لوگوں نے ہٹایا) تو میں نے اسکی پیشانی اسکی ٹھوڑی اور اسکے گلے کا بوسہ لیا پھر کہا اب چہرہ ڈھانک دو لوگوں نے چہرہ ڈھانک دیا اسکے بعد میں نے کہا اسے غسل دو اس کے بعد میں اس کے پاس اس وقت گیا جب اسکو کفن پہنایا جا چکا تھا۔ میں نے کہا اسکے چہرے سے کفن ہٹاؤ (لوگوں نے ہٹایا) تو میں نے اسکی پیشانی اسکی ٹھوڑی اور اسکے گلے کا بوسہ لیا اور اسے ایک تعویذ دیا اور لوگوں سے کہا اب اسکو کفن میں لپیٹ دو۔ آپ سے پوچھا گیا کہ آپ نے کس چیز سے اسکو تعویذ دیا تو آپ نے فرمایا قرآن سے۔

(۴۵۰) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عثمان بن مظعون رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی موت کے بعد انکو بوسہ دیا۔

باب نماز میت

(۴۵۱) حضرت امیرالمومنین علیہ السلام نے ارشاد فرمایا جو شخص کسی جنازے کے پیچھے چلے گا اللہ تعالیٰ اس کیلئے چار قیراط لکھ دیگا۔ ایک قیراط جنازے میں شریک ہونے پر۔ ایک قیراط جنازے کی نماز پڑھنے پر ایک قیراط اسکے دفن سے فارغ ہونے کے انتظار پر ایک قیراط تعزیت کی ادائیگی پر۔

(۴۵۲) حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے ارشاد فرمایا جو شخص کسی جنازے کے ساتھ چلے یہاں تک کہ نماز جنازہ پڑھ لے پھر واپس ہو جائے تو اس کیلئے ایک قیراط ہے اور جو شخص کسی جنازے کے ساتھ چلے یہاں تک کہ وہ دفن ہو جائے تو اس کیلئے دو قیراط ہے اور ایک قیراط کوہ احد کے برابر ہوگا۔

(۴۵۳) اور آپ نے فرمایا کہ جو شخص کسی مرد مسلم کے جنازے کے پیچھے پیچھے چلے تو قیامت کے دن اسکو چار شفاعتیں عطا کی جائینگی اور کچھ نہ بولے تو فرشتہ آواز دیگا کہ تیرے لئے اتنی ہی (شفاعتیں) اور ہیں۔

(۴۵۴) اور امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ جو شخص جنازے کو چاروں جانب سے پکڑے (کاندھا دے) تو اللہ تعالیٰ اسکے چالیس گناہان کبیرہ معاف کر دیگا۔

(۴۵۵) نیز آپ فرمایا کہ جو شخص کسی مرد مومن کے جنازے کی مشایعت کرے (ساتھ رہے) یہاں تک کہ وہ قبر میں دفن کر دیا جائے تو اللہ تعالیٰ اسکی مشایعت کیلئے ستر (۷۰) فرشتے مقرر کریگا جو اسکے ساتھ ساتھ اس کیلئے طلب مغفرت کرتے رہیں گے اس وقت تک کہ جب وہ اپنی قبر سے نکل کر موقف (حساب) تک جائیگا۔

(۴۵۶) نیز آپ نے فرمایا کہ مومن کو اسکی قبر میں سب سے پہلا تحفہ یہ دیا جائیگا کہ جو لوگ اسکے جنازے میں شریک ہوئے ان سب کی مغفرت کر دی گئی۔

(۴۵۷) حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ جب کوئی مومن قبر میں پہنچتا ہے تو اسکو آواز دی جاتی ہے کہ آگاہ ہو

تیرے لئے سب سے پہلی عطا جنت ہے۔ آگاہ ہو جس نے تیرے جنازے کی مشایعت (شرکت) کی اس کیلئے پہلی عطا مغفرت ہے۔

(۴۵۸) حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ جو اپنے برادر مومن کے جنازے کو چاروں طرف سے اٹھائے گا۔ اللہ تعالیٰ اسکے گناہان کبیرہ میں سے چالیس گناہوں کو معاف کردیگا۔ اور سنت یہ ہے کہ جنازے کو چاروں طرف سے اٹھایا جائے اور اسکے بعد جو کرے وہ مستحب ہے۔

(۴۵۹) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ جو شخص جنازے کے پایوں کو پکڑے گا اللہ تعالیٰ اس کے پچیس گناہان کبیرہ بخش دیگا اور اگر چاروں پایوں کو پکڑے گا تو اپنے تمام گناہوں سے نکل جائے گا۔

(۴۶۰) نیز آپ نے اسحاق بن عمار سے فرمایا کہ جب تم میت کے تابوت کو ہر طرف سے اٹھاؤ گے تو گناہوں سے اس طرح پاک ہو جاؤ گے جیسے ابھی ماں کے پیٹ سے پیدا ہوئے ہو۔

(۴۶۱) اور حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ جنازے کے پیچھے چلنا اسکے آگے آگے چلنے سے افضل ہے اور اگر تم اسکے آگے بھی چلو تو کوئی حرج نہیں ہے۔

(۴۶۲) اور حسین بن سعید نے حضرت ابو الحسن امام رضا علیہ السلام کو خط لکھا اور ان سے میت کے تابوت کے متعلق دریافت کیا کہ کیا اسکے چاروں جانب میں سے کوئی جانب ایسی ہے جس سے اسکو اٹھانا شروع کرے یا یہ اٹھانے والے پر ہے کہ جس جانب آسان سمجھے اس جانب سے اٹھانا شروع کرے؟ تو آپ نے جواب میں تحریر فرمایا کہ جس جانب سے چاہے اٹھائے۔

(۴۶۳) اور امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا گیا جنازے کے متعلق کہ کیا اسکے ساتھ آگ لے جائی جاسکتی ہے؟ تو آپ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیٹی کا جنازہ رات کو نکالا گیا اور اسکے ساتھ بہت سے چراغ تھے۔

(۴۶۴) محمد بن مسلم نے ان دونوں حضرات (حضرت امام محمد باقر اور حضرت امام جعفر صادق) علیہم السلام میں سے کسی ایک سے روایت کی ہے اسکا بیان ہے کہ میں نے ان جنابؑ سے جنازے کے ساتھ چلنے کے متعلق دریافت کیا تو آپ نے فرمایا اسکے آگے اسکے دائیں جانب اسکے بائیں جانب اور اسکے پیچھے (چلنا چاہیئے)۔

(۴۶۵) اور عبداللہ بن سنان نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ جب حضرت آدم علیہ السلام کی وفات ہوئی اور ان پر نماز پڑھنے کا وقت آیا تو ہبتہ اللہ علیہ السلام نے حضرت جبرئیل علیہ السلام سے کہا کہ اے قاصد خدا آپ آگے بڑھیں اور نبی خدا کی نماز جنازہ پڑھائیں جبرئیل علیہ السلام نے جواب دیا کہ اللہ تعالیٰ نے ہم لوگوں کو آپ کے پدر بزرگوار کو سجدہ کرنے کا حکم دیا تھا لہٰذا ہم لوگ انکی نیکوکار اولاد کے آگے کھڑے نہیں ہو سکتے اور آپ انکی نیکوکار اولاد میں سے ہیں سب سے چنانچہ ہبتہ اللہ علیہ السلام آگے بڑھے اور انہوں نے امت محمدؐ پر جو پانچ نمازیں فرض ہیں انکی

تعداد کے مطابق پانچ تکبیریں کہیں پھر یہی اولاد آدم کیلئے تا یوم قیامت سنت جاری ہو گئی۔

(۴۶۶) اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب کسی کی میت پر نماز پڑھتے تو اللہ اکبر کہتے اور تشہد پڑھتے (یعنی اشھدان لا الہ الا اللہ کہتے) پھر تکبیر کہتے اور نبی اور انکی آل پر درود بھیجتے اور انکے لئے دعا کرتے پھر تکبیر کہتے اور مومنین و مومنات کیلئے دعا کرتے پھر چوتھی مرتبہ تکبیر کہتے اور میت کیلئے دعا کرتے پھر تکبیر کہتے اور وہاں سے پلٹ جاتے۔ مگر جب اللہ تعالیٰ نے منافقین کی میت پر نماز پڑھنے کیلئے منع فرمایا تو اسکے بعد آپ تکبیر کہتے اور تشہد پڑھتے پھر تکبیر کہتے اور نبی اور انکی آل پر درود بھیجتے پھر تکبیر کہتے اور مومنین و مومنات کیلئے دعا کرتے چوتھی تکبیر کہتے اور واپس ہو جاتے اور میت کیلئے دعا نہیں کرتے تھے۔

اور جو شخص کسی میت پر نماز پڑھے تو وہ اس کے سر کے اتنا قریب کھڑا ہو کہ اگر ہوا چلے اور اسکا دامن اٹھے تو جنازے کو لگے۔ اور تکبیر کہے اور یہ کہے اَشْھَدُ اَنْ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَ اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ اَرْسَلَہٗ بِالْحَقِّ بَشِیْرًا وَّ نَذِیْرًا بَیْنَ یَدَیِ السَّاعَۃِ (میں گواہی دیتا ہوں کہ نہیں ہے کوئی اللہ سوائے اللہ کے وہ اکیلا ہے اسکا کوئی شریک نہیں اور گواہی دیتا ہوں کہ محمدؐ اسکے بندے اور اسکے رسول ہیں اس نے ان کو حق کے ساتھ بشیر و نذیر بنا کر آج کے دور میں بھی بھیجا) پھر دوسری تکبیر کہے اور یہ کہے اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ آلِ مُحَمَّدٍ وَ ارْحَمْ مُحَمَّدًا وَّ آلَ مُحَمَّدٍ وَ بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ آلِ مُحَمَّدٍ کَاَفْضَلِ مَا صَلَّیْتَ وَ بَارَکْتَ وَ تَرَحَّمْتَ عَلٰی اِبْرَاہِیْمَ وَ آلِ اِبْرَاہِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ (اے اللہ تو رحمت نازل کر محمدؐ اور ان کی آل پر اور رحم کر محمدؐ اور ان کی آل پر برکت دے محمدؐ اور ان کی آل کو اس سے بھی بہتر جو تو نے رحمت نازل کی ہے برکت دی ہے اور رحم فرمایا ہے ابراہیمؑ اور آل ابراہیمؑ پر بے شک تو لائق حمد اور صاحب بزرگی ہے) پھر تیسری تکبیر کہے اور یہ کہے اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِلْمُؤْمِنِیْنَ وَ الْمُؤْمِنَاتِ وَ الْمُسْلِمِیْنَ وَ الْمُسْلِمَاتِ الْاَحْیَاءِ مِنْھُمْ وَ الْاَمْوَاتِ (اے اللہ تو مغفرت کر مومنین اور مومنات اور مسلمین اور مسلمات کی خواہ وہ زندہ ہوں یا مردہ) پھر چوتھی تکبیر کہے اور یہ کہے۔ اَللّٰھُمَّ عَبْدُکَ وَ ابْنُ عَبْدِکَ وَ ابْنُ اَمَتِکَ نَزَلَ بِکَ وَ اَنْتَ خَیْرُ مَنْزُوْلٍ بِہٖ اَللّٰھُمَّ اِنَّا لَا نَعْلَمُ مِنْہُ اِلَّا خَیْرًا وَّ اَنْتَ اَعْلَمُ بِہٖ مِنَّا اَللّٰھُمَّ اِنْ کَانَ مُحْسِنًا فَزِدْ فِیْ اِحْسَانِہٖ وَ اِنْ کَانَ مُسِیْئًا فَتَجَاوَزْ عَنْہُ وَ اغْفِرْ لَہٗ اَللّٰھُمَّ اجْعَلْہُ عِنْدَکَ فِیْ اَعْلٰی عِلِّیِّیْنَ وَ اخْلُفْ عَلٰی اَھْلِہٖ فِی الْغَابِرِیْنَ وَ ارْحَمْہُ بِرَحْمَتِکَ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ (اے اللہ تیرا بندہ، تیرے بندے کا فرزند اور تیری کنیز کا فرزند تیری بارگاہ میں حاضر ہے اور تو اس کیلئے بہترین پہنچنے کی جگہ ہے اے اللہ ہم لوگ اسکی طرف سے سوائے خیر کے کچھ نہیں جانتے اور تو ہم سے بھی زیادہ اس کو جانتا ہے اے اللہ اگر یہ نیکو کار ہے تو اسکی نیکیوں میں اضافہ فرما اور اگر یہ گنہگار ہے تو اس سے درگزر فرما اور اسکو بخش دے اے اللہ! اسکو اپنے پاس اعلیٰ علیین میں جگہ دے اور اسکے پسماندگان کو صبر دے اور رحم کر اپنی رحمت سے اے سب سے زیادہ رحم کرنے والے) پھر پانچویں تکبیر کہے۔ اور اپنی جگہ سے اس وقت تک نہ ہٹے جب تک جنازے کو لوگوں کے کاندھے پر نہ دیکھ لے اور نماز میت میں پانچ

تکبیریں کہنے کا سبب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بندوں پر پانچ فرائض عائد کئے ہیں۔ نماز، زکوٰۃ، روزہ، حج اور ولایت اسلئے میت کیلئے ہر فریضہ کے بدلے ایک تکبیر ہے۔

(۴۶۷) اور روایت کی گئی ہے کہ اسکا سبب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بندوں پر پانچ نمازیں فرض کی ہیں اور ہر نماز فریضہ کے بدلے میت کیلئے ایک تکبیر ہے۔

اور جو شخص عورت کی میت کی نماز پڑھے تو وہ اسکے سینے کے قریب کھڑا ہو اور نماز میت میں سلام نہیں ہے مگر یہ کہ تقیہ کی حالت میں ہو۔

(۴۶۸) اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت حمزہ کی نماز میت میں ستر تکبیریں کہیں۔

(۴۶۹) اور حضرت علی علیہ السلام نے سہل بن حنیف کی نماز میت میں پچیس (۲۵) تکبیریں کہیں۔

(۴۷۰) حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ حضرت امیرالمومنین علیہ السلام نے پانچ ہی پانچ تکبیریں کہیں اس طرح کہ جب لوگ آتے اور کہتے کہ یاامیرالمومنین ہمیں تو سہل بن حنیف کی نماز میت میں شرکت کا موقع نہیں ملا تو آپ انکے جنازے کو رکھ دیتے اور پانچ تکبیریں کہتے یہاں تک کہ قبر تک پہنچتے پہنچتے پانچ مرتبہ ایسا کیا۔

اور جس شخص نے جنازے پر ابھی ایک تکبیر یا دو تکبیریں کہی ہیں کہ دوسرا جنازہ اسکے ساتھ اور رکھدیا گیا تو اگر وہ چاہے تو اب ان دونوں پر پانچ تکبیریں ملا کر کہے اور اگر چاہے تو پہلی نماز جنازہ سے فارغ ہو کر دوسرے جنازے پر پھر نماز پڑھے۔

اور جو شخص جنازے کی نماز پڑھے اور جنازہ الٹا رکھا ہوا (یعنی جدھر پاؤں ہونا چاہیئے ادھر سر اور جدھر سر ہونا چاہیئے ادھر پاؤں) تو یہ میت کو برا محسوس ہوگا لہٰذا اس پر دوبارہ نماز پڑھنی چاہیئے۔

(۴۷۱) اور حلبی نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا اگر کوئی شخص نماز میت کی ایک تکبیر یا دو تکبیریں پا جائے تو پھر بقیہ کو پیش نماز کی متابعت میں پورا کرنا چاہیئے۔

(۴۷۲) اور عمر بن یزید نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ جب کوئی مومن مرجائے اور اسکی نماز جنازے میں چالیس مومنین شریک ہوں اور سب یہ کہیں کہ اَللّٰھُمَّ اِنَّا لَا نَعْلَمُ مِنْهُ اِلَّا خَیْرًا وَّ اَنْتَ اَعْلَمُ بِهٖ مِنَّا تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں نے تم لوگوں کی گواہیاں قبول کیں اور اسکو بخش دیا (ایسا سمجھ لو کہ) میں نے بھی نہیں جانا جسکو تم لوگ نہیں جانتے۔

(۴۷۳) اور فضل بن عبدالملک نے آپؑ سے دریافت کیا کہ کیا نماز میت مسجد کے اندر پڑھی جا سکتی ہے؟ تو آپ نے فرمایا کہ ہاں۔

(۴۷۴) اور ابو بصیر نے آپؑ سے دریافت کیا کہ ایک عورت مر گئی اس پر نماز پڑھنے کا سب سے زیادہ حقدار کون ہے؟

آپ نے فرمایا کہ اسکا شوہر۔ انہوں نے کہا کہ کیا اسکا شوہر اسکے باپ اسکے بیٹے اور اسکے بھائی سے بھی زیادہ حقدار ہے؟ آپ نے فرمایا کہ ہاں اور وہی اسکو غسل بھی دے گا۔

اور میرے والد رحمہ اللہ نے مجھے اپنے ایک رسالہ میں تحریر فرمایا کہ اے فرزند تم پر واضح ہو کہ میت پر نماز پڑھنے کا سب سے زیادہ حقدار وہ ہے جسکو میت کا ولی نماز کیلئے آگے بڑھائے اور جسکو ولی میت نے آگے بڑھایا اسکے سوا کوئی دوسرا آگے بڑھکر نماز پڑھانے لگا تو وہ غاصب ہوگا۔

(۴۷۵) اور امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ اگر تم سے کسی کی نماز جنازہ چھوٹ جائے یہاں تک کہ وہ دفن ہوجائے تو کوئی حرج نہیں اگر تم اسکے دفن ہونے کے بعد اسکی نماز جنازہ پڑھ لو۔

(۴۷۶) اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بھی اگر کسی کی نماز جنازہ فوت ہوجاتی تو اسکی قبر پر پڑھ لیا کرتے تھے۔

(۴۷۷) الیسع بن عبداللہ قمی نے ایک مرتبہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص اکیلا نماز جنازہ پڑھ سکتا ہے؟ فرمایا ہاں پوچھا کہ اور دو شخص اس پر نماز جنازہ پڑھ سکتے ہیں؟ فرمایا ہاں مگر ایک دوسرے کے پیچھے کھڑا ہوگا اسکے پہلو میں کھڑا نہیں ہوگا۔

(۴۷۸) جابر کا بیان ہے کہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے ارشاد فرمایا اگر کسی شخص کی نماز میت میں کوئی مرد موجود نہ ہو (سب عورتیں ہوں) تو ایک اس کیلئے بڑھے گی اور سب عورتوں کے وسط میں کھڑی ہوجائیگی اور سب عورتیں اسکے دائیں بائیں کھڑی ہوجائیں اور وہ تکبیر کہے گی اور نماز میت پڑھادیگی۔

(۴۷۹) اور حسن بن زیاد صیقل نے بیان کیا کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا گیا کہ عورتوں کے ساتھ جب کوئی مرد نہ ہو تو عورتیں نماز جنازہ کس طرح پڑھیں؟ آپ نے فرمایا وہ سب کی سب ایک صف میں کھڑی ہوجائیں گی کوئی عورت آگے نہیں کھڑی ہوگی۔ تو کہا گیا کہ نماز واجب میں کیا یہ سب ایک دوسرے کی امامت کریں گی؟ فرمایا ہاں۔

(۴۸۰) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میری امت میں سے جس پر رجم کیا گیا ہو اس پر بھی نماز پڑھو اور جس نے میری امت میں سے خودکشی کرلی ہے اس پر بھی نماز پڑھو میری امت میں سے کسی کو بغیر نماز کے نہ چھوڑو۔

(۴۸۱) ہشام بن سالم نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ جب کوئی شراب خور اور کوئی زانی اور کوئی چور مرجائے تو کیا اس پر نماز جنازہ پڑھی جائے؟ آپ نے فرمایا کہ ہاں۔

(۴۸۲) اور عمار بن موسیٰ ساباطی کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا آپ کیا فرماتے ہیں ان لوگوں کے متعلق کہ جو سمندر کے کنارے کنارے سفر کررہے تھے کہ ناگاہ سمندر کی لہروں نے ایک آدمی کی برہنہ لاش ساحل پر پھینک دی اور یہ لوگ بھی برہنہ جسم تھے صرف ازار پہنے ہوئے تھے تو اب وہ لوگ

اس میت پر نماز کیسے پڑھیں جبکہ وہ میت برہنہ ہے اوران لوگوں کے پاس بھی کوئی فاضل کپڑا نہیں جس سے وہ اس میت کو کفن دیں؟ آپ نے فرمایا کہ پھر اس میت کیلئے ایک گڑھا کھودا جائے اور اسکو اسکی قبر میں رکھدیا جائے اور اسکی شرمگاہ پر اینٹ اور پتھر رکھدیا جائے تاکہ اینٹوں اور پتھروں سے اسکی شرمگاہ چھپ جائے پھر اس پر نماز پڑھ کر اسے دفن کردیں۔

(۴۸۳) اور اسحاق بن عمار نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے آپ نے بیان فرمایا کہ ایک مرتبہ حضرت علی علیہ السلام کو میت کے چند ٹکڑے ملے تو ان کو جمع کیا گیا پھر آپ نے اس پر نماز پڑھی اور وہ میت دفن کردی گئی۔

(۴۸۴) اور فضل بن عثمان اعور نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے اورانہوں نے اپنے پدر بزرگوار سے روایت کی ہے ایک شخص کے بارے میں کہ وہ قتل ہوگیا اسکا سر ایک قبیلہ میں پایا گیا اور اسکا درمیانی حصہ سینہ اور اسکے دونوں ہاتھ دوسرے قبیلہ میں اور بقیہ اعضاء تیسرے قبیلے میں پائے گئے تو آپ نے فرمایا کہ جسکے قبیلہ میں اسکا سینہ اور اسکے دونوں ہاتھ گئے ہیں اس پر اسکا خونبہا ہے اور اس پر اسکی نماز ہے۔

(۴۸۵) اور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ جب کوئی مقتول پایا جائے تو اگر اسکے اعضاء میں سے کوئی عضو مکمل پایا جائے تو اس پر نماز پڑھ کر دفن کیا جائیگا اور اگر کوئی عضو مکمل نہیں پایا گیا تو اس پر نماز نہیں پڑھی جائیگی اسے دفن کردیا جائیگا۔ اور کسی شخص کے بیچ سے دو ٹکڑے کردیئے گئے ہیں تو اس ٹکڑے پر نماز ہوگی جس میں قلب ہے اور اگر مقتول کا سوائے سر کے اور کچھ نہ ملے تو اس پر نماز نہیں پڑھیں گے۔

(۴۸۶) زرارہ اور عبیداللہ بن علی حلبی نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ سے کمسن بچے کیلئے دریافت کیا گیا کہ اس پر نماز کس سن میں پڑھی جائیگی تو آپ نے فرمایا جب وہ نماز کی عقل رکھتا ہو تو میں نے دریافت کیا کہ اس پر نماز کب واجب ہوتی ہے؟ تو فرمایا جب وہ چھ سال کا ہو جائے اور روزہ اس وقت کہ جب اس میں اسکے برداشت کرنے کی طاقت آجائے۔ اور جب کوئی شخص ایسے لوگوں کے ساتھ ہے جو کسی طفل پر نماز پڑھ رہے ہوں تو یہ کہے اَللّٰھُمَّ اجْعَلْہُ لِاَبَوَیْہِ وَلَنَا فَرَطاً (اے اللہ قرار دے اسکو اسکے والدین کیلئے اور ہم لوگوں کیلئے باعث شفاعت)۔

(۴۸۷) اور حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے اپنے ایک تین سال کے چھوٹے بچے پر نماز پڑھی پھر فرمایا کہ اگر لوگ یہ نہ کہنے لگتے کہ بنی ہاشم اپنی کمسن اولاد پر نماز نہیں پڑھتے تو میں اس پر نماز نہ پڑھتا۔

(۴۸۸) اور آپ سے دریافت کیا گیا کہ بچے پر نماز پڑھنا کب واجب ہے؟ تو آپ نے فرمایا کہ جب اسکو نماز کا شعور ہو اور وہ چھ سال کا ہو جائے۔

(۴۸۹) زرارہ اور محمد بن مسلم نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے آپ نے فرمایا کسی مستضعف (کفار کے دباؤ میں رہ کر بے کس و مجبور) اور اس شخص پر جو اپنے مذہب ہی کو نہیں جانتا نماز پڑھی جائیگی نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

پر درود بھیجا جائیگا اور مومنین و مومنات کیلئے دعا کی جائیگی اسکے بعد کہا جائیگا اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِلَّذِیْنَ تَابُوْا وَ اتَّبَعُوْا سَبِیْلَکَ وَقِھِمْ عَذَابَ الْجَحِیْمِ (اے اللہ بخش دے ان لوگوں کو جنھوں نے توبہ کر لی اور تیرے راستے پر چلے اور بچا ان کو جہنم کے عذاب سے) اور وہ شخص جو اپنے مذہب ہی کو نہیں جانتا اسکی نماز میں کہاجائے گا اَللّٰھُمَّ اِنَّ ھٰذِہِ النَّفْسَ اَنْتَ اَحْیَیْتَھَا وَ اَنْتَ اَمَتَّھَا اَللّٰھُمَّ وَلِّھَا مَاتَوَلَّتْ وَ احْشُرْھَا مَعَ مَنْ اَحَبَّتْ (اے اللہ اس شخص کو تو ہی نے حیات دی اور تو ہی نے موت۔ پروردگار تو ان کے ساتھ اسکو کر دے جن سے یہ الفت رکھتا ہے اور اسکا حشر کر اس کے ساتھ جس سے اس کو محبت تھی)

(۴۹۰) صفوان بن مہران جمال نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ نے بیان فرمایا کہ ایک مرتبہ کا واقعہ ہے کہ ایک مرد منافق مر گیا تو حضرت حسین ابن علی علیہ السلام اس کیلئے پاپیادہ نکلے راستہ میں آپ کا ایک غلام مل گیا آپ نے پوچھا تم کہاں جارہے ہو؟ اس نے کہا میں اس منافق پر نماز پڑھنے سے بھاگ رہا ہوں۔ آپ نے فرمایا تم میرے پہلو میں کھڑے ہوجانا اور جو تم مجھے کہتے ہوئے سنو وہی تم بھی کہنا راوی کا بیان ہے کہ آپ نے پھر اپنے ہاتھ بلند کئے اور کہا۔ اَللّٰھُمَّ اَخْزِ عَبْدَکَ فِیْ عِبَادِکَ وَ بِلَادِکَ اَللّٰھُمَّ اَصْلِہٖ اَشَدَّ نَارِکَ اَللّٰھُمَّ اَذِقْہُ حَرَّ عَذَابِکَ فَاِنَّہٗ کَانَ یُوَالِیْ اَعْدَآئَکَ وَ یُعَادِیْ اَوْلِیَآئَکَ وَ یُبْغِضُ اَھْلَ بَیْتِ نَبِیِّکَ۔ (اے اللہ اس تیرے بندے نے خرابی ڈالی تیرے بندوں میں اور تیرے شہروں میں اے اللہ تو اپنی شدید آگ میں اسکو تپا دے۔ اے اللہ تو اس کو اپنے عذاب کی گرمی کا مزا چکھا اسلئے کہ یہ تیرے دشمنوں سے دوستی رکھتا تھا اور تیرے دوستوں سے دشمنی رکھتا تھا اور تیرے نبی کے اہل بیت سے بغض رکھتا تھا۔

(۴۹۱) عبید اللہ بن علی حلبی نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ جب تم کسی دشمن خدا پر نماز پڑھو تو یہ کہو اَللّٰھُمَّ اِنَّا لَا نَعْلَمُ مِنْہُ اِلَّا اَنَّہٗ عَدُوٌّ لَکَ وَ لِرَسُوْلِکَ اَللّٰھُمَّ فَاحْشُ قَبْرَہٗ نَارًا وَ احْشُ جَوْفَہٗ نَارًا وَ عَجِّلْہُ اِلَی النَّارِ فَاِنَّہٗ کَانَ یُوَالِیْ اَعْدَآئَکَ وَ یُعَادِیْ اَوْلِیَآئَکَ وَ یُبْغِضُ اَھْلَ بَیْتِ نَبِیِّکَ اَللّٰھُمَّ ضَیِّقْ عَلَیْہِ قَبْرَہٗ۔ (اے اللہ ہم نہیں جانتے سوائے اس کے کہ یہ ترا اور تیرے رسول کا دشمن تھا اے اللہ تو اسکی قبر کو آگ سے بھر دے اور اسکے پیٹ میں آگ بھر دے اور اسے جہنم کی طرف بھیجنے میں جلدی کر اسلئے کہ یہ تیرے دشمنوں سے دوستی رکھتا تھا اور تیرے دوستوں سے دشمنی رکھتا تھا اور تیرے نبی کے اہلبیت سے بغض رکھتا تھا۔ اے اللہ تو اسکی قبر کو تنگ کر) اور جب میت اٹھائی جائے تو یہ کہو اَللّٰھُمَّ لَا تَرْفَعْہُ وَ لَا تَزَکِّہٖ (اے اللہ تو اسکو بلند نہ کر اور پاک نہ کر) اور اگر وہ مستضعف ہے (دشمنوں میں گھرا ہوا بے بس ہے) تو یہ کہو اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِلَّذِیْنَ تَابُوْا وَ اتَّبَعُوْا سَبِیْلَکَ وَ قِھِمْ عَذَابَ الْجَحِیْمِ (اے اللہ تو مغفرت کر ان لوگوں کی جنھوں نے توبہ کر لی اور تیرے راستے پر چلے اور انہیں جہنم کے عذاب سے بچا) اور اگر تم نہیں جانتے کہ اسکا کیا حال ہے (دشمن ہے یا دوست) تو کہو اَللّٰھُمَّ اِنْ کَانَ یُحِبُّ الْخَیْرَ وَ اَھْلَہٗ فَاغْفِرْ لَہٗ وَ ارْحَمْہُ وَ تَجَاوَزْ عَنْہُ

(اے اللہ اگر یہ خیر اور اہل خیر سے محبت کرتا ہے تو اسے بخش دے اس پر رحم فرما اور اس سے اور درگزر کرم۔ اور اگر اس مستضعف سے تمہاری کچھ رسم وراہ ہو تو بطور شفاعت اس کیلئے استغفار کرو دوستی کی بناء پر نہیں۔

(۴۹۲) اور حضرت علی علیہ السلام جب کسی مرد اور عورت دونوں کی نماز جنازہ پڑھتے تو عورت کو مقدم کرتے اور مرد کو موخر اور جب کسی غلام اور آزاد کی نماز پڑھتے تو غلام کو مقدم کرتے اور آزاد کو موخر اور جب کسی صغیر و کبیر کی نماز جنازہ پڑھتے تو صغیر کو مقدم کرتے اور کبیر کو موخر۔

(۴۹۳) ہشام بن سالم نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ کوئی حرج نہیں اگر مرد کو مقدم کیا جائے اور عورت کو موخر یا عورت کو مقدم کیا جائے اور مرد کو موخر یعنی نماز میت کے سلسلہ میں۔

اور نماز میت کیلئے تمام جگہوں میں سب سے افضل و بہتر جگہ آخری صف ہے اور اسکا سبب یہ ہے کہ نماز جنازہ میں عورتیں مردوں کے ساتھ مخلوط ہو جایا کرتی تھیں۔

(۴۹۴) اور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا نماز میت میں سب سے افضل و بہتر جگہ آخری صف ہے۔ عورتیں خود آخری صف سے پیچھے ہو جائیں گی اور امام علیہ السلام کے ارشاد کے بموجب آخری صف کی فضیلت باقی رہ جائے گی۔

اور اگر کسی شخص کو ایک طرف سے ولیمہ میں شرکت کی دعوت دی جائے اور دوسری طرف جنازے میں شرکت کی دعوت دی جائے تو اسے جنازے میں شرکت کی دعوت قبول کرنا چاہیئے اس لئے کہ اس سے آخرت یاد آتی ہے اور ولیمہ کی دعوت کو چھوڑ دینا چاہیئے اس لئے کہ اس میں دنیا یاد آتی ہے۔

(۴۹۵) اور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب تمہیں کسی جنازے میں شرکت کی دعوت دی جائے تو جانے میں جلدی کرو اور جب شادی بیاہ میں شرکت کی دعوت دی جائے تو دیر سے جاؤ۔

اور میرے والد رحمہ اللہ نے میرے پاس جو رسالہ بھیجا اس میں یہ تحریر کیا کہ جوتا پہن کر نماز جنازہ نہ پڑھو، اور دو میتوں کو ایک تابوت میں نہ رکھو۔ اور جب دو شخص نماز جنازہ پڑھ رہے ہوں تو ایک آگے کھڑا ہو اور ایک پیچھے۔ پہلو میں نہ کھڑا ہو۔

اور جب مرد و عورت و غلام و مملوک کے جنازے ایک جگہ جمع ہو جائیں تو قبلہ کی طرف سب سے آگے عورت کے جنازے کو رکھے اسکے بعد مملوک کے جنازے کو اسکے بعد غلام کے جنازے کو اور غلام کے بعد مرد کے جنازے کو اور امام (نماز پڑھانے والا) مرد کے جنازے کے بعد کھڑا ہو اور ان سب کیلئے ایک ہی نماز پڑھائے۔

(۴۹۶) یونس بن یعقوب نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ کیا جنازے کی نماز بغیر وضو کے پڑھی جاسکتی ہے؟ آپ نے فرمایا ہاں یہ تو صرف ایک طرح کی تکبیر و تسبیح و تحمید و تہلیل ہے جس طرح تم اپنے گھر میں تکبیر و تسبیح کرتے ہو۔ اور دوسری حدیث میں یہ ہے کہ اگر چاہے تو تیمم کرلے۔

(۴۹۷) اور محمد بن مسلم نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ حائض نماز جنازہ پڑھے گی مگر مردوں کے ساتھ صف میں نہیں کھڑی ہوگی۔

(۴۹۸) اور سماعہ بن مہران کی روایت میں ہے جبکہ اس نے حضرت امام جعفر صادق علیہ اسلام سے روایت کی ہے کہ جب کوئی حائضہ عورت جنازے کی نماز پڑھے تو تیمم کرے اور جنازے کی نماز پڑھے مگر صف سے بالکل الگ اور تنہا کھڑی ہو یعنی وہ ایک طرف کھڑی ہو اور مردوں سے مخلوط نہ ہو۔ اور شخص مجنب جب نماز جنازے کیلئے چلے تو تیمم کرے اور نماز پڑھے۔

اور جب میت کو قبر کی طرف اٹھا کر لے جایا جائے تو یکبارگی نہیں اسلئے کہ قبر کی منزل بڑی ہولناک ہے۔ اور میت کے اٹھانے والوں کو چاہیئے کہ وہ ہولِ مطلع (بعد موت اور قیامت کی ہولناکی) سے اللہ کی پناہ چاہتے رہیں اور قبر کے کنارے پہنچنے سے پہلے اسکو رکھدیں اور ذرا ٹھہریں پھر ذرا آگے بڑھائیں اور وہاں ٹہریں تاکہ وہ قبر میں جانے کیلئے تہیہ کرے پھر اسکو قبر کے کنارے لے جائیں اور اسکو قبر میں وہ اتارے جسکو اسکا ولی اجازت دے خواہ ایک شخص اتارے خواہ دو شخص اور قبر پر نظر ڈالتے وقت یہ کہا جاتا ہے اَللّٰھُمَّ اجْعَلْهُ رَوْضَةً مِنْ رِيَاضِ الْجَنَّةِ وَلَا تَجْعَلْهُ حُفْرَةً مِنْ حُفَرِ النِّيْرَانِ (اے اللہ اس کو جنت کے باغوں میں سے ایک باغ قرار دے اور جہنم کے گڑھوں میں سے ایک گڑھا قرار نہ دے)

(۴۹۹) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ قبر کی گہرائی چنبل گردن تک ہونی چاہیئے اور بعض نے کہا ہے کہ چھاتی تک اور بعض نے کہا ہے کہ پورے مرد کے قد کے برابر اتنا کہ جو شخص قبر میں اترا ہے اس کے سر پر کپڑا تانا جاسکے ۔ ر لحد اتنی وسیع و کشادہ ہو کہ اس میں باآسانی بیٹھنا ممکن ہو۔

اور حضرت ابوالحسن ثالث (حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام) سے روایت کی گئی ہے کہ اس کی اجازت ہے کہ قبر میں درخت ساج (سانکھو) کے تختوں کا فرش کر دیا جائے اور میت کے اوپر کو سانکھو کے تختوں سے ڈھانک دیا جائے اور ہر شے کا ایک دروازہ ہے اور قبر کا دروازہ میت کے پاؤں کے قریب ہے۔

اور عورت کو (پائین قبر سے نہیں بلکہ) قبر کے پہلو سے لیا جائے اور اسکا شوہر ایسی جگہ کھڑا ہو کہ اسکے سرین کو سنبھال لے اور دوسرا شخص میت کے پاؤں کی طرف اور فوراً اتار دے۔

اور میرے والد رحمہ اللہ نے اپنے اس رسالہ میں جو مجھے ارسال کیا تھا لکھا ہے کہ جب قبر میں اترو تو ام الکتاب (سورہ الحمد) اور معوذتین اور آیتہ الکرسی کی تلاوت کرو اور جب میت کو لو تو کہو بِسْمِ اللّٰهِ وَبِاللّٰهِ وَعَلٰى مِلَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ پھر اسکو اسکی لحد میں رکھدو داہنی جانب رو بقبلہ کرو اور بند کفن کھول دو اور اسکا رخسار مٹی پر رکھدو اور کہو۔ اَللّٰھُمَّ جَافِ الْاَرْضَ عَنْ جَنْبَيْهِ وَصَعِّدْ اِلَيْكَ رُوْحَهٗ وَلَقِّهٖ مِنْكَ رِضْوَانًا (اے اللہ اس کے دونوں پہلوؤں سے زمین کو کشادہ کردے اور اسکی روح کو اپنی طرف اٹھالے اور تیری طرف سے تیری رضا اسکو حاصل ہوجائے)۔

(۵۰۰) اور سالم بن مکرم نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ اور اس (میت) کو مٹی کا ایک تکیہ لگا دیا جائے اور اسکی پشت کے پیچھے مٹی کا ایک ڈھیلا رکھدیں تاکہ وہ بالکل چت نہ ہو جائے۔ اور اسکے سارے بند کفن کھول دیں اور چہرے سے کفن ہٹادیں پھر اس کیلئے دعا کریں اور کہیں۔ اَللّٰھُمَّ عَبْدُکَ وَابْنُ عَبْدِکَ وَابْنُ اَمَتِکَ نَزَلَ بِکَ وَاَنْتَ خَیْرُ مَنْزُوْلٍ بِہٖ اَللّٰھُمَّ افْسَحْ لَہٗ فِیْ قَبْرِہٖ وَلَقِّنْہُ حُجَّتَہٗ وَاَلْحِقْہُ بِنَبِیِّہٖ وَقِہٖ شَرَّ مُنْکَرٍ وَنَکِیْرٍ (پروردگار تیرا بندہ تیرے بندے کا فرزند اور تیری کنیز کا فرزند تیری بارگاہ میں حاضر ہے اور تو اس کے بہترین پہنچنے کی جگہ ہے پروردگار اس کیلئے اسکی قبر میں کشادگی دے اور اسکی حجتیں اسکو تلقین کردے اور اسکو اسکے نبی سے ملحق کردے اور اسے منکر و نکیر کے شر سے محفوظ رکھ) پھر اپنا داہنا ہاتھ اسکے داہنے کاندھے کے نیچے داخل کرو اور اپنا بایاں ہاتھ اسکے بائیں کاندھے پر رکھو اور اسے ذرا زور سے حرکت دو اور کہو یَافُلَانَ بْنَ فُلَانٍ اَللّٰہُ رَبُّکَ وَمُحَمَّدٌ نَبِیُّکَ وَالْاِسْلَامُ دِیْنُکَ وَعَلِیٌّ وَلِیُّکَ وَاِمَامُکَ (اے فلاں ابن فلاں (یاد رکھ) کہ اللہ تیرا رب ہے محمدؐ تیرے نبی ہیں اسلام تیرا دین ہے علی ابن ابی طالب تیرے ولی ہیں اور تیرے امام ہیں) پھر ائمہ طاہرین کا ایک ایک کرکے آخر تک نام لے اور کہے اَئِمَّتُکَ اَئِمَّۃُ ھُدًی اَبْرَارٌ (یہ سب تیرے ائمہ ہیں جو ہدایت کرنے والے ہیں اور نیکوکار ہیں) اسکے بعد اسکو دوبارہ تلقین پڑھاؤ اور جب اس پر اینٹ رکھو تو کہو اَللّٰھُمَّ ارْحَمْ غُرْبَتَہٗ وَصِلْ وَحْدَتَہٗ وَاٰنِسْ وَحْشَتَہٗ وَاٰمِنْ رَوْعَتَہٗ وَاَسْکِنْ اِلَیْہِ مِنْ رَحْمَتِکَ رَحْمَۃً یَسْتَغْنِیْ بِھَا عَنْ رَحْمَۃِ مَنْ سِوَاکَ وَاحْشُرْہُ مَعَ مَنْ کَانَ یَتَوَلَّاہُ (اے اللہ تو اسکی مسافرت پر رحم کر اور اسکی تنہائی کا ساتھی بن جا اور اسکی وحشت میں دل بہلا اور اسکے خوف کو امن سے بدل دے اور تو اپنی رحمت سے اس کو ایسی جگہ ساکن کر کہ تیرے علاوہ اور کسی کی رحمت کی اس کو احتیاج نہ رہے اور اسے محشور کر اسکے ساتھ جس سے یہ دوستی رکھتا ہے)

اور جب تم اسکی قبر کی زیارت کو آؤ تو قبلہ رو ہو کر اور اپنے دونوں ہاتھ قبر پر رکھ کر یہی دعا پڑھو اور جب قبر سے ہٹو تو اپنے دونوں ہاتھوں سے مٹی جھاڑتے ہوئے کہو کہ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ پھر اسکی قبر پر اپنی پشت دست سے تین مرتبہ مٹی ڈالو اور کہو اَللّٰھُمَّ اِیْمَانًا بِکَ وَتَصْدِیْقًا بِکِتَابِکَ ھٰذَا مَاوَعَدَنَا اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ وَصَدَقَ اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ (اے اللہ تجھ پر ایمان رکھتے ہوئے اور تیری کتاب کی تصدیق کرتے ہوئے یہ وہ چیز ہے جس کا وعدہ ہم سے اللہ اور اسکے رسول نے کیا اور اللہ اور اسکے رسول نے سچ کہا) تو جو شخص یہ کرے گا اور کلمات زبان پر جاری کرے گا اللہ تعالیٰ اسکے لئے ہر ذرہ پر ایک حسنہ لکھے گا۔

اور جب قبر برابر کردی جائے تو اسکی قبر پر پانی ڈالو اور تم قبلہ رُو ہو کر اسکی قبر کو اپنے سامنے رکھو۔ اور سر کی طرف سے پانی ڈالنا شروع کرو اور قبر کے چاروں جانب ڈالتے ہوئے پھر سر کی طرف واپس آجاؤ اور پانی کی دھار منقطع نہ ہو۔ اور جو فاضل پانی بچ رہے اسکو قبر کے وسط میں ڈال دو پھر قبر پر ہاتھ رکھو اور میت کیلئے دعا اور استغفار کرو۔

(۵۰۱) یحییٰ بن عبداللہ سے روایت کی گئی ہے کہ انہوں نے کہا کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ تم لوگوں میں سے جو اہل میت ہیں انکو کیا ہو گیا ہے کہ وہ اپنی میتوں کو منکر و نکیر کی ملاقات سے نہیں بچاتے ۔ میں نے عرض کیا ہم لوگ اس کیلئے کیا کریں ؟ تو آپ نے فرمایا جب (سب لوگ ہٹ جائیں اور) میت تنہا رہ جائے تو ان میں جو میت کا سب سے زیادہ حقدار ہے وہاں ٹھہر جائے اور اپنا منہ اسکے سر کے پاس رکھے اور بلند آواز سے پکارے ۔ یَا فُلَانَ ابْنَ فُلَانٍ یا یَافُلَانَتَہ بِنْتَ فُلَانٍ - ھَلْ اَنْتَ عَلَی الْعَھْدِ الَّذِیْ فَارَقْنَاکَ عَلَیْہِ مِنْ شَھَادَۃِ اَنْ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَ رَسُوْلُہٗ سَیِّدُ النَّبِیِّیْنَ وَ اَنَّ عَلِیًّا اَمِیْرُ الْمُؤْمِنِیْنَ وَ سَیِّدُ الْوَصِیِّیْنَ وَ اَنَّ مَاجَاءَ بِہٖ مُحَمَّدٌ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ اٰلِہٖ وَ سَلَّمَ حَقٌّ وَ اَنَّ الْمَوْتَ حَقٌّ وَ الْبَعْثَ حَقٌّ وَ اَنَّ السَّاعَۃَ اٰتِیَۃٌ لَا رَیْبَ فِیْھَا وَ اَنَّ اللّٰہَ یَبْعَثُ مَنْ فِی الْقُبُوْرِ - (اے فلاں ابن فلاں یا اے عورت فلاں کی بیٹی کیا تو اپنے اس عہد پر قائم ہے کہ جس پر ہم لوگوں نے تجھے چھوڑا ۔ اس بات کی گواہی پر کہ نہیں ہے کوئی اللہ سوائے اللہ کے وہ اکیلا ہے اسکا کوئی شریک نہیں ۔ محمدؐ اسکے بندے اور اسکے رسول ہیں اور نبیوں کے سردار ہیں اور علیؑ ابن ابی طالب امیرالمومنین اور اوصیاء کے سردار ہیں ۔ اور جو کچھ بھی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے ساتھ پیغام لائے حق ہے اور موت حق ہے اور دوبارہ زندہ ہونا حق ہے اور قیامت کے آنے میں کوئی شک نہیں ہے اور اللہ دوبارہ اٹھائے گا ان لوگوں کو جو قبروں میں ہیں) جب وہ کہے گا تو منکر و نکیر کہیں گے کہ اب ہم لوگوں کو اس سے واپس جانا چاہیئے اسلئے کہ اسکو اسکی حجت کی تلقین کر دی گئی ہے ۔

باب تعزیت

اور مصیبت کے وقت جزع و زیارت قبور اور نوحہ و ماتم

(۵۰۲) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص کسی محزون کو تعزیت ادا کرے گا تو موقف حساب میں اسکو ایک حلہ پہنایا جائیگا جس سے وہ مسرور ہو جائیگا ۔

(۵۰۳) ہشام بن حکیم سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا کہ میں نے حضرت موسیٰ بن جعفر صادق علیہ السلام کو دیکھا کہ وہ قبل از دفن بھی تعزیت ادا کر رہے ہیں اور بعد دفن بھی ۔

(۵۰۴) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ بعد دفن تعزیت واجب ہے ۔

(۵۰۵) نیز آنجنابؑ نے فرمایا کہ تعزیت کیلئے یہی کافی ہے کہ صاحب مصیبت تم کو دیکھ لے ۔

(۵۰۶) اور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام ایک قوم کے پاس تشریف لائے جو (اپنے کسی مرنے والے کی) مصیبت میں مبتلا تھے تو آپ نے ان سے فرمایا اللہ تعالیٰ تمہارے اس خلاء کو پورا کرے تمہیں بہترین صبر عطا کرے اور تمہارے مرنے والے پر رحم فرمائے ۔ پھر آپ واپس چلے گئے ۔

(۵۰۷) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ تعزیت جنت کا وارث بنا دیتی ہے۔

(۵۰۸) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ایک شخص کو اسکے لڑکے کی تعزیت ادا کی اور فرمایا تمہارے لڑکے کیلئے تم سے بہتر اللہ کی ذات ہے اور تمہارے لئے تمہارے لڑکے سے بہتر اللہ تعالیٰ کا عطا کردہ ثواب ہے۔ پھر آپ کو خبر ملی کہ اسکے بعد بھی وہ گریہ وزاری کر رہا ہے تو آپ پھر اسکے پاس تشریف لائے اور فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی تو انتقال فرمایا کیا تیرے لئے انکی مثال کافی نہیں ہے۔ اس نے کہا یہ نوجوان تھا۔ آپ نے فرمایا (پرواہ نہ کر) اس کے آگے تین چیزیں ہیں لا الہ الا اللہ کی شہادت پھر اللہ کی رحمت پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شفاعت اور ان تینوں میں سے ایک بھی اسکو انشاء اللہ تعالیٰ فوت نہ ہونے دیگی۔

(۵۰۹) اور ابو بصیر نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا ہے صاحب مصیبت کیلئے مناسب ہے کہ ردا اپنے دوش پر نہ ڈالے اور صرف قمیض پہنے رہے تاکہ پہچانا جاسکے اور اسکے پڑوسیوں کو چاہیئے کہ اسکی طرف سے یہ لوگ تین دن کھانا کھلائیں۔

(۵۱۰) نیز آپ نے فرمایا کہ ملعون ہے ملعون ہے وہ شخص جو دوسرے کی مصیبت میں اپنے دوش سے ردا اتار دے۔

(۵۱۱) اور جب حضرت امام علی النقی علیہ السلام نے وفات فرمائی تو دیکھا گیا کہ امام حسن عسکری علیہ السلام اپنے گھر میں سے برآمد ہوئے انکی قمیض آگے سے بھی چاک تھی اور پیچھے سے بھی۔

(۵۱۲) اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سعد بن معاذ رحمہ اللہ کے جنازے میں اپنی ردا دوش سے اتار دی تھی تو آپ سے اسکے متعلق دریافت کیا گیا آپ نے فرمایا کہ میں نے دیکھا کہ ملائکہ نے بھی اپنی ردائیں اتار دی ہیں تو میں نے بھی اپنی ردا اتار دی۔

(۵۱۳) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ اگر بلا و مصیبت سے قبل صبر نہ پیدا کر دیا جاتا تو مومن اسطرح پاش پاش ہوتا جس طرح انڈا پتھر پہ گر کر پاش پاش ہوتا ہے۔

(۵۱۴) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا چار چیزیں جس کے اندر ہونگی وہ نور خدا کے احاطہ میں ہوگا اور ان میں بھی سب سے عظیم وہ ہے کہ جس کے پاس سب سے ٹھوس اور مستحکم شے اس امر کی شہادت ہو کہ اللہ کے سوا کوئی اللہ نہیں اور یہ کہ میں اللہ کا رسول ہوں۔ دوسرے یہ کہ جب کسی مصیبت میں مبتلا ہو تو کہے انا للہ و انا الیہ راجعون۔ تیسرے یہ کہ جب اسے کوئی بھلی (اچھی) چیز ملے تو کہے الحمد للہ رب العالمین اور چوتھے یہ کہ جب اس سے کوئی خطا سرزد ہو تو کہے استغفر اللہ و اتوب الیہ۔

(۵۱۵) اور امام محمد باقر علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ ہر وہ مومن کہ جب اس پر دنیا میں کوئی مصیبت پڑے اور وہ انا للہ و انا الیہ راجعون کہے اور وقت مصیبت صبر کرے تو اللہ تعالیٰ اسکے پچھلے گناہ سوائے ان گناہان کبیرہ کے سب معاف کر دیگا

کہ جن پر اللہ تعالٰی نے جہنم کو لازم قرار دیدیا ہے۔

اور جب بھی وہ اپنی اس مصیبت کو اپنی آئیندہ زندگی میں یاد کرے اور اس وقت انا للہ و انا الیہ راجعون (کلمۂ استر جاع) کہے اور اللہ کی حمد کرے تو اللہ تعالٰی ہر وہ گناہ جو پہلے استرجاع سے لیکر اس استرجاع تک اس سے سرزد ہوئے ہیں سوائے گناہان کبیرہ کے معاف کردیگا۔

(۵۱۶) ابو بصیر نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ جب اہل میت اپنے جنازے کو دفن کرکے واپس ہوتے ہیں تو ایک فرشتہ جو قبرستانوں پر مقرر ہے ایک مٹھی خاک اٹھاتا ہے اور اسے اسکے آثار پر پھینک دیتا ہے اور کہتا ہے کہ جو کچھ تم لوگوں نے دیکھا ہے اب اسے بھول جاؤ اور اگر ایسا نہ ہو تو کوئی شخص اپنی زندگی سے لطف نہیں حاصل کرسکتا۔

(۵۱۷) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ جس پر کوئی مصیبت نازل ہو وہ جزع و فزع کرے یا نہ کرے وہ صبر کرے یا نہ کرے اللہ تعالٰی کی طرف سے اسکی جزا جنت ہے۔

(۵۱۸) نیز آپ نے فرمایا کہ اگر کسی مومن کا کوئی بچہ مرجائے تو وہ خواہ وہ صبر کرے یا نہ کرے اس مومن کا ثواب جنت ہے۔

(۵۱۹) اور آپ نے فرمایا کہ جس شخص کا ایک لڑکا مرجائے وہ اسکے ان ستّر لڑکوں سے اسکے لئے بہتر ہے جنہیں وہ چھوڑ کر دنیا سے جائے گا اور جو سب کے سب ایسے ہوں کہ سواری پر سوار ہوکر راہ خدا میں جہاد کریں۔

(۵۲۰) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ وہ شخص جنت میں نہیں جائے گا جس کی اولاد میں سے کوئی نہ مرا ہو اور اس کیلئے فرط (لائق اجر و ثواب) نہ بنے تو ایک شخص نے آپ سے عرض کیا یارسول اللہ اور جس کے کوئی لڑکا پیدا ہی نہ ہوا ہو اور جس کا کوئی لڑکا ہی نہ مرا ہو تو کیا ہم میں سے ہر ایک کیلئے فرط ہونا ضروری ہے؟ آپ نے فرمایا ہاں۔ مرد مومن کے فرط میں اسکا دینی بھائی شمار ہوگا۔

(۵۲۱) اور جس وقت حضرت جعفر بن ابی طالب قتل ہوئے تو نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا سے فرمایا کہ دیکھو ہائے رسوائی، ہائے ہلاکت اور ہائے غضب کچھ نہ کہنا حالانکہ اس میں سے جو کچھ تم کہوگی وہ سچ ہوگا۔

(۵۲۲) مہران بن محمد نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ جب کوئی مرنے والا مرجاتا ہے تو اسکے گھر والوں میں سے جو سب سے زیادہ بے قرار و بے چین ہے اسکے پاس اللہ تعالٰی ایک فرشتے کو بھیجتا ہے اور وہ آکر اسکے دل پر ہاتھ پھیر دیتا ہے اور پھر اسکی آتش حزن و ملال فرو ہوجاتی ہے اور اگر ایسا نہ ہو دنیا تو آباد بھی نہ رہ سکے۔

(۵۲۳) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب کسی بندہ مومن کا کوئی بچہ فوت ہوجاتا ہے تو اگرچہ اللہ تعالٰی خوب جانتا ہے کہ وہ بندہ مومن کیا کہتا ہے مگر اسکے باوجود اللہ تعالٰی ملائیکہ سے پوچھتا ہے کہ تم لوگوں نے فلاں بندہ

مومن کے بچے کی روح قبض کی ؟ تو ملائکہ کہتے ہیں ہاں اے ہمارے پروردگار ۔ تو اللہ تعالیٰ کہتا ہے کہ پھر ہمارے اس بندے نے کیا کہا ؟ ملائکہ کہتے ہیں کہ پروردگار اس نے تیری حمد کی اور انا للہ و انا الیہ راجعون کہا تو اللہ تعالیٰ کہتا ہے کہ اچھا اس کیلئے جنت میں ایک گھر بنادو اور اسکا نام بیت الحمد رکھدو۔

(۵۲۴) اور جب حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کے فرزند اسماعیل کا انتقال ہوا تو حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام جنازے کے آگے آگے پابرہنہ بغیر ردا اوڑھے ہوئے چلے۔

(۵۲۵) حضرت امام زین العابدین علی ابن الحسین علیہ السلام جب کسی جنازے کو دیکھتے تو فرماتے کہ اس اللہ کی حمد و شکر کہ جس نے مجھے ان عام مرنے والوں میں قرار نہیں دیا۔

(۵۲۶) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے بیان فرمایا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرزند حضرت ابراہیم کی وفات ہوئی تو نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اے ابراہیم ہمیں تمہارے مرنے کا بڑا رنج ہے مگر میں صابرین میں سے ہوں قلب محزون ہے اور آنکھیں گریاں ہیں مگر میں زبان سے ایسی بات نہیں کہونگا جو اللہ کی ناراضگی کا سبب ہو۔

(۵۲۷) نیز امامؑ نے ارشاد فرمایا کہ جب حضرت جعفر بن ابی طالب اور زید بن حارث کی شہادت کی آنحضرتؐ کو اطلاع ملی تو جب بھی گھر کے اندر داخل ہوتے بہت روتے اور کہتے کہ یہ دونوں مجھ سے باتیں کرتے اور مجھ سے موانست (انس) رکھتے تھے مگر اب سب چلے گئے۔

(۵۲۸) نیز امام علیہ السلام نے فرمایا کہ مصیبت اور صبر دونوں مومن کی طرف بڑھتے ہیں جب مصیبت آتی ہے تو وہ صبر کرتا ہے اور جزع وفزع و بلائیں کافر کی طرف بڑھتے ہیں جب بلاء نازل ہوتی ہے تو وہ جزع وآہ وزاری شروع کر دیتا ہے۔

(۵۲۹) اور کاہلی سے روایت ہے کہ اس نے کہا کہ ایک مرتبہ حضرت ابوالحسن موسیٰ بن جعفر علیہ السلام سے عرض کیا کہ میری زوجہ اور میری بہن جو محمد بن مارد کی زوجیت میں ہے صف ماتم میں جاتی ہیں اور میں ان دونوں کو منع کرتا ہوں تو وہ کہتی ہیں کہ اگر یہ حرام ہے تو اس سے آپ ہمیں منع کریں اور اگر حرام نہیں ہے تو پھر آپ ہمیں اس سے کیوں منع کرتے ہیں اس طرح لوگ ہمارے حقوق کی ادائیگی کو ترک کر دینگے ۔ تو آپ نے فرمایا تم ہم سے حقوق کے متعلق سوال کرتے ہو تو سنو ۔ میرے والد میری والدہؑ اور ام فروہ کو اہل مدینہ کے حقوق کی ادائیگی کو بھیجا کرتے تھے۔

(۵۳۰) امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ قبر میں صرف ان ہی لوگوں سے سوال ہوگا جو خالص مومن ہیں یا خالص کافر ہیں اور باقی لوگوں سے قیامت کے دن تک کوئی تعرض نہیں کیا جائے گا۔

(۵۳۱) اور سماعہ بن مہران نے ان جناب علیہ السلام سے قبروں کی زیارت اور ان میں مسجد تعمیر کرنے کے متعلق دریافت کیا تو آپ نے فرمایا قبروں کی زیارت میں کوئی حرج نہیں مگر اسکے پاس مسجد نہیں بنانی چاہیئے۔

(۵۳۲) نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میری قبر کو نہ قبلہ بنانا نہ مسجد بنانا اسلئے کہ جس وقت یہود نے اپنے انبیاء

کی قبور کو مسجد بنایا تو اللہ تعالیٰ نے ان پر لعنت کی ۔

(۵۳۳) جراح مدائنی نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ اہل قبور کو سلام کیونکر کیا جائے تو آپ نے فرمایا وہاں کھڑے ہو کر کہو اَلسَّلَامُ عَلٰی اَہْلِ الدِّیَارِ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ وَ الْمُسْلِمِیْنَ رَحِمَ اللّٰہُ الْمُسْتَقْدِمِیْنَ مِنَّا وَ الْمُسْتَاْخِرِیْنَ وَ اِنَّا اِنْ شَاءَ اللّٰہُ بِکُمْ لَاحِقُوْنَ (اس دیار کے رہنے والے مومنین و مسلمین پر سلام۔ اللہ رحم کرے ان لوگوں پر جو ہم سے پہلے گزر گئے اور جو آخر میں آئیں گے اور انشاء اللہ ہم تم لوگوں کے ساتھ آکر ملحق ہونگا) ۔

(۵۳۴) اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب قبرستان سے ہو کر گزرتے تو فرماتے اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ مِنْ دِیَارِ قَوْمٍ مُؤْمِنِیْنَ وَ اِنَّا اِنْ شَاءَ اللّٰہُ بِکُمْ لَاحِقُوْنَ ۔

(۵۳۵) اور امیرالمومنین علیہ السلام جب قبرستان میں گئے تو یہ فرمایا کہ اے قبر کے ساکنو اے مسافرو تمہارے گھروں میں دوسرے لوگوں نے سکونت اختیار کرلی تمہاری ازواج نے دوسروں سے نکاح کرلیا تمہارا مال اور تمہاری دولت سب بٹ بٹا چکی یہ خبر تو میرے پاس ہے جو میں تمہیں بتاتا ہوں اور کاش ہمیں یہ معلوم ہوتا کہ تمہارے پاس کیا خبر ہے ۔ پھر آپ اپنے اصحاب کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا اگر ان لوگوں کو بولنے کی اجازت ہوتی تو کہتے کہ بہترین توشۂ آخرت تقویٰ ہے ۔

(۵۳۶) اور مقتولین بدر جو ایک قلیب (کنوئیں) میں ڈال دیئے گئے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس قلیب کے پاس کھڑے ہوئے اور آواز دی اے اہل قلیب اللہ تعالیٰ نے جو ہم لوگوں سے وعدہ کیا تھا اسے ہم لوگوں نے حق پایا یہ بتاؤ تم لوگوں سے تمہارے رب نے جو وعدہ کیا تھا تم نے اسے حق پایا؟ یہ سنکر منافقین نے کہا (لو یہ دیکھو) رسول اللہ مردوں سے باتیں کررہے ہیں تو آنحضرت نے انکی طرف دیکھا اور فرمایا اگر ان لوگوں کو کلام کرنے کی اجازت ہوتی تو یقیناً کہہ دیتے کہ ہاں اور بہترین توشۂ آخرت تقویٰ ہی ہے ۔

(۵۳۷) اور حضرت فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا ہر سنیچر کی صبح کو قبور شہدا پر جاتی تھیں اور حضرت حمزہ کی قبر پر خصوصیت سے جاتیں انکے لئے اللہ سے رحمت کی دعا کرتیں اور ان کیلئے طلب مغفرت کرتی تھیں ۔

(۵۳۸) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ جب تم قبرستان میں جاؤ تو کہو "اَلسَّلَامُ عَلٰی اَہْلِ الْجَنَّۃِ"

(۵۳۹) اور حضرت ابوالحسن موسیٰ بن جعفر علیہ السلام نے فرمایا کہ جب تم قبرستان میں سے گزرو گے تو اس سے جو مومن ہوگا اس کو راحت محسوس ہوگی اور جو منافق ہوگا اسکو تکلیف محسوس ہوگی ۔

(۵۴۰) محمد بن مسلم سے روایت کی گئی ہے انہوں نے کہا کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا کہ کیا ہم لوگ مردوں کی زیارت کریں؟ آپ نے فرمایا ہاں میں نے عرض کیا کہ جب ہم لوگ انکے پاس جاتے ہیں تو کیا انہیں علم ہوجاتا ہے؟ فرمایا ہاں خدا کی قسم ان لوگوں کو تمہارے جانے کا علم ہوجاتا ہے اور وہ تم لوگوں سے انس

محسوس کرتے ہیں۔ راوی کا بیان ہے کہ میں نے عرض کیا جب ہم لوگ وہاں جائیں تو کیا کہیں؟ آپ نے فرمایا یہ کہو اَللّٰھُمَّ جَافِ الْاَرْضَ عَنْ جُنُوْبِھِمْ وَ صَاعِدْ اِلَیْکَ اَرْوَاحَھُمْ وَ لَقِّھِمْ مِنْکَ رِضْوَانًا وَ اَسْکِنْ اِلَیْھِمْ مِنْ رَحْمَتِکَ مَا تَصِلُ بِہٖ وَحْدَتَھُمْ وَ تُؤْنِسُ بِہٖ وَحْشَتَھُمْ اِنَّکَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ (اے اللہ تو ان لوگوں کے پہلووں سے زمین کشادہ کردے اور ان کی روحوں کی اپنی طرف بلند کرلے اور ان لوگوں سے اپنی رضا کو متصل کردے اور انکے پاس اپنی رحمت کو ساکن کر جو انکی تنہائیوں میں انکی دل جوئی کرے اور انکی وحشتوں میں انکی مونس بن جائے بیشک تو ہر شے پر قادر ہے)۔

(۵۴۱) حضرت امام رضا علیہ السلام نے فرمایا جو مرد مومن کسی مرد مومن کی قبر کی زیارت کو جائے اور وہاں سورہ "انا انزلناہ فی لیلۃ القدر" سات مرتبہ پڑھے تو اللہ تعالیٰ اسکو بخش دیگا اور صاحب قبر کو بھی بخش دیگا۔

(۵۴۲) ور اسحاق بن عمار نے حضرت ابوالحسن امام موسیٰ بن جعفر علیہ السلام سے دریافت کیا کہ کیا مومن (مرحوم) اپنے اہل وعیال کو دیکھنے آتا ہے؟ آپ نے فرمایا ہاں۔ اس نے عرض کیا کتنے دن میں؟ آپ نے فرمایا یہ اسکے فضائل پر منحصر ہے کوئی ان میں سے روزانہ دیکھنے آتا ہے کوئی ہر دو دن میں کوئی ہر تیسرے دن میں راوی کا بیان ہے کہ میں نے آپ کے سلسلہ کلام سے یہ سمجھا کہ آپ فرمارہے ہیں کہ کم از کم ہر جمعہ کو۔ راوی نے پوچھا کہ کس وقت؟ آپ نے فرمایا زوال آفتاب کے وقت یا اس سے ذرا پہلے۔ اور اللہ تعالیٰ اسکے ساتھ ایک ملک کو بھیج دیتا ہے جو اسکو وہی چیز دکھاتا ہے جسے دیکھکر وہ خوش ہو اور وہ چیز چھپا دیتا ہے جسے دیکھکر اسے رنج ہو تو وہ سب کو مسرور ہو کر دیکھتا ہے اور اپنی آنکھوں کو خنک کرکے واپس ہوتا ہے۔

(۵۴۳) اور حفص بن بختری نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ کافر اپنے اہل وعیال کو دیکھنے کیلئے آتا ہے تو وہی دیکھ پاتا ہے جو اسکو ناپسند ہو اور اس سے وہ چھپا رہتا ہے جو اسے پسند آئے۔

(۵۴۴) اور صفوان بن یحییٰ نے حضرت ابو الحسن امام موسیٰ بن جعفر علیہ السلام سے عرض کیا کہ مجھے کسی سے معلوم ہوا ہے کہ مومن کی قبر کے پاس جب کوئی زیارت کرنے والا آتا ہے تو وہ اس سے مانوس ہوجاتا ہے اور جب وہ واپس ہوتا ہے تو اسکو وحشت ہوتی ہے؟ آپ نے فرمایا اسکو وحشت نہیں ہوتی۔

(۵۴۵) اور حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ میت کیلئے جس دن سے وہ مرا ہے تین دن تک ماتم کا اہتمام کیا جاتا ہے۔

(۵۴۶) اور حضرت ابو جعفر امام محمد باقر علیہ السلام نے اپنی موت پر صف ماتم کے اہتمام کیلئے آٹھ سو (۸۰۰) درہم کی وصیت فرمائی اور آنجنابؑ کی نظر میں یہ سنت تھی اس لئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جعفر بن ابی طالب کی آل کیلئے تم لوگ طعام تیار کرو اور لوگوں نے طعام تیار کرکے بھیجا۔

(۵۴۷) نیز حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے یہ بھی وصیت کی دس (۱۰) سال تک حج کے موقع پر صف ماتم کا انعقاد کیا جائے۔

(۵۴۸) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ اہل مصیبت کے وہاں کھانا اہل جاہلیت کا دستور ہے۔

اور سنت یہ ہے کہ انکے وہاں طعام بھیجا جائے جیسا کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب حضرت جعفر بن ابی طالب کی خبر شہادت آئی تو آپ نے حکم دیا کہ آل جعفر بن ابی طالب کے وہاں طعام بھیجا جائے۔

(۵۴۹) نیز آپ نے بیان فرمایا کہ جب حضرت جعفر بن ابی طالب شہید ہوئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا سے فرمایا کہ تم اسماء بنت عمیس اور انکی عورتوں کے پاس تعزیت کے لئے جاؤ اور انکے لئے تین دن تک کھانا تیار کرکے بھیجو چنانچہ یہ سنت جاری ہوگئی۔

(۵۵۰) اور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ کسی کے لئے یہ درست نہیں کہ وہ (کسی کی موت پر) تین دن سے زیادہ سوگ منائے اور زینت ترک کرے سوائے اس عورت کے جسکا شوہر مرگیا ہو تو وہ عدۃ وفات پورا ہونے تک سوگ منائے گی اور ترک زینت کرے گی۔

(۵۵۱) اور ایک مرتبہ آنجنابؑ سے نوحہ کرنے والیوں کی اجرت کیلئے دریافت کیا گیا تو آپ نے فرمایا اس میں کوئی حرج نہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر بھی نوحہ کیا گیا ہے۔

(۵۵۲) اور روایت کی گئی ہے کہ آنجنابؑ نے فرمایا کہ نوحہ خوانی کے پیشہ سے کمانے میں کوئی حرج نہیں اگر نوحہ کرنے میں میت کیلئے سچائی سے کام لے اور دوسری روایت میں ہے کہ آپ نے فرمایا کہ نوحہ خوانی کرنے میں ایک ہاتھ کو دوسرے ہاتھ پہ مارنا اسکے لئے حلال ہے۔

(۵۵۳) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب جنگ احد سے مدینہ واپس آئے تو آپ نے ہر گھر سے جسکے گھر والوں میں سے کوئی قتل ہوا تھا آہ و بکا کی آوازیں سنیں مگر آپ کے چچا حمزہ کے گھر سے کوئی آہ و بکا کی آواز نہیں سنی تو آپ نے فرمایا "افسوس میرے چچا حمزہ پر رونے اور آہ و بکا کرنے والا کوئی نہیں ہے"۔ تو اہل مدینہ نے یہ عہد کرلیا کہ جب بھی وہ اپنے مرنے والوں پر روئیں گے تو پہلے حضرت حمزہ پر آہ و بکا کریں گے اور وہ لوگ آج تک اس عہد پر قائم ہیں۔

(۵۵۴) اور عمر بن یزید کا بیان ہے کہ میں نے ایک مرتبہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ کیا میت کی طرف سے نماز پڑھی جائے؟ آپ نے فرمایا ہاں۔ تاکہ اگر وہ ضیق اور تنگی میں ہے تو اللہ تعالیٰ وسعت پیدا کرے، وہ میت بلائی جائے گی۔ اور اس سے کہا جائیگا کہ تمہارے فلاں بھائی نے جو تمہاری طرف سے نماز پڑھی ہے اسکی بناء پر تیری اس تنگی میں تخفیف کردی گئی۔

راوی کا بیان ہے کہ پھر میں نے عرض کیا کہ کیا دو (۲) رکعتوں میں دو (۲) آدمیوں کو شامل کرلوں؟ آپ نے فرمایا ہاں اس کے بعد آپ نے ارشاد فرمایا کہ اسطرح کسی زندہ شخص کو کوئی ہدیہ دیا جائے اور وہ خوش ہوتا ہے اسی طرح مرنے والے کیلئے جب رحمت کی دعا کی جاتی ہے اور اس کیلئے طلب مغفرت کی جاتی ہے تو وہ اس سے خوش ہوتا ہے۔

اور یہ جائز ہے کہ کوئی شخص اپنے حج اور اپنے عمرے یا اپنی بعض نمازیں یا اپنے بعض طواف کو اپنے بعض عزیزوں کیلئے جو مرچکے ہیں قرار دیدے اور وہ اس سے فائدہ اٹھائے تاکہ اگر کسی پر عتاب ہے تو اسکو معاف کر دیا جائے۔ اور اگر وہ ضیق اور تنگی میں ہے تو اسے وسعت اور کشادگی دیدی جائے اور میت کو اسکا علم ہو جاتا ہے اور اگر کوئی شخص یہ اعمال کسی ناصبی کی طرف سے بھی کرے تو اسکے عذاب میں تخفیف ممکن ہے نیز داد و دہش اور صلہ رحم اور حج تو انسان زندہ اور مردہ دونوں کیلئے قرار دے سکتا ہے مگر نماز زندہ کی طرف سے پڑھنا جائز نہیں ہے۔

(۵۵۵) امام علیہ السلام نے فرمایا کہ چھ چیزوں کا فائدہ مومن کو اسکی وفات کے بعد بھی ملتا ہے۔ وہ فرزند جو اسکے لئے استغفار کرتا ہے، وہ مصحف جسے وہ چھوڑ کر مرا ہے، وہ درخت جو اس نے لگایا ہے، وہ کار خیر جو اس سے جاری ہوا ہے، وہ کنواں جو اس نے کھودا ہے، وہ سنت جو اسکے بعد بھی اختیار کی جاتی ہے۔

(۵۵۶) اور فرمایا مسلمانوں میں سے کوئی شخص اگر کسی میت کی طرف سے عمل صالح کرے گا تو اسکو دوگنا ثواب ملے گا اور اللہ تعالیٰ اس سے میت کو بھی نفع پہنچائے گا۔

(۵۵۷) نیز آپ نے فرمایا کہ نماز، روزہ، حج، صدقہ، نیکی اور دعا جو کچھ میت کیلئے کیا جاتا ہے وہ سب میت کی قبر میں پہنچتا ہے۔ اور اسکا ثواب جس نے یہ کیا ہے اس کیلئے اور میت کیلئے لکھا جاتا ہے۔

(۵۵۸) اور جب ذر بن ابی ذر رحمہ اللہ کا انتقال ہوا تو حضرت ابو ذر انکی قبر پر آئے اور انکی قبر پر اپنے ہاتھوں کو رکھا اور کہا اے ذر تم پر اللہ تعالیٰ رحم فرمائے تم خدا کی قسم ہمارے لئے بہت اچھے تھے اب تمہاری روح قبض کر لی گئی مگر میں تم سے راضی اور خوش ہوں۔ خدا کی قسم مجھے تمہاری موت کا کوئی حزن و ملال نہیں ہے اور مجھے سوائے خدا کے اور کسی کی ضرورت نہیں۔ اور اگر مجھے مرنے کے بعد کی ہولناکیوں کا خیال نہ ہوتا تو مجھے خوشی ہوتی اگر تمہاری جگہ میں ہوتا۔ اور مجھے تمہاری جدائی کے غم کے بدلے اب تمہارا غم ہے (کہ تم کس حال میں ہوگے) اور میں تمہاری جدائی پر نہیں رویا بلکہ اس پر رویا کہ تمہارے سامنے کیا ہولناکیاں ہونگی۔ کاش میں نے جو کچھ کہا اور تمہارے لئے جو کچھ کیا گیا اسکے متعلق مجھے علم ہوتا۔ پروردگار تو نے میرا جو کچھ حق اس پر فرض کیا تھا میں نے اسے اسکو بخش دیا اب تیرا حق بھی جو کچھ اس پر فرض تھا تو اسے بھی بخش دے اس اسلئے کہ تو مجھ سے بھی زیادہ جود و کرم کا حق رکھتا ہے۔

باب النوادر (متفرقات)

(۵۵۹) امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ ایک مرد فقیہ سے زیادہ اور کسی کی موت ابلیس کو پسند نہیں۔

(۵۶۰) نیز آپ سے قول خدا "أولم يروا انا ناتی الارض ننقصها من أطرافها" (کیا ان لوگوں نے یہ نہیں دیکھا کہ ہم زمین کو اسکے تمام اطراف سے گھٹاتے چلے آئے ہیں) (سورہ رعد آیت نمبر ۴۱) کے متعلق دریافت کیا گیا تو آپ نے فرمایا اس سے مراد علماء کا مفقود ہونا ہے۔

(۵۶۱) نیز آپ سے قول خدا "أولم نعمركم مايتذكر فيه من تذكر" (کیا ہم نے اتنی عمریں نہ دی تھیں کہ جو نصیحت لینا چاہتا تھا وہ نصیحت حاصل کر لیتا) (سورۃ فاطر آیت نمبر ۳۷) کے متعلق دریافت کیا گیا تو آپ نے فرمایا کہ یہ اٹھارہ (۱۸) سال والوں کے لئے سرزنش ہے۔

(۵۶۲) نیز آپ سے قول خدا "وان من قرية الانحن مهلكوها قبل يوم القيامة أو معذبوها" (اور کوئی بھی بستی ہو اسکو قیامت سے پہلے تباہ و ہلاک کر کے چھوڑ دیں گے یا اس پر عذاب نازل کریں گے) (سورۃ الاسراء آیت نمبر ۵۸) کے متعلق دریافت کیا گیا کہ تو آپ نے فرمایا کہ اس سے مراد موت سے فنا ہونا ہے۔

(۵۶۳) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ تم لوگوں کو مناسب نہیں کہ (ہماری مصیبت میں) ہم لوگوں کو تعزیت ادا کرو مگر لوگوں کیلئے یہ مناسب ہے کہ تمہاری مصیبت میں ہم تم لوگوں کو تعزیت ادا کریں تم لوگوں کیلئے مناسب ہے کہ ہم لوگوں کے خوشی کے موقع پر ہم لوگوں کو تہنیت ادا کرو اسلئے کہ تم لوگ ہماری مصیبت میں ہمارے شریک ہو (اور شرکائے مصیبت ایک دوسرے کو تعزیت ادا نہیں کرتے)۔

(۵۶۴) حضرت ابوالحسن امام موسیٰ بن جعفر علیہ السلام سے دریافت کیا گیا کہ ایک شخص ہے جو اپنے فرزند سے یا اپنی دختر سے کہتا ہے کہ میرے باپ اور میری ماں تجھ پر قربان یا میرے والدین تجھ پر قربان آپ سمجھتے ہیں کہ اس میں کوئی حرج ہے؟ آپ نے فرمایا کہ اگر والدین زندہ ہیں تو میری نظر میں یہ کہہ کر وہ عاق ہو جائے گا۔ اور اگر والدین زندہ نہیں ہیں تو اس کے کہنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

(۵۶۵) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ صبر دو قسم کے ہیں ایک صبر ہوتا ہے مصیبت کے وقت یہ صبر اچھا اور جمیل ہے اور اس صبر سے افضل وہ صبر ہے جب اللہ تعالیٰ نے ایک چیز تجھ پر حرام کر دی ہے تو اس سے رک جا اور اس پر صبر کر۔

(۵۶۶) نیز امام علیہ السلام نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں پر تین نوازشیں کی ہیں ایک یہ کہ روح نکلنے کے بعد اس میں بدبو پیدا کر دیتا ہے اگر ایسا نہ ہو تو کوئی دوست اپنے دوست کو دفن نہ کرے۔ دوسرے مصیبت کے وقت اللہ تعالیٰ

صبر دیدیتا ہے اگر ایسا نہ ہو تو نسل منقطع ہو جائے۔ تیسرے اللہ تعالیٰ دانوں میں گھن اور کیڑے پیدا کر دیتا ہے اور اگر ایسا نہ ہو تو تمام سلاطین جسطرح سونے چاندی کا ذخیرہ کرتے ہیں اسی طرح اسکا بھی ذخیرہ کرلیتے۔

(۵۶۷) نیز امام علیہ السلام نے فرمایا کہ ہم اہلبیت مصیبت نازل ہونے سے پہلے بے چین ہوتے ہیں مگر اللہ تعالیٰ کا حکم نازل ہوجاتا ہے تو پھر قضائے الہی پر راضی رہتے ہیں اور اسکے حکم کے سامنے سر تسلیم خم کرلیتے ہیں۔ ہم لوگ یہ نہیں کرتے کہ جس بات کو اللہ نے پسند کیا ہے ہم لوگ اسکو ناپسند کریں۔

(۵۶۸) نیز آپ نے فرمایا کہ جو شخص مصیبت آنے پر اپنے نفس پر قابو نہیں رکھ سکتا تو اس کو چاہیئے آنسو بہالے اس سے اسکو سکون مل جائیگا۔

(۵۶۹) ایک مرتبہ ابن ابی لیلی نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ اللہ تعالیٰ نے جتنی چیزیں پیدا کی ہیں ان میں سب سے زیادہ شیریں کیا ہے؟ تو آپ نے فرمایا جوان فرزند۔ پھر پوچھا اور اللہ تعالیٰ نے جتنی چیزیں پیدا کی ہیں ان میں سب سے تلخ کیا ہے؟ آپ نے فرمایا اسکا مفقود ہوجانا۔ تو ابن ابی لیلی نے کہا میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ ہی لوگ اللہ کی مخلوق پر اللہ کی حجت ہیں۔

(۵۷۰) نیز آپ نے فرمایا جو شخص کسی یتیم کے سر پر اپنے ہاتھ شفقت سے پھیرے گا اللہ تعالیٰ قیامت کے دن یتیم کے ہر بال پر جس سے اسکا ہاتھ مس ہوا ہے اسے ایک نور عطا کرے گا۔

(۵۷۱) اور روایت کی گئی ہے کہ ہر بال کے عوض جس پر اسکا ہاتھ مس ہوا ہے اللہ تعالیٰ اسکے نام ایک حسنہ (نیکی) لکھ دیگا۔

(۵۷۲) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ تم میں سے جو شخص قسی القلب نہیں رہنا چاہتا تو اسکو چاہیئے کہ وہ کسی یتیم کو قریب بلائے اسکے ساتھ ملاطفت کرے اسکے سر پر شفقت کا ہاتھ پھیرے تو اللہ کے حکم سے اسکا دل نرم ہوجائیگا اسلئے کہ یتیم کا بھی ایک حق ہوتا ہے۔

اور ایک روایت میں ہے کہ اسکو اپنے دسترخوان پر بٹھائے اسکے سر پر شفقت کے ساتھ ہاتھ پھیرے اسکا دل نرم ہوجائیگا۔

(۵۷۳) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ جب کوئی یتیم روتا ہے تو اسکے رونے سے عرش ہلنے لگتا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے یہ کون ہے جس نے میرے اس بندے کو رُلایا ہے جس سے میں نے اسکے ماں باپ کو بچپن میں چھین لیا ہے مجھے اپنے عزت وجلال وعلو مکان کی قسم جو شخص اس یتیم کو چپ کرائے گا میں اسکے لئے جنت واجب کر دونگا۔

(۵۷۴) جس شخص کی اولاد مر گئی ہے بحکم خدا اسکی وہی اولاد اسکو جہنم سے بچائے گی۔

(۵۷۵) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے میرے لئے چھ چیزوں کو ناپسند کیا ہے اور میں

اپنی اولاد میں سے جو اوصیاء ہیں اور میرے بعد جو ان اوصیاء کی اتباع کرنے والے انکے لئے ان چیزوں کو ناپسند کرتا ہوں ۔ حالت نماز میں فعل عبث کرنا، حالت صوم میں فحش گوئی، صدقہ دینے کے بعد احسان جتانا، جنب کی حالت میں مسجد کے اندر آنا، لوگوں کے گھروں میں جھانکنا اور قبرستان میں ہنسنا۔

(۵۷۶) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا جب کبھی بھی قبر کی مٹی کے علاوہ کوئی دوسری مٹی قبر پر ڈالی جائیگی تو وہ میت پر گراں ہوگی۔

(۵۷۷) روایت کی گئی ہے کہ سندی بن شاہک نے حضرت ابوالحسن امام موسیٰ بن جعفر علیہ السلام سے ایک مرتبہ کہا کہ آپ مجھے اجازت دیں کہ میں خود اپنے پاس سے آپ کو کفن دوں ۔آپ نے فرمایا کہ ہم اہلبیت فریضہ حج اپنی عورتوں کا مہر اور اپنے کفن (کی قیمت کی ادائیگی) اپنے پاک وطاہر مال سے کرتے ہیں ۔

(۵۷۸) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا ہمارے دشمن طاعون سے مرتے ہیں اور اے گروہ شیعہ تم لوگ پیٹ کے مرض سے مرتے ہو یہی تم لوگوں کی علامت ہے ۔

(۵۷۹) اور امیرالمومنین علیہ السلام نے فرمایا کہ جس شخص نے کسی قبر کی تجدید کی یا کوئی بدعت قائم کی تو وہ اسلام سے خارج ہو گیا ہمارے مشائخ نے اس حدیث کے معنیٰ میں اختلاف کیا ہے ۔ محمد بن حسن صفار رحمتہ اللہ نے فرمایا کہ اس حدیث میں لفظ جدد "ج" ہی سے ہے اسکے علاوہ کوئی دوسرا لفظ نہیں ہے ۔اور ہمارے شیخ محمد بن حسن بن احمد بن ولید رضی اللہ عنہ سے حکایت کی گئی ہے کہ انہوں نے کہا کہ کچھ دن گزرنے کے بعد قبر کی تجدید اور اسکا لیپنا پوتنا جائز نہیں پہلی مرتبہ لیپنے پوتنے کے بعد ۔ لیکن اگر مرنے والا مرجائے اور اسکی قبر کی لیپا پوتی کردی جائے تو یہ جائز ہے کہ تمام قبروں کی مرمت کی جائے بغیر اسکے کہ اسکی تجدید کی جائے ۔

اور سعد بن عبداللہ رحمہ اللہ کے متعلق ذکر کیا گیا ہے کہ وہ کہا کرتے تھے کہ یہ من حدد قبراً ہے اسکو (جیم نہیں) حاء سے پڑھا جائے اسکا مطلب یہ ہے کہ جو شخص قبر کو اونٹ کے کوہان کی طرح قبہ دار بنائے ۔

اور احمد بن ابی عبداللہ برقی کے متعلق ذکر کیا گیا ہے کہ انہوں نے کہا کہ یہ لفظ (جدد یا حدد نہیں بلکہ) جدث ہے اور جدث کے معنی قبر کے ہیں مگر میں نہیں سمجھ سکا کہ انہوں نے اس سے کیا مفہوم لیا ہے اور جس طرف میرا خیال گیا ہے وہ یہ ہے کہ لفظ جدد "ج" ہی سے ہے ۔اور اسکے معنی کسی قبر کو کھودنے کے ہیں اسلئے کہ جو قبر کو کھودے گا اسکو جدید بنانے ہی کیلئے کھودے گا اور گڑھا کرکے نئی قبر بنائے گا۔ اور میں کہتا ہوں تجدید جسکی طرف محمد بن حسن صفار کا خیال گیا اور تحدید "حاء بغیر نقطہ کے جسکی طرف سعد بن عبداللہ کا خیال گیا ہے اور جو برقی نے کہا کہ یہ لفظ جدث ہے یہ تمام کے تمام مفہوم حدیث میں داخل ہیں اور جو شخص امام کی مخالفت کرے (قبر کی) تجدید کرکے یا اسکو کوہان شتر کی طرح قبہ دار بنائے یا اسکو از سرنو کھود کر بنائے اور اس میں سے کسی شئے کو حلال سمجھے وہ دائرہ اسلام سے خارج ہے ۔

اور امامؑ کے قول (کا دوسرا ٹکڑا) "من مثل مثالاً" اسکے متعلق میں یہ کہتا ہوں کہ اس سے امامؑ کی مراد یہ ہے جو شخص کوئی بدعت ایجاد کرے اور لوگوں کو اسکی طرف دعوت دے یا کوئی دین ایجاد کرے تو وہ دائرہ اسلام سے خارج ہے اور میرا اس سلسلہ میں یہ کہنا ہمارے ائمہ طاہرین علیہم السلام کا کہنا ہے اگر میں نے درست کہا ہے تو اللہ کی طرف سے یہ ان لوگوں کی زبان پر جاری ہوا اگر میں نے غلط کہا ہے تو یہ خطا تو میری اپنی ذات سے ہوئی ہے۔

(۵۸۰) اور عمّار ساباطی سے روایت ہے کہ انہوں نے بیان کیا کہ ایک مرتبہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے میت کے متعلق دریافت کیا گیا کہ کیا میت کا جسد بوسیدہ ہوجاتا ہے؟ آپ نے فرمایا کہ ہاں یہاں تک کہ اس طینت کے سوا جس سے وہ پیدا ہوا ہے نہ کوئی گوشت باقی رہتا ہے اور نہ ہڈی باقی رہتی ہے مگر وہ طینت گول شکل میں قبر کے اندر باقی رہتی ہے تاکہ جسطرح وہ پہلے پیدا کیا گیا تھا اسی طرح اب بھی پیدا کیا جائے۔

(۵۸۱) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے ہم لوگوں کی ہڈیوں کا کھانا زمین پر حرام کردیا ہے۔ اور ہم لوگوں کے گوشت کا کھانا کیڑوں پر حرام کردیا ہے وہ اس میں سے ذرا بھی نہیں کھاسکتے۔

(۵۸۲) نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میری حیات تم لوگوں کیلئے بہتر ہے اور میری ممات بھی تم لوگوں کیلئے بہتر ہے۔ تو لوگوں نے کہا یارسول اللہ یہ کیسے؟ تو آپ نے فرمایا میری حیات کے متعلق اللہ تعالیٰ کہتا ہے۔ **وما کان اللہ لیعذبھم و انت فیھم** (اے رسول جب تک تم ان کے درمیان موجود ہو خدا ان پر عذاب نازل نہیں کرے گا) (سورہ انفال آیت نمبر ۳۳) اور تم لوگوں سے میری مفارقت کے بعد تو تم لوگوں کے اعمال میرے سامنے ہر روز پیش کئے جائینگے اگر اچھے ہوئے تو میں ان میں اللہ سے زیادتی کیلئے دعا کرونگا اور برے اعمال ہوئے تو میں اللہ سے انکی مغفرت کی دعا کرونگا۔ لوگوں نے کہا یا رسول اللہ مگر آپ تو بوسیدہ ہوجائینگے یعنی گل سڑجائیں گے آپ نے فرمایا ہرگز ایسا نہیں ہوگا اللہ تعالیٰ نے ہم لوگوں کے گوشت کو زمین پر حرام کردیا ہے (کہ وہ اس میں سے ذرا بھی کھائے)۔

(۵۸۳) اور روایت کی گئی ہے کہ بندوں کے اعمال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ائمہ طاہرین علیہم السلام کے سامنے پیش کئے جاتے ہیں چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ "**وقل اعملوا فسیری اللہ عملکم و رسولہ و المومنون**" (اے رسول تم کہہ دو کہ تم لوگ اپنے اپنے کام کئے جاؤ خدا اور اسکا رسول اور مومنین تمہارے کاموں کو دیکھیں گے) (سورہ توبہ آیت نمبر ۱۰۵)

(۵۸۴) اور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے مصلوب (تختہ دار پر چڑھے ہوئے) کے متعلق دریافت کیا گیا کہ کیا اسے بھی عذاب قبر ہوگا؟ تو آپ نے فرمایا کہ جو زمین کا رب ہے وہی تو ہوا کا بھی رب ہے اللہ تعالیٰ ہوا کو وحی کرے گا اور وہ قبر سے بھی زیادہ اسکو فشار دیدیگی۔

(۵۸۵) عمّار ساباطی نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ اگر تم میت کے سر

اور اسکی داڑھی کو خطمی سے دھوؤ تو کوئی حرج نہیں ہے یہ آپ نے ایک طویل حدیث میں ارشاد فرمایا جسکے اندر آپ نے غسل میت کا طریقہ بتایا ہے۔

(۵۸۶) حضرت ابو جعفر امام محمد باقر علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ غسل میت غسل جنابت کے مانند ہے اگر بال بہت زیادہ ہیں تو ان پر تین مرتبہ پانی ڈالا جائے گا۔

(۵۸۷) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ اگر میت کو دونوں قدموں کے درمیان رکھا جائے اور اسکے اوپر کھڑے ہو کر اسکو غسل دیا جائے تاکہ دائیں اور بائیں کروٹ دینے میں پاؤں سے روکا جاسکے کہ کہیں میت منہ کے بل نہ گر پڑے تو کوئی حرج نہیں ہے۔

(۵۸۸) ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انصار میں سے کسی شخص کے جنازے کے ساتھ پاپیادہ چل رہے تھے تو ایک شخص نے کہا یا رسول اللہ آپ سواری پر کیوں نہیں بیٹھ لیتے آپ نے فرمایا مجھے پسند نہیں کہ میں سواری پر چل رہا ہوں اور فرشتے پاپیادہ چل رہے ہوں۔

(۵۸۹) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے اپنی جس حدیث کے اندر غسل میت کا طریقہ بتایا ہے اسکے آخر میں آپ نے ارشاد فرمایا کہ میت کے کان میں ہرگز کوئی چیز نہ بھرو اور اگر اسکی ناک سے کچھ بہنے کا خطرہ ہے تو اس پر روئی رکھ دو اور اگر خطرہ نہ ہو تو اس پر بھی کوئی چیز نہ رکھو۔

(۵۹۰) اور آپ نے ایک دوسری طویل حدیث میں غسل میت کا طریقہ بتاتے ہوئے کہا کہ اسکے ناخنوں کو نہ کریدو (خلال نہ کرو)۔

(۵۹۱) نیز آپ نے فرمایا کہ اگر تم لوگوں کے یہاں کوئی مرجائے تو اسکو قبلہ رُو کر دو اور اسی طرح جب غسل دو تو غسل کے پانی کے جانے کیلئے قبلہ کی طرف گڑھا کھودو۔

(۵۹۲) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ جب روح قبض کرلی جاتی ہے تو وہ اپنے جسد کے اوپر سایہ فگن اور منڈلاتی رہتی ہے۔ مومن اور غیر مومن دونوں کی روح ہر بات کو دیکھتی ہے کہ اسکے ساتھ کیا ہو رہا ہے اور جب اسکو کفن پہنا کر تابوت میں رکھ دیا جاتا ہے اور لوگ اسکو اپنے کاندھوں پر اٹھاتے ہیں تو وہ پلٹ کر اپنے جسد میں آجاتی ہے اور اسکی نگاہ کی قوت بڑھا دی جاتی ہے تو وہ جنت یا جہنم میں اپنی جگہ کو دیکھتی ہے اگر وہ جنتی ہے تو باآواز بلند کہتی ہے کہ مجھے جلدی پہنچاؤ مجھے جلدی پہنچاؤ۔ اور اگر جہنمی ہے تو چیخ کر کہتی ہے کہ مجھے واپس لے چلو مجھے واپس لے چلو۔ اور جو کچھ اسکے ساتھ کیا جاتا ہے اسکو جانتی ہے اور لوگوں کی باتیں سنتی ہے۔

(۵۹۳) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا ارواح جنت کے ایک درخت پر اجساد کی شکل میں رہتی ہیں۔ آپس میں ایک دوسرے سے سوال و جواب کرتی ہیں اور ایک دوسرے سے متعارف ہوتی ہیں اور جب (دنیا سے نکل کر) کوئی

روح ان روحوں کے پاس پہنچتی ہے تو کہتی ہیں اسے ذرا چھوڑ دو دم لینے دو بیچارہ ہول عظیم سے چھوٹ کر آیا ہے اس کے بعد اس سے پوچھتی ہیں کہ فلاں کا کیا ہوا فلاں کا کیا ہوا۔ اگر اس نے کہا کہ ابھی وہ زندہ ہے تو اسکی آمد کا انتظار کرتی ہیں اور اگر اس نے کہا کہ وہ مرگیا تو کہتی ہیں کہ پھر وہ جہنم میں گراوہ جہنم میں گرا (یعنی یہاں تو نہیں آیا)۔

(۵۹۴) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ کی طرف وحی فرمائی کہ حضرت یوسف علیہ السلام کی ہڈیاں نکالو تب وعدہ ہے کہ چاند طلوع ہوگا اور چاند ایک عرصے سے ان لوگوں کے پاس طلوع نہیں ہوتا تھا تو حضرت موسیٰ نے لوگوں سے پوچھا کہ اس جگہ کو کون جانتا ہے؟ تو ان سے کہا گیا کہ یہاں ایک بڑھیا رہتی ہے وہ اسے جانتی ہے مگر بالکل کمزور ہو چکی ہے اور اندھی ہو گئی ہے۔ آپ نے اسے بلا بھیجا اور وہ آئی تو اس سے پوچھا کیا حضرت یوسف علیہ السلام کی قبر جانتی ہے؟ اس نے کہا کہ ہاں آپ نے کہا پھر مجھے بتادو کونسی جگہ ہے اس نے کہا میں آپ کو اس وقت تک نہ بتاؤنگی جب تک آپ مجھے چند چیزیں نہ دیدیں۔ میرے پاؤں کو کھول دیں، میری آنکھوں کی بصارت واپس کردیں اور میری جوانی پلٹادیں۔ حضرت موسیٰ کو یہ کام بڑا مشکل نظر آیا تو اللہ تعالیٰ نے وحی فرمائی کہ یہ تم مجھ پر چھوڑ دو تم اسے دیدو حضرت موسیٰ نے اسکو وہ سب کچھ دیدیا جو اس نے مانگا تھا۔ اس نے حضرت یوسف علیہ السلام کے قبر کی نشاندہی کی تو حضرت موسیٰ نے اسکو دریائے نیل کے ایک کنارے سے ایک سنگ مرمر کے صندوق سے نکالا۔ اور جب اسے نکال لیا تو چاند طلوع ہوا اور آپ اسکو لیکر شام گئے اور اسی بناء پر اہل کتاب اپنی میتوں کو شام لے جاتے ہیں۔ اور یہی وہ یوسف بن یعقوب علیہ السلام ہیں اور اللہ تعالیٰ نے قرآن میں ان کے علاوہ کسی اور (یوسف) کا ذکر نہیں کیا ہے۔

(۵۹۵) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ انسان جس دن پیدا ہوتا ہے پیار میں سب سے بڑا ہوتا ہے اور انسان جس دن مرتا ہے پیار میں سب سے چھوٹا ہوتا ہے۔

(۵۹۶) نیز آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے ایسی یقینی چیز کہ جس میں کوئی شک نہیں اور شک سے اتنی زیادہ مشابہہ کہ جس میں کسی یقین کا شائبہ نہ ہو موت کے سوا کسی اور چیز کو پیدا نہیں کیا۔

(۵۹۷) نیز آپ نے فرمایا کہ اسلام میں سب سے پہلے جس کی میت کیلئے تابوت بنایا گیا وہ حضرت فاطمہ بنت محمدؐ صلوات اللہ علیہا ہیں۔

ابواب صلوۃ اور اسکے حدود

(۵۹۸) حضرت امام رضا علیہ السلام نے فرمایا کہ نماز کے چار ہزار ابواب ہیں۔

(۵۹۹) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ نماز کے چار ہزار حدود ہیں۔

(۶۰۰) زرارہ بن اعین کا بیان ہے کہ میں نے ایک مرتبہ عرض کیا یہ ارشاد فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ نے نمازیں کتنی فرض کی ہیں؟ آپ نے فرمایا رات و دن دونوں میں پانچ نمازیں ہیں۔ میں نے عرض کیا کہ اللہ تعالیٰ نے اسکی نشاندہی کی ہے اور اپنی کتاب میں اسکو بیان کیا ہے؟ آپ نے فرمایا ہاں اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہا کہ " اقم الصلاۃ لدلوک الشمس الی غسق اللیل " (اے رسول سورج ڈھلنے سے لیکر رات کے اندھیرے تک نماز (ظہر و عصر و مغرب وعشاء) پڑھا کر (سورہ الاسرا آیت نمبر ۷۸) دلوک ہی آفتاب کا زوال ہے تو زوال آفتاب سے رات کے اندھیرے تک چار نمازیں ہیں جسکی اللہ تعالیٰ نے نشاندہی کی ہے اور انکے اوقات کو بیان کر دیا۔ اور غسق اللیل کے معنی آدھی رات کے ہیں پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ وقران الفجر ان قران الفجر کان مشہودا (اور نماز فجر بھی کیونکہ صبح کی نماز پر (دن رات دونوں کے فرشتوں کی) گواہی ہوتی ہے) (سورہ الاسرا آیت نمبر ۷۸) تو یہ پانچویں نماز ہے) نیز اسکے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا؟ اقم الصلاۃ طرفی النھار (اور اے رسول دن کے دونوں کنارے نماز پڑھا کرو) (سورہ ہود آیت نمبر ۱۱۴) تو دن کے کنارے مغرب اور صبح ہیں اور وزلفا من اللیل اور کچھ رات گئے (نماز پڑھا کرو) (سورہ ہود آیت نمبر ۱۱۴) یہ نماز عشاء ہے پھر فرمایا حافظوا علی الصلوات و الصلوۃ الوسطیٰ (اور تم لوگ تمام نمازوں کی اور خصوصاً بیچ والی نماز کی پابندی کرو) (سورہ بقرہ ۲۳۸) اور یہ ظہر کی نماز ہے اور یہی وہ پہلی نماز ہے جسے رسول اللہ نے پڑھا اور یہ دن کی دو نماز یعنی نماز صبح اور نماز عصر کے درمیان کی ہے۔ نیز فرمایا کہ بعض قرائت میں اسطرح ہے کہ حافظوا علی الصلوات و الصلوۃ الوسطی (و) صلوۃ العصر " وقوموا للہ قانتین " اور خاص خدا کیلئے نماز میں قنوت پڑھنے والے ہو کر کھڑے ہو یعنی صلوۃ وسطیٰ میں۔

نیز کہا گیا ہے کہ یہ آیت بروز جمعہ نازل ہوئی جبکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سفر میں تھے تو آپ نے اس میں قنوت پڑھا اور پھر اسکو سفر و حضر دونوں میں رکھ دیا اور جو (اپنے گھر پر) مقیم ہے اس کیلئے دو (۲) رکعتوں کا اور اضافہ کر دیا۔ اور یہ دو (۲) رکعتیں کہ جس کا اضافہ آپ نے فرمایا یہ یوم جمعہ مقیم کیلئے رکھ دیا ان دو خطبوں کے بدلے جو امام کے ساتھ نماز پڑھنے میں وہ سنتا ہے پس جو شخص بروز جمعہ بغیر جماعت کے نماز پڑھے تو چار رکعت پڑھے جسطرح عام دنوں میں ظہر کی چار رکعت پڑھتا ہے۔

(۶۰۱) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے قول خدا ان الصلاۃ کانت علی المومنین کتاباً موقوتاً (بیشک نماز اہل ایمان پر وقت معین کر کے فرض کی گئی ہے) (سورہ النساء آیت نمبر ۱۰۳) کے متعلق فرمایا موقوت سے مراد مفروض ہے (یعنی

فرض کی ہوئی)

(۶۰۲) نیز ان جنابؑ نے بیان کیا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم معراج پر تشریف لے گئے تو آپ کے پروردگار نے آپ کو پچاس نمازوں کا حکم دیا تو آپ فرداً فرداً انبیاء کی طرف سے ہو کر گزرے مگر کسی نے ان سے کچھ نہ پوچھا مگر جب حضرت موسیٰ بن عمران علیہ السلام کے پاس پہنچے تو انہوں نے آپ سے پوچھا رب نے آپ کو کس چیز کا حکم دیا ہے؟ تو آپ نے فرمایا پچاس (۵۰) نمازوں کا۔ انہوں نے کہا آپ اپنے رب سے کہیں کہ اس میں تخفیف کرے اس لئے کہ آپ کی امت اسکی طاقت نہیں رکھتی چنانچہ آنحضرتؐ نے اپنے رب سے التجا کی اور اس میں سے دس نمازیں کم ہو گئیں اور آپ پھر ایک ایک نبی کی طرف سے ہو کر گزرے مگر کسی نے کچھ نہ پوچھا جب آپ حضرت موسیٰ کے پاس پہنچے تو انہوں نے آپ سے پوچھا کہ آپ کے رب نے آپ کو کیا حکم دیا ہے؟ آپ نے فرمایا چالیس (۴۰) نمازوں کا۔ حضرت موسیٰ نے کہا (یہ بہت ہے) آپ اپنے رب سے اس میں تخفیف کیلئے کہیں آپ کی امت اسکی بھی طاقت نہیں رکھتی چنانچہ آپ نے اپنے رب سے درخواست کی اس میں سے دس کم کر دی گئیں اور آپ پھر ایک ایک نبی کی طرف سے ہو کر گزرے مگر کسی نے کچھ نہ پوچھا اور جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس پہنچے تو انہوں نے پوچھا کہ آپ کے رب نے آپ کو کتنی نمازوں کا حکم دیا ہے؟ آپ نے فرمایا تیس (۳۰) نمازوں کا۔ حضرت موسیٰ نے کہا آپ اپنے رب سے اس میں تخفیف کی التجا کیجئے آپ کی امت تو اسکی بھی طاقت نہیں رکھتی۔ تو آپ نے اپنے رب سے پھر التجا کی تو اس میں سے دس اور کم ہو گئیں۔ اور پھر آپ ایک ایک نبی کی طرف سے ہو کر گزرے مگر کسی نے کچھ نہ پوچھا جب حضرت موسیٰ کے پاس پہنچے تو انہوں نے پوچھا کہ اب آپ کے رب نے آپ کو کیا حکم دیا؟ فرمایا بیس (۲۰) نمازوں کا۔ حضرت موسیٰ نے کہا آپ اپنے رب سے اس میں تخفیف کی التجا کریں آپ کی امت اتنے کی بھی طاقت نہیں رکھتی چنانچہ آپ نے اپنے رب سے پھر التجا کی تو اس میں سے دس اور کم ہو گئیں پھر آپ ایک ایک نبی کی طرف سے ہو کر گزرے مگر کسی نے کچھ نہ پوچھا جب حضرت موسیٰ کے پاس پہنچے تو انہوں نے پوچھا اب آپ کے رب نے کیا حکم دیا؟ آپ نے کہا دس (۱۰) نمازوں کا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا آپ اپنے رب سے اس میں تخفیف کی التجا کریں آپ کی امت اسکی بھی طاقت نہیں رکھتی اسلئے کہ میں بنی اسرائیل کے پاس وہ لیکر آیا جو اللہ تعالیٰ نے ان پر فرض کیا تھا مگر انہوں نے اسکو اختیار نہیں کیا اور اسکے مقر نہیں ہوئے تو آپ نے اپنے رب سے پھر التجا کی تو اس نے اس میں سے پھر گھٹا دیا اور اسکو پانچ (۵) کر دیا اور آپ پھر ایک ایک نبی کے پاس سے ہو کر گزرے مگر کسی نے آپ سے کچھ نہ پوچھا اور جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس پہنچے تو پوچھا کہ آپ کے رب نے اب کیا حکم دیا؟ فرمایا کہ پانچ (۵) نمازوں کا۔ حضرت موسیٰ نے کہا آپ اپنے رب سے التجا کریں کہ آپ کی امت کیلئے اس میں بھی تخفیف کرے آپ کی امت اتنے کی بھی طاقت نہیں رکھتی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اب تو مجھے شرم آتی ہے کہ اس میں بھی تخفیف کیلئے اپنے رب کے پاس پلٹ کر جاؤں ۔ چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پانچ نمازوں کا حکم لیکر تشریف لائے۔

اور آنحضرتؐ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ حضرت موسیٰ عمران علیہ السلام کو میری امت کی طرف سے جزائے خیر دے اور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ موسیٰ علیہ السلام کو ہم لوگوں کی طرف سے بھی جزائے خیر دے۔

(۶۰۳) اور زید بن علی بن الحسین علیہ السلام سے روایت کی گئی ہے کہ انہوں نے بیان کیا کہ ایک مرتبہ میں نے اپنے پدر بزرگوار سید العابدین علیہ السلام سے دریافت کیا اور یہ کہا کہ بابا جان مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے متعلق یہ بتائیں کہ جب انکو آسمان کی بلندیوں پر لیجایا گیا اور اللہ تعالیٰ نے انکو پچاس نمازوں کا حکم دیا تو آپ نے خود اپنی امت کیلئے اللہ تعالیٰ سے کیوں نہیں التجا کی یہاں تک کہ جب حضرت موسیٰ بن عمران علیہ السلام نے آپ سے کہا کہ آپ واپس جائیں اور اس سے تخفیف کی درخواست کریں اسلئے کہ آپ کی امت اتنی نمازوں کی طاقت نہیں رکھتی؟ تو آپ نے فرمایا اے فرزند رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے رب سے کوئی مطالبہ نہیں کرتے تھے اور اس نے جو حکم دیا اس پر اس سے نظر ثانی کی درخواست نہیں کرتے تھے مگر جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے آپ سے گزارش کی اور وہ آپ کی امت کیلئے آپ سے سفارشی بنے تو آپ کیلئے یہ مناسب نہ تھا اپنے بھائی موسیٰ علیہ السلام کی سفارش کو رد فرماتے اس لئے آپ نے اپنے رب کی طرف رجوع کیا اور تخفیف کی درخواست کی یہاں تک کہ نماز کی تعداد اللہ تعالیٰ نے گھٹا کر پانچ کر دی۔

زید بن علی کا بیان ہے کہ پھر میں نے عرض کیا بابا جان حضرت موسیٰ علیہ السلام نے تو آنحضرت سے ان پانچ نمازوں کی تعداد میں تخفیف کیلئے تھا پھر آپ نے اللہ کی طرف کیوں نہیں رجوع کیا اور اس میں تخفیف کی درخواست کیوں نہیں کی؟ آپ نے فرمایا اے فرزند نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے چاہا کہ تخفیف کے ساتھ پچاس (۵۰) نمازوں کا ثواب بھی آپ کی امت کو مل جائے۔ اسلئے کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ "من جاء بالحسنة فله عشر امثالها" (جو ایک نیکی کریگا اسکو اسکا دس گنا ثواب ملے گا)۔ کیا تم نہیں دیکھتے کہ جب آنحضرتؐ معراج سے زمین پر تشریف لائے تو جبرئیل امین نازل ہوئے اور عرض کیا اے محمدؐ اللہ تعالیٰ آپ کو سلام کہتا ہے اور یہ کہتا ہے کہ پانچ (۵) (نمازیں) پچاس (۵۰) (نمازوں) کے برابر ہیں اور مایبدل القول لدی و ما انا بظلام للعبید (ہمارا قول بدلا نہیں کرتا اور میں بندوں پر ظلم نہیں کیا کرتا) (سورہ ق آیت نمبر ۲۹) (یعنی جو میں نے کہا ہے تو پچاس نمازوں کا ثواب دونگا تو وہ سب ان پانچ نمازوں پر دیدونگا)

زید بن علی کا بیان ہے کہ پھر میں نے عرض کیا بابا جان کیا ایسا نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ کیلئے کوئی مکان نہیں قرار دیا جاسکتا؟ آپ نے فرمایا ہاں اللہ تعالیٰ ان تمام چیزوں سے بہت بلند ہے۔ میں نے عرض کیا پھر حضرت موسیٰ نے آپ سے کہا کہ ارجع الی ربک اپنے رب کے پاس واپس جایئے اسکے کیا معنی؟ آپ نے فرمایا کہ اسکے وہی معنی ہیں جو حضرت ابراہیم کے اس قول کے معنی ہے "انی ذاهب الی ربی سیهدین" (میں اپنے رب کی طرف جاتا ہوں وہ عنقریب مجھے رو براہ کردیگا) سورہ الصافات آیت نمبر ۹۹)

اور حضرت موسیٰ کے اس قول کے معنی ہیں کہ "وعجلت الیک رب لترضی" (پروردگار میں نے تیرے پاس آنے

میں اسلئے جلدی کی کہ تو مجھ سے خوش ہوجائے) (سورہ طہٰ آیت نمبر۸۴) اور جو اللہ تعالیٰ کے اس قول کے معنی ہیں " ففروا الی اللہ " (تو خدا ہی کی طرف بھاگو) (سورۃ الذاریات نمبر۵۰) یعنی بیت اللہ کے حج کیلئے جاؤ۔

اے فرزند کعبہ اللہ کا گھر ہے جس نے بیت اللہ کا حج کیا وہ اللہ کے پاس گیا۔ اور مسجدیں بھی اللہ کا گھر ہیں جو ان کی طرف گیا وہ اللہ کی طرف گیا اور مصلیٰ جب تک بندہ اس پر پڑھ رہا ہے وہ اللہ کے سامنے کھڑا ہے ۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کیلئے اسکے آسمانوں پر بھی کچھ بقعات ہیں اور جس کو ان بقعات میں سے کسی ایک پر لیجایا گیا وہ اللہ کی طرف گیا اور اسکو معراج ہوئی۔ کیا تم قرآن کی یہ آیت نہیں سنتے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے " تعرج الملائکۃ و الروح الیہ " (جس کی طرف ملائکہ اور روح [illegible] چڑھ کر جاتے ہیں) (سورہ المعارج آیت نمبر ۴)

اور اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ بن مریم کے قصہ میں فرمایا ہے " بل رفعہ اللہ الیہ " (بلکہ خدا نے انکو اپنی طرف اٹھا لیا) (سورہ النساء آیت نمبر۱۵۸) نیز اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے " الیہ یصعد الکلم الطیب و العمل الصالح یرفعہ " (اسکی طرف پاک کلمات بلند ہو کر پہنچتے ہیں اور عمل صالح کو وہ خود بلند کرلیتا ہے) (سورہ فاطر آیت نمبر۱۰)

نیز میں نے مندرجہ بالا حدیث کو اپنی کتاب المعارج میں بھی نقل کیا ہے۔

اور نماز دن اور رات کے اندر اکیاون رکعتیں ہیں ان میں سے سترہ رکعتیں فریضہ ہیں۔ یعنی ظہر کی چار رکعت اور یہ پہلی نماز ہے جسے اللہ تعالیٰ نے فرض کیا۔ اور عصر کی چار رکعت اور مغرب کی تین رکعت اور عشاء کی چار رکعت اور صبح کی دو رکعت یہ کل ملکر سترہ (۱۷) رکعتیں ہیں جو فرض ہیں اور اسکے علاوہ سب سنت و نافلہ ہیں جنکے بغیر فرض نمازیں پوری اور مکمل نہیں ہوتیں۔ ظہرین (یعنی ظہر و عصر) کا نافلہ سولہ رکعت ہے اور مغرب کا نافلہ چار رکعت ہے جو نماز مغرب کے بعد دو سلام کے ساتھ ہے اور دو رکعت نماز عشاء کے بعد جسے بیٹھ کر پڑھتے ہیں جسکو ایک رکعت شمار کیا جاتا ہے پس اگر کسی کو کوئی وجہ پیش آجائے کہ شب کا آخر حصہ نہ پاسکے اور صرف نماز وتر پڑھ لے تو گویا اس نے وتر میں شب بسر کی۔ اور اگر رات کا آخری حصہ پاجائے تو نماز شب کے بعد وتر پڑھے۔

(۶۰۴) نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو شخص اللہ اور یوم آخر پر ایمان رکھتا ہے وہ بغیر نماز وتر پڑھے شب بسر نہیں کرے گا۔ اور نماز شب آٹھ رکعت ہے اور نماز شفع دو رکعت اور وتر کی ایک رکعت اور نافلہ صبح دو رکعت تو یہ کل اکیاون (۵۱) رکعتیں ہیں اور جو شخص آخر شب کو اٹھے اور نماز وتر پڑھے تو اسکی دو رکعتیں نماز عشاء کے بعد بیٹھ کر شمار نہیں کی جائیں گی اور اس کیلئے پچاس ہی رکعت رہے گی اور پچاس رکعتیں اس لئے کہ رات بارہ ساعتوں پر مشتمل ہے اور دن بارہ ساعتوں پر مشتمل ہے اور طلوع فجر سے لیکر طلوع آفتاب تک ایک ساعت ہے تو اللہ تعالیٰ نے ہر ساعت کیلئے دو رکعتیں قرار دیدیں۔

(۶۰۵) زرارہ بن اعین کا بیان ہے کہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ اللہ نے جو بندوں پر فرض کیا وہ دس

رکعتیں ہیں جن میں سوروں کی قرات ہوتی ہے ان میں کوئی شک اور کوئی سہو نہ ہونا چاہیئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سات رکعت اور زیادہ کردیں کہ جس میں سہو ہوسکتا ہے ان میں سوروں کی قرات نہیں ہے۔ پس جو شخص نماز کی دو ابتدائی رکعتوں میں شک کرے تو پھر سے نماز پڑھے تاکہ محفوظ ہوجائے اور ادائیگی کا یقین ہوجائے اور جو آخری دو رکعتوں میں شک کرے تو وہ شک کے مسائل پر عمل کرے۔

(۶۰۶) زرارہ اور فضیل دونوں کا بیان ہے کہ ہم نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے عرض کیا کہ آپکے نظر میں قول خدا "ان الصلوۃ کانت علی المومنین کتاباً موقوتا" سے کیا مراد ہے تو آپ نے فرمایا اس سے مراد کتابِ مفروض (فرض کی ہوئی) اس سے مراد وقت مقررہ نہیں کہ اگر اس وقت سے تجاوز ہوگیا اور نماز پڑھی تو وہ نماز ادا نہیں ہوگی۔ اگر ایسا ہو تو پھر حضرت سلمانؑ ہلاک ہوجائیں اسلئے کہ انہوں نے نماز بغیر وقت کے پڑھی اور یہ کہ جب انہیں یاد آیا اس وقت پڑھی۔

(قول مصنف) اس کتاب کے مصنف فرماتے ہیں کہ اہل خلاف کے جاہل لوگ یہ گمان کرتے ہیں کہ حضرت سلیمان علیہ السلام ایک دن گھوڑوں کے معائنہ میں مصروف تھے کہ اتنے میں آفتاب پردے میں چھپ گیا تو آپ نے حکم دیا کہ وہ گھوڑے پھر سے پیش کئے جائیں جب وہ پیش ہوئے تو انہوں نے انکے پاؤں اور انکی گردنیں کاٹنے کا حکم دیا اور کہا ان ہی نے ہمیں ہمارے پروردگار کے ذکر سے روکا۔

لیکن جیسا یہ لوگ کہتے ہیں ایسا نہیں ہے اللہ کے نبی حضرت سلیمان علیہ السلام اس سے کہیں بالاتر ہیں کہ ایسا کام کریں اسلئے کہ ان گھوڑوں کا کوئی قصور نہ تھا کہ انکے پاؤں اور انکی گردنیں کاٹی جائیں۔ ان بچاروں نے خود تو اپنے کو پیش نہیں کیا تھا کہ انہوں نے انکو اپنے میں مشغول کرلیا۔ وہ تو پیش کئے گئے تھے اور یہ تو بہائم ہیں جو غیر مکلف ہوتے ہیں اور اسی سلسلہ میں صحیح یہ ہے کہ جو

(۶۰۷) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی گئی ہے کہ آپ نے فرمایا حضرت سلیمانؑ بن داؤد علیہ السلام کے سامنے ایک دن شام کے وقت چند گھوڑے پیش کئے گئے اور آپ انکو دیکھنے میں مشغول تھے کہ آفتاب پردے میں چھپ گیا تو آپ نے ملائکہ سے کہا کہ ہمارے لئے آفتاب کو پلٹا دو تاکہ میں وقت کے اندر نماز پڑھ لوں۔ اور ملائکہ نے آفتاب پلٹا دیا تو آپ نے اپنی پنڈلیوں اور اپنی گردن پر مسح کیا اور جن لوگوں کی نماز انکے ساتھ فوت ہوئی تھی انہیں بھی حکم دیا کہ تم لوگ بھی مسح کرلو۔ اور اس عہد میں نماز کیلئے ان لوگوں کے واسطے یہی وضو تھا۔ پھر آپ نماز کیلئے کھڑے ہوئے اور نماز پڑھی جب نماز سے فارغ ہوئے آفتاب غروب ہوگیا اور ستارے طلوع ہوگئے چنانچہ اس کے متعلق اللہ تعالیٰ کا قول ہے۔ ووھبنا لداود سلیمان نعم العبد انہ اواب اذعرض علیہ بالعشی الصافنات الجیاد فقال انی اجبت حب الخیر عن ذکر ربی حتی توارت بالحجاب ردوھا علی فطفق مسحاً بالسوق والاعناق (سورہ ص آیت نمبر ۳۰ تا ۳۳) میں نے اسی حدیث کو اپنے اسناد کے ساتھ کتاب الفوائد میں نقل کردیا ہے۔

(۶۰۸) روایت کی گئی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ کے وصی حضرت یوشع بن نون کیلئے بھی آفتاب پلٹایا تھا تاکہ وہ اپنی وہ نماز پڑھ لیں جو وقت کے اندر نہیں پڑھ سکے تھے اور نماز فوت ہو گئی تھی۔

(۶۰۹) اور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ اس امت میں بھی وہی کچھ ہوگا جو نبی اسرائیل میں ہو چکا ہے قدم بہ قدم، گوش بہ گوش۔

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے سنة الله التی قد خلت من قبل و لن تجد لسنة الله تبدیلا (جو لوگ گزر گئے ہیں ان کے بارے میں بھی خدا کا یہی دستور تھا اور تم آئندہ بھی خدا کے دستور میں کوئی تبدیلی نہ پاؤ گے (سورۂ فتح آیت نمبر ۲۳) نیز اللہ تعالیٰ کا یہ بھی اشارہ ہے کہ و لا تجد لسنتنا تحویلا (اور جو دستور ہم نے قرار دے لیا ہے اس میں تم کوئی تغیر و بدل نہ پاؤ گے۔) (سورۃ الاسرا آیت نمبر ۷۷)

چنانچہ اس امت کے اندر اللہ تعالیٰ کا دستور رد شمس کا حضرت امیرالمومنین علیہ السلام کیلئے جاری رہا اور اللہ تعالیٰ نے ان کیلئے دو مرتبہ آفتاب کو پلٹایا۔ ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عہد میں اور دوسری مرتبہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات کے بعد خود امیرالمومنین علیہ السلام کے عہد خلافت میں چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عہد کے سلسلہ میں۔

(۶۱۰) اسماء بنت عمیس سے روایت ہے انکا بیان ہے کہ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سو رہے تھے اور آپ کا سر مبارک حضرت علیؑ کی آغوش میں تھا کہ عصر کا وقت ختم ہو گیا اور آفتاب غروب ہو گیا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دعا کی پروردگار یہ علیؑ تیری اطاعت اور تیرے رسول کی اطاعت میں تھے تو انکے لئے آفتاب کو پلٹا دے۔ اسماء کا بیان ہے کہ پس خدا کی قسم میں نے دیکھا کہ آفتاب غروب ہونے کے بعد طلوع ہو گیا اور ایسا کہ کوئی زمین اور کوئی پہاڑ ایسا نہ باقی رہا کہ شعاعیں ان پر نہ پڑ رہی ہوں یہاں تک کہ علی علیہ السلام اٹھے وضو کیا اور نماز پڑھی اسکے بعد آفتاب غروب ہو گیا۔

اور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات کے بعد تو

(۶۱۱) جویریہ بن مسہر سے روایت ہے اسکا بیان ہے کہ ہم لوگ خوارج سے قتال کے بعد حضرت امیرالمومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام کے ساتھ واپس آرہے تھے اور سرزمین بابل سے گزر رہے تھے کہ نماز عصر کا وقت آگیا۔ امیرالمومنین سواری سے اتر پڑے اور آپ کے ساتھ سب لوگ اترے تو حضرت علی علیہ السلام نے کہا اے لوگو! یہ سرزمین ملعونہ ہے اور تین مرتبہ اس پر عذاب نازل ہو چکا ہے ایک روایت ہے کہ آپ نے فرمایا کہ دو مرتبہ عذاب نازل ہو چکا ہے اور تیسری مرتبہ متوقع ہے کہ عذاب نازل ہو یہ مدائن کے علاقوں میں سے ایک علاقہ ہے (جس میں قوم لوط پر عذاب آیا) اور یہی وہ سرزمین ہے جس میں سب سے پہلے بت پوجے گئے۔ کسی نبی یا کسی وصی نبی کیلئے یہ جائز نہیں کہ اس میں نماز پڑھے لہذا تم

لوگوں میں جس کا جی چاہے وہ یہاں نماز پڑھ لے چنانچہ لوگ راستے کے دونوں طرف مڑے اور نماز پڑھنے لگے اور حضرت علی علیہ السلام رسول اللہ کے بغلہ (خچر) پر سوار ہو کر روانہ ہوئے۔ جویریہ کا بیان ہے کہ مگر میں نے کہا کہ خدا کی قسم میں امیرالمومنین کے پیچھے جاؤں گا اور آج کی نماز وہ جہاں پڑھیں گے وہیں پڑھوں گا۔ چنانچہ میں آپ کے پیچھے چلا اور ابھی ہم لوگوں نے جسر سوراء بھی پار نہ کیا تھا کہ آفتاب غروب ہو گیا۔ اور میرے دل میں شک آیا تو آپ میری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا اے جویریہ کیا تم شک میں مبتلا ہو گئے؟ میں نے عرض کیا جی ہاں یا امیرالمومنین چنانچہ آپ ایک طرف سواری سے اتر پڑے پھر وضو فرمایا اور کھڑے ہو کر کچھ کہا اور ایسا معلوم ہوا کہ جیسے آپ عبرانی میں کچھ کہہ رہے ہیں۔ پھر آپ نے نماز کیلئے اذان دی تو خدا کی قسم میں نے دیکھا دو پہاڑوں کے درمیان سے آفتاب نکل آیا جس میں گھڑگھڑاہٹ کی آواز تھی اور آپ نے عصر کی نماز پڑھی اور میں نے بھی انکے ساتھ نماز پڑھی جب ہم دونوں نماز سے فارغ ہوئے تو رات جیسے تھی ویسے ہی پھر واپس آگئی۔ اور آپ نے میری طرف رخ کر کے کہا اے جویریہ بن مسہر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ فسبح باسم ربک العظیم تم اپنے رب عظیم کے نام کی تسبیح پڑھو۔ چنانچہ میں نے اللہ تعالیٰ کو اسکے اسم عظیم کا واسطہ دیکر اس سے دعا کی اور اس نے آفتاب کو میرے لئے واپس پلٹا دیا۔

اور جویریہ سے یہ بھی روایت ہے اس نے کہا کہ جب میں نے دیکھا تو کہا رب کعبہ کی قسم آپ ہی وصی نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔

(۶۱۲) ایک مرتبہ سلیمان بن خالد نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا میں آپ پر قربان اللہ تعالیٰ نے بندوں پر جتنے فرائض عائد کئے ہیں وہ ہمیں بتائیں کہ وہ کیا ہیں؟ آپ نے فرمایا لا الہ الا اللہ و ان محمد رسول اللہ کی شہادت، اور پانچ وقت کی نماز پڑھنا، زکوۃ دینا، بیت اللہ کا حج کرنا اور ماہ صیام کے روزے اور ولایت تو جو شخص یہ سب کچھ بجا لایا اور اس پر مستحکم رہا وہ مقرب ہوا اور ہر انکار کرنے والے سے اس نے اجتناب کیا وہ (سمجھ لے کہ) جنت میں داخل ہو گیا۔

(۶۱۳) اور امیرالمومنین علیہ السلام فرمایا کرتے تھے کہ توسل چاہنے والے جن چیزوں سے توسل چاہتے ہیں ان میں سب سے افضل و بہتر چیز اللہ اور اسکے رسول پر ایمان رکھنا ہے، راہ خدا میں جہاد کرنا ہے، کلمہ اخلاص ہے کہ یہی فطرت کا تقاضا ہے، نماز پڑھنا ہے اسلئے کہ اس کا نام ملت ہے، زکوۃ دینا اسلئے کہ یہ اللہ کی طرف سے فریضہ ہے، روزہ ہے اسلئے کہ یہ عذاب الہی سے بچنے کیلئے سپر ہے، حج بیت اللہ ہے اس لئے کہ یہ فقر و تنگدستی سے دور کرنے والا اور گناہوں سے پاک کرنے والا ہے، عزیز واقارب سے حسن سلوک ہے اسلئے کہ اس سے مال و دولت میں اضافہ ہوتا ہے اور موت کو موخر کر دیتا ہے، پوشیدہ طور پر صدقہ دینا اسلئے کہ یہ گناہوں کو مٹاتا اور اللہ کے غضب کو بجھاتا ہے، لوگوں کے ساتھ نیکی کرنا ہے اسلئے کہ یہ بری موت کو دفع کرتا ہے اور بلاؤں سے بچاتا ہے، اور آگاہ رہو کہ صدق و سچائی اختیار کرو اسلئے کہ اللہ تعالیٰ سچے لوگوں کے

ساتھ ہے، جھوٹ سے پرہیز کرو اسلئے کہ اس سے ایمان چلا جاتا ہے، آگاہ ہو کہ سچا انسان نجات اور کرامت کے کنارے پر ہے اور جھوٹا ناکامی و ہلاکت کے کنارے پر لگا ہوا ہے، آگاہ ہو کہ اچھی بات کہو جس سے تم پہچانے جاؤ اور اس پر عمل کرو تم اسکے اہل بن جاؤ گے اور امانت رکھنے والوں کی امانت کو ادا کرو اور جس نے تم سے بد سلوکی کی ہے تم اسکے ساتھ حسن سلوک کرو جس نے تم کو محروم کیا تم اس پر فضل و بخشش کرو۔

(۶۱۴) معمر بن یحییٰ سے روایت ہے انہوں نے بیان کیا کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے سنا کہ آپ فرما رہے تھے اگر تم پانچ وقت کی نماز پڑھتے ہو تو پھر تم سے کسی اور نماز کیلئے سوال نہیں کیا جائیگا اور اگر تم ماہ رمضان کے روزے رکھتے ہو تو تم سے کسی اور روزے کے متعلق نہیں پوچھا جائیگا۔

(۶۱۵) عائذ الاحمسی سے روایت کی گئی ہے کہ انہوں نے کہا کہ ایک مرتبہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور میرا ارادہ تھا کہ میں آنجنابؑ سے نماز کے متعلق دریافت کرونگا مگر آپ نے (میرے پوچھنے سے پہلے) خود ہی فرمایا کہ جب تم پانچ وقت کی نماز پڑھتے ہوئے اللہ سے ملاقات کرو گے تو تم سے ان کے علاوہ کسی اور نماز کا سوال نہیں کیا جائیگا۔

(۶۱۶) مسعدہ بن صدقہ سے روایت کی گئی ہے کہ انہوں نے کہا کہ ایک مرتبہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا گیا کہ کیا سبب ہے کہ زانی شخص کو کافر نہیں کہا جاتا اور تارک الصلوۃ شخص کو کافر کہا جاتا ہے آخر اسکی کوئی دلیل ہے؟ آپ نے فرمایا کہ زانی اور اسکے مانند جو لوگ ہیں وہ یہ فعل بد اپنی شہوت سے مغلوب ہو کر کرتے ہیں۔ اور نماز کا ترک کرنے والا نماز کو حقیر اور سبک سمجھتے ہوئے اسکو ترک کرتا ہے۔ اسلئے کہ ہر زانی تم کو ایسا ہی ملے گا کہ جب وہ کسی عورت کے پاس جاتا ہے تو وہ اس میں لذت محسوس کرتا ہے اسی لئے اسکے پاس جاتا ہے۔ اور کوئی تارک الصلوۃ اسلئے نماز ترک نہیں کرتا کہ اسکے ترک کرنے سے اسکو لذت حاصل ہوتی اور جب لذت نہیں ملتی تو وہ صرف اسکو سبک اور حقیر سمجھ کر ترک کرتا ہے اور اسکو سبک اور حقیر سمجھنا ہی کفر ہے۔

(۶۱۷) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو اپنی نماز کو سبک اور حقیر سمجھے وہ ہم میں سے نہیں ہے خدا کی قسم وہ حوض کوثر پر ہمارے پاس نہیں پہنچے گا اور وہ بھی ہم میں سے نہیں جو شراب پیتا ہو نہیں خدا کی قسم وہ بھی ہمارے پاس حوض کوثر پر نہیں پہنچے گا۔

(۶۱۸) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ اپنی نماز کو حقیر و سبک سمجھنے والے کو ہم لوگوں کی شفاعت نصیب نہ ہوگی۔

(۶۱۹) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص نماز پڑھتے وقت اپنے کپڑوں کو بچائے (کہ اس میں کہیں مٹی وغیرہ نہ لگ جائے) تو گویا اس نے اللہ کیلئے یہ کپڑے نہیں پہنے (بلکہ تکبر اور لوگوں کو دکھانے کیلئے پہنے ہیں)

(۶۲۰) زرارہ نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے نماز فرض کی ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسکی دس (۱۰) قسمیں قرار دیں ۔ نماز سفر، نماز حضر، نماز خوف تین قسم کی، نماز کسوف شمس و قمر، نماز عیدین، نماز استغفار، نماز میت ۔

(۶۲۱) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ زمین پر سجدہ فرض ہے اور غیر زمین پر جائز ہے ۔

باب فضیلت نماز

(۶۲۲) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ نماز ترازو ہے جس نے اسکو پورا رکھا اس نے پورا اجر پایا ۔ اس ارشاد سے آپ کا مطلب یہ ہے کہ ترازو کے دونوں طرف پلڑوں کی طرح اسکا رکوع و سجدہ ہو اور پہلی رکعت اور دوسری رکعت میں ٹھہراؤ برابر ہو جس شخص نے اسکو پورا رکھا اس نے پورا اجر پایا ۔

(۶۲۳) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت دراصل زمین پر اسکی خدمت ہے اور اسکی کوئی خدمت نماز کے برابر نہیں ہو سکتی ۔ اسی بناء پر ملائکہ نے حضرت ذکریا علیہ السلام کو اس وقت آواز دی جب وہ محراب عبادت میں کھڑے ہوئے نماز پڑھ رہے تھے ۔

(۶۲۴) نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب بھی کسی نماز کا وقت آتا ہے ایک ملک لوگوں کے درمیان آواز دیتا ہے کہ ایہاالناس وہ آگ جو تم نے اپنی پشت پر روشن کر رکھی ہے اٹھو اور اپنی نماز سے اسکو بجھالو ۔

(۶۲۵) ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسجد میں تشریف لائے اور اس وقت وہاں آپ کے کچھ اصحاب بھی موجود تھے آپ نے فرمایا تم لوگ جانتے ہو کہ تمہارے رب نے کیا ارشاد کیا ہے؟ ان لوگوں نے کہا اسکو تو اللہ اور اسکا رسول ہی بہتر جانتا ہے آپ نے فرمایا تمہارا رب کہتا ہے کہ یہ پانچ وقت کی نمازیں فرض ہیں جو شخص ان نمازوں کو انکے اوقات پر ادا کرے گا اور اسکی پابندی کرے گا تو وہ جب قیامت کے دن مجھ سے ملاقات کرے گا تو میرے پاس اس کیلئے ایک عہد ہوگا اور اس عہد کے بناء پر میں اسکو جنت میں داخل کرونگا ۔ اور جس نے ان نمازوں کو انکے اوقات پر ادا نہیں کیا اور اسکی پابندی نہیں کی تو اب یہ میرے اوپر ہے کہ میں اگر چاہوں تو اس پر عذاب کروں اور چاہوں تو اسے بخش دوں ۔

(۶۲۶) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ بندے سے سب سے پہلے نماز کا حساب لیا جائے گا ۔ اگر یہ قبول کر لی گئی تو اسکے سارے اعمال قبول کر لئے جائیں گے اور اگر یہ رد کر دی گئی تو اسکے سارے اعمال رد کر دیئے جائیں گے ۔

(۶۲۷) نیز حضرت امام علیہ السلام نے فرمایا کہ جب کوئی بندے اپنی نماز کو اسکے وقت میں پڑھتا ہے اور اسکے حدود کی حفاظت کرتا ہے تو وہ نماز بالکل صاف شفاف آسمان کی طرف بلند ہوتی ہے اور کہتی ہے کہ تو نے میری حفاظت کی اللہ تیری حفاظت کرے ۔ اور جب وہ نماز کو اس کے وقت میں نہیں پڑھتا تو وہ سیاہ اور دھندلی ہو کر آسمان کی طرف بلند ہوتی اور

کہتی ہے کہ تو نے مجھے برباد کیا اللہ تجھے برباد کرے۔

(۶۲۸) اور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ بندے کو اللہ تعالیٰ سے زیادہ قربت اس وقت ہوتی ہے جب وہ سجدہ میں ہوتا ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے و اسجد و اقترب (سجدہ کر اور قربت حاصل کرلے) (سورہ علق آیت نمبر ۱۹)

(۶۲۹) حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ ہمارے شیعوں میں سے جب کوئی بندہ نماز کیلئے کھڑا ہوتا ہے تو اسکے مخالفین کی تعداد کے برابر ملائیکہ اسکو اپنے گھیرے میں لے لیتے ہیں اور اسکے پیچھے نماز پڑھتے ہیں اور اسکے لئے اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے ہیں یہاں تک کہ وہ نماز سے فارغ ہو لیتا ہے۔

(۶۳۰) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی گئی ہے کہ ایک نماز فریضہ بیس (۲۰) حج سے بہتر ہے اور ایک حج ایک ایسے گھر سے بہتر جو سونے سے بھرا ہوا ہو اور اس میں سے خیرات دیدے کر سب ختم کردیا جائے۔

(۶۳۱) نیز آپ نے فرمایا کہ تم لوگ سستی سے گریز کرو اسلئے کہ تمہارا رب رحیم ہے وہ عمل قلیل کو بھی قبول کرلیتا ہے چنانچہ اگر ایک بندہ دو (۲) رکعت نماز محض خوشنودی خدا کیلئے پڑھے تو ان دونوں رکعتوں پر اللہ اسکو جنت میں داخل کر دے گا۔ اور اگر بندہ ایک درہم خوشنودی خدا کی نیت سے تصدق کرتا ہے تو اس کی جزا میں اللہ اسکو جنت میں داخل کر دے گا اور اگر وہ ایک مستحب روزہ محض خوشنودی خدا کی نیت سے رکھے گا تو اللہ اسکے عوض اسکو جنت میں داخل کر دے گا۔

(۶۳۲) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ جس دل میں بھی ثواب کی طرف رغبت اور عذاب کا خوف جمع ہو جائے گا اس پر جنت واجب ہے۔ پس تم جب نماز پڑھو تو دل سے اللہ کی طرف رجوع کرو۔ اسلئے کہ کوئی بندہ مومن جب اپنی نماز اور اپنی دعاؤں میں اللہ کی طرف رجوع کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسکی طرف مومنین کے دلوں کو موڑ دیتا ہے اور ان مومنین کی موؤت کی وجہ سے اسکو جنت عطا کر دیتا ہے۔

(۶۳۳) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا زوال آفتاب کے وقت آسمانوں کے دروازے اور جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور دعائیں قبول کی جاتی ہیں اور خوش قسمت ہے وہ شخص جسکا کوئی عمل صالح اس وقت آسمان کی طرف بلند ہو۔

(۶۳۴) اور معاویہ بن وہب نے ایک مرتبہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ سب سے افضل چیز جو بندوں کو انکے رب کا تقرب دیدے اور اللہ کے نزدیک سب سے پسندیدہ چیز کیا ہے؟ آپ نے فرمایا کہ معرفت الٰہی کے بعد اس نماز سے افضل میں کسی اور چیز کو نہیں سمجھتا کیا تم نہیں دیکھتے کہ عبد صالح حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام نے کہا کہ مجھے نماز کی ہدایت کی گئی ہے۔

(۶۳۵) اور ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ آپ دعا کریں کہ میں

جنت میں ہوں تو آپ نے فرمایا پھر تم زیادہ سے زیادہ سجدہ کر کے میری مدد بھی کرو۔

(۶۳۶) محمد بن مسلم نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ مصلّی (نماز پڑھنے والے) کیلئے تین شرف ہیں۔جب وہ نماز پڑھنے کھڑا ہوتا ہے تو ملائیکہ اسکے دونوں قدموں سے لیکر آسمان تک اس کو گھیر لیتے ہیں اور آسمان سے لیکر اسکے سر تک اس پر خیر و برکت بکھیری جاتی ہے۔اور اگر وہ مصلّی جان لے کہ وہ کس سے محو گفتگو ہے تو وہ اس گفتگو کو کبھی ختم نہ کرے۔

(۶۳۷) امام ابو الحسن رضا علیہ السلام نے فرمایا کہ نماز ہر متقی کیلئے تقرّبِ الٰہی کا ذریعہ ہے۔

(۶۳۸) امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ اللہ کے نزدیک سب سے زیادہ پسندیدہ عمل نماز ہے اور یہ تو انبیاء علیہم السلام کی وصیتوں کے آخر میں ہے۔پس ایک انسان کیلئے یہ کتنی اچھی بات ہے کہ وہ غسل کرے یا وضو کرے اور خوب اچھی طرح پورا وضو کرے اور ایک ایسے گوشے میں چلا جائے جہاں اسکو کوئی نہ دیکھے صرف اللہ تعالیٰ اسکو دیکھے کہ وہ رکوع کر رہا ہے یا سجدہ کر رہا ہے۔اور جب کوئی بندہ سجدہ کرتا ہے اور اسکا سجدہ طولانی ہو جاتا ہے تو ابلیس چلّا اٹھتا ہے اور کہتا ہے ہائے افسوس یہ (آدم کی اولاد) لوگ تو اللہ کی اطاعت کر رہے اور میں نے اللہ کی نافرمانی کر لی یہ لوگ سجدے کر رہے ہیں اور میں نے سجدے سے انکار کر دیا۔

(۶۳۹) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ نماز کی مثال ایسی ہے جیسے خیمے کیلئے عمود (چوب) اگر عمود ثابت ہے تو طنابیں، میخیں اور پردے سب ثابت ہیں اور اگر عمود ہی ٹوٹ گیا تو نہ میخ سے کوئی فائدہ ہوگا نہ طناب سے اور نہ پردے سے۔

(۶۴۰) نیز حضرت امام علیہ السلام نے فرمایا کہ تم لوگوں کے اندر نماز کی مثال ایسی ہے جیسے تم لوگوں کے دروازے پر کوئی چھوٹی نہر جاری ہو وہ اپنے گھر میں سے دن رات میں پانچ مرتبہ نکلے اور اس میں غسل کرے تو اس پانچ مرتبہ غسل کرنے سے کوئی میل کچیل باقی نہیں رہ جائے گا اسی طرح دن رات میں پانچ مرتبہ نماز پڑھنے سے کوئی گناہ باقی نہیں رہے گا۔

(۶۴۱) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ جس شخص کی ایک نماز بھی اللہ قبول فرمالیگا اس پر وہ عذاب نہیں کرے گا اور جس شخص کی ایک نیکی بھی اللہ تعالیٰ قبول کرلے گا اس پر وہ عذاب نہیں کرے گا۔

(۶۴۲) نیز حضرت امام علیہ السلام نے بیان فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرمایا کرتے تھے کہ جو شخص اپنے نفس کو نماز فریضہ کیلئے روکے رہے اور اس امر کا انتظار کرے کہ اسکا وقت آجائے تو اول وقت میں پورے خضوع و خشوع کے ساتھ رکوع و سجود کو تمام کرے اسکے بعد اللہ کی عظمت و بزرگی و حمد کی تسبیح پڑھتا رہے یہاں تک کہ دوسری نماز کا وقت آجائے اور اس درمیان میں کوئی لغو فعل نہ کرے تو اللہ تعالیٰ اس کیلئے ایک حج کرنے والے ایک عمرہ کرنے والے کا ثواب لکھ دیگا اور وہ اہل علیین میں سے ہو جائیگا۔

باب پانچ نمازوں کا پانچ اوقات میں واجب ہونے کا سبب

(۶۴۳) حضرت امام حسن ابن علی ابن ابی طالب علیہم السلام سے روایت کی گئی ہے کہ آپ نے بیان فرمایا کہ ایک مرتبہ چند یہودی نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں آئے اور ان میں جو سب سے زیادہ صاحب علم تھا اس نے آپ سے چند مسائل دریافت کئے اور جو کچھ دریافت کیا ان میں یہ بھی دریافت کیا کہ یہ بتائیں کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کی امت پر دن رات میں پانچ نمازیں ۵ اوقات میں کیوں فرض کیں؟ آپ نے فرمایا کہ زوال کے وقت آفتاب کا ایک حلقہ ہے جس میں وہ داخل ہوتا ہے اور جب وہ اس میں داخل ہوتا ہے تو آفتاب کو زوال ہوتا اور اس وقت زیر عرش جتنی چیزیں ہیں وہ سب ہمارے رب کی حمد کی تسبیح پڑھنے لگتی ہیں اور یہی وہ وقت ہے کہ جب میرا رب مجھ پر درود بھیجتا ہے۔ اور اسی بنا پر اللہ تعالیٰ نے میری امت پر نماز فرض کی۔ اور فرمایا "اقم الصلوۃ لدلوک الشمس الی غسق اللیل" (سورہ الاسرۃ آیت نمبر ۷۸) اور یہی وہ وقت ہے کہ جب قیامت کے دن جہنم کو لایا جائے گا۔ پس جو مومن اس وقت سجدہ و رکوع و قیام میں رہتا ہوگا اللہ تعالیٰ اسکے جسد کو جہنم پر حرام کردیگا۔

اور نماز عصر تو یہ وہ ساعت ہے کہ جس میں حضرت آدم علیہ السلام نے شجر ممنوعہ کے پھل کھائے اور اللہ تعالیٰ نے انہیں جنت سے خارج کردیا اور اللہ تعالیٰ نے انکی ذریت کو اس وقت نماز پڑھنے کا قیامت کے دن تک کیلئے حکم دیا اور اسی نماز کو اللہ تعالیٰ نے میری امت کیلئے بھی پسند فرمایا اور یہ نماز اللہ کے نزدیک سب سے پسندیدہ ہے اور مجھے حکم دیا ہے کہ میں تمام نمازوں میں اسکی زیادہ محافظت کروں۔

اور نماز مغرب تو یہ وہ ساعت ہے جب اللہ تعالیٰ نے آدمؑ کی توبہ قبول فرمائی۔ اور شجر ممنوعہ کا پھل کھانے اور انکی توبہ قبول ہونے کے درمیان دنیا کے ایام کے اعتبار سے تین سو سال کا فاصلہ ہے اور آخرت کے ایام کے اعتبار سے ایک دن ایک ہزار سال کا ہوتا ہے۔ وقت عصر سے لیکر وقت عشاء (نماز مغرب) حضرت آدمؑ نے اس دوران تین رکعت نماز پڑھی ایک رکعت اپنی خطا کی بنا پر ایک رکعت حضرت حوا کی خطا کی بنا پر اور ایک رکعت اپنی توبہ کیلئے۔ پس یہی تین رکعتیں اللہ تعالیٰ نے میری امت پر بھی فرض کردیں۔ اور یہی وہ وقت ہے کہ جس میں دعائیں قبول ہوتی ہیں اور میرے رب نے مجھ سے وعدہ فرمایا ہے کہ جو شخص اس میں دعا کرے گا میں قبول کرونگا اور یہی وہ نماز ہے کہ جسکا میرے رب نے مجھے اس قول میں حکم دیا ہے "فسبحان اللہ حین تمسون و حین تصبحون" (سورہ روم آیت نمبر ۱۷)

اور نماز عشاء (کیوں فرض کی گئی ہے) تو بات یہ ہے کہ قبر میں تاریکی ہوگی اور یوم قیامت بھی تاریکی ہوگی۔ اسلئے میرے رب نے مجھے اور میری امت کو اس نماز کا حکم دیا تاکہ قبر میں روشنی رہے اور اللہ تعالیٰ مجھے اور میری امت کو صراط پر روشنی عطا کرے اور جو شخص بھی اپنا قدم نماز عشاء پڑھنے کیلئے اٹھائے گا اللہ تعالیٰ اسکے جسد کو جہنم کیلئے حرام کردیگا اور یہی

وہ نماز ہے کہ جسکو اللہ تعالیٰ نے مجھ سے پہلے رسولوں کیلئے پسند فرمایا ہے۔

اور نماز فجر تو (یہ اسلئے فرض ہے کہ) آفتاب جب طلوع ہوتا ہے تو شیطان کے دونوں سینگوں کے درمیان سے طلوع ہوتا ہے اسلئے میرے رب عزوجل نے مجھے حکم دیا کہ میں آفتاب طلوع ہونے سے پہلے ہی نماز فجر پڑھ لوں اور قبل اسکے کہ کافر آفتاب کو سجدہ کرے میری امت اللہ تعالیٰ کو سجدہ کرلے اور اس میں سرعت و تیزی اللہ تعالیٰ کو بہت پسند ہے اور یہی وہ نماز ہے جسکے رات کے ملائکہ اور دن کے ملائکہ دونوں شاہد بنتے ہیں۔

اور اسکا ایک دوسرا سبب بھی بیان کیا گیا ہے اور

(۶۴۴) وہ روایت کی ہے حسین بن ابی العلاء نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے کہ انہوں نے فرمایا کہ جب حضرت آدم علیہ السلام جنت سے اتارے گئے تو انکے چہرے سے لیکر قدم تک سیاہ تل نمودار ہوگئے اور اسکی وجہ سے حضرت آدم علیہ السلام کا حزن اور بڑھ گیا تو حضرت جبرئیل علیہ السلام انکے پاس آئے اور بولے اے آدمؑ آپ کیوں روتے ہیں؟ فرمایا کہ میرے جسم پر یہ تل نمودار ہوگئے۔ حضرت جبرئیلؑ نے کہا اچھا اے آدمؑ اٹھو اور نماز پڑھو اور یہ پہلی نماز (یعنی ظہر) کا وقت تھا آپ نے نماز پڑھی تو وہ تل چہرے سے اتر کر گردن تک آگئے۔ پھر حضرت جبرئیلؑ انکے پاس دوسری نماز کے وقت آئے اور کہا اٹھو اے آدمؑ اور نماز پڑھو یہ دوسری نماز کا وقت ہے۔ حضرت آدمؑ نے اٹھکر نماز پڑھی تو اب وہ تل گردن سے اتر کر ناف تک آگئے۔ پھر حضرت جبرئیلؑ تیسری نماز کے وقت آئے اور کہا اٹھو اے آدمؑ نماز پڑھو یہ تیسری نماز کا وقت ہے حضرت آدمؑ نے اٹھکر نماز پڑھی تو اب وہ تل ناف سے اتر کر گھٹنوں تک آگئے۔ پھر حضرت جبرئیلؑ چوتھی نماز کے وقت آئے اور کہا اے آدمؑ اٹھو اور نماز پڑھو یہ چوتھی نماز کا وقت ہے حضرت آدمؑ نے اٹھکر نماز پڑھی تو اب یہ تل گھٹنوں سے اتر کر قدموں تک آگئے۔ پھر حضرت جبرئیلؑ پانچویں نماز کے وقت آئے اور کہا اے آدمؑ اٹھو اور نماز پڑھو یہ پانچویں نماز کا وقت ہے حضرت آدمؑ نے اٹھکر نماز پڑھی تو اب انہوں نے تلوں سے بالکل نجات پائی اور اس پر اللہ کی حمد و ثنا کی۔ حضرت جبرئیل نے کہا اے آدمؑ آپ کو ان نمازوں کی وجہ سے ان تلوں سے نجات ملی اسی طرح آپ کی اولاد میں سے بھی جو شخص ہر دن و رات میں یہ پانچ نمازیں پڑھے گا تو گناہوں سے نجات پائے گا جس طرح آپ نے ان تلوں سے نجات پائی ہے نیز نماز کے فرض ہونے کا ایک اور سبب یہ بھی ہے کہ

(۶۴۵) حضرت علی ابن موسیٰ الرضا علیہ السلام نے محمد بن سنان کے مسائل کے جواب میں جو خط لکھا اس میں یہ بھی لکھا کہ نماز کا حکم اسلئے ہے کہ اس میں اللہ تعالیٰ کی ربوبیت کا اقرار ہے اور اسکے امثال کی نفی ہے۔ اور ذلت و مسکنت اور خضوع و خشوع کے ساتھ خداوند جبار کے سامنے کھڑے ہو کر اپنی کوتاہیوں کا اعتراف اور اپنے پچھلے گناہوں کو درگزر کرنے کی التجا ہے اور اللہ جل جلالہ کی عظمت و کبریائی کے سامنے اپنا چہرہ زمین پر ہر روز رکھنا ہے تاکہ بندہ اسکو یاد رکھے بھولے نہیں اور نعمتیں پاکر آپے سے باہر اور سرکش نہ ہوجائے بلکہ خاشع اور متذلل رہ کر دین و دنیا کی نعمتوں میں زیادتی کیلئے رغبت رکھتے

ہوئے طالب رہے علاوہ بریں اس نماز میں دن ورات تواتر کے ساتھ اللہ کی یاد ہوتی رہتی ہے تاکہ بندہ اپنے مالک اپنے پالنے والے اور اپنے خالق کو نہ بھول جائے ورنہ وہ ناشکر اور سرکش ہوجائے گا اور اپنے رب کو یاد کرنا اور اسکے سامنے کھڑا ہونا اسکو گناہوں سے روکتا اور مختلف قسم کے فسادات سے باز رکھتا ہے ۔ میں نے ان اسباب مندرجہ بالا کو اپنی کتاب علل الشرائع میں بھی تحریر کردیا ہے ۔

باب نماز کے اوقات

(۶۴۶) ایک مرتبہ مالک جہنی نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے نماز ظہر کے وقت کے متعلق دریافت کیا تو آپ نے فرمایا کہ جب زوال آفتاب ہوجائے تو سمجھ لو کہ دونوں نمازوں کا وقت آگیا اور جب تم اپنے نوافل سے فارغ ہوجاؤ تو جب چاہو ظہر کی نماز پڑھو ۔

(۶۴۷) اور عبید بن زرارہ نے آپ سے ظہر وعصر کے وقت کے متعلق معلوم کیا تو آپ نے فرمایا کہ جب زوال آفتاب ہوگیا تو سمجھ لو کہ دونوں (ظہر وعصر) کا وقت ہوگیا بس اتنا ہے کہ یہ (ظہر) اس (عصر) سے پہلے ہوگی پھر تم غروب آفتاب تک دونوں نمازوں کے وقت میں ہو ۔

(۶۴۸) اور زرارہ نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے (اوقات نماز کے متعلق) دریافت کیا تو آپ نے فرمایا کہ جب آفتاب ڈھل جائے تو (سمجھ لو) کہ ظہر وعصر دونوں نمازوں کا وقت ہوگیا اور جب آفتاب غروب ہوگیا تو (سمجھ لو) کہ مغرب وعشا۔ دونوں کا وقت ہوگیا ۔

(۶۴۹) فضیل بن یسار اور زرارہ بن اعین اور بکیر بن اعین و محمد بن مسلم وبرید بن معاویہ عجلی نے حضرت امام محمد باقر و حضرت امام جعفر صادق علیہما السلام سے روایت کی ہے کہ آپ دونوں حضرات نے فرمایا کہ ظہر کا وقت زوال کے بعد دو (۲) قدم (سایہ ڈھلنے) تک ہے اور عصر کا وقت اسکے دو قدم اور آگے کے بعد ہے ۔

(۶۵۰) امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ اول وقت زوال شمس ہے یہ اللہ کا (معین کردہ) وقت ہے اور یہ وقتِ اول وقتِ دوم سے افضل ہے ۔

(۶۵۱) نیز آپ نے فرمایا کہ اول وقت (نماز پڑھنے میں) اللہ تعالیٰ کی خوشی ہے اور اسکے بعد (نماز پڑھنے میں) اللہ تعالیٰ کی طرف سے معافی ہے اور معافی تو گناہ ہی کی ہوا کرتی ہے ۔

(۶۵۲) نیز آپ نے فرمایا کہ اول وقت کی فضیلت آخیر کے وقت پر ایک مومن کیلئے اسکے مال اور اسکی اولاد سے بہتر ہے ۔

(۶۵۳) اور زرارہ نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے ظہر کے وقت کیلئے دریافت کیا تو آپ نے فرمایا کہ زوال شمس سے ایک ہاتھ اور عصر کا وقت ظہر کے وقت کے بعد دو ہاتھ ۔ تو یہ زوال شمس سے چار قدم ہوئے پھر فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مسجد کی چہار دیواری قد آدم تھی جب اسکا ایک ہاتھ سایہ بڑھ جاتا تو آپ ظہر کی نماز پڑھتے ۔ اور جب

سایہ دو ہاتھ بڑھ جاتا تو عصر کی نماز پڑھتے۔
پھر فرمایا تمہیں معلوم ہے کہ ہے یہ ایک (۱) ہاتھ اور دو (۲) ہاتھ کیوں رکھا گیا؟ میں نے عرض کیا بتائیں کیوں رکھا گیا! تو آپ نے فرمایا تاکہ تم زوال سے لیکر ایک ہاتھ تک نافلے ادا کرو اور جب تمہارا سایہ ایک ہاتھ پہنچ جائے تو تم نماز فریضہ ادا کرو نافلے کو چھوڑ دو۔

(۶۵۴) حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے ابو بصیر سے ارشاد فرمایا اگر وقت ظہر میں تمہیں لوگ کچھ دھوکا دیدیں (تو یہ ممکن ہے) لیکن وقت عصر میں تو لوگ تمہیں دھوکا نہیں دے سکتے تو اس وقت نماز عصر پڑھو جب آفتاب بالکل صاف اور روشن ہو (اس میں دھندلا پن نہ آئے) اسلئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ وہ شخص جو نماز عصر کو ضائع کر دے وہ اپنے اہل ومال کا موتو رہے۔ تو عرض کیا گیا کہ اپنے اہل ومال کا موتو رہے اسکا کیا مطلب؟ آپ نے فرمایا یعنی جنت میں اسکا کوئی اہل ومال نہ ہوگا۔ عرض کیا گیا اور نماز عصر کے ضائع کرنے سے کیا مراد؟ فرمایا خدا کی قسم وہ اس میں اس قدر تاخیر کرے کہ آفتاب زرد ہوجائے یا غائب ہوجائے۔

(۶۵۵) حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ جب قرص آفتاب غائب ہوجائے تو مغرب کا وقت ہوگیا۔

(۶۵۶) سماعہ بن مہران کا بیان ہے کہ میں نے ایک مرتبہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا ہم لوگ مغرب کی نماز کبھی کبھی ایسے وقت پڑھتے ہیں کہ ڈرتے ہیں کہ کہیں آفتاب پہاڑ کے پیچھے نہ ہو اور پہاڑ نے اسکو ہم لوگوں سے نہ چھپالیا ہو؟ آپ نے فرمایا تم پر پہاڑ پر چڑھ کر دیکھنا تو فرض نہیں ہے۔

اور جو شخص سفر کے اندر منزل کی تلاش میں ہو تو اس کیلئے مغرب کا وقت ایک چوتھائی رات ہے جو عرفات سے مشعرالحرام جارہا ہے اسکے لئے بھی ایسا ہی ہے۔

(۶۵۷) بکر بن محمد نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ ایک شخص نے آپ سے مغرب کے وقت کے متعلق دریافت کیا تو آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کے متعلق ارشاد فرمایا ہے کہ "فلما جن علیه اللیل رای کوکبا قال هذا ربی" (پس جب ان پر رات کی تاریکی چھا گئی تو ایک ستارہ کو دیکھا تو دفعتاً بول اٹھے کہ کیا یہی میرا خدا ہے) (سورہ الانعام آیت نمبر۷۶) تو یہی اول وقت نماز مغرب ہے اور آخر وقت شفق کا غائب ہونا ہے پس نماز عشاء کا اول وقت سرخی کا غائب ہونا ہے اور آخر وقت غسق اللیل یعنی نصف شب ہے۔

(۶۵۸) اور معاویہ بن عمار کی روایت میں ہے کہ وقت نماز عشاء ایک تہائی رات تک ہے اور ایک تہائی رات عشاء کا درمیانی وقت ہے اور نصف شب اسکا آخری وقت ہے۔

(۶۵۹) اور اس شخص کیلئے روایت کی گئی ہے جو نماز عشاء کو چھوڑ کو نصف شب تک سوتا رہا تو وہ قضا پڑھے گا اور صبح کو بطور عقوبت روزہ رکھے گا۔ یہ اس پر اسی لئے واجب ہے کہ وہ نماز عشاء کو چھوڑ کر نصف شب تک سوتا کیوں رہا۔

(۶۶۰) اور محمد بن یحییٰ خثعمی نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مغرب کی نماز پڑھتے تھے تو انصار کا قبیلہ بھی آپ کے ساتھ نماز پڑھتا تھا کہ جسکو بنی سلیمہ کہا جاتا تھا اور انکے گھر نصف میل پر واقع تھے یہ لوگ آپ کے ساتھ نماز پڑھ کر واپس ہوتے تو (اتنی روشنی رہتی کہ اگر وہ تیر پھینکیں تو) اپنے تیروں کے گرنے کی جگہ دیکھ لیں۔

(۶۶۱) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ ملعون ہے ملعون ہے وہ شخص جو طلب دنیا کیلئے نماز مغرب کو موخر کر دے تو آپ سے عرض کیا گیا کہ مگر اہل عراق تو نماز مغرب کو اتنا موخر کرتے ہیں کہ آسمان پر ستاروں کا جال بچھ جاتا ہے آپ نے فرمایا کہ یہ کام دشمن خدا ابو الخطاب (محمد بن مقلاص اسری کوفی ملعون) کا ہے۔

(۶۶۲) ابو اسامہ زید شحام کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں جبل ابو قبیس پر چڑھا اور نیچے تمام لوگ نماز مغرب پڑھ رہے تھے تو دیکھا کہ آفتاب ابھی غروب نہیں ہوا ہے بلکہ پہاڑ کے پیچھے ہے لوگوں کی نگاہوں سے چھپ گیا ہے۔ میں فوراً امام جعفر صادق علیہ السلام کے پاس پہنچا اور انہیں بتایا۔ تو آپ نے فرمایا کہ تم نے ایسا کیوں کیا؟ جو کچھ کیا برا کیا۔ تم تو اسی وقت نماز پڑھتے کہ جب اسکو پہاڑ کے پیچھے نہ دیکھتے اور جب وہ غروب ہو گیا ہوتا کسی بادل کی اوٹ میں نہ چھپا ہوتا بلکہ واقعی ڈوب گیا ہوتا تمہیں تو اپنے مشرق اور اپنے مغرب پر عمل کرنا ہے لوگوں کا یہ فرض تو نہیں کہ وہ اسکی کھوج لگائیں۔

(۶۶۳) امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ جب آفتاب غائب ہو گیا تو افطار کا وقت آگیا اور نماز واجب ہو گئی اور جب تم نے مغرب کی نماز پڑھ لی تو اب نماز عشاء کا وقت نصف شب تک کیلئے آگیا۔

(۶۶۴) حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ ایک ملک اس کیلئے مقرر ہے جو یہ پکار کر کہتا ہے کہ جو شخص بغیر نماز پڑھے ہوئے نصف شب تک سوئے تو اللہ اسکو سونا نصیب نہ کرے۔

(۶۶۵) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ جس نے مغرب کی نماز پڑھی اور تعقیبات میں مصروف ہو گیا اور کسی سے کوئی بات نہیں کی یہاں تک کہ اس نے دو رکعت بھی پڑھ لی تو ہم اسکا نام علیین کی فہرست میں لکھ دینگے۔ اور اگر چار رکعتیں پڑھ لیں تو اسکے نام ہم ایک حج کا ثواب لکھ دینگے۔

اور فجر کی نماز جب فجر ہو جائے اور اچھی طرح روشن ہو جائے اور آسمان پر صبح ایک قبطی چادر یا نہر سوراء کی طرح نمودار ہو تو پڑھے۔ اور جو شخص نماز فجر اول وقت پڑھے گا تو یہ اسکی نماز دو (۲) مرتبہ لکھی جائے گی رات کے ملائیکہ بھی لکھیں گے اور دن کے ملائیکہ بھی۔ اور جو نماز فجر آخر وقت میں پڑھے گا اسکی نماز صرف ایک مرتبہ لکھی جائے گی چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ "وقران الفجران قران الفجرکان مشھودا" (یعنی رات کے ملائیکہ بھی گواہی دینگے اور دن کے ملائیکہ بھی) (سورہ اسرا آیت نمبر ۷۸)

(۶۶۶) حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ جمعہ کے دن نمازِ جمعہ کا وقت زوالِ آفتاب کے وقت ہے اور اسکا وقت

سفر حضر دونوں میں ایک ہی ہے اور یہ بہت تنگ وقت ہے اور جمعہ کے دن تمام دنوں میں نماز عصر کا وقت اسکا ابتدائی وقت ہے۔

(۶۶۷) اسماعیل بن رباح نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ جب تم نے نماز پڑھی اور تمہارا خیال تھا کہ وقت ہو گیا تھا مگر ابھی وقت نہیں ہوا تھا مگر تم نماز میں مشغول ہی تھے کہ وقت ہو گیا تو تمہاری نماز ہو گئی۔

(۶۶۸) اور سماعہ بن مہران نے آپؑ سے دریافت کیا کہ جب چاند، سورج، ستارے کچھ نظر نہ آئیں تو پھر دن اور رات کی نمازوں کا کیا ہوگا؟ تو آپ نے فرمایا اپنی رائے قائم کرنے کی کوشش کرو اور اس امر کی کوشش کرو کہ قبلہ پر اعتماد پیدا ہو جائے۔

(۶۶۹) ابو عبداللہ الفراء نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ سے ہمارے اصحاب میں سے ایک شخص نے کہا کبھی کبھی جب بادل گھرے ہوئے ہوتے ہیں تو نماز کا وقت ہم لوگوں پر مشتبہ ہو جاتا ہے؟ آپ نے فرمایا تم ان چڑیوں کو پہچانتے ہو کہ جو عراق میں بھی تمہارے وہاں ہوتی ہیں کہ جنکو دیوک (مرغ) کہتے ہیں۔ میں نے عرض کیا جی ہاں آپ نے فرمایا جب انکی آوازیں بلند ہونے لگیں اور ایک دوسرے کے جواب میں بانگ دینے لگے تو نماز پڑھ لو۔

(۶۷۰) اور حسین بن مختار نے آنجنابؑ سے روایت کی ہے کہ میں نے آپ سے کہا کہ میں موذن ہوں جب کسی دن بادل گھرے ہوئے ہوتے ہیں تو وقت کا پتہ نہیں چلتا؟ آپ نے فرمایا کہ جب مرغ تین مرتبہ مسلسل بانگ دے تو سمجھ لو کہ زوال آفتاب ہو گیا ہے اور نماز کا وقت آگیا۔

اور اگر کسی شخص نے بادل کے دن غیر قبلہ کی طرف رخ کر کے نماز پڑھ لی بعد میں معلوم ہوا کہ یہ قبلہ کا رخ نہ تھا تو اگر ابھی وقت ہے تو دوبارہ نماز پڑھے اور اگر اس نماز کا وقت گزر گیا تو اعادہ کی ضرورت نہیں اس کیلئے قبلہ معلوم کرنے کی کوشش کافی ہے۔

(۶۷۱) حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ اگر میں نماز پڑھوں بعد اسکے کہ وقت جارہا ہے تو یہ مجھے زیادہ پسندیدہ ہے اس سے کہ میں اس شک میں نماز پڑھوں کہ نماز کا وقت آگیا یا ابھی قبل از وقت ہے۔

(۶۷۲) اور معاویہ بن وھب نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ نے بیان فرمایا کہ گرمی کے دنوں میں ظہر کی نماز کے وقت موذن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں آیا کرتا تو آپ فرماتے "ابرد، ابرد" یعنی جلدی کرو جلدی کرو۔ اور یہ تبرید سے ماخوذ ہے۔

باب　زوال آفتاب کی معرفت

(۶۷۳) عبداللہ بن سنان نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ ماہ حزیران (رومی یا سریانی زبان میں شمسی سال کے چھٹے مہینہ یعنی جون) کے نصف میں زوال آفتاب نصف قدم پر ہوتا ہے اور ماہ تموز (جولائی) کے نصف میں ۲/۱۱ قدم پر اور ماہ آب (اگست) میں ۲/۱ ۲ قدم پر اور ماہ ایلول (ستمبر) کے نصف میں ۲/۱ ۳ قدم پر اور ماہ تشرین اول (اکتوبر) کے نصف میں ۲/۱ ۵ قدم پر اور ماہ تشرین آخر (نومبر) کے نصف میں ۲/۱ ۷ قدم پر اور ماہ کالون اول (دسمبر) کے نصف میں ۲/۱ ۹ قدم پر اور ماہ کالون آخر (جنوری) کے نصف میں ۲/۱ ۷ قدم پر اور ماہ شباط (فروری) کے نصف میں ۲/۱ ۵ قدم پر اور ماہ آذار (مارچ) کے نصف میں ۲/۱ ۳ قدم پر اور نیسان (اپریل) کے نصف میں ۲/۱ ۲ قدم پر اور ماہ ایار (مئی) کے نصف میں ۲/۱۱ قدم پر اور پھر حزیران (جون) کے نصف میں ۲/۱ قدم پر زوال آفتاب ہوتا ہے (بظاہر یہ تجدیدات مدینہ منورہ اور اسکے اطراف کیلئے ہیں)

(۶۷۴) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ زوال آفتاب اس طرح واضح ہوگا کہ تم ایک ہاتھ چار انگل طویل لکڑی لو چار انگل تو زمین میں گاڑ دو جب اسکا سایہ گھٹتے گھٹتے اپنی حد کو پہنچ جائے اور اسکے بعد بڑھنے لگے تو یہی زوال آفتاب کا وقت ہے اسی وقت آسمان کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں ہوائیں چلنے لگتی ہیں اور بڑی بڑی حاجتیں پوری ہوتی ہیں۔

باب　آفتاب کا ساکن ہونا

(۶۷۵) ایک مرتبہ محمد بن مسلم نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے آفتاب کے ساکن ہونے کے متعلق دریافت کیا تو آپ نے فرمایا کہ اے محمد تم کتنا چھوٹا مگر کتنا مشکل مسئلہ لیکر آئے مگر چونکہ تم اسکے جواب کے اہل ہو (اس لئے سنو) آفتاب جب طلوع ہوتا ہے تو اسکو ستر ہزار ملک کھینچتے ہیں اور اسکے علاوہ اسکی ہر شعاع کو پانچ ہزار ملک پکڑے رہتے ہیں اور اسی جذب و رفع کے درمیان جب وہ اپنے دریچہ سے نکل کر فضا میں پہنچتا ہے تو نور پر مقرر ایک فرشتہ اسکو الٹ دیتا ہے اسکی پشت نیچے اور پیٹ اوپر ہو جاتا ہے اور اسکی شعاع عرش کی سرحد تک پہنچتی ہے تو اس وقت ملائکہ پکار کر کہتے ہیں سُبْحَانَ اللّٰهِ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ لَمْ یَتَّخِذْ صَاحِبَةً وَّلَا وَلَدًا وَّلَمْ یَکُنْ لَّهٗ شَرِیْکٌ فِی الْمُلْکِ وَلَمْ یَکُنْ لَّهٗ وَلِیٌّ مِّنَ الذُّلِّ وَکَبِّرْهُ تَکْبِیْرًا تو راوی نے کہا کہ میں نے آپ پر قربان، کیا میں اس دعا کو یاد کرلوں اور اسے زوال آفتاب کے وقت پڑھا کروں؟ آپ نے فرمایا ہاں اسکو یاد کرلو۔ اور جب آفتاب کو زوال ہو جاتا ہے تو ملائکہ اسکے پیچھے ہو جاتے ہیں اور فضا میں اللہ کی تسبیح پڑھتے رہتے ہیں یہاں تک کہ آفتاب غروب ہو جاتا ہے۔

(۶۷۶) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا گیا کہ کیا بات ہے کہ آفتاب روزآنہ (زوال کے وقت) ذرا

ٹہرتا اور دم لیتا ہے مگر جمعہ کے روز ذرا نہیں ٹہرتا؟ آپ نے فرمایا اسلئے کہ اللہ تعالیٰ نے جمعہ کے دن کو تمام دنوں سے زیادہ تنگ بنایا ہے۔ تو دریافت کیا کہ اسکو تنگ کیوں بنایا گیا؟ تو آپ نے فرمایا کہ چونکہ جمعہ کا دن اسکے نزدیک خود محترم ہے اسلئے وہ اس دن مشرکین پر عذاب نہیں کرتا۔

(۶۷۷) اور حریز بن عبداللہ سے روایت کی گئی ہے کہ انہوں نے کہا کہ ایک دن میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر تھا کہ ایک شخص نے آپ سے دریافت کیا اور کہا میں آپ پر قربان، آفتاب حرکت کرتا رہتا ہے پھر زوال کے وقت ذرا ایک ساعت کیلئے ٹہر جاتا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ وہ اجازت لیتا ہے کہ ڈھل جاؤں یا نہ ڈھلوں۔

باب رات کے ڈھلنے کی پہچان

(۶۷۸) عمر بن حنظلہ نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا کہ دن کے وقت زوال آفتاب کو تو ہم لوگ پہچان لیتے ہیں مگر رات کو کیسے پہچانیں؟ آپ نے فرمایا کہ رات بھی اسی طرح ڈھلتی ہے جیسے آفتاب ڈھلتا ہے۔ اس نے عرض کیا پھر اسکو کیسے پہچانیں؟ آپ نے فرمایا کہ ستاروں کے اتار سے۔

باب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وہ نماز جس پر اللہ تعالیٰ نے انہیں وفات دی

(۶۷۹) حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے بیان فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دن کو زوال آفتاب تک ذرا بھی نہیں سوتے تھے جب زوال آفتاب ہوجاتا تو آٹھ رکعت نماز پڑھتے تھے اور یہ توبہ کرنے والوں کی نماز ہے اس وقت آسمان کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں دعا قبول کی جاتی ہے، ہوا چلنے لگتی ہے اور اللہ تعالیٰ اپنی مخلوقات پر نظر ڈالتا ہے۔ پھر جب سایہ ایک ہاتھ ہوجاتا ہے تو ظہر کی چار رکعت پڑھتے اور بعد ظہر دو رکعت اسکے بعد دو رکعت اور اسکے بعد جب سایہ دو ہاتھ پہنچ جاتا تو عصر کی چار رکعت پڑھتے اور پھر عصر کے بعد کچھ نہ پڑھتے یہاں تک کہ آفتاب قریب غروب ہوجاتا اور جب غروب ہوجاتا تو مغرب کی نماز تین رکعت پڑھتے اور اسکے بعد چار رکعت پھر کچھ نہ پڑھتے یہاں تک کہ شفق گر جاتی اور جب شفق گر جاتی تو عشاء کی نماز پڑھتے اور اسکے بعد آپ اپنے بستر پر تشریف لے جاتے اور کوئی نماز نہ پڑھتے یہاں تک آدھی رات ہوجاتی جب آدھی رات ہوجاتی تو آٹھ رکعت پڑھتے اور رات کے آخری چوتھائی حصہ میں تین رکعت وتر پڑھتے اور اس میں سورہ الحمد اور قل ھو اللہ احد پڑھتے اور ان تین رکعتوں میں ایک سلام سے فصل دیتے پھر باتیں کرتے اور کوئی ضرورت ہوتی تو اسے کہتے۔ اور اپنے مصلے سے اس وقت تک نہ اٹھتے جب تک کہ وہ تین رکعتیں نہ پڑھ لیتے جن میں وتر پڑھتے اور رکوع سے پہلے قنوت پڑھتے۔ پھر سلام پڑھتے اور نماز فجر سے پہلے دو رکعت نماز پڑھتے پھر جب فجر کا وقت ہوجاتا اور اجالا صاف اور روشن ہوجاتا تو فجر کی نماز پڑھتے یہ تھیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وہ نمازیں جن پر اللہ تعالیٰ نے انہیں وفات دی۔

باب مسجدوں کی فضیلت و حرمت اور جو شخص اُن میں نماز پڑھے اسکا ثواب

(۶۸۰) خالد بن ماد قلانسی نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ مکہ اللہ کا حرم اور اسکے رسول کا حرم اور علی ابن ابی طالب علیہ السلام کا حرم ہے اس میں نماز پڑھنا ایک لاکھ نمازوں کے برابر ہے اور اس میں ایک درہم (کی خیرات) ایک لاکھ درہم کے برابر ہے۔

اور مدینہ اللہ تعالیٰ کا حرم اور اسکے رسول کا حرم اور حضرت علی ابن ابی طالب کا حرم ہے اس میں نماز پڑھنا دس ہزار نمازوں کے برابر ہے اور اس میں ایک درہم دس ہزار درہموں کے برابر ہے اور کوفہ اللہ کا حرم اور اسکے رسول کا حرم اور حضرت علی ابن ابی طالب کا حرم ہے اس میں نماز پڑھنا ایک ہزار نمازوں کے برابر ہے مگر درہم کے متعلق آپ خاموش رہے۔

(۶۸۱) اور ابو حمزہ ثمالی نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی کہ آپ نے فرمایا کہ جو شخص مسجد حرام میں اپنی ایک فرض نماز پڑھے گا اللہ تعالیٰ اسکی وہ تمام نمازیں جس وقت سے اس پر واجب ہوئی تھیں سب قبول کریگا نیز وہ تمام نمازیں بھی جو بندہ مرتے دم تک پڑھے گا وہ بھی قبول کریگا۔

(۶۸۲) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میری مسجد میں نماز دوسری مسجدوں میں ایک ہزار نماز کے مانند ہیں سوائے مسجد حرام کے اس لئے کہ مسجد حرام میں ایک نماز میری مسجد میں ایک ہزار نماز کے برابر ہے۔

(۶۸۳) اور عبدالاعلی آل سام کے غلام نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ مسجد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی لمبائی کتنی تھی؟ تو آپ نے فرمایا تین ہزار چھ سو ہاتھ مکسرہ (ایک ہاتھ مکسرہ چھ مٹھی کے برابر)

(۶۸۴) حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے ابو حمزہ ثمالی سے ارشاد فرمایا کہ مسجدیں چار ہیں مسجد حرام، مسجد رسول، مسجد بیت المقدس اور مسجد کوفہ۔ اور اے ابو حمزہ ان میں نماز فریضہ پڑھنا ایک حج کے برابر اور نماز نافلہ پڑھنا ایک عمرہ کے برابر ہے۔

(۶۸۵) حضرت ابوالحسن امام رضا علیہ السلام سے حضرت فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا کی قبر کے متعلق دریافت کیا گیا تو آپ نے فرمایا کہ وہ معظمہ اپنے گھر میں دفن ہوئیں مگر جب بنی امیہ نے مسجد کے حدود بڑھائے تو آپ کی قبر مسجد میں شامل ہو گئی۔

(۶۸۶) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص میری مسجد قبا میں آکر دو رکعت نماز پڑھے گا تو وہ عمرہ کیلئے پھر واپس آئے گا۔

نیز آنجناب علیہ السلام اس میں تشریف لاتے اور اذان و اقامت کے ساتھ نماز پڑھا کرتے تھے۔ اور مدینہ منورہ کی

مسجدوں میں جانا مستحب ہے، مسجد قبا میں اس لئے کہ یہ وہ مسجد ہے کہ پہلے ہی دن سے جسکی بنیاد تقویٰ پر رکھی گئی۔ اور مشربہ ام ابراہیم و مسجد فضیخ و قبور شہدائے احد و مسجد احزاب اور وہی مسجد فتح ہے۔

اور مسجد غدیر میں بھی نماز پڑھنا مستحب ہے اسلئے کہ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قدم مبارک کی جگہ ہے جس وقت آپ نے فرمایا تھا کہ من کنت مولاہ فعلی مولاہ اللھم وال من والاہ وعاد من عاداہ۔

(۶۸۷) اور اسی مسجد کی دوسری جانب منافقین کے خیمے نصب تھے جب ان سبھوں نے دیکھا کہ آنحضرتؐ اپنے ہاتھ بلند کئے ہوئے ہیں تو آپس میں ایک دوسرے سے کہنے لگے کہ ذرا دیکھو انکی دونوں آنکھیں کیسی گردش کررہی ہیں جیسے کسی مجنوں کی آنکھیں گردش کرتی ہیں۔ تو حضرت جبرئیل علیہ السلام مندرجہ ذیل آیت لے کر نازل ہوئے وان یکاد الذین کفروا لیزلقونک بابصارھم لما سمعوا الذکر ویقولون انہ لمجنون۝ وما ھو الا ذکر للعالمین (اور کفار جب ذکر کو سنتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ یہ اپنی نگاہوں کے ذریعہ تمہیں ضرور پھسلادیں گے اور کہتے ہیں کہ یہ تو مجنون ہیں مگر یہ تو سارے جہان کیلئے نصیحت ہے) (سورہ القلم آیت نمبر۵۱۔۵۲)

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے یہ بات حسّان جمّال سے بیان فرمائی جب وہ انہیں سوار کرکے مدینے سے مکے لے جارہا تھا تو آپ نے اس سے کہا اے حسّان اگر تم میرے جمّال نہ ہوتے تو میں تم سے یہ حدیث ہرگز نہ بیان کرتا۔

(۶۸۸) اور منیٰ کے اندر مسجد خیف تو اسکے متعلق جابر نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ مسجد خیف میں سات سو انبیاء نے نماز پڑھی ہے۔

(۶۸۹) اور ابو حمزہ ثمالی نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ جو شخص منیٰ سے نکلنے سے پہلے منیٰ کی مسجد خیف میں سو رکعت نماز پڑھے تو وہ ستر سال کی عبادت کے برابر ہوگی اور جو شخص اس میں سو تسبیح پڑھے (سبحان اللہ کہے) تو اللہ تعالیٰ اس کیلئے ایک غلام آزاد کرنے کا ثواب لکھ دیگا۔ اور جو شخص اس میں سو مرتبہ تہلیل کرے (لاالٰہ الااللہ کہے) تو اسکا ثواب ایک آدمی کی زندگی بچانے کا ہوگا اور جو شخص اس میں سو مرتبہ الحمدللہ کہے تو اسکا ثواب دونوں عراق کے خراج کو راہ خدا میں تصدق کرنے کے برابر ہوگا۔

(۶۹۰) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عہد میں مسجد رسول اس منارہ کے پاس تھی جو وسط مسجد میں ہے اور اسکے اوپر قبلہ کی جانب تقریباً تیس ہاتھ اسکے داہنے جانب اور بائیں اور اسکے پیچھے تقریباً اتنی ہی اتنی تھی وہ برابر کردی گئی۔ اور اگر ممکن ہوسکے کہ تمہاری نماز کی جگہ اس کے اندر ہو تو ایسا ہی کرو اس لئے کہ اس میں ایک ہزار انبیاء نے نماز پڑھی ہے۔

اور خیف کو خیف اسلئے کہتے ہیں کہ وہ وادی سے بلند ہے اور جو وادی سے بلند ہو اسکو خیف کہتے ہیں۔

(۶۹۱) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ مسجد کوفہ کی حد آخری دو (۲) چراغوں تک ہے یہ خط حضرت آدم

علیہ السلام نے کھینچا تھا۔ میں اس حد کے اندر کسی سواری پر سوار ہو کر جانا مکروہ سمجھتا ہوں۔ تو عرض کیا گیا کہ پھر اس میں تبدیلی کس نے کی؟ آپ نے فرمایا پہلی تبدیلی تو حضرت نوح کے زمانے میں طوفان سے آئی پھر اس میں اصحاب کسریٰ و نعمان نے تبدیلی کی پھر اس میں زیاد بن ابی سفیان نے تبدیلی کی۔

(۶۹۲) نیز آنجناب علیہ السلام نے فرمایا گویا میں مسجد کوفہ سے ایک ویرانی کو دیکھ رہا ہوں جو اپنے دیر کے اندر زاویہ اور منبر کے درمیان ہے جس میں سات عدد کھجور کے درخت ہیں اور وہ اپنے دیر سے حضرت نوح علیہ السلام کو دیکھ رہا ہے اور ان سے باتیں کر رہا ہے۔

(۶۹۳) ابو بصیر کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا آپ فرما رہے تھے کہ مسجد کوفہ بھی کتنی اچھی مسجد ہے جس میں ایک ہزار انبیاء اور ایک ہزار اوصیاء نے نماز پڑھی۔ اسی میں سے تنور ابلا اس میں سفینہ بنایا گیا اسکے دائیں جانب اللہ تعالیٰ کی رضا ہے اس کا وسط جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے اسکے بائیں جانب مکر و فریب ہے یعنی شیاطین کے مکانات ہیں۔

(۶۹۴) امیر المومنین علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ تین مسجدوں کے علاوہ کسی اور مسجد کیلئے سواری نہ کسو۔ مسجد حرام اور مسجد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور مسجد کوفہ۔

(۶۹۵) نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب مجھے معراج پر لے جایا گیا تو میں مسجد کوفہ کی جگہ سے ہو کر گزرا میں بُراق پر سوار تھا اور حضرت جبرئیل علیہ السلام میرے ساتھ تھے انہوں نے کہا اے محمدؐ یہاں سواری سے اترو اور اس جگہ نماز پڑھو چنانچہ میں اترا اور میں نے نماز پڑھی پھر پوچھا اے جبرئیل یہ کونسی جگہ ہے؟ انہوں نے کہا یہ کوفہ ہے اور یہ اسکی مسجد ہے میں اس کی آبادی کو بیس مرتبہ برباد اور بیس مرتبہ آباد ہوتے ہوئے دیکھ چکا ہوں اور ہر دو مرتبہ کے درمیان پانچ سو برس کا فاصلہ گزرا ہے۔

(۶۹۶) اصبغ بن نباتہ سے روایت کی گئی ہے انہوں نے بیان کیا کہ ایک دن ہم لوگ مسجد کوفہ میں امیر المومنین علیہ السلام کے گرد حاضر تھے کہ آپ نے فرمایا اے اہل کوفہ تم لوگوں کو اللہ تعالیٰ نے وہ فضل و شرف عطا کیا ہے کہ ایسا فضل و شرف کسی کو عطا نہیں کیا تمہارا مصلا (جائے نماز) بیت آدم و بیت نوح و بیت ادریس و مصلائے ابراہیم و مصلائے برادر خضر اور میرا مصلا ہے اور تمہاری یہ مسجد ان چار مسجدوں میں ہے جسے اللہ تعالیٰ نے وہاں کے رہنے والوں کیلئے منتخب فرمایا ہے۔ اور گویا میں دیکھ رہا ہوں کہ قیامت کے دن یہ لائی جائے گی دو (۲) سفید کپڑوں میں جیسے کوئی شخص جامہ احرام میں ہو۔ اور یہ یہاں کے لوگوں کی اور جس نے اس میں نماز پڑھی ہے اسکی شفاعت کرے گی اور اسکی شفاعت رد نہ کی جائے گی اور کوئی زیادہ دن اور رات نہ گزریں گے کہ اس میں حجر اسود نصب کیا جائے گا اور ایک زمانہ آئے گا کہ یہ میری اولاد میں سے (امام) مہدیؑ کا مصلا ہوگا اور ہر مومن کا مصلا ہوگا اور روئے زمین پر کوئی مومن ایسا نہ ہوگا جسکا دل اسکی طرف مائل نہ ہو

لہٰذا اسکو نہ چھوڑو اور اس میں نماز پڑھو تاکہ اللہ تعالیٰ کا تقرب حاصل کرو اور اپنی دلی مرادیں پوری کرنے کیلئے ادھر آؤ۔ اگر لوگ یہ جان لیں کہ اس مسجد میں کیا برکتیں ہیں تو اگر انہیں برف پر گھٹنوں چل کر آنا پڑے تو زمین کے سارے اطراف سے یہاں آئیں گے۔

(۶۹۷) اور مسجد سہلہ کے متعلق حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ اگر میرے چچا زید اس مسجد میں پناہ لیتے تو اللہ تعالیٰ انہیں ایک سال تک پناہ دیتا۔ یہ حضرت ادریسؑ کے مکان کی جگہ ہے کہ جس میں وہ خیاطی کیا کرتے تھے اور یہ وہ جگہ ہے جہاں سے حضرت ابراہیم علیہ السلام عمالقہ سے نکلے تھے یہ وہ مقام ہے کہ جہاں سے حضرت داؤد علیہ السلام جالوت سے جنگ کرنے کیلئے نکلے تھے اسکے نیچے سبز پتھر کی ایک چٹان ہے کہ جس کے اندر ہر نبی کی صورت وشکل بنی ہوئی ہے جنہیں اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا۔ اور ہر نبی کی طینت اسی کے نیچے سے لی گئی ہے اور یہ ایک راکب (سوار) کی جگہ ہے۔ تو آپ سے پوچھا گیا کہ راکب کون؟ فرمایا کہ وہ خضر علیہ السلام ہیں۔ اور مسجد براثا جو بغداد کے اندر ہے تو اسکے اندر امیرالمومنین علیہ السلام نے اس وقت نماز پڑھی جب آپ اہل نہروان سے جنگ کے بعد واپس آرہے تھے۔

(۶۹۸) جابر ابن عبداللہ انصاری سے روایت کی گئی ہے کہ انہوں نے بیان کیا کہ حضرت علی علیہ السلام نے خوارج سے قتال کرنے کے بعد واپسی میں براثا کے اندر ہم لوگوں کے ساتھ نماز پڑھی۔ اور ہم لوگوں کی تعداد اسوقت ایک لاکھ تھی تو ایک نصرانی اپنے صومعہ سے نیچے اترا اور پوچھا کہ اس فوج کا سردار کون ہے؟ ہم لوگوں نے کہا کہ یہ ہمارے سردار ہیں تو وہ حضرت علی علیہ السلام کے پاس گیا اور سلام کر کے بولا اے میرے سید وآقا کیا آپ نبی ہیں؟ آپ نے فرمایا نہیں بلکہ نبی میرا سید وآقا تھا جو وفات پاچکا۔ نصرانی نے کہا پھر آپ وصی نبی ہیں؟ آپ نے فرمایا ہاں پھر فرمایا اچھا بیٹھو تم نے یہ سوال کیوں کیا؟ اس نے کہا کہ میں نے یہ صومعہ بنایا ہی اس مقام براثا کیلئے ہے اسلئے کہ میں نے اللہ کی طرف سے نازل کی ہوئی کتابوں میں پڑھا تھا کہ اس جگہ اتنی بڑی تعداد کے ساتھ وہی نماز پڑھے گا جو نبی ہوگا یا وصی نبی ہوگا اور میں اسلام قبول کرنے کیلئے آیا ہوں پھر وہ ہم لوگوں کے ساتھ کوفہ آیا اور حضرت علی علیہ السلام نے اس سے پوچھا یہاں کس نے نماز پڑھی؟ اس نے جواب دیا یہاں حضرت عیسیٰؑ بن مریم اور انکی مادر گرامی نے نماز پڑھی۔ حضرت علی علیہ السلام نے اس سے کہا مگر میں بھی تمہیں بتاؤں کہ یہاں کس نے نماز پڑھی؟ اس نے کہا جی ہاں۔ آپ نے فرمایا حضرت ابراہیم خلیل علیہ السلام نے۔

(۶۹۹) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص مسجد میں کھنکھارے اور بلغم کو (تھوکے نہیں بلکہ) اپنے پیٹ میں گھونٹ جائے تو وہ بلغم جس مرض سے گزرے گا اسے اچھا کر دے گا۔

(۷۰۰) اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص پنجشبہ اور شب جمعہ مسجد میں جھاڑو لگائے تو اس سے جو مٹی نکلے وہ جس آنکھ میں پڑے گی اللہ تعالیٰ اسکو بخش دے گا۔

(۷۰۱) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا جو شخص مسجد جانے کے قصد سے نکلے تو اسکے دونوں قدم جس

جس خشک و تر پر پڑیں گے اسکے نیچے زمین کے ساتوں طبق اللہ کی تسبیح پڑھیں گے۔

میں نے ان احادیث کو اسناد کے ساتھ اور اسکے ہم مضمون احادیث کو اپنی کتاب فضل المساجد میں نقل کر دیا ہے۔

(۷۰۲) حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا کہ بیت المقدس میں ایک نماز ہزار نمازوں کے برابر ہے اور مسجد اعظم (مسجد الحرام) میں ایک نماز ایک لاکھ نمازوں کے برابر ہے اور قبیلہ کی مسجد میں ایک نماز پچیس نمازوں کے برابر ہے اور بازار کی مسجد میں ایک نماز بارہ نمازوں کے برابر ہے اور کسی شخص کا اپنے گھر میں ایک نماز پڑھنا ایک ہی نماز کے برابر ہے۔

(۷۰۳) حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا جتنا بڑا گوھا بھٹ تیتر اپنے پاؤں سے کھود کر بناتا ہے اگر کوئی شخص اتنی بھی بڑی مسجد بنائے گا تو اللہ تعالیٰ اس کیلئے جنت میں ایک گھر بنادیگا۔

(۷۰۴) ابو عبیدہ حذاء کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام میری طرف سے ہو کر گزرے اور میں مکہ اور مدینہ کے درمیان (مسجد بنانے کیلئے) پتھر پر پتھر رکھ رہا تھا میں نے عرض کیا اسکا شمار اس میں ہوگا۔آپ نے فرمایا ہاں

(۷۰۵) عبیداللہ بن علی حلبی نے ایک مرتبہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ کیا چھت والی مسجدوں میں قیام مکروہ ہے؟ آپ نے فرمایا ہاں مگر اس میں نماز پڑھنا تمہیں ضرر نہیں پہنچائے گا۔

(۷۰۶) حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا ہمارے قائم آل محمدؑ مسجدوں کی چھتوں سے ابتداء کریں گے انہیں توڑ ڈالیں گے اور انہیں خس پوش کرنے کا حکم دینگے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے سائبان کی طرح۔

(۷۰۷) حضرت علی علیہ السلام جب مسجدوں میں محراب دیکھتے تو اسے توڑنے کا حکم دیتے اور فرمایا کرتے یہ تو یہودیوں کے مذبح خانوں کے مانند ہے۔

(۷۰۸) نیز حضرت علی علیہ السلام نے کوفہ میں ایک مسجد دیکھی کہ وہ کنگرے دار تھی آپ نے فرمایا یہ تو یہودیوں کے بیع (عبادت خانے) کے مانند معلوم ہوتی ہے مسجدیں کنگرے دار نہیں ہوتیں ہے۔ کشادہ بنائی جاتی ہیں

(۷۰۹) حضرت ابو الحسن اول (امام موسیٰ بن جعفر) علیہ السلام سے مٹی کے گارے کے متعلق پوچھا گیا جس میں بھوسا ملا ہوا ہو کہ کیا اس سے مسجد یا بیت الصلات کو لیپا جاسکتا ہے؟ آپ نے فرمایا اس میں کوئی حرج نہیں۔

(۷۱۰) نیز آپ سے ایک ایسے مکان کے متعلق دریافت کیا گیا جس میں گوبر سے چونا پکایا جاتا تھا کیا یہ جائز ہوگا کہ اس سے کسی مسجد کی چونا کلی کی جائے؟ آپ نے فرمایا کوئی حرج نہیں۔

(۷۱۱) نیز آپ سے دریافت کیا گیا ایک ایسے مکان کے متعلق کہ جو ایک عرصہ تک بیت الخلاء بنا ہوا تھا کیا یہ جائز ہے کہ اسکو مسجد بنا دیا جائے؟ آپ نے فرمایا اگر پاک صاف کرکے اسکو درست کر دیا جائے تو کوئی حرج نہیں ہے۔

(۷۱۲) اور عبیداللہ بن علی حلبی نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک ایسی مسجد کے متعلق دریافت کیا جو کسی کے گھر کے اندر بنی ہوئی ہے اب گھر والے چاہتے ہیں کہ اسکو وسعت دیں اور اس مسجد کی جگہ بدل دیں؟ آپ نے فرمایا اس

میں کوئی حرج نہیں ۔ راوی کا بیان ہے کہ پھر میں نے عرض کیا کہ ایک مکان ہے جو ایک عرصہ تک بیت الخلاء رہ چکا ہے کیا یہ جائز ہے کہ اسکو صاف ستھرا کرکے مسجد بنا دیا جائے ۔ آپ نے فرمایا ہاں جب اس پر اتنی مٹی ڈال دی جائے جو اسکی سطح کو بالکل چھپا دے تو پھر یہ اس کو صاف ستھرا اور پاک کر دیگی ۔

(۷۱۳) اور حضرت امیرالمومنین علیہ السلام فرمایا کرتے تھے کہ جو شخص مسجدوں میں جاتا رہے گا تو اسکو آٹھ چیزوں میں سے کوئی ایک چیز ضرور حاصل ہوگی ۔ (۱) ایک ایسا شخص جو خالصاً لوجہ اللہ اسکا برادر بن جائے (۲) یا کوئی حیرت انگریز جدید اطلاع (۳) یا کوئی محکم آیت ونشان (۴) یا کوئی ایسی رحمت و مہربانی کہ جسکا انتظار کر رہا تھا (۵) یا کوئی ایسا کلمہ جو اسکی اذیت وتکلیف کو دور کر دے (۶) یا کوئی ایسا جملہ سنے جو اسکو ہدایت کے راستہ پر لگا دے (۷) یا وہ ڈر (۸) یا شرم جس سے وہ کوئی گناہ ترک کر دے ۔

(۷۱۴) ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کانوں میں آواز آئی کہ کوئی شخص اپنی کسی گمشدہ چیز کا مسجد میں اعلان کر رہا ہے تو آپ نے لوگوں سے کہا کہ اس سے کہدو کہ مسجد کسی اور کام کیلئے بنائی گئی ہے ۔

(۷۱۵) نیز آپ علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ تم لوگ اپنی مسجدوں کو بچایا کرو، اپنے لڑکوں سے اپنے پاگلوں و دیوانوں سے اپنی بلند آوازوں سے، اپنی خرید وفروخت سے، گمشدہ چیزوں کے اعلان سے اور سزا واحکام سے، اور بہتر ہے کہ مسجد میں شعر پڑھنے اور استاد کا بیٹھ کر بچوں کو تعلیم دینے یا کسی خیاط کے وہاں بیٹھ کر کپڑا سینے سے اجتناب کیا جائے ۔

(۷۱۶) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص اللہ تعالیٰ کی مسجدوں میں سے کسی مسجد میں ایک چراغ جلائے گا تو جبتک اس چراغ کی روشنی اس مسجد میں ہے ملائیکہ اور حاملین عرش اس شخص کیلئے طلب مغفرت کرتے رہیں گے ۔

(۷۱۷) حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ اگر تم میں سے کوئی شخص مسجد میں ایک کنکری بھی نکال لے تو اس پر لازم ہے کہ وہ کنکری اسکی جگہ پر واپس رکھ دے یا کسی دوسری مسجد میں رکھ دے اس لئے کہ وہ کنکری اللہ کی تسبیح پڑھتی ہے ۔

اور حائض وجنب کیلئے یہ جائز نہیں کہ مسجد میں داخل ہوں سوائے اسکے کہ وہ مسجد سے گزرنے کیلئے داخل ہو سکتے ہیں

(۷۱۸) اور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ تمہاری عورتوں کیلئے سب سے بہتر مسجد گھر ہے ۔

(۷۱۹) اور آپ سے مساجد کیلئے کوئی جائیداد وقف کرنے کیلئے دریافت کیا گیا تو آپ نے فرمایا یہ جائز نہیں ہے اسلئے کہ مجوسی آتشکدوں پر جائیدادیں وقف کرتے ہیں ۔

(۷۲۰) اور روایت کی گئی ہے کہ توریت میں تحریر ہے کہ زمین پر میرا گھر مسجدیں ہیں اس شخص کا کیا کہنا جو اپنے گھر میں پاک وطاہر ہولے اور اسکے بعد میرے گھر میں میری ملاقات کو آئے ۔ آگاہ ہو میزبان پر مہمان کا اکرام فرض ہے آگاہ ہو اور

رات کی تاریکیوں میں مسجد کی طرف پاپیادہ جانے والوں کو خوشخبری سنا دو کہ قیامت کے دن انکے لئے ایک نور ساطع ہوگا۔

(۷۲۱) روایت کی گئی ہے کہ وہ مکانات کہ جن میں رات میں نمازیں پڑھی جاتی ہیں وہ اہل آسمان کیلئے اسطرح چمکتے ہیں جیسے اہل زمین کیلئے ستارے چمکتے ہیں۔

(۷۲۲) روایت کی گئی ہے کہ حضرت امیرالمومنین علیہ السلام ایک مرتبہ ایک طویل مینار سے گزرے تو حکم دیا کہ اسکو گرا دو مینار کو مسجد کی سطح سے بلند نہ کیا کرو۔

(۷۲۳) اور اللہ (کبھی کبھی) یہ چاہتا ہے کہ سارے اہل زمین پر عذاب نازل کردے اور ان میں سے کوئی نہ بچے مگر جب بوڑھوں کو دیکھتا ہے کہ وہ اپنے پاؤں سے نماز کیلئے جارہے ہیں اور بچوں کو دیکھتا ہے کہ وہ قرآن کی تعلیم حاصل کررہے ہیں تو ان سے عذاب کو موخر کردیتا ہے۔

اور جو شخص مسجد میں داخل ہونے کا ارادہ کرے تو اسے نہایت سکون و وقار سے داخل ہونا چاہیئے اسلئے کہ مسجدیں اللہ کا گھر ہیں اور اللہ کی نظر میں وہ پسندیدہ ترین بقعے ہیں اور وہ شخص اللہ کی نظر میں زیادہ پسندیدہ ہے جو سب سے پہلے مسجد میں داخل ہو اور سب سے آخر میں نکلے۔

اور جو شخص مسجد میں داخل ہو تو اسکو چاہیئے کہ بائیں پاؤں سے پہلے دائیں پاؤں کو مسجد میں داخل کرے اور یہ کہے بِسْمِ اللّٰهِ وَبِاللّٰهِ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّهَا النَّبِیُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَکَاتُهُ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ وَافْتَحْ لَنَا اَبْوَابَ رَحْمَتِکَ وَاجْعَلْنَا مِنْ عُمَّارِ مَسَاجِدِکَ جَلَّ ثَنَاءُ وَجْهِکَ (اللہ کے نام سے اور اللہ کے ساتھ اے نبی آپ پر اللہ کی رحمت اور اسکی برکتیں نازل ہوں۔ اے اللہ تو درود بھیج محمد اور آل محمد پر اور مجھ پر اپنی رحمتوں کے دروازے کھول دے اور مجھے ان لوگوں میں قرار دیدے جو تیری مسجدوں کو آباد رکھتے ہیں۔ تیرے چہرے کی ثناء اور تعریف بہت عظیم ہے) اور جب مسجد سے برآمد ہو تو دائیں سے پہلے بایاں پاؤں مسجد سے نکالے اور یہ کہے اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ وَّافْتَحْ لَنَا بَابَ رَحْمَتِکَ ۔

باب وہ مقامات کہ جہاں نماز جائز ہے اور وہ مقامات کہ جہاں نماز جائز نہیں ہے

(۷۲۴) نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ مجھے پانچ چیزیں ایسی دی گئیں جو مجھ سے پہلے کسی کو نہیں دی گئیں میرے لئے ساری زمین طاہر اور مسجد (جائے سجدہ) بنائی گئی۔ رعب و دبدبہ دیکر میری مدد کی گئی۔ میرے لئے مال غنیمت کو حلال کردیا گیا۔ مجھے جامع کلمات عطا کیے گئے۔ مجھے شفاعت کا اختیار دیا گیا۔

اور ساری روئے زمین پر نماز پڑھنا جائز ہے سوائے ان مقامات کے جہاں نماز پڑھنے کے لئے خصوصیت کے ساتھ منع کردیا گیا ہے۔

(۷۲۵) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: دس مقامات ایسے ہیں کہ جہاں نماز نہیں پڑھی جائے گی (۱) گارا (۲) پانی (۳) حمام (۴) قبریں (۵) شاہراہ (۶) چیونٹیوں کے گھروندے (۷) اونٹوں کے بیٹھنے کی جگہ (۸) پانی کے بہاؤ کی جگہ (۹) زمین شورہ زار (۱۰) برف۔

(۷۲۶) اور روایت کی گئی ہے کہ آپ مقام بیداء (مدینہ سے سات میل دور بجانب مکہ) وذات الصلاصل اور وادی شقرہ اور وادی ضجنان میں نماز نہیں پڑھتے تھے۔

اور اگر انسان گارے یا پانی میں ہو اور وقت نماز آجائے اور اس میں سے نکلنا ممکن نہ ہو تو اشاروں سے نماز پڑھے اور اس کا سجود اسکے رکوع سے زیادہ جھک کر ہوگا۔ اور حمام کا وہ حجرہ جہاں کپڑے اتارتے ہیں وہاں نماز پڑھنے میں کوئی حرج نہیں۔ حمام میں نماز پڑھنا مکروہ ہے اس لئے کہ وہ شیاطین کی پناہ گاہ ہے۔

(۷۲۷) اور علی بن جعفر نے اپنے بھائی حضرت امام موسیٰ بن جعفر علیہ السلام سے حمام میں نماز پڑھنے کے متعلق دریافت کیا تو آپ نے فرمایا اگر صاف ستھری جگہ ہے تو کوئی حرج نہیں یعنی مسلخ میں (جہاں کپڑے تبدیل کرتے ہیں)

اور قبروں کو قبلہ یا جائے سجدہ بنانا جائز نہیں اور دو قبروں کے درمیان نماز پڑھنے میں کوئی حرج نہیں جبکہ قبر کا کوئی حصہ قبلہ نہ بنایا جائے۔ اور مستحب ہے کہ نماز پڑھنے والے اور قبروں کے درمیان ہر جانب دس ہاتھ کی دوری ہو اور چلتی ہوئی شاہراہ ہو تو اس میں نماز جائز نہیں ہے اور نہ پگڈنڈیوں پر لیکن دو پگڈنڈیوں کے درمیان جو کھلی ہوئی جگہ ہو تو اس میں کوئی حرج نہیں۔

(۷۲۸) حضرت امام رضا علیہ السلام نے فرمایا کہ ہر وہ راستہ کہ جس پر چلا جاتا ہے خواہ اس میں راستہ کی لکیر بنی ہو یا نہ بنی ہو اس میں نماز مناسب نہیں ہے تو آپ سے دریافت کیا گیا کہ پھر کہاں نماز پڑھی جائے آپ نے فرمایا کہ اسکے دائیں بائیں ہو کر۔

(۷۲۹) نیز حلبی نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے بھیڑ بکریوں کے باڑے میں نماز کے لئے دریافت کیا تو آپ نے فرمایا اس میں پڑھ لو مگر اونٹوں کے بیٹھنے کی جگہ نماز نہ پڑھو۔ ہاں اگر تمہیں اپنے مال کی ضائع ہونے کا ڈر ہے تو پہلے وہاں جھاڑو دو پانی چھڑکو اور پھر نماز پڑھو۔ اور شورہ زار زمین میں نماز پڑھنا مکروہ ہے لیکن یہ کہ وہ جگہ ایسی نرم ہو کہ جہاں پیشانی برابر رکھی جاسکے۔

(۷۳۰) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے مجوسیوں کے گھر کے اندر جس میں پانی کا چھڑکاؤ ہے نماز پڑھنے کے لئے دریافت کیا گیا تو آپ نے فرمایا کوئی حرج نہیں۔ راوی کا بیان ہے کہ میں نے اتفاقیہ مکہ کے راستے میں دیکھا کہ آپ پیشانی رکھنے کے جگہ پر پانی چھڑک کر تر زمین پر سجدہ فرماتے اور کبھی ایسا بھی دیکھا کہ آپ جب دیکھتے کہ زمین صاف ستھری ہے تو پانی نہیں چھڑکتے تھے۔

(۷۳۱) صالح بن حکم کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے یہودیوں کے عبادت خانے اور کنیسہ میں نماز پڑھنے کے متعلق دریافت کیا گیا تو آپ نے فرمایا اس میں نماز پڑھ لو ۔ راوی کا بیان ہے کہ میں نے عرض کیا کہ چاہے وہ لوگ بھی اس میں اپنی نماز کیوں نہ پڑھ رہے ہوں پھر بھی میں اس میں نماز پڑھوں ؟ آپ نے فرمایا ہاں کیا تم قرآن نہیں پڑھتے ۔ قل کل یعمل علی شاکلته فربکم اعلم بمن هو اهدی سبیلا (اے رسول تم کہدو کہ ہر ایک اپنے اپنے طریقہ پر عمل کرتا ہے پھر تم میں سے جو ٹھیک سیدھی راہ پر ہے تمہارا پروردگار اس سے خوب واقف ہے) (سورۃ الاسرا آیت نمبر ۸۴) لہذا تم قبلہ کی طرف رخ کرکے نماز پڑھو اور ان لوگوں کی پرواہ نہ کرو۔

(۷۳۲) زرارہ نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے اس پیشاب کے متعلق سوال کیا جو چھت پر یا اس جگہ ہوتا ہے جہاں نماز پڑھی ہے تو آپ نے فرمایا کہ اگر اسکو آفتاب نے خشک کر دیا ہے تو وہاں نماز پڑھ لو جائز ہے۔

(۷۳۳) عامر بن نعیم قمی نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ان مقامات کے متعلق دریافت کیا جہاں لوگ پڑاؤ ڈالتے ہیں وہاں جانوروں کے پیشاب اور گوبر بھی ہوتے ہیں اور وہاں یہود ونصاری بھی آتے ہیں تو وہاں نماز کس طرح پڑھیں ؟ آپ نے فرمایا تم اپنے کپڑے پر نماز پڑھو۔

(۷۳۴) علی بن مہزیار نے ایک مرتبہ حضرت ابوالحسن ثالث امام علی النقی علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا جو مقام بیداء سے گزر رہا ہے کہ اتنے میں نماز فریضہ کا وقت آگیا اور وہ مقام بیداء کو پار نہیں کر پائے گا کہ نماز کا وقت ہی گزر جائے گا اب وہ نماز کیسے پڑھے اس لئے کہ بیداء میں نماز پڑھنے کو منع کیا گیا ہے ۔ آپ نے فرمایا پھر اس میں نماز پڑھ لیگا لیکن راستہ کے بلند اور بڑے حصہ کو چھوڑ کر پڑھے گا۔

(۷۳۵) اور ایوب بن نوح نے انہی جناب علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ وہ راستہ سے دائیں بائیں ہٹ کر نماز پڑھے گا۔

(۷۳۶) علی بن جعفر نے اپنے بھائی حضرت امام موسیٰ بن جعفر علیہ السلام سے اس حجرہ اور گھر کے متعلق دریافت کیا جس میں سورج کی کرنیں نہیں پہنچتیں ۔ اس میں پیشاب بھی کیا جاتا ہے اور اس میں لوگ غسل جنابت بھی کرتے ہیں کہ کیا اس میں اگر وہ خشک ہے تو نماز پڑھی جائے ؟ آپ نے فرمایا ہاں ۔ علی بن جعفر کا بیان ہے کہ میں نے پھر آنجناب سے قبروں کے درمیان نماز کے متعلق دریافت کیا کہ کیا یہ درست ہے ؟ آپ نے فرمایا اس میں کوئی حرج نہیں۔

(۷۳۷) عمار بن موسیٰ ساباطی نے ایک مرتبہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اس چٹائی کے متعلق دریافت کیا جس کی لکڑیاں نجس پانی سے بھگوئی گئی ہیں کیا اس پر نماز جائز ہے ؟ آپ نے فرمایا جب وہ خشک ہو تو اس پر نماز پڑھنے میں کوئی حرج نہیں۔

(۷۳۸) زرارہ نے ایک مرتبہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے شاذ کونہ کی بنی ہوئی چھوٹی چٹائی کے متعلق دریافت کیا

کہ جس میں جنابت لگی ہوئی ہے کیا محمل کے اندر اس پر نماز پڑھ سکتے ہیں ؟ آپ نے فرمایا اس پر نماز پڑھنے میں کوئی حرج نہیں۔

(۷۳۹) محمد بن مسلم نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا تصویروں کو جب اپنے قدموں کے نیچے رکھو تو اس پر نماز پڑھنے میں کوئی حرج نہیں۔

(۷۴۰) ایک مرتبہ لیث مرادی نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے گھروں میں تکیہ کے متعلق دریافت کیا جس کے دائیں بائیں تصویر بنی ہوئی ہے۔ آپ نے فرمایا اگر وہ قبلہ کی طرف نہیں ہے تو کوئی حرج نہیں اور اگر اس کا کوئی حصہ تمہارے سامنے قبلہ سے ملا ہوا ہے تو اس کو کسی چیز سے ڈھانپ دو اور نماز پڑھ لو۔

(۷۴۱) اور آپ سے ان تصویروں کے متعلق دریافت کیا گیا جو فرش پر بنی ہوئی ہیں اور ان تصویروں کی دو آنکھیں بھی ہیں تو کیا اس پر نماز پڑھ سکتے ہیں ؟ آپ نے فرمایا اگر اس تصویر میں ایک آنکھ بنی ہوئی ہے تو اس پر نماز پڑھنے میں کوئی حرج نہیں اور اگر تصویر کی دو آنکھیں بنی ہوئی ہیں اور تم اس پر نماز پڑھنا چاہو تو نہیں پڑھ سکتے۔

(۷۴۲) اور فرمایا علیہ السلام نے کہ جب تصویر کی ایک آنکھ ہو اور نماز پڑھتے ہوئے اس پر نگاہ پڑجائے تو کوئی حرج نہیں۔

(۷۴۳) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا اس گھر میں نماز نہ پڑھو جس میں کتا ہو مگر یہ کہ وہ شکاری ہو اور تم اس کے لئے دروازہ بند کئے ہو تو کوئی حرج نہیں۔ اور ملائکہ اس گھر میں نہیں آتے جس میں کتا ہو اور نہ اس گھر میں آتے ہیں جس میں تصویریں ہوں اور نہ اس گھر میں آتے ہیں جس کے اندر کسی برتن میں پیشاب جمع کیا ہوا ہو۔ اور اس گھر میں نماز جائز نہیں جہاں کسی برتن میں شراب رکھی ہوئی ہو۔

(۷۴۴) اور ابو بصیر نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا جو شخص ایسی جگہ ہو جہاں اسکو (سجدہ کرنے کیلئے) زمین پر دسترس نہ ہو تو وہ اشاروں سے نماز پڑھے خواہ وہ ایسی سرزمین ہی ہو جو بلاد اسلام سے کٹی ہوئی ہو (جہاں شعائر اسلام کا اظہار ممکن نہ ہو) تو اس میں بھی اشاروں سے نماز پڑھے۔

(۷۴۵) اور سماعہ بن مہران نے آپ علیہ السلام سے ایک ایسے قیدی کے متعلق سوال کیا کہ جس کو مشرکین نے قید کر لیا ہے اور اسکی نماز کا وقت آگیا وہ مشرکین اسکو نماز پڑھنے سے مانع ہیں تو آپ نے فرمایا وہ اشاروں ہی سے نماز پڑھے۔

(۷۴۶) معاویہ بن وھب نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک مرد اور ایک عورت ایک ہی جگہ میں نماز پڑھ رہے ہیں ؟ آپ نے فرمایا اگر ان دونوں کے درمیان ایک بالشت کا فاصلہ ہے تو فرداً فرداً یکے بعد دیگرے نماز پڑھنے میں کوئی حرج نہیں۔

(۷۴۷) اور زرارہ کی روایت میں ہے جس کو اس نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کیا ہے کہ آپ نے فرمایا کہ اگر اس مرد اور اس عورت کے درمیان ایک قدم یا ایک ہاتھ کی ہڈی کے برابر کا یا اس سے زائد کا فاصلہ ہے تو کوئی حرج

نہیں اگر وہ بالمقابل نماز پڑھیں۔

(۷۴۸) اور جمیل نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ کوئی حرج نہیں اگر عورت آگے نماز پڑھ رہی ہو اور مرد اس کے پیچھے نماز پڑھ رہا ہو۔اس لئے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز پڑھا کرتے اور حضرت عائشہ آپ کے سامنے پاؤں پھیلائے حیض کی حالت میں لیٹی رہتی تھیں اور جب آپ سجدے کا ارادہ کرتے تو ان کے دونوں پاؤں کو اشارہ کرتے وہ اپنے دونوں پاؤں اٹھالیتی تھیں تاکہ آپ سجدہ کرلیں۔اور کوئی حرج نہیں اگر مرد اور عورت دونوں نماز پڑھیں اور ان دونوں کے درمیان ایک چھوٹا سا تکیہ یا کوئی چیز رکھی ہوئی ہو۔

باب کس لباس میں نماز پڑھی جائے اور کس میں نہیں اور ان کے تمام اقسام

(۷۴۹) محمد بن مسلم نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ اس نے آپ سے دریافت کیا کہ مردار کا چمڑا اگر اسکی دباغت کرلی جائے تو نماز میں پہنا جاسکتا ہے؟ آپ نے فرمایا اگر ستر مرتبہ دباغت کرلی جائے تو بھی نہیں۔

(۷۵۰) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے متعلق اللہ تعالیٰ کے اس قول فاخلع نعلیک انک بالواد المقدس طوی (تم اپنی جوتیاں اتار لو کیونکہ تم اس وقت طویٰ نامی پاکیزہ چٹیل میدان میں ہو) (سورہ طہ آیت نمبر ۱۲) کے متعلق دریافت کیا گیا تو آپ نے فرمایا کہ وہ جوتیاں گدھے کے مردار چمڑے کی تھیں۔

(۷۵۱) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام اور امام محمد باقر علیہ السلام (کی طرف منسوب یہ مجہول وضعیف و ناقابل فہم روایت ہے کہ) ان دونوں سے کہا گیا کہ ہم ایک ایسا کپڑا خریدتے ہیں جس کے متعلق خیال ہے کہ اس کے پہننے والے کے پاس ہی اس میں شراب اور خنزیر کی چربی لگی ہوگی تو اس کو دھونے سے پہلے ہم اس میں نماز پڑھیں؟ دونوں نے فرمایا ہاں کوئی حرج نہیں اللہ تعالیٰ نے ان کا کھانا اور پینا حرام کیا ہے اسکا پہننا اور اس کو مس کرنا اور ایسے مشتبہ لباس میں نماز پڑھنا تو حرام نہیں کیا ہے۔

(۷۵۲) اور محمد بن حلبی نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا ایک ایسے شخص کے متعلق کہ جسکے پاس صرف ایک ہی لباس ہے جس میں پیشاب لگا ہوا ہے اور وہ اسکے دھونے پر بھی قادر نہیں ہے۔آپ نے فرمایا وہ اسی میں نماز پڑھے (نماز نہ چھوڑے)

(۷۵۳) نیز عبدالرحمن بن ابی عبداللہ نے آپ سے ایک ایسے شخص کے متعلق سوال کیا جو اپنے لباس میں جنب ہو گیا اور اس کے پاس اس کے سوا کوئی دوسرا لباس بھی نہیں اور وہ اسکے دھونے پر قادر بھی نہیں؟ آپ نے فرمایا وہ اسی میں نماز پڑھے (نماز نہ چھوڑے)

(۷۵۴) ایک دوسری حدیث میں ہے کہ آپ نے فرمایا کہ وہ اسی میں نماز پڑھے اور جب پانی مل جائے تو اس کپڑے کو

دھوئے اور پھر سے دوبارہ نماز پڑھے۔

(۷۵۵) اور علی بن جعفر نے اپنے بھائی حضرت امام موسیٰ بن جعفر علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا جو بالکل برہنہ ہے اور نماز کا وقت آیا تو اسکو ایسا لباس ملا جس کے نصف میں یا پورے میں خون لگا ہوا ہے۔ کیا وہ اس لباس میں نماز پڑھے یا برہنہ نماز پڑھے؟ آپ نے فرمایا اگر اسے پانی مل جائے تو دھولے اور اگر پانی نہ ملے تو اسی میں نماز پڑھے برہنہ نماز نہ پڑھے۔

(۷۵۶) صفوان بن یحییٰ نے حضرت امام ابوالحسن علیہ السلام کو ایک خط لکھا جس میں اس نے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا کہ جس کے پاس دو کپڑے ہیں ان دونوں میں سے کسی ایک میں پیشاب لگا ہوا مگر اس کو یہ نہیں معلوم کہ پیشاب کس میں لگا ہوا ہے اور نماز کا وقت آگیا ہے اور ڈر ہے نماز فوت نہ ہوجائے اسکے پاس پانی بھی نہیں ہے تو اب کیا کرے؟ آپ نے فرمایا کہ وہ ان دونوں میں نماز پڑھے گا۔

اس کتاب کے مصنف رحمہ اللہ نے فرمایا کہ وہ ان دونوں کو یکے بعد دیگرے پہن کر نماز پڑھے گا۔

(۷۵۷) محمد بن مسلم نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے دریافت کیا کہ میں نماز میں ہوں اور میرے کپڑے میں خون لگا ہوا ہے؟ آپ نے فرمایا کہ اگر تم نے دیکھ لیا ہے اور تم دوسرا کپڑا بھی پہنے ہوئے ہو تو اس کو اتار دو اور دوسرے کپڑے میں نماز پڑھو۔ اور اگر تمہارے اوپر صرف وہی کپڑا ہے اور کوئی دوسرا نہیں ہے اور اس پر ایک درہم کے برابر خون لگا ہوا ہے تو اس میں نماز پڑھ لو نماز کے اعادہ کی ضرورت نہیں ہے۔ اور اگر ایک درہم سے کم خون لگا ہوا ہے تو وہ کچھ نہیں تم نے خون دیکھا ہو یا نہ دیکھا ہو۔ اور اگر تم نے دیکھا کہ وہ ایک درہم سے زیادہ ہے اور تم نے اسے نہیں دھویا اور اسی کپڑے میں بہت سی نمازیں پڑھ لیں تو جتنی نمازیں تم نے اس میں پڑھی ہیں ان سب کا اعادہ کرو اور یہ منی اور پیشاب کے برابر نہیں ہے، پھر آپ نے اسکے بعد منی کا ذکر کیا اور اس میں شدت کی اور اسے پیشاب سے زیادہ شدید قرار دیا اس کے بعد فرمایا کہ اگر تم منی کو نماز پڑھنے سے پہلے یا بعد میں دیکھو تو تم پر نماز کا اعادہ کرنا واجب ہے اور اگر تم نے دیکھا اور اپنے کپڑے میں منی نہیں پائی اور نماز پڑھ لی تو پھر تم پر نماز کا اعادہ لازم نہیں ہے اور اسی طرح سے پیشاب۔

(۷۵۸) اور امیرالمومنین علیہ السلام نے فرمایا کہ تلوار بمنزلہ رداء کے ہے تم اس کو لٹکائے ہوئے نماز پڑھ سکتے ہو بشرطیکہ اس میں خون لگا ہوا نہ دیکھو اور کمان بھی بمنزلہ رداء کے ہے لیکن۔

(۷۵۹) مرد کے لئے یہ جائز نہیں کہ وہ نماز پڑھے اور اسکے سامنے تلوار رکھی ہوئی ہو کیونکہ قبلہ جائے امن ہے اور یہ روایت بھی امیرالمومنین علیہ السلام ہی سے ہے۔

(۷۶۰) اور علی بن جعفر نے اپنے بھائی حضرت امام موسیٰ بن جعفر علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص کے سامنے کپڑے کا مشجب (اسٹینڈ) رکھا ہوا ہے کیا اس طرح نماز پڑھنا درست ہے؟ آپ نے فرمایا اس میں کوئی حرج نہیں۔

(۷۶۱) اور انہوں نے آپ سے سوال کیا کہ ایک شخص نماز پڑھ رہا ہے اور اسکے سامنے لہسن اور پیاز رکھی ہوئی ہے؟ آپ نے فرمایا کوئی حرج نہیں ہے۔

(۷۶۲) نیز انہوں نے آپؑ سے دریافت کیا کہ کیا آدمی کے لئے یہ جائز ہے کہ ہری سبزیوں پر نماز پڑھے؟ آپ نے فرمایا اگر اسکی پیشانی زمین سے چپک جاتی ہے تو کوئی حرج نہیں۔

(۷۶۳) نیز انہوں نے آپ سے اگی ہوئی گھاس اور ثیل (ایک گرہ دار گھاس جو سخت زمین پر پھیلتی ہے) پر نماز پڑھنے کے لئے دریافت کیا تو آپ نے فرمایا کوئی حرج نہیں۔

(۷۶۴) نیز انہوں نے آپ علیہ السلام سے دریافت کیا کہ کیا کسی شخص کیلئے یہ جائز ہے کہ وہ نماز پڑھے اور چراغ قبلہ کی طرف اسکے سامنے رکھا ہوا ہو؟ آپ نے فرمایا اس کیلئے یہ جائز نہیں کہ آگ کو سامنے رکھے۔ یہ وہ اصل ہے کہ جس پر عمل کرنا واجب ہے۔

(۷۶۵) لیکن وہ حدیث جو حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی گئی ہے جس میں آپ نے فرمایا کوئی حرج نہیں اگر ایک شخص نماز پڑھے اور آگ و چراغ اور تصویر اسکے سامنے ہو اس لئے کہ جس ذات کیلئے وہ نماز پڑھ رہا ہے وہ ان چیزوں سے زیادہ قریب ہے جو اس کے سامنے ہیں۔

یہ حدیث تین راویوں سے مروی ہے ان میں تین مجہول ہیں اور اسناد منقطع کے ساتھ اسکی روایت کی ہے حسن بن علی کوفی نے جو معروف راوی ہے اس نے روایت کی گئی ہے حسن بن عمرو سے اس نے روایت کی اپنے باپ سے انہوں نے روایت کی عمرو بن ابراہیم ہمدانی سے اور یہ سب مجہول ہیں جو مرفوع حدیث کرتے ہیں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے کہ یہ فرمایا۔ لیکن اس سے رخصت کا پتہ چلتا ہے اس لئے کہ اس میں سبب بھی بتا دیا ہے حدیث ثقہ راویوں سے نکلی ہے اور مجہول راویوں سے جاکر متصل ہو گئی اور پھر سلسلہ اسناد منقطع ہو گیا پس جو شخص اس حدیث سے کوئی حکم اخذ کرے تو اسکے اجتہاد میں خطا نہیں ہوگی جبکہ یہ معلوم ہے کہ اصل نہیں ہے۔ اور اسکا اطلاق رخصت پر ہوگا اور رخصت رحمت ہے۔

(۷۶۶) اور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سیاہ ٹوپی میں نماز پڑھنے کے متعلق دریافت کیا گیا تو آپ نے فرمایا اس میں نماز نہ پڑھو یہ اہل جہنم کا لباس ہے۔

(۷۶۷) اور امیر المومنین علیہ السلام جن باتوں کی اپنے اصحاب کو ہدایت کرتے تھے انہیں بھی فرمایا کہ سیاہ لباس نہ پہنا کرو یہ فرعون کا لباس ہے۔

(۷۶۸) اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عمامہ و موزہ اور چادر ان تین کے علاوہ اور دیگر تمام سیاہ لباسوں کو مکروہ اور ناپسندیدہ سمجھتے تھے۔

(٧٦٩) روایت کی گئی ہے کہ ایک مرتبہ حضرت جبرئیل علیہ السلام حضرت رسول اللہ علیہ وآلہ وسلم پر سیاہ قبا پہنے ہوئے اور پٹکے میں خنجر لگائے ہوئے نازل ہوئے تو آنحضرت نے پوچھا اے جبریل یہ کیا لباس ہے؟ انہوں نے کہا کہ اے محمدؐ آپ کے چچا عباس کی اولاد کا یہی لباس ہوگا آپ کی اولاد پر آپ کے چچا کی اولاد بڑا ستم کرے گی۔ یہ سن کر آنحضرتؐ (اپنے چچا) عباس کے پاس گئے اور فرمایا اے چچا میری اولاد پر آپ کی اولاد بڑا ستم کرے گی۔ انہوں نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تو پھر آپ اجازت دیں میں اپنا آلہ تناسل کاٹ کر پھینک دوں۔ آپ نے فرمایا نہیں اب تو قلم قدرت نے یہی لکھدیا ہے (یہ ہو کر رہے گا)۔

(٧٧٠) اسماعیل بن مسلم نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے انبیاء میں سے کسی نبی کے پاس وحی کی کہ مومنین سے کہدو کہ میرے دشمنوں کا لباس نہ پہنیں اور میرے دشمنوں والی غذا نہ کھائیں اور میرے دشمنوں کی راہ پر نہ چلیں ورنہ جسطرح وہ ہمارے دشمن ہیں یہ لوگ بھی ہمارے دشمن ہو جائیں گے۔ مگر سیاہ لباس پہننا گناہ نہیں ہے۔

(٧٧١) حذیفہ بن منصور سے روایت ہے اسکا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کے پاس مقام حیرہ (پشت کوفہ پر ایک قدیمی شہر) میں تھا کہ ابو العباس خلیفہ کا قاصد آپ کو بلانے کے لئے آیا تو آپ نے ایک برساتی لباس منگوایا جسکا ایک رخ سیاہ اور دوسرا رخ سفید تھا آپ نے پہنا اور فرمایا میں اسے پہن رہا ہوں مگر مجھے معلوم ہے کہ یہ اہل جہنم کا لباس ہے۔

(٧٧٢) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کوئی شخص لوہے کی انگوٹھی پہن کر نماز نہ پڑھے۔

(٧٧٣) اور آپ علیہ السلام نے فرمایا اللہ تعالیٰ اس ہاتھ کو پاک نہ کرے جس میں لوہے کا چھلا ہو۔

(٧٧٤) اور عمّار ساباطی نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے متعلق روایت کی ہے کہ وہ نماز پڑھ رہا ہے اور اسکے ہاتھ میں لوہے کی انگوٹھی ہے؟ آپ نے فرمایا نہیں وہ ہرگز یہ نہ پہنے یہ اہل جہنم کا لباس ہے۔

(٧٧٥) ابو الجارود نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ ایک مرتبہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی علیہ السلام سے فرمایا میں تمہارے لئے بھی وہی پسند کرتا ہوں جو اپنے لئے پسند کرتا ہوں اور میں تمہارے لئے بھی وہی ناپسند کرتا ہوں جو اپنے لئے ناپسند کرتا ہوں۔ لہذا تم سونے کی انگوٹھی نہ پہنو یہ تمہارے لئے آخرت میں زینت ہے۔ اور قرمزی (سرخ) چادر نہ اوڑھو یہ ابلیس کی چادر ہے۔ سرخ گدیلا رکھ کر اونٹ پر سوار نہ ہو یہ ابلیس کی سواری ہے ریشمی لباس نہ پہنو ورنہ قیامت کے دن اللہ تمہاری جلد کو جلائے گا۔ اور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مردوں میں سے کسی کو ریشم پہننے کی اجازت نہیں دی سوائے عبدالرحمن بن عوف کے اور یہ اس لئے کہ ان کے جوں زیادہ پڑتے تھے۔

(٧٧٦) اور علی بن جعفر نے اپنے بھائی حضرت امام موسیٰ بن جعفر علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص نماز پڑھ رہا

ہے اور اسکے سامنے کوئی چڑیا ہے؟ آپ نے فرمایا کوئی حرج نہیں۔ پوچھا کہ ایک شخص انگور کی بیلوں میں نماز پڑھ رہا ہے اور اس میں پھل لگے ہوئے ہیں آپ نے فرمایا کوئی حرج نہیں۔ پوچھا کہ ایک شخص نماز پڑھ رہا ہے اور اسکے سامنے گدھا کھڑا ہوا ہے؟ آپ نے فرمایا اپنے اور اسکے درمیان کوئی ڈنڈا کوئی لکڑی یا کوئی اور چیز کھڑی کرلے۔ اسکے بعد نماز پڑھے تو کوئی حرج نہیں۔ پھر پوچھا کہ ایک شخص نماز پڑھ رہا ہے اور اسکے ساتھ گدھے یا خچر کے چمڑے کا ایک پیپا (بوتل) ہے؟ آپ نے فرمایا کہ جائز نہیں کہ وہ نماز پڑھے اور یہ اسکے ساتھ ہو مگر یہ کہ کوئی ایسی چیز ہو جسکے جانے کے خطرہ ہو تو اپنے ساتھ رکھے اور نماز پڑھے۔ پھر پوچھا کہ ایک شخص ہے جو نماز میں ہے اور اسکا کوئی دانت ہل رہا ہے کیا وہ اسکو اکھاڑلے؟ آپ نے فرمایا اگر اسکو اندازہ ہے کہ اس سے خون نہیں نکلے گا تو اس کو اکھاڑلے اور اگر اندازہ ہے کہ خون نکل آئے گا تو باز رہے۔ پھر پوچھا کہ ایک شخص نماز پڑھ رہا ہے اور اسکی آستین میں کوئی چڑیا ہے؟ آپ نے فرمایا اگر اسکے بھاگ جانے کا خوف ہے تو کوئی حرج نہیں۔ اور پوچھا کہ ایک شخص نماز میں ہے اور اسکے جسم پر مسّایا زخم ہے کیا وہ اس مسّے کو توڑ سکتا ہے یا اپنے زخم کے کھرنڈ کو نکال کر پھینک سکتا ہے؟ آپ نے فرمایا اگر اسکا خطرہ نہیں ہے کہ اس سے خون بہے گا تو کوئی حرج نہیں اور اگر اس کا خطرہ ہے کہ خون بہے گا تو ایسا نہ کرے۔ اور پوچھا کہ ایک شخص نماز میں ہے کہ کسی دوسرے شخص نے اسکو پتھر مارا وہ زخمی ہوگیا اور خون بہنے لگا وہ وہاں سے پلٹا اور زخم کو دھویا مگر کسی سے کوئی بات نہیں کی واپس مسجد میں آیا کیا وہ جتنی نماز پڑھ چکا ہے دوبارہ پڑھے یا اسکے آگے پڑھے؟ آپ نے فرمایا وہ آگے نماز پڑھے اور جو پڑھ چکا ہے اس میں سے کسی کا اعادہ نہ کرے۔ اور پوچھا کہ ایک شخص نماز میں ہے اس نے اپنے کپڑے پر کسی چڑیا وغیرہ کی بیٹ دیکھی کیا وہ اسکو مل کر صاف کرے؟ آپ نے فرمایا کوئی حرج نہیں ہے نیز فرمایا کہ اگر کوئی شخص نماز میں ہے اور آسمان کی طرف دیکھ لے تو کوئی حرج نہیں۔

(۷۷۷) اور انہوں نے آپ سے خلخال کے متعلق دریافت کیا کہ کیا اسکا پہننا عورتوں اور بچوں کے لئے درست ہے؟ آپ نے فرمایا اگر یہ بے آواز ہیں تو کوئی حرج نہیں اور اگر ان سے آواز پیدا ہوتی ہے تو درست نہیں ہے۔

(۷۷۸) نیز انہوں نے آپ سے مشک کے نافہ کے متعلق پوچھا جو نماز پڑھنے والے کی جیب یا لباس میں ہے؟ آپ نے فرمایا کوئی حرج نہیں۔

(۷۷۹) نیز دریافت کیا کہ جس شخص کے منہ میں جواہرات اور موتی ہیں وہ نماز پڑھے؟ آپ نے فرمایا اگر قرائت میں مانع ہے تو نہیں اور اگر قرائت میں مانع نہیں ہے تو کوئی حرج نہیں۔

(۷۸۰) اور عمار بن موسیٰ نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ کیا کسی شخص کے لئے یہ جائز ہے کہ وہ نماز پڑھے اور اسکے بجانب قبلہ کھلا ہوا قرآن ہو؟ آپ نے فرمایا نہیں۔ پوچھا اور اگر وہ غلاف میں ہے؟ فرمایا ہاں۔ میں نے پوچھا ایک شخص نماز پڑھ رہا ہے اور اسکے سامنے ایک گلاس ہے جس میں ایک قسم کی خوشبو ہے آپ نے فرمایا ہاں میں نے

عرض کیا وہ نماز پڑھ رہا ہے اور اسکے سامنے ایک پیتل کی انگیٹھی ہے؟ آپ نے فرمایا ہاں میں نے عرض کیا اور اگر اس میں آگ ہو؟ آپ نے فرمایا وہ نماز نہ پڑھے جب تک اس کو قبلہ سے ہٹا نہ لے۔ اور میں نے ایسے کپڑے میں نماز کیلئے پوچھا جس پر چڑیوں وغیرہ کی تصویریں بنی ہیں؟ فرمایا نہیں اور ایک شخص کے متعلق پوچھا جسکے ہاتھ میں ایک انگوٹھی ہے جس پر چڑیوں وغیرہ کی تصویریں ہیں؟ آپ نے فرمایا اس میں نماز جائز نہیں ہے۔

(۷۸۱) حبیب بن معلّی نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا اور کہا کہ میں ایک کثیر السہو شخص ہوں بغیر اپنی انگوٹھی کے میں اپنی نماز یاد نہیں رکھ سکتا اس کی جگہ تبدیل کرتا رہتا ہوں (ایک انگلی سے دوسری انگلی میں) آپ نے فرمایا اس میں کوئی حرج نہیں۔

(۷۸۲) محمد بن مسلم نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے دریافت کیا اور کہا ایک شخص منہ پر نقاب ڈالے یا ڈھاٹا باندھے ہوئے ہے کیا اس حالت میں وہ نماز پڑھے؟ آپ نے فرمایا اگر وہ سواری پر ہے تو ہاں اور اگر زمین پر ہے تو نہیں۔

(۷۸۳) عبدالرحمن بن حجاج نے ایک مرتبہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوڈانی درہموں کے متعلق دریافت کیا جو ایک شخص کے پاس ہیں اور وہ ان کو باندھے ہوئے یا بغیر باندھے ہوئے ہے اور نماز پڑھ رہا ہے؟ آپ نے فرمایا کہ میں نہیں چاہتا کہ کوئی شخص نماز پڑھے اور اسکے پاس یہ درہم ہوں جن میں تصویریں بنی ہوئی ہیں۔ پھر فرمایا مگر لوگوں کو اپنے مال کی حفاظت کے بغیر کوئی چارہ نہیں لہٰذا اگر کوئی نماز پڑھے اور اسکے پاس یہ درہم ہوں تو انکو پیچھے کرلے اور اپنے اور قبلہ کے درمیان ان میں سے کوئی شے نہ رکھے۔

(۷۸۴) موسیٰ بن عمر بن بزیع نے حضرت ابوالحسن امام رضا علیہ السلام سے دریافت کیا اور کہا کہ میں نماز میں اپنے ازار اور رومال کو اپنی قمیض کے اوپر باندھتا ہوں؟ آپ نے فرمایا کوئی حرج نہیں ہے۔

(۷۸۵) عیص بن قاسم نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا کہ جو عورت کے لباس و ازار پہن کر اور اسکے ڈوپٹہ کا عمامہ باندھ کر نماز پڑھتا ہے؟ آپ نے فرمایا ہاں (جائز ہے) بشرطیکہ وہ عورتوں کا مخصوص لباس نہ ہو۔

(۷۸۶) عبداللہ بن سنان سے روایت کی گئی اس نے کہا کہ ایک مرتبہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا گیا جسکے پاس ایک ہی سراویل (زیر جامہ) ہے اور کوئی لباس نہیں ہے؟ آپ نے فرمایا وہ سراویل کا ازار بند کھولے اور اسکو ردا کی جگہ اپنے کندھے پر ڈال لے اور سراویل کو (بغیر ازار بند کے باندھے) اور نماز پڑھ لے اور اگر اس کے پاس کوئی تلوار ہے اور کوئی کپڑا نہیں ہے تو تلوار کو لٹکائے اور کھڑے ہو کر نماز پڑھے۔

(۷۸۷) زرارہ نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا نماز پڑھنے کے لئے تمہارے کندھوں پر کم از کم اتنا کپڑا ہونا چاہیئے جتنے خُطّاف (ابابیل) کے دونوں بازو ہوتے ہیں۔

(۷۸۸) ابو بصیر نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک مرد کیلئے کتنا کپڑا کافی ہے جس میں وہ نماز پڑھ سکے ؟ آپ نے فرمایا کہ حضرت امام حسین ابن علی علیہ السلام نے اتنی پتلی اور چھوٹی ردا میں نماز پڑھی کہ جو نصف پنڈلیوں تک گھٹنوں کے قریب پہونچتی تھی اور وہ ردا آپ کے کاندھوں پر اتنی رہتی تھی جتنے خُطّاف کے بازو۔ جب رکوع کرتے تو وہ ردا آپ کے کاندھوں سے گر جاتی اور جب سجدہ میں جاتے تو وہ سرک کر گردن سے متصل ہو جاتی اور آپ اسے اپنے کاندھوں پر اپنے ہاتھ سے واپس لاتے پس اس طرح وہ ردا سرکتی رہی اور اسی طرح آپ اس کو کاندھوں پر واپس لاتے رہے یہاں تک کہ نماز پڑھ کر آپ واپس ہو گئے۔

(۷۸۹) اور فضیل نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ حضرت فاطمہ زہرا علیہا السلام نے ایک کرتے میں نماز پڑھی ہے اور آپ کی اوڑھنی آپ کے سر پر ہوتی جس سے صرف آپ کے بال اور کان چھپے ہوئے ہوتے اس سے زیادہ نہیں۔

(۷۹۰) اور زرارہ نے ان ہی جناب علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ اس نے آپ سے پوچھا کہ ایک شخص نماز پڑھ رہا ہے اس دوران اس نے بچھو یا سانپ کو دیکھا تو کیا اسکو مار ڈالے ؟ آپ نے فرمایا اگر وہ چاہے تو ایسا کرے۔

(۷۹۱) اور سلیمان بن جعفر جعفری نے عبد صالح حضرت امام موسیٰ بن جعفر علیہما السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص نے بازار میں آکر ایک جبہ خریدا مگر اسے معلوم نہیں کہ وہ ذبیحہ کا ہے یا غیر ذبیحہ کا کیا وہ اس میں نماز پڑھے ؟ آپ نے فرمایا تم لوگوں پر یہ معلوم کرنا فرض نہیں ہے۔ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام فرمایا کرتے تھے کہ خوارج نے اپنی جہالت کی وجہ سے اپنے نفس پر تنگیاں عائد کر رکھی ہیں ورنہ دین میں تو اس سے کہیں زیادہ وسعت ہے۔

(۷۹۲) اور اسماعیل بن عیسیٰ نے حضرت ابو الحسن امام رضا علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص نے پہاڑی بازاروں میں سے کسی بازار سے کچھ چمڑے اور پوستینیں خریدیں کیا وہ انکے متعلق پوچھے کہ یہ ذبیحہ کا ہے یا نہیں جب کہ فروخت کرنے والا مسلمان ہے جس سے جان پہچان نہیں ہے ؟ آپ نے فرمایا جب تم یہ دیکھو کہ فروخت کرنے والا مشرک ہے تو تم پر یہ فرض ہے کہ یہ پوچھو اور جب تم دیکھ رہے ہو یہ فروخت کرنے والے نماز پڑھتے ہیں تو ان سے یہ نہ پوچھو۔

(۷۹۳) جعفر بن محمد بن یونس سے روایت ہے کہ ان کے والد نے حضرت امام ابو الحسن علیہ السلام کو خط لکھا اور اس میں پوستین اور موزوں کے متعلق پوچھا کہ میں اسے پہنتا ہوں اور اس میں نماز پڑھتا ہوں مگر مجھے یہ نہیں معلوم کہ یہ ذبیحہ کا ہے ؟ تو آپ نے جواب میں لکھا کہ کوئی حرج نہیں ہے۔

(۷۹۴) ہاشم حناط سے روایت ہے اس نے بیان کیا کہ میں نے حضرت موسیٰ بن جعفر علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ جو جانور پتے اور درخت کھاتا ہے تو اسکے چمڑے میں (اگر ذبیحہ ہو) تم نماز پڑھو تو کوئی حرج نہیں اور وہ جانور جو مردار کھاتے ہیں (خواہ وہ ذبیحہ ہوں یا نہ ہوں) ان کے چمڑے میں نماز نہ پڑھو۔

(۷۹۵) زرارہ کا بیان ہے کہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ ایک مرتبہ امیرالمومنین علیہ السلام کچھ لوگوں کے پاس گئے جو مسجد میں نماز پڑھ رہے تھے اور اپنی ردائیں سر سے اوڑھے ہوئے تھے تو آپ نے فرمایا تم لوگوں کو کیا ہوگیا کہ اپنی ردائیں لحاف کی طرح اوڑھے ہوئے ہو ایسا معلوم ہوتا کہ تم لوگ وہ یہودی ہو جو اپنے عبادت خانوں اور کلیساؤں سے نکلے ہوئے آرہے ہیں تم لوگ ہرگز اپنی ردائیں لحاف کی طرح نہ اوڑھو۔

(۷۹۶) زرارہ کا بیان ہے کہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا تم لوگ اپنے کپڑے صماء کی طرح اوڑھنے سے پرہیز کرو۔ میں نے عرض کیا کہ صماء کیا ہے؟ فرمایا یہ کہ تم اپنا کپڑا اپنے بغل کے نیچے سے نکالو اور ایک کاندھے پر ڈال دو۔

(۷۹۷) ایک ایسے شخص کے متعلق روایت کی گئی ہے کہ وہ برہنہ نکلتا ہے اور نماز کا وقت آجاتا ہے تو اگر کوئی اسکو نہیں دیکھتا تو وہ برہنہ کھڑا ہو کر نماز پڑھ لیگا اور اگر کوئی اسکو دیکھتا ہے تو بیٹھ کر نماز پڑھے گا۔

(۷۹۸) ابو جمیلہ نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ اس نے آپ سے مجوسیوں کے کپڑوں کے متعلق دریافت کیا کہ کیا اسکو پہن کر اس میں نماز پڑھوں؟ آپ نے فرمایا ہاں میں نے عرض کیا مگر وہ لوگ تو شراب پیتے ہیں۔ آپ نے فرمایا ہاں۔ ہم لوگ سابور (ایران کا ایک موضع) کا بنا ہوا لباس خریدتے ہیں اسے پہنتے ہیں اور اس میں نماز پڑھتے ہیں۔

(۷۹۹) زیاد بن منذر نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ اسکا بیان ہے کہ ایک شخص نے آنجناب سے میری موجودگی میں ایک ایسے شخص کے متعلق سوال کیا کہ وہ حمام سے نکلتا ہے یا غسل کرتا ہے تو توشح کرتا ہے (اپنی چادر دائیں بغل کے نیچے سے نکال کر بائیں کاندھے پر ڈال لیتا ہے) پھر اپنی ازار پر اپنی قمیض پہنتا ہے اور اسی لباس میں نماز پڑھتا ہے؟ آپ نے فرمایا یہ قوم لوط کا عمل ہے۔ میں نے عرض کیا کہ وہ اپنی قمیض کے اوپر توشح کرتا ہے؟ آپ نے فرمایا یہ تکبر اور گھمنڈ کی نشانی ہے۔ میں نے عرض کیا قمیض بہت باریک کپڑے کی ہے وہ اسے لحاف کی طرح اوڑھ لیتا ہے آپ نے فرمایا یہ اور نماز میں بٹن کھولنا، انگشت شہادت یا انگوٹھے کے ناخنوں سے سنگریزے مارنا (گوٹیاں کھیلنا) راستے پر یا مجمع میں کندر چبانا۔ یہ سب قوم لوط کا عمل ہے۔

اور میں نے حضرت عبدالصالح علیہ السلام سے اور ابوالحسن ثالث (امام علی النقی علیہ السلام) سے ازار کے ساتھ قمیض کے اوپر توشح کی رخصت کی روایت کی ہے۔ نیز امام محمد باقر علیہ السلام سے بھی۔ اور اسی کو لیکر میں فتویٰ دیتا ہوں۔

(۸۰۰) اور عبداللہ بن بکیر نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا جو اپنی رداء اپنے دونوں طرف چھوڑے ہوئے نماز پڑھتا ہے؟ آپ نے فرمایا اس میں کوئی حرج نہیں۔

(۸۰۱) ابو بصیر نے آنجناب سے ایسے شخص کے متعلق سوال کیا جو انتہائی شدید گرمی اور دھوپ میں نماز پڑھ رہا ہے اور وہ زمین پر اپنی پیشانی رکھتے ہوئے ڈرتا ہے؟ آپ نے فرمایا وہ اپنی پیشانی کے نیچے کپڑا رکھ لے۔

(۸۰۲) داؤد صرمی نے حضرت ابوالحسن علی بن محمد (امام علی النقی) علیہ السلام سے دریافت کیا اور کہا کہ میں اس طرف جاتا ہوں جہاں یہ ممکن نہیں ہوتا کہ برف کی وجہ سے ایسی جگہ ملے کہ اس میں نماز پڑھوں تو پھر کیا کروں ؟ آپ نے فرمایا کہ اگر تمہارے امکان میں ہو کہ برف پر نہ سجدہ کرنا پڑے تو اس پر مت سجدہ کرو اور اگر امکان میں نہ ہو تو برف کو برابر کرو اور اس پر سجدہ کرو۔

(۸۰۳) ابراہیم بن ابی محمود نے امام رضا علیہ السلام سے کہا کہ ایک شخص ساج کے تخت پر نماز پڑھ رہا ہے اور ساج (ساکھو) پر سجدہ کر رہا ہے ؟ آپ نے فرمایا ہاں (ٹھیک ہے)

(۸۰۴) محمد بن مسلم نے امام باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ نے ارشاد فرمایا کہ چٹائی کھجوروں کے پتوں کی ٹوکری اور تمام نباتات پر نماز پڑھنے میں کوئی حرج نہیں سوائے پھلوں کے۔

(۸۰۵) سماعہ بن مہران نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے شکاری پرندوں اور جانوروں کے متعلق دریافت کیا تو آپ نے فرمایا ان کا گوشت کھانا ہم جائز نہیں سمجھتے لیکن انکے چمڑے تو ان پر بیٹھو لو سوار ہو لو مگر ان سے بنے ہوئے وہ لباس نہ پہنو جن میں تم نماز پڑھتے ہو۔

میرے والد رضی اللہ عنہ نے مجھے اپنے ایک رسالہ میں تحریر فرمایا کہ ہر وہ جانور کہ جس کا گوشت کھایا جاتا ہے اسکے بالوں اور روئیں کے اندر نماز پڑھنے میں کوئی حرج نہیں اور اگر تم اسکے علاوہ کوئی سنجاب یا سمور یا لومڑی کی کھال پہنے ہوئے ہو اور نماز کا ارادہ ہے تو اسے اتار دو۔ اور بعض روایتوں میں اسکی اجازت بھی ہے (مگر کراہت کے ساتھ اور اضطراراً) اور لومڑی کی کھال میں ہرگز نماز نہ پڑھو اور نہ اس لباس میں جو اس سے اوپر یا اسکے نیچے لگایا ہوا ہو (یعنی استر)

(۸۰۶) سلیمان بن جعفر جعفری سے روایت ہے کہ انہوں نے بیان کیا کہ میں نے دیکھا کہ حضرت امام رضا علیہ السلام خز (اون وریشم سے بنا ہوا کپڑا) کے جبہ میں نماز پڑھ رہے تھے۔

(۸۰۷) اور علی بن مہزیار سے روایت ہے کہ انہوں نے بیان کیا کہ میں حضرت ابو جعفر ثانی (امام علی النقی علیہ السلام) کو دیکھا کہ وہ اپنی نماز فریضہ وغیر فریضہ (ہر ایک) طاروتی خز کے جبہ میں پڑھتے تھے اور آپ نے مجھے ایک خز کا جبہ بھی عطا فرمایا اور کہا کہ یہ جبہ میرا پہنا ہوا ہے اور مجھے حکم دیا کہ تم اس میں نماز پڑھا کرو۔

(۸۰۸) یحیی بن ابی عمران سے روایت ہے کہ انہوں نے بیان کیا کہ میں نے ایک مرتبہ حضرت ابو جعفر ثانی (امام علی النقی) علیہ السلام کو سنجاب اور فنک (لومڑی کی قسم) کے متعلق خط لکھا اور اس میں عرض کیا کہ میں آپ پر قربان میں چاہتا ہوں کہ آپ اسکا جواب بر بنائے تقیہ نہ دیں تو آپ نے جواب میں تحریر فرمایا کہ اس میں نماز پڑھ لو۔

(۸۰۹) داؤد صرمی سے روایت ہے کہ انہوں نے بیان کیا کہ ایک مرتبہ ایک شخص نے حضرت ابوالحسن ثالث امام علی النقی علیہ السلام سے اس خز کے متعلق دریافت کیا جس میں خرگوش کے بال ملے ہوئے ہیں ؟ تو آپ نے جواب میں تحریر فرمایا کہ

یہ جائز ہے۔

اور یہ ایک طرح کی رخصت و اجازت ہے اس سے حکم اخذ کرنے والا ثواب کا مستحق ہوگا اور اس کو رد کرنے والا گنہگار ہوگا۔ مگر اصل وہی ہے جسکو میرے والد رحمہ اللہ نے مجھے اپنے رسالہ میں تحریر فرمایا کہ خز میں نماز پڑھو جبکہ اس میں خرگوش کے بال مخلوط نہ ہوں۔ نیز اس میں تحریر فرمایا کہ حریر و دیباج اور جس (لباس) پر نقش ونگار بنے ہوئے ہوں اور ابریشم خالص میں نماز نہ پڑھو۔ مگر یہ کہ تانا ابریشم کا ہو اور بانا روئی یا کتان کا ہو۔

(۸۰۹) اور ابراہیم بن مہزیار نے حضرت ابو محمد حسن علیہ السلام کو خط لکھا اور اس میں لباس قرمز کے اندر نماز پڑھنے کے متعلق دریافت کیا اس لئے کہ ہمارے اصحاب اس میں نماز پڑھنے سے پرہیز کرتے ہیں؟ تو آپ نے لکھا کہ الحمد للہ اس میں مطلق کوئی حرج نہیں ہے۔

اس کتاب کے مصنف علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ اس وقت کوئی حرج نہیں جبکہ وہ قرمز ابریشم خالص کا نہ ہو اور جس لباس سے منع کیا گیا ہے وہ، وہ ہے جو ابریشم خالص کا ہو۔

(۸۱۱) اور ایک شخص نے آنجناب علیہ السلام کو خط لکھا اور ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا جس کا جبہ روئی کے بجائے قز (ریشم) کا ہے کیا وہ اس میں نماز پڑھے؟ تو آپ نے جواب میں تحریر فرمایا کہ ہاں اس میں کوئی حرج نہیں یعنی بکری کے بالوں کے قز میں ابریشم کے قز میں نہیں۔

اور دیباج و حریر ابریشم خالص کا لباس پہننے اور اس میں مردوں کے نماز پڑھنے کے متعلق بہت سی احادیث منع وارد ہوئی ہیں اور عورت کے متعلق یہ سب پہننے کیلئے رخصت کی حدیثیں بھی وارد ہوئی مگر عورتوں کیلئے ان میں نماز پڑھنے کے جواز کی کوئی حدیث وارد نہیں ہوئی ہے لہٰذا ابریشم خالص میں نماز پڑھنا مردوں اور عورتوں دونوں کیلئے منع ہے جب تک کہ حدیث میں خصوصیت سے اس میں نماز پڑھنے کی اجازت وارد نہ ہو جیسا کہ ان (عورتوں) کے لیے خصوصیت کے ساتھ اس کے پہننے کی اجازت وارد ہے۔

اور مرد کے لیے حریر و دیباج کا لباس پہننے کی رخصت (اجازت) صرف جنگ میں ہے اور اگر ان میں تصویریں نہیں ہوں تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے یہ روایت سماعہ بن مہران نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے کی ہے۔

(۸۱۲) اور یوسف بن محمد بن ابراہیم نے ان ہی جنابؑ سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ اس لباس کے پہننے میں کوئی ہرج نہیں جس میں حریر سے صرف بخیہ یا رفو کیا گیا ہو یا اس کے بٹن یا گھنڈی ہو یا اس کی دھاریاں ہوں۔ مرد کے لیے خالص حریر مکروہ ہے۔

(۸۱۳) مسمع بن عبدالمالک بصری نے ان ہی جنابؑ سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ اگر کعبہ کے دیباج (غلاف) میں سے کچھ لیکر قرآن کا غلاف بنایا جائے یا اسکا مصلیٰ بنا کر اس پر نماز پڑھی جائے تو کوئی ہرج نہیں ہے۔

(۸۱۴) محمد بن اسماعیل بن بزیع نے حضرت ابوالحسن رضا علیہ السلام سے ایسے کپڑے میں نماز پڑھنے کے متعلق دریافت کیا جس میں نقش و نگار بنے ہوئے ہیں تو آپ نے اسکو مکروہ بتایا اس لیے کہ اس میں تصویریں بنی ہوئی ہیں۔

وہ ازار بند کہ جسکا سرا ابریشم کا بنا ہوا ہو اسکو پہن کر نماز جائز نہیں ہے۔ اور خوارزم کی پوستین میں اور وہ کہ جس کی دباغت حجاز میں ہوتی ہے۔ اس کے اندر نماز پڑھنے میں کوئی حرج نہیں اور مردار کے صوف (اون) سے بنے ہوئے کپڑے کے اندر نماز پڑھنے میں کوئی ہرج نہیں اس لئے کہ صوف میں روح نہیں ہوتی۔

(۸۱۵) سماعہ بن مہران نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے نماز میں اس تلوار کے لٹکانے کے متعلق دریافت کیا جسکے کے ساتھ کیمخت (چمڑے کی نیام) اور چمڑے کے جوڑنے کے لئے چمڑے ہی سے بنی ہو غراء (سریش) ہوتی ہے؟ آپ نے فرمایا جب تک یہ نہ معلوم ہو کہ یہ چمڑے مردار کے ہیں کوئی ہرج نہیں۔

(۸۱۶) اور علی بن ریان بن صلت نے حضرت ابوالحسن ثالث امام علی النقی علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا جس نے خود اپنے بال اور ناخن تراشے اور اسے بغیر اپنے کپڑوں سے دور کئے ہوئے نماز کے لئے کھڑا ہو گیا؟ آپ نے فرمایا کوئی ہرج نہیں۔

(۸۱۷) یونس بن یعقوب نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا جو نماز پڑھ رہا ہے اور اسکے سر پر ٹوپی ہے؟ آپ نے فرمایا اس سے کوئی نقصان نہیں۔

اور میں نے اپنے مشائخ رضی اللہ عنہم (اساتذہ) سے سنا ہے وہ فرمایا کرتے تھے کہ وہ عمامہ جس میں حنک نہ ہو اس میں نماز جائز نہیں ہے۔ اور عمامہ باندھنے والا جب تک اس میں تحت الحنک نہ نکالے اس کے لئے نماز جائز نہیں ہے۔

(۸۱۸) عمار ساباطی نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا جو شخص کسی سفر کے لئے نکلے اور اسکے عمامہ میں تحت الحنک نہ ہو اور اسے کوئی ایسا دکھ پیش آئے جسکا کوئی علاج نہ ہو تو وہ اپنے سوا کسی اور کو ملزم نہ ٹھہرائے۔

(۸۱۹) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا جو اپنے گھر سے تحت الحنک کے ساتھ عمامہ باندھے ہوئے نکلے تو میں ضامن ہوں کہ وہ اپنے گھر والوں کے پاس صحیح سلامت واپس ہوگا۔

(۸۲۰) نیز آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ مجھے تعجب ہے اس شخص پر جو اپنی کسی حاجت کے لئے جائے اور باوضو ہو اسکی حاجت کیسے پوری نہیں ہوتی۔ اور مجھے تعجب ہے اس شخص پر جو تحت الحنک کے ساتھ عمامہ باندھ کر کسی حاجت کے لئے جائے اس کی حاجت کیسے پوری نہیں ہوتی۔

(۸۲۱) نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ مسلمانوں اور مشرکوں میں امتیاز وفرق صرف تحت الحنک کے ساتھ عمامہ کا ہے مگر یہ فرق ابتدائے اسلام میں تھا۔

(۸۲۲) اور اہل خلاف نے بھی نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کی ہے کہ آپ نے عمامہ میں تحت الحنک کا حکم دیا اور بغیر تحت الحنک عمامہ سے منع فرمایا تھا۔

(۸۲۳) حلبی اور عبداللہ بن سنان نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا ایک شخص کے منہ پر کپڑا پڑا ہے کیا وہ نماز میں (سوروں کی) قراءت کرے؟ آپ نے فرمایا کوئی ہرج نہیں۔

اور حلبی کی ایک دوسری روایت میں ہے کہ جب وہ ہمہمہ (آہستہ آواز) سنے۔

(۸۲۴) رفاعہ بن موسیٰ نے حضرت ابوالحسن امام موسیٰ بن جعفر علیہ السلام سے ایک خضاب لگائے ہوئے شخص کے لئے دریافت کیا کہ اگر وہ سجدہ اور قراءت پر قادر ہو تو کیا وہ اسی خضاب کی حالت میں نماز پڑھے؟ آپ نے فرمایا ہاں اگر اسکے خضاب باندھنے کا کپڑا پاک ہے اور وہ باوضو ہے۔

اور کوئی ہرج نہیں اگر عورت خضاب لگائے ہوئے ہو اور اسکے ہاتھ بندھے ہوئے ہوں اور وہ نماز پڑھے۔ یہ حدیث روایت کی ہے عمار ساباطی نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے۔

(۸۲۵) علی بن جعفر اور علی بن یقطین نے حضرت ابوالحسن امام موسیٰ بن جعفر سے روایت کی ہے ان دونوں نے ان جنابؑ سے ایک ایسے مرد اور عورت کے متعلق دریافت جو دونوں خضاب لگائے ہوئے ہیں کیا یہ دونوں مہندی اور وسمہ کا خضاب لگائے ہوئے نماز پڑھیں؟ آپ نے فرمایا اگر منہ اور ناک کھلی ہوئی ہے تو کوئی ہرج نہیں۔

(۸۲۶) محمد بن مسلم نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا کہ وہ نماز پڑھ رہا ہے مگر اپنے ہاتھ اپنے لباس سے باہر نہیں نکالتا؟ آپ نے فرمایا اگر وہ اپنے ہاتھ باہر نکالے تو بہتر ہے اور اگر نہ نکالے تو بھی کوئی ہرج نہیں ہے۔

(۸۲۷) زیادہ بن سوقہ نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ اگر کوئی شخص تم میں سے صرف ایک لباس میں نماز پڑھے اور اس کے بٹن کھلے ہوئے ہوں تو کوئی ہرج نہیں اس لئے کہ دین محمد صلی اللہ علیہ وسلم دین حنیف (سیدھا سادہ) ہے۔

باب سجدہ کس چیز پر کرنا چاہیئے اور کس پر نہیں کرنا چاہیئے۔

(۸۲۸) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ زمین پر سجدہ فرض اور دوسری چیز پر سنت ہے۔

(۸۲۹) نیز آپ نے ارشاد فرمایا کہ امام حسینؑ کی قبر کی مٹی پر سجدہ کرنے سے زمین کے ساتوں طبق روشن اور نورانی بن جاتے ہیں۔

اور جس شخص کے پاس قبر حسین علیہ السلام کی مٹی کی تسبیح ہو تو اگر وہ تسبیح نہ بھی پڑھ رہا ہو مگر اس کا نام تسبیح

پڑھنے والوں میں لکھدیا جائے گا۔ اور انگلیوں پر تسبیح پڑھنے سے افضل کسی دوسری چیز پر تسبیح پڑھنا ہے اس لئے کہ قیامت کے دن ان چیزوں سے سوال کیا جائے گا (تمہارے اعمال کا)

(۸۳۰) حماد بن عثمان نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے آپ نے فرمایا کہ ہر وہ چیز جو زمین سے اگے اور روئیدہ ہو اس پر سجدہ جائز ہے سوائے ان چیزوں کے جو کھائی یا پہنی جاتی ہیں۔

(۸۳۱) یاسر خادم سے روایت ہے کہ اس نے کہا کہ ایک مرتبہ میں طبری چٹائی پر سجدہ کے لئے کچھ رکھ کر نماز پڑھ رہا تھا کہ حضرت ابوالحسن علیہ السلام کا میری طرف سے گزر ہوا آپ نے فرمایا کیا بات ہے تم اس طبری چٹائی پر سجدہ کیوں نہیں کرتے کیا یہ زمین کے نباتات میں سے نہیں ہے ؟

میرے والد رحمہ اللہ نے جو مجھے رسالہ بھیجا تھا اس میں تحریر فرمایا ہے کہ زمین پر سجدہ کرو یا اس چیز پر جو زمین سے اگی ہے اور مدینہ کی چٹائیوں پر سجدہ نہ کرو کیونکہ وہ چمڑے کی بنی ہوتی ہیں۔ اور نہ سجدہ کرو بال پر نہ اون پر نہ چمڑے پر نہ ریشم پر نہ شیشے پر نہ لوہے پر نہ سونے پر نہ پیتل پر نہ سیسہ پر نہ تانبے پر نہ پرندوں کے پروں پر اور نہ راکھ پر اور اگر زمین بہت گرم ہے اور ڈر ہے کہ پیشانی جل جائے گی یا بہت اندھیری رات ہے اور تمہیں بچھو اور کانٹے کا ڈر ہے کہ وہ تمہیں اذیت پہونچائے گا تو کوئی ہرج نہیں کہ تمہاری آستین اگر وہ روئی یا کتان کی ہے تو اس پر سجدہ کرلو۔ اور اگر تمہاری پیشانی پر دمبل یا بڑا مسّا ہے تو ایک گڑھا سا بنالو اور جب سجدہ کرو تو دمبل اس میں رکھو اور اگر تمہاری پیشانی پر کوئی ایسا مرض ہے کہ جسکی وجہ سے تم سجدہ نہیں کرسکتے تو اپنی پیشانی کے داھنے جانب سے سجدہ کرو اگر اس طرف سے سجدہ نہیں کرسکتے تو پیشانی کی بائیں طرف سجدہ کرو۔ اور اگر اس پر بھی سجدہ نہیں کرسکتے تو اپنے پشت دست پر سجدہ کرلو اور اگر اس پر بھی سجدہ نہیں کرسکتے تو پھر اپنی ٹھڈی سے سجدہ کرلو۔ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ (سورۃ الاسرا آیت نمبر ۱۰۷-۱۰۸-۱۰۹) ترجمہ:۔ جن لوگوں کو اس کے قبل ہی آسمانی کتابوں کا علم بخشا گیا ہے ان کے سامنے جب یہ پڑھا جاتا ہے تو ٹھڈیوں کے بل سجدہ میں گر پڑتے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ ہمارا رب پاک ہے بیشک ہمارے رب کا وعدہ پورا ہو کر رہا۔ اور ٹھوڑیوں کے بل گر پڑتے ہیں اور ان کو زیادہ عاجزی پیدا ہوتی ہے۔ (یہ آیات سجدہ ہیں اس لئے عربی متن نہیں دیا گیا) اور زمین کے علاوہ کسی چیز پر کھڑے ہونے لپنے ہاتھ اور گھٹنے اور دونوں انگوٹھے رکھنے اور ناک رگڑنے میں کوئی ہرج نہیں اور (سجدے کے لئے) پیشانی رکھنے کے لئے تمہارے لئے یہ جائز ہے کہ ایک درہم کے برابر بالوں کی جڑ سے لیکر ابروؤں تک جہاں چاہو رکھو۔ اور تمہارا سجدہ ایسا ہونا چاہیے جیسے کوئی دبلا پتلا اونٹ بیٹھتے وقت لپنے پیٹ کو اونچا رکھتا ہے۔ تم ایسے رہو جیسے معلق ہو تمہارے جسد کا کوئی حصہ بھی کسی چیز کے سہارے نہ ہو۔

(۸۳۲) معلی بن خنیس نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے قفر (پٹرول اور تارکول سے مشابہہ ایک چیز) اور قیر (تارکول) پر نماز پڑھنے کے متعلق دریافت کیا تو آپ نے فرمایا (مجبوری ہے تو) کوئی ہرج نہیں۔

(۸۳۳) حسن بن محبوب نے ایک مرتبہ حضرت امام ابوالحسن علیہ السلام سے چونے کے متعلق سوال کیا کہ وہ گوہ غلیظ اور مردار کی ہڈیوں سے پھونکا جاتا ہے پھر اسی چونے سے مسجد میں پختہ فرش کیا جاتا ہے کیا اس پر سجدہ کیا جائے؟ تو آپ نے اپنے خط میں جواب تحریر کیا کہ آگ اور پانی نے اسے پاک کر دیا ہے۔

(۸۳۴) داؤد بن ابی زید نے حضرت ابوالحسن ثالث امام علی النقی علیہ السلام سے ان قرطاسوں اور کاغذوں کے متعلق دریافت کیا جن پر کچھ لکھا ہوا ہے کیا اس پر سجدہ جائز ہے؟ آپ نے فرمایا جائز ہے۔

(۸۳۵) علی بن یقطین نے حضرت ابوالحسن اول حضرت امام موسیٰ بن جعفر علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا جو اونی کمبل اور قالین پر سجدہ کرتا ہے؟ آپ نے فرمایا اگر وہ حالت تقیہ میں ہے تو کوئی ہرج نہیں۔
اور حالت تقیہ میں کپڑے پر سجدہ کرنے میں کوئی ہرج نہیں۔

(۸۳۶) معاویہ بن عمار نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے تار کول پر نماز پڑھنے کے متعلق دریافت کیا تو آپ نے فرمایا اس میں کوئی ہرج نہیں ہے۔

(۸۳۷) زرارہ نے ان دونوں ائمہ میں سے کسی ایک سے روایت کی ہے اسکا بیان ہے کہ میں نے آنجنابؑ سے عرض کیا کہ ایک شخص نماز پڑھ رہا ہے اور اسکے سر پر ٹوپی یا عمامہ ہے۔ تو آپ نے فرمایا کہ اگر اسکی پیشانی سر کے بال کی جڑ سے ابروؤں تک زمین سے ذرا بھی مس ہو جائے تو وہ کافی ہے۔

(۸۳۸) یونس بن یعقوب کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو دیکھا کہ وہ دونوں سجدوں کے درمیان اپنے سجدہ کی جگہ پر کنکریاں برابر کر رہے ہیں۔

(۸۳۹) علی بن بجیل سے روایت کی گئی ہے کہ انہوں نے بیان کیا کہ حضرت امام جعفر بن محمد علیہما السلام کو دیکھا کہ جب وہ سجدہ سے سر اٹھاتے تو اپنی پیشانی سے کنکریاں جھاڑ کر زمین پر ڈال دیتے تھے۔

(۸۴۰) عمار ساباطی نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ سر کے بالوں کی جڑوں سے ناک کے آخری سرے تک سجدہ کی جگہ ہے اس میں سے جو بھی زمین سے مس ہو جائے وہ تمہارے لئے کافی ہے اور زرارہ نے بھی آپ سے اسی کے مثل روایت کی ہے۔

(۸۴۱) ایک شخص نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک جگہ گرد و غبار ہے جب سجدہ کا ارادہ کرتا ہوں تو اسے پھونک لیتا ہوں آپ نے فرمایا کوئی ہرج نہیں ہے۔
اور میرے والد رحمہ اللہ نے مجھے اپنے رسالہ میں تحریر فرمایا کہ سجدہ کی جگہ کو نہ پھونکو اور اگر پھونکنا ہی ہے تو نماز شروع کرنے سے پہلے پھونک لو۔

(۸۴۲) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا کہ (جائے سجدہ کا پھونکنا) اس لئے مکروہ ہے

کہ ڈر ہے کہ جو اسکے پہلو میں نماز پڑھ رہا ہے اسکو اذیت ہو۔

اور حالت نماز میں کسی شخص کا اپنی پیشانی کی لگی ہوئی مٹی کا چھڑانا مکروہ ہے اور نماز کے بعد اسکو ویسے ہی چھوڑے رکھنا بھی مکروہ ہے۔ اور حالت نماز میں اپنی پیشانی سے مٹی چھڑانا کوئی گناہ نہیں اس لئے کہ اسکی رخصت احادیث میں وارد ہوئی ہے۔

باب　کھانے اور پہننے کی چیزوں پر سجدہ کے منع ہونے کے سبب

(۸۴۳) ہشام بن حکم نے ایک مرتبہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا کہ یہ ارشاد فرمائیں کہ سجدہ کن چیزوں پر جائز ہے اور کن چیزوں پر جائز نہیں ہے؟ آپ نے فرمایا سجدہ سوائے زمین کے یا اس سے جو چیزیں اگتی ہیں ان کے علاوہ کسی چیز پر جائز نہیں ہے۔ سوائے ان اگی ہوئی چیزوں کے جو کھائی اور پہنی جاتی ہیں۔ اس نے کہا میں آپ پر قربان اسکا سبب کیا ہے؟ آپ نے فرمایا اس لئے کہ سجدہ اللہ کے سامنے جھکنا ہے اس لئے جائز نہیں کہ جو چیزیں کھائی یا پہنی جاتی ہیں اُنکی طرف آدمی جھکے کیونکہ دنیا والے کھانے اور پہننے والی چیزوں کے بندے بنے ہوئے ہیں۔ اور سجدہ کرنے والا اپنے سجدہ میں صرف اللہ کی عبادت میں مشغول ہے اس لئے یہ جائز نہیں کہ وہ سجدہ میں اپنی پیشانی دنیا والوں کے معبود پر رکھے جو اس کے دھوکے میں آگئے ہیں اور زمین پر سجدہ کرنا سب سے افضل ہے کہ اس سے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں تواضع اور خضوع کا زیادہ اظہار ہوتا ہے۔

باب　قبلہ

(۸۴۴) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے کعبہ کو اہل مسجد کے لئے قبلہ بنایا ہے اور مسجد کو اہل حرم کے لئے قبلہ بنایا اور حرم کو تمام اہل دنیا کے لئے قبلہ بنایا ہے۔

(۸۴۵) مفضل بن عمر نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک مرتبہ ہمارے اصحاب کے متعلق نماز میں ذرا بائیں جانب مڑنے کا سبب دریافت کیا تو آپ نے فرمایا کہ جب حجر اسود جنت سے نازل ہوا اور اپنی جگہ پر رکھا گیا تو حجر کے نور سے حرم کے تمام گوشے پر نور ہو گئے اور اسکی روشنی کعبہ کے داہنی جانب چار میل اور بائیں جانب آٹھ میل تک پہنچی پس اگر کوئی شخص داہنی جانب مڑے گا تو وہ حدود قبلہ سے نکل جائے گا اور اگر بائیں جانب مڑے گا تو حدود قبلہ سے خارج نہیں ہوگا۔ اور جو شخص مسجد حرام میں ہے تو وہ کعبہ کی طرف رخ کر کے جس جانب سے چاہے نماز پڑھے اور جو شخص کعبہ کے اندر نماز پڑھے تو وہ جس جانب چاہے نماز پڑھے مگر اس کے لئے افضل یہ ہے کہ وہ دونوں ستونوں کے درمیان جو سرخ پتھروں کا فرش ہے اس پر کھڑا ہو اور اس رکن کی طرف رخ کرے جس میں حجر اسود ہے۔ اور جو شخص کعبہ کی چھت پر ہو اور

نماز کا وقت آجائے تو وہ لیٹ جائے اور اپنے سر سے بیت معمور کی طرف اشارہ کرے اور جو شخص کوہ ابو قبیس پر ہو تو وہ کعبہ کو سامنے رکھے اور نماز پڑھے اس لئے کہ کعبہ اپنے اوپر کی جانب آسمان تک قبلہ ہے۔

اور رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تیرہ (۱۳) سال تک مکہ میں اور انیس (۱۹) مہینے تک مدینہ میں بیت المقدس کی طرف رخ کر کے نماز پڑھی اس پر یہودی طعنہ زن ہوئے اور بولے کہ آپ بھی تو ہمارے ہی قبلہ کے تابع ہیں جس کا آپ کو شدید غم ہوا چنانچہ ایک شب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گھر سے برآمد ہوئے اور اپنا چہرہ آسمان کے چاروں طرف پھرانے لگے اور جب صبح ہوئی تو نماز صبح پڑھی اس کے بعد جب ظہر کا وقت آیا اور آپ ظہر کی دو رکعت پڑھ چکے تو حضرت جبریل یہ آیت لیکر نازل ہوئے ۔ **قدنری تقلب وجھک فی السماء فلنولینک قبلة ترضا ھانول وجھک شطرالمسجد الحرام** (اے رسول تمہارا قبلہ بدلنے کے واسطے بار بار آسمان کی طرف منہ کرنا ہم دیکھ رہے ہیں تو ہم ضرور تم کو ایسے قبلہ کی طرف پھیر دیں گے جس سے تم خوش ہو جاؤ گے اچھا تو نماز ہی میں تم مسجد حرام (کعبہ) کی طرف منہ کرلو) (سورۃ البقرہ آیت نمبر ۱۴۴) پھر حضرت جبریل نے آپ کا ہاتھ پکڑا اور آپ کا رخ کعبہ کی طرف پھیر دیا اور آپ کے پیچھے جو لوگ نماز پڑھ رہے تھے ان سب نے اپنا رخ کعبہ کی طرف موڑ لیا نتیجہ میں مرد جو آگے کھڑے تھے وہ پیچھے ہو گئے اور عورتیں جو پیچھے کھڑی تھیں وہ آگے ہو گئیں اور یہ آپ کی وہ نماز ہے کہ جس کی پہلی دو رکعت نماز آپ نے بیت المقدس کی طرف رخ کر کے پڑھی اور آخر کی دو رکعت نماز آپ نے کعبہ کی طرف رخ کر کے پڑھی ۔ اور اسکی خبر جب مدینہ کی مسجد میں پہونچی تو وہاں والے عصر کی دو رکعت بیت المقدس کی طرف رخ کر پڑھ چکے تھے اب باقی آخر کی دو رکعت انہوں نے کعبہ کی طرف رخ کر کے پڑھی چنانچہ ان لوگوں کی یہ عصر کی نماز ابتدائی دو رکعت بیت المقدس کی طرف ہوئی اور آخر کی دو رکعت کعبہ کی طرف رخ کر کے ہوئی اسی بناء اس مسجد کا نام مسجد ذوالقبلتین ہو گیا۔

مسلمانوں نے پوچھا یا رسول اللہ یہ جتنی نمازیں لوگوں نے بیت المقدس کی طرف رخ کر کے کیا پڑھیں وہ سب ضائع ہو گئیں تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی **وماکان اللہ لیضیع ایمانکم** (ایسا نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ لوگوں کے ایمان (نمازیں جو بیت المقدس کے رخ پر پڑھ چکے ہیں) کو ضائع کردے (سورۃ بقرہ آیت نمبر ۱۴۳)

میں نے اس حدیث کو بعینہٖ کتاب النبوت میں بھی تحریر کر دیا ہے۔

(۸۴۶) عبدالرحمٰن بن ابی عبداللہ سے روایت کی گئی کہ انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک شخص نابینا کے متعلق پوچھا کہ اس نے غیر قبلہ کی طرف رخ کر کے نماز پڑھ لی تو آپ نے فرمایا اگر اس نماز کا وقت ہے تو اعادہ کرے اور اگر وقت گذر گیا تو اعادہ نہیں کرے گا راوی کا بیان ہے کہ پھر میں نے آپ سے ایک ایسے شخص کے متعلق پوچھا جس نے بادل گھرا ہوا تھا اور نماز پڑھ لی اور جب بادل چھٹا تو اسکو معلوم ہوا کہ اس نے غیر قبلہ کی طرف نماز پڑھی ہے۔ آپ نے فرمایا اگر اس نماز کا وقت ہے تو اعادہ کرے اور اگر وقت گذر گیا تو اعادہ نہیں کرے گا۔

(۸۴۷) زرارہ اور محمد بن مسلم نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ شخص متحیر کے لئے تا ابد جائز ہے وہ جدھر چاہے رخ کر کے نماز پڑھے جبکہ اس کو معلوم نہیں کہ قبلہ کا رخ کدھر ہے۔

(۸۴۸) اور معاویہ بن عمار نے ان جناب علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا کہ نماز کے لئے کھڑا ہوتا ہے اور نماز سے فارغ ہونے کے بعد دیکھتا ہے تو اسے معلوم ہوتا ہے کہ وہ قبلہ سے ذرا دائیں یا بائیں منحرف تھا۔ تو آپ نے فرمایا اسکی نماز ہو گئی۔ اور مشرق سے مغرب کے درمیان سب قبلہ ہے۔

اور قبلۂ متحیر کے لئے یہ آیت نازل ہوئی ہے و للہ المشرق و المغرب فاینما تولوا فثم وجہ اللہ (مشرق و مغرب سب اللہ ہی کے لئے ہے جدھر رخ کرو ادھر اللہ ہے) (سورہ البقرہ آیت نمبر ۱۱۵)

(۸۴۹) محمد بن ابی حمزہ نے حضرت ابوالحسن اول امام موسیٰ ابن جعفر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا اگر پائخانہ کی پشت سے زمین توڑ کر پانی ابلنے لگے اور وہ قبلہ کی جانب ہو تو اسکو کسی شے سے ڈھانک دو۔ اور مسلمان کی نماز نہیں ٹوٹتی اگر اسکے سامنے سے کوئی کتا یا کوئی عورت یا کوئی گدھا وغیرہ گذر جائے۔

(۸۵۰) اور رسول اللہ صلی اللہ وآلہ وسلم نے قبلہ کی طرف تھوکنے سے منع فرمایا ہے۔

(۸۵۱) اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک مرتبہ (نماز پڑھتے میں) مسجد میں کسی کا کھنکھار دیکھ لیا تو ابن طاب کھجور کے گچھے کو لیکر گئے اسکو صاف کیا اور پیچھے کی طرف الٹے پاؤں واپس ہوئے اور وہی نماز پڑھنے لگے۔ امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ آنحضرت کے اس عمل نے نماز کے مسائل کے بہت سے دروازے کھول دیئے۔

(۸۵۲) نیز نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے روبقبلہ یا پشت بقبلہ ہو کر جماع کرنے کو منع فرمایا ہے اور قبلہ رو پیشاب پائخانہ کرنے کو بھی منع فرمایا ہے۔

(۸۵۳) اور حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ تم میں سے کوئی شخص نماز میں (اگر تھوکنا چاہے تو) نہ اپنے سامنے تھوکے اور نہ اپنے داہنے جانب تھوکے اگر تھوکنا ہے تو بائیں جانب یا اپنے بائیں پاؤں کے نیچے تھوک لے۔

(۸۵۴) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا جو شخص نماز میں اجلال خداوندی کے پیش نظر اپنے تھوک کر روکے رہے تو اللہ تعالیٰ اسکو مرتے دم تک صحت عطا فرمائے گا۔ اور روایت کی گئی ہے جس شخص کو غار میں قبلہ کا پتہ نہیں چلتا تو وہ چار جانب رخ کر نماز پڑھے۔

(۸۵۵) زرارہ نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا قبلہ کی طرف رخ کئے بغیر نماز نہیں ہوتی راوی کا بیان ہے میں نے عرض کیا کہ قبلہ کے حدود کیا ہیں؟ آپ نے فرمایا مشرق و مغرب کے درمیان سب قبلہ ہے۔ میں نے عرض کیا اور اگر کوئی شخص غیر قبلہ کیطرف رخ کر کے نماز پڑھ لے یا ابر کے دن میں غیر وقت میں نماز پڑھ لے؟ تو آپ نے فرمایا کہ وہ پھر سے نماز کا اعادہ کرے۔

(۸۵۶) اور ایک دوسری حدیث میں زرارہ نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا۔ تم اپنا چہرہ قبلہ کے سمت رکھو اور قبلہ کی طرف سے اپنا منہ نہ پھیرو ورنہ تمہاری نماز فاسد ہو جائے گی چنانچہ اپنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے نماز فریضہ کے متعلق کہ فول وجھک شطر المسجد الحرام و حیث ماکنتم فولوا وجوھکم شطرہ (اے رسول) پس تم اپنا منہ مسجد حرام کی طرف کرو اور (اے مسلمانوں) تم جہاں بھی ہو اسی کی طرف اپنا منہ کیا کرو) (سورۃ بقرہ آیت ۱۴۴) پس اٹھو اور سیدھے کھڑے ہو اس لئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص چپ چاپ سیدھا کھڑا نہ ہوگا اسکی نماز نہ ہوگی اور اپنی نگاہیں اللہ کے سامنے خشوع کے ساتھ نیچے جھکائے رکھو آسمان کی طرف نظر نہ کرو اور تمہارا چہرہ جائے سجدہ کے بالکل بالمقابل رہے۔

(۸۵۷) اور امام علیہ السلام نے زرارہ سے فرمایا کہ نماز کا اعادہ صرف پانچ وجہ سے کیا جائے گا۔ طہارت، وقت، قبلہ، رکوع، سجود (یعنی ان سب میں اگر کوئی کوتاہی ہو گئی ہو)

اور میرے والد رضی اللہ عنہ نے مجھے ایک رسالہ میں تحریر فرمایا اگر تمہارا نوافل پڑھنے کا ارادہ ہو اور تم کسی سواری پر ہو تو اپنی سواری کے سر کی طرف رخ کر کے نماز پڑھ لو جدھر وہ تمہیں لیجائے خواہ قبلہ کی طرف لیجائے یا دائیں یا بائیں۔ اور اگر تم اپنی سواری کی پشت پر نماز فریضہ پڑھو تو قبلہ رو ہو کر تکبیر افتتاح کہو پھر جانے دو جدھر تمہاری سواری لیجائے تم سورۃ کی قراءت کرو اور جب رکوع اور سجود کا ارادہ ہو تو رکوع اور سجود ایسی چیز پر کرو جس پر سجدہ جائز ہے اور وہ تمہارے ساتھ ہو مگر یہ نماز فریضہ تم اسطرح سواری پر اسی حال میں پڑھو جب شدید اضطرار اور مجبوری ہو۔ اور اگر تم پا پیادہ چلتے ہوئے نماز پڑھ رہے ہو تو بھی ایسا ہی کرو لیکن جب سجدہ کرنا ہو تو زمین پر سجدہ کرو۔ اور آپ نے اپنے رسالہ میں یہ بھی تحریر فرمایا ہے کہ اگر تم کو کسی درندے کا سامنا ہو اور ڈر ہو کہ نماز فوت ہو جائے گی تو قبلہ کی طرف رخ کرو اور نماز اشاروں سے پڑھ لو اور اگر ڈر ہو کہ اسطرح درندے سے تمہاری مڈبھیڑ ہو جائے گی تو جسطرح وہ چکر لگا رہا ہے اسطرح تم بھی چکر لگاؤ اور نماز اشاروں سے پڑھتے رہو۔

(۸۵۸) اور روایت کی گئی کہ اگر ہوا کا طوفان چل رہا ہو اور سفینہ والوں کا قبلہ رو ہونا ممکن نہ ہو تو صدر سفینہ کیطرف رخ کر کے نماز پڑھ لو۔

(۸۵۹) نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ (بعض موقع پر) ہر واعظ قبلہ ہوتا ہے وعظ سننے والوں کے لئے اور وعظ سننے والے قبلہ بن جاتے ہیں واعظ کے لئے یعنی نماز جمعہ و عیدین و نماز استسقاء میں خطبہ کے وقت امام خطبہ سننے والوں کا قبلہ بنتا ہے اور خطبہ سننے والے امام کے لئے قبلہ بنتے ہیں یہاں تک کہ وہ خطبہ سے فارغ ہو جاتا ہے۔

(۸۶۰) ایک شخص نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا کہ میں سفر میں ہوتا ہوں تو رات کے وقت قبلہ کا پتہ نہیں چلتا۔ آپ نے فرمایا کہ کیا تم اس ستارے کو پہچانتے ہو جسکو جدی کہا جاتا ہے؟ اس نے عرض کیا جی ہاں آپ نے

فرمایا تو اس کو اپنی داہنی جانب رکھو اور اگر حج کے راستہ پر ہو تو اسکو اپنے دونوں کاندھوں کے درمیان رکھو۔

باب عمر کی وہ حد جس میں بچوں سے نماز کے لئے مواخذہ کیا جائے

(۸۶۱) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا ہم لوگ اپنے بچوں کو جب وہ پانچ سال کے ہوتے ہیں تو انہیں نماز کا حکم دیتے ہیں تم لوگ اپنے بچوں کو جب سات سال کے ہوجائیں تو نماز کا حکم دو۔ ہم لوگ اپنے بچوں کو جب وہ سات سال کے ہوجاتے ہیں تو روزے کا حکم دیتے ہیں اور جتنی ان میں برداشت کی طاقت ہوتی ہے وہ ایک دن میں رکھتے ہیں۔ آدھے دن یا اس سے زیادہ یا آدھے دن سے کم جب ان پر بھوک پیاس کا غلبہ ہوتا ہے تو افطار کرلیتے ہیں۔ تاکہ وہ روزہ رکھنے کے عادی ہوجائیں اور ان میں اسکی برداشت آجائے۔ تم لوگ اپنے بچوں کو جب وہ نو (۹) سال کے ہوجائیں تو ان کو روزہ رکھنے کا حکم دو اور جب ان پر پیاس کا زیادہ غلبہ ہو تو افطار کرلیں۔

(۸۶۲) حسن بن قارن سے روایت ہے انہوں نے بیان کیا کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت ابوالحسن رضا علیہ السلام سے سوال کیا یا کسی نے آپ سے سوال کیا اور میں نے سنا ایسے شخص کے متعلق کہ اس کے لڑکے کی ختنہ ہوئی تھی اور اس نے ایک دن یا دو (۲) دن نماز نہیں پڑھی آپ نے اس سے پوچھا کہ لڑکا کتنے سال کا ہے؟ اس نے عرض کیا کہ آٹھ سال کا آپنے فرمایا سبحان اللہ وہ آٹھ سال کا ہوگیا اور اس نے نماز چھوڑی۔ اس نے عرض کیا اسے درد ہورہا تھا آپ نے فرمایا وہ جتنی پڑھ سکتا ہو پڑھے۔

(۸۶۳) عبداللہ بن فضالہ نے روایت کی ہے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام اور حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے راوی کا بیان ہے کہ میں نے آنجنابؑ کو فرماتے ہوئے سنا کہ جب لڑکا تین سال کا ہوجائے تو اس سے کہو کہ وہ سات مرتبہ لاالہ الااللہ کہے۔ پھر اسے چھوڑ دو اور اب جبکہ وہ تین سال سات ماہ اور بیس دن کا ہوجائے تو اس سے کہا جائے کہ سات مرتبہ محمد الرسول اللہ کہو اور پھر چھوڑ دیا جائے یہاں تک کہ وہ چار سال کا ہوجائے تو اس سے کہا جائے کہ سات مرتبہ صلی اللہ علی محمد و آلہ کہو اور پھر چھوڑ دیا جائے یہاں تک کہ وہ پورا پانچ سال کا ہوجائے تو اس سے پوچھا جائے کہ تمہارا داھنا ہاتھ کون سا ہے اور بایاں ہاتھ کون سا ہے اگر وہ اپنا دایاں اور بایاں پہچاننے لگا ہے تو اس کا منہ قبلہ کی طرف کر کے کہا جائے کہ سجدہ کرو اور پھر چھوڑ دیا جائے یہاں تک کہ وہ پورا سات سال کا ہوجائے اور جب پورا سات سال کا ہوجائے تو اس سے کہا جائے تم اپنا منہ اور اپنے ہاتھ دھوؤ جب وہ اپنے دونوں ہاتھ اور منہ دھوئے تو اس سے کہا جائے کہ نماز پڑھو۔ پھر اسے چھوڑ دیا جائے یہاں تک کہ اس کے نو سال پورے ہوجائیں اور جب وہ نو سال کا پورا ہوجائے تو اسکو وضو کی تعلیم دی جائے اور مار کے سکھایا جائے اور اسے نماز کا حکم دیا جائے اور اسے مار مار کے پڑھایا جائے اور جب وہ وضو اور نماز سیکھ لے گا تو انشاء اللہ تعالیٰ اسکے والدین کو اللہ بخش دیگا۔

باب اذان واقامت اور موذنین کا ثواب

(۸۶۴) حفص بن بختری نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ نے بیان فرمایا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم معراج پر تشریف لے گئے اور نماز کا وقت آگیا تو حضرت جبریل علیہ السلام نے اذان کہی اور جب انہوں نے اللہ اکبر اللہ اکبر کہا تو ملائیکہ نے بھی اللہ اکبر اللہ اکبر کہا جب انہوں نے اشھدان لا الہ الا اللہ کہا تو ملائیکہ نے کہا انہوں نے اللہ کی ہیشگی کا اقرار کیا۔ جب انہوں نے کہا کہ اشھدان محمد رسول اللہ تو ملائیکہ نے کہا کہ کوئی نبی مبعوث ہوا جب انہوں نے حی علی الصلوۃ کہا تو ملائیکہ نے کہا یہ اپنے رب کی عبادت کیلئے لوگوں کو آمادہ کر رہے ہیں جب انہوں نے حی علی الفلاح کہا تو ملائیکہ نے کہا کہ جس نے ان کی اتباع کی اس نے فلاح پائی۔

(۸۶۵) منصور بن حازم نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ حضرت جبریل علیہ السلام (کلمات) اذان لیکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس نازل ہوئے اور اس وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سراقدس حضرت علیؑ کی آغوش میں تھا حضرت جبریل نے اذان کہی اور اقامت کہی۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خواب سے بیدار ہوئے تو آپ نے حضرت علیؑ سے فرمایا اے علیؑ تم نے سنا؟ انہوں نے کہا ہاں یا رسول اللہ۔ پوچھا کہ تم کو یاد ہے؟ عرض کیا جی ہاں فرمایا پھر بلال کو بلاؤ اور انہیں سکھادو حضرت علیؑ نے بلال کو بلوایا اور انکو اذان دینا سکھا دیا۔

(۸۶۶) زرارہ نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ اذان تو تم چاہے بغیر وضو کے کہہ لو، ایک لباس میں کہہ لو، کھڑے ہو کر کہہ لو، بیٹھ کر کہہ لو، جسطرف تمہارا رخ ہو کہہ لو، مگر جب تم اقامت کہو تو باوضو ہو کر اور نماز کے لئے آمادہ ہو کر۔

(۸۶۷) احمد بن محمد بن ابی نصر بزنطی نے حضرت امام رضا علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ ایک شخص بیٹھا ہوا ہو تو اذان کہہ لے سواری پر ہو تو اذان کہہ لے۔

(۸۶۸) ابو بصیر نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ اگر تم سواری پر ہو یا پیدل چل رہے ہو یا بغیر وضو کے ہو اور اذان کہہ لو تو کوئی ہرج نہیں مگر تم سوار ہو یا بیٹھے ہوئے ہو تو اقامت نہ کہو مگر یہ کہ کوئی عذر ہو یا چوروں کی سرزمین ہو۔

(۸۶۹) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ موذن کو اذان واقامت کے درمیان اتنا ثواب مل جاتا ہے جتنا خدا کی راہ میں شہید ہونے والے اور اپنے خون میں لوٹنے والے کو۔ حضرت علی علیہ السلام نے عرض کیا پھر تو لوگ اذان دینے کے لئے آپس میں لڑیں گے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہرگز ایسا نہیں بلکہ لوگوں پر ایک ایسا زمانہ

آئے گا کہ لوگ اذان دینے کا کام ضعیفوں پر چھوڑ دیں گے تو یہی وہ گوشت و پوست ہیں جن پر اللہ نے جہنم کو حرام کر دیا ہے۔

(۸۷۰) حضرت علی (علیہ السلام) نے فرمایا کہ آخری گفتگو جو مجھ سے میرے ولی حبیب (رسول اللہ) نے کی وہ یہ کہ انہوں نے ارشاد فرمایا اے علی (علیہ السلام) جب تم نماز پڑھو تو تمہارے پیچھے جو سب سے زیادہ ضعیف شخص ہو اسکی جیسی نماز پڑھو اور اذان پر کسی ایسے شخص کو مقرر نہ کرو جو اذان دینے کی اجرت لیتا ہو۔

(۸۷۱) خالد بن نجیح نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ اذان میں اللہ اکبر کے ھا اور الف کو پوری فصاحت کے ساتھ کہنا حتمی اور لازمی ہے۔

(۸۷۲) اور ابو بصیر نے ان دونوں آئمہ میں سے کسی ایک سے روایت کی ہے کہ انہوں نے کہا کہ بلال ایک غلام صالح تھے انہوں نے کہدیا کہ اب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد کسی ایک کے لئے بھی اذان نہیں کہیں گے پس اسی دن سے حی علی خیر العمل کہنا ترک کر دیا گیا۔

(۸۷۳) حسن بن سری نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ یہ سنت ہے کہ اگر کوئی شخص اذان کہے تو اپنی انگلیاں اپنے کانوں میں ڈال لے۔

(۸۷۴) اور خالد بن نجیح نے ان ہی علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ اذان اور اقامت دونوں حتمی اور لازمی ہیں اور ایک دوسری حدیث میں ہے کہ دونوں موقوف اور طے شدہ ہیں۔

(۸۷۵) زرارہ نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ اذان میں تمہارے لئے اتنی بھی آواز جائز ہے کہ جیسے تم خود کو سنا رہے ہو یا خود کو سمجھا رہے ہو۔ اور (اللہ اکبر میں) ھا اور الف فصاحت اور وضاحت سے کہو۔ اور جب تم آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نام لو یا تمہارے سامنے کوئی نام لے تو تم درود بھیجو نبی اور انکی آل پر خواہ اذان میں نام ہو یا غیر اذان میں۔

اور بغیر اپنے نفس پر زور دیئے تمہاری جتنی بھی آواز تیز ہوگی جسے اکثر لوگ سنیں اتنا ہی تمہارا ثواب زیادہ ہوگا۔

(۸۷۶) معاویہ بن وہب نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اذان کے متعلق دریافت کیا تو آپ نے فرمایا کہ اسکو تم کھل کر بلند آواز سے کہو اور جب اقامت کہو تو اس سے کم اور دھیمی آواز سے اور اذان واقامت میں تم صرف دخول وقت کا انتظار کرو اور اقامت میں جلدی کرو۔

(۸۷۷) نیز عمار ساباطی نے ان ہی جناب علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ جب تم نماز فریضہ کے لئے کھڑے ہو تو اذان کہو اور اقامت کہو اور اذان واقامت کے درمیان فاصلہ دو خواہ بیٹھ کر یا کوئی اور بات کر کے یا تسبیح پڑھ کر راوی کا بیان ہے کہ میں نے آنجناب سے دریافت کیا کہ اذان واقامت کے درمیان فاصلہ کے لئے کتنی بات کافی ہے؟ آپ

نے فرمایا کہ الحمد للہ (کافی ہے) ۔

(۸۷۸) محمد بن مسلم نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا جو یا پیادہ چل رہا ہے اور طاہر نہیں یا وہ سواری کی پشت پر ہے اور اذان کہہ رہا ہے؟ آپ نے فرمایا ہاں اگر کلمہ شہادت کہنے والا رو بقبلہ ہے تو کوئی ہرج نہیں ہے۔

(۸۷۹) اور زرارہ نے ان جناب علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ جب نماز کے لئے اقامت کہہ لی جائے تو پھر امام اور تمام اہل مسجد کے لئے کلام کرنا حرام ہے سوائے اسکے کہ امام کو آگے بڑھانے کے لئے کچھ کہا جائے۔

(۸۸۰) حضرت علی علیہ السلام کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو تم میں سے سب سے اچھا قاری ہو وہ تمہاری نماز میں امامت کرے اور جو تم میں سے اچھے لوگ ہوں وہ اذان کہیں اور ایک حدیث میں ہے کہ جو تم میں سب سے زیادہ فصیح ہوں۔

(۸۸۱) اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص مسلمانوں کے شہروں میں سے کسی شہر میں ایک سال اذان کہے تو اسکے لئے جنت واجب ہے۔

(۸۸۲) اور حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ موذن کی اللہ تعالیٰ مغفرت کرے گا۔ اسکی نگاہ آسمان تک جاتی ہے اور اسکی آواز آسمان پر گونجتی ہے اور ہر خشک و تر جو بھی اسکی آواز کو سنتا ہے اسکی تصدیق کرتا ہے اور مسجد میں جو بھی اسکے ساتھ نماز پڑھتا ہے اسمیں اسکا حصہ ہے اور جو بھی اسکی آواز سن کر نماز پڑھتا ہے اسکے لئے ایک نیکی ہے۔

(۸۸۳) اور امام علیہ السلام نے فرمایا جو شخص سات سال تک صرف بنظر ثواب اذان کہے گا تو وہ قیامت کے دن اس طرح آئے گا کہ اسکے ذمہ کوئی گناہ نہ ہوگا۔

(۸۸۴) روایت کی گئی ہے کہ جب ملائکہ اہل زمین کی اذان کی آواز سنتے ہیں تو کہتے ہیں یہ امت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آواز ہے جو اللہ کی وحدانیت کی گواہی دے رہے ہیں پھر وہ اللہ تعالیٰ سے امت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے طلب مغفرت کرتے رہتے ہیں جبتک کہ یہ لوگ نماز سے فارغ نہیں ہوجاتے۔

(۸۸۵) زرارہ نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ اذان کے لئے کم سے کم اتنی اجازت دی گئی ہے کہ ایک اذان اور ایک اقامت سے رات کا افتتاح ہو اور ایک اذان اور ایک اقامت سے دن کا افتتاح ہو اور اسکے علاوہ تمام نمازوں میں صرف اقامت جائز ہے بغیر اذان کے۔

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مقام عرفات میں نماز ظہر و عصر ملاکر ایک اذان اور دو اقامتوں کے ساتھ پڑھیں اور مزدلفہ میں مغرب و عشاء کی نمازیں جمع کرکے ایک اذان اور دو اقامتوں کے ساتھ پڑھی ہیں۔

(۸۸۶) اور عبداللہ بن سنان نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا رسول صلی اللہ

علیہ وآلہ وسلم نے نماز ظہر وعصر کو ایک ساتھ جمع کر کے ایک اذان اور دو اقامتوں کے ساتھ اور نماز مغرب وعشاء کو ایک ساتھ جمع کر کے ایک اذان اور دو اقامتوں کے ساتھ (سفر نہیں بلکہ) حضر میں بلا کسی عذر وسبب کے پڑھا۔

(۸۸۷) اور روایت کی گئی ہے کہ جو شخص اذان اور اقامت کے ساتھ نماز پڑھتا ہے اسکے پیچھے ملائکہ کی دو صفیں نماز پڑھتی ہیں اور جو شخص بغیر اذان کے صرف اقامت کے ساتھ نماز پڑھتا ہے اسکے پیچھے ملائکہ کی صرف ایک صف نماز پڑھتی ہے۔ اور صف کی حد مشرق اور مغرب کے درمیان ہے۔

(۸۸۸) اور عباس بن ہلال کی روایت میں حضرت امام رضا علیہ السلام سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا جس شخص نے اذان اور اقامت کہی اسکے پیچھے ملائکہ کی دو صفیں نماز پڑھتی ہیں اور اگر اس نے بغیر اذان کے صرف اقامت کہی تو اسکے داہنے جانب ایک ملک اور بائیں ایک ملک پڑھتا ہے پھر فرمایا کہ دو صفوں کو غنیمت سمجھو۔

(۸۸۹) اور ابن ابی لیلی کی روایت میں حضرت علی علیہ السلام سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا جو شخص اذان واقامت کے ساتھ نماز پڑھتا ہے اسکے پیچھے ملائکہ کی دو صفیں نماز پڑھتی ہیں (وہ صفیں اتنی طویل ہوتی ہیں کہ ان کے دونوں کنارے نظر نہیں آتے اور جو شخص صرف اقامت کے ساتھ نماز پڑھتا ہے اسکے پیچھے صرف ایک ملک نماز پڑھتا ہے)۔

(۸۹۰) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا جو شخص اذان صبح سنتے وقت یہ کہے اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْأَلُکَ بِاِقْبَالِ نَھَارِکَ وَاِدْبَارِ لَیْلِکَ وَحُضُوْرِ صَلَوَاتِکَ، وَاَصْوَاتِ دُعَاتِکَ اَنْ تَتُوْبَ عَلَیَّ اِنَّکَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِیْمُ (اے اللہ میں تجھ سے سوال کرتا ہوں دن کے آنے کا واسطہ دیکر، رات کے جانے کا واسطہ دیکر اور نماز کے وقت حاضر ہونے کا واسطہ دیکر اور تجھ سے دعا مانگنے کی آوازوں کا واسطہ دیکر کہ تو میری دعا کو قبول کرلے۔ بے شک کہ تو توبہ قبول کرنے والا اور رحم کرنے والا ہے)۔

اور اسطرح جب اذان مغرب سنے تو کہے اور اسی دن مرجائے یا اسی شب میں مرجائے تو وہ تائب مرے گا اور حضرت علی علیہ السلام کے موذن عامر کے والد ابن نباح اپنی اذان میں حی علی خیر العمل، حی علی خیر العمل کہا کرتے جب حضرت علی علیہ السلام نے انکو یہ کہتے دیکھا تو فرمایا کہ عدل کے ساتھ کہنے والوں کو مرحبا اور اسکے ساتھ نماز پڑھنے والوں کو مرحبا اور اھلاً۔

(۸۹۱) حارث بن مغیرہ نصری نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا جو شخص موذن کو یہ کہتے ہوئے سنے کہ اشھدان لاالہ الااللہ واشھدان محمدا رسول اللہ (میں گواہی دیتا ہوں کہ نہیں ہے کوئی معبود اللہ سوائے اس اللہ کے اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد اللہ کے رسول ہیں) تو یہ بھی اسکی تصدیق کرتے ہوئے بنظر ثواب کہے کہ وانااشھدان لاالہ الااللہ واشھدان محمدا رسول اللہ (میں بھی گواہی دیتا ہوں کہ نہیں ہے کوئی اللہ سوائے اس اللہ کے اور میں بھی گواہی دیتا ہوں کہ محمد اللہ کے رسول ہیں) تو یہ دونوں شہادتیں ہر کافر وہر منکر سے برائت کے اظہار کے لئے

اس کے واسطے کافی ہیں اور وہ اور ان دونوں شہادتوں کے ذریعہ ہر اس شخص کا معین و مددگار ہوگا جو اللہ کی وحدانیت کا اور محمدؐ کی رسالت کا اقرار کرتے اور اسکی شہادت دیتے ہیں اور اسکو تمام کافروں اور منکروں کی تعداد کے مطابق اور تمام اقرار کرنے والوں اور اسکی شہادت دینے والوں کی تعداد کے مطابق ثواب واجر ملے گا۔

(۸۹۲) حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے محمد بن مسلم سے فرمایا کہ اے محمد بن مسلم تم کسی حال میں بھی ہو ذکر خدا ہرگز نہ چھوڑو۔ اگر تم بیت الخلاء میں بھی ہو اور موذن کی اذان سنو تو اللہ تعالیٰ کا ذکر کرو اور وہ کہو جو موذن کہتا ہے۔

(۸۹۳) زید شحام نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا جس نے اذان واقامت بھول کر نماز شروع کردی؟ آپ نے فرمایا اگر اسکو سورہ الحمد پڑھنے سے پہلے یاد آگیا تو وہ محمدؐ وآل محمدؐ پر درود بھیجے اور اقامت کہے اور اگر اس نے سورہ کی قرأت شروع کردی ہے تو پھر اپنی نماز مکمل کرلے۔

(۸۹۴) عمار ساباطی سے روایت کی گئی انہوں نے بیان کیا کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا جو اذان میں ایک لفظ کہنا بھول گیا اور اذان واقامت سے فارغ ہونے کے بعد اسکو یاد آیا آپ نے فرمایا کہ وہ جو لفظ بھولا ہے اسے کہے اور اسکے بعد آخر اذان تک کہے پوری اذان اور پوری اقامت کا پھر سے اعادہ نہ کرے۔

(۸۹۵) معاویہ بن وھب نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے تثویب (نماز صبح میں الصلوہ خیر من النوم کہنا) کے متعلق دریافت کیا جو اذان واقامت کے درمیان کہا جاتا ہے تو آپ نے فرمایا کہ ہم اسکو نہیں جانتے کہ آخر یہ ہے کیا۔

(۸۹۶) اور حضرت علی علیہ السلام فرمایا کرتے کہ اگر کوئی لڑکا محتلم ہونے (بالغ ہونے) سے پہلے اذان کہے تو کوئی ہرج نہیں اور اگر کوئی حالت جنابت میں ہو اور اذان کہے تو کوئی ہرج نہیں مگر غسل کرنے سے پہلے اقامت نہیں کہے گا۔

(۸۹۷) ابو بکر حضرمی اور کلیب اسدی نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے آپ نے ان دونوں کو اذان بتائی۔

(۸۹۸) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے موذن حضرات کے متعلق فرمایا کہ یہ لوگ امین ہوتے ہیں۔

(۸۹۹) نیز آپ نے فرمایا کہ تم لوگ جمعہ کی نماز عامہ کی اذان پر پڑھ لو اس لئے کہ یہ لوگ شدت کے ساتھ وقت کی پابندی کرتے ہیں۔

(۹۰۰) عبدالرحمن بن ابی عبداللہ نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ سفر میں اذان کے بغیر اقامت کہہ لینے کی اجازت ہے۔

(۹۰۱) ابو بصیر نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ اگر تم راستے میں یا اپنے گھر میں اذان کہو پھر مسجد میں پہونچکر اقامت کہو تو یہ تمہارے لئے جائز ہے۔

(۹۰۲) اور کبھی کبھی حضرت علی علیہ السلام اذان کہتے اور اقامت کوئی دوسرا شخص کہتا اور کبھی اذان کوئی دوسرا کہتا اور اقامت آپ کہتے تھے۔

(۹۰۳) ہشام بن ابراہیم نے ایک مرتبہ امام ابوالحسن رضا علیہ السلام سے اپنے مرض کی شکایت کی اور یہ کہ اس کے کوئی بچہ پیدا نہیں ہوتا تو آپ نے حکم دیا کہ وہ اپنے گھر میں باآواز بلند اذان دیا کرے۔ راوی کا بیان ہے کہ میں نے ایسا ہی کیا تو اللہ تعالیٰ نے میرا دکھ درد دور کر دیا اور میری بہت سی اولاد ہوئی۔

محمد بن راشد کا بیان ہے کہ میں دائم المریض تھا میں اور میرے خادموں اور میرے اہل وعیال میں سے کچھ لوگوں کو مرض سے چھٹکارا نہیں تھا اور نوبت یہاں تک پہنچی کہ میں تنہا باقی رہ گیا تھا اور میری کوئی خدمت کرنے والا نہ تھا مگر جب میں نے ہشام سے یہ سنا تو میں نے بھی اس پر عمل کیا اور اللہ تعالیٰ نے بحمد للہ میرے اور میرے اہل وعیال کے سارے امراض دور کر دیئے۔

(۹۰۴) روایت کی گئی ہے کہ جو شخص اذان سنے اور وہ کہتا رہے جو موذن کہتا ہے تو اس کے رزق میں زیادتی ہوگی۔

(۹۰۵) عبداللہ بن علی سے روایت کی گئی ہے کہ اس نے بیان کیا کہ ایک مرتبہ میں نے اپنا مال تجارت بصرے سے لادا اور مصر کی طرف چلا ابھی میں راستے میں ہی تھا کہ ایک بزرگ کو دیکھا جو طویل القامت تھے رنگ بہت سیاہ تھا سر اور داڑھی بالکل سفید تھی ان کا لباس دو پھٹی پرانی چادریں تھیں ایک سیاہ تھی اور ایک سفید میں نے پوچھا یہ کون بزرگ ہیں؟ لوگوں نے کہا یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے غلام بلالؓ ہیں یہ سنکر میں نے چند تختیاں اٹھائیں اور ان کے پاس پہنچا اور کہا السلام علیک ایہا الشیخ انہوں نے جواب سلام میں وعلیک السلام کہا میں نے عرض کیا اللہ تعالیٰ آپ پر رحم فرمائے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے جو حدیث آپ نے سنی ہو وہ بیان فرمائیں۔ انہوں نے کہا تمہیں کیا معلوم کہ میں کون ہوں؟ میں نے عرض کیا آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے موذن بلالؓ ہیں یہ سنکر وہ رونے لگے اور میں بھی رونے لگا اور بہت سے لوگ جمع ہو گئے اور ہم لوگ روتے رہے پھر انہوں نے پوچھا بچے تم کہاں کے رہنے والے ہو؟ میں نے عرض کیا میں اہل عراق میں سے ہوں انہوں نے کہا بہت خوب مبارک ہو مبارک ہو پھر تھوڑی دیر خاموش رہے اسکے بعد کہا اے بھائی عراقی اچھا لکھو۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم میں نے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ آپ فرمارہے تھے کہ موذن لوگ مومنین کی نماز و روزہ ان کے گوشت اور خون کے امین ہوتے ہیں۔ یہ لوگ اللہ تعالیٰ سے جو بھی مانگیں گے اللہ ان کو دیگا اور جسکی بھی شفاعت کریں گے اللہ انکی شفاعت کو قبول کرے گا۔

میں نے عرض کیا اللہ تعالیٰ آپ پر رحم فرمائے کوئی اور حدیث ارشاد ہو۔ آپ نے کہا لکھو۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ جو شخص چالیس سال تک

محض اللہ کی خوشنودی کے لئے اذان کہے گا تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اسکو اس طرح مبعوث کرے گا کہ اسکے نامہ عمل میں چالیس صدیقوں کا عمل نیک و مقبول لکھا ہوگا۔

میں نے عرض کیا اللہ آپ پر رحم فرمائے کوئی اور حدیث ارشاد ہو۔ آپ نے کہا لکھو۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ جو شخص بیس سال تک برابر اذان کہتا رہے گا اسکو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اسطرح مبعوث کرے گا کہ اس کے پاس آسمان کے برابر نور ہوگا۔

میں نے عرض کیا کہ اللہ تعالیٰ آپ پر رحم فرمائے۔ کوئی اور حدیث ارشاد فرمائیے آپ نے کہا لکھو۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ جو شخص دس سال تک اذان کہتا رہے گا اللہ تعالیٰ اسکو حضرت ابراہیم خلیلؑ کے ساتھ انکے قبہ یا انکے درجہ میں ساکن کرے گا۔

میں نے عرض کیا کہ اللہ تعالیٰ آپ پر رحم فرمائے۔ کوئی اور حدیث ارشاد فرمائیے آپ نے کہا لکھو۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ جو شخص ایک سال تک اذان دیتا رہے گا اللہ تعالیٰ اسکو قیامت کے دن اسطرح مبعوث کرے گا کہ اسکے سارے گناہ جتنے بھی ہوں گے خواہ کوہ احد کے وزن کے برابر کیوں نہ ہوں معاف کردیگا۔

میں نے عرض کیا کہ اللہ تعالیٰ آپ پر رحم فرمائے۔ کوئی اور حدیث ارشاد ہو آپ نے کہا اچھا اسکو یاد رکھنا اور اسپر لوجہ اللہ عمل کرنا۔

میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ جو شخص فی سبیل اللہ ایمان واحتساب کے ساتھ تقرب الہیٰ کے حصول کے لئے ایک نماز کے لئے بھی اذان کہے گا اللہ اسکے سارے پچھلے گناہ معاف کردے گا اور اللہ تعالیٰ اس پر یہ کرم کرے گا کہ بقیہ عمر اسکو گناہوں سے بچائے گا اور جنت میں اسکو شہداء کے ساتھ رکھے گا۔

میں نے عرض کیا اللہ تعالیٰ آپ پر رحم فرمائے سب سے اچھی حدیث جو آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنی ہو اسے بیان فرمائیں۔ انہوں نے کہا اے لڑکے تجھ پر وائے ہو تو نے میرے دل کی رگوں کو کاٹ دیا یہ کہکر وہ رونے لگے اور میں بھی رونے لگا اور خدا کی قسم مجھے ان پر بڑا ترس آیا۔ پھر انہوں نے فرمایا اچھا لکھو۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ جب قیامت کا دن ہوگا تو اللہ تعالیٰ تمام انسانوں کو ایک مٹی کے تودہ کی شکل میں جمع کردیگا پھر موذنوں کے پاس نور کے فرشتے بھیجے گا جنکے ہاتھوں میں علم ہوں گے اور وہ ایسے گھوڑوں کو کھینچتے ہوئے لائیں گے جنکی لجامیں زبرجد سبز کی ہونگی اور ان کی پاکھر مشک اذفر کی ہونگی اس پر وہ موذن لوگ سوار ہوجائیں گے بلکہ ان گھوڑوں پر کھڑے ہونگے اور یہ ملائکہ ان گھوڑوں کو کھینچتے اور یہ موذن با آواز بلند اذان دیتے ہوئے چلیں گے۔

یہ کہکر بلالؓ پر سخت گریہ طاری ہوا اور میں بھی رونے لگا۔ جب وہ روتے روتے خاموش ہوئے تو میں نے عرض کیا آپ کیوں روئے تھے؟ انہوں نے کہا تم پر وائے ہو تم نے مجھے ایسی ایسی باتیں یاد دلا دیں جو میں نے اپنے حبیب اور اپنے مشفق سے سنی تھیں وہ فرما رہے تھے کہ اس ذات کی قسم کہ جس نے مجھ کو حق کے ساتھ نبی بنا کر بھیجا یہ موذن لوگ اپنے اپنے گھوڑوں پر کھڑے ہو کر تمام مخلوق کے سامنے سے گزریں گے اور کہیں گے اللہ اکبر اللہ اکبر جب یہ لوگ کہیں گے تو میری امت کی چیخ و پکار سنی جائے گی تو اسامہ بن زید نے پوچھا کہ یہ چیخ و پکار کیسی ہوگی؟ آپ نے فرمایا یہ تسبیح و تحمید و تہلیل کی آواز ہوگی۔ اور جب موذن لوگ کہیں گے "اشھد ان لا الہ الا اللہ" تو میری امت کہے گی ہاں ہاں ہم لوگ دنیا میں اسی کی تو عبادت کرتے تھے تو کہا جائے گا کہ تم لوگوں نے سچ کہا۔ اور جب موذن صاحبان کہیں گے کہ "اشھد ان محمداً رسول اللہ" تو میری امت کہے گی کہ انہی نے تو ہمارے رب ذوالجلال کا پیغام ہم لوگوں تک پہنچایا اور ہم لوگ اس پر ایمان لائے حالانکہ ہم لوگوں نے اسکو دیکھا نہیں تو ان سے کہا جائے گا کہ تم لوگوں نے سچ کہا یہی وہ ہیں کہ جنہوں نے تمہارے رب کا پیغام تم لوگوں تک پہنچایا تو اللہ نے بھی یہ طے کر لیا ہے کہ تم لوگوں کو اور تمہارے نبی کو ایک جگہ جمع کر دے پھر ان کو انکی منزلوں تک پہنچا دیا جائے گا اور اس میں وہ کچھ ہوگا جو نہ کسی آنکھ نے دیکھا ہوگا نہ کسی کان نے سنا ہوگا نہ کسی دل میں اسکا خیال آیا ہوگا۔ پھر میری طرف نظر اٹھائی اور فرمایا اگر تم سے ہو سکے اور قوت استطاعت تو اللہ ہی دیتا ہے تو ایسا کرنا کہ بغیر موذن بنے ہوئے نہ مرنا۔ میں نے عرض کیا اللہ تعالیٰ آپ پر رحم فرمائے میں ایک فقیر و محتاج ہوں مجھے کچھ عطا کیجئے اور وہ چیز عنایت کیجئے جو آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنی ہے اس لئے کہ آپ انکی زیارت سے مشرف ہوئے ہیں اور مجھے انکی زیارت نصیب نہ ہو سکی۔ اور یہ بتائیں کہ آپ سے آنحضرتؐ نے جنت کی کیا صفت بیان کی انہوں نے کہا اچھا لکھو۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ جنت کی چار دیواری میں ایک اینٹ سونے کی ہوگی اور ایک اینٹ چاندی کی اور ایک اینٹ یاقوت کی اور اسکا گارا مشک اذفر کا ہوگا اسکے کنگرے یاقوت سرخ و سبز و زرد کے ہونگے۔ میں نے عرض کیا اور اسکے دروازے کون کون سے ہونگے؟ انہوں نے کہا اسکے دروازے مختلف ہونگے ایک باب رحمت ہوگا جو یاقوت سرخ کا ہوگا۔ میں نے عرض کیا اور اس کا حلقہ کس چیز کا ہوگا؟ انہوں نے کہا اب مجھے چھوڑو تم نے ایک پیچیدہ سوال کر دیا۔ میں نے عرض کیا آپ جب تک یہ نہ بتائیں گے کہ آپ نے رسول اللہ سے اسکے متعلق کیا سنا ہے میں اس وقت تک آپ کو نہ چھوڑوں گا۔ انہوں نے فرمایا اچھا تو پھر لکھو۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم ایک باب صبر ہوگا وہ ایک چھوٹا سا دروازہ ہوگا اور ایک پٹ کا ہوگا اور یاقوت سرخ کا ہوگا۔ ایک باب شکر ہوگا جو یاقوت سفید کا ہوگا وہ دو (۲) پٹ کا ہوگا اور ان دونوں کے درمیان پانچ سو سال کی مسافت ہوگی۔ اور وہ شور کرے گا کہ پروردگار میرے اہل کو جلد میرے پاس بھیج۔ تو میں نے عرض کیا کہ کیا دروازہ کلام کرے گا؟ انہوں

نے کہا ہاں خدائے ذوالجلال اسکو قوت گویائی عطا کردے گا۔ اور ایک باب بلاء و آزمائش ہوگا۔ میں نے عرض کیا کہ کیا وہی تو باب صبر نہیں ہے؟ تو انہوں نے کہا نہیں۔ میں نے کہا پھر باب بلاء و آزمائش کیا ہے؟ انہوں نے کہا وہ باب مصیبت و امراض اسقام و جزام ہوگا وہ یاقوت زرد کا ہوگا جسکا صرف ایک پٹ ہوگا اور بہت کم لوگ اس میں داخل ہونگے۔

میں نے عرض کیا میں ایک مرد فقیر ہوں کچھ اور عنایت کیجئے اللہ آپ پر رحم فرمائے۔ انہوں نے کہا لڑکے تو نے مجھے بہت پریشان کیا اچھا سنو۔ ایک باب اعظم ہوگا اور اس میں سے صالح بندے داخل ہونگے اور وہ صاحبان زہد و تقویٰ ہونگے جو اللہ سے محبت وانس رکھتے ہونگے۔ میں نے عرض کیا اچھا جب یہ سب لوگ جنت میں داخل ہوجائیں گے تو وہاں کیا کریں گے؟ انہوں نے کہا کہ یہ لوگ دو نہروں کے پانی میں یاقوت کی کشتیوں کے اندر بیٹھ کر سیر کریں گے جنکے پتوار موتی کے ہونگے اور اس میں نور کے فرشتے ہونگے جنکے لباس نہایت گہرے سبز رنگ کے ہونگے۔

میں نے عرض کیا اللہ آپ پر رحم فرمائے کیا نور بھی سبز رنگ کا ہوتا ہے؟ انہوں نے کہا لباس تو سبز رنگ کا ہوگا لیکن اسکے اندر اللہ کا پیدا کیا ہوا نور ہوگا تاکہ یہ لوگ اس نہر کے دونوں کناروں کی سیر کریں۔ میں نے پوچھا اس نہر کا نام کیا ہے؟ کہا جنت الماویٰ۔ میں نے عرض کیا کہ کیا جنت میں اسکے علاوہ کوئی اور نہر بھی ہے؟ انہوں نے کہا ہاں جنت عدن ہے جو جنت کے بالکل وسط میں ہے اور اسکی چہار دیواری یاقوت سرخ کی ہوگی۔ اسکے سنگریزے موتی ہونگے۔ میں نے عرض کیا کہ کیا اسکے اندر ان کے علاوہ کوئی اور نہر بھی ہوگی؟ انہوں نے کہا ہاں جنت الفردوس۔ میں نے عرض کیا اسکی چہار دیواری کیسی ہوگی؟ انہوں نے کہا وائے ہو تجھ پر اے لڑکے چھوڑ مجھے تو نے تو سوال کرتے کرتے میرے دل کو زخمی کردیا۔ میں نے عرض کیا تو آپ نے بھی تو جواب دیتے دیتے میرے ساتھ ایسا ہی کیا ہے۔ میں آپ کو نہ چھوڑونگا جب تک کہ آپ یہ نہ بتائیں گے اسکی چہاردیواری کیسی ہے؟ انہوں نے کہا اسکی چہاردیواری نور کی ہوگی۔ میں نے عرض کیا اس میں غرفے (کمرے) کس چیز کے ہونگے؟ انہوں نے کہا اس میں غرفے اللہ تعالیٰ کے پیدا کئے ہوئے نور کے ہونگے۔

میں نے عرض کیا اللہ آپ پر رحم فرمائے کچھ اور بیان کیجئے۔ انہوں نے کہا تم پروائے ہو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسکے متعلق مجھے اتنا ہی بتایا تھا۔ خوش بخت ہے وہ جو اس پر ایمان رکھے۔ میں نے عرض کیا اللہ آپ پر رحم فرمائے میں خدا کی قسم اس پر ایمان رکھنے والوں میں سے ہوں۔ انہوں نے کہا تم پروائے ہو جو شخص اس پر ایمان رکھتا ہوگا یا اس حق اور اس منہاج کی تصدیق کرتا ہوگا وہ کبھی دنیا اور زینت دنیا کی طرف رغبت نہیں کرے گا اور خود اپنے نفس کا حساب کرتا رہے گا۔ میں نے عرض کیا کہ میں تو اس پر ایمان رکھتا ہوں۔ انہوں نے کہا ہاں تم سچ کہتے ہو مگر اب اور تقرب حاصل کرو اس پر پختہ ہوجاؤ مایوس نہ ہو عمل کرو اس میں کوتاہی نہ کرو امید رکھو، ڈرو اور اپنے آپ کو برائیوں سے بچاتے رہو۔

پھر حضرت بلالؓ نے گریہ کیا اور تین مرتبہ ایسی چیخ ماری کہ میں سمجھا کہ وہ اب مرے۔ اسکے بعد بولے نجات نجات، جلدی جلدی، کوچ کوچ، عمل عمل، خبردار تم لوگ اس میں کوتاہی نہ کرنا خبردار اس میں کوتاہی نہ کرنا۔ پھر کہا اچھا اگر

مجھ سے بیان میں کوئی کوتاہی ہوئی تو اسے معاف کرنا۔ میں نے عرض کیا آپ سے اگر کوئی کمی اور کوتاہی ہوئی ہو تو وہ معاف ہے اللہ آپ کو جزائے خیر دے اور آپ نے وہ کیا جو آپ کا فرض تھا۔ پھر انہوں نے مجھے رخصت کیا اور کہا اللہ سے ڈرنا اور جو کچھ میں نے تمہیں بتایا ہے وہ امت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بتا دینا۔ میں نے عرض کیا کہ میں انشاء اللہ ایسا ہی کرونگا پھر کہا اچھا اب میں تمہارے دین اور تمہاری امانت کو خدا کے سپرد کرتا ہوں وہ تمہیں تقویٰ کا توشہ عنایت کرے گا اور اپنی مشیت سے اپنی اطاعت میں تمہاری مدد کرے گا۔

نیز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خود بھی اذان دے لیتے تھے اور آپ کہتے کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ میں اللہ کا رسول ہوں اور کبھی فرماتے کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد اللہ کے رسول ہیں اس لئے کہ احادیث میں دونوں طرح وارد ہوا ہے۔

ویسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دو موذن بھی تھے ایک حضرت بلالؓ اور دوسرے ابن ام مکتومؓ۔ ابن ام مکتومؓ نابینا تھے وہ صبح سے پہلے اذان دے دیا کرتے تھے۔

(۹۰۶) حضرت بلالؓ طلوع صبح کے بعد اذان دیتے تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ابن ام مکتومؓ رات میں اذان دے دیتے ہیں لہذا جب تم لوگ ان کی اذان سنو تو کھاؤ پیو جب تک کہ بلالؓ کی اذان نہ سن لو مگر عامہ نے اس حدیث کو الٹ دیا اور کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جب بلالؓ اذان دیں تو کھاؤ پیو یہاں تک کہ ابن ام مکتومؓ اذان دیں (تو سحر کا کھانا ترک کردو)۔

(۹۰۷) روایت کی گئی ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انتقال فرمایا تو بلالؓ نے اذان کہنا چھوڑ دیا اور عہد کیا کہ اب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد کسی کے لئے اذان نہیں کہوں گا لیکن ایک دن حضرت فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا نے کہا کہ میں چاہتی ہوں کہ اپنے پدر بزرگوار کے موذن کی اذان کی آواز سنوں یہ خبر بلالؓ کو ملی تو اذان دی جب انہوں نے اللہ اکبر اللہ اکبر کہا تو حضرت فاطمہؑ کو اپنے باپ کا زمانہ یاد آیا آپ نے رونا شروع کردیا اور جب بلالؓ اشھد ان محمداً رسول اللہ تک پہنچے تو حضرت فاطمہؑ نے ایک چیخ ماری اور منہ کے بل گر گئیں اور غش کھا گئیں۔ لوگوں نے کہا اے بلالؓ اذان روک دو دختر رسول دنیا سے رخصت ہو گئیں اور لوگوں نے سمجھا کہ وہ واقعتاً مر گئیں چنانچہ بلالؓ نے اذان کو قطع کردیا اور پوری اذان نہیں کہی۔ حضرت فاطمہؑ کو جب غش سے افاقہ ہوا تو کہلا بھیجا کہ اذان پوری کرو مگر بلالؓ نے اذان پوری نہیں کی اور کہلا دیا کہ اے سیدۃ النساء مجھے ڈر ہے کہ جب آپ میری اذان سنیں گی تو آپ کے دل پر چوٹ لگے گی۔ لہذا آپ مجھے اذان سے معاف کریں۔

(۹۰۸) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ عورت پر نہ اذان ہے، اور نہ اقامت نہ نماز جمعہ ہے، نہ حجراسود کو بوسہ دینا، نہ خانہ کعبہ میں داخل ہونا ہے اور نہ صفا و مروہ کے درمیان ہرولہ (تیز قدم چلنا) نہ سر منڈوانا، انکے

لئے ذرا سا بال تراش لینا (کافی) ہے۔

اور روایت میں ہے کہ ان کے لئے بال تراشنے میں انگلی کی ایک گرہ کے برابر کاٹنا کافی ہے۔

(۹۰۹) اور ایک دوسری حدیث میں ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ عورت جب قبیلہ کی اذان سن لیتی ہے تو پھر اس پر اذان اور اقامت کہنا لازم نہیں ہے اسکے لئے صرف کلمہ شہادتین کہہ لینا کافی ہے لیکن اگر وہ اذان و اقامت کہہ لے تو یہ افضل و بہتر ہے۔

اور نماز عیدین میں اذان و اقامت نہیں ہے بس آفتاب کا طلوع ہونا ہی ان دونوں کی اذان ہے۔

(۹۱۰) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا اگر غول بیابانی (بھوت پریت) تمہیں راستہ بھکادیں تو تم لوگ اذان کہا کرو۔

(۹۱۱) نیز فرمایا کہ جب کسی بچے کی ولادت ہو تو اسکے داہنے کان میں اذان اور بائیں کان میں اقامت کہو۔

(۹۱۲) نیز فرمایا کہ جس شخص نے چالیس دن تک گوشت نہیں کھایا وہ بد خلق ہو گیا ہے اور جو بد خلق ہو جائے اسکے کان میں اذان کہو۔

(۹۱۳) نیز فرمایا کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اسم گرامی اذان میں مکرر لیا جاتا تھا سب سے پہلے جس نے اسکو حذف کر دیا وہ ابن اروی تھا (معارف ابن قتیبہ میں ہے کہ حضرت عثمان کی ماں کا نام اروی بنت کریز بن ربیعہ بن حبیب بن عبدالشمس ہے)۔

اور روایت کی گئی ہے کہ جب مدینہ میں موذن جمعہ کی اذان دے لیا کرتا تھا تو پھر ایک منادی ندا دیا کرتا تھا کہ اب خرید و فروخت حرام ہے اللہ تعالیٰ کے اس قول کی بنا پر کہ یاایھا الذین امنو اذا نودی للصلوۃ من یوم الجمعۃ فاسعوا الی ذکراللہ و ذروا البیع (اے ایمان والو جب جمعہ کے دن نماز کے لئے آواز دی جائے تو اللہ کے ذکر کے لئے دوڑو اور لین دین چھوڑ دو) (سورہ جمعہ آیت نمبر۹)

(۹۱۴) اور فضل بن شاذان نے حضرت امام رضا علیہ السلام سے علل واسباب کے سلسلے میں جن احادیث کا ذکر کیا ہے ان میں یہ بھی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ لوگوں کو جو اذان کا حکم دیا گیا ہے اس کی بہت سی مصلحتیں اور علل واسباب ہیں۔ اسمیں سے یہ سبب بھی ہے کہ جو نماز بھولا ہوا ہے اسکو یاد آجائے۔ جو غافل ہے وہ متنبہ ہو جائے۔ جس کو نماز کا وقت نہ معلوم ہو اسکو وقت کا پتہ چل جائے۔ اس اذان کے ذریعے موذن لوگوں کو خالق کی عبادت کے لئے دعوت دیتا ہے اس کی طرف رغبت دلاتا ہے۔ توحید کا اقرار کرتا ہے ایمان کا اظہار اور اسلام کا اعلان کرتا ہے جو شخص بھولا ہوا ہے اسکو یاد دلاتا ہے۔ اسکو موذن اس لئے کہتے ہیں کہ وہ نماز کے لئے اعلان کرتا ہے وہ اذان اللہ اکبر سے شروع کرتا ہے اور لا الہ الا اللہ پر ختم کرتا ہے اس لئے کہ اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ ابتداء اسکے نام سے ہو اور انتہا بھی اسی کے نام پر ہو چنانچہ اللہ اکبر میں پہلا نام اللہ

کا ہے اور لا الہ الا اللہ میں آخر نام اللہ کا ہے۔اور دو دو مرتبہ اس لئے رکھا گیا تاکہ سننے والوں کے کانوں میں یہ دو مرتبہ پہنچے اور انکے لئے تاکید ہو۔اگر کوئی ایک مرتبہ سنکر بھول جائے تو دوسری مرتبہ سنکر نہ بھولے اور چونکہ نماز دو دو رکعت ہے اس لئے اذان کا ہر فقرہ بھی دو دو مرتبہ ہے۔اور ابتدائے اذان میں تکبیر چار مرتبہ اس لئے ہے کہ ابتدائے اذان پر انسان غافل رہتا اس سے پہلے کوئی کلام نہیں ہوتا اس لئے ابتداء کی دو تکبیریں سننے والوں کے لئے انتباہ کے طور پر ہیں کہ اب اسکے بعد اذان ہو رہی ہے۔اور تکبیر کے بعد دونوں شہادتیں اس لئے ہیں کہ اول ایمان اللہ کی وحدانیت کا اقرار ہے اور دوسرا ایمان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رسالت کا اقرار ہے اور ان دونوں کی اطاعت اور معرفت ساتھ ساتھ ہے اور اس لئے کہ اصل ایمان یہی دونوں شہادتیں ہیں اور ان دونوں شہادتوں کو دو دو مرتبہ اس طرح رکھا جسطرح تمام حقوق کے ثبوت میں دو گواہیاں ضروری ہیں۔پس جب بندے نے اللہ کی وحدانیت اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رسالت کا اقرار کر لیا تو گویا اس نے مکمل ایمان کا اقرار کر لیا اس لئے کہ اصل ایمان اللہ پر ایمان اور اسکے رسول پر ایمان ہے اور ان دونوں شہادتوں کے بعد نماز کی طرف دعوت ہے اس لئے کہ اذان نماز کی طرف دعوت ہی دینے کے لئے وضع کی گئی ہے اور اذان کے درمیان میں نماز کی طرف بلانا اور فلاح و خیر العمل کی طرف دعوت دینا ہے اور اذان کا اختتام اللہ تعالیٰ کے نام پر ہے جس طرح اس کی ابتداء اللہ تعالیٰ کے نام سے ہوئی ہے۔

باب نماز کی کیفیت ابتداء سے لیکر خاتمہ تک

(۹۱۵) حماد بن عیسیٰ سے روایت کی گئی ہے انہوں نے کہا کہ ایک دن حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے مجھ سے فرمایا اے حماد کیا تم احسن طریقہ سے نماز پڑھتے ہو؟ میں نے عرض کیا مولا وآقا میں نماز میں حریز کی کتاب کو پیش نظر رکھتا ہوں۔آپ نے فرمایا کوئی ہرج نہیں تم (میرے سامنے) کھڑے ہو کر نماز پڑھو۔چنانچہ میں ان جنابؑ کے سامنے قبلہ رو کھڑا ہوا اور نماز شروع کر دی اور رکوع و سجدہ کیا۔آپ نے فرمایا اے حماد تم نے احسن طور سے نماز نہیں پڑھی۔ایک مرد کے لئے یہ کتنی بری بات ہے کہ ساٹھ ستر سال کا ہو جائے اور ایک نماز بھی پورے حدود کے ساتھ نہ پڑھ سکے۔حماد کا بیان ہے کہ یہ سنکر میں نے اپنے دل میں بہت ذلت محسوس کی اور عرض کیا کہ میں آپ پر قربان آپ مجھے نماز سکھا دیجئے تو حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام میری اس گزارش پر قبلہ رو اپنے پاؤں پر سیدھے کھڑے ہوگئے اور اپنے دونوں ہاتھ پورے طور پر اپنی رانوں پر لٹکا دیئے اور انگلیاں ایک دوسرے سے ملا دیں اور دونوں پاؤں اتنے قریب قریب کر لئے کہ ان کے درمیان تین انگل کا فاصلہ کھلا ہوا رہ گیا اور اپنے پاؤں کی تمام انگلیوں کو بھی قبلہ رو کر لیا اور ایسا کہ وہ قبلہ سے بالکل منحرف نہ تھیں پھر بالکل خضوع و خشوع اور اطمینان کے ساتھ آپ نے کہا "اللہ اکبر" اور پھر سورہ الحمد اور قل ھو اللہ احد ترتیل اور خوش الحانی کے ساتھ پڑھیں پھر ذرا ٹھہرے اتنا کہ جتنا سانس لینے کے لئے رکا جاتا ہے اور کھڑے ہی کھڑے اللہ

اکبر کہا پھر رکوع میں گئے اور اپنی دونوں ہتھیلیوں کو دونوں جدا جدا گھٹنوں پر رکھ دیا اور اتنا جھکے کہ اگر پیٹھ پر پانی یا تیل کا ایک قطرہ پڑ جائے تو پشت کے بالکل سیدھی ہونے کی وجہ سے نہ گرے اور دونوں گھٹنوں کو اپنے پیچھے کی طرف موڑا اور گردن کو بالکل سیدھا رکھا اور نگاہیں نیچی کر لیں پھر تین مرتبہ تسبیح ترتیل کے ساتھ پڑھی یعنی سبحان ربی العظیم وبحمدہ کہا پھر پورے طور سے سیدھے کھڑے ہوگئے تو کہا۔ سمع اللہ لمن حمدہ " پھر کھڑے ہی کھڑے اللہ اکبر کہا اور اپنے دونوں ہاتھ اپنے چہرے کے برابر اٹھائے اور سجدے میں گئے اور اپنے دونوں ہاتھ اپنے دونوں گھٹنوں سے پہلے زمین پر رکھے اور تین مرتبہ سبحان ربی الاعلی وبحمدہ کہا اور اپنے بدن کا کوئی حصہ کسی شے پر نہیں رکھا اور آٹھ اعضا سے سجدہ کیا۔ پیشانی، دونوں ہاتھ کی ہتھیلیاں، دونوں گھٹنے، دونوں پاؤں کے انگوٹھے اور ناک۔ ان میں سے سات تو فرض ہیں اور ناک کو بھی زمین پر رکھنا سنت ہے اور یہ ناک رگڑنا ہے۔ پھر سجدے سے سر اٹھایا اور جب سیدھے بیٹھ گئے تو اللہ اکبر کہا اور بائیں پاؤں پر بیٹھ گئے اور دائیں پاؤں کی پشت کو بائیں پاؤں کے تلوے میں رکھ دیا اور کہا " استغفر اللہ ربی واتوب الیہ " پھر بیٹھے بیٹھے اللہ اکبر کہا اور دوسرا سجدہ کیا اور اس میں وہی کہا جو پہلے سجدے میں کہا تھا اور اپنے بدن کے کسی حصہ کو کسی شے پر نہیں رکھا نہ رکوع میں نہ سجدے میں۔ اپنی کلائیوں کو اٹھائے رہے اور پہلوؤں کو کھولے رکھا۔ اپنی کہنیوں کو زمین پر نہیں رکھا اور اس طرح دو رکعت پڑھی اور فرمایا اے حماد اسطرح نماز پڑھا کرو۔ اور کسی طرف ملتفت نہ ہو اپنے ہاتھ اور اپنی انگلیوں سے عبث کام نہ کرو۔ اور نہ اپنے داہنے جانب تھوکو نہ بائیں جانب اور نہ اپنے سامنے۔

(۹۱۶) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ جب تم نماز کے لئے کھڑے ہونے لگو تو یہ کہو اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اُقَدِّمُ اِلَیْکَ مُحَمَّدًا بَیْنَ یَدَیْ حَاجَتِیْ وَاَتَوَجَّهُ اِلَیْکَ بِهٖ فَاجْعَلْنِیْ بِهٖ وَجِیْهًا فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ وَمِنَ الْمُقَرَّبِیْنَ وَاجْعَلْ صَلَاتِیْ بِهٖ مَقْبُوْلَةً وَذَنْبِیْ بِهٖ مَغْفُوْرًا وَدُعَائِیْ بِهٖ مُسْتَجَابًا اِنَّکَ اَنْتَ الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ ۔ (اے اللہ میں اپنی حاجتوں کی سفارش کے لئے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تیری بارگاہ میں پیش کرتا ہوں اور انہی کے وسیلے سے تیرے روبرو آیا ہوں۔ لہذا ان ہی کا واسطہ تو دنیا اور آخرت دونوں میں مجھے آبرومند بنادے اور مجھے مقربین میں شمار کر، میری نماز کو قبول فرما، میرے گناہوں کو بخش دے، میری دعا کو مستجاب کر، بیشک تو غفور رحیم ہے)

اور جب تم نماز کے لئے کھڑے ہو تو پورے سکون اور وقار کے ساتھ کھڑے ہو۔ جلد بازی نہ کرو۔ تمہارے اندر شکم سیری، کسل وسستی نہ ہو اونگھ نہ آتی ہو۔ اور جب تم نماز شروع کرو تو تم پر خضوع وخشوع اور نماز پر پوری توجہ لازم ہے اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے ۔ الذین هم فی صلوٰتهم خاشعون (وہ لوگ جو اپنی نماز میں خدا کے سامنے گڑگڑاتے ہیں) (سورۃ مومنون آیت نمبر۲) نیز ارشاد ہوتا ہے۔ وانها لكبيرة الا على الخاشعين (البتہ نماز دوبھر تو ہے مگر خشوع کرنے والوں پر نہیں) (سورۃ بقرہ آیت نمبر ۴۵)

اور اپنا چہرہ قبلہ کی طرف رکھو۔ قبلہ سے نہ پھیرو ورنہ نماز فاسد ہو جائے گی۔ اور بالکل سیدھے کھڑے ہو اس لئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جو نماز میں بالکل سیدھا کھڑا نہ ہوگا اسکی نماز ہی نہ ہوگی اور نگاہ نیچی رکھو آسمان کی طرف نہ اٹھاؤ۔ تمہاری نگاہ سجدہ گاہ پر ہونی چاہیئے اپنے دل کو نماز میں مشغول رکھو۔ اس لئے کہ تمہاری نماز میں سے صرف اتنا ہی حصہ قبول ہوگا جو تم نے رجوع قلب کے ساتھ پڑھا یہاں تک کہ بندے کی نماز میں سے کبھی ایک چوتھائی کبھی ایک تہائی اور کبھی نصف نماز قبول ہوتی ہے لیکن اللہ تعالیٰ مومنین کے لئے اس کو نوافل سے پورا کر دیتا ہے اور تم نماز میں اسطرح کھڑے ہو جیسے کوئی عبدِ ذلیل کسی صاحبِ جلال بادشاہ کے سامنے کھڑا ہوتا ہے اور یہ سمجھو کہ تم اس کے سامنے کھڑے ہو جو تمہیں دیکھ رہا ہے اور تم اس کو نہیں دیکھتے۔ اور اس طرح نماز پڑھو کہ جیسے یہ تمہاری بالکل آخری اور دنیا سے وداعی نماز ہے اس کے بعد تم کبھی نماز نہ پڑھ سکو گے۔ اور اپنی داڑھی اور اپنے سر اپنے ہاتھوں سے عبث شغل نہ کرو اپنی انگلیوں کو نہ چٹخاؤ۔ اپنے پاؤں کو آگے پیچھے نہ کرو انکو برابر رکھو اور انکے درمیان تین انگلی سے لیکر ایک بالشت تک کا فاصلہ رکھو نہ انگڑائی لو نہ جماہی اور نہ ہنسو اس لئے کہ قہقہے سے نماز ٹوٹ جاتی ہے۔ سرین کے بل نہ بیٹھو اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے سرین کے بل بیٹھنے والی ایک قوم پر عذاب نازل کیا تھا کہ جن میں سے ایک نے نماز کی تھکن کی وجہ سے اپنے دونوں سرینوں پر اپنے دونوں ہاتھ رکھ لئے تھے اور حالت قیام میں اپنے سینے پر ہاتھ نہ باندھو ایسا مجوسی کیا کرتے ہیں۔ اپنے دونوں ہاتھ چھوڑ کر انہیں اپنی رانوں پر اپنے گھٹنوں کے سامنے رکھو بہتر یہ ہے (چنانچہ) اپنی نماز میں یہ اہتمام کرو۔ اس سے غافل نہ رہو اس لئے کہ اگر تم نے ہاتھ کو حرکت دی تو وہ تم کو کھیل میں مصروف کر دے گا۔ اور تم نماز میں کسی دیوار سے سہارا نہ لو سوائے یہ کہ تم بیمار ہو۔ اور اپنے داہنے اور اپنے بائیں نہ مڑو اس لئے کہ اگر تم اس قدر مڑ گئے کہ اپنے پس پشت والے کو دیکھ لیا تو تم پر نماز کا اعادہ واجب ہے۔ اور جب بندہ کسی اور چیز کی طرف ملتفت ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے آواز دیتا ہے کہ میرے بندے تو کس کی طرف ملتفت ہے تو جس کی طرف ملتفت ہے کیا وہ مجھ سے بہتر ہے اور اگر یہ بندہ نماز میں کسی اور چیز کی طرف تین مرتبہ ملتفت ہوا تو پھر اللہ تعالیٰ اس سے نگاہ پھیر لیتا ہے اور پھر تا ابد اسکی طرف نگاہ نہیں کرتا۔ اور سجدہ کی جگہ کو منہ سے نہ پھونکو اگر پھونکنے کا ارادہ ہے تو نماز شروع کرنے سے پہلے پھونک لو۔ اس لئے کہ تین قسم کی پھونک مکروہ ہے۔ سجدہ کی جگہ کا پھونکنا۔ گنڈے اور تعویذ پر پھونکنا اور گرم کھانے پر پھونکنا۔ اور نماز کی حالت میں نہ تھوکو اور نہ ناک صاف کرو۔ اس لئے کہ جو شخص اللہ تعالیٰ کے اجلال کے پیش نظر اپنے تھوک کو روک رکھے گا اللہ تعالیٰ اسکو تادم مرگ صحت عطا کرے گا۔ اور اپنے دونوں ہاتھ تکبیر کے لئے گردن تک بلند کرو یہ دونوں کان سے اوپر تجاوز نہ کریں رخسار کے سامنے رہیں اور انہیں اچھی طرح پھیلاؤ اور تین تکبیریں کہو اور یہ کہو۔ اَللّٰھُمَّ اَنْتَ الْمَلِکُ الْحَقُّ الْمُبِیْنُ لَا اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ سُبْحَانَکَ وَ بِحَمْدِکَ عَمِلْتُ سُوْءً اَوْ ظَلَمْتُ نَفْسِیْ فَاغْفِرْلِیْ ذُنُوْبِیْ اِنَّہٗ لَا یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ (اے اللہ تو ہی حقیقی بادشاہ ہے جو بالکل واضح ہے نہیں ہے کوئی اللہ سوائے تیرے تو پاک ہے اور لائق حمد ہے میں نے گناہ کیا اور خود

اپنے اوپر ظلم کیا پس میرے گناہوں کو بخش دے اس لئے کہ گناہ کوئی نہیں معاف کر سکتا سوائے تیرے۔) پھر دونوں ہاتھ اٹھانے اور چھوڑنے کے ساتھ اور تکبیریں کہو اور پھر یہ کہو۔

لَبَّیْکَ وَسَعْدَیْکَ، وَالْخَیْرُ فِی یَدَیْکَ، وَالشَّرُّ لَیْسَ إِلَیْکَ، وَالْمَهْدِیُّ مَنْ هَدَیْتَ، عَبْدُکَ وَابْنُ عَبْدِکَ بَیْنَ یَدَیْکَ، مِنْکَ وَبِکَ وَلَکَ وَإِلَیْکَ، لَا مَلْجَأَ وَلَا مَنْجَا وَلَا مَفَرَّ مِنْکَ إِلَّا إِلَیْکَ، تَبَارَکْتَ وَتَعَالَیْتَ، سُبْحَانَکَ وَحَنَانَیْکَ، سُبْحَانَکَ رَبَّ الْبَیْتِ الْحَرَامِ - (اے اللہ میں تیری بارگاہ میں بار بار حاضر ہوتا ہوں۔ خیر تیرے ہاتھ میں ہے اور شر کی نسبت تیری طرف نہیں ہے ہدایت یافتہ وہی ہے جس کی تو نے ہدایت کی۔ تیرا بندہ اور تیرے بندے کا بیٹا تیرے سامنے ہے یہ تجھ سے ہے۔ تیرے لئے ہے اور تیری ہی طرف رجوع کرتا ہے اس لئے کہ کوئی جائے پناہ نہیں، کوئی نجات کی جگہ نہیں اور تجھ سے بھاگ کر جانے کی کوئی جگہ نہیں سوائے اسکے کہ تیری طرف جایا جائے۔ اے بیت الحرام کے رب تو پاک و منزہ ہے تو تبارک و تعالیٰ ہے اور میں تجھے ہر برائی سے پاک، اور منزہ سمجھتا ہوں) اسکے بعد دو تکبیریں کہو اور پھر یہ کہو۔ وَجَّهْتُ وَجْهِیَ لِلَّذِی فَطَرَ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضَ عَلَىٰ مِلَّةِ إِبْرَاهِیمَ وَ دِینِ مُحَمَّدٍ وَمِنْهَاجِ عَلِیٍّ حَنِیفاً مُسْلِماً وَمَا أَنَا مِنَ الْمُشْرِکِینَ إِنَّ صَلَاتِی وَنُسُکِی وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِی لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِینَ لَا شَرِیکَ لَهُ وَبِذٰلِکَ أُمِرْتُ وَأَنَا مِنَ الْمُسْلِمِینَ - أَعُوذُ بِاللّٰهِ السَّمِیعِ الْعَلِیمِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیمِ - (میں نے اپنا رخ موڑا اس ذات کی طرف جس نے آسمانوں اور زمینوں کو پیدا کیا ہے ملت ابراہیم دین محمدؐ اور مسلک علیؑ پر قائم رہتے ہوئے سیدھا مسلمان ہوں میں مشرکوں میں سے نہیں ہوں میری نماز میری عبادت میرا جینا میرا مرنا تمام عالمین کے رب کے لئے ہے اس کا کوئی شریک نہیں اور اسی کا مجھے حکم دیا گیا ہے اور میں مسلمین میں سے ہوں، میں خدائے سمیع و علیم کی پناہ چاہتا ہوں شیطان رجیم سے)۔

پھر اگر چاہو تو سات تکبیریں اقرار ربوبیت کے لئے بھی کہہ لو اور افتتاح نماز میں سات تکبیریں سنت جاریہ ہیں جیسا کہ زرارہ کی روایت ہے۔

(۹۱۷) حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا کہ ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز کے لئے برآمد ہوئے اور امام حسین علیہ السلام (بچپن کے اندر) ذرا دیر میں بولے تھے، اتنی دیر میں کہ لوگوں کو خطرہ ہوا کہ یہ بات ہی نہ کریں گے اور گونگے ہونگے۔ رسول اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کو اپنے کاندھے پر اٹھائے ہوئے آئے لوگوں نے آپ کے پیچھے صف باندھ لی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کو اپنے دائیں پہلو میں کھڑا کر کے افتتاح نماز کے لئے اللہ اکبر کہا۔ تو امام حسین علیہ السلام نے بھی اللہ اکبر کہا جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کو تکبیر کہتے سنا تو پھر تکبیر کہی اور امام حسین علیہ السلام نے بھی تکبیر کہی اسطرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سات تکبیریں کہیں اور امام حسین علیہ السلام نے بھی۔ سات مرتبہ تکبیریں کہی اور اسی بناء پر یہ سنت جاری ہو گئی۔

(۹۱۸) اور ہشام بن حکم نے حضرت ابوالحسن امام موسیٰ بن جعفر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ (سات تکبیریں کہنے کی) ایک دوسری وجہ بھی ہے اور وہ یہ کہ جب نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم معراج کے لئے آسمان کی طرف گئے تو آپ نے سات حجاب طے کئے اور ہر حجاب کو طے کرتے وقت ایک تکبیر کہی اور اسی کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے آپ کو منتہائے درجہ کرامت تک پہنچا دیا۔

(۹۱۹) اور فضل بن شاذان نے حضرت امام رضا علیہ السلام سے روایت کی ہے اور اس میں ایک اور سبب کا ذکر کیا ہے اور وہ یہ کہ اول نماز میں سات تکبیریں اس لئے ہیں کہ اصل نماز دو رکعت ہے اور ان دونوں رکعتوں کا افتتاح سات تکبیروں سے ہے ۔ تکبیر افتتاح نماز، تکبیر رکوع، دو سجدوں کے لئے دو تکبیریں پھر دوسری رکعت کے رکوع کے لئے ایک تکبیر پھر اسکے دونوں سجدوں کے لئے دو تکبیریں۔ پس اگر انسان نماز کے اول ہی میں سات تکبیریں کہہ لے اور درمیان کی کوئی تکبیر کہنا بھول جائے تو اس کی نماز میں کوئی نقص نہیں واقع ہوگا۔

اور یہ تمام وجوہ و اسباب درست ہیں اور کثرت وجوہ و اسباب سے مزید تاکید ہوتی ہے اس سے کوئی تضاد یا تناقض پیدا نہیں ہوتا۔ افتتاح نماز کے لئے ایک تکبیر بھی جائز ہے۔

(۹۲۰) اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمام لوگوں میں سب سے زیادہ مکمل اور سب سے زیادہ مختصر نماز پڑھتے وہ کہتے اللہ اکبر بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔

(۹۲۱) ایک شخص نے حضرت امیرالمومنین علیہ السلام سے دریافت کیا اور کہا کہ اے بہترین خلق خدا کے ابن عم آپ پہلی تکبیر میں جو اپنے دونوں ہاتھ بلند کرتے ہیں اسکا کیا مطلب ہے؟ آپ نے فرمایا کہ اسکا مطلب یہ ہے اللہ تعالیٰ سب سے بڑا ہے واحد ہے، احد ہے، اسکے مثل کوئی شے نہیں، نہ وہ پانچ انگلیوں سے چھوا جاسکتا ہے اور نہ حواس خمسہ ظاہرہ و باطنہ سے اسکا ادراک کیا جاسکتا ہے۔

پس جب تم افتتاح نماز کے لئے تکبیر کہہ چکو تو سورہ حمد پڑھو اور ایک سورہ کوئی اور ۔ اسکا تمہیں اختیار ہے کہ اپنی نماز فریضہ میں سوائے چار (مخصوص) سوروں کے کوئی سورہ بھی چاہو پڑھو ۔ اور وہ چار سورے سورہ الضحی اور الم نشرح ہے اس لئے یہ دونوں ملکر ایک سورہ ہے اور لایلاف قریش اور الم ترکیف ہے اس لئے کہ یہ دونوں بھی ملکر ایک سورہ ہے۔ اگر تم ان دونوں کو پڑھ رہے ہو تو سورہ الضحی اور الم نشرح دونوں کو ایک رکعت میں پڑھو اور لایلاف اور الم ترکیف دونوں کو ایک رکعت میں پڑھو ان چاروں میں سے صرف کسی ایک کو نماز فریضہ کی ایک رکعت میں نہ پڑھو اور نہ نماز فریضہ میں دو سوروں کے درمیان پڑھو۔ اور نماز نافلہ میں تو جو چاہو پڑھو۔ اور نماز فریضہ میں سورہ ہائے عزائم میں سے کوئی نہ پڑھو اور وہ سورہ سجدہ لقمان ۔ سورہ حم سجدہ ۔ سورہ والنجم ۔ سورہ اقرا باسم ربک ہیں اور جو ان چار سورہ ہائے عزائم سے کوئی بھی پڑھے تو سجدہ کرے اور کہے اِلٰهِی آمَنَّا بِمَا كَفَرُوْا ، وَعَرَفْنَا مِنْكَ مَا اَنْكَرُوْا ، وَاَجَبْنَاكَ اِلٰى مَا دَعُوْا ،

اِلٰهِيْ فَالْعَفْوُ اَلْعَفْوُ (اے اللہ میں ایمان لایا اس پر جس سے لوگ انکار کرتے ہیں اور ہم نے پہچان لیا تیری طرف سے اسکو جسکو لوگ نہیں پہچانتے اور ہم نے جس طرف دعوت دی گئی قبول کیا اے اللہ عفو کا طالب ہوں عفو کا) اسکے بعد سجدہ سے سر اٹھائے اور تکبیر کہے۔

(۹۲۲) اور روایت کی گئی ہے کہ حضرت امیرالمومنین علیہ السلام سورہ ہائے عزائم کے سجدوں میں فرمایا کرتے تھے۔ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ حَقًّا حَقًّا لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اِيْمَانًا وَّتَصْدِيْقًا ، لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ عُبُوْدِيَّةً وَّرِقًّا ، سَجَدْتُ لَكَ يَا رَبِّ تَعَبُّدًا وَّرِقًّا لَا مُسْتَنْكِفًا وَّلَا مُسْتَكْبِرًا ، بَلْ اَنَا عَبْدٌ ذَلِيْلٌ خَائِفٌ مُّسْتَجِيْرٌ (نہیں ہے کوئی اللہ سوائے اس اللہ کے جو حق اور واقعی حق ہے۔ نہیں ہے کوئی اللہ سوائے اس اللہ کے میں اس پر ایمان رکھتا ہوں اور اسکی تصدیق کرتا ہوں نہیں ہے کوئی اللہ سوائے اس اللہ کے میں اسکی عبدیت اور غلامی کا دم بھرتا ہوں۔ میرے پروردگار میں نے تجھکو سجدہ کیا ہے خود کو بندہ اور غلام سمجھتے ہوئے مجھے کوئی غرور اور گھمنڈ نہیں ہے میں تو ایک بندہ ذلیل وخائف ہوں اور تجھ سے پناہ چاہتا ہوں) اسکے بعد اپنا سر اٹھاتے اور تکبیر کہا کرتے تھے۔

اور جو شخص کسی کو عزائم کی قراءت کرتے ہوئے سنے تو اس پر لازم ہے کہ سجدہ کرے خواہ وہ بے وضو کیوں نہ ہو۔ اور مستحب ہے کہ انسان ہر سورے کے اندر جس میں سجدہ ہے (سنے یا پڑھے) تو سجدہ کرے لیکن ان چاروں سورہ ہائے عزائم میں سجدہ واجب ہے۔

اور دن اور رات کی نمازوں میں افضل اور بہتر یہ ہے کہ پہلی رکعت میں سورہ الحمد اور سورہ انا انزلنا پڑھی جائے اور دوسری رکعت میں سورہ الحمد اور سورہ قل ہو اللہ احد پڑھی جائے سوائے شب جمعہ کی نماز عشاء میں اس میں افضل یہ ہے کہ رکعت اول میں الحمد اور سورہ جمعہ پڑھے اور رکعت دوم میں سورہ الحمد اور سورہ سبح اسم پڑھے اور روز جمعہ کی صبح وظہر وعصر کے اندر پہلی رکعت میں سورہ الحمد اور سورہ جمعہ اور دوسری رکعت میں سورہ الحمد اور سورہ منافقون پڑھے اور یہ بھی جائز ہے کہ شب جمعہ نماز عشاء اور نماز صبح اور نماز عصر بغیر سورہ جمعہ سورہ منافقون کے پڑھے اور یہ جائز نہیں کہ روز جمعہ نماز ظہر بغیر سورہ جمعہ اور منافقون کے پڑھے۔ پس اگر تم ان دونوں کا پڑھنا یا ان دونوں میں سے کسی ایک کا پڑھنا نماز ظہر میں بھول گئے اور ان دونوں کے علاوہ کوئی دوسرا سورہ پڑھنے لگے اور تمہیں یاد آیا تو اگر ابھی آدھا سورہ نہیں پڑھا ہے تو اس کو چھوڑ کر سورہ جمعہ اور منافقین پڑھو۔ اور اگر نصف سورہ پڑھ چکے ہو تو اسکو تمام کرو اور ان دونوں سوروں کو نماز نافلہ کی دونوں رکعتوں میں رکھدو اور ان دونوں میں سلام پڑھو اور اپنی نماز کو سورہ جمعہ و سورہ منافقین کے ساتھ شمار کرلو۔

اور نماز ظہر کو بغیر سورہ جمعہ اور سورہ منافقین کے پڑھنے کی رخصت بھی روایت کی گئی ہے۔ مگر میں اس رخصت کو استعمال کرتا ہوں یا یہ فتویٰ دیتا ہوں تو صرف حالت سفر اور مرض اور کسی ضرورت کے فوت ہوجانے کے موقع پر (کہ جہاں اس رخصت سے فائدہ اٹھایا جاسکتا ہے)

اور دوشنبہ (پیر) اور پنجشنبہ (جمعرات) کو نماز صبح کی پہلی رکعت میں الحمد اور سورہ ھل اتی علی الانسان اور دوسری رکعت میں سورہ الحمد اور سورہ ھل اتیک حدیث الغاشیہ جو شخص ان دونوں سوروں کو دوشنبہ اور پنجشنبہ کی صبح کی نماز میں پڑھے اللہ تعالیٰ اسکو ان دونوں دنوں کے شر سے محفوظ رکھے گا۔

اور ایک شخص جو حضرت امام رضا علیہ السلام کے خراسان کی طرف جانے میں آپ کے ساتھ تھا اس نے بیان کیا کہ جب آپ خراسان کی طرف چلے تو آپ اپنی نماز میں ان سوروں کی قرات فرمایا کرتے تھے جنکا میں نے اوپر ذکر کیا اس لئے میں نے اس کتاب میں ان سوروں کے درمیان انکا ذکر کر دیا ہے۔

اور ہر نماز میں بسم اللہ الرحمن الرحیم بلند آواز سے پڑھا کرو اور مغرب و عشاء اور صبح کی نماز میں تمام سوروں کی قرات بلند آواز سے کیا کرو مگر اپنے نفس پر زور دیکر بہت بلند آواز سے نہیں بلکہ اوسط آواز سے اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے ۔و لاتجھر بصلاتک و لاتخافت بھاو ابتغ بین ذلک سبیلا (اور تم اپنی نماز نہ بہت چلا کر پڑھو اور نہ بہت چپکے سے بلکہ اسکے درمیان ایک اوسط طریقہ اختیار کرو) (سورہ بنی اسرائیل آیت نمبر ۱۱۰) اور نماز ظہر و عصر میں سوروں کی قرات باواز بلند نہ کرو اس لئے کہ جو شخص ان دونوں نمازوں میں قرات باواز بلند کرے گا یا نماز مغرب و عشاء و صبح میں قرات بالکل چپکے چپکے عمداً کرے گا تو اس پر لازم ہے کہ وہ اپنی نماز کا پھر سے اعادہ کرے اور اگر بھول کر ایسا کیا ہے تو اس پر کوئی گناہ نہیں ہے سوائے جمعہ کے دن ظہر کی نماز میں اس لئے کہ اس میں اسکو قرات باواز بلند کرنی ہے ۔اور آخر کی دو رکعتوں میں تسبیح اربعہ پڑھی جائے۔

(۹۲۳) اور امام رضا علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ ابتدا کی دو رکعتوں میں سوروں کی قرات اور آخر کی دو رکعتوں میں تسبیح اربعہ اس لئے قرار دی گئی تاکہ اللہ تعالیٰ نے جو اپنی طرف سے فرض کیا ہے اس میں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو فرض کیا اسکے اندر فرق رہے۔

(۹۲۴) محمد بن عمران نے ایک مرتبہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت اور کہا کہ کیا سبب ہے کہ نماز جمعہ و نماز مغرب و نماز عشاء اور نماز صبح باواز بلند پڑھی جاتی ہے اور ظہر و عصر کی نماز باواز بلند نہیں پڑھی جاتی ؟ اور کیا سبب ہے کہ آخر کی دو رکعتوں میں تسبیح اربعہ پڑھنا سوروں کی قرات سے افضل ہے ؟۔آپ نے ارشاد فرمایا اس لئے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم معراج میں آسمان پر تشریف لے گئے تو سب سے پہلی نماز جو اللہ تعالیٰ نے فرض کی وہ روز جمعہ ظہر کی نماز تھی اللہ تعالیٰ نے ملائیکہ کو حکم دیا کہ وہ آپ کے پیچھے نماز پڑھیں اور اپنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حکم دیا کہ وہ قرات باواز بلند کریں تاکہ ملائکہ پر ان کا فضل و شرف ظاہر ہو جائے اسکے بعد اللہ تعالیٰ نے آنحضرتؐ پر نماز عصر فرض کی اور ملائیکہ میں سے کسی ایک کو بھی حکم نہیں تھا کہ وہ آپ کے پیچھے نماز پڑھیں اور آپ کو حکم دیا کہ قرات آہستہ آہستہ کریں اس لئے کہ آپ کے پیچھے نماز پڑھنے والا کوئی نہ تھا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے آپ پر نماز مغرب کو فرض کیا اور ملائکہ کو بھیجدیا کہ وہ

آپ کے پیچھے نماز پڑھیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حکم دیا کہ وہ قراءت باآواز بلند کریں اور اسی طرح نماز عشاء بھی۔ پھر جب فجر قریب ہوئی تو آپ آسمان سے نیچے تشریف لائے اور اللہ تعالیٰ نے آپ پر نماز فجر فرض کی اور حکم دیا کہ اس میں باآواز بلند قراءت کریں تاکہ جس طرح ملائکہ پر آپ کا فضل و شرف ظاہر ہوا تھا اس طرح انسانوں پر بھی آپ کا فضل وشرف ظاہر ہو جائے اس لئے نماز فجر میں قراءت باآواز بلند کی جاتی ہے۔

اور آخر کی دو رکعتوں میں تسبیح پڑھنا سوروں کی قراءت سے افضل اس لئے ہوا کہ جب نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آخر کی دو رکعتوں میں مشغول تھے کہ اسی اثناء میں آپ کو اللہ تعالیٰ کی وہ عظمت یاد آئی جو وہ معراج پر دیکھ آئے تھے پس آپ حیرت میں آئے اور کہا سبحان اللہ و الحمد للہ و لا الہ الا اللہ و اللہ اکبر اس لئے تسبیح سوروں کی قرات سے افضل ٹھہری۔

(۹۲۵) اور یحییٰ بن اکثم قاضی نے حضرت ابوالحسن اول (امام موسیٰ بن جعفر) علیہ السلام سے نماز فجر کے متعلق دریافت کیا کہ یہ تو دن کی نماز ہے اس میں قراءت باآواز بلند کیوں کی جاتی ہے بلند آواز سے تو رات کی نمازیں پڑھی جاتی ہیں؟ آپؑ نے فرمایا اس لئے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کو آخری وقت رات کی تاریکی میں پڑھا کرتے تھے اور اس کو رات سے ملا دیتے تھے۔

(۹۲۶) فضل نے امام رضا علیہ السلام سے علل و اسباب کے لئے جو کچھ نقل کیا ہے ان میں یہ ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ لوگوں کو نماز میں سوروں کی قراءت کا حکم دیا گیا تاکہ قرآن بالکل متروک اور ضائع نہ ہو جائے بلکہ محفوظ رہے اسکا درس لیا جائے، وہ مضمحل اور کمزور نہ پڑ جائے اور لوگ اس سے جاہل نہ رہیں۔

اور کسی سورے سے نہیں بلکہ صرف سورہ الحمد سے نماز میں قراءت کی ابتداء کی گئی اس لئے کہ جتنے جوامع خیر و حکمت سورہ حمد میں جمع ہیں وہ قرآن کے کسی سورہ اور کلام میں نہیں ہیں چنانچہ (الحمد للہ) کہنے سے وہ شکر ادا ہوتا ہے جو اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوق پر واجب کیا ہے نیز اس نے اپنے بندے کو جو توفیق خیر عنایت کی اسکا شکر بھی ادا ہوتا ہے (رب العالمین) اس میں اسکی وحدانیت کی گواہی اور اسکی حمد ہے اور اس امر کا اقرار ہے کہ وہی خالق و مالک ہے کوئی دوسرا نہیں ہے (الرحمن الرحیم) اس میں تمام مخلوق پر اسکی عطاؤں اور نعمتوں کو یاد کرنا اسکی توجہ چاہنا ہے (مالک یوم الدین) اس میں دوبارہ اٹھائے جانے اور حساب و کتاب و سزا و جزا کا اقرار ہے اور اس امر کو تسلیم کرنا ہے کہ جس طرح وہ دنیا کا مالک ہے اسی طرح آخرت کا بھی مالک ہے (ایاک نعبد) اس میں اللہ تعالیٰ سے تقرب کی رغبت کا اظہار ہے اور یہ عمل خالص اسی کے لئے ہے کسی دوسرے کیلئے نہیں (و ایاک نستعین) اللہ سے اس کی توفیق اور اس کی عبادت میں زیادتی کی درخواست اور جو کچھ اللہ نے اس کو عطا کیا ہے اور اس کی مدد کی اور اس کو برقرار رکھنے کی التجا ہے (اھدنا الصراط المستقیم) اس کے دین کی طرف ہدایت اور اس کی رسی کو مضبوط پکڑے رہنے اور اپنے رب کی معرفت میں اضافہ کی

درخواست ہے (صراط الذین انعمت علیہم) اسی درخواست اور رغبت کے اظہار کی تاکید ہے اور اللہ تعالیٰ نے اپنے اولیاء کو جو نعمتیں عطا کی ہیں ان کا ذکر اور اسی کے مثل نعمتوں کی خواہش ہے (غیر المغضوب علیہم) اس میں بھی اللہ سے مدد چاہی ہے کہ دشمنوں کافروں اور اس کے امرونہی کو خفیف سمجھنے والوں میں سے نہ ہو جائے (ولا الضالین) اور اللہ اسکو بچائے کہ وہ ان میں سے نہ ہوجائے جو اللہ کی راہ سے بھٹکے ہوئے ہیں اور بغیر معرفت کے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ ہم بڑے اچھے کام کررہے ہیں۔

تو اللہ تعالیٰ نے اس سورے میں کلی طور پر دین و دنیا کی خیر و حکمت کو جمع کر دیا ہے جسے اور کسی چیز میں جمع نہیں کیا ہے۔

اور پھر بیان کیا ہے اس سبب کو جسکی بنا پر بعض نمازیں باآواز بلند پڑھی جاتی ہے اور بعض بلند آواز سے نہیں پڑھی جاتیں۔ وہ نمازیں جو باآواز بلند پڑھی جاتی ہیں وہ اندھیرے کے اوقات میں ہوتی ہیں اس لئے واجب ہے کہ وہ باآواز پڑھی جائیں تاکہ ادھر سے گزرنے والا یہ جان لے کہ یہاں نماز جماعت ہورہی ہے۔ اگر وہ پڑھنا چاہے تو پڑھ لے اس لئے کہ اگر اندھیرے میں اس کو جماعت نظر نہیں آتی تو آواز سن کر اس کو اس کا علم ہوجائے۔ اور وہ دو (۲) نمازیں جو باآواز بلند نہیں پڑھی جاتیں وہ روز روشن میں ہوتی ہیں اس کا علم اس کو دیکھ کر ہوجائے گا اسے سننے کی ضرورت نہیں ہوگی۔

اور جب تم سورہ الحمد اور کوئی سورہ پڑھ لو تو کھڑے ہی کھڑے ایک مرتبہ تکبیر کہو پھر رکوع کرو اور اپنا داہنا ہاتھ اپنے داہنے گھٹنے پر رکھو بائیں ہاتھ کو بائیں گھٹنے پر رکھنے سے پہلے اپنی دونوں ہتھیلیاں اپنے گھٹنوں پر رکھو اور کھلی ہوئی انگلیوں سے گھٹنے کو پکڑو اور اپنی گردن کو آگے بڑھاؤ اور تمہاری نگاہ اپنے دونوں قدموں کے درمیان سے لیکر سجدہ گاہ تک ہونی چاہیئے۔

(۹۲۷) اور ایک شخص نے حضرت امیرالمومنین علیہ السلام سے سوال کیا اور کہا کہ اے خیر خلق کے ابن عم رکوع میں گردن کو آگے بڑھانے کا کیا مطلب؟ تو آپ نے فرمایا اس کا مطلب یہ ہے کہ میں نے اللہ پر ایمان رکھا خواہ میری گردن کیوں نہ ماردی جائے۔

اور جب تم رکوع کرو تو کہو (اَللّٰھُمَّ لَکَ رَکَعْتُ وَلَکَ خَشَعْتُ وَلَکَ اَسْلَمْتُ وَبِکَ اٰمَنْتُ وَعَلَیْکَ تَوَکَّلْتُ وَاَنْتَ رَبِّی، خَشَعَ لَکَ وَجْھِیْ وَسَمْعِیْ وَبَصَرِیْ وَشَعْرِیْ وَبَشَرِیْ وَلَحْمِیْ وَدَمِیْ وَمُخِّیْ وَعَصَبِیْ وَعِظَامِیْ، وَمَا اَقَلَّتْ الْاَرْضُ مِنِّیْ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ) (اے اللہ میں نے تیرے لئے رکوع کیا تیرے لئے جھکا تیرے سامنے سر تسلیم خم کیا تجھ پر ایمان لایا تجھ پر بھروسہ کیا اور تو میرا رب ہے تیرے لئے میرا چہرہ میرے کان میری آنکھیں میرے بال میرا بشرہ میرا گوشت میرا خون میری نلی کے گودے میرے اعصاب میری ہڈیاں ہیں بلکہ میری ہر وہ چیز جس کو زمین اٹھائے ہوئے ہے سب اس اللہ کیلئے ہے جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے) پھر تین مرتبہ کہو سبحان ربی العظیم و بحمدہ اور اگر پانچ مرتبہ

کہو تو بہت اچھا ہے اور اگر سات مرتبہ کہو تو وہ افضل ہے۔ مگر تمہیں تین مرتبہ بھی کہنے کی اجازت ہے یعنی سبحان اللہ، سبحان اللہ، سبحان اللہ اور مکمل تسبیح پڑھنے کی مریض اور عجلت میں ہونے والے کیلئے اجازت ہے۔ پھر رکوع سے سر اور اپنے دونوں ہاتھ اٹھاؤ اور سیدھے کھڑے ہو جاؤ اور کہو سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہٗ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ أَھْلِ الْجَبَرُوْتِ وَالْکِبْرِیَاءِ وَالْعَظَمَۃِ (اللہ کی جو حمد کرتا ہے اس کو اللہ سنتا ہے۔ حمد اس اللہ کی جو عالمین کا رب ہے، رحمن ہے رحیم ہے، صاحب جبروت و کبریائی و عظمت ہے) اور تمہارے لئے صرف سمع اللہ لمن حمدہ کہنے کی بھی اجازت ہے پھر سجدہ میں گر جاؤ اور گھٹنے رکھنے سے پہلے اپنے دونوں ہاتھ ایک ساتھ زمین پر رکھ دو۔

(۹۲۸) طلحہ اسلمی نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ سجدہ میں جاتے وقت گھٹنوں سے پہلے دونوں ہاتھوں کو زمین پر رکھنے کی وجہ کیا ہے؟ آپ نے فرمایا کہ یہ دونوں ہاتھ ہی تو نماز کی کنجی ہیں۔

اور اگر سجدہ میں جاتے وقت تمہارے دونوں ہاتھوں کے اور زمین کے درمیان کوئی کپڑا ہے تو کوئی حرج نہیں مگر ان دونوں کو زمین پر رکھو تو یہ افضل ہے۔

(۹۲۹) اسماعیل بن مسلم نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور انہوں نے اپنے پدر بزرگوار سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی شخص سجدہ کرے تو وہ اپنی دونوں ہتھیلیاں زمین سے متصل کر دے شاید اللہ تعالیٰ اس کی وجہ سے قیامت کے دن اس کی ہتکڑیوں کو دور کر دے۔

اور تمہارا سجدہ اس طرح ہونا چاہیئے جس طرح اونٹ بیٹھتے وقت اپنے پیٹ کو اونچا رکھتا ہے اور اس طرح رہو جیسے تم معلق ہو تمہارا جسد کسی چیز پر رکھا ہوا نہیں ہے۔

اور سجدے میں تمہاری نگاہ ناک کی طرف رہے۔ اور اپنی کلائیوں کو اس طرح نہ بچھا دو جیسے درندے اپنی کلائیاں زمین پر بچھاتے ہیں بلکہ ہتھیلیاں زمین پر ٹیکے رہو اور ناک زمین پر مس کرو۔ اور پیشانی میں بالوں کی جڑ سے ابروؤں تک کسی جگہ بھی ایک درہم کے برابر تمہارے لئے سجدہ کی اجازت ہے اور جسکی ناک زمین سے مس نہ ہوگی اسکی نماز نہ ہوگی۔

اور تم اپنے سجدے میں یہ کہو اَللّٰھُمَّ لَکَ سَجَدْتُ، وَبِکَ اٰمَنْتُ، وَلَکَ اَسْلَمْتُ، وَعَلَیْکَ تَوَکَّلْتُ، سَجَدَ لَکَ وَجْھِیْ وَسَمْعِیْ وَبَصَرِیْ وَشَعْرِیْ وَبَشَرِیْ وَمُخِّیْ وَعَصَبِیْ وَعِظَامِیْ، سَجَدَ وَجْھِیَ لِلَّذِیْ خَلَقَہٗ وَصَوَّرَہٗ وَشَقَّ سَمْعَہٗ وَبَصَرَہٗ تَبَارَکَ اللّٰہُ رَبُّ الْعَالَمِیْنَ۔

(اے اللہ میں نے تیرے لئے سجدہ کیا تجھ پر ایمان لایا تیرے سامنے سر تسلیم خم کیا، تجھ پر توکل کیا، میرا چہرہ، میرے کان، میری آنکھیں، میرے بال، میرا بشرہ، میرا مغز، میرے اعصاب اور میری ہڈیاں سب تیرے سامنے سجدہ ریز ہیں، سجدہ کیا میرے چہرے نے اس ذات کو جس نے اسے پیدا کیا، اسکی صورت بنائی، اسکے کان اور اسکی آنکھیں بنائیں رب العالمین تیری ذات بابرکت ہے) اسکے بعد "سبحان ربی الاعلی و بحمدہ" تین مرتبہ کہو۔ اور اگر پانچ مرتبہ کہو تو اچھا ہے اور

اگر سات مرتبہ کہو تو افضل ہے اور تمہیں تین تسبیحات پڑھنے کی اجازت بھی ہے کہو سبحان اللہ سبحان اللہ سبحان اللہ - اور تسبیح تام کی مریض اور عجلت میں رہنے والے شخص کو اجازت ہے۔

پھر اس کے بعد سجدے سے سر اٹھاؤ اور اپنے ہاتھوں کو اپنی طرف سمیٹ لو اور اچھی طرح بیٹھ جاؤ تو تکبیر کیلئے ہاتھوں کو بلند کرو اور دونوں سجدوں کے درمیان کہو اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ وَارْحَمْنِیْ وَاَجِرْنِیْ وَادْفَعْ عَنِّیْ وَعَافِنِیْ وَاعْفُ عَنِّیْ اور تمہارے لئے یہ بھی اجازت ہے کہ صرف یہ کہو اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ وَارْحَمْنِیْ اور پھر تکبیر کے لئے دونوں ہاتھ اٹھاؤ اور تکبیر کہو اور دوسرا سجدہ کرو اور اس میں وہ کہو جو پہلے سجدہ میں کہہ چکے ہو اور دو سجدوں کے درمیان اقعاء (دونوں ہتھیلیوں کو زمین پر ٹیک کر گھٹنوں کے بل ہونا) کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے اور پہلی اور دوسری رکعت کے درمیان اور تیسری اور چوتھی رکعت کے درمیان اقعاء میں کوئی حرج نہیں مگر دونوں تشہدوں میں اقعاء جائز نہیں اس لئے کہ اقعاء کرنے والا بیٹھا ہوا نہیں ہوتا بلکہ کچھ بیٹھا ہوا ہوتا ہے اور کچھ نہیں اور یہ دعا و تشہد کیلئے مناسب نہیں ہے۔ اور ایسے موقع پر جہاں امام کو بیٹھنا ہے اور اس پر کھڑا ہونا واجب ہے تو اسکو نیم نشستہ ہو کر زمین سے اٹھا ہونا چاہیئے (یعنی اقعاء کر لینا چاہیئے) اور سجدہ نبی آدم کی طرف سے اللہ تعالیٰ کی انتہائی عبادت ہے اور بندہ اس میں اللہ تعالیٰ سے بہت زیادہ قریب ہوتا ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے (واسجد و اقترب) سجدہ کرو اور قریب ہو جاؤ۔

(۹۳۰) ایک شخص نے حضرت امیرالمومنین علیہ السلام سے دریافت کیا اور کہا اے بہترین خلق خدا کے ابن عم (نماز میں) پہلے سجدہ کے کیا معنی ہیں؟ آپ نے فرمایا اس کے معنی یہ ہیں کہ اے اللہ تو نے ہم لوگوں کو اسی سے پیدا کیا ہے یعنی زمین سے اور سجدے سے سر اٹھانے کا مطلب یہ ہے کہ اسی سے تو نے ہم لوگوں کو نکالا۔ دوسرے سجدے کا مطلب یہ کہ ہم لوگوں کو اسی کی طرف پلٹائے گا اور سجدے سے سر اٹھانے کا مطلب یہ کہ اسی سے تو ہم لوگوں کو دوبارہ نکالے گا۔

(۹۳۱) ابو بصیر نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے نماز کی علت دریافت کی کہ اس میں دو (۲) رکعتیں یعنی دو رکوع اور چار سجدے کیوں ہیں؟ آپ نے فرمایا اس لئے کہ ایک رکعت کھڑے ہو کر پڑھنا دو (۲) رکعت بیٹھ کر پڑھنے کے برابر ہے اور رکوع میں سبحان ربی العظیم و بحمدہ اور سجدہ میں سبحان ربی الاعلی و بحمدہ اس لئے کہا جاتا ہے کہ

(۹۳۲) جب اللہ تعالیٰ نے آیت فسبح باسم ربک العظیم نازل فرمائی تو نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اسے تم لوگ اپنے رکوع میں قرار دے لو۔ اور جب اللہ تعالیٰ نے آیہ سبح اسم ربک الاعلی نازل فرمائی تو نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اسے تم لوگ اپنے سجدوں میں رکھ لو۔

(الغرض) پھر دوسرے سجدے سے سر اٹھاؤ اور جب کھڑے ہونے کیلئے ہاتھ پر ٹیک لگاؤ تو کہو (بحول اللہ و قوتہ اقوم و اقعد) اور دوسری رکعت کیلئے کھڑے ہو گئے تو سورہ الحمد اور کوئی ایک سورہ پڑھو اور پڑھنے کے بعد رکوع سے پہلے قنوت پڑھو۔ اور پہلی رکعت میں سورہ الحمد اور سورہ انا انزلناہ اور دوسری رکعت میں سورہ الحمد اور سورہ قل ہو اللہ احد پڑھنا

مستحب ہے اس لئے کہ انا انزلناہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور انکے اہلبیت صلوات اللہ علیہم کا سورہ ہے۔ پس ان لوگوں کو نماز گزار اللہ کی طرف اپنا وسیلہ بنائے اس لئے کہ انہی حضرات کے ذریعہ اس کو اللہ کی معرفت حاصل ہوئی ہے۔

اور دوسری رکعت میں سورہ توحید (قل ھو اللہ احد) پڑھے اس لئے کہ اسکے پڑھنے کے بعد دعا قبول ہوتی ہے اس کے بعد قنوت پڑھے گا تو قنوت (کی دعا) قبول ہوگی۔

اور قنوت ایک واجب امر ہے جو شخص ہر نماز میں اسکو عمداً ترک کرے گا اسکی نماز نہیں ہوگی اللہ تعالیٰ نے فرمایا "وقوموا للہ قانتین" یعنی اسکی اطاعت کرتے ہوئے اور اسے پکارتے ہوئے کھڑے ہو اور کم سے کم وہ قنوت جو کافی ہوجائے اسکی بہت سی قسمیں ہیں ان میں سے ایک یہ ہے کہ تم کہو رَبِّ اِغْفِرْ وَارْحَمْ وَتَجَاوَزْ عَمَّا تَعْلَمُ اِنَّکَ اَنْتَ الْاَعَزُّ الْاَکْرَمُ (میرے پروردگار میری مغفرت فرما مجھ پر رحم فرما اور میری ان خطاؤں کو درگزر کر جو تو جانتا ہے۔ بے شک تو بڑا صاحب عزت اور بڑا صاحب کرم ہے) اور ان میں سے ایک یہ ہے کہ تم کہو سُبْحَانَ مَنْ دَانَتْ لَهُ السَّمٰوَاتُ وَالْاَرْضُ بِالْعُبُوْدِيَّةِ۔

(پاک اور منزہ ہے اے وہ ذات کہ تمام آسمان اور زمین اس کے سامنے پست اور اطاعت گزار ہیں) اور ان میں سے ایک یہ ہے کہ تم تین مرتبہ سبحان اللہ کہو۔ اور اپنے قنوت و رکوع و سجود و قیام و قعود میں دنیا و آخرت کیلئے دعا کرو اور اگر چاہو تو اپنی حاجت بیان کرو۔

(۹۳۳) حلبی نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے قنوت کے متعلق دریافت کیا کہ کیا اس میں کوئی معینہ قول ہے؟ آپ نے فرمایا کہ اپنے رب کی ثناء کرو۔ اپنے نبی پر درود بھیجو اپنے گناہوں کی مغفرت چاہو۔

(۹۳۴) محمد بن مسلم نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ قنوت نماز نافلہ اور نماز فریضہ کی ہر دو رکعت میں ہے۔

(۹۳۴) اور زرارہ نے ان ہی جنابؑ سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا قنوت ہر نماز میں ہے۔

اور ہمارے شیخ محمد بن حسن بن احمد بن ولید رضی اللہ نے سعید بن عبداللہ کے متعلق بیان کیا کہ وہ کہا کرتے تھے کہ قنوت کے اندر دعا فارسی میں جائز نہیں ہے اور محمد بن حسن صفار کہا کرتے تھے کہ جائز ہے اور میں بھی کہتا ہوں کہ جائز ہے

(۹۳۰) حضرت ابو جعفر ثانی (امام علی النقی علیہ السلام) کے قول کی بنا پر کہ کوئی حرج نہیں اگر انسان نماز فریضہ میں جس زبان میں چاہے اللہ سے مناجات کرے۔

اور اگر یہ حدیث نہ بھی ہوتی تو میں اسکو جائز کہتا اس حدیث کی بنا پر جو روایت کی گئی ہے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے۔

(۹۳۷) آپؑ نے فرمایا کہ ہر شے آزاد ہے جب تک کہ اسکے لئے کوئی منع نہ وارد ہوئی ہو۔ اور نماز کے اندر فارسی میں دعا تو اس کے لئے کوئی نہی نہیں وارد ہوئی ہے۔ الحمد للہ رب العالمین۔

(۹۳۸) اور حلبی نے ایک مرتبہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ کیا ہم نماز میں ائمہ علیہم السلام کا نام لے سکتے ہیں؟ آپؑ نے فرمایا ان کا اجمالی طور پر ذکر کرو (جیسے آل محمدؐ)۔

(۹۳۹) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا تم نماز میں اپنے رب سے جو مناجات بھی کرو وہ ایسا کوئی کلام نہیں (جو نماز میں مخل ہو)۔

(۹۴۰) اور منصور بن یونس بزرج نے آپؑ سے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا جو نماز فریضہ میں رونے والے کی صورت بناتا ہے یہاں تک کہ رونے لگتا ہے تو آپ نے فرمایا خدا کی قسم اس کی آنکھیں ٹھنڈی ہوں پھر فرمایا جب ایسا ہو تو تم دعا میں مجھے بھی یاد کرلیا کرو۔

(۹۴۱) اور روایت کی گئی ہے کہ نماز میں میت پر رونے سے نماز باطل ہوجاتی ہے اور نماز میں جنت جہنم کے ذکر پر رونا بہترین عمل ہے۔

نیز روایت کی گئی ہے کہ ہر شے کا ایک ناپ اور ایک تول ہوتا ہے سوائے خوف خدا میں رونے کے اس لئے کہ اس کا ایک قطرہ جہنم کے سمندوں کو بجھا دیتا ہے اور اگر کسی قوم کا ایک شخص بھی خوف خدا میں روتا ہے تو پوری قوم پر رحم کیا جاتا ہے۔

(۹۴۲) اور ہر آنکھ قیامت کے دن روتی ہوگی سوائے تین آنکھوں کے ایک وہ آنکھ جو خوف خدا سے روئی ہوگی دوسری وہ آنکھ جس نے اسکے دیکھنے سے خود کو بچایا ہو جسے دیکھنا اللہ نے حرام کیا ہے۔ تیسری وہ آنکھ جس نے راہ خدا میں جاگتے ہوئے شب بسر کی۔

(۹۴۳) صفوان جمّال سے روایت کی گئی ہے اسکا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کے پیچھے بہت دنوں تک نماز پڑھی وہ ہر نماز میں قنوت پڑھا کرتے تھے خواہ وہ نماز باواز بلند پڑھی جاتی ہو یا بلند آواز سے نہ پڑھی جاتی ہو۔

(۹۴۴) زرارہ سے روایت کی گئی ہے انہوں نے کہا کہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے ارشاد فرمایا ہر قنوت باواز بلند ہے۔ اور سوائے روز جمعہ کے تمام دنوں کی نماز فریضہ میں قنوت ان الفاظ میں ہونا چاہیے۔ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ لِیْ وَالِوَالِدَیَّ وَلِوُلْدِیْ وَلِاَهْلِ بَیْتِیْ وَاِخْوَانِیَ الْمُؤْمِنِیْنَ فِیْکَ الْیَقِیْنَ وَالْعَفْوَ وَالْمُعَافَاۃَ وَالرَّحْمَۃَ وَالْمَغْفِرَۃَ وَالْعَافِیَۃَ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ۔

(بار الہا میں اپنے لئے اپنے والدین کیلئے اور اپنے گھر والوں کیلئے اور اپنے برادرانِ مومنین کیلئے التجا کرتا

ہوں کہ ان سب کو تجھ پر یقین ہو اور انہیں تیری طرف سے دنیا و آخرت میں عفو و معافی و رحمت و مغفرت اور عافیت عطا ہو)
اور جب تم قنوت سے فارغ ہو جاؤ تو رکوع کرو اور سجدہ کرو اور جب دوسرے سجدے سے سر اٹھاؤ تو تشہد پڑھو اور کہو بِسْمِ اللّٰہِ وَ بِاللّٰہِ وَ الْحَمْدُ لِلّٰہِ وَ الْاَسْمَاءُ الْحُسْنٰی کُلُّھَا لِلّٰہِ، اَشْھَدُ اَنْ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَ اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَ رَسُوْلُہٗ، اَرْسَلَہٗ بِالْحَقِّ بَشِیْرًا وَّ نَذِیْرًا بَیْنَ یَدَیِ السَّاعَۃِ (اللہ کے نام سے اللہ کے ساتھ اور ہر طرح کی حمد اللہ کیلئے ہے اور اللہ کے سارے نام اچھے ہیں میں گواہی دیتا ہوں کہ نہیں ہے کوئی اللہ سوائے اسی اللہ کے وہ اکیلا ہے اسکا کوئی شریک نہیں اور گواہی دیتا ہوں کہ محمدؐ اسکے بندے ہیں اسکے رسول ہیں اُس نے اُن کو حق کے ساتھ بشیر و نذیر بنا کر ہم لوگوں کے سامنے بھیجا ہے)۔
پھر تیسری رکعت کی تیاری کرو اور جب تم کھڑے ہونے کیلئے اپنے ہاتھ سے ٹیک لگاؤ تو یہ کہو بِحَوْلِ اللّٰہِ وَ قُوَّتِہٖ اَقُوْمُ وَ اَقْعُدُ اور آخر کی دو رکعتوں میں خواہ تم پیشنماز ہو یا غیر پیشنماز تین مرتبہ یہ کہو سُبْحَانَ اللّٰہِ وَ الْحَمْدُ لِلّٰہِ وَ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَ اللّٰہُ اَکْبَرُ ۔
اور اگر چاہو تو ان میں سے ہر رکعت میں سورہ الحمد پڑھو لیکن تسبیح پڑھنا افضل ہے اور جب چوتھی رکعت پڑھ چکو تو آخر میں تشہد پڑھو اور اپنے تشہد میں یہ کہو۔
بِسْمِ اللّٰہِ وَ بِاللّٰہِ وَ الْحَمْدُ لِلّٰہِ وَ الْاَسْمَاءُ الْحُسْنٰی کُلُّھَا لِلّٰہِ، اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ. وَ اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَ رَسُوْلُہٗ - اَرْسَلَہٗ بِالْھُدٰی وَ دِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْھِرَہٗ عَلَی الدِّیْنِ کُلِّہٖ وَ لَوْ کَرِہَ الْمُشْرِکُوْنَ - اَلتَّحِیَّاتُ لِلّٰہِ وَ الصَّلَوٰتُ الطَّیِّبَاتُ الطَّاھِرَاتُ الزَّاکِیَاتُ النَّامِیَاتُ الْغَادِیَاتُ الرَّائِحَاتُ الْمُبَارَکَاتُ الْحَسَنَاتُ لِلّٰہِ - مَا طَابَ وَ طَھُرَ وَ ذَکٰی وَ خَلَصَ وَ نَمٰی فَلِلّٰہِ وَ مَا خَبُثَ فَلِغَیْرِہٖ - اَشْھَدُ اَنْ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَ اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَ رَسُوْلُہٗ اَرْسَلَہٗ بِالْحَقِّ بَشِیْرًا وَّ نَذِیْرًا بَیْنَ یَدَیِ السَّاعَۃِ وَ اَشْھَدُ اَنَّ الْجَنَّۃَ حَقٌّ وَ اَنَّ النَّارَ حَقٌّ وَ اَنَّ السَّاعَۃَ اٰتِیَۃٌ لَّا رَیْبَ فِیْھَا وَ اَنَّ اللّٰہَ یَبْعَثُ مَنْ فِی الْقُبُوْرِ - وَ اَشْھَدُ اَنَّ رَبِّیْ نِعْمَ الرَّبُّ وَ اَنَّ مُحَمَّدًا نِعْمَ الرَّسُوْلُ اُرْسِلَ، وَ اَشْھَدُ اَنَّ مَا عَلَی الرَّسُوْلِ اِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِیْنُ - اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّھَا النَّبِیُّ وَ رَحْمَۃُ اللّٰہِ وَ بَرَکَاتُہٗ، اَلسَّلَامُ عَلٰی مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰہِ خَاتَمِ النَّبِیِّیْنَ - اَلسَّلَامُ عَلَی الْاَئِمَّۃِ الرَّاشِدِیْنَ الْمَھْدِیِّیْنَ - اَلسَّلَامُ عَلٰی جَمِیْعِ اَنْبِیَاءِ اللّٰہِ وَ رُسُلِہٖ وَ مَلٰٓئِکَتِہٖ - اَلسَّلَامُ عَلَیْنَا وَ عَلٰی عِبَادِ اللّٰہِ الصّٰلِحِیْنَ - (اللہ کے نام سے اور اللہ ہی کے ساتھ شروع کرتا ہوں ہر طرح کی حمد اللہ کیلئے ہے اور اللہ کے ہی سب اچھے اچھے نام ہیں میں گواہی دیتا ہوں کہ نہیں ہے کوئی اللہ سوائے اس اللہ کے وہ اکیلا ہے اسکا کوئی شریک نہیں ہے اور گواہی دیتا ہوں محمدؐ اس کے بندے ہیں اور اسکے رسول ہیں اس نے ان کو ہدایت اور دین حق کے ساتھ بھیجا تاکہ وہ سارے ادیان پر غالب آجائے خواہ مشرکین اسکو ناپسند کیوں نہ کریں ۔ تحیہ و سلام اللہ کیلئے ہے نیز طیب و طاہر پاک و خالص، نامی و پر رائحہ (خوشبو) و مبارک و صلوات بھی اللہ ہی کیلئے ہے اور جو طیب و طاہر و پاک

وخالص ہے وہ اللہ کیلئے ہے اور جو ردی اور خراب ہے وہ غیر خدا کیلئے ہے۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ نہیں ہے کوئی اللہ سوائے اس اللہ کے وہ اکیلا ہے اسکا کوئی شریک نہیں اور گواہی دیتا ہوں کہ محمدؐ اسکے بندہ اور اسکے رسول ہیں اس نے ان کو حق کے ساتھ بشیر ونذیر بنا کر ہمارے سامنے اس وقت کیلئے بھی بھیجا ہے۔ اور میں گواہی دیتا ہوں کہ جنت حق ہے جہنم حق ہے اور قیامت آنے والی ہے ان میں کوئی شک نہیں ہے اور اللہ تعالیٰ جو لوگ قبروں میں ہیں انہیں دوبارہ اٹھائے گا اور گواہی دیتا ہوں کہ میرا رب بہترین رب ہے اور محمدؐ بہترین رسول ہیں جو رسول بنائے گئے ہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ رسول کی ذمہ داری صرف یہ ہے کہ وہ اللہ کا واضح پیغام پہنچائے۔ اے نبی آپ پر ہمارا سلام اور اللہ کی رحمت اور اسکی برکت ہو۔ محمدؐ بن عبداللہ خاتم النبیین پر سلام۔ اور رشد وہدایت کرنے والے ائمہ طاہرین پر سلام۔ اللہ کے تمام انبیاء اور اسکے رسولوں اور اسکے ملائکہ پر سلام۔ ہم لوگوں پر اور اللہ کے صالح بندوں پر سلام۔)

اور تمہارے لئے تشہد میں صرف شہادتین پڑھ لینا بھی کافی ہے اور اسکا پڑھنا افضل ہے اس لئے کہ یہ عبادت ہے پھر تم قبلہ رُو رہتے ہوئے سلام پڑھو اور اگر تم امامت کر رہے ہو تو اپنی نگاہ دائیں جانب موڑ لو (اور السلام علیکم کہو) اور اگر تم تنہا نماز پڑھ رہے ہو تو قبلہ رُو رہتے ہوئے ایک مرتبہ السلام علیکم کہو اور اپنی ناک بائیں پھراؤ۔ اور اگر تم کسی امام کے پیچھے نماز پڑھ رہے ہو تو قبلہ کی طرف رخ کرکے کہو السلام علیکم امام کے سلام کے جواب میں اور پھر دائیں جانب رخ کرکے ایک مرتبہ کہو السلام علیکم اور بائیں جانب رخ کرکے ایک مرتبہ کہو السلام علیکم لیکن اگر تمہارے بائیں جانب کوئی انسان نہیں ہے تو اپنے بائیں جانب سلام نہ کہو اور اگر تمہارے بائیں جانب کوئی دیوار حائل ہے تو اپنے بائیں جانب بھی السلام علیکم کہو۔ مگر دائیں جانب سلام کو نہ چھوڑو خواہ کوئی ادھر ہو یا نہ ہو۔

(۹۴۵) اور ایک شخص نے حضرت امیرالمومنین علیہ السلام سے عرض کیا اے خلق خدا میں سب سے بہترین کے ابن عم تشہد میں جو آپ اپنا داہنا پاؤں کھڑا رکھتے ہیں اور بایاں پاؤں پٹ رکھتے ہیں اسکا کیا مطلب ہے؟ آپ نے فرمایا اسکا مطلب یہ ہے کہ اے اللہ تو باطل کو موت دے اور حق کو کھڑا کردے۔ اس نے کہا کہ اچھا پیشنماز کے السلام علیکم کہنے کا کیا مطلب؟ آپ نے فرمایا کہ امام اللہ تعالیٰ کی ترجمانی کرتا ہے اہل جماعت کیلئے کہ تم لوگوں کو قیامت کے دن عذاب الہیٰ سے امان ہے۔

پس جب تم نے سلام کہہ لیا اور اپنے دونوں ہاتھ اٹھا کر تین مرتبہ تکبیر کہہ لی تو پھر یہ کہا کرو

لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ اَنْجَزَ وَعْدَهٗ وَ نَصَرَ عَبْدَهٗ وَاَعَزَّ جُنْدَهٗ وَ غَلَبَ الْاَحْزَابَ وَحْدَهٗ فَلَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ يُحْيِيْ وَ يُمِيْتُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ (نہیں ہے کوئی اللہ سوائے اس اللہ کے وہ اکیلا ہے اسکا کوئی شریک نہیں اس نے اپنے وعدہ کو پورا کیا اپنے بندے کی نصرت کی اسکے گروہ کو قوت دی دوسرے گروہوں پر اکیلا غالب رہا پس اسی کیلئے ملک ہے اسی کے لئے حمد ہے وہی زندہ کرتا ہے اور وہی مارتا ہے اور وہی ہر شے پر قادر ہے)۔

پھر تسبیح فاطمہ زہراؑ پڑھو اور وہ چونتیس (۳۴) مرتبہ اللہ اکبر اور تینتیس (۳۳) مرتبہ سبحان اللہ اور تینتیس (۳۳) مرتبہ

الحمد للہ ہے۔

(۹۴۶) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ جو شخص تسبیح فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا ہر نماز فریضہ کے بعد پڑھے گا قبل اسکے کہ وہ اپنے دونوں پاؤں کو موڑے اللہ تعالیٰ اسکی مغفرت کر دیگا۔

(۹۴۷) روایت کی گئی ہے کہ حضرت امیرالمومنین علیہ السلام نے قبیلہ بنی سعد کے ایک شخص سے فرمایا سنو میں تم سے اپنے اور فاطمہ زہراؑ کے متعلق بتاتا ہوں کہ وہ میرے پاس تھیں تو پانی کی مشکیں اتنی اٹھائیں کہ انکے سینے پر نیل پڑ گیا اتنی چکی پیسی کہ ہاتھوں میں گھٹے پڑ گئے۔ اور گھر میں اتنی جھاڑو دی کہ انکے کپڑے غبار آلود ہو گئے۔ اور دیگچی کے نیچے اتنی آگ روشن کی کہ انکے کپڑے دھوئیں سے بھر گئے۔ اور اسکی وجہ سے وہ شدید تکلیف میں تھیں تو میں نے ان سے کہا کہ اگر تم اپنے پدر بزرگوار کے پاس جاتیں اور ان سے ایک خادمہ کی درخواست کرتیں تو جس تکلیف میں تم ہو وہ دور ہو جاتی۔ چنانچہ وہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس گئیں اور جب وہ پہنچیں تو وہاں چند لوگوں کو آپ سے محو گفتگو پایا تو انہیں لوگوں کے سامنے کچھ کہتے شرم آئی چنانچہ واپس آگئیں اور آنحضرتؐ نے سمجھ لیا کہ یہ کسی کام سے آئی تھیں تو دوسرے دن آنحضرتؐ ہم لوگوں کے پاس آئے اور ہم لوگ اپنے اپنے لحاف میں لیٹے ہوئے تھے آنحضرتؐ نے آکر کہا السلام علیکم مگر ہم لوگ خاموش رہے آنحضرتؐ نے پھر کہا کہ السلام علیکم اب ہم لوگ ڈرے کہ اگر ہم لوگ جواب سلام نہیں دیتے تو آپ واپس چلے جائیں گے اور کبھی کبھی آپ ایسا کرتے بھی تھے کہ تین مرتبہ سلام کرتے اگر جواب ملا تو ٹھیک ورنہ واپس چلے جاتے تھے تو ہم لوگوں نے کہا علیک السلام یا رسول اللہ تشریف لائیں تو آپ اندر تشریف لائے اور ہم لوگوں کے سرہانے بیٹھ گئے پھر پوچھا اے فاطمہؑ کل تم کو مجھ سے کیا کام تھا اب میں ڈرا کہ اگر جواب نہ دیا تو آپ اٹھ کر چلے نہ جائیں۔ اس لئے میں نے لحاف سے سر نکالا اور عرض کیا کہ خدا کی قسم میں آپ کو بتاتا ہوں یا رسول اللہ انہوں نے پانی کی اتنی مشکیں اٹھائی ہیں کہ انکے سینہ پر نیل پڑ گیا۔ اتنی چکی پیسی ہے کہ ہاتھوں میں گھٹے پڑ گئے اور گھر میں اتنی جھاڑو دی ہے کہ سارے کپڑے غبار آلود ہو گئے اور دیگچی کے نیچے اتنی آگ روشن کی کہ سارا لباس دھوئیں سے بھر گیا۔ تو میں نے ہی ان سے کہا کہ اگر تم اپنے والد کے پاس جاکر ایک خادمہ کیلئے کہتیں تو ان کاموں کی تکلیف سے تمہیں نجات مل جاتی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میں تم دونوں کو ایسی چیز کیوں نہ بتاؤں جو خادم سے تم دونوں کیلئے بہتر ہو سنو جب تم دونوں اپنے بستر پر جاؤ تو چونتیس (۳۴) مرتبہ اللہ اکبر اور تنتیس (۳۳) مرتبہ سبحان اللہ اور تینتیس (۳۳) مرتبہ الحمد اللہ کہہ لیا کرو۔ یہ سنکر فاطمہؑ نے اپنے لحاف سے سر نکالا اور کہا میں اللہ اور اسکے رسول کے فیصلہ پر راضی ہوں میں اللہ اور اسکے رسول کے فیصلے پر راضی ہوں اور جب تم تسبیح فاطمہ علیہا السلام پڑھ کر فارغ ہو تو یہ کہو۔

اَللّٰھُمَّ اَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْکَ السَّلَامُ وَلَکَ السَّلَامُ وَاِلَیْکَ یَعُوْدُ السَّلَامُ سُبْحَانَ رَبِّکَ رَبِّ الْعِزَّۃِ عَمَّا یَصِفُوْنَ وَسَلَامٌ عَلَی الْمُرْسَلِیْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّھَا النَّبِیُّ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ ۔ اَلسَّلَامُ عَلَی الْاَئِمَّۃِ

الْهَادِيْنَ الْمَهْدِيِّيْنَ اَلسَّلَامُ عَلٰى جَمِيْعِ الْاَنْبِيَاءِ اللّٰهِ وَرُسُلِهٖ وَمَلَائِكَتِهٖ اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِيْنَ۔
(اے اللہ تو سلام ہے۔ تیری طرف سے سلام ہے اور تیرے لئے سلام ہے اور تیری طرف سلام پلٹتا ہے۔ تمہارا رب رب العزت ہے وہ پاک اور منزہ ہے ان تمام اوصاف سے جسکو لوگ بیان کرتے ہیں اور رسولوں پر سلام اور تمام جہانوں کے پروردگار اللہ تعالیٰ کے لئے حمد۔ ہمارا سلام ہو آپ پر اے نبی اور اللہ تعالیٰ کی رحمت اور برکت ہو ائمہ طاہرین پر جو ہادی اور مہدی ہیں اور ان پر سلام۔ اللہ کے تمام انبیاء رسولوں اور اس کے ملائکہ پر سلام۔ ہم لوگوں پر اور اللہ کے صالح بندوں پر سلام)۔

پھر ائمہ طاہرین پر ایک ایک کرکے سلام کرو اسکے بعد جو چاہو دعا مانگو۔

باب تعقیبات نماز

(۹۴۸) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ نماز واجب کے بعد تمہیں کم از کم اتنا چاہیئے کہ یہ کہو۔
اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّآلِ مُحَمَّدٍ اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَسْأَلُكَ مِنْ كُلِّ خَيْرٍ اَحَاطَ بِهٖ عِلْمُكَ وَنَعُوْذُ بِكَ مِنْ كُلِّ شَرٍّ اَحَاطَ بِهٖ عِلْمُكَ۔ اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَسْأَلُكَ عَافِيَتَكَ فِيْ جَمِيْعِ اُمُوْرِنَا كُلِّهَا وَنَعُوْذُ بِكَ مِنْ خِزْيِ الدُّنْيَا وَعَذَابِ الْاٰخِرَةِ۔
(اے اللہ تو اپنی رحمتیں نازل فرما محمدؐ و آل محمدؐ پر۔ اے اللہ ہم لوگ تجھ سے سوال کرتے ہیں ہر اس خیر کا جو تیرے احاطہ علم میں ہے۔ اور تیری پناہ چاہتے ہیں ہر اس شر سے جو تیرے علم کے احاطہ میں ہے اے اللہ ہم لوگ اپنے تمام امور میں تجھ سے خیر و عافیت کے طلبگار ہیں اور دنیا کی رسوائی اور آخرت کے عذاب سے تیری پناہ چاہتے ہیں)۔
(۹۴۹) اور حضرت امیرالمومنین علیہ السلام نے فرمایا کہ جو شخص یہ چاہتا ہے کہ جب وہ دنیا سے جائے تو گناہوں سے اسطرح پاک ہو جیسے خالص سونا جس میں کوئی میل نہ ہو اور کسی کی حق تلفی کرنے کا جرم اسکی گردن پر نہ ہو کہ جسکا کوئی مطالبہ کرے تو اس کو چاہیئے کہ پانچوں وقت کی نماز کے بعد بارہ مرتبہ سورہ قل ھو اللہ احد پڑھے پھر دعا کے لئے ہاتھ پھیلائے اور کہے۔
اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْأَلُكَ بِاسْمِكَ الْمَكْنُوْنِ الْمَخْزُوْنِ الطَّاهِرِ الطُّهْرِ الْمُبَارَكِ وَاَسْأَلُكَ بِاسْمِكَ الْعَظِيْمِ، وَسُلْطَانِكَ الْقَدِيْمِ اَنْ تُصَلِّيَ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّآلِ مُحَمَّدٍ يَا وَاهِبَ الْعَطَايَا يَا مُطْلِقَ الْاُسَارٰى يَا فَكَّاكَ الرِّقَابِ مِنَ النَّارِ، اَسْأَلُكَ اَنْ تُصَلِّيَ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّآلِ مُحَمَّدٍ وَّاَنْ تُعْتِقَ رَقَبَتِيْ مِنَ النَّارِ وَاَنْ تُخْرِجَنِيْ مِنَ الدُّنْيَا اٰمِنًا وَّاَنْ تُدْخِلَنِي الْجَنَّةَ سَالِمًا، وَاَنْ تَجْعَلَ دُعَائِيْ اَوَّلَهٗ فَلَاحًا وَّاَوْسَطَهٗ نَجَاحًا، وَّاٰخِرَهٗ صَلَاحًا اِنَّكَ اَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوْبِ۔
(اے اللہ میں تیرے پوشیدہ و مخزون و پاک و مبارک نام کا واسطہ دیکر تجھ سے سوال کرتا ہوں اور تیرے اسم عظیم اور تیری سلطنت قدیم کا واسطہ دیکر تجھ سے سوال کرتا ہوں کہ تو رحمتیں نازل فرما محمدؐ اور ان کی آل پر۔ اے عطیات کے بخشنے

والے۔اے اسیروں ، کو آزاد کرانے والے اے لوگوں کی گردنوں کو جہنم سے چھڑانے والے میں تجھ سے سوال کرتا ہوں کہ تو محمدؐ وآل محمدؐ پر اپنی رحمتیں نازل فرما اور میری گردن کو جہنم سے چھڑا دے اور مجھے دنیا سے امن کے ساتھ نکال اور جنت میں سلامتی کے ساتھ داخل کر۔اور میری دعا کو اول میں فلاح درمیان میں نجاح (کامیابی) اور آخر میں صلاح (درست ہونا) قرار دے۔ بیشک تو غیب کا جاننے والا ہے)۔

اس کے بعد امیرالمومنین علیہ السلام نے فرمایا کہ یہ دعا ان اسرار میں سے ہے جنکی تعلیم رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے دی اور مجھے حکم دیا کہ میں حسن وحسین (علیہما السلام) کو بھی یہ دعا تعلیم کروں۔

(۹۵۰) اور امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا ایک مرتبہ حضرت جبرئیل علیہ السلام قید خانہ میں حضرت یوسف علیہ السلام کے پاس آئے اور کہا کہ اے یوسف تم ہر نماز فریضہ کے بعد یہ کہا کرو۔

اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ لِیْ مِنْ اَمْرِیْ فَرَجاً وَ مَخْرَجاً وَ ارْزُقْنِیْ مِنْ حَیْثُ اَحْتَسِبُ وَ مِنْ حَیْثُ لَا اَحْتَسِبُ۔

(اے اللہ میرے امر میں کشادگی اور اس سے عہدہ برآ ہونے کا راستہ پیدا کر اور مجھے وہاں سے رزق عطا کر جہاں سے گمان ہے اور وہاں سے جہاں سے مجھے گمان تک نہیں ہے)۔

(۹۵۱) اور حضرت امام محمد باقر علیہ السلام ہر نماز کے بعد یہ کہا کرتے تھے۔

اَللّٰھُمَّ اھْدِنِیْ مِنْ عِنْدِکَ وَ اَفِضْ عَلَیَّ مِنْ فَضْلِکَ وَ انْشُرْ عَلَیَّ مِنْ رَحْمَتِکَ وَ اَنْزِلْ عَلَیَّ مِنْ بَرَکَاتِکَ۔

(اے اللہ مجھے اپنے پاس سے ہدایت کر۔اور اپنے فضل سے مجھ کو نواز اور اپنی رحمت مجھ پر پھیلا اور اپنی برکتیں مجھ پر نازل فرما)

(۹۵۲) صفوان بن مہران جمّال کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو دیکھا کہ وہ جب نماز پڑھ کر فارغ ہوتے تو اپنے دونوں ہاتھ اپنے سر کے اوپر بلند کرتے تھے۔

(۹۵۳) اور حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ جب بھی کوئی بندہ اپنے دونوں ہاتھ اللہ تعالیٰ کے سامنے پھیلاتا ہے تو اللہ تعالیٰ کو شرم آتی ہے کہ اسکو خالی ہاتھ واپس کرے چنانچہ اس ہاتھ میں اپنے فضل اور رحمت سے کچھ نہ کچھ ضرور رکھدیتا ہے۔پس تم میں سے جو کوئی دعا مانگے وہ اپنے ہاتھوں کو نہ ہٹائے جب تک کہ ان سے اپنے سر اور اپنے چہرے پر مسح نہ کرے اور ایک دوسری حدیث میں ہے کہ آپ نے فرمایا جبتک وہ اپنے چہرے اور اپنے سینے پر مسح نہ کرے۔

(۹۵۴) حضرت امیرالمومنین علیہ السلام نے فرمایا کہ جو شخص یہ چاہتا ہے کہ اگر اسکی ناپ تول کی جائے تو وہ پورا ہی اترے تو اسکا آخر قول یہ ہونا چاہیے ۔ سُبْحَانَ رَبِّکَ رَبِّ الْعِزَّۃِ عَمَّا یَصِفُوْنَ وَ سَلَامٌ عَلَی الْمُرْسَلِیْنَ وَ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ (صافات آیت نمبر ۱۸۰ تا ۱۸۲)

(یہ لوگ جو باتیں خدا کے بارے میں بنایا کرتے ہیں ان سے تمہارا پروردگار عزت کا مالک پاک صاف ہے اور پیغمبروں پر سلام ہو اور کل تعریفیں خدا ہی کے لئے سزاوار ہیں جو سارے جہانوں کا پالنے والا ہے۔)

تو اسکے لئے ہر مسلم کے حسنہ میں ایک حصہ ہوگا۔

(۹۵۵) حضرت امیرالمومنین علیہ السلام نے ایک مرتبہ فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی شخص نماز سے فارغ ہو تو اپنے دونوں ہاتھ آسمان کی طرف اٹھائے اور دعا مانگے تو ابن سبا نے کہا یا امیرالمومنین کیا اللہ تعالیٰ ہر جگہ نہیں ہے؟ آپ نے فرمایا ہاں اس نے کہا پھر اپنے دونوں ہاتھ آسمان کی طرف کیوں اٹھائے؟ آپ نے فرمایا کیا تم نے قران کی یہ آیت نہیں پڑھی وفی السماء رزقکم و ماتوعدون (الذاریات آیات نمبر ۲۲) (اور تم لوگوں کا رزق آسمان میں ہے جسکا تم لوگوں سے وعدہ کیا گیا ہے) اور جہاں رزق ہوتا ہے وہیں سے تو طلب کیا جاتا ہے اور رزق کی جگہ جسکا اللہ تعالیٰ نے وعدہ کیا ہے وہ آسمان ہے ۔

(۹۵۶) اور امیرالمومنین علیہ السلام جب نماز زوال (ظہر) سے فارغ ہوتے تھے تو یہ کہا کرتے

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَتَقَرَّبُ اِلَیْکَ بِجُوْدِکَ وَکَرَمِکَ وَاَتَقَرَّبُ اِلَیْکَ بِمُحَمَّدٍ عَبْدِکَ وَرَسُوْلِکَ وَاَتَقَرَّبُ اِلَیْکَ بِمَلَآئِکَتِکَ الْمُقَرَّبِیْنَ وَاَنْبِیَآئِکَ الْمُرْسَلِیْنَ وَبِکَ ۔ اَللّٰھُمَّ لَکَ الْغِنٰی عَنِّیْ وَبِیَ الْفَاقَۃُ اِلَیْکَ ، اَنْتَ الْغَنِیُّ وَاَنَا الْفَقِیْرُ اِلَیْکَ ، اَقِلْنِیْ عَثْرَتِیْ ، وَاسْتُرْ عَلَیَّ ذُنُوْبِیْ وَاقْضِ الْیَوْمَ حَاجَتِیْ وَلَا تُعَذِّبْنِیْ بِقَبِیْحِ مَا تَعْلَمُ بِہٖ مِنِّیْ بَلْ عَفْوُکَ یَسَعُنِیْ وَ جُوْدُکَ (اے اللہ میں تیرے جود وکرم کے واسطہ سے تیرا تقرب چاہتا ہوں میں تیرے بندے اور تیرے رسول محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے واسطہ سے تیرا تقرب چاہتا ہوں۔ میں تیرے ملائیکہ مقربین اور تیرے مرسل انبیاء کے واسطہ سے اور خود تیرے واسطہ سے تیرا تقرب چاہتا ہوں۔ اے اللہ تو مجھ سے مستغنی ہے مگر میں تیرا محتاج ہوں تو غنی ہے میں تیرا محتاج ہوں۔ میری لغزشوں کو در گذر کر میری گناہوں کی پردہ پوشی فرما اور آج میری حاجت روائی کر اور میری برائیوں کی جنہیں تو جانتا ہے مجھے سزا نہ دے بلکہ اپنی عفو اور اپنی بخشش کو میرے لئے وسیع کر) ۔

اس کے بعد سجدہ میں گر جاؤ اور کہو یَا اَھْلَ التَّقْوٰی وَیَا اَھْلَ الْمَغْفِرَۃِ یَا بَرُّ ، یَا رَحِیْمُ ، اَنْتَ اَبَرُّ بِیْ مِنْ اَبِیْ وَاُمِّیْ وَمِنْ جَمِیْعِ الْخَلَائِقِ اَقْلِبْنِیْ بِقَضَاءِ حَاجَتِیْ مُجَابًا دُعَآئِیْ مَرْحُوْمًا صَوْتِیْ ، قَدْ کَشَفْتَ اَنْوَاعَ الْبَلَاءِ عَنِّیْ (اے تقوی کے اہل اور اے مغفرت کرنے والے اے نیک سلوک کرنے والے اے رحم کرنے والے تو میرے باپ اور میری ماں بلکہ ساری مخلوق سے زیادہ میرے ساتھ حسن سلوک کرنے والا ہے تو میری حاجت پوری کر کے میری دعا کو قبول کر کے اور میری آواز پر ترس کھا کر مجھے اپنی بارگاہ سے لوٹا۔ تو مختلف قسم کی بلائیں مجھ سے ٹال بھی چکا ہے) ۔

(۹۵۷) اور امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا جو شخص مغرب کی نماز پڑھنے کے بعد تین مرتبہ کہے اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ یَفْعَلُ مَا یَشَآءُ وَلَا یَفْعَلُ مَا یَشَآءُ غَیْرُہٗ ، اَعْطِیْ خَیْرًا کَثِیْرًا (اس اللہ کی حمد کہ وہ جو چاہتا ہے کرتا ہے وہ نہیں کرتا جو اسکے

خیر چاہیں مجھے خیر کثیر عطا ہو)۔

(۹۵۸) نیز آنجناب علیہ السلام دونوں نماز مغرب و عشاء کے درمیان کہا کرتے تھے۔ اَللّٰهُمَّ بِيَدِكَ مَقَادِيرُ اللَّيْلِ وَ النَّهَارِ وَ مَقَادِيرُ الدُّنْيَا وَ الْآخِرَةِ ، وَ مَقَادِيرُ الْمَوْتِ وَ الْحَيَاةِ وَ مَقَادِيرُ الشَّمْسِ وَ الْقَمَرِ وَ مَقَادِيرُ النَّصْرِ وَ الْخِذْلَانِ ، وَ مَقَادِيرُ الْغِنَىٰ وَ الْفَقْرِ ، اَللّٰهُمَّ اَدْرَأْ عَنِّي شَرَّ فَسَقَةِ الْجِنِّ وَ الْإِنْسِ وَ اجْعَلْ مُنْقَلَبِي إِلَىٰ خَيْرٍ دَائِمٍ وَ نَعِيمٍ لَا يَزُولُ۔ (اے اللہ تیرے ہی دست قدرت میں رات و دن کی مقدار اور دنیا و آخرت کی مقدار اور موت و حیات کی مقدار اور شمس و قمر کی مقدار اور فتح و شکست کی مقدار اور دولتمندی اور فقر کی مقدار ہے اے اللہ مجھ سے فاسق جنوں اور انسانوں کے شر کو دور کر اور میری بازگشت دائمی خیر اور لازوال نعیم قرار دے)۔

(۹۵۹) اور محمد بن فرج سے روایت ہے کہ انہوں نے بیان کیا کہ حضرت ابو جعفر محمد بن علی الرضا علیہ السلام نے میرے پاس یہ دعا لکھکر بھیجی اور انہوں نے مجھ کو اسکی تعلیم دی اور کہا جو شخص نماز صبح کے بعد یہ دعا پڑھے گا وہ جو بھی حاجت طلب کرے اسکے لئے آسان ہوگی اور جو ارادہ رکھتا ہوگا اللہ اسمیں اسکی مدد کرے گا۔ بِسْمِ اللّٰهِ وَ بِاللّٰهِ وَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَىٰ مُحَمَّدٍ وَ آلِهِ ، وَ أُفَوِّضُ أَمْرِي إِلَى اللّٰهِ إِنَّ اللّٰهَ بَصِيرٌ بِالْعِبَادِ فَوَقَاهُ اللّٰهُ سَيِّئَاتِ مَا مَكَرُوا ، لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ سُبْحَانَكَ إِنِّي كُنْتُ مِنَ الظَّالِمِينَ ، فَاسْتَجَبْنَا لَهُ وَ نَجَّيْنَاهُ مِنَ الْغَمِّ وَ كَذٰلِكَ نُنْجِي الْمُؤْمِنِينَ - حَسْبُنَا اللّٰهُ وَ نِعْمَ الْوَكِيلُ - فَانْقَلَبُوا بِنِعْمَةٍ مِنَ اللّٰهِ وَ فَضْلٍ لَمْ يَمْسَسْهُمْ سُوءٌ ، مَا شَاءَ اللّٰهُ وَ لَا حَوْلَ وَ لَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ - مَا شَاءَ اللّٰهُ لَا مَا شَاءَ النَّاسُ ، مَا شَاءَ اللّٰهُ وَ إِنْ كَرِهَ النَّاسُ ، حَسْبِيَ الرَّبُّ مِنَ الْمَرْبُوبِينَ حَسْبِيَ الْخَالِقُ مِنَ الْمَخْلُوقِينَ حَسْبِيَ الرَّازِقُ مِنَ الْمَرْزُوقِينَ حَسْبِيَ الَّذِي لَمْ يَزَلْ حَسْبِي - حَسْبِي مَنْ كَانَ مُنْذُ كُنْتُ [حَسْبِي] لَمْ يَزَلْ حَسْبِي حَسْبِيَ اللّٰهُ لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ ، عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَ هُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ - (اللہ کے نام سے اور اللہ کے ساتھ شروع کرتا ہوں اور اللہ تعالیٰ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ان کی آل پر رحمتیں نازل فرمائے میں اپنا کام اللہ ہی کے سپرد کرتا ہوں بیشک اللہ بندوں کے امور کا بہت اچھا دیکھ بھال کرنے والا ہے۔ پس خدا نے محفوظ رکھا اسکو لوگوں کے مکر کی برائیوں سے۔ نہیں ہے کوئی اللہ سوائے تیرے تو پاک اور منزہ ہے یقیناً میں قصور وار ہوں۔ پس ہم نے ان کی دعا قبول کی اور ان کو رنج و غم سے نجات دی اور اسطرح ہم ایمان والوں کو نجات دیا کرتے ہیں۔ اور اللہ ہمارے واسطے کافی ہے اور وہ بہترین کارساز ہے پس وہ اللہ کی نعمت اور فضل کے ساتھ پلٹ کر آئے کہ ان کو کسی برائی نے مَس نہیں کیا۔ سب کچھ اللہ کی مرضی سے ہے کسی میں کوئی قوت نہیں بغیر اللہ کی مدد کے۔ سب کچھ اللہ کی مرضی سے ہے نہ کہ لوگوں کے چاہنے سے۔ سب کچھ خدا ہی کے چاہنے سے ہے اگرچہ لوگ اس سے کراہت کریں میرے لئے میرا رب کافی ہے تمام مربوبین کے مقابلہ میں میرے لئے میرا خالق کافی ہے تمام مخلوقین کے مقابلہ میں، میرے لئے رزق دینے والا کافی ہے رزق پانے والوں کے مقابلہ میں، میرے لئے اللہ رب العالمین کافی ہے۔ میرے لئے وہی ذات کافی ہے جو ہمیشہ ہمارے لئے کافی رہا۔ میرے لئے وہی کافی ہے کہ جو میرے لئے اس وقت سے کافی ہے

جب سے میں پیدا ہوا اور وہ ہمارے لئے ہمیشہ کافی رہا۔ میرے لئے اللہ کافی ہے نہیں ہے کوئی اللہ سوائے اسکے، میں اسی پر بھروسہ کرتا ہوں اور وہی عرش عظیم کا بھی رب ہے)۔

(۹۶۰) نیز آپ علیہ السلام نے فرمایا جب تم نماز فریضہ ادا کر چکو تو کہو

رَضِيتُ بِاللّٰهِ رَبّاً ، وَبِالْإِسْلَامِ دِيناً ، وَبِالْقُرْآنِ كِتَاباً وَبِمُحَمَّدٍ نَبِيّاً ، وَبِعَلِيٍّ وَلِيّاً ، وَالْحَسَنِ وَالْحُسَيْنِ وَعَلِيِّ بْنِ الْحُسَيْنِ ، وَمُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ ، وَجَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ وَمُوسَى بْنِ جَعْفَرٍ ، وَعَلِيِّ ابْنِ مُوسَى وَمُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ وَعَلِيِّ بْنِ مُحَمَّدٍ وَالْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ وَالْحُجَّةِ بْنِ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ أَئِمَّةً - اَللّٰهُمَّ وَلِيُّكَ الْحُجَّةُ فَاحْفَظْهُ مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِ وَمِنْ خَلْفِهِ وَعَنْ يَمِينِهِ وَعَنْ شِمَالِهِ وَمِنْ فَوْقِهِ وَمِنْ تَحْتِهِ ، وَامْدُدْ لَهُ فِي عُمْرِهِ ، وَاجْعَلْهُ الْقَائِمَ بِأَمْرِكَ ، الْمُنْتَصِرَ لِدِينِكَ وَأَرِهِ مَا يُحِبُّ وَتَقَرُّ بِهِ عَيْنُهُ فِي نَفْسِهِ وَفِي ذُرِّيَّتِهِ وَأَهْلِهِ وَمَالِهِ وَفِي شِيعَتِهِ وَفِي عَدُوِّهِ ، وَأَرِهِمْ مِنْهُ مَا يَحْذَرُونَ وَأَرِهِ فِيهِمْ مَا يُحِبُّ وَتَقَرُّ بِهِ عَيْنُهُ ، وَاشْفِ بِهِ صُدُورَنَا وَصُدُورَ قَوْمٍ مُؤْمِنِينَ - (میں اس بات پر راضی اور خوش ہوں کہ اللہ میرا رب ہے اور اسلام میرا دین ہے اور قرآن میری کتاب ہے اور محمدؐ میرے نبی ہیں اور علیؑ میرے ولی ہیں اور حسنؑ و حسینؑ و علیؑ ابن حسینؑ و محمدؑ بن علیؑ و جعفر بن محمدؑ و موسیٰؑ بن جعفرؑ و علیؑ بن موسیٰ و محمدؑ بن علیؑ و علیؑ بن محمدؑ و حسنؑ بن علیؑ اور حجت ابن الحسنؑ بن علیؑ ہمارے آئمہ ہیں۔ پروردگار اپنے ولی الحجۃ کی حفاظت فرما انکے آگے سے انکے پیچھے سے انکے دائیں سے انکے بائیں سے انکے اوپر سے انکے نیچے سے، نیز ان کی عمر میں اضافہ فرما اور ان کو حکم دے کہ وہ انھیں اور تیرے دین کی نصرت کریں اور ان کو وہ کچھ دکھا جو وہ چاہتے ہیں اور ان کی اپنی ذات ان کی ذریت ان کے اہل وعیال، اور انکے مال ومنال اور انکے دوست اور انکے دشمنوں کے سلسلہ میں ان کی آنکھیں ٹھنڈی کر اور انکے دشمنوں کو ان کے ہاتھوں وہ دکھا دے جس سے وہ ڈرتے ہیں اور ان جنابؑ کو وہ دکھا جو وہ اپنے دشمنوں کے لئے چاہتے ہیں اور اس سے ان کی آنکھیں ٹھنڈی کر۔ اور ان جنابؑ کے ذریعہ ان لوگوں کے دلوں کو اور مومن قوم کے دلوں کو تشفی عطا فرما)۔

اور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب اپنی نماز سے فارغ ہوتے تھے تو یہ کہا کرتے تھے۔ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِي مَا قَدَّمْتُ وَمَا أَخَّرْتُ وَمَا أَسْرَرْتُ وَمَا أَعْلَنْتُ وَإِسْرَافِي عَلَى نَفْسِي وَمَا أَنْتَ أَعْلَمُ بِهِ مِنِّي - اَللّٰهُمَّ أَنْتَ الْمُقَدِّمُ وَأَنْتَ الْمُؤَخِّرُ لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ بِعِلْمِكَ الْغَيْبِ وَبِقُدْرَتِكَ عَلَى الْخَلْقِ أَجْمَعِينَ مَا عَلِمْتَ الْحَيَاةَ خَيْراً لِي فَأَحْيِنِي ، وَتَوَفَّنِي إِذَا عَلِمْتَ الْوَفَاةَ خَيْراً لِي ، اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ خَشْيَتَكَ فِي السِّرِّ وَالْعَلَانِيَةِ ، وَكَلِمَةَ الْحَقِّ فِي الْغَضَبِ وَالرِّضَا وَالْقَصْدَ فِي الْفَقْرِ وَالْغِنَى وَأَسْأَلُكَ نَعِيماً لَا يَنْفَدُ وَقُرَّةَ عَيْنٍ لَا تَنْقَطِعُ وَأَسْأَلُكَ الرِّضَا بِالْقَضَاءِ وَبَرْدَ الْعَيْشِ بَعْدَ الْمَوْتِ وَلَذَّةَ النَّظَرِ إِلَى وَجْهِكَ ، وَشَوْقاً إِلَى لِقَائِكَ مِنْ غَيْرِ ضَرَّاءَ مُضِرَّةٍ وَلَا فِتْنَةٍ مُضِلَّةٍ ، اَللّٰهُمَّ زَيِّنَّا بِزِينَةِ الْإِيمَانِ ، وَاجْعَلْنَا هُدَاةً مَهْدِيِّينَ ، اَللّٰهُمَّ اهْدِنَا فِيمَنْ هَدَيْتَ ، اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ عَزِيمَةَ الرَّشَادِ وَالثَّبَاتَ فِي الْأَمْرِ وَالرُّشْدِ وَأَسْأَلُكَ شُكْرَ نِعْمَتِكَ وَحُسْنَ عَافِيَتِكَ وَأَدَاءَ حَقِّكَ ، وَأَسْأَلُكَ يَا رَبِّ قَلْباً سَلِيماً وَلِسَاناً صَادِقاً وَأَسْتَغْفِرُكَ لِمَا تَعْلَمُ

وَ اَسْاَلُکَ خَیْرَ مَا تَعْلَمُ ، وَ اَعُوْذُ بِکَ مِنْ شَرِّ مَا تَعْلَمُ وَ مَا لَا نَعْلَمُ ، فَاِنَّکَ تَعْلَمُ وَ لَا نَعْلَمُ وَ اَنْتَ عَلَّامُ الْغُیُوْبِ (پروردگار معاف کر میرے اس گناہ کو جو میں نے آگے کیا ہے اور جو پیچھے کیا ہے جو میں نے چھپا کر کیا ہے اور جو بالاعلان کیا ہے میں نے خود اپنے نفس پر زیادتی کی ہے۔ اور اس گناہ کو جسے تو مجھ سے زیادہ جانتا ہے۔ پروردگار تو ہی مقدم ہے تو ہی موخر ہے نہیں ہے کوئی اللہ سوائے تیرے تجھے اپنے علم غیب اور تمام مخلوقات پر قدرت کا واسطہ جب تک تو یہ جانے کہ میری حیات میرے حق میں بہتر ہے تو مجھے زندہ رکھ اور جب تو یہ جانے کہ وفات میرے حق میں بہتر ہے تو مجھے وفات دیدے۔ اے اللہ میں تجھ سے ظاہر و باطن میں تیرے خوف کا اور ناراضگی اور رضا میں کلمہ حق کہنے کا اور فقیری اور امیری میں کفایت شعاری کا طالب ہوں۔ اور تجھ سے ایسی نعمت کا سوال کرتا ہوں جو کبھی ختم نہ ہو اور آنکھ کی ٹھنڈک کا جو کبھی منقطع نہ ہو اور میں سوال کرتا ہوں تجھ سے کہ میں تیری قضا پر راضی رہوں۔ موت کے بعد مجھے خنکی عیش نصیب ہو اور تیرے چہرے کی زیارت سے لطف اندوز ہوں اور میرے دل میں تیری ملاقات کا شوق بغیر کسی مضرت اور تاریک فتنوں کے خوف کے ہو۔ پروردگار مجھے زیور ایمان سے آراستہ کر اور مجھے ہدایت یافتہ لوگوں میں قرار دے۔ اے اللہ مجھے ان لوگوں میں پہنچا دے جنکی تو نے ہدایت کی ہے اے اللہ مجھے راہ راست پر چلنے اور اس پر ثابت قدم رہنے اور راہ راست پر قائم رہنے کا عزم و حوصلہ عنایت فرما۔ اور مجھے توفیق عطا کر کہ میں تیری نعمت اور تیری حسن عافیت کا شکر ادا کروں اور تیرا حق ادا کروں اور اے پروردگار میں تجھ سے قلب سلیم اور راست گو زبان کا طالب ہوں اور یہ کہ میں تجھ سے مغفرت طلب کروں ان گناہوں کی جسے تو جانتا ہے اور میں تجھ سے طلبگار ہوں اس خیر کا جسکا تجھ کو علم ہے اور تیری پناہ چاہتا ہوں اس شر سے جو تیرے علم میں ہے اور میرے علم میں نہیں ہے اور تو غیب کا جاننے والا ہے)

(۹۶۱) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ جس شخص نے نماز فریضہ کے وقت یہ کلمات کہے اس نے اپنی جان اپنا گھر اور اپنا مال اور اپنی اولاد کو محفوظ کرلیا۔ اُجِیْرُ نَفْسِیْ وَ مَالِیْ وَ وَلَدِیْ وَ اَھْلِیْ وَ دَارِیْ وَ کُلَّ مَا ھُوَ مِنِّیْ بِاللّٰہِ الْوَاحِدِ الْاَحَدِ الصَّمَدِ الَّذِیْ لَمْ یَلِدْ وَ لَمْ یُوْلَدْ وَ لَمْ یَکُنْ لَّہٗ کُفُوًا اَحَدٌ - وَ اُجِیْرُ نَفْسِیْ وَ مَالِیْ وَ وَلَدِیْ وَ اَھْلِیْ وَ دَارِیْ وَ کُلَّ مَا ھُوَ مِنِّیْ بِرَبِّ الْفَلَقِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ تا آخر سورہ اور اعوذ برب الناس تا آخر سورہ اور آیۃ الکرسی آخر تک (میں اپنی جان اپنا مال اپنی اولاد اپنے اہل و عیال اور اپنے گھر بلکہ جو بھی میری ملکیت میں ہے ان سب کو اس اللہ کی پناہ میں دیتا ہوں جو واحد ہے احد ہے صمد ہے جو نہ کسی سے پیدا ہوا اور نہ اس سے کوئی پیدا ہوا اور اسکا کوئی کفو اور ہمسر نہیں۔ اور میں اپنی جان و اپنا مال اور اپنی اولاد اور اپنے اہل و عیال اور اپنا گھر اور جو کچھ بھی میرا ہے ان سب کو اس پروردگار کی پناہ میں دیتا ہوں جس نے صبح کو پیدا کیا اس کی پیدا کی ہوئی مخلوق کے شر سے بچانے کے لئے۔)

(۹۶۲) حلقام بن ابی حلقام سے روایت کی گئی ہے اسکا بیان ہے ہیں ایک مرتبہ حضرت ابو ابراہیم علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا میں آپ پر قربان مجھے کوئی ایسی دعا تعلیم کر دیجئے جو دنیا اور آخرت کی جامع ہو اور مختصر ہو۔ تو آپ

نے فرمایا کہ طلوع فجر کے بعد سے طلوع آفتاب کے درمیان یہ پڑھو۔ سُبْحَانَ اللّٰہِ الْعَظِیْمِ وَبِحَمْدِہٖ، اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ وَ اَسْئَلُہٗ مِنْ فَضْلِہٖ (اللہ پاک ہے اور عظمت والا ہے میں استغفار کرتا ہوں اللہ سے اور اس سے اس کے فضل کا سوال کرتا ہوں)
حلقام کا بیان ہے کہ اس وقت میں اور میرے گھر والے بدترین حالات میں بسر کر رہے تھے اور مجھے میرے وہم و گمان میں بھی نہ تھا کہ یک بیک میرے پاس ایسے شخص کی میراث آئی کہ میں نہیں جانتا تھا کہ اسکے اور میرے درمیان قرابت ہے اور اب میں اپنے خاندان کے اندر سب سے زیادہ مالدار ہوں یہ اسی دعا کا نتیجہ ہے جسکی میرے مولا نے مجھے تعلیم دی ہے۔

(۹۶۳) زرارہ کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا آپ فرما رہے تھے کہ نماز فریضہ کے بعد دعا نماز نافلہ پڑھنے سے افضل ہے۔ اور اسی بناء پر یہ سنت جاری ہوئی۔

(۹۶۴) ایک مرتبہ ھشام بن سالم نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا کہ میں اپنی ضرورت کی بناء پر گھر سے نکلتا ہوں لیکن میرا جی چاہتا ہے کہ نماز کے بعد تعقیبات میں مشغول رہوں۔ آپ نے فرمایا اگر تم باوضو ہو تو تعقیبات میں مشغول رہو۔

(۹۶۵) نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ اے آدم کی اولاد تم لوگ مجھے نماز صبح کے بعد ایک ساعت اور بعد نماز عصر ایک ساعت یاد کرو تو جو تمہارے ارادے ہیں ان میں تمہاری مدد کروں گا۔

(۹۶۶) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ نماز صبح کے بعد طلوع آفتاب تک تعقیبات اور دعا میں مشغول رہنا طلب رزق کے لئے زمین میں مارے مارے پھرنے سے زیادہ بہتر ہے۔

باب سجدہ شکر اور اسمیں کیا کہنا چاہیے

(۹۶۷) عبداللہ بن جندب نے حضرت موسیٰ بن جعفر علیہ السلام سے روایت کی ہے اس کا بیان ہے کہ وہ جنابؑ سجدۂ شکر میں یہ کہا کرتے تھے۔

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اُشْھِدُکَ وَ اُشْھِدُ مَلَائِکَتَکَ وَ اَنْبِیَاءَکَ وَرُسُلَکَ وَ جَمِیْعَ خَلْقِکَ اِنَّکَ اَنْتَ اللّٰہُ رَبِّیْ وَالْاِسْلَامَ دِیْنِیْ وَ مُحَمَّدًا نَبِیِّیْ وَ عَلِیًّا وَ الْحَسَنَ وَ الْحُسَیْنَ وَ عَلِیَّ بْنَ الْحُسَیْنِ وَ مُحَمَّدَ بْنَ عَلِیٍّ وَ جَعْفَرَ بْنَ مُحَمَّدٍ وَ مُوْسَی بْنَ جَعْفَرٍ وَ عَلِیَّ بْنَ مُوْسٰی وَ مُحَمَّدَ بْنَ عَلِیٍّ وَ عَلِیَّ بْنَ مُحَمَّدٍ وَ الْحَسَنَ بْنَ عَلِیٍّ وَ الْحُجَّۃَ بْنَ الْحَسَنِ بْنِ عَلِیٍّ اَئِمَّتِیْ بِھِمْ اَتَوَلّٰی وَ مِنْ اَعْدَائِھِمْ اَتَبَرَّاُ ۔

(اے اللہ میں تجھے گواہ کر کے کہتا ہوں اور تیرے ملائیکہ اور تیرے انبیاء اور تیرے رسولوں کو اور تیری تمام مخلوق کو گواہ بنا کر کہتا ہوں کہ بیشک تو ہی میرا رب ہے اور اسلام میرا دین ہے محمدؐ میرے نبی ہیں اور حضرت علیؑ اور حسنؑ و حسینؑ و علیؑ بن حسینؑ و محمد بن علیؑ و جعفر بن محمد موسیٰؑ بن جعفر و علیؑ بن موسیٰؑ و محمدؑ بن علیؑ و علیؑ بن محمدؑ و حسنؑ بن علیؑ والحجۃؑ بن حسنؑ

بن علیؑ میرے آئمہ ہیں میں ان ہی سے محبت کرتا ہوں اور ان کے دشمنوں سے برائت کا اظہار کرتا ہوں) پھر تین بار اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اُنْشِدُکَ دَمَ الْمَظْلُوْمِ (اے اللہ میں تجھے خون مظلوم کی قسم دیتا ہوں)

پھر تین بار اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اُنْشِدُکَ بِاِیْوَائِکَ عَلٰی نَفْسِکَ لِاَعْدَائِکَ لَتُھْلِکَنَّھُمْ بِاَیْدِیْنَا وَاَیْدِی الْمُؤْمِنِیْنَ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اُنْشِدُکَ بِاِیْوَائِکَ عَلٰی نَفْسِکَ لِاَوْلِیَائِکَ لَتُظْفِرَنَّھُمْ بِعَدُوِّکَ وَعَدُوِّھِمْ اَنْ تُصَلِّیَ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَعَلَی الْمُسْتَحْفَظِیْنَ مِنْ آلِ مُحَمَّدٍ (اے اللہ میں تجھے خود تیری ذات کی قسم دیکر کہتا ہوں کہ تو اُن کے دشمنوں کو ہمارے ہاتھوں اور مومنین کے ہاتھوں سے ضرور ہلاک کرادے اور میں تجھے خود تیری ذات کی قسم دیکر کہتا ہوں تو اُن کے اولیاء اور دوستداروں کو اپنے دشمنوں پر اور اُنکے دشمنوں پر ضرور فتحیاب فرما اور رحمت نازل فرما محمدؐ پر اور آل محمدؐ میں سے ان پر جو لوگ محفوظ و معصوم ہیں)

پھر تین بار اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ الْیُسْرَ بَعْدَ الْعُسْرِ (اے اللہ مشکل کے بعد آسانی عطا فرما)۔

پھر اپنا دایاں گال زمین پر رکھکر تین بار

یَاکَھْفِیْ حِیْنَ تُعْیِیْنِی الْمَذَاھِبُ وَتَضِیْقُ عَلَیَّ الْاَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ وَیَابَارِیءَ خَلْقِیْ رَحْمَۃً بِیْ وَکُنْتَ عَنْ خَلْقِیْ غَنِیًّا صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَآلِ مُحَمَّدٍ وَعَلَی الْمُسْتَحْفَظِیْنَ مِنْ آلِ مُحَمَّدٍ (اے مجھے اس وقت پناہ دینے والے جب مختلف راستے مجھے عاجز کر دیتے ہیں اور زمین باوجود اپنی وسعت کے مجھ پر تنگ ہوجاتی ہے۔اے مجھ پر رحم وکرم کرکے مجھے پیدا کرنے والے تجھ کو میرے پیدا کرنے کی کوئی ضرورت لاحق نہیں تھی تو محمدؐ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اور آل محمدؐ خصوصاً آل محمدؐ میں جو معصوم و محفوظ ہیں ان پر اپنی رحمتیں نازل فرما۔

پھر اپنا بایاں رخسار زمین پر رکھکر تین بار کہو

یَامُذِلَّ کُلِّ جَبَّارٍ وَیَامُعِزَّ کُلِّ ذَلِیْلٍ قَدْ وَعِزَّتِکَ بَلَغَ [بِیْ] مَجْھُوْدِیْ (اے ہر ظالم وجابر کو ذلیل کرنے والے اور اے ہر ذلیل کو عزت دینے والے تجھے اپنی عزت وجلال کی قسم مجھے میرے مقصد تک پہنچادے)۔

پھر سجدہ کرو اور سو مرتبہ کہو شکراً شکراً پھر اپنی حاجت کے لئے سوال کرو انشاء اللہ تعالیٰ اور مخالفین کے سامنے سجدہ شکر نہ کرو بلکہ تقیہ اختیار کرو اور اسے ترک کرو۔

(۹۶۸) جہم بن ابی جہم سے روایت کی گئی ہے انہوں نے کہا کہ میں نے حضرت امام ابوالحسن موسیٰ بن جعفر علیہما السلام کو دیکھا کہ آپ نے نماز مغرب کی تین رکعت کے بعد سجدہ کیا تو میں نے عرض کیا میں آپ پر قربان میں نے دیکھا کہ آپ نے تین رکعتوں کے بعد سجدہ کیا تو آپ نے فرمایا کیا واقعی تم نے مجھے سجدہ کرتے ہوئے دیکھ لیا؟ میں نے عرض کیا جی ہاں تو آپ نے فرمایا پھر تم بھی اس کو نہ چھوڑنا اس میں دعا قبول ہوتی ہے۔

(۹۶۹) ابراہیم بن عبدالحمید کی روایت ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ایک شخص سے فرمایا کہ جب تمہیں کوئی غم و حزن لاحق ہو تو اپنے ہاتھ کو سجدہ گاہ سے مسح کرو پھر اس ہاتھ کو اپنے بائیں رخسار پر ملو پھر اسے اپنی پیشانی سے لیکر اپنے داہنے رخسار پر ملو۔ (ابن عمیر کا بیان ہے کہ ابراہیم بن عبدالحمید نے مجھے اسطرح بتایا) اور ایسا تین مرتبہ کرو اور ہر مرتبہ یہ کہو

بِسْمِ اللّٰهِ الَّذِیْ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ عَالِمُ الْغَیْبِ وَ الشَّهَادَةِ الرَّحْمٰنُ الرَّحِیْمُ اَللّٰهُمَّ اَذْهِبْ عَنِّی الْغَمَّ وَ الْحَزَنَ - (اس اللہ کے نام سے کہ جس کے سوا کوئی اللہ نہیں وہ باطن و ظاہر کا جاننے والا ہے اور رحمن و رحیم ہے اے اللہ تو میرے غم و حزن کو دور کردے)۔

(۹۷۰) اور سلیمان بن حفص مروزی سے روایت ہے کہ انہوں نے بیان کیا کہ حضرت ابوالحسن رضا علیہ السلام نے مجھے خط میں تحریر فرمایا کہ تم سجدہ شکر میں سو مرتبہ شکراً شکراً کہو اور اگر چاہو تو عفواً عفواً کہو۔

(۹۷۱) اور حضرت ابوالحسن امام موسیٰ بن جعفر علیہ السلام نماز کے بعد سجدے میں جاتے تو سر نہ اٹھاتے جب تک کہ دن نہ چڑھ جائے۔

(۹۷۲) اور عبدالرحمن بن حجاج نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا جو شخص حالت وضو میں سجدہ شکر کرے تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے دس نمازوں کا ثواب لکھے گا اور اس کے دس گناہوں کو محو کردے گا۔

(۹۷۳) اور سعد بن سعد نے حضرت امام رضا علیہ السلام سے سجدہ شکر کے متعلق دریافت کیا اور کہا کہ ہم اپنے اصحاب کو دیکھتے ہیں کہ وہ نماز فریضہ کے بعد ایک سجدہ کرتے ہیں اور اسکو کہتے ہیں کہ یہ سجدہ شکر ہے۔ تو آپ نے فرمایا کہ شکر یہ ہے کہ جب اللہ تعالیٰ بندے کو کسی نعمت سے نوازے تو وہ یہ کہے۔

سُبْحَانَ الَّذِیْ سَخَّرَ لَنَا هٰذَا وَ مَا كُنَّا لَهٗ مُقْرِنِیْنَ وَ اِنَّا اِلٰی رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُوْنَ وَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ (پاک و منزہ ہے وہ ذات کہ جس نے مجھے اس چیز پر قابو دیا جبکہ مجھ میں اس پر قابو پانے کی طاقت نہ تھی اور ہم سب اپنے رب کی طرف واپس پلٹنے والے ہیں اور حمد اس اللہ کی ہے جو تمام عالمین کا پروردگار ہے (سورۃ زخرف۔ آیت نمبر ۱۳)

(۹۷۴) اور اسحاق بن عمار نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ نے بیان فرمایا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام جب نماز پڑھتے تو جب تک اپنا دایاں رخسار زمین سے ملا نہ لیتے اور بایاں رخسار زمین سے چپاں نہ کر لیتے ہٹتے نہ تھے۔

(۹۷۵) حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے بیان فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ بن عمران کی طرف وحی فرمائی کہ تمہیں معلوم ہے کہ میں نے ساری مخلوق کو چھوڑ کر تمہیں اپنے کلام کے لئے کیوں منتخب کیا؟ موسیٰؑ نے کہا نہیں اے

میرے رب اللہ تعالیٰ نے کہا اے موسیٰ میں نے اپنے تمام بندوں کو الٹ پلٹ کر دیکھا مگر میں نے کسی ایک کو بھی ایسا نہ پایا جو تمہاری طرح میرے سامنے خود کو ذلیل کرتا ہو اے موسیٰ جب تم نماز پڑھتے ہو تو اپنے دونوں رخسار زمین پر رکھ دیتے ہو۔

(۹۷۶) اور امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ بندہ سجدہ کرے اور پوری ایک سانس تک یاربِّ یاربِّ کہے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میں موجود ہوں بتا تجھے کیا حاجت ہے۔

(۹۷۷) اور حضرت علی ابن الحسن علیہ السلام اپنے سجدہ میں عرض کیا کرتے تھے اَللّٰھُمَّ اِنْ کُنْتُ قَدْ عَصَیْتُکَ فَاِنِّیْ قَدْ اَطَعْتُکَ فِیْ اَحَبِّ الْاَشْیَاءِ اِلَیْکَ وَھُوَ الْاِیْمَانُ بِکَ مَنًّا مِنْکَ عَلَیَّ لَا مَنًّا مِنِّیْ عَلَیْکَ، وَتَرَکْتُ مَعْصِیَتَکَ فِیْ اَبْغَضِ الْاَشْیَاءِ اِلَیْکَ وَھُوَ اَنْ اَدْعُوَ لَکَ وَلَدًا اَوْ اَدْعُوَ لَکَ شَرِیْکًا مَنًّا مِنْکَ عَلَیَّ لَا مَنًّا مِنِّیْ عَلَیْکَ، وَعَصَیْتُکَ فِیْ اَشْیَاءَ عَلٰی غَیْرِ وَجْہِ مُکَابَرَۃٍ وَلَا مُعَانَدَۃٍ وَلَا اِسْتِکْبَارٍ عَنْ عِبَادَتِکَ، وَلَا جُحُوْدٍ لِرُبُوْبِیَّتِکَ، وَلٰکِنِ اتَّبَعْتُ ھَوَایَ وَاسْتَزَلَّنِیَ الشَّیْطَانُ بَعْدَ الْحُجَّۃِ عَلَیَّ وَالْبَیَانِ، فَاِنْ تُعَذِّبْنِیْ فَبِذُنُوْبِیْ غَیْرَ ظَالِمٍ لِیْ، وَاِنْ تَغْفِرْ لِیْ وَتَرْحَمْنِیْ فَبِجُوْدِکَ وَبِکَرَمِکَ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ (اے اللہ اگر میں نے گناہ کیا ہے تو تیری ایک اطاعت بھی تو کی ہے اس چیز میں جو تجھے سب سے زیادہ پسند ہے اور وہ تجھ پر ایمان رکھنا ہے اور یہ تیرا مجھ پر احسان ہے میرا تجھ پر کوئی احسان نہیں ہے۔ اور میں نے وہ گناہ چھوڑ دیا جو تجھ کو سب سے زیادہ ناپسند ہے اور وہ یہ کہ میں یہ مان لوں کہ تیرا کوئی بیٹا ہے یا یہ مان لوں کہ تیرا کوئی شریک ہے یہ تیرا مجھ پر احسان ہے میرا تجھ پر کوئی احسان نہیں ہے اور میں نے چند باتوں میں اگر نافرمانی کی ہے تو نہ کبر کی بنا پر نہ عناد کی بنا پر نہ تیری عبادت سے انکار کی بنا پر نہ تیری ربوبیت سے انکار کی بنا پر بلکہ میں نے اپنی خواہش نفس کی پیروی کی اور حجت و بیان کی موجودگی کے بعد بھی شیطان نے مجھے بہکا دیا اب اگر تو میرے گناہوں پر مجھے عذاب میں مبتلا کرے تو یہ مجھ پر تیرا ظلم نہیں ہوگا اور اگر تو بخش دے تو تو ارحم الراحمین ہے یہ تیرا جود و کرم ہوگا) اور جو شخص سجدہ شکر کر رہا ہے اسکے لئے مناسب ہے کہ وہ اپنی دونوں کہنیاں زمین پر رکھے اور اپنے سینے کو زمین سے ملا دے۔

(۹۷۸) ابی الحسین اسدی رضی اللہ عنہ کی روایت میں یہ ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ جب نماز گزار نماز فریضہ کے بعد سجدہ کرتا ہے تو وہ اس لئے کہ وہ اس امر پر اللہ کا شکر ادا کرتا ہے کہ اس نے احسان کیا کہ ادائے فرض کی توفیق عطا فرمائی۔ اور سجدہ شکر میں کم از کم یہ کہنا کافی ہے کہ تین مرتبہ کہے شُکْرًا لِّلّٰہِ۔

(۹۷۹) اور احمد بن ابی عبداللہ نے اپنے باپ سے اور انہوں نے محمد ابی عمیر سے انہوں نے حریز سے انہوں نے مرازم سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ سجدہ شکر ہر مسلمان پر واجب ہے اس سے تیری نماز پوری ہوگی اور تیرا رب تجھ سے راضی و خوش ہوگا اور ملائکہ تجھ پر تعجب کریں گے کہ اس بندے کو دیکھو

کہ یہ جب نماز پڑھتا ہے تو سجدہ شکر ادا کرتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ اس بندے کے اور ملائکہ کے درمیان حجاب اٹھا دیتا ہے اور کہتا ہے کہ اے میرے ملائکہ میرے بندے کو دیکھو کہ اس نے میرے فرض کو ادا کیا اور میرے عہد کو پورا کیا پھر اس نے شکر کرتے ہوئے مجھے سجدہ بھی کیا اس بنا پر کہ میں نے اس کو نعمتیں دیں۔ میرے فرشتو یہ بتاؤ کہ اسکو دینے کے لئے میرے پاس کیا ہے؟ ملائکہ کہیں گے ہمارے پروردگار تیری رحمت ہے اللہ تعالیٰ کہے گا (درست ہے) مگر اسکے علاوہ اور کیا ہے ملائکہ کہیں گے پروردگار اس کو دینے کیلئے تیری جنت ہے اللہ تعالیٰ کہیگا (درست ہے) لیکن اس کے علاوہ اور کیا ہے ؟ ملائکہ عرض کریں گے پروردگار پھر اسکے علاوہ اس کی مہمات کو حل کردے اللہ تعالیٰ کہے گا پھر اور کیا اور کیا تو ملائکہ اسکے بعد ایک ایک نیکی کو شمار کرینگے اور اللہ تعالیٰ کہتا رہے گا اور کیا اور کیا جب کچھ نیکی باقی نہ رہے گی تو اللہ تعالیٰ کہے گا اے میرے ملائکہ یہ بتاؤ اور کیا؟ تو ملائکہ کہیں گے پروردگار ہمیں ان کے علاوہ کچھ معلوم نہیں تو اللہ تعالیٰ کہے گا میں اسکا شکریہ ادا کرونگا جسطرح اس نے میرا شکر ادا کیا ہے اور میں اپنے فضل و کرم کو لیکر خود اسکی طرف بڑھوں گا اور اپنا چہرہ اسکو دکھاؤں گا۔

مصنفِ کتاب رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ جس شخص نے اور چہروں کی طرح اللہ تعالیٰ کا چہرہ بتایا اس نے کفر و شرک کیا۔ اسکا چہرہ تو انبیاء اور حجتہائے خدا صلوات اللہ علیہم ہیں یہی وہ لوگ ہیں کہ جن کے وسیلہ سے بندے اللہ کی طرف اسکی معرفت اور اسکے دین کی طرف متوجہ ہوتے ہیں اور قیامت کے دن ان لوگوں کو دیکھنا سب سے بڑا ثواب و اجر ہے اور یہ ہر ثواب سے بڑھا ہوا ہے اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے

کل من علیھا فان و یبقیٰ وجہ ربک ذو الجلال و الاکرام (ہر مخلوق فنا ہونے والی ہے بس خدائے ذوالجلال والاکرام کا چہرہ باقی رہے گا) (سورہ رحمٰن آیت نمبر ۲۶ ۔ ۲۷) نیز ارشاد فرمایا ہے فاینما تولوا فثم وجہ اللہ (تم جدھر بھی رخ کرو ادھر ہی اللہ کا چہرہ ہے یعنی ادھر ہی اللہ کی طرف توجہ ہوگی) (سورہ بقرہ آیت نمبر ۱۱۵) اور قرآن کے ظاہری الفاظ کی بناء پر احادیث سے انکار نہیں کیا جائے گا۔

باب : ہر صبح و شام کی مستحب دعائیں

(۹۸۰) عبدالکریم بن عتبہ نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا کہ جو شخص سورج کے طلوع ہونے سے پہلے اور اسکے غروب ہونے سے پہلے دس مرتبہ یہ کہے ۔ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ يُحْيِيْ وَيُمِيْتُ وَهُوَ حَيٌّ لَا يَمُوْتُ بِيَدِهِ الْخَيْرُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۔ (نہیں ہے کوئی اللہ سوائے اس اللہ کے وہ اکیلا ہے اسکا کوئی شریک نہیں اسی کے لئے ملک اور اسی کے لئے حمد ہے وہی جلاتا اور مارتا ہے وہ زندہ ہے جو کبھی نہ مرے گا اسی کے ہاتھ خیر ہے اور وہ ہر شے پر قادر ہے) تو یہ اسکے اس دن کے گناہوں کا کفارہ ہوجائے گا۔

(۹۸۱) حفص بن بختری نے آنجناب سے روایت کی ہے کہ آپ نے بیان فرمایا کہ حضرت نوح علیہ السلام جب صبح ہوتی

اور جب شام ہوتی تو یہ کہا کرتے تھے۔ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اُشْھِدُکَ اَنَّہٗ مَا اَصْبَحَ وَ اَمْسٰی بِیْ مِنْ نِعْمَۃٍ وَ عَافِیَۃٍ فِیْ دِیْنٍ اَوْ دُنْیَا فَمِنْکَ وَحْدَکَ لَا شَرِیْکَ لَکَ - لَکَ الْحَمْدُ وَلَکَ الشُّکْرُ بِھَا عَلَیَّ حَتّٰی تَرْضٰی وَ بَعْدَ الرِّضَا (اے پروردگار میں تجھے گواہ بنا کر کہتا ہوں کہ دین و دنیا میں جو نعمتیں اور عافیتیں صبح و شام مجھے میسر آرہی ہیں وہ سب صرف تیری طرف سے اور اکیلے تیری طرف سے ہیں تیرا کوئی شریک نہیں تیرے لئے حمد اور تیرے لئے شکر تاکہ تو مجھ سے خوش ہو اور آئندہ بھی خوش رہے)

ایسا جب صبح ہوتی تو دس مرتبہ کہتے اور جب شام ہوتی تو دس مرتبہ کہتے اور اس بناء پر اللہ نے ان کا نام عبداً شکوراً رکھدیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز فجر کے بعد کہا کرتے تھے۔ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ مِنَ الْھَمِّ وَ الْحُزْنِ وَ الْعَجْزِ وَ الْکَسَلِ وَ الْبُخْلِ وَ الْجُبْنِ وَ ضَلَعِ الدَّیْنِ ، وَ غَلَبَۃِ الرِّجَالِ ، وَ بَوَارِ الْاَیِّمِ وَ الْغَفْلَۃِ وَ الذِّلَّۃِ وَ الْقَسْوَۃِ وَ الْعَیْلَۃِ وَ الْمَسْکَنَۃِ ، وَ اَعُوْذُبِکَ مِنْ نَفْسٍ لَا تَشْبَعُ ، وَ مِنْ قَلْبٍ لَا یَخْشَعُ ، وَ مِنْ عَیْنٍ لَا تَدْمَعُ ، وَ مِنْ دُعَاءٍ لَا یُسْمَعُ ، وَ مِنْ صَلَاۃٍ لَا تَنْفَعُ ، وَ اَعُوْذُبِکَ مِنْ اِمْرَاَۃٍ تُشَیِّبُنِیْ قَبْلَ اَوَانِ مَشِیْبِیْ وَ اَعُوْذُبِکَ مِنْ وَلَدٍ یَکُوْنُ عَلَیَّ رَبًّا ، وَ اَعُوْذُبِکَ مِنْ مَالٍ یَکُوْنُ عَلَیَّ عَذَابًا ، وَ اَعُوْذُبِکَ مِنْ صَاحِبٍ خَدِیْعَۃٍ اِنْ رَاٰی حَسَنَۃً دَفَنَھَا ، وَ اِنْ رَاٰی سَیِّئَۃً اَفْشَاھَا ، اَللّٰھُمَّ لَا تَجْعَلْ لِفَاجِرٍ عِنْدِیْ یَدًا وَ لَا مِنَّۃً - (اے اللہ میں تیری پناہ چاہتا ہوں ہم و حزن سے ، عجز و کسل سے ، بخل و بزدلی سے ، دین میں کجی سے ، لوگوں کے مقابلہ میں مغلوب ہوجانے سے ، بے شوہر والی عورت سے ، غفلت و ذلت و قساوت قلبی و تنگدستی و مسکنت سے ، اور میں تیری پناہ چاہتا ہوں ایسے نفس سے جو کبھی سیر نہ ہو ، ایسے قلب سے جس میں خوف خدا نہ ہو ، ایسی آنکھ سے جس میں کبھی آنسو نہ آئیں ایسی دعا سے جو سنی نہ جائے۔ ایسی نماز سے جو نفع نہ دے سکے۔ اور میں تیری پناہ چاہتا ہوں ایسی عورت سے جو بڑھاپے سے قبل ہی مجھے بوڑھا کردے۔ ایسی اولاد سے جو مجھ پر حاوی اور غالب رہنے کی کوشش کرے۔ اور میں تیری پناہ چاہتا ہوں ایسے مال سے جو میرے لئے عذاب بن جائے اور میں تیری پناہ چاہتا ہوں ایسے دھوکہ باز سے جو اگر میری اچھائی دیکھے تو اسے چھپادے اور اگر برائی دیکھے تو اسے مشہور کردے۔ اے اللہ تو کسی فاجر شخص کا مجھے ممنون واحسان مند نہ ہونے دے۔)

(۹۸۲) اور ہمارے متعدد اصحاب نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ میرے پدر بزرگوار جب نماز صبح پڑھتے تو یہ کہتے تھے۔ یَامَنْ ھُوَ اَقْرَبُ اِلَیَّ مِنْ حَبْلِ الْوَرِیْدِ ، یَامَنْ یَحُوْلُ بَیْنَ الْمَرْءِ وَ قَلْبِہٖ ، یَامَنْ ھُوَ بِالْمَنْظَرِ الْاَعْلٰی ، یَامَنْ لَیْسَ کَمِثْلِہٖ شَیْءٌ وَ ھُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ ، یَا اَجْوَدَ مَنْ سُئِلَ ، وَ یَا اَوْسَعَ مَنْ اَعْطٰی ، وَ یَا خَیْرَ مَدْعُوٍّ ، وَ یَا اَفْضَلَ مَرْجُوٍّ ، وَ یَا اَسْمَعَ السَّامِعِیْنَ ، وَ یَا اَبْصَرَ النَّاظِرِیْنَ ، وَ یَا خَیْرَ النَّاصِرِیْنَ ، وَ یَا اَسْرَعَ الْحَاسِبِیْنَ وَ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ ، وَ یَا اَحْکَمَ الْحَاکِمِیْنَ ، صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِ مُحَمَّدٍ ، وَ اَوْسِعْ عَلَیَّ فِیْ رِزْقِیْ ، وَ امْدُدْ لِیْ فِیْ عُمْرِیْ ، وَ انْشُرْ عَلَیَّ مِنْ رَحْمَتِکَ وَ اجْعَلْنِیْ مِمَّنْ تَنْتَصِرُ بِہٖ لِدِیْنِکَ وَ لَا تَسْتَبْدِلْ بِیْ غَیْرِیْ ، اَللّٰھُمَّ اِنَّکَ تَکَفَّلْتَ

برزقي ورزق كلّ دابّة فأوسع عليّ وعلى عيالي من رزقك الواسع الحلال، واكفنا من الفقر پھر کہا کرتے تھے کہ مرحباً بالحافظين، وحيّاكما الله من كاتبين اكتبا رحمكما الله انّي اشهد أن لا اله إلّا الله وحده لاشريك له، واشهد انّ محمداً عبده ورسوله، واشهد انّ الدين كما شرع - وانّ الاسلام كما وصف وان الكتاب كما انزل، وانّ القول كما حدّث، وانّ الله هو الحقّ المبين، اللّهم بلّغ محمداً وآل محمد افضل التحيّة، وافضل السّلام، أصبحت وربّي محمود، اصبحت لا اشرك بالله شيئاً، ولا ادعو مع الله أحداً، ولا اتّخذ من دونه وليّاً، اصبحت عبداً مملوكاً لا املك إلّا ما ملّكني ربّي، أصبحت لا استطيع ان اسوق إلى نفسي خير ما ارجو ولا اصرف عنها شرّ ما احذر، أصبحت مرتهناً بعملي، واصبحت فقيراً لا اجد افقر منّي، بالله اصبح وبالله امسي و بالله احيا وبالله اموت والى الله النشور (اے وہ ذات کہ جو مجھ سے میری شہ رگ گردن سے بھی قریب ہے، اے وہ کہ جو انسان اور اسکے طلب کے درمیان حائل رہتا ہے، اے وہ ذات کہ جو منظر اعلیٰ پر ہے، اے وہ کہ جسکے مثل کوئی شے نہیں اور وہ سننے والا اور جاننے والا ہے۔ اے وہ کہ جو اُن تمام لوگوں سے زیادہ سخی ہے جن سے سوال کیا جاتا ہے، اے تمام عطا کرنے والوں سے زیادہ عطا کرنے والے۔ اے تمام پکارے جانے والوں میں سب سے بہتر، اے اُن تمام میں سب سے افضل جن سے امید رکھی جاتی ہے، اے ہر سننے والے سے زیادہ سننے والے، اے تمام دیکھنے والوں میں سب سے زیادہ دیکھنے والے، اے تمام مددگاروں میں سب سے بہتر مددگار، اے حساب کرنے والوں میں سب سے جلد حساب کرنے والے، اے تمام رحم کرنے والوں میں سب سے زیادہ رحم کرنے والے، اے حاکموں میں سب سے بڑے حاکم، اپنی رحمتیں نازل فرما محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آل محمدؐ پر اور میرے رزق میں میرے لئے وسعت دے، میری عمر کو دراز کر اور اپنی رحمت کو مجھ پر پھیلا دے اور مجھے ان لوگوں میں قرار دے جن کے ذریعہ تو اپنے دین کی مدد کرتا ہے اور میرے بدلے کسی غیر کو یہ شرف نہ دے۔ اے اللہ تونے میرے رزق کا اور تمام جان داروں کے رزق کا ذمہ لیا ہے پس میرے اور میرے عیال پر اپنے وسیع اور حلال رزق میں وسعت عطا فرما اور فقر و تنگدستی سے مجھے محفوظ رکھ۔

پھر فرمایا کرتے۔

اے دونوں محافظ فرشتوں مرحبا اے کراماً کاتبین اللہ تم دونوں کو زندہ و سلامت رکھے اللہ تم دونوں پر رحم کرے (میرے نامہ اعمال میں) تم دونوں یہ لکھ لو کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ نہیں ہے کوئی اللہ سوائے اسی اللہ کے وہ اکیلا ہے اسکا کوئی شریک نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمدؐ اللہ کے بندے اور اسکے رسول ہیں اور گواہی دیتا ہوں کہ دین وہی ہے جو قواعد و اصول اللہ نے بنائے اور اسلام وہی ہے جسکی توصیف اللہ نے کی۔ کتاب وہی ہے جسے اللہ نے نازل فرمایا۔ حدیث وہی ہے جو رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بیان فرمایا۔ اور بیشک اللہ کی ذات ایک واضح حق ہے پروردگار تو محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آل محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک میرا بہترین تحیتہ اور بہترین سلام پہنچا دے۔ میں نے اپنے رب کی حمد

کرتے ہوئے صبح کی میں نے اس طرح صبح کی کہ اللہ کا شریک کسی شے کو نہیں کیا اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی اور کو نہیں پکارا اور اسکے سوا کسی دوسرے کو اپنا ولی نہیں بنایا۔ میں اللہ تعالیٰ کا عبد مملوک ہوں جس چیز کا اللہ نے مجھے مالک بنایا ہے اسکے سوا میں کسی شے کا مالک نہیں ہوں مجھ میں تو اتنی بھی استطاعت نہیں کہ اپنی تمنا کے مطابق کوئی خیر حاصل کرلوں اور نہ اتنی استطاعت ہے کہ جس شر سے میں ڈرتا ہوں اسکو دور کرسکوں، میں اپنے عمل کے ہاتھوں رہن ہوں، میں ایسا فقیر ہوں کہ اپنے سے زیادہ کسی کو فقیر نہیں پاتا، میں صبح کرتا ہوں تو اللہ کی مرضی سے، شام کرتا ہوں تو اللہ کی مرضی سے، زندہ ہوں تو اللہ کی مرضی سے، مرونگا تو اللہ کی مرضی سے اور اللہ ہی کی طرف میرا حشر و نشر ہوگا۔)

(۹۸۲) عمار بن موسیٰ نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ نے ارشاد فرمایا کہ جب تم صبح کرو اور شام کرو تو یہ کہو أَصْبَحْنَا وَالْمُلْكُ وَالْحَمْدُ وَالْعَظَمَةُ وَالْكِبْرِيَاءُ وَالْجَبَرُوتُ، وَالْحِلْمُ وَالْعِلْمُ وَالْجَلَالُ وَالْجَمَالُ وَالْكَمَالُ وَالْبَهَاءُ (وَالْقُدْرَةُ)، وَالتَّقْدِيسُ وَالتَّعْظِيمُ وَالتَّسْبِيحُ وَالتَّكْبِيرُ وَالتَّهْلِيلُ وَالتَّحْمِيدُ - وَالسَّمَاحُ وَالْجُودُ وَالْكَرَمُ، وَالْمَجْدُ وَالْمَنُّ، وَالْخَيْرُ وَالْفَضْلُ وَالسَّعَةُ، وَالْحَوْلُ وَالسُّلْطَانُ وَالْقُوَّةُ وَالْعِزَّةُ وَالْقُدْرَةُ، وَالْفَتْقُ وَالرَّتْقُ، وَاللَّيْلُ وَالنَّهَارُ، وَالظُّلُمَاتُ وَالنُّورُ، وَالدُّنْيَا وَالْآخِرَةُ وَالْخَلْقُ جَمِيعاً وَالْأَمْرُ كُلُّهُ وَمَا سَمَّيْتُ وَمَا لَمْ أُسَمِّ، وَمَا عَلِمْتُ مِنْهُ وَمَا لَمْ أَعْلَمْ، وَمَا كَانَ وَمَا هُوَ كَائِنٌ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ، اَلْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي أَذْهَبَ بِاللَّيْلِ وَجَاءَ بِالنَّهَارِ وَأَنَا فِي نِعْمَةٍ مِنْهُ وَعَافِيَةٍ وَفَضْلٍ عَظِيمٍ، اَلْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي لَهُ مَا سَكَنَ فِي اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ (وَ) اَلْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي يُولِجُ اللَّيْلَ فِي النَّهَارِ، وَيُولِجُ النَّهَارَ فِي اللَّيْلِ، وَيُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ، وَيُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ وَهُوَ عَلِيمٌ بِذَاتِ الصُّدُورِ، اَللَّهُمَّ بِكَ نُمْسِي وَبِكَ نُصْبِحُ وَبِكَ نَحْيَا وَبِكَ نَمُوتُ وَإِلَيْكَ نَصِيرُ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ أَنْ أَذِلَّ أَوْ أُذَلَّ، أَوْ أَضِلَّ أَوْ أُضَلَّ، أَوْ أَظْلِمَ أَوْ أُظْلَمَ، أَوْ أَجْهَلَ أَوْ يُجْهَلَ عَلَيَّ، يَا مُصَرِّفَ الْقُلُوبِ ثَبِّتْ قَلْبِي عَلَى طَاعَتِكَ وَطَاعَةِ رَسُولِكَ، اَللَّهُمَّ لَا تُزِغْ قَلْبِي بَعْدَ إِذْ هَدَيْتَنِي وَهَبْ لِي مِنْ لَدُنْكَ رَحْمَةً إِنَّكَ أَنْتَ الْوَهَّابُ پھر کہو: اَللَّهُمَّ إِنَّ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ خَلْقَانِ مِنْ خَلْقِكَ - فَلَا تَبْتَلِيَنِّي فِيهِمَا بِجُرْأَةٍ عَلَى مَعَاصِيكَ، وَلَا رُكُوبٍ لِمَحَارِمِكَ، وَارْزُقْنِي فِيهِمَا عَمَلاً مُتَقَبَّلاً وَسَعْياً مَشْكُوراً، وَتِجَارَةً لَنْ تَبُورَ (میں نے اس امر کا اقرار کرتے ہوئے صبح کی کہ ملک و حمد و عظمت و کبریائی و جبروت و حلم و علم و جلال و جمال و کمال و حسن و قدرت و تقدیس و تعظیم و تسبیح و تکبیر تہلیل و تحمید و بخشش وجود و کرم و مجد و احسان، خیر و فضل و وسعت و حول و قوت و سلطنت و عزت و قدرت۔ پھاڑنا جوڑنا اور رات و دن و ظلمت و نور، دنیا و آخرت اور تمام مخلوق اور ہر طرح کا فرمان جن چیزوں کا میں نے نام لیا ہے وہ اور جن چیزوں کا نام نہیں لے سکا ان میں سے جن کا ہمیں علم ہے وہ اور جنکا علم نہیں ہے جو کچھ ہو چکا وہ اور جو آئندہ ہوگا وہ سب کا سب سارے جہاں کے رب کے لئے ہے۔ حمد اس اللہ کی جو رات کو لے گیا اور دن کو لایا اور میں اسکی طرف سے ملی ہوئی نعمت اور عافیت اور اسکے عظیم فضل و کرم میں ہوں۔ حمد اس اللہ کی کہ جس کی ہر وہ

چیز ہے جو رات اور دن میں ساکن ہے اور وہی سننے والا اور جاننے والا ہے۔ حمد اس اللہ کی جو رات کو دن میں داخل کرتا ہے اور دن کو رات میں داخل کرتا ہے مردہ کو زندہ سے نکالتا ہے اور زندہ کو مردہ سے اور وہ دلوں کی باتوں کا جاننے والا ہے۔ اے اللہ ہم تیری منشاء سے شام کرتے ہیں اور تیری ہی منشاء سے صبح۔ تیری ہی منشاء سے زندہ رہیں گے اور تیری ہی منشاء سے مریں گے اور تیری ہی طرف ہماری بازگشت ہوگی۔ اور میں پناہ چاہتا ہوں تیری اس بات سے کہ میں کسی کو ذلیل کروں یا کوئی مجھ کو ذلیل کرے یا میں کسی کو گمراہ کروں یا کوئی مجھے گمراہ کرے یا کوئی مجھ پر ظلم کرے یا میں کسی پر ظلم کروں یا میں کسی کو جاہل بناؤں یا کوئی مجھے جاہل بنائے۔ اے دلوں کے پھیرنے والے میرے قلب کو اپنی اطاعت اور اپنے رسول کی اطاعت پر ثابت وبرقرار رکھ۔ اے اللہ میرے قلب کو ہدایت دینے کے بعد گمراہ نہ ہونے دے اور اپنے پاس سے مجھے رحمت عطا فرما بیشک تو بہت عطا کرنے والا ہے۔)

پھر آپ کہا کرتے کہ (اے اللہ رات و دن یہ دو مخلوق ہیں تیری مخلوقات میں سے ان دونوں کے اندر مجھے نہ اپنی معصیت کی جرأت میں مبتلا کرنا اور نہ فعل حرام کے ارتکاب میں۔ ان دونوں کے اندر مجھے اس عمل کی توفیق دے جو مقبول ہو اور وہ سعی و کوشش جو لائق شکر ہو اور وہ تجارت جس میں کبھی گھاٹا نہ ہو۔)

(۹۸۳) اور مسمع کردین سے روایت کی گئی ہے انہوں نے بیان کیا کہ میں نے حضرت جعفر صادق علیہ السلام کے ساتھ چالیس دن تک نماز صبح پڑھی وہ جنابؑ جب نافلہ پڑھتے تو دونوں ہاتھ آسمان کی طرف بلند کرکے کہا کرتے۔

أَصْبَحْنَا وَأَصْبَحَ الْمُلْكُ لِلّٰهِ ، اَللّٰهُمَّ إِنَّا عَبِيْدُكَ وَأَبْنَاءُ عَبِيْدِكَ ، اَللّٰهُمَّ احْفَظْنَا مِنْ حَيْثُ نَحْتَفِظُ وَمِنْ حَيْثُ لَا نَحْتَفِظُ ، اَللّٰهُمَّ احْرُسْنَا مِنْ حَيْثُ نَحْتَرِسُ وَمِنْ حَيْثُ لَا نَحْتَرِسُ ، اَللّٰهُمَّ اسْتُرْنَا مِنْ حَيْثُ نَسْتَتِرُ وَمِنْ حَيْثُ لَا نَسْتَتِرُ ، اَللّٰهُمَّ اسْتُرْنَا بِالْغِنٰى وَالْعَافِيَةِ ، اَللّٰهُمَّ ارْزُقْنَا الْعَافِيَةَ وَدَوَامَ الْعَافِيَةِ وَارْزُقْنَا الشُّكْرَ عَلَى الْعَافِيَةِ (ہم لوگوں نے اور ملک نے اللہ کے لئے صبح کی۔ اے اللہ ہم لوگ تیرے بندے کی اولاد ہیں اے اللہ ہم لوگوں کی حفاظت کر خواہ ہم لوگ اپنی حفاظت کر رہے ہوں خواہ نہ کر رہے ہوں۔ اے اللہ ہم لوگوں کی رکھوالی کر خواہ ہم لوگ اپنی رکھوالی کر رہے ہوں خواہ نہ کر رہے ہوں۔ اے اللہ تو ہم لوگوں کی پردہ پوشی کر خواہ ہم لوگ اپنی پردہ پوشی کر رہے ہوں خواہ نہ کر رہے ہوں۔ اے اللہ ہم لوگوں کو غنیٰ اور عافیت کے پردے میں چھپالے اے اللہ تو ہم لوگوں کو عافیت کی روزی عطا کر اور دائمی عافیت سے نواز اور عافیت پر ہم لوگوں کو شکر کی توفیق دے)

باب : نماز میں سہو کے احکام

(۹۸۴) اسماعیل بن مسلم نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور انہوں نے اپنے آبائے کرام سے روایت کی ہے کہ ایک مرتبہ ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجھے اپنی نماز میں شک اور وسوسہ پڑجانے کی شکایت ہے حد یہ ہے کہ مجھے یاد نہیں رہتا کہ میں زیادہ پڑھ گیا یا کم، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس سے ارشاد فرمایا کہ جب تو نماز شروع کرے تو اپنی بائیں ران میں اپنے داھنے ہاتھ کی تسبیح والی انگلی کو گڑا کر یہ کہہ بِسْمِ اللّٰهِ وَبِاللّٰهِ تَوَكَّلْتُ عَلَى اللّٰهِ أَعُوْذُ بِاللّٰهِ السَّمِيْعِ الْعَلِيْمِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ (اللہ کے نام سے اللہ کے ساتھ میں توکل کرتا ہوں اللہ پر اور پناہ چاہتا ہوں سننے والے اور جاننے والے اللہ کی شیطان رجیم سے) تو اسطرح تو اسکا گلا دبا دیگا اسکو جھڑک دیگا اور اسکو اپنے سے بھگا دیگا۔

(۹۸۵) روایت کی گئی ہے عمر بن یزید سے اسکا بیان ہے کہ ایک مرتبہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے نماز مغرب میں سہو کی شکایت کی تو فرمایا تم مغرب کی نماز سورہ قل ھواللہ اور قل یا ایھاالکافرون کے ساتھ پڑھو۔ اسکا بیان ہے کہ میں نے ایسا ہی کیا اور سہو ونسیان جاتا رہا۔

(۹۸۶) ابو حمزہ ثمالی نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ نے بیان فرمایا کہ ایک مرتبہ ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں اپنے دل کے وسوسہ سے سخت مشکل میں مبتلا ہوں۔ میں ایک عیال دار آدمی ہوں مقروض ہوں اور محتاج ہوں۔ آپ نے فرمایا تم ان کلمات کو بار بار کہا کرو۔ تَوَكَّلْتُ عَلَى الْحَيِّ الَّذِيْ لَا يَمُوْتُ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ لَمْ يَتَّخِذْ صَاحِبَةً وَّلَا وَلَدًا وَّلَمْ يَكُنْ لَّهٗ شَرِيْكٌ فِي الْمُلْكِ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ وَلِيٌّ مِّنَ الذُّلِّ وَكَبِّرْهُ تَكْبِيْرًا (میں نے توکل کیا اس ذات پر جو حیّ ہے اسے کبھی موت نہیں آئے گی۔ حمد اس اللہ کی جس کے نہ کوئی بیوی ہے نہ کوئی بیٹا اور نہ اسکے ملک میں اسکا شریک ہے نہ وہ کمزور ہے کہ کوئی اسکی سرپرستی کرے اور اسکی بڑائی کا اظہار اچھی طرح کرتے رہا کرو)

آپ کا بیان ہے کہ چند دنوں بعد وہ شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں دوبارہ آیا اور عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ تعالیٰ نے میرے دل سے سارے وسوسے نکال دیئے میرے قرض ادا ہوگئے میرے رزق میں وسعت ہوگئی۔

(۹۸۷) اور عبداللہ بن مغیرہ کی روایت میں ہے کہ آنجناب نے فرمایا کہ کوئی ہرج نہیں اگر ایک شخص اپنی نماز (کی رکعتوں) کا شمار اپنی انگوٹھی سے کرے یا ہاتھ میں کنکریاں لئے رہے اور اس سے شمار کرے۔

(۹۸۸) امام رضا علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ جب تم نماز میں بہت بھولنے لگو تو اپنی نماز پر چلتے رہو شمار نہ کرو۔

(۹۸۹) اور محمد بن مسلم نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ جب تم کو سہو بہت ہونے لگے تو اسکو چھوڑ دو ہوسکتا ہے کہ یہ سہو تم کو خود چھوڑ دے اس لئے کہ یہ سہو شیطان کی طرف سے ہے۔

(۹۹۰) اور ابن ابی عمیر کی روایت میں محمد بن ابی حمزہ سے روایت ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا اگر کوئی شخص ان لوگوں میں ہے جو ہر تین (رکعت) میں سہو کرتے ہیں تو اسکا شمار کثیر السہو میں ہوگا۔

(۹۹۱) زرارہ نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ نماز کا اعادہ صرف پانچ موقع پر کیا جائے گا۔ طہارت اور وقت اور قبلہ اور رکوع اور سجود (میں سہو) پھر فرمایا اور سوروں کی قرأت و تشہد سنت ہے اور سنت (کا سہو) فریضہ کو نہیں توڑتا۔

اور سہو میں اصل یہ ہے کہ جو شخص اپنی کسی نماز کے اندر اول کی دو رکعتوں میں سہو کرے تو اس پر اعادہ لازم ہے اور جب کوئی شخص نماز مغرب میں شک کرے تو اس پر اعادہ لازم ہے اور جو شخص نماز صبح میں شک کرے تو اس پر اعادہ لازم ہے جو شخص نماز جمعہ میں شک کرے تو اس پر اعادہ لازم ہے اور جو شخص دوسری اور تیسری رکعت میں یا تیسری اور چوتھی رکعت میں شک کرے تو وہ اکثر کو مان لے اور جب سلام پڑھ چکے تو اسکو پورا کرے جو اسکے گمان میں نقص اور کمی رہ گئی ہے۔

(۹۹۲) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے عمّار بن موسیٰ سے ارشاد فرمایا اے عمّار میں تمہارے لئے مسئلہ سہو کو دو حکموں میں جمع کئے دیتا ہوں۔ جب تمہیں شک ہو تو اکثر کو اختیار کرلو پھر جب سلام پڑھ لو تو تمہارے گمان میں جو کمی رہ گئی ہے اسے پورا کرلو۔

(۹۹۳) اور اس حدیث کا مطلب جس میں یہ روایت کی گئی ہے کہ فقیہ کبھی نماز کا اعادہ نہیں کرتا تو اس سے مراد تیسری اور چوتھی میں شک کے ہیں ابتداء کی دو رکعتوں میں نہیں۔

اور دو سجدہ سہو اس وقت واجب ہیں کہ جب انسان کھڑے ہونے کی جگہ بیٹھ جائے یا بیٹھ جانے کی جگہ کھڑا ہوجائے یا تشہد ترک ہوجائے یا نہیں جانتا کہ زیادتی ہوئی یا کمی اور یہ دونوں سجدے سلام کے بعد زیادتی یا کمی کے لئے ہونگے۔

(۹۹۴) حضرت امیرالمومنین علیہ السلام نے فرمایا کہ دو سجدہ سہو سلام کے بعد کوئی بات کرنے سے پہلے ہونگے۔

(۹۹۵) لیکن صفوان بن مہران جمال کی حدیث امام جعفر امام صادق علیہ السلام سے تو اسکا بیان ہے کہ میں نے ان جنابؑ سے دو سجدہ سہو کے متعلق دریافت کیا تو آپ نے فرمایا کہ اگر کمی کی ہے تو سلام پڑھنے سے پہلے اور اور اگر زیادتی کی ہے تو سلام کے بعد اور میں اسی حدیث کے پیش نظر حالت تقیہ میں فتویٰ دیتا ہوں۔

(۹۹۶) اور عمار ساباطی نے ان جنابؑ سے دونوں سجدہ سہو کے متعلق دریافت کیا کہ کیا ان میں تکبیر اور تسبیح ہے؟ تو آپ نے فرمایا نہیں اس لئے کہ دونوں فقط دو سجدے ہیں۔ پس اگر سہو کرنے والا امام ہے تو جب سجدہ کرے اور سر اٹھائے تو تکبیر کہے تاکہ وہ لوگ جو اسکے پیچھے نماز پڑھ رہے ہیں وہ آگاہ ہو جائیں کہ امام سے سہو ہوا تھا اور اس پر لازم نہیں ہے کہ ان دونوں سجدوں میں سبحان اللہ کہے اور نہ یہ لازم ہے کہ ان دو سجدوں کے بعد تشہد پڑھے۔

(۹۹۷) اور حلبی نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ تم دونوں سجدہ سہو میں کہو گے "بِسمِ اللّٰہِ وَبِاللّٰہِ و صلّی اللہ علی محمد و آل محمد" اور دوسری مرتبہ میں نے آپ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ "بِسمِ اللّٰہِ وَبِاللّٰہِ السلام علیک ایھا النبی ورحمۃ اللہ و برکاتُہ"

اور جو شخص اذان میں شک کرے جبکہ وہ نماز کی امامت کر رہا ہے تو جانے دے۔ اور جو شخص تکبیر کہنے کے بعد اقامت میں شک کرے تو اسے جانے دے۔ اور جو شخص سوروں کے بعد تکبیر میں شک کرے تو اسے جانے دے۔ جو شخص اسکے بعد سورہ کی قراءت میں شک کرے تو اسے جانے دے۔ اور جو شخص سجدہ میں جانے کے بعد رکوع میں شک کرے تو اسے جانے دے۔ ہر وہ چیز کہ جس میں شک دوسری حالت میں پہنچنے کے بعد ہو تو اسے جانے دے اور شک پر کوئی توجہ نہ کرے سوائے یہ کہ اس کو یقین ہو جائے اور جس شخص کو یقین ہو جائے کہ اس سے اذان و اقامت ترک ہو گئی ہے اور پھر ابھی سورہ نہیں پڑھا ہے کہ اسے یاد آیا تو ترک اذان میں کوئی مضائقہ نہیں وہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود بھیجے اور کہے "قَد قَامَتِ الصَّلٰوۃُ قَد قَامَتِ الصَّلٰوۃُ" اور جس شخص کو یقین ہو کہ تکبیر افتتاح نہیں کہی تو وہ پھر سے نماز پڑھے مگر اس کو یہ یقین کیسے آئے گا؟

(۹۹۸) اور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ کوئی شخص تکبیر افتتاح کو نہیں بھولتا۔

(۹۹۹) اور حلبی نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا ایک ایسے شخص کے متعلق کہ وہ تکبیر کہنا بھول گیا اور نماز شروع کر دی۔ آپ نے فرمایا اسکی بھول یہی تو ہے کہ تکبیر کہی ہے یا نہیں؟ اس نے کہا جی ہاں۔ آپ نے فرمایا پھر وہ نماز پڑھتا رہے گا۔

(۱۰۰۰) اور احمد بن محمد بن ابی نصر بزنطی نے حضرت امام رضا علیہ السلام سے ایک اسے شخص کے متعلق دریافت کیا کہ جسے شک ہے کہ وہ تکبیر افتتاح کہنا بھول گیا یہاں تک کہ اس نے رکوع کیلئے بھی تکبیر کہہ لی آپ نے فرمایا یہ اسکے بدلے میں کافی ہے۔

(۱۰۰۱) اور زرارہ سے روایت کی گئی ہے کہ انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے راوی کا بیان ہے کہ میں نے آنجنابؑ سے عرض کیا کہ ایک شخص ہے جو پہلی تکبیر افتتاح بھول گیا، آپ نے فرمایا اگر اسکو رکوع سے پہلے یاد آگیا تو تکبیر کہے پھر قراءت سورہ کرے پھر رکوع کرے اور اگر اسکو نماز میں کسی وقت یاد آئے تو وہ تکبیر کی جگہ تکبیر کہے

قرات سورہ سے پہلے ہو یا قرات سورہ کے بعد ہو۔ میں نے عرض کیا اور اگر اسکو بعد نماز یاد آئے تو آپ نے فرمایا کہ وہ نماز کی قضا کرے گا اور اس پر کوئی گناہ نہیں ہے۔

(۲۰۲) اور زرارہ نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ جب تم نے افتتاح کے بعد نماز کی اکیس تکبیروں میں سے پہلی تکبیر کہہ لی پھر تم تکبیر کہنا بھول گئے یا تم نے تکبیر نہیں کہی تو نماز کی تمام تکبیروں کے بدلے میں یہ پہلی تکبیر ہی کافی ہے۔

(۲۰۳) حریز نے زرارہ سے اور انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے ایک ایسے شخص کے متعلق کے جس نے بلند آواز سے نماز پڑھی جہاں بلند آواز سے نہیں پڑھنا چاہیئے یا جہاں بلند آواز سے پڑھنا چاہیئے وہاں اس نے خفی آواز سے نماز پڑھی؟ تو آپ نے فرمایا دونوں صورتوں میں اگر اس نے عمداً ایسا کیا ہے تو اسکی نماز باطل ہو گئی اور اس پر نماز کا اعادہ لازم ہے اور اگر وہ بھول گیا اور ایسا کیا یا اس سے سہو ہو گیا اور ایسا کیا یا اسکو معلوم نہ تھا اور ایسا کیا تو اس پر کوئی گناہ نہیں اسکی نماز پوری ہو گئی۔ راوی کا بیان ہے کہ میں نے عرض کیا ایک شخص پہلی دو رکعتوں میں قرات کرنا بھول گیا اور اب اسے آخر کی دو رکعتوں میں یاد آیا؟ آپ نے فرمایا کہ وہ پہلی دو رکعتوں میں جو قرات و تکبیر و تسبیح چھوڑ گیا ہے وہ آخر کی دو رکعتوں میں پورا کرے اس پر کوئی گناہ نہیں ہے۔

(۲۰۴) حسین بن حماد نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے راوی کا بیان ہے کہ میں نے ان جنابؑ سے عرض کیا میں پہلی رکعت میں قرأت کرنا بھول جاتا ہوں آپ نے فرمایا تو دوسری رکعت میں قرأت کر لیا کرو۔ میں نے عرض کیا میں دوسری رکعت میں قرأت بھولتا ہوں؟ فرمایا تیسری میں قرات کر لو میں نے عرض کیا میں اپنی پوری نماز میں قرات بھولتا ہوں؟ آپ نے فرمایا اگر تم نے رکوع اور سجود صحیح کر لیا ہے تو تمہاری نماز ہو گئی۔

(۲۰۵) زرارہ نے ان دونوں حضرات میں سے کسی ایک سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ اللہ نے رکوع اور سجود فرض کیا ہے اور قرأت تو سنت ہے مگر جس نے قرات عمداً ترک کر دی وہ نماز کا اعادہ کرے گا اور جس نے بھول کر ایسا کیا تو اس پر کوئی گناہ نہیں ہے۔

(۲۰۶) علاء نے محمد بن مسلم سے اور انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے متعلق روایت کی ہے کہ جس کو سجدہ کے بعد شک ہوا کہ اس نے رکوع نہیں کیا آپ؟ نے فرمایا وہ اپنی نماز پڑھتا رہے جب تک کہ اسکو یقین نہ ہو جائے کہ اس نے رکوع نہیں کیا ہے اور جب اسکو اس امر کا یقین ہو جائے کہ اس نے رکوع نہیں کیا ہے تو ایسے دو سجدے بجا لائے جن دونوں میں رکوع نہ ہو اور اسکی بناء اسی نماز پر رکھے جو تمام پر ہے۔ اور اگر اسکو اس وقت یقین آیا کہ جب نماز سے فارغ ہو کر وہاں سے پلٹ چکا تھا تو پھر کھڑا ہو اور ایک رکعت دو سجدوں کے ساتھ بجا لائے اور پھر اس پر کچھ نہیں ہے۔

(۴۰۷) عبداللہ بن سنان نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے آپ نے فرمایا کہ اگر تم نماز میں سے کوئی چیز رکوع یا سجدہ یا تکبیر بھول گئے اور بعد میں یاد آیا تو جسکو تم سہواً بھولے ہو اسکی قضا کرو۔

(۴۰۸) ابن مسکان نے ابی بصیر سے روایت کی ہے کہ انہوں نے کہا کہ میں نے ایک مرتبہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا کہ جو ایک سجدہ کرنا بھول گیا اور اسے اس وقت یاد آیا جب وہ کھڑا ہو گیا ؟آپ نے فرمایا کہ جب اسے اس وقت یاد آیا کہ وہ ابھی رکوع میں نہیں گیا ہے تو سجدہ کرے اور اگر رکوع میں چلا گیا ہے تو اپنی نماز پر چلتا رہے اور جب نماز سے سلام پھیرے تو صرف ایک سجدہ کی قضا کرے۔ اس پر دو سجدہ سہو نہیں ہیں۔

(۴۰۹) اور منصور بن حازم نے آنجناب سے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا جس نے نماز پڑھی اور اسے یاد آیا کہ اس نے ایک سجدہ زیادہ کر لیا ہے ؟تو آپ نے فرمایا کہ وہ ایک سجدہ کی وجہ سے نماز کا اعادہ نہیں کرے گا اگر رکوع کا معاملہ ہوتا تو نماز کا اعادہ کرتا۔

(۴۱۰) اور عامر بن جذاعہ نے آنجناب علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ جب تم نے ابتداء کی دو رکعتیں درست پڑھ لی ہیں تو نماز درست پڑھ لی۔

(۴۱۱) اور علی بن نعمان رازی سے روایت ہے اس نے بیان کیا کہ میں ایک مرتبہ اپنے چند اصحاب کے ساتھ سفر میں تھا اور میں انکا امام تھا اور انکے ساتھ نماز مغرب پڑھی تو اول کی دو رکعتوں پر ہی سلام پھیر لیا تو میرے اصحاب نے کہا آپ نے ہمارے ساتھ دو ہی رکعت پڑھی پس ہمارے اور ان لوگوں کے درمیان گفتگو ہونے لگی ان لوگوں نے کہا ہم لوگ پھر سے نماز پڑھیں گے۔ اور میں نے کہا لیکن ہم تو نماز کا اعادہ نہیں کریں گے بلکہ صرف ایک رکعت پڑھ کر اسے پورا کریں گے چنانچہ میں نے ایک رکعت پڑھ کر اسے پورا کیا پھر ہم لوگ چلے اور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے اپنا معاملہ انکے سامنے رکھا تو آپ نے مجھ سے فرمایا تم نے بالکل صحیح کیا نماز کا اعادہ وہ کریگا جس کو یہ معلوم نہ ہو کہ اس نے کیا پڑھا۔

(۴۱۲) اور عمار نے آنجناب سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا جو شخص ظہر یا عصر یا مغرب یا عشاء کی دو رکعتوں پر سلام پھیر لے اور بعد میں اسے یاد آئے تو وہ اپنی نماز پر بناء کر لے گا خواہ چین تک چل کر کیوں نہ پہنچ گیا ہو اس پر نماز کا اعادہ نہیں ہے۔

(۴۱۳) عبید بن زرارہ نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا کہ جس نے صبح کی نماز ایک رکعت پڑھی اور اسی پر تشہد اور سلام پڑھ لیا اور اٹھ کر ادھر اُدھر آیا گیا پھر اسے یاد آیا کہ میں نے صرف ایک رکعت پڑھی ہے ؟آپ نے فرمایا وہ ایک رکعت پڑھ کر اس میں شامل کر دیگا۔

(۴۱۴) اور ابو کہمس نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ابتداء کی دو رکعتوں کے متعلق کہا کہ جب تشہد میں کیلئے

بیٹھا تو (تشہد کے بعد) کہدیا "السلام علیک ایھا النبی و رحمۃ اللّٰہ و برکاتہ" تو کیا اس پر نماز ختم ہو گئی؟ آپ نے فرمایا نہیں بلکہ تم "السلام علینا و علی عباد اللّٰہ الصالحین" کہو گے تو نماز ختم ہو گی۔

(۱۰۱۵) حلبی نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ جب تک تمہیں یہ پتہ نہ ہو کہ تم نے دو رکعت پڑھی یا چار رکعت اور تمہارا گمان بھی کسی ایک طرف غالب نہ ہو تو تشہد پڑھ کر سلام پڑھو پھر تم دو رکعت چار سجدوں کے ساتھ پڑھو اور ان دونوں رکعتوں میں سورہ اُم الکتاب (سورہ حمد) پڑھو پھر تشہد پڑھ کر سلام پڑھو۔ اسی طرح اگر تم نے دو رکعت پڑھی تھی تو یہ دو رکعتیں تمہاری چار رکعتیں پوری کر دینگی اور اگر تم نے چار رکعت پڑھی تھی تو یہ دو رکعت نافلہ قرار پائے گی۔

(۱۰۱۶) جمیل بن درّاج نے ان ہی جنابؑ سے روایت کی ہے کہ آپ نے ایک ایسے شخص کے متعلق کہ جس نے پانچ رکعت نماز پڑھ لی فرمایا کہ اگر وہ چوتھی میں تشہد کے مقدار میں بیٹھ گیا تھا تو اسکی عبادت جائز ہے۔

(۱۰۱۷) علاء نے محمد بن مسلم سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے اسکا بیان ہے کہ میں نے ان جنابؑ سے ایک ایسے شخص متعلق دریافت کیا کہ جس نے ظہر کی نماز میں پانچ رکعت پڑھ لی تو آپ نے فرمایا کہ اگر اسکو نہیں یاد کہ چوتھی رکعت میں بیٹھا تھا یا نہیں بیٹھا تھا تو اسکو چاہیئے اس میں سے چار رکعت ظہر کی قرار دے کر بیٹھے اور تشہد پڑھے پھر بیٹھے ہی بیٹھے دو رکعت چار سجدوں کے ساتھ پڑھے اور اس میں پانچویں رکعت شامل کر دے یہ اسکا نافلہ ہو جائیگا۔

(۱۰۱۸) اور فضیل بن یسار نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سہو کے متعلق دریافت کیا تو آپ نے فرمایا اگر اسکو یاد ہے کہ فلاں چیز چھوٹ گئی ہے تو وہ اسکو پورا کرے اسکے لئے دو سجدہ سہو نہیں ہے بلکہ سہو اسکے لئے ہے جو یہ جانتا ہو کہ نماز زیادہ پڑھ گیا ہے یا نماز میں اس نے کچھ کم پڑھا ہے۔

(۱۰۱۹) اور حلبی نے ان ہی جنابؑ سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ اگر تمہیں یہ معلوم نہ ہو کہ تم نے چار رکعت پڑھی ہے یا پانچ رکعت یا زیادہ پڑھ گئے ہو یا کم پڑھی ہے تو تشہد پڑھو اور سلام پڑھو تو بغیر رکوع اور بغیر قرأت (سورہ) کے دو سجدے سہو کرو اور ان دونوں میں خفیف تشہد پڑھ لو۔

(۱۰۲۰) اور محمد بن مسلم نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے اسکا بیان ہے کہ ایک مرتبہ اس نے آنجنابؑ سے اس شخص کے متعلق دریافت کیا جو امام کے ساتھ نماز میں شامل ہوا اور امام اس سے پہلے ایک رکعت پڑھ چکا تھا اب جبکہ امام نماز سے فارغ ہوا تو یہ شخص بھی لوگوں کے ساتھ نکل گیا اور اسکے بعد اسکو یاد آیا کہ اس سے ایک رکعت فوت ہو گئی ہے تو آپ نے فرمایا کہ وہ شخص صرف اس ایک رکعت کا اعادہ کرے گا۔

(۱۰۲۱) عبدالرحمن بن حجاج نے حضرت ابی ابرہیم علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ اس کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں

نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا کہ ایک شخص ہے جسکو یاد نہیں کہ اس نے دو رکعت پڑھی یا تین رکعت یا چار رکعت آپ نے فرمایا کہ وہ دو رکعت کھڑے ہو کر نماز پڑھے پھر سلام پڑھے اسکے بعد دو رکعت بیٹھ کر نماز پڑھے۔

(۱۰۲۲) علی بن ابی حمزہ سے اور انہوں نے حضرت عبد الصالح علیہ السلام سے روایت کی ہے اسکا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے ان جنابؑ سے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا جو بہت شک میں مبتلا رہتا ہے اسے یاد نہیں رہتا کہ اس نے ایک رکعت پڑھی یا دو رکعت پڑھی یا تین رکعت پڑھی یا چار رکعت اس کو نماز میں شبہ ہو جاتا ہے؟ آپ نے فرمایا کیا ہمیشہ ایسا ہے؟ میں نے عرض کیا جی ہاں۔ فرمایا پھر وہ اپنی نماز پڑھتا رہے اور شیطان رجیم سے پناہ چاہتا رہے ہو سکتا ہے کہ اس طرح وہ اس سے دور ہو جائے۔

(۱۰۲۳) سہل بن لیسع نے اسی مسئلہ کے متعلق حضرت امام رضا علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ جہاں تک اس کو یقین ہے اس پر بنیاد رکھے اور سلام پڑھ کر دو سجدہ سہو کرے اور خفیف سا تشہد پڑھے۔

(۱۰۲۴) اور یہ بھی روایت کی گئی ہے کہ ایسا شخص ایک رکعت کھڑے ہو کر پڑھے اور دو رکعت بیٹھ کر پڑھے۔

اور ان احادیث میں کوئی اختلاف نہیں ہے صاحب سہو کو اختیار ہے کہ وہ ان میں سے جس پر چاہے عمل کرے درست ہوگا۔

(۱۰۲۵) اسحاق بن عمار سے روایت کی گئی ہے کہ انہوں بیان کیا کہ مجھ سے حضرت ابو الحسن اول علیہ السلام نے فرمایا کہ جب تمہیں شک ہو تو جہاں تک یقین ہو اس پر عمل کرو۔ میں نے عرض کیا کہ یہ اصل ہے؟ آپ نے فرمایا ہاں۔

(۱۰۲۶) اور عبداللہ بن ابی یعفور نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا کہ وہ نماز فریضہ میں دو رکعت پڑھتا ہے اور (تشہد کیلئے) بیٹھتا نہیں آپ نے فرمایا اگر وہ صرف تیسری رکعت کیلئے کھڑا ہو گیا ہے تو بیٹھ جائے اور اگر رکوع کے بعد اسکو یاد آیا ہے تو وہ اپنی نماز کو تمام کرے اسکے بعد بیٹھے ہی بیٹھے بغیر کوئی بات کئے ہوئے دو سجدے کرے۔

(۱۰۲۷) اور محمد بن مسلم نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ کسی شخص کو نماز پڑھنے کے بعد شک ہو اور اسے یاد نہ آئے کہ تین رکعت پڑھی ہے یا چار رکعت اور جس وقت وہ سلام پڑھ رہا تھا اسے یقین تھا کہ اس نے پوری نماز پڑھی ہے۔ تو وہ نماز کا اعادہ نہیں کرے گا۔ اس لئے کہ جس وقت سلام پھیرا ہے وہ حق سے زیادہ قریب ہے بہ نسبت اس کے بعد کے وقت کے۔

(۱۰۲۸) اور ابراہیم بن ہاشم کی نوادر (احادیث) میں یہ ہے کہ ایک مرتبہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا گیا ایک ایسے پیشنماز کے متعلق کہ جو چار یا پانچ آدمیوں کے ساتھ نماز پڑھ رہا ہے ان میں دو آدمی سبحان اللہ کہہ رہے

ہیں اس خیال پر کہ انہوں نے تیسری رکعت پڑھی اور تین آدمی سبحان اللہ کہہ رہے ہیں اس خیال سے کہ انہوں نے چوتھی رکعت پڑھی ہے وہ کہہ رہے ہیں کہ کھڑے ہو جاؤ (چوتھی رکعت کیلئے) اور یہ کہہ رہے ہیں کہ بیٹھو (چوتھی رکعت ہو چکی) اور امام ان میں سے ایک کے خیال کی طرف مائل ہے یا متعدل الوہم ہے تو اب ان لوگوں کو کیا کرنا واجب ہے؟ آپ نے فرمایا امام کیلئے اب سہو نہیں رہیگا جبکہ اسکے پیچھے دونوں نے اسکے سہو کو یاد دلایا اور جب امام کیلئے سہو نہیں رہے گا تو اسکے پیچھے نماز پڑھنے والوں کیلئے بھی سہو نہیں رہے گا اور سہو میں سہو نہیں ہوتا۔ اور مغرب کی نماز میں سہو نہیں ہوتا اور نہ فجر کی نماز میں سہو ہوتا ہے اور نہ کسی بھی نماز کی ابتدائی دو رکعتوں میں سہو ہے۔ لہذا جب امام کے پیچھے جو لوگ نماز پڑھ رہے ہیں ان میں اختلاف ہے تو امام پر اور وہ لوگ جو اسکے پیچھے نماز پڑھ رہے ہیں ان سب پر واجب ہے کہ (سہو کے مسئلہ پر عمل نہ کریں بلکہ) احتیاط پر عمل کریں اور نماز کا اعادہ کریں اور حزم و احتیاط سے کام لیں۔

اور جب تم نماز ہی بھول گئے اور تمہیں یاد نہیں کہ کونسی نماز ہے تو پہلے تم دو رکعت پڑھو پھر تین رکعت پڑھو پھر چار رکعت پڑھو اگر وہ ظہر یا عصر یا عشاء کی تھی تو تم نے چار رکعت پڑھ لی۔ اگر مغرب کی تھی تو تین رکعت پڑھ لی اور اگر فجر کی تھی تو دو رکعت پڑھ لی۔

اور اگر تم نے بھولے سے نماز میں بات کر لی اور کہا کہ اپنی صف درست کرو تو (گو) تمہاری نماز پوری ہو گئی (لیکن بھولے سے بات کرنے پر) تم دو سجدہ سہو کر لو۔

(۱۰۲۹) اور روایت کی گئی ہے کہ جو شخص اپنی نماز میں بھولے سے بات کرے تو چند تکبیریں کہہ لے اور جو شخص اپنی نماز میں عمداً بات کرے تو اس پر نماز کا اعادہ لازم ہے اور جو شخص اپنی نماز میں کراہا تو سمجھ لو کہ اس نے بات کی۔

اگر تم نماز ظہر پڑھنا بھول گئے۔ اور سورج غروب ہو گیا مگر تم عصر کی نماز پڑھ چکے ہو تو اگر نماز مغرب کا وقت فوت ہونے سے پہلے ممکن ہو تو پہلے ظہر کی نماز پڑھ لو اور اگر ممکن نہ ہو تو پہلے مغرب کی پڑھ لو پھر ظہر کی پڑھ لو۔ اور اگر تم ظہر کی نماز پڑھنا بھول گئے اور تمہیں اس وقت یاد آیا جب عصر کی نماز شروع کر دی تھی تو جو نماز تم پڑھ رہے ہو اسکو ظہر کی قرار دیدو بشرطیکہ تمہیں اسکا ڈر نہ ہو کہ عصر کی نماز کا وقت فوت ہو جائیگا۔ پھر اسکے بعد تم عصر کی نماز پڑھو۔ اور اگر تمہیں اسکا ڈر ہے کہ اسطرح عصر کا وقت فوت ہو جائیگا تو پہلے عصر کی نماز پڑھ لو اور اگر تم نماز ظہر و عصر دونوں بھول گئے اور تمہیں غروب آفتاب کے قریب یاد آیا تو اگر تم کو ان دونوں کے وقت کے فوت ہونے کا خوف نہیں ہے تو پہلے ظہر کی پڑھو پھر عصر کی پڑھو اور اگر (اتنا وقت کم ہے کہ) ایک کے خوف ہونے کا ڈر ہے تو پہلے عصر کی پڑھو۔ اس کو مؤخر نہ کرو۔ ورنہ دونوں فوت ہو جائینگی اور اس کے فوراً بعد پہلی (یعنی ظہر کی) پڑھو۔ اور جب کوئی نماز تم سے فوت ہو جائے تو جب یاد آئے اسے پڑھو۔ اور اگر تمہیں اس وقت یاد آئے جب دوسری نماز فریضہ کا وقت ہے تو پہلے جس نماز کا وقت ہے اسے پڑھ لو۔ اس کے بعد وہ فوت شدہ نماز پڑھو۔ اور اگر ظہر و عصر دونوں فوت ہو گئی ہیں اور تمہیں اس وقت یاد آیا جب ان میں اتنا وقت باقی

ہے کہ تم دونوں نمازیں پڑھ سکتے ہو تو پہلے نماز ظہر اور پھر نماز عصر پڑھو اور اگر صرف اتنا وقت ہے کہ ان دونوں میں سے صرف ایک نماز پڑھ سکتے ہو تو پہلے عصر پڑھ لو اور اگر اتنا وقت ہے کہ تم چھ رکعت پڑھ سکتے ہو تو پہلے ظہر پڑھو پھر عصر پڑھو۔

(۱۰۳۰) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ اس شخص کی نماز فوت نہیں ہوتی جو نماز کا ارادہ کرلے۔ اور دن (ظہر وعصر) کی نماز فوت نہیں ہوتی جب تک کہ آفتاب غروب نہ ہو جائے اور رات (مغرب وعشاء) کی نماز فوت نہیں ہوتی جب تک کہ فجر طلوع نہ ہو جائے اور یہ مسئلہ صرف شخص مضطر وعلیل اور بھول جانے والے کے لئے ہے۔

اور اگر تم نماز مغرب و عشاء پڑھنا بھول گئے اور تمہیں فجر سے پہلے یاد آیا تو اگر اتنا وقت باقی ہے کہ دونوں نمازیں پڑھ سکو تو دونوں کو پڑھو اور اگر خوف ہے کہ ایک کا وقت فوت ہو جائیگا تو پہلے عشاء کی پڑھ لو پھر مغرب کی پڑھو۔ اور اگر تمہیں بعد طلوع صبح یاد آیا تو پہلے صبح کی نماز پڑھو پھر طلوع آفتاب سے پہلے مغرب کی پڑھو پھر عشاء کی پڑھو۔ اور اگر تم بغیر نماز صبح پڑھے سو گئے یہاں تک کہ آفتاب طلوع ہو گیا تو پہلے دو رکعت نماز پڑھو پھر صبح کی نماز پڑھو۔ اور اگر تم دوسری رکعت میں تشہد پڑھنا بھول گئے اور تمہیں اس وقت یاد آیا جب تم نے تیسری رکعت شروع کر دی تھی تو اگر تم نے ابھی رکوع نہیں کیا ہے تو بیٹھ جاؤ اور تشہد پڑھ لو اور اگر تم کو رکوع کے بعد یاد آیا تو اپنی نماز میں چلتے رہو اور جب سلام پھیرو تو اسکے بعد دو سجدہ سہو کرو اور ان دونوں میں وہ تشہد پڑھو جو تم سے فوت ہو گیا ہے۔ اور اگر تم نے چوتھی رکعت کے دوسرے سجدہ سے سر اٹھایا اور تم سے حدث صادر ہو گیا تو اگر تم نے شہادتین پڑھ لی ہیں تو تمہاری نماز ہو گئی۔ اور اگر ابھی شہادتین نہیں پڑھیں کہ حدث صادر ہو گیا تو بھی تمہاری نماز ہو گئی اب تم وضو کر کے دوبارہ مصلیٰ پر آؤ اور تشہد پڑھ لو۔

اور اگر تم تشہد اور سلام دونوں پڑھنا بھول گئے اور جب تم نے اپنا مصلیٰ چھوڑ دیا اس وقت یاد آیا تو تم خواہ کھڑے ہو یا بیٹھے ہو قبلہ رخ ہو کر تشہد اور سلام پڑھ لو۔

اور جس شخص کو یقین ہو جائے کہ اس نے نماز میں چھ رکعت پڑھی ہے تو وہ نماز کا اعادہ کرے اور جس شخص کو یاد نہ آئے کہ اس نے کتنی رکعتیں نمازیں پڑھی ہیں اور اس کا خیال کسی بات پر قائم نہ ہو تو دوبارہ نماز پڑھے۔

اور جب کوئی شخص کسی کے پہلو میں کھڑا ہو کر نماز پڑھ رہا ہے جو بائیں پہلو میں ہے اور اسے معلوم نہ ہو کہ وہ بھی نماز پڑھ رہا ہے تو جب اسکو معلوم ہو جائے کہ وہ بھی نماز پڑھ رہا ہے تو اسکے داہنے پہلو میں آجائے۔

اور جس شخص پر دو سجدہ سہو واجب ہیں اور وہ یہ دونوں سجدے کرنا بھول گیا تو اسے جب بھی یاد آئے دو سجدے کرلے۔

اور اگر ایک شخص نماز جماعت میں شامل ہوا اور اسکا خیال ہے کہ یہ لوگ ظہر کی نماز پڑھ رہے ہیں مگر وہ عصر کی نماز پڑھ رہے تھے تو اسکو چاہیئے کہ وہ اپنی نماز ظہر کو قرار دے اور عصر کی نماز بعد میں پڑھ لے۔ اور ایک شخص نماز فریضہ پڑھنے

کیلئے کھڑا ہوا اور بھول گیا اسے خیال آیا کہ میں نماز نافلہ پڑھ رہا ہوں یا ایک شخص نماز نافلہ پڑھنے کیلئے کھڑا ہوا اور اسکو خیال آیا کہ وہ نماز فریضہ پڑھ رہا ہے تو وہ جس نیت سے نماز شروع کی تھی اسی پر قائم رہے اور کوئی حرج نہیں اگر ایک شخص ظہر کی نماز اس شخص کے پیچھے پڑھے جو عصر کی پڑھ رہا ہے۔ مگر جو شخص ظہر کی نماز پڑھ رہا ہے اسکے پیچھے یہ عصر کی نماز نہیں پڑھ سکتا مگر یہ کہ اسکو خیال ہو کہ یہ بھی عصر کی پڑھ رہا ہے اور اس نے اسکے ساتھ عصر کی نماز پڑھ لی پھر بعد میں معلوم ہوا کہ وہ ظہر کی پڑھ رہا تھا تو یہ اسکے لئے کافی ہو جائے گا۔

(۱۰۳۱) اور حسن بن محبوب نے رباطی سے انہوں نے سعید اعرج سے روایت کی ہے میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو بیان کرتے ہوئے سنا وہ بیان کر رہے تھے کہ ایک مرتبہ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول پر ایسی نیند غالب کی کہ آپ نماز صبح نہیں پڑھ سکے یہاں تک کہ آفتاب طلوع ہو گیا پھر آپ اٹھے تو آپ نے نماز فجر سے پہلے دو رکعت پڑھی اسکے بعد نماز فجر پڑھی نیز آپ پر اللہ نے ایک مرتبہ ایسا سہو طاری کر دیا کہ آپ نے دو ہی رکعت پر سلام پڑھ لیا پھر آپ نے ذوالشمالین کا قول نقل فرمایا کہ اللہ نے آپ کے ساتھ ایسا امت پر مہربانی کیلئے کیا تاکہ اگر کوئی مردِ مسلمان سو جائے اور نماز نہ پڑھ سکے یا نماز میں سہو کر جائے تو اس پر عیب نہ لگایا جاسکے۔ اور یہ کہا جاسکے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی تو ایسا کیا ہے۔

(۱۰۳۲) حماد بن عثمان نے ایک مرتبہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا کہ اس سے نماز میں سے کوئی شے فوت ہو گئی اب طلوع آفتاب یا غروب آفتاب کے وقت اسے یاد آیا؟ آپ نے فرمایا کہ جب اسے یاد آئے تو پڑھ لے۔

باب شیخ کبیر السن و مبطون (پیٹ کا مریض) و ضعیف، و مدہوش و مریض کی نماز

(۱۰۳۳) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ مریض کھڑے ہو کر نماز پڑھے اگر اس میں کھڑے ہونے کی طاقت نہیں تو بیٹھ کر پڑھے اور اگر بیٹھ کر پڑھنے کی بھی طاقت نہیں تو چت لیٹ کر تکبیر کہے پھر سوروں کی قرأت کرے اور جب رکوع کا ارادہ ہو تو اپنی دونوں آنکھیں بند کرے اور تسبیح پڑھنے کے بعد آنکھ کھولدے آنکھ کھولنے کا مطلب رکوع سے سر اٹھانے کا ہوگا اور جب سجدہ کرنے کا ارادہ ہو تو پھر اپنی آنکھیں بند کرلے اور تسبیح پڑھے اور جب تسبیح پڑھ چکے تو آنکھ کھول دے اس آنکھ کھولنے کا مطلب سجدے سے سر اٹھانا ہوگا پھر تشہد اور سلام پڑھے۔

(۱۰۳۴) نیز آپؑ سے ایک ایسے مریض کے متعلق دریافت کیا گیا جو بیٹھنے کی طاقت نہیں رکھتا کیا وہ لیٹے لیٹے ہی نماز پڑھے اور سجدے کیلئے اپنی پیشانی پر کوئی چیز رکھے؟ آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے اسے اتنے ہی کی تکلیف دی ہے جتنی اس میں طاقت ہے۔

(۱۰۳۵) اور سماعہ بن مہران نے ان جناب ؑ سے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا جسکی آنکھوں میں پانی اتر آیا تھا چنانچہ پانی نکال دیا گیا تو وہ بہت دنوں یعنی کم وبیش چالیس دن تک پشت کے بل لیٹا رہتا ہے اور صرف اشاروں میں سے نماز پڑھ سکتا ہے آپ نے فرمایا اس میں کوئی حرج نہیں ۔

(۱۰۳۶) اور ایک مرتبہ بزیع مؤذن نے آپ ؑ سے عرض کیا کہ میں چاہتا ہوں کہ اپنی آنکھوں کا آپریشن کرالوں ؟ آپ نے فرمایا کرالو ۔ میں نے عرض کیا مگر لوگوں کا خیال ہے کہ چند دنوں پشت کے بل اس طرح لیٹا رہنا پڑے گا کہ بیٹھ کر نماز نہیں پڑھ سکتے آپ نے فرمایا ایسا کرلو ۔

(۱۰۳۷) اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ مریض کھڑے ہو کر نماز پڑھے اور اگر اسکی سکت نہیں تو بیٹھ کر پڑھے اور اگر اسکی بھی سکت نہیں تو داہنی کروٹ ہو کر اور اگر اسکی بھی سکت نہیں تو بائیں کروٹ ہو کر اور اگر اسکی بھی سکت نہیں تو چت لیٹے ہوئے اپنا چہرہ قبلہ کی طرف کر کے اشارے سے اور اسکے رکوع سے اسکا سجود زیادہ جھکا ہوگا۔

اور مریض کے لئے یہ جائز ہے کہ وہ نماز فریضہ سواری پر قبلہ رُو ہو کر پڑھے اور اسکے لئے سورہ الحمد کافی ہے اور نماز فریضہ میں اسکے لئے جائز ہے کہ سجدہ کیلئے جس چیز پر ممکن ہو پیشانی رکھے اور نماز نافلہ اشارے سے پڑھے ۔

(۱۰۳۸) حضرت امیرالمومنین علیہ السلام نے بیان فرمایا کہ ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انصار میں سے کسی کے پاس تشریف لے گئے اس پر ہوا کا اثر (فالج) ہو گیا تھا ۔ اس نے کہا یا رسول اللہ میں نماز کیسے پڑھوں ؟ آپ نے گھر والوں سے کہا اگر تم لوگ اسکو بٹھا سکتے ہو تو بیٹھا دو ورنہ اسکا رخ قبلہ کی طرف کر دو اور اس سے کہو کہ یہ سر سے اشارہ کر کے نماز پڑھے اور اشارے میں اس کا سجود اسکے رکوع سے زیادہ جھکا ہوا ہو اور اگر یہ قرأت نہیں کر سکتا تو تم لوگ اس کے سامنے قرأت کرو اور اسکو سناؤ ۔

(۱۰۳۹) عمران بن اذینہ نے زرارہ سے اور انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ اسکا بیان ہے کہ میں نے ان جناب ؑ سے دریافت کیا کہ مریض کیسے سجدہ کرے تو آپ نے فرمایا کسی چٹائی کے ٹکڑے پر یا پنکھے پر یا مسواک پر جو اسکے لئے اٹھایا جائے اور یہ اشارے کے ساتھ سجدہ کرنے سے افضل ہے اور جو لوگ پنکھے وغیرہ پر سجدہ مکروہ سمجھتے ہیں وہ ان بتوں کی وجہ سے جنکی پوجا کی جاتی تھی ۔ مگر ہم لوگ تو غیر خدا کو ہرگز سجدہ نہیں کرتے لہذا پنکھے ، مسواک اور لکڑی پر سجدہ کرو ۔

(۱۰۴۰) اور حلبی نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک ایسے مریض کے متعلق دریافت کیا جو ایک دن یا اس سے زیادہ غشی کی حالت میں تھا کیا وہ اس عرصہ کی نمازوں کی قضا کرے گا ؟ آپ نے فرمایا نہیں بس وہ صرف ان ہی نمازوں کی قضا کرے گا جس کے وقت میں اسکو غشی سے افاقہ ہوا تھا ۔

(۱۰۴۱) اور ایوب بن نوح نے حضرت امام ابوالحسن ثالث امام علی النقی علیہ السلام کو عریضہ لکھا اور اس میں دریافت کیا کہ وہ شخص جو ایک دن یا اس سے زیادہ غش میں رہا ہو۔کیا اس درمیان کی نمازیں جو اس سے چھوٹ گئی ہیں وہ اسکی قضا کرے گا یا نہیں؟ تو آپ نے جواب میں تحریر فرمایا کہ نہ وہ روزے کی قضا کرے گا نہ نماز کی۔

(۱۰۴۲) اور آپؑ سے یہی مسئلہ علی ابن مہزیار نے پوچھا تو آپؑ نے فرمایا نہ وہ روزے کی قضا کرے گا نہ نماز کی اور یہ چیز تو اللہ تعالیٰ نے اس پر طاری کردی ہے اور اللہ سب سے زیادہ عذر قبول کرنے والا ہے۔

لیکن وہ احادیث جو میں نے ایک بے ہوش شخص کیلئے روایت کی ہیں کہ جو اس سے فوت ہوئی ہے ان سب کی قضا کرے گا اور جو روایت کی گئی کہ وہ ایک مہینے کی نماز کی قضا کرے گا یا جو روایت کی گئی ہے کہ وہ صرف تین دن کی قضا پڑھے تو یہ صحیح ہیں۔ان سب کا مطلب یہ ہے کہ مستحب ہے واجب نہیں ہے۔اور اصل یہ ہے کہ اس پر کوئی قضا نہیں ہے۔

(۱۰۴۳) اور محمد بن مسلم نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ جس شخص کو ہر وقت پاخانہ آرہا ہو وہ وضو کرے گا اور اپنی نماز پر بنا رکھے گا۔

(۱۰۴۴) اور مرازم بن حکیم ازدی کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں چار ماہ تک مسلسل بیمار رہا اور اس اثنا میں کوئی نافلہ نہیں پڑھ سکا یہ بات میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو بتائی تو آپ نے فرمایا تم پر اسکی قضا نہیں ہے ایک مریض ایک صحت مند شخص کے مانند نہیں ہوتا ایک چیز اللہ نے اس پر غالب کی ہے تو وہی اسکے عذر کا قبول کرنے والا بھی ہے۔

(۱۰۴۵) اور علی بن جعفر نے اپنے بھائی حضرت امام موسیٰ بن جعفر علیہ السلام سے دریافت کیا کہ کیا یہ ایک شخص کیلئے درست ہے کہ وہ نماز پڑھتے میں مسجد کی دیوار پر ٹیک لگائے یا مسجد کی کسی شے پر ہاتھ رکھے اسکا سہارا لیکر کھڑا ہو جبکہ اسکو نہ کوئی مرض ہے اور نہ کوئی اور سبب؟ آپ نے فرمایا کوئی ہرج نہیں ہے۔اور انہوں نے دریافت کیا کہ جو نماز فریضہ پڑھ رہا تھا اور دو رکعتوں میں کھڑا رہا اب کیا اسکے لئے مناسب ہے کہ مسجد کے کسی جانب کو پکڑے اور قیام میں اس کا سہارا لئے حالانکہ نہ وہ ضعیف ہے اور نہ کوئی اور سبب ہے۔آپؑ نے فرمایا کوئی حرج نہیں۔

(۱۰۴۶) حماد بن عثمان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا کہ نماز میں کھڑا ہونا میرے لئے بہت دشوار ہے تو آپ نے فرمایا اگر تم بیٹھے ہوئے یہ چاہتے ہو کہ تم کھڑے ہو کر نماز پڑھنے والے کا ثواب حاصل کرو تو بیٹھے ہوئے سورے کی قرأت کرو اور جب سورے کی دو آیتیں باقی رہ جائیں تو کھڑے ہو جاؤ اور باقی سورہ کو پورا کرو اور رکوع کرو اور سجدہ کرو تو یہ ہو گئی کھڑے ہو کر پڑھنے والے کی نماز۔

(۱۰۴۷) سہل بن لیسع نے ایک مرتبہ حضرت ابوالحسن اول موسیٰ بن جعفر علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے متعلق

دریافت کیا جو سفر و حضر میں نماز نافلہ بیٹھ کر پڑھتا ہے حالانکہ اسکو کوئی مرض نہیں ہے؟ آپ نے فرمایا کوئی ہرج نہیں ہے۔

(۴۴۸) ابو بصیر کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے عرض کیا کہ ہم لوگ آپس میں باتیں کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ جو شخص بغیر کسی مرض اور سبب کے بیٹھا ہوا نماز پڑھے تو اسکی دو رکعت ایک رکعت نماز ہوگی اور اسکے دو سجدوں کو بھی ایک ہی سجدہ سمجھا جائے گا۔ آپ نے فرمایا یہ ایسا نہیں ہے یہ تم لوگوں کیلئے پوری شمار ہوگی۔

(۴۴۹) حمران بن اعین سے روایت کی گئی ہے اور انہوں نے ان دونوں آئمہ میں سے کسی ایک سے روایت کی ہے انہوں نے فرمایا کہ میرے والد چار زانو بیٹھ کر نماز پڑھا کرتے اور جب رکوع کرتے تو پاؤں کو دوہرا کر لیا کرتے تھے۔

(۴۵۰) معاویہ بن میسرہ سے روایت ہے کہ انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ کیا کوئی شخص چار زانو بیٹھ کر اور دونوں پاؤں پھیلا کر نماز پڑھ سکتا ہے؟ آپ نے فرمایا اس میں کوئی ہرج نہیں ہے۔

(۴۵۱) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے محمل کے اندر نماز پڑھنے کے متعلق فرمایا کہ اس میں تم چار زانو ہو کر اور دونوں پاؤں پھیلا کر جس طرح ممکن ہو سکے نماز پڑھ لو۔

(۴۵۲) ابراہیم بن ابی زیاد کرخی سے روایت ہے کہ انہوں نے ایک مرتبہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا کہ ایک شخص بہت بوڑھا کبیر السن ہے اپنے ضعف کی وجہ سے کھڑا نہیں ہو سکتا اور نہ اس سے رکوع و سجود ممکن ہے۔ آپ نے فرمایا وہ اپنے سر سے اشارہ کرے اور اگر کوئی شخص ہو تو وہ سجدے کیلئے سجدہ گاہ بڑھا دے اور اگر یہ ممکن نہ ہو تو وہ اپنے سر سے قبلہ کی طرف اشارہ کرے۔ میں نے عرض کیا اور روزہ؟ تو آپ نے فرمایا اگر وہ اس حد پر پہنچ گیا ہے تو اللہ تعالیٰ نے یہ فریضہ اس سے اٹھالیا اور اگر وہ صاحب مقدرت ہے تو ہر دن کے عوض ایک مد طعام صدقہ دے یہ میرے نزدیک زیادہ پسندیدہ ہے اور اگر اس میں یہ مقدرت نہیں ہے تو اس پر کچھ نہیں ہے۔

(۴۵۳) اور عبداللہ بن سلیمان نے ایک مرتبہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک ایسے متعلق دریافت کیا کہ نماز میں جس کی نکسیر پھوٹی مگر اتنی زیادہ نہیں کہ وہ کسی چیز سے پونچھے تو کیا ایسی حالت میں اسکی نماز جائز ہے؟ آپ نے فرمایا ہاں۔

(۴۵۴) اور بکیر بن اعین نے روایت کی ہے کہ ایک مرتبہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے ایک شخص کو دیکھا کہ اسکی نکسیر پھوٹی ہوئی ہے اور وہ نماز پڑھ رہا ہے اور اپنی انگلی ناک میں ڈالتا ہے اور خون نکالتا ہے تو آپ نے اپنے ہاتھ کے اشارے سے اس سے کہا کہ تو اپنے ہاتھ سے اسکو رگڑ دے اور نماز پڑھ لے۔

(۴۵۵) اور لیث مرادی نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص کو زوال آفتاب کے وقت سے ناک سے خون آنا شروع ہوا اور رات تک چلتا رہا؟ آپ نے فرمایا وہ اس دوران ہر نماز سر کے اشارے سے پڑھے۔

(۴۵۶) اور عمر بن اذینہ نے ان ہی جناب سے روایت کی ہے کہ ایک شخص نے آپ سے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا کہ وہ نماز میں تھا کہ اسکی ناک سے خون آنے لگا اور وہ تھوڑی نماز پڑھ چکا تھا؟ آپ نے فرمایا کہ اگر اسکے داہنے یا بائیں یا پیچھے پانی ہے تو بغیر اسکی طرف مڑے ہوئے اسکو دھولے اور اپنی نماز پڑھے اور اگر بغیر رخ موڑے ہوئے پانی نہیں ملتا تو وہ نماز کا اعادہ کرے اور اسی کے مانند قے بھی ہے۔

(۴۵۷) اور ابو بصیر کی روایت میں آپ ہی سے ہے کہ آپ نے فرمایا اگر اثنائے نماز میں تم نے کلام کیا یا اپنا رخ موڑا تو پھر سے نماز پڑھو۔

(۴۵۸) اور ایک مرتبہ ابو بصیر نے ان جناب سے عرض کیا کہ اگر میں نماز کی حالت میں کسی کے چھینک کی آواز سنوں تو الحمد للہ کہوں اور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود بھیجوں؟ آپ نے فرمایا ہاں خواہ تمہارے اور اس چھینکنے والے کے درمیان سمندر ہی کیوں نہ حائل ہو۔

(۴۵۹) نیز آنجناب علیہ السلام نے فرمایا کہ اگر کوئی نابینا شخص غیر قبلہ کی طرف رخ کرکے نماز پڑھ لے تو اگر وقت ہے تو نماز کا اعادہ کرے اور اگر وقت گزر گیا تو اعادہ نہیں کرے گا۔

(۴۶۰) فضل بن یسار سے روایت ہے کہ انہوں نے بیان کیا کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے عرض کیا کہ کبھی کبھی میں نماز میں ہوتا ہوں تو اپنے پیٹ میں گڑگڑاہٹ اور مروڑ اور سخت درد محسوس کرتا ہوں؟ آپ نے فرمایا چھوڑ کر قضائے حاجت کیلئے جاؤ وضو کرو اور اپنی باقی نماز جو تم پڑھ رہے تھے پڑھو اگر تم نے اس درمیان عمداً کلام کرکے اپنی نماز نہ توڑ دی ہو اور اگر تم نے بھولے سے کلام کرلیا تو تم پر کوئی گناہ نہیں وہ ایسے ہی ہے جیسے نماز میں بھولے سے کسی نے کلام کرلیا ہو۔ میں نے عرض کیا خواہ اسکا چہرہ قبلہ سے مڑ گیا ہو؟ فرمایا ہاں اگر اسکا رخ قبلہ سے مڑ بھی گیا ہو۔

(۴۶۱) اور عبد الرحمن بن حجاج نے حضرت ابو الحسن علیہ السلام سے عرض کیا کہ ایک شخص کو اپنے پیٹ میں پاخانہ کا اشارہ محسوس ہوا مگر وہ اسکو برداشت کرسکتا ہے تو کیا ایسی حالت میں وہ نماز پڑھے یا نہ پڑھے؟ آپ نے فرمایا اگر وہ برداشت کرسکتا ہے اور جلدی نکلنے کا خوف نہیں ہے تو نماز پڑھے اور برداشت کرے۔

(۴۶۲) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ مسکرانے سے نماز نہیں ٹوٹتی قہقہہ سے نماز ٹوٹ جاتی ہے اور وضو نہیں ٹوٹتا۔

باب نماز پڑھتے ہوئے شخص پر سلام

(۱۰۶۳) ایک مرتبہ محمد بن مسلم نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے دریافت کیا کہ کچھ لوگ نماز پڑھ رہے تھے کہ ایک شخص نے انکو سلام کیا؟ آپ نے فرمایا اگر تم نماز میں ہو اور کوئی مرد مسلمان تم کو سلام کرے تو تم اسکے سلام کا جواب دو السلام علیک کہو اور اپنی انگلی سے اشارہ کرو۔

(۱۰۶۴) عمّار ساباطی نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے نماز پڑھتے ہوئے شخص کے متعلق دریافت کیا تو آپ نے فرمایا جب تم نماز پڑھ رہے ہو اور مسلمانوں میں سے کوئی شخص تم کو سلام کرے تو تم اسکے سلام کا جواب اتنی آہستہ آواز سے دو کہ صرف تم ہی سنو اپنی آواز بلند نہ کرو۔

(۱۰۶۵) اور منصور بن حازم نے آپ سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ جب کوئی شخص کسی نماز پڑھتے ہوئے شخص کو سلام کرے تو وہ جواب سلام خفی آواز سے دے جیسا کہ اوپر کہا گیا ہے۔

(۱۰۶۶) اور حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے بیان فرمایا کہ ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز میں مشغول تھے کہ عمّار نے آپ کو سلام کیا اور آپ نے انکے سلام کا جواب دیا۔ اسکے بعد حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے کہا السّلام اللہ تعالیٰ کے ناموں میں سے ایک نام ہے۔

باب نماز پڑھتے ہوتے شخص کو اگر کسی درندے یا موذی جانور کا سامنا ہو تو اسے مار ڈالے

(۱۰۶۷) حلبی بن ابی العلاء نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص نماز پڑھ رہا ہے کہ اس نے سانپ یا بچھو کو دیکھا؟ آپ نے فرمایا وہ اسکو مار ڈالے۔

(۱۰۶۸) محمد بن مسلم نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص نماز پڑھ رہا ہے اور کوئی کیڑا اکوڑا اسکو اذیت دے رہا ہے۔ آپ نے فرمایا وہ اس کو اپنے پر سے اٹھا کر پھینک دے یا ریت میں دبا دے۔

(۱۰۶۹) اور حلبی نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص نماز میں مشغول ہے اور تیز قدم چلتا جاتا ہے؟ آپ نے فرمایا کہ کوئی ہرج نہیں ہے۔

(۱۰۷۰) نیز حلبی نے آنجناب سے دریافت کیا کہ ایک شخص نماز کے دوران کھٹمل، پسو، جوں یا مکھی مارتا ہے کیا اس سے اسکی نماز اور اسکا وضو ٹوٹ جائے گا؟ آپ نے فرمایا نہیں۔

(۱۰۷۱) اور سماعہ بن مہران نے آنجناب سے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا کہ جو نماز فریضہ میں کھڑا ہو جاتا ہے اور اپنا کیسہ یا اپنا مال ومتاع بھول جاتا ہے کہ جسکے ضائع یا ہلاک ہو جانے کا خطرہ ہے؟ آپ نے فرمایا وہ نماز کو قطع کرے

گا اور اپنے مال و متاع کی حفاظت کرے گا۔ راوی کا بیان ہے کہ میں نے عرض کیا اگر اسکی سواری کھل جائے اور ڈر ہو کہ کہیں بھاگ نہ جائے یا اسے کوئی گزند نہ پہنچ جائے؟ آپ نے فرمایا کوئی ہرج نہیں اگر وہ اپنی نماز قطع کرے اور اسکو محفوظ کرے پھر نماز پڑھے۔

(۱۰۷۲) اور عمار ساباطی نے آپ سے دریافت کیا ایک شخص ہے جو نماز پڑھ رہا ہے اس نے اپنے اردگرد ایک سانپ دیکھا کیا یہ اس کے لئے جائز ہے کہ وہ بڑھ کر اس کو مار ڈالے؟ آپ نے فرمایا اگر اس کے اور سانپ کے درمیان ایک قدم کا فاصلہ ہو تو یہ قدم بڑھائے اور اسکو مار ڈالے ورنہ نہیں۔

(۱۰۷۳) حریز نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا جب تم نماز فریضہ میں مشغول ہو اور تم نے دیکھا کہ تمہارا غلام بھاگ رہا ہے۔ یا تمہارا مقروض جس پر تمہارا مال قرض ہے یا کوئی سانپ ہے جس سے تم کو اپنی جان کا خطرہ ہے تو نماز کو قطع کرو۔ غلام یا مقروض کا پیچھا کرو اور سانپ کو مار ڈالو۔

باب اگر نماز پڑھنے والے کو کوئی ضرورت پیش آجائے

(۱۰۷۴) عبداللہ بن ابی یعفور نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے متعلق روایت کی ہے کہ جس کو حالت نماز میں کوئی حاجت پیش آجائے تو آپ نے فرمایا وہ شخص سر سے اور اپنے ہاتھ سے اشارہ کرے گا اور اگر عورت ہے تو تالی بجادیگی۔

(۱۰۷۵) حلبی سے روایت ہے کہ اس نے ایک مرتبہ ان جنابؑ سے ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا جو نماز میں مشغول ہے اور اسے کوئی ضرورت پیش آگئی؟ تو آپ نے فرمایا کہ وہ سر سے اور ہاتھ سے اشارہ کریگا اور تسبیح پڑھے گا (سبحان اللہ کہے گا) اور اگر عورت کو کوئی ضرورت پیش آجائے تو وہ دونوں ہاتھ سے تالی بجادے گی۔

(۱۰۷۶) حنان بن سدیر نے آپ سے دریافت کیا کہ کیا کوئی شخص نماز میں اشارہ کرسکتا ہے؟ آپ نے فرمایا ہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انصار کی مساجد میں سے کسی مسجد میں اپنے ٹیڑھے سر والے عصا سے اشارہ کیا تھا۔ حنان کا بیان ہے کہ سوائے نبی عبدالاشہل کی مسجد کے مجھے کسی مسجد کا علم نہیں۔

(۱۰۷۷) اور عمار بن موسیٰ نے آپ سے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا کہ وہ نماز پڑھ رہا ہے کہ دروازہ پر کسی کی آواز سنی اور اس نے کھنکھارا تاکہ اسکی کنیز اور اسکے گھر والے سن لیں اگر اس میں تاخیر ہوئی تو اپنے ہاتھ سے اشارہ کیا اس کو یہ بتانے کے لئے کہ وہ دیکھے کہ دروازے پر کوئی ہے؟ آپ نے فرمایا کہ اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

پھر ایک مرد ایک عورت کے متعلق دریافت کیا کہ وہ دونوں نماز میں ہیں اور ان دونوں کو کسی چیز کی ضرورت ہے کیا ان دونوں کیلئے جائز ہے کہ وہ سبحان اللہ کہیں؟ آپ نے فرمایا ہاں وہ دونوں جو چاہتے ہیں اسکی طرف اشارہ کرسکتے ہیں

اور اگر عورت کو کسی چیز کی ضرورت ہے تو وہ اپنے زانو پر ہاتھ مار سکتی ہے حالت نماز میں۔

(۴۷۸) اور محمد بن بجیل برادر علی بن بجیل سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا کہ میں نے دیکھا کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نماز میں مشغول تھے اور آپ ابھی دونوں سجدوں کے درمیان تھے کہ ایک شخص ادھر سے گزرا تو آپ نے اسکی طرف ایک کنکری پھینکی چنانچہ وہ شخص آپ کے پاس آیا۔

(۴۷۹) ابو زکریا اعور سے روایت ہے کہ اسکا بیان ہے کہ میں نے ایک مرتبہ دیکھا کہ حضرت ابو الحسن علیہ السلام کھڑے ہوئے نماز پڑھ رہے تھے اور ایک بوڑھا شخص آپ کے پہلو میں تھا اور وہ کھڑا ہونا چاہتا تھا اسکے ساتھ اسکا عصا تھا اور چاہتا تھا کہ اپنا عصا اٹھائے تو حضرت امام ابو الحسن علیہ السلام جھکے اور اسکا عصا اسکو تھما دیا اور پھر اپنی نماز پڑھنے لگے۔

(۴۸۰) اور حبیب ناجیہ نے ایک مرتبہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے بیان کیا میرے پاس ایک کولہو ہے جس میں تل پیلا کرتا ہوں چنانچہ میں کھڑا ہو کر نماز پڑھتا ہوں اور جب محسوس کرتا ہوں کہ غلام سو گیا ہے تو دیوار پر تھپتھپا دیتا ہوں تاکہ وہ جاگ جائے۔ آپ نے فرمایا ہاں تم اللہ کی عبادت میں بھی مشغول رہتے ہو اور اپنا رزق بھی حاصل کرتے ہو کوئی حرج نہیں ہے۔

باب نماز میں عورت کے آداب

عورت پر نہ اذان ہے اور نہ اقامت نہ جمعہ ہے نہ جماعت۔

جب عورت نماز کیلئے کھڑی ہو تو دونوں قدموں کو ملا کر رکھے درمیان میں فاصلہ نہ دے اور اپنے دونوں ہاتھ اپنے سینے پر پستانوں کی جگہ رکھے اور جب رکوع کرے تو اپنے دونوں ہاتھ گھٹنوں سے اوپر یعنی زانو پر رکھے تاکہ زیادہ نہ جھکے اور اسکی سرین اوپر کو بلند نہ ہو جائے۔ اور جب سجدہ کا ارادہ کرے تو پہلے بیٹھ جائے اسکے بعد سجدہ کرے اور زمین سے چپک جائے اور اپنی دونوں کلائیاں زمین پر رکھے اور جب کھڑے ہونے کا ارادہ کرے تو سجدے سے سر اٹھائے اور اپنے سرین کے بل بیٹھ جائے اسطرح نہیں جس طرح مرد بیٹھتے ہیں پھر کھڑے ہونے کا ارادہ کرے تو بغیر اپنی سرین اٹھائے اور زمین پر ہاتھ ٹیکے اٹھے۔ اور جب تشہد کیلئے بیٹھے تو اپنے دونوں پاؤں اٹھائے اور اپنے زانوں ملائے۔ اور آزاد عورت بغیر مقنع کے نماز نہیں پڑھے گی اور کنیز بغیر مقنع کے نماز پڑھے گی۔

(۴۸۱) اور محمد بن مسلم نے حضرت محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ عورت اس قمیض اور مقنع میں نماز پڑھے جو اتنا دبیز ہو کہ بدن کو چھپالے۔

(۴۸۲) اور یونس بن یعقوب نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا کہ مرد ایک کپڑے میں نماز پڑھتا ہے؟ آپ نے فرمایا ہاں اس نے کہا اور عورت؟ آپ نے فرمایا نہیں، آزاد عورت جبکہ اسکو حیض آنے لگے بغیر سر پر ڈوپٹہ ڈالے

درست نہیں سوائے یہ کہ وہ دوپٹہ نہ پائے۔

(۴۸۳) اور علی بن جعفر صادق علیہ السلام نے اپنے بھائی حضرت موسیٰ بن جعفر علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک عورت ہے جسکے پاس صرف ایک ہی چادر ہے وہ نماز کیسے پڑھے؟ آپ نے فرمایا وہ چادر سے خود کو لپیٹ لے اور اس سے اپنے سر کو بھی ڈھانپے اور نماز پڑھ لے اگر اسکے پاؤں کھلے رہ جاتے ہیں اور کوئی دوسرا کپڑا میسر نہ ہو تو کوئی حرج نہیں۔

(۴۸۴) اور معلّی بن خنیس کی روایت میں جو حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ہے یہ ہے کہ میں نے ان جنابؑ سے دریافت کیا کہ ایک عورت ہے جو ایک صدری اور ایک چادر میں نماز پڑھتی ہے اسکے پاس نہ ازار ہے اور نہ مقنع ہے؟ آپ نے فرمایا کوئی حرج نہیں ہے اگر وہ چادر سے خود کو لپیٹ لیتی ہے اگر عرض میں ممکن نہ ہو تو طول میں لپیٹ لے۔

(۴۸۵) محمد بن مسلم نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ نماز میں کنیز کیلئے مقنع نہیں ہے اور نہ مدبرہ کیلئے نماز میں مقنع ہے اور نہ مکاتبہ کیلئے نماز میں مقنع ہے جب کہ اس کا مالک نے شرط رکھ دی ہو اور وہ مملوکہ ہی ہے جب تک کہ وہ تمام تحریر شدہ رقم کو ادا نہ کردے اور تمام حدود (سزا) میں اس پر وہی حکم جاری ہوگا جو مملوکہ پر جاری ہوتا ہے۔

(۴۸۶) راوی کا بیان ہے کہ اور میں نے آپؑ سے اس کنیز کیلئے دریافت کیا کہ جس کے لڑکا پیدا ہوا کہ کیا اس کے لئے نماز میں اوڑھنی واجب ہے؟ تو آپ نے فرمایا اس پر اس وقت مقنع واجب ہو تو اس وقت بھی مقنع واجب ہونا چاہیئے تھا جب اسے حیض آنا شروع ہوا۔ غرض اس کے لئے نماز میں مقنع نہیں ہے۔

(۴۸۷) عیص بن قاسم نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک شخص کے متعلق روایت کی ہے کہ وہ عورت کے ازار اور اسکے کپڑوں میں نماز پڑھتا ہے اور اسکی اوڑھنی کو بطور عمامہ باندھتا ہے؟ آپ نے فرمایا اگر نجاست سے پاک ہے تو کوئی ہرج نہیں۔

(۴۸۸) اور روایت کی گئی ہے کہ عورتوں کیلئے بہترین مسجد انکا گھر ہے اور عورت کا اپنے حجرے میں نماز پڑھنا اس کے اپنے برآمدے سے افضل ہے اور اسکا اپنے اوسارے میں نماز پڑھنا اسکے اپنے صحن میں نماز پڑھنے سے افضل ہے اس کا اپنے صحن میں نماز پڑھنا اپنے گھر کی چھت پر نماز پڑھنے سے بہتر ہے اور عورت کیلئے اس چھت پر نماز پڑھنا جس میں حجرہ نہ بنا ہو مکروہ ہے۔

(۴۸۹) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ عورتوں کو بالا خانوں کی کوٹھریوں میں نہ رکھو، انہیں کتابت نہ سکھاؤ، انہیں سورہ یوسف نہ پڑھاؤ، انہیں اون کاتنے کے تکلے کی تعلیم دو اور سورہ نور پڑھاؤ۔

باب نماز ختم کرکے اٹھنے کے آداب

(۴۹۰) محمد بن مسلم نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے آپ نے فرمایا کہ جب تم نماز ختم کرکے اٹھو اور وہاں سے پھرنے لگو تو اپنے دائیں جانب پھرو۔

باب نماز جماعت اور اسکی فضیلت

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے و اقیموا الصلوۃ و اتوا الزکوۃ و ارکعوا مع الراکعین نماز قائم کرو زکوۃ دو اور رکوع کرنے والوں کے ساتھ رکوع کرو) (سورہ بقرہ آیت نمبر۴۳) اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے جماعت کا اسی طرح حکم دیا ہے جس طرح نماز پڑھنے کا حکم دیا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے ایک جمعہ سے لیکر دوسرے جمعہ تک پینتیس (۳۵) نمازیں واجب کی ہیں ان میں ایک نماز جماعت کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے فرض رکھی ہے۔ اور وہ جمعہ کی نماز ہے بقیہ تمام نمازوں میں جماعت فرض نہیں ہے بلکہ سنت ہے جو شخص اسکو ناپسند کرتے ہوئے ترک کرنے اور مسلمانوں کی جماعت کو بغیر کسی سبب کے ترک کرے تو اسکی نماز ہی نہیں ہوگی۔ اور جو شخص تین جمعہ متواتر ترک کرے بلا کسی سبب کے تو وہ منافق ہے۔ اور آدمی کیلئے جماعت میں نماز پڑھنا اکیلے جنت میں نماز پڑھنے سے پچیس درجہ افضل ہے۔ اور جماعت میں نماز پڑھنا فرادا نماز پڑھنے سے چوبیس درجہ افضل ہے (اسطرح با جماعت نماز) پچیس نمازوں کے برابر ہوجاتی ہے۔

(۴۹۱) محمد بن مسلم نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ جو اپنے پڑوس کی مسجد میں نماز پڑھنے نہ جائے اسکی نماز ہی نہیں ہے سوائے یہ کہ وہ مریض ہو یا کوئی اور مشغولیت ہو۔

(۴۹۲) اور رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک قوم سے فرمایا کہ تم لوگ مسجد میں ضرور حاضر ہوا کرو ورنہ میں مع تمہارے تمہارے گھروں میں آگ لگادوں گا۔

(۴۹۳) نیز آپ نے فرمایا کہ جو شخص پانچوں وقت کی نماز جماعت کے ساتھ پڑھے تو اس سے ہر خیر کی توقع رکھو۔

(۴۹۴) اور آپ علیہ السلام نے فرمایا اگر دو (۲) شخص ہیں تو جماعت ہے۔

(۴۹۵) حسن صیقل نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ کم سے کم جماعت کی تعداد کیا ہوتی ہے؟ آپ نے فرمایا کہ ایک مرد اور ایک عورت اور جب مسجد میں کوئی ایک بھی نہ آئے تو پھر ایک مومن ہی جماعت ہوتا ہے اس لئے کہ جب وہ اذان و اقامت کہہ کر نماز شروع کرتا ہے تو ملائیکہ کی دو صفیں اسکے پیچھے نماز پڑھتی ہیں اور جب صرف اقامت کہتا ہے اور اذان نہیں کہتا تو اسکے پیچھے ایک صف ہوتی ہے۔

(۴۹۶) اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ مومن ایک اکیلا بھی جماعت ہے۔

(۱۰۹۷) اور ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فجر کی نماز پڑھ کر اٹھے تو اپنے اصحاب کی طرف متوجہ ہوئے اور ان سے چند لوگوں کا نام لیکر پوچھا کہ کیا فلاں فلاں نماز میں آئے تھے؟ ان اصحاب نے کہا نہیں یارسول اللہ آپ نے پوچھا کیا وہ لوگ مدینہ میں نہیں تھے اور غائب تھے۔ اصحاب نے کہا نہیں یارسول اللہ۔ آپ نے فرمایا بات یہ ہے کہ اس نماز سے اور نماز عشاء سے زیادہ کوئی نماز بھی منافقین پر گراں نہیں ہے اگر یہ لوگ ان دونوں کی فضیلت کو جانتے تو ضرور آتے خواہ انہیں گھٹنوں کے بل چل کر آنا پڑتا۔

(۱۰۹۸) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ جو نماز صبح اور نماز عشاء جماعت کے ساتھ پڑھتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کی ضمانت میں رہتا ہے اور جو اس پر ظلم کرتا ہے وہ اللہ پر ظلم کرتا ہے جو اسکو حقیر جانتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کو حقیر جانتا ہے۔

اور جب پانی برس رہا ہو یا برف باری ہو رہی ہو تو آدمی کیلئے جائز ہے کہ اپنی قیام گاہ پر نماز پڑھ لے اور مسجد نہ جائے۔

(۱۰۹۹) اس لئے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جب جوتا بھیگے تو نماز اپنی قیام گاہ میں۔

اور میرے والد رحمہ اللہ نے جو رسالہ میرے پاس بھیجا اس میں تحریر کیا کہ اے فرزند تم کو معلوم ہو کہ جماعت میں امامت کا وہی زیادہ حقدار ہے جو قرآن کی سب سے اچھی قرأت کرتا ہو۔ اور اگر قرأت میں سب لوگ برابر ہوں تو ان میں وہ جو سب سے زیادہ فقیہ ہو اور اگر فقہ میں بھی سب برابر ہیں تو پھر وہ جس نے سب سے پہلے ہجرت کی ہے اور اگر ہجرت میں بھی سب برابر ہیں تو پھر وہ جو ان میں سب سے زیادہ سن رسیدہ ہے اور اگر سن میں بھی برابر ہیں تو پھر وہ جو ان میں سب سے زیادہ خوبرو ہو۔ اور مسجد بنانے والا مسجد کا زیادہ حقدار ہے اور تم میں سے امام کے قریب وہ ہوں جو اسکے رشتہ دار ہوں اور متقی ہوں تاکہ اگر امام بھول جائے یا قرأت سے عاجز رہے تو لوگ اسکو امام کی جگہ کھڑا کرلیں اور سب سے افضل صف پہلی صف ہے اور پہلی صف میں بھی وہ جو امام کے قریب ہے۔

(۱۱۰۰) رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ قوم کا امام قوم کا نمائندہ ہوتا ہے لہذا تم لوگ اپنے میں سے سب سے افضل شخص کو امام بناؤ۔

(۱۱۰۱) نیز آنجناب علیہ السلام نے فرمایا کہ اگر تمہاری خوشی یہ ہے کہ تم اپنی نمازوں کو پاک صاف رکھو تو تم میں جو سب سے بہتر ہے اسکو امام بناؤ۔

(۱۱۰۲) اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ کوئی شخص کسی قوم کو نماز پڑھائے اور ان میں کوئی اس سے زیادہ عالم ہو تو اس قوم کے امور قیامت تک پستی کی طرف جائیں گے۔

اور حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ تمہارا امام اللہ کی بارگاہ میں تمہارا شفیع ہوتا ہے لہذا کسی بیوقوف شخص کو اور کسی فاسق کو اپنا شفیع نہ بناؤ۔

(۱۱۰۳) اور حسین بن کثیر نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ ایک شخص نے آپ سے امام کے

پیچھے قرأت کرنے کے متعلق دریافت کیا تو آپ نے فرمایا کہ نہیں امام قرأت کا ذمہ دار ہے اور جو لوگ اسکے پیچھے نماز پڑھ رہے ہیں وہ ان سب کی نمازوں کا ذمہ دار نہیں صرف قرأت کا ذمہ دار ہے۔

(۱۱۰۴) محمد بن مسلم نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ پانچ اشخاص کو لوگ امام نہ بنائیں اور نماز فریضہ انکے پیچھے جماعت کے ساتھ نہ پڑھیں۔ مبروص و مجذوم و ولد الزنا اور جاہل و دیہاتی عرب جب تک وہ ترک وطن کر کے آبادی میں نہ آجائے۔ اور جس پر کسی قسم کی حد جاری ہو چکی ہو (یعنی سزا یافتہ)

(۱۱۰۵) امیر المومنین علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ تم میں سے کوئی شخص کسی مجذوم و مبروص و مجنون و سزا یافتہ اور ولد الزنا کے پیچھے ہرگز نماز نہ پڑھے۔ اور مہاجر کسی اعرابی (دیہاتی) کے پیچھے نماز نہیں پڑھے گا۔

(۱۱۰۶) اور آپ نے فرمایا کہ جسکی ختنہ نہ ہوئی ہو وہ قوم کی امامت نہیں کرے گا خواہ وہ قرآن کا سب سے اچھا قاری کیوں نہ ہو اس لئے کہ اس نے سب سے بڑی سنت کو ترک کیا ہوا ہے۔ اور اسکی گواہی قبول نہیں کی جائے گی اور اگر وہ مر جائے تو اس پر نماز نہیں پڑھی جائیگی سوائے یہ کہ اس نے (اس سنت کو) اپنی جان کے خطرے سے ترک کیا ہوا ہو۔

(۱۱۰۷) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ قیدی آزاد لوگوں کی امامت نہ کرے اور مفلوج شخص تندرست لوگوں کی امامت نہ کرے۔

(۱۱۰۸) حضرت امام محمد باقر اور حضرت امام جعفر صادق علیہما السلام نے فرمایا کہ اگر ایک نابینا شخص قرآن کا سب سے اچھا قاری ہو سب سے زیادہ عالم فقہ ہو اور لوگ اس پر راضی ہوں تو اسکے نماز کی امامت کرنے میں کوئی ہرج نہیں۔

(۱۱۰۹) حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ اندھا وہ ہے جو دل کا اندھا ہو وہ اندھا نہیں جو آنکھ کا اندھا ہو بلکہ اندھا وہ ہے جو اس دل کا اندھا ہو جو سینے میں ہے۔

(۱۱۱۰) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ تین اشخاص کے پیچھے نماز نہ پڑھی جائے، وہ شخص جسکا دین و اعتقاد نہ معلوم ہو، وہ شخص جو غالی ہو اگرچہ وہ بھی اسی کا قائل ہو جسکے تم قائل ہو، وہ شخص جو چھپا کر نہیں بلکہ لوگوں کے سامنے فسق و فجور کرتا ہو خواہ اپنے اعتقادات میں معتدل ہی کیوں نہ ہو۔

(۱۱۱۱) اور حضرت علی بن محمد اور محمد بن علی علیہما السلام نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص اللہ تعالیٰ کی جسمیت کا قائل ہو اسکو زکوۃ میں سے کچھ نہ دو اور نہ اسکے پیچھے نماز پڑھو۔

(۱۱۱۲) اور ابو عبداللہ برقی نے حضرت ابو جعفر ثانی (امام علی النقی علیہ السلام) کو خط لکھ کر دریافت کیا کہ میں آپ پر قربان وہ شخص جو آپ کے پدر بزرگوار اور آپ کے جد نامدار پر ٹھہرا ہوا ہو (اور آپ کو امام نہ مانتا ہو) اسکے پیچھے نماز پڑھنا جائز ہے؟ آپ نے فرمایا اسکے پیچھے نماز نہ پڑھو۔

(۱۱۱۳) عمر بن یزید نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک امام جماعت ہے کہ جو اپنے تمام امور

میں ٹھیک ہے عارف وعالم بھی ہے مگر وہ اپنے والدین کو ایسی درشت باتیں سناتا ہے کہ جس سے ان لوگوں کو غیظ آجاتا ہے کیا ایسے پیش نماز کے پیچھے نماز پڑھوں؟ آپ نے فرمایا اسکے پیچھے نماز پڑھو جب تک کہ وہ قطعی طور پر عاق نہ ہو جائے (اس لئے کہ ممکن ہے وہ انہیں امر بامعروف ونہی عن المنکر یا کوئی نصیحت کر رہا ہو)۔

(۱۱۱۴) محمد بن علی حلبی نے آنجنابؑ سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ اس شخص کے پیچھے نماز نہ پڑھو جو تمہارے لئے کفر کی گواہی دیتا ہو (تمہیں کافر کہتا ہو) اور اس شخص کے پیچھے بھی نماز نہ پڑھو جسکے متعلق تم کفر کی گواہی دیتے ہو (اسے کافر کہتے ہو)۔

(۱۱۱۵) سعد بن اسماعیل نے اپنے باپ سے اور انہوں نے حضرت امام رضا علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ راوی کا بیان ہے کہ میں نے آنجنابؑ سے دریافت کیا کہ ایک شخص گناہوں سے آلودہ ہے اسکے پیچھے نماز پڑھی جا سکتی ہے یا نہیں؟ آپ نے فرمایا کہ نہیں۔

(۱۱۱۶) اسماعیل بن مسلم سے روایت ہے کہ اس نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایسے شخص کے پیچھے نماز پڑھنے کے متعلق کہ جو قضاء وقدر الٰہی کی تکذیب کرتا ہے؟ آپ نے فرمایا وہ تمام نمازیں جو اسکے پیچھے پڑھی گئی ہیں انکا اعادہ کیا جائے۔

(۱۱۱۷) اسماعیل جعفی نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے عرض کیا کہ ایک شخص ہے جو حضرت امیرالمومنین علیہ السلام سے محبت کا دعویٰ کرتا ہے مگر انکے دشمن سے برأت کا اظہار نہیں کرتا اور کہتا ہے کہ وہ میرے نزدیک زیادہ پسندیدہ ہے ان لوگوں سے جو اسکے مخالف ہیں؟ آپ نے فرمایا وہ (حق وباطل) خلط ملط کرتا ہے وہ دشمن ہے اسکے پیچھے نماز نہ پڑھو۔ اس میں کوئی کراہت نہیں ہے سوائے یہ کہ وہ تقیہ کر رہا ہو۔

اور میرے والد علیہ الرحمہ نے جو رسالہ مجھے بھیجا اس میں تحریر کیا کہ تم دو شخصوں کے علاوہ اور کسی کے پیچھے نماز نہ پڑھو۔ ایک وہ شخص جسکے دین اور پرہیزگاری پر تم کو وثوق اور بھروسہ ہو۔ اور دوسرا وہ کہ جسکی تلوار و طاقت اور دین پر طعن و تشنیع سے تم ڈرتے ہو تو بربنائے تقیہ اور دلجوئی اسکے پیچھے نماز پڑھو اور اپنی اذان اور اپنی اقامت کہو اور سورہ کی قرأت مگر اس نیت سے نہیں کہ اسکے پیچھے نماز پڑھ رہے ہو۔ اگر تم اس سے پہلے سورہ کی قرأت ختم کر رہے ہو تو ایک آیت کو باقی رکھو اور اللہ تعالیٰ کی تمجید کرتے رہو اور جب وہ امام رکوع میں جانے لگے تو فوراً اس باقی آیت کو پڑھ کر تم بھی رکوع میں چلے جاؤ اور اگر قرأت کو تم ملحق نہیں کر سکتے اور تمہیں ڈر ہے کہ وہ رکوع میں چلا جائے گا تو پھر جس فقرہ کو اس نے اذان واقامت سے حذف کر دیا ہے (یعنی حی علی خیر العمل) وہ کہو اور رکوع میں چلے جاؤ۔

اور اگر تم نماز نافلہ پڑھ رہے ہو اور نماز شروع ہو گئی ہے تو اس کو قطع کرو اور نماز فریضہ پڑھو۔ اور اگر تم نماز فریضہ پڑھ رہے ہو تو اس کو قطع مت کرو بلکہ نافلہ قرار دیکر دو رکعتوں میں سلام پھیر لو پھر امام کے ساتھ نماز پڑھو لیکن اگر امام ان

لوگوں میں سے ہے جن سے پرہیز کیا جائے تو اپنی نماز قطع نہ کرو اور نہ اسکو نافلہ قرار دو اور صف میں ہو جاؤ اور اسکے ساتھ نماز پڑھو اور جب امام چوتھی رکعت کے لئے کھڑا ہو تو تم بھی اسکے ساتھ کھڑے ہو جاؤ اور کھڑے کھڑے تشہد پڑھو اور کھڑے کھڑے سلام پڑھ لو۔

(۱۱۱۸) حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک مرتبہ اپنے اصحاب کے ساتھ بیٹھ کر نماز پڑھی جب نماز سے فارغ ہوئے تو فرمایا میرے بعد تم میں سے کوئی بھی بیٹھ کر نماز نہ پڑھائے۔

(۱۱۱۹) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ ایک مرتبہ آنحضرتؐ اپنے گھوڑے سے گر گئے تو آپ کے دائیں پہلو میں چوٹ آئی اس لئے آپ نے حجرہ ام ابراہیم میں لوگوں کو بیٹھ کر نماز پڑھائی۔

(۱۱۲۰) اور جمیل بن صالح نے ایک مرتبہ سوال کیا کہ پیشنماز کیلئے دونوں میں سے کیا افضل ہے وہ اول وقت اکیلا نماز پڑھ لے یا تھوڑی تاخیر کرلے اور اہل مسجد کے ساتھ نماز پڑھے؟ آپ نے فرمایا اگر امام ہے تو تاخیر کرلے اور اہل مسجد کے ساتھ نماز پڑھے۔

(۱۱۲۱) اور ایک شخص نے آنجنابؑ سے دریافت کیا اور کہا کہ میرے گھر کے دروازے ہی پر ایک مسجد ہے اب میرے لئے افضل کیا ہے؟ میں اپنے گھر میں دیر تک طویل نماز پڑھوں یا اہل مسجد کے ساتھ خفیف نماز پڑھوں؟ تو آپ نے اسکے جواب میں تحریر فرمایا تم ان لوگوں کے ساتھ نماز پڑھو۔

(۱۱۲۲) اور ایک مرتبہ حضرت علی علیہ السلام نے دو شخصوں کے متعلق فرمایا کہ ایک کہتا ہے کہ میں امام تھا اور تم ماموم تھے دوسرا کہتا کہ نہیں میں امام تھا تم میرے ماموم تھے۔ آپ نے فرمایا کہ دونوں کی نماز پوری ہو گئی۔ راوی کا بیان ہے کہ میں نے عرض کیا کہ اگر ایک کہے کہ میں نے تمہاری اقتداء میں نماز پڑھی اور دوسرا کہے کہ میں نے تمہاری اقتدام میں نماز پڑھی؟ آپ نے فرمایا دونوں کی نمازیں فاسد ہو گئیں ان دونوں کو چاہیئے کہ وہ از سر نو نماز پڑھیں۔

(۱۱۲۳) اور جمیل بن درّاج نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک قوم کا امام جماعت جنب ہو گیا اسکے پاس اتنا پانی نہیں جو غسل کے لئے کافی ہو ویسے اور لوگوں کے پاس اتنا پانی ہے کہ وہ لوگ وضو کریں تو اب ان ہی لوگوں میں کوئی شخص وضو کرکے ان لوگوں کی نماز کی امامت کرے؟ آپ نے فرمایا نہیں بلکہ امام تیمم کرکے ان لوگوں کی نماز کی امامت کرے اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے جسطرح پانی کو طہور قرار دیا ہے اسی طرح زمین کو بھی طہور قرار دیا ہے۔

(۱۱۲۴) عمر بن یزید نے ان ہی جنابؑ سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا تم میں سے کوئی بھی نماز کے وقت میں نماز پڑھے اور باوضو ہو کر تقیۃً ان لوگوں کے ساتھ نماز پڑھے تو اللہ تعالیٰ اسکے نامہ اعمال میں پچیس درجہ لکھ دیگا۔ پس رغبت کے ساتھ یہ کرو۔

(۱۱۲۵) اور حمّاد بن عثمان نے آپؑ سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا جو شخص ان لوگوں کے ساتھ صف اول میں کھڑے

ہو کر نماز پڑھے اس نے گویا رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ صف اول میں نماز پڑھی۔

(۱۱۲۶) اور حفص بن بختری نے آپؑ سے روایت کی ہے آپ نے فرمایا تمہارے لئے یہی کافی ہوگا کہ تم انکے ساتھ نماز میں شریک ہوگئے اور اگر تم نے ان لوگوں کی اقتداء نہیں کی تو یہ اتنا ہی کافی ہے جتنا کہ اگر تم ان کی اقتداء کرتے اور کافی ہوتا۔

(۱۱۲۷) سعدہ بن صدقہ نے روایت کی ہے کہ ایک شخص نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے کہا کہ میں آپ پر قربان چند ناصبیوں کے ساتھ ہمارا گزر ہوتا ہے اور نماز قائم کی جاتی ہے اور میں وضو کے ساتھ نہیں ہوتا اب اگر میں ان لوگوں کے ساتھ نماز میں شریک نہ ہوں تو وہ لوگ جو انکے جی میں آئے گا کہیں گے اس لئے میں انکے ساتھ نماز پڑھ لیتا ہوں پھر جب پلٹتا ہوں تو وضو کر کے نماز پڑھتا ہوں؟ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا سبحان اللہ کیا تم اس سے نہیں ڈرتے کہ جو شخص بغیر وضو کے نماز پڑھے تو خطرہ ہے کہ زمین شق ہوجائے اور وہ اس میں سما جائے۔

(۱۱۲۸) زید شحام نے آپؑ سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ اے زید تم ان لوگوں کی وضع پر چلو ان کی مسجدوں میں نماز پڑھو ان کے مریضوں کی عیادت کرو اور انکے جنازوں میں شریک ہو بلکہ اگر تم انکے امام جماعت یا مؤذن بن سکتے ہو تو ایسا بھی کرو پس اگر تم لوگ ایسا کرو گے تو وہ لوگ کہیں گے کہ دیکھو یہ ہیں جعفری لوگ اللہ تعالیٰ جعفر صادق پر رحم کرے انہوں نے اپنے ماننے والوں کو کتنا اچھا ادب سکھایا ہے اور اگر تم لوگ یہ سب نہ کرو گے تو وہ لوگ یہ کہیں گے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے اپنے ماننے والوں کو کتنا برا ادب سکھایا ہے۔

(۱۱۲۹) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ جسکے پیچھے تم نماز پڑھ رہے ہو اسی کے مطابق اذان کہو۔

(۱۱۳۰) ایک شخص نے آپؑ سے عرض کیا کہ میں اپنے گھر والوں میں نماز پڑھ کر جب مسجد میں جاتا ہوں تو لوگ مجھے نماز پڑھانے کیلئے آگے کھڑا کر دیتے ہیں آپؑ نے فرمایا تم آگے کھڑے ہو جاؤ تو انکو نماز پڑھاؤ تم پر کوئی گناہ نہیں۔

(۱۱۳۱) ہشام بن سالم نے آپؑ سے روایت کی ہے کہ آپ نے ایک ایسے شخص کے متعلق ارشاد فرمایا کہ جو اکیلے نماز پڑھ لیتا ہے پھر اسکو جماعت کی نماز ملتی ہے؟ آپؑ نے فرمایا وہ ان لوگوں کے ساتھ نماز پڑھے اور اگر چاہے تو وہ اسی کو نماز فریضہ قرار دیدے۔

(۱۱۳۲) نیز روایت کی گئی ہے کہ ان دونوں میں جو افضل و اتم ہوگی وہی اسکے حق میں محسوب ہوگی۔

(۱۱۳۳) اور علی بن جعفر نے اپنے بھائی حضرت امام موسیٰ بن جعفر علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص صرف شلوار اور ازار پہنے ہوئے جماعت کو نماز پڑھا سکتا ہے؟ آپؑ نے فرمایا اس میں کوئی گناہ نہیں ہے۔

(۱۱۳۴) اور زرارہ نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے آپؑ نے فرمایا کہ سب سے آخری نماز جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جماعت کے ساتھ پڑھائی تھی وہ ایک کپڑے میں پڑھائی تھی جسکے دونوں کنارے مختلف تھے۔ کیا

میں تم کو وہ کپڑا دکھاؤں ؟ میں نے عرض کیا جی ہاں ۔ تو آپؑ ایک چادر نکال لائے میں نے اسے ناپا تو وہ سات ہاتھ طول میں اور آٹھ بالشت عرض میں تھا۔

(۱۱۳۵) اور عمر بن یزید نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اس حدیث کے مطابق دریافت کیا جسے لوگ روایت کرتے ہیں کہ کسی نماز فریضہ کے وقت کوئی مستحب نماز نہیں پڑھنی چاہیئے ۔ تو اس وقت کی حد کیا ہے ؟ آپؑ نے فرمایا جب اقامت کہنے والا اقامت شروع کردے راوی نے کہا مگر لوگ مختلف اوقات میں اقامت بھی تو کہتے ہیں ۔ آپؑ نے فرمایا اس سے مراد وہ اقامت کہنے والا ہے جو اسکے ساتھ نماز پڑھے ۔

(۱۱۳۶) اور حفص بن سالم نے آپؑ سے دریافت کیا کہ جب موذن "قد قامت الصلوۃ" کہے تو کیا لوگوں کو کھڑا ہو جانا چاہیئے یا بیٹھے رہنا چاہیئے جب تک ان کا امام جماعت نہ آجائے ۔ آپؑ نے فرمایا نہیں ان لوگوں کو کھڑا ہو جانا چاہیئے اگر ان کا امام جماعت آتا ہے تو ٹھیک ورنہ اپنی جماعت میں سے کسی ایک شخص کا ہاتھ پکڑ کر آگے کھڑا کرلیں ۔

(۱۱۳۷) زرارہ نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ جب نماز کیلئے اقامت ہو جائے تو امام اور تمام اہل مسجد کیلئے کلام کرنا حرام ہے بس صرف امام سے آگے کھڑے ہونے کیلئے کہا جاسکتا ہے ۔

(۱۱۳۸) محمد بن مسلم سے روایت کی گئی ہے کہ انہوں نے ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا جو دو شخصوں کی نماز میں امامت کر رہا ہے ۔ آپؑ نے فرمایا وہ دونوں کے پہلو میں نہیں کھڑا ہوگا بلکہ ان دونوں کے آگے کھڑا ہوگا ۔ اور دو شخصوں کے متعلق دریافت کیا جو باجماعت نماز پڑھنا چاہتے ہیں آپؑ نے فرمایا ہاں امام دوسرے کو اپنے دائیں پہلو میں کھڑا کرے ۔

(۱۱۳۹) اور آپ نے بیان فرمایا کہ ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا تم لوگ اپنی صفیں درست اور سیدھی رکھا کرو اس لئے کہ میں تم لوگوں کو اپنی پشت کی طرف سے بھی اسی طرح دیکھتا ہوں جیسے اپنے آگے اور اپنے سامنے سے اور اس میں ایک دوسرے سے اختلاف نہ کرو ورنہ اللہ تعالیٰ تمہارے دلوں میں بھی اختلاف پیدا کردیگا ۔

(۱۱۴۰) اور حضرت ابو الحسن امام موسیٰ بن جعفر علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ پہلی صف میں نماز پڑھنا ایسا ہی ہے جیسے کوئی راہ خدا میں جہاد کرے ۔

(۱۱۴۱) اور حلبی نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ ستونوں کے درمیان صفوں کے کھڑے ہونے میں میرے نزدیک کوئی ہرج نہیں ۔

(۱۱۴۲) اگر تم لوگ دیکھو کہ صفوں کے درمیان جگہ خالی ہے تو اسکو پر کرلو ۔ اور اگر تم لوگ دیکھو کہ پہلی صف بہت تنگ ہے تو قبلہ سے منحرف ہوئے بغیر اپنے پیچھے کی صف کے اندر آجانے میں تمہارے لئے کوئی حرج نہیں ۔

(۱۱۴۳) اور زرارہ نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے آپ نے فرمایا کہ مناسب یہ ہے کہ صفیں پوری اور ایک دوسرے سے ملی ہوئی ہوں اور دو صفوں کے درمیان اتنا کم فاصلہ نہ ہو کہ آدمی انکے درمیان چل نہ سکے بلکہ اتنا

فاصلہ ہو کہ آدمی جب سجدہ کرے تو اسکے پورے جسد کے گرنے کی جگہ ہو۔

(۱۱۴۴) اور حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ اگر لوگ نماز جماعت پڑھ رہے ہیں اور ان کے اور امام کے درمیان اتنا بھی فاصلہ نہ ہو کہ ایک آدمی درمیان سے چل سکے تو وہ امام ان لوگوں کا امام نہیں رہے گا۔ اور ہر وہ صف کہ جو امام کے پیچھے نماز پڑھ رہی ہے اسکے اور اسکی اگلی صف کے درمیان اگر اتنا فاصلہ نہ ہو کہ ایک شخص درمیان سے گزر سکے تو انکی نماز نہ ہوگی۔ اور اگر درمیان میں کوئی پردہ یا کوئی دیوار حائل ہو تو بھی ان کی نماز نہ ہوگی۔ سوائے ان لوگوں کے جو دروازے کے سامنے ہیں۔ نیز فرمایا کہ (مسجدوں میں) یہ مقصورے (یعنی پیش نماز کے لئے کٹہرے) جابر سلاطین کی ایجاد ہیں جو شخص اس میں کھڑے ہو کر نماز پڑھا رہا ہے اسکی اقتداء میں باہر جو لوگ نماز پڑھ رہے ہیں ان کی نماز نہیں ہوتی۔

نیز فرمایا کہ اگر کوئی عورت کسی امام کے پیچھے نماز پڑھے اور امام اور اس عورت کے درمیان اتنا فاصلہ نہیں کہ درمیان سے گزرا جاسکے تو اس عورت کی نماز نہیں ہوگی۔

راوی کا بیان ہے کہ میں نے عرض کیا کہ ایسے میں کوئی مرد آجائے اور وہ بھی اس امام کی اقتداء میں نماز پڑھنا چاہے تو وہ کیا کرے اسلئے کہ عورت تو امام کے دائیں پہلو میں کھڑی ہے ؟ آپ نے فرمایا وہ مرد امام اور اس عورت کے درمیان کھڑا ہوجائے اور عورت ذرا ہٹ کر کھڑی ہوجائے۔

(۱۱۴۵) اور عبداللہ بن سنان نے جو روایت حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے کی ہے اس میں ہے کہ آپ نے فرمایا کہ تمہارے اور اس شخص کے درمیان جو تمہارے آگے (قبلہ کی طرف) کھڑا ہوا ہے کم سے کم ایک بکری کے بیٹھنے کی جگہ اور زیادہ سے زیادہ ایک گھوڑا باندھنے کی جگہ ہو۔

(۱۱۴۶) اور عمار بن موسیٰ نے کہا کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا گیا اس امام کے متعلق جو نماز جماعت پڑھا رہا ہے اور اسکے پیچھے جماعت اس جگہ سے بہت نیچے کھڑی ہے جہاں یہ امام کھڑا ہوا ہے ؟ آپ نے فرمایا وہ امام اگر بالاخانہ پر یا اسی طرح ان لوگوں سے بہت بلندی پر کھڑا ہوا ہے تو ان لوگوں کی نماز جائز نہیں ہے۔ اور اگر امام ان لوگوں سے ایک انگل یا اس سے زیادہ یا اس سے کم کی بلندی پر ہے اور بلندی بھی سیل اور بہاؤ کی طرح ہے تو کوئی ہرج نہیں ہے اور اگر زمین مبسوط اور ہموار ہے ایک جگہ ذرا سی بلندی ہے اور امام اس بلند جگہ پر کھڑا ہے اور جو لوگ اسکے پیچھے نماز پڑھ رہے وہ اس سے نشیب میں کھڑے ہیں۔ اور زمین مبسوط اور ہموار ہے اور ایک جگہ کہیں نشیب اور ڈھلوان ہے تو کوئی ہرج نہیں۔ اور دریافت کیا گیا کہ اگر امام اس سے پست اور نیچے مقام پر کھڑا ہو جہاں وہ لوگ کھڑے ہوں جو اسکے پیچھے نماز پڑھ رہے ہیں ؟ تو آپ نے فرمایا کوئی ہرج نہیں خواہ لوگ کسی مکان کی چھت پر یا دکان وغیرہ پر ہوں اور امام نیچے زمین پر کھڑا ہوا نماز پڑھا رہا ہو تو لوگوں کو چاہیئے کہ اسکے پیچھے نماز پڑھیں اور اسکی اقتداء کریں خواہ وہ لوگ امام سے بہت زیادہ بلندی پر کھڑے ہوں۔

(۱۱۴۷) اور موسیٰ بن بکر نے حضرت ابوالحسن امام موسیٰ بن جعفر علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا جو صف میں اکیلا کھڑا ہو گیا ہے۔ آپ نے فرمایا وہ صف شروع کر رہا ہے پھر ایک کے بعد ایک آتے رہیں گے۔

(۱۱۴۸) اور عبدالرحمٰن بن ابی عبداللہ سے روایت کی گئی ہے اسکا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا آپؑ نے فرمایا جب تم مسجد میں داخل ہو اور دیکھو کہ امام رکوع میں ہے اور تمہارا خیال ہے کہ جب تک میں پہنچوں گا وہ رکوع سے سر اٹھالے گا تو تکبیر کہو اور رکوع میں چلے جاؤ اور جب امام رکوع سے سر اٹھائے تو تم بھی اپنی جگہ سجدہ میں چلے جاؤ اور جب وہ کھڑا ہو تو جا کر صف سے ملحق ہو جاؤ۔

(۱۱۴۹) اور روایت کی گئی ہے کہ جب وہ نماز میں شامل ہونے کیلئے جائے گا تو پاؤں کو زمین سے اٹھاتے ہوئے نہیں جائے گا بلکہ پاؤں کو گھسیٹتے ہوئے جائیگا۔

(۱۱۵۰) اور حلبی نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ جب تم نے امام کو رکوع میں پالیا اور قبل اسکے کہ وہ رکوع سے سر اٹھائے تم نے تکبیر کہہ لی تو وہ رکعت تم نے پالی۔ اور اگر تمہارے رکوع کرنے سے پہلے اس نے رکوع سے سر اٹھالیا تو تمہاری وہ رکعت فوت ہو گئی۔

(۱۱۵۱) اور ابو اسامہ نے روایت کی ہے کہ اس نے آپؑ سے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا کہ جو امام تک پہنچ گیا جبکہ امام رکوع میں تھا؟ آپ نے فرمایا کہ اگر اس شخص نے تکبیر کہہ کر اپنی پشت سیدھی کی اور رکوع میں چلا گیا تو اس نے اس رکعت کو پالیا۔

(۱۱۵۲) ایک شخص نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے عرض کیا کہ میں قبیلہ کی مسجد کا امام ہوں (کبھی ایسا ہوتا ہے کہ) میں ان لوگوں کے ساتھ رکوع میں ہوتا ہوں اور کچھ لوگوں کے جوتوں کی چاپ سنتا ہوں تو رکوع میں ٹھہرا رہتا ہوں؟ آپ نے فرمایا تم رکوع میں ٹھہرے رہو اور رکوع کئے رہو جب ان لوگوں کے آنے کا سلسلہ منقطع ہو جائے تو سیدھے کھڑے ہو جاؤ۔

(۱۱۵۳) اسحاق بن عمّار نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ امام کو چاہیئے کہ اسکی نماز جو لوگ اسکے پیچھے نماز پڑھ رہے ہیں ان میں سب سے زیادہ ضعیف شخص کے مطابق ہو۔

(۱۱۵۴) اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عہد میں معاذ ایک مسجد کے اندر امامت کیا کرتے تھے اور بہت طویل سوروں کی قراءت کیا کرتے چنانچہ ایک مرتبہ ایک شخص ادھر سے گزرا اور انہوں نے ایک طویل سورہ شروع کر دیا تو اس نے اپنی قراءت خود کر کے نماز پڑھ لی اور اپنی سواری پر سوار ہو کر روانہ ہو گیا یہ خبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک پہنچی تو آپ نے معاذ کے پاس آدمی بھیجا اور کہلایا کہ اے معاذ خبردار فتنہ پرور نہ بنو تم کو لازم ہے کہ والشمس وضحاھا اسکے مثل سورے پڑھا کرو۔

(۱۱۵۵) اور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک دن اپنے اصحاب کے نماز کی امامت فرمارہے تھے کہ ایک بچے کے رونے کی آواز سنی تو آپ نے نماز کو خفیف کرلیا۔ اور امام جماعت کیلئے لازم ہے کہ وہ اوسط آواز سے قرأت کرے اس لئے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "ولا تجہر بصلاتک ولا تخافت بھا" (اور اپنی نماز نہ بہت چلّا کر پڑھو اور نہ بہت چپکے سے) (سورہ الاسرا آیت نمبر ۱۱۰) اور جب امام سورہ فاتحہ کی قرأت سے فارغ ہو تو جو اسکے پیچھے کھڑا ہے وہ کہے الحمد للّٰہ رب العالمین اور سورہ فاتحہ کی قرأت کے بعد آمین کہنا جائز نہیں اس لئے کہ یہ نصاریٰ کہا کرتے تھے۔

(۱۱۵۶) اور زرارہ و محمد بن مسلم نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ حضرت امیرالمومنین علیہ السلام فرمایا کرتے تھے کہ جو شخص امام کے پیچھے کھڑا ہو اور نماز میں اسکی اقتداء کر رہا ہو اور خود سورہ کی قرأت کرنے لگے تو جب قبر سے اٹھایا جائیگا تو فطرت اسلام کے برخلاف اٹھایا جائے گا۔

(۱۱۵۷) اور حلبی نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ جب تم امام کے پیچھے کھڑے ہو اور نماز میں اسکو امام بنائے ہوئے ہو تو اسکے پیچھے کھڑے رہ کر قرأت نہ کرو خواہ تم امام کی آواز سن رہے ہو یا نہیں سن رہے ہو مگر یہ کہ وہ ایسی نماز ہو کہ جس میں قرأت بالجہر کی جاتی ہے اور تم قرأت نہ سنو تو پھر قرأت کرو۔

(۱۱۵۸) اور عبید بن زرارہ کی روایت ہے جو اس نے ان ہی جنابؑ سے کی ہے کہ جب ہمہمہ اور گونج کی آواز سنی جائے تو قرأت نہ کرو۔

(۱۱۵۹) اور زرارہ نے جو حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے اس میں ہے کہ آپ نے فرمایا کہ تم امام جماعت ہو یا غیر امام چہار رکعتی نماز فریضہ کے اندر آخر کی دو رکعتوں میں دونوں سورے (سورہ حمد اور کوئی دوسرا) بالکل نہ پڑھو راوی کا بیان ہے کہ میں نے عرض کیا کہ پھر ان دونوں میں کیا کہوں؟ آپ نے فرمایا خواہ تم جماعت کی امامت کر رہے ہو یا اکیلے نماز پڑھ رہے ہو "سبحان اللّٰہ و الحمد للہ و لا الہ الا اللّٰہ" تین مرتبہ کہو یعنی نو تسبیحات مکمل کرنے کے بعد تکبیر کہو اور رکوع میں چلے جاؤ۔

(۱۱۶۰) وھیب بن حفص نے ابی بصیر سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ آخر کی دو رکعتوں میں تین تسبیحوں کے بدلے کم از کم اتنا کافی ہے کہ تم سبحان اللّٰہ سبحان اللّٰہ سبحان اللّٰہ کہہ لو

(۱۱۶۱) اور زرارہ نے جو حدیث حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے اس میں یہ ہے کہ آپ نے فرمایا اگر تم کسی امام کے پیچھے نماز پڑھ رہے ہو تو ابتداء کی دو رکعتوں میں کوئی قرأت نہ کرو (بلکہ امام کی) قرأت سنو۔ اور آخر کی دو رکعتوں میں بھی کوئی قرأت نہ کرو اس لئے کہ اللہ تعالیٰ مومنین سے فرماتا ہے کہ و اذا قرء القرآن فاستمعوا و انصتوا لعلکم ترحمون (جب قرآن پڑھا جائے تو کان لگا کر سنو اور چپ چاپ رہو تاکہ اسی بہانے تم پر رحم کیا جائے) (سورہ

اعراف آیت نمبر ۲۰۴) یعنی نماز فریضہ میں امام کے پیچھے اور آخری دو رکعتوں یں ابتدائی دو رکعتوں کی اتباع میں خاموش رہا جائے۔

(۱۱۹۲) بکر بن محمد ازدی نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ میں ایسے شخص کو ناپسند کرتا ہوں جو کسی امام کے پیچھے ایسی نماز پڑھے جس میں قرات بالجہر نہیں ہوتی اور وہ گدھے کی طرح کھڑا رہے۔ راوی کا بیان ہے کہ میں نے عرض کیا میں آپؑ پر قربان پھر وہ شخص کیا کرے؟ آپؑ نے فرمایا تسبیح پڑھتا رہے۔

(۱۱۹۳) عمر بن اذنیہ نے زرارہ سے اور انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے آپؑ نے فرمایا کوئی شخص امام کے پیچھے نماز کی کوئی بھی رکعت پاجائے تو اسکی یہ نماز امام کے پیچھے ہی (باجماعت) محسوب ہوگی وہ اس رکعت کو جسے اس نے پالیا ہے اپنی پہلی رکعت قرار دیگا اگر اس نے ظہر یا عصر یا عشاء کی آخری دو رکعت کو پالیا ہے اور ابتداء کی دو رکعتیں فوت ہوگئی ہیں تو جو رکعتیں اس نے امام کی اقتداء میں پالی ہیں اسکے اندر وہ اپنے دل میں سورہ حمد پڑھے گا اور جب امام سلام پڑھ لے گا تو یہ اٹھ کھڑا ہوگا اور آخری دو رکعتیں پڑھے گا اور سورہ حمد کی قرات نہیں کرے گا اس لئے کہ اس میں تسبیح و تہلیل اور دعا ہے ان میں سوروں کی قرات نہیں اور اگر وہ امام کے پیچھے صرف ایک رکعت پائے تو اس میں سورہ کی قرات کرے گا اور جب امام سلام پڑھ لے تو اٹھے گا اور سورہ حمد پڑھے گا اور تشہد پڑھے گا پھر اٹھے گا اور وہ دو رکعتیں پڑھے گا جن میں سوروں کی قرات نہیں ہے۔

(۱۱۹۴) عبداللہ بن علی حلبی نے زرارہ سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے اسکا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے آنجنابؑ سے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا جو امام کے پیچھے نماز پڑھ رہا ہے اور امام نے تشہد بہت طویل کر دیا آپؑ نے فرمایا وہ سلام پڑھ لے اور اگر کسی ضرورت کیلئے جانا چاہتا ہے تو چلا جائے۔

(۱۱۹۵) اور اسحاق بن عمار نے آپؑ سے دریافت کیا اور عرض کیا کہ میں مسجد میں داخل ہوتا ہوں تو دیکھتا ہوں کہ امام رکوع میں ہے میں بھی اسکے ساتھ رکوع میں جاتا ہوں اور تنہا ہوں اور سجدہ بھی کر لیتا ہوں اب جب میں سجدے سے سر اٹھا لوں تو کیا کروں؟ آپؑ نے فرمایا تم بھی جماعت کے ساتھ چلو اگر وہ کھڑے ہوتے ہیں تو کھڑے ہو جاؤ اور اگر وہ لوگ بیٹھے ہیں تو تم بھی انکے ساتھ بیٹھو۔

(۱۱۹۶) اور سماعہ نے آپؑ سے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا کہ وہ مسجد میں آتا ہے اور اہل مسجد نماز میں مشغول ہیں اب یہ کیا کرے نماز فریضہ پڑھنا شروع کرے یا نافلہ؟ آپ نے فرمایا وہ دیکھے کہ وقت کافی ہے تو نماز فریضہ سے پہلے نماز نافلہ پڑھنے میں کوئی حرج نہیں ہے اور اگر اسکو وقت نکل جانے کا خطرہ ہے تو نافلہ موخر کر دے اور نماز فریضہ شروع کرے یہ اللہ تعالیٰ کا حق ہے پھر جتنا چاہے نافلہ پڑھے۔

(۱۱۹۷) اور محمد بن مسلم نے ان دونوں علیہما السلام میں سے کسی ایک سے پوچھا کہ ایک شخص مسجد میں داخل ہوتا ہے

(نماز ہو رہی ہے) اور اسکو خطرہ ہے کہ اسکی ایک رکعت فوت ہو جائے گی؟ آپؑ نے فرمایا کہ وہ جماعت تک پہنچنے سے پہلے ہی رکوع کرے اور اسی رکوع کی حالت میں چلے اور جماعت میں شامل ہو جائے۔

(۱۱۶۸) ابراہیم بن میمون نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے۔ اس نے دریافت کیا کیا کوئی ایک شخص نماز فریضہ میں ان عورتوں کی امامت کرے جنکے ساتھ کوئی مرد نہ ہو؟ آپؑ نے فرمایا ہاں اور اگر اس کے ساتھ کوئی لڑکا ہو تو اسکو اپنے پہلو میں کھڑا کرلے۔

(۱۱۶۹) عمار ساباطی نے آنجنابؑ سے روایت کی ہے کہ ایک مرتبہ اس نے آپ سے دریافت کیا کہ ایک شخص ہے جو اذان دیتا ہے اور اقامت کہتا ہے تاکہ تنہا نماز پڑھے اتنے میں ایک دوسرا شخص آتا ہے اور وہ اس سے کہتا ہے کہ کیا تم باجماعت نماز پڑھو گے۔ تو کیا ان دونوں کے لئے جائز ہے کہ اسی اذان واقامت کے ساتھ نماز پڑھیں؟ آپؑ نے فرمایا نہیں بلکہ وہ پھر سے جماعت کے لئے اذان واقامت کہے گا۔

(۱۱۷۰) اور حضرت امیرالمومنین علیہ السلام فرمایا کرتے تھے کہ نابالغ لڑکے کے اذان دینے میں کوئی حرج نہیں لیکن جب تک وہ بالغ اور محتلم نہ ہو لے نماز کی امامت نہیں کرے گا۔ اور اگر اس نے امام بن کر نماز پڑھائی تو اسکی نماز تو صحیح ہو جائیگی لیکن جو لوگ اسکے پیچھے نماز پڑھ رہے ہیں انکی نماز صحیح نہیں ہوگی۔

(۱۱۷۱) اور عمار ساباطی نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک شخص کے متعلق دریافت کیا جو اس وقت پہنچا جب امام سلام پڑھ رہا تھا؟ آپؑ نے فرمایا وہ اذان اور اقامت کہے اور اپنی نماز پڑھے۔

(۱۱۷۲) نیز انہوں نے آنجنابؑ سے دریافت کیا کہ ایک شخص مسجد میں آتا ہے اور لوگ نماز میں مشغول ہیں اور امام ایک رکعت پہلے پڑھ چکا ہے یہ تکبیر کہہ کر نماز میں شریک ہوتا ہے کہ امام دفعتاً بیمار ہو جاتا ہے اور چونکہ یہ امام کے بہت قریب ہوتا ہے اس لئے امام اسکا ہاتھ پکڑ کر امامت کیلئے آگے کر دیتا ہے؟ آپؑ نے فرمایا تو وہ شخص لوگوں کی نماز کو تمام کرائے گا اور لوگوں کے تشہد پڑھنے تک بیٹھا رہے گا اور تشہد کے بعد ہاتھ سے دائیں بائیں اشارہ کر دیگا جسکا مطلب یہ ہوگا کہ تم لوگ سلام پڑھو اور تمہاری نماز ہو گئی۔ اور اب وہ اپنی وہ رکعت جو فوت ہو گئی تھی اسے پوری کریگا۔

(۱۱۷۳) محمد بن سہل نے اپنے باپ سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام رضا علیہ السلام سے پوچھا کہ ایک شخص کسی امام جماعت کے پیچھے اسکی اقتداء کرتے ہوئے اسکے ساتھ رکوع میں گیا اور امام سے پہلے ہی اس نے رکوع سے سر اٹھالیا؟ آپؑ نے فرمایا وہ پلٹ کر امام کے ساتھ رکوع میں جائے۔

(۱۱۷۴) اور فضیل بن یسار نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص ہے جس نے امام کے ساتھ اسکی اقتداء میں نماز پڑھی پھر امام کے سجدے سے سر اٹھانے سے پہلے اس نے اپنا سر سجدہ سے اٹھالیا؟ آپؑ نے فرمایا وہ پھر سے سجدہ میں چلا جائے۔

(۱۱۷۵) حسین بن یسار سے روایت ہے کہ انہوں نے ایک ایسے شخص سے سنا جس نے خود حضرت امام رضا علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص کسی دوسرے شخص کے بائیں پہلو میں کھڑا ہو کر نماز پڑھنے لگا مسئلہ اسکو معلوم نہ تھا اور اب اسکو معلوم ہوا جبکہ وہ نماز میں ہے اب وہ کیا کرے؟ آپؑ نے فرمایا وہ بائیں سے دائیں طرف منتقل ہو جائے۔

(۱۱۷۶) امیرالمومنین علیہ السلام نے فرمایا کہ عورتیں بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھا کرتی تھیں اور انہیں حکم دیا گیا تھا کہ وہ مردوں سے پہلے اپنے سر نہ اٹھائیں تنگی ازار کے سبب سے۔

(۱۱۷۷) اور ہشام بن سالم نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ کیا ایک عورت نماز میں عورتوں کی امامت کر سکتی ہے؟ آپ نے فرمایا نافلہ میں امامت کر سکتی ہے نماز فریضہ میں نہیں اور وہ عورتوں کے آگے نہیں کھڑی ہوگی۔

(۱۱۷۸) اور زرارہ نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ اسکا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے آپ سے دریافت کیا کہ کیا ایک عورت دیگر عورتوں کی امامت کر سکتی ہے؟ فرمایا کہ نہیں سوائے نماز میت کے اور وہ بھی اس وقت جب اس سے اول و بہتر کوئی نہ ہو۔ وہ صف کے اندر انکے وسط میں کھڑی ہوگی وہ تکبیر کہے گی اور تمام عورتیں تکبیر کہیں گی۔

(۱۱۷۹) ہشام بن سالم نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ عورت کا اپنی خلوت میں نماز پڑھنا افضل ہے اسکے اپنے حجرے میں نماز پڑھنے سے اور اسکا اپنے حجرے میں نماز پڑھنا افضل ہے اسکے اپنے گھر میں نماز پڑھنے سے۔ اور کوئی مرد جب کسی عورت کی امامت کرے تو وہ عورت اس مرد کے دائیں جانب پیچھے ہوگی اور اسکا سجدہ اسکے دونوں گھٹنوں کے ساتھ ہوگا۔

(۱۱۸۰) اور حلبی نے آپؑ سے ایک شخص کے متعلق سوال کیا جو عورتوں کی امامت کرے آپؑ نے فرمایا صحیح ہے اور اگر انکے ساتھ لڑکے ہیں تو وہ ان عورتوں کے آگے کھڑے ہونگے خواہ وہ لڑکے غلام ہی کیوں نہ ہوں۔

(۱۱۸۱) داؤد بن حصین نے ان جنابؑ سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ کوئی مقیم کسی مسافر کی امامت نہیں کرے گا اور نہ کوئی مسافر کسی مقیم کی امامت کرے گا اور اگر کوئی شخص ان حالات میں پھنس جائے اور مسافر قوم حاضر کی امامت کر رہا ہو تو جب دو رکعتیں تمام کریگا تو حاضرین میں سے کسی کا ہاتھ پکڑ کر آگے کر دیگا اور پھر وہ امامت کرے گا۔ اور جب مسافر حاضر قوم کے پیچھے نماز پڑھے گا تو اپنی دو رکعت پوری کر کے سلام پڑھ لیگا۔

(۱۱۸۲) اور روایت کی گئی ہے کہ اگر کسی شخص کو کسی ایسے شخص سے جان کا خطرہ ہے جو اسکے ساتھ نماز پڑھ رہا ہے تو آخر کی دو رکعتیں پڑھ کر تمام کرے گا اور اسے نافلہ قرار دے لیگا۔

(۱۱۸۳) اور روایت کی گئی کہ اگر وہ ظہر کی نماز پڑھ رہا ہے تو اول کی دو رکعتوں کو نماز فریضہ اور آخر کی دو رکعتوں کو نماز

نافلہ قرار دے لیگا۔ اور اگر وہ عصر کی نماز پڑھ رہا ہے تو اول کی دو رکعتوں کو نافلہ اور آخر کی دو رکعتوں کو نماز فریضہ قرار دے لیگا۔

(۱۱۸۴) اور روایت کی گئی ہے کہ اگر وہ ظہر کی نماز پڑھ رہا ہے تو اول کی دو رکعتیں ظہر کی قرار دیگا اور آخر کی دو رکعتیں عصر کی قرار دے گا۔

اور ان تمام احادیث کے اندر باہم کوئی اختلاف نہیں نماز پڑھنے والے کو اختیار ہے جس پر چاہے عمل کرے۔

(۱۱۸۵) عبداللہ بن مغیرہ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا کہ منصور بن حازم (صحابی امام جعفر صادق علیہ السلام) کہا کرتے تھے کہ جب تم امام کے پاس آؤ اور وہ دو رکعت پڑھ کر بیٹھا ہوا ہو تو تم بھی تکبیر کہو اور بیٹھ جاؤ پھر جب تم کھڑے ہو تو تکبیر کہو۔

(۱۱۸۶) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ جب تم ان لوگوں کے ساتھ ہو تو تمہارے لئے اتنی ہی قراءت کافی ہے جیسے تم دل ہی دل میں کچھ کہہ رہے ہو۔

اور جو شخص کسی مخالف فرقے کے پیچھے نماز پڑھے اور وہ سورہ سجدہ پڑھے اور سجدہ نہ کرے تو یہ اپنے سر کے اشارے سے سجدہ کرے اور جب امام کہے "سمع اللہ لمن حمدہ" تو جو لوگ اسکے پیچھے ہیں وہ کہیں "الحمد للہ رب العالمین" اور اپنی آوازیں دھیمی رکھیں اور اگر وہ ان لوگوں (غیر فرقہ کے لوگوں) کے ساتھ نماز پڑھ رہا ہے تو کہے ربنالک الحمد۔

(۱۱۸۷) حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص ایک مجمع کے ساتھ نماز پڑھے اور صرف اپنی ذات کے لئے دعا کرے ان کے لئے نہ کرے تو اس نے ان لوگوں کے ساتھ خیانت کی۔

(۱۱۸۹) ابی بکر بن سمال سے روایت کی گئی ہے اس کا بیان ہے کہ میں نے ایک مرتبہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کے پیچھے نماز فجر پڑھی جب وہ اپنی قراءت سے دوسری رکعت میں فارغ ہوئے تو جسطرح وہ بالجہر قراءت کر رہے تھے اسطرح آپؑ نے کہا اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلَنَا وَارْحَمْنَا وَعَافِنَا وَاعْفُ عَنَّا فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ اِنَّکَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ (اے اللہ ہم لوگوں کی مغفرت کر ہم لوگوں پر رحم فرما ہم لوگوں کو عافیت دے اور ہم لوگوں کو عفو فرما دنیا اور آخرت میں، بیشک تو ہر شے پر قادر ہے)

(۱۱۹۰) اور حفص بن بختری نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ امام کے لئے مناسب ہے کہ وہ بیٹھا رہے جب تک کہ اسکے پیچھے والے اپنی نمازیں تمام نہ کرلیں۔ اور امام کے لئے مناسب ہے کہ جو لوگ اسکے پیچھے ہیں انہیں تشہد سنائے اور اسکے پیچھے والے اسکو کچھ نہ سنائیں یعنی شہادتین۔ اور امام ان لوگوں کو یہ بھی سنائے۔

السلام علینا و علی عباد اللّٰہ الصالحین۔ (سلام ہو ہم پر اور اللہ کے مخلص عبادت گزاروں پر)۔

(۱۱۹۱) امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ ابن مسعود نے دو چیزوں سے لوگوں کی نمازیں خراب اور فاسد کردیں ایک یہ کہکر کہ تبارک اسمک و تعالی جدک اور یہ وہ چیز ہے جسے جنوں نے اپنی جہالت کی وجہ سے کہا تھا اور اللہ تعالیٰ نے اسکی حکایت کی ہے اور دوسرے تشہد اول میں یہ کہکر کہ السلام علینا و علی عباد اللہ الصالحین اور تشہد ثانی میں شہادتین کے بعد اس طرح کہنے میں کوئی ہرج نہیں کیونکہ نماز پڑھنے والا جب آخری تشہد میں شہادتین کہہ لیتا ہے تو پھر نماز سے فارغ ہوجاتا ہے۔

(۱۱۹۲) اور علی بن جعفر نے اپنے بھائی حضرت موسیٰ بن جعفر علیہ السلام سے دریافت کیا ایک ایسے شخص کے متعلق جو کسی امام کے پیچھے نماز پڑھ رہا ہے اور امام نے تشہد میں طول دیدیا اور اسکو پیشاب لگا یا اسکو ڈر ہے کہ اسکی کوئی شے فوت نہ ہوجائے یا اسکو کہیں درد کی تکلیف محسوس ہوئی تو وہ کیا کرے؟ آپؑ نے فرمایا کہ وہ امام کو چھوڑ کر سلام پڑھے اور واپس چلا جائے۔

اور امام کے لئے لازم ہے وہ اپنے مصلی سے نہ اٹھے جبتک کہ وہ شخص اپنی نماز تمام نہ کرلے جو اسکے پیچھے ہے اور اگر وہ اٹھ جائے تو اس پر کوئی گناہ بھی نہیں ہے۔

اور میرے والد رحمۃ اللہ نے اپنے اس رسالہ میں جو مجھے بھیجا تھا لکھا ہے کہ تمہارے ریح یا کوئی ایسی چیز خارج ہوجائے جس سے وضو ٹوٹ جاتا ہے یا تمہیں یاد آئے کہ میں بے وضو ہوں تو نماز میں تم جہاں اور جس حالت میں بھی ہو سلام پڑھ لو اور کسی شخص کو آگے بڑھا دو کہ وہ لوگوں کو بقیہ نماز پڑھادے اور تم وضو کرو اور اپنی نماز کا اعادہ کرو۔

(۱۱۹۳) حضرت امیرالمومنین علیہ السلام نے فرمایا کہ جو امام نماز کی امامت کر رہا ہے اگر وہ یہ بھول گیا کہ وہ جنب ہے یا اسکو کوئی حادثہ پیش آگیا یا اسکے نکسیر پھوٹ پڑی یا اسکے پیٹ میں مروڑ پیدا ہوگیا تو وہ کپڑا اپنی ناک پر رکھ لے اور کسی کو اپنی جگہ کھڑا کردے کہ وہ اسکی جگہ نماز پڑھائے اور خود اٹھے وضو کرے اور اپنی سابق نماز کو پورا کرے اور اگر وہ جنب ہے تو غسل کرلے اور اپنی مکمل نماز پڑھے۔

(۱۱۹۴) معاویہ بن میسرہ نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے ارشاد فرمایا کہ اگر امام کو کوئی حادثہ پیش آگیا ہو تو اسے چاہیے کہ وہ اپنی جگہ کسی ایسے شخص کو امامت کے لئے آگے لائے جو اقامت سے نماز میں شریک رہا ہو اگر وہ کسی ایسے شخص کو آگے کرے گا جو ایک رکعت بعد میں شریک ہوا ہے تو اس کے متعلق عبداللہ سنان نے ان جنابؑ سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ جب وہ ان لوگوں کے ساتھ نماز تمام کرلے تو دائیں بائیں ان لوگوں کو اشارہ کرے تاکہ وہ سلام پھیر لیں پھر یہ اپنی باقی نماز مکمل کرلے۔

(۱۱۹۵) جمیل بن درّاج نے ان ہی جناب علیہ السلام سے روایت کی ہے ایک ایسے شخص کے متعلق کہ جس نے بھول کر بغیر وضو کیے ہوئے جماعت کی امامت شروع کی پھر پلٹا اور اس نے اپنی جگہ ایک ایسے شخص کو آگے کردیا جو نہیں جانتا کہ اس

امام نے جو پہلے تھا کتنی رکعت نماز پڑھائی؟ آپ نے فرمایا جو اسکے پیچھے ہیں وہ اسکو بتائیں گے۔

(۱۱۹۶) زرارہ نے ایک مرتبہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے عرض کیا کہ ایک شخص ہے جو نماز جماعت میں شریک ہوا اور اس نے کسی نماز کی ابھی نیت نہیں کی اور اتفاق سے امام کو کوئی حادثہ ہوگیا اور اس نے اسکا ہاتھ پکڑ کر اسے آگے کر دیا اور اس نے لوگوں کو نماز پڑھادی ۔ کیا اسکی نماز کے ساتھ ان لوگوں کی نماز درست ہے جبکہ اس نے کوئی نیت بھی نہیں کی تھی؟ آپ نے فرمایا کسی شخص کے لئے یہ جائز نہیں کہ کسی نماز کی جماعت میں شریک ہو اور وہ کسی نماز کی نیت نہ کرے اسکو لازم ہے کہ نیت کرے اور اگر وہ یہ نماز وہ پڑھ چکا ہے تو کسی اور نماز کی نیت کرے ورنہ ہرگز جماعت میں شریک نہ ہو اور گو کہ اس نے نماز کی نیت نہیں کی لیکن وہ لوگ جو اسکے پیچھے نماز پڑھ رہے تھے انکے لئے یہ نماز کافی ہے۔

(۱۱۹۷) اور علی بن جعفر نے اپنے بھائی حضرت امام موسیٰ بن جعفر علیہ السلام سے ایک ایسے امام جماعت کے متعلق دریافت کیا جس سے (عین حالت نماز میں) حدث صادر ہوگیا اور اپنی جگہ پہ بغیر کسی شخص کو آگے بڑھائے چلا گیا اب قوم (جماعت) کیا کرے؟ آپؑ نے فرمایا جماعت کی نماز بغیر امام کے نہیں ہو سکتی لہذا جماعت پر لازم ہے کہ اپنے میں سے کسی کو آگے بڑھائے تاکہ وہ انکی باقی نماز کو پورا کرائے اور انکی نماز پوری ہو۔

(۱۱۹۸) اور حلبی نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص نے نماز جماعت کی امامت کی اور ابھی ایک ہی رکعت پڑھائی تھی کہ وہ فوت ہوگیا؟ آپؑ نے فرمایا کہ وہ لوگ اپنے اندر سے کسی کو آگے بڑھائیں وہ اس رکعت کو شمار میں رکھے گا اور فوت شدہ امام کو لوگ جماعت کے پیچھے اٹھا کر رکھیں گے اور اٹھانے میں جس جس کے ہاتھ مس ہوئے ہیں وہ غسل مس میت کریں گے۔

اور اگر کوئی شخص حالت جنب میں یا بغیر وضو کے کسی جماعت کو نماز پڑھا دے تو اس پر اپنی نماز کا اعادہ لازم ہے مگر جماعت کے لوگوں پر نماز کا اعادہ لازم نہیں۔ اور اس پیشنماز پر یہ لازم نہیں کہ وہ ان سب کو اس سے باخبر کرے اگر اس پر باخبر کرنا لازم ہو تو وہ تو ہلاکت میں پڑجائے گا۔ راوی کا بیان ہے کہ میں نے عرض کیا، واقعتاً وہ کر ہی کیا سکتا ہے اس لئے کہ وہ شخص جو جماعت میں شریک تھا وہ مثلاً خراسان روانہ ہوگیا وہ اس کو کیسے باخبر کر سکتا جسکو وہ جانتا بھی نہیں۔ آپؑ نے فرمایا یہی تو موضوع بحث ہے۔

(۱۱۹۹) اور حلبی نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ امام کے پیچھے نماز پڑھنے میں اگر کوئی رکعت فوت ہوگئی ہے تو اب تم جس رکعت میں شریک ہو اسکو اپنی پہلی رکعت قرار دو۔ یہ نہ کرو کہ اس رکعت کو تم آخر میں پڑھو۔

اور اگر ایسا موقع ہو کہ امام کو (تشہد کے لئے) بیٹھنا ہے اور تم کو کھڑا ہونا واجب ہے تو تم نیم نشستہ رہو پوری طرح نہ بیٹھو۔

(۱۲۰۰) عبید بن زرارہ نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا کہ ایک شخص نماز جماعت میں اس وقت شریک ہوا جب امام ایک رکعت پڑھا چکا تھا مگر جب امام نماز سے فارغ ہوا تو یہ بھی لوگوں کے ساتھ نکل گیا پھر اسے یاد آیا کہ اسکی ایک رکعت فوت ہو گئی؟ آپؑ نے فرمایا کہ وہ صرف ایک رکعت کا اعادہ کرے گا۔

(۱۲۰۱) اور زیاد بن مروان قندی کی کتاب میں مرقوم ہے کہ محمد بن ابی عمیر کی نادر روایات میں سے ایک بھی ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ایسے شخص کے متعلق ارشاد فرمایا کہ جو ایک جماعت کو جب وہ لوگ خراسان سے نکل کر مکہ پہنچے نماز پڑھاتا رہا۔ ناگاہ (معلوم ہوا کہ) وہ یہودی یا نصرانی تھا۔ آپؑ نے فرمایا ان لوگوں پر نماز کا اعادہ لازم ہے۔

اور میں نے اپنے مشائخ سے سنا ہے وہ کہتے تھے کہ ان لوگوں پر ان نمازوں کا اعادہ لازم نہیں ہے جو اس نے بلند آواز سے (بالجہر) پڑھائی ہیں ہاں ان نمازوں کا اعادہ لازم ہے جو اس نے بالجہر یعنی بلند آواز سے نہیں پڑھائیں اور مفصل حدیث مجمل کی تفسیر کرتی ہے۔

(۱۲۰۲) اور علی بن جعفر نے اپنے بھائی حضرت امام موسیٰ بن جعفر علیہ السلام سے ایک عورت کے متعلق دریافت کیا جو عورتوں کی امامت کرتی ہے کہ اسکی آواز تکبیر اور سوروں کی قراءت میں کتنی بلند ہونی چاہیے آپؑ نے فرمایا اتنی بلند کہ وہ ان عورتوں تک اس کی آواز جاسکے۔

(۱۲۰۳) اور عمار ساباطی نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی روایت کی ہے اسکا بیان ہے کہ میں نے ان جنابؑ سے ایک مرتبہ ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا جو امام کے پیچھے نماز پڑھتا ہے اور سجدے میں یا رکوع میں سبحان اللہ کہنا بھول جاتا ہے یا دونوں سجدوں کے درمیان کچھ کہنا بھول جاتا ہے؟ آپؑ نے فرمایا اس پر کوئی گناہ نہیں ہے۔

(۱۲۰۴) اور حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے ایک شخص سے پوچھا کہ وہ لوگ اس شخص کے متعلق کیا کہتے ہیں جسکی دو رکعتیں نماز جماعت میں فوت ہو گئیں ہیں؟ اس نے جواب دیا وہ لوگ یہ کہتے ہیں کہ وہ دونوں رکعتوں میں سورہ حمد اور کوئی سورہ پڑھے گا۔ آپؑ نے فرمایا اسطرح تو وہ اول کو آخر اور آخر کو اول سے پلٹ دے گا۔ راوی کا بیان ہے کہ میں نے عرض کیا پھر وہ کیا کرے آپ نے فرمایا وہ ہر رکعت میں سورہ الحمد پڑھے گا۔

(۱۲۰۵) اور عمار ساباطی نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص جو امام کے پیچھے نماز پڑھ رہا تھا وہ افتتاح نماز کر کے بھول گیا نہ اس نے تکبیر کہی نہ اس نے تشہد پڑھا یہاں تک کہ سلام بھی پڑھ لیا گیا؟ آپ نے فرمایا اسکی نماز پوری ہو گئی اس پر کچھ نہیں۔ جبکہ وہ امام کے پیچھے نماز پڑھتے ہوئے بھولا ہے اور نہ اس پر دو سہو کے سجدے ہیں اس لئے کہ امام ان سب کی نماز کا ضامن ہے جو اس کے پیچھے نماز پڑھ رہے ہیں۔

(۱۲۰۶) محمد بن سہیل نے حضرت امام رضا علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ امام ان تمام لوگوں کے شک و وہم کو اٹھا دیتا ہے جو اسکے پیچھے نماز پڑھ رہے ہیں سوائے تکبیر افتتاح کے۔

(۱۲۰۷) اور وہ حدیث جسکی روایت ابو بصیر نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے کی ہے کہ جب ابو بصیر نے آپؑ سے پوچھا کہ کیا امام نماز کا ضامن ہوتا ہے تو آپؑ نے فرمایا نہیں امام ضامن نہیں ہے۔
اور عمار کی روایت اور حضرت امام رضا علیہ السلام کی روایت میں کوئی اختلاف نہیں اس لئے کہ وہ لوگ جو امام کے پیچھے نماز پڑھ رہے ہیں اگر وہ تکبیر افتتاح کے سوا کوئی اور چیز بھول جائیں تو وہ انکی نماز کا ضامن ہے لیکن اگر ماموم عمداً کسی چیز کو ترک کردے تو وہ اسکا ضامن نہیں ہے اور دوسری وجہ یہ ہے کہ اگر امام کسی جماعت کو نماز پڑھا رہا ہے تو وہ انکی نماز کے تمام کرنے کا ضامن نہیں ہو سکتا اس لئے کہ کبھی کبھی ایسا ہوتا ہے کہ نماز تمام کرنے سے پہلے اسے کوئی حدث صادر ہو جاتا ہے یا اسے یاد آجاتا ہے کہ وہ طہارت سے نہیں ہے اور اسکی تصدیق
(۱۲۰۸) اس روایت سے جو جمیل بن درّاج سے اور انہوں نے زرارہ سے اور انہوں نے ان دونوں ائمہؑ میں سے کسی ایک سے کی ہے راوی کا بیان ہے کہ میں نے آنجنابؑ سے دریافت کیا ایک ایسے شخص کے متعلق جو جماعت کو دو رکعت نماز پڑھا چکا تھا کہ اتنے میں اسے یاد آیا کہ وہ وضو سے نہیں ہے؟ تو آپ نے فرمایا کہ جماعت خود اپنی نماز پورے کرے گی اس لئے کہ امام پر نماز پوری کرنے کی کوئی ذمہ داری نہیں ہے۔
اور حجہائے خداوندی (ائمہ طاہرین) اس سے کہیں بالاتر ہیں کہ ان کی احادیث میں اختلاف ہو سوائے اس کے کہ جب صورت مسئلہ مختلف ہو جائے۔
(۱۲۰۹) ابو المغرا حمید بن مثنی کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر تھا کہ حفص کلبی نے آپ سے کہا کہ میں امام کے پیچھے نماز پڑھا کرتا ہوں اور وہ بلند آواز سے قرات کرتا ہے (جب وہ آیہ رحمت پڑھتا ہے تو) میں دعا کرتا ہوں اور (جب وہ آیہ عذاب پڑھتا ہے تو) اللہ کی پناہ چاہتا ہوں؟ آپؑ نے فرمایا ہاں دعا کیا کرو۔
(۱۲۱۰) اور حسین بن عبداللہ ارجانی نے آنجنابؑ سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا جو شخص اپنی مسجد میں نماز پڑھے پھر ان لوگوں کی مسجدوں میں کسی مسجد میں پہنچے اور ان لوگوں کے ساتھ بھی نماز پڑھے تو ان لوگوں کی ساری نیکیوں کو لے جائے گا۔
(۱۲۱۱) اور عبداللہ بن سنان نے آنجنابؑ سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا ہر وہ بندہ جو وقت پر نماز پڑھے اور اس سے فارغ ہو کر ان لوگوں کے پاس جائے اور انکے ساتھ نماز پڑھے اور باوضو ہو تو اللہ تعالیٰ اس کیلئے پچیس (۲۵) درجے لکھ دیتا ہے۔
(۱۲۱۲) نیز عبداللہ بن سنان نے آنجنابؑ سے عرض کیا کہ میرے دروازے پر ایک مسجد ہے اس میں مخالفین و معاندین ہوتے ہیں وہ لوگ قبل غروب نماز پڑھتے ہیں اور میں عصر کی نماز پڑھتا ہوں پھر جا کر ان لوگوں کے ساتھ نماز پڑھتا ہوں؟ آپ نے فرمایا کیا تم اس پر خوش نہیں کہ تمہارے حساب میں چوبیس (۲۴) نمازیں لکھ دی جائیں۔

(۴۱۳) امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ جب تم ان لوگوں کے ساتھ نماز پڑھتے ہو تو تمہارے اتنے گناہ معاف ہوتے ہیں جتنی تمہارے مخالفین کی تعداد ہے۔

(۴۱۴) حلبی نے ان جناب سے روایت کی ہے آپؑ نے فرمایا کہ جب تم نے نماز پڑھ لی اور ابھی مسجد میں ہو اور نماز جماعت قائم ہو گئی تو اگر چاہو تو مسجد سے نکل جاؤ اور چاہو تو لوگوں کے ساتھ نماز پڑھو اور اسکو نافلہ قرار دے لو۔

(۴۱۵) اور اسحاق بن عمار نے ان جناب سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ نماز پڑھو اور اسے اپنی قضا نماز قرار دیدو۔

(۴۱۶) اور معاویہ بن شریح نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ جب کوئی شخص جلدی میں (مسجد) پہنچے اور امام رکوع میں ہو تو اسکو نماز اور رکوع میں شریک ہونے کیلئے صرف ایک تکبیر کہہ لینا کافی ہے۔
اور نووارد اس وقت جب امام سجدے میں ہو تو تکبیر کہے اور اسکے ساتھ سجدہ میں چلا جائے مگر اس رکعت کا شمار نہ ہوگا۔

اور جو شخص امام کو اس وقت پائے جب وہ آخری رکعت میں ہے تو اس نے جماعت کی فضیلت کو پالیا۔

اور جو شخص امام کو اس وقت پائے جب کہ اس نے آخری سجدے سے سر اٹھا لیا ہے اور تشہد پڑھ رہا ہے تو اس نے جماعت کو پالیا مگر اس کیلئے صرف اذان و اقامت نہیں ہے۔

اور جس نے امام کو اس وقت پایا جب وہ سلام پڑھ رہا ہے تو اسکو اذان و اقامت دونوں کہنا ہے۔ اور ایک مسجد میں ایک نماز کیلئے دو جماعتیں جائز نہیں ہیں۔

(۴۱۷) چنانچہ محمد بن ابی عمیر نے ابی علی حرّانی سے روایت کی ہے اسکا بیان ہے کہ ایک مرتبہ ہم لوگ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر تھے کہ ایک شخص آیا اور اس نے بیان کیا کہ ہم لوگوں نے مسجد میں فجر کی (باجماعت) نماز پڑھی پھر ہم میں سے کچھ لوگ تو چلے گئے اور کچھ لوگ تسبیح وغیرہ پڑھنے بیٹھ گئے کہ اتنے میں ایک شخص آیا اس نے اذان کہنی چاہی ہم لوگوں نے اسے منع کیا اور اسکو اذان سے روکا۔ تو حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا تم لوگوں نے بہت اچھا کیا تم لوگ اسکو اس سے روکو اور سختی سے منع کرو میں نے عرض کیا اور اگر ایک جماعت آجائے تو؟ آپؑ نے فرمایا پھر وہ لوگ مسجد کے ایک کونے میں کھڑے ہونگے لیکن ان کا کوئی امام نہ ہوگا۔

اور جو شخص امام کے پیچھے نماز پڑھ رہا ہو اور سلام پڑھنا بھول جائے تو اس کیلئے امام کا سلام پڑھنا کافی ہے۔ اور جس نے امام سے پہلے ہی بھول کر سلام پڑھ لیا تو اس کیلئے کوئی حرج نہیں۔

(۴۱۸) حسن بن محبوب نے جمیل بن صالح سے انہوں نے سماعہ سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے ایک ایسے شخص کے متعلق کہ جس سے امام ایک رکعت پہلے تھا پھر امام کو وہم ہوا اور اس نے پانچ رکعت پڑھا دی؟ آپ نے فرمایا وہ ایک رکعت کی قضا کرے گا اور امام کے وہم والی رکعت شمار نہیں کی جائے گی۔

باب نماز جمعہ کا واجب ہونا اسکی فضیلت اور کن لوگوں سے جمعہ ساقط ہے اور کیفیت نماز و خطبہ

(۱۲۱۹) حضرت ابو جعفر امام محمد باقر علیہ السلام نے زرارہ بن اعین سے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے ایک جمعہ سے دوسرے جمعہ تک پینتیس (۳۵) نمازیں فرض کی ہیں ان سے ایک نماز اللہ تعالیٰ نے جماعت کے ساتھ فرض کی ہے اور وہ نماز جمعہ ہے اور اسے نو (۹) طرح کے لوگوں سے ساقط کر دیا ہے ۔ بچہ ، بوڑھا ، مجنوں ، مسافر ، غلام ، عورت ، مریض ، اندھا اور جو شخص (جہاں نماز جمعہ ہو رہی ہے اس سے) دو فرسخ پر ہو ۔ اور اس میں قراءت بالجہر (بلند آواز سے) ہے اور اس میں غسل واجب ہے اور اس میں امام کو دو قنوت پڑھنا ہے ایک قنوت پہلی رکعت میں رکوع سے پہلے اور دوسرا قنوت دوسری رکعت میں بعد رکوع اور جو اکیلے یہ نماز پڑھے اس کیلئے ایک قنوت پہلی رکعت میں رکوع سے پہلے ۔ اور زرارہ سے یہ روایت کرنے میں حریز تنہا ہیں ۔

اور یہ بات کہ جسکو میں استعمال کرتا ہوں اور اس پر فتویٰ دیتا ہوں اور اسی پر ہمارے مشائخ تھے یہ ہے کہ قنوت تمام نمازوں کے اندر جمعہ اور غیر جمعہ میں دوسری رکعت کے اندر قراءت کے بعد قبل رکوع ہے ۔

(۱۲۲۰) اور زرارہ کا بیان ہے کہ میں نے آنجنابؑ سے دریافت کیا کہ جمعہ کتنے لوگوں پر واجب ہے تو آپ نے فرمایا جمعہ مسلمانوں میں سے سات افراد ہوں تو واجب ہے اور مسلمانوں میں پانچ سے کم پر جمعہ واجب نہیں ہے ان میں سے ایک امام ہے پس جب سات افراد جمع ہو جائیں تو ان میں سے ایک امامت کرے گا اور خطبہ دیگا بشرطیکہ انہیں کوئی خوف نہ ہو ۔

(۱۲۲۱) حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ وہ دو رکعت جسکا اضافہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جمعہ کے دن کیلئے فرمایا ہے وہ مقیم (غیر مسافر) کیلئے ان دو خطبوں کی جگہ ہے جبکہ وہ امام کے ساتھ نماز جمعہ پڑھتا، پس جو شخص جمعہ کے دن بغیر جماعت کے نماز پڑھے تو وہ ظہر کی طرح چار رکعت پڑھے جس طرح تمام دنوں میں پڑھتا ہے ۔

(۱۲۲۲) نیز آنجناب علیہ السلام نے فرمایا کہ جمعہ کے دن نماز جمعہ کا وقت زوال آفتاب کی ساعت سے اور اسکا وقت سفر و حضر دونوں میں ایک ہے اور یہ بہت تنگ وقت ہے اور نماز عصر کا وقت جمعہ کے دن عصر کا ابتدائی وقت ہے جو تمام دنوں میں ہوتا ہے ۔

(۱۲۲۳) عبدالرحمن بن ابی عبداللہ نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے آپ نے فرمایا اگر بارش میں کوئی شخص نماز جمعہ چھوڑ دے تو کوئی حرج نہیں ۔

(۱۲۲۴) محمد بن مسلم نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا اگر سات نفر مومنین کی

تعداد ہے تو نماز جمعہ واجب ہے اور اس سے کم تعداد پر واجب نہیں ہے۔ امام اور قاضی اور دو مدعی اور مدعا علیہ اور دو گواہ اور ایک وہ جو امام کے سامنے حد جاری کرے۔

(۱۲۲۵) اور حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ نماز جمعہ کا اول وقت زوال آفتاب سے لیکر ایک ساعت تک ہے لہٰذا اسکی پابندی کرو اس لئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ اس وقت کے اندر بندہ اللہ تعالیٰ سے جس خیر کا بھی سوال کرے گا اللہ اسکو عطا کر دیگا۔

اور میرے والد علیہ الرحمہ نے جو رسالہ میرے پاس بھیجا اس میں تحریر فرمایا کہ اگر تم سے ممکن ہو تو جمعہ کے دن جب آفتاب طلوع ہو تو چھ رکعت نماز پڑھو۔ اور جب روشنی ہر طرف پھیل جائے تو چھ رکعت اور نماز واجب سے پہلے دو رکعت اور بعد نماز واجب چھ رکعت پڑھو۔ اور احمد بن محمد بن عیسیٰ کے نوادر میں ہے کہ اور عصر کے بعد دو رکعت۔

اور اگر تم اپنے تمام نوافل کو جمعہ کے دن قبل زوال یا نماز واجب کے بعد موخر کر لو تو وہ سولہ (۱۶) رکعتیں ہیں مقدم کرنے سے مؤخر کرنا افضل ہے اور جب جمعہ کے دن زوال آفتاب ہو جائے تو نماز واجب کے علاوہ کوئی اور نماز نہ پڑھو۔ اور شب جمعہ نماز عشاء میں سورہ جمعہ اور سورہ سبح اسم ربک الاعلی پڑھو اور صبح کی اور ظہر و عصر کی نماز میں سورہ جمعہ اور سورہ منافقین پڑھو اور اگر تم نماز ظہر کے اندر ان دونوں کو پڑھنا بھول گئے یا ان میں سے ایک پڑھنا بھول گئے اور تم نے ان دونوں کے علاوہ دوسرا سورہ پڑھنا شروع کر دیا پھر تمہیں یاد آگیا تو اگر تم نے ابھی وہ دوسرا سورہ آدھا نہیں پڑھا ہے تو سورہ جمعہ اور منافقین کی طرف واپس آجاؤ۔ اور اگر آدھا پڑھ لیا ہے تو اسکو تمام کرو اور دو رکعت پڑھ کر سلام پڑھو اور اسے نافلہ قرار دیدو۔ اور سورہ جمعہ اور سورہ منافقین کے ساتھ پھر سے نماز پڑھ لو۔

اور کوئی حرج نہیں اگر تم عشاء، صبح اور عصر کی نماز بغیر سورہ جمعہ اور سورہ منافقین کے پڑھو لیکن افضل یہ ہے کہ انکو سورہ جمعہ اور سورہ منافقین کے ساتھ پڑھو۔

اور اگر کسی کا ارادہ ہو کہ نماز میں فلاں سورہ پڑھے گا مگر وہ کوئی اور سورہ پڑھنے لگا تو وہ اسے چھوڑ کر اسی سورہ کی طرف پلٹ جائے۔ سوائے سورہ قل ھو اللہ احد کے اس لئے کہ اس سورہ کو جب شروع کر دیا تو پھر اسکو چھوڑ کر دوسرا نہیں پڑھا جائیگا سوائے جمعہ کے دن نماز ظہر میں اس لئے کہ اس دن نماز ظہر میں اسے چھوڑ کو سورہ جمعہ اور منافقین کی طرف رجوع کر سکتے ہیں۔ اور یوم جمعہ نماز ظہر میں سورہ جمعہ اور منافقین کو چھوڑ کر کوئی دوسرا پڑھنے کی جو رخصت کی روایت کی گئی ہے تو وہ مریض، مسافر یا جو شخص عجلت میں ہو اس کیلئے ہے۔

(۱۲۲۶) صفوان بن یحییٰ نے علی بن یقطین سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت ابو الحسن علیہ السلام سے دریافت کیا کہ سفر کے اندر جمعہ کی دونوں رکعتوں میں کیا پڑھا جائے؟ آپ نے فرمایا ان دونوں میں قل ھو اللہ احد پڑھو۔

(۲۲۷) جعفر بن بشیر اور عبداللہ بن جبلہ نے عبداللہ بن سنان سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے راوی کا بیان ہے کہ میں نے ان جنابؑ کو فرماتے ہوئے نماز جمعہ کے متعلق سنا کہ آپؑ نے فرمایا کہ اگر تم عجلت میں ہو تو کوئی حرج نہیں اگر تم سورہ جمعہ اور منافقین کے علاوہ کوئی دوسرا سورہ پڑھ لو۔

اور روز جمعہ کا غسل طلوع فجر سے لیکر زوال آفتاب تک ہے اور یہ سنت واجبہ ہے اسکو وضو سے شروع کرنا چاہیئے۔

(۲۲۸) اور حضرت امام موسیٰ بن جعفر علیہ السلام پنجشنبہ ہی سے جمعہ کا اہتمام شروع کر دیا کرتے تھے۔

(۲۲۹) اور حلبی نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا نماز جمعہ کا وقت زوال آفتاب ہے اور سفر میں بھی نماز ظہر کا وقت زوال آفتاب ہے اور جمعہ کے دن عصر کا وقت حالت حضر میں وہ ہے جو نماز ظہر کا وقت جمعہ کے علاوہ دوسرے ایام میں ہوتا ہے۔

(۲۳۰) اور حضرت امیر المومنین علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ جب امام جمعہ کا خطبہ دے تو اس وقت کوئی بات نہیں کرنی چاہیئے اور خطبہ کی طرف التفات ہونی چاہیئے جیسے نماز میں۔ اور نماز جمعہ جو دو رکعت قرار دیدی گئی ہے وہ دو خطبوں کی وجہ سے اور ان دونوں کو آخر کی دو رکعتوں کے عوض قرار دیدیا گیا ہے چنانچہ یہ دونوں خطبے بھی نماز ہی ہیں جب تک کہ امام منبر سے نہ اترے۔

(۲۳۱) اور علاء نے محمد بن مسلم سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ جب امام جمعہ کے خطبہ سے فارغ ہو جائے تو اگر کوئی شخص کلام کرے تو کوئی حرج نہیں ان دونوں خطبوں اور نماز جمعہ کے درمیان خواہ وہ قرات سن رہا ہو یا نہ سن رہا ہو یہ اس کیلئے کافی ہے۔

(۲۳۲) سماعہ نے ان ہی جنابؑ سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ امام کے ساتھ جمعہ کی نماز دو رکعت ہے اور جو اکیلے پڑھے تو چار رکعت ہے۔

(۲۳۳) حماد بن عثمان نے عمران حلبی سے روایت کی ہے اس کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا گیا جو جمعہ کی نماز چار رکعت پڑھ رہا ہے کیا وہ اس میں قرات باآواز بلند کرے ؟ آپؑ نے فرمایا ہاں اور دوسری رکعت میں قنوت بھی۔

اور اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کی رخصت ہے اور اجازت ہے مگر اصل یہ ہے کہ اسکو باآواز بلند اس وقت پڑھا جائے گا جب خطبہ ہو اور جب انسان اکیلے پڑھ رہا ہے تو وہ بالکل ایسی ہی ہے جیسی تمام دنوں میں نماز ظہر ہوتی اور اس میں خفی آواز سے قرات ہوگی اور اسی طرح سفر میں جو شخص نماز جمعہ جماعت کے ساتھ بغیر خطبہ کے پڑھے تو وہ قرات بلند آواز سے کرے گا اگر چہ اس کیلئے یہ نئی بات ہوگی اور اسی طرح اگر کوئی شخص سفر میں خطبہ کے ساتھ دو رکعت پڑھے تو اس میں قرات بلند آواز سے کرے گا۔

(۴۳۴) فضل بن عبدالملک نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ اگر کسی نے نماز جمعہ کی ایک رکعت کو بھی پالیا تو اس نے نماز جمعہ کو پالیا۔ اور اگر اس سے وہ بھی فوت ہو گئی تو وہ چار رکعت پڑھے۔

(۴۳۵) حلبی نے ان جنابؑ سے روایت کی ہے کہ اگر کسی نے امام کو آخری رکعت کے رکوع سے پہلے پالیا تو اس نے نماز کو پالیا۔ اور اگر اس نے امام کو رکوع کے بعد پایا تو پھر وہ چار رکعت ہے بمنزلہ ظہر کے (جو تمام ایام میں ہوتی ہے)۔

(۴۳۶) عبدالرحمٰن بن حجاج نے حضرت امام ابوالحسن علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا جس نے بروز جمعہ جماعت میں نماز پڑھی اور جب امام نے رکوع کیا تو لوگوں کے اژدحام نے اسکو دیوار یا ستون تک پہنچا دیا نتیجہ میں نہ وہ رکوع کر سکا اور نہ سجدہ کر سکا یہاں تک کہ لوگوں نے سجدہ سے اپنے سر اٹھالئے اب سوال یہ ہے کہ کیا وہ رکوع کر کے اٹھے اور صف سے ملحق ہو جائے جبکہ ابھی لوگ حالت قیام میں ہیں یا وہ کیا کرے؟ آپؑ نے فرمایا کہ وہ رکوع کرے اور سجدہ کرے پھر صف میں کھڑا ہو جائے اور اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

(۴۳۷) سلیمان بن داؤد منقری نے حفص بن غیاث سے روایت کی ہے انکا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا ایک ایسے شخص کے متعلق کہ جو نماز جمعہ میں شریک ہوا اور لوگوں کا بہت اژدحام تھا نتیجہ میں وہ امام کے ساتھ صرف تکبیر کہہ سکا اور رکوع کر سکا مگر سجدہ نہیں کر سکا کہ اتنے میں امام اٹھ کھڑا ہوا اور اب لوگ دوسری رکعت میں ہیں اور یہ ان لوگوں کے ساتھ کھڑا ہے کہ اتنے میں امام رکوع میں آگیا اور اب وہ اژدحام مردم کی وجہ سے دوسری رکعت میں رکوع تو نہیں کر سکا مگر سجدہ کرنے پر قادر ہو گیا تو اب وہ کیا کرے؟ آپ نے فرمایا پہلی رکعت میں اسکی رکوع تک نماز درست ہو گئی صرف سجدہ رہ گیا۔ اب جب کہ اس نے دوسری رکعت میں سجدہ کیا تو اگر اس نے ان دونوں سجدوں کو اول کی نیت سے کیا ہے تو پہلی رکعت اسکی مکمل ہو گئی اور جب امام سلام پڑھ لے تو یہ اٹھے اور ایک رکعت پڑھے اور اس میں سجدہ کرے پھر تشہد پڑھے اور سلام پڑھے۔ اور اگر اس نے ان دو سجدوں کو پہلی رکعت کی نیت سے نہیں کیا ہے تو یہ نہ پہلی رکعت کے لئے کافی ہے اور نہ دوسری رکعت کیلئے کافی ہے اسکو چاہیئے کہ وہ دو سجدے پہلی رکعت کی نیت سے کرے اور اسکے بعد ایک رکعت پوری پڑھے اور اس میں سجدہ کرے۔

(۴۳۸) ربعی بن عبداللہ اور فضیل بن یسار نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے آپ نے فرمایا کہ سفر میں نہ نماز جمعہ ہے نہ نماز عید الفطر ہے اور نہ نماز عید الاضحیٰ ہے۔

(۴۳۹) ابو بصیر نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ہر شب جمعہ کو شام سے لیکر صبح تک عرش کے اوپر منادی کراتا رہتا ہے کہ آگاہ رہو جو مومن اس شب طلوع فجر سے پہلے تک اپنی آخرت اور دنیا کیلئے دعا کرے گا میں اسے قبول کروں گا۔ آگاہ رہو جو مومن طلوع فجر سے پہلے تک میری بارگاہ میں اپنے گناہوں سے توبہ کرے گا میں اسکی توبہ قبول کرونگا۔ آگاہ رہو کہ جو مومن تنگی رزق میں مبتلا ہے اگر وہ طلوع فجر سے پہلے تک مجھ سے زیادتی

رزق کیلئے دعا کرے گا تو میں اسکا رزق وسیع کردونگا۔ آگاہ رہو جو مومن بیمار ہے اگر وہ قبل طلوع فجر مجھ سے شفا کی درخواست کرے گا تو میں اسے شفا دیدونگا۔ آگاہ رہو کہ جو مومن محبوس و مغموم ہے اگر وہ مجھ سے قید سے رہائی کی التجا کرے گا تو میں اس کی رہائی کی راہ کھول دونگا۔ آگاہ رہو جس مومن پر ظلم ہوا ہے اگر وہ طلوع فجر سے پہلے اس ظلم کا بدلہ لینے کیلئے مجھ سے درخواست کرے تو میں اسکی مدد کرونگا اور اس کے ظلم کا بدلہ لوں گا۔

آپؑ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ مسلسل طلوع فجر تک یہ منادی کراتا رہتا ہے۔

(۲۴۰) عبدالعظیم بن عبداللہ الحسنی رضی اللہ عنہ نے ابراہیم بن ابی محمد سے روایت کی ہے کہ انہوں نے بیان کیا کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام رضا علیہ السلام سے عرض کیا فرزند رسول آپؑ اس حدیث کے متعلق کیا فرماتے ہیں جسے لوگوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کیا ہے کہ آپؐ نے ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ ہر شب جمعہ کو دنیاوی آسمان پر اترتا ہے؟ آپؑ نے فرمایا اللہ لعنت کرے ان تحریف کرنے والوں پر جو کلام کو اسکے موقع و محل سے ہٹا دیتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ ہرگز ارشاد نہیں فرمایا بلکہ آپؐ نے یہ ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ہر رات کے آخری تہائی حصہ میں اور شب جمعہ کے ابتدائی حصہ میں ایک ملک کو دنیاوی آسمان پر نازل کرتا ہے اور اسے حکم دیتا ہے اور وہ اعلان کرتا ہے کیا کوئی سوال کرنے والا ہے جسے میں عطا کروں کیا کوئی توبہ کرنے والا ہے جسکی توبہ میں قبول کروں۔ کیا کوئی طلب مغفرت کرنے والا ہے جسکی میں مغفرت کر دوں۔ اور اے خیر کے طلب کرنے والے آگے آ اور اے شر کے طلب کرنے والے پیچھے ہٹ۔ اور وہ طلوع فجر تک مسلسل یہ ندا دیتا رہتا ہے اور جب فجر طلوع ہو جاتی ہے تو وہ اپنی جگہ ملکوت سماء میں واپس چلا جاتا ہے مجھ سے یہ حدیث بیان کی میرے پدر بزرگوار نے اور انہوں نے اسکی روایت میرے جد نامدار سے کی اور انہوں نے اپنے آبائے کرام سے کی اور انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کی۔

(۲۴۱) اور ان جنابؑ سے یہ بھی روایت ہے کہ آپؐ نے فرمایا کہ آفتاب روز جمعہ سے افضل کسی دن بھی طلوع نہیں ہوا اور وہ دن کہ جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے امیرالمومنین علیہ السلام کو غدیر خم میں اپنا جانشین مقرر کیا وہ جمعہ کا دن تھا۔ اور امام قائم علیہ السلام کا ظہور بھی جمعہ ہی کے دن ہوگا۔ اور قیامت بھی جمعہ کے دن ہی قائم ہوگی جس میں اللہ تعالیٰ تمام اولین و آخرین کو ایک جگہ جمع فرمائے گا چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے **ذلک یوم مجموع له الناس و ذلک یوم مشہود** (یہ وہ دن ہوگا جس دن سارے جہان کے لوگ جمع کئے جائیں گے اور یہی وہ دن ہوگا کہ ہماری بارگاہ میں سب حاضر کئے جائیں گے) (سورہ ھود آیت نمبر ۱۰۳)۔

(۲۴۲) محمد بن مسلم نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے حضرت یعقوب علیہ السلام کے اس قول کے متعلق دریافت کیا جو انہوں نے اپنے فرزندوں سے کہا کہ "**سوف استغفرلکم ربی**" میں اپنے رب سے تم لوگوں کیلئے مغفرت کیلئے دعا کروں گا۔ فرمایا اس دعا کو انہوں نے شب جمعہ کی سحر تک کیلئے مؤخر کیا تھا۔

(۱۲۴۳) اور ابو بصیر نے ان دونوں ائمہ علیہما السلام میں سے کسی ایک سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ کوئی بندہ مومن اپنی حاجت کیلئے اللہ سے دعا کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس دعا کو جو اس نے مانگی ہے اس کی حاجت پوری کرنے کیلئے روز جمعہ تک کیلئے مؤخر کر دیتا ہے تاکہ یوم جمعہ کی فضیلت خصوصی ظاہر ہو جائے۔

(۱۲۴۴) داؤد بن سرحان نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے قول خدا و شاہد و مشہود (اور گواہ کی اور جسکی گواہی دی جائے گی) (سورہ البروج آیت نمبر ۳) کے متعلق روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا شاہد سے مراد یوم جمعہ ہے۔

(۱۲۴۵) اور معلّی بن خنیس نے ان ہی جنابؑ سے یہ بھی روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ تم میں جس شخص کو روز جمعہ کی توفیق اللہ دے اسکو چاہیئے کہ سوائے عبادت کے اور کسی شے میں مشغول نہ ہو اس لئے کہ اس میں بندوں کی مغفرت کی جاتی ہے اور ان پر رحمت نازل کی جاتی ہے۔

(۱۲۴۶) اور اصبغ بن نباتہ نے حضرت امیر المومنین علیہ السلام سے روایت کی ہے آپ نے فرمایا کہ شب جمعہ ایک روشن شب اور اس کا دن ایک روشن دن ہے جو شخص شب جمعہ میں مرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کیلئے فشار قبر سے براءت لکھ دیتا ہے اور جو شخص جمعہ کے دن مرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کیلئے جہنم سے براءت کا پروانہ لکھ دیتا ہے۔

(۱۲۴۷) ہشام بن حکم نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے ایک شخص کے متعلق کہ وہ کچھ کار خیر مثلاً صدقہ و صوم وغیرہ کی طرح کی کوئی چیز کرنا چاہتا ہے۔ آپ نے فرمایا مستحب ہے کہ اس طرح کار خیر جمعہ کو کرے اس لئے کہ یوم جمعہ میں عمل دوگنا ہو جاتا ہے۔

(۱۲۴۸) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تم لوگ اپنے اہل و عیال کیلئے جمعہ کے دن کچھ پھل اور کچھ گوشت وغیرہ خرید کر لے جایا کرو کہ وہ جمعہ کے آنے سے خوش ہو جائیں۔

(۱۲۴۹) اور ابراہیم بن ابی البلاد کی روایت میں ہے جو انہوں نے زرارہ سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے کی ہے آپ نے فرمایا کہ جو شخص جمعہ کے دن شعر پڑھے گا اس کا مزا وہ اسی دن چکھے گا (اور اسکو سزا مل جائیگی)۔

(۱۲۵۰) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب تم لوگ کسی شیخ و بزرگ کو دیکھو کہ وہ جمعہ کے دن ایام جاہلیت کی باتیں کر رہا ہے تو اسکا سر توڑ دو خواہ پتھر سے کیوں نہ ہو۔

(۱۲۵۱) عبداللہ بن سنان نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے آپ نے فرمایا کہ جو شخص شب جمعہ بعد مغرب کے نافلہ کے آخری سجدے میں یہ کہے اور اگر ہر شب کو یہ کہے تو افضل ہے اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ بِوَجْھِکَ الْکَرِیْمِ وَاِسْمِکَ الْعَظِیْمِ اَنْ تُصَلِّیَ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ وَّاَنْ تَغْفِرَلِیْ ذَنْبِیَ الْعَظِیْمَ (اے اللہ میں تجھے تیرے وجہ کریم اور تیرے اسم عظیم کا واسطہ دیکر کہتا ہوں کہ تو محمدؐ اور انکی آل پر اپنی رحمتیں نازل فرما اور میرے عظیم گناہوں کو بخش دے) یہ سات مرتبہ کہے۔ تو جوں ہی وہ سلام پھیرے گا اللہ اسکی مغفرت کر دیگا۔

نیز فرمایا کہ پنجشبہ کی شام اور جمعہ کی شب کو ملائکہ آسمان سے اپنے ساتھ سونے کے قلم اور چاندی کی تختیاں لئے ہوئے نازل ہوتے ہیں اور وہ پنجشبہ کی شام جمعہ کی شب اور جمعہ کے دن غروب آفتاب تک سوائے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود کے اور کچھ لکھتے ہی نہیں۔

(۳۵۲) اور جمعہ کے دن صبح کو اپنی ضروریات کے لئے دوڑ دھوپ مکروہ ہے اور یہ نماز جمعہ کی وجہ سے مکروہ ہے اور نماز کے بعد جائز ہے اس میں برکت ہوتی ہے۔ یہ حدیث حضرت ابوالحسن علی ابن محمد علیہما السلام سے سرّی کے جواب میں وارد ہوئی ہے۔

(۳۵۳) ابو ایوب خزّاز نے ایک مرتبہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اللہ تعالیٰ کے اس قول کے متعلق دریافت کیا فاذا قضیت الصلوۃ فانتشروا فی الارض و ابتغوا من فضل اللّٰہ (سورہ جمعہ) تو آپ نے فرمایا نماز جمعہ کے دن کیلئے ہے اور زمین پر پھیلنا سنیچر کے دن کیلئے ہے۔

(۳۵۴) نیز آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ سنیچر بنی ہاشم اور اتوار بنی امیہ کیلئے ہے لہذا اتوار کو کسی کام کے اختیار کرنے سے پرہیز کرو۔

(۳۵۵) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دعا فرمائی کہ پروردگار میری اُمّت کے لئے سنیچر کی اور پنجشبہ کی صبح کو مبارک قرار دے۔

(۳۵۶) حضرت امام رضا علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ لوگوں کو چاہیئے کہ وہ خوشبو لگانا کسی دن بھی نہ چھوڑیں اگر یہ ممکن نہ ہو تو ایک دن بعد ایک دن اور یہ بھی ممکن نہ ہو تو جمعہ کو تو چھوڑنا ہی نہیں چاہیئے۔

(۳۵۷) اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جب کسی جمعہ کے دن خوشبو نہ ملتی تھی تو آپ وہ کپڑا منگواتے جو زعفران سے رنگا ہوا اس پر پانی چھڑکتے پھر اسکو اپنے ہاتھ سے مس کرتے اور اپنے چہرے پر ملتے۔

اور مستحب ہے کہ آدمی جمعہ کے دن عمامہ باندھے اور اگر اچھا اور صاف ستھرا لباس پہنے اور خوشبو لگائے تو بہترین خوشبو لگائے۔

(۳۵۸) اور محمد بن مسلم نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ جب دو (۲) قریوں (گاؤں) کے درمیان تین میل کا فاصلہ ہو تو کوئی حرج نہیں اگر یہاں بھی جمعہ کی نماز ہو اور وہاں بھی جمعہ کی نماز ہو اور دو جماعتوں کے درمیان تین میل سے کم فاصلہ نہ ہونا چاہیئے۔

(۳۵۹) نیز آنجنابؑ نے فرمایا کہ ملائکہ مقربین ہر جمعہ کے دن اپنے ساتھ چاندی کے صفحات اور سونے کے قلم لیکر آتے ہیں اور تمام مساجد کے دروازوں پر نور کی کرسی لگا کر بیٹھ جاتے ہیں اور لکھتے رہتے ہیں کہ جمعہ کی نماز میں پہلا کون آیا دوسرا کون آیا یہاں تک کہ امام نماز پڑھا کر نکل جائے اور جب امام نکل جاتا ہے تو یہ بھی صحیفہ کو لپیٹ لیتے ہیں۔

(۴۶۰) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص نماز جمعہ میں ایمان کے ساتھ اور اپنے عمل کا احتساب کرتا ہوا آئے (تو اس کے سارے گناہ محو کردیئے جاتے ہیں اور) اسکا عمل از سرنو شروع ہوتا ہے۔

(۴۶۱) حضرت امیرالمومنین علیہ السلام نے ارشاد فرمایا تم میں سے کوئی شخص پنجشبہ کو دوا نہ پیئے تو عرض کیا گیا یا امیرالمومنین یہ کیوں؟ آپؑ نے فرمایا تاکہ نماز جمعہ میں آنے کیلئے وہ کمزور نہ ہو جائے۔

(۴۶۲) نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ہر واعظ اپنے وعظ سننے والوں کیلئے قبلہ بنتا ہے اور وعظ سننے والے واعظ کیلئے قبلہ بنتے ہیں۔ یعنی نماز جمعہ و نماز عیدین اور نماز استسقاء میں۔

(۴۶۳) امیرالمومنین علیہ السلام نماز جمعہ کیلئے خطبہ ارشاد فرمایا اور کہا۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الْوَلِيِّ الْحَمِيْدِ الْحَكِيْمِ الْمَجِيْدِ، الْفَعَّالِ لِمَا يُرِيْدُ عَلَّامِ الْغُيُوْبِ، وَخَالِقِ الْخَلْقِ، وَمُنْزِلِ الْقَطْرِ وَمُدَبِّرِ أَمْرِ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ، وَوَارِثِ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ، الَّذِيْ عَظُمَ شَأْنُهُ فَلَاشَيْءَ مِثْلُهُ، تَوَاضَعَ كُلُّ شَيْءٍ لِعَظَمَتِهِ، وَذَلَّ كُلُّ شَيْءٍ لِعِزَّتِهِ، وَاسْتَسْلَمَ كُلُّ شَيْءٍ لِقُدْرَتِهِ، وَقَرَّ كُلُّ شَيْءٍ قَرَارَهُ لِهَيْبَتِهِ وَخَضَعَ كُلُّ شَيْءٍ لِمُلْكَتِهِ وَرُبُوْبِيَّتِهِ الَّذِيْ يُمْسِكُ السَّمَاءَ أَنْ تَقَعَ عَلَى الْأَرْضِ إِلَّا بِإِذْنِهِ، وَأَنْ تَقُوْمَ السَّاعَةُ إِلَّا بِأَمْرِهِ، وَأَنْ يَحْدُثَ فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ شَيْءٌ إِلَّا بِعِلْمِهِ، نَحْمَدُهُ عَلَى مَاكَانَ، وَنَسْتَعِيْنُهُ مِنْ أَمْرِنَا عَلَى مَا يَكُوْنُ، وَنَسْتَغْفِرُهُ وَنَسْتَهْدِيْهِ، وَنَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ، مَلِكُ الْمُلُوْكِ، وَسَيِّدُ السَّادَاتِ، وَجَبَّارُ الْأَرْضِ وَالسَّمَاوَاتِ الْقَهَّارُ الْكَبِيْرُ الْمُتَعَالُ، ذُو الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ، دَيَّانُ يَوْمِ الدِّيْنِ، رَبُّ آبَائِنَا الْأَوَّلِيْنَ۔

وَنَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُوْلُهُ، أَرْسَلَهُ بِالْحَقِّ دَاعِيًا إِلَى الْحَقِّ، وَشَاهِدًا عَلَى الْخَلْقِ، فَبَلَّغَ رِسَالَاتِ رَبِّهِ كَمَا أَمَرَهُ، لَا مُتَعَدِّيًا وَلَا مُقَصِّرًا، وَجَاهَدَ فِي اللّٰهِ أَعْدَاءَهُ، لَا وَانِيًا وَلَا نَاكِلًا وَنَصَحَ لَهُ فِي عِبَادِهِ صَابِرًا مُحْتَسِبًا، فَقَبَضَهُ اللّٰهُ إِلَيْهِ وَقَدْ رَضِيَ عَمَلَهُ وَتَقَبَّلَ سَعْيَهُ، وَغَفَرَ ذَنْبَهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ ۔

أُوْصِيْكُمْ عِبَادَ اللّٰهِ بِتَقْوَى اللّٰهِ، وَاغْتِنَامِ مَا اسْتَطَعْتُمْ عَمَلًا بِهِ مِنْ طَاعَتِهِ فِي هٰذِهِ الْأَيَّامِ الْخَالِيَةِ وَبِالرَّفْضِ لِهٰذِهِ الدُّنْيَا التَّارِكَةِ لَكُمْ وَإِنْ لَمْ تَكُوْنُوْا تُحِبُّوْنَ تَرْكَهَا وَالْمُبْلِيَةِ لَكُمْ وَإِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ تَجْدِيْدَهَا، فَإِنَّمَا مَثَلُكُمْ وَمَثَلُهَا كَرَكْبٍ سَلَكُوْا سَبِيْلًا فَكَأَنْ قَدْ قَطَعُوْهُ، وَأَفْضَوْا إِلَى عَلَمٍ فَكَأَنْ قَدْ بَلَغُوْهُ وَكَمْ عَسَى الْمُجْرِي إِلَى الْغَايَةِ أَنْ يَجْرِيَ إِلَيْهَا حَتَّى يَبْلُغَهَا وَكَمْ عَسَى أَنْ يَكُوْنَ بَقَاءُ مَنْ لَهُ يَوْمٌ لَا يَعْدُوْهُ، وَطَالِبٌ حَثِيْثٌ فِي الدُّنْيَا يَحْدُوْهُ حَتَّى يُفَارِقَهَا فَلَا تَتَنَافَسُوْا فِي عِزِّ الدُّنْيَا وَفَخْرِهَا وَلَا تُعْجَبُوْا بِزِيْنَتِهَا وَنَعِيْمِهَا، وَلَا تَجْزَعُوْا مِنْ ضَرَّائِهَا وَبُؤْسِهَا فَإِنَّ عِزَّ الدُّنْيَا وَفَخْرَهَا إِلَى انْقِطَاعٍ، وَإِنَّ زِيْنَتَهَا وَنَعِيْمَهَا إِلَى زَوَالٍ، وَإِنَّ ضَرَّهَا وَبُؤْسَهَا إِلَى نَفَادٍ، وَكُلُّ مُدَّةٍ مِنْهَا إِلَى مُنْتَهًى، وَكُلُّ حَيٍّ مِنْهَا إِلَى فَنَاءٍ وَبَلَاءٍ، أَوَلَيْسَ لَكُمْ فِي آثَارِ الْأَوَّلِيْنَ وَفِي آبَائِكُمُ الْمَاضِيْنَ مُعْتَبَرٌ وَتَبْصِرَةٌ إِنْ كُنْتُمْ تَعْقِلُوْنَ، أَلَمْ تَرَوْا إِلَى الْمَاضِيْنَ مِنْكُمْ لَا يَرْجِعُوْنَ، وَإِلَى الْخَلَفِ الْبَاقِيْنَ مِنْكُمْ

لا یفقهون ، قال الله تبارک و تعالیٰ : وحرام علی قریة أهلکناها ، انهم لا یرجعون ، و قال : کل نفس ذائقة الموت و انما توفون اجورکم یوم القیامة فمن زحزح عن النار و ادخل الجنة فقد فاز وما الحیوة الدنیا الا متاع الغرور ، أو لستم ترون إلی أهل الدنیا و هم یصبحون و یمسون علی أحوال شتیٰ ، فمیت یبکیٰ و آخر یعزیٰ ، و صریع یتلویٰ و عائد و معود و آخر بنفسه یجود ، و طالب الدنیا و الموت یطلبه ، و غافل و لیس بمغفول عنه و علی أثر الماضین یمضي الباقین ، و الحمد لله رب العالمین ، رب السماوات السبع و رب الأرضین السبع و رب العرش العظیم ، الذی یبقیٰ و یفنیٰ ماسواه ، و إلیه یؤول الخلق و یرجع الأمر-

الا إن هذا الیوم یوم جعله الله لکم عیدا و هو سید ایامکم و أفضل أعیادکم و قد أمرکم الله في کتابه بالسعي فیه إلی ذکره ، فلتعظم رغبتکم فیه ، و لتخلص نیتکم فیه ، و أکثروا فیه التضرع و الدعاء و مسألة الرحمة و الغفران ، فإن الله عز و جل یستجیب لکل من دعاه ، و یورد النار من عصاه و کل مستکبر عن عبادته ، قال الله عز و جل ، ادعوني أستجب لکم إن الذین یستکبرون عن عبادتي سیدخلون جهنم داخرین ، و فیه ساعة مبارکة لا یسأل الله عبد مؤمن فیها شیئا إلا أعطاه ، و الجمعة واجبة علی کل مؤمن إلا علی الصبي و المریض و المجنون و الشیخ الکبیر و الأعمیٰ و المسافر و المرأة و العبد المملوک ، و من کان علی رأس فرسخین ، غفر الله لنا و لکم سالف ذنوبنا فیها خلا من أعمارنا ، و عصمنا و إیاکم من اقتراف الآثام بقیة ایام دهرنا ، إن أحسن الحدیث و أبلغ الموعظة کتاب الله عز و جل ، أعوذ بالله من الشیطان الرجیم إن الله هو الفتاح العلیم بسم الله الرحمن الرحیم -

خطبہ جمعہ کا ترجمہ :

حمد اس اللہ کی جو حاکم و سرپرست ولائق حمد صاحب حکمت و صاحب بزرگی ہے وہ جو چاہتا ہے کرتا ہے ۔ غیب کا جاننے والا ہے مخلوق کو خلق کرنے والا ہے ۔ پانی کے قطرات برسانے والا ہے ۔ دنیا و آخرت کے تمام امور کو درست کرنے والا ہے ۔ آسمان اور زمینوں کا مالک و وارث ہے ۔ اس کی شان ایسی عظیم ہے کہ جسکے مثل کوئی شے نہیں ۔ اس کی عظمت کے سامنے ہر شے پست اور اسکی عزت کے سامنے ہر شے ذلیل ہے اسکی قدرت کے سامنے ہر شے سر تسلیم خم کئے ہوئے اسکی ہیبت کے سامنے ہر شے دم بخود ، اور ربوبیت کے سامنے ہر شے سرنگوں ہے ۔ یہ وہ ذات ہے جو آسمان کو سنبھالے ہوئے ہے کہ وہ بغیر اسکے اذن کے زمین پر نہ گرے گا اور بغیر اسکے حکم کے قیامت قائم نہ ہوگی بغیر اسکے علم کے آسمانوں اور زمینوں میں کوئی شے پیدا نہ ہوگی ۔ جو کچھ ہو چکا ہم اس پر اس کا شکر کرتے ہیں اور جو کچھ آیندہ ہوگا ہم اس میں اسکی مدد چاہتے ہیں ہم اس سے طلب مغفرت کرتے اور اس سے ہدایت کے طلبگار ہیں اور ہم گواہی دیتے ہیں کہ نہیں ہے کوئی اللہ سوائے اس اکیلے اللہ کے

اسکا کوئی شریک نہیں ۔ وہ بادشاہوں کا بادشاہ ہے ۔ سرداروں کا سردار ہے وہ تمام آسمانوں اور زمینوں پر تسلط رکھتا ہے سب پر غالب ہے سب سے بڑا اور سب سے بلند ہے وہ صاحب شکوہ اور بزرگی ہے ۔ قیامت کے دن کا حاکم ہے اور ہمارے اگلے آباؤ اجداد کا رب ہے۔

اور ہم گواہی دیتے ہیں کہ محمدؐ اسکے بندے اور اسکے رسول ہیں اس نے ان کو حق کے ساتھ حق کی طرف دعوت دینے والا اور مخلوق پر شاہد بنا کر بھیجا چنانچہ انہوں نے اپنے رب کے پیغامات کو جیسا اس نے حکم دیا تھا پہنچا دیا نہ زیادتی کی نہ کمی اور اللہ کی راہ میں اسکے دشمنوں سے جہاد کیا جس میں نہ کوئی کمزوری دکھائی نہ سستی اور صبر و احتساب کے ساتھ اللہ کے بندوں میں اللہ کیلئے نصیحتیں فرماتے رہے پھر اللہ تعالیٰ نے انکی روح قبض فرمائی اس حال میں کہ اللہ ان کے عمل سے راضی رہا ان کی کوشش کو قبول کیا اور ان کی مغفرت فرمائی ۔

اے اللہ کے بندوں میں تم کو وصیت کرتا ہوں کہ اللہ سے ڈرو اور ان گزرتے ہوئے ایام کے اندر اللہ کی اطاعت میں جو بھی عمل حسب استطاعت تم سے ہوسکے اسکو غنیمت سمجھو ۔ اور اس دنیا کو ترک کردو اس لئے کہ اگر تم اس کو ترک نہ کرنا چاہو گے تو وہ خود تم کو ترک کردیگی ۔ اور اگر تم اسکو جدید اور نئی بنانا چاہو گے تو وہ تمہیں پرانا اور بوڑھا بنا دے گی ۔ تم لوگوں کی اور اسکی مثال ان سواروں جیسی ہے کہ وہ راستے پر چلے اور تقریباً انہوں نے راستہ طے کرلیا ۔ اور ایک نشان کی طرف بڑھے اور تقریباً وہ وہاں تک پہنچ گئے اور اکثر ایسا ہوتا ہے کہ ایک شے منزل کی طرف روانہ کردی جاتی ہے اور وہ چلتے چلتے اپنی منزل تک پہنچ جاتی ہے اور اکثر ایسا ہوتا ہے کہ کسی کا ایک دن باقی ہے اور وہ اس سے آگے نہیں بڑھتا اور سب سے حریص طالب دنیا جدوجہد میں مصروف رہتے ہیں بالآخر دنیا کو چھوڑ کر چلے جاتے ہیں ۔ لہٰذا تم لوگ دنیاوی عزت و وقار کے حصول میں ایک دوسرے کا مقابلہ نہ کرو اور دنیا کی زینتوں اور نعمتوں کو دیکھ کر مبہوت نہ ہوجاؤ ۔ اور اسکی شدت اور سختیوں کو دیکھ کر واویلا نہ کرو ۔ اس لئے کہ یہ دنیاوی عزت و وقار ختم ہونے پر ہے اور اسکی زینتیں اور نعمتیں مائل بہ زوال ہیں اور اس کی شدت، اور سختیاں ختم ہوجائینگی ۔ ان میں سے ہر ایک کی مدت اپنی انتہاء کو پہنچے گی ۔ اس میں ہر زندہ فنا اور بلاء کی طرف مائل ہے ۔ اگر تم عقل رکھتے ہو تو کیا تم لوگوں کے لئے اپنے اسلاف کے آثار اور اپنے گزشتہ آباء و اجداد کی زندگیاں تمہاری عبرت اور نگاہ رکھنے کے قابل نہیں ہیں ۔ کیا تم نہیں دیکھتے جو لوگ گزر گئے وہ واپس نہیں آئے اور جو تم میں سے باقی بچے ہیں وہ ٹھہرنے والے نہیں ہیں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے حرام علی قریة اھلکنا انھم لایرجعون (اور جن بستیوں کو ہم نے ہلاک کردیا ہے ان پر قیامت کے دن ہمارے پاس لوٹ کر نہ آنا حرام ہے) (سورہ انبیاء آیت نمبر ۹۵)

نیز ارشاد باری تعالیٰ کل نفس ذائقة الموت و انما توفون اجورکم یوم القیامة فمن زحزح عن النار و ادخل الجنة فقد فاز و ماالحیوة الدنیا الا متاع الغرور (ہر ذی نفس کیلئے موت کا مزہ ہے اور تم لوگ بھرپور اپنا اجر و ثواب پاؤ

گے پس جو جہنم سے نکال کر جنت میں داخل کر دیا جائے گا وہی کامیاب ہوگا اور دنیاوی زندگی تو ایک دھوکے کی چیز ہے) (آل عمران ۱۸۵)

کیا تم لوگ اہل دنیا کو نہیں دیکھتے کہ وہ صبح و شام مختلف احوال میں بسر کرتے ہیں۔ کسی میت پر رویا جارہا ہے، کسی کو تعزیت ادا کی جاری ہے، کوئی زمین پر گر کر تڑپ رہا ہے، کوئی بیمار پرسی کر رہا ہے، کسی کی بیمار پرسی کی جارہی ہے، کوئی جانکنی کے عالم میں ہے، کوئی دنیا کی طلب میں ہے اور موت اسکی طلب میں ہے، کوئی غفلت میں مبتلا ہے مگر اس سے غفلت نہیں برتی جارہی ہے۔ اور یہ باقی رہنے والے لوگ بھی گزرے ہوئے لوگوں کے نقش قدم پر جارہے ہیں۔ اور حمد ہے اس کی جو تمام عالمین کا پروردگار ہے جو سات آسمانوں، سات زمینوں کا رب ہے اور عرش عظیم کا رب ہے وہ ذات وہ ہے جو اپنے سوا سب کو باقی رکھتا اور فنا کرتا ہے اور اسی کی طرف ساری مخلوق پلٹتی ہے اسی کی طرف تمام کی بازگشت ہے۔

واضح ہو کہ یہ دن وہ دن ہے کہ جسے اللہ تعالیٰ نے تم لوگوں کیلئے عید قرار دیا ہے یہ تمہارے دنوں کا سردار ہے تمہاری تمام عیدوں سے افضل ہے اور اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں تم لوگوں کو حکم دیا ہے کہ اس دن اس کے ذکر کیلئے سعی کرو لہٰذا اس دن بڑی رغبت اور خلوص نیت سے کام لو اللہ کی بارگاہ میں خوب گڑگڑاؤ دعائیں مانگو رحمت و مغفرت کیلئے درخواست کرو۔ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ ہر ایک کی دعا کو قبول فرمائے گا اور جو اسکی نافرمانی کرے گا اور اس کی عبادت سے انکار کرے گا اسکو جہنم میں داخل کر دیگا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے ادعونی استجب لکم ان الذین یتکبرون عن عبادتی سید خلون جہنم داخرین (تم مجھ سے دعا مانگو میں قبول کرونگا اور جو لوگ ہماری عبادت سے اکڑتے ہیں وہ عنقریب ذلیل و خوار جہنم میں داخل ہونگے) (سورہ مومن آیت نمبر ۶۰) اور اس دن میں ایک ایسی ساعت مبارک ہے کہ بندہ مومن اس میں اللہ سے جو مانگے گا اللہ تعالیٰ اسکو عطا کر دیگا۔ اور نماز جمعہ ہر مومن پر واجب ہے سوائے بچے، مریض، مجنوں، بہت بوڑھے، نابینا، مسافر، عورت، عبد مملوک کے اور اس شخص کے جو دو (۲) فرسخ دوری پر ہو۔ اور اللہ تعالیٰ ہمارے اور تم لوگوں کے پچھلے گناہوں کو جو ہماری گزری عمر میں سرزد ہوئے ہیں معاف کرے اور ہمیں اور تم لوگوں کو اپنی آئندہ زندگی میں گناہوں کے ارتکاب سے محفوظ رکھے۔ اور بہترین کلام اور بلیغ ترین وعظ اللہ کی کتاب ہے۔ میں پناہ چاہتا ہوں اللہ کی شیطان رجیم سے بیشک اللہ تعالیٰ ہی فتاح وعلیم ہے بسم اللہ الرحمن الرحیم پھر بعد سورہ الحمد کے قل ھو اللہ احد یا قل یاایھا الکافرون یا اذا زلزلت الارض زلزالھا یا الھکم التکاثر یا سورہ العصر پڑھا جائے اور وہ سورہ جو ہمیشہ پڑھا جاتا ہے وہ سورہ قل ھو اللہ احد ہے۔ اس (خطبے) کے بعد بیٹھ جائے اور پھر کھڑا ہو اور کہے اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَنَسْتَعِیْنُہٗ وَنُؤْمِنُ بِہٖ، وَنَتَوَکَّلُ عَلَیْہِ، وَنَشْھَدُ اَنْ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَاشَرِیْکَ لَہٗ، وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ صَلَوٰاتُ اللّٰہِ وَسَلَامُہٗ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَمَغْفِرَتُہٗ وَرِضْوَانُہٗ، اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ عَبْدِکَ وَرَسُوْلِکَ وَنَبِیِّکَ صَلَاۃً نَامِیَۃً زَاکِیَۃً، تَرْفَعُ بِھَا دَرَجَتَہٗ، وَتُبَیِّنُ بِھَا فَضْلَہٗ وَصَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ، وَبَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ

مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ وَ بَارَكْتَ وَ تَرَحَّمْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ وَ آلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ ، اَللّٰهُمَّ عَذِّبْ كَفَرَةَ أَهْلِ الْكِتَابِ الَّذِينَ يَصُدُّونَ عَنْ سَبِيلِكَ وَ يَجْحَدُونَ آيَاتِكَ ، وَ يُكَذِّبُونَ رُسُلَكَ ، اَللّٰهُمَّ خَالِفْ بَيْنَ كَلِمَتِهِمْ ، وَ أَلْقِ الرُّعْبَ فِي قُلُوبِهِمْ ، وَ أَنْزِلْ عَلَيْهِمْ رِجْزَكَ وَ نَقِمَتَكَ وَ بَأْسَكَ الَّذِي لَا تَرُدُّهُ عَنِ الْقَوْمِ الْمُجْرِمِينَ ، اَللّٰهُمَّ انْصُرْ جُيُوشَ الْمُسْلِمِينَ وَ سَرَايَاهُمْ وَ مُرَابِطِيهِمْ فِي مَشَارِقِ الْأَرْضِ وَ مَغَارِبِهَا إِنَّكَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ، اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِلْمُؤْمِنِينَ وَ الْمُؤْمِنَاتِ وَ الْمُسْلِمِينَ وَ الْمُسْلِمَاتِ ، اَللّٰهُمَّ اجْعَلِ التَّقْوَى زَادَهُمْ ، وَ الْإِيمَانَ وَ الْحِكْمَةَ فِي قُلُوبِهِمْ ، وَ أَوْزِعْهُمْ أَنْ يَشْكُرُوا نِعْمَتَكَ الَّتِي أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ ، وَ أَنْ يُوفُوا بِعَهْدِكَ الَّذِي عَاهَدْتَهُمْ عَلَيْهِ إِلٰهَ الْحَقِّ وَ خَالِقَ الْخَلْقِ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِمَنْ تُوُفِّيَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ وَ الْمُؤْمِنَاتِ وَ الْمُسْلِمِينَ وَ الْمُسْلِمَاتِ وَ لِمَنْ هُوَ لَاحِقٌ بِهِمْ مِنْ بَعْدِهِمْ مِنْهُمْ ، إِنَّكَ أَنْتَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ، إِنَّ اللّٰهَ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَ الْإِحْسَانِ وَ إِيتَاءِ ذِي الْقُرْبَى وَ يَنْهَى عَنِ الْفَحْشَاءِ وَ الْمُنْكَرِ وَ الْبَغْيِ يَعِظُكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُونَ ، اُذْكُرُوا اللّٰهَ يَذْكُرْكُمْ فَإِنَّهُ ذَاكِرٌ لِمَنْ ذَكَرَهُ وَ اسْأَلُوا اللّٰهَ مِنْ رَحْمَتِهِ وَ فَضْلِهِ فَإِنَّهُ لَا يُخَيِّبُ عَلَيْهِ دَاعٍ دَعَاهُ - رَبَّنَا آتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَ فِي الْآخِرَةِ حَسَنَةً وَ قِنَا عَذَابَ النَّارِ -

ہر طرح کی حمد اللہ کیلئے ہے ہم لوگ اسکی حمد کرتے ہیں اور اس سے مدد چاہتے ہیں اور اس پر ایمان رکھتے ہیں اس پر توکل کرتے ہیں اور گواہی دیتے ہیں کہ نہیں ہے کوئی اللہ سوائے اسی اللہ کے وہ اکیلا ہے اسکا کوئی شریک نہیں اور محمدؐ اسکے بندے اور اسکے رسول ہیں اور ان پر اور ان کی آل پر اللہ تعالیٰ کا درود وسلام ہو اور اسکی مغفرت اور اسکی رضا ہو ۔ پروردگار اپنی رحمتیں نازل کر اپنے بندے اور اپنے رسول اور اپنے نبی پر ایسی رحمتیں جو روز افزوں اور پاک وصاف ہوں جس سے تو انکے درجہ کو بلند کرے اور انکے فضل وشرف کو ظاہر کرے ۔ اور رحمت نازل فرما محمدؐ وآل محمدؐ پر اور برکت عطا فرما محمدؐ وآل محمدؐ کو جیسا کہ تو نے رحمت نازل کی برکت عطا فرمائی اور رحم فرمایا ابراہیمؑ اور آل ابراہیمؑ پر بیشک تو لائق حمد اور صاحب بزرگی ہے ۔

پروردگار تو ان اہل کتاب کافروں کو عذاب میں مبتلا کر جو تیری راہ پر چلنے سے لوگوں کو روکے ہوئے ہیں اور تیری آیتوں سے انکار کرتے ہیں تیرے رسولوں کی تکذیب کرتے ہیں پروردگار ان میں آپس میں پھوٹ ڈال دے ان کے دلوں میں رعب بٹھا دے اور ان پر اپنا عذاب اپنی سزا اور اپنی طرف سے وہ جنگ مسلط کر جسکو یہ مجرم قوم رد نہ کر سکے ۔

پروردگار تمام مومنین ومومنات ومسلمین ومسلمات کے گناہوں کو عفو فرما ۔ پروردگار تقویٰ کو انکی زاد راہ بنا دے ۔ ایمان وحکمت انکے دلوں میں ڈال دے اور انہیں اسکی توفیق دے کہ وہ شکر ادا کریں تیری ان نعمتوں کا جو تو نے ان پر نازل کی ہیں اور وہ اس عہد کو پورا کریں جو تو نے ان سے لیا ہے اے الہ حق اور خالق خلق ۔

پروردگار وہ مومنین ومومنات اور مسلمین ومسلمات جو وفات پاچکے ہیں انکی مغفرت فرما نیز ان لوگوں کی بھی جو ان کے بعد ان سے ملحق ہونگے تو صاحب عزت وحکمت ہے ۔

ان اللہ یا مر بالعدل و الاحسان و ایتاء ذی القربیٰ وینھیٰ عن الفحشاء و المنکر و البغی یعظکم لعلکم تذکرون (اس میں شک نہیں کہ اللہ تعالیٰ انصاف اور لوگوں کے ساتھ نیکی کرنے اور قرابتداروں کو کچھ نہ کچھ دینے کا حکم دیتا ہے اور بدکاری و ناشائشتہ حرکتوں اور سرکشی کرنے سے منع کرتا ہے اور تمہیں نصیحت کرتا ہے تاکہ تم نصیحت حاصل کرو) (سورہ النحل آیت نمبر ۹۰)

تم لوگ اللہ کو یاد کرو اللہ تم لوگوں کو یاد کرے گا اس لئے کہ وہ اپنے یاد کرنے والوں کو یاد رکھتا ہے اور اللہ سے اسکی رحمت اور فضل و کرم کا سوال کرو۔ اس لئے کہ جو بھی دعا کرنے والا اس سے دعا کرتا ہے وہ اسکو مایوس نہیں کرتا ربنا اتنا فی الدنیا حسنۃ و فی الاخرۃ حسنۃ وقنا عذاب النار (اے ہمارے پالنے والے ہمیں دنیا میں نصیحت دے اور آخرت میں ثواب دے اور ہمیں دوزخ کی آگ سے بچا) (سورہ البقرہ ۲۰۱)

(۱۲۶۳) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ سب سے پہلے جس نے جمعہ کے دن خطبہ کو نماز پر مقدم کردیا وہ عثمان تھے اس لئے کہ جب وہ نماز پڑھا لیتے تھے تو لوگ ان کا خطبہ سننے کیلئے ٹہرتے نہ تھے منتشر ہوجاتے تھے اور کہتے تھے کہ ہم ان کا وعظ سن کر کیا کریں گے وہ خود تو اس پر عمل کرتے نہیں اور انہوں نے دین میں کیا کیا بدعتیں ایجاد کردیں سچنانچہ جب انہوں نے یہ دیکھا تو دونوں خطبوں کو نماز پر مقدم کردیا۔

اور میں نے اپنے شیخ (استاد) محمد بن حسن بن ولید سے دریافت کیا کہ عامۃ المسلمین نماز جمعہ کے بعد جو تہلیل و تکبیر کیا کرتے تھے وہ کیا تھا؟ تو آپ نے کہا کہ روایت کی گئی ہے کہ بنی امیہ نماز جمعہ کے بعد تین مرتبہ حضرت امیرالمومنین علیہ السلام پر لعنت کیا کرتے تھے۔ مگر جب عمر بن عبدالعزیز والی ہوا تو اس نے لوگوں کو اس امر سے منع کردیا اور کہا کہ نماز کے بعد تہلیل و تکبیر (لا الہ الا اللہ و اللہ اکبر) کہنا افضل ہے۔

باب وہ نماز جو ہر وقت پڑھی جاسکتی ہے

(۱۲۶۴) زرارہ نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ چار نمازیں ہیں جنکو انسان ہر وقت پڑھ سکتا ہے۔ وہ نماز جو تم سے فوت ہوگئی ہے وہ جب بھی تمہیں یاد آئے اس وقت ادا کرو، دو رکعت نماز فریضہ طواف، نماز کسوف، نماز میت ۔ یہ نمازیں انسان ہر وقت جب بھی موقع ملے پڑھ سکتا ہے۔

نوٹ:۔ اصل کتاب میں اوپر کی دونوں حدیثوں کا شمار ایک ہی ہے۔

باب سفر میں نماز

(۴۶۵) زرارہ سے اور محمد بن مسلم سے روایت کی گئی ان دونوں نے بیان کیا ہے کہ ایک مرتبہ ہم دونوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ سفر کے اندر نماز کے متعلق آپ کا کیا ارشاد ہے وہ کیسے ہوگی اور کتنی ہوگی؟ آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے اذا ضربتم فی الارض فلیس علیکم جناح ان تقصروا من الصلوٰۃ (اور جب تم سفر پر جاؤ تو تمہارے لئے کوئی حرج نہیں اگر نماز میں قصر کرو) (سورہ نساء آیت نمبر ۱۰۱) اس لئے سفر میں قصر اسی طرح واجب ہے جیسے حضر میں پوری نماز پڑھنا واجب ہے۔ ان دونوں کا بیان ہے کہ ہم لوگوں نے عرض کیا مگر اللہ تعالیٰ نے تو یہ کہا ہے کہ کوئی حرج نہیں یہ تو نہیں کہا ایسا کرو۔ پس یہ قصر واجب کیسے ہوگیا جس طرح حضر میں پوری واجب ہے؟ آپؑ نے فرمایا کیا اللہ تعالیٰ نے صفا اور مروہ کے متعلق یہ نہیں کہا ہے فمن حج البیت او اعتمر فلا جناح علیہ ان یطوف بھما (جو شخص خانہ کعبہ کا حج یا عمرہ کرے تو کوئی حرج نہیں اگر ان دونوں کے درمیان چکر لگائے) (سورہ البقرہ آیت نمبر ۱۵۸)

کیا تم نہیں دیکھتے کہ ان دونوں کے درمیان چکر لگانا واجب اور مفروض ہے اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے اسکا ذکر اپنی کتاب میں کیا ہے اور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس پر عمل کیا ہے اسی طرح سفر میں تقصیر ہے یہ ایسی چیز ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس پر عمل کیا ہے اور اللہ تعالیٰ نے اسکا ذکر اپنی کتاب میں فرمایا ہے۔

ان دونوں کا بیان ہے کہ پھر لوگوں نے عرض کیا کہ اچھا اگر کوئی شخص سفر میں چار رکعت پڑھ لے تو پھر سے اس نماز کا اعادہ کرے گا یا نہیں؟ آپ نے فرمایا اگر اسکے سامنے تقصیر کی آیت پڑھ دی گئی ہے اور اس کی تفسیر کردی گئی ہے اور پھر بھی اس نے چار رکعت پڑھی تو اعادہ کرے گا۔ اور اگر اسکے سامنے تقصیر کی آیت نہیں پڑھی گئی ہے اور اسکا اسکو علم نہیں تو پھر وہ اعادہ نہیں کرے گا۔ اور تمام فرض نمازیں سفر میں دو رکعت کی ہونگی سوائے مغرب کے کہ یہ تین رکعت کی ہوگی اس میں قصر نہیں ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسکو تین ہی رکعت رہنے دیا ہے۔

چنانچہ ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مقام ذی خشب کا سفر فرمایا جو مدینہ سے ایک دن کی مسافت پر ہے یعنی دو (۲) برید (قاصد) کی راہ ہے اور چوبیس (۲۴) میل ہے تو اس سفر میں آپ نے نماز قصر پڑھی اور (روزہ نہیں رکھا) افطار کیا اور اس طرح یہ بھی سنت قرار پائی۔

اور ایک مرتبہ آپ نے سفر میں افطار کیا مگر ایک گروہ نے روزہ رکھا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انکو عاصیوں (نافرمانوں) کا گروہ کہا۔ چنانچہ وہ گروہ تاقیامت عاصی اور نافرمان رہے گا۔ اور ہم لوگ ان نافرمانوں اور عاصیوں کی اولاد اور اولاد در اولاد کو آج تک پہچانتے ہیں۔

(۱۲۶۶) اور محمد بن مسلم نے ایک مرتبہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا اور کہا کہ ایک شخص سفر کا ارادہ رکھتا ہے وہ کب سے قصر شروع کرے؟ آپ نے فرمایا جب اسکی آبادی کے مکانات نگاہ سے چھپ جائیں۔

راوی کا بیان ہے کہ میں نے عرض کیا کہ ایک شخص سفر کا ارادہ کرتا ہے اور زوال آفتاب کے وقت نکلتا ہے؟ آپ نے فرمایا جب نکل جاؤ تو دو رکعت نماز پڑھو۔

(۱۲۶۷) اور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی گئی ہے کہ آپ نے فرمایا جب تم سفر کیلئے اپنی منزل سے نکل جاؤ اس وقت سے اپنی واپسی تک قصر کرو۔

(۱۲۶۸) اور عبداللہ بن یحییٰ کاہلی نے آپ کو نماز میں قصر کے متعلق فرماتے ہوئے سنا کہ برید بر برید (قاصد بر قاصد) یعنی چوبیس (۲۴) میل (کا سفر ہونا چاہیئے) پھر فرمایا کہ میرے والد فرمایا کرتے تھے کہ نماز قصر سست رفتار خچر یا تیز رفتار گھوڑے پر سفر کے اعتبار سے نہیں رکھی گئی ہے بلکہ اونٹ پر سفر کے اعتبار سے رکھی گئی ہے۔ اور جب کسی شخص کا سفر آٹھ فرسخ کا ہو تو اس پر قصر کرنا واجب ہے اور اگر کسی کا سفر چار فرسخ کا ہو اور اسی دن واپسی کا ارادہ ہو تو اس پر بھی قصر کرنا واجب ہے اور اگر کسی کا سفر چار فرسخ کا ہو اور اسی دن واپسی کا ارادہ نہ ہو تو اسکو اختیار ہے چاہے قصر کرلے چاہے اتمام کرے۔

(۱۲۶۹) اور معاویہ بن وھب نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے آپ نے فرمایا کہ جب تم کسی شہر میں جاؤ اور تمہارا ارادہ وہاں دس دن قیام کا ہو تو جس وقت پہنچو اسی وقت سے پوری نماز پڑھو اور اگر دس دن سے کم کا ارادہ ہو تو نماز قصر پڑھو۔ اور اگر تم قیام کر رہے ہو مگر یہ کہتے ہوئے کہ کل یہاں سے چلا جاؤں یا پرسوں چلا جاؤں گا یعنی یہ طے نہیں کیا کہ دس دن قیام کروں گا تو نماز قصر پڑھو اور اسی گومگو میں ایک مہینہ پورا ہو جائے تو قصر نماز پڑھتے رہو مگر ایک ماہ کے بعد اگرچہ گومگو ہی ہے لیکن پوری نماز پڑھو۔

راوی کا بیان ہے کہ میں نے عرض کیا کہ اگر میں کسی شہر میں یکم رمضان کو پہنچوں اور وہاں دس دن کا قیام کا ارادہ نہ ہو؟ آپ نے فرمایا تو قصر کرو اور افطار کرو۔ میں نے عرض کیا اگر میں اس گومگو میں کہ یہاں سے کل چلا جاؤنگا اور پرسوں چلا جاؤں گا اس میں ایک ماہ وہاں ٹھہر جاؤں تو کیا پورا مہینہ قصر اور افطار کر سکتا ہوں؟ آپ نے فرمایا ہاں یہ ایک ہی بات ہے نماز قصر کرو گے تو افطار کرو گے اور افطار کرو گے تو نماز قصر کرو گے۔

(۱۲۷۰) ابو ولاد حناط کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا کہ میں نے نیت کی تھی کہ فلاں جگہ پہنچونگا تو وہاں دس دن قیام کروں گا اور پوری نماز پڑھوں گا۔ مگر پھر وہاں پہنچ کر میرا ارادہ یہ ہوا کہ نہیں میں وہاں دس دن نہیں ٹھہروں گا ایسی صورت میں آپ کا کیا حکم ہے وہاں نماز پوری پڑھوں یا قصر پڑھوں؟ آپ نے فرمایا اگر تم نے اس شہر میں داخل ہونے کے بعد ایک نماز فریضہ پوری پڑھ لی تو اب تم وہاں سے جب تک نہ نکلو قصر نماز نہیں پڑھ سکتے۔ اور اگر جب تم شہر میں داخل ہوئے اور اس نیت سے داخل ہوئے کہ وہاں (دس دن قیام کرونگا اور) پوری نماز

پڑھوں گا اور وہاں ایک نماز فریضہ بھی ابھی پوری نہیں پڑھی تھی کہ تمہارا ارادہ ہوا کہ یہاں دس دن قیام نہیں کرونگا تو ایسی صورت میں تم کو اختیار ہے خواہ نیت کرلو کہ دس دن قیام کروں گا اور پوری نماز پڑھو خواہ دس دن قیام کی نیت نہ کرو اور نماز قصر پڑھو مگر یہ صرف ایک ماہ تک اور جب ایک ماہ پورا ہوجائے اور وہی گومگو کی صورت رہے تو (بھی) پوری نماز پڑھو۔

(۱۲۷۱) اور زرارہ نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا کہ وہ چند لوگوں کے ساتھ سفر کے ارادے سے نکلا اور ابھی وہ اپنے قریہ سے دو ہی فرسخ پر پہنچے تھے کہ نماز کا وقت آگیا اور سب نے نماز (قصر) پڑھ لی مگر اسکے بعد کچھ لوگوں کو ایسی ضرورت پیش آگئی کہ وہ وہیں سے اپنے قریہ کو واپس آگئے اور پھر سفر کیلئے نہ نکل سکے۔ تو اب وہ اس دو رکعت نماز کا کیا کریں جو انہوں نے (قصر) پڑھی ہے؟ آپ نے فرمایا ان کی نماز پوری ہو گئی اعادہ کی ضرورت نہیں ہے۔

(۱۲۷۲) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص سفر میں چار رکعت نماز پڑھے (قصر نہ کرے) تو میں اللہ تعالیٰ کے سامنے اس شخص سے برات اور لاتعلقی کا اظہار کروں گا۔ یعنی اگر وہ قصداً و عمداً ایسا کرے۔

(۱۲۷۳) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ سفر میں پوری (چار رکعت) نماز پڑھنے والا ایسا ہی ہے جیسے کوئی شخص حضر میں قصر نماز پڑھے۔

(۱۲۷۴) اور ابو بصیر نے آنجناب علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا جس نے سفر میں بھول کر چار رکعت نماز پڑھ لی؟ آپ نے فرمایا اگر اسکو اسی دن یاد آجائے تو دوبارہ (قصر) نماز پڑھ لے اور اس دن کے گزر جانے کے بعد اسکو یاد آئے تو اسکو دوبارہ پڑھنے کی ضرورت نہیں ہے۔

(۱۲۷۵) زرارہ نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ چار طرح کے لوگوں پر پوری نماز پڑھنا واجب ہے گماشتہ، جانور کرایہ پر چلانے والا، چرواہا، قاصد اس لئے کہ یہ ان کا پیشہ ہے اور روایت کی گئی ہے ملاح قاصد اور کھلیان کی حفاظت کرنے والا (کہ ان کو بھی قصر نہیں کرنا)۔

(۱۲۷۶) محمد بن مسلم نے ان دونوں آئمہ میں سے کسی ایک سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا ملاح جو اپنی کشتیوں میں رہتے ہیں۔ اور گماشتہ (سفارت کار) اور کرایہ پر اونٹ وغیرہ چلانے والے جمال پر تقصیر نہیں (یعنی نماز قصر کرنا نہیں ہے)۔

(۱۲۷۷) عبداللہ بن سنان نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے آپ نے فرمایا گماشتہ (سفیر) جب اپنی منزل پر پانچ دن یا اس سے کم قیام کرے تو وہ دن کی نمازوں میں قصر کرے گا اور رات کی نمازوں کو پورا پڑھے گا اور اس پر رمضان کا روزہ رکھنا بھی واجب ہے اور جس شہر میں وہ بھیجا گیا ہے وہاں اسکا قیام دس دن یا اس سے زیادہ ہے اور وہ اپنی منزل کی طرف پلٹ رہا ہے یا ایسی جگہ جارہا ہے جہاں اسکا قیام دس دن یا اس سے زیادہ رہے گا تو وہ اپنے سفر میں جو دونوں

منزلوں کے درمیان کریگا قصر بھی کرے گا اور افطار بھی۔

(۱۲۷۸) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ جمّال اور اجرت پر روانہ کیا ہوا گماشتہ جب سیر میں مشغول ہوں تو دو منزلوں کے درمیان جب چلیں گے تو قصر کریں گے اور جب دونوں منزلوں پہ رہیں گے تو پوری نماز پڑھیں گے۔

(۱۲۷۹) عبداللہ بن جعفر نے محمد بن جزک سے (جو اصحاب امام ہادی علیہ السلام میں تھے اور از روئے پیشہ جمّال تھے) روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام ابوالحسن ثالث علیہ السلام کو خط لکھا کہ میرے پاس چند اونٹ ہیں جن پر ایک نگراں مقرر ہے میں ان کو کسی سفر کیلئے کبھی نہیں نکالتا مگر جب حج کو جی چاہتا ہے تو مکہ کے سفر کیلئے یا اندرہ کے بعض مقامات پر جانے کیلئے ان کو نکالتا ہوں۔ دریافت طلب امر یہ ہے کہ جب میں ان اونٹوں کے ساتھ نکلوں تو کیا عمل کروں؟ اس سفر میں مجھ پر نماز اور روزہ میں قصر واجب ہے یا پوری نمازیں پڑھوں؟ آپؑ نے جواب میں تحریر فرمایا جب تم سوائے سفر مکہ کے اور کسی سفر میں انکو اپنے ساتھ لیکر نہیں نکلتے تو تم پر نماز کا قصر اور روزہ کا افطار واجب ہے۔

(۱۲۸۰) اور عبدالرحمن بن حجاج نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا کہ اس کی چند زراعتیں ہیں جو ایک دوسرے کے قریب اور آس پاس ہیں اور وہ ان ہی میں چکر لگاتا رہتا ہے تو کیا وہ نماز پوری پڑھے یا قصر کرے؟ آپ نے فرمایا نماز پوری پڑھے۔

(۱۲۸۱) اسماعیل بن ابی زیاد نے حضرت جعفرؑ بن محمدؑ سے اور انہوں نے اپنے پدر بزرگوار علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ سات طرح کے لوگ نماز قصر نہیں کریں گے (۱) خراج اور زکوٰۃ کا تحصیلدار جو وصولی کیلئے دورہ پر رہتا ہے (۲) وہ امیر جو اپنی قلمرو کے اندر دورہ کر رہا ہے (۳) وہ تاجر جو اپنی تجارت کے سلسلے میں ایک بازار سے دوسرے بازار جایا کرتا ہے۔ (۴) چرواہا (۵) اور خانہ بدوش۔ اور وہ جو چراگاہوں کی تلاش میں پھرتا رہتا ہے۔ (۶) وہ شکاری جو محض لہو لعب دنیا کیلئے شکار کی تلاش میں نکلتا ہے (۷) اور وہ قزاق جو رہزنی کیا کرتا ہے۔

(۱۲۸۲) اور موسیٰ بن بکر نے زرارہ سے اور انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا اگر کوئی شخص نماز پڑھنا بھول جائے یا بے طہارت کے نماز پڑھ لے تو وہ خواہ مقیم ہو یا مسافر جب اسکو یاد آئے تو اسکی قضا اس پر واجب ہے وہ نہ اس میں زیادتی کرے نہ کمی یعنی جو شخص چار رکعت بھولا ہے وہ چار رکعت قضا پڑھے گا مسافر ہو خواہ مقیم اور اگر وہ دو رکعت بھولا ہے تو جب یاد آئے گا وہ دو رکعت قضا پڑھے گا خواہ مسافر ہو یا مقیم۔

(۱۲۸۳) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ پسندیدہ امر یہ ہے کہ انسان چار مقامات پر اپنی پوری نماز پڑھے (قصر نہ کرے) مکہ و مدینہ و مسجد کوفہ اور حائر امام حسین علیہ السلام میں۔

اس کتاب کے مصنف علیہ الرحمہ فرماتے ہیں اس کا مطلب یہ ہے کہ انسان ان مقامات پر دس دن قیام کا ارادہ کرے گا کہ پوری نماز پڑھ سکے اور اس امر کی تصدیق

(۱۲۸۴) اس روایت سے ہوتی ہے جو محمد بن اسماعیل بن بزیع نے حضرت امام ابوالحسن رضا علیہ السلام سے کی ہے اسکا بیان ہے کہ ایک مرتبہ آپؑ سے مکہ اور مدینہ میں نماز کے متعلق پوچھا گیا وہاں پوری نماز پڑھی جائے یا قصر پڑھی جائے؟ تو آپ نے فرمایا اگر دس دن کا قیام کا ارادہ نہیں تو قصر کرو۔

(۱۲۸۵) اور حدیث کہ جسکی روایت کی ہے محمد بن خالد برقی نے اور انہوں نے حمزہ بن عبداللہ جعفری سے ان کا بیان ہے کہ جب میں منیٰ سے نکلا تو نیت یہ تھی کہ مکہ میں قیام کرونگا اس لئے پوری نماز پڑھی پھر گھر سے ایک خبر آگئی جسکی بنا پر مجھے گھر جانے کے سوا کوئی چارہ نہ تھا اب سمجھ میں نہیں آیا کہ میں پوری نماز پڑھوں یا قصر کروں اتفاق سے حضرت ابوالحسن علیہ السلام اس دن مکہ میں تھے میں ان کی خدمت میں حاضر ہوا اور قصہ بیان کیا تو آپ نے فرمایا تم قصر کی طرف رجوع کرلو۔

(۱۲۸۶) فضیل بن یسار نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ سفر میں نماز جمعہ نماز عید الضحیٰ و نماز عید الفطر نہیں ہے۔

(۱۲۸۷) اسماعیل بن جابر کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ میں سفر میں تھا اس میں نماز کا وقت آتا رہا مگر میں نے نماز نہیں پڑھی یہاں تک کہ اپنے گھر پہنچ گیا؟ آپؑ نے فرمایا پھر تم پوری نماز پڑھو (قصر نہ پڑھو)۔

میں نے عرض کیا اچھا میں گھر پر اپنے اہل و عیال ہوں اور نماز کا وقت آگیا سفر کا ارادہ کر رہا ہوں اور نماز اس وقت پڑھتا ہوں جب سفر کیلئے نکل جاتا ہوں؟ آپؑ نے فرمایا نماز قصر پڑھو اور اگر تم نے ایسا نہ کیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مخالفت کروگے۔

(۱۲۸۸) لیکن حریز کی روایت جو انہوں نے محمد بن مسلم سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے کی ہے کہ میں نے آنجنابؑ سے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا جو سفر پر روانہ ہوا جبکہ نماز کا وقت آچکا تھا اور ابھی راستے میں ہے؟ آپؑ نے فرمایا وہ دو رکعت پڑھے گا اور اگر اسکا سفر ختم ہو گیا اور نماز کا وقت آگیا ہے تو چار رکعت پڑھے گا۔

اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر اس کو وقت نماز نکل جانے کا خوف نہیں ہے تو پوری نماز پڑھے گا اور اگر اسکو وقت نکل جانے کا خوف ہے تو راستے میں قصر نماز پڑھے۔ اور اسکی تصدیق ذیل کی اس حدیث سے ہوتی ہے۔

(۱۲۸۹) حکم بن مسکین کی کتاب میں تحریر ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ایک ایسے شخص کے متعلق فرمایا جو نماز کے وقت کے اندر سفر سے واپس آیا؟ تو آپؑ نے فرمایا کہ اسے اگر وقت نماز نکل جانے کا خوف نہیں ہے تو پوری نماز پڑھے اور اگر وقت نکل جانے کا خوف ہے تو قصر پڑھے۔

اور یہ اسماعیل بن جابر کی حدیث کے موافق ہے۔

(۱۲۹۰) اور اسحاق بن عمار نے حضرت ابو ابراہیم امام موسیٰ بن جعفر علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت

کیا کہ جو مسافر تھا اور آگے بڑھ کر کوفہ کی آبادی میں پہنچ گیا اب وہ پوری نماز پڑھے یا جب تک اپنے گھر نہ پہنچ جائے نماز قصر پڑھے ؟ آپؑ نے فرمایا جب تک وہ اپنے گھر نہ پہنچ جائے نماز قصر پڑھے۔

(۱۲۹۱) سیف تمّار نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے راوی کا بیان ہے کہ ہمارے بعض اصحاب نے آنجنابؑ سے عرض کیا کہ ہم لوگ سفر میں جب کہیں منزل کرتے ہیں تو مغرب و عشاء کے درمیان دن کے نافلہ کی نماز قضا پڑھتے ہیں ؟ آپؑ نے فرمایا نہیں جب اس نے رخصت دی ہے تو وہ بندوں کے حال سے بھی خوب واقف ہے ۔ اللہ تعالیٰ نے مسافر پر صرف دو رکعت واجب کی اور اسکے پہلے یا اسکے بعد کچھ نہیں سوائے نماز شب کے کہ تم یہ نماز اپنے اونٹ کی پشت پر بھی بجالاؤ جس طرف وہ تمہیں لے جائے اسی طرف رخ کرکے۔

(۱۲۹۲) ایک مرتبہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سفر میں دن کے وقت کی نماز نافلہ کے متعلق دریافت کیا گیا تو آپ نے فرمایا اگر سفر میں تم نے نافلہ صحیح طور پر پڑھ لیا تو نماز فریضہ پوری ہو گئی۔

اور کوئی حرج نہیں اگر دن کے وقت سفر میں نماز شب کی قضا پڑھ لی جائے۔

(۱۲۹۳) اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بارش کے دن فریضہ اپنی سواری ہی پر پڑھ لیا کرتے تھے۔

(۱۲۹۴) ابراہیم کرخی کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا کہ میں محمل میں بھی قبلہ کی طرف رُخ کر سکتا ہوں آپؑ نے فرمایا یہ بہت تنگ جگہ ہے کیا تم لوگوں کیلئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی سیرت موجود نہیں ہے ؟

(۱۲۹۵) سعد بن سعد نے حضرت امام ابوالحسن رضا علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا کہ جس کے ساتھ محمل میں ایک حائض عورت ہے کیا ایسی عورت کی موجودگی میں وہ محمل کے اندر نماز پڑھے ؟ آپؑ نے فرمایا ہاں۔

(۱۲۹۶) سعید بن یسار نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا جو نماز شب اپنی سواری ہی پر پڑھتا ہے تو کیا وہ نماز پڑھتے وقت اپنے چہرے کو ڈھانکے رہے ؟ آپؑ نے فرمایا اگر وہ سوروں کی قراءت کر رہا ہے تو ہاں اور اگر وہ اپنے چہرے سے سجدہ کا اشارہ کر رہا ہے تو چہرہ کھول دے چاہے جس سمت سواری اسکو لیجا رہی ہو۔

(۱۲۹۷) اور عبداللہ بن حجاج نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا جو تمام امصار و دیار میں اپنی سواری پر بیٹھا ہوا نوافل پڑھتا رہتا ہے جس رخ پر بھی سواری چل رہی ہو ؟ آپؑ نے فرمایا کوئی حرج نہیں۔

(۱۲۹۸) اور علی بن یقطین نے حضرت ابوالحسن علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا کہ جو سفر کے لئے نکلا تھا اور نماز پڑھ رہا تھا کہ نماز ہی میں اس نے رائے بدلی کہ (دس دن) قیام کروں گا ؟ آپ نے فرمایا جب اسکی قیام کی نیت ہو گئی تو پوری نماز پڑھے نیز ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا جو اپنے بھائی کو رخصت کرنے کیلئے اس جگہ تک آگیا جہاں اس پر قصرِ نماز اور افطارِ صوم واجب ہے ؟ آپ نے فرمایا کوئی حرج نہیں اور کوئی حرج نہیں اگر وہ دو نمازیں جمع کرکے پڑھے سفر ہو یا

حضر، کسی سبب سے ہو یا بلا سبب اور سفر میں اگر نماز مغرب میں اتنی تاخیر کرے کہ شفق غائب ہو جائے تو کوئی حرج نہیں۔
اور وہ مسافر جو منزل کی تلاش میں ہے ایک چوتھائی رات تک اگر مغرب کی نماز تاخیر سے پڑھے تو کوئی حرج نہیں۔

(۲۹۹) اور ابی بصیر کی روایت میں ہے جو انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے کی ہے کہ سفر کے عالم میں تم اگر غروب آفتاب کے بعد پانچ میل کی راہ طے کرو تو نماز مغرب کے وقت ہی میں رہو گے۔ اور سفر کے اندر غروب شفق سے پہلے اگر نماز عشاء تعجیل سے پڑھ لی جائے تو کوئی حرج نہیں ہے۔

(۳۰۰) عمار ساباطی نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ اس گارے کی حد کیا ہے جس میں سجدہ نہیں کیا جائے گا؟ آپؑ نے فرمایا اس میں ساری پیشانی ڈوب جائے اور زمین پر نہ ٹکے (تو اس پر سجدہ نہیں ہوگا)

(۳۰۱) اور معاویہ بن عمار نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا کہ اہل مکہ عرفات میں پوری نماز پڑھتے ہیں (قصر نہیں کرتے) آپ نے فرمایا ان پر ویل ہو کونسا سفر اس سے زیادہ شدید ہے۔ نہیں اس میں پوری نماز نہیں پڑھیں گے۔

(۳۰۲) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس جب حضرت جبرئیل قصر کا حکم لیکر نازل ہوئے تو آپؐ نے ان سے کہا یہ قصر کتنی مسافت پر ہوگا؟ حضرت جبرئیل نے کہا ایک برید کی مسافت میں آپ نے فرمایا ایک برید (قاصد) کی مسافت کیا ہے؟ انہوں نے جواب دیا کہ عیر کے سایہ سے لیکر وعیر کے سایہ تک (عیر اور وعیر اطراف مدینہ میں دو پہاڑوں کے نام ہیں) تو بنی امیہ نے اسکی پیمائش کی تو ان دونوں پہاڑوں کے درمیان کی مسافت بارہ میل ہوئی اور ہر میل ایک ہزار پانچ سو ہاتھ کا ہے۔ اور یہ چار فرسخ ہوا یعنی اگر سفر چار فرسخ کا ہے اور اسی روز واپس آنا ہے تو اس پر قصر واجب ہے اور اگر اسی روز واپسی کا ارادہ نہ ہو تو اسکو اختیار ہے کہ خواہ پوری نماز پڑھے خواہ قصر پڑھے اور اسکی تصدیق اس سے ہوئی جسکی تفسیر

(۳۰۳) جمیل بن درّاج کی روایت سے کی گئی ہے جو انہوں نے زرارہ بن اعین سے کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے قصر کے متعلق دریافت کیا تو آپ نے فرمایا کہ ایک قاصد کے جانے کی مسافت اور ایک قاصد کے آنے کی مسافت۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب کوہ ذباب جایا کرتے تو نماز قصر فرمایا کرتے اور ذباب تک ایک قاصد کی مسافت ہے اور آنحضرتؐ نے یہ اس لئے کیا کہ جب واپس ہونگے تو دو قاصد کی مسافت یعنی آٹھ فرسخ ہو جائے گی۔

(۳۰۴) ذکریا بن آدم نے حضرت ابوالحسن امام رضا علیہ السلام سے قصر کے متعلق دریافت کیا کہ کتنی مسافت پر آدمی نماز قصر کرے جبکہ وہ اپنے گھر والوں کی جائیداد اور زمینوں پر دو دن دو رات یا تین دن تین رات کیلئے جا رہا ہے اور وہاں اس کا حکم چلتا ہے؟ آپؑ نے فرمایا ایک دن اور ایک رات کی مسافت پر قصر ہوگا۔

(۳۰۵) محمد بن ابی عمیر نے محمد بن اسحاق بن عمار سے روایت کی ہے اسکا بیان ہے کہ میں نے حضرت ابوالحسن امام رضا علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک عورت نے مکہ معظمہ کے راستے میں جاتے ہوئے بھی مغرب کی دو رکعت نماز پڑھی اور آتے میں

بھی مغرب کی دو رکعت نماز پڑھی؟ آپؑ نے فرمایا اس پر نماز کا اعادہ لازم نہیں ہے۔

اور حسین بن سعید کی روایت میں ہے جو انہوں نے ابن ابی عمیر سے اور انہوں نے محمد بن اسحاق بن عمار سے اور انہوں نے حضرت ابی الحسن علیہ السلام سے کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ اس عورت پر نماز کی قضا نہیں ہے۔

(۱۳۰۶) اور علاء کی روایت میں ہے جو انہوں نے محمد بن مسلم سے اور انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا جب کوئی مرد مسافران لوگوں کے پیچھے نماز پڑھے جو حضر میں ہیں (سفر میں نہیں ہیں) تو اپنی نماز دو رکعتوں پر تمام کر کے سلام پڑھ لے اور جب ان لوگوں کے ساتھ ظہر کی نماز پڑھے تو اول کی دو رکعتوں کو ظہر قرار دے اور آخر کی دو رکعتوں کو عصر کی نماز قرار دے لے۔

(۱۳۰۷) اور اسماعیل بن فضل نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا جو ایک زمین سے دوسری زمین کی طرف سفر کرتا رہتا ہے اور اپنے قریہ اور اپنی جائیداد میں قیام کرتا ہے؟ تو آپؑ نے فرمایا جب تم اپنے قریہ اور جائیداد میں قیام کرو تو پوری نماز پڑھو اور جب تم اپنے سوا کسی غیر کی جائیداد میں ہو تو قصر کرو۔

اس کتاب کے مصنف علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ اس سے آپؑ کی مراد یہ ہے کہ جو اپنے قریہ اور اپنی جائیداد میں دس دن کے قیام کی نیت سے قیام کرے اور اگر اسکا ارادہ وہاں دس دن قیام کا نہ ہو تو قصر کرے لیکن اسکا وہاں کوئی گھر ہے کہ جس میں وہ سال میں چھ ماہ رہتا ہے تو جب وہاں پہنچے تو پوری نماز پڑھے اور اسکی تصدیق اس حدیث سے ہے۔

(۱۳۰۸) جس کی محمد بن اسماعیل بن بزیع نے حضرت امام ابوالحسن رضا علیہ السلام سے روایت کی ہے راوی کا بیان ہے کہ میں نے آنجنابؑ سے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا جو اپنی جائیداد اور زمینوں پر جاتا ہے تو قصر کرتا ہے؟ آپؑ نے فرمایا اگر اسکی نیت وہاں دس دن قیام کی نہیں ہے تو (قصر میں) کوئی حرج نہیں مگر یہ کہ وہاں اسکا کوئی مکان ہو اور اسکو اس نے وطن بنالیا ہو۔ میں نے عرض کیا وطن بنانے کا کیا مطلب؟ آپؑ نے فرمایا مطلب یہ کہ وہاں اسکا کوئی گھر ہو اور وہ وہاں چھ ماہ تک وطن بنا کر رہ چکا ہو اگر ایسا ہو گا تو جب وہ وہاں جائیگا تو پوری نماز پڑھے گا۔

(۱۳۰۹) نیز اس امر کی تصدیق اس روایت سے بھی ہوئی ہے جو علی ابن یقطین نے حضرت ابوالحسن اول سے کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ تمہارے تمام گھروں سے ہر وہ گھر جس میں تم اپنا وطن بنا کر نہیں رہے ہو وہاں جاؤ تو تم پر قصر نماز پڑھنی واجب ہے۔

(۱۳۱۰) اور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے اس شخص کے متعلق ارشاد فرمایا جو شکار کیلئے ایک دن یا دو دن یا تین دن کی مسافت پر نکل گیا اب وہ قصر نماز پڑھے یا پوری نماز پڑھے؟ آپؑ نے فرمایا اگر وہ اپنے اور اپنے اہل و عیال کی روزی کے حصول کیلئے نکلا ہے تو قصر نماز پڑھے اور روزہ افطار کرے اور اگر وہ محض تفریح کیلئے فضول و بے مقصد نکلا ہے تو نہیں (کیونکہ) اس میں کوئی خوبی نہیں ہے۔

(۱۳۱۱) ابو بصیر نے آنجناب علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ شکاری کیلئے تین دن تک تقصیر نہیں ہے اگر

اسکا شکار تین دن سے تجاوز کر جائے تو قصر کرنا لازم ہے یعنی فضول شکار کی وجہ سے۔

(۱۳۲) اور عیص بن قاسم نے آنجناب علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ سے دریافت کیا گیا کہ ایک شخص شکار میں مشغول ہے تو آپؑ نے فرمایا کہ اگر وہ اپنی منزل کے اطراف چکر لگا رہا ہے تو قصر نہیں کرے گا اور اگر اس سے تجاوز کر گیا تو قصر کرے گا اور ایک ایسا مسافر کہ جس پر قصر واجب ہے اگر وہ اپنے راستے سے ہٹ کر شکار کی طرف مائل ہو گیا تو شکار کی تلاش کی وجہ سے وہ نماز پوری پڑھے گا۔ اور جب شکار سے اپنے راستے کی طرف واپس ہو گا تو واپسی میں اس پر قصر لازم ہے اور وہ شخص جسکا سفر اللہ کی نافرمانی اور معصیت کیلئے ہے تو وہ پوری نماز پڑھے گا اور روزہ رکھے گا۔

اور مسافر کیلئے یہ لازم ہے کہ جو نماز وہ قصر پڑھے اس کے بعد تیس مرتبہ یہ کہے تا کہ اسکی نماز پوری محسوب ہو سبحان اللہ و الحمد للہ و لا الہ الا اللہ و اللہ اکبر۔

(۱۳۳) اور حلبی نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ اگر تمہیں یہ ڈر ہو کہ تم آخر شب میں نہ اٹھ سکو گے یا تم بیمار ہو یا تمہیں ٹھنڈ لگ گئی ہے تو سفر میں اول شب میں نماز نافلہ اور وتر پڑھ لو۔

(۱۳۴) اور علی بن سعید نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سفر میں نماز نافلہ شب اور نماز وتر کو اول شب میں پڑھ لینے کے متعلق دریافت کیا تو آپؑ نے فرمایا کہ ہاں (پڑھ لی جائے)

(۱۳۵) اور سماعہ بن مہران نے حضرت ابوالحسن اول علیہ السلام سے سفر میں وقت نماز شب کے متعلق دریافت کیا تو آپؑ نے فرمایا تمہارے نماز عشاء پڑھنے سے صبح نمودار ہونے تک۔

(۱۳۶) حریز نے ایک بیان کرنے والے سے روایت کی ہے اور اس نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے کہ آپؑ اس میں کوئی حرج نہیں سمجھتے تھے کہ ایک آدمی پا پیادہ چلتا ہوا نماز نافلہ پڑھتا رہے لیکن وہ اونٹ نہ ہنکار رہا ہو۔

باب وہ سبب کہ جسکی بنا پر نماز پڑھنے والا نماز مغرب میں اور اسکے نوافل میں قصر نہیں کرے گا خواہ سفر میں ہو خواہ حضر میں۔

(۱۳۷) ایک مرتبہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا گیا کہ مغرب کی نماز تین رکعت اور اسکے بعد (نافلہ) چار رکعت کیوں ہے خواہ حضر ہو یا سفر اس میں قصر نہیں ہے؟ تو آپؑ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ہر نماز دو رکعت پڑھنے کا حکم نازل فرمایا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہر نماز میں دو رکعت کا حضر میں اضافہ فرما دیا اور سفر میں اسکو قصر (کم) کر دیا سوائے نماز مغرب اور نماز صبح کے، پس جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز مغرب پڑھ رہے تھے تو آپ کو حضرت فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا کی ولادت کی اطلاع ملی چنانچہ آپ نے اللہ تعالیٰ کے شکر کیلئے اس میں

ایک رکعت کا اضافہ فرمایا۔ اور جب امام حسن علیہ السلام پیدا ہوئے تو آپ نے اللہ تعالیٰ کے شکر کیلئے اس میں دو رکعت کا اضافہ فرمایا اور جب امام حسین علیہ السلام پیدا ہوئے تو آپ نے اللہ کے شکر کیلئے اس میں دو رکعت کا اور اضافہ فرما دیا پھر آپ نے فرمایا اس لئے کہ (للذکر مثل حظ الانثیین) (سورہ النساء آیت نمبر ۱۱) مرد کا عورت سے دوگنا حصہ ہے اور آپ نے اس کو اسی طرح رہنے دیا خواہ حضر ہو خواہ سفر ہو۔

باب سفر میں قصر کا سبب

(۱۳۱۸) فضل بن شاذان نیشاپوری رحمہ اللہ نے حضرت امام رضا علیہ السلام سے اسکے سبب کے متعلق جو کچھ سنا تھا وہ بیان کیا کہ نمازیں سفر میں کم کر دی گئیں کیونکہ مفروضہ نماز اول میں دس رکعت تھی اور سات رکعتیں اس میں بعد میں زیادہ کر دی گئیں تو اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کیلئے اس زیادتی کی تخفیف کر دی اس لئے کہ یہ اسکے سفر اسکے تعب و تکلیف اور اسکے اپنے امور میں مشغولیت اور کوچ و اقامت کا موقع ہے تاکہ اسکی معیشت کے وہ امور جو لابدی اور ضروری ہیں اس سے رہ نہ جائیں درحقیقت یہ اس پر اللہ کی رحمت و مہربانی ہے۔ سوائے مغرب کی نماز کے کہ اس میں قصر نہ ہوگا اس لئے کہ یہ اصل میں خود ہی قصر کی ہوئی ہے۔ اور قصر آٹھ فرسخ پر واجب ہے اس سے کم پر نہیں اس لئے کہ آٹھ فرسخ عامتہ الناس اور قافلوں اور بار برداری کرنے والوں کے ایک دن کی راہ ہے اور ایک دن کی راہ پر قصر واجب کیا گیا۔ اور اگر ایک دن کی راہ پر قصر واجب نہ ہوتا تو پھر ہزار سال کی راہ تک بھی قصر واجب نہ ہوتا اس لئے کہ ہر روز اس روز کے بعد جو آتا وہ اس روز کے مثل ہوتا ہے۔ اگر اس روز پر قصر واجب نہ ہو تو اسکے مثل جو دن آئندہ آیگا اس پر قصر واجب نہ ہوگا دونوں میں کوئی فرق نہیں۔ اور دن کے نوافل ترک کر دئے جائیں گے اور رات کے نوافل ترک نہ ہوں گے اس لئے کہ وہ نماز کہ جس میں قصر نہیں ہوگا اسکے نوافل میں بھی قصر نہیں ہوگا۔ چنانچہ مغرب کی نماز میں قصر نہیں تو اسکے بعد جو نافلہ ہے اس میں بھی قصر نہیں اور اس طرح صبح کی نماز میں قصر نہیں تو اسکے پہلے نافلہ میں بھی قصر نہیں اب رہ گئی عشاء کی نماز جس میں قصر ہے مگر اس کی دو رکعت نافلہ ترک کی جائے گی۔ اس لئے کہ یہ دو رکعتیں پچاس کے اندر نہیں بلکہ پچاس سے زیادہ ہیں تاکہ فریضہ کی ہر ایک رکعت کے بدلہ نافلہ کی دو رکعت پوری ہو جائے اور مسافر اور مریض کیلئے یہ جائز ہے کہ مشغولیت اور تکان سفر کی وجہ سے نماز شب رات کی ابتداء میں پڑھ لے تاکہ اسکی نماز نہ چھوٹے۔ اور مریض اپنی راحت کے وقت آرام کرے اور مسافر اپنے کوچ اور اپنے سفر کے اہتمام میں مشغول ہو۔

(۱۳۱۹) سعید بن مسیب نے حضرت علی بن الحسین علیہ السلام سے دریافت کیا اور عرض کیا کہ مسلمانوں پر یہ نمازیں کب فرض کی گئیں جن پر وہ آج بھی عمل کر رہے ہیں؟ آپ نے فرمایا مدینہ میں جس وقت لوگوں کو کھل کر توحید کی دعوت دی جانے لگی اسلام میں قوت آئی اور اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں پر جہاد واجب کیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نماز میں

سات رکعتیں زیادہ کر دیں۔ ظہر میں دو رکعت عصر میں دو رکعت مغرب میں ایک رکعت عشاء میں دو رکعت اور فجر کو اسی پر برقرار رکھا جو مکہ میں فرض ہوئی تھی تاکہ شب والے ملائکہ جلد آسمان کی طرف پرواز کر جائیں اور دن والے ملائکہ جلد زمین پر نازل ہو جائیں۔ اور دن کے ملائکہ اور رات کے ملائکہ دونوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ نماز فجر کے شاہد بنتے ہیں چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ و قران الفجران قران الفجر کان مشہودا (اور صبح کی نماز پڑھا کرو کیونکہ صبح کی نماز پر دونوں دن و رات کے فرشتوں کی گواہی ہوتی ہے) (سورہ الاسرء آیت نمبر ۷۸) اسکے شاہد مسلمان اور دن کے ملائکہ اور رات کے ملائکہ بنیں گے۔

باب سفینہ میں نماز

(۱۳۲۰) عبداللہ بن علی حلبی نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے کشتی میں نماز پڑھنے کے متعلق دریافت کیا تو آپ نے فرمایا قبلہ کی طرف رخ کر کے اپنے دونوں پاؤں پھیلا دے اور اگر کشتی گھومے اور یہ قبلہ کی طرف رخ رکھ سکتا ہے تو ایسا کرے ورنہ کشتی جس طرف رخ کرے اسی رخ پر نماز پڑھتا رہے۔ کھڑا ہونا ممکن ہو تو کھڑا ہو کر نماز پڑھے ورنہ بیٹھ کر نماز پڑھے۔

(۱۳۲۱) اور جمیل بن دراج نے آنجنابؑ سے عرض کیا کہ کشتی دریا کے ساحل کے قریب ہے کیا میں اس سے نکل کر نماز پڑھوں؟ آپؑ نے فرمایا اسی میں نماز پڑھو کیا تم حضرت نوح علیہ السلام جیسی نماز پر راضی اور خوش نہیں ہو۔

(۱۳۲۲) اور ابراہیم بن میمون نے آپؑ سے عرض کیا کہ ہم لوگ کشتی میں اہواز جاتے ہیں اور اسی میں نماز جماعت پڑھتے ہیں آپؑ نے فرمایا ہاں اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔ اس نے پھر عرض کیا اور کشتی میں جو کچھ ہے اس پر اور تارکول پر سجدہ کر لیتے ہیں آپؑ نے فرمایا کوئی حرج نہیں۔

(۱۳۲۳) اور منصور بن حازم نے آنجنابؑ سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ تارکول بھی زمین کے بناتات میں سے ہے۔

(۱۳۲۴) اور زرارہ نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا کہ جو کشتی میں نوافل پڑھتا ہے آپؑ نے فرمایا وہ کشتی کے سر کی طرف رخ کر کے نماز پڑھ لے۔

(۱۳۲۵) اور یونس بن یعقوب نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے نہر فرات یا اس سے بھی کوئی چھوٹی نہر میں کشتی کے اندر نماز پڑھنے کے متعلق دریافت کیا تو آپؑ نے فرمایا اگر تم اس میں نماز پڑھو تو بھی ٹھیک اور اس میں سے نکل کر پڑھو تو بھی ٹھیک۔ نیز اس نے آپؑ سے ایک ایسی کشتی میں نماز پڑھنے کے متعلق دریافت کیا جو شرقاً و غرباً چل رہی ہے؟ آپؑ نے فرمایا تم قبلہ کی طرف رخ کر کے تکبیر کہو پھر تم کشتی کے ساتھ اس طرف پھرتے رہو جس طرف وہ تم کو پھیر رہی ہے۔

(۱۳۲۶) ہارون بن حمزہ غنوی نے آنجنابؑ سے کشتی میں نماز پڑھنے کے متعلق دریافت کیا تو آپؑ نے فرمایا اگر اس پر سامان لدا

ہوا ہے اور اتنی بھاری ہے کہ تم کھڑے ہو جاؤ تو ڈگمگ نہ کرے تو کھڑے ہو کر نماز پڑھو اور اگر وہ ہلکی ہے تو اس پر بیٹھ کر نماز پڑھ لینا کافی ہے۔

(۱۳۲۷) اور علی بن جعفر نے اپنے بھائی حضرت امام موسیٰ بن جعفر علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص کشتی میں ہے کیا اسکے لئے یہ جائز ہے کہ کشتی پر جو سامان یا گھاس بھوسا، گیہوں، جو وغیرہ ہے اس پر چٹائی رکھ کر نماز پڑھ لے آپؑ نے فرمایا کوئی حرج نہیں ہے۔

(۱۳۲۸) حضرت علی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ اگر تم کشتی پر سوار ہو اور وہ چل رہی ہو تو بیٹھ کر نماز پڑھو اور اگر کھڑی ہو تو کھڑے ہو کر نماز پڑھو۔

(۱۳۲۹) حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے اپنے ایک صحابی سے ارشاد فرمایا اگر اللہ تعالیٰ نے تمہارے دل میں یہ ارادہ پیدا کیا کہ بحری سفر کرو تو وہ کہو جو اللہ تعالیٰ نے کہا ہے بسم اللّٰہ مجریٰھا و مرسیھا ان ربی لغفور رحیم (خدا ہی کے نام سے اسکا بہاؤ اور ٹھہراؤ ہے بیشک میرا رب بخشنے والا اور مہربان ہے) (سورہ ھود آیت نمبر ۴۱)

اور جب سمندر میں طوفان آئے تو تم اپنے داہنے جانب رہو اور یہ کہو بِسْمِ اللّٰهِ اُسْكُنْ بِسَكِيْنَةِ اللّٰهِ وَ قَرَّ بِقَرَارِ اللّٰهِ، وَ اهْدَاُ بِاِذْنِ اللّٰهِ، وَ لَاحَوْلَ وَ لَاقُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ (بسم اللہ تو ساکن ہو جا اللہ کے دیئے ہوئے سکون کے ساتھ اور ٹھہر جا اللہ کے دیئے ہوئے ٹھہراؤ کے ساتھ اور دھیما ہو جا حکم خدا سے اور نہیں ہے کوئی قوت اور کوئی طاقت لیکن اللہ کی دی ہوئی)

(۱۳۳۰) محمد بن مسلم نے ان دونوں ائمہ میں سے کسی ایک سے روایت کی ہے انہوں نے ارشاد کیا کہ میرے پدر بزرگوار تجارت کیلئے سمندری سفر کو مکروہ فرمایا کرتے تھے۔

(۱۳۳۱) اور محمد بن مسلم نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سمندر کے سفر کے بارے میں جو ہیجان اور طوفان میں ہو دریافت کیا تو آپ نے فرمایا کہ آدمی کو دین سے فریب نہ کرنا چاہیئے (جبکہ اللہ تعالیٰ نے کہہ دیا کہ تم لوگ خود اپنے ہاتھوں اپنی جان کو ہلاکت میں نہ ڈالو)۔

(۱۳۳۲) اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سمندر میں جبکہ طوفان و ہیجان ہو تو سفر کرنے کو منع کیا ہے۔

(۱۳۳۳) نیز آنجناب علیہ السلام نے فرمایا کہ کسب معاش کیلئے سمندری سفر اچھا نہیں ہے۔

باب خوف کے موقع پر اور میدان جنگ میں ایک دوسرے پر حملہ کرنے مدمقابل ہونے اور شمشیرزنی کے موقع پر نماز کا طریقہ

(۱۳۳۴) عبدالرحمن بن ابی عبداللہ نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے غزوۂ ذات الرقاع میں اپنے اصحاب کے ساتھ اس طرح نماز پڑھی کہ ان کو دو(۲) حصوں میں تقسیم کیا ایک حصہ کو دشمن کے مقابلہ میں کھڑا کر دیا اور دوسرا حصہ آنحضرتؐ کے پیچھے کھڑا ہوا آپ نے تکبیر کہی تو ان لوگوں نے بھی تکبیر کہی آپؐ نے سوروں کی قرات کی تو وہ لوگ خاموشی سے سنتے رہے آپؐ نے رکوع کیا تو ان لوگوں نے بھی رکوع کیا آپؐ نے سجدہ کیا تو ان لوگوں نے بھی سجدہ کیا پھر آنحضرتؐ کھڑے رہے اور ان لوگوں نے اپنی اپنی ایک اور رکعت پڑھی اور ایک دوسرے کی طرف سلام پھرا اور اپنے ساتھیوں کے پاس نکل کر چلے گئے اور وہاں پہنچ کر دشمنوں کے مقابل کھڑے ہوگئے اور اب دوسرا حصہ آیا اور وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیچھے آکر کھڑا ہو گیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تکبیر کہی تو ان لوگوں نے بھی تکبیر کہی آپؐ نے قرات فرمائی تو وہ لوگ خاموش سنتے رہے آپؐ نے رکوع کیا تو ان لوگوں نے بھی رکوع کیا آپؐ نے سجدہ کیا تو ان لوگوں نے بھی سجدہ کیا پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بیٹھ گئے اور تشہد پڑھا پھر سلام پڑھا اور وہ لوگ اٹھ گئے اپنی ایک ایک رکعت پوری کی اس کے بعد سب نے ایک دوسرے پر سلام کیا۔ اور اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے فرمایا ہے " **واذا کنت فیھم فاقمت لھم الصلوۃ فلتقم طائفۃ منھم معک ولیاخذوا اسلحتھم فاذا سجدوا فلیکونوا من ورائکم ولتات طائفۃ اخری لم یصلوا فلیصلوا معک ولیاخذوا حذرھم واسلحتھم ود الذین کفروا لو تغفلون عن اسلحتکم وامتعتکم فیمیلون علیکم میلۃ واحدۃ ولا جناح علیکم ان کان بکم اذی من مطر او کنتم مرضی ان تضعوا اسلحتکم وخذوا حذرکم ان اللہ اعد للکافرین عذاباً مھیناہ فاذا قضیتم الصلوۃ فاذکروا اللہ قیاماً وقعوداً وعلی جنوبکم فاذا اطمانتم فاقیموا الصلوۃ ان الصلوۃ کانت علی المومنین کتاباً موقوتاً** (اور اے رسول جب تم مسلمانوں میں موجود ہو اور لڑائی ہو رہی ہو اور تم ان کو نماز پڑھانے لگو تو دو گروہ کر کے ایک کو لڑائی کے واسطے چھوڑ دو اور ان میں سے ایک جماعت تمہارے ساتھ نماز پڑھے اور اپنے حربے، ہتھیار اپنے ساتھ لئے رہے پھر جب پہلی رکعت کے سجدے کر کے وہ لوگ دوسری رکعت فرادا پڑھ لیں تو پیچھے پشت پناہ بنیں اور دوسری جماعت جو لڑ رہی تھی جس نے اب تک نماز نہیں پڑھی وہ آئے اور تمہاری دوسری رکعت میں تمہارے ساتھ نماز پڑھے اور اپنی حفاظت کی چیزیں اور ہتھیار نماز میں اپنے ساتھ لئے رہیں۔ کفار تو یہ چاہتے ہی ہیں کہ کاش اپنے ہتھیاروں اور اپنے ساز و سامان سے تم لوگ ذرا سی غفلت کرو تو وہ یکبارگی سب کے سب تم پر ٹوٹ پڑیں ہاں البتہ اس میں کوئی مضائقہ

نہیں کہ اتفاقاً تم کو بارش کے سبب سے کچھ تکلیف پہنچے یا تم بیمار ہو تو اپنے ہتھیار نماز میں اتار کر رکھ دو اور اپنی حفاظت کرتے رہو اور خدا نے تو کافروں کیلئے ذلت کا عذاب تیار کر ہی رکھا ہے O پھر جب تم نماز ادا کر چکو تو اٹھتے بیٹھتے لیٹتے ہر حال میں خدا کو یاد کرو پھر جب تم دشمنوں کی طرف سے مطمئن ہو جاؤ تو اپنے معمول کے مطابق نماز پڑھا کرو کیونکہ نماز تو اہل ایمان پر وقت معین کرکے فرض کی گئی ہے)(سورہ نساء آیت نمبر ۱۰۲، ۱۰۳)

تو یہ ہے نماز خوف جسکا اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ کو حکم دیا ہے۔

(۱۳۳۵) نیز فرمایا کہ جو شخص خوف کی حالت میں قوم کو مغرب کی نماز پڑھائے تو پہلے گروہ کے ساتھ ایک رکعت اور دوسرے گروہ کے ساتھ دو (۲) رکعت پڑھائے گا۔

اور جس شخص کو کسی درندے کا خوف ہو اور اس کا بھی ڈر ہو کہ نماز فوت ہو جائیگی تو قبلہ کی طرف منہ کرکے اپنی نماز اشاروں سے پڑھے۔ اور اگر درندے کا خوف ہو تو جدھر وہ گھوم رہا ہے اسی طرف یہ بھی گھومے اور اشاروں میں نماز پڑھے۔

(۱۳۳۶) اور علی بن جعفر نے اپنے بھائی حضرت امام موسیٰ بن جعفر علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا کہ جس کو کسی درندے کا سامنا ہے اور نماز کا وقت آگیا ہے اور درندے کے خوف سے وہاں سے حرکت ممکن نہیں؟ آپ نے فرمایا وہ شیر کی طرف رخ کئے ہوئے اور کھڑے کھڑے اپنے سر کے اشاروں سے نماز پڑھے گا خواہ شیر غیر قبلہ کی طرف کیوں نہ ہو۔

(۱۳۳۷) اور سماعہ بن مہران نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص کی شیر سے مڈبھیڑ ہوگئی ہے اور نماز کا وقت آگیا ہے مگر وہ شیر کے خوف کے مارے وہاں سے بھاگ نہیں سکتا؟ آپ نے فرمایا وہ اپنا رخ شیر کی طرف رکھے اور کھڑے کھڑے اپنے سر کے اشاروں سے نماز پڑھے خواہ شیر غیر قبلہ (کی سمت) کیوں نہ ہو۔

(۱۳۳۸) سماعہ بن مہران نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا جس کو مشرکین نے گرفتار کرلیا ہے اور نماز کا وقت آگیا ہے اور اسے اسکا ڈر ہے کہ وہ لوگ اسکو نماز پڑھنے نہ دینگے؟ آپ نے فرمایا وہ اشارے سے نماز پڑھے گا۔

(۱۳۳۹) زرارہ نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی اس کا بیان ہے کہ میں نے آنجنابؑ سے عرض کیا کہ کیا نماز خوف اور نماز سفر دونوں میں قصر ہے؟ آپ نے فرمایا ہاں اور نماز خوف تو قصر کی زیادہ حقدار ہے نماز سفر سے اس لئے کہ اس میں خوف ہے۔

(۱۳۴۰) اور میں نے اپنے شیخ محمد بن حسن رضی اللہ عنہ کو بیان کرتے ہوئے سنا وہ کہہ رہے تھے کہ روایت کی گئی ہے کہ ایک مرتبہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے مندرجہ ذیل قول خدا کے متعلق دریافت کیا گیا و اذا ضربتم فی الارض فلیس علیکم جناح ان تقصروا من الصلوٰۃ ان خفتم ان یفتنکم الذین کفروا (اور جب تم زمین میں سفر کرو اور تم کو اس امر کا خوف ہو کہ کفار تم سے اثنائے نماز میں فساد برپا کریں گے تو اس میں تمہارے لئے کوئی مضائقہ نہیں کہ نماز

میں سے کچھ کم کرلیا کرو) (سورہ نساء ۱۰۱) آپ نے فرمایا کہ یہ دوہرا قصر ہے اور وہ یہ کہ آدمی دو رکعت کو ایک رکعت کر لے ۔ اور اسکی روایت حریز نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے کی ہے ۔

(۱۳۴۱) عبدالرحمن بن ابی عبداللہ نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے محاذ جنگ پر نماز کے متعلق روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ تکبیر اور تہلیل کرو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے فان خفتم فرجالاً او رکباناً (اگر تم خوف کی حالت میں ہو ، پیدل ہو یا سواری پر (صرف تکبیر کہہ لو) (سورہ بقرہ ۲۳۹) ۔

(۱۳۴۲) ابو بصیر سے روایت کی گئی ہے کہ انہوں نے بیان کیا کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا وہ فرما رہے تھے کہ اگر تم کسی خوفناک سرزمین پر ہو اور تمہیں چور یا درندے کا خوف ہو تو اپنی سواری ہی پر نماز فریضہ ادا کرلو ۔

(۱۳۴۳) اور حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے زرارہ کی روایت میں ہے کہ آپ نے فرمایا وہ شخص جسے چوروں کا خوف ہو تو وہ اپنی سواری پر اشاروں سے نماز پڑھ لے ۔

(۱۳۴۴) اور درندے کے خوف سے نماز میں اس امر کی رخصت ہے کہ اگر کسی شخص کو درندے سے اپنی جان کا خوف ہو تو صرف تکبیر کہے اشارہ بھی نہ کرے ۔ یہ روایت محمد بن مسلم نے ان دونوں ائمہ میں سے کسی ایک سے کی ہے ۔

(۱۳۴۵) اور زرارہ نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے آپ نے فرمایا وہ شخص جو چوروں اور درندے سے خوف کھا رہا ہے تو وہ نماز مواقفہ (دشمن کے مدمقابل کھڑا ہونا) اپنی سواری پر اشارے سے پڑھے ۔ راوی کا بیان ہے کہ میں نے عرض کیا اگر دشمن کے مدمقابل کھڑا رہنے والا شخص باوضو نہ ہو تو وہ کیا کرے وہ تو سواری سے اتر بھی نہیں سکتا ؟ آپ نے فرمایا وہ اپنی سواری کے نمدہ یا زین پر یا گھوڑے کی ایال پر تیمم کرے اس لئے کہ اس پر بھی غبار ہوتا ہے اور نماز پڑھے اور سجدہ کیلئے رکوع سے ذرا زیادہ نیچے جھکے ۔ قبلہ رُو ہونے کی ضرورت نہیں بلکہ جس طرف اس کی سواری گھوم رہی ہو ادھر گھومے بس پہلی تکبیرۃ الاحرام میں قبلہ رُو ہولے ۔

(۱۳۴۶) عبداللہ بن علی حلبی نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ لشکر کی پیش قدمی کی حالت میں نماز سواری کی پشت پر اپنے سر کے اشارے اور تکبیر کے ساتھ ہوگی اور تلوار چلاتے وقت صرف تکبیر ہوگی بغیر اشارے کے اور ایک دوسرے پر حملہ آور ہوتے وقت جو شخص جس حال میں اور جس رخ پر ہے اسی حال میں اشارے سے نماز پڑھے گا ۔

(۱۳۴۷) امام علیہ السلام نے بیان کیا کہ یوم صفین حضرت علی علیہ السلام کے ساتھ لوگوں کی ظہر و عصر و مغرب و عشاء کی نمازیں فوت ہوگئیں آپ نے ان لوگوں کو حکم دیا کہ ہر پیدل اور ہر سوار اللہ اکبر و لا الہ الا اللہ اور سبحان اللہ کہہ لے ۔

(۳۴۸) اور عبداللہ بن مغیرہ کی کتاب میں ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ آپس میں تلواریں چلتے وقت ہر نماز کے بدلے کم سے کم ایک تکبیر یا دو تکبیریں کہہ لینے کی اجازت ہے۔ سوائے نماز مغرب کے اس لئے کہ اس کیلئے تین تکبیریں ہیں۔

(۳۴۹) سماعہ بن مہران نے آنجناب علیہ السلام سے ہنگام قتال کے متعلق دریافت کیا تو آپ نے فرمایا جب دو لشکر آپس میں ٹکرائیں اور ایک دوسرے کو قتل کرنے لگیں تو اس وقت کی نماز تکبیر ہے اور جب ایک دوسرے کے مدمقابل کھڑے ہوئے ہوں اور جماعت کی نماز نہیں ہو سکتی تو نماز اشاروں سے ہوگی۔

اور برہنہ شخص بیٹھ کر نماز پڑھے گا اور اپنا ہاتھ اپنی شرمگاہ پر رکھ لے گا اور اگر عورت ہے تو وہ اپنا ہاتھ اپنی شرمگاہ پر رکھے گی اور دونوں اشارے سے نماز پڑھیں گے۔ اور ان کا سجدہ انکے رکوع سے زیادہ جھکا ہوگا وہ دونوں نہ رکوع کریں گے اور نہ سجدہ تاکہ ان کا پیچھا ظاہر نہ ہو پس وہ اپنے سر کے اشارہ کریں گے۔ اور اگر سب باجماعت پڑھنا چاہتے ہیں تو سب ایک صف میں رہیں گے۔ اور پانی یا کیچڑ میں نماز اشاروں سے ہوگی اور رکوع سے زیادہ سجدہ جھکا ہوا ہوگا۔

باب بستر خواب پر جاتے وقت کیا کہے

(۳۵۰) امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ جو شخص طہارت وغیرہ کرکے شب کو اپنے بستر پر جائے تو اپنے بستر کو اپنی مسجد کی مانند سمجھے اور اگر اسے یاد آئے کہ وہ وضو سے نہیں ہے تو اپنے کمبل پر تیمم کر لے تو جبتک وہ ذکر خدا کرتا رہے گا۔ گویا نماز میں رہے گا۔

(۳۵۱) اور علاء نے محمد بن مسلم سے روایت کی ہے اسکا بیان ہے کہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے مجھ سے ارشاد فرمایا کہ جب انسان اپنے داہنے ہاتھ کو تکیہ بنا کر لیٹے تو کہے بِسْمِ اللهِ اللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَسْلَمْتُ نَفْسِيْ إِلَيْكَ وَ وَجَّهْتُ وَجْهِيْ إِلَيْكَ، وَ فَوَّضْتُ أَمْرِيْ إِلَيْكَ وَ أَلْجَأْتُ ظَهْرِيْ إِلَيْكَ، وَ تَوَكَّلْتُ عَلَيْكَ رَهْبَةً مِنْكَ وَ رَغْبَةً إِلَيْكَ، لَا مَلْجَأَ وَ لَا مَنْجَى مِنْكَ إِلَّا إِلَيْكَ، آمَنْتُ بِكِتَابِكَ الَّذِيْ أَنْزَلْتَ وَ بِرَسُوْلِكَ الَّذِيْ أَرْسَلْتَ (اللہ کے نام سے اے اللہ میں اپنی جان تیرے سپرد کرتا ہوں اپنا چہرہ تیری طرف پھیرتا ہوں اور اپنا معاملہ تیرے حوالے کرتا ہوں اور اپنا پشت پناہ تجھے بناتا ہوں اور تجھ پر بھروسہ کرتا ہوں۔ تجھ سے ڈرتے ہوئے اور تیری طرف رغبت کرتے ہوئے۔ اور تجھ سے نجات پانے اور بھاگنے کی کوئی جگہ نہیں سوائے اسکے کہ تیری ہی طرف بھاگا جائے۔ میں تیری اس کتاب پر ایمان لایا جو تو نے اپنے اس رسول پر نازل کی ہے جسکو تو نے خود رسول بنا کر بھیجا)۔

اس کے بعد تسبیح فاطمہؑ پڑھے اور اگر کسی شخص کو سوتے وقت کسی چیز کا خوف ہو تو جب اپنے بستر پر جائے تو معوذتین (قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس) اور آیۃ الکرسی پڑھ لے۔

(۱۳۵۲) علاء نے محمد بن مسلم سے اور انہوں نے ان دونوں ائمہ علیہ السلام میں سے کسی ایک سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا کوئی شخص سوتے وقت یہ کہنا کبھی نہ چھوڑے اُعِیذُ نَفْسِیْ وَ ذُرِّیَّتِیْ وَ اَھْلَ بَیْتِیْ وَ مَالِیْ بِکَلِمَاتِ اللّٰہِ التَّامَّاتِ مِنْ کُلِّ شَیْطَانٍ وَ ھَامَّۃٍ وَ مِنْ کُلِّ عَیْنٍ لَامَّۃٍ (میں اپنے نفس اپنی ذریت اپنے اہلبیت اور اپنے مال کو اللہ کے کلمات تامہ کی پناہ میں دیتا ہوں بچانے کیلئے ہر شیطان سے ہر زہریلے جانور سے ہر بدبین کی نگاہ سے)۔

یہ وہ ہے کہ جسکو جبرئیل علیہ السلام نے امام حسن و امام حسین علیہ السلام کیلئے تعویذ بنایا تھا۔

(۱۳۵۳) عبداللہ بن سنان نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آنجنابؑ نے اس سے کہا کہ تم سوتے وقت سورہ قل ھو اللہ احد اور قل یاایھا الکافرون پڑھ لیا کرو اس لئے کہ یہ شرک سے براءت کا اظہار ہے اور قل ھو اللہ احد کی نسبت تو اللہ رب العزت ہی کی طرف ہے۔

(۱۳۵۴) اور بکر بن محمد نے ان ہی جناب علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ جو شخص اپنے بستر خواب پر جاتے وقت تین مرتبہ یہ کہے اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ عَلَا فَقَھَرَ، وَ الْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ بَطَنَ فَخَبَرَ، وَ الْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ مَلَکَ فَقَدَرَ وَ الْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ یُحْیِی الْمَوْتٰی وَ یُمِیْتُ الْاَحْیَاءَ وَ ھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ (حمد اس اللہ کی جو بلند ہے اور غالب ہے اور حمد اس اللہ کی جو پوشیدہ ہے اور باخبر ہے حمد اس اللہ کی جو مالک ہے اور قادر ہے حمد اس اللہ کی جو مردہ کو زندہ کرتا ہے اور زندہ کو موت دیتا ہے اور ہر شے پر قادر ہے)۔

تو وہ اپنے گناہوں سے اس طرح نکل جائیگا جیسے آج ہی اسکی ماں نے اسکو پیدا کیا ہے۔

(۱۳۵۵) اور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص سوتے وقت یہ آیت پڑھے گا قُلْ اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُکُمْ یُوْحٰی اِلَیَّ اَنَّمَا اِلٰھُکُمْ اِلٰہٌ وَّاحِدٌ فَمَنْ کَانَ یَرْجُوْا لِقَاءَ رَبِّہٖ فَلْیَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا وَّ لَا یُشْرِکْ بِعِبَادَۃِ رَبِّہٖ اَحَدًا (اے رسول کہدو کہ میں بھی تمہارا ہی جیسا شکل و شباہت میں ایک آدمی ہوں فرق صرف اتنا ہے کہ میری نوع جدا ہے میرے پاس وحی آئی ہے کہ تمہارا معبود یکتا معبود ہے تو جو شخص اپنے پروردگار کے سامنے حاضر ہونے کا امیدوار ہے تو اسکو اچھے کام کرنے چاہئیں اور اپنے پروردگار کی عبادت میں کسی اور کو شریک نہ کرنا چاہیئے) (سورہ کہف آیت نمبر ۱۱۰)

تو اس کے لئے ایک نور بلند ہو کر مسجد حرام تک جائے گا اور اس نور کو ملائکہ ملاحظہ کریں گے تو صبح تک اسکے لئے استغفار کریں گے۔

(۱۳۵۶) اور عامر بن عبداللہ بن جزاعہ نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ جو بندہ خدا بھی سوتے وقت سورہ کہف کی آخری آیت قل انما انا بشر مثلکم کی تلاوت کرے گا تو وہ خواب سے اسی وقت بیدار ہو جائیگا جس وقت بیدار ہونا چاہتا ہے۔

(۱۳۵۷) اور سعد اسکاف نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص (سوتے

وقت) یہ کلمات کہے گا اسکے لئے میں ضامن ہوں کہ اسکو صبح تک کوئی بچھو یا کوئی زہریلا جانور گزند نہ پہنچا سکے گا أَعُوذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّاتِ الَّتِي لَا يُجَاوِزُهُنَّ بَرٌّ وَلَا فَاجِرٌ مِنْ شَرِّ مَا ذَرَأَ، وَمِنْ شَرِّ مَا بَرَأَ، وَمِنْ شَرِّ كُلِّ دَابَّةٍ هُوَ آخِذٌ بِنَاصِيَتِهَا، إِنَّ رَبِّي عَلَىٰ صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ (میں اللہ کے ان کلمات تامات کی پناہ چاہتا ہوں کہ جن سے کوئی نیک وبد شے تجاوز نہیں کر سکتی ہر اس چیز کے شر سے کہ جسے اللہ نے خلق کیا اور ہر اسکے شر سے جسے اللہ نے پیدا کیا ہے اور ہر اس زمین پر چلنے والے کے شر سے جسکی پیشانی اللہ تعالیٰ کی گرفت میں ہے بیشک تیرا رب عدل وانصاف کی سیدھی راہ پر ہے)

(۳۵۸) معاویہ بن عمار نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا اگر تم کو بستر خواب پر جنابت کا خوف ہو تو (سوتے وقت) یہ کہہ لو اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْاِحْتِلَامِ، وَمِنْ سُوْءِ الْأَحْلَامِ، وَمِنْ أَنْ يَتَلَاعَبَ بِيَ الشَّيْطَانُ فِي الْيَقْظَةِ وَالْمَنَامِ (اے اللہ میں تیری پناہ چاہتا ہوں احتلام سے اور بدخوابی سے اور اس امر سے کہ خواب و بیداری میں شیطان مجھ سے کوئی کھیل کھیلے)۔

(۳۵۹) عباس بن ہلال نے حضرت امام ابوالحسن رضا علیہ السلام سے اور انہوں نے اپنے پدر بزرگوار سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ کوئی شخص ایسا نہیں ہے کہ جو سوتے وقت یہ آیت پڑھے اور اس پر گھر کی چھت گر جائے إِنَّ اللّٰهَ يُمْسِكُ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضَ أَنْ تَزُولَا وَلَئِنْ زَالَتَا إِنْ أَمْسَكَهُمَا مِنْ أَحَدٍ مِنْ بَعْدِهِ إِنَّهُ كَانَ حَلِيمًا غَفُورًا (بیشک اللہ ہی سارے آسمانوں اور زمین کو اپنی جگہ سے ہٹ جانے سے روکے ہوئے ہے اور اگر بالفرض یہ اپنی جگہ سے ہٹ جائیں تو پھر اسکے سوا کوئی اور اسکو روک نہیں سکتا بیشک وہ بڑا بردبار اور بخشنے والا ہے) (سورہ فاطر آیت نمبر ۴۱)

باب نماز شب پڑھنے کا ثواب

(۳۶۰) ایک مرتبہ حضرت جبرئیل علیہ السلام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نازل ہوئے تو آپ نے فرمایا اے جبرئیل مجھے کوئی وعظ سناؤ۔ تو انہوں نے کہا اے محمدؐ جس قدر چاہو زندہ رہو مگر آخر آپ کو مرنا ہے۔ اور جس سے چاہو محبت کرو آخر تمہیں اس سے جدا ہونا ہے اور جو چاہو عمل کرو آخر تمہیں اللہ سے ملاقات کرنی ہے۔ اور مومن کا شرف اسکی نماز شب ہے اور اسکی عزت یہ ہے کہ وہ لوگوں کو اذیت دینے سے باز رہے۔

(۳۶۱) بکر سقاء نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ اللہ کی رحمتوں میں سے یہ تین چیزیں بھی ہیں۔ شب کو نماز تہجد پڑھنا، روزہ دار کو افطار کرانا اور اپنے بھائیوں سے ملاقات کرنا۔

(۳۶۲) حضرت امام ابوالحسن اول نے قول خدا و رهبانية ابتدعوها ماكتبناها عليهم الا ابتغاء رضوان الله (اور لذت سے کنارہ کشی کا ان لوگوں نے ایک نیا طریقہ اختیار کیا جس طرح ہم نے انکو حکم نہیں دیا تھا مگر ان لوگوں نے اللہ کی خوشنودی کیلئے ایسا کیا) (سورہ حدید آیت نمبر ۲۷) کے متعلق فرمایا کہ اس سے مراد نماز شب ہے۔

(۱۳۶۳) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ تم لوگ نماز شب ضرور پڑھو یہ تمہارے نبی کی سنت اور تم سے پہلے گزرے ہوئے صالح بندوں کا طریقہ ہے۔ اور تمہارے جسموں سے مرض کو نکال دینے والا ہے۔

(۱۳۶۴) اور ہشام بن سالم نے آنجناب علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ نے قول خدا ان ناشئة اللیل ھی اشد وطاواقوم قیلا (اس میں شک نہیں کہ رات کا اٹھنا نفس کو پامال کرنے اور ذکر سے تھکا دینے کا وقت ہے) (سورۃ المزمل آیت نمبر ۶) کے متعلق فرمایا کہ اس سے مراد انسان کا اپنے بستر خواب سے اٹھنا ہے جو اللہ کیلئے ہو کسی غیر کیلئے نہ ہو۔

(۱۳۶۵) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ لوگ اپنے بستر خواب سے اٹھتے ہیں تو تین قسم کے ہوتے ہیں ایک وہ کہ جن کیلئے کچھ ثواب ہے ان پر کوئی عتاب نہیں دوسرے وہ کہ جن پر عتاب ہی عتاب ہے ان کیلئے کوئی ثواب نہیں تیسرے وہ کہ جن کے کیلئے نہ کوئی ثواب ہے اور نہ کوئی عتاب اب وہ کہ جن کے لئے ثواب ہے کوئی عتاب نہیں، وہ لوگ وہ ہیں کہ جو اپنے بستر خواب سے اٹھتے ہیں تو وضو کرتے ہیں نماز پڑھتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے ہیں تو یہی وہ ہیں کہ جنکو ثواب ملتا ہے انکے لئے کوئی عتاب نہیں ہے۔ اب دوسری قسم کے لوگ تو وہ لوگ ہیں جو مسلسل اللہ کی نافرمانی اور معصیت میں مشغول رہتے ہیں ان پر عتاب ہی عتاب ہے ان کیلئے کوئی ثواب نہیں ہے اور تیسری قسم کے لوگ وہ ہیں کہ جو مسلسل سوتے رہتے ہیں یہاں تک کہ صبح نمودار ہو جاتی ہے تو ان کیلئے نہ کوئی ثواب ہے اور نہ ان پر کوئی عتاب ہے۔

(۱۳۶۶) اور عبداللہ بن سنان نے آنجناب علیہ السلام سے قول خدا سیماھم فی وجوھھم من اثرالسجود (ان کی پیشانیوں پر گٹھے پڑے ہوئے ہیں) (سورہ فتح آیت نمبر ۲۹) کے متعلق دریافت کیا تو آپ نے فرمایا کہ اس سے مراد رات کو جاگ کر نماز پڑھنا ہے۔

(۱۳۶۷) فضیل بن یسار نے آنجناب علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ وہ تمام گھر کے جن میں راتوں کے اندر تلاوت قرآن کے ساتھ ساتھ نمازیں پڑھی جاتی ہیں وہ اہل آسمان کیلئے اسی طرح ہیں جس طرح ستارے اہل زمین کیلئے۔

(۱۳۶۸) اور آنجناب علیہ السلام نے قول خدا ان الحسنات یذھبن السیات (نیکیاں یقیناً گناہوں کو دور کر دیتی ہیں) (سورہ ہود آیت نمبر ۱۱۴) کے متعلق فرمایا یہ مومن کی شب کے وقت کی نماز ہے کہ دن میں اس نے جو گناہ کئے ہیں یہ اسکو دور کر دیتی ہے۔

نیز اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں امیر المومنین علیہ السلام کی راتوں کو کھڑے ہو کر نماز پڑھنے کی مدح فرمائی چنانچہ ارشاد ربانی ہے امن ھو قانت اناء اللیل ساجداً و قائماً یحذر الاخرۃ و یرجوا رحمۃ ربہ۔ (کیا جو شخص رات کے اوقات میں سجدہ کرے اور کھڑے کھڑے خدا کی عبادت کرتا ہو اور آخرت سے ڈرتا ہو اور اپنے پروردگار کی رحمت کا امید وار ہو وہ ناشکرے کافروں کے برابر ہو سکتا ہے) (سورہ الزمر آیت نمبر ۹) یہاں اناء اللیل سے مراد رات کی ساعتیں ہیں۔

(۳۶۹) اور امیرالمومنین علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ جب اہل زمین پر عذاب نازل کرنے کا ارادہ کرتا ہے (تو رک جاتا ہے) اور کہتا ہے کہ اگر زمین پر میرے جلال کی وجہ سے ایک دوسرے سے محبت کرنے والے اور ہماری مسجدوں کو آباد کرنے والے اور اوقات سحر میں استغفار کرنے والے نہ ہوتے تو میں عذاب نازل کر دیتا۔

(۳۷۰) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص شب کے وقت کثرت سے نمازیں پڑھتا ہے اسکا چہرہ دن کے وقت بارونق وبشاش رہتا ہے۔

(۳۷۱) ایک شخص حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور اپنی حاجتمندی وافلاس کا اظہار کرنے لگا اور اس میں اتنا مبالغہ کرنے لگا کہ قریب تھا کہ وہ ان سے بھوک کی بھی شکایت کرنے لگے۔ آپؑ نے اس سے پوچھا کیوں جی تم نماز شب پڑھتے ہو؟ اس نے کہا جی ہاں! یہ سن کر آپ اپنے اصحاب کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا وہ شخص جھوٹا ہے جو یہ کہے کہ میں نماز شب پڑھتا ہوں اور دن کو بھوکا رہ جاتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے نماز شب کو دن کی خوراک کا ضامن بنا دیا ہے۔

(۳۷۲) حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے اشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ مزاح کو پسند کرتا ہے بشرطیکہ وہ فحش نہ ہو۔ اور تنہائی میں غور وفکر کرنے والے کو اور تخلیہ میں وعظ ونصیحت کو اور شب کو جاگ کر نماز پڑھنے والے کو پسند کرتا ہے۔

(۳۷۳) نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی موت کے وقت حضرت ابوذر سے ارشاد فرمایا کہ اے ابوذر تم اپنے نبی کی وصیت کو یاد رکھو تمہیں نفع پہنچائے گی۔ جسکی راتیں کھڑے ہو کر عبادت میں بسر ہوتی ہوں اور وہ مرجائے تو اسکے لئے جنت ہے (یہ حدیث طویل ہے میں نے اس میں سے یہاں بقدر ضرورت لیا ہے)

(۳۷۴) جابر بن اسماعیل نے حضرت جعفرؑ بن محمد سے اور انہوں نے اپنے پدر بزرگوار سے روایت کی ہے کہ ایک شخص نے حضرت امیرالمومنین علیہ السلام سے راتوں کو جاگ کر قراءت وعبادت کرنے کے متعلق دریافت کیا تو آپ نے اس سے ارشاد فرمایا سنو میں تمہیں خوشخبری سناتا ہوں کہ جو شخص شب کے دسویں حصہ میں نماز پڑھتا رہے، پورے خلوص اور اللہ سے ثواب حاصل کرنے کی خواہش میں تو اللہ تعالیٰ اپنے ملائیکہ سے کہتا ہے کہ میرے اس بندے کے نامہ اعمال میں آج کی شب جتنے دانے روئیدہ ہوئے ہیں اور جتنے پتے نکلے ہیں اور جتنے درخت ہیں اور ان کی تمام شاخوں پر کونپلیں ہیں ان سب کی تعداد کے برابر نیکیاں تحریر کر دو۔ اور جو شخص شب کا نواں حصہ نماز میں گزارے اللہ تعالیٰ اسکی دس دعائیں قبول کرے گا اور اللہ تعالیٰ اسکے نامۂ اعمال کو اسکے داہنے ہاتھ میں دیگا۔

اور جو شخص رات کا آٹھواں حصہ نماز میں بسر کرے گا اللہ تعال اسے ایک شہید صابر اور صادق النیت کا ثواب عطا کرے گا اور وہ اپنے خاندان کی شفاعت کرے گا۔

اور جو شخص شب کا ساتواں حصہ نماز میں بسر کرے گا وہ یوم محشر اپنی قبر سے اس طرح اٹھے گا کہ اسکا چہرہ چودھویں

رات کے چاند کی مانند چمکتا ہوگا اور وہ صراط پر بڑے امن و امان کے ساتھ گزر جائے گا۔
اور جو شخص شب کا چھٹا حصہ نماز میں بسر کرے گا تو اسکا نام اللہ کی طرف رجوع کرنے والوں میں لکھ دیا جائے گا اور اسکے تمام پچھلے گناہ معاف کر دیئے جائیں گے۔
اور جو شخص رات کا پانچواں حصہ نماز میں بسر کرے گا تو حضرت ابراہیم علیہ السلام اسکی قبر میں اسکی ملاقات کو آئیں گے۔
اور جو شخص ایک چوتھائی رات نماز میں بسر کرے گا تو اسکا شمار سب سے پہلے کامیابی اور نجات پانے والوں میں ہوگا یہاں تک کہ وہ صراط پر سے تیز آندھی کی طرح گزر جائے گا اور بغیر حساب و کتاب جنت میں داخل میں ہو جائے گا۔
اور جو شخص ایک تہائی رات نماز میں بسر کرے گا تو اللہ تعالیٰ اسکو وہ منزلت عطا کرے گا کہ کوئی ملک ایسا نہ ہوگا جو اس پر رشک و غبطہ نہ کرے اور اس سے کہا جائے گا کہ جنت کے آٹھ دروازوں میں سے جس میں سے چاہو داخل ہو جاؤ۔
اور جو شخص رات کا آدھا حصہ نماز میں بسر کرے گا تو اسکو اتنا اجر ملے گا کہ اگر اس کو زمین کے ستر(۷۰) گنا وزن کے برابر بھی سونا عطا کر دیا جائے تو وہ اسکے اس اجر کے برابر نہ ہوگا۔ اور اللہ کے نزدیک وہ اس شخص سے افضل ہوگا جو اولاد اسماعیل میں سے ستر غلام آزاد کر دے۔
اور جو شخص دو تہائی رات نماز میں بسر کرے گا تو عالج کی ریت کی تعداد کے برابر حسنات اسکے نامہ اعمال میں لکھ دیئے جائیں گے اور اس میں سے اسکا چھوٹے سے چھوٹا حصہ بھی کوہ احد سے دس گنا وزنی ہوگا۔
جو شخص پوری رات نماز میں بسر کرے گا کتابِ خدا کی تلاوت کرتے ہوئے، رکوع کرتے ہوئے، سجدہ کرتے ہوئے تو اسکو اللہ تعالیٰ کثیر ثواب عطا کرے گا جس میں سے سب سے چھوٹا ثواب یہ ہوگا کہ وہ گناہوں سے اس طرح نکل جائے گا جیسے وہ ابھی اپنی ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا ہے اور اسکے نامہ اعمال میں وہ تمام حسنات لکھ دیئے جائیں گے جو اللہ نے پیدا کئے ہیں اور اسی کے مثل درجات اور اسکی قبر میں مستقل طور پر نور رہے گا۔ اور اسکے قلب سے گناہ اور حسد کا خیال نکال دے گا۔ اسکو عذاب قبر سے محفوظ رکھے گا اور جہنم سے برات کا پروانہ دے دیگا۔ اور اسے امن پانے والوں میں محشور کرے گا اور اللہ تعالیٰ اپنے ملائکہ سے ارشاد فرمائے گا کہ اے میرے ملائکہ میرے اس بندے کو دیکھو اس نے میری خوشنودی حاصل کرنے کیلئے رات بھر جاگ کر عبادت کی ہے۔ لے جاؤ اسکو جنت الفردوس میں ساکن کر دو اور وہاں اس کیلئے ایک ہزار شہر ہونگے اور ہر شہر میں وہ تمام چیزیں مہیا ہونگی جنکا لوگوں کا جی چاہے گا اور اسے دیکھ کر آنکھوں کو لذت محسوس ہوگی اور اسکو وہ کرامت و شرف و تقرب حاصل ہوگا جو کسی کے وہم و خیال میں بھی نہ ہوگا۔

باب نماز شب کا وقت

(۱۳۷۵) عبید بن زرارہ نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب نماز عشاء پڑھ لیا کرتے تو اپنے بستر خواب پر چلے جایا کرتے اور پھر نصف شب تک کوئی نماز نہیں پڑھتے تھے۔

(۱۳۷۶) حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ نماز شب کا وقت نصف شب سے آخر شب تک ہے۔

(۱۳۷۷) عمر بن حنظلہ نے ایک مرتبہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا کہ میں نے اٹھارہ راتوں تک اس امر کی نیت کی کہ نماز شب کیلئے اٹھوں گا مگر نہ اٹھ سکا تو اب کیا میں اول شب ہی میں نماز شب پڑھ لیا کروں؟ آپ نے فرمایا نہیں بلکہ دن میں اسکی قضا پڑھ لیا کرو مجھے یہ پسند نہیں کہ اول شب میں نماز شب پڑھنے کی عادت پڑجائے۔

(۱۳۷۸) اور معاویہ بن وھب سے روایت ہے کہ انہوں نے بیان کیا کہ ایک مرتبہ میں نے آنجناب علیہ السلام سے عرض کیا کہ آپ کے صالح دوستداروں میں سے ایک دوستدار نے مجھ سے شکایت کی کہ میں تو نیند سے تنگ ہوں اور کہا کہ میں نماز شب کیلئے اٹھنے کا ارادہ کرتا ہوں مگر نیند ایسی غالب ہوتی ہے کہ صبح ہوجاتی ہے چنانچہ اکثر مسلسل ایک ماہ یا دو ماہ تک نماز شب قضا ہوجاتی ہے اور مجھے یہ بات بہت گراں محسوس ہوتی ہے؟ آپ نے یہ سن کر فرمایا کہ واللہ یہ تو خوشی کی بات ہے واللہ یہ تو خوشی ہے (کہ یہ تم کو گراں محسوس ہوتی ہے) مگر آپ نے اول شب میں نماز شب پڑھنے کی اجازت نہیں دی اور فرمایا کہ دن میں اسکی قضا افضل ہے۔

(۱۳۷۹) عبداللہ بن مسکان نے لیث مرادی سے روایت کی ہے کہ اسکا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ گرمیوں کے زمانے میں جب رات چھوٹی ہوتی ہے کیا نماز شب اول شب پڑھ لی جائے؟ آپ نے فرمایا ہاں تم نے کیا اچھی بات سوچی اور تم نے اچھا کیا (یعنی سفر میں)

(۱۳۸۰) راوی کا بیان ہے کہ پھر میں نے ان جنابؑ سے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا کہ جسکو سفر میں جنابت کا خوف ہوتا ہے یا جاڑے میں تو کیا وہ نماز وتر پڑھنے میں تعجیل کرے اور اول شب میں پڑھ لے؟ آپ نے فرمایا ہاں۔

(۱۳۸۱) ابو جریر بن ادریس نے حضرت ابوالحسن امام موسیٰ بن جعفر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ سفر میں نماز شب رات کے ابتدائی حصہ میں محمل کے اندر پڑھ لو اور وتر اور دو رکعت فجر بھی۔

بہر حال جہاں کہیں بھی روایت کی گئی ہے کہ نماز شب اول شب میں پڑھ لی جائے تو یہ سفر کیلئے ہے کیونکہ تشریح کرنے والی احادیث مجمل احادیث کا مفہوم بتاتی ہیں۔

(۱۳۸۲) علاء نے محمد بن مسلم سے روایت کی ہے اور انہوں نے دونوں آئمہ علیہما السلام میں سے کسی ایک سے روایت کی

ہے کہ آپؑ نے فرمایا کوئی ایسا بندہ نہیں ہے جسکی آنکھ شب میں ایک یا دو مرتبہ نہ کھلتی ہو پس اگر وہ اس میں اٹھ کھڑا ہوا تو یہ اس کو اختیار ہے ورنہ شیطان آکر اسکے کان میں پیشاب کر دیتا ہے۔ کیا تم میں سے کوئی یہ نہیں دیکھتا کہ جب کوئی ایسا شخص صبح کو اٹھتا ہے جو نماز تہجد کیلئے نہیں اٹھا تو وہ سست بوجھل اور کسل مند اٹھتا ہے۔

(۱۳۸۳) اور حسن صیقل نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ میں اس شخص سے نفرت کرتا ہوں جو میرے پاس آکر عمل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے متعلق دریافت کرتا ہے پھر کہتا ہے کہ کیا یہ زیادہ کیا گیا ہے؟ گویا اسکا خیال ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کسی شے میں کوئی کمی کر دی تھی۔ اور میں ناپسند کرتا ہوں اس شخص کو جو قرآن کی تلاوت کرے اور رات کے کچھ حصہ تک بیدار رہے اور نماز شب کیلئے کھڑا نہ ہو یہاں تک کہ جب صبح ہو جائے تو جلدی سے اٹھ کر نماز صبح کیلئے کھڑا ہو جائے۔

(۱۳۸۴) اور ابو حمزہ ثمالی نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ جو کوئی بھی بندہ یہ نیت کرتا ہے کہ فلاں وقت اس خواب سے بیدار ہو جاؤں گا تو اللہ اسکی نیت کو جانتا ہے اور اس پر دو فرشتے مقرر کر دیتا ہے جو اسی ساعت معین پر اس بندے کو ہلا دیتے ہیں۔

(۱۳۸۵) عیص بن قاسم نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ جب کسی بندے پر حالت نماز میں نیند غالب ہو جائے تو اسکو چاہیئے کہ اپنا سر رکھ کر سو رہے اس لئے کہ مجھے ڈر ہے کہ اگر اسکا ارادہ یہ کہنے کا ہو کہ پروردگار مجھے جنت میں داخل کر اور وہ نیند کے جھونکے میں کہیں یہ نہ کہہ دے کہ پروردگار تو مجھے جہنم میں داخل کر دے۔

(۱۳۸۶) ذکریا نقاص نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے قول خدا لاتقربوا الصلاۃ وانتم سکاری حتی تعلموا ما تقولون (نشہ کی حالت میں نماز کے قریب نہ جاؤ تاکہ جو کچھ تم کہہ رہے ہو اسکو سمجھو بھی کہ کیا کہہ رہے ہو) (سورہ النساء آیت نمبر ۴۳) کے متعلق روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا نیند کا نشہ بھی اسی کے ذیل میں ہے۔

باب انسان جب نیند سے بیدار ہو تو کیا کہے

(۱۳۸۷) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب اپنے بستر پر جاتے تھے تو فرمایا کرتے بِاسْمِكَ اللّٰهُمَّ أَحْيَا وَ بِاسْمِكَ أَمُوتُ (تیرے نام کے ساتھ اے اللہ میں زندہ ہوں اور تیرے ہی نام کے ساتھ میں مرونگا) اور جب نیند سے بیدار ہوتے تو فرماتے اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي أَحْيَانِي بَعْدَ مَا أَمَاتَنِي وَ إِلَيْهِ النُّشُوْرُ (حمد اس اللہ کی جس نے مجھے مارنے کے بعد پھر زندہ کر دیا اور اسی کی طرف حشر و نشر ہوگا)۔

(۱۳۸۸) اور جراح مدائنی نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی نیند سے اٹھے تو یہ کہے سُبْحَانَ اللّٰهِ رَبِّ النَّبِيِّيْنَ وَ اِلٰهِ الْمُرْسَلِيْنَ ، وَ رَبِّ الْمُسْتَضْعَفِيْنَ ، وَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ يُحْيِيْ الْمَوْتٰى وَ هُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ - (پاک ہے وہ اللہ جو تمام انبیاء کا رب اور تمام رسولوں کا اللہ اور مستضعفین کا پروردگار ہے اور حمد اس اللہ کی جو زندہ کرتا ہے اور مارتا ہے اور جو ہر شے پر قادر ہے) جب وہ یہ کہے گا تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ میرے بندے نے سچ کہا اور شکر ادا کیا۔

(۱۳۸۹) اور عبدالرحمن بن حجاج نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ جب رات کے آخر حصے میں اٹھتے تو اتنی بلند آواز سے یہ کہتے ہیں کہ تمام گھر والے سنتے اَللّٰهُمَّ اَعِنِّيْ عَلٰى هَوْلِ الْمُطَّلَعِ وَ وَسِّعْ عَلَيَّ الْمُضْجَعَ وَ ارْزُقْنِيْ خَيْرَ مَا قَبْلَ الْمَوْتِ ، وَ ارْزُقْنِيْ خَيْرَ مَا بَعْدَ الْمَوْتِ - (اے اللہ ہول قیامت پر میری مدد فرمانا میری خوابگاہ کو وسیع کر دینا اور موت سے پہلے مجھے خیر کی روزی اور موت کے بعد بھی مجھے خیر کی روزی عطا فرمانا)

(۱۳۹۰) اور ایک دوسری حدیث میں حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے آپ نے فرمایا کہ جب تم اپنے بستر خواب سے اٹھو تو افق آسمان کو دیکھو اور یہ کہو اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ رَدَّ عَلَيَّ رُوْحِيْ لِاَعْبُدَهٗ وَ اَحْمَدَهٗ ، اَللّٰهُمَّ اِنَّهٗ لَا يُوَارِيْ مِنْكَ لَيْلٌ سَاجٍ وَ لَا سَمَاءٌ ذَاتُ اَبْرَاجٍ ، وَ لَا اَرْضٌ ذَاتُ مِهَادٍ ، وَ لَا ظُلُمَاتٌ بَعْضُهَا فَوْقَ بَعْضٍ ، وَ لَا بَحْرٌ لُجِّيٌّ يُدْلِجُ بَيْنَ يَدَيِ الْمُدْلِجِ مِنْ خَلْقِكَ ، تَعْلَمُ خَائِنَةَ الْاَعْيُنِ وَ مَا تُخْفِي الصُّدُوْرُ ، غَارَتِ النُّجُوْمُ وَ نَامَتِ الْعُيُوْنُ وَ اَنْتَ الْحَيُّ الْقَيُّوْمُ ، لَا تَاْخُذُكَ سِنَةٌ وَ لَا نَوْمٌ ، سُبْحَانَ اللّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ وَ اِلٰهِ الْمُرْسَلِيْنَ وَ خَالِقِ النَّبِيِّيْنَ وَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ ، اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ وَ ارْحَمْنِيْ وَ تُبْ عَلَيَّ ، اِنَّكَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ - (حمد اس اللہ کی جس نے میری روح مجھے واپس کر دی میں عبادت کروں گا اور اسکی حمد کروں گا۔ اے اللہ نہ تجھ سے پر سکون رات پوشیدہ ہے نہ برجوں والا آسمان نہ گہوارے والی زمین نہ یہ تاریکیاں جو تہہ بہ تہہ ہیں اور نہ گہرا سمندر جو رات کو سفر کرنے والی تیری مخلوق کے سامنے موجیں مارتا ہے تو آنکھوں کے اشاروں اور دلوں کے بھیدوں کو جانتا ہے۔ ستارے ڈوب گئے آنکھیں پر خواب ہو گئیں مگر تو زندہ و قائم ہے نہ تجھے اونگھ آتی ہے نہ نیند۔ پاک ہے اللہ جو تمام عالمین کا رب ہے اور تمام رسولوں کا اللہ اور تمام انبیاء کا خالق ہے اور حمد ہے اس اللہ کی جو تمام عالمین کا رب ہے۔ اے اللہ میری مغفرت فرما مجھ پر رحم فرما میری توبہ کو قبول فرما بیشک تو توبہ کو قبول کرنے والا اور رحم کرنے والا ہے)۔

اسکے بعد سورہ آل عمران کی آخری پانچ آیتیں ان فی خلق السموات و الارض سے لیکر انک لا تخلف المیعاد تک پڑھو۔

اور تم پر لازم ہے کہ مسواک کرو اس لئے کہ وقت سحر قبل وضو مسواک کرنا سنت ہے اس کے بعد وضو کرو۔

(۱۳۹۱) ابو عبیدہ حذاء نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے قول خدا تتجافی جنوبھم عن المضاجع (رات کے

وقت ان کے پہلو بستروں سے آشنا نہیں ہوتے) (سورہ سجدہ ۱۶) کے متعلق روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا شاید یہ تمہارا خیال ہو کہ وہ لوگ کبھی سوتے ہی نہیں ؟ میں نے عرض کیا اللہ اور اسکا رسول بہتر جانتا ہے ۔آپ نے فرمایا اس بدن کیلئے یہ ضروری کہ تھوڑا آرام کرے تاکہ اسکا نفس نکل جائے اور جبؓ نکل جاتا ہے تو بدن آرام کرتا ہے اور روح اس میں پلٹتی ہے اور اسی میں عمل کی قوت ہے ۔ اللہ تعالیٰ نے لوگوں کا تذکرہ کیا ہے اور کہا ہے کہ ان لوگوں کے پہلو اپنے بستروں کو چھوڑ دیتے ہیں اور وہ لوگ اپنے رب سے خوف و طمع کی ملی جلی حالت میں دعا کرتے ہیں یہ آیت حضرت امیرالمومنین علیہ السلام کی شان میں نازل ہوئی ہے اور ہمارے شیعوں میں سے جو انکی اتباع کرتے ہیں وہ اول شب میں سویا کرتے ہیں اور جب دو تہائی رات یا جس قدر اللہ چاہے گزر جاتی ہے تو وہ اپنے رب سے گڑگڑا کر دعا کرتے ہیں رغبت کرتے ہوئے اور ڈرتے ہوئے اور جو کچھ اللہ کے پاس ہے اسکی خواہش کرتے ہوئے ۔ تو اللہ تعالیٰ نے یہاں ان لوگوں کا ذکر اپنی کتاب میں اپنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کیا ہے اور جو کچھ ان لوگوں کو عطا کرے گا اسے بتایا ہے ۔ اور انہیں اپنے جوار رحمت میں ساکن کرے گا اور انہیں اپنی جنت میں داخل کرے گا اور انہیں خوف سے اور ڈر سے امن میں رکھے گا۔

میں نے عرض کیا کہ میں آپ پر قربان جب میں رات کے آخری حصہ میں اٹھوں تو کیا کہوں ؟ آپ نے فرمایا یہ کہو اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَ اِلٰہِ الْمُرْسَلِیْنَ وَ الْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ یُحْیِیْ الْمَوْتٰی وَ یَبْعَثُ مَنْ فِی الْقُبُوْرِ (یعنی ہر طرح کی حمد سزاوار ہے تمام عالمین کے پروردگار اور تمام رسولوں کے اللہ کیلئے اور حمد اس اللہ کی جو مردوں کو زندہ کریگا اور جو لوگ قبروں میں ہیں انہیں اٹھائے گا) جب تم یہ کہو گے تو تم سے شیطان کی گندگی اور اسکا وسوسہ دور ہو جائے گا۔

باب مرغ کے بانگ دیتے وقت کا قول

(۳۹۲) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ جب تم مرغ کی بانگ سنو تو یہ کہو سُبُّوْحٌ قُدُّوْسٌ رَبُّ الْمَلَائِکَۃِ وَ الرُّوْحِ سَبَقَتْ رَحْمَتُکَ غَضَبَکَ لَا اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ سُبْحَانَکَ وَ بِحَمْدِکَ عَمِلْتُ سُوْءًا وَ ظَلَمْتُ نَفْسِیْ فَاغْفِرْ لِیْ اِنَّہٗ لَا یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ (اے ملائکہ اور روح کے پروردگار تو ہر طرح پاک اور ہر طرح منزہ ہے تیری رحمت تیرے غضب سے پہلے ہے نہیں ہے کوئی اللہ سوائے تیرے ، تو پاک ہے اور تیری حمد کے ساتھ اقرار ہے کہ میں نے برے عمل کئے اور اپنے نفس پر ظلم کیا مجھے بخش دے اس لئے کہ سوائے تیرے اور کوئی گناہوں کو نہیں بخشے گا)۔

(۳۹۳) امام علیہ السلام نے فرمایا کہ تم لوگ مرغ سے پانچ باتیں سیکھو نماز کے وقت کو یاد رکھنا ، غیرت ، سخاوت ، شجاعت اور کثرتِ جماع ۔

(۳۹۴) آپ نے فرمایا تم لوگ کوے سے تین باتیں سیکھ لو اپنی جفتی کو چھپانا ، بہت تڑکے طلب رزق کیلئے نکل جانا ، چوکنا رہنا ۔

(۳۹۵) حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ اللہ کا ایک فرشتہ سفید مرغ کی شکل کا ہے اس کا سر عرش کے نیچے اور اسکے پاؤں ساتویں طبقہ زمین کی جڑمیں ہیں اس کا ایک بازو مشرق میں اور ایک مغرب میں ہے جب تک وہ بانگ نہیں دیتا دنیا کا کوئی مرغ بانگ نہیں دیتا اور جب وہ بانگ دیتا ہے اپنے دونوں بازو پھڑپھڑاتا ہے اور کہتا ہے سبحان اللہ سبحان اللہ سبحان اللہ العظیم الذی لیس کمثلہ شیء یعنی اللہ پاک و منزہ ہے اللہ پاک و منزہ ہے وہ عظیم اللہ پاک و منزہ ہے کہ جسکے مثل کوئی شے نہیں تو اللہ تبارک و تعالیٰ جواب دیتا ہے اور کہتا ہے کہ جو شخص اس بات کو جانتا ہے جو تو کہہ رہا ہے تو وہ جھوٹا حلف نہ اٹھائے گا۔

(۳۹۶) روایت کی گئی ہے کہ اسی مرغ کیلئے یہ آیت نازل ہوئی ہے والطیر صافات کل قد علم صلاتہ و تسبیحہ (پرندے اپنے پر پھیلائے ہوئے ہیں ہر ایک اپنی تسبیح اور اپنی نماز کو جانتا ہے) (سورہ نور آیت نمبر ۴۱)

(۳۹۷) اور روایت کی گئی ہے کہ حاملین عرش صرف چار ہیں ان میں سے ایک مرغ کی شکل کا ہے جو اللہ تعالی سے پرندوں کیلئے رزق مانگتا ہے، ایک شیر کی شکل کا ہے جو اللہ تعالیٰ سے درندوں کیلئے رزق طلب کرتا ہے، ایک بیل کی شکل کا ہے جو اللہ سے سارے جانوروں کیلئے رزق طلب کرتا ہے ایک بنی آدم کی شکل کا ہے جو اللہ تعالیٰ سے بنی آدم کیلئے رزق مانگتا ہے اور جب قیامت کا دن ہوگا تو پھر حاملین عرش آٹھ ہوجائیں گے چنانچہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے ویحمل عرش ربک فوقھم یومئذ ثمانیہ (تمہارے رب کا عرش اس دن آٹھ اٹھائے ہونگے) (سورہ الحاقہ آیت نمبر ۱۷)

باب نماز شب کیلئے اٹھتے وقت کی دعا

(۳۹۸) امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ جب تم نماز کیلئے اٹھنے کا ارادہ کرو تو یہ کہو اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَتَوَجَّہُ اِلَیْکَ بِنَبِیِّکَ نَبِیِّ الرَّحْمَۃِ وَآلِہٖ وَاُقَدِّمُھُمْ بَیْنَ یَدَیْ حَوَائِجِیْ، فَاجْعَلْنِیْ بِھِمْ وَجِیْھًا فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ وَمِنَ الْمُقَرَّبِیْنَ، اَللّٰھُمَّ ارْحَمْنِیْ بِھِمْ وَلَا تُعَذِّبْنِیْ بِھِمْ وَاھْدِنِیْ بِھِمْ وَلَا تُضِلَّنِیْ بِھِمْ، وَارْزُقْنِیْ بِھِمْ وَلَا تَحْرِمْنِیْ بِھِمْ، وَاقْضِ لِیْ حَوَائِجِیْ لِلدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ اِنَّکَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ، وَبِکُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمٌ (اے اللہ میں تیرے نبی، رحمت والے نبی اور ان کی آل کے واسطہ سے تیری طرف متوجہ ہوں اور اپنی حاجات کی سفارش کیلئے ان حضرات کو پیش کرتا ہوں تجھے ان سب حضرات کا واسطہ مجھے دنیا و آخرت میں صاحب وجاہت بنا دے اور اپنے مقرب بندوں میں شامل کرلے اے اللہ تجھے ان سب کا واسطہ مجھ پر رحم فرما۔ تجھے ان سب کا واسطہ مجھے عذاب میں مبتلا نہ کر۔ تجھے ان سب کا واسطہ مجھے ہدایت عطا کر تجھے ان سب کا واسطہ مجھے گمراہ نہ ہونے دے تجھے ان سب کا واسطہ مجھے روزی عطا فرما۔ تجھے ان سب کا واسطہ مجھے محروم نہ کر۔ اور میری دنیا و دین کی حاجتوں کو روا کر دے بیشک تو ہر چیز پر قادر اور ہر شے کا جاننے والا ہے)

باب　　وہ تکبیریں جو سنت جاریہ ہیں لازم ہے کہ ان کی طرف توجہ دی جائے

سنتی تکبیرات چھ (۶) ہیں یعنی نماز شب کی پہلی رکعت میں اور نماز وتر کی ایک رکعت میں اور نماز زوال کی دو رکعتوں میں سے پہلی رکعت میں اور نماز احرام کی دو رکعتوں میں سے پہلی رکعت میں اور نوافل مغرب کے اندر پہلی رکعت میں اور ہر نماز فریضہ کی پہلی رکعت میں۔ میرے والد رضی اللہ عنہ نے اپنے رسالے میں اسی طرح تحریر فرمایا ہے جو انہوں نے میرے پاس بھیجا ہے۔

باب　　نماز شب

اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ارشاد فرمایا ہے کہ و من اللیل فتھجد بہ نافلۃ لک عسیٰ ان یبعثک ربک مقاما محمودا (اور رات کے خاص حصہ میں نماز تہجد پڑھا کرو یہ سنت تمہاری خاص فضیلت ہے قریب ہے کہ تمہارا رب تمہیں مقام محمود تک پہنچائے) (سورہ الاسرا آیت نمبر ۷۹) تو نماز شب پڑھنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر فرض ہے اللہ تعالیٰ کے اسی قول کے بموجب کہ فتھجد یعنی نماز تہجد پڑھو اور دوسروں کیلئے سنت اور نافلہ ہے۔

(۱۳۹۹)　نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی وصیت میں حضرت علی علیہ السلام سے ارشاد فرمایا کہ اے علیؑ تم پر لازم ہے نماز شب پڑھو پہلی رکعت میں سورہ الحمد اور قل ھو اللہ احد اور دوسری رکعت میں سورہ الحمد اور سورہ قل یاایھا الکافرون اور پھر اور چھ (۶) رکعتوں میں جو سورہ چاہے پڑھو خواہ کوئی طویل سورہ پڑھو خواہ قصیر۔

(۱۴۰۰)　اور روایت میں ہے کہ جو شخص نماز شب کی ابتدائی دو رکعتوں میں سے ہر رکعت میں ایک مرتبہ سورہ الحمد اور تیس (۳۰) مرتبہ سورہ قل ھو اللہ احد پڑھے تو جوں ہی نماز کو تمام کرے گا اللہ اور اسکے درمیان کوئی ایسا گناہ نہ ہوگا جسے اللہ نہ بخش دے۔ اور نماز شفع کی دو رکعتوں میں اور وتر کی ایک رکعت میں سورہ قل ھو اللہ احد پڑھو اور نماز شفع اور نماز وتر کے درمیان سلام پڑھ کر فاصلہ دیدو۔

(۱۴۰۱)　اور روایت کی گئی ہے کہ جو شخص نماز وتر میں معوذتین (اعوذ برب الفلق اور اعوذ برب الناس) اور قل ھو اللہ احد پڑھے گا تو اس سے کہا جائے گا کہ اللہ کے بندے خوشخبری سن اللہ نے تیری نماز وتر قبول فرمالی۔

اور قنوت ہر دوسری رکعت میں رکوع سے پہلے اور سوروں کی قراءت کے بعد ہے اور ان میں سوروں کی قراءت بالجہر (بلند آواز سے) ہوگی اور نماز وتر میں قنوت رکوع سے پہلے ہوگی۔

اور اگر تم نماز شب کیلئے اٹھے مگر اتنا وقت نہیں ہے کہ جیسی تم چاہتے ہو کہ نماز شب ویسی پڑھو تو پھر اسکو سمیٹنے کا مطلب یہ ہے کہ ہر رکعت میں صرف سورہ حمد پڑھو۔ اور تمہیں فجر کے طلوع ہوجانے کا ڈر ہے تو دو رکعت پڑھو اور تیسری

رکعت وتر کی پڑھ لو اور اگر فجر طلوع ہو گئی ہے تو پھر دو رکعت نماز فجر پڑھو نماز شب کا وقت چلا گیا۔
اور اگر تم نماز شب کی چار رکعتیں قبل طلوع فجر پڑھ چکے ہو تو اب نماز شب پوری پڑھ لو فجر طلوع ہوئی ہو یا نہ ہوئی ہو اور اس امر کی رخصت کی بھی کہیں کہیں روایت کی گئی ہے کہ آدمی نماز شب بعد طلوع سحر بھی پڑھ لے لیکن کبھی کبھی اس کو عادت نہ بنائے اور اگر تم پر نماز شب کی قضا ہے اور تم نماز شب پڑھنے کھڑے ہوئے اور تمہارے پاس اتنا وقت ہے کہ نماز شب کی قضا بھی پڑھو اور اس شب کی بھی نماز شب پڑھ لو تو قضا نماز شب پہلے پڑھو پھر اس شب کی نماز شب پڑھو اور اگر وقت صرف اتنا ہی ہے کہ اس میں ایک ہی نماز شب پڑھ سکتے ہو تو پھر پہلے اپنی اس شب کی نماز شب پڑھ لو کہ دونوں قضا نہ ہو جائیں۔ اس کے بعد فوت شدہ نماز شب پڑھو۔ وہ کل کی ہو یا پرسوں کی۔

باب دعائے قنوت نماز وتر

(۱۴۰۲) نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز وتر کے قنوت میں یہ کہا کرتے تھے اَللّٰھُمَّ اھْدِنِیْ فِیْمَنْ ھَدَیْتَ وَعَافِنِیْ فِیْمَنْ عَافَیْتَ، وَتَوَلَّنِیْ فِیْمَنْ تَوَلَّیْتَ، وَبَارِکْ لِیْ فِیْمَا اَعْطَیْتَ، وَقِنِیْ شَرَّ مَا قَضَیْتَ، فَاِنَّکَ تَقْضِیْ وَلَا یُقْضٰی عَلَیْکَ، سُبْحَانَکَ رَبَّ الْبَیْتِ، اَسْتَغْفِرُکَ وَاَتُوْبُ اِلَیْکَ وَاُؤْمِنُ بِکَ، وَاَتَوَکَّلُ عَلَیْکَ، لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِکَ یَا رَحِیْمُ۔
(اے اللہ تو مجھے ہدایت بخش اور ہدایت یافتہ لوگوں میں شمار کر اور عافیت عطا فرما اور عافیت پانے والے لوگوں میں شامل کر اور میری کارسازی بھی فرما اور مجھے ان لوگوں کے زمرہ میں شامل کر جنکی تو نے کارسازی کی ہے۔ اور جو کچھ تو نے مجھے عطا کیا ہے اس میں میرے لئے برکت دے اور اس شر سے بچا جو تو جاری کر چکا ہے بیشک تو ہی حکم جاری کرتا ہے اور تجھ پر کسی کا حکم جاری نہیں ہوتا۔ اے کعبہ کے رب تیری ذات پاک و منزہ ہے میں تجھ سے مغفرت کا طالب ہوں اور تیری بارگاہ میں توبہ کرتا ہوں اور تجھ پر ایمان لایا ہوں تجھ پر توکل کئے ہوئے ہوں اے رحم کرنے والے تیری مدد کے بغیر کوئی قوت و طاقت نہیں ہے)
(۱۴۰۳) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تم لوگوں میں جو سب سے طویل قنوت پڑھے گا وہ قیامت کے دن موقف میں سب سے طویل راحت میں رہے گا۔
(۱۴۰۴) اور حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ جمعہ کے دن قنوت اللہ کی مجد و بزرگی کا اظہار اور اللہ کے نبی پر درود اور کلمات فرج و کشادگی کا ہے اور پھر یہ دعا ہے (جو اوپر گزری ہے)
اور نماز وتر میں قنوت روز جمعہ کے قنوت کے مانند ہے پھر تم اپنی ذات کیلئے دعا کرنے سے پہلے کہو اَللّٰھُمَّ تَمَّ نُوْرُکَ فَھَدَیْتَ فَلَکَ الْحَمْدُ رَبَّنَا وَبَسَطْتَ یَدَکَ فَاَعْطَیْتَ فَلَکَ الْحَمْدُ رَبَّنَا وَعَظُمَ حِلْمُکَ فَعَفَوْتَ فَلَکَ الْحَمْدُ

رَبَّنَا وَ جْهُكَ أَكْرَمُ الْوُجُوهِ وَ جِهَتُكَ خَيْرُ الْجِهَاتِ وَ عَطِيَّتُكَ أَفْضَلُ الْعَطِيَّاتِ وَ أَهْنَؤُهَا، تُطَاعُ رَبَّنَا فَتَشْكُرُ، وَ تُعْصَى رَبَّنَا فَتَغْفِرُ لِمَنْ شِئْتَ، تُجِيبُ الْمُضْطَرَّ وَ تَكْشِفُ الضُّرَّ وَ تَشْفِي السَّقِيمَ وَ تُنَجِّي مِنَ الْكَرْبِ الْعَظِيمِ، لَا يَجْزِي بِآلَائِكَ أَحَدٌ وَ لَا يُحْصِي نَعْمَائَكَ قَوْلُ قَائِلٍ، اَللّٰهُمَّ إِلَيْكَ رُفِعَتِ الْأَبْصَارُ وَ نُقِلَتِ الْأَقْدَامُ، وَ مُدَّتِ الْأَعْنَاقُ، وَ رُفِعَتِ الْأَيْدِي، وَ دُعِيتَ بِالْأَلْسُنِ وَ إِلَيْكَ سِرُّهُمْ وَ نَجْوَاهُمْ فِي الْأَعْمَالِ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَ ارْحَمْنَا وَ افْتَحْ بَيْنَنَا وَ بَيْنَ قَوْمِنَا بِالْحَقِّ وَ أَنْتَ خَيْرُ الْفَاتِحِينَ، اَللّٰهُمَّ إِنَّا نَشْكُو إِلَيْكَ غَيْبَةَ نَبِيِّنَا عَنَّا، وَ شِدَّةَ الزَّمَانِ عَلَيْنَا وَ وُقُوعَ الْفِتَنِ بِنَا، وَ تَظَاهُرَ الْأَعْدَاءِ عَلَيْنَا وَ كَثْرَةَ عَدُوِّنَا وَ قِلَّةَ عَدَدِنَا فَرِّجْ ذٰلِكَ يَا رَبِّ بِفَتْحٍ مِنْكَ تُعَجِّلُهُ، وَ نَصْرٍ مِنْكَ تُعِزُّهُ، وَ إِمَامِ عَدْلٍ تُظْهِرُهُ إِلٰهَ الْحَقِّ رَبَّ الْعَالَمِينَ۔

(اے اللہ تیرا نور تمام ہوا اور تو نے ہدایت کی پس تیرے ہی لئے حمد ہے اے ہمارے رب تو نے اپنا ہاتھ کھولا اور عطا کیا پس تیرے ہی لئے حمد ہے اے ہمارے رب۔ اور تیرا حلم بڑا عظیم ہے کہ تو نے (گناہوں کو) معاف کیا پس تیرے ہی لئے حمد ہے اے ہمارے رب۔ تیرا چہرہ تمام چہروں میں سب سے زیادہ مکرم ہے اور تیری جہت تمام جہتوں میں سب سے بہتر ہے۔ تیرا عطیہ تمام عطیات سے افضل و برتر ہے۔ اے ہمارے رب تیری اطاعت کی جاتی ہے تو تو مشکور ہوتا ہے تیری نافرمانی کی جاتی ہے تو تو جسے چاہتا ہے بخش دیتا ہے تو مضطر اور پریشان کی دعا کو قبول کرتا ہے اور اسکی تکلیف کو دور کر دیتا ہے۔ تو بیمار کو شفاء دیتا ہے اسے کرب عظیم سے نجات دیتا ہے۔ تیری نعمتوں کا کوئی بدل نہیں۔ تیری نعمتوں کو کوئی شمار نہیں کر سکتا۔ پروردگار سب کی نگاہیں تیری طرف اٹھتی ہیں اور ہر قدم تیری طرف بڑھتا ہے سب کی گردنیں تیری طرف اٹھتی ہیں اور تمام ہاتھ تیری طرف بلند ہیں اور سب زبان سے (تجھ ہی سے) دعا کرتے ہیں اور اپنی راز کی باتوں میں اور اپنے کاموں میں تجھ سے سرگوشیاں کرتے ہیں۔ اے ہمارے پروردگار ہم لوگوں کو بخش دے ہم لوگوں پر رحم فرما اور ہم لوگوں کے درمیان اور ہماری قوم کے درمیان حق کا فیصلہ کر دے بے شک تو سب سے بہتر فیصلہ کرنے والا ہے۔

اے اللہ ہم تجھ سے شکایت کرتے ہیں کہ ہمارا نبی ہم لوگوں سے غائب ہے ہم لوگوں پر زمانے کی سختیاں ہیں ہمارے درمیان فتنے سر اٹھائے ہوئے ہیں۔ ہمارے دشمن ہم لوگوں پر غالب آرہے ہیں ہمارے دشمنوں کی کثرت ہے ہماری تعداد کم ہے لہٰذا اے ہمارے پروردگار اپنی طرف سے جلد فتح دیکر اور اپنی مدد سے قوت دیکر اور امام عادل کو ظہور کا حکم دے کر اے حقیقی اللہ اور تمام عالمین کے پروردگار اس مشکل کو حل کر دے۔)

پھر ستر مرتبہ استغفر اللہ ربی و اتوب الیہ کہو اور جہنم سے اللہ کی بہت زیادہ مرتبہ پناہ چاہو۔

(۱۴۰۵) عمر بن یزید نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا جو شخص اپنی نماز وتر میں ستر مرتبہ استغفر اللہ ربی و اتوب الیہ کہے اور ایک سال تک مسلسل اسکی پابندی کرتا رہے تو اللہ تعالیٰ اسکا نام ان لوگوں میں لکھ دیگا جو سحر کے وقت استغفار کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے اسکے لئے جنت و مغفرت لازم ہوگی۔

(۱۴۰۶) اور عبداللہ بن ابی یعفور نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ نماز وتر کے قنوت میں ستر مرتبہ استغفر اللہ کہو بائیں ہاتھ کو چہرے کے سامنے رکھو اور داہنے ہاتھ سے گنتے رہو۔

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز وتر کے قنوت میں اللہ سے ستر مرتبہ استغفار پڑھتے اور سات مرتبہ یہ کہتے هٰذَا مَقَامُ الْعَائِذِ بِكَ مِنَ النَّارِ (یہ جہنم سے تیری پناہ چاہنے والے کا مقام ہے)۔

(۱۴۰۷) اور عبداللہ بن سنان نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ تم نماز وتر میں اپنے دشمنوں کیلئے بد دعا کرو اور اگر چاہو تو انکے نام لو اور اپنے لئے طلب مغفرت کرو اور قنوت میں دونوں ہاتھ اٹھاؤ اور چہرے کے سامنے رکھو اور اگر چاہو تو اپنی ردا کو کھول لو۔

(۱۴۰۸) اور حضرت امام علی بن الحسین سید العابدینؑ سحر کے وقت نماز وتر میں تین سو مرتبہ العفو العفو کہا کرتے تھے۔

(۱۴۰۹) اور معروف بن خربوذ نے حضرت امام محمد باقر اور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام دونوں میں سے کسی ایک سے روایت کی ہے کہ انہوں نے ارشاد فرمایا کہ تم نماز وتر کے قنوت میں یہ کہا کرو۔ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ الْحَلِيمُ الْكَرِيمُ، لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ الْعَلِيُّ الْعَظِيمُ، سُبْحَانَ اللّٰهِ رَبِّ السَّمَاوَاتِ السَّبْعِ وَرَبِّ الْأَرَضِينَ السَّبْعِ، وَمَا فِيهِنَّ وَمَا بَيْنَهُنَّ وَرَبِّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ، اَللّٰهُمَّ أَنْتَ اللّٰهُ نُورُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَأَنْتَ اللّٰهُ زَيْنُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ، وَأَنْتَ اللّٰهُ جَمَالُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ، وَأَنْتَ اللّٰهُ عِمَادُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ، وَأَنْتَ اللّٰهُ قِوَامُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ، وَأَنْتَ اللّٰهُ صَرِيخُ الْمُسْتَصْرِخِينَ، وَأَنْتَ اللّٰهُ غِيَاثُ الْمُسْتَغِيثِينَ، وَأَنْتَ اللّٰهُ الْمُفَرِّجُ عَنِ الْمَكْرُوبِينَ، وَأَنْتَ اللّٰهُ الْمُرَوِّحُ عَنِ الْمَغْمُومِينَ وَأَنْتَ اللّٰهُ مُجِيبُ دَعْوَةِ الْمُضْطَرِّينَ، وَأَنْتَ اللّٰهُ إِلٰهُ الْعَالَمِينَ، وَأَنْتَ اللّٰهُ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيمُ وَأَنْتَ اللّٰهُ كَاشِفُ السُّوءِ، وَأَنْتَ اللّٰهُ بِكَ مُنْزَلُ كُلِّ حَاجَةٍ، يَا اللّٰهُ لَيْسَ يَرُدُّ غَضَبَكَ إِلَّا حِلْمُكَ، وَلَا يُنْجِي مِنْ عَذَابِكَ إِلَّا رَحْمَتُكَ، وَلَا يُنْجِي مِنْكَ إِلَّا التَّضَرُّعُ إِلَيْكَ فَهَبْ لِي مِنْ لَدُنْكَ يَا إِلٰهِي رَحْمَةً تُغْنِينِي بِهَا عَنْ رَحْمَةِ مَنْ سِوَاكَ، بِالْقُدْرَةِ الَّتِي بِهَا أَحْيَيْتَ جَمِيعَ مَا فِي الْبِلَادِ، وَبِهَا تَنْشُرُ مَيْتَ الْعِبَادِ، وَلَا تُهْلِكْنِي غَمًّا حَتَّى تَغْفِرَ لِي وَتَرْحَمَنِي وَتُعَرِّفَنِي الْاِسْتِجَابَةَ فِي دُعَائِي، وَارْزُقْنِي الْعَافِيَةَ إِلٰى مُنْتَهٰى أَجَلِي، وَأَقِلْنِي عَثْرَتِي، وَلَا تُشْمِتْ بِي عَدُوِّي، وَلَا تُمَكِّنْهُ مِنْ رَقَبَتِي، اَللّٰهُمَّ إِنْ رَفَعْتَنِي فَمَنْ ذَا الَّذِي يَضَعُنِي، وَإِنْ وَضَعْتَنِي فَمَنْ ذَا الَّذِي يَرْفَعُنِي، وَإِنْ أَهْلَكْتَنِي فَمَنْ ذَا الَّذِي يَحُولُ بَيْنَكَ وَبَيْنِي؟ أَوْ يَتَعَرَّضُ لَكَ فِي شَيْءٍ مِنْ أَمْرِي، وَقَدْ عَلِمْتُ أَنْ لَيْسَ فِي حُكْمِكَ ظُلْمٌ۔ وَلَا فِي نَقِمَتِكَ عَجَلَةٌ، إِنَّمَا يَعْجَلُ مَنْ يَخَافُ الْفَوْتَ، وَإِنَّمَا يَحْتَاجُ إِلَى الظُّلْمِ الضَّعِيفُ، وَقَدْ تَعَالَيْتَ عَنْ ذٰلِكَ يَا إِلٰهِي فَلَا تَجْعَلْنِي لِلْبَلَاءِ غَرَضًا، وَلَا لِنَقِمَتِكَ نَصَبًا، وَمَهِّلْنِي وَنَفِّسْنِي وَأَقِلْنِي عَثْرَتِي، وَلَا تَبْتَلِيَنِّي بِبَلَاءٍ عَلٰى أَثَرِ بَلَاءٍ، فَقَدْ تَرٰى ضَعْفِي وَقِلَّةَ حِيلَتِي، أَسْتَعِيذُ بِكَ اللَّيْلَةَ فَأَعِذْنِي، وَأَسْتَجِيرُ بِكَ مِنَ النَّارِ فَأَجِرْنِي، وَأَسْأَلُكَ الْجَنَّةَ فَلَا تَحْرِمْنِي

(نہیں ہے کوئی اللہ سوائے اس اللہ کے جو حلیم اور کریم ہے نہیں ہے کوئی اللہ سوائے اس اللہ کے جو بلند اور عظیم ہے ، پاک و منزہ ہے وہ اللہ جو سات آسمانوں کا رب ہے اور سات زمینوں کا رب ہے اور جو کچھ ان کے اندر اور جو کچھ ان کے درمیان ہے ان سب کا رب ہے ۔ اور عرش عظیم کا بھی رب ہے ۔ اے اللہ تو ہی وہ اللہ ہے جو آسمانوں اور زمینوں کا نور ہے اور تو ہی وہ اللہ ہے جو آسمانوں اور زمینوں کی زینت ہے اور تو ہی وہ اللہ ہے جو آسمانوں اور زمینوں کا حسن و جمال ہے ۔ تو ہی وہ اللہ ہے جو آسمانوں اور زمینوں کا ستون ہے اور تو ہی وہ اللہ ہے جو آسمانوں اور زمینوں کو قائم رکھنے والا ہے ۔ تو ہی وہ اللہ ہے جو فریاد کرنے والوں کی فریاد کو پہنچتا ہے ۔ تو ہی وہ اللہ ہے جو مدد چاہنے والوں کی مدد کو پہنچتا ہے تو ہی وہ اللہ ہے جو کرب و تکلیف میں مبتلا لوگوں کی تکلیف کو دور کرتا ہے تو ہی وہ اللہ ہے جو غمزدہ لوگوں کو غم سے نجات دیتا ہے تو ہی وہ اللہ ہے جو مضطر اور بیقرار لوگوں کی دعاؤں کی قبول کرتا ہے تو ہی وہ اللہ ہے جو تمام عالمین کا اللہ ہے اور تو ہی وہ اللہ ہے جو ہر خاص و عام پر رحم فرماتا ہے ۔ تو ہی وہ اللہ ہے جو مصیبتوں کو دور کرنے والا ہے اور تو ہی وہ اللہ ہے جسکے سامنے تمام حاجتیں پیش ہوتی ہیں ۔ اے اللہ تیرے غضب کو سوائے تیرے حلم کے کوئی اور رد نہیں کر سکتا ۔ اور تیرے عذاب سے سوائے تیری رحمت کے کوئی اور نجات نہیں دلا سکتا اور تجھ سے بچنے کی اور کوئی صورت نہیں سوائے اسکے کہ تجھ سے ہی عاجزی کے ساتھ دعا کی جائے ۔ پس اے اللہ مجھ پر اپنی طرف سے اتنی مہربانیاں کر کہ مجھے تیرے سوا کسی اور کی مہربانی کی ضرورت ہی نہ رہے اپنی اس قدرت کے ساتھ جس سے تو نے سارے ممالک (ساری دنیا) کے بسنے والوں کو زندگی دی ہے جس قدرت سے تو تمام بندوں کو محشور کرے گا ، مجھے غموں میں مبتلا کر کے ہلاک نہ کر مجھے بخش دے مجھ پر رحم فرما مجھے میری دعا کی قبولیت کی شناخت کرا دے اور آخر دم تک عافیت کی روزی عطا فرما میری لغزشوں سے مجھ کو بچا مجھ پر دشمنوں کو طعنہ زنی کا موقع نہ دے انہیں میری گردن پر سوار نہ کر ۔ اے اللہ اگر تو مجھے بلند کر دے تو کس میں دم ہے جو مجھے پست کرے اور اگر تو مجھے پست کر دے تو کسی میں طاقت نہیں جو مجھے بلند کر سکے اور اگر تو مجھے ہلاک کرنا چاہے تو تیرے اور میرے درمیان کوئی حائل نہیں ہو سکتا ۔ یا میرے معاملہ میں کون ہے جو تجھے ٹوک سکے ۔ اور میں جانتا ہوں کہ تیرے حکم میں ظلم و ناانصافی نہیں ہوتی ۔ اور یہ بھی جانتا ہوں کہ مجھے سزا دینے میں کوئی عجلت نہیں اس لئے کہ عجلت وہ کرتا ہے جس کو موقع کے فوت ہو جانے کا ڈر ہو نیز جو کمزور ہوتا ہے اس کو ظلم کرنے کی ضرورت پڑتی ہے اور اے میرے اللہ تو اس سے بالاتر ہے پس مجھے بلاؤں کا مقصد اور اپنی سزا کا نشانہ نہ بنا مجھے مہلت دے میرے غم کو دور کر میری لغزشوں کو نظر انداز کر اور ایک بلا کے بعد دوسری بلا میرے پیچھے نہ لگا تو میری ناتوانی اور ضعف اور قلت تدبیر کو دیکھ رہا ہے ۔ میں آج کی شب تیری پناہ چاہتا ہوں مجھے پناہ دیدے ۔ میں جہنم سے تیری پناہ چاہتا ہوں مجھے پناہ دے میں جنت کا طالب ہوں مجھے محروم نہ کر)۔ اسکے بعد جو چاہے دعا مانگو اور ستر مرتبہ استغفر اللّٰہ کہو۔

(۱۴۴۰) ابو حمزہ ثمالی سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ حضرت امام زین العابدین علیہ السلام اپنی نماز وتر کے آخر میں

بحالت قیام میں کہا کرتے تھے رَبِّ اَسَأْتُ وَ ظَلَمْتُ نَفْسِیْ وَ بِئْسَ مَاصَنَعْتُ ، وَ هٰذِهِ يَدَایَ جَزَاءً بِمَا صَنَعَتَا (پروردگار میں برائی کا مرتکب ہوا میں نے خود اپنے نفس پر ظلم کیا اور جو بھی کیا وہ برا کیا اور میرے یہ دونوں ہاتھ جو کچھ انہوں نے کیا اسکی سزا کیلئے حاضر ہیں) ۔

راوی کا بیان ہے کہ آپ نے اپنے دونوں ہاتھ اپنے چہرے کے سامنے پھیلائے اور یہ فرمایا هٰذِهِ رَقَبَتِیْ خَاضِعَةٌ لَکَ لِمَا اَتَتْ (اور جو کچھ کیا ہے اس پر میری گردن تیرے سامنے جھکی ہوئی ہے) ۔

راوی کا بیان ہے کہ اسکے بعد آپ اپنا سر نیچے کرتے اور گردن کے ساتھ جھکا دیتے اور کہتے وَ هَاأَنَا ذَا بَیْنَ یَدَیْکَ فَخُذْ لِنَفْسِکَ الرِّضَا مِنْ نَفْسِیْ حَتّٰی تَرْضٰی لَکَ الْعُتْبٰی لَا اَعُوْدُ لَا اَعُوْدُ لَا اَعُوْدُ (اور لے یہ میں تیرے سامنے حاضر ہوں تو جو چاہے مجھے سزا دے لے تاکہ میری سزا سے تو راضی ہو جائے (میں عہد کرتا ہوں کہ اب) ایسا نہ کروں گا ایسا نہ کروں گا ایسا نہ کروں گا) ۔

راوی کا بیان ہے کہ وہ جب یہ کہہ دیا کرتے یہ کام نہ کروں گا تو خدا کی قسم وہ نہیں کرتے تھے ۔

(۱۴۱۱) عبدالرحمن بن ابو عبیداللہ نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ نماز وتر میں قنوت استغفار ہے اور نماز فریضہ میں دعا ہے ۔

(۱۴۱۲) امیرالمومنین علیہ السلام نماز وتر کے اندر قنوت میں یہ دعا پڑھا کرتے تھے ۔ اَللّٰهُمَّ خَلَقْتَنِیْ بِتَقْدِیْرٍ وَ تَدْبِیْرٍ وَ تَبْصِیْرٍ بِغَیْرِ تَقْصِیْرٍ وَ اَخْرَجْتَنِیْ مِنْ ظُلُمَاتٍ ثَلاثٍ بِحَوْلِکَ وَ قُوَّتِکَ اُحَاوِلُ الدُّنْیَا ثُمَّ اُزَاوِلُهَا ، ثُمَّ اُزَایِلُهَا ، وَ اٰتَیْتَنِیْ فِیْهَا الْکَلَاءَ وَ الْمَرْعٰی ، وَ بَصَّرْتَنِیْ فِیْهَا الْهُدٰی ، فَنِعْمَ الرَّبُّ اَنْتَ وَ نِعْمَ الْمَوْلٰی ، فَیَامَنْ کَرَّمَنِیْ وَ شَرَّفَنِیْ وَ نَعَّمَنِیْ ، اَعُوْذُ بِکَ مِنَ الزَّقُّوْمِ ، وَ اَعُوْذُ بِکَ مِنَ الْحَمِیْمِ ۔ وَ اَعُوْذُ بِکَ مِنْ مَقِیْلٍ فِی النَّارِ بَیْنَ اَطْبَاقِ النَّارِ فِیْ ظِلَالِ النَّارِ یَوْمَ النَّارِ یَا رَبَّ النَّارِ ، اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْأَلُکَ مَقِیْلًا فِی الْجَنَّةِ بَیْنَ اَنْهَارِهَا وَ اَشْجَارِهَا وَ ثِمَارِهَا وَ رَیْحَانِهَا وَ خَدَمِهَا وَ اَزْوَاجِهَا اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْأَلُکَ خَیْرَ الْخَیْرِ: رِضْوَانَکَ وَ الْجَنَّةَ ، وَ اَعُوْذُ بِکَ مِنْ شَرِّ الشَّرِّ: سَخَطِکَ وَ النَّارِ ، هٰذَا مَقَامُ الْعَائِذِ بِکَ مِنَ النَّارِ ۔ (تین مرتبہ) اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ خَوْفَکَ فِیْ جَسَدِیْ کُلِّهِ ، وَ اجْعَلْ قَلْبِیْ اَشَدَّ مَخَافَةً لَکَ مِمَّا هُوَ ، وَ اجْعَلْ لِیْ فِیْ کُلِّ یَوْمٍ وَ لَیْلَةٍ حَظًّا وَ نَصِیْبًا مِنْ عَمَلٍ بِطَاعَتِکَ وَ اتِّبَاعِ مَرْضَاتِکَ ، اَللّٰهُمَّ اَنْتَ مُنْتَهٰی غَایَتِیْ وَ رَجَائِیْ وَ مَسْئَلَتِیْ وَ طَلِبَتِیْ اَسْأَلُکَ یَا اِلٰهِیْ کَمَالَ الْاِیْمَانِ ، وَ تَمَامَ الْیَقِیْنِ ، وَ صِدْقَ التَّوَکُّلِ عَلَیْکَ ، وَ حُسْنَ الظَّنِّ بِکَ ، یَا سَیِّدِیْ اجْعَلْ اِحْسَانِیْ مُضَاعَفًا ، وَ صَلَاتِیْ تَضَرُّعًا ، وَ دُعَائِیْ مُسْتَجَابًا ، وَ عَمَلِیْ مَقْبُوْلًا ، وَ سَعْیِیْ مَشْکُوْرًا ، وَ ذَنْبِیْ مَغْفُوْرًا ، وَ لَقِّنِیْ مِنْکَ نَضْرَةً وَ سُرُوْرًا وَ صَلَّی اللّٰهُ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَ اٰلِهٖ ۔

(اے اللہ تو نے مجھے اپنی قدرت و تدبیر اور اپنے علم کے ساتھ بغیر کسی کمی و کوتاہی کے پیدا کیا ۔ اور اپنی قوت و طاقت سے مجھے تین اندھیروں کے درمیان سے نکالا تاکہ میں دنیا کے حصول کی تدبیر کروں اسے حاصل کروں اور پھر اسکو زائل کردوں

اور تو نے مجھے اس میں سبزے اور چراگاہیں عطا کیں اور اس میں مجھے راستہ دکھایا۔ پس تو کتنا اچھا رب اور کتنا اچھا مالک ہے اور اے وہ ذات کہ جس نے مجھے مکرم کیا مجھے شرف دیا اور مجھے نعمتیں دیں میں تیری پناہ چاہتا ہوں زقوم (کی خوراک) سے اور تیری پناہ چاہتا حمیم (کے پینے) سے اور تیری پناہ چاہتا ہوں جہنم میں قیلولہ سے جہنم کے طبقوں میں آگ کے سایہ میں جہنم کے دن اے جہنم کے رب۔اے اللہ میں تجھ سے التجا کرتا ہوں کہ میں جنت میں اسکی نہروں اسکے درختوں اسکے پھلوں اسکے پھولوں وہاں کے خادموں اور وہاں کی ازواج کے درمیان رہوں اور قیلولہ کروں اے اللہ میں تجھ سے طالب ہوں تیرے رضوان اور جنت کا جو اچھی سے اچھی چیز ہے اور تیری پناہ کا طالب ہوں تیری ناراضگی اور جہنم سے جو بدترین چیز ہے یہ وہ مقام ہے کہ جہاں تک جہنم سے تیری پناہ چاہنے والا کھڑا ہے (یہ تین مرتبہ کہے)

اے اللہ تو اپنا خوف میرے جسم کے سارے رگ وپے میں سمودے اور میرے دل میں جتنا خوف ہے اور اس کو اور زیادہ اور شدید کردے اور ہر روز اور ہر رات میرے نصیب وقسمت میں وہ عمل دے جو تیرے احکام کی پیروی کیلئے ہو اور تیری وحی کے مطابق ہو اور مجھے اسکے کرنے میں لذت محسوس ہو۔اے اللہ تو میرے مقصد میری امید میری عافیت وطلب کی انتہا ہے۔اے اللہ میں تجھ سے سوال کرتا ہوں کمال ایمان کا پورے یقین کا اور تجھ پر سچے توکل کا اور تیری طرف سے حسن ظن کا۔میرے مالک تو میرے اوپر احسان کو کئی گنا بڑھا دے۔میری نماز میں تضرع وخشوع پیدا کر میری دعا کو قبولیت بخش میرے عمل کو مقبول اور میری سعی کو مشکور قرار دے میرے گناہوں کی مغفرت فرما اور تیری طرف سے مجھے فرحت و سرور عطا ہو اور رحمت ہو محمدؐ اور انکی آل پر)

(۱۴۱۳) محمد بن مسلم نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے آپ نے فرمایا کہ قنوت ہر دوسری رکعت میں ہے خواہ وہ نماز نافلہ ہو خواہ نماز فریضہ۔

(۱۴۱۴) نیز ان ہی جناب علیہ السلام سے زرارہ نے روایت کی ہے آپ نے فرمایا کہ قنوت ہر نماز میں ہے۔

(۱۴۱۵) ابان بن عثمان نے حلبی سے روایت کی ہے کہ اس نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا کہ کیا میں نماز میں ائمہ کا نام لوں؟ آپ نے فرمایا ان سب کا اجمالی طور پر ذکر کرو (یعنی آل محمدؐ کہا کرو)

(۱۴۱۶) نیز آپ نے فرمایا کہ جو کچھ تم نماز میں اپنے رب سے مناجات کروگے اسکا شمار کلام میں نہیں ہے۔

(۱۴۱۷) ابی ولاد حفص بن سالم حناط سے روایت کی گئی ہے کہ انہوں نے بیان کیا کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا آپ نے فرمایا کوئی مضائقہ نہیں اگر آدمی وتر (شفع) کی دو رکعت پڑھ کر سلام پھیرلے پھر اپنی کسی ضرورت کو پورا کرے اور واپس آکر ایک رکعت (وتر) پڑھ لے۔

اور کوئی مضائقہ نہیں اگر کوئی شخص وتر (شفع) کی دو رکعت پڑھے پھر پانی پیئے، بات چیت کرے، حجامت کرے اور اپنی کوئی ضرورت پوری کرے اور پھر سے وضو کرے اور صبح کی نماز سے پہلے بقیہ ایک رکعت نماز وتر والی پڑھ لے۔

(۱۴۱۸) اور معاویہ بن عمار نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے نماز وتر میں قنوت کے متعلق دریافت کیا تو آپ نے فرمایا قنوت قبل رکوع ہے تو راوی نے کہا اور اگر میں بھول جاؤں اور رکوع سے سر اٹھانے کے بعد قنوت پڑھوں؟ آپ نے فرمایا نہیں۔

مصنف علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ جو شخص قنوت پڑھنا بھول جائے اور رکوع میں چلا جائے تو اس کیلئے حکم یہ ہے کہ وہ رکوع سے سر اٹھانے کے بعد قنوت پڑھے۔ اور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے اسکو نماز وتر اور نماز صبح میں منع فرمایا ہے عامہ کے برخلاف اس لئے کہ وہ ان دونوں نمازوں میں رکوع کے بعد قنوت پڑھتے ہیں۔ اور اسکے علاوہ تمام نمازوں میں اسکی کوئی قید نہیں اس لئے کہ جمہور عامہ ان میں قنوت نہیں پڑھتے۔ پھر جب انسان نماز وتر سے فارغ ہو تو دو رکعت فجر کی نماز پڑھے۔

(۱۴۱۹) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ نماز فجر کی دو رکعتیں فجر سے قبل اس سے ذرا قریب یا اس سے ذرا دور پڑھو اور پہلی رکعت میں سورہ الحمد اور قل یا ایھا الکافرون اور دوسری رکعت میں سورہ الحمد اور قل ھو اللہ احد پڑھو اور انسان کیلئے یہ جائز ہے کہ نماز شب کے ساتھ ان دونوں رکعتوں کو بطور حاشیہ ملادے اور یہ جتنی بھی نماز فجر سے قریب ہو افضل ہے اور جب فجر طلوع ہو جائے تو صبح کی نماز (نافلہ) پڑھو اور نماز فجر اور نماز صبح کے درمیان ذرا آرام کر لینا افضل ہے اور تمہارے لئے یہ بھی جائز ہے کہ صرف سلام پڑھ لو۔

(۱۴۲۰) چنانچہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا ہے کہ سلام سے زیادہ اور کون سی چیز نماز کو زیادہ قطع کرنے والی ہے۔

(۱۴۲۱) اور سعید اعرج سے روایت کی گئی ہے انہوں نے کہا کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ مولا میں آپ پر قربان میں نماز وتر پڑھنے میں مشغول ہوتا ہوں اور روزہ رکھنے کا بھی ارادہ ہوتا ہے اور دعا میں لگا رہتا ہوں اور ڈرتا ہوں کہ کہیں فجر طلوع نہ ہو جائے اور مجھے یہ بھی پسند نہیں کہ اپنی دعا کا سلسلہ منقطع کر کے پانی پی لوں جبکہ پانی کا برتن میرے آگے ہی رکھا ہوتا ہے؟ تو آپ نے مجھ سے فرمایا کہ ایک یا دو قدم آگے بڑھ کر پانی پی لو اور اپنی جگہ واپس آجاؤ اور اپنی دعا کا سلسلہ منقطع نہ کرو۔

(۱۴۲۲) زرارہ نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ جب تم نماز وتر کا سلام پڑھ چکو تو یہ تین مرتبہ کہو سُبْحَانَ رَبِّیَ الْمَلِكِ الْقُدُّوسِ الْعَزِيزِ الْحَكِيمِ (پاک اور منزہ ہے میرا رب جو مالک ہے ہر عیب سے بری ہے صاحب قوت و صاحب حکمت ہے) اسکے بعد یہ کہو یَا حَیُّ یَا قَیُّومُ یَا بَرُّ یَا رَحِیمُ یَا غَنِیُّ یَا کَرِیمُ اُرْزُقْنِی مِنَ التِّجَارَةِ اَعْظَمَهَا فَضْلاً وَ اَوْسَعَهَا رِزْقاً وَ خَیْرَهَا لِی عَاقِبَةً فَاِنَّهُ لَا خَیْرَ فِیمَا لَا عَاقِبَةَ لَهُ (اے زندہ اے ہمیشہ قائم رہنے والے غنی اے کریم مجھے ایسی تجارت کی روزی عطا کر جو سب سے افضل ہو رزق میں سب سے زیادہ وسیع ہو اور اس کا انجام میرے لئے بہتر ہو اس لئے

کہ اس چیز میں کوئی بھلائی نہیں جسکا انجام بھلا نہ ہو)

باب دو رکعت نماز فجر اور دو رکعت نماز صبح کے درمیان ذرا آرام کرتے وقت میں دعا

دو رکعت نماز فجر اور دو رکعت نماز صبح کے درمیان داہنی کروٹ قبلہ رو ہو کر ذرا لیٹ رہو اور لیٹے ہی لیٹے یہ کہو اَستَمسَکتُ بِعُروَۃِ اللّٰہِ الوُثقیٰ الَّتِی لَا انفِصَامَ لَھَا، وَاعتَصَمتُ بِحَبلِ اللّٰہِ المَتِینِ، وَاَعُوذُ بِاللّٰہِ مِن شَرِّ فَسَقَۃِ العَرَبِ وَالعَجَمِ، وَاَعُوذُ بِاللّٰہِ مِن شَرِّ فَسَقَۃِ الجِنِّ وَالاِنسِ، سُبحَانَ رَبِّ الصَّبَاحِ، فَالِقِ الاَصبَاحِ، سُبحَانَ رَبِّ الصَّبَاحِ، فَالِقِ الاَصبَاحِ، سُبحَانَ رَبِّ الصَّبَاحِ فَالِقِ الاَصبَاحِ - (میں ایسی مضبوط رسی سے متمسک ہوں جو کبھی نہ ٹوٹے گی - میں نے اللہ کی مضبوط رسی کو پکڑا ہوا ہے - میں عرب و عجم کے فاسقوں کے شر سے اللہ کی پناہ چاہتا ہوں اور فاسق جنوں اور انسانوں کے شر سے اللہ کی پناہ چاہتا ہوں - پاک اور منزہ ہے صبح کا پروردگار اور ہر صبح کا شگفتہ کرنے والا - پاک منزہ ہے صبح کا پروردگار اور ہر صبح کا شگفتہ کرنے والا - پاک و منزہ ہے صبح کا پروردگار اور ہر صبح کا شگفتہ کرنے والا) اسکے بعد یہ کہو بِسمِ اللّٰہِ وَضَعتُ جَنبِی لِلّٰہِ، فَوَّضتُ اَمرِی اِلَی اللّٰہِ اَطلُبُ حَاجَتِی مِنَ اللّٰہِ تَوَکَّلتُ عَلَی اللّٰہِ حَسبِیَ اللّٰہُ وَنِعمَ الوَکِیلُ وَمَن یَتَوَکَّل عَلَی اللّٰہِ فَھُوَ حَسبُہٗ اِنَّ اللّٰہَ بَالِغُ اَمرِہٖ قَد جَعَلَ اللّٰہُ لِکُلِّ شَیءٍ قَدراً، اَللّٰھُمَّ وَمَن اَصبَحَ وَحَاجَتُہٗ اِلٰی مَخلُوقٍ فَاِنَّ حَاجَتِی وَرَغبَتِی اِلَیکَ - (اللہ کے نام سے میں نے اپنا پہلو اللہ کیلئے ڈالدیا ہے اور اپنا کام اللہ کے سپرد کر دیا ہے میں اپنی حاجت اس سے طلب کرتا ہوں اور اللہ پر بھروسہ کرتا ہوں میرے لئے اللہ کافی ہے اور وہ بہترین مددگار ہے جو شخص اللہ پر بھروسہ کرلے گا اللہ اسکے لئے کافی ہوگا - بیشک اللہ تعالیٰ اسکے کام کو پورا کرنے والا ہے - اللہ تعالیٰ نے ہر شے کی ایک مقدار مقرر کردی ہے - اے اللہ اگر کوئی شخص صبح کرے اور اسکی حاجت کسی مخلوق کی طرف ہو تو (ہوا کرے) مگر میری حاجت اور میری رغبت تو تیری طرف ہے) اسکے بعد سورہ آل عمران کی آخر کی پانچ آیتیں - ان فی خلق السموات و الارض سے لیکر انک لاتخلف المیعاد تک پڑھو پھر محمد اور ان کی آل پر سو مرتبہ درود بھیجو اس لئے کہ

(۴۲۳) روایت کی گئی ہے کہ جو شخص فجر کی دو رکعتوں اور صبح کی دو رکعتوں کے درمیان سو مرتبہ محمد اور انکی آل پر درود بھیجے گا اللہ تعالیٰ اسکے چہرے کو جہنم کی تپش سے بچائے گا اور جو شخص سو مرتبہ کہے گا سبحان ربی العظیم و بحمدہ استغفر اللہ ربی و اتوب الیہ تو اللہ تعالیٰ اس کیلئے جنت میں ایک گھر بنا دیگا اور جو شخص اکیس (۲۱) مرتبہ قل ھو اللہ احد پڑھے گا اللہ اس کیلئے جنت میں ایک گھر بنا دیگا - اور اگر چالیس (۴۰) مرتبہ پڑھے گا تو اللہ تعالیٰ اسکی مغفرت فرما دیگا -

باب وہ مواقع کہ جہاں سورۃ قل ھو اللہ احد اور سورہ قل یا ایھا الکافرون پڑھنا مستحب ہے

(۱۴۲۴) سورہ قل ھو اللہ احد اور سورہ قل یاایھا الکافرون کا پڑھنا سات مقامات پر نہ چھوڑو:

۱۔ نماز شب کی ابتدائی دو رکعتوں میں

۲۔ ان دو رکعتوں میں جو فجر کے پہلے پڑھی جاتی ہیں

۳۔ وقت زوال کی دو رکعتیں

۴۔ بعد مغرب کی دو رکعتیں

۵۔ طواف کعبہ کی دو رکعتیں

۶۔ احرام کی دو رکعتیں

۷۔ صبح کی دو رکعت جب تم صبح کو اٹھو۔

باب نوافل میں سے افضل کی ترتیب

میرے والد رضی اللہ عنہ نے جو رسالہ مجھے بھیجا تھا اس میں تحریر فرمایا کہ اے فرزند تم پر واضح ہو کہ نوافل میں سب سے افضل فجر کی دو رکعتیں ہیں اور ان دونوں کے بعد وتر کی ایک رکعت اور اس کے بعد زوال کے وقت کی دو رکعت اور ان دونوں کے بعد مغرب کے نوافل اس کے بعد تمام شب کے نوافل اور اس کے بعد سارے دن کے نوافل۔

باب نماز شب کی قضا

(۱۴۲۵) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ جب کبھی تمہاری نماز شب فوت ہو جائے تو اس کی قضا دن کو پڑھ لیا کرو چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے وھو الذی جعل اللیل و النھار خلفة لمن اراد ان یذکر او اراد شکوراً (اور وہی خدا ہے جس نے رات اور دن کو ایک دوسرے کا جانشین بنایا یہ اس کیلئے ہے جو ذکر کرنا چاہے یا شکر گزاری کا ارادہ کرے) (سورہ الفرقان آیت نمبر ۶۲) یعنی اگر رات میں کسی کی کوئی نماز فوت ہو جائے تو وہ دن میں اس کی قضا پڑھے اور اگر دن میں کوئی نماز فوت ہو جائے تو رات میں اسکی قضا پڑھے اور اگر تمہاری شب کی نماز فوت ہو جائے تو اس کی قضا دن یا رات جس وقت چاہو پڑھو بشرطیکہ نماز فریضہ کا وقت نہ ہو۔ اور اگر تمہاری کوئی نماز فریضہ فوت ہوئی ہے تو جب تمہیں یاد آئے اس وقت پڑھ لو اور اگر تمہیں کسی دوسری نماز فریضہ کے وقت یاد آئے تو پہلے اس نماز فریضہ کو پڑھ لو جس کا وقت ہے پھر فوت شدہ نماز پڑھو۔

(۱۴۲۶) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ نماز شب کی قضا بعد نماز صبح اور بعد نماز عصر آل محمدؐ کے اسرار مخزونہ میں سے ہے اور یہ بھی روایت کی گئی ہے کہ طلوع آفتاب اور غروب آفتاب کے وقت نماز پڑھنا منع ہے اس لئے کہ آفتاب شیطان کے دونوں سینگھوں کے درمیان سے طلوع ہوتا ہے اور شیطان کے دونوں سینگھوں کے درمیان غروب ہوتا ہے۔ لیکن ہمارے مشائخ کی ایک جماعت نے یہ روایت کی ہے۔

(۱۴۲۷) ابی الحسین محمد بن جعفر اسدی نے روایت کی کہ سائل کے جواب میں جو خطوط محمد بن عثمان عمری قدس اللہ روحہ کے پاس آئے ان میں یہ بھی تھا کہ
اور تم نے طلوع آفتاب و غروب آفتاب کے وقت نماز پڑھنے کے متعلق جو دریافت کیا ہے۔ تو اگر جیسا یہ لوگ کہتے ہیں ایسا ہی ہے کہ آفتاب شیطان کے سینگوں کے درمیان سے طلوع ہوتا ہے اور شیطان کے دونوں سینگوں کے درمیان غروب ہوتا ہے تو پھر شیطان کی ناک رگڑنے کیلئے نماز سے افضل اور بہتر اور کیا چیز ہے لہذا نماز پڑھو اور اس کی ناک رگڑ دو۔

(۱۴۲۸) اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو بندہ نماز شب کی قضا دن کو پڑھ لیتا ہے اس پر اللہ تعالیٰ اپنے ملائکہ کے سامنے فخر کرتا ہے اور کہتا ہے اے میرے ملائکہ میرے اس بندے کو دیکھو کہ یہ اس نماز کی قضا پڑھ رہا ہے جو میں نے اس پر فرض نہیں کی تم لوگ گواہ رہنا کہ میں نے اس کی مغفرت کردی۔

(۱۴۲۹) اور برید بن معاویہ عجلی نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ نے ارشاد فرمایا کہ نماز شب کی قضا پڑھنے کا افضل ترین وقت وہ ہے کہ جس وہ وہ فوت ہوئی ہے یعنی شب کے آخری حصہ میں اور اگر تم اس کی قضا دن میں بھی پڑھو تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں اور زوال آفتاب سے پہلے پڑھو۔

(۱۴۳۰) مرازم بن حکیم ازدی سے روایت کی گئی ہے کہ اس کا بیان ہے کہ میں چار مہینہ تک ایسا بیمار رہا کہ نماز نافلہ نہ پڑھ سکا تو حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا کہ مولا میں چار ماہ تک بیمار رہا اور کوئی نماز نافلہ نہ پڑھ سکا آپؑ نے فرمایا تم پر اس کی قضا نہیں مریض ہرگز صحتمند کے مانند نہیں ہے جس اللہ نے تجھ پر مرض غالب کر دیا ہے تو وہی عذر قبول کرنے کا زیادہ سزاوار ہے۔

(۱۴۳۱) محمد بن مسلم نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ اسکا بیان ہے کہ میں نے آنجنابؑ سے عرض کیا کہ ایک شخص بیمار ہوا اور اس نے نماز نافلہ ترک کردی؟ آپؑ نے فرمایا اے محمد اس پر اس کی قضا فرض نہیں ہے اور اگر وہ قضا پڑھ لے اچھا کرے گا اور اگر نہیں پڑھتا تو اس پر کچھ نہیں ہے۔

(۱۴۳۲) اور سلیمان بن خالد نے آنجنابؑ سے نماز وتر کی قضا کے متعلق دریافت کیا کہ بعد ظہر پڑھی جائے تو آپؑ نے فرمایا کہ وتر کے وقت اس کی قضا بھی پڑھو جس وقت وہ فوت ہوئی ہے ہمیشہ۔

(۱۴۳۳) اور حمّاد بن عثمان نے آپؑ سے دریافت کیا کہ میں نے نماز وتر نہیں پڑھی اور صبح ہوگئی حتی کہ رات تک نہیں پڑھ سکا اب اس کی قضا کیسے پڑھوں؟ آپؑ نے فرمایا مثل کے ساتھ مثل پڑھو۔

(۱۴۳۴) حریز نے آپؑ سے روایت کی ہے آپؑ نے فرمایا کہ میرے والد علیہ السلام کبھی کبھی ایک رات میں بیس (۲۰) وتر پڑھا کرتے تھے۔

(۱۴۳۵) عبداللہ بن مغیرہ نے حضرت ابو ابراہیم موسیٰ بن جعفر علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے لئے دریافت کیا کہ جس سے نماز وتر فوت ہو گئی آپ نے فرمایا کہ وہ اسکی وتر ہی کے وقت قضا پڑھے ہمیشہ۔

باب صبح کی شناخت اور اس کو دیکھنے کے وقت کی دعا

(۱۴۳۶) علی بن عطیہ نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے آپ نے فرمایا کہ فجر وہ ہے جب تم (مشرق میں) دیکھتے ہو کہ اچانک نمودار ہو جاتی جیسے نہر سوری کی سفیدی ہو۔

(۱۴۳۷) اور روایت کی گئی ہے کہ نماز صبح کا وقت جب فجر نمودار ہو جائے اور اسکی روشنی اچھی طرح ہو جائے اور فجر وہ ہے جو یک بیک نمودار ہوتی ہے جیسے شیر یا بھیڑیے کی دم ہو اور یہ فجر کاذب ہے اور فجر صادق سو وہ اس طرح ظاہر ہوتی ہے جیسے ایک قبطی چادر۔

(۱۴۳۸) عمار بن موسیٰ ساباطی نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے آپ نے فرمایا کہ جب فجر طلوع ہو تو تم کہو اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ فَالِقِ الْاِصْبَاحِ ، سُبْحَانَ اللّٰهِ رَبِّ الْمَسَاءِ وَ الصَّبَاحِ ، اَللّٰهُمَّ صَبِّحْ آلَ مُحَمَّدٍ بِبَرَكَةٍ وَ عَافِيَةٍ وَ سُرُوْرٍ وَ قُرَّةِ عَيْنٍ ، اَللّٰهُمَّ اِنَّكَ تُنَزِّلُ بِاللَّيْلِ وَ النَّهَارِ مَا تَشَاءُ فَاَنْزِلْ عَلَيَّ وَ عَلٰى اَهْلِ بَيْتِيْ مِنْ بَرَكَةِ السَّمٰوَاتِ وَ الْاَرْضِ رِزْقًا حَلَالًا طَيِّبًا وَاسِعًا تُغْنِيْنِيْ بِهٖ عَنْ جَمِيْعِ خَلْقِكَ (حمد اس اللہ کی جو صبح کی پو پھاڑنے والا ہے۔ پاک اور منزہ ہے شام و صبح کا پروردگار۔ اے اللہ تو آل محمد کی صبح برکت و عافیت و سرور و خنکی چشم کے ساتھ کر۔ اے اللہ تو ہر صبح و شام جو چاہتا ہے نازل فرماتا ہے پس مجھ پر اور میرے اہل خانہ پر آسمانوں اور زمینوں کی برکتوں میں سے حلال و طیب اور وسیع رزق نازل فرما جس کی وجہ سے میں تیری تمام مخلوق سے بے نیاز ہو جاؤں)۔

باب نماز صبح کے بعد سونا مکروہ ہے

(۱۴۳۹) علاء نے محمد بن مسلم سے اور انہوں نے دونوں آئمہ علیہم السلام میں سے کسی ایک سے روایت کی ہے کہ اسکا بیان ہے کہ میں نے آنجنابؑ سے صبح کے بعد سونے کے متعلق دریافت کیا تو آپ نے فرمایا اس وقت رزق تقسیم کیا جاتا ہے میں اس وقت کسی شخص کے سونے کو مکروہ سمجھتا ہوں۔

(۱۴۴۰) جابر نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے آپ نے فرمایا ابلیس اپنے رات کے لشکر کو غروب آفتاب سے لیکر غروب شفق تک ہر طرف پھیلا دیتا ہے اور اپنے دن کا لشکر طلوع فجر سے لیکر طلوع آفتاب تک پھیلا دیتا ہے اور آپ نے بیان کیا کہ نبیؐ، علی علیہ السلام سے فرمایا کرتے تھے کہ ان دونوں ساعتوں میں اللہ تعالیٰ کا ذکر زیادہ کیا کرو۔ اور

ابلیس اور اسکے لشکر کے شر سے اللہ تعالیٰ کی پناہ چاہا کرو ان دونوں ساعتوں میں اپنے بچوں کی حفاظت کیا کرو اس لئے کہ یہ دونوں ساعتیں غفلت کی ہوتی ہیں۔

(۱۴۴۱) امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ صبح کا سونا منحوس ہے یہ رزق کو دور کرتا ہے، انسان کے چہرے کا رنگ زرد و بدنما اور متغیر کر دیتا ہے، اور یہ سونا تو بالکل منحوس ہے اللہ تعالیٰ طلوع فجر اور طلوع آفتاب کے درمیان رزق تقسیم فرماتا ہے لہٰذا اس وقت کے سونے سے پرہیز کرو۔

(۱۴۴۲) حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ دن کے ابتدائی حصہ میں سونا جہل و فقر ہے اور دوپہر کا سونا اور قیلولہ کرنا نعمت ہے اور بعد عصر سونا حماقت اور مغرب و عشاء کے درمیان سونا رزق سے محروم کر دیتا ہے۔

اور سونا چار قسم کا ہے۔ انبیاء اپنے پشت کے بل چت سوتے ہیں اس لئے کہ وہ وحی میں مناجات کرتے ہیں۔ مومنین اپنی داہنی کروٹ سوتے ہیں کفار کا سونا انکی بائیں کروٹ کا ہے اور شیاطین کا سونا اپنے منہ کے بل پٹ ہوتا ہے۔

(۱۴۴۳) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ اگر تم لوگ کسی کو منہ کے بل سوتا دیکھو تو اس کو جگا دو۔

(۱۴۴۴) نیز آپ علیہ السلام نے فرمایا تین چیزیں اللہ تعالیٰ کو ناپسند ہیں بغیر کسی بیداری کے نیند، بغیر کسی حیرت و تعجب کے ہنسی اور پیٹ بھرے پر کھانا۔

(۱۴۴۵) اور ایک اعرابی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا یا رسول اللہ میری یاد پہلے اچھی تھی مگر اب بھول جاتا ہوں آپؐ نے پوچھا کیا تم پہلے قیلولہ کرتے (دوپہر کو سوتے) تھے اس نے کہا جی ہاں۔ فرمایا کہ اب تم نے چھوڑ دیا؟ اس نے کہا ہاں۔ آپؐ نے فرمایا دوبارہ قیلولہ کرنے لگو۔ اس نے دوبارہ قیلولہ شروع کیا تو اس کا حافظہ پلٹ آیا۔

(۱۴۴۶) اور ابو بصیر نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا پانچ اشخاص کو نیند نہیں آتی۔ وہ شخص جس نے کسی کا خون بہایا ہو، وہ شخص جس کے پاس مال بہت ہو مگر اس کے پاس کوئی امین نہ ہو، وہ شخص جس نے مال دنیا کیلئے لوگوں سے جھوٹ اور فریب کی باتیں کی ہوں، وہ شخص جس پر لوگوں کا قرض بہت زیادہ ہو مگر اس کے پاس کچھ مال نہ ہو، وہ شخص جو کسی سے محبت کرے اور اس کی جدائی متوقع ہو۔

(۱۴۴۷) روایت کی گئی ہے کہ دوپہر کے وقت قیلولہ کرو اللہ تعالیٰ روزہ دار کو خواب ہی میں کھلا پلا دیتا ہے۔

(۱۴۴۸) اور روایت کی گئی ہے کہ قیلولہ کرو اس لئے کہ شیطان قیلولہ نہیں کرتا۔

(۱۴۴۹) امام علیہ السلام نے فرمایا کہ صبح کے وقت کا سونا منحوس ہے وہ انسان کو رزق سے محروم اور اس کے چہرے کے رنگ کو زرد کر دیتا ہے۔ اور طلوع فجر و طلوع آفتاب کے درمیان بنی اسرائیل پر من و سلویٰ نازل ہوا کرتا تھا چنانچہ جو شخص اس وقت سوتا رہتا اس کا حصہ نازل نہیں ہوتا تھا اور جب بیدار ہوتا اور دیکھتا کہ اس کا حصہ نازل نہیں ہوا تو اسے کسی

دوسرے سے مانگنا پڑتا تھا۔

(۱۴۵۰) امام رضا علیہ السلام نے قول خدا فالمقسمت امراً (پھر ایک ضروری شے کو تقسیم کرتی ہیں) (سورہ الذاریات آیت نمبر ۴) کے متعلق فرمایا کہ اس سے مراد ملائکہ ہیں جو نبی آدم پر رزق تقسیم کرتے ہیں فجر اور طلوع آفتاب کے درمیان چنانچہ جو اس وقت سویا سمجھ لو کہ وہ رزق ہی سے سو گیا۔

(۱۴۵۱) اور معمر بن خلاد نے حضرت امام ابوالحسن رضا علیہ السلام سے روایت کی اس وقت کہ جب آپ خراسان میں تھے۔ راوی کا بیان ہے کہ جب آپؑ صبح کی نماز پڑھتے تو طلوع آفتاب تک اپنے مصلیٰ پر بیٹھے رہتے اسکے بعد آپؑ کے پاس ایک تھیلا لایا جاتا جس میں بہت سی مسواکیں ہوتی تھیں اور آپؑ ایک مسواک کے بعد دوسری مسواک کرنا شروع کرتے اس کے بعد آپؑ کے پاس کندر حاضر کیا جاتا اور آپؑ اس کو چباتے پھر اسے چھوڑ دیتے تو مصحف (قران مجید) حاضر کیا جاتا اور آپؑ اس کی تلاوت کرتے۔

(۱۴۵۲) اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص نماز فجر سے لیکر طلوع آفتاب تک اپنے مصلے پر بیٹھے گا اس کو اللہ تعالیٰ جہنم سے بچالے گا۔

باب نماز عیدین

(۱۴۵۳) جمیل بن دراج نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا نماز عیدین فریضہ ہے اور نماز کسوف بھی فریضہ ہے۔ یعنی یہ دونوں چھوٹے فریضہ ہیں اور چھوٹے فریضے حریز کی روایت کی بنا پر سنت ہیں۔

(۱۴۵۴) زرارہ نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے آپؑ نے فرمایا نماز عیدین امام کے ساتھ سنت ہے اور اس دن اور ان دونوں نمازوں کے قبل یا انکے بعد زوال تک کوئی نماز نہیں ہے۔ اور نماز عید کا واجب ہونا تو یہ امام عادل کے ساتھ ہو تب واجب ہے۔

(۱۴۵۵) سماعہ بن مہران نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ عیدین کی نماز بغیر امام کی معیت کے نہیں ہوتی۔ ویسے اگر تم تنہا پڑھو اس میں کوئی مضائقہ نہیں۔

(۱۴۵۶) زرارہ بن اعین نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے آپؑ نے فرمایا کہ یوم فطر اور یوم اضحیٰ کی نماز بغیر امام کے نہیں ہے۔

(۱۴۵۷) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے نماز اضحیٰ اور نماز فطر کے متعلق دریافت کیا گیا تو آپؑ نے فرمایا کہ ان دونوں میں دو دو رکعتیں پڑھو خواہ جماعت کے ساتھ ہو خواہ بغیر جماعت کے اور سات اور پانچ تکبیریں کہو۔

(۱۴۵۸) منصور بن حازم نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے بیان کیا کہ میرے

پدر بزرگوار ایک مرتبہ یوم اضحیٰ پر بیمار تھے تو آپؑ نے اپنے گھر ہی میں دو رکعت نماز پڑھی اور قربانی کی۔

(۱۴۵۹) اور جعفر بن بشیر نے عبداللہ بن سنان سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ جو شخص عیدین میں لوگوں کے ساتھ جماعت میں حاضر نہیں ہو سکتا تو اس کو چاہیئے کہ غسل کرے اور جو خوشبو ہو وہ لگائے اور اپنے گھر میں نماز پڑھے جیسا کہ وہ جماعت کے ساتھ پڑھتا۔

(۱۴۶۰) ہارون بن حمزہ غنوی نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا یوم فطر اور یوم اضحیٰ کو (نماز پڑھنے) صحرا کی طرف جانا اچھا ہے اگر کوئی شخص جاسکے راوی کا بیان ہے کہ میں نے عرض کیا کہ آپ کی رائے کیا ہے اگر کوئی شخص بیمار ہو اور صحرا کی طرف نہ جاسکے تو کیا وہ اپنے گھر میں نماز پڑھ لے؟ آپ نے فرمایا نہیں (یہ واجب نہیں ہے)

(۱۴۶۱) ابن مغیرہ نے قاسم بن ولید سے روایت کی اس نے کہا کہ میں نے آنجناب علیہ السلام سے غسل یوم اضحیٰ کے متعلق دریافت کیا تو آپ نے فرمایا کہ سوائے منیٰ کے اور کہیں واجب نہیں ہے۔

(۱۴۶۲) اور روایت کی گئی ہے کہ غسل عیدین سنت ہے۔

(۱۴۶۳) حلبی نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے اس کا بیان ہے کہ میں نے آنجنابؑ سے دریافت کیا کہ کیا عورت کیلئے یوم جمعہ، عید الفطر اور عید الضحیٰ اور عرفہ کا غسل ہے؟ آپ نے فرمایا ہاں اس کیلئے بھی ہر غسل ہے۔

اور یہ ایک سنت رائج ہے کہ یوم فطر انسان نماز کیلئے عید گاہ جانے سے پہلے کچھ کھائے اور یوم اضحیٰ نماز کیلئے عید گاہ جانے سے پہلے کچھ نہ کھائے۔

(۱۴۶۴) اور حضرت علی علیہ السلام یوم فطر نماز کیلئے جانے سے پہلے کچھ کھایا کرتے تھے اور یوم اضحیٰ نماز کیلئے جانے سے پہلے کچھ نہ کھاتے تھے جب تک کہ جانور ذبح نہ کرلیں۔

(۱۴۶۵) حریز نے زرارہ سے انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ تم (نماز کیلئے) یوم فطر نہ نکلو جب تک کہ کچھ کھا نہ لو۔ اور یوم اضحیٰ کچھ نہ کھاؤ جب تک کہ اپنی کی ہوئی قربانی کا گوشت نہ کھالو۔ اور قربانی کا جانور تمہاری استطاعت پر ہے اگر استطاعت نہیں ہے تو معذور ہو۔

راوی کا بیان ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ حضرت امیر المومنین علیہ السلام یوم الضحیٰ اس وقت تک نہیں کھاتے جب تک کہ اپنی کی ہوئی قربانی کا گوشت نہ کھالیتے۔ اور یوم الفطر اس وقت تک نماز کیلئے نہ جاتے جب تک کچھ کھا نہ لیں اور فطرہ نہ ادا کرلیں پھر آپ نے فرمایا کہ اسی طرح ہم لوگ بھی کرتے ہیں۔

(۱۴۶۶) حفص بن غیاث نے حضرت امام جعفر بن محمد سے اور انہوں نے اپنے پدر بزرگوار علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ تمام اہل دیار و امصار پر یہ سنت ہے کہ وہ عیدین کی نماز کیلئے اپنی آبادی سے باہر کہیں نکلیں سوائے

اہل مکہ کے اس لئے کہ وہ مسجد الحرام میں نماز پڑھیں گے۔

(۱۴۶۷) اور علی بن رئاب نے ابو بصیر سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ نامناسب ہے کہ عیدین کی نماز کسی چھت دار مسجد میں یا کسی مکان میں پڑھی جائے بلکہ مناسب یہ ہے کہ صحرا میں یا کسی کھلی جگہ پڑھی جائے۔

(۱۴۶۸) حلبی نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور انہوں نے اپنے پدر بزرگوار علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ جب آپؑ نماز فطر یا نماز اضحیٰ کیلئے نکلتے تو نماز پڑھنے کیلئے کوئی فرش یا چٹائی لانے کو منع کر دیتے اور فرمایا کرتے کہ یہ وہ دن ہے جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نکلتے تو اوپر آسمان ہوتا اور آپؐ اپنی پیشانی زمین پر رکھدیا کرتے۔

(۱۴۶۹) اسماعیل بن جابر نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے اس کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے آپؑ کی خدمت میں عرض کیا کہ کیا آپؑ کی رائے میں نماز عیدین کیلئے اذان واقامت ہے؟ آپؑ نے فرمایا ان دونوں میں اذان واقامت نہیں ہے بلکہ تین مرتبہ الصلوٰۃ الصلاۃ کی منادی کی جائے گی اور ان دونوں میں منبر بھی نہیں اور منبر اپنی جگہ سے نہیں ہٹایا جاتا بلکہ امام کیلئے مٹی سے منبر کے مشابہہ ایک بلند جگہ بنا دی جاتی ہے وہ اس پر کھڑا ہوتا ہے اور لوگوں کو خطبہ دیتا ہے پھر اُتر آتا ہے۔

(۱۴۷۰) حریز نے زرارہ سے اور اس نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا اگر تمہاری نماز وتر فوت ہو گئی ہے تو عیدین کی شب میں اس کی قضا نہ پڑھو جب تک کہ اس دن ظہر کی نماز نہ پڑھ لو۔

(۱۴۷۱) محمد بن فضل ہاشمی نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا عیدین کے دن نماز کیلئے نکلنے سے پہلے دو رکعت نماز سنت سوائے مدینہ کے اور کسی جگہ نہیں پڑھی جائے گی اور اس کو مسجد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں پڑھیں گے اس لئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایسا کیا تھا۔

(۱۴۷۲) اسماعیل بن مسلم نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور انہوں نے اپنے پدر بزرگوار سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس ایک بڑا سا ڈنڈا تھا جس کے نیچے لوہے کا پھل لگا ہوا تھا جس پر آپؐ ٹیک لگایا کرتے اور عیدین میں اس کو نکالتے اور اس کو قبلہ کی رخ سامنے کھڑا کر کے نماز پڑھتے۔

(۱۴۷۳) حلبی نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ اگر عید الفطر یا عید الاضحیٰ جمعہ کے دن پڑ جائے؟ آپؑ نے فرمایا یہ ایک مرتبہ حضرت علی علیہ السلام کے دور خلافت میں پڑ گیا تو آپؑ نے فرمایا کہ جو شخص جمعہ کیلئے آنا چاہتا ہے وہ آئے اور جو بیٹھ رہے تو اس کیلئے کوئی معذرت نہیں وہ ظہر کی نماز پڑھ لے اور حضرت علی علیہ السلام نے ان دونوں خطبوں میں خطبہ عید اور خطبہ جمعہ کو جمع فرمالیا تھا۔

(۱۴۷۴) اور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک مرتبہ قول خدا قد افلح من تزکی (وہ فلاح پا گیا جس نے زکوۃ

ادا کردی) (سورہ الاعلیٰ ۱۴) کے متعلق دریافت کیا گیا تو آپؑ نے فرمایا کہ (یہ اس کے لئے ہے) جس نے فطرہ نکال دیا۔ پھر عرض کیا گیا کہ و ذکراسم ربه فصلی (جس نے اپنے رب کا ذکر کیا اور نماز پڑھی) اس سے کیا مراد؟ آپؑ نے فرمایا جو عید گاہ کیلئے نکلے اور نماز پڑھے۔

(۱۴۷۵) اور سکونی کی روایت میں ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب عید کی نماز کیلئے نکلتے تو جس راستے سے جاتے پھر اس راستے سے واپس نہیں آتے بلکہ دوسرے راستے سے واپس آتے تھے۔

(۱۴۷۶) ابو بصیر نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ عید کے دن جب تمہارا کوچ کا ارادہ ہو اور فجر نمودار ہو جائے تو تم جس شہر میں ہو وہاں سے نہ نکلو جب تک وہاں کی عید کی نماز میں شریک نہ ہو لو۔

(۱۴۷۷) سعد بن سعد نے حضرت امام رضا علیہ السلام سے مکے وغیرہ کے مسافر کے متعلق روایت کی ہے کہ پوچھا گیا کہ کیا اس پر نماز عیدین یعنی نماز فطر اور نماز اضحیٰ ہے تو آپؑ نے فرمایا کہ ہاں سوائے منیٰ میں قربانی کے دن کے۔

(۱۴۷۸) جابر نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جب ماہ شوال کی پہلی تاریخ ہوتی ہے تو ایک منادی ندا کرتا ہے کہ اے اہل ایمان اپنے اپنے انعام اور جائزہ کیلئے چلو پھر فرمایا کہ اے جابر اللہ کا انعام ان بادشاہوں کے انعام جیسا نہیں ہے۔ پھر فرمایا یہ دن انعام اور جائزہ کا ہے۔

(۱۴۷۹) امام حسن علیہ السلام نے دیکھا کہ کچھ لوگ عید الفطر کے دن کھیل کود رہے ہیں اور ہنس رہے ہیں تو اپنے اصحاب کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے ماہ رمضان کو اپنی مخلوق کیلئے گھوڑدوڑ کا ایک میدان بنایا ہے کہ جس میں لوگ اللہ کی اطاعت اور اس کی خوشنودی حاصل کرنے کیلئے ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کی کوشش کرتے ہیں اس میں ایک گروہ آگے بڑھ جاتا ہے اور کامیاب ہوتا ہے اور ایک گروہ پیچھے رہ جاتا ہے اور ناکامیاب ہوتا ہے مگر تعجب اور بڑا ہی تعجب ہے ان لوگوں پر کہ اس دن جس میں نیکیاں کرنے والے ثواب پائیں گے اور کوتاہیاں کرنے والے حصول ثواب میں ناکام ہونگے۔ یہ لوگ لہولعب وہنسی و مزاح میں مصروف ہیں۔ خدا کی قسم اگر ان کی نگاہوں سے پردے ہٹا دیئے جائیں تو وہ دیکھیں گے کہ نیکیاں کرنے والا اپنی نیکی کا کیا بدلہ پا رہا ہے اور برے کام کرنے والا کس طرح سزا پا رہا ہے۔

(۱۴۸۰) حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ جو عید بھی آتی ہے خواہ وہ عید الفطر ہو یا عید الاضحیٰ اس میں آل محمدؐ کا غم تازہ ہو جاتا ہے۔ تو عرض کیا گیا کہ یہ کیوں؟ تو آپؑ نے فرمایا کہ وہ دیکھتے ہیں کہ ان کا حق دوسرے کے قبضے میں ہے۔

اور نماز عیدین دو رکعت ہے عید الفطر اور عید الاضحیٰ میں۔ نہ ان دونوں رکعتوں کے پہلے کوئی شے ہے اور نہ ان کے بعد اور یہ دو رکعتیں صرف امام کے ساتھ باجماعت پڑھی جائیں گی اور جو امام کو کسی جماعت میں نہ پاسکے تو نہ اس کیلئے نماز ہے اور نہ اسکی قضا ہے اور ان دونوں کیلئے نہ اذان ہے اور نہ اقامت ہے ان دونوں کی اذان تو بس طلوع آفتاب ہے۔

امام نماز شروع کریگا تو ایک تکبیر کہے گا پھر سورہ الحمد اور سورہ سبح اسم ربک الاعلی کی قرأت کرے گا پھر پانچ تکبیریں کہے گا اور ہر دو تکبیروں کے درمیان قنوت پڑھے گا ساتویں تکبیر پر رکوع میں جائے گا اسکے بعد دو سجدے کرے گا اور اب اٹھے گا دوسری رکعت کیلئے تو تکبیر کہے گا اور سورہ الحمد اور سورہ والشمس و ضحھا کی قرأت کرے گا اور چار تکبیریں قیام کے ساتھ کہے گا پھر پانچویں تکبیر پر رکوع کرے گا۔

(۱۴۸۱) محمد بن فضیل نے ابو الصباح کنانی سے روایت کی ہے کہ اس کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے نماز عیدین میں تکبیر کے متعلق دریافت کیا تو آپ نے فرمایا بارہ (۱۲) تکبیریں ہیں سات تکبیریں پہلی رکعت میں اور پانچ تکبیریں دوسری رکعت میں اور جب تم نماز کیلئے کھڑے ہو تو ایک تکبیر کہنے کے بعد یہ کہو أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّداً عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ، اللّٰهُمَّ أَنْتَ أَهْلُ الْكِبْرِيَاءِ وَالْعَظَمَةِ، وَأَهْلُ الْجُودِ وَالْجَبَرُوتِ وَالْقُدْرَةِ وَالسُّلْطَانِ وَالْعِزَّةِ، أَسْأَلُكَ فِي هٰذَا الْيَوْمِ الَّذِي جَعَلْتَهُ لِلْمُسْلِمِينَ عِيداً وَلِمُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ ذُخْراً وَمَزِيداً، أَنْ تُصَلِّيَ عَلَى مُحَمَّدٍ وَآلِ مُحَمَّدٍ، وَأَنْ تُصَلِّيَ عَلَى مَلَائِكَتِكَ الْمُقَرَّبِينَ وَأَنْبِيَائِكَ الْمُرْسَلِينَ، وَأَنْ تَغْفِرَ لَنَا وَلِجَمِيعِ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَالْمُسْلِمِينَ وَالْمُسْلِمَاتِ الْأَحْيَاءِ مِنْهُمْ وَالْأَمْوَاتِ، اللّٰهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ مِنْ خَيْرِ مَا سَأَلَكَ عِبَادُكَ الصَّالِحُونَ وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا عَاذَ مِنْهُ عِبَادُكَ الْمُخْلَصُونَ، اللّٰهُ أَكْبَرُ أَوَّلُ كُلِّ شَيْءٍ وَآخِرُهُ، وَبَدِيعُ كُلِّ شَيْءٍ وَمُنْتَهَاهُ، وَعَالِمُ كُلِّ شَيْءٍ وَمَعَادُهُ وَمَصِيرُ كُلِّ شَيْءٍ إِلَيْهِ وَمَرَدُّهُ، وَمُدَبِّرُ الْأُمُورِ وَبَاعِثُ مَنْ فِي الْقُبُورِ، قَابِلُ الْأَعْمَالِ وَمُبْدِي الْخَفِيَّاتِ، وَمُعْلِنُ السَّرَائِرِ، اللّٰهُ أَكْبَرُ عَظِيمُ الْمَلَكُوتِ شَدِيدُ الْجَبَرُوتِ حَيٌّ لَا يَمُوتُ دَائِمٌ لَا يَزُولُ، إِذَا قَضَى أَمْراً فَإِنَّمَا يَقُولُ لَهُ كُنْ فَيَكُونُ، اللّٰهُ أَكْبَرُ خَشَعَتْ لَكَ الْأَصْوَاتُ وَعَنَتْ لَكَ الْوُجُوهُ وَحَارَتْ دُونَكَ الْأَبْصَارُ وَكَلَّتِ الْأَلْسُنُ عَنْ عَظَمَتِكَ وَالنَّوَاصِي كُلُّهَا بِيَدِكَ وَمَقَادِيرُ الْأُمُورِ كُلُّهَا إِلَيْكَ لَا يَقْضِي فِيهَا غَيْرُكَ، وَلَا يَتِمُّ مِنْهَا شَيْءٌ دُونَكَ اللّٰهُ أَكْبَرُ أَحَاطَ بِكُلِّ شَيْءٍ حِفْظُكَ وَقَهَرَ كُلَّ شَيْءٍ عِزُّكَ، وَنَفَذَ كُلَّ شَيْءٍ أَمْرُكَ، وَقَامَ كُلُّ شَيْءٍ بِكَ، وَتَوَاضَعَ كُلُّ شَيْءٍ لِعَظَمَتِكَ، وَذَلَّ كُلُّ شَيْءٍ لِعِزَّتِكَ، وَاسْتَسْلَمَ كُلُّ شَيْءٍ لِقُدْرَتِكَ، وَخَضَعَ كُلُّ شَيْءٍ لِمُلْكِكَ، اللّٰهُ أَكْبَرُ (میں گواہی دیتا ہوں کہ نہیں ہے کوئی اللہ سوائے اس اللہ کے جو اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں ہے اور گواہی دیتا ہوں کہ محمدؐ اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔ اے اللہ تو بڑائی اور عظمت والا ہے اور صاحب جود و قوت و سلطنت و عزت ہے میں تجھ سے آج ایسے دن میں سوال کرتا ہوں جس کو تو نے مسلمانوں کے لئے عید اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیلئے مزید ذخیرہ قرار دیا ہے کہ تو محمدؐ اور آل محمدؐ پر اپنی رحمتیں نازل فرما نیز اپنے مقرب ملائکہ اور اپنے انبیاء، مرسلین پر بھی اور ہم لوگوں کی اور جمیع مومنین و مومنات اور مسلمین و مسلمات میں سے زندہ و مردہ کی مغفرت فرما۔ اے اللہ میں تجھ سے اس خیر کا طالب ہوں جس کے تیرے صالح بندے طالب ہیں اور اس شر سے تیری پناہ مانگتا ہوں جس سے تیرے مخلص بندے تیری پناہ چاہتے ہیں۔ اللہ

اکبر اول شے سے بھی اور آخر شے سے بھی۔ ہر شے کا موجد ہے اس کی انتہا تک۔ ہر شے کا عالم ہے اسکے انجام تک۔ اسکی طرف ہر شے کی بازگشت ہے اور ہر شے اس کی طرف پلٹے گی۔ وہ تمام امور کو درست کرنے والے ہے اور جو لوگ قبروں میں ہیں انہیں اٹھانے والا ہے۔ اعمال کو قبول کرنے والا ہے۔ پوشیدہ چیزوں کو ظاہر کرنے والا ہے اور بھیدوں کو آشکار کرنے والا ہے۔ عظیم سلطنت والا اور شدید قوت والا ہے ایسا زندہ ہے جو کبھی نہ مرے گا۔ ایسا ہمیشہ رہنے والا ہے جس کو کبھی زوال نہیں جب وہ کسی کام کا ارادہ کرتا ہے تو کہتا ہے کہ ہو جا وہ ہو جاتا ہے اللّٰہ اکبر (اے اللہ) تیری بارگاہ میں ساری آوازیں خوف زدہ ہیں تیرے سامنے سارے چہرے جھکے ہوئے ہیں تیرے آگے ساری نگاہیں محو حیرت اور تیری عظمت کے بیان سے ساری زبانیں گنگ ہیں۔ ہر ایک کی پیشانی تیرے ہاتھ میں ہے اور تمام امور کے مقدرات تیرے پاس ہیں جن کا فیصلہ تیرے سوا کوئی نہیں کر سکتا اور انہیں تمام و کمال تک تیرے سوا کوئی نہیں پہنچا سکتا۔

اللّٰہ اکبر تیری حفاظت ہر شے کو اپنے احاطہ میں لئے ہوئے ہے اور تیری قوت ہر شے کو مغلوب کئے ہوئے ہے تیرا حکم ہر شے پر نافذ ہے۔ ہر شے تیری وجہ سے قائم ہے۔ تیری عظمت کے سامنے ہر شے جھکی ہوئی ہے تیری طاقت کے سامنے ہر شے پست ہے تیری قدرت کے سامنے ہر شے اپنا سر تسلیم خم کئے ہوئے ہے اور تیری سلطنت کے آگے ہر شے سر جھکائے ہوئے) اللّٰہ اکبر پھر سورہ الحمد اور سورہ سبح اسم ربک الاعلی پڑھو اور ساتویں تکبیر کہہ کر رکوع میں جاؤ پھر سجدہ کرو اور کھڑے ہو جاؤ۔ سورہ حمد اور سورہ والشمس وضحٰہا پڑھو اور کہو۔ اللّٰہُ اَکْبَرُ اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ اَللّٰهُمَّ اَنْتَ اَهْلُ الْكِبْرِيَاءِ وَ الْعَظَمَةِ (اللہ اکبر میں گواہی دیتا ہوں کہ نہیں ہے کوئی اللہ سوائے اس اللہ کے جو اکیلا ہے اسکا کوئی شریک نہیں ہے اور گواہی دیتا ہوں کہ محمدؐ اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں پروردگار تو بڑائی اور عظمت والا ہے) اس کو مکمل اور پورا پڑھو جیسا کہ تم نے پہلی تکبیر میں پڑھا تھا اور ہر تکبیر میں یہی پڑھو یہاں تک کہ پانچ تکبیریں پوری ہو جائیں۔

(۱۴۸۲) حضرت امیر المومنین نے عید الفطر کے دن خطبہ دیا تو یہ کہا اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰاتِ وَ الْاَرْضَ وَ جَعَلَ الظُّلُمَاتِ وَ النُّوْرَ ثُمَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِرَبِّهِمْ يَعْدِلُوْنَ، لَا نُشْرِكُ بِاللّٰهِ شَيْئًا، وَ لَا نَتَّخِذُ مِنْ دُوْنِهٖ وَلِيًّا، وَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰاتِ وَ مَا فِي الْاَرْضِ وَ لَهُ الْحَمْدُ فِي [الدُّنْيَا وَ] الْاٰخِرَةِ وَ هُوَ الْحَكِيْمُ الْخَبِيْرُ، يَعْلَمُ مَا يَلِجُ فِي الْاَرْضِ وَ مَا يَخْرُجُ مِنْهَا، وَ مَا يَنْزِلُ مِنَ السَّمَاءِ وَ مَا يَعْرُجُ فِيْهَا وَ هُوَ الرَّحِيْمُ الْغَفُوْرُ، كَذٰلِكَ اللّٰهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ اِلَيْهِ الْمَصِيْرُ، وَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ يُمْسِكُ السَّمَاءَ اَنْ تَقَعَ عَلَى الْاَرْضِ اِلَّا بِاِذْنِهٖ اِنَّ اللّٰهَ بِالنَّاسِ لَرَءُوْفٌ رَحِيْمٌ، اَللّٰهُمَّ ارْحَمْنَا بِرَحْمَتِكَ وَ اَعْمِمْنَا بِمَغْفِرَتِكَ، اِنَّكَ اَنْتَ الْعَلِيُّ الْكَبِيْرُ، وَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ لَا مَقْنُوْطٌ مِنْ رَحْمَتِهٖ وَ لَا مَخْلُوٌّ مِنْ نِعْمَتِهٖ، وَ لَا مُؤْيَسٌ مِنْ رَوْحِهٖ، وَ لَا مُسْتَنْكَفٌ عَنْ عِبَادَتِهٖ، [اَلَّذِيْ] بِكَلِمَتِهٖ قَامَتِ السَّمٰوٰاتُ السَّبْعُ وَ اسْتَقَرَّتِ الْاَرْضُ الْمِهَادُ، وَ ثَبَتَتِ الْجِبَالُ الرَّوَاسِيْ وَ جَرَتِ الرِّيَاحُ اللَّوَاقِحُ وَ سَارَ فِيْ جَوِّ السَّمَاءِ السَّحَابُ، وَ قَامَتْ عَلٰى

حَدُو دِهَا الْبِحَارُ وَهُوَ اِلٰهُهَا وَقَاهِرٌ، يَذِلُّ لَهُ الْمُتَعَزِّزُوْنَ، وَيَتَضَاءَلُ لَهُ الْمُتَكَبِّرُوْنَ، وَيَدِيْنُ لَهُ طَوْعاً وَكَرْهاً الْعَالَمُوْنَ، نَحْمَدُهُ كَمَا حَمِدَ نَفْسَهُ وَكَمَا هُوَ اَهْلُهُ وَنَسْتَعِيْنُهُ وَنَسْتَغْفِرُهُ، وَنَسْتَهْدِيْهِ وَنَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ، يَعْلَمُ مَا تُخْفِي النُّفُوْسُ، وَمَا تُجِنُّ الْبِحَارُ وَمَا تَوَارٰى مِنْهُ ظُلْمَةٌ، وَلَا تَغِيْبُ عَنْهُ غَائِبَةٌ، وَمَا تَسْقُطُ مِنْ وَرَقَةٍ مِنْ شَجَرَةٍ وَلَا حَبَّةٍ فِيْ ظُلُمَاتِ الْاَرْضِ اِلَّا يَعْلَمُهَا، لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ وَلَا رَطْبٍ وَلَا يَابِسٍ اِلَّا فِيْ كِتَابٍ مُّبِيْنٍ، وَيَعْلَمُ مَا يَعْمَلُ الْعَامِلُوْنَ وَاَيَّ مَجْرٰى يَجْرُوْنَ، وَاِلٰى اَيِّ مُنْقَلَبٍ يَنْقَلِبُوْنَ، وَنَسْتَهْدِي اللّٰهَ بِالْهُدٰى، وَنَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّداً عَبْدُهُ وَنَبِيُّهُ وَرَسُوْلُهُ اِلٰى خَلْقِهِ، وَاَمِيْنُهُ عَلٰى وَحْيِهِ، وَاَنَّهُ قَدْ بَلَّغَ رِسَالَاتِ رَبِّهِ، وَجَاهَدَ فِي اللّٰهِ الْحَائِدِيْنَ عَنْهُ، الْعَادِلِيْنَ بِهِ وَعَبَدَ اللّٰهَ حَتّٰى اَتَاهُ الْيَقِيْنُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ۔

اُوْصِيْكُمْ [عِبَادَ اللّٰهِ] بِتَقْوَى اللّٰهِ الَّذِيْ لَا تَبْرَحُ مِنْهُ نِعْمَةٌ وَلَا تَنْفَدُ مِنْهُ رَحْمَةٌ وَلَا يَسْتَغْنِي الْعِبَادُ عَنْهُ، وَلَا يَجْزِيْ اَنْعُمَهُ الْاَعْمَالُ، الَّذِيْ رَغَّبَ فِي التَّقْوٰى، وَزَهَّدَ فِي الدُّنْيَا، وَحَذَّرَ الْمَعَاصِيَ، وَتَعَزَّزَ بِالْبَقَاءِ، وَذَلَّلَ خَلْقَهُ بِالْمَوْتِ وَالْفَنَاءِ، وَالْمَوْتُ غَايَةُ الْمَخْلُوْقِيْنَ، وَسَبِيْلُ الْعَالَمِيْنَ، وَمَعْقُوْدٌ بِنَوَاصِي الْبَاقِيْنَ، لَا يُعْجِزُهُ اِبَاقُ الْهَارِبِيْنَ، وَعِنْدَ حُلُوْلِهِ يَاْسِرُ اَهْلَ الْهَوٰى، يَهْدِمُ كُلَّ لَذَّةٍ، وَيُزِيْلُ كُلَّ نِعْمَةٍ وَيَقْطَعُ كُلَّ بَهْجَةٍ، وَالدُّنْيَا دَارٌ كَتَبَ اللّٰهُ لَهَا الْفَنَاءَ، وَلِاَهْلِهَا مِنْهَا الْجَلَاءَ، فَاَكْثَرُهُمْ يَنْوِيْ بَقَاءَهَا وَيُعَظِّمُ بِنَاءَهَا، وَهِيَ حُلْوَةٌ خَضِرَةٌ، وَقَدْ عَجِلَتْ لِلطَّالِبِ، وَالْتَبَسَتْ بِقَلْبِ النَّاظِرِ وَيَضِنُّ ذُو الثَّرْوَةِ الضَّعِيْفُ، وَيَجْتَوِيْهَا الْخَائِفُ الْوَجِلُ فَارْتَحِلُوْا مِنْهَا يَرْحَمُكُمُ اللّٰهُ بِاَحْسَنِ مَا بِحَضْرَتِكُمْ، وَلَا تَطْلُبُوْا مِنْهَا اَكْثَرَ مِنَ الْقَلِيْلِ، وَلَا تَسْاَلُوْا مِنْهَا فَوْقَ الْكَفَافِ، وَارْضَوْا مِنْهَا بِالْيَسِيْرِ، وَلَا تَمُدُّنَّ اَعْيُنَكُمْ مِنْهَا اِلٰى مَا مُتِّعَ الْمُتْرَفُوْنَ بِهِ، وَاسْتَهِيْنُوْا بِهَا، وَلَا تُوَطِّنُوْهَا، وَاَضِرُّوْا بِاَنْفُسِكُمْ فِيْهَا وَاِيَّاكُمْ وَالتَّنَعُّمَ وَالتَّلَهِّيَ وَالْفَاكِهَاتِ فَاِنَّ فِيْ ذٰلِكَ غَفْلَةً وَاغْتِرَاراً، اَلَا اِنَّ الدُّنْيَا قَدْ تَنَكَّرَتْ وَاَدْبَرَتْ وَاحْلَوْلَتْ وَآذَنَتْ بِوَدَاعٍ، اَلَا وَاِنَّ الْآخِرَةَ قَدْ رَحَلَتْ فَاَقْبَلَتْ وَاَشْرَفَتْ وَآذَنَتْ بِاطِّلَاعٍ اَلَا وَاِنَّ الْمِضْمَارَ الْيَوْمَ وَالسِّبَاقَ غَداً، اَلَا وَاِنَّ السَّبَقَةَ الْجَنَّةُ وَالْغَايَةَ النَّارُ، اَلَا اَفَلَا تَائِبٌ مِنْ خَطِيْئَتِهِ قَبْلَ يَوْمِ مَنِيَّتِهِ، اَلَا عَامِلٌ لِنَفْسِهِ قَبْلَ يَوْمِ بُؤْسِهِ وَفَقْرِهِ جَعَلَنَا اللّٰهُ وَاِيَّاكُمْ مِمَّنْ يَخَافُهُ وَيَرْجُوْ ثَوَابَهُ۔

اَلَا وَاِنَّ هٰذَا الْيَوْمَ يَوْمٌ جَعَلَهُ اللّٰهُ لَكُمْ عِيْداً، وَجَعَلَكُمْ لَهُ اَهْلًا، فَاذْكُرُوا اللّٰهَ يَذْكُرْكُمْ، وَادْعُوْهُ يَسْتَجِبْ لَكُمْ، وَاَدُّوْا فِطْرَتَكُمْ، فَاِنَّهَا سُنَّةُ نَبِيِّكُمْ وَفَرِيْضَةٌ وَاجِبَةٌ مِنْ رَبِّكُمْ، فَلْيُؤَدِّهَا كُلُّ امْرِئٍ مِنْكُمْ عَنْهُ وَعَنْ عِيَالِهِ كُلِّهِمْ ذَكَرِهِمْ وَاُنْثَاهُمْ، صَغِيْرِهِمْ وَكَبِيْرِهِمْ، وَحُرِّهِمْ وَمَمْلُوْكِهِمْ، عَنْ كُلِّ اِنْسَانٍ مِنْهُمْ صَاعاً مِنْ بُرٍّ اَوْ صَاعاً مِنْ تَمْرٍ اَوْ صَاعاً مِنْ شَعِيْرٍ، وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ فِيْمَا فَرَضَ اللّٰهُ عَلَيْكُمْ وَاَمَرَكُمْ بِهِ مِنْ اِقَامِ الصَّلَاةِ، وَاِيْتَاءِ الزَّكَاةِ، وَحَجِّ الْبَيْتِ، وَصَوْمِ شَهْرِ رَمَضَانَ، وَالْاَمْرِ بِالْمَعْرُوْفِ، وَالنَّهْيِ عَنِ الْمُنْكَرِ وَالْاِحْسَانِ اِلٰى نِسَائِكُمْ وَمَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ، وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ فِيْمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ مِنْ قَذْفِ الْمُحْصَنَةِ، وَاِتْيَانِ الْفَاحِشَةِ، وَشُرْبِ الْخَمْرِ، وَبَخْسِ

الْمِكْيَالِ وَنَقْصِ الْمِيزَانِ وَشَهَادَةِ الزُّورِ وَالْفِرَارِ مِنَ الزَّحْفِ عَصَمَنَا اللّٰهُ وَإِيَّاكُمْ بِالتَّقْوَىٰ، وَجَعَلَ الْآخِرَةَ خَيْرًا لَنَا وَلَكُمْ مِنَ الْأُولَىٰ، إِنَّ أَحْسَنَ الْحَدِيثِ وَأَبْلَغَ مَوْعِظَةِ الْمُتَّقِينَ كِتَابُ اللّٰهِ الْعَزِيزِ الْحَكِيمِ أَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ، بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ، قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ اللّٰهُ الصَّمَدُ، لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُولَدْ، وَلَمْ يَكُنْ لَهُ كُفُوًا أَحَدٌ۔

(حمد اس اللہ کی جس نے آسمانوں اور زمینوں کو خلق کیا اور اندھیرے اور اجالے بنائے پھر وہ لوگ جو کافر ہیں انہوں نے اپنے رب سے منہ موڑا مگر ہم لوگ اللہ کا کسی کو شریک نہیں سمجھتے اور نہ اس کے سوا کسی کو اپنا سرپرست جانتے ہیں۔ حمد اس اللہ کی کہ جو کچھ آسمانوں اور زمینوں میں ہے یہ سب اسی کا ہے اور اسی کیلئے حمد ہے دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی اور وہی حکمت والا اور خبر رکھنے والا ہے وہ جانتا ہے کہ زمین کے اندر کیا داخل ہوتا اور اس میں سے کیا نکلتا ہے۔ اور آسمان سے کیا چیز نازل ہوتی ہے اور کیا چیز اس کی طرف بلند ہوتی ہے اور وہی رحم کرنے والا اور بخشنے والا ہے۔ ایسا ہی ہے اللہ اور نہیں ہے کوئی اللہ سوائے اس کے۔ اسی کی طرف سب کی بازگشت ہے۔ حمد اس اللہ کی جو آسمان کو زمین پر گرنے سے روکے ہوئے ہے وہ بغیر اسکے حکم کے نہیں گرے گا بیشک اللہ تعالی لوگوں پر مہربانی کرنے والا اور رحم کرنے والا ہے۔

اے اللہ ہم لوگوں پر رحم فرما اور اپنی بخشش ہم لوگوں پر عام کر بیشک تو برتر و بزرگ ہے حمد اس اللہ کی جسکی رحمت سے کوئی مایوس نہیں جس کی نعمت سے کوئی خالی نہیں جسکی مہربانی سے کوئی ناامید نہیں جسکی عبادت سے کسی کو روگردانی کی تاب نہیں۔ جسکے ایک حکم پر ساتوں آسمان قائم ہوگئے اور زمین گہوارہ بن کر ٹھہر گئی۔ پہاڑ ثابت قدم ہوگئے۔ بہار آور ہوائیں چلنے لگیں فضا میں بادل تیرنے لگے۔ سمندر اپنی حدوں میں رہنے لگا۔ وہ ان سب کا اللہ اور ان سب پر غالب ہے۔ بڑے بڑے عزت دار اسکے سامنے ذلیل اور بڑے بڑے متکبر اسکے سامنے حقیر۔ تمام عمل کرنے والے اپنے عمل کا حساب دینے کیلئے خوشی سے یا ناخوشی سے اسکے سامنے حاضر۔ ہم لوگ اسکی حمد اس طرح کرتے ہیں جس طرح کی حمد اس نے اپنی ذات کیلئے کی ہے اور جس کا وہ اہل ہے ہم لوگ اسی سے مدد چاہتے ہیں اسی سے طلب مغفرت کرتے ہیں اور اسی سے ہدایت کے طلبگار ہیں اور گواہی دیتے ہیں کہ نہیں ہے کوئی اللہ سوائے اس اللہ کے وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں وہ دلوں میں چھپی باتوں کو سمندر کی تہہ میں پوشیدہ چیزوں کو اور ظلموں کے پس پردہ اشیاء کو جانتا ہے۔ اس سے کوئی گمشدہ چیز غائب نہیں ہے درخت کا پتہ جو گرتا ہے اور دانہ جو تاریکیوں میں پڑا ہوا ہے وہ اسکو جانتا ہے۔ نہیں ہے کوئی اللہ سوائے اس کے۔ ہر خشک و تر کا علم کتاب مبین میں ہے۔ وہ جانتا ہے کہ عمل کرنے والے کیا عمل کر رہے ہیں، جانے والے کس راستے پر جا رہے ہیں اور کس جگہ کی طرف لوٹائے جائیں گے۔ اور ہم لوگ اللہ کی ہدایت سے ہدایت چاہتے ہیں اور گواہی دیتے ہیں کہ محمدؐ اسکے بندے اور اسکی مخلوق کی طرف اسکے نبی اور اسکے رسول اور اسکی وحی کے امین ہیں۔ انہوں نے اپنے رب کے پیغامات کو پہنچایا اور اسکو نہ ماننے والوں اور اس سے منہ پھیرنے والوں سے راہ خدا میں جہاد کیا اور وہ اللہ تعالی کی عبادت کرتے رہے یہاں تک کہ انہیں موت آگئی۔

اے اللہ کے بندوں میں تمہیں اس اللہ سے ڈرنے کی وصیت کرتا ہوں کہ جس کی نعمت ہموار ہے گی جس کی رحمت کبھی ختم نہ ہوگی اور بندے اس سے کبھی مستغنی و بے نیاز نہیں ہوسکتے اس کی نعمتوں کا بدل اعمال نہیں ہوسکتے۔ جس نے تقویٰ کی طرف رغبت دلائی اور دنیا سے اجتناب کی ہدایت کی۔ گناہوں سے بچنے کیلئے کہا۔ وہ اپنی بقا کی وجہ سے صاحب عزت ہے اس نے موت و فنا کے ذریعے اپنی مخلوق کو تابعدار بنایا اور موت تمام مخلوقات کی انتہا اور تمام عالمین کا راستہ ہے اور جو لوگ باقی ہیں اس کی پیشانیاں اس سے بندھی ہوئی ہیں۔ جب وہ آتی ہے تو اہل حرص و ہوا کو گرفتار کر لیتی ہے ہر لذت کو منہدم کر دیتی ہے ہر نعمت کو زائل کر دیتی ہے ہر خوشی کو ختم کر دیتی ہے۔ اور دنیا وہ چیز ہے کہ جس کے مقدر میں اللہ تعالیٰ نے فنا اور یہاں کے رہنے والوں کی قسمت میں جلا وطنی لکھ دی ہے۔ مگر اکثر لوگ اس کی بقا چاہتے ہیں اور بنیاد کو بڑی مستحکم سمجھتے ہیں۔ یہ (بظاہر) شیریں اور سرسبز و شاداب ہے دیکھنے والوں کے دل کو لبھا لیتی ہے اور ثروت مند لوگ محتاجوں کو عطا کرنے میں بخل کرتے ہیں۔ مگر جو اللہ سے ڈرتا ہے وہ یہاں رہنا ناپسند کرتا ہے۔ پس اللہ تعالیٰ تم پر رحم کرے جو کچھ اعمال صالحہ تمہارے پاس موجود ہیں ان کو لیکر یہاں سے نکل جانے کی کوشش کرو اور اس متاع قلیل سے بہت زیادہ حاصل کرنے کی کوشش نہ کرو۔ ضرورت سے زیادہ اس میں سے لینے کی سعی نہ کرو۔ اس میں سے کم سے کم پر راضی رہو۔ اور دولتمندوں کے پاس جو دولت ہے اس کی طرف آنکھ اٹھا کر نہ دیکھو اسے حقیر سمجھو۔ اس (دنیا) کو اپنا وطن نہ بناؤ اس کے اندر رہنے کو اپنے لئے باعث مضرت سمجھو عیش و عشرت و لہو لعب سے گریز کرو اس لئے کہ اس میں غفلت اور دھوکا ہے۔ آگاہ ہو کہ دنیا رنگ بدلنے والی اور پیٹھ پھیرنے والی اور تمام ہونے والی اور کوچ کا اعلان کرنے والی ہے اور آخرت نے کوچ کی تیاری کر لی ہے وہ آئے گی اور نمودار ہوگی وہ اپنی آمد کا اعلان کر رہی ہے۔ آگاہ ہو آج گھوڑ دوڑ کا میدان اس میں جنت کی طرف کس نے سبقت کی اور جہنم کس کا انجام ہوا اسکا فیصلہ کل ہوگا۔ آگاہ رہو اپنی موت کے دن سے پہلے اپنی گناہوں سے وہی شخص توبہ کرے گا جو اپنے افلاس اور اپنے فقر کے دن سے پہلے اپنے لئے کچھ کام کر لے گا۔ اللہ تعالیٰ ہم لوگوں کو اور تم لوگوں کو اس گروہ میں قرار دے جو اس سے ڈرتے اور اس سے ثواب کی امید رکھتے ہیں۔

آگاہ ہو آج کا دن اللہ تعالیٰ نے تم لوگوں کیلئے عید کا دن قرار دیا ہے اور تم لوگوں کا اس کا اہل بنایا ہے لہذا تم لوگ اللہ کو یاد کرو وہ تمہیں یاد کرے گا۔ اس سے دعا مانگو وہ قبول کرے گا۔ اپنا فطرہ ادا کرو اس لئے کہ یہ تمہارے نبی کی سنت ہے اور تمہارے رب کی طرف سے فریضہ واجبہ ہے لہذا تم میں سے ہر شخص اپنی طرف سے اپنے سارے اہل و عیال کی طرف سے خواہ مرد ہوں یا عورتیں چھوٹے ہوں یا بڑے بڑے آزاد ہوں یا غلام ہر ایک کی طرف سے (فطرہ) ایک صاع گیہوں یا ایک صاع کھجوریں یا ایک صاع جو ادا کرے۔

اور اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرو اللہ تعالیٰ نے تم لوگوں پر جو فرض کیا ہے اور تمہیں جو حکم دیا ہے کہ نماز قائم کرو، زکوۃ ادا کرو خانہ کعبہ کا حج کرو، ماہ رمضان کے روزے رکھو، لوگوں کو نیکی کا حکم دو اور برائی سے منع کرو اپنی عورتوں اور اپنے

غلاموں کے ساتھ اچھا برتاؤ کرو، اور اللہ کی اطاعت ان کاموں میں بھی کرو جس کے کرنے سے اللہ نے تم لوگوں کو منع کیا ہے۔ جیسے شوہردار عورت پر زنا کا الزام، فواحش کا ارتکاب، شراب نوشی، ناپ طول میں کمی ترازو میں نقص، جھوٹی گواہی، جنگ سے فرار اللہ تعالیٰ ہم لوگوں کو اور تم لوگوں کو ان سب سے محفوظ رکھے اور تقویٰ کے ساتھ ہمارے اور تمہارے لئے آخرت کو بہتر بنائے۔ بہترین حدیث اور متقین کیلئے بلیغ ترین وعظ خدائے عزیز وحکیم کی کتاب ہے۔ اعوذ باللّٰہ من الشیطان الرجیم، بسم اللہ الرحمن الرحیم - قل ھو اللّٰہ احد اللّٰہ الصمد لم یلد و لم یولد و لم یکن لہ کفواً احد۔

اس کے بعد ذرا دیر کیلئے بیٹھ جائے پھر اٹھے اور وہی خطبہ پڑھے جس کو میں نے آخر خطبہ یوم جمعہ میں بیٹھنے کے بعد کھڑے ہو کر پڑھنے کیلئے تحریر کیا ہے۔

(۱۴۸۳) حضرت امیرالمومنین علیہ السلام نے عیدالاضحیٰ میں خطبہ دیا اور ارشاد فرمایا اَللّٰہُ اَکْبَرُ اللّٰہُ اَکْبَرُ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَ اللّٰہُ اَکْبَرُ، اللّٰہُ اَکْبَرُ، وَ لِلّٰہِ الْحَمْدُ اللّٰہُ اَکْبَرُ عَلٰی مَا ھَدَانَا وَ لَہُ الشُّکْرُ فِیْمَا اَوْلَانَا، وَ الْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی مَا رَزَقَنَا مِنْ بَہِیْمَۃِ الْاَنْعَامِ (اور اللہ ہی کیلئے ہے حمد ہے اللہ اکبر اس بات پر کہ اس نے ہم لوگوں کی ہدایت فرمائی اور اسکا شکر ہے کہ اس نے ہم لوگوں کو اس کے لائق سمجھا۔ اور اللہ کی حمد اس بات پر کہ جس نے چوپایوں کو ہم لوگوں کی خوراک بنایا)

(۱۴۸۴) اور حضرت علی علیہ السلام قربانی کے دن جب ظہر کی نماز پڑھتے تو تکبیر کہنا شروع کرتے اور آخر ایام تشریق (پندرہ ذالحجہ) میں صبح کی نماز کے وقت تکبیر کہنا ختم کرتے۔ چنانچہ آپ ہر نماز کے بعد تکبیر کہتے اور یہ فرماتے اَللّٰہُ اَکْبَرُ اللّٰہُ اَکْبَرُ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَ اللّٰہُ اَکْبَرُ اللّٰہُ اَکْبَرُ وَ لِلّٰہِ الْحَمْدُ اور جب مصلّے کی طرف جاتے تو آگے بڑھ کر لوگوں کو بغیر اذان اور بغیر اقامت نماز پڑھاتے اور جب نماز سے فارغ ہوتے تو منبر پر تشریف لے جاتے اور خطبہ شروع کرتے اور کہتے۔ اَللّٰہُ اَکْبَرُ، اللّٰہُ اَکْبَرُ، اللّٰہُ اَکْبَرُ زِنَۃَ عَرْشِہٖ وَ رِضٰی نَفْسِہٖ وَ عَدَدَ قَطْرِ سَمَائِہٖ وَ بِحَارِہٖ، لَہُ الْاَسْمَاءُ الْحُسْنٰی، وَ الْحَمْدُ لِلّٰہِ حَتّٰی یَرْضٰی - وَ ھُوَ الْعَزِیْزُ الْغَفُوْرُ، اللّٰہُ اَکْبَرُ کَبِیْراً مُتَکَبِّراً، وَ اِلٰھاً مُتَعَزِّزاً، وَ رَحِیْماً مُتَحَنِّناً یَعْفُوْ بَعْدَ الْقُدْرَۃِ، وَ لَا یَقْنَطُ مِنْ رَحْمَتِہٖ اِلَّا الضَّالُّوْنَ، اللّٰہُ اَکْبَرُ کَبِیْراً، وَ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کَثِیْراً، وَ سُبْحَانَ اللّٰہِ حَنَّاناً قَدِیْراً، وَ الْحَمْدُ لِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَ نَسْتَعِیْنُہٗ وَ نَسْتَغْفِرُہٗ وَ نَسْتَھْدِیْہِ، وَ نَشْھَدُ اَنْ لَا اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ، وَ اَنَّ مُحَمَّداً عَبْدُہٗ وَ رَسُوْلُہٗ، مَنْ یُطِعِ اللّٰہَ وَ رَسُوْلَہٗ فَقَدِ اھْتَدٰی، وَ فَازَ فَوْزاً عَظِیْماً، وَ مَنْ یَعْصِ اللّٰہَ وَ رَسُوْلَہٗ فَقَدْ ضَلَّ ضَلَالاً بَعِیْداً، وَ خَسِرَ خُسْرَاناً مُبِیْناً۔

اُوْصِیْکُمْ عِبَادَ اللّٰہِ بِتَقْوَی اللّٰہِ وَ کَثْرَۃِ ذِکْرِ الْمَوْتِ وَ الزُّھْدِ فِی الدُّنْیَا الَّتِیْ لَمْ یَتَمَتَّعْ بِھَا مَنْ کَانَ فِیْھَا قَبْلَکُمْ، وَ لَنْ تَبْقٰی لِاَحَدٍ مِنْ بَعْدِکُمْ، وَ سَبِیْلُکُمْ فِیْھَا سَبِیْلُ الْمَاضِیْنَ اَلَا تَرَوْنَ اَنَّھَا قَدْ تَصَرَّمَتْ وَ آذَنَتْ بِانْقِضَاءٍ، وَ تَنَکَّرَ مَعْرُوْفُھَا، وَ اَدْبَرَتْ حَذَّاءَ فَھِیَ تَخْبُرُ بِالْفَنَاءِ، وَ سَاکِنُھَا یُحْدٰی بِالْمَوْتِ فَقَدْ اَمَرَّ مِنْھَا مَا کَانَ حُلْواً، وَ کَدِرَ مِنْھَا مَا کَانَ صَفْواً، فَلَمْ یَبْقَ مِنْھَا اِلَّا سَمَلَۃٌ کَسَمَلَۃِ الْاِدَاوَۃِ، وَ جُرْعَۃٌ کَجُرْعَۃِ الْاِنَاءِ، یَتَمَزَّزُھَا

الصَّدْیَانِ لَمْ تَنْقَعْ غُلَّتَهُ، فَأَزْمِعُوا عِبَادَ اللّٰهِ بِالرَّحِیلِ مِنْ هٰذِهِ الدَّارِ الْمَقْدُورِ عَلَیٰ أَهْلِهَا الزَّوَالُ، الْمَمْنُوعِ أَهْلُهَا مِنَ الْحَیَاةِ، الْمُذَلَّلَةِ أَنْفُسُهُمْ بِالْمَوْتِ فَلَا حَیَّ یَطْمَعُ فِي الْبَقَاءِ وَلَا نَفْسَ إِلَّا مُذْعِنَةٌ بِالْمَنُونِ، فَلَا یَغْلِبَنَّکُمُ الْأَمَلُ، وَلَا یَطُلْ عَلَیْکُمُ الْأَمَدُ، وَلَا تَغْتَرُّوا فِیهَا بِالْآمَالِ وَتَعَبَّدُوا اللّٰهَ أَیَّامَ الْحَیَاةِ، فَوَ اللّٰهِ لَوْ حَنَنْتُمْ حَنِینَ الْوَالِهِ الْعَجْلَانِ وَدَعَوْتُمْ بِمِثْلِ دُعَاءِ الْأَنَامِ وَجَأَرْتُمْ جُؤَارَ مُتَبَتِّلِ الرُّهْبَانِ، وَخَرَجْتُمْ إِلَی اللّٰهِ مِنَ الْأَمْوَالِ وَالْأَوْلَادِ الْتِمَاسَ الْقُرْبَةِ إِلَیْهِ فِي ارْتِفَاعِ دَرَجَةٍ عِنْدَهُ أَوْ غُفْرَانِ سَیِّئَةٍ أَحْصَتْهَا کَتَبَتُهُ وَحَفِظَتْهَا رُسُلُهُ لَکَانَ قَلِیلًا فِیمَا أَرْجُو لَکُمْ مِنْ ثَوَابِهِ وَأَتَخَوَّفُ عَلَیْکُمْ مِنْ أَلِیمِ عِقَابِهِ، وَبِاللّٰهِ لَوِ انْمَاثَتْ قُلُوبُکُمْ انْمِیَاثًا وَسَالَتْ عُیُونُکُمْ مِنْ رَغْبَةٍ إِلَیْهِ وَرَهْبَةٍ مِنْهُ دَمًا، ثُمَّ عُمِّرْتُمْ فِي الدُّنْیَا مَا کَانَتِ الدُّنْیَا بَاقِیَةً مَا جَزَتْ أَعْمَالُکُمْ وَلَوْ لَمْ تُبْقُوا شَیْئًا مِنْ جُهْدِکُمْ لِنِعَمِهِ الْعِظَامِ عَلَیْکُمْ وَهُدَاهُ إِیَّاکُمْ إِلَی الْإِیمَانِ مَا کُنْتُمْ لِتَسْتَحِقُّوا أَبَدَ الدَّهْرِ مَا الدَّهْرُ قَائِمٌ بِأَعْمَالِکُمْ جَنَّتَهُ وَلَا رَحْمَتَهُ وَلٰکِنْ بِرَحْمَتِهِ تُرْحَمُونَ وَبِهُدَاهُ تَهْتَدُونَ، وَبِهِمَا إِلَی جَنَّتِهِ تَصِیرُونَ، جَعَلَنَا اللّٰهُ وَإِیَّاکُمْ مِنَ التَّائِبِینَ الْعَابِدِینَ-

وَإِنَّ هٰذَا یَوْمٌ حُرْمَتُهُ عَظِیمَةٌ وَبَرَکَتُهُ مَأْمُولَةٌ، وَالْمَغْفِرَةُ فِیهِ مَرْجُوَّةٌ، فَأَکْثِرُوا ذِکْرَ اللّٰهِ تَعَالَیٰ وَاسْتَغْفِرُوهُ وَتُوبُوا إِلَیْهِ إِنَّهُ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِیمُ، وَمَنْ ضَحَّیٰ مِنْکُمْ بِجَذَعٍ مِنَ الْمَعْزِ فَإِنَّهُ لَا یُجْزِي عَنْهُ، وَالْجَذَعُ مِنَ الضَّأْنِ یُجْزِي-

وَمِنْ تَمَامِ الْأُضْحِیَةِ اسْتِشْرَافُ عَیْنِهَا وَأُذُنِهَا وَإِذَا سَلِمَتِ الْعَیْنُ وَالْأُذُنُ تَمَّتِ الْأُضْحِیَةُ، وَإِنْ کَانَتْ عَضْبَاءَ الْقَرْنِ أَوْ تَجُرُّ بِرِجْلَیْهَا إِلَی الْمَنْسَکِ فَلَا تُجْزِي-

وَإِذَا ضَحَّیْتُمْ فَکُلُوا وَأَطْعِمُوا وَاهْدُوا وَاحْمَدُوا اللّٰهَ عَلَیٰ مَا رَزَقَکُمْ مِنْ بَهِیمَةِ الْأَنْعَامِ وَأَقِیمُوا الصَّلَاةَ، وَآتُوا الزَّکَاةَ وَأَحْسِنُوا الْعِبَادَةَ، وَأَقِیمُوا الشَّهَادَةَ وَارْغَبُوا فِیمَا کُتِبَ عَلَیْکُمْ وَفُرِضَ مِنَ الْجِهَادِ وَالْحَجِّ وَالصِّیَامِ، فَإِنَّ ثَوَابَ ذٰلِکَ عَظِیمٌ لَا یَنْفَدُ، وَتَرْکَهُ وَبَالٌ لَا یَبِیدُ، وَأْمُرُوا بِالْمَعْرُوفِ، وَانْهَوْا عَنِ الْمُنْکَرِ، وَأَخِیفُوا الظَّالِمَ، وَانْصُرُوا الْمَظْلُومَ، وَخُذُوا عَلَیٰ یَدِ الْمُرِیبِ وَأَحْسِنُوا إِلَی النِّسَاءِ وَمَا مَلَکَتْ أَیْمَانُکُمْ، وَاصْدُقُوا الْحَدِیثَ، وَأَدُّوا الْأَمَانَةَ، وَکُونُوا قَوَّامِینَ بِالْحَقِّ، وَلَا تَغُرَّنَّکُمُ الْحَیَاةُ الدُّنْیَا وَلَا یَغُرَّنَّکُمْ بِاللّٰهِ الْغَرُورُ، إِنَّ أَحْسَنَ الْحَدِیثِ ذِکْرُ اللّٰهِ، وَأَبْلَغَ مَوْعِظَةِ الْمُتَّقِینَ کِتَابُ اللّٰهِ أَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیمِ، بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیمِ قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ، اللّٰهُ الصَّمَدُ لَمْ یَلِدْ وَلَمْ یُولَدْ، وَلَمْ یَکُنْ لَهُ کُفُوًا أَحَدٌ-

اللّٰہ اکبر اللّٰہ اکبر اس کے عرش کے وزن کے برابر اور اس کی منشاء کے مطابق اس کے آسمانوں اور اس کے سمندروں کے قطرات کی تعداد کے برابر، اس کیلئے اچھے اچھے نام ہیں، اور اللہ کی حمد یہاں تک کہ وہ راضی ہو جائے، اور وہی صاحب عزت اور بخشنے والا ہے، اللہ اکبر ہے، کبیر ہے، بڑائی والا ہے، اور اللہ عزت والا ہے، رحیم ہے، مہربانی کرنے والا ہے، باوجود قدرت سزا معاف کر دیتا ہے اور سوائے گمراہوں کے اس کی رحمت سے کوئی مایوس نہیں ہوتا، اللہ اکبر کبیر ہے

اور لا الہ الا اللہ بہت زیادہ پاک و منزہ ہے اللہ جو مہربان اور صاحب قدرت ہے۔ اللہ کیلئے حمد ہے ہم اس کی حمد کرتے ہیں اسی سے مدد چاہتے ہیں اسی سے مغفرت کے طالب ہیں اسی سے ہدایت چاہتے ہیں اور گواہی دیتے ہیں کہ نہیں ہے کوئی اللہ سوائے اس کے اور یہ کہ محمد اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں، جس نے اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کی اس نے ہدایت پائی اور بہت بڑی کامیابی پر فائز ہوا اور جس نے اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کی وہ بڑی گمراہی میں پڑ گیا، اور سراسر گھاٹے میں رہا۔

اللہ کے بندو میں تمہیں نصیحت کرتا ہوں کہ اللہ سے ڈرنا، موت کو یاد رکھنا، دنیا سے اجتناب کرنا یہ وہ ہے کہ تم سے پہلے اس کے اندر رہنے والے اس سے کوئی فائدہ نہ اٹھاسکے اور تمہارے بعد آنے والوں میں سے کسی ایک کیلئے باقی نہیں رہے گی۔ اس دنیا میں تمہاری راہ بھی وہی ہے جو گزشتہ لوگوں کی راہ تھی کیا تم نہیں دیکھتے کہ یہ ان لوگوں سے بالکل کٹ گئی۔ قضا کا اعلان کر دیا جان پہچان سے انجان بن گئی۔ اور الٹے پاؤں پھر گئی۔ یہ فنا کی خبر دے رہی ہے اور اپنے ساکنین کیلئے موت کی حدی خوانی کر رہی ہے اس میں کی جو چیزیں شیریں تھیں وہ تلخ ہو گئیں۔ جو صاف شفاف تھیں وہ گدلا گئیں اس میں سے اب اتنی ہی باقی ہے جیسے کسی برتن کی تہہ میں ذرا سا پانی یا برتن میں ایک گھونٹ جسے پیاس کی شدت میں پیاسا چوس کر پئے اور پیاس نہ بجھے۔ پس اے اللہ کے بندو تم لوگ اس گھر سے کوچ کیلئے سب کے سب متفق ہو جاؤ جس کے رہنے والوں کے مقدر میں زوال ہے۔ اس کے ساکنین کیلئے زندگی ممنوع ہو جائیگی ان کے نفوس موت سے مفلوج ہو جائینگے۔ کوئی ایسا نہیں جو بقا کی طمع کرے اور کوئی نفس ایسا نہیں جسکو موت کا یقین نہ ہو۔ لہٰذا تم لوگوں پر آرزوؤں کا غلبہ نہ ہونا چاہیئے تم لوگوں کی لمبی لمبی امیدیں نہ ہونی چاہیں اور اس دنیا میں تمناؤں کے دھوکے میں نہ رہنا چاہیئے۔ اللہ کی عبادت زندگی بھر کرتے رہو۔ خدا کی قسم اگر تم لوگ زن پسر مردہ کی طرح دہاڑیں مار کر بھی روتے رہے اور لوگوں کی طرح دعائیں مانگتے رہے اور تارک دنیا راہب کی طرح تضرع وزاری کرتے رہے اور پھر اپنے اموال و اولاد کو چھوڑ کر اللہ کی طرف گئے اور اس سے تقریب وبلندی درجات کی اور ان گناہوں کی مغفرت کی درخواست کی جو اسکے کراماً کاتبین تمہارے نامہ اعمال میں لکھے ہوتے ہیں تو ہمیں کم ہی امید ہے کہ تم لوگوں کو ثواب ملے بلکہ ہمیں تو ڈر ہے کہ تم لوگ اللہ کے دردناک، عذاب میں نہ مبتلا ہو جاؤ۔

اور خدا کی قسم اگر تم لوگ دنیا میں اس وقت تک باقی رہو جب تک دنیا باقی ہے اور اللہ کی محبت اور اس کے خوف میں تمہارے قلوب نمک کی طرح پگھل جائیں اور تمہاری آنکھیں آنسو کے بدلے خون بہائیں پھر بھی تمہارے یہ اعمال پورے نہیں ہونگے۔ اور اللہ تعالیٰ نے جو عظیم نعمتیں تمہیں دی ہیں اور ایمان کی طرف جو تمہاری ہدایت کی ہے اس کیلئے تم اپنی کوئی کوشش باقی نہ چھوڑو اور جب تک زمانہ قائم ہے اس وقت تک اعمال بجالاتے رہو پھر بھی تم اپنے اعمال سے اس کی جنت اور اس کی رحمت کے حقدار نہیں بن سکتے۔ مگر یہ اس کی مہربانی ہے جو تم پر رحم کیا جارہا ہے۔ یہ اس کی

رہنمائی ہے جو تم ہدایت پا رہے ہو اور انہیں دونوں کی وجہ سے تم لوگ اس کی جنت میں پہنچو گے اللہ تعالیٰ ہم لوگوں کو اور تم لوگوں کو توبہ کرنے والوں اور عبادت کرنے والوں میں قرار دے۔

آج کا دن وہ ہے کہ جس کی حرمت عظیم ہے اور اس کی برکت کی امید کی جاتی ہے اور جس میں مغفرت کی بھی امید کی جاتی ہے۔ لہذا اس میں اللہ کا ذکر بہت کرو۔ اس سے طلب مغفرت کرو اس کی بارگاہ میں توبہ کرو بیشک وہ توبہ قبول کرنے والا اور رحم کرنے والا ہے۔

جو شخص تم میں سے بکری کے بچے کی قربانی کرے تو وہ اس کی طرف سے کافی نہیں ہے ہاں بھیڑ کے بچے کی قربانی کافی ہے اور قربانی کے جانور کا درست اور ٹھیک ہونا یہ ہے کہ اس کی آنکھ، کان کو دیکھ لیا جائے اگر آنکھ، کان سلامت ہیں تو قربانی کا جانور ٹھیک ہے اور اگر اس کا سینگ ٹوٹا ہوا یا وہ لنگڑا کر چلتا ہو تو وہ قربانی کیلئے درست اور کافی نہیں ہے۔

اور جب تم لوگ قربانی کے جانور کو ذبح کر لو تو (اس کا گوشت) کھاؤ کھلاؤ اور ایک دوسرے کو ہدیہ کرو اور اللہ تعالیٰ نے تمہیں جو جانوروں کی روزی دی ہے اس پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرو، نماز پڑھو، زکوۃ دو، اچھی طرح سے عبادت کرو۔ شہادت قائم کرو۔ اور اللہ تعالیٰ نے جو چیزیں تم پر فرض کی ہیں ان کو رغبت سے انجام دو جیسے جہاد و حج اور روزہ اس لئے کہ اس کا ثواب اتنا بڑا ہے جو کبھی ختم نہ ہوگا اور ان کا ترک کرنا ایسا وبال ہے جو کبھی نہ مٹے گا، اور نیکی کا حکم دو اور برائی سے منع کرو، ظالم کو ڈراؤ اور مظلوم کی مدد کرو، جو لوگ ریب اور شک میں گرفتار ہیں ان کی دستگیری کرو، عورتوں اور غلاموں کے ساتھ اچھا سلوک کرو اور سچ بولو، لوگوں کی امانتیں ادا کرو اور حق پر قائم رہنے والوں میں شامل ہو جاؤ اور تمہیں یہ دنیاوی زندگی دھوکے میں نہ ڈالے اور نہ کوئی فریب دینے والا تمہیں فریب میں مبتلا کرے، بیشک بہترین بات ذکر خدا ہے اور متقیوں کیلئے سب سے فصیح و بلیغ موعظہ کتاب الہیٰ ہے۔ میں اللہ کی پناہ چاہتا ہوں شیطان رجیم سے۔ اے رسول کہہ دو کہ اللہ بے نیاز ہے نہ اس نے کسی کو جنا نہ اس کو کسی نے جنا اور اس کا ہمسر کوئی بھی نہیں ہے)

اور اس کے بعد سورہ قل یا ایھا الکافرون آخر تک یا الھٰکم التکاثر آخر تک یا سورہ العصر پڑھتے لیکن جو سورہ ہمیشہ پڑھا کرتے تھے وہ سورہ (قل ھو اللہ احد) ہے اور جب ان سوروں میں سے کسی ایک سورہ کو پڑھ چکتے تو پھر ذرا دیر کیلئے بیٹھ جاتے اور آپؑ پہلے وہ شخص ہیں کہ جس نے دو خطبوں کے درمیان اس نشست کو محفوظ رکھا۔ پھر آپ وہی خطبہ پڑھتے تھے جس کو میں نے جمعہ کے بعد تحریر کیا ہے۔

(۱۴۸۵) اور وہ علل و اسباب کہ جس کی روایت مفضل بن شاذان نیشاپوریؒ سے کی گئی ہے اور بیان کیا گیا ہے کہ انہوں نے حضرت امام رضا علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا آپؑ نے فرمایا کہ یوم فطر کو یوم عید اس لئے قرار دیا گیا کہ اس میں مسلمانوں کا اجتماع ہوتا ہے وہ مجتمع ہوتے ہیں اور خدا کی خوشنودی کیلئے نکلتے ہیں اور اللہ تعالیٰ نے جو ان پر احسان کیا ہے اس پر اس کا شکر ادا کرتے ہیں اس لئے یہ یوم عید یوم اجتماع یوم فطر، یوم زکوۃ، یوم رغبت اور یوم تضرع ہے نیز اس لئے

کہ یہ سال کا پہلا دن ہے (رمضان کے بعد) جس میں کھانا پینا حلال ہے کیونکہ اہل حق کے نزدیک ایک سال کے مہینوں میں پہلا مہینہ ماہ رمضان ہے تو اللہ تعالیٰ نے یہ چاہا کہ لوگوں کا مجمع ہو جس میں لوگ اس کی حمد کریں اور اس کی تقدیس کریں، اور اس کے علاوہ اس میں دوسری نمازوں سے زیادہ تکبیریں قرار دیں اس لئے کہ تکبیر اصل میں اللہ کی بڑائی کا اقرار ہے اور اس نے جو ہدایت کی اس کا شکر ادا کرتا ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے ولتکبروا اللّٰہ علی ماھداکم ولعلکم تشکرون (تاکہ خدا نے جو تم کو راہ پر لگا دیا ہے اس نعمت پر اس کی بڑائی بیان کرو تاکہ تم شکر گزار ہو) (سورہ بقرہ آیت نمبر ۱۸۵)

اور اس میں بارہ تکبیریں رکھ دیں اس لئے کہ پوری دو رکعتوں میں بارہ تکبیریں ہیں۔ پہلی رکعت میں سات دوسری رکعت میں پانچ دونوں میں برابر برابر نہیں رکھا اس لئے کہ نماز فریضہ میں سنت ہے کہ اس کا افتتاح سات تکبیروں سے کیا جائے اس لئے یہاں بھی سات تکبیروں سے شروع کیا اور دوسری رکعت میں پانچ تکبیریں اس لئے کہ تکبیرۃ الاحرام دن اور رات میں پانچ ہوتی ہیں تاکہ دونوں رکعتوں میں تکبیر متواتر ہو جائے۔

(۱۴۸۶) حلبی نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے آپؑ نے ارشاد فرمایا کہ نماز عیدین میں جب لوگ پانچ یا سات ہوں تو نماز باجماعت ادا کریں جیسا کہ جمعہ کے دن کرتے ہیں نیز فرمایا کہ دوسری رکعت میں قنوت پڑھا جائے گا۔ راوی کا بیان ہے کہ میں نے عرض کیا کہ کیا بغیر عمامہ کے (یہ نماز) جائز ہے؟ آپ نے فرمایا ہاں مگر عمامہ مجھے بہت پسند ہے۔

(۱۴۸۷) ابو الصباح کنانی نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے راوی کا بیان ہے کہ میں نے آنجنابؑ سے نماز عیدین میں تکبیر کے متعلق دریافت کیا تو آپ نے فرمایا بارہ تکبیریں ہیں سات پہلی رکعت میں اور پانچ دوسری رکعت میں اور جب تم نماز کیلئے کھڑے ہو تو ایک مرتبہ اللّٰہ اکبر کہو اس کے بعد کہو أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ، اَللّٰهُمَّ أَنْتَ أَهْلُ الْكِبْرِيَاءِ وَالْعَظَمَةِ، وَأَهْلُ الْجُودِ وَالْجَبَرُوتِ، وَالْقُدْرَةِ وَالسُّلْطَانِ وَالْعِزَّةِ أَسْأَلُكَ فِي هٰذَا الْيَوْمِ الَّذِي جَعَلْتَهُ لِلْمُسْلِمِينَ عِيدًا وَلِمُحَمَّدٍ صَلَوَاتُكَ عَلَيْهِ وَآلِهِ ذُخْرًا وَمَزِيدًا أَنْ تُصَلِّيَ عَلَى مُحَمَّدٍ وَآلِ مُحَمَّدٍ، وَأَنْ تُصَلِّيَ عَلَى مَلَائِكَتِكَ الْمُقَرَّبِينَ وَأَنْبِيَائِكَ الْمُرْسَلِينَ، وَأَنْ تَغْفِرَ لَنَا وَلِجَمِيعِ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَالْمُسْلِمِينَ وَالْمُسْلِمَاتِ الْأَحْيَاءِ مِنْهُمْ وَالْأَمْوَاتِ، اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ مِنْ خَيْرِ مَا سَأَلَكَ بِهِ عِبَادُكَ الْمُرْسَلُونَ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا عَاذَ مِنْهُ عِبَادُكَ الْمُخْلَصُونَ - اَللّٰهُ أَكْبَرُ أَوَّلُ كُلِّ شَيْءٍ وَآخِرُهُ وَبَدِيعُ كُلِّ شَيْءٍ وَمُنْتَهَاهُ، وَعَالِمُ بِكُلِّ شَيْءٍ وَمَعَادُهُ وَمَصِيرُ كُلِّ شَيْءٍ إِلَيْهِ وَمَرَدُّهُ، وَمُدَبِّرُ الْأُمُورِ، وَبَاعِثُ مَنْ فِي الْقُبُورِ، قَابِلُ الْأَعْمَالِ مُبْدِي الْخَفِيَّاتِ، مُعْلِنُ السَّرَائِرِ، اَللّٰهُ أَكْبَرُ عَظِيمُ الْمَلَكُوتِ، شَدِيدُ الْجَبَرُوتِ، حَيٌّ لَا يَمُوتُ دَائِمٌ لَا يَزُولُ إِذَا قَضَى أَمْرًا فَإِنَّمَا يَقُولُ لَهُ كُنْ فَيَكُونُ، اَللّٰهُ أَكْبَرُ خَشَعَتْ لَكَ

الْاَصْوَاتُ وَعَنَتْ لَکَ الْوُجُوْهُ ، وَحَارَتْ دُوْنَکَ الْاَبْصَارُ ، وَکَلَّتِ الْاَلْسُنُ عَنْ عَظَمَتِکَ ، وَالنَّوَاصِیْ کُلُّهَا بِیَدِکَ ، وَمَقَادِیْرُ الْاُمُوْرِ کُلُّهَا اِلَیْکَ - لَایَقْضِیْ فِیْهَا غَیْرُکَ ، وَلَا یَتِمُّ مِنْهَا شَیْءٌ دُوْنَکَ ، اَللّٰهُ اَکْبَرُ اَحَاطَ بِکُلِّ شَیْءٍ حِفْظُکَ وَقَهَرَ کُلَّ شَیْءٍ عِزُّکَ - وَنَفَذَ کُلَّ شَیْءٍ اَمْرُکَ وَقَامَ کُلُّ شَیْءٍ بِکَ ، وَتَوَاضَعَ کُلُّ شَیْءٍ لِعَظَمَتِکَ ، وَذَلَّ کُلُّ شَیْءٍ لِعِزَّتِکَ ، وَاسْتَسْلَمَ کُلُّ شَیْءٍ لِقُدْرَتِکَ ، وَخَضَعَ کُلُّ شَیْءٍ لِمَلَکَتِکَ - اَللّٰهُ اَکْبَرُ (میں گواہی دیتا ہوں کہ نہیں ہے کوئی اللہ سوائے اس اللہ کے وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں اور گواہی دیتا ہوں کہ محمدؐ اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں ۔ اے اللہ تو ہی بڑائی اور عظمت والا ہے صاحب بخشش و قوت و قدرت و سلطنت و عزت ہے میں تجھ سے آج کے دن سوال کرتا ہوں جسے تو نے مسلمانوں کیلئے عید اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کیلئے مزید ذخیرہ قرار دیا ہے اور تمام مومنین و مومنات و مسلمین و مسلمات زندہ مردہ کو بخش دے ۔ اے اللہ میں تجھ سے اس خیر کا سوال کرتا ہوں جس کا سوال تیرے مرسل بندوں نے کیا تھا ۔ اور اس شر سے تیری پناہ چاہتا ہوں جس سے تیرے مخلص بندوں نے پناہ چاہی تھی ۔

اللہ اکبر ہر شے کے اول و آخر ہے وہ ہر شے کا موجد اور تنہا ہے ہر شے کا عالم اور اس کے پلٹنے کی جگہ ہے ہر شے اسی کی طرف جاری ہے اور اس طرف واپس ہو رہی ہے ۔ اور تمام امور کو درست کرنے والا ہے اور جو لوگ قبروں میں ہیں ان کو دوبارہ زندہ کرنے والا ہے ۔ بندوں کے اعمال کو قبول کرنے والا اور مخفی چیزوں کو ظاہر کرنے والا ہے بھیدوں کو افشاء کرنے والا ہے اللہ اکبر وہ عظیم قوت والا ، شدید طاقت والا ہے وہ ایسا زندہ جسے کبھی موت نہیں آئے گی وہ ہمیشہ رہنے والا ہے اس کو کبھی زوال نہیں جب وہ کسی امر کا ارادہ کر لیتا ہے تو بس وہ کہہ دیتا ہے کہ ہو جا اور وہ شے ہو جاتی ہے ۔ اللہ اکبر (پروردگار) تیرے سامنے آوازیں دبی ہوئی ہیں ۔ تیرے حضور رخسار جھکے ہوئے ہیں ۔ آنکھیں حیرت زدہ ہیں تیری عظمت کے بیان میں زبانیں گنگ ہیں ۔ ہر ایک کی پیشانیاں تیرے دست قدرت میں ہیں اور تمام امور کے مقدرات تیری طرف سے ہیں تیرے سوا ان کو کوئی پورا نہیں کر سکتا ۔ اور وہ بغیر تیرے ان میں سے کوئی بھی اتمام کو نہیں پہنچ سکتی ۔

پروردگار ۔ ہر شے تیرے احاطہ حفاظت میں ہے ۔ ہر شے تیری قوت سے مغلوب ہے ۔ ہر شے پر تیرا حکم نافذ ہے تیری وجہ سے ہر شے قائم ہے تیری عظمت کے سامنے ہر شے سرنگوں ہے ۔ تیری طاقت کے سامنے ہر شے پست و ذلیل ہے تیری قدرت کے آگے ہر ایک کا سر تسلیم خم ہے ۔ تیری طاقت کے آگے ہر شے زیر ہے ۔ اللہ اکبر)

پھر سورہ الحمد اور سورہ والشمس وضحیٰھا پڑھو اور ساتویں تکبیر پر رکوع کرو اور دوسری رکعت میں کہو اَللّٰهُ اَکْبَرُ اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَاشَرِیْکَ لَهٗ ، وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ ، اَللّٰهُمَّ اَنْتَ اَهْلُ الْکِبْرِیَاءِ وَالْعَظَمَةِ (میں گواہی دیتا ہوں کہ نہیں ہے کوئی اللہ سوائے اس اللہ کے وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں اور گواہی دیتا ہوں کہ محمدؐ اس کے بندے اور اسکے رسول ہیں اے اللہ تو بڑائی اور عظمت والا ہے) ــــــــ اور وہ سب مکمل کہو جو پہلی تکبیر کے بعد کہہ چکے ہو اور یہ ہر تکبیر میں کہنا ہے یہاں تک کہ پانچ تکبیریں پوری ہوں اور عیدین کا خطبہ بعد نماز ہے ۔

باب استسقاء

(۱۴۸۸) عبدالرحمن بن کثیر نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ جب چار باتیں کھل کر ہونے لگیں تو چار چیزیں ظاہر ہونگی۔ جب زنا کھل کر ہوگا تو زلزلے آئیں گے، جب زکات روک لی جائیگی تو مویشی ہلاک ہونگے، جب حکام فیصلہ دینے میں ناانصافی کریں گے تو آسمان سے بارشیں ہونی بند ہوجائینگی، جب عہد شکنی ہوگی، اپنی ذمہ داری کو پورا نہ کیا جائے گا تو مشرکین مسلمانوں پر فتحیاب ہونگے۔

(۱۴۸۹) نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کی گئی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ جب اللہ تعالیٰ کسی قوم پر غضبناک ہوتا ہے مگر پھر بھی عذاب نازل نہیں کرتا تو چیزوں کی قیمتیں بڑھ جاتی ہیں، عمریں کم ہوجاتی ہیں، تاجروں کو نفع نہیں ہوتا، درختوں کے پھل اچھے نہیں اترتے، دریاؤں میں پانی کم ہوجاتے ہیں، بارش ہونی بند ہوجاتی ہے اور شریر لوگ ان پر مسلط ہوجاتے ہیں۔

(۱۴۹۰) حفص بن غیاث نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے آپ نے فرمایا کہ حضرت سلیمان ابن داؤد علیہ السلام ایک دن اپنے اصحاب کے ساتھ نکلے تاکہ بارش کیلئے دعا کریں کہ راستہ میں ایک چیونٹی کو دیکھا کہ وہ اپنے ہاتھ آسمان کی طرف اٹھائے ہوئے یہ دعا کر رہی ہے کہ اے اللہ تیری مخلوق میں سے میں بھی تیری ایک مخلوق ہوں ہم لوگ تیرے رزق سے مستغنی نہیں ہمیں تیرے رزق کی ضرورت ہے بنی آدم کے گناہوں کی وجہ سے ہم لوگوں کو تو ہلاک نہ کر (چیونٹی کی یہ دعا سن کر) حضرت سلیمان علیہ السلام نے اپنے اصحاب سے کہا واپس چلو اب بغیر تمہاری دعا کے پانی برسے گا۔

(۱۴۹۱) حفص بن بختری نے آنجناب علیہ السلام سے روایت کی ہے آپؑ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ جب ارادہ کرتا ہے کہ بارش سے مخلوق کو سیراب کرے تو وہ بادل کو حکم دیتا ہے اور وہ زیر عرش سے پانی اٹھالیتا ہے اور جب بناتات اگانے کا ارادہ نہیں کرتا تو وہ بادلوں کو حکم دیتا ہے اور وہ سمندر سے پانی اٹھاتے ہیں۔ تو عرض کیا گیا کہ مگر سمندر کا پانی تو کھاری اور نمکین ہوتا ہے آپ نے فرمایا کہ بادل شیریں کرلیتا ہے۔

(۱۴۹۲) اور سعدان نے ان ہی علیہ السلام سے روایت کی تو آپ نے فرمایا کہ جو قطرہ بھی آسمان سے نازل ہوتا ہے اسکے ساتھ ایک فرشتہ بھی نازل ہوتا ہے اور وہ اس قطرے کو وہاں رکھ دیتا ہے جہاں اسکے لئے جگہ مقرر ہے۔

(۱۴۹۳) نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے جب اہل دنیا کو خلق کیا اس وقت سے اب تک کوئی دن ناغہ نہیں جاتا ہر روز پانی برستا ہے اور اس کو اللہ تعالیٰ جہاں چاہتا ہے برساتا ہے۔

(۱۴۹۴) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ہوا صرف اسی مقدار سے نکلتی ہے جتنی اہل زمین کیلئے مناسب ہو

سوائے زمانہ عاد کے اس لئے کہ وہ اس وقت اپنے موکلین کے قابو سے باہر ہو گئی تھی چنانچہ وہ ایک سوئی کے ناکے کے برابر نکلی اور اس سے قوم عاد ہلاک ہو گئی اور پانی بھی صرف اسی مقدار سے برستا ہے جتنا اہل زمین کیلئے مناسب ہو سوائے زمانہ نوحؑ کے اس لئے کہ وہ اس وقت اپنے موکلین کے قابو سے باہر ہو گیا اور وہ بھی ایک سوئی کے ناکے کے برابر نکلا اور اسی سے اللہ تعالیٰ نے قوم نوحؑ کو غرق کر دیا۔

(۱۴۹۵) حضرت امیرالمومنین علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ بادل بارش کی چھلنی ہے اگر یہ نہ ہو تو ہر وہ شے جس پر یہ گرے فاسد اور خراب ہو جائے۔

(۱۴۹۶) اور ابو بصیر نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے رعد کے متعلق دریافت کیا کہ یہ رعد کیا کہتا ہے؟ آپ نے فرمایا کہ یہ ایک ایسے مرد کے مانند ہے جو اونٹ پر سوار ہے اس کو ہنکاتا ہے اور اس طرح گونجتا ہے۔ راوی کا بیان ہے کہ میں نے عرض کیا کہ میں آپ پر قربان یہ بجلی کیا ہے؟ فرمایا یہ ملائکہ کے کوڑے ہیں جس سے وہ بادل کو مارتے ہیں اور اللہ تعالیٰ نے جہاں بارش کا فیصلہ کیا ہوتا ہے وہاں انکو ہنکا کر لے جاتے ہیں۔

(۱۴۹۷) نیز آپ نے فرمایا کہ رعد ایک ملک کی آواز ہے اور برق اس کا کوڑا ہے۔

(۱۴۹۸) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے بیان فرمایا کہ ایک مرتبہ فرعون کے اصحاب فرعون کے پاس آئے اور بولے دریائے نیل خشک ہو گیا ہے ایسی حالت میں تو ہم لوگوں کی ہلاکت ہے۔ فرعون نے کہا اچھا آج تم لوگ واپس جاؤ پھر جب رات ہو گئی تو دریائے نیل کے وسط میں گیا اپنے دونوں ہاتھ آسمان کی طرف بلند کئے اور کہا اے اللہ تجھے علم ہے کہ میں اس بات کو جانتا ہوں کہ اس دریا میں سوائے تیرے کوئی پانی نہیں لاسکتا لہذا ہم لوگوں کیلئے اس میں پانی لادے۔ چنانچہ صبح ہوتے ہوتے دریائے نیل میں پانی ٹھاٹھیں مارنے لگا۔

اور نماز استسقاء صرف صحرا میں پڑھی جائے تاکہ آسمان نظر آئے اور نماز استسقاء سوائے مکہ کی مسجد کے اور کسی میں نہیں پڑھی جائے گی۔

اور جب تم نماز استسقاء پڑھنے کا ارادہ کرو تو جس دن تم یہ نماز پڑھو وہ دن شنبہ کا ہونا چاہیئے اس روز تم اس طرح نکلو جس طرح نماز عید کے لئے نکلتے ہیں۔ اعلان کرنے والے تمہارے آگے آگے اعلان کرتے ہوئے چلیں یہاں تک کہ تم نماز کی جگہ پہنچو اور لوگوں کے ساتھ دو رکعت نماز بغیر اذان اور بغیر اقامت کے پڑھو پھر منبر پر جاؤ اور خطبہ پڑھو۔ اور تمہاری ردا کا جو (حصہ) تمہارے داہنی جانب ہے اسے بائیں جانب کر لو اور جو (حصہ) بائیں جانب ہے اسے داہنے جانب کر لو۔ پھر قبلہ کی طرف رخ کرو اور سو مرتبہ اللہ اکبر بلند آواز سے کہو۔ پھر اپنے داہنی جانب ملتفت ہو اور سو مرتبہ سبحان اللہ بلند آواز سے کہو پھر اپنے بائیں جانب ملتفت ہو اور سو مرتبہ لا الہ الا اللہ بلند آواز سے کہو پھر مجمع کی طرف رخ کرو اور سو مرتبہ بلند آواز سے الحمد اللہ کہو پھر تم اور سارے لوگ بلند آواز سے بارش کیلئے دعا کریں انشاء اللہ وہ تمہیں مایوس واپس نہ

کرے گا۔

(۱۵۰۰) اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب بارش کیلئے دعا کرتے تو یہ کہتے اَللّٰهُمَّ اسْقِ عِبَادَكَ وَ بَهَائِمَكَ وَ انْشُرْ رَحْمَتَكَ وَ اَحْيِ بِلَادَكَ الْمَيْتَةَ (اے اللہ تو اپنے بندوں اور اپنے جانوروں کو سیراب کردے اپنی رحمت پھیلا دے اور اپنے مردہ شہروں کو زندہ کردے) آپ اس دعا کی تکرار تین دفعہ کرتے تھے۔

(۱۵۰۱) اور امیرالمومنین علیہ السلام نے نماز استسقاء کے موقع پر خطبہ دیا اور یہ کہا اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ سَابِغِ النِّعَمِ وَمُفَرِّجِ الْهَمِّ وَبَارِئِ النَّسَمِ، اَلَّذِي جَعَلَ السَّمَاوَاتِ لِكُرْسِيِّهِ عِمَاداً وَالْجِبَالَ لِلْأَرْضِ أَوْتَاداً، وَالْأَرْضَ لِلْعِبَادِ مِهَاداً وَ مَلَائِكَتَهُ عَلَى أَرْجَائِهَا، وَحَمَلَةَ الْعَرْشِ عَلَى أَمْطَائِهَا وَأَقَامَ بِعِزَّتِهِ أَرْكَانَ الْعَرْشِ، وَأَشْرَقَ بِضَوْئِهِ شُعَاعَ الشَّمْسِ، وَأَطْفَأَ بِشُعَاعِهِ ظُلْمَةَ الْغَطَشِ وَفَجَّرَ الْأَرْضَ عُيُوناً، وَالْقَمَرَ نُوراً، وَالنُّجُومَ بُهُوراً، ثُمَّ عَلَا فَتَمَكَّنَ، وَخَلَقَ فَأَتْقَنَ وَأَقَامَ فَتَهَيْمَنَ فَخَضَعَتْ لَهُ نَخْوَةُ الْمُتَكَبِّرِ وَطَلَبَتْ إِلَيْهِ خَلَّةُ الْمُتَمَسْكِنِ اَللّٰهُمَّ فَبِدَرَجَتِكَ الرَّفِيعَةِ، وَمَحَلَّتِكَ الْمَنِيعَةِ، وَفَضْلِكَ السَّابِغِ، وَسَبِيلِكَ الْوَاسِعِ أَسْأَلُكَ أَنْ تُصَلِّيَ عَلَى مُحَمَّدٍ وَآلِ مُحَمَّدٍ كَمَا دَانَ لَكَ وَدَعَا إِلَى عِبَادَتِكَ وَوَفَى بِعَهْدِكَ وَأَنْفَذَ أَحْكَامَكَ، وَاتَّبَعَ أَعْلَامَكَ، عَبْدِكَ نَبِيِّكَ وَأَمِينِكَ عَلَى عَهْدِكَ إِلَى عِبَادِكَ، اَلْقَائِمِ بِأَحْكَامِكَ، وَمُؤَيِّدِ مَنْ أَطَاعَكَ، وَقَاطِعِ عُذْرِ مَنْ عَصَاكَ، اَللّٰهُمَّ فَاجْعَلْ مُحَمَّداً أَجْزَلَ مَنْ جَعَلْتَ لَهُ نَصِيباً مِنْ رَحْمَتِكَ، وَأَنْضَرَ مَنْ أَشْرَقَ وَجْهُهُ بِسِجَالِ عَطِيَّتِكَ وَأَقْرَبَ الْأَنْبِيَاءِ زُلْفَةً يَوْمَ الْقِيَامَةِ عِنْدَكَ، وَأَوْفَرَهُمْ حَظّاً مِنْ رِضْوَانِكَ وَأَكْثَرَهُمْ صُفُوفَ أُمَّةٍ فِي جِنَانِكَ كَمَا لَمْ يَسْجُدْ لِلْأَحْجَارِ، وَلَمْ يَعْتَكِفْ لِلْأَشْجَارِ، وَلَمْ يَسْتَحِلَّ السِّبَاءَ وَلَمْ يَشْرَبِ الدِّمَاءَ، اَللّٰهُمَّ خَرَجْنَا إِلَيْكَ حِينَ أَجَأَتْنَا الْمَضَايِقُ الْوَعِرَةُ، وَأَلْجَأَتْنَا الْمَحَابِسُ الْعَسِرَةُ وَعَضَّتْنَا [الصَّعْبَةُ] عَلَائِقُ الشَّيْنِ، وَتَأَثَّلَتْ عَلَيْنَا لَوَاحِقُ الْمَيْنِ وَاعْتَكَرَتْ عَلَيْنَا حَدَابِيرُ السِّنِينَ وَأَخْلَفَتْنَا مَخَائِلُ الْجُودِ وَاسْتَظْمَأْنَا لِصَوَارِخِ الْعَوْدِ، فَكُنْتَ رَجَاءَ الْمُبْتَئِسِ وَالثِّقَةَ لِلْمُلْتَمِسِ نَدْعُوكَ حِينَ قَنَطَ الْأَنَامُ، وَمُنِعَ الْغَمَامُ، وَهَلَكَ السَّوَامُ، يَا حَيُّ يَا قَيُّومُ عَدَدَ الشَّجَرِ وَالنُّجُومِ، وَالْمَلَائِكَةِ الصُّفُوفِ، وَالْعَنَانِ الْمَكْفُوفِ، أَنْ لَا تَرُدَّنَا خَائِبِينَ وَلَا تُؤَاخِذَنَا بِأَعْمَالِنَا وَلَا تُحَاصَّنَا بِذُنُوبِنَا، وَانْشُرْ عَلَيْنَا رَحْمَتَكَ بِالسَّحَابِ الْمُتْئِقِ، وَالنَّبَاتِ الْمُونِقِ، وَامْنُنْ عَلَى عِبَادِكَ بِتَنْوِيعِ الثَّمَرَةِ وَأَحْيِ بِلَادَكَ بِبُلُوغِ الزَّهَرَةِ وَأَشْهِدْ مَلَائِكَتَكَ الْكِرَامَ السَّفَرَةَ، سُقْيَا مِنْكَ نَافِعَةً، دَائِمَةً غُزْرُهَا وَاسِعاً دَرُّهَا سَحَاباً وَابِلاً سَرِيعاً عَاجِلاً تُحْيِي بِهِ مَا قَدْ مَاتَ، وَتَرُدُّ بِهِ مَا قَدْ فَاتَ وَتُخْرِجُ بِهِ مَا هُوَ آتٍ، اَللّٰهُمَّ اسْقِنَا غَيْثاً مُغِيثاً مُمْرِعاً طَبَقاً مُجَلْجِلاً مُتَتَابِعاً خُفُوقُهُ مُنْبَجِسَةً بُرُوقُهُ، مُرْتَجِسَةً هُمُوعُهُ، وَسَيْبُهُ مُسْتَدِرٌّ، وَصَوْبُهُ مُسْبَطِرٌّ لَا تَجْعَلْ ظِلَّهُ عَلَيْنَا سَمُوماً، وَبَرْدَهُ عَلَيْنَا حُسُوماً وَضَوْءَهُ عَلَيْنَا رُجُوماً، وَمَاءَهُ أُجَاجاً، وَنَبَاتَهُ رَمَاداً رِمْدِداً اَللّٰهُمَّ إِنَّا نَعُوذُ بِكَ مِنَ الشِّرْكِ وَهَوَادِيهِ، وَالظُّلْمِ وَدَوَاهِيهِ، وَالْفَقْرِ وَدَوَاعِيهِ يَا مُعْطِيَ الْخَيْرَاتِ مِنْ أَمَاكِنِهَا، وَمُرْسِلَ الْبَرَكَاتِ مِنْ مَعَادِنِهَا، مِنْكَ الْغَيْثُ الْمُغِيثُ، وَأَنْتَ الْغِيَاثُ الْمُسْتَغَاثُ وَنَحْنُ

الخاطئون واھل الذنوب وانت المستغفر الغفار نستغفرک للجمات من ذنوبنا ، ونتوب الیک من عوام خطایانا اللھم فارسل علینا دیمۃ مدراراً ، واسقنا الغیث واکفاً مغزاراً غیثاً واسعاً ، وبرکۃ من الوابل نافعۃ یدافع الودق بالودق ، ویتلو القطر منہ القطر ، غیر خلب برقہ ولا مکذب رعدہ ، ولا عاصفۃ جنائبہ بل ریاً یغص بالری ربابہ ، وفاض فانصاع بہ سحابہ وجری آثار ھیدبہ جنابہ ، سقیا منک محییۃ مرویۃ ، محفلۃ مفضلۃ زاکیاً نبتھا نامیاً زرعھا ، ناضراً عودھا ، ممرعۃ آثارھا ، جاریۃ بالخیر والخصب علی اھلھا ، تنعش بھا الضعیف من عبادک وتحیی بھا المیت من بلادک ، وتنعم بھا المبسوط من رزقک وتخرج بھا المخزون من رحمتک ، وتعم بھا من نأی من خلقک ، حتی یخصب لامراعھا المجدبون ، ویحیا ببرکتھا المسنتون ، وتترع بالقیعان غدرانھا ، وتورق ذری الاکام زھراتھا ، ویدھام بذری الاکام شجرھا وتستحق علینا بعد الیاس شکراً ، منۃ من مننک مجللۃ ، ونعمۃ من نعمک مفضلۃ ، علی بریتک المرملۃ ، وبلادک المغربۃ وبھائمک المعملۃ ، ووحشک المھملۃ اللھم منک ارتجاؤنا ، والیک مآبنا ، فلا تحبسہ عنا لتبطنک سرائرنا ولا تؤاخذنا بما فعل السفھاء منا ، فانک تنزل الغیث من بعد ما قنطوا وتنشر رحمتک ، وانت الولی الحمید۔

(اس اللہ کی حمد جو وسیع نعمتیں دینے والا ہے۔ غم وہم کو دور کرنے والا اور انسانوں کا پالنے والا ہے وہ اللہ وہ ہے جس نے تمام آسمانوں کو اپنی کرسی کا پایہ بنایا اور پہاڑوں کو زمین کیلئے میخ بنایا زمین کو بندوں کیلئے گہوارہ بنایا اور اس کے ملائکہ ان سب کے ارد گرد ہیں اور حاملین عرش ان کی پشت پر ہیں اس نے اپنی قوت سے ارکان عرش کو قائم کیا اور اپنے نور سے آفتاب کی شعاعوں کو چمکایا۔ اور پھر آفتاب کی شعاعوں نے ظلمت کو ڈھانپ لیا۔ اس نے زمین میں جگہ جگہ چشمے جاری کئے، چاند کو منور کیا ستاروں کو جگمگایا، پھر بلندی کی طرف متوجہ ہوا اس پر اپنا اقتدار دکھایا اسے پیدا اور مستحکم کیا اسے کھڑا کیا اس کی حفاظت کی۔ تو ہر متکبر کی نخوت اسکے سامنے سرنگوں ہو گئی اور ہر مسکین کا افلاس اس کے سامنے دست طلب بڑھانے لگا۔

اے اللہ میں تجھے تیرے درجہ رفیع وعلوئے مرتبت اور تیرے کمال فضل اور تیرے وسیع راستہ کا واسطہ دے کر تجھ سے سوال کرتا ہوں کہ تو محمدؐ اور آل محمدؐ پر اپنی رحمتیں نازل فرما اس لئے کہ انہوں نے تیری اطاعت کی اور لوگوں کو تیری عبادت کی طرف دعوت دی، تیرے عہد کو پورا کیا تیرے احکام نافذ کئے تیری ہدایات کا اتباع کیا۔ یہ تیرے بندے ہیں تیرے نبی ہیں اور تیرے ان پیغامات کے امین ہیں جو تو نے اپنے بندوں کے پاس بھیجے ہیں۔ تیرے احکامات پر قائم ہیں۔ تیرے اطاعت گزار بندوں کی مدد کرنے والے اور تیرے نافرمان بندوں کے عذر کو قطع کرنے والے ہیں۔

اے اللہ تو نے اپنی رحمت کے جن جن لوگوں کو حصے دیئے ہیں ان میں سب سے بڑا حصہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو عطا فرمایا اور تیرے ڈھیروں عطیات دینے کی وجہ سے جن لوگوں کے چہرے بشاش ہیں ان سے زیادہ بشاش آنحضرت

کے چہرے کو بنا دے اور ان لوگوں سے زیادہ اپنی رحمت کا حصہ انہیں عطا فرما اور ان لوگوں سے زیادہ ان کی امت کی صفوں کو اپنی جنت میں داخل فرما۔ اس لئے کہ انہوں نے کبھی پتھروں کو سجدہ نہیں کیا کبھی درختوں کی پرستش نہیں کی کبھی شراب کو حلال نہیں سمجھا۔ اور کبھی خون نہیں پیا۔

اے اللہ جب کہ ہم لوگوں کو بے حد تنگیوں نے گھیرا ہے جب کہ ہم لوگوں پر حد درجہ مشکلات آن پڑی ہیں جب کہ عیوب نے ہمیں دانتوں سے پکڑ لیا ہے جب کہ کذب و افتراء نے ہم پر پورا قبضہ جمالیا ہے۔ جب کہ ہم لوگوں پر قحط سالیوں نے یلغار کر دی ہے جب کہ یہ نہ برسنے والے بادل ہم لوگوں کو چھوڑ جاتے ہیں جب کہ ہمارے بوڑھے اونٹ پیاس سے بلبلا رہے ہیں تو ہم لوگ تیری بارگاہ میں حاضر ہوئے ہیں تو ہر بدحال و پریشان کی امید اور ہر طلبگار کا بھروسہ ہے۔ ہم لوگ تجھے اس وقت آواز دے رہے ہیں جب لوگوں پر مایوسی چھائی ہوئی ہے۔ بادل پانی نہیں برسا رہا ہے۔ چرنے والے جانور ہلاک ہو رہے ہیں۔

اے حی و قیوم ہم لوگ تجھ سے اتنی مرتبہ دعا کرتے ہیں جتنی درختوں اور پھولوں اور ملائکہ کی صفوں اور ان نہ برسنے والے بادلوں کی تعداد ہے کہ تو ہم لوگوں کو مایوس نہ پلٹنا۔ ہم لوگوں سے ہمارے اعمال کا مواخذہ نہ فرما ہمیں ہمارے گناہوں کی سزا نہ دے بلکہ ہم لوگوں پر اپنی رحمتوں کا سایہ کر ایسے برسنے والے بادلوں کے ذریعے جن سے ندی نالے گڑھے تالاب سب بھر جائیں گھاس اور پودے روئیدہ ہو جائیں اور درختوں پر پھل لٹکنے لگیں تو پھولوں کو شگفتہ کر کے اپنے شہروں میں جان ڈال دے۔ اور اپنی طرف سے جلد از جلد بہت برسنے والے ایسے منفعت بخش بادل بھیج جو اس وسیع علاقہ کو سیراب کر دیں اور اپنے بھیجے ہوئے ملائکہ کو دکھا دے کہ مردہ میں تو اس طرح جان ڈالتا ہے اور جو آئندہ پیدا ہونے والے ہیں ان کو اس طرح نکالتا ہے۔ اے اللہ تو ہم لوگوں کو گرج اور چمک کے ساتھ برسنے والے اور چراگاہوں کو سیر کرنے والے بادلوں سے سیراب کر جس سے ندی نالے زور شور سے بہنے لگیں۔ اور ان بادلوں کے زیر سایہ ہم لوگوں پر باد سموم نہ چلے اور نہ منحوس سردی ہو نہ اس کی چمک ہم پر بجلی گرائے نہ اس کی بارش کا پانی تلخ و نمکین ہو کہ پودے جل کر راکھ ہوں اور ہلاک ہو جائیں۔ اے اللہ ہم شرک اور اسکے مقدمات سے اور ظلم اور اسکے براز مصائب انجام سے اور فقر اور اس کے اسباب سے تیری پناہ چاہتے ہیں۔ اے خیر کے مراکز سے خیر عطا کرنے والے۔ برکتوں کے معدن سے برکتیں بھیجنے والے یہ برسنے والے بادل تیری طرف سے آتے ہیں تو ہی فریاد کرنے والوں کی فریاد کو پہنچنے والا ہے۔ ہم لوگ خطاکار اور گنہگار ہیں۔ تو مغفرت چاہنے والوں کی مغفرت کرنے والا ہے اور ہم لوگ تجھ سے اپنے گناہوں کی کثرت کی مغفرت چاہتے ہیں اور اپنی خطاؤں سے تیرے سامنے توبہ کرتے ہیں اے اللہ اب ہم لوگوں پر ایسے بادل بھیج جن میں گرج و چمک نہ ہو اور مسلسل موسلا دھار برسے ہم لوگوں کو ایسی بارش سے سیراب کر جو بہت وسیع علاقہ میں ہو اسکی بڑی بڑی بوندیں برکت اور نفع بخش ہوں جو ایک پر ایک گریں ایک قطرہ کے پیچھے دوسرا قطرہ آئے ایسے بادل نہ ہوں کہ جن میں بجلی کی چمک اور

رعد کی جھوٹی کڑک ہو اور پانی نہ برسے اور نہ باد شمالی جو تیز چلے (بادلوں کو اڑا لے جائے) تیری طرف سے سقایت کا یہ اہتمام ہو کہ بادلوں کے دل اور تہہ بہ تہہ گھٹائیں زمین سے زیادہ اوپر نہ ہوں اور بارش ہو تو قطروں کے تار بندھ جائیں اور یہ سب کیلئے حیات بخش ہوں تالاب اور وادیاں پانی سے بھر جائیں جس سے سبزے اگیں کھیتیاں لہلہائیں شاخیں سرسبز ہوں چراگاہیں آباد ہوں گھاس کثرت سے اگ آئے اور یہاں کے بسنے والوں کیلئے یہ خیر جاری ہو اور تیرے بندوں میں جو مالی حیثیت سے کمزور ہوں وہ بھی خوش حال ہو جائیں تیری آبادیوں میں جان پڑجائے وہ تیرے پھیلے ہوئے رزق سے فیض یاب ہوں۔ تیری رحمت کے چھپے ہوئے خزانے ابھر کر سامنے آجائیں اور یہ رحمت عام ان لوگوں پر بھی ہو جو تجھ سے پھرے ہوئے ہیں اور جو لوگ قحط زدہ ہیں ان کی چراگاہیں سرسبز ہو جائیں جو لوگ خشک سالی کے شکار ہیں اس کی برکت سے وہ بھی جی اٹھیں۔ میدانوں کے تالاب پانی سے لبریز ہو جائیں درختوں میں پتے اور پھولوں کے شگوفے پھوٹنے لگیں جنگلی جھاڑیوں پر گہری سبزی آجائے اور ہم لوگوں پر مایوسی کے بعد یہ احسان عام اور بخشش عمومی جو تو اپنے وحشی اور پالتو جانوروں پر اور پریشان حال مخلوقات پر کرے گا اس کیلئے تو ہمارے شکر کا مستحق ہو گا۔

اے اللہ ہم لوگوں کو صرف تجھ سے ہی امید ہے اور صرف تیری ہی طرف رجوع کرتے ہیں تو ہم لوگوں کے باطن سے واقف ہے کہ ہم کیا چاہتے ہیں تو اس بارش کو اب مزید نہ روک اور ہم میں جو بیوقوف و ناسمجھ ہیں انکے اعمال کا ہم لوگوں سے مواخذہ نہ کر۔ ان لوگوں کی مایوسی کے بعد ان کیلئے پانی برسا دے اپنی رحمت کو پھیلا دے بیشک تو مالک اور لائق حمد ہے) یہاں تک کہہ کر امیرالمومنین علیہ السلام رونے لگے اور بارگاہ الہیٰ میں عرض کرنے لگے کہ سَیِّدِیْ سَاخَتْ جِبَالُنَا، وَاغْبَرَّتْ أَرْضُنَا، وَهَامَتْ دَوَابُّنَا وَقَنِطَ النَّاسُ مِنَّا أَوْ مَنْ قَنِطَ مِنْهُمْ، وَتَاهَتِ الْبَهَائِمُ وَتَحَيَّرَتْ فِي مَرَاتِعِهَا، وَعَجَّتْ عَجِيجَ الثَّكَالَىٰ عَلَىٰ أَوْلَادِهَا وَمَلَّتِ الدَّوَرَانَ فِي مَرَاتِعِهَا، حِيْنَ حَبَسْتَ عَنْهَا قَطْرَ السَّمَاءِ فَدَقَّ لِذٰلِكَ عَظْمُهَا وَذَهَبَ لَحْمُهَا، وَذَابَ شَحْمُهَا، وَانْقَطَعَ دَرُّهَا، اَللّٰهُمَّ ارْحَمْ أَنِيْنَ الْآنَّةِ، وَحَنِيْنَ الْحَانَّةِ ارْحَمْ تَحَيُّرَهَا فِيْ مَرَاتِعِهَا وَأَنِيْنَهَا فِيْ مَرَابِضِهَا۔

(میرے مالک ہمارے پہاڑ پھٹے جارہے ہیں۔ ہماری زمینیں خاک اڑا رہی ہیں۔ ہمارے چوپائے پیاسے ہیں اور ہم لوگ اور یہ سب جانور پریشان ہیں اور اپنی چراگاہوں میں مارے مارے حیران پھر رہے ہیں اور اس طرح چیخ رہے ہیں جیسے کوئی زنِ پسر مردہ چیخ چیخ کر رو رہی ہو۔ یہ اس لئے کہ آسمان سے پانی برسنا رک گیا ان کی ہڈیاں پسلیاں نکل آئیں۔ ان کے جسموں پر گوشت نہیں رہ گئے۔ ان کی چربیاں پگھل گئیں۔ تھنوں سے دودھ ختم ہو گیا۔ پروردگار تو ان بکریوں اور ان اونٹنیوں پر ترس کھا۔ اور ان کے چراگاہوں میں حیران پھرنے اور اپنے باڑوں کے اندر رونے پر رحم فرما)

(۱۵۰۲) اور ایک مرتبہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا گیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز استسقاء میں اپنی ردا کو الٹ کر کیوں اوڑھتے تھے؟ آپ نے فرمایا کہ یہ اپنے اور اپنے اصحاب کے درمیان ایک علامت کے طور پر

پیش کرتے تھے کہ آپ نے خشک سالی کو ہریالی سے بدل دیا ہے۔

(۱۵۰۴) ایک مرتبہ اہل کوفہ کا ایک گروہ حضرت علی ابن ابی طالب کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا یا امیرالمومنین ہمیں آپ استسقاء کی دعا پڑھا دیں۔ تو حضرت علی علیہ السلام نے امام حسن اور امام حسین علیہما السلام کو بلایا اور امام حسن علیہ السلام سے کہا اے حسن تم ذرا دعائے استسقاء پڑھ دو۔ تو حضرت امام حسن علیہ السلام نے یہ دعا پڑھی۔

اللّٰھُمَّ ھَیِّجْ لَنَا السَّحَابَ بِفَتْحِ الْاَبْوَابِ بِمَاءٍ عُبَابٍ وَرَبَابٍ بِانْصِبَابٍ وَانْسِکَابٍ یَا وَھَّابُ، وَاسْقِنَا مُطْبِقَةً مُغْدِقَةً مُونِقَةً، فَتِّحْ اَغْلَاقَھَا وَسَھِّلْ اِطْلَاقَھَا، وَعَجِّلْ سِیَاقَھَا بِالْاَنْدِیَةِ فِی الْاَوْدِیَةِ یَا وَھَّابُ، بِصَوْبِ الْمَاءِ یَا فَعَّالُ اِسْقِنَا مَطَراً قَطْراً طَلّاً مُطِلّاً طَبَقاً مُطْبِقاً، عَامّاً مُعِمّاً، رَھِماً بَھِماً رَحِماً رَشّاً مُرِشّاً وَاسِعاً کَافِیاً، عَاجِلاً طَیِّباً مُبَارَکاً سَلَاطِحَ بَلَاطِحَ، یُنَاطِحُ الْاَبَاطِحَ، مُغْدَوْدِقاً مُطْبَوْبِقاً مُغْرَوْرِقاً وَاسْقِ سَھْلَنَا وَجَبَلَنَا، وَبَدْوَنَا وَحَضَرَنَا حَتّٰی تُرْخِصَ بِهٖ اَسْعَارَنَا وَتُبَارِکَ بِهٖ فِیْ ضِیَاعِنَا وَمُدُنِنَا۔ اَرِنَا الرِّزْقَ مَوْجُوْداً وَالْغَلَاءَ مَفْقُوْداً آمِیْنَ یَا رَبَّ الْعَالَمِیْنَ۔

(اے پروردگار آسمان کے دروازے کھول اور موج در موج پانی سے بھرے ہوئے تہہ بہ تہہ بادلوں کو اٹھا جس سے لگاتار بارش ہو اے وہاب ہم لوگوں کو سیراب کر اپنی بھرپور بارش سے کہ جل تھل ہو جائے اور بارش کی رکاوٹوں کو دور کر کے کھل کر بارش ہو۔ اور پانی کو ندی نالوں کے اندر بہانے میں جلدی کر اے وہاب۔ اے کارساز تو ہم لوگوں کو سیراب کر کبھی تیز بارش سے کبھی ہلکی بارش سے کبھی شبنم سے کبھی بہت وسیع اور کافی پھوار سے جو پاک و مبارک ہو اور چکنے پہاڑوں اور چوڑے میدانوں اور پتھریلی زمینوں پر برسے اور وہ سب پانی میں چھپ جائیں اور ڈوب جائیں اور ہمارے میدانوں اور پہاڑوں اور دیہاتوں اور شہروں کو سیراب کر تاکہ چیزوں کے نرخ کم ہو جائیں اور ہماری کھیتی باڑی میں اور آبادیوں میں برکت دے ہم لوگوں کو دکھادے کہ رزق موجود ہے مہنگائی ختم ہو گئی آمین یارب العالمین) پھر آپ نے امام حسین علیہ السلام سے فرمایا کہ تم بھی دعائے استسقاء پڑھو تو امام حسین علیہ السلام نے یہ دعا پڑھی۔

اللّٰھُمَّ مُعْطِیَ الْخَیْرَاتِ مِنْ مَظَانِّھَا۔ وَمُنْزِلَ الرَّحَمَاتِ مِنْ مَعَادِنِھَا، وَمُجْرِیَ الْبَرَکَاتِ عَلٰی اَھْلِھَا، مِنْکَ الْغَیْثُ الْمُغِیْثُ، وَاَنْتَ الْغِیَاثُ الْمُسْتَغَاثُ، وَنَحْنُ الْخَاطِئُوْنَ وَاَھْلُ الذُّنُوْبِ، وَاَنْتَ الْمُسْتَغْفَرُ الْغَفَّارُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ اللّٰھُمَّ اَرْسِلِ السَّمَاءَ عَلَیْنَا دِیْمَةً مِدْرَاراً، وَاسْقِنَا الْغَیْثَ وَاکِفاً مِغْزَاراً، غَیْثاً مُغِیْثاً، وَاسِعاً مُسْبِغاً مُھْطِلاً مَرِیْئاً مَرِیْعاً غَدَقاً مُغْدِقاً عُبَاباً مُجَلْجِلاً سَحّاً سَحْسَاحاً، بَسّاً بَسْبَاساً، مُسْبِلاً عَامّاً، وَدْقاً مِطْفَاحاً یَدْفَعُ الْوَدْقَ بِالْوَدْقِ دِفَاعاً وَیَطْلُعُ الْقَطْرُ مِنْهُ غَیْرَ خُلَّبِ الْبَرْقِ، وَلَا مُکَذَّبِ الرَّعْدِ، تَنْعَشُ بِهِ الضَّعِیْفَ مِنْ عِبَادِکَ وَتُحْیِیْ بِهِ الْمَیِّتَ مِنْ بِلَادِکَ، مَنّاً عَلَیْنَا مِنْکَ آمین [یا] رَبَّ الْعَالَمِیْنَ۔

(اے اللہ اے جہاں جہاں سے خیر کا امکان ہے وہاں وہاں سے خیر عطا کرنے والے اور رحمتوں کی کانوں سے رحمتیں نازل کرنے والے۔ اور جو لوگ برکتوں کے اہل ہیں ان پر برکتیں جاری کرنے والے۔ برسنے والے بادل تیری ہی طرف

سے آتے ہیں تو ہی فریاد رس ہے اور تجھ ہی سے فریاد کی جاتی ہے۔ ہم لوگ خطا کار اور گنہگار ہیں اور تو مغفرت کرنے والا اور بخشنے والا ہے۔ اے اللہ ہم لوگوں پر ایسے بادل بھیج جو جم کر برسیں اور ان میں گرج و چمک نہ ہو ہم لوگوں کو ایسے بادل سے سیراب کر جو بہت برسنے والا ہو جو پودے اگانے والا ہو وسعت اور کشادگی پیدا کرنے والا ہو مسلسل اور موسلادھار ہو جسے زمین ہضم کر سکے جس سے پودے نشوونما پائیں اور انہیں سرسبز و شاداب بنائیں پانی ہے تو پہاڑوں میں سرسراہٹ کی آواز ہو اوپر سے گرے تو کھنکھناہٹ پیدا ہو۔ ہر طرف بوندیں ٹپکائے۔ اور وہ بوندیں ایک دوسرے پر گریں اور ٹکرائیں ان میں برق و رعد کی جھوٹی گرج و چمک نہ ہو۔ تاکہ تیرے ضعیف مکروہ بندے بھی زندگی بسر کر سکیں اور تیری مردہ آبادیوں میں جان پڑجائے یہ ہم لوگوں پر بڑا احسان ہوگا آمین یارب العالمین) اور امام حسین علیہ السلام کی یہ دعا ابھی ختم بھی نہ ہوئی تھی کہ اللہ نے زوردار پانی برسا دیا۔

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا گیا اور کہا گیا کہ اے ابا عبداللہ کیا ان دعاؤں کی ان دونوں شہزادوں کو تعلیم دی گئی تھی؟ انہوں نے کہا تم لوگوں پر افسوس کیا تم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ قول نہیں سنا ہے کہ آپؐ فرمایا کرتے تھے کہ ہمارے اہلبیت کی زبان سے حکمت کی باتیں جاری ہوتی ہیں۔

(۱۵۰۵) ابن عباس سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ عمر ابن خطاب نماز استسقاء کیلئے نکلے تو (میرے والد) عباس سے کہا آپ اٹھیں اور اپنے رب سے طلب باران کی دعا کریں، اور خود کہا اے اللہ میں تیرے نبی کے چچا کو تیری بارگاہ میں اپنا وسیلہ اور ذریعہ بنا رہا ہوں۔ چنانچہ عباس اٹھے اور حمد و ثنائے الہٰی بجا لانے کے بعد یہ دعا کی۔

اَللّٰھُمَّ اِنَّ عِنْدَکَ سَحَابًا وَاِنَّ عِنْدَکَ مَطَرًا فَانْشُرِ السَّحَابَ وَاَنْزِلْ فِیْہِ الْمَاءَ، ثُمَّ اَنْزِلْہُ عَلَیْنَا، وَاشْدُدْ بِہِ الْاَصْلَ، وَاَطْلِعْ بِہِ الْفَرْعَ وَاَحْیِ بِہِ الزَّرْعَ، اَللّٰھُمَّ اِنَّا شُفَعَاءُ اِلَیْکَ عَمَّنْ لَامَنْطِقَ لَہُ مِنْ بَھَائِمِنَا وَاَنْعَامِنَا شَفِّعْنَا فِیْ اَنْفُسِنَا وَاَھَالِیْنَا، اَللّٰھُمَّ اِنَّا لَانَدْعُوْ اِلَّا اِیَّاکَ، وَلَانَرْغَبُ اِلَّا اِلَیْکَ، اَللّٰھُمَّ اسْقِنَا سَقْیًا وَادِعًا نَافِعًا طَبَقًا مُجَلْجِلًا، اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَشْکُوْ اِلَیْکَ جُوْعَ کُلِّ جَائِعٍ وَعُرَیَ کُلِّ عَارٍ، وَخَوْفَ کُلِّ خَائِفٍ، وَسَغَبَ کُلِّ سَاغِبٍ۔

(اے اللہ تیرے پاس بادل بھی ہیں اور پانی بھی ہے لہذا بادل کو پھیلا کر ان میں پانی انڈیل دے پھر وہ پانی ہم لوگوں پر برسا دے۔ درختوں کی جڑوں کو مضبوط کر اور شاخوں کو ثمردار کر۔ اے اللہ ہم لوگ اپنے ان جانوروں اور چوپایوں کی ترجمانی کرنے تیری بارگاہ میں آئے ہیں جن میں قوت گویائی نہیں ہے لہذا ہمارے اپنے نفوس اور اپنے اہالیان شہر کی شفاعت کو قبول فرما۔ اے اللہ ہم لوگ تیرے سوا اور کسی کو نہیں پکارتے اور تیرے سوا کسی اور کی طرف رغبت نہیں رکھتے۔ اے اللہ تو ہم لوگوں کی وسیع ترسقایت کر جو نفع بخش ہو ایسی بارش سے جو زمین کو ڈھانپ لے اور ہمہ گیر ہو۔ اے اللہ ہم لوگ تجھ سے ہر بھوکے کی بھوک کی اور ہر عریاں کی عریانی کی اور ہر خوف زدہ کے خوف اور ہر فاقہ کش کی فاقہ کشی کی شکایت کرتے ہیں) اسی طرح انہوں نے اللہ سے دعا کی۔

باب کسوف وزلزلہ وسیاہ آندھی کی نماز اور اس کا سبب

(۱۵۰۶) حضرت امام زین العابدین علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ منجملہ ان نشانیوں کے جو اللہ تعالیٰ نے انسانوں کیلئے مقرر کی ہیں اور جس کے یہ لوگ محتاج ہیں ایک سمندر ہے جسے اللہ تعالیٰ نے آسمان اور زمین کے درمیان خلق فرمایا ہے اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اس میں سورج وچاند اور ستاروں کے تیرنے کے راستے معین فرمائے اور یہ سب کے سب فلک پر ہیں پھر اس فلک پر ایک ملک مقرر کیا کہ جسکے ساتھ ستر ہزار ملائکہ ہیں جو فلک کی دیکھ بھال اور انتظام کرتے ہیں اور جب وہ لوگ فلک کو گردش دیتے ہیں تو اسکے ساتھ سورج چاند اور ستارے گردش کرتے ہیں اور اپنی اپنی منزلوں میں اترتے ہیں جسے اللہ تعالیٰ نے ان کے دن ورات کیلئے معین کردیا ہے۔ پس جب بندوں کے گناہ زیادہ ہوجاتے ہیں اور اللہ چاہتا ہے کہ اپنی نشانیوں میں سے کسی نشانی کے ذریعہ انکی تنبیہہ کرے تو وہ اس ملک کو حکم دیتا ہے جو فلک پر موکل و مقرر ہے کہ فلک کو اسکے راستے سے ہٹا دے پس وہ ملک ان ستر ہزار ملائکہ کو حکم دیتا ہے اور فلک کو اس کے مدار سے ہٹا دو چنانچہ فرشتے اسے ہٹا دیتے ہیں پس آفتاب اس سمندر میں چلا جاتا ہے جس میں یہ فلک تھا تو اس کی روشنی ماند پڑجاتی ہے اور اس کا رنگ بدل جاتا ہے اور جب اللہ تعالیٰ یہ چاہتا ہے کہ کوئی بڑی نشانی دکھائے اور اس سے بندوں کو خوف زدہ کرے تو سورج اس سمندر میں ڈوب جاتا ہے اور اسطرح اس کو گہن لگ جاتا ہے اور اسی طرح وہ چاند کے ساتھ بھی کرتا ہے اور جب اللہ چاہتا ہے کہ اس کو جلا اور روشنی دے اور اس کو مدار پر واپس کردے تو اس ملک کو حکم دیتا ہے جو فلک پر موکل اور مقرر ہے کہ فلک کو اس کے مدار پر واپس کردو وہ اس کو اسکے مدار پر واپس کردیتا ہے اور سورج بھی لپنے مدار پر واپس آجاتا ہے اور اب وہ پانی میں سے صاف شفاف موتی کی طرح نکلتا ہے اور اس طرح چاند بھی۔

راوی کا بیان ہے کہ پھر حضرت علی ابن الحسین علیہ السلام نے فرمایا لیکن ان دونوں نشانیوں سے وہی خوف زدہ ہوگا اور وہی ڈرے گا جو ہمارے شیعوں میں سے ہوگا لہذا ان دونوں میں سے کوئی نشانی ظاہر ہو تو اللہ سے ڈرو اور اس کی طرف رجوع کرو۔

اس کتاب کے مصنف علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ لیکن وہ بات جو منجمین کسوف (گہن) کے متعلق بتاتے ہیں اس کی اگرچہ اس کسوف سے کوئی مطابقت نہیں لیکن پھر بھی اسکے دیکھنے کے بعد مسجدوں میں جاکر نماز پڑھنی چاہیئے اس لئے کہ یہ کسوف بھی اسی کسوف کے مثل ہے اور دیکھنے میں اسی کسوف کے مشابہہ ہے جس کا ذکر امام زین العابدین علیہ السلام نے فرمایا ہے اور اس میں مسجد کی طرف جانا اور نماز کسوف پڑھنا واجب۔ ہے کیونکہ یہ نشانی قیامت کی نشانیوں کے مشابہہ ہے اور اسی طرح زلزلہ اور سیاہ آندھی کہ یہ نشانیاں بھی قیامت کی نشانیوں کے مشابہہ ہیں اس لئے ہم لوگوں کو حکم دیا گیا ہے کہ جب ان کو دیکھو تو قیامت کو یاد کرو توبہ وانابت کرو اللہ کی طرف رجوع کرو اور مسجدوں کی طرف جاؤ اس لئے کہ

یہ زمین پر اللہ کا گھر ہیں اس میں پناہ چاہنے والا اللہ کی پناہ میں ہوگا۔

(۱۵۰۷) نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ سورج اور چاند اللہ کی نشانیوں میں سے دو نشانیاں ہیں جو اللہ کے مقرر کردہ راستوں پر حرکت کرتے ہیں اور اس کے حکم پر اپنی حرکت پوری کرتے ہیں۔ اور یہ کسی کے مرنے یا کسی کے جینے پر منکسف نہیں ہوتے اور جب ان دونوں میں سے کوئی منکسف ہو (ان میں گہن لگے) تو فوراً اپنی مسجدوں کی طرف بھاگو۔

(۱۵۰۸) اور ایک مرتبہ حضرت امیرالمومنین علیہ السلام کے عہد حکومت میں سورج کو گہن لگا تو آپ نے لوگوں کے ساتھ کسوف کی نماز باجماعت پڑھی اور اتنی دیر تک پڑھائی کہ ہر ایک شخص دوسرے کو دیکھ رہا تھا کہ اس کے پسینے سے اسکے پاؤں تر ہو رہے ہیں۔

(۱۵۰۹) ایک مرتبہ عبدالرحمن بن ابن ابی عبداللہ نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ کیا سیاہ آندھی اور ظلمت آسمان میں ہوتی ہے اور کسوف (گہن) بھی؟ آپ نے فرمایا مگر ان دونوں کی نمازیں یکساں ہیں۔

(۱۵۱۰) اور وہ اسباب و علل کہ جن کا ذکر فضل بن شاذان رحمہ اللہ نے حضرت امام رضا علیہ السلام سے روایت کرتے ہوئے بیان کئے ہیں کہ آپ نے فرمایا کہ کسوف (گہن) کے لئے نماز اس لئے قرار دی گئی کہ یہ اللہ کی آیات (نشانیوں) میں سے ہے اس لئے کہ یہ کوئی نہیں جانتا کہ یہ نشانی عذاب کیلئے ظاہر ہوئی ہے یا رحمت کیلئے۔ اس بنا پر نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ چاہا کہ ان کی امت اس موقع پر اپنے خالق اور اپنے اوپر رحم کرنے کی طرف رجوع کرے تاکہ اللہ تعالیٰ ان لوگوں سے اسکے شر کو دور کردے اور اسکے مکروہات سے محفوظ رکھے۔ جس طرح اس نے قوم یونس سے عذاب کو پھیر دیا جب ان لوگوں نے اللہ تعالیٰ سے گڑگڑا کر دعا مانگی اور اسکی نماز دس رکعت اس لئے قرار دی گئی کہ اصل نماز ہی جسکے فرض ہونے کا آسمان کی طرف سے حکم نازل ہوا ہے وہ دن اور رات میں صرف دس رکعت ہے۔ اور وہ دس رکعتیں یہاں جمع کردی گئی ہیں اور اس میں سجدہ اس لئے قرار دیا گیا کہ وہ نماز ہی نہیں جس میں رکوع ہو اور سجدہ نہ ہو۔ اور یہ سجدہ اس لئے بھی ہے کہ لوگ اپنی نماز سجدہ و خضوع و خشوع پر ختم کریں۔

اور اس میں چار سجدے اس لئے ہیں کہ ہر وہ نماز جس میں چار سجدے نہ ہوں وہ نماز نہیں۔ اور اس لئے کہ ہر نماز میں کم از کم چار سجدے لازمی فرض ہیں اور رکوع کے بدلے سجدہ اس لئے نہیں رکھا گیا ہے کھڑے ہو کر نماز پڑھنا بیٹھ کر نماز پڑھنے سے افضل ہے اور اس لئے کہ کھڑا شخص گہن لگنے اور گہن چھوٹنے کو دیکھ سکے گا بیٹھا ہوا نہیں اور دراصل نماز جس کو اللہ تعالیٰ نے فرض کیا اس سے اس نماز کی شکل اس لئے بدلی ہوتی ہے کہ یہ ایک خاص سبب سے پڑھی جارہی ہے اور وہ کسوف (گہن) ہے اور جب سبب بدل جاتا ہے تو مسبب بھی بدل جاتا ہے۔

(۱۵۱۱) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے بیان فرمایا کہ حضرت ذوالقرنین جب سد تک پہنچے اور اس سے آگے بڑھے اور ظلمات میں داخل ہوئے تو ناگاہ ایک مَلَک ملا جو ایک پہاڑ پر کھڑا تھا اور اس کا قد پانچ سو ہاتھ کا تھا۔ اس نے ان

سے کہا اے ذوالقرنین کیا تمہارے پیچھے کوئی مسلک نہیں؟ ذوالقرنین نے کہا تم کون ہو؟ اس نے کہا۔ میں اللہ تعالیٰ کے ملائکہ میں سے ایک ملک ہوں اور اس پہاڑ پر مقرر ہوں اللہ تعالیٰ نے جتنے بھی پہاڑ خلق فرمائے ہیں ان سب کی رگیں اس پہاڑ سے آکر ملتی ہیں جب اللہ تعالیٰ کا ارادہ ہوتا ہے کہ کسی شہر میں زلزلہ آئے تو میری طرف وحی فرماتا ہے اور میں اس کی رگ کو ہلا دیتا ہوں۔ اور کبھی کبھی زلزلہ اس کے بغیر بھی آجاتا ہے۔

(۱۵۲) نیز امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ "اللہ تعالیٰ نے زمین کو پیدا کیا اور مچھلی کو حکم دیا اس نے اس زمین کو اٹھایا اور بولی کہ میں نے اس زمین کو اپنی قوت سے اٹھایا ہے اس پر اللہ تعالیٰ نے اس کے پاس ایک چھوٹی سی مچھلی فترا (جس کے چھونے سے کپکپی پڑجائے) کے برابر بھیجی اور وہ اس کی ناک میں گھس گئی اس کی وجہ سے وہ چالیس دن تک تڑپتی رہی اب جس وقت اللہ تعالیٰ کسی زمین پر زلزلہ لانا چاہتا ہے تو اس کو یہ چھوٹی مچھلی دکھا دیتا ہے اور وہ ڈر کے مارے کانپنے لگتی ہے مگر کبھی کبھی زلزلہ اس وجہ کے علاوہ کسی دوسری وجہ سے بھی آتا ہے۔

(۱۵۳) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مچھلی کو حکم دیا کہ وہ زمین کو اٹھالے۔ اور تمام شہروں میں سے ہر شہر اس مچھلی کے چھلکوں (فلس) میں سے کسی ایک چھلکے پر واقع ہے۔ اور جب اللہ تعالیٰ ارادہ کرتا ہے کہ فلاں مقام پر زلزلہ آئے تو اس مچھلی کو حکم دیتا ہے کہ اپنا فلاں چھلکا ہلا دے وہ اس کو ہلا دیتی ہے اور اگر وہ چھلکے کو اٹھادے تو حکم خدا سے زمین کا طبقہ ہی الٹ جائے۔

اور کبھی کبھی زلزلہ ان تینوں وجوہ کے علاوہ کسی اور وجہ سے بھی آتا ہے اور یہ حدیثیں باہم مختلف نہیں ہیں۔

(۱۵۴) سلیمان دیلمی نے ایک مرتبہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے زلزلہ کے متعلق دریافت کیا کہ یہ کیا ہے؟ آپ نے فرمایا یہ ایک آیت (نشانی) ہے راوی نے پوچھا کہ اس کا سبب کیا ہوتا ہے؟ آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے زمین کی رگوں پر ایک ملک مقرر کر دیا ہے پس جب اللہ تعالیٰ کسی زمین کو زلزلہ دینا چاہتا ہے تو اس ملک کو وحی کر دیتا ہے کہ فلاں فلاں رگ کو ہلا دے پس وہ ملک اس زمین کی اس رگ کو ہلا دیتا ہے جس کا اللہ نے حکم دیا ہے۔ پس وہ زمین مع اپنے بسنے والوں کے ہل جاتی ہے۔

راوی نے عرض کیا کہ جب ایسا ہو تو میں کیا کروں؟ آپ نے فرمایا نماز کسوف پڑھو اور جب نماز سے فارغ ہو تو اللہ تعالیٰ کے حضور میں سجدہ کرو اور سجدے کی حالت میں یہ کہو یَا مَنْ یُمْسِکُ السَّمٰوَاتِ وَ الْاَرْضَ اَنْ تَزُوْلَا وَ لَئِنْ زَالَتَا اِنْ اَمْسَکَهُمَا مِنْ اَحَدٍ مِنْ بَعْدِهٖ اِنَّهٗ کَانَ حَلِیْماً غَفُوْراً - یَا مَنْ یُمْسِکُ السَّمَاءَ اَنْ تَقَعَ عَلَی الْاَرْضِ اِلَّا بِاِذْنِهٖ اَمْسِکْ عَنَّا السُّوْءَ اِنَّکَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ۔ (اے وہ ذات کہ جو آسمان اور زمینوں کو زوال سے روکے اور بچائے ہوئے ہے اور واقعاً اگر ان دونوں پر زوال آئے تو اسکے سوا کون ہے جو اسے بچاسکے بیشک وہ حلیم اور غفور ہے۔ اے وہ ذات جو آسمان کو بغیر اسکے اپنے اذن کے زمین پر گرنے سے بچائے ہوئے ہے ہم لوگوں کو ہر گزند سے بچالے بیشک تو ہر شے پر قادر

ہے)

(۱۵۱۵) علی بن مہزیار سے روایت ہے اس کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں ایک عریضہ لکھا اور اس میں اھواز کے اندر زلزلوں کی شکایت کی اور لکھا کہ آپ کی رائے ہو تو میں یہاں سے نقل مکانی کرلوں۔ تو آپ نے جواب میں تحریر فرمایا تم لوگ وہاں سے نقل مکانی نہ کرو اور چہار شنبہ و پنجشنبہ اور جمعہ کو روزہ رکھو پھر غسل کرو پاک لباس پہنو اور آبادی سے باہر نکل جاؤ اور وہاں اللہ تعالیٰ سے دعا کرو وہ اس سے تم لوگوں کو نجات دے گا۔ تو ہم لوگوں نے ایسا ہی کیا اور زلزلہ کا آنا بند ہو گیا۔

(۱۵۱۶) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ صاعقہ (بجلی) مومن و کافر پر گر سکتی ہے مگر ذکر خدا کرنے والے پر نہیں گر سکتی۔

(۱۵۱۷) حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا کہ ہوا کے بھی ایک سر اور دو بازو ہوتے ہیں۔

(۱۵۱۸) کامل بن علاء سے روایت کی گئی ہے کہ اس کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں مقام عریض میں حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کے ساتھ تھا کہ تیز آندھی آئی تو آپ تکبیر کہنے لگے پھر فرمایا کہ تکبیر آندھی کو رد کر دیتی ہے۔

(۱۵۱۹) نیز آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ جب آندھی کو بھیجتا ہے تو یا بربنائے رحمت بھیجتا ہے یا بربنائے عذاب لہذا جب تم لوگ آندھی کو آتے دیکھو تو یہ کہو اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَسْاَلُکَ خَیْرَھَا وَ خَیْرَ مَا اُرْسِلَتْ لَہٗ وَ نَعُوْذُ بِکَ مِنْ شَرِّھَا وَ شَرِّ مَا اُرْسِلَتْ لَہٗ (اے اللہ ہم لوگ تجھ سے اس آندھی میں جو خیر ہے وہ چاہتے اور جس خیر کیلئے یہ بھیجی گئی ہے وہ چاہتے ہیں اور ہم لوگ اس کے شر سے تیری پناہ چاہتے ہیں اور جس شر کیلئے یہ بھیجی گئی ہے اس سے تیری پناہ چاہتے ہیں) اور اس کے بعد تم لوگ تکبیر کہو اور تکبیر میں اپنی آوازیں بلند رکھو یہ آندھی کے زور کو توڑ دے گی۔

(۱۵۲۰) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ہوا کو گالی نہ دو اس لئے کہ یہ اس پر مامور ہے اور نہ پہاڑ کو نہ ساعتوں کو نہ دنوں کو اور نہ راتوں کو گالی دو ورنہ تم لوگ گنہگار ہو گے اور یہ گالی تمہاری طرف پلٹ کر آئے گی۔

(۱۵۲۱) نیز آپؐ نے فرمایا کہ ہوا جب بھی نکلتی ہے تو معینہ مقدار میں نکلتی ہے سوائے زمانہ عاد کے اس لئے کہ وہ اپنے خزینہ داروں کے قابو سے باہر ہو گئی تھی اور سوئی کے ناکے کے برابر نکل آئی تھی اور اس نے قوم عاد کو ہلاک کر دیا۔

(۱۵۲۲) علی بن رئاب سے اور انہوں نے ابو بصیر سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے ایک مرتبہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے چاروں سمت کی ہواؤں کے متعلق دریافت کیا یعنی شمال و جنوب اور مغرب و مشرق کی ہواؤں کے متعلق اور عرض کیا کہ لوگ تو اسکے متعلق کہتے ہیں کہ بادِ شمالی جنت سے آتی ہے اور بادِ جنوبی جہنم سے آتی ہے۔ تو آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے پاس ہواؤں کے بہت سے لشکر ہیں تو جو قوم اللہ سے سرتابی کرتی ہے وہ اس کے ذریعہ اس کو عذاب میں مبتلا کرتا ہے اور ان میں سے ہر نوع کی ہوا پر ایک ملک مقرر ہے اور اس نوع کی ہوا اس ملک کی اطاعت کرتی ہے پس

جب اللہ تعالیٰ کا ارادہ ہوتا ہے کہ کسی قوم کو عذاب دے تو اس نوع کی ہوا کے مَلک کو جس کے ذریعہ وہ عذاب دینا چاہتا ہے وحی کرتا ہے اور وہ مَلک اس ہوا کو حکم دیتا ہے اور ہوا بپھر جاتی ہے جیسے غصہ میں آیا ہوا کوئی شیر بپھرتا ہے اور ان میں سے ہر ہوا کا الگ الگ نام ہے کیا تم نے اللہ کا یہ قول نہیں سنا ہے کہ انا ارسلنا علیھم ریحا صرصرا فی یوم نحس مستمر (ہم نے ان پر ایک تند ہوا بھیجی ایک دوامی نحوست کے دن میں) (سورہ قمر آیت نمبر ۱۹) اور ایک جگہ فرماتا ہے الریح العقیم (سورہ الزاریات [۴۱]) نیز فرماتا ہے فاصابھا اعصار فیہ نار فاحترقت (سو اس باغ پر ایک بگولا آئے جس میں آگ ہو پھر وہ باغ جل جائے) (سورہ بقرہ آیت نمبر ۲۶۶)

یہ وہ ہوائیں ہیں کہ جن سے اللہ تعالیٰ نافرمانی کرنے والوں کو عذاب دیتا ہے اسکے علاوہ اللہ تعالیٰ کے پاس اور ہوائیں بھی ہیں جو رحمت کی ہیں کچھ بارآور ہیں کچھ ہوائیں ہیں جو بادل اٹھاتی ہیں اور اسے ہنکا کر لے جاتی ہیں اور وہ باذنِ خدا قطرہ قطرہ برستا ہے کچھ ہوائیں ہیں جو بادل کو متفرق اور ٹکڑے ٹکڑے کرکے بکھیرتی ہیں اور یہ وہ ہوائیں ہیں کہ جن کا ذکر اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں کیا ہے۔

لیکن وہ چار ہوائیں تو یہ ان ملائیکہ کے نام ہیں شمال و جنوب و صبا و دبور۔ اور ان میں سے ہر ہوا پر ایک مَلک مقرر ہے پس جب اللہ تعالیٰ کا ارادہ ہوتا ہے کہ شمال سے ہوا چلے تو اس مَلک کو حکم دیتا ہے اس کا نام شمال ہے اور وہ خانہ کعبہ پر اترتا ہے اور رکن یمانی پر کھڑا ہوتا ہے اور اپنے بازو پھڑپھڑاتا ہے اس سے شمالی ہوا نکل کر بر و بحر میں جہاں بھی اللہ کا ارادہ ہو پھیل جاتی ہے اور جب اللہ کا ارادہ ہوتا ہے کہ وہ صبا کو بھیجے تو اللہ تعالیٰ اس مَلک کو حکم دیتا ہے جس کا نام صبا ہے اور وہ خانہ کعبہ پر اترتا ہے اور رکن یمانی پر کھڑا ہوجاتا ہے اور اپنے بازو پھڑپھڑاتا ہے اور ہوائے صبا خشکی و تری میں جہاں بھی اللہ کا ارادہ ہو پھیل جاتی ہے اور جب اللہ کا ارادہ ہوتا ہے کہ جنوب کی ہوا بھیجے تو اللہ تعالیٰ اس مَلک کو حکم دیتا ہے جس کا نام جنوب ہے اور وہ بیت الحرام خانہ کعبہ پر اترتا ہے اور رکن یمانی پر کھڑا ہو کر اپنے بازو پھڑپھڑاتا ہے تو خشکی ہو یا تری جہاں جہاں بھی اللہ کا ارادہ ہوتا ہے جنوب کی ہوا پھیل جاتی ہے اور جب اللہ تعالیٰ کا ارادہ ہوتا ہے کہ دبور (پچھوائی) ہوا چلے تو اس مَلک کو حکم دیتا ہے جس کا نام دبور ہے وہ بیت الحرام پر اتر کر اپنے دونوں بازو پھڑپھڑاتا ہے تو خشکی یا تری جہاں بھی اللہ چاہتا ہے وہاں دبور (پچھوائی) ہوا پھیل جاتی ہے۔

(۱۵۲۳) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ جنوب کی ہوا بہت اچھی ہے کہ مسکنوں پر سے برف پگھلا دیتی ہے درختوں میں پھل آنے لگتے ہیں اور وادیوں میں پانی بہنے لگتا ہے۔

(۱۵۲۴) حضرت علی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ ہوا پانچ قسم کی ہوتی ہے ان میں سے ایک عقیم بھی ہے اللہ تعالیٰ اس کے شر سے محفوظ رکھے۔

(۱۵۲۵) اور (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے میں) جب کبھی زرد یا سرخ یا سیاہ آندھی چلتی تھی تو آپ کا چہرہ

مبارک کا رنگ زرد ہو جاتا تھا اور ایسا معلوم ہوتا کہ آپ بہت ڈر رہے ہیں یہاں تک کہ جب بارش کا ایک قطرہ گرتا تو آپ کا رنگ اپنی پہلی حالت پر لوٹ آتا تھا اور فرمایا کرتے کہ لو یہ رحمت لے کر آیا۔

(۱۵۲۶) زرارہ اور محمد بن مسلم نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ ہم نے آنجنابؑ سے دریافت کیا کہ یہ سیاہ آندھی جو آتی ہے تو کیا آپ کی رائے میں اس میں بھی نماز پڑھی جائے۔ آپؑ نے فرمایا کہ فضاؤں کی ہر خوفناک چیز خواہ وہ آندھی ہو یا اندھیری یا کوئی اور ڈراؤنی چیز، جب آئے تو نماز کسوف پڑھو تاکہ وہ ساکن ہو جائے۔

(۱۵۲۷) محمد بن مسلم و برید بن معاویہ نے حضرت امام محمد باقر اور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے آپ نے فرمایا کہ جب گہن لگے یا آیات میں سے کوئی آیت ظاہر ہو (جیسے زلزلہ یا سیاہ آندھی وغیرہ) تو اس کی نماز پڑھو۔ اگر تم کو یہ خوف نہ ہو کہ نماز فریضہ کا وقت چلا جائیگا چنانچہ اگر تم کو اس کا خوف ہو تو پہلے نماز فریضہ پڑھو۔ اور اگر نماز کسوف پڑھ رہے ہو تو اس کو قطع کر دو جب نماز فریضہ پڑھ چکو تو جہاں سے تم نے نماز کسوف کو قطع کیا ہے وہاں سے آگے پڑھو اور بقیہ نماز کو اس میں شامل کر لو۔

(۱۵۲۸) علی بن فضل واسطی سے روایت ہے اس کا بیان ہے کہ میں نے ایک مرتبہ حضرت امام رضا علیہ السلام کی خدمت میں ایک عریضہ لکھا کہ جب سورج یا چاند میں گہن لگے اور میں اپنی سواری پر ہوں اترنا ممکن نہ ہو تو میں کیا کروں ؟ تو آپ نے جواب میں تحریر فرمایا کہ تم جس سواری پر سوار ہو اسی پر نماز کسوف پڑھ لو۔

(۱۵۲۹) محمد بن مسلم اور فضیل بن یسار سے روایت کی گئی ہے دونوں نے کہا کہ ایک مرتبہ ہم لوگوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے عرض کیا وہ شخص جس کو صبح کو پتہ چلا کہ رات چاند گہن تھا یا شام کو معلوم ہوا کہ دن کو سورج گہن تھا تو کیا وہ کسوف کی قضا نماز پڑھے ؟ آپ نے فرمایا اگر پورا گہن لگا تھا تو قضا پڑھے گا اور اگر گہن جزوی طور پر لگا تھا تو تم پر اسکی قضا نہیں ہے۔

(۱۵۳۰) حلبی نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے نماز کسوف کے متعلق دریافت کیا یعنی کسوف شمس و قمر کے متعلق تو آپ نے فرمایا کہ اس نماز میں دس (۱۰) رکعتیں ہیں اور چار سجدے ہیں (وہ یوں کہ) پانچ رکوع کرو اور پانچویں کے بعد سجدہ کرو۔ پھر پانچ رکوع کرو اور دسویں رکوع کے بعد سجدہ کرو۔ اور اگر چاہو تو کوئی پورا سورہ ہر رکعت میں پڑھو اگر ہر رکعت میں قرات کر رہے ہو تو سورہ فاتحہ پڑھو اور اگر نصف سورہ پڑھ رہے ہو تو وہ بھی تمہارے لئے کافی ہے اور سورہ فاتحہ نہ پڑھو سوائے پہلی رکعت کے حتیٰ کہ دوسری رکعت شروع کر دو اور رکوع سے سر اٹھانے میں سمع اللہ لمن حمدہ نہ کہو لیکن اس رکعت میں جسکے اندر تمہارا سجدہ کرنے کا ارادہ ہو۔

(۱۵۳۱) عمر بن اذنیہ نے روایت کی ہے کہ قنوت دوسری رکعت میں ہوگا رکوع سے پہلے پھر چوتھی میں پھر چھٹی میں پھر آٹھویں رکعت میں پھر دسویں رکعت میں اور اگر صرف پانچویں اور دسویں رکعت میں قنوت پڑھے تو یہ بھی جائز ہے۔

اور جب آدمی نماز کسوف سے فارغ ہو جائے مگر ابھی گہن کھلا نہ ہو تو پھر نماز کسوف پڑھے اور اگر چاہے تو بیٹھے اور گہن کھلنے تک اللہ تعالیٰ کی تمجید اور بزرگی کا اظہار کرتا رہے۔

اور یہ جائز نہیں کہ نماز فریضہ کے وقت میں جب تک نماز فریضہ نہ پڑھ لے نماز کسوف پڑھے۔
اور اگر انسان نماز کسوف پڑھ رہا ہے اور نماز فریضہ کا وقت آجائے تو نماز کسوف کو قطع کر کے نماز فریضہ پڑھے اسکے بعد نماز کسوف کو جہاں سے قطع کیا تھا وہیں سے نماز کسوف پڑھ لے۔

(۱۵۳۲) اور حمّاد بن عثمان نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ ایک مرتبہ آپ کے سامنے کسوف قمر اور اس میں لوگوں کو جو پریشانی ہوتی ہے اس کا ذکر کیا گیا تو آپ نے فرمایا کہ اگر گہن ذرا بھی کھل جائے تو سمجھ لو کہ گہن کھل گیا۔

باب نماز حبوہ (عطیہ رسول) و تسبیح اور یہ نماز حضرت جعفر ابن ابی طالب علیہما السلام ہے

(۱۵۳۳) ابو حمزہ ثمالی نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے بیان فرمایا کہ ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت جعفر بن ابی طالب علیہ السلام سے فرمایا اے جعفر کیا میں تم کو بخشش دوں کیا میں تم کو عطیہ دوں کیا میں تم کو کوئی تحفہ دوں کیا میں تم کو ایک ایسی نماز کی تعلیم دوں کہ جب تم اس کو پڑھو تو اگر تم میدان جنگ سے فرار (جیسا گناہ بھی) کئے ہوئے ہو اور تمہارے اوپر جبل عالج کے سنگریزوں اور سمندر کے جھاگ کے برابر بھی گناہ ہوں تو وہ بخش دیئے جائیں؟ انہوں نے کہا جی ہاں یا رسول اللہ آپؐ نے فرمایا تم چار رکعت نماز پڑھو۔ چاہو تو ہر شب میں پڑھو چاہو ہر دن میں پڑھو چاہو صرف جمعہ جمعہ پڑھو چاہو تو سال کے سال پڑھو جب نماز شروع کرو تو پندرہ مرتبہ تکبیر اسطرح کہو اللہ اکبر و سبحان اللہ و الحمد للہ و لا الہ اللہ پھر سورہ الحمد پڑھو اور کوئی اور سورہ اور رکوع میں جاؤ اور رکوع میں دس مرتبہ وہی کہو (جو اوپر مذکور ہوا) پھر رکوع سے سر اٹھاؤ اور دس مرتبہ وہی کہو پھر سجدہ میں جاؤ اور سجدہ میں دس مرتبہ وہی کہو پھر سجدہ سے سر اٹھالو اور دس مرتبہ وہی کہو پھر کھڑے ہو جاؤ اور پندرہ مرتبہ وہی کہو اسکے بعد سورہ الحمد اور کوئی اور سورہ پڑھو رکوع میں جاؤ اور رکوع میں دس مرتبہ وہی کہو پھر رکوع سے سر اٹھاؤ اور دس مرتبہ وہی کہو پھر سجدہ میں جاؤ اور سجدہ میں دس مرتبہ وہی کہو پھر سجدہ سے سر اٹھاؤ اور دس مرتبہ یہی کہو پھر تشہد پڑھو اور سلام پڑھو پھر کھڑے ہو جاؤ اور آخر کی دو رکعتیں بالکل اس طرح پڑھو جس طرح یہ ابتدا کی دو رکعتیں پڑھی ہیں اس کے بعد سلام پڑھو۔

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا پس تسبیح پچھتر (۷۵) مرتبہ ہوئی اور ہر رکعت میں تین سو (۳۰۰) تسبیح ہوئی یعنی اس طرح چار رکعت میں بارہ سو تسبیح ہو گئی اور اس کو اللہ تعالیٰ دس گنا کر کے تمہارے نامہ اعمال میں بارہ ہزار حسنات لکھے گا اور اس میں سے ایک حسنہ کوہ احد سے بھی بڑا ہوگا۔

(۱۵۳۴) اور بعض جگہ روایت کی گئی ہے کہ نماز جعفر طیار میں سوروں کی قراءت کے بعد تسبیح ہے اور تسبیح کی ترتیب اس طرح ہے سبحان اللّٰہ و الحمدللہ و لا الہ اللّٰہ و اللّٰہ اکبر

ان حدیثوں میں سے جس پر بھی نمازی عمل کرے اسکے لئے صائب اور جائز ہے۔

اور قنوت ہر دوسری رکعت میں رکوع سے پہلے ہے اور پہلی رکعت میں سورہ حمد اور سورہ اذازلزت الارض کی قرات ہے اور دوسری رکعت میں سورہ الحمد اور سورہ والعادیات کی قراءت ہے اور تیسری رکعت میں سورہ حمد اور سورہ اذا جاء نصر اللہ کی قراءت ہے اور چوتھی رکعت میں سورہ الحمد اور سورہ قل ھو اللہ احد کی قراءت ہے اور اگر تم چاہو تو ہر رکعت میں سورہ الحمد اور سورہ قل ھو اللہ احد کی قراءت کرو۔

(۱۵۳۵) اور عبداللہ بن مغیرہ کی روایت میں جو اس نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے کی ہے یہ ہے کہ نماز جعفر طیار میں سورہ قل ھو اللہ احد اور قل یا ایھا الکافرون پڑھو۔

(۱۵۳۶) ابراہیم بن ابی بلاد سے روایت کی گئی ہے اس کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت ابوالحسن یعنی امام موسیٰ بن جعفر علیہ السلام سے عرض کیا کہ جو شخص نماز جعفر طیار پڑھے اس کو کیا ثواب ملے گا؟ تو آپ نے فرمایا اگر اسکے گناہ جبل عالج کے سنگ ریزوں اور سمندروں کے جھاگ کی تعداد کے برابر بھی ہوں تو اللہ اس کو بخش دے گا میں نے عرض کیا کہ کیا یہ بخشش ہم لوگوں کیلئے ہوگی؟ فرمایا اور یہ کس کے لئے ہوگی یہ تو تم ہی لوگوں کیلئے خاص کر کے ہے۔ میں نے عرض کیا کہ پھر اس نماز میں میں کیا پڑھوں؟ فرمایا قرآن میں سے جو چاہو پڑھو کیا اس میں اذا زلزلت الارض اور اذا جاء نصر اللّٰہ اور انا انزلناہ فی لیلۃ القدر اور قل ھو اللّٰہ احد نہیں پڑھو گے۔

(۱۵۳۷) اور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا گیا اس شخص کے متعلق جس نے نماز جعفر طیار پڑھی کہ کیا اس کو بھی وہی ثواب ملے گا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت جعفر طیار کے لئے فرمایا ہے؟ آپ نے فرمایا ہاں خدا کی قسم۔

(۱۵۳۸) علی بن ریان سے روایت کی گئی ہے کہ انہوں نے بیان کیا کہ ایک مرتبہ میں نے آخری گزرے ہوئے امام علیہ السلام کو خط لکھا اور اس میں دریافت کیا کہ ایک شخص نے نماز جعفر طیار ابھی دو رکعت ہی پڑھی تھی کہ اسے ضروری کام پڑ گیا یا کوئی حادثہ پیش آگیا اس لئے اس نے آخر کی دو رکعت چھوڑ دی کیا اس کیلئے یہ جائز ہے کہ جب وہ ضرورت سے فارغ ہو تو وہ دو رکعت پوری کرے خواہ وہ اپنے مصلیٰ سے اٹھ چکا ہو۔ یا یہ اس میں محسوب نہ ہوگی اور اس کو از سر نو چار رکعت پڑھنی چاہیئے کل کی کل مقام واحد پر؟ تو آپ نے جواب میں تحریر فرمایا ہاں اگر اس نے انتہائی ضروری امر کی وجہ سے نماز قطع کی ہے تو پھر اس سے واپس آکر وہ باقی رکعتیں پڑھ کر نماز پوری کرے انشاء اللہ۔

(۱۵۳۹) ابو بصیر نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ تم نماز جعفر طیار جس وقت چاہو پڑھو۔ خواہ دن میں پڑھو خواہ رات میں اگر چاہو تو اس کو نماز شب میں محسوب کر لو اور چاہو تو دن کے نوافل میں محسوب کر لو وہی تمہارے لئے دن کے نوافل میں بھی شمار ہو جائے گی اور نماز جعفر طیار میں بھی محسوب ہو جائے گی۔

(۱۵۴۰) نیز ابو بصیر نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے یہ روایت بھی کی ہے کہ آپ نے فرمایا اگر تم بہت جلدی میں ہو تو صرف نماز جعفر طیار (چار رکعت) پڑھ لو بعد میں تسبیحات پڑھ لینا۔

(۱۵۴۱) اور حسن بن محبوب کی روایت میں ہے کہ انہوں نے کہا کہ نماز جعفر طیار کے آخری سجدہ میں تم یہ کہو یَامَنْ لَبِسَ العِزَّ وَالوَقَارَ، یَامَنْ تَعَطَّفَ بِالْمَجْدِ وَتَكَرَّمَ بِهِ، یَامَنْ لَایَنْبَغِي التَّسْبِیْحَ إِلَّا لَهُ یَامَنْ أَحْصَی كُلَّ شَيْءٍ عِلْمُهُ، یَاذَا النِّعْمَةِ وَالطَّوْلِ یَاذَا الْمَنِّ وَالْفَضْلِ، یَاذَا الْقُدْرَةِ وَالْكَرَمِ، أَسْأَلُكَ بِمَعَاقِدِ الْعِزِّ مِنْ عَرْشِكَ وَمُنْتَهَی الرَّحْمَةِ مِنْ كِتَابِكَ وَبِاسْمِكَ الْأَعْظَمِ الْأَعْلَی - وَكَلِمَاتِكَ التَّامَّاتِ أَنْ تُصَلِّيَ عَلَی مُحَمَّدٍ وَآلِ مُحَمَّدٍ وَأَنْ تَفْعَلَ بِيْ - كذا كذا (اے وہ ذات جو عزت و وقار کا لباس پہنے ہوئے ہے۔ اے وہ ذات جو بزرگی و کرامت کی ردا اوڑھے ہوئے ہے۔ اے وہ ذات کہ اسکے سوا اور کسی کے لئے تسبیح روا نہیں اے وہ ذات کہ جسکا علم ہر شے کا احاطہ کئے ہوئے ہے اے صاحب نعمت و بخشش اے صاحب فضل و احسان اے صاحب قدرت و کرم میں تجھ سے تیرے عرش کی عظمت و عزت کا واسطہ دے کر اور تیری کتاب کی انتہائی رحمت کا واسطہ دے کر اور تیرے اسم اعظم و اعلیٰ کا واسطہ دے کر اور تیرے کلمات تامہ (پورے) کا واسطہ دے کر تجھ سے درخواست کرتا ہوں کہ تو محمدؐ اور آل محمدؐ پر اپنی رحمتیں نازل فرما اور یہ کام پورے کر دے۔ (یہاں اپنی حاجات کا تذکرہ کرے)۔

باب نماز حاجت

(۱۵۴۲) مرازم نے حضرت عبد صالح امام موسیٰ بن جعفر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ جب تمہیں کوئی بہت مشکل اور امر عظیم آپڑے تو دن کے وقت ساٹھ مسکینوں کو نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صاع کے حساب سے نصف صاع ہر مسکین کو کھجور یا گیہوں یا جو صدقہ دو اور جب رات ہو تو رات کے آخری تہائی حصہ میں غسل کرو۔ اور وہ لباس پہنو جو سب سے موٹا جھوٹا ہو لیکن یہ کہ اس لباس میں ازار ضرور ہونا چاہیئے پھر دو رکعت نماز پڑھو اور دونوں رکعتوں میں سورہ توحید اور سورہ قل یاایھا الکافرون کی قرات کرو اور جب تم آخری رکعت میں سجدے کیلئے اپنی پیشانی رکھو تو کہو لا الٰہ الّا اللّٰہ، سبحٰن اللّٰہ، اللّٰہ اکبر لاحول و لا قوۃ الّا باللّٰہ۔

پھر اسی سجدے میں اپنے گناہوں کا ذکر کرو اور انکا اقرار کرو اور جو جانتے ہو اس کا نام اور جو نہیں جانتے ان کا مجملاً اقرار کرو پھر اپنا سر سجدے سے اٹھاؤ اور جب دوسرے سجدے کیلئے اپنی پیشانی رکھو تو اللہ تعالیٰ سے طلب خیر کرو اور سو (۱۰۰)

مرتبہ یہ کہو اَللّٰھُمَّ اِنِّی اَسْتَخِیْرُکَ بِعِلْمِکَ (اے اللہ میں تجھ سے طلب خیر کرتا تیرے علم کے واسطہ سے) پھر اللہ تعالیٰ کو اس کے ناموں میں سے جن ناموں کے ساتھ چاہو پکارو اور کہو یَا کَائِنًا قَبْلَ کُلِّ شَیْءٍ وَیَا مُکَوِّنَ کُلِّ شَیْءٍ وَیَا کَائِنًا بَعْدَ کُلِّ شَیْءٍ اِفْعَلْ بِی (اے ہر شے سے قبل ہونے والے اے ہر شے کو پیدا کرنے والے اے ہر شے کے بعد رہنے والے میرے لئے یہ کام کر دے (یہاں حاجات کا تذکرہ کرو) اور جب تم سجدہ کرو تو اپنا گھٹنے زمین پر رکھو اور ازار کو اٹھالو تاکہ وہ کھل جائے اور اسے اپنے پیچھے سے اپنے دونوں کولہوں پر پنڈلیوں کے باطنی حصہ میں رکھ لو۔ مجھے امید ہے کہ تمہاری حاجت انشاء اللہ تعالیٰ پوری ہو جائیگی اور اسکو نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ان کے اہلبیت پر درود سے شروع کرو۔

دیگر نماز حاجت

(۱۵۴۳) موسیٰ بن قاسم بجلی نے صفوان بن یحییٰ اور محمد بن سہل سے اور ان دونوں نے اپنے شیوخ سے اور ان لوگوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا جب تم کو اللہ تعالیٰ سے اپنی کوئی اہم حاجت طلب کرنی ہو تو تین روزے متواتر اور بلاناغہ رکھو۔ چہار شنبہ اور پنجشنبہ اور جمعہ کو اور جب انشاء اللہ جمعہ کا دن آئے تو غسل کرو نیا لباس پہنو اور اپنے گھر کی سب سے اوپری چھت پر چلے جاؤ۔ اور وہاں دو رکعت نماز پڑھو پھر اپنے دونوں ہاتھ آسمان کی طرف بلند کرو اور کہو۔ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ حَلَلْتُ بِسَاحَتِکَ لِمَعْرِفَتِیْ بِوَحْدَانِیَّتِکَ وَ صَمَدَانِیَّتِکَ وَ اَنَّہٗ لَا قَادِرَ عَلٰی حَاجَتِیْ غَیْرُکَ ، وَقَدْ عَلِمْتُ یَارَبِّ اَنَّہٗ ، کُلَّمَا تَظَاھَرَتْ نِعْمَتُکَ عَلَیَّ اشْتَدَّتْ فَاقَتِیْ اِلَیْکَ ، وَقَدْ طَرَقَنِیْ ھَمُّ کَذَا وَ کَذَا وَ اَنْتَ بِکَشْفِہٖ عَالِمٌ غَیْرُ مُعَلَّمٍ ، وَاسِعٌ غَیْرُ مُتَکَلِّفٍ ، فَاَسْأَلُکَ بِاسْمِکَ الَّذِیْ وَضَعْتَہٗ عَلَی الْجِبَالِ فَنُسِفَتْ ، وَوَضَعْتَہٗ عَلَی السَّمَاءِ فَانْشَقَّتْ ، وَعَلَی النُّجُوْمِ فَانْتَثَرَتْ ، وَعَلَی الْاَرْضِ فَسُطِحَتْ ، وَاَسْأَلُکَ بِالْحَقِّ الَّذِیْ جَعَلْتَہٗ عِنْدَ مُحَمَّدٍ وَالْاَئِمَّۃِ ، عَلَیْھِمُ السَّلَامُ یہاں ہر امام کا نام لو ، اَنْ تُصَلِّیَ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَاَھْلِ بَیْتِہٖ وَاَنْ تَقْضِیَ حَاجَتِیْ وَاَنْ تُیَسِّرَ لِیْ عَسِیْرَھَا ، وَتَکْفِیَنِیْ مُھِمَّھَا ، فَاِنْ فَعَلْتَ فَلَکَ الْحَمْدُ ، وَاِنْ لَمْ تَفْعَلْ فَلَکَ الْحَمْدُ ، غَیْرَ جَائِرٍ فِیْ حُکْمِکَ وَلَا مُتَّھِمٍ فِیْ قَضَائِکَ وَلَا حَائِفٍ فِیْ عَدْلِکَ (اے اللہ میں تیری بارگاہ میں حاضر ہوا ہوں یہ جانتے ہوئے کہ تو واحد اور صمد ہے اور میری حاجت برآوری پر تیرے سوا اور کوئی قادر نہیں ہے اور اے پروردگار تو خود جانتا ہے کہ جب تیری نعمت مجھ سے پیٹھ پھیرتی ہے تو مجھے شدید طور پر تیری احتیاج ہوتی ہے۔ اور اب مجھ پر یہ مصیبت آپڑی اور تجھے بتانے کی ضرورت نہیں تو خود جانتا ہے کہ یہ مصیبت کیسے دور ہو۔ تیری قدرت بہت وسیع ہے اس مصیبت کا دور کرنا تیرے لئے کوئی دشوار نہیں لہذا میں تجھے تیرے اس اسم کا واسطہ دے کر سوال کرتا ہوں کہ جس کو تو نے پہاڑوں پر رکھ دیا تو پاش پاش ہو گئے تو نے اس کو آسمان پر رکھ دیا تو وہ پھٹ گیا تو نے اسے ستاروں پر رکھ دیا تو وہ بکھر گئے اور زمین پر رکھ دیا تو وہ

پھیل گئی اور میں تجھ سے اس حق کا واسطہ دیکر سوال کرتا ہوں جسے تو نے محمدؐ اور (ائمہ طاہرین ــــــــ ایک ایک کا نام آخر تک) کے پاس ودیعت کیا ہے کہ تو محمدؐ اور ان کے اہلبیتؑ پر رحمت نازل فرما اور میری حاجت پوری کر دے میری مشکل کو آسان کر دے اور اس مہم میں میری مدد فرما اگر تو نے یہ کر دیا تو تیری حمد تیرا شکر اور تو نے یہ نہ کیا تو بھی تیری حمد اور تیرا شکر ۔ تو اپنے حکم میں جور سے کام نہیں لیتا تیرے فیصلہ پر کوئی اتہام نہیں رکھ سکتا تو اپنے عدل میں کبھی ظلم و ناانصافی نہیں کرتا) ۔

اسکے بعد اپنا چہرہ زمین پر رکھ دو اور یہ کہو اَللّٰھُمَّ اِنَّ یُوْنُسَ بْنَ مَتیٰ عَبْدُکَ دَعَاکَ فِیْ بَطْنِ الْحُوْتِ وَ ھُوَ عَبْدُکَ فَاسْتَجَبْتَ لَہٗ وَ اَنَا عَبْدُکَ اَدْعُوْکَ فَاسْتَجِبْ لِیْ (اے اللہ تیرے بندے یونس بن متی نے شکم ماہی میں تجھ سے دعا کی وہ تیرے بندے تھے تو نے انکی دعا قبول کی میں بھی تو تیرا ہی بندہ ہوں تو میری دعا کو قبول فرما) ۔

اس کے بعد حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ جب کبھی مجھے کوئی حاجت لاحق ہوتی ہے تو میں یہ دعا پڑھتا ہوں ۔ اور اس کو پڑھ کر پلٹتا ہوں تو وہ حاجت پوری ہو جاتی ہے ۔

(۱۵۴۴) سماعہ نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی کہ آپ نے فرمایا جب تم لوگوں میں سے کوئی بیمار ہوتا ہے تو وہ طبیب کو بلاتا ہے اور اس کو نذرانہ دیتا اور جب کسی کو بادشاہ و حاکم سے کوئی حاجت ہوتی ہے تو اسکے دربان کو رشوت دیتا ہے ۔ لہذا جب تم میں سے کسی کو کوئی امر درپیش ہو اور اللہ کی طرف رجوع کرے تو غسل یا وضو کرے اور تھوڑا یا بہت جو ہوسکے صدقہ دے اور مسجد جائے دو رکعت نماز پڑھے پھر اللہ کی حمد و ثناء کرے اور نبی اور اسکے اہلبیت پر درود بھیجے اور یہ کہے اَللّٰھُمَّ اِنْ عَافَیْتَنِیْ مِنْ مَرَضِیْ (اے اللہ (تجھے قسم ہے) مجھے میرے مرض سے شفا دے) ۔ اَوْ رَدَدْتَنِیْ مِنْ سَفَرِیْ (مجھے میرے سفر سے سلامت گھر واپس کردے) اَوْعَافَیْتَنِیْ مِمَّا اَخَافُ مِنْ (فلاں فلاں بات سے میں ڈرتا ہوں اس سے مجھے بچالے) تو اللہ تعالیٰ ضرور ایسا کرے گا ۔ اور اس قسم کا پورا کرنا اللہ پر واجب ہوگا اس کے شکر کے سلسلہ میں ۔

(۱۵۴۵) اور حضرت علی ابن الحسین علیہ السلام جب کسی امر میں محزون و متفکر ہوتے تو دو موٹے موٹے اور سخت لباس پہنتے پھر آخر شب میں دو رکعت نماز پڑھتے اور اسکے آخری سجدہ میں سو (۱۰۰) مرتبہ سبحان اللہ کہتے سو (۱۰۰) مرتبہ الحمد للہ کہتے سو (۱۰۰) مرتبہ لا الہ الا اللہ کہتے اور سو مرتبہ اللہ اکبر پھر اپنی تمام کوتاہیوں کا اعتراف کرتے جو یاد آتیں ان کا اقرار کرتے اور جو یاد نہ آتیں ان کا مجملاً اقرار کرتے پھر اپنے گھٹنے زمین پر ٹیک کر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا کرتے تھے ۔

(۱۵۴۶) یونس بن عمار سے روایت کی گئی ہے اس کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا کہ ایک شخص مجھے بہت اذیت پہنچاتا ہے آپ نے فرمایا اس کیلئے بددعا کرو میں نے عرض کیا کہ میں نے بددعا

تو کی ہے ۔آپ نے فرمایا اس طرح نہیں بلکہ پہلے اپنے گناہوں کو ترک کرو۔ روزہ رکھو نماز پڑھو اور صدقہ دو اور جب شب کا آخری حصہ ہو تو پورا وضو کرو پھر کھڑے ہو کر دو رکعت نماز پڑھو پھر سجدہ کی حالت میں یہ کہو۔ اَللّٰھُمَّ اِنَّ فُلَانَ بْنَ فُلَانٍ قَدْ آذَانِي اَللّٰھُمَّ اَسْقِمْ بَدَنَهٗ، وَاقْطَعْ اَثَرَهٗ وَانْقُصْ اَجَلَهٗ، وَعَجِّلْ لَهٗ ذٰلِكَ فِيْ عَامِهٖ هٰذَا (اے اللہ فلاں فلاں نے مجھے بہت ستایا ہے اے اللہ تو اسکے بدن کو بیمار کردے اس کے نشان کو مٹادے اس کی عمر کو کم کردے اس میں جلدی کر اور اسی سال یہ کردے)

راوی کا بیان ہے کہ میں نے ایسا ہی کیا اور تھوڑے ہی دن بعد وہ مرگیا۔

(۱۵۴۷) عمر بن اذنیہ نے آل سعد کے ایک بزرگ سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میرے اور اہل مدینہ میں سے ایک شخص کے درمیان خصومت اور جھگڑا چل رہا تھا جس سے عظیم خطرہ محسوس ہو رہا تھا تو میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں گیا اور ان سے بیان کیا اور عرض کیا کہ اس سلسلہ میں کوئی دعا ہمیں تعلیم کردیں شاید اللہ تعالیٰ میرا حق مجھ کو اس سے واپس دلا دے ۔آپؑ نے فرمایا جب تم نے دشمن کا ارادہ کرلیا ہے تو جاؤ (مسجد رسول میں) قبر اور منبر کے درمیان دو رکعت یا چار رکعت نماز پڑھو اور اگر چاہو تو اپنے گھر میں پڑھو۔ اور اللہ سے دعا کرو کہ وہ تمہاری مدد کرے اور کوئی چیز جو تم کو میسر ہو لو اور اس فقیر و مسکین کو صدقہ دیدو جو سب سے پہلے تمہیں ملے۔

راوی کا بیان ہے کہ آنجنابؑ نے جیسا کہ حکم دیا تھا میں نے ویسا ہی کیا تو میری حاجت پوری ہو گئی اور میری زمین اللہ نے مجھے واپس کردی۔

(۱۵۴۸) زیاد قندی نے عبدالرحیم قصیر سے روایت کی ہے اس کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ میں آپؑ پر قربان میں نے ایک دعا اختراع کی ہے آپؑ نے فرمایا اپنی اختراع کو چھوڑو جب تمہیں کوئی امر اہم پیش آجائے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے فریاد کرو اور دو رکعت نماز پڑھ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں ہدیہ کرو۔ میں نے عرض کیا میں یہ کیسے کروں؟ آپ نے فرمایا پہلے غسل اور وضو کرو پھر دو رکعت نماز پڑھو جیسے نماز فریضہ پڑھتے ہو اس میں تشہد پڑھو جو تشہد تم نماز فریضہ میں پڑھتے ہو۔ جب تشہد سے فارغ ہو تو سلام پڑھو اور یہ کہو۔

اَللّٰھُمَّ اَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْكَ السَّلَامُ وَاِلَيْكَ يَرْجِعُ السَّلَامُ، اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَآلِ مُحَمَّدٍ، وَبَلِّغْ رُوْحَ مُحَمَّدٍ وَآلِ مُحَمَّدٍ عَنِّي السَّلَامَ، وَالسَّلَامُ عَلَيْهِمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ، اَللّٰھُمَّ اِنَّ هَاتَيْنِ الرَّكْعَتَيْنِ هَدِيَّةٌ مِنِّيْ اِلٰى رَسُوْلِكَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ فَاَثِبْنِيْ عَلَيْهِمَا، مَا اَمَّلْتُ وَرَجَوْتُ مِنْكَ وَفِيْ رَسُوْلِكَ، يَاوَلِيَّ الْمُؤْمِنِيْنَ -

(اے اللہ تو سلام ہے اور تیری طرف سے سلام ہے اور تیری ہی طرف سلام واپس ہوتا ہے اے اللہ تو رحمت نازل فرما محمدؐ وآل محمدؐ پر۔ محمدؐ وآل محمدؐ کو میری جانب سے سلام پہنچا دے اور ان سب پر سلام اور اللہ کی رحمت اور اسکی برکت ہو

پروردگارا یہ دونوں رکعتیں میری جانب سے تیرے رسول کیلئے ہدیہ ہیں۔ان دونوں کا ثواب مجھے عطا کر جس کی امید میں نے تجھ سے کی ہے اور تیرے رسول کے بارے میں کی ہے۔اے مومنین کے ولی)

پھر سجدے میں جا کر چالیس (۴۰) بار کہو۔یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ۔ یَاحَیًّا لَایَمُوْتُ۔ یَاحَیُّ لَا اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ یَاذَا الْجَلَالِ وَ الْاِکْرَامِ۔ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ (اے سدا زندہ رہنے والے اے سدا قائم رہنے والے۔اے وہ زندہ جس کو کبھی موت نہ آئے گی اے زندہ رہنے والے، نہیں ہے کوئی اللہ سوائے تیرے۔اے صاحب جلال اور صاحب بزرگی۔اے رحم کرنے والوں میں سب سے زیادہ رحم کرنے والے) پھر اپنا داہنا رخسار زمین پر رکھو اور یہی چالیس (۴۰) مرتبہ کہو پھر اپنا بایاں رخسار زمین پر رکھو اور یہی چالیس (۴۰) مرتبہ کہو پھر اپنے دونوں ہاتھ اپنی گردن کی طرف لے جاؤ اور اپنی شہادت کی انگلی کو چالیس مرتبہ ہلاؤ اور فریاد کرو پھر اپنی داڑھی اپنے بائیں ہاتھ سے پکڑو اور گریہ کرو یا اگر رونا نہ آئے تو رونے والے کی صورت بناؤ اور کہو۔یَا مُحَمَّدُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اَشْکُوْ اِلَی اللّٰہِ وَ اِلَیْکَ حَاجَتِیْ وَ اَشْکُوْ اِلٰی اَھْلِ بَیْتِکَ الرَّاشِدِیْنَ حَاجَتِیْ وَ بِکُمْ اَتَوَجَّہُ اِلَی اللّٰہِ فِیْ حَاجَتِیْ (اے محمدؐ اے رسول اللہ میں شکایت کرتا ہوں اللہ کی طرف اور آپ کی طرف اپنی حاجت کے متعلق اور میں شکایت کرتا ہوں آپ کے اہلبیت راشدین سے اپنی حاجت کے متعلق اور آپ لوگوں کے واسطہ سے اپنی حاجت کیلئے اللہ کی طرف رجوع کرتا ہوں) پھر سجدہ میں جاؤ اور یا اللہ یا اللہ اس وقت تک کہو جب تک سانس نہ ٹوٹے پھر کہو صل علی محمدؐ و آل محمدؐ (تو رحمت نازل کر محمدؐ و آل محمدؐ پر) اور میرے لئے یہ کر دے۔

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ اللہ کی بارگاہ میں ضامن ہوتا ہوں کہ یہ دعا ختم بھی نہ ہوگی کہ حاجت پوری ہو جائے گی۔

دیگر نماز حاجت

میرے والد رضی اللہ عنہ نے مجھے اپنے خط میں تحریر کیا کہ فرزند جب تمہیں کوئی حاجت اللہ کی بارگاہ میں درپیش ہو تو تین دن روزہ رکھو چہار شنبہ، پنجشبہ اور جمعہ۔جمعہ کا دن آئے تو غسل کر کے قبل زوال اللہ کی بارگاہ میں دعا کیلئے نکلو اور دو رکعت نماز پڑھو ہر رکعت میں ایک مرتبہ سورہ الحمد اور پندرہ مرتبہ قل ھو اللہ احد پڑھو اور جب رکوع میں جاؤ تو اس میں دس مرتبہ قل ھو اللہ احد پڑھو اور رکوع سے سر اٹھاؤ تو اس کو دس (۱۰) مرتبہ پڑھو جب سجدہ میں جاؤ تو اسی سورہ کو دس مرتبہ اور سجدے سے سر اٹھاؤ تو اسی سورہ کو دس مرتبہ پڑھو پھر جب دوسرے سجدہ میں جاؤ اسی سورہ کو دس مرتبہ پڑھو اور جب دوسرے سجدے سے سر اٹھاؤ تو اسی سورہ کو دس (۱۰) مرتبہ پڑھو پھر بغیر اللہ اکبر کہے دوسری رکعت کیلئے کھڑے ہو جاؤ اور اسے بھی اسی طرح پڑھو جس طرح میں نے تم سے پہلی رکعت کیلئے بیان کیا اور دوسری رکعت میں رکوع سے پہلے اور سوروں کی قرأت کے بعد قنوت پڑھو۔

اور جب اللہ کے فضل سے تمہاری حاجت پوری ہوجائے تو دو رکعت نماز شکر پڑھو پہلی رکعت میں الحمد اور قل ھو اللہ احد اور دوسری رکعت میں سورہ الحمد اور قل یا ایھا الکافرون پڑھو۔ اور پہلی رکعت کے اندر رکوع میں الحمد للہ شکراً سجدہ میں شکراً للہ حمداً اور دوسری رکعت کے رکوع میں اور سجدے میں کہو۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ قَضٰی حَاجَتِی وَ اَعْطَانِیْ مَسْئَلَتِیْ (حمد اس اللہ کی جس نے میری حاجت پوری کردی اور جو میں نے مانگا تھا وہ مجھے عطا کردیا)

(۱۵۴۹) اور محمد بن احمد یحیٰ بن عمران اشعری کی کتاب میں ابراہیم بن ہاشم سے روایت مرقوم ہے کہ انہوں نے روایت کی محمد بن سنان سے اور انہوں نے اس روایت کو مرفوع کیا حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی طرف ایک شخص کے متعلق کہ وہ اپنے کسی کام کیلئے پریشان اور متفکر تھا تو آپ نے فرمایا وہ دو رکعت نماز پڑھے اور ان دونوں رکعتوں میں سے کسی ایک میں ایک ہزار مرتبہ قل ھو اللہ احد پڑھے اور دوسری میں صرف ایک مرتبہ پھر اپنی حاجت طلب کرے۔

اور نماز حاجت کے متعلق میں نے جتنی روائتیں پیش کی ہیں ان سب کو میں نے کتاب ذکر الصلوات میں بھی درج کردیا جو پچاس کے اوپر ہیں۔

باب استخارہ

(۱۵۵۰) ہارون بن خارجہ نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ جب تم لوگوں میں کوئی شخص کسی کام کا ارادہ کرے تو لوگوں میں سے کسی ایک سے مشورہ نہ کرے بلکہ اپنے اللہ تعالیٰ سے مشورہ کرے راوی کا بیان ہے کہ میں نے عرض کیا میں آپ پر قربان اللہ سے مشاورت کیسے؟ فرمایا یوں کہ پہلے اللہ تعالیٰ سے استخارہ کرے پھر لوگوں سے مشورہ کرے اس لئے کہ جب اللہ سے پہلے مشورہ کرے گا تو اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق میں سے جس کی زبان سے چاہے گا بہتر مشورہ جاری کرادے گا۔

(۱۵۵۱) مرازم نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے آپ نے فرمایا جب تم میں سے کوئی شخص کسی کام کا ارادہ کرے تو دو رکعت نماز پڑھے پھر اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء کرے اور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود بھیجے اور یہ کہے اَللّٰھُمَّ اِنْ کَانَ ھٰذَا الْاَمْرُ خَیْرًا لِّیْ فِیْ دِیْنِیْ وَ دُنْیَایَ فَیَسِّرْہُ لِیْ وَ قَدِّرْہُ لِیْ وَ اِنْ کَانَ غَیْرَ ذٰلِکَ فَاصْرِفْہُ عَنِّیْ (اے اللہ اگر یہ کام میرے لئے میرے دین اور میری دنیا میں بہتر ہے تو اسکو میرے لئے آسان کردے اور اس کو میرے لئے مقدر کردے اور اگر اس کے علاوہ ہے تو اسکو مجھ سے پھیر دے)

مرازم کا بیان ہے کہ میں نے عرض کیا کہ ان دونوں رکعتوں میں کیا پڑھا جائے؟ آپ نے فرمایا ان دونوں میں قرآن کی جو سورہ چاہو پڑھو۔ اگر چاہو تو ان دونوں میں قل ھو اللہ احد پڑھو اور چاہو تو قل یا ایھا الکافرون پڑھو۔ اور قل ھو اللہ احد ایک تہائی قرآن کے برابر ہے۔

(۱۵۵۲) محمد بن خالد قسری نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے استخارہ کے متعلق دریافت کیا تو آپ نے فرمایا نماز شب کی آخری رکعت میں اللہ سے استخارہ کرو سجدہ کی حالت میں ایک سو ایک (۱۰۱) مرتبہ میں نے عرض کیا اس میں کیسے کہوں آپ نے فرمایا یوں کہو أَسْتَخِيرُ اللّٰهَ بِرَحْمَتِهِ أَسْتَخِيرُ اللّٰهَ بِرَحْمَتِهِ۔

(۱۵۵۳) حماد بن عثمان نے ان ہی جناب سے روایت کی ہے استخارہ کے متعلق کہ آدمی نماز فجر کی دو رکعتوں کے آخری سجدہ میں ایک سو ایک (۱۰۱) مرتبہ اللہ سے استخارہ کرے پھر الحمد اللہ کہے اور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود بھیجے اسکے بعد پچاس مرتبہ استخارہ کرے (استخیر اللہ کہے) پھر الحمد اللہ کہے اور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود بھیجے اور اس کو ایک سو ایک مرتبہ پورا کرے۔

(۱۵۵۴) حماد بن عیسیٰ نے ناجیہ سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی آپ جب کوئی غلام یا کوئی سواری یا کوئی ہلکی پھلکی اور تھوڑی شے خریدنے کا ارادہ کرتے تو اس کے متعلق اللہ تعالیٰ سے سات مرتبہ استخارہ کیا کرتے اور جب کوئی بہت بڑے کام کیلئے ارادہ کرتے تو اس کے لئے سو مرتبہ استخارہ کرتے تھے۔

(۱۵۵۵) اور معاویہ بن میسرہ نے ان ہی جناب علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ جو کوئی بندہ اس طرح استخارہ کرے گا تو اللہ تعالیٰ اس کے پاس خیر و بہتر مشورہ بھیج دے گا۔ وہ یہ کہے يَا أَبْصَرَ النَّاظِرِينَ وَيَا أَسْمَعَ السَّامِعِينَ وَيَا أَسْرَعَ الْحَاسِبِينَ وَيَا أَرْحَمَ الرَّاحِمِينَ وَيَا أَحْكَمَ الْحَاكِمِينَ صَلِّ عَلَىٰ مُحَمَّدٍ وَأَهْلِ بَيْتِهِ وَخِرْ لِي فِي (اے سب سے زیادہ دیکھنے والے اے سب سے زیادہ سننے والے اے سب سے زیادہ حساب رکھنے والے اے سب سے زیادہ رحم کرنے والے اے سب سے زیادہ بہتر فیصلہ کرنے والے رحمت نازل فرما محمد اور ان کے اہلبیت پر اور اس کام میں میرے لئے جو بھلائی ہے وہ بتا دے)۔

میرے والد رضی اللہ عنہ نے مجھے خط میں لکھا کہ اے فرزند جب کسی کام کا ارادہ کرو تو دو رکعت نماز پڑھو اور اللہ تعالیٰ سے ایک سو ایک مرتبہ استخارہ (طلب خیر) کرو اور جو ارادہ کیا ہے اس پر عمل کرو اور اپنی دعا میں یہ کہو لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ الْحَلِيمُ الْكَرِيمُ ، لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ الْعَلِيُّ الْعَظِيمُ ، رَبِّ بِحَقِّ مُحَمَّدٍ وَآلِهِ صَلِّ عَلَىٰ مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَخِرْ لِي فِي (نہیں ہے کوئی اللہ سوائے اس اللہ حلیم و کریم کے نہیں ہے کوئی اللہ سوائے اس اللہ علی و عظیم کے اے پروردگار تجھے محمد وآل محمد کے حق کا واسطہ محمد اور انکی آل پر رحمت نازل فرما اور میرے لئے اس کام میں وہ پسند فرما جو دنیا اور آخرت میں میرے لئے بہتر ہو اور عافیت کے ساتھ ہو)

باب اس نماز کا ثواب جسے لوگ نماز فاطمہ سلام اللہ علیہا کے نام سے یاد کرتے ہیں اور جسے لوگ توبہ کرنے والوں کی نماز بھی کہتے ہیں

(۱۵۵۶) عبداللہ بن سنان نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ جو شخص وضو کرے وہ پورا وضو کرے اور نماز شروع کرے تو چار رکعت نماز پڑھے اور دو رکعت کے بعد سلام سے درمیان میں فاصلہ دے اور ہر رکعت میں سورہ فاتحہ ایک مرتبہ اور سورہ قل ھو اللہ احد پچاس مرتبہ پڑھے ۔ اور یہ نماز جس وقت چاہے پڑھے تو اللہ اور اس شخص کے درمیان کوئی ایسا گناہ نہ رہ جائیگا جس کو اللہ تعالیٰ بخش نہ دے ۔

(۱۵۵۷) لیکن محمد بن مسعود عیاشی رحمہ اللہ نے اپنی کتاب میں عبداللہ بن محمد سے انہوں نے محمد بن اسماعیل بن سماک سے اور انہوں نے ابن ابی عمیر سے انھوں نے ھشام بن سالم سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ جو شخص چار رکعت نماز پڑھے اور ہر رکعت میں پچاس مرتبہ سورہ قل ھو اللہ احد پڑھے تو یہ نماز حضرت فاطمہ علیہا السلام ہوگی اور یہی توبہ کرنے والوں کی نماز بھی ہے ۔

اور ہمارے شیخ محمد بن ولید رضی اللہ عنہ اس نماز کی اور اس کے ثواب کی روایت کیا کرتے تھے لیکن وہ یہ کہا کرتے تھے کہ میں نہیں جانتا کہ اس نماز کا نام نماز فاطمہ سلام اللہ علیہا ہے لیکن اہل کوفہ اسکو نماز فاطمہ سلام اللہ علیہا کے نام سے جانتے ہیں ۔

اور ابو بصیر نے بھی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اس نماز کی اور اسکے ثواب کی روایت کی ہے ۔

باب ثواب اس دو رکعت نماز کا جس میں ایک سو بیس (۱۲۰) مرتبہ سورہ قل ھو اللہ احد پڑھتے ہیں

(۱۵۵۸) اور ابن ابی عمیر کی روایت میں ہے کہ جسے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ جو شخص دو رکعت خفیف نماز پڑھے اور ہر رکعت میں ساٹھ مرتبہ قل ھو اللہ احد پڑھے تو سمجھ لو کہ اس کی رسی مضبوط بٹ گئی اور اب اسکے اور اللہ کے درمیان کوئی گناہ نہیں رہ گیا ۔

باب ساعت غفلت میں نافلہ پڑھنے کا ثواب

(۱۵۵۹) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ تم لوگ ساعت غفلت میں نافلہ پڑھا کرو خواہ ہلکی پھلکی دو رکعتیں

کیوں نہ چھو اس لئے کہ یہ دو رکعتیں دار الکرامت (جنّت) کا وارث بنا دیتی ہیں۔

(۱۵۶۰) اور دوسری حدیث میں ہے کہ یہ دار السلام کا وارث بنا دیتی ہیں اور وہ جنّت ہے اور ساعت غفلت نماز مغرب اور نماز عشاء کے درمیان کا عرصہ ہے۔

باب نماز کے سلسلہ میں چند نادر احادیث

(۱۵۶۱) بکیر بن اعین نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے آپ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نماز چاشت کبھی نہیں پڑھی۔

(۱۵۶۲) عبدالواحد بن مختار انصاری نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے اس کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے آنجناب سے نماز چاشت کے متعلق دریافت کیا تو آپ نے فرمایا کہ یہ سب سے پہلے تمہاری قوم نے پڑھنی شروع کی جن کا شمار غافل اور جاہل لوگوں میں تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ نماز کبھی نہیں پڑھی۔

نیز آپ نے فرمایا کہ ایک مرتبہ حضرت علی علیہ السلام ایک شخص کی طرف سے ہو کر گزرے تو دیکھا کہ وہ نماز چاشت پڑھ رہا ہے حضرت علی علیہ السلام نے کہا تو یہ کون سی نماز پڑھ رہا ہے؟ اس نے کہا امیر المومنین میں اس کو چھوڑ دوں؟ تو آپ علیہ السلام نے فرمایا کیا ایک بندہ نماز پڑھ رہا تو میں اس کو منع کر دوں۔

(۱۵۶۳) زرارہ نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کبھی بھی نماز چاشت نہیں پڑھی۔ میں نے عرض کیا کہ کیا آپ نے مجھے یہ نہیں بتایا تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دن کے ابتدائی حصہ میں چار رکعت نماز پڑھتے تھے؟ آپ نے فرمایا ہاں مگر وہ ان چار رکعتوں کو ان آٹھ رکعتوں میں شمار کر لیتے تھے جو بعد ظہر پڑھی جاتی ہے۔

(۱۵۶۴) عبداللہ بن سنان نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ماہ رمضان میں نماز کے متعلق دریافت کیا تو آپ نے فرمایا کہ تیرہ (۱۳) رکعتیں ہیں جن میں نماز وتر بھی شامل ہے۔ اور دو رکعتیں نماز فجر سے پہلے کی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اسی طرح نماز پڑھا کرتے تھے۔ اور اگر اس سے زیادہ ہوتیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس پر عمل کرنے کے زیادہ حقدار تھے۔

(۱۵۶۵) اور عقبہ بن خالد نے آنجناب علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص نماز پڑھ رہا تھا اس کو دوسرے شخص نے پکارا تو اس نے بھول کر اسکا جواب دیدیا تو اب وہ کیا کرے؟ آپ نے فرمایا وہ اپنی نماز پڑھتا رہے۔

(۱۵۶۶) عمران حلبی نے آنجناب علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ سہو اور بھول کی وجہ سے نماز میں تخفیف مناسب ہے۔

(۱۵۶۷) اور سماعہ بن مہران نے ان ہی علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ صدقہ میں غلام کو دینا اور اسکو آزاد کرنا جائز ہے اور جب وہ دس سال کا ہو جائے تو وہ لوگوں کی امامت بھی کرے گا۔

(۱۵۶۸) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا اگر تم ان (مخالفین) کے ساتھ نماز پڑھو تو تمہارے مخالفین کی تعداد کے برابر تمہارے گناہ معاف کر دیئے جائیں گے۔

(۱۵۶۹) اور عبدالرحمن بن ابی عبداللہ نے آنجناب علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ اگر تم نماز پڑھو تو اپنی نعلین میں نماز پڑھو بشرطیکہ وہ طاہر اور پاک ہو اس لئے کہ یہ بھی سنت میں داخل ہے۔

(۱۵۷۰) اور حلبی نے ان ہی جناب علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا اگر تم سفر کے اندر غیر وقت نماز میں کوئی نماز پڑھ لو تو اس میں تمہارے لئے کوئی ہرج نہیں (یعنی غیر وقت فضیلت میں)۔

(۱۵۷۱) اور عائذ احمسی سے روایت کی گئی ہے اس کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور میرا ارادہ تھا کہ میں آپ سے نماز کے متعلق سوال کروں گا مگر آپ نے میرے سوال سے پہلے ہی یہ فرمایا کہ اگر تم اپنی پانچوں وقت کی فرض نماز کے ساتھ اللہ سے ملاقات کرو گے تو اللہ تعالیٰ ان کے سوا اور کسی نماز کیلئے باز پرس نہیں کرے گا۔

(۱۵۷۲) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ مومن جب تک حالت وضو میں ہے اس کا شمار تعقیبات پڑھنے والوں میں ہو گا۔

(۱۵۷۳) عبداللہ بن سنان نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے اس کا بیان ہے کہ میں نے آنجنابؑ سے عرض کیا یہ بتائیں کہ ایک شخص کی نماز ہائے نافلہ بہت سی قضا ہیں اور اتنی کثرت سے ہیں کہ اس کو معلوم نہیں کہ کتنی ہیں اب وہ کیا کرے؟ آپؑ نے فرمایا وہ نماز پڑھے اور اتنی کثرت سے کہ اس کو یہ معلوم نہ رہے کہ کتنی پڑھی ہے تو اس میں سے جتنے کا اسے علم ہے اس کی قضا ہو جائیگی۔

راوی کا بیان ہے کہ میں نے عرض کیا مگر اب اس کی قضا پڑھنے پر تو وہ قادر نہیں ہے؟ آپؑ نے فرمایا اگر وہ ایسے حصول معاش میں مشغول تھا کہ بغیر اس کے چارہ نہ تھا یا اپنے کسی برادر مومن کے کام میں لگا ہوا تھا تو پھر اس پر کچھ نہیں ہے۔ اور اگر وہ دنیا جمع کرنے میں مصروف تھا اور اس مشغولیت نے اس کو اس نماز (نافلہ) سے باز رکھا تو وہ اس کی قضا پڑھے ورنہ جب وہ اللہ سے ملاقات کرے گا تو اس کا شمار نماز کو خفیف اور بے وقعت سمجھنے والوں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا احترام نہ کرنے والوں میں ہو گا۔ میں نے عرض کیا مگر وہ قضا پڑھنے پر قادر نہیں تو کیا اس کیلئے جائز ہے کہ

وہ اس کے عوض کچھ تصدق کردے؟ یہ سنکر آپ ذرا دیر خاموش ہوئے پھر فرمایا ہاں پھر وہ کوئی صدقہ نکال دے۔ میں نے عرض کیا وہ کتنا صدقہ نکالے؟ آپ نے فرمایا اپنی وسعتِ دولت　　مطابق اور کم از کم ہر نماز کے بدلے ہر مسکین کو ایک مُد (جو اہل حجاز کے نزدیک ۳/۱۱ اور اہل عراق کے نزدیک ۲ رطل کا ہوتا ہے اور ایک رطل شام میں پانچ پونڈ کا اور مصر میں پونے سولہ اونس کا ہوتا ہے) میں نے عرض کیا کتنی نماز کہ جس پر ہر مسکین کو ایک مُد دینا پڑے گا؟ آپ نے فرمایا شب کی نمازوں میں ہر دو رکعت پر ایک مُد اور دن کی نمازوں میں ہر دو رکعت پر ایک مُد۔ میں نے عرض کیا مگر اتنا دینے پر تو وہ قادر نہیں۔ تو آپؑ نے فرمایا پھر ایک رات کی نمازوں پر ایک مُد اور ایک دن کی نمازوں پر ایک مُد مگر نماز پڑھنا افضل ہے نماز پڑھنا افضل ہے نماز پڑھنا افضل ہے۔

الحمدللہ کہ کتاب من لایحضرہ الفقیہ تصنیف شیخ سعید ابی جعفر محمد بن علی بن الحسین بن موسیٰ بن بابویہ قمی قدس اللہ روحہ و نور ضریحہ کے جز اول کا اردو ترجمہ آج تمام ہوا۔

سید حسن امداد ممتاز الافاضل (غازی پوری)

۱۷ دسمبر ۱۹۹۲ روز پنجشنبہ

مطابق ۲۱ جمادی الثانیہ ۱۴۱۳ھ

اُردو

من لا یحضره الفقیه

تالیف

الشیخ الصدوق ابی جعفر محمد بن علی
ابن الحسین بن موسیٰ بن بابویہ القمی
المتوفی ۳۸۱ھ

پیشکش

سید اشفاق حسین نقوی

ناشر
الکساء پبلیشرز
آر-۱۵۹ سیکٹر ۵ بی ۲ نارتھ کراچی

یہ کتاب

اپنے بچوں کے لیے scan کی بیرونِ ملک مقیم ہیں

مو منین بھی اس سے استفادہ حاصل کرسکتے ہیں.

منجانب.

سبیلِ سکینہ

یونٹ نمبر ۸ لطیف آباد حیدر آباد پاکستان

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡم

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ

نام کتاب	من لایحضرہ الفقیہ (اردو)
مولف	شیخ الصدوق علیہ الرحمہ
مترجم	سید حسن امداد ممتاز الافاضل (غازی پوری)
تزئین	سید فیضیاب علی رضوی
کمپوزنگ	شگفتہ کمپوزنگ اینڈ گرافکس سینٹر
اشاعت اول	نومبر ۱۹۹۴ء
اشاعت دوئم	جولائی ۱۹۹۶ء

ناشر

الکساء پبلیشرز

آر-۱۵۹ سیکٹر ۵ بی ۲ نارتھ کراچی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فہرست (جلد دوم)

باب	عنوان	صفحہ
	پیش لفظ	۱۱
۱۔	وجوب زکوۃ کا سبب	۱۲
۲۔	مانعین زکوۃ کے متعلق جو کچھ احادیث میں وارد ہوا ہے	۱۹
۳۔	زکوۃ لینے سے انکار کرنے والا	۲۱
۴۔	زکوۃ دیتے وقت مستحق کو یہ بتانا ضروری نہیں کہ اسے زکوۃ دی جارہی ہے	۲۱
۵۔	نصاب زکوۃ	۲۱
۶۔	مال زکوۃ، ضمانت، نقدین کی زکوۃ اور مستحق زکوۃ	۲۸
۷۔	غلات کی زکوۃ	۳۱
۸۔	مال زکوۃ سے حج	۳۱
۹۔	(غلام) مملوک اور مکاتب کی زکوۃ	۳۲
۱۰۔	بنی ہاشم کے لئے زکوۃ میں حصہ	۳۲
۱۱۔	زکوۃ سے متعلق چند نادر احادیث	۳۳
۱۲۔	خمس	۳۴
۱۳۔	کھیتی کاٹنے اور پھل توڑنے کا حق	۳۷
۱۴۔	حق معلوم اور عاریتاً کوئی شے لینے والے کا حق	۳۸
۱۵۔	خراج اور جزیہ	۳۸
۱۶۔	داد و دہش اور نیکی کرنے کی فضیلت	۴۱
۱۷۔	قرض دینے کا ثواب	۴۳
۱۸۔	قرضدار کو مہلت دینے کا ثواب	۴۴
۱۹۔	میت کی گلوخلاصی کرانے کا ثواب	۴۴
۲۰۔	غریبوں کی مالی اعانت کا بوجھ اٹھانا نعمت الٰہی کے ہمیشہ باقی رہنے کا سبب ہوتا ہے	۴۵

باب	عنوان	صفحہ
۲۱۔	سخاوت اور بخشش کی فضیلت	۴۵
۲۲۔	کفایت شعاری اور میانہ روی کی فضیلت	۴۷
۲۳۔	پانی پلانے کی فضیلت	۴۸
۲۴۔	اولاد علی کے ساتھ نیک سلوک کرنے کا ثواب	۴۸
۲۵۔	صدقے کی فضیلت	۴۹
۲۶۔	امام علیہ السلام کی بارگاہ میں نذر و ہدیہ پیش کرنیکا ثواب	۵۴
۲۷۔	روزہ فرض ہونے کا سبب	۵۴
۲۸۔	روزے کی فضیلت	۵۶
۲۹۔	روزے کی اقسام	۵۸
۳۰۔	صوم سنت	۶۱
۳۱۔	متفرق دنوں میں مستحب روزے اور ان کا ثواب	۶۴
۳۲۔	ماہ رجب کے روزے کا ثواب	۶۷
۳۳۔	ماہ شعبان کے روزے کا ثواب	۶۷
۳۴۔	ماہ رمضان کی فضیلت اور روزے کا ثواب	۶۹
۳۵۔	ماہ رمضان کی رویت ہلال کی دعا	۷۳
۳۶۔	ماہ رمضان کی پہلی تاریخ کی دعا	۷۴
۳۷۔	پورے ماہ رمضان میں ہر شب افطار کے وقت کی دعا	۷۹
۳۸۔	روزہ دار کے آداب (روزہ ٹوٹنے کے اسباب)	۸۰
۳۹۔	عمداً یا بھول سے روزہ توڑنے یا مجامعت سے روزہ ٹوٹنے کا کفارہ	۸۴
۴۰۔	عمر کی وہ حد جس میں لڑکوں سے روزہ رکھوایا جائے	۸۷
۴۱۔	چاند دیکھ کر روزہ اور چاند دیکھ کر افطار	۸۸
۴۲۔	یوم شک کا روزہ	۹۰

باب	عنوان	صفحہ
۴۳۔	ایک شخص ماہ رمضان کے چند روز گزر جانے کے بعد اسلام لایا	۹۱
۴۴۔	وہ وقت جس پر افطار حلال اور نماز واجب ہے	۹۱
۴۵۔	وہ وقت جب روزہ دار پر کھانا پینا حرام ہو جاتا ہے اور نماز صبح پڑھنا جائز ہوتا ہے	۹۲
۴۶۔	مرض کی وہ حد کہ مریض روزہ ترک کردے	۹۳
۴۷۔	وہ احادیث جو بوڑھے، جوان، حاملہ عورت اور دودھ پلانے والی عورت کے متعلق وارد ہوئیں کہ جو روزہ کی طاقت نہیں رکھتے	۹۴
۴۸۔	روزہ دار کو افطار کرانے کا ثواب	۹۵
۴۹۔	سحری کھانے کا ثواب	۹۶
۵۰۔	ایک شخص مستحب روزے رکھتا ہے جبکہ اس پر کچھ فرض روزے واجب الادا ہیں	۹۷
۵۱۔	ماہ رمضان میں نماز	۹۷
۵۲۔	ماہ رمضان میں سفر کرنے کی کراہت کے متعلق احادیث	۹۹
۵۳۔	سفر میں روزہ قصر کرنا واجب ہے	۱۰۰
۵۴۔	سفر میں مستحب روزے	۱۰۱
۵۵۔	حائضہ اور استحاضہ کا روزہ	۱۰۲
۵۶۔	ماہ رمضان کے روزوں کی قضا	۱۰۳
۵۷۔	میت کے قضا روزے	۱۰۶
۵۸۔	نذر کے روزے کا کفارہ	۱۰۷
۵۹۔	اجازت کا روزہ	۱۰۷
۶۰۔	ماہ رمضان کے شبہائے مخصوصہ میں غسل اور عشرہ آخر اور شب قدر کے متعلق احادیث	۱۰۸
۶۱۔	ماہ رمضان کے عشرہ آخر میں ہر شب کی دعا	۱۱۱
۶۲۔	وداع ماہ رمضان	۱۱۶
۶۳۔	شب عید الفطر اور روز عید الفطر کی تکبیر اور بعد مغرب سجدہ شکر میں جو کچھ کہا جائے	۱۱۸
۶۴۔	جب لوگوں کے نزدیک صحیح رویت ہلال ہو جائے تو عید الفطر کی صبح کو صوم کی حالت میں لوگوں پر کیا واجب ہے	۱۱۹
۶۵۔	نادر احادیث	۱۲۰
۶۶۔	فطرہ	۱۲۳
۶۷۔	اعتکاف	۱۲۸
۶۸۔	حج کے اسباب	۱۳۱
۶۹۔	فضائل حج	۱۳۷
۷۰۔	انبیاء و مرسلین علیہم السلام کے حج کے متعلق ایک نکتہ	۱۵۴
۷۱۔	کعبہ کی ابتدا اور اس کی فضیلت اور حرم کی فضیلت	۱۶۱
۷۲۔	جو شخص کعبہ کے ساتھ برائی کا ارادہ کرے	۱۶۶
۷۳۔	جو شخص حرم کے اندر الحاد یا کوئی جرم کرے	۱۶۹
۷۴۔	مکہ میں اسلحہ کا اظہار کرنا	۱۶۹
۷۵۔	پوشش کعبہ سے نفع حاصل کرنا	۱۷۰
۷۶۔	خانہ کعبہ سے مٹی اور کنکریاں لینے کی کراہت	۱۷۰
۷۷۔	مکہ میں قیام مکروہ ہے	۱۷۰
۷۸۔	حدود حرم کے درخت	۱۷۱
۷۹۔	حرم میں لقطہ (گری پڑی چیزیں)	۱۷۲
۸۰۔	حدود حرم میں شکار حرام ہے اس کے لئے احکام	۱۷۲
۸۱۔	حرم کے اندر کیا ذبح کیا جاسکتا ہے اور اس میں سے کیا نکالا جاسکتا ہے	۱۷۷
۸۲۔	حج اور دیگر عبادات کے لئے سفر کے متعلق جو احادیث وارد ہوئی ہیں	۱۷۷
۸۳۔	وہ ایام و اوقات جن میں سفر مستحب یا مکروہ ہے	۱۷۸
۸۴۔	سفر کا افتتاح صدقہ سے کرنا چاہیے	۱۸۰
۸۵۔	سفر میں اپنے ساتھ عصا رکھنا	۱۸۱
۸۶۔	مسافر سفر پر نکلنے کا ارادہ کرے تو کونسی نماز مستحب ہے	۱۸۱

باب	عنوان	صفحہ
۸۷۔	سفر کے لئے نکلتے وقت مسافر کو کونسی دعا پڑھنا مستحب ہے	۱۸۲
۸۸۔	سواری پر سوار ہوتے وقت کی دعا	۱۸۳
۸۹۔	دوران سفر ذکر خدا اور دعا	۱۸۴
۹۰۔	مسافر کو دوران سفر اچھی صحبت اختیار کرنا اور غصہ کو پی لینا چاہیے نیز اس پر حسن اخلاق اختیار کرنا اور ایذا رسانی سے اجتناب کرنا واجب ہے	۱۸۴
۹۱۔	مسافر کے پیچھے کچھ دور جانا اس کو رخصت کرنا اس کے لئے دعا کرنا	۱۸۵
۹۲۔	تنہا سفر کرنے والے کو کیا کہنا چاہیے	۱۸۶
۹۳۔	تنہا سفر کرنے کی کراہت	۱۸۶
۹۴۔	رفیقان سفر میں ہر ایک پر دوسرے کا حق واجب ہے	۱۸۷
۹۵۔	سفر میں حدی اور شعر خوانی	۱۸۸
۹۶۔	سفر میں زاد راہ کی حفاظت	۱۸۸
۹۷۔	سفر میں توشہ دان لیکر چلنا	۱۸۹
۹۸۔	وہ سفر جس میں توشہ دان ساتھ لینا مکروہ ہے	۱۸۹
۹۹۔	سفر میں توشہ	۱۸۹
۱۰۰۔	سفر میں اسلحے اور آلات حرب وضرب لیجانا	۱۹۰
۱۰۱۔	سرحد کی حفاظت کے لئے گھوڑے پالنا اور سب سے پہلے جس نے اس پر سواری کی	۱۹۰
۱۰۲۔	گھوڑے کا حق اپنے مالک پر	۱۹۲
۱۰۳۔	وہ باتیں جن سے جانور بھی بے خبر نہیں	۱۹۳
۱۰۴۔	گھوڑے پر خرچ کرنے کا ثواب	۱۹۳
۱۰۵۔	گھوڑے کے دونوں اگلے پاؤں کے چھپے ہوئے حصہ میں پیوند نما داغ کا سبب	۱۹۳
۱۰۶۔	جانور کی اچھی طرح دیکھ بھال کرنا	۱۹۴
۱۰۷۔	اونٹ کے متعلق احادیث	۱۹۴
۱۰۸۔	اونٹ کے ساتھ عدل کرنا واجب ہے اسے مارنا نہیں چاہیے اس پر ظلم نہیں کرنا چاہیے	۱۹۶
۱۰۹۔	جو کچھ ایک کے بعد ایک سواری کے لئے آیا ہے	۱۹۶
۱۱۰۔	مومن مسافر کی مدد و اعانت کا ثواب	۱۹۷
۱۱۱۔	سفر میں مروت	۱۹۷
۱۱۲۔	وہ منزلیں اور مقامات کہ جن میں پڑاؤ ڈالنا مکروہ ہے	۱۹۷
۱۱۳۔	سفر میں پاپیادہ چلنا	۱۹۸
۱۱۴۔	آداب مسافرت	۱۹۹
۱۱۵۔	راستہ سے بھٹک جانے والے کے لئے دعا	۲۰۰
۱۱۶۔	منزل پر اترتے وقت کی دعا	۲۰۰
۱۱۷۔	کسی قریہ یا شہر میں داخل ہوتے وقت	۲۰۰
۱۱۸۔	حج کر کے آنے والے کو مبارکباد دینا	۲۰۱
۱۱۹۔	حاجی سے گلے ملنے کا ثواب	۲۰۱
۱۲۰۔	نادر احادیث	۲۰۱
۱۲۱۔	حج اور عمرے کے لئے بال بڑھانا	۲۰۲
۱۲۲۔	مواقیت احرام (احرام باندھنے کے مقامات)	۲۰۲
۱۲۳۔	احرام باندھنے کا تہیہ	۲۰۴
۱۲۴۔	حاجیوں کی قسمیں	۲۰۶
۱۲۵۔	فرائض حج	۲۰۹
۱۲۶۔	مال حرام سے حج کرنے والے کے بارے میں حدیث	۲۰۹
۱۲۷۔	احرام باندھنے کے احکام اس کے شرائط اور اس کے نواقص اور اس کی نماز	۲۰۹
۱۲۸۔	اشعار اور تقلید	۲۱۲
۱۲۹۔	تلبیہ	۲۱۳
۱۳۰۔	دوران حج حالت احرام میں کن کن باتوں سے پرہیز لازم ہے۔ رفث وفسوق وجدال کی باتوں میں سے	۲۱۶
۱۳۱۔	حالت احرام میں کیا جائز ہے اور کیا نہیں	۲۱۹

باب	عنوان	صفحہ
۱۳۲ـ	ایک محرم کے لئے کیا کرنا اور کیا استعمال کرنا جائز وناجائز ہے	۲۲۴
۱۳۳ـ	محرم کے لئے خوشبو کا استعمال	۲۲۶
۱۳۴ـ	محرم کے لئے سایہ	۲۲۷
۱۳۵ـ	محرم کا ناخن یا بال تراشنا	۲۲۹
۱۳۶ـ	کیا محرم سے نکاح کیا جاسکتا ہے یا وہ خود نکاح کرسکتا ہے یا طلاق دے سکتا ہے	۲۳۲
۱۳۷ـ	محرم کے لئے کن چیزوں کا قتل جائز ہے	۲۳۳
۱۳۸ـ	اگر کوئی شخص حالت احرام میں شکار کرے تو اس پر کیا کفارہ واجب ہے	۲۳۴
۱۳۹ـ	تمتع کرنے والے کا بال تراشنا اور بال مونڈنا اور محل ہونا اور جو شخص بال تراشنا بھول جائے یہاں تک کہ عورت سے مقاربت کرے یا حج کے لئے احرام باندھ لے اس کے احکام	۲۳۸
۱۴۰ـ	حج کے لئے عمرہ تمتع کرنے والا مکہ سے باہر جائے گا اور پھر واپس آئے گا	۲۴۰
۱۴۱ـ	حائض اور مستحاضہ کے احرام	۲۴۱
۱۴۲ـ	وہ وقت کہ اگر انسان اسکو پالے تو اس نے حج کو پالیا	۲۴۳
۱۴۳ـ	وہ وقت کہ جسے انسان پاجائے تو اس نے حج کو پالیا	۲۴۴
۱۴۴ـ	سعی سے پہلے اور منیٰ کی طرف جانے سے پہلے طواف حج اور طواف النساء کو مقدم کرنا	۲۴۵
۱۴۵ـ	زیارت کعبہ میں تاخیر	۲۴۵
۱۴۶ـ	جو شخص طواف النساء بھول جائے اس کے لئے حکم	۲۴۶
۱۴۷ـ	پیدل چلنے کی نذر	۲۴۷
۱۴۸ـ	جس کا طواف نماز وغیرہ کی وجہ سے منقطع ہو جائے اس کے لئے حکم	۲۴۷
۱۴۹ـ	طواف میں سہو ہو جانا	۲۴۹
۱۵۰ـ	وہ شخص اپنا چکر مختصر کرنے کے لئے حجر اسماعیل میں سے گزرے اس پر کیا واجب ہے	۲۵۰
۱۵۱ـ	جو شخص مقام ابراہیم کے پیچھے سے طواف کرے اس کے لئے کیا حکم آیا ہے	۲۵۰
۱۵۲ـ	جو شخص بغیر وضو کے طواف یا دوسرے مناسک ادا کرے اس پر کیا واجب ہے	۲۵۱
۱۵۳ـ	غیر ختنہ شدہ شخص کے طواف کے متعلق احادیث	۲۵۱
۱۵۴ـ	سات سات چکروں کے دو طوافوں کو متصل کر لینا	۲۵۲
۱۵۵ـ	مریض اور اس شخص کا طواف جس کو کوئی بلا سبب اٹھائے ہوئے ہو	۲۵۲
۱۵۶ـ	اس شخص کے لئے کیا لازم ہے جس نے طواف سے پہلے یا بعد میں سعی کی ہو	۲۵۳
۱۵۷ـ	غائب یا حاضر شخص کی طرف سے طواف کرنے کے متعلق احکام	۲۵۴
۱۵۸ـ	نماز طواف کی دو رکعتوں میں سہو	۲۵۴
۱۵۹ـ	طواف کے متعلق نادر احادیث	۲۵۵
۱۶۰ـ	صفاء ومروہ کے درمیان سعی میں سہو ہو جانا	۲۵۷
۱۶۱ـ	کسی سواری پر سوار ہو کر سعی کرنا اور صفاء اور مروہ کے درمیان بیٹھ رہنا	۲۵۷
۱۶۲ـ	اس شخص کے لئے حکم جو نماز کے لئے یا کسی اور وجہ سے سعی منقطع کردے	۲۵۸
۱۶۳ـ	حج کے لئے استطاعت کا مفہوم	۲۵۹
۱۶۴ـ	ترک حج	۲۵۹
۱۶۵ـ	لوگوں کو حج اور زیارت قبر نبی کے لئے جانے پر مجبور کیا جائے	۲۶۰
۱۶۶ـ	حج سے منہ موڑنے اور نہ جانے کا سبب	۲۶۰
۱۶۷ـ	اپنا فریضہ حج کسی اور کے سپرد کردینا	۲۶۰

باب	عنوان	صفحہ
۱۶۸۔	جمّال اور مزدور کا حج	۲۶۳
۱۶۹۔	جو شخص مرجائے اور اس پر حجۃ الاسلام (واجب حج) اور نذر کا حج باقی ہو	۲۶۳
۱۷۰۔	معرفت امام سے پہلے کئے ہوئے حج سے متعلق جو حکم آیا ہے	۲۶۳
۱۷۱۔	دوران سفر حج کرنے والے کے متعلق احکام	۲۶۴
۱۷۲۔	وہ غلام جو عرفہ کی شام کو آزاد ہو جائے وہ حجۃ السلام سے مستغنی ہے	۲۶۵
۱۷۳۔	بچوں کا حج	۲۶۵
۱۷۴۔	جو آدمی قرض لے کر حج کرتا ہے نیز مقروض پر حج کا واجب ہونا	۲۶۶
۱۷۵۔	وہ عورت جس کا شوہر اس کو حجۃ الاسلام یا حج مستحب سے روکتا ہے	۲۶۷
۱۷۶۔	عورت کا حج غیر محرم یا غیروں کے ساتھ	۲۶۸
۱۷۷۔	عدہ کے زمانے میں عورت کا حج	۲۶۸
۱۷۸۔	کسی حاجی کا راستے میں مرجانا	۲۶۹
۱۷۹۔	میت کی طرف سے حجۃ الاسلام کس مال سے ادا کیا جائے خواہ وصیت کرے یا نہ کرے	۲۶۹
۱۸۰۔	ایک آدمی نے حج کی وصیت کی مگر اس کے وصی نے غلام آزاد کرا دیا	۲۷۰
۱۸۱۔	جب امّ ولد مرجائے تو اس کی طرف سے حج	۲۷۱
۱۸۲۔	ایک آدمی کو ایک شخص نے وصیت کی کہ میری طرف سے تین آدمیوں کو حج کرا دے تو کیا وہ آدمی ان تین میں خود کو بھی شامل کر سکتا ہے	۲۷۱
۱۸۳۔	ایک شخص کسی آدمی سے حج بدل کے لئے رقم لے مگر وہ کافی نہ ہو	۲۷۱
۱۸۴۔	وصیت حج مگر اس کی رقم حج کے لئے کافی نہ ہو	۲۷۱
۱۸۵۔	کسی کی رکھی ہوئی امانت سے حج کرنا	۲۷۲
۱۸۶۔	ایک شخص مرجائے مگر اس کے لڑکوں کو معلوم نہ ہو کہ اس نے حج کیا تھا کہ نہیں	۲۷۲
۱۸۷۔	باپ کی طرف سے حج تمتع کرنے والا	۲۷۳
۱۸۸۔	حج کو تاخیر میں ڈالنا	۲۷۳
۱۸۹۔	حج کے مہینوں میں عمرہ	۲۷۴
۱۹۰۔	عمرہ مبتولہ (مفردہ) کا احرام اور اس سے محل ہونا اور اس کے مناسک	۲۷۵
۱۹۱۔	ماہ رمضان اور ماہ رجب وغیرہ میں عمرہ	۲۷۶
۱۹۲۔	مکہ سے عمرہ کے مواقیت اور عمرہ کرنے والا تلبیہ کہاں قطع کرے	۲۷۶
۱۹۳۔	حج کے مہینے، سیاحت کے مہینے اور حرمت کے مہینے	۲۷۷
۱۹۴۔	عمرہ مہینہ میں ایک ہونا چاہیے اور کم سے کم کتنے دنوں بعد ہونا چاہیے	۲۷۷
۱۹۵۔	اگر کوئی شخص کسی غیر کی طرف سے حج یا طواف کرے تو کیا کہے	۲۷۸
۱۹۶۔	کسی دوسرے کی طرف سے حج یا حج میں شرکت یا اس کی طرف سے طواف	۲۷۸
۱۹۷۔	قبل ترویہ (۸ ذی الحجہ) منیٰ کی طرف جانے میں جلدی	۲۷۹
۱۹۸۔	منیٰ و عرفات و جمع کے حدود	۲۷۹
۱۹۹۔	عرفات کے راستے میں قصر کرنا	۲۸۰
۲۰۰۔	اس پہاڑ کا نام جس پر لوگ عرفہ میں وقوف کرتے ہیں	۲۸۰
۲۰۱۔	مشعر الحرام سے کوچ کرنے کے بعد وہاں ٹھہرنے کی کراہت	۲۸۱
۲۰۲۔	وادی محسر میں دوڑنا	۲۸۱

باب	عنوان	صفحہ
۲۰۳۔	وہ شخص جو مشعر الحرام کے وقوف کو نہ جانتا ہو اس کے لئے حکم	۲۸۱
۲۰۴۔	وہ شخص جس کو مزدلفہ سے قبل فجر کوچ کرنے کی اجازت ہے	۲۸۲
۲۰۵۔	جس شخص کا حج فوت ہو گیا ہو اس کے لئے شرعی حکم	۲۸۲
۲۰۶۔	رمی جمرات کے لئے حرم وغیرہ سے سنگریزے اٹھانا	۲۸۳
۲۰۷۔	وہ شخص جس نے رمی میں زیادتی یا کمی کر دی ہو	۲۸۳
۲۰۸۔	وہ لوگ جنہیں شب کے وقت رمی کی آزادی ہے	۲۸۴
۲۰۹۔	بیمار اور بچوں کی طرف سے رمی	۲۸۵
۲۱۰۔	وہ شخص جس نے منیٰ کی راتیں مکہ میں بسر کیں	۲۸۵
۲۱۱۔	زیارت کعبہ کے بعد پھر منیٰ سے طواف کیلئے مکہ آنا	۲۸۶
۱۔	منیٰ سے پہلے روانگی اور آخری روانگی	۲۸۶
۲۱۳۔	حصبہ میں نزول	۲۸۸
۲۱۴۔	اپنی میل کچیل دور کرنا	۲۸۸
۲۱۵۔	یوم نحر (قربانی کا دن)	۲۸۹
۲۱۶۔	حج اکبر اور حج اصغر	۲۹۰
۲۱۷۔	اضاحی (قربانی)	۲۹۰
۲۱۸۔	ہدی (قربانی کا جانور) قربان گاہ پر پہنچنے سے پہلے چلنے کے قابل نہ رہے یا ہلاک ہو جائے	۲۹۵
۲۱۹۔	ذبح اور نحر کرتے وقت کیا کہا جائے	۲۹۶
۲۲۰۔	قربانی کی اونٹنی اس کا دودھ اور اس پر سواری	۲۹۷
۲۲۱۔	قربانی کے جانور کا مذبح تک پہنچنا	۲۹۸
۲۲۲۔	کسی شخص نے ایک آدمی کو ہدایت کی کہ وہ اس کی طرف سے قربانی کرے اور اپنے سر کے بال منڈوا کے مکہ میں ڈال دیئے	۲۹۸
۲۲۳۔	مناسک حج میں تقدیم اور تاخیر	۲۹۸
۲۲۴۔	وہ شخص جو سر کے بال تراشنے یا منڈوانے کو بھول گیا یا اس سے ناواقف تھا یہاں تک کہ منیٰ سے نکل آیا	۲۹۹
۲۲۵۔	حج تمتع یا حج افراد کرنے والا جب قربانی کا جانور ذبح کرے تو زیارت خانہ کعبہ سے پہلے اسکے لئے کیا حلال ہے	۲۹۹
۲۲۶۔	اگر حج تمتع کرنے والے کے پاس قربانی کے جانور کی قیمت نہ ہو تو اس پر روزہ رکھنے میں کیا واجب ہے	۳۰۰
۲۲۷۔	اگر تمتع کرنے والے کے پاس رقم ہو مگر جانور نہ ملے تو وہ کیا کرے	۳۰۲
۲۲۸۔	محصور و مصدور	۳۰۲
۲۲۹۔	ایک آدمی قربانی کا جانور بھیج دے اور خود اپنے اہل وعیال میں مقیم رہے	۳۰۳
۲۳۰۔	حج کے متعلق نادر احادیث	۳۰۴
۲۳۱۔	آداب سفر حج و مناسک حج	۳۰۸
۲۳۲۔	تلبیہ	۳۱۱
۲۳۳۔	دخول مکہ	۳۱۳
۲۳۴۔	دخول مسجد حرام	۳۱۳
۲۳۵۔	خانہ کعبہ پر نظر	۳۱۴
۲۳۶۔	حجر اسود پر نظر	۳۱۴
۲۳۷۔	حجر اسود کو بوسہ	۳۱۴
۲۳۸۔	طواف	۳۱۵
۲۳۹۔	طواف میں دعا	۳۱۶
۲۴۰۔	رکن یمانی اور اس رکن کے درمیان کی دعا جس میں حجر اسود ہے	۳۱۶
۲۴۱۔	مستجار پر وقوف	۳۱۶
۲۴۲۔	مقام ابراہیم	۳۱۷
۲۴۳۔	آب زم زم کا پینا	۳۱۸

باب	عنوان	صفحہ
۲۴۴۔	صفا کی طرف جانا	۳۱۸
۲۴۵۔	تقصیر (بال تراشنا)	۳۲۰
۲۴۶۔	عرفات کی طرف روانگی	۳۲۳
۲۴۷۔	دعائے موقف	۳۲۳
۲۴۸۔	عرفات سے کوچ	۳۲۶
۲۴۹۔	رمی جمرات کے لئے مقام جمع سے سنگریزے لینا	۳۲۸
۲۵۰۔	مشعر الحرام میں وقوف	۳۲۸
۲۵۱۔	مشعر الحرام سے روانگی	۳۲۹
۲۵۲۔	منیٰ کی طرف واپسی اور رمی جمرات	۳۳۰
۲۵۳۔	الذبح	۳۳۱
۲۵۴۔	حلق راس (سر منڈوانا)	۳۳۱
۲۵۵۔	زیارت خانہ کعبہ	۳۳۲
۲۵۶۔	حجر اسود کے پاس آنا	۳۳۲
۲۵۷۔	کوہ صفا کی طرف روانگی	۳۳۳
۲۵۸۔	طواف النساء	۳۳۳
۲۵۹۔	منیٰ کی طرف واپسی	۳۳۳
۲۶۰۔	رمی جمرات	۳۳۳
۲۶۱۔	ایام تشریق کی تکبیر	۳۳۴
۲۶۲۔	منیٰ سے واپسی	۳۳۴
۲۶۳۔	دخول مکہ	۳۳۵
۲۶۴۔	دخول کعبہ	۳۳۵
۲۶۵۔	خانہ کعبہ سے وداع و رخصت ہونا	۳۳۶
۲۶۶۔	مکہ سے ابتداء اور مدینہ پر اختتام	۳۳۷
۲۶۷۔	مسجد غدیر میں نماز	۳۳۸
۲۶۸۔	مسجد معرس النبی میں نزول	۳۳۸
۲۶۹۔	جو شخص حج کو جائے اور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کو نہ جائے اور جو شخص مکہ یا مدینہ میں مرجائے۔ اس کے لئے حدیث میں کیا آیا ہے	۳۴۰
۲۷۰۔	مدینہ میں حاضری	۳۴۰
۲۷۱۔	منبر کے پاس حاضری	۳۴۲
۲۷۲۔	مدینہ منورہ میں روزہ اور ستونوں کے پاس اعتکاف	۳۴۳
۲۷۳۔	زیارت فاطمہ بنت نبیؐ، اللہ کی رحمتیں نازل ہوں ان پر ان کے پدر بزرگوار پر ان کے شوہر نامدار پر اور انکے فرزندوں پر	۳۴۴
۲۷۴۔	دیگر مشاہد مقدسہ اور قبور شہدا پر حاضری	۳۴۷
۲۷۵۔	قبر نبی اور منبر نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے رخصت ہونا	۳۴۷
۲۷۶۔	بقیع میں زیارت قبور ائمہ علیہم السلام	۳۴۸
۲۷۷۔	نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وائمہ طاہرین کی زیارت کا ثواب	۳۵۰
۲۷۸۔	موضع قبر امیر المومنین علی ابن ابی طالبؑ	۳۵۶
۲۷۹۔	زیارت قبر امیر المومنین صلوات اللہ علیہ	۳۵۶
۲۸۰۔	دوسری زیارت امیر المومنین علیہ السلام	۳۶۴
۲۸۱۔	زیارت قبر حضرت ابی عبداللہ الحسین ابن علی ابن ابیطالب علیہما السلام شہید کربلا	۳۶۷
۲۸۲۔	وداع	۳۷۱
۲۸۳۔	زیارت قبور شہدا	۳۷۲
۲۸۴۔	حالت تقیہ میں امام حسینؑ کی زیارت میں اتنا کہنا کافی ہے	۳۷۲
۲۸۵۔	اگر طوالت سفر کے باعث زیارت امام حسینؑ اور دیگر ائمہ طاہرین پر جانا نہ ہوسکے تو اس کا بدل اور قائم مقام	۳۷۲
۲۸۶۔	خاک تربت امام حسین علیہ السلام اور ان کے حریم قبر کی فضیلت	۳۷۳
۲۸۷۔	بغداد میں قریش کے قبرستان میں حضرت امام ابوالحسن موسیٰ بن جعفر اور حضرت ابوجعفر محمد بن علی	

باب	عنوان	صفحہ
	ثانی (امام محمد تقی) علیہما السلام کی زیارت	۳۷۴
۲۸۸۔	طوس میں حضرت امام ابوالحسن علی ابن موسیٰ الرضا کی قبر کی زیارت	۳۷۵
۲۸۹۔	الوداع	۳۸۱
۲۹۰۔	سر من رائے (سامرہ) میں حضرت امام ابوالحسن علی بن محمد (امام علی نقی علیہ السلام) اور حضرت امام ابومحمد حسن بن علی (امام حسن عسکری علیہ السلام) کی زیارت	۳۸۳
۲۹۱۔	تمام ائمہ طاہرین علیہم السلام کی زیارت کے وقت کم از کم اتنا کہہ لینا کافی ہے	۳۸۴
۲۹۲۔	زیارت جامعہ تمام ائمہ طاہرین علیہم السلام کیلئے	۳۸۵
۲۹۳۔	الوداع	۳۹۶
۲۹۴۔	باب الحقوق	۳۹۷
۲۹۵۔	بادشاہ کا حق، استاد کا حق، حاکم کا حق، رعایا کا حق	۳۹۹
۲۹۶۔	شاگرد کا حق، زوجہ کا حق، مملوک کا حق، ماں کا حق	۴۰۰
۲۹۷۔	باپ کا حق، بیٹے کا حق، بھائی کا حق، آقا کا حق	۴۰۱
۲۹۸۔	غلام کا حق، محسن کا حق، مؤذن کا حق، پیش نماز کا حق	۴۰۲
۲۹۹۔	ہم نشین کا حق، پڑوسی کا حق، ہم صحبت کا حق، شریک کا حق	۴۰۳
۳۰۰۔	مالک کا حق، قرض خواہ کا حق، میل ملاپ والے کا حق، مدعی کا حق مدعا علیہ پر، مدعا علیہ کا حق	۴۰۴
۳۰۱۔	مشورہ چاہنے والے کا حق، مشورہ دینے والے کا حق، نصیحت چاہنے والے کا حق، نصیحت کرنے والے کا حق، اپنے سے بڑے کا حق	۴۰۵
۳۰۲۔	اپنے سے چھوٹے کا حق، سائل کا حق، جس سے سوال کیا جائے اس کا حق، اللہ کی خوشنودی کے لئے خوش کرنے والے کا حق، تکلیف پہنچانے والے کا حق، اہل ملت کا حق	۴۰۶
۳۰۳۔	ذمیوں کا حق، اعضاء وجوارح پر فرض	۴۰۷
۳۰۴۔	کان کا فریضہ	۴۰۸
۳۰۵۔	آنکھوں کا فریضہ، زبان کا فریضہ	۴۰۹
۳۰۶۔	قلب کا فریضہ، ہاتھ کا فریضہ، پاؤں کا فریضہ	۴۱۰

بسم اللہ الرحمن الرحیم

پیش لفظ

الحمد للہ پروردگار عالم نے ہمیں وہ سعادت نصیب کی جو بہت کم لوگوں کو حاصل ہوتی ہے۔ ادارہ الکساء ایک بے بضاعت ادارہ ہے اس کے باوجود خداوند عالم نے اس سے اتنا عظیم کام لیا ہے کہ اس کا شکر جتنا ادا کریں کم ہے چنانچہ بجا طور پر کہا جاسکتا ہے کہ

ایں سعادت بزور بازو نیست تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

الحمد للہ۔ من لایحضرہ الفقیہ (اردو) جلد اول کی تشنگان علم اور صاحبان ذوق افراد نے انتہائی سرعت سے پذیرائی کی اور اسی بنا پر صرف چند ماہ کی قلیل مدت میں جلد دوم کی اشاعت ممکن ہو سکی۔ یہ سب کچھ ائمہ طاہرین علیہم السلام کی تائید اور پشت پناہی کے بغیر ناممکن تھا۔ ان شاء اللہ اگر یہ تائید اسی طرح شامل حال رہی تو کتب احادیث معصومین علیہم السلام کے اردو تراجم حسب استطاعت پیش کئے جاتے رہیں گے۔ موجودہ جلد میں احکام زکوٰۃ، خمس، خراج، جزیہ، قرض، صدقہ، روزہ، فطرہ، اعتکاف، حج، سفر اور حقوق شامل ہیں۔ صرف حج سے متعلق ایک ہزار کے لگ بھگ احادیث اس جلد میں شامل ہیں شاید اتنا بڑا ذخیرہ کسی ایک کتاب میں نہ مل سکے۔ ان کے علاوہ ماہ رمضان کی دعائیں اور زیارت قبر مطہر رسول اور زیارات قبور ائمہ خود ائمہ صلوٰۃ اللہ علیہم کی زبانی تعلیم کی گئی ہیں۔ اور پھر عمل نیک کا جذبہ بیدار کرنے کا وہی دل نشین پیرایہ جو معصومین علیہم السلام کے کلام کا ایک لازمی اور انتہائی خوشگوار پہلو ہے کہ ایک سچے پیروکار کو یہ احساس نہیں ہوتا کہ اسے زبردستی پابندی میں جکڑا جارہا ہے بلکہ شکر و احسان کے جذبے کے ساتھ خود اس کے دل میں یہ یقین پیدا ہوتا ہے کہ یہی عمل خیر اس کے لئے دنیا و آخرت کی بہتری کا سبب ہے۔ گو ایک تاسف کے ساتھ کہ اب تک اسے اس بات کا علم کیوں نہ ہوسکا اور وہ کیوں اب تک اس سعادت سے محروم رہا۔

ہمارے بہت سے کرم فرماؤں نے من لایحضرہ الفقیہ جلد اول کا ترجمہ پڑھ کر جس خوشگوار حیرت کا اظہار کیا ہے اور جناب شیخ الصدوق علیہ الرحمہ، مترجم اور اراکین ادارہ الکساء کے لئے دعائیہ کلمات ادا کئے ہیں اس پر ایک طرف ہم ان کے صمیم قلب سے ممنون اور متشکر ہیں اور دوسری طرف ہمارے اس یقین میں اضافہ ہوا ہے کہ فرامین معصومین علیہم السلام سے اپنے علم و عمل میں اضافہ کرنے کے خواہش مندوں کی ایک بہت بڑی تعداد کتب اربعہ کے تراجم نہ ہونے کی وجہ سے ایک طویل مدت سے جس تشنگی میں مبتلا تھی اس کا تقاضا تھا کہ ان کتب کے تراجم بہت پہلے سامنے آجانا چاہیئے تھے۔

ان کتب کا اردو تراجم نہ ہونے کی وجوہات پر ہم نے جلد اول کے پیش لفظ میں کچھ روشنی ڈالی تھی۔ اب ایک سوال ذہن میں ابھرتا ہے کہ کیا احادیث معصومین علیہم السلام کی قوم کو ضرورت ہے یا نہیں؟ اس کا جواب ہم سے بہتر متدین افراد دے سکیں گے۔ اس ضمن میں ہم آپ کی خدمت میں چند اقتباسات پیش کرتے ہیں۔ جن سے احادیث معصومین علیہم السلام کے اردو تراجم کی ضرورت اور اہمیت واضح ہو جائے گی۔

مولوی محمد حسین صاحب پرنسپل دارالعلوم محمدیہ سرگودھا فرماتے ہیں۔ "یہ افسوسناک حقیقت ہے کہ جہاں برادران اسلامی نے اپنی صحاح ستہ کے متعدد تراجم بلکہ شروح اردو زبان میں شائع کر دیئے ہیں وہاں ہماری قوم کے جمود و خمود کا یہ عالم ہے کہ آج تک ہماری کتب اربعہ میں سے کسی ایک کا بھی مکمل ترجمہ شائع نہ ہو سکا۔"

(الشافی، جلد اول صفحہ ۳۴ طبع ۱۹۸۶ء)

الشافی کے ناشر نے "کتب اربعہ احادیث اور ہم" کے عنوان کے تحت ابتدائیہ میں لکھا ہے۔

"جب رسول اللہ نے قرآن کے ساتھ اہلبیت کو کیا ہے تو ہر شیعہ کا یہ فرض ہے کہ قرآن کے ساتھ احادیث ائمہؑ کو بھی اپنے گھر میں رکھے۔ کیا ہمارے اس عمل سے رسول خدا اور ائمہ طاہرینؑ خوش ہونگے کہ ہم انکی احادیث کو طاق نسیاں پر رکھ دیں؟ اور کبھی یہ معلوم کرنے کی کوشش نہ کریں کہ ان حضرات نے ہدایت و ارشاد کے کتنے دروازے ہم پر کھولے ہیں۔ کاش ان کو یہ پتہ ہوتا کہ قرآن کی طرح کتب احادیث کا گھر میں رکھنا بھی باعث رحمت و برکت ہے۔ مومن کی علامتوں میں سے ایک یہ بھی ہے کہ کم سے کم چالیس حدیثیں تو اسے یاد ہوں۔ لیکن یہاں تو یہ حال ہے کہ یاد ہونا تو ایک طرف چالیس حدیثوں کو کسی کتاب میں پڑھا بھی نہیں۔ صرف واعظین و ذاکرین سے سرمنبر جو دو چار حدیثیں سن لی جاتی ہیں حصول سعادت کے لئے انہی کو کافی سمجھا جاتا ہے حالانکہ مجلس سے باہر آنے کے بعد شاید ان میں سے کوئی ایک آدھ یاد بھی رہتی ہو۔

جو حضرات عربی زبان سے نا واقف ہیں وہ یہ عذر کر سکتے ہیں کہ احادیث رسول وائمہؑ طاہرین پر ہمارا ایمان ہے لیکن یہ سب ذخیرہ عربی میں ہے لہٰذا ایسی صورت میں ہم ان سے کیونکر فائدہ حاصل کریں۔ یہ عذر بالکل درست ہے جو بات سمجھ ہی میں نہ آئے اس سے دلچسپی کیسے پیدا ہو؟ یہ ایک تلخ حقیقت ہے کہ کتب احادیث کے اردو ترجمہ کی طرف ہمارے علماء نے بہت کم توجہ دی ہے۔ جس طرح قرآن کے متعدد ترجمے ہوئے ہیں احادیث کے بھی ہونے چاہئیں۔"

(الشافی، جلد اول صفحہ ۸)

صدر الافاضل مولوی سید مرتضیٰ حسین صاحب لکھنوی نے مذکورہ کتاب پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھا ہے:۔

شیعوں کو دینی مسائل میں ہمیشہ بڑی آسانیاں رہیں۔ رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد حضرت علی علیہ السلام، ان کے بعد حضرت امام حسنؑ اور حضرت امام حسینؑ موجود تھے۔ یہ سلسلۃ الذہب اور معصوم کے بعد معصوم سلسلہ امام حسن عسکری علیہ السلام کی شہادت ۲۶۰ھ / ۸۷۳ء (تک) سب کے سامنے ہے۔ حقیقت پسند مسلمان ان حضرات کی موجودگی میں دینی معاملات واحکام میں کسی غیر کی طرف متوجہ نہ ہوسکے۔ ان کا عقلی اور منطقی مشاہداتی اور واقعاتی تاثر یہ تھا کہ احکام خدا اور رسول کے شارح یہی ہیں۔ اس بناء پر جو کچھ پوچھنا ہوتا تھا وہ انہی سے پوچھتے تھے۔ انہی کو امام الکل فی الکل مانتے رہے۔ ان کے اقوال و افعال مبارک لکھتے اور جمع کرتے، نقل کرتے اور شیعوں تک پہنچاتے تھے۔ ہر امامؑ کے اصحاب میں متعدد علماء ایسے ہیں جنہوں نے اپنے امامؑ کے ارشادات جمع کئے اور باقاعدہ تالیفات یادگار چھوڑے۔ امام جعفر صادق علیہ السلام کے عہد مبارک میں ایسے شیعہ علماء کی بہت بڑی تعداد یکجا ہوگئی اور فقط اس زمانے میں چار سو (۴۰۰) ایسی کتابیں لکھی گئیں جو فن حدیث میں قابل فخر اضافہ تھیں۔ محدثین ان کتابوں کو اصول اربعہ مأۃ کے نام سے یاد کرتے ہیں۔"

(الشافی جلد اول صفحہ ۲۵)

ائمہ طاہرین علیہم السلام کی طرف رجوع کرنے کے لئے خود ائمہ طاہرین علیہم السلام نے کس طرح تلقین کی ہے۔ ان کے ارشادات ملاحظہ فرمایئے:۔

قال امر الناس بمعرفتنا و التسلیم لنا و الرد الینا ثم قال و ان صلوا و اصاموا و شھدوا ان لا اله الا الله و جعلوا فی انفسھم ان لا یردوا الینا کانوا بذالک مشرکین

(امام جعفر صادق علیہ السلام نے) فرمایا کہ لوگوں کو حکم دیا گیا تھا کہ ہماری معرفت حاصل کریں۔ ہمیں اپنا آقا تسلیم کریں اور تمام معاملات میں ہماری ہی طرف رجوع کریں۔ پھر فرمایا اگر یہ (کثرت سے) نمازیں پڑھیں (خوب) روزے رکھیں اور کلمہ لا الہ الا اللہ کا بے شمار مرتبہ ورد کرتے رہیں اور دل میں یہ گمان لیں کہ ہماری طرف رجوع نہیں کریں گے تو پھر یہ سب لوگ مشرک ہیں۔

(اصول کافی کتاب ایمان والکفر باب الشرک)

روضۃ الکافی سے معصوم کا ارشاد سنیئے:۔

ہماری (آل محمدؐ کی) حکومت اختیار کرو اور ہم سے منسوب جو کچھ بھی تمہیں پہنچے اسے ایسی حالت میں بھی باطل نہ کہو جبکہ تمہیں ہماری ہی طرف سے اس کے خلاف کچھ معلوم ہو حقیقت یہ ہے کہ تم نہیں جانتے کہ ہم نے کس بنا پر کیا کہا اور کس حیثیت سے اس کی صفت بیان کی۔ اور جو چیز ہم تم سے پوشیدہ رکھیں اس کی تفتیش نہ کرو۔ بس جو کچھ ہم تم کو خبر دیں اس پر ایمان لاتے جاؤ۔

(روضۃ الکافی جلد ۸ صفحہ ۲۵-۲۶)

چنانچہ اس ضمن میں من لایحضرہ الفقیہ میں بھی بعض مقامات پر ایسی احادیث نظر آئیں گی جو بظاہر متضاد ہیں۔ فاضل مؤلف نے ان کی تشریح کر دی ہے۔ اس کے ساتھ ہی ایسی احادیث بھی ہیں جن میں خود تشریح موجود ہے جیسے حدیث نمبر ۲۷۹۶ ملاحظہ ہو۔

"خالد کلاہ فروش کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا جسے ابھی طواف نساء کرنا باقی تھا کہ اس نے اپنی عورت سے مجامعت کر لی۔ آپؑ نے فرمایا اس پر ایک اونٹ کی قربانی لازم ہے۔ پھر ایک دوسرا شخص آیا اس نے بھی یہی مسئلہ پوچھا۔ آپؑ نے فرمایا اس پر ایک گائے کی قربانی لازم ہے۔ پھر ایک تیسرا شخص آیا اس نے بھی یہی مسئلہ دریافت کیا۔ آپؑ نے فرمایا اس پر ایک بکری کی قربانی لازم ہے۔ راوی کا بیان ہے جب سب چلے گئے تو میں نے عرض کیا" اللہ آپؑ کا بھلا کرے آپؑ نے مجھ سے کیوں فرمایا کہ ایک اونٹ کی قربانی لازم ہے؟ فرمایا تم دولتمند ہو تم پر ایک اونٹ کی اور جو متوسط الحال ہے اس پر ایک گائے کی اور جو فقیر ہے اس پر ایک بکری کی قربانی لازم ہے۔"

یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ خدا، اس کے رسول اور ائمہ طاہرین علیہم السلام نے ہمیں اندھیرے میں نہیں رہنے دیا بلکہ ہماری رہنمائی کے لئے واضح احکامات چھوڑے ہیں چنانچہ زمانہ غیبت کے لئے بھی احادیث معصومین ہی کو ہر مسئلہ کا حل بتایا ہے۔ آنجناب کا ارشاد سنیئے:۔

فاما الحوادث الواقعۃ فارجعوا فیھا الی رواۃ احادیثنا فانھم حجتی علیکم و انا حجت اللہ [جب تم لوگ ہم تک رسائی نہ حاصل کر سکو تو ایسے زمانے میں ہماری احادیث بیان کرنے والوں (رواۃ احادیثنا) کی طرف رجوع کرو (جو ہماری حدیثوں سے تمہارے مسائل حل کریں گے) یہی لوگ ہماری طرف سے تم پر حجت ہیں اور میں حجت خدا ہوں"] (احتجاج طبرسی صفحہ ۴۷۰)

اس سلسلے میں اصول کافی سے ایک حدیث ملاحظہ ہو:۔

ترجمہ:۔ تمام لوگ اطاعت کے معاملے میں ہمارے غلام ہیں اور دین کے معاملے میں ہمارے موالی ہیں۔ پس جو لوگ ہمارا یہ حکم ہماری خدمت میں سن رہے ہیں ان پر لازم ہے کہ اسے ان لوگوں تک پہنچادیں جو یہاں موجود نہیں۔

(اصول کافی کتاب الحجت باب فرض اطاعت ائمہؑ)

مندرجہ بالا احادیث کی رو سے ہم سب کا فرض بنتا ہے کہ ہم علوم محمدؐ و آل محمدؐ کو پھیلانے میں بھرپور کوشش کریں تاکہ دین و دنیا کی نعمتوں سے لطف اندوز ہوں اور ان تمام پریشانیوں اور مصائب سے نجات حاصل کرلیں جن میں ہم مبتلا ہیں یا جو دوسرے جہان میں پیش آنے والی ہیں۔

آخر میں قارئین کرام سے ایک التماس کہ اس جلد میں لفظاً یا معناً کوئی سقم یا غلطی نظر آئے تو اس کی نشاندہی کرکے نہ صرف ترویج علوم معصومین میں شریک ہو کر مثاب ہوں بلکہ ادارہ کو بھی شکریہ کا موقع عنایت فرمائیں۔

دعا کا طالب

سید برکت حسین رضوی

M.A. (Sociology), L.L.B.
M.A. (International Relations)
M.A. (Islamic Culture)
D.P.H. (Beirut)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ابواب زکاۃ

باب : وجوب زکاۃ کا سبب

(حضرت شیخ سعید فقیہ) ابو جعفر محمد بن علی بن موسی بن بابویہ قمی مصنف کتاب ہذا رضی اللہ عنہ نے بیان فرمایا کہ

(۱۵۷۴) عبداللہ بن سنان نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے زکوٰۃ کو بھی اسی طرح فرض کیا ہے جس طرح نماز کو فرض کیا ہے پس اگر کوئی شخص مال زکوٰۃ اٹھا کر علانیہ لوگوں کو دے تو اس میں اس کیلئے کوئی عیب نہیں ہے۔ اور یہ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے دولتمندوں کے مال میں فقراء کیلئے اتنا حصہ فرض کر دیا ہے جو ان فقراء کیلئے کافی ہو اور اگر وہ جانتا کہ اتنا حصہ ان فقراء کیلئے کافی نہیں ہوگا تو اس سے زیادہ حصہ ان کیلئے فرض کر دیتا۔ اور فقراء کی یہ جو بدحالی ہے وہ صرف اس لئے ہے کہ لوگ ان کو زکوٰۃ نہیں دیتے اس لئے نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ان کیلئے کم حصہ فرض کیا ہے۔

(۱۵۷۵) مبارک عقرقوفی نے حضرت امام ابوالحسن موسی بن جعفر علیہ السلام سے روایت کی ہے آپؑ نے فرمایا کہ زکاۃ فقراء کے رزق و روزی اور دولتمندوں کے اموال میں برکت اور اضافہ کیلئے رکھی گئی ہے۔

(۱۵۷۶) موسی بن بکر نے حضرت امام ابوالحسن موسی بن جعفر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ تم لوگ زکوٰۃ ادا کر کے اپنے اموال کی حفاظت کرو۔

(۱۵۷۷) حریز نے زرارہ اور محمد بن مسلم سے روایت کی ہے کہ ان دونوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا کہ قول خدا انما الصدقات للفقراء والمساکین والعاملین علیھا والمولفة قلوبھم وفی الرقاب والغارمین وفی سبیل اللہ وابن السبیل فریضة من اللہ (خیرات تو بس خاص فقیروں کا حق ہے اور محتاجوں کا اور اس زکوٰۃ وغیرہ کے کارندوں کا اور جن کی تالیف قلب کی گئی ہے اور جن کی گردنوں میں غلامی کا پھندا پڑا ہوا ہے اور قرضداروں کا جو خود (قرض) ادا نہیں کر سکتے اور اسے خدا کی راہ (جہاد) میں اور پردیسیوں کی کفالت میں خرچ کرنا چاہیئے یہ حقوق خدا کی طرف سے مقرر کئے ہوئے ہیں اور خدا بڑا واقف کار اور حکمت والا ہے) (سورہ توبہ آیت نمبر ۶۰) کیلئے آپ کی نظر میں کیا ہے کیا ان سب کو دیا جانا چاہیئے جو امام کی معرفت تک نہ رکھتے ہوں؟ آپؑ نے فرمایا امام ان سب کو عطا کرے گا اس لئے کہ یہ سب اس کی اطاعت کا اقرار کرتے ہیں۔ زرارہ نے عرض کیا خواہ وہ سب انکی معرفت بھی نہ رکھتے ہوں؟ آپؑ نے فرمایا اے

زرارہ اگر امام صرف انہیں کو دے جو اس کی معرفت رکھتے تو پھر (کوئی گمراہ) ہدایت کرنے کا موقع نہیں پائے گا اس لئے وہ ان لوگوں کو بھی عطا کرتا ہے تاکہ وہ دین کی طرف راغب ہوں اور اس پر ثابت قدم ہوجائیں۔ لیکن آجکل تم اور تمہارے اصحاب صرف اسی کو رقم زکوٰۃ دیں جو معرفت رکھتا ہو۔ لہذا تم ان مسلمانوں میں جس کو بامعرفت پاؤ اسی کو دو دوسروں کو نہ دو۔ پھر فرمایا کہ مؤلفتہ القلوب کا حصہ اور غلاموں کا حصہ عام ہے اور باقی حصے خاص ہیں۔

راوی کا بیان ہے میں نے عرض کیا اور اگر زکوٰۃ ان لوگوں کی ضرورت کیلئے کافی نہ ہو؟ آپؑ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے ہی تو اغنیاء کے مال میں ایک حصہ فرض کردیا ہے اگر اس کے علم میں ہوتا کہ یہ ان کی ضرورت کیلئے کافی نہیں تو اور زیادہ رکھ دیتا بات یہ ہے کہ ان لوگوں کی پریشان حالی اللہ تعالیٰ کی طرف سے فریضہ زکوٰۃ کی مقدار کی وجہ سے نہیں بلکہ ان لوگوں کی پریشان حالی کی اصل وجہ یہ ہے کہ لوگ ان کے حقوق ادا نہیں کرتے اگر سب لوگ مل کر ان کے حق کو صحیح صحیح ادا کریں پھر یہ فقراء بھی آرام وخیر سے زندگی بسر کریں۔

اور فقراء وہ ہیں جو اپاہج ہوں اور جن کے اعضا معطل ہوگئے ہوں اور حاجتمند ہوں اور مسکین وہ ہے کہ اپاہج اور معطل الاعضاء تو نہ ہو مگر حاجتمند ہو۔ اور عامل کارندے تو وہ زکوٰۃ کی وصولی تحصیل کرنے والے ہیں اور مؤلفتہ القلوب کا سہم اور حصہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد ساقط ہوگیا اور غلاموں کا سہم تو اس سے رعائت کی جائیگی اس غلام مکاتب سے جو اپنی آزادی کی قیمت بربنائے تحریر ادا کرنے سے قاصر نظر آرہا ہو۔ اور قرضدار جس پر کسی کا کوئی حق باقی ہو سبیل اللہ یعنی جہاد اور ابن سبیل یعنی جس کا کوئی ماویٰ ومسکن نہ ہو جیسے مسافر ضعیف وراہ گیر اور اگر یہ ساری اصناف کے لوگ نہ ملیں تو صاحب زکوٰۃ کو حق ہے کہ بعض صنف کو دے اور بعض کو چھوڑ دے۔

(۱۵۷۸) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے عمّار بن موسیٰ ساباطی سے ارشاد فرمایا کہ اے عمّار تم بہت مالدار ہو؟ اس نے کہا جی ہاں میں آپؑ پر قربان۔ فرمایا پھر اللہ نے تم پر جو زکوٰۃ فرض کی ہے اس کو ادا کرتے ہو؟ اس نے عرض کیا جی ہاں۔ فرمایا تم اپنے مال سے حق معلوم نکالتے ہو؟ اس نے عرض کیا جی ہاں۔ فرمایا کیا تم اپنے قرابتداروں کے ساتھ حسن سلوک کرتے ہو؟ اس نے کہا جی ہاں فرمایا اور اپنے برادران مومن کے ساتھ بھی؟ اس نے کہا جی ہاں۔ آپؑ نے فرمایا اے عمّار مال فنا ہوجائیگا، بدن بوسیدہ ہوجائیگا اور عمل باقی رہ جائیگا۔ مگر حساب لینے والا زندہ رہے گا وہ کبھی نہ مرے گا اور اے عمّار لیکن وہ مال جو (کار خیر میں صرف کرکے) آگے بھیج چکے ہو وہ تم کو چھوڑ کر کسی دوسرے کے پاس نہیں جاسکتا اور جو مال تم دنیا میں چھوڑ کر جاؤ گے وہ تمہیں نہیں مل سکتا۔

(۱۵۷۹) ابی الحسین بن جعفر اسدی رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے جو انہوں نے محمد بن اسماعیل برمکی سے انہوں نے عبداللہ بن احمد سے انہوں نے فضل بن اسماعیل سے انہوں نے امام جعفر صادق علیہ السلام کے غلام معتب سے کی ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ زکوٰۃ اس لئے رکھی گئی ہے کہ اس سے دولتمندوں کا امتحان ہوجائے

(۱۵۸۸) عبید بن زرارہ نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے آپؑ نے فرمایا کہ جو شخص ایک درہم حق پر خرچ کرنے کو منع کرے گا اس کو باطل پر دو درہم خرچ کرنے پڑجائیں گے۔اور جو شخص اپنے مال میں سے حق (زکوٰۃ) نکالنے کو منع کرے گا تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کی گردن میں جہنم کا ایک سانپ بطور طوق پہنا دے گا۔

(۱۵۸۹) ابان بن تغلب نے ان ہی جناب علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اسلام میں دو (۲) خون حلال ہیں مگر اس پر عمل کوئی نہیں کرے گا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ ہمارے قائم اہلبیتؑ کو بھیجے گا اور جب اللہ تعالیٰ ہمارے قائم اہلبیتؑ کو بھیجے گا تو وہ ان دونوں پر حکم خدا جاری کرینگے۔یعنی وہ مرد جس کی زوجہ موجود ہے اگر وہ زنا کرے گا تو اس کو سنگسار کر دینگے اور جو زکوٰۃ دینے سے انکار کرے گا اس کی گردن مار دینگے۔

(۱۵۹۰) اور عمرو بن جمیع نے ان ہی جنابؑ سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا کوئی ایسا شخص نہیں جو زکوٰۃ ادا کرے اور اس کے مال میں کمی آجائے اور کوئی ایسا نہیں جو زکوٰۃ دینے سے انکار کرے اور اس کے مال میں زیادتی آجائے۔

(۱۵۹۱) ابو بصیر کی روایت میں ہے جو انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے کی ہے آپؑ نے فرمایا کہ جو شخص زکوٰۃ میں ایک قیراط دینے سے انکار کرے وہ نہ مومن ہے اور نہ مسلم ہے۔چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ حتی اذا جاء احدھم الموت قال رب ارجعون لعلی اعمل صالحا فیما ترکت (یہاں تک کہ جب ان میں سے کسی کو موت آئی تو کہنے لگے پروردگار تو مجھے پھر دنیا میں واپس کر دے تاکہ اب میں وہ عمل صالح کروں جو میں نے چھوڑ دیا تھا) (المومنون آیت نمبر ۹۹) اور ایک دوسری روایت میں ہے کہ اس کی نماز بھی قبول نہ کی جائے گی۔

(۱۵۹۲) اور ابن مسکان نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے آپؑ نے بیان فرمایا ایک وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسجد میں تشریف فرما تھے تو آپؐ نے پکار کر کہا اے فلاں تم یہاں سے اٹھ جاؤ اے فلاں تم یہاں سے اٹھ جاؤ اور اس طرح آپ نے پانچ آدمیوں کو پکار کر کہا کہ تم لوگ ہماری مسجد سے نکل جاؤ اس میں نماز نہ پڑھو جب کہ تم لوگ زکوٰۃ نہیں ادا کرتے۔

(۱۵۹۳) اور ابو بصیر نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے آپؑ نے فرمایا کہ جو شخص زکوۃ کی ایک قیراط دینے سے انکار کرے وہ نہ مومن ہے اور نہ مسلم وہ مرتے وقت اس بات کی تمنا کرے گا کہ وہ دوبارہ دنیا میں پلٹا دیا جائے اسی کے متعلق اللہ تعالیٰ کا قول ہے حتی اذا جاء احدھم الموت قال رب ارجعون لعلی اعمل صالحا فیما ترکت (المومنون آیت نمبر ۹۹)

(۱۵۹۴) نیز امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ ایک وقت کی فرض نماز بیس مرتبہ حج کرنے سے بہتر ہے اور ایک حج اس گھر سے بہتر ہے جو سونے چاندی سے بھرا ہوا ہو اور اس میں سے کار خیر میں اس قدر تصدق کیا جائے کہ وہ ختم ہو جائے اس کے بعد ارشاد فرمایا کہ وہ شخص فلاح نہیں پائے گا جو بیس عدد سونے کے گھر صرف پچیس عدد درہم کی وجہ سے ضائع

کردے تو آپ سے عرض کیا گیا کہ پچیس درہم کا کیا مطلب؟ آپؑ نے فرمایا جو شخص زکوٰۃ نہ دے گا اس کی نماز بھی اس وقت تک موقوف رہے گی جب تک وہ زکوٰۃ ادا نہ کردے۔

(۱۵۹۵) نیز آنجناب علیہ السلام نے فرمایا کہ دنیا کے خشک و تر میں جو مال بھی ضائع ہوتا ہے وہ صرف زکوٰۃ نہ دینے کی وجہ سے اور جو طائر بھی شکار ہوتا ہے وہ صرف اپنی تسبیح نہ پڑھنے کی وجہ سے۔

باب : زکوٰۃ لینے سے انکار کرنے والا

(۱۵۹۶) مروان بن مسلم نے عبداللہ بن ہلال سے روایت کی ہے اس کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا آپؑ فرمارہے تھے کہ جس شخص پر زکوٰۃ لینا واجب ہے اور وہ زکوٰۃ لینے سے انکار کرے تو وہ بھی اسی کے مانند ہے جس پر زکوٰۃ دینا واجب ہے اور وہ زکوٰۃ دینے سے انکار کرتا ہے۔

باب : زکوٰۃ دیتے وقت مستحق کو یہ بتانا ضروری نہیں کہ اسے زکوٰۃ دی جارہی ہے

(۱۵۹۷) عاصم بن حمید نے ابی بصیر سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے ایک مرتبہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے عرض کیا کہ ایک شخص ہمارے اصحاب میں سے ہے جس کو رقم زکوٰۃ لینے سے حیا اور شرم دامن گیر ہے تو کیا اس کو رقم ویسے ہی دیدی جائے اور اس کو یہ نہ بتایا جائے کہ یہ رقم زکوٰۃ ہے؟ آپؑ نے فرمایا ایسا ہی کرو زکوٰۃ کا نام لیکر اس مرد مومن کو ذلیل نہ کرو۔

باب : نصاب زکوٰۃ

(۱۵۹۸) حسن بن محبوب نے عبداللہ بن سنان سے روایت کی ہے اس کا بیان ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر یہ آیت زکوٰۃ **خذ من اموالھم صدقۃ تطھرھم و تزکیھم بھا** (تم ان کے اموال میں سے زکوٰۃ لو اور اس کی بدولت ان کو گناہوں سے پاک کرو اور انہیں صاف ستھرا کرو) (سورہ توبہ آیت نمبر ۱۰۳) ماہ رمضان میں نازل ہوئی تو آنحضرتؐ نے اپنے منادی کو حکم دیا کہ لوگوں میں اس امر کی منادی کردو کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے تم لوگوں پر زکوٰۃ بھی اسی طرح واجب کردی ہے جس طرح نماز واجب کی ہے سونے، چاندی، اونٹ، بیل، گائے، بھیڑ، بکری، جو، گیہوں، کھجور اور منقی پر اللہ تعالیٰ نے زکوٰۃ فرض کی ہے۔ اور ان لوگوں میں یہ منادی ماہ رمضان میں کی گئی اور مذکورہ چیزوں کے علاوہ تمام چیزوں میں ان کو زکوٰۃ کی معافی دی گئی۔

زرارہ اگر امام صرف انہیں کو دے جو اس کی معرفت رکھتے تو پھر (کوئی گمراہ) ہدایت کرنے کا موقع نہیں پائے گا اس لئے وہ ان لوگوں کو بھی عطا کرتا ہے تاکہ وہ دین کی طرف راغب ہوں اور اس پر ثابت قدم ہو جائیں۔ لیکن آجکل تم اور تمہارے اصحاب صرف اسی کو رقم زکوٰۃ دیں جو معرفت رکھتا ہو۔ لہذا تم ان مسلمانوں میں جس کو بامعرفت پاؤ اسی کو دو دوسروں کو نہ دو۔ پھر فرمایا کہ مؤلفۃ القلوب کا حصہ اور غلاموں کا حصہ عام ہے اور باقی حصے خاص ہیں۔

راوی کا بیان ہے میں نے عرض کیا اور اگر زکوٰۃ ان لوگوں کی ضرورت کیلئے کافی نہ ہو؟ آپؑ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے ہی تو اغنیاء کے مال میں ایک حصہ فرض کردیا ہے اگر اس کے علم میں ہوتا کہ یہ ان کی ضرورت کیلئے کافی نہیں تو اور زیادہ رکھ دیتا بات یہ ہے کہ ان لوگوں کی پریشان حالی اللہ تعالیٰ کی طرف سے فریضہ زکوٰۃ کی مقدار کی وجہ سے نہیں بلکہ ان لوگوں کی پریشان حالی کی اصل وجہ یہ ہے کہ لوگ ان کے حقوق ادا نہیں کرتے اگر سب لوگ مل کر ان کے حق کو صحیح صحیح ادا کریں پھر یہ فقراء بھی آرام وخیر سے زندگی بسر کریں۔

اور فقراء وہ ہیں جو اپاہج ہوں اور جن کے اعضا معطل ہو گئے ہوں اور حاجتمند ہوں اور مسکین وہ ہے کہ اپاہج اور معطل الاعضاء تو نہ ہو مگر حاجتمند ہو۔ اور عامل کارندے تو وہ زکوٰۃ کی وصولی تحصیل کرنے والے ہیں اور مؤلفۃ القلوب کا سہم اور حصہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد ساقط ہو گیا اور غلاموں کا سہم تو اس سے رعائت کی جائیگی اس غلام مکاتب سے جو اپنی آزادی کی قیمت بربنائے تحریر ادا کرنے سے قاصر نظر آرہا ہو۔ اور قرضدار جس پر کسی کا کوئی حق باقی ہو سبیل اللہ یعنی جہاد اور ابن سبیل یعنی جس کا کوئی ماویٰ ومسکن نہ ہو جیسے مسافر ضعیف و راہ گیر اور اگر یہ ساری اصناف کے لوگ نہ ملیں تو صاحب زکوٰۃ کو حق ہے کہ بعض صنف کو دے اور بعض کو چھوڑ دے۔

(۱۵۷۸) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے عمار بن موسیٰ ساباطی سے ارشاد فرمایا کہ اے عمار تم بہت مالدار ہو؟ اس نے کہا جی ہاں میں آپؑ پر قربان۔ فرمایا پھر اللہ نے تم پر جو زکوٰۃ فرض کی ہے اس کو ادا کرتے ہو؟ اس نے عرض کیا جی ہاں۔ فرمایا تم اپنے مال سے حق معلوم نکالتے ہو؟ اس نے عرض کیا جی ہاں۔ فرمایا کیا تم اپنے قرابتداروں کے ساتھ حسن سلوک کرتے ہو؟ اس نے کہا جی ہاں فرمایا اور اپنے برادران مومن کے ساتھ بھی؟ اس نے کہا جی ہاں۔ آپؑ نے فرمایا اے عمار مال فنا ہو جائیگا، بدن بوسیدہ ہو جائیگا اور عمل باقی رہ جائیگا۔ مگر حساب لینے والا زندہ رہے گا وہ کبھی نہ مرے گا اور اے عمار لیکن وہ مال جو (کار خیر میں صرف کرکے) آگے بھیج چکے ہو وہ تم کو چھوڑ کر کسی دوسرے کے پاس نہیں جاسکتا اور جو مال تم دنیا میں چھوڑ کر جاؤ گے وہ تمہیں نہیں مل سکتا۔

(۱۵۷۹) ابی الحسین بن جعفر اسدی رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے جو انہوں نے محمد بن اسماعیل برمکی سے انہوں نے عبداللہ بن احمد سے انہوں نے فضل بن اسماعیل سے انہوں نے امام جعفر صادق علیہ السلام کے غلام معتب سے کی ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ زکوٰۃ اس لئے رکھی گئی ہے کہ اس سے دولتمندوں کا امتحان ہو جائے

اور فقراء کی روزی چلے ۔ اگر تمام لوگ اپنے مال کی زکوٰۃ ادا کریں تو دنیا میں کوئی مسلمان فقیر و محتاج نہیں رہ جائیگا ۔ اور اللہ نے جو اس پر فرض عائد کیا وہ اسی سے غنی ہو جائیگا۔ لوگ جو فقیر و محتاج بھوکے اور ننگے ہیں یہ صرف دولتمندوں کے گناہوں کی وجہ سے ہیں اور اللہ تعالیٰ کو یہ حق ہے کہ جو لوگ اپنے اموال میں سے اللہ کے حق کو روکتے ہیں ان کو اپنی رحمت سے محروم کردے ۔ اور میں اس ذات کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ جس نے مخلوقات کو خلق کیا اور ہر طرف روزی پھیلا دی کہ دنیا کے کسی بھی خشک و تر حصے میں جب بھی کوئی مال ضائع ہوتا ہے تو وہ زکوٰۃ کے ترک کرنے کی وجہ سے ہوتا ہے ۔ اور خشکی و تری کے جتنے جانور شکار ہوتے ہیں اس دن تسبیح ترک کرنے کی وجہ سے ہوتے ہیں ۔ اور اللہ کے نزدیک سب سے محبوب و پسندیدہ بندہ وہ ہے جو سب سے زیادہ سخی ہو اور سب سے سخی وہ ہے جو اپنے مال کی زکوٰۃ ادا کرے اور اس کے مال میں اللہ تعالیٰ نے جو مومنین کا حق فرض کیا ہے اس کے دینے میں کبھی بخل نہ کرے ۔

(۱۵۸۰) حضرت امام علی ابن موسیٰ الرضا علیہ السلام نے محمد بن سنان کو اس کے مسائل کے جواب میں جو خط لکھا اس میں یہ بھی تحریر کیا کہ زکوٰۃ کے عائد کرنے کا سبب یہ ہے کہ فقراء کے رزق و روزی کا اہتمام ہو اور دولتمندوں کے اموال کی حفاظت ہو ۔ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے صحتمندوں کو اپاہجوں اور معذوروں کی دیکھ بھال کی ذمہ داری سونپی ہے ۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے لتبلون فی اموالکم و انفسکم (تمہارے مالوں اور تمہاری جانوں کا تم سے ضرور امتحان لیا جائیگا) (آل عمران آیت نمبر ۱۸۶) تو مالوں کا امتحان زکوٰۃ نکالنے سے اور جانوں کا امتحان نفوس کو صبر پر قائم رکھنے سے ہے اور اسی کے ساتھ اس میں اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا شکر ادا کرنا ہے اور اس میں زیادتی کی خواہش ہے اور کمزوروں اور ضعیفوں پر زیادہ رحم اور مہربانی اور مسکینوں پر زیادہ توجہ اور ان کے ساتھ حسن سلوک کی ترغیب اور فقراء کی تقویت اور امور دین میں ان کی مدد ہے ۔ اور یہ دولتمندوں کیلئے نصیحت و عبرت ہے کہ اس سے وہ آخرت کے فقراء کا اندازہ کرلیں اور اللہ تعالیٰ نے جو کچھ دیا ہے وہ اس پر اس کا شکر ادا کریں اور اللہ تعالیٰ سے دعا مانگیں اور اس بات سے ڈریں کہ کہیں یہ بھی ان فقراء و مساکین کے مانند زکوٰۃ لینے صدقہ کھانے اور صلہ رحم و حسن سلوک کے لائق نہ بن جائیں ۔

(۱۵۸۱) حضرت ابو الحسن امام موسیٰ بن جعفر علیہ السلام نے فرمایا کہ جو شخص اپنے پورے مال کی زکوٰۃ نکالے اور اسے مستحقین تک پہنچا دے تو پھر اس سے یہ نہیں پوچھا جائیگا یہ مال تو نے کہاں سے حاصل کیا ۔

(۱۵۸۲) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے ہر ایک ہزار درہم میں پچیس درہم زکوۃ مقرر فرمائی ہے اس لئے کہ اللہ نے تمام مخلوق کو پیدا کیا وہ جانتا ہے کہ ان میں غنی کتنے ہیں اور فقراء کتنے ہیں قوی کتنے ہیں اور ضعیف کتنے ہیں ۔ چنانچہ اس نے ہر ایک ہزار انسانوں میں پچیس عدد مسکین پیدا کئے اور اگر ایسا نہ ہوتا تو اللہ تعالیٰ ان کا حصہ اور زیادہ مقرر کرتا اس لئے کہ وہ ان سب کا خالق ہے اس کو ان کے متعلق زیادہ علم ہے ۔

باب : مانعین زکوٰۃ کے متعلق جو کچھ احادیث میں وارد ہوا ہے

(۱۵۸۳) حریز نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے آپؑ نے فرمایا جو بھی سونے اور چاندی کا مالک ہے اگر اپنے مال میں سے زکوٰۃ دینے کو منع کرے گا تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کو ایک بے آب و گیاہ میدان میں قید کردے گا اور اس پر ایک انتہائی پرانا اور زہریلا سانپ مسلط کردے گا جو اس کو کاٹنے کیلئے دوڑائے گا اور وہ بھاگے گا مگر وہ دیکھے گا کہ اس سے فرار ممکن نہیں تو اس کی طرف اپنا ہاتھ بڑھادے گا اور وہ سانپ اس کو مولی کی طرح چبا جائیگا پھر طوق بن کر اس کی گردن میں پڑ جائیگا۔ چنانچہ اسی کے متعلق اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے (سیطوقون مابخلوا بہ یوم القیامۃ (یہ لوگ جس مال کا بخل کرتے ہیں عنقریب قیامت کے دن اس کا طوق بنا کر ان کے گلے میں پہنا دیا جائیگا) (آل عمران آیت ۱۸۰) اور جو اونٹ یا گائے، بیل یا بھیڑ، بکری کا مالک ہے اپنے مال میں سے زکوٰۃ دینے کو منع کرے گا تو اللہ تعالیٰ اس کو ایک بے آب و گیاہ میدان میں قید کردیگا اور ہر کھُر والا جانور اس کو اپنے کھُر سے روندے گا اور ہر درندہ اس کو اپنے دانتوں سے نوچے گا۔ اور جو شخص کھجوروں کے درختوں یا انگور کی بیلوں یا کھیتی کا مالک ہے اور اس میں سے زکوٰۃ دینے کو منع کرے گا تو اللہ تعالیٰ اس کے کھیت کی زمین کے سات طبقے طوق بنا کر اس کے گلے میں قیامت کے دن ڈال دیگا۔

(۱۵۸۴) معروف بن خربوذ نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی آپؑ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے زکوٰۃ کا تذکرہ نماز کے ساتھ ساتھ کیا ہے اقیموا الصلوٰۃ و اتوا الزکوٰۃ تو جس نے نماز پڑھی اور زکوٰۃ نہیں دی تو گویا اس نے نماز بھی نہیں پڑھی۔

(۱۵۸۵) ایوب بن راشد نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے ارشاد فرمایا کہ زکوٰۃ دینے سے منع کرنے والے کے گلے میں ایک انتہائی زہریلے اور انتہائی پرانے سانپ کو جس کے سر سے بال تک جھڑ گئے ہونگے طوق بنا کر اس کے گلے میں ڈال دیا جائیگا جو اس کے دماغ کو کھاتا رہے گا۔ اور اسی کیلئے اللہ تعالیٰ کا قول ہے سیطوقون مابخلوا بہ یوم القیامۃ۔

(۱۵۸۶) مسعدہ نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ ملعون ہے ملعون ہے وہ شخص جو اپنے مال کی زکوٰۃ نہ دے۔

(۱۵۸۷) محمد بن مسلم نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ جو بندہ بھی اپنے مال میں سے زکوٰۃ دینے کو ذرا بھی منع کرے گا تو اللہ تعالیٰ اس مال کو آگ کے اژدھے کی شکل میں قیامت کے دن بنا دیگا اور وہ اژدھا اس کی گردن میں بطور طوق لپٹا دیا جائیگا اور جب تک وہ حساب سے فارغ نہ ہو اس کا گوشت نوچ نوچ کر کھاتا رہے گا اور اسی کیلئے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے سیطوقون مابخلوا بہ یوم القیامۃ یعنی جو بخل کرے گا زکوٰۃ دینے میں۔

(۱۵۸۸) عبید بن زرارہ نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے آپؑ نے فرمایا کہ جو شخص ایک درہم حق پر خرچ کرنے کو منع کرے گا اس کو باطل پر دو درہم خرچ کرنے پڑجائیں گے ۔ اور جو شخص اپنے مال میں سے حق (زکوٰۃ) نکالنے کو منع کرے گا تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کی گردن میں جہنم کا ایک سانپ بطور طوق پہنادے گا ۔

(۱۵۸۹) ابان بن تغلب نے ان ہی جناب علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اسلام میں دو (۲) خون حلال ہیں مگر اس پر عمل کوئی نہیں کرے گا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ ہمارے قائم اہلبیتؑ کو بھیجے گا اور جب اللہ تعالیٰ ہمارے قائم اہلبیتؑ کو بھیجے گا تو وہ ان دونوں پر حکم خدا جاری کرینگے ۔ یعنی وہ مرد جس کی زوجہ موجود ہے اگر وہ زنا کرے گا تو اس کو سنگسار کردینگے اور جو زکوٰۃ دینے سے انکار کرے گا اس کی گردن ماردینگے ۔

(۱۵۹۰) اور عمرو بن جمیع نے ان ہی جنابؑ سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا کوئی ایسا شخص نہیں جو زکوٰۃ ادا کرے اور اس کے مال میں کمی آجائے اور کوئی ایسا نہیں جو زکوٰۃ دینے سے انکار کرے اور اس کے مال میں زیادتی آجائے ۔

(۱۵۹۱) ابو بصیر کی روایت میں ہے جو انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے کی ہے آپؑ نے فرمایا کہ جو شخص زکوٰۃ میں ایک قیراط دینے سے انکار کرے وہ نہ مومن ہے اور نہ مسلم ہے ۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ حتی اذا جاء احدھم الموت قال رب ارجعون لعلی اعمل صالحا فیما ترکت (یہاں تک کہ جب ان میں سے کسی کو موت آئی تو کہنے لگے پروردگار تو مجھے پھر دنیا میں واپس کردے تاکہ اب میں وہ عمل صالح کروں جو میں نے چھوڑ دیا تھا) (المومنون آیت نمبر ۹۹) اور ایک دوسری روایت میں ہے کہ اس کی نماز بھی قبول نہ کی جائے گی ۔

(۱۵۹۲) اور ابن مسکان نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے آپؑ نے بیان فرمایا ایک وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسجد میں تشریف فرما تھے تو آپؐ نے پکار کر کہا اے فلاں تم یہاں سے اٹھ جاؤ اے فلاں تم یہاں سے اٹھ جاؤ اور اس طرح آپ نے پانچ آدمیوں کو پکار کر کہا کہ تم لوگ ہماری مسجد سے نکل جاؤ اس میں نماز نہ پڑھو جب کہ تم لوگ زکوٰۃ نہیں ادا کرتے ۔

(۱۵۹۳) اور ابو بصیر نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے آپؑ نے فرمایا کہ جو شخص زکوۃ کی ایک قیراط دینے سے انکار کرے وہ نہ مومن ہے اور نہ مسلم وہ مرتے وقت اس بات کی تمنا کرے گا کہ وہ دوبارہ دنیا میں پلٹا دیا جائے اسی کے متعلق اللہ تعالیٰ کا قول ہے حتی اذا جاء احدھم الموت قال رب ارجعون لعلی اعمل صالحا فیما ترکت (المومنون آیت نمبر ۹۹)

(۱۵۹۴) نیز امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ ایک وقت کی فرض نماز بیس مرتبہ حج کرنے سے بہتر ہے اور ایک حج اس گھر سے بہتر ہے جو سونے چاندی سے بھرا ہوا ہو اور اس میں سے کار خیر میں اس قدر تصدق کیا جائے کہ وہ ختم ہو جائے اس کے بعد ارشاد فرمایا کہ وہ شخص فلاح نہیں پائے گا جو بیس عدد سونے کے گھر صرف پچیس عدد درہم کی وجہ سے ضائع

کردے تو آپ سے عرض کیا گیا کہ پچیس درہم کا کیا مطلب ؟ آپؑ نے فرمایا جو شخص زکوٰۃ نہ دے گا اس کی نماز بھی اس وقت تک موقوف رہے گی جب تک وہ زکوٰۃ ادا نہ کردے ۔

(۱۵۹۵) نیز آنجناب علیہ السلام نے فرمایا کہ دنیا کے خشک و تر میں جو مال بھی ضائع ہوتا ہے وہ صرف زکوٰۃ نہ دینے کی وجہ سے اور جو طائر بھی شکار ہوتا ہے وہ صرف اپنی تسبیح نہ پڑھنے کی وجہ سے ۔

باب : زکوٰۃ لینے سے انکار کرنے والا

(۱۵۹۶) مروان بن مسلم نے عبداللہ بن ہلال سے روایت کی ہے اس کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا آپؑ فرما رہے تھے کہ جس شخص پر زکوٰۃ لینا واجب ہے اور وہ زکوٰۃ لینے سے انکار کرے تو وہ بھی اسی کے مانند ہے جس پر زکوٰۃ دینا واجب ہے اور وہ زکوٰۃ دینے سے انکار کرتا ہے ۔

باب : زکوٰۃ دیتے وقت مستحق کو یہ بتانا ضروری نہیں کہ اسے زکوٰۃ دی جارہی ہے

(۱۵۹۷) عاصم بن حمید نے ابی بصیر سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے ایک مرتبہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے عرض کیا کہ ایک شخص ہمارے اصحاب میں سے ہے جس کو رقم زکوٰۃ لینے سے حیا اور شرم دامن گیر ہے تو کیا اس کو رقم ویسے ہی دیدی جائے اور اس کو یہ نہ بتایا جائے کہ یہ رقم زکوٰۃ ہے ؟ آپؑ نے فرمایا ایسا ہی کرو زکوٰۃ کا نام لیکر اس مرد مومن کو ذلیل نہ کرو ۔

باب : نصاب زکوٰۃ

(۱۵۹۸) حسن بن محبوب نے عبداللہ بن سنان سے روایت کی ہے اس کا بیان ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر یہ آیت زکوٰۃ **خذ من اموالھم صدقۃ تطھرھم و تزکیھم بھا** (تم ان کے اموال میں سے زکوٰۃ لو اور اس کی بدولت ان کو گناہوں سے پاک کرو اور انہیں صاف ستھرا کرو) (سورہ توبہ آیت نمبر ۱۰۳) ماہ رمضان میں نازل ہوئی تو آنحضرتؐ نے اپنے منادی کو حکم دیا کہ لوگوں میں اس امر کی منادی کردو کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے تم لوگوں پر زکوٰۃ بھی اسی طرح واجب کردی ہے جس طرح نماز واجب کی ہے سونے ، چاندی ، اونٹ ، بیل ،گائے ، بھیڑ، بکری ، جو ، گیہوں ، کھجور اور منقی پر اللہ تعالیٰ نے زکوٰۃ فرض کی ہے ۔ اور ان لوگوں میں یہ منادی ماہ رمضان میں کی گئی اور مذکورہ چیزوں کے علاوہ تمام چیزوں میں ان کو زکوٰۃ کی معافی دی گئی ۔

آپؑ نے فرمایا کہ پھر ان لوگوں کے اموال میں سے کسی چیز میں تعرض نہیں کیا گیا یہاں تک کہ آئندہ ایک سال گزر گیا تو ان لوگوں نے روزہ رکھا افطار کیا تو آنحضرتؐ نے پھر اپنے منادی کو حکم دیا کہ مسلمانوں میں ندا کردو کہ اے مسلمانو تم لوگ اپنے اموال میں سے زکوٰۃ ادا کرو تاکہ تمہاری نمازیں قبول کرلی جائیں۔

آپؑ نے فرمایا کہ پھر زکوۃ اور خراج وصول کرنے والے کارندے ان کی طرف بھیجے گئے۔

پس سونے پر کوئی زکوٰۃ اس وقت تک نہیں جب تک اس کی مقدار بیس (۲۰) مثقال نہ پہنچ جائے اور جب اس کی مقدار بیس مثقال پہنچ جائے تو اس پر نصف دینار ہے اور جب چوبیس مثقال ہوجائے تو اس پر نصف دینار اور عشر (۱/۱۰) دینار ہے پھر اس حساب سے بیس سے جس قدر چار چار بڑھتا جائیگا ہر چار مثقال پر ایک عشر (۱/۱۰) زکوٰۃ ہوگی یہاں تک کہ چالیس مثقال پہنچ جائے اور جب چالیس مثقال ہو تو اس پر ایک مثقال (۵ء۳ گرام) زکوٰۃ ہے۔

اور چاندی پر بھی اس وقت تک کوئی زکوٰۃ نہیں جب تک اس کی مقدار دو سو درہم نہ پہنچ جائے۔ جب اس کی تعداد دو سو (۲۰۰) درہم پہنچ جائے تو اس پر پانچ درہم زکوٰۃ ہوگی جب تک چالیس پورے نہ ہوجائیں۔

اور روئی اور زعفران اور سبزیوں اور ترکاریوں اور پھلوں کے دانوں پر کوئی زکوٰۃ نہیں ہے جب تک کہ اس کو فروخت کرکے اس کی قیمت پر ایک سال نہ گزر جائے۔

اور اگر کسی شخص کے پاس پورے دو سو درہم جمع ہوگئے اور اس پر سال پورا ہوگیا اور اس میں سے اس نے پانچ درہم زکوٰۃ نکال دی اور اس کو کسی مستحق کو دیدیا مگر اس مستحق نے اس میں سے ایک درہم واپس کردیا یہ کہکر کہ یہ کھوٹا سکہ ہے تو اس کو چاہیئے کہ وہ اس سے باقی چار درہم بھی واپس لے لے اس لئے کہ اب اس پر زکوٰۃ واجب نہیں کیونکہ اس کے پاس ایک کم دو سو درہم ہیں اور دو سو درہم سے کم پر زکوٰۃ واجب نہیں ہے۔

اور (سونے چاندی کے) ڈلوں پر زکوٰۃ نہیں ہے بشرطیکہ زکوۃ سے فرار کیلئے سکوں کو پگھلا کر اس کا ڈلا نہ بنوالیا گیا ہو اگر زکوٰۃ سے بچنے کیلئے تم نے ایسا کیا ہے تو تم پر زکوٰۃ واجب ہے۔

اور زیورات پر زکوٰۃ نہیں ہے خواہ وہ ایک لاکھ دینار کے برابر ہوں لیکن اگر کوئی مومن اس کو عاریتاً مانگے تو اس کو عاریتاً دے دو یہی اس کی زکواۃ ہے

اور سونے چاندی کے ڈلے پر زکوٰۃ نہیں ہے بلکہ درہم و دنیار پر زکوٰۃ ہے۔

(۱۵۹۹) اور زرارہ اور بکیر نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ جواہرات اور اس کے مشابہہ دیگر اشیاء پر کوئی زکوٰۃ نہیں خواہ وہ بہت زیادہ کیوں نہ ہوں۔

اور چاندی کے ڈلے پر زکوٰۃ نہیں اور نہ مال یتیم پر زکواۃ ہے مگر یہ کہ اس سے تجارت کی جائے اگر اس سے تجارت کی جارہی ہے تو اس پر زکوٰۃ ہے اور نفع یتیم کیلئے ہوگا اور تاجر اس مال کا ضامن ہوگا۔ اور یہ بھی روایت کی گئی ہے کہ نفع

ان دونوں کے درمیان تقسیم ہوگا۔

اور میرے والد رضی اللہ عنہ نے اپنے رسالے میں تحریر کیا ہے کہ کسی شخصِ مستحق کو رقم زکوٰۃ نصف دینار سے کم دینا جائز نہیں ہے۔

(۱۶۰۰) اور محمد بن عبدالجبار نے روایت کی ہے کہ ہمارے بعض اصحاب نے احمد بن اسحاق کے ہاتھوں ایک خط حضرت امام علی النقی علیہ السلام کو تحریر کیا کہ میں زکوٰۃ کی رقم میں سے اپنے کسی نیک برادر مومن کو دو یا تین درہم دیدیا کروں ؟ آپؑ نے جواب میں تحریر کیا ایسا کرو ان شاء اللہ زکوٰۃ کی ادائیگی کیلئے چار چھ مہینے کی بھی تقدیم و تاخیر (قبل از وقت اور بعد از وقت) کی بھی روایت کی گئی ہے مگر اس کا مقصد بھی یہی ہے کہ جب زکوٰۃ تم پر واجب ہو اس وقت زکوٰۃ دو قبل از وقت زکوٰۃ دینا یا بعد از وقت زکوٰۃ دینا جائز نہیں ہے اس لئے کہ زکوٰۃ کا ذکر نماز کے ساتھ آیا ہے۔اور نماز کا قبل از وقت ادا کرنا یا بعد از وقت ادا کرنا جائز نہیں سوائے اس کے کہ اس کی قضا پڑھی جائے۔اسی طرح زکوٰۃ ہے اگر تم چاہتے ہو کہ اپنے مال کی زکوٰۃ قبل از وقت ادا کرو تاکہ کسی بندہ مومن کا کام چل جائے تو ایسا کرو کہ اس کو قرض دیدو اور جب زکوٰۃ کا وقت آئے تو اس قرض کو اپنی زکوٰۃ میں محسوب کرلو۔تاکہ تمہاری زکوٰۃ بھی محسوب ہوجائے اور تمہیں ایک مومن کو قرض دینے کا ثواب بھی مل جائے۔

(۱۶۰۱) اور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی گئی ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ قرض دینا بڑی اچھی بات ہے اگر وہ آسانی کے ساتھ واپس مل جائے تو ٹھیک اور اگر واپسی مشکل ہو تو تم اس کو اپنی زکوٰۃ میں محسوب کرلو۔

(۱۶۰۲) اور روایت کی گئی کہ قرض زکوٰۃ کا حامی اور مددگار ہے۔

اور اگر تمہارا کسی شخص پر قرض ہو اور وہ اس کی ادائیگی کیلئے آمادہ نہ ہو تو اگر تم چاہو تو اپنی زکوٰۃ میں محسوب کرلو۔

اور کوئی حرج نہیں اگر کوئی شخص اپنے مال کی زکوٰۃ سے کوئی مومن غلام خریدے اور اسے آزاد کردے اور اگر وہ آزاد کردہ کچھ مال کمانے کے بعد مرگیا تو اس کا مال مستحقین زکوٰۃ کا ہوگا اس لئے کہ وہ ان ہی کے مال سے خریدا گیا ہے۔

اور اگر کوئی شخص اپنے مال کی زکوٰۃ سے اپنے باپ کو خرید کر آزاد کردے تو یہ اس کے لئے جائز ہے۔

اور اگر کسی مرد مومن کا انتقال ہوجائے اور تم چاہتے ہو کہ اس کی تجہیز و تکفین اپنے مال کی زکوٰۃ سے کرو تو وہ رقم زکوٰۃ اسکے وارثوں کو دیدو کہ وہ اسکی تجہیز و تکفین کریں اور اگر اس کا کوئی وارث نہ ہو تو تم اس کی تجہیز و تکفین کرو اور وہ رقم اپنی زکوٰۃ میں محسوب کرلو اور اگر اس کے ورثاء کو دوسرے لوگوں نے کفن وغیرہ کی قیمت دیدی ہے تو اگر تم چاہو تو تم اسکی تجہیز و تکفین اپنے پیسے سے کردو اور اس کو اپنی زکوٰۃ میں محسوب کرلو۔اور وہ رقم جو دوسروں نے اسکے ورثاء کو دیدی ہے اسے چھوڑ دو کہ وہ اپنے اخراجات میں لائیں۔اور اگر میت پر کچھ قرض ہے تو وارثوں پر اس قرض کی ادائیگی اس رقم سے لازم نہیں ہے جو تم نے یا دوسروں نے اس کے وارثوں کو دی ہے اس لئے کہ یہ میراث نہیں بلکہ یہ رقم تو اس کے مرنے کے

بعد اسکے وارثوں کو ملی ہے۔

اور اگر تمہاری رقم تجارت میں لگی ہوئی ہے اور تمہارے مال کی مانگ آگئی مگر تم نے اسکو فروخت نہیں کیا کہ تم اس سے زیادہ نفع کے خواہشمند ہو اور اب وہ مال تمہارے پاس ایک سال رکا رہا تو تم پر اس کی زکوٰۃ واجب ہے اگر اس مال کی مانگ نہیں آئی تو پھر تم پر اسکی زکوٰۃ لازم نہیں ہے۔

اور اگر تمہارا مال تم سے غائب ہے تو تم پر اسکی زکوٰۃ بھی نہیں ہے جب تک کہ تمہارا مال تمہارے پاس واپس نہ آجائے اور آئے پر ایک سال نہ گزر جائے اور تمہارے قبضہ میں نہ رہے۔ لیکن اگر تمہارا مال کسی ایسے شخص کے پاس ہے کہ جب تم مانگو وہ تمہیں دیدے تو اسکی زکوٰۃ تم پر لازم ہے اور اگر وہ اس کا نفع بھی تم کو پلٹائے تو اس نفع کی بھی تم پر زکوٰۃ لازم ہے اور اگر تم نے ایک چیز فروخت کی اور خریدار سے یہ شرط کرلی کہ وہ ایک سال یا دو سال یا اس سے زیادہ کی زکوٰۃ ادا کرے گا تو یہ تمہارے لئے جائز ہے اور تمہارے بدلے اُس پر زکوٰۃ لازم ہوگی۔

اور اگر تم نے کسی شخص سے کوئی مال قرض لیا اور وہ تمہارے پاس پورے ایک سال رہ گیا تو تم پر اسکی زکوٰۃ لازم ہے اور تم اپنے مال کی زکوٰۃ اہل ولایت کے سوا کسی غیر کو نہ دو اور اہل ولایت میں سے اپنے ماں باپ اپنی اولاد اپنے شوہر اپنی زوجہ اپنے غلام اپنے دادا اپنی دادی اور ہر اس شخص کو نہ دو جس کا نان و نفقہ تمہارے ذمہ واجب ہے۔ اور کوئی حرج نہیں اگر اپنے مال کی زکوٰۃ اپنے بھائی اپنی بہن اپنے چچا اپنی پھوپھی اپنے ماموں اور اپنی خالہ کو دیدو۔

(۱۶۰۳) زرارہ کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا کہ ایک شخص کے پاس ایک سو ننانوے (۱۹۹) درہم اور انیس (۱۹) دینار ہیں کیا وہ اس کی زکوٰۃ نکالے؟ آپؑ نے فرمایا نہیں اس پر نہ ان درہموں کی زکوٰۃ ہے اور نہ ان دیناروں کی جب تک کہ ان کا نصاب پورا نہ ہوجائے۔

زرارہ نے کہا کہ اور اسی طرح تمام اشیاء میں (نصاب پورا ہونے کی شرط ہے):

نیز زرارہ کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا کہ ایک شخص کے پاس چار (۴) اونٹ اور انتالیس (۳۹) بکریاں اور انتیس (۲۹) گائیں ہیں کیا وہ ان سب کی زکوٰۃ ادا کرے؟ آپؑ نے فرمایا نہیں وہ ان میں سے کسی کی بھی زکوٰۃ ادا نہیں کرے گا اس لئے کہ ان میں سے کسی کا بھی نصاب پورا نہیں ہے لہذا ان میں سے کسی کی بھی زکوٰۃ اس پر واجب نہیں۔

(۱۶۰۴) عمر بن اذنیہ نے زرارہ سے اور انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے آپؑ نے فرمایا کہ اونٹوں کی پانچ سے کم تعداد پر کوئی زکوٰۃ نہیں اور جب پانچ ہوں تو نو کی تعداد تک ایک بکری زکوٰۃ ہے۔ اور جب دس اونٹ پورے ہوجائے تو دو بکریاں اور جب ان کی تعداد پندرہ ہوجائے تو تین بکریاں اور جب بیس ہوجائے تو چار بکریاں اور جب پچیس اونٹ ہوں تو ان کی زکوٰۃ پانچ بکریاں ہیں لیکن اگر پچیس سے ایک بھی زائد ہو تو پینتیس (۳۵) تک ان کی

زکوٰۃ ایک بنت مخاض (اونٹ کا وہ بچہ جو دوسرے سال میں لگا ہو) ہے اور اگر اس کے پاس کوئی بنت مخاض نہ ہو تو اس کے عوض ایک ابن لبون (اونٹ کا ایک نر بچہ جو تیسرے سال میں لگا ہو) دیدے۔ اور اگر اونٹ پینتیس (۳۵) کی تعداد سے ایک بھی زائد ہو تو پینتالس (۴۵) تک ایک بنت لبون (اونٹ کا وہ مادہ بچہ جو تیسرے سال میں لگا ہو) دیدے اور اگر پینتالیس (۴۵) سے ایک بھی زائد ہو تو ساٹھ کی تعداد تک ایک حقہ (اونٹ کا مادہ بچہ جو چوتھے سال میں لگا ہو) دیدے اور اس کو حقہ اس لیئے کہتے ہیں کہ وہ اس قابل ہو گیا کہ اس پر سواری کی جائے۔ اور اگر ساٹھ سے ایک بھی زائد ہے تو پچھتر تک ایک جذعہ (وہ اونٹ جو پانچویں سال میں داخل ہو) دیدے اور اگر پچھتر سے ایک عدد بھی زائد ہے تو نوے (۹۰) کی تعداد تک دو بنت لبون (اونٹ کے دو مادہ بچے جو تیسرے سال میں لگ گئے ہوں) دیدے اور اگر نوے (۹۰) کی تعداد سے ایک بھی زائد ہو تو ایک سو بیس (۱۲۰) تک دو حقہ (وہ اونٹ جو چار سال میں داخل ہوں) اور اب اگر ایک سو بیس (۱۲۰) سے ایک بھی زائد ہو تو ہر پچاس پر ایک حقہ اور ہر چالیس پر ایک بنت لبون دیدے اور وہ شخص کہ جس پر زکوٰۃ میں ایک جذعہ (وہ اونٹ جو پانچ سال میں داخل ہو) دینا ہے جو اس کے پاس نہیں ہے لیکن اس کے پاس حقہ ہے تو وہ حقہ کے ساتھ دو بکریاں یا بیس درہم دیدے اور جس پر حقہ واجب ہے مگر اس کے پاس نہیں ہے بلکہ جذعہ ہے تو وہ جذعہ دیدے اور زکوٰۃ وصول کرنے والے سے دو بکریاں یا بیس (۲۰) درہم لیلے۔

اور جس پر بنت لبون دینا واجب ہے مگر اس کے پاس نہیں ہے بلکہ اس کے پاس حقہ ہے تو وہ اسے دے اور زکوٰۃ وصول کرنے والا اس کو دو بکریاں یا بیس درہم دے گا۔ اور جس پر بنت لبون دینا واجب ہے مگر اسکے پاس نہیں ہے بلکہ اس کے پاس بنت مخاض ہے تو وہ اسے دے اور اس کے ساتھ دو بکریاں یا بیس درہم بھی دے اور جس پر بنت مخاض دینا واجب ہے مگر اس کے پاس نہیں ہے بلکہ اس کے پس بنت لبون ہے تو وہ اسے دیدے اور زکوٰۃ وصول کرنے والا اس کو دو بکریاں یا بیس درہم دے گا۔ اور جس پر بنت مخاض دینا واجب ہے مگر اس کے پاس نہیں ہے بلکہ اس کے پاس نر ابن لبون ہے تو اس سے ابن لبون ہی قبول کرلیا جائے گا اور وہ اس کے ساتھ کچھ اور نہ دیگا۔

(۱۶۰۵) ایک مرد ثقیف سے روایت کی گئی ہے اس کا بیان ہے کہ حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام نے مجھ کو بانقیا (قادسیہ) اور کوفہ کے قرب وجوار کی آبادیوں پر عامل بنایا۔ اور حاضرین کے مجمع سے خطاب کرکے کہا کہ اپنے خراج و مالگزاری کو دیکھنا اور اسکی وصولی میں پوری کوشش کرنا ایک درہم بھی باقی نہ چھوڑنا۔ اور اپنے علاقہ پر جانے لگنا تو مجھ سے مل کر جانا۔

غرض جب میں علاقہ پر جانے لگا تو آپؑ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپؑ نے فرمایا کہ وہ جو میں نے تم سے کہا تھا وہ مصلحتاً کہا تھا (تاکہ مجوس وغیرہ ڈریں اور خراج کی وصولی میں تم کو کوئی دقت نہ ہو) دیکھنا کسی مسلمان کو یا یہودی کو یا نصرانی کو خراج کی ایک ایک درہم کی وصولی کیلئے نہ مارنا نہ پیٹنا۔ یا ان کے وہ جانور جن سے وہ کام لیتے انہیں ایک ایک

درہم کی وصولی کیلئے نہ بکوا دینا۔ اس لئے کہ ہم لوگوں کو حکم دیا گیا ہے کہ ان کے اخراجات سے جو فاضل ہے اس میں سے لو۔

(۱۶۰۶) حضرت علی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ زکوٰۃ کا مال جب تک کہ قبضہ میں نہ آجائے اس کو فروخت نہ کیا جائے۔

اس کتاب کے مصنف علیہ الرحمہ فرماتے ہیں اونٹ کو جب سے وہ ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا ہے ایک سال تک حوار کہتے ہیں۔ اور جب دوسرے سال میں داخل ہوجائے تو ابن مخاض کہتے ہیں اس لئے کہ اسکی ماں پھر حاملہ ہوجاتی ہے اور جب تیسرے سال میں داخل ہوجائے تو اس کو ابن لبون کہتے ہیں اس لئے کہ اس کی ماں نے پھر بچہ جنا اور اب وہ دودھ والی ہے اور جب چوتھے سال میں داخل ہوجائے تو اس کو حق اور مونث کو حقہ کہتے ہیں اس لئے کہ وہ اب اس قابل ہے کہ اس پر سوار ہوا جائے اور جب پانچویں سال میں داخل ہوجائے تو اس کو جذعہ کہتے ہیں اور جب چھٹے سال میں داخل ہو تو اسکو ثنیہ کہتے ہیں اس لئے کہ اس نے اپنے دو دانت گرا دیئے ہیں اور جب ساتویں سال میں داخل ہو تو اس کو رباع کہتے ہیں اس لئے کہ اس نے اپنے رباعیہ (سامنے کے چار دانت) گرا دیئے ہیں۔ اور جب آٹھویں سال میں داخل ہوجائے تو اپنے رباعیہ کے بعد والے دانت بھی گرا دیتا ہے اور اسکو سدیس کہتے ہیں اور جب وہ نویں سال میں داخل ہو تو اس کے نئے دانت پیدا ہوتے ہیں اور اسکو بازل کہتے ہیں اور جب وہ دسویں سال میں داخل ہو تو اس کو مخلف کہتے ہیں اور اسکے بعد اسکا کوئی نام نہیں ہے۔

اور زکوٰۃ میں ابن مخاض سے جذعہ تک کی عمر کے اونٹ لئے جاتے ہیں اور کام کرنے والے اونٹوں پر کوئی زکوٰۃ نہیں ہے بلکہ صرف ان اونٹوں پر ہے جو چراگاہوں میں ہوں یا چرتے ہوں نیز ان خراسانی اونٹوں پر ہے جو عربی اونٹوں کے مانند ہوں۔

اور گائے کی تعداد جب تک کہ تیس (۳۰) نہ ہوجائے ان پر زکوٰۃ نہیں ہے اور جب ان کی تعداد تیس (۳۰) تک پہنچ جائے تو زکوٰۃ میں گائے کا یکسالہ بچہ ہے۔ اور تیس سے زیادہ پر مزید کوئی زکوٰۃ نہیں اور جب گائے کی تعداد چالیس (۴۰) ہوجائے تو زکوٰۃ میں ایک تین سالہ بچہ دینا ہوگا پھر چالیس (۴۰) کے آگے ساٹھ (۶۰) تک مزید کچھ نہیں مگر جب تعداد ساٹھ (۶۰) ہوجائے تو ستر (۷۰) سے پہلے تک دو عدد یکسالہ بچے اور جب تعداد ستر (۷۰) ہوجائے تو اسی (۸۰) سے پہلے تک ایک عدد ایک سالہ اور ایک عدد تین سالہ بچہ اور جب اسی کی تعداد ہوجائے تو نوے سے پہلے تک دو (۲) عدد تین (۳) سالہ بچے اور جب تعداد پوری نوے (۹۰) ہوجائے تو اس پر تین (۳) یکسالہ گائے کے بچے ہیں۔ اور جب گایوں کی تعداد بہت زیادہ ہوجائے تو پھر یہ حساب سب ختم اور اب گایوں کا مالک ہر تیس (۳۰) پر ایک عدد یکسالہ گائے دے گا اور ہر چالیس پر ایک عدد تین (۳) سالہ گائے دے گا۔

اور کام کرنے والے بیلوں پر کوئی زکوٰۃ نہیں لیکن چراگاہوں میں چرنے والے بیلوں اور گایوں پر زکوٰۃ ہے۔ اور ہر وہ

گائے کا بچہ جو اپنے مالک کے پاس ایک سال کا پورا نہیں ہوا ہے اس پر کوئی زکوٰۃ نہیں ہے اور جب ایک سال کا پورا ہو جائے تو زکوٰۃ (کے لئے اس کو شمار کرنا) واجب ہے۔

(۱۶۰۷) حریز نے زرارہ سے اور انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے راوی کا بیان ہے کہ میں نے آنجنابؑ سے دریافت کیا کہ کیا بھینسوں پر بھی زکوٰۃ ہے؟ تو آپؑ نے فرمایا (ہاں) اسی طرح جس طرح گایوں پر زکوٰۃ ہے۔

اور بکریوں پر چالیس کی تعداد تک کوئی زکوٰۃ نہیں مگر جب اس پر ایک بھی زیادہ ہو جائے تو ایک سو بیس (۱۲۰) کی تعداد تک ایک بکری ہے اور جب ایک سو بیس (۱۲۰) سے ایک بکری بھی زیادہ ہو جائے تو دو سو (۲۰۰) تک دو بکریاں اور جب دو سو (۲۰۰) سے ایک بکری زائد ہو جائے تو تین سو (۳۰۰) تک تین بکریوں اور جب بکریاں بہت زیادہ ہوں تو پھر یہ سب کچھ نہیں اب ہر ایک سو (۱۰۰) پر ایک بکری۔

اور زکوٰۃ وصول کرنے والا اس مقام پر جائے گا جہاں بکریاں ہیں اور باآواز بلند ندا دیگا کہ اے گروہ مسلمین کیا تمہارے مال میں اللہ تعالیٰ کا کوئی حق ہے؟ اگر وہ لوگ کہیں کہ ہاں تو وہ حکم دیگا کہ ساری بکریوں کو نکالا جائے اور ساری بکریوں کے دو حصے کئے جائیں پھر بکریوں کے مالک کو اختیار دے گا کہ وہ ان دونوں حصوں میں سے ایک حصہ وہ اپنے لئے چن لے اور زکوٰۃ وصول کرنے والا دوسرے حصہ میں سے زکوٰۃ لے گا اور اگر بکریوں کا مالک یہ چاہے کہ زکوٰۃ وصول کرنے والا اس کیلئے کوئی مخصوص بکری چھوڑ دے تو وہ یہ کر سکتا ہے اور زکوٰۃ وصول کرنے والا اسے چھوڑ کر کوئی دوسری بکری لیلے اور اگر بکریوں کا مالک یہ بھی چاہے کہ وہ خود اس کو چھوڑے اور اس کو لے تو اس کو اس کا حق نہیں ہے۔ اور زکوٰۃ وصول کرنے والا نہ مجتمع بکریوں کو متفرق کرے گا اور نہ متفرق کو مجتمع کرے گا۔

(۱۶۰۸) اور عبدالرحمن بن حجاج نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا گوشت کھانے کیلئے رکھی ہوئی بکری یا ویسی ہی دو عدد پالی ہوئی بکریاں یا دودھ کیلئے پلی ہوئی بکری یا سانڈ چھوڑے ہوئے بکرے پر کوئی زکوٰۃ نہیں ہے۔

(۱۶۰۹) اور سماعہ کی روایت میں ہے کہ گوشت کھانے کیلئے بکری اور گوشت کھانے کیلئے بڑی بکری جو عموماً بکریوں میں پالی جاتی ہے اور بچہ دیئے ہوئے بکری اور سانڈ بکرے کو زکوٰۃ میں نہیں لیا جائے گا۔

(۱۶۱۰) اور اسحاق بن عمار نے آنجنابؑ سے بکری کے بچے کے متعلق سوال کیا کہ اس پر زکوٰۃ کب واجب ہے؟ آپؑ نے فرمایا کہ جب وہ سات ماہ کا ہو جائے۔

باب : مال زکوٰۃ ضمانت نقدین کی زکوٰۃ اور مستحق زکوٰۃ

(۱۶۱۱) امام رضا علیہ السلام نے بیان فرمایا کہ بنی تغلب نے (جو نصرانی تھے) جزیہ دینے سے انکار کیا اور حضرت عمر سے درخواست کی کہ انہیں معاف کیا جائے تو وہ ڈرے کہ یہ سب کہیں روم سے الحاق نہ کرلیں تو حضرت عمر نے ان سے صلح اس بات پر کرلی کہ جزیہ ان سے اٹھالیا جائیگا اور ان پر دوگنی زکوٰۃ کردی جائے گی وہ لوگ اس پر راضی ہوگئے وہ لوگ اس صلح پر قائم رہے یہاں تک کہ دین حق میں طاقت آگئی۔

(۱۶۱۲) اور یعقوب بن شعیب نے آنجنابؑ سے روایت کیا کہ عشر جو ایک شخص سے وصول کیا جاتا ہے کیا وہ اس کو اپنی زکوٰۃ میں محسوب کرے ؟ آپؑ نے فرمایا کہ اگر وہ چاہے تو ایسا کرے۔

(۱۶۱۳) اور سکونی نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے اور انہوں نے اپنے آبائے کرام سے اور انہوں نے حضرت علی علیہ السلام سے آپؑ نے فرمایا کہ عشر وصول کرنے والے نے عشر وصول کرکے جو کچھ اپنے ڈھیر میں ڈال لیا ہے تو وہ تمہاری زکوٰۃ میں شمار ہوگا اور جو نہیں ڈالا ہے وہ تمہاری زکوٰۃ میں شمار نہیں ہوگا۔

(۱۶۱۴) سماعہ نے ابوبصیر سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے راوی کا بیان ہے کہ میں نے آنجنابؑ سے عرض کیا کہ ایک شخص ہے جو اپنے اہل وعیال کے دو سال کے اخراجات کیلئے تین ہزار درہم چھوڑ رکھتا ہے کیا اس پر زکوٰۃ ہے ؟ آپؑ نے فرمایا کہ وہ وہاں موجود رہتا ہے تو اس پر زکوٰۃ ہے اور اگر غائب ہے تو اس پر کوئی زکوٰۃ نہیں۔

(۱۶۱۵) محمد بن نعمان احول نے آنجنابؑ سے دریافت کیا کہ ایک شخص نے اپنے مال سے زکوٰۃ نکالنے میں عجلت کی مگر مال کے ختم ہونے سے قبل زکوٰۃ دینے والا مالدار ہوگیا ؟ آپؑ نے فرمایا زکوٰۃ دینے والا پھر سے زکوٰۃ نکالے گا۔

(۱۶۱۶) اور آنجنابؑ سے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا گیا کہ اس نے اپنے مال کی زکوٰۃ ایک ایسے آدمی کو یہ دیکھتے ہوئے دی کہ وہ مفلس اور تنگدست ہے مگر بعد میں معلوم ہوا کہ وہ مالدار و خوشحال ہے ؟ آپؑ نے فرمایا کہ یہ ادائیگی زکوٰۃ اس کیلئے کافی نہیں ہے۔

(۱۶۱۷) اور محمد بن مسلم نے ان ہی جناب علیہ السلام سے روایت کی اس نے آنجنابؑ سے دریافت کیا کہ ایک شخص نے اپنے مال کی زکوٰۃ کہیں بھیج دی کہ اسے تقسیم کردیا جائے لیکن وہ درمیان میں ضائع ہوگئی تو وہ اس کی تقسیم تک اس کا ضامن ہے ؟ آپؑ نے فرمایا کہ اگر اسکو مستحقین مل گئے تھے اور اس نے انہیں نہیں دیا (اور دوسری جگہ بھیجا) تو وہ اس کا ضامن و ذمہ دار ہے جب تک مستحقین کو نہ پہنچادے۔ اور اگر اس کو زکوٰۃ کا مستحق کوئی نہیں ملا تھا جس کو یہ دیتا اس لئے اس نے دوسری جگہ بھیجا کہ مستحقین کو پہنچ جائے تو اب اس پر کوئی ذمہ داری اور ضمانت نہیں ہے اس لئے کہ رقم زکوٰۃ

اس کے ہاتھ سے نکل چکی ہے۔

اور اسی طرح وہ وصی کہ جس کو وصیت کی گئی ہے وہ اس وقت تک ذمہ دار ہے کہ جس کو دینے کیلئے وصیت کی گئی وہ اس کو مل جائے اگر وہ نہ ملے تو پھر وصی پر کوئی ذمہ داری اور ضمانت نہیں ہے۔

(۱۶۱۸) اور ابو بصیر نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے آپؑ نے فرمایا کہ ایک شخص جب اپنے مال سے زکوٰۃ نکال دے اور جس قوم کو دینا ہے اس کا نام بتا دے مگر وہ رقم ضائع ہو جائے یا ان لوگوں کو بھیجے اور وہ درمیان میں ضائع ہو جائے تو اس پر کوئی ذمہ داری نہیں۔

(۱۶۱۹) اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دیہات والوں کی نکالی ہوئی زکوٰۃ دیہات والوں میں تقسیم کیا کرتے تھے اور شہر والوں کی نکالی ہوئی زکوٰۃ شہر والوں میں تقسیم فرمایا کرتے تھے۔ اور ان کے درمیان مساویانہ تقسیم نہیں کرتے تھے بلکہ ان میں سے جو آپ کے پاس حاضر ہوتا اسے دیتے اور جیسا دیکھتے دیتے اور اسکے لئے کوئی معینہ وقت نہ تھا۔

(۱۶۲۰) اور درست بن ابی منصور کی روایت میں ہے اس کا بیان ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے اس شخص کے متعلق ارشاد فرمایا جو اپنے مال کی زکوٰۃ اپنے شہر کو چھوڑ کر دوسرے شہر کو بھیجتا ہے آپؑ نے فرمایا کہ کوئی حرج نہیں ہے اگر وہ اس میں سے ایک تہائی یا ایک چوتھائی بھیجے۔

(۱۶۲۱) اور ہشام بن حکم نے آپؑ سے روایت کی ہے ایک ایسے شخص کے متعلق کہ جس کو تقسیم کرنے کے لئے زکوٰۃ کی رقم دی جاتی ہے کیا اس کیلئے یہ جائز ہے کہ وہ اس رقم میں سے کچھ اپنے شہر کے علاوہ کسی دوسرے شہر کو بھی بھیج دے؟ آپؑ نے فرمایا کوئی حرج نہیں ہے۔

(۱۶۲۲) علی بن جعفر نے اپنے بھائی حضرت امام موسیٰ بن جعفر علیہما السلام سے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا جو اپنے درہموں کی زکوٰۃ دینار کی شکل میں دیتا ہے اور دینار کی زکوٰۃ درہموں کی شکل میں دیتا ہے ان کی قیمت (کا اندازہ) لگا کر کیا یہ اس کیلئے جائز ہے؟ آپؑ نے فرمایا کوئی حرج نہیں ہے۔

(۱۶۲۳) محمد بن خالد برقی نے حضرت ابو جعفر ثانی امام علی النقی علیہ السلام کو خط لکھ کر دریافت کیا کہ کیا گیہوں اور جَو کی پیداوار میں سے جو زکوٰۃ نکالنا واجب ہے اور سونے اور درہموں پر جو زکوٰۃ واجب ہے کیا انسان کیلئے یہ جائز ہے کہ اس کے مساوی اس کی قیمت نکال دے یا یہ جائز نہیں بلکہ ہر شے کی زکوٰۃ اسی میں سے نکالنا چاہیئے؟ آپؑ نے جواب میں تحریر فرمایا کہ ان دونوں میں سے جو اس کیلئے آسان ہو وہ کرے۔

(۱۶۲۴) عمر بن یزید نے ایک مرتبہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص نے زکوٰۃ سے بچنے کیلئے کوئی زمین یا کوئی گھر خرید لیا کیا ایسا کرنا اس کے لئے موجب گناہ ہے؟ آپؑ نے فرمایا نہیں بلکہ اس کی جگہ وہ زیورات یا چاندی خریدے تو بھی اس پر کوئی گناہ نہیں اس لئے کہ اس نے حق اللہ ادا نہ کر کے جو رقم بچائی ہے اس سے زیادہ اس

نے اپنی رقم کو منجمد کر کے خود کو اسکے نفع سے محروم کرلیا۔

(۱۶۲۵) زرارہ اور محمد بن مسلم نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ جس کسی کے پاس مال ہو اور اسے رکھے ہوئے ایک سال ہوجائے تو وہ اس میں سے زکوٰۃ دے۔ تو عرض کیا گیا کہ اور اگر وہ مال پورا ہونے سے ایک ماہ یا ایک دن پہلے وہ مال کسی اور کو ہبہ کردے؟ آپؑ نے فرمایا پھر تو اس پر کوئی زکوٰۃ لازم نہیں ہے۔

زرارہ نے آنجنابؑ سے یہ روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا یہ اس شخص کے مانند ہوگا جو ماہ رمضان میں ایک دن افطار کرے (روزہ نہ رکھے کچھ کھالے) پھر دن کی آخری ساعت میں سفر پر روانہ ہوجائے اور اس کی اس سفر سے یہ نیت ہو کہ وہ کفارہ باطل ہوجائے جو اس پر واجب ہو گیا ہے۔

(۱۶۲۶) حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ نو قسم کے اجناس کو (جن پر زکوٰۃ واجب ہے) اگر تم سال کے اندر ہی تبدیل کرلو تو پھر ان میں تم پر کوئی زکوٰۃ نہیں ہے۔

(۱۶۲۷) حضرت امام محمد باقرؑ اور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا گیا کہ ایک شخص کے پاس اپنا گھر ہے ملازم ہے غلام ہے کیا وہ زکوٰۃ قبول کرے؟ آپؑ نے فرمایا کہ ہاں اس لئے کہ گھر اور غلام مال نہیں ہے۔

(۱۶۲۸) اور کبھی کبھی اس شخص کیلئے بھی زکوٰۃ لینی حلال ہے جس کے پاس سات سو درہم ہیں اور اس شخص کیلئے حرام ہے جس کے پاس پانچ سو درہم ہیں اور یہ اس وقت کہ جب سات سو درہم والا ایسا کثیر العیال ہو کہ اگر وہ اس سات سو کو ان پر تقسیم کردے تو وہ ان کے لئے کافی نہ ہو لہذا وہ اپنی ذات کیلئے تو زکوٰۃ نہیں لے گا لیکن اپنے اہل وعیال کیلئے لے گا۔ اور پانچ سو درہم والے پر اس وقت زکوٰۃ لینی حرام ہے جب وہ اکیلا ہو اور کوئی ہنر جانتا ہو اور کام کرتا ہو جس سے اتنا کما لیتا ہو کہ وہ اس کے لئے کافی ہو ان شاء اللہ تعالیٰ

اور شراب خوار کو مال زکوٰۃ میں سے کچھ بھی دینا جائز نہیں ہے۔

(۱۶۲۹) اور سماعہ نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے راوی کا بیان ہے کہ میں نے آنجنابؑ سے عرض کیا کہ کیا ایسا شخص کہ جس کے پاس مکان ہو اور خادم ہو اس کو زکوٰۃ لینی جائز ہے؟ آپؑ نے فرمایا کہ ہاں مگر اس وقت نہیں کہ جب اس کا گھر غلہ کا گھر ہو اور وہ اس میں اتنا غلہ رکھتا ہو جو اس کے اور اس کے اہل وعیال کیلئے کافی ہو۔ اور اگر اتنا غلہ نہ ہو جو خود اس کے اور اس کے عیال کے کھانے پہننے اور دیگر ضروریات کیلئے بغیر اسراف کافی نہ ہو تو اس کے لئے زکوٰۃ لینی حلال ہے۔ اور اگر غلہ کافی ہے تو حلال نہیں ہے۔

(۱۶۳۰) اور ابو بصیر نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا جس کے پاس آٹھ سو درہم ہیں اور وہ چمڑے کے موزے بناتا اور بیچتا ہے مگر وہ کثیر العیال ہے کیا وہ زکوٰۃ لے سکتا ہے؟ آپؑ نے فرمایا اے ابو محمد بتاؤ کہ کیا وہ اپنے درہموں سے اتنا نفع کما لیتا ہے کہ جس سے اس کے اہل وعیال کا خرچ چلے اور کچھ بچ بھی رہے۔ ابو

بصیر نے کہا جی ہاں ۔ آپؑ نے پوچھا کتنا بچ جاتا ہے ۔ ابو بصیر نے کہا یہ تو مجھے نہیں معلوم ۔ آپؑ نے فرمایا جتنا اسکے عیال کا خرچ ہے اس سے نصف بچ جاتا ہے تو پھر وہ زکوٰۃ نہیں لے گا ۔ اور اگر خرچ کے نصف سے کم بچتا ہے تو وہ زکوٰۃ لے گا ۔ ابو بصیر کا بیان ہے کہ میں نے عرض کیا اور خود اس پر اس کے اپنے مال پر زکوٰۃ لازم ہے ؟ آپؑ نے فرمایا ہاں میں نے عرض کیا پھر وہ کیا کرے ؟ آپؑ نے فرمایا وہ اپنے اہل و عیال کو کھانے ، کپڑے اور اخراجات میں وسعت دے اور اس میں سے کچھ تھوڑا دوسروں کو دینے کیلئے بچا رکھے اور اس نے جو زکوٰۃ لی ہے وہ اپنے عیال پر تقسیم کر دے تاکہ یہ بھی اور لوگوں کے برابر ہو جائیں ۔

اور آدمی کیلئے یہ جائز ہے کہ وہ اپنے مال کی زکوٰۃ ایک ایسے شخص کو دیدے تاکہ وہ اب محتاج نہ رہے اور غنی ہو جائے ۔

اور یہ بھی جائز ہے کہ ایک (ہی) شخص کو ایک لاکھ دیدے ۔ اور جو شخص سوال نہیں کرتا اس کو زیادہ دے بہ نسبت اس شخص کے جو سوال کرتا ہے ۔

(۱۶۳۱) عبداللہ بن عجلان سکونی نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے عرض کیا کہ میں کبھی کبھی کوئی چیز اپنے اصحاب میں حسن سلوک کے طور پر تقسیم کرتا رہتا ہوں تو تقسیم کرنے کا معیار کیا رکھوں ؟ آپؑ نے فرمایا کہ ان لوگوں کے دینی رجحان وفقہ و عقل و سمجھ کے معیار پر دو ۔

غلات کی زکوٰۃ

اور گیہوں اور جو جب تک کہ پانچ وسق (۸۴۹.۱۹۳۸ کلو گرام) تک نہ پہنچ جائے اس پر کوئی زکوٰۃ نہیں ہے ۔ ایک وسق ساٹھ صاع کا اور ایک صاع چار مُد کا اور ایک مُد کا وزن دو سو بانوے اور نصف درہم (۲۹۲ ۱/۲) کا ہوتا ہے ۔ اور جب ان کا وزن اس حد پر پہنچ جائے تو پھر حکومت کی مالگزاری اور گاؤں کے خرچ کے بعد اگر اس کی آب پاشی بارش کے پانی سے یا آب جاری (دریا) سے ہوئی ہے تو اس میں سے دسواں حصہ زکوٰۃ نکالے گا اور اگر اس نے اس کو کنویں سے پانی نکال کر ڈول یا نالیوں سے سینچا ہے تو بیسواں (۲۰) حصہ زکوٰۃ نکالے گا ۔ اور چھوارے اور کشمش میں بھی اسی حساب سے زکوٰۃ ہے جیسے گیہوں اور جو میں ہے اور اس کے بعد اگر گیہوں اور جو میں کچھ باقی رہ گیا ہے تو اس پر کچھ نہیں ہے جب تک کہ اس کو فروخت کر کے اس کی قیمت پر ایک سال نہ ہو جائے ۔

مال زکوٰۃ سے حج

(۱۶۳۲) محمد بن مسلم نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے متعلق پوچھا کہ جس نے ابھی تک

حج نہیں کیا ہے کیا وہ رقم زکوٰۃ سے حج کر سکتا ہے آپؑ نے فرمایا ہاں۔

(۱۶۳۳) علی بن یقطین نے ایک مرتبہ حضرت ابوالحسن اول (امام موسیٰ بن جعفر علیہما السلام) سے دریافت کیا کہ میرے پاس مال زکوٰۃ ہوتا ہے کیا میں اس سے اپنے غلاموں اور اعزاو اقارب کو حج کرا سکتا ہوں؟ آپؑ نے فرمایا ہاں کوئی حرج نہیں۔

(غلام) مملوک اور مکاتب کی زکوٰۃ

(۱۶۳۴) عبداللہ بن سنان نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے اس کا بیان ہے کہ میں آپؑ کی خدمت میں حاضر تھا کہ ایک شخص نے آپ سے دریافت کیا کہ کیا مال مملوک (غلام) پر زکوٰۃ ہے؟ آپؑ نے فرمایا نہیں خواہ اس کے پاس دس لاکھ درہم کیوں نہ ہوں۔ اور وہ محتاج ہو جائے تو اس کے لئے مال زکوٰۃ میں سے کچھ نہیں ہوگا۔

(۱۶۳۵) اور عبداللہ بن سنان سے ایک دوسری روایت ہے اس کا بیان ہے کہ میں نے آنحضرتؑ سے عرض کیا کہ ایک غلام ہے اس کے قبضہ میں مال ہے کیا اس پر زکوٰۃ ہے؟ آپؑ نے فرمایا نہیں میں نے عرض کیا اور اس کے مالک پر؟ آپؑ نے فرمایا کہ اس کے مالک پر بھی نہیں اس لئے کہ مملوک نے ابھی یہ مال اپنے مالک کو نہیں پہنچایا۔ اور یہ مملوک کا مال بھی نہیں ہے (کہ وہ اس کی زکوٰۃ ادا کرے)

(۱۶۳۶) اور وہب بن وھب کی روایت میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے انہوں نے آبائے کرام سے اور انہوں نے حضرت علی علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ غلام مکاتب کے مال میں زکوٰۃ نہیں ہے۔

بنی ہاشم کے لئے زکوٰۃ میں حصہ

(۱۶۳۷) ابو خدیجہ سالم بن مکرم جمّال نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ بنی ہاشم میں سے جو زکوٰۃ لینا چاہے اسے دو وہ اس کیلئے حلال ہے یہ تو صرف نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ان کے بعد ائمہ علیہم السلام پر حرام ہے۔

(۱۶۳۸) قاسم بن سلیمان نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صدقات اور حضرت علی علیہ السلام کے صدقات بنی ہاشم کیلئے حلال ہیں۔

(۱۶۳۹) حلبی نے ان ہی جنابؑ سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ حضرت فاطمہ سلام اللہ علیہا نے اپنے صدقات بنی ہاشم اور بنی عبدالمطلب کیلئے جائز قرار دے دیئے تھے۔

(۱۶۴۰) محمد بن اسماعیل بن بزیع نے روایت کی ہے اس نے کہا میں نے حضرت امام رضا علیہ السلام کی خدمت میں اپنے خاندان کے بعض افراد کی طرف سے کچھ دینار بھیجے اور اس کے ساتھ آپؑ کو خط لکھ کر یہ بتایا کہ اس میں پچھتر (۷۵) دینار زکوٰۃ کے ہیں اور بقیہ صلہ و نذر کے ہیں تو آپؑ نے خود اپنے قلم سے جواب تحریر فرمایا کہ میں نے وصول پائے۔ اور پھر چند دینار میں نے اپنی طرف سے اور ایک دوسرے شخص کی طرف سے بھیجے اور خط لکھا کہ یہ میرے عیال کی طرف سے فطرہ ہے تو آنجنابؑ نے جواب میں خود اپنے قلم سے تحریر فرمایا کہ میں نے وصول پائے۔

اور صدقہ بنی ہاشم کیلئے حلال نہیں ہے مگر دو صورتوں میں ایک تو اس وقت جب وہ بہت پیاسے ہوں اور پانی مل جائے تو وہ پی لیں۔ اور دوسرے ایک نبی ہاشم کا صدقہ دوسرے بنی ہاشم کیلئے (حلال ہے)۔

اور امام کا ان دیناروں کو وصول کرنا تو یہ اپنی ذات کیلئے نہ تھا آپؑ نے اسے دوسرے حاجتمندوں اور مساکین کیلئے وصول فرمایا تھا وہ خود لوگوں کے اموال سے مستغنی تھے اس لئے کہ اللہ تعالیٰ ان کیلئے خود کافی ہے جب وہ اللہ کو پکارتے تھے تو اللہ تعالیٰ لبیک کہتا تھا جب وہ اللہ سے کوئی چیز طلب کرتے تھے اللہ تعالیٰ ان کو عطا فرماتا تھا اور جب اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے تھے اللہ ان کی دعا کو قبول فرماتا تھا۔

زکوٰۃ کے متعلق چند نادر احادیث

(۱۶۴۱) علی بن یقطین سے روایت ہے اس کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام ابوالحسن اول (امام موسیٰ بن جعفر) علیہ السلام سے عرض کیا کہ ایک شخص مر گیا اور اس پر زکوٰۃ واجب الادا تھی اور اس نے وصیت کی تھی کہ میری طرف سے زکوٰۃ ادا کر دی جائے۔ اب اس کی اولاد محتاج ہے اگر زکوٰۃ ادا کر دی جائے تو یہ ان کیلئے بہت زیادہ مضرت کا سبب ہوگا تو آپؑ نے فرمایا کہ اولاد کو چاہیئے کہ زکوٰۃ نکال دیں اور پھر وہ زکوٰۃ اپنے لئے واپس لے لیں پھر اس میں سے کچھ نکالیں اور اسے دوسروں کو دیدیں۔

(۱۶۴۲) اور اسماعیل بن جابر نے روایت کی ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ کیا ایک شخص کیلئے یہ جائز ہے کہ اگر وہ محتاج نہ بھی ہو تو زکوٰۃ لیلے اور اس کو تصدق کر دے؟ آپؑ نے فرمایا ہاں اور فطرہ میں بھی ایسا کر سکتا ہے۔

(۱۶۴۳) اور ابو بصیر سے روایت کی گئی ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا کہ امام پر زکوٰۃ کے متعلق کیا فریضہ ہے؟ تو آپؑ نے فرمایا کہ اے ابو محمد کیا تمہیں نہیں معلوم کہ یہ ساری دنیا امام ہی کیلئے ہے وہ اسے جیسے چاہے رکھے اور جس کو چاہے دیدے اللہ تعالیٰ نے امام کیلئے یہ جائز کر دیا ہے۔ اور امام کبھی بھی اس حالت میں شب بسر نہیں کرتا کہ اس کی گردن پر کسی کا کوئی حق ہو جس کی اس سے باز پرس کی جاسکے۔

باب : خمس

(۱۶۴۴) حضرت ابوالحسن امام موسیٰ بن جعفر علیہما السلام سے ان چیزوں کے متعلق دریافت کیا گیا جو سمندر سے نکلتی ہیں جیسے موتی اور یاقوت اور زبرجد اور جو کان سے نکلتی ہیں جیسے سونا اور چاندی تو کیا ان سب پر زکوٰۃ ہے؟ آپؑ نے فرمایا کہ جب اس کی قیمت ایک دینار تک پہنچ جائے تو اس پر خمس ہے۔

(۱۶۴۵) اور عبیداللہ بن علی حلبی نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے خزانے کے متعلق دریافت کیا کہ اس میں کتنا ہے؟ تو آپؑ نے فرمایا کہ اس میں خمس (پانچواں حصہ) ہے اور معادن میں کتنا ہے؟ آپؑ نے فرمایا خمس (پانچواں حصہ) اور سیسہ، پیتل و لوہا جو کچھ میدانوں سے نکلتا ہے اس میں سے کتنا؟ فرمایا ان میں سے بھی اتنا ہی لیا جائے گا جتنا سونے اور چاندی کی کان سے لیا جاتا ہے۔

(۱۶۴۶) حسن بن محبوب نے عبداللہ بن سنان سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا آپؑ فرما رہے تھے کہ خمس نہیں ہے لیکن خاص کرکے صرف اموال غنیمت میں۔

(۱۶۴۷) احمد بن محمد بن نصر نے حضرت ابوالحسن امام رضا علیہ السلام سے روایت کی ہے اس کا بیان ہے کہ میں نے ان جناب سے دریافت کیا کہ خزانے میں سے کتنی رقم پر خمس واجب ہے؟ آپؑ نے فرمایا کہ جتنی پر زکوٰۃ واجب ہوتی ہے اتنی ہی رقم پر خمس بھی واجب ہے۔

(۱۶۴۸) محمد بن مسلم نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے ملاحت کے متعلق دریافت کیا تو آپؑ نے فرمایا کہ ملاحت سے تمہاری کیا مراد ہے؟ میں نے عرض کیا نمکین زمین میں پانی جمع ہو جاتا ہے اور پھر وہاں خشک ہو کر نمک بن جاتا ہے۔ آپؑ نے فرمایا کہ یہ بھی معدن کے مانند ہے اور اس میں خمس ہے میں نے عرض کیا اور گندھک اور تیل جو زمین سے نکلتا ہے؟ آپؑ نے فرمایا یہ اور اسکے مثل تمام چیزوں میں خمس ہے۔

(۱۶۴۹) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا بیشک اس اللہ کے سوا کوئی اللہ نہیں جس نے ہم لوگوں پر صدقہ حرام کر دیا تو ہم لوگوں کیلئے خمس کا حکم نازل فرما دیا اور لوگوں کو خمس دینا فرض ہے اور یہ ہم لوگوں کیلئے اللہ کا کرم اور تحفہ ہے اور حلال ہے۔

(۱۶۵۰) ابوبصیر سے روایت کی گئی ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے عرض کیا کہ کم سے کم وہ کیا چیز ہے جس سے بندہ جہنم میں داخل کر دیا جائے گا؟ آپؑ نے فرمایا کہ جو شخص یتیم کا مال ایک درہم بھی کھائے گا (وہ جہنم میں داخل ہوگا) اور ہم لوگ بھی یتیم ہیں۔

(۱۶۵۱) اور زکریا بن مالک جعفی نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی اللہ تعالیٰ کے اس قول کے متعلق کہ اعلموا انما غنمتم من شئ فان للّٰہ و للرسول و لذی القربیٰ و الیتامیٰ و المساکین و ابن السبیل (اور جان لو کہ جو نفع تم کسی چیز سے حاصل کرو تو اس میں پانچواں حصہ اللہ اور رسول، اور رسول کے قرابتداروں اور یتیموں اور مسکینوں اور پردیسیوں کا ہے) (سورہ انفال آیت نمبر ۴۱) آپؑ نے فرمایا کہ اللہ کا پانچواں حصہ تو یہ رسول کیلئے ہے وہ اسے راہ خدا میں صرف کریں گے اور رسول کا پانچواں حصہ تو وہ رسول کے اقربا کیلئے ہے اور ذی القربیٰ کا پانچواں حصہ تو وہ رسول کے اقربا کے لئے ہے اور یتامیٰ سے اہلبیت رسول کے یتامیٰ مراد ہیں تو یہ چاروں حصے رسول کے قرابتداروں کے لئے ہیں اب رہ گئے مساکین اور ابن سبیل تو تم کو معلوم ہے کہ ہم لوگ صدقہ نہیں کھاتے اور یہ ہم لوگوں کیلئے حلال نہیں ہے پس یہ بھی لازماً ہمارے مساکین اور ابن سبیل کیلئے ہے۔

(۱۶۵۲) اور امام رضا علیہ السلام کی توقیعات (تحریروں) میں جو آپؑ نے ابراہیم بن محمد ہمدانی کو تحریر فرمایا کہ تمام اخراجات (واجبات و مستحبات) کے بعد جو بچے گا اس میں سے خمس نکالا جائے گا۔

(۱۶۵۳) اور ابو عبیدہ حذّاء نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ جو بھی کافر ذمی کسی مسلمان سے زمین خرید کرے تو اس پر خمس ہے۔

(۱۶۵۴) محمد بن مسلم نے ان دونوں ائمہ میں سے کسی ایک سے روایت کی ہے آپؑ نے فرمایا کہ قیامت کے دن لوگ سب سے زیادہ شدید مصیبت میں اس وقت گرفتار ہونگے جب خمس کے حقدار لوگ کھڑے ہو کر کہیں گے کہ پروردگار ہمارا حق خمس۔ ویسے ہم لوگوں نے اپنے شیعوں کیلئے یہ حلال و مباح کر دیا ہے تاکہ ان کی ولادت طیب اور پاک ہو۔

(۱۶۵۵) اور امیرالمومنین علیہ السلام کی خدمت میں ایک شخص نے آکر عرض کیا یا امیرالمومنین میں نے خوب مال کمایا اور اس بات کو نہیں دیکھا کہ حلال کیا ہے حرام کیا ہے کیا میرے لئے توبہ کی کوئی شکل ہے؟ آپؑ نے فرمایا اس مال کا خمس میرے پاس لاؤ۔ اور وہ سارے مال کا پانچواں حصہ لایا تو آپؑ نے فرمایا اب وہ مال تمہارا ہے جب ایک شخص نے توبہ کر لی تو اس کے مال نے بھی اس کے ساتھ توبہ کر لی۔

(۱۶۵۶) حضرت ابوالحسن علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا گیا جس سے وہ لوگ (اغیار) اس کے مال کی زکوٰۃ وصول کرتے ہیں یا اسکے مال غنیمت میں سے خمس وصول کرتے ہیں یا معادن میں سے جو کچھ نکلتا ہے اس میں سے پانچواں حصہ لے لیتے ہیں تو کیا یہ اس کی زکوٰۃ اور اس کے خمس میں محسوب ہو جائیگا؟ آپؑ نے فرمایا ہاں۔

(۱۶۵۷) علی بن راشد سے روایت کی گئی ہے (یہ امام علی النقی ہادی کے وکلاء میں سے تھے) کہ میں نے حضرت ابوالحسن ثالث سے عرض کیا کہ ہمارے سامنے جو چیز لائی جاتی ہے تو یہ کہا جاتا ہے کہ یہ ہم لوگوں کے پاس حضرت ابو جعفر علیہ السلام کی تھی۔ تو اب میں اس کیلئے کیا کروں؟ آپؑ نے فرمایا جو چیز میرے والد بزرگوار کی امامت کے حوالے سے ہے وہ میری ہے اور

جو چیز اسکے علاوہ ہے تو وہ از روئے کتاب خدا وسنت نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میراث ہے۔

(۱۶۵۸) عبداللہ بن بکیر نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ (خدا کے فضل سے) میں اہل مدینہ میں سب سے زیادہ دولتمند ہوں مگر میں تم لوگوں میں سے کسی سے درہم قبول کرتا ہوں تو صرف اس لئے کہ تم لوگوں کی طہارت ہوجائے۔

(۱۶۵۹) یونس بن یعقوب سے روایت کی گئی ہے اس کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر تھا کہ ایک قمّاط (بچوں کے پوتڑے بنانے والا) آپ کے پاس آیا اور عرض کیا میں آپ پر قربان ہم لوگوں کے ہاتھ بہت نفع تجارت اور بہت مال آتا ہے اور ہم یہ جانتے ہیں کہ اس میں آپ کا حق ثابت ہے مگر ہم لوگ اس کے ادا کرنے سے قاصر ہیں۔آپ نے فرمایا آجکل (تقیہ) کے دور میں اگر ہم تم لوگوں سے اس کا مطالبہ کریں تو انصاف کی بات نہ ہوگی۔

(۱۶۶۰) علی بن مہزیار سے روایت ہے اسکا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی وہ تحریر پڑھی جو آپ نے ایک شخص کے خط کے جواب میں تحریر فرمایا تھا۔اس میں اس نے درخواست کی تھی کہ مال خمس میں سے جو ہم نے کھایا پیا ہے اسے معاف فرمادیں۔تو آپؑ نے خود اپنے قلم سے تحریر فرمایا جس شخص کو ہمارے حق میں سے کسی شے کی شدید ضرورت ہے تو وہ اس کیلئے حلال ہے۔

(۱۶۶۱) اور ابان بن تغلب نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے ایک ایسے شخص کے متعلق جو مرجاتا ہے نہ اس کا کوئی وارث ہے اور نہ غلام ؛ آپ نے فرمایا کہ وہ اس آیت کے ذیل میں آئیگا یسئالونک عن الانفال (تم سے لوگ مال غنیمت کیلئے پوچھتے ہیں)(یعنی اس کا وارث امام ہوگا) (سورہ انفال آیت نمبر۱)

(۱۶۶۲) داؤد بن کثیر رقی نے آپؑ سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے ارشاد فرمایا کہ تمام انسان ہمارے غصب کردہ حقوق سے زندگی بسر کررہے ہیں لیکن ہم نے اپنے شیعوں کیلئے اسے حلال کردیا۔

(۱۶۶۳) حفص بن بختری نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے ارشاد فرمایا جبرئیل علیہ السلام نے اپنے پاؤں سے پانچ نہریں کھودیں اور ان کے پیچھے پیچھے پانی چلا۔فرات ، دجلہ ، مصر کا دریائے نیل ، دریائے مہران اور دریائے بلخ پس جس کی بھی ان کے پانی سے آب پاشی کی گئی وہ سب امام کا ہے۔دنیا کا طواف کرنے والا سمندر بحر افسیکون ہے (جو طبرستان کے اندر ہے)

باب : کھیتی کاٹنے اور پھل توڑنے کا حق

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے و اتوا حقه یوم حصاده (پھلوں کے توڑنے کے دن جو اللہ کا حق ہے اسے دیدو) (سورہ انعام آیت نمبر ۱۴۲) اور وہ اس طرح کہ ایک ایک مٹھی اٹھاؤ اور ایک ایک مسکین کو (جو بھی آئے) دیتے جاؤ۔ اور یہاں تک کہ اس سے فارغ ہو جاؤ اور درخت سے پھل اتارنے کے دن ایک مٹھی کے بعد دوسری مٹھی یالپ اٹھاؤ اور مسکینوں کو دیتے جاؤ یہاں تک کہ اس سے فارغ ہو جاؤ۔ اور زراعت کے گاہنے کے دن ایک ایک مٹھی یالپ اٹھاؤ اور مسکینوں کو دیتے جاؤ یہاں تک کہ اس سے فارغ ہو جاؤ اور باغ یا کھیت کی نگرانی کرنے والے کو اس کی معینہ اجرت دیدی جائے اور کھجور کے ناقص اور ردّی پھل چھوڑ دئے جائیں اور نگرانی کرنے کی وجہ سے اس نگران کو ایک یا دو یا تین گچھے دیدیئے جائیں اور اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد ہے کہ و لاتسرفوا انه لایحب المسرفین (اسراف نہ کرو اللہ اسراف کرنے والے کو پسند نہیں کرتا) تو اسراف یہ ہے کہ اپنے ہاتھ سے مسکینوں کو سب بانٹ دے۔ (سورہ انعام آیت نمبر ۱۴۲)

(۱۶۶۴) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ کھیتی رات کو نہ کاٹو درختوں کے پھل رات کو نہ اتارو۔ بالیوں میں سے اناج نکالنا ہو تو اس کو رات کے وقت نہ نکالو۔ کھیتوں میں تخم ریزی رات کو نہ کرو اس لئے کہ جس طرح تم زراعت کاٹتے وقت مساکین کو دیتے ہو اس طرح تخم ریزی کے وقت بھی دیتے ہو اور جب تم رات کے وقت ایسا کرو گے تو اس وقت کوئی مسکین کوئی سائل کوئی فقیر کوئی گدا گر موجود نہ ہوگا۔

(۱۶۶۵) مصادف سے روایت کی گئی ہے اس نے بیان کیا کہ ایک مرتبہ میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کے ساتھ آپؑ کی زمینوں پر تھا اور لوگ کھیتی کاٹ رہے تھے کہ اتنے میں ایک سائل سوال کرتا ہوا آیا تو میں نے اس سے کہا جاؤ تمہیں اللہ روزی دیگا۔ یہ سن کر آنجنابؑ نے فرمایا چھی چھی یہ کہنا تم لوگوں کو مناسب نہیں جب تک کہ کم از کم تین کو نہ دے لو اور اس کے بعد دیگر سائلوں کو دو تو تمہیں اختیار ہے اور نہ دو تو اختیار ہے۔

باب : حق معلوم اور عاریتاً کوئی شے لینے والے کا حق

(۱۶۶۶) سماعہ نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ حق معلوم سے مراد زکوٰۃ نہیں یہ وہ چیز ہے جو تم اپنے مال میں سے چاہتے ہو تو ہر جمعہ کو اور چاہتے ہو تو ہر مہینہ نکلتے ہو اور صاحب بزرگی کو اس کی بزرگی کی داد ملیگی ۔ اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے وان تخفوھا وتوتوھا الفقراء فھو خیرلکم (اور چھپا کر فقیروں کو دو تو یہ تمہارے لئے سب سے بہتر ہے) (سورہ البقرہ آیت ۲۷۱) تو اس سے مراد بھی زکوٰۃ نہیں اور کسی کو کوئی چیز عاریتاً دینا یہ بھی زکوٰۃ نہیں یہ وہ نیکی ہے جو تم خود کرتے ہو یہ قرض تم خود دیتے ہو اور اپنے گھر کا سامان کسی کو عاریتاً دینا یہ بھی زکوٰۃ نہیں اور اپنے قرابتداروں کے ساتھ کچھ حسن سلوک تو یہ بھی زکوٰۃ نہیں ہے اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے **والذین فی اموالھم حق معلوم** [اور جن کے مال میں حصہ مقرر ہے] (سورۃ المعارج آیت ۲۴) تو یہ حق معلوم زکواۃ کے علاوہ ہے یہ وہ چیز ہے جسے انسان نے خود اپنے نفس کے لئے لازم کرلیا ہے کہ اس کے مال میں اتنا حق فقیروں کے لئے ہے ۔ اور اس پر یہ واجب ہے کہ اپنے اوپر جو بھی لازم کرے وہ اپنی طاقت اور وسعت کے مطابق کرے ۔

باب : خراج اور جزیہ

(۱۶۶۷) مصعب بن یزید انصاری سے روایت کی گئی ہے انہوں نے بیان کیا کہ امیرالمومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام نے مجھے مدائن کے چار قریوں یعنی بہقباذات (اعلیٰ و اوسط و اسفل) اور بہرسیر اور نہر جوبر اور نہر الملک پر عامل مقرر فرمایا اور مجھے حکم دیا کافران ذمی پر جزیہ اور خراج مقرر کرنا گھنی کھیتی پر فی جریب ڈیڑھ درہم اور اوسط کھیتی پر فی جریب ایک درہم اور ہلکی کھیتی پر فی جریب دو ثلث (۲/۳) درہم اور انگور کی کاشت پر فی جریب دس (۱۰) درہم اور کھجور کی کاشت پر فی جریب دس (۱۰) درہم اور وہ باغات کہ جن میں کھجور اور دوسرے درخت بھی ہیں فی جریب دس (۱۰) درہم اور مجھے حکم دیا کہ کھجور کے ان درختوں کو جو شاذ و نادر قریہ سے باہر ہیں راہگیروں اور مسافروں کے لئے چھوڑ دوں ان پر کوئی مالگزاری نہ لوں ۔

اور مجھے حکم دیا کہ میں ان کسانوں اور کاشتکاروں پر جو براذین (عراقی گھوڑوں) پر سواری کرتے اور سونے کی انگوٹھیاں پہنتے ہیں جزیہ فی کس اڑتالیس (۴۸) درہم اور اوسط درجے کے تاجروں پر فی کس چوبیس (۲۴) درہم اور نچلے طبقے کے لوگوں اور فقیروں سے فی کس بارہ (۱۲) درہم وصول کروں ۔ راوی کا بیان ہے کہ میں نے ایسا ہی کیا تو ایک سال میں اٹھارہ لاکھ درہم وصول ہوئے ۔

(۱۶۶۸) فضیل بن عثمان اعور نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ ہر پیدا ہونے والا بچہ جب پیدا ہوتا ہے تو فطرت (توحید اسلام) پر ہی ہوتا ہے مگر اسکے ماں باپ اسکو یہودی و نصرانی اور مجوسی بنا

دیتے ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو انکی ذمہ داری لی اور ان سے جزیہ وصول کرنا قبول فرمایا تو ان کے رؤسا اور سربرآوردہ لوگوں سے یہ اقرار لے لیا کہ وہ آئندہ اپنی اولاد کو یہودی اور نصرانی نہیں بنائیں گے مگر آجکل کافران ذمی کی اولاد ذمی نہیں ہے۔

(۱۶۶۹) اور علی بن رئاب کی روایت میں ہے کہ انہوں زرارہ سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اہل ذمہ کا جزیہ اس عہد وپیمان پر قبول فرمایا کہ آئندہ وہ لوگ نہ سود کھائیں گے اور نہ سور کا گوشت کھائیں گے اور نہ اپنی بہنوں اور بھتیجیوں اور بھانجیوں سے نکاح کریں گے اور جو ایسا کرے گا اس سے اللہ اور اس کا رسول بری الذمہ ہوگا نیز فرمایا مگر آجکل ان کیلئے کوئی ذمہ داری نہیں ہے۔

(۱۶۷۰) حریز نے زرارہ سے روایت کی ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ اہل کتاب پر جزیہ کی حد کیا ہے اور کیا ان کیلئے کوئی ایسی طے شدہ بات ہے کہ اس کو چھوڑ کر کچھ اور نہیں کیا جاسکتا؟ آپؑ نے فرمایا کہ یہ امام کی صوابدید پر ہے کہ ان کے اموال اور انکی طاقت کو دیکھتے ہوئے ان میں سے ہر ایک سے جو چاہے وصول کرے یہ لوگ وہ قوم ہیں جنہوں نے اپنے نفوس کا فدیہ دیا ہے کہ اب نہ وہ غلام بنائے جائیں گے اور نہ قتل کئے جائیں گے۔ پس جزیہ ان لوگوں سے بقدر استطاعت اس وقت تک ہے کہ جب تک وہ اسلام نہ لائیں چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے حتی یعطوا الجزیۃ عن ید و ھم صاغرون (یہاں تک کہ وہ ذلیل ہو کر اپنے ہاتھ سے جزیہ ادا کریں) (سورہ توبہ آیت نمبر۲۹) اور یہ جزیہ جوان سے لیا جائے اسکی پرواہ نہ کریں بالآخر وہ اس میں ذلت محسوس کریں اور دیتے دیتے تھک جائیں اور اسلام قبول کرلیں۔

(۱۶۷۱) اور محمد بن مسلم کا بیان ہے کہ میں نے ایک مرتبہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا کہ کیا آپؑ نے دیکھا کہ یہ لوگ کفار سے جزیہ کی زمینوں پر جزیہ کو ہٹا کر (دوگنی زکوٰۃ) یعنی خمس وصول کر رہے ہیں اور پھر وہ قانون سے ان کے افراد کا جزیہ بھی لے رہے ہیں کیا ان لوگوں سے وصولی کیلئے کوئی چیز مقرر نہیں؟ آپؑ نے فرمایا کہ ان لوگوں نے خود اپنی ذات کیلئے یہ منظور کرلیا ہے لیکن امام کیلئے یہ جائز نہیں ہے کہ ان سے جزیہ سے زائد کچھ لے۔ اگر امام چاہے تو ان پر فی نفر کچھ رکھ لے مگر پھر ان کے اموال پر کچھ نہیں لیگا اور اگر چاہے تو ان کے اموال پر کچھ مقرر کردے پھر ان کے نفوس پر فی کس کچھ نہ لے گا۔ میں نے عرض کیا یہ خمس؟ آپؑ نے فرمایا یہ وہ چیز ہے کہ اسی پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان لوگوں سے صلح کرلی تھی۔

(۱۶۷۲) محمد بن مسلم نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی کہ آپؑ سے دریافت کیا گیا کیا اہل جزیہ سے جزیہ کے علاوہ ان کے اموال اور مویشیوں پر کچھ اور بھی لیا جائے گا؟ آپؑ نے فرمایا کہ نہیں۔

(۱۶۷۳) نیز محمد بن مسلم کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اہل ذمہ کے صدقات کے متعلق

اور ان کی شراب اور سور کے گوشت اور مردار کی قیمتوں میں سے جو جزیہ لیا جائیگا اسکے متعلق دریافت کیا تو آپؑ نے فرمایا کہ انکے اموال میں ان سے جزیہ لیا جائیگا اور سور کے گوشت کی اور شراب کی قیمتوں ہی میں سے لیا جائے گا۔ اور جب ان سے لیا جائیگا تو اس کا عذاب ان ہی لوگوں کی گردن پر ہوگا اور مسلمانوں کیلئے اسکی قیمت حلال ہوگی جو ان سے بطور جزیہ وصول کی جائے گی۔

(۱۶۷۴) طلحہ بن زید نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ یہ ایک سنت جاریہ ہے کہ جو شخص اپنے ہوش و حواس میں نہ ہو اور جس کی عقل میں فتور ہو اس سے جزیہ وصول نہیں کیا جائیگا۔

(۱۶۷۵) اور حفص بن غیاث کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ عورتوں سے جزیہ کیسے ساقط ہو گیا؟ اور کیسے ان سے یہ جزیہ اٹھالیا گیا؟ آپؑ نے فرمایا اس لئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دارالحرب میں بھی عورتوں اور بچوں کے قتل کو منع فرمایا ہے سوائے اس موقع کے کہ جب وہ خود قتال کر رہی ہوں اور اگر وہ قتال کر رہی ہوں تو انکے قتل سے اگر تمہیں خلل کا خوف نہ ہو تو حتی الامکان ہاتھ روکو۔ تو جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دارالحرب میں انکے قتل کو منع کیا ہے تو دارالسلام میں تو بدرجہ اولیٰ منع ہے۔ پھر اگر وہ جزیہ دینے سے انکار کریں تو انکا قتل ممکن نہیں ہے اور جب ان کا قتل ممکن نہیں تو ان پر سے جزیہ بھی اٹھالیا گیا اور اگر مرد منع کریں اور جزیہ دینے سے انکار کریں تو وہ عہد شکنی کے مرتکب ہونگے اور ان کا خون اور ان کا قتل مباح ہوگا اس لئے کہ دارشرک اور دار ذمہ میں مردوں کا قتل مباح ہے۔ اور اسی طرح دارالحرب میں اہل شرک اور اہل ذمہ میں سے جو لوگ اپاہج ہیں نابینا ہیں اور بہت بوڑھے ہیں ان کا بھی قتل منع ہے اس بنا پر ان سے جزیہ اٹھالیا گیا ہے۔

(۱۶۷۶) ابن مسکان نے حلبی سے روایت کی ہے اس کا بیان ہے کہ ایک شخص نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ کیا اعراب (بدوؤں) پر جہاد ہے؟ آپؑ نے فرمایا کہ ان پر جہاد نہیں مگر یہ کہ جب اسلام پر کوئی خطرہ آئے تو ان سے مدد لی جائے۔ راوی نے دریافت کیا کہ کیا جزیہ میں بھی ان کا کوئی حصہ ہے؟ آپؑ نے فرمایا کہ نہیں۔

(۱۶۷۷) اور محمد بن مسلم نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے دریافت کیا کہ وہ سرزمین جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد فتح ہوئی ہے اس کے ساتھ امام کا سلوک کیا ہوگا؟ تو آپؑ نے فرمایا کہ امیرالمومنین علیہ السلام نے اہل عراق کے ساتھ جو سلوک کیا ہے وہی سلوک ہوگا اس لئے کہ وہ تمام روئے زمین کے امام ہیں۔ نیز فرمایا کہ جزیہ کی سرزمین پر سے جزیہ نہیں اٹھایا جائے گا اس لئے کہ جزیہ مجاہدین کیلئے ایک عطیہ الٰہی ہے اور صدقات ان لوگوں کیلئے ہیں جو اسکے اہل اور مستحق ہیں جنکے اللہ تعالیٰ نے نام بتائے ہیں اور ان کے لئے جزیہ میں سے کچھ نہیں ہے۔ نیز فرمایا اگر لوگوں کے ساتھ عدل کیا جائے تو عدل میں بڑی وسعت ہے اللہ کے حکم سے آسمان سے رزق نازل ہوگا اور زمین اپنی برکتیں اگل دیگی۔

(۱۶۷۸) اور مجوسیوں سے جزیہ لیا جائے گا اس لئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ان لوگوں کے

ساتھ وہی سلوک کرو جو اہل کتاب کے ساتھ کیا جاتا ہے۔

ان لوگوں کے بھی ایک نبی تھے جن کا نام دامسب تھا جن کو ان لوگوں نے قتل کر دیا اور ان کی ایک کتاب تھی جس کا نام جاماسب تھا جو بارہ ہزار بیلوں کے چمڑوں پر لکھی ہوئی تھی مگر ان لوگوں نے اسکو نذر آتش کر دیا۔

(۱۶۷۹) اور ابو الورد نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک مرد مسلمان کا ایک نصرانی غلام ہے کیا اس پر جزیہ ہوگا آپؑ نے فرمایا ہاں۔ اس نے عرض کیا کہ اس طرح تو ایک مسلمان اپنے غلام نصرانی کی طرف سے جزیہ ادا کرے گا "آپؑ نے فرمایا ہاں اس لئے کہ وہ غلام اس کی ملکیت ہے اگر وہ کسی جرم میں ماخوذ ہوگا تو مالک ہی اس کی طرف سے تاوان اور جرمانہ ادا کرے گا۔

باب : دادو دہش اور نیکی کرنے کی فضیلت

(۱۶۸۰) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ سب سے پہلے جنت میں نیکی اور اس کا کرنے والا داخل ہوگا اور وہی سب سے پہلے میرے پاس حوض کوثر پر وارد ہوگا۔

(۱۶۸۱) نیز آنجنابؐ علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ دنیا میں نیکی کرنے والا آخرت میں بھی نیکی کرنے والا ہوگا۔ اور اس کی تفسیر یہ ہے کہ جب قیامت کا دن ہوگا تو نیکی کرنے والوں سے کہا جائے گا کہ تم اپنی نیکیاں جس شخص کو چاہو ہبہ کر دو اور جنت میں چلے جاؤ۔

(۱۶۸۲) نیز آپؐ نے فرمایا کہ ہر نیکی ایک صدقہ ہے اور نیک کام کا راستہ بتانے والا ویسا ہی ہے جیسا وہ نیک کام کرنے والا ہے اور کسی فریاد کرنے والے کی فریاد کو پہونچنے والے کو اللہ تعالیٰ پسند فرماتا ہے۔

(۱۶۸۳) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ ہر شخص کے ساتھ نیکی کرو اگر وہ اس کا اہل ہے تو ٹھیک ورنہ تم تو نیکی کرنے کے اہل ہو۔

(۱۶۸۴) نیز آنجناب علیہ السلام نے فرمایا کہ اگر کسی مومن نے اپنے کسی برادر کے ساتھ حسن سلوک کیا تو گویا اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ حسن سلوک کیا۔

(۱۶۸۵) نیز آپ علیہ السلام نے فرمایا حسن سلوک ایسی شے ہے جو زکوٰۃ کے علاوہ ہے لہذا نیکی کر کے اور رشتہ داروں کے ساتھ حسن سلوک کر کے اللہ تعالیٰ کا تقرب حاصل کرو۔

(۱۶۸۶) نیز آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ میں نے معروف (یعنی نیکی) کو دیکھا ہے کہ وہ اپنے نام کی طرح نیک اور اچھی ہے اور نیکی کرنے سے افضل کوئی اور چیز نہیں سوائے اس نیکی کے ثواب کے اس لئے کہ اسی ثواب کے مقصد سے نیکی کی جاتی ہے۔ اور ایسا نہیں کہ جو شخص لوگوں کے ساتھ نیکی کرنا چاہتا ہے وہ اسے کر بھی ڈالے اور ایسا نہیں کہ جو شخص نیکی کرنے

کی طرف راغب ہے وہ اس پر قدرت بھی رکھتا ہو۔ اور ایسا نہیں کہ ہر وہ شخص جو نیکی کرنے کی قدرت رکھتا ہو اس کو اسکا اذن بھی ملے۔ مگر جب رغبت اور قدرت اور اذن سب جمع ہو جائیں تو طالب و مطلوب دونوں کیلئے خوش بختی مکمل ہو جاتی ہے۔

(۱۶۸۷) حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ لوگوں کے ساتھ نیکی کرنا انسان کو برائیوں اور مصیبتوں میں مبتلا ہونے سے بچاتا ہے۔

(۱۶۸۸) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ بہترین صدقہ وہ ہے جو انسان خود مستغنی ہونے کے بعد کرے اور اس کو اپنے عیال سے شروع کرے۔ اور اوپر والا ہاتھ نیچے والے ہاتھ سے بہتر ہے۔ اور اپنے اور اپنے اہل وعیال کے گزارے بھر اگر کوئی شخص روک لے تو اللہ کے نزدیک وہ قابل ملامت نہیں ٹھہرے گا۔

(۱۶۸۹) نیز آنجناب علیہ السلام نے فرمایا کہ برکتیں اس گھر کی طرف جس سے کار خیر ہوتا ہے اس سے بھی زیادہ تیزی کے ساتھ پہنچتی ہیں جتنی تیزی سے چھری اونٹ کے کوہان پر پہنچتی ہے یا پانی کا دھارا اپنی ڈھلان تک پہنچتا ہے۔

(۱۶۹۰) حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ ہر چیز کا ایک پھل ہوتا ہے اور نیکی میں پھل اس وقت آتا ہے جب اس میں جلدی کی جائے۔

(۱۶۹۱) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے فرمایا کہ نیکی اس وقت تک درست نہ ہوگی جب تک اس میں تین خوبیاں نہ ہوں۔ اپنی اس نیکی کو حقیر سمجھنا، اپنی نیکی کو پوشیدہ رکھنا اور نیکی کرنے میں تعجیل کرنا، اس لئے کہ جب تم اس کو حقیر سمجھو گے تو جس کے ساتھ تم نے نیکی کی ہے اس کی نظر میں اس نیکی کو تم بڑا کر لو گے۔ اور جب تم اس کو پوشیدہ رکھو گے تو یہ تمہاری طرف سے مکمل نیکی ہوگی۔ اور جب تم نیکی کرنے میں تعجیل کرو گے تو یہ نیکی لائق تہنیت اور مبارکباد ہوگی اور اگر اس میں یہ تینوں خوبیاں نہیں ہیں تو اس کا ثواب باطل ہو جائیگا اور وہ ضائع ہو جائیگی۔

(۱۶۹۲) اور آنجناب علیہ السلام نے مفضل بن عمر سے ارشاد فرمایا کہ اے مفضل اگر تم یہ جاننا چاہتے ہو کہ ایک شخص خوش بخت ہے یا بدبخت تو یہ دیکھو کہ وہ کس کے ساتھ نیکی کر رہا ہے اگر وہ ایسے کے ساتھ نیکی کر رہا ہے جو نیکی کا اہل ہے تو سمجھ لو کہ وہ خیر کی طرف ہے اور اگر ایسے کی ساتھ نیکی کر رہا ہے جو اسکا اہل نہیں ہے تو سمجھ لو کہ اللہ تعالیٰ کے پاس اس کیلئے کوئی خیر و بہتری نہیں ہے۔

(۱۶۹۳) نیز فرمایا آنجناب علیہ السلام نے کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے اخراجات سے زیادہ جو تمہیں دیا ہے وہ اس لئے دیا ہے کہ تم اس کو وہاں صرف کرو جہاں اللہ تعالیٰ نے صرف کرنے کو بتایا ہے۔ یہ اس لئے نہیں دیا کہ تم اسکو ذخیرہ کرو۔

(۱۶۹۴) اور آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ اگر لوگ اس طریقہ سے مال حاصل کریں جس طرح اللہ تعالیٰ نے اسے حاصل کرنے کا حکم دیا ہے اور پھر وہ مال ان چیزوں میں صرف کریں جس میں صرف کرنے کو اللہ تعالیٰ نے منع کیا ہے تو یہ عمل اللہ

تعالیٰ قبول نہ کرے گا اور اگر لوگ اس طریقے سے مال حاصل کریں جس طرح سے حاصل کرنے کو اللہ نے منع کیا ہے اور پھر اس مال کو ایسی چیزوں میں صرف کریں جن میں صرف کرنے کا اللہ نے حکم دیا ہے تو اللہ تعالیٰ کو وہ بھی قبول نہیں سوائے اس کے کہ لوگ حق پر کمائیں اور حق پر خرچ کریں۔

(۱۶۹۵) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اگر کسی کو کسی سے کوئی نعمت ملے تو اس کو چاہیئے کہ وہ اس کا بدلہ دے اور اگر بدلہ دینے سے عاجز رہے تو اس کی تعریف وثناء کرے اور اگر اس نے ایسا نہ کیا تو اس نے کفران نعمت کیا۔

(۱۶۹۶) امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ نیکی کی راہ کاٹنے والے پر اللہ لعنت کرے تو دریافت کیا گیا کہ نیکی کی راہ کاٹنے والا کون ہے؟ آپؑ نے فرمایا کہ یہ وہ شخص ہے کہ جس کے ساتھ کوئی آدمی احسان کرے اور وہ اس کے احسان کو فراموش کر دے تو (گویا) اس طرح اس نے اس آدمی کو روکا کہ آئندہ وہ کسی اور کے ساتھ احسان نہ کرے۔

باب : قرض دینے کا ثواب

(۱۶۹۷) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ جنت کے دروازے پر یہ تحریر کندہ ہے کہ صدقہ کا ثواب دس گنا ہے اور قرض کا ثواب اٹھارہ گنا ہے۔

(۱۶۹۸) نیز آپؑ نے اللہ تعالیٰ کے اس قول کے متعلق **لاخیر فی کثیر من نجواھم الا من امر بصدقة او معروف او اصلاح بین الناس** (ان کی اکثر راز کی باتوں میں تو کوئی بھلائی نہیں مگر ہاں جو شخص کسی کو صدقہ دینے یا معروف (اچھے کام) کرنے یا لوگوں کے درمیان ملاپ کرانے کا حکم دے) (سورہ نساء آیت نمبر ۱۱۴) فرمایا کہ اس آیت میں معروف سے مراد قرض ہے۔

(۱۶۹۹) نیز آپؑ نے فرمایا جو مرد مومن کسی مرد مومن کو محض خوشنودی خدا حاصل کرنے کی نیت سے قرض دے تو جب تک وہ قرض اسے واپس نہ ملے اس وقت تک اس کا ثواب صدقہ کے حساب میں محسوب ہوگا۔

(۱۷۰۰) نیز آپؑ نے فرمایا کسی مومن کو قرض دینا اگر وہ آسانی سے ادا کر دے تو غنیمت ہے (کہ مفت ثواب ہاتھ آیا) اس میں تعجیل بہتر ہے اور اگر وہ ادا نہ کرے اور مر جائے تو (حرج نہیں) یہ قرض دینے والے کی زکوٰۃ میں محسوب ہوگا۔

باب : قرضدار کو مہلت دینے کا ثواب

(۱۷۰۱) ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم منبر پر تشریف لے گئے حمد وثناء الہیٰ بجالائے انبیائے کرام پر درود بھیجا اس کے بعد فرمایا ایھاالناس تم میں سے جو لوگ یہاں موجود اور حاضر ہیں وہ ان لوگوں کو جو یہاں موجود نہیں اور غائب ہیں یہ پیغام پہنچا دیں کہ جو شخص اپنے قرضدار کو مہلت دیگا تو اللہ تعالیٰ پر لازم ہے کہ اس کو روزانہ اتنا ثواب دے جیسے اس نے اپنا مال صدقہ میں دیا ہے جبتک وہ قرض ادا نہ ہو جائے۔

اور امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے و ان کان ذو عسرۃ فنظرۃ الی میسرۃ و ان تصدقوا خیرلکم ان کنتم تعلمون (اور کوئی تنگدست تمہارا قرضدار ہو تو اس کو خوشحالی تک کی مہلت دو اور اگر تم سمجھو کہ تمہارے حق میں یہ زیادہ بہتر ہے کہ اس کو اصل بھی بخش دو) (سورہ البقرہ آیت نمبر ۲۸۰) لہذا اس قرضدار کو اپنا قرض معاف کردو یہ تمہارے لئے بہتر ہے۔

(۱۷۰۲) نیز آپؑ نے فرمایا کہ تنگدست کو تم بھی چھوڑ دو جس طرح اللہ نے اس کو چھوڑا ہوا ہے۔

(۱۷۰۳) نیز آپؑ نے یہ فرمایا کہ جو شخص یہ چاہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس پر اس دن سایہ رکھے جس دن اللہ کے سایہ کے سوا کوئی سایہ نہ رہے گا۔ تو اس کو چاہیئے کہ وہ اپنے تنگدست قرضدار کو مہلت دے یا اپنا حق اسکو چھوڑ دے۔

باب : میت کی گلو خلاصی کرانے کا ثواب

(۱۷۰۴) ایک مرتبہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا گیا کہ عبدالرحمن بن سیابہ کا کسی شخص پر قرض تھا وہ شخص مرگیا تو ہم لوگوں نے اس سے کہا کہ اپنا قرض اس کو معاف کردے مگر اس نے انکار کردیا۔ آپؑ نے فرمایا افسوس کیا اسکو یہ نہیں معلوم کہ اگر وہ معاف کردیتا تو اس کے لئے ایک درہم کے بدلے دس (۱۰) درہم ہوتے اور جب اس نے معاف نہ کیا تو اس کے لئے ایک درہم کے بدلے ایک ہی درہم کا حق ہے۔

باب غریبوں کی مالی اعانت کا بوجھ اٹھانا نعمت الہیٰ کے ہمیشہ باقی رہنے کا سبب ہوتا ہے

(۱۷۰۵) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ جس شخص پر اللہ کی نعمتیں عظیم ہوتی ہیں اس پر لوگوں کی مالی اعانت کی ذمہ داری بھی سخت ہوتی ہے۔ لہذا اپنے پاس اللہ کی نعمتوں کو ہمیشہ باقی رکھنے کیلئے لوگوں کی مالی اعانت کا بوجھ اٹھاؤ۔ اور اس کو معرض زوال میں نہ ڈالو اور کم ہی ایسا ہوتا ہے کہ جس سے نعمت زائل ہوجائے اس کے پاس پھر دوبارہ آجائے۔

(۱۷۰۶) نیز آپؑ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی نعمتیں تمہارے پاس پڑوس (کی طرح) ہیں تو تم (انکو تنگ نہ کرو) ان کو اچھی طرح رہنے دو اور اس بات سے ڈرو کہ وہ تمہارے پاس سے اٹھ کر دوسرے کے پاس نہ چلی جائیں۔ اس لئے کہ جس شخص کے پاس سے بھی نعمت منتقل ہوئی پھر شاید ہی اس کے پاس واپس آئی ہو۔ اور حضرت علی علیہ السلام فرمایا کرتے تھے کہ بہت کم ایسا ہوتا ہے کہ جو چیز چلی گئی ہو وہ پھر واپس آئے۔

باب : سخاوت اور بخشش کی فضیلت

(۱۷۰۷) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ تم لوگوں میں بہتر وہ لوگ ہیں جو سخی ہیں اور تم میں برے وہ لوگ ہیں جو بخیل ہیں اور برادران مومن کے ساتھ نیکی کرنا اسکی حاجت براری میں کوشش کرنا بھی خالص ایمان کی نشانی ہے اور برادران مومن کے ساتھ نیکی کرنے کو خدائے رحمن لازماً دوست رکھتا ہے۔ اور اس میں شیطان کو نیچا دکھانا اور جہنم سے دور رہنا اور جنت میں داخل ہونا ہے۔ پھر آپؑ نے جمیل سے فرمایا اے جمیل تم یہ بات اپنے عزر اصحاب تک پہنچا دو میں نے عرض کیا میں آپ پر قربان میرے عزر اصحاب کون لوگ ہیں؟ آپؑ نے فرمایا یہ وہ لوگ ہیں جو تنگی اور خوشحالی دونوں حالتوں میں اپنے برادران مومن کے ساتھ اچھا سلوک کرتے ہیں پھر فرمایا اے جمیل جن لوگوں کے پاس زیادہ مال و دولت ہے ان کیلئے لوگوں کے ساتھ سلوک کرنا آسان ہے اور اللہ تعالیٰ نے اس سلسلہ میں تنگ دست لوگوں کی مدح فرمائی ہے اور اپنی کتاب میں یہ ارشاد کیا ہے ویوثرون علی انفسھم و لو کان بھم خصاصۃ و من یوق شح نفسہ فاولئک ھم المفلحون) (اور وہ لوگ اگرچہ اپنے اوپر تنگی ہی کیوں نہ ہو دوسروں کو اپنے نفس پر ترجیح دیتے ہیں اور جو شخص اپنے نفس کو حرص سے بچالے گیا تو ایسے ہی لوگ فلاح یافتہ ہیں) (سورہ حشر آیت نمبر ۹)

(۱۷۰۸) ایک سخی اور گناہوں میں آلودہ جوان اللہ تعالیٰ کو زیادہ پسند ہے بوڑھے بخیل عابد سے۔

(۱۷۰۹) اور روایت کی گئی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ کی طرف وحی فرمائی کہ سامری کو قتل نہ کرو اس لئے کہ یہ مرد سخی ہے۔

(۱۷۱۰) نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا وہ شخص کہ جو اپنے ان تمام فرائض کو ادا کردے جو اللہ نے اس پر عائد کئے ہیں تو وہ سب سے زیادہ سخی ہے۔

(۱۷۱۱) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ جو کوئی ضمانت چاہتا ہے محمدؐ سے چار باتوں کے ساتھ جنت میں چار گھروں کی تو اسے چاہیئے کہ فقر سے نہ ڈرے اور خرچ کرے۔ اپنے نفس کے مقابلے میں لوگوں کے ساتھ انصاف کرے دنیا میں ہر ایک کو کھلے دل سے سلام کرے۔ بحث، جنگ و جدال کو چھوڑے خواہ حق پر ہی کیوں نہ ہو۔

(۱۷۱۲) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جس شخص کو یقین ہے کہ اسکا عوض ملے گا وہ راہ خدا میں دل سے سخاوت کرے گا۔ اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے و ما انفقتم من شی فھو یخلفہ و ھو خیر الرازقین (لوگ جو کچھ بھی اس کی راہ میں خرچ کرتے ہیں اللہ اس کا عوض دیگا اور وہ سب سے بہتر روزی دینے والا ہے) (سورۃ سبا آیت نمبر ۳۹)

(۱۷۱۳) اور امام جعفر صادق علیہ السلام نے اس قول خدا کذلک یریھم اللّٰہ اعمالھم حسرات علیھم (اسی طرح اللہ ان کے اعمال کو دکھائے گا جو انہیں سرتاپا یاس ہی دکھائی دینگے) (سورہ بقرہ آیت نمبر ۱۶۷) کے متعلق ارشاد فرمایا یہ وہ شخص ہے جو اپنے بخل کی بنا پر اطاعت الہیٰ کرتے ہوئے اپنا مال خرچ نہیں کرتا اسکو بچائے رکھتا ہے پھر وہ مرجاتا ہے اور یہ مال کسی ایسے کیلئے چھوڑ جاتا ہے جو اس مال کو اطاعت الہیٰ میں یا اللہ کی معصیت میں صرف کرتا ہے اب اگر اس نے اس کو اطاعت الہی میں صرف کیا تو وہ شخص اپنے چھوڑے ہوئے مال کو دوسرے کے ترازو میں حسرت و یاس سے دیکھتا ہے اور اگر اس نے اس مال کو معصیت الہیٰ میں صرف کیا تو جبتک اس کا مال معصیت الہیٰ میں صرف ہوتا رہے گا اس شخص کو اذیت ہوتی رہے گی۔

(۱۷۱۴) اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص اپنے مال میں سے زکوٰۃ مفروضہ ادا کرتا ہے اور اپنی قوم میں عطیہ دیتا ہے وہ بخیل نہیں ہے بلکہ بخیل وہ ہے جو اپنے مال میں سے زکوٰۃ مفروضہ نہیں ادا کرتا اور اپنی قوم کے لوگوں کو عطیہ نہیں دیتا اور اسکے علاوہ دوسرے کاموں میں فضول خرچ کرتا ہے۔

(۱۷۱۵) اور فضل بن ابی قرہ سمندی سے روایت ہے کہ اس نے کہا کہ مجھ سے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ تم جانتے ہو شحیح و حریص کون ہوتا ہے؟ میں نے عرض کیا وہ بخیل ہوتا ہے۔ آپ نے فرمایا شحیح و حریص تو بخیل سے بھی زیادہ شدید ہوتا ہے۔ بخیل تو اپنے قبضہ میں جو مال ہے اس میں بخالت کرتا ہے اور حریص تو غیر لوگوں کے پاس جو مال ہے اور خود اسکے پاس جو مال ہے دونوں میں حرص کرتا ہے یہاں تک کہ جو کچھ لوگوں کے ہاتھوں میں دیکھتا ہے چاہتا ہے کہ وہ سب اس کا ہو جائے خواہ حلال طریقہ سے ہو یا حرام طریقہ سے اور جو کچھ اللہ نے اسے روزی دی ہے وہ اس پر

قناعت نہیں کرتا۔

(۱۷۱۶) اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اسلام کو اتنا تباہ اور کسی چیز نے نہیں کیا جتنا حرص ولالچ نے کیا۔ پھر فرمایا کہ اس حرص ولالچ کی چال چیونٹیوں کی چال کے مانند ہے اور اس کے پھندے بھی جال کے پھندوں کے مانند ہیں۔

(۱۷۱۷) اور حضرت امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا کہ جب اللہ تعالیٰ کو کسی بندے کی ضرورت نہیں رہتی تو وہ اس کو بخل میں مبتلا کر دیتا ہے۔

(۱۷۱۸) اور امیر المومنین علیہ السلام نے ایک شخص کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ حرص ولالچ کرنے والا ظلم کرنے والے سے زیادہ عذر رکھتا ہے تو آپؑ نے فرمایا تم نے غلط کہا ظالم تو کبھی توبہ بھی کر لیتا ہے اور معافی چاہتا ہے اور ظلم سے حاصل کی ہوئی چیز اسکے مالک کو واپس کر دیتا ہے مگر حریص اور لالچی جب لالچ کرتا ہے تو زکوٰۃ و صدقہ وصلہ رحم اور مہمان کو کھانا کھلانے اور راہ خدا میں مال صرف کرنے اور نیکی کرنے کے تمام راستوں سے انکار کر دیتا ہے اور جنت پر حرام ہے کہ وہ کسی لالچی کو اپنے اندر داخل کرے۔

(۱۷۱۹) اور امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ نجات دلانے والی چیز لوگوں کو کھانا کھلانا لوگوں کو سلام کرنا اور نماز شب ہے جبکہ سب لوگ سو رہے ہوں۔

باب : کفایت شعاری اور میانہ روی کی فضیلت

(۱۷۲۰) اور حضرت امام ابوالحسن موسی بن جعفر علیہ السلام نے فرمایا کہ کفایت شعاری اور خرچ میں میانہ روی میں انسان کبھی فقیر و محتاج نہیں ہوتا۔

(۱۷۲۱) اور امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ جو شخص خرچ میں میانہ روی اختیار کرے گا اسکے لئے میں ضامن ہوں کہ وہ کبھی محتاج نہ ہوگا۔ اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ یسٔلونک ماذا ینفقون قل العفو البقرہ ۲۱۹ (لوگ تم سے پوچھتے ہیں کہ راہ خدا میں کیا صرف کریں تو کہدو کہ جو تمہارے خرچ سے بچ رہے) تو یہاں العفو سے مراد وسط (درمیانی خرچ) ہے۔

نیز اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے و الذین اذا انفقوا لم یسرفوا و لم یقتروا و کان بین ذلک قواما سورۃ الفرقان ۶۷ (اور وہ لوگ کہ جب خرچ کرتے ہیں تو نہ فضول خرچی کرتے ہیں اور نہ تنگی کرتے ہیں اور انکا خرچ اسکے درمیان اوسط درجہ کا رہتا ہے) اس آیت میں قواماً سے مراد اوسط درجہ ہے۔

باب : پانی پلانے کی فضیلت

(۱۶۲۲) امیرالمومنین علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ آخرت میں سب سے پہلے پانی کی سخاوت شروع ہوگی یعنی پانی کی سخاوت پر ثواب سب سے پہلے دیا جائے گا۔

(۱۶۲۳) اور حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا اللہ تعالیٰ کسی کے جگر کی آگ کے بجھانے (پیاسے کو پانی پلانے) کو بہت پسند کرتا ہے اور جو شخص کسی جانور کے جگر کی آگ کو بجھائے گا (پانی پلائے گا) اللہ تعالیٰ اپنے عرش میں اس کو اس دن رکھے گا جس دن اس کے سایہ کے سوا کوئی دوسرا سایہ نہ ہوگا۔

(۱۶۲۴) معاویہ بن عمّار نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے جو شخص کسی کو اس جگہ پانی پلائے جہاں پانی موجود اور میسر ہے تو وہ ایسا ہی ہے جیسے اس نے ایک غلام کو آزاد کر دیا۔ اور جو شخص کسی کو ایسی جگہ پانی پلائے جہاں پانی موجود نہ ہو تو وہ ایسا ہی ہے جیسے اس نے ایک آدمی کو زندہ کر دیا اور جس نے ایک آدمی کو زندہ کر دیا اس نے گویا تمام انسانوں کو زندہ کر دیا۔

باب : اولاد علیؑ کے ساتھ نیک سلوک کرنے کا ثواب

(۱۶۲۵) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس شخص نے ہمارے اہلبیت میں سے ایک کے ساتھ بھی اچھا سلوک کیا میں قیامت کے دن اس کو اس کا بدلہ دیدونگا۔

(۱۶۲۶) نیز آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میں قیامت کے دن چار قسم کے لوگوں کی شفاعت کروں گا خواہ وہ دنیا بھر کے گناہ سمیٹ کر اپنے ساتھ کیوں نہ لائیں۔ وہ شخص جس نے میری ذریت (اولاد) کی نصرت کی۔ وہ شخص جس نے میری ذریت کی تنگدستی میں اس کے لئے اپنا مال خرچ کیا۔ وہ شخص جس نے اپنی زبان اور دل سے میری ذریت کے ساتھ محبت کی وہ شخص جس نے میری ذریت کی حاجت روائی کی کوشش کی جبکہ لوگ اس کو چھوڑ دیں اور بھگا دیں۔

(۱۶۲۷) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ جب قیامت کا دن ہوگا تو ایک منادی ندا دے گا کہ اے گروہ خلائق خاموشی کے ساتھ سنو محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) تم لوگوں سے کچھ کلام کرنا چاہتے ہیں چنانچہ سب لوگ خاموش ہو جائیں گے اور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کھڑے ہو کر فرمائیں گے اے گروہ خلائق اگر تم لوگوں میں سے کسی نے مجھ پر کوئی بخشش کی ہو کوئی احسان کیا ہو یا کوئی نیک سلوک کیا ہو تو وہ کھڑا ہو جائے میں اس کے بدلہ اس کو دیدوں۔ تو ہر طرف سے لوگ پکار کر کہیں گے کہ ہم لوگوں کے ماں باپ آپؐ پر قربان ہم لوگوں کی آپؐ پر کون سی بخشش کونسا احسان اور کون سا نیک سلوک ہوگا۔ بلکہ تمام خدائی پر تو ساری بخشش سارا احسان اور سارا سلوکِ نیک تو اللہ اور اسکے رسول ہی

کا ہے۔ تو آپؐ فرمائیں گے اچھا تو جس شخص نے میرے اہلبیت میں سے کسی کو پناہ دی ہو یا انکے ساتھ نیکی کی ہو یا جسکے پاس کپڑے نہ ہوں تو اس نے اس کو کپڑا پہنایا ہو یا بھوکا ہو تو اس نے اس کو کھانا کھلایا ہو تو وہ اٹھے میں اس کو اسکا بدلہ دونگا۔ تو کچھ لوگ کھڑے ہونگے جنہوں نے ایسا کیا ہوگا پس اللہ تعالیٰ کی طرف سے ندا آئے گی اے محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اے میرے حبیب میں نے ان لوگوں کے (احسان کے) بدلے کا اختیار تمہیں دیدیا تم ان لوگوں کو جنت میں جہاں چاہو ساکن کر دو۔

امام علیہ اسلام نے فرمایا کہ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان لوگوں کو مقام وسیلہ میں ساکن کریں گے جہاں ان میں اور محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اور ان کے اہلبیت کے درمیان کوئی حجاب نہیں رہے گا۔ (معانی الاخبار صفحہ ۱۱۶ پر ایک طویل حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ وسیلہ جنت میں میرا درجہ ہے جو ہزار گنا بلند ہے)

باب : صدقہ کی فضیلت

(۱۶۲۸) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کی زمین آگ کی طرح تپ رہی ہوگی اور سوائے مومن کے اور کوئی سایہ میں نہ ہوگا اس لئے کہ اس کا صدقہ اس پر سایہ کئے ہوگا۔

(۱۶۲۹) حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ نیکی اور صدقہ یہ دونوں فقر دور کرتے ہیں عمر بڑھاتے ہیں اور نیکی کرنے اور صدقہ دینے والے کو ستر قسم کی بری موت سے بچاتے ہیں۔

(۱۶۳۰) حضرت امام جعفر صادق علیہ والسلام نے ارشاد فرمایا کہ تم لوگ اپنے مریضوں کا علاج صدقہ سے کرو اور بلاؤں کو دعا سے رد کرو اور صدقہ سات سو شیاطین کے جبڑوں سے چھڑالیتا ہے اور کوئی چیز شیطان پر مومن کے صدقہ دینے سے زیادہ گراں نہیں ہے اور یہ کسی بندے کے ہاتھ میں پہونچنے سے پہلے اللہ کے ہاتھ میں پہنچ جاتا ہے۔

(۱۶۳۱) نیز امام علیہ السلام نے فرمایا کہ صدقہ بری قسم کی موت سے بچاتا ہے اور ستر قسم کی بلاؤں کو دور کرتا ہے اور ستر شیطانوں کے جبڑوں سے چھڑالیتا ہے اور وہ سب کے سب اس سے کہتے ہیں کہ یہ نہ کرو (یعنی صدقہ نہ دو)

(۱۶۳۲) نیز امام علیہ السلام نے فرمایا کہ مریض کے لئے مستحب ہے کہ وہ سائل کو اپنے ہاتھ سے دے اور سائل سے التجا کرے کہ وہ اس کے لئے دعا کرے۔

(۱۶۳۳) نیز امام علیہ السلام نے فرمایا کہ بہت صبح سویرے صدقہ نکالو تاکہ بلائیں اس صدقہ کو پار نہ کریں اور یہ انکے سدراہ ہو جائیں اور جو دن کے اول وقت صدقہ دیگا تو اللہ تعالیٰ اس سے ان تمام بلاؤں کو دور رکھے گا جو اس دن آسمانوں سے نازل ہونے والی ہیں اور اگر وہ شب کو اول وقت صدقہ دے گا تو اللہ تعالیٰ اس سے ان تمام بلاؤں کو دور رکھے گا جو اس شب میں نازل ہونے والی ہیں۔

(۱۶۳۴) اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ بیشک اللہ جسکے سوا کوئی اللہ نہیں ہے صدقہ کی وجہ سے بیماری سے ، طاعون سے ، جلنے سے ، غرق ہونے سے ، گر پڑنے سے اور جنون سے ضرور بچائے گا اور اس کے بعد آپ نے ستر بلاؤں کو گنوایا۔

(۱۶۳۵) اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ چھپا کر صدقہ دینا اللہ تعالیٰ کے غضب کی آگ کو بجھا دیتا ہے۔

(۱۶۳۶) عمار نے حضرت امام جعفر صادق علیہ والسلام سے روایت کی ہے کہ ایک مرتبہ آپؑ نے فرمایا اے عمار خدا کی قسم پوشیدہ طور پر صدقہ دینا بالاعلان صدقہ دینے سے افضل اور بہتر ہے اور اس طرح خدا کی قسم عبادت بھی چھپا کر کرنا بالاعلان عبادت کرنے سے افضل و بہتر ہے۔

(۱۶۳۷) اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اگر تم لوگوں کے پاس رات کے وقت کوئی سائل آئے تو اس کا سوال رد نہ کرو۔

(۱۶۳۸) نیز آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا صدقہ کا ثواب دس گنا ہے اور قرض کا اٹھارہ گنا اور برادران مومن کے ساتھ سلوک کا ثواب بیس گنا اور اپنے رشتہ داروں کے ساتھ سلوک کا ثواب چوبیس گنا ہے۔

(۱۶۳۹) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک مرتبہ دریافت کیا گیا کہ کون سی دادودہش افضل ہے؟ فرمایا اس رشتہ دار کو عطا کرنا جو تم سے دشمنی رکھتا ہے۔

(۱۶۴۰) نیز آپؑ نے فرمایا جبکہ تمہارا کوئی رشتہ دار محتاج ہے تو پھر صدقہ نہیں ہوگا (اسکے ساتھ سلوک کرو)۔

(۱۶۴۱) نیز آپؑ نے فرمایا کہ ملعون ہے ملعون ہے وہ شخص جو اپنا بوجھ لوگوں پر ڈالے اور ملعون ہے ملعون ہے وہ شخص جو اپنے بال بچوں کو بغیر خرچہ کے چھوڑ رکھے۔

(۱۶۴۲) اور حضرت ابوالحسن امام رضا علیہ السلام نے فرمایا کہ آدمی کے لئے مناسب ہے کہ اپنے اہل وعیال کو خرچ واخراجات میں کشادگی دے تا کہ وہ سب اس کی موت کی تمنا نہ کریں۔

(۱۶۴۳) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا گیا کہ ایک سائل نے آکر سوال کیا مگر یہ نہیں معلوم وہ کتنا چاہتا ہے؟ آپ نے فرمایا تمہارے دل میں اس کے لئے جتنا ترس آئے اتنا دیدو۔ اور فرمایا اسکو ایک درہم سے کم دو میں نے عرض کیا مگر زیادہ سے زیادہ کتنا دیا جائے؟ فرمایا چار دانق (ایک دانق ایک درہم کا چھٹا حصہ)

(۱۶۴۴) وصافی نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ پر جو بھی وحی کی اس میں یہ بھی کہا کہ اے موسیٰ سائل کو کچھ تھوڑا دیکر اسکا اکرام کرو ورنہ اچھے انداز سے اسکو واپس کرو اس لئے وہ سائل جو تمہارے پاس آتا ہے وہ نہ انسان ہوتا ہے اور نہ جن بلکہ وہ اللہ تعالیٰ کے ملائکہ میں سے ایک ملک ہوتا جو تمہیں اللہ کے دیئے ہوئے عطیہ میں آزماتا ہے اور اللہ نے تمہیں جس مال کا والی و مالک بنایا اس میں تمہارا امتحان لیتا ہے

لہٰذا اے عمران کے فرزند تم نظر میں رکھو کہ تم اسکے ساتھ کیا سلوک کر رہے ہو۔

(۱۷۴۵) نیز امام علیہ السلام نے فرمایا اگر تم گھوڑے کی پشت پر بھی ہو تو سائل کو کچھ نہ کچھ دیدو۔

(۱۷۴۶) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا تم لوگ سائل کے سوال کو رد نہ کرو اور اگر مساکین جھوٹ نہ بولیں تو کوئی انکو بھیک دیکر فلاح نہ پاتا۔

(۱۷۴۷) ولید بن صبیح سے روایت ہے کہ اسکا بیان ہے کہ ایک مرتبہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر تھا کہ ایک سائل آیا آپؑ نے اس کو دیا۔ پھر دوسرا آیا آپؑ نے اس کو دیا پھر تیسرا آیا آپؑ نے اس کو بھی دیا پھر چوتھا آیا تو آپؑ نے فرمایا جاؤ اللہ تم کو بہت دیگا۔ پھر آپؑ نے فرمایا اگر کسی شخص کے پاس تیس چالیس ہزار درہم ہوں اور وہ چاہے ان میں سے کچھ بھی نہ رکھے اور سب مستحقین کو دیدے تو وہ یہ کر سکتا ہے۔ مگر سنو تین قسم کے لوگوں کی دعا رد کر دی جاتی ہے میں نے عرض کیا وہ کون لوگ ہیں؟ آپؑ نے فرمایا ان میں سے ایک تو وہ ہے کہ جسکے پاس مال تھا مگر اس نے اس کو بلاوجہ صرف کر دیا پھر اللہ سے دعا مانگنے لگا کہ پروردگار تو مجھے رزق عطا فرما تو اللہ تعالیٰ جواب دے گا کہ کیا میں نے تجھے رزق نہیں دیا تھا۔ دوسرا وہ شخص جو اپنے گھر میں بیٹھا ہوا ہے اور طلب رزق کے لئے کوشش نہیں کرتا اور اللہ تعالیٰ سے دعا مانگتا ہے کہ پروردگار تو مجھے رزق دے تو اللہ تعالیٰ جواب دیگا کہ کیا میں نے تیرے لئے حصول رزق کی راہیں نہیں کھولیں اور تیسرے وہ شخص جس کے ایک عورت ہے اور وہ اس کو اذیت پہنچاتی ہے اور وہ دعا کرتا ہے کہ پروردگار تو مجھے اس سے نجات دے تو اللہ تعالیٰ کہے گا کہ کیا میں نے اس کا اختیار تجھے نہیں دیا ہے۔

(۱۷۴۸) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے سوال کرنے والوں کے متعلق ارشاد فرمایا کہ تم سائلین کو کھانا کھلاؤ اور اگر تین سے زائد کو کھلانا چاہو تو کھلاؤ ورنہ تین کو کھلانے کے بعد تم نے اس دن کا حق ادا کر دیا۔

(۱۷۴۹) نیز آپؑ نے ارشاد فرمایا کہ تم سائلین کو دو ان سے دعا کی درخواست کرو اس لئے کہ ان کی دعا تمہارے حق میں قبول ہوگی اور خود انکی دعا ان کے اپنے حق میں قبول نہ ہوگی۔

(۱۷۵۰) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ایک ایسے شخص کے متعلق ارشاد فرمایا کہ جس نے کچھ درہم کسی دوسرے کو دیئے کہ وہ اس کو مستحقین میں تقسیم کر دے تو آپؑ نے فرمایا کہ اس تقسیم کرنے والے کو بھی اتنا ہی ثواب ملے گا جتنا کہ عطا کرنے والے کو ملیگا۔ اس سے ذرا بھی کم نہ ہوگا اور اگر یہ عطیہ ۷۰ ہاتھوں سے ہوتا ہوا بھی مستحقین کو پہونچے تو ان سب کو وہی ثواب ملے گا جو عطیہ دینے والے کو ملے گا اس سے ذرا بھی کم نہ ہوگا۔

(۱۷۵۱) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا گیا کہ کون سا صدقہ سب سے افضل ہے تو آپؑ نے فرمایا کہ مفلس و تنگدست کا صدقہ کیا تم نے اللہ تعالیٰ کا یہ قول نہیں سنا ہے کہ **ویؤثرون علی انفسھم ولو کان بھم خصاصۃ** سورہ حشر آیت نمبر ۹ (اور اگرچہ اپنے اوپر تنگی ہی کیوں نہ ہو وہ دوسروں کو اپنے نفس پر ترجیح دیتے ہیں) کیا تم اس

آیت میں ان کے فضل و شرف کو دیکھتے ہو۔

(۱۷۵۲) حضرت امام علی ابن الحسین علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ میں اللہ تعالیٰ کو ضامن بنا کر یہ کہتا ہوں کہ جو کوئی ضرورت مند اور محتاج نہ ہوتے ہوئے بھی لوگوں سے مانگتا پھرے گا تو ایک دن ایسا ضرور آئے گا کہ وہ محتاج ہو جائے گا اور بر بنائے حاجت مجبوراً اسکو سوال کرنا پڑے گا۔

(۱۷۵۳) حضرت امیر المومنین علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ تم لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس فرمان پر کاربند رہو کہ جو شخص اپنے اوپر سوال کا دروازہ کھول لے گا اللہ تعالیٰ اس پر فقر کا دروازہ کھول دے گا۔

(۱۷۵۴) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص بغیر حاجت کسی سے سوال کرے گا تو مرتے دم تک کبھی نہ کبھی اللہ تعالیٰ اس کو محتاج بنا دے گا اور اس کے لئے جہنم کا پروانہ لکھدیا جائے گا۔

(۱۷۵۵) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ایک بات اپنے لئے پسند کرتا ہے اور مخلوق کے لئے ناپسند کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس بات کو ناپسند کرتا ہے کہ کوئی شخص مخلوق سے سوال کرے اور یہ بات پسند کرتا ہے اس سے سوال کیا جائے۔ اور اللہ کو سب سے زیادہ پسند یہ بات ہے کہ اس سے کوئی شخص سوال کرے لہذا تم میں سے کوئی شخص اللہ تعالیٰ سے سوال کرنے میں شرم نہ کرے خواہ جوتے کے ایک تسمہ کے لئے ہی سوال کیوں نہ ہو۔

(۱۷۵۶) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ لوگوں سے سوال کرنے سے پرہیز کرو اس لئے کہ یہ دنیا میں ذلت ہے اور فقر کو جلد بلانا ہے اور قیامت کے دن طویل حساب ہے۔

(۱۷۵۷) حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ اگر سوال کرنے والے کو یہ معلوم ہو جائے کہ سوال کرنے میں کیا برائی ہے تو کبھی کوئی ایک دوسرے سے کچھ نہ مانگے۔ اور اگر دینے والا یہ جان لے کہ دینے میں کیا اچھائی ہے تو کبھی کسی مانگنے والے کو بغیر دیئے واپس نہ کرے۔

(۱۷۵۸) اور انصار کے ایک گروہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں آکر سلام کیا اور آپؐ نے جواب سلام دیا تو ان لوگوں نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہم لوگوں کی آپؐ سے ایک حاجت ہے آپؐ نے فرمایا بتاؤ کیا حاجت ہے ان لوگوں نے کہا بہت بڑی حاجت ہے آپؐ نے فرمایا آخر کچھ کہو تو کیا حاجت ہے؟ ان لوگوں نے عرض کیا کہ آپؐ اپنے رب کے سامنے ہم لوگوں کے لئے جنت کے ضامن بن جائیں یہ سنکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنا سر جھکا لیا اور زمین کریدنے لگے پھر سر اٹھایا اور فرمایا اچھا میں تم لوگوں کے لئے یہ کروں گا مگر اس شرط پر کہ تم لوگ کسی سے کسی چیز کا سوال نہ کرو گے۔ چنانچہ اس کے بعد ان لوگوں میں سے کسی کا کوڑا بھی سفر میں گر جاتا تو سوال سے بچنے کے لئے کسی سے یہ نہ کہتا کہ ذرا میرا کوڑا اٹھا دو بلکہ اپنی سواری سے اتر کر خود کوڑا اٹھاتا اور لوگ دسترخوان پر بیٹھے ہوتے اور کسی ہمنشیں کے قریب پانی رکھا ہوتا تو وہ اس سے یہ نہیں کہتا کہ ذرا پانی مجھے دینا بلکہ خود اٹھ کر پانی پی لیا کرتا۔

(۱۶۵۹) امام علیہ السلام نے فرمایا کہ تم لوگ کسی سے کوئی سوال ہرگز نہ کرو خواہ ایک مسواک ہی کے دھونے کا سوال کیوں نہ ہو۔

(۱۶۶۰) امام جعفر علیہ السلام نے فرمایا کہ احسان جتانا احسان کی پوری عمارت کو منہدم کر دیتا ہے۔

(۱۶۶۱) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے میرے لئے چھ باتوں کو ناپسند فرمایا ہے اور میں نے ان چھ باتوں کو اپنی اولاد میں میرے بعد جو اوصیا ہونگے ان کے لئے اور ان کی اتباع کرنے والوں کے لئے ناپسند اور مکروہ سمجھا ہے۔ (۱) نماز میں فعل عبث کرنا (۲) حالت صوم میں فحش کلامی کرنا (۳) کچھ دینے کے بعد احسان جتانا (۴) مسجد کے اندر حالت جنابت میں آنا (۵) لوگوں کے گھروں میں جھانکنا (۶) قبرستان میں ہنسنا۔

(۱۶۶۲) مسعدہ بن صدقہ نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور انہوں نے اپنے آبائے طاہرین سے روایت کی ہے کہ ایک مرتبہ امیرالمومنین علیہ السلام نے اپنے کھجوروں کے باغ بُغَیْبُغَہ سے کھجوروں کے پانچ ٹوکرے ایک شخص کے پاس بھیجے اور وہ شخص ایسا تھا کہ امیرالمومنین علیہ السلام کی طرف سے تحفہ و عطیہ کی امید اور آرزو رکھتا تھا اور جو کچھ آپ بھیجتے اسے قبول کر لیتا تھا مگر امیرالمومنین علیہ السلام سے یا کسی اور سے کبھی کوئی شے طلب نہ کرتا تھا۔ تو ایک شخص نے امیرالمومنین سے کہا کہ خدا کی قسم اس نے تو آپؑ سے کچھ مانگا نہیں۔ اور اس کے لئے تو پانچ کے بدلے ایک ٹوکرا کافی ہے۔ یہ سنکر امیرالمومنین نے ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ مومنین میں تم جیسا آدمی زیادہ نہ پیدا کرے۔ ارے دے تو رہا ہوں میں اور تم اس میں بخل کرتے ہو۔ سنو اگر میں اس شخص کو جو مجھ سے تحفہ اور عطیہ کی امید رکھتا ہے بغیر اسکے مانگے نہ دوں اور جب وہ مانگے تو اس کو دوں تو گویا جو کچھ میں نے اس سے لیا ہے اس کی قیمت اسے ادا کر رہا ہوں اور یہ اس طرح کہ میں نے اس کو یہ عطیہ اس لئے دیا کہ وہ میرے سامنے اپنا وہ چہرہ لا رہا ہے جسے عبادت کرتے اور طلب حاجت کرتے وقت ہمارے رب اور خود اس کے اپنے رب کے سامنے زمین پر رکھ کر خاک آلود کرتا ہے۔ پس جو شخص اپنے برادر مسلم کے ساتھ ایسا سلوک کرے یہ جانتے ہوئے یہ حسن سلوک اور یہ عطیہ اس کا ہے تو وہ جو کچھ اس کے حق میں دعا کرے گا اللہ تعالیٰ اس کو سچ نہ سمجھے گا۔ اس لئے کہ وہ زبان سے اس کے لئے جنت کی دعا کرتا ہے مگر اپنے مال میں سے چند دنیاوی چیزوں کے دینے میں بھی بخل کرتا ہے اس لئے کہ بندہ کبھی کبھی اپنی دعا میں یہ بھی کہتا ہے (اللھم اغفر للمومنین و المومنات) اے اللہ تو تمام مومنین و مومنات کے گناہوں کو بخش دے اور جب اس نے اس کے تمام گناہوں کی مغفرت کی دعا کی تو گویا اس نے اسکے لئے جنت کی دعا کی تو یہ کہاں کا انصاف ہے کہ وہ زبان سے یہ کہے اور عملی طور پر وہ اسکا ثبوت نہ دے۔

باب : امام علیہ السلام کی بارگاہ میں نذر و ہدیہ پیش کرنے کا ثواب

(۱۷۶۳) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اللہ تعالیٰ کے اس قول کے متعلق دریافت کیا گیا (من ذا الذی یقرض اللہ قرضا حسنا) سورہ بقرہ ۲۴۵ (ہے کوئی جو اللہ کو قرض حسنہ دے) آپؑ نے فرمایا کہ یہ آیت امام کے ساتھ سلوک کرنے کے لئے نازل ہوئی ہے۔

(۱۷۶۴) امام علیہ السلام نے فرمایا کہ ایک درہم امامؑ کو دینا افضل ہے اس ایک لاکھ درہم سے جو راہ خدا میں دوسرے کاموں پر صرف کیا جائے۔

(۱۷۶۵) اور امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا جو شخص ہمارے پاس نذر و ہدیہ نہیں بھیج سکتا تو وہ ہمارے شیعوں میں سے جو صالح لوگ ہیں ان کو دیدے اس کو ہمارے نذر اور ہدیہ کا ثواب مل جائے گا اور جو شخص اس امر پر قادر نہیں کہ ہماری زیارت کو آئے تو وہ ہمارے دوستداروں میں سے جو صالح بندے ہیں ان کی زیارت کرے۔ ہماری زیارت کا ثواب اس کے نامہ اعمال میں لکھ دیا جائے گا۔

کتاب الصوم

باب : روزہ فرض ہونے کا سبب

(۱۷۶۶) ایک مرتبہ ہشام بن حکم نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روزہ کا سبب دریافت کیا تو آپؑ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے روزہ اس لئے فرض کیا تاکہ امیر و فقیر دونوں برابر ہو جائیں کیونکہ امیر نے کبھی بھوک کا مزا ہی نہیں چکھا تاکہ فقیروں پر ترس کھائے اور مہربانی کرے اسکی وجہ یہ ہے کہ امیر شخص کو جس چیز کی خواہش ہو اسکا حصول اسکے بس میں ہے اسی بنا پر اللہ تعالیٰ نے چاہا کہ اس کی مخلوق باہم مساوی ہو جائے وہ اسطرح کہ امیر بھی بھوک کا مزا چکھے تاکہ کمزوروں کے لئے اسکا دل نرم ہو اور بھوکوں پر رحم کرے۔

(۱۷۶۷) اور حضرت ابوالحسن امام علی ابن موسیٰ الرضا علیہ السلام نے محمد بن سنان کے مسائل کے جواب میں جو کچھ تحریر کیا اسکے اندر روزہ کا یہ سبب بھی تحریر فرمایا کہ انسان بھوک اور پیاس کا مزا چکھ کر خود کو ذلیل و مسکین سمجھے تو اسے اسکا ثواب دیا جائے اسکا احتساب ہو وہ اس روزے کی تکلیف کو برداشت کرے اور یہ چیز اسکے لئے آخرت کی سختیوں کی طرف رہنما ہو۔ نیز اسکی خواہشات میں کمی ہو اور عاجزی پیدا ہو۔ دنیا میں اسکو نصیحت ملتی رہے اور آخرت کی سختیوں کی نشاندہی ہوتی رہے اور اسے علم ہو کہ دنیا اور آخرت میں فقیر و مسکین کیا کیا سختیاں برداشت کرتے ہیں۔

(۱۷۶۸) اور حمزہ بن محمد نے حضرت ابو محمد حسن عسکری علیہ السلام کو خط لکھ کر دریافت کیا کہ اللہ تعالیٰ نے روزہ کیوں فرض کیا تو جواب میں یہ لکھ کر آیا "تاکہ ایک غنی اور دولتمند شخص کو بھی بھوک کی تکلیف کا علم ہوجائے اور وہ فقیروں پر ترس کھائے۔"

(۱۷۶۹) حضرت امام حسن بن علی بن ابی طالب علیہ السلام سے روایت ہے کہ آپؑ نے بیان فرمایا کہ چند یہودی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ان میں سے جو سب سے زیادہ صاحب علم تھا اس نے آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے چند مسائل دریافت کئے جن میں یہ بھی دریافت کیا کہ یہ بتائیں کہ اللہ تعالیٰ نے آپؐ کی امت پر تیس دن کے روزے کیوں فرض کئے حالانکہ دوسری امتوں پر اس سے زیادہ فرض کئے ہیں۔ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اس لئے کہ جب حضرت آدم علیہ السلام نے درخت کا پھل کھایا تو وہ انکے پیٹ میں تیس دن تک رہا اس لئے اللہ تعالیٰ نے ان کی ذریت پر تیس دن کی بھوک و پیاس کو فرض کردیا اور یہ لوگ جو رات کو کھالیتے ہیں تو یہ ان پر اللہ تعالیٰ کی مہربانی ہے اور اس طرح یہ روزہ حضرت آدم پر بھی فرض تھا۔ اور اللہ تعالیٰ نے وہی تیس دن کے روزے میری امت پر بھی فرض کر دیئے اسکے بعد آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے اس آیت کی تلاوت فرمائی۔ کتب علیکم الصیام کما کتب علی الذین من قبلکم لعلکم تتقون ایاماً معدو دات (تم لوگوں پر روزہ فرض کیا گیا جس طرح تم سے اگلے لوگوں پر فرض کیا گیا تھا تاکہ اسکی وجہ سے تم بہت سے گناہوں سے بچو وہ بھی ہمیشہ نہیں بلکہ گنتی کے چند دن) (سورہ بقرہ ۱۸۳)

یہ سنکر یہودی نے کہا اے محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) آپؐ نے سچ کہا مگر یہ بتائیں کہ جو شخص یہ روزہ رکھے اسکے لئے اجر و ثواب کیا ہے؟ تو نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو مومن پورے احتساب کے ساتھ ماہ رمضان کے روزے رکھے گا تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے سات باتیں لازمی پیدا کردے گا۔ پہلے یہ کہ حرام کا مال اس کے جسم سے پگھل کر نکل جائے گا۔ دوسرے وہ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے قریب ہوجائے گا تیسرے اسکا یہ روزہ اس کے باپ آدم علیہ السلام کی خطا کا کفارہ بن جائے گا چوتھے اس پر موت کی سختیاں آسان ہوجائیں گی۔ پانچویں قیامت کے دن اسکو بھوک و پیاس سے امان مل جائے گی چھٹے اللہ تعالیٰ اس کو جہنم سے براءت کا پروانہ دیدیگا۔ ساتویں اللہ تعالیٰ اس کو جنت کی پاک و پاکیزہ چیزیں کھلائے گا۔ اس یہودی نے کہا اے محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) آپؐ نے سچ فرمایا۔

باب : روزے کی فضیلت

(۱۷۷۰) حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر رکھی گئی ہے۔ یعنی نماز، زکوۃ، حج، روزہ اور ولایت (معرفت امام) پر۔

(۱۷۷۱) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ روزہ جہنم سے بچانے کی سپر ہے۔

(۱۷۷۲) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ روزہ دار اگر سو بھی رہا ہو تو وہ عبادت میں ہوتا ہے جب تک کہ وہ کسی مسلم کی غیبت نہ کرے۔

(۱۷۷۳) نیز آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ روزہ میرے لئے ہے اور میں خود اسکی جزا ہوں۔ اور روزہ دار کیلئے دو مرتبہ فرحت ہے ایک اس وقت جب وہ افطار کرتا ہے دوسرے اس وقت جب وہ اپنے رب سے ملاقات کرے گا۔ اور اس ذات کی قسم جسکے قبضہ قدرت میں محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی جان ہے روزہ دار کے منہ کی بُو اللہ کے نزدیک مشک کی خوشبو سے بھی زیادہ اچھی ہے۔

(۱۷۷۴) ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے اصحاب سے فرمایا کیا میں تمہیں ایسی بات بتاؤں کہ اگر تم لوگ اس پر عمل کرو تو شیطان تم سے اتنا دور رہے گا جتنا مشرق مغرب سے دور ہے؟ لوگوں نے عرض کیا جی ہاں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد ہو۔ آپؐ نے فرمایا روزہ شیطان کا منہ کالا کر دیتا ہے اور صدقہ اس کی کمر توڑ دیتا ہے اور اللہ تعالیٰ سے محبت اور عمل صالح میں معاونت اسکی بیخ کنی کرتی ہے اور استغفار اسکے دل کی رگیں کاٹ دیتا ہے اور ہر شے کی ایک زکوٰۃ ہے اور بدن کی زکوٰۃ روزہ ہے۔

(۱۷۷۵) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ایک مرتبہ علی بن عبدالعزیز سے فرمایا کیا میں تمہیں اسلام کی جڑ اسکی شاخ اسکی چوٹی اور اسکی بلندی بتاؤں؟ اس نے عرض کیا جی ہاں آپؑ نے فرمایا اس کی جڑ نماز ہے اسکی شاخ زکوٰۃ ہے اور اسکی چوٹی اور بلندی اللہ کی راہ میں جہاد ہے۔ کیا میں تمہیں نیکیوں کے دروازے بتاؤں (سنو) روزہ جہنم سے بچانے کی سپر ہے۔

(۱۷۷۶) نیز آپ علیہ السلام نے قول خدا و استعینوا بالصبر و الصلوٰۃ سورہ بقرہ ۴۵ (صبر و صلوٰۃ کا سہارا پکڑو) کے متعلق فرمایا کہ یہاں صبر سے مراد روزہ ہے۔

(۱۷۷۷) نیز فرمایا کہ جب کسی شخص پر کوئی مصیبت نازل ہو یا وہ سختی میں مبتلا ہو تو اس کو چاہیئے کہ وہ روزہ رکھے اسلئے کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے و استعینوا بالصبر و الصلوٰۃ[۱]

(۱۷۷۸) اور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ اللہ تعالیٰ نے روزہ داروں کی دعا کے لئے کچھ ملائکہ مقرر کردیئے ہیں اور فرمایا کہ حضرت جبرئیل نے اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ بات پہنچائی کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ میں اپنے ملائکہ کو کسی شخص کی دعا پر مقرر کرتا ہوں تو اس کی دعا کو قبول کرلیتا ہوں۔

(۱۷۷۹) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی فرمائی کہ مجھ سے مناجات کرنے میں تمہیں کونسا امر مانع ہے؟ انہوں نے عرض کیا پروردگار، روزہ دار کی منہ کی بُو کی بناء پر میں تجھ سے مناجات نہیں کرتا تو اللہ تعالیٰ نے پھر وحی کی اے موسیٰ روزہ دار کے منہ کی بُو تو میرے نزدیک مشک سے زیادہ خوشبودار ہے۔

(۱۷۸۰) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ روزہ دار کے لئے دو فرحتیں ہیں ایک فرحت افطار کے وقت اس کو ملتی ہے اور دوسری فرحت اس وقت ملے گی جب وہ اللہ سے ملاقات کرے گا۔

(۱۷۸۱) نیز آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ جو شخص اس کی خوشنودی کے لئے ایک دن بھی شدید گرمی کے موسم میں روزہ رکھتا ہے اور اس کو پیاس لگتی ہے تو اللہ تعالیٰ ایک ہزار ملائکہ کو مقرر کرتا ہے وہ آکر اس کا چہرہ سہلاتے ہیں اسے خوشخبری سناتے رہتے ہیں یہاں تک کہ جب وہ افطار کرلیتا ہے تو اللہ تعالیٰ کہتا ہے تیرے منہ کی بُو کتنی اچھی ہے۔اے میرے ملائکہ گواہ رہنا کہ میں نے اس کو بخش دیا۔

(۱۷۸۲) اور حضرت ابوالحسن اول علیہ السلام نے فرمایا (روزہ کی حالت میں) دوپہر کو قیلولہ کرلیا کرو اس لئے کہ اللہ تعالیٰ خواب میں روزہ دار کو کھلا پلا دیا کرتا ہے۔

(۱۷۸۳) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا روزہ دار کا سونا عبادت ہے اور اسکی خاموشی تسبیح ہے اسکا عمل قبول ہے اور اسکی دعا مستجاب ہے۔

باب : روزہ کی اقسام

(۱۷۸۴) زہری سے روایت ہے اس نے بیان کیا کہ ایک مرتبہ حضرت امام زین العابدین علی ابن الحسین علیہ السلام نے مجھ سے پوچھا کہ اے زہری تم اس وقت کہاں سے آرہے ہو؟ میں نے عرض کیا مسجد سے پوچھا تم لوگ وہاں کیا کر رہے تھے میں نے عرض کیا ہم لوگ مسئلہ صوم پر تبادلہ خیال کر رہے تھے چنانچہ میری رائے اور میرے تمام اصحاب کی رائے اس بات پر مجتمع ہو گئی کہ ماہ رمضان کے سوا اور کوئی روزہ واجب نہیں ہے آپؑ نے فرمایا کہ مگر تم لوگ جیسا کہتے ہو ایسا نہیں ہے بلکہ روزہ کی چالیس قسمیں ہیں۔ روزہ کی دس قسمیں واجب ہیں جیسے ماہ رمضان کا روزہ واجب ہے۔ دس قسمیں حرام ہیں اور چودہ قسم کے روزے میں روزہ رکھنے والے کو اختیار ہے خواہ روزہ رکھے یا نہ رکھے۔ پھر صوم اذن (کسی سے اذن لیکر روزہ) سو اسکی تین قسمیں ہیں پھر صوم تادیب و صوم مباح اور صوم سفر و مرض میں نے عرض کیا میں آپؑ پر قربان آپؑ مجھے اسکی تفصیل بھی بتادیں۔

تو آپؑ نے فرمایا صوم واجب تو

۱۔ پورے رمضان کا روزہ

۲۔ پے در پے دو ماہ کے روزے اس شخص کے لئے جو جان بوجھ کر ایک روزہ ماہ رمضان کا توڑ دے۔

۳۔ پے در پے دو ماہ کے روزے کفارہ ظہار میں چنانچہ اس کے متعلق اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے **الذین یظاھرون من نسائھم ثم یعودون لما قالوا فتحریر رقبة من قبل ان یتماسا ذلکم توعظون بہ و اللّٰہ بما تعملون خبیر۔ فمن لم یجد فصیام شھرین متتابعین من قبل ان یتماسا** (سورۃ مجادلہ ۲) (اور جو لوگ اپنی بیویوں سے ظہار کر بیٹھیں (اسکی پشت کو اپنی ماں کی پشت سے تشبیہ دیدیں) پھر اپنی بات واپس لیں تو دونوں کے ہمبستر ہونے سے پہلے کفارہ میں ایک غلام آزاد کرنا ضروری ہے اس کی تم کو نصیحت کی جاتی ہے اور تم جو کچھ بھی کرتے ہو خدا اس سے آگاہ ہے پھر جس کو غلام نہ ملے تو دونوں کی مقاربت سے قبل دو مہینے کے پے در پے روزہ رکھے)

۴۔ اور قتل خطا میں دو مہینے پے در پے روزہ رکھنا واجب ہے یہ اسکے لئے ہے جس کو آزاد کرنے کے لئے غلام نہیں ملتا۔ اللہ تعالیٰ کے اس قول کے مطابق **و من قتل مومنا خطأ فتحریر رقبة مومنة و دیة مسلمة الی اھلہ ---- فمن لم یجد فصیام شھرین متتابعین** (سورۃ النساء ۹۲) (اور جو شخص کسی مومن کو غلطی سے قتل کردے تو اس پر ایک ایماندار غلام کا آزاد کرنا اور مقتول کے ورثا کو خون بہا دینا لازمی ہے۔ پھر جو شخص غلام آزاد کرنے کو نہ پائے تو اس کا کفارہ خدا کی طرف سے لگاتار دو مہینے کے روزے ہیں)

۵۔ قسم کے کفارہ میں تین دن روزہ رکھنا واجب ہے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے **فمن لم یجد فصیام ثلاثة ایام ذلک**

کفارۃ ایمانکم اذا حلفتم) (سورہ المائدہ ۔۸۹۔) (اگر تم حلف اٹھاکر کوئی بات کہو اور اسے پورا نہ کر سکو تو تین دن روزہ رکھو) اور یہ روزہ بھی پے در پے ہوتا ہے ناغے ناغے سے نہیں۔

۶۔ جس کے سر میں تکلیف ہے (حج میں سر منڈا نہیں سکتا) تو روزہ کفارہ واحب ہے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے فمن کان منکم مریضاً او بہ اذیً من راسہ ففدیۃ من صیام او صدقۃ او نسک (سورہ بقرہ ۱۹۶) (پس جب تم میں سے کوئی بیمار ہو یا اسکے سر میں کوئی تکلیف ہو تو (سرمنڈانے کے بدلے) روزے رکھے یا خیرات دے یا قربانی کرے) اس میں حاجی کو اختیار دیا گیا ہے اگر وہ روزہ رکھتا ہے تو تین روزے رکھے۔

۷۔ متعتہ الحج میں دم کے بدلے روزہ واجب ہے جبکہ قربانی کا جانور نہ مل سکے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے فمن تمتع بالعمرۃ الی الحج فما استیسر من الھدی فمن لم یجد فصیام ثلاثۃ ایام فی الحج و سبعۃ اذا رجعتم تلک عشرۃ کاملۃ سورہ بقرہ ۱۹۶۔ (جو شخص حج تمتع کا عمرہ کرے تو اس کو جو قربانی میسر آئے کرنی ہوگی اور جس سے قربانی ناممکن ہو تو تین روزے زمانہ حج میں رکھنے ہونگے اور سات روزے جب تم واپس آؤ یہ پوری دھائی ہے)

۸۔ اور شکار کے جرمانہ میں روزہ واجب ہے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ و من قتلہ منکم متعمداً فجزاء مثل ماقتل من النعم یحکم بہ ذو اعدل منکم ہدیاً بالغ الکعبۃ او کفارۃ طعام مساکین او عدل ذلک صیاماً۔ (سورۃ مائدہ ۹۵) (حالت احرام میں) جو کوئی تم میں جان بوجھ کر شکار مارے کا تو جس جانور کو مارے چوپایوں میں سے اسکا مثل تم میں سے جو دو منصف آدمی تجویز کریں اس کے بدلہ میں دینا ہوگا اور کعبہ تک پہنچا کر قربانی کی جائے یا اسکی قیمت سے محتاجوں کو کھانا کھلانا یا اسکے برابر روزے رکھنا)

پھر فرمایا اے زہری تم جانتے ہو کہ اس کے برابر روزہ کیسے رکھا جائے گا۔ میں نے عرض کیا مجھے نہیں معلوم۔ آپ نے فرمایا اس شکار کی قیمت لگائی جائے گی پھر دیکھا جائے گا کہ اس قیمت میں گیہوں کتنا ملتا ہے اور اس گیہوں کو ناپا جائے گا کہ کتنے صاع ہیں پھر ہر نصف صاع پر ایک دن روزہ رکھنا ہوگا۔

۹۔ اور نذر کا روزہ واجب ہے۔

۱۰۔ اور اعتکاف کا روزہ واجب ہے۔

لیکن وہ روزے کہ جن کا رکھنا حرام ہے۔ وہ یہ ہیں۔

۱۔ یوم فطر (عید کے دن) کا روزہ

۲۔ یوم الضحیٰ (عید قرباں) کا روزہ

۳۔ اور ایام تشریق (گیارہ، بارہ اور تیرہ ذالحجہ) کے روزے

۴۔ یوم شک کا روزہ اور اس روزے کا تو ہمیں حکم بھی دیا گیا ہے اور اس سے منع بھی کیا گیا ہے۔ حکم اس طرح دیا

گیا ہے کہ ہم لوگ شعبان میں شامل کر کے روزہ رکھیں اور منع اس طرح کیا گیا ہے کہ جب سب لوگ شک میں ہوں تو کوئی اکیلا شخص رمضان کی پہلی مان کر روزہ نہ رکھ لے۔ میں نے عرض کیا اور اگر کسی نے شعبان کا روزہ رکھا ہی نہیں تو کیا کرے۔ آپؑ نے فرمایا وہ شک کی رات میں نیت کرلے کہ میں شعبان کا روزہ رکھ رہا ہوں اگر رمضان کی پہلی ہو گئی تو اسکا شمار رمضان میں ہوجائے گا اور اگر وہ شعبان کی ہی تاریخ ہے تو اس میں اسکا کوئی ضرر نہیں۔ میں نے عرض کیا کہ مستحب روزہ واجب روزہ میں کیسے محسوب ہوجائے گا فرمایا کہ فرض کرو ایک شخص نہیں جانتا کہ یہ ماہ رمضان ہے اور اس نے مستحب روزہ رکھا ہوا ہے اور بعد میں معلوم ہوا کہ یہ رمضان ہی کا مہینہ ہے تو وہ رمضان کے روزے میں محسوب ہوجائے گا اس لئے کہ فرض مہینہ اسی دن واقع ہو رہا ہے۔

۵۔ صوم وصال حرام ہے (یعنی کوئی شخص نیت کرلے کہ وہ ایک دن اور ایک رات سحر تک ملا کر روزہ رکھے گا یا دو دن ملا کر روزہ رکھے گا)

۶۔ صوم صمت حرام ہے (یعنی خاموشی کا روزہ)

۷۔ کسی گناہ کے لئے نذر کی جائے تو وہ روزہ رکھنا حرام ہے

۸۔ صوم الدھر (پورے تین سو ساٹھ دن یعنی پورے سال کا روزہ رکھنا حرام ہے اس لئے کہ اس میں وہ دن بھی آجاتے ہیں جن میں روزہ رکھنا حرام ہے۔

اور وہ روزہ کہ جس کے لئے روزہ رکھنے والے کو اختیار ہے رکھے یا نہ رکھے تو وہ جمعہ کے دن کا اور پنجشنبہ کا اور دو شنبہ کا روزہ پھر ایام بیض (ہر ماہ کی ۱۳۔۱۴۔۱۵ تاریخ) کا روزہ اور ماہ رمضان کے بعد ماہ شوال میں چھ دن کا روزہ یوم عرفہ ویوم عاشورہ ان سب میں روزہ رکھنے والے کو اختیار ہے کہ وہ روزہ رکھے یا نہ رکھے۔

اور صوم اذن تو عورت اپنے شوہر کے اذن کے بغیر مستحب روزہ نہیں رکھے گی۔ غلام اپنے مالک کے اذن کے بغیر مستحب روزہ نہیں رکھے گا۔ اور مہمان میزبان کی اجازت کے بغیر مستحب روزہ نہیں رکھے گا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ اگر کوئی شخص کسی قوم کا مہمان بن کر جائے تو بغیر ان کی اجازت کے مستحب روزے نہ رکھے۔

اور صوم تادیب تو بچہ جب بالغ ہونے کے قریب ہو تو اسے روزہ رکھنے کا تادیباً حکم دیا جائے گا مگر یہ واجب نہیں ہے اور اسی طرح اگر کوئی شخص کسی سبب کی بناء پر دن کی ابتدا ہی میں روزہ توڑے اور پھر روزہ رکھنے کے قابل ہوجائے تو اسکو دن کے باقی حصہ میں تادیباً امساک کا حکم دیا جائے مگر یہ بھی فرض نہیں ہے۔ اسی طرح مسافر اگر اس نے دن میں اول وقت کچھ کھا لیا ہے اور پھر اپنے گھر پہنچ گیا ہے تو اسے بھی کہا جائے گا کہ دن کے بقیہ حصہ میں امساک کرے مگر یہ بھی فرض نہیں ہے۔

اور صوم مباح تو اگر کوئی شخص روزہ کی حالت میں عمداً نہیں بلکہ بھول کر یا بربنائے تقیہ کچھ کھا پی لے تو اللہ تعالیٰ نے اس

کے لئے یہ مباح کر دیا ہے اور اسکا یہ روزہ محسوب ہوگا۔
اور صوم سفر و مرض تو عامہ نے اس کے اندر اختلاف کیا ہے ایک گروہ کہتا ہے کہ سفر و مرض میں روزہ رکھے گا۔ دوسرا گروہ کہتا ہے کہ روزہ نہیں رکھے گا۔ تیسرا گروہ کہتا ہے کہ چاہے رکھے اور چاہے نہ رکھے۔ لیکن ہم لوگ یہ کہتے ہیں کہ سفر و مرض دونوں حالتوں میں روزہ نہ رکھے اور اگر کسی نے ان حالتوں میں روزہ رکھا تو اس کی قضا رکھنی پڑے گی۔ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ فمن کان منکم مریضا او علی سفر فعدۃ من ایام اخر (سورۃ بقرہ ۱۸۴) [جو شخص تم میں سے بیمار ہو یا سفر پر ہو تو اور دنوں میں (جتنے قضا ہوئے ہوں) گن کر رکھ لے]۔

باب : صوم سنت

(۱۷۸۵) روایت کی ہے حسن بن محبوب نے جمیل بن صالح سے انہوں نے محمد بن مروان سے انہوں نے کہا کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسلسل اتنے روزے رکھتے کہ کہا جاتا کہ اب یہ کسی دن بھی روزہ نہیں چھوڑیں گے اور روزہ نہ رکھتے تو مسلسل اتنے دنوں نہ رکھتے کہ سمجھا جاتا کہ اب یہ روزہ ہی نہ رکھیں گے۔ پھر آپؐ نے ایک دن روزہ رکھنا شروع کیا اور ایک دن نہیں پھر آپؐ فقط دوشنبہ اور پنجشنبہ کو روزہ رکھنے لگے پھر آپؐ نے اس میں بھی تبدیلی کی اور ایک مہینہ میں تین روزہ رکھنے لگے مہینہ کے پہلے پنجشنبہ کو اور مہینہ کے درمیانی چہار شنبہ کو اور مہینہ کے آخری پنجشنبہ کو اور فرمایا کرتے کہ یہ صوم الدھر ہے۔
اور میرے پدر بزرگوار نے فرمایا کہ اس شخص سے زیادہ ناپسند کوئی اور شخص نہیں جو اپنی طرف سے یہ کہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس طرح کرتے تھے پھر آپ علیہ السلام یہ فرمایا کرتے کہ اللہ تعالیٰ مجھے اس عذاب میں مبتلا نہ کرے کہ میں اپنی طرف سے نماز اور روزہ کے متعلق کوئی اجتہاد پیش کروں گویا وہ دیکھ رہے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کوئی کوئی چیز ضرورت سے زیادہ سمجھ کر چھوڑ بھی دیا کرتے تھے۔
(۱۷۸۶) اور حماد بن عثمان کی روایت میں ہے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اتنے روزے رکھے کہ یہ کہا جانے لگا کہ یہ کوئی دن بغیر روزے کے نہیں رہتے اور آپؐ نے پھر روزہ رکھنا اتنے دنوں کے لئے چھوڑ دیئے کہ کہا جانے لگا یہ روزہ نہیں رکھتے۔ پھر آپؐ نے حضرت داؤد علیہ السلام کا روزہ رکھا یعنی ایک دن کا ناغہ کر کے پھر آپؐ نے مہینہ میں تین دن روزہ رکھا اور فرمایا کہ یہ صوم الدھر کے برابر ہے اور دل سے وسوسوں کو دور کر دیتا ہے۔
حماد کا بیان ہے کہ میں نے عرض کیا کہ تین دن کون کون سے تھے؟ تو آپؑ نے فرمایا مہینہ کا پہلا پنجشنبہ اور مہینہ کی دوسری دھائی کا پہلا چہار شنبہ اور مہینہ کا آخری پنجشنبہ میں نے عرض کیا تو آخر یہ ایام کیسے ہیں کہ جن میں روزہ رکھا جاتا

ہے؟ آپؑ نے فرمایا ہم لوگوں سے قبل کی امتوں میں سے اگر کسی پر عذاب نازل ہوتا تو وہ ان ہی ایام میں نازل ہوتا۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان دنوں میں روزہ رکھا کہ یہ خوفناک دن ہیں۔ (تاکہ ان کی ہلاکت خیزی سے بچا جائے)

(۱۶۸۷) فضیل بن یسار نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے آپؑ نے فرمایا کہ اگر تم میں سے کوئی شخص مہینہ میں یہ تین روزے رکھے تو پھر ہرگز کسی سے بحث وجدال اور جہالت کی باتیں نہ کرے اور بلا جھجک حلف اٹھانے اور اللہ کی قسم نہ کھانے لگے اور اگر اس سے کوئی شخص جہالت کی بات کرے تو وہ اسکو برداشت کرے۔

(۱۶۸۸) عبداللہ بن مغیرہ نے حبیب خثعمی سے روایت کی ہے اس کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ مجھے مستحب روزہ اور مہینہ کے ان تین روزدں کے متعلق بتائیں کہ اگر میں اول شب میں جنب ہو جاؤں اور یہ معلوم ہو کہ میں جنب ہو گیا ہوں اس کے باوجود عمداً سو جاؤں یہاں تک کہ فجر کی پو پھوٹ جائے تو اب میں روزہ رکھوں یا نہ رکھوں؟ آپؑ نے فرمایا روزہ رکھو۔

(۱۶۸۹) حضرت امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا کہ صبر (یعنی رمضان) کے مہینہ کے روزے اور ہر مہینہ تین دن کے روزے دل سے وسوسوں کو دور کر دیتے ہیں اور ہر مہینہ تین دن کا روزہ صوم دھر (ہمیشہ کا روزہ) ہے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ من جاء بالحسنة فله عشر امثالها (جو شخص ایک نیکی کرے گا اس کو دس نیکیوں کا ثواب دیا جائے گا) (سورہ انعام ۱۶۱)۔

(۱۶۹۰) اور عبداللہ بن سنان کی روایت میں ہے جو انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ایک مرتبہ دو پنجشنبوں اور ان دونوں کے درمیان چہارشنبہ کے متعلق دریافت کیا گیا تو آپؐ نے فرمایا پنجشنبہ ایسا دن ہے جس میں اعمال پیش کئے جاتے ہیں اور چہار شنبہ ایسا دن ہے جس میں جہنم خلق کی گئی اور روزہ تو یہ (جہنم سے بچنے کی) سپر ہے۔

(۱۶۹۱) اور اسحاق بن عمار کی روایت میں ہے جو انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ چار شنبہ کے دن روزہ اس لئے رکھا جاتا ہے کہ سابقہ امتوں میں جب بھی کسی امت پر عذاب آیا تو مہینہ کے درمیانی چہار شنبہ میں آیا اس لئے اس دن روزہ رکھنا مستحب ہے۔

(۱۶۹۲) اور عبداللہ بن سنان کی روایت میں ہے جو انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی ہے اسکا بیان ہے ایک مرتبہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے مجھ سے فرمایا کہ جب مہینہ کی پہلی دھائی میں دو پنجشنبے پڑجائیں تو ان دونوں اول پنجشنبوں میں روزہ رکھو اس لئے کہ یہ افضل ہے۔

(۱۶۹۳) اور عیص بن قاسم نے ایک مرتبہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اس شخص کے متعلق دریافت کیا جس

پر روزہ بہت گراں ہوتا ہے اس لئے وہ مہینہ کے اندر تین روزے نہیں رکھتا تو اسکا کوئی فدیہ اور عوض ہے؟ آپؑ نے فرمایا ہر دن کے بدلے ایک مد طعام (کسی محتاج کو دے)۔

(۱۷۹۴) ابن مسکان نے ابراہیم بن مثنیٰ سے روایت کی ہے اسکا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا کہ مجھے ہر مہینہ میں تین دن روزہ گراں اور شدید ہوتا ہے کیا میرے لئے ایک دن کے روزے کے بدلے ایک درہم تصدق کر دینا جائز ہے؟ آپؑ نے فرمایا ایک درہم کا صدقہ افضل ہے ایک دن روزہ رکھنے سے۔

(۱۷۹۵) حسن بن محبوب نے حسن بن ابی حمزہ سے روایت کی ہے انہوں نے کہا کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام محمد یا حضرت امام جعفر صادق علیہما السلام سے عرض کیا کہ کیا میں ہر ماہ کے تین دن کے روزوں کو گرمی کے موسم سے موخر کر کے جاڑے کے موسم میں رکھ سکتا ہوں اس لئے کہ یہ مجھے زیادہ آسان معلوم ہوتا ہے؟ آپؑ نے فرمایا ہاں اسے نہ چھوڑو اسکے پابند رہو۔

(۱۷۹۶) ابن بکیر نے زرارہ سے روایت کی ہے انکا بیان ہے میں نے ایک مرتبہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ یہ فرمائیے کہ سال بھر کے روزوں کا سلسلہ کس طرح جاری رہے؟ تو آپؑ نے فرمایا ہر مہینہ میں تین (روزے رکھو اس طرح کہ) مہینہ کی پہلی دھائی میں پنجشنبہ کو اور دوسری دھائی میں چہار شنبہ کو اور آخری دھائی میں پنجشنبہ کو میں نے عرض کیا تمام سال یہ سلسلہ اس طرح جاری رہے گا؟ فرمایا ہاں۔

(۱۷۹۷) داؤد رقی نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے ارشاد فرمایا کہ تمہارا اپنے برادر مومن کے گھر میں افطار کرنا تمہارے روزے سے ۷۰ ستر گنا یا نوے گنا افضل ہے۔

(۱۷۹۸) جمیل بن دراج نے آنجناب علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ جو شخص مستحب روزے سے ہو اور اپنے کسی برادر مومن کے گھر جائے تو اس کے پاس افطار کرے اور یہ نہ بتائے کہ میں روزے سے تھا اور احسان نہ جتائے کہ میں نے آپ کی خاطر روزہ توڑ دیا تو اس کے لئے ایک سال کے روزوں کا ثواب لکھدیا جائے گا۔

اس کتاب کے مصنف علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ یہ سنتی اور مستحب دونوں روزوں کے لئے ہے۔

نیز میرے والد رضی اللہ نے اپنے خط میں مجھے تحریر فرمایا کہ اگر تمہارا ارادہ سفر کا ہے اور چاہتے ہو کہ سال والے روزے بھی رکھ لو۔ تو جس ماہ میں تم سفر پر نکلنے کا ارادہ رکھتے ہو اس میں تین دن روزہ رکھ لو۔

(۱۷۹۹) اور روایت کی گئی ہے کہ عالم (حضرت موسیٰ کاظم) علیہ السلام سے دریافت کیا گیا کہ اگر مہینہ کی آخری دھائی میں دو پنجشنبے جمع ہو رہے ہوں تو (کب روزہ رکھا جائے) آپؑ نے فرمایا پہلے پنجشنبہ میں روزہ رکھ لو شاید دوسرا پنجشنبہ تم کو نہ مل سکے۔

باب : متفرق دنوں میں مستحب روزے اور انکا ثواب

(۱۸۰۰) محمد بن مسلم اور زرارہ بن اعین نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے یوم عاشورہ کے روزے کے متعلق دریافت کیا تو آپؑ نے فرمایا اس دن کا روزہ رمضان کے روزوں کے حکم سے پہلے تھا مگر جب رمضان کے روزوں کا حکم نازل ہوا تو اسے ترک کردیا گیا۔

(۱۸۰۱) اور حضرت علی علیہ السلام کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جو شخص ایک دن بھی مستحب نمازیں پڑھے گا اللہ تعالیٰ اسکو جنت میں داخل کرے گا۔

(۱۸۰۲) جابر نے حضرت امام باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ جس شخص کا آخری دن روزے پر ختم ہوا وہ جنت میں داخل ہوا۔

(۱۸۰۳) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس نے ایک دن فی سبیل اللہ روزہ رکھا اس کا یہ ایک روزہ اس کے ایک سال کے روزوں کے برابر ہے۔

(۱۸۰۴) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص روزے کی حالت میں دن کے اول وقت کوئی خوشبو لگائے گا اسکی عقل گم نہ ہوگی۔

(۱۸۰۵) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو کوئی روزہ دار کسی قوم کے پاس پہنچے اور وہ لوگ اسکو کھانا کھلادیں تو اسکے تمام اعضاء تسبیح پڑھیں گے ملائکہ کا اس پر درود ہوگا اور اُن کا درود استغفار ہوگا۔

(۱۸۰۶) حضرت امام موسیٰ بن جعفر علیہ السلام سے روایت کی گئی ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ جو شخص ماہ ذی الحج کی پہلی تاریخ کو روزہ رکھے گا اللہ تعالیٰ اس کے لئے اسی (۸۰) مہینوں کے روزوں کا ثواب لکھ دیگا اور جو شخص پہلی ذی الحج سے ۹ ذی الحج تک نو روزے رکھے گا اللہ تعالیٰ اسکے حق میں ہمیشہ روزہ رکھنے کا ثواب لکھ دے گا۔

(۱۸۰۷) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ یوم ترویہ (۸ ذی الحج) کا روزہ ایک سال کے گناہوں کا کفارہ ہے اور یوم عرفہ (۹ ذی الحج) کا روزہ دو سال (کے گناہوں) کا کفارہ ہے۔

(۱۸۰۸) روایت کی گئی ہے کہ پہلی ذی الحج کو حضرت ابراہیم خلیل الرحمن علیہ السلام پیدا ہوئے پس جو شخص اس دن روزہ رکھے گا وہ اس کے ساٹھ سال (کے گناہوں) کا کفارہ ہوگا اور ۹ ذی الحج کو حضرت داؤد علیہ السلام کی توبہ نازل ہوئی جو شخص اس دن روزہ رکھے گا تو وہ نوے سال (کے گناہوں) کا کفارہ قرار پائے گا۔

(۱۸۰۹) یعقوب بن شعیب سے روایت ہے اسکا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے یوم عرفہ (۹ ذی الحج) کے روزہ کے لئے دریافت کیا تو آپؑ نے فرمایا کہ چاہو روزہ رکھو اور چاہو نہ رکھو۔ اور بیان کیا گیا ہے کہ ایک مرتبہ

ایک شخص حضرت امام حسن اور حضرت امام حسین علیہما السلام کی خدمت میں حاضر ہوا تو دیکھا کہ ان میں سے ایک صاحب روزہ سے ہیں اور ایک روزہ سے نہیں ہیں۔ تو اس نے ان دونوں حضرات سے اسکے متعلق دریافت کیا تو ان دونوں حضرات نے جواب دیا کہ اگر اس دن روزہ رکھو تو بہتر ہے اور اگر نہ رکھو تو جائز ہے۔

(۱۸۱۰) عبداللہ بن مغیرہ نے سالم سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تنہا حضرت علی علیہ السلام کو وصی بنایا اور حضرت علی علیہ السلام نے امام حسن وامام حسین علیہما السلام دونوں کو اپنا وصی بنایا مگر امام حسن علیہ السلام، امام حسینؑ کے امام تھے۔ چنانچہ ایک شخص یوم عرفہ امام حسن علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا تو دیکھا کہ آپ غذا تناول فرما رہے ہیں اور امام حسینؑ روزہ سے ہیں پھر وہی شخص امام حسن علیہ السلام کی وفات کے بعد یوم عرفہ امام حسین علیہ السلام کی خدمت میں آیا تو دیکھا کہ آپ غذا تناول فرما رہے ہیں اور آپ کے صاحبزادے حضرت علی ابن الحسینؑ روزہ سے ہیں۔ تو اس شخص نے عرض کیا کہ ایک مرتبہ پہلے بھی میں امام حسن علیہ السلام کی خدمت میں آج کے دن آیا تھا تو دیکھا تھا کہ وہ غذا نوش فرما رہے تھے اور آپؑ روزے سے تھے اور آج آیا ہوں تو دیکھتا ہوں کہ آپؑ غذا تناول فرما رہے ہیں تو آپؑ نے فرمایا کہ اس وقت امام حسنؑ امام تھے انہوں نے روزہ نہیں رکھا تاکہ انکا روزہ سنت نہ بن جائے اور لوگ اسکی پیروی نہ کرنے لگیں اور جب ان کا انتقال ہوگیا تو میں امام ہوگیا تو میں یہ چاہتا ہوں کہ لوگ میرے روزہ کو سنت بنا کر اسکی پیروی نہ کرنے لگیں۔

(۱۸۱۱) حنان بن سدیر نے اپنے باپ سے روایت کی ہے انکا بیان ہے کہ میں نے ایک مرتبہ آنجناب علیہ السلام سے یوم عرفہ کے روزہ کے متعلق دریافت کیا اور عرض کیا کہ میں آپؑ پر قربان وہ لوگ (عامہ) یہ سمجھتے ہیں کہ آج یوم عرفہ کا روزہ ایک سال کے روزے کے برابر ہے تو آپؑ نے فرمایا کہ میرے پدر بزرگوار اس دن روزہ نہیں رکھتے تھے۔ میں نے عرض کیا میں آپؑ پر قربان ایسا کیوں کرتے تھے؟ فرمایا کہ عرفہ کا دن اللہ تعالیٰ سے دعا اور سوال کا دن ہے تو میں اس امر سے ڈرتا ہوں کہ یہ روزہ ہمیں کمزور نہ کردے اور میں اچھی طرح دعا نہ کرسکوں اس لئے میں آج کے روزہ کو ناپسند کرتا ہوں اور اس امر سے بھی ڈرتا ہوں کہیں یوم عرفہ یوم اضحیٰ نہ ہو (یعنی) یہ روزہ کا دن (ہی) نہ ہو۔

اس کتاب کے مصنف علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ عامہ کو یوم اضحیٰ (عید قربان) اور یوم فطر (عید الفطر) کی توفیق نہیں ملتی اس بنا پر آنجناب علیہ السلام نے یوم عرفہ کو روزہ ناپسند کیا اس لئے کہ اکثر سالوں میں یہ یوم عید اضحی ہوتا ہے اور اس کی تصدیق

(۱۸۱۲) اس بات سے ہوتی ہے جو امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمائی۔ کہ جب حضرت امام حسین علیہ السلام قتل کر دیئے گئے تو اللہ تعالیٰ نے ایک ملک کو حکم دیا اور اس نے منادی کردی کہ اے اپنے نبی کی عترت کو قتل کرنے والی ظالم امت تجھے اللہ تعالیٰ نہ روزہ کی توفیق دے گا اور نہ عید الفطر کی۔

(۱۸۱۳) اور ایک دوسری حدیث میں ہے کہ (اس ملک نے ندا کی کہ) تجھے اللہ تعالیٰ نہ عید الفطر کی توفیق دیگا نہ عید الضحیٰ کی۔ غرض جو شخص یوم عرفہ روزہ رکھے گا اس کو وہ ثواب ملے گا جسکا ذکر میں نے اوپر کیا۔

(۱۸۱۴) حسن بن علی وشاء سے روایت ہے اسکا بیان ہے کہ جب میں کمسن بچہ تھا ایک مرتبہ ۲۵ ذی القعدہ کی شب کو میں نے اپنے والد کے ساتھ حضرت امام رضا علیہ السلام کے پاس رات کو کھانا کھایا تو آپؑ نے فرمایا کہ ۲۵ ذی القعدہ کی شب میں حضرت ابراہیم علیہ السلام پیدا ہوئے اسی شب میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام پیدا ہوئے اور اسی شب میں تحت کعبہ سے زمین بچھائی گئی پس جو شخص اس دن روزہ رکھے گا اس نے گویا ساٹھ (۶۰) مہینے کے روزے رکھے۔

(یہ حدیث ۱۸۰۸ کے منافی ہے ممکن ہے کہ یہاں ابراہیم بن رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم مراد ہوں)

(۱۸۱۵) اور روایت کی گئی ہے کہ ۲۹ ذی القعدہ میں اللہ تعالیٰ نے خانہ کعبہ کو نازل فرمایا پس جو شخص اس دن روزہ رکھے گا تو وہ اسکے ستر (۷۰) سال (کے گناہوں) کا کفارہ ہوگا۔

(۱۸۱۶) حسن بن راشد نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے انکا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے آپ جنابؑ سے عرض کیا کہ میں آپؑ پر قربان کیا مسلمانوں کے لئے ان دو عیدوں کے علاوہ کوئی اور بھی عید ہے؟ آپؑ نے فرمایا ہاں اے حسن اس سے بھی زیادہ بڑی اور اس سے بھی زیادہ باشرف۔ میں نے عرض کیا وہ کس دن ہے؟ آپؑ نے فرمایا وہ دن کہ جس میں امیرالمومنین علیہ السلام لوگوں کے لئے خلیفۂ رسول مقرر ہوئے میں نے عرض کیا میں آپؑ پر قربان کون سے دن فرمایا ایام گردش کرتے رہتے ہیں مگر وہ ماہ ذی الحج کی ۱۸ تاریخ تھی۔ میں نے عرض کیا میں آپؑ پر قربان اس دن ہم لوگوں کو کیا کرنا چاہیئے؟ فرمایا اے حسن اس دن روزہ رکھو اور محمدؐ اور انکے اہلبیت پر کثرت سے درود بھیجو اور جن لوگوں نے ان پر ظلم کرکے انکا حق چھینا ہے ان سے اللہ کی بارگاہ میں براءت کا اظہار کرو۔ اس لئے کہ انبیاء علیہم السلام بھی اپنے اوصیاء کو حکم دیا کرتے تھے کہ جس دن وصی مقرر ہو اس دن کو عید قرار دیں۔ میں نے عرض کیا کہ ہم میں سے جو شخص روزہ رکھے اسکو کتنا ثواب ملے گا؟ فرمایا ساٹھ مہینے کے روزوں کا ثواب ملے گا۔ اور ۲۷ رجب کے روزے کو نہ چھوڑنا اس لئے کہ یہ وہ دن ہے کہ جس دن محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نبوت نازل ہوئی اس دن کے روزے کا ثواب بھی تم لوگوں کے لئے ساٹھ ماہ کے روزوں کی مانند ہے۔

(۱۸۱۷) مفضل بن عمر نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا غدیر خم کے دن کا روزہ ساٹھ سال (کے گناہوں) کا کفارہ ہے۔

لیکن غدیر خم کے دن کی نماز اور اس دن روزہ رکھنے پر ثواب کی حدیث کو ہمارے شیخ محمد بن حسن رضی اللہ عنہ صحیح نہیں مانا کرتے تھے اور فرمایا کرتے تھے کہ اس سلسلہ رواۃ میں محمد بن موسیٰ ہمدانی ہے جو کذاب اور غیر ثقہ ہے۔ اور جس حدیث کو شیخ مذکور قدس اللہ روحہ صحیح نہ تسلیم کرتے اور جن احادیث کے متعلق صحیح ہونے کا حکم نہیں دیتے وہ ہم لوگوں

کے نزدیک متروک اور غیر صحیح ہے۔

(۱۸۱۸) اور پہلی محرم کو حضرت زکریا علیہ السلام نے اپنے رب سے دعا کی تھی پس جو شخص اس دن دعا کرے گا اسکی دعا بھی اس طرح قبول ہوگی جسطرح حضرت زکریا علیہ السلام کی دعا قبول ہوئی تھی۔

(۱۸۱۹) ابو بصیر نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک مستحبی روزہ رکھنے والے کو اگر کوئی ضرورت پیش آگئی؟ تو آپؑ نے فرمایا کہ عصر کے وقت تک اسکو اختیار ہے اگر وہ عصر تک ٹھہرا رہا اور اس نے سوچا کہ روزہ رکھ لے اور ابھی تک روزہ کی نیت نہیں کی تھی تو اگر وہ چاہے تو اس دن روزہ رکھ لے۔

باب : ماہ رجب کے روزہ کا ثواب

(۱۸۲۰) ابان بن عثمان نے کثیر النوا سے اور اس نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی کہ آپؑ نے بیان فرمایا کہ حضرت نوح علیہ السلام یکم رجب کو کشتی پر سوار ہوئے تو آپؑ نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ تم لوگ اس دن روزہ رکھو۔ امام علیہ السلام نے فرمایا کہ جو شخص اس دن روزہ رکھے گا اس سے جہنم ایک سال کی مسافت تک دور رہے گی۔ اور جو سات دن روزہ رکھے گا اس کے لئے جہنم کے ساتوں دروازے بند کر دیئے جائیں گے اور جو آٹھ دن روزہ رکھے گا اس کے لئے جنت کے آٹھوں دروازے کھول دیئے جائیں گے۔ اور جو پندرہ دن روزہ رکھے گا وہ جس چیز کا بھی سوال کرے گا اسکو عطا کر دیا جائے گا اور جو اس سے بھی زیادہ روزہ رکھے گا اللہ تعالیٰ اتنی ہی اپنی بخشش کو زیادہ کر دے گا۔

(۱۸۲۱) حضرت ابو الحسن امام موسیٰ بن جعفر علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ جنت میں رجب نام کی ایک نہر ہے جس کا پانی دودھ سے بھی زیادہ سفید اور شہد سے بھی زیادہ شیریں ہے۔ جو شخص ماہ رجب میں ایک دن بھی روزہ رکھے گا اللہ تعالیٰ اس کو اس نہر سے سیراب کرے گا۔

(۱۸۲۲) نیز حضرت امام ابو الحسن بن جعفر علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ رجب ایک با عظمت مہینہ ہے اسکے اندر نیکیوں کا کئی گنا ثواب دیا جاتا ہے اور گناہوں کو محو کر دیا جاتا ہے جو شخص رجب میں ایک دن روزہ رکھے گا اس سے جہنم ایک سال کی مسافت تک دور ہو جائے گی اور جو شخص اس میں تین دن روزہ رکھے گا اس پر جنت واجب کر دی جائے گی۔

باب : ماہ شعبان کے روزے کا ثواب

(۱۸۲۳) ابو حمزہ ثمالی نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا جو شخص ماہ شعبان میں روزہ رکھے گا وہ ہر لغزش اور وصمہ اور بادرہ سے پاک ہو جائے گا ابو حمزہ کا بیان ہے کہ میں نے عرض کیا کہ وصمہ کیا؟ آپ نے فرمایا کہ معصیت وگناہ کے کام کی قسم اور اسکے لئے نذر۔ اور گناہ کے کام کے لئے کوئی نذر نہیں ہوتی۔ میں نے عرض کیا اور بادرہ کا کیا مطلب؟ آپؑ نے فرمایا کہ غصہ کی حالت میں قسم کھا لینا اور اس سے توبہ کرنا اس پر نادم ہونا ہے۔

(۱۸۲۴) حسن بن محبوب نے عبداللہ بن مرحوم ازدی سے روایت کی ہے اس کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ جو شخص شعبان کی پہلی تاریخ کو روزہ رکھے اس کیلئے جنت لازماً واجب ہے اور جو دو (۲) دن روزہ رکھے تو اللہ تعالیٰ ہر دن اور ہر رات دنیا کے اندر اس پر نظر رکھے گا۔ اور جنگ میں بھی ہمیشہ اس کی نگاہ اس پر ہوگی۔ اور جو شخص تین (۳) دن روزہ رکھے تو اپنی جنت ہی میں سے روزانہ عرش پر اللہ کی زیارت کرتا رہے گا۔

اس کتاب کے مصنف علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی زیارت سے مراد اس کے انبیاء اور اس کی حجتوں صلوٰۃ اللہ علیہم کی زیارت ہے۔ جس نے ان لوگوں کی زیارت کی گویا اس نے اللہ کی زیارت کی اور یہ اسی طرح ہے جیسے جس نے ان لوگوں کی اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی جس نے ان لوگوں کی نافرمانی کی اس نے اللہ کی نافرمانی کی جس نے ان لوگوں کی اتباع کی اس نے اللہ کی اتباع کی اس کا مطلب وہ نہیں ہے جو مشبہ کہتے ہیں بلکہ اللہ تعالیٰ اس سے بہت بلند اور بالاتر ہے۔

(۱۸۲۵) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ ماہ شعبان کا روزہ اور ماہ رمضان کا روزہ ایک ساتھ آگے پیچھے ہیں تو خدا کی قسم یہ اللہ کی طرف سے توبہ قبول کرنے کیلئے ہے۔

(۱۸۲۶) عمرو بن خالد نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے آپؑ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شعبان اور رمضان میں روزے رکھتے تھے اور ان دونوں کے روزوں کو ملا دیا کرتے تھے مگر لوگوں کو ان دونوں کے ملانے سے منع کیا کرتے اور یہ فرمایا کرتے کہ یہ دونوں اللہ کے مہینے ہیں اور یہ اپنے قبل اور اپنے بعد کے مہینوں کے گناہوں کا کفارہ ہیں۔

اور آپؐ کا ارشاد کہ "لوگوں کو ملانے سے منع کیا کرتے" تو اسکا مطلب یہ ہے کہ آپؐ دونوں مہینے کے روزوں کو ملا دیتے اور لوگوں کو ملانے سے منع فرماتے تاکہ جو چاہے ملائے اور جو چاہے ان دونوں کے درمیان فصل دیدے اور اسکی تصدیق۔

(۱۸۲۷) اس حدیث سے ہوتی ہے جسکی روایت زرعہ نے مفضل سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ میرے پدر بزرگوار علیہ السلام ماہ شعبان اور ماہ رمضان کے روزوں میں ایک دن کا فصل دیا کرتے تھے۔ اور حضرت علی بن الحسین علیہما السلام دونوں کو ملالیا کرتے اور فرمایا کرتے کہ ان دونوں مہینوں کے روزے ایک ساتھ آگے پیچھے اللہ کی طرف سے توبہ کی قبولیت کیلئے رکھے گئے ہیں۔

کبھی کبھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ماہ شعبان کے روزے رکھا کرتے اور اسے ماہ رمضان کے روزوں سے ملا دیا کرتے اور کبھی روزہ رکھتے تو ان دونوں کے درمیان فصل دیدیا کرتے۔ مگر آپ نے اپنے سالوں میں کبھی پورے شعبان کے مہینہ کے روزے نہیں رکھے البتہ یہ ضرور ہے کہ آپ اکثر روزے اسی مہینہ میں رکھا کرتے تھے۔

(۱۸۲۸) ازواج رسول میں سے اگر کسی پر روزے قضا ہوتے تو اس کی ادائیگی کو اسی ماہ شعبان میں موخر کر لیا کرتی تھیں وہ اسے پسند نہ کرتی تھیں کہ اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کوئی ضرورت ہو اور وہ منع کر دیں (کہ میں روزے سے ہوں) چنانچہ جب ماہ شعبان آتا تو یہ روزے رکھتیں اور انکے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی روزہ رکھتے اور فرمایا کرتے کہ شعبان میرا مہینہ ہے۔

(۱۸۲۹) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ جو شخص شعبان کے آخری تین دن روزہ رکھے اور اس کو ماہ رمضان سے ملادے تو اللہ تعالیٰ اس کیلئے متواتر دو ماہ کے روزوں کا ثواب لکھ دے گا۔

(۱۸۳۰) حریز نے زرارہ سے روایت کی ہے کہ ایک دن میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے عرض کیا کہ آپ شب نیمۂ شعبان کے متعلق کیا فرماتے ہیں؟ آپؑ نے فرمایا کہ اس شب میں اللہ تعالیٰ بنی کلب کی بکریوں کے بالوں کی تعداد سے زیادہ اپنے بندوں کو بخش دیتا ہے اور اللہ تعالیٰ اپنے ملائکہ کو آسمان سے دنیا کی طرف اور سرزمین مکہ کی طرف نازل فرماتا ہے۔

میں نے اس مضمون کی احادیث کو کتاب فضائل ماہ شعبان میں بھی تحریر کر دیا ہے۔

باب : ماہ رمضان کی فضیلت اور روزے کا ثواب

(۱۸۳۱) حسن بن محبوب نے ابو ایوب سے انہوں نے ابوالورد سے اور انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے آپؑ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ماہ شعبان کے آخری جمعہ میں لوگوں کو خطبہ دیا تو پہلے حمد وثنائے الہیٰ بجالائے۔ پھر فرمایا ایہا الناس تم لوگوں کے سروں پر ایسا مہینہ سایہ فگن ہو رہا ہے کہ جس میں ایک ایسی رات ہے جو ہزار مہینوں سے بہتر ہے اور وہ ماہ رمضان ہے اللہ تعالیٰ نے اسکا روزہ فرض کیا ہے اور اس میں ایک شب عبادت کیلئے کھڑا ہونا ایسا ہے جیسے رمضان کے سوا اور مہینوں میں کوئی شخص اللہ کی خوشنودی کیلئے ستر راتیں کھڑے ہو کر نماز پڑھے۔ اور اس مہینہ میں جو شخص کوئی ایک بھی خیر و نیکی کا کام کرے گا اس کو اتنا ثواب ملے گا جیسے کسی نے اللہ تعالیٰ کے عائد کردہ فرائض میں کوئی فریضہ ادا کیا ہو۔ اور جس نے اللہ تعالیٰ کی طرف سے عائد کردہ فرائض میں سے کوئی ایک فریضہ ادا کیا وہ ایسا ہو گا کہ جیسے کسی نے اس مہینہ کے علاوہ دوسرے مہینوں میں ستر فریضے ادا کئے ہوں۔ یہ صبر کا مہینہ ہے کہ جس میں اللہ تعالیٰ مومن کے رزق کو زیادہ کر دیتا ہے۔ اور جو شخص اس مہینہ میں کسی روزہ دار مومن کو افطار کرائے تو اللہ کے نزدیک وہ ایسا ہو گا جیسے اس نے ایک غلام کو آزاد کرادیا اور اس کے سارے پچھلے گناہ معاف ہو جائیں گے۔

تو عرض کیا گیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہم میں سے ہر ایک تو اس قابل نہیں کہ کسی روزہ دار کو افطار

کرا سکے۔ تو آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ بڑا کریم ہے وہ اس شخص کو بھی وہی ثواب عطا کرے گا جو پانی ملے ہوئے دودھ پر قدرت رکھتا ہو اور اس سے کسی روزہ دار کو افطار کرا دے یا آب شیریں کے ایک گھونٹ پر یا ایک چھوارے پر اور اس سے زیادہ اس میں قدرت نہ ہو۔ اور جو اس مہینہ اپنے غلام کے ساتھ نرمی برتے گا اللہ تعالیٰ اس کے ساتھ حساب میں نرمی کرے گا۔ یہ وہ مہینہ ہے کہ جس کا پہلا حصہ رحمت ہے درمیانی حصہ مغفرت ہے اور آخری حصہ قبولیت دعا اور جہنم سے نجات ہے۔ اور اس میں تم لوگوں کو چار باتوں کی ضرورت ہے دو باتوں سے تم اللہ تعالیٰ کو خوش اور راضی کرو گے اور دو باتوں کی خود تم لوگوں کو ضرورت ہے وہ دو باتیں جس سے تم اللہ کو راضی اور خوش کرو تو پہلی اس بات کی گواہی ہے کہ اللہ کے سوا کوئی الٰہ نہیں اور دوسری یہ کہ میں اللہ کا رسول ہوں۔ اور وہ دو باتیں کہ جنکی تم لوگوں کو ضرورت ہے وہ یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ سے تم لوگ اپنے حوائج اور ضرورت کیلئے اور جنت کیلئے دعا کرو نیز اس مہینہ میں تم اس سے عافیت طلب کرو اور جہنم سے پناہ چاہو۔

(۱۸۳۲) جب ماہ رمضان سامنے آیا اور شعبان کے صرف تین دن باقی رہ گئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بلال کو حکم دیا کہ تم لوگوں میں اعلان کر دو (کہ جمع ہو جائیں) جب لوگ جمع ہوگئے تو آپ منبر پر تشریف لے گئے اور حمد وثنائے الٰہی کے بعد فرمایا کہ ایھا الناس اب وہ مہینہ آرہا ہے کہ جو تمام مہینوں کا سردار ہے اس میں ایک ایسی رات ہے جو ایک ہزار مہینوں سے بہتر ہے۔ اس میں جہنم کے دروازے بند کر دیئے جائیں گے اور جنت کے دروازے کھول دیئے جائیں گے۔ پس جو شخص اس مہینہ کو پاجائے اور پھر بھی اس کی مغفرت نہ ہو تو اللہ تعالیٰ اس کو نابود کر دے اور جو شخص اپنے والدین کو پاجائے اور پھر بھی اس کی مغفرت نہ ہو تو اللہ تعالیٰ اس کو نابود کر دے اور اور جس شخص کے سامنے میرا ذکر کیا جائے اور وہ مجھ پر درود نہ بھیجے اور اس کی مغفرت نہ ہو تو اللہ تعالیٰ اس کو نیست و نابود کر دے۔

(۱۸۳۳) جابر نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے آپؑ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نگاہ جب ہلال ماہ رمضان پر پڑتی تو فوراً اپنا چہرہ قبلہ کی طرف کر لیتے پھر یہ کہتے اَللّٰھُمَّ اَھِلَّہٗ عَلَیْنَا بِالْاَمْنِ وَالْاِیْمَانِ وَالسَّلَامَۃِ وَالْاِسْلَامِ وَالْعَافِیَۃِ الْمُجَلِّلَۃِ، وَالرِّزْقِ الْوَاسِعِ، وَدَفْعِ الْاَسْقَامِ، وَتِلَاوَۃِ الْقُرْآنِ، وَالْعَوْنِ عَلَی الصَّلَاۃِ وَالصِّیَامِ، اَللّٰھُمَّ سَلِّمْنَا لِشَھْرِ رَمَضَانَ وَسَلِّمْہُ لَنَا وَتَسَلَّمْہُ مِنَّا حَتّٰی یَنْقَضِیَ شَھْرُ رَمَضَانَ وَقَدْ غَفَرْتَ لَنَا (پروردگار اس چاند کو امن وایمان و سلامتی و اسلام اور پوری عافیت اور وسعت رزق کے ساتھ ہم لوگوں پر طلوع فرما اور ہمارے امراض کو دور فرما تلاوت قرآن کی توفیق دے روزے اور نماز میں ہماری مدد فرما۔ پروردگار ہم لوگوں کو رمضان کی عبادتوں کیلئے صحیح وسلامت رکھ اور ہمارے لئے اس کو شک وشکوک سے بچا اور اس میں ہم لوگوں کی عبادتوں کو قبول فرما اور ماہ رمضان کے ختم ہوتے ہوتے ہم لوگوں کی مغفرت فرمادے۔)

اس کے بعد اپنا رخ مجمع کی طرف کرتے اور فرماتے اے گروہ مردم جب ہلال رمضان طلوع ہوتا ہے تو سرکش و

نافرمان شیاطین کو قید کر دیا جاتا ہے آسمان کے دروازے، جنت کے دروازے اور رحمت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہے اور دعائیں قبول کی جاتی ہیں اور اللہ تعالیٰ کیلئے یہ لازم ہوتا ہے کہ ہر افطار کے وقت کچھ لوگوں کو جہنم سے آزاد کر دے۔ اور ہر شب کو منادی یہ ندا دیتا ہے کہ کیا کوئی توبہ کرنے والا ہے؟ کیا کوئی سوال کرنے والا ہے؟ کیا کوئی طلبِ مغفرت کرنے والا ہے؟ (پھر فرماتے) اَللّٰھُمَّ اَعْطِ کُلَّ مُنْفِقٍ خَلَفاً، وَ اَعْطِ کُلَّ مُمْسِکٍ تَلَفاً (اے اللہ ہر راہ خدا میں خرچ کرنے والے کو دنیا وآخرت میں اس کا اجر دے اور ہر ممسک اور بخیل کو تلف کر دے۔)

اور جب ماہ شوال کا ہلال طلوع ہوتا ہے تو مومنین کو ندا دی جاتی ہے کہ اپنے انعامات لینے کیلئے چلو اور وہ انعام کی تقسیم کا دن ہوتا ہے۔ پھر حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ مگر اس ذات کی قسم جسکے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے کہ وہ انعام دنیار اور درہم کی شکل میں نہیں ہوتا۔

(۱۸۳۴) زرارہ نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب عرفات سے واپس ہوئے اور منیٰ کی طرف چلے اور مسجد میں داخل ہوئے تو آپؐ کے پاس لوگ شب قدر معلوم کرنے کیلئے جمع ہوگئے چنانچہ آپؐ خطبہ دینے کیلئے کھڑے ہوئے اور حمد وثنائے الہیٰ کے بعد ارشاد فرمایا امابعد تم لوگوں نے مجھ سے شب قدر کے متعلق سوال کیا ہے اور میں نے اس کو تم سے اس لئے نہیں چھپایا ہے کہ میں اس کو نہیں جانتا (بلکہ یہ کسی مصلحت کی بنا پر کیا ہے) ایھاالناس اب یہ جان لو کہ جسکے لئے ماہ رمضان وارد ہو اور وہ صحیح و سلامت ہو اور دن کو روزہ رکھے اور شب کو عبادت اور اوراد و وظائف میں مشغول ہو، نماز کی پابندی کرے، نماز جمعہ کے لئے جائے اور نماز عید کے لئے نکلے تو سمجھ لو کہ اس نے شب قدر کو پالیا اسکو رب کی طرف سے انعام مل گیا۔

(۱۸۳۵) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ ان لوگوں نے خدا کی قسم انعام پالیا اور لیکن یہ عام بندوں کی طرح کا انعام نہیں ہے۔

(۱۸۳۶) حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے جابر سے ارشاد فرمایا اے جابر جس شخص کیلئے یہ ماہ رمضان وارد ہو اور وہ دن کو روزہ رکھے اور شب کو اوراد و وظائف میں مشغول رہے اور اپنی شرمگاہ اور اپنی زبان کی حفاظت کرے (بری باتوں سے) چشم پوشی کرے اور ایذا رسانی سے باز رہے تو وہ گناہوں سے اس طرح نکل جائے گا جیسے وہ اپنی ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا ہے۔ جابر نے عرض کیا میں آپؑ پر قربان یہ حدیث کتنی اچھی ہے۔ آپؑ نے فرمایا (لیکن) اس میں کتنی شدید شرط ہے۔

(۱۸۳۷) حضرت علی علیہ السلام کا بیان ہے کہ جب ماہ رمضان آیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خطبہ کیلئے کھڑے ہوئے پہلے حمد وثنائے الہیٰ بجالاتے پھر فرمایا ایھاالناس اللہ نے تم لوگوں کو جنوں اور انسانوں میں سے جو تمہارے دشمن ہیں ان سے بچایا اور فرمایا ادعونی استجب لکم (مجھ سے دعا کرو میں قبول کروں گا) یہ کہہ کر قبولیت دعا کا وعدہ کیا۔ آگاہ رہو اللہ تعالیٰ نے ہر شیطان سرکش پر ستر ملائکہ تعینات کر دیئے ہیں وہ اس کو نہیں چھوڑیں گے جب تک کہ یہ تمہارا مہینہ

نہ ختم ہو جائے، آگاہ رہو اول شب سے ہی آسمانوں کے دروازے کھول دیئے گئے ہیں اس میں دعائیں قبول ہونگی۔
(۱۸۳۸) محمد بن مروان نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ ماہ رمضان کی ہر شب میں اللہ تعالیٰ کے کچھ آزاد کردہ بندے ہوتے ہیں سوائے ان کے جو کسی نشہ آور چیز سے افطار کریں اور جب آخری رات آتی ہے تو اس میں اتنے بندے (جہنم سے) آزاد کیئے جاتے ہیں جتنے ماہ رمضان کی تمام شبوں میں آزاد کیئے گئے تھے۔
(۱۸۳۹) اور عمر بن یزید کی روایت ہے سوائے اس کے جو کسی نشے کی چیز یا کسی بدعت یا شاہین یعنی شطرنج پر افطار کرے۔
(۱۸۴۰) اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ دستور تھا کہ جب ماہ رمضان آتا تو ہر قیدی کو آزاد کر دیتے اور ہر سائل کو عطا فرمایا کرتے تھے۔
(۱۸۴۱) اور ہشام بن حکم نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ جسکی مغفرت ماہ رمضان میں نہیں کی گئی اس کی آئیندہ اس وقت تک نہیں کی جائے گی جب تک وہ عرفات میں نہ پہنچے۔
(۱۸۴۲) اور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام اپنی اولاد کو ہدایت فرماتے کہ جب ماہ رمضان آئے تو تم لوگ خود کو عبادت میں لگا دو اس لئے کہ اس میں رزق تقسیم کیا جاتا ہے اور اس میں مدت حیات یعنی موت لکھی جاتی ہے اور اس میں حج کیلئے بیت اللہ جانے والے حاجیوں کے نام لکھے جاتے ہیں اور اس میں ایک عبادت کی رات ہے جو ایک ہزار مہینوں سے بہتر ہے۔
(۱۸۴۳) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ مہینوں کی تعداد اللہ کے نزدیک بارہ ہے جو کتاب خدا میں اس دن سے درج ہے جس دن زمین اور آسمان خلق ہوئے اور اس میں سب سے افضل اور اشرف مہینہ اللہ کا مہینہ ہے اور وہ ماہ رمضان ہے اور ماہ رمضان کے قلب میں لیلتہ القدر (شب قدر) ہے اور قرآن ماہ رمضان کی شب اول میں نازل ہوا لہذا تم قراءت قرآن کے ساتھ اس مہینہ کا استقبال کرو۔
اس کتاب کے مصنف علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ نزول قرآن کی تکمیل شب قدر میں ہوئی۔
(۱۸۴۴) سلیمان بن داؤد منقری نے حفص بن غیاث نخعی سے روایت کی ہے اس کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ "ماہ رمضان کا روزہ ہم لوگوں سے پہلے اور کسی امت پر فرض نہیں ہوا" ۔ میں نے عرض کیا کہ مگر اللہ تعالیٰ کا تو یہ ارشاد ہے کہ **یا ایحاالذین امنوا کتب علیکم الصیام کما کتب علی الذین من قبلکم** سورہ بقرہ آیت نمبر ۱۸۳ (اے اہل ایمان تم لوگوں پر روزہ فرض کیا گیا ہے جس طرح ان لوگوں پر فرض کیا گیا تھا جو تم لوگوں سے پہلے تھے) آپؑ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے ماہ رمضان کا روزہ انبیاء پر فرض کیا تھا انکی امتوں پر نہیں اور یہ شرف اللہ نے اسی امت کو دیا کہ ماہ رمضان کا روزہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اور انکی امت پر فرض کیا۔
اور یہ تمام احادیث جو میں نے اس مضمون کی یہاں پیش کی ہیں انہیں اپنی کتاب فضائل ماہ رمضان میں تحریر کر دیا ہے۔

باب : ماہ رمضان کی رویت ہلال کی دعا

(۱۸۴۵) حضرت امیر المومنین علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ جب تم کسی مہینہ کا ہلال (پہلی رات کا چاند) دیکھو تو اپنی جگہ نہ چھوڑو اور وہیں کھڑے کھڑے کہو اَللّٰھُمَّ اِنِّی اَسْئَلُکَ خَیْرَ ھٰذَا الشَّھْرِ ، وَفَتْحَہٗ وَنُوْرَہٗ وَنَصْرَہٗ بَرَکَتَہٗ وَطَھُوْرَہٗ وَرِزْقَہٗ ۔ وَاَسْئَلُکَ خَیْرَ مَافِیْہِ وَخَیْرَ مَابَعْدَہٗ ، وَاَعُوْذُبِکَ مِنْ شَرِّ مَافِیْہِ وَشَرِّ مَابَعْدَہٗ ، اَللّٰھُمَّ اَدْخِلْہُ عَلَیْنَا بِالْاَمْنِ وَالْاِیْمَانِ ، وَالسَّلَامَۃِ وَالْاِسْلَامِ ، وَالْبَرَکَۃِ وَالتَّقْوٰی ، وَالتَّوْفِیْقِ لِمَاتُحِبُّ وَتَرْضٰی (اے اللہ میں تجھ سے اس مہینہ کی بہتری و کشادگی ونصرت و برکت وطہارت ورزق کا سوال کرتا ہوں اور اس مہینہ میں جو خیر وبہتری ہے اور اسکے بعد جو خیر وبہتری ہوگی اسکا تجھ سے طالب ہوں اور جو کچھ اس میں شر اور برائی ہے اور اسکے بعد جو شر وبرائی ہوگی اس سے تیری پناہ چاہتا ہوں اے اللہ تو اس مہینہ کو ہم لوگوں پر امن وایمان وسلامتی واسلام وبرکت وتقوی اور اس کی توفیق کے ساتھ داخل کر جس میں تیری خوشی اور تیری مرضی ہو)

(۱۸۴۶) اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب ہلال طلوع ہوتا تو رو بقبلہ ہوجاتے اپنے دونوں ہاتھ اٹھاتے اور کہا کرتے اَللّٰھُمَّ اَھِلَّہٗ عَلَیْنَا بِالْاَمْنِ وَالْاِیْمَانِ وَالسَّلَامَۃِ وَالْاِسْلَامِ ، وَالْعَافِیَۃِ الْمُجَلِّلَۃِ وَالرِّزْقِ الْوَاسِعِ ، وَدَفْعِ الْاَسْقَامِ ، اَللّٰھُمَّ ارْزُقْنَا صِیَامَہٗ وَقِیَامَہٗ وَتِلَاوَۃَ الْقُرْاٰنِ فِیْہِ ، وَسَلِّمْہُ لَنَا وَتَسَلَّمْہُ مِنَّا وَسَلِّمْنَا فِیْہِ ۔ (اے اللہ اس چاند کو ہم لوگوں پر امن وایمان وسلامتی واسلام اور ہر طرح کی عافیت ووسعت زرق اور امراض سے نجات کے ساتھ طلوع کر ۔ اے اللہ ہم لوگوں کو اس ماہ کے روزہ رکھنے اور اس پر قائم رہنے اور قرآن کی تلاوت کرنے کی توفیق دے اور اس کو ہم لوگوں کیلئے سلامت رکھ (اس کے دنوں میں کمی وبیشی نہ ہو) اور ہم لوگ جو اس میں عبادت کریں اس کو قبول فرما اور ہم لوگوں کو بھی اس ماہ کیلئے صحیح وسلامت رکھ)

اور میرے والد علیہ الرحمہ نے خط میں مجھے تحریر فرمایا کہ تم ماہ رمضان کا چاند دیکھو تو اس کی طرف اشارہ نہ کرو بلکہ قبلہ کی طرف رخ کرو اور دونوں ہاتھ اللہ کی بارگاہ میں بلند کرکے چاند کو مخاطب کرو اور یہ کہو رَبِّیْ وَرَبُّکَ اللّٰہُ رَبُّ الْعَالَمِیْنَ ، اَللّٰھُمَّ اَھِلَّہٗ عَلَیْنَا بِالْاَمْنِ وَالْاِیْمَانِ وَالسَّلَامَۃِ وَالْاِسْلَامِ وَالْمُسَارِعَۃِ اِلٰی مَاتُحِبُّ وَتَرْضٰی ۔ اَللّٰھُمَّ بَارِکْ لَنَا فِیْ شَھْرِنَا ھٰذَا ، وَارْزُقْنَا عَوْنَہٗ وَخَیْرَہٗ وَاصْرِفْ عَنَّا ضُرَّہٗ وَشَرَّہٗ وَبَلَاءَہٗ وَفِتْنَتَہٗ (اے ہلال میرا پروردگار وہی ہے جو تمام عالموں کا پروردگار ہے ۔ اے اللہ تو اسکو ہم لوگوں کیلئے امن وایمان وسلامتی واسلام کا چاند بنا کہ ہم لوگ اس امر کی طرف جلدی سے بڑھیں کہ جو تجھے پسند ہو اور جس میں تیری رضا ہو اے اللہ ہمارے اس مہینہ کو ہمارے لئے بابرکت قرار دے اور ہمیں اسکی بھلائی اور خیر عطا فرما اور ہم لوگوں سے اسکے ضرر وشر وبلا وفتنہ کو دور رکھ)

(۱۸۴۷) اور امیر المومنین علیہ السلام رویت ہلال کے وقت فرمایا کرتے تھے أَيُّهَا الْخَلْقُ الْمُطِيعُ الدَّائِبُ السَّرِيعُ الْمُتَرَدِّدُ فِي فَلَكِ التَّدْبِيرِ، الْمُتَصَرِّفُ فِي مَنَازِلِ التَّقْدِيرِ، آمَنْتُ بِمَنْ نَوَّرَ بِكَ الظُّلَمَ، وَأَضَاءَ بِكَ الْبُهَمَ وَجَعَلَكَ آيَةً مِنْ آيَاتِ سُلْطَانِهِ وَامْتَهَنَكَ بِالزِّيَادَةِ وَالنُّقْصَانِ وَالطُّلُوعِ وَالْأُفُولِ، وَالْإِنَارَةِ وَالْكُسُوفِ، فِي كُلِّ ذَلِكَ أَنْتَ لَهُ مُطِيعٌ، وَإِلَى إِرَادَتِهِ سَرِيعٌ سُبْحَانَهُ مَا أَحْسَنَ مَا دَبَّرَ وَأَتْقَنَ مَا صَنَعَ فِي مُلْكِهِ وَجَعَلَكَ اللَّهُ هِلَالَ شَهْرٍ حَادِثٍ لِأَمْرٍ حَادِثٍ، جَعَلَكَ اللَّهُ هِلَالَ أَمْنٍ وَإِيمَانٍ وَسَلَامَةٍ وَإِسْلَامٍ، هِلَالَ أَمَنَةٍ مِنَ الْعَاهَاتِ، وَسَلَامَةٍ مِنَ السَّيِّئَاتِ، اللَّهُمَّ اجْعَلْنَا أَهْدَى مَنْ طَلَعَ عَلَيْهِ وَأَزْكَى مَنْ نَظَرَ إِلَيْهِ وَصَلَّى اللَّهُ عَلَى مُحَمَّدٍ [النَّبِيِّ] وَآلِهِ، اللَّهُمَّ افْعَلْ بِي كَذَا وَكَذَا يَا أَرْحَمَ الرَّاحِمِينَ [اے اللہ کے اطاعت گزار۔ تیز رفتاری کے ساتھ ہمیشہ آسمانِ دنیا میں تدبیر الٰہی کے ساتھ گھومنے والی اور معینہ منزلوں میں پھرنے والی مخلوق میں اس ذات پر ایمان رکھتا ہوں جس نے تیری ظلمتوں کو نور بخشا تیری تاریکیوں کو روشنی بخشی اور تجھے اپنی سلطنت و اقتدار کی نشانیوں میں سے ایک نشانی قرار دیا اور تجھے گھٹنے اور بڑھنے، طلوع وغروب، گہن لگنے اور گہن سے چھوٹنے کا کام سپرد کیا اور تو ان تمام کاموں میں اس کا مطیع و فرمانبردار رہا اسکے اشارے پر تیزی کے ساتھ چلتا رہا۔ پاک و منزہ ہے وہ ذات کہ اس نے اپنے ملک میں اپنی حکمت و تدبیر سے جو کچھ بنایا بہترین بنایا اور تجھے اللہ نے نئے مہینہ کا چاند بنایا نئے کام کیلئے۔ تجھے اللہ تعالیٰ امن وایمان وسلامتی وایمان کا چاند بنائے، آفتوں سے امان اور برائیوں سے سلامتی کا چاند قرار دے۔ اے اللہ یہ چاند جن جن پر طلوع ہوا ہے ان میں سب سے زیادہ ہدایت یافتہ جس جس نے اسکو دیکھا ہے ان میں سب سے زیادہ پاکیزہ ہم لوگوں کو قرار دے اے اللہ تو میرے لئے یہ یہ کردے (یہاں اپنی حاجتیں بیان کریں) اے تمام رحم کرنے والوں میں سب سے زیادہ رحم کرنے والے]۔

باب : ماہ رمضان کی پہلی تاریخ کی دعا

(۱۸۴۸) حضرت عبد صالح امام موسیٰ بن جعفر علیہ السلام سے روایت کی گئی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ (پہلی رمضان کو) نئے سال کا استقبال کرتے ہوئے یہ دعا پڑھو۔ نیز فرمایا کہ جو شخص احتساب اور خلوص کے ساتھ یہ دعا پڑھے گا تو اس آنے والے سال میں اسکے دین و دنیا اور بدن پر نہ کوئی مصیبت آئے گی نہ کوئی آفت اور نہ کوئی فتنہ، اللہ تعالیٰ اسکو ہر اس شر سے بچائیگا جو اس سال آئیگا۔

اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ بِاسْمِكَ الَّذِي دَانَ لَهُ كُلُّ شَيْءٍ، وَبِرَحْمَتِكَ الَّتِي وَسِعَتْ كُلَّ شَيْءٍ، وَبِعِزَّتِكَ الَّتِي قَهَرْتَ بِهَا كُلَّ شَيْءٍ، وَبِعَظَمَتِكَ الَّتِي تَوَاضَعَ لَهَا كُلُّ شَيْءٍ، وَبِقُوَّتِكَ الَّتِي خَضَعَ لَهَا كُلُّ شَيْءٍ، وَبِجَبَرُوتِكَ الَّتِي غَلَبَتْ كُلَّ شَيْءٍ، وَبِعِلْمِكَ الَّذِي أَحَاطَ بِكُلِّ شَيْءٍ، يَا نُورُ يَا قُدُّوسُ، يَا أَوَّلُ قَبْلَ كُلِّ شَيْءٍ، وَيَا بَاقِيَ

بَعْدَ كُلِّ شَيْءٍ ، يَا اللّٰهُ يَا رَحْمٰنُ ، صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَآلِ مُحَمَّدٍ وَاغْفِرْ لِيَ الذُّنُوبَ الَّتِي تُغَيِّرُ النِّعَمَ ، وَاغْفِرْ لِيَ الذُّنُوبَ الَّتِي تُنْزِلُ النِّقَمَ ، وَاغْفِرْ لِيَ الذُّنُوبَ الَّتِي تَقْطَعُ الرَّجَاءَ ، وَاغْفِرْ لِيَ الذُّنُوبَ الَّتِي تُدِيلُ الْأَعْدَاءَ ، وَاغْفِرْ لِيَ الذُّنُوبَ الَّتِي تَرُدُّ الدُّعَاءَ ، وَاغْفِرْ لِيَ الذُّنُوبَ الَّتِي تُنْزِلُ الْبَلَاءَ ، وَاغْفِرْ لِيَ الذُّنُوبَ الَّتِي تَحْبِسُ غَيْثَ السَّمَاءِ ، وَاغْفِرْ لِيَ الذُّنُوبَ الَّتِي تَهْتِكُ الْعِصَمَ ، وَأَلْبِسْنِي دِرْعَكَ الْحَصِينَةَ الَّتِي لَا تُرَامُ ، وَعَافِنِي مِنْ شَرِّ مَا أُحَاذِرُ بِاللَّيْلِ وَالنَّهَارِ فِي مُسْتَقْبَلِ سَنَتِي هٰذِهِ ، اَللّٰهُمَّ رَبَّ السَّمَاوَاتِ السَّبْعِ وَرَبَّ الْأَرَضِينَ السَّبْعِ وَمَا فِيهِنَّ وَمَا بَيْنَهُنَّ وَرَبَّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ ، وَرَبَّ السَّبْعِ الْمَثَانِي وَالْقُرْآنِ الْعَظِيمِ ، وَرَبَّ إِسْرَافِيلَ وَمِيكَائِيلَ وَجَبْرَئِيلَ وَرَبَّ مُحَمَّدٍ سَيِّدِ الْمُرْسَلِينَ وَخَاتَمِ النَّبِيِّينَ أَسْأَلُكَ بِكَ وَبِمَا تَسَمَّيْتَ بِهِ يَا عَظِيمُ أَنْتَ الَّذِي تَمُنُّ بِالْعَظِيمِ ، وَتَدْفَعُ كُلَّ مَحْذُورٍ ، وَتُعْطِي كُلَّ جَزِيلٍ ، وَتُضَاعِفُ مِنَ الْحَسَنَاتِ الْكَثِيرَ بِالْقَلِيلِ وَتَفْعَلُ مَا تَشَاءُ يَا قَدِيرُ۔

يَا اَللّٰهُ يَا رَحْمٰنُ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَآلِ مُحَمَّدٍ ، وَأَلْبِسْنِي فِي مُسْتَقْبَلِ سَنَتِي هٰذِهِ سِتْرَكَ ، وَأَضِئْ وَجْهِي بِنُورِكَ ، وَأَحِبَّنِي بِمَحَبَّتِكَ ، وَبَلِّغْنِي رِضْوَانَكَ وَشَرِيفَ كَرَائِمِكَ ، وَجَسِيمَ عَطَائِكَ مِنْ خَيْرِ مَا عِنْدَكَ ، وَمِنْ خَيْرِ مَا أَنْتَ مُعْطِيهِ أَحَدًا مِنْ خَلْقِكَ ، وَأَلْبِسْنِي مَعَ ذٰلِكَ عَافِيَتَكَ ، يَا مَوْضِعَ كُلِّ شَكْوَى ، وَشَاهِدَ كُلِّ نَجْوَى وَعَالِمَ كُلِّ خَفِيَّةٍ ، وَيَا دَافِعَ مَا تَشَاءُ مِنْ بَلِيَّةٍ ، يَا كَرِيمَ الْعَفْوِ ، يَا حَسَنَ التَّجَاوُزِ تَوَفَّنِي عَلٰى مِلَّةِ إِبْرَاهِيمَ وَفِطْرَتِهِ ، وَعَلٰى دِينِ مُحَمَّدٍ وَسُنَّتِهِ ، وَعَلٰى خَيْرِ الْوَفَاةِ فَتَوَفَّنِي مُوَالِيًا لِأَوْلِيَائِكَ - مُعَادِيًا لِأَعْدَائِكَ ، اَللّٰهُمَّ وَجَنِّبْنِي فِي هٰذِهِ السَّنَةِ كُلَّ عَمَلٍ أَوْ قَوْلٍ أَوْ فِعْلٍ يُبَاعِدُنِي مِنْكَ ، وَاجْلِبْنِي إِلٰى كُلِّ عَمَلٍ أَوْ فِعْلٍ أَوْ قَوْلٍ يُقَرِّبُنِي مِنْكَ فِي هٰذِهِ السَّنَةِ يَا أَرْحَمَ الرَّاحِمِينَ ، وَامْنَعْنِي مِنْ كُلِّ عَمَلٍ أَوْ فِعْلٍ أَوْ قَوْلٍ يَكُونُ مِنِّي أَخَافُ سُوءَ عَاقِبَتِهِ وَمَقْتَكَ إِيَّايَ عَلَيْهِ حَذَرًا أَنْ تَصْرِفَ وَجْهَكَ الْكَرِيمَ عَنِّي وَأَسْتَوْجِبَ بِهِ نَقْصًا مِنْ حَظٍّ لِي عِنْدَكَ يَا رَؤُوفُ يَا رَحِيمُ ، اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِي فِي مُسْتَقْبَلِ سَنَتِي هٰذِهِ فِي حِفْظِكَ وَجِوَارِكَ وَكَنَفِكَ ، وَجَلِّلْنِي سِتْرَ عَافِيَتِكَ ، وَهَبْ لِي كَرَامَتَكَ ، عَزَّ جَارُكَ ، وَجَلَّ ثَنَاؤُكَ وَلَا إِلٰهَ غَيْرُكَ -

اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِي تَابِعًا لِصَالِحِي مَنْ مَضٰى ، مِنْ أَوْلِيَائِكَ ، وَأَلْحِقْنِي بِهِمْ ، وَاجْعَلْنِي مُسْلِمًا لِمَنْ قَالَ بِالصِّدْقِ عَلَيْكَ مِنْهُمْ ، وَأَعُوذُ بِكَ يَا إِلٰهِي أَنْ تُحِيطَ بِي خَطِيئَتِي وَظُلْمِي وَإِسْرَافِي عَلٰى نَفْسِي وَاتِّبَاعِي لِهَوَايَ وَاشْتِغَالِي بِشَهَوَاتِي فَيَحُولَ ذٰلِكَ بَيْنِي وَبَيْنَ رَحْمَتِكَ وَرِضْوَانِكَ فَأَكُونَ مَنْسِيًّا عِنْدَكَ مُتَعَرِّضًا لِسَخَطِكَ وَنِقْمَتِكَ ، اَللّٰهُمَّ وَفِّقْنِي لِكُلِّ عَمَلٍ صَالِحٍ تَرْضٰى بِهِ عَنِّي وَقَرِّبْنِي إِلَيْكَ زُلْفٰى ، اَللّٰهُمَّ كَمَا كَفَيْتَ نَبِيَّكَ مُحَمَّدًا صَلَوَاتُكَ عَلَيْهِ وَآلِهِ هَوْلَ عَدُوِّهِ ، وَفَرَّجْتَ هَمَّهُ ، وَكَشَفْتَ كَرْبَهُ ، وَصَدَقْتَهُ وَعْدَكَ وَأَنْجَزْتَ لَهُ عَهْدَكَ ، اَللّٰهُمَّ فَبِذٰلِكَ فَاكْفِنِي هَوْلَ هٰذِهِ السَّنَةِ وَآفَاتِهَا وَأَسْقَامَهَا وَفِتْنَتَهَا وَشُرُورَهَا وَأَحْزَانَهَا وَضِيقَ الْمَعَاشِ فِيهَا ، وَبَلِّغْنِي بِرَحْمَتِكَ كَمَالَ الْعَافِيَةِ بِتَمَامِ دَوَامِ النِّعَمِ عِنْدِي إِلٰى مُنْتَهٰى أَجَلِي ،

أَسْأَلُکَ سُؤَالَ مَنْ أَسَاءَ وَ ظَلَمَ وَ اسْتَکَانَ وَ اعْتَرَفَ أَنْ تَغْفِرَ لِيْ مَامَضَىٰ مِنَ الذُّنُوْبِ الَّتِيْ حَصَرْتَهَا حَفَظَتُکَ، وَ أَحْصَتْهَا کِرَامُ مَلَائِکَتِکَ عَلَيَّ وَ أَنْ تَعْصِمَنِيَ اللّٰهُمَّ مِنَ الذُّنُوْبِ فِيْمَا بَقِيَ مِنْ عُمْرِيْ إِلَىٰ مُنْتَهَىٰ أَجَلِيْ، يَا اَللّٰهُ يَا رَحْمٰنُ صَلِّ عَلَىٰ مُحَمَّدٍ وَ أَهْلِ بَيْتِ مُحَمَّدٍ وَ آتِنِيْ کُلَّمَا سَأَلْتُکَ وَرَغِبْتُ إِلَيْکَ فِيْهِ فَإِنَّکَ أَمَرْتَنِيْ بِالدُّعَاءِ وَ تَکَفَّلْتَ بِالْإِجَابَةِ يَا أَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ۔

(اے اللہ میں تجھ سے تیرے اس اسم کا واسطہ دے کر دعا کرتا ہوں جس کے سامنے ہر شے پست و ذلیل ہے اور تیری اس رحمت کا واسطہ دیکر جو ہر شے پر چھائی ہوئی ہے اور اس قوت کا واسطہ دیکر جس سے تونے ہر شے کو مغلوب کردیا ہے اور تیری اس عظمت کا واسطہ دے کر جس کے سامنے ہر شے سرنگوں ہے۔تجھے تیری اس قوت کا واسطہ کہ جس سے ہر شے جھکی ہوئی ہے۔ تجھے تیرے جبروت کا واسطہ جو ہر شے پر غالب ہے۔تجھے تیرے اس علم کا واسطہ جو ہر شے کا احاطہ کئے ہوئے ہے۔اے نور اے قدوس اے ہر شے سے پہلے اول اور اے ہر شے کے بعد باقی رہنے والے اے اللہ اے رحمٰن تو محمدؐ وآل محمدؐ پر اپنی رحمتیں نازل فرما اور میرے ان گناہوں کو بخش دے جن کی وجہ سے نعمتوں میں تغیر آتا ہے اور میرے ان گناہوں کو بخش دے جنکی وجہ سے عذاب نازل ہوتا ہے۔میرے ان گناہوں کو بخش دے جنکی وجہ سے امیدیں منقطع ہوجاتی ہیں۔میرے ان گناہوں کو بخش دے جنکی وجہ سے بلائیں نازل ہوتی ہیں۔میرے ان گناہوں کو بخش دے جنکی وجہ سے آسمان سے پانی برسنا بند ہوتا ہے۔میرے ان گناہوں کو بخش دے جو زہد و تقویٰ کے پردوں کو چاک کردیتے ہیں۔اور اپنی حفاظت کی مضبوط زرہ پہنا دے کہ جس پر کسی کا حربہ اثر نہ کرے۔اور اس آنے والے سال کے اندر رات و دن جن مصیبتوں سے میں ڈرتا ہوں ان سے مجھے محفوظ رکھ۔اے اللہ اے سات آسمانوں کے رب اور سات زمینوں کے رب اور جو کچھ ان زمینوں کے اندر ہے اور جو کچھ ان آسمانوں اور زمینوں کے درمیان ہے ان سب کے رب اور عرش عظیم کے رب سبع مثانی (سورہ فاتحہ) اور قرآن عظیم کے رب۔اسرافیلؑ و میکائیلؑ و جبریلؑ کے رب اور سید المرسلین وخاتم النبیین کے رب میں سوال کرتا ہوں تجھ سے خود تیری ذات کا واسطہ دیکر اور جو بھی تونے اپنے نام رکھے ہیں ان سب کا واسطہ دے کر۔اے خدائے بزرگ تو ہی وہ ہے جو بڑی نعمتیں دیتا ہے اور ہر طرح کے خطرے دور کرتا ہے تو ہی تمام بڑے عطیات دیتا ہے اور قلیل نیکیوں پر کئی گنے کا اضافہ کردیتا ہے اور تو جو چاہتا ہے کرتا ہے تو صاحب قدرت ہے۔

اے اللہ اے رحم کرنے والے رحمت نازل فرما محمدؐ وآل محمدؐ پر اور اس میرے آنے والے سال میں مجھے اپنی حفاظت کی پوشاک پہنا دے اور میرے چہرے کو اپنے نور سے روشنی بخش مجھے اپنی محبت کے ساتھ زندہ رکھ مجھے اپنی رضا و خوشنودی نصیب کر اور اپنے نفیس و بیش قیمت و بزرگ عطیہ کو جو تیرے پاس سب سے بہتر ہو اور اس سے بھی بہتر جو اپنی مخلوق میں سے کسی کو تونے عطا کیا ہو اور اس کے علاوہ لباس عافیت بھی پہنا دے۔اے ہر ایک کی شکایت سننے والے۔اے ہر

سر گوشی کے شاہد ۔ اے ہر پوشیدہ بات کو جاننے والے ۔ اے اس بلا کو دفع کرنے والے جسے تو چاہے ۔ اے عفو کرنے والے کریم ۔ اے بہترین درگزر کرنے والے مجھے ملت ابراہیمؑ اور ان کی فطرت پر اور دین محمدؐ اور انکی سنت پر موت دے اور مجھے موت آئے تو تیرے اولیاء سے محبت کرتے ہوئے اور تیرے دشمنوں کو دشمن رکھتے ہوئے آئے ۔ اے اللہ تو مجھے اس سال کے اندر ہر اس قول اور ہر اس فعل سے کنارہ کش رکھ جو مجھ کو تجھ سے دور کردے مجھے ہر اس عمل و قول و فعل کی طرف مائل کر جو مجھ کو تجھ سے قریب کردے اے ارحم الراحمین ۔ اور مجھ کو ہر اس قول و عمل کے کرنے سے روک جسکے برے انجام پر تیری سزا ملے ۔ میں ڈرتا ہوں اس امر سے کہ کہیں تو اپنے لطف و کرم کا رخ میری طرف سے پھیر نہ لے اور جو کچھ تیرے خزانہ قدرت میں ہے اسکے اندر میرے حصہ میں کمی نہ ہو جائے ۔ اے مہربانی کرنے والے اے رحم کرنے والے ۔ اے اللہ تو مجھے میرے اس آنے والے سال کے اندر اپنے حفظ و امان اور پناہ میں رکھ اور مجھے اپنی عافیت کا لباس پہنا دے مجھ پر اپنے کرم کی بخشش فرما ۔ تیری پناہ میں آنے والا بہت قوی ہوتا ہے ۔ تیری حمد و ثنا بہت بڑی ہے اور تیرے سوا کوئی اللہ نہیں ہے ۔

اے اللہ تیرے اولیاء میں سے جو صالحین گزرے ہیں ہمیں ان کے تابع اور ان سے ملحق کردے اور ان میں جو تیرے متعلق سچ بولتے رہے ہمیں ان کا ماننے والا بنا ۔ اے اللہ میں تیری پناہ چاہتا ہوں اس امر سے کہ میرے گناہ میری ناانصافیاں اور میری فضول خرچیاں میری خواہشات کی پیروی ۔ اور شہوات میں مشغولیت ہر طرف سے مجھ کو گھیر نہ لیں اور یہ سب میرے اور تیری رحمت اور تیری رضا کے درمیان حائل نہ ہو جائیں اور تیری رحمت مجھے بھول نہ جائے اور میں تیری ناراضگی اور تیرے عذاب کا مستحق نہ بن جاؤں ۔ اے اللہ مجھے ہر اس عمل صالح کی توفیق عطا فرمایا کہ جس سے تو مجھ سے راضی ہو جائے اور ذرا مجھے اپنے قریب کرلے ۔ اے اللہ جس طرح تو نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی انکے دشمنوں کے خطرے میں حفاظت فرمائی اور انکے غم کو دور کیا انکے کرب و تکلیف کو برطرف کیا اور ان سے جو وعدہ کیا تھا اسے پورا کیا اور اپنے عہد کو وفا کیا ویسے ہی اے اللہ اس سال کے خطرات و آفات و امراض و فتنہ و شر و حزن و تنگیٔ معاش سے میری حفاظت فرما ۔ اور اپنی رحمت سے مکمل عافیت و بھرپور اور مسلسل نعمتیں میری زندگی کے آخر تک مجھے پہنچاتا رہ ۔ میں تجھ سے اسی طرح سوال کرتا ہوں جیسے کوئی گنہگار و ظالم و ذلیل و خوار اپنے گناہوں کا اعتراف کرنے والا کرتا ہے کہ میرے گزشتہ گناہ جو تیرے کراماً کاتبین ملائکہ نے میرے نامہ اعمال میں محفوظ کرلئے ہیں انہیں بخش دے اور اے اللہ میری باقی عمر میں مرتے دم تک مجھے گناہوں سے بچا ۔ اے اللہ اے رحمٰن رحمت نازل فرما محمدؐ اور انکی آل پر اور جن باتوں کی میں نے دعا مانگی ہے وہ مجھے عطا کر اس لئے کہ تو نے مجھے دعا کرنے کا حکم دیا اور اس کی قبولیت کا وعدہ فرمایا ہے اے ارحم الراحمین)

(۱۸۴۹) اور حضرت امام زین العابدین علیہ السلام ماہ رمضان میں یہ دعا پڑھا کرتے تھے

اَللّٰھُمَّ ھٰذَا شَھْرُ رَمَضَانَ الَّذِیْ اَنْزَلْتَ فِیْہِ الْقُرْآنَ ، وَ ھٰذَا شَھْرُ الصِّیَامِ ، وَ ھٰذَا شَھْرُ الْاِنَابَۃِ ، وَ ھٰذَا

شَهْرُ التَّوْبَةِ ، وَهَذَا شَهْرُ الْمَغْفِرَةِ وَالرَّحْمَةِ ، وَهَذَا شَهْرُ الْعِتْقِ مِنَ النَّارِ وَالْفَوْزِ بِالْجَنَّةِ اللّٰهُمَّ فَسَلِّمْهُ لِيْ ، وَتَسَلَّمْهُ مِنِّيْ ، وَأَعِنِّيْ عَلَيْهِ بِأَفْضَلِ عَوْنِكَ ، وَوَفِّقْنِيْ فِيْهِ لِطَاعَتِكَ وَفَرِّغْنِيْ فِيْهِ لِعِبَادَتِكَ وَدُعَائِكَ وَتِلَاوَةِ كِتَابِكَ ، وَأَعْظِمْ لِيْ فِيْهِ الْبَرَكَةَ ، وَأَحْسِنْ لِيْ فِيْهِ الْعَافِيَةَ ، وَصَحِّحْ لِيْ فِيْهِ بَدَنِيْ وَأَوْسِعْ فِيْهِ رِزْقِيْ ، وَاكْفِنِيْ فِيْهِ مَا أَهَمَّنِيْ ، وَاسْتَجِبْ فِيْهِ دُعَائِيْ ، وَبَلِّغْنِيْ فِيْهِ رَجَائِيْ ، اَللّٰهُمَّ أَذْهِبْ عَنِّيْ فِيْهِ النُّعَاسَ وَالْكَسَلَ وَالسَّاٰمَةَ وَالْفَتْرَةَ وَالْقَسْوَةَ وَالْغَفْلَةَ وَالْغِرَّةَ ، اَللّٰهُمَّ جَنِّبْنِيْ فِيْهِ الْعِلَلَ وَالْاَسْقَامَ وَالْهُمُوْمَ وَالْاَحْزَانَ ، وَالْاَعْرَاضَ وَالْاَمْرَاضَ ، وَالْخَطَايَا وَالذُّنُوْبَ ، وَاصْرِفْ عَنِّيْ فِيْهِ السُّوْءَ وَالْفَحْشَاءَ ، وَالْجَهْدَ وَالْبَلَاءَ ، وَالتَّعَبَ وَالْعَنَاءَ ، اِنَّكَ سَمِيْعُ الدُّعَاءِ ، اَللّٰهُمَّ اَعِذْنِيْ فِيْهِ مِنَ الشَّيْطَانِ [الرَّجِيْمِ] وَهَمْزِهِ وَلَمْزِهِ وَنَفْثِهِ وَنَفْخِهِ وَوَسْوَاسِهِ وَكَيْدِهِ وَمَكْرِهِ وَخَتْلِهِ وَأَمَانِيِّهِ وَخُدَعِهِ وَغُرُوْرِهِ وَفِتْنَتِهِ وَخَيْلِهِ وَرَجِلِهِ وَشُرَكَائِهِ [وَأَحْزَابِهِ] وَأَعْوَانِهِ وَأَتْبَاعِهِ وَأَخْدَانِهِ وَأَشْيَاعِهِ وَأَوْلِيَائِهِ وَجَمِيْعِ كَيْدِهِمْ ، اَللّٰهُمَّ ارْزُقْنِيْ فِيْهِ تَمَامَ صِيَامِهِ ، وَبُلُوْغَ الْاَمَلِ فِيْ قِيَامِهِ ، وَاسْتِكْمَالَ مَا يُرْضِيْكَ عَنِّيْ صَبْرًا وَإِيْمَانًا وَيَقِيْنًا وَاحْتِسَابًا ثُمَّ تَقَبَّلْ ذٰلِكَ مِنِّيْ بِالْاَضْعَافِ الْكَثِيْرَةِ وَالْاَجْرِ الْعَظِيْمِ ، اَللّٰهُمَّ ارْزُقْنِيْ فِيْهِ الْجِدَّ وَالْاِجْتِهَادَ ، وَالْقُوَّةَ وَالنَّشَاطَ ، وَالْاِنَابَةَ وَالتَّوْبَةَ ، وَالرَّغْبَةَ وَالرَّهْبَةَ ، وَالْجَزَعَ وَالْخُشُوْعَ وَالرِّقَّةَ وَصِدْقَ اللِّسَانِ وَالْوَجَلَ مِنْكَ وَالرَّجَاءَ لَكَ وَالتَّوَكُّلَ عَلَيْكَ وَالثِّقَةَ بِكَ ، وَالْوَرَعَ عَنْ مَحَارِمِكَ مَعَ صَالِحِ الْقَوْلِ وَمَقْبُوْلِ السَّعْيِ [وَاسْتِكْمَالَ مَا يُرْضِيْكَ فِيْهِ عَنِّيْ صَبْرًا وَيَقِيْنًا وَإِيْمَانًا وَاحْتِسَابًا ، ثُمَّ تَقَبَّلْ ذٰلِكَ مِنِّيْ بِالْاَضْعَافِ الْكَثِيْرَةِ وَالْاَجْرِ الْعَظِيْمِ اَللّٰهُمَّ ارْزُقْنِيْ فِيْهِ الْجِدَّ وَالْاِجْتِهَادَ وَالْقُوَّةَ وَالنَّشَاطَ وَالْاِنَابَةَ وَالتَّوْبَةَ وَالرَّغْبَةَ وَالرَّهْبَةَ وَالْجَزَعَ وَالرِّقَّةَ] وَمَرْفُوْعَ الْعَمَلِ وَمُسْتَجَابَ الدُّعَاءِ ، وَلَا تَحُلْ بَيْنِيْ وَبَيْنَ شَيْءٍ مِنْ ذٰلِكَ بِعَرَضٍ وَلَا مَرَضٍ وَلَا هَمٍّ بِرَحْمَتِكَ يَا أَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ -

(اے اللہ یہ وہ ماہ رمضان ہے جس میں تو نے قرآن نازل فرمایا ہے ۔ یہ روزہ کا مہینہ ہے ۔ یہ اللہ کی طرف رجوع ہونے کا مہینہ ہے یہ توبہ کا مہینہ ہے یہ مغفرت کا مہینہ ہے یہ رحمت کا مہینہ ہے یہ جہنم سے نجات کا مہینہ ہے یہ جنت حاصل کرنے کا مہینہ ہے ۔ اے اللہ اسکو میرے لئے سلامت رکھ اور میری طرف سے اسکو سلامتی دے ۔ اور اس پر میری اعانت کر بہترین اعانت ۔ اس میں مجھے اپنی اطاعت کی توفیق دے ۔ اس میں مجھے اپنی عبادت کیلئے ، تجھ سے دعا مانگنے ، تیری کتاب کی تلاوت کیلئے فارغ رکھ ۔ اس میں میرے لئے برکت میں اضافہ کر ۔ اس میں میری عافیت کو بہتر کر ۔ اس میں میرے بدن کو صحتمند رکھ اس میں میرے لئے میرے رزق میں وسعت دے اس میں جو افکار مجھے لاحق ہوں اس میں مدد کر ۔ اس میں میری دعاؤں کو قبول فرما ۔ اس میں مجھے میرے مقصد تک پہنچا دے ۔ اے اللہ اس میں مجھ سے اونگھ و سستی و ملال و کمزوری و بے رحمی و غفلت ولاپروائی کو دور رکھ ۔ اے اللہ تو اس مہینہ میں مجھے روگ ، بیماری ، رنج و غم ، عارضہ اور مرض ، خطا و گناہ سے محفوظ رکھ ۔ اور اس مہینہ میں بدی ، فحش ، تکدر ، بلاء تعب وتکان کو مجھ سے دور کر بیشک تو دعا کو سننے والا ہے ۔ اے اللہ

اس مہینہ میں مجھے اپنی پناہ دے شیطان رجیم سے، اسکی چالبازی سے، اسکے فریب سے اسکے پیدل اور سوار سے، اسکے کید سے اسکے مکر سے، اسکے دھوکے سے، اسکے بہلاوے سے، اسکی چالبازی سے، اسکے فریب سے، اسکے ساتھیوں سے، اسکے دوستداروں سے، اور ان سب کے کید و مکر سے، اے اللہ اس مہینہ میں پورے روزے رکھنے کی توفیق دے اسکے قیام میں جتنی مجھے امید ہے وہ پوری ہو اور ان تمام امور کو میں مکمل طور پر انجام دوں جنکی بنا پر تو مجھ سے راضی ہوجائے پورے صبر وایمان ویقین واحتساب کے ساتھ۔ پھر ہمارے اس عمل کو قبول فرما اور اسکا کئی گنا ثواب اور اجر عظیم عطا فرما۔

اے اللہ اس مہینہ میں مجھے جدوجہد وقوت ونشاط وتوبہ وانابت، رغبت وخوف، خضوع وخشوع، نرم دلی، سچی زبان اور تجھ سے خوف، تجھ سے امید، تجھ پر توکل تجھ پر بھروسہ کرنے کی توفیق دے اور یہ کہ میں ان امور سے اجتناب کروں جنکو تونے حرام قرار دیا ہے، درست قول اور قابل قبول عمل کے ساتھ[اور یہ کہ میں ان اعمال کو صبر ویقین وایمان واحتساب کے ساتھ مکمل کروں جو تجھے میری طرف سے راضی کردے اور پھر تو انکو قبول فرما کر کئی گنا ثواب اور اجر عظیم عطا فرما۔اے اللہ مجھے اس مہینہ میں جدوجہد وقوت وخوش دلی ورجوع قلب وتوبہ۔رغبت وخوف وجزع ورقت قلب]و بلند ہونے والا عمل و مقبولیت دعا کی توفیق عطا فرما اور میرے اور ان امور کے درمیان کوئی عارضہ کوئی مرض کوئی ہم وغم نہ حائل ہو تجھے تیری رحمت کا واسطہ اے ارحم الراحمین۔

باب: پورے ماہ رمضان میں ہر شب افطار کے وقت کی دعا

(۱۸۵۰) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب روزہ افطار کرتے تو کہا کرتے تھے اَللّٰھُمَّ لَکَ صُمْنَا، وَعَلٰی رِزْقِکَ اَفْطَرْنَا فَتَقَبَّلْہُ مِنَّا، ذَھَبَ الظَّمَاُ، وَابْتَلَّتِ الْعُرُوْقُ وَبَقِیَ الْاَجْرُ (اے اللہ ہم لوگوں نے تیرے لئے روزہ رکھا اور تیرے رزق پر افطار کیا پس اسکو ہم لوگوں کی طرف سے قبول کرلے، پیاس تو جاتی رہی لوگوں میں تری آگئی اور اس کا ثواب باقی رہ گیا)

(۱۸۵۱) ابو بصیر نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے ارشاد فرمایا کہ ماہ رمضان میں ہر شب افطار کے وقت یہ کہو اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اَعَانَنَا فَصُمْنَا وَ رَزَقَنَا فَاَفْطَرْنَا، اَللّٰھُمَّ تَقَبَّلْ مِنَّا وَ اَعِنَّا عَلَیْہِ، وَ سَلِّمْنَا فِیْہِ، وَتَسَلَّمْہُ مِنَّا فِیْ یُسْرٍ مِّنْکَ وَعَافِیَۃٍ، اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ قَضٰی عَنَّا یَوْمًا مِّنْ شَھْرِ رَمَضَانَ (حمد اس اللہ کی جس نے ہم لوگوں کی مدد فرمائی تو ہم لوگوں نے روزہ رکھا اور اُس نے ہم لوگوں کو رزق دیا تو ہم لوگوں نے افطار کیا۔اے اللہ یہ ہم لوگوں کی طرف سے قبول فرما اور اس میں ہماری اعانت فرما اس میں ہم لوگوں کو سلامت رکھ اور اس کو ہم لوگوں کی طرف سے سلامت رکھ اپنی طرف سے آسانی اور عافیت کے ساتھ۔ حمد اس اللہ کی جس نے ہم لوگوں سے ماہ رمضان کا ایک دن پورا کرادیا)

(۱۸۵۲) نیز ان جنابؑ نے فرمایا کہ روزہ دار کی دعا افطار کے وقت قبول ہوتی ہے۔

باب: روزہ دار کے آداب (روزہ ٹوٹنے کے اسباب)

(۱۸۵۳) محمد بن مسلم نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ روزہ دار چار باتوں سے پرہیز کرے اسکے علاوہ جو چاہے کرلے کوئی حرج نہیں ہے۔ کھانے، پینے سے عورت سے اور پانی کے اندر غوطہ لگانے سے۔

(۱۸۵۴) اور منصور بن یونس کی روایت میں ہے جو انہوں نے ابو بصیر سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ پر اور ائمہ طاہرین علیہم السلام پر جھوٹ اور افترا پردازی سے روزہ دار کا روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔

(۱۸۵۵) محمد بن مسلم نے آپ ہی جنابؑ سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ جب تم روزہ رکھو تو چاہیئے کہ تمہارے کان تمہاری آنکھیں تمہارا ہر ایک بال اور تمہاری جلد بھی روزہ رکھے اور اسی طرح آپؑ نے اور بہت سی چیزوں کو گنوایا نیز فرمایا کہ تمہارا روزہ کا دن بغیر روزہ کے دن جیسا نہ ہونا چاہیئے۔

(۱۸۵۶) نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے چھ باتوں کو میرے لئے اور ان ہی چھ باتوں کو میرے بعد میرے اوصیاء اور ان کے متبعین کیلئے ناپسند فرمایا ہے ان چھ باتوں میں سے ایک حالت روزہ میں فحش گوئی کرنا ہے۔

(۱۸۵۷) ابو بصیر نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے ارشاد فرمایا کہ روزہ صرف کھانا پینا ترک کرنے کا نام نہیں ہے حضرت مریم نے کہا کہ (میں نے اللہ تعالیٰ کیلئے روزہ کی نذر کی ہے) یعنی خاموش رہنے کی لہذا تم لوگ اپنی زبان کو قابو میں رکھو نگاہیں نیچی رکھو اور آپس میں ایک دوسرے سے نہ حسد کرو اور نہ جھگڑا کرو اس لئے کہ حسد ایمان کو اس طرح کھا جاتا ہے جس طرح آگ لکڑی کو کھا جاتی ہے۔

(۱۸۵۸) حضرت امیر المومنین علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ تم لوگوں پر فرض ہے کہ ماہ رمضان میں کثرت سے استغفار اور دعا کرو۔ اس لئے کہ دعا بلا کو دور کر دیتی ہے اور استغفار تم لوگوں کے گناہوں کو محو کر دیتا ہے۔

(۱۸۵۹) حضرت امام صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ رات کے وقت شعر نہ پڑھو اور ماہ رمضان کے اندر تو رات اور دن دونوں میں شعر نہ پڑھو (آپؑ کے صاحبزادے) اسماعیل نے پوچھا بابا اگرچہ ہم لوگوں کے متعلق کیوں نہ ہو؟ آپؑ نے فرمایا ہاں اگرچہ ہم لوگوں کے متعلق کیوں نہ ہو۔

(۱۸۶۰) نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشار فرمایا کہ جس کسی بندے کو گالی دی جائے اور وہ اسکے جواب میں کہے کہ میں روزہ سے ہوں تم پر سلام میں تمہیں گالی نہ دونگا جس طرح تم نے مجھے گالی دی ہے تو اللہ تعالیٰ کہے گا میرے بندے نے میرے دوسرے بندے کے شر سے بچنے کیلئے روزہ سے پناہ چاہی ہے تو میں نے اسکو جہنم سے پناہ دی۔

(۱۸۶۱) اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سنا کہ ایک عورت روزہ کی حالت میں اپنی کنیز کو گالی دے رہی تھی تو

آپؑ نے کھانا منگوایا اور اس عورت سے کہا لو کھانا کھالو۔ اس نے عرض کیا میں روزے سے ہوں آپؑ نے فرمایا اب تو روزے سے کیسے ہے تو نے تو اپنی کنیز کو گالی دی ہے روزہ فقط کھانے پینے کو چھوڑ دینے کا نام تو نہیں ہے۔

(۱۸۶۲) حضرت امام جعفر صادق علیہ علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ جب روزہ رکھو تو چاہیئے کہ تمہارے کان اور تمہاری آنکھیں بھی روزہ رکھیں اور حرام و قبیح سے پرہیز کریں۔ تم کھانا پینا چھوڑو اور خدمتگار کو اذیت نہ دو تمہیں چاہیئے کہ روزہ دار کا وقار قائم رکھو اور اپنے روزے کے دن کو بے روزہ کے دن کے مانند نہ بنادو۔

اور کوئی حرج نہیں اگر ماہ رمضان میں کوئی روزہ دار حجامت کرائے۔

(۱۸۶۳) حلبی نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے آپؑ نے فرمایا کہ جب ہم ماہ رمضان میں حجامت کرانے یعنی پچھنا لگوانے کا ارادہ کرتے ہیں تو رات میں حجامت کراتے ہیں۔

(۱۸۶۴) راوی کا بیان ہے کہ میں نے آنجنابؑ سے دریافت کیا کہ کیا روزہ دار پچھنا لگوائے؟ آپؑ نے فرمایا کہ جس بات کا خود اس کو خوف ہے اسی کا خوف مجھے بھی اسکے متعلق ہے۔ میں نے عرض کیا آپؑ کو اس کیلئے کیا خوف ہے؟ فرمایا کہ یہی کہ اسکے صفرا یا مواد میں جوش آجائے اور اس پر غشی طاری ہو جائے میں نے عرض کیا اگر اس میں طاقت ہے اور اس کو کسی بات کا خوف نہ ہو تو؟ آپؑ نے فرمایا ہاں ایسی صورت میں اگر وہ چاہے تو پچھنا لگوا سکتا ہے۔

(۱۸۶۵) اور امیر المومنین علیہ السلام کسی روزہ دار کے پچھنا لگوانے کو مکروہ و نامناسب سمجھتے تھے کہ کہیں اس پر غشی طاری ہو جائے اور اسے روزہ توڑنا پڑے۔

اور کوئی حرج نہیں اگر ایک روزہ دار ایسا سرمہ لگائے جس میں مشک ہو اور کوئی حرج نہیں اگر سرمہ میں حُضُض (ایک دوا) ہو اور کوئی حرج نہیں کہ دن میں کسی وقت بھی وہ پانی سے یا تر و تازہ عود سے مسواک کرے اور اسکا مزہ پائے۔

(۱۸۶۶) علاء نے محمد بن مسلم سے اور انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے اس نے آپؑ سے ابکائی کے متعلق دریافت کیا کہ کیا اس سے روزہ دار کا روزہ ٹوٹ جاتا ہے؟ آپؑ نے فرمایا نہیں۔

اور روزہ دار کے کلی کرنے یا ناک میں پانی ڈالنے میں کوئی حرج نہیں مگر جب کلی کرے یا ناک میں پانی ڈالے تو اسکی تری جب تک تین مرتبہ نہ تھوک لے نہ گھونٹے۔ اور اگر وہ کلی کر رہا تھا اور حلق میں پانی چلا گیا تو اگر یہ کلی کسی نماز کے وضو کیلئے ہے تو وہ قضا نہیں کرے گا۔

(۱۸۶۷) سماعہ بن مہران نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے ایک ایسے شخص کے متعلق جو پیاس کی وجہ سے کلی کر رہا تھا کہ اس کے حلق میں پانی چلا گیا؟ تو آپؑ نے فرمایا کہ وہ اس روزے کی قضا کرے گا اور اگر وہ کلی وضو کیلئے کر رہا تھا تو پھر کوئی حرج نہیں ہے۔

(۱۸۶۸) راوی کا بیان ہے کہ میں نے آنجنابؑ سے ماہ رمضان میں قے کے متعلق دریافت کیا تو آپؑ نے فرمایا اگر بے اختیار

قے آگئی ہے تو کوئی حرج نہیں اور اگر اس نے عمداً قے کی ہے تو اس کا روزہ ٹوٹ گیا وہ اس کی قضا کریگا۔

(۱۸۶۹) اور احمد بن محمد بن ابی نصر بزنطی نے حضرت امام رضا علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا جس نے ماہ رمضان میں کسی سبب سے حقنہ لے لیا؟ تو آپؑ نے فرمایا کہ روزہ دار کیلئے حقنہ لینا جائز نہیں ہے۔ اور روزہ دار کیلئے یہ جائز نہیں کہ ناک سے کوئی چیز اوپر چڑھائے لیکن اگر کان میں دوا ڈالے تو کوئی حرج نہیں ہے اور اس میں بھی حرج نہیں کہ بچے کو کھلانے اور شیر خوار کے لئے اپنے دانتوں سے روٹی کچلے بغیر اس کے کہ حلق کے اندر کچھ جائے اور اس میں بھی کوئی حرج نہیں کہ خوشبو سونگھے لیکن وہ خوشبو سفوف کی قسم سے نہ ہو۔ اس لئے کہ وہ سفوف دماغ تک پہنچ گا۔ اور اس میں بھی کوئی حرج نہیں اگر باورچی روزہ کی حالت میں اپنی زبان سے بغیر کچھ نگلے ہوئے شوربہ چکھ لے تاکہ معلوم کرے کہ یہ میٹھا ہے یا ترش۔

(۱۸۷۰) منصور بن حازم سے روایت کی گئی ہے اس کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ ایک شخص روزہ سے ہے وہ اپنے منہ میں کسی پھل کی گٹھلی رکھ لے؟ آپؑ نے فرمایا نہیں میں نے عرض کیا اور انگوٹھی رکھے؟ آپؑ نے فرمایا ہاں۔

اگر کسی شخص کو ماہ رمضان کے اندر دن میں احتلام (بد خوابی) ہو جائے تو وہ اپنا روزہ پورا کرے اس پر اس کی قضا نہیں ہے۔

(۱۸۷۱) عمّار بن موسیٰ ساباطی نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے اس نے آپؑ سے دریافت کیا کہ روزہ دار اپنی ڈاڑھ نکلوا لے؟ آپؑ نے فرمایا کہ نہیں بلکہ اپنے منہ کو بھی خون آلود نہ کرے۔

(۱۸۷۲) حسن بن راشد سے روایت کی گئی ہے انکا بیان ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام جب روزہ رکھتے تو خوشبو سونگھا کرتے اور فرمایا کرتے کہ خوشبو روزہ دار کیلئے تحفہ ہے۔

(۱۸۷۳) علاء نے محمد بن مسلم سے انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی کہ آپؑ سے دریافت کیا گیا کہ ایک شخص روزہ کی حالت میں ہے اور حمام جاتا ہے؟ آپؑ نے فرمایا کہ اگر اسکو کمزوری کا خوف نہ ہو تو کوئی حرج نہیں اور ایک روزہ دار کیلئے کسی سن رسیدہ بوڑھے کا بوسہ لینے میں کوئی حرج نہیں لیکن کسی نوجوان کا بوسہ نہ لے اس لئے کہ ہو سکتا ہے اسکی شہوت ابھر آئے۔

(۱۸۷۴) نیز نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دریافت کیا گیا کہ ایک شخص حالت صوم میں اپنی زوجہ کا بوسہ لیتا ہے؟ آپؐ نے فرمایا وہ اس کے لئے ایک پھول ہی تو ہے جسکو وہ سونگھتا ہے۔

مگر بہتر ہے کہ روزہ دار بوسہ سے پرہیز کرے۔

(۱۸۷۵) حضرت امیرالمومنین علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ تم لوگوں میں سے کسی ایک کو حیا نہیں آتی کہ دن بھر رات تک کیلئے صبر کرے اس لئے کہ انسان جب طمانچہ مارنا شروع کرتا ہے تو نوبت قتل تک بھی پہنچ جایا کرتی ہے۔

اور اگر کوئی شخص اپنی زوجہ کو چمٹالے اور اسکی منی اچھل کر نکل آئے تو اس پر واجب ہے کہ ایک غلام کفارہ میں آزاد کرے۔

(۱۸۷۶) اور رفاعہ بن موسیٰ نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا جو ماہ رمضان میں اپنی کنیز کو مس کرتا ہے اور اسکے منی (رطوبت) نکل آتی ہے؟ آپؑ نے فرمایا کہ اگر یہ کنیز اس پر حرام ہو تو اللہ تعالیٰ سے استغفار کرنا چاہیئے ایسا استغفار کہ وہ اب کبھی ایسا نہ کرے گا۔ اور ایک دن کے بدلے ایک دن روزہ رکھے گا۔

(۱۸۷۷) اور سماعہ نے آپؑ سے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا کہ وہ ماہ رمضان میں اپنی زوجہ کو چمٹا لیتا ہے؟ آپؑ نے فرمایا اگر اس کو اپنے نفس کے بے قابو ہونے کا ڈر نہیں تو کوئی حرج نہیں ہے۔

(۱۸۷۸) اور محمد بن فیض تیمی نے ابن رئاب سے روایت کی ہے اس کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے سنا کہ وہ روزہ دار کو نرجس سونگھنے کیلئے منع کر رہے تھے تو میں نے عرض کیا یہ کیوں؟ تو آپؑ نے فرمایا اس لئے کہ یہ عجمیوں کا پھول ہے۔

(۱۸۷۹) اور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا گیا کہ کیا حالت احرام میں کوئی شخص ریحان سونگھ سکتا ہے؟ آپؑ نے فرمایا نہیں۔ عرض کیا گیا اور روزہ دار آپؑ نے فرمایا نہیں۔ عرض کیا گیا کیا روزہ دار شخص لوبان اور بخارات سونگھ سکتا ہے؟ آپؑ نے فرمایا ہاں عرض کیا گیا اسکو خوشبو سونگھنا کیسے حلال ہو گیا اور گل ریحان سونگھنا کیسے ناجائز ہو گیا؟ فرمایا اس لئے کہ خوشبو سونگھنا سنت ہے۔ اور ریحان سونگھنا روزہ دار کیلئے بدعت ہے۔

(۱۸۸۰) اور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام جب روزہ سے ہوتے تو ریحان نہیں سونگھتے تھے تو آپؑ سے اسکا سبب دریافت کیا گیا آپؑ نے فرمایا کہ میں ناپسند کرتا ہوں کہ میرے روزے میں کوئی لذت مخلوط ہو۔

(۱۸۸۱) اور روایت کی گئی ہے کہ جو شخص روزہ کی حالت میں دن کو اول وقت خوشبو سونگھے گا تو بہت ممکن ہے کہ اسکی عقل جاتی رہے۔

(۱۸۸۲) محمد بن مسلم نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ میں نے آنجنابؑ سے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا کہ وہ روزہ رکھے ہوئے ہے اور اسے سردی محسوس ہو رہی ہے کیا وہ اپنی زوجہ کے ساتھ لحاف میں لیٹ رہے؟ آپؑ نے فرمایا ان دونوں کے درمیان کوئی کپڑا ہونا چاہیئے۔

اور عبداللہ بن سنان نے آنجنابؑ سے بوڑھے شخص کیلئے ایک بستر میں لیٹنے کی اجازت کی روایت کی ہے۔

(۱۸۸۳) حنان بن سدیر نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ کوئی روزہ دار پانی میں اتر کر نہائے

دھوئے آپؑ نے فرمایا اس میں کوئی حرج نہیں مگر پانی میں غوطہ نہ لگائے۔ اور عورت پانی میں اتر کر نہ نہائے اس لئے کہ وہ اپنی شرمگاہ سے پانی کو اٹھالیتی ہے۔

باب: عمداً یا بھول سے روزہ ٹوٹنے یا مجامعت سے روزہ ٹوٹنے کا کفارہ

(۱۸۸۴) حسن بن محبوب نے عبداللہ بن سنان سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے متعلق روایت کی ہے کہ جس نے ماہ رمضان میں ایک دن بلا کسی عذر کے عمداً روزہ توڑ دیا تو آپؑ نے فرمایا کہ وہ ایک غلام آزاد کرے یا دو ماہ تک مسلسل متواتر بلاناغہ روزہ رکھے یا ساٹھ (۶۰) مسکینوں کو کھانا کھلائے۔ اور اگر اسکی قدرت نہیں رکھتا تو پھر جو کچھ ممکن ہو تصدق کرے۔

(۱۸۸۵) عبدالمومن بن قاسم انصاری نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے آپؑ نے بیان کیا کہ ایک مرتبہ ایک شخص نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ میں ہلاک ہو گیا میں نے خود کو ہلاک کر لیا آپؐ نے فرمایا تجھے کس (شے) نے ہلاک کیا؟ اس نے عرض کیا کہ میں نے ماہ رمضان میں بحالت روزہ اپنی زوجہ سے مقاربت کر لی۔ آپؐ نے فرمایا تم ایک غلام آزاد کرو۔ اس نے کہا مگر میں اتنی استطاعت نہیں رکھتا۔ آپؐ نے فرمایا پھر تم دو مہینے تک مسلسل بلاناغہ متواتر روزہ رکھو۔ اس نے عرض کیا مگر مجھ میں اتنی طاقت نہیں۔ آپؐ نے فرمایا پھر ساٹھ (۶۰) مسکینوں کو کھانا کھلاؤ۔ اس نے عرض کیا مگر میرے پاس اتنی کمائی نہیں۔ یہ سن کر آنحضرتؐ کھجوروں کا ایک گچھا ایک ٹوکری میں لائے جس میں پانچ صاع (14.15323 کلو گرام) کھجوریں تھیں اور فرمایا اسے لو اور تصدق کر دو۔ اس نے عرض کیا یا رسول اللہ اس ذات کی قسم جس نے آپؐ کو حق کے ساتھ نبی بنا کر بھیجا ہے ان دونوں آبادیوں میں کوئی گھرانا ان کھجوروں کا ہم لوگوں سے زیادہ ضرورت مند نہیں ہے۔ آپؐ نے فرمایا اچھا اسے لو اور تم بھی کھاؤ اور تمہارے گھر والے بھی کھائیں یہ تمہاری طرف سے کفارہ ہے۔

(۱۸۸۶) اور جمیل بن دراج کی روایت میں ہے جو انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے کی ہے کہ وہ ٹوکری جو نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لائے تھے اس میں بیس (۲۰) صاع (56.61292 کلو گرام) کھجوریں تھیں۔

(۱۸۸۷) ادریس بن ہلال نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ سے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا گیا کہ جس نے ماہ رمضان میں اپنی عورت سے مجامعت کی تو آپؑ نے فرمایا اس پر بیس (۲۰) صاع کھجوریں (کفارہ) ہیں اور یہی حکم نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس شخص کو دیا جس نے آپؐ سے اس کے متعلق دریافت کیا تھا۔

(۱۸۸۸) محمد بن نعمان نے آنجنابؑ علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ سے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا گیا جس نے ماہ رمضان میں دن کو روزہ توڑ دیا تو آپؑ نے فرمایا کہ اسکا کفارہ دو(۲) جریب طعام ہے اور وہ وزن میں بیس (۲۰) صاع ہوتا ہے۔

(۱۸۸۹) اور مفضل بن عمر کی روایت میں ہے جو انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے کی ہے ایک ایسے شخص کے متعلق جس نے عورت سے مجامعت کی جبکہ وہ خود بھی روزے سے تھا اور عورت بھی روزے سے تھی تو آپؑ نے فرمایا کہ اگر اس نے عورت کو مجبور کیا تھا تو اس مرد پر دو کفارے ہونگے اور اگر عورت خود بھی راضی تھی تو اس مرد پر ایک کفارہ اور اس عورت پر ایک کفارہ ہوگا اور اگر زبردستی کیا تو اس پر پچاس کوڑے (نصف حد) لگیں گے اور اگر عورت اس کی بات مان گئی تھی تو اس مرد کو پچیس کوڑے اور اس عورت کو پچیس کوڑے لگائے جائیں گے۔

اس کتاب کے مصنف علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ میں نے اس کے متعلق یہ بات اصول میں کہیں نہیں پائی علی بن ابراہیم بن ہاشم اس روایت میں منفرد اور تنہا ہیں۔

(۱۸۹۰) حسن بن محبوب نے ہشام بن سالم سے انہوں نے برید عجلی سے روایت کی ہے اسکا بیان ہے کہ ایک مرتبہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا گیا جسکے لئے بہت سے لوگوں نے گواہیاں دیں کہ اس نے ماہ رمضان میں تین دن روزہ نہیں رکھا۔ تو آپؑ نے فرمایا اس سے پوچھا جائے گا کہ کیا تو ماہ رمضان میں روزہ نہ رکھنے کو گناہ سمجھتا ہے اگر وہ کہے کہ نہیں تو امام پر لازم ہے کہ اس کو قتل کردے اور اگر وہ کہے کہ ہاں گناہ سمجھتا ہوں تو امام کے لئے لازم ہے اس کی پٹائی کرے اور سزا دے۔

(۱۸۹۱) اور سماعہ کی روایت میں ہے جو اس نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے کی ہے اسکا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے آنجنابؑ سے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا جس کو ماہ رمضان میں تین مرتبہ روزہ توڑتے ہوئے پکڑا گیا اور تینوں مرتبہ اسکو امام کے سامنے پیش کیا گیا۔ آپؑ نے فرمایا وہ تیسری مرتبہ قتل کردیا جائے گا۔

(۱۸۹۲) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ جو شخص ماہ رمضان میں ایک دن بھی روزہ توڑے گا اس سے ایمان کی روح نکل جائے گی۔ اور جو شخص ماہ رمضان میں عمداً روزہ توڑے گا اس پر (تینوں کفاروں میں سے) ایک کفارہ لازم ہوگا اور اس کی جگہ ایک روزہ رکھے گا گو کہ یہ اس اصل روزے کے مثل نہیں ہوسکتا۔

اور وہ حدیث جس میں یہ روایت کی گئی کہ جو شخص ماہ رمضان میں ایک دن عمداً روزہ توڑے گا تو اس پر تینوں کفارے لازم ہونگے تو میں اس حدیث کی بنیاد پر اس شخص کے لئے فتویٰ دیتا ہوں جو حرام کے ساتھ مجامعت کرکے یا حرام چیز کھا کر روزہ توڑے اس وجہ سے کہ یہ دونوں باتیں ابی الحسین اسدی کی روایت میں ان توقیعات کے اندر موجود ہیں جو ان کے پاس شیخ ابی جعفر محمد بن عثمان عمری قدس اللہ روحہ کی طرف سے وارد ہوئیں۔

(۱۸۹۳) حلبی نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے متعلق پوچھا جو روزہ سے تھا مگر بھول کر کچھ کھا پی لیا اور بعد میں اسے یاد آیا کہ ارے میں تو روزے سے تھا آپؑ نے فرمایا وہ روزہ نہیں توڑے گا بلکہ اپنا روزہ پورا کرے گا یہ تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے اسکو رزق مل گیا تھا۔

(۱۸۹۴) عمار بن موسیٰ نے آنجنابؑ سے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا جو روزہ سے تھا مگر بھول کر اس نے اپنی زوجہ سے مجامعت کر لی۔ آپؑ نے فرمایا وہ غسل کر لے اس پر کچھ نہیں ہے۔

اس کتاب کے مصنف رحمہ اللہ فرماتے ہیں یہ حکم ماہ رمضان اور غیر ماہ رمضان دونوں کے روزوں کے لئے ہے اس میں قضا واجب نہیں ہے ائمہ طاہرین علیہم السلام سے اسی طرح روایت ہے۔

(۱۸۹۵) اور علی بن رئاب نے ابراہیم بن میمون سے روایت کی ہے اس کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا جو ماہ رمضان میں شب کے وقت جنب ہوا پھر غسل کرنا بھول گیا یہاں تک کہ ایک جمعہ نکل گیا یا پورا ماہ رمضان نکل گیا۔ آپؑ نے فرمایا وہ پوری نمازوں اور پورے روزوں کی قضا کرے گا۔

(۱۸۹۶) اور ایک دوسری حدیث میں ہے کہ جو شخص اول ماہ رمضان میں مجامعت کرے اور غسل کرنا بھول جائے یہاں تک کہ ماہ رمضان نکل جائے تو اس پر لازم ہے غسل کرے اور پوری نمازوں اور روزوں کی قضا کرے لیکن اگر اس نے اس درمیان میں جمعہ کا غسل کر لیا تو وہ صرف جمعہ تک کی قضا کرے گا اسکے بعد کی نہیں۔

(۱۸۹۷) اور ابی نصر کی روایت میں ہے جو انہوں نے ابو سعید قماط سے کی ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا ایک ایسے شخص کے متعلق جو ماہ رمضان میں اول شب جنب ہو گیا مگر وہ صبح تک سوتا رہ گیا؟ آپؑ نے فرمایا اس پر کچھ نہیں ہے اس لئے کہ اسکی جنابت وقت حلال میں ہوئی تھی۔

(۱۸۹۸) ابن ابی یعفور نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے اس کا بیان ہے کہ میں نے آپؑ سے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا جو ماہ رمضان میں جنب ہو گیا پھر جاگا اور پھر سو گیا پھر جاگا اور پھر سو گیا اور صبح تک سوتا رہا؟ آپؑ نے فرمایا وہ اس روزہ کو بھی پورا کرے گا اور دوسرے دنوں میں اسکی قضا بھی کرے گا اور اگر وہ جنب ہونے کے بعد صبح تک نہیں جاگا ہے تو وہ اپنے اس روزہ کو پورا کرے گا یہ اسکے لئے جائز ہے۔

(۱۸۹۹) عبد اللہ بن سنان نے آنجنابؑ سے دریافت کیا ایک ایسے شخص کے متعلق کہ جو ماہ رمضان کے قضا روزے رکھ رہا تھا کہ رات کے ابتدائی حصہ میں جنب ہو گیا مگر اس نے غسل نہیں کیا یہاں تک کہ صبح ہو گئی؟ آپؑ نے فرمایا وہ اس دن روزہ نہ رکھے دوسرے دن رکھے۔

(۱۹۰۰) عیص بن قاسم نے آنجنابؑ سے ایک ایسے شخص کے بارے میں دریافت کیا جو ماہ رمضان میں سو رہا تھا کہ اسے

احتلام ہو گیا وہ جاگا اور غسل کرنے سے پہلے پھر سو گیا؟ آپؑ نے فرمایا کوئی حرج نہیں ۔

(۱۹۰۱) محمد بن فضیل نے ابو الصّباح کنانی سے روایت کی ہے اسکا بیان ہے کہ میں نے ایک مرتبہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا جس نے روزہ رکھا آسمان پر بادل چھایا ہوا تھا اس کو گمان ہوا کہ آفتاب غروب ہو گیا ہے پس اس نے افطار کر لیا اس کے بعد بادل چھٹا تو معلوم ہوا کہ ابھی آفتاب غروب نہیں ہوا ہے؟ آپؑ نے فرمایا کہ اس کا روزہ پورا ہو گیا وہ اسکی قضا نہیں رکھے گا ۔

(۱۹۰۲) حمّاد نے حریز سے انہوں نے زرارہ سے روایت کی ہے اسکا بیان ہے کہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ مغرب کا وقت آفتاب کی ٹکیا غائب ہو جائے تب آتا ہے لیکن اگر تم مغرب کی نماز پڑھنے کے بعد دیکھو کہ ابھی آفتاب کی ٹکیا نہیں غائب ہوئی ہے تو دوبارہ نماز پڑھو ۔ اور تمہارا روزہ ہو گیا لیکن اگر تم کچھ کھا رہے ہو تو کھانے سے ہاتھ روک لو ۔

اور زید شحام نے بھی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایسی ہی روایت کی ہے اور ان ہی احادیث کی بنا پر میں فتویٰ دیتا ہوں ۔ اس حدیث کی بنیاد پر فتوی نہیں دیتا کہ جس میں کہا گیا کہ اس شخص پر قضا واجب ہے کیونکہ یہ سماعہ بن مہران کی روایت ہے جو واقفی (اس فرقے سے جو امام ہفتم پر ٹھہر جاتے ہیں) تھا ۔

باب : عمر کی وہ حد جس میں لڑکوں سے روزہ رکھوایا جائے

(۱۹۰۳) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ لڑکا جب نو سال کا ہو جائے تو اس سے روزہ رکھوایا جائے جس وقت تک اس کی برداشت ہو ۔ اگر وہ ظہر یا اسکے بعد تک برداشت کر لیتا ہے تو اس وقت تک رکھے اور جب اس پر بھوک یا پیاس غالب آجائے تو افطار کر لے ۔

(۱۹۰۴) اسماعیل بن مسلم نے آنجنابؑ سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا اگر لڑکا تین دن تک مسلسل روزہ برداشت کر جائے تو پھر اس پر پورے ماہ رمضان کا روزہ واجب ہے ۔

(۱۹۰۵) اور سماعہ نے آنجنابؑ سے دریافت کیا کہ کوئی لڑکا کب سے روزہ رکھے؟ آپؑ نے فرمایا جب اس میں روزہ رکھنے کی قوت آجائے ۔

(۱۹۰۶) اور معاویہ بن وھب کی روایت میں ہے اس کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ بچے سے کب روزہ رکھوایا جائے تو آپؑ نے فرمایا جب وہ پندرہ یا چودہ سال کے درمیان ہو اور اگر وہ اس سے پہلے ہی روزہ رکھنے لگتا ہے تو اس کو روزہ رکھنے دیا جائے ۔ چنانچہ میرے فلاں لڑکے نے اس سے پہلے ہی روزہ رکھنا شروع کر دیا تو میں نے اسے روزہ رکھنے کیلئے چھوڑ دیا ۔

(۱۹۰۷) اور ایک دوسری حدیث میں ہے کہ لڑکے کو جب احتلام ہونے لگے تو اس پر روزہ فرض ہے اور لڑکی کو جب حیض آنے لگے تو اس پر روزہ فرض ہے۔

مندرجہ بالا تمام احادیث متفق المعنی ہیں یعنی لڑکا جب نو برس سے چودہ یا پندرہ کے درمیان ہو یا اس کو احتلام ہونے لگے تو اس سے روزہ رکھوایا جائے اور اسی طرح لڑکی کو جب حیض آنے لگے۔ اور ان دونوں پر احتلام اور حیض کے بعد روزہ رکھنا واجب ہے اور اس سے پہلے تادیب کیلئے روزہ رکھوایا جائے۔

باب : چاند دیکھ کر روزہ اور چاند ہی دیکھ کر افطار

(۱۹۰۸) محمد بن مسلم نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ جب تم ماہ رمضان کا ہلال دیکھو تو روزہ رکھو اور جب (ماہ شوال کا) ہلال دیکھو تو روزہ چھوڑ دو اور یہ کسی کی رائے اور کسی کے ظن وگمان پر نہیں ہوتا ہے اور نہ اس طرح کی رویت ہلال کہ دس آدمی چاند دیکھنے کھڑے ہوئے اور ان میں سے ایک کہے کہ وہ چاند ہے وہ چاند ہے اور نو آدمی دیکھیں اور ان کو نظر نہ آئے بلکہ جب ایک دیکھ لے تو ہزار بھی دیکھ لیں۔

(۱۹۰۹) فضل بن عثمان نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے اس کا بیان ہے کہ ان جنابؑ نے فرمایا کہ اہل قبلہ پر رویت کے سوا کچھ فرض نہیں۔ اور مسلمانوں پر چاند دیکھنے کے سوا اور کچھ فرض نہیں ہے۔

(۱۹۱۰) اور قاسم بن عروہ کی روایت میں ہے جو انہوں نے ابوالعباس بن فضل بن عبدالملک سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا (ماہ رمضان کا) روزہ رویت ہلال پر اور افطار (عید فطر) رویت ہلال پر منحصر ہے اور رویت یہ نہیں ہے کہ ایک شخص نے دیکھا نہ یہ کہ دو نے دیکھا نہ یہ کہ پچاس نے دیکھا (اگر یہ عادل نہیں تو مفید علم نہیں ہے)

(۱۹۱۱) اور محمد بن قیس کی روایت میں ہے جو انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے کی ہے آپؑ نے بیان فرمایا کہ حضرت امیرالمومنین علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ جب تم لوگ ہلال (ماہ شوال) دیکھو تو عید الفطر مناؤ یا (خود نہ دیکھو تو) مسلمانوں میں سے عادل لوگ رویت کی گواہی دیں۔ اور اگر تم کو ہلال دن کے وسط یا دن کے آخری حصہ سے نظر آنے لگے تو اپنا روزہ رات شروع ہونے تک پورا کرو اور اگر تم لوگوں پر رویت مبہم و مخفی ہو جائے تو تیس راتیں شمار کر لو پھر افطار کرو۔

(۱۹۱۲) اور حلبی کی روایت میں ہے جو انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے کی ہے آپؑ نے بیان فرمایا کہ حضرت علی علیہ السلام ارشاد فرمایا کرتے تھے کہ رویت ہلال کا ثبوت بغیر دو عادل مردوں کی گواہی کے درست نہیں ہے۔

(۱۹۱۳) اور سماعہ نے آنجنابؑ سے ماہ رمضان کے اس دن کیلئے سوال کیا جس میں لوگوں کے درمیان اختلاف ہے تو آپؑ نے فرمایا کہ اگر اھل شہر بربنائے رویت ہلال اس دن کے روزے پر مجتمع ہوجائیں اور پانچ سو اہل شہر مجتمع ہوں تو روزہ رکھو۔

(۱۹۱۴) حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا رویت ہلال کے سلسلہ میں عورتوں کی گواہی قبول نہ کرو اس کیلئے دو عادل مردوں کی گواہی ہونی چاہیئے۔

(۱۹۱۵) اور علی بن موسیٰ نے اپنے بھائی حضرت امام موسیٰ بن جعفر علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا جس نے ماہ شوال کا چاند تنہا دیکھا اور اسکے سوا کسی دوسرے نے نہیں دیکھا تو کیا اس پر روزہ رکھنا لازم ہے؟ آپؑ نے فرمایا اگر اس کو رویت ہلال میں ذرا بھی شک نہ ہو تو وہ عید الفطر منائے ورنہ لوگوں کے ساتھ روزہ رکھے۔

(۱۹۱۶) محمد بن مرازم نے اپنے باپ سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ اگر ہلال طوق کے مانند ہوجائے تو دوسری شب کا ہے اور اگر اس میں سر کا سایہ نظر آئے تو تیسری کا ہے۔

(۱۹۱۷) حماد بن عیسیٰ نے اسماعیل بن حر سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے آپؑ نے فرمایا اگر ہلال شفق سے پہلے غائب ہوجائے تو اسی شب (پہلی) کا ہے اور اگر شفق کے بعد غائب ہو تو دوسری کا ہے۔

(۱۹۱۸) اور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ اگر ماہ رجب کی رویت ہلال صحیح ہو تو اونسٹھ (۵۹) دن شمار کرو اور ساٹھویں (۶۰) دن روزہ رکھو۔

(۱۹۱۹) اگر تمہیں یاد ہے کہ تم نے گزشتہ ماہ رمضان میں کس دن روزے شروع کئے تھے تو آئندہ سال اس دن سے پانچ دن شمار کرلو اور پانچویں دن (رمضان کا پہلا) روزہ رکھو۔

(۱۹۲۰) ابان بن عثمان نے عبدالرحمن بن ابی عبداللہ سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے اسکا بیان ہے میں نے آنجنابؑ سے عرض کیا کہ ایک شخص ہے جس کو رومیوں نے اسیر کیا ہوا ہے اور اسکو ماہ رمضان کا صحیح پتہ نہیں اور اسے نہیں معلوم کہ یہ کونسا مہینہ ہے؟ آپؑ نے فرمایا وہ ایک مہینہ رمضان کے قصد اور گمان سے روزہ رکھے اب اگر اس نے یہ روزے ماہ رمضان سے پہلے رکھ لئے ہیں تو اس کی طرف سے واجب ادا نہ ہوگا۔ اور اگر ماہ رمضان کے بعد رکھے ہیں تو واجب ادا ہوجائے گا۔

(۱۹۲۱) عیص بن قاسم نے آں جناب علیہ السلام سے دریافت کیا کہ جب کوئی ساری قوم کو دیکھے کہ وہ اس امر پر متفق ہوگئی ہے کہ یہ ہلال دوسری شب کا ہے تو کیا اس کیلئے یہ جائز ہے؟ آپؑ نے فرمایا کہ ہاں۔

باب : یوم شک کا روزہ

(۱۹۲۲) اور امیرالمومنین علیہ السلام سے مشکوک دن کے روزے کے متعلق دریافت کیا گیا تو آپؑ نے فرمایا کہ اگر میں شک کی بنا پر شعبان میں ایک دن روزہ رکھوں تو میرے لئے یہ بہتر ہے کہ میں رمضان کے ایک دن کا روزہ نہ رکھوں قضا کرلوں مگر یہ جائز ہے کہ اس نیت سے روزہ رکھا جائے کہ شعبان کا دن ہے اب اگر وہ رمضان کا دن ہو تو وہ رمضان میں محسوب ہو جائیگا اور اگر شعبان کا دن ہو تو کوئی حرج نہیں اور اگر کوئی شخص شک کرتے ہوئے کہ یہ شعبان کا دن ہے یا رمضان ہے اور پھر روزہ رکھے تو اگر وہ رمضان کا دن بھی ہو تو اس دن کے روزے کی قضا کرنی پڑے گی ۔ اس لئے کہ فرائض میں سے کوئی چیز اس وقت تک قبول نہ ہوگی جب تک اس پر یقین نہ ہو ۔ اور یہ بھی جائز نہیں کہ یوم شک میں اس بات کی نیت کرلی جائے کہ یہ رمضان کا دن ہے ۔

(۱۹۲۳) اس لئے کہ امیرالمومنین علیہ السلام نے فرمایا کہ اگر میں رمضان کے ایک دن کا روزہ چھوڑ دوں تو میرے لئے یہ زیادہ پسندیدہ ہے اس بات سے کہ میں شعبان میں ایک دن روزہ رکھوں اور ماہ رمضان میں ایک دن زائد کرلوں ۔

(۱۹۲۴) اور بشیر نبال نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے یوم الشک کے روزے کے متعلق دریافت کیا تو آپؑ نے فرمایا تم اس دن روزہ رکھ لو اگر وہ شعبان کا دن ہوا تو وہ مستحب میں محسوب ہوگا اور اگر رمضان کا دن ہوا تو اللہ تعالیٰ نے تم کو اس دن روزہ کی توفیق دیدی ۔

(۱۹۲۵) اور عبدالکریم بن عمرو نے آنجنابؑ سے عرض کیا کہ میں نے اپنی ذات پر یہ فرض کرلیا ہے کہ امام قائم علیہ السلام کے ظہور تک میں مسلسل روزے رکھوں گا تو آپؑ نے فرمایا اچھا تو پھر سفر میں روزہ نہ رکھنا نہ عیدین میں رکھنا نہ ایام تشریق میں رکھنا اور نہ یوم الشک میں روزہ رکھنا ۔

اور جو شخص کسی شہر میں ہو اور اس میں کوئی حاکم و بادشاہ ہو تو اسی کے ساتھ روزہ رکھے اور اسی کے ساتھ افطار کرے اس لئے کہ اس کے خلاف کرنے سے انسان اللہ تعالیٰ کے اس نہی میں داخل ہو جائے گا کہ اس نے کہا ہے ولا تلقوا بایدیکم الی التھلکۃ (تم لوگ خود کو اپنے ہاتھوں ہلاکت میں نہ ڈالو) (سورہ البقرہ آیت نمبر ۱۹۵)

(۱۹۲۶) اور عیسیٰ بن ابی منصور سے روایت کی گئی ہے اس کا بیان ہے کہ جس دن کے متعلق لوگوں کو شک تھا (کہ یہ رمضان کا دن ہے یا نہیں) میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر تھا آپؑ نے فرمایا اے غلام جا دیکھ آ کہ یہاں کا حاکم روزہ سے ہے یا نہیں ۔ چنانچہ غلام گیا اور واپس آکر بولا کہ حاکم روزے سے نہیں ہے ۔ تو آپؑ نے کھانا منگوایا اور ہم لوگوں نے آپؑ کے ساتھ کھانا کھایا ۔

(۱۹۲۷) اور امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ اگر میں یہ کہوں کہ تقیہ ترک کرنے والا ایسا ہی ہے جیسے نماز ترک کرنے والا تو میں اپنے اس قول میں سچا ہونگا ۔

(۱۹۲۸) نیز آپؑ نے فرمایا کہ جسکے پاس تقیہ نہیں اسکے پاس کوئی دین نہیں۔

(۱۹۲۹) اور عبدالعظیم بن عبداللہ حسنی نے سہل بن سعد سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام رضا علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ وہ شخص ہم میں سے نہیں جو رویت ہلال سے قبل رویت ہلال کی بنا پر روزہ رکھے اور رویت ہلال سے قبل رویت ہلال کی بنا پر یوم فطر منائے۔ میں نے عرض کیا کہ فرزند رسول پھر یوم شک کے روزے کے متعلق آپؑ کیا فرماتے ہیں؟ آپؑ نے فرمایا کہ مجھ سے بیان کیا میرے پدر بزرگوار نے روایت کرتے ہوئے میرے جد نامدار سے اور انہوں نے اپنے آبائے کرام علیہم السلام سے کہ امیرالمومنین علیہ السلام نے ارشاد فرمایا اگر میں ماہ شعبان کی نیت سے ایک دن روزہ رکھ لوں تو مجھے یہ پسند ہے اس امر سے کہ میں ماہ رمضان میں ایک دن روزہ نہ رکھوں۔

اس کتاب کے مصنف علیہ الرحمہ ارشاد کرتے ہیں کہ یہ حدیث غریب ہے اور اس کو میں سوائے عبدالعظیم بن عبداللہ کے طریقہ کے علاوہ کسی اور طریقہ سے نہیں جانتا موصوف رضی اللہ تعالیٰ مقام رے میں مقابر شجرہ کے اندر مدفون ہیں اور یہ امام سے رضا یافتہ تھے۔

باب : ایک شخص ماہ رمضان کے چند روزہ گذر جانے کے بعد اسلام لایا

(۱۹۳۰) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے متعلق سوال کیا گیا جو ماہ رمضان کے نصف دن گذر جانے کے بعد اسلام لایا کہ اب اس پر روزہ کے متعلق کیا فرض ہے؟ آپؑ نے فرمایا وہ جس دن اسلام لایا ہے اسی دن سے روزہ رکھے جو تاریخیں گذر گئیں ان کے روزوں کی قضا اس پر فرض نہیں ہے۔

(۱۹۳۱) صفوان بن یحییٰ نے عیص بن قاسم سے روایت کی ہے اس کا بیان ہے کہ میں نے ایک مرتبہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا ایک ایسی قوم کے متعلق جو ماہ رمضان میں اسلام لائی جبکہ ماہ رمضان کے چند دن گذر چکے تھے تو کیا ان پر گذشتہ دنوں کے بھی روزے واجب ہیں یا صرف اس دن سے جب وہ اسلام لائے؟ آپؑ نے فرمایا ان پر گذشتہ دنوں کی قضا واجب نہیں ہے اور نہ اس دن کی جس دن وہ اسلام لائے جب تک کہ وہ طلوع فجر سے پہلے اسلام نہ لائے ہوں۔

باب : وہ وقت جس پر افطار حلال ہے اور نماز واجب ہے

(۱۹۳۲) عمرو بن شمر نے جابر سے اور انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد کیا کہ جب قرص آفتاب غائب ہو جائے تو روزہ دار افطار کرے اور نماز کا وقت بھی آگیا ہے۔

اور میرے والد رضی اللہ عنہ نے اپنے خط میں تحریر فرمایا کہ جب تین تارے ظاہر ہوجائیں تو تمہارے لئے افطار حلال ہے۔اور یہ غروب آفتاب کے ساتھ ہی طلوع ہوتے ہیں۔

اور اسے ابان نے زرارہ سے اور انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کیا ہے۔

(۱۹۳۳) حلبی نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ سے سوال کیا گیا کہ افطار نماز مغرب سے پہلے کر لیا جائے یا اسکے بعد؟ آپؑ نے فرمایا کہ اگر اسکے ساتھ کچھ ایسے لوگ ہیں کہ اس نے نماز شروع کر دی تو ڈر ہے کہ ان کے افطار میں رکاوٹ پڑے گی تو ان لوگوں کے ساتھ افطار کرلے اور اگر ایسا نہیں ہے تو پہلے نماز پڑھ لے پھر افطار کرے۔

باب : وہ وقت جب روزہ دار پر کھانا پینا حرام ہو جاتا ہے اور نماز صبح پڑھنا جائز ہوتا ہے

(۱۹۳۴) عاصم بن حمید نے ابی بصیر لیث مرادی سے روایت کی ہے اسکا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ روزہ دار پر کھانا پینا کس وقت سے حرام ہوجاتا ہے اور نماز فجر پڑھنا جائز ہوتا ہے؟ تو آپؑ نے فرمایا جب فجر جو ایک سفید چادر کے مانند ہوتی ہے عاری ہوجائے تو اس وقت سے روزہ دار پر کھانا پینا حرام ہوجاتا ہے اور اسکے لئے نماز فجر پڑھنا جائز ہوتا ہے میں نے عرض کیا ہم لوگوں کے لئے طلوع آفتاب تک نماز فجر کے لئے وقت نہیں؟ آپؑ نے فرمایا ارے تم کہاں جارہے ہو وہ تو بچوں کے لئے وقت ہے۔

(۱۹۳۵) ابو بصیر نے ان دونوں ائمہ میں سے کسی ایک سے روایت کی ہے مندرجہ قول خدا کے متعلق کہ **کلوا و اشربوا حتی یتبین لکم الخیط الابیض من الخیط الاسود من الفجر** (سورہ بقرہ ۱۸۷) (اور کھاؤ پیو یہاں تک کہ صبح کی سفید دھاری رات کی کالی دھاری سے الگ نمایاں ہوجائے) تو آپؑ نے فرمایا کہ یہ آیت خوّات بن جبیر انصاری کے متعلق نازل ہوئی۔وہ خندق میں نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ تھے اور روزے سے تھے یہاں تک کہ اسی حال میں شام ہوگئی اور اس آیت کے نازل ہونے سے پہلے یہ حکم تھا کہ اگر کوئی شخص رات کو سوجائے تو پھر اس پر کھانا پینا حرام تھا۔چنانچہ جب شام ہوگئی تو اپنے گھر آئے اور بیوی سے پوچھا تمہارے پاس کچھ کھانے کو ہے؟ انہوں نے جواب دیا سونا نہیں ہم تمہارے لئے کھانا تیار کرتے ہیں چنانچہ انہوں نے تکیہ لگایا تو نیند آگئی۔بیوی نے کہا ہم نے کھانا تیار کر دیا انہوں نے کہا اچھا (مگر کھایا نہیں) اور اسی حالت میں صبح ہوگئی تو پھر خندق کھودنے میں لگ گئے۔مگر اب ان کو غش آنے لگے۔جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ادھر سے گذرے اور انکا حال دیکھا تو یہ آیت نازل ہوئی۔**کلوا و اشربوا ------ من الفجر**)

(۱۹۳۶) اور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے **خیط الابیض من الخیط الاسود من الفجر** کے متعلق سوال کیا گیا تو آپؑ نے فرمایا دن کی سفیدی رات کی سیاہی سے۔

(۱۹۳۷) اور ایک دوسری حدیث میں ہے کہ اس سے مراد وہ فجر ہے جس میں کوئی شک نہ ہو۔

(۱۹۳۸) اور سماعہ بن مہران نے آنجناب علیہ السلام سے ایسے دو شخصوں کے متعلق دریافت کیا کہ دونوں نے کھڑے ہو کر فجر پر نظر ڈالی تو ایک نے کہا کہ یہ فجر ہے دوسرے نے کہا میں تو کچھ نہیں دیکھتا؟ آپؑ نے فرمایا وہ شخص جس پر فجر ظاہر نہیں ہوئی ہے۔ وہ کھائے پیئے اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کلوا و اشربوا حتی یتبین لکم الخیط الا بیض من الخیط الا سو د من الفجر ثم اتموا الصیام الی اللیل (سورہ بقرہ ۱۸۷) سماعہ کا بیان ہے کہ پھر میں نے ان جنابؑ سے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا کہ جس نے ماہ رمضان میں طلوع فجر کے بعد کھایا پیا آپؑ نے فرمایا اگر اس نے اٹھ کر دیکھ لیا تھا اور اس کو فجر نظر نہیں آئی تھی اسکے بعد کھایا پھر دوبارہ دیکھا تو فجر نظر آئی تو وہ اپنے روزہ کو پورا کرے اعادہ کی ضرورت نہیں ہے اگر وہ اٹھا پہلے کھایا پیا اسکے بعد فجر پر نظر ڈالی تو دیکھا کہ وہ تو طلوع ہو چکی ہے تو وہ اس روزہ کو بھی پورا کرے اور کسی دوسرے دن اسکی قضا بھی کرے اس لئے کہ اس نے اٹھنے کے بعد فجر دیکھنے سے پہلے کھانا ہی شروع کر دیا اس لئے اس پر اسکی قضا لازم ہے۔

(۱۹۳۹) صفوان بن یحیی نے عیص بن قاسم سے روایت کی ہے اس کا بیان ہے کہ میں نے ایک مرتبہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا جو اپنے گھر کے اندر سے نکلا جبکہ اس کے اصحاب گھر میں سحری کھا رہے تھے تو اس نے فجر کو دیکھا اور آواز دی کہ فجر طالع ہو گئی ہے تو چند لوگوں نے کھانے سے ہاتھ روک لیا۔ اور چند لوگوں کا گمان ہوا کہ یہ مزاح کر رہا ہے وہ کھانے میں مصروف رہے۔ آپؑ نے فرمایا کہ یہ لوگ اس روزے کو تمام بھی کریں گے اور اسکی قضا بھی رکھیں گے۔

(۱۹۴۰) محمد بن ابی عمیر نے معاویہ بن عمار سے روایت کی ہے اسکا بیان ہے کہ ایک مرتبہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا کہ میں کنیز کو حکم دیتا ہوں کہ ذرا فجر کو دیکھ وہ کہتی ہے کہ ابھی فجر طالع نہیں ہوئی تو کھاتا ہوں پھر خود دیکھتا ہوں تو فجر کو طلوع پاتا ہوں؟ تو آپؑ نے فرمایا کہ تم اس کی قضا رکھو گے لیکن اگر تم خود دیکھ لیتے (اور تمہیں فجر نظر نہ آتی) تو تم پر کچھ عائد نہ ہوتا۔

باب : مرض کی وہ حد کہ مریض روزہ ترک کر دے

(۱۹۴۱) ابن بکیر نے زرارہ سے روایت کی ہے اسکا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ مرض کس حد کا ہو کہ جس پر مریض روزہ ترک کر دے اور کھڑے ہو کر نماز پڑھنا چھوڑ دے؟ آپؑ نے فرمایا کہ انسان اپنے نفس پر خود نظر رکھتا ہے اور اسکو سب سے زیادہ علم ہے کہ اس میں کتنی طاقت ہے۔

(۱۹۴۲) جمیل بن دراج نے ولید بن صبیح سے روایت کی ہے کہ اسکا بیان ہے کہ ایک دن مدینہ میں ماہ رمضان کے اندر

مجھے بخار آگیا تو حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے میرے پاس ایک پیالہ میں سرکہ اور زیتون بھیجا اور مجھے کہلایا کہ تم اس سے افطار کرو اور بیٹھے بیٹھے نماز پڑھو۔

(۱۹۴۳) بکر بن محمد ازدی نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے اسکا بیان ہے کہ میں نے سنا کہ میرے والد نے آنجنابؑ سے دریافت کیا مرض کی حد کے متعلق کہ جس میں انسان روزہ ترک کر دے تو آپؑ نے فرمایا جب وہ سحری نہ کھاسکے۔

(۱۹۴۴) سلیمان بن عمرو نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے آپؑ نے بیان فرمایا کہ ایک مرتبہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی ماہ رمضان میں آنکھیں دکھنے آگئیں تو رسول اللہ صلی اللہ وآلہ علیہ وسلم نے انکو حکم دیا کہ تم روزہ نہ رکھو اور فرمایا کہ رات کی غذا تمہاری آنکھوں کے لئے مضر ہے۔

(۱۹۴۵) اور حریز کی روایت میں ہے جو انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ جب روزہ دار کو یہ ڈر ہو کہ روزہ آنکھوں کے لئے مضر ہے تو افطار کرلے۔

(۱۹۴۶) نیز فرمایا کہ جب کبھی روزہ مضر ہو تو پھر افطار (روزہ نہ رکھنا) واجب ہے۔

باب : وہ احادیث جو بوڑھے، جوان، حاملہ عورت اور دودھ پلانے والی عورت کے متعلق وارد ہوئیں کہ جو روزہ کی طاقت نہیں رکھتے

(۱۹۴۷) علاء نے محمد بن مسلم سے روایت کی ہے اسکا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا آپؑ فرما رہے تھے کہ بہت بوڑھا شخص اور وہ کہ جس کو پیاس کا مرض ہے ان کے لئے کوئی ہرج نہیں اگر وہ ماہ رمضان میں روزہ نہ رکھیں اور ہر دن کے روزہ کے بدلے ایک مد کھانا تصدق کر دیں۔ اور ان پر کوئی قضا بھی لازم نہ ہوگی اور اگر وہ ایک مد یومیہ بھی تصدق نہ کر سکتے ہوں تو بھی ان کے اوپر کچھ حرج نہیں ہے۔

(۱۹۴۸) عمار بن موسیٰ نے حضرت امام جعفر صادق سے روایت کی ہے ایک ایسے شخص کے متعلق جس کو اتنی پیاس لگتی ہے کہ وہ ڈرتا ہے کہ کہیں جان نہ نکل جائے تو آپؑ نے فرمایا کہ وہ اتنا پی لے کہ جس سے اسکی جان باقی رہے خوب سیر ہو کر نہ پیئے۔

(۱۹۴۹) اور ابن بکیر کی روایت میں ہے کہ اس نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اللہ تعالیٰ کے اس قول کے متعلق دریافت کیا علی الذین یطیقونہ فدیۃ طعام مسکین (سورہ بقرہ ۱۸۴) [اور وہ لوگ جو بڑی مشکل سے روزہ رکھ سکتے ہوں اور نہ رکھیں تو ہر روزہ کے بدلے ایک مسکین کو کھانا کھلانا واجب ہے] آپؑ نے فرمایا وہ لوگ جو روزے کی طاقت رکھتے تھے مگر اب بڑھاپے کی وجہ سے یا پیاس کے مرض کی وجہ سے یا اس طرح کی کوئی اور وجہ سے روزہ نہ رکھ سکتے

ہوں تو ان پر ہر دن کے بدلے ایک مد کھانا تصدق کرنا واجب ہے۔

(۱۹۵۰) علاء نے محمد بن مسلم سے اور انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے اس نے کہا کہ میں نے آنجناب کو فرماتے ہوئے سنا وہ فرما رہے تھے کہ حاملہ عورت جس کو وضع حمل قریب ہو اور وہ دودھ پلانے والی عورت کہ جس کے دودھ کم ہو ان دونوں کے لئے کوئی ہرج نہیں اگر وہ ماہ رمضان میں روزہ نہ رکھیں کیونکہ ان دونوں میں روزہ کی تاب نہیں ہے اور ان پر واجب ہے جن دنوں وہ روزہ نہ رکھیں ان میں سے ہر دن کے بدلے ایک مد طعام صدقہ کریں اور ان دونوں پر ہر روز کی جس میں روزہ نہیں رکھا ہے بعد میں قضا ہے۔

(۱۹۵۱) اور عبدالملک بن عتبہ ہاشمی نے حضرت امام ابوالحسن علیہ السلام سے ایسے شخص کے متعلق جو بہت بوڑھا ہے اور ایسی عورت کے متعلق جو بہت بوڑھی ہو چکی ہے جو ماہ رمضان کا روزہ نہیں رکھ سکتی دریافت کیا تو آپؑ نے فرمایا وہ ہر روزہ کے بدلے ایک مد گیہوں تصدق کریں۔

باب : روزہ دار کو افطار کرانے کا ثواب

(۱۹۵۲) ابو الصباح کنانی نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا جو شخص کسی روزہ دار کو افطار کرائے گا اس کو اتنا ہی ثواب ملے گا جتنا خود روزہ دار کو روزہ رکھنے کا ثواب ملے گا۔

(۱۹۵۳) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام بیان فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ سدیر ماہ رمضان میں میرے پدر بزرگوار کی خدمت میں آئے تو آپؑ نے فرمایا اے سدیر تمہیں معلوم ہے یہ کون سی راتیں ہیں؟ انہوں نے عرض کیا جی ہاں میں آپؑ پر قربان یہ ماہ رمضان کی راتیں ہیں مگر آپؑ نے یہ کیوں پوچھا؟ میرے والد نے فرمایا کیا تم ان کی تمام راتوں میں سے ہر رات کے اندر اولاد اسماعیل میں سے دس غلام آزاد کرانے کی قدرت رکھتے ہو؟ سدیر نے کہا میرے ماں باپ آپؑ پر قربان میرے پاس اتنا مال تو نہیں ہے تو آپؑ اس میں سے ایک ایک کم کر کے پوچھتے گئے یہاں تک کہ ایک غلام تک پہنچ گئے اور ہر مرتبہ سدیر یہ عرض کرتے گئے کہ نہیں مجھ میں مقدرت نہیں ہے تو آپؑ نے فرمایا کیا تم میں اتنی قدرت نہیں ہے کہ ہر شب ایک روزہ دار مسلمان کو افطار کرادو؟ سدیر نے عرض کی جی ہاں (ایک کو نہیں) بلکہ دس کو (افطار کرا سکتا ہوں) میرے والد نے کہا میرے کہنے کا مقصد بھی یہی تھا اے سدیر تمہارا اپنے برادر مسلم کو افطار کرانا اولاد اسماعیل میں سے ایک غلام آزاد کرانے کے برابر ہے۔

(۱۹۵۴) موسیٰ بن بکر نے حضرت امام ابوالحسن علیہ السلام سے روایت کی ہے آپؑ نے فرمایا کہ تمہارا اپنے روزہ دار بھائی کا افطار کرانا خود تمہارے روزہ رکھنے سے افضل ہے۔

(۱۹۵۵) اور حضرت امام علی ابن الحسین علیہ السلام جس دن روزہ رکھتے تو حکم دیتے اور ایک بکری ذبح کی جاتی اور اس کا

گوشت بنا کر اسے پکایا جاتا جب شام ہوتی تو آپؑ اس دیگچہ پر جھک جاتے یہاں تک کہ روزے کی حالت میں اس کے شوربہ کی خوشبو آپ کے ناک تک پہنچتی پھر فرماتے کہ اچھا پیالے لاؤ اور اس پیالے میں فلاں کے گھر والوں کے لئے اور اس پیالے میں فلاں کے گھر والوں کے لئے بھرو پھر آپؑ کے لئے روٹی اور کھجور لائی جاتی اور آپؑ اس سے افطار کرتے۔

(۱۹۵۶) نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص اس مہینہ میں کسی روزہ دار مومن کو افطار کرائے گا تو اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس کے لئے اسکا ثواب ایک غلام آزاد کرنا اور اس کے گذشتہ گناہوں کی مغفرت ہے۔ تو آپؐ سے عرض کیا گیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہم میں سے ہر ایک میں تو یہ قدرت نہیں کہ ایک روزہ دار کو افطار کرائے۔ آپؐ نے فرمایا اللہ بڑا کریم ہے تم میں سے اگر کوئی ایک پیالہ دودھ میں ملے ہوئے پانی کی بھی مقدرت رکھتا ہو اور اس سے وہ کسی روزہ دار کو افطار کرادے یا صرف ایک گھونٹ آب شیریں سے یا چند کھجوروں سے تو اللہ تعالیٰ اس کو بھی وہی ثواب عطا کرے گا۔

باب : سحری کھانے کا ثواب

(۱۹۵۷) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ سحری کھانے میں برکت ہے میری امت سحری کھانا ہرگز نہ چھوڑے خواہ وہ ایک خشک کھجور کا ناکارہ ٹکڑا ہی کیوں نہ ہو۔

(۱۹۵۸) ایک مرتبہ سماعہ نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روزہ کا ارادہ کرنے والے کے لئے سحری کھانے کے متعلق دریافت کیا تو آپؑ نے فرمایا ماہ رمضان میں سحری کھانے کی بڑی فضیلت ہے خواہ ایک گھونٹ پانی ہی کیوں نہ ہو لیکن مستحب روزوں میں اگر کوئی سحری کھانا پسند کرتا ہے تو کھائے اور چاہے تو نہ کھائے کوئی ہرج نہیں ہے۔

(۱۹۵۹) اور ابو بصیر نے آنجنابؑ سے روزہ دار کے لئے سحری کھانے کے متعلق دریافت کیا کہ کیا روزہ دار کے لئے سحری کھانا واجب ہے؟ تو آپؑ نے فرمایا اگر کوئی شخص نہیں کھانا چاہتا تو نہ کھائے کوئی ہرج نہیں لیکن ماہ رمضان میں افضل ہے کہ سحری کھائے۔ زیادہ پسندیدہ ہے کہ ماہ رمضان میں سحری کھانا ترک نہ کرے۔

(۱۹۶۰) نبی صلی اللہ علی وآلہ وسلم نے فرمایا کہ تم لوگ دن کے روزے میں سحری سے مدد لو اور شب کو عبادت کرنے کے لئے دن کو قیلولہ کرلیا کرو۔

(۱۹۶۱) حضرت امیرالمومنین علیہ السلام سے روایت کی گئی ہے اور انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کی ہے کہ آپؐ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے ملائکہ سحر کے وقت استغفار کرنے والوں اور سحری کھانے والوں پر درود بھیجتے ہیں۔ لہذا تم میں سے ہر ایک سحری کھائے خواہ ایک گھونٹ پانی ہی کیوں نہ ہو۔

اور سب سے افضل و بہتر سحری ستو اور کھجور ہے اور تمہیں کھانے پینے کی پوری آزادی ہے جب تک تمہیں طلوع فجر کا یقین نہ ہو جائے۔

(۱۹۶۲) ایک شخص نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا اگر مجھے طلوع فجر میں شک ہو تو کھاتا رہوں ؟ آپؑ نے فرمایا اس وقت تک کھاؤ جب تک کوئی شک نہ رہے۔

(۱۹۶۳) اور آنجناب علیہ السلام نے فرمایا کہ اگر لوگ سحری کھالیا کریں اور صرف پانی سے افطار کرلیا کریں تو ان میں اتنی قدرت ہوگی کہ ہمیشہ روزہ رکھیں۔

باب : ایک شخص مستحب روزے رکھتا ہے جبکہ اس پر کچھ فرض روزے واجب الادا ہیں

ائمہ طاہرین علیہم السلام کے اخبار واحادیث یہ وارد ہوئی ہیں کہ مستحبی روزہ رکھنا جائز نہیں اس شخص کے لئے جس پر فرض روزہ قضا ہے اور روایت کرنے والوں میں سے حلبی اور ابو الصباح کنانی ہیں جنہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے۔

باب : ماہ رمضان میں نماز

(۱۹۶۴) زرارہ و محمد بن مسلم و فضیل نے حضرت امام محمد باقر و حضرت امام جعفر صادق علیہما السلام سے ماہ رمضان میں نافلہ شب کو جماعت کے ساتھ پڑھنے کے متعلق دریافت کیا تو ان دونوں حضرات نے فرمایا کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب نماز عشاء پڑھ لیتے تو اپنے دولت سرا میں تشریف لیجاتے اور آخر شب مسجد میں آتے اور نماز کے لئے کھڑے ہوجاتے چنانچہ ایک مرتبہ آپ ماہ رمضان کی پہلی شب کو دولت سرا سے نکل کر مسجد میں نماز پڑھنے کے لئے حسب سابق تشریف لائے اور نماز کے لئے کھڑے ہوئے تو لوگوں نے آپؑ کے پیچھے صف باندھ لی آپؑ نے یہ دیکھا تو فوراً گھر واپس چلے گئے۔ اور ان لوگوں کو چھوڑ دیا۔ اور ان لوگوں نے تین شب تک ایسا ہی کیا (کہ آپؑ کے پیچھے صف باندھ لیتے) بالآخر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تیسری شب منبر پر تشریف لے گئے اور حمد وثنائے الہٰی کے بعد ارشاد فرمایا اے لوگو نماز شب ماہ رمضان میں باجماعت پڑھنا بدعت ہے۔ اور نماز چاشت بھی بدعت ہے آگاہ رہو ماہ رمضان میں کسی شب کو بھی نماز شب کے لئے مسجد میں جمع نہ ہونا اور نہ نماز چاشت پڑھنا اس لئے کہ ایسا کرنا گناہ ہے آگاہ رہو یہ بدعت و گمراہی ہے اور ہر گمراہی کا راستہ جہنم کی طرف ہے۔ اس کے بعد منبر سے یہ کہتے ہوئے اترے تھوڑی سی سنت پر عمل زیادہ بدعت پر عمل سے بہتر ہے۔

(۱۹۶۵) ابن مسکان نے حلبی سے روایت کی ہے کہ انہوں نے کہا کہ میں نے ایک مرتبہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ماہ رمضان میں نماز کے متعلق دریافت کیا تو آپؑ نے فرمایا کہ تیرہ رکعتیں ہیں جس میں نماز وتر اور دو رکعتیں

صبح کی قبل فجر بھی شامل ہیں اس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پڑھا کرتے تھے اور میں بھی پڑھا کرتا ہوں اور اگر کچھ اور بہتر ہوتا تو اسے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہرگز ترک نہ کرتے۔

(۱۹۶۶) عبداللہ بن مغیرہ نے عبداللہ بن سنان سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے انکا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے آپؑ سے ماہ رمضان میں نماز کے متعلق دریافت کیا تو آپؑ نے فرمایا کہ تیرہ رکعتیں ہیں جن میں ایک رکعت وتر کی اور دو رکعتیں قبل نماز فجر کی اور اگر کچھ اور زیادہ ہوتیں تو رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس پر عمل کرنے کے زیادہ حقدار تھے اور جن لوگوں نے ماہ رمضان میں زیادہ مستحب رکعتوں کی روایت کی ہے ان میں زرعہ نے سماعہ سے روایت کی ہے اور یہ دونوں واقفیہ ہیں۔

(۱۹۶۷) راوی (ظاہراً سماعہ) کا بیان ہے میں نے آنجنابؑ سے دریافت کیا کہ ماہ رمضان میں کتنی رکعتیں پڑھی جائیں؟ تو آپؑ نے فرمایا جتنی تم رمضان کے علاوہ دنوں میں پڑھا کرتے تھے۔ لیکن یہ ضرور ہے کہ ماہ رمضان تمام مہینوں سے افضل ہے لہذا بندے کو چاہیئے کہ مستحبی نمازیں زیادہ پڑھے۔ پس اگر وہ چاہے اور اس کی قوت اجازت دے تو پہلی رمضان کی شب سے بیس رمضان کی شب تک بیس رکعتیں اس کے علاوہ پڑھے جو وہ غیر ماہ رمضان میں بھی پڑھتا رہتا ہے ان بیس رکعتوں میں سے بارہ رکعت مغرب وعشاء کے درمیان اور آٹھ رکعت عشاء کے بعد اسکے بعد نماز شب آٹھ رکعت جو وہ اسکے قبل پڑھتا آرہا ہے اور نماز وتر کی تین رکعت میں پہلے دو رکعت پڑھ کر سلام پڑھے پھر کھڑا ہو اور ایک رکعت پڑھے اور اس میں قنوت پڑھے تو یہ وتر کی نماز ہے پھر دو رکعت فجر کی پڑھے یہاں تک کہ فجر کی پو پھوٹ جائے (اس طرح) یہ تیرہ رکعتیں ہیں۔

اور جب رمضان کے دس دن باقی رہ جائیں تو اس میں ہر شب کو تیس رکعتیں پڑھے علاوہ ان تیرہ رکعتوں کے۔ تیس رکعتیں اس طرح کہ بائیس رکعت مغرب وعشاء کے درمیان اور آٹھ رکعت نماز عشاء کے بعد پھر تیرہ رکعت نماز شب جیسا کہ بیان ہوا اور اکیسویں اور تیئسویں کی شب دونوں میں اگر قوت اجازت دے تو سو رکعت پڑھے علاوہ نماز شب کی تیرہ رکعت کے اور اسکو چاہیئے کہ صبح تک بیدار رہے اور مستحب ہے کہ اس دوران دعا و نماز وتضرع میں مشغول رہے اس لئے کہ زیادہ امید کی جاتی ہے کہ شب قدر ان ہی دونوں شبوں میں سے کوئی ایک شب ہے۔

اس کتاب کے مصنف علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ اس حدیث کو میں نے اس باب میں تحریر کر دیا ہے باوجودیکہ میں اس سے عدول کئے ہوئے اور اس پر عمل ترک کئے ہوئے ہوں تاکہ ناظرین میری اس کتاب میں دیکھ لیں کہ روایت کرنے والے کیسی روایت کرتے ہیں اور اسی سلسلہ میں میرے اعتقاد سے بھی واقف ہوجائیں کہ میں اس روایت پر عمل میں کوئی ہرج نہیں پاتا۔

باب ماہ رمضان میں سفر کرنے کی کراہت کے متعلق احادیث

(۱۹۶۸) علی بن ابی حمزہ نے ابی بصیر سے روایت کی ہے اس کا بیان ہے کہ میں نے ایک مرتبہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ماہ رمضان میں سفر پر نکلنے کے متعلق دریافت کیا تو آپؑ نے فرمایا (مناسب) نہیں لیکن جو سفر اس سے مستثنیٰ ہیں میں وہ بتاتا ہوں۔ مکہ معظمہ کی طرف سفر کرنا یا فی سبیل اللہ جہاد پر جانا۔ یا اس مال کی طرف جانا جس کے تلف ہونے کا خوف ہو۔ یا اپنے اس بھائی کی طرف جانا جس کی ہلاکت کا خوف ہو اور اس سے مراد وہ بھائی نہیں جو نسبی اور ماں باپ سے ہو (بلکہ برادر ایمانی مراد ہے)

(۱۹۶۹) حلبی نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے اس کا بیان ہے کہ میں نے آنجنابؑ سے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا کہ ماہ رمضان شروع ہوگیا اور وہ اپنے گھر پر مقیم ہے اسکا کہیں جانے کا ارادہ نہیں مگر ماہ رمضان شروع ہونے کے بعد اس نے سفر کا ارادہ کیا۔ یہ سن کر آپؑ خاموش رہے۔ میں نے کئی مرتبہ دریافت کیا تو آپؑ نے فرمایا اس کے لئے افضل و بہتر کہ گھر پر مقیم رہے مگر یہ کہ اس کو کوئی ضروری کام ہو کہ جس کے لئے سفر لازم ہو یا اس کو اپنے کسی مال کے تلف ہونے کا ڈر ہو۔

اس کتاب کے مصنف علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ ماہ رمضان میں سفر سے منع کرنا کراہت کی بنا پر ہے حرام کی بنا پر نہیں ہے۔ اور گھر پر مقیم رہنا اس لئے بہتر ہے کہ روزہ میں قصر نہ کرنا پڑے۔

(۱۹۷۰) علاء نے محمد بن مسلم سے انہوں نے امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آنجنابؑ سے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا گیا کہ جو اپنے گھر مقیم ہے ماہ رمضان میں اس کو سفر درپیش ہوا جبکہ ماہ رمضان کے چند دن گزر بھی چکے ہیں؟ آپؑ نے فرمایا کوئی ہرج نہیں وہ سفر کرے افطار کرے اور روزہ نہ رکھے۔

اور یہی روایت ابان بن عثمان نے بھی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے کی ہے۔

(۱۹۷۱) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا گیا جو اپنے بھائی کو رخصت کرنے کے لئے اس کے ساتھ دو یا تین دن کی مسافت تک گیا۔ آپؑ نے فرمایا اگر رمضان کا مہینہ ہے تو افطار کرے۔ تو دریافت کیا گیا کہ افضل و بہتر کیا ہے گھر پر مقیم رہے اور روزہ رکھے یا اپنے بھائی کو رخصت کرنے جائے؟ آپؑ نے فرمایا وہ اپنے بھائی کو رخصت کرنے جائے اگر وہ رخصت کرنے جائے گا تو اللہ تعالیٰ اس سے روزہ گھٹا لے گا۔

(۱۹۷۲) وشاء نے حمّاد بن عثمان سے روایت کی ہے اس کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا کہ ماہ رمضان میں میرے پاس میرے اصحاب میں سے ایک شخص کی خبر مقام اعوص (جو مدینہ سے چند میل کے فاصلہ پر ہے) سے آئی کیا میں اس سے جا کر ملوں اور روزہ چھوڑ دوں؟ آپؑ نے فرمایا ہاں اس سے جا کر ملاقات کرو اور روزہ چھوڑ

دو۔ میں نے عرض کیا میں اس کے پاس جا کر ملاقات کروں اور روزہ چھوڑ دوں یا گھر پر مقیم رہوں اور روزہ رکھوں؟ آپؑ نے فرمایا اس سے ملاقات کرو اور روزہ چھوڑ دو۔

باب : سفر میں روزہ قصر کرنا واجب ہے

(۱۹۷۳) یحیی بن ابی علاء نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا ماہ رمضان کے اندر سفر میں روزہ رکھنے والا ایسا ہی جیسے کوئی حضر میں روزہ نہ رکھے۔

اس کے بعد آپؑ نے فرمایا کہ ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں آیا اور عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں ماہ رمضان کے اندر سفر میں روزہ رکھوں؟ فرمایا نہیں۔ اس نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم روزہ مجھ پر آسان ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے میری امت کے مریضوں اور مسافروں کو ماہ رمضان میں افطار عطا فرمایا ہے کیا تم میں سے کوئی شخص اس کو پسند کریگا کہ اگر وہ کسی کو کوئی شے عطا کرے اور وہ اسکے عطیہ کو واپس کردے۔

(۱۹۷۴) عبید بن زرارہ نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے قول فمن شھد منکم الشھر فلیصمه (البقرہ ۱۸۵)(تم میں سے جو شخص اس مہینے میں اپنی جگہ پر ہو تو اسے چاہیئے کہ روزہ رکھے) کے متعلق سوال کیا تو آپؑ نے فرمایا کتنی واضح بات ہے کہ جو مہینہ کا چاند دیکھے وہ روزہ رکھے اور جو شخص سفر کرے وہ روزہ نہ رکھے۔

(۱۹۷۵) محمد بن حکیم نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ اگر کوئی شخص سفر میں روزہ رکھے ہوئے مرجائے تو میں اس کی نماز جنازہ نہیں پڑھوں گا۔

(۱۹۷۶) حریز نے زرارہ سے اور انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان لوگوں کا نام عصاۃ (گناہگار) رکھا جنہوں نے قصر کرنے اور افطار کرنے کے وقت روزہ رکھا۔ آپؑ نے فرمایا چنانچہ وہ لوگ قیامت تک عصاۃ ہی رہیں گے اور ہم ان کی اولاد اور اولاد در اولاد کو آج تک پہچانتے ہیں۔

(۱۹۷۷) عیص بن قاسم نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ جب کوئی شخص ماہ رمضان میں سفر کے لئے نکلے تو روزہ توڑ دے نیز فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مدینہ سے مکہ کی طرف ماہ رمضان میں چلے تو بہت سے لوگ آپؑ کے ساتھ تھے جن میں کچھ پیادہ بھی چل رہے تھے جب آپؑ مقام کراع الغمیم (مکہ اور مدینے کے درمیان ایک مقام) پہنچے تو ظہر و عصر کے درمیان ایک پیالہ پانی منگوایا اور اسے پی کر افطار کرلیا آپؑ کے ساتھ لوگوں نے بھی افطار کیا مگر چند لوگ اپنے روزے پر باقی رہے (افطار نہیں کیا) تو آپؑ نے ان کا نام عصاۃ (نافرمان) رکھدیا اس لئے کہ عمل کی بنیاد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حکم پر ہے۔

(۱۹۷۸) ابان بن تغلب سے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے بیان فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ میری امت کے نیک لوگ جب سفر کرتے ہیں تو افطار کرتے ہیں، قصر کرتے ہیں، جب نیکی کرتے ہیں تو خوش ہوتے ہیں جب ان سے برائی سرزد ہوتی ہے تو اللہ سے طالبِ مغفرت ہوتے ہیں۔ اور میری امت کے برے لوگ نعمتوں میں پیدا ہوتے ہیں اچھے اچھے کھانے کھاتے ہیں نرم اور عمدہ لباس پہنتے ہیں مگر جب بات کرتے ہیں تو سچ نہیں بولتے۔

(۱۹۷۹) ابن محبوب نے ابی ایوب سے انہوں نے عمّار بن مروان سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے اسکا بیان ہے کہ میں نے آنجنابؑ کو فرماتے ہوئے سنا وہ فرما رہے تھے کہ جو شخص سفر کرے تو وہ روزہ افطار کرے اور نماز قصر کرے سوائے ان لوگوں کے جن کا سفر شکار کے لئے ہو یا اللہ تعالیٰ کی معصیت کے لئے ہو یا ایسے شخص کا فرستادہ جو اللہ کی معصیت کرتا ہو یا دشمن کی تلاش میں چلا ہو یا دشمنی کے لئے جارہا ہو یا حاکم کے پاس کسی کی چغل خوری کے لئے جائے یا سفر مسلمانوں کے گروہ کو ضرر پہنچانے کے قصد سے ہو۔

(۱۹۸۰) اور آپؑ نے فرمایا کہ ماہ رمضان میں انسان روزہ اسی وقت افطار کرے گا جب اس کا سفر راہ حق و مباح میں ہو۔

اس کتاب کے مصنف علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ میں نے اس کتاب کے ابواب صلوٰۃ میں مسافر کے قصر کے متعلق احادیث تحریر کر دی ہیں نیز یہ کہ کس حد پر قصر ہوگا اور کون لوگ نماز پوری پڑھیں گے۔

باب : سفر میں مستحب روزے

(۱۹۸۱) امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ سفر میں روزہ رکھنا نیکی نہیں ہے۔

(۱۹۸۲) حلبی نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ سے ایک ایسے شخص کے متعلق سوال کیا گیا کہ جو اپنے گھر سے سفر کے ارادے سے نکلا جبکہ وہ روزے سے تھا۔ آپؑ نے فرمایا اگر وہ دوپہر سے پہلے نکلا ہے تو روزہ افطار کرے اور اس دن کی قضا کرے اور اگر بعد زوال نکلا ہے تو اس دن کا روزہ پورا کرے۔

(۱۹۸۳) علاء نے محمد بن مسلم سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا جب کوئی شخص ماہ رمضان میں سفر کرے اور بعد زوال گھر سے نکلے تو وہ اس دن کا روزہ پورا کرے اور اسکا اس دن کا روزہ ماہ رمضان میں شمار ہوگا۔ اور اگر بعد طلوع فجر (منزل پر) پہنچا ہے تو اس پر اس دن کا روزہ نہیں ہے مگر وہ چاہے تو رکھ لے۔

(۱۹۸۴) اور رفاعہ بن موسیٰ کی روایت میں ہے جو اس نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے کی ہے راوی کا بیان ہے کہ میں نے آنجنابؑ سے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا جو ماہ رمضان میں اپنے گھر سفر سے واپس آرہا ہے اور ایسا نظر آتا ہے کہ وہ اپنے گھر والوں میں بعد طلوع آفتاب یا ذرا دن چڑھے پہنچ جائے گا۔ آپؑ نے فرمایا کہ جب فجر طلوع ہو گئی اور ابھی تک وہ باہر ہی ہے گھر نہیں پہنچا تو اسکو اختیار ہے چاہے اس دن روزہ رکھے اور چاہے افطار کرلے۔

(۱۹۸۵) یونس بن عبدالرحمن نے حضرت امام موسیٰ بن جعفر علیہما السلام سے روایت کی ہے آپؑ نے ایک ایسے مسافر کے لئے فرمایا جو قبل زوال اپنے گھر حالت جنب میں واپس پہنچا اور ابھی تک کچھ کھایا پیا نہیں تو وہ اپنے اس دن کے روزے کو پورا کرے اس پر اسکی قضا نہیں؟ انہوں نے کہا کہ (یہ اس صورت میں ہے کہ) جب اسکی جنابت احتلام سے ہوئی ہو۔

(۱۹۸۶) اور عبداللہ بن سنان نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا جس نے اپنی کنیز کے ساتھ ماہ رمضان میں دن کے وقت سفر میں مجامعت کی۔آپؑ نے فرمایا کہ اس شخص نے ماہ رمضان کے حق کو نہیں پہچانا اس کے لئے رات کا وقت بہت طویل تھا۔راوی کا بیان ہے کہ میں نے عرض کیا (اس میں ہرج ہی کیا ہوا) کیا وہ دن کے وقت کھاتا پیتا نہیں رہا ہے آپؑ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے سفر کی صعوبت و تھکاوٹ کی وجہ سے مسافر کو اجازت دی ہے کہ وہ روزہ افطار کرے اور نماز قصر کرے اس کی اجازت تو نہیں دی ہے کہ وہ ماہ رمضان میں دن کے وقت سفر میں عورتوں سے مجامعت کرے اور اس نے اس پر روزے کی قضا واجب کی ہے نماز کی قضا تو واجب نہیں کی ، ہاں جب سفر سے واپس آئے تو پوری نماز پڑھے۔

اور میں جب ماہ رمضان میں سفر کرتا ہوں تو پوری غذا نہیں کھاتا اور نہ پورا سیر ہو کر پانی پیتا ہوں۔اور سفر میں قصر کرنے والے کے لئے جماع کو منع کیا گیا تو یہ منع بربنائے کراہت ہے نہ کہ منع بربنائے حرمت۔

(۱۹۸۷) حلبی نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے راوی کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے آنجنابؑ سے عرض کیا کہ ایک شخص نے سفر میں روزہ رکھا تو آپؑ نے فرمایا کہ اگر اس کے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ حکم پہنچا ہے کہ آپؑ نے اس سے منع کیا ہے تو وہ اس دن کے روزے کی قضا رکھے گا اور اگر اس کے پاس یہ حکم نہیں پہنچا ہے تو اس پر کوئی الزام نہیں۔

باب : حائضہ اور استحاضہ کا روزہ

(۱۹۸۸) ابو الصباح کنانی نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے ایک ایسی عورت کے متعلق جس نے روزہ رکھے ہوئے صبح کی مگر جب ذرا دن چڑھا یا بعد زوال اس کو حیض آگیا کیا وہ روزہ توڑ دے؟ آپؑ نے فرمایا ہاں اگر مغرب سے قبل بھی حیض آجائے تو روزہ توڑ دے نیز ایک ایسی عورت کے لئے جو ماہ رمضان میں دن کے اول حصہ میں دیکھتی ہے کہ حیض سے پاک ہو گئی لیکن ابھی اس نے غسل نہیں کیا ہے اور نہ ابھی کچھ کھایا پیا ہے تو اب وہ اس روز کیا کرے؟ آپؑ نے فرمایا ابھی آج تو وہ خون سے پاک ہوئی (ابھی اس کے لئے روزہ نہیں ہے)۔

(۱۹۸۹) علی بن مہزیار سے روایت ہے اسکا بیان ہے کہ میں نے آنجناب علیہ السلام کو خط لکھکر دریافت کیا کہ ایک عورت ماہ رمضان کی پہلی تاریخ کو حیض یا نفاس سے پاک ہوئی پھر اس کو استحاضہ شروع ہو گیا تو اس نے پورے ماہ

رمضان نماز پڑھی اور روزے رکھے بغیر وہ عمل کئے ہوئے (یعنی) جو استحاضہ والی عورتیں ہر دو نمازوں کے لئے غسل کرتی ہیں کیا اس کا یہ روزہ اور اسکی یہ نماز جائز ہے؟ تو آپؑ نے جواب میں تحریر فرمایا وہ روزہ کی قضا کرے گی نماز کی قضا نہیں کرے گی اس لئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی ازواج مومنات کو یہی ہدایت فرمایا کرتے تھے۔

(۱۹۹۰) سماعہ سے روایت ہے اس کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے استحاضہ والی عورت کے متعلق دریافت کیا تو آپؑ نے فرمایا کہ وہ روزہ رکھے گی سوائے ان ایام کے جن میں اس کو حیض آتا ہے۔ وہ ایام حیض کی قضا بعد میں کرے گی۔

(۱۹۹۱) اور عبدالرحمن بن حجاج نے حضرت ابوالحسن علیہ السلام سے ایک ایسی عورت کے متعلق دریافت کیا جس کے بعد عصر بچہ پیدا ہوا۔ کیا وہ اس دن کے روزہ کو پورا کرے یا افطار کرے؟ آپؑ نے فرمایا افطار کرے اور اس دن کی قضا بعد میں بجا لائے۔

(۱۹۹۲) عیص بن قاسم نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے اس کا بیان ہے کہ میں نے ایک مرتبہ آنجنابؑ سے ایک ایسی عورت کے متعلق دریافت کیا جسے ماہ رمضان میں غروب آفتاب سے پہلے خون حیض آگیا؟ آپؑ نے فرمایا جس وقت حیض آیا وہ افطار کرلے۔

(۱۹۹۳) علی بن حکم نے ابی حمزہ سے انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے اس کا بیان ہے کہ میں نے آنجنابؑ سے ایک ایسی عورت کے متعلق دریافت کیا جو ماہ رمضان میں بیمار پڑ گئی یا اس کو حیض آگیا یا سفر پر چلی گئی اور ماہ رمضان ختم ہونے سے پہلے مرگئی۔ کیا اس کے روزوں کی قضا کی جائے گی؟ آپؑ نے فرمایا کہ بیماری اور حیض کے زمانہ کی تو قضا نہ ہوگی مگر سفر کے زمانے کی قضا ہوگی۔

(۱۹۹۴) ابن مسکان نے محمد بن جعفر سے روایت کی ہے کہ انہوں نے بیان کیا میں نے ایک مرتبہ حضرت امام ابوالحسن علیہ السلام سے عرض کیا کہ میری عورت نے دو ماہ کے روزے کی نذر کی تو اس کے بچہ پیدا ہوا اور اس کے بعد اسے پھر حمل قرار پا گیا اور وہ روزے رکھنے پر قادر نہیں رہی؟ آپؑ نے فرمایا وہ ہر روزے کے بدلے ایک مد طعام کسی مسکین کو صدقہ دیدے۔

باب : ماہ رمضان کے روزوں کی قضا

(۱۹۹۵) عقبہ بن خالد نے حضرت امام جعفر علیہ السلام سے روایت کی ہے ایک ایسے شخص کے متعلق جو ماہ رمضان میں بیمار پڑا رہا اور جب صحت یاب ہوا تو حج کو چلا گیا اب وہ کیا کرے؟ آپ نے فرمایا جب حج سے واپس ہو تو روزوں کی قضا بجا لائے۔

(۱۹۹۶) عبدالرحمن بن ابی عبداللہ نے آنجناب علیہ السلام سے ذی الحجہ کے مہینے میں ماہ رمضان کے روزوں کی قضا بلا

تسلسل رکھنے کے متعلق دریافت کیا تو آپؑ نے فرمایا کہ اس کی قضا ماہ ذی الحجہ میں کرو اور اگر چاہو تو بلا تسلسل رکھ لو۔

(۱۹۹۷) حلبی نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ اگر کسی شخص پر ماہ رمضان کے روزوں میں سے کچھ قضا باقی ہو تو جس مہینہ میں چاہے اسکی قضا مسلسل دنوں میں رکھے اور اگر مسلسل نہ رکھ سکتا ہو تو جیسے چاہے رکھے دنوں کا شمار کر کے متفرق رکھے تو بھی بہتر ہے اور مسلسل رکھے تو بھی بہتر ہے۔

(۱۹۹۸) سلیمان بن جعفر جعفری نے حضرت ابوالحسن امام رضا علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا جس پر ماہ رمضان کے چند دنوں کے روزے قضا ہیں کیا وہ ان کو متفرق طور پر رکھے؟ آپؑ نے فرمایا اگر ماہ رمضان کے قضا روزے متفرق طور پر رکھے تو کوئی ہرج نہیں ہے اور جو روزے متفرق طور پر نہیں رکھ سکتے وہ کفارہِ ظہار و کفارہِ قتل و کفارہِ حلف ہیں۔

(۱۹۹۹) جمیل نے زرارہ سے انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے متعلق روایت کی ہے جو بیمار پڑا ماہ رمضان آیا اور چلا گیا اور اسکی بیماری کا سلسلہ چلتا رہا یہاں تک کہ دوسرا ماہ رمضان بھی آگیا؟ آپؑ نے فرمایا کہ وہ پہلے رمضان کے لئے صدقہ نکالے اور دوسرے رمضان کا روزہ رکھے۔ اور اگر وہ ان دونوں رمضان کے درمیان صحیح ہو گیا تھا مگر اس نے روزہ نہیں رکھا یہاں تک کہ دوسرا رمضان آگیا تو وہ دونوں رمضان کے روزے رکھے گا اور پہلے رمضان کے روزوں کا صدقہ بھی دے گا۔

(۲۰۰۰) ابن محبوب نے حارث بن محمد سے انہوں نے برید عجلی سے انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا جو ایک دن ماہ رمضان کا قضا روزہ رکھے ہوئے تھا کہ اسی میں اس نے اپنی زوجہ سے مجامعت کر لی۔ آپؑ نے فرمایا اگر اس نے یہ مجامعت قبل زوال کی ہے تو اس پر کچھ نہیں ہے اور اگر اس نے یہ مجامعت بعد زوال کی ہے تو وہ دس مسکینوں کو فی مسکین ایک مد تصدق کرے اور اگر اسکی قدرت نہیں رکھتا تو اس دن کے بدلے ایک دن روزہ رکھے اور اپنے کئے کے کفارہ میں تین دن اور روزہ رکھے۔

اور یہ بھی روایت کی گئی ہے کہ اگر اس نے قبل زوال روزہ توڑ لیا تو اس پر کچھ نہیں ہے اور اگر اس نے بعد زوال روزہ توڑا ہے تو اس پر وہی کفارہ لازم ہوگا جو ماہ رمضان میں ایک روزہ توڑنے پر لازم آتا ہے۔

(۲۰۰۱) سماعہ نے ابی بصیر سے روایت کی ہے اس کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک ایسی عورت کے متعلق دریافت کیا جو ماہ رمضان کا قضا روزہ رکھے ہوئے تھی کہ اس کے شوہر نے اس پر روزہ توڑنے کے لئے زبردستی کی آپؑ نے فرمایا اگر اسکے شوہر نے بعد زوال آفتاب زبردستی کی ہے تو وہ اس کا سزاوار نہ تھا۔

(۲۰۰۲) سماعہ نے آنجنابؑ کے اس قول کے متعلق دریافت کیا کہ روزہ دار کو زوال آفتاب تک اختیار ہے تو آپؑ نے فرمایا کہ یہ واجب روزہ کے لئے ہے اور مستحب روزے کے لئے اسے غروب آفتاب تک اختیار ہے جب چاہے روزہ توڑ دے۔

(۲۰۰۳) ابن فضال نے صالح بن عبداللہ خثعمی سے روایت کی ہے اسکا بیان ہے کہ میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا کہ ایک شخص نے روزہ کی نیت کرلی تھی کہ اسکا برادر مومن آیا اور اس نے اس سے روزہ افطار کرنے کی درخواست کی تو کیا وہ افطار کرلے؟ آپؑ نے فرمایا اگر وہ مستحب روزہ تھا تو اسکے لئے افطار جائز اور مناسب ہے اور اگر یہ فرض روزہ کی قضا ہے تو وہ اس روزہ کو پورا کرے گا۔ اور جب کوئی شخص صبح کرے اور اسکی روزہ رکھنے کی نیت نہ ہو پھر یک بیک اسکا ارادہ ہوجائے تو وہ روزہ رکھ سکتا ہے۔

(۲۰۰۴) اور آنجناب علیہ السلام سے ایک مستحب روزہ رکھنے والے کے لئے دریافت کیا گیا جسے کوئی ضرورت پیش آگئی تو آپؑ نے فرمایا کہ اسکو عصر تک اختیار ہے اور اگر وہ عصر تک ٹہرا رہا پھر اسکے جی میں آیا کہ روزہ رکھ لے مگر ابھی تک روزہ کی نیت نہیں کی تھی تو اس کو اختیار ہے اگر چاہے تو اس دن کا روزہ رکھ لے۔

اور جب کوئی عورت ابھی دن کا کوئی حصہ باقی ہے کہ حیض سے پاک ہوجائے تو وہ تادیباً دن کے بقیہ حصہ میں روزہ رکھے اور اس پر اس دن کے روزے کی قضا (لازم) ہے۔

اور اگر ابھی دن کا کچھ حصہ باقی ہے کہ اس کو حیض آگیا تو وہ افطار کرلے اور اس پر اس دن کی قضا لازم ہے۔

اور اگر کسی شخص پر پے در پے دو مہینے کے روزے واجب ہیں اور اس نے ایک مہینہ روزہ رکھ لیے اور ابھی دوسرے مہینہ کا ایک دن بھی روزہ نہیں رکھا تھا تو اس کے لئے ایک مہینہ کے روزے کافی نہیں وہ از سر نو روزہ رکھے گا لیکن یہ کہ اس نے بیماری کی وجہ سے روزہ توڑ لیا ہو۔ تو ایسی صورت میں جہاں سے چھوڑا تھا وہیں سے روزہ رکھے اس لئے کہ یہ رکاوٹ اللہ کی طرف سے تھی اور اگر اس نے ایک ماہ روزے رکھ کر دوسرے ماہ کے بھی چند دن روزے رکھ لئے ہیں اور پھر روزہ کا سلسلہ توڑا ہے تو جہاں سے چھوڑا ہے وہیں سے روزہ شروع کرے۔

(۲۰۰۵) موسیٰ بن بکر نے فضیل سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے ایک ایسے شخص کے متعلق فرمایا جس پر ایک ماہ کا روزہ واجب تھا اس نے پندرہ دن روزے رکھ لئے اور اب اس کو کوئی امر پیش آگیا؟ تو آپؑ نے فرمایا اگر اس نے پندرہ روزے رکھ لئے ہیں تو بقیہ کو وہ پورا کرے گا اور اگر پندرہ دن سے کم رکھے ہیں تو پھر سے پورے مہینہ کے روزے رکھے گا۔

(۲۰۰۶) منصور بن حازم نے آنجناب علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے ایک ایسے شخص کے متعلق فرمایا کہ جس نے ماہ شعبان میں کفارہ ظہار رکھنا شروع کیا پھر ماہ رمضان آگیا آپؑ نے فرمایا کہ وہ ماہ رمضان کے روزے رکھے گا اور پھر سے کفارہِ ظہار کے روزے شروع کرے گا اور اگر وہ نصف سے زیادہ روزے رکھ چکا تھا تو بقیہ کو پورا کرے گا۔

(۲۰۰۷) ابن محبوب نے ابی ایوب سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے ایک شخص کے ذمہ دو مہینے کے پے در پے مسلسل کفارہِ ظہار کے روزے ہیں تو اس نے ذی القعدہ میں روزے رکھے اور ذی الحجہ

شروع ہو گیا آپ نے فرمایا کہ وہ پورے ذی الحجہ میں روزے رکھے گا سوائے ایام تشریق کے پھر وہ پہلی محرم سے تین دن روزے رکھ کر اسے پورا کرے گا تو اس کے دو مہینے کے پے درپے اور مسلسل روزے پورے ہو جائیں گے۔ نیز فرمایا کہ اس کے لئے جائز نہیں جب تک ایام تشریق کے تین دن کے روزوں کی قضا محرم کی پہلی سے نہ رکھ لے اپنی زوجہ سے مقاربت کرے۔ اور اس میں کوئی ہرج نہیں اگر کوئی شخص ایک مہینہ روزہ رکھ کر اس سے متصل دوسرے مہینہ کے چند دن روزہ رکھ لے پھر کسی سبب سے تسلسل منقطع کرنا پڑے پھر پورے بقیہ روزے رکھکر دو مہینے پورے کرے۔

باب : میت کے قضا روزے

(۲۰۰۸) ابان بن عثمان نے ابی مریم انصاری سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ اگر کوئی شخص ماہ رمضان کے چند روزے رکھنے کے بعد بیمار پڑ گیا اور مسلسل بیمار رہا یہاں تک کہ مر گیا تو اس پر کوئی قضا نہیں ہے اور اگر وہ صحتیاب ہو گیا اس کے بعد بیمار پڑا اور مر گیا اور اسکا چھوڑا ہوا مال ہے تو اسکے مال سے ہر دن کے بدلے ایک مد طعام تصدق کیا جائے گا اور اگر اس کا کوئی چھوڑا ہوا مال نہیں ہے تو اس کا ولی اسکی طرف سے روزہ رکھے گا۔

اور اگر کوئی شخص مر جائے اور اس پر رمضان کے روزوں کی قضا ہو تو اس کے ولی پر اس کی قضا لازم ہے اور اس طرح جس شخص کا روزہ سفر میں یا بیماری میں چھوٹ گیا ہو قبل اسکے کہ وہ اتنے دن صحتمند رہتا کہ اپنے روزہ کی قضا رکھ لیتا وہ اپنے مرض ہی میں مر گیا اگر ایسا ہے تو اس پر کوئی قضا نہیں ہے اور اگر میت کے دو ولی ہیں تو مردوں کے اندر ان دونوں میں سے جو بڑا ہے اس پر لازم ہے کہ اسکی قضا رکھے اور اگر مردوں میں سے اسکا کوئی ولی نہیں ہے تو عورتوں میں سے جو اسکی ولی ہوگی وہ اسکی طرف سے قضا روزے رکھے گی۔

(۲۰۰۹) اور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ اگر کوئی شخص مر جائے اور اس پر ماہ رمضان کے روزے قضا ہوں تو اسکے گھر والوں میں جو چاہے اسکی طرف سے قضا روزے رکھے۔

(۲۰۱۰) اور محمد بن حسن صفار رضی اللہ عنہ نے حضرت ابو محمد امام حسن عسکری علیہ السلام کو خط لکھکر ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا جو مر گیا ہے اور اسکے ماہ رمضان کے دس روزے قضا ہیں اور اس کے دو ولی ہیں کیا یہ جائز ہے کہ وہ دونوں اسکے قضا روزے رکھیں یا پانچ روزے ایک ولی رکھے اور پانچ روزے دوسرا ولی رکھے؟ تو آپؑ کی طرف سے جواب خط آیا کہ اسکا سب سے بڑا ولی اسکی طرف سے دس روزے رکھے گا۔ ان شاء اللہ تعالیٰ ۔

باب : نذر کے روزے کا کفارہ

(۲۰۱۱) احمد بن محمد بن ابی نصر بزنطی نے حضرت ابوالحسن رضا علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے متعلق روایت کی ہے جس نے نذر کی تھی کہ اگر میں بیماری سے صحتیاب ہو گیا یا قید سے چھوٹ گیا تو ہر چہار شنبہ کو روزہ رکھوں گا اور یہی اسکی رہائی کا دن تھا مگر وہ اس نذر کو پورا کرنے سے عاجز رہا بیماری کی بنا پر یا کسی اور سبب سے اور اللہ تعالیٰ نے اس کی عمر بھی بہت طویل کر دی اور اب اس نذر کے کفارہ کے بہت زیادہ روزے جمع ہو گئے؟ آپؑ نے فرمایا ہر ایک دن کے روزے کے عوض ایک مد گیہوں یا کھجور تصدق کر دے۔

(۲۰۱۲) اور ادریس بن زید وعلی بن ادریس کی روایت میں ہے جو ان دونوں نے حضرت امام رضا علیہ السلام سے کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ وہ ہر دن کے عوض ایک مد گیہوں یا جو تصدق کرے گا۔

باب : اجازت سے روزہ

(۲۰۱۳) فضیل بن یسار نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جب کوئی شخص کسی شہر میں جاتا ہے تو اس شہر میں جتنے اسکے ہم مذہب ہیں وہ انکا مہمان ہوتا ہے اس وقت تک کہ جب وہ وہاں سے کوچ کر جائے۔ اور اس مہمان کے لئے یہ جائز نہیں کہ بغیر انکی اجازت کے روزہ رکھے تاکہ ان لوگوں نے اس کے لئے جو تیار کیا ہے وہ خراب اور فاسد نہ ہو جائے۔ اور ان میزبانوں کے لئے بھی یہ جائز نہیں کہ بغیر مہمان کی اجازت کے روزہ رکھیں تاکہ وہ مہمان اپنے میزبانوں کو شرمندہ نہ کرے اور باوجودیکہ اسکو خواہش ہو مگر وہ غذا (کھانا) اپنے میزبانوں کے لئے چھوڑ دے۔

(۲۰۱۴) نشیط بن صالح نے ہشام بن حکم سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق سے روایت کی ہے آپؑ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ مہمان کی سمجھداری یہ ہے کہ وہ بغیر اپنے میزبان کی اجازت کے مستحب روزہ نہ رکھے۔ اور عورت کی اطاعت یہ ہے کہ بغیر اپنے شوہر کی اجازت کے مستحب روزہ نہ رکھے۔ اور غلام کی بھلائی اور اطاعت یہ ہے کہ بغیر اپنے مالک کی اجازت کے مستحب روزہ نہ رکھے اور بیٹے کا اچھا برتاؤ اپنے والدین کے ساتھ یہ ہے کہ وہ اپنے والدین کی اجازت کے بغیر مستحب روزہ نہ رکھے۔ ورنہ مہمان ناسمجھ وجاہل، عورت نافرمان اور بیٹا عاق سمجھا جائے گا۔

باب : ماہ رمضان کی شبہائے مخصوصہ میں غسل اور عشرہ آخر و شب قدر کے متعلق

احادیث

(۲۰۱۵) علاء نے محمد بن مسلم سے انہوں نے ان دونوں ائمہ علیہم السلام میں سے کسی ایک سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ ماہ رمضان کی تین شبوں میں غسل کیا جائے۔ انیسویں کی شب، اکیسویں کی شب اور تیئیسویں کی شب۔ انیسویں کو حضرت امیرالمومنین علیہ السلام زخمی ہوئے اور اکیسویں کو آپؑ نے رحلت فرمائی۔ نیز فرمایا کہ غسل اول شب میں ہو جو آخر شب تک کیلئے کافی ہوگا۔

(۲۰۱۶) اور یہ روایت بھی کی گئی کہ ستائیسویں کی شب کو غسل کرنا چاہیئے۔

(۲۰۱۷) اور زرارہ اور فضیل نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے آپ نے فرمایا کہ ماہ رمضان میں غسل غروب آفتاب سے ذرا قبل ہونا چاہیئے پھر مغرب کی نماز پڑھے اور افطار کرے۔

(۲۰۱۸) سماعہ نے ابی بصیر سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے آپؑ نے فرمایا کہ جب ماہ رمضان کا آخری عشرہ آتا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کمربستہ ہوتے، عورتوں سے پرہیز کرتے، شب بیداریاں کرتے اور عبادت کیلئے ہر کام سے خود کو فارغ کرلیتے۔

(۲۰۱۹) اور سلیمان جعفری نے حضرت ابوالحسن علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ ماہ رمضان کی اکیسویں کی شب اور تیئیسویں کی شب سو (۱۰۰) رکعت نماز پڑھو ہر رکعت میں ایک مرتبہ سورہ الحمد اور دس مرتبہ سورہ قل ھو اللہ احد پڑھو۔

(۲۰۲۰) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ ماہ رمضان کی انیسویں کی شب میں قدر (تخمینہ) کیا جاتا ہے اکیسویں کی شب میں قضا (فیصلہ) کیا جاتا ہے اور تیئیسویں کی شب اسکو ابرام (قطعی) کردیا جاتا ہے کہ سال بھر میں کیا ہوتا ہے اور اس کے مثل اور باتیں بھی، ویسے اللہ تعالیٰ (قادر ہے) اپنی مخلوق کیلئے جو چاہتا ہے کرتا ہے۔

(۲۰۲۱) رفاعہ نے ان ہی جناب علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ سال کی سب سے پہلی شب اور آخری شب (شب عیدالفطر) شب قدر ہے۔

(۲۰۲۲) ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خواب میں دیکھا کہ میرے بعد میرے منبر پر بنی امیہ اچک رہے ہیں اور لوگوں کو زبردستی سیدھے راستے سے گمراہ کررہے ہیں تو صبح کو بہت محزون و مغموم اٹھے اتنے میں حضرت جبرئیل نازل ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ کیا بات ہے کہ میں آپ کو محزون و مغموم پا رہا ہوں؟ آپ نے فرمایا کہ اے جبرئیل میں نے آج کی شب خواب میں دیکھا کہ میرے بعد بنی امیہ میرے منبر پر اچکیں گے اور لوگوں کو جبراً راہ حق سے گمراہ کریں

گے ۔ حضرت جبرئیل نے کہا اس ذات کی قسم جس نے حق کے ساتھ آپ کو نبی بنا کر بھیجا ہے یہ ایسی بات ہے کہ جسکی مجھ کو اطلاع نہیں ۔ پھر وہ آسمان کی طرف پرواز کر گئے اور یہ آیت لیکر نازل ہوئے افرأیت ان متعنا هم سنين ثم جاء هم ماکانوا يوعدون ما اغنى عنهم ماكانوا يمتعون (کیا تم نے غور کیا کہ اگر ہم انکو سالہا سال چین کرنے دیں اس کے بعد جس عذاب کا ان سے وعدہ کیا جاتا ہے ان کے پاس آپہنچے تو جن چیزوں سے یہ چین وآرام کیا کرتے تھے ان میں سے کچھ بھی تو کام نہ آئے گا) (سورۂ شعرا آیت ۲۰۵ تا ۲۰۷) ان پر نازل کیا انا انزلنا فی لیلة القدر و ما ادراک ما لیلة القدر ○ لیلة القدر خیر من الف شهر پس اپنے نبی کیلئے لیلۃ القدر کو بنی امیہ کی ایک ہزار مہینے کی حکومت سے بہتر قرار دیا۔

(۲۰۲۳) ایک شخص نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا مجھے بتائیں کہ شب قدر آچکی یا ہر سال آتی ہے؟ تو آپؑ نے فرمایا کہ اگر شب قدر اٹھالی جائے تو پھر قرآن ہی اٹھالیا جائیگا۔

(۲۰۲۴) حمران نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے اللہ تعالیٰ کے قول انا انزلنا فی لیلة مباركة (سورہ دخان ۳) کے متعلق دریافت کیا تو آپؑ نے فرمایا یہ شب قدر ہے اور ہر سال ماہ رمضان کے عشرہ آخر میں آتی ہے اور قرآن صرف شب قدر ہی میں نازل ہوا ۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے فيها يفرق كل امر حكيم سورہ دخان آیت نمبر ۴ ۔ (اسی رات کو تمام دنیا کے حکمت و مصلحت کے سال بھر کے کام فیصل کئے جاتے ہیں) آپؑ نے فرمایا شب قدر میں وہ تمام امور جو سال آئندہ تک ہونے والے ہیں طے کئے جاتے ہیں خواہ اچھے ہوں یا اطاعت کے ہوں یا معصیت کے پیدائش کے ہوں یا موت کے یا رزق و روزی کے ۔ اور اس رات میں جو کچھ طے یا فیصل کیا جاتا ہے وہ حتمی ہوتا ہے مگر اللہ کی اس میں پھر بھی مشیت ہے (کہ اسکو حتمی رکھے یا نہ رکھے) راوی کا بیان ہے کہ میں نے عرض کیا کہ لیلة القدر خير من الف شهر (شب قدر ہزار مہینوں سے بہتر ہے) اس سے کیا مراد ہے ؟ آپؑ نے فرمایا اس سے شب قدر میں عمل صالح مراد ہے اور اگر اللہ تعالی اس میں مومنین کیلئے انکے ثواب کو کئی گنا نہ کرتا تو وہ اپنے درجات کو نہ پہنچتے اس لئے اللہ تعالیٰ ان کی نیکیوں کو کئی گنا بڑھا دیتا ہے ۔

(۲۰۲۵) اور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا گیا کہ شب قدر ایک ہزار مہینوں سے کیونکر بہتر ہوتی ہے تو آپؑ نے فرمایا اسکا ایک عمل نیک ایسے ایک ہزار مہینوں کے عمل سے بہتر ہے جس میں شب قدر کا شمار نہ ہو ۔

(۲۰۲۶) علی بن حمزہ نے ابی بصیر سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ توریت ساتویں رمضان گزر کر نازل ہوئی ، انجیل بارہ رمضان گزر کر نازل ہوئی اور زبور اٹھارہ رمضان کی شب کو نازل ہوئی اور قرآن شب قدر میں نازل ہوا ۔

(۲۰۲۷) علاء نے محمد بن مسلم سے اور انہوں نے ان دونوں ائمہ علیہما السلام میں کسی ایک سے روایت کی ہے اس کا بیان ہے کہ میں نے آنجنابؑ سے شب قدر کی پہچان کے متعلق دریافت کیا تو آپؑ نے فرمایا اس کی علامت یہ ہے کہ اس شب کی ہوا پاک وطیب ہوتی اگر موسم سرد ہے تو اسکی ہوا میں گرمی ہوگی اور موسم گرم ہے تو اسکی ہوا ٹھنڈی اور پر کیف ہوگی ۔

(۲۰۲۸) نیز آنجناب علیہ السلام سے شب قدر کے متعلق دریافت کیا گیا تو آپؑ نے فرمایا اس میں ملائکہ اور کاتبین آسمان دنیا کی طرف نازل ہوتے ہیں اور اس سال میں جو امور واقع ہونے والے ہیں اسکو اور بندوں پر جو مصیبت آنے والی ہے اسکو تحریر کر لیتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے سامنے پیش کر دیتے ہیں یہ اس کی مشیت پر موقوف ہے جس امر کو چاہے مقدم کرے اور جس کو چاہے موخر کر دے، جسکو چاہے مٹا دے اور جو چاہے اسکی جگہ لکھ دے۔ اور اصل کتاب اسی کے پاس ہے۔

(۲۰۲۹) علی بن حمزہ سے روایت کی گئی ہے انکا بیان ہے ایک مرتبہ میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر تھا کہ ابو بصیر نے آپؑ سے عرض کیا میں آپؑ پر قربان وہ رات جس میں اللہ تعالیٰ سے دعائیں مانگی جاتی ہیں وہ کون سی رات ہے؟ آپؑ نے فرمایا وہ اکیسویں یا تیئیسویں (ماہ رمضان) کی شب ہے۔ انہوں نے پوچھا اور اگر میں ان دونوں راتوں کو نہ پاسکوں؟ آپؑ نے فرمایا ان دونوں راتوں کا تلاش کر لینا بہت آسان ہے۔ راوی کا بیان ہے کہ میں نے عرض کیا کبھی کبھی ہمارے یہاں رویت ہلال ہوتی ہے تو دوسری جگہ سے کوئی شخص آتا ہے اور وہ اسکے خلاف خبر لاتا ہے۔ آپؑ نے فرمایا پھر چار راتیں تلاش کر لینا کس قدر آسان ہے۔ میں نے عرض کیا میں آپ پر قربان تیئیسویں کی شب تو جہنی کی (تحقیق کے مطابق) ہے آپؑ نے فرمایا ہاں یہ کہا جاتا ہے۔ میں نے عرض کیا میں آپ پر قربان سلیمان بن خالد نے روایت کی ہے کہ انیسویں کی شب کو حاجیوں کے نام لکھے جاتے ہیں۔ آپؑ نے فرمایا اے ابو محمد حاجیوں کی فہرست شب قدر میں لکھی جاتی ہے۔ اور اموات اور آفات اور رزق و روزی اور انکے مانند جتنی چیزیں آئندہ ہونے والی ہیں ان سب کے لئے اکیسویں اور تیئیسویں شبوں میں دعا کیا کرو اور ان دونوں شبوں میں ایک سو رکعت نماز پڑھا کرو ممکن ہو تو صبح کا اجالا ہونے تک جاگا کرو۔ اور ان دونوں میں غسل کیا کرو۔ میں نے عرض کیا اگر کھڑے ہو کر سو رکعت پڑھنے کی مجھ میں استطاعت نہ ہو؟ آپؑ نے فرمایا پھر بیٹھ کر پڑھو میں نے عرض کیا اگر بیٹھ کر پڑھنے کی بھی استطاعت نہ ہو؟ آپؑ نے فرمایا پھر اپنے بستر پر لیٹے لیٹے پڑھو میں نے عرض کیا اگر یہ بھی ممکن نہ ہو کہ رات بھر جاگوں؟ فرمایا تمہارے لئے کوئی حرج نہیں اگر ابتدائے شب میں ذرا نیند کی جھپکی لیلو۔ ماہ رمضان میں آسمان کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں شیاطین مقید کر دیئے جاتے ہیں۔ مومنین کے اعمال قبول کئے جاتے ہیں یہ ماہ رمضان کتنا اچھا مہینہ ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عہد میں تو اس مہینہ کو ماہ مرزوق کہا جاتا تھا۔

(۲۰۳۰) محمد بن حمران نے سفیان بن سمط سے روایت کی ہے انکا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا ماہ رمضان میں وہ کون سی راتیں ہیں جن میں (شب قدر ہونے کی) امید کی جاتی ہے؟ آپؑ نے فرمایا انیسویں، اکیسویں اور تیئیسویں کی شب۔ میں نے عرض کیا اور انسان کو سستی یا بیماری لاحق ہو جائے تو ان سب میں سب سے معتمد رات کون سی ہے؟ فرمایا تیئیسویں کی رات۔

(۲۰۳۱) عبداللہ بن بکیر کی روایت میں ہے جو انہوں نے زرارہ سے اور انہوں نے ان دونوں ائمہ علیہما السلام میں کسی

ایک سے کی ہے انکا بیان ہے کہ میں نے آنجناب سے ماہ رمضان کی ان راتوں کے متعلق دریافت کیا جن میں غسل مستحب ہے تو آپؑ نے فرمایا انیسویں کی شب اکیسویں کی شب اور تیئیسویں کی شب اور کہا کہ تیئیسویں کی شب جہنی کی شب ہے۔ اور اسکی روایت یہ ہے کہ ایک مرتبہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا کہ میرا گھر مدینہ سے دور ہے مجھے کسی ایک رات کا حکم دیں کہ مدینہ آؤں تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں تیئیسویں کی شب کا حکم دیا۔

اس کتاب کے مصنف علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ جہنی کا نام عبداللہ بن انیس انصاری ہے۔

باب : ماہ رمضان کے عشرہ آخر میں ہر شب کی دعا

(۲۰۳۲) محمد بن ابی عمیر کی نادر احادیث میں ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا تم ماہ رمضان کے آخری عشرہ کے اندر ہر شب یہ کہو أَعُوذُ بِجَلَالِ وَجْهِكَ الْكَرِيمِ أَنْ يَنْقَضِيَ عَنِّي شَهْرُ رَمَضَانَ أَوْ يَطْلُعَ الْفَجْرُ مِنْ لَيْلَتِي هٰذِهِ وَلَكَ قِبَلِيْ تَبِعَةٌ أَوْ ذَنْبٌ تُعَذِّبُنِي عَلَيْهِ يَا رَحْمٰنُ يَا رَحِيمُ (میں تیری ذات ذوالجلال والاکرام کی پناہ چاہتا ہوں اس بات سے کہ میرا ماہ رمضان گزر جائے یا میری اس رات کی صبح نمودار ہو اور تیری طرف سے مجھ سے کوئی بازپرس یا کوئی گناہ باقی رہ جائے کہ جس پر تو مجھے سزا دے (اے رحمن اے رحیم) پہلی رات یعنی ماہ رمضان کی اکیسویں شب کی دعا۔

يَا مُولِجَ اللَّيْلِ فِي النَّهَارِ وَمُولِجَ النَّهَارِ فِي اللَّيْلِ، وَمُخْرِجَ الْحَيِّ مِنَ الْمَيِّتِ وَمُخْرِجَ الْمَيِّتِ مِنَ الْحَيِّ يَا رَازِقَ مَنْ يَشَاءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ، يَا اللّٰهُ يَا رَحْمٰنُ يَا اللّٰهُ يَا رَحِيمُ، يَا اللّٰهُ يَا اللّٰهُ يَا اللّٰهُ، لَكَ الْأَسْمَاءُ الْحُسْنٰى وَالْأَمْثَالُ الْعُلْيَا وَالْكِبْرِيَاءُ وَالْآلَاءُ أَسْأَلُكَ أَنْ تُصَلِّيَ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَأَهْلِ بَيْتِهِ وَأَنْ تَجْعَلَ اسْمِي فِي هٰذِهِ اللَّيْلَةِ فِي السُّعَدَاءِ وَرُوحِي مَعَ الشُّهَدَاءِ، وَإِحْسَانِي فِي عِلِّيِّينَ وَإِسَاءَتِي مَغْفُورَةً، وَأَنْ تَهَبَ لِي يَقِينًا تُبَاشِرُ بِهِ قَلْبِي، وَإِيمَانًا يُذْهِبُ بِهِ الشَّكَّ عَنِّي، وَتُرْضِيَنِي بِمَا قَسَمْتَ لِي وَآتِنِي فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَفِي الْآخِرَةِ حَسَنَةً وَقِنِي عَذَابَ النَّارِ وَارْزُقْنِي فِيهَا شُكْرَكَ وَذِكْرَكَ وَالرَّغْبَةَ إِلَيْكَ وَالْإِنَابَةَ وَالتَّوْبَةَ وَالتَّوْفِيقَ لِمَا وَفَّقْتَ لَهُ مُحَمَّدًا وَآلِهِ صَلَوَاتُكَ عَلَيْهِمْ أَجْمَعِينَ (اے رات کو دن میں سمونے والے اور اے دن کو رات میں سمونے والے اور زندہ کو مردہ سے نکالنے والے اور مردہ کو زندہ سے نکالنے والے اے جسے چاہے بے حساب رزق دینے والے، اے اللہ، اے رحمٰن، اے اللہ، اے رحیم، اے اللہ، اے اللہ اے اللہ۔ تیرے ہی لئے بہترین نام اور اعلیٰ مثالیں، عظمتیں اور نعمتیں ہیں۔ میں تجھ سے التجا کرتا ہوں کہ تو درود بھیج محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور انکے اہلبیت پر اور اس شب میں میرا نام نیک بختوں میں قرار دیدے اور میری روح کو شہدا کے ساتھ کردے میرے اعمال نیک کو علیین میں پہنچا میرے گناہوں کی مغفرت فرما۔ اور مجھے ایسا یقین عطا کر جو میرے دل میں ہمیشہ رہے اور ایسا ایمان جو مجھ سے ہر شک وشبہ کو دور کردے اور تونے جو کچھ میرے لئے مقدر کر دیا ہے

اس پر مجھے راضی رکھ۔ اور مجھے دنیا میں بھی اچھی نعمت دے اور آخرت میں بھی اچھی نعمت دے۔ اور مجھے دہکتی ہوئی آگ کے عذاب سے بچا اور مجھے میرے ذکر اور میرے شکر اور تیری طرف رغبت اور تیری طرف رجوع کرنے کی روزی (توفیق) دے اور مجھے بھی وہ توفیق دے جو توفیق تو نے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ان کی آل کو دی ہے ان سب پر تیرا درود ہو)

دوسری شب کی دعا۔

يَا سَالِخَ النَّهَارِ مِنَ اللَّيْلِ فَإِذَا نَحْنُ مُظْلِمُوْنَ ، وَمُجْرِيَ الشَّمْسِ لِمُسْتَقَرِّهَا بِتَقْدِيْرِكَ يَا عَزِيْزُ يَا عَلِيْمُ ، وَمُقَدِّرَ الْقَمَرِ مَنَازِلَ حَتّٰى عَادَ كَالْعُرْجُوْنِ الْقَدِيْمِ ، يَا نُوْرَ كُلِّ نُوْرٍ ، وَمُنْتَهٰى كُلِّ رَغْبَةٍ ، وَوَلِيَّ كُلِّ نِعْمَةٍ ، يَا اَللّٰهُ يَا رَحْمٰنُ ، يَا قُدُّوْسُ يَا أَحَدُ ، [يَا وَاحِدُ] يَا فَرْدُ يَا صَمَدُ ، يَا اَللّٰهُ يَا اَللّٰهُ يَا اَللّٰهُ ، لَكَ الْأَسْمَاءُ الْحُسْنٰى وَالْأَمْثَالُ الْعُلْيَا وَالْكِبْرِيَاءُ وَالْآلَاءُ ، اَسْأَلُكَ أَنْ تُصَلِّيَ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَآلِ مُحَمَّدٍ وَ اَنْ تَجْعَلَ اسْمِيْ فِيْ هٰذِهِ اللَّيْلَةِ فِي السُّعَدَاءِ تا آخر دعا جو پہلی رات میں مذکور ہوئی۔ (اے دن کو رات میں سے کھینچ لینے والے جس کی وجہ سے ہم لوگ اندھیرے میں ہوجاتے ہیں۔ اور آفتاب کو اپنے معین کردہ مستقر پر حرکت دینے والے اے صاحب عزت وقوت اے عالم و دانا اور چاند کی منزلیں معین کرنے والے یہاں تک کہ وہ پلٹ کر کھجور کی خشک اور پرانی شاخ کے مانند ہوجاتا ہے اے ہر نور کی روشنی اور ہر رغبت و شوق کی آخری سرحد اور ہر نعمت کے مالک اے اللہ اے رحمٰن اے ہر عیب سے پاک اے یگانہ اے یکتا اے فرد اے صمد اے اللہ اے اللہ اے اللہ تیرے لئے بہترین نام اعلیٰ ترین مثالیں عظمتیں، اور نعمتیں ہیں میں تجھ سے التجا کرتا ہوں کہ تو درود بھیج محمدؐ و آل محمدؐ پر اور اس شب میں میرا نام نیک بختوں کی فہرست میں شامل کرلے ۔۔۔۔۔۔۔ آخر دعا تک جو پہلی رات کی دعا میں مذکور ہوئی۔)

تیسری شب کی دعا اور یہ شب قدر ہے۔

يَارَبَّ لَيْلَةِ الْقَدْرِ وَجَاعِلَهَا خَيْرًا مِنْ أَلْفِ شَهْرٍ ، وَرَبَّ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَ [رَبَّ] الْجِبَالِ وَالْبِحَارِ ، وَالظُّلَمِ وَالْأَنْوَارِ ، وَالْأَرْضِ وَ السَّمَاءِ ، يَا بَارِئُ يَا مُصَوِّرُ ، يَا حَنَّانُ يَا مَنَّانُ ، يَا اَللّٰهُ يَا رَحْمٰنُ ، يَا اَللّٰهُ يَا قَيُّوْمُ ، يَا اَللّٰهُ يَا بَدِيْعُ ، يَا اَللّٰهُ يَا اَللّٰهُ يَا اَللّٰهُ لَكَ الْأَسْمَاءُ الْحُسْنٰى وَالْأَمْثَالُ الْعُلْيَا وَالْكِبْرِيَاءُ وَالْآلَاءُ ، أَسْأَلُكَ أَنْ تُصَلِّيَ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَآلِ مُحَمَّدٍ ، وَأَنْ تَجْعَلَ اسْمِيْ فِيْ هٰذِهِ اللَّيْلَةِ فِي السُّعَدَاءِ - آخر تک۔ (اے شب قدر کے پروردگار اور اس کو ہزار مہینوں سے بہتر قرار دینے والے اور رات و دن، پہاڑوں اور سمندروں تاریکیوں اور روشنیوں اور زمین اور آسمان کے پروردگار اے پیدا کرنے والے اے صورت گری کرنے والے۔ اے مہربانی کرنے والے اے احسان کرنے والے اے اللہ اے رحم کرنے والے اے اللہ اے ہمیشہ قائم رہنے والے اے اللہ اے ایجاد کرنے والے اے اللہ اے اللہ اے اللہ تیرے ہی اچھے اچھے نام اور اعلیٰ اعلیٰ مثالیں و عظمتیں و نعمتیں ہیں میں تجھ سے التجا کرتا ہوں کہ تو محمدؐ و آل محمدؐ پر درود بھیج اور اس شب میرا نام سعادتمندوں کی فہرست میں شامل کرلے) ۔۔۔۔۔۔۔ پھر آخر دعا تک جو مذکور ہوئی۔ اور اسی میں یہ بھی کہو۔

اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ فِیْمَا تَقْضِیْ وَ فِیْمَا تُقَدِّرُ مِنَ الْاَمْرِ الْمَحْتُوْمِ وَ فِیْمَا تَفْرُقُ مِنَ الْاَمْرِ الْحَکِیْمِ فِیْ لَیْلَةِ الْقَدْرِ وَ فِی الْقَضَاءِ الَّذِیْ لَا یُرَدُّ وَ لَا یُبَدَّلُ اَنْ تَکْتُبَنِیْ مِنْ حُجَّاجِ بَیْتِکَ الْحَرَامِ ، اَلْمَبْرُوْرِ حَجُّھُمْ ، اَلْمَشْکُوْرِ سَعْیُھُمْ ، اَلْمَغْفُوْرِ ذُنُوْبُھُمْ ، اَلْمُکَفَّرِ عَنْھُمْ سَیِّاٰتِھِمْ ، وَ اجْعَلْ فِیْمَا تَقْضِیْ وَ تُقَدِّرُ اَنْ تَمُدَّ لِیْ فِیْ عُمْرِیْ ، وَ اَنْ تُوَسِّعَ لِیْ فِیْ رِزْقِیْ ، وَ اَنْ تَفُکَّ رَقَبَتِیْ مِنَ النَّارِ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ (اے اللہ تو شب قدر کے اندر اپنے قضا و قدر میں جن امور کا حتمی فیصلہ کرے گا جو اپنا ایسا حکیمانہ فرمان جاری کرے گا جو ناقابل رد اور ناقابل تبدیل ہو اس میں یہ بھی کر دے کہ میرا نام اپنے بیت الحرام کے ان حاجیوں کی فہرست میں لکھ دے جن کا حج مقبول جن کی کوشش کامیاب جن کے گناہ بخشے ہوئے اور جن کی خطائیں درگذر کردی گئی ہوں اور جو بھی قضا و قدر میں تو فیصلہ کرے گا اس میں یہ بھی قرار دے کہ میری عمر میں اضافہ کر میرے رزق میں وسعت دے اور میری گردن کو جہنم سے چھڑا دے اے ارحم الرحمین)

نیز اسی میں یہ بھی کہو۔

یَا مُدَبِّرَ الْاُمُوْرِ ، یَا بَاعِثَ مَنْ فِی الْقُبُوْرِ ، یَا مُجْرِیَ الْبُحُوْرِ ، یَا مُلَیِّنَ الْحَدِیْدِ لِدَاوٗدَ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَ اٰلِ مُحَمَّدٍ ، وَ افْعَلْ بِیْ - کَذَا وَ کَذَا - اَللَّیْلَةَ اللَّیْلَةَ ، اَلسَّاعَةَ السَّاعَةَ (اے تمام امور کی تدبیر کرنے والے، اے قبروں سے مردوں کو اٹھانے والے، اے دریاؤں کو جاری کرنے والے، اے حضرت داؤد علیہ السلام کے لئے لوہے کو نرم کرنے والے، تو محمدؐ و آل محمدؐ پر اپنی رحمتیں نازل فرما اور میرا یہ کام کر دے اسی رات میں اسی رات میں اسی وقت اسی وقت)

اپنے دونوں ہاتھ آسمان کی طرف بلند رکھو اور سجدہ کی حالت میں رکوع کی حالت میں قیام کی حالت میں اور قعود کی حالت میں مسلسل اسی کا ورد کرتے رہو۔ اور یہ ماہ رمضان کی آخر شب میں ہونا چاہیے۔

چوتھی شب کی دعا۔

یَا فَالِقَ الْاِصْبَاحِ وَ یَا جَاعِلَ اللَّیْلِ سَکَنًا وَ الشَّمْسِ وَ الْقَمَرِ حُسْبَانًا ، یَا عَزِیْزُ یَا عَلِیْمُ ، یَا ذَا الْمَنِّ وَ الطَّوْلِ - وَ الْقُوَّةِ وَ الْحَوْلِ ، وَ الْفَضْلِ وَ الْاِنْعَامِ ، یَا ذَا الْجَلَالِ وَ الْاِکْرَامِ ، یَا اَللّٰهُ یَا رَحْمٰنُ ، یَا اَللّٰهُ یَا فَرْدُ ، یَا اَللّٰهُ یَا وِتْرُ ، یَا اَللّٰهُ یَا ظَاهِرُ یَا بَاطِنُ یَا حَیُّ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ لَکَ الْاَسْمَاءُ الْحُسْنٰی وَ الْاَمْثَالُ الْعُلْیَا وَ الْکِبْرِیَاءُ وَ الْاٰلَاءُ اَسْاَلُکَ اَنْ تُصَلِّیَ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَ اٰلِ مُحَمَّدٍ (اے سپیدہ سحری کے شگافتہ کرنے والے اور شب کو آرام و سکون کا وسیلہ بنانے والے اور سورج اور چاند کو ذریعہ حساب قرار دینے والے۔ اے قوت والے اے علم والے اے نعمت و بخشش و قوت و جنبش والے۔ فضل کرنے اور انعام دینے والے۔ جلالت و بزرگی والے اے اللہ اے رحم کرنے والے اے اللہ اے یگانہ اے یکتا اے اللہ اے ظاہر اے پوشیدہ اے زندہ، نہیں ہے کوئی سوائے تیرے۔ اچھے اچھے نام اور اعلیٰ اعلیٰ مثالیں بزرگی اور نعمتیں تیرے ہی لئے ہیں۔ میں تجھ سے التجا کرتا ہوں کہ تو درود بھیج محمدؐ اور آل محمدؐ پر پھر اس دعا کو جو اول میں مذکور ہوئی پوری کرو۔

پانچویں شب کی دعا۔

يَا جَاعِلَ اللَّيْلِ لِبَاساً، وَ النَّهَارِ مَعَاشاً، وَ الْأَرْضِ مِهَاداً، وَ الْجِبَالِ أَوْتَاداً، يَا اللَّهُ يَا قَاهِرُ يَا جَبَّارُ يَا اللَّهُ يَا اللَّهُ يَا اللَّهُ، لَكَ الْأَسْمَاءُ الْحُسْنَى وَ الْأَمْثَالُ الْعُلْيَا وَ الْكِبْرِيَاءُ وَ الْآلَاءُ، أَسْأَلُكَ أَنْ تُصَلِّيَ عَلَى مُحَمَّدٍ وَ آلِ مُحَمَّدٍ (اے رات کو پوشش اور دن کو روزی کمانے کا وسیلہ اور زمین کو گہوارہ اور پہاڑوں کو میخ کے مانند بنانے والے اے اللہ اے صاحب قہر اے صاحب جبروت اے اللہ اے سننے والے اے اللہ اے نزدیک اے اللہ اے جواب دینے والے اے اللہ اے اللہ اے اللہ اچھے اچھے نام اعلیٰ اعلیٰ مثالیں بزرگی و نعمتیں، سب تیرے ہی لئے ہیں میں تجھ سے التجا کرتا ہوں کہ تو درود بھیج محمدؐ و آل محمدؐ پر ۔۔۔) پھر اس دعا کو جو اول میں مذکور ہوئی اسے پوری کرو۔

چھٹی شب کی دعا

يَا جَاعِلَ اللَّيْلِ وَ النَّهَارِ آيَتَيْنِ، يَا مَنْ مَحَا آيَةَ اللَّيْلِ وَ جَعَلَ آيَةَ النَّهَارِ مُبْصِرَةً لِنَبْتَغِيَ فَضْلاً مِنْ رَبِّنَا وَ رِضْوَاناً يَا مُفَصِّلَ كُلِّ شَيْءٍ تَفْصِيلاً، يَا اللَّهُ يَا مَاجِدُ، يَا اللَّهُ يَا وَهَّابُ، يَا اللَّهُ يَا جَوَادُ، يَا اللَّهُ يَا اللَّهُ يَا اللَّهُ، لَكَ الْأَسْمَاءُ الْحُسْنَى وَ الْأَمْثَالُ الْعُلْيَا وَ الْكِبْرِيَاءُ وَ الْآلَاءُ، أَسْأَلُكَ أَنْ تُصَلِّيَ عَلَى مُحَمَّدٍ وَ آلِ مُحَمَّدٍ وَ أَنْ تَجْعَلَ اسْمِي فِي السُّعَدَاءِ - (اے رات اور دن کو اپنی قدرت کی دو نشانیاں بنانے والے اے وہ ذات جو رات کی نشانی کو مٹا دیتا ہے اور دن کی نشانی کو روشنی بخش بنا دیتا ہے تاکہ ہم لوگ اپنے پروردگار کے فضل اور خوشنودی کو تلاش کریں۔اے ہر شے کو جدا جدا تفصیل دینے والے اے اللہ اے صاحب بزرگی اے اللہ اے بخشش کرنے والے اے اللہ اے اللہ اے اللہ اچھے اچھے نام اور اعلیٰ اعلیٰ مثالیں اور عظمتیں اور نعمتیں تیرے ہی لئے ہیں میں تجھ سے التجا کرتا ہوں کہ تو درود بھیج محمدؐ و آل محمدؐ پر اور میرا نام بھی خوش بخت لوگوں کی فہرست میں لکھ دے) پھر اس دعا کو جو اول میں مذکور ہوئی ہے اسے پوری کرو۔

ساتویں شب کی دعا۔

يَا مَادَّ الظِّلِّ وَ لَوْ شِئْتَ لَجَعَلْتَهُ سَاكِناً وَ جَعَلْتَ الشَّمْسَ عَلَيْهِ دَلِيلاً ثُمَّ قَبَضْتَهُ إِلَيْكَ قَبْضاً يَسِيراً، يَا ذَا الْجُودِ وَ الطَّوْلِ وَ الْكِبْرِيَاءِ وَ الْآلَاءِ، لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ يَا قُدُّوسُ يَا سَلَامُ يَا مُؤْمِنُ يَا مُهَيْمِنُ يَا عَزِيزُ يَا جَبَّارُ يَا مُتَكَبِّرُ - يَا خَالِقُ يَا بَارِئُ يَا مُصَوِّرُ يَا اللَّهُ يَا اللَّهُ يَا اللَّهُ، لَكَ الْأَسْمَاءُ الْحُسْنَى وَ الْأَمْثَالُ الْعُلْيَا وَ الْكِبْرِيَاءُ وَ الْآلَاءُ، أَسْأَلُكَ أَنْ تُصَلِّيَ عَلَى مُحَمَّدٍ وَ آلِ مُحَمَّدٍ تا آخر دعا۔(اے سایہ کو پھیلانے والے اگر تو چاہتا تو اس کو ایک جگہ ساکن کر دیتا اور آفتاب کو اس پر رہنما بنا دیتا پھر تھوڑا تھوڑا کر کے اپنی طرف کھینچ لیتا۔اے صاحب جود وعطا و عظمت و نعمت نہیں ہے کوئی اللہ سوائے تیرے تو غیب و شہود کا جاننے والا الرحمن ورحیم ہے نہیں ہے کوئی اللہ سوا تیرے اے ہر عیب سے پاک اے ہر خلل سے مبرّا اے امن دینے والے ۔اے بندوں کے نگہبان اے صاحب قوت اے صاحب اقتدار اے صاحب کبریائی اے اللہ اے پیدا کرنے والے اے خلق ایجاد کرنے والے اے ہر ایک کی شکل صورت بنانے والے اے اللہ اے اللہ اے اللہ

اچھے اچھے نام اعلیٰ اعلیٰ مثالیں بڑائیاں اور نعمتیں تیرے ہی لئے ہیں میں تجھ سے دعا کرتا ہوں کہ تو رحمتیں نازل فرما محمدؐ و آل محمدؐ پر) پھر اس دعا کو جو اول میں مذکور ہے پوری کرو۔

آٹھویں شب کی دعا۔

يَا خَازِنَ اللَّيْلِ فِي الْهَوَاءِ ، وَخَازِنَ النُّوْرِ فِي السَّمَاءِ وَمَانِعَ السَّمَاءِ أَنْ تَقَعَ عَلَى الْأَرْضِ إِلَّا بِإِذْنِكَ وَحَابِسَهُمَا أَنْ تَزُوْلَا ، يَا عَظِيمُ يَا غَفُوْرُ ، يَا دَائِمُ يَا اللَّهُ ، يَا دَائِمُ ، يَا وَارِثُ يَا بَاعِثَ مَنْ فِي الْقُبُوْرِ ، يَا اللَّهُ يَا اللَّهُ يَا اللَّهُ ، لَكَ الْأَسْمَاءُ الْحُسْنَى وَالْأَمْثَالُ الْعُلْيَا وَالْكِبْرِيَاءُ وَالْآلَاءُ ، أَسْأَلُكَ أَنْ تُصَلِّيَ عَلَى مُحَمَّدٍ وَآلِ مُحَمَّدٍ تا آخر دعا۔ (اے ہوا میں رات کا خزانہ رکھنے والے اور آسمان میں نور کا خزانہ رکھنے والے اور آسمان کو زمین پر بغیر اپنی اجازت کے گرنے سے روکنے والے اور ان دونوں کو اپنی جگہ سے ہٹنے سے بچانے والے اے علم والے اے عظمت والے اے مغفرت والے اے ہمیشہ رہنے والے اے اللہ اے سب کے والی و وارث اے لوگوں کو قبروں میں سے اٹھانے والے اے اللہ اے اللہ اے اللہ، اچھے اچھے نام اور اعلیٰ اعلیٰ مثالیں اور ہر طرح کی بڑائی اور نعمتیں تیرے لئے ہیں میں تجھ سے التجا کرتا ہوں کہ تو محمدؐ وآل محمدؐ پر اپنی رحمتیں نازل فرما) پھر آخر تک اس دعا کو تمام کرو۔

نویں شب کی دعا۔

يَا مُكَوِّرَ اللَّيْلِ عَلَى النَّهَارِ وَيَا مُكَوِّرَ النَّهَارِ عَلَى اللَّيْلِ ، يَا عَلِيمُ يَا حَلِيمُ يَا حَكِيمُ ، يَا اللَّهُ يَا رَبَّ الْأَرْبَابِ ، وَسَيِّدَ السَّادَاتِ ، لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ ، يَا مَنْ هُوَ أَقْرَبُ إِلَيَّ مِنْ حَبْلِ الْوَرِيْدِ - يَا اللَّهُ يَا اللَّهُ يَا اللَّهُ ، لَكَ الْأَسْمَاءُ الْحُسْنَى وَالْأَمْثَالُ الْعُلْيَا وَالْكِبْرِيَاءُ وَالْآلَاءُ ، أَسْأَلُكَ أَنْ تُصَلِّيَ عَلَى مُحَمَّدٍ وَآلِ مُحَمَّدٍ تا آخر دعا۔ (اے رات کو دن پر لپیٹنے والے، اور دن کو رات پر لپیٹنے والے اے دانا اے حکمت والے اے تمام پرورش کرنے والوں کی پرورش کرنے والے اے تمام آقاؤں کے آقا۔ نہیں ہے کوئی اللہ سوائے تیرے اے میری شہ رگ گردن سے زیادہ مجھ سے قریب اے اللہ اے اللہ اے اللہ اچھے اچھے نام اور اعلیٰ اعلیٰ مثالیں اور عظمتیں اور نعمتیں تیرے ہی لئے ہیں میں تجھ سے التجا کرتا ہوں کہ تو درود بھیج محمدؐ وآل محمدؐ پر) پھر اس دعا کو آخر تک تمام کرو۔

دسویں شب کی دعا۔ اور یہی شب وداع (ماہ رمضان) ہے

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي لَا شَرِيْكَ لَهُ ، اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ كَمَا يَنْبَغِي لِكَرَمِ وَجْهِهِ وَعِزِّ جَلَالِهِ ، وَكَمَا هُوَ أَهْلُهُ ، يَا نُوْرُ يَا قُدُّوْسُ ، يَا نُوْرُ يَا قُدُّوْسُ يَا سُبُّوْحُ ، يَا مُنْتَهَى التَّسْبِيْحِ ، يَا رَحْمٰنُ يَا فَاعِلَ الرَّحْمَةِ يَا اللَّهُ ، يَا عَلِيمُ يَا اللَّهُ ، يَا لَطِيْفُ يَا اللَّهُ ، يَا جَلِيْلُ يَا اللَّهُ ، لَكَ الْأَسْمَاءُ الْحُسْنَى وَالْأَمْثَالُ الْعُلْيَا وَالْكِبْرِيَاءُ وَالْآلَاءُ ، أَسْأَلُكَ أَنْ تُصَلِّيَ عَلَى مُحَمَّدٍ وَآلِ مُحَمَّدٍ تا آخر دعا۔ (حمد مخصوص اس خدا کے لئے ہے جس کا کوئی شریک نہیں اور ایسی خصوصی تعریف اللہ کے لئے جو اس کی مکرم اور صاحب عزت و جلال ذات کے لئے لائق اور سزاوار ہے اور جسکا وہ اہل ہے۔ اے ہر عیب سے منزہ اے نور اے

قدوس، اے نور اے قدوس، اے ہر برائی سے پاک، اے پاکیزگی کی آخری حد، اے رحم والے، اے مہربانی کرنے والے، اے اللہ، اے علم والے، اے بڑائی والے، اے اللہ اے لطف کرم والے، اے بزرگی والے، اے اللہ اے سننے والے، اے دیکھنے والے، اے اللہ اے اللہ اے اللہ، اچھے اچھے نام اور اعلیٰ اعلیٰ مثالیں اور بڑائیاں اور نعمتیں تیرے ہی لئے ہیں میں تجھ سے التجا کرتا ہوں کہ تو درود بھیج محمدؐ وآل محمدؐ پر) پھر اس دعا کو آخر تک تمام کرو۔

باب : وداع ماہ رمضان

(۲۰۳۳) ابو بصیر نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ تم ماہ رمضان کے وداع (رخصت) میں یہ کہو۔

اَللّٰهُمَّ اِنَّکَ قُلْتَ فِیْ کِتَابِکَ الْمُنْزَلِ عَلٰی نَبِیِّکَ الْمُرْسَلِ، وَقَوْلُکَ الْحَقُّ، شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِیْ اُنْزِلَ فِیْهِ الْقُرْاٰنُ هُدًی لِلنَّاسِ وَبَیِّنَاتٍ مِنَ الْهُدٰی وَالْفُرْقَانِ، وَهٰذَا شَهْرُ رَمَضَانَ قَدِ انْصَرَمَ فَاَسْاَلُکَ بِوَجْهِکَ الْکَرِیْمِ وَکَلِمَاتِکَ التَّامَّاتِ اِنْ کَانَ بَقِیَ عَلَیَّ ذَنْبٌ لَمْ تَغْفِرْهُ لِیْ وَتُرِیْدُ اَنْ تُحَاسِبَنِیْ بِهٖ اَوْ تُعَذِّبَنِیْ عَلَیْهِ اَوْ تُقَایِسَنِیْ بِهٖ اَنْ یَطْلُعَ فَجْرُ هٰذِهِ اللَّیْلَةِ اَوْ یَنْصَرِمَ هٰذَا الشَّهْرُ اِلَّا وَقَدْ غَفَرْتَهٗ لِیْ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ، اَللّٰهُمَّ لَکَ الْحَمْدُ بِمَحَامِدِکَ کُلِّهَا، عَلٰی نَعْمَائِکَ کُلِّهَا، اَوَّلِهَا وَاٰخِرِهَا، مَاقُلْتَ لِنَفْسِکَ مِنْهَا وَمَا قَالَهُ الْخَلَائِقُ الْحَامِدُوْنَ الْمُجْتَهِدُوْنَ فِیْ ذِکْرِکَ وَالشُّکْرِ لَکَ الَّذِیْنَ اَعَنْتَهُمْ عَلٰی اَدَاءِ حَقِّکَ مِنْ اَصْنَافِ خَلْقِکَ مِنَ الْمَلَائِکَةِ الْمُقَرَّبِیْنَ وَالنَّبِیِّیْنَ وَالْمُرْسَلِیْنَ وَاَصْنَافِ النَّاطِقِیْنَ [وَ] الْمُسَبِّحِیْنَ لَکَ مِنْ جَمِیْعِ الْعَالَمِیْنَ عَلٰی اَنَّکَ بَلَّغْتَنَا شَهْرَ رَمَضَانَ وَعَلَیْنَا مِنْ نِعَمِکَ وَعِنْدَنَا مِنْ قِسَمِکَ وَاِحْسَانِکَ وَتَظَاهُرِ امْتِنَانِکَ مَالَا نُحْصِیْهِ، فَلَکَ الْحَمْدُ الْخَالِدُ الدَّائِمُ الرَّاکِدُ الْمُخَلَّدُ السَّرْمَدُ الَّذِیْ لَایَنْفَدُ طُوْلَ الْاَبَدِ، جَلَّ ثَنَاؤُکَ اَعَنْتَنَا عَلَیْهِ حَتّٰی قَضَیْتَ عَنَّا صِیَامَهٗ وَقِیَامَهٗ مِنْ صَلَاةٍ، فَمَا کَانَ مِنَّا فِیْهِ مِنْ بِرٍّ اَوْ شُکْرٍ اَوْ ذِکْرٍ، اَللّٰهُمَّ فَتَقَبَّلْهُ مِنَّا بِاَحْسَنِ قَبُوْلِکَ وَتَجَاوُزِکَ وَعَفْوِکَ وَصَفْحِکَ وَغُفْرَانِکَ وَحَقِیْقَةِ رِضْوَانِکَ حَتّٰی تُظَفِّرَنَا فِیْهِ بِکُلِّ خَیْرٍ مَطْلُوْبٍ، وَجَزِیْلِ عَطَاءٍ مَوْهُوْبٍ، تُؤْمِنَنَا فِیْهِ مِنْ کُلِّ مَرْهُوْبٍ، اَوْ بَلَاءٍ مَجْلُوْبٍ، اَوْ ذَنْبٍ مَکْسُوْبٍ، اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْاَلُکَ بِعَظِیْمِ مَاسَاَلَکَ بِهٖ اَحَدٌ مِنْ خَلْقِکَ مِنْ کَرِیْمِ اَسْمَائِکَ وَجَمِیْلِ ثَنَائِکَ وَخَاصَّةِ دُعَائِکَ اَنْ تُصَلِّیَ علی مُحَمَّدٍ وَاٰلِ مُحَمَّدٍ، وَاَنْ تَجْعَلَ شَهْرَنَا هٰذَا اَعْظَمَ شَهْرِ رَمَضَانَ مَرَّ عَلَیْنَا مُنْذُ اَنْزَلْتَنَا اِلَی الدُّنْیَا بَرَکَةً فِیْ عِصْمَةِ دِیْنِیْ وَخَلَاصِ نَفْسِیْ، وَقَضَاءِ حَاجَتِیْ، وَتُشَفِّعَنِیْ فِیْ مَسَائِلِیْ وَتَمَامِ النِّعْمَةِ عَلَیَّ، وَصَرْفِ السُّوْءِ عَنِّیْ، وَلِبَاسِ الْعَافِیَةِ لِیْ۔ وَاَنْ تَجْعَلَنِیْ بِرَحْمَتِکَ مِمَّنِ ادَّخَرْتَ لَهٗ لَیْلَةَ الْقَدْرِ وَجَعَلْتَهَا لَهٗ خَیْرًا مِنْ اَلْفِ شَهْرٍ فِیْ اَعْظَمِ الْاَجْرِ، وَاَکْرَمِ الذُّخْرِ، وَاَحْسَنِ الشُّکْرِ، وَاَطْوَلِ الْعُمُرِ، وَاَدْوَمِ الْیُسْرِ۔

اَللّٰهُمَّ وَاَسْاَلُکَ بِرَحْمَتِکَ وَعِزَّتِکَ وَطَوْلِکَ وَعَفْوِکَ وَنَعْمَائِکَ وَجَلَالِکَ وَقَدِیْمِ اِحْسَانِکَ

وَ امْتِنَانِکَ أَنْ لَا تَجْعَلَهُ آخِرَ الْعَهْدِ مِنَّا لِشَهْرِ رَمَضَانَ حَتَّى تَبْلُغَنَاهُ مِنْ قَابِلٍ عَلَى أَحْسَنِ حَالٍ وَ تُعَرِّفَنَا هِلَالَهُ مَعَ النَّاظِرِينَ إِلَيْهِ وَ الْمُتَعَرِّفِينَ لَهُ، فِي أَعْفَى عَافِيَتِکَ وَ أَتَمِّ نِعْمَتِکَ وَ أَوْسَعِ رَحْمَتِکَ، وَ أَجْزَلِ قِسَمِکَ۔

اَللّٰهُمَّ يَا رَبِّيَ الَّذِي لَيْسَ لِي رَبٌّ غَيْرُهُ لَا تَجْعَلْ هٰذَا الْوَدَاعَ مِنِّي لَهُ وَدَاعَ فَنَاءٍ، وَ لَا آخِرَ الْعَهْدِ مِنِّي لِلِقَاءٍ حَتَّى تُرِيَنِيهِ مِنْ قَابِلٍ فِي أَسْبَغِ النِّعَمِ، وَ أَفْضَلِ الرَّجَاءِ، وَ أَنَا لَکَ عَلَى أَحْسَنِ الْوَفَاءِ إِنَّکَ سَمِيعُ الدُّعَاءِ۔

اَللّٰهُمَّ اسْمَعْ دُعَائِي وَ ارْحَمْ تَضَرُّعِي وَ تَذَلُّلِي لَکَ، وَ اسْتِکَانَتِي وَ تَوَکُّلِي عَلَيْکَ، فَأَنَا لَکَ مُسْلِمٌ، لَا أَرْجُو نَجَاحًا وَ لَا مُعَافَاةً إِلَّا بِکَ وَ مِنْکَ، فَامْنُنْ عَلَيَّ جَلَّ ثَنَاؤُکَ وَ تَقَدَّسَتْ أَسْمَاؤُکَ، وَ بَلِّغْنِي شَهْرَ رَمَضَانَ وَ أَنَا مُعَافًى مِنْ كُلِّ مَكْرُوهٍ وَ مَحْذُورٍ، وَ جَنِّبْنِي مِنْ جَمِيعِ الْبَوَائِقِ، اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي أَعَانَنَا عَلَى صِيَامِ هٰذَا الشَّهْرِ حَتَّى بَلَّغَنَا آخِرَ لَيْلَةٍ مِنْهُ۔ (اے اللہ تو نے اپنے نبی مرسل پر نازل کردہ کتاب میں یہ کہا ہے اور تیرا قول حق ہے)۔

شہر رمضان الذی انزل فیہ القران ھدی للناس و بینات من الھدی و الفرقان سورہ بقرہ ۱۸۵۔ (رمضان کا مہینہ ہے جس میں قرآن نازل کیا گیا جو لوگوں کا رہنما ہے اور اس میں رہنمائی اور حق و باطل میں تمیز کی روشن دلیلیں ہیں) اور یہ ماہ رمضان گذر گیا ہے میں تیری ذات کریم اور تیرے کلمات تام کا واسطہ دے کر التجا کرتا ہوں کہ اگر میرے ذمہ کچھ ایسے گناہ ہیں کہ تو نے اب تک انہیں نہیں بخشا ہے اور تیرا ارادہ ہو کہ تو اس کا مجھ سے محاسبہ کرے یا اس پر مجھے سزا دے یا مجھ پر عقاب کرے تو تو اس شب کی فجر طالع ہونے یا اس مہینے کے ختم ہونے سے پہلے ہی مجھے بخش دے اے ارحم الراحمین۔ اے اللہ میں تیری اول سے آخر تک دی ہوئی تمام نعمتوں پر تیری حمد کرتا ہوں تیری ان تمام تر حمدوں کے ساتھ جو خود تو نے اپنی ذات کے لئے کی ہیں اور جو تیری حمد کرنے والی مخلوقات نے اور تیرے ذکر اور تیرے شکر میں جدوجہد کرنے والوں نے کی ہیں جن کی تو نے حق کی ادائیگی میں اعانت کی ہے وہ جو تیری طرح طرح کی مخلوقات نے اور ملائکہ مقربین وانبیاء ومرسلین نے کی ہے جو تمام عالمین میں قسم قسم کے بولنے والوں نے اور تیری تسبیح پڑھنے والوں نے کی ہے اس بات پر کہ تو نے ہم لوگوں تک ماہ رمضان کو پہنچایا اور اس امر پر کہ تو نے ہم لوگوں پر اپنی نعمتوں کی بارش کی اور ہم لوگوں پر بے شمار بخشش واحسان کیا۔ پس تیرے لئے ایسی حمد کرتا ہوں جو سدا ہو دائمی ہو زیادہ سے زیادہ ہو ہمیشہ ہمیشہ کے لئے ہو ازلی وابدی ہو اور تا ابد ختم نہ ہو۔ تیری بڑی حمد وثنا کہ تو نے ہماری اتنی اعانت فرمائی کہ ہم لوگوں سے اس کے روزے اس کی نمازیں پوری ہو گئیں پس جو کچھ ہم لوگوں سے اس میں نیکی یا شکر یا ذکر ہوا ہے اے اللہ تو اس کو قبول فرما اپنی بہترین قبولیت درگذر وعفو، بخشش و مغفرت اور اپنی حقیقی رضا وخوشنودی کے ساتھ تاکہ ہم لوگ اس میں ہر مطلوبہ ثواب اور عطا کردہ بخششوں کے حصول میں کامیاب ہو جائیں۔ اور تو ہم لوگوں کو ہر خطرہ سے یا ہماری اپنی مول لی ہوئی بلاؤں سے یا مسلسل گناہوں کے ارتکاب سے محفوظ رکھ۔

اے اللہ میں ان عظیم دعاؤں کا واسطہ دیکر جو تیری مخلوق میں سے کسی نے تیرے مکرم اسماء تیری بہترین ثناء اور

مخصوص دعا کے ساتھ کیا ہے تجھ سے التجا کرتا ہوں کہ تو محمدؐ اور آل محمدؐ پر اپنی رحمتیں نازل فرما اور ہمارے اس مہینہ کو برکت اور دین کی سلامتی وجان کی امان وقضائے حاجت ومسائل کے حل، نعمتوں کے تمام ہونے امراض کے دور رہنے اور عافیت کا لباس پہننے میں ان تمام پچھلے رمضانوں سے عظیم اور بہتر قرار دے جو ہم لوگوں پر اس وقت سے گذرتے رہے جب سے تو نے اس کا حکم (روزہ) ہم پر نازل کیا۔اور برائے مہربانی مجھے ان لوگوں میں شامل کرلے جن کے لئے تو نے شب قدر کو رکھ چھوڑا ہے اور جن کے لئے تو نے اس شب قدر کو ایک ہزار مہینوں سے بہتر قرار دیا عظیم ثواب و بہترین ذخیرہ آخرت و بہترین شکر و عمر کی درازی اور دائمی فارغ البالی کے لئے۔

اے اللہ میں تجھ سے تیری رحمت تیری عزت، تیری بخشش تیرا عفو ودرگزر تیری نعمتوں، تیرے جلال، تیرے قدیمی احسان اور تیرے امتنان کا واسطہ دے کر التجا کرتا ہوں کہ اس رمضان کو تو میرے لئے آخری رمضان نہ قرار دینا بلکہ آئندہ ماہ رمضان تک تو مجھے اچھی حالت کے ساتھ پہنچانا اور آئندہ ماہ رمضان کا چاند دیگر دیکھنے والوں کے ساتھ دکھانا اپنی دی ہوئی عافیت اپنی بھرپور نعمت اپنی وسیع رحمت اور اپنی بے حد عطیات کے ساتھ۔

اے اللہ میرے پروردگار کہ جس کے سوا میرا کوئی پروردگار نہیں اس وداع (ماہ رمضان) کو میرا وداع فنا وموت نہ قرار دینا اور نہ اسے میری آخری ملاقات قرار دینا بلکہ آئندہ سال بھی اس کا دیدار کرانا اپنی پوری نعمتوں بہترین امیدوں کے ساتھ اور میں تیرے عہد کی بہترین وفا کروں گا۔ بیشک تو دعا کا سننے والا ہے اے اللہ میری دعا کو سن میرے گڑگڑانے عاجزی و فروتنی اور تجھ پر میرے توکل پر رحم فرما۔ میں تیرا مسلمان ہوں سوائے تیری معافی کے اور کسی طرح مجھے نجات کی امید نہیں ہے مجھ پر احسان فرما تیری حمد وثنا بہت بڑی ہے تیرے اسماء پاک و پاکیزہ ہیں اور آئندہ ماہ رمضان کو میرے پاس اس حال میں پہنچانا کہ میں تمام مکروہات وعذرات سے بچا رہوں۔ مجھے ہر طرح کی برائی اور گناہوں سے بچائے رکھنا اس اللہ کی حمد جس نے اس مہینہ کے روزوں میں ہماری مدد فرمائی اور ہم اس کی آخری شب تک پہنچ گئے۔)

باب : شب عید الفطر اور روز عید الفطر کی تکبیر اور بعد مغرب سجدہ شکر میں جو کچھ کہا جائے

(۲۰۴۴) سعید نقاش نے روایت کی ہے کہ مجھ سے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا عید الفطر میں تکبیر ہے مگر سنت ہے راوی کا بیان ہے میں نے عرض کیا وہ کہاں ہے؟ فرمایا شب عید الفطر میں مغرب و عشاء کے اندر اور نماز فجر کے اندر اور نماز عید کے اندر۔ سعید کی روایت کے علاوہ دوسری روایت ہے کہ ظہر کے اندر اور عصر کے اندر اور اس کے بعد تکبیر کا سلسلہ منقطع کردیا جائے گا۔ راوی کا بیان ہے کہ میں نے عرض کیا کہ میں تکبیر کس طرح کہوں؟ آپؑ نے فرمایا یوں کہو۔

اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ اللّٰهُ اَكْبَرُ وَ لِلّٰهِ الْحَمْدُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ عَلٰى مَا هَدَانَا وَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰى مَا اَبْلَانَا۔ (اللہ سب سے بڑا ہے اللہ سب بڑا ہے نہیں ہے کوئی اللہ سوائے اس اللہ کے اور اللہ سب سے بڑا ہے اللہ سب سے بڑا ہے اور اللہ ہی کے لئے حمد اور اللہ ہی سب سے بڑا ہے اس بات پر کہ اس نے ہماری ہدایت کی اور اللہ کی حمد اس بات پر کہ اس نے ہم لوگوں کو آزمایا)

چنانچہ اللہ تعالیٰ کا قول ہے ولتکملوا العدۃ تاکہ تم گنتی پوری کرو یعنی روزہ کی ولتکبروا اللہ علی ماھدا کم (سورہ البقرہ آیت نمبر ۱۸۵) اور اللہ نے جو تمہاری ہدایت کی ہے اس پر اس کی بڑائی کا اظہار کرو۔

(۲۰۳۵) اور روایت کی گئی ہے کہ اس عید فطر کی تکبیر میں یہ نہیں کہا جائے گا کہ ورزقنا من بھیمۃ الانعام (ہم لوگوں کو رزق دیا چوپائے جانوروں کا۔) اس لئے کہ یہ ایام تشریق میں کہتے ہیں (یعنی ۱۳-۱۴-۱۵-ذی الحجہ میں)

(۲۰۳۶) روایت کی ہے قاسم بن یحیی نے اپنے جد حسن بن راشد سے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا کہ لوگ کہتے ہیں کہ مغفرت شب قدر میں اس پر نازل ہوتی ہے جو ماہ رمضان میں روزہ رکھے۔ آپؑ نے فرمایا اے حسن مزدور کو مزدوری کام سے فراغت کے بعد دی جاتی ہے اور یہ عید کی شب ہے۔ میں نے عرض کیا اس میں ہم لوگوں کو کیا کرنا چاہیے؟ آپؑ نے فرمایا جب آفتاب غروب ہو جائے اور تم تین رکعت مغرب کی نماز پڑھ لو تو اپنے دونوں ہاتھ بلند کر کے کہو۔ يَا ذَا الطَّوْلِ، يَا ذَا الْحَوْلِ، يَا مُصْطَفِيَ مُحَمَّدٍ وَ نَاصِرَهُ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَ آلِ مُحَمَّدٍ، وَ اغْفِرْ لِيْ كُلَّ ذَنْبٍ اَذْنَبْتُهُ وَ نَسِيْتُهُ اَنَا وَ هُوَ عِنْدَكَ فِيْ كِتَابٍ مُبِيْنٍ۔ (اے فضل و بخشش والے اے قدرت و اختیار والے اے محمدؐ کو منتخب کرنے والے اور انکے مددگار تو محمدؐ اور آل محمدؐ پر اپنی رحمتیں نازل فرما اور میرا ہر وہ گناہ بخش دے جس کا میں نے ارتکاب کیا ہے اور اسے بھول گیا ہوں مگر وہ تیرے پاس کتاب مبین میں درج ہے) پھر سجدہ میں گر جاؤ اور سجدہ کی حالت میں سو مرتبہ کہو اَتُوْبُ اِلَى اللّٰهِ (میں اللہ کی بارگاہ میں توبہ کرتا ہوں) پھر اسکے بعد اپنی حاجت طلب کرو۔

باب : جب لوگوں کے نزدیک صحیح رویت ہلال ہو جائے تو عید الفطر کی صبح کو صوم کی حالت میں لوگوں پر کیا واجب ہے

(۲۰۳۷) محمد بن قیس نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے آپؑ نے فرمایا جب امام کے سامنے تیس تاریخ کو دو آدمی گواہی دے دیں کہ انہوں نے چاند دیکھا ہے تو امام اسی دن روزہ توڑنے کا حکم دیگا اگر ان دونوں گواہوں نے قبل زوال گواہی دی ہے۔ اور اگر ان دونوں گواہوں نے بعد زوال گواہی دی ہے تو امام اس دن افطار کا یعنی روزہ توڑنے کا حکم دیگا اور نماز عید کو دوسرے دن کے لئے موخر کر دیگا اور سب لوگوں کے ساتھ نماز عید پڑھے گا۔

(۲۰۳۸) اور ایک دوسری حدیث میں ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ جب چاند نظر نہ آئے لوگ صبح کو روزہ رکھے ہوئے اٹھیں

اتنے میں چند عادل لوگ آئیں اور رویت ہلال کی گواہی دیں تو افطار کرلیں اور دوسرے دن اول وقت اپنی عید کے لئے نکلیں۔ اور شوال کے چاند کی رویت دن میں قبل زوال ثابت ہو تو وہ دن شوال میں شمار ہوگا اور اگر بعد زوال رویت ہو تو وہ دن ماہ رمضان میں شمار ہوگا۔

باب : نادر احادیث

(۲۰۳۹) حسین بن سعید نے ابن فضال سے روایت کی انکا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام رضا علیہ السلام کو ایک عریضہ لکھا اور اس میں، میں نے دریافت کیا کہ ہمارے یہاں ایک قوم ہے جو نماز پڑھتی ہے مگر ماہ رمضان میں روزہ نہیں رکھتی اور اکثر میں ان لوگوں سے اصرار کرتا ہوں کہ وہ ہماری کھیتی کاٹنے آئیں مگر جب انکو بلاتا ہوں تو جبتک میں ان کو کھانا کھلانے کا وعدہ نہ کروں وہ قبول نہیں کرتے مجھے چھوڑ کر ان لوگوں کے پاس چلے جاتے ہیں جو انکو کھانا کھلائیں۔ اور میں ماہ رمضان میں ان لوگوں کو کھانا کھلانے سے تنگ ہوتا ہوں۔

تو آپؑ نے اپنے ہاتھ سے تحریر فرمایا جسے میں پہچانتا ہوں کہ ان لوگوں کو کھانا کھلاؤ۔

(۲۰۴۰) اور محمد بن سنان کی روایت میں ہے جسے انہوں نے حذیفہ بن منصور سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ ماہ رمضان ہمیشہ تیس دن کا ہوگا۔ اس سے کم تا ابد نہ ہوگا۔

(۲۰۴۱) اور حذیفہ بن منصور کی روایت میں ہے جو انہوں نے معاذ بن کثیر سے جنکو معاذ بن مسلم ہرّاء بھی کہا جاتا ہے۔ انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ خدا کی قسم ماہ رمضان تیس ہی دن کا ہوگا اس سے کم تا ابد نہ ہوگا۔

(۲۰۴۲) محمد بن اسماعیل بن بزیع نے محمد بن یعقوب سے انہوں نے شعیب سے اور انہوں نے اپنے باپ سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے اسکا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے آنجنابؑ سے عرض کیا کہ لوگ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیلئے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے رمضان کے مہینوں میں جتنی مرتبہ تیس دن روزے رکھے اس سے زیادہ مرتبہ انتیس دن روزے نہیں رکھے۔ آپؑ نے فرمایا کہ یہ لوگ غلط کہتے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیشہ پورے روزے رکھے فرائض کبھی ناقص نہیں ہوا کرتے۔ اللہ تعالیٰ نے سال کو تین سو ساٹھ دن کا بنایا اور آسمانوں اور زمینوں کو چھ دن میں پیدا کیا اور چھ دن کو تین سو ساٹھ دن میں سے گھٹا دیا تو سال تین سو چوّن دن کا رہ گیا۔ اس میں ماہ رمضان تیس دن کا اللہ تعالیٰ کے اس قول کے بموجب ہے کہ (لتکملوا العدۃ) دنوں کو کامل کرو اور دن کامل جب ہونگے جب دن پورے ہونگے پھر ماہ شوال انتیس دن کا ماہ ذی القعدہ تیس دن کا اللہ تعالیٰ کے اس قول کے بموجب (وواعدنا موسیٰ ثلاثین لیلۃ) ہم نے موسیٰ سے تیس راتوں کا وعدہ کیا چھ مہینے اس طرح ہونگے یعنی ایک مہینہ پورا اور ایک مہینہ ناقص اور ماہ رمضان کبھی ناقص (انتیس دن کا) نہیں ہوگا اور ماہ شعبان کبھی تمام (پورے تیس دن کا) نہیں ہوگا۔

(۲۰۴۳) اور ابو بصیر نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے قول خدا (لتکملوا العدۃ) تاکہ تم لوگ دنوں کو مکمل کرو) کے متعلق دریافت کیا تو آپؑ نے فرمایا تیس دن۔

(۲۰۴۴) یاسر خادم سے روایت کی گئی ہے کہ میں نے حضرت امام رضا علیہ السلام سے دریافت کیا کہ کیا ماہ رمضان۔ انتیس دن کا ہوتا ہے؟ آپؑ نے فرمایا ماہ رمضان کبھی تیس دن سے تا ابد کم نہ ہوگا۔

اس کتاب کے مصنف علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ جو لوگ ان احادیث کی مخالفت کرتے ہیں اور ان احادیث کی ضد میں عامہ کی جو احادیث ہیں اسکی مواقفت کرتے ہیں وہ اس میں تقیہ کرتے ہیں جب کہ عامہ سے حسب موقع بغیر تقیہ بات نہیں کرتے سوائے اس موقعہ کے جب عامہ میں سے کوئی طالب ہدایت آجائے اور ہدایت چاہے تو اسکی ہدایت اور اسکے لئے وضاحت کرتے ہیں۔ کیونکہ بدعت کا ذکر ترک کر دینے سے وہ خود بخود مردود اور باطل ہو جاتی ہے۔

(۲۰۴۵) معاویہ بن عمّار سے روایت کی گئی ہے اسکا بیان ہے کہ میں نے ایک مرتبہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایام تشریق (۱۳-۱۴-۱۵ ذالحجہ) کے روزوں کے متعلق دریافت کیا تو آپؑ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے منیٰ میں ایام تشریق کے روزوں کو منع فرمایا ہے لیکن منیٰ کے علاوہ دوسری جگہوں پر کوئی حرج نہیں ہے۔

(۲۰۴۶) اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے روزوں میں وصال کو (دو روزے کے درمیان بغیر افطار کے پے در پے روزہ رکھنا) منع فرمایا اور آپؐ خود دو روزے بلا افطار پے در پے رکھا کرتے تھے۔ تو آپؐ سے اسکے متعلق دریافت کیا گیا۔ آپؐ نے فرمایا میں تم میں سے کسی ایک جیسا بھی نہیں ہوں۔ میں اپنے رب کے پاس رہتا ہوں وہ مجھے کھلا پلا لیتا ہے۔

(۲۰۴۷) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ جس وصال کو منع کیا گیا وہ یہ ہے کہ انسان اپنا رات کا کھانا سحر کے وقت کھائے۔

(۲۰۴۸) زرارہ نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے صوم دھر (ہمیشہ روزے سے رہنے) کے متعلق دریافت کیا تو آپؑ نے فرمایا یہ ہمیشہ مکروہ ہے۔

(۲۰۴۹) نیز آنجنابؑ نے فرمایا کہ روزوں میں وصال نہیں اور نہ ایک دن اور ایک رات کا روزہ ہے۔

(۲۰۵۰) روایت کی گئی ہے بزنطی سے اور انہوں نے روایت کی ہے ہشام بن سالم سے انہوں نے سعد خفّاف سے انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے اسکا بیان ہے کہ ہم دس آدمی آنجنابؑ کی مجلس میں حاضر تھے ہم لوگوں نے رمضان کا ذکر کیا تو آپؑ نے فرمایا کہ تم لوگ یہ نہ کہا کرو کہ یہ رمضان ہے۔ نہ یہ کہو کہ رمضان چلا گیا اور یہ کہ رمضان آگیا اس لئے کہ رمضان اللہ تعالیٰ کے ناموں میں سے ایک نام ہے نہ وہ آتا ہے نہ وہ جاتا ہے بلکہ آتا جاتا تو وہ ہے جو زائل ہونے والا ہو بلکہ کہو کہ ماہ رمضان (آیا اور گیا) پس مہینہ مضاف اور منسوب ہے اسم کی طرف اور یہ اسم اللہ تعالیٰ کا اسم ہے۔ اور یہ وہ مہینہ ہے جس میں قرآن نازل کیا گیا جسکو اللہ تعالیٰ نے (اپنے اولیاء کیلئے) جنت اور عید قرار دیا ہے۔

(۲۰۵۱) غیاث بن ابراہیم نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور انہوں نے اپنے پدر بزرگوار سے انہوں نے اپنے جد نامدار علیہم السلام سے روایت کی ہے کہ انہوں نے بیان فرمایا کہ حضرت امیرالمومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام کا ارشاد ہے کہ تم لوگ صرف رمضان نہ کہو اسکو ماہ رمضان کہو اس لئے کہ تم لوگوں کو نہیں معلوم کہ رمضان کیا ہے۔

(۲۰۵۲) اور امیرالمومنین علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ مرد کے لئے یہ مستحب ہے کہ ماہ رمضان کی پہلی شب کو اپنی زوجہ سے ہمبستری کرے اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے احل لکم لیلۃ الصیام الرفث الی نسائکم (مسلمانو تم لوگوں کیلئے روزوں کی راتوں میں اپنی عورتوں کے پاس جانا حلال کردیا گیا ہے) (سورہ البقرہ آیت نمبر ۱۸۷)۔

(۲۰۵۳) محمد بن فضیل نے حضرت امام رضا علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے اپنے کسی دوستدار کو عیدالفطر کے دن دعا دیتے ہوئے فرمایا کہ اے فلاں اللہ تعالیٰ تمہاری اور ہماری طرف سے قبول کرے۔ راوی کا بیان ہے کہ پھر جب عید الاضحیٰ کا دن آیا تو آپؑ نے فرمایا اے فلاں اللہ تعالیٰ ہم لوگوں کی طرف سے قبول کرے نیز تمہاری طرف سے قبول کرے۔ راوی کا بیان ہے کہ یہ سن کر میں نے عرض کیا فرزند رسول آپؑ نے عیدالفطر کے دن کچھ اور کہا تھا اور عید قرباں کے دن کچھ اور فرما رہے ہیں؟ تو آپؑ نے ارشاد فرمایا کہ ہاں میں نے عیدالفطر کے دن کہا تھا کہ اللہ تعالیٰ تمہاری اور ہماری طرف سے قبول کرے اس لئے کہ اس نے بھی وہی کیا ہے جو میں نے کیا ہے (یعنی روزہ) اس طرح ہم اور وہ اس فعل میں برابر ہیں۔ اور عید قربان میں ہم نے اس سے کہا کہ اللہ تعالیٰ ہماری طرف سے قبول کرے نیز تمہاری طرف سے قبول کرے اس لئے کہ ہوسکتا ہے ہمارے لئے قربانی ممکن ہو اور اس کے لئے قربانی ممکن نہ ہو تو اس طرح ہمارا اور اسکا کام ایک نہ ہوگا۔

(۲۰۵۴) جراح مدائنی نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا عیدالفطر کے دن نماز سے پہلے کچھ کھالو اور عید قربان کے دن اس وقت تک نہ کھاؤ جبتک امام نماز پڑھا کر واپس نہ چلا جائے۔

(۲۰۵۵) اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس عید کے دن جب کوئی خوشبودار چیز پیش کی جاتی تو سب سے پہلے وہ اسی سے افطار فرمایا کرتے۔

(۲۰۵۶) اور ایک مرتبہ علی بن محمد نوفلی نے حضرت امام ابوالحسن علیہ السلام سے عرض کیا کہ میں نے عیدالفطر کے دن خاک شفاء (خاک قبر حسینؑ) اور کھجور سے افطار کیا تو آپؑ نے فرمایا اس طرح تم نے برکت اور سنت دونوں کو جمع کرلیا۔

(۲۰۵۷) حضرت امام حسن علیہ السلام نے عید کے دن لوگوں کو دیکھا کہ وہ کھیل کود کر رہے ہیں اور ہنس بول رہے ہیں تو آپؑ نے اپنے اصحاب کی طرف رخ کیا اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے ماہ رمضان کو اپنی مخلوق کیلئے مسابقت و مقابلہ کا میدان بنایا ہے تاکہ لوگ اللہ کی اطاعت اور اسکی رضا کے حصول میں ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کی کوشش کریں تو اس میں کچھ لوگ آگے بڑھ گئے اور کامیاب رہے اور کچھ لوگ پیچھے رہ گئے اور ناکامیاب رہے۔ تو ایسے دن میں جسکے اندر نیکی کرنے والے کامیاب اور تقصیر کرنے والے ناکامیاب ہوئے ان ہنسی ٹھٹھا اور کھیل کود کرنے والوں پر تعجب اور بہت تعجب ہے۔

خدا کی قسم اگر سامنے سے پردے ہٹا دیئے جائیں تو (نظر آئیگا کہ) نیکی کرنے والے اپنی نیکیوں کی جزا لینے میں مشغول ہیں اور بدی کرنے والے اپنی بدی کی سزا میں مبتلا ہیں۔

(۲۰۵۸) حنان بن سدیر نے عبداللہ بن دینار سے اور انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا اے عبداللہ مسلمانوں کی جب بھی کوئی عید آتی ہے خواہ وہ عید قربان ہو یا عیدالفطر اس میں آل محمدؐ کا حزن وغم تازہ ہو جاتا ہے۔ راوی کا بیان ہے کہ میں نے عرض کیا کہ یہ کیوں؟ آپؑ نے فرمایا اس لئے کہ وہ لوگ اپنے حق کو دوسروں کے قبضہ میں دیکھتے ہیں۔

(۲۰۵۹) عبداللہ بن لطیف تفلیسی نے زرین سے روایت کی ہے اسکا بیان ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا جب حضرت امام حسین ابن علی علیہ السلام پر تلوار سے وار کیا گیا اور وہ گھوڑے سے گرے تو وہ لوگ آگے بڑھے کہ آپ کا سر قلم کر لیا جائے تو بطن عرش سے ایک منادی نے ندا دی کہ اے اپنے نبی کے بعد بھٹکی ہوئی اور ادھر ادھر ماری ماری پھرنے والی اور گمراہ ہو جانے والی امت تجھے اللہ تعالیٰ عید قربان اور عیدالفطر کی توفیق نصیب نہ کرے۔

اور ایک دوسری روایت میں ہے کہ وہ ندا یہ تھی کہ تجھے اللہ روزے اور عیدالفطر کی توفیق نصیب نہ کرے۔ اسکے بعد حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ اسکے لازمی نتیجہ میں خدا کی قسم نہ اب تک ان لوگوں کو توفیق ہوئی اور نہ آئندہ جب تک کہ امام حسین علیہ السلام کے خون کا انتقام لینے والا ان کے خون کا انتقام نہ لیلے ان لوگوں کو اس کی توفیق نہیں ملے گی۔

(۲۰۶۰) جابر سے روایت کی گئی ہے کہ انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام اور انہوں نے اپنے پدر بزرگوار علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ شوال کی پہلی تاریخ کو (عیدالفطر کے دن) ایک منادی ندا دیتا ہے کہ اے اہل ایمان اپنے اپنے انعامات لینے کیلئے چلو۔ اسکے بعد حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا اللہ تعالیٰ کا انعام ان بادشاہوں کے انعام کی طرح کا نہیں ہے پھر فرمایا کہ یہ دن انعام کا دن ہے۔

باب : فطرہ

(۲۰۶۱) ابن ابی نجران اور علی بن حکم نے صفوان جمّال سے روایت کی ہے اسکا بیان ہے کہ میں نے ایک مرتبہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے فطرہ کے متعلق دریافت کیا تو آپؑ نے فرمایا یہ چھوٹے بڑے آزاد و غلام ہر انسان پر ایک صاع گندم یا ایک صاع کھجور یا ایک صاع خشک انگور ہے۔ (یعنی 2.830646 کلو گرام)

(۲۰۶۲) محمد بن خالد نے سعد بن سعد اشعری سے انہوں نے حضرت ابوالحسن امام رضا علیہ السلام سے روایت کی ہے اسکا بیان ہے کہ میں نے آنجنابؑ سے فطرہ کے متعلق دریافت کیا کہ ہر فرد کی طرف سے کتنا گندم، جو، کھجور یا خشک انگور دیا

جائے ؟ تو آپؑ نے فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صاع کے برابر ایک صاع (یعنی پانچ مد)

(۲۰۶۳) محمد بن احمد بن یحییٰ نے جعفر بن ابراہیم بن محمد ہمدانی سے روایت کی وہ اس وقت ہم لوگوں کے ساتھ حج میں تھے ان کا بیان ہے کہ میں نے اپنے والد کی معرفت حضرت ابوالحسن علیہ السلام کو ایک خط لکھا کہ میں آپؑ پر قربان ہمارے اصحاب کو صاع کے وزن میں اختلاف ہے بعض کہتے ہیں کہ فطرہ مدنی صاع سے نکالنا چاہیئے کچھ کہتے ہیں کہ عراقی صاع سے نکالنا چاہیئے ؟ آپؑ نے اسکے جواب میں تحریر فرمایا کہ صاع مدنی چھ رطل کا اور عراقی نو رطل کا ہوتا ہے ۔ راوی کا بیان ہے کہ نیز آپؑ نے مجھے بتایا کہ وہ وزن میں ایک ہزار ایک سو ستر (۱۱۷۰) درہم کے برابر ہوتا ہے (درہم = 2.4193548 گرام)

(۲۰۶۴) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ جب کسی کو فطرہ نکالنے کیلئے گیہوں یا جو نہ ملے تو اسکی طرف سے قمحؔ (گیہوں کی ادنیٰ قسم) اور سُلتؔ (بے چھلکے والا پیغمبری جو) اور عَلَسؔ (گیہوں کی قسم جسکے ایک چھلکے میں دو دانے ہوتے ہیں جو اہل صنعاء کی غذا ہے) اور مکئی بھی فطرے میں نکال سکتے ہیں ۔

اور اگر کوئی صحراؤں کا رہنے والا ہو اور اسکے پاس فطرہ نکالنے کو کچھ نہ ہو تو وہ چار رطل دودھ فطرہ میں نکالے ۔ اور جو شخص جو غذا بھی کھاتا ہے تو اس پر واجب ہے کہ وہ فطرہ میں وہی چیز نکالے جو وہ کھاتا ہے ۔

(۲۰۶۵) اور محمد بن قاسم بن فضیل بصری نے حضرت امام ابوالحسن رضا علیہ السلام کو ایک عریضہ لکھا اس میں دریافت کیا کہ اگر یتیم کا کوئی مال ہو تو کیا کوئی وصی یتیم کی طرف سے اسکے مال سے زکوٰۃ فطرہ نکال سکتا ہے ؟ آپؑ نے جواب میں تحریر فرمایا یتیم پر کوئی زکوٰۃ نہیں ہے ۔

اور محتاج پر صدقہ فطرہ نکالنا واجب نہیں اور ہر وہ شخص جسکو فطرہ لینا حلال ہے اس پر صدقہ فطرہ نکالنا واجب نہیں ۔

(۲۰۶۶) اور سیف بن عمیرہ نے اسحاق بن عمّار سے روایت کی ہے اسکا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا کہ ایک شخص کے پاس صرف اتنا ہی ہے کہ وہ اپنا فطرہ تنہا نکال سکے اسکے سوا اس کے پاس اور کچھ نہیں ہے کیا وہ فطرہ نکال دے یا خود اور اپنے عیال کو کھلائے ؟ آپؑ نے فرمایا کہ وہ اپنے اہل وعیال میں سے کسی ایک کو فطرہ دے اور وہ دوسرے کو دے وہ باہم ایک کے بعد دوسرے کو دیدیں اسطرح ایک ہی فطرہ سب کی طرف سے ہوجائیگا ۔

(۲۰۶۷) حسن بن محبوب نے عمر بن یزید سے روایت کی ہے انکا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا جس کے پاس اسکے بھائیوں میں سے کوئی مہمان ہے لتنے میں فطرہ کا دن آجاتا ہے تو کیا وہ اس مہمان کی طرف سے بھی فطرہ ادا کرے ؟ آپؑ نے فرمایا ہاں جو بھی اسکے عیال میں ہے مرد ہو یا عورت چھوٹا ہو یا بڑا آزاد ہو یا غلام اس پر سب کا فطرہ واجب ہے ۔

(۲۰۶۸) اسحاق بن عمّار نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ کوئی ہرج نہیں اگر کوئی شخص ایک آدمی کو دو یا تین یا چار آدمیوں کا فطرہ دیدے ۔

(۲۰۶۹) اور دوسری حدیث میں ہے کہ آپؑ نے فرمایا کوئی حرج نہیں اگر کوئی شخص اپنی طرف سے اور اپنے عیال کی طرف سے کسی ایک آدمی کو فطرہ دیدے۔

اور ایک آدمی کا فطرہ دو آدمیوں کو دینا جائز نہیں۔(یعنی فطرے کے حصے نہیں کیے جاسکتے)

اور اگر تمہارا کوئی غلام مسلمان یا کافر ذمی ہے تو اسکی طرف سے بھی فطرہ ادا کرو۔

اور اگر تمہارے یہاں عیدالفطر کے دن کوئی بچہ قبل زوال پیدا ہو تو اسکی طرف سے استحباباً فطرہ ادا کرو اور اگر بعد زوال پیدا ہو تو اس پر فطرہ نہیں ہے اور اسی طرح اگر کوئی شخص قبل زوال یا بعد زوال اسلام لایا ہے تو اسکے لئے بھی یہی حکم ہے اور یہ استحباب کی بنا پر ہے اور افضل کو اختیار کیا جائیگا۔ مگر فطرہ واجب اس شخص پر ہے جو ماہ رمضان کو پا جائے۔ (یعنی عید کا چاند دیکھنے سے پہلے مسلمان ہوا ہو)۔

(۲۰۷۰) اس حدیث کی علی بن ابی حمزہ نے معاویہ بن عمّار سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے اس بچہ کے متعلق جو عیدالفطر کی شب پیدا ہوا یا اس یہودی یا نصرانی کے متعلق جو شب عیدالفطر اسلام لایا؟ آپؑ نے فرمایا ان سب پر فطرہ نہیں اور صرف اسی پر فطرہ ہے جو ماہ رمضان کو پاجائے۔

(۲۰۷۱) محمد بن عیسیٰ نے علی بن بلال سے روایت کی ہے اسکا بیان ہے کہ میں نے ایک مرتبہ حضرت امام طیب عسکری علیہ السلام کو عریضہ لکھ کر دریافت کیا کہ کیا یہ جائز ہے کہ ایک شخص اپنے اہل و عیال جنکی تعداد کم و بیش دس عدد ہے ان سب کا فطرہ ایک شخص محتاج کو دیدے؟ آپؑ نے فرمایا ہاں ایسا کرلو۔

(۲۰۷۲) اور علی بن جعفر نے اپنے بھائی حضرت امام موسیٰ بن جعفر علیہ السلام سے غلام مکاتب کے متعلق دریافت کیا کہ کیا اس پر ماہ رمضان کا فطرہ واجب ہے یا اس پر کہ جسکا یہ غلام مکاتب ہے اور کیا اسکی شہادت و گواہی جائز ہے؟ تو آپؑ نے فرمایا (کیا جب) اس پر فطرہ واجب ہے تو اسکی شہادت جائز نہ ہوگی؟

اس کتاب کے مصنف فرماتے ہیں کہ یہ استفہام انکاری ہے خبریہ نہیں ہے یعنی آپؑ کے فرمانے کا مطلب یہ ہے اس پر فطرہ کیسے واجب ہوگا جب اسکی شہادت جائز نہ ہوگی مطلب یہ کہ اسکی شہادت بھی اسی طرح جائز ہے جس طرح اس پر فطرہ واجب ہے۔

(۲۰۷۳) اور محمد بن قاسم بن فضیل نے حضرت امام ابوالحسن رضا علیہ السلام کو ایک عریضہ لکھا اور اس میں دریافت کیا ایک غلام کا مالک مرگیا اور یہ کسی دوسرے شہر میں ہے اس کے قبضہ میں اپنے مالک کا کچھ مال ہے اتنے میں فطرہ نکالنے کا دن آگیا کیا وہ اپنے مالک کے مال سے اپنا فطرہ نکالے جبکہ یہ مال اب یتیموں کا ہے؟ آپؑ نے فرمایا ہاں (فطرہ نکالے)۔

(۲۰۷۴) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ فطرہ میں ایک صاع کھجوریں نکالنا میرے نزدیک زیادہ پسندیدہ ہے ایک صاع سونا اور چاندی نکالنے سے۔

(۲۰۷۵) اور ہشام بن حکم نے آنجنابؑ سے روایت کی ہے کہ فطرہ میں کھجور دینا کھجور کے علاوہ کسی اور چیز کے دینے سے افضل ہے اس لئے کہ اسکو فوراً استعمال کر کے جلد از جلد منفعت حاصل کی جاسکتی ہے۔ یہ اس طرح کہ یہ مستحق کو پہنچے گی تو وہ اس کو فوراً استعمال کر سکتا ہے۔ نیز فرمایا کہ جب زکوٰۃ کا حکم نازل ہوا تو لوگوں کے پاس اتنا مال نہ تھا کہ جس میں زکوٰۃ نکالیں بلکہ یہ حکم فطرہ نکالنے کیلئے نازل ہوا تھا۔

(۲۰۷۶) اسحاق بن عمار نے حضرت امام ابوالحسن علیہ السلام سے فطرہ کے تعلق دریافت کیا تو آپؑ نے فرمایا کہ اسکے پڑوسی زیادہ حقدار ہیں اور کوئی حرج نہیں اگر اسکی قیمت چاندی کی شکل میں دی جائے۔

(۲۰۷۷) اور علی بن یقطین نے حضرت ابوالحسن اولؑ سے زکوٰۃِ فطرہ کے متعلق دریافت کیا کہ اپنے پڑوسی کو اور بچے کو دودھ پلانے والی اور دایہ کو جنکا مذہب معلوم نہ ہو مگر وہ ناصبی اور دشمن اہلبیت بھی نہ ہوں تو انکو فطرہ دینا درست ہے ؟ آپؑ نے فرمایا اگر وہ محتاج ہیں تو دینے میں کوئی حرج نہیں۔

(۲۰۷۸) اسحاق بن عمار نے معتب سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ جاؤ ہمارے تمام اہل وعیال کی طرف سے اور ہمارے غلاموں کی طرف سے فطرہ دیدو ان میں سے کسی ایک کو بھی نہ چھوڑنا اس لئے کہ اگر تم نے اس میں سے کسی آدمی کو چھوڑا تو اسکے فوت ہونے کا خوف ہے میں نے عرض کیا فوت کا کیا مطلب ؟ فرمایا موت۔

(۲۰۷۹) صفوان نے عبدالرحمن بن الحجاج سے روایت کی ہے کہ اسکا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام ابوالحسن علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا جو ایک آدمی کو خرچہ دیتا ہے حالانکہ وہ اسکے عیال میں سے نہیں ہے مگر وہ اسکا کھانا، کپڑا پورا کرتا ہے تو کیا اسکا فطرہ دینا بھی اسی پر لازم ہے ؟ آپؑ نے فرمایا اس پر صرف اپنے عیال کا فطرہ واجب ہے کسی دوسرے کا نہیں نیز آپؑ نے فرمایا اور اسکے عیال میں صرف اسکے بچے اسکے غلام اور زوجہ اور ام ولد (بچے کی ماں) شامل ہیں۔

(۲۰۸۰) صفوان بن یحییٰ نے اسحاق بن عمار سے روایت کی ہے اسکا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے فطرہ کے متعلق دریافت کیا تو آپؑ نے فرمایا اگر وہ تم سے چھوٹ گیا ہے تو اگر تم اسکو قبل نماز یا بعد نماز ادا کرو تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے اور تم پر واجب ہے کہ تم اپنی طرف سے اپنے باپ اور ماں کی طرف سے اپنی بیوی اور بچوں کی طرف سے اور اپنے خادموں کی طرف سے فطرہ ادا کرو۔

(۲۰۸۱) محمد بن مسلم نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ اسکا بیان ہے کہ میں نے آنجنابؑ سے دریافت کیا کہ ایک شخص پر اپنے اہل میں سے کن کن لوگوں کی طرف سے فطرہ نکالنا واجب ہے آپؑ نے فرمایا اپنے تمام اہل وعیال کی طرف سے خواہ وہ آزاد ہوں یا غلام چھوٹے ہوں یا بڑے جو نماز عید پا جائیں (یعنی اس وقت تک زندہ رہیں)۔

اور میرے پدر بزرگوار نے اپنے رسالہ میں تحریر فرمایا ہے کہ کوئی حرج نہیں اگر کوئی شخص پہلی ماہ رمضان سے لیکر آخر ماہ تک فطرہ نکال دے یہ نماز عید تک زکوٰۃ فطر میں شمار ہوگا اور اگر نماز عید کے بعد نکالے تو اسکا شمار صدقہ میں ہوگا اور فطرہ نکالنے کا افضل و بہتر وقت ماہ رمضان کی آخری تاریخ ہے۔

(۲۰۸۲) روایت کی ہے محمد بن مسعود عیاشی نے اسکا بیان ہے کہ بیان کیا مجھ سے محمد بن نصیر نے انہوں نے بیان کیا کہ بیان کیا مجھ سے سہل بن زیاد نے انہوں نے کہا بیان کیا مجھ سے منصور بن عباس نے انہوں نے کہا بیان کیا مجھ سے اسماعیل بن سہل نے روایت کرتے ہوئے حماد بن عیسیٰ سے انہون نے حریز سے انہوں نے زرارہ سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے راوی کا بیان ہے کہ میں نے آنجنابؑ سے عرض کیا کہ غلام جو ایک قوم کی مشترکہ ملکیت ہے کیا اسکا فطرہ سب پر واجب الادا ہے؟ آپؑ نے فرمایا کہ جب ہر آدمی کا ایک غلام ہے تو وہ اپنے اپنے غلام کا فطرہ ادا کرے گا اور اگر جتنی غلاموں کی تعداد ہے اتنی ہی مالکوں کی بھی تعداد ہے تو وہ سب ان غلاموں میں برابر کے حصہ دار ہیں تو ہر ایک اپنے حصہ کے مطابق ان غلاموں کا فطرہ ادا کرے گا۔ اور اگر ان مالکوں کیلئے فی کس ایک غلام سے کم پڑتا ہے تو پھر ان میں سے کسی پر بھی فطرہ نہیں ہے۔

(۲۰۸۳) محمد بن اسماعیل بن بزیع سے روایت ہے انہوں نے بیان کیا کہ میں نے اپنی طرف سے اور دوسروں کی طرف سے حضرت امام ابوالحسن رضا علیہ السلام کی خدمت میں کچھ دراہم بھیجے اور خط لکھ کر انہیں بتایا کہ یہ اہل وعیال کی طرف سے فطرہ کی رقم ہے تو آپؑ نے خود اپنے ہاتھ سے لکھ کر مطلع کیا کہ میں نے وصول پائے۔

(۲۰۸۴) اور سکونی کی روایت میں ہے کہ امیرالمومنین علیہ السلام کا ارشاد ہے کہ جو شخص فطرہ ادا کرے گا اللہ تعالیٰ اسکے زکوٰۃ مال کی ادائیگی میں جو کمی رہ گئی ہے وہ اس فطرہ سے پوری کردیگا۔

(۲۰۸۵) حماد بن عیسیٰ نے حریز سے انہوں نے ابوبصیر اور زرارہ سے روایت کی ہے ان دونوں کا بیان ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ روزے کی تکمیل زکوٰۃ یعنی فطرہ دینے سے ہوتی ہے جسطرح نماز کی تکمیل نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود بھیجنے سے ہوتی ہے۔ اس لئے کہ جو شخص روزہ رکھے اور عمداً فطرہ دینا ترک کرے تو اسکا روزہ نہیں ہوگا۔ اور اگر کوئی شخص نماز میں نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود ترک کردے تو اسکی نماز نہ ہوگی۔ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے نماز سے پہلے اسی کا ذکر کیا ہے قد افلح من تزکّیٰ و ذکر اسم ربّہ فصلّیٰ (وہ یقیناً دلی مراد کو پہنچا جو زکوٰۃ ادا کرتا رہا اور اپنے پروردگار کے نام کا ذکر کرتا اور نماز پڑھتا رہا) (سورہ اعلی آیت نمبر ۱۴-۱۵)

باب : اعتکاف

(۲۰۸۶) حلبی نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے آپؑ نے فرمایا کہ کسی مسجد جامع میں رہ کر روزہ رکھے بغیر اعتکاف نہیں ہوتا۔

(۲۰۸۷) نیز فرمایا کہ جب ماہ رمضان کا آخری عشرہ ہوا کرتا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسجد میں اعتکاف فرمایا کرتے آپؐ کیلئے بالوں کا ایک خیمہ نصب کر دیا جاتا آپؐ اپنے ازار کا پائنچا اوپر چڑھا لیتے اور بستر لپیٹ دیتے۔ اور بعض لوگوں نے کہا ہے کہ ازواج سے دوری اختیار کر لیتے مگر حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ ازواج سے دوری نہیں فرمایا کرتے تھے۔

اس کتاب کے مصنف رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کے قول کہ ازواج سے عزل اور دوری نہیں فرمایا کرتے اسکا مطلب یہ ہے کہ آپؐ ازواج کو خدمت کرنے اور اپنے پاس بیٹھنے سے نہیں روکتے تھے۔ مگر انکے ساتھ مجامعت ترک کرتے۔ اور یہ اس طرح معلوم ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ بستر لپیٹ دیتے یعنی ترک مجامعت فرماتے۔

(۲۰۸۸) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے بیان فرمایا کہ جس سال ماہ رمضان میں غزوہ بدر تھا اس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اعتکاف نہیں فرمایا اور جب دوسرا سال آیا تو آپؐ نے بیس دن اعتکاف فرمایا دس دن اس موجودہ سال کے اور دس دن گزشتہ سال کی قضا۔

(۲۰۸۹) حسن بن محبوب نے عمر بن یزید سے روایت کی ہے اسکا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا کہ آپؑ بغداد کی کسی مسجد کے متعلق کیا فرماتے ہیں؟ آپؑ نے فرمایا تم صرف اسی مسجد میں اعتکاف کرو جس میں کسی امام عادل نے نماز باجماعت پڑھائی ہو۔ اور کوئی حرج نہیں اگر مسجد کوفہ و مسجد بصرہ و مسجد مدینہ اور مسجد مکہ میں اعتکاف کیا جائے۔

(۲۰۹۰) اور روایت کی گئی ہے کہ مسجد مدائن میں بھی (اعتکاف کیا جا سکتا ہے)۔

(۲۰۹۱) بزنطی نے داؤد بن سرحان سے اور اس نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ میری نظر میں سوائے مسجد حرام یا مسجد رسول یا کسی مسجد جامع کے (لیکن اگر کسی دوسری مسجد میں نماز جمعہ ہو رہی ہے تو اس کے لئے نکلنا مستثنیٰ ہے) اور کہیں اعتکاف نہیں ہوگا۔ اور اعتکاف کرنے والے کیلئے یہ جائز نہیں کہ بغیر کسی شدید ضرورت کے مسجد جامع سے نکلے۔ اور پھر (اگر کسی شدید ضرورت کیلئے نکلے تو) مقام اعتکاف تک واپسی تک کہیں نہ بیٹھے۔ اور عورت کیلئے بھی اسی طرح کا حکم ہے۔

(۲۰۹۲) اور عبداللہ بن سنان نے جو روایت حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے کی ہے اس میں ہے کہ مکہ میں اعتکاف کرنے والا مکہ کے جس گھر میں چاہے اعتکاف کرلے اس کیلئے برابر ہے وہ مسجد میں نماز پڑھے یا مکہ کے گھروں میں سے کسی گھر میں۔

(۲۰۹۳) اور منصور بن حازم نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے جو روایت کی ہے اس میں ہے کہ شہر مکہ میں اعتکاف کرنے والا مکہ کے جس گھر میں چاہے نماز پڑھ سکتا ہے لیکن غیر مکہ کے اندر اعتکاف کرنے والا بس صرف اسی مسجد میں نماز پڑھے گا جس کو اس نے اعتکاف کے لئے چُن لیا ہے۔

(۲۰۹۴) اور حسن بن محبوب نے ابی ولّاد حنّاط سے روایت کی ہے اسکا بیان ہے کہ میں نے ایک مرتبہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک ایسی عورت کے متعلق دریافت کیا جسکا شوہر کہیں چلا گیا تھا اب وہ واپس آیا تو اسکی زوجہ اسکی اجازت سے اعتکاف میں بیٹھی ہوئی تھی۔ جب عورت کو اپنے شوہر کے آنے کی خبر ملی تو وہ مسجد سے نکلی اور شوہر کے کھانے پانی کے سامان کی تیاری میں لگ گئی۔ اور شوہر نے اس سے ہمبستری کرلی ؟ آپ نے فرمایا اگر وہ عورت مسجد کے اندر سے تین دن گزارنے سے پہلے نکلی ہے اور اس نے اعتکاف کے اندر دنوں کی پابندی نہیں لگائی تھی تو اس پر وہ کفارہ عائد ہوگا جو ظہار کا کفارہ ہوتا ہے۔

(۲۰۹۵) حسن بن محبوب نے ابو ایّوب سے اور انہوں نے ابو بصیر سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ اعتکاف تین دن سے کم نہیں ہوتا اور جو اعتکاف کرتا ہے وہ روزہ رکھتا ہے اور اعتکاف کرنے والے پر لازم ہے کہ وہ ان قیود کی پابندی کرے جن کی احرام باندھنے والا پابندی کرتا ہے۔

(۲۰۹۶) ابو ایّوب نے محمد بن مسلم سے اور انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا اگر کوئی شخص ایک دن اعتکاف میں رہے اور اس نے دنوں کی پابندی نہیں لگائی تھی تو اسکو اختیار ہے کہ وہ اعتکاف کو فسخ کردے اور مسجد سے نکل آئے۔ لیکن اگر وہ دو دن اعتکاف میں بیٹھا رہا تو اگر اس نے دنوں کی پابندی نہ بھی لگائی ہو تو بھی اسکے لئے یہ جائز نہیں کہ مسجد سے باہر نکلے جبتک وہ تین دن اعتکاف میں گزار نہ لے۔

(۲۰۹۷) ابو ایّوب نے ابی عبیدہ سے انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے آپؑ نے فرمایا اعتکاف کرنے والا نہ خوشبو سونگھے گا نہ پھولوں سے لذت یاب ہوگا نہ آئینہ دیکھے گا نہ خرید و فروخت کرے گا۔ نیز فرمایا کہ جس شخص نے تین دن اعتکاف میں گزار لئے تو چوتھے دن اس کو اختیار ہے اگر چاہے تو تین دن اور اعتکاف میں گزار دے اور چاہے تو مسجد سے نکل جائے لیکن اگر اس تین دن کے بعد دو دن اور اعتکاف میں گزارے ہیں تو پھر وہ مسجد سے نہ نکلے جبتک یہ تین دن مزید پورے نہ ہوجائیں۔

(۲۰۹۸) داؤد بن سرحان سے روایت ہے اسکا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں ماہ رمضان کے اندر مدینہ میں تھا میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا کہ میں اعتکاف کرنا چاہتا ہوں تو نیت کیا کروں اور اپنے اوپر کیا چیز فرض کرلوں ؟ آپؑ نے فرمایا کہ بغیر کسی شدید اور لازمی ضرورت کے مسجد سے نہ نکلنا سایہ میں نہ بیٹھنا جبتک کہ تم اپنے جائے اعتکاف پر واپس نہ آجاؤ۔

(۲۰۹۹) اور حلبی نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے آپؑ نے فرمایا کہ اعتکاف میں بیٹھنے والے کیلئے یہ جائز نہیں کہ بغیر کسی شدید اور لازمی ضرورت کے مسجد سے نکلے اور اگر نکلے تو کہیں نہ بیٹھے جب تک اپنی جگہ واپس نہ آجائے نیز فرمایا کہ عورت کا اعتکاف بھی اسی طرح کی پابندی کی ساتھ ہوگا۔

(۲۱۰۰) اور صفوان بن یحیی نے عبدالرحمن بن حجاج سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے جو روایت کی ہے اس میں یہ ہے کہ جب کوئی اعتکاف میں بیٹھنے والا بیمار پڑجائے یا عورت کو ایام جاری ہوجائیں تو وہ اپنے گھر آجائے اور بعد صحت واپس جائے اور روزہ رکھے۔

(۲۱۰۱) اور سکونی نے (امام جعفر صادق سے ان کے آباء علیہم السلام سے جو) روایت کی ہے اس میں یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ماہ رمضان میں دس دن کا اعتکاف دو حج اور دو عمرے کے برابر ہے۔

(۲۱۰۲) حسن بن محبوب نے علی بن رئاب سے اور انہوں نے زرارہ سے روایت کی ہے اسکا بیان ہے کہ میں نے ایک مرتبہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے دریافت کیا ایک ایسے معتکف کے متعلق جس نے عورت سے مجامعت کرلی۔ آپؑ نے فرمایا اگر اس نے ایسا کیا تو اس پر وہی کفارہ ہے جو ظہار کرنے والے پر ہے۔

اور روایت میں ہے کہ اگر اس نے رات میں مجامعت کی تو اس پر ایک کفارہ ہے اور اگر اس نے دن میں مجامعت کی تو اس پر دو کفارے ہیں۔

(۲۱۰۳) محمد بن سنان نے عبدالاعلی بن اعین سے روایت کی ہے اسکا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا کہ جس نے ماہ رمضان میں رات کے وقت اعتکاف کی حالت میں اپنی عورت سے مجامعت کرلی؟ آپؑ نے فرمایا اس پر ایک کفارہ ہے میں نے عرض کیا اور اگر اس نے دن کے وقت مجامعت کی ہوتی؟ آپؑ نے فرمایا پھر اس پر دو کفارے ہوتے۔

(۲۱۰۴) ابن مغیرہ نے سماعہ سے روایت کی ہے اسکا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک ایسے معتکف کے متعلق دریافت کیا جس نے اپنی زوجہ سے مجامعت کرلی۔ آپؑ نے فرمایا وہ بمنزلہ اسکے ہے جس نے ماہ رمضان میں دن کے وقت افطار کرلیا ہو۔

(۲۱۰۵) داؤد بن حصین نے ابو العباس سے اور اس نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے آپؑ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پہلی مرتبہ ماہ رمضان کے عشرہ اول میں اعتکاف کیا پھر دوسری مرتبہ ماہ رمضان کے درمیانی عشرہ میں اعتکاف کیا پھر تیسری مرتبہ ماہ رمضان کے آخری عشرہ میں اعتکاف کیا پھر آپؐ مسلسل ماہ رمضان کے عشرہ آخر میں اعتکاف فرماتے رہے۔

(۲۱۰۶) ابن محبوب نے ابی ایوب سے انہوں نے ابی نصیر سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی

ہے کہ معتکفہ عورت کو اگر ایام شروع ہوجائیں تو وہ اپنے گھر واپس جائے اور جب پاک ہوجائے تو پھر واپس آئے اور جو باقی رہ گیا ہے اسکو پورا کرے۔

(۲۱۰۷) حسن بن جہم نے حضرت امام ابوالحسن علیہ السلام سے روایت کی ہے اسکا بیان ہے کہ میں نے آنجنابؑ سے دریافت کیا کہ کیا اعتکاف میں بیٹھا ہوا شخص اپنی عورت سے مجامعت کرے؟ آپؑ نے فرمایا حالت اعتکاف میں اپنی عورت سے نہ رات میں مجامعت کرے نہ دن میں مجامعت کرے۔

(۲۱۰۸) اور میمون بن مہران سے روایت کی گئی ہے اسکا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں حضرت حسن ابن علی علیہما السلام کی خدمت میں بیٹھا ہوا تھا کہ ایک شخص آیا اور اس نے کہا کہ فرزند رسول میرے اوپر فلاں شخص کا کچھ مال قرض ہے اور وہ مجھ کو قید کرنا چاہتا ہے؟ آپؑ نے فرمایا خدا کی قسم میرے پاس کچھ مال نہیں جو تیرا قرض ادا کروں۔ راوی کا بیان ہے کہ پھر اس نے آپؑ سے کچھ گفتگو کی اور امام حسن علیہ السلام نے اپنے نعلین پہنے۔ میں نے عرض کیا فرزند رسول کیا آپؑ کو یاد نہیں کہ آپؑ اعتکاف کی حالت میں ہیں؟ آپؑ نے فرمایا میں بھولا نہیں ہوں یاد ہے لیکن میں نے اپنے پدر بزرگوار کو میرے جد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حدیث بیان کرتے ہوئے سنا ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ جو شخص اپنے کسی برادر مسلم کی حاجت روائی میں کوشش کرے وہ ایسا ہی ہے جیسے اس نے نو ہزار سال تک دن کو روزہ رکھے اور رات کو کھڑے ہوکر اللہ تعالیٰ کی عبادت کی ہو۔

باب : حج کے اسباب

حضرت شیخ صدوق اس کتاب کے مصنف رحمہ اللہ نے فرمایا ہے کہ میں یہاں جن اسباب وعلل کو نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ائمہ طاہرین علیہم السلام سے روایت کرکے بیان کررہا ہوں انکے اسانید کو میں نے اپنی کتاب جامع علل الحج میں درج کردیا ہے۔

(۲۱۰۹) نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ کعبہ کا نام کعبہ اس لئے رکھا گیا کہ یہ دنیا کے وسط میں ہے۔

(۲۱۱۰) اور یہ بھی روایت کی گئی ہے کہ کعبہ کا نام کعبہ اس لئے رکھا گیا کہ یہ مربع (چوکور) ہے اور یہ چوکور اس لئے ہوگیا کہ یہ بیت معمور کے ٹھیک نیچے ہے اور وہ چوکور ہے۔ اور بیت معمور اس لئے چوکور ہے کہ وہ عرش کے ٹھیک نیچے ہے اور وہ چوکور ہے اور عرش اس لئے چوکور ہے کہ وہ کلمات کہ جن پر اسلام کی بنیاد ہے وہ چار ہیں۔ یعنی سبحان اللّٰہ، والحمدللّٰہ، ولاالٰہ الا اللّٰہ، واللّٰہ اکبر

(۲۱۱۱) اور بیت اللہ کا نام حرام اس لئے رکھا گیا کہ اس کے اندر مشرکین کا داخلہ حرام ہے۔

(۲۱۱۲) اور بیت اللہ کو عتیق اس لئے کہا گیا کہ یہ غرق ہونے سے بچا تھا۔

(۲۱۱۳) اور ایک روایت میں ہے کہ اس کا نام عتیق اس لئے ہے کہ یہ لوگوں سے آزاد ہے اس پر کسی کی ملکیت نہیں ہے۔

(۲۱۱۴) اور بیت اللہ کو زمین کے بالکل وسط میں اس لئے رکھا گیا کہ اسی کے نیچے سے زمین بچھائی گئی تاکہ اہل مشرق اور اہل مغرب سب پر اسکا فریضہ حج برابر رہے۔

اور حجر اسود کو اس لئے بوسہ دیا جاتا اور مس کیا جاتا ہے تاکہ اس عہد کو جو میثاق میں ان لوگوں سے لیا گیا تھا اللہ کی بارگاہ میں ادا کر دیا جائے۔

اور حجر اسود کو اس رکن میں رکھا گیا جہاں وہ اس وقت ہے کسی دوسرے رکن میں اس لئے نہیں رکھا گیا کہ اللہ تعالیٰ نے جس وقت میثاق کیا تھا اس کو اسی جگہ رکھا تھا۔

اور کوہ صفا سے اس رکن کا استقبال جس میں حجر اسود ہے تکبیر کے ساتھ کرنے کی سنت اسی لئے جاری ہو گئی کہ جب حضرت آدم علیہ السلام نے کوہ صفا سے دیکھا کہ حجر اسود اس رکن میں رکھا ہوا ہے تو اللہ تعالیٰ کی تکبیر و تمجید کرنے لگے۔

اور میثاق کو حجر اسود میں اس لئے رکھا کہ جب اللہ تعالیٰ نے اپنی ربوبیت اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت اور حضرت علی علیہ السلام کی وصایت کا میثاق کیا تو ملائکہ کے جوڑ جوڑ کانپنے لگے۔ اور سب سے پہلے اقرار میں جس نے جلدی کی یہی حجر اسود تھا اس لئے اللہ تعالیٰ نے اسکو منتخب کیا اور وہ میثاق اسکے منہ میں ڈال دیا۔ اب وہ قیامت کے دن آئے گا تو اسکی بولتی ہوئی زبان اور دیکھنے والی آنکھ ہوگی اور وہ ہر اس شخص کی گواہی دیگا جس نے یہاں آکر اس میثاق کو ادا کیا۔

اور حجر اسود کو جنت سے اس لئے نکال کر بھیجا گیا تاکہ حضرت آدم علیہ السلام جو عہد و میثاق میں سے بھول گئے ہوں انہیں یاد دلادے۔ اور حرم کے حدود جو تھے وہ وہی ہیں ان میں نہ کچھ کم ہوئے نہ زیادہ اسکی وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کے پاس ایک سرخ یاقوت نازل فرمایا تھا اسکو انہوں نے بیت اللہ کی جگہ رکھا تھا اور اسکا طواف کرتے تھے جسکی ضو ان نشانات تک پہنچی تو اللہ تعالیٰ نے ان نشانات تک حرم قرار دیدیا۔

اور حجر اسود کو مس اس لئے کیا جاتا ہے کہ اس میں سارے خلائق کے عہد و میثاق ودیعت ہیں اور دودھ سے بھی زیادہ سفید تھا مگر نبی آدم کے گناہوں نے اسکو سیاہ بنا دیا اگر ایام جاہلیت کے گندے اور نجس لوگ اس کو مس نہ کرتے تو یہ ایسا ہوتا کہ جو بیمار بھی اس کو مس کرتا وہ اچھا ہو جاتا۔

(۲۱۱۵) حطیم کو حطیم اس لئے کہا جاتا ہے کہ لوگ وہاں ایک دوسرے پر ٹوٹے پڑتے ہیں۔ اور لوگ حجر اسود اور رکن یمانی کو مس کرتے ہیں اور دوسرے ارکان کو مس نہیں کرتے اسکی وجہ یہ ہے کہ رکن یمانی عرش کے داہنی جانب ہے اور اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے کہ جو چیز اسکے عرش کے داہنی جانب ہے اسے مس کیا جائے۔

(۲۱۱۶) اور مقام ابراہیم اسکے بائیں جانب اس لئے ہے کہ قیامت میں حضرت ابراہیمؑ کے کھڑے ہونے کی ایک جگہ ہوگی

اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کھڑے ہونے کی ایک جگہ ہوگی مگر محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کھڑے ہونے کی جگہ عرش کے داہنے جانب ہوگی اور حضرت ابراہیمؑ کے کھڑے ہونے کی جگہ عرش کے بائیں جانب ہوگی اور قیامت کے دن مقام ابراہیمؑ اپنی اسی جگہ پر ہوگا اور ہمارے رب کا عرش آگے کی جانب ہوگا پیچھے کی جانب نہیں ہوگا۔

اور رکن شامی جاڑے گرمی میں دن رات متحرک رہتا ہے اس لئے کہ اسکے نیچے ہوا قید ہے۔ اور خانہ کعبہ اتنا بلند ہو گیا کہ اس پر سیڑھی لگا کر جاتے ہیں اسکی وجہ یہ ہے کہ جب حجاج نے خانہ کعبہ کو منہدم کیا تو لوگ اسکی مٹی اٹھا اٹھا کر لے گئے اور پھر جب لوگوں نے اس کی دوبارہ تعمیر کا ارادہ کیا تو ایک سانپ نمودار ہوا جس نے لوگوں کو تعمیر سے روک دیا جب حجاج آیا تو اسے لوگوں نے بتایا اس نے حضرت امام علی ابن الحسین علیہ السلام سے اس کے متعلق رجوع کیا تو آپؑ نے فرمایا تم لوگوں کو حکم دو کہ جو شخص یہاں سے جو کچھ لے گیا ہے وہ سب لا کر یہاں واپس ڈال جائے۔ چنانچہ جب اسکی دیواریں بلند ہو گئیں تو آپؑ نے حکم دیا کہ اسکی ساری مٹی اس میں ڈال دی جائے اس لئے خانہ کعبہ اتنا بلند ہو گیا کہ اس میں سیڑھی لگا کر جاتے ہیں۔ اور لوگ اس چہار دیواری سے باہر خانہ کعبہ کا طواف کرتے ہیں اسکے اندر سے نہیں کرتے اس لئے کہ حضرت اسماعیل کی مادر گرامی چہار دیواری کے اندر دفن ہیں اور اس میں ان کی قبر ہے اس لئے باہر سے طواف کرتے ہیں تاکہ انکی قبر پاؤں تلے روندی نہ جائے۔

(۲۱۱۷) اور روایت کی گئی ہے کہ اس میں چند انبیاء علیہم السلام کی قبریں بھی ہیں۔

اور اس چہار دیواری میں خانہ کعبہ کا کوئی جُز ناخن کے ایک تراشے کے برابر بھی نہیں ہے۔

(۲۱۱۸) اور اسکا نام مکہ اس لئے ہوا کہ لوگ یہاں ایک دوسرے کو ہاتھوں سے دھکا دیتے ہیں۔

(۲۱۱۹) اور یہ بھی روایت کی گئی ہے اسکا نام مکہ اس لئے پڑ گیا کہ اس کے گرد اور اسکے اندر لوگ گریہ وبکا کرتے ہیں۔ اور بکہ خانہ کعبہ کی جگہ کو کہتے ہیں اور مکہ پوری آبادی کا نام ہے۔ اور خانہ کعبہ کے پاس کوئی ہدیہ اور نذر لانا مستحب نہیں اس لئے کہ یہ سب خانہ کعبہ کے خدام کا ہو جاتا ہے۔ مسکینوں کو کچھ نہیں ملتا۔ اور کعبہ تو نہ کھاتا ہے اور نہ پیتا ہے اور اس کیلئے جو بھی ہدیہ لایا جاتا ہے وہ خانہ کعبہ کے زائرین کیلئے ہے اور روایت میں ہے کہ حجر کے اوپر سے ندا کی جاتی تھی کہ آگاہ ہو جسکا خرچہ ختم ہو گیا ہو وہ یہاں آجائے اسکو خرچہ دیا جائے گا۔

(۲۱۲۰) اور قریش نے خانہ کعبہ کو اس لئے منہدم کیا تھا کہ مکہ کی بلندیوں سے سیلاب آتا تھا اور اس میں پانی بھر جاتا تھا اور دیواریں پاش پاش ہو جاتی تھیں۔

(۲۱۲۱) اور ایک مرتبہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اللہ تعالیٰ کے اس قول کے متعلق سوال کیا گیا کہ سواء العاکف فیہ و الباد (اس میں شہری اور باہر والوں کا حق برابر ہے) (سورہ حج آیت ۲۵) تو آپؑ نے فرمایا پہلے یہ ہر گز جائز نہ تھا کہ مکہ کے گھروں میں دروازے لگائے جائیں یہ اس لئے تاکہ حاجی لوگ انکے گھروں کے صحنوں میں انکے ساتھ قیام کریں

اور اپنے اپنے مناسک بجالائیں۔ سب سے پہلے مکہ کے گھروں میں دروازے معاویہ نے لگوائے۔
اور مکہ میں سکونت اختیار کرنا مکروہ ہے۔ اس لئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وہاں سے نکالے گئے تھے اور یہاں جو مقیم ہوتا ہے اسکا دل سخت ہوجاتا ہے وہ مکہ میں رہ کر وہ سب کچھ کرنے لگتا ہے جو مکہ کے علاوہ دیگر شہروں میں کیا کرتا ہے۔ وہ اس شہر کے تقدس کا خیال نہیں کرتا اور آب زمزم شیریں نہیں رہ گیا اس لئے کہ یہ دوسرے پانیوں سے جھگڑنے لگا تو اللہ تعالیٰ نے اسکی طرف ایلوے کے مزے کا کڑوا چشمہ جاری کردیا۔
مگر آب زمزم کبھی کبھی شیریں ہوجاتا ہے اس لئے کہ اسکی طرف وہ چشمہ بہا دیا جاتا ہے جو حجر اسود کے نیچے سے پھوٹتا ہے اور جب اس چشمہ کا پانی اس پر غالب آتا ہے تو یہ شیریں ہوجاتا ہے۔
اور صفا کو صفا اس لئے کہتے ہیں کہ حضرت آدم صفی اللہ اس پر اتارے گئے تھے تو حضرت آدمؑ کے نام سے ایک نام تراش کر اس پہاڑ کا رکھدیا گیا۔ اللہ تعالیٰ کے اس قول کے بنا پر کہ ان اللّٰہ اصطفی آدم و نوحاً اور حضرت حوا کوہ مروہ پر اتاری گئیں اور چونکہ عورت کو مراۃ کہتے ہیں اس لئے مراۃ سے ایک نام تراش کر اس پہاڑ کا نام مروۃ رکھ دیا گیا۔
(۲۱۲۲) اور مسجد کو حرم قرار دیا گیا کعبہ کی وجہ سے اور حرم کو حرم قرار دیا گیا مسجد کی وجہ سے اور حرم کی وجہ سے احرام واجب کیا گیا۔
(۲۱۲۳) اور اللہ تعالیٰ نے کعبہ کو اہل مسجد کیلئے قبلہ قرار دیا اور مسجد کو اہل حرم کیلئے قبلہ قرار دیا اور حرم کو تمام اہل دنیا کیلئے قبلہ قرار دیا۔ اور (احرام میں) تلبیہ اس لئے قرار دی گئی کہ جب اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیمؑ کو حکم دیا کہ و اذن فی الناس بالحج یاتوک رجالا (تم لوگوں کو حج کی خبر کردو کہ لوگ تمہارے پاس پاپیادہ جوق در جوق آئیں) (سورہ الحج آیت نمبر ۲۷) چنانچہ حضرت ابراہیمؑ نے جب حج کا اعلان کیا تو تمام گھاٹیوں سے لوگ لبیک لبیک کہتے ہوئے آئے۔
(۲۱۲۴) اور ابی الحسین اسدی رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے جو انہوں نے کی ہے سہل بن زیاد سے انہوں نے جعفر بن عثمان دارمی سے انہوں نے سلیمان بن جعفر سے انکا بیان ہے کہ میں حضرت امام ابوالحسن علیہ السلام سے تلبیہ اور اسکے سبب کے متعلق دریافت کیا تو آپؑ نے فرمایا کہ جب لوگ احرام باندھتے ہیں تو اللہ تعالیٰ انہیں ندا دیتا ہے اور کہتا ہے اے میرے بندو اور کنیزو میں جہنم کو تم لوگوں کیلئے حرام کردوں گا جسطرح تم لوگوں نے میری خاطر ان چیزوں کو حرام کرلیا ہے۔ تو بندوں کا لبیک اللھم لبیک کہنا درحقیقت اللہ تعالیٰ کی ندا کو قبول کرنا ہے۔
اور صفا اور مروہ کے درمیان سعی اس لئے قرار دی گئی کہ حضرت ابراہیمؑ کو وادی میں شیطان نظر آیا تو آپؑ نے اسے دوڑایا اور وہ شیطان کی منزلیں ہیں۔
اور سعی کا مقام اللہ کے نزدیک زمین کا پسندیدہ ٹکڑا ہے اس لئے کہ یہاں آکر ہر جابر و سرکش کو ذلیل ہونا پڑا ہے۔
(۲۱۲۵) اور یوم ترویہ کو یوم ترویہ اس لئے کہتے ہیں کہ میدان عرفات میں پانی موجود نہیں تھا مکہ کے لوگ پانی لاتے تو

لوگ مکہ کا پانی پیا کرتے اور آپس میں کہا کرتے ۔ تروّیتم تروّیتم (تم لوگوں نے ہمیں سیراب کیا تم لوگوں نے ہمیں سیراب کیا)۔اس لئے کہ اسکا نام یوم ترویہ (سیرابی کا دن) پڑ گیا۔

اور عرفہ کو عرفہ اس لئے کہتے ہیں کہ یہاں حضرت جبرئیل علیہ السلام نے حضرت ابراہیم علیہ السلام سے کہا یہاں پر آپؑ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اپنی کوتاہیوں کا اعتراف کریں اور اپنے مناسک کو پہچانیں ۔اس لئے اسکا نام عرفہ ہو گیا۔

اور مشعر کو مزدلفہ اس لئے کہتے ہیں کہ حضرت جبرئیل نے حضرت ابراہیم علیہ السلام سے عرفات میں کہا کہ اے ابراہیمؑ اب آپ یہاں سے مسجد الحرام کی طرف مزدلف ہوں (یعنی روانہ ہوں) اس لئے اسکا نام مزدلفہ ہو گیا۔

اور مزدلفہ جمعاً اس لئے کہتے ہیں کہ یہاں نماز مغرب و عشاء کو جمع کر کے ایک اذان اور دو اقامتوں کے ساتھ پڑھتے ہیں ۔

(۲۱۲۶) اور منیٰ کو منیٰ اس لئے کہتے ہیں کہ حضرت جبرئیل اس جگہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس آئے اور کہا اے ابراہیمؑ کوئی تمنا کیجئے، اس لئے لوگوں نے اسکا نام منیٰ رکھدیا۔

(۲۱۲۷) اور یہ بھی روایت کی گئی ہے کہ اسکا نام منیٰ اس لئے ہو گیا کہ حضرت ابراہیم نے یہاں تمنا کی تھی کہ جس فرزند کو ذبح کرنے کا حکم ملا ہے کاش اسکے بدلے میں اللہ کوئی دنبہ بھیجدے ۔

(۲۱۲۸) اور خیف کو خیف اس لئے کہتے ہیں کہ یہ وادی سے بلند جگہ ہے اور جو جگہ وادی سے بلند ہو اسکو خیف کہتے ہیں ۔

(۲۱۲۹) اور مشعر جائے وقوف قرار پایا اور حرم موقف نہیں قرار پایا اس لئے کہ یہ اللہ کا گھر ہے اور حرم اسکا حجاب (اسکی چہار دیواری) ہے اور مشعر اسکا دروازہ ہے جب زائرین زیارت کے قصد سے آئیں تو پہلے دروازے پر کھڑے ہو کر گڑگڑائیں تاکہ انہیں داخل ہونے کی اجازت دی جائے پھر دوسرے حجاب (چہار دیواری) پر ٹھہریں اور تضرع کریں اور جب اللہ تعالیٰ انکے اس طویل تضرع کو دیکھے تو انہیں تقرب کیلئے قربانی دینے کا حکم دے جب قربانی کر چکیں اور اپنی گندگی کو دور کر کے ان گناہوں سے پاک ہوجائیں جو انکے لئے رکاوٹ بنے ہوئے تھے تو پھر انہیں طہارت کے ساتھ زیارت کی اجازت ہوجائے۔

اور ایام تشریق (۱۳ - ۱۴ - ۱۵ ذی الحجہ) میں روزہ اس لئے مکروہ ہے کہ قوم اللہ کے گھر زیارت کو آئی ہے یہ اللہ کی مہمان ہے اور مہمان کو یہ زیب نہیں دیتا کہ وہ جسکے پاس مہمان بن کر جائے وہاں روزہ رکھ لے ۔

(۲۱۳۰) اور روایت کی گئی ہے کہ یہ ایام کھانے پینے اور اپنی زوجہ سے ہمبستری کیلئے ہیں ۔

اور خانہ کعبہ کے پردوں کو پکڑ کر لٹکنے کی مثال بالکل ایسی ہے جیسے کسی شخص نے کسی کا کوئی جرم کیا ہو اور وہ اسکے دامن کو پکڑ کر معافی چاہے اس امید پر کہ وہ اسکے جرم کو بخش دیگا۔

اور حاجیوں نے جس دن اپنا سر منڈوایا اس دن سے چار ماہ تک انکے گناہ نہیں لکھے جائیں گے ۔ اس لئے کہ اللہ

تعالیٰ نے مشرکین کیلئے بھی چار ماہ مباح کر دیئے تھے۔ چنانچہ ارشاد الٰہی ہے فسیحوا فی الارض اربعۃ اشھر [اے مشرکو تم بس چار مہینے (ذیقعد، ذی الحجہ، محرم، رجب) تو چین سے بے خطر روئے زمین پر سیر و سیاحت کر لو] (سورہ توبہ آیت ۲) پس اسی لئے مومنین میں سے جو بھی خانہ کعبہ کی زیارت کو جاتا ہے چار مہینے تک اسکے گناہ نہیں لکھے جاتے۔

(۲۱۳۱) اور مسجد حرام میں پاؤں پر بیٹھ کر ٹانگوں اور پیٹھ کو کپڑے سے باندھ کر سہارا لینا خانہ کعبہ کی تعظیم کی وجہ سے مکروہ ہے۔

(۲۱۳۲) اور اس حج کو حج اکبر اس لئے کہا گیا ہے کہ اس سال مسلمانوں اور مشرکین دونوں نے حج کیا اور اس سال کے بعد مشرکین نے حج نہیں کیا۔

(۲۱۳۳) اور منیٰ میں پندرہ نمازوں کے بعد اور دیگر شہروں میں دس نمازوں کے بعد تکبیر قرار دے گئی ہے تاکہ جب حاجی لوگ پہلے کوچ پر روانہ ہوں تو تمام امصار کے لوگ اپنی تکبیر روک لیں اور اہل منیٰ جبتک منیٰ میں رہیں آخری کوچ تک تکبیر کہتے رہیں۔ اور لوگوں میں سے کچھ ایسے ہیں جو ایک حج کرتے ہیں کچھ ایک سے زیادہ حج کرتے ہیں اور کچھ ایسے ہیں جو حج ہی نہیں کرتے اسکی وجہ یہ ہے کہ جب حضرت ابراہیمؑ نے ندا دی کہ سب لوگ حج کیلئے آئیں تو اس وقت اپنے اپنے باپ کے صلب اور اپنی اپنی ماں کے رحم میں جتنے لوگ تھے ان لوگوں نے کہا۔ اے اللہ کی طرف سے دعوت دینے والے لبیک اے اللہ کی طرف سے دعوت دینے والے لبیک۔ تو جس نے دس مرتبہ لبیک کہا وہ دس مرتبہ حج کرتا ہے جس نے پانچ مرتبہ لبیک کہا وہ پانچ مرتبہ حج کرتا ہے اور جس نے بارہ مرتبہ کہا وہ اسی تعداد میں حج کرتا ہے اور جس نے صرف ایک مرتبہ لبیک کہا وہ صرف ایک مرتبہ حج کرتا ہے اور جس نے ایک مرتبہ بھی نہیں کہا وہ ایک مرتبہ بھی حج نہیں کرتا۔

(۲۱۳۴) اور ابطح کو ابطح اس لئے کہتے ہیں کہ حضرت آدمؑ کو حکم ہوا کہ وہ بطحاء جمع میں منہ کے بل لیٹ جائیں تو وہ طلوع فجر تک لیٹے رہے اور حضرت آدمؑ کو حکم ہوا کہ اپنی کوتاہیوں کا اعتراف کرو تاکہ یہ انکی اولاد میں سنت قرار پائے۔

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عباس کو اجازت دے دی کہ وہ منیٰ کی راتوں کو مکہ میں بسر کریں حاجیوں کی سقایت کیلئے۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مقام شجرہ سے احرام باندھا اس لئے کہ جب آپؐ شب معراج آسمان پر تشریف لے گئے اور اس جگہ پہنچے جو مقام شجرہ کے مقابل ہے تو آپؐ کو ندا دی گئی کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیا میں نے تمہیں یتیم پا کر پناہ نہیں دی اور تمہیں گم شدہ و غیر معروف جان کر تمہاری طرف لوگوں کی ہدایت نہیں کی؟ آنحضرت نے عرض کیا الحمد و النعمۃ و الملک لک لا شریک لک (حمد اور نعمت اور ملک سب تیرا ہے تیرا کوئی شریک نہیں) اس لئے آپ نے مقام شجرہ کے سوا اور کہیں سے احرام نہیں باندھا۔ اور قربانی کے جانور کے گلے میں اپنے پہنے ہوئے جوتے لٹکا دینا (تقلید کرنا ہے) تاکہ یہ جسکی قربانی کا جانور ہے وہ اپنے لٹکائے ہوئے نعلین سے اسکو پہچان لے اور اشعار (جانور کے کوہان کو داہنی جانب چر کا دیکر اسکے خون سے داہنی جانب چھاپہ لگانا) کا حکم اس لئے ہے کہ اسکے مالک

کیلئے اس پر بیٹھنا حرام ہو جائے اس لئے کہ اس نے اسکو اشعار کیا ہوا ہے اور کوئی شیطان بھی اسکی پشت پر نہ بیٹھے۔

(۲۱۳۵) اور جمرہ کو کنکری مارنے کا حکم اس لئے ہے کہ مقام جمرہ پر ابلیس لعین حضرت ابراہیم علیہ السلام کو نظر آیا تھا اور آپ نے اسکو پتھر مار کر بھگایا اور اسی وقت سے یہ سنت جاری ہو گئی۔

اور روایت کی گئی ہے کہ سب سے پہلے جس نے جمرہ کو پتھر مارے وہ حضرت آدمؑ تھے اسکے بعد حضرت ابراہیم علیہ السلام تھے۔

(۲۱۳۶) اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے جانور قربانی کرنے کا حکم اس لئے دیا تاکہ تمہارے مسکین لوگ خوب سیر ہو کر گوشت کھالیں لہذا انہیں یہ گوشت کھلاؤ۔ اور وہ سبب کہ جسکی بنا پر گائے کی قربانی پانچ آدمیوں کی طرف سے کافی ہے اس لئے ہے کہ سامری نے جن لوگوں کو گوسالہ پوجنے کا حکم دیا تھا وہ پانچ افراد تھے اور ان ہی لوگوں نے اس گوسالہ کو ذبح بھی کیا جسکو اللہ تعالیٰ نے ذبح کرنے کا حکم دیا تھا۔ اور وہ اذینونہ اور اسکا بھائی میذونہ اور اسکا بھتیجا اور اسکی بیٹی اور اسکی زوجہ تھی۔ اور قربانی کیلئے بھیڑ کا بچہ کافی ہے اور بکری کا بچہ کافی نہیں ہے اس لئے کہ بھیڑ کا بچہ حاملہ ہو سکتا ہے اور بکری کا بچہ حاملہ نہیں ہو سکتا۔

اور آدمی کے لئے یہ جائز ہے کہ قربانی کے جانور کی کھال اسے دیدے جس نے اسے اتارا ہو۔ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ کھاؤ اور لوگوں کو کھلاؤ۔ اور جلد نہ کھائی جاتی ہے اور نہ کھلائی جاتی ہے لیکن وہ جانور جو حرم کیطرف ہدیہ بھیجتے ہیں اس میں یہ جائز نہیں ہے۔

اور امیرالمومنین علیہ السلام نے جب سے مکہ سے ہجرت کی مرتے دم تک مکہ میں کبھی رات نہیں بسر کی اس لئے کہ وہ اس بات کو مکروہ اور ناپسندیدہ سمجھتے تھے کہ جس سرزمین کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے رہائش ترک کر کے ہجرت کر لی ہو اس سرزمین میں شب بسر کریں۔

باب : فضائل حج

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ ففروا الی اللّٰہ (پس تم لوگ خدا ہی کی طرف بھاگو) (سورہ الزاریات آیت نمبر۵۰) یعنی اللہ کی طرف حج کرو۔

(۲۱۳۷) اور جو شخص حج کیلئے محمل کسے گا وہ ایسا ہے جیسے کسی نے راہ خدا میں (جہاد کیلئے) گھوڑے پر زین کسی ہو اور کہا جاتا ہے کہ فلاں شخص نے حج کیا یعنی وہ کامیاب ہوا۔ اور حج کے معنی بیت اللہ کی طرف قصد کے ہیں تاکہ اسکی خدمت کرے اور اللہ تعالیٰ نے جن مناسک کا حکم دیا ہے اسے بجالائے۔

(۲۱۳۸) حسن بن محبوب نے علی بن رئاب سے انہوں نے محمد بن قیس سے روایت کی ہے کہ انہوں نے کہا کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کو مکہ میں لوگوں سے بیان کرتے ہوئے سنا۔آپؑ نے بیان فرمایا کہ ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے اصحاب کے ساتھ فجر کی نماز ادا کی پھران لوگوں سے باتیں کرتے ہوئے بیٹھ گئے یہاں تک کہ آفتاب طلوع ہوگیا تو ایک کے بعد ایک آدمی اٹھنے لگے یہاں تک کہ دوآدمی باقی رہ گئے اور سب چلے گئے ان میں ایک انصاری تھا اور ایک ثقفی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان دونوں سے ارشاد فرمایا میں جانتا ہوں کہ تم دونوں مجھ سے کچھ پوچھنا چاہتے ہو اور تم چاہو تو میں تمہارے پوچھنے سے پہلے بتادوں کہ تم دونوں کیا پوچھنا چاہتے ہو اور اگر چاہو تو مجھ سے پوچھ لو۔انہوں نے عرض کیا یارسول اللہ آپ بتائیں کہ ہم لوگ کیا پوچھنا چاہتے ہیں اس لئے کہ اس سے بے نور آنکھ میں اور روشنی آجائیگی شک اور دور ہوجائیگا اور ایمان مستحکم ہوجائیگا۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا اچھا تو اے بھائی انصاری تم اس قوم سے ہو جو اپنی ذات پر دوسروں کو ترجیح دیتی ہے نیز تم شہری ہو اور یہ ثقفی دیہاتی ہے کیا تم سوال میں اپنی ذات پر اسکو ترجیح دوگے؟انصاری نے کہا جی ہاں۔آپؑ نے فرمایا اچھا تو اے بھائی ثقیف تم اپنے وضو اور اپنی نماز کے لئے پوچھنا چاہتے ہو اور یہ کہ اس میں تمہیں کیا ثواب ملے گا۔لہذا اب سنو جب تم نے پانی میں ہاتھ ڈالا اور بسم اللہ الرحمن الرحیم کہا تو تمہارے ہاتھ نے جتنے گناہ کئے تھے وہ جھڑگئے اور جب تم نے اپنا منہ دھویا تو وہ گناہ جھڑ گئے جو تمہاری آنکھوں نے اپنی نگاہوں کے ذریعہ کئے تھے اور تمہارے منہ نے اپنے الفاظ کے ذریعہ کئے تھے اور جب تم نے اپنے دونوں ہاتھ دھوئے تو وہ گناہ جھڑگئے جو تم نے اپنے داہنے اور بائیں ہاتھوں سے کئے اور جب تم نے اپنے سر کا مسح کیا اور قدموں کا مسح کیا تو وہ گناہ جھڑگئے جنکی طرف تم اپنے قدموں سے گئے تھے تو یہ فائدہ تمہیں اپنے وضو سے ہوا۔اور جب تم نماز کیلئے کھڑے ہوئے اور قبلہ رخ ہو کر تم نے سورہ حمد اور کوئی دوسرا سورہ جو تمہیں یاد ہو وہ پڑھا پھر رکوع کیا اور اسکے رکوع اور اسکے سجود کو تمام کیا پھر تشہد پڑھا اور سلام پڑھا تو تمہارے تمام وہ گناہ معاف ہوئے جو اگلی اور پچھلی نمازوں کے درمیان تم نے کئے تھے تو یہ فائدہ ہوا تم کو نماز میں۔

اور اب تم اے بھائی انصاری تم اس لئے آئے کہ اپنے حج اور اپنے عمرے کیلئے دریافت کرو کہ اس سے تمہیں کیا ثواب ملے گا۔تو یہ سمجھ لو کہ جب تم نے حج کے راستے کا رخ کیا اور سواری پر سوار ہوئے اور بسم اللہ کہا اور تمہاری سواری تم کو لیکر چلی تو تمہاری سواری جو پاؤں رکھے گی اور جو پاؤں اٹھائے گی ہر ایک پر اللہ تعالیٰ تمہارے نامہ اعمال میں ایک نیکی لکھ دیگا اور ایک گناہ محو کردیگا اور جب تم نے احرام باندھ کر لبیک کہا تو اللہ تعالیٰ ہر لبیک پر تمہارے نامہ اعمال میں دس (۱۰) نیکیاں لکھے گا اور دس گناہوں کو مٹادیگا۔اور جب خانہ کعبہ کا سات مرتبہ طواف کیا تو تمہارے لئے اللہ کے پاس عہد ہوگا اور اسکے بعد اللہ تعالیٰ کو خود شرم آئے گی کہ تم پر عذاب کرے اور جب تم نے مقام ابراہیم پر دو رکعت نماز پڑھی تو اللہ تعالیٰ تمہارے نامہ اعمال میں ایسی دو ہزار رکعتیں لکھ دیگا جو مقبول ہو چکی ہوں اور جب تم نے صفا و مروہ کے درمیان

سات پھیرے لگائے تو اس سے تمہارے لئے اللہ کے پاس اتنا اجر و ثواب ہوگا جتنا اس شخص کو ثواب دیگا جو اپنے ملک سے پا پیادہ حج کرے اور اس شخص کے برابر ثواب ہوگا جس نے ستر عدد ایسے غلام آزاد کرائے جو صاحب ایمان ہوں ۔ اور جب تم نے عرفات میں غروب آفتاب تک طواف کیا تو اگر تمہارے گناہ کوہ عالج کی ریت کے برابر اور سمندر کے جھاگ کے برابر بھی ہوں تو اللہ تعالیٰ ان سب کو معاوف کر دیگا ۔ اور جب تم نے جمرہ پر کنکریاں ماریں تو اللہ تعالیٰ تمہارے نامہ اعمال میں ایک کنکری کے عوض دس نیکیاں تمہاری آئیندہ عمر کے لئے لکھے گا ۔ اور جب تم نے اپنا سر منڈوایا تو تمہاری آئیندہ عمر کیلئے ہر بال پر ایک نیکی ہوگی اور جب تم نے اپنی قربانی کے جانور کو ذبح کیا یا کرایا تو اسکے خون کے ہر قطرے کے عوض تمہاری آئیندہ عمر کیلئے ایک حسنہ لکھا جائے گا ۔ اور جب تم نے خانہ کعبہ کا سات مرتبہ طواف زیارت کیا اور مقام ابراہیم پر دو رکعت نماز پڑھی تو ایک مکرم فرشتہ تمہارے شانوں پر ہاتھ رکھ کر کہے گا تیرے گزشتہ گناہ معاف کر دیئے گئے ۔ اب تو ایک سو بیس (۱۲۰) دن کے درمیان نیک عمل کرنا پھر شروع کر ۔

(۲۱۳۹) اور روایت کی گئی ہے کہ نبی اسرائیل جب قربانیاں پیش کرتے تو ایک آگ برآمد ہوتی اور جسکی قربانی قبول ہوتی وہ اس کو کھا جاتی ۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس قربانی کی جگہ احرام کو قرار دیدیا ۔

(۲۱۴۰) اور امیرالمومنین علیہ السلام نے فرمایا کہ تلبیہ کے اندر جب کوئی تہلیل کرنے والا تہلیل کرتا ہے تو ہر وہ شے جو اسکی داھنی جانب ہے زمین کے کنارے تک اور وہ شے جو اسکے بائیں جانب ہے زمین کے کنارے تک سب تہلیل کرنے لگتی ہیں اور دونوں فرشتے کہتے ہیں کہ اے اللہ کے بندے خوشخبری سن اور (یاد رکھو) جس بندے کو اللہ خوشخبری دیتا ہے وہ جنت کی ہوتی ہے ۔

(۲۱۴۱) اور جو شخص اپنے احرام کے اندر پورے ایمان و احتساب کے ساتھ (۷۰) ستر مرتبہ لبیک کہتا ہے تو اللہ تعالیٰ ایک ہزار فرشتوں کو اسکے لئے جہنم اور نفاق سے برأت کا گواہ بناتا ہے ۔

اور جو حرم مکہ تک پہنچ کر اترے غسل کرے اور اپنے دونوں نعلین اپنے ہاتھ میں اٹھائے اور ننگے پاؤں اللہ کی بارگاہ میں عاجزی و فروتنی کے ساتھ حرم میں داخل ہو تو اللہ تعالیٰ اسکے ایک لاکھ گناہ مٹا دیگا اور ایک لاکھ نیکیاں اسکے اعمال میں لکھ دے گا اور اسکے لئے ایک لاکھ درجے عطا کرے گا اور ایک لاکھ حاجتیں پوری کرے گا ۔ اور جو مکہ میں سکون و وقار سے داخل ہو غرور اور تکبر سے داخل نہ ہو تو اللہ تعالیٰ اسکے گناہ بخش دیگا ۔ اور جو شخص خانہ کعبہ پر اسکے حق کو پہچانتے ہوئے نظر ڈالے گا تو اللہ تعالیٰ اسکے گناہ بخش دیگا اور اسکی آرزوئیں پوری کرے گا ۔

(۲۱۴۲) امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا جو شخص کعبہ کے حق کو پہچانتے ہوئے کعبہ کی طرف نظر کرے اور پھر ہم لوگوں کے حق اور ہماری حرمت کو بھی اسی طرح پہچانے جس طرح اس نے کعبہ کے حق و حرمت کو پہچانا ہے تو اللہ تعالیٰ اسکے تمام گناہ معاف کر دیگا اور دنیا و آخرت میں اسکے لئے کافی ہوگا ۔

(۲۱۴۳) روایت کی گئی ہے کہ جو شخص خانہ کعبہ کی طرف دیکھے گا تو جبتک دیکھتا رہے گا مسلسل ہر لمحہ اسکے نامہ اعمال میں ایک نیکی لکھی جاتی رہے گی اور ایک گناہ مٹایا جاتا رہیگا۔

(۲۱۴۴) اور روایت کی گئی ہے کہ کعبہ کی طرف نظر کرنا عبادت ہے اور والدین کی طرف نظر کرنا عبادت ہے اور مصحف قرآن کی طرف نظر کرنا بغیر قراءت کئے بھی عبادت ہے اور عالم کے چہرے کی طرف نظر کرنا عبادت ہے اور آل محمد علیہم السلام کی طرف نظر کرنا عبادت ہے۔

(۲۱۴۵) اور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ حضرت علی علیہ السلام کی طرف نظر کرنا عبادت ہے۔

(۲۱۴۶) ایک دوسری روایت میں ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ حضرت علی علیہ السلام کا ذکر عبادت ہے۔

(۲۱۴۷) امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص اپنے دل سے غرور و تکبّر نکال کر اس گھر کا حج یا عمرہ کی نیت سے قصد کرے تو جب وہ واپس آئے گا تو اپنے گناہوں سے اس طرح پاک ہوگا جیسے وہ آج ہی اپنی ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا ہے۔ اور تکبّر اور غرور یہ ہے کہ وہ حق سے جاہل ہو اور اہل حق پر طعن و تشنیع کرتا ہو اور جس نے ایسا کیا اللہ تعالیٰ اسکی چادر اتار لیگا۔

(۲۱۴۸) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کے اس قول و من دخلہ کان آمنا (جو اس میں داخل ہو گیا اس نے امن پالیا) (سورہ آل عمران آیت نمبر ۹۷) کے متعلق فرمایا کہ جو شخص اس بیت کا قصد کرے یہ جانتے ہوئے کہ یہ وہی بیت ہے جسکا اللہ تعالی نے حکم دیا ہے اور ہم اہل بیت کی معرفت رکھتا ہو جو ہم لوگوں کی معرفت کا حق ہے تو وہ دنیا اور آخرت دونوں میں امن پائے گا۔

اور روایت کی گئی ہے کہ اگر کوئی شخص کوئی جرم کرے اور حرم کعبہ میں پناہ لے لے تو اس پر حد شرعی (سزا) حرم میں جاری نہ ہوگی لیکن اگر کوئی شخص حرم کے اندر ہی کوئی ایسا جرم کر بیٹھے تو اس پر حرم کے اندر ہی حد جاری کی جائے گی اس لئے کہ اس نے خود حرم کی حرمت کا لحاظ نہیں کیا۔

(۲۱۴۹) نیز امام علیہ السلام نے فرمایا کہ کعبہ کے اندر داخل ہونا اللہ کی رحمت میں داخل ہونا ہے اور اس میں سے نکلنا گناہوں سے نکلنا ہے اور (وہ) بقیہ عمر گناہوں سے محفوظ رہے گا اور اسکے پچھلے گناہ معاف ہو جائیں گے۔

(۲۱۵۰) اور آنجناب علیہ السلام نے فرمایا جو شخص خانہ کعبہ میں سکون و وقار کے ساتھ داخل ہو اور اس شان سے داخل ہو کہ اس میں کوئی تکبر اور بڑے پن کا اظہار نہ ہو اور نہ ہی جبر و زبردستی سے داخل ہو تو اللہ اس کی مغفرت کر دے گا۔

(۲۱۵۱) اور جو شخص حج کرنے کیلئے آیا بیت اللہ کا طواف کیا اور دو رکعت نماز پڑھی تو اللہ تعالیٰ اس کے نامہ اعمال میں ستر ہزار نیکیاں لکھ دیگا۔ اور اس میں سے ستر ہزار گناہ محو کر دیگا۔ ستر ہزار درجہ بلند کر دیگا اور اسکی ستر ہزار حاجتیں بر لائے گا۔

اور اسکے نامہ اعمال میں ستر ہزار غلام آزاد کرنے کا ثواب لکھے گا جن میں ہر غلام کی قیمت دس ہزار درہم ہے۔

(۲۱۵۲) اور ایک دوسری روایت میں ہے کہ یہ ثواب اسکے لئے ہے جو سر و پا برہنہ چھوٹے چھوٹے قدم رکھتے ہوئے نگاہیں نیچی کئے ہوئے زوال آفتاب تک خانہ کعبہ کا طواف کرتا رہے اور ہر طواف میں بغیر کسی کو ایذا دیے ہوئے حجراسود کو مس کرے اور اسکی زبان سے ذکر الہیٰ کا سلسلہ منقطع نہ ہو۔

(۲۱۵۳) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ خانہ کعبہ کے گرد اللہ تعالیٰ کی ایک سو بیس (۱۲۰) رحمتیں ہیں جن میں سے ساٹھ طواف کرنے والوں کیلئے، چالیس نماز پڑھنے والوں کیلئے اور بیس خانہ کعبہ پر نظر کرنے والوں کیلئے ہیں۔

(۲۱۵۴) اور روایت کی گئی ہے کہ جس نے خانہ کعبہ کا طواف کیا وہ گناہوں سے نکل گیا۔

(۲۱۵۵) نیز حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ جس نے مقام ابراہیم کے پاس دو رکعت نماز پڑھی تو یہ دو رکعت نماز چھ عدد غلام آزاد کرنے کے برابر ہے۔

(۲۱۵۶) اور حج سے پہلے ایک طواف حج کے بعد ستر طواف کرنے سے افضل ہے۔

(۲۱۵۷) اور جو شخص مکہ میں ایک سال قیام کرتا ہے اس کے لئے طواف افضل ہے نماز سے اور جو شخص دو سال قیام کرتا ہے وہ طواف اور نماز دونوں کو ملائے کچھ اس میں سے کچھ اس میں سے اور جو شخص تین سال قیام کرتا ہے اس کیلئے نماز افضل ہے۔

(۲۱۵۸) اور روایت کی گئی ہے کہ جو مکہ کا رہنے والا نہیں ہے اس کیلئے طواف افضل ہے نماز سے اور جو مکہ کا رہنے والا ہے اس کیلئے نماز افضل ہے۔

اور جو شخص قوم کے ساتھ ہے اور انکے سامان کی حفاظت کرتا ہے تاکہ قوم طواف اور سعی کرے تو اسکا ثواب اسے ان طواف و سعی کرنے والوں سے بھی زیادہ ملے گا۔

(۲۱۵۹) اور امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ کسی مومن کی حاجت کو پورا کرنا افضل ہے طواف سے اور طواف سے یہاں تک کہ آپ نے دس طواف گنوائے۔

(۲۱۶۰) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ رکن یمانی ہم لوگوں کا وہ دروازہ ہے جس سے ہم لوگ جنت میں داخل ہونگے۔

(۲۱۶۱) نیز فرمایا کہ اس میں ایک دروازہ ہے جنت کے دروازوں میں سے یہ جب سے کھلا کبھی بند نہیں ہوا۔

(۲۱۶۲) اور اس میں ایک جنت کی نہر ہے جس میں بندوں کے اعمال ڈال دیئے جاتے ہیں۔

(۲۱۶۳) اور روایت کی گئی ہے کہ یہ زمین پر اللہ تعالیٰ کا داہنا ہاتھ ہے جس سے وہ اپنی مخلوق سے مصافحہ کرتا ہے۔

(۲۱۶۴) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ آب زمزم جو بھی پیئے اسکے لئے شفا ہے۔

(۲۱۶۵) اور روایت کی گئی ہے کہ آب زمزم کو جو سیر ہو کر پئے گا اسے شفا ہو گی اور مرض دور ہو جائیگا۔

(۲۱۶۶) اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب مدینہ میں تھے تو آپؐ آبِ زمزم بطور ہدیہ تحفہ منگوایا کرتے تھے۔

(۲۱۶۷) اور روایت کی گئی ہے کہ حج کرنے والا جب صفا و مروہ کے درمیان سعی کرتا ہے تو وہ اپنے گناہوں سے نکل جاتا ہے۔

(۲۱۶۸) اور حضرت امام علی ابن الحسین علیہ السلام نے فرمایا کہ صفا و مروہ کے درمیان سعی کرنے والے کی ملائکہ سفارش کرتے ہیں اور انکی یہ سفارش اسکے حق میں قبول ہوتی ہے۔

(۲۱۶۹) اور روایت کی گئی ہے کہ جو شخص چاہتا ہے اسکے مال و دولت میں فراوانی ہو تو وہ صفا و مروہ پر تا دیر ٹہرا کرے۔

(۲۱۷۰) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ اگر تم سے یہ ممکن ہو کہ اپنی کل فرض نمازیں حطیم کے پاس پڑھو تو ایسا کیا کرو اس لئے کہ یہ روئے زمین کا افضل ترین ٹکڑا ہے۔

اور حطیم خانہ کعبہ کے دروازے اور حجر اسود کے درمیان کی جگہ ہے اور یہ وہ جگہ ہے کہ جہاں حضرت آدم علیہ السلام کی توبہ قبول ہوئی اور اسکے بعد حجر میں نماز پڑھنا افضل ہے اور حجر کے بعد رکن عراقی اور باب بیت اللہ کے درمیان یہی وہ جگہ ہے کہ جہاں مقام ابراہیم تھا اور اسکے بعد مقام ابراہیم کے پیچھے کی جگہ جہاں اس وقت مقام ابراہیم ہے اور جو جگہ بیت اللہ سے زیادہ قریب ہو گی وہ زیادہ افضل ہو گی۔ لیکن تمہارے لئے یہ جائز نہیں کہ دو رکعت نماز طواف النساء موجودہ مقام ابراہیم کے پیچھے کے علاوہ کہیں اور پڑھو۔

(۲۱۷۱) اور جو شخص مسجد حرام میں ایک نماز پڑھے گا اللہ تعالیٰ اسکی تمام نمازوں کو قبول کریگا جو اس نے اب تک پڑھی ہیں یا جو مرتے دم تک پڑھتا رہے گا۔

(۲۱۷۲) اس میں ایک نماز ایک لاکھ نمازوں کے برابر ہے۔

(۲۱۷۳) منیٰ میں جب سب لوگ اپنی اپنی جگہ قیام کرلیتے ہیں تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک منادی ندا دیتا ہے کہ اگر تم لوگ چاہتے ہو کہ میں تم سے راضی ہو جاؤں تو میں راضی ہو گیا۔

(۲۱۷۴) نیز روایت کی گئی ہے کہ جب سب لوگ منیٰ میں اپنی اپنی جگہ قیام کرلیتے ہیں تو اللہ کی طرف سے ایک منادی ندا کرتا ہے کہ اگر تم لوگوں کو یہ معلوم ہوتا کہ تم نے کس صحن میں پڑاؤ ڈالا ہے تو مغفرت کے بعد تم لوگوں نے اس سلسلہ میں جو کچھ خرچ کیا ہے اسکا بدلہ ملنے کا بھی یقین ہوتا۔

(۲۱۷۵) روایت کی گئی ہے کہ خدائے جبار جل جلالہ فرماتا ہے کہ جس بندے کو میں نے خوشحال اور صاحب استطاعت بنایا ہے اگر وہ ہر پانچ سال پر اس جگہ نہ آیا تو سمجھ لو کہ وہ محروم ہے۔

(۲۱۷۶) اور مسجد خیف منیٰ میں سات سو انبیاء نے نمازیں پڑھی ہیں۔

(۲۱۷۷) اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مسجد آپؐ کے عہد میں اس مینار کے پاس تھی جو وسط مسجد میں ہے اور اسکے اوپر قبلہ کی طرف تقریباً تیس (۳۰) ہاتھ داہنی جانب تیس (۳۰) ہاتھ بائیں جانب تیس (۳۰) ہاتھ اوپر اور پیچھے تیس (۳۰) ہاتھ تقریباً۔

(۲۱۷۸) اور جس شخص نے مسجد منیٰ میں وہاں سے نکلنے سے پہلے سو (۱۰۰) رکعت نماز پڑھی تو وہ ستر سال کی عبادت کے برابر ہوگی اور جس نے مسجد منیٰ میں سو مرتبہ سبحان اللّٰہ کہا اللہ تعالیٰ اسکے نامہ اعمال میں ایک غلام آزاد کرنے کا ثواب لکھ دے گا اور جس نے مسجد منیٰ میں سو مرتبہ لا الہ الّا اللّٰہ کہا اسکو ایک آدمی کے زندہ کرنے کا ثواب ہوگا اور جو شخص اس میں سو مرتبہ الحمد للّٰہ کہے گا اسکو عراقین کے خراج کے برابر راہ خدا میں خرچ کرنے کا ثواب ملے گا۔

(۲۱۷۹) اور حاجی جب عرفات میں وقوف کرتا ہے تو وہ اپنے گناہوں سے نکل جاتا ہے۔

(۲۱۸۰) حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ کوئی نیکو کار ہو یا بدکار جب پہاڑوں پر وقوف کرتا ہے تو اللہ اس کی دعاؤں کو قبول کرتا ہے (فرق یہ ہے کہ) نیکو کار کی دعا دنیا وآخرت دونوں کیلئے قبول ہوتی ہے اور بدکار کی دعا صرف دنیا کیلئے قبول ہوتی ہے۔

(۲۱۸۱) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ مومنین میں سے کسی بھی علاقہ کا رہنے والا کوئی شخص اگر عرفات میں وقوف کرلے تو اس کے علاقہ کے تمام مومنین کو اللہ تعالیٰ بخش دیتا ہے اور اہل بیت کی معرفت رکھنے والے مومنین کے خاندان کا اگر کوئی شخص عرفات میں وقوف کرلیتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس خاندان کے تمام مومنین کو بخش دیتا ہے۔

(۲۱۸۲) اور حضرت امام علی ابن الحسین علیہ السلام نے عرفہ کے دن ایک سائل کو سوال کرتے ہوئے سنا تو فرمایا تجھ پر افسوس ہے آج کے دن تو غیر خدا سے سوال کرتا ہے۔ حالانکہ آج کے دن تو حاملہ عورت کے پیٹ میں جو بچہ ہے وہ بھی دعا کرتا ہے کہ وہ سعید پیدا ہو۔

(۲۱۸۳) اور حضرت امام محمد باقر علیہ السلام عرفہ کے دن کسی سائل کو کچھ دیئے بغیر واپس نہیں کرتے تھے اور جو شخص عرفہ کی شب اپنے ایک غلام کو آزاد کر دیگا تو اس غلام کی آزادی کے عوض اس کو ایک حج کا ثواب ملے گا اس طرح اب مالک کو دو ثواب ملیں گے ایک غلام کے آزاد کرنے کا ثواب اور ایک حج کا ثواب۔ اور اس غلام کیلئے روایت کی گئی ہے جس نے عرفہ کے دن آزادی پائی ہے اگر وہ دونوں موقفوں (عرفات و مشعر الحرام) میں سے ایک موقف بھی پا گیا تو اس نے حج کو پالیا۔

اور اہل عرفات میں سے سب سے بڑا مجرم وہ ہے جو عرفات سے پلٹے اور دل میں یہ خیال کرے کہ اسکی مغفرت نہیں ہوئی یعنی ایسا شخص اللہ تعالیٰ کی رحمت سے مایوس ہے۔

(۲۱۸۴) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ عرفہ کی شام ہوتی ہے تو اللہ تعالیٰ دو فرشتوں کو بھیجتا ہے اور وہ عرفات میں ہر ایک کے چہرے کو دیکھتے ہیں اور جب کوئی ایسا شخص کہ جس نے حج کا پورا ارادہ کر لیا تھا وہ ان دونوں کو نہیں ملتا تو ایک فرشتہ دوسرے سے کہتا ہے اے فلاں شخص کو کیا ہو گیا تو وہ اسکو جواب دیتا ہے کہ خدا ہی بہتر جانتا ہے تو ان دونوں میں سے ایک کہتا ہے کہ پروردگار اگر تنگدستی نے اسکو روکا ہے تو اسکی تنگدستی کو دور کر اگر وہ مقروض ہو گیا ہے تو اسکے قرضے کو ادا کر اگر کسی مرض نے اسکو حج سے روکا ہے تو اسکو شفا دے اور اگر اسکو موت نے روکا ہے تو اسکی مغفرت فرما اور اس پر رحم فرما۔

(۲۱۸۵) اور امام علیہ السلام نے فرمایا کہ اگر کوئی شخص اپنے کسی بھائی کے لئے اسکے پیٹھ پیچھے دعا کرتا ہے تو اسکو عرش سے آواز دی جاتی ہے کہ تیرے لئے اس کا ایک لاکھ گنا ہے اور جب وہ اپنی ذات کیلئے دعا کرتا ہے تو اس کیلئے ایک ہی ہوتا ہے۔ اور وہ ایک لاکھ جسکی عرش سے ضمانت ہوتی ہے وہ اس دعا سے یقیناً بہتر ہے جسکے لئے یہ بھی نہیں معلوم کہ وہ قبول ہوگی یا نہ ہوگی۔

(۲۱۸۶) اور جو شخص اپنے برادران ایمانی میں سے چالیس اشخاص کیلئے دعا کرے گا اپنے لئے دعا کرنے سے پہلے تو اللہ تعالیٰ ان لوگوں کیلئے اور خود اسکے لئے اسکی دعا کو قبول کریگا۔

(۲۱۸۷) اور جو شخص منیٰ کی تنگ راہوں سے بغیر کسی تکبّر کے گزرے گا اللہ اسکے گناہوں کو معاف کر دے گا۔

(۲۱۸۸) اور مومنین کی آوازوں کی وجہ سے اس شب کو آسمانوں کے دروازے بند نہیں کئے جاتے انکی آوازیں شہد کی مکھیوں کی بھنبھناہٹ کی طرح ہوتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ کہتا ہے کہ میں تم لوگوں کا رب ہوں اور تم لوگ میرے بندے ہو تم لوگوں نے میرے حق کو ادا کر دیا اب مجھ پر لازم ہے کہ میں تم لوگوں کی دعاؤں کو قبول کروں۔ چنانچہ اس شب کو اللہ تعالیٰ جس کے گناہوں کو چاہے گا محو کر دیگا اور جس کی چاہے گا مغفرت فرمادیگا۔

اور جب لوگوں کا بہت اژدحام ہو اور ایسا ہو کہ نہ لوگ آگے بڑھ سکیں اور نہ پیچھے پلٹ سکیں تو تکبیر کہو یہ تکبیر اس تنگی اور دباؤ کو دور کر دیگی۔

(۲۱۸۹) اور جب حاجی مشعرالحرام میں وقوف کرتا ہے تو اللہ اس کے گناہ بخش دیتا ہے۔ اور عرفات میں وقوف سنت ہے اور مشعرالحرام میں فرض ہے۔ اور یوم نحر کوئی عمل جانور کی قربانی کرنے سے افضل نہیں ہے یا پھر والدین کے ساتھ حسن سلوک کیلئے جانا یا اس رشتہ دار کے پاس جانا جس سے قطع تعلق ہو اور اس سے خود سلام کی ابتداء کرنا۔ یا آدمی اپنے اچھے قسم کے ذبیحہ کو کھائے اور بقیہ کیلئے اپنے پڑوسیوں اور یتیموں، مسکینوں، غلاموں اور اسیروں کو دعوت دے۔

(۲۱۹۰) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تم لوگ قربانی کیلئے عمدہ جانور منتخب کرو اس لئے کہ یہ صراط پر تمہاری سواریاں ہونگی۔

(۲۱۹۱) ایک مرتبہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور عرض کیا یا رسول اللہ قربانی کا دن آگیا اور میرے پاس قربانی کا جانور خریدنے کے لئے رقم نہیں ہے تو کیا میں کسی سے قرض لے کر قربانی کروں؟ آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا قرض لے کر قربانی کرلو اور اس قرض کو اداشدہ سمجھو۔

(۲۱۹۲) اور قربانی کے جانور کے خون کا پہلا قطرہ جوں ہی ٹپکتا ہے قربانی کرنے والے کی مغفرت کر دی جاتی ہے۔

(۲۱۹۳) حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا تم لوگ قربانی کے جانور پر اچھی طرح نشان لگاؤ اس لئے کہ اس کے خون کا پہلا قطرہ گرنے ہی پر اللہ تعالیٰ قربانی کرنے والے کی مغفرت فرما دیتا ہے۔

(۲۱۹۴) جو شخص ایام تشریق (۱۳-۱۴-۱۵ ذی الحجہ) میں اپنی آنکھ زبان اور اپنے ہاتھ کو اپنے قابو میں رکھے گا اللہ تعالیٰ اسکے نامہ اعمال میں جس حج میں وہ آیا ہے اسی کے مثل ایک حج اور لکھ دے گا۔

(۲۱۹۵) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جمرہ کو کنکریاں مارنا قیامت کے دن کے لئے ایک ذخیرہ ہے۔

(۲۱۹۶) نیز آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ حج کرنے والا جب جمرہ کو کنکریاں مارتا ہے تو اپنے گناہوں سے پاک ہو جاتا ہے۔

(۲۱۹۷) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ جو شخص جمرہ کو کنکریاں مارتا ہے تو ہر کنکری پر اس کے ہلاک کر دینے والے گناہ کبیرہ جھڑنے لگتے ہیں اور جب کوئی مومن کنکری مارتا ہے تو فرشتہ جلدی سے اس کو اٹھا لیتا ہے اور جب کوئی کافر کنکری مارتا ہے تو شیطان کہتا ہے تو جو کنکری مار رہا ہے وہ سب تیرے ہی چوتڑ پر پڑ رہی ہے (اس لئے کہ تو میرے ہی گروہ سے تو ہے)

(۲۱۹۸) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ جب کوئی مومن منیٰ میں اپنے سر کے بال منڈوا کر اسے دفن کر دیگا تو قیامت کے دن اس کا ہر بال اپنے مالک کی طرف سے لبیک لبیک کہتا ہوا آئے گا۔

(۲۱۹۹) اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سر منڈوانے والوں کے لئے تین مرتبہ مغفرت کی دعا کی اور تھوڑا سا بال چھوٹا کرنے والوں کے لئے ایک مرتبہ مغفرت کی دعا کی۔

(۲۲۰۰) اور روایت کی گئی ہے کہ جو شخص منیٰ میں اپنے پورے بال منڈوائے گا اس کے ہر بال کے عوض قیامت کے دن ایک نور ہوگا۔ وہ شخص جس نے اس سے پہلے کبھی حج نہیں کیا یہ اسکا پہلا حج ہے اس کے لئے یہ جائز نہیں کہ اپنے بال ترشوا کر چھوٹا کرائے جبکہ اس پر سر کا منڈوانا واجب ہے۔

(۲۲۰۱) اور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے قول خدا (**فمن تعجل فی یومین فلااثم علیہ و من تاخر فلا اثم علیہ**) (سورہ بقرہ آیت ۲۰۳) (اور جو شخص منیٰ سے دو ہی دن میں چل کھڑا ہو تو اس پر بھی کوئی گناہ نہیں اور تیسرے دن تک ٹھہرا رہے تو اس پر بھی کوئی گناہ نہیں) کے متعلق دریافت کیا گیا تو آپؑ نے فرمایا کہ وہ منیٰ سے اس طرح پلٹے گا کہ اسکے

ذمہ کوئی گناہ نہ ہوگا۔

(۲۲۰۲) اور روایت کی گئی ہے کہ وہ اپنے گناہوں سے اس طرح نکل جائے گا جیسے وہ (آج ہی) اپنی ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا ہے۔

(۲۲۰۳) آنجناب علیہ السلام نے فرمایا کہ حج میں سر منڈوانے کے بعد اگے ہوئے بال جب تک کسی بندے کے سر پر رہیں گے وہ کعبہ کا طواف کرنے والوں کے حلقہ میں شمار ہوگا۔

(۲۲۰۴) روایت کی گئی ہے کہ حاجی جس وقت سے اپنے گھر سے حج کے لئے نکلتا ہے اپنے گھر واپس آنے تک کعبہ کا طواف کرنے والے کے بمنزلہ ہوتا ہے۔

(۲۲۰۵) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ جس شخص نے حجۃ الاسلام (پہلا حج) کر لیا اس نے اپنی گردن کو جہنم کے پھندے سے چھڑا لیا اور جس نے دو حج کر لئے وہ مرتے دم تک خیر و نیکی میں رہے گا اور جس نے پے در پے تین حج کر لئے پھر وہ بعد میں خواہ حج کرے یا نہ کرے وہ اس شخص کے بمنزلہ ہوگا جو ہمیشہ حج کرنے کا عادی ہو۔

(۲۲۰۶) روایت کی گئی ہے کہ جس نے تین حج کر لئے وہ تا ابد فقیر و تنگدست نہ ہوگا۔

(۲۲۰۷) اور وہ اونٹ کہ جس پر تین سال حج کر لیا گیا اس کا شمار جنت کے اونٹوں میں ہوگا۔ اور ایک روایت ہے کہ سات سال۔

(۲۲۰۸) اور امام رضا علیہ السلام کا ارشاد ہے کہ جس نے تین مومنین کو ساتھ لیکر حج کیا گویا اس نے اللہ تعالیٰ کو اپنے نفس کی قیمت دیکر خرید لیا اور اس سے یہ نہیں پوچھا جائے گا کہ یہ مال اس نے کہاں سے حاصل کیا۔

(۲۲۰۹) اور جو شخص چار حج کرے وہ فشار قبر سے تا ابد محفوظ رہے گا اور جب مرے گا تو اللہ تعالیٰ اس کے ان حجوں کو دلاویز صورتوں میں تبدیل کر دے گا اور وہ اس کی قبر کے اندر اس کی آنکھوں کے سامنے اس وقت تک نماز پڑھتے رہیں گے جس وقت تک اللہ تعالیٰ اس شخص کو قبر سے اٹھائے گا اور ان تمام نمازوں کا ثواب اس شخص کے لئے ہوگا اور یہ بھی جان لو کہ ان نمازوں کی ایک رکعت (عام) آدمیوں کی ہزار رکعت کے برابر ہوگی۔

(۲۲۱۰) اور جو شخص پانچ حج کرے اللہ تعالیٰ اس کو تا ابد معذب نہیں کرے گا اور جو شخص دس حج کرے اللہ تعالیٰ اس سے تا ابد حساب نہیں کرے گا اور جو شخص بیس حج کرے تو وہ نہ جہنم کو دیکھے گا اور نہ اس کی آواز سنے گا۔

(۲۲۱۱) اور جو شخص چالیس حج کرے گا اس سے کہا جائے گا تو جس کی شفاعت کرنا چاہتا ہے کر لے اور اس کے لئے جنت کا دروازہ کھول دیا جائے گا اور اس میں وہ اور جنکی اس نے شفاعت کی ہے داخل ہو جائیں گے۔

(۲۲۱۲) اور جو پچاس حج کرے گا اس کے لئے جنت عدن میں ایک شہر تعمیر کر دیا جائے گا جس میں ایک ہزار قصر ہونگے اور ہر قصر میں حور عین میں سے ایک ہزار حوریں ہونگی اور ایک ہزار ازواج ہونگی اور جنت کے اندر وہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ

وسلم کا رفیق ہوگا۔

(۲۲۱۳) اور جو شخص پچاس سے زیادہ حج کرے گا تو وہ ایسا ہی ہوگا جیسے اس نے پچاس حج محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور انکے اوصیاء کے ہمراہ کئے اور اس کا شمار ان لوگوں میں ہوگا جو ہر جمعہ کو اللہ سے ملاقات کرتے ہیں۔ اور اس کا شمار ان لوگوں میں ہوگا جو ایسی جنت عدن میں داخل ہونگے جس کو اللہ تعالیٰ نے اپنے دست قدرت سے بنایا ہے اور جس کو نہ کسی آنکھ نے دیکھا اور نہ جس کی کسی مخلوق کو اطلاع ہے۔ اور جو شخص بہت زیادہ حج کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے ہر حج کے عوض جنت میں ایک شہر تعمیر کر دیگا۔ جس میں بہت سے بالا خانے ہونگے اور ہر بالا خانے میں حورالعین میں سے ایک حور ہوگی اور ہر حور کے ساتھ تین سو کنیزیں ایسی ہونگی کہ ایسی حسین و جمیل کنیزیں کبھی کسی انسان نے نہ دیکھی ہونگی۔

(۲۲۱۴) امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ جو شخص ایک سال حج کرے اور ایک سال نہ کرے تو اسکا شمار ان لوگوں میں ہوگا جو حج کرنے کے عادی ہیں۔

(۲۲۱۵) اور اسحاق بن عمّار کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا کہ میں نے اپنے دل میں ٹھان لیا ہے کہ میں ہر سال لازماً یا تنہا حج کروں گا یا اپنے خرچ سے اپنے خاندان میں سے کسی ایک شخص کو لیکر حج کے لئے جاؤں گا۔ آپؑ نے فرمایا کیا تم نے اس کا پختہ ارادہ کر لیا ہے؟ میں نے عرض کیا جی ہاں میں نے پختہ ارادہ کر لیا ہے آپؑ نے فرمایا اگر تم نے یہ کیا تو کثرت مال کا یقین کر لو یا (یہ کہا کہ) بشارت ہو کثرت مال کی۔

(۲۲۱۶) اور روایت کی گئی ہے کہ اللہ کو سب سے زیادہ جو شے پسندیدہ ہے اور جو ایک بندے کو اللہ سے قریب کرنے کا ذریعہ ہے وہ یہ کہ بندہ اپنے دونوں قدموں سے پا پیادہ بیت اللہ الحرام کی طرف چل کر جائے۔ اور یہ اس کا ایک حج ستر حجوں کے برابر ہوگا اور جو شخص اپنی سواری سے اتر کر پا پیادہ چلے تو اللہ تعالیٰ اس کے نامہ اعمال میں پا پیادہ اور سواری پر حج کو جانے والے کے درمیان کا ثواب لکھدے گا اور اگر کسی حاجی کے جوتے کا تسمہ ٹوٹ گیا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے نامہ اعمال میں پا پیادہ اور پا برہنہ کے درمیان کا ثواب تحریر کر دے گا۔

(۲۲۱۷) اور پا پیادہ حج کے لئے جانے سے افضل سواری پر حج کے لئے جانا ہے اس لئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سواری پر حج کے لئے گئے تھے اور یہ دونوں حدیثیں اس معنی میں جمع ہو سکتی ہیں کہ

(۲۲۱۸) جس کو ابو بصیر نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ انہوں نے آنجنابؑ سے دریافت کیا کہ حج کے لئے پا پیادہ جانا افضل ہے یا سواری پر جانا۔ تو آپؑ نے ارشاد فرمایا اگر آدمی دولتمند ہے اور اس نیت سے پیدل چل رہا ہے کہ خرچ کم ہو تو اس کے لئے سواری پر جانا افضل ہے۔

(۲۲۱۹) اور حضرت امام حسین ابن علی علیہ السلام کے ساتھ محملیں اور سواریاں ہوتی تھیں اور آپؑ پا پیادہ حج کے لئے چلتے تھے۔

(۲۲۲۰) اور ایک شخص حضرت علی ابن الحسین کے پاس آیا اور اس نے کہا کہ آپ نے حج کو جہاد پر ترجیح دیدی حالانکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ان اللّٰہ اشتری من المومنین انفسھم و اموالھم بان لھم الجنۃ یقاتلون فی سبیل اللہ فیقتلون ویقتلون وعداً علیہ حقافی التورۃ و الانجیل و القران و من اوفی بعھدہ من اللّٰہ فاستبشروا ببیعکم الذی بایعتم بہ و ذلک ھو الفوزالعظیم (سورہ توبہ آیت ۱۱۱) (بلاشبہ اللہ نے مومنین سے ان کی جانیں اور ان کے مال اس بات پر خرید لئے کہ ان کی قیمت ان کے لئے جنت ہے اسی وجہ سے یہ لوگ خدا کی راہ میں لڑتے ہیں تو کفار کو مارتے ہیں اور خود بھی مارے جاتے ہیں یہ پکا وعدہ ہے جس کا پورا کرنا خدا پر لازم ہے اور یہ ایسا پکا وعدہ ہے کہ توریت وانجیل وقرآن سب میں لکھا ہوا ہے اور اپنے وعدہ کا پورا کرنے والا خدا سے بڑھ کر اور کون ہے) تو حضرت علی ابن الحسین علیہ السلام نے فرمایا اس کے بعد کی بھی آیت تو پڑھو اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ (التائبون العابدون الحامدون السائحون الراکعون الساجدون الامرون بالمعروف و الناھون عن المنکر و الحفظون لحدد اللّٰہ و بشرالمومنین(یہ لوگ توبہ کرنے والے، عبادت کرنے والے، خدا کی حمدوثنا کرنے والے، اس کی راہ میں سفر کرنے والے، رکوع کرنے والے، سجدہ کرنے والے، نیک کام کا حکم دینے والے اور برے کام سے روکنے والے اور خدا کے مقرر کردہ حدود پر نگاہ رکھنے والے ہیں اور اے رسول ان مومنین کو جنت کی خوشخبری دیدو) جب تم ایسے لوگوں کو دیکھو تو اس دن جہاد حج سے افضل ہے اور ایک روایت میں ہے کہ آپ نے صرف التائبون العبدون -- تا آخر آیت کی تلاوت فرمادی۔

(۲۲۲۱) اور جو شخص محض خوشنودی خدا کے لئے حج کرے اس میں اس کا ارادہ لوگوں کو دکھانا یا شہرت کا نہ ہو تو البتہ اللہ تعالیٰ اس کو بخش دے گا۔

(۲۲۲۲) اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص دنیا و آخرت دونوں چاہتا ہے تو وہ اس بیت اللہ کی طرف جائے۔

(۲۲۲۳) اور جو شخص مکہ سے واپس ہو اور وہ یہ نیت کرے کہ آئندہ سال بھی حج کو آئے گا تو اس کی عمر زیادہ کردی جائے گی۔

(۲۲۲۴) اور جو شخص مکہ سے نکلے اور اسکی نیت یہ ہو کہ وہ یہاں پلٹ کر نہیں آئے گا تو اس کی موت قریب ہوگی اور اسکا عذاب نزدیک ہوگا۔

(۲۲۲۵) اور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا کہ تم لوگ اس پہاڑ کی ڈھلوان کو دیکھ رہے ہو سنو جب یزید بن معاویہ اپنے حج سے واپس شام کی طرف جانے لگا تو اس نے یہ اشعار پڑھے۔

اذا ترکنا ثافلاً یمیناً فلن نعود بعدہ سِنینا

للحجّ و العمرۃ مابقینا

"جب ہم نے پہاڑ کی ڈھلوان کو اپنی داھنی جانب چھوڑ دیا تو اب ہم اس کے بعد جب تک باقی اور زندہ ہیں ہرگز یہاں نہ آئیں گے۔" تو اللہ تعالیٰ نے اس کی اجل سے پہلے ہی اس کو موت دیدی۔

(۲۲۲۶) حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ جو بندہ حج پر اپنی کسی دنیاوی حاجت کو ترجیح دیگا تو وہ دیکھے گا کہ (حج کو جانے والے) اس کی اس حاجت پوری ہونے سے پہلے اپنے سر کے بال منڈوا کر واپس بھی آگئے۔

(۲۲۲۷) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا اگر کوئی شخص حج کو چھوڑتا ہے تو اس کا سبب کوئی ایسا ہی گناہ ہے جو اس سے سرزد ہوا ہے ورنہ اللہ تعالیٰ تو بہت سے گناہوں کو معاف بھی کر دیتا ہے۔

(۲۲۲۸) اور آپ نے قول خدا (فاصدق و اکن من الصالحین) (سورہ منافقین آیت ۱۰) پس صدقہ دینا اور صالحین میں سے ہو جانا) کے متعلق فرمایا اصدق صدقہ سے ہے اور صالحین میں سے ہو جانا یعنی حج کر لینا۔

(۲۲۲۹) حضرت امام رضا علیہ السلام نے فرمایا کہ ایک عمرہ سے دوسرے عمرے کے مابین گناہوں کا کفارہ ہے۔

(۲۲۳۰) نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ حج کا ثواب جنت ہے اور عمرہ ہر گناہ کا کفارہ ہے اور سب سے افضل عمرہ ماہ رجب کا عمرہ ہے۔

(۲۲۳۱) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ صاحب نعمت سے ہر نعمت کا سوال ہوگا سوائے ان نعمتوں کے جو کسی غزوہ (جہاد) یا حج کے درمیان ملی ہوں۔

(۲۲۳۲) حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ حج اور عمرہ آخرت کے بازاروں میں سے دو بازار ہیں ان دونوں میں جانے والے لازمی طور پر اللہ تعالیٰ کے مہمان ہیں اگر اللہ نے ان کو باقی رکھا تو وہ اس طرح باقی رہیں گے کہ ان کے ذمہ کوئی گناہ نہ ہوگا اور اگر اللہ نے موت دے دی تو جنت میں داخل کر دے گا۔

(۲۲۳۳) اور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا گیا جو مقروض ہے مگر وہ مزید قرض لیکر حج کو جارہا ہے آپ نے فرمایا ہاں وہ (اللہ) سب سے زیادہ قرض کا ادا کرنے والا ہے۔

(۲۲۳۴) اسحاق بن عمّار سے روایت کی گئی ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا ایک شخص نے مجھ سے حج پر جانے کے لئے مشورہ کیا اس کے حالات کمزور تھے اس لئے میں نے اس کو مشورہ دیا کہ وہ حج نہ کرے۔ آپ نے فرمایا کوئی بعید نہیں جو تم ایک سال بیمار رہو راوی کا بیان ہے کہ پس میں ایک سال تک بیمار رہا۔

(۲۲۳۵) جناب امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا تم میں سے ہر ایک اس امر سے پرہیز کرے کہ اپنے برادر مسلم کو حج سے باز رکھے ورنہ وہ دنیا کی کسی مصیبت میں گرفتار ہوگا اور آخرت میں جو اس کے لئے فراہم ہے وہ اس کے علاوہ ہے۔

(۲۲۳۶) اور روایت میں ہے کہ حج نماز اور روزہ سے افضل ہے اس لئے کہ نماز پڑھنے والا ایک ساعت کیلئے اپنے اہل

وعیال سے بے تعلق رہتا ہے اور روزہ دار اپنے اہل سے ایک دن جبتک دن کی سفیدی ہے اور حاجی جسمانی طور پر دور رہتا ہے اپنے نفس کی قربانی دیتا ہے مال خرچ کرتا ہے اور طویل عرصہ تک اپنے اہل سے غیبت اختیار کرتا ہے نہ اسکو کسی مالی منفعت کی امید ہوتی ہے اور نہ تجارت کرنے کیلئے جاتا ہے۔

(۲۲۳۷) اور روایت کی گئی ہے کہ نماز ایک ایسا فریضہ ہے جو بیس (۲۰) حجوں سے بہتر ہے اور ایک حج اس گھر سے بہتر ہے جو سونے سے بھرا ہو اور وہ سب کا سب تصدق کر دیا جائے۔

مصنف علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ یہ دونوں حدیثیں متفق ہیں باہم مختلف نہیں ہیں اس لئے کہ حج میں نماز ہے اور نماز میں حج نہیں ہے۔ اس لئے حج اس صورت میں نماز سے افضل ہے اور نماز فریضہ ان بیس (۲۰) حجوں سے افضل ہے جو نماز سے خالی ہوں۔

(۲۲۳۸) حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو بھی حاجی دھوپ میں لبیک لبیک کہتا ہوا نکلے یہاں تک کہ زوال آفتاب کا وقت آجائے تو آفتاب کے غائب ہونے کے ساتھ اس حاجی کے گناہ غائب ہوجائینگے۔ اور حج وعمرہ دونوں فقر وتنگدستی کو دور کر دیتے ہیں جس طرح بھٹی لوہے کی کثافت کو دور کر دیتی ہے۔

(۲۲۳۹) اور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا گیا کہ ایک آدمی کسی دوسرے شخص کی طرف سے حج (بدل) کر رہا ہے کیا اسکو بھی اس میں سے کچھ اجر وثواب ملے گا؟ آپؑ نے فرمایا ایسا شخص جو کسی دوسرے کی طرف سے حج کر رہا ہے اسکو دس (۱۰) حج کا ثواب ملیگا اور اسکی، اسکے باپ کی، اسکی ماں کی، اسکے بیٹے کی، اسکی بیٹی کی، اسکے بھائی کی، اور اسکی بہن کی، اسکے چچا کی، اسکی پھوپھی کی، اسکے ماموں کی، اور اسکی خالہ کی، مغفرت کر دی جائے گی اللہ تعالیٰ کا کرم بہت وسیع ہے۔

(۲۲۴۰) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا جو انسان کسی دوسرے کی طرف سے حج کرے تو طواف فریضہ تک دونوں کی شرکت رہے گی اور جب طواف فریضہ پورا ہو گیا تو وہ شرکت ختم ہوجائیگی اب اسکے بعد جو بھی عمل ہوگا وہ اس حاجی کا ہوگا۔

(۲۲۴۱) اور علی بن یقطین نے حضرت ابوالحسن علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا کہ جس نے ایک حج کیلئے پانچ آدمیوں کو اخراجات دیئے۔ آپؑ نے فرمایا ان میں سے ایک حج کرے گا اور سب اسکے ثواب میں شریک رہیں گے۔ عرض کیا گیا پورا حج کس کا ہوا؟ آپ نے فرمایا اسکا جس نے گرمی وسردی برداشت کی ہے۔

اور اگر ایک شخص نے کسی شخص سے حج کرنے کی اجرت لی مگر اس نے حج نہیں کیا اور مر گیا اور اس نے کوئی مال بھی نہیں چھوڑا تو اگر حج کیلئے اجرت لینے والا پہلے کوئی حج کر چکا ہے تو اس سے وہ حج لیکر صاحب مال کو دیدیا جائیگا اور اگر اس نے اس سے پہلے کوئی حج نہیں کیا تھا تو صاحب مال کے نامہ اعمال میں حج کا ثواب لکھ دیا جائے گا۔

(۲۲۴۲) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ اگر تم اپنے حج میں ایک ہزار آدمیوں کو بھی شریک کر لو تو ہر ایک کا حج ہو جائیگا اور تمہارے حج میں ذرہ برابر کوئی کمی نہ ہو گی۔

(۲۲۴۳) روایت کی گئی ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے لئے اور ان سب کیلئے حج قرار دینے والا ہے بلکہ اس شریک کرنے والے کو اسکا بھی ثواب ملے گا کہ اس نے ان لوگوں کے ساتھ صلہ رحم اور حسن سلوک کیا۔

اور جو شخص چاہے کہ کسی غیر کی طرف سے طواف کرے تو طواف شروع کرتے وقت یہ کہے اَللّٰھُمَّ تَقَبَّلْ مِنْ فُلَانٍ (اے اللہ تو فلاں شخص کی طرف سے قبول فرما) اور فلاں کی جگہ جس شخص کی طرف سے طواف کر رہا ہے اسکا نام لے۔

(۲۲۴۴) اور جو شخص کسی غیر کی طرف سے حج کر رہا ہے تو وہ یہ کہے اَللّٰھُمَّ مَا اَصَابَنِیْ مِنْ نَصَبٍ اَوْ تَعَبٍ اَوْ شَعَثٍ فَاْجُرْ فِیْہِ فُلَانًا وَ اْجُرْنِیْ فِیْ قَضَائِیْ عَنْہُ (اے اللہ اس حج میں جو تعب و تکلیف اور پریشانی پڑ رہی ہے اسکا اجر و ثواب تو فلاں شخص کو دیدے اور میں نے اسکی طرف سے یہ حج ادا کیا ہے اسکا ثواب تو مجھے دے۔)

اور روایت کی گئی ہے جب قربانی کا جانور ذبح کرے تو اسکا نام لے جسکی طرف سے حج کر رہا ہے اور اگر نام نہ بھی لے تو اس پر کوئی گناہ نہیں اس لئے کہ اللہ تعالیٰ پوشیدہ باتوں کا جاننے والا ہے۔

اور جو شخص اپنے کسی قرابتدار کو اپنے حج یا عمرہ میں شریک کرے تو اللہ تعالیٰ اسکے نامہ اعمال میں دو حج یا دو عمرہ لکھ دے گا۔ اور اسی طرح اگر کوئی شخص اپنے کسی دوست کا قرض وغیرہ کا بوجھ اٹھالے تو اسکو دوگنا ثواب ملے گا۔

(۲۲۴۵) اور روایت کی گئی ہے کہ ایک حج ستر غلاموں کے آزاد کرانے سے افضل ہے۔

(۲۲۴۶) اور جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو (صلح حدیبیہ میں داخلہ مکہ سے) مشرکین کی طرف سے روک دیا گیا تو ایک شخص آپ کی خدمت میں آیا اور عرض کیا یا رسول اللہ میں بہت صاحب دولت و ثروت ہوں اور ایک ایسے شہر میں ہوں کہ جہاں میرے کاروبار کو میرے سوا کوئی نہیں سنبھال سکتا۔ لہذا یا رسول اللہ مجھے ایسا عمل نیک بتائیں جسے میں انجام دوں تو مجھے حج کرنے والے کے برابر ثواب مل جائے۔ آپؐ نے فرمایا اس پہاڑ یعنی کوہ ابوقبیس کو دیکھو اگر تم اسکے برابر سونا خدا کی راہ میں تصدق کر دو تو بھی تم ایک حاجی کے برابر ثواب نہیں پا سکتے۔

(۲۲۴۷) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا جو شخص حج میں ایک درہم خرچ کرے گا اس کیلئے یہ ایک لاکھ درہم راہ حق میں خرچ کرنے سے بہتر ہو گا۔

(۲۲۴۸) اور روایت کی گئی ہے کہ ایک درہم حج میں خرچ کرنا بہتر ہے ایک لاکھ درہم غیر حج میں خرچ کرنے سے اور ایک درہم جو امام کے پاس پہنچ جائے وہ ایک لاکھ درہم حج میں خرچ کرنے کے مانند ہے۔

(۲۲۴۹) اور روایت کی گئی ہے کہ ایک درہم حج میں (صرف کرنا) بہتر ہے دو لاکھ درہم غیر حج میں فی سبیل اللہ صرف کرنے سے۔

(۲۲۵۰) اور حاجی کے اوپر ایک نور ہوتا ہے جبتک وہ کسی گناہ میں آلودہ نہ ہوجائے نیز حاجی جو ہدیہ تحفہ لاتا ہے وہ بھی اس کے خرچ میں شمار ہوگا۔

چار چیزوں میں جھگڑا نہ کرنا چاہیئے کفن کی قیمت میں، غلام کی قیمت میں، قربانی کا جانور خریدنے میں اور مکہ کے کرایہ میں۔

(۲۲۵۱) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ اہل قبور کو تمنا ہوگی کہ کاش دنیا ومافیہا کے عوض ان کے پاس ایک حج ہوتا۔

(۲۲۵۲) روایت کی گئی ہے کہ حج کرنے والا اور عمرہ کرنے والا یہ دونوں جب واپس ہوتے ہیں تو ایسے ہوتے ہیں کہ جیسے وہ دونوں ابھی پیدا ہوئے ہیں ان میں سے ایک مرجاتا ہے تو اس بچے کے مانند ہوتا ہے جسکے ذمہ کوئی گناہ نہ ہو اور دوسرا زندہ رہتا ہے تو اس طرح جیسے گناہوں سے بالکل محفوظ ہو۔

(۲۲۵۳) حاجیوں کی تین قسم ہیں سب سے زیادہ خوش نصیب وہ شخص ہے جسکے اگلے پچھلے گناہ سب اللہ نے معاف کردیئے اور اللہ نے اسکو عذاب قبر سے محفوظ رکھا۔ اور اسکے بعد وہ شخص جسکے پچھلے گناہ اللہ نے معاف کردیئے اور اب وہ پھر سے عمل شروع کرے گا اپنی بقیہ زندگی میں اور اس کے بعد وہ شخص جو اپنے اہل و عیال و دولت میں بحفاظت رہے گا اور روایت کی گئی ہے کہ یہی وہ ہے کہ جسکا حج قبول نہیں۔

(۲۲۵۴) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ حج ضعیفوں کا جہاد ہے اور ہم لوگ ضعیف ہیں۔

(۲۲۵۵) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ چار طرح کے لوگوں کی دعا رد نہیں ہوتی انکی دعاؤں کیلئے آسمان کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور وہ سیدھی عرش تک پہنچتی ہیں۔ باپ کی دعا اپنی اولاد کیلئے، مظلوم کی بددعا اس پر ظلم کرنے والے کیلئے، عمرہ کرنے والے کی دعا عمرہ کرکے پلٹ آنے تک، روزہ دار کی دعا اسکے افطار کرنے تک۔

(۲۲۵۶) جو شخص مکہ کے اندر ایک جمعہ سے دوسرے جمعہ تک یا اس سے کم وبیش وقت میں قرآن ختم کریگا تو اللہ تعالی اسکے نامہ اعمال میں وہ تمام اجر وثواب لکھ دیگا جو دنیا کے پہلے جمعہ سے دنیا کے آخری جمعہ تک ہونگے اور اسی طرح اگر وہ تمام دنوں میں سے کسی دن میں بھی ختم کرے۔

(۲۲۵۷) حضرت امام علی ابن حسین علیہما السلام نے فرمایا کہ جو شخص مکہ میں ختم قرآن کرے گا وہ اس وقت تک نہیں مرے گا جبتک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت نہ کرے اور جنت میں اپنی منزل نہ دیکھ لے۔

(۲۲۵۸) مکہ میں ایک تسبیح پڑھنا عراق عرب و عراق عجم کے خراج کو راہ خدا میں خرچ کرنے کے برابر ہے۔

(۲۲۵۹) اور جو شخص مکہ میں ستر رکعت نماز پڑھے اور ہر رکعت میں سورہ قل ھو اللہ احد و سورہ انا انزلنا اور آیت سخرہ اور آیت الکرسی کی قرائت کرے تو وہ نہیں مرے گا مگر شہید ہو کر۔ اور مکہ میں کھانا کھانے والا دوسری جگہ کے روزہ دار کے

مانند ہے اور مکہ میں ایک دن کا روزہ دوسری جگہ کے سال بھر کے روزہ کے برابر ہے اور مکہ میں پاپیادہ چلنے والا اللہ تعالیٰ کی عبادت میں مصروف سمجھا جائیگا۔

(۲۲۶۰) حضرت ابو جعفر امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ جو شخص مکہ میں ایک سال تک مجاور رہے گا تو اللہ تعالیٰ اسکی اور اسکے گھر والوں کی اور اسکی جو اسکے لئے استغفار کر رہا ہے اور اسکے اہل خاندان کے اور اس کے پڑوسیوں کے گزشتہ نو سال کے گناہ معاف کر دیگا اور وہ لوگ ایک سو چالیس سال تک آفات و برائیوں سے محفوظ رہیں گے۔ اور مکہ سے واپس ہونا وہاں کی مجاورت سے افضل ہے۔

(۲۲۶۱) اور مکہ میں سونے والا دوسرے شہروں کے اندر نماز شب پڑھنے والوں کے مانند ہے۔

(۲۲۶۲) اور مکہ میں سجدہ کرنے والا راہ خدا کے اندر اپنے خون میں لوٹنے والے کے مانند ہے۔

(۲۲۶۳) اور جو شخص اپنے اہل و عیال کی نگرانی کے لئے کسی حاجی کو چھوڑ جائے اس حاجی کے لئے بھی وہی ثواب ہے جیسے اس نے حجر اسود کا بوسہ لیا۔

(۲۲۶۴) اور حضرت علی ابن الحسین علیہ السلام نے فرمایا اے وہ لوگو جنہوں نے حج نہیں کیا ہے جب حاجی لوگ آئیں تو ان کو مبارکباد دو ان سے مصافحہ کرو ان کی تعظیم کرو یہ تم لوگوں پر واجب ہے اس طرح تم ان کے ثواب میں شریک ہو جاؤ گے۔

(۲۲۶۵) اور حاجیوں اور عمرہ کر کے آنے والوں کو سلام کرنے اور ان سے مصافحہ کرنے مین جلدی کرو قبل اسکے کہ وہ گناہوں میں آلودہ ہو جائیں۔

(۲۲۶۶) حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ تم لوگ حاجیوں اور عمرہ کرنے والوں کی توقیر کرو یہ تم لوگوں پر واجب ہے۔

(۲۲۶۷) اور اگر کوئی ایک اذیت رساں چیز مکہ کے راستہ سے ہٹا دے تو اللہ تعالیٰ اسکے نامہ اعمال میں ایک حسنہ لکھ دیگا۔ اور دوسری حدیث میں ہے کہ اسکی وجہ سے منجانب خدا اسکو ایک نیکی کا ثواب ملیگا اور اللہ تعالیٰ اس پر عذاب نہیں کرے گا۔

(۲۲۶۸) اور جو شخص حالت احرام میں مرجائے تو قیامت کے دن وہ حج کیلئے لبیک کہتا ہوا مبعوث ہوگا اور مغفرت یافتہ ہوگا۔

(۲۲۶۹) اور جو مکہ کے راستہ میں جاتے ہوئے یا آتے ہوئے مرجائے تو قیامت کے دن وہ فزع اکبر (بہت بڑے خوف) سے محفوظ رہیگا۔

(۲۲۷۰) اور جو حرمین (مکہ و مدینہ) میں سے کسی ایک جگہ مرجائے تو اللہ تعالیٰ اسکو امن پانے والوں میں مبعوث کرے گا۔

(۲۲۷۱) اور جو شخص حرمین یعنی مکہ اور مدینہ کے درمیان مرجائے تو اسکا نامہ اعمال کھولا نہیں جائے گا۔

(۲۲۷۲) اور جو شخص حرم میں دفن کردیا جائے وہ فزع اکبر سے امن پاجائے گا خواہ نیکوکار ہو یا بدکار۔

(۲۲۷۳) اور کوئی سفر مکہ کے سفر سے زیادہ گوشت وخون وجلد وبال پر اثر پہنچانے والا نہیں اور جس شخص پر اثر پہنچے اور وہ تکلیف و مشقت میں مبتلا ہو تو اسکو ثواب بھی بقدر مشقت ملیگا۔

باب : انبیاء و مرسلین علیہم السلام کے حج کے متعلق ایک نکتہ

(۲۲۷۴) حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے بیان فرمایا کہ حضرت آدم علیہ السلام اس بیت اللہ تک ایک ہزار مرتبہ اپنے قدموں سے تشریف لائے ان میں سے سات سو مرتبہ حج کیلئے تشریف لائے اور تین سو مرتبہ عمرہ کیلئے اور آپ شام کی جانب سے آیا کرتے تھے اور بیل (گاؤنر) پر حج فرمایا کرتے۔ اور جس مقام پر شب بسر کیا کرتے وہ حطیم ہے اور وہ خانہ کعبہ کے دروازے اور حجراسود کے درمیان کی جگہ ہے۔ اور حضرت آدم علیہ السلام نے حضرت حوا کو دیکھنے سے ایک سو سال پہلے خانہ کعبہ کا طواف کیا۔ اور حضرت جبرئیل علیہ السلام نے ان سے کہا حَیَّاکَ اللّٰہُ وَبَیَّاکَ یعنی اللہ تعالیٰ تمہیں ہنسائے۔

(۲۲۷۵) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ حضرت آدم علیہ السلام جب منیٰ سے روانہ ہوئے تو مقام ابطح میں ملائکہ نے آپؑ سے ملاقات کی اور کہا اے آدمؑ آپؑ کا حج مبرور و مقبول ہے لیکن ہم لوگوں نے اس بیت اللہ کا حج آپؑ کے حج کرنے سے دو ہزار سال پہلے کیا تھا۔

(۲۲۷۶) اور حضرت جبرئیل علیہ السلام جنت سے ایک موتی اور دوسری روایت میں ہے کہ سرخ یاقوت لیکر نازل ہوئے اور اسکو حضرت آدم علیہ السلام کے سر پر پھیرا اور اس سے انکا سر مونڈا۔

(۲۲۷۷) اور روایت کی گئی ہے کہ حضرت نوحؑ کی کشتی کی لمبائی بارہ سو (۱۲۰۰) ہاتھ چوڑائی سو (۱۰۰) ہاتھ اور اونچائی اسی (۸۰) ہاتھ تھی۔ آپ اس پر سوار ہوئے اور سات مرتبہ اس بیت اللہ کا طواف کیا اور صفا و مروہ کے درمیان سات مرتبہ سعی کی اسکے بعد انکی کشتی کوہ جودی پر جاکر ٹھہر گئی۔

(۲۲۷۸) ایک مرتبہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ذبیح کے متعلق دریافت کیا گیا کہ ذبیح کون تھے؟ آپؑ نے فرمایا کہ ذبیح حضرت اسماعیل علیہ السلام تھے اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے انکا قصہ اپنی کتاب (قرآن) میں بیان کیا اور اسکے بعد کہا کہ و بشرناہ باسحاق نبیاً من الصالحین (اور ہم نے حضرت ابراہیم کو اسحاق کے پیدا ہونے کی خوشخبری دی جو ایک نیکوکار نبی تھے) (سورہ صافات آیت نمبر ۱۱۲)

واضح ہو کہ ذبیح کے متعلق مختلف روایات ہیں کسی میں ہے کہ ذبیح حضرت اسماعیل علیہ السلام ہیں اور کسی میں یہ ہے کہ ذبیح حضرت اسحاق علیہ السلام ہیں اور چونکہ ان روایات کے سلسلہ اسناد صحیح ہیں اس لئے انکو رد کرنے کی کوئی راہ

نہیں ہے۔ مگر حقیقت یہ ہے کہ ذبح حضرت اسماعیل علیہ السلام ہیں لیکن جب حضرت اسحاق علیہ السلام انکے بعد پیدا ہوئے تو انہیں تمنا ہوئی کہ کاش انکے والد کو جسکے ذبح کرنے کا حکم دیا گیا تھا وہ میں ہوتا اور جس طرح انکے بھائی (حضرت اسماعیل علیہ السلام) نے اللہ تعالیٰ کے حکم پر صبر کیا اور سر تسلیم خم کیا اس طرح میں بھی کرتا اور ثواب حاصل کرتا تو اللہ تعالیٰ نے انکے دل کی بات جان لی اور انکی اس تمنا کے پیش نظر ملائکہ کے درمیان انکا نام ذبح رکھ دیا۔ اور میں نے اس روایت کی اسناد کو جو حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام تک منتہی ہوئی اپنی کتاب النبوۃ میں تحریر کر دیا ہے۔

(۲۲۷۹) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا گیا کہ حضرت ابراہیم نے اپنے بیٹے حضرت اسماعیل کو کس مقام پر ذبح کرنے کا ارادہ کیا؟ تو آپ نے فرمایا کہ جمرہ وسطی کے پاس۔ اور جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے فرزند کو ذبح کرنے کا ارادہ کیا تو حضرت جبرئیل علیہ السلام نے چھری کو الٹ دیا اور کوہ ثبیر سے ایک مینڈھا کھینچ لائے اور بچے کو چھری کے نیچے سے کھینچا اور بچے کی جگہ اس مینڈھے کو لٹا دیا اور مسجد خیف کے بائیں جانب سے آواز دی کہ اے ابراہیم قد صدقت الرؤیا انا کذلک نجزی المحسنین ان ھذا لھو البلؤا المبین و فدیناہ بذبح عظیم (سورہ صافات آیت نمبر ۱۰۵ تا ۱۰۷) [تم نے اپنے خواب کو خوب سچ کر دکھایا ہم نیکی کرنے والوں کو یوں جزائے خیر دیتے ہیں اس میں شک نہیں کہ یہ بڑا سخت اور صریحی امتحان تھا اور ہم نے اسماعیل کا فدیہ ایک ذبح عظیم (بڑی قربانی) کو قرار دیا] یعنی ایک انتہائی خوبصورت مینڈھے کو۔ مینڈھا کہ ایک علاقے میں چلتا پھرتا دوسرے علاقے میں چرتا۔ تیسرے علاقے کو دیکھتا چوتھے علاقہ میں مینگنی کرتا پانچویں علاقہ میں پیشاب کرتا سینگوں والا نر جو جنت کے باغات میں چالیس سال تک چرتا رہا۔

مصنف علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ میں قصے بیان کرکے اس کتاب کو طویل نہیں کرنا چاہتا اس لئے کہ میرا ارادہ تھا کہ میں اس میں نکات کو پیش کروں میں نے یہ قصے تفصیل کے ساتھ اپنی کتاب النبوۃ میں تحریر کر دیئے ہیں۔

(۲۲۸۰) اور حضرت ابرہیم و حضرت اسماعیل علیہما السلام نے کوہ صفا اور کوہ مروہ کے درمیان مسجد الحرام کی حدیں قائم کر دیں تو لوگ مسجد صفا سے حج کرنے لگے۔

(۲۲۸۱) اور روایت کی گئی ہے کہ حضرت ابراہیم نے حَزْوَرَہْ (صفاومروہ کے درمیان مکہ کا بازار یا باب حنّاطین) سے مقام سعی تک خط کھینچ دیا۔ اور جس نے سب سے پہلے خانہ کعبہ کو پوشش پہنائی وہ حضرت ابرہیم علیہ السلام تھے۔

(۲۲۸۲) اور روایت کی گئی ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام جب اپنے مناسک حج ادا کر چکے تو اللہ تعالیٰ نے انہیں واپس ہونے کا حکم دیا اور وہ واپس ہوگئے۔

اور حضرت اسماعیل علیہ السلام کی والدہ گرامی کا انتقال ہوگیا تو انہوں نے انکو حِجر (متصل بہ کعبہ) میں دفن کر دیا اور اس پر ایک پتھر رکھ دیا تاکہ انکی قبر کسی کے پاؤں تلے نہ پڑے اور اب حضرت اسماعیل تنہا رہ گئے۔

پھر جب دوسرا سال آیا تو اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو حج کا اور خانہ کعبہ کی تعمیر کا حکم دیا اور وہ اس وقت شکستہ حالت میں تھا مگر اہل عرب اسی حالت میں حج کیا کرتے تھے۔ اسکی دیواروں کے نشانات موجود تھے۔

اور حضرت اسماعیل کا یہ دستور تھا کہ جب لوگ نکل جاتے تو پتھر جمع کرتے اور خانہ کعبہ کے اندر ڈال دیا کرتے جب حضرت ابراہیم تشریف لائے اور حضرت ابراہیم و حضرت اسماعیل علیہما السلام نے اسے مٹی اور پتھر ہٹا کر صاف کیا تو ایک پورا پتھر سرخ رنگ کا ملا اور اللہ تعالیٰ نے انکی طرف وحی کی کہ اسی پر تعمیر کی بنیاد رکھو اور چار ملائکہ نازل کر دیئے اور جب بنیاد مکمل ہو گئی تو اسکے ہر رکن پر ایک ملک کو بٹھا دیا پھر اعلان کر دیا ھلمّ الی الحج (حج کیلئے آؤ) اور اگر وہ یہ اعلان کرتے کہ تم لوگ حج کیلئے آؤ تو اس وقت جو انسان پیدا ہو چکے تھے اور موجود تھے انکے سوا کوئی حج نہ کرتا لیکن انہوں نے فرمایا تھا کہ حج کیلئے آؤ تو جتنے لوگ اپنے باپ کے صلبوں اور اپنی ماں کے رحموں میں تھے ان سب نے لبیک کہا اور یہ کہا کہ لبیک داعی اللّٰہ لبیک داعی اللّٰہ (ہم حاضر ہیں اے اللہ کی طرف دعوت دینے والے ہم حاضر ہیں اے اللہ کی طرف دعوت دینے والے) تو اس وقت جس نے ایک مرتبہ لبیک کہا اس نے ایک مرتبہ حج کیا جس نے دس مرتبہ کہا اس نے دس مرتبہ حج کیا اور جس نے ایک مرتبہ بھی لبیک نہیں کہا اس نے کوئی حج نہیں کیا۔

اور حضرت ابراہیم اور حضرت اسماعیل علیہما السلام پتھر رکھتے جاتے اور دیواریں بلند کرتے جاتے اور ملائکہ انہیں پتھر اٹھا اٹھا کر دیتے جاتے یہاں تک کہ بارہ ہاتھ دیوار تیار ہو گئی اور جب حجر اسود کے مقام تک پہنچے تو کوہ ابوقبیس نے آواز دی اے ابراہیمؑ میرے پاس آپؑ کی ایک امانت ہے چنانچہ اس نے آپؑ کو حجر اسود دیا اور آپؑ نے اسکو اسکے مقام پر نصب کر دیا۔ اور کعبہ میں دو دروازے بنائے ایک اندر داخل ہونے کیلئے اور ایک باہر نکلنے کیلئے اور ان دونوں میں لکڑی کے چوکھٹ اور بازو بھی لگائے۔ اور اس وقت خانہ کعبہ پر کوئی پوشش نہیں تھی خانہ کعبہ تیار ہو چکا تو حضرت ابراہیم علیہ السلام چلے گئے اور حضرت اسماعیل علیہ السلام وہاں مقیم ہوئے۔ پھر حضرت اسماعیل علیہ السلام نے عمالقہ کی ایک عورت سے نکاح کیا پھر اسے چھوڑ دیا اور ایک دوسری حمیریہ عورت سے نکاح کیا وہ عاقلہ تھی اس نے خانہ کعبہ کے دروازوں کو دیکھا تو حضرت اسماعیل علیہ السلام سے عرض کیا میں ان دونوں دروازوں کیلئے پردے کیوں نہ بنا دوں ایک پردہ یہاں کیلئے اور ایک پردہ وہاں کیلئے؟ حضرت اسماعیل علیہ السلام نے کہا ہاں (بنا دو) تو اس عورت نے خانہ کعبہ کیلئے دو پردے تیار کئے جنکی لمبائی بارہ ہاتھ تھی۔ حضرت اسماعیل نے ان پردوں کو دونوں دروازوں پر لٹکا دیا۔ عورت نے جب دیکھا تو اسے بہت اچھا معلوم ہوا؟ تو بولی کہ پھر میں کعبہ کیلئے ایک ایسا کپڑا کیوں نہ بُن دوں کہ جو پورا کعبہ کو چھپا دے اس لئے کہ یہ برہنہ پتھر کچھ اچھے نہیں لگتے۔ حضرت اسماعیل علیہ السلام نے فرمایا ہاں ٹھیک ہے تو اس عورت نے جلدی کی اور اپنے قبیلہ کی عورتوں کو سوت کاتنے کیلئے بھیج دیا اور اسی وقت سے عورتوں کے اندر ایک دوسرے سے سوت کتوانے کا رواج ہو گیا۔ چنانچہ جب خانہ کعبہ کی پوشش کا ایک ٹکڑا تیار ہوتا تو وہ اسکو خانہ کعبہ پر لٹکا دیتی اسی اثنا میں حج کا موسم آگیا

اور خانہ کعبہ کے چاروں طرف میں سے ایک طرف کا حصہ بغیر پوشش کے باقی رہ گیا تو اس نے حضرت اسماعیل سے کہا اب اس طرف کو کیا کیا جائے چنانچہ ان دونوں نے اس طرف کو کھجوروں کے پتوں کی بنی ہوئی چٹائی سے چھپا دیا اب کہ حج کا وقت آیا اور اہل عرب نے دیکھا تو انہیں بہت اچھا معلوم ہوا اور بولے کہ مناسب ہے کہ ہم لوگ اس گھر کی تعمیر کرنے والے کو کچھ ہدیہ اور تحفہ دیں۔ پھر اس وقت سے ہدی کا رواج پڑا اور اب عرب کا ہر قبیلہ خانہ کعبہ کیلئے کوئی پارچہ لانے لگا اسی طرح جب بہت سے پارچے جمع ہوگئے تو ان لوگوں نے اس چٹائی کو اتارا اور پوشش پوری کر کے خانہ کعبہ پر لٹکا دیا۔ اور اب تک خانہ کعبہ پر کوئی چھت نہ تھی تو حضرت اسماعیل علیہ السلام نے اس میں لکڑی کے کئی ستون کھڑے کئے ویسے ہی جیسے تم لکڑی کے ستون دیکھتے ہو پھر اس پر لکڑیوں کی چھت ڈالدی اور اسکو مٹی سے برابر کر دیا اب جبکہ اہل عرب دوسرے سال حج کیلئے آئے اور کعبہ کے اندر داخل ہوئے اور اسکی تعمیر کو دیکھا تو بولے کہ اس کی تعمیر کرنے والے کو کچھ مزید دینا مناسب ہے۔ پھر آئیندہ سال آئے تو اپنے ساتھ ہدی (اونٹ) لیکر آئے حضرت اسماعیل علیہ السلام کی سمجھ میں نہ آیا کہ اسکا کیا کروں تو اللہ تعالیٰ نے انکی طرف وحی کی کہ اسکو نحر کر کے اسکا گوشت حاجیوں کو کھلادو۔ اور جب زمزم سے پانی نکلنا بند ہوگیا تو حضرت اسماعیلؑ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام سے قلت آب کی شکایت کی اور اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیمؑ کی طرف وحی کی اور انہیں کھودنے کا حکم دیا چنانچہ حضرت ابراہیم اور حضرت اسماعیل علیہما السلام اور حضرت جبرئیل سب نے مل کر اسے کھودا تو پانی نکل آیا آپؑ نے چاہ زمزم کے چار کناروں پر کدال سے ضرب لگائی ہر ضرب پر بسم اللہ کہکر تو چار سوتے پھوٹ پڑے جبریل علیہ السلام نے کہا اے ابراہیمؑ آپ بھی اسکا پانی پئیں اور اپنے فرزند کیلئے بھی اس میں برکت کی دعا کریں اور اسکے پانی سے نہائیں اور خانہ کعبہ کا طواف کریں اور یہ وہ سیرابی ہے جس سے اللہ تعالیٰ نے اولاد اسماعیلؑ کو سیراب کیا۔ اور اللہ تعالیٰ کا یہ قول کہ **فیه آیات بنیات مقام ابراہیم** (اس میں واضح نشانیاں مقام ابراہیم ہے) (سورہ آل عمران آیت نمبر ۹۷) تو اس میں سے ایک تو یہ ہے کہ جب حضرت ابراہیم ایک پتھر پر (تعمیر کعبہ کیلئے) کھڑے ہوئے تو آپ کے پاؤں کا نشان اس میں پڑگیا۔ دوسری نشانی حجر اسود ہے اور تیسری نشانی حضرت اسماعیل علیہ السلام کا حجرہ ہے۔

(۲۲۸۳) اور روایت کی گئی ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے رملہ مصر (ایک شہر جو فلسطین سے بارہ میل دور ہے) سے احرام باندھا اور ستر (۷۰) انبیاء کے ساتھ صفائح روحاء (مکہ اور مدینہ کے درمیان تیس چالیس میل دور ایک جگہ کا نام) سے ہو کر گزرے ان لوگوں کے جسم پر قطوانی عبائیں تھیں وہ کہتے جاتے کہ **لبیک عبدک و ابن عبدک لبیک** (حاضر ہے تیرا بندہ اور تیرے بندے کا فرزند حاضر ہے)۔

(۲۲۸۴) اور ایک دوسری حدیث میں ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام صفائح روحاء سے سرخ اونٹ پر سوار ہو کر گزرے جسکی مہار خرمے کی چھال کی تھی اور انکے دوش پر دو قطوانی عبائیں تھیں اور یہ کہتے جاتے تھے **لَبَّیْکَ یَاکَرِیْمُ لَبَّیْکَ** (حاضر ہے اے کریم (تیری بارگاہ میں تیرا بندہ) حاضر ہے)۔

اور حضرت یونس بن متی علیہ السلام صفائح روحاء سے گزرے تو یہ کہتے جاتے کہ لَبَّیْکَ کَشَّافُ الْکُرَبِ الْعِظَامِ لَبَّیْکَ [حاضر ہے اے بڑی بڑی تکلیفوں کو دور کرنے والے (تیرا بندہ) حاضر ہے۔]

اور حضرت عیسیٰ بن مریم علیہما السلام صفائح روحاء سے گزرے تو یہ کہتے جاتے لَبَّیْکَ عَبْدُکَ ابْنُ اَمَتِکَ لَبَّیْکَ (حاضر ہے تیرا بندہ تیری کنیز کا فرزند حاضر ہے۔)

اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صفائح روحاء سے گزرتے تو یہ فرماتے جاتے لَبَّیْکَ ذِی الْمَعَارِجِ لَبَّیْکَ [حاضر ہے اے بلند درجے والے (تیرہ بندہ) حاضر ہے۔]

اور حضرت موسیٰ جب لبیک کہتے تو پہاڑ اسکا جواب دیتے۔

اور اسکا نام تلبیہ اس لئے پڑ گیا اللہ تعالیٰ جب موسیٰ کو پکارتا تو حضرت موسیٰ جواب میں کہتے لبیک (میں حاضر ہوں)

(۲۲۸۵) اور زرارہ نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے بیان فرمایا کہ حضرت سلیمان علیہ السلام نے خانہ کعبہ کا حج جنوں، انسانوں، پرندوں اور ہواؤں کے جھرمٹ میں کیا اور خانہ کعبہ کو قبطی کپڑے کا لباس پہنایا۔

(۲۲۸۶) ابو بصیر نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے آپؑ نے فرمایا کہ بیشک حضرت آدم علیہ السلام وہ ہیں جنہوں نے خانہ کعبہ کی تعمیر کی اسکی بنیاد رکھی اور سب سے پہلے ان ہی نے اسکو بالوں کی پوشش پہنائی اور سب سے پہلے ان ہی نے اسکا حج ادا کیا۔ پھر حضرت آدمؑ کے بعد بادشاہ تبع نے اسکو چمڑے کی پوشش پہنائی۔ اسکے بعد حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کھجور کے پتوں کی چٹائی کی پوشش پہنائی۔ اور سب سے پہلے جس نے کپڑے کی پوشش پہنائی وہ حضرت سلیمان ابن داؤد علیہ السلام ہیں جنہوں نے مصری کپڑے قباطی کی پوشش پہنائی۔

(۲۲۸۷) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام حج کر چکے تو حضرت جبرئیل علیہ السلام آپؑ پر نازل ہوئے آپؑ نے ان سے کہا اے جبرئیل جو اس بیت اللہ کا حج بغیر صدق نیت اور بغیر پاک خرچ کے کرے اس کیلئے کیا ہے؟ حضرت جبرئیل نے کہا مجھے یہ نہیں معلوم اچھا اپنے رب کے پاس (پوچھنے کیلئے) جاتا ہوں۔ جب حضرت جبرئیل علیہ السلام واپس پہنچے تو اللہ تعالیٰ نے کہا اے جبرئیل تم سے موسیٰ نے کیا پوچھا تھا؟ حالانکہ جو کچھ موسیٰ نے پوچھا تھا وہ اسکو خوب جانتا تھا۔ حضرت جبرئیل نے عرض کیا پروردگار انہوں نے مجھ سے پوچھا کہ جو شخص اس بیت اللہ کا حج بغیر سچی نیت اور بغیر پاک خرچ کے کرے اسکے لئے کیا ہے؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اچھا واپس جا کر ان سے کہدو کہ میں اپنا حق اسکو بخش دونگا اور اپنے بندوں کو اس سے راضی و خوش کر دونگا۔ حضرت موسیٰ نے کہا اے جبرئیل یہ بتاؤ جو اس گھر کا حج سچی نیت اور پاک خرچ سے کرے اس کیلئے کیا ہے۔ یہ سن کر حضرت جبرئیل اللہ کی طرف واپس ہوئے تو اللہ نے جبرئیل

پر وحی کی کہ ان سے کہہ دو کہ میں اس کو رفیق اعلیٰ میں انبیاء صدیقین و شہدا وصالحین کے ساتھ جگہ دونگا اور یہ سب بہترین رفیق ہونگے۔

(۲۲۸۸) اور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر سعی سے فراغت کے بعد مقام مروہ پر حکم متعہ نازل ہوا تو آپ نے لوگوں کو خطاب کرکے کہا ایھا الناس یہ جبرئیل ہیں یہ کہکر آپ نے اپنے پس پشت اشارہ کیا یہ مجھ سے کہتے ہیں کہ میں تم لوگوں کو حکم دوں کہ جو شخص ہدی (قربانی کا جانور) اپنے ساتھ نہ لایا ہو وہ محل ہو جائے (یعنی احرام کھول دے) اور اگر یہ حکم پہلے آیا ہوتا جو اب بعد میں آیا ہے تو میں بھی یہی کرتا جسکا حکم میں تم لوگوں کو دے رہا ہوں مگر میں ہدی (قربانی کا جانور) اپنے ساتھ لایا ہوں اور جو قربانی کا جانور اپنے ساتھ لایا ہے وہ اس وقت تک محل نہیں ہو سکتا (یعنی احرام نہیں کھول سکتا) جب تک کہ قربانی کا جانور اپنے مقام قربان گاہ تک نہ پہنچ جائے یہ سن کر سراقہ بن مالک بن جعشم کنانی اٹھا اور عرض کیا یا رسول اللہ آپ نے ہم لوگوں کو ہمارے دین کی تعلیم دیدی اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ جیسے ہم لوگ آج ہی پیدا ہوئے ہیں یہ بتائیں کہ یہ حکم جو آپ نے ہم لوگوں کو دیا ہے یہ اسی سال کیلئے ہے یا ہمیشہ کیلئے ہے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ نہیں بلکہ یہ ہمیشہ ہمیشہ کیلئے ہے (اسکے بعد) ایک دوسرا شخص اٹھا اور اس نے کہا یا رسول اللہ (آپ عجب حکم دیتے ہیں) ارے ہم لوگ حج کیلئے نکلے ہیں (آپ چاہتے ہیں کہ ہم لوگ اس درمیان اپنی عورتوں سے مجامعت کرکے غسل جنابت کریں) اور ہم لوگوں کے سروں سے غسل جنابت کا پانی ٹپکے؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا (مجھے معلوم ہے) تو اس پر تا ابد ایمان نہ لائے گا۔

اور اس وقت حضرت علی علیہ السلام یمن میں تھے جب وہاں سے حج کیلئے پہنچے تو دیکھا کہ فاطمہ علیہا السلام محل ہو گئی ہیں (یعنی احرام کھول چکی ہیں) تو ناراضگی کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس فتویٰ دریافت کرنے کیلئے پہنچے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے سب لوگوں کو یہی حکم دیا ہے۔ اب اے علیؑ تم بتاؤ کہ تم نے کس نیت سے احرام باندھا تھا؟ انہوں نے عرض کیا کہ میں نے اس پر احرام باندھا تھا کہ جو نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نیت ہے وہی میری نیت ہے۔ آپ نے فرمایا پھر تم میری طرح اپنے احرام پر قائم رہو تم قربانی کے جانوروں میں میرے شریک ہو۔ اور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے ساتھ ایک سو (۱۰۰) اونٹ لائے تھے چنانچہ آپ نے اس میں سے چونتیس اونٹ حضرت علیؑ کیلئے قرار دیدیئے اور اپنی ذات کیلئے چھیاسٹھ (۶۶) اونٹ رکھے اور سب کے سب اپنے ہاتھ سے نحر کئے پھر ہر قربانی کے جانور سے تھوڑا تھوڑا گوشت لیا اور ایک دیگچہ میں پکایا اس میں سے گوشت کھایا اور شوربہ پیا اور فرمایا کہ اب ہم نے سب میں سے کھالیا اور ان جانوروں کا چمڑا قصائیوں کو نہیں دیا نہ انکے گلے میں پڑے ہوئے قلاوے دیئے اسکو جلیل القدر سمجھتے ہوئے بلکہ یہ سب تصدق کردیا۔

(۲۲۸۹) اور حضرت علی علیہ السلام صحابہ کے سامنے فخر سے کہا کرتے کہ تم لوگوں میں میرا مثل کون ہو سکتا ہے میں

قربانی کے جانوروں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا شریک ہوں تم لوگوں میں میرا مثل کون ہو سکتا ہے میں وہ ہوں کہ میرے قربانی کے جانور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے ہاتھ سے ذبح فرمائے تھے۔

(۲۲۹۰) اور روایت کی گئی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم منیٰ سے جبلِ ضَبّ کے راستے سے گئے اور مازمین (مشعروعرفہ کے درمیان) سے واپس آئے اور آپ جس راستے سے جاتے اس راستے سے واپس نہیں آیا کرتے تھے۔

(۲۲۹۱) اور روایت کی گئی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بیس (۲۰) حج پوشیدہ طور پر کئے اور ہر ایک میں آپ مازمین سے ہو کر گزرتے اور وہاں اتر کر پیشاب کرتے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نو (۹) عمرے کئے اور حجۃ الوداع سے پہلے صرف ایک حج کیا۔

(۲۲۹۲) اور محمد بن احمد سنانی اور علی بن احمد بن موسیٰ دقاق دونوں نے کہا کہ بیان کیا ہم لوگوں سے ابو العباس احمد بن یحییٰ بن ذکریا قطان نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے بکر بن عبداللہ بن حبیب نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے تمیم بن بہلول نے روایت کرتے ہوئے اپنے والد سے اور انہوں نے ابوالحسن عبدی سے انہوں نے سلیمان بن مہران سے انکا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے دریافت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کتنے حج کئے تھے؟ آپؑ نے فرمایا پوشیدہ طور پر بیس حج اور ہر حج میں آپؐ مازمین سے ہو کر گزرے وہاں پیشاب کیا۔ میں نے عرض کیا فرزند رسول وہاں آنحضرتؐ کیوں اترے اور کیوں پیشاب کیا؟ آپؑ نے فرمایا اس لئے کہ یہ وہ جگہ ہے جہاں بتوں کی پوجا ہوتی تھی اور وہیں سے وہ پتھر لیا گیا جس سے وہ ھبل تراشا گیا جسکو حضرت علی علیہ السلام نے پشت کعبہ سے اتار پھینکا تھا جس وقت آپؑ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دوش پر قدم رکھے ہوئے تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حکم کے بموجب اسکو باب بنی شیبہ کے قریب دفن کر دیا گیا اور اسی بنا پر باب بنی شیبہ سے مسجد حرام میں داخلہ سنت قرار پایا سلیمان کا بیان ہے کہ میں نے عرض کیا بھیڑ اور اژدھام میں دباؤ کو دور کرنے کیلئے تکبیر کیوں قرار دی گئی؟ آپؑ نے فرمایا کہ اللہ اکبر کے معنی یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ بہت بلند و بالا ہے ان تمام تراشے ہوئے بتوں اور ان تمام مزاروں سے جنکی اللہ کے سوا پرستش کی جاتی ہے۔ اور ابلیس اپنے شیاطین کے جھنڈ میں ہو کر حاجیوں کے راستوں میں اس مقام پر تنگی پیدا کر دیتا ہے اور جب وہ اللہ اکبر کی آواز سنتا ہے تو اپنے شیاطین کے ساتھ اڑ جاتا ہے اور ملائکہ اسکا پیچھا کرتے ہیں حتیٰ کہ ہرے سمندر میں غوطہ لگالیتا ہے۔ میں نے عرض کیا اور جس نے ابھی تک حج نہیں کیا (یہ اسکا پہلا حج ہے) اسکے لئے خانہ کعبہ میں داخل ہونا کیوں مستحب ہے؟ اور ان لوگوں کیلئے نہیں جو اس سے پہلے حج کر چکے ہیں۔ آپؑ نے فرمایا اس لئے کہ وہ شخص جس نے اس سے پہلے کبھی حج نہیں کیا ہے وہ اپنے فریضہ کو پورا کر رہا ہے اسکو حج بیت اللہ کیلئے بلایا گیا ہے لہذا اس پر لازم ہے کہ اس گھر میں داخل ہو جسکی طرف اسکو بلایا گیا ہے۔ تاکہ اس میں اس کا اکرام ہو میں نے عرض کیا پھر اس پر سر منڈانا واجب کیوں ہو گیا اور ان لوگوں پر نہیں جو اس سے پہلے حج کر چکے ہیں؟ آپؑ نے فرمایا تاکہ اس پر امن

پانے والوں کی نشانی لگ جائے۔ کیا تم نے اللہ تعالیٰ کا یہ قول نہیں سنا ہے لتدخلن المسجد الحرام ان شاء اللہ آمنین محلقین رؤسکم و مقصرین لاتخافون (سورہ فتح آیت ۲۷) (تم لوگ ان شاء اللہ مسجد حرام میں اپنے سر منڈوا کر اور اپنے تھوڑے سے بال کتروا کر بہت امن و اطمینان سے بے خوف داخل ہوگے) میں نے عرض کیا اور اس پر مشعر الحرام میں پیدل چلنا کیوں فرض ہوا؟ آپؑ نے فرمایا اس لئے تاکہ وہ جنت میں چلنے کا حقدار بن جائے۔

(۲۲۹۳) معاویہ بن عمار نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے آپؑ نے فرمایا کہ وہ شخص کہ جو رسول اللہ کے قربانی کے جانوروں پر مقرر تھا وہ ناجیہ بن جندب خزاعی اسلمی تھا اور جس نے یوم حدیبیہ آپ کے سر کے بال مونڈے خراش بن امیہ خزاعی تھا اور جس نے آپ کے حج کے موقع پر آپ کے سر کے بال مونڈے وہ معمر بن عبداللہ بن حارث بن نصر بن عوف بن عویج بن عدی بن کعب تھا۔ جب وہ آپ کے بال مونڈ رہا تھا تو اس سے کہا گیا کہ اے معمر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کان تمہارے ہاتھ میں ہیں۔ تو اس نے جواب دیا خدا کی قسم میں اسکو اپنے اوپر اللہ تعالیٰ کا بہت بڑا فضل و احسان سمجھتا ہوں۔ اور معمر بن عبداللہ ہی آپ کے بالوں میں کنگھی کیا کرتے تھے۔ آپ نے جن چادروں میں احرام باندھا وہ دو (۲) عدد یمنی عبری و ظفاری چادریں تھیں اور یوم عرفہ جب آفتاب مائل بہ زوال ہوا تو آپ نے تلبیہ کا سلسلہ منقطع کر دیا۔

(۲۲۹۴) اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کرسف کی دو چادروں میں احرام باندھا۔

(۲۲۹۵) اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب خانہ کعبہ کا طواف کرتے ہوئے رکن یمانی پر پہنچے تو کعبہ کی طرف اپنا سر اٹھا کر بولے حمد ہے اس خدا کیلئے جس نے تجھ کو شرف دیا تجھ کو عظمت دی اور اس خدا کی حمد جس نے مجھ کو نبی بنا کر بھیجا اور علیؑ کو امام بنایا۔ پروردگار اپنی مخلوق کے اچھے لوگوں کی انکی طرف ہدایت کر اور اپنی مخلوق کے برے لوگوں سے ان کو محفوظ رکھ۔

باب : کعبہ کی ابتداء اور اسکی فضیلت اور حرم کی فضیلت

(۲۲۹۶) حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ جب اللہ تعالیٰ نے ارادہ کیا کہ زمین کو خلق کرے تو اس نے چار طرف کی ہواؤں کو حکم دیا اور انہوں نے پانی کی سطح پر تھپیڑے لگائے یہاں تک کہ موجیں پیدا ہوئیں اور جھاگ نمودار ہوئے اور پھر سب مل کر ایک جھاگ ہو گیا اور اسکو خانہ کعبہ کی جگہ جمع کر دیا اور وہ جھاگ کا ایک پہاڑ بن گیا اور اسی کے نیچے سے زمین بچھائی گئی چنانچہ اللہ تعالی کا قول ہے ان اول بیت وضع للناس للذی ببکۃ مبارکاً (لوگوں کی عبادت کے واسطے جو گھر سب سے پہلے بنایا گیا وہ یہی کعبہ ہے جو مکہ میں ہے اور بڑی برکت والا ہے) (آل عمران آیت نمبر ۹۶) لہذا زمین

کا جو سب سے پہلا ٹکڑا پیدا ہوا وہ کعبہ ہے پھر زمین اسی سے پھیلی۔

(۲۲۹۷) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے زمین کو کعبہ سے منیٰ تک بچھایا پھر منیٰ سے عرفات تک بچھایا پھر عرفات سے منیٰ تک۔ پس زمین عرفات سے پھیلی اور عرفات منیٰ سے ہے اور منیٰ خانہ کعبہ سے پھیلا اور یہی ہم لوگوں میں سے ایک نے دوسرے کو بتایا۔

(۲۲۹۸) اللہ تعالیٰ نے خانہ کعبہ کو آسمان سے نازل فرمایا جسکے چار (۴) دروازے تھے اور ہر دروازے پر سونے کی قندیل لٹکی ہوئی تھی۔

(۲۲۹۹) حضرت موسیٰ بن جعفر علیہ السلام سے روایت کی گئی ہے کہ آپؑ نے ارشاد فرمایا کہ پچیس ذی القعدہ کو اللہ تعالیٰ نے بیت الحرام کعبہ کو نازل فرمایا جو شخص اس دن روزہ رکھے گا اس کے ستر (۷۰) سال کے گناہوں کا کفارہ ہو جائے گا اور یہی وہ پہلا دن ہے جس میں حضرت آدم علیہ السلام پر آسمان سے رحمت نازل ہوئی۔

(۲۳۰۰) حضرت امام رضا علیہ السلام نے فرمایا کہ پچیس ذی القعدہ کی شب میں خانہ کعبہ کے نیچے سے زمین بچھائی گئی جس نے اس دن روزہ رکھا گویا اس نے ساٹھ مہینے تک روزے رکھے۔

(۲۳۰۱) محمد بن عمران عجلی نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ خانہ کعبہ کی جگہ کیا چیز تھی جبکہ اللہ تعالیٰ کے قول کے مطابق و کان عرشہ علی الماء (سورہ ہود آیت ۷) (اسکا عرش پانی پر تھا) آپؑ نے فرمایا ایک سفید موتی تھا۔

(۲۳۰۲) اور ابو خدیجہ کی روایت میں ہے جو انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اسکو حضرت آدمؑ کیلئے جنت سے نازل فرمایا جو ایک سفید موتی کی شکل میں تھا پھر اللہ تعالیٰ نے اسکو اٹھا لیا اور اسکی بنیادیں باقی رہ گئیں جو اس بیت اللہ کے بالکل سیدھ پر ہیں۔ اور اس میں ہر روز ستر ہزار ملک داخل ہوتے ہیں اور وہاں سے واپس نہیں جاتے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم اور حضرت اسماعیل علیہما السلام کو حکم دیا کہ وہ دونوں اس گھر کو اسی بنیاد پر تعمیر کریں۔

(۲۳۰۳) اور عیسیٰ بن عبداللہ ہاشمی کی روایت میں ہے جسکو انہوں نے اپنے باپ سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور انہوں نے اپنے پدر بزرگوار سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے بیان فرمایا کہ کعبہ کی جگہ زمین پر سفید رنگ کا ایک ٹیلہ تھا جو سورج و چاند کی طرح چمکتا تھا یہاں تک کہ حضرت آدمؑ کے دو بیٹوں میں سے ایک نے دوسرے کو قتل کر دیا اس وقت سے وہ سیاہ ہو گیا۔ اور جس وقت اللہ تعالیٰ نے حضرت آدمؑ کو زمین پر اتارا تو اس نے پوری زمین حضرت آدمؑ کے سامنے بلند کر دی تو حضرت آدم علیہ السلام نے دریافت کیا پروردگار سفید اور چمکتی ہوئی زمین کا یہ حصہ کیا ہے؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا یہ روئے زمین پر میرا حرم ہے اور میں نے تم پر یہ فرض کر دیا ہے کہ تم ہر روز سات سو (۷۰۰) مرتبہ اس حرم

کا طواف کرو۔

(۲۳۰۴) سعید بن عبداللہ اعرج نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ کے لئے زمین پر سب سے زیادہ پسندیدہ جگہ مکہ ہے اور وہاں کی مٹی سے زیادہ پسندیدہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک کوئی مٹی نہیں اور وہاں کے پتھر سے زیادہ پسندیدہ اللہ تعالیٰ کہ نزدیک کوئی پتھر نہیں اور وہاں کے درخت سے زیادہ پسندیدہ اللہ کے نزدیک کوئی درخت نہیں اور وہاں کے پہاڑوں سے زیادہ پسندیدہ اللہ کے نزدیک کوئی پہاڑ نہیں اور وہاں کے پانی سے زیادہ پسندیدہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک کوئی پانی نہیں ہے۔

(۲۳۰۵) اور ایک دوسری حدیث میں ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ اس زمین کے حصہ سے زیادہ پسندیدہ زمین کا کوئی حصہ اللہ نے پیدا نہیں کیا یہ کہکر آپ نے خانہ کعبہ کی طرف اشارہ کیا اور کہا اس سے زیادہ کوئی حصہ اللہ کے نزدیک مکرم ہی نہیں ہے اس کے لئے اللہ تعالیٰ نے حرمت کے مہینوں کو آسمان و زمین کی خلقت کے دن سے اپنی کتاب میں حرام کیا۔

(۲۳۰۶) اور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے آپؑ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے ہر شے میں ایک چیز منتخب فرمائی ہے چنانچہ پوری زمین میں سے خانہ کعبہ کی جگہ کو منتخب فرمایا۔

(۲۳۰۷) نیز آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ جبتک خانہ کعبہ قائم ہے اس وقت تک دین قائم رہے گا۔

(۲۳۰۸) زرارہ بن اعین نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے عرض کیا کہ کیا آپؑ نے امام حسین علیہ السلام کا زمانہ پایا تھا؟ آپؑ نے فرمایا کہ ہاں مجھے یاد ہے کہ ایک مرتبہ میں آنجنابؑ کے ساتھ مسجد حرام میں تھا کہ اس میں بارش کا پانی داخل ہو گیا اور لوگ ڈر گئے کہ کہیں یہ سیلاب مقام ابراہیمؑ کو بہانہ لے جائے۔ جو وہاں سے نکلتا وہ کہتا کہ مقام ابراہیمؑ کو سیلاب بہالے گیا اور جو داخل ہوتا وہ کہتا کہ وہ اپنی جگہ موجود ہے۔ آپؑ کا بیان ہے کہ امام حسین علیہ السلام نے مجھ سے پوچھا کہ اے فلاں یہ لوگ کیا کر رہے ہیں میں نے عرض کیا اللہ آپؑ کو سلامت رکھے یہ لوگ ڈر رہے ہیں کہ کہیں سیلاب مقام ابراہیمؑ کو بہانہ لے گیا ہو۔ تو آپؑ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے اسکو ایک نشان بنایا ہے یہ ممکن نہیں کہ وہ سیلاب سے بہہ جائے۔ لوگوں کو چاہیئے کہ وہ پریشان و بیقرار نہ ہوں اور وہ جگہ جہاں حضرت ابراہیم علیہ السلام نے وہ پتھر جس پر آپؑ کے پاؤں کے نشان ہیں رکھا وہ خانہ کعبہ کی دیوار کے قریب تھا اور ہمیشہ وہیں رہا ایام جاہلیت والوں نے وہاں سے ہٹا کر اسے اسی جگہ رکھ دیا جہاں وہ اس وقت ہے اور جب نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مکہ فتح کیا تو اسکو یہاں سے اٹھا کر اسی مقام پر رکھ دیا جہاں حضرت ابرہیم علیہ السلام نے رکھا تھا اور وہ وہیں رہا یہاں تک کہ حضرت عمر نے حکومت کی باگ ڈور سنبھالی تو انہوں نے لوگوں سے پوچھا تم میں سے کون ہے جو اس جگہ کو جانتا ہو جہاں (ایام جاہلیت میں) مقام ابراہیمؑ تھا؟ تو ایک شخص نے کہا میں نے اپنے کجاوہ کسنے کی رسی سے اسکی پیمائش کرلی تھی وہ رسی میرے پاس ہے حضرت عمر نے کہا وہ رسی لاؤ جب وہ رسی لایا تو اس سے ناپا اور مقام ابراہیم کو موجودہ جگہ واپس رکھ دیا۔

(۲۳۰۹) اور روایت کی گئی ہے کہ امام حسین علیہ السلام کی شہادت کے وقت حضرت امام محمد باقر علیہ السلام چار سال کے تھے۔

(۲۳۱۰) روایت کی گئی ہے کہ خانہ کعبہ نے اللہ تعالیٰ سے زمانہ فترت (حضرت عیسیٰ اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے درمیان کا خالی زمانہ) کی شکایت کی کہ پروردگار میری زیارت کو آنے والے کم ہوگئے میں کیا کروں میرے پرسش احوال کو آنے والے کم ہوگئے۔ تو اللہ تعالیٰ جل جلالہ نے اسکی طرف وحی فرمائی کہ میں ایک قوم پر ایک جدید نور نازل کرنے والا ہوں وہ قوم تجھ سے اسی طرح محبت کرے گی جیسے جانور اپنے بچوں سے محبت کرتے ہیں اور وہ تیری طرف اسی شوق سے آئے گی جسطرح عورتیں اپنے شوہروں کے پاس شوق سے آتی ہیں یعنی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت۔

(۲۳۱۱) حریز نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ ایک مرتبہ ایک پتھر پر یہ لکھا ہوا پایا گیا کہ "میں اللہ ہوں مکہ کا مالک ہوں میں نے اس مکہ کو اس دن بنایا جس دن میں نے آسمانوں اور زمینوں کو پیدا کیا اور جس دن میں نے سورج اور چاند کو خلق کیا اور میں نے اس کی حفاظت کے لئے سات فرشتے مقرر کئے یہ پانی اور دودھ کے معاملہ میں اہل مکہ کے لئے مبارک ہونگے اہل مکہ کے لئے رزق اوپری راستوں سے (طائف کی طرف سے پھل وغیرہ) اور نیچے کے راستوں سے (عراق و نجد کی طرف سے جانور وغیرہ) اور گھاٹیوں کے راستے (مدینہ شام و مصر وغیرہ سے کھجور، چاول اور گیہوں) آئے گا۔"

(۲۳۱۲) اور روایت کی گئی ہے کہ ایک دوسرے پتھر پر دیکھا گیا یہ کندہ تھا "یہ بیت اللہ الحرام مکہ کے اندر ہے اللہ تعالیٰ اہل مکہ کے رزق کا تین راستوں سے متکفل ہے اور اسکے اہل کو گوشت اور پانی میں برکت عطا کرتا ہے۔"

(۲۳۱۳) ابو حمزہ ثمالی سے روایت ہے کہ انہوں نے بیان کیا کہ حضرت امام علی بن الحسین علیہ السلام نے ہم لوگوں سے پوچھا کہ بتاؤ کہ زمین کا کونسا ٹکڑا سب سے افضل ہے؟ ہم لوگوں نے عرض کیا کہ اللہ اور اسکا رسول اور فرزند رسول ہی بہتر جانتے ہیں۔ آپؑ نے فرمایا سنو زمین کا سب سے افضل ٹکڑا رکن و مقام کے درمیان ہے لیکن اگر کوئی شخص حضرت نوح علیہ السلام کی عمر کے برابر عمر پائے جو پچاس سال کم ایک ہزار سال اپنی قوم میں رہے اور دن کو روزہ رکھے اور شب کو اس جگہ کھڑا ہو کر عبادت کرتا رہے پھر ہم لوگوں کی ولایت و دوستی کے بغیر اللہ سے ملاقات کرے تو یہ سب عبادتیں اسکو کوئی فائدہ نہ دیں گی۔

(۲۳۱۴) اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فتح مکہ کے دن فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے آسمانوں اور زمینوں کے دن کی خلقت ہی سے مکہ کو حرام قرار دیا (یعنی بغیر احرام باندھے ہوئے کسی کا اس میں داخل ہونا حرام ہے) اور یہ قیامت تک حرام ہی رہے گا۔ مجھ سے پہلے کسی کے لئے (بغیر احرام) اس میں داخلہ حلال نہ تھا اور نہ میرے بعد کسی کے لئے حلال ہوگا اور میرے لئے بھی صرف دن کی ایک ساعت کے لئے بغیر احرام اس میں داخلہ حلال ہوا (فتح مکہ کے موقع پر)۔

(۲۳۱۵) کلیب اسدی نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اللہ تعالیٰ سے مکہ میں بلا احرام داخلہ کی صرف تین مرتبہ کے لئے اجازت چاہی مگر اللہ تعالیٰ نے انہیں صرف دن کی ایک ساعت کی اجازت دی پھر اس کو حرام قرار دیدیا جب تک آسمان و زمین ہیں۔

(۲۳۱۶) امام علیہ السلام نے فرمایا کہ اللہ نے مکہ کو خلقت آسمان و زمین کے دن ہی سے حرام قرار دیدیا کہ اس میں کی ہری گھاس نہیں کاٹی جائے گی۔ اس کے درخت نہیں کاٹے جائیں گے اس میں شکار نہیں کیا جائے گا اس میں کوئی گری پڑی چیز نہیں اٹھائی جائے گی لیکن اعلان کرنے کے لئے کہ یہ کس کا مال ہے؟ اس پر عباس ابن عبدالمطلب اٹھے اور بولے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سوائے اذخر کے اس لئے کہ یہ قبر کے لئے اور گھروں کی چھت کے لئے ہے یہ سنکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ذرا دیر خاموش رہے (وحی کے انتظار میں) اور عباس لپنے کئے پر نادم ہوئے اس کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا سوائے اذخر کے۔

(۲۳۱۷) امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ خانہ کعبہ کی بنیاد نچلی ساتویں زمین سے لیکر اوپری ساتویں زمین تک ہے۔

(۲۳۱۸) ابو ہمام اسمعیل بن ہمام نے حضرت امام رضا علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ ایک مرتبہ ان جنابؑ نے کسی شخص سے کہا کہ تم لوگوں کے نزدیک سکینہ سے کیا چیز مراد ہے مگر ان لوگوں میں کوئی نہیں جانتا تھا کہ سکینہ کیا ہے اور سب سے عرض کیا ہم لوگ آپؑ پر قربان آپؑ بتائیں کہ یہ کیا ہے؟ آپؑ نے فرمایا وہ ایک پاک وطیّب ہوا ہے جو جنت سے نکلتی ہے اس کی شکل وصورت بالکل انسان کی شکل وصورت جیسی ہے اور وہ انبیاء کے ساتھ رہتی ہے چنانچہ حضرت ابراہیمؑ جس وقت کعبہ کی تعمیر کرنے لگے تو وہ ان پر نازل ہوئی تو آپؑ نے اس کو اس اس طرح پکڑا اور اس پر کعبہ کی بنیاد رکھی۔

(۲۳۱۹) اور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے بیان فرمایا کہ خانہ کعبہ کا طول نو ہاتھ تھا اس پر چھت نہ تھی قریش نے اس پر اٹھارہ ہاتھ (اونچی) چھت ڈالی اور حجاج بن یوسف نے عبداللہ بن زبیر پر اس تعمیر کو مسمار کر دیا۔ اور اب جو تعمیر کی گئی تو صرف سترہ ہاتھ ہے۔

(۲۳۲۰) سعید بن عبداللہ نے اعرج سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ خانہ کعبہ کو ایک مرتبہ عہد جاہلیت میں قریش نے منہدم کیا اور جب دوبارہ تعمیر کا ارادہ کیا تو ان لوگوں کے اور کعبہ کے درمیان کوئی شے حائل ہوئی جس سے ان لوگوں کے دلوں میں خوف بیٹھ گیا۔ تو ان ہی میں سے کسی شخص نے کہا ہر شخص لپنے مال میں سے پاک وطیب مال لائے وہ مال نہ لائے جو قطع رحم یا حرام سے حاصل کیا ہو۔ لوگوں نے ایسا ہی کیا تو وہ شے ان کے اور کعبہ کی بنیاد کے درمیان سے ہٹ گئی تو ان لوگوں نے تعمیر شروع کی اور جب حجر اسود کی جگہ پہنچے تو اس بات پر جھگڑنے لگے کہ حجر اسود کون نصب کرے اور یہ جھگڑا اتنا بڑھا کہ قریب تھا کہ جنگ چھڑ جائے۔ بالآخر لوگوں نے باہم

فیصلہ کیا کہ کل صبح باب مسجد میں سب سے پہلے جو داخل ہو وہ حجر اسود کو نصب کرے چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سب سے پہلے داخلِ بابِ مسجد ہوئے اور لوگ آپؐ کے بعد آئے تو آپؐ نے حکم دیا ایک چادر لاؤ جب وہ لاکر بچھائی گئی تو آپؐ نے حجر اسود کو چادر کے درمیان میں رکھا اور تمام قبائل نے اس چادر کے کنارے پکڑے اور اٹھا کر قریب لے گئے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کو اٹھا کر اپنے دست مبارک سے اس جگہ پر نصب کر دیا اور اس خصوصیت سے بھی اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ممتاز فرمایا۔

(۲۳۲۱) اور روایت کی گئی ہے کہ جب حجاج کعبہ کی تعمیر سے فارغ ہوا تو اس نے حضرت امام زین العابدین علیہ السلام سے درخواست کی کہ آپؑ حجر اسود کو اس کی جگہ پر نصب کر دیں تو آپؑ نے حجر اسود کو اٹھا کر اسکی جگہ پر نصب کر دیا۔

(۲۳۲۲) اور روایت کی گئی ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی تعمیر لمبائی میں تیس ہاتھ، چوڑائی میں بائیس ہاتھ اور اونچائی میں نو ہاتھ تھی اور جب قریش نے اس کی تعمیر کی تو اس کو چادر کی پوشش پہنائی۔

(۲۳۲۳) بزنطی نے داؤد بن سرحان سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قریش کو خانہ کعبہ کی تعمیر میں حصہ دیا۔چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حصہ میں خانہ کعبہ کے دروازے سے رکن یمانی اور حجر اسود کے درمیان کا نصف حصہ آیا۔

(۲۳۲۴) اور دوسری روایت میں ہے کہ بنی ہاشم کے حصہ میں حجر اسود سے لے کر رکن شامی تک کی تعمیر آئی تھی۔

جو شخص کعبے کے ساتھ برائی کا ارادہ کرے

جو کوئی شخص بھی کعبہ کے ساتھ برائی کا ارادہ کرے گا اللہ اس پر غضبناک ہوگا۔چنانچہ بادشاہ تُبّع نے ایک دن ارادہ کیا کہ اہل مکہ سے مقابلہ کر کے ان کو قتل کرے، ان کے بال بچوں کو اسیر کرے، اسکے بعد کعبہ کو منہدم کر دے یہ ارادہ کرتے ہی اس کی آنکھوں سے پانی بہنے لگا۔ اور آنکھوں کے ڈھیلے لٹک کر رخساروں پر آگئے تو اس نے لوگوں سے اسکا سبب پوچھا لوگوں نے کہا کہ ہمیں کوئی سبب اس کا تو سمجھ میں نہیں آیا سوائے اس کے کہ آپ نے اس گھر کے ساتھ برائی کا ارادہ کیا ہے اس لئے کہ یہ شہر اللہ تعالیٰ کا حرم ہے۔ اور یہ گھر اللہ کا گھر ہے اور مکہ کے باشندے ذریت ابراہیمؑ خلیل اللہ ہیں۔ اس نے کہا تم لوگوں نے سچ کہا مگر اب جس مصیبت میں مبتلا ہو گیا ہوں اس سے نکلنے کی کیا صورت ہے؟ لوگوں نے کہا کہ آپ اس کے ساتھ بھلائی کا ارادہ کیجئے۔ اور جوں ہی اس نے اس کی طرف بھلائی کا ارادہ کیا آنکھوں کے ڈھیلے اپنے حلقوں میں واپس پہنچے اور اپنی جگہ پر درست بیٹھ گئے۔ پھر اس نے ان لوگوں کو بلایا جنہوں نے خانہ کعبہ کو منہدم کرنے کا مشورہ دیا تھا اور ان سب کو قتل کرا دیا اس کے بعد خانہ کعبہ آیا اسے، چمڑے کی پوشش پہنائی اور تیس دن تک لوگوں کو کھانا کھلایا اور ہر روز ایک سو جانور ذبح کرائے یہاں تک کہ پہاڑوں پر درندوں کے لئے پکی ہوئی دیگیں بھیجیں اور وحشی

جانوروں کے لئے ہر طرف چارے بکھیر دیئے اس کے بعد مکہ سے واپس ہوا اور مدینہ پہنچا وہاں یمن میں سے قبیلہ غسّان کے ایک گروہ کو آباد کیا اور وہی انصار ہیں۔

اور روایت کی گئی ہے کہ اس کے لئے شعب ابن عامر میں چھ ہزار گائیں ذبح کی گئیں اور اس جگہ کو مُتَبَّع کا باورچی خانہ کہا جاتا تھا پھر اس جگہ ابن عامر نے پڑاؤ کیا اور اس کی ضیافت کی گئی تو اسے شعب ابن عامر کہا جانے لگا۔ اور بادشاہ تبع نہ مومن تھا اور نہ کافر بلکہ وہ ان لوگوں میں تھا جو دین حنیف کی تلاش میں تھے اور مشرق پر اور کسی نے بادشاہت نہیں کی سوائے تبع اور کسریٰ کے۔

اور اصحاب فیل خانہ کعبہ کو منہدم کرنے کے قصد سے چلے ان کے بادشاہ کا نام ابویکسوم ابرہہ بن صباح حمیری تھا تو اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں پر ابابیل چڑیوں کو بھیجا جنہوں نے ان پر کنکریاں برسائیں اور وہ سب کھائے ہوئے بھوسے کے مانند ہوگئے۔ لیکن تبع اور اصحاب فیل کے ساتھ جو سلوک ہوا وہ حجاج کے ساتھ نہیں ہوا اس لئے کہ اس کا قصد خانہ کعبہ کے منہدم کرنے کا نہیں تھا بلکہ اس کا قصد ابن زبیر کے قتل کرنے کا تھا جو صاحب حق کا مخالف تھا جب اس نے خانہ کعبہ میں پناہ لی تو اللہ تعالیٰ نے چاہا کہ لوگوں پر واضح ہو جائے کہ ہم اس شخص کو پناہ نہیں دے رہے ہیں پس اس شخص کو مہلت دیدی جس نے خانہ کعبہ کو ابن زبیر پر منہدم کردیا۔

(۲۳۲۵) عیسیٰ بن یونس سے روایت کی گئی اسکا بیان ہے کہ ابن ابی العوجاء حسن بصری کے شاگردوں میں سے تھا پھر وہ توحید سے منحرف ہوگیا تھا تو اس سے کہا گیا کہ تم اپنے استاد کا دین چھوڑ کر ایسے دین میں داخل ہوگئے جس کی نہ کوئی اصل ہے اور نہ حقیقت تو اس نے جواب دیا کہ میرے استاد بھی خلط ملط کیا کرتے تھے کبھی تو وہ قدری ہو جاتے اور کبھی جبری بن جاتے اور مجھے نہیں معلوم کہ وہ ایک مذہب پر ہمیشہ قائم رہے ہوں۔

راوی کا بیان ہے کہ وہ (ابن ابی العوجاء) مکہ آیا اور علماء اسکی بدزبانی اور دل و ضمیر کے فساد کی وجہ سے نہیں چاہتے تھے کہ وہ ان لوگوں سے کوئی مسئلہ پوچھے یا ان کی مجلسوں میں بیٹھے۔ چنانچہ وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی مجلس میں پہنچا اور اپنے ہم جنسوں میں بیٹھ گیا اور بولا کہ یہ مجلسیں امن و امانت کی جگہ ہوتی خصوصاً اگر کسی کو کھانسی آرہی ہو تو کھانس لے۔ کیا آپ مجھے کچھ کہنے کی اجازت دیں گے؟ آپؑ نے فرمایا بولو۔ اس نے کہا آپ لوگ کولھو کے بیل کی طرح کب تک اس گھر کا طواف کرتے رہیں گے اور اس پتھر کو کب تک مس کرتے رہیں گے اور اس گھر کو کب تک پوجتے رہیں گے جو اینٹوں اور گارے سے بنایا گیا ہے اور اس کے گرد اس طرح بھاگیں گے جیسے کوئی بدکتا ہوا اونٹ ہو۔ جو شخص ان باتوں پر غور کرے گا اور اندازہ لگائے گا تو سمجھ جائے گا کہ ان افعال کی بنیاد کسی حکیم اور کسی صاحب نظر نے نہیں رکھی ہے۔ آپ ہی (اس کی وجہ) بتائیں کہ آپ اس دین کے راس و رئیس ہیں اور آپ ہی کے آباؤ اجداد نے اس کی بنیاد رکھی اور اس کا نظام بنایا۔

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا جس کو اللہ ہی گمراہی میں چھوڑ دے اور وہ دل کا اندھا ہو جائے، اس پر حق گراں ہو تو وہ اس کی شیرینی سے لذت یاب نہیں ہو سکتا۔ شیطان اس کا والی ہوگا اور اس کو ہلاکت کے گڑھے میں گرا دے گا جس سے وہ نکل نہیں سکے گا اور یہ گھر جس کے واسطے سے اللہ نے اپنے بندوں سے عبادت چاہی ہے تو اس سے وہ اپنے بندوں کو آزماتا ہے کہ یہ سب میری اطاعت اور میرا کہا مانتے ہیں کہ نہیں اس لئے اس نے اس گھر کی تعظیم کا اور اس کی زیارت کا حکم دیا اسے انبیاء کا محل اور نماز گزاروں کا قبلہ بنایا اور یہ بھی اسکی خوشنودی حاصل کرنے کا ایک ذریعہ ہے۔ یہ بھی مغفرت حاصل کرنے کا ایک طریقہ ہے یہ پورے کمال کے ساتھ نصب کیا گیا ہے یہ عظمت و جلال کا مرکز ہے اللہ تعالیٰ نے اس کو زمین بچھانے سے دو ہزار سال پہلے خلق کیا اور اللہ تعالیٰ زیادہ حق رکھتا ہے اس بات کا کہ جو وہ حکم دے اس کی اطاعت کی جائے اور جس امر سے وہ منع کرے اس سے باز رہا جائے۔ اور اللہ ہی ارواح کے لئے صورت وشکل پیدا کرتا ہے۔ ابن ابی العوجاء نے کہا اے ابو عبداللہؑ پھر آپ وہی ذات غائب کی بات لائے۔ تو امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا تجھ پر وائے ہو وہ ذات غائب کیسے ہو سکتی ہے جو اپنی مخلوق کی شاہد ہے اس کی شہ رگ گردن سے زیادہ قریب ہے ان سب کے کلام کو سنتی ہے ان کے اشخاص کو دیکھتی ہے انکے دل کے بھیدوں کو جانتی ہے۔ مخلوق وہ ہے کہ ایک جگہ سے دوسری جگہ پہنچے تو پہلی جگہ اس سے خالی ہو جائے اور اس جگہ پہنچکر اس کو نہ معلوم ہو کہ جس جگہ کو اس نے چھوڑا وہاں کیا ہو رہا ہے مگر اللہ تعالیٰ بڑی شان والا ہے وہ بادشاہ و حاکم مطلق ہے۔ اس سے کوئی جگہ خالی نہیں اور وہ کسی جگہ محدود نہیں اور اسکے لئے کوئی جگہ کسی دوسری جگہ سے قریب نہیں اور وہ ذات کہ جس کو اس نے محکم آیات اور واضح دلیلوں کے ساتھ بھیجا۔ اور اپنی مغفرت کے ساتھ ان کی تائید کی اور اپنے پیغامات پہنچانے کے لئے ان کو منتخب فرمایا انہوں نے اس کے قول کی تصدیق کی کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو مبعوث کیا ہے اور ان سے کلام کیا ہے۔

یہ سنکر ابن ابی العوجاء اٹھ کھڑا ہوا اور اپنے ساتھیوں سے کہا کہ مجھے اس سمندر میں کس نے ڈالدیا میں نے تو تم لوگوں سے کہا تھا کہ ذرا ایک گھونٹ شراب پلاؤ مگر تم لوگوں نے تو مجھے انگاروں میں ڈال دیا۔ لوگوں نے اس سے کہا تم ان کی مجلس میں جب تک رہے بالکل حقیر نظر آتے تھے۔ اس نے کہا ہاں یہ ان کے فرزند ہیں جنہوں نے ان سب کے سر منڈوا دیئے جنہیں تم لوگ دیکھتے ہو۔

(۲۳۲۶) اور ایک دوسری حدیث میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا جس میں آپؑ اسلام اور ایمان کا ذکر کر رہے تھے۔ کہ اگر کوئی شخص خانہ کعبہ میں داخل ہو اور بربنائے عناد دشمنی اس میں پیشاب کردے تو اس کو خانہ کعبہ سے اور حرم سے باہر نکالا جائے گا اور اسکی گردن ماردی جائے گی۔

(۲۳۲۷) اور عبداللہ بن سنان نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے قول خدا (ومن دخلہ کان آمنا) (آل عمران آیت ۹۷) کے متعلق دریافت کیا تو آپؑ نے فرمایا کہ جو شخص حرم میں پناہ لینے کے لئے داخل ہو تو وہ اللہ تعالیٰ کے غضب

سے محفوظ رہے گا اور اگر کوئی وحشی جانور یا چڑیا داخل ہو جائے تو جب تک خود نہ نکل جائے وہ ہنکانے یا ایذا پہنچائے جانے سے محفوظ رہے گا۔

جو شخص حرم کے اندر الحاد یا کوئی جرم کرے

جو شخص حرم کے اندر کوئی ایسا جرم کرے کہ جس کی بناء پر وہ مستوجب حد (سزائے شرعی) ہو تو اس کو حرم کے اندر ہی پکڑا جائے گا اس لئے کہ اس نے حرم کی حرمت کا پاس و لحاظ نہیں کیا۔

(۲۳۲۸) معاویہ بن عمار نے روایت کی ہے کہ ایک مرتبہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام تشریف لائے تو آپؑ سے عرض کیا گیا کہ شکاری پرندوں میں سے ایک پرندہ خانہ کعبہ کے اوپر ہے اور کوئی بھی پرندہ از قسم کبوتران حرم ادھر سے گزرتا ہے تو وہ اس کو مار لیتا ہے آپؑ نے فرمایا اس کے لئے کوئی تدبیر کرو اور اسے قتل کردو اس لئے کہ اس نے الحاد کیا ہے۔

(۲۳۲۹) راوی کا بیان ہے کہ میں نے آنجنابؑ سے قول خدا (و من یرد فیہ بالحاد بظلم نذقہ من عذاب الیم) (سورہ حج ۲۵) (اور جو شخص اس میں ظلم کرے الحاد کا مرتکب ہو تو ہم اسے دردناک عذاب کا مزا چکھائیں گے) کے متعلق سوال کیا گیا تو آپؑ نے فرمایا ظلم الحاد ہے حتیٰ یہ کہ اپنے خادم کو بے قصور مارنا بھی اس الحاد میں شامل ہے۔

(۲۳۳۰) اور ابو الصباح کنانی کی روایت میں ان ہی جناب علیہ السلام سے ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ ہر وہ گناہ کہ جس کا ارتکاب انسان مکہ کے اندر کرتا ہے خواہ چوری ہو یا کسی پر ظلم ہو یا کسی اور طرح کا ظلم ہو میری نظر میں وہ الحاد ہے اور اسی لئے فقہا مکہ میں سکونت سے اجتناب کیا کرتے تھے۔

مکہ میں اسلحہ کا اظہار کرنا

(۲۳۳۱) اور ابو بصیر نے آنجناب علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا جو مکہ یا مدینہ جانے کا ارادہ رکھتا ہے کیا اس کے لئے یہ مکروہ امر ہے کہ وہ اپنے گھر سے اسلحہ لیکر نکلے؟ آپؑ نے فرمایا کہ کوئی ہرج نہیں اگر وہ اپنے وطن سے اسلحہ لیکر نکلے لیکن جب مکہ میں داخل ہو تو اس کو ظاہر نہ کرے۔

(۲۳۳۲) اور حریز بن عبداللہ کی روایت میں ہے جو انہوں نے آنجناب علیہ السلام سے کی ہے آپؑ نے فرمایا جائز نہیں ہے کہ وہ حرم میں کوئی اسلحہ لیکر داخل ہو لیکن یہ کہ وہ اپنے اسلحہ کو کسی تھیلے وغیرہ میں رکھے۔ یا اسے نگاہوں سے پوشیدہ رکھے یعنی لوہے پر کسی چیز کو لپیٹ دے۔

پوشش کعبہ سے نفع حاصل کرنا

(۲۳۳۳) اور عبدالملک بن عتبہ نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ پوشش کعبہ میں سے جو لوگوں کو پہنچتا ہے کیا اس میں سے کچھ پہن لینا درست اور جائز ہے؟ آپ نے فرمایا بچوں (کے تعویز) اور قرآن (کے غلاف) اور تکیہ کے لئے اس سے برکت حاصل کرنا ان شاء اللہ تعالیٰ جائز ہے۔

خانہ کعبہ سے مٹی اور کنکریاں لینے کی کراہت

(۲۳۳۴) معاویہ بن عمار سے روایت ہے کہ اس نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا کہ میں نے مقام ابراہیمؑ سے کچھ خوشبو اور خانہ کعبہ کی خاک میں سے کچھ خاک اور سات کنکریاں لیں۔ آپؑ نے فرمایا جو کچھ تم نے کیا برا کیا یہ خاک اور کنکریاں وہیں واپس کردو۔

(۲۳۳۵) اور محمد بن مسلم نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے آپؑ نے فرمایا کہ کسی شخص کے لئے یہ جائز نہیں کہ خانہ کعبہ کے اردگرد کی خاک میں سے کچھ لے بلکہ اس میں سے کچھ لیا ہے تو واپس کردے۔

(۲۳۳۶) اور حذیفہ بن منصور نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا کہ میرے چچا نے کعبہ میں جھاڑو لگائی اور وہاں کی خاک لے لی اور ہم لوگ اس کو بطور دوا استعمال کرتے ہیں آپؑ نے فرمایا اس کو خانہ کعبہ میں واپس کردو۔

(۲۳۳۷) اور زید شحام نے آنجناب علیہ السلام سے عرض کیا میں مسجد سے سنگریزے نکال لاتا ہوں؟ آپؑ نے فرمایا اس کو اس مسجد میں واپس کردیا کسی دوسری مسجد میں ڈال دو۔

مکہ میں قیام مکروہ ہے

(۲۳۳۸) علاء نے محمد بن مسلم سے اور انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے آپؑ نے فرمایا کسی شخص کے لئے یہ مناسب نہیں کہ مکہ میں مسلسل قیام کرے میں نے عرض کیا پھر وہ کیا کرے آپؑ نے فرمایا وہ وہاں سے نقل مکانی کرے اور یہ بھی مناسب نہیں کہ وہ اپنا گھر کعبہ سے اونچا بنائے۔

(۲۳۳۹) اور روایت کی گئی ہے کہ مکہ میں (زیادہ) قیام انسان کے دل کو سخت کردیتا ہے۔

(۲۳۴۰) اور داؤد رقی نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ جب تم اپنے مناسک سے فارغ ہوجاؤ تو واپس چلے آؤ اس لئے کہ یہ تمہارے دل میں وہاں پھر سے آنے کا شوق زیادہ کردے گا۔

حدود حرم کے درخت

(۲۳۴۱) معاویہ بن عمار سے روایت ہے اسکا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا کہ ایک درخت ہے کہ جس کی جڑ حل (حدود حرم سے باہر) میں ہے اور اس کی شاخیں حرم میں ہیں۔ آپ نے فرمایا اسکی شاخیں چونکہ حرم میں ہیں اس کی جڑ بھی حرم میں شمار ہوگی۔ میں نے عرض کیا اور اسکی جڑ حرم میں ہے اور اس کی شاخیں حل (حدود حرم سے باہر) ہیں آپ نے فرمایا اسکی جڑ چونکہ حرم میں ہے لہذا اسکی شاخیں بھی حرم میں شمار ہونگی۔

(۲۳۴۲) اور حریز نے آنجناب علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا ہر وہ چیز جو حدود حرم میں روئیدہ ہوتی ہے وہ تمام لوگوں کے لئے حرام ہے سوائے اس کے کہ جسے تم نے اگایا ہو یا درخت لگایا ہو۔

(۲۳۴۳) امام علیہ السلام نے فرمایا کہ سواری کا اونٹ حرم میں کھول دیا جائے گا وہ جو چاہے کھائے۔

(۲۳۴۴) اور جس گھاس کو اونٹ نے کھا لیا ہو اسکا اکھاڑنا جائز ہے۔

(۲۳۴۵) سلیمان بن خالد نے آنجناب علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا جو اپنے پیلو کے درخت میں سے کاٹتا ہے جو مکہ میں ہے آپؑ نے فرمایا اس پر اسکی قیمت تصدق کرنا واجب ہے اور مکہ کے درختوں میں سے سوائے کھجور اور میوے کے درختوں کے اور کسی کو نہ توڑے۔

(۲۳۴۶) محمد بن مسلم نے ان دونوں ائمہ علیہما السلام میں سے کسی ایک سے روایت کی ہے اسکا بیان ہے کہ میں نے آنجنابؑ سے عرض کیا کہ کیا کوئی شخص حالت احرام میں حدود حرم سے باہر کوئی گھاس کا تنکا توڑ سکتا ہے؟ آپؑ نے فرمایا ہاں۔ میں نے عرض کیا اور حرم کے اندر؟ آپؑ نے فرمایا نہیں۔

(۲۳۴۷) اور اسحاق بن یزید نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص مکہ میں داخل ہوتا ہے اور وہاں کے درخت کاٹ رہا ہے آپؑ نے فرمایا جو تمہارے مکان کے اندر ہے اسے کاٹ لو مگر جو تمہارے مکان کے اندر نہیں ہے اسے نہ کاٹو۔

(۲۳۴۸) اور منصور بن حازم نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ پیلو کا درخت جو حدود حرم میں ہے میں اسے کاٹتا ہوں؟ آپؑ نے فرمایا پھر تم پر اس کا کفارہ وفدیہ واجب ہے۔

حرم میں لقطہ (گری پڑی چیزیں)

(۲۳۴۹) اور ابراہیم بن عمر نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے آپؑ نے فرمایا کہ لقطہ دو طرح کا ہے ایک لقطہ (گرا پڑا مال) جو حرم کے اندر ہے اسکو تم سال بھر تک پچھواؤ اگر اسکا مالک مل جائے تو ٹھیک ورنہ اسکو تصدق کردو دوسرا لقطہ (گرا پڑا مال) جو حرم کے علاوہ کہیں اور ہے اسکو پچھواؤ کہ یہ کس کا مال ہے اگر اسکا مالک آجائے تو ٹھیک ورنہ وہ تمہارے مال کی طرح ہے۔

اور مکہ کے ناموں کے لئے روایت کی گئی ہے کہ اسکا نام مکّہ و بکّہ واُمّ القریٰ واُمّ رحم اور الباسّہ ہے لوگ وہاں جب ظلم کرتے تو نکال دیئے جاتے یعنی ہلاک کر دیئے جاتے اور جب وہاں ظلم کئے جاتے تو ان پر رحم کیا جاتا۔

حدود حرم میں شکار حرام ہے اسکے احکام

(۲۳۵۰) زرارہ بن اعین نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے آپؑ نے فرمایا کہ اگر کوئی حالت احرام میں ہو اور حدود حرم کے اندر کبوتر سے لیکر ہرن تک میں سے کسی جانور کا شکار کرے تو اس پر ایک جانور کا بطور کفارہ ذبح کرنا ہے اور اسی کے مثل ایک جانور کی قیمت بھی تصدق کرنا ہے۔

(۲۳۵۱) سلیمان بن خالد نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا جس نے اپنے گھر میں ایک چڑیا بند کرلی اور وہ مر گئی۔ تو آپؑ نے فرمایا اگر اس نے احرام باندھنے کے بعد چڑیا کو بند کیا ہے تو اس پر ایک دم (ایک جانور بطور کفارہ ذبح کرنا) ہے اور اگر اس نے احرام باندھنے سے پہلے چڑیا کو بند کیا تھا جبکہ (وہ احرام میں نہیں بلکہ) محل تھا تو اس کی قیمت واجب ہے۔

(۲۳۵۲) حلبی نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی کہ اس نے ایک ایسے شخص کے متعلق آپؑ سے دریافت کیا کہ جس نے حرم کے کبوتروں میں سے ایک کبوتر کو اپنے گھر میں بند کر دیا اور وہ کبوتر مر گیا آپؑ نے فرمایا کہ وہ ایک درہم تصدق کرے گا یا اس ایک درہم سے حرم کے کبوتروں کو دانہ کھلائے گا۔

(۲۳۵۳) محمد بن فضیل نے حضرت امام ابوالحسن علیہ السلام سے روایت کی ہے اسکا بیان ہے کہ میں نے آنجنابؑ سے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا کہ جس نے حرم کے کبوتروں میں سے کسی کبوتر کو قتل کردیا وہ حدود حرم میں تھا مگر احرام باندھے ہوئے نہیں تھا۔ آپؑ نے فرمایا اس پر اسکی قیمت ایک درہم تصدق کرنا لازم ہے یا وہ اس ایک درہم کا دانہ خریدے گا اور حرم کے کبوتروں کے لئے بکھیر دے گا۔ اور اگر اس نے حالت احرام میں قتل کیا ہے تو اس پر ایک بکری (کفارہ) اور کبوتر کی قیمت لازم ہے۔

(۲۳۵۴) حفص بن بختری نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے ایک ایسے شخص کے بارے میں کہ جس نے حرم میں ایک چڑیا پکڑی آپ نے فرمایا اگر اس کے دونوں بازو سلامت اور درست ہیں تو اس کو چھوڑ دے اور اگر درست نہیں ہیں تو اپنے پاس رکھے اسے دانا پانی دے اور جب اس کے دونوں بازو درست ہو جائیں تو آزاد کر دے۔

(۲۳۵۵) علاء نے محمد بن مسلم سے روایت کی ہے اسکا بیان ہے کہ میں نے ایک مرتبہ ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا کہ جو احرام باندھ رہا ہے اور اس کے گھر والوں کے پاس شکار کیا ہوا کوئی وحشی جانور یا کوئی پرندہ ہے۔آپ نے فرمایا کوئی ہرج نہیں ہے۔

(۲۳۵۶) ابن ابی عمیر نے خلّاد سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے ایک ایسے شخص کے بارے میں جس نے حرم کے کبوتروں میں سے ایک کبوتر ذبح کر لیا۔آپ نے فرمایا اس پر اسکا فدیہ (کفارہ) لازم ہے میں نے عرض کیا کہ اب اسکو کھالے؟ آپ نے فرمایا نہیں میں نے عرض کیا پھر وہ اس کو پھینکدے؟ آپ نے فرمایا پھر تو اس پر ایک اور کفارہ لازم آئے گا۔میں نے عرض کیا پھر وہ اسکا کیا کرے؟ آپ نے فرمایا وہ اسکو دفن کر دے۔

(۲۳۵۷) ابن فضّال نے یونس بن یعقوب سے روایت کی ہے اسکا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام ابوالحسن علیہ السلام کے پاس ایک آدمی بھیج کر معلوم کرایا کہ میرے ایک بھائی نے مدینہ منورہ سے کچھ کبوتر خریدے اور ہم لوگ ان کبوتروں کو اپنے ساتھ مکہ لے گئے اور وہاں عمرہ بجا لائے اور حج کے لئے ٹھہرے پھر ان کبوتروں کو ہم لوگ مکہ سے کوفہ لائے کیا ہم لوگوں پر اسکا کوئی گناہ ہے؟ تو آپ نے ہمارے فرستادہ سے فرمایا میرا خیال ہے کہ وہ کبوتر اچھے قسم کے تھے (اسی لئے ایک شہر سے دوسرے شہر لے گئے) ان سے کہدو کہ ہر کبوتر کے بدلے ایک بکری ذبح کریں۔

(۲۳۵۸) صفوان نے عیص بن قاسم سے روایت کی ہے اسکا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے مکہ اور مدینہ میں قمریوں کے خریدنے کے متعلق دریافت کیا تو آپ نے فرمایا کہ میں اسے پسند نہیں کرتا کہ ان دونوں شہروں سے کوئی چیز نکال لی جائے۔

(۲۳۵۹) حریز نے زرارہ سے روایت کی ہے کہ ایک مرتبہ حکم نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا جس کو حرم میں ایک پر کٹا ہوا کبوتر ہدیتاً دیا گیا آپ نے فرمایا وہ اس کو پالے اور اچھی طرح دانا پانی دے اور جب اس کے پر و بال ٹھیک سے نکل آئیں تو اسے آزاد کر دے۔

(۲۳۶۰) حریز نے محمد بن مسلم سے روایت کی ہے اسکا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا جو حرم میں تھا اور محل (احرام کھولے ہوئے) تھا اسکو ایک پالتو کبوتر ہدیتاً وتحفہ دیا گیا اور وہ اسکو لایا آپ نے فرمایا کہ اگر اس کبوتر کو اس نے ذرا بھی گزند پہنچایا ہے تو اسکی جگہ اس طرح کے کبوتر کی قیمت صدقہ کرے گا۔

(۲۳۶۱) صفوان بن یحییٰ نے عبدالرحمن بن الحجاج سے روایت کی اسکا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا کہ جس نے حل میں (حدود حرم سے باہر) ایک شکار پر تیر چلایا جو برید اور مسجد کے درمیان حرم کا رخ کئے ہوئے تھا اور یہ تیر اس کو حل میں لگا مگر وہ مع تیر کے حدود حرم میں داخل ہو گیا اور وہاں تیر کھانے کی وجہ سے مر گیا کیا اس شکار پر کوئی کفارہ ہے آپؑ نے فرمایا اس پر کوئی کفارہ نہیں ہے اسکی مثال ایسی ہے جیسے کسی نے حدود حرم کی طرف حل میں ایک جال نصب کیا اور اس میں ایک شکار پھنس گیا اور اتنا تڑپا کہ حدود حرم میں داخل ہو گیا اور مر گیا تو اس شکاری پر کوئی کفارہ نہیں ہے اس لئے کہ جہاں اس نے جال نصب کیا تھا وہاں نصب کرنا اس کے لئے حلال تھا اور جہاں اس نے تیر چلایا وہ بھی اس کے لئے حلال تھا اب اس کے بعد جو ہوا وہ اسکا ذمہ دار نہیں میں نے عرض کیا یہ جو کچھ آپؑ نے فرمایا لوگ اس کو قیاس سمجھیں گے۔ آپؑ نے فرمایا میں نے اس شے کے مشابہہ ایک دوسری شے پیش کر دی تاکہ تم سمجھ سکو۔

(۲۳۶۲) مثنیٰ نے کرب صیرفی سے روایت کی ہے اسکا بیان ہے کہ ہم چند لوگوں نے مجتمع ہو کر ایک پرندہ خریدا اسکے پر تراش ڈالے اور اسکو لیکر مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے تو اہل مکہ اسکو معیوب بات سمجھنے لگے تو کرب نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کے پاس آدمی بھیجا اور ان سے دریافت کیا تو آپؑ نے ارشاد فرمایا تم اس پرندہ کو اہل مکہ ہی میں سے کسی مسلمان مرد یا مسلمان عورت کے سپرد کر دو کہ جب اسکے پر و بال اچھی طرح نکل آئیں تو وہ اسکو رہا کر دے۔

(۲۳۶۳) ابن مسکان نے ابراہیم بن میمون سے روایت کی ہے اسکا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا کہ ایک شخص نے حرم کے کبوتروں سے ایک کبوتر کے پر و بال نوچ لئے۔ آپؑ نے فرمایا کہ وہ کسی مسکین کو کوئی صدقہ دیدے اور اسی ہاتھ سے صدقہ دے جس ہاتھ سے اس نے پر و بال نوچے ہیں اس لئے کہ اسی ہاتھ سے اس نے کبوتر کو تکلیف پہنچائی ہے۔

(۲۳۶۴) صفوان نے منصور بن حازم سے روایت کی ہے اس نے بیان کیا کہ میں نے ایک مرتبہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا کہ ہم لوگوں کو کسی نے ایک ذبح کیا ہوا طائر لا کر مکہ میں ہدیہ کیا اور ہمارے گھر والوں نے اسے کھا لیا۔ آپؑ نے فرمایا اہل مکہ تو اس میں کوئی ہرج نہیں سمجھتے میں نے عرض کیا مگر آپؑ اس کے متعلق کیا ارشاد فرماتے ہیں؟ آپؑ نے فرمایا ان لوگوں پر اس کی قیمت لازم ہے۔

(۲۳۶۵) اور صفوان نے عبداللہ بن سنان سے روایت کی ہے اسکا بیان ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ اگر کسی نے حل کے اندر کوئی شکار کیا ہے تو وہ اسکو حدود حرم میں لا کر ذبح نہ کرے۔

(۲۳۶۶) نضر نے عبداللہ بن سنان سے روایت کی ہے اس کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو حرم کے کبوتروں کے متعلق فرماتے ہوئے سنا کہ حرم کے پالتو کبوتروں میں سے ایک کبوتر کو اگر کسی نے ذبح کیا تو اس پر

واجب ہے کہ وہ اس کبوتر کی قیمت سے زیادہ صدقہ دے اور اگر وہ ذبح کرنے والا حالت احرام میں تھا تو ہر کبوتر کے عوض ایک بکری کفارہ ادا کرے۔

(۲۳۶۷) معاویہ بن عمّار نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک ایسے پالتو پرندہ کے متعلق دریافت کیا جو اڑتا ہوا آیا اور حرم میں داخل ہو گیا؟ آپؑ نے فرمایا اس کو نہ پکڑا جائے اور نہ ہاتھ لگایا جائے اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے (من دخلہ کان آمنا) جو اس میں داخل ہو گیا وہ امن پانے والا ہو گیا۔

(۲۳۶۸) محمد بن مسلم نے ان دونوں ائمہ علیہما السلام میں سے کسی ایک سے ایک ہرن کے متعلق دریافت کیا جو حرم میں داخل ہو گیا آپؑ نے فرمایا کہ اس کو نہ پکڑا جائے گا اور نہ اسکو ہاتھ لگایا جائے گا اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کہتا ہے (من دخلہ کان آمنا) جو اس میں داخل ہوا وہ امن میں آگیا۔

(۲۳۶۹) ابن مسکان نے یزید بن خلیفہ سے روایت کی ہے اسکا بیان ہے کہ میرے گھر کے ایک گوشہ میں ایک زنبیل تھی جس میں حرم کے کبوتر کے دو انڈے تھے میرا غلام گیا اور اس نے اس زنبیل کو الٹ دیا اسکو معلوم نہ تھا کہ اس میں انڈے ہیں وہ انڈے ٹوٹ گئے۔ میں گھر سے نکلا اور اس کے متعلق عبداللہ بن حسن سے ملا اور ان سے یہ ماجرا بیان کیا انہوں نے کہا کہ دو مٹھی آٹا تصدق کر دو۔ اس کا بیان ہے کہ پھر میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے ملاقات کی اور ان سے یہ مسئلہ پوچھا تو آپؑ نے فرمایا کہ تم پر دو چوزوں کی قیمت واجب ہے کہ جس سے حرم کے کبوتروں کو کھلایا جائے۔ میں نے پھر عبداللہ بن حسن سے ملاقات کی اور ان سے بیان کیا کہ امام کا یہ ارشاد ہے تو انہوں نے کہا کہ انہوں نے سچ کہا ان ہی کی بات مان لو کیونکہ انہوں نے اپنے آباء علیہم السلام سے یہ نقل کیا ہے۔

(۲۳۷۰) شہاب بن عبدربّہ سے روایت کی گئی ہے اسکا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا کہ میں پرندوں کے بچوں سے سحر کھاتا ہوں جو مکہ کے باہر سے لائے جاتے ہیں اور حرم میں ذبح کئے جاتے ہیں اور میں اسکو سحر کے وقت کھاتا ہوں آپؑ نے فرمایا تمہاری سحر کتنی بری ہے تمہیں نہیں معلوم کہ جو زندہ چیز حرم میں داخل کر دی جائے تو اسکا ذبح کرنا یا روکے رکھنا تمہارے لئے حرام ہے۔

(۲۳۷۱) محمد بن حمران نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور انہوں نے اپنے پدر بزرگوار علیہ السلام سے روایت کی ہے انکا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں حضرت علی ابن الحسین علیہ السلام کے ساتھ حرم میں تھا۔ انہوں نے دیکھا کہ میں خطاف (ابابیل کے مانند ایک سیاہ پرندہ) کو بھگا رہا ہوں تو آپؑ نے فرمایا اے فرزند تم ان کو نہ قتل کرو اور نہ ستاؤ اس لئے کہ یہ کسی کو ستاتی نہیں ہیں۔

(۲۳۷۲) عبدالرحمن بن حجاج سے روایت کی گئی ہے اس کا بیان ہے کہ میں نے ایک مرتبہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ میں مکہ کے اندر تھا کہ پاموز کبوتر کے دو بچوں کو ذبح کیا۔ آپؑ نے فرمایا تم نے کیوں ذبح کیا؟

میں نے عرض کیا کہ اہل مکہ میں سے کسی کی کنیزان دونوں کو لیکر آئی اور مجھ سے التجا کی کہ میں انہیں ذبح کردوں تو اس وقت حرم کا خیال بالکل میرے ذہن میں نہیں رہا اور میں سمجھا کہ میں کوفہ میں ہوں میں نے ان کو ذبح کردیا آپؑ نے فرمایا اسکی قیمت تصدق کردو میں نے عرض کیا کہ کتنی؟ فرمایا ایک درہم بہت ہے۔

(۲۳۷۳) اور زرارہ نے آنجنابؑ سے دریافت کیا کہ ایک شخص ایک پرندہ مکہ سے کوفے لیجاتا ہے۔آپؑ نے فرمایا وہ اسکو مکہ واپس کردے۔

(۲۳۷۴) مثنیٰ نے محمد بن ابی الحکم سے روایت کی ہے اسکا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے اپنے غلام سے کہا کہ میرے لئے کھانا تیار کرو تو اس نے مکہ کے پرندوں میں سے چند پرندے لئے اور ذبح کر کے انہیں پکا دیا۔ تو اب میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا۔آپؑ نے فرمایا تم ان کو تو زمین میں دفن کردو اور اس میں سے ہر پرندہ کے عوض ایک پرندہ کفارہ دیدو۔

(۲۳۷۵) علی بن ابی حمزہ نے ابی بصیر سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے ایک ایسے شخص کے لئے جو حرم کے اندر حالت احرام میں تھا اور اس نے حرم کے پرندوں میں سے ایک پرندہ قتل کردیا تو آپؑ نے فرمایا اس کا کفارہ ہے ایک بکری اور ایک کبوتر جس کی قیمت ایک درہم ہے وہ حرم کے کبوتروں کو دانا کھلائے اور اگر وہ کبوتر کا بچہ تھا تو پھر ایک بکری کا بچہ اور ایک کبوتر کے بچے کی قیمت یعنی نصف درہم سے حرم کے کبوتروں کو دانا کھلائے گا۔

(۲۳۷۶) حلبی نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ تم لوگ حرم کے اندر وہی ذبیحہ خریدو جو (حدود حرم سے باہر) حل میں ذبح کیا ہوا ہو اور وہ ذبح شدہ حرم میں لایا گیا ہو اگر ایسا ہے تو جو حالت احرام میں نہیں بلکہ محل ہے اسکے لئے کوئی ہرج نہیں ہے۔

(۲۳۷۷) سعید بن عبداللہ اعرج نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے شترمرغ کے انڈوں کے متعلق سوال کیا کہ میں نے اسے حرم میں کھایا تو آپؑ نے فرمایا کہ اسکی قیمت تصدق کرو۔

(۲۳۷۸) عبدالرحمن بن حجاج نے روایت کی ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ ایک کبوتر کی قیمت ایک درہم ایک کبوتر کے بچے کی قیمت نصف درہم اور انڈے کی قیمت ایک چوتھائی درہم کے حساب سے ہوگی۔

باب حرم کے اندر کیا ذبح کیا جاسکتا ہے اور اسمیں سے کیا نکالا جاسکتا ہے

(۲۳۷۹) ابن مسکان نے ابی بصیر سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ حرم کے اندر صرف اونٹ گائے بھیڑ اور مرغی ذبح کی جاسکتی ہے۔

(۲۳۸۰) معاویہ بن عمّار نے آپ علیہ السلام سے حبش کی مرغیوں کے متعلق دریافت کیا؟ آپؑ نے فرمایا اسکا شمار شکار میں نہیں ہے۔ پرندہ تو وہ ہے جو آسمان و زمین کے درمیان اپنے پر پھیلا کر اڑے۔

(۲۳۸۱) جمیل بن درّاج اور محمد بن مسلم دونوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سندی مرغی کے متعلق دریافت کیا کہ وہ حرم سے نکال کر لیجائی جاسکتی ہے؟ آپؑ نے فرمایا ہاں اس لئے کہ وہ مستقل اڑنے والی نہیں ہے اور ایک دوسری حدیث میں ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ وہ پھدکتی ہے۔

(۲۳۸۲) اور حسن بن صیقل نے مکہ کی مرغی اور اسکی پرواز کے متعلق دریافت کیا تو آپؑ نے فرمایا کہ جو اپنے پر پھیلا کر نہ اڑے اسے کھاؤ اور جو پر پھیلا کر اڑے اسکو آزاد چھوڑ دو۔

(۲۳۸۳) اور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا گیا کہ ایک شخص نے اپنا شیر حرم میں داخل کر دیا اب کیا اس کے لئے یہ جائز ہے کہ وہ اسکو حرم میں سے نکالے؟ آپؑ نے فرمایا وہ درندہ ہے اور جب درندوں میں سے کوئی چیز اسیر ہو کر حرم میں داخل ہو تو تمہارے لئے جائز ہے کہ اسے حرم سے نکال دو۔

(۲۳۸۴) اور ان ہی جنابؑ سے معاویہ بن عمّار نے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا کوئی ہرج نہیں اگر حرم میں چیونٹی اور کھٹمل کو مار دیا جائے نیز فرمایا کوئی ہرج نہیں اگر حرم کے اندر جُوں وغیرہ ماری جائے۔

(۲۳۸۵) اور عبداللہ بن سنان نے آنجناب علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ پرندوں میں جو پرندہ اپنے پر پھیلا کر نہ اڑ سکے وہ بمنزلہ مرغی کے ہے۔

باب : حج اور دیگر عبادات کے لئے سفر کے متعلق جو احادیث وارد ہوئی ہیں

(۲۳۸۶) عمرو بن ابی المقدام نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے آل داؤد علیہ السلام کی حکمت کی باتوں کے متعلق بیان فرمایا کہ ایک صاحب عقل انسان سوائے تین کاموں کے اور کبھی سفر اختیار نہیں کرتا۔ آخرت کا سامان فراہم کرنے کے لئے یا اپنے امور معاش کی اصلاح و درستی کے لئے یا حلال چیزوں سے لذت اندوز ہونے کے لئے۔

(۲۳۸۷) سکونی نے اپنے اسناد کے ساتھ روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ سفر کرو اپنی صحت بناؤ۔ جہاد کرو مال غنیمت حاصل کرو۔ حج کرو غنی اور دولتمند بن جاؤ۔

(۲۳۸۸) جعفر بن بشیر نے ابراہیم بن فضل سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے ارشاد فرمایا کہ جب اللہ تعالیٰ کسی بندے کا رزق کسی سرزمین پر پیدا کرتا ہے تو وہاں اسکے جانے کی ضرورت بھی پیدا کر دیتا ہے۔

باب : وہ ایام واوقات جن میں سفر مستحب یا مکروہ ہے

(۲۳۸۹) حفص بن غیاث نخعی نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا جس شخص کا کہیں سفر کا ارادہ ہو تو وہ سنیچر کو سفر کرے اس لئے کہ اگر سنیچر (شنبہ) کے دن کوئی پتھر بھی کسی پہاڑ سے جدا ہوگا تو اللہ تعالیٰ اسکو اسکی جگہ واپس کر دے گا۔ اور کسی کو کہیں شدید طلب حاجت کے لئے جانا ہے تو وہ منگل (سہ شنبہ) کو طلب حاجت کے لئے سفر کرے اس لئے کہ یہ وہ دن ہے کہ اس میں اللہ تعالیٰ نے حضرت داؤد علیہ السلام کے لئے لوہا نرم کر دیا تھا۔

(۲۳۹۰) ابراہیم بن ابو یحییٰ مدینی نے آنجناب علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ شب جمعہ میں سفر کے لئے نکلنے میں کوئی ہرج نہیں ہے۔

(۲۳۹۱) عبداللہ بن سلیمان نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جمعرات (پنجشنبہ) کے دن سفر کیا کرتے تھے۔

(۲۳۹۲) نیز امام علیہ السلام نے فرمایا کہ پنجشنبہ (جمعرات) ایک ایسا دن ہے جو اللہ اور اسکے رسول اور اسکے ملائکہ کو پسند ہے۔

(۲۳۹۳) اہل بغداد میں سے کسی شخص نے حضرت ابوالحسن ثانی علیہ السلام کو ایک خط لکھکر ہر مہینہ کے آخری چہار شنبہ (بدھ) کو سفر پر نکلنے کے لئے دریافت کیا تو آپؑ نے جواب میں تحریر فرمایا کہ جو شخص بدشگونی بتانے والے نجومی اور جوتشیوں کے خلاف اس دن سفر کرے گا تو اللہ تعالیٰ اس کو ہر آفت سے محفوظ رکھے گا۔ ہر تکلیف سے بچائے گا اور اللہ تعالیٰ اسکی ہر حاجت پوری کرے گا۔

(۲۳۹۴) اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تم لوگوں کو شب میں سفر کرنا چاہیئے اس لئے کہ زمین رات کو سمٹتی ہے۔

(۲۳۹۵) جمیل بن درّاج اور حمّاد بن عثمان کی روایت میں ہے جو ان دونوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے

کی ہے آپؑ نے فرمایا کہ زمین رات کے آخری حصے میں سمٹتی ہے۔

(۲۳۹۶) محمد بن یحییٰ خثعمی نے آنجناب علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ جمعہ کے دن کسی حاجت کے لئے سفر پر نہ نکلو۔ جب سنیچر کا دن آجائے اور آفتاب طالع ہوجائے تو اپنی حاجت کے لئے نکلو۔

(۲۳۹۷) ابو ایوب خزاز اور عبداللہ بن سنان نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے قول خدا (فاذا قضیت الصلوۃ فانتشروا فی الارض و ابتغوا من فضل اللہ) سورہ جمعہ ۱۰ (جب نماز ہوچکے تو زمین میں جہاں چاہو منتشر ہوجاؤ اور اللہ کے فضل سے اپنی روزی تلاش کرو) کے متعلق دریافت کیا تو آپ نے فرمایا کہ نماز جمعہ کے دن ہے اور زمین میں منتشر ہونا سنیچر کے دن کے لئے ہے۔

(۲۳۹۸) نیز آں امام علیہ السلام نے فرمایا کہ سنیچر کا دن ہم لوگوں کے لئے ہے اور اتوار کا دن بنی امیہ کے لئے ہے۔

(۲۳۹۹) نیز آں امام علیہ السلام نے فرمایا کہ دوشنبہ یعنی پیر کے دن نہ سفر کرو اور نہ کسی طلبِ حاجت کے لئے جاؤ۔

(۲۴۰۰) ابو ایوب خزاز سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ ہم لوگوں نے سفر کے لئے نکلنے کا ارادہ کیا تو حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں سلام کے لئے حاضر ہوئے تو آپؑ نے فرمایا شاید تم لوگ دوشنبہ یعنی پیر کے دن کی برکت حاصل کرنا چاہتے ہو؟ ہم لوگوں نے عرض کیا جی ہاں۔ آپؑ نے فرمایا مگر اس دوشنبہ سے زیادہ منحوس دن ہم لوگوں کے لئے اور کونسا ہوگا۔ اس دن ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہم لوگوں سے جدا ہوئے اور نزول وحی کا سلسلہ اٹھ گیا، دوشنبہ کے دن سفر کے لئے نہ نکلو سہ شنبہ یعنی منگل کے دن سفر کے لئے نکلو۔

(۲۴۰۱) محمد بن حمران نے اپنے والد سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ جو شخص قمر در عقرب میں سفر کرے گا یا شادی بیاہ کرے گا وہ اس میں بھلائی کبھی نہ دیکھے گا۔

(۲۴۰۲) عبدالملک بن اعین سے روایت کی گئی ہے اسکا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا کہ میں تو اس علم نجوم سے مصیبت میں مبتلا ہوگیا ہوں۔ جب کسی ضرورت کے لئے جانے کا ارادہ کرتا ہوں اور طالع پر نظر ڈالتا ہوں اور دیکھتا ہوں کہ وہ بد ہے تو بیٹھ جاتا ہوں اور اس کام کے لئے نہیں جاتا اور جب دیکھتا ہوں کہ طالع نیک ہے تو ضرورت کے لئے جاتا ہوں آپؑ نے دریافت کیا وہ حاجت پوری ہوجاتی ہے؟ میں نے عرض کیا جی ہاں آپؑ نے فرمایا پھر بھی تم اپنی (یہ علم نجوم کی) کتابیں جلادو۔

(۲۴۰۳) سلیمان بن جعفر جعفری نے حضرت ابو الحسن امام موسیٰ بن جعفر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ مسافر کے لئے راستے میں چھ بد شگونیاں ہیں۔ (۱) مسافر کے داہنے جانب کوا بول رہا ہو۔ (۲) کتا اپنی دم اٹھائے ہوئے ہو یا بھیڑیا انسان کے سامنے بھونکے اسطرح کہ وہ اپنی دم پر بیٹھا ہو پھر بھونکے پھر دم اٹھائے پھر دم جھکائے ایسا تین مرتبہ کرے۔ (۳) اور ہرن انسان کے سامنے داہنے جانب سے بائیں جانب چلا جائے۔ (۴) الو بولنے لگے (۵) ادھیڑ عمر کی عورت جسکی پیشانی کے بال

کھڑی ہو گئے ہوں سامنے آجائے (۶) دم کٹی ہوئی گدھی سامنے آجائے۔ تو ان سب کی وجہ سے جس کے دل میں خوف آئے تو وہ یہ دعا پڑھ لے۔ اِعْتَصَمْتُ بِکَ یَارَبِّ مِنْ شَرِّمَا اَجِدُ فِیْ نَفْسِیْ فَاعْصِمْنِیْ مِنْ ذٰلِکَ (میرے پروردگار میں تیری حفاظت میں آتا ہوں اس شر سے بچنے کے لئے کہ جس کا خوف میرے دل میں ہے تو مجھے اس سے بچالے) تو اللہ تعالیٰ اسے بچا لے گا۔

باب : سفر کا افتتاح صدقہ سے کرنا چاہیئے

(۲۴۰۴) حسن بن محبوب نے عبدالرحمن بن حجاج سے روایت کی ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ صدقہ دیکر جس دن چاہو سفر کرو۔

(۲۴۰۵) حماد بن عثمان سے روایت کی گئی ہے کہ ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا کہ کیا مکروہ دنوں میں سفر کرنا بھی مکروہ ہے۔ جیسے چہار شنبہ وغیرہ؟ آپؑ نے فرمایا کہ تم اپنے سفر کا افتتاح صدقہ سے کرو اور جب چاہو جس دن چاہو سفر کے لئے نکلو۔ اور آیت الکرسی کی تلاوت کر کے جب چاہو جس دن چاہو پچھنی لگواؤ۔

(۲۴۰۶) ابن ابی عمیر سے روایت کی گئی ہے انکا بیان ہے کہ میں ستاروں کو دیکھا کرتا تھا ان کو پہچانا کرتا اور طالع کو پہچانا کرتا تھا تو میرے دل میں اسکی وجہ سے کچھ وسوسہ پیدا ہو جایا کرتا تھا چنانچہ اس کی شکایت میں نے حضرت امام ابوالحسن موسیٰ بن جعفر علیہ السلام سے کی تو آپؑ نے فرمایا جب تمہارے دل میں کچھ وسوسہ پیدا ہو تو سب سے پہلا فقیر و مسکین جو تمہیں ملے اس کو کچھ صدقہ دیدو اور آگے بڑھ جاؤ اللہ تعالیٰ تمہارے دل سے یہ وسوسہ دور کر دے گا۔

(۲۴۰۷) کردین نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے آپؑ نے فرمایا جو شخص صبح ہوتے ہی کچھ صدقہ دیدے تو اس دن کی نحوست اللہ تعالیٰ اس سے دور کردیگا۔

(۲۴۰۸) ہارون بن خارجہ نے محمد بن مسلم سے اور انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ حضرت امام علی ابن الحسین زین العابدین علیہ السلام جب اپنی کسی جائیداد پر تشریف لیجانے کا ارادہ کرتے تو جو کچھ میسر ہوتا اس کے عوض اللہ تعالیٰ سے سلامتی خرید لیا کرتے اور جب آپ سواری کے رکاب میں قدم رکھتے اور سلامتی کے ساتھ اللہ تعالیٰ انہیں واپس کرتا تو اللہ تعالیٰ کی حمد اور اسکا شکر بجالاتے اور جو کچھ میسر ہوتا صدقہ نکال دیتے۔

باب : سفر میں اپنے ساتھ عصا رکھنا

(۲۴۰۹) امیرالمومنین علیہ السلام نے بیان فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص سفر کے لئے نکلے اور اسکے ساتھ بادام تلخ کا عصا ہو اور اس آیت کی تلاوت کرے۔(و لما توجه تلقاء مدین قال عسی ربی ان یھدینی سواء السبیل تا و اللّٰہ علی مانقول و کیل) (سورہ قصص آیت نمبر ۲۲ تا ۲۸) تو اللہ تعالیٰ اس کی ہر ضرر پہنچانے والے درندوں اور ہر طرح کے چوروں، ہر طرح کے ڈنک مارنے والوں سے اس وقت تک حفاظت کرے گا جب تک وہ اپنے اہل وعیال میں اپنے گھر واپس نہیں آجاتا۔اور اس کے ساتھ ستر(۷۷) فرشتے ہونگے جو اسکے لئے استغفار پڑھتے رہیں گے سفر سے واپس آنے تک جب تک وہ (اپنے بادام تلخ کے عصا کو) رکھ نہ دے۔

(۲۴۱۰) نیز آپؑ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ عصا رکھنے سے فقر دور ہوتا ہے اور شیطان اسکے قریب نہیں آتا۔

(۲۴۱۱) نیز آپؑ نے فرمایا کہ جو شخص یہ چاہتا ہے کہ اسکے لئے طے الارض (زمین سمٹ جانا) ہوجائے تو وہ عمدہ قسم کا عصا رکھے اور عمدہ قسم کا عصا بادام تلخ کا ہوتا ہے۔

(۲۴۱۲) نیز آپ علیہ السلام نے فرمایا تم لوگ اپنے ساتھ عصا رکھا کرو اس لئے کہ یہ میرے برادر انبیاء کی سنت ہے اور بنی اسرائیل میں تو ہر چھوٹا بڑا شخص عصا ٹیک کر چلتا تھا تاکہ چلنے میں قدم نہ لڑکھڑائے۔

باب : مسافر جب سفر پر نکلنے کا ارادہ کرے تو کون سی نماز مستحب ہے

(۲۴۱۳) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ انسان جب سفر کے لئے گھر سے نکلنے کا ارادہ کرے تو اپنے پیچھے اپنے اہل وعیال کی دیکھ بھال وحفاظت کے لئے اس سے افضل اور کوئی چیز نہیں کہ دو رکعت نماز پڑھے اور یہ کہے اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْتَوْدِعُکَ نَفْسِیْ وَ اَھْلِیْ وَ مَالِیْ وَ ذُرِّیَّتِیْ وَ دُنْیَایَ وَ آخِرَتِیْ وَ اَمَانَتِیْ وَ خَاتِمَةَ عَمَلِیْ۔ (اے اللہ میں اپنی ذات اور اپنے اہل وعیال اور اپنے مال اور اپنی دنیا اور اپنی آخرت اور اپنی امانت اپنے عمل کا انجام تجھے سونپ کر جا رہا ہوں) جو شخص بھی یہ کہے گا اللہ تعالیٰ جو وہ مانگے دیگا۔

ان شاء اللہ تعالیٰ اس کتاب میں باب سیاق مناسک کے اندر اس کے متعلق اور احادیث بھی درج کی جائیں گی۔

باب : سفر کے لئے نکلتے وقت مسافر کو کونسی دعا پڑھنی مستحب ہے

(۲۴۱۴) موسیٰ بن قاسم بجلی نے صباح حذاء سے روایت کی ہے اسکا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام موسیٰ بن جعفر علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا آپ فرما رہے تھے کہ اگر تم لوگوں میں سے کوئی شخص سفر کا ارادہ کرتے وقت اپنے گھر کے دروازے پر ادھر رخ کرکے جدھر اسکو جانا ہے کھڑا ہو اور سورہ فاتحہ اپنے آگے اپنے داھنے اور اپنے بائیں پڑھے پھر آیت الکرسی اپنے آگے اور اپنے داھنے اور اپنے بائیں پڑھے پھر یہ دعا پڑھے اَللّٰھُمَّ احْفَظْنِیْ وَ احْفَظْ مَامَعِیْ وَ سَلِّمْنِیْ وَ سَلِّمْ مَامَعِیْ وَ بَلِّغْنِیْ وَ بَلِّغْ مَامَعِیْ بِبَلَاغِکَ الْحَسَنِ (اے اللہ تو میری حفاظت کر اور جو کچھ میرے ساتھ ہے اسکی حفاظت کر۔ تو مجھے سلامت رکھ اور میرے ساتھ جو کچھ ہے اسے سلامت رکھ اور مجھے منزل پر پہنچا اور میرے ساتھ جو کچھ ہے اس کو منزل پر پہنچا بہترین طور سے) تو اللہ اسکی بھی حفاظت کرے گا اور اسکے ساتھ جو کچھ ہے اسکی بھی۔ اسکو بھی سلامت رکھے گا اور اسکے ساتھ جو کچھ ہے اسکو بھی سلامت رکھے گا اسکو بھی منزل تک پہنچائے گا اور جو اسکے ساتھ ہے اس کو بھی۔ راوی کا بیان ہے کہ پھر آپ نے فرمایا اے صباح کیا تم نہیں دیکھتے کہ (سفر میں) آدمی محفوظ رہتا ہے مگر اسکے ساتھ جو کچھ ہے وہ محفوظ نہیں رہتا۔ آدمی سلامت رہتا ہے مگر اسکے ساتھ جو سامان ہے وہ سلامت نہیں رہتا آدمی منزل تک پہنچ جاتا ہے مگر اسکے ساتھ جو کچھ ہے وہ منزل تک نہیں پہنچتا میں نے عرض کیا جی ہاں میں آپ پر قربان ایسا ہی ہوتا ہے۔

(۲۴۱۵) اور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام جب کسی سفر کا ارادہ کرتے تو یہ دعا پڑھتے اَللّٰھُمَّ خَلِّ سَبِیْلَنَا وَ اَحْسِنْ تَسْیِیْرَنَا وَ اَعْظِمْ عَافِیَتَنَا (اے اللہ تو ہمارے راستے کو رکاوٹوں سے خالی کردے اور ہماری رفتار کو درست رکھ اور ہمیں عظیم عافیت عطا کر)۔

(۲۴۱۶) علی بن اسباط نے حضرت امام ابوالحسن رضا علیہ السلام سے روایت کی ہے اسکا بیان ہے کہ آنجناب نے مجھ سے فرمایا کہ تم سفر میں ہو یا حضر میں جب بھی اپنے گھر سے نکلو تو یہ کہو بِسْمِ اللّٰہِ اٰمَنْتُ بِاللّٰہِ، وَ تَوَکَّلْتُ عَلَی اللّٰہِ مَاشَاءَ اللّٰہُ وَ لَاحَوْلَ وَ لَاقُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ - (اللہ کے نام کے ساتھ میں اللہ پر ایمان لایا ہوں اور اللہ ہی پر بھروسہ کیا ہے جو اللہ چاہتا ہے وہی ہوتا اور نہیں ہے کوئی طاقت اور نہیں کوئی قوت لیکن صرف اللہ کی دی ہوئی) پھر جب شیاطین اسکے پاس آئیں گے تو ملائکہ ان شیاطین کے منہ پر طمانچہ رسید کریں گے اور کہیں گے (دور ہو جاؤ) اس پر تمہارا کوئی قابو نہیں چلے گا اس نے اللہ کا نام لیا ہے اس پر ایمان لائے ہوئے ہے اس پر بھروسہ کئے ہے اور یہ کہا ہے کہ جو اللہ چاہتا ہے وہی ہوتا ہے اور نہیں ہے کسی کے پاس کوئی طاقت اور کوئی قوت لیکن صرف اللہ کی دی ہوئی۔

(۲۴۱۷) ابو بصیر نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ جو شخص اپنے گھر سے نکلتے وقت یہ کہے۔

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِمَّا عَاذَتْ مِنْہُ مَلَائِکَۃُ اللّٰہِ مِنْ شَرِّ ھٰذَا الْیَوْمِ ، وَمِنْ شَرِّ الشَّیَاطِیْنِ ، وَمِنْ شَرِّ مَنْ نَصَبَ لِاَوْلِیَاءِ اللّٰہِ عَزَّوَجَلَّ ، وَمِنْ شَرِّ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ ، وَمِنْ شَرِّ السِّبَاعِ وَالْھَوَامِّ وَمِنْ شَرِّ رُکُوْبِ الْمَحَارِمِ کُلِّھَا اُجِیْرُ نَفْسِیْ بِاللّٰہِ مِنْ کُلِّ شَرٍّ - (میں پناہ چاہتا ہوں اللہ کی ان تمام چیزوں سے جن سے پناہ چاہی ہے ملائکہ نے اللہ تعالیٰ کی اس دن کے شر سے، شیاطین کے شر سے، اللہ کے اولیاء کے دشمنوں کے شر سے۔ جن وانس کے شر سے اور درندوں اور زہریلے کیڑوں مکوڑوں کے شر سے اور تمام حرام باتوں کے ارتکاب کے شر سے میں اپنی ذات کو اللہ کی پناہ میں دیتا ہوں ہر شر سے محفوظ رہنے کے لئے۔) تو اللہ تعالیٰ اسکو بخش دے گا اسکی توبہ قبول کرے گا اور تمام مہم میں اسکی مدد کرے گا اسکو برائیوں سے روکے گا اور شر سے بچائے گا۔

باب : سواری پر سوار ہوتے وقت کی دعا

(۲۴۱۸) اور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام جب اپنا قدم رکاب میں رکھتے تو اس آیت کی تلاوت کرتے سُبْحَانَ الَّذِیْ سَخَّرَ لَنَا ھٰذَا وَمَا کُنَّا لَہٗ مُقْرِنِیْنَ (پاک ہے وہ ذات کہ جس نے اسکو تابعدار بنا دیا حالانکہ ہم اتنے طاقتور نہ تھے جو اس پر قابو پاتے) (سورہ زخرف آیت نمبر ۱۳) پھر سات مرتبہ سبحان اللہ سات مرتبہ الحمد للہ اور سات مرتبہ لا الہ الا اللہ کہا کرتے تھے۔

(۲۴۱۹) اور اصبغ بن نباتہ سے روایت ہے اسکا بیان ہے کہ میں نے امیرالمومنین علیہ السلام کی سواری کی رکاب پکڑی اور آپ نے سوار ہونے کا ارادہ کیا تو اپنا سر آسمان کی طرف اٹھایا اور تبسم فرمایا۔ تو میں نے عرض کیا یا امیرالمومنین میں نے آپ کو دیکھا کہ آپ نے آسمان کی طرف سر اٹھایا اور تبسم فرمایا۔ آپؑ نے فرمایا کہ ہاں اے اصبغ جسطرح تم نے میری سواری کی رکاب پکڑی اسی طرح میں نے بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سواری کی رکاب پکڑی تھی اور انہوں نے اپنا سر آسمان کی طرف بلند کرکے تبسم فرمایا تھا اور جس طرح سوال کررہے ہو اسی طرح میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سوال کیا تھا اور جو کچھ آنحضرتؐ نے بتایا وہ میں تمہیں بتاتا ہوں۔

ایک مرتبہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سواری کیلئے شہباء کی رکاب تھامی تو آپؐ نے اپنا سر آسمان کی طرف بلند فرمایا اور متبسم ہوئے۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ نے اپنا سر آسمان کی طرف بلند کیا اور مسکرائے؟ آپؐ نے فرمایا اے علیؑ جو شخص بھی اپنی اس سواری پر سوار ہو جو اللہ نے اسکو عطا کی ہے اور آیہ سخرہ (جو اوپر مذکور ہوئی) کی تلاوت کرے پھر یہ کہے اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ الَّذِیْ لَا اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ وَاَتُوْبُ اِلَیْہِ ، اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ ذُنُوْبِیْ فَاِنَّہٗ لَا یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ (میں اس اللہ سے طلب مغفرت کرتا ہوں کہ نہیں ہے کوئی اللہ سوائے اس کے، وہ زندہ اور قائم ہے اور میں اسکی بارگاہ میں توبہ کرتا ہوں۔ اے اللہ میرے گناہوں کو معاف کردے کیونکہ تیرے

علاوہ اور کوئی گناہوں کو معاف نہیں کرتا) تو وہ مالک کریم کہتا ہے کہ اے میرے ملائکہ دیکھو یہ میرا بندہ جانتا ہے کہ میرا سوا اور کوئی گناہوں کو معاف نہیں کرتا تو اب تم لوگ گواہ رہنا کہ میں نے اس بندے کے گناہ معاف کر دیئے ہیں۔

باب : دوران سفر ذکر خدا اور دعا

(۲۴۲۰) معاویہ بن عمّار نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب اپنے سفر کے دوران سواری سے اترتے تو سبحان اللہ کہتے اور جب سوار ہوتے تو اللہ اکبر کہتے۔

(۲۴۲۱) علاء نے ابو عبیدہ سے اور انہوں نے ان دونوں ائمہ علیہما السلام میں سے کسی ایک سے روایت کی ہے کہ آنجنابؑ نے فرمایا کہ جب تم کسی سفر میں ہو تو یہ کہو اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ مَسِیْرِیْ عِبَراً وَ صَمْتِیْ تَفَکُّراً، وَ کَلَامِیْ ذِکْراً (اے اللہ تو اس سفر کو میرے لئے سبق آموز بنا دے میری خاموشی کو غور و فکر کیلئے قرار دے اور میرے کلام کو ذکر الٰہی کی توفیق دے)

(۲۴۲۲) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اس ذات کی قسم جسکے قبضہ قدرت میں ابو القاسم کی جان ہے جب کسی بلندی سے کوئی تہلیل کرنے والا لا الہ الا اللّٰہ کہتا ہے یا کوئی تکبیر کہنے والا اللّٰہ اکبر کہتا ہے تو اس کی تہلیل و تکبیر کے ساتھ اس کے پیچھے سے لا الہ الا اللّٰہ کی آواز اور اسکے سامنے سے اللّٰہ اکبر کی آواز بلند ہوتی ہے اور وہ آواز زمین کے کناروں تک پہنچتی ہے۔

باب : مسافر کو دوران سفر میں اچھی صحبت اختیار کرنا اور غصہ کو پی لینا چاہیئے نیز اس پر حسن اخلاق اختیار کرنا اور ایذا رسانی سے اجتناب کرنا واجب ہے

(۲۴۲۳) ابی الرّبیع شامی سے روایت ہے کہ اسکا بیان ہے کہ ایک مرتبہ ہم لوگ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کے پاس بیٹھے ہوئے تھے اور پورا گھر آدمیوں سے بھرا ہوا تھا آپؑ نے فرمایا وہ شخص جو اپنے ہم صحبت کے ساتھ اچھی مصاحب نہ کرے، اپنے رفیق کے ساتھ بہترین رفاقت نہ کرے، اپنے شریک خورد و نوش کے ساتھ مناسب طور پر خورد و نوش نہ کرے اور اپنی مخالفت کرنے والے کے ساتھ اچھے انداز سے مخالفت نہ کرے وہ ہم میں سے نہیں ہے۔

(۲۴۲۴) صفوان جمّال نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ میرے پدر بزرگوار علیہ السلام فرمایا کرتے تھے کہ اگر کسی شخص میں یہ تین صفتیں نہیں تو خواہ وہ اس بیت اللہ کی طرف رخ کرکے عبادت کرتا ہو ہمارے نزدیک اسکا کوئی وزن نہیں۔ پہلے یہ کہ اس میں ایسا خلق ہو کہ وہ اپنے ساتھی کے ساتھ اخلاق سے پیش آئے دوسرے اتنا حلم ہو کہ اپنے غصہ پر قابو پالے تیسرے اس میں اتنی پرہیزگاری ہو کہ جو اسکو ان باتوں سے روک سکے

جنہیں اللہ تعالیٰ نے حرام کیا ہے۔

(۲۴۲۵) اور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ یہ مروت نہیں ہے کہ انسان کو سفر میں جو کچھ بھلا برا پیش آئے لوگوں سے بیان کرتا پھرے۔

(۲۴۲۶) عمار بن مروان کلبی سے روایت کی گئی ہے اسکا بیان ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے مجھے نصیحت فرمائی اور فرمایا کہ میں تم کو خوف خدا کی اور لوگوں کی امانتوں کے ادا کرنے کی اور سچ بولنے کی اور اپنے ہم صحبت کے ساتھ اچھے مصاحب بننے کی نصیحت کرتا ہوں اور نہیں ہے کسی میں کوئی قوت لیکن صرف اللہ کی دی ہوئی۔

(۲۴۲۷) اور محمد بن مسلم نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ جو تم سے میل ملاقات رکھتا ہے اگر ہو سکے تو تمہارا ہاتھ اسکے ہاتھ کے اوپر رہے (یعنی اسکو کچھ دیتے رہو لینے کی فکر نہ کرو) اگر تم سے ہو سکے تو ایسا کرو۔

باب : مسافر کے پیچھے کچھ دور جانا اسکو رخصت کرنا اس کیلئے دعا کرنا

(۲۴۲۸) جب امیرالمومنین علیہ السلام حضرت ابو ذر رحمۃ اللہ علیہ کو رخصت کرنے کیلئے ان کے ہمراہ گئے تو حضرت امام حسن علیہ السلام، حضرت امام حسین علیہ السلام اور عقیل ابن ابی طالب وعبداللہ بن جعفر و حضرت عمار بن یاسر بھی انکو رخصت کرنے کیلئے ساتھ چلے امیرالمومنین نے ارشاد فرمایا اچھا اب تم لوگ اپنے برادر ایمانی کو رخصت کرو اس لئے کہ مسافر کو آخر جانا ہے اور جو اسکو رخصت کرنے کیلئے ساتھ ساتھ چل رہا ہے اسکو واپس آنا ہے تو ہر ایک نے فرداً فرداً ان سے گلے مل کر کچھ نہ کچھ کہا چنانچہ امام حسین علیہ السلام نے فرمایا اے ابو ذر اللہ تعالیٰ آپ پر رحم فرمائے بیشک قوم نے آپ کو بلا میں مبتلا کیا محض اس لئے کہ آپ ان لوگوں سے اپنا دین بچاتے تھے تو ان لوگوں نے آپ سے اپنی دنیا بچائی مگر کل بروز قیامت آپ کو اس چیز کی زیادہ ضرورت ہوگی جسے آپ نے ان لوگوں سے بچایا ہے اور اسکی آپ کو بالکل ضرورت نہ ہوگی جسے ان لوگوں نے آپ سے بچایا ہے۔ ابو ذر نے جواب دیا اے اہل بیت نبی آپ لوگوں پر اللہ رحم فرمائے مجھے اس دنیا میں آپ لوگوں کے سوا اور کسی شے کی ضرورت نہیں۔ میں جب آپ لوگوں کو یاد کرتا ہوں تو آپ کے جد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یاد آجاتے ہیں۔

(۲۴۲۹) اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب مومنین کو رخصت کرتے تو فرمایا کرتے تھے کہ اللہ تعالیٰ تم لوگوں کیلئے تقویٰ کو زاد سفر بنائے۔ ہر نیکی اور خیر کی طرف تمہیں متوجہ رکھے۔ تمہاری تمام حاجتیں پوری کرے تمہارے لئے تمہارے دین و دنیا کو سلامت رکھے۔ اور تمہیں سلامتی کے ساتھ سلامت رہنے والوں کے پاس واپس پہنچائے۔

(۲۴۳۰) اور ایک دوسری حدیث میں جو حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وآلہ وسلم جب کسی مسافر کو رخصت فرماتے تو اسکا ہاتھ پکڑتے اور فرماتے اللہ تمہیں بہترین ہمسفر عطا کرے اور تمہاری مکمل معاونت اور مدد کرے، سنگلاخ زمین کو تمہارے لئے نرم کرے، تمہاری بعید منزل کو قریب کرے اور ہر مہم میں تمہاری مدد فرمائے، تمہارے دین اور تمہاری امانت کی حفاظت کرے، تمہیں ہر خیر کی طرف متوجہ رکھے۔ تم پر لازم ہے کہ اللہ سے ڈرتے رہو۔ میں تمہیں اللہ کی سپردگی میں دیتا ہوں جاؤ اللہ تعالیٰ تمہیں یہ سفر مبارک کرے۔

باب : تنہا سفر کرنے والے کو کیا کہنا چاہیئے

(۲۴۳۱) بکر بن صالح نے سلیمان بن جعفر سے اور انہوں نے حضرت ابوالحسن موسیٰ بن جعفر علیہما السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ جو شخص تنہا سفر کرے اسے یہ کہنا چاہیئے۔ مَاشَاءَ اللّٰهُ لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ، اَللّٰهُمَّ آنِسْ وَحْشَتِیْ وَاَعِنِّیْ عَلٰی وَحْدَتِیْ وَاَدِّ غَیْبَتِیْ [جو اللہ چاہے گا (وہی ہوگا) نہیں ہے کسی میں کوئی طاقت اور کوئی قوت لیکن صرف اللہ کی دی ہوئی۔ اے اللہ تو میری وحشت میں میرا مونس بن جا میری تنہائی میں میرا معین و مددگار بن جا اور مجھے اس سفر سے سلامتی کے ساتھ پلٹا دے۔]

باب : تنہا سفر کرنے کی کراہت

(۲۴۳۲) علی بن اسباط نے عبدالملک بن مسلمہ سے انہوں نے سری بن خالد سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے آپؑ نے بیان کیا کہ ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کیا میں تم لوگوں کو آگاہ کروں کہ برا شخص کون ہے ؟ لوگوں نے عرض کیا جی ہاں یا رسول اللہ آپؐ نے فرمایا جو شخص تنہا سفر کرے اور لوگوں کا تحفہ اور ہدیہ لینے سے انکار کرے اور اپنے غلام کو بلا قصور مارے۔

(۲۴۳۳) حضرت ابوالحسن امام موسیٰ بن جعفر علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی علیہ السلام کو جو وصیت فرمائی اس میں یہ ہے۔ تم تنہا سفر کیلئے نہ نکلنا اس لئے کہ تنہا مسافر کے ساتھ شیطان لگ جاتا ہے اور دو سے بہت دور رہتا ہے۔ اے علیؑ جب کوئی شخص تنہا سفر کرتا ہے تو راستہ بھٹک جاتا ہے اور دو بھی راستہ بھٹکتے ہیں اور تین تو ایک جماعت ہے (اسکے بھٹکنے کا امکان کم ہے) اور بعض نے روایت کی ہے کہ آپؐ نے فرمایا کہ تین ہمراہ ہوں تو واقعی سفر ہے۔

(۲۴۳۴) ابراہیم بن عبدالحمید نے حضرت موسیٰ ابن جعفر سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تین شخصوں پر لعنت کی ہے ایک اس کھانے والے پر جو حد سے زیادہ کھا جائے، دوسرے اس سونے والے پر جو کسی گھر میں اکیلا سوئے، تیسرے اس سوار پر جو صحرا میں اکیلا سفر کرے۔

(۲۴۳۵) محمد بن سنان نے اسماعیل بن جابر سے روایت کی ہے اسکا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں مکہ کے اندر حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر تھا کہ ایک شخص مدینہ سے آپؑ کے پاس آیا آپؑ نے فرمایا تمہارے ساتھ اور کون تھا اس نے عرض کیا میں نے کسی کو ساتھ نہیں لیا تنہا آیا ہوں ۔ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا خیر اگر میں تم سے پہلے ملا ہوتا تو تمہیں آداب سفر بتاتا ۔ سنو ایک شخص شیطان ہوتا ہے دو بھی شیطان ہوتے ہیں ۔ تین آپس میں ساتھی ہوتے ہیں اور چار رفقا ہوتے ہیں ۔

باب : رفیقان سفر میں ہر ایک پر دوسرے کا حق واجب ہے

(۲۴۳۶) سکونی نے اپنے اسناد سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ پہلے سفر کا ساتھی (چنو) اسکے بعد سفر اختیار کرو۔

(۲۴۳۷) نیز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ دو شخصوں میں سے جس نے بھی سفر میں ہمراہی اختیار کی وہ ان دونوں میں سب سے زیادہ ثواب پائے گا ۔ اور ان دونوں میں سب سے زیادہ اللہ کا محبوب وہ ہے جو اپنے ساتھی کے ساتھ نرمی اور رفاقت برتے ۔

(۲۴۳۸) اور امیرالمومنین علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ تم ایسے شخص کو اپنا رفیق سفر نہ بناؤ جو تم کو اپنی ذات پر اسی طرح ترجیح نہیں دیتا جس طرح تم اسکو اپنی ذات پر ترجیح دیتے ہو ۔

(۲۴۳۹) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جب چند لوگ سفر پر نکلیں تو یہ سنت ہے کہ ہر شخص اپنا اپنا توشہ اپنے ساتھ لیکر نکلے یہ انکے لئے خود بہتر ہے اور یہ ان کیلئے بہتر اخلاق ہے ۔

(۲۴۴۰) اسحاق بن جریر نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے اسکا بیان ہے کہ آنجنابؑ فرمایا کرتے کہ اسی شخص کی صحبت اختیار کرو جو تمہارے لئے باعث زینت بنے اس کی صحبت نہ اختیار کرو جسکے لئے تم باعث زینت بنو۔

(۲۴۴۱) شہاب بن عبد ربہ نے روایت کی ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا آپؑ تو میرا حال جانتے ہی ہیں کہ میرا ہاتھ کتنا کشادہ ہے اور اپنے بھائیوں کے لئے اپنا ہاتھ کتنا کشادہ رکھتا ہوں ۔ چنانچہ سفر مکہ میں لوگ ہمارے ساتھ ہوتے ہیں ان پر خوب کشادگی سے خرچ کرتا ہوں ۔ تو آپؑ نے فرمایا اے شہاب ایسا نہ کیا کرو اس لئے کہ اگر تمہاری کشادگی دکھانے پر وہ لوگ بھی کشادگی دکھانے لگے تو تم ان سب کو محتاج کر دو گے اور اگر ان لوگوں نے اپنا ہاتھ روکا تو تم انکو ذلیل کرو گے ۔ لہذا تم اپنے ہم سطح لوگوں کی صحبت اختیار کرو، تم اپنی حیثیت کے لوگوں کی صحبت اختیار کرو۔

(۲۴۴۲) حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ تم سفر میں ایسے کی صحبت اختیار کرو جو حیثیت میں تمہارے مانند ہو

ایسے کی صحبت نہ اختیار کرو جو تمہارا خرچہ برداشت کرے اس لئے کہ یہ ایک مومن کیلئے باعث ذلت ہے۔

(۲۴۴۳) ابو خدیجہ نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ تنہا کسی مکان میں شب بسر کرنے والا شیطان ہے اور دو ایک دوسرے کے مصاحب ہیں اور تین تو یہ چہل پہل ہے۔

(۲۴۴۴) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک چار آدمیوں کی ہمراہی زیادہ پسندیدہ ہے اور سات سے تعداد جتنی زیادہ ہوگی اتنا ہی شور و غوغا زیادہ ہوگا۔

(۲۴۴۵) اور امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ مسافر کا حق یہ ہے کہ اگر وہ بیمار ہوجائے تو اسکے ساتھی اسکی صحت کے انتظار میں اسکی دیکھ بھال کیلئے اسکے ساتھ تین دن اور تین رات تک ٹھہرے رہیں۔

(۲۴۴۶) عبداللہ بن ابی یعفور نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ کو خرچ میں سب سے زیادہ پسند کفایت شعاری ہے اور سب سے زیادہ ناپسند اسراف ہے سوائے سفر حج و عمرہ کے۔

باب : سفر میں حدی و شعر خوانی

(۲۴۴۷) سکونی نے اپنے اسناد کے ساتھ روایت کی ہے اسکا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ مسافر کا زاد سفر حدی خوانی اور شعر خوانی بھی ہے بشرطیکہ اس میں فحشیات نہ ہوں۔

باب : سفر میں زادراہ کی حفاظت

(۲۴۴۸) صفوان جمّال سے روایت کی گئی ہے اسکا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا کہ میرے ساتھ میرے اہل وعیال بھی ہیں اور میں حج کا ارادہ رکھتا ہوں تو کیا اپنے خرچ کیلئے نقدیات اپنی کمر میں باندھ لوں؟ آپؑ نے فرمایا ہاں اس لئے کہ میرے پدر بزرگوار علیہ السلام فرمایا کرتے تھے کہ اپنے خرچہ کی حفاظت مسافر کی قوت ہے۔

(۲۴۴۹) علی بن اسباط نے اپنے چچا یعقوب بن سالم سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا کہ میرے پاس بہت سے درہم ہوتے ہیں جن پر تصویریں بنی ہوتی ہیں جب میں احرام باندھتا ہوں تو ان دراہم کو ایک ھمیانی میں رکھ کر کمر میں باندھ لیتا ہوں۔ آپؑ نے فرمایا کوئی حرج نہیں یہ تمہارا خرچہ ہی تو ہے جس پر خدا کے بعد بھروسہ رکھتے ہو۔

باب : سفر میں توشہ دان لیکر چلنا

(۲۴۵۰) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ جب تم سفر کرو تو تمہارے ساتھ تمہارا ناشتہ دان ہو جس میں طرح طرح کے لذیذ کھانے ہوں۔

(۲۴۵۱) نصر خادم سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ حضرت عبدالصالح ابوالحسن موسیٰ بن جعفر صادق علیہ السلام نے ایک توشہ دان رکھا کہ جس پر پیتل کا ڈھکنا تھا تو آپؑ نے فرمایا اسکو ہٹاؤ اور اسکی جگہ لوہے کا ڈھکن رکھو اس لئے کہ اس میں جو کچھ ہے اسکے قریب کیڑے مکوڑے نہیں آئیں گے۔

باب : وہ سفر جس میں توشہ دان ساتھ لینا مکروہ ہے

(۲۴۵۲) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے اپنے کسی صحابی سے کہا کیا تم لوگ حضرت امام حسین علیہ السلام کی قبر پر زیارت کیلئے جاتے ہو انہوں نے کہا جی ہاں۔ آپؑ نے فرمایا اپنے ساتھ توشہ دان بھی لے جاتے ہو؟ انہوں نے کہا جی ہاں۔ آپؑ نے فرمایا لیکن جب تم لوگ اپنے باپ ماں کی قبروں پر جاتے ہو تو ایسا نہیں کرتے۔ اس نے کہا ہم لوگ وہاں کیا کھائیں؟ آپؑ نے فرمایا دودھ کے ساتھ روٹی۔

(۲۴۵۳) اور ایک دوسری حدیث میں ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا مجھے اطلاع ملی ہے کہ ایک قوم کے افراد جب امام حسین علیہ السلام کی قبر کی زیارت کو جاتے ہیں تو اپنے ساتھ توشہ دان لے جاتے ہیں جس میں بکرے کا بھنا ہوا گوشت اور کھجور سے تیار کیا ہوا حلوا ہوتا ہے۔ مگر جب اپنے دوستوں کی قبروں کی زیارت کیلئے جاتے ہیں تو اپنے ساتھ کچھ نہیں لے جاتے۔

باب : سفر میں توشہ

(۲۴۵۴) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ انسان کے شرف میں اس کا بھی شمار ہے کہ جب وہ سفر کیلئے نکلے تو اسکا توشہ بہت عمدہ اور نفیس ہو۔

(۲۴۵۵) اور حضرت علی بن الحسین امام زین العابدین علیہ السلام جب حج یا عمرہ کیلئے مکہ کی طرف سفر فرماتے تو آپؑ کے ساتھ بہترین قسم کا توشہ (سامان خورد و نوش) بادام اور شکر سے بنی ہوئی شیرینی اور کھٹا میٹھا ستو ہوتا تھا۔

(۲۴۵۶) روایت کی گئی ہے کہ ایک مرتبہ حضرت ابو ذر رحمتہ اللہ علیہ نے خانہ کعبہ کے پاس کھڑے ہو کر کہا کہ میں جندب بن سکن ہوں۔ یہ سن کر لوگ انکے گرد جمع ہو گئے آپ نے فرمایا کہ جب تم لوگ کہیں سفر کا ارادہ کرتے ہو تو اپنا

توشہ ساتھ لیتے ہو جو سفر میں کافی ہوجائے تو پھر قیامت کے دن کے سفر کیلئے بھی تو توشہ فراہم کرلو کیا تم لوگ اس سفر کیلئے ایسا توشہ نہیں چاہتے جو تمہارے لئے کافی ہو؟ یہ سن کر ایک نے اٹھ کر کہا آپ ہی ہم لوگوں کو بتائیں (کیا کریں) فرمایا کہ یوم نشوز کیلئے سخت گرمی میں ایک دن روزہ رکھو۔ اور بڑے امور (جو اس دن پیش آئینگے) کیلئے ایک حج کرو اور اپنی قبروں کی وحشت کیلئے رات کی تاریکی میں دو رکعت نماز پڑھو۔ کلمہ خیر کیلئے زبان کھولو اور کلمہ شر کیلئے زبان بند رکھو یا تم کسی مسکین کو صدقہ دو ممکن ہے کہ تم لوگ نجات پاجاؤ اس سخت دن سے اے مسکین لوگو۔ اور دنیا میں سے صرف دو درہم حاصل کرو ایک درہم اپنے بال بچوں کے خرچ کیلئے اور دوسرا درہم آخرت کیلئے آگے بڑھاتے جاؤ۔ اور تیسرا درہم تو وہ مضر ہوگا وہ کچھ فائدہ نہ دیگا اور دنیا میں صرف دو بات کرو ایک طلب حلال دوسری بات طلب آخرت اور تیسری بات مضر ہوگی وہ کوئی فائدہ نہ دیگی اسکے تردد میں نہ پڑو پھر فرمایا کہ مجھے تو اس دن کی فکر مارے ڈال رہی ہے جس کو میں نے ابھی نہیں پایا ہے۔

(۲۴۵۷) حضرت لقمان نے اپنے فرزند کو نصیحت کی کہ اے فرزند یہ دنیا گہرا سمندر ہے اس میں بہت سا عالم غرق ہوچکا۔ لہذا تم اس کیلئے ایک ایسا سفینہ بناؤ جس میں اللہ پر ایمان ہو اور اسکا بادبان اللہ پر توکل کو بناؤ اور اس میں ایسا سامان سفر رکھو جس میں خوف خدا ہو اب اگر تم نے نجات پائی تو اللہ کی مہربانی ہے اور اگر ہلاک ہوگئے تو اپنی گناہوں کی وجہ سے۔

باب : سفر میں اسلحے اور آلات حرب و ضرب لیجانا

(۲۴۵۸) سلیمان بن داؤد منقری نے حماد بن عیسیٰ سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے آپؑ نے بیان فرمایا کہ حضرت لقمان علیہ السلام نے اپنے فرزند سے نصیحت کی اور یہ بھی کہا کہ اے فرزند اپنی تلوار اپنے موزے اور اپنی رسی اپنی مشک اپنے دھاگے اور اپنی ستالی کو ساتھ لیکر سفر کرو۔ اور وہ دوائیں اپنے ساتھ ہوں جو تمہارے لئے اور تمہارے ساتھیوں کے لئے مفید ہوں۔ اور اپنے اصحاب کا ساتھ دو لیکن اللہ تعالیٰ کی نافرمانی میں نہیں۔ اور بعض لوگوں نے یہ زیادہ کیا ہے کہ اور اپنے گھوڑے کو ساتھ لو۔

باب : سرحد کی حفاظت کے لئے گھوڑا پالنا اور سب سے پہلے جس نے اس پر سواری کی

(۲۴۵۹) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ گھوڑوں کی پیشانیوں سے قیامت تک خیر وابستہ رہے گا اور ان پر راہ خدا میں خرچ کرنے والا (ایسا ہے) جیسے کھلے ہاتھوں خیرات کرنے والا ہو بندھے ہاتھوں نہیں اور اگر تم دنیا کی کسی چیز کو شمار میں لانا چاہو تو اسپ اقرح (جسکی پیشانی سفید ہو) اسپ اَرثَم (جسکی ناک کے سرے پر سفید داغ ہو) اسپ مُحَجَّل

ثلاث (جسکی تین ٹانگیں سفید ہوں) طلق الیمین (جسکے داھنے پاؤں سفید نہ ہوں) کُمیت (سرخ مائل بہ سیاہی) پھر اغر (ستارہ پیشانی) کو شمار کرو۔ اس سے تم کو سلامتی ملے گی اور مال غنیمت ملے گا۔

(۲۴۶۰) بکر بن صالح نے سلیمان بن جعفر جعفری سے انہوں نے حضرت امام ابوالحسن علیہ السلام سے روایت کی ہے راوی کا بیان ہے کہ میں نے آنجنابؑ کو فرماتے ہوئے سنا آپؑ نے فرمایا کہ گھوڑے کے دونوں نتھنوں میں شیطان ہوتا ہے لہذا جب تم میں سے کوئی اسکو لجام لگانی چاہے تو پہلے بسم اللہ الرحمن الرحیم کہہ لے۔

(۲۴۶۱) نیز راوی کا بیان ہے کہ میں نے آنجنابؑ کو یہ بھی فرماتے ہوئے سنا کہ جو بھی ایسا گھوڑا پائے گا جو عتیق ہو (جس کے ماں باپ دونوں عربی نسل کے ہوں) تو ہر روز اسکے نامہ اعمال سے دس گناہ محو کردیئے جائیں گے اور گیارہ نیکیاں لکھدی جائیں گی۔ اور جو شخص اسپ ھجین (جسکا باپ عربی النسل اور ماں غیرعربی ہو) پالے گا تو اسکے نامہ اعمال سے ہر روز دو گناہ محو کردیئے جائیں گے اور ہر روز نو نیکیاں لکھ دی جائیں گی۔ جو شخص اسپ برذون پالے (جس کے ماں باپ ترکی النسل ہوں) اور اس سے اس کا مقصد خوبصورتی اور دشمنی سے مدافعت ہو تو اس کے نامہ اعمال سے ہر روز ایک گناہ محو کیا جائے گا اور چھ نیکیاں لکھ دی جائیں گی۔ اور جو شخص اسپ اشقر (گہرا سرخ وزرد) اغر (ستارہ پیشانی) اقرح (سفید پیشانی) کو پالے اور اگر ستارہ پیشانی کے ساتھ اسکے چاروں پاؤں سفید ہوں جو مجھے بہت پسند ہے تو اس کے گھر میں فقر داخل نہ ہوگا جب تک کہ وہ اسپ اس میں ہے اور جب تک وہ اپنے مالک کی ملکیت میں ہے اس کے مالک کو کوئی گزند نہ پہنچے گا۔

(۲۴۶۲) راوی کا بیان ہے کہ میں نے آپؑ کو یہ بھی فرماتے ہوئے سنا کہ امیرالمومنین علیہ السلام یمن سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے چار گھوڑے تحفہ میں لائے تو عرض کیا یا رسول اللہ میں آپؐ کے لئے چار گھوڑے لایا ہوں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پوچھا بتاؤ تو وہ کیسے ہیں حضرت علی علیہ السلام نے عرض کیا یا حضرت وہ مختلف رنگ کے ہیں۔ آپؐ نے پوچھا ان میں کوئی ایسا بھی ہے جس کے پاؤں سفید ہوں؟ حضرت علی نے عرض کیا جی ہاں ایک ان میں گہرا سرخ ہے اور اسکے چاروں پاؤں سفید ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اچھا تو یہ میرے لئے روکے رکھو۔ پھر عرض کیا ان میں دو عدد سرخ مائل بہ سیاہی ہیں اور ان کے پاؤں بھی سفید ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا یہ اپنے دونوں فرزندوں کو دیدو۔ عرض کیا اسمیں ایک بالکل سیاہ رنگ کا ہے سر سے پاؤں تک کوئی اور رنگ نہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اس کو فروخت کرکے اسکی قیمت اپنے عیال کے خرچ میں لگاؤ۔ بیشک مبارک گھوڑے تو وہ ہوتے ہیں کہ جن کے چاروں پاؤں سفید ہوں۔

(۲۴۶۳) نیز میں نے آنجناب علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ آپؑ فرما رہے تھے کہ جو شخص اپنے گھر سے یا کسی دوسری جگہ سے صبح کے وقت نکلے اور گہرے سرخ رنگ کا گھوڑا جس کے پاؤں سفید ہوں سامنے آجائے تو اسکا پورا دن مبارک ہوگا۔ اور اگر اسکی پیشانی سفید ہو تو عیش ہی عیش ہیں اسے دن بھر خوشی ہی خوشی نصیب ہوگی۔ اور اسکی حاجتیں پوری

ہونگی۔

(۲۴۶۴) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے بیان فرمایا کہ زمانہ قدیم کے اندر سرزمین عرب میں گھوڑے بالکل وحشی جانور تھے تو حضرت ابراہیم و حضرت اسماعیل علیہما السلام کوہ ابو قبیس پر چڑھے اور دونوں نے پکار کر کہا ارے او سنو ادھر آؤ تو وہاں کوئی بھی ایسا گھوڑا نہیں تھا جس نے اپنی چوٹی انہیں نہ پکڑا دی ہو۔

باب : گھوڑے کا حق اپنے مالک پر

(۲۴۶۵) اسماعیل بن ابی زیاد نے اپنی اسناد کے ساتھ روایت کی ہے اسکا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ گھوڑے کے حق اپنے مالک پر کئی ہیں سب سے پہلے مالک اسکے پشت سے اترے تو اسے چارہ دے اور اسکے سامنے پانی پیش کرے اور اسکے منہ پر نہ مارے اس لئے کہ وہ اس منہ سے اپنے رب کی حمد کی تسبیح پڑھتا ہے اور اسکی پشت پر صرف راہ خدا میں ٹھہرے رہو۔ اسکی طاقت سے زیادہ اس پر بوجھ نہ ڈالو۔ اور جتنی اس میں طاقت ہو اتنی ہی اسکو چلنے کی تکلیف دو۔

(۲۴۶۶) ایک شخص نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ میں سواری کو جو میرے زیرران ہے کب ماروں آپؑ نے فرمایا اس وقت مارو کہ جب وہ تمہارے زیرران اتنا نہ چلے جتنا وہ اپنے چارہ کی طرف دوڑ کر جاتا ہے۔

(۲۴۶۷) نیز روایت کی گئی ہے کہ آپؑ نے فرمایا تم لوگ گھوڑے کو اس کی قدم کی لغزش پر مارو لیکن اس کے بدک کر بھاگنے پر نہ مارو اس لئے کہ وہ جو کچھ دیکھتا ہے وہ تم لوگ نہیں دیکھتے۔

(۲۴۶۸) نیز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب کوئی گھوڑا اپنے سوار کے زیرران ٹھوکر کھاتا ہے اور سوار کہتا ہے کہ تیرا ناس جائے تو گھوڑا بھی کہتا ہے کہ تیرا بھی ناس ہوجائے ہم دونوں نے ہی اپنے مالک کی نافرمانی کی ہے۔

(۲۴۶۹) نیز حضرت علی علیہ السلام نے گھوڑے کے متعلق فرمایا کہ اس کے منہ پر نہ مارو اور اس پر لعنت نہ کرو اس لئے کہ اللہ تعالیٰ اس پر لعنت کرنے والے پر لعنت کرتا ہے اور ایک دوسری حدیث میں ہے کہ اسکے چہرے کو بدشکل نہ کرو۔

(۲۴۷۰) اور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ سواری کے جانور پر جب لعنت کی جاتی ہے تو وہ ملعون ہوجاتا ہے۔

(۲۴۷۱) اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ سواری پر پاؤں موڑ کر نہ بیٹھو اور اسکی پشت کو پوری پشت گاہ نہ بنادو۔

(۲۴۷۲) حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ ہر شے میں ایک احترام کی چیز ہوتی ہے اور جانوروں میں احترام کی چیز ان کا چہرہ ہے۔

باب : وہ باتیں جن سے جانور بھی بے خبر نہیں

(۲۴۷۳) علی بن رئاب نے ابی حمزہ سے اور انہوں نے حضرت علی ابن الحسین علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ فرمایا کرتے تھے کہ جانور چاہے کسی بات سے بے خبر ہو لیکن چار باتوں سے بے خبر نہیں۔ اپنے رب تبارک و تعالیٰ کی معرفت سے موت کی معرفت سے، نر و مادہ کی پہچان سے اور ہری بھری چراگاہ کی پہچان سے۔

(۲۴۷۴) لیکن دوسری حدیث جو حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے میں ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ اگر جانور اپنی موت کی اسطرح پہچان رکھتے جس طرح تم لوگ رکھتے ہو تو تم لوگوں کو کوئی جانور موٹا اور چرب دار کھانے کو نہ ملتا۔ یہ اس پہلی حدیث کے مخالف نہیں اس لئے کہ وہ موت کو تو جانتے ہیں مگر اتنا نہیں جتنا تم لوگ جانتے ہو۔

باب : گھوڑے پر خرچ کرنے کا ثواب

(۲۴۷۵) قول خدا (**الذین ینفقون اموالھم باللیل و النھار سراً و علانیۃ فلھم اجرھم عند ربھم و لا خوف علیھم و لا ھم یحزنون**) سورہ بقرہ ۔۲۷۴۔ (وہ لوگ جو اپنے اموال میں سے رات دن پوشیدہ طور سے اور بظاہر صدقہ نکالتے ہیں ان کے لئے انکے رب کے پاس ثواب و اجر ہے اور ان کے لئے نہ کوئی خوف ہے اور نہ کوئی حُزن) کے بارے میں روایت کی گئی ہے کہ یہ آیت امیر المومنین علیہ السلام کے بارے میں نازل ہوئی اس کے نزول کا سبب یہ ہوا کہ آپؑ کے پاس صرف چار درہم تھے آپؑ نے ان میں سے ایک درہم رات میں تصدق کیا ایک درہم دن میں تصدق کیا اور ایک درہم پوشیدہ تصدق کیا اور ایک درہم سب کے سامنے تو یہ آیت نازل ہوئی اور آیت جب کسی ایک چیز کے متعلق نازل ہوتی ہے تو اس طرح کی جتنی چیزیں ہیں سب پر اسکا اطلاق ہوتا ہے اور اس کی تفسیر میں ہم لوگوں کا اعتقاد یہ ہے کہ یہ آیت نازل ہوئی انفاق امیر المومنین کے بارے میں مگر اس کے بعد اس کا اطلاق ہوتا رہے گا گھوڑے اور اس کے مشابہ اور چیزوں پر جو کچھ خرچ کیا جائے۔

باب : گھوڑے کے دونوں اگلے پاؤں کے چھپے ہوئے حصہ میں پیوند نما داغ کا سبب

(۲۴۷۶) حماد بن عثمان نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے اسکا بیان ہے کہ میں نے آنجنابؑ سے عرض کیا کہ میں آپؑ پر قربان ہم دیکھتے ہیں گھوڑوں کے اگلے دونوں پاؤں کے چھپے ہوئے حصہ میں جیسے دو پیوند لگے ہوں جیسے لوہے سے داغ دیا گیا ہو۔ یہ کیا چیز ہے؟ آپؑ نے فرمایا کہ ماں کے پیٹ میں یہ اسکے نرخرے کی جگہ ہے۔

باب : جانوروں کی اچھی طرح دیکھ بھال کرنا

(۲۴۷۷) حضرت ابوذر رحمتہ اللہ علیہ سے روایت ہے انہوں نے بیان کیا کہ میں نے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا آپ فرمارہے تھے کہ ہر جانور یہ دعا مانگتا ہے کہ اے اللہ تو مجھے ایسا مالک دے جو سچے معنوں میں مالک ہو۔ مجھے پیٹ بھر کر کھلائے پلائے اور مجھ پر اتنا بوجھ نہ لادے کہ جسکے اٹھانے کی مجھ میں طاقت نہ ہو۔

(۲۴۷۸) امام جعفر صادق علیہ السلام کا ارشاد ہے کہ جو شخص کوئی جانور خریدتا ہے تو جانور کہتا ہے پروردگار تو اس خریدار کو میرے لئے رحیم بنادے۔

(۲۴۷۹) اور عبداللہ بن سنان نے ان ہی جنابؑ سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا تم لوگ گھوڑے رکھا کرو یہ باعث زینت ہے اس سے بہت سی ضرورتیں پوری ہوتی ہیں اور اسکا رزق اللہ کو دینا ہے۔

(۲۴۸۰) سکونی نے اپنے اسناد کے ساتھ روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نرمی کو پسند کرتا ہے اور اس پر معین ومددگار ہوتا ہے۔ جب تم کسی دبلے پتلے جانور پر سواری کرو تو جگہ جگہ اسکو ٹھہراؤ اگر سرزمین بے آب وگیاہ ہے اس سے جلد سے جلد نکل جاؤ اور اگر زمین سرسبز وشاداب ہے تو جگہ جگہ اسکو ٹھہراؤ۔

(۲۴۸۱) نیز حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا تم میں سے جو شخص سواری پر سوار ہو کر سفر کرے تو سواری سے اترنے کے بعد سب سے پہلے اسے دانا اور پانی دے۔

(۲۴۸۲) اور حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ جب تم کسی سرسبز خطہ زمین میں سفر کرو تو نرم رفتار سے سفر کرو اور جب کسی بنجر اور بے آب وگیاہ خطہ میں سفر کرو تو تیز رفتاری اختیار کرو۔

باب : اونٹ کے متعلق احادیث

(۲۴۸۳) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ سرخ اونٹ رکھنے سے پرہیز کرو اس لئے کہ اس کی عمر بہت کم ہوتی ہے۔

(۲۴۸۴) نیز آنجناب علیہ السلام نے فرمایا کہ ہر اونٹ کی کوہان پر ایک شیطان مسلط رہتا ہے لہذا اس کا پیٹ بھرو اسکو قابو میں رکھو اور اس سے خدمت لو۔

(۲۴۸۵) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا تم لوگ سیاہ اور بد صورت اونٹ خریدا کرو وہ بہت طویل العمر ہوتا ہے۔

(۲۴۸۶) اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اونٹ اپنے گھر والوں کے لئے باعث عزت ہوتا ہے۔

(۲۴۸۷) اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اونٹوں کی قطار کے درمیان سے نکلنے کو منع فرمایا تو آپؐ سے دریافت کیا گیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ کیوں؟ تو آپؐ نے ارشاد فرمایا اس لئے کہ ایک اونٹ سے دوسرے اونٹ کے درمیان ایک شیطان ہوتا ہے۔

(۲۴۸۸) ایک مرتبہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دریافت کیا گیا کہ کون سا پیشہ اچھا ہے؟ آپؐ نے فرمایا زراعت جسے آدمی اپنے ہاتھ سے کرے اور اسکی دیکھ بھال کرے اور کاٹنے کے دن اسکا حق ادا کردے۔ دریافت کیا گیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم زراعت کے بعد کونسا پیشہ اچھا ہے آپؐ نے فرمایا آدمی اپنے بھیڑ بکریوں کے گلے کو لئے ہوئے بارانی مقامات پر چلا جائے وہیں نماز پڑھتا اور زکوٰۃ دیتا رہے۔ دریافت کیا گیا کہ گلہ بانی کے بعد کونسا پیشہ اچھا ہے آپؐ نے فرمایا گائے پال لے اور (اسکے دودھ سے) صبح نفع اٹھائے اور شام نفع اٹھائے۔ دریافت کیا گیا یا رسول اللہ گائے کے بعد کیا بہتر ہے؟ آپؐ نے فرمایا وہ اونچے درخت جن کے پاؤں زمین میں گڑے ہوئے ہیں اور زمانہ قحط میں بھی کھانا کھلا دیتے ہیں کھجوروں کے درخت بھی کتنے اچھے ہیں جس نے اس کو فروخت کیا اس کی قیمت بالکل ایسی ہے جیسے پہاڑ کی چوٹی کی راکھ کہ تیز ہوا چلے اور وہ اپنی جگہ چھوڑ کر نیچے آجائے پھر عرض کیا گیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کھجور کے بعد کیا بہتر ہے؟ اس پر آپؐ خاموش ہوئے تو ایک شخص نے کہا اور اونٹ کہاں گیا۔ آپؐ نے فرمایا اس میں بدنصیبی، دشواری، پریشانی اور گھر سے دوری ہے۔ اس میں صبح و شام نحوست ہی نحوست ہے اس سے اگر نفع بھی حاصل ہوتا ہے تو منحوس اور بائیں سمت سے لیکن یہ شقی اور ظالم جمّال اسکو معدوم نہیں ہونے دیتے۔

مصنف علیہ الرحمہ فرماتے ہیں اس سے اگر نفع حاصل ہوتا بھی ہے تو منحوس سمت سے اسکا مطلب یہ ہے کہ اس سے اگر دودھ دوہا جاتا ہے یا سوار ہوا جاتا ہے تو صرف بائیں جانب سے (داھنے اور اچھے سمت سے نہیں)

(۲۴۸۹) امام علیہ السلام نے بھیڑ کے متعلق فرمایا کہ جب یہ فائدہ دینا شروع کرتی ہے تو (دودھ اور بچوں کی شکل میں) نفع دیتی ہی رہتی ہے اور جب جانے لگتی ہے تو بھی مالک کو فائدہ دیکر جاتی ہے۔ (اپنے گوشت اور چمڑے وغیرہ سے) اور گائے جب نفع دینے لگتی ہے تو نفع دیتی رہتی ہے اور جب جانے لگتی ہے تو چلی جاتی ہے (جتنا کھایا ہے اور جتنا نفع دیا ہے برابر ہوجاتا ہے) اور اونٹ جب نفع دینے لگتا ہے (تو اس سے زیادہ کھاجاتا ہے) تو نقصان ہی رہتا ہے اور جب جانے لگتا ہے تو نقصان ہی دیکر جاتا ہے۔

باب : اونٹ کے ساتھ عدل کرنا واجب ہے اسے مارنا نہیں چاہیئے اس پر ظلم نہیں کرنا چاہیئے

(۲۴۹۰) سکونی نے اپنے اسناد کے ساتھ روایت کی ہے کہ ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک اونٹ کو دیکھا کہ وہ بندھا ہوا ہے اور اس پر بوجھ لدا ہوا ہے تو فرمایا کہ اسکا مالک کہاں ہے اس سے کہدو کہ وہ کل قیامت کے دن اس کی جوابدہی کے لئے تیار رہے۔

(۲۴۹۱) اور ایک دوسری حدیث میں ہے کہ حاملہ اونٹنیوں کو آخر میں رکھو اس لئے کہ ان کے دونوں ہاتھ معلق ہیں اور ان کے دونوں پاؤں بھاری ہیں۔

(۲۴۹۲) ابن فضّال نے حمّاد لحام سے روایت کی ہے اسکا بیان ہے کہ ایک مرتبہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کے اونٹوں کی قطار سامنے سے گذری تو آپؑ نے دیکھا کہ ایک اونٹ پر کسی ہوئی محمل ایک طرف کو جھکی ہوئی ہے تو آپؑ نے فرمایا اے غلام اسکے محمل کو معتدل کرو۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ عدل واعتدال کو پسند کرتا ہے۔

(۲۴۹۳) ایوب بن اَعْیَنْ نے روایت کی ہے اس کا بیان ہے کہ میں نے ولید بن صبیح کو حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے بیان کرتے ہوئے سنا کہ ابو حنیفہ سعید بن بیان سابق الحاج الھمدانی نے ماہ ذی الحجہ کا چاند قادسیہ میں دیکھا (جو نجف کا ایک قریہ ہے) اور عرفات میں ہم لوگوں کے ساتھ پہنچا (آٹھ دن میں اتنی طویل مسافت طے کرلی) تو آپؑ نے فرمایا (اتنی تیز رفتاری میں) اسکے لئے نماز تو ممکن نہیں (سوائے اسکے کہ اس نے اشاروں سے نماز پڑھی ہو)

(۲۴۹۴) اور حضرت علی ابن الحسین علیہما السلام نے اپنے ایک ناقہ پر چالیس حج کئے اور کبھی اس کو ایک کوڑا بھی نہیں لگایا۔

(۲۴۹۵) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ جس اونٹ پر تین سال حج کرلیا جائے اس کو جنت کا اونٹ قرار دیا جائے گا۔

باب : جو کچھ ایک کے بعد ایک سواری کے لئے آیا ہے

(۲۴۹۶) امام جعفر صادق علیہ السلام نے بیان فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم امیرالمومنین علیہ السلام اور مرثد بن ابی مرثد غَنَوِی ان تینوں کے پاس ایک (ہی) اونٹ تھا یہ سب بدر کی طرف جاتے ہوئے ایک کے بعد ایک اس پر سوار ہوتے۔

باب : مومن مسافر کی مدد و اعانت کا ثواب

(۲۴۹۷) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص ایک مومن مردِ مسافر کی اعانت کرے گا اللہ تعالیٰ اسکے ۷۳ مصائب و تکالیف کو دور کردے گا اور دنیا و آخرت میں اس کو غم وہم سے پناہ دے گا اس سے کرب عظیم کو دور رکھے گا جس دن لوگوں کا دم گھٹا جاتا ہوگا اور دوسری حدیث میں ہے جب لوگوں کو اپنی اپنی پڑی ہوگی۔

باب : سفر میں مروت

(۲۴۹۸) ایک مرتبہ کچھ لوگ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کے سامنے آپس میں مروت و سخاوت کا تذکرہ کر رہے تھے تو آپ علیہ السلام نے فرمایا تم لوگوں کا خیال ہے کہ مروت و سخاوت فسق و فجور میں ہے اور مروت و سخاوت دستر خوان پر چنے ہوئے طعام اور کسی کے ساتھ کچھ نیکی کرنے اور کسی کی اذیت و تکلیف کو دور کرنے کا نام ہے۔ مگر یہ سب شاطرانہ حرکت ہے اور فسق ہے۔ اس کے بعد فرمایا اب بتاؤ کہ مروت کیا ہے لوگوں نے عرض کیا ہمیں نہیں معلوم۔ آپؑ نے فرمایا خدا کی قسم مروت یہ ہے کہ انسان اپنا دستر خوان اپنے گھر کے صحن میں بچھائے اور مروت کی دو قسمیں ہیں ایک مروت حضر میں اور ایک مروت سفر میں۔ حضر میں مروت یہ ہے کہ انسان تلاوت قرآن کرے، مسجد میں پابندی سے جائے۔ برادرانِ ایمان کے ساتھ حوائج و ضروریات کے لئے جائے۔ خادم پر بخشش کرے جس کو دوست دیکھ کر خوش ہو اور دشمن ذلیل و خوار ہو جائے اور سفر میں مروت و سخاوت تو وہ یہ ہے کہ اس کا توشہ سفر کثیر مقدار میں ہو اور عمدہ و نفیس ہو اور جو لوگ ساتھ ہوں ان پر خوب خرچ کرے اور اپنے ہمسفر لوگوں کی باتیں ان کے جدا ہونے کے بعد اور لوگوں سے پوشیدہ رکھے اور مزاح اور خوش مزاجی بہت ہو مگر ایسی نہ ہو کہ جو اللہ کی ناراضگی کا سبب بنے۔ اسکے بعد فرمایا اس ذات کی قسم جس نے میرے جد صلوات اللہ علیہ وآلہ کو حق کے ساتھ نبی بنا کر بھیجا اللہ تعالیٰ بندہ کو رزق بقدر اسکی مروت کے عطا کرتا ہے اور اللہ کی طرف سے اعانت بندے کے خرچ پر نازل ہوتی ہے اور جتنی شدید بلا و مصیبت ہوتی ہے اسی کے مطابق صبر نازل ہوتا ہے۔

باب : وہ منزلیں اور مقامات کہ جن میں پڑاؤ ڈالنا مکروہ ہے

(۲۴۹۹) سکونی نے اپنے اسناد کے ساتھ بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اگر تم لوگوں کو آخر شب استراحت کے لئے پڑاؤ ڈالنا ہے تو سر راہ اور وادیوں میں پڑاؤ ڈالنے سے اجتناب کرو اس لئے کہ یہ درندوں اور سانپوں کی جگہیں ہوتی ہیں۔

(۲۵۰۰) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص کسی ایسی منزل پر پڑاؤ ڈالے جہاں درندوں کا خوف ہو تو یہ دعا پڑھے ۔ اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ، بِيَدِهِ الْخَيْرُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۔ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ كُلِّ سَبُعٍ (میں گواہی دیتا ہوں کہ نہیں ہے کوئی اللہ سوائے اس اللہ کے وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں اس کے لئے ملک ہے اُسی کے لئے حمد ہے اس کے دست قدرت میں خیر و بہتری ہے اور وہی ہر شے پر قادر ہے۔ اے اللہ میں ہر درندے کے شر سے تیری پناہ چاہتا ہوں) تو اللہ تعالیٰ وہاں کے درندوں سے اسکی حفاظت کرے گا ان شاء اللہ یہاں تک کہ وہ اس منزل سے کوچ کر جائے۔

باب : سفر میں پاپیادہ چلنا

(۲۵۰۱) مُنذِر بن جیفر نے یحیی بن طلحہ نہدی سے روایت کی ہے اس کا بیان ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ہم لوگوں سے ارشاد فرمایا پیدل چلو اور تیز چلو یہ تم لوگوں کو ہلکا محسوس ہوگا (تکان کم آئے گی)۔

(۲۵۰۲) روایت کی گئی ہے کہ کچھ لوگ پاپیادہ سفر کر رہے تھے اتنے میں رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان تک پہنچے ان لوگوں نے آپؐ سے پاپیادہ چلنے میں تکان کی شکایت کی تو آپؐ نے فرمایا تیز رفتاری کا سہارا لو۔

(۲۵۰۳) اور معاویہ بن عمّار نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا جس کے اوپر قرض ہے تو کیا اس پر حج کرنا واجب ہے۔ آپؑ نے فرمایا کہ ہاں مسلمانوں میں جو بھی پاپیادہ چلنے کی طاقت رکھتا ہے اس پر حجۃ الاسلام واجب ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ اکثر لوگ پاپیادہ چل کر حج کیا کرتے تھے۔ چنانچہ ایک مرتبہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مقام کراع الغمیم سے گذرے تو آپؐ سے لوگوں نے تکان سفر کی شکایت کی تو آپؐ نے فرمایا ذرا کمر مضبوط باندھ کر تو دیکھو۔ لوگوں نے ایسا ہی کیا اور وہ تھکن وغیرہ سب جاتی رہی۔

(۲۵۰۴) علی بن ابی حمزہ نے ابو بصیر سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے آنجنابؑ سے قول خدا (و للّٰہ علی الناس حج البیت من استطاع الیہ سبیلا) (اور لوگوں پر واجب ہے کہ محض خدا کے لئے خانہ کعبہ کا حج کریں جنہیں وہاں تک پہنچنے کی استطاعت ہو) (سورہ آل عمران آیت ۹۷) کے متعلق دریافت کیا تو آپؑ نے فرمایا اگر (انسان) کے پاس کچھ نہیں ہے تو پاپیادہ حج کے لئے نکلے۔ میں نے عرض کیا مگر پیدل چلنے کی اس میں طاقت نہیں۔ آپؑ نے فرمایا کچھ پیدل چلے کچھ سواری پر میں نے عرض کیا اس میں اتنی بھی مقدرت نہیں تو فرمایا پھر لوگوں کی خدمت گذاری کرے اور انکے ساتھ حج کو نکل جائے۔

باب : آداب مسافرت

(۲۵۰۵) سلیمان بن داؤد منقری نے حمّاد بن عیسیٰ سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے بیان فرمایا کہ حضرت لقمان نے اپنے فرزند کو نصیحت کی کہ اگر تم چند لوگوں کے ساتھ سفر کرو تو ان سے اپنے معاملہ میں اور ان کے معاملہ میں مشورہ کرتے رہو اور اپنی باتوں سے لوگوں کو متبسم کرتے رہو اور اپنے زاد سفر میں سے لوگوں پر سخاوت کرو۔ جب وہ لوگ پکاریں تو فوراً پہنچو اگر مدد چاہیں تو ان کی مدد کرو۔ اور اکثر اوقات خاموشی اختیار کرو۔ بہت زیادہ نماز میں مشغول رہو۔ اور تمہارے پاس سواری یا پانی یا کھانے پینے کی چیز غرض جو کچھ بھی ہے اس میں سخاوتِ نفسی ظاہر کرو اور جب لوگ تم سے گواہی طلب کریں تو سچی گواہی دو۔ اور جب لوگ تم سے مشورہ کے خواہشمند ہوں تو انہیں اپنی رائے پیش کرو۔ اور کسی کام کا پختہ ارادہ نہ کرو جب تک کہ اس پر بار بار نظر نہ ڈال لو اور وہ صحیح ثابت نہ ہوجائے۔ اور کسی مشورہ پر فوراً فریفتہ نہ ہوجاؤ بلکہ اٹھو بیٹھو۔ سو رہو۔ کھاؤ پیو۔ نماز پڑھو۔ اور اس اثناء میں تمہارا پورا ذہن تمہاری پوری سوچ اس مشورہ کی طرف متوجہ رہے۔ اس لئے کہ مشورہ دینے والا اگر کسی کو خوب سوچ سمجھ کر مشورہ نہ دیگا تو اللہ تعالیٰ اس سے اہل رائے ہونے کی قوت کو سلب کرلے گا۔ اور اس امانت کو اس سے واپس لے لیگا۔ اور جب دیکھو کہ تمہارے ساتھی کہیں جارہے ہیں تو تم بھی ان کے ساتھ جاؤ اور دیکھو کہ وہ لوگ کوئی کام کررہے ہیں تو تم بھی ان کے ساتھ کام میں لگ جاؤ۔ جب وہ لوگ کسی کو صدقہ یا قرض دیں تو تم بھی ان کا ساتھ دو۔ اور جو شخص تم سے سن میں بڑا ہے اس کی بات سنو اور جب وہ لوگ تم کو کسی کام کا حکم دیں یا کوئی چیز مانگیں تو ہاں کہو نہیں نہ کہو اس لئے کہ نہیں عاجزی کی علامت ہے جو باعث ملامت ہے۔ اور جب تم لوگ راستہ بھول جاؤ تو رک جاؤ (آگے نہ بڑھو) اور اگر تمہیں کسی معاملہ میں شک ہو تو ٹھہرو اور آپس میں مشورہ کرلو۔ اور جب تم لوگ اپنے راستہ میں ایک شخص کو پاؤ تو اس سے اپنا راستہ نہ پوچھو ہوسکتا ہے کہ وہ کسی چور یا ڈاکو کا جاسوس ہو۔ یا وہ وہی شیطان ہو جس نے تمہارا راستہ بھلایا ہے اور اگر دو آدمی ملیں تو ان سے بھی اجتناب کرو مگر یہ کہ ان میں تم لوگ وہ دیکھو جو میں نہیں دیکھ رہا ہوں۔ اور ایک صاحب عقل اپنی عقل کی آنکھوں سے ذرا بھی دیکھے گا تو حق کو پہچان لے گا۔ اور شخص حاضر وہ سب کچھ دیکھ لیتا ہے جو شخص غائب نہیں دیکھ سکتا۔ اے فرزند جب نماز کا وقت آجائے تو اس میں ذرا تاخیر نہ کرو فوراً نماز پڑھو اس سے چھٹکارا حاصل کرو۔ اس لئے کہ یہ قرض ہے اور باجماعت نماز پڑھو خواہ وہ نوک نیزہ پر کیوں نہ ہو۔ اور اپنی سواری پر ہرگز نیند نہ کرو اس لئے کہ اس سے سواری کی پشت جلد زخمی ہوجاتی ہے اور یہ صاحب حکمت لوگوں کا کام نہیں۔ لیکن یہ کہ تم محمل میں ہو، جوڑ بند کو ڈھیلا کرنے کے لئے لیٹ رہنا تمہارے لئے ممکن ہو۔ اور جب منزل کے قریب پہنچو تو اپنی سواری سے اتر کر فوراً اپنے کھانے پانی سے پہلے سواری کے چارے پانی کا انتظام کرو۔ اس لئے کہ وہ بھی تمہارا نفس ہے۔ اور جب کہیں منزل کرنے کا ارادہ ہو تو

تم لوگوں پر فرض ہے کہ ایسی جگہ کا انتخاب کرو۔ جس کا رنگ اچھا ہو زمین نرم ہو اس میں گھاس زیادہ ہو اور جب سواری سے اترو تو بیٹھنے سے پہلے دو رکعت نماز پڑھو پھر بیٹھو اور جب تمہیں پاخانے جانا ہو تو راستے سے دور نکل جاؤ اور قضائے حاجت کرو۔ اور جب اس منزل سے کوچ کا ارادہ ہو تو پہلے اس جگہ دو رکعت نماز پڑھ کر اس جگہ کو رخصت کرو اس کو سلام اور وہاں کے بسنے والوں کو سلام کہو اس لئے کہ زمین کے ہر چپہ پر ملائکہ آباد ہیں اور اگر تم سے یہ ممکن ہو کہ اس وقت تک کھانا نہ کھاؤ جب تک کہ صدقہ نہ کر لو تو ایسا کرو۔

اور تم پر لازم ہے کہ جب تک سواری پر رہو کتاب خدا کی تلاوت کرتے رہو۔ اور جب تک کوئی کام کرتے رہو تسبیح پڑھتے رہو اور جب تک خالی رہو اور کوئی کام نہ کرو تو دعائیں پڑھتے رہو۔ اور اول شب میں سفر سے احتیاط کرو اور شب کے آخری حصہ میں سفر کیا کرو اور راہ چلتے وقت آواز بلند کرنے سے پرہیز کرو۔

باب : راستہ سے بھٹک جانے والے کے لئے دعا

(۲۵۰۶) علی بن ابی حمزہ نے ابو بصیر سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا جب تم راستہ بھٹک جاؤ تو ندا دو کہ یَا صَالِحُ یَا اَبَا صَالِحٍ - اَرْشِدُوْنَا اِلَى الطَّرِيْقِ يَرْحَمُكُمُ اللّٰهُ (اے صالح یا اے ابو صالح آپ لوگ ہماری رہنمائی کریں راستہ کی طرف اللہ آپ پر رحم کرے)

(۲۵۰۷) اور روایت کی گئی ہے کہ خشکی پر حضرت صالح علیہ السلام موکل ہیں اور تری پر حضرت حمزہ موکل ہیں۔ (حالانکہ مشہور یہ ہے کہ خشکی پر حضرت خضر اور تری پر حضرت الیاس علیہما السلام موکل ہیں)

باب : منزل پر اترتے وقت کی دعا

(۲۵۰۸) نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی علیہ السلام سے ارشاد فرمایا کہ اے علیؑ جب تم کسی منزل پر اترو تو کہو اَللّٰهُمَّ اَنْزِلْنِيْ مُنْزَلًا مُّبَارَكًا وَّاَنْتَ خَيْرُ الْمُنْزِلِيْنَ (پروردگار مجھے بابرکت منزل پر اتار تو بہترین اتارنے والا ہے) تو اسکی اچھائی کی تمہیں اللہ روزی دے گا اور وہاں کی برائی سے اللہ تم کو دور رکھے گا۔

باب : کسی قریہ یا شہر میں داخل ہوتے وقت

(۲۵۰۹) اور جو وصیتیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی السلام سے کیں ان میں یہ بھی تھا کہ اے علیؑ جب تم کسی شہر یا کسی قریہ میں داخل ہونے کا ارادہ کرو تو جس وقت اس کو دیکھو تو یہ کہو۔ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْئَلُكَ خَيْرَهَا

وَ اَعُوْذُ بِکَ مِنْ شَرِّهَا، اَللّٰهُمَّ حَبِّبْنَا اِلٰی اَهْلِهَا وَ حَبِّبْ صَالِحِیْ اَهْلِهَا اِلَیْنَا- [اے اللہ میں اس (شہر یا قریہ) کی بھلائی کا تجھ سے طلبگار ہوں اور اسکی برائی سے میں تیری پناہ چاہتا ہوں اے اللہ تو یہاں کے ساکنین کے دل میں میری محبت پیدا کر۔ اور یہاں کے صالح بندوں کی محبت میرے دل میں ڈال دے۔]

(۲۵۱۰) حسن بن محبوب نے ابی محمد والبشی سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ نے ارشاد فرمایا کہ جب کوئی مرد مومن عالم مسافرت میں مرجاتا ہے اور وہاں اس پر کوئی رونے والا نہیں ہوتا تو اس پر زمین کا وہ ٹکڑا روتا ہے جس پر اس نے اللہ تعالیٰ کی عبادت کی ہے اس پر اس کے کپڑے روتے ہیں اس پر آسمان کے وہ دروازے روتے ہیں جن سے اسکے اعمال اوپر جاتے تھے اور اس پر وہ دونوں ملک روتے ہیں جو اس پر مقرر تھے۔

(۲۵۱۱) نیز آنجناب علیہ السلام نے ارشاد فرمایا جب کسی مسافر کی موت کا وقت آتا ہے اور وہ اپنے داہنے اور بائیں متوجہ ہوتا ہے مگر کسی کو نہیں دیکھتا (تب) وہ اپنا سر آسمان کی طرف بلند کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ کہتا تو کس کی طرف ملتفت ہے؟ کسی ایسے کی طرف جو تیرے لئے مجھ سے بہتر ہے؟ مجھے اپنے عزت وجلال کی قسم اگر میں تجھے اس مرض کی قید سے آزاد کروں گا تو تجھے اپنے طاعت میں مشغول کروں گا اور اگر میں نے تیری روح قبض کر لی تو تجھے اپنے جوار رحمت وکرم میں رکھوں گا۔

باب : حج کر کے آنے والے کو مبارکباد دینا

(۲۵۱۲) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مکہ سے (حج کر کے) واپس آنے والے سے فرماتے کہ اللہ تعالیٰ تیری طرف سے یہ عمل قبول کرلے اور تیرا جو کچھ خرچ ہوا ہے وہ واپس کر دے اور تیرے گناہوں کو بخش دے۔

باب : حاجی سے گلے ملنے کا ثواب

(۲۵۱۳) اور ابی الحسین اسدی رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے انہوں نے بیان کیا کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا جو شخص کسی حاجی سے اسکے گرد وغبار بھرے کپڑوں میں گلے ملے تو گویا اس نے حجر اسود کو بوسہ دیا۔

باب : نادر احادیث

(۲۵۱۴) جابر ابن عبداللہ انصاری سے روایت ہے انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے منع فرمایا کہ جب کوئی شخص سفر سے واپس آئے تو رات کے وقت اپنے اہل وعیال میں بغیر اطلاع واجازت کے داخل ہو۔

(۲۵۱۵) نیز آنجناب علیہ السلام نے فرمایا کہ سفر عذاب کا ٹکڑا ہے لہذا جب تم میں سے کسی کا سفر ختم ہوجائے تو جلدی کر کے اپنے اہل وعیال کے کسی دروازے پر واپس پہنچے۔

(۲۵۱۶) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ منزل منزل کی سیر میں زاد راہ ختم ہوجاتا ہے اور بداخلاقی آجاتی ہے کپڑے میلے اور بوسیدہ ہوجاتے ہیں لہذا سیر تفریح صرف اٹھارہ میل تک کی ہو۔

(۲۵۱۷) عبداللہ بن میمون نے اپنے اسناد کے ساتھ روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب تم لوگ راستہ بھول جاؤ تو ہمیشہ اپنی داہنی جانب مڑو۔

(۲۵۱۸) اور جعفر بن قاسم نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا ہر پل کی بلندی پر ایک شیطان ہوتا ہے جب تم لوگ اس بلندی تک پہنچو تو بسم اللہ الرحمن الرحیم کہو وہ تم سے بھاگ جائے گا۔

(۲۵۱۹) اور حضرت ابوالحسن موسیٰ بن جعفر علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص سفر پر تحت الحنک کے ساتھ عمامہ باندھ کر نکلے گا اسکے لئے میں تین باتوں کا ضامن ہوں کہ اس کو چوری ہونے اور غرق ہونے اور جلنے کا کوئی گزند نہیں پہنچے گا۔

باب : حج اور عمرے کے لئے بال بڑھانا

(۲۵۲۰) معاویہ بن عمار نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ حج کے مہینے سب کو معلوم ہیں جو شوال و ذی القعدہ و ذی الحج ہیں پس جو شخص حج کا ارادہ رکھتا ہے وہ جب ماہ ذی القعدہ کا چاند دیکھے تو اپنے بال بڑھائے (کاٹنا چھوڑ دے) اور جو شخص عمرے کا ارادہ کرے تو وہ ایک ماہ اپنے بال بڑھائے۔ اور حاجی کو بھی اجازت ہے کہ وہ ایک ماہ پہلے سے بال بڑھائے اور یہ روایت ہشام بن حکم اور اسماعیل بن جابر نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے کی ہے۔

(۲۵۲۱) سماعہ سے روایت ہے کہ میں نے آنجنابؑ سے حج کے مہینوں میں پچھنی لگوانے اور پشتِ گردن کے بال منڈوانے کے متعلق دریافت کیا تو آپ نے فرمایا کہ کوئی ہرج نہیں اور نورہ لگانے اور مسواک کرنے (بھی) میں کوئی ہرج نہیں ہے۔

باب : مواقیت احرام (احرام باندھنے کے مقامات)

(۲۵۲۲) عبیداللہ بن علی حلبی نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے آپ نے فرمایا کہ احرام ان پانچ مقامات ہی سے باندھا جائے گا جن کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مقرر فرمادیا ہے کسی حاجی یا کسی عمرہ کرنے والے کے لئے یہ جائز نہیں ہے کہ وہ اس سے پہلے یا اس کے بعد احرام باندھے آپ نے اہل مدینہ کے لئے ذوالحلیفہ میقات

مقرر فرمایا اور وہ مسجد شجرہ ہے کہ جس میں آپؐ نماز پڑھ رہے تھے کہ حج فرض ہونے کا حکم ملا۔ پس جب مسجد سے نکلے اور بیداء کی بلندی پر آئے اور میل اول کے مقابل ہوئے تو آپؐ نے احرام باندھا۔ اور آپؐ نے اہل شام کے لئے جُحفہ کو، اہل نجد کے لئے عَقیق کو، اہل طائف کے لئے قرن المنازل کو اور اہل یمن کے لئے یَلَملَم کو میقات مقرر فرمایا اور کسی کے لئے بھی یہ جائز نہیں کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مقرر کردہ مواقیت سے روگردانی کرے۔

(۲۵۲۳) اور رفاعہ بن موسیٰ نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے جو روایت کی ہے اس میں یہ ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اہل نجد کے لئے عقیق کو میقات مقرر فرمایا اور کہا کہ یہ میقات ان لوگوں کے لئے ہے کہ جن کی سرزمین نجد میں شامل ہوجائے اور تم لوگ بھی ان میں سے ہی ہو۔ اور اہل شام کے لئے جحفہ کو میقات مقرر کیا اور جحفہ کو مَہیَعَہ بھی کہا جاتا ہے۔

(۲۵۲۴) اور معاویہ بن عمّار نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ اگر تم عقیق کی شناخت نہ کرسکو تو لوگوں سے اور دیہات کے رہنے والے عربوں سے اسکے متعلق معلوم کرلو۔

(۲۵۲۵) اور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ عقیق کی ابتدا برید بعث سے ہوتی ہے اور یہ برید غُمرہ (مکہ کے ایک پرانے کنوئیں کا نام) کے علاوہ ایک جگہ کا نام ہے۔

(۲۵۲۶) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اہل عراق کے لئے عقیق کو مقرر فرمایا اور عقیق کی ابتدا مَسلَخ سے ہوتی ہے درمیان میں مقام غمرہ آتا ہے اور آخر میں ذات عِرق ہے اور اول پر احرام باندھ لینا افضل ہے۔

اور میقات پر پہنچنے سے پہلے احرام باندھ لینا جائز نہیں ہے اور نہ میقات سے آگے بڑھ کر احرام باندھنا جائز ہے لیکن یہ کہ کوئی سبب پیدا ہوجائے یا بربنائے تقیہ ایسا کیا جائے۔ اور اگر کوئی شخص بیمار ہو یا اسکو تقیہ کرنا پڑرہا ہو تو کوئی ہرج نہیں اگر احرام ذات عِرق تک موخر کردے۔

(۲۵۲۷) اور معاویہ بن عمّار نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اہل مدینہ میں سے ایک شخص کے متعلق دریافت کیا کہ اس نے مقام جُحفہ سے احرام باندھا تو آپؑ نے فرمایا کہ کوئی ہرج نہیں ہے۔

(۲۵۲۸) ابو بصیر سے روایت کی گئی ہے کہ انہوں نے بیان کیا کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا کہ ہم لوگ کوفہ میں یہ روایت کرتے ہیں کہ حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا تمہارا حج اس وقت پورا ہوگا کہ جب تم احرام اپنے اس گھر سے کرو جس میں تمہارے اہل وعیال رہتے ہیں۔ تو حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ سبحان اللہ جیسا یہ کوفہ کے راویان کہتے ہیں اگر ایسا ہوتا تو پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے لباس میں مسجد شجرہ تک نہ آتے بلکہ اپنے گھر ہی سے احرام باندھتے (گھر سے احرام تو وہ لوگ باندھیں گے جن کا گھر میقات

کے اندر مکہ کی طرف ہو)

(۲۵۲۹) اور میسر نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک شخص کے متعلق دریافت کیا کہ اس نے عقیق سے احرام باندھا اور دوسرے شخص نے کوفہ سے احرام باندھا ان دونوں میں ازروئے عمل کون افضل ہے؟ آپؑ نے فرمایا اے میسر یہ بتاؤ کہ تم عصر کی نماز چار رکعت پڑھو وہ افضل ہے یا چھ رکعت پڑھو وہ افضل ہے؟ میں نے عرض کیا میں چار رکعت پڑھوں تو وہ افضل ہے آپؑ نے فرمایا بس اسی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت غیر سنت سے افضل ہے۔

(۲۵۳۰) اور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا گیا کہ ایک شخص کا گھر جحفہ کے پیچھے واقع ہے وہ احرام کہاں سے باندھے؟ آپؑ نے فرمایا وہ اپنے گھر سے احرام باندھے۔

(۲۵۳۱) اور دوسری حدیث میں ہے کہ جس شخص کا گھر میقات اور مکہ کے درمیان ہے تو اس پر واجب ہے کہ وہ اپنے گھر سے احرام باندھے۔

(۲۵۳۲) حسن بن محبوب نے عبداللہ بن سنان سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے آپؑ نے فرمایا جو شخص مدینہ میں ایک ماہ یا اس سے کچھ زیادہ قیام کرے پھر حج کا ارادہ کرے اور اس کو خیال ہو کہ وہ مدینے کی راہ کو چھوڑ کر کسی دوسرے راستے سے حج کو جائے تو جب وہ مسجد شجرہ اور بیداء سے چھ میل کے محاذات پر پہنچے تو وہاں سے احرام باندھے۔

باب : احرام باندھنے کا تہیہ

(۲۵۳۳) معاویہ بن عمار نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے آپؑ نے فرمایا کہ جب تم عراق کی طرف سے مقام عقیق پر (احرام باندھنے کے لئے) پہنچو یا ان مواقیت میں سے کسی ایک پر پہنچو اور تمہارا ارادہ احرام باندھنے کا ان شاء اللہ تعالیٰ ہو تو اپنی دونوں بغلوں کے بال صاف کر لو۔ اپنے ناخن تراش لو۔ اپنے پیڑو کے بالوں پر طلاء کر لو۔ اپنی مونچھیں تراش لو اور ان میں سے جس کو بھی پہلے شروع کرو تمہارے لئے کوئی ہرج نہیں۔ پھر مسواک کرو اور غسل کر کے اپنے کپڑے پہن لو اور چاہیئے کہ ان تمام باتوں سے قبل زوال فارغ ہو جاؤ ان شاء اللہ تعالیٰ اگر زوال آفتاب تک نہ بھی فارغ ہو تو کوئی ہرج نہیں ہے لیکن اگر ان تمام باتوں سے تم زوال آفتاب سے قبل فارغ ہو لو تو یہ میرے نزدیک بہت ہی اچھا ہے۔

(۲۵۳۴) اور معاویہ بن وھب نے روایت کی ہے کہ ہم لوگ مدینہ میں تھے وہاں لوگوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے تہیہ احرام کے متعلق دریافت کیا تو آپؑ نے فرمایا کہ تم مدینہ ہی میں نورا لگا لو اور جو کچھ تم سامان کرنا چاہتے ہو وہ کر لو اور اگر چاہو تو غسل بھی کر لو اور اگر چاہو تو اپنی قمیض پہن لو اور مسجد شجرہ چلے جاؤ۔

(۲۵۳۵) معاویہ بن عمار نے آپؑ سے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا جو میقات پر پہنچنے سے چھ شب پہلے طلاء کرتا ہے؟ آپؑ نے فرمایا کوئی ہرج نہیں پھر انہوں نے آپؑ سے ایک ایسے شخص کے متعلق سوال کیا جو مکہ پہنچنے سے سات شب پہلے طلاء کرتا ہے؟ آپؑ نے فرمایا اس میں کوئی ہرج نہیں۔

(۲۵۳۶) علی بن ابی حمزہ نے ابی بصیر سے روایت کی ہے اس کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے کسی شخص نے دریافت کیا اور اس وقت میں موجود تھا اس نے کہا کہ جب میں احرام کے لئے پہلا طلاء کروں تو پھر دوسرا طلاء کب کروں اور ان دونوں کے درمیان کتنے دنوں کا فاصلہ ہو؟ آپؑ نے فرمایا اگر ان دونوں کے درمیان دو جمعہ یعنی پندرہ دن کا فاصلہ ہو تو طلاء کرلو۔

(۲۵۳۷) ابن ابی عمیر نے ہشام بن سالم سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ ہم لوگوں کی ایک جماعت مدینہ میں تھی وہاں ہم لوگوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کے پاس پیغام بھیجا کہ ہم لوگ آپؑ سے رخصت ہونا چاہتے ہیں تو ہمارے پیغام کے جواب میں آپؑ نے کہلایا کہ تم لوگ مدینہ میں ہی غسل کرلو اس لئے کہ ذوالحلیفہ میں تمہارے لئے پانی کی مشکل ہوگی لہٰذا مدینہ میں غسل کر کے اپنے احرام کے لباس پہن لو۔ اور ایک ایک دو دو کر کے میرے پاس آؤ چنانچہ آپؑ کے فرمان کے مطابق ہم لوگ ان کے پاس جمع ہوگئے تو ابی یعفور نے آپؑ سے دریافت کیا کہ غسل احرام کے بعد تیل لگانے کے بارے میں آپؑ کیا فرماتے ہیں تو آپ نے فرمایا کہ غسل سے پہلے ہو یا بعد میں یا غسل کے ساتھ ساتھ اس میں کوئی ہرج نہیں پھر یہ کہہ کر آپؑ نے ایک شیشی منگوائی جس میں خالص روغن بان تھا آپؑ نے حکم دیا اور ہم لوگوں نے وہ روغن لگایا۔ اور جب ہم لوگ وہاں سے چلنے لگے تو آپؑ نے فرمایا اب اگر ذی الحلیفہ پہنچ کر پانی بھی مل جائے تو تم لوگ پر غسل واجب نہ ہوگا۔

(۲۵۳۸) اور محمد حلبی نے آنجناب علیہ السلام سے روغن خیری اور روغن بنفشہ کے متعلق دریافت کیا کہ اگر ہم لوگ احرام کا ارادہ کریں تو کیا یہ روغن ہم لوگ لگائیں؟ آپؑ نے فرمایا ہاں اور انہوں نے آپؑ سے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا کہ جو احرام کے لئے مدینہ میں غسل کرلیتا ہے آپؑ نے فرمایا یہی اسکو ذوالحلیفہ میں غسل سے کفایت کرے گا (وہاں غسل کی ضرورت نہ ہوگی)

(۲۵۳۹) معاویہ بن عمار نے آنجناب علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ اگر روغن میں مشک وعنبر و زعفران اور ورس (ایک قسم کی خوشبو دار گھاس جو صرف یمن میں ہوتی ہے) نہ ہو تو انسان غسل احرام سے پہلے جو روغن چاہے استعمال کرے نیز فرمایا کہ انسان اپنے احرام کے کپڑے خوشبو سے نہ بسائے۔

(۲۵۴۰) اور قاسم بن محمد جوہری نے علی بن ابی حمزہ سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں آنجناب علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا جو احرام باندھنے کا ارادہ رکھتا ہے اور خوشبو دار تیل لگا رہا ہے؟ آپؑ نے فرمایا انسان

جس وقت احرام باندھنے کا ارادہ کرے تو ایسا کوئی تیل نہ لگائے جس میں مشک وغیرہ ہو اور اسکی خوشبو احرام باندھنے کے بعد اس کے سر میں موجود رہے اور اسکے علاوہ غسل سے پہلے یا غسل کے بعد جو چاہے تیل استعمال کرے مگر احرام باندھنے کے بعد کسی قسم کا تیل لگانا تم پر حرام ہے جب تک تم احرام کھول کر محل نہ ہو جاؤ۔

(۲۵۴۱)　حمّاد نے حریز سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا اگر عورت سرمہ لگائے یا تیل لگائے اور ان سب کے بعد احرام کے لئے غسل کرلے تو کوئی ہرج نہیں ہے۔

(۲۵۴۲)　اور جمیل کی روایت ہے کہ آپ نے فرمایا کہ تمہارا دن کا غسل رات کے لئے کافی ہے اور تمہارا رات کا غسل دن کے لئے کافی ہے۔

(۲۵۴۳)　اور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا گیا کہ جس نے احرام کے لئے غسل کیا اسکے بعد اپنے ناخن تراشے آپ نے فرمایا پانی سے مسح کرلے (پانی لگالے) وہ دوبارہ غسل نہیں کرے گا۔اور کوئی ہرج نہیں اگر ایک شخص صبح سویرے غسل کرلے اور شام کو احرام باندھے اور اگر تم لبیک کہنے سے پہلے لباس پہنو تو اس کو اوپر سے اتارو اور تم پر کوئی کفارہ نہیں اور اگر تم نے لبیک کہنے کے بعد لباس پہنا تو اس کو نیچے سے اتارو اور تم پر ایک بکری کے دَم کا کفارہ ہے اور اگر تم مسئلے سے ناواقف تھے تو تم پر کوئی کفارہ وغیرہ نہیں ہے۔اور اگر کوئی شخص احرام کے لئے غسل کر کے اپنی سر رومال وازار سے پونچھے تو کوئی ہرج نہیں اور اگر کوئی شخص احرام کے لئے غسل کرے پھر احرام باندھنے سے پہلے سو جائے تو مستحب ہے کہ وہ دوبارہ غسل کرلے اس لئے کہ تسلسل منقطع ہو گیا۔

(۲۵۴۴)　عیص بن قاسم نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ اس کا بیان ہے کہ میں نے آنجنابؑ سے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا جس نے مدینہ میں احرام کے لئے غسل کیا اور دو کپڑے پہن لئے پھر احرام باندھنے سے پہلے سو گیا؟ آپ نے فرمایا اس پر دوبارہ غسل نہیں ہے اور جو شخص اول شب میں غسل کرے اور آخر شب میں احرام باندھے تو وہ غسل اسکے لئے کافی ہے۔

باب　:　حاجیوں کی قسمیں

(۲۵۴۵)　منصور بن صیقل نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا ہمارے نزدیک حاجی تین قسم کے ہوتے ہیں ایک حاجی حج تمتع کرنے والا۔ایک حاجی حج مفرد کرنے والا اور ایک حاجی جو قربانی کا جانور اپنے ساتھ لائے۔اور اپنے ساتھ قربانی کا جانور لانے والے ہی کو قارِن کہتے ہیں۔

اہل مکہ اور جو وہاں حاضر ہے اسکے لئے جائز نہیں ہے کہ وہ حج کے لئے عمرہ سے تمتع کرے بس ان کے لئے حج قران یا حج افراد ہے۔اللہ تعالیٰ کے اس قول کے بنا پر فمن تمتع بالعمرۃ الی الحج فما استیسر من الھدی - (جو شخص حج تمتع کا

عمرہ کرے تو اس کو جو قربانی میسر آئے کرنی ہوگی) (سورہ بقرہ آیت ۱۹۶) پھر اس کے بعد ارشاد باری تعالیٰ ہے ذلک لمن لم یکن اھلہ حاضری المسجدالحرام (یہ حکم اس شخص کے بارے میں ہے جس کے اہل خانہ مسجد حرام (مکہ) کے باشندے نہ ہوں) (سورہ بقرہ آیت ۱۹۶)

اور مسجد حرام مکہ کے باشندہ ہونے کے حدود یہ ہیں کہ جو شخص مکہ اور اسکے اطراف اڑتالیس میل کے اندر ہو اور جو اس سے باہر ہے تو وہ صرف حج تمتع بالعمرہ کرے گا اسکے علاوہ کوئی دوسرا حج اللہ اس سے قبول نہیں کرے گا۔

(۲۵۴۶) ابن بکیر نے زرارہ سے روایت کی ہے اس کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ جس شخص نے خانہ کعبہ کا طواف کرلیا اور صفا و مروہ کے درمیان سعی کرلی تو خواہ وہ چاہے یا نہ چاہے وہ محل ہوگیا سوائے یہ کہ وہ اسی سال عمرہ بجالائے یا یہ کہ قربانی کا جانور ساتھ لایا ہو یا جانور پر نشان لگایا ہو یا اسکی گردن میں جوتا بطور قلادہ لٹکا دیا ہو۔

(۲۵۴۷) اور ابن اُذینہ نے زرارہ سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ ایک شخص حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں آیا آپؑ اس وقت مقام ابراہیمؑ کے پیچھے تھے اس نے عرض کیا کہ میں نے حج اور عمرہ کے درمیان قِران کرلیا۔ آپؑ نے فرمایا کیا تو نے خانہ کعبہ کا طواف کرلیا اس نے کہا جی ہاں آپؑ نے پوچھا اور تو قربانی کا جانور اپنے ساتھ لایا؟ اس نے کہا نہیں تو آپؑ نے اسکے سر کے بال پکڑے اور فرمایا خدا کی قسم تو محل ہوگیا۔

(۲۵۴۸) ابو ایوب نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا اگر ان (مخالف) گروہوں میں سے کوئی حج قِران کرتا ہے یا قربانی کا جانور اپنے ساتھ لاتا ہے تو اسے چھوڑ دو وہ اپنے کیئے کی سزا (عذاب) خود بھگتے گا۔

(۲۵۴۹) اور یعقوب بن شعیب سے روایت کی گئی ہے اس کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص حج اور عمرہ کیلئے احرام باندھتا ہے اور عمرہ سے ابتدا کرتا ہے تو کیا وہ اس طرح سے تمتع کرے؟ آپؑ نے فرمایا ہاں۔

(۲۵۵۰) اور اسحاق بن عمار نے ابی بصیر سے روایت کی ہے کہ ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا ایک شخص حج افراد کرتا ہے خانہ کعبہ کا طواف کرتا ہے، صفا اور مروہ کے درمیان سعی کرتا ہے، پھر اسکے جی میں آتا ہے کہ وہ اسے عمرہ قرار دیدے؟ آپؑ نے فرمایا اگر اس نے سعی کرنے کے بعد اور تقصیر (بال کاٹنے) سے پہلے لبیک کہہ لیا ہے تو پھر یہ اس کا عمرہ تمتع نہیں ہوگا۔

(۲۵۵۱) اور علی بن میسر نے حضرت ابو جعفر ثانی (امام علی النقی) علیہ السلام سے خط لکھ کر دریافت کیا کہ ایک شخص نے ماہ رمضان میں عمرہ کیا پھر حج کا موسم آگیا کیا وہ تنہا مفرداً حج کرے یا عمرہ تمتع بھی کرے اور ان دونوں میں کون افضل و بہتر ہے؟ آپؑ نے جواب میں تحریر فرمایا وہ عمرہ تمتع کرے۔

(۲۵۵۲) حفص بن بختری نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا خدا کی قسم متعتہ الحج افضل ہے اسکے لئے قرآن نازل ہوا اور یہ سنت تاقیامت جاری رہے گی۔

(۲۵۵۳) حلبی نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے آپؑ نے فرمایا کہ ابن عباس کا قول ہے کہ حج میں عمرہ تاقیامت داخل رہیگا۔

(۲۵۵۴) ابو ایوب ابراہیم بن عثمان خزاز نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ حج کی کون سی قسم افضل و بہتر ہے؟ آپؑ نے فرمایا متعتہ الحج اور بھلا اس سے کونسی شے افضل ہو سکتی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمایا کرتے تھے کہ جو کام میں نے پیچھے کیا وہ پہلے کیا ہوتا تو میں بھی وہی کرتا جو لوگ کر رہے ہیں۔

اور تمتع کرنے والا وہ شخص ہے جو حج کے مہینوں میں حج کرے اور جب مکہ کے گھروں کو دیکھے تو لبیک کہنا منقطع کر دے اور مکہ میں داخل ہو تو سات مرتبہ کعبہ کا طواف اور مقام ابراہیمؑ کے پاس دو رکعت نماز پڑھے۔ اور صفا و مروہ کے درمیان سعی کرے اور اپنے بال ترشے اور محل ہو جائے (یعنی احرام کھول دے) تو یہ عمرہ ہے اب وہ اپنے کپڑے پہن سکتا ہے، عورت سے جماع کر سکتا ہے، خوشبو کا استعمال کر سکتا ہے اور ہر وہ چیز جو حالت احرام میں اس پر حرام تھی وہ حلال ہو گئی سوائے شکار کے اس لئے کہ یہ حدود حرم میں محل کیلئے بھی حرام ہے اور محرم کیلئے حل و حرم دونوں میں حرام ہے اور اسکے علاوہ وہ حج تک ہر چیز سے متمتع ہو گا اور فائدہ اٹھائے گا۔

اور حج یوم ترویہ (۸ ذی الحجہ) کے بعد ہوتا ہے دوسرا احرام باندھنے کے بعد حج مفرد کیلئے پھر منیٰ کیلئے نکل جانا اور وہاں سے عرفات اور تلبیہ (لبیک کہنا) قطع کر دینا زوال آفتاب تک یوم عرفہ میں اور وہاں ظہر و عصر کی نماز کو جمع کرکے پڑھنا ایک اذان اور دو اقامتوں کے ساتھ، پھر غروب آفتاب تک وہاں ٹھہرنا، پھر وہاں سے مشعر الحرام کیلئے روانہ ہونا اور وہاں پہنچ کر مغرب و عشاء کی نماز ایک اذان اور دو اقامتوں کے ساتھ جمع کرکے پڑھنا، پھر جبل شبیر سے طلوع آفتاب ہونے تک مشعر الحرام میں وقوف، پھر وہاں سے منیٰ کی طرف واپسی، پھر وہاں پہنچ کر قربانی کا جانور ذبح کرنا، پھر سر کے بال مونڈوانا پھر جمرات کو پتھر مارنا، پھر مسجد حصباء میں داخل ہونا اور وہاں پشت کے بل چت لیٹنا (استحباباً) پھر خانہ کعبہ کی زیارت کو جانا اور حج کا طواف کرنا کہ یہی طواف زیارت ہے۔ پھر طواف النساء۔ یہ سب اس کیلئے ہے جو تمتع کرتا ہے اور حج تمتع کرنے والے کیلئے تین طواف ہیں ایک طواف عمرہ دوسرا طواف حج اور تیسرا طواف النساء اور دو سعی صفاء و مروہ کے درمیان جس کا ہم نے پہلے ذکر کیا۔

اور حج قران اور حج افراد کرنے والے پر خانہ کعبہ کے دو طواف اور صفاء و مروہ کے درمیان دو سعی واجب ہے اور عمرہ کے بعد وہ دونوں محل نہیں ہونگے بلکہ اپنے اسی پہلے احرام پر قائم رہیں گے اور جب مکہ کے گھروں کو دیکھیں گے تو وہ تلبیہ کہنا قطع نہیں کریں گے جبکہ متمتع بالعمرہ تلبیہ منقطع کر دیتا ہے بلکہ وہ عرفہ کے دن زوال آفتاب کے وقت تلبیہ منقطع

کریں گے اور قارن اور مفرد والوں کا معاملہ ایک ہے سوائے اس کے کہ قارن چونکہ قربانی کا جانور ساتھ لایا ہے اس لئے وہ مفرد سے افضل ہے۔

(۲۵۵۵) درست نے محمد بن فضل ہاشمی سے روایت کی اسکا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں اپنے بھائیوں کے ہمراہ حضرت امام جعفر علیہ اسلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ ہم لوگوں کا ارادہ حج کا ہے مگر ہم میں سے بعض کنوارے ہیں آپؑ نے فرمایا تم لوگوں کیلئے حج میں عمرہ تمتع لازم ہے اس لئے کہ ہمیں تم سے کسی ایک سے بھی اطمینان نہیں اور منکرات سے اور موزوں پر مسح کرنے سے اجتناب کرنا۔

باب : فرائض حج

حج کے فرائض سات ہیں ۔ احرام،تلبیہات چار عدد جسکو آہستہ آہستہ اور چپکے چپکے کہنا ہے اور وہ یہ ہیں۔ لَبَّیْکَ اَللّٰھُمَّ لَبَّیْکَ لَا شَرِیْکَ لَکَ لَبَّیْکَ اِنَّ الْحَمْدَ وَ النِّعْمَۃَ لَکَ وَ الْمُلْکَ لَا شَرِیْکَ لَکَ (میں حاضر ہوں اے اللہ میں حاضر ہوں ، تیرا کوئی شریک نہیں میں حاضر ہوں، بیشک حمد و نعمت تیرے ہی لئے ہے اور ملک میں بھی تیرا کوئی شریک نہیں)۔ خانہ کعبہ کا طواف ، مقام ابراہیمؑ کے پاس دو رکعت نماز، صفاء و مروہ کے درمیان سعی ، مشعرالحرام میں وقوف (ٹہرنا) اور حج تمتع کرنے والے کیلئے جانور کی قربانی۔

(۲۵۵۶) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ عرفات میں وقوف (ٹہرنا) سنت ہے اور مشعرالحرام میں وقوف فرض ہے اور ان کے علاوہ جتنے مناسک ہیں وہ سب سنت ہیں۔

باب : مال حرام سے حج کرنے والے کے بارے میں حدیث

(۲۵۵۷) ائمہ علیہم السلام سے روایت ہے کہ ان حضرات نے فرمایا جو شخص مال حرام سے حج کرے گا اس کو تلبیہ کے وقت ندا دی جائیگی کہ لا لبیک و لا سعدیک (نہیں تو حاضر نہیں ہوا تو نیکوکار نہیں ہے۔)

باب : احرام باندھنے کے احکام اسکے شرائط اور اسکے نواقص اور اس کی نماز

(۲۵۵۸) معاویہ بن عمار نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے آپؑ نے فرمایا کہ احرام کسی نماز فریضہ یا نماز نافلہ پڑھنے کے بعد ہی باندھا جائیگا اسکے بغیر نہیں۔اگر نماز فریضہ ہے تو اس کے سلام کے بعد تم احرام باندھو گے اور اگر نماز نافلہ ہے تو اسکی دو رکعت پڑھنے کے بعد احرام باندھو گے۔ پس جب تم نماز پڑھ چکو تو پھر تم اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء بجالاؤ اور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود بھیجو اسکے بعد کہو اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ اَنْ تَجْعَلَنِیْ مِمَّنْ اِسْتَجَابَ لَکَ

وَ آمَنَ بِوَعْدِکَ وَ اتَّبَعَ أَمْرَکَ، فَإِنِّیْ عَبْدُکَ وَ فِیْ قَبْضَتِکَ لَا أُوْقَى إِلَّا مَا وَقَیْتَ، وَلَا آخُذُ إِلَّا مَا أَعْطَیْتَ، وَقَدْ ذَکَرْتَ الْحَجَّ فَأَسْأَلُکَ أَنْ تَعْزِمَ لِیْ عَلَیْهِ عَلٰی کِتَابِکَ وَسُنَّةِ نَبِیِّکَ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَ آلِهٖ وَ سَلَّمْ) وَتُقَوِّیَنِیْ عَلٰی مَاضَعُفْتُ عَنْهُ وَتَتَسَلَّمَ مِنِّیْ مَنَاسِکِیْ فِیْ یُسْرٍ مِنْکَ وَعَافِیَةٍ، وَاجْعَلْنِیْ مِنْ وَفْدِکَ الَّذِیْنَ رَضِیْتَ وَارْتَضَیْتَ وَ سَمَّیْتَ وَکَتَبْتَ، اَللّٰهُمَّ إِنِّیْ خَرَجْتُ مِنْ شُقَّةٍ بَعِیْدَةٍ، وَأَنْفَقْتُ مَالِیَ ابْتِغَاءَ مَرْضَاتِکَ، اَللّٰهُمَّ فَتَمِّمْ لِیْ حَجَّتِیْ، اَللّٰهُمَّ إِنِّیْ أُرِیْدُ التَّمَتُّعَ بِالْعُمْرَةِ إِلَى الْحَجِّ عَلٰی کِتَابِکَ وَسُنَّةِ نَبِیِّکَ صَلَوَاتُکَ عَلَیْهِ وَ آلِهٖ، فَإِنْ عَرَضَ لِیْ عَارِضٌ یَحْبِسُنِیْ فَحُلَّنِیْ حَیْثُ حَبَسْتَنِیْ لِقَدَرِکَ الَّذِیْ قَدَّرْتَ عَلَیَّ، اَللّٰهُمَّ إِنْ لَمْ تَکُنْ حَجَّةٌ فَعُمْرَةٌ، أَحْرَمَ لَکَ شَعْرِیْ وَبَشَرِیْ وَلَحْمِیْ وَ دَمِیْ وَعِظَامِیْ، وَمُخِّیْ وَعَصَبِیْ مِنَ النِّسَاءِ وَالثِّیَابِ وَالطِّیْبِ، أَبْتَغِیْ بِذٰلِکَ وَجْهَکَ وَالدَّارَ الْآخِرَةَ (اے اللہ میں تجھ سے التجا کرتا ہوں کہ مجھے ان لوگوں میں شمار کرلے جنہوں نے تیری دعوت قبول کی اور تیرے وعدے پر ایمان لائے اور تیرے حکم کی تعمیل کی اور تجھ سے التجا کرتا ہوں کہ تو مجھے اس پر اپنی کتاب اور اپنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت کے مطابق قائم و مستحکم رکھ اور جس موقع پر میں کمزور پڑوں تو مجھے قوت عطا کر اور میرے مناسک کو بآسانی وباعافیت ادا کرا۔ اور اسے قبول فرما۔ اور مجھے ان حاجیوں کے گروہ میں قرار دے جن سے تو راضی ہے اور جنہیں تونے منتخب کیا ہے اور ان کا نام حاجی رکھا ہے۔ اور حاجیوں کی فہرست میں لکھا ہے۔ اے اللہ میں ایک دور دراز خطہ سے آیا ہوں اور تیری خوشنودی حاصل کرنے کیلئے میں نے اپنا مال خرچ کیا ہے۔ اے اللہ تو میرے حج کو پورا اور مکمل فرما۔ اے اللہ میں حج کے ساتھ عمرے سے متمتع ہونا چاہتا ہوں تیری کتاب اور تیرے نبی صلوات اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مطابق۔ پس اگر کوئی مرض پیش آجائے جو مجھے روک دے تو جس طرح وہ مرض پیش آیا ہے اسی طرح اپنی اس قدرت کے ساتھ جو تجھے مجھ پر ہے مجھے چھڑا دے۔ اے اللہ اگر حج ممکن نہ ہو تو پھر عمرہ ہی صحیح، میں تیرے لئے حرام کرتا ہوں اپنے بال اپنی کھال اپنے گوشت اپنے خون اپنی ہڈی اپنی ہڈیوں کے گودے پر اور اپنی رگوں پر عورت کو، کپڑے کو، خوشبو کو اور اس سے صرف تیری خوشنودی اور دار آخرت میں تیری طرف سے جزا چاہتا ہوں۔)

احرام باندھتے وقت ایک مرتبہ یہ کہو پھر اٹھو اور تھوڑی دور چلو جب راستہ پکڑ لو تو خواہ پیدل چلو خواہ سواری پر تلبیہ (لبیک کہنا) شروع کردو۔

(۲۵۵۹) حلبی نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رات کو احرام باندھتے تھے یا دن کو؟ آپؑ نے فرمایا کہ دن کو میں نے پوچھا کس وقت؟ آپؑ نے فرمایا نماز ظہر کے وقت۔ میں نے عرض کیا آپؑ کی کیا رائے ہے ہم لوگ کس وقت احرام باندھیں؟ آپؑ نے فرمایا تم لوگوں کے لئے ہر وقت برابر ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نماز ظہر کے وقت احرام اس لئے باندھا کہ پانی کی کمی تھی وہ پہاڑ کی چوٹیوں پر ملتا تھا اور لوگ دوپہر جیسے وقت میں وہاں سے جاتے تھے اور تقریباً ان کو پانی نہیں ملتا تھا اور میں پانی کی یہ حدیث بیان کر چکا ہوں۔

(۲۵۶۰) ابن ابی عمیر نے حمّاد بن عثمان سے روایت کی انہوں نے بیان کیا کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا میں حج کے سلسلہ میں عمرہ تمتع کرنا چاہتا ہوں تو نیت کیا کروں ؟آپؑ نے فرمایا تم یہ کہو۔
اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اُرِیْدُ التَّمَتُّعَ بِالْعُمْرَۃِ اِلَی الْحَجِّ عَلٰی کِتَابِکَ وَ سُنَّۃِ نَبِیِّکَ۔(اے اللہ میں تیری کتاب اور تیرے نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی سنت کے مطابق حج کے ساتھ عمرہ تمتع کرنا چاہتا ہوں) اور اگر تم چاہو تو یہ نیت دل میں کر لو۔

(۲۵۶۱) حمران بن اعین نے آنجناب علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا جو کہتا ہے کہ جس طرح تو نے مجھے محرم کیا ہے ویسے اب مجھے محل کر دے۔آپؑ نے فرمایا وہ خواہ یہ کہے یا نہ کہے اللہ نے جس طرح اس کو محرم کیا ہے وہ محل ہو جائے گا۔

(۲۵۶۲) حفص بن بختری اور معاویہ بن عمّار و عبدالرحمن بن حجاج اور حلبی ان سب نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ جب تم مسجد شجرہ میں نماز پڑھو تو بعدِ نماز اٹھنے سے پہلے بیٹھے ہی بیٹھے وہ کہو جو ایک احرام باندھنے والا کہتا ہے پھر اٹھو اور ایک میل چلو اور بیداء تک پہنچو اور جب بیداء پہنچو تو تلبیہ (لبیک) کہو۔
اور اگر تم نے مسجد حرام سے حج کے لئے احرام باندھا ہے تو اگر چاہو تو مقام ابراہیمؑ کے پیچھے پہنچکر لبیک کہو مگر افضل و بہتر یہ ہے کہ وہاں سے چلو اور جب ارقطاء (جگہ کا نام) تک پہنچو تو ابطح کی طرف روانگی سے پہلے لبیک کہو۔

(۲۵۶۳) اور ہشام بن حکم نے جو حدیث حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے اس میں ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ اور جب تم غمرہ (وسط وادی عقیق) یا برید البعث سے احرام باندھو نماز پڑھو اور احرام باندھنے والا جو کہتا ہے وہ اپنی نماز کے بعد کہو اگر چاہو تو اسی اپنی جگہ پر لبیک کہہ لو مگر افضل یہ ہے کہ چند قدم پیدل چلو پھر لبیک کہو۔

(۲۵۶۴) اور ابن فضّال نے حضرت ابوالحسن علیہ السلام سے روایت کی ہے ایک ایسے شخص کے متعلق جو ذاالحلیفہ آتا ہے یا بعد نماز عصر کسی وقت بھی آتا ہے یا ایسے وقت آتا ہے جو نماز کا وقت نہیں ہے ؟آپؑ نے فرمایا نہیں (وہ احرام نہیں باندھے گا) بلکہ نماز کے وقت کا انتظار کرے گا اور اسی وقت نماز پڑھے گا۔ مصنف علیہ الرحمہ فرماتے ہیں آپ نے یہ ارشاد شہرت کے خوف سے فرمایا ہے۔

(۲۵۶۵) حفص بن بختری نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے ایک ایسے شخص کے متعلق کہ جس نے مسجد شجرہ میں احرام باندھا اور لبیک کہنے سے پہلے اپنی زوجہ سے مجامعت کر لی۔آپؑ نے فرمایا اس پر کوئی گناہ نہیں ہے۔

(۲۵۶۶) اور ابان کی روایت میں جو انہوں نے علی بن عبدالعزیز سے کی ہے یہ ہے کہ انہوں نے کہا حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ذی الحلیفہ میں احرام کے لئے غسل فرمایا اور نماز پڑھی پھر فرمایا تم لوگوں کے پاس شکار کا جو گوشت ہو وہ لاؤ۔تو آپؑ کے سامنے دو عدد چکور لائے گئے آپؑ نے ان دونوں کو نوش فرمایا اسکے بعد احرام باندھا۔

(۲۵۶۷) اور عبدالرحمن بن حجاج کی روایت میں ہے جو انہوں نے آنجناب علیہ السلام سے کی ہے کہ آپؑ نے مسجد شجرہ میں دو رکعت نماز پڑھی اور احرام کا لباس پہنا پھر نکلے تو آپؑ کے سامنے خبیص (کھجور، زیتون و گھی سے بنا ہوا حلوا) پیش کیا گیا جس میں زعفران پڑی ہوئی تھی تو آپؑ نے اس کو لبیک کہنے سے پہلے نوش فرمایا۔

(۲۵۶۸) اور وھب بن عبدربہ نے آنجناب علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے متعلق روایت کی ہے کہ جس کے ساتھ اسکی ام ولد (وہ کنیز کہ جس کے پیٹ سے مالک کے نطفہ سے بچہ پیدا ہوا ہو) تھی اس نے اپنے مالک سے پہلے احرام باندھ لیا کیا اس مالک کے لئے یہ جائز ہے کہ اسکے احرام کو تڑوا دے اور اپنے احرام باندھنے سے پہلے اس سے مجامعت کرے ؟ آپؑ نے فرمایا کہ ہاں۔

(۲۵۶۹) اور ہمارے بعض اصحاب نے حضرت ابی ابراہیم علیہ السلام کو خط لکھکر ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا کہ جو مسجد شجرہ میں گیا دو رکعت نماز پڑھی اور لباس احرام پہنا پھر مسجد سے نکلا تو اسکے جی میں آیا کہ لبیک کہنے سے پہلے اپنی عورت سے مجامعت کرے ؟ تو آپؑ نے جواب میں تحریر فرمایا کہ ہاں یا تحریر فرمایا کہ اس میں کوئی ہرج نہیں۔

باب : اشعار اور تقلید

(۲۵۷۰) عمرو بن شمر نے جابر سے اور انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ تم لوگ قربانی کے اونٹ کو اچھی طرح اشعار کرو (یعنی اسکے کوہان پر اچھی طرح چر کہ لگاؤ) کیونکہ اس کے خون کا پہلا قطرہ جوں ہی ٹپکے گا اللہ تعالیٰ قربانی کرنے والے کے گناہ معاف کردے گا۔

(۲۵۷۱) اور حریز نے زرارہ سے انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا پرانے لوگ قربانی کے لئے گوسفند اور گائے جب ساتھ لاتے تو اسکے گلے میں اپنے جوتے وغیرہ بطور نشانی لٹکا دیا کرتے تھے مگر نئے لوگوں نے اس کو ترک کردیا اور اب اسکے گلے میں دھاگہ یا چمڑے کا تسمہ ڈال دیتے ہیں۔

(۲۵۷۲) معاویہ بن عمار نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے ایک ایسے شخص کے متعلق کہ جو قربانی کا جانور اپنے ساتھ لایا مگر نہ اس نے اسکے کوہان پر اشعار کے لئے چر کہ لگایا اور نہ اس کی گردن میں بطور قلادہ (کچھ) لٹکایا۔ آپؑ نے فرمایا (وہ اس نیت سے یہ جانور اپنے ساتھ لایا) یہی اس کے لئے کافی ہے اس لئے کہ بہت سے لوگ ایسے ہیں کہ جو نہ اشعار کرتے ہیں نہ تقلید اور اسکی پشت پر کوئی چادر وغیرہ ڈالتے ہیں۔

(۲۵۷۳) حسن بن محبوب نے جمیل بن صالح سے انہوں نے فضیل بن لیسار سے روایت کی ہے انہوں نے کہا کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے کہا کہ ایک شخص نے میقات سے احرام باندھا اور چلا اور پھر ایک دو دن کے بعد اس نے قربانی کا جانور خریدا اور اسکو اشعار و تقلید کیا اور لیکر روانہ ہوا۔ آپؑ نے فرمایا اگر اس نے اسکو حدود حرم میں

داخل ہونے سے پہلے خریدا ہے تو کوئی حرج نہیں۔ میں نے عرض کیا اور اگر اس نے اس میقات پر پہنچنے سے پہلے خریدا جس سے وہ احرام باندھے گا اور خریدتے ہی اس نے اس کو اشعار کیا اور تقلید کی تو کیا اس پر وہ سب کچھ واجب ہے جو ایک احرام باندھنے والے پر واجب ہے؟ آپؑ نے فرمایا نہیں بلکہ جب وہ میقات پر پہنچ جائے تو احرام باندھے اور دوبارہ اسکو اشعار وتقلید کرے اس لئے کہ پہلا اشعار اور تقلید کچھ نہیں ہے۔

(۲۵۷۴) محمد بن فضیل نے ابوالصباح کنانی سے روایت کی ہے اس کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے دریافت کیا قربانی کے اونٹ کو اشعار کیسے کیا جائے؟ آپؑ نے فرمایا تم اس کو اس وقت اشعار کرو جب وہ بیٹھا ہوا ہو۔ اور اس کے کوہان کی داھنی جانب اشعار (چرکہ) لگاؤ اور نحر ایسی حالت میں کرو جب وہ کھڑا ہو اور داھنی جانب سے نحر کرو۔

(۲۵۷۵) اور معاویہ بن عمار کی روایت میں ہے جو انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے کی ہے آپؑ نے فرمایا تم قربانی کے جانور کے گلے میں اپنا وہ پرانا جوتا لٹکاؤ جس میں تم نے نماز پڑھی ہو اور اشعار و تقلید بمنزلہ تلبیہ کے ہے۔

(۲۵۷۶) اور عبداللہ بن سنان کی روایت میں ہے جو اس نے آنجناب علیہ السلام سے کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ تم اس کو اشعار ایسی حالت میں کرو کہ وہ بندھا ہوا ہو۔

(۲۵۷۷) ابن فضال نے یونس بن یعقوب سے روایت کی ہے اس کا بیان ہے کہ میں مدینہ میں تھا کہ عمرہ کے لئے نکلا، ایک قربانی کا جانور خریدا اور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں آدمی بھیج کر دریافت کیا کہ میں اسکا کیا کروں۔ تو انہوں نے آدمی سے کہلایا کہ تم اسکا کیا کرنا چاہتے تھے اگر تم اسکو عرفہ سے بھی خرید لیتے تو یہ تمہارے لئے کافی ہوتا۔ نیز کہلایا کہ اب تم اس کو لیکر مسجد شجرہ جاؤ اور اسکو قبلہ رو بٹھا دو پھر مسجد کے اندر جاؤ دو رکعت نماز پڑھو پھر نکل کر اسکے پاس آؤ اور اسکے کوہان کے داھنی جانب اشعار کرو یعنی چرکہ لگاؤ اور یہ کہو۔ بِسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُمَّ مِنْکَ وَلَکَ۔ اَللّٰهُمَّ تَقَبَّلْ مِنِّیْ۔ (اللہ کے نام سے اے اللہ یہ تیری طرف سے ہے اور تیرے لئے ہے اے اللہ تو اسکو میری طرف سے قبول فرما) پھر جب بیداء کی بلندی پر پہنچو تو تلبیہ کرو (لبیک کہو۔)

باب : تلبیہ

(۲۵۷۸) نضر بن سوید نے عبداللہ بن سنان سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے آپؑ نے فرمایا کہ جب نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تلبیہ کرتے تو یہ کہتے۔ لَبَّیْکَ اَللّٰهُمَّ لَبَّیْکَ لَاشَرِیْکَ لَکَ لَبَّیْکَ، اِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَکَ وَالْمُلْکَ، لَاشَرِیْکَ لَکَ (لَبَّیْکَ) لَبَّیْکَ ذِالْمَعَارِجِ لَبَّیْکَ (میں حاضر ہوں اے اللہ میں حاضر ہوں میں حاضر ہوں تیرا کوئی شریک نہیں میں حاضر ہوں بیشک ہر طرح کی حمد تیرے لئے ہے اور نعمت تیرے لئے ہے اور ملک بھی،

تیرا کوئی شریک نہیں میں حاضر ہوں میں حاضر ہوں اے بلندیوں والے میں حاضر ہوں۔)

اور ذی المعارج کی تکرار بار بار فرماتے اور آپ جب کسی سواری کے قریب پہنچتے تو لبیک کہتے یا کسی ٹیلے پر چڑھتے تو لبیک کہتے یا کسی وادی میں اترتے تو لبیک کہتے رات کے آخری حصہ میں لبیک کہتے اور ہر نماز کے بعد لبیک کہتے۔

(۲۵۷۹) اور حریز کی روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب احرام باندھا تو آپ کے پاس جبریل علیہ السلام آئے اور کہا کہ آپؐ اپنے اصحاب کے ساتھ عج اور ثج کے ساتھ جائیں عج کا مطلب بلند آواز سے تلبیہ کرنا اور ثج کا مطلب قربانی کا اونٹ نحر کرنا ہے۔

(۲۵۸۰) ابو سعید مکاری نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے عورتوں سے چار چیزیں اٹھالی ہیں۔ بآواز بلند تلبیہ کہنا۔ اور صفاء مروہ کے درمیان ہرولہ کے ساتھ (کندھا اچکاتے ہوئے دوڑنا) اور خانہ کعبہ میں داخل ہونا اور حجر اسود کو مس کرنا۔

(۲۵۸۱) حلبی نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا اگر تم ناپاکی حالت میں بھی ہو تو تلبیہ کہنے میں کوئی ہرج نہیں یا کسی حالت میں بھی ہو۔

(۲۵۸۲) جابر نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ اگر کوئی شخص حالت جنابت میں بھی ہو تو اسکے لئے تلبیہ کہنے میں کوئی ہرج نہیں ہے۔

(۲۵۸۳) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ آدمی جب احرام باندھے ہوئے ہو اور کوئی اسکو پکارے تو جواب میں لبیک کہنا مکروہ ہے۔

(۲۵۸۴) اور ایک دوسری حدیث میں ہے کہ کسی احرام والے کو جب پکارا جائے تو وہ جواب میں لبیک نہ کہے بلکہ یا سعد کہے۔

(۲۵۸۵) حضرت امیر المومنین نے بیان فرمایا کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس جبریل علیہ السلام آئے اور کہا کہ تلبیہ احرام باندھنے والے کا شعار ہے لہذا آپ بلند آواز سے تلبیہ کہیں۔ لَبَّیْکَ اَللّٰھُمَّ لَبَّیْکَ لَاشَرِیْکَ لَکَ لَبَّیْکَ اِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَکَ وَالْمُلْکَ لَاشَرِیْکَ لَکَ لَبَّیْکَ۔

(۲۵۸۶) بیان کیا مجھ سے محمد بن قاسم استرآبادی نے روایت کرتے ہوئے یوسف بن محمد بن زیاد اور علی بن محمد بن یسار سے اور ان دونوں نے اپنے باپ سے انہوں نے حسنؑ بن علیؑ بن محمدؑ بن علیؑ بن موسیؑ بن جعفرؑ بن محمدؑ بن علیؑ بن حسینؑ بن علیؑ بن ابی طالبؑ سے روایت کی ہے کہ آپ نے بیان کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ بن عمران کو مبعوث بہ رسالت کیا اور انہیں منتخب فرمایا انہیں نجات دیتے ہوئے انکے لئے دریا شگافتہ کیا اور بنی اسرائیل کو نجات دی اور انہیں توریت اور الواح عطا کیں تو ان کو اللہ کے سامنے اپنی منزلت نظر آئی اور انہوں نے

کہا پروردگار تو نے تو مجھے وہ شرف و بزرگی عطا کی ہے کہ ایسا شرف اور ایسی بزرگی تو نے مجھ سے پہلے کسی کو عطا نہیں فرمائی۔ تو اللہ تعالیٰ نے کہا کہ اے موسیٰ کیا تمہیں نہیں معلوم کہ محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) میرے نزدیک میرے تمام ملائکہ بلکہ میری تمام مخلوقات سے افضل ہیں۔ حضرت موسیٰ نے کہا اچھا اگر محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) تیرے نزدیک تیری تمام مخلوقات میں سب سے زیادہ مکرم ہیں تو کیا انبیاء میں سے بھی کسی کی آل میری آل سے زیادہ مکرم ہے؟ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا اے موسیٰ کیا تمہیں یہ نہیں معلوم کہ محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی آل تمام انبیاء سے اسی طرح افضل ہے جس طرح محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) تمام مرسلین سے افضل ہیں۔ حضرت موسیٰ نے عرض کیا پروردگار اچھا اگر آل محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ایسے ہیں تو کیا تیرے نزدیک سارے انبیاء کی امت میں سے کوئی میری امت سے بھی افضل ہے ان پر تو نے ابر کا سایہ کیا اور ان کے لئے من وسلویٰ نازل فرمایا ان کے لئے دریا کو شگافتہ کیا۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا اے موسیٰ کیا تمہیں نہیں معلوم محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی امت بھی تمام امتوں سے اسی طرح افضل ہے جس طرح محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) میری تمام مخلوقات سے افضل ہیں۔ موسیٰ نے عرض کیا پروردگار کیا ہی اچھا ہو کہ تو مجھے ان کو دکھا دے تو اللہ تعالیٰ نے موسیٰ کی طرف وحی فرمائی کہ اے موسیٰ تم ان کو نہیں دیکھ سکو گے اس لئے کہ ابھی انکے ظہور کا وقت نہیں آیا ہاں تم ان کو (محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حضور میں) جنت عدن اور جنت الفردوس میں دیکھ سکو گے جو وہاں کی نعمتوں سے لطف اندوز اور وہاں کی خوبیوں سے لذت یاب ہوتے ہونگے اور اس وقت تم ان لوگوں کی آوازیں سن سکو گے موسیٰ نے کہا اچھا پروردگار یہی صحیح۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اچھا تو پھر کمر کو مضبوط باندھ لو اور میرے سامنے اس طرح کھڑے ہو جاؤ جسطرح ایک ناچیز بندہ اپنے جلیل القدر مالک کے سامنے کھڑا ہوتا ہے۔ موسیٰ نے ایسا ہی کیا تو ہمارے پروردگار نے آواز دی کہ اے محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی امت والو تو محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی امت کے جتنے لوگ اپنے آباء کے صلب میں اور اپنی ماؤں کے شکم میں تھے انہوں نے جواب دیا۔

لَبَّیْکَ اَللّٰھُمَّ لَبَّیْکَ لَبَّیْکَ لَاشَرِیْکَ لَکَ لَبَّیْکَ اِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَکَ وَالْمُلْکَ لَاشَرِیْکَ لَکَ لَبَّیْکَ - آپ نے فرمایا کہ پھر اللہ تعالیٰ نے اسی اجابت کو حج کا شعار قرار دیدیا۔

یہ حدیث طویل ہے یہاں میں اس میں سے بقدر حاجت لے لیا ہے پوری حدیث میں نے تفسیر قرآن میں دیدی ہے۔

باب : دوران حج حالت احرام میں کن کن باتوں سے پرہیز لازم ہے رفث و فسوق وجدال کی باتوں میں سے

(۲۵۸۷) محمد بن مسلم اور حلبی دونوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے قول خدا:

(الحج اشھر معلومات فمن فرض فیھن الحج فلارفث و لا فسوق و لا و جدال فی الحج) (سورہ بقرہ ۱۹۷) حج کے مہینے تو اب سب کو معلوم ہیں (شوال، ذی قعدہ، ذی الحجہ) پس جو شخص ان مہینوں میں اپنے اوپر حج لازم کرے تو احرام سے آخری حج تک نہ عورت کے پاس جائے نہ کوئی اور گناہ کرے اور نہ کسی سے جھگڑا اور تکرار کرے) کے متعلق دریافت کیا تو آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے بندوں پر ایک شرط عائد کی اور بندوں کیلئے اپنے اوپر ایک شرط رکھی ہے۔ پس جو شخص عائد کردہ شرط پوری کریگا تو اللہ تعالیٰ بھی اپنی طرف سے شرط پوری کردیگا۔ ان دونوں نے پوچھا کہ وہ کونسی شرط ہے جو اللہ نے بندوں پر عائد کی ہے اور وہ کونسی شرط ہے جو بندوں کیلئے ہے؟ آپ نے فرمایا وہ شرط جو بندوں پر عائد کی ہے وہ اسی قرآن کی آیت ہے الحج اشھر معلومات فمن فرض فیھن الحج فلارفث و لا فسوق و لا جدال فی الحج اور وہ شرط جو بندوں کیلئے ہے تو اسکے لئے یہ فرمایا ہے۔ فمن تعجل فی یومین فلا اثم علیه و من تاخر فلا اثم علیه لمن اتقی (پھر جو شخص جلدی کرے اور دو ہی دن میں منیٰ سے چل کھڑا ہو تو اس پر بھی کوئی گناہ نہیں اور جو تیسرے دن تک پڑا رہے اور تاخیر سے نکلے اسکے اوپر بھی کوئی گناہ نہیں ہے) (سورہ بقرہ ۲۰۳) آپ نے فرمایا وہ منیٰ سے اس طرح چلے گا کہ اس پر کوئی گناہ باقی نہ رہے گا۔

ان دونوں نے پوچھا آپ کی نظر میں جو شخص فسق وفسوق میں مبتلا ہوجائے اس پر کیا سزا عائد ہوگی؟ آپ نے فرمایا اس پر کوئی سزا عائد نہیں کی گئی ہے بلکہ وہ استغفار کرے گا اور تلبیہ پڑھے گا۔ ان دونوں نے دریافت کیا اور جو شخص جدال میں مبتلا ہو اس پر کیا ہے؟ آپ نے فرمایا جو شخص دو مرتبہ سے زیادہ جدال (کسی سے جھگڑا) کرے تو ان دونوں سے جو حق پر ہوگا وہ ایک بکری ذبح کرے گا اور جو خطا پر ہوگا وہ ایک گائے ذبح کرے گا۔

اور میرے والد رضی اللہ عنہ نے اپنے ایک خط میں مجھے یہ تحریر فرمایا کہ اپنے احرام کی حالت میں جھوٹ بولنے اور جھوٹی قسم اور سچی قسم سے احتراز کرو اسکا شمار جدال میں ہے اور جدال کسی شخص کا یہ کہنا ہے کہ نہیں خدا کی قسم اور ہاں خدا کی قسم پس اگر تم نے ایک مرتبہ یا دو مرتبہ جدال کیا (قسم کھائی) تو اگر تم سچے ہو تو تم پر کچھ نہیں۔ اور اگر تم نے تین مرتبہ جدال کیا (قسم کھائی) اور تم سچے ہو تو تم پر ایک بکری ذبح کرنا ہے۔ اگر تم نے ایک مرتبہ جھوٹی قسم کھائی تو تم کو ایک بکری ذبح کرنا ہے اور اگر دو مرتبہ جھوٹی قسم کھائی تو تم پر ایک گائے ذبح کرنا ہے اور اگر تم نے تین مرتبہ جھوٹی قسم کھائی تو تم پر ایک اونٹ نحر کرنا ہے۔ اور فسوق کا مطلب جھوٹ بولنا ہے۔ (اگر جھوٹ بولا ہے) تو اللہ تعالیٰ سے

طلبِ مغفرت کرو اور معافی چاہو۔ اور رفث کا مطلب مجامعت کرنا ہے پس اگر تم حالت احرام میں ہو اور عورت کے فرج میں مجامعت کی ہے تو تم پر ایک اونٹ نحر کرنا اور آئندہ حج کرنا ہے اور واجب ہے کہ تمہارے اور تمہاری زوجہ کے درمیان جبتک تم دونوں اپنے مناسک پورے نہ کرلو مفارقت رہے اسکے بعد تم دونوں مجتمع ہو گے۔

اور اگر تم دونوں نے وہ راستہ جو پہلے سال اختیار کیا تھا اس کے علاوہ دوسرا راستہ اختیار کیا ہے تو پھر تم دونوں میں مفارقت نہیں کی جائیگی اور عورت پر ایک اونٹ نحر کرنا لازم ہے اگر اسکے شوہر نے اس سے مجامعت (اس کی مرضی سے) کی ہے۔ اور اگر وہ اس پر راضی نہیں تھی تو مرد پر دو اونٹ نحر کرنا لازم ہے اور عورت پر کچھ لازم نہیں ہے اور اگر تم نے عورت کی فرج کے علاوہ کسی اور حصہ جسم میں مجامعت کی ہے تو تم پر ایک اونٹ نحر کرنا لازم ہے اور تم پر آئندہ سال کا حج لازم نہیں ہے۔

(۲۵۸۸) امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ اگر تم نے احرام باندھنے کے بعد اور تلبیہ کہنے سے پہلے عورت سے مجامعت کی ہے تو تم پر کوئی ہرج نہیں۔ اور اگر تم نے حالت احرام میں مشعرالحرام کے اندر وقوف سے پہلے عورت سے مجامعت کی ہے تو تم پر ایک اونٹ نحر کرنا اور آئندہ سال حج لازم ہے اور اگر تم نے مشعرالحرام میں وقوف کے بعد مجامعت کی ہے تو تم پر ایک اونٹ کا نحر کرنا لازم ہے اور آئندہ سال حج کرنا تم پر لازم نہیں ہے اور اگر تم نے بھول کر یا سہو کی بنا پر یا جاہلِ مسئلہ ہونے کی بنا پر ایسا کیا ہے تو تم پر کچھ لازم نہیں ہے۔

(۲۵۸۹) اور ابو بصیر نے آنجناب علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا کہ جو احرام کی حالت میں تھا اور اس نے اپنی عورت سے مجامعت کی۔ آپؑ نے فرمایا اس پر ایک بڑے کوہان کا اونٹ نحر کرنا لازم ہے۔ ابو بصیر نے عرض کیا مگر وہ اس پر قادر نہیں ہے۔ آپؑ نے فرمایا پھر اسکے اصحاب واحباب کو چاہیئے کہ اسکے لئے رقم جمع کریں اور اسکے حج کو فاسد ہونے سے بچائیں (فاسد نہ ہونے دیں)۔

اور اگر کوئی شخص احرام کی حالت میں اپنی زوجہ کے علاوہ کسی کو دیکھے اور اسے انزال ہوجائے تو اس پر ایک اونٹ یا ایک گائے لازم ہے۔ اور اگر وہ اسکی قدرت نہیں رکھتا تو ایک بکری ذبح کرے۔ اور اگر کسی شخص نے حالت احرام میں اپنی عورت کی طرف شہوت سے نظر کی تو اس پر کچھ نہیں ہے لیکن اگر اس نے عورت کو مس کیا تو ایک بکری ذبح کرے اور اگر اس نے اسکا بوسہ لیا تو بھی ایک بکری دَم کرے۔ اور اگر کوئی شخص حالت احرام میں بھول کر اپنی عورت سے مجامعت کر بیٹھے تو اس پر کچھ نہیں وہ ایسا ہی ہے جیسے ماہ رمضان میں کسی شخص نے بھول کر کچھ کھا لیا ہو۔

(۲۵۹۰) ابو بصیر نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا جس نے اپنے احرام کی حالت میں ایک عورت کی پنڈلی دیکھی یا کسی عورت کی شرمگاہ پر نظر پڑ گئی اور اسکی منی خارج ہو گئی۔ آپؑ نے فرمایا اگر وہ دولتمند ہے تو اونٹ نحر کرے، اوسط درجے کا ہے تو ایک گائے اور اگر فقیر ہے تو ایک بکری ذبح کرنا لازم ہے۔ اور فرمایا

کہ میں نے یہ کفارہ اس لئے قرار نہیں دیا کہ اسکی منی نکل پڑی بلکہ اس لئے کہ اس نے ایسی شے پر نظر ڈالی جس پر نظر ڈالنا اس کیلئے حلال نہ تھا۔

(۲۵۹۱) محمد بن مسلم نے آنجناب علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا جس نے (حالت احرام میں) اپنی عورت کو اٹھایا اس کو مس کیا تو اسکی منی یا مذی نکل پڑی آپ نے فرمایا اگر اس نے اپنی عورت کو شہوت سے اٹھایا یا مس کیا تو اسکے منی نکلے یا نہ نکلے اسکی مذی نکلے نہ نکلے اس پر ایک بکری ذبح کرنا لازم ہے اور اگر اس نے بغیر کسی شہوت کے اسکو اٹھایا یا مس کیا ہے تو اس پر کچھ نہیں خواہ منی نکلے یا نہ نکلے یا مذی نکلے یا نہ نکلے۔

اور جب مرد پر کفارہ میں ایک اونٹ نحر کرنا واجب ہو اور اونٹ اسکو نہ مل سکے تو اس پر سات عدد بکریاں لازم ہیں اور اس پر بھی اسکی قدرت نہ ہو تو مکہ میں یا اپنے گھر اٹھارہ دن روزہ رکھے۔

اور اگر تم نے خانہ کعبہ کا طواف کر لیا اور صفا و مروہ کے درمیان سعی کرلی اور تم نے اسکو عمرہ تمتع قرار دیا مگر اپنے سر کے بال تراشنے سے پہلے جلدی سے اپنی زوجہ کا بوسہ لے لیا تو پھر ایک جانور ذبح کرنا لازم ہے اور اگر تم نے اس سے مجامعت کرلی تو ایک اونٹ یا ایک گائے ذبح کرنا لازم ہے۔

(۲۵۹۲) ابن مسکان نے ابی بصیر سے روایت کی ہے انکا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک محرم کے متعلق دریافت کیا کہ وہ کوئی کام کرنا چاہتا ہے تو اسکے ساتھیوں نے اس سے کہا کہ واللہ یہ کام نہ کر اور اس نے کہا واللہ میں تو یہ کروں گا اور اس نے بار بار حلف سے یہ کہا تو کیا اس پر بھی وہی کفارہ لازم آئیگا جو جدال کرنے والے پر لازم کرتا ہے؟ آپ نے فرمایا نہیں بلکہ اس نے یہ اپنے بھائی کے احترام میں کہا کفارہ تو اس وقت لازم آتا جب اللہ کی کوئی معصیت ہوتی۔

(۲۵۹۳) معاویہ نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے آپ نے فرمایا آپس میں مفاخرت سے اجتناب کرو تم پر ورع اور پرہیزگاری لازم ہے جو تم کو اللہ کی معصیت سے بچائے گی۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے ثم لیقضوا تفثھم (سورہ الحج آیت نمبر ۲۹) (ان کو چاہیئے کہ اپنی اپنی کثافت دور کریں) اور کثافت میں اسکا بھی شمار ہے کہ تم حالت احرام میں قبیح باتیں کرو مگر جب تم مکہ میں داخل ہوگے خانہ کعبہ میں داخل ہوگے اور اچھی باتیں کروگے تو یہ اسکا کفارہ بن جائیگا۔

باب : حالت احرام میں کیا جائز ہے اور کیا نہیں

(۲۵۹۴) معاویہ بن عمار نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ وہ دو کپڑے جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم احرام باندھا کرتے تھے وہ یمن میں عبر اور ظفار قبیلہ کے تیار کردہ تھے اور ان ہی دونوں میں آپ کو کفن بھی دیا گیا۔

(۲۵۹۵) حماد نے حریز سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ جن کپڑوں میں تم نماز پڑھتے ہو ان میں اگر تم احرام باندھ لو تو کوئی حرج نہیں ہے۔

(۲۵۹۶) اور حماد النوّاء نے آنجناب علیہ السلام سے دریافت کیا یا یہ کہ وہ آپؑ کی خدمت میں حاضر تھا اور آپؑ سے دریافت کیا گیا اس محرم کے متعلق جو چادر میں احرام باندھ رہا ہے؟ تو آپؑ نے فرمایا کوئی ہرج نہیں آخر لوگ چادر ہی میں تو احرام باندھتے ہیں۔

(۲۵۹۷) خالد بن ابی العلاء خفّاف نے روایت کی ہے اسکا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کو دیکھا کہ وہ حالت احرام میں تھے اور انکے دوش پر سبز رنگ کی چادر تھی۔

(۲۵۹۸) عمر بن شمر سے روایت کی گئی اور اس نے اپنے باپ سے روایت کی ہے اسکا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کو دیکھا کہ وہ حالت احرام میں تھے اور آپ کے دوش پر ہلکی سے باریک چادر تھی۔

(۲۵۹۹) محمد بن مسلم نے ان دونوں ائمہ علیہما السلام میں سے کسی ایک سے روایت کی ہے کہ آنجنابؑ سے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا گیا جو میلے کچیلے کپڑے میں احرام باندھتا ہے آپؑ نے فرمایا نہیں۔ مگر میں یہ نہیں کہتا کہ یہ حرام ہے بلکہ میرے نزدیک پسندیدہ بات یہ ہے کہ وہ کپڑے پاک صاف کرے اور دھوئے۔ اور آدمی اس کپڑے کو ہرگز نہ دھوئے جسمیں احرام باندھے ہوئے ہو جب تک وہ احرام سے نکل کر محل نہ ہو جائے خواہ وہ کتنا بھی میلا کیوں نہ ہو جائے مگر یہ کہ وہ جنابت سے آلودہ ہو گیا ہو یا کسی اور شے سے آلودہ ہوا ہو تو اسے دھوئے گا۔

(۲۶۰۰) ابن مسکان نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا کوئی حرج نہیں اگر ایک شخص گل ارمنی میں رنگے ہوئے کپڑے میں احرام باندھے۔

(۲۶۰۱) ابو بصیر سے روایت کی گئی ہے انکا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا آپؑ نے فرمایا کہ ایک مرتبہ حضرت علی علیہ السلام اپنے کسی بچے کے ساتھ تھے کہ ادھر سے عمرؓ (بن خطاب) گزرے اور بولے یہ دونوں رنگین کپڑے کیسے ہیں تم تو احرام میں ہو۔ حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا میں نہیں چاہتا کہ کوئی شخص ہم کو سنت کی تعلیم دے۔ یہ دونوں کپڑے مٹی سے رنگے ہوئے ہیں۔

(۲۶۰۲) حسین بن مختار سے روایت کی گئی ہے جس کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ کیا کوئی شخص سیاہ کپڑوں میں احرام باندھے ؟آپؑ نے فرمایا نہ سیاہ کپڑوں میں کوئی احرام باندھے اور نہ سیاہ کپڑوں سے میت کو کفن دیا جائے۔

(۲۶۰۳) حنان بن سدیر سے روایت ہے اس کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ ایک شخص نے آنجنابؑ سے سوال کیا کہ کیا ایسے کپڑے میں احرام باندھا جاسکتا ہے جس میں ریشم ملا ہوا ہو ؟ راوی کا بیان ہے اس پر آپؑ نے اپنا فرقبی تہہ بند منگوایا اور فرمایا دیکھ اس میں ریشم ملا ہوا ہے اور میں اس میں احرام باندھتا ہوں۔

(۲۶۰۴) حلبی سے روایت ہے اس کا بیان ہے کہ میں نے آنجنابؑ سے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا جو ایسے کپڑے میں احرام باندھتا ہے جس میں نقش ونگار بنے ہوئے ہیں ۔آپؑ نے فرمایا کوئی حرج نہیں ہے۔

(۲۶۰۵) اور معاویہ بن عمار کی روایت میں ہے جو اس نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا ہے کوئی حرج نہیں اگر ایک شخص ایسے کپڑے میں احرام باندھے جس پر نقش ونگار بنے ہوئے ہیں لیکن اگر اسکے سوا کوئی دوسرا کپڑا اسکی قدرت میں ہے تو اس نقش ونگار والے کپڑے کا ترک کرنا میرے نزدیک بہت بہتر ہے۔

(۲۶۰۶) اور لیث مرادی نے آپؑ سے نقش ونگار والے کپڑے کے متعلق دریافت کیا کہ کیا اس میں کوئی شخص احرام باندھ سکتا ہے آپؑ نے فرمایا ہاں مکروہ تو وہ کپڑا ہے جس کا تانا ابریشم کا ہو۔

(۲۶۰۷) اور حسین بن ابی العلاء نے آنجناب علیہ السلام سے احرام کے لباس کے متعلق سوال کیا کہ اس میں زعفران لگ گئی تھی پھر اسکو دھولیا گیا ۔آپؑ نے فرمایا اگر اسکی خوشبو جاتی رہی تو کوئی حرج نہیں اور خواہ کل کا کل رنگا ہوا کیوں نہ ہو اگر وہ دھولیا گیا اور مائل بہ سفیدی ہو گیا تو کوئی حرج نہیں۔

(۲۶۰۸) اور قاسم بن محمد جوہری نے علی ابن ابی حمزہ سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے آپؑ نے فرمایا کہ اگر احرام باندھنے والا چادر کی بنائی ہوئی قبا پہننے پر مجبور ہو اور کوئی دوسرا لباس اسکو میسر نہ ہو تو وہ اسکو الٹ کر پہنے اور اپنے ہاتھ قبا کی آستین میں نہ ڈالے۔

(۲۶۰۹) اور کاہلی سے روایت کی گئی ہے اسکا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں آنجناب علیہ السلام کی خدمت میں حاضر تھا کہ ایک شخص نے آنجنابؑ سے ایسے لباس کے متعلق سوال کیا جو عصفر سے زرد رنگ میں رنگا ہوا تھا پھر اس نے اسکو دھولیا کیا احرام کی حالت میں وہ اسکو پہنے ؟آپؑ نے فرمایا ہاں عصفر (زرد رنگ) میں خوشبو نہیں ہوتی لیکن میں ایسا لباس پہننا مکروہ سمجھتا ہوں جو تجھے لوگوں میں مشتہر کردے۔

(۲۶۱۰) اور اسماعیل بن فضل نے آپؑ سے احرام باندھنے والے کے متعلق دریافت کیا کہ کیا وہ ایسا لباس پہنے جس میں

خوشبو لگی ہوئی ہو۔آپؑ نے فرمایا اگر اسکی خوشبو جاتی رہی ہو تو پہن لے۔

(۲۶۱۱) اور ابوالحسن نہدی سے روایت کی گئی ہے اسکا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر تھا کہ سعید اعرج نے آنجنابؑ سے خمیصہ (سیاہ چادر) جسکا تانا ابریشم کا اور بانا بکری کے اون کا ہوتا ہے کے متعلق دریافت کیا تو آپؑ نے فرمایا اس کے اندر احرام باندھنے میں کوئی حرج نہیں مکروہ احرام تو خالص ابریشم کا ہے۔

(۲۶۱۲) اور حمّاد بن عثمان نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے خانہ کعبہ کی خوشبو اور قبر نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خوشبو جو جامہ احرام میں لگ جاتی ہے کے متعلق دریافت کیا تو آپؑ نے فرمایا ان دونوں میں کوئی حرج نہیں دونوں پاک ہیں۔

(۲۶۱۳) آنجنابؑ سے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا گیا جسکے کپڑے خانہ کعبہ کی زعفران سے آلودہ ہوگئے اور وہ حالت احرام میں ہے آپؑ نے فرمایا کوئی حرج نہیں وہ پاک ہے اگر تمہیں لگ جائے تو اسے نہ چھڑاؤ۔

(۲۶۱۴) حلبی نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے ایسے محرم کے متعلق جس نے ایسی طیلسان (عبا) پہن رکھی ہے جس میں بٹن یا گھنڈی لگی ہوئی ہے آپؑ نے فرمایا ہاں کتاب علی علیہ السلام میں ہے کہ طیلسان (عبا) نہ پہنے جب تک کہ اسکے بٹن اور گھنڈی نہ کھول لے نیز فرمایا کہ اس کا پہننا اس لئے مکروہ ہے کہ ڈر ہے کہ کوئی جاہل مسئلہ اس میں بٹن یا گھنڈی لگالے لیکن مرد فقیہ کیلئے کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ (کیونکہ وہ ایسا نہیں کریگا)

(۲۶۱۵) رفاعہ بن موسیٰ نے آنجناب علیہ السلام سے محرم کے متعلق دریافت کیا کہ کیا وہ جراب پہنے؟ آپؑ نے فرمایا ہاں اور چمڑے کا موزہ بھی اگر ان دونوں کے پہننے پر وہ مجبور ہو۔

(۲۶۱۶) محمد بن مسلم نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے محرم کے متعلق روایت کی ہے اگر اس کے پاس جوتا نہ ہو تو کیا وہ چمڑے کا موزہ پہنے؟ آپؑ نے فرمایا ہاں مگر وہ قدم کی پشت پر پھاڑ دے اور ایک محرم قبا بھی پہن سکتا ہے جب اس میں بٹن یا گھنڈی نہ ہو اور وہ اسکو الٹ کر پہنے۔

(۲۶۱۷) معاویہ بن عمّار نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے آپؑ نے فرمایا اگر تم حالت احرام میں ہو تو اپنا وہ لباس نہ پہنو جس میں بٹن یا گھنڈی ہو بغیر اسکو توڑے ہوئے اور نہ وہ لباس جو قمیض و قبا کے مانند ہو اور نہ شلوار اور زیر جامہ لیکن یہ کہ اس میں بٹن یا گھنڈی نہ ہو اور نہ چمڑے کا موزہ لیکن اس وقت کہ جب تمہارے پاس کوئی جوتا نہ ہو۔

(۲۶۱۸) اور زرارہ نے ان امامین علیہما السلام میں سے کسی ایک سے روایت کی ہے اس کا بیان ہے کہ میں نے آپؑ سے دریافت کیا کہ محرم کے لئے کونسا لباس پہننا مکروہ ہے تو آپؑ نے فرمایا ہر کپڑا (پہن سکتا ہے) سوائے اس کپڑے کے جو بطور قمیض سی لیا گیا ہو۔

(۲۶۱۹) معاویہ بن عمار نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے آپؑ نے فرمایا کوئی حرج نہیں اگر محرم درمیان راہ میں لباس تبدیل کرے لیکن جب مکہ میں داخل ہو تو وہی دونوں لباس پہنے جس کے اندر اس نے احرام باندھا تھا اور ان دونوں کپڑوں کو فروخت کرنا مکروہ ہے اور ان دونوں کے فروخت کی اجازت بھی روایت کی گئی ہے۔

(۲۶۲۰) ابو بصیر نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے انکا بیان ہے کہ میں نے آنجنابؑ کو فرماتے ہوئے سنا وہ فرما رہے تھے کہ میں مکروہ سمجھتا ہوں کہ ایک محرم زرد بستر اور تکیہ پر سوئے۔

(۲۶۲۱) عبدالرحمٰن بن حجاج نے حضرت امام ابوالحسن علیہ السلام سے دریافت کیا کہ کیا ایک محرم خز کا لباس پہنے؟ (یعنی ریشم اور اون کا بنا ہوا لباس پہنے) آپؑ نے فرمایا کوئی حرج نہیں ہے۔

(۲۶۲۲) عبداللہ بن سنان نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے آپؑ نے فرمایا کہ محرم اگر کوئی خوف و خطرہ محسوس کرے تو اسلحہ پہن لے۔

(۲۶۲۳) محمد بن مسلم نے ان دونوں ائمہ علیہما السلام میں سے کسی ایک سے روایت کی ہے اسکا بیان ہے کہ میں نے آنجنابؑ سے دریافت کیا محرم کو اگر مختلف قسم کے لباس کی ضرورت پیش آجائے تو؟ آپؑ نے فرمایا ہر قسم کے لباس پر فدیہ (کفارہ) ادا کرے۔

(۲۶۲۴) معاویہ بن عمار نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے اسکا بیان ہے کہ میں نے آنجنابؑ سے ایک محرم کے متعلق دریافت کیا کہ اسکا کپڑا جنابت سے آلودہ ہو گیا؟ آپؑ نے فرمایا جب تک دھو نہ لے اسکو نہ پہنے اور اسکا احرام پورا اور مکمل ہے۔

(۲۶۲۵) حماد بن عثمان نے حریز سے روایت کی ہے اسکا بیان ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ محرمہ یعنی احرام باندھی ہوئی عورت کپڑا اپنے چہرے سے ٹھوڑی تک لٹکا سکتی ہے۔

(۲۶۲۶) اور معاویہ بن عمار کی روایت میں ہے جو ان ہی جنابؑ سے ہے کہ آپؑ نے فرمایا عورت جب سواری پر سوار ہو تو اپنا کپڑا اوپر سے گردن تک لٹکا سکتی ہے۔

(۲۶۲۷) عبداللہ بن میمون نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا محرمہ اپنے چہرے پر نقاب نہیں ڈال سکتی اس لئے کہ عورت کا احرام اسکے چہرے میں اور مرد کا احرام اس کے سر میں ہے۔

(۲۶۲۸) ایک مرتبہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام احرام باندھی ہوئی ایک عورت کی طرف سے گزرے جس نے اپنا چہرہ پنکھے سے چھپا رکھا تھا تو آپؑ نے اپنی چھڑی سے وہ پنکھا اسکے چہرے سے ہٹا دیا۔

(۲۶۲۹) اور عبداللہ بن سنان نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا عورت محرمہ حالت حیض میں اپنے کپڑوں کے نیچے غلالہ پہن سکتی ہے۔

(۲۶۳۰) یحییٰ بن ابی العلاء نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے انہوں نے اپنے پدر بزرگوار سے روایت کی ہے کہ آپؑ احرام باندھی ہوئی عورت کیلئے برقع اور دستانہ مکروہ جانتے تھے۔

(۲۶۳۱) اور محمد بن علی حلبی نے آنجناب علیہ السلام سے دریافت کیا کہ عورت جب احرام باندھے تو شلوار پہنے؟ آپ نے فرمایا ہاں وہ اس سے اپنا پردہ کرنا چاہتی ہے۔

(۲۶۳۲) اور کاہلی نے آنجناب علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ محرمہ عورت کان کے مشہور گوشوارے اور مشہور گلوبند کے علاوہ ہر زیور پہن سکتی ہے۔

(۲۶۳۳) اور عامر بن جذاعہ نے آنجنابؑ سے رنگے ہوئے کپڑوں کیلئے پوچھا کہ کیا وہ ایک احرام باندھی ہوئی عورت پہن سکتی ہے؟ آپؑ نے فرمایا گہرے سرخ رنگ کے سوا کسی بھی رنگ کا پہنے کوئی مضائقہ نہیں۔

(۲۶۳۴) اور محمد بن مسلم نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک محرمہ عورت کے متعلق روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ وہ تمام قسم کے زیورات پہن سکتی ہے ان زیوروں کے سوا جن کا اظہار ہوتا ہے۔

(۲۶۳۵) اور سماعہ نے آنجناب علیہ السلام سے دریافت کیا ایک محرمہ عورت کے متعلق کہ کیا وہ لباس حریر پہنے؟ آپؑ نے فرمایا کہ وہ ایسے خالص حریر کا لباس نہ پہنے جس میں کچھ ملا ہوا نہ ہو۔ اور خز اور علم (نقش ونگار) کا کپڑا تو اسکے پہننے میں کوئی مضائقہ نہیں اگرچہ حالت احرام میں پہنے مگر اگر کوئی مرد اسکی طرف سے گزرے تو وہ اپنے کپڑوں سے اسے چھپالے اور وہ دھوپ سے اپنے چہرے کو ہاتھوں سے نہ چھپائے اور خز کا لباس (ریشم اور اون ملا ہوا ہو) پہنے لیکن لوگ کہیں گے کہ خز میں تو ریشم ہوتا ہے اور خالص حریر کا لباس پہننا مکروہ ہے۔

(۲۶۳۶) ابو بصیر مرادی نے آنجنابؑ سے دریافت کیا کہ کیا عورت حالت احرام میں ریشم خام (قز) پہنے؟ آپؑ نے فرمایا کوئی مضائقہ نہیں (لیکن) ریشمِ خالص پہننا مکروہ ہے۔

(۲۶۳۷) یعقوب بن شعیب نے آنجناب علیہ السلام سے دریافت کیا کہ کیا عورت زیورات پہن سکتی ہے؟ آپؑ نے فرمایا کہ کنگن اور پازیب پہن سکتی ہے۔

(۲۶۳۸) حلبی نے حضرت امام جعفر صادق سے روایت کی ہے آپؑ نے فرمایا کوئی مضائقہ نہیں اگر ایک عورت سونے (کے زیور) اور خز (کے لباس) میں احرام باندھے خالص ریشم کے علاوہ کچھ مکروہ نہیں ہے۔

(۲۶۳۹) اور حریز کی روایت میں ہے جو انھوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا اگر عورت کا کوئی زیور ہو جو اس نے احرام کیلئے نیا نہ پہنا ہو تو وہ اپنے زیور نہیں اتارے گی۔

(۲۶۴۰) ابو الحسن نہدی سے روایت ہے اسکا بیان ہے کہ ایک مرتبہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا گیا اور میں وہاں موجود تھا کہ کیا عورت عمامہ کے اندر احرام باندھ سکتی ہے جبکہ اس پر نقش ونگار بھی ہوں؟ آپؑ نے فرمایا

کوئی مضائقہ نہیں۔

(۲۶۴۱) اور سعید اعرج نے آنجناب سے دریافت کیا کہ کیا ایک محرم ازار (تہبند) کو اپنے گلے میں باندھ لے ؟ آپ نے فرمایا نہیں۔

(۲۶۴۲) اور محمد بن مسلم نے آنجناب علیہ السلام سے ایسے محرم کے متعلق دریافت کیا جو مشکیزہ باندھنے کی رسی اپنے سر پر رکھ لے جبکہ وہ پانی پی رہا ہو ؟ آپ نے فرمایا کہ ہاں (کوئی حرج نہیں)

(۲۶۴۳) اور یعقوب بن شعیب نے آپ سے ایک ایسے مردِ محرم کے متعلق سوال کیا جسکے زخم ہے کیا وہ اس کو باندھے یا کسی پارچے سے لپیٹے آپ نے فرمایا کہ ہاں۔

(۲۶۴۴) اور عمران حلبی نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے آپ نے فرمایا کہ محرم اپنے پیٹ پر عمامہ باندھے اور اگر چاہے تو اپنے تہبند کی جگہ لپیٹ لے مگر سینے کی طرف بلند نہ کرے۔

(۲۶۴۵) اور ابن فضّال نے یونس بن یعقوب سے روایت کی ہے اسکا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص محرم اپنی کمر میں همیان باندھتا ہے آپ نے فرمایا ہاں اس لئے کہ اسکے اخراجات کی رقم چلی جانے کے بعد اسکے لئے کیا بھلائی رہ جائیگی۔

(۲۶۴۶) اور ابو بصیر نے آنجناب علیہ السلام سے روایت کی ہے آپ نے فرمایا کہ میرے پدر بزرگوار علیہ السلام اپنے شکم پر اپنے اخراجات (کیلئے) قابل بھروسہ رقم جس سے حج پورا ہوجائے باندھ لیا کرتے تھے۔

باب : ایک محرم کیلئے کیا کرنا اور کیا استعمال کرنا جائز و ناجائز ہے

(۲۶۴۷) ابو بصیر نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ ایک محرم کی آنکھ اگر آشوب کر آئے تو اسکو اس سرمہ کے لگانے میں کوئی مضائقہ نہیں جس میں مشک و کافور نہ ہو اور عورت محرمہ ہر طرح کا سرمہ استعمال کرے گی سوائے اس سیاہ سرمہ کے جو زینت کیلئے ہو۔

(۲۶۴۸) اور محمد بن مسلم نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے ایک مرد محرم اگر چاہے تو وہ اپنی آنکھ میں مصبر استعمال کرسکتا ہے بشرطیکہ اس میں زعفران اور ورس (ایک قسم کا پودا) شامل نہ ہو۔

(۲۶۴۹) حریز نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا اگر تم حالت احرام میں ہو تو آئینہ نہ دیکھو اس لئے کہ یہ زینت میں شامل ہے۔

(۲۶۵۰) معاویہ بن عمّار سے روایت ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا ایک مرد محرم مسواک کرے ؟ آپ نے فرمایا ہاں میں نے عرض کیا اگر مسواک کرنے سے اسکے منہ میں خون نکل آئے ؟ آپ نے فرمایا ہاں

کوئی حرج نہیں یہ مسواک تو سنت میں شامل ہے۔

(۲۶۵۱) حمّاد نے حریز سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ مرد محرم کیلئے کوئی مضائقہ نہیں اگر (ضرورت پڑنے پر) پچھنے لگوائے جس میں بال نہ اکھڑیں۔ اور حضرت امام حسن علیہ السلام نے حالت احرام میں پچھنے لگوائے۔

(۲۶۵۲) ذریح نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا ایک ایسے محرم کے متعلق جس نے پچھنے لگوائے آپؑ نے فرمایا ہاں اگر خون سے ڈر ہو۔

(۲۶۵۳) حسن بن صیقل نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک ایسے محرم کے متعلق دریافت کیا جسکی ڈاڑھ میں تکلیف ہے کیا وہ اسکو اکھڑوا دے، آپؑ نے فرمایا ہاں کوئی مضائقہ نہیں۔

(۲۶۵۴) عمران حلبی نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ اس نے آنجنابؑ سے ایک ایسے محرم کے متعلق دریافت کیا جسکے زخم ہے اور ایسی دوا لگا رہا ہے جس میں زعفران بھی ہے؟ آپؑ نے فرمایا اگر زعفران دیگر دواؤں پر غالب ہے تو نہ (لگائے) اور اگر دوائیں زعفران پر غالب ہیں تو کوئی مضائقہ نہیں۔

(۲۶۵۵) اور معاویہ بن عمّار نے آنجناب علیہ السلام سے دریافت کیا کہ کوئی محرم دنبل (پھوڑے) کو نچوڑے اور اس پر پارچہ باندھے؟ آپؑ نے فرمایا کوئی مضائقہ نہیں۔

(۲۶۵۶) اور آنجناب علیہ السلام نے ارشاد فرمایا اگر کوئی محرم بیمار ہو جائے تو اسے چاہیئے کہ ان دواؤں سے علاج کرے جن کا کھانا حالت احرام میں حلال ہے۔

(۲۶۵۷) اور ہشام بن سالم نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ اگر کسی محرم کے پھوڑا یا دنبل نکل آئے تو اسکو چیرا لگوائے اور اسکی دوا تیل اور گھی سے کرے۔

(۲۶۵۸) اور محمد بن مسلم نے ان دونوں ائمہ میں سے کسی ایک سے روایت کی ہے ایک ایسے محرم کے متعلق جسکے دونوں ہاتھ پھٹتے ہیں تو آپؑ نے فرمایا وہ اسکا علاج تیل اور گھی یا چربی سے کرے۔

(۲۶۵۹) اور محمد بن فضیل نے ابی الصباح کنانی سے روایت کی ہے اسکا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک عورت احرام باندھنا چاہتی ہے مگر اس کو ہاتھ پاؤں کے پھٹنے کا خوف ہے تو کیا وہ احرام سے پہلے مہندی لگائے؟ فرمایا مجھے کتنا تعجب ہوگا اگر وہ ایسا کرے گی۔

باب : محرم کیلئے خوشبو کا استعمال

(۲۶۶۰) اور حضرت امام علی ابن الحسین علیہ السلام جب مکہ کی طرف جانے کا سامان کرتے تو اپنے اہل و عیال سے کہتے کہ خبردار تم لوگ زادِ راہ میں کوئی خوشبو اور زعفران نہ ڈال دینا کہ جسے ہم میں سے کوئی بھولے سے کھالے یا چکھ لے۔

(۲۶۶۱) اور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ محرم کیلئے خوشبوؤں میں سے چار مکروہ ہیں مشک و عنبر و زعفران اور ورس (یہ بھی زعفران کی طرح کا ایک پودا ہے جو یمن میں پیدا ہوتا ہے) اور آپ تیلوں میں خوشبو دار تیل سے کراہت فرمایا کرتے تھے۔

(۲۶۶۲) اور حسن بن ہارون سے روایت کی گئی ہے اسکا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا کہ میں نے حالت احرام میں خبیص (ایک حلوہ جو کھجور اور گھی سے تیار کیا جاتا ہے) جس میں زعفران پڑی ہوئی تھی خوب پیٹ بھر کر کھایا۔ آپؑ نے فرمایا جب تم مناسک سے فراغت پا جاؤ اور مکہ سے نکلنے کا ارادہ ہو تو ایک درہم کی کھجور خرید و اور اسکو تصدق کر دو یہ اسکا اور جو کچھ تمہارے احرام میں فرد گزاشت ہوئی ہے اسکا کفارہ ہو جائیگا۔

(۲۶۶۳) زرارہ نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے آپؑ نے فرمایا کہ جو شخص عمداً زعفران یا ایسا کھانا جس میں خوشبو ہو کھائے تو اس پر ایک جانور کی قربانی کفارہ ہے اور اگر اس نے بھول کر کھایا ہے تو اس پر کچھ نہیں وہ اللہ سے استغفار اور توبہ کرے۔

(۲۶۶۴) اور حسن بن زیاد سے روایت کی گئی ہے اسکا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا کہ میرے ملازم نے مجھے وضو کرایا اور (گو کہ) مجھے معلوم تھا کہ یہ اشنان خوشبو دار ہے میں نے اس سے ہاتھ دھویا۔ آپؑ نے فرمایا اس کے لئے کچھ صدقہ دیدو۔

(۲۶۶۵) اور ابراہیم بن سفیان نے حضرت امام ابو الحسن علیہ السلام کو خط لکھ کر دریافت کیا کہ کیا ایک محرم اپنے ہاتھ اشنان سے دھوئے جس میں اذخر ہے؟ آپؑ نے جواب میں تحریر فرمایا میں اسکو تمہارے لئے پسند نہیں کرتا۔

(۲۶۶۶) اور معاویہ بن عمار نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے اسکا بیان ہے کہ میں نے آنجنابؑ سے دریافت کیا کہ ایک مرد محرم نے خوشبو کو بھول کر ہاتھ لگا دیا۔ آپؑ نے فرمایا وہ ہاتھ دھولے اور تلبیہ کہے اور اس پر کوئی کفارہ نہیں ہے اور دوسری روایت میں ہے کہ اور اپنے پروردگار سے استغفار کرے۔

(۲۶۶۷) حمران نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے قول خدا ثم لیقضوا تفثہم و لیوفوا نذورھم (پھر وہ اپنے بدن کی کثافت و بدبو دور کریں اور اپنی نذریں پوری کریں) (الحج ۲۹) کے متعلق دریافت کیا تو آپؑ نے فرمایا اس آیت میں تفث کا مطلب بدن پر خوشبو لگانا ہے اور جب سارے مناسک پورے ہو جائیں تو اسکے لئے خوشبو لگانا حلال ہے۔

(۲۶۶۸) عبداللہ بن سنان نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے مہندی کے متعلق دریافت کیا تو آپؑ نے فرمایا کہ محرم اسکو چھوتا ہے اور اس سے اپنے اونٹ کا علاج کرتا ہے اور یہ خوشبو نہیں ہے اسمیں کوئی مضائقہ نہیں۔

(۲۶۶۹) اور آنجناب علیہ السلام نے فرمایا کہ کوئی مضائقہ نہیں اگر انسان احرام کی حالت میں اپنے کپڑے سے خلوق (ایک طرح کی خوشبو) کو دھو ڈالے۔

اور جب کسی محرم کو شدید حاجت ہو کہ وہ اپنی ناک میں کوئی ایسی دوا چڑھائے جس میں مشک ہو چہرے پر ریاحی مادے کی وجہ سے یا کسی اور بیماری کے عارض ہونے سے تو اگر وہ اپنی ناک میں دوا چڑھاتا ہے تو کوئی مضائقہ نہیں چنانچہ اسماعیل بن جابر نے اسکے متعلق حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا تو آپؑ نے فرمایا وہ ناک میں دوا چڑھا لے۔

(۲۶۷۰) اور حلبی نے محمد بن مسلم سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ محرم شخص خوشبو سے بچنے کیلئے اپنی ناک کو بند کریگا اور بدبو سے بچنے کیلئے اپنی ناک کو بند نہیں کرے گا۔

(۲۶۷۱) ہشام بن حکم نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ صفا اور مروہ کے درمیان جو خوشبو محسوس ہوتی ہے اس میں کوئی مضائقہ نہیں اسلئے کہ یہ عطر فروشوں کی دوکان کی خوشبو ہے محرم اس سے اپنی ناک بند نہیں کرے گا۔

(۲۶۷۲) معاویہ بن عمار نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے آپؑ نے فرمایا کہ جب تم حالت احرام میں ہو تو کوئی حرج نہیں اگر تم اذخر و قیصوم اور خزامی اور شیح یا اس کے مثل اور خوشبودار چیزوں کو سونگھو۔

اور علی بن مہزیار سے روایت ہے کہ اسکا بیان ہے کہ میں نے ابن ابی عمیر سے سیب، نارنگی اور بیر جس میں خوشبو ہوتی ہے کے متعلق دریافت کیا تو انہوں نے کہا کہ ان چیزوں کے سونگھنے اور کھانے سے پرہیز کرو۔ مگر اس کے متعلق انہوں نے کوئی روایت نہیں کی ہے۔

باب : محرم کے لئے سایہ

(۲۶۷۳) عبداللہ بن مغیرہ سے روایت کی گئی ہے انہوں نے بیان کیا کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت ابوالحسن اول علیہ السلام سے عرض کیا میں حالت احرام میں سایہ کرلوں؟ فرمایا نہیں میں نے عرض کیا اچھا اپنے کو (دھوپ سے بچانے کیلئے) کوئی چیز اوڑھ لوں؟ آپؑ نے فرمایا نہیں میں نے عرض کیا اور اگر بیمار پڑجاؤں؟ آپؑ نے فرمایا پھر سایہ بھی کرلو اور ڈھانپ بھی لو۔ کیا تمہیں معلوم نہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو بھی حاجی دھوپ میں تلبیہ کرتا رہے گا تو آفتاب کے غائب ہونے کے ساتھ اسکے گناہ بھی غائب ہوجائینگے۔

(۲۶۷۴) حسین بن مسلم نے حضرت ابو جعفر ثانی (امام علی النقی) علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ سے دریافت کیا گیا کہ خیمہ کے سایہ میں اور محمل کے سایہ میں کیا فرق ہے؟ آپؑ نے فرمایا کہ محمل کے اندر سایہ کرنا درست نہیں اور ان دونوں کے درمیان فرق ایسا ہی ہے جیسے کسی عورت کو ماہ رمضان میں حیض آجائے تو وہ روزہ کی قضا رکھے گی نماز کی قضا نہیں کرے گی۔ راوی نے کہا کہ آپؑ نے سچ کہا میں آپؑ پر قربان۔

اس کتاب کے مصنف علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ اس حدیث کے معنی یہ ہیں کہ سنت کو قیاس نہیں کیا جاتا۔

(۲۶۷۵) علی بن مہزیار نے بکر بن صالح سے روایت کی ہے انکا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام ابو جعفر ثانی علیہ السلام کے پاس خط لکھ کر دریافت کیا کہ جب میں احرام باندھونگا تو میری پھوپھی میرے ساتھ محمل میں ہوگی اور اس پر دھوپ کی شدت ہوگی آپؑ کی رائے ہے کہ میں اپنے اور اسکے اوپر سایہ کرلوں؟ آپؑ نے تحریر فرمایا تنہا اسکے اوپر سایہ کرو۔

(۲۶۷۶) بزنطی نے علی بن ابی حمزہ سے اور انہوں نے ابی بصیر سے روایت کی ہے انکا بیان ہے کہ میں نے ان سے دریافت کیا ایک عورت کے متعلق جو احرام میں ہے اور اس پر سایہ کیا جاتا ہے آپؑ نے فرمایا ہاں۔ تو میں نے کہا اور وہ مرد جو اس پر سایہ کررہا ہے وہ بھی حالت احرام میں ہے؟ آپؑ نے فرمایا ہاں اگر وہ عورت درد شقیقہ (سر کے درد) میں مبتلا ہے۔ اور ہر دن کے عوض ایک مد غلہ تصدق کیا جائے گا۔

(۲۶۷۷) اور محمد بن اسماعیل بن بزیع سے روایت ہے کہ حضرت امام ابوالحسن علیہ السلام سے دریافت کیا جارہا تھا اور میں سن رہا تھا محرم کیلئے بارش اور دھوپ سے بچنے کیلئے سایہ کے متعلق یا کسی بیماری کی وجہ سے سایہ کے متعلق پوچھا گیا۔ تو آپؑ نے فرمایا وہ منیٰ میں ایک بکری ذبح کرے نیز فرمایا ہم لوگ جب حج کا ارادہ کرتے ہیں اور سایہ کرتے ہیں تو فدیہ کفارہ ادا کرتے ہیں۔

(۲۶۷۸) اور حریز کی روایت میں ہے اسکا بیان ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ اگر عورتیں اور بچے حالت احرام میں ہیں اور (دھوپ سے بچنے کیلئے) اگر ان پر قبہ بنا دیا جائے تو کوئی مضائقہ نہیں اور کوئی محرم شخص نہ پانی میں غوطہ لگائے گا اور نہ کوئی روزہ دار۔

(۲۶۷۹) منصور بن حازم سے روایت کی گئی ہے اسکا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو دیکھا کہ انہوں نے حالت احرام میں وضو فرمایا پھر رومال لیا اور اپنا چہرہ پونچھا۔

(۲۶۸۰) معاویہ بن عمّار نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ ایک محرم شخص کو اپنا کپڑا اپنی ناک سے اوپر پھرانا مکروہ ہے محرم اگر اپنا کپڑا اپنے منہ پر اس حد تک پھرائے جو ناک تک پہنچ جائے تو کوئی مضائقہ نہیں یعنی ناک سے نیچے تک۔

(۲۶۸۱) حفص بن بختری اور ہشام بن حکم ان دونوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ

نے فرمایا ایک مرد محرم کیلئے مکروہ ہے کہ وہ اپنا کپڑا ناک کے نیچے سے اوپر تجاوز کرے نیز فرمایا کہ جسکے لئے اس نے احرام باندھا ہے اس کیلئے (اپنا چہرہ) دھوپ میں کھلا رکھے۔

(۲۶۸۲) اور عبداللہ بن سنان سے روایت کی گئی ہے کہ اس کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا وہ میرے والد سے فرمارہے تھے جبکہ میرے والد نے آپؑ سے دھوپ کی تپش کی شکایت کی جس سے انکو اذیت پہنچ رہی تھی میرے والد نے آنجنابؑ سے کہا کہ اگر آپؑ کی رائے ہو تو میں اپنے کپڑے کے ایک گوشہ سے آڑ کرلوں ؟ آپؑ نے فرمایا اگر سر تک نہ پہنچے تو کوئی مضائقہ نہیں۔

(۲۶۸۳) اور سعید اعرج نے آنجنابؑ سے محرم کے متعلق دریافت کیا کہ وہ دھوپ سے بچنے کیلئے لکڑی یا ہاتھ سے ڈھانپ لے آپ نے فرمایا بغیر کسی مرض و علت کے نہ کرے۔

(۲۶۸۴) اور حلبی نے آنجنابؑ سے دریافت کیا کہ ایک محرم شخص اپنا سر بھول کر یا سوتے میں ڈھانک لیتا ہے ؟آپؑ نے فرمایا کہ جب یاد آئے تو تلبیہ پڑھ لے۔

(۲۶۸۵) اور حریز کی روایت میں ہے کہ (اگر ایسا ہوا ہے تو) وہ سر سے چادر گرا دے اور تلبیہ پڑھے اس پر کوئی کفارہ نہیں۔

(۲۶۸۶) اور حلبی نے آنجنابؑ سے ایک ایسے مرد محرم کے متعلق دریافت کیا جو منہ کے بل اپنی ہتھیلیوں پہ سو رہا ہے ؟ آپؑ نے فرمایا اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔

(۲۶۸۷) اور زرارہ نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے ایک ایسے شخص محرم کے متعلق دریافت کیا کہ وہ جب سونے کا ارادہ کرتا ہے تو اسکے منہ پر مکھی بیٹھ جاتی ہے اور سونے نہیں دیتی کیا جب وہ سونے کا ارادہ کرے تو اپنا چہرہ چھپالے ؟ آپؑ نے فرمایا ہاں۔

(۲۶۸۸) زرارہ نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے آپؑ نے فرمایا کہ ایک احرام باندھی ہوئی عورت اپنا کپڑا گردن تک لٹکالے (مگر جب سواری پر سوار ہو جیسا کہ حدیث ۲۶۲۶ میں مذکور ہے)

باب : محرم کا ناخن یا بال تراشنا

(۲۶۸۹) حسن بن محبوب نے علی بن رئاب سے انہوں نے ابی بصیر سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا ایک ایسے شخص کے متعلق کہ جس نے حالت احرام میں اپنے ناخونوں میں سے ایک ناخن تراش لیا۔ آپؑ نے فرمایا اس پر ایک مد طعام کفارہ ہے دس ناخن پہنچنے تک اور جب اس نے اپنے دونوں ہاتھوں کے سارے ناخن تراش لئے تو اس پر ایک بکری کا ذبح کرنا ہے میں نے عرض کیا اور اگر وہ اپنے دونوں ہاتھوں اور دونوں

پیروں کے سارے ناخن تراش لے؟ آپؑ نے فرمایا اگر اس نے ایک ہی نشست میں ایسا کیا ہے تو اس پر ایک جانور کا ذبح لازم ہے اور اگر اس نے متفرق دو نشستوں میں تراشا ہے تو اس پر دو جانور ذبح کرنا بطور کفارہ لازم ہے۔

(۲۶۹۰) اور زرارہ کی روایت میں حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ جس کسی نے نسیان، سہو یا جاہلِ مسئلہ ہونے کی وجہ سے ایسا کیا یعنی مسئلہ معلوم تھا مگر بھول گیا کہ وہ احرام سے ہے یا جاہل مسئلہ تھا اور ایسا کر بیٹھا تو اس پر کوئی کفارہ نہیں ہے۔

(۲۶۹۱) اور معاویہ بن عمّار نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک ایسے محرم کے متعلق دریافت کیا کہ جس کے ناخن بہت بڑھ گئے ہیں یا بعض ٹوٹ گئے ہیں اور وہ تکلیف دیتے ہیں۔ آپؑ نے فرمایا وہ حتیٰ الامکان ذرا بھی نہ کاٹے اور اگر واقعی تکلیف پہنچا رہے ہیں تو انہیں تراشے اور ہر ناخن کے عوض ایک مشت طعام کسی کو کھلا دے۔

(۲۶۹۲) اور اسحاق بن عمّار نے حضرت امام ابو ابراہیم علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا جو احرام باندھتے وقت اپنے ناخن تراشنا بھول گیا اور احرام باندھ لیا۔ آپؑ نے فرمایا وہ ناخن چھوڑ دے نہ کاٹے۔ میں نے عرض کیا مگر اصحاب میں سے کسی ایک شخص نے یہ فتویٰ دیا کہ وہ اپنے ناخن تراشے اور پھر سے احرام باندھ لے اور اس نے ایسا کر لیا۔ آپؑ نے فرمایا اس پر ایک دَم (جانور کی قربانی) لازم ہے۔

(۲۶۹۳) اور حریز نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے آپؑ نے فرمایا کہ اگر احرام باندھنے کے بعد کوئی شخص اپنی بغل کے بال صاف کرے تو اس پر ایک دَم لازم ہے۔

(۲۶۹۴) اور ایک دوسری حدیث میں ہے کہ جو شخص نسیان یا سہو یا جاہل مسئلہ ہونے کی وجہ سے اپنا سر منڈواتا یا بغل صاف کرتا ہے تو اس پر کچھ لازم نہیں آتا۔

(۲۶۹۵) اور امام علیہ السلام نے فرمایا کوئی مضائقہ نہیں اگر محرم حمام میں جائے لیکن نہاتے وقت بدن نہ ملے۔

(۲۶۹۶) اور آپ علیہ السلام نے فرمایا ایک محرم (جس کا احرام بندھا ہے) اس شخص کے بال نہیں تراشے گا جو محل ہو چکا ہے یعنی جس کا احرام کھل چکا ہے۔

(۲۶۹۷) اور ایک مرتبہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کعب بن عُجرہ انصاری کے پاس سے ہو کر گزرے وہ حالت احرام میں تھے آپؐ نے دیکھا کہ جوؤں نے انکے سر (کے بال) انکی بھوؤں اور انکی آنکھ کی پلکوں کو کھالیا ہے تو آپؐ نے فرمایا میری نظر میں یہ نہ تھا کہ تمہارا حال اس حد تک پہنچ جائیگا جو میں دیکھ رہا ہوں پھر آپؐ نے حکم دیا انکی طرف جانور ذبح کیا جائے اور انکا سر مونڈ دیا جائے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے فمن کان منکم مریضا او بہ اذی من راسہ ففدیۃ من صیام او صدقۃ او نسک (پھر جب تم میں سے کوئی بیمار ہو یا اس کے سر میں کوئی تکلیف ہو تو سر منڈانے کا بدلہ روزے یا خیرات یا قربانی ہے) (سورہ بقرہ ۱۹۶) تو روزہ تین دن کا اور صدقہ چھ مسکینوں پر، ہر مسکین کیلئے ایک صاع کھجور (اور روایت کی گئی ہے کہ ایک

مد کھجور) اور قربانی ایک بکری کی اور اس قربانی سے مساکین کے سوا کوئی اور نہ کھائے۔

(۲۶۹۸) عبداللہ بن سنان نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا آپؑ کی کیا رائے ہے اگر میں حالت احرام میں ہوں اپنے اوپر اونٹ کی چچڑیاں یا کیڑوں کو دیکھوں تو اٹھا کر پھینک دوں؟ آپؑ نے فرمایا ہاں بلکہ ان دونوں کی چھوٹی سے چھوٹی کو بھی اس لئے کہ یہ دونوں بغیر سیڑھیوں کے چڑھ جاتی ہیں۔

(۲۶۹۹) اور معاویہ بن عمار نے آنجنابؑ سے عرض کیا کہ ایک شخص محرم اپنا سر رگڑتا ہے تو ایک دو جوئیں گرتی ہیں آپؑ نے فرمایا اس پر کوئی کفارہ نہیں لیکن اسکا اعادہ نہ کرے۔ راوی نے عرض کیا پھر محرم کیسے رگڑے؟ آپؑ نے فرمایا اپنے ناخنوں سے اسی طرح کہ خون نہ نکلے اور کوئی بال نہ ٹوٹے۔

(۲۷۰۰) نیز آپؑ سے ایک ایسے شخص محرم کے متعلق دریافت کیا گیا کہ وہ اپنی داڑھی سے شغل کر رہا تھا کہ اس میں سے ایک دو بال گر گئے۔ آپؑ نے فرمایا مسکینوں کو کچھ کھلادے۔

(۲۷۰۱) اور دوسری حدیث میں ہے کہ ایک مد طعام یا دو مٹھی طعام اور بہتر اور اولیٰ یہ ہے کہ محرم اپنا سر نہ رگڑے (نہ کھجائے) لیکن بہت آہستہ آہستہ صرف اپنی انگلیوں کے کنارے سے۔

(۲۷۰۲) اور ہشام بن سالم کی روایت میں ہے اسکا بیان ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا اگر تم میں سے کوئی شخص حالت احرام میں اپنے سر، داڑھی پر ہاتھ رکھے اور کچھ بال گر جائیں تو ایک مٹھی نان خشک یا ستو تصدق کردے۔

(۲۷۰۳) اور ابان نے ابی جارود سے روایت کی ہے کہ ایک شخص نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا جس نے حالت احرام میں ایک جوں مار دی۔ آپؑ نے فرمایا اس نے بہت بُرا کیا اس نے پوچھا پھر اسکا فدیہ و کفارہ کیا ہوگا؟ آپؑ نے فرمایا اسکا کوئی فدیہ و کفارہ نہیں ہے۔

(۲۷۰۴) معاویہ بن عمار نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ محرم کے جسم سے ہر رینگنے والا گرایا جاسکتا ہے سوائے جوں کے اس لئے کہ وہ اسی کے جسم سے پیدا ہوئی ہے ہاں اگر وہ اپنے جسم کے ایک حصے سے اٹھا کر دوسرے حصہ میں رکھ لے تو کوئی حرج نہیں ہے۔

(۲۷۰۵) ابان نے زرارہ سے روایت کی ہے اسکا بیان ہے کہ میں نے آنجناب علیہ السلام سے دریافت کیا کہ کیا ایک محرم اپنے سر کو رگڑے (کھجائے) یا پانی سے دھوئے؟ آپؑ نے فرمایا اگر اسکا ارادہ جوں مارنے کا نہیں ہے تو رگڑ سکتا ہے اور دھونے میں بھی کوئی مضائقہ نہیں اور سر پر پانی ڈالنے میں بھی کوئی حرج نہیں جبکہ بال تہہ بہ تہہ جمائے ہوئے نہ ہوں اور بال جمائے ہوئے ہیں تو اپنے سر پر پانی نہ ڈالے سوائے یہ کہ وہ غسل احتلام کر رہا ہو۔

(۲۷۰۶) یعقوب بن شعیب نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ کیا محرم غسل کرے؟ آپؑ نے

فرمایا ہاں اور اپنے سر پر پانی بھی ڈالے مگر اسکو نہ رگڑے۔

(۲۷۰۷) حریز نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے جو روایت کی ہے اس میں ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ اگر ایک محرم غسل جنابت کر رہا ہے تو اپنے سر پر پانی ڈالے اور اپنی انگلیوں سے بالوں کو جدا جدا کرے۔

کیا محرم سے نکاح کیا جاسکتا ہے یا وہ خود نکاح کر سکتا ہے یا طلاق دے سکتا ہے

(۲۷۰۸) امام علیہ السلام نے فرمایا کیا کوئی محرم شخص دو محل (جو احرام کی حالت میں نہیں ہیں) کے نکاح کا گواہ بن سکتا ہے ؟ آپؑ نے فرمایا وہ گواہ نہیں بن سکتا۔ پھر فرمایا کیا کوئی محرم کسی محل کو شکار کی طرف اشارہ کر سکتا ہے ؟ ہرگز نہیں مصنف کتاب علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ یہ استفہام انکاری ہے اس لئے نہیں کہ یہ جائز ہے۔

(۲۷۰۹) اور عبداللہ بن سنان نے حضرت امام جعفر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا یہ جائز نہیں کہ کوئی شخص کسی محرم سے نکاح کرے اور نہ محرم کے لئے جائز ہے کہ وہ کسی محل سے نکاح کرے۔ آپؑ نے فرمایا کہ اگر کوئی شخص کسی محرم سے نکاح کرے یا محرم خود کسی محل سے نکاح کرے تو ان دونوں صورتوں میں نکاح باطل ہے۔

(۲۷۱۰) اور انصار میں سے ایک شخص نے حالت احرام میں (کسی عورت سے) نکاح کر لیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسکے نکاح کو باطل کر دیا۔

(۲۷۱۱) نیز امام علیہ السلام نے فرمایا کہ اگر کوئی شخص حالت احرام میں کسی عورت سے نکاح کرے تو ان دونوں کے درمیان مفارقت اور جدائی کرا دو اور اب یہ عورت اس کیلئے تا ابد حلال نہ ہوگی۔

(۲۷۱۲) اور سماعہ کی روایت میں ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ اگر اس محرم نے اس عورت سے مجامعت کی ہے تو اسے عورت کو مہر دینا پڑے گا۔

(۲۷۱۳) اور عاصم بن حمید کی روایت میں ہے جو اس نے ابی بصیر سے کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا وہ فرما رہے تھے کہ محرم طلاق تو دے سکتا ہے نکاح نہیں کر سکتا۔

(۲۷۱۴) اور سعید بن اعرج نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص نے حالت احرام میں اپنی عورت کو محمل سے اتارا اور اسکو اپنے سے چپٹا لیا ؟ آپؑ نے فرمایا اگر اس نے عمداً (بربنائے شہوت) ایسا نہیں کیا ہے تو کوئی مضائقہ نہیں اس لئے کہ وہ اپنی عورت کو محمل سے اتارنے کا غیروں سے زیادہ حق رکھتا ہے۔

(۲۷۱۵) محمد حلبی سے روایت کی گئی ہے اسکا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا کہ ایک شخص حالت احرام میں ہے وہ اپنی عورت کو جو حالت احرام میں ہے دیکھ رہا ہے ؟ آپؑ نے فرمایا کوئی مضائقہ نہیں۔

(۲۷۱۶) اور خالد بیّاع قلانس (کلاہ فروش) سے روایت ہے اسکا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا کہ جس پر ابھی طواف النساء کرنا باقی ہے کہ اس نے اپنی عورت سے مجامعت کرلی ؟ آپؑ نے فرمایا اس پر ایک اونٹ کی قربانی لازم ہے پھر ایک دوسرا شخص آیا اس نے بھی یہی مسئلہ پوچھا آپؑ نے فرمایا اس پر ایک گائے کی قربانی لازم ہے پھر ایک تیسرا شخص آیا اس نے بھی یہی مسئلہ دریافت کیا آپؑ نے فرمایا اس پر ایک بکری کی قربانی لازم ہے ۔ راوی کا بیان ہے کہ جب سب چلے گئے تو میں نے عرض کیا اللہ آپ کا بھلا کرے آپؑ نے مجھ سے یہ کیوں فرمایا کہ ایک اونٹ کی قربانی لازم ہے ۔ فرمایا تم دولتمند و مالدار ہو تم پر ایک اونٹ کی قربانی لازم اور جو متوسط الحال ہے اس پر ایک گائے کی اور جو فقیر ہے اس پر ایک بکری کی قربانی لازم ہے۔

محرم کیلئے کن چیزوں کا قتل جائز ہے

(۲۷۱۷) اور امام علیہ السلام نے فرمایا حدود حرم میں کوئی شکار ذبح نہیں کیا جائے گا خواہ وہ حل (حدود حرم سے باہر) میں کیوں نہ شکار کیا گیا ہو۔

(۲۷۱۸) حنان بن سدیر نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے آپؑ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حرم میں چوہے، سانپ، بچھو اور سیاہ وسفید داغوں والے کوے کے قتل کرنے کا حکم دیا ہے۔ تم اس کوے کو پتھر مارو اگر تمہارا پتھر اسپر پڑ گیا تو سمجھو کہ اللہ نے اس سے نجات دی (یہ اونٹ کی پشت کے زخم کو کھاتا ہے) اور چوہے کو تو آپؐ فویسق کا نام دیتے تھے یہ پانی کے مشکیزہ کو کاٹتا اور خیموں میں آگ لگاتا ہے۔

(۲۷۱۹) معاویہ بن عمّار نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ اگر کوئی شخص حالت احرام میں اپنے اونٹ کی چچڑیاں اٹھا کر پھینکے تو کوئی مضائقہ نہیں (اس لئے کہ یہ اس سے پیدا نہیں ہوئی ہیں) مگر اسکے جسم کے کیڑوں کو نہ پھینکے (اس لئے کہ یہ اسی سے پیدا ہوئے ہیں)۔

(۲۷۲۰) اور حریز کی روایت میں ہے جو انہوں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ چچڑیاں اونٹ سے پیدا نہیں ہوتی ہیں مگر کیڑے اونٹ ہی سے پیدا ہوتے ہیں۔

(۲۷۲۱) علی بن ابی حمزہ کی روایت میں ہے جو انہوں نے ابو بصیر سے کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے آنجنابؑ سے دریافت کیا کہ کیا ایک شخص حالت احرام میں اپنے اونٹ کے جسم کے کیڑے نکال کر پھینکے ؟ آپؑ نے فرمایا نہیں وہ بمنزلہ ان جوؤں کے ہے جو تمہارے جسم میں پڑتی ہیں۔

(۲۷۲۲) محمد بن فضیل نے حضرت امام ابوالحسن علیہ السلام سے روایت کی ہے اسکا بیان ہے کہ میں نے آنجنابؑ سے دریافت کیا کہ ایک شخص حالت احرام میں کن کن چیزوں کی قتل کرسکتا ہے ؟ آپؑ نے فرمایا وہ مار سیاہ اور افعی اور چوہے ،

بچھو اور ہر اس سانپ کو قتل کرے جو اسکے کاٹنے کا ارادہ رکھتا ہو اور اگر وہ تم پر حملہ آور نہ ہو تو اسکو قتل نہ کرو۔ اور خبیث و بدذات کتا اگر تم پر حملہ کرے تو قتل کر دو۔ اور کوئی مضائقہ نہیں کہ محرم چیل کو مارے اور اگر چوروں کا مقابلہ ہو تو ان سے اپنی حفاظت کرے۔

باب : اگر کوئی شخص حالت احرام میں شکار کرے تو اس پر کیا کفارہ واجب ہے

(۲۷۲۳) جمیل نے محمد بن مسلم اور زرارہ سے اور ان دونوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک محرم کے بارے میں روایت کی ہے جس نے ایک شترمرغ کو مار ڈالا۔ تو آپؑ نے فرمایا کہ اس پر ایک اونٹ کفارہ میں واجب ہے اور اگر اسکو اونٹ دستیاب نہیں ہے تو ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلائے۔ اور اگر اونٹ کی قیمت ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلانے سے زیادہ ہے تو پھر بھی وہ ساٹھ ہی مسکینوں کو کھانا کھلائے گا زیادہ کو نہیں اور اگر اونٹ کی قیمت ساٹھ مسکینوں کے کھانے کی قیمت سے کم ہے تو اس پر ایک اونٹ کی قیمت ہی کفارہ میں واجب ہے۔

(۲۷۲۴) حسن بن محبوب نے داؤد رقی سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے متعلق روایت کی ہے جس پر ایک اونٹ کفارہ میں واجب ہے۔ آپؑ نے فرمایا اگر اسکو اونٹ دستیاب نہیں تو سات بکریاں اور اگر وہ اس پر بھی قادر نہیں تو مکہ میں یا اپنے گھر پر اٹھارہ دن روزہ رکھے۔

(۲۷۲۵) عبداللہ بن مسکان نے ابی بصیر سے روایت کی ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک ایسے محرم کے متعلق دریافت کیا جس نے شترمرغ یا گورخر مارا۔ آپؑ نے فرمایا اس پر ایک اونٹ کفارہ میں واجب ہے۔ میں نے عرض کیا اور اگر وہ اسکی قدرت نہ رکھتا ہو؟ آپؑ نے فرمایا پھر وہ ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلائے۔ میں نے عرض کیا اور اور اگر وہ اتنا تصدق کرنے پر بھی قدرت نہ رکھتا ہو؟ آپؑ نے فرمایا اس پر ایک گائے کفارہ ہے۔ میں نے عرض کیا اگر وہ اس پر بھی قدرت نہ رکھتا ہو؟ آپؑ نے فرمایا پھر وہ تیس مسکینوں کو کھانا کھلائے۔ میں نے عرض کیا اور اگر وہ اتنا تصدق کرنے کی بھی قدرت نہ رکھتا ہو؟ آپؑ نے فرمایا پھر وہ نو دن روزہ رکھے۔

میں نے عرض کیا اور اگر وہ ایک ہرن کا شکار کرے؟ آپؑ نے فرمایا اس پر ایک بکری کفارہ ہے۔ میں نے عرض کیا اور اگر اسکو بکری دستیاب نہ ہو؟ آپؑ نے فرمایا پھر وہ دس مسکینوں کو کھانا کھلائے۔ میں نے عرض کیا اور اگر وہ اتنا تصدق نہ کر پائے؟ آپؑ نے فرمایا پھر وہ تین دن روزہ رکھے۔

(۲۷۲۶) ابن مسکان نے ابی بصیر سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا کہ ایک شخص نے احرام کی حالت میں ایک شکار پر تیر یا پتھر چلا دیا جس سے اس کا ایک ہاتھ یا ایک پاؤں ٹوٹ گیا اور جس طرف اسکا رخ تھا ادھر ہی بھاگ گیا اور نہیں معلوم کہ اسکا کیا بنا۔ آپؑ نے فرمایا کہ اس پر اسکا پورا کفارہ لازم ہے

میں نے عرض کیا مگر بعد میں اس نے دیکھا کہ چر رہا ہے اور گھوم پھر رہا ہے۔آپؑ نے فرمایا پھر اس پر اسکی قیمت کا ایک چوتھا کفارہ لازم ہے۔

(۲۷۲۷) بزنطی نے حضرت ابو الحسن علیہ السلام سے روایت کی ہے اس کا بیان ہے کہ میں نے آنجنابؑ سے ایک محرم کے متعلق دریافت کیا کہ اس نے ایک خرگوش یا ایک لومڑی کا شکار کیا۔آپؑ نے فرمایا خرگوش کے شکار میں اس پر ایک بکری ذبح کرنا لازم ہے۔

(۲۷۲۸) اور ابن مسکان نے حلبی سے روایت کی ہے اس کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک محرم کے بارے میں دریافت کیا جس نے ایک خرگوش کو شکار کیا آپؑ نے فرمایا کہ وہ ایک بکری کعبہ تک پہنچا کر قربانی کرے۔

(۲۷۲۹) اور بزنطی کی روایت میں ہے جو اس نے علی بن حمزہ سے اور انہوں نے ابو بصیر سے کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک محرم کے متعلق دریافت کیا جس نے ایک لومڑی کا شکار کیا آپؑ نے فرمایا اس پر ایک جانور کی قربانی لازم ہے میں نے عرض کیا اور اگر خرگوش شکار کیا ہو تو؟ آپؑ نے فرمایا اس پر بھی وہی ہے جو لومڑی کے شکار پر ہے۔

(۲۷۳۰) اور محمد بن فضیل نے روایت کی ہے اس کا بیان ہے کہ میں نے حضرت ابو الحسن علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص حالت احرام میں تھا اور اس نے حرم کے کبوتروں میں سے ایک کبوتر کو مار ڈالا۔آپؑ نے فرمایا کہ اگر وہ حالت احرام میں تھا اور اس نے حرم کے ایک کبوتر کو حرم میں قتل کیا ہے تو اس پر اسکے کفارہ میں ایک بکری اور کبوتر کی قیمت جو ایک درہم ہے اور اگر وہ حالت احرام میں نہیں تھا اور اس نے حرم میں اسکو مارا تو اس پر کفارہ اس کبوتر کی قیمت ہے جو ایک درہم ہے وہ اس درہم کو چاہے تصدق کردے یا چاہے تو حرم کے کبوتروں کیلئے دانہ خرید کردے۔اور اگر وہ حالت احرام میں تھا اور اس نے غیر حرم میں اسکو قتل کیا ہے تو اس پر کفارہ میں ایک بکری ذبح کرنا ہے۔

اور اگر کوئی شخص حالت احرام میں چڑیا کے بچے کو حدود حرم کے باہر قتل کردے تو اس پر ایک بکری ذبح کرنا کفارہ میں لازم ہے اس پر چڑیا کے بچے کی قیمت لازم نہیں ہے اس لئے کہ اس نے اسکو حدود حرم میں قتل نہیں کیا ہے۔اور کفارہ میں بکری ہے تو اپنی منزل پر مکہ میں ذبح کرے اور چاہے تو صفا و مروہ کے درمیانی نخاسیوں کے قریب بازار حزورہ میں کرے جو ایک مشہور مقام ہے۔(یہ جگہ اب مسجد الحرام میں داخل ہو گئی ہے اور لوگ اب اسکو باب عزورہ کہتے ہیں)

اور اگر اس نے اسکو حالت احرام میں حدود حرم کے اندر قتل کیا ہے تو اس پر ایک بکری کا بچہ اور چڑیا کے بچے کی قیمت جو کہ نصف درہم ہے اور اگر وہ ابھی انڈے کے اندر تھا تو ایک چوتھائی درہم۔

اور اگر بھٹ تیتر کو قتل کیا ہے تو ایک بکری کا بچہ جس نے دودھ چھوڑا ہو اور درخت کی پتیاں کھانے لگا ہو۔

اور اگر کسی نے شتر مرغ کے انڈے توڑے ہیں تو جتنے انڈے توڑے ہیں ہر انڈے کے عوض ایک بکری ذبح کرے گا اور اگر بکری نہ ملے تو تین دن روزے رکھے اور اگر روزے نہیں رکھ سکتا تو دس مسکینوں کو کھانا کھلائے۔

اور اگر کوئی احرام کی حالت میں شتر مرغ کے انڈے اپنے پاؤں تلے روند دے اور ان انڈوں میں بچے حرکت کر رہے ہوں تو اس پر لازم ہے کہ جتنے انڈے پاؤں تلے روندے ہیں اتنے اونٹوں کو اونٹنیوں پر بھیجے جب وہ حاملہ ہو جائیں اور ان سے بچے پیدا ہوں تو وہ بیت اللہ الحرام کے سامنے قربانی کیلئے پیش کر دے اور اگر بچے نہ پیدا ہوں تو اس پر کفارہ نہیں ہے۔

اور اگر کوئی شخص احرام کی حالت میں بھٹ تیتر کے انڈے پاؤں تلے روندے اور وہ ٹوٹ جائیں تو اس پر لازم ہے کہ جتنے انڈے ٹوٹے ہیں اتنے بکروں کو بکریوں پر بھیجے جب وہ حاملہ ہو کر بچے پیدا کریں تو ان بکری کے بچوں کو بیت اللہ الحرام کے سامنے قربانی کیلئے پیش کر دے۔

(۲۷۳۱) امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا حالت احرام میں خواہ تم روندو یا تمہارا اونٹ روندے اسکا کفارہ تم پر لازم ہے۔

اور اگر کوئی شخص حالت احرام میں کوئی شکار مارے تو اس پر اس کا بدلہ ہے اور وہ شکار کسی مسکین کو تصدق کر دیگا اور اگر اس نے دوبارہ عمداً کوئی دوسرا شکار مارا تو اس پر اسکا بدلہ نہیں اور وہ ان لوگوں میں ہے جن سے اللہ انتقام لے گا اور انتقام آخرت میں ہوگا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کا قول ہے۔ عفی اللّٰہ عما سلف و من عاد فینتقم اللّٰہ منہ (جو ہو چکا اس کو اللہ نے درگزر کیا اور جو پھر کسی نے ایسی حرکت کی تو اللہ اس سے انتقام لے گا) (سورہ مائدہ ۹۵) اور اگر کسی نے شکار کرنے کے بعد دوبارہ غلطی سے شکار کر لیا تو جتنی مرتبہ غلطی سے شکار کرے گا اتنی مرتبہ اسکا کفارہ ادا کرے گا۔

اور اگر کوئی شخص حالت احرام میں ناواقفیت اور جہالت کی وجہ سے ایسا کرے گا تو اس پر کچھ نہیں سوائے اس شکار کے اور یہی اسکا کفارہ ہے اور اگر کسی نے عمداً ایسا کیا ہے تو اس پر اس کا کفارہ بھی ہے اور گناہ بھی۔

اور کوئی مضائقہ نہیں اگر کوئی شخص حالت احرام میں مچھلی کا شکار کرے اور تر و تازہ کھائے اور نمک لگا کر اسکو اپنی زادراہ بنائے۔ اور اگر کوئی شخص ایک ٹڈی کا شکار کرے تو اس پر ایک کھجور کفارہ لازم ہے اور کھجور ٹڈی سے بہتر ہے اور اگر اس نے بہت سی ٹڈیاں ماری ہیں تو اس پر ایک بکری ذبح کرنا ہے۔

(۲۷۳۲) اور ایک مرتبہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام لوگوں کی طرف ہو کر گزرے اور وہ لوگ ٹڈیاں کھا رہے تھے تو آپؑ نے فرمایا سبحان اللّٰہ جبکہ تم لوگ حالت احرام میں ہو؟ لوگوں نے کہا یہ بھی تو سمندر سے پیدا ہوتی ہے۔ آپؑ نے فرمایا (اچھا اگر یہ سمندر کی چیز ہے) تو سمندر میں ڈال دو (اور دیکھو یہ زندہ رہتی ہے؟)

اور محرم ٹڈی نہیں کھائے گا اور جو شخص محل ہے (احرام میں نہیں ہے) وہ بھی حدود حرم میں ٹڈی نہ کھائے۔

اور اگر کوئی بڑی سی چھپکلی مار دے تو اس پر ایک مد طعام تصدق کرنا لازم ہے۔

اور اگر کوئی شخص زنبور (بھڑ) کو غلطی سے مار دے تو اس پر کچھ نہیں ہے ہاں اگر عمداً مارے تو اس پر ایک مٹھی طعام تصدق کرنا ہے۔

اور اگر کوئی شخص حالت احرام میں حدود حرم سے باہر شکار کرے اور اسکو ذبح کرے اور اس مذبوح شدہ کو حدود حرم میں لیکر داخل ہو اور ایک ایسے شخص کو ہدیہ میں دے جو حالت احرام میں نہیں ہے تو کوئی مضائقہ نہیں اگر یہ شخص اس ہدیہ کو کھالے اس لئے کہ اسکا کفارہ تو اس شخص پر ہے جس نے اسکو شکار کیا ہے۔

(۲۷۳۳) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا گیا کہ ایک شخص نے حالت احرام میں شکار مارا تو اس نے اس کا کفارہ ادا کردیا اب وہ شکار کو کھائے یا پھینک دے؟ آپؑ نے فرمایا اسطرح تو اس کو ایک دوسرا کفارہ اور ادا کرنا پڑے گا۔ تو عرض کیا گیا کہ پھر وہ اس شکار کا کیا کرے؟ آپؑ نے فرمایا وہ اس کو دفن کردے۔

ہر وہ شخص کہ جس نے حالت احرام میں شکار کیا اور اس پر اس کا کفارہ واجب ہے وہ اگر حج کیلئے آیا ہے تو کفارہ میں جو اونٹ اس پر واجب ہے وہ اس کو منیٰ میں نحر کرے گا اور اگر وہ (حج کیلئے نہیں بلکہ) عمرے کیلئے آیا ہے تو کفارہ کا اونٹ مکہ میں خانہ کعبہ کے سامنے نحر کرے گا۔

اور اگر کوئی محرم شکار اور مردار کھانے پر مجبور ہوجائے تو وہ شکار کھالے اور اسکا کفارہ ادا کرے اور اگر اس نے مردار کھایا ہے تو پھر کوئی حرج نہیں۔

(۲۷۳۴) اور حضرت امام ابوالحسن ثانی نے فرمایا کہ میرے نزدیک مردار کھانے سے زیادہ بہتر یہ ہے کہ وہ شکار ذبح کرے اور کھائے پھر اس کا کفارہ ادا کرے۔

(۲۷۳۵) اور یوسف طاطری نے روایت کی ہے اسکا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا ایک شکار کو چند لوگوں نے کھایا جو حالت احرام میں تھے؟ آپؑ نے فرمایا ان میں سے ہر ایک پر ایک ایک بکری کفارہ واجب ہے اور جس نے اس شکار کو ذبح کیا اس پر بھی ایک ہی بکری کفارہ ہے۔

(۲۷۳۶) اور علی بن رئاب نے ابان بن تغلب سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے ان چند حاجیوں کے متعلق جو حالت احرام میں تھے اور انہوں نے شترمرغ کے بہت سے بچے شکار کئے اور ان کو سب نے مل کر کھایا؟ آپؑ نے فرمایا ان لوگوں نے جتنے بچے کھائے ہیں ان میں سے ہر بچے کے عوض ایک اونٹ ان پر لازم ہے اور وہ سب ان اونٹوں میں شریک ہونگے اور ان کو خریدیں گے ان بچوں کی تعداد اور آدمیوں کی تعداد کے مطابق۔

(۲۷۳۷) زرارہ اور بکیر نے ان امامین علیہما السلام میں سے کسی ایک سے روایت کی ہے دو شخصوں کے متعلق جو حالت احرام میں ہیں اور ان دونوں نے مل کر ایک شکار مارا؟ آپؑ نے فرمایا ان دونوں میں سے ہر ایک پر ایک کفارہ ہے۔

(۲۷۳۸) اور ابو بصیر نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ کچھ لوگ حالت احرام میں تھے ایک شکار خریدا اور اس خریداری میں سب شریک رہے تو ایک عورت جو انکی ہمسفر تھی اس نے کہا کہ مجھے بھی اس شکار میں ایک درہم کی حصہ دار بنالو اور ان لوگوں نے اس کو بھی حصہ دار بنالیا؟ آپؑ نے فرمایا ان میں ہر انسان پر جو اس میں حصہ دار ہے ایک بکری لازم ہے۔

(۲۷۳۹) اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے احل لکم صید البحر و طعامہ متاعاًلکم وللسیارہ وحرم علیکم صید البر مادمتم حرماً (تمہارے اور قافلہ کے فائدے کیلئے دریائی شکار اور اسکا کھانا تو ہر حالت میں جائز کر دیا گیا ہے اور جب تک تم حالت احرام میں رہو تم پر خشکی کا شکار حرام کر دیا گیا ہے) (سورہ مائدہ ۹۶)

اور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا یہ وہ نمکین غذا ہے جسے تم لوگ کھاتے ہو نیز فرمایا کہ ان دونوں کے درمیان فرق ملحوظ رکھو۔ وہ پرندے جو جھاڑیوں میں رہتے ہیں خشکی میں انڈے دیتے ہیں اور خشکی ہی میں بچے نکالتے ہیں وہ خشکی کے شکار ہیں اور وہ پرندے جو خشکی میں رہتے ہیں مگر دریا میں انڈے دیتے اور دریا ہی میں بچے نکالتے ہیں وہ دریائی شکار ہیں۔

(۲۷۴۰) اور کوئی شخص حالت احرام میں شکار کی رہنمائی نہ کرے اور اگر کسی نے رہنمائی کی اور وہ شکار مار لیا گیا تو اس محرم پر اسکا کفارہ لازم ہے۔

باب : تمتع کرنے والے کا بال تراشنا اور بال مونڈنا اور محل ہونا اور جو شخص بال تراشنا بھول جائے یہاں تک کہ عورت سے مقاربت کرے یا حج کیلئے احرام باندھ لے اسکے احکام

(۲۷۴۱) معاویہ بن عمّار نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے آپ نے فرمایا کہ جب تم تمتع کر رہے ہو اور صفا و مروہ کے درمیان سعی سے فارغ ہو جاؤ تو اپنے سر کے بال اور داڑھی کے بال اطراف سے ذرا ذرا تراشو اور اپنی مونچھیں کاٹو، اور ناخن تراشو، اور (سر کے باقی بال) حج میں (مونڈنے) کیلئے چھوڑ دو جب تم نے ایسا کر لیا تو تم ہر طرح کی پابندیوں سے رہا ہو گئے اور ایک محرم شخص محل ہو گیا۔ اب تم استحباباً خانہ کعبہ کا جتنا چاہو طواف کرو۔

(۲۷۴۲) اسحاق بن عمّار نے حضرت امام ابی ابراہیم علیہ السلام سے روایت کی ہے اسکا بیان ہے کہ میں نے آنجنابؑ سے عرض کیا کہ ایک شخص تمتع کر رہا تھا اس میں بال کا تراشنا بھول گیا یہاں تک کہ اب وہ حج کیلئے احرام باندھ رہا ہے؟ آپؑ نے فرمایا اس پر ایک جانور کی قربانی لازم ہے۔ اور عبداللہ بن سنان کی روایت میں ہے جو اس نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ وہ اللہ تعالیٰ سے استغفار کرے گا۔

اس کتاب کے مصنف علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ جانور کی قربانی بربنائے استحباب ہے اور استغفار اس کیلئے کافی ہے اور ان دونوں حدیثوں میں کوئی اختلاف نہیں ہے۔

(۲۷۴۳) اور عمران حلبی نے ایک مرتبہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا ایک ایسے شخص کے متعلق جو تمتع کر رہا تھا اس نے خانہ کعبہ کا طواف کیا اور صفا و مروہ کے درمیان سعی بھی کر لی اور قبل اسکے کہ وہ اپنے بال تراشے اپنی عورت کے بوسے لے لئے۔ آپ نے فرمایا وہ ایک جانور ذبح کرے گا اور اگر اس نے مجامعت کی ہے تو ایک اونٹ یا ایک گائے کفارہ میں ذبح کرے گا۔

(۲۷۴۴) اور عبداللہ بن سنان نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا جو تمتع کر رہا تھا اور اس نے اپنے سر کے بالوں کا جوڑا باندھ رکھا تھا وہ مکہ آیا اور اس نے اپنے تمام مناسک ادا کئے اور اب اپنے سر کا جوڑا کھولا۔ بال تراشے تیل لگایا اور محل ہو گیا۔ آپ نے فرمایا اس پر ایک بکری ذبح کرنا لازم ہے۔

(۲۷۴۵) اور معاویہ بن عمار نے آنجناب علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا جو عمرہ تمتع کر رہا تھا ابھی اس نے بال بھی نہیں تراشا تھا کہ اپنی عورت سے مجامعت کر بیٹھا؟ آپ نے فرمایا اس پر ایک اونٹ نحر کرنا لازم ہے اور مجھے تو ڈر ہے کہ اگر اس کو مسئلہ کا علم ہے تو کہیں اسکے حج میں بھی رخنہ نہ پڑ جائے۔ اور اگر اسکو مسئلہ کا علم نہیں ہے تو پھر اس پر کچھ نہیں ہے۔

راوی کا بیان ہے کہ میں نے عرض کیا ایک شخص عمرہ تمتع میں ہے اس نے اپنے دانت ہی سے اپنے ناخن کاٹ لئے اور اپنے بال کسی چوڑے پھل کے تیر سے کاٹے آپ نے فرمایا کوئی مضائقہ نہیں ہر ایک کے پاس تو قینچی نہیں ہوتی۔

(۲۷۴۶) اور ابو بصیر نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی راوی کا بیان ہے کہ میں نے آنجنابؑ سے دریافت کیا کہ ایک شخص عمرہ تمتع کر رہا ہے اسکا ارادہ ہوا کہ تھوڑے بال تراشے مگر اس نے اپنا پورا سر ہی مونڈ لیا؟ آپؑ نے فرمایا اس پر ایک جانور کی قربانی لازم آئی ہے۔ اور جب (حج میں) قربانی کا دن آئے تو جس وقت سر مونڈنے کا ارادہ کرے تو اپنے سر پر استرا پھرا لے۔

(۲۷۴۷) اور ابو المغرا نے ابو بصیر سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے ایک مرتبہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے عرض کیا کہ ایک شخص نے اپنا احرام تو کھول لیا مگر ابھی اسکی عورت نے احرام نہیں کھولا تھا کہ وہ اس سے مجامعت کر بیٹھا۔ آپ نے فرمایا اس عورت پر ایک اونٹ قربانی کرنا لازم ہے اور اسکا یہ نقصان اسکے شوہر کو برداشت کرنا ہے۔

(۲۷۴۸) اور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ وہ شخص جو حج کیلئے عمرہ تمتع بجا لا رہا ہے اس کو چاہیئے کہ جب وہ عمرہ سے احرام کھولے تو سلا ہوا کپڑا (قمیص وغیرہ) نہ پہنے بلکہ خود کو محرم لوگوں سے مشابہ رکھے۔

(۲۷۴۹) حفص و جمیل وغیرہ نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے ایک ایسے شخص کے متعلق جس نے (محل ہونے کیلئے) بعض جگہ سے بال تراشے اور بعض جگہ سے نہیں؟ آپؑ نے فرمایا وہ اسکے لئے کافی ہے۔

(۲۷۵۰) اور جمیل بن درّاج نے ایک ایسے تمتع کرنے والے کے متعلق دریافت کیا جس نے مکہ میں اپنا سر مونڈ لیا۔ آپؑ نے فرمایا اگر وہ جاہل مسئلہ ہے تو اس پر کوئی کفارہ نہیں ہے اور اگر اس نے عمداً حج کے مہینوں میں حج سے تیس دن پہلے ایسا کیا ہے تو کوئی مضائقہ نہیں اور اگر اس نے عمداً تیس دن کے اندر ایسا کیا جس کے اندر حج کیلئے بال بڑھائے جاتے ہیں تو اس کو ایک جانور قربانی کرنا لازم ہے۔

(۲۷۵۱) حمّاد بن عثمان سے روایت کی گئی ہے اسکا بیان ہے کہ ایک شخص نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا کہ میں آپ پر قربان میں نے عمرہ کے تمام مناسک پورے کرلئے اور ابھی اپنے بال نہیں تراشے تھے کہ اپنی زوجہ سے مجامعت کرلی؟ آپؑ نے فرمایا تجھ پر ایک اونٹ نحر کرنا لازم ہے۔ اس نے کہا مگر جس وقت اس سے مجامعت کا ارادہ کیا تو اس نے بھی ابھی بال نہیں تراشے تھے مگر جب میں اس پر غالب ہوگیا تو اس نے اپنے دانتوں سے اپنے تھوڑے سے بال تراش لئے۔ آپؑ نے فرمایا اللہ اس بیچاری پر رحم کرے پھر وہ تو تجھ سے زیادہ فقیہ ہے۔ بس تجھ کو ایک اونٹ نحر کرنا ہے اور اس (تیری عورت) پر کوئی کفارہ نہیں ہے۔

باب : حج کیلئے عمرہ تمتع کرنے والا مکہ سے باہر جائیگا اور پھر واپس آئے گا

(۲۷۵۲) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ اگر حج کیلئے عمرہ تمتع کرنے والا مکہ سے نکل کر کہیں دوسری جگہ جانا چاہے تو اس کے لئے جائز نہیں ہے اس لئے کہ وہ حج سے مربوط ہے جب تک وہ اسکو پورا نہ کرے سوائے یہ کہ اسکو علم ہو کہ وہ حج کو فوت نہیں کرے گا اور جب اس کا علم ہو (کہ فوت نہیں کرے گا) اور نکلا اور وہ اسی مہینہ میں واپس آیا جس مہینہ میں نکلا تھا تو مکہ میں بغیر احرام باندھے داخل ہوگا اور اگر اس مہینہ کے علاوہ کسی دوسری مہینہ میں داخل ہوگا تو مکہ میں احرام باندھ کر داخل ہوگا۔

(۲۷۵۳) محمد بن مسلم نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے دریافت کیا کہ کیا مکہ میں کوئی شخص بغیر احرام کے داخل ہو؟ آپؑ نے فرمایا نہیں سوائے یہ کہ وہ مریض ہو یا اسے پیٹ کی بیماری ہو۔

(۲۷۵۴) قاسم بن محمد نے علی بن ابی حمزہ سے روایت کی ہے اس کا بیان ہے کہ میں نے ایک مرتبہ حضرت ابو ابراہیم علیہ السلام سے ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا جو مکہ کے اندر سال میں ایک مرتبہ یا دو مرتبہ یا تین مرتبہ وارد ہوتا ہے وہ کیا کرے؟ آپؑ نے فرمایا جب داخل ہو تو احرام باندھ کر اور جب نکلے تو بغیر احرام باندھے ہوئے۔

باب حائض اور مستحاضہ کے احرام

(۲۷۵۵) معاویہ بن عمار نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے آپ نے فرمایا کہ اسما بنت عمیس حجتہ الوداع میں مقام بیدا پر ۲۹ ذی القعدہ کو محمد بن ابی بکر کی ولادت کی وجہ سے نفاس میں ہوئیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں حکم دیا انہوں نے غسل کیا بدن خشک کیا احرام باندھا اور پھر نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کے اصحاب کے ساتھ لبیک کہتی ہوئی آگے بڑھیں اور جب لوگ مکہ پہنچے تو ابھی تک طاہر نہیں ہوئی تھیں یہاں تک کہ لوگوں نے منیٰ سے بھی کوچ کیا یہ بھی ہر موقف پر ساتھ رہیں عرفات، جمع (مشعرالحرام) گئیں رمی الجمرات بھی کیا مگر خانہ کعبہ کا طواف اور صفا و مروہ کے درمیان سعی نہیں کی پھر جب لوگوں نے منیٰ سے کوچ کیا تو آنحضرت نے انہیں حکم دیا اور انہوں نے غسل کیا اور خانہ کعبہ کا طواف کیا اور صفا و مروہ کے درمیان سعی کی اس طرح وہ ذی القعدہ کے بقیہ چار دن ذی الحجہ کے دس دن اور ایام تشریق کے تین دن بیٹھی رہیں۔

(۲۷۵۶) روایت کی گئی ہے درست سے اور انہوں نے عجلان ابی صالح سے اس کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک عمرہ تمتع بجالانے والی عورت مکہ میں داخل ہوئی تو اسے حیض آنے شروع ہوگئے۔ آپ نے فرمایا وہ صفا و مروہ کے درمیان سعی کرے گی اور لوگوں کے ساتھ نکلے گی اور خانہ کعبہ کا طواف بعد میں کرے گی۔

(۲۷۵۷) معاویہ بن عمر نے آنجناب علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک عورت صفا و مروہ کے درمیان سعی میں مشغول تھی کہ اس کو حیض آگیا آپ نے فرمایا وہ اپنی سعی کو پورا کرے گی۔ نیز اس نے دریافت کیا کہ ایک عورت نے خانہ کعبہ کا طواف کیا اور صفا و مروہ کے درمیان سعی سے قبل ہی اسکو حیض آگیا۔ آپ نے فرمایا وہ سعی کرے گی۔

(۲۷۵۸) اور محمد بن مسلم نے ان دونوں ائمہ علیہما السلام میں سے کسی ایک سے دریافت کیا کہ ایک عورت جو حالت احرام میں ہے جب حیض سے پاک ہو تو وہ اپنا سر خطمی سے دھوئے؟ آپ نے فرمایا اسے صرف پانی کافی ہے۔

(۲۷۵۹) اور جمیل نے آنجناب علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ جب کوئی حائضہ عورت یوم ترویہ (۸ ذی الحجہ) مکہ پہنچے تو وہ جسطرح ہے اسی طرح عرفات چلی جائے اور اسکو حج قرار دے پھر ٹھہری رہے یہاں تک کہ حیض سے پاک ہوجائے پھر تنعیم جائے وہاں سے احرام باندھے اور اسکو عمرہ قرار دے۔

(۲۷۶۰) صفوان نے اسحاق بن عمار سے روایت کی ہے اس کا بیان ہے کہ میں نے ایک مرتبہ حضرت امام ابو ابراہیم علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک عورت حج تمتع کیلئے آئی ہے مگر خانہ کعبہ کے طواف سے پہلے اسکے حیض آنے شروع ہوگئے یہاں تک کہ وہ عرفات کی طرف چلی گئی آپ نے فرمایا اس کا یہ حج مفردہ ہوجائیگا اور اس کو ایک جانور کی قربانی کرنی ہے۔

(۲۷۶۱) صفوان نے عبدالرحمٰن بن حجاج سے روایت کی ہے اس کا بیان ہے کہ میں نے ایک مرتبہ حضرت ابو ابراہیم علیہ السلام سے ایک ایسے مرد کے متعلق دریافت کیا جس کے ساتھ اسکی عورت تھی وہ مکہ آئی اور (حیض کی وجہ سے) نماز نہیں پڑھ رہی تھی اور یوم ترویہ یعنی ۸ ذی الحجہ کو ہی پاک ہوئی تو اس نے طہارت کی اور خانہ کعبہ کا طواف کیا مگر ابھی صفا و مروہ کے درمیان سعی نہیں کر سکی تھی کہ عرفات روانہ ہو گئی۔ تو خانہ کعبہ کا وہ طواف شمار میں آئے گا یا صفا و مروہ کے درمیان سعی سے پہلے اسکو پھر سے طواف کرنا پڑے گا۔ آپؑ نے فرمایا وہ پہلا طواف شمار کر لیا جائیگا اور اسی کو بنیاد بنایا جائے گا۔

(۲۷۶۲) ابان نے زرارہ سے روایت کی ہے اسکا بیان ہے کہ میں نے ایک مرتبہ آنجنابؑ سے ایک ایسی عورت کے متعلق دریافت کیا کہ جو خانہ کعبہ کا طواف کر چکی تھی کہ اسکے حیض جاری ہو گیا قبل اسکے کہ وہ دو رکعت (نماز طواف) پڑھے۔ آپؑ نے فرمایا کہ حیض سے پاک ہونے کے بعد اس پر سوائے اس دو رکعت نماز کے اور کچھ نہیں ہے اسکا طواف پورا ہو گیا۔

(۲۷۶۳) ابان نے فضیل بن یسار سے اس نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے آپ نے فرمایا کہ جب عورت نے طواف النساء کر لیا اور آدھے سے زیادہ کر لیا کہ اسکو حیض جاری ہو گیا تو اگر چاہے تو کوچ کر لے۔

(۲۷۶۴) صفوان نے اسحاق بن عمّار سے روایت کی ہے اس کا بیان ہے کہ میں نے حضرت ابو ابراہیم علیہ السلام سے ایک ایسی نوجوان لڑکی کے متعلق دریافت کیا جسے ابھی حیض نہیں آیا تھا وہ اپنے شوہر اور اپنے گھر والوں کے ساتھ (حج کو) چلی تو اسکو حیض جاری ہو گیا مگر اس کو شرم آئی کہ اپنے گھر والوں اور شوہر کو بتائے یہاں تک کہ اسی عالم میں اس نے اپنے تمام مناسک ادا کئے اور اس کے شوہر نے اس سے مجامعت بھی کی اور جب کوفہ واپس آئی تو اپنے گھر والوں کو بتایا کہ معاملہ ایسا ایسا ہوا۔ آپ نے فرمایا اس نوجوان لڑکی پر ایک اونٹ لیکر جانا اور آئیندہ سال حج واجب ہے اور اس کے شوہر پر کچھ نہیں ہے۔

(۲۷۶۵) اور فضالہ بن ایوب نے کاہلی سے روایت کی ہے اس کا بیان ہے کہ میں نے ایک مرتبہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عورتوں کے احرام کے متعلق دریافت کیا تو آپؑ نے فرمایا وہ اپنی ضرورت کا جو سامان چاہیں درست کر لیں اور جب مسجد شجرہ پہنچیں تو حج کے لئے احرام باندھیں اور بیداء میں اول میل پر لبیک کہیں پھر ان کو مکہ لایا جائے اور وہ جلدی سے طواف اور سعی کر لیں اور جب طواف اور سعی کر چکیں اور اپنے بال تراش چکیں تو عمرہ تمتع ہو گیا۔ پھر یوم ترویہ (۸ ذی الحجہ) کو پھر حج کیلئے احرام باندھیں اور یہ عمرہ حج ہوا اور اگر بیمار بھی ہو جائیں تو اپنے حج پر رہیں گی اور اپنے حج کو افراد نہیں کریں گی۔

(۲۷۶۶) حریز نے محمد بن مسلم سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک عورت نے ابھی تین یا اس سے کم طواف کئے تھے کہ اس نے خون (حیض) دیکھا۔ آپؑ نے فرمایا وہ اپنی منزل پر چلی جائے اور جب پاک ہو جائے تو بقیہ طواف کرے اور گزشتہ طواف اس میں شمار کرے اور علاء نے محمد بن

مسلم سے اور انہوں نے ان دونوں ائمہ علیہما السلام میں سے کسی ایک سے اسی کے مثل روایت کی ہے۔

اس کتاب کے مصنف علیہ الرحمہ کہتے ہیں کہ میں اس حدیث کے مطابق فتویٰ دیتا ہوں کسی دوسری حدیث کے مطابق نہیں جس کو۔

(۲۷۶۷) ابن مسکان نے ابراہیم بن اسحاق سے اور انہوں نے اس سے روایت کی جس نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے یہ دریافت کیا کہ ایک عورت عمرہ کر رہی تھی اس نے طواف کے چار چکر لگائے تھے کہ خون حیض آگیا۔ آپؑ نے فرمایا اس کا طواف پورا ہوگیا اور اسکا عمرہ تمتع بھی پورا ہے اب اسکے لئے یہ ہے کہ صفا و مروہ کے درمیان سعی کرے اس لئے کہ طواف نصف سے زائد ہو چکا تھا اور اسکا عمرہ تمتع بھی پورا ہوگیا اور حج کے بعد از سر نو طواف کرے۔ اور اگر اس نے صرف تین چکر لگائے تھے تو اب بعد حج از سر نو طواف کرے اور اگر اسکا جمّال (اونٹوں کو کرائے پر چلانے والا) حج کے بعد قیام کرتا ہے تو وہ جعرانہ یا تنعیم جائے اور (احرام باندھ کر) عمرہ بجالائے۔

اس لئے کہ اس حدیث کے اسناد منقطع ہیں اور پہلی حدیث میں رخصت و رحمت ہے اور اسکے اسناد بھی متصل ہیں۔

اور وہ عورت جو قبل احرام حائض ہوئی ہے وہ صفا و مروہ کے درمیان سعی نہیں کرے گی اور اپنے سارے مناسک ادا کرے گی۔ اس لئے کہ وہ شب عرفہ کے سوا کسی اور شب کو عرفات میں وقوف نہیں کر سکتی اور نہ یوم النحر کے سوا کسی اور شب مشعرالحرام میں رہ سکتی ہے اور نہ منیٰ کے علاوہ رمی جمرات کر سکتی ہے مگر یہ (یعنی صفا و مروہ کے درمیان سعی) اس کی بعد طہارت قضا کر سکتی ہے۔

باب : وہ وقت کہ اگر انسان اسکو پالے تو اس نے حج تمتع کو پالیا

(۲۷۶۸) اور ابن ابی عمیر نے ہشام بن سالم سے اور مرازم اور شعیب سے اور ان سب نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایسے شخص کے متعلق روایت کی ہے جو تمتع کر رہا ہے وہ عرفہ کی شب آیا اس نے خانہ کعبہ کا طواف کیا پھر صفا و مروہ کے درمیان سعی کی اسکے بعد احرام باندھا اور منیٰ میں آگیا؟ آپؑ نے فرمایا کوئی مضائقہ نہیں۔

(۲۷۶۹) حسین بن سعید نے حمّاد سے انہوں نے محمد بن میمون سے روایت کی ہے اسکا بیان ہے کہ ایک مرتبہ حضرت امام ابوالحسن علیہ السلام شب عرفہ تشریف لائے خانہ کعبہ کا طواف کیا اور احرام کھولا اور اپنی کسی کنیز سے مباشرت کی پھر حج کیلئے احرام باندھا اور منیٰ کیلئے نکل گئے۔

(۲۷۷۰) اور ابو بصیر سے روایت کی گئی ہے انکا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا کہ ایک عورت حج تمتع کیلئے آئی مگر خانہ کعبہ کے طواف سے پہلے ہی اسکو حیض جاری ہوگیا۔ اور اس سے وہ شب

عرفہ پاک ہوئی۔ آپ نے فرمایا اگر وہ جانتی ہے کہ پاک ہو جائیگی اور خانہ کعبہ کا طواف کرکے اپنے احرام کھول لیگی اور لوگوں سے منیٰ میں ملحق ہو جائیگی تو ایسا کرے۔

(۲۷۷۱) نضر نے شعیب عقرقوفی سے روایت کی ہے اسکا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں اور حدید (حج کیلئے) نکلے اور یوم ترویہ بستان (وادی فاطمہ) پہنچے وہاں سے میں نے اپنے گدھے کو آگے بڑھایا مکہ پہنچا طواف کیا سعی کی اور عمرہ تمتع سے محل ہو گیا پھر حج کیلئے احرام باندھا۔ اور حدید رات کو پہنچا تو میں نے حضرت امام ابوالحسن علیہ السلام کو خط لکھا اور اسکے معاملہ میں حکم شرع معلوم کیا تو آپ نے تحریر فرمایا اس سے کہدو کہ طواف کرے سعی کرے اور اپنے تمتع سے محل ہو اور پھر حج کیلئے احرام باندھے اور منیٰ جاکر لوگوں سے ملحق ہو جائے مکہ میں رات بسر نہ کرے۔

(۲۷۷۲) حسن بن محبوب نے علی بن رئاب سے اور انہوں نے ضریس کناسی سے انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے راوی کا بیان ہے کہ میں آنجناب سے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا جو حج کیلئے عمرہ تمتع کرنے نکلا مگر وہ مکہ یوم نحر (۱۰ ذی الحجہ کو) پہنچا۔ آپ نے فرمایا وہ مکہ میں اپنے احرام پر قائم رہے تلبیہ ترک کردے جس وقت حرم میں داخل ہو خانہ کعبہ کا طواف کرے صفا و مروہ کے درمیان سعی کرے سر منڈوا دے اور بکری ذبح کرے پھر اپنے اہل وعیال کی طرف واپس جائے۔ پھر فرمایا یہ اس کیلئے ہے جو اپنے احرام کے وقت اپنے رب سے یہ شرط کرے کہ اگر کسی وجہ سے رکنا پڑ گیا تو احرام کھول دیگا۔ اور اگر اس نے اسکی شرط نہیں کی تھی تو پھر اس پر آئندہ سال حج اور عمرہ لازم ہے۔

باب : وہ وقت کہ جسے انسان پا جائے تو اس نے حج کو پالیا

(۲۷۷۳) ابن ابی عمیر نے ہشام بن حکم سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا مشعر الحرام میں (سے سب چلے جائیں) صرف پانچ آدمی رہ جائیں اور کوئی شخص وہاں پہنچ جائے تو اس نے حج پالیا۔

(۲۷۷۴) ابن ابی عمیر نے جمیل بن دراج سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ جو شخص قربانی کے دن (۱۰ ذی الحجہ کو) زوال آفتاب سے قبل موقف (مشعر الحرام) میں پہنچ جائے جبکہ وہاں کچھ لوگ ابھی ہوں (وہاں سے نکلے نہ ہوں) تو اس نے حج کو پالیا۔

(۲۷۷۵) عبداللہ بن مغیرہ نے اسحاق بن عمار سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ جو شخص زوال آفتاب سے قبل مشعر الحرام پہنچ جائے تو اس نے حج کو پالیا۔ اور اسکی روایت اسحاق بن عمار نے حضرت امام ابوالحسن موسیٰ بن جعفر علیہما السلام سے بھی کی ہے۔

(۲۷۷۶) معاویہ بن عمار نے روایت کی ہے اس کا بیان ہے مجھ سے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ جس نے زوال (آفتاب) کو پالیا اس نے موقف (مشعر الحرام) کو پالیا۔

باب : سعی سے پہلے اور منیٰ کی طرف جانے سے پہلے طواف حج اور طواف النساء کو مقدم کرنا

(۲۷۷۷) اسحاق بن عمار نے سماعہ بن مہران سے اور انہوں نے ابوالحسن ماضی علیہ السلام سے روایت کی ہے اسکا بیان ہے کہ میں نے آنجنابؑ سے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا جس نے صفا و مروہ کے درمیان سعی سے پہلے طواف حج اور طواف النساء کر لیا؟ آپؑ نے فرمایا اس کیلئے کوئی ضرر نہیں جب حج سے فارغ ہو جائے تو صفا و مروہ کے درمیان سعی کرے۔

(۲۷۷۸) ابن ابی عمیر نے حفص بن بختری سے اور انہوں نے حضرت ابوالحسن علیہ السلام سے منیٰ کی طرف خروج سے قبل طواف میں تعجیل کرنے کے متعلق روایت کی ہے آپؑ نے فرمایا کہ متمتع کیلئے (اگر صاحب عذر ہے تو) دونوں برابر ہیں موخر کرے یا مقدم کرے۔

(۲۷۷۹) ابن بکیر نے زرارہ سے انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے تمتع کرنے والے کیلئے دریافت کیا کہ وہ حج میں طواف اور سعی کو مقدم کرے؟ تو ان دونوں حضرات علیہما السلام نے فرمایا کہ دونوں برابر ہیں مقدم کرے یا موخر کرے۔

(۲۷۸۰) صفوان بن یحیٰی نے اسحاق بن عمار سے روایت کی ہے اسکا بیان ہے کہ میں نے ایک مرتبہ حضرت ابو ابراہیم علیہ السلام سے ایک ایسے عمرہ تمتع کرنے والے کے متعلق دریافت کیا جو بہت بوڑھا ہے (اژدحام مردم سے ڈرتا ہے) یا ایک عورت ہے جو ڈرتی ہے کہ اسے کہیں حیض شروع نہ ہو جائے۔ کیا وہ منیٰ میں آنے سے پہلے طواف حج کر سکتی ہے؟ آپؑ نے فرمایا ہاں اگر کوئی ایسا ہے تو وہ طواف میں تعجیل کر سکتا ہے۔ نیز میں نے آنجناب علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا جس نے مکہ سے حج کا احرام باندھا پھر اس نے دیکھا کہ خانہ کعبہ (اژدحام مردم سے) خالی ہے تو کیا وہ منیٰ کی طرف نکلنے سے پہلے طواف کرے۔ کیا اس پر کوئی گناہ یا کفارہ ہے؟ آپؑ نے فرمایا نہیں۔

باب : زیارت کعبہ میں تاخیر

(۲۷۸۱) اسحاق بن عمار سے روایت ہے اس کا بیان ہے کہ میں نے حضرت ابو ابراہیم علیہ السلام سے زیارت خانہ کعبہ کے متعلق دریافت کیا کہ کیا اس میں تیسرے دن تک تاخیر کی جا سکتی ہے؟ آپؑ نے فرمایا اس میں تعجیل میرے نزدیک پسندیدہ ہے لیکن اگر تاخیر ہو جائے تو کوئی حرج نہیں۔

(۲۷۸۲) اور عبداللہ بن سنان کی روایت میں ہے جو انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے کی ہے آپؑ نے فرمایا زیارت کعبہ میں تاخیر کوچ کے دن تک کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

(۲۷۸۳) عبیداللہ بن علی حلبی نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے اس کا بیان ہے کہ میں نے آنجناب علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا کہ جو خانہ کعبہ کی زیارت بھول گیا یہاں تک کہ صبح ہو گئی آپؑ نے فرمایا کوئی حرج نہیں میں نے بھی کبھی کبھی اتنی تاخیر کی ہے کہ ایام تشریق گزر جاتے ہیں لیکن اس اثنا میں عورتوں سے قربت اور خوشبو استعمال نہیں کرتا۔

(۲۷۸۴) ہشام بن سالم نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے آنجناب علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا جو کعبہ کی زیارت کو بھول گیا یہاں تک کہ اپنے اہل وعیال کی طرف واپس چلا گیا آپؑ نے فرمایا اسکے لئے کوئی مضرت نہیں اگر اسکے مناسک پورے ہو گئے ہیں۔

(۲۷۸۵) ہشام بن سالم نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ کوئی حرج نہیں اگر تم زیارت خانہ کعبہ میں اتنی تاخیر کر دو کہ ایام تشریق گزر جائیں لیکن اس اثناء میں تم نہ عورتوں سے مقاربت کرو اور نہ خوشبو استعمال کرو۔

باب : جو شخص طواف النساء بھول جائے اسکے لئے حکم

(۲۷۸۶) معاویہ بن عمار نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے اس کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے آنجنابؑ سے عرض کیا کہ ایک شخص طواف النساء کرنا بھول گیا۔ آپؑ نے فرمایا کہ وہ کسی سے کہے گا کہ وہ اسکی طرف سے طواف النساء کر دے اگر یہ خود حج نہیں کرتا۔ ورنہ جب تک وہ خانہ کعبہ کا طواف النساء نہیں کر لیتا کوئی عورت اس پر حلال نہ ہو گی۔

(۲۷۸۷) ابن ابی عمیر نے ابی ایوب ابراہیم بن عثمان خزاز سے روایت کی ہے اس کا بیان ہے ایک مرتبہ میں مکہ میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر تھا کہ ایک شخص آیا اور اس نے آپؑ سے عرض کیا اللہ آپؑ کو سلامت رکھے ہم لوگوں کے ساتھ ایک عورت ہے جو حائض ہو گئی اور طواف النساء نہیں کر سکتی اور جمّال قیام سے انکار کرتا ہے۔ راوی کا بیان ہے کہ آپؑ نے یہ کہتے ہوئے سر جھکا لیا کہ وہ اپنے ساتھیوں کو نہیں چھوڑ سکتی۔ اسکا جمّال بھی قیام پر تیار نہیں پھر آپؑ نے سر اٹھایا اور فرمایا وہ چلی جائے اسکا حج پورا ہو گیا۔ (رہ گیا طواف النساء تو وہ کسی سے کرا لے گی)۔

(۲۷۸۸) ابن محبوب نے علی بن رئاب سے انہوں نے حمران بن اعین سے انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے ایک ایسے شخص کے متعلق کہ (جو سب مناسک ادا کر چکا تھا) اور اس پر صرف طواف النساء رہ گیا تھا اور اس

کے بھی پانچ چکر کر چکا تھا کہ یک بیک اسکے پیٹ میں مروڑ اٹھا اور اسے ڈر ہوا کہ کہیں یہیں اجابت نہ ہو جائے اس لئے وہ اپنے گھر چلا گیا وہاں اسکو صحت ہو گئی پھر اس نے اپنی کنیز سے مجامعت کر لی؟ آپ نے فرمایا وہ غسل کر کے واپس آئے اور طواف کے جتنے چکر رہ گئے اسکو پورا کرے اور اللہ تعالیٰ سے استغفار کرے کہ دوبارہ ایسا نہیں کرے گا۔

(۲۷۸۹) ابن محبوب نے علی بن ابی حمزہ سے اور انہوں نے ابی بصیر سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے متعلق روایت کی ہے جو طواف النساء بھول گیا۔ آپ نے فرمایا اگر وہ نصف سے زیادہ طواف کر چکا ہے اور بھول کر وہاں سے نکل کھڑا ہوا تو کسی سے کہدے کہ وہ اسکی طرف سے طواف النساء کر دے اور اگر وہ نصف سے زائد چکر لگا چکا تھا تو وہ عورتوں سے مقاربت کر سکتا ہے۔

اور اس شخص کے متعلق روایت کی گئی ہے کہ جس نے طواف النساء ترک کر دیا ہے کہ اگر اس نے طواف وداع کیا ہے تو وہی اسکا طواف النساء ہو جائیگا۔

باب : پیدل چلنے کی نذر

(۲۷۹۰) حسین بن سعید نے اسماعیل بن ہمام مکی سے انہوں نے حضرت امام ابوالحسن رضا علیہ السلام سے اور انہوں نے اپنے پدر بزرگوار علیہ السلام سے روایت کی ہے آپ نے فرمایا کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کا ارشاد ہے اس شخص کے متعلق کہ جس پر پیدل چلنا فرض ہے کہ جب اس نے (پیدل جا کر) جمرہ کو کنکریاں مار لیں (تو فرض ادا ہو گیا) اب وہ خانہ کعبہ کی زیارت کو سواری پر جا سکتا ہے۔

(۲۷۹۱) روایت کی گئی ہے کہ جو شخص یہ نذر کرے کہ بیت اللہ کی طرف پاپیادہ جائیگا تو وہ کچھ دور پیدل چلے اور جب تھک جائے تو سواری پر بیٹھ جائے۔

(۲۷۹۲) اور یہ بھی روایت کی گئی کہ (جس شخص نے یہ نذر کی ہے) وہ مقام ابراہیمؑ کے پیچھے سے خانہ کعبہ کی طرف پاپیادہ جائے۔

باب : جس کا طواف نماز وغیرہ کی وجہ سے منقطع ہو جائے اسکے لئے حکم

(۲۷۹۳) یونس بن یعقوب سے روایت ہے اس کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا کہ ایک مرتبہ میں حالت طواف میں تھا کہ دیکھا میرے لباس میں خون لگا ہوا ہے؟ آپ نے فرمایا اس جگہ کو جہاں تم طواف میں پہنچے ہو یاد رکھو اور جاؤ اپنا لباس پاک کرو پھر واپس آؤ وہیں سے اپنے طواف کی بنیاد رکھو۔

(۲۷۹۴) ابن مغیرہ نے عبداللہ بن سنان سے روایت کی ہے اسکا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق

علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا جو طواف النسا۔ کر رہا تھا کہ نماز کی صفیں کھڑی ہو گئیں؟ آپؑ نے فرمایا (وہ طواف روک کر) ان لوگوں کے ساتھ نماز فریضہ پڑھے اور جب نماز سے فارغ ہو تو طواف میں جہاں تک پہنچا تھا وہیں سے طواف شروع کرے۔

(۲۷۹۵) اور ابن عمیر کی نادر احادیث میں ہے جو انہوں نے ہمارے بعض احباب سے روایت کی ہے اور انہوں نے ان امامین ؑ میں سے کسی ایک سے روایت کی ہے ایک ایسے شخص کے متعلق جو طواف کر رہا تھا کہ یک بیک اسے کوئی حاجت پیش آگئی۔ آپؑ نے فرمایا کوئی حرج نہیں وہ طواف کو قطع کرے اپنی حاجت کیلئے یا کسی دوسرے شخص کی حاجت کیلئے چلا جائے اور اگر وہ اپنے طواف کے درمیان آرام کرنا اور بیٹھنا چاہتا ہے تو کوئی حرج نہیں اور جب پلٹ کر آئے تو اپنے اسی طواف پر بنا رکھے خواہ وہ طواف ابھی نصف سے کم کیوں نہ کیا ہو۔

(۲۷۹۶) عبدالرحمٰن بن حجاج سے روایت کی گئی ہے اسکا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت ابو ابراہیم علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا جو طواف کر رہا تھا کچھ چکر باقی تھے کہ وہ طواف سے نکل کر مقام حجر اسمعیل (جدھر میزاب کعبہ ہے) چلا گیا اور چونکہ نماز وتر نہیں پڑھی تھی تو نماز وتر پڑھنے کسی مسجد میں چلا گیا اور نماز وتر پڑھ کر واپس آیا اور اس نے اپنے اس طواف کو پورا کیا۔ تو آپ کی نظر میں کیا ہے یہ افضل ہے یا طواف پورا کر کے نماز وتر کیلئے جائے خواہ وہ تھوڑا سفر کر کے کیوں نہ گیا ہو۔ آپؑ نے فرمایا اگر تم کو ڈر ہو تو طواف کو قطع کرو اور پہلے وتر کی نماز پڑھ لو پھر طواف کرو۔

(۲۷۹۷) ابن ابی عمیر نے حفص بن بختری سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے متعلق روایت کی ہے کہ وہ طواف کر رہا تھا کہ اتنے میں اسکو خانہ کعبہ میں داخل ہونے کا موقع مل گیا اور وہ داخل ہو گیا۔ آپؑ نے فرمایا وہ اپنے طواف میں مشغول رہے (اس لئے کہ یہ خلاف سنت ہے)۔

(۲۷۹۸) اور حمّاد بن عثمان نے حبیب بن مظاہر سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے طواف فریضہ کی ابتداء کی اور صرف ایک ہی چکر لگایا تھا کہ ایک شخص میری ناک سے ٹکرایا اور ناک سے خون بہنے لگا میں طواف سے نکلا اپنی ناک دھوئی پھر واپس آیا اور اب از سر نو طواف شروع کیا اسکا تذکرہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے کیا تو آپؑ نے فرمایا تم نے برا کیا تمہیں چاہیئے تھا کہ اپنے اسی طواف پر بنا کر کے اسے جاری رکھتے ویسے (اگر تم نے یہ کیا تو) تم پر کوئی گناہ نہیں ہے۔

(۲۷۹۹) صفوان جمّال سے روایت ہے اسکا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا کہ ایک شخص طواف میں مشغول تھا کہ اسکا بھائی کسی کام سے اسکو بلانے کیلئے آجاتا ہے۔ آپؑ نے فرمایا کہ وہ اپنے بھائی کے ساتھ اس کام کیلئے چلا جائے پھر واپس آکر اپنے اسی طواف پر بنا رکھ کر بقیہ طواف کرے۔

باب : طواف میں سہو ہونا

(۲۸۰۰) صفوان بن یحییٰ نے اسحاق بن عمّار سے روایت کی ہے اسکا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا کہ ایک شخص نے خانہ کعبہ کا طواف کیا پھر وہاں سے نکل کر صفا و مروہ کے درمیان سعی کرنے لگا مگر اثنائے سعی اسے یاد آیا کہ خانہ کعبہ کے طواف میں اس سے کچھ چکر چھوٹ گئے ہیں ؟ آپؑ نے فرمایا وہ واپس جائے اور خانہ کعبہ کا بقیہ طواف پورا کرے پھر وہاں سے پلٹ کر آئے اور بقیہ سعی پوری کرے۔

(۲۸۰۱) اور ابی ایوب سے روایت ہے اس کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا کہ ایک شخص نے خانہ کعبہ کا طوافِ فریضہ کیا اور طواف میں آٹھ چکر لگا دئے۔ آپؑ نے فرمایا پھر وہ چھ چکر اس میں اور شامل کرے اور چار رکعت نماز پڑھ لے۔

اور ایک دوسری حدیث میں ہے کہ طوافِ فریضہ دوسرا طواف ہوگا اور ابتداء کی دو رکعتیں طواف فریضہ کیلئے ہونگی اور آخر کی دو رکعتیں اور پہلا طواف مستحبی ہوگا۔

(۲۸۰۲) اور قاسم بن محمد کی روایت میں ہے جسے انہوں نے علی بن ابی حمزہ سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے اس کا بیان ہے کہ میں آنجنابؑ کی خدمت میں حاضر تھا کہ آپؑ سے سوال کیا گیا ایک ایسے شخص کے متعلق جس نے خانہ کعبہ کا طواف کیا اور طواف میں آٹھ چکر لگادیئے۔ آپؑ نے پوچھا وہ طوافِ فریضہ کر رہا تھا یا طوافِ مستحبی ؟ سائل نے عرض کیا وہ طوافِ فریضہ تھا۔ آپؑ نے فرمایا اب وہ اس میں چھ چکر کا اور اضافہ کرلے اور جب اس سے فارغ ہو تو مقام ابراہیم کے پاس دو رکعت نماز پڑھے پھر وہاں سے نکل جائے اور صفا و مروہ کے درمیان سعی کرے اور جب سعی سے فارغ ہو تو دو رکعت اور پڑھ لے تو اس طرح طوافِ نافلہ اور طوافِ فریضہ دونوں ہوجائے گا۔

(۲۸۰۳) اور حسن بن عطیہ سے روایت کی گئی ہے ان کا بیان ہے کہ آنجناب علیہ السلام سے سلیمان بن خالد نے دریافت کیا اور میں اس کے ساتھ تھا ایک ایسے شخص کے متعلق کہ جس نے طواف میں صرف چھ چکر لگائے۔ تو حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے پوچھا یہ چھ چکر اس نے کس طرح لگائے ؟ سائل نے کہا کہ وہ حجراسود کے سامنے آیا اور اللہ اکبر کہکر اس نے اپنی ایک انگلی بند کرلی (حالانکہ جب طواف کرلیتا تو انگلی بند کرتا اسطرح چھٹے طواف پر سات انگلیاں بند کرلیں) آپؑ نے فرمایا وہ ایک چکر اور کرے۔ سلیمان نے عرض کیا اور اگر وہ اسے چھوڑ کر اپنے اہل و عیال کے پاس آجائے آپؑ نے فرمایا وہ کسی سے کہدے کہ وہ اس کے عوض ایک طواف کرلے۔

(۲۸۰۴) اور رفاعہ نے آنجناب علیہ السلام سے روایت کی ہے ایک ایسے شخص کے متعلق کہ جس کو یاد نہیں کہ اس نے طواف میں چھ چکر لگائے ہیں یا سات چکر ؟ آپؑ نے فرمایا کہ وہ اپنے یقین پر اسکی بنیاد رکھے۔

(۲۸۰۵) نیز آپؑ سے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا گیا جس کو یاد نہیں کہ اس نے طواف میں تین چکر لگائے یا چار چکر؟ آپؑ نے فرمایا یہ بتاؤ وہ طوافِ فریضہ تھا یا طوافِ نافلہ؟ سائل نے عرض کیا مجھے آپؑ دونوں کے متعلق بتائیں آپؑ نے فرمایا اگر وہ طوافِ نافلہ ہے تو جس پر چاہو بنیاد رکھ لو۔ اور اگر طوافِ فریضہ ہے تو پھر سے دوبارہ طواف کرو اور اگر تم نے خانہ کعبہ کا طوافِ فریضہ کیا اور تمہیں یاد نہیں چھ چکر لگائے یا سات چکر تو از سر نو پھر سے طواف کرو لیکن اگر تم مکہ سے باہر نکل گئے اور یہ تم سے چھوٹ گیا تو تم پر کچھ نہیں ہے۔

باب : جو شخص اپنا چکر مختصر کرنے کیلئے حجر اسماعیل میں سے گزرے اس پر کیا واجب ہے

(۲۸۰۶) ابن مسکان نے حلبی سے روایت کی ہے اسکا بیان ہے کہ میں نے ایک مرتبہ حضرت امام صادق علیہ السلام سے عرض کیا کہ ایک شخص نے خانہ کعبہ کا طواف کیا اور اس میں سے ایک شوط (چکر) حجر اسماعیل میں سے کرکے اسے مختصر کرلیا۔ اب وہ کیا کرے آپؑ نے فرمایا وہ ایک شوط پھر سے کرے۔

(۲۸۰۷) اور معاویہ بن عمار کی روایت میں ان ہی جناب علیہ السلام سے ہے کہ آپؑ نے فرمایا جو شخص حجر اسماعیل میں سے گزر کر اپنا طواف مختصر کرے تو وہ اپنا طواف حجر اسود سے دوبارہ شروع کرے۔

(۲۸۰۸) حسین بن سعید نے ابراہیم بن سفیان سے روایت کی ہے اسکا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت ابوالحسن رضا علیہ السلام کی خدمت میں عریضہ لکھ کر دریافت کیا کہ ایک عورت نے حج کا طواف کیا اور جب ساتواں شوط (چکر) کرنے لگی تو اسکو مختصر کرنے کیلئے حجر اسماعیل میں سے ہو کر چکر لگالیا پھر دو رکعت نماز فریضہ (طواف) پڑھی ۔ صفا و مروہ کے درمیان سعی کی اور طواف النساء بجالائی پھر منیٰ میں آگئی؟ آپؑ نے جواب میں تحریر فرمایا کہ وہ اسکو دوبارہ کرے گی۔

باب : جو شخص مقام ابراہیمؑ کے پیچھے سے طواف کرے اسکے لئے کیا حکم آیا ہے

(۲۸۰۹) ابان نے محمد بن علی حلبی سے روایت کی ہے اس کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اس طواف کے متعلق دریافت کیا جو مقام ابراہیمؑ کے پیچھے سے کیا جائے۔ آپؑ نے فرمایا میں اسکو پسند تو نہیں کرتا لیکن اس میں کوئی حرج بھی نہیں لیکن ایسا نہ کرو جب تک کہ بغیر اسکے کوئی چارہ نہ ہو۔

باب جو شخص بغیر وضو کے طواف یا دوسرے مناسک ادا کرے اس پر کیا واجب ہے

(۲۸۱۰) معاویہ بن عمار سے روایت ہے اسکا بیان ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ کوئی حرج نہیں اگر انسان طواف کے علاوہ تمام مناسک حج بے وضو ادا کر لے مگر وضو افضل ہے۔

(۲۸۱۱) علاء نے محمد بن مسلم سے اور انہوں نے ان دونوں ائمہ علیہما السلام میں سے کسی ایک سے روایت کی ہے کہ میں نے ان جنابؑ سے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا جس نے بغیر وضو کے طواف فریضہ ادا کیا؟ آپؑ نے فرمایا وہ وضو کرکے پھر سے طواف کرے۔ اور اگر یہ طواف مستحب تھا تو وضو کرکے دو رکعت نماز پڑھے۔

(۲۸۱۲) اور عبید بن زرارہ کی روایت میں ان ہی جناب علیہ السلام سے ہے آپؑ نے فرمایا کہ کوئی حرج نہیں اگر کوئی شخص مستحبی طواف بغیر وضو کے کرے پھر وضو کرے اور نماز پڑھے اور اگرچہ اس نے عمداً بغیر وضو کے طواف کیا ہو پھر وضو کرکے نماز پڑھے اور اگر کسی نے بغیر وضو کے طواف مستحبی اور دو رکعت نماز پڑھی ہے تو وہ نماز کا اعادہ کرے گا طواف کا نہیں۔

(۲۸۱۳) صفوان نے یحییٰ ازرق سے روایت کی ہے اسکا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام ابوالحسن علیہ السلام سے عرض کیا کہ ایک شخص نے صفا و مروہ کے درمیان سعی کی اور تین یا چار چکر لگائے پھر پیشاب کیا اور بغیر وضو کے آکر اپنی سعی کو پورا کیا؟ آپؑ نے فرمایا کوئی حرج نہیں لیکن اگر وہ وضو کے ساتھ اپنے مناسک پورے کرلیتا تو یہ میرے نزدیک بہت پسندیدہ بات تھی۔

باب : غیر ختنہ شدہ شخص کے طواف کے متعلق احادیث

(۲۸۱۴) حریز اور ابراہیم بن عمر دونوں نے روایت کی ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ اگر غیر ختنہ شدہ عورت طواف کرے تو کوئی حرج نہیں لیکن غیر ختنہ شدہ مرد طواف نہیں کرے گا۔

(۲۸۱۵) ابن مسکان نے ابراہیم بن میمون سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے ایک ایسے شخص کے متعلق جو اسلام لایا اور ارادہ کر رہا تھا کہ اپنی ختنہ کرائے کہ اتنے میں حج کا موسم آگیا اب وہ حج کرے یا ختنہ کرائے؟ آپؑ نے فرمایا کہ وہ جب تک ختنہ نہ کرالے حج نہ کرے۔

باب : سات سات چکروں کے دو طوافوں کو متصل کر لینا

(۲۸۱۶) ابن مسکان نے زرارہ سے روایت کی ہے اس کا بیان ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ کسی شخص کا طوافِ فریضہ میں سات سات شوطوں کے دو طوافوں کو ملالینا اور درمیان میں نماز طواف نہ پڑھنا مکروہ ہے لیکن طواف نافلہ میں کوئی حرج نہیں۔

(۲۸۱۷) اور زرارہ کا بیان ہے کہ بعض مرتبہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کے ساتھ طواف کیا وہ میرا ہاتھ پکڑے ہوئے مسلسل دو تین طواف کرتے پھر پلٹتے اور چھ رکعت نماز پڑھتے تھے۔

اور جب کبھی کوئی شخص طواف نافلہ دو عدد ملا کر کرے تو ہر سات سات شوط (چکر) پر دو دو رکعت نماز طواف پڑھے۔

باب : مریض اور اس شخص کا طواف جسکو کوئی بلا سبب اٹھائے ہوئے ہو

محمد بن مسلم نے روایت کی ہے اس کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا وہ فرما رہے تھے کہ میرے پدر بزرگوارؑ نے مجھ سے بیان فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی سواری پر بیٹھ کر طواف کیا اور اپنے عصا سے حجر اسود کو چھوا اور سواری ہی پر بیٹھ کر صفا و مروہ کے درمیان سعی فرمائی۔

(۲۸۱۹) اور ایک دوسری حدیث میں ہے کہ آپؐ (اپنے ناقہ عضباء کو حجر اسود سے متصل کرکے) بوسہ بھی دیتے تھے۔

(۲۸۲۰) اور ابی بصیر سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام بیمار ہوئے تو آپؑ نے اپنے غلاموں سے فرمایا تم لوگ مجھ کو اٹھا کر لے چلو اور طواف کراؤ اور یہ بھی حکم دیا کہ مجھے اس طرح اٹھائے رہو کہ میرے پاؤں زمین پر خط دیتے جائیں اور میرے دونوں پاؤں زمین پر بحالت طواف میں مس ہوتے رہیں۔

اور محمد بن فضیل کی روایت میں ہے جو انہوں نے ربیع بن خثیم سے کی ہے کہ آپؑ یہ اس وقت کرتے تھے جب رکن یمانی پر پہنچتے تھے۔

(۲۸۲۱) اور اسحاق بن عمّار نے حضرت ابو ابراہیم علیہ السلام سے ایک ایسے مریض کے متعلق دریافت کیا جس پر مرض کا غلبہ ہے کہ کیا اسکی طرف سے طواف کر دیا جائے؟ آپؑ نے فرمایا کہ نہیں بلکہ اسکو اٹھا کر اور ساتھ لیکر طواف کیا جائے اور حریز نے آنجنابؑ سے رخصت کی روایت کی ہے کہ اسکی طرف سے اور جس پر غشی طاری ہو اسکی طرف سے طواف کیا جائیگا اور اسکی طرف سے جمرہ کو پتھر بھی مارے جائیں گے۔

(۲۸۲۲) اور معاویہ بن عمّار کی روایت میں ان ہی جناب علیہ السلام سے ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ جسکے پاؤں شکستہ ہوں اسکو اٹھا کر لے جایا جائیگا اور وہ خود جمرہ کو پتھر مارے گا اور شخص مبطون (جو پیٹ کے مرض میں مبتلا ہے) کی طرف سے جمرہ

کو پتھر مارا جائیگا اور اسکی طرف سے نماز پڑھی جائیگی اور معاویہ نے آنجنابؑ سے رخصت کی روایت کی ہے کہ ان دونوں کی طرف سے طواف اور رمی جمرات کیا جائیگا۔

(۲۸۲۳) اور فرمایا کہ بچوں کے متعلق یہ ہے کہ انکو لیکر طواف کیا جائیگا مگر رمی جمرہ انکی طرف سے کر دیا جائیگا۔

باب : اس شخص کے لئے کیا لازم ہے جس نے طواف سے پہلے یا بعد میں سعی کی ہو

(۲۸۲۴) صفوان نے اسحاق بن عمّار سے روایت کی ہے اس کا بیان ہے کہ میں نے ایک مرتبہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا کہ ایک شخص نے خانہ کعبہ کا طواف کیا پھر وہاں سے نکلا اور صفا و مروہ کے درمیان سعی کرنے لگا مگر اثنائے سعی میں اسکو یاد آیا کہ خانہ کعبہ کے طواف میں کچھ (شوط) چکر اس سے چھوٹ گئے ہیں؟ آپؑ نے فرمایا وہ واپس جائے خانہ کعبہ کا طواف پورا کرے اسکے بعد صفا و مروہ پلٹ کر آئے اور بقیہ سعی کو پورا کرے۔ میں نے عرض کیا مگر ایک شخص نے تو خانہ کعبہ کا طواف کرنے سے پہلے ہی صفا و مروہ کے درمیان سعی شروع کر دی؟ آپؑ نے فرمایا پھر وہ پہلے خانہ کعبہ کا طواف کرے اسکے بعد صفا و مروہ جاکر از سرنو سعی کرے۔ میں نے عرض کیا مگر ان دونوں میں فرق کیا ہے؟ آپؑ نے فرمایا یہ خانہ کعبہ کا طواف کچھ کر چکا تھا اور اس نے خانہ کعبہ کا طواف ابھی شروع ہی نہیں کیا تھا۔

(۲۸۲۵) اور عبداللہ بن سنان نے آنجنابؑ سے دریافت کیا کہ ایک شخص حج کے ارادے سے آیا اسکو دھوپ سخت محسوس ہو رہی تھی اس لئے اس نے خانہ کعبہ کا طواف کر لیا اور ٹھنڈا ہونے تک سعی میں تاخیر کی؟ آپؑ نے فرمایا کوئی حرج نہیں میں نے بھی بعض اوقات ایسا کیا ہے۔

(۲۸۲۶) اور ایک دوسری حدیث میں ہے کہ وہ رات تک تاخیر کر سکتا ہے۔

(۲۸۲۷) علاء نے محمد بن مسلم سے اور انہوں نے ان امامینؑ میں سے ایک سے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا کہ جس نے خانہ کعبہ کا طواف کیا اور تھک گیا کیا صفا و مروہ کے درمیان سعی میں وہ کل تک تاخیر کر لے؟ آپؑ نے فرمایا نہیں۔

(۲۸۲۸) اور رفاعہ نے آنجناب علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا جو خانہ کعبہ کا طواف کر رہا تھا کہ اتنے میں عصر کا وقت آگیا تو اب وہ نماز عصر سے پہلے سعی کرے یا سعی سے پہلے نماز عصر پڑھے؟ آپؑ نے فرمایا کوئی حرج نہیں اگر وہ نماز عصر پڑھے پھر سعی کرے۔

باب : غائب یا حاضر شخص کی طرف سے طواف کرنے سے متعلق احکام

(۲۸۲۹) معاویہ بن عمّار نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی آپؑ نے فرمایا کہ جب تمہارا ارادہ ہو کہ اپنے بھائیوں میں سے کسی ایک کی طرف سے طواف کرو تو حجراسود کے پاس آؤ اور کہو بِسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُمَّ تَقَبَّلْ مِنْ فُلَانٍ [اللہ کے نام سے اے اللہ تو یہ (طواف) فلاں کی طرف سے قبول فرما] ۔

(۲۸۳۰) اور یحییٰ ازرق نے آنجنابؑ سے دریافت کیا ایسے شخص کے متعلق کہ جسے موقع مل گیا کہ اپنے عزیز واقارب کی طرف سے طواف کرے ؟ آپؑ نے فرمایا جب تم اپنے حج مناسک ادا کرلو تو پھر جو چاہو کرو۔

اور ایسے شخص کے لئے جائز نہیں جو مکہ میں خود مقیم ہو اور اسے کوئی علت و مرض بھی نہ ہو اور اسکی طرف سے کوئی دوسرا شخص طواف کرے۔

باب : نماز طواف کی دو رکعتوں میں سہو

(۲۸۳۱) اور معاویہ بن عمّار نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے متعلق روایت کی ہے جس نے طواف فریضہ کیا اور نماز طواف کی دو رکعتیں پڑھنا بھول گیا یہاں تک کہ صفا و مروہ کے درمیان سعی کرنے لگا تو اسے یاد آیا ؟ آپؑ نے فرمایا اس نے جہاں تک سعی کی ہے اس جگہ کو یاد رکھے اور وہاں سے پلٹ کر آئے دو رکعتیں پڑھے پھر جہاں سے سعی چھوڑی تھی وہاں آجائے (اور اسکی بھی رخصت و اجازت ہے کہ اپنی سعی کو مکمل کرکے پلٹے اور مقام ابراہیمؑ کے پیچھے دو رکعت نماز پڑھ لے اس کی روایت محمد بن مسلم نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے کی ہے لہٰذا ان دونوں حدیثوں میں سے جس پر چاہے عمل کرے) راوی کا بیان ہے کہ میں نے دریافت کیا کہ ایک شخص مقام ابراہیمؑ کے پیچھے دو رکعت نماز پڑھنا بھول گیا اور جب مکہ سے کوچ کر گیا تو اسے یاد آیا آپؑ نے فرمایا جہاں یاد آئے وہیں پڑھ لے اور اگر شہر مکہ میں یاد آئے تو جب تک یہ دو رکعت نہ پڑھ لے وہاں سے کوچ نہ کرے۔

(۲۸۳۲) اور عمر بن یزید کی روایت میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ہے آپؑ نے فرمایا کہ اگر وہ مکہ سے ابھی تھوڑی دور گیا ہے تو واپس آکر خود نماز پڑھے یا کسی سے کہدے کہ وہ اسکی طرف سے دو رکعت نماز پڑھ دے۔

(۲۸۳۳) اور حسین بن سعید نے احمد بن عمر سے روایت کی اس کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام ابوالحسن علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا جو طواف فریضہ کی دو رکعت نماز پڑھنا بھول گیا اور خانہ کعبہ کا طواف کر چکا تھا یہاں تک کہ منیٰ میں آگیا۔ آپؑ نے فرمایا وہ مقام ابراہیمؑ کی طرف واپس جائے اور دو رکعت نماز پڑھے۔

اور اسکی بھی رخصت کی روایت کی گئی ہے کہ وہ منیٰ ہی میں دو رکعت نماز پڑھ لے یہ روایت ابن مسکان نے عمر

بن براء سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے کی ہے۔

(۲۸۳۴) اور جمیل بن دراج کی روایت میں ہے جو اس نے ان امامین علیہما السلام سے کی ہے کہ مقام ابراہیمؑ پر اگر دو رکعت ترک کرنا ناواقفیت وجہالت کی وجہ سے ہے تو وہ بمنزلہ سہو کے ہے۔

باب : طواف کے متعلق نادر احادیث

(۲۸۳۵) عاصم بن حمید نے محمد بن مسلم سے روایت کی ہے اسکا بیان ہے کہ میں نے ایک مرتبہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا جو طواف کرتا ہے سعی کرتا ہے مگر اپنے بال ترشنے سے پہلے مستحی طواف کرلیتا ہے۔آپ نے فرمایا میرے لئے یہ کتنے تعجب کی بات ہے کہ اس نے ایسا کیا۔

(۲۸۳۶) صفوان بن یحییٰ نے ہیثم تمیمی سے روایت کی ہے اس کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا کہ ایک مرد کے ساتھ اسکی زوجہ ہے جو اپنے پاؤں پر کھڑی نہیں ہوسکتی تو اسکے شوہر نے اسکو محمل میں بٹھایا اور اسکو ساتھ لیکر خانہ کعبہ کا طوافِ فریضہ اور صفا ومروہ کے درمیان سعی کرائی تو کیا اسکو طواف کرانے کے ساتھ یہ خود اسکے طواف کیلئے بھی کافی ہے؟آپؑ نے فرمایا ہاں خدا کی قسم یہی اس کیلئے بھی کافی ہے۔

(۲۸۳۷) ابن مسکان نے ہذیل سے اور اس نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے ایک ایسے شخص کے متعلق کہ جو طواف میں اپنی زوجہ کے شمار (شوط) اور ایک نابالغ بچے کے شمار پر بھروسہ کرتا ہے کیا وہ شمار ان دونوں کیلئے کافی ہے۔آپؑ نے فرمایا کہ ہاں کیا تم نہیں دیکھتے کہ جب تم کسی امام کے پیچھے نماز پڑھتے ہو (تو اسکے شمار پر بھروسہ کرتے ہو) پھر یہ بھی تو اسی کے مثل ہے۔

(۲۸۳۸) اور سعید اعرج نے آنجنابؑ سے طواف کے متعلق دریافت کیا کہ کیا کوئی شخص اپنے ساتھی کے شمار کو کافی سمجھ لے آپؑ نے فرمایا ہاں۔

(۲۸۳۹) صفوان نے یزید بن خلیفہ سے روایت کی ہے انہوں نے کہا کہ ایک مرتبہ حضرت ابو عبداللہ جعفر صادق علیہ السلام نے مجھے کعبہ کے گرد برطلہ (طویل ٹوپی) پہنے ہوئے طواف کرتے دیکھا تو طواف وغیرہ کے بعد فرمایا تم برطلہ پہن کر کعبہ کے گرد طواف کرتے ہو کعبہ کے گرد اسکو نہ پہنا کرو یہ یہودیوں کی پوشاک ہے۔

(۲۸۴۰) اور معاویہ بن عمار نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ مستحب ہے کہ انسان سات سات چکر تین سو ساٹھ مرتبہ کرے سال کے دنوں کی تعداد کے برابر اور اگر یہ نہ کرسکتا ہو تو تین سو ساٹھ چکر (شوط) کرے اور اگر یہ بھی نہ کرسکے تو پھر جتنی مرتبہ طواف کرسکتا ہو کرے۔

(۲۸۴۱) ابان نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے طواف

کا کوئی معروف طریقہ تھا؟ آپؑ نے فرمایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رات و دن میں سات سات شوط کے دس طواف کیا کرتے تھے۔ تین طواف ابتدائی شب میں تین طواف آخری شب میں دو طواف جب صبح ہوتی اور دو طواف نماز ظہر کے بعد اور اسکے درمیان آپ راحت فرمایا کرتے تھے۔

(۲۸۴۲) سعید اعرج نے طواف میں تیز رفتاری اور سست رفتاری کے متعلق آنجنابؑ سے دریافت کیا تو آپؑ نے فرمایا ہر ایک کیلئے آزادی ہے جب تک کسی اور کی اذیت کا سبب نہ بنے۔

(۲۸۴۳) علی بن نعمان نے یحییٰ ازرق سے روایت کی ہے اس کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت ابوالحسن علیہ السلام سے عرض کیا کہ میں نے سات سات شوط کے چار طواف کئے اور تھک گیا اب کیا ان کی نماز کی رکعتیں بیٹھ کر پڑھ لوں؟ آپؑ نے فرمایا کہ نہیں۔ میں نے عرض کیا پھر لوگ کیسے جب تھکتے یا کمزوری محسوس کرتے ہیں تو نماز شب بیٹھ کر پڑھتے ہیں؟ آپؑ نے فرمایا یہ بتاؤ کوئی شخص بیٹھ کر طواف کرتا ہے؟ میں نے عرض کیا نہیں۔ آپؑ نے فرمایا پھر تم کھڑے ہی ہو کر اسکی نماز بھی پڑھو۔

(۲۸۴۴) علی بن ابی حمزہ نے حضرت امام ابوالحسن علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے متعلق روایت کی ہے جو خانہ کعبہ کا طواف کرنا بھول گیا یہاں تک کہ اپنے گھر واپس ہو گیا؟ آپؑ نے فرمایا اگر بر بنائے جہالت ایسا ہوا ہے تو دوبارہ حج کرے اور ایک اونٹ کفارہ میں دے۔

(۲۸۴۵) ہشام بن حکم نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے آپؑ نے فرمایا کہ جو شخص مکہ میں ایک سال تک قیام کرے اسکے لئے خانہ کعبہ کا طواف وہاں نماز پڑھنے سے افضل ہے اور جو شخص دو سال قیام کرے وہ نماز اور طواف دونوں مخلوط کرے کچھ طواف اور کچھ نماز اور جو شخص تین سال قیام کرے اسکے لئے نماز افضل ہے۔

(۲۸۴۶) اور معاویہ بن عمّار نے آنجناب علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ مستحب ہے کہ انسان ہر دن اور ہر رات اپنے سات شوط کے طواف شمار کرتا رہے۔

(۲۸۴۷) صفوان نے عبدالحمید بن سعد سے روایت کی ہے اس کا بیان ہے کہ میں نے حضرت ابو ابراہیم علیہ السلام سے باب صفا کے متعلق دریافت کیا اور عرض کیا کہ ہمارے اصحاب اس میں اختلاف کرتے ہیں بعض کہتے ہیں یہ وہ دروازہ ہے جو سقایت سے ملا ہوا ہے اور بعض کہتے ہیں کہ یہ وہ دروازہ ہے جو حجر اسود کے بالکل سامنے ہے۔ آپؑ نے فرمایا باب صفا وہ دروازہ ہے جو حجر اسود کے بالکل سامنے ہے اور وہ دروازہ جو سقایت سے ملا ہوا ہے وہ نیا بنایا ہوا جسے داؤد بن علی بن عباس (جو مکہ کا والی تھا) نے بنایا اور اسی نے اس کا افتتاح کیا۔

باب : صفاء و مروہ کے درمیان سعی میں سہو ہو جانا

(۲۸۴۸) علاء نے محمد بن مسلم سے اور انہوں نے ان امامین علیہما السلام میں سے کسی ایک سے روایت کی ہے اس کا بیان ہے کہ میں نے آنجنابؑ سے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا جو صفاء و مروہ کے درمیان سعی کرنا بھول گیا؟ آپؑ نے فرمایا اسکی طرف سے سعی کر دی جائے۔

(۲۸۴۹) اور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا گیا جس نے صفاء و مروہ کے درمیان چھ چکر لگائے مگر اس نے خیال کیا کہ اس نے سات چکر لگائے پھر احرام کھولنے اور عورتوں سے مجامعت کے بعد اسکو یاد آیا کہ اس نے چھ چکر کئے تھے۔ آپؑ نے فرمایا وہ ایک گائے ذبح کرے اور سعی کا ایک اور چکر کرے۔

اور اگر کسی کو یہ پتا نہیں کہ اس نے سعی میں کتنے چکر لگائے تو از سر نو سعی کرے۔

اور جو شخص صفاء و مروہ کے درمیان آٹھ شوط کرے تو اس پر لازم ہے کہ وہ از سر نو پھر سے سعی کرے اور اگر کسی نے سعی کے اندر نو شوط کئے تو اس پر کچھ نہیں ہے۔

اور جب وہ شوط کرے گا تو یقیناً اس نے صفاء سے شروع کیا ہوگا اور مروہ پر ختم کیا ہوگا۔ اور اگر کوئی شخص صفا سے قبل مروہ سے سعی شروع کرے تو اس پر لازم ہے کہ وہ از سر نو پھر سے سعی کرے۔

اور اگر کوئی شخص اپنی سعی میں ہرولہ (تیز اور دلکی چال) میں سے کچھ چھوڑ دے تو اس پر کچھ نہیں ہے۔

(۲۸۵۰) عبدالرحمٰن بن حجاج نے حضرت امام ابو ابراہیم علیہ السلام سے روایت کی ہے ایک ایسے شخص کے متعلق کہ جس نے صفاء و مروہ کے درمیان سعی میں آٹھ شوط کئے۔ آپؑ نے فرمایا اگر اس نے غلطی سے ایسا کیا ہے تو اس میں سے ایک گھٹا دے اور صرف سات شوط شمار کرے۔

اور محمد بن مسلم نے ان امامینؑ میں سے کسی ایک سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ وہ اس پر چھ شوط کا اضافہ کرے (اس طرح سات سات شوط کی دو سعی ہو جائیگی)۔

باب : کسی سواری پر سوار ہو کر سعی کرنا اور صفا اور مروہ کے درمیان بیٹھ رہنا

(۲۸۵۱) معاویہ بن عمار نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے اس کا بیان ہے کہ میں نے ایک مرتبہ آنجنابؑ سے عرض کیا کہ ایک عورت کسی سواری پر یا اونٹ پر سوار ہو کر صفاء و مروہ کے درمیان سعی کرتی ہے۔ آپؑ نے فرمایا اس میں کوئی حرج نہیں راوی کا بیان ہے کہ میں نے آپؑ سے ایک مرد کیلئے یہی سوال کیا تو آپؑ نے فرمایا اس میں کوئی حرج نہیں مگر اس کیلئے افضل یہ ہے کہ پاپیادہ سعی کرے۔

(۲۸۵۲) اور عبدالرحمٰن بن حجاج نے حضرت امام ابو ابراہیم علیہ السلام سے دریافت کیا ایسی عورتوں کے متعلق جو اونٹوں اور سواریوں پر سوار ہو کر صفا و مروہ کے درمیان سعی کرتی ہیں کیا یہ انکے لئے جائز ہے کہ وہ صفا اور مروہ کے نیچے ٹھہر جائیں کہ جہاں خانہ کعبہ نظر آئے آپؑ نے فرمایا ہاں۔

(۲۸۵۳) اور معاویہ بن عمّار نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ کسی سوار کی سعی اس وقت تک نہ ہو گی جب تک وہ اپنی سواری کو مقام ہرولہ پر ذرا تیز نہ چلائے۔

(۲۸۵۴) اور عبدالرحمٰن بن ابی عبداللہ نے آنجناب علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ صفا و مروہ کے درمیان نہ بیٹھو مگر جب پیاس لگ جائے یا تھک جاؤ۔

باب : اس شخص کے لئے حکم جو نماز کیلئے یا کسی اور وجہ سے سعی منقطع کر دے

(۲۸۵۵) معاویہ بن عمّار نے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے آنجنابؑ سے عرض کیا کہ ایک شخص نے صفا و مروہ کے درمیان سعی شروع کر دی تھی کہ نماز کا وقت آگیا اب وہ کیا کرے۔ ہلکے پھلکے انداز سے سعی کرے یا جائے نماز پڑھے پھر پلٹ کر آئے اور پھر سے سعی کرے یا جس طرح سعی کر رہا ہے کرتا رہے اور سعی سے فارغ ہو کر نماز پڑھے؟ آپؑ نے فرمایا کیا صفا و مروہ پر اتنی جگہ نہیں جہاں وہ نماز پڑھ لے؟ نہیں بلکہ وہ پہلے نماز پڑھے پھر سعی کرے۔ میں نے عرض کیا اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ صفا و مروہ پر بیٹھے؟ آپؑ نے فرمایا ہاں۔

(۲۸۵۶) اور علی بن نعمان و صفوان نے یحییٰ ازرق سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام ابوالحسن علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا جو صفا و مروہ کے درمیان سعی کر رہا ہے اور اس نے تین یا چار چکر کر لئے ہیں کہ اتنے میں اسکا ایک دوست آگیا اور اس نے اسکو کسی کام کیلئے یا کھانے کیلئے بلایا؟ آپؑ نے فرمایا اگر وہ اسکی دعوت قبول کر لے تو کوئی حرج نہیں لیکن اسکو چاہیئے کہ وہ پہلے اللہ کے حق کو ادا کرے اسکے بعد اپنے دوست کے حق کو ادا کرے۔

(۲۸۵۷) ابن فضّال سے روایت کی گئی ہے اس کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام محمد بن علی ابوالحسن علیہ السلام سے عرض کیا کہ میں نے ابھی سعی میں ایک ہی چکر کیا تھا کہ فجر طالع ہو گئی؟ آپؑ نے فرمایا وہ نماز پڑھ لے اسکے بعد اپنی سعی کو پورا کرے۔

باب : حج کیلئے استطاعت کا مفہوم

(۲۸۵۸) ابی الربیع شامی سے روایت کی گئی ہے اس کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے قول خدا و للّٰه علی الناس حج البیت من استطاع الیه سبیلا (اور لوگوں پر واجب ہے کہ محض خدا کیلئے خانہ کعبہ کا حج کریں جنہیں وہاں تک پہنچنے کی استطاعت ہو) (آل عمران ۹۷) کے متعلق دریافت کیا گیا تو آپ نے فرمایا اس کے متعلق اور لوگ کیا کہتے ہیں تو عرض کیا گیا (لوگ تو یہ سمجھتے ہیں کہ) آدمی کے پاس صرف راستہ خرچ اور سواری ہو (تو وہ صاحب استطاعت ہے) تو آپؑ نے فرمایا کہ ایک مرتبہ امام محمد باقر علیہ السلام سے اسکے متعلق دریافت کیا گیا تو آپؑ نے فرمایا اگر انسان کے پاس اتنا ہی ہے کہ جس سے اسکے اہل وعیال کا خرچ چلے اور وہ کسی کے محتاج نہ ہوں اور یہ ان لوگوں سے چھین کر راستہ کا خرچ اور سواری کا انتظام کرکے حج کو چلا جائے تو پھر اس کے اہل وعیال تو تباہ ہوجائیں گے اور اس طرح تو دنیا ہلاک ہوجائیگی۔ تو عرض کیا گیا کہ پھر صحیح راستہ کیا ہے ؟آپؑ نے فرمایا کہ مال میں اتنی وسعت ہو کہ وہ کچھ مال سے حج کرے اور کچھ مال اپنے اہل وعیال کے اخراجات کیلئے چھوڑ جائے۔ کیا اللہ نے زکوٰۃ فرض نہیں کی ہے پھر اس نے صرف اس شخص پر فرض کیوں کی ہے جس کے پاس کم از کم دو سو درہم ہوں۔

(۲۸۵۹) ہشام بن سالم نے ابو بصیر سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا وہ فرما رہے تھے کہ جس شخص پر حج کا فریضہ لازم ہوجائے تو خواہ وہ کان پھٹے اور دم کٹے گدھے پر کیوں نہ ہو (اپنی شان کے خلاف سمجھ کر) انکار کردے مگر وہ حج کیلئے مستطیع سمجھا جائے گا۔ (یہ غالباً اس وقت ہے کہ جب اسکے اہل وعیال نہ ہوں اور وہ تنہا ہو)

باب : ترک حج

(۲۸۶۰) حنان بن سدیر نے روایت کی ہے اس کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے خانہ کعبہ کا ذکر کیا تو آپؑ نے فرمایا کہ اگر لوگ ایک سال بھی اسکو معطل کریں (حج کو نہ جائیں) تو اللہ کی طرف سے انہیں مہلت نہ دی جائے گی۔ اور ایک دوسری حدیث میں کہ ان لوگوں پر عذاب نازل ہوجائے گا۔

باب : لوگوں کو حج اور زیارت قبر نبی کیلئے جانے پر مجبور کیا جائے

(۲۸۶۱) جعفر بن بختری و ہشام بن سالم و معاویہ بن عمار وغیرہ نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ اگر لوگ حج کیلئے جانا ترک کریں تو والی و حاکم پر یہ لازم ہے کہ وہ لوگوں کو اس (حج) پر اور وہاں (مکہ میں) قیام پر مجبور کرے اور اگر لوگ زیارت قبر نبی کو ترک کر دیں تو والی و حاکم پر واجب و لازم ہے کہ لوگوں کو اس (زیارت) پر اور وہاں (مدینہ میں) قیام پر جبر کرے اور اگر ان لوگوں کے پاس مال نہ ہو تو انکا خرچ مسلمانوں کے بیت المال سے دے۔

باب : حج سے منہ موڑنے اور نہ جانے کا سبب

(۲۸۶۲) ابو بصیر نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ انسان کسی نہ کسی گناہ کے سبب ہی سے حج کو نہیں جاتا اس سے منہ موڑے رہتا ہے اور اللہ تعالیٰ تو اکثر گناہوں کو معاف کر دیتا ہے۔

(۲۸۶۳) ابو حمزہ ثمالی نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے اس کا بیان ہے کہ میں نے آنجنابؑ کو فرماتے ہوئے سنا آپؑ فرمارہے تھے کہ جو کوئی بندہ حج پر اپنی دنیاوی ضرورتوں میں سے کسی ضرورت کو ترجیح دیگا تو وہ دیکھ لیگا کہ اپنا سر منڈوانے والے اسکی حاجت پوری ہونے سے پہلے حج کر کے واپس آگئے۔

باب : اپنا فریضہ حج کسی دوسرے کے سپرد کر دینا

(۲۸۶۴) حلبی نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے آپؑ نے فرمایا کہ اگر کوئی شخص دولتمند اور مالدار ہے اور اسکے اور حج کے درمیان کوئی مرض یا کوئی ایسا امر پیش آگیا جس سے اللہ تعالیٰ نے اسکو حج پر جانے سے معذور کر دیا تو اس پر لازم ہے کہ اپنے خرچ پر کسی شخص کو حج پر بھیج دے جس نے اب تک حج نہ کیا ہو اور وہ مفلس ہو۔

(۲۸۶۵) عبداللہ بن سنان نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے بیان فرمایا کہ امیر المومنین علیہ السلام نے ایک انتہائی بوڑھے شخص کو جس نے ابھی تک کوئی حج نہیں کیا تھا اور اپنے بڑھاپے کی وجہ سے اب اس میں حج کرنے کی طاقت نہیں رہ گئی تھی حکم دیا کہ وہ اپنے خرچ سے کسی دوسرے شخص کو بھیجے جو اسکی طرف سے حج بجا لائے۔

(۲۸۶۶) معاویہ بن عمار نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا جو دوسرے کی طرف سے حج کر رہا ہے کیا یہی حج بدل اسکے اپنے حجۃ الاسلام (پہلا حج جو فرض ہے) کیلئے بھی کافی ہوگا؟ آپؑ نے فرمایا کہ ہاں (جب تک وہ خود مستطیع نہیں ہوتا۔)

(۲۸۶۷) علی بن ابی حمزہ نے ابی بصیر سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے آپؑ نے فرمایا کہ اگر کوئی مفلس کسی ایسے شخص کی طرف سے حج بجالائے جس پر حج فرض تھا اور اسکے بعد اگر وہ مفلس خود مستطیع اور دولتمند ہو جائے تو اس پر اپنی طرف سے اور اس طرح ایک ناصبی (دشمن اہلبیت) جب اس کو اہلبیت کی معرفت ہو جائے تو اس پر حج بجالانا واجب ہے خواہ اس سے پہلے حج کیوں نہ کر چکا ہو۔

(۲۸۶۸) سعد بن عبداللہ نے موسیٰ بن حسن سے انہوں نے ابو علی احمد بن محمد بن مطہر سے روایت کی ہے اس کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام ابو محمد (حسن عسکری) علیہ السلام کو خط لکھا کہ میں نے چھ آدمیوں کو ایک سو دینار اور پچاس دینار دیئے تاکہ وہ اس رقم سے حج کریں تو کچھ تو حج کر کے واپس آئے اور کچھ واپس نہ آئے اور جو میرے پاس آئے انہوں نے بیان کیا کہ اس میں سے کچھ دینار خرچ ہو گئے اور کچھ باقی ہیں اور جو دینار باقی رہ گئے وہ مجھے واپس کر رہے ہیں اور جو میرے پاس واپس نہیں آئے میں ان سے جو رقم میں نے دی تھی اسکا حساب مانگ رہا ہوں۔ تو آپؑ نے جواب میں تحریر فرمایا جو تمہارے پاس نہیں آئے ان سے کوئی تعرض نہ کرو اور جو تمہارے پاس آئے اور بقیہ رقم واپس دے رہے ہیں ان سے واپس نہ لو۔ اور تمہارے لئے اسکا اجر و ثواب اللہ تعالیٰ پر ہے۔

(۲۸۶۹) بزنطی نے حضرت امام ابو الحسن علیہ السلام سے روایت کی ہے اس کا بیان ہے کہ میں نے آنجناب علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا جس نے کسی سے حج بدل کرنے کیلئے رقم لی مگر راستہ میں ڈاکہ پڑ گیا تو اب ایک دوسرے شخص نے اسکو حج بدل کیلئے رقم دیدی کیا یہ اس کے لئے جائز ہے؟ آپؑ نے فرمایا یہ اس کیلئے جائز ہے اور یہ حج پہلے اور دوسرے دونوں کے حق میں محسوب ہوگا جب اس کو ایسا شخص مل گیا جو اس کو حج کے خرچ کیلئے رقم دے تو جو کچھ اس نے کیا اس کے علاوہ کچھ کرنا اس کے بس میں نہ تھا۔

(۲۸۷۰) جمیل بن درّاج نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے متعلق روایت کی ہے کہ جس کے پاس رقم نہیں رہ گئی تھی کہ وہ ایک آدمی کی طرف سے بدل کرتا یا کسی اور شخص نے اسکو حج کرا دیا۔ مگر پھر اسکے بعد اس کے پاس رقم آگئی تو اب اس پر حج لازم ہے؟ آپؑ نے فرمایا وہ ایک حج دونوں کی طرف سے کافی ہو گیا۔

(۲۸۷۱) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا گیا کہ ایک شخص نے حج بدل کیلئے کسی سے رقم لی ہے پھر وہ مر جاتا ہے اور اس رقم میں سے کچھ نہیں چھوڑتا۔ آپؑ نے فرمایا وہ مرنے والے کی طرف سے کافی ہے اور اگر اللہ تعالیٰ کے پاس اس کا کوئی حج ہے تو وہ اسی شخص کے نام لکھ دیا جائے گا جس سے اس نے رقم لی تھی۔

(۲۸۷۲) سعید بن عبداللہ اعرج نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا جس نے ابھی کوئی حج نہیں کیا ہے کیا وہ کسی میت کی طرف سے حج کرے؟ آپؑ نے فرمایا ہاں اگر اسکے پاس اتنا مال نہیں ہے جس سے وہ خود حج کرے اور اگر اس کے پاس اتنا مال ہے کہ وہ اپنی طرف سے حج کرے تو اسکے لئے جائز نہیں جب تک کہ

وہ اپنے مال سے حج نہ کرے اور یہی میت کی طرف سے بھی کافی ہوگا خواہ اس میت کے پاس مال رہا ہو یا نہ رہا ہو۔

(۲۸۷۳) حسن بن محبوب نے علی بن رئاب سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے بارے میں روایت کی کہ جس نے کسی آدمی کو حج کا خرچ دیا تا کہ وہ اسکی طرف سے حج ادا کرے اور وہ کوفہ سے حج کیلئے جائے۔ مگر وہ بصرہ سے حج کیلئے گیا۔ آپؑ نے فرمایا کوئی حرج نہیں جب اس نے حج کے پورے مناسک ادا کردیئے تو اسکا حج پورا ہو گیا۔

(۲۸۷۴) ابن محبوب بن ہشام بن سالم سے انہوں نے ابی بصیر سے اور انہوں نے ان امامینؑ میں سے کسی ایک سے روایت کی ہے ایک ایسے شخص کے متعلق کہ جس نے کسی آدمی کو کچھ درہم دیئے کہ وہ اسکی طرف سے حج مفردہ کرے تو کیا اس آدمی کیلئے جائز ہے کہ وہ حج کیلئے عمرہ تمتع بھی کرے۔ آپؑ نے فرمایا کہ ہاں اس نے اسکے کہنے کے برخلاف اس لئے کیا کہ وہ اس سے افضل و بہتر کردے۔

(۲۸۷۵) اور وہب بن عبداللہ نے ایک مرتبہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا کہ کیا کوئی شخص کسی ناصبی (دشمن اہلبیت) کی طرف سے حج ادا کرے؟ آپؑ نے فرمایا نہیں۔ میں نے عرض کیا اگرچہ وہ میرا باپ ہی کیوں نہ ہو؟ آپؑ نے فرمایا اگر وہ تمہارا باپ ہے تو اس کی طرف سے حج کرلو۔

(۲۸۷۶) اور روایت کی گئی ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ایک شخص کو تیس (۳۰) دینار دیئے اور فرمایا کہ تم اسماعیل کی طرف سے حج کرو اور یہ کرو یہ کرو (یعنی پورے مناسک حج گنوا دیئے) اور تمہیں اسکا ثواب نو حصہ ملے گا اور اسماعیل کو ایک حصہ ملے گا۔

(۲۸۷۷) ابان بن عثمان نے یحییٰ ازرق سے انہوں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ جو شخص کسی آدمی کی طرف سے حج کریگا تو اس حج میں دونوں شریک رہیں گے۔ اور جب وہ طواف ادا کرے گا تو شرکت ختم ہو جائے گی اب اسکے بعد وہ جو بھی عمل کرے گا وہ اس حاجی کا ہوگا۔

(۲۸۷۸) اور آنجناب علیہ السلام نے فرمایا ایک ایسے شخص کے متعلق کہ جس نے کسی آدمی کو رقم دی کہ وہ اسکی طرف سے حج ادا کرے مگر وہ اسکی طرف سے کرنے کے بجائے اپنی طرف سے بجالایا۔ آپؑ نے فرمایا کہ یہ حج اسکی طرف سے محسوب ہوگا جس نے رقم دی ہے۔

اور کوئی حرج نہیں اگر ایک عورت دوسری عورت کی طرف سے حج کرے۔ اور عورت مرد کی طرف سے حج کرے اور مرد عورت کی طرف سے حج کرے اور مرد دوسرے مرد کی طرف سے حج کرے۔

اور کوئی حرج نہیں ایک صرورہ (جس نے کوئی حج نہ کیا ہو) دوسرے صرورہ کی طرف سے حج کرے یا صرورہ ایسے شخص کی طرف سے حج کرے جو حج کر چکا ہو۔

(۲۸۷۹) حریز نے محمد بن مسلم سے روایت کی ہے اس کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ وہ شخص جس نے کبھی حج نہ کیا ہو وہ مال زکوٰۃ سے حج کرلے ؟آپؑ نے فرمایا کہ ہاں۔

(۲۸۸۰) اور معاویہ بن عمّار کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا کہ ایک شخص بغرض تجارت مکہ آگیا یا اس کے پاس اونٹ ہیں وہ کرایہ پر چلاتا ہے (اگر وہ حج کرے) تو اسکا حج ناقص ہوگا یا پورا ہوگا۔آپؑ نے فرمایا نہیں بلکہ پورا ہوگا۔

باب : جمّال اور مزدور کا حج

(۲۸۸۱) معاویہ بن عمّار سے روایت ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا کہ جمّال کا حج پورا ہے یا ناقص ؟آپؑ نے فرمایا پورا۔میں نے عرض کیا کہ اجیر و مزدور کا حج پورا ہے یا ناقص آپؑ نے فرمایا پورا۔

باب : جو شخص مرجائے اور اس پر حجتہ الاسلام (واجب حج) اور نذر کا حج باقی ہو۔

(۲۸۸۲) حسن بن محبوب نے علی بن رئاب سے انہوں نے ضریس کناسی سے روایت کی ہے اس کا بیان ہے کہ میں نے ایک مرتبہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا جس پر حجتہ الاسلام باقی ہے اور پھر اس نے نذر شکر بھی مان لی کہ وہ اپنے ساتھ کسی کو حج کیلئے مکہ لے جائیگا مگر وہ حجتہ الاسلام ادا کرنے سے پہلے اور اپنی نذر پوری کرنے سے پہلے مرگیا۔آپؑ نے فرمایا کہ اگر اس نے مال چھوڑا ہے تو اسکے پورے مال میں سے اسکی طرف سے حجتہ الاسلام کرایا جائیگا۔اس کے مال کے ایک تہائی حصہ میں سے اتنا نکال لیا جائے گا جس سے ایک آدمی حج کرسکے اسکی نذر پوری کرنے کیلئے۔اور اگر اس نے صرف اتنا مال ہی چھوڑا ہے کہ جس سے اسکی طرف سے حجتہ الاسلام بجالایا جائے تو اسکے مشترکہ مال سے حج کرایا جائیگا۔اور اسکا ولی و وارث اسکی طرف سے نذر کا حج ادا کرے گا اس لئے کہ یہ مثل قرض کے ہے۔

باب : معرفت امام سے پہلے کئے ہوئے حج کے متعلق جو حکم آیا ہے

(۲۸۸۳) عمر بن اذینہ سے روایت ہے کہ اس کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عریضہ لکھا اور آنجنابؑ سے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا جس نے اس وقت حج کیا جب اسکو امام کی معرفت نہ تھی اور نہیں جانتا تھا کہ یہ امر امامت کس کے پاس ہے۔پھر اللہ نے اسکو امام کی اور دین کی معرفت عطا کرکے اس پر احسان کیا اب کیا اس پر حجتہ الاسلام کرنا لازم ہے آپؑ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو فرض تھا وہ تو ادا ہوگیا مگر حج مجھ کو بہت پسند ہے۔

(۲۸۸۴) ابو عبداللہ خراسانی سے روایت کی گئی ہے اس کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت ابو جعفر ثانی امام علی النقی علیہ السلام سے عرض کیا کہ میں نے ایک حج اس وقت کیا جب آپ کے مخالفین سے تھا اور اب جبکہ اللہ تعالیٰ نے مجھ کو آپ لوگوں کی معرفت عطا کی ہے تو یہ حج کر رہا ہوں اور مجھے علم ہے کہ جس اعتقاد پر میں پہلے تھا وہ باطل تھا۔ تو اب میرے حج کے متعلق آپ کی کیا رائے ہے؟ فرمایا تم اِس وقت کے حج کو اپنا حجۃ الاسلام قرار دیدو اور اس پچھلے حج کو حج مستحب، نافلہ قرار دیدو۔

باب : دوران سفر حج کرنے والے کے متعلق احکام

(۲۸۸۵) معاویہ بن عمار کی روایت ہے اسکے بیان کو ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا کہ ایک شخص یمن وغیرہ کا ارادہ کر کے مکہ کے راستہ سے گزرا اور دیکھا کہ کچھ لوگ حج کیلئے جا رہے ہیں تو یہ بھی ان لوگوں کے ساتھ حج وغیرہ کیلئے ہو گیا۔ تو کیا اسکا یہ حج اسکے حجۃ الاسلام کیلئے کافی ہوگا۔ آپ نے فرمایا ہاں۔

(۲۸۸۶) حریز نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ جب بھی کسی غلام سے جو احرام باندھے ہوئے ہے حالت احرام میں کوئی غلطی سرزد ہو جائے تو اگر اس کے مالک نے اسکو احرام کا اذن دیدیا تھا تو اسکا کفارہ اسکے مالک پر ہے۔

(۲۸۸۷) حسن بن محبوب نے فضل بن یونس سے روایت کی ہے اس کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام ابوالحسن علیہ السلام سے دریافت کیا اور عرض کیا کہ میرے پاس بہت سی کنیزیں ہوتی ہیں جبکہ مکہ مکرمہ میں ہوتا ہوں تو کیا میں انہیں یوم ترویہ (۸ ذی الحجہ) اجازت دوں کہ وہ حج کیلئے احرام باندھیں اور میں انکے ساتھ جاؤں تاکہ وہ حج کے سارے مناسک ادا کر لیں یا میں مکہ ہی میں انہیں چھوڑ دوں کہ وہ جا کر اپنے مناسک ادا کریں تو آپؑ نے فرمایا اگر تم ان سب کے ساتھ چلے جاؤ تو یہ افضل و بہتر ہے اور اگر تم ان کو کسی قابل بھروسہ شخص کے ساتھ چھوڑ دو تو بھی کوئی حرج نہیں ہے۔ مگر مملوک جب تک آزاد نہ کر دیا جائے اس پر نہ حج ہے اور نہ عمرہ۔

(۲۸۸۸) مسمع بن عبدالملک نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے ارشاد فرمایا اگر کوئی غلام دس (۱۰) حج بھی کئے ہوئے ہو مگر جب آزاد ہوگا اور مستطیع ہو جائیگا تو اس پر حجۃ الاسلام واجب ہے۔

(۲۸۸۹) اور نصر کی روایت میں ہے جو اس نے عبداللہ بن سنان سے اور اس نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ کوئی غلام اگر اپنی غلامی کے عالم میں حج کرے اور آزاد ہونے سے پہلے مر جائے تو وہی حج اسکے لئے کافی ہے اور اگر آزاد ہو جائے تو اس پر حج فرض ہے۔

(۲۸۹۰) اسحاق بن عمار سے روایت ہے اس کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت ابو ابراہیم علیہ السلام سے عرض

کیا کہ ایک شخص کی ایک ام ولد ہے اس نے اسکو حج کرا دیا ہے کیا ام ولد کے لئے یہ حجتہ الاسلام کیلئے کافی ہے؟ آپ نے فرمایا نہیں میں نے عرض کیا پھر اس ام ولد کو اس حج میں سے ثواب ملے گا آپ نے فرمایا ہاں۔

باب : وہ غلام جو عرفہ کی شام کو آزاد ہو جائے وہ حجتہ الاسلام سے مستغنی ہے

(۲۸۹۲) حسن بن محبوب نے شہاب سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے متعلق روایت کی ہے جس نے اپنے غلام کو عرفہ کی شام میں آزاد کر دیا آپ نے فرمایا وہ غلام حجتہ الاسلام سے مستغنی ہے اور اس کے مالک کو دو ثواب ملیں گے ایک آزاد کرنے کا ثواب دوسرے اسکے حج کا ثواب۔

(۲۸۹۳) معاویہ بن عمّار سے روایت کی گئی ہے اس کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا کہ ایک غلام عرفہ کے دن آزاد ہوا۔ آپ نے فرمایا اگر اس غلام کو (موقف عرفات اور موقف مشعرالحرام) دونوں موقفوں میں سے کوئی موقف بھی مل گیا تو اس نے حج کو پالیا۔

باب : بچوں کا حج

(۲۸۹۳) زرارہ نے امامین علیہما السلام میں سے کسی ایک سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا جب کوئی شخص اپنے لڑکے کے ساتھ حج کرے اور لڑکا کمسن ہو تو اس سے کہے کہ تلبیہ کہو اور حج کی نیت کرو اور اگر وہ اچھی طرح تلبیہ نہیں کہہ پاتا تو وہ اس کی طرف سے تلبیہ کہے اور اس کو ساتھ لیکر طواف کرے اور اس کی طرف سے نماز پڑھے۔ میں نے عرض کیا۔ اگر ان لوگوں کے پاس جانور نہ ہو کہ اس بچے کی طرف سے قربانی کریں، آپ نے فرمایا (اس صورت میں) بچوں کی طرف سے قربانی کریں اور بڑے روزہ رکھیں اور بچے ان تمام چیزوں سے پرہیز کریں جس طرح ایک محرم کپڑے اور خوشبو (وغیرہ) سے پرہیز کرتا ہے اور اگر بچے نے کوئی شکار مارا ہے تو اس کا کفارہ اس کے باپ پر ہے۔

(۲۸۹۴) ادیم کے بھائی ایوب سے روایت کی گئی ہے اس کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا گیا کہ بچوں کو کس جگہ سے احرام بندھوایا جائے؟ تو آپ نے فرمایا میرے پدر بزرگوار بچوں کو مقام فخ (معروف کنواں جو مکہ سے ایک فرسخ کے فاصلے پر ہے) سے احرام بندھواتے تھے۔

(۲۸۹۵) اور یونس بن یعقوب نے اپنے والد سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا کہ میرے ساتھ چند چھوٹے بچے ہیں میں ڈرتا ہوں کہ کہیں انہیں سردی نہ لگ جائے اس لئے ان کو کہاں سے احرام بندھوایا جائے۔ آپ نے فرمایا ان سب کو لیکر عرج (مکہ اور مدینہ کے درمیان ایک گھائی) آؤ وہاں سے احرام باندھیں اس لئے جب تم عرج آؤ گے تو تہامہ (اطراف مکہ میں وہ حد جس میں احرام کے بغیر داخل نہیں

ہوسکتے) میں داخل ہوجاؤ گے۔ پھر فرمایا اور اگر پھر بھی تمہیں ان کے متعلق ڈر ہے تو پھر انہیں جحفہ لیکر آؤ۔

(۲۸۹۶) معاویہ بن عمار نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا دیکھو تم لوگوں کے ساتھ جو بچے ہیں انہیں جحفہ یا بطن مر (شام کے راستے میں مکہ سے قریب ایک موضع) لے جاؤ اور وہاں ان سے وہی عمل کراؤ جو احرام باندھنے والے کرتے ہیں۔ پھر ان کو ساتھ لیکر طواف کیا جائے ان کی طرف سے جمرات کو کنکریاں ماری جائیں۔ اور ان میں سے جس کے پاس قربانی کا جانور نہ ہو تو اس کی طرف سے اس کا ولی روزہ رکھے۔ اور حضرت علی ابن الحسین علیہ السلام بچے کے ہاتھ میں چھری دیتے اور اس بچے کا ہاتھ کوئی مرد پکڑتا اور قربانی کا جانور ذبح کرتا۔

(۲۸۹۷) اور سماعہ نے آپ جنابؑ سے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا جس نے اپنے غلاموں کو حکم دیا کہ وہ حج تمتع بجالائیں۔ آپؑ نے فرمایا پھر اس پر لازم ہے کہ ان غلاموں کی طرف سے قربانی کا جانور بھی ذبح کرے۔ میں نے عرض کیا مگر اس شخص نے ان غلاموں کو اس کے لئے کچھ درہم دیئے تو ان میں سے بعض نے تو قربانی کی اور بعض نے وہ درہم بچالیے اور روزہ رکھ لیا آپؑ نے فرمایا پھر یہ ان غلاموں کی طرف سے کافی ہے۔ اور اس کو اختیار ہے کہ ان بچائے ہوئے درہموں کو ان سے واپس لے لے یا چھوڑ دے۔ راوی کا بیان ہے کہ آپؑ نے ارشاد فرمایا کہ اگر وہ ان غلاموں کو روزہ رکھنے کا حکم دیتا تو یہ بھی ان کے لئے کافی تھا۔

(۲۸۹۸) اور صفوان نے اسحٰق بن عمار سے روایت کی ہے اس کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام ابوالحسن علیہ السلام سے دریافت کیا کہ کیا بارہ برس کا لڑکا حج کرے تو آپؑ نے فرمایا اگر اس کو احتلام ہوتا ہے تو اس پر حجتہ الاسلام لازم ہے اور اسی طرح لڑکی اگر اس کو حیض آتا ہے تو اس پر حج لازم ہے۔

(۲۸۹۹) علی بن مہزیار سے اور انہوں نے محمد بن فضیل سے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت ابو جعفر ثانی سے بچے کے متعلق دریافت کیا کہ وہ کب حج کرے تو آپؑ نے فرمایا کہ جب اس کے دانت ٹوٹ جائیں۔

(۲۹۰۰) ابان نے حکم سے روایت کی ہے اس کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا وہ فرما رہے تھے کہ جب کوئی لڑکا حج کرے تو بڑے ہونے تک اس کا یہ حجتہ الاسلام ہے اور کوئی غلام حج کرے تو آزاد ہونے تک اس کا یہ حجتہ الاسلام ہے۔

باب : جو آدمی قرض لیکر حج کرتا ہے نیز مقروض پر حج کا واجب ہونا

(۲۹۰۱) یعقوب بن شعیب سے روایت کی گئی ہے اس کا بیان ہے کہ میں نے ایک مرتبہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص حجتہ الاسلام کر چکا ہے پھر بھی وہ قرض لیکر حج کرتا ہے۔ آپؑ نے فرمایا ہاں ان شاء اللہ تعالیٰ اس کے قرض کو اللہ ادا کرے گا۔

(۲۹۰۲) عبدالملک بن عتبہ سے روایت کی گئی ہے اس کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام ابوالحسن علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا کہ جو مقروض تھا اس کے بعد بھی وہ قرض لیکر حج کرتا ہے۔ آپؑ نے فرمایا اگر اس کے لئے آمدنی کی کوئی صورت ہے تو کوئی ہرج نہیں ہے۔

(۲۹۰۳) موسیٰ بن بکر نے آنجناب علیہ السلام سے روایت کی ہے اس کا بیان ہے کہ میں نے آنجنابؑ سے عرض کیا کہ کیا ایک شخص قرض لیکر حج کرے جبکہ اس کے متروکات میں اتنا ہے کہ اگر اس کو کوئی حادثہ ہوجائے تو اس کی طرف سے اس کا قرض ادا کردیا جائے؟ آپؑ نے فرمایا ہاں۔

(۲۹۰۴) ابی ھمام سے روایت ہے اس کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام رضا علیہ السلام سے عرض کیا کہ ایک شخص کے اوپر کسی کا قرض ہے اور اسے (سالانہ) یافت ہوتی ہے کیا وہ اس سے قرض ادا کرے یا حج کرے؟ فرمایا کچھ سے قرض ادا کرے اور کچھ سے حج کرے۔ میں نے عرض کیا مگر اسے تو حج کے خرچ کے بقدر ہی یافت ہوتی ہے آپؑ نے فرمایا پھر وہ ایک سال قرض ادا کرے اور ایک سال حج کو جائے۔ میں نے عرض کیا مگر یہ رقم تو اس کو بادشاہ وقت سے عطا ہوتی ہے؟ آپؑ نے فرمایا تم لوگوں کے لئے کوئی حرج نہیں ہے۔

(۲۹۰۵) اور ایک شخص نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا اور یہ کہا کہ میں ایک مقروض شخص ہوں کیا مزید قرض لوں اور حج کروں؟ آپؑ نے فرمایا ہاں وہ سب سے زیادہ قرض کا ادا کرنے والا ہے۔

(۲۹۰۶) ابن محبوب نے ابان سے انہوں نے حسن بن زیاد عطار سے روایت کی ہے اس کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا کہ مجھ پر بہت سے لوگوں کے قرض ہیں اب مجھے کچھ دراہم ہاتھ آئے ہیں اگر میں سارے قرض خواہوں میں تقسیم کردوں تو بھی پورا نہیں پڑے گا اب میں کیا کروں قرض خواہوں میں تقسیم کروں یا حج کرلوں؟ آپؑ نے فرمایا تم اس سے حج کرو اور اللہ پر چھوڑ دو کہ وہ ان شاء اللہ تعالیٰ تمہارا قرض ادا کرادے گا۔

باب : وہ عورت جس کا شوہر اس کو حجۃ الاسلام یا حج مستحب سے روکتا ہے

(۲۹۰۷) ابان نے زرارہ سے اور انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے اس کا بیان ہے کہ میں نے آنجنابؑ سے ایک ایسی عورت کے متعلق دریافت کیا جس نے ابھی کوئی حج نہیں کیا مگر اس کا شوہر اس کو حج کی اجازت نہیں دیتا؟ آپؑ نے فرمایا اگر شوہر اجازت نہ دے تب بھی وہ حج کرے۔

(۲۹۰۸) عبدالرحمٰن بن عبداللہ کی روایت میں ہے جسے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا عورت (نے اگر اس سے پہلے کوئی حج نہیں کیا ہے تو) حج کرے خواہ اس کے شوہر کی مرضی کے خلاف ہو۔

(۲۹۰۹) اسحاق بن عمار نے حضرت ابو ابراہیم علیہ السلام سے روایت کی اس کا بیان ہے کہ میں نے آنجناب علیہ السلام

سے ایک ایسی عورت کے متعلق دریافت کیا جو دولتمند اور خوشحال ہے اس نے حجۃ الاسلام (پہلا حج واجب) کر لیا ہے اب وہ اپنے شوہر سے کہتی ہے کہ مجھے دوسری مرتبہ حج کراؤ تو کیا شوہر کو یہ حق ہے کہ وہ اسے منع کر دے؟ آپ نے فرمایا کہ ہاں (اپنی زوجہ سے) یہ کہکر کہ اس معاملہ میں جو تیرا حق مجھ پر ہے اس سے زیادہ میرا حق تجھ پر ہے۔

باب : عورت کا حج کسی غیر محرم یا غیر ولی کے ساتھ

(۲۹۱۰) معاویہ بن عمار سے روایت کی گئی اس کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک ایسی عورت کے متعلق دریافت کیا جو (حج کے لئے) بغیر ولی مکہ گئی۔ آپؑ نے فرمایا کوئی حرج نہیں وہ باوثوق لوگوں کے ساتھ جائے۔

(۲۹۱۱) اور ھشام کی روایت میں ہے انہوں نے سلیمان بن خالد سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک ایسی عورت کے متعلق روایت کی ہے کہ جو حج کا ارادہ رکھتی ہے مگر اس کے ساتھ کوئی محرم نہیں ہے کیا اس کے لئے حج کرنا درست ہے؟ آپؑ نے فرمایا ہاں اگر وہ ہر طرح خود کو محفوظ و مامون سمجھتی ہے۔

(۲۹۱۲) اور بزنطی نے صفوان جمال سے روایت کی ہے اس کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا کہ آپ تو میرا پیشہ جانتے ہی ہیں چنانچہ ایک عورت میرے پاس آئی ہے جس کو میں جانتا ہوں کہ وہ مسلمان ہے آپ لوگوں سے محبت رکھتی ہے آپ لوگوں کو اپنا ولی مانتی ہے مگر اس کے ساتھ کوئی محرم نہیں ہے۔ آپؑ نے فرمایا جب کوئی ایسی مسلمان عورت آئے تو اس کو حج کے لئے سواری پر بٹھالو اس لئے کہ مرد مومن زن مومنہ کا محرم ہوتا ہے۔ پھر آپؑ نے اس آیت کی تین مرتبہ تلاوت فرمائی **المومنون و المومنات بعضھم اولیاء بعض** (سورہ توبہ آیت نمبر۷۱)۔ (مومنین و مومنات ایک دوسرے کے ولی ہوتے ہیں۔)

باب : عدہ کے زمانہ میں عورت کا حج کرنا

(۲۹۱۳) علاء نے محمد بن مسلم سے اور انہوں نے ان امامین علیہما السلام میں سے کسی ایک سے روایت کی ہے کہ مطلقہ عورت اپنے زمانہ عدت میں حج کر سکتی ہے۔

(۲۹۱۴) ابن بکیر نے زرارہ سے روایت کی ہے اس کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک ایسی عورت کے متعلق دریافت کیا جس کا شوہر وفات پا گیا ہے کیا وہ زمانہ عدت میں حج کر سکتی ہے؟ آپؑ نے فرمایا ہاں۔

باب : کسی حاجی کا راستہ میں مر جانا

(۲۹۱۵) علی بن رئاب نے ضریس سے انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے متعلق روایت کی ہے کہ جو حجتہ الاسلام کے لئے نکلا اور راستہ میں مر گیا۔ آپؑ نے فرمایا اگر وہ حرم میں مرا ہے تو یہ اس کو حجتہ الاسلام سے مستغنی کر دیگا۔ اور اگر حدود حرم کے باہر کہیں اور مرا ہے تو اس کا ولی اس کے حجتہ الاسلام کی قضا کرے گا۔

(۲۹۱۶) علی بن رئاب نے برید عجلی سے روایت کی ہے اس کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص حج کے لئے نکلا اس کے ساتھ اس کا اونٹ، اس کا خرچ اور اس کا زاد سفر سب تھا مگر وہ راستہ ہی میں مر گیا۔ آپؑ نے فرمایا اگر اس نے ابھی کوئی حج نہیں کیا تھا اور حرم میں پہنچ کر مر گیا تو اس کی طرف سے یہ حجتہ الاسلام کے لئے کافی ہے۔ اور اگر اس نے ابھی کوئی حج نہیں کیا تھا اور حرم میں داخل ہونے سے پہلے مر گیا تو اس کا اونٹ اس کا زاد راہ اور اس کا خرچ اور جو کچھ اس کے پاس ہے وہ حجتہ الاسلام میں صرف ہوگا اور اگر اس میں سے کچھ باقی بچ گیا اور اگر اس پر کوئی قرض نہیں ہے تو وہ اس کے وارث کا ہوگا۔ میں نے عرض کیا اور اگر اس کا یہ حج مستحب تھا تو اس کے متعلق آپ کی رائے کیا ہے کہ وہ راستہ میں حرم میں داخل ہونے سے پہلے مر گیا تو اس کا اونٹ، اس کا زاد سفر، اس کا خرچ اور جو کچھ اس کے ساتھ تھا وہ کس کا ہے۔ آپؑ نے فرمایا کہ ایسی صورت میں جو کچھ اس نے چھوڑا ہے وہ سب اس کے وارث کا ہے مگر یہ کہ اس پر قرض ہو تو اس سے اس کا قرض ادا کیا جائے گا۔ یا یہ کہ اس نے کسی کے حق میں وصیت کی ہو تو اس کو اس کے ترکہ کے صرف ایک تہائی کے اندر سے دیا جائے گا۔

باب : میت کی طرف سے حجتہ الاسلام کس مال سے ادا کیا جائے خواہ وصیت کرے یا نہ کرے

(۲۹۱۷) ہارون بن حمزہ غنوی نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے متعلق روایت کی ہے کہ جس نے ابھی حجتہ الاسلام نہیں کیا تھا کہ مر گیا اور اس نے صرف اتنا ہی مال چھوڑا جو حج کے اخراجات کے بقدر ہو اور اس کے بہت سے ورثا ہیں۔ آپؑ نے فرمایا کہ اس کے ورثا میراث کے سب سے زیادہ مستحق ہیں۔ اب وہ ورثا چاہیں تو وہ مال خود کھائیں یا مرنے والے کی طرف سے حج کا فریضہ ادا کرائیں۔

(۲۹۱۸) حارث غالیچہ فروش سے روایت ہے کہ اس نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا کہ جس نے حج کے لئے وصیت کی ہے آپؑ نے فرمایا اگر اس نے ابھی تک کوئی حج نہیں کیا تھا تو یہ حج اس کے پورے مال میں سے ہوگا اس لئے کہ یہ اس پر قرض ہے اور اگر وہ کوئی حج کر چکا تھا تو پھر یہ حج اس کے ایک تہائی

مال سے ہوگا۔

(۲۹۱۹) حارث بن مغیرہ سے روایت ہے اس کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ میری بیٹی نے حج کے لئے وصیت کی ہے اور اس نے کوئی حج نہیں کیا تھا؟ آپؑ نے فرمایا پھر تم اس کی طرف سے حج کرو یہ تمہارے اور اس کے لئے باعث ثواب ہے۔ راوی کا بیان ہے کہ میں نے عرض کیا کہ میری ماں کا انتقال ہوگیا اس نے کوئی حج نہیں کیا تھا؟ آپؑ نے فرمایا تم اس کی طرف سے حج کرو یہ تمہارے اور اس کے دونوں کے لئے باعث ثواب ہے۔

(۲۹۲۰) معاویہ بن عمّار سے روایت کی گئی ہے اس کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک ایسی عورت کے متعلق دریافت کیا جس نے اپنے مال سے صدقہ و حج و غلام آزاد کرانے کی وصیت کی۔ آپؑ نے فرمایا پہلے حج کراؤ اس لئے کہ یہ فریضہ ہے اس کے بعد اگر کچھ باقی رہ جائے تو اس میں سے ایک حصہ صدقہ دے دو اور ایک حصہ سے غلام آزاد کراؤ۔

(۲۹۲۱) بشیر نبّال سے روایت ہے اس کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا کہ میری والدہ کا انتقال ہوگیا انہوں نے کوئی حج نہیں کیا تھا۔ آپؑ نے فرمایا اس کی طرف سے مرد یا عورت کوئی بھی حج کرے۔ اس کا بیان ہے کہ میں نے عرض کیا مگر آپ کے نزدیک بہتر کیا ہے؟ آپؑ نے فرمایا میرے نزدیک بہتر ہے کہ کوئی مرد حج کرے۔

(۲۹۲۲) عاصم بن حمید سے روایت کی گئی ہے کہ انہوں نے محمد بن مسلم سے روایت کی ہے اس کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا جو مرگیا اس نے ابھی تک کوئی حج نہیں کیا تھا اور اس نے اس کے لئے کوئی وصیت بھی نہیں کی کیا اس کی طرف سے حج کی قضا کی جائے؟ آپؑ نے فرمایا ہاں۔

باب : ایک آدمی نے حج کی وصیت کی مگر اس کے وصی نے غلام آزاد کرادیا

(۲۹۲۳) ابن مسکان نے روایت کی ہے اس کا بیان ہے کہ بیان کیا مجھ سے ابو سعید نے روایت کرتے ہوئے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے کہ آنجنابؑ سے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا گیا جس نے حج کے لئے وصیت کی مگر اس کے وصی نے حج کے بدلے ایک غلام آزاد کرادیا۔ آپؑ نے فرمایا یہ نقصان اس کا وصی برداشت کرے اور اس کی وصیت کے مطابق اس کا مال حج میں صرف کرے اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ **فمن بدله بعد ما سمعه فانما اثمه علی الذین یبدلونه** (سورہ بقرہ آیت نمبر ۱۸۱) (جو شخص وصیت سننے کے بعد اس میں تبدیلی کرے تو اس کا گناہ ان ہی لوگوں پر ہے جو اس میں تبدیلی کریں۔)

باب : جب ام ولد مرجائے تو اس کی طرف سے حج

(۲۹۲۴) ابن فضّال نے یونس بن یعقوب سے روایت کی ہے اس کا بیان ہے کہ میں نے ایک شخص کو حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں بھیجا اور یہ پوچھا کہ ایک عورت کی ماں ام ولد تھی وہ مرگئی اب یہ عورت چاہتی ہے کہ اس کی طرف سے حج کرے۔ آپؑ نے فرمایا کیا مرنے والی اپنی اولاد کی وجہ سے آزاد نہیں ہوئی ہے کہ یہ اس کی طرف سے حج نہ کرے گی۔ (یعنی اس کے مالک کے مرنے کے بعد تاکہ اولاد میراث پائے اور اس کی ماں بھی آزاد ہو جائے)

باب : ایک آدمی کو ایک شخص نے وصیت کی کہ میری طرف سے تین آدمیوں کو حج کرادے تو کیا وہ آدمی ان تین میں خود کو بھی شامل کر سکتا ہے

(۲۹۲۵) عمرو بن سعید ساباطی نے حضرت امام محمد باقر علیہ کو عریضہ لکھ کر دریافت کیا کہ ایک آدمی کو ایک شخص نے وصیت کی کہ میری طرف سے تین آدمیوں کو حج کرایا جائے تو کیا اب اس آدمی کے لئے یہ جائز ہے کہ وہ ایک حج اپنی ذات کے لئے لے لے ؟ تو آنجنابؑ کی طرف سے خود ان کے ہاتھ کی لکھی ہوئی تحریر آئی اور میں نے اس کو پڑھا کہ وہ اس کی طرف سے حج کرے ان شاء اللہ اور اس کے لئے بھی اس کے مثل ثواب ملے گا اور اس کے ثواب میں ان شاء اللہ کوئی کمی نہ ہوگی۔

باب : ایک شخص کسی آدمی سے حج بدل کے لئے رقم لے مگر وہ کافی نہ ہو

(۲۹۲۶) علی بن مہزیار نے محمد بن اسماعیل سے روایت کی ہے اس کا بیان کہ میں نے ایک شخص کو حکم دیا کہ وہ حضرت امام ابوالحسن علیہ السلام سے دریافت کرے کہ ایک شخص نے ایک آدمی سے حج کرنے کے لئے رقم لی مگر وہ رقم کافی نہیں پڑی تو کیا اس کے لئے یہ مناسب ہے کہ وہ ایک دوسرے آدمی سے دوسرے حج کے لئے رقم لے اور وہ اس کے اخراجاتِ حج میں کشادگی پیدا کردے اس طرح دونوں کی طرف سے حج ہو جائے یا دونوں کو چھوڑ دے اگر ان دونوں میں سے کسی ایک کی رقم کافی نہ ہو۔ تو اس شخص نے آکر بیان کیا کہ آنجنابؑ نے فرمایا کہ میرے نزدیک پسندیدہ و بہتر یہ ہے کہ حج خالص ایک کے لئے ہو اگر رقم حج کے لئے کافی نہ ہو تو اس سے نہ لے۔

باب : وصیت حج مگر اس کی رقم حج کے لئے کافی نہ ہو

(۲۹۲۷) ابن مسکان نے ابی بصیر سے اور انہوں نے اس شخص سے جس نے آپ سے سوال کیا اس کا بیان ہے کہ میں نے

دریافت کیا کہ ایک شخص نے حج میں صرف کرنے کے لئے بیس دینار کی وصیت کی ہے آپؑ نے فرمایا پھر ایک شخص اس کی طرف سے حج کرے اور وہ جہاں تک پہنچ سکے جائے۔

(۲۹۲۸) اور ابراہیم بن مہزیار نے حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کو خط لکھا کہ میرے آقا و مولا آپؑ کے ایک مولائی علی بن مہزیار نے یہ وصیت کی ہے کہ ہر سال بیس دینار میں ایک حج اس کی طرف سے اس جائیداد سے کیا جائے جس کی پیداوار کا ایک چوتھائی اس نے آپؑ کے لئے قرار دیا ہے مگر جب سے بصرہ کا راستہ منقطع ہوا ہے لوگوں کے اخراجات بڑھ گئے ہیں اور اب یہ بیس دینار لوگوں کے اخراجات کے لئے کافی نہیں ہوتے۔ اور اسی طرح آپ کے متعدد مولائیوں نے بھی دو دو حجوں کی وصیت کی ہے۔ تو آپؑ نے خط کے جواب میں لکھا کہ تین حجوں کو دو حج بنالو ان شاء اللہ تعالیٰ۔

(۲۹۲۹) اور علی بن محمد حضینی نے آنجنابؑ کو ایک خط لکھا کہ میرے چچازاد بھائی نے وصیت کی ہے کہ ہر سال میری طرف سے پندرہ دینار سے حج کیا جائے مگر یہ پندرہ دینار حج کے لئے کافی نہیں ہیں آپؑ مجھے اس کے متعلق کیا حکم دیتے ہیں ؟ تو آپؑ نے جواب میں تحریر فرمایا کہ دو حج کو ایک حج میں قرار دے لو ان شاء اللہ تعالیٰ بیشک اللہ جانتا ہے کہ کوئی کیوں جارہا ہے۔

باب : کسی کی رکھی ہوئی امانت سے حج کرنا

(۲۹۳۰) سوید قلاء نے ایوب بن حر سے انہوں نے برید عجلی سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے اس کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے آنجنابؑ سے دریافت کیا کہ ایک شخص نے میرے پاس کچھ مال بطور امانت رکھا پھر وہ مرگیا اور اس نے حجۃ الاسلام نہیں کیا تھا اور اس کے لڑکے کے پاس کوئی مال نہیں ہے آپؑ نے فرمایا اس امانت سے اس کی طرف سے حج کیا جائے اور حج کے خرچ سے جو مال بچے وہ اس کے لڑکوں کو دے دیا جائے۔

باب : ایک شخص مرجائے مگر اس کے لڑکوں کو معلوم نہ ہو کہ اس نے حج کیا تھا یا نہیں

(۲۹۳۱) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا گیا کہ ایک شخص مرگیا اس کا ایک لڑکا ہے مگر اس کو نہیں معلوم کہ اس کے باپ نے حج کیا تھا یا نہیں آپؑ نے فرمایا لڑکا اپنے باپ کی طرف سے حج کرے اگر اس کے باپ نے حج کرلیا تھا تو اس کے نامہ اعمال میں حج مستحب لکھ دیا جائے گا اور لڑکے کے نامہ اعمال میں حج فریضہ لکھ دیا جائے گا۔ اور اگر اس نے حج نہیں کیا تھا تو اس کے نامہ اعمال میں حج فریضہ اور لڑکے کے نامہ اعمال میں حج مستحب لکھا جائے گا۔

باب : باپ کیطرف سے حج تمتع کرنے والا

(۲۹۳۲) جعفر بن بشیر نے علاء سے انہوں نے محمد بن مسلم سے انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے اس کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے آنجناب علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا جو اپنے باپ کی طرف سے حج کر رہا ہے کیا وہ تمتع کرے؟ آپ نے فرمایا ہاں تمتع اس کے لئے ہوگا اور حج اس کے باپ کے لئے ہوگا۔

باب : حج کو تاخیر میں ڈالنا

(۲۹۳۳) محمد بن فضیل سے روایت ہے اس کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام ابوالحسن علیہ السلام سے اللہ تعالیٰ کے اس قول کے متعلق دریافت کیا و من کان فی هذه اعمی فهو فی الآخرة اعمی و اضل سبیلا (سورہ اسراء آیت نمبر ۷۲) (جو شخص اس دنیا میں جان بوجھ کر اندھا بنا رہا وہ آخرت میں بھی اندھا ہی رہے گا اور نجات کے راستہ سے بہت دور بھٹکا ہوا ہوگا) آپ نے فرمایا یہ آیت اس شخص کے لئے نازل ہوئی ہے جو حجۃ الاسلام (پہلا حج) کرنے میں تاخیر کرتا ہے جبکہ اس کے پاس وہ تمام وسائل ہیں جن سے وہ حج کرسکے اور یہ کہتا رہے کہ اس سال کروں گا اس سال حج کروں گا اور حج کرنے سے پہلے ہی مرجائے۔

(۲۹۳۴) معاویہ بن عمّار سے روایت کی گئی ہے اس کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے آنجنابؑ سے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا جس کے پاس مال و دولت سب کچھ موجود تھا مگر اس نے قطعی کوئی حج نہیں کیا۔ آپؑ نے فرمایا یہ ان لوگوں میں سے ہے جس کے متعلق اللہ تعالیٰ کا ارشاد و نحشره یوم القیامه اعمی (سورہ طٰہ آیت نمبر ۱۲۴) (ہم اس کو قیامت کے دن اندھا بنا کر اٹھائیں گے۔) میں نے عرض کیا سبحان اللہ اندھا؟ آپ نے فرمایا اللہ نے اس کو خیر کے راستے سے اندھا کر دیا ہے۔

(۲۹۳۵) صفوان بن یحییٰ نے ذریح محاربی سے اور اس نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا جو شخص مرجائے اور حجۃ الاسلام نہ کرے جسے نہ کوئی ایسی حاجت مانع تھی جس کی وجہ سے وہ مجبور تھا نہ کوئی ایسا مرض تھا جس کی وجہ سے اس میں حج کرنے کی طاقت نہ تھی نہ حاکم وقت کی طرف سے کوئی پابندی تھی تو وہ یہودی یا نصرانی ہو کر مرا (یعنی اس کا حشر ان لوگوں کے ساتھ ہوگا)۔

(۲۹۳۶) علی بن ابی حمزہ نے آنجناب علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ وہ شخص جو ان تمام چیزوں پر قادر ہو جس سے حج کیا جاسکتا ہے اور وہ حج کو ٹالتا رہے اور اس کی کوئی ایسی مشغولیت بھی نہ ہو جس کی وجہ سے اللہ اس کی معذرت قبول کرے یہاں تک کہ اس کو ایسی حالت میں موت آجائے تو اس نے شرائع اسلام میں سے ایک شریعت کو ضائع کر دیا۔

باب : حج کے مہینوں میں عمرہ

(۲۹۳۷) سماعہ بن مہران نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ جو شخص ماہ شوال میں حج کے ارادے سے عمرہ کرے اور اس کی نیت یہ ہو کہ وہ عمرہ کے بعد اپنے شہر واپس چلا جائے گا تو اس میں کوئی حرج نہیں اور اگر وہ حج تک وہیں مقیم رہے تو یہ اس کا عمرہ تمتع ہوگا اس لئے کہ حج کے مہینے شوال و ذی القعد و ذی الحج ہیں۔ جو شخص ان مہینوں میں عمرہ کرے اور حج تک وہاں مقیم رہے تو یہ اس کا حج تمتع ہوگا اور جو شخص عمرہ کے بعد اپنے شہر واپس آجائے اور حج تک وہاں قیام نہ کرے تو یہ اس کا عمرہ ہوگا۔ اور اگر کوئی شخص ماہ رمضان یا اس سے پہلے عمرہ کرے اور حج تک وہیں قیام کرے تو اس کا یہ عمرہ تمتع نہیں ہے اور یہ مجاور ہے اور اس نے عمرہ مفردہ کیا ہے۔ اگر وہ چاہتا ہے کہ حج کے مہینوں میں حج کے لئے عمرہ تمتع کرے تو مکہ سے نکل کر ذات عرق (ایک جگہ جو اول تہامہ اور آخر عقیق پر واقع ہے اور مکہ سے دو مرحلہ پر ہے) یا عسفان (مکہ و مدینہ کے درمیان ایک جگہ) چلا جائے اور وہاں سے حج کے لئے عمرہ تمتع کی نیت سے داخل ہو۔ اور اگر وہ حج مفردہ کرنا چاہتا ہے تو جعرانہ (مکہ اور طائف کے درمیان ایک جگہ) جائے اور وہاں سے احرام باندھے۔

(۲۹۳۸) عمر بن یزید نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے آپؑ نے فرمایا جو شخص عمرہ مفردہ کر رہا ہے تو وہ جب چاہے اپنے اہل و عیال کی طرف مکہ سے نکل جائے مگر یہ کہ ۸ ذی الحجہ کو حاجیوں کا یوم خروج اس کو مل جائے۔

(۲۹۳۹) اور عبدالرحمن بن ابی عبداللہ کی روایت میں ہے جو انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ ذی الحجہ کے پہلے عشرہ میں عمرہ، عمرہ تمتع ہے۔

(۲۹۴۰) معاویہ بن عمّار نے روایت کی اس کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا گیا کہ ایک شخص نے حج مفردہ کیا تو کیا اس پر لازم ہے کہ حج کے بعد عمرہ بجالائے؟ آپؑ نے فرمایا ہاں اگر سر کا منڈوانا ممکن ہو تو بہتر ہے۔

(۲۹۴۱) مفضّل بن صالح نے ابی بصیر سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ عمرہ مفروضہ حج کے مانند ہے پس اگر کسی نے عمرہ تمتع ادا کر لیا تو گویا اس نے عمرہ مفروضہ ادا کر لیا۔

(۲۹۴۲) اور عبداللہ بن سنان نے آنجناب علیہ السلام سے ایک غلام کے متعلق دریافت کیا کہ وہ دوپہر میں مویشی چرایا کرتا ہے اس کی منشاء ہے کہ عمرہ کر کے مکہ سے نکل آئے گا۔ آپؑ نے فرمایا اگر وہ ذی القعدہ میں عمرہ کر رہا ہے تو بہتر ہے اور اگر وہ ذی الحج میں کر رہا ہے تو بغیر حج کئے نکل آنا درست نہیں۔

(۲۹۴۳) اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تین عمرے متفرق طور پر کئے اور سب کے سب ذی قعدہ میں کئے ایک

عمرہ جس کا احرام آپ نے عسفان سے باندھا اور وہی عمرہ حدیبیہ ہے دوسرے عمرہ قضاء جس کا احرام آپ نے جحفہ سے باندھا اور تیسرا عمرہ جس کا احرام آپ نے جعرانہ سے باندھا غزوہ حنین سے طائف سے واپسی کے بعد۔

باب : عمرہ مبتولہ (مفردہ) کا احرام اور اس سے محل ہونا اور اس کے مناسک

(۲۹۴۴) معاویہ بن عمار نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے آپؑ نے فرمایا اگر بغیر تمتع عمرہ کرنے والا مکہ میں داخل ہو تو خانہ کعبہ کا طواف کرے دو رکعت نماز مقام ابراہیم کے نزدیک پڑھے اور صفا و مروہ کے درمیان سعی کرے پھر اگر چاہے تو اپنے اہل سے ملحق ہو جائے۔

(۲۹۴۵) اور ان ہی جناب علیہ السلام سے روایت کی گئی ہے کہ آپؑ نے فرمایا جو شخص عمرہ میں قربانی کا اونٹ ساتھ لائے تو وہ سر منڈوانے سے پہلے اس کو نحر کر دے اور جو شخص عمرہ کر رہا ہو اور قربانی کے لئے اونٹ اپنے ساتھ لائے تو وہ اپنے اونٹ کو نحر کرنے کی جگہ نحر کر دے اور وہ صفا و مروہ کے درمیان باب حناطین کے پاس ایک جگہ ہے جس کا نام حزورہ ہے۔

(۲۹۴۶) علی بن رئاب نے مسمع بن عبدالملک سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے ایک ایسے شخص کے متعلق جو عمرہ مفردہ کرتا ہے پھر خانہ کعبہ کا طواف مفروضہ کرتا ہے پھر صفا و مروہ کے درمیان سعی کرنے سے پہلے اپنی عورت سے مجامعت کر لیتا ہے آپؑ نے فرمایا اس کا عمرہ فاسد ہو گیا اس پر لازم ہے کہ ایک اونٹ نحر کرے اور مکہ میں قیام کرے یہاں تک کہ وہ مہینہ گذر جائے جس میں اس نے عمرہ کیا تھا پھر اسی میقات پر جائے جسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مقرر کیا ہے اور وہاں سے احرام باندھے اور عمرہ کرے۔

(۲۹۴۷) علی بن رئاب نے برید عجلی سے اور انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ کسی میقات پر چلے جاتے وہاں سے احرام باندھتے اور عمرہ کرتے تھے۔ اور حج کرنے والے کے سوا کسی شخص پر طواف النساء واجب نہیں ہے اور عمرہ مفردہ کرنے والا جب دور حرم کے شروع میں داخل ہو تو تلبیہ منقطع کر دے۔

(۲۹۴۸) صفوان بن یحییٰ نے سالم بن فضیل سے روایت کی ہے اس کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا کہ ہم لوگ عمرہ کر رہے ہیں تو اس میں تھوڑے سے بال تراش لیں یا پورا سر منڈوائیں؟ آپؑ نے فرمایا پورا سر منڈواؤ اس لئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سر منڈوانے والے کے لئے تین بار رحمت کی دعا کی ہے اور تھوڑا بال تراشنے والے کے لئے صرف ایک مرتبہ۔

اور اگر کوئی شخص عمرہ سے محل ہونے لگے اپنے بال تراشے مگر ناخن تراشنا بھول جائے تو یہ اس کے لئے کافی ہے خواہ اس نے عمداً ایسا کیا ہو یا وہ ناواقف ہو اور اس پر کوئی کفارہ نہیں ہے۔

باب : ماہ رمضان و ماہ رجب وغیرہ میں عمرہ

(۲۹۴۹) معاویہ بن عمار نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ سے دریافت کیا گیا کہ کونسا عمرہ افضل ہے رجب میں عمرہ کرنا یا رمضان میں عمرہ کرنا؟ آپ نے فرمایا نہیں بلکہ رجب میں عمرہ افضل ہے۔

(۲۹۵۰) اور عبدالرحمن بن حجاج نے ان ہی جناب علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے متعلق روایت کی ہے کہ جس نے ایک مہینے میں احرام باندھا اور دوسرے مہینے میں احرام کھولا آپؑ نے فرمایا اس کے نامہ اعمال میں لکھا جائے گا جو اس نے نیت کی تھی نیز فرمایا ان دونوں میں جو افضل ہے وہ لکھا جائے گا۔

(۲۹۵۱) اور عبداللہ بن سنان کی روایت میں ہے جو انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے کی ہے کہ جب تم ایسے وقت احرام باندھو جب رجب کا ایک دن اور رات باقی رہ جائے تو تمہارا عمرہ رجبیہ ہوگا۔

باب : مکہ سے عمرہ کے مواقیت اور عمرہ کرنے والا تلبیہ کہاں قطع کرے

(۲۹۵۲) عمر بن یزید نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا جو شخص مکہ سے نکل کر عمرہ کرنا چاہے تو وہ جعرانہ یا حدیبیہ اور ان دونوں کے مثل مقامات سے احرام باندھے۔ اور جو شخص مکہ سے نکل کر عمرہ کرنا چاہے اور پھر عمرہ کے لئے احرام باندھ کر مکہ میں داخل ہو تو جب تک کعبہ پر نظر نہ پڑے تلبیہ منقطع نہ کرے۔

(۲۹۵۳) اور روایت کی گئی ہے کہ جب مسجد الحرام کو دیکھے تو تلبیہ منقطع کردے۔

(۲۹۵۴) نیز روایت کی گئی ہے جب اول حرم میں داخل ہو تو تلبیہ منقطع کردے۔

(۲۹۵۵) اور فضیل کی روایت میں ہے اس کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا اور عرض کیا کہ میں عمرہ کر رہا ہوں تو تلبیہ کہاں منقطع کروں؟ آپؑ نے فرمایا کہ عقبہ مدنیین کے بالمقابل، میں نے عرض کیا عقبہ مدنیین کہاں ہے فرمایا قصارین کے بالمقابل۔

(۲۹۵۶) یونس بن یعقوب سے روایت کی گئی ہے اس کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا جو عمرہ مفردہ کر رہا ہے آپ نے فرمایا جب تم ذی طویٰ کو دیکھو تو تلبیہ منقطع کردو۔

(۲۹۵۷) اور مرازم کی روایت میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ عمرہ مفردہ کرنے والا جب اس کا اونٹ حرم میں قدم رکھے تو تلبیہ منقطع کردے۔

(۲۹۵۸) اور روایت کی گئی ہے کہ جب مکہ کے مکانات پر نظر پڑے تو تلبیہ منقطع کردے۔

اس کتاب کے مصنف علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ یہ تمام حدیثیں صحیح ہیں اور ایک دوسرے سے مختلف نہیں ہیں بلکہ متفق ہیں عمرہ مفردہ کرنے والے کو اختیار ہے وہ ان میقاتوں میں سے جہاں سے چاہے احرام باندھے اور ان مقامات میں سے جس مقام پر چاہے تلبیہ منقطع کردے ۔ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

باب : حج کے مہینے سیاحت کے مہینے اور حرمت کے مہینے

(۲۹۵۹) زرارہ نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے اللہ تعالیٰ کے قول (الحج اشھر معلومات) (سورہ بقرہ آیت نمبر ۱۹۷) (حج کے مہینے سب کو معلوم ہیں) کے متعلق ،آپؑ نے فرمایا یہ شوال و ذی قعدہ اور ذی الحجہ ہیں کسی کے لئے یہ جائز نہیں کہ ان مہینوں کے علاوہ دوسرے مہینوں میں حج کے لئے احرام باندھے۔

(۲۹۶۰) اور ایک دوسری روایت میں ہے کہ عمرہ کے لئے تنہا مہینہ رجب کا ہے۔

(۲۹۶۱) نیز آپؑ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے زمین کا کوئی ٹکڑا ایسا پیدا نہیں کیا جو کعبہ سے زیادہ اس کے نزدیک پسندیدہ و مکرم ہو اور اسی کے لئے اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں چار مہینے محترم قرار دیئے جس دن سے اس نے آسمانوں اور زمینوں کو پیدا کیا ان میں سے پے درپے تین مہینے حج کے لئے اور ایک مہینہ رجب کا عمرہ کے لئے قرار دیا۔

(۲۹۶۲) نیز آنجناب علیہ السلام نے قول خدا (فسیحوا فی الارض اربعۃ اشھر) (سورہ توبہ آیت ۲) (تم لوگ چار ماہ روئے زمین پر سیر و سیاحت کرتے پھرو) کے متعلق فرمایا کہ ۲۰ ذی الحجہ سے لے کر محرم و صفر و ربیع الاول اور ربیع الآخر کی دس تاریخ تک (چار مہینے ہیں) ان چار مہینوں میں ذی الحجہ کے ابتدائی دس دنوں کا شمار نہیں۔

(۲۹۶۳) ابو جعفر احول نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے متعلق روایت کی ہے کہ جس نے حج کے مہینوں کے علاوہ کسی دوسرے مہینہ میں حج کے لئے احرام باندھا آپؑ نے فرمایا وہ اس کو عمرہ قرار دیدے۔

باب : عمرہ مہینہ میں ایک ہونا چاہیئے اور کم سے کم کتنے دنوں کے بعد ہونا چاہیئے

(۲۹۶۴) اسحاق بن عمار سے روایت ہے اس نے کہا کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ ایک سال میں بارہ مہینے ہوتے ہیں ہر مہینہ میں ایک عمرہ ہونا چاہیئے۔

(۲۹۶۵) علی بن ابی حمزہ نے حضرت امام ابو الحسن موسیٰ علیہ السلام سے روایت کی ہے آپؑ نے فرمایا کہ ہر مہینہ میں ایک عمرہ ہونا چاہیے۔ راوی کا بیان ہے کہ میں نے عرض کیا کیا اس سے کم مدت میں بھی ہو سکتا ہے؟ آپؑ نے فرمایا ہر دس دن پر ایک عمرہ۔

(۲۹۶۶) ابان نے ابی الجارود سے اور انہوں نے ان امامین علیہما اسلام میں سے کسی ایک سے روایت کی ہے اس کا

بیان ہے کہ میں نے آنجنابؑ سے ماہ ذی الحجہ میں حج کے بعد عمرہ کے متعلق دریافت کیا کہ آپؑ نے فرمایا بہتر ہے۔

باب : اگر کوئی شخص کسی غیر کی طرف سے حج یا طواف کرے تو کیا کہے

(۲۹۶۷) ابن مسکان نے حلبی سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے اس کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے آنجنابؑ سے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا جو اپنے بھائی اپنے باپ یا لوگوں میں سے کسی اور کی طرف سے حج کی قضا کر رہا ہے تو کیا اس کو یہ کہنا بھی چاہیئے ؟ آپؑ نے فرمایا ہاں وہ اپنے احرام کے بعد اسی وقت یہ کہے۔ اَللّٰهُمَّ مَا اَصَابَنِیْ فِیْ سَفَرِیْ هٰذَا مِنْ نَصَبٍ اَوْ شِدَّةٍ اَوْ بَلَاءٍ اَوْ شَعَثٍ فَاْجُرْ فُلَانًا فِیْهِ وَ اْجُرْنِیْ فِیْ قَضَائِیْ عَنْهُ [اے اللہ میرے اس سفر (حج) میں جو تھکن مشقت مصیبت یا پریشانی مجھے اٹھانی پڑے تو اس کا ثواب فلاں شخص کو عطا کر دے اور مجھے اس کی طرف سے قضا کا ثواب دے]۔

(۲۹۶۸) اور معاویہ بن عمار کی روایت میں ہے اس کا بیان ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ جب تمہارا ارادہ ہو کہ اپنے بھائیوں میں سے کسی کی طرف سے خانہ کعبہ کا طواف کرو تو حجر اسود کے پاس آؤ اور کہو کہ اَللّٰهُمَّ تَقَبَّلْ مِنْ فُلَانٍ [اے اللہ تو یہ (طواف) فلاں کی طرف سے قبول فرما۔]

(۲۹۶۹) بزنطی سے روایت کی گئی ہے اس کا بیان ہے کہ ایک شخص نے حضرت امام ابو الحسن اول سے دریافت کیا کہ اگر ایک شخص کسی دوسرے شخص کی طرف سے حج کر رہا ہے تو ضروری ہے کہ اس کا نام بھی لے۔ آپؑ نے فرمایا کہ کوئی پوشیدہ شے اللہ سے پوشیدہ نہیں رہتی۔

(۲۹۷۰) مثنیٰ بن عبدالسلام نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ ایک انسان کسی دوسرے انسان کی طرف سے حج کرے تو کیا ہر ہر موقع پر اس کا نام لے ؟ آپؑ نے فرمایا چاہے تو وہ ایسا کرے اور چاہے تو ایسا نہ کرے اللہ تعالیٰ کو معلوم ہے کہ اس نے اس کی طرف سے حج کیا ہے لیکن قربانی کا جانور جب ذبح کرنے لگے تو اس کا نام لے۔

باب : کسی دوسرے کی طرف سے حج یا حج میں شرکت یا اس کی طرف سے طواف

(۲۹۷۱) معاویہ بن عمار نے روایت کی ہے اس کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا کہ میرے والد نے بھی حج کر لیا ہے اور میری والدہ نے بھی حج کر لیا ہے اور میرے بھائی نے بھی حج کر لیا ہے لیکن میں چاہتا ہوں کہ ان سب کو اپنے حج میں داخل کر لوں۔ گویا میں یہ چاہتا ہوں کہ وہ سب حج میں میرے ساتھ ہوتے۔ آپؑ نے فرمایا ان سب کو اپنے حج میں شریک کر لے اللہ تعالیٰ ان لوگوں کے لئے بھی ایک ایک حج قرار دے گا اور تیرے لئے بھی

ایک حج قرار دے گا۔ اور تو نے جو ان لوگوں کے ساتھ صلہ رحم کیا ہے اس کا ثواب بھی تیرے لئے ہے۔

(۲۹۷۲) نیز امام علیہ السلام نے فرمایا کہ میت کے پاس قبر میں نماز، روزہ، حج، صدقہ اور غلام آزاد کرانا یہ سب پہنچتا ہے۔

(۲۹۷۳) اور ایک شخص نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا میں آپؑ پر قربان میں نے ارادہ کیا تھا کہ میں اپنے اس سال کے حج میں اپنی ماں یا اپنے گھر والوں میں سے کسی کو شریک کروں گا مگر میں بھول گیا۔ آپؑ نے فرمایا پھر تو اب ان دونوں کو شریک کرلے۔

باب : قبل ترویہ (۸ ذی الحجہ) منیٰ کی طرف جانے میں جلدی کرنا

(۲۹۷۴) اسحاق بن عمّار سے روایت ہے اس کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام ابو الحسن علیہ السلام سے دریافت کیا کہ اژدھام مردم اور لوگوں کی بھیڑ کی وجہ سے اگر کوئی شخص ترویہ کے ایک دو دن پہلے ہی جانے میں تعجیل کرے؟ آپؑ نے فرمایا کوئی حرج نہیں۔

(۲۹۷۵) دوسری حدیث میں ہے کہ تین دن سے زیادہ پہلے جانے میں جلدی نہ کرے۔

(۲۹۷۶) جمیل بن درّاج نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا امام پر لازم ہے کہ ظہر کی نماز منیٰ میں پڑھے وہیں شب بسر کرے جب صبح ہو اور آفتاب طالع ہو جائے تو پھر عرفات کی طرف روانہ ہو۔

(۲۹۷۷) محمد بن مسلم نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے دریافت کیا کہ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یوم ترویہ ظہر کی نماز منیٰ میں پڑھی تھی؟ آپؑ نے فرمایا ہاں بلکہ یوم عرفہ صبح کی نماز بھی وہیں پڑھی تھی۔

باب : منیٰ و عرفات و جمع کے حدود

(۲۹۷۸) معاویہ بن عمّار اور ابو بصیر نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے آپؑ نے فرمایا کہ منیٰ کی حد عقبہ سے لیکر وادی مُحَسِّر تک ہے اور عرفات کی حد مازمین سے موقف کے آخری سرے تک۔

(۲۹۷۹) نیز فرمایا کہ عرفات میں ٹھہرنے کی جگہ اور حد بطن عرفہ و ثویہ و نمرہ و ذی المجاز اور پہاڑ کے پیچھے تک ہے اور عرفات کا حرم میں شمار نہیں حرم اس سے افضل ہے۔

اور مشعر الحرام کی حد مازمین سے حیاض و وادی محسر تک ہے۔

(۲۹۸۰) اور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عرفہ میں جبل کے بائیں جانب وقوف کیا تو لوگ آنحضرتؐ کے ناقہ کے قدم کے نشانات کی طرف بھاگے اور اس کے ایک جانب وقوف کیا پھر آپؑ نے اپنے ناقہ کا رخ موڑا تو لوگوں نے بھی ایسا ہی کیا اس پر آپؑ نے ارشاد فرمایا ایہا الناس صرف میرے ناقہ کے نشانات قدم ہی موقف نہیں بلکہ یہ سب کا سب موقف ہے اور

اپنے ہاتھ سے اشارہ فرماتے ہوئے کہا عرفہ کل کا کل موقف ہے اور اگر میرے ناقہ کے نشانات قدم تک ہی موقف ہو تو اس میں لوگوں کی سمائی نہ ہوگی۔

اور مزدلفہ میں بھی آپ نے ایسا ہی کیا۔

اور اگر تم دیکھو کہ کسی جگہ خلاء ہے تو تم خود اپنی ذات سے یا اپنی سواری سے اس خلاء کو پر کر دو اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کو یہ پسند ہے کہ وہ خلاء پر کر دیا جائے۔ اور زمین پر پھیلے ہوئے چھوٹے چھوٹے ٹیلوں سے ہموار زمین کی طرف منتقل ہو جاؤ اور اراک سے اور نمرہ سے (اور یہی بطن عرفہ ہے) اور ثویہ اور ذوالمجاز پر وقوف سے بچو اس لئے کہ اس کا شمار عرفات میں نہیں ہے۔

(۲۹۸۱) اور ایک دوسری حدیث میں ہے کہ اراک والوں کا حج نہیں اور یہ وہ لوگ ہیں جو کوہ اراک کے نیچے وقوف کرتے ہیں۔

(۲۹۸۲) اور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جمع میں وقوف کیا تو لوگ آپ کے ناقہ کے نشانات قدم کی طرف دوڑے تو آپ نے کھڑے ہو کر ہاتھ ہلایا اور فرمایا لو میں کھڑا ہوں اور یہ سب کا سب موقف ہے۔

(۲۹۸۳) اور امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ میرے پدر بزرگوار مشعرالحرام میں جہاں شب بسر کرتے وہیں وقوف کرتے اور وہ شخص جس نے اس سے پہلے کوئی حج نہ کیا ہو اس کے لئے مستحب ہے کہ اپنے پاؤں سے یا اپنی سواری سے مشعر کی زمین کو روندے اور وہ شخص جس نے اس سے پہلے کوئی حج نہ کیا ہو اس کے لئے مستحب ہے کہ خانہ کعبہ کے اندر جائے۔

باب : عرفات کے راستے میں قصر کرنا

(۲۹۸۴) معاویہ بن عمار نے روایت کی ہے اس کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا کہ اہل مکہ عرفات میں نماز پوری پڑھتے ہیں تو آپؑ نے فرمایا ان لوگوں پر ویل ہو یا ان پر افسوس ہے اس سے زیادہ سخت سفر اور کونسا ہوگا۔ اس میں نماز تمام نہیں پڑھی جائے گی۔

باب : اس پہاڑ کا نام جس پر لوگ عرفہ میں وقوف کرتے ہیں

(۲۹۸۵) ایک مرتبہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا گیا کہ اس پہاڑ کا کیا نام ہے جس پر لوگ عرفہ میں وقوف کرتے ہیں۔ آپؑ نے فرمایا (اس کا نام) الال ہے۔

باب : مشعر الحرام سے کوچ کرنے کے بعد وہاں ٹھہرنے کی کراہت

(۲۹۸۶) ابان نے عبدالرحمن بن اعین سے انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا مشعر الحرام سے لوگوں کے کوچ کرنے کے بعد وہاں ٹھہرنا مکروہ ہے۔

اور کسی شخص کے لئے یہ جائز نہیں کہ طلوع آفتاب سے پہلے وہاں سے کوچ کرے اور نہ عرفات سے قبل غروب آفتاب ورنہ اس پر ایک بکری ذبح کرنے کا کفارہ ہوگا۔

باب : وادی محسر میں دوڑنا

(۲۹۸۷) معاویہ بن عمار نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا جب تم وادی محسر سے گذرو جو کہ جمع اور منیٰ کے درمیان ایک بڑی وادی ہے اور منیٰ سے قریب تر ہے تو اس میں دوڑنا تاکہ اس سے جلد گذر جاؤ کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس میں اپنے ناقہ کو تیز کیا تھا اور کہا تھا اَللّٰهُمَّ سَلِّمْ عَهْدِيْ وَ اقْبَلْ تَوْبَتِيْ ، وَ اَجِبْ دَعْوَتِيْ ، وَ اخْلُفْنِيْ بِخَيْرٍ فِيْمَنْ تَرَكْتُ بَعْدِيْ (اے اللہ میرے عہد و میثاق کو سلامت رکھ میری توبہ قبول فرما میری دعا کو مستجاب کر اور اپنے بعد جس کو میں چھوڑ کر آؤں اسے بخیریت رکھ۔)

(۲۹۸۸) محمد بن اسماعیل نے حضرت ابوالحسن علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ وادی محسر میں تیز قدمی صرف سو قدم تک ہے۔

(۲۹۸۹) اور ایک دوسری حدیث میں ہے کہ سو ہاتھ تک۔

اور ایک شخص وادی محسر میں دوڑا نہیں تو حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے مکہ کی طرف پلٹنے کے بعد اس کو حکم دیا کہ وہ واپس جائے اور (وادی محسر میں) تیز دوڑے۔

باب : وہ شخص جو مشعر الحرام کے وقوف کو جانتا نہ ہو اس کے لئے حکم

(۲۹۹۰) اور علی بن رئاب کی روایت میں ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص عرفات سے لوگوں کے ساتھ کوچ کرے اور لوگوں کے ساتھ جمع میں نہ ٹھہرے اور عمداً یا اس کو ہلکی بات سمجھتے ہوئے منیٰ کی طرف چلا جائے تو اس پر ایک اونٹ کی قربانی لازم ہے۔

(۲۹۹۱) یونس بن یعقوب نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی راوی کا بیان ہے کہ میں نے ایک مرتبہ عرض کیا کہ ایک شخص نے عرفات سے کوچ کیا اور مشعر الحرام سے گذرا مگر وہاں ٹھہرا نہیں بلکہ منیٰ چلا گیا اور جمرہ کو

کنکریاں ماریں ، اس کو علم نہیں تھا! کہ مشعر میں وقوف کرنا چاہیئے تھا) یہاں تک کہ دن چڑھ گیا۔آپ نے فرمایا کہ وہ مشعر واپس جائے وہاں تھوڑا وقوف کرے پھر جمرہ کو کنکریاں مارے۔

(۲۹۹۲) اور محمد بن حکیم نے روایت کی ہے اس کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا کہ ایک نابینا شخص ہے اور ایک بوڑھی عورت ہے دونوں ایک دیہاتی جمّال کے ساتھ ہوتے ہیں جب وہ لوگوں کے ساتھ عرفات سے کوچ کرتا ہے تو وہ لوگوں کے ساتھ گذرتا رہتا ہے جیسا کہ وہ لوگ چلتے رہتے ہیں مگر وہ جمع (مشعر) میں لوگوں کے ساتھ منزل اور وقوف نہیں کرتا بلکہ منیٰ پہنچ جاتا ہے۔آپؑ نے فرمایا کیا ان لوگوں نے وہاں (جمع میں) نماز نہیں پڑھی (نماز کے لئے وقوف) ان کے لئے کافی ہے میں نے عرض کیا اور اگر ان لوگوں نے وہاں نماز نہ پڑھی ہو تو ؟آپؑ نے فرمایا ان لوگوں نے وہاں اللہ تعالیٰ کا ذکر تو کیا ہوگا اگر ان لوگوں نے وہاں اللہ کا ذکر کیا تو وہی ان لوگوں کے لئے کافی ہے۔اور اس شخص کے متعلق روایت کی گئی جس کو مشعر میں وقوف کرنے کا علم نہ تھا کہ وہاں صبح کی نماز میں قنوت ہی اس کے لئے کافی ہے۔

باب : وہ شخص جس کو مزدلفہ سے قبل فجر کوچ کرنے کی اجازت ہے

(۲۹۹۳) ابن مسکان نے ابو بصیر سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا آپؑ فرما رہے تھے کہ کوئی حرج نہیں اگر عورتیں جب رات ڈھل جائے تو مشعرالحرام میں ایک ساعت وقوف کریں ، پھر ان کو منیٰ پہنچادیا جائے وہ جمرہ کو کنکریاں ماریں پھر ایک ساعت صبر کریں اپنے بال تراشیں پھر ان کو مکہ پہنچادیا جائے اور وہ طواف کریں مگر یہ کہ انہوں نے ارادہ کیا ہو کہ ان کی طرف سے قربانی کا جانور ذبح کردیا جائے اس کے لئے انہوں نے اپنی طرف سے کسی کو وکیل بنادیا ہو کہ ان کی طرف سے قربانی کا جانور ذبح کرے۔

(۲۹۹۴) علی بن رئاب نے مسمع سے اس نے حضرت امام ابو ابراہیم علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے متعلق روایت کی ہے جس نے لوگوں کے ساتھ جمع میں وقوف کیا لیکن لوگوں کے کوچ کرنے سے پہلے ہی اس نے وہاں سے کوچ کرلیا۔ آپؑ نے فرمایا اگر اس کو مسئلہ کا علم نہ تھا تو اس پر کچھ نہیں ہے اور اگر اس نے طلوع فجر سے پہلے کوچ کیا ہے تو اس کو ایک بکری ذبح کرنا لازم ہے۔

باب : جس شخص کا حج فوت ہوگیا ہے اس کیلئے شرعی حکم

(۲۹۹۵) معاویہ بن عمّار نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ جس شخص نے جمع (مشعرالحرام) کو پالیا اس نے حج کو پالیا۔

نیز فرمایا کہ جو کوئی بھی شخص قرآن یا حج افراد یا حج تمتع کے لئے آئے اور اس کا حج فوت ہو جائے تو وہ عمرہ کرکے اپنا احرام کھول لے مگر آئندہ سال اس پر حج لازم ہے۔

نیز ایسے شخص کے لئے جس نے مقام جمع میں امام کو پالیا تو اس کے متعلق آپؑ نے فرمایا کہ اگر اس کا اندازہ اور گمان ہے کہ وہ عرفات پہنچ جائے گا وہاں ذرا دیر وقوف کرے گا اور قبل طلوع آفتاب جمع میں واپس آجائے گا تو عرفات جائے۔ اور اگر اس کو یہ امید نہیں کہ لوگوں کے کوچ کرنے سے پہلے واپس آجائے گا تو پھر عرفات نہ جائے اس کا حج پورا ہے۔

(۲۹۹۶) ابن محبوب نے داؤد رقی سے روایت کی ہے اس کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں منیٰ میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کے ساتھ تھا کہ ایک شخص آیا اور اس نے بیان کیا کہ کچھ لوگ حج کی غرض سے آئے تھے مگر ان کا حج فوت ہوگیا۔ آپؑ نے فرمایا لوگ اللہ سے عافیت کی دعا کرتے ہیں میری رائے یہ ہے کہ ان میں سے ہر شخص ایک بکری ذبح کرے اور احرام کھول دے اور اگر وہ اپنے شہروں کو واپس چلے جاتے ہیں تو ان پر آئندہ سال حج لازم ہے اور اگر وہ مکہ میں ایام تشریق کے گذرنے تک قیام کرتے ہیں اور اہل مکہ کے میقات پر جاکر وہاں سے احرام باندھتے ہیں اور عمرہ بجالاتے ہیں تو ان پر آئندہ سال حج لازم نہیں ہے۔

باب : رمی جمرات کے لئے حرم وغیرہ سے سنگریزے اٹھانا

(۲۹۹۷) حنان بن سدیر نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے آپؑ نے فرمایا تمہارے لئے یہ جائز ہے کہ رمی جمرات کے لئے سوائے مسجد حرام اور مسجد خیف کے پورے حدود میں سے جہاں چاہو سنگریزے اٹھالو۔

باب :۔ وہ شخص جس نے رمی میں زیادتی یا کمی کردی ہو۔

(۲۹۹۸) علی بن ابی حمزہ نے ابو بصیر سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا کہ میں جمرہ کو رمی کرنے گیا تو یک بیک دیکھا کہ میرے ہاتھ میں صرف چھ سنگریزے ہیں۔ آپؑ نے فرمایا پھر اپنے قدموں کے نیچے سے ایک سنگریزہ اٹھالو۔

(۲۹۹۹) اور ایک دوسرے حدیث میں ہے کہ رمی جمرہ کے لئے وہ سنگریزہ نہ لو جس سے رمی کی جاچکی ہے۔

(۳۰۰۰) معاویہ بن عمار نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے ایک شخص کے متعلق جس نے اکیس عدد سنگریزے لئے اور تینوں جمروں کو مارا اس میں سے ایک سنگریزہ بچ گیا اب اسے معلوم نہیں کہ کس جمرہ پر کم سنگریزے مارے۔ آپؑ نے فرمایا کہ واپس جائے اور ہر جمرہ پر ایک ایک سنگریزہ مارے۔

اور اگر کسی شخص کے ہاتھ سے ایک سنگریزہ گرجائے اور وہ شناخت نہ کرسکے کہ کونسا سنگریزہ گرا ہے کیونکہ زمین پر بہت سے سنگریزے ہیں تو اسے چاہیئے کہ اپنے پیروں تلے سے ایک سنگریزہ اٹھائے اور اس سے مارے۔

راوی کا بیان ہے کہ میں نے عرض کیا کہ اگر میں نے ایک سنگریزہ مارا اور وہ (بجائے جمرہ پر لگنے کے) کسی محمع میں جا گرا؟ آپؑ نے فرمایا وہ اس کی جگہ دوسرا سنگریزہ پھر سے مارے۔ اور اگر وہ سنگریزہ کسی انسان یا کسی اونٹ سے ٹکرایا اور پھر جمرہ پر گرا تو یہ تمہارے لئے کافی ہے۔

نیز آپ نے ایک ایسے شخص کے متعلق جس نے پہلے جمرہ کو چار سنگریزے مارے اور دوسرے تیسرے کو سات سات تو آپؑ نے فرمایا واپس جا کر پہلے جمرہ کو تین سنگریزے مارے اور فراغت حاصل کرے۔

اور اگر اس نے جمرہ وسطیٰ (درمیان والے) کو صرف تین سنگریزے مار کر آخر والے کو سات مارے تو پھر درمیان والے کو سات سنگریزے مارے اور اگر وسطیٰ (درمیان والے) کو چار مارے تھے تو واپس جائے اور اس کو تین سنگریزے اور مارے راوی کا بیان ہے کہ میں نے عرض کیا کہ ایک شخص نے جمروں کو الٹی ترتیب سے سنگریزے مارے تو آپ نے فرمایا کہ اب وہ جمرہ وسطی اور جمرہ عقبہ کو سنگریزے مارے۔

(۳۰۰۱) محمد بن مسلم نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ اگر کسی شخص کو کسی طرح کا خوف ہو تو کوئی حرج نہیں اگر وہ شب میں جمرات کو سنگریزے مارے اور شب ہی کو جانور کی قربانی کرے اور رات کو ہی کوچ کرلے۔

(۳۰۰۲) اور معاویہ بن عمّار نے آنجناب علیہ السلام سے ایک ایسی عورت کے متعلق دریافت کیا جو یہ نہیں جانتی تھی کہ اس کو رمی جمرات کرنا ہے یہاں تک کہ وہ مکہ چلی آئی۔ آپؑ نے فرمایا وہ واپس جا کر جمرات کو سنگریزے مارے جس طرح سنگریزے مارے جاتے ہیں۔ اور اسی طرح (اگر مرد نے ایسا نہیں کیا ہے تو) مرد بھی۔

(۳۰۰۳) اور عبداللہ بن سنان نے آنجناب علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے متعلق روایت کی ہے جو جمع (مشعرالحرام) سے کوچ کرکے منیٰ پہنچا مگر اس کو کوئی امر ایسا درپیش ہوا کہ جمرہ کو سنگریزے نہیں مار سکا اور آفتاب غروب ہوگیا۔ آپؑ نے فرمایا جب صبح ہوجائے تو دو مرتبہ سنگریزے مارے ایک بہت تڑکے جو گذشتہ دن کے بدلے ہے اور دوسری زوال آفتاب کے وقت۔

باب : وہ لوگ جنہیں شب کے وقت رمی کی آزادی ہے

(۳۰۰۴) وھیب بن حفص نے ابو بصیر سے روایت کی ہے اس کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ وہ کون سے لوگ ہیں جن کو مناسب ہے کہ شب کو رمی کریں؟ آپؑ نے فرمایا وہ عورت جس کو کسی نے نکاح کا پیغام دیا ہو اور وہ مملوک جس کو اپنے معاملہ میں کوئی اختیار نہ ہو۔ اور وہ شخص جس کو کسی امر کا خوف ہو۔ اور مقروض اور ایسا مریض جو رمی نہ کرسکتا ہو تو اس کو اٹھا کر جمرات کے پاس لایا جائے گا اگر وہ رمی کی قدرت رکھتا ہو تو رمی

کرے ورنہ اس کی موجودگی میں تم اس کی طرف سے رمی کرو۔

باب : بیمار اور بچوں کی طرف سے رمی

(۳۰۰۵) معاویہ بن عمار اور عبدالرحمن بن حجاج نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے آپؑ نے فرمایا عضو شکستہ یا درد شکم میں مبتلا شخص دونوں کی طرف سے رمی کر دی جائے گی اور فرمایا کہ بچوں کی طرف سے بھی رمی کر دی جائے گی۔

(۳۰۰۶) اسحاق بن عمار نے حضرت امام ابو الحسن موسیٰ علیہ السلام سے دریافت کیا کہ کیا مریض کی طرف سے رمی جمرات کیا جائے؟ آپؑ نے فرمایا ہاں اس کو اٹھا کر جمرہ کے پاس پہنچایا جائے اور اس کی طرف سے رمی کر دی جائے۔ میں نے عرض کیا وہ لے جانے کے لائق بھی نہیں ہے؟ آپؑ نے فرمایا پھر اس کو گھر پر چھوڑ دیا جائے اور اس کی طرف سے رمی کر دی جائے۔

باب : وہ شخص جس نے منیٰ کی راتیں مکہ میں بسر کیں

(۳۰۰۷) ابن مسکان نے جعفر بن ناجیہ سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے راوی کا بیان ہے کہ میں نے آنجنابؑ سے ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا جس نے منیٰ کی راتیں مکہ میں بسر کیں۔ تو آپؑ نے فرمایا کہ وہ تین گوسفند ذبح کرے گا۔

(۳۰۰۸) معاویہ بن عمار نے آنجناب علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا کہ جو خانہ کعبہ کی زیارت کو آیا اور مسلسل طواف اور اس کی دعا اور سعی اور اس کی دعا میں مشغول رہا یہاں تک کہ صبح ہو گئی آپؑ نے فرمایا اس پر کوئی کفارہ نہیں وہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں مشغول رہا ہے۔

(۳۰۰۹) جمیل بن دراج نے ان ہی جنابؑ سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا اگر تم منیٰ سے غروب آفتاب سے قبل نکلو تو اور کہیں صبح نہ کرو وہیں (منیٰ میں) صبح کرو۔

(۳۰۱۰) جعفر بن ناجیہ نے آنجنابؑ سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا اگر کوئی شخص منیٰ سے اول شب میں نکلے تو نصف شب سے پہلے منیٰ میں آجائے اور اگر نصف شب کے بعد نکلے تو اگر وہ منیٰ میں صبح نہ کرے تو کوئی حرج نہیں۔

(۳۰۱۱) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے اہل مکہ کے متعلق فرمایا کہ جب تم (منیٰ سے) خانہ کعبہ کی زیارت کے لئے آؤ تو (پہلے) اپنے گھروں میں نہ جاؤ۔

(۳۰۱۲) ابن ابی عمیر نے ہشام بن حکم سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے

فرمایا اگر کوئی حاجی منیٰ سے خانہ کعبہ کی زیارت کو آئے اور پھر مکہ سے نکل جائے اور مکہ کی تمام آبادی سے آگے بڑھ کر سو جائے یہاں تک کہ صبح ہوجائے تو اس پر کوئی کفارہ نہیں ۔

باب : زیارتِ کعبہ کے بعد پھر منیٰ سے طواف کے لئے مکہ آنا

(۳۰۱۳) جمیل نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ کوئی حرج نہیں اگر کوئی شخص ایام منیٰ میں مکہ آئے اور خانہ کعبہ کا طواف کرے مگر یہاں شب نہ بسر کرے۔

(۳۰۱۴) اور لیث مرادی نے آنجنابؑ سے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا جو زیارت خانہ کعبہ سے فارغ ہونے کے بعد ایام منیٰ میں مکہ آئے مستحبی طواف کرے تو آپؑ نے فرمایا لیکن میرے نزدیک اس کا منیٰ میں مقیم رہنا ہی زیادہ بہتر اور پسندیدہ ہے۔

باب : منیٰ سے پہلی روانگی اور آخری روانگی

(۳۰۱۵) معاویہ بن عمار نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ اگر تمہارا ارادہ ہو کہ منیٰ سے دو دن میں نکل جاؤ گے تو تمہیں زوال آفتاب سے قبل نہیں نکلنا چاہیئے۔ اور اگر تم نے آخر ایام تشریق تک نکلنے میں تاخیر کی اور یہ آخری نکلنا ہے تو تمہارے لئے کوئی حرج نہیں قبل زوال یا بعد زوال رمی کرو اور نکل جاؤ۔

(۳۰۱۶) راوی مذکور کا بیان ہے کہ میں نے آنجناب علیہ السلام کو قول خدا **فمن تعجل فی یومین فلا اثم علیه و من تاخر فلا اثم علیه لمن اتقی** - سورۃ بقرہ آیت ۲۰۳۔ [پھر جو شخص جلدی کرکے دو ہی دن میں (منیٰ) سے چل پڑا تو اس پر کوئی گناہ نہیں اور جو شخص ٹھہرا رہا تو اس پر (بھی) گناہ نہیں (یہ رعایت) اس کے لئے ہے جو پرہیزگار ہو] کے متعلق ارشاد فرمایا کہ جب تک اہل منیٰ آخری کوچ نہ کریں شکار سے پرہیز کیا جائے۔

(۳۰۱۷) اور ابن محبوب کی روایت میں ہے جو انہوں نے ابو جعفر احول سے انہوں نے سلام بن بشیر سے اور انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ رفث و فسوق و جدال سے اور ہر اس چیز سے پرہیز کرو جس کو اللہ تعالیٰ نے حالت احرام میں حرام قرار دیا ہے۔

(۳۰۱۸) اور علی بن عطیہ کی روایت میں ہے جو انہوں نے اپنے باپ سے اور انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے کیا ہے کہ آنجنابؑ نے فرمایا کہ (اس آیت **لمن اتقی** کا مطلب یہ ہے کہ) جو اللہ تعالیٰ سے ڈرے۔

(۳۰۱۹) روایت کی گئی ہے کہ وہ اپنے گناہوں سے اس طرح نکل جائے گا جیسے آج ہی اپنی ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا ہے۔

(۳۰۲۰) اور روایت کی گئی کہ جو شخص اللہ سے عہد کو پورا کرے گا اللہ اس سے اپنا عہد پورا کرے گا۔

(۳۰۲۱) روایت کی ہے سلیمان بن داؤد منقری نے سفیان بن عینہ سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے قول خدا فمن تعجل فی یومین فلا اثم علیه کے متعلق آپؑ نے ارشاد فرمایا کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ جو شخص مرجائے اس پر کوئی گناہ نہیں رہے گا اور جس کی موت تاخیر سے آئے اس پر بھی کوئی گناہ باقی نہیں رہے گا بشرطیکہ وہ گناہان کبیرہ سے بچتا رہے۔

(۳۰۲۲) اور ابو بصیر نے آنجناب علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا جو نفر اول (پہلے کوچ) میں روانہ ہورہا ہے۔ تو آپؑ نے فرمایا اس کو چاہیئے کہ وہ آفتاب کے زوال اور اس کے زرد ہونے کے درمیان روانہ ہوجائے اگر وہ غروب آفتاب تک نہیں روانہ ہوا تو روانہ نہ ہو اور منیٰ میں شب بسر کرے جب صبح ہو اور آفتاب طلوع ہوجائے تو جب چاہے روانہ ہو۔

(۳۰۲۳) اور حلبی سے روایت ہے کہ آنجناب علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا گیا جو نفر اول میں زوال آفتاب سے پہلے (منیٰ سے) روانہ ہورہا ہے۔ آپؑ نے فرمایا نہیں (ایسا نہ کرے) لیکن اگر وہ چاہے تو اپنا سامان بھیج دے اور خود جب تک زوال آفتاب نہ ہو منیٰ سے نہ نکلے۔

اور ایک روایت میں ہے کہ جو شخص ایسا کرے وہ آیت "من تعجل فی یومین" کے ذیل میں آتا ہے۔

(۳۰۲۴) اور معاویہ بن عمار نے آنجناب علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ جو دو دن میں تعجیل کرکے نکلے وہ شکار سے پرہیز کرے جب تک کہ تیسرا دن ختم نہ ہوجائے۔

(۳۰۲۵) جمیل بن درّاج نے آنجناب علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا کوئی حرج نہیں جو شخص نفر اول میں (منیٰ سے) نکلے اور پھر مکہ میں قیام کرے۔ اور میرے پدر بزرگوار فرمایا کرتے تھے کہ جو چاہے وہ رمی جمرات دن چڑھے میں کرے پھر (منیٰ سے) کوچ کرے۔ میں نے عرض کیا کہ رمی جمرات کس وقت کرسکتا ہے۔ آپؑ نے فرمایا دن چڑھنے کے بعد سے لیکر غروب آفتاب تک اور جس نے کوئی شکار کیا ہے اس کے لئے جائز نہیں کہ نفر اول میں (منیٰ سے) کوچ کرے۔

(۳۰۲۶) اور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے قول خدا (فمن تعجل فی یومین فلا اثم علیه و من تاخر فلا اثم علیه) کے متعلق دریافت کیا گیا تو آپؑ نے فرمایا اس کا مطلب یہ نہیں کہ جو چاہے یہ کرے اور جو چاہے وہ کرے بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ (منیٰ سے چلے گا تو) اس کے سارے گناہ بخشے ہوئے ہوں گے۔ اب اس پر کوئی گناہ اور کوئی عصیان نہ ہوگا۔

باب : حصبہ میں نزول

(۳۰۲۷) ابان نے ابن ابی مریم سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آنجناب علیہ السلام سے حصبہ (کنکریلی سرزمین جو منیٰ و مکہ کے درمیان واقع ہے) کے متعلق دریافت کیا گیا تو آپؑ نے فرمایا میرے پدر بزرگوار مقام ابطح میں تھوڑی دیر کے لئے اترتے اور ابطح میں بغیر سوئے ہوئے آبادی میں داخل ہوجاتے۔ میں نے عرض کیا آپؑ کے نزدیک وہ شخص جو دو دن میں جلدی (منیٰ سے) نکل آئے کیا اسے بھی حصبہ میں منزل کرنی چاہیئے۔ آپؑ نے فرمایا نہیں۔

(۳۰۲۸) نیز فرمایا کہ میرے پدر بزرگوار تھوڑی دیر کے لئے حصبہ میں منزل کرتے پھر وہاں سے روانہ ہوجاتے اور یہ حصبہ مقام خبط و حرمان کے پاس ہے۔

باب : اپنی میل کچیل دور کرنا

(۳۰۲۹) معاویہ بن عمار نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ مرد اور عورت دونوں کے لئے مستحب ہے کہ وہ جب تک ایک درہم کی کھجوریں خرید کر اسے تصدق نہ کریں اس وقت تک مکہ سے نہ نکلیں اس لئے کہ حالت احرام میں خصوصاً حرم ہی میں ان دونوں سے فروگزاشتیں ضرور ہوئی ہوں گی۔ (تو اس طرح کفارہ ہوجائے گا)

(۳۰۳۰) اور ابو بصیر نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے قول خدا ثم <u>لیقضوا تفثھم</u> سورۃ الحج آیت ۲۹۔ (تاکہ وہ اپنی میل کچیل دور کرلیں) کے متعلق دریافت کیا۔ آپؑ نے فرمایا بات یہ ہے کہ حالت احرام میں آدمی سے کچھ نہ کچھ فرو گزاشت ہوجاتی ہے اور جب مکہ آتا ہے اور خانہ کعبہ کا طواف کرتا ہے اور اچھی اچھی باتیں کرتا تو یہ وہ ساری فرو گذاشتوں کا کفارہ ہوجاتا ہے جو اس سے سرزد ہوئی ہیں۔

(۳۰۳۱) ذریح محاربی نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے قول خدا ثم <u>لیقضوا تفثھم</u> کے متعلق روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ تفث (میل کچیل دور کرنے) سے مراد امام سے ملاقات ہے۔

(۳۰۳۲) ربعی نے محمد بن مسلم سے انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے ثم <u>لیقضوا تفثھم</u> کے متعلق روایت کی ہے کہ اس سے مراد مونچھ کے بال اور ناخن تراشنا ہے۔

(۳۰۳۳) اور نضر کی روایت میں ہے جو اس نے عبداللہ بن سنان سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا تفث سے مراد انسان کی جلد پر جو بال ہیں انہیں مونڈنا ہے۔

(۳۰۳۴) اور زرارہ نے حمران سے اور انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ تفث کا مطلب آدمی کا خوشبو سے خود کو بسانا ہے جب حج کے تمام مناسک پورے کرلے تو اس کے لئے خوشبو حلال ہے۔

(۳۰۳۵) اور بزنطی کی روایت میں ہے جو اس نے حضرت امام رضا علیہ السلام سے کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ تفث سے مراد ناخن تراشنا میل کچیل دور کرنا اور احرام کھولنا ہے۔

(۳۰۳۶) عبداللہ بن سنان سے روایت ہے اس کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا مولا میں آپؑ پر قربان قول خدا ثم **لیقضوا تفثھم** کے کیا معنی ہیں؟ تو آپؑ نے فرمایا مونچھ کے بال تراشنا اور ناخن کاٹنا اور اسی کے مثل اور چیزیں۔ راوی کا بیان ہے کہ میں نے عرض کیا مگر ذریح نے تو آپؑ ہی سے یہ روایت بیان کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ **لیقضوا تفثھم** سے ملاقات امام مراد ہے۔ اور **لیوفوا نذورھم** سے مراد مناسک حج ہیں؟ آپؑ نے فرمایا ذریح نے سچ کہا اور میں نے بھی سچ کہا قرآن کے ایک ظاہری معنی ہوتے ہیں اور ایک باطنی اور ذریح جس بات کا متحمل تھا اتنا متحمل کون ہوسکتا ہے۔

اور اللہ تعالیٰ کا قول **و لیطوفوا بالبیت العتیق** سورہ حج آیت ۲۹ (اور لوگ بیت العتیق کا طواف کریں) تو اس کے متعلق روایت کی گئی ہے کہ اس سے مراد طواف النساء ہے۔

اس کتاب کے مصنف علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ یہ تمام حدیثیں ایک دوسرے کے موافق ہیں مخالف نہیں ہیں اور تفث کے معنی میں یہ جتنی احادیث وارد ہوئی ہیں میں نے وہ کتاب تفسیر المنزل فی الحج میں پیش کردی ہیں۔

باب : یوم نحر (قربانی کا دن)

(۳۰۳۷) عمار بن موسیٰ ساباطی نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے راوی کا بیان ہے کہ میں آنجنابؑ سے منیٰ میں قربانی کے متعلق دریافت کیا تو آپؑ نے فرمایا کہ چار دن (پوچھا گیا) اور تمام دوسرے شہروں میں؟ فرمایا تین دن نیز فرمایا اگر کوئی شخص یوم اضحیٰ کے دو دن بعد اپنے اہل و عیال میں آئے تو تیسرے دن قربانی کرے یعنی جس دن میں وہ آیا ہے۔

(۳۰۳۸) کلیب اسدی نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے اس کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے آنجنابؑ سے نحر کے متعلق دریافت کیا تو فرمایا منیٰ میں تین دن اور دیگر شہروں میں ایک دن۔ اس کتاب کے مصنف علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ مندرجہ بالا حدیثیں ایک دوسرے کے موافق ہیں مخالف نہیں ہیں۔ اور یہ اس لئے کہ عمار کی روایت تنہا قربانی کے لئے ہے اور کلیب کی روایت تنہا روزہ کے لئے ہے اور اس کی تصدیق ذیل کی حدیث سے ہوتی ہے۔

(۳۰۳۹) جو سیف بن عمیرہ نے منصور بن حازم سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے کی ہے راوی کا

بیان ہے کہ میں آنجنابؑ کو فرماتے ہوئے سنا آپؑ فرمارہے تھے کہ نحر منیٰ میں تین دن ہے اور جس شخص کا ارادہ روزہ رکھنے کا ہے تو جب تک یہ تین دن نہ گذر جائیں روزہ نہ رکھے اور نحر دیگر امصار میں ایک دن ہے پس جس شخص کا ارادہ روزہ رکھنے کا ہے وہ کل یعنی دوسرے ہی دن سے روزہ رکھ لے۔

(۳۰۴۰) اور روایت کی گئی ہے کہ قربانی کے تین دن ہیں مگر افضل پہلا دن ہے۔

باب : حج اکبر اور حج اصغر

(۳۰۴۱) معاویہ بن عمار سے روایت کی گئی ہے انہوں نے کہا کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے یوم حج اکبر کے متعلق دریافت کیا تو آپؑ نے فرمایا وہ یوم نحر ہے اور یوم (حج) اصغر عمرہ ہے۔

(۳۰۴۲) اور سلیمان بن داؤد منقری کی روایت میں ہے جو انہوں نے فضیل بن عیاض سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے کی اور حدیث کے آخر میں آپؑ نے فرمایا کہ حج اکبر کو حج اکبر اس لئے کہا گیا ہے کہ یہ وہ سال تھا جس میں مسلمانوں اور مشرکوں دونوں نے ایک ساتھ جمع ہو کر حج کیا پھر اس سال کے بعد مشرکوں نے حج نہیں کیا۔

باب : اضاحی (قربانی)

(۳۰۴۳) سوید قلاء نے محمد بن مسلم سے انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے آپؑ نے فرمایا قربانی کرنا واجب ہے ہر اس شخص پر جس کو مل جائے چھوٹا ہو یا بڑا یہ سنت (مؤکدہ) ہے۔

(۳۰۴۴) علاء بن فضیل سے روایت ہے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق سے روایت کی ہے کہ ایک شخص نے آنجناب علیہ السلام سے اضحی (قربانی) کے متعلق دریافت کیا تو آپؑ نے فرمایا یہ ہر مسلمان پر واجب ہے سوائے اس کے جس کو (جانور) نہ مل سکے سائل نے عرض کیا اور اہل و عیال کے متعلق آپؑ کی کیا رائے ہے؟ آپؑ نے فرمایا تم چاہو تو ان کی طرف سے کرو اور چاہو تو ان کی طرف سے نہ کرو مگر خود تم اس کو نہ چھوڑو۔

(۳۰۴۵) اور ایک مرتبہ حضرت ام المومنین ام سلمہ رسول اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور عرض کیا یا رسول اللہ قربانی کا دن آپہنچا لیکن میرے پاس قربانی کا جانور خریدنے کے لئے رقم نہیں ہے۔ تو کیا میں قرض لیکر قربانی کروں؟ آپؑ نے فرمایا قرض لے لو اور اس قرض کو اللہ کی طرف سے اداشدہ سمجھو۔

(۳۰۴۶) اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دو مینڈھے ذبح کئے ایک خود اپنے ہاتھ سے اور کہا "اے اللہ یہ میری طرف سے اور میرے اہلبیت میں سے جو قربانی نہ کرسکا یہ اس کی طرف سے ہے" اور دوسرے کو ذبح کیا تو کہا "اے اللہ یہ میری طرف سے اور میری امت میں سے اس شخص کی طرف سے ہے جو قربانی نہ کرسکا۔"

اور امیر المومنین علیہ السلام ہر سال ایک مینڈھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے قربان کرتے اس کو ذبح کرتے وقت کہتے بِسْمِ اللّٰهِ وَجَّهْتُ وَجْهِيَ لِلَّذِي فَطَرَ السَّمٰوٰاتِ وَالْاَرْضَ حَنِيْفاً مُسْلِماً وَمَا اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ اِنَّ صَلَاتِيْ وَنُسُكِيْ وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِيْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ اَللّٰهُمَّ مِنْكَ وَلَكَ (اللہ کے نام سے میں نے اپنا رخ اس ذات کی طرف موڑا جس نے آسمانوں اور زمینوں کو خلق کیا سنت ابراہیمؑ کی پیروی کرتے اور دین اسلام پر قائم رہتے ہوئے میں شرک کرنے والوں میں سے نہیں میری نماز میری عبادت میری حیات میری موت اس اللہ کے لئے ہے جو تمام عالمین کا پروردگار ہے اے اللہ یہ تیری طرف سے ہے اور تیرے لئے ہے۔) پھر فرماتے یہ تیرے نبی کی طرف سے ہے اس کے بعد دوسرا مینڈھا اپنی طرف سے ذبح کرتے۔

(۳۰۴۷) حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں حکم دیا ہے قربانی کے جانوروں کے متعلق کہ ہم لوگ اس کی آنکھ اور اس کے کان اچھی طرح دیکھ بھال لیں (کہ وہ صحیح سلامت ہیں) اور جس کے کان میں سوراخ ہو یا پھٹے ہوئے ہوں یا آگے سے کٹ کر لٹکے ہوئے یا پیچھے سے کٹ کر لٹکے ہوئے ہوں اس کی قربانی سے منع فرمایا ہے۔

(۳۰۴۸) نیز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ وہ جانور جو صاف لنگڑا نظر آتا ہو یا وہ جو صاف کانا ہو اس کی ایک آنکھ ضائع ہو گئی ہو، یا جو بالکل لاغر دبلا ہو یا جو خارشی ہو بال جھڑ گئے ہوں، یا جس کے کان جڑ سے کٹے ہوئے ہوں، یا جس کے کان پھٹے ہوئے ہوں اس کی قربانی نہ کی جائے۔

(۳۰۴۹) داؤد رقی سے روایت ہے کہ مجھ سے خوارج میں سے ایک شخص نے کتاب خدا کی اس آیت ثمانیة ازواج من الضان اثنین و من المعز اثنین..... و من الابل اثنین و من البقر اثنین سورہ انعام ۱۴۴-۱۴۳ (اللہ تعالیٰ نے نر و مادہ ملا کر آٹھ قسم کے جوڑے پیدا کئے ہیں بھیڑ کی قسم سے دو (نر و مادہ) بکری کی قسم سے دو (نر و مادہ) اے رسول ان کافروں سے پوچھو کہ خدا نے ان بھیڑ بکریوں کے دونوں نروں کو حرام کر دیا ہے یا دونوں مادینوں کو یا ان بچوں کو جو ان مادینوں کے پیٹ میں ہیں۔ اگر تم سچے ہو تو مجھے سمجھ کے بتاؤ اور دو اونٹ کے (نر و مادہ) اور دو گائے کے (نر و مادہ) اے رسول تم ان سے پوچھو کہ خدا نے ان دونوں (اونٹ و گائے) کے نروں کو حرام کیا یا دونوں مادینوں کو یا ان بچوں کو جو ان دونوں مادینوں کے پیٹ میں ہیں) کے متعلق دریافت کیا کہ اس میں سے اللہ نے کس کو حلال کیا اور کس کو حرام کیا؟ تو اس وقت میرے پاس اس کا کوئی جواب نہ تھا میں اس وقت حج کے مناسک بجا لا رہا تھا۔ تو حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور اُس کا یہ سوال بیان کیا تو آپؑ نے جواب میں ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے بھیڑ بکریوں میں سے منیٰ میں قربانی کے لئے پالتو کو حلال کیا ہے اور پہاڑی کو حرام کیا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کا یہ قول اونٹ میں دو اور گائے میں دو تو اللہ تعالیٰ نے منیٰ میں قربانی کے اعرابی اونٹ کو حلال کیا ہے اور بختی (خراسانی) اونٹ کو حرام کیا ہے اور گائے میں سے قربانی

کے لئے ابلی کو حلال کیا ہے اور پہاڑی کو حرام کیا ہے۔اس کے بعد میں پلٹ کر اس شخص خارجی کے پاس گیا اور اس کو یہ جواب بتایا تو اس نے کہا یہ جواب تو تم اور کہیں سے نہیں لائے صرف حجاز سے لائے ہو۔

(۳۰۵۰) ابان نے زرارہ سے اور انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا ایک مینڈھا ایک شخص اور اس کے گھر والوں کی طرف سے کافی ہے۔

(۳۰۵۱) یونس بن یعقوب نے حضرت امام جعفر صادق سے گائے کے متعلق پوچھا کہ اس کی قربانی کی جائے؟ تو آپؑ نے فرمایا یہ سات نفر کی طرف سے کافی ہے۔

(۳۰۵۲) وہیب بن حفص نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے آپؑ نے فرمایا کہ گائے اور اونٹ سات نفر کی طرف سے کافی ہے خواہ وہ گھر والے ہوں یا دوسرے لوگ۔

نیز روایت کی گئی ہے کہ قربانی کے لئے ایک اونٹ یا بکری دس متفرق لوگوں کی طرف سے کافی ہے اور اگر قربانی کے جانور بہت گراں ہو جائیں تو ایک بکری ستر آدمیوں کی طرف سے کافی ہے۔

اور قربانی کے جانوروں کے اندر اونٹ صرف وہ جائز ہے جو ثنی ہو اور یہ وہ ہے جو پانچ سال کا پورا ہو کر چھٹے سال میں پہنچ گیا ہو اور بکری بھی ثنی ہو اور یہ وہ ہے جو ایک سال کی پوری ہو کر دوسرے سال میں ہو اور بھیڑ اگر ایک سال کے اندر ہو تو وہ کافی ہے۔

(۳۰۵۳) اور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام قول خدا فاذا وجبت جنوبها فکلوا منها و اطعموا القانع و المعتر سورہ الحج ۳۶۔ (جب ان کے ہاتھ پاؤں کٹ کر گر پڑیں تو ان میں سے تم خود بھی کھاؤ اور قناعت پیشہ فقیروں اور مانگنے والے محتاجوں کو بھی کھلاؤ) کے متعلق دریافت کیا گیا تو آپؑ نے فرمایا قانع وہ ہے کہ اس کو جو کچھ دے دیا جائے اس پر قناعت کرے اور معتر وہ ہے جو تم سے مانگ کرلے۔

(۳۰۵۴) اور حضرت امام علی ابن الحسین و حضرت امام محمد باقر علیہ السلام ایک تہائی گوشت اپنے پڑوسیوں میں تقسیم کرتے ایک تہائی سائلین کو دیتے اور ایک تہائی اپنے گھر والوں کے لئے روک لیتے۔

(۳۰۵۵) اور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام قربانی کے جانور کا گوشت مشرکین کو کھلانا ناپسند و مکروہ جانتے تھے۔

(۳۰۵۶) اور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ ہم پہلے لوگوں کو قربانی کے جانور کا گوشت تین دن تک منیٰ سے باہر لیجانے کو منع کیا کرتے تھے۔اس لئے کہ گوشت کم ہوتا اور آدمی زیادہ ہوا کرتے مگر آج کل گوشت زیادہ ہے اور آدمی کم ہیں اس لئے اس کے لیجانے میں کوئی حرج نہیں۔

اور قربانی کے جانور کی جلد اور کوہان حرم سے باہر لیجانے میں کوئی حرج نہیں لیکن حرم سے گوشت باہر لیجانا جائز نہیں۔

(۳۰۵۷) اور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا گیا کہ شکار کے کفارہ میں جو جانور ذبح کیا جائے اس کے گوشت میں سے صاحب کفارہ کھا سکتا ہے؟ آپؑ نے فرمایا اپنے قربانی کے جانور کا گوشت کھائے اور کفارہ کا تصدق کر دے۔

(۳۰۵۸) اور امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ قربانی صرف اسی جانور کی کی جائے جو ذی الحجہ کے پہلے عشرہ میں خریدا گیا ہو اور خصی کیا ہوا جانور قربانی کے لئے جائز و کافی نہیں ہے۔

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی ازواج کی طرف سے گائے ذبح کرتے۔

اور اگر کوئی شخص قربانی کے لئے جانور خریدے اور وہ جانور ذبح کرنے سے پہلے مرجائے تو یہ اس کی طرف سے کافی ہے۔ اور اگر کوئی شخص قربانی کے لئے جانور خریدے اور وہ چوری ہوجائے تو اگر وہ اس کی جگہ پر دوسرا جانور خریدے تو یہ افضل و بہتر ہے اور اگر نہ خریدے تو اس پر کچھ نہیں ہے۔

اور قربانی کے جانور کی جلد سے نفع اٹھانا جائز ہے۔ یا اس کے عوض کوئی چیز خرید لے یا اس کی دباغت کرکے اس سے جراب بنائے یا مصلیٰ بنائے۔ لیکن اگر اس کو تصدق کر دے تو یہ افضل ہے۔

اور اگر کوئی شخص منیٰ میں ذبح کرنا بھول جائے یہاں تک کہ خانہ کعبہ کی زیارت بھی کر لے پھر مکہ میں جانور خریدے اور اس کو نحر کرے تو کوئی حرج نہیں یہ اس کی طرف سے کافی ہے۔

(۳۰۵۹) اور علی بن جعفر نے اپنے بھائی حضرت امام موسیٰ بن جعفر علیہما السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص نے قربانی کے لئے جانور خریدا اور خریدنے کے بعد معلوم ہوا کہ وہ کانا ہے کیا یہ اس کی طرف سے قربانی کے لئے کافی ہے؟ آپؑ نے فرمایا ہاں لیکن یہ کہ وہ کعبہ کی طرف ہدی کیا جانے والا نہ ہو اس لئے کہ (کعبہ کی طرف ناقص الاعضاء) ہدی کرنا جائز نہیں ہے۔

(۳۰۶۰) اور حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے ایسے بوڑھے جانور کے متعلق پوچھا گیا جس کے اوپر اور نیچے کے دو دانت جھڑ چکے ہوں کہ کیا وہ قربانی کے لئے کافی ہے آپؑ نے فرمایا کوئی حرج نہیں اگر اس کی قربانی کی جائے۔

(۳۰۶۱) حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا کہ وہ بچہ جو ابھی ماں کے پیٹ میں ہے اس کی طرف سے قربانی نہیں کی جائے گی۔

(۳۰۶۲) جمیل نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک ایسے قربانی کے جانور کے متعلق روایت کی جس کا سینگ ٹوٹا ہوا ہے آپؑ نے فرمایا اگر اندرونی سینگ صحیح ہے تو کافی ہے۔

میں نے اپنے استاد محمد بن حسن رضی اللہ عنہ سے سنا ہے وہ فرماتے تھے کہ میں نے محمد بن حسن صفاء رضی اللہ عنہ سے سنا وہ فرمارہے تھے کہ سینگ کا اندرونی دو تہائی حصہ بھی چلا جائے اور ایک تہائی باقی رہ جائے تو اس کی قربانی کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

(۳۰۶۳) اور عبداللہ بن عمر سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ ہم لوگ مکہ میں تھے کہ قربانی کے جانوروں کی قیمت بہت چڑھنے لگی پہلے ہم لوگوں نے ایک دینار میں خریدا پھر دو دینار میں یہاں تک کہ قیمت سات دینار تک پہنچی اور پھر تو نہ کم قیمت پر جانور رہے نہ زیادہ قیمت پر۔ چنانچہ ہشام مکاری نے حضرت امام ابوالحسن علیہ السلام کو عریضہ لکھا اور آپؑ نے اس کا جواب یہ دیا کہ پہلی قیمت دوسری قیمت اور تیسری قیمت کو دیکھو اور ان تینوں کو جمع کرو اور حاصل جمع کے ایک تہائی کے برابر کی رقم تصدق کردو (اگر جانور نہیں ملتا)۔

(۳۰۶۴) حضرت امام ابوالحسن موسیٰ بن جعفر علیہما السلام نے ارشاد فرمایا کہ گھر کے کسی پالے ہوئے جانور کی قربانی نہ کی جائے۔

(۳۰۶۵) اور علی بن جعفر نے اپنے بھائی حضرت امام موسیٰ بن جعفر علیہما السلام سے قربانی کے متعلق دریافت کیا کہ ذبح کرنے والے نے غلطی سے مالک کے علاوہ کسی دوسرے شخص کا نام لے لیا تو کیا مالک کی طرف سے یہ قربانی کافی ہے؟ آپؑ نے فرمایا ہاں اس کے لئے وہی ہے جو اس کی نیت ہے (الفاظ سے کچھ نہیں ہوتا)

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک ایسے مینڈھے کی قربانی کی جو سینگ والا تھا جو اطراف کی بستیوں میں نظر آتا اور اطراف کی بستیوں میں گھومتا پھرتا تھا۔

(۳۰۶۶) حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا کہ اگر کوئی شخص دانستہ طور پر لاغر اور دبلا اونٹ خریدے تو وہ اس کی طرف سے کافی ہے اور تمتع کرنے والے کی ہدی (منیٰ کی طرف لے کر جانے والے جانور) میں بھی یہی ہے۔

(۳۰۶۷) محمد حلبی نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ کیا چند آدمیوں کی طرف سے ایک گائے کی قربانی کافی ہے آپؑ نے فرمایا (منیٰ میں) ہدی کرنے کے لئے تو نہیں لیکن دیگر کسی مقام پر قربانی کرنے کے لئے جائز ہے۔ اور قربانی کے بدلے جانور کو ہدی کر دینا کافی ہے۔

(۳۰۶۸) بزنطی نے عبدالکریم بن عمرو سے اور انہوں نے سعید بن یسار سے روایت کی ہے اس کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا کہ جس نے ایک بکری (قربانی کے لئے) خریدی مگر وہ اس کو عرفات نہیں لے گیا آپؑ نے فرمایا کوئی حرج نہیں عرفات لے جائے یا نہ لے جائے۔

باب : ھدی (قربانی کا جانور) قربان گاہ پر پہنچنے سے پہلے چلنے کے قابل نہ رہے یا ہلاک ہو جائے

(۳۰۶۹) معاویہ بن عمار نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا جو ایک اونٹنی قربان گاہ کی طرف لے چلا اور اس نے راستہ میں ہی بچہ دے دیا۔ آپؑ نے فرمایا اس اونٹنی کو بھی نحر کرے اور اس کے بچہ کو بھی۔ اور اگر یہ ھدی نذر کفارہ وغیرہ کی تھی اور ہلاک ہو گئی تو اس کی جگہ اور اس کے بچے کی جگہ دوسری خریدے۔

(۳۰۷۰) منصور بن حازم نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے متعلق روایت کی ہے جس کے ھدی کا جانور گم ہو گیا اور ایک دوسرے شخص نے اس کو پالیا اور اس نے اس کو نحر کر دیا۔ آپؑ نے فرمایا اگر اس نے اس کو منیٰ میں نحر کیا ہے تو وہ مالک کی طرف سے کافی ہے جس سے یہ گم ہو گیا تھا اور اگر اس نے اس کو منیٰ کے علاوہ کسی دوسری جگہ نحر کیا ہے تو اپنے مالک کی طرف سے وہ کافی نہیں ہے۔

(۳۰۷۱) عبدالرحمن بن حجاج نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا اگر ہدی کو وہ عرفات لے گیا تھا اور اس کے بعد وہ گم ہوا ہے تو پھر یہ اس کی طرف سے کافی ہے۔

(۳۰۷۲) حفص بن بختری سے روایت کی گئی ہے اس کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص ہدی کو منیٰ لے چلا وہ درمیان میں تھکن کے باعث چلنے کے قابل نہیں رہا اور وہ کسی ایسے کو بھی نہیں پاتا کہ جس کو تصدق کر دے اور بتا دے کہ ہدی ہے آپؑ نے فرمایا پھر اس کو اسی جگہ نحر کر دے اور اس پر ایک تحریر لکھ کر رکھ دے تاکہ ادھر سے گذرنے والے کو معلوم ہو جائے کہ یہ صدقہ ہے۔

(۳۰۷۳) قاسم بن محمد نے علی بن ابی حمزہ سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا جو ایک اونٹنی منیٰ کی طرف لے چلا مگر وہ اپنے محل پہنچنے سے پہلے ہی (تھک کر) چور ہو گئی (اب اس سے چلنا ممکن نہیں) اب وہ قریب بہ ہلاکت ہے۔ آپؑ نے فرمایا اگر ممکن ہو تو اس کو نحر کر دے اور وہ نعل جو اس نے اس کے گلے میں لٹکایا ہوا ہے اس کو اس کے خون سے آلودہ کر دے تاکہ ادھر سے جو شخص گزرے اس کو معلوم ہو جائے یہ نحر کی ہوئی ہے اور چاہے تو اس کا گوشت کھالے اور اگر یہ ہدی (جانور) نذر کفارہ وغیرہ کی ہے اور واجب ہے۔ اور تھک کر چور ہو گئی یا ہلاک ہو رہی ہو تو اس پر لازم ہے کہ اس ہدی کے بدلے دوسری ہدی خرید لے اور اگر یہ نذر کفارہ واجب وغیرہ نہیں ہے بلکہ مستحب ہے تو اس پر لازم نہیں ہے کہ اس کی جگہ دوسری خریدے مگر یہ کہ وہ مستحب ادا کرنا چاہتا ہو۔

(۳۰۷۴) عبدالرحمن بن حجاج سے روایت ہے اس کا بیان ہے کہ میں نے ایک مرتبہ حضرت ابو ابرہیم علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا جو اپنے متعتہ الحج کے لئے ہدی (قربانی کا جانور) خرید کر اپنے گھر لایا اور اس کو باندھ دیا مگر وہ کھل گیا اور کہیں گم ہو گیا کیا یہ اس کے لئے کافی ہے یا وہ دوبارہ خریدے آپؑ نے فرمایا نہیں اس کے لئے کافی نہیں مگر یہ کہ اب اس میں قوت خرید نہ ہو۔

(۳۰۷۵) ابن مسکان نے ابی بصیر سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا کہ جس نے ایک منیڈھا خریدا اور وہ اس سے کھو گیا آپؑ نے فرمایا وہ اس کی جگہ دوسرا خریدے میں نے عرض کیا اس نے اس کی جگہ دوسرا خریدا اور جب خرید چکا تو پہلا والا بھی مل گیا ؟ آپؑ نے فرمایا اگر دونوں موجود ہیں تو پہلے کو ذبح کرے اور دوسرے کو فروخت کر دے یا اسے بھی چاہے تو ذبح کر دے اور اگر اس نے دوسرے کو ذبح کر دیا ہے تو اس کے ساتھ پہلے کو بھی ذبح کرے۔

(۳۰۷۶) اور معاویہ بن عمار نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ اگر کسی شخص کو بدنہ (قربانی کیلئے اونٹنی) کسی کی گمشدہ مل جائے تو وہ اس کو نحر کر دے اور ادھر سے گزرنے والوں کے علم کیلئے کوئی نشان جیسے تحریر لکھ دے یا اس کے کوہان کو خون سے آلودہ کر دے تاکہ لوگ سمجھ جائیں کہ یہ قربانی کا جانور ہے۔

(۳۰۷۷) علاء نے محمد بن مسلم سے اور انہوں نے امامینؑ میں سے کسی ایک سے روایت کی ہے۔ راوی کا بیان ہے کہ میں نے آنجنابؑ سے دریافت کیا کہ واجب قربانی کا جانور اگر عضو شکستہ ہو جائے یا تھکن کے باعث چلنے کے قابل نہ رہے تو کیا اس کو فروخت کر دیا جائے اور اگر فروخت کر دیا جائے تو اس کی قیمت کا کیا کیا جائے ؟ فرمایا اگر فروخت کیا جائے تو اس کی قیمت تصدق کر دی جائے اور اس کی جگہ دوسرا ہدی (جانور) خریدا جائے۔

(۳۰۷۸) حماد کی روایت میں ہے جو انہوں نے حریز سے ایک حدیث کے آخر میں کی ہے وہ ہدی (قربانی کا جانور) جو نذر یا کفارہ وغیرہ کا ہے اگر تھک کر چلنے کے قابل نہ رہے تو اگر (اسے ذبح کر کے) اس میں سے کچھ کھا لیا جائے تو یہ قرض ہوگا۔

باب : نحر اور ذبح کرتے وقت کیا کہا جائے

(۳۰۷۹) معاویہ بن عمار نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ نحر سینہ کے بالائی حصہ میں کیا جائے گا جہاں ہار پہناتے ہیں اور ذبح حلق سے ہوگا۔

(۳۰۸۰) اور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ ہر وہ جانور جو نحر ہوتا ہے اگر اس کو ذبح کر دیا جائے تو وہ حرام ہو جاتا ہے اور ہر وہ جانور جو ذبح کیا جاتا ہے اس کو نحر کر دیا جائے تو وہ حرام ہو جاتا ہے۔

(۳۰۸۱) اور حلبی نے ان ہی جناب علیہ السلام سے روایت کی ہے آپؑ نے فرمایا تمہاری قربانی کا جانور نہ کوئی یہودی ذبح کرے اور نہ نصرانی۔ اگر عورت ہے تو قبلہ رو لٹا کر خود ذبح کرے اور یہ کہے وَجَّهْتُ وَجْهِيَ لِلَّذِي فَطَرَ السَّمٰوٰاتِ وَالْاَرْضِ حَنِيفًا مُّسْلِمًا اَللّٰهُمَّ مِنْكَ وَلَكَ (میں نے اپنا رخ موڑا ہے اس ذات کی طرف جس نے آسمانوں اور زمینوں کو خلق کیا سنت ابراہیمی کی پیروی کرتے ہوئے اور دین اسلام پر قائم رہتے ہوئے اے اللہ یہ تجھ سے عطا ہوا اور تیرے لئے ہے)

(۳۰۸۲) عبداللہ بن سنان نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے قول خدا فاذکروا اسم اللّٰہ علیھا صواف (پھر جب اونٹوں کو نحر کیلئے کھڑا کرو تو ان پر اللہ کا نام لو) (سورہ الحج آیت ۳۶) کے متعلق روایت کی ہے آپؑ نے فرمایا یہ اس وقت کے لئے ہے جبکہ تم اس کو نحر کیلئے کھڑا کرو اور اس کے اگلے دونوں پاؤں نیچے سے گھٹنوں تک باندھ لو اور جب وہ زمین پر گر پڑے۔

(۳۰۸۳) ابو الصباح کنانی نے آنجناب علیہ السلام سے دریافت کیا کہ قربانی کے اونٹ کو کیونکر نحر کیا جائے؟ آپؑ نے فرمایا اس کو کھڑا کر کے داہنی جانب سے نحر کرو۔

(۳۰۸۴) اور معاویہ بن عمّار نے آنجناب علیہ السلام سے روایت کی ہے آپؑ نے فرمایا جب تم قربانی کا جانور خریدو تو اس کو روبقبلہ کرو پھر نحر کرو یا ذبح کرو اور اس وقت یہ کہو وَجَّهْتُ وَجْهِيَ لِلَّذِي فَطَرَ السَّمٰوٰاتِ وَالْاَرْضِ حَنِيفًا مُّسْلِمًا وَمَا اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ، اِنَّ صَلَاتِيْ وَنُسُكِيْ وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِيْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ لَاشَرِيْكَ لَهٗ وَبِذٰلِكَ اُمِرْتُ وَاَنَا مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ، اَللّٰهُمَّ مِنْكَ وَلَكَ، بِسْمِ اللّٰهِ، وَاللّٰهُ اَكْبَرُ، اَللّٰهُمَّ تَقَبَّلْ مِنِّيْ (میں نے اپنا رخ اس ذات کی طرف کیا جس نے آسمانوں اور زمینوں کو خلق کیا ہے سنت ابراہیمی اور دین اسلام پر قائم رہتے ہوئے اور میں مشرکین میں سے نہیں ہوں بیشک میری نماز میری عبادت میرا جینا میرا مرنا اس اللہ کے لئے ہے جو تمام عالمین کا پروردگار ہے۔ اے اللہ یہ تیری طرف سے ہے اور تیرے لئے ہے۔ اللہ کے نام سے۔ اور اللہ سب سے بڑا ہے اے اللہ یہ میری طرف سے قبول فرما) پھر چھری پھیرو اور گردن جدا نہ کرو جبتک کہ مر نہ جائے۔

باب : قربانی کی اونٹنی اسکا دودھ اور اس پر سواری

(۳۰۸۵) حمّاد نے حریز سے روایت کی ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ حضرت علی علیہ السلام جب (حج کیلئے جاتے) قربانی کی اونٹنی ساتھ لے جاتے اور کسی پاپیادہ چلنے والے کی طرف سے گزرتے تو اس کو اس پر بٹھا لیتے اور اگر کسی حاجی کی سواری گم ہو جاتی اور آپ کے ساتھ قربانی کی اونٹنی ہوتی تو آپ اس کو اس پر سوار کر لیتے بغیر اس کے کہ اس اونٹنی کو کوئی ضرر پہنچے یا زیادہ بوجھل ہو جائے۔

(۳۰۸۶) یعقوب بن شعیب نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ اگر کسی شخص کو ضرورت پڑ جائے تو وہ اپنے قربانی کے جانور پر سواری کرے تو آپؑ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا وہ اس پر تھوڑی سواری کرے اور اس کی طاقت سے زیادہ بوجھ نہ ڈالے۔

(۳۰۸۷) منصور بن حازم نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ حضرت علی علیہ السلام قربانی کی اونٹنی کا دودھ دوہا کرتے اور اس پر اتنا بوجھ لادتے کہ جو اس کے لئے مضر و تکلیف دہ نہ ہو۔

(۳۰۸۸) اور ابو بصیر نے آنجنابؑ سے روایت کی ہے اس قول خدا کے متعلق لکم فیھا منافع الی اجل مسمیٰ (ان چارپایوں میں ایک معینہ مدت تک تمہارے بہت سے فائدے ہیں) (سورہ الحج آیت ۳۳) ان کو زیادہ تکلیف نہ دی جائے اور اگر وہ دودھ دے رہی ہے تو اس کا دودھ دوھے مگر بالکل نچوڑ نہ لے۔

باب : قربانی کے جانور کا مذبح تک پہنچنا

(۳۰۸۹) علی بن ابی حمزہ نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے آپؑ نے فرمایا کہ جب آدمی نے قربانی کا جانور خریدا اور اس کو اپنے گھر لاکر باندھ لیا تو (گویا) وہ محل تک پہنچ گیا اب اگر وہ چاہے تو اپنا سر منڈوالے (مگر مشہور یہ ہے کہ ذبح یا نحر کے بعد سر منڈوائے)

باب : کسی شخص نے ایک آدمی کو ہدایت کی کہ وہ اسکی طرف سے قربانی کا جانور ذبح کرے اور اپنے سر کا بال منڈوا کر مکہ میں ڈال دیئے

(۳۰۹۰) ابن مسکان نے ابی بصیر سے روایت کی ہے اس کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا کہ ایک شخص نے کسی آدمی کو وصیت کی کہ وہ اس کی طرف سے قربانی کا جانور ذبح کرے اور اپنے سر کے مونڈے ہوئے بال مکہ میں لاکر ڈال دیئے۔ آپؑ نے فرمایا کہ اس کو جائز نہیں کہ اپنے سر کے بال منیٰ کے علاوہ کہیں اور لے جاکر ڈالے۔

باب : مناسک حج میں تقدیم و تاخیر

(۳۰۹۱) ابن ابی عمیر نے جمیل بن دراج سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ اس کا بیان ہے کہ اس نے آنجنابؑ سے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا جس نے سر منڈوانے سے پہلے ہی خانہ کعبہ کی زیارت کرلی۔ آپؑ نے فرمایا کہ یہ جائز نہیں مگر یہ کہ وہ بھول گیا ہو۔

اس کے بعد آپؑ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں کچھ لوگ یوم نحر حاضر ہوئے اور ان میں سے کسی نے کہا کہ رسول اللہ میں نے قربانی کا جانور ذبح کرنے سے پہلے ہی اپنا سر منڈوا لیا۔ کسی نے کہا کہ میں نے رمی جمرہ سے پہلے اپنا سر منڈوا لیا غرض ان لوگوں نے کوئی ایسی چیز نہیں چھوڑی جسے پہلے کرنا چاہیئے تھا انہوں نے بعد میں کیا یا بعد میں کرنا چاہیئے انہوں نے پہلے کر لیا۔ آنحضرت نے فرمایا کوئی حرج نہیں ہے۔

(۳۰۹۲) معاویہ بن عمار نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے ایک ایسے شخص کے متعلق جو منیٰ میں قربانی کرنا بھول گیا اور آکر خانہ کعبہ کی زیارت کر لی پھر اس نے مکہ میں آکر جانور خریدا اور پھر نحر کیا۔ آپؑ نے فرمایا کوئی حرج نہیں یہ اس کی طرف سے کافی ہے۔

باب : وہ شخص جو سر کے بال تراشنے یا منڈوانے کو بھول گیا یا اس سے ناواقف تھا یہاں تک کہ منیٰ سے نکل آیا

(۳۰۹۳) علی بن ابی حمزہ نے ابی بصیر سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے ایک مرتبہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا جس کو یہ علم نہ تھا کہ بال تراشا یا منڈوایا بھی جاتا ہے یہاں تک کہ وہ منیٰ سے کوچ کر گیا؟ آپؑ نے فرمایا وہ منیٰ کی طرف پھر واپس جائے تاکہ وہ اپنا تراشا ہوا یا منڈوایا ہوا بال وہاں ڈال دے اور جس نے ابھی تک کوئی حج نہیں کیا تھا اس کے لئے منڈوانا ضروری ہے۔

اور یہ بھی روایت کی گئی کہ وہ مکہ میں سر منڈوائے اور بال کو منیٰ میں لے جا کر ڈال دے۔

(۳۰۹۴) اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یوم نحر (قربانی کے دن) اپنا سر منڈوایا کرتے، ناخن تراشا کرتے، مونچھ کے تھوڑے بال تراشتے اور ریش مبارک کے اطراف کے بال تراش دیا کرتے تھے۔

باب : حج تمتع یا حج افراد کرنے والا جب قربانی کا جانور ذبح کرے تو زیارت خانہ کعبہ سے پہلے اسکے لئے کیا حلال ہے

(۳۰۹۵) معاویہ بن عمار نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا جب کوئی شخص قربانی کا جانور ذبح کرے اور اپنے سر کے بال منڈوالے تو سوائے عورت کے اور خوشبو کے ہر وہ چیز اس کیلئے حلال ہو جاتی ہے جو اس پر حرام تھی۔ اور جب خانہ کعبہ کی زیارت اور طواف اور صفا و مروہ کے درمیان سعی کر لے تو سوائے عورت کے ہر وہ شے اس کیلئے حلال ہو جاتی ہے جو اب تک اس کیلئے حرام تھی۔ اور جب طواف النساء کر لے تو سوائے شکار کے وہ ہر

شے اس کیلئے حلال ہوجاتی ہے جو اب تک اس کیلئے حرام تھی۔

(۳۰۹۶) علی بن نعمان نے سعید اعرج اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے اس کا بیان ہے کہ میں نے ایک مرتبہ آنجناب سے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا کہ جس نے جمرہ کو کنکریاں مارلیں قربانی کا جانور ذبح کرلیا اور سر کے بال منڈوالیے کیا اب وہ خانہ کعبہ کی زیارت سے پہلے قمیض اور ٹوپی پہن سکتا ہے ؟ آپ نے فرمایا اگر وہ حج تمتع کررہا ہے تو ہاں۔

اور روایت کی گئی ہے کہ وہ اپنے سر پر مہندی لگا سکتا ہے۔ سک (ایک قسم کی خوشبو) اور اس طرح کی چیزیں لگانا اسکے لئے مکروہ ہے۔ اور مہندی کا شمار خوشبو میں نہیں ہے۔ اور اس کیلئے سر کا کسی شے سے ڈھانپنا جائز ہے۔ کیونکہ سر کا منڈوالینا اسکے ڈھانپنے سے کہیں زیادہ بڑی بات ہے۔

باب : اگر حج تمتع کرنے والے کے پاس قربانی کے جانور کی قیمت نہ ہو تو اس پر روزہ رکھنے میں کیا واجب ہے

(۳۰۹۷) ائمہ طاہرین علیہم السلام سے روایت کی گئی ہے کہ حج تمتع کرنے والا اگر قربانی کا جانور پاتا ہو مگر اسے خریدنے کیلئے اس کے پاس رقم نہ ہو تو حج میں تین روزے رکھے۔ ایک ترویہ سے پہلے ایک ترویہ کے دن اور ایک عرفہ کے دن اور سات دن جب وہ اپنے اہل وعیال میں واپس جائے۔ یہ کامل دس دن ہیں قربانی کے جانور کے عوض میں۔ اور اگر یہ تین دن کے روزے اس سے چھوٹ جائیں تو پھر حصبہ کی شب وہ سحر کھائے اور یہ کوچ کی شب ہے اور دن کو روزہ رکھے اور اس کے بعد دو دن اور روزہ رکھے اور اگر یہ تین دن بھی چھوٹ جائیں اور کوچ کر جائے اور اس کا قیام نہ رہے تو اگر چاہے تو ان تین روزوں کو راستے میں رکھ لے اور اگر چاہے تو دس روزے اپنے اہل وعیال میں پہنچ کر رکھے اور ان تین روزوں اور سات روزوں کے درمیان فصل کرلے اور چاہے تو مسلسل پے در پے رکھ لے۔

اور اس کیلئے یہ جائز نہیں کہ ایام تشریق میں روزے رکھے اس لئے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بدیل بن ورقاء خزاعی کو خاکی رنگ کے اونٹ پر سوار کرکے روانہ کیا اور حکم دیا کہ وہ تمام خیموں کے درمیان گھوم کر یہ اعلان کردے کہ لوگ ایام منیٰ میں روزے نہ رکھیں اس لئے کہ یہ کھانے پینے اور اپنی ازواج سے ملاعبت کے دن ہیں۔

اور جس شخص کو حج میں ان تین دنوں کے روزوں کا علم نہ ہو تو اگر اس کا جمّال ٹھہرتا ہے تو مکہ میں روزہ رکھے اور اگر نہیں ٹھہرتا تو راستہ میں روزہ رکھے یا پھر اگر چاہے تو مدینہ پہنچ کر روزہ رکھے پھر جب اپنے اہل میں واپس پہنچ جائے تو سات دن روزہ رکھے۔ اور اگر گھر والوں میں پہنچنے سے اور سات دن روزہ رکھنے سے پہلے مرجائے تو اسکے وصی اور وارث پر اس کی قضا نہیں ہے۔

اس کتاب کے مصنف علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ یہ بربنائے استحباب ہے واجب نہیں اور یہ اس وقت بھی ہے جب اس نے حج میں تین روزے نہ رکھے ہوں۔

(۳۰۹۸) ابن مسکان سے اور انہوں نے ابی بصیر سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے آنجناب علیہ السلام سے ایک شخص کے متعلق دریافت کیا جس نے حج تمتع کیا مگر اس کو قربانی کرنے کیلئے جانور نہیں ملا تو اس نے تین روزے رکھے اور جب اس کے تمام مناسک حج پورے ہو چکے تو اس کا ارادہ ہوا کہ وہیں ایک سال قیام کرے آپؑ نے فرمایا کہ وہ اپنے شہر والوں کا اپنے گھروں تک پہنچنے کا انتظار کرے۔ جب اس کو اندازہ ہو جائے کہ اب وہ اپنے گھر پہنچ گئے ہونگے تو سات روزے رکھ لے۔

(۳۰۹۹) اور معاویہ بن عمّار کی روایت میں ہے جو انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے کی ہے آپؑ نے فرمایا کہ جب اس کا مکہ میں قیام ہو جائے اور ارادہ ہو کہ سات روزے رکھے تو جتنے دن اس کو اپنے گھر والوں تک پہنچنے میں لگتے اتنے دن یہ روزے نہ رکھے یا ایک مہینے کے بعد روزہ رکھے۔

اور اگر اس نے وہ تین روزے نہیں رکھے اور کوچ کے بعد قربانی کا جانور خریدنے کیلئے قیمت ہاتھ آگئی تو ایسی صورت میں بھی یہ تین روزے ہی رکھے اس لئے کہ قربانی کے دن گزر گئے۔

(۳۱۰۰) اور زرارہ نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ جس شخص کو قربانی کیلئے جانور خریدنے کی قیمت ہاتھ نہ آئے تو بہتر ہے کہ وہ آخری عشرہ میں تین روزے رکھے اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

(۳۱۰۱) یحییٰ ازرق نے حضرت ابو ابراہیم علیہ السلام سے دریافت کیا ایک ایسے شخص کے متعلق جو تمتع کیلئے یوم ترویہ (۸ ذی الحجہ) پہنچا اس کے پاس قربانی کا جانور تھا اس لئے اس نے یوم ترویہ اور یوم عرفہ روزہ رکھا۔ آپؑ نے فرمایا کہ وہ ایام تشریق گزرنے کے بعد ایک روزہ اور رکھے۔

راوی کا بیان ہے کہ میں نے آنجنابؑ سے ایک ایسے حج تمتع کرنے والے کے متعلق دریافت کیا کہ جس کے پاس قربانی کے جانور خریدنے کا آخری دن آگیا اور جانور کی قیمت بڑھ گئی اور اب اس میں خریدنے کی قدرت باقی نہ رہی؟ آپؑ نے فرمایا وہ ایام تشریق کے بعد تین روزے رکھے۔

(۳۱۰۲) عبدالرحمن بن اعین نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے۔ آپؑ نے فرمایا وہ لڑکا جس کے پاس قربانی کے لئے جانور نہیں ہے، اس کے بدلے اس کا ولی وسرپرست روزہ رکھے۔

(۳۱۰۳) عمران حلبی سے روایت ہے اس نے بیان کیا کہ ایک مرتبہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا گیا کہ وہ بھول گیا کہ حج تمتع کرنے والے کے پاس اگر قربانی کیلئے جانور موجود نہ ہو تو وہ تین روزے رکھے یہاں تک کہ وہ شخص اپنے اہل وعیال کے پاس واپس آگیا؟ آپؑ نے فرمایا پھر ایک جانور قربانی کیلئے بھیج دے۔

باب اگر تمتع کرنے والے کے پاس رقم ہو مگر جانور نہ ملے تو وہ کیا کرے

میرے والد رضی اللہ عنہ نے مجھے اپنے ایک خط میں تحریر فرمایا۔ اگر تمہارے پاس قربانی کے جانور کی قیمت ہو مگر جانور نہ مل سکے تو اہل مکہ میں سے کسی کے پاس قیمت چھوڑ جاؤ تاکہ وہ اسی ماہ ذی الحجہ میں تمہارے لئے جانور خرید کر تمہاری طرف سے ذبح کر دے اور اگر ماہ ذی الحجہ گزر جائے اور وہ جانور نہ خرید سکے تو آئیندہ سال ماہ ذی الحجہ کیلئے اسکو موخر کر دے اس لئے کہ ایام ذبح گزر گئے۔

باب : محصور و مصدود

(۳۰۴) معاویہ بن عمّار نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ محصور اور ہے اور مصدود اور ہے محصور وہ ہے جو بیمار ہو جائے اور مصدود وہ ہے جسے مشرکین واپس کر دیں (حج نہ کرنے دیں) جیسا کہ ان لوگوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کے اصحاب کو واپس کر دیا تھا وہ لوگ کسی مرض کی وجہ سے واپس نہ ہوئے تھے۔ مصدود کیلئے عورتیں حلال ہو جائیں گی اور مریض کیلئے عورتیں حلال نہ ہونگی۔

اور اگر کوئی شخص حج قران اور عمرہ کرنے آیا اور محصور (بیمار) ہو گیا تو اپنی قربانی کا جانور کسی شخص کے جانور کے ساتھ بھیج دے اور جب تک وہ جانور محل قربانی تک نہ پہنچے وہ احرام نہ کھولے جب وہ اپنے محل قربانی تک پہنچ جائے تو اپنا احرام کھول دے اور اپنے گھر واپس آجائے اور سال آئندہ اس پر حج لازم ہے اور عورتوں سے مقاربت نہ کرے اور جب اپنا ہدی (قربانی کا جانور) اپنے اصحاب کے ساتھ بھیجے تو ان سے اس دن کا وعدہ لیلے اور جب وہ دن ختم ہو جائے تو یہ سمجھے کہ وعدہ پورا ہو گیا اور اگر وہ لوگ میعاد میں اختلاف کریں تو اسکے لئے ان شاء اللہ تعالیٰ کوئی ضرر نہیں ہے۔

(۳۰۵) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ محصور اور مضطر اپنے (بدنہ) اونٹ کو وہیں نحر کریں گے جہاں وہ محصور ہوئے ہیں۔

(۳۰۶) اور معاویہ بن عمّار نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے محصور کے متعلق دریافت کیا جو قربانی کا جانور ساتھ نہیں لایا ہے۔ آپؑ نے فرمایا کہ وہ ایک جانور قربانی کر کے واپس چلا جائے۔ تو عرض کیا گیا کہ اگر قربانی کا جانور نہ ملے؟ آپؑ نے فرمایا پھر روزہ رکھے۔

اور اگر وہ حج کیلئے عمرہ سے تمتع کر رہا ہے اور اسے کسی ظالم حاکم نے مکہ میں قید کر لیا اور یوم نحر تک اس کو رہا نہیں کیا تو اس کو لازم ہے کہ جمع میں لوگوں سے ملحق ہو پھر وہاں سے پلٹ کر منیٰ آئے رمی جمرات کرے جانور کی قربانی کرے اور اپنا سر منڈوائے اس پر کوئی کفارہ وغیرہ نہیں۔

اور اگر اس ظالم نے اس کو یوم نحر چھوڑا تو پھر وہ حج سے مصدود ہے اگر وہ عمرہ تمتع کیلئے مکہ آیا ہے تو خانہ کعبہ کا سات مرتبہ طواف کرے اور صفا و مروہ کے درمیان سات مرتبہ چکر لگائے اپنا سر منڈوالے اور ایک بکری ذبح کرے اور اگر وہ مکہ میں حج افراد کیلئے آیا ہے تو اس پر ذبح کرنا لازم نہیں اور اس پر کفارہ وغیرہ کچھ نہیں ہے۔

(۳۰۷) رفاعہ بن موسیٰ نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے آپؑ نے بیان فرمایا کہ ایک مرتبہ حضرت امام حسین علیہ السلام عمرہ کیلئے نکلے اور اپنے ساتھ قربانی کا جانور لیا اور مقام سقیا تک پہنچے وہاں بیمار پڑگئے۔ تو آپ نے اپنا سر وہیں منڈوالیا اور جانور کی قربانی بھی وہیں کردی اور واپس آئے دروازے کو دستک دی تو حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا رب کعبہ کی قسم میرا فرزند آگیا۔ دروازہ کھول دو اور لوگ ان کیلئے پانی گرم کئے ہوئے تھے آپ پانی پر جھک پڑے اور اسے نوش فرمایا اور پھر بعد میں آپؑ نے عمرہ کیا۔

اور محصور کیلئے جب تک وہ خانہ کعبہ کا طواف نہ کرے اور صفا و مروہ کے درمیان سعی نہ کرے عورت حلال نہیں اور حجِ قِران کرنے والا اگر محصور ہوجائے اور اس نے (محصور کرنے والے سے) شرط کرلی ہو کہ جس طرح تو نے قید کیا ہے اسی طرح آزاد کرنا تو وہ نہ قربانی کا جانور بھیجے گا اور نہ آئندہ سال تمتع کرے گا بلکہ وہ اسی طرح داخل ہوگا جس طرح اس میں سے نکلا ہے۔

(۳۰۸) اور حمزہ بن حمران نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اس شخص کے متعلق دریافت کیا جس نے یہ کہا کہ جس طرح تو نے مجھے (حج سے) روکا اسی طرح آزاد کر۔ تو آپؑ نے فرمایا کہ جس طرح اللہ نے اس کو روکا اسی طرح اب آزاد ہے اور اس کہنے سے اس پر آئندہ سال کا حج ساقط نہیں ہوگا۔

باب : ایک آدمی قربانی کا جانور بھیج دے اور خود اپنے اہل و عیال میں مقیم رہے

(۳۰۹) معاویہ بن عمار سے روایت کی گئی ہے اس کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا کہ جو قربانی کا جانور بربنائے واجب نہیں بلکہ بربنائے استحباب منیٰ بھیجتا ہے۔ آپؑ نے فرمایا پھر وہ اپنے اصحاب سے کسی دن کا اس ساعت کا وعدہ لے کہ وہ لوگ اس کے گلے میں قلاوہ ڈالیں گے۔ اور وہ دن اور وہ ساعت آئے تو یہ یوم نحر تک ہر اس چیز سے اجتناب کرے جس سے حالت احرام میں اجتناب ہوتا ہے اور جب یوم نحر آجائے تو یہ اس کی طرف سے کافی ہوگا۔ اس لئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یوم حدیبیہ مشرکین نے مکہ جانے سے روک دیا تو آپ نے وہیں اونٹ نحر کیا احرام کھول دیا اور واپس مدینہ آگئے۔

(۳۱۰) اور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ تم لوگوں کو ہر سال حج کرنے سے کیا امر مانع ہے۔ لوگوں نے کہا کہ ہم لوگوں کے پاس اتنا مال نہیں ہے۔ آپؑ نے فرمایا کیا تم لوگوں میں سے کسی کے پاس اتنی بھی قدرت

نہیں کہ جب اس کا کوئی بھائی حج کیلئے جارہا ہو تو اس کو ایک قربانی کے جانور کی قیمت دے دے اور اس سے التجا کرے کہ وہ اس کی طرف سے کعبہ کا سات مرتبہ طواف کرے اور قربانی کا جانور ذبح کردے اور یہ جب عرفہ کا دن آئے تو اپنا لباس پہن کر کسی مسجد میں چلا جائے اور غروب آفتاب تک وہاں دعاؤں میں مشغول رہے۔

باب : حج کے متعلق نادر احادیث

(۳۱۱۱) بکیر بن اعین نے اپنے بھائی زرارہ سے روایت کی ہے اس کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا کہ مولا میں آپؑ پر قربان میں چالیس سال سے آپؑ سے حج کے مسائل پوچھتا رہتا ہوں اور آپؑ بتاتے رہتے ہیں؟ آپؑ نے فرمایا اے زرارہ اس گھر کا حضرت آدمؑ کی پیدائش سے دو ہزار سال پہلے سے حج کیا جارہا ہے اور تم چاہتے ہو کہ اس کے مسائل سے چالیس سال میں بے نیاز ہو جاؤ۔

(۳۱۱۲) اور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ حرم کی وادیوں کا پانی حل میں بہتا ہے مگر وادیوں کا پانی حرم میں نہیں بہتا۔

اور ابو حنیفہ نعمان بن ثابت سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا کہ اگر حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نہ ہوتے تو لوگوں کو اپنے مناسک حج کا علم نہ ہوتا۔

(۳۱۱۳) ایک مرتبہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے راہ مکہ میں پانی اور اس کی گرانی کا ذکر کیا گیا تو آپؑ نے فرمایا کہ پانی گراں نہیں ہوگا لیکن اس وقت کہ جب اس کیلئے ایک تنہا اونٹ ہو اور اس پر پانی کے ساتھ کوئی دوسری شے نہ لادی جائے۔

(۳۱۱۴) اور حضرت علی علیہ السلام اس اونٹ پر حج اور عمرہ کرنے کو ناپسند اور مکروہ سمجھتے تھے جو جلالہ (غلیظ خور) ہو۔

(۳۱۱۵) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ ایام حج میں اللہ تعالیٰ ملائکہ کو آدمیوں کی شکل میں بھیج دیتا ہے جو حاجیوں اور تاجروں سے ان کے اموال خریدتے ہیں تو عرض کیا گیا کہ پھر وہ اسے خرید کر کیا کرتے ہیں؟ فرمایا وہ اسے سمندر میں ڈال دیتے ہیں۔

اور محمد بن عثمان عمری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ خدا کی قسم حضرت صاحب الامر علیہ السلام ہر سال حج میں موجود ہوتے ہیں وہ لوگوں کو دیکھتے اور پہچانتے ہیں لیکن لوگ ان کو دیکھتے ہیں مگر انہیں پہچانتے نہیں۔

اور عبداللہ بن جعفر حمیری سے روایت کی گئی ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے محمد بن عثمانؓ عمری سے دریافت کیا کہ کیا آپ نے حضرت صاحب العصر علیہ السلام کو دیکھا؟ انہوں نے کہا کہ ہاں آخری مرتبہ میں نے آنجنابؑ کو بیت اللہ الحرام کے پاس دیکھا وہ یہ دعا فرما رہے تھے کہ اللھم انجزلی ما وعدتنی (اے اللہ جو تو نے مجھ سے وعدہ کیا ہے اسے پورا کر)

محمد بن عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ پھر میں نے آنجناب علیہ السلام کو مستجار میں خانہ کعبہ کے پردے کو پکڑے ہوئے یہ دعا کرتے دیکھا اللھم انتقم لی من اعدائک (اے اللہ اپنے دشمنوں سے میرے لئے انتقام لے)

(۳۱۱۶) داؤد رقّی سے روایت کی گئی ہے ان کا بیان ہے کہ ایک شخص کے پاس میرا کچھ مال تھا اور مجھے ڈر تھا کہ وہ کہیں ڈوب نہ جائے تو میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت حاضر ہوا اور آنجنابؑ سے اسکی شکایت کی آپؑ نے فرمایا کہ جب تم مکہ مکرمہ جاؤ تو حضرت عبدالمطلب کی طرف سے خانہ کعبہ کا طواف کرو اور انکی طرف سے دو رکعت نماز پڑھو۔ اور پھر حضرت ابو طالب کی طرف سے طواف کرو انکی طرف سے دو رکعت نماز پڑھو۔ پھر حضرت عبداللہ کی طرف سے طواف کرو اور انکی طرف سے دو رکعت نماز پڑھو پھر حضرت آمنہ (والدہ حضرت محمدؐ) کی طرف سے طواف کرو اور انکی طرف سے دو رکعت نماز پڑھو۔ پھر حضرت فاطمہ بنت اسد کی طرف سے طواف کرو اور انکی طرف سے دو رکعت نماز پڑھو پھر اللہ تعالیٰ سے دعا کرو کہ تمہارا مال تمہیں واپس دیدے۔

راوی کا بیان ہے کہ میں نے ایسا ہی کیا اور یہ سب کر کے باب صفا سے نکلا تو ناگاہ دیکھا کہ میرا قرض دار (دروازے پر) کھڑا ہے اور یہ کہہ رہا ہے کہ اے داؤد تم نے مجھ کو باندھ لیا آؤ اور اپنا مال لے لو۔

(۳۱۱۷) حضرت امام جعفر صادق اور موسیٰ بن جعفر علیہما السلام نے فرمایا کہ جو شخص پوری سعی یا کچھ سعی بھول جائے پھر یاد آجائے تو اپنا رخ پیچھے کی طرف نہ موڑے لٹے پاؤں اس مقام پر آئے جہاں سے اس پر سعی واجب ہے۔

(۳۱۱۸) سعد بن سعد اشعری نے حضرت امام رضا علیہ السلام سے روایت کی ہے اس کا بیان ہے کہ میں نے آنجنابؑ سے دریافت کیا کہ کیا کوئی شخص حالت احرام میں خرید یا فروخت کر سکتا ہے آپؑ نے فرمایا کہ ہاں۔

(۳۱۱۹) اور حریز کی روایت میں ہے جو انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے کی ہے کہ میں نے آنحضرت سے عرض کیا کہ ایک شخص عصر کے وقت مکہ میں داخل ہوا۔ آپؑ نے فرمایا کہ وہ پہلے نماز عصر پڑھے پھر طواف کرے۔

(۳۱۲۰) سکونی نے اپنے اسناد کے ساتھ روایت کی ہے اس کا بیان ہے کہ حضرت علی علیہ السلام نے ایک ایسی عورت کے متعلق ارشاد فرمایا جس نے نذر مانی تھی کہ کہ چار طواف کرے گی۔ آپؑ نے فرمایا کہ وہ سات سات چکر کے دو طواف اپنے دونوں ہاتھوں کیلئے کرے اور سات سات چکر کے دو طواف اپنے دونوں پاؤں کیلئے کرے۔

(۳۱۲۱) ایک مرتبہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا گیا کہ جس کے لباس میں خون لگا ہوا ہے اور اتنا ہے کہ جس میں نماز جائز نہیں ہے مگر اس نے اسی لباس میں خانہ کعبہ کا طواف کر لیا ؟ آپؑ نے فرمایا اس میں اس کا طواف ہو گیا مگر اب نماز پڑھے تو طاہر لباس میں پڑھے۔ (مگر مشہور ہے کہ طواف میں طہارت جسم ولباس دونوں کی شرط ہے)

(۳۱۲۲) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا جب تمہارا جی نہ چاہتا ہو تو طواف چھوڑ دو۔ (بددلی کے ساتھ طواف نہ کرو)

(۳۱۲۳) ہیثم بن عروہ تمیمی نے ایک مرتبہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا کہ میری زوجہ مریضہ تھی میں نے اس کو اٹھالیا اور اس کو ساتھ لیکر خانہ کعبہ کا طوافِ فریضہ کیا اور صفا و مروہ کے درمیان سعی کی اور جی میں تھا کہ میں اپنی طرف سے کررہاہوں تو کیا یہ میرے لئے کافی ہے؟ آپؑ نے فرمایاہاں۔

(۳۱۲۴) احمد بن ابی نصر بزنطی نے حضرت امام ابوالحسن علیہ السلام سے روایت کی ہے اس کا بیان ہے کہ میں نے آنجنابؑ سے عرض کیا کہ ہمارے اصحاب کی رائے یہ ہے کہ حج اور عمرہ کے علاوہ اور کبھی اپنا سر منڈوانا اپنے کو مثلہ کرالینا ہے؟ تو آپؑ نے فرمایا کہ ابوالحسن (موسیٰؑ) علیہ السلام جب اپنے مناسک پورے کرلیتے تو ایک قریہ میں جس کا نام سایہ ہے چلے جاتے اور وہاں سر منڈوالیتے تھے۔

(۳۱۲۵) اور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی گئی ہے کہ آپؑ نے فرمایا حج اور عمرہ کے علاوہ اور کبھی سر منڈوانا تمہارے دشمنوں کے لئے مثلہ ہے مگر تم لوگوں کیلئے باعث حسن و جمال ہے۔

(۳۱۲۶) محمد بن سنان نے مفضّل بن عمر سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی کہ آپؑ نے فرمایا جو شخص زاملہ (وہ جانور جو سواری کا نہ ہو سامان لادنے کا ہو) پر سوار ہو اور اس پر سے گر کر مرجائے تو جہنم میں گیا۔

اس کتاب کے مصنف علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ لوگ عموماً بوجھ لادنے والے جانور پر سوار ہو جاتے اور جب اس پر سے اترنا چاہتے تو بغیر کسی سہارے کے اترتے اور گر پڑتے اس لئے اس سے منع فرمایا تاکہ کوئی شخص عمداً گر کر مر نہ جائے یہ خودکشی ہوگی اور وہ جہنم کا مستحق ہوگا۔ اس حدیث کا مطلب یہ ہے۔ اور یہ اس لئے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں اور ائمہ طاہرین علیہم السلام کے زمانہ میں لوگ بوجھ لادنے والی سواری پر سوار ہوتے اور منع کرنے پر بھی نہیں مانتے تھے اور اسکو برا نہیں سمجھتے تھے۔

(۳۱۲۷) اور وہ حدیث جس کی روایت حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے کی گئی ہے وہ یہ ہے کہ آپؑ نے فرمایا جو شخص بوجھ لادنے کی سواری پر سوار ہو اس کو چاہیئے کہ پہلے وصیت کرکے سوار ہو اس میں آپ نے زاملہ پر سواری سے منع نہیں فرمایا ہے بلکہ اس میں گرنے سے احتراز کا حکم ہے اور یہ ایسا ہی ہے جیسے کوئی کہنے والا کہے کہ جو شخص حج کیلئے یا جہاد فی سبیل اللہ کیلئے نکلے تو پہلے وصیت کرے۔ اور گزشتہ زمانہ میں صرف زوامل تھے محملیں تو تازہ ایجاد ہیں گزشتہ زمانہ میں ان سے کوئی واقف نہ تھا۔

(۳۱۲۸) معاویہ بن عمّار نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے وہ کہتا ہے کہ میں نے آنجنابؑ سے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا جس نے حج افراد کیا مکہ میں آیا خانہ کعبہ کا طواف کیا پھر اپنے اصحاب کے پاس آیا تو دیکھا

کہ وہ اپنے بال تراش رہے ہیں تو اس نے بھی ان کے ساتھ اپنے بال تراش لئے اور بال تراشنے کے بعد اسکو یاد آیا کہ وہ تو حج افراد کررہا ہے۔ آپؑ نے فرمایا اس پر کچھ نہیں ہے جب وہ نماز پڑھے تو از سر نو تلبیہ کہہ لے۔

(۳۱۲۹) علی بن یقطین سے روایت ہے اس کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام ابوالحسن اول علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا جس نے صرف ایک حج کیلئے پانچ آدمیوں کو رقم دی (کہ ان میں سے کوئی بھی ایک حج کرے) تو ان میں سے ایک آدمی حج کو گیا تو کیا اسکا ثواب ان پانچ آدمیوں میں سب کو ملے گا؟ آپؑ نے فرمایا ہاں۔ میں نے عرض کیا سب سے زیادہ ثواب کس کو ملے گا؟ فرمایا اسکو جس نے گرمی، سردی برداشت کی ہے۔ اور اگر اس نے کبھی حج نہیں کیا تھا تو پھر یہ حج ان میں سے کسی کے بدلے میں نہیں ہوگا۔ بلکہ جس نے حج کیا اسی کیلئے ہوگا۔

(۳۱۳۰) منصور بن حازم سے روایت ہے اسکا بیان ہے کہ سلمہ بن محرز نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا اور میں وہاں موجود تھا۔ اس نے عرض کیا کہ میں نے خانہ کعبہ کا طواف کیا اور صفا و مروہ کے درمیان سعی کی پھر منیٰ آگیا۔ اور بغیر طواف النساء کئے ہوئے اپنی زوجہ سے مجامعت کرلی۔ آپؑ نے فرمایا یہ تم نے بہت برا کیا اور اسے جاہل قرار دیا۔ اس نے عرض کیا اب تو میں اس میں پھنس ہی گیا۔ آپؑ نے فرمایا تجھ پر کوئی کفارہ نہیں (یہ سب جہالت کے سبب تھا)

(۳۱۳۱) حضرت امیرالمومنین علیہ السلام نے ارشاد فرمایا تم لوگوں کو حج اور عمرہ دونوں کا حکم دیا گیا ہے۔ اس لئے پرواہ نہ کرو جس سے چاہو ابتداء کرو۔

اس کتاب کے مصنف علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ اس سے مراد عمرہ مفردہ ہے اور عمرہ تمتع الی الحج تو وہ جائز نہیں سوائے اس کے کہ وہ حج سے پہلے کیا جائے۔ اور یہ جائز نہیں کہ اس سے پہلے حج کیا جائے سوائے ایسی صورت کے کہ تمتع کرنے والا شب عرفہ کو نہ پاسکے تو وہ پہلے حج کرے گا پھر اسکے بعد عمرہ کرے گا۔

(۳۱۳۲) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ سب سے پہلے حضرت امام قائم علیہ السلام عدل کا اظہار فرمائیں گے وہ یہ کہ انکی طرف سے ایک منادی ندا دیگا کہ وہ لوگ جو مستحب حج کررہے ہیں وہ حجر اسود اور خانہ کعبہ کا طواف ان لوگوں کے حوالے کردیں جو حج فریضہ ادا کررہے ہیں۔

(۳۱۳۳) ابو بصیر سے روایت ہے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ مکہ میں ایک دن قبل حج قیام کرنا افضل ہے بعد حج دو دن کے قیام کرنے سے۔

باب : آداب سفر حج و مناسک حج

جب تم سفر حج کا ارادہ کرو تو اپنے گھر والوں کو جمع کرو دو رکعت نماز پڑھو اور بہت زیادہ اللہ کی حمد کرو اور محمدؐ و آل محمدؐ پر درود بھیجو پھر یہ کہو اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْتَوْدِعُکَ الْیَوْمَ دِیْنِیْ وَنَفْسِیْ وَمَالِیْ وَاَهْلِیْ وَ وَلَدِیْ وَجِیْرَانِیْ، وَاَهْلَ حُزَانَتِیْ الشَّاهِدَ مِنَّاوَالْغَائِبَ وَجَمِیْعَ مَا اَنْعَمْتَ بِهٖ عَلَیَّ، اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنَا فِیْ کَنَفِکَ وَ مَنْعِکَ وَعِیَاذِکَ وَعِزِّکَ، عَزَّجَارُکَ وَجَلَّ ثَنَاؤُکَ، وَ امْتَنَعَ عَائِذُکَ، وَلَا اِلٰهَ غَیْرُکَ، وَتَوَکَّلْتُ عَلَی الْحَیِّ الَّذِیْ لَایَمُوْتُ، اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ لَمْ یَتَّخِذْ صَاحِبَةً وَّلَا وَلَداً، وَلَمْ یَکُنْ لَّهٗ شَرِیْکٌ فِی الْمُلْکِ وَلَمْ یَکُنْ لَّهٗ وَلِیٌّ مِّنَ الذُّلِّ وَکَبِّرْهُ تَکْبِیْراً، اَللّٰهُ اَکْبَرُ کَبِیْراً، وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ کَثِیْراً، وَسُبْحَانَ اللّٰهِ بُکْرَةً وَّاَصِیْلاً (اے اللہ آج میں اپنا دین اپنی جان اپنے گھر والے اپنی اولاد اپنے پڑوسی اور اپنے زیر پرورش اور جو ہم میں سے یہاں موجود ہیں ان کو اور جو یہاں موجود نہیں ہے ان کو اور ان تمام نعمتوں کو جو تو نے مجھے عطا فرمائیں تیرے سپرد کرتا ہوں ۔ اے اللہ تو ہم لوگوں کو اپنی نگہبانی، اپنی حفاظت اپنی پناہ اور اپنی تقویت میں قرار دے ۔ جو تیری تقویت میں ہوتا ہے وہ قوی ہوتا ہے ۔ تیری حمد وثناء بہت بڑی ہے تیری پناہ مانگنے والا بہت محفوظ ہے ۔ نہیں ہے کوئی اللہ سوائے تیرے ۔ میں بھروسہ رکھتا ہوں اس ذات پر جو زندہ ہے کبھی نہیں مرے گا ۔ حمد اس اللہ کی جس نے نہ کسی کو اپنی زوجہ بنایا نہ کسی کو اپنا فرزند بنایا اور مالکیت میں اسکا کوئی شریک نہیں اور نہ اس میں کسی طرح کی کمزوری ہے کہ کوئی اسکی سرپرستی کرے اور اس کی بڑائی اچھی طرح کیا کرو)

پھر جب تم اپنے گھر سے نکلو تو کہو بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ لَاحَوْلَ وَلَاقُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ، اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ مِنْ وَعْثَاءِ السَّفَرِ وَکَآبَةِ الْمُنْقَلَبِ وَسُوْءِ الْمَنْظَرِ فِی الْاَهْلِ وَالْمَالِ وَالْوَلَدِ، اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْاَلُکَ فِیْ سَفَرِیْ هٰذَا السُّرُوْرَ وَالْعَمَلَ بِمَا یُرْضِیْکَ عَنِّیْ، اَللّٰهُمَّ اقْطَعْ عَنِّیْ بُعْدَهٗ وَمَشَقَّتَهٗ وَاَصْحِبْنِیْ فِیْهِ وَاخْلُفْنِیْ فِیْ اَهْلِیْ بِخَیْرٍ (اللہ کے نام سے جو رحمن و رحیم ہے ۔ نہیں ہے کوئی طاقت اور نہیں ہے کوئی قوت لیکن صرف خدائے برتر و بزرگ کی عطا کی ہوئی ۔ اے اللہ میں تیری پناہ چاہتا ہوں سفر کی تکان سے اور سفر سے محزون و مغموم واپس ہونے سے اور اس امر سے کہ (جب میں سفر سے واپس ہوں تو) اپنے اہل و مال و اولاد کو برے حال میں دیکھوں ۔ اے اللہ میں اپنے اس سفر میں تجھ سے مسرت چاہتا ہوں اور وہ عمل چاہتا ہوں جس سے تو مجھ سے راضی اور خوش ہو جائے ۔ اے اللہ تو اس سفر کی دوری اور اسکی مشقت کو طے کرا دے اور اس میں میرے ساتھ رہ اور میرے گھر والوں کو بخیر و خوبی رکھنے میں میری نیابت کر)

اور جب تم اپنی سواری پر سوار ہو جاؤ اور اپنی محمل میں ٹھیک بیٹھ جاؤ تو یہ کہو اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ هَدَانَا لِلْاِسْلَامِ، وَعَلَّمَنَا الْقُرْاٰنَ، وَمَنَّ عَلَیْنَا بِمُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ، سُبْحَانَ الَّذِیْ سَخَّرَ لَنَا هٰذَا وَمَا کُنَّا لَهٗ مُقْرِنِیْنَ وَاِنَّا اِلٰی رَبِّنَا

لَمُنْقَلِبُوْنَ وَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ ، اَللّٰهُمَّ اَنْتَ الْحَامِلُ عَلَى الظَّهْرِ ، وَ الْمُسْتَعَانُ عَلَى الْاَمْرِ ، وَ اَنْتَ الصَّاحِبُ فِی السَّفَرِ ، وَ الْخَلِیْفَةُ فِی الْاَهْلِ وَ الْمَالِ وَ الْوَلَدِ ، اَللّٰهُمَّ اَنْتَ عَضُدِیْ وَ نَاصِرِیْ (اس خدا کی حمد جس نے ہم کو اسلام کی ہدایت کی اور ہمیں قرآن کی تعلیم دی اور ہم پر محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مبعوث کر کے بڑا احسان کیا۔ پاک ہے وہ ذات جس نے اس سواری کو ہمارے تابع کیا حالانکہ ہمارے اندر اسکی کوئی طاقت نہ تھی۔ اور ہم لوگ اپنے رب کی طرف پلٹ کر جانے والے ہیں اور حمد اس اللہ کی جو تمام عالمین کا پروردگار ہے۔ اے اللہ تو ہی (اسکی) پشت پر بٹھانے والا ہے اور ہر کام میں تجھ ہی سے مدد مانگی جاتی ہے۔ اور تو سفر میں ہمارا ساتھی ہے اور میری جگہ تو ہی میرے اہل ومال و اولاد کی دیکھ بھال کرنے والا ہے اے اللہ تو میرا قوت بازو اور میرا مددگار ہے) ۔

اور جب تمہاری سواری تمہیں لیکر چلے تو راستہ میں یہ کہو خَرَجْتُ بِحَوْلِ اللّٰهِ وَ قُوَّتِهٖ بِغَیْرِ حَوْلٍ مِنِّیْ وَ قُوَّةٍ وَ لٰکِنْ بِحَوْلِ اللّٰهِ وَ قُوَّتِهٖ ، بَرِئْتُ اِلَیْکَ یَا رَبِّ مِنَ الْحَوْلِ وَ الْقُوَّةِ ، اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْاَلُکَ بَرَکَةَ سَفَرِیْ هٰذَا وَ بَرَکَةَ اَهْلِهٖ ، اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْاَلُکَ مِنْ فَضْلِکَ الْوَاسِعِ رِزْقًا حَلَالًا طَیِّبًا تَسُوْقُهٗ اِلَیَّ وَ اَنَا خَائِضٌ فِیْ عَافِیَةٍ بِقُوَّتِکَ وَ قُدْرَتِکَ ، اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ سِرْتُ فِیْ سَفَرِیْ هٰذَا بِلَا ثِقَةٍ مِنِّیْ بِغَیْرِکَ وَ لَا رَجَاءٍ لِسِوَاکَ فَارْزُقْنِیْ فِیْ ذٰلِکَ شُکْرَکَ وَ عَافِیَتَکَ وَ وَفِّقْنِیْ لِطَاعَتِکَ وَ عِبَادَتِکَ حَتّٰی تَرْضٰی وَ بَعْدَ الرِّضَا (میں اپنی قوت و طاقت سے نہیں بلکہ اللہ کی قوت سے (سفر کیلئے) نکلا ہوں اے پروردگار میں تیری بارگاہ میں ہر قوت وطاقت سے برات کا اظہار کرتا ہوں۔ اے اللہ میں اپنے اس سفر میں اپنے اور اپنے اہل وعیال کیلئے برکت کا خواستگار ہوں۔ اے اللہ میں تیرے وسیع فضل وکرم سے رزق حلال وپاک کا خواستگار ہوں کہ وہ (جہاں بھی ہو) ہانک کر میرے پاس بھیج کہ میں تیری قوت وقدرت کے ذریعہ عافیت کے ساتھ اس میں غوطہ لگاتا رہوں۔ اے اللہ میں اپنے اس سفر میں چلا ہوں تو تیرے سوا کسی اور پر بھروسہ کر کے نہیں چلا۔ اور تیرے سوا کسی اور سے امید بھی نہیں ہے۔ پس تو اس میں اپنے شکر کی اور اپنی طرف سے عافیت کی روزی عطا فرما۔ مجھے اپنی اطاعت اور اپنی عبادت کی توفیق عطا فرما تاکہ مجھے تیری رضا حاصل ہوجائے اور رضا کے بعد مزید رضا حاصل ہو) ۔

اور تم پر لازم ہے کہ تم اپنے اس راستے میں اللہ سے ڈرو، اسکی اطاعت کو ترجیح دو، گناہوں سے اجتناب کرو، بہترین اخلاق وعمل کا مظاہرہ کرو، خوش اخلاقی دکھاؤ، ساتھیوں سے اچھا برتاؤ کرو، غصہ کو ضبط کرو اور زیادہ تر تلاوت کلام پاک و ذکر الہیٰ اور دعاؤں میں مشغول رہو۔

اور جب تم ان مواقیت میں سے کسی ایک میقات پر پہنچو جسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مقرر فرمایا ہے جیسا کہ آنحضرتؐ نے اہل عراق کیلئے عقیق کو معین کیا ہے جس کا اول مَسلَخ وسط غَمرَہ اور آخر ذات عِرق ہے اور اول افضل ہے اور اہل طائف کیلئے قرنُ المنازل مقرر فرمایا اہل یمن کیلئے یَلَملَم اور اہل شام کیلئے مہیعہ اور یہی جحفہ ہے اور اہل مدینہ کیلئے ذاالحلیفہ مقرر فرمایا اور یہی مسجد شجرہ ہے۔ (جب ان مقامات میں سے کسی پر پہنچو) تو پھر اپنے ناخن تراشنے، مونچھ تراشنے، بغل

کے بال صاف کرنے اور نورہ لگانے کے بعد غسل کرو۔ اور غسل کرتے وقت یہ کہو بِسْمِ اللّٰهِ وَ بِاللّٰهِ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ لِیْ نُوْرًا وَ طَهُوْرًا وَ حِرْزًا وَ اَمْنًا مِنْ كُلِّ خَوْفٍ، وَ شِفَاءً مِنْ كُلِّ دَاءٍ وَ سُقْمٍ، اَللّٰهُمَّ طَهِّرْنِیْ وَ طَهِّرْ لِیْ قَلْبِیْ وَ اشْرَحْ لِیْ صَدْرِیْ، وَ اَجْرِ عَلٰی لِسَانِیْ مُحَبَّتَكَ وَ مِدْحَتَكَ وَ الثَّنَاءَ عَلَیْكَ فَاِنَّهٗ لَا قُوَّةَ لِیْ اِلَّا بِكَ، وَ قَدْ عَلِمْتُ اَنَّ قِوَامَ التَّسْلِیْمُ لِاَمْرِكَ وَ الْاِتِّبَاعُ لِسُنَّةِ نَبِیِّكَ صَلَوَاتُكَ عَلَیْهِ وَ آلِهٖ (اللہ کے نام سے اور اللہ کی مدد سے۔ اے اللہ اس غسل کو میرے لئے نور وطہارت و حفاظت اور ہر خوف سے محفوظ اور ہر مرض و بیماری سے شفا قرار دے۔ اے اللہ تو مجھے پاک کر اور میرے دل کو پاک کر، میرے سینے کو کشادہ کر دے اور میری زبان پر اپنی محبت' اپنی حمد و ثنا، جاری کر اس لئے کہ تیری دی ہوئی قوت کے سوا میرے اندر کوئی قوت نہیں۔ اور تو جانتا ہے کہ میرے دین کی بقا وقیام تیرے حکم کو تسلیم کرنا اور تیرے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت کی اتباع کرنے پر منحصر ہے)

پھر احرام کے دونوں لباس پہنو اور کہو اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ رَزَقَنِیْ مَا اُوَارِیْ بِهٖ عَوْرَتِیْ وَ اُؤَدِّیْ بِهٖ فَرْضِیْ وَ اَعْبُدُ فِیْهِ رَبِّیْ وَ اَنْتَهِیْ فِیْهِ اِلٰی مَا اَمَرَنِیْ، اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ قَصَدْتُهٗ فَبَلَّغَنِیْ وَ اَرَدْتُهٗ فَاَعَانَنِیْ، وَ قَبِلَنِیْ وَ لَمْ یَقْطَعْ بِیْ، وَ وَجْهَهٗ اَرَدْتُ فَسَلَّمَنِیْ، فَهُوَ حِصْنِیْ وَ كَهْفِیْ وَ حِرْزِیْ وَ ظَهْرِیْ وَ مَلَاذِیْ وَ مَلْجَایَ وَ مَنْجَایَ وَ ذُخْرِیْ وَ عُدَّتِیْ فِیْ شِدَّتِیْ وَ رَخَائِیْ (حمد اس اللہ کی جس نے ایسا لباس دیا کہ جس سے میں اپنی شرمگاہ کو چھپاؤں اور اپنے فریضہ حج کو ادا کروں اس میں اپنے رب کی عبادت کروں اور اس نے جو مجھے حکم دیا ہے اسکو سرانجام دوں۔ حمد اس خدا کی کہ میں نے قصد کیا تھا اور اس نے مجھے منزل تک پہنچایا میں نے ارادہ کیا اور اس نے میری مدد کی مجھے قبول کیا اور میرا ساتھ نہیں چھوڑا میں نے اس کی طرف توجہ کی اور ارادہ کیا اور اس نے مجھے سلامتی عطا کی۔ اور وہی تو میرا قلعہ، میری جائے پناہ، میرا محافظ، میری پشت پناہ، میری امید، میری نجات، میرا ذخیرہ اور سختی و کشادگی میں میرا آسرا ہے)۔

اور احرام کیلئے چھ رکعت نماز پڑھو دو دو رکعت کر کے۔ ہر دو رکعت کے اندر پہلی رکعت میں الحمد اور قل ھو اللہ احد پڑھو اور دوسری رکعت میں سورہ الحمد اور سورہ قل یاایھا الکافرون۔ اور ہر دو رکعت کے اندر دوسری رکعت میں سوروں کی قراءت کے بعد رکوع سے پہلے قنوت اور ہر دو رکعت کے آخر میں سلام۔ اور چاہو تو اسی بتائے ہوئے طریقے سے احرام کیلئے صرف دو رکعت پڑھ لو اور احرام باندھنے کیلئے کا بہترین وقت زوال آفتاب کا ہے ویسے طلوع آفتاب سے لیکر غروب آفتاب تک جس وقت چاہو احرام باندھو اس میں کوئی ضرر نہیں ہے۔ اور اگر نماز فریضہ کا وقت ہو تو نماز فریضہ سے پہلے طلوع آفتاب سے پہلے ان رکعتوں کو پڑھ لو پھر نماز فریضہ پڑھو۔ اور اس کے بعد احرام باندھو یہ بہتر و افضل ہے۔ اور جب تم نماز سے فارغ ہو چکو تو پھر اللہ تعالیٰ کی ایسی حمد و ثنا کرو جس کا وہ اہل ہے اور اسکے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود بھیجو اسکے بعد کہو اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ اَنْ تَجْعَلَنِیْ مِمَّنِ اسْتَجَابَ لَكَ وَ آمَنَ بِوَعْدِكَ وَ اتَّبَعَ اَمْرَكَ فَاِنِّیْ عَبْدُكَ وَ فِیْ قَبْضَتِكَ لَا اُوْقٰی اِلَّا مَا وَقَیْتَ وَ لَا آخُذُ اِلَّا مَا اَعْطَیْتَ، اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اُرِیْدُ مَا اَمَرْتَ بِهٖ مِنَ التَّمَتُّعِ بِالْعُمْرَةِ اِلَی الْحَجِّ عَلٰی كِتَابِكَ

وَ سُنَّةِ نَبِيِّكَ صَلَوَاتُكَ عَلَيْهِ وَ آلِهِ، فَإِنْ عَرَضَ يَحْبِسُنِي فَحُلَّنِي حَيْثُ حَبَسْتَنِي لِقَدَرِكَ الَّذِي قَدَّرْتَ عَلَيَّ، اَللّٰهُمَّ وَ إِنْ لَمْ يَكُنْ حَجَّةً فَعُمْرَةً أَحْرَمَ لَكَ شَعْرِي وَ بَشَرِي وَ لَحْمِي وَ دَمِي وَ عِظَامِي وَ مُخِّي وَ عَصَبِي مِنَ النِّسَاءِ وَ الطِّيبِ أَبْتَغِي بِذٰلِكَ وَجْهَكَ الْكَرِيمَ وَ الدَّارَ الْآخِرَةَ (اے اللہ میں تجھ سے درخواست کرتا ہوں کہ تو مجھے ان لوگوں میں قرار دے جنہوں نے تیری دعوت قبول کی اور جو تیرے وعدے پر ایمان لائے اور تیرے حکم کی پیروی کی حقیقت یہ ہے کہ میں تیرا ہی بندہ ہوں اور تیرے ہی قبضہ میں ہوں میں بچ نہیں سکتا جب تک کہ تو نہ بچائے اور میں کچھ نہیں لے سکتا جب تک تو عطا نہ کرے۔

اے اللہ میں نے ارادہ کیا ہے اس حج کیلئے عمرہ کے ساتھ تمتع کا جس کا تو نے حکم دیا تیری کتاب اور تیرے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت کے مطابق پس اگر میں کسی ایسے عارضہ میں مبتلا ہو جاؤں جو مجھے روک دے تو اپنی اس قدرت کی بنا پر جو تجھے مجھ پر ہے جس طرح تو نے مجھے اس عارضہ میں مبتلا کیا ہے اسی طرح تو مجھے اس سے نجات دے۔ اے اللہ اگر حج نہ ہو سکا تو عمرہ ہی بجا لاؤنگا۔ میں تیرے لئے اپنے بال اپنی کھال اپنے گوشت اپنے خون اپنی ہڈیاں اپنی ہڈیوں کے گودے اور اپنی رگوں پر عورتوں اور خوشبو کو حرام کرتا ہوں اور اسکے ذریعہ میں تیری خوشنودی اور آخرت کا گھر چاہتا ہوں)

تمہارے لئے یہ کافی ہے کہ جب احرام باندھو تو ایک مرتبہ یہ کہہ لو۔

تلبیہ

پھر تم یہ چار تلبیہ آہستہ آہستہ کہو اور واجبات میں سے یہ ہے کہ یہ کہو لَبَّيْكَ اَللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ لَبَّيْكَ لَا شَرِيكَ لَكَ لَبَّيْكَ، إِنَّ الْحَمْدَ وَ النِّعْمَةَ لَكَ، وَ الْمُلْكَ لَا شَرِيكَ لَكَ (میں حاضر ہوں اے اللہ میں حاضر ہوں میں حاضر ہوں تیرا کوئی شریک نہیں میں حاضر ہوں بیشک تمام حمد و نعمت و ملکیت تیرے ہی لئے ہے تیرا کوئی شریک نہیں ہے)

یہ کہنا واجبات میں سے ہے۔ پھر اٹھو اور تھوڑا چلو جب تمہارے قدم یا تمہاری سواری کے قدم زمین پر اچھی طرح استوار ہو جائیں تو پھر بالاعلان تلبیہ کہو اور بلند آواز سے کہو۔ اور اگر تم نے مدینہ منورہ کا راستہ اختیار کیا ہے او مسجد شجرہ سے احرام باندھا ہے تو ان چاروں تلبیہ واجبہ کو چپکے چپکے دل میں کہتے ہوئے بیداء کے مقام پر آؤ اور اس میل پر پہنچو جو راستہ کے بائیں جانب ہے اور جب وہاں پہنچ جاؤ تو باآواز بلند تلبیہ کہو اور تلبیہ کہے بغیر میل سے نہ گزرو۔ اور یہ کہو۔

لَبَّيْكَ اَللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ، لَبَّيْكَ لَا شَرِيكَ لَكَ لَبَّيْكَ، إِنَّ الْحَمْدَ وَ النِّعْمَةَ لَكَ وَ الْمُلْكَ لَا شَرِيكَ لَكَ، لَبَّيْكَ ذَا الْمَعَارِجِ، لَبَّيْكَ لَبَّيْكَ تُبْدِئُ وَ الْمَعَادُ إِلَيْكَ، لَبَّيْكَ لَبَّيْكَ دَاعِياً إِلَىٰ دَارِ السَّلَامِ، لَبَّيْكَ غَفَّارَ الذُّنُوبِ، لَبَّيْكَ لَبَّيْكَ مَرْهُوباً وَ مَرْغُوباً إِلَيْكَ، لَبَّيْكَ لَبَّيْكَ أَنْتَ الْغَنِيُّ وَ نَحْنُ الْفُقَرَاءُ إِلَيْكَ، لَبَّيْكَ لَبَّيْكَ ذَا الْجَلَالِ وَ الْإِكْرَامِ لَبَّيْكَ لَبَّيْكَ إِلٰهَ الْحَقِّ، لَبَّيْكَ لَبَّيْكَ ذَا النَّعْمَاءِ وَ الْفَضْلِ الْحَسَنِ الْجَمِيلِ، لَبَّيْكَ لَبَّيْكَ كَشَّافَ الْكُرَبِ الْعِظَامِ،

لَبَّیْکَ لَبَّیْکَ عَبْدُکَ وَ ابْنُ عَبْدَیْکَ، لَبَّیْکَ لَبَّیْکَ یَا کَرِیْمُ، لَبَّیْکَ لَبَّیْکَ اَتَقَرَّبُ اِلَیْکَ بِمُحَمَّدٍ وَ آلِ مُحَمَّدٍ، لَبَّیْکَ لَبَّیْکَ بِحَجَّةٍ وَ عُمْرَةٍ مَعاً لَبَّیْکَ لَبَّیْکَ هٰذِهٖ عُمْرَةٌ مُتْعَةٌ اِلَی الْحَجِّ، لَبَّیْکَ لَبَّیْکَ اَهْلَ التَّلْبِیَةِ، لَبَّیْکَ لَبَّیْکَ تَلْبِیَةً تَمَامُهَا وَ بَلَاغُهَا عَلَیْکَ لَبَّیْکَ (میں حاضر ہوں اے اللہ میں حاضر ہوں میں حاضر ہوں تیرا کوئی شریک نہیں میں حاضر ہوں بیشک ہر طرح کی حمد و نعمت تیرے لئے ہے اور ملکیت میں بھی تیرا کوئی شریک نہیں۔ میں حاضر ہوں اے بلندیوں والے میں حاضر ہوں میں حاضر ہوں۔ تجھ سے ہی ابتداء ہے اور واپسی بھی تیری ہی طرف ہے میں حاضر ہوں میں حاضر ہوں۔ میں حاضر ہوں میں حاضر ہوں اے گناہوں کے بخشنے والے میں حاضر ہوں میں حاضر ہوں تجھ سے ڈرتے ہوئے اور تیری طرف رغبت رکھتے ہوئے۔ میں حاضر ہوں میں حاضر ہوں تو غنی ہے اور ہم سب لوگ تیرے محتاج ہیں۔ میں حاضر ہوں میں حاضر ہوں اے صاحب نعمت و فضل حسن و جمیل میں حاضر ہوں میں حاضر ہوں اے بڑی سے بڑی تکلیفوں کو دور کرنے والے میں حاضر ہوں میں حاضر ہوں ۔ حاضر ہے حاضر ہے یہ تیرا بندہ اور تیرے دونوں بندوں کا فرزند حاضر ہے حاضر ہے اے کرم کرنے والے میں حاضر ہوں میں حاضر ہوں اور تیرا تقرب چاہتا ہوں محمدؐ و آل محمدؐ کے واسطے سے میں حاضر ہوں میں حاضر میں حج اور عمرہ کیلئے ایک ساتھ حاضر ہوں میں حاضر ہوں یہ عمرہ تمتع ہے حج کیلئے میں حاضر ہوں میں حاضر ہوں اے حاضری دیئے جانے کے اہل ۔ میں حاضر ہوں میں حاضر ہوں پوری طرح حاضری اور تجھ تک پہنچنے کی حاضری میں حاضر ہوں)

اور تم ہر نماز فریضہ اور نماز نافلہ کے بعد یا جب تمہارا اونٹ تم کو لے کر چلنے لگے یا تم کسی بلندی پر چڑھنے لگو یا کسی پست وادی میں اترنے لگو۔ یا تم کسی سوار سے ملاقات کرو یا تم خواب سے بیدار ہو یا تم اپنی سواری پر سوار ہونے لگو۔ یا تم اپنی سواری سے اترنے لگو نیز ہر صبح کو یہ (مندرجہ بالا لبیک) کہا کرو۔ لیکن اگر ان مواقع میں سے کسی موقع پر یہ تلبیہ کہنا چھوڑ دو تو کوئی نقصان نہیں مگر ہر موقع پر اس کا کہنا افضل ہے سوائے اس تلبیہ کے جس کا کہنا فرض ہے اس کو ہرگز نہ چھوڑو اور کثرت سے ذی المعارج کہا کرو۔

اور جب تم حرم تک پہنچو تو چاہ میمون سے یا فخ سے غسل کرو۔ اور جہاں تم نے قیام کیا ہے اگر وہاں بھی غسل کر لو تو کوئی حرج نہیں پھر حرم میں داخل ہوتے وقت یہ کہو اَللّٰهُمَّ اِنَّکَ قُلْتَ فِیْ کِتَابِکَ الْمُنْزَلِ وَ قَوْلُکَ الْحَقُّ "وَ اَذِّنْ فِی النَّاسِ بِالْحَجِّ یَاْتُوْکَ رِجَالًا وَ عَلٰی کُلِّ ضَامِرٍ یَاْتِیْنَ مِنْ کُلِّ فَجٍّ عَمِیْقٍ" اَللّٰهُمَّ وَ اِنِّیْ اَرْجُوْ اَنْ اَکُوْنَ مِمَّنْ اَجَابَ دَعْوَتَکَ، وَ قَدْ جِئْتُ مِنْ شُقَّةٍ بَعِیْدَةٍ وَ مِنْ فَجٍّ عَمِیْقٍ سَامِعاً لِنِدَائِکَ وَ مُسْتَجِیْباً لَکَ، مُطِیْعاً لِاَمْرِکَ، وَ کُلُّ ذٰلِکَ بِفَضْلِکَ عَلَیَّ وَ اِحْسَانِکَ اِلَیَّ فَلَکَ الْحَمْدُ عَلٰی مَا وَفَّقْتَنِیْ لَهٗ، اَبْتَغِیْ بِذٰلِکَ الزُّلْفَةَ عِنْدَکَ، وَ الْقُرْبَةَ اِلَیْکَ، وَ الْمَنْزِلَةَ لَدَیْکَ، وَ الْمَغْفِرَةَ لِذُنُوْبِیْ - وَ التَّوْبَةَ عَلَیَّ مِنْهَا بِمَنِّکَ، اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَ آلِ مُحَمَّدٍ وَ حَرِّمْ بَدَنِیْ عَلَی النَّارِ، وَ آمِنِّیْ مِنْ عَذَابِکَ وَ عِقَابِکَ بِرَحْمَتِکَ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ (اے اللہ تو نے اپنی کتاب منزل میں فرمایا ہے اور تیرا قول حق ہے کہ " اور (اے ابراہیمؑ) تم لوگوں کو حج کیلئے آواز دو تاکہ وہ لوگ پاپیادہ اور کمزور دبلے اونٹوں پر

سوار ہو کر دور دراز راستوں سے تمہارے پاس حج کیلئے آئیں" اے اللہ مجھے امید ہے کہ میں ان لوگوں میں سے ہو جاؤنگا جنہوں نے تیری دعوت کو قبول کیا اور جو تیری ندا کو سن کر تیرے امر کی اطاعت کرنے کیلئے دور دراز سفر طے کر کے تیری بارگاہ میں آئے ہیں اور یہ سب کچھ تیرا فضل و احسان ہے جو مجھ پر ہے۔ پس تمام حمد تیرے لئے ہے اس لئے کہ تو نے مجھے توفیق عطا فرمائی۔ میں تیرا تقرب تیری نزدیکی اور تیرے حضور میں اپنا مرتبہ اور اپنے گناہوں کی مغفرت اور تیرے فضل و احسان سے اپنی توبہ کی قبولیت چاہتا ہوں۔ اے اللہ تو محمدؐ و آل محمدؐ پر اپنی رحمت کاملہ نازل فرما اور میرے بدن کو جہنم پر حرام کر دے اور مجھے اپنی رحمت سے اپنے عذاب و عتاب سے مامون اور محفوظ رکھ اے رحم کرنے والوں میں سے سب سے زیادہ رحم کرنے والے)۔

اور جب تمہاری نگاہ مکہ کی آبادی پر پڑے تو تلبیہ منقطع کرو۔ اور اس کی حد عقبہ مدنیین یا اس کے بالمقابل ہے اور جو شخص مدینہ کا راستہ اختیار کرے تو وہ اس وقت تلبیہ منقطع کرے جب اسکی نظر عریش مکہ پر پڑے اور وہ عقبہ ذی طویٰ ہے۔ اور تم پر لازم ہے کہ تکبیر و تہلیل و تحمید و تسبیح اور نبی (محمد) صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور انکی آل پر درود پڑھتے رہو۔

دخول مکہ

اور جب تمہارا ارادہ مکہ میں داخل ہونے کا ہو تو کوشش کرو کہ غسل کر کے سکون و وقار کے ساتھ داخل ہو۔

دخول مسجد حرام

اور جب تمہارا ارادہ مسجد حرام میں داخل ہونے کا ہو تو باب بنی شیبہ سے پاپیادہ داخل ہو اپنا دایاں پاؤں بائیں پاؤں سے پہلے رکھو اور تم پر سکون و وقار لازم ہے اس لئے کہ جو اس میں خضوع و خشوع سے داخل ہوگا اسکی مغفرت کر دی جائے گی۔

اور مسجد حرام کے دروازے پر کھڑے ہو کر کہو اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ بِسْمِ اللّٰهِ وَبِاللّٰهِ وَمِنَ اللّٰهِ وَمَاشَاءَ اللّٰهُ ، وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ وَآلِهٖ ، وَالسَّلَامُ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَآلِهٖ ، وَالسَّلَامُ عَلٰى اَنْبِيَاءِ اللّٰهِ وَرُسُلِهٖ ، وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ (آپ پر سلام ہو اے نبی مکرم اور اللہ کی رحمتیں اور برکتیں بھی ہوں۔ رسول اللہ اور انکی آل پر سلام ہو، حضرت ابراہیمؑ اور انکی آل پر سلام ہو، اللہ کے تمام انبیاء اور اسکے رسولوں پر سلام ہو اور حمد اس اللہ کی جو تمام عالمین کا پروردگار ہے)

خانہ کعبہ پر نظر

اور جب تم مسجد حرام میں داخل ہو کر خانہ کعبہ کو دیکھو تو یہ کہو اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ عَظَّمَکَ وَ شَرَّفَکَ وَ کَرَّمَکَ وَ جَعَلَکَ مَثَابَةً لِلنَّاسِ وَ اَمْناً مُبَارَکاً وَ هُدًی لِلْعَالَمِیْنَ (حمد اس اللہ کی جس نے تجھ کو عظمت و شرف و کرامت عطا فرمائی اور تجھے لوگوں کے اکٹھے ہونے کی جگہ اور جائے امن و مبارک اور تمام جہانوں کیلئے ہدایت گاہ قرار دیا)

حجر اسود پر نظر

پھر حجر اسود کی طرف دیکھو اس کی طرف اپنا رخ کرو اور کہو اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ هَدَانَا لِهٰذَا وَ مَا کُنَّا لِنَهْتَدِیَ لَوْ لَا اَنْ هَدَانَا اللّٰهُ، سُبْحَانَ اللّٰهِ وَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ وَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ اللّٰهُ اَکْبَرُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِیْکَ لَهٗ، لَهُ الْمُلْکُ وَ لَهُ الْحَمْدُ، یُحْیِیْ وَ یُمِیْتُ، وَ یُمِیْتُ وَ یُحْیِیْ وَ هُوَ حَیٌّ لَا یَمُوْتُ، بِیَدِهِ الْخَیْرُ، وَ هُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ، اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَ آلِ مُحَمَّدٍ، وَ بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَ آلِ مُحَمَّدٍ کَاَفْضَلِ مَا صَلَّیْتَ وَ بَارَکْتَ وَ تَرَحَّمْتَ عَلٰی اِبْرَاهِیْمَ وَ آلِ اِبْرَاهِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَجِیْدٌ، وَ سَلَامٌ عَلٰی جَمِیْعِ النَّبِیِّیْنَ وَ الْمُرْسَلِیْنَ وَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ، اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اُؤْمِنُ بِوَعْدِکَ، وَ اُصَدِّقُ رُسُلَکَ، وَ اَتَّبِعُ کِتَابَکَ (ہر طرح کی حمد اس اللہ کیلئے ہے جس نے اس کیلئے ہماری رہبری فرمائی اور اگر اللہ ہمیں ہدایت کی توفیق نہ دیتا تو ہم ہدایت یافتہ نہ ہوتے۔ اللہ ہر نقص سے پاک ہے اور حمد اللہ ہی کیلئے سزاوار ہے اور نہیں ہے کوئی اللہ سوائے اسی اللہ کے اور خدا ہی سب سے بڑا ہے۔ نہیں ہے کوئی اللہ سوائے اس اللہ کے وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں اس کے لئے ملک ہے اور اس کے لئے حمد ہے وہی زندہ کرتا ہے اور وہی مارتا ہے پھر وہی مارے گا اور وہی زندہ کرے گا۔ اور وہ خود زندہ رہے گا کبھی نہیں مرے گا۔ وہی ہر شے پر قدرت رکھتا ہے۔ اے اللہ اپنی رحمتیں نازل فرما محمدؐ و آل محمدؐ پر اور برکتیں نازل فرما محمدؐ و آل محمدؐ پر اس سے بھی افضل رحمت و برکت جو تو نے ابراہیمؑ و آل ابراہیمؑ پر نازل فرمائی ہے۔ بیشک تو سزاوار حمد و بزرگی ہے اور تمام انبیاء اور رسولوں پر سلام اور ہر طرح کی حمد اس اللہ کیلئے جو تمام عالمین کا پروردگار ہے اے اللہ میں تیرے وعدے پر ایمان رکھتا ہوں تیرے رسولوں کی تصدیق کرتا ہوں اور تیری کتاب کا اتباع کرتا ہوں)

حجر اسود کو بوسہ

پھر (طواف کے اندر) ہر چکر میں حجر اسود کو ہاتھ سے مس کرو اور اسے بوسہ دو اور اگر اس پر قدرت نہ ہو تو ہر چکر اس سے شروع کرو اور اس پر ختم کرو۔ اور اگر اس پر بھی قدرت نہ ہو تو داہنے ہاتھ سے اسکو مس کرو اور اس کو چوم لو۔ اور اگر اس پر بھی قدرت نہ ہو تو پھر اپنے ہاتھ سے اشارہ کرو اور ہاتھ کو چوم لو اور یہ کہو اَمَانَتِیْ اَدَّیْتُهَا وَ مِیْثَاقِیْ تَعَاهَدْتُهٗ

لِتَشْهَدَ لِیْ بِالْمُوَافَاةِ، اٰمَنْتُ بِاللّٰهِ وَ كَفَرْتُ بِالْجِبْتِ وَ الطَّاغُوْتِ وَ اللَّاتِ وَ الْعُزّٰى وَ عِبَادَةِ الشَّيْطَانِ وَ عِبَادَةِ الْاَوْثَانِ وَ عِبَادَةِ كُلِّ نِدٍّ يُدْعٰى مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ عَزَّ وَ جَلَّ (یہ میری امانت تھی جسے میں نے ادا کیا اور یہ میرا عہد تھا جسے میں نے وفا کیا تاکہ تو میرے لئے اس عہد کے وفا کرنے کی گواہی دے۔ میں اللہ پر ایمان لایا اور جبت وطاغوت ولات وعزیٰ اور شیطان کی پرستش اور بتوں کی پوجا اور ہر اس مخالفِ خدا سے انکار کیا جسے خدا کو چھوڑ کر بطور معبود پکارا جائے)۔

نوٹ:۔ اِن دنوں حجر اسود کعبہ کی اصل دیوار میں نہیں بلکہ پرانے حدود سے اندر کر کے بنائی جانے والی دیوار میں نصب ہے اور کیونکہ طواف کے دوران جسم کا کوئی حصہ کعبہ کے اندر داخل نہیں کیا جاسکتا اس سے طواف باطل ہو جاتا ہے اس لئے آجکل طواف کے دوران نہ حجر اسود کو چھونا ہے نہ چومنا۔

طواف

پھر خانہ کعبہ کا سات چکر طواف کرو اور ہر چکر میں حجر اسود کو بوسہ دو (مندرجہ بالا نوٹ دیکھیں) اور اپنے قدم قریب قریب رکھو اور جب خانہ کعبہ کے دروازے پر پہنچو تو کہو سَائِلُكَ فَقِيْرُكَ مِسْكِيْنُكَ بِبَابِكَ فَتَصَدَّقْ عَلَيْهِ بِالْجَنَّةِ اَللّٰهُمَّ الْبَيْتُ بَيْتُكَ، وَ الْحَرَمُ حَرَمُكَ، وَ الْعَبْدُ عَبْدُكَ، وَ هٰذَا مَقَامُ الْعَائِذِ الْمُسْتَجِيْرِ بِكَ مِنَ النَّارِ، فَاَعْتِقْنِیْ وَ وَالِدَیَّ وَ اَهْلِیْ وَ وُلْدِیْ وَ اِخْوَانِیَ الْمُؤْمِنِيْنَ مِنَ النَّارِ، يَا جَوَادُ يَا كَرِيْمُ (اے اللہ تیرے در کا سوالی تیرا فقیر تیرا محتاج تیرے دروازے پر آیا ہے اسے بھیک میں جنت دیدے۔ اے اللہ یہ گھر تیرا ہی گھر ہے اور یہ حرم تیرا ہی حرم ہے اور یہ بندہ بھی تیرا ہی بندہ ہے اور یہ مقام نار جہنم سے تیری پناہ چاہنے والے کا ہے پس تو مجھے اور میرے والدین کو میرے اہل کو میری اولاد کو میرے برادران مومن کو جہنم سے چھٹکارا دیدے اے سخی اور اے کریم)

اور جب تم میزاب خانہ کعبہ کے مقابل پہنچو تو یہ کہو۔

اَللّٰهُمَّ اَعْتِقْ رَقَبَتِیْ مِنَ النَّارِ، وَ وَسِّعْ عَلَیَّ مِنَ الرِّزْقِ الْحَلَالِ، وَ ادْرَأْ عَنِّیْ شَرَّ فَسَقَةِ الْعَرَبِ وَ الْعَجَمِ وَ شَرَّ فَسَقَةِ الْجِنِّ وَ الْاِنْسِ (اے اللہ جہنم سے میرا گلا چھڑا دے اور مجھ پر رزقِ حلال کو وسیع کر اور فاسق عرب وعجم کے شر کو اور فاسق جن وانس کے شر کو مجھ سے دور رکھ)

اور ہر چکر میں گزرتے ہوئے یہ کہو

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اِلَيْكَ فَقِيْرٌ، وَ اِنِّیْ مِنْكَ خَائِفٌ وَ مُسْتَجِيْرٌ فَلَا تُبَدِّلْ اِسْمِیْ، وَ لَا تُغَيِّرْ جِسْمِیْ (اے اللہ میں تیرا محتاج ہوں اور میں تجھ سے ڈرتا ہوں اور تیری پناہ چاہتا ہوں پس میرا نام نہ بدلنا اور میرے جسم کو متغیر نہ کرنا)

طواف میں دعا

اور حالت طواف میں یہ کہو اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْاَلُکَ بِاسْمِکَ الَّذِیْ یُمْشٰی بِہٖ عَلٰی طَلَلِ الْمَاءِ کَمَا یُمْشٰی بِہٖ عَلٰی جَدَدِ الْاَرْضِ، وَاَسْاَلُکَ بِاسْمِکَ الْمَخْزُوْنِ الْمَکْنُوْنِ عِنْدَکَ، وَاَسْاَلُکَ بِاسْمِکَ الْاَعْظَمِ الْاَعْظَمِ الْاَعْظَمِ الَّذِیْ اِذَا دُعِیْتَ بِہٖ اَجَبْتَ، وَاِذَا سُئِلْتَ بِہٖ اَعْطَیْتَ اَنْ تُصَلِّیَ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ وَاَنْ تَفْعَلَ بِیْ، کذا و کذا (اے اللہ میں تیرے اس اسم کے واسطے سے سوال کرتا جس سے سطح آب پر بھی اسی طرح چلا جاسکتا ہے جس طرح سطح زمین پر چلا جاتا ہے اور میں تیرے اس نام کے واسطے سے تجھ سے سوال کرتاہوں جو تیرے پاس تیرے خزانے میں پوشیدہ ہے اور میں تجھ سے سوال کرتاہوں تیرے اس اسم کے واسطے جو اعظم بلکہ اعظم تر بلکہ اعظم ترین ہے اور تجھ کو پکارا جائے تو تو جواب دیتا ہے اور جس کے واسطے سے جب تجھ سے کچھ مانگا جائے تو تو عطا فرماتا ہے پس تو اپنی رحمتیں نازل فرما محمدؐ اور انکی آلؑ پر اور میرا یہ کام اور یہ کام کردے) اور جب تم رکن یمانی پر پہنچو تو ہر چکر میں اس سے چسپیدہ ہوجاؤ اور نبی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور انکی آل پر درود بھیجو۔

نوٹ:۔ موجودہ تغیر کی وجہ سے اپنے جسم کو طواف کے دوران رکن یمانی سے چھونا صحیح نہیں ہے۔

رکن یمانی اور اس رکن کے درمیان کی دعا جس میں حجراسود ہے

رَبَّنَا اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَۃً وَّفِی الْاٰخِرَۃِ حَسَنَۃً وَّقِنَا بِرَحْمَتِکَ عَذَابَ النَّارِ (اے ہمارے پروردگار ہمیں دنیا میں بھلائی اور آخرت میں بھلائی عطا فرما اور اپنی مہربانی سے عذاب جہنم سے بچالے)

مستجار پر وقوف

اور جب تم ساتویں چکر میں مستجار پر پہنچو جو خانہ کعبہ کی پشت پر رکن یمانی سے متصل خانہ کعبہ کے دروازے کے بالکل بالمقابل ہے تو وہاں ٹھہر جاؤ اور اپنے دونوں ہاتھ خانہ کعبہ پر پھیلا دو اور اپنا رخسار و شکم خانہ کعبہ سے چسپیدہ کردو اور یہ کہو۔ اَللّٰھُمَّ الْبَیْتُ بَیْتُکَ، وَالْعَبْدُ عَبْدُکَ، وَھٰذَا مَقَامُ الْعَائِذِ بِکَ مِنَ النَّارِ، اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ حَلَلْتُ بِفِنَائِکَ فَاجْعَلْ قِرَایْ مَغْفِرَتَکَ، وَھَبْ لِیْ مَا بَیْنِیْ وَبَیْنَکَ، وَاسْتَوْھِبْنِیْ مِنْ خَلْقِکَ (اے اللہ یہ گھر تیرا گھر ہے اور یہ بندہ بھی تیرا ہی بندہ ہے اور یہ مقام وہ ہے جہاں ایک پناہ چاہنے والا جہنم سے تیری پناہ چاہے۔ اے اللہ میں تیرے صحن خانہ میں (تیرا مہمان بن کر) آیا ہوں پس اپنی مغفرت سے مجھ کو شکم سیر کردے اور میرے اور تیرے درمیان جو کچھ ہے وہ مجھے بخش دے اور میرے اور تیری مخلوق کے درمیان جو کچھ ہے تو اسے بھی معاف کردے)

پھر جو چاہو دعا مانگو۔ پھر اپنے پروردگار کے سامنے اپنی گناہوں کا اقرار کرو پھر اسکے بعد کہو اَللّٰھُمَّ مِنْ قِبَلِکَ الرَّوْحُ وَ الرَّاحَۃُ وَ الْفَرَجُ وَ الْعَافِیَۃُ ، اَللّٰھُمَّ اِنَّ عَمَلِیْ ضَعِیْفٌ فَضَاعِفْہُ لِیْ وَ اغْفِرْلِیْ مَا اطَّلَعْتَ عَلَیْہِ مِنِّیْ وَ خَفِیَ عَلٰی خَلْقِکَ ، اَسْتَجِیْرُ بِاللّٰہِ مِنَ النَّارِ (اے اللہ تیری ہی طرف سے تمام آسائش و کشادگی اور عافیت ہے اے اللہ بیشک میرا عمل کمزور ہے تو میرے لئے اس میں زیادتی کر دے اور میرے ان گناہوں کی مغفرت فرما جن سے تو مطلع ہے اور جو تیری مخلوق سے پوشیدہ ہیں، میں جہنم سے اللہ کی پناہ چاہتا ہوں)۔

پھر اپنی ذات کیلئے بہت دعا مانگو پھر رکن یمانی کو ہاتھ سے مس کرو اسکے بعد اس رکن کو ہاتھ سے مس کرو جس میں حجر اسود ہے اسکو بوسہ دو اور وہاں ساتواں چکر ختم کرو اور اگر اسے نہ چوم سکو تو کوئی ضروری نہیں لیکن یہ لازمی ہے کہ طواف کا ہر چکر حجر اسود سے شروع کرو اور حجر اسود پر ختم کرو اور یہ کہو۔ اَللّٰھُمَّ قَنِّعْنِیْ بِمَا رَزَقْتَنِیْ ، وَ بَارِکْ لِیْ فِیْمَا آتَیْتَنِیْ (اے اللہ تو نے مجھے جو رزق دیا ہے اس پر مجھے قانع بنا اور جو کچھ تو نے مجھے دیا اس میں میرے لئے برکت عطا فرما)

(نوٹ :- مراجع کے فتویٰ کی رو سے طواف مکمل کرنے سے پہلے نہ خانہ کعبہ کی طرف سینہ کیا جاسکتا ہے اور نہ اسے چھوا جاسکتا ہے۔ سابقہ نوٹ بھی دیکھیں)

مقام ابراہیمؑ

پھر مقام ابراہیمؑ پر آؤ اور اسکو اپنے سامنے رکھ کر وہاں دو رکعت نماز پڑھو پہلی رکعت میں سورہ الحمد اور سورہ قل ھو اللہ احد۔ اور دوسری رکعت میں سورہ الحمد اور سورہ قل یا ایھا الکافرون۔ پھر تشہد اور سلام پڑھو۔ اور اللہ کی حمد و ثنا بجا لاؤ اور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور انکی آل پر درود بھیجو۔ اور اللہ سے دعا کرو کہ یہ تمہاری طرف سے قبول فرمائے اور یہ تمہاری طرف سے آخری حج کا موقع نہ ہو اور یہ دو رکعتیں پڑھنا فرائض میں سے ہے لیکن یہ جس وقت چاہو پڑھو اس میں کوئی کراہت نہیں ہے تم اگر چاہو تو طلوع آفتاب سے لیکر غروب آفتاب تک کسی وقت پڑھ سکتے ہو اس کا وقت طواف سے فراغت کے بعد سے شروع ہوتا ہے مگر یہ کہ وہ نماز واجب کا وقت نہ ہو اگر نماز واجب کا وقت ہے تو پہلے نماز واجب پڑھو اسکے بعد نماز طواف پڑھو اور جب تم نماز طواف کی دو رکعتوں سے فارغ ہو جاؤ تو یہ کہو۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ بِمَحَامِدِہٖ کُلِّھَا عَلٰی نِعْمَائِہٖ کُلِّھَا حَتّٰی یَنْتَھِیَ الْحَمْدُ اِلٰی مَا یُحِبُّ رَبِّیْ وَ یَرْضٰی ، اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَ آلِ مُحَمَّدٍ وَ تَقَبَّلْ مِنِّیْ ، وَ طَھِّرْ قَلْبِیْ وَ زَکِّ عَمَلِیْ (حمد ہے اللہ کی اس کی تمام دی ہوئی نعمتوں پر اس کی تمام تعریفوں کے ساتھ یہاں تک کہ وہ حمد اس مقام تک منتہی ہو جسے میرا رب پسند کرے اور جس سے وہ راضی ہو جائے اے اللہ رحمتیں نازل فرما محمدؐ اور آل محمدؐ پر اور میری طرف سے یہ قبول فرما میرے دل کو پاک کر اور میرے عمل کو صاف ستھرا بنا دے)۔

پھر دعا کرو اور اس میں پوری کوشش کرو اور یہ دعا کرو کہ اللہ تعالیٰ تمہاری طرف سے اس حج کو قبول کرے اس

کے بعد حجر اسود کے پاس آؤ اس کو مس کرو اسے بوسہ دو یا اپنے ہاتھ سے مسح کرو یا اس کی طرف اشارہ کرو اور وہ کہو جو اس سے پہلے کہہ چکے ہو یہ کہنا ضروری ہے۔

آب زمزم کا پینا

اور اگر صفا کی طرف جانے سے پہلے آب زمزم پی سکتے ہو تو پی لو اور پیتے وقت یہ کہو اَللّٰھُمَّ اجْعَلْہُ عِلْماً نَافِعاً، وَرِزْقاً وَاسِعاً، وَشِفَاءً مِنْ کُلِّ دَاءٍ وَسُقْمٍ اِنَّکَ قَادِرٌ یَا رَبَّ الْعَالَمِیْنَ (اے اللہ تو اس کو علم نافع و رزق واسع اور تمام بیماریوں سے شفا قرار دے اس لئے کہ تو صاحب قدرت ہے اے سارے جہانوں کے پروردگار)۔

صفا کی طرف جانا

پھر کوہ صفا کی طرف جاؤ اور اس پر اس طرح کھڑے ہو کہ خانہ کعبہ پر نظر کر سکو اور اپنا رخ اس رکن کی طرف کرو جس میں حجر اسود ہے اور حمد وثنائے الہیٰ بجا لاؤ اور جہاں تک ممکن ہو اس کی دی ہوئی نعمتوں کا ذکر کرو اللہ نے تمہارے اوپر جو احسانات کئے ہیں انہیں یاد کرو پھر تین مرتبہ یہ کہو لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ لَہُ الْمُلْکُ وَلَہُ الْحَمْدُ یُحْیِیْ وَیُمِیْتُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ (نہیں ہے کوئی اللہ سوائے اس اللہ کے وہ اکیلا ہے اسکا کوئی شریک نہیں اسی کے لئے ملک ہے اور اسی کے لئے حمد ہے وہی حیات دیتا ہے وہی موت دیتا ہے وہی ہر شے پر قدرت رکھنے والا ہے)

پھر تین مرتبہ یہ کہو اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْاَلُکَ الْعَفْوَ وَالْعَافِیَۃَ وَالْیَقِیْنَ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ (اے اللہ میں تجھ سے دنیا و آخرت دونوں میں عفو اور عافیت اور یقین کی درخواست کرتا ہوں)

پھر تین مرتبہ یہ کہو اَللّٰھُمَّ اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَۃً وَّفِی الْاٰخِرَۃِ حَسَنَۃً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ (اے اللہ مجھے دنیا میں بھلائی دے اور جہنم کے عذاب سے بچالے

پھر سو مرتبہ کہو اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ

اور سو مرتبہ کہو اَللّٰہُ اَکْبَرُ

اور سو مرتبہ کہو سُبْحَانَ اللّٰہِ

اور سو مرتبہ کہو لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ

اور سو مرتبہ کہو اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ وَاَتُوْبُ اِلَیْہِ اور سو مرتبہ کہو صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ

پھر کہو یَا مَنْ لَا یَخِیْبُ سَائِلُہٗ وَلَا یَنْفَدُ نَائِلُہٗ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ، وَاَعِذْنِیْ مِنَ النَّارِ بِرَحْمَتِکَ (اے وہ ذات جو اپنے سائل کو کبھی محروم نہیں کرتی اور جس کی عطا کبھی ختم نہیں ہوتی تو اپنی رحمتیں نازل فرما محمدؐ وآل محمدؐ پر اور اپنی

رحمت سے مجھے جہنم سے بچادے)

پھر اس کے بعد اپنے لئے جو چاہو دعا مانگو ۔اور تمہارا وقوف کوہ صفا پر پہلی مرتبہ دوسرے وقوفوں کے مقابلہ میں زیادہ طویل ہونا چاہیئے۔ پھر چوتھے زینہ پر اتر آؤ بالکل خانہ کعبہ کے سامنے اور یہ کہو اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِکَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَ فِتْنَتِہٖ وَ غُرْبَتِہٖ وَ وَحْشَتِہٖ وَ ظُلْمَتِہٖ وَ ضِیْقِہٖ وَ ضَنْکِہٖ ، اَللّٰھُمَّ اَظِلَّنِیْ فِیْ ظِلِّ عَرْشِکَ یَوْمَ لَاظِلَّ اِلَّا ظِلُّکَ (اے اللہ میں تیری پناہ چاہتا ہوں قبر کے عذاب اور اسکے فتنہ اور اسکی غربت اور اسکی وحشت اور اسکی تنگی اور گنجائش کی کمی سے اے اللہ جس دن کوئی سایہ سوائے تیرے سایہ کے نہ ہوگا اس دن مجھے اپنے عرش کے زیر سایہ رکھ)

پھر زینہ اترو اور اپنی پشت کو کھلا رکھو اور کہو یَارَبَّ الْعَفْوِ ، یَامَنْ اَمَرَ بِالْعَفْوِ ، یَامَنْ ھُوَ اَوْلٰی بِالْعَفْوِ ، یَا مَنْ یُثِیْبُ عَلَی الْعَفْوِ ، اَلْعَفْوَ اَلْعَفْوَ اَلْعَفْوَ ، یَاجَوَادُ یَا کَرِیْمُ یَا قَرِیْبُ یَا بَعِیْدُ اُرْدُدْ عَلَیَّ نِعْمَتَکَ ، وَ اسْتَعْمِلْنِیْ بِطَاعَتِکَ وَ مَرْضَاتِکَ - (اے پروردگار میں تجھ سے عفو چاہتا ہوں اے وہ ذات جس نے لوگوں کو عفو کرنے کا حکم دیا ہے اور وہ ذات جو عفو کرنے کا زیادہ سزاوار ہے اے وہ ذات جو عفو کرنے پر ثواب دیتا ہے تو عفو کر عفو کر عفو کر اے سخی اے کرم کرنے والے اے قریب اے بعید تو اپنی نعمت میرے پاس بھیج دے اور مجھے اپنی اطاعت میں اپنی مرضی کے مطابق استعمال فرما)۔

پھر وہاں سے بہت سکون وقار کے ساتھ چلو اور اس منارہ کے پاس پہنچو جو سعی کی راہ میں ایک طرف ہے وہاں سے اپنے قدم تیز کرو اور کہو بِسْمِ اللّٰہِ وَ اللّٰہُ اَکْبَرُ ، اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِ مُحَمَّدٍ ، اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ وَ ارْحَمْ وَ تَجَاوَزْ عَمَّا تَعْلَمُ ، اِنَّکَ اَنْتَ الْاَعَزُّ الْاَکْرَمُ - وَ اھْدِنِیْ لِلَّتِیْ ھِیَ اَقْوَمُ ، اَللّٰھُمَّ اِنَّ عَمَلِیْ ضَعِیْفٌ فَضَاعِفْہُ لِیْ ، وَ تَقَبَّلْ مِنِّیْ ، اَللّٰھُمَّ لَکَ سَعْیِیْ وَ بِکَ حَوْلِیْ وَ قُوَّتِیْ ، فَتَقَبَّلْ عَمَلِیْ یَا مَنْ یَقْبَلُ عَمَلَ الْمُتَّقِیْنَ (اللہ کے نام سے اللہ سب سے بڑا ہے اے اللہ اپنی رحمتیں نازل فرما محمدؐ وآل محمدؐ پر۔اے اللہ مغفرت فرما رحم فرما اور جو میری کوتاہیاں تو جانتا ہے انہیں در گزر کر۔ بیشک تو ہی سب سے زیادہ عزت وکرم والا ہے۔اور میری ہدایت کر اے اللہ میری سعی تیرے ہی لئے ہے۔میری قوت تیرے ہی دی ہوئی ہے ۔میری طاقت تیری ہی عطا کردہ ہے پس میرے عمل کو قبول فرما اے صاحبانِ تقویٰ کے عمل کو قبول کرنے والے)۔

اور جب تم عطاروں کے کوچے سے گزر جاؤ تو ہرولہ (تیز قدمی) ختم کردو (نوٹ:۔ موجودہ مکہ میں عطاروں کا کوچہ اب اس مقام پر نہیں،دو سبز روشنیوں کے درمیان کا فاصلہ ہرولہ کی نشاندہی کرتا ہے) اور سکون و وقار کے ساتھ چلو اور کہو یَا ذَا الْمَنِّ وَ الطَّوْلِ وَ الْکَرَمِ وَ النَّعْمَاءِ وَ الْجُوْدِ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِ مُحَمَّدٍ وَ اغْفِرْلِیْ ذُنُوْبِیْ ، اِنَّہٗ لَا یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ یَا کَرِیْمُ (اے صاحب احسان وبخشش وکرم ونعمت وسخاوت اپنی رحمتیں نازل فرما محمدؐ وآل محمدؐ پر اور میرے گناہوں کو بخش دے اس لئے کہ اے کریم سوائے تیرے کوئی گناہوں کو نہیں بخشے گا)۔

اورجب تم کوہ مروہ پر پہنچو تو اوپر جا کر کھڑے ہو جاؤ اس طرح کہ خانہ کعبہ تم کو نظر آئے اور وہی دعا پڑھو جو تم نے

کوہ صفا پر پڑھی تھی اور اللہ تعالیٰ سے اپنی حاجتیں طلب کرو اور اپنی دعا میں یہ بھی کہو یَامَنْ اَمَرَ بِالْعَفْوِ، یَامَنْ یَجْزِیْ عَلَی الْعَفْوِ، یَامَنْ دَلَّ عَلَی الْعَفْوِ، یَامَنْ زَیَّنَ الْعَفْوَ، یَامَنْ یُثِیْبُ عَلَی الْعَفْوِ، یَامَنْ یُحِبُّ الْعَفْوَ، یَامَنْ یُعْطِیْ عَلَی الْعَفْوِ، یَامَنْ یَعْفُوْ عَلَی الْعَفْوِ یَارَبَّ الْعَفْوِ الْعَفْوَ الْعَفْوَ الْعَفْوَ (اے وہ ذات جس نے لوگوں کو عفو کرنے کا حکم دیا، اے وہ کہ جو عفو کرنے پر جزا دیتا ہے اے وہ کہ جس نے عفو کی طرف رہنمائی کی ہے اے وہ کہ جس نے عفو کو مزین کیا اے وہ کہ جو عفو کرنے پر ثواب دیتا ہے اے وہ کہ جو عفو کو پسند کرتا ہے اے وہ کہ جو عفو کرنے پر انعام دیتا ہے اے وہ کہ جو عفو کرنے پر عفو کر دیتا ہے اے عفو کے پروردگار عفو کر عفو کر عفو کر)۔

پھر تم اللہ کی بارگاہ میں گڑگڑاؤ اور گریہ وزاری کرو۔ اور اگر رونا نہ آئے تو رونے والے کی صورت بناؤ۔ اور کوشش کرو کہ تمہاری آنکھوں میں آنسو آجائے خواہ ایک مکھی کے سر کے برابر کیوں نہ ہو اور دعا میں پوری کوشش کرو پھر کوہ مروہ سے اترو اور کوہ صفا کی طرف چلو اور جب تم عطاروں کے کوچے کے پاس پہنچو تو اپنے قدم تیز کر دو (ہرولہ کرو) اس پہلے منارہ تک جو کوہ صفا کے قریب ہے اور اس منارہ تک پہنچو تو ہرولہ ختم کر دو۔ اور میانہ رفتار کے ساتھ چلو یہاں تک کہ کوہ صفا تک پہنچ جاؤ اور اس پر جا کر کھڑے ہو جاؤ اور اپنا رخ خانہ کعبہ کی طرف کرو اور وہی دعا پڑھو جو تم نے پہلی مرتبہ پڑھی تھی۔ پھر وہاں سے اتر کر کوہ مروہ کی طرف چلو اور وہی کرو جو پہلے کر چکے ہو اور وہی کہو جو پہلے کہہ چکے ہو۔ یہاں تک کہ کوہ مروہ تک پہنچ جاؤ اور اس طرح کوہ صفا اور کوہ مروہ کے درمیان پھیرے کرو اور وہ اس طرح کہ تمہارا وقوف کوہ صفا پر چار مرتبہ اور کوہ مروہ پر چار مرتبہ ہو اور ان دونوں کے درمیان سعی سات مرتبہ ہو اور کوہ صفا سے شروع کرو اور کوہ مروہ پر ختم کرو۔

اور جو شخص سعی کے اندر ہرولہ ترک کر دے اس طرح کہ ہرولہ کے بغیر کچھ دور نکل جائے تو وہ اپنا چہرہ بغیر پھیرے ہوئے الٹے پاؤں واپس ہو کر اس مقام پر پہنچے جہاں سے ہرولہ ترک کیا ہے اور وہیں سے ہرولہ کرے جہاں سے ہرولہ کرنا چاہیئے اور وہیں ختم کرے جہاں ختم کرنا چاہیئے۔

تقصیر (بال تراشنا)

اور جب تم سعی سے فارغ ہو جاؤ تو کوہ مروہ سے نیچے اترو اور اپنے سر کے بالوں کے اطراف میں سے اور اپنے ابرو میں سے اور اپنی داڑھی میں ذرا ذرا تراش لو اور اپنی مونچھوں میں سے بھی اور ناخن بھی ذرا کاٹو اور تھوڑا اپنے حج کیلئے چھوڑ دو۔ اور جب تم نے یہ سب کچھ کر لیا تو اب احرام کی حالت میں جو جو چیزیں تم پر حرام تھیں وہ سب حلال ہو گئیں اور تمہارے لئے جائز ہے کہ خانہ کعبہ کا جتنا چاہو مستحبی طواف کرو اور کوئی حرج نہیں اگر تم طواف مستحب کی دو رکعت نماز مسجد الحرام کے اندر جہاں چاہو پڑھو۔ اور طواف واجب کی دو رکعت نماز سوائے مقام ابراہیمؑ کے اور کہیں جائز نہیں ہے۔

پھر جب یوم ترویہ (۸ ذی الحجہ) آجائے تو غسل کرو اپنا لباس پہنو اور پا برہنہ مسجد الحرام میں بہت سکون و وقار سے داخل ہو۔ اور خانہ کعبہ کا سات مرتبہ مستحبی طواف کرو اور اگر چاہو تو اپنے طواف کی دو رکعت نماز مقام ابرہیمؑ یا حجر اسماعیلؑ میں پڑھو۔ اور بیٹھ جاؤ اور جب زوال آفتاب کا وقت ہو جائے تو نماز فریضہ سے پہلے چھ رکعت نماز پڑھو اسکے بعد نماز فریضہ ادا کرو اور نماز ظہر کے بعد اور چاہو تو نماز عصر کے بعد حج افراد کی نیت سے احرام باندھو اور یہ کہو:

لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ الْحَلِيْمُ الْكَرِيْمُ ، لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ الْعَلِيُّ الْعَظِيْمُ ، سُبْحَانَ اللّٰهِ رَبِّ السَّمٰوٰاتِ السَّبْعِ وَرَبِّ الْاَرْضِيْنَ السَّبْعِ وَمَا فِيْهِنَّ وَمَا بَيْنَهُنَّ وَمَا تَحْتَهُنَّ وَرَبِّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ ، وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ ، اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْاَلُكَ اَنْ تَجْعَلَنِيْ مِمَّنِ اسْتَجَابَ لَكَ وَ آمَنَ بِوَعْدِكَ وَ اتَّبَعَ كِتَابَكَ وَ اَمْرَكَ فَاِنِّيْ عَبْدُكَ وَ فِيْ قَبْضَتِكَ لَا اُوْقٰى اِلَّا مَا وَقَيْتَ ، وَلَا آخُذُ اِلَّا مَا اَعْطَيْتَ ، اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اُرِيْدُ مَا اَمَرْتَ بِهٖ مِنَ الْحَجِّ عَلٰى كِتَابِكَ وَسُنَّةِ نَبِيِّكَ صَلَوٰاتُكَ عَلَيْهِ وَآلِهٖ فَقَوِّنِيْ عَلٰى مَا ضَعُفْتُ عَنْهُ وَيَسِّرْهُ لِيْ وَتَقَبَّلْهُ مِنِّيْ وَتَسَلَّمْ مِنِّيْ مَنَاسِكِيْ فِيْ يُسْرٍ مِنْكَ وَعَافِيَةٍ وَاجْعَلْنِيْ مِنْ وَفْدِكَ وَحُجَّاجِ بَيْتِكَ الَّذِيْنَ رَضِيْتَ عَنْهُمْ وَارْتَضَيْتَ وَسَمَّيْتَ وَكَتَبْتَ ، اَللّٰهُمَّ ارْزُقْنِيْ قَضَاءَ مَنَاسِكِيْ فِيْ يُسْرٍ مِنْكَ وَعَافِيَةٍ وَاَعِنِّيْ عَلَيْهِ وَتَقَبَّلْهُ مِنِّيْ ، اَللّٰهُمَّ وَاِنْ عَرَضَ لِيْ عَارِضٌ يَحْبِسُنِيْ فَحَلَّنِيْ حَيْثُ حَبَسْتَنِيْ لِقَدَرِكَ الَّذِيْ قَدَّرْتَ عَلَيَّ وَاصْرِفْ عَنِّيْ سُوْءَ الْقَضَاءِ وَسُوْءَ الْقَدَرِ اَحْرَمُ لَكَ وَجْهِيْ وَشَعْرِيْ وَبَشَرِيْ وَلَحْمِيْ وَدَمِيْ وَمُخِّيْ وَعِظَامِيْ وَعَصَبِيْ مِنَ النِّسَاءِ وَالطِّيْبِ وَالثِّيَابِ اُرِيْدُ بِذٰلِكَ وَجْهَكَ الْكَرِيْمَ وَالدَّارَ الْاٰخِرَةَ (نہیں ہے کوئی اللہ سوائے اس اللہ کے جو صاحب حلم وصاحب کرم ہے نہیں ہے کوئی اللہ سوائے اس اللہ کے جو بلندی و عظمت والا ہے۔ پاک ہے وہ اللہ جو سات آسمانوں سات زمینوں اور جو کچھ انکے اندر اور انکے درمیان اور انکے نیچے ہے ان سب کا رب ہے اور عرش عظیم کا بھی رب ہے۔ حمد اس اللہ کی جو تمام جہانوں کا پرورش کرنے والا ہے۔ اے اللہ میں تجھ سے درخواست کرتا ہوں کہ تو ہمیں ان لوگوں میں قرار دیدے جنہوں نے تیری دعوت کو قبول کیا اور تیرے وعدے پر ایمان لائے تیری کتاب اور تیرے امر کا اتباع کیا میں تیرا ہی بندہ ہوں اور تیرے قبضہ قدرت میں ہوں۔ میں ان ہی چیزوں سے بچ سکتا ہوں جن سے تو بچائے اور ان ہی چیزوں کو لے سکتا ہوں جو تو عطا فرمادے۔ اے اللہ میں نے ارادہ کیا ہے کہ تیرے حکم پر تیری کتاب اور تیرے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت کے مطابق حج کروں لہذا جن (مناسک کی ادائیگی) میں میرے اندر کمزوری آئے اس میں تو مجھے قوت عطا فرما اور میرے لئے آسان بنادے اور میری طرف سے اسے قبول فرما اور میرے مناسک کو میری طرف سے آسانی اور عافیت کے ساتھ ادا کرادے اور مجھے اپنے گھر کے حج کرنے والوں کے اس گروہ میں شامل کرلے جن سے تو راضی اور خوش ہو اور جن کا نام تو نے واقعی حاجی رکھا ہے اور ان کا نام حاجیوں کی فہرست میں لکھ لیا ہے۔ اے اللہ مجھے اپنی طرف سے آسانی اور عافیت دیگر مناسک حج ادا کرنے کی توفیق عطا فرما اس میں میری مدد فرما اور اس کو میری طرف سے قبول فرما۔ اے اللہ اور اگر اس اثنا میں مجھے کوئی ایسا عارضہ لاحق ہو جائے جو رکاوٹ بن رہا ہو تو جس طرح

تو نے مجھے اس عارضہ میں مبتلا کر کے روکا ہے اسی طرح اپنی قدرت سے اس عارضہ سے چھٹکارا دیدے۔ اور بُری قضا اور بُری قدر کو مجھ سے دور کر دے۔ میں حرام کر رہا ہوں لپنے چہرے، اپنے بال، اپنی کھال، لپنے گوشت، اپنے خون لپنے مغز اپنی رگوں پر عورتوں کو، خوشبو کو اور لباس کو۔ اور اس سے صرف تیری رضامندی و کرم کا اور آخرت کے گھر کا امیدوار ہوں)۔

پھر دل ہی دل میں آہستہ آہستہ چاروں تلبیات جو فرض ہیں کہو خواہ کھڑے ہو کر خواہ بیٹھ کر خواہ مسجد الحرام کے دروازے کے باہر حجر اسود کی طرف رخ کر کے (اور اس تلبیہ میں یہ) کہو لَبَّیْکَ اَللّٰھُمَّ لَبَّیْکَ لَبَّیْکَ، لَاشَرِیْکَ لَکَ لَبَّیْکَ اِنَّ الْحَمْدَ وَ النِّعْمَةَ لَکَ وَ الْمُلْکَ لَاشَرِیْکَ لَکَ (میں حاضر ہوں اے اللہ میں حاضر ہوں تیرا کوئی شریک نہیں میں حاضر ہوں بیشک ہر طرح کی حمد اور ہر طرح کی نعمت تیری ہے اور ملک بھی (تیرا ہے) تیرا کوئی شریک نہیں)

پھر سکون و وقار کے ساتھ ذکر خدا کرتے ہوئے آگے بڑھو جب مقام رقطاء پر پہنچو جو ردم کے آگے ہے جہاں دونوں راستے ملتے ہیں تو تمہیں ابطح نظر آئے گا تو وہاں بلند آواز سے تلبیہ کہو اور منیٰ میں آجاؤ۔ اور اسی طرح تلبیہ کہتے رہو جیسے عمرہ میں کہا کرتے تھے۔ اور کثرت کے ساتھ ذی المعارج کہو اس لئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ کثرت سے کہا کرتے تھے پھر تم منیٰ کی طرف جاتے ہوئے یہ کہو اَللّٰھُمَّ اِیَّاکَ اَرْجُوْ، وَاِیَّاکَ اَدْعُوْ فَبَلِّغْنِیْ اَمَلِیْ، وَاَصْلِحْ لِیْ عَمَلِیْ (اے اللہ میں تجھ سے امید رکھتا ہوں، اور تجھ ہی کو پکارتا ہوں، مجھے میری مراد تک پہنچا دے اور میرے عمل کی اصلاح فرما دے)

اور جب تم منیٰ میں آجاؤ تو یہ کہو اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اَقْدَمَنِیْھَا صَالِحاً فِیْ عَافِیَةٍ وَبَلَّغَنِیْ ھٰذَا الْمَکَانَ، اَللّٰھُمَّ وَھٰذِہٖ مِنًی وَھِیَ مِمَّا مَنَنْتَ بِہٖ عَلٰی اَوْلِیَائِکَ مِنَ الْمَنَاسِکِ فَاَسْاَلُکَ اَنْ تُصَلِّیَ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّآلِ مُحَمَّدٍ وَّاَنْ تَمُنَّ عَلَیَّ فِیْھَا بِمَا مَنَنْتَ عَلٰی اَوْلِیَائِکَ وَاَھْلِ طَاعَتِکَ، فَاِنَّمَا اَنَا عَبْدُکَ وَفِیْ قَبْضَتِکَ (حمد اس اللہ کی جس نے مجھے یہاں بخیر و عافیت پہنچایا۔ اے اللہ یہی منیٰ ہے اور مناسک حج میں سے ایک ہے جہاں بلا کر تو نے لپنے اولیاء پر احسان کیا ہے میں تجھ سے التجا کرتا ہوں کہ تو محمدؐ و آل محمدؐ پر اپنی رحمتیں نازل فرما اور وہ احسان جو تو نے لپنے اولیا اور لپنے اطاعت کرنے والوں پر کیا ہے وہی احسان مجھ پر بھی فرما اس لئے کہ میں تیرا بندہ اور تیرے قبضہ قدرت میں ہوں)

پھر مغرب و عشاء اور صبح کی نماز مسجد خیف میں پڑھو اور نمازیں تمہاری اس منارہ کے پاس ہونی چاہئیں جو وسط مسجد میں ہے اور مینارہ کے ہر طرف تیس (۳۰) ہاتھ مسجد نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے اور آپ سے پہلے جو انبیاء آئے انہوں نے بھی ان ہی حدود میں نمازیں پڑھیں۔ اور جو تیس ہاتھ سے باہر ہے وہ حدود مسجد میں نہیں ہے۔

عرفات کی طرف روانگی

پھر تم عرفات کی طرف روانہ ہو اور عرفات کی طرف متوجہ ہو کر کہو اَللّٰھُمَّ اِلَیْکَ صَمَدْتُ، وَ اِیَّاکَ اعْتَمَدْتُ، وَ وَجْھَکَ اَرَدْتُ، وَ قَوْلَکَ صَدَّقْتُ، وَ اَمْرَکَ اتَّبَعْتُ، اَسْئَالُکَ اَنْ تُبَارِکَ لِیْ فِیْ اَجَلِیْ، وَ اَنْ تَقْضِیَ لِیْ حَاجَتِیْ وَ اَنْ تَجْعَلَنِیْ مِمَّنْ تُبَاھِیْ بِہِ الْیَوْمَ مَنْ ھُوَ اَفْضَلُ مِنِّیْ (اے اللہ میں نے تیری ہی طرف ارادہ کیا اور تجھ ہی پر اعتماد کیا اور تیری ہی خوشنودی چاہی، تیرے کلام کو سچ جانا اور تیرے ہی حکم کا اتباع کیا میں تجھ سے درخواست کرتا ہوں کہ تو میری مدت (حیات) میں برکت دے میری حاجت کو پورا کر اور مجھے ان لوگوں میں قرار دے جن کے سامنے آج کے دن تو فخر کرے ان لوگوں پر جو مجھ سے افضل ہیں)

پھر عرفات کی طرف گزرتے ہوئے تلبیہ کہو اور طلوع آفتاب سے پہلے کسی طرح بھی منیٰ سے نہ نکلو اور جب تم عرفات پہنچو تو نمرہ میں مسجد کے قریب اپنا خیمہ نصب کرو اس لئے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنا خیمہ اور قبہ وہیں نصب کیا تھا اور ظہر و عصر کی دونوں نمازیں ایک اذان اور دو اقامتوں کے ساتھ پڑھو نماز میں جلدی کرو دونوں کو ایک ساتھ جمع کر کے پڑھو تاکہ دعا کیلئے فارغ ہو جاؤ اس لئے کہ یہ دعا اور طلب حاجت کا دن ہے۔ پھر اپنے موقف (پڑاؤ) پر سکون و وقار کے ساتھ آؤ اور دامن کوہ میں سرراہ کھڑے ہو کر دعائے موقف (جو ذیل میں درج ہے) پڑھو اور اپنے والدین کیلئے بہت زیادہ دعا کرو اور انکی مغفرت کی اپنے رب سے دعا مانگو اور دعا کیلئے بغیر طہارت اور بغیر غسل ہرگز نہ کھڑے ہو اور غروب آفتاب تک وہاں سے ہرگز نہ نکلو اس لئے کہ اگر تم عرفات سے قبل غروب آفتاب نکلے تو تم پر ایک بکری ذبح کرنا (کفارہ میں) لازم ہوگا۔

دعائے موقف

(۳۱۳۴) زرعہ نے ابی بصیر سے روایت کی ہے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے آپؑ نے ارشاد فرمایا کہ جب تم موقف پر آؤ تو خانہ کعبہ کی طرف رخ کرو اور

سو مرتبہ کہو　سُبْحَانَ اللّٰہِ

سو مرتبہ کہو　اَللّٰہُ اَکْبَرُ

سو مرتبہ کہو　مَاشَاءَ اللّٰہُ لَاقُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ

سو مرتبہ کہو　اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَاشَرِیْکَ لَہٗ، لَہُ الْمُلْکُ وَلَہُ الْحَمْدُ، یُحْیِیْ وَیُمِیْتُ، وَیُمِیْتُ وَیُحْیِیْ، بِیَدِہِ الْخَیْرُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ (میں گواہی دیتا ہوں کہ نہیں ہے کوئی اللہ سوائے اس اللہ کے وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں اسی کیلئے ملک ہے اسی کیلئے حمد ہے وہی زندہ کرتا اور مارتا ہے مارنے کے بعد زندہ کرتا ہے اسی

کے دست قدرت میں خیر و بھلائی ہے اور وہی ہر شے پر قادر ہے)

پھر سورہ بقرہ کی ابتدا کی دس آیتیں پڑھو، پھر سورہ قل ہو اللہ احد تین مرتبہ پڑھو، پھر آیۃ الکرسی پڑھ کر فارغ ہو جاؤ اس کے بعد آیہ، سخرہ پڑھو جو یہ ہے اِنَّ رَبَّکُمُ اللّٰهُ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ فِیْ سِتَّةِ اَیَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰی عَلَی الْعَرْشِ یُغْشِی الَّیْلَ النَّهَارَ یَطْلُبُهٗ حَثِیْثًا وَّ الشَّمْسَ وَ الْقَمَرَ وَ النُّجُوْمَ مُسَخَّرٰتٍۭ بِاَمْرِهٖ ، اَلَا لَهُ الْخَلْقُ وَ الْاَمْرُ، تَبٰرَکَ اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِیْنَ - (سورہ اعراف آیت ۵۴) (بیشک تمہارا پروردگار خدا ہی ہے جس نے چھ دنوں میں آسمانوں اور زمینوں کو پیدا کیا پھر عرش کے بنانے پر آمادہ ہوا وہی رات کو دن کا لباس پہناتا ہے تو گویا رات دن کو پیچھے پیچھے تیزی سے ڈھونڈتی پھرتی ہے اور اسی نے آفتاب و ماہتاب اور ستاروں کو پیدا کیا۔ یہ سب اسی کے حکم کے تابعدار ہیں دیکھو حکومت اور پیدا کرنا بس خاص اسی کے لئے ہے وہ خدا جو سارے جہان کا پروردگار ہے بڑا برکت والا ہے)-

پھر قل اعوذ برب الفلق پڑھو، پھر سورہ قل اعوذ برب الناس اور جب ان دونوں سے فارغ ہو جاؤ تو اس کے بعد ہر وہ نعمت جو اللہ تعالیٰ نے تم کو عطا کی ہے اس پر اللہ کی حمد کرو اور ایک ایک کر کے ان نعمتوں کا ذکر کرو جہاں تک بھی تم ان کو شمار کر سکو اور جو کچھ بھی اللہ نے تم کو اہل (وعیال) و مال دیا ہے اس پر اللہ کی حمد کرو جن جن چیزوں سے اللہ نے تم کو آزمایا ہے ان پر اللہ کی حمد کرو۔ اور یہ کہو اَللّٰهُمَّ لَکَ الْحَمْدُ عَلٰی نَعْمَائِکَ الَّتِیْ لَا تُحْصٰی بِعَدَدٍ وَ لَا تُکَافٰی بِعَمَلٍ (اے اللہ تیری ان عطا کردہ نعمتوں پر تیرا شکر جو لاتعداد و لاتحصیٰ ہیں اور کسی عمل سے اسکا بدلہ نہیں اتارا جا سکتا)

پھر قرآن میں جہاں جہاں اور جس جس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اپنی ذات کی حمد کی ہے وہ آیتیں پڑھ کر اس کی حمد کرو۔ اور قرآن میں جس جس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اپنی ذات کی تسبیح کا ذکر کیا ہے اسے پڑھ کر اسکی تسبیح کرو۔ اور قرآن میں جس جس آیت میں اللہ تعالیٰ نے لا الہ الا اللہ کہا تم اسے پڑھ کر اسکی تہلیل کرو پھر محمدؐ و آل محمدؐ پر درود بھیجو اور کثرت سے اور پوری کوشش سے درود بھیجو اور قرآن میں جو جو نام اللہ نے لپنے لئے رکھے ہیں تم وہ نام لیکر اسکو پکارو جو نام تم کو اللہ کیلئے پسند ہوں اس سے اسکو پکارو۔ اور سورہ حشر میں جو اسماء اسکے مذکور ہیں اس سے اسکو پکارو اور یہ کہو اَسْئَلُکَ یَا اَللّٰهُ یَا رَحْمٰنُ بِکُلِّ اِسْمٍ هُوَ لَکَ وَ اَسْئَلُکَ بِقُوَّتِکَ وَ قُدْرَتِکَ وَ عِزَّتِکَ ، وَ بِجَمِیْعِ مَا اَحَاطَ بِهٖ عِلْمُکَ ، وَ بِجَمْعِکَ وَ بِاَرْکَانِکَ کُلِّهَا ، وَ بِحَقِّ رَسُوْلِکَ صَلَوٰاتُکَ عَلَیْهِ وَ اٰلِهٖ وَ بِاسْمِکَ الْاَکْبَرِ الْاَکْبَرِ ، وَ بِاسْمِکَ الْعَظِیْمِ الَّذِیْ مَنْ دَعَاکَ بِهٖ کَانَ حَقًّا عَلَیْکَ اَنْ تُجِیْبَهٗ وَ بِاسْمِکَ الْاَعْظَمِ الْاَعْظَمِ الْاَعْظَمِ الَّذِیْ مَنْ دَعَاکَ بِهٖ کَانَ حَقًّا عَلَیْکَ اَنْ لَا تَرُدَّهٗ وَ اَنْ تُعْطِیَهٗ مَا سَأَلَ اَنْ تَغْفِرَ لِیْ جَمِیْعَ ذُنُوْبِیْ فِیْ جَمِیْعِ عِلْمِکَ فِیَّ (اے اللہ اے رحمٰن میں سوال کرتا ہوں تجھ سے ہر اس اسم کے واسطے سے جو تیرا ہے اور تیری قوت اور تیری قدرت تیری عزت اور ان تمام چیزوں کے واسطے سے جو تیرے علم کے احاطہ میں ہیں اور سارے ارکان کے واسطے سے اور تیرے رسول اور ان کی آل کے واسطے سے اور تیرے بزرگتر سے بزرگترین اسم کے واسطے سے تیرے اس عظیم اسم کے واسطے سے کہ جو شخص اس اسم سے تجھ کو پکارے تو تجھ پر حق ہوتا

ہے کہ اس کا جواب دے اور عظیم تر بلکہ عظیم ترین اسم کے واسطے سے کہ جو شخص اس اسم کے واسطے سے تجھ سے دعا کرے تو تجھ پر حق ہے کہ اسکی دعا کو رد نہ کرے اور جو کچھ مانگتا ہے وہ اسکو عطا کردے۔ میں درخواست کرتا ہوں کہ تو میرے ان سارے گناہوں کو بخش دے جو تیرے علم میں ہیں)

پھر تم اللہ تعالیٰ سے دنیا و آخرت کی تمام حاجتیں طلب کرو اور آئندہ سال بلکہ ہر سال حج کی تمنا کا اظہار کرو اور اللہ سے جنت کی دعا ستر مرتبہ کرو اور ستر مرتبہ توبہ کرو۔ اور اپنی دعا میں کہو اَللّٰھُمَّ فَکَّنِیْ مِنَ النَّارِ وَ اَوْسِعْ عَلَیَّ مِنْ رِزْقِکَ الْحَلَالِ الطَّیِّبِ، وَ ادْرَاَعَنِّیْ شَرَّفَسَقَۃِ الْجِنِّ وَ الْاِنْسِ، وَ شَرَّ فَسَقَۃِ الْعَرَبِ وَ الْعَجَمِ (اے اللہ مجھے جہنم سے چھڑا لے اور میرے حلال و طیب رزق میں وسعت عطا فرما۔ اور فاسق جنوں اور انسانوں کے شر کو اور فاسق عربوں اور عجمیوں کے شر کو مجھ سے دور رکھ)

اور اگر یہ دعا ختم ہو جائے اور ابھی آفتاب غروب نہ ہوا ہو تو اس دعا کو پھر سے پڑھو اور دعا میں تضرع کرتے کرتے اکتا نہ جاؤ۔

(۳۱۳۵) معاویہ بن عمار نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے بیان کیا کہ ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی السلام سے ارشاد فرمایا کہ کیا میں تمہیں یوم عرفہ کی دعا نہ بتاؤں اور یہ دعا وہی ہے جو مجھ سے قبل کے انبیاء نے کی تھی؟ حضرت علی علیہ السلام نے عرض کیا جی ہاں یا رسول اللہ ارشاد فرمائیں تو آنحضرتؐ نے فرمایا کہ اچھا تو روز عرفہ یہ کہا کرو لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَاشَرِیْکَ لَہٗ، لَہُ الْمُلْکُ وَ لَہُ الْحَمْدُ، یُحْیِیْ وَ یُمِیْتُ، وَ یُمِیْتُ وَ یُحْیِیْ، وَ ھُوَ حَیٌّ لَا یَمُوْتُ بِیَدِہِ الْخَیْرُ، وَ ھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ اَللّٰھُمَّ لَکَ الْحَمْدُ اَنْتَ کَمَا تَقُوْلُ وَ خَیْرَ مَا یَقُوْلُ الْقَائِلُوْنَ، اَللّٰھُمَّ لَکَ صَلَاتِیْ وَ دِیْنِیْ وَ مَحْیَایَ وَ مَمَاتِیْ، وَ لَکَ تُرَاثِیْ وَ بِکَ حَوْلِیْ وَ مِنْکَ قُوَّتِیْ، اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِکَ مِنَ الْفَقْرِ وَ مِنْ وَسْوَاسِ الصَّدْرِ وَ مِنْ شَتَاتِ الْاَمْرِ وَ مِنْ عَذَابِ النَّارِ وَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ، اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْاَلُکَ مِنْ خَیْرِ مَا تَاْتِیْ بِہِ الرِّیَاحُ وَ اَعُوْذُ بِکَ مِنْ شَرِّ مَا تَاْتِیْ بِہِ الرِّیَاحُ وَ اَسْاَلُکَ خَیْرَ اللَّیْلِ وَ خَیْرَ النَّھَارِ (اس اللہ کے سوا کوئی اللہ نہیں ہے وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں ملک اس کے لئے ہے اور حمد بھی اس کے لئے ہے وہی زندہ کرتا ہے اور مارتا ہے۔ وہی مارتا ہے اور زندہ کرتا ہے وہ ایسا زندہ ہے جو کبھی نہیں مرے گا اس کے دست قدرت میں خیر ہے اور وہ ہر شے پر قادر ہے۔ اے اللہ تیرے لئے اسی طرح کی حمد ہے جس طرح کی تو اپنی حمد کرتا ہے اور تیرے لئے اس سے بھی بہتر حمد ہے جس طرح کی حمد کرنے والے کرتے ہیں۔ اے اللہ میری نماز اور میرا دین، میری زندگی اور میری موت تیرے ہی لئے ہے۔ اور میری میراث بھی تیرے لئے ہے اور میری طاقت بھی تیری دی ہوئی ہے میری قوت بھی تیری عطا کردہ ہے۔ اے اللہ میں فقر سے اور دل کے وسواس سے اور امور کی پریشانی اور پراگندگی سے اور جہنم کے عذاب سے اور قبر کے عذاب سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔ اے اللہ میں تجھ سے اس خیر کا طالب ہوں جو ہوائیں لیکر آتی ہیں اور اس شر سے تیری

پناہ چاہتا ہوں جو ہوائیں اپنے ساتھ لاتی ہیں اور تجھ سے رات اور دن دونوں کی خیر اور بھلائی چاہتا ہوں)۔

(۳۱۳۶) اور عبداللہ بن سنان کی روایت میں ہے (کہ یہ دعا پڑھے) اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ فِیْ قَلْبِیْ نُوْراً وَفِیْ سَمْعِیْ [نُوراً] وَفِیْ بَصَرِیْ نُوراً وَفِیْ لَحْمِیْ وَدَمِیْ وَعِظَامِیْ وَعُرُوْقِیْ وَمَفَاصِلِیْ وَمَقْعَدِیْ وَمَقَامِیْ وَمَدْخَلِیْ وَمَخْرَجِیْ نُوراً، وَاَعْظِمْ لِیْ نُوراً یَارَبِّ یَوْمَ اَلْقَاکَ اِنَّکَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ (اے اللہ تو میرے دل میں اور میرے کانوں میں نور اور میری آنکھوں میں نور اور میرے گوشت میرے خون میری ہڈیوں میری رگوں میرے جوڑوں میری جائے نشست میری جائے قیام، میرے داخل ہونے اور میرے خارج ہونے کی جگہ میں نور پیدا کردے اور میرے نور کو اس دن زیادہ کر دے جس دن میں تجھ سے ملاقات کروں گا بیشک تو ہر شے پر قادر ہے)

اس کتاب کے مصنف علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ یہ دعا عرفہ کے موقف کے لئے پوری اور کافی ہے اور موقف عرفہ کے لئے میں نے ایک جامع دعا اپنی کتاب دعاء موقف میں نقل کردی ہے جو چاہے اس دعا کو پڑھے ان شاء اللہ تعالیٰ۔

عرفات سے کوچ

پس جب یوم عرفہ آفتاب غروب ہوجائے تو پورے سکون و وقار کے ساتھ استغفار کرتے ہوئے وہاں سے روانہ ہو اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے ثم افیضوا من حیث افاض الناس و استغفروا اللّٰہ ان اللّٰہ غفور رحیم (سورۃ بقرہ ۱۹۹) اور جہاں سے لوگ چلیں وہیں سے تم بھی چلو اللہ تعالیٰ سے مغفرت کی دعا مانگتے ہوئے بیشک اللہ بخشنے اور رحم کرنے والا ہے۔)

(۳۱۳۷) زرعہ نے ابو بصیر سے روایت کی ان کا بیان ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ جب یوم عرفہ آفتاب غروب ہو رہا ہو تو کہو اَللّٰهُمَّ لَاتَجْعَلْهُ آخِرَ الْعَهْدِ مِنْ هٰذَا الْمَوْقِفِ وَارْزُقْنِیْهِ اَبَداً مَا اَبْقَیْتَنِیْ، وَاقْلِبْنِی الْیَوْمَ مُفْلِحاً مُنْجِحاً مُسْتَجَاباً لِیْ، مَرْحُوْماً مَغْفُوْراً لِیْ بِاَفْضَلِ مَا یَنْقَلِبُ بِهِ الْیَوْمَ اَحَدٌ مِنْ وَفْدِکَ وَحُجَّاجِ بَیْتِکَ الْحَرَامِ وَاجْعَلْنِی الْیَوْمَ مِنْ اَکْرَمِ وَفْدِکَ عَلَیْکَ، وَاَعْطِنِیْ اَفْضَلَ مَا اَعْطَیْتَ اَحَداً مِنْهُمْ مِنَ الْخَیْرِ وَالْبَرَکَةِ وَالْعَافِیَةِ وَالرَّحْمَةِ وَالرِّضْوَانِ وَالْمَغْفِرَةِ، وَبَارِکْ لِیْ فِیْمَا اَرْجِعُ اِلَیْهِ مِنْ اَهْلٍ اَوْمَالٍ اَوْقَلِیْلٍ اَوْ کَثِیْرٍ وَبَارِکْ لَهُمْ فِیَّ۔ (اے اللہ اس مقام پر وقوف کرنے کا میرے لئے آخری موقع نہ قرار دینا اور مجھے تا ابد اس کا موقع دیتے رہنا جب تک تو مجھے باقی رکھتا ہے اور آج مجھے یہاں سے ایسی حاجت میں پلٹانا کہ میں فلاح یافتہ، نجات حاصل کیا ہوا ہوجاؤں ۔ میری دعائیں مستجاب ہوجائیں اور میں رحم کیا ہوا اور مغفرت کیا ہوا ہوجاؤں اور آج کے دن میں اس طرح واپس ہوں کہ تیرے گھر آنے والے حاجیوں سے افضل رہوں، اور آج تونے ان میں سے جس کسی کو بھی خیر و برکت و عافیت و راحت و رضوان و مغفرت عطا کی ہے مجھے اس سے بہتر و افضل یہ چیزیں عطا فرما۔ اور جن چیزوں کی طرف میں مراجعت کروں، خواہ وہ اہل و

عیال ہوں خواہ مال و دولت خواہ قلیل ہوں خواہ کثیر مجھے ان کے اندر برکت دے اور ان لوگوں کو میرے اندر برکت عطا فرما۔)

اور جب تم وہاں سے کوچ کرو تو رفتار میں نرمی رکھو آہستہ آہستہ چلو دوڑ بھاگ نہ کرو جیسا کہ عام طور پر لوگ پہاڑوں اور وادیوں میں کرتے ہیں اس لئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے ناقہ کو اتنا روکے رہتے تھے کہ ناقہ کا سر آنحضرت کے زانو سے مل جاتا اور آہستہ آہستہ چلنے کا حکم دیتے اور آپ کی سنت ہی وہ سنت ہے جس کی اتباع کی جاتی ہے اور جب تم سرخ رنگ کے اس ٹیلہ کے پاس پہنچو جو راستہ کے دائیں جانب ہے تو یہ کہو اَللّٰھُمَّ ارْحَمْ مَوْقِفِیْ ، وَ بَارِکْ لِیْ فِیْ عَمَلِیْ ، وَ سَلِّمْ لِیْ دِیْنِیْ ، وَ تَقَبَّلْ مَنَاسِکِیْ ، (اے اللہ تو میرے موقف پر رحم فرما اور میرے عمل میں برکت دے میرے دین کو سلامت رکھ میرے مناسک کو قبول فرما)۔

اور جب تم مزدلفہ پہنچو جس کا نام جمع بھی ہے تو داہنی جانب بطن وادی میں اترو اور ان حوضوں سے ہرگز آگے نہ بڑھو جو وادی محسر کے پاس ہیں اس لئے کہ وہی جمع اور منیٰ کے درمیان حد فاصل ہے (موجودہ زمانے میں وہاں دیواروں کے ذریعے حد فاصل قائم کی گئی ہے ناشر) وہاں ایک اذان اور دو اقامتوں کے ساتھ مغرب و عشاء کی نماز پڑھو نماز عشاء کے بعد نوافل مغرب پڑھو۔ اور مغرب کی نماز قربانی کی شب مزدلفہ کے علاوہ کہیں اور نہ پڑھو اور مزدلفہ ہی میں شب بسر کرو۔ اور وہاں تمہاری دعاؤں میں یہ بھی ہونا چاہیے کہ

اَللّٰھُمَّ ھٰذِہٖ جَمْعٌ فَاجْمَعْ لِیْ فِیْھَا جَوَامِعَ الْخَیْرِ کُلِّہٖ ، اَللّٰھُمَّ لَا تُؤْیِسْنِیْ مِنَ الْخَیْرِ الَّذِیْ سَاَلْتُکَ اَنْ تَجْمَعَہٗ لِیْ فِیْ قَلْبِیْ وَ عَرِّفْنِیْ مَا عَرَّفْتَ اَوْلِیَاءَکَ فِیْ مَنْزِلِیْ ھٰذَا وَ ھَبْ لِیْ جَوَامِعَ الْخَیْرِ وَ الْیُسْرِ کُلِّہٖ (اے اللہ یہ مقام جمع ہے لہٰذا اس میں میرے اندر تمام جوامع خیر جمع کر دے اے اللہ مجھے مایوس نہ کر اس خیر سے جس کی میں نے درخواست کی ہے کہ اسے میرے قلب میں جمع فرما دے اور اس منزل میں مجھے بھی ان چیزوں کی معرفت عطا کر جن کی معرفت تو نے اولیاء کو عطا کی ہے اور مجھے جوامع خیر عطا فرما اور ہر طرح کی آسانی عطا فرما۔)

اور اگر تم یہ کر سکتے ہو کہ اس شب میں نہ سوؤ (بیدار رہو) تو ایسا ہی کرو۔ اس لئے کہ اس شب میں آسمانوں کے دروازے بند نہیں کئے جاتے اس میں مومنین کی آوازیں اس طرح مسلسل جاری رہتی ہیں جیسے شہد کی مکھیوں کی آوازیں۔ اور اللہ تعالیٰ کہتا ہے کہ میں تم لوگوں کا رب ہوں اور تم لوگ میرے بندے ہو۔ اے میرے بندو تم لوگوں نے میرے حق کو ادا کیا تو پھر مجھ پر لازم ہے کہ میں تمہاری دعاؤں کو قبول کروں۔ پس جو شخص اس شب میں اپنے گناہ جھاڑ دینا چاہے جھاڑ دیئے جاتے ہیں جو شخص اپنے گناہ معاف کرانا چاہے معاف کر دیئے جاتے ہیں۔

رمی جمرات کے لئے مقام جمع سے سنگریزے لینا

اور رمی جمرات کے لئے مقام جمع سے سنگریزے چنو اور اگر چاہو تو منیٰ میں اپنے راحلہ ہی سے سنگریزے چنتے جاؤ۔ اور ان سنگریزوں کو نہ لو جو رمی جمرات میں استعمال ہو چکے ہیں۔ اور پتھروں کو توڑ کر سنگریزے نہ بناؤ جیسا کہ عوام الناس کرتے ہیں اور رمی جمرات کے لئے تم حدود حرم میں سے جہاں سے چاہو سنگریزے اٹھاؤ کوئی حرج نہیں ہے سوائے مسجد الحرام اور مسجد خیف کے اور سنگریزوں کو ابلق اور چتی دار ہونا چاہیئے انگلیوں کی ایک پور کے برابر یا کوڑیوں کے برابر ہوں اور انہیں دھو لو۔ اور یہ عدد میں ستر ہوں جنہیں تم اپنے لباس کے ایک گوشے میں باندھ کر محفوظ کر لو۔

مشعر الحرام میں وقوف

اور جب فجر طالع ہو جائے تو صبح کی نماز پڑھو اور دامن کوہ میں وقوف کرو اور وہ (شخص جس نے اس سے پہلے کوئی حج نہیں کیا) جس کا یہ پہلا حج ہے اس کے لئے مستحب ہے کہ مشعر الحرام کو اپنے پاؤں سے روندے یا اگر کسی سواری پر ہے تو اس سے روندے اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے

فاذا افضتم من عرفات فاذکروا اللہ عند المشعر الحرام واذکروہ، کما ھداکم وان کنتم من قبلہ لمن الضالین ۔ (سورہ بقرہ ۱۹۸) (جب تم عرفات سے چل کھڑے ہو تو مشعر الحرام کے پاس اللہ کا ذکر کرو اور اس کو اس طرح یاد بھی کرو جس طرح تمہیں بتایا ہے اگرچہ اس سے پہلے تم گمراہوں میں سے تھے۔)

اور تم پر لازم ہے کہ وہاں غسل کر کے وقوف کرو اور یہ دعا پڑھو۔

اَللّٰھُمَّ رَبَّ الْمَشْعَرِ الْحَرَامِ، وَرَبَّ الرُّکْنِ وَالْمَقَامِ، وَرَبَّ الْحَجَرِ الْاَسْوَدِ وَزَمْزَمَ، وَرَبَّ الْاَیَّامِ الْمَعْلُوْمَاتِ فُکَّ رَقَبَتِیْ مِنَ النَّارِ وَاَوْسِعْ عَلَیَّ مِنْ رِزْقِکَ الْحَلَالِ، وَادْرَأْ عَنِّیْ شَرَّ فَسَقَۃِ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ وَشَرَّ فَسَقَۃِ الْعَرَبِ وَالْعَجَمِ، اَللّٰھُمَّ اَنْتَ خَیْرُ مَطْلُوْبٍ اِلَیْہِ وَخَیْرُ مَدْعُوٍّ وَخَیْرُ مَسْؤُوْلٍ وَلِکُلِّ وَافِدٍ جَائِزَۃٌ فَاجْعَلْ جَائِزَتِیْ فِیْ مَوْطِنِیْ ھٰذَا اَنْ تُقِیْلَنِیْ عَثْرَتِیْ، وَتَقْبَلَ مَعْذِرَتِیْ، وَتَتَجَاوَزَ عَنْ خَطِیْئَتِیْ، وَتَجْعَلَ التَّقْوٰی مِنَ الدُّنْیَا زَادِیْ، وَتَقْلِبَنِیْ مُفْلِحًا، مُنْجِحًا، مُسْتَجَابًا لِیْ بِاَفْضَلِ مَا یَرْجِعُ بِہٖ اَحَدٌ مِنْ وَفْدِکَ وَحُجَّاجِ بَیْتِکَ الْحَرَامِ۔ (اے اللہ اے مشعر الحرام کے رب اے رکن و مقام کے رب اے حجر اسود اور زمزم کے رب، اے ایام معلومہ کے رب جہنم سے میری گلو خلاصی کر دے اور اپنا رزق حلال مجھ پر وسیع کر دے اور فاسق جنوں اور انسانوں کے شر کو اور فاسق عربوں اور عجمیوں کے شر کو مجھ سے دور رکھ اے اللہ تو ان سب سے بہتر ہے جن کو تلاش کیا جاتا ہے اور ان سب سے بہتر ہے جن کو پکارا جاتا ہے اور ان سب سے بہتر ہے جن سے سوال کیا جاتا ہے۔ اور ہر آنے والے کے لئے انعام ہوتا ہے پس تو میرا انعام اس مقام پر یہ قرار دے کہ میرے

گناہوں کو بخش دے، میری معذرت قبول فرما اور میری خطاؤں کو در گذر کر۔ اور دنیا سے میرا توشۂ آخرت تقویٰ قرار دے اور مجھے ایسی حالت میں بدل دے کہ میں فلاح یافتہ و نجات یافتہ ہو جاؤں میری دعائیں قبول ہو جائیں اور یہ تبدیلی ایسی ہو کہ تیرے بیت الحرام آکر واپس جانے والے جتنے حاجی ہیں میں ان میں سب سے افضل و بہتر رہوں۔)

پھر اپنی ذات کے لئے اپنے والدین کے لئے اپنی اولاد و اہل و عیال کے لئے اپنی مال و دولت کے لئے اور اپنے برادرانِ ایمانی کے لئے اور مومنات کے لئے بہت بہت دعائیں مانگو اس لئے کہ یہ مقام بہت باشرف اور عظیم ہے اور یہاں وقوف کرنا فرض ہے ۔ اور جب آفتاب طلوع ہو جائے تو اللہ کی بارگاہ میں اپنے گناہوں کا سات مرتبہ اعتراف کرو اور سات مرتبہ توبہ کرو۔ اور جب مقام جمع میں لوگوں کی کثرت ہوتی ہے اور جگہ کم پڑتی ہے تو لوگ مازمین پر چڑھ جاتے ہیں۔

مشعرالحرام سے روانگی

پھر جب آفتاب جبل شبیر کے اوپر نمودار ہو جائے اور اونٹوں کے پاؤں کے نشانات نظر آنے لگیں تو مشعرالحرام سے کوچ کرو قبل طلوع آفتاب ہرگز روانہ نہ ہو ورنہ ایک بکری کا ذبح کرنا تم پر لازم آئے گا۔ اور لازم ہے کہ انتہائی سکون وقار کے ساتھ روانہ ہو اگر تم پا پیادہ چل رہے ہو یا سواری پر ہو تو دونوں صورتوں میں درمیانی چال سے چلو اور تم پر لازم ہے کہ اللہ تعالیٰ سے طلب مغفرت کرتے ہوئے چلو اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے ثم افیضوا من حیث افاض الناس و استغفروا اللّٰہ ان اللّٰہ غفور رحیم (سورہ بقرہ ۱۹۹) (جہاں سے لوگ چل کھڑے ہوں وہیں سے تم بھی چل کھڑے ہو اور اللہ سے مغفرت کی دعا مانگو بیشک اللہ بڑا بخشنے والا مہربان ہے)

اور مشعرالحرام سے لوگوں کے کوچ کے بعد وہاں قیام کرنا مکروہ ہے۔

اور جب تم وادی محسّر تک پہنچو جو جمع اور منیٰ کے درمیان ایک بڑی وادی ہے اور منیٰ سے زیادہ قریب ہے تو پھر سو قدم کی مقدار میں قدم تیز کرو (دلکی چال سے چلو) اور اگر تم کسی سواری پر ہو تو اپنی سواری کو حرکت دو اور یہ کہو رَبِّ اغْفِرْ وَ ارْحَمْ وَ تَجَاوَزْ عَمَّا تَعْلَمُ اِنَّکَ اَنْتَ الْاَعَزُّ الْاَکْرَمُ (اے پروردگار میری مغفرت کر مجھ پر رحم فرما اور میرے ان گناہوں کو درگذر کر جن کا تجھے علم ہے بیشک تو سب سے زیادہ عزت و کرم والا ہے۔)

جیسا کہ تم نے مکہ کے اندر صفا و مروہ کے درمیان سعی کرتے ہوئے کہا تھا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس موقع پر اپنے ناقہ کو حرکت دیتے تھے اور کہتے تھے۔ اَللّٰھُمَّ سَلِّمْ عَھْدِیْ وَ اقْبَلْ تَوْبَتِیْ وَ اَجِبْ دَعْوَتِیْ وَ اخْلُفْنِیْ فِیْمَنْ تَرَکْتُ بَعْدِیْ (اے اللہ میرے عہد کو تسلیم کر۔ میری توبہ قبول فرما میری دعا مستجاب کر اور اپنے بعد میں جن لوگوں کو چھوڑوں ان کی دیکھ بھال میں میری اچھی نیابت فرما۔)

اور جو شخص وادی محسّر میں سعی کو ترک کر دے تو اس پر لازم ہے کہ واپس جائے اور اس میں سعی کرے اور اگر کسی کو وادی محسّر کے حدود معلوم نہ ہوں تو لوگوں سے دریافت کرے۔ اس کے بعد منیٰ جائے۔

منیٰ کی طرف واپسی اور رمی جمرات

جب تمہاری سواری منیٰ پہنچے تو باطہارت ہو کر جمرہ عقبہ کا قصد کرو اور وہ بالکل آخری جمرہ ہے اور اب تمہارے پاس جو سنگریزے ہیں ان میں سے سات عدد نکالو اور اس وادی کے وسط میں قبلہ رُو ہو کر کھڑے ہو جاؤ۔ تمہارے اور جمرہ کے درمیان دس یا پندرہ قدم کا فاصلہ ہو۔ تمہارے بائیں ہاتھ میں سنگریزے ہوں اور قبلہ رُو ہو کر یہ کہو اَللّٰھُمَّ ھٰذِہٖ حَصَیَاتِیْ فَاَحْصِھِنَّ لِیْ وَ ارْفَعْھُنَّ فِیْ عَمَلِیْ (اے اللہ یہ میرے سنگریزے ہیں ان کو میرے لئے گن رکھ اور میرے عمل میں ان کو بلند کر)

پھر ان سنگریزوں میں ایک ایک لو اور جمرہ کے سامنے کی طرف سے اس کو مارو اور اوپر کی طرف سے نہ مارو اور ہر سنگریزہ مارتے وقت یہ کہو اَللّٰہُ اَکْبَرُ، اَللّٰھُمَّ ادْحَرْعَنِّی الشَّیْطَانَ وَ جُنُوْدَہٗ، اَللّٰھُمَّ اجْعَلْہُ حَجًّا مَبْرُوْرًا، وَعَمَلاً مَقْبُوْلاً وَ سَعْیاً مَشْکُوْراً، وَ ذَنْباً مَغْفُوْراً، اَللّٰھُمَّ اِیْمَاناً بِکَ وَ تَصْدِیْقاً بِکِتَابِکَ وَ عَلٰی سُنَّۃِ نَبِیِّکَ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ (اللہ سب سے بڑا ہے اے اللہ مجھ سے شیطان کو دور رکھ۔ خداوندا میں نے تیری کتاب کی تصدیق کی اور تیرے نبی مکرم محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت پر ہوں، پروردگار میرے لئے حج کو مبرو اور عمل کو مقبول اور سعی کو مشکور اور گناہوں کو مغفور قرار دے۔ اے اللہ تجھ پر ایمان رکھتے ہوئے تیری کتاب کی تصدیق کرتے ہوئے تیرے نبی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت پر قائم رہتے ہوئے میں رمی کر رہا ہوں)۔

اسی طرح تم سات سنگریزے مارو اور یہ بھی جائز ہے ہر سنگریزہ مارتے وقت ایک مرتبہ اللہ اکبر کہو۔ اور اگر تمہارا کوئی سنگریزہ جمرہ کے پاس یا راستہ میں گر جائے تو جہاں گرا ہے وہیں اپنے پاؤں کے نیچے سے سنگریزہ اٹھالو اور وہ سنگریزہ نہ اٹھاؤ جس سے جمرہ کو مارا گیا ہو۔

اور جب تم نے جمرہ عقبہ کو سنگریزے مار لئے تو سوائے عورت اور خوشبو کے اور تمام چیزیں تم پر حلال ہو گئیں پھر تم دوسرے دن تیسرے دن اور چوتھے دن ہر روز اکیس سنگریزے مارو۔ جب تم جمرہ اول کو سات سنگریزے مارو اس کے پاس کھڑے ہو کر دعا کرو اور جمرہ دوم کو سات سنگریزے مارو تو اس کے پاس کھڑے ہو کر دعا کرو اور جب جمرہ سوم کو سات سنگریزے مارو تو پھر اس کے پاس نہ کھڑے ہو اور جب تم ان جمروں کو سنگریزے مار کر قربانی کے دن منیٰ میں اپنی منزل پر آؤ تو یہ کہو۔ اَللّٰھُمَّ بِکَ وَثِقْتُ وَ عَلَیْکَ تَوَکَّلْتُ، فَنِعْمَ الرَّبُّ اَنْتَ، وَ نِعْمَ الْمَوْلٰی وَ نِعْمَ النَّصِیْرُ (اے اللہ میں نے تجھ پر بھروسہ کیا تجھ ہی پر توکل کیا پس تو ہی بہترین پروردگار بہترین مولا اور بہترین ناصر و مددگار ہے)۔

الذبح

اور قربانی کے لئے جانور خرید و خواہ اونٹ یا بیل ہو یا اگر بکری ہے تو مینڈھا ہو موٹا تازہ اور اور نر ہو اور اگر وہ نہ مل سکے تو (مجبوراً) دنبے اور بھیڑ کا نر آختہ اور بدھیا کیا ہوا لیا جاسکتا ہے اور یہ بھی نہ ملے تو جو بھی میسر ہو اور شعائر اللہ کی تعظیم کرو اس لئے کہ یہ دلوں کا تقویٰ ہے اور قصاب کو اس کا چمڑا اس کا گلو بند اس کے اوپر کا جھول کچھ نہ دو بلکہ ان سب کو تصدق کردو اور اس کی کھال اتارنے والے (قصاب) کو اس میں سے کچھ نہ دو اور جب قربانی کا جانور خرید لو تو قبلہ رُو ہو کر یا اس کو نحر کردو یا ذبح کرو اور یہ کہو۔ وَجَّهْتُ وَجْهِيَ لِلَّذِي فَطَرَ السَّمٰوٰاتِ وَالْأَرْضَ حَنِيفاً مُسْلِماً وَمَا أَنَا مِنَ الْمُشْرِكِينَ، إِنَّ صَلَاتِي وَنُسُكِي وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِي لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ، لَا شَرِيكَ لَهُ وَبِذٰلِكَ أُمِرْتُ وَأَنَا مِنَ الْمُسْلِمِينَ، اَللّٰهُمَّ مِنْكَ وَلَكَ بِسْمِ اللّٰهِ وَاللّٰهُ أَكْبَرُ، اَللّٰهُمَّ تَقَبَّلْ مِنِّي (میں نے اپنا رخ کیا اسی ذات کی طرف جس نے آسمانوں اور زمینوں کو پیدا کیا ہے میں خالص دل سے مسلمان ہوں میں شرک کرنے والوں میں سے نہیں ہوں۔ بے شک میری نماز میری قربانی میری حیات میری موت اس اللہ کے لئے ہے جو تمام عالمین کا پروردگار ہے اس کا کوئی شریک نہیں اسی کا مجھ کو حکم دیا گیا ہے اور میں مسلمین میں سے ہوں، اے اللہ یہ تیری طرف سے (عطا) ہے تیرے لئے ہے۔ اللہ کے نام سے اور اللہ سب سے بڑا ہے اے اللہ تو میری طرف سے قبول فرما) ۔ پھر ذبح کرو اور جب تک بے جان اور ٹھنڈا نہ ہو جائے چھری کو حرام مغز تک نہ اتارو اس کے بعد کھاؤ کھلاؤ تصدق کرو اور جس کو چاہو ہدیہ کرو۔ اس کے بعد اپنے سر کے بال منڈواؤ۔

اور قربانی کے جانوروں کے متعلق میں نے اسی کتاب میں گذشتہ صفحات کے اندر ذکر کر دیا ہے یہاں دوبارہ اس کا ذکر کر رہا ہوں۔

اور قربانی کے جانور میں سے اونٹ صرف وہ جائز ہے جو ثنی ہو اور ثنی وہ ہے جو پانچ سال کا پورا ہو کر چھٹے سال میں داخل ہو۔ اور گائے بکرے کا جائز ثنی وہ ہے جو ایک سال کا پورا ہو کر دوسرے سال میں داخل ہو گیا ہو۔ اور بھیڑ اور دنبہ ایک سال کا جائز ہے اور گائے عام شہروں میں سات آدمیوں کی طرف سے کافی ہے اور منیٰ میں صرف ایک آدمی کی طرف سے اور اونٹ سات آدمیوں کی طرف سے کافی ہے اور اگر قربانی کے جانور گراں اور کمیاب ہوں تو ایک بکری ستر آدمیوں کی طرف سے کافی ہے۔

حلق راس (سر منڈوانا)

جب تمہارا سر منڈوانے کا ارادہ ہو تو قبلہ رو ہو کر پیشانی سے شروع کرو اور کنپٹی کی جڑوں میں جو دو ہڈیاں ابھری ہوئی ہیں ان سے کان کی جڑوں تک سر کے بال منڈواؤ اور جب سر کے بال منڈوا چکو تو یہ کہو اَللّٰهُمَّ أَعْطِنِي بِكُلِّ شَعْرَةٍ نُوراً يَوْمَ الْقِيَامَةِ (اے اللہ مجھے قیامت کے دن ہر بال کے عوض ایک نور عطا فرما) اور اپنے بالوں کو منیٰ میں دفن کردو۔

زیارت خانہ کعبہ

پھر قربانی کے دن (یوم النحر) یا دوسرے دن غسل کرکے خانہ کعبہ کی زیارت کرو اور اس کو یوم النحر یا دوسرے دن سے زیادہ موخر نہ کرو اس لئے کہ تمتع کرنے والے کے لئے یہ جائز نہیں کہ وہ اس کو موخر کرے اور حج مفرد کرنے والے کو اجازت ہے کہ وہ اس کو موخر کرے۔ اور جب تم خانہ کعبہ کی زیارت کا رخ کرو تو راستہ میں اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کرو اور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ان کی آل پر درود بھیجو جہاں تک تم سے ممکن ہو اور جب مسجد الحرام کے دروازے پر پہنچو وہاں کھڑے ہو کر کہو۔ اَللّٰهُمَّ أَعِنِّيْ عَلٰى نُسُكِيْ وَ سَلِّمْهُ لِيْ وَسَلِّمْنِيْ مِنْهُ ، أَسْأَلُكَ مَسْأَلَةَ الْعَلِيْلِ الذَّلِيْلِ الْمُعْتَرِفِ بِذَنْبِهٖ أَنْ تَغْفِرَلِيْ ذُنُوْبِيْ وَ أَنْ تُرْجِعَنِيْ بِحَاجَتِيْ ، اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ عَبْدُكَ ، وَ الْبَلَدُ بَلَدُكَ ، وَ الْبَيْتُ بَيْتُكَ ، جِئْتُ أَطْلُبُ رَحْمَتَكَ وَ أَبْتَغِيْ مَرْضَاتَكَ مُتَّبِعاً لِأَمْرِكَ ، رَاضِياً بِقَدْرِكَ ، أَسْأَلُكَ مَسْأَلَةَ الْمُضْطَرِّ إِلَيْكَ الْمُطِيْعِ لِأَمْرِكَ ، الْمُشْفِقِ مِنْ عَذَابِكَ ، الْخَائِفِ لِعُقُوْبَتِكَ ، أَسْأَلُكَ أَنْ تُلَقِّيَنِيْ عَفْوَكَ وَ تُجِيْرَنِيْ بِرَحْمَتِكَ مِنَ النَّارِ (اے اللہ مناسک کے بجا لانے میں میری اعانت فرما اور مجھے اس کے لئے سلامتی دے اور اس کو میرے لئے سلامتی دے۔ بار الہا میں ایک ایسے علیل و ذلیل کی طرح جو اپنے گناہوں کا معترف ہے تجھ سے درخواست کرتا ہوں کہ میرے گناہوں کو بخش دے اور میری حاجتوں کو بر لا۔ اے اللہ میں تیرا بندہ ہوں یہ شہر تیرا شہر ہے یہ گھر تیرا گھر ہے میں یہاں تیری رحمتوں کا طلبگار آیا ہوں، تیری خوشنودی حاصل کرنے آیا ہوں، میں تیرے حکم کی اطاعت کرنے والا اور تیری قدر پر راضی ہوں۔ میں ایک ایسے مضطر و پریشان شخص کی طرح جو تیرے امر کا مطیع اور تیرے عذاب سے ڈرنے والا اور تیری سزا سے خائف ہے سوال کرتا ہوں اور تجھ سے درخواست کرتا ہوں کہ تو مجھے اپنے عفو و کرم تک پہنچا دے اور اپنی مہربانی کے ساتھ مجھے جہنم سے بچادے)

حجر اسود کے پاس آنا

پھر تم حجر اسود کے پاس آؤ اسے بوسہ دو اور اگر تمہارے لئے یہ ممکن نہ ہو تو اپنا ہاتھ اس سے مس کرو اور اپنا ہاتھ چوم لو اور اگر یہ بھی ممکن نہ ہو تو اس کی طرف رخ کرکے اپنے ہاتھ سے اس کی طرف اشارہ کرو اور ہاتھ کو چوم لو اور اللہ اکبر کہو اور وہ دعا پڑھو جو تم نے مکہ پہنچنے اور خانہ کعبہ کا سات مرتبہ طواف کرتے وقت پڑھی تھی اور جس کو میں اس سے پہلے تحریر کر چکا ہوں۔ اس کے بعد مقام ابراہیمؑ کے پاس دو رکعت نماز پڑھو جس کی پہلی رکعت میں سورہ الحمد اور سورہ قل ھو اللہ احد اور دوسری رکعت میں سورہ الحمد اور سورہ قل یا ایھا الکافرون پڑھو پھر حجر اسود کی طرف واپس آؤ اور ممکن ہو تو اس کو بوسہ دو ورنہ اس کو ہاتھ سے مس کرکے اللہ اکبر کہو۔

کوہ صفا کی طرف روانگی

پھر کوہ صفا کی طرف آؤ وہ عمل کرو جو تم نے مکہ پہنچنے کے دن کیا تھا یعنی ان دونوں (پہاڑیوں) صفا و مروہ کے درمیان سات مرتبہ سعی کی تھی اور یہ سعی صفا سے شروع کرو اور مروہ پر ختم کرو جب تم یہ تمام اعمال بجالا چکو گے تو سوائے عورت کے اور تمام چیزیں جو حالت احرام میں تم پر حرام تھیں وہ سب تم پر حلال ہو جائیں گی۔

طواف النساء

پھر تم خانہ کعبہ کی طرف واپس جاؤ اور سات مرتبہ خانہ کعبہ کا طواف کرو یہ طواف النساء ہے پھر مقام ابراہیمؑ کے پاس دو رکعت نماز پڑھو۔ یا مسجد حرام کے اندر جس جگہ چاہو پڑھ لو اب اس کے بعد تم پر عورت بھی حلال ہو جائے گی اور اب تم اپنے سارے مناسک حج سے فارغ ہو گئے سوائے رمی جمرات کے اور جتنی چیزیں تم پر حرام ہو گئی تھیں وہ سب حلال ہو گئیں۔

منیٰ کی طرف واپسی

ایام تشریق کی شبیں سوائے منیٰ کے اور کہیں بسر نہ کرو اگر یہ راتیں منیٰ کے علاوہ کسی اور جگہ بسر کیں تو ہر رات کے لئے تم پر کفارہ میں ایک بکری ذبح کرنا لازم ہوگا۔

اگر تم اول شب میں منیٰ سے نکلے ہو تو نصف شب سے پہلے منیٰ میں واپس آجاؤ اور شب کا باقی حصہ منیٰ میں بسر کرو یا تم (منیٰ کے لئے) مکہ سے نکل چکے ہو۔ لیکن اگر تم طواف اور سعی میں اتنے مشغول رہے کہ مکہ ہی میں صبح ہو گئی تو تم پر کوئی کفارہ نہیں اور اگر تم نصف شب کے بعد منیٰ سے نکلے تو پھر اگر تم کو منیٰ کے علاوہ کسی اور جگہ صبح ہو جائے تو اس میں کوئی ضرر نہیں ہے۔

رمی جمرات

اور تم جمرات کو ہر روز سنگریزے مارو طلوع آفتاب سے لے کر زوال آفتاب تک کے درمیان اور جو وقت زوال آفتاب سے زیادہ قریب ہوگا وہ افضل ہوگا۔

اور اول نہار سے آخر نہار تک کی بھی رخصت کی ہدایت کی گئی ہے۔

اور تم پتھر مارتے وقت وہی کہو جو جمرہ عقبہ کو پتھر مارنے کے دن کہہ چکے ہو۔ اور پہلے جمرہ اول سے شروع کرو اس کو سات پتھر اس کے سامنے کی طرف سے مارو اوپر کی طرف سے نہیں پھر راستے کے بائیں جانب کھڑے ہو کر حمد و ثنائے الٰہی

بجا لاؤ اور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ اور ان کی آل پر درود بھیجو پھر تھوڑا سا آگے بڑھو اور اللہ تعالیٰ سے دعا مانگو کہ وہ تمہارا یہ عمل قبول کرے پھر تھوڑا آگے بڑھو اور دعا مانگو پھر آگے بڑھو اور جمرہ وسطیٰ کے لئے بھی ایسا ہی کرو سات پتھر مارو اور وہی کرو جو اول کے لئے کیا تھا اور اس کے پاس تھوڑا بڑھو اور دعا مانگو تیسرے جمرہ کی طرف سکون و وقار کے ساتھ چلو اور اسے بھی سات پتھر مارو اور وہاں نہ ٹھہرو۔

ایام تشریق کی تکبیر

عید اضحیٰ میں تکبیر اور قربانی کے اندر نماز ظہر سے لے کر چوتھے دن کی نماز صبح تک (یعنی ۱۰-۱۱-۱۲-۱۳) کل پندرہ نمازوں میں ہوگی یہ صرف منیٰ میں ہوگی اور دیگر مقامات پر دس نمازوں میں ہوگی یعنی قربانی کے دن ظہر کی نماز سے لیکر تیسرے دن (۱۰-۱۱-۱۲) صبح کی نماز تک، اور تم تکبیر میں یہ کہو گے۔ اَللّٰہُ اَکْبَرُ، اَللّٰہُ اَکْبَرُ، لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ، وَ اللّٰہُ اَکْبَرُ، اَللّٰہُ اَکْبَرُ، وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ، اَللّٰہُ اَکْبَرُ عَلٰی مَا ھَدَانَا، وَ الْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی مَا اَبْلَانَا، وَ اللّٰہُ اَکْبَرُ عَلٰی مَا رَزَقَنَا مِنْ بَھِیْمَۃِ الْاَنْعَامِ۔ (اللہ سب سے بڑا ہے، اللہ سب سے بڑا ہے، نہیں ہے کوئی اللہ سوائے اس اللہ کے اور اللہ سب سے بڑا ہے اللہ سب سے بڑا ہے اور اللہ ہی کے لئے ہر طرح کی حمد ہے اللہ سب سے بڑا ہے اس بات پر کہ اس نے ہم لوگوں کی ہدایت کی اور اللہ کی حمد اس بات پر کہ اس نے ہم لوگوں کو آزمایا اور اللہ سب سے بڑا ہے اس بات پر کہ اس نے ہم لوگوں کو چوپایوں کے گوشت سے رزق دیا۔)

منیٰ سے واپسی

اور جب قربانی کے دن سے چوتھے دن (۱۳ ذی الحجہ کو) منیٰ سے واپسی کا ارادہ کرو تو آفتاب کے طلوع ہونے کے بعد جس وقت چاہو واپس ہو کوئی حرج نہیں رمی قبل زوال کرو یا بعد زوال۔ اور جب تم پہلی واپسی یعنی ۱۲ ذی الحجہ کو (منیٰ سے) واپس ہو تو زوال آفتاب کے بعد واپس ہو۔ زوال آفتاب سے قبل واپس ہونا تمہارے لئے جائز نہیں اور اگر تم منیٰ میں غروب آفتاب تک مقیم رہے تو اب تمہارے لئے منیٰ سے نکلنا جائز نہیں اب تمہارے اوپر چوتھے دن تک قیام درست ہے اور یہ آخری کوچ ہے۔ یہاں سے تہلیل و تمجید اور دعائیں کرتے ہوئے مکہ کی جانب چلو اور جب مسجد نبیؐ یعنی مسجد حصباء پہنچو اور اس میں داخل ہو تو پشت کے بل بقدر استراحت لیٹ رہو۔ مگر جو پہلے کوچ میں روانہ ہو اس کے لئے وہاں لیٹنا ضروری نہیں ہے۔

دخول مکہ

پھر تم پر لازم ہے کہ انتہائی سکون اور وقار کے ساتھ مکہ میں داخل ہو تم پر حج اور عمرے میں جو کچھ لازم تھا اس سے فراغت پاگئے اب تم ایک درھم کی کھجوریں خرید کر اسے تصدق کر دو تاکہ احرام کی حالت میں جو کوتاہیاں تم سے لاعلمی میں سرزد ہوئی ہیں ان کا کفارہ ہو جائے۔

دخول کعبہ

اب اگر تم خانہ کعبہ میں داخل ہونا چاہتے ہو تو داخل ہو اور نہیں چاہتے تو نہ داخل ہو لیکن اگر تم نے اس سے پہلے کوئی حج نہیں کیا تھا (یہ پہلا حج ہے) تو تمہارے لئے اس میں داخل ہونا لابدی اور ضروری ہے اور داخل ہونے سے پہلے غسل کرو پھر داخل ہوتے وقت یہ کہو۔ اَللّٰهُمَّ اِنَّکَ قُلْتَ فِیْ کِتَابِکَ، وَ مَنْ دَخَلَهٗ کَانَ آمِناً، فَآمِنِّیْ مِنْ عَذَابِکَ عَذَابَ النَّارِ (اے اللہ تو نے اپنی کتاب میں ارشاد کیا کہ جو اس میں داخل ہوا اس نے امن پایا تو اپنے عذاب یعنی جہنم کے عذاب سے مجھے امن دیدے)

پھر دونوں ستونوں کے درمیان سرخ ٹائل کے بنے ہوئے فرش پر دو رکعت نماز پڑھو پہلی رکعت میں الحمد اور حم سجدہ اور دوسری رکعت میں سورہ الحمد اور قرآن مجید کی چند آیات۔ اور اس کے ہر گوشے میں نماز پڑھو۔ پھر یہ دعا پڑھو۔

اَللّٰهُمَّ مَنْ تَهَیَّاَ اَوْ تَعَبَّاَ اَوْ اَعَدَّ اَوِ اسْتَعَدَّ لِوِفَادَةٍ اِلٰی مَخْلُوْقٍ رَجَاءَ رِفْدِهٖ وَ نَوَافِلِهٖ وَ جَوَائِزِهٖ فَاِلَیْکَ یَا سَیِّدِیْ تَهْیِئَتِیْ وَ تَعْبِئَتِیْ وَ اِعْدَادِیْ وَ اسْتِعْدَادِیْ رَجَاءَ رِفْدِکَ وَ نَوَافِلِکَ وَ جَائِزَتِکَ فَلَا تُخَیِّبِ الْیَوْمَ رَجَائِیْ، یَا مَنْ لَا یَخِیْبُ عَلَیْهِ سَائِلٌ، وَلَا یَنْقُصُهٗ نَائِلٌ، وَلَا یَبْلُغُ مِدْحَتَهٗ قَائِلٌ، فَاِنِّیْ لَمْ آتِکَ بِعَمَلٍ صَالِحٍ قَدَّمْتُهٗ، وَلَا شَفَاعَةِ مَخْلُوْقٍ رَجَوْتُهَا، لٰکِنِّیْ اَتَیْتُکَ مُقِرّاً بِالظُّلْمِ وَ الْاِسَاءَةِ عَلٰی نَفْسِیْ، اَتَیْتُکَ بِلَا حُجَّةٍ وَلَا عُذْرٍ، فَاَسْاَلُکَ یَا مَنْ هُوَ کَذٰلِکَ اَنْ تُعْطِیَنِیْ مُنْیَتِیْ وَ تُقَلِّبَنِیْ بِرَحْمَتِکَ وَلَا تَرُدَّنِیْ مَحْرُوْماً وَلَا خَائِباً یَا عَظِیْمُ یَا عَظِیْمُ یَا عَظِیْمُ اَرْجُوْکَ لِلْعَظِیْمِ اَسْاَلُکَ یَا عَظِیْمُ اَنْ تَغْفِرَ لِیَ الذَّنْبَ الْعَظِیْمَ، فَاِنَّهٗ لَا یَغْفِرُ الذَّنْبَ الْعَظِیْمَ اِلَّا الْعَظِیْمُ، (اے اللہ کوئی شخص کسی مخلوق کے پاس اس سے انعام واکرام وہدیہ وتحفہ کے لئے تہیہ کرتا ہے، سامان کرتا ہے، تیاری کرتا ہے یا مستعد ہوتا ہے (تو وہ ہوا کرے) مگر اے میرے مالک میرا تہیہ میرا ارادہ میری تیاری اور میری مستعدی تو اس امید پر ہوئی ہے کہ میں تیری بارگاہ پر پہنچ کر انعام واکرام وہدیہ وجائزہ لوں گا لہٰذا آج تو میری امیدوں پر پانی نہ پھیر۔ اے وہ ذات جو کسی سائل کو محروم نہیں کرتا جو اپنے عطیہ وبخشش میں کمی نہیں کرتا۔ اور کوئی تعریف کرنے والا اس کی تعریف کے حق کو ادا نہیں کر سکتا۔ میں کوئی عمل خیر تیری بارگاہ میں پہلے سے بھیج کر نہیں آیا ہوں اور نہ اس امید پر آیا ہوں کہ کوئی مخلوق

تیری بارگاہ میں میری سفارش کردیگی۔ بلکہ میں اپنے گناہوں کا اقرار کرتے ہوئے اور اپنے نفس کو برا سمجھتے ہوئے حاضر ہوا ہوں اور میں آیا تو ہوں مگر میرے پاس نہ کوئی حجت و دلیل ہے نہ کوئی عذر و معذرت۔ پس اے وہ ذات جو اس شان کی ہے میں تجھ سے ملتجی ہوں کہ تو میری امیدوں کو برلا، اور اپنی مہربانی سے میرے حالات کو بدل دے اور مجھے محروم و ناکامیاب واپس نہ کر۔ اے عظیم اے عظیم اے عظیم میں تجھ سے عظیم بات کی توقع رکھتا ہوں اے عظیم میں تجھ سے درخواست کرتا ہوں کہ تو میرے عظیم گناہوں کو معاف کردے اس لئے کہ عظیم گناہوں کو صرف عظیم ذات ہی معاف کرتی ہے]

اور جوتا اور موزہ پہن کر اندر داخل نہ ہو اور نہ اس میں تھوکو اور نہ اس میں اپنی ناک صاف کرو۔

خانہ کعبہ سے وداع و رخصت ہونا

اور جب تم خانہ کعبہ سے رخصت ہونا چاہو تو اس کا سات مرتبہ طواف کرو اور دو رکعت نماز حرم کے اندر جہاں بھی چاہو پڑھو۔ پھر حطیم کے پاس آؤ اور حطیم خانہ کعبہ کے دروازے اور حجر اسود کے درمیان کا حصہ ہے۔ پھر کھڑے ہو کر خانہ کعبہ کے پردے کو پکڑو اور حمد و ثنائے الہٰی بجالاؤ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود بھیجو پھر کہو۔

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ عَبْدُکَ وَ ابْنُ عَبْدِکَ وَ ابْنُ اَمَتِکَ ، حَمَلْتَهٗ عَلٰی دَوَابِّکَ وَ سَیَّرْتَهٗ فِیْ بِلَادِکَ وَ اَقْدَمْتَهُ الْمَسْجِدَ الْحَرَامِ ، اَللّٰھُمَّ وَ قَدْ کَانَ فِیْ اَمَلِیْ وَ رَجَائِیْ اَنْ تَغْفِرَلِیْ فَاِنْ کُنْتَ یَارَبِّ قَدْ فَعَلْتَ ذٰلِکَ فَازْدَدْ عَنِّیْ رِضًا وَ قَرِّبْنِیْ اِلَیْکَ زُلْفٰی ، وَ اِنْ لَمْ تَکُنْ فَعَلْتَ یَارَبِّ ذٰلِکَ فَمِنَ الْاٰنَ فَاغْفِرْلِیْ قَبْلَ اَنْ تَنَاءَیٰ دَارِیْ عَنْ بَیْتِکَ غَیْرَ رَاغِبٍ عَنْهُ وَ لَا مُسْتَبْدِلٍ بِهٖ ، ھٰذَا اَوَانُ انْصِرَافِیْ اِنْ کُنْتَ قَدْ اَذِنْتَ لِیْ ، اَللّٰھُمَّ فَاحْفَظْنِیْ مِنْ بَیْنِ یَدَیَّ وَ مِنْ خَلْفِیْ وَ مِنْ تَحْتِیْ وَ مِنْ فَوْقِیْ وَ عَنْ یَمِیْنِیْ وَ عَنْ شِمَالِیْ حَتّٰی تُقْدِمَنِیْ اَھْلِیْ صَالِحًا ، فَاِذَا اَقْدَمْتَنِیْ اَھْلِیْ فَلَا تَتَخَلَّ مِنِّیْ وَ اکْفِنِیْ مَؤُوْنَةَ عِیَالِیْ وَ مَؤُوْنَةَ خَلْقِکَ [اے اللہ میں تیرا بندہ اور تیرے بندے کا فرزند اور تیری کنیز کا فرزند ہوں، تیری (پیدا کی ہوئی) سواری پر سوار ہوا ہوں میں اس کو تیرے مختلف شہروں میں پھراتا ہوا مسجد حرام میں لایا ہوں اے اللہ اس آرزو اور اس امید میں آیا ہوں کہ تو میرے گناہوں کو بخش دے گا اے پروردگار اگر تو نے ایسا کردیا ہے تو میری طرف سے اپنی رضا و خوشنودی میں اضافہ فرما اور مجھے اپنا مزید تقرب عطا فرما اور اگر تو نے ایسا نہیں کیا ہے تو اب مجھے بخش دے قبل اس کے کہ میں اپنے گھر کا رخ کروں تیرے گھر سے بغیر منہ موڑے اور رخ بدلے ہوئے۔ اگر تو نے مجھے واپسی کی اجازت دیدی ہے اب میری واپسی کا وقت ہے اے اللہ! تو میرے سامنے سے میرے پیچھے سے میرے نیچے سے اور میرے اوپر سے اور میرے دائیں سے اور میرے بائیں سے میری حفاظت فرما تاکہ میں اپنے اہل و عیال میں بخیر و عافیت پہنچ جاؤں اور تو میرے اہل و عیال کے اخراجات کو پورا کرنا اور ان لوگوں کے اخراجات کو پورا کرنا جو تیری مخلوق ہیں]

اور جب حناطوں (گیہوں فروشوں) کے دروازے پر پہنچو تو اپنا رخ قبلہ کی طرف کر کے سر بسجدہ ہو جاؤ اور اللہ سے دعا

کرو کہ وہ تمہاری طرف سے اس کو قبول کرے اور اس کو تمہاری طرف سے آخری حج نہ قرار دے اور وہاں سے گزرتے ہوئے یہ کہو۔ آئِبُوْنَ تَائِبُوْنَ حَامِدُوْنَ لِرَبِّنَا شَاکِرُوْنَ اِلَی اللّٰہِ رَاغِبُوْنَ، وَاِلَی اللّٰہِ رَاجِعُوْنَ، وَصَلَّی اللّٰہُ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّآلِہٖ وَسَلَّمَ کَثِیْراً، وَحَسْبُنَا اللّٰہُ وَنِعْمَ الْوَکِیْلُ (ہم لوگ واپس آنے والے ہیں توبہ کرنے والے اور حمد کرنے والے ہیں اور اپنے رب کے شکر گزار ہیں اللہ کی طرف رغبت رکھنے والے ہیں اور اللہ ہی کی طرف واپس جانے والے ہیں اور اللہ تعالیٰ محمدؐ اور ان کی آل پر بہت بہت رحمتیں نازل فرمائے اور ہمارے لئے اللہ کافی ہے اور وہ بہترین سرپرست ہے۔)

مکہ سے ابتدا اور مدینہ پر اختتام

(۳۱۳۸) ہشام بن مثنیٰ نے سدیر سے اور انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ تم لوگ مکہ سے ابتدا کرو اور ہم لوگوں کے پاس آکر اختتام کرو۔

(۳۱۳۹) عمر بن اُذینہ نے زرارہ سے اور انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ لوگوں کو حکم دیا گیا ہے کہ ان پتھروں تک آئیں اور ان کا طواف کریں پھر ہم لوگوں کے پاس آئیں اور اپنی ولایت و دوستی کا ثبوت دیں اور ہم لوگوں کے سامنے اپنی نصرت پیش کریں۔

(۳۱۴۰) اور ہمارے اصحاب میں سے کسی نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے دریافت کیا کہ مکہ سے ابتدا کی جائے یا مدینہ سے؟ تو آپؑ نے فرمایا کہ مکہ سے ابتدا کرو اور مدینہ پر ختم کرو اس لئے کہ یہ افضل و بہتر ہے۔

اس کتاب کے مصنف علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ مندرجہ بالا احادیث ان لوگوں کے لئے وارد ہوئی ہیں جن کو اختیار حاصل ہو کہ وہ جہاں سے چاہیں ابتداء کریں مکہ سے ابتداء کریں یا مدینہ سے لیکن جو شخص کسی ایک راستہ کا پابند بنایا جائے کہ چاہے تو قبول کرے اور چاہے انکار کردے تو اس میں وہ مختار نہیں سمجھا جائے گا۔ اور اگر اس کو مدینہ کے راستے لے جایا جائے تو پھر وہ (مکہ سے شروع کرنے کے بدلے) مدینہ سے شروع کرے گا۔ اور افضل اس کے لئے یہی ہے کہ وہ مدینہ سے شروع کرے اس لئے کہ مدینہ میں داخل ہونا اور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ائمہ طاہرین کی قبور کی زیارت کو چھوڑ دینا اور اس امر کا انتظار کرنا کہ واپسی میں زیارت کریں گے اس کے لئے جائز نہیں اس لئے کہ کبھی کبھی واپسی کی نوبت نہیں آتی یہی اس حدیث کا مطلب ہے۔

(۳۱۴۱) صفوان نے عیص بن قاسم سے روایت کی ہے اس کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کے کوفہ سے جانے والے حاجیوں کے متعلق دریافت کیا کہ ان کے لئے مدینہ سے ابتدا کرنا افضل ہے یا مکہ سے تو آپؑ نے ارشاد فرمایا مدینہ سے۔

مسجد غدیر میں نماز

اور جب تم غدیر خم کی مسجد تک پہنچو تو اس کے اندر جاؤ اور اس میں جتنی چاہو نماز پڑھو۔

(۳۱۴۲) اس لئے کہ احمد بن محمد بن ابی نصر نے ابان سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ مسجد غدیر میں نماز پڑھنا مستحب ہے اس لئے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وہاں حضرت امیر المومنین علیہ السلام کو اپنا جانشین مقرر فرمایا اور یہ وہ مقام ہے کہ جہاں اللہ تعالیٰ نے حق کو ظاہر فرمایا۔

(۳۱۴۳) صفوان نے عبدالرحمن بن حجاج سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت ابو ابراہیم علیہ السلام سے مسجد غدیر میں دن کے وقت حالت سفر میں نماز کے متعلق دریافت کیا تو آپؑ نے فرمایا کہ اس میں نماز پڑھو اس لئے کہ اس میں نماز پڑھنے کی فضیلت ہے اور میرے پدر بزرگوار اس کا حکم دیا کرتے تھے۔

(۳۱۴۵) حسان جمال سے روایت کی گئی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے ایک مرتبہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو اپنے کرایہ کے اونٹ پر مدینہ سے مکہ جانے کے لئے بٹھایا جب ہم لوگ مسجد غدیر پہنچے تو آپؑ نے مسجد کے بائیں طرف نظر ڈالی اور فرمایا یہی وہ جگہ ہے جہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کھڑے ہو کر فرمایا تھا من کنت مولاہ فعلی مولاہ (کہ میں جس کا مولا ہوں، اس کے علیؑ مولا ہیں۔) پھر دوسری جانب نظر ڈالی اور فرمایا یہ وہ جگہ ہے جہاں منافقین کے خیمے اور سالم مولیٰ ابی حذیفہ وابی عبیدہ جراح کے خیمے تھے جب ان لوگوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ وہ حضرت علی علیہ السلام کو اپنے ہاتھوں پر بلند کئے ہوئے ہیں تو ان میں سے کسی نے کہا ذرا ان کی آنکھوں کو تو دیکھو اس طرح گردش کر رہی ہیں جیسے کسی مجنوں کی آنکھیں ہوں پس حضرت جبریل یہ آیت لیکر نازل ہوئے و ان یکاد الذین کفروا لیز لقونک بابصارھم لما سمعوا الذکر و یقولون انہ لمجنون و ماھو الا ذکر للعالمین (سورہ القلم ۵۲-۵۱) (اور یہ جھٹلانے والے جب ذکر کو سنتے ہیں تو تمہیں گھور گھور کر اس طرح دیکھتے ہیں جیسے یہ لوگ اپنی نگاہوں سے تمہیں راہ راست سے ضرور پھسلا دیں گے اور کہتے ہیں کہ یہ شخص تو مجنوں دیوانہ ہے مگر وہ تو ذکر ہے سارے جہانوں کے لئے۔)

مسجد معرس النبی میں نزول

(۳۱۴۵) معاویہ بن عمار سے روایت ہے ان کا بیان ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ جب تم مکہ سے مدینہ کی طرف واپس ہو رہے ہو اور مدینہ کی طرف واپسی میں تم ذی الحلیفہ پہنچو تو مسجد معرس النبی میں آؤ (جو مدینہ سے ایک فرسخ کے فاصلے پر مسجد شجرہ کے قریب ہے) اگر کسی نماز واجب یا مستحب کا وقت ہے تو اس میں نماز پڑھو اور اگر کسی نماز کا وقت نہیں ہے تو تھوڑی دیر وہاں ٹھہرو اس لئے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وہاں آرام فرمایا کرتے اور نماز پڑھا کرتے تھے۔

(۳۱۴۶) علی بن مہزیار نے روایت کی ہے محمد بن قاسم بن فضیل سے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت ابو الحسن علیہ السلام سے عرض کیا کہ مولا میں آپؑ پر قربان جب ہم لوگوں کا اونٹ والا ہم لوگوں کو لے کر چلتا ہے تو معرس النبی میں نہیں ٹھہرتا تو آپؑ نے فرمایا تم لوگوں پر لازم ہے کہ معرس النبی کی طرف واپس جاؤ چنانچہ ہم لوگ اس طرف واپس گئے۔

(۳۱۴۷) اور عیص بن قاسم نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے معرس النبی میں غسل کے متعلق دریافت کیا تو آپ نے فرمایا وہاں تم پر غسل لازم نہیں ہے تعریس (پڑاؤ) کا مطلب یہ ہے کہ تم وہاں نماز پڑھو اور ایک شب یا ایک دن آرام کرو۔

(۳۱۴۸) زرارہ بن اعین نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مدینہ منورہ کی دونوں سرحدوں کے درمیان شکار حرام قرار دیا ہے اور اس کے اطراف لمبائی اور چوڑائی میں ایک برید کی مسافت تک کسی پودے کو اکھیڑنے یا کسی درخت کو کاٹنے کو حرام کیا ہے سوائے آب پاشی کے لئے لکڑی کاٹنے کے۔

(۳۱۴۹) اور یہ بھی روایت کی گئی ہے کہ اس کی دونوں سرحدوں سے مراد وہ قطعہ ہے جس کو سیاہ پتھروں نے گھیرا ہوا ہے۔

(۳۱۵۰) اور ایک دوسری روایت ایک خبر میں ہے کہ اس کی دونوں سرحدیں صورین اور ثنیہ کے درمیان ہیں اور جس مقام کے درختوں کے کاٹنے کو حرام قرار دیا وہ کوہ عائر اور کوہ وعیر کے سایوں کے درمیان کا حصہ ہے اور ان ہی درختوں کے کاٹنے کو آپ نے حرام قرار دیا ہے اور یہاں کا شکار مکہ کے شکار کے مانند نہیں اس لئے کہ مکہ کے شکار کا کھانا بھی حرام ہے اور یہاں کے شکار کا کھانا حرام نہیں ہے۔

(۳۱۵۱) اور ابو بصیر نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے ارشاد فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مدینہ کے جن حدود کو حرام کیا وہ کوہ رباب سے واقم اور عریض و نقب تک مکہ کی جانب سے ہے۔

(۳۱۵۲) اور عبداللہ بن سنان کی روایت میں ہے جو انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ مدینہ کے حدود میں سے وہی شکار حرام ہے جو حرہ واقم اور حرہ وبرہ کے درمیان کیا جائے۔

(۳۱۵۳) اور یونس بن یعقوب نے آنجناب علیہ السلام سے دریافت کیا کہ کیا حرم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں بھی ہم پر وہ تمام چیزیں حرام ہیں جو چیزیں ہم پر حرم اللہ میں حرام ہیں۔آپؑ نے فرمایا کہ نہیں۔

(۳۱۵۴) ابان نے ابو العباس یعنی فضل بن عبدالملک سے روایت کی ہے راوی کا بیان ہے کہ میں نے ایک مرتبہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا کہ رسول اللہ صلی علیہ وسلم نے مدینہ حرم قرار دیا ہے؟ آپؑ نے فرمایا ہاں

ایک برید کی مسافت لمبائی اور چوڑائی کے اندر آپؐ نے درخت وغیرہ کا کاٹنا حرام قرار دیا ہے میں نے عرض کیا اور اس حد میں شکار؟ آپؑ نے فرمایا نہیں لوگ غلط کہتے ہیں۔

(۳۱۵۵) اور جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (مکہ سے ہجرت کرکے) مدینہ میں داخل ہوئے تو دعا کی کہ اے اللہ تو مدینہ کی محبت میرے دل میں ویسے ہی ڈال دے جیسی محبت مکہ کی میرے دل میں ہے یا اس سے بھی زیادہ اور تو یہاں کے صاع اور مد (وزن کے دو پیمانے) میں برکت عطا فرما۔ اور یہاں سے بیماری اور وباء کو جحفہ تک باہر نکال دے۔

(۳۱۵۶) اور روایت کی گئی ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ایک مرتبہ دجال کا تذکرہ کیا تو فرمایا کہ کوئی سرزمین ایسی نہ بچے گی جس پر وہ قدم نہ رکھے سوائے مکہ اور مدینہ کی سرزمین کے اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے ان دونوں کی تمام راہوں اور دروں پر ملک بٹھا دیئے ہیں جو ان دونوں کی طاعون اور دجال سے حفاظت کرتے ہیں اور اللہ توفیق دینے والا ہے۔

جو شخص حج کو جائے اور نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی زیارت کو نہ جائے اور جو شخص مکہ یا مدینہ میں مرجائے اس کے لئے حدیث میں کیا آیا ہے۔

(۳۱۵۷) محمد بن سلیمان دیلمی نے ابراہیم بن ابی حجر اسلمی سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے بیان فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جو شخص حج کے لئے مکہ آئے اور مدینہ میری زیارت کے لئے نہ آئے قیامت کے دن میں اس کے ساتھ بے رخی سے پیش آؤں گا۔ اور جو میری زیارت کو آئے گا اس کی شفاعت مجھ پر لازم ہوگی اور جس کی شفاعت مجھ پر لازم ہوگی اس کے لئے جنت بھی لازم ہوگی۔

اور جو شخص مکہ و مدینہ ان دونوں حرموں میں سے کسی ایک جگہ بھی مرے گا اس کی نہ پیشی ہوگی اور نہ اس کا حساب کتاب ہوگا وہ راست اللہ کی طرف مہاجر بن کر مرے گا اور قیامت کے دن اس کا حشر اصحاب بدر کے ساتھ ہوگا۔

مدینہ میں حاضری

جب تم مدینہ میں داخل ہو تو داخلہ سے پہلے یا داخل ہوتے وقت غسل کرو پھر قبر نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آؤ اور مسجد میں باب جبرئیل سے داخل ہو اور داخل ہوتے وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سلام کرو پھر قبر کے گوشہ میں اور قبر کے سامنے جو ستون ہے وہاں قبلہ رو ہو کر کھڑے ہو جاؤ اس طرح کہ تمہارا بایاں کاندھا قبر کی طرف اور دایاں کاندھا منبر سے ملا ہوا ہو اس لئے کہ یہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سر اقدس کی جگہ ہے پھر کہو:

اَشْهَدُ اَنْ لَااِلٰهَ اِلَّااللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ، وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّداً عَبْدُهُ وَ رَسُوْلُهُ، وَ اَشْهَدُ اَنَّكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ، وَ اَشْهَدُ اَنَّكَ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ، وَ اَشْهَدُ اَنَّكَ قَدْ بَلَّغْتَ رِسَالَاتِ رَبِّكَ وَ نَصَحْتَ لِاُمَّتِكَ وَ جَاهَدْتَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ، وَ عَبَدْتَ اللّٰهَ مُخْلِصاً حَتّٰى اَتَاكَ الْيَقِيْنُ، وَدَعَوْتَ اِلٰى سَبِيْلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَ الْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ وَ اَدَّيْتَ الَّذِيْ عَلَيْكَ مِنَ الْحَقِّ، وَ اَنَّكَ قَدْ رَؤُفْتَ بِالْمُؤْمِنِيْنَ وَ غَلُظْتَ عَلَى الْكَافِرِيْنَ فَبَلَّغَ اللّٰهُ بِكَ اَشْرَفَ مَحَلِّ الْمُكَرَّمِيْنَ، اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ اسْتَنْقَذَنَا بِكَ مِنَ الشِّرْكِ وَ الضَّلَالَةِ، اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ صَلَوَاتِكَ وَ صَلَوَاتِ مَلَائِكَتِكَ الْمُقَرَّبِيْنَ وَ عِبَادِكَ الصَّالِحِيْنَ وَ اَنْبِيَائِكَ الْمُرْسَلِيْنَ وَ اَهْلِ السَّمَاوَاتِ وَ الْاَرَضِيْنَ وَ مَنْ سَبَّحَ لَكَ يَا رَبَّ الْعَالَمِيْنَ مِنَ الْاَوَّلِيْنَ وَ الْاٰخِرِيْنَ عَلٰى مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَ رَسُوْلِكَ وَ نَبِيِّكَ وَ اَمِيْنِكَ وَ نَجِيِّكَ وَ حَبِيْبِكَ وَ صَفِيِّكَ وَ خَاصَّتِكَ وَ صَفْوَتِكَ مِنْ بَرِيَّتِكَ وَ خَيْرَتِكَ مِنْ خَلْقِكَ، اَللّٰهُمَّ وَ اَعْطِهِ الدَّرَجَةَ وَ الْوَسِيْلَةَ مِنَ الْجَنَّةِ وَ ابْعَثْهُ مَقَاماً مَحْمُوْداً يَغْبِطُهُ بِهِ الْاَوَّلُوْنَ وَ الْاٰخِرُوْنَ، اَللّٰهُمَّ اِنَّكَ قُلْتَ وَ قَوْلُكَ الْحَقُّ: وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْا اَنْفُسَهُمْ جَآؤُكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَ اسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّاباً رَّحِيْماً، وَ اِنِّيْ اَتَيْتُ نَبِيَّكَ مُسْتَغْفِراً تَائِباً مِنْ ذُنُوْبِيْ، يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّيْ اَتَوَجَّهُ بِكَ اِلَى اللّٰهِ رَبِّيْ وَ رَبِّكَ لِيَغْفِرَ لِيْ ذُنُوْبِيْ (میں گواہی دیتا ہوں کہ نہیں ہے کوئی اللہ سوائے اسی اللہ کے وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں۔ اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کے عبد خاص اور اس کے رسول ہیں۔ اور میں گواہی دیتا ہوں کہ بیشک آپ اللہ کے رسول ہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ محمد بن عبداللہ ہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ نے اپنے رب کی رسالتوں کو پہنچایا اور اپنی امت کو نصیحت کی اور راہ خدا میں جہاد فرمایا اور آخر وقت تک خلوص کے ساتھ عبادت کی اور حکمت اور دل نشین وعظ و پند کے ساتھ لوگوں کو (دین خدا کی طرف) بلایا اور خدائے برحق کی طرف سے جو آپ پر فرض تھا اسے ادا کر دیا اور بیشک آپ نے مومنین پر لطف و مہربانی فرمائی اور کافروں پر سختی کی پس خدا نے آپ کو اپنے مکرم بندوں سے بھی افضل و اشرف درجہ پر پہنچایا۔ ساری حمد ہے اس اللہ کے لئے جس نے ہمیں آپ کے ذریعہ شرک و گمراہی سے بچایا۔ اے اللہ تو اپنی طرف سے اور اپنے ملائکہ مقربین کی طرف سے اپنے صالح بندوں کی طرف سے اپنے انبیاء مرسلین کی طرف سے زمین و آسمان کے رہنے والوں کی طرف سے اولین و آخرین کی طرف سے اور اے رب العالمین ان سب کی طرف سے جو تیری تسبیح کرتے ہیں: اپنے بندے، اپنے نبی اپنے امین اپنے نجی اپنے حبیب اپنے صفی اپنے خاص الخاص تیری مخلوق میں منتخب اور تیرے بہترین بندے یعنی محمدؐ پر درود بھیج اے اللہ تو ان کو بلند درجہ عطا فرما اور ان کو ہمارے لئے جنت میں جانے کا وسیلہ قرار دے اور ان کو اس مقام محمود پر مبعوث فرما جس کو دیکھ کر اولین و آخرین کے لوگ رشک کریں۔ اے اللہ تو نے کہا ہے اور تیرا قول حق ہے کہ ولو انھم اذ ظلموا انفسھم جآؤک فاستغفروا اللّٰہ و استغفرلھم الرسول لوجدو اللّٰہ توابا رحیماً) سورہ النساء ۶۴۔ (یعنی اے رسول جب ان لوگوں نے نافرمانی کر کے اپنے نفسوں پر ظلم کیا تھا اگر تمہارے پاس چلے آتے اور خدا سے معافی مانگتے اور (اے رسول) تم

بھی ان کی مغفرت چاہتے تو بیشک وہ خدا کو بڑا توبہ قبول کرنے والا مہربان پاتے۔ اور میں تیرے نبی کے پاس اپنے گناہوں کی مغفرت چاہنے اور توبہ کرنے کے لئے آیا ہوں۔ اے اللہ کے رسول میں آپ کو وسیلہ بنا کر اس اللہ کی طرف متوجہ ہوں جو میرا بھی رب ہے اور آپ کا بھی رب ہے تاکہ وہ میرے تمام گناہوں کو بخش دے۔]

اور اگر تمہاری کوئی حاجت ہو تو نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبر کو اپنے کاندھے کے پیچھے رکھ کر قبلہ رُو ہو جاؤ اپنے دونوں ہاتھ اٹھاؤ اور اپنی حاجت طلب کرو پھر تم زیادہ اس امر کے لائق ہوگے کہ تمہاری دعا قبول کرلی جائے ان شاء اللہ تعالیٰ پھر اس سبز و پتلے اور چوڑے پتھر سے جو قبر کے پاس ہے اپنے پشت سے ٹیک لگاؤ اور قبلہ رُو ہو کر یہ کہو۔

اَللّٰهُمَّ اِلَيْکَ اَلْجَاْتُ اَمْرِيْ وَ اِلٰی قَبْرِ مُحَمَّدٍ عَبْدِکَ وَ رَسُوْلِکَ صَلَوَاتُکَ عَلَيْهِ وَ آلِهٖ اَسْنَدْتُ ظَهْرِيْ وَ الْقِبْلَةَ الَّتِيْ رَضِيْتَ لِمُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ آلِهٖ وَ سَلَّمَ اسْتَقْبَلْتُ، اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَصْبَحْتُ لَا اَمْلِکُ لِنَفْسِيْ خَيْرَ مَا اَرْجُوْ لَهَا، وَ لَا اَدْفَعُ عَنْهَا شَرَّ مَا اَحْذَرُ عَلَيْهَا، وَ اَصْبَحَتِ الْاُمُوْرُ بِيَدِکَ، فَلَا فَقِيْرَ اَفْقَرُ مِنِّيْ اِنِّيْ لِمَا اَنْزَلْتَ اِلَيَّ مِنْ خَيْرٍ فَقِيْرٌ، اَللّٰهُمَّ ارْدُدْنِيْ مِنْکَ بِخَيْرٍ، لَا رَادَّ لِفَضْلِکَ، اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُ بِکَ مِنْ اَنْ تُبَدِّلَ اِسْمِيْ، وَ اَنْ تُغَيِّرَ جِسْمِيْ، اَوْ تُزِيْلَ نِعْمَتَکَ عَنِّيْ، اَللّٰهُمَّ زَيِّنِّيْ بِالتَّقْوٰى، وَ جَمِّلْنِيْ بِالنِّعَمِ، وَ اغْمُرْنِيْ بِالْعَافِيَةِ، وَ ارْزُقْنِيْ شُکْرَکَ [اے اللہ میں نے اپنا معاملہ تیرے سامنے پیش کردیا ہے اور تیرے بندے اور تیرے رسول محمد صلی اللہ علیہ وآلہ کی قبر پر اپنے پشت کی ٹیک لگالی ہے اور اس قبلہ کی طرف رخ کیا ہے جس کو تو نے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ کے لئے قبلہ ہونا پسند فرمایا ہے پروردگار میں اس حال میں ہوں کہ جو خیر و بہتری میں اپنی ذات کے لئے چاہتا ہوں اس پر مجھے اختیار نہیں اور جو بدی و شر میں اپنی ذات سے دور کرنا چاہتا ہوں وہ دور نہیں کرسکتا اور سارے امور تیرے دست قدرت میں ہیں اور کوئی بھی فقیر مجھ سے زیادہ فقیر محتاج نہیں۔ انی لما انزلت الی من خیر فقیر (سورہ قصص آیت ۲۴) (پروردگار اس وقت جو بھی نعمت تو میرے پاس بھیج دے میں اس کا سخت حاجتمند ہوں) پروردگار مجھے اپنے پاس سے خیر و بھلائی دیکر واپس کر تیرے فضل و کرم کا کوئی روکنے والا نہیں۔ پروردگار میں تیری پناہ چاہتا ہوں اس بات سے کہ تو میرے نام کو تبدیل کردے اور جسم کو متغیر کردے یا وہ نعمتیں جو تو نے مجھے دی ہیں ان کو زائل کردے پروردگار تقویٰ سے مزین و آراستہ کر اور مجھے نعمتوں کا حسن و جمال عطا فرما اور عافیت میں غوطہ دیدے اور مجھے شکر کی روزی دے۔]

منبر کے پاس حاضری

پھر منبر کے پاس آؤ اور اس کے دونوں اناروں (لٹوؤں) سے اپنے چہرے اور دونوں آنکھوں کو مسح کرو اس لئے کہ کہا جاتا ہے کہ یہ آنکھوں کے لئے شفا ہے اور اس کے پاس کھڑے ہو کر حمد و ثنائے الہٰی بجا لاؤ اور اپنی حاجت طلب کرو۔

(۳۱۵۸) اس لئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میری قبر اور میرے منبر کے درمیان جنت کے

باغوں میں سے ایک باغ ہے اور میرا منبر جنت کی کھڑکیوں میں سے ایک کھڑکی پر ہے اور منبر کے پائے اس پر رکھے ہوئے ہیں پھر مقام نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آؤ اور وہاں جتنی چاہو نمازیں پڑھو اور جب تم مسجد میں داخل ہو تو نبی صلی اللہ علیہ وآلہ پر درود بھیجو اور اسی طرح جب وہاں سے نکلو تو درود بھیجو۔ پھر مقام جبرئیل پر آؤ جو میزاب کے نیچے ہے اس لئے کہ یہی وہ مقام ہے جہاں سے کھڑے ہو کر وہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ سے اذن باریابی چاہتے تھے۔ پھر کہو اَیْ جَوَادُ اَیْ کَرِیْمُ اَیْ قَرِیْبُ اَیْ بَعِیْدُ اَسْاَلُکَ اَنْ تَرُدَّ عَلَیَّ نِعْمَتَکَ (اے جواد اے کریم اے قریب اے بعید میں تجھ سے درخواست کرتا ہوں کہ تو اپنی نعمتیں میری طرف پھیر دے)

اور یہ وہ مقام ہے کہ جہاں کوئی بھی زن حائض قبلہ کی طرف رخ کر کے دعا کرے گی تو اس کا خون رک جائے گا۔ اور خون کے لئے یہ دعا پڑھے:

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْاَلُکَ بِکُلِّ اِسْمٍ ھُوَلَکَ اَوْ تَسَمَّیْتَ بِہٖ لِاَحَدٍ مِّنْ خَلْقِکَ، اَوْ ھُوَ مَاْثُوْرٌ فِیْ عِلْمِ الْغَیْبِ عِنْدَکَ، وَ اَسْاَلُکَ بِاِسْمِکَ الْاَعْظَمِ الْاَعْظَمِ الْاَعْظَمِ، وَ بِکُلِّ حَرْفٍ اَنْزَلْتَہٗ عَلٰی مُوْسٰی، وَ بِکُلِّ حَرْفٍ اَنْزَلْتَہٗ عَلٰی عِیْسٰی، وَ بِکُلِّ حَرْفٍ اَنْزَلْتَہٗ عَلٰی مُحَمَّدٍ صَلَوَاتُکَ عَلَیْہِ وَ اٰلِہٖ وَ عَلٰی اَنْبِیَاءِ اللّٰہِ اِلَّا فَعَلْتَ بِیْ کَذَا وَ کَذَا، (پروردگار میں تجھ سے سوال کرتی ہوں ہر اس اسم کے واسطے سے جو تیرا ہے یا تو نے اپنی مخلوق میں سے کسی کو وہ نام بتایا ہے یا وہ اسم تیرے علم غیب میں تیرے پاس نشان شدہ ہے اور میں درخواست کرتی ہوں تیرے اسی اسم اعظم کے واسطے سے جو اعظم سے بھی اعظم ترین ہے اور ہر اس حرف کے واسطے سے جو تو نے حضرت موسیٰ پر نازل فرمایا اور ہر اس حرف کے واسطے سے جو تو نے حضرت عیسیٰ پر نازل فرمایا اور ہر اس حرف کے واسطے سے جو تو نے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اور انبیا علیہم السلام پر نازل فرمایا کہ تو میری یہ یہ حاجت روا کر دے) اور حائض کہے گی کہ اِلَّا اَذْھَبْتَ عَنِّیْ ھٰذَا الدَّمَ (مجھ سے اس خون کو دور کر دے)

مدینہ منورہ میں روزہ اور ستونوں کے پاس اعتکاف

اگر تم کو مدینہ منورہ میں تین دن قیام کا موقع ملے تو چہار شنبہ کو روزہ رکھو اور چہار شنبہ کی شب ستون توبہ کے پاس نماز پڑھو اور وہ ستونِ ابی لبابہ ہے جس میں انہوں نے خود کو باندھ لیا تھا اور وہاں وہ چہار شنبہ کے دن بھر بیٹھے رہے پھر تم شب پنج شنبہ اس ستون کے پاس آؤ جو اس سے ملا ہوا ہے اور مقام نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ملے ہوئے ستون کے پاس ہے اور وہاں اس شب اور اس دن بیٹھو اور پنج شنبہ کے دن روزہ رکھو پھر اسی ستون کے پاس آؤ جو مقام نبی سے متصل ہے اور شب جمعہ نمازوں میں بسر کرو اور جمعہ کے دن نماز پڑھتے رہو اور روزہ رکھو۔ اور اگر تم سے ہو سکے تو ان ایام میں سوائے ناگزیر اور واجب کے کوئی بات نہ کرو اور بغیر کسی ضروری حاجت کے مسجد سے باہر نہ نکلو اور دن اور رات سوائے تھوڑی سی نیند کے اور نیند نہ کرو۔ اور جمعہ کے دن حمد و ثنائے الٰہی بجا لاؤ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود بھیجو پھر

اللہ سے اپنی حاجتیں طلب کرو اور یہ کہو :

اَللّٰهُمَّ مَا كَانَتْ لِيْ اِلَيْكَ مِنْ حَاجَةٍ شَرَعْتُ فِيْ طَلَبِهَا وَ الْتِمَاسِهَا اَوْ لَمْ اَشْرَعْ ، سَاَلْتُكَهَا اَوْ لَمْ اَسْاَلْكَهَا فَاِنِّيْ اَتَوَجَّهُ اِلَيْكَ بِنَبِيِّكَ مُحَمَّدٍ نَبِيِّ الرَّحْمَةِ فِيْ قَضَاءِ حَوَائِجِيْ صَغِيْرِهَا وَ كَبِيْرِهَا (اے اللہ میری جتنی حاجتیں تجھ سے ہیں میں نے ان کو مانگنا شروع کیا ہے یا نہیں میں نے ان کے لئے گذارش کی ہے یا نہیں کی ہے میں نے تجھ سے ان کا سوال کیا ہے یا نہیں کیا ہے اب میں ان تمام چھوٹی اور بڑی حاجتوں کو پوری کرانے کے لئے تیرے نبی رحمت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو وسیلہ بنا کر تیری بارگاہ میں آیا ہوں ۔)

زیارت فاطمہؑ بنت نبیؐ ، اللہ کی رحمتیں نازل ہوں ان پر انکے پدر بزرگوار انکے شوہر نامدار اور انکے فرزندوں پر

اس کتاب کے مصنف علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ حضرت سیدہ النساء العالمین فاطمہ زہرا صلوات اللہ وسلامہ علیہا کی قبر کی جگہ کے متعلق مختلف روایات ہیں ۔ کچھ لوگ روایت کرتے ہیں کہ آپ بقیع میں دفن ہوئیں کچھ لوگ روایت کرتے ہیں کہ آپ قبر نبی اور منبر نبی کے درمیان دفن ہوئیں چنانچہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ کا بھی ارشاد ہے کہ میری قبر اور میرے منبر کے درمیان جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے، اس لئے کہ ان معظمہ کی قبر نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبر اور منبر کے درمیان ہے اور کچھ لوگوں کی روایت ہے کہ وہ معظمہ اپنے بیت (گھر) میں دفن ہوئیں ۔ مگر جب بنی امیہ نے مسجد میں توسیع کی تو اس بیت کو بھی مسجد میں شامل کر لیا۔ اور یہی وہ روایت ہے جو میرے نزدیک صحیح ہے ۔ چنانچہ جب اللہ تعالیٰ کی توفیق شامل ہوئی اور میں نے بیت اللہ الحرام کا حج کیا تو مدینہ منورہ واپس آیا اور جب زیارت قبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ سے فارغ ہوا تو بیت فاطمہؑ پر حاضری کا قصد کیا اور وہ اس ستون کے پاس ہے کہ جب باب جبریل سے داخل ہوتے ہیں تو ملتا ہے اور وہ قبر نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے احاطہ کے آخر میں ہے ۔ چنانچہ میں اسی احاطہ کے پاس کھڑا ہو گیا اس کو اپنے بائیں جانب رکھا اور پشت قبلہ کی طرف اور اپنا رخ اس کی طرف کیا اس وقت میں غسل کئے ہوئے تھا اور یہ کہا :

اَلسَّلَامُ عَلَيْكِ يَا بِنْتَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ، اَلسَّلَامُ عَلَيْكِ يَا بِنْتَ نَبِيِّ اللّٰهِ ، اَلسَّلَامُ عَلَيْكِ يَا بِنْتَ حَبِيْبِ اللّٰهِ ، اَلسَّلَامُ عَلَيْكِ يَا بِنْتَ خَلِيْلِ اللّٰهِ ، اَلسَّلَامُ عَلَيْكِ يَا بِنْتَ صَفِيِّ اللّٰهِ ، اَلسَّلَامُ عَلَيْكِ يَا بِنْتَ اَمِيْنِ اللّٰهِ ، اَلسَّلَامُ عَلَيْكِ يَا بِنْتَ خَيْرِ خَلْقِ اللّٰهِ ، اَلسَّلَامُ عَلَيْكِ يَا بِنْتَ اَفْضَلِ اَنْبِيَاءِ اللّٰهِ وَ رُسُلِهِ وَ مَلَائِكَتِهِ ، اَلسَّلَامُ عَلَيْكِ يَا ابْنَةَ خَيْرِ الْبَرِيَّةِ ، اَلسَّلَامُ عَلَيْكِ يَا سَيِّدَةَ نِسَاءِ الْعَالَمِيْنَ مِنَ الْاَوَّلِيْنَ وَ الْاٰخِرِيْنَ ، اَلسَّلَامُ عَلَيْكِ يَا زَوْجَةَ وَلِيِّ اللّٰهِ وَ خَيْرِ الْخَلْقِ بَعْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ، اَلسَّلَامُ عَلَيْكِ يَا اُمَّ الْحَسَنِ وَ الْحُسَيْنِ سَيِّدَيْ شَبَابِ اَهْلِ الْجَنَّةِ ، اَلسَّلَامُ عَلَيْكِ اَيَّتُهَا الصِّدِّيْقَةُ الشَّهِيْدَةُ ، اَلسَّلَامُ

عَلَيْكِ أَيَّتُهَا الرَّضِيَّةُ الْمَرْضِيَّةُ ، اَلسَّلَامُ عَلَيْكِ أَيَّتُهَا الْفَاضِلَةُ الزَّكِيَّةُ ، اَلسَّلَامُ عَلَيْكِ أَيَّتُهَا الْحَوْرِيَّةُ الْاِنْسِيَّةُ ، اَلسَّلَامُ عَلَيْكِ أَيَّتُهَا التَّقِيَّةُ النَّقِيَّةُ ، اَلسَّلَامُ عَلَيْكِ أَيَّتُهَا الْمُحَدَّثَةُ الْعَلِيْمَةُ ، اَلسَّلَامُ عَلَيْكِ أَيَّتُهَا الْمَظْلُوْمَةُ الْمَغْصُوْبَةُ ، اَلسَّلَامُ عَلَيْكِ أَيَّتُهَا الْمُضْطَهَدَةُ الْمَقْهُوْرَةُ ، اَلسَّلَامُ عَلَيْكِ يَا فَاطِمَةُ بِنْتَ رَسُوْلِ اللّٰهِ وَ رَحْمَةُ اللّٰهِ وَ بَرَكَاتُهُ ، صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْكِ وَ عَلٰى رُوْحِكِ وَ بَدَنِكِ ، أَشْهَدُ أَنَّكِ مَضَيْتِ عَلٰى بَيِّنَةٍ مِنْ رَبِّكِ وَ أَنَّ مَنْ سَرَّكِ فَقَدْ سَرَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ وَ سَلَّمْ ، وَ مَنْ جَفَاكِ فَقَدْ جَفَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ وَ سَلَّمْ ، وَ مَنْ آذَاكِ فَقَدْ آذٰى رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ وَ سَلَّمْ ، وَ مَنْ وَصَلَكِ فَقَدْ وَصَلَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ وَ سَلَّمْ ، وَ مَنْ قَطَعَكِ فَقَدْ قَطَعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ وَ سَلَّمْ ، لِأَنَّكِ بَضْعَةٌ مِنْهُ وَ رُوْحُهُ الَّتِيْ بَيْنَ جَنْبَيْهِ كَمَا قَالَ عَلَيْهِ أَفْضَلُ سَلَامِ اللّٰهِ وَ صَلَوَاتُهُ أُشْهِدُ اللّٰهَ وَ رُسُلَهُ وَ مَلَائِكَتَهُ أَنِّيْ رَاضٍ عَمَّنْ رَضِيْتِ عَنْهُ ، سَاخِطٌ عَلٰى مَنْ سَخِطْتِ عَلَيْهِ ، مُتَبَرِّئٌ مِمَّنْ تَبَرَّأْتِ مِنْهُ ، مُوَالٍ لِمَنْ وَالَيْتِ ، مُعَادٍ لِمَنْ عَادَيْتِ ، مُبْغِضٌ لِمَنْ أَبْغَضْتِ ، مُحِبٌّ لِمَنْ أَحْبَبْتِ ، وَ كَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا وَ حَسِيْبًا وَ جَازِيًا وَ مُثِيْبًا ۔

[اے رسول اللہ کی دختر آپ پر سلام ہو اے نبی خدا کی لخت جگر آپ پر سلام ہو ، اے حبیب خدا کی نور نظر آپ پر سلام ہو اے خلیلِ خدا کی بیٹی آپ پر سلام ہو ۔اے برگزیدہ خدا کی دلبند آپ پر سلام ہو ۔اے امینِ خدا کی پارہ دل آپ پر سلام ہو اے بہترینِ خلق خدا کی قرۃ العین آپ پر سلام ہو۔اے اللہ کے تمام نبیوں رسولوں اور ملائکہ سے افضل کی دختر آپ پر سلام ہو اے بہترین مخلوق کی دختر آپ پر سلام ہو اے اولین و آخرین میں سے تمام عالمین کی عورتوں کی سردار آپ پر سلام ہو اے اللہ کے ولی اور بعد رسول مخلوق میں سب سے بہتر کی زوجہ آپ پر سلام ہو اے سرداران جوانان اہل جنت حسنؑ و حسینؑ کی مادر گرامی آپ پر سلام ہو۔

آپ پر میرا سلام ہو اے صدیقہ شہیدہ ۔آپ پر میرا سلام ہو اے راضیہ مرضیہ ،آپ پر میرا سلام ہو اے فاضلہ زکیہ ، آپ پر میرا سلام ہو اے حوریہ انسیہ ،آپ پر میرا سلام ہو اے تقیہ نقیہ ،آپ پر میرا سلام ہو اے محدثہ علیمہ ،آپ پر میرا سلام ہو اے مظلومہ و مغصوبہ (کہ آپ پر ظلم کیا گیا اور آپ کا حق غصب کیا گیا) آپ پر میرا سلام ہو اے وہ معظمہ جن پر ظلم و جور اور قہر کیا گیا۔آپ پر میرا سلام ہو اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیٹی فاطمہ اور اللہ کی رحمت اور برکتیں نازل ہوں ۔ اللہ تعالیٰ آپ پر ، آپ کی روح پر اور آپ کے بدن پر رحمتیں نازل فرمائے ۔ میں گواہی دیتا ہوں آپ اپنے رب کے احکامات پر عامل رہتے ہوئے دنیا سے گذر گئیں اور یہ کہ جس نے آپ کو خوش کیا اس نے رسول اللہ کو خوش کیا اور جس نے آپ پر جور و جفا کیا اس نے رسول اللہ پر جور و جفا کیا جس نے آپ کو اذیت دی اس نے بلاشک رسول اللہ کو اذیت دی جس نے آپ سے میل ملاپ رکھا اس نے رسول اللہ سے میل ملاپ رکھا اور جو آپ سے لاتعلق ہوا وہ اللہ کے رسول سے لاتعلق ہوا کیونکہ آپ رسول اللہ کے اس دل کا ٹکڑا ہیں جو ان کے دونوں پہلوؤں کے درمیان ہے اور آپ ان کی جان ہیں۔

جیسا کہ آنحضرتؐ نے حق پر اللہ کا بہترین درود و سلام ہو فرمایا ہے۔ میں اللہ تعالیٰ کو اس کے رسولوں کو اور اس کے ملائکہ کو گواہ بنا کر کہتا ہوں کہ میں بھی اسی سے خوش ہوں جس سے آپ خوش ہیں اور اس سے ناراض ہوں جس سے آپ ناراض ہیں اس سے اظہار برائت کرتا ہوں جس سے آپ اظہار برائت کرتی ہیں میں اس کا دوست ہوں جو آپ کو دوست رکھتا ہے میں اس کا دشمن ہوں جو آپ کا دشمن ہے میں اس سے بغض رکھتا ہوں جو آپ سے بغض رکھتا ہے میں اس سے محبت کرتا ہوں جو آپ سے محبت کرتا ہے۔ اور گواہی کے لئے اور حساب و کتاب و جزا ثواب کے لئے اللہ تعالیٰ بہت کافی ہے۔]

اس کے بعد میں نے کہا اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَ سَلِّمْ عَلٰى عَبْدِكَ وَ رَسُوْلِكَ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ خَاتَمِ النَّبِيِّيْنَ وَ خَيْرِ الْخَلَائِقِ أَجْمَعِيْنَ ، وَ صَلِّ عَلٰى وَصِيِّهِ عَلِيِّ بْنِ أَبِيْ طَالِبٍ أَمِيْرِ الْمُؤْمِنِيْنَ وَ إِمَامِ الْمُسْلِمِيْنَ وَ خَيْرِ الْوَصِيِّيْنَ ، وَ صَلِّ عَلٰى فَاطِمَةَ بِنْتِ مُحَمَّدٍ سَيِّدَةِ نِسَاءِ الْعَالَمِيْنَ ، وَ صَلِّ عَلٰى سَيِّدَيْ شَبَابِ أَهْلِ الْجَنَّةِ الْحَسَنِ وَ الْحُسَيْنِ ، وَ صَلِّ عَلٰى زَيْنِ الْعَابِدِيْنَ عَلِيِّ بْنِ الْحُسَيْنِ ، وَ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ بَاقِرِ عِلْمِ النَّبِيِّيْنَ ، وَ صَلِّ عَلٰى الصَّادِقِ عَنِ اللّٰهِ جَعْفَرِ ابْنِ مُحَمَّدٍ ، وَ صَلِّ عَلٰى كَاظِمِ الْغَيْظِ فِي اللّٰهِ مُوْسَى بْنِ جَعْفَرٍ ، وَ صَلِّ عَلٰى الرِّضَا عَلِيِّ بْنِ مُوْسٰى ، وَ صَلِّ عَلٰى التَّقِيِّ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ ، وَ صَلِّ عَلٰى النَّقِيِّ عَلِيِّ بْنِ مُحَمَّدٍ ، وَ صَلِّ عَلٰى الزَّكِيِّ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ ، وَ صَلِّ عَلٰى الْحُجَّةِ الْقَائِمِ ابْنِ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ ، اَللّٰهُمَّ أَحْيِ بِهِ الْعَدْلَ ، وَ أَمِتْ بِهِ الْجَوْرَ ، وَ زَيِّنْ بِطُوْلِ بَقَائِهِ الْأَرْضَ ، وَ أَظْهِرْ بِهِ دِيْنَكَ وَ سُنَّةَ نَبِيِّكَ حَتّٰى لَا يَسْتَخْفِيَ بِشَيْءٍ مِنَ الْحَقِّ مَخَافَةَ أَحَدٍ مِنَ الْخَلْقِ وَ اجْعَلْنَا مِنْ أَعْوَانِهِ وَ أَشْيَاعِهِ وَ الْمَقْبُوْلِيْنَ فِيْ زُمْرَةِ أَوْلِيَائِهِ يَا رَبَّ الْعَالَمِيْنَ، اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَ أَهْلِ بَيْتِهِ الَّذِيْنَ أَذْهَبْتَ عَنْهُمُ الرِّجْسَ وَ طَهَّرْتَهُمْ تَطْهِيْرًا۔

(اے اللہ درود و سلام بھیج اپنے بندے اور اپنے رسول محمدؐ بن عبداللہ پر جو خاتم النبیین اور تمام خلائق میں سب سے بہتر ہیں اور درود بھیج ان کے وصی علیؑ ابن ابی طالب امیر المومنین و امام مسلمین اور تمام اوصیا میں سب سے بہتر پر۔ اور درود بھیج فاطمہؑ بنت محمدؐ سیدہ نساء العالمین پر اور درود بھیج سردار جوانان اہل جنت حسنؑ و حسینؑ پر اور درود بھیج زین العابدین علیؑ ابن الحسینؑ پر اور درود بھیج محمد بن علیؑ باقر علم النبیین پر اور درود بھیج اللہ کی طرف سے سچ بولنے والے جعفرؑ ابن محمد پر اور درود بھیج اللہ کے معاملہ میں غصہ کو پی جانے والے موسیٰؑ بن جعفر پر اور درود بھیج علیؑ ابن موسیٰؑ الرضا پر اور درود بھیج تقیؑ محمد بن علیؑ پر اور درود بھیج علی النقیؑ بن محمد پر اور درود بھیج حسنؑ زکی بن علیؑ پر اور درود بھیج حجتؑ قائم ابن الحسنؑ بن علیؑ پر۔

اے اللہ تو ان کے ذریعہ عدل کو زندہ کر اور ظلم وجور کو مٹا دے ان کے طول بقا سے زمین کو مزین رکھ اور ان کے ذریعہ اپنے دین کو اور اپنے نبی کی سنت کو غالب کر یہاں تک کہ مخلوق میں سے کسی شخص کے خوف سے حق کی کوئی بات مخفی نہ رہ جائے۔ اور ہم لوگوں کو ان کے مددگاروں میں، ان کے متبعین میں، انکے مقبولین اور ان کے دوستوں کے زمرہ

میں شامل فرما اے رب العالمین ۔اے اللہ تو اپنی رحمتیں نازل فرما محمدؐ اور ان کے ان اہلبیت پر جن کو تونے تمام برائیوں سے پاک رکھا ہے اور اس طرح پاک رکھا ہے جیسا کہ پاک رکھنے کا حق ہے ۔)

اس کتاب کے مصنف علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ میں نے ان صدیقہ طاہرہ سلام اللہ علیہا کی زیارت کے لئے مقررہ ومعینہ کوئی چیز نہیں پائی۔ لہذا جو شخص میری اس کتاب سے آپ کی یہ زیارت پڑھے گا میں اس سے اسی طرح راضی ، خوش ہوں جس طرح میں اس زیارت سے اپنی ذات کے لئے خوش و راضی ہوں ۔اور اللہ تعالیٰ راہ راست کی توفیق دینے والا ہے ۔ وہی ہم لوگوں کے لئے کافی ہے اور وہی بہترین سرپرست ہے۔

دیگر مشاہد مقدسہ اور قبور شہداء پر حاضری

اور تم وہاں کے مشاہد مقدسہ میں سے کسی پر حاضری ترک نہ کرو مسجد قباء و مشربہ ام ابراہیم و مسجد فضیخ و قبور شہداء و مسجد احزاب کہ جس کا دوسرا نام مسجد فتح ہے اور جتنی چاہو اس میں مستحب نمازیں پڑھو۔اور جب تم قبور شہداء کے پاس آؤ تو یہ کہو اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ بِمَا صَبَرْتُمْ فَنِعْمَ عُقْبَی الدَّارِ [آپ لوگوں پر میرا سلام آپ نے بڑے صبر سے کام لیا (آپ لوگوں کے لئے) آخرت کا گھر بہترین ہے] اور جب مسجد فتح آؤ تو یہ کہو:

یَا صَرِیْخَ الْمَکْرُوْبِیْنَ وَ یَا مُجِیْبَ (دَعْوَۃَ) الْمُضْطَرِّیْنَ اکْشِفْ عَنِّیْ غَمِّیْ وَ ہَمِّیْ وَ کَرْبِیْ کَمَا کَشَفْتَ عَنْ نَبِیِّکَ صَلَوَاتُکَ عَلَیْہِ وَ آلِہٖ ھَمَّہٗ وَ غَمَّہٗ وَ کَرْبَہٗ وَ کَفَیْتَہٗ ھَوْلَ عَدُوِّہٖ فِیْ ہٰذَا الْمَکَانِ (اے کرب و مصیبت میں مبتلا لوگوں کی فریاد کو پہنچنے والے اے مضطر اور بے قراروں کی دعاؤں کو قبول کرنے والے مجھ سے میرے کرب و تکلیف و غم وہم کو اسیطرح دور کر جس طرح تو نے اس مقام پر اپنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہم و غم و کرب و تکلیف کو دور کیا تھا اور انہیں دشمن کے خوف سے اس مقام پر بچایا) ۔

قبر نبی اور منبر نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے رخصت ہونا

اور جب تمہارا ارادہ مدینہ سے نکلنے کا ہو تو نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سرہانے قبر آؤ اور آپ کو سلام کرو پھر منبر کے پاس آؤ اور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود بھیجو جس قدر بھی تم سے ممکن ہو اور اپنے دین و دنیا کے لئے جو چاہو دعا مانگو پھر قبر نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آؤ اور اپنے بائیں کاندھے کو قبر سے چسپیدہ کر دو اس ستون کے قریب جو اس ستون سے ہٹ کر ہے جو سرہانے قبر نبی ہے پھر چھ رکعت نماز پڑھو یا آٹھ رکعت اور ہر رکعت میں سورہ حمد اور کوئی دوسری سورہ اور ہر دوسری رکعت میں قنوت ، پھر جب تم اس سے فارغ ہو جاؤ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے جاؤ اور آنجنابؐ کو وداع کرتے ہوئے یہ کہو۔

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْكَ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ لَا جَعَلَهُ اللّٰهُ آخِرَ تَسْلِيْمِىْ عَلَيْكَ ، اَللّٰهُمَّ لَا تَجْعَلْهُ آخِرَ الْعَهْدِ مِنْ زِيَارَةِ قَبْرِ نَبِيِّكَ صَلَوَاتُكَ عَلَيْهِ وَ آلِهٖ وَ اِنْ تَوَفَّيْتَنِىْ قَبْلَ ذٰلِكَ فَاِنِّىْ اَشْهَدُ فِىْ مَمَاتِىْ عَلٰى مَا اَشْهَدُ فِىْ حَيَاتِىْ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ وَ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُكَ وَ رَسُوْلُكَ (آپؐ پر اللہ تعالیٰ اپنی رحمتیں نازل فرمائے سلام ہو آپؐ پر اللہ آپؐ پر میرا یہ سلام آخری سلام نہ قرار دیدے۔ اے اللہ اپنی نبی کی قبر کی اس زیارت کو میرے لئے آخری زیارت نہ قرار دینا۔ اور اگر اس سے پہلے تو مجھے موت دیدے تو اپنی موت کے بعد بھی میں وہی گواہی دوں گا جس کی گواہی میں اپنی زندگی میں دیتا ہوں کہ نہیں ہے کوئی اللہ سوائے تیرے اور یہ کہ محمدؐ تیرے بندے اور تیرے رسول ہیں۔)

بقیع میں زیارت قبور ائمہ علیہم السلام

یعنی امام حسن ابن علی بن ابی طالب و امام علی ابن الحسین و امام محمد بن علی باقر و امام جعفر بن محمد صادق علیہم السلام اور جب تم بقیع میں ائمہ کی قبروں کے پاس پہنچو تو ان قبروں کو اپنے سامنے رکھو پھر یہ کہو۔

اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ يَا اَئِمَّةَ الْهُدٰى ، اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ يَا اَهْلَ التَّقْوٰى ، اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ يَا حُجَجَ اللّٰهِ عَلٰى اَهْلِ الدُّنْيَا ، اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ اَيُّهَا الْقَوَّامُوْنَ فِى الْبَرِيَّةِ بِالْقِسْطِ ، اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ يَا اَهْلَ الصَّفْوَةِ ، اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ يَا اَهْلَ النَّجْوٰى ، اَشْهَدُ اَنَّكُمْ قَدْ بَلَّغْتُمْ وَ نَصَحْتُمْ وَ صَبَرْتُمْ فِىْ ذَاتِ اللّٰهِ عَزَّ وَ جَلَّ وَ كُذِّبْتُمْ ، وَ اُسِىْءَ اِلَيْكُمْ فَغَفَرْتُمْ ، وَ اَشْهَدُ اَنَّكُمُ الْاَئِمَّةُ الرَّاشِدُوْنَ وَ اَنَّ طَاعَتَكُمْ مَفْرُوْضَةٌ ، وَ اَنَّ قَوْلَكُمُ الصِّدْقُ ، وَ اَنَّكُمْ دَعَوْتُمْ فَلَمْ تُجَابُوْا ، وَ اَمَرْتُمْ فَلَمْ تُطَاعُوْا ، وَ اَنَّكُمْ دَعَائِمُ الدِّيْنِ ، وَ اَرْكَانُ الْاَرْضِ ، لَمْ تَزَالُوْا بِعَيْنِ اللّٰهِ ، يَنْسَخُكُمْ فِىْ اَصْلَابِ الْمُطَهَّرِيْنَ وَ يَنْقُلُكُمْ فِىْ اَرْحَامِ الْمُطَهَّرَاتِ ، لَمْ تُدَنِّسْكُمُ الْجَاهِلِيَّةُ الْجُهَلَاءُ وَ لَمْ تَشْرَكْ فِيْكُمْ فِتَنُ الْاَهْوَاءِ ، طِبْتُمْ وَ طَابَتْ مَنْبَتُكُمْ ، اَنْتُمُ الَّذِيْنَ مَنَّ بِكُمْ عَلَيْنَا دَيَّانُ الدِّيْنِ فَجَعَلَكُمْ فِىْ بُيُوْتٍ اَذِنَ اللّٰهُ اَنْ تُرْفَعَ وَ يُذْكَرَ فِيْهَا اسْمُهٗ ، وَ جَعَلَ صَلَوَاتِنَا عَلَيْكُمْ رَحْمَةً لَنَا وَ كَفَّارَةً لِذُنُوْبِنَا اِذِ اخْتَارَكُمْ لَنَا ، وَ طَيَّبَ خَلْقَنَا بِمَا مَنَّ عَلَيْنَا مِنْ وِلَايَتِكُمْ وَ كُنَّا عِنْدَهٗ بِفَضْلِكُمْ مُعْتَرِفِيْنَ ، وَ بِتَصْدِيْقِنَا اِيَّاكُمْ مُقِرِّيْنَ ، وَ هٰذَا مَقَامُ مَنْ اَسْرَفَ وَ اَخْطَاَ وَ اسْتَكَانَ وَ اَقَرَّ بِمَا جَنٰى ، وَ رَجَا بِمَقَامِهِ الْخَلَاصَ ، وَ اَنْ يَسْتَنْقِذَهٗ بِكُمْ مُسْتَنْقِذُ الْهَلْكٰى مِنَ النَّارِ ، فَكُوْنُوْا لِىْ شُفَعَاءَ ، فَقَدْ وَفَدْتُ اِلَيْكُمْ اِذْ رَغِبَ عَنْكُمْ اَهْلُ الدُّنْيَا ، وَ اتَّخَذُوْا آيَاتِ اللّٰهِ هُزُوًا ، وَ اسْتَكْبَرُوْا عَنْهَا ، يَا مَنْ هُوَ قَائِمٌ لَا يَسْهُوْ وَ دَائِمٌ لَا يَلْهُوْ وَ مُحِيْطٌ بِكُلِّ شَىْءٍ ، لَكَ الْمَنُّ بِمَا وَفَّقْتَنِىْ وَ عَرَّفْتَنِىْ بِمَا ائْتَمَنْتَنِىْ عَلَيْهِ اِذْ صَدَّ عَنْهُ عِبَادُكَ ، وَ جَهِلُوْا مَعْرِفَتَهُمْ ، وَ اسْتَخَفُّوْا بِحَقِّهِمْ ، وَ مَالُوْا اِلٰى سِوَاهُمْ ، فَكَانَتِ الْمِنَّةُ مِنْكَ عَلَىَّ مَعَ اَقْوَامٍ خَصَصْتَهُمْ بِمَا خَصَصْتَنِىْ بِهٖ ، فَلَكَ الْحَمْدُ اِذْ كُنْتُ عِنْدَكَ فِىْ مَقَامِىْ مَكْتُوْبًا ، فَلَا تَحْرِمْنِىْ مَا رَجَوْتُ ، وَ لَا تُخَيِّبْنِىْ فِيْمَا دَعَوْتُ -

(سلام ہو آپ لوگوں پر اے ائمہ ہدایت ۔ سلام ہو آپ لوگوں پر اے صاحبان تقویٰ ، سلام ہو آپ لوگوں پر اے

اہل دنیا پر حجتہائے خدا، سلام ہو آپ لوگوں پر اے مخلوقاتِ خدا میں عدل پر قائم رہنے والوں۔ سلام ہو آپ لوگوں پر اے صاحبان خلوص، سلام ہو آپ لوگوں پر اے صاحبان راز۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ لوگوں نے حق تبلیغ و نصیحت کو پوری طرح ادا کر دیا اور ذاتِ خدا کے اثبات میں پورے صبر و تحمل سے کام لیا آپ لوگوں کو جھٹلایا گیا آپ لوگوں کو ناسزا کہا گیا مگر آپ لوگوں نے معاف کر دیا۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ لوگ ارشاد و ہدایت کرنے والے امام ہیں آپ لوگوں کی اطاعت اللہ کی طرف سے فرض کی گئی ہے آپ لوگوں کا قول سچا ہے اور آپ لوگوں نے (حق کی طرف) دعوت دی مگر اسے قبول نہیں کیا گیا۔ آپ لوگوں نے حکم دیا مگر اس کی اطاعت نہیں کی گئی۔ بیشک آپ لوگ دین کے ستون اور زمین کے ارکان ہیں ہمیشہ اللہ کی نگاہ آپ لوگوں پر رہی اللہ نے آپ لوگوں کو ہمیشہ پاکیزہ صلبوں سے پاک و طاہر رحموں میں منتقل کیا ایام جاہلیت کی جہالت نے کبھی آپ لوگوں کو آلودہ نہیں کیا اور فتنۂ ہوا و ہوس آپ لوگوں کی طبیعت میں کبھی شریک نہیں رہا۔ آپ لوگ پاک اور آپ لوگوں کی بنیاد بھی پاک، آپ وہ لوگ ہیں کہ آپ کو پیدا کر کے قیامت کے دن جزا دینے والے نے ہم لوگوں پر بڑا احسان فرمایا اور آپ لوگوں کو ان گھروں میں پیدا کیا (فی بیوت اذن اللہ ان ترفع و یذکر فیھا اسمہ (سورہ نور۔۳۶) کہ جن کی نسبت اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ ان کی تعظیم کی جائے اور ان میں اس کا نام لیا جائے جن میں صبح و شام لوگ اس کی تسبیح کیا کرتے ہیں۔ اور آپ لوگوں پر ہمارے درود بھیجنے کو خود ہمارے لئے اللہ تعالیٰ نے رحمت اور ہمارے گناہوں کا کفارہ قرار دیا ہے۔ اللہ نے آپ لوگوں کو ہمارے لئے منتخب فرمایا اور آپ لوگوں کی ولایت کے سبب ہم لوگوں کی خلقت پاک کی اس کے نزدیک ہم لوگ آپ لوگوں کے فضل و شرف کے معترف ہیں آپ لوگوں کی تصدیق کرتے ہیں اور آپ کے مقر ہیں یہ اس شخص کا مقام ہے جس نے اسراف کیا ہو خطا کی ہو اور عاجزی کے ساتھ اپنے گناہوں کا اقرار کرے اور ایسے مقام پر رہتے ہوئے گلو خلاصی کا اور اس کا امیدوار ہو کہ آپ لوگوں کے واسطے سے وہ خدا نجات دیگا جو ہلاکت میں پڑنے والوں کو ہلاکت سے نجات دیتا ہے چونکہ میں نے آپ لوگوں کو واسطہ بنایا ہے اس لئے آپ لوگ میری شفاعت کریں جبکہ اہل دنیا نے آپ لوگوں سے منہ موڑا ہوا ہے اور آیات الہی کے ساتھ تمسخر اور اس کے سامنے تکبر کیا ہوا ہے۔ اے وہ ذات جو قائم ہے کبھی سہو نہیں کرتا اے وہ ذات جو دائم ہے جو کبھی لہو لعب میں مبتلا نہیں ہوتا اور ہر شے پر حاوی ہے جن عقائد کی تو نے مجھے معرفت دی ہے اور اس پر گامزن ہونے کی توفیق دی یہ تیرا احسان ہے جبکہ ان عقائد سے تیرے عام بندوں نے پیٹھ پھیر لی اور اس کی معرفت سے نادان رہے اور اس کے حق کو خفیف سمجھا اور غیر کی طرف مائل ہوئے۔ چنانچہ تو نے مجھ پر اور ان لوگوں پر احسان فرمایا جنہیں تو نے اس نعمت سے مختص فرمایا، جس سے تو نے مجھے مخصوص کیا، پس میں تیری ہی حمد کرتا ہوں جبکہ میرا یہ مقام تیرے پاس محفوظ و مکتوب ہے پس جس کا میں امیدوار ہوں اس سے تو مجھے محروم نہ فرما جو دعا میں نے کی ہے اس میں مجھے مایوس نہ کر)

اس کے علاوہ اپنی ذات کے لئے جو چاہو دعا مانگو پس اس

مسجد میں جو وہاں موجود ہے آٹھ رکعت نماز پڑھو اور ان میں جو سورہ چاہو پڑھو اور ہر دو رکعت پر سلام پڑھو اور بیان کیا جاتا ہے کہ یہ وہ جگہ ہے جہاں حضرت فاطمہ زہرا نے نماز پڑھی تھی۔

نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وائمہ طاہرین کی زیارت کا ثواب

(۳۱۵۹) حضرت امام حسین بن علی بن ابی طالب علیہ السلام نے اپنے جد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا نانا جان جو شخص آپؐ کی زیارت کرے اس کو اس کی کیا جزا ملے گی؟ آپؐ نے فرمایا اے فرزند جو میری زیارت کو آئے میری زندگی میں یا میرے مرنے کے بعد یا تمہارے پدر کی زیارت کرے یا تمہارے بھائی کی زیارت کرے یا تمہاری زیارت کرے تو مجھ پر فرض ہے کہ قیامت کے دن میں اس کی زیارت کو جاؤں اور اس کے گناہوں سے اس کی گلو خلاصی کراؤں۔

(۳۱۶۰) اور حسن بن علی وشاء نے حضرت امام ابو الحسن الرضا علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ ہر امام کا اپنے ماننے والوں اور اپنے شیعوں کی گردن پر ایک عہد وحق ہوتا ہے۔ اور اس عہد اور حق کی وفا اور ادائیگی یہ ہے کہ ان کی قبروں کی زیارت کی جائے۔ پس جو شخص رغبت سے اور ان کی تصدیق (سچا سمجھ کر) کرتے ہوئے ان کی زیارت کو جائے تو اس کے ائمہ قیامت کے دن اس کی شفاعت فرمائیں گے۔

(۳۱۶۱) علی بن حکم نے زیاد بن ابی حلال سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا کوئی نبی یا کوئی وصی تین دن سے زیادہ زمین (یعنی قبر) میں نہیں رہتا یہاں تک کہ اس کی روح اس کی ہڈیاں اور اس کے گوشت کو آسمان کی طرف اٹھالیا جاتا ہے مگر وہ اپنی قبروں کی جگہ آتے ہیں اور دور سے ان تک سلام پہنچتے ہیں اور اپنی قبروں کے قریب سے لوگوں کی باتیں سنتے ہیں۔

(۳۱۶۲) جابر نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ حج کی تکمیل امام سے ملاقات ہے۔

(۳۱۶۳) صالح بن عقبہ نے زید شحّام سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا کہ اگر کوئی شخص آپؑ لوگوں میں سے کسی ایک (امام) کی زیارت کرے تو اس کے لئے کیا ہے؟ آپؑ نے فرمایا وہ ایسا ہی ہے جیسے اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کی۔

(۳۱۶۴) ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی علیہ السلام سے ارشاد فرمایا کہ اے علیؑ جس نے میری حیات میں یا میری موت کے بعد میری زیارت کی یا تمہاری حیات میں یا تمہاری موت کے بعد تمہاری زیارت کی یا تمہارے دونوں فرزندوں کی حیات میں یا ان دونوں کی موت کے بعد ان دونوں کی زیارت کی تو میں اس کا ضامن ہوں کہ قیامت کے دن کے ہَول اور اس کی سختیوں سے اس کو چھڑاؤں گا یہاں تک کہ میں اس کو اپنے درجہ میں رکھوں گا۔

(۳۱۶۵) اسحاق بن عمار نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا قبر حسین کی جگہ جس دن سے وہ وہاں دفن ہوئے جنت کے باغوں میں سے ایک باغ بن گیا۔

(۳۱۶۶) نیز فرمایا کہ قبر حسین کی جگہ جنت کے خیابانوں میں سے ایک خیابان ہے۔

(۳۱۶۷) نیز فرمایا کہ قبرِ حسین کے چاروں جانب پانچ پانچ فرسخ تک حریم قبر حسین علیہ السلام ہے۔

(۳۱۶۸) اسحاق بن عمار نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ قبرِ حسین علیہ السلام سے ساتویں آسمان تک ہر وقت ملائکہ کی آمد و رفت رہتی ہے۔

(۳۱۶۹) صالح بن عقبہ نے بشیر دھان سے روایت کی ہے اس کا بیان ہے کہ میں نے ایک مرتبہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا کہ کبھی کبھی جب مجھ سے حج فوت ہو جاتا ہے تو میں عرفہ کے دن اعمال عرفہ قبرِ حسینؑ کے پاس بجا لاتا ہوں۔ آپؑ نے فرمایا اے بشیر یہ تم بہت اچھا کرتے ہو جو مرد مومن عید کے دن کے علاوہ کسی اور دن قبر حسینؑ کی زیارت کو ان کے حق کو پہچانتے ہوئے آئے گا تو اس کے نامہ اعمال میں بیس حج اور بیس عمرہ مبرورہ و مقبولہ اور بیس حج کسی نبیِ مرسل یا امامِ عادل کے ساتھ لکھ دیئے جائیں گے۔ اور جو شخص عید کے دن قبر حسینؑ پر زیارت کے لئے آئے گا اس کے نامہ اعمال میں ایک ہزار حج اور ایک ہزار عمرہ مبرورہ و مقبولہ اور ایک ہزار جہاد کسی نبیِ مرسل یا امامِ عادل کے ساتھ تحریر کر دیئے جائیں گے۔

راوی کا بیان ہے کہ میں نے کہا مگر یہ میرے لئے وقوف عرفات کے مانند کیونکر ہو جائے گا؟ تو آپؑ نے میری طرف جیسے غصہ کی نگاہ سے دیکھا پھر فرمایا اے بشیر اگر کوئی مومن عرفہ کے دن قبر حسینؑ پر ان کے حق کو پہچانتے ہوئے آئے اور دریائے فرات میں غسل کر کے آپ کی قبر کی زیارت کو جائے تو اللہ تعالیٰ اس کے ہر قدم پر ایک حج پورے مناسک کے ساتھ اس کے نامہ اعمال میں لکھ دے گا اور مجھے نہیں یاد کہ اور کیا کہا لیکن یہ ضرور کہا کہ اور عمرہ بھی۔

(۳۱۷۰) داؤد رقی سے روایت ہے اس کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام ابو عبداللہ جعفر بن محمد اور حضرت امام ابو الحسن موسیٰ بن جعفر اور حضرت امام ابو الحسن علی ابن موسیٰ الرضا علیہم السلام کو فرماتے ہوئے سنا یہ حضرات فرماتے تھے کہ جو شخص عرفہ کے دن حضرت حسین ابن علی علیہما السلام کی قبر کی زیارت کو آئے گا اللہ تعالیٰ اس کے سینے کو برف کے مانند ٹھنڈا رکھے گا۔

(۳۱۷۱) اور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ عرفہ کی شب سب سے پہلے اللہ تعالیٰ زائرین قبر حسینؑ ابن علیؑ پر نگاہ کرم ڈالتا ہے۔ تو عرض کیا گیا کہ کیا تمام اہل موقف (عرفات) پر نگاہ کرم ڈالنے سے بھی پہلے؟ آپؑ نے فرمایا کہ ہاں۔ عرض کیا گیا کہ یہ کیونکر آپؑ نے فرمایا اس لئے کہ اہل موقف میں کچھ اولاد زنا بھی ہوتے ہیں اور زائران قبر حسین میں کوئی اولاد زنا نہیں ہوتا۔

(۳۱۷۲) نیز آپؑ نے فرمایا کہ جو شخص قبر حسینؑ کی زیارت کرتا ہے اس کے گھر کے دروازے کے سامنے اس کے گناہوں کا ایک پل بنا دیا جاتا ہے جسے وہ عبور کر کے چلا جاتا ہے جس طرح تم میں سے کوئی شخص پل کو عبور کرتا ہے تو پل کو اپنے پیچھے چھوڑ دیتا ہے۔

(۳۱۷۳) علی بن ابی حمزہ نے ابو بصیر سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے امام حسین علیہ السلام کے ساتھ ستر ہزار ملک مقرر کر دیئے ہیں جو بال بکھراتے ہوئے اور خاک اڑاتے ہوئے ان پر روزانہ درود بھیجتے رہتے ہیں اور جو شخص آپؑ کی زیارت کو آتا ہے اس کے لئے دعائیں کرتے ہیں اور یہ کہتے ہیں کہ پروردگار یہ حسینؑ کے زائر ہیں ان کے ساتھ نیک سلوک کر ان کے ساتھ نیک سلوک کر۔

(۳۱۷۴) نیز فرمایا کہ جو شخص قبر حسینؑ پر ان کے حق کو پہچانتے ہوئے زیارت کو آتا ہے اللہ تعالیٰ اس کا مقام اعلیٰ علیین میں قرار دے دیتا ہے۔

(۳۱۷۵) اور زید شحام نے آنجنابؑ سے دریافت کیا کہ جس شخص نے آپ لوگوں میں سے کسی ایک کی زیارت کی اس کے لئے کیا ثواب ہے؟ تو آپؑ نے فرمایا یہ ایسا ہی ہے جیسے اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ کی زیارت کی۔

(۳۱۷۶) اور حضرت امام موسیٰ بن جعفر علیہ السلام نے فرمایا کہ شطِّ فرات (کربلا) میں حضرت ابی عبد اللہ الحسین علیہ السلام کی زیارت کرنے والے کو بشرطیکہ وہ ان کے حق و حرمت و ولایت کی معرفت بھی رکھتا ہو کم از کم اتنا ثواب ضرور دیا جاتا ہے کہ اس کے اگلے اور پچھلے گناہ سب معاف کر دیئے جاتے ہیں۔

(۳۱۷۷) حسن بن علی بن فضّال نے ابی ایوب خزّاز سے انہوں نے محمد بن مسلم سے انہوں نے حضرت امام ابو جعفر محمد بن علی علیہما السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ ہمارے شیعوں سے کہدو کہ وہ حضرت امام حسین بن علی علیہما السلام کی زیارت کیا کریں اس لئے کہ ان کی زیارت بلندی سے گرنے، پانی میں غرق ہونے، آگ میں جلنے اور درندوں کے پھاڑ کھانے سے بچاتی ہے۔ اور جو شخص امام حسین علیہ السلام کی امامت کا منجانب اللہ ہونے کا اقرار کرتا ہے اس پر آپؑ کی زیارت فرض ہے۔

(۳۱۷۸) ہارون بن خارجہ نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ جب نیمہ شعبان (۱۵ تاریخ) ہوتی ہے تو ایک منادی افق اعلیٰ سے ندا دیتا ہے کہ اے حسینؑ کی قبر کی زیارت کے لئے آنے والو جاؤ تمہارے گناہ بخش دیئے گئے اب اس کا ثواب تم لوگوں کے لئے تمہارے پروردگار اور تم لوگوں کے نبی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ہے (وہ جو چاہیں عطا کریں)۔

(۳۱۷۹) حسین بن محمد قمی نے حضرت امام رضا علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ جس نے میرے پدر بزرگوار کی زیارت بغداد میں کی تو وہ ایسا ہی ہے جیسے اس نے قبر رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور قبر امیر المومنین علیہ السلام کی

زیارت کی لیکن یہ کہ رسول اللہؐ اور امیر المومنینؑ دونوں کو فضیلت حاصل ہے۔

(۳۱۸۰) اور حسن بن علی وشاء نے حضرت امام ابو الحسن رضا علیہ السلام سے روایت کی ہے انہوں نے کہا کہ میں نے آنجنابؑ سے حضرت امام ابو الحسن موسیٰ بن جعفر علیہ السلام کی قبر کی زیارت کے متعلق دریافت کیا کہ کیا یہ حضرت امام حسین علیہ السلام کی زیارت کے مانند ہے تو آپؑ نے فرمایا ہاں۔

(۳۱۸۱) علی بن مہزیار نے حضرت امام ابو جعفر محمد بن علی ثانی علیہما السلام سے روایت کی ہے اس کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے آنجنابؑ سے عرض کیا کہ مولا میں آپ پر قربان حضرت امام رضا علیہ السلام کی زیارت افضل ہے یا حضرت امام حسین علیہ السلام کی تو آپؑ نے فرمایا کہ میرے پدر بزرگوار کی زیارت افضل ہے اس لئے کہ امام حسین علیہ السلام کی زیارت تو سبھی لوگ کرتے ہیں لیکن میرے پدر بزرگوار کی زیارت صرف خواص شیعہ کرتے ہیں۔

(۳۱۸۲) احمد بن محمد بن ابی نصر بزنطی سے روایت ہے اس کا بیان ہے کہ میں نے حضرت ابو الحسن رضا علیہ السلام کے خط میں پڑھا جس میں تحریر تھا کہ میرے شیعوں کو یہ پیغام پہنچاؤ کہ میری زیارت اللہ کے نزدیک ایک ہزار حج کے برابر ہے راوی کا بیان ہے کہ میں نے حضرت ابی جعفر یعنی آپ کے فرزند علیہ السلام سے عرض کیا کہ ایک ہزار حج کے برابر؟ آپؑ نے فرمایا ہاں خدا کی قسم بلکہ ایک لاکھ حج کے برابر اس شخص کے لئے جو آپ کے حق کی معرفت رکھتے ہوئے آپ کی زیارت کرے۔

(۳۱۸۳) حسین بن زید نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے اس کا بیان ہے کہ میں نے آنجنابؑ کو فرماتے ہوئے سنا وہ فرمارہے تھے کہ اولاد موسیٰ (بن جعفر) میں ایک ایسا شخص پیدا ہوگا کہ جس کا نام امیرالمومنین علیہ السلام کا نام ہوگا اور وہ طوس میں جو خراسان کا ایک حصہ ہے دفن کیا جائے گا۔ وہ وہاں زہر سے شہید ہوگا اور وہیں عالم مسافرت میں دفن کردیا جائے گا۔ اور جو شخص اس کے حق کو پہچانتے ہوئے اس کی زیارت کرے گا اللہ تعالیٰ اس کو اس شخص کے برابر ثواب واجر دیگا جس نے قبل فتح مکہ اللہ کی راہ میں جہاد کیا اور اپنا مال خرچ کیا ہو۔

(۳۱۸۴) اور بزنطی نے حضرت امام رضا علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ میرے درست داروں میں سے جس نے بھی میرے حق کی معرفت رکھتے ہوئے میری زیارت کی میں اس کے حق میں اللہ سے شفاعت کروں گا۔

(۳۱۸۵) اور حضرت ابو جعفر محمد بن علی الرضا علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ طوس دونوں پہاڑوں کے درمیان جنت کے قطعوں میں سے ایک قطعہ ہے جو اس میں داخل ہوا وہ قیامت کے دن جہنم سے محفوظ رہے گا۔

(۳۱۸۶) نیز آپؑ نے فرمایا کہ جس شخص نے طوس میں میرے پدر بزرگوار کے حق کی معرفت رکھتے ہوئے آنجنابؑ کی زیارت کی میں ضامن ہوتا ہوں اللہ تعالیٰ اس کو جنت نصیب کرے گا۔

(۳۱۸۷) اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میرا ایک پارہ جگر خراساں میں دفن ہوگا جو دکھ درد کا مارا

اس کی زیارت کو جائے گا اللہ تعالیٰ اس کے دکھ درد کو دور کردے گا اور جو کوئی گناہگار اس کی زیارت کرے گا اللہ تعالیٰ اس کے گناہوں کو بخش دے گا۔

(۳۱۸۸) نعمان بن سعد نے حضرت امیر المومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے ارشاد فرمایا کہ میری اولاد میں سے ایک شخص خراسان میں زہر سے ظلم کے ساتھ ناحق قتل کردیا جائے گا۔ جس کا نام میرا نام ہوگا اور اس کے باپ کا نام عمران کے فرزند موسیٰ کا نام ہوگا۔ آگاہ رہو کہ جو اس عالم مسافرت میں اس کی زیارت کرے گا اللہ تعالیٰ اس کے اگلے پچھلے سارے گناہ معاف کردے گا خواہ اس کے گناہ آسمان کے ستاروں کی تعداد میں ہوں یا بارش کے قطروں کی تعداد میں یا درختوں کے پتوں کی تعداد میں۔

(۳۱۸۹) حمدان دیوانی نے حضرت امام رضا علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آنجنابؑ نے فرمایا کہ جو میرے دور افتادہ مکان کے باوجود میری زیارت کو آئے گا تین مواقع پر اس کی مدد کو پہنچوں گا اور ہولناکیوں سے اس کی گلو خلاصی کراؤں گا۔ ایک اس وقت جب لوگوں کے نامہ اعمال ان کے دائیں اور بائیں اڑتے پھریں گے۔ دوسرے صراط سے گذرتے ہوئے تیسرے میزان میں اعمال تولتے وقت۔

(۳۱۹۰) حمزہ بن حمران سے روایت ہے اس کا بیان ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ ہمارے فرزند زادوں میں سے ایک فرزند سرزمین خراسان کے ایک شہر طوس میں قتل کردیا جائے گا جو شخص اس کے حق کی معرفت رکھتے ہوئے اس کی زیارت کو جائے گا میں قیامت کے دن اس کو اپنے ہاتھ سے پکڑوں گا اور جنت میں داخل کروں گا خواہ وہ ان لوگوں میں سے ہو جو گناہان کبیرہ کے مرتکب ہوئے ہوں۔

راوی کا بیان ہے کہ میں نے عرض کیا مولا میں آپؑ پر قربان ان کے حق کی معرفت کیا ہے؟ آپؑ نے فرمایا اس کو معلوم ہو یہ امام ہیں اور ان کی اطاعت فرض ہے غریب (مسافر) و شہید ہیں جو شخص ان کے حق کی معرفت رکھتے ہوئے ان کی زیارت کرے گا اللہ تعالیٰ اس کو ایسے ستر شہیدوں کے برابر ثواب عطا فرمائے گا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ جہاد میں شریک ہوئے ہیں۔

(۳۱۹۱) حسن بن علی بن فضّال نے حضرت ابو الحسن علی ابن موسیٰ رضا علیہما السلام سے روایت کی ہے اس کا بیان ہے کہ اہل خراسان میں سے ایک شخص نے آنجنابؑ سے عرض کیا کہ فرزند رسول میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب میں دیکھا گویا وہ مجھ سے یہ کہہ رہے تھے کہ جب میرے جگر کا ایک ٹکڑا تمہاری سرزمین میں دفن ہوگا اور میرا ایک ستارہ تمہاری خاک میں غروب کرجائے گا تو تم لوگ اس کے ساتھ کیا کروگے اور میری امانت کی کیسے حفاظت کروگے۔ تو امام رضا علیہ السلام نے فرمایا کہ میں ہی تمہاری سرزمین میں دفن کیا جاؤں گا میں ہی تمہارے نبی کا پارہ جگر ہوں اور میں ہی وہ امانت اور وہ ستارہ ہوں۔ آگاہ رہو کہ جو شخص میرے اس حق اور میری اطاعت کو پہچانتے ہوئے جو اللہ تعالیٰ نے اس پر

واجب کیا ہے میری زیارت کرے تو میں اور میرے آبائے کرام قیامت کے دن اس کی شفاعت فرمائیں گے اور جس شخص کے ہم لوگ شفیع بن جائیں گے اس کی نجات ہوجائے گی خواہ جن وانس کے گناہوں کے برابر اس پر بار کیوں نہ ہو۔

نیز آپؑ نے فرمایا کہ میرے والد بزرگوار نے میرے جد سے اور انہوں نے اپنے پدر بزرگوار سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے اپنے خواب میں مجھے دیکھا تو اس نے یقیناً مجھ ہی کو دیکھا کیونکہ شیطان میری شکل یا میرے اوصیا میں سے کسی کی شکل میں یا میرے اوصیا کے کسی شیعہ کی شکل میں متشکل نہیں ہوسکتا اور سچا خواب نبوت کے ستر جزوں میں ایک جزو ہے۔

(۳۱۹۲) ابو صلت عبدالسلام بن صالح ہروی سے روایت کی گئی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام رضا علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا آپؑ فرما رہے تھے کہ خدا کی قسم ہم میں سے جو بھی (امام) ہوگا وہ مقتول یا شہید ہوگا تو عرض کیا گیا فرزند رسول آپؑ کو کون قتل کرے گا؟ آپؑ نے فرمایا میرے زمانے کا بدترین خلقِ خدا مجھے زہر سے قتل کرے گا پھر مجھے عالم مسافرت میں ایک تنگ مکان میں دفن کردے گا۔ آگاہ رہو جو شخص میری عالم مسافرت میں میری زیارت کرے گا اللہ تعالیٰ اس کے نامہ اعمال میں ایک لاکھ شہیدوں، ایک لاکھ صدیقوں، ایک لاکھ حج اور عمرہ کرنے والوں اور ایک لاکھ مجاہدوں کا ثواب لکھ دے گا اور اس کو ہم لوگوں کے زمرہ میں محشور کرے گا اور جنت کے اعلیٰ درجات میں اس کو ہم لوگوں کا رفیق بنادے گا۔

(۳۱۹۳) حسن بن علی بن فضّال نے حضرت ابوالحسن رضا علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ خراسان میں ایک بقعہ ہے کہ اس پر ایک زمانہ ایسا آئے گا جہاں ملائکہ کی آمد و رفت ہوگی پھر فرمایا اور صور پھونکنے تک ہمیشہ ملائکہ کی ایک فوج وہاں آسمان سے نازل ہوتی رہے گی اور ایک فوج آسمان کی طرف پرواز کرتی رہے گی۔ تو آپؑ سے عرض کیا گیا کہ فرزند رسول وہ بقعہ زمین کونسا ہے؟ آپؑ نے فرمایا وہ سرزمین طوس ہے اور خدا کی قسم یہ جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے۔ اور جس نے اس بقعہ میں میری زیارت کی گویا اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کی اور اللہ تعالیٰ اس کے نامہ اعمال میں ایک ہزار حج مبرورہ ایک ہزار عمرہ مقبولہ کا ثواب لکھے گا اور میں اور میرے آبائے کرام قیامت کے دن اس کے شفیع ہوں گے۔

(۳۱۹۴) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرا ایک پارہ جگر سرزمین خراسان میں دفن ہوگا جو کوئی مرد مومن اس کی زیارت کرے گا اللہ تعالیٰ اس پر جنت واجب کردے گا اور اس کے جسد کو جہنم پر حرام کردے گا۔

موضع قبر امیرالمومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام

(۳۱۹۵) صفوان بن مہران جمّال نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے اس کا بیان ہے کہ آنجنابؑ قادسیہ کو چلے اور میں بھی آپؑ کے ساتھ تھا جب نجف پہنچے تو فرمایا کہ میرے جد حضرت نوح علیہ السلام کے بیٹے نے جس پہاڑ سے پناہ چاہی تھی اور کہا تھا کہ میں اس پہاڑ پر چڑھ جاؤں گا وہ مجھے پانی کے طوفان سے بچالے گا تو اللہ تعالیٰ نے اس پہاڑ کی طرف وحی فرمائی کہ اے پہاڑ کیا تجھ پر پناہ لیکر کوئی مجھ سے بچ جائے گا؟ (یہ سنکر) پہاڑ زمین میں دھنس گیا اور ٹکڑے ٹکڑے ہوکر شام کی طرف چلا گیا۔ پھر آپؑ نے فرمایا اچھا اب میرے ساتھ محمل میں سوار ہوجاؤ اور میں آپؑ کے ساتھ سوار ہوگیا تو آپؑ مسلسل چلتے رہے یہاں تک کہ غرِی (جہاں قبر امیرالمومنین ہے) پہنچے تو ایک قبر پر ٹھہر گئے اور حضرت آدم سے لیکر ایک ایک نبی علیہم السلام کو سلام کرنے لگے اور میں بھی آپؑ کے ساتھ سب کو سلام کرنے لگا یہاں تک کہ نبی آخرالزماں علیہ السلام کے سلام تک پہنچے پھر قبر پر منہ کے بل گر پڑے اور صاحب قبر کو سلام کیا اور ان کی سسکیوں کی آواز بلند ہوئی پھر اٹھے اور چار رکعت نماز پڑھی (اور دوسری حدیث میں ہے کہ چھ رکعت پڑھی) اور میں نے بھی آپؑ کے ساتھ نماز پڑھی پھر عرض کیا فرزند رسول یہ کس کی قبر ہے؟ آپؑ نے فرمایا یہ میرے جد بزرگوار علی ابن ابی طالب علیہ السلام کی قبر ہے۔

زیارت قبر امیرالمومنین صلوات اللہ علیہ

(۳۱۹۶) جب تم پشت کوفہ مقامِ غرِی پر پہنچو تو غسل کرو اور بہت سکون و وقار کے ساتھ چل کر قبر امیرالمومنین پر آؤ قبر کو اپنے سامنے رکھو اور یہ کہو:

اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا وَلِیَّ اللّٰہِ اَنْتَ اَوَّلُ مَظْلُوْمٍ ، وَ اَوَّلُ مَنْ غُصِبَ حَقُّہٗ ، صَبَرْتَ وَ احْتَسَبْتَ حَتّٰی اَتَاکَ الْیَقِیْنُ ، وَ اَشْہَدُ اَنَّکَ لَقِیْتَ اللّٰہَ عَزَّ وَ جَلَّ ، وَ اَنْتَ شَہِیْدٌ ، عَذَّبَ اللّٰہُ قَاتِلَکَ بِاَنْوَاعِ الْعَذَابِ ، وَ جَدَّدَ عَلَیْہِ الْعَذَابَ ، جِئْتُکَ عَارِفاً بِحَقِّکَ ، مُسْتَبْصِراً بِشَأْنِکَ ، مُعَادِیاً لِاَعْدَائِکَ وَ مَنْ ظَلَمَکَ ، اَلْقٰی عَلٰی ذٰلِکَ رَبِّیْ اِنْ شَاءَ اللّٰہُ ، اِنَّ لِیْ ذُنُوْباً کَثِیْرَۃً فَاشْفَعْ لِیْ عِنْدَ رَبِّکَ فَاِنَّ لَکَ عِنْدَ اللّٰہِ تَبَارَکَ وَ تَعَالٰی مَقَاماً مَعْلُوْماً ، وَ اِنَّ لَکَ عِنْدَ اللّٰہِ جَاھاً وَ شَفَاعَۃً ، وَ قَدْ قَالَ اللّٰہُ عَزَّ وَ جَلَّ وَلَا یَشْفَعُوْنَ اِلَّا لِمَنِ ارْتَضٰی [اے اللہ کے ولی آپ پر سلام آپ (ائمہ طاہرین میں) پہلے شخص ہیں جن پر ظلم کیا گیا اور آپ پہلے وہ ہیں جن کا حق غصب کیا گیا اور آپ نے اس پر مرتے دم تک صبر و تحمل سے کام لیا۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ نے شہید ہوکر اللہ سے ملاقات کی۔ اللہ تعالیٰ آپ کے قاتل کو مختلف عذابوں میں اور نئے نئے عذاب میں مبتلا کرے۔ میں آپ کے حق میں معرفت رکھتے اور آپ کی شان پر نظر رکھتے ہوئے آپ کے دشمنوں کو اور آپ

پر ظلم کرنے والوں کو دشمن سمجھتے ہوئے آپ کی بارگاہ میں حاضر ہوا ہوں ان شاء اللہ تعالیٰ اسی اعتقاد پر اپنے رب سے ملاقات بھی کروں گا۔ مولا میں بڑا گناہگار ہوں آپ اپنے رب سے میری شفاعت فرمادیں۔ کیونکہ سب کو معلوم ہے کہ آپ کا اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں ایک اہم مقام ہے اور آپ کو اللہ کی بارگاہ میں ایک بلند مرتبہ اور حق شفاعت حاصل ہے ۔چنانچہ اللہ تعالیٰ کا خود ارشاد ہے (ولا یشفعون الا لمن ارتضیٰ) (سورہ انبیاء۔۲۸) [یہ لوگ اس شخص کے سوا جس سے خدا راضی ہو کسی کی سفارش نہیں کرتے]۔

(۳۱۹۷) اور امیر المومنین کی ضریح اقدس کے پاس یہ بھی کہو:

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَکْرَمَنِیْ بِمَعْرِفَتِهٖ وَ مَعْرِفَةِ رَسُوْلِهٖ وَ مَنْ فَرَضَ طَاعَتَهٗ رَحْمَةً مِنْهُ لِیْ وَ تَطَوُّلاً مِنْهُ عَلَیَّ، وَمَنَّ عَلَیَّ بِالْاِیْمَانِ، اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ سَیَّرَنِیْ فِیْ بِلَادِهٖ، وَ حَمَلَنِیْ عَلٰی دَوَابِّهٖ، وَ طَوٰی لِیَ الْبَعِیْدَ، وَ دَفَعَ عَنِّیَ الْمَکْرُوْهَ حَتّٰی اَدْخَلَنِیْ حَرَمَ اَخِیْ نَبِیِّهٖ وَ اَرَانِیْهِ فِیْ عَافِیَةٍ، اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ جَعَلَنِیْ مِنْ زُوَّارِ قَبْرِ وَصِیِّ رَسُوْلِهٖ، اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ هَدَانَا لِهٰذَا وَ مَا کُنَّا لِنَهْتَدِیَ لَوْ لَا اَنْ هَدَانَا اللّٰهُ، اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِیْکَ لَهٗ، وَ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ، جَاءَ بِالْحَقِّ مِنْ عِنْدِهٖ، وَ اَشْهَدُ اَنَّ عَلِیًّا عَبْدُ اللّٰهِ وَ اَخُوْ رَسُوْلِهٖ، اَللّٰهُمَّ عَبْدُکَ وَ زَائِرُکَ مُتَقَرِّبٌ اِلَیْکَ بِزِیَارَةِ قَبْرِ اَخِیْ رَسُوْلِکَ، وَ عَلٰی کُلِّ مَاْتِیٍّ حَقٌّ لِمَنْ اَتَاهُ وَ زَارَهٗ، وَ اَنْتَ خَیْرُ مَاْتِیٍّ وَ اَکْرَمُ مَزُوْرٍ فَاَسْاَلُکَ یَا اَللّٰهُ یَا رَحْمٰنُ یَا رَحِیْمُ یَا جَوَادُ یَا اَحَدُ یَا صَمَدُ یَا مَنْ لَمْ یَلِدْ وَ لَمْ یُوْلَدْ وَ لَمْ یَکُنْ لَهٗ کُفُوًا اَحَدٌ، اَنْ تُصَلِّیَ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَ اَهْلِ بَیْتِهٖ وَ اَنْ تَجْعَلَ تُحْفَتَکَ اِیَّایَ مِنْ زِیَارَتِیْ فِیْ مَوْقِفِیْ هٰذَا فَکَاکَ رَقَبَتِیْ مِنَ النَّارِ وَ اجْعَلْنِیْ مِمَّنْ یُسَارِعُ فِی الْخَیْرَاتِ وَ یَدْعُوْکَ رَغَبًا وَ رَهَبًا، وَ اجْعَلْنِیْ مِنَ الْخَاشِعِیْنَ، اَللّٰهُمَّ (اِنَّکَ) بَشَّرْتَنِیْ عَلٰی لِسَانِ نَبِیِّکَ صَلَوَاتُکَ عَلَیْهِ وَ اٰلِهٖ فَقُلْتَ "فَبَشِّرْ عِبَادِ الَّذِیْنَ یَسْتَمِعُوْنَ الْقَوْلَ فَیَتَّبِعُوْنَ اَحْسَنَهٗ"، وَ قُلْتَ، "وَ بَشِّرِ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اَنَّ لَهُمْ قَدَمَ صِدْقٍ عِنْدَ رَبِّهِمْ"، اَللّٰهُمَّ وَ اِنِّیْ بِکَ مُؤْمِنٌ وَ بِجَمِیْعِ اَنْبِیَائِکَ فَلَا تَقِفْنِیْ بَعْدَ مَعْرِفَتِهِمْ مَوْقِفًا تَفْضَحُنِیْ بِهٖ عَلٰی رُؤُوْسِ الْخَلَائِقِ بَلْ قِفْنِیْ مَعَهُمْ وَ تَوَفَّنِیْ عَلَی التَّصْدِیْقِ بِهِمْ، فَاِنَّهُمْ عَبِیْدُکَ وَ اَنْتَ خَصَصْتَهُمْ بِکَرَامَتِکَ وَ اَمَرْتَنِیْ بِاتِّبَاعِهِمْ [اس خدا کی حمد جس نے اپنی مہربانی اور اپنے جود و کرم سے مجھے اپنی معرفت اپنے رسول کی معرفت اور ان لوگوں کی معرفت دیکر جن کی اطاعت اس نے فرض کی ہے میری عزت افزائی کی اور مجھے ایمان سے نوازا۔ حمد اس اللہ کی جس نے مجھے اپنے ملکوں کی سیر کرائی اور اپنی پیدا کی ہوئی سواریوں پر سوار کیا اور میرے لئے دور دراز کی مسافتوں کو طے کردیا۔ ناپسندیدہ باتوں کو مجھ سے دور رکھا یہاں تک کہ اس نے مجھے اپنے نبی کے بھائی کے حرم تک پہنچادیا۔ اور بخیر و عافیت اس کی زیارت کروائی ۔ حمد اس اللہ کی جس نے مجھے اپنے رسول کے وصی کی قبر کے زوّاروں میں شامل کرلیا۔ حمد اس خدا کی جس نے مجھ کو اس کی طرف ہدایت کی اور اگر وہ ہدایت نہ کرتا تو ہم ہرگز ہدایت نہ پاتے۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ نہیں ہے کوئی اللہ سوائے اس اللہ کے وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں ۔اور میں گواہی دیتا ہوں

کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں وہ اس کے پاس سے حق لیکر آئے اور گواہی دیتا ہوں کہ علی اللہ کے بندے اور اس کے رسول کے بھائی ہیں۔

پروردگار تیرا بندہ اور تیرا زائر تیرے رسول کے بھائی کی قبر کی زیارت کرکے تیرے تقرب کا طلبگار ہے اور ہر آنے والے اور زیارت کرنے والے کا ایک حق ہوتا ہے اس پر کہ جس کے پاس وہ آیا اور اس نے اس کی زیارت کی ہے اور تو ان سے سب سے افضل واکرم ہے جن کے پاس لوگ آتے اور اس کی زیارت کرتے ہیں لہذا اے اللہ، اے رحمن، اے رحیم، اے جواد، اے احد، اے صمد، اے وہ ذات کہ نہ اس کو کسی نے جنا اور نہ اس سے کوئی جنا گیا اور اس کا کوئی ہمسر نہیں میں تجھ سے التجا کرتا ہوں کہ تو رحمتیں نازل فرما محمدؐ اور ان کے اہلبیت پر اور اس مقام پر میری اس زیارت کا اپنی طرف سے یہ انعام عطا کر کہ جہنم سے میری گلو خلاصی کردے اور مجھے ان لوگوں میں قرار دیدے جو نیکیوں کی طرف تیزی سے بڑھتے ہیں اور تیری طرف راغب بھی رہتے ہیں اور تجھ سے ڈرتے بھی ہیں۔ اور مجھے خضوع و خشوع کرنے والوں میں شامل کرلے۔

پروردگار تونے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ کی زبانی مجھے یہ خوشخبری دی ہے اور یہ کہا ہے کہ فبشر عباد الذین یستمعون القول فیتبعون احسنه (سورہ الزمر ۱۸) (میرے خالص بندوں کو خوشخبری دیدو جو بات کو جی لگا کر سنتے ہیں اور پھر ان میں سے اچھی بات پر عمل کرتے ہیں) نیز فرمایا ہے وبشر الذین آمنو ان لهم قدم صدق عند ربهم (سورہ یونس ۲) (اور اہل ایمان کو خوشخبری دیدو کہ ان کے لئے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں سچا بلند درجہ ہے) اے اللہ میں تجھ پر اور تیرے تمام انبیاء پر ایمان رکھتا ہوں ان لوگوں کی معرفت رکھنے کے بعد مجھے اس موقف پر نہ کھڑا کردینا جہاں کھڑے ہو کر مجھے تمام خلائق کے سامنے رسوائی ہو۔ بلکہ مجھے ان ہی لوگوں کے ساتھ کھڑا کرنا اور ان لوگوں کی تصدیق کرتے ہوئے مجھے موت دینا اس لئے کہ یہ تیرے بندے ضرور ہیں مگر تونے انہیں اپنے کرم کے لئے مخصوص کیا ہے اور ان کی پیروی کا حکم دیا ہے۔]

اس کے بعد قبر اقدس کے قریب جاؤ اور یہ کہو:

اَلسَّلَامُ مِنَ اللّٰهِ ، اَلسَّلَامُ عَلٰی مُحَمَّدٍ اَمِیْنِ اللّٰهِ وَ عَلٰی رُسُوْلِهٖ وَ عَزَائِمِ أَمْرِهٖ وَ مَعْدَنِ الْوَحْيِ وَ التَّنْزِیْلِ الْخَاتَمِ لِمَا سَبَقَ وَ الْفَاتِحِ لِمَا اسْتَقْبَلَ وَ الْمُهَیْمِنِ عَلٰی ذٰلِکَ کُلِّهٖ وَ الشَّاهِدِ عَلٰی خَلْقِهٖ وَ السِّرَاجِ الْمُنِیْرِ ، وَ السَّلَامُ عَلَیْهِ وَ رَحْمَةُ اللّٰهِ وَ بَرَکَاتُهٗ ، اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَ اَهْلِ بَیْتِهِ الْمَظْلُوْمِیْنَ اَفْضَلَ وَ اَکْمَلَ وَ اَرْفَعَ وَ اَشْرَفَ مَا صَلَّیْتَ عَلٰی أَحَدٍ مِنْ اَنْبِیَائِکَ وَ رُسُلِکَ وَ أَصْفِیَائِکَ ، اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی عَلِیٍّ أَمِیْرِ الْمُؤْمِنِیْنَ عَبْدِکَ وَ خَیْرِ خَلْقِکَ بَعْدَ نَبِیِّکَ وَ أَخِیْ رَسُوْلِکَ وَ وَصِیِّ رَسُوْلِکَ الَّذِیْ انْتَجَبْتَهٗ مِنْ خَلْقِکَ وَ الدَّلِیْلِ عَلٰی مَنْ بَعَثْتَهٗ بِرِسَالَاتِکَ وَ دَیَّانِ الدِّیْنِ بِعَدْلِکَ وَ فَصْلِ قَضَائِکَ بَیْنَ خَلْقِکَ وَ السَّلَامُ عَلَیْهِ وَ رَحْمَةُ اللّٰهِ وَ بَرَکَاتُهٗ ، اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَی الْاَئِمَّةِ مِنْ

وَ لَدِهٖ، اَلْقَوَّامِيْنَ بِاَمْرِكَ مِنْ بَعْدِهٖ، اَلْمُطَهَّرِيْنَ الَّذِيْنَ ارْتَضَيْتَهُمْ اَنْصَارًا لِدِيْنِكَ وَ حَفَظَةً لِسِرِّكَ وَ شُهَدَاءَ عَلٰى خَلْقِكَ وَ اَعْلَامًا لِعِبَادِكَ۔

[اللہ کی طرف سے سلام۔ سلام ہو محمدؐ پر جو اللہ کے امین ہیں رسالت اور اس کے اہم امور پر اور وحی و تنزیل کے معدن ہیں، سابقہ شریعتوں کے ختم کرنے والے ہیں اور اس دین کے شروع کرنے والے ہیں جو آگے آنے والا ہے اور ان سب (ادیان) کے نگہبان و محافظ ہیں، تمام مخلوقات پر شاہد ہیں اور روشن چراغ ہیں، ان پر سلام ہو اور ان پر اللہ کی رحمت و برکت ہو۔ اے اللہ تو اپنی رحمتیں نازل فرمایا محمدؐ اور ان کے اہلبیت پر جن پر ظلم کیا گیا اس سے بھی زیادہ افضل و اکمل و اعلیٰ و اشرف رحمت جو تو نے اپنے انبیاء و رسل اور اصفیاء میں سے کسی پر بھیجی ہو۔ اے اللہ اپنی رحمتیں نازل فرما امیر المومنینؑ پر جو تیرے بندے اور تیرے نبی کے بعد ساری مخلوقات سے بہتر ہیں تیرے رسول کے بھائی اور تیرے رسول کے وصی ہیں جن کو تو نے اپنے مخلوقات میں منتخب فرمایا ہے اور جس قوم پر تو نے اپنے رسول کو مبعوث کیا اس کے رہنما ہیں وہ تیری مخلوق کے درمیان تیرے عدل کے مطابق حساب کے دن حساب لینے والے اور تیرے حکم کے مطابق فیصلہ کرنے والے ہیں۔ ان پر سلام اور اللہ کی رحمت و برکت ہو۔ اے اللہ ان پر رحمت نازل فرما اور جو ائمہ ان کی اولاد میں سے ہیں اور ان کے بعد تیرے امر پر قائم ہیں اور (گناہوں سے) پاک ہیں جن کو تو نے اپنے دین کا ناصر و مددگار بنایا ہے جو تیرے راز ہائے سربستہ کے محافظ ہیں اور تیری مخلوق پر گواہ ہیں اور تیرے بندوں کے لئے علم و نشان ہیں۔]

پھر جس قدر ممکن ہو ان حضرات پر درود بھیجو اور یہ کہو:

اَلسَّلَامُ عَلَى الْاَئِمَّةِ الْمُسْتَوْدِعِيْنَ، اَلسَّلَامُ عَلٰى خَالِصَةِ اللّٰهِ مِنْ خَلْقِهٖ، اَلسَّلَامُ عَلَى الْاَئِمَّةِ الْمُتَوَسِّمِيْنَ، اَلسَّلَامُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ الَّذِيْنَ قَامُوْا بِاَمْرِكَ وَ وَازَرُوْا اَوْلِيَاءَ اللّٰهِ وَ خَافُوْا لِخَوْفِهِمْ، اَلسَّلَامُ عَلٰى مَلَائِكَةِ اللّٰهِ الْمُقَرَّبِيْنَ (سلام ہو ان ائمہ پر جن کو اللہ کی طرف سے امانتیں ودیعت کی گئی ہیں۔ سلام ہو ان لوگوں پر جن کو اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوق میں سے چنا ہے سلام ہو ان ائمہ پر جو ایمان کی علامت ہیں۔ سلام ہو ان مومنین پر جو تیرے امر پر قائم رہے اور اولیاء اللہ کا بوجھ بٹایا اور اللہ کے خوف سے خائف رہے اور اللہ کے مقرب ملائکہ پر سلام)

پھر کہو:

اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا اَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَ رَحْمَةُ اللّٰهِ وَ بَرَكَاتُهٗ، اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا حَبِيْبَ اللّٰهِ، اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا صَفْوَةَ اللّٰهِ، اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا وَلِيَّ اللّٰهِ، اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا حُجَّةَ اللّٰهِ، اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا عَمُوْدَ الدِّيْنِ وَ وَارِثَ عِلْمِ الْاَوَّلِيْنَ وَ الْآخِرِيْنَ، وَ صَاحِبَ الْمِيْسَمِ وَ الصِّرَاطِ الْمُسْتَقِيْمِ، اَشْهَدُ اَنَّكَ قَدْ اَقَمْتَ الصَّلَاةَ وَ آتَيْتَ الزَّكَاةَ، وَ اَمَرْتَ بِالْمَعْرُوْفِ، وَ نَهَيْتَ عَنِ الْمُنْكَرِ، وَ اتَّبَعْتَ الرَّسُوْلَ، وَ تَلَوْتَ الْكِتَابَ حَقَّ تِلَاوَتِهٖ وَ جَاهَدْتَ فِي اللّٰهِ حَقَّ جِهَادِهٖ وَ نَصَحْتَ لِلّٰهِ وَ لِرَسُوْلِهٖ وَ جُدْتَ بِنَفْسِكَ صَابِرًا مُحْتَسِبًا وَ مُجَاهِدًا عَنْ دِيْنِ اللّٰهِ مُوَقِّيًا لِرَسُوْلِهٖ، طَالِبًا مَا

عِنْدَ اللّٰهِ وَ رَاغِباً فِيْمَا وَعَدَ اللّٰهُ عَزَّ وَ جَلَّ وَ مَضَيْتَ لِلَّذِيْ كُنْتَ عَلَيْهِ شَهِيْداً وَ شَاهِداً وَ مَشْهُوْداً ، فَجَزَاكَ اللّٰهُ عَنْ رَسُوْلِهِ ، وَ عَنِ الْاِسْلَامِ وَ أَهْلِهِ أَفْضَلَ الْجَزَاءِ ، وَ لَعَنَ اللّٰهُ مَنْ قَتَلَكَ وَ لَعَنَ اللّٰهُ مَنْ خَالَفَكَ وَ لَعَنَ اللّٰهُ مَنِ افْتَرىٰ عَلَيْكَ وَ ظَلَمَكَ وَ لَعَنَ اللّٰهُ مَنْ غَصَبَكَ وَ مَنْ بَلَغَهُ ذٰلِكَ فَرَضِيَ بِهِ ، أَنَا اِلَى اللّٰهِ مِنْهُمْ بَرِئٌ لَعَنَ اللّٰهُ أُمَّةً خَالَفَتْكَ وَ أُمَّةً جَحَدَتْكَ وَ جَحَدَتْ وَلَايَتَكَ وَ أُمَّةً تَظَاهَرَتْ عَلَيْكَ وَ أُمَّةً قَتَلَتْكَ وَ أُمَّةً حَادَتْ عَنْكَ وَ خَذَلَتْكَ ، اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ جَعَلَ النَّارَ مَثْوَاهُمْ وَ بِئْسَ الْوِرْدُ الْمَوْرُوْدُ ، وَ بِئْسَ وِرْدُ الْوَارِدِيْنَ ، وَ بِئْسَ الدَّرَكُ الْمُدْرَكُ ، اَللّٰهُمَّ الْعَنْ قَتَلَةَ أَنْبِيَائِكَ ، وَ قَتَلَةَ أَوْصِيَاءِ أَنْبِيَائِكَ بِجَمِيْعِ لَعَنَاتِكَ وَ أَصْلِهِمْ حَرَّ نَارِكَ ، اَللّٰهُمَّ الْعَنِ الْجَوَابِيْتَ الطَّوَاغِيْتَ الْفَرَاعِنَةَ وَ اللَّاتَ وَ الْعُزّٰى وَ الْجِبْتَ ، وَ كُلَّ نِدٍّ يُدْعىٰ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ، وَ كُلَّ مُفْتَرٍ ، اَللّٰهُمَّ الْعَنْهُمْ وَ أَشْيَاعَهُمْ وَ أَتْبَاعَهُمْ وَ أَوْلِيَائَهُمْ وَ أَعْوَانَهُمْ وَ مُحِبِّيْهِمْ لَعْناً كَثِيْراً ، اَللّٰهُمَّ الْعَنْ قَتَلَةَ أَمِيْرِ الْمُؤْمِنِيْنَ - (تین بار کہا جائے) اَللّٰهُمَّ الْعَنْ قَتَلَةَ الْحَسَنِ وَ الْحُسَيْنِ - (تین بار کہا جائے) اَللّٰهُمَّ الْعَنْ قَتَلَةَ الْأَئِمَّةِ - (تین بار کہا جائے) اَللّٰهُمَّ عَذِّبْهُمْ عَذَاباً لَا تُعَذِّبُهُ أَحَداً مِنَ الْعَالَمِيْنَ وَ ضَاعِفْ عَلَيْهِمْ عَذَابَكَ كَمَا شَاقُّوْا وُلَاةَ أَمْرِكَ وَ أَعِدَّ لَهُمْ عَذَاباً لَمْ تُحِلَّهُ بِأَحَدٍ مِنْ خَلْقِكَ ، اَللّٰهُمَّ وَ أَدْخِلْ عَلىٰ قَتَلَةِ أَنْصَارِ رَسُوْلِكَ ، وَ قَتَلَةِ أَنْصَارِ أَمِيْرِ الْمُؤْمِنِيْنَ ، وَ عَلىٰ قَتَلَةِ أَنْصَارِ الْحَسَنِ وَ الْحُسَيْنِ ، وَ عَلىٰ قَتَلَةِ مَنْ قُتِلَ فِيْ وَلَايَةِ آلِ مُحَمَّدٍ أَجْمَعِيْنَ عَذَاباً مُضَاعَفاً فِيْ أَسْفَلِ دَرَكٍ مِنَ الْجَحِيْمِ ، لَا يُخَفَّفُ عَنْهُمْ مِنْ عَذَابِهَا وَ هُمْ فِيْهَا مُبْلِسُوْنَ مَلْعُوْنُوْنَ نَاكِسُوْا رُؤُوْسِهِمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ ، قَدْ عَايَنُوا النَّدَامَةَ وَ الْخِزْيَ الطَّوِيْلَ لِقَتْلِهِمْ عِتْرَةَ أَنْبِيَائِكَ وَ رُسُلِكَ وَ أَتْبَاعِهِمْ مِنْ عِبَادِكَ الصَّالِحِيْنَ ، اَللّٰهُمَّ الْعَنْهُمْ فِيْ مُسْتَسِرِّ السِّرِّ وَ ظَاهِرِ الْعَلَانِيَةِ فِيْ سَمَائِكَ وَ أَرْضِكَ ، اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ لِيْ لِسَانَ صِدْقٍ فِيْ أَوْلِيَائِكَ وَ أَحْبِبْ اِلَيَّ مُسْتَقَرَّهُمْ وَ مُشَاهِدَهُمْ حَتّٰى تُلْحِقَنِيْ بِهِمْ ، وَ تَجْعَلَنِيْ لَهُمْ تَبَعاً فِي الدُّنْيَا وَ الْآخِرَةِ يَا أَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ [سلام ہو آپ پر اے امیر المومنین ۔ اور اللہ کی رحمت اور برکت ہو ۔ سلام ہو آپ پر اے حبیب خدا ۔ سلام ہو آپ پر اے برگزیدہ خدا ۔ سلام ہو آپ پر اے ولی خدا سلام ہو آپ پر اے حجت خدا سلام ہو آپ پر اے دین کے ستون اور اولین و آخرین کے علم کے وارث اور (مومن و کافر کی پیشانی پر) مہر لگانے والے اور صراط مستقیم ۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ نے نماز قائم کی زکوٰۃ دی لوگوں کو نیکی کا حکم دیا اور برائی سے منع کیا ۔ اور رسول کی اتباع کی اور کتاب خدا کی جو تلاوت کا حق ہے اور راہ خدا میں جہاد کا حق ادا کر دیا اور اللہ اور اس کے رسول کے لئے لوگوں کو ہدایت و نصیحت کی اور صبر و تحمل کرتے ہوئے دین الٰہی کی طرف سے جہاد کرتے ہوئے اللہ کے رسول کی حفاظت کرتے ہوئے اور اس کا جو اجر و ثواب اللہ کے پاس ہے اس کے حصول کی کوشش کرتے ہوئے اور جو کچھ اللہ نے اس کا بدلہ دینے کا وعدہ کیا ہے اس کی خواہش کرتے ہوئے آپ نے اپنی جان نچھاور کر دی اور جس عزم و ارادہ پر آپ تھے اسی پر قائم رہتے ہوئے آپ شہید اور شاہد اور مشہود ہو کر گذر گئے ۔ پس اپنے رسول کی طرف اور اسلام کی طرف سے اور اہل اسلام کی طرف سے اللہ آپ کو بہترین جزا دے ۔ اللہ لعنت کرے اس پر جس

نے آپ کو قتل کیا اللہ لعنت کرے اس پر جس نے آپ کی مخالفت کی اللہ لعنت کرے اس پر جس نے آپ پر افترا پردازی کی اور آپ پر ظلم کیا اور اللہ لعنت کرے اس پر جس نے آپ کا حق غصب کیا اور اس پر جس کو اس کی خبر پہنچی اور وہ اس پر راضی رہا۔ میں اللہ کی بارگاہ میں ان سب سے براءت کا اظہار کرتا ہوں۔ اللہ لعنت کرے اس قوم پر جس نے آپ کی مخالفت کی اور اس قوم پر جس نے آپ سے انکار کیا اور آپ کی ولایت سے انکار کیا اور اس قوم پر جس نے آپ پر غلبہ کی کوشش کی اور اس قوم پر جس نے آپ کو قتل کیا اور اس قوم پر جو آپ سے پھر گئی اور جس نے آپ کی نصرت سے منہ موڑا اس خدا کا شکر جس نے ان (دشمنان علیؑ) کی جائے قیام جہنم بنائی اور وہ وارد ہونے کی کتنی بدترین جگہ ہے اور اس میں وارد ہونے والوں کا ورود کتنا برا ہے اور کتنا برا طبقہ جہنم ہے جس میں وہ پہنچیں گے۔ اے اللہ اپنے انبیاء کے قاتلوں پر اور اپنے انبیاء کے اولیاء کے قاتلوں پر اپنی تمام اقسام لعنت کے ساتھ لعنت کر اور ان کو جہنم کی آگ میں جلا۔ اے اللہ تمام ظالموں اور طاغوتوں و فراعنہ ولات وعزیٰ وجبت پر اور ہر اس شخص پر جو خدا کے سوا خدا کے مثل ہونے کا دعویٰ کرے اور ہر افتراء کرنے والے پر اور ان کے ماننے والوں پر ان کے دوستوں پر اور ان کے مددگاروں پر اور ان سے محبت کرنے والوں پر کثرت سے لعنت کر۔ اے اللہ لعنت کر امیر المومنین علیہ السلام کے قاتلوں پر (تین بار کہا جائے) اے اللہ لعنت کر امام حسنؑ و امام حسین علیہ السلام کے قاتلوں پر (تین بار کہا جائے) اے اللہ لعنت کر ائمہ طاہرین علیہم السلام کے قاتلوں پر (تین بار) اے اللہ ان سب پر اتنا عذاب نازل کر جسے عالمین میں کوئی شمار نہ کرسکے۔ اور ان پر عذاب کو کئی گنا کردے جیسا کہ ان سب نے تیرے والیان امر کو تکلیف پہنچائی اور ان کے لئے ایسا عذاب فراہم کر جس سے ان کو مخلوق میں سے کوئی چھڑا نہ سکے۔ اے اللہ تو اپنے رسولؐ کے انصار کے قاتلوں پر اور امیر المومنینؑ کے انصار کے قاتلوں اور امام حسنؑ و امام حسینؑ کے انصار کے قاتلوں پر اور ان لوگوں کے قاتلوں پر جو آل محمدؐ کی محبت میں قتل کئے گئے دوگنا عذاب نازل کر، وہ جہنم کے سب سے نچلے طبقے میں رہیں اور ان کے عذاب میں کبھی تخفیف نہ ہو۔ وہ اس میں مایوسی کے ساتھ پڑے رہیں ان پر لعنت برستی رہے اور اپنے رب کے سامنے سر جھکائے بیٹھے ہوں اور ایک طویل شرمندگی اور مایوسی کو دیکھتے رہیں اس لئے کہ انہوں نے تیرے انبیاء کو، رسولوں کی عترت اور ان کے متبعین کو جو تیرے صالحین میں سے تھے قتل کیا۔ اے اللہ ان پر لعنت کر اپنے آسمانوں اور زمینوں میں درپردہ بھی اور بالاعلان بھی۔ اے اللہ اپنے اولیاء کے معاملہ میں مجھے سچی زبان دے اور ان کے مقامات و مشاہد مقدسہ کو میرے لئے محبوب بنادے بالآخر ان لوگوں سے مجھے ملحق کردے اور دنیا و آخرت میں ان لوگوں کی پیروی کرنے والا بنادے اے ارحم الراحمین]

پھر سر مبارک کے پاس بیٹھ جاؤ اور یہ کہو:

سَلَامُ اللّٰهِ وَ سَلَامُ مَلَائِكَتِهِ الْمُقَرَّبِيْنَ وَ الْمُسَلِّمِيْنَ لَكَ بِقُلُوْبِهِمْ، اَلنَّاطِقِيْنَ بِفَضْلِكَ، اَلشَّاهِدِيْنَ عَلٰى اَنَّكَ صَادِقٌ اَمِيْنٌ صِدِّيْقٌ عَلَيْكَ يَا مَوْلَايَ صَلَّى اللّٰهُ عَلٰى رُوْحِكَ وَ بَدَنِكَ، وَ اَشْهَدُ اَنَّكَ طُهْرٌ طَاهِرٌ مُطَهَّرٌ مِنْ طُهْرٍ

طَاهِرٍ مُطَهَّرٍ أَشْهَدُ لَكَ يَا وَلِيَّ اللّٰهِ وَ وَلِيَّ رَسُوْلِهٖ بِالْبَلَاغِ وَ الْاَدَاءِ، أَشْهَدُ أَنَّكَ جَنْبُ اللّٰهِ، وَ أَنَّكَ بَابُ اللّٰهِ، وَ أَنَّكَ وَجْهُ اللّٰهِ الَّذِيْ يُؤْتٰى مِنْهُ، وَ أَنَّكَ سَبِيْلُ اللّٰهِ وَ أَنَّكَ عَبْدُ اللّٰهِ وَ أَخُوْ رَسُوْلِ اللّٰهِ، أَتَيْتُكَ وَافِداً لِعَظِيْمِ حَالِكَ وَ مَنْزِلَتِكَ عِنْدَ اللّٰهِ عَزَّ وَ جَلَّ وَ عِنْدَ رَسُوْلِهٖ، أَتَيْتُكَ مُتَقَرِّباً إِلَى اللّٰهِ عَزَّ وَ جَلَّ بِزِيَارَتِكَ فِيْ خَلَاصِ نَفْسِيْ، مُتَعَوِّذاً بِكَ مِنْ نَارٍ اسْتَحَقَّهَا مِثْلِيْ بِمَا جَنَيْتُ عَلٰى نَفْسِيْ، أَتَيْتُكَ انْقِطَاعاً إِلَيْكَ وَ إِلٰى وَلِيِّكَ الْخَلَفِ مِنْ بَعْدِكَ عَلٰى بَرَكَةِ الْحَقِّ، فَقَلْبِيْ لَكُمْ مُسَلِّمٌ وَ أَمْرِيْ لَكُمْ مُتَّبِعٌ وَ نُصْرَتِيْ لَكُمْ مُعَدَّةٌ، وَ أَنَا عَبْدُ اللّٰهِ وَ مَوْلَاكَ فِيْ طَاعَتِكَ، اَلْوَافِدُ إِلَيْكَ، أَلْتَمِسُ بِذٰلِكَ كَمَالَ الْمَنْزِلَةِ عِنْدَ اللّٰهِ عَزَّ وَ جَلَّ، وَ أَنْتَ مِمَّنْ أَمَرَنِيَ اللّٰهُ بِصِلَتِهٖ، وَ حَثَّنِيْ عَلٰى بِرِّهٖ، وَ دَلَّنِيْ عَلٰى فَضْلِهٖ، وَ هَدَانِيْ لِحُبِّهٖ، وَ رَغَّبَنِيْ فِي الْوِفَادَةِ إِلَيْهِ، وَ أَلْهَمَنِيْ طَلَبَ الْحَوَائِجِ عِنْدَهٗ، أَنْتُمْ أَهْلُ بَيْتٍ يَسْعَدُ مَنْ تَوَلَّاكُمْ، وَ لَا يَخِيْبُ مَنْ أَتَاكُمْ، وَ لَا يَخْسَرُ مَنْ يَهْوَاكُمْ، وَ لَا يَسْعَدُ مَنْ عَادَاكُمْ، وَ لَا أَجِدُ أَحَداً أَفْزَعُ إِلَيْهِ خَيْراً لِيْ مِنْكُمْ، أَنْتُمْ أَهْلُ بَيْتِ الرَّحْمَةِ، وَ دَعَائِمُ الدِّيْنِ، وَ أَرْكَانُ الْأَرْضِ، وَ الشَّجَرَةُ الطَّيِّبَةُ، اَللّٰهُمَّ لَا تُخَيِّبْ تَوَجُّهِيْ إِلَيْكَ بِرَسُوْلِكَ وَ آلِ رَسُوْلِكَ وَ اسْتِشْفَاعِيْ بِهِمْ، اَللّٰهُمَّ أَنْتَ مَنَنْتَ عَلَيَّ بِزِيَارَةِ مَوْلَايَ وَ وِلَايَتِهٖ وَ مَعْرِفَتِهٖ، فَاجْعَلْنِيْ مِمَّنْ يَنْصُرُهٗ وَ يَنْتَصِرُ بِهٖ، وَ مُنَّ عَلَيَّ بِنَصْرِكَ لِدِيْنِكَ فِي الدُّنْيَا وَ الْآخِرَةِ، اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَحْيٰى عَلٰى مَا حَيِيَ عَلَيْهِ عَلِيُّ ابْنُ أَبِيْ طَالِبٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ، وَ أَمُوْتُ عَلٰى مَا مَاتَ عَلَيْهِ عَلِيُّ بْنُ أَبِيْ طَالِبٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ۔

[آپ پر اللہ کا سلام ہو اور اس کے ملائکہ مقربین کا اور ان کا سلام جو آپ کو دل سے تسلیم کرتے ہیں آپ کے فضائل بیان کرتے ہیں اور گواہی دیتے ہیں کہ آپ صادق وامین وصدیق ہیں۔اے مولا آپ کی روح اور آپ کے بدن پر اللہ کی رحمتیں نازل ہوں۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ طیب و طاہر و مطہر ہیں اور طیب و طاہر و مطہر کی نسل سے ہیں۔اے اللہ کے ولی اور اس کے رسول کے ولی میں آپ کی تبلیغ وادائے فرض کی گواہی دیتا ہوں۔نیز گواہی دیتا ہوں کہ آپ جنب اللہ اور باب اللہ ہیں اور یہ کہ آپ وہ وجہ اللہ ہیں کہ جس کی وجہ سے لوگ اس (خدا) کی طرف آتے ہیں اور آپ راہ خدا ہیں، آپ اللہ کے بندے اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بھائی ہیں۔ میں آپ کے پاس آیا ہوں اس لئے کہ اللہ اور اس کے رسول کے نزدیک آپ کی بڑی عظمت و منزلت اور شان ہے،میں آپ کے پاس اس لئے آیا ہوں کہ آپ کی زیارت کرکے اللہ کا تقرب حاصل کروں اور اس کی پناہ میں رہ کر اس جہنم سے اپنی جان چھڑاؤں جس کے مجھ جیسے لوگ گناہوں کا ارتکاب کرکے مستحق ہوگئے ہیں۔ میں آپ کی بارگاہ میں حق کی برکت و توفیق کی بنا پر ساری دنیا سے کٹ کر آپ کی طرف اور آپ کے بعد جو آپ کے نائبین ہیں ان کی طرف آیا ہوں۔میرا قلب آپ لوگوں کو تسلیم کرتا ہے اور میرا امر آپ لوگوں کے امر کا تابع ہے اور میری مدد آپ لوگوں کے لئے فراہم ہے اور میں اللہ کا بندہ ہوں اور آپ کی اطاعت میں آپ کا غلام ہوں، آپ کے پاس آیا ہوں اس لئے کہ میں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں کمال منزلت کا طلبگار ہوں اور آپ تو ان لوگوں میں سے ہیں کہ جن سے ملنے کا اللہ نے مجھے حکم دیا ہے اور ان سے حسن سلوک کا شوق دلایا ہے اور ان کے فضل و شرف کی طرف رہنمائی کی

ہے اور ان کی محبت کی ہمیں ہدایت کی ہے اور ان کی بارگاہ میں آنے کی مجھے رغبت دلائی ہے اور میرے دل میں یہ بات ڈالی ہے کہ ان کے پاس پہنچ کر طلب حاجت کروں آپ لوگ وہ اہلبیت ہیں کہ جس نے آپ لوگوں سے تولا رکھا وہ خوش بخت ہوا جو آپ لوگوں کے پاس آیا وہ ناکامیاب نہیں ہوا۔ جس نے آپ لوگوں سے محبت کی وہ خسارہ میں نہیں رہا اور جس نے آپ لوگوں کو دشمن رکھا وہ خوش نہیں ہوا اور میں دنیا میں کسی ایک کو بھی ایسا نہیں پاتا جو میرے لئے آپ لوگوں سے بہتر ہو آپ لوگ تو اہل بیت رحمت ہیں دین کے ستون اور زمین کے ارکان اور شجرہ طیبہ ہیں اے اللہ تیرے رسول اور تیرے رسول کی آل کے وسیلہ سے تیری طرف میری توجہ کو اور ان کے واسطے سے میری طلب شفاعت کو محروم نہ کر۔

اے اللہ تو نے مجھے میرے مولا کی معرفت اور ولایت عطا کر کے اور مجھے ان کی زیارت کی توفیق دیکر مجھ پر بڑا احسان فرمایا اب تو مجھے ان لوگوں میں شامل کر دے جو ان کی نصرت کریں اور ان سے نصرت کے طلبگار ہوں اے اللہ دنیا اور آخرت میں اپنے دین کی نصرت کرنے میں میری مدد فرما۔ اے اللہ مجھے اس پر زندہ رکھ جس پر علی ابن ابی طالب علیہ السلام نے زندگی بسر کی اور میں اسی پر مروں جس پر علی ابن ابی طالب علیہ السلام نے اپنی زندگی تمام کی]

اور جب تم ان سے رخصت اور وداع ہونے کا ارادہ کرو تو کہو۔

(۳۱۹۸) اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ وَ رَحْمَةُ اللّٰهِ وَ بَرَكَاتُهٗ أَسْتَوْدِعُكَ اللّٰهَ ، وَ أَسْتَرْعِيْكَ ، وَ أَقْرَأُ عَلَيْكَ السَّلَامُ ، آمَنَّا بِاللّٰهِ وَ بِالرَّسُوْلِ وَ بِمَا جَاءَتْ بِهٖ وَ دَلَّتْ عَلَيْهِ فَاكْتُبْنَا مَعَ الشَّاهِدِيْنَ أَشْهَدُ فِيْ مَمَاتِيْ عَلٰى مَا شَهِدْتُ عَلَيْهِ فِيْ حَيَاتِيْ ، أَشْهَدُ أَنَّكُمْ الْاَئِمَّةُ وَ احِداً بَعْدَ وَاحِدٍ ، وَ أَشْهَدُ أَنَّ مَنْ قَتَلَكُمْ وَ حَارَبَكُمْ مُشْرِكُوْنَ ، وَ مَنْ رَدَّ عَلَيْكُمْ فِيْ أَسْفَلِ دَرْكٍ مِنَ الْجَحِيْمِ ، وَ أَشْهَدُ أَنَّ مَنْ حَارَبَكُمْ لَنَا أَعْدَاءٌ وَ نَحْنُ مِنْهُمْ بُرَآءُ وَ أَنَّهُمْ حِزْبُ الشَّيْطَانِ ، اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَسْأَلُكَ بَعْدَ الصَّلَاةِ وَ التَّسْلِيْمِ أَنْ تُصَلِّيَ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَ آلِ مُحَمَّدٍ - (یہاں تمام ائمہ علیہم السلام کے نام لئے جائیں) وَ لَا تَجْعَلْهُ آخِرَ الْعَهْدِ مِنْ زِيَارَتِهٖ فَإِنْ جَعَلْتَهٗ فَاحْشُرْنِيْ مَعَ هٰؤُلَاءِ الْاَئِمَّةِ الْمُسَمَّيْنَ ، اَللّٰهُمَّ وَ ذَلِّلْ قُلُوْبَنَا بِالطَّاعَةِ وَ الْمُنَاصَحَةِ وَ الْمَحَبَّةِ وَ حُسْنِ الْمُؤَازَرَةِ وَ التَّسْلِيْمِ [سلام ہو آپ پر اور اللہ کی برکت ہو میں آپ کو اللہ کے سپرد کرتا ہوں اور آپ سے توجہ کی درخواست کرتا ہوں اور آپ کو سلام کرتا ہوں۔ میں ایمان لایا اللہ پر اور رسول پر اور ان تمام چیزوں پر جو آنحضرتؐ کے ساتھ آئیں اور آنحضرتؐ کی نبوت کی دلیل بنیں۔ اے اللہ تو ہم لوگوں کا نام گواہی دینے والوں میں لکھ لے، میں اپنی موت کے بعد بھی اسی کی گواہی دوں گا جس کی گواہی میں نے اپنی زندگی میں دی ہے۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ لوگ مسلسل ایک کے بعد ایک امام ہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ جنہوں نے آپ لوگوں کو قتل کیا اور آپ لوگوں سے جنگ کی وہ سب کے سب مشرک ہیں اور جس نے آپ لوگوں کو مسترد کیا وہ جہنم کے سب سے نچلے طبقہ میں ہوگا۔ اور میں گواہی دیتا ہوں کہ جنہوں نے آپ لوگوں سے جنگ کی وہ ہمارے دشمن ہیں اور ہم سب ان سے برا‌ءت کا اظہار کرتے ہیں اور وہ شیطان کا گروہ ہے اے اللہ میں تجھ سے درخواست کرتا ہوں درود و سلام کے بعد کہ تو محمدؐ و آل محمدؐ پر اپنی رحمتیں نازل فرما

(یہاں تمام ائمہ علیہم السلام کے نام لئے جائیں) اور اس زیارت کو آخری زیارت نہ قرار دے۔ اور اگر تو نے اس زیارت کو آخری زیارت قرار دیا تو پھر میرا حشر ان ائمہ علیہم السلام کے ساتھ کر جن کے نام لئے گئے۔ بار الہا ہمارے قلوب کو انکی اطاعت و نصیحت و محبت اور بہترین خدمت اور ان کے سامنے سر تسلیم خم کرنے پر ثابت و قائم رکھ]

اس کے بعد تسبیح حضرت فاطمہ زہرا پڑھو اور وہ یہ ہے:

سُبْحَانَ ذِی الْجَلَالِ الْبَاذِخِ الْعَظِیْمِ ، سُبْحَانَ ذِی الْعِزِّ الشَّامِخِ الْمُنِیْفِ ، سُبْحَانَ ذِی الْمُلْکِ الْفَاخِرِ الْقَدِیْمِ ، سُبْحَانَ ذِی الْبَهْجَةِ وَ الْجَمَالِ ، سُبْحَانَ مَنْ تَرَدّٰی بِالنُّوْرِ وَ الْوَقَارِ ، سُبْحَانَ مَنْ یَرٰی اَثَرَ النَّمْلِ فِی الصَّفَا وَ وَقْعَ الطَّیْرِ فِی الْهَوَاءِ (پاک اور منزہ ہے وہ ذات جو عظیم الشان جلال والا ہے۔ پاک اور منزہ ہے وہ ذات جو اعلیٰ اور بلند عزت والا ہے۔ پاک اور منزہ ہے وہ ذات جو قابل فخر قدیم ملک و سلطنت والا ہے پاک اور منزہ ہے وہ ذات جو صاحب حسن و جمال ہے پاک اور منزہ ہے وہ ذات جس نے نور اور وقار کی چادر اوڑھ رکھی ہے پاک اور منزہ ہے وہ ذات جو صاف و شفاف پتھروں پر چیونٹی کے نشان قدم کو اور ہوا میں پرندے کی پرواز کو دیکھتا ہے۔)

دوسری زیارت امیرالمومنین علیہ السلام

پھر تم یہ کہو:

اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا اَمِیْرَ الْمُؤْمِنِیْنَ ، اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا حَبِیْبَ اللّٰهِ ، اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا صِفْوَةَ اللّٰهِ ، اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا وَلِیَّ اللّٰهِ ، اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا حُجَّةَ اللّٰهِ ، اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا اِمَامَ الْهُدٰی ، اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا عَلَمَ التُّقٰی ، اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّهَا الْوَصِیُّ الْبَارُّ التَّقِیُّ ، اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا اَبَا الْحَسَنِ ، اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا عَمُوْدَ الدِّیْنِ ، وَ وَارِثَ عِلْمِ الْاَوَّلِیْنَ وَ الْاٰخِرِیْنَ ، وَ صَاحِبَ الْمِیْسَمِ وَ الصِّرَاطِ الْمُسْتَقِیْمِ ، اَشْهَدُ اَنَّکَ قَدْ اَقَمْتَ الصَّلَاةَ وَ اٰتَیْتَ الزَّکَاةَ ، وَ اَمَرْتَ بِالْمَعْرُوْفِ ، وَ نَهَیْتَ عَنِ الْمُنْکَرِ ، وَ اتَّبَعْتَ الرَّسُوْلَ ، وَ تَلَوْتَ الْکِتَابَ حَقَّ تِلَاوَتِهٖ وَ بَلَّغْتَ عَنِ اللّٰهِ عَزَّ وَ جَلَّ ، وَ وَفَیْتَ بِعَهْدِ اللّٰهِ ، وَ تَمَّتْ بِکَ کَلِمَاتُ اللّٰهِ ، وَ جَاهَدْتَ فِی اللّٰهِ حَقَّ جِهَادِهٖ ، وَ نَصَحْتَ لِلّٰهِ وَ لِرَسُوْلِهٖ ، وَ جُدْتَ بِنَفْسِکَ صَابِرًا وَ مُجَاهِدًا عَنْ دِیْنِ اللّٰهِ ، مُؤْمِنًا بِرَسُوْلِ اللّٰهِ ، طَالِبًا مَا عِنْدَ اللّٰهِ ، رَاغِبًا فِیْمَا وَعَدَ اللّٰهُ ، وَ مَضَیْتَ لِلَّذِیْ کُنْتَ عَلَیْهِ شَاهِدًا وَ شَهِیْدًا وَ مَشْهُوْدًا ، فَجَزَاکَ اللّٰهُ عَنْ رَسُوْلِهٖ وَ عَنِ الْاِسْلَامِ وَ اَهْلِهٖ مِنْ صِدِّیْقٍ اَفْضَلَ الْجَزَاءِ۔

کُنْتَ اَوَّلَ الْقَوْمِ اِسْلَامًا ، وَ اَخْلَصَهُمْ اِیْمَانًا ، وَ اَشَدَّهُمْ یَقِیْنًا ، وَ اَخْوَفَهُمْ لِلّٰهِ ، وَ اَعْظَمَهُمْ عَنَاءً ، وَ اَحْوَطَهُمْ عَلٰی رَسُوْلِهٖ ، وَ اَفْضَلَهُمْ مَنَاقِبَ ، وَ اَکْثَرَهُمْ سَوَابِقَ ، وَ اَرْفَعَهُمْ دَرَجَةً ، وَ اَشْرَفَهُمْ مَنْزِلَةً ، وَ اَکْرَمَهُمْ عَلَیْهِ قَوِیْتَ حِیْنَ ضَعُفَ اَصْحَابُهٗ ، وَ بَرَزْتَ حِیْنَ اسْتَکَانُوْا ، وَ نَهَضْتَ حِیْنَ وَهَنُوْا ، وَ لَزِمْتَ مِنْهَاجَ رَسُوْلِ اللّٰهِ

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ وَ سَلَّمَ ، كُنْتَ خَلِيفَتَهُ حَقّاً لَمْ تُنَازَعْ بِرَغْمِ الْمُنَافِقِيْنَ ، وَ غَيْظِ الْكَافِرِيْنَ ، وَ كُرْهِ الْحَاسِدِيْنَ ، وَ ضَغْنِ الْفَاسِقِيْنَ ، فَقُمْتَ بِالْأَمْرِ حِيْنَ فَشِلُوْا ، وَ نَطَقْتَ حِيْنَ تَتَعْتَعُوْا ، وَ مَضَيْتَ بِنُوْرِ اللّٰهِ إِذْ وَقَفُوْا ، فَمَنِ اتَّبَعَكَ فَقَدْ هُدِىَ ، كُنْتَ أَقَلَّهُمْ كَلَاماً ، وَ أَصْوَبَهُمْ مَنْطِقاً ، وَ أَكْثَرَهُمْ رَأْياً ، وَ أَشْجَعَهُمْ قَلْباً ، وَ أَشَدَّهُمْ يَقِيْناً ، وَ أَحْسَنَهُمْ عَمَلاً ، وَ أَعْرَفَهُمْ بِالْأُمُوْرِ-

كُنْتَ لِلدِّيْنِ يَعْسُوْباً أَوَّلاً حِيْنَ تَفَرَّقَ النَّاسُ ، وَ أَخِيْراً حِيْنَ فَشِلُوْا ، كُنْتَ لِلْمُؤْمِنِيْنَ أَباً رَحِيْماً إِذْ صَارُوْا عَلَيْكَ عِيَالاً ، فَحَمَلْتَ أَثْقَالَ مَا عَنْهُ ضَعُفُوْا ، وَ حَفِظْتَ مَا أَضَاعُوْا ، وَ رَعَيْتَ مَا أَهْمَلُوْا ، وَ شَمَّرْتَ إِذَا [1] اجْتَمَعُوْا ، وَ شَهِدْتَ إِذْ جَمَعُوْا ، وَ عَلَوْتَ إِذْ هَلَعُوْا ، وَ صَبَرْتَ إِذْ جَزِعُوْا ، كُنْتَ عَلَى الْكَافِرِيْنَ عَذَاباً صَبّاً ، وَ لِلْمُؤْمِنِيْنَ غَيْثاً وَ خِصْباً ، لَمْ تَفْلُلْ حُجَّتُكَ ، وَ لَمْ يَزِغْ قَلْبُكَ ، وَ لَمْ تَضْعُفْ بَصِيْرَتُكَ ، وَ لَمْ تَجْبُنْ نَفْسُكَ ، وَ لَمْ تَهِنْ ، كُنْتَ كَالْجَبَلِ لَا تُحَرِّكُهُ الْعَوَاصِفُ ، وَ لَا تُزِيْلُهُ الْقَوَاصِفُ ، وَ كُنْتَ كَمَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ وَ سَلَّمَ ضَعِيْفاً فِيْ بَدَنِكَ ، قَوِيّاً فِيْ أَمْرِ اللّٰهِ ، مُتَوَاضِعاً فِيْ نَفْسِكَ ، عَظِيْماً عِنْدَ اللّٰهِ عَزَّ وَ جَلَّ ، كَبِيْراً فِي الْأَرْضِ ، جَلِيْلاً عِنْدَ الْمُؤْمِنِيْنَ ، لَمْ يَكُنْ لِأَحَدٍ فِيْكَ مَهْمَزٌ ، وَ لَا لِقَائِلٍ فِيْكَ مَغْمَزٌ وَ لَا لِأَحَدٍ فِيْكَ مَطْمَعٌ وَ لَا لِأَحَدٍ عِنْدَكَ هَوَادَةٌ اَلضَّعِيْفُ الذَّلِيْلُ عِنْدَكَ قَوِيٌّ عَزِيْزٌ حَتّٰى تَأْخُذَ بِحَقِّهِ ، وَ الْقَوِيُّ الْعَزِيْزُ عِنْدَكَ ضَعِيْفٌ ذَلِيْلٌ حَتّٰى تَأْخُذَ مِنْهُ الْحَقَّ ، وَ الْقَرِيْبُ وَ الْبَعِيْدُ عِنْدَكَ فِيْ ذٰلِكَ سَوَاءٌ شَأْنُكَ الْحَقُّ وَ الصِّدْقُ وَ الرِّفْقُ ، وَ قَوْلُكَ حُكْمٌ وَ حَتْمٌ ، وَ أَمْرُكَ حِلْمٌ وَ حَزْمٌ ، وَ رَأْيُكَ عِلْمٌ وَ عَزْمٌ ، اِعْتَدَلَ بِكَ الدِّيْنُ ، وَ سَهُلَ بِكَ الْعَسِيْرُ ، وَ أُطْفِئَتْ بِكَ النِّيْرَانُ ، وَ قَوِيَ بِكَ الْإِيْمَانُ ، وَ ثَبَتَ بِكَ الْإِسْلَامُ وَ الْمُؤْمِنُوْنَ ، سَبَقْتَ سَبْقاً بَعِيْداً ، وَ أَتْعَبْتَ مَنْ بَعْدَكَ تَعَباً شَدِيْداً ، فَجَلَلْتَ عَنِ الْبُكَاءِ وَ عَظُمَتْ رَزِيَّتُكَ فِي السَّمَاءِ ، وَ هَدَّتْ مُصِيْبَتُكَ الْأَنَامَ ، فَإِنَّا لِلّٰهِ وَ إِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ ، رَضِيْنَا عَنِ اللّٰهِ قَضَاءَهُ ، وَ سَلَّمْنَا لِلّٰهِ أَمْرَهُ ، فَوَ اللّٰهِ لَنْ يُصَابَ الْمُسْلِمُوْنَ بِمِثْلِكَ أَبَداً ، كُنْتَ لِلْمُؤْمِنِيْنَ كَهْفاً وَ حِصْناً ، وَ عَلَى الْكَافِرِيْنَ غِلْظَةً وَ غَيْظاً فَأَلْحَقَكَ اللّٰهُ بِنَبِيِّهِ وَ لَا حَرَمَنَا أَجْرَكَ ، وَ لَا أَضَلَّنَا بَعْدَكَ ، وَ السَّلَامُ عَلَيْكَ وَ رَحْمَةُ اللّٰهِ وَ بَرَكَاتُهُ-

(سلام ہو آپ پر اے امیر المومنینؑ سلام ہو آپ پر اے اللہ کے حبیب ، سلام ہو آپ پر اے اللہ کے منتخب کردہ ، سلام ہو آپ پر اے اللہ کے ولی ، سلام ہو آپ پر اے حجت خدا ، سلام ہو آپ پر اے امام ہدایت ، سلام ہو آپ پر اے تقویٰ کے نشان ، سلام ہو آپ پر اے صاحب احسان اور پرہیزگار وصی رسول ۔ سلام ہو آپ پر اے امام حسنؑ کے والد بزرگوار ۔ سلام ہو آپ پر اے دین کے ستون اور اولین و آخرین کے علم کے وارث اور صاحب میسم (داغنے والے) اور صراطِ مستقیم ۔ میں گواہی دیتا ہوں آپ نے نماز قائم کی ، زکوٰۃ ادا کی ، نیکی کا حکم دیا اور بدی سے منع فرمایا ۔ رسول کی اتباع کی ، کتاب خدا کی ایسی تلاوت کی جیسا کہ تلاوت کا حق ہے ۔ اللہ کی طرف سے احکامات پہنچائے ۔ اللہ کے عہد کو پورا کیا ۔ اللہ کے کلمات آپ سے پورے ہوئے ۔ راہ خدا میں جہاد کیا جو جہاد کرنے کا حق ہے ۔ اور اللہ اور اس کے رسول کے لئے لوگوں کو نصیحت کی اور

صبر و تحمل کرتے ہوئے اور دین الٰہی کی طرف سے جہاد کرتے ہوئے، رسول اللہ کی رسالت پر ایمان رکھتے ہوئے، اللہ کے پاس جو اس کا اجر و ثواب ہے اس کے حصول کی کوشش کرتے ہوئے اور اللہ نے جو کچھ وعدہ کیا ہے اس کی رغبت و خواہش رکھتے ہوئے آپ نے اپنی جان تک قربان کر دی اور جس پر آپ شاہد و شہید اور مشہود تھے اسی پر زندگی بسر کر گئے۔ پس اللہ تعالیٰ اپنے رسول کی طرف سے اور اسلام کی طرف سے اور اہل اسلام کی طرف سے آپ کو اس کی بہترین جزا دے جو ایک دوست دوسرے دوست کو دیتا ہے۔

آپ مسلمانوں میں سے سب سے پہلے اسلام لائے اور از روئے ایمان سب سے زیادہ مخلص، ان میں سب سے زیادہ یقین رکھنے والے، ان میں سب سے زیادہ متواضع، سب سے زیادہ اللہ سے ڈرنے والے، اس کے رسول کے سب سے بڑے محافظ۔ مناقب میں سب سے افضل۔ بموجب سبقت فضائل میں سب سے زیادہ۔ درجہ میں سب سے بلند۔ منزلت میں سب سے اشرف۔ سب سے زیادہ کرم کرنے والے تھے۔ جس وقت آنحضرتؐ کے اصحاب نے کمزوری دکھائی تو آپ نے تقویت پہنچائی۔ اور جب وہ لوگ درماندہ اور عاجز ہوگئے تو آپ نکلے جب وہ لوگ سست پڑگئے تو آپ آگے بڑھ گئے۔ آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے طریقہ پر گامزن رہے۔ آپ آنحضرتؐ کے حقیقی خلیفہ اور جانشین تھے منافقین نے اپنے اکراہ و انکار کے باوجود، کافروں نے اپنے غیظ و غضب کے باوجود اور منافقین نے اپنی دشمنی اور کینہ کے باوجود آپ سے (خلافت کے معاملہ میں) کوئی نزع و اختلاف نہیں کیا۔ آپ نے اس وقت عنان حکومت سنبھالی۔ جب سب کے حوصلے پست تھے آپ اس وقت بولے جب سب کی زبانیں لڑکھڑا رہی تھیں آپ اس وقت نور خدا کی روشنی میں چلے جب سب کے سب ٹھٹک کر رہ گئے تھے۔ پس جس نے آپ کی اتباع کی اس نے ہدایت پائی۔ آپ سب سے کم بات کرتے مگر جو کچھ کہتے وہ سب سے زیادہ صائب اور درست ہوتا اور آپ بہترین صاحب رائے تھے آپ سب سے زیادہ شجاع قلب اور سب سے زیادہ محکم یقین رکھنے والے سب سے اچھے عمل کرنے والے اور سب سے زیادہ معاملات سمجھنے والے تھے۔

آپ اول اول بھی دین کے لئے یعسوب (امیر) رہے پھر لوگ متفرق ہوگئے اور آخر میں بھی جب لوگ ناکام اور مایوس ہوئے تو آپ مومنین کے لئے مہربان باپ تھے جب وہ سب آپ کے عیال میں شامل ہوگئے تو آپ نے ان سب کا بوجھ اٹھایا جس کے اٹھانے میں وہ کمزوری محسوس کر رہے تھے۔ اور جو کچھ وہ ضایع اور برباد کر رہے تھے اس کی حفاظت کی۔ اور جو کچھ وہ مہمل اور بیکار سمجھ رہے تھے اس کی نگہداشت کی۔ اور جب وہ لوگ (آپ کے گرد) مجتمع ہوئے تو آپ بھی کمربستہ ہوئے۔ جب وہ لوگ جمع ہوئے تو آپ نے انہیں ملاحظہ کیا جب ان لوگوں نے بیقراری دکھائی تو آپ اس سے بالاتر رہے جب ان لوگوں نے ہائے وائے شروع کی تو آپ نے صبر و برداشت سے کام لیا۔ آپ کافروں پر (اللہ کی طرف سے) برسنے والا عذاب تھے اور مومنین کے لئے سرسبزی و شادابی لانے والی بارش تھے۔ آپ کی حجت اور دلیل کبھی کند اور پسپا نہیں ہوئی آپ کے دل میں کبھی کجی نہیں آئی۔ آپ کی بصیرت اور سوجھ بوجھ کبھی کمزور نہیں ہوئی۔ آپ کی ذات میں کبھی بزدلی نہیں

آئی کبھی بودا پن نہیں آیا۔ آپ ایک ایسے پہاڑ کے مانند تھے جس کو آندھیاں اس کے مقام سے ہٹا نہیں سکیں اور نہ ان کے فرائے جگہ سے ٹال سکے، آپ ویسے ہی تھے جیسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا۔ آپ جسمانی طور پر تو ضعیف و لاغر تھے مگر اللہ کے کاموں کے لئے قوی اور طاقتور تھے۔ آپ میں بذات خود تو تواضع اور انکساری تھی مگر اللہ کے نزدیک عظیم تھے، روئے زمین پر بڑے اور مومنین کی نگاہ میں جلیل القدر تھے۔ کسی ایک شخص کی بھی مجال نہ تھی جو آپ میں عیب نکال سکے اور نہ کوئی ایک بھی بولنے والا ایسا تھا جو آپ پر طعنہ زنی کر سکے۔ اور نہ کوئی ایک ایسا تھا جو آپ سے بیجا طمع اور امید رکھ سکے۔ اور نہ کوئی ایک ایسا تھا جو آپ سے بیجا نرمی اور رعایت اٹھا سکے۔ ایک ضعیف و کمزور شخص آپ کے نزدیک اس وقت تک قوی اور طاقتور تھا جب تک آپ اس کو اس کا حق نہ دلا دیتے تھے اور ایک قوی اور طاقتور آپ کے نزدیک اس وقت تک کمزور و ضعیف تھا جب تک آپ اس سے کسی کا حق واپس نہ دلا دیتے تھے۔ اس معاملہ میں (آپ کے لئے) اپنے اور پرائے سب برابر تھے آپ کی شان حق و حق گوئی اور نرمی تھی۔ آپ کا قول قول فیصل اور حتمی ہوتا تھا۔ آپ ہر کام حلم و بردباری و حزم و احتیاط سے کرتے تھے۔ آپ کی رائے ہمیشہ علم اور عزم پر مبنی ہوتی تھی۔ آپ کی وجہ سے دین میں اعتدال رہا لوگوں کی مشکلیں آسان ہوئیں۔ آپ کی وجہ سے آگ بجھ گئی۔ آپ کی وجہ سے ایمان میں قوت آئی۔ اسلام اور مومنین میں ثابت قدمی اور پائیداری آئی۔ آپ آگے اور بہت دور آگے بڑھ گئے اور اپنے بعد والوں کو تعب و تکلیف میں چھوڑا اور خود تمام آلام و تکالیف سے بالاتر ہو گئے۔ آپ کا سوگ آسمانوں میں منایا گیا آپ کا غم لوگوں کو تباہ حال کر گیا۔ بیشک ہم سب لوگ اللہ ہی کے لئے ہیں اور اللہ ہی کی طرف پلٹ کر جانے والے ہیں۔ ہم لوگ اللہ کے فیصلے پر راضی ہیں اور اللہ کے حکم کو تسلیم کرتے ہیں۔ خدا کی قسم مسلمان آپ جیسا کبھی نہ پا سکیں گے۔ آپ مومنین کے لئے ایک پناہ گاہ اور ایک مضبوط قلعہ تھے اور کافروں پر غیظ و غضب تھے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اپنے نبی سے ملحق کرے اور ہم لوگوں کو آپ کی جدائی پر صبر کے ثواب سے محروم نہ کرے۔ اور ہمیں آپ کے بعد گمراہی سے بچائے۔ آپ پر سلام ہو اور اللہ کی رحمت اور برکت ہو۔)

پھر وہاں چھ رکعت نماز پڑھو۔ اور اس میں ہر دو رکعت پر سلام اس لئے کہ آپ کی قبر میں حضرت آدم علیہ السلام کی ہڈیاں اور حضرت نوح علیہ السلام اور امیر المومنین علیہ السلام کا جسد خاکی دفن ہے جس نے آپ کی قبر کی زیارت کی اس نے حضرت آدم، حضرت نوح اور امیر المومنین علیہم السلام کی زیارت کر لی اس لئے ہر ایک کی زیارت کے لئے دو رکعت نماز پڑھو۔

زیارت قبر حضرت ابی عبداللہ الحسین ابن علی ابن ابی طالب علیہما السلام شہید کربلا

(۳۱۹۹) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا جب تم امام ابی عبداللہ الحسین علیہ السلام کی زیارت کے لئے آؤ تو پہلے نہر فرات کے کنارے غسل کرو پاک و طاہر لباس پہنو اور پاپیادہ چلو اس لئے کہ تم اللہ کے حرم اور اس کے رسول کے

حرم میں ہو اور تم پر لازم ہے کہ اللہ تعالیٰ کی بہت زیادہ تکبیر و تہلیل و تحمید و تعظیم کرو اور محمدؐ اور ان کے اہلبیت پر درود بھیجتے ہوئے چلو یہاں تک کہ باب حائر حسینؑ تک پہنچ جاؤ پھر کہو۔

اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا حُجَّةَ اللّٰهِ وَ ابْنَ حُجَّتِهِ، اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ يَا مَلَائِكَةَ اللّٰهِ وَ زُوَّارَ قَبْرِ ابْنِ نَبِيِّ اللّٰهِ۔

(سلام ہو آپ پر اے حجت خدا اور پسر حجت خدا۔ سلام ہو تم لوگوں پر اے اللہ کے ملائکہ اور نبی خدا کے فرزند کی قبر کی زیارت کرنے والو)

پھر دس قدم چلو اور ٹھہر جاؤ اور تیس مرتبہ تکبیر کہو پھر آگے بڑھو یہاں تک کہ سرہانے قبر پہنچو اپنا چہرہ آنجنابؑ کے چہرے کے سامنے رکھو اور قبلہ کو اپنے دونوں کاندھوں کے درمیان رکھو پھر کہو۔

اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا حُجَّةَ اللّٰهِ وَ ابْنَ حُجَّتِهِ، اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا ثَارَ اللّٰهِ فِي الْاَرْضِ وَ ابْنَ ثَارِهِ، اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا وِتْرَ اللّٰهِ الْمَوْتُوْرَ فِي السَّمَاوَاتِ وَ الْاَرْضِ۔ اَشْهَدُ اَنَّ دَمَكَ سَكَنَ فِي الْخُلْدِ، وَ اقْشَعَرَّتْ لَهُ اَظِلَّةُ الْعَرْشِ، وَ بَكىٰ لَهُ جَمِيْعُ الْخَلَائِقِ، وَ بَكَتْ لَهُ السَّمَاوَاتُ السَّبْعُ وَ الْاَرَضُوْنَ (السَّبْعُ) وَ مَا فِيْهِنَّ وَ مَا بَيْنَهُنَّ، وَ مَنْ يَتَقَلَّبُ فِي الْجَنَّةِ وَ النَّارِ مِنْ خَلْقِ رَبِّنَا، وَ مَا يُرىٰ وَ مَا لَا يُرىٰ، اَشْهَدُ اَنَّكَ حُجَّةُ اللّٰهِ وَ ابْنُ حُجَّتِهِ، وَ اَشْهَدُ اَنَّكَ ثَارُ اللّٰهِ وَ ابْنُ ثَارِهِ، وَ اَشْهَدُ اَنَّكَ وِتْرُ اللّٰهِ الْمَوْتُوْرُ فِي السَّمَاوَاتِ وَ الْاَرْضِ، وَ اَشْهَدُ اَنَّكَ بَلَّغْتَ عَنِ اللّٰهِ وَ نَصَحْتَ وَ وَفَيْتَ وَ اَوْفَيْتَ، وَ جَاهَدْتَ فِيْ سَبِيْلِ رَبِّكَ، وَ مَضَيْتَ لِلَّذِيْ كُنْتَ عَلَيْهِ شَهِيْدًا وَ مُسْتَشْهِدًا وَ شَاهِدًا وَ مَشْهُوْدًا، اَنَا عَبْدُ اللّٰهِ وَ مَوْلَاكَ وَ فِيْ طَاعَتِكَ وَ الْوَافِدُ اِلَيْكَ، اَلْتَمِسُ بِذٰلِكَ كَمَالَ الْمَنْزِلَةِ عِنْدَ اللّٰهِ عَزَّ وَ جَلَّ، وَ ثَبَاتَ الْقَدَمِ فِي الْهِجْرَةِ اِلَيْكَ، وَ السَّبِيْلَ الَّذِيْ لَا يَخْتَلِجُ دُوْنَكَ مِنَ الدُّخُوْلِ فِيْ كِفَالَتِكَ الَّتِيْ اُمِرْتَ بِهَا مَنْ اَرَادَ اللّٰهَ بَدَاَ بِكُمْ، مَنْ اَرَادَ اللّٰهَ بَدَاَ بِكُمْ، مَنْ اَرَادَ اللّٰهَ بَدَاَ بِكُمْ، بِكُمْ يُبَيِّنُ اللّٰهُ الْكَذِبَ، وَ بِكُمْ يُبَاعِدُ اللّٰهُ الزَّمَانَ الْكَلِبَ، وَ بِكُمْ يَفْتَحُ اللّٰهُ وَ بِكُمْ يَخْتِمُ اللّٰهُ، وَ بِكُمْ يَمْحُو اللّٰهُ مَا يَشَاءُ، وَ بِكُمْ يُثْبِتُ وَ بِكُمْ يَفُكُّ الذُّلَّ مِنْ رِقَابِنَا، وَ بِكُمْ يُدْرِكُ اللّٰهُ تِرَةَ كُلِّ مُؤْمِنٍ وَ مُؤْمِنَةٍ تُطْلَبُ، وَ بِكُمْ تُنْبِتُ الْاَرْضُ اَشْجَارَهَا، وَ بِكُمْ تُخْرِجُ الْاَشْجَارُ اَثْمَارَهَا، وَ بِكُمْ تُنْزِلُ السَّمَاءُ قَطْرَهَا، وَ بِكُمْ يَكْشِفُ اللّٰهُ الْكَرْبَ، وَ بِكُمْ يُنَزِّلُ اللّٰهُ الْغَيْثَ، وَ بِكُمْ تُسَبِّحُ الْاَرْضُ الَّتِيْ تَحْمِلُ اَبْدَانَكُمْ، لَعَنَتْ اُمَّةٌ قَتَلَتْكُمْ، وَ اُمَّةٌ خَالَفَتْكُمْ، وَ اُمَّةٌ جَحَدَتْ وِلَايَتَكُمْ، وَ اُمَّةٌ ظَاهَرَتْ عَلَيْكُمْ، وَ اُمَّةٌ شَهِدَتْ وَ لَمْ تَنْصُرْكُمْ، اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ جَعَلَ النَّارَ مَاْوَاهُمْ وَ بِئْسَ وِرْدُ الْوَارِدِيْنَ، وَ بِئْسَ الْوِرْدُ الْمَوْرُوْدُ، وَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ - صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْكَ يَا اَبَا عَبْدِ اللّٰهِ، اَنَا اِلَى اللّٰهِ مِمَّنْ خَالَفَكَ بَرِيْءٌ، اَنَا اِلَى اللّٰهِ مِمَّنْ خَالَفَكَ بَرِيْءٌ، اَنَا اِلَى اللّٰهِ مِمَّنْ خَالَفَكَ بَرِيْءٌ۔

[سلام ہو آپ پر اے حجت خدا اور حجت خدا کے فرزند۔ سلام ہو آپ پر اے وہ شہید جس کے خون کا طالب خدا ہے اور ایسے شہید کے فرزند جس کے خون کا طالب خدا ہے سلام ہو آپ پر اے کشتۂ راہ خدا کہ جس کے خون کا انتقام اللہ لے گا۔

اور جس کے خون کا انتقام آسمان وزمین کے اندر کہیں نہیں لیا گیا۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ کا خون خلا میں ٹھہرا ہوا ہے جس سے عرش کا سایہ کانپ رہا ہے جس پر ساری مخلوق نے گریز کیا جس پر ساتوں آسمان اور ساتوں زمین اوران سب کے درمیان جتنی چیزیں ہیں سب نے اور ہمارے رب کی مخلوق میں سے جتنے بھی جنت و جہنم میں پھر رہے ہیں وہ سب اور جو چیزیں نظر آتی ہیں اور جو نظر نہیں آتیں ، ان سب نے گریہ کیا۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ حجت خدا ہیں اور حجت خدا کے فرزند ہیں ۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ ایسے شہید ہیں کہ جس کے خون کا طالب خدا ہے اور ایسے کے فرزند ہیں کہ جس کے خون کا طالب خدا ہے میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ وہ کشتۂ راہ خدا ہیں جس کے خون کا انتقام خدا لے گا اور جس کے خون کا انتقام آسمانوں اور زمینوں میں کہیں نہیں لیا گیا۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ نے اللہ کی طرف سے احکامات قوم کو پہنچائے انہیں نصیحت کی، اپنے عہد کو پورا کیا اور کامل طور پر پورا کیا اور اپنے رب کی راہ میں جہاد کیا اور جس نصب العین پر آپ تھے اسی پر شہید ہو کر، شہادت کی خواہش کر کے، لوگوں پر شاہد بن کر اور لوگوں کے لئے مشہود بن کر اپنی زندگی بسر کردی ۔ اور میں اللہ کا بندہ اور آپ کا دوستدار ہوں آپ کی اطاعت میں ہوں اور آپ کی بارگاہ میں حاضر ہوا ہوں اس سے میری آرزو یہ ہے کہ مجھے اللہ کے پاس پوری منزلت ہو اور آپ کی طرف ہجرت کرنے میں ثابت قدم رہوں اور اس راستہ پر چلوں جس میں آپ کی کفالت و سرپرستی کے اندر داخل ہونے میں کوئی دغدغہ نہ رہے کہ جس کے متعلق آپ کے لئے حکم ہے کہ جو شخص اللہ کے تقرب کا ارادہ کرے وہ پہلے آپ لوگوں کی زیر سرپرستی آئے ۔ جو اللہ کے تقرب کا ارادہ کرے وہ پہلے آپ لوگوں کی زیر سرپرستی آئے جو شخص اللہ کے تقرب کا ارادہ کرے وہ پہلے آپ لوگوں کی زیر پرستی آئے ۔ آپ لوگوں کے وسیلہ سے اللہ تعالیٰ کذب و دروغ کو آشکار کرتا ہے اور آپ لوگوں کی خاطر سے اللہ تعالیٰ مشکل اور کاٹ کھانے والے زمانے کو دور کرتا ہے۔ آپ ہی لوگوں کے وسیلہ سے اللہ تعالیٰ خیر کے دروازے کھولتا ہے اور آپ ہی لوگوں کے وسیلہ سے بند کردیتا ہے۔ آپ ہی لوگوں کے وسیلہ سے اللہ تعالیٰ قسمت کا لکھا مٹاتا اور آپ ہی لوگوں کے وسیلہ سے لکھتا ہے اور آپ ہی لوگوں کے وسیلہ سے ہم لوگوں کی گردنوں سے ذلت کا طوق اتارتا ہے اور آپ ہی لوگوں کے وسیلہ سے اللہ تعالیٰ ہر مومن و مومنہ کے طلب کئے ہوئے خون کا انتقام لیتا ہے۔ آپ ہی لوگوں کے وسیلہ سے زمین درخت روئیدہ کرتی ہے، آپ ہی لوگوں کے وسیلہ سے درختوں میں پھل آتے ہیں، آپ ہی لوگوں کے وسیلہ سے آسمان بارش کے قطرے برساتا ہے، آپ ہی لوگوں کے وسیلہ سے اللہ تعالیٰ ہر کرب و تکلیف کو دور کرتا ہے، آپ ہی لوگوں کے وسیلہ سے اللہ تعالیٰ پانی برساتا ہے، آپ ہی لوگوں کے وسیلہ سے وہ زمین جو آپ لوگوں کے جسد پاک اٹھائے ہوئے ہے اللہ تعالیٰ کی تسبیح پڑھتی ہے اور اس قوم پر لعنت کرتی ہے جس نے آپ لوگوں کو قتل کیا اور اس قوم پر جس نے آپ لوگوں کی مخالفت کی اور اس قوم پر جس نے آپ لوگوں کی ولایت سے انکار کیا اور اس قوم پر جس نے آپ لوگوں پر غلبہ حاصل کیا اور اس قوم پر جس نے یہ سب کچھ دیکھا اور پھر بھی آپ لوگوں کی مدد نہ کی ۔ اس خدا کی حمد جس نے جہنم کو اس قوم کی قرارگاہ بنایا اور اس میں وارد ہونے والوں کے لئے کتنا برا درود ہے

اور کتنی بری یہ وارد ہونے کی جگہ ہے۔اور تمام جہانوں کے پروردگار کا شکر۔

آپ پر اللہ تعالیٰ کی رحمت نازل ہو اے ابو عبداللہ (علیہ السلام) میں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں ان لوگوں سے براءت کا اظہار کرتا ہوں جنہوں نے آپ کی مخالفت کی۔میں اللہ کی بارگاہ میں ان لوگوں سے اپنی برات اظہار کرتا ہوں جنہوں نے آپ کی مخالفت کی،میں اللہ کی بارگاہ میں ان لوگوں سے براءت کا اظہار کرتا ہوں جنہوں نے آپ کی مخالفت کی۔

پھر آپ کے فرزند حضرت علی (اکبرؑ) کی قبر کے پاس آؤ جو آنجنابؑ کے قدموں کے پاس مدفون ہیں اور کہو۔

اَلسَّلَامُ عَلَيْکَ يَا ابْنَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ، اَلسَّلَامُ عَلَيْکَ يَا ابْنَ عَلِيٍّ أَمِيْرِ الْمُؤْمِنِيْنَ ، اَلسَّلَامُ عَلَيْکَ يَا ابْنَ الْحَسَنِ وَ الْحُسَيْنِ ، اَلسَّلَامُ عَلَيْکَ يَا ابْنَ خَدِيْجَةَ وَ فَاطِمَةَ عَلَيْهِمَا السَّلَامُ ، صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْکَ ، صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْکَ ، صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْکَ ، لَعَنَ اللّٰهُ مَنْ قَتَلَکَ ، لَعَنَ اللّٰهُ مَنْ قَتَلَکَ ، لَعَنَ اللّٰهُ مَنْ قَتَلَکَ ، أَنَا اِلَى اللّٰهِ مِنْهُمْ بَرِیْءٌ - أَنَا اِلَى اللّٰهِ مِنْهُمْ بَرِیْءٌ . أَنَا اِلَى اللّٰهِ مِنْهُمْ بَرِیْءٌ (آپ پر سلام ہو اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرزند۔آپ پر سلام ہو اے امیر المومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام کے فرزند آپ پر سلام ہو اے امام حسنؑ وامام حسین علیہما السلام کے فرزند۔آپ پر سلام ہو اے حضرت خدیجہ اور حضرت فاطمہ علیہما السلام کے فرزند۔آپ پر اللہ اپنی رحمتیں نازل فرمائے آپ پر اللہ اپنی رحمتیں نازل فرمائے آپ پر اللہ اپنی رحمتیں نازل فرمائے اور اللہ اس پر لعنت کرے جس نے آپ کو قتل کیا۔اللہ اس پر لعنت کرے جس نے آپ کو قتل کیا اللہ اس پر لعنت کرے جس نے آپ کو قتل کیا۔میں اللہ کی بارگاہ میں ان لوگوں سے براءت کا اظہار کرتا ہوں میں اللہ کی بارگاہ میں ان لوگوں سے براءت کا اظہار کرتا ہوں۔میں اللہ کی بارگاہ میں ان لوگوں سے براءت کا اظہار کرتا ہوں۔)

پھر اٹھو اور اپنے ہاتھ سے گنج شہیدان کی طرف اشارہ کرو اور یہ کہو

اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ . اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ . اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ ، وَ فُزْتُمْ وَ اللّٰهِ ، فُزْتُمْ وَ اللّٰهِ ، فُزْتُمْ وَ اللّٰهِ ، يَا لَيْتَنِيْ كُنْتُ مَعَكُمْ فَاَفُوْزَ فَوْزاً عَظِيْماً۔

(آپ لوگوں پر میرا سلام آپ لوگوں پر میرا سلام آپ لوگوں پر میرا سلام۔خدا کی قسم آپ لوگ کامیاب ہوگئے خدا کی قسم آپ لوگ کامیاب ہوگئے۔خدا کی قسم آپ لوگ کامیاب ہوگئے کاش میں بھی آپ لوگوں کے ساتھ ہوتا تو عظیم کامیابی حاصل کرتا۔)

مندرجہ بالا زیارت کی روایت کی ہے حسن بن راشد نے حسن بن ثویر سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے۔

وداع

(۳۲۰۰) یوسف کناسی کی روایت میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے یہ روایت ہے کہ جب تم امام حسین علیہ السلام کی قبر سے وداع اور رخصت ہونا چاہو تو کہو:

اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ وَ رَحْمَةُ اللّٰهِ وَ بَرَكَاتُهُ ، نَسْتَوْدِعُكَ اللّٰهَ وَ نَقْرَأُ عَلَيْكَ السَّلَامَ آمَنَّا بِاللّٰهِ وَ بِالرَّسُوْلِ وَ بِمَا جَاءَ بِهٖ وَ دَلَّ عَلَيْهِ ، وَ اتَّبَعْنَا الرَّسُوْلَ يَا رَبِّ فَاكْتُبْنَا مَعَ الشَّاهِدِيْنَ ، اَللّٰهُمَّ لَا تَجْعَلْهُ آخِرَ الْعَهْدِ مِنَّا وَ مِنْهُ ، اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَسْأَلُكَ أَنْ تَنْفَعَنَا بِحُبِّهٖ ، اَللّٰهُمَّ ابْعَثْهُ مَقَامًا مَحْمُوْدًا ، تَنْصُرُ بِهٖ دِيْنَكَ ، وَ تَقْتُلُ بِهٖ عَدُوَّكَ وَ تُبِيْرُ بِهٖ مَنْ نَصَبَ حَرْبًا لِآلِ مُحَمَّدٍ ، فَإِنَّكَ وَعَدْتَهُ ذٰلِكَ أَنْتَ لَا تُخْلِفُ الْمِيْعَادَ ، اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ وَ رَحْمَةُ اللّٰهِ وَ بَرَكَاتُهُ ، أَشْهَدُ أَنَّكُمْ شُهَدَاءُ نُجَبَاءُ ، جَاهَدْتُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَ قُتِلْتُمْ عَلٰى مِنْهَاجِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ آلِهٖ وَ سَلَّمَ وَ ابْنِ رَسُوْلِهٖ كَثِيْرًا ، وَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ صَدَقَكُمْ وَعْدَهُ ، وَ أَرَاكُمْ مَا تُحِبُّوْنَ وَ صَلَّى اللّٰهُ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَ آلِ مُحَمَّدٍ وَ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ وَ رَحْمَةُ اللّٰهِ وَ بَرَكَاتُهُ ، اَللّٰهُمَّ لَا تَشْغَلْنِيْ فِي الدُّنْيَا عَنْ شُكْرِ نِعْمَتِكَ وَ لَا بِإِكْثَارٍ فِيْهَا فَتُلْهِيَنِيْ عَجَائِبُ بَهْجَتِهَا ، وَ تَفْتِنَنِيْ زَهَرَاتُهَا ، وَ لَا بِإِقْلَالٍ يَضُرُّ بِعَمَلِيْ ضُرُّهُ ، وَ يَمْلَأُ صَدْرِيْ هَمُّهُ ، أَعْطِنِيْ مِنْ ذٰلِكَ غِنًى عَنْ شِرَارِ خَلْقِكَ ، وَ بَلَاغًا أَنَالُ بِهٖ رِضَاكَ يَا أَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ .

[سلام ہو آپ پر اور اللہ کی رحمت اور اس کی برکتیں نازل ہوں (اے فرزند رسول) میں آپ کو اللہ کے سپرد کرتا ہوں اور آپ کو سلام عرض کرتا ہوں، میں اللہ اور رسول اور جو بھی وہ اپنے ساتھ لائے جو ان کی نبوت کی دلیل بنی ہیں ان سب پر ایمان رکھتا ہوں اور ہم نے رسول کی اتباع کی۔ پروردگار میرا نام گواہی دینے والوں میں لکھ لے۔ اے اللہ اس زیارت کو ہماری طرف اور ان کی طرف سے آخری موقع نہ قرار دے، اے اللہ میں درخواست کرتا ہوں کہ ان کی محبت سے ہم لوگوں کو نفع پہنچا اور آنجنابؑ کو مقام محمود پر پہنچا ان کے ذریعہ اپنے دین کی مدد کر۔ اور ان کے ذریعہ اپنے دشمنوں کو قتل کر اور ان کے ذریعہ ان لوگوں کو ہلاک کر جنہوں نے آل محمدؐ سے جنگ ٹھان لی اس لئے کہ تو نے اس کا وعدہ فرمایا ہے اور تو اپنے وعدہ کے کبھی خلاف نہیں کرتا۔ (اے مولا و آقا) آپ پر سلام اور اللہ کی رحمت اور برکت ہو۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ لوگ شہیدان راہ خدا شریفُ الاصل ہیں آپ لوگوں نے راہ خدا میں جہاد کیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور رسول اللہ کے فرزند کے راستہ پر چلتے ہوئے قتل ہوئے اور اس خدا کی حمد جس نے آپ لوگوں سے اپنے کئے ہوئے وعدے کو سچ کر دکھایا اور آپ لوگوں کو وہ سب کچھ دکھادیا جو آپ لوگ چاہتے تھے۔ اور محمد و آل محمد علیہم السلام پر اللہ کی طرف سے درود ہو اور اللہ کی رحمت اور اس کی برکت ہو اے اللہ مجھے دنیا میں اتنا مشغول نہ کردے کہ میں تیری نعمتوں کے شکر سے غافل ہو جاؤں اور نہ دنیا اتنی کثیر مقدار میں دے کہ میں اس کی خوبصورتی کو دیکھ کر لہو لعب میں مبتلا ہو جاؤں اور

اس کی رونقیں اور چہل پہل مجھے دھوکہ میں مبتلا کر دیں اور نہ اتنی کم کہ اس کی کمی میرے عمل کو ضرر پہنچائے اور اس کی فکر میرے دل میں بھری رہے۔ بس اتنا دے کہ میں تیری شریر مخلوق سے غنی ہو جاؤں اتنا دے کہ میں اس سے تیری رضا اور خوشنودی حاصل کر سکوں اے تمام رحم کرنے والوں میں سب سے زیادہ رحم کرنے والے]

میں نے مختلف زیارتیں کتاب زیارات اور کتاب مقتل حسین میں نقل کر دی ہیں اور اس کتاب کے لئے مندرجہ بالا زیارت کو اس لئے منتخب کیا ہے کہ میرے نزدیک از روئے روایت یہ صحیح ترین زیارت ہے اور بھرپور اور کافی ہے۔

زیارت قبور شہداء

اور جب تم شہداء کی قبروں کی زیارت کا ارادہ کرو تو یہ کہو:

اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ بِمَا صَبَرْتُمْ فَنِعْمَ عُقْبَى الدَّارِ

[تم پر سلام ہو کہ تم لوگوں نے صبر سے کام لیا اب آخرت کا گھر (تم لوگوں کے لئے) کتنا اچھا ہے۔]

حالت تقیہ میں امام حسین علیہ السلام کی زیارت میں کتنا کہنا کافی ہے

جب تم نہر فرات پر آؤ تو غسل کرو اور اپنے دونوں پاک و طاہر کپڑے پہنو پھر امام حسین علیہ السلام کی قبر کے پاس آؤ اور یہ کہو:

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْكَ يَا اَبَا عَبْدِاللّٰهِ ، صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْكَ يَا اَبَا عَبْدِاللّٰهِ ، صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْكَ يَا اَبَا عَبْدِاللّٰهِ (اے ابا عبداللہ اللہ تعالیٰ آپ پر رحمت نازل فرمائے ، اے اباعبداللہ اللہ تعالیٰ آپ پر رحمت نازل فرمائے ، اے ابا عبداللہ اللہ تعالیٰ آپ پر رحمت نازل فرمائے)

حالت تقیہ میں بس اتنی ہی زیارت تمہارے لئے کافی ہے۔ یونس بن ظبیان نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے یہ روایت کی ہے۔

اگر طوالت سفر کے باعث زیارت امام حسین و دیگر ائمہ طاہرین جانا نہ ہوسکے تو اسکا بدل و قائم مقام

(۳۲۰۲) ابن ابی عمیر نے ہشام سے روایت کی ہے اس کا بیان ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کا ارشاد ہے کہ جب تمہارے لئے دور دراز کا سفر بہت مشقت کا باعث ہو تو اپنے گھر کی چھت پر چڑھ جاؤ اور دو رکعت نماز پڑھو اور ہماری

قبروں کی طرف اشارہ کر کے سلام پڑھو وہ سلام ہم لوگوں تک پہنچ جائے گا۔

(۳۲۰۳) اور حنان بن سدیر کی روایت میں ہے جو انہوں نے اپنے والد سے کی ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ مجھ سے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے دریافت فرمایا کہ اے سدیر کیا تم حضرت امام حسین علیہ السلام کی قبر کی زیارت ہر روز کرتے ہو؟ میں نے عرض کیا میں آپؑ پر قربان، نہیں۔ آپؑ نے فرمایا پھر تم کتنا ظلم کرتے ہو۔ اچھا ہر ماہ آنجنابؑ کی قبر کی زیارت کرتے ہو؟ میں نے عرض کیا نہیں۔ آپؑ نے فرمایا پھر سال میں ایک بار آنجنابؑ کی زیارت کرتے ہو؟ میں نے عرض کیا ہاں کبھی کبھی ایسا ہوتا ہے۔ آپؑ نے فرمایا اے سدیر یہ تم امام حسین علیہ السلام پر کتنا بڑا ظلم کرتے ہو۔ کیا تمہیں معلوم نہیں کہ اللہ تعالیٰ کے ایک لاکھ ملائکہ بال پریشان و غبار آلود ان کی قبر کی زیارت کرتے ہیں اور اس میں کبھی سستی اور کوتاہی نہیں کرتے پھر اے سدیر تمہارے لئے کیا امر مانع ہے کہ آنجنابؑ کے قبر کی زیارت ہفتہ میں پانچ مرتبہ یا ہر روز ایک مرتبہ کیا کرو۔ میں نے عرض کیا میں آپ پر قربان میرے اور ان کے درمیان بہت فرسخوں، کا فاصلہ ہے آپؑ نے فرمایا اچھا تو پھر اپنے مکان کی چھت پر چلے جایا کرو اور داہنے بائیں تھوڑا ملتفت ہو پھر اپنا سر آسمان کی طرف اٹھاؤ۔ اس کے بعد اپنا رخ قبر امام حسین کی طرف کرو اور کہو:

"اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا اَبَا عَبْدِ اللهِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ وَ رَحْمَةُ اللهِ وَ بَرَكَاتُهُ"

تو ایک مرتبہ کی زیارت پر ایک حج اور ایک عمرہ کا ثواب تمہارے نامہ اعمال میں لکھ دیا جائے گا۔

سدیر کا بیان ہے کہ اس کے بعد کبھی کبھی میں ایک ماہ میں بیس مرتبہ سے زیادہ اس طرح آنجنابؑ کی زیارت کرتا ہوں۔

باب :- خاک تربت امام حسین علیہ السلام اوران کے حریم قبر کی فضیلت

(۳۲۰۴) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ قبر امام حسین علیہ السلام کی خاک ہر مرض کی دوا ہے اور یہ سب سے بڑی دوا ہے۔

(۳۲۰۵) نیز آپؑ نے فرمایا کہ جب تم یہ (خاک) کھاؤ تو کہو:

اَللّٰهُمَّ رَبَّ التُّرْبَةِ الْمُبَارَكَةِ وَ رَبَّ الْوَصِيِّ الَّذِي وَارَتْهُ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَ آلِ مُحَمَّدٍ وَ اجْعَلْهُ عِلْماً نَافِعاً وَ رِزْقاً وَاسِعاً وَ شِفَاءً مِنْ كُلِّ دَاءٍ [اے اللہ اے اس تربت مبارک کے پروردگار اور اس وصی کے پروردگار جو اس میں دفن ہے تو محمدؐ و آل محمدؐ پر اپنی رحمتیں نازل فرما اور اس (خاک) کو علم نافع اور رزق واسع اور ہر مرض کی دوا بنادے۔]

(۳۲۰۶) آنجنابؑ نے فرمایا حریم قبر حسین علیہ السلام قبر کے چاروں طرف پانچ فرسخ ہے۔

(۳۲۰۷) اسحاق بن عمار نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے آپؑ نے فرمایا کہ حضرت امام حسین علیہ السلام کی قبر کی جگہ جس دن سے آپؑ وہاں دفن ہوئے جنت کے باغوں میں سے ایک باغ بن گیا۔

(۳۲۰۸) نیز آپؑ نے فرمایا کہ امام حسین علیہ السلام کی قبر کی جگہ جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے۔

باب : بغداد میں قریش کے قبرستان میں حضرت امام ابو الحسن موسیٰ بن جعفر اور حضرت ابو جعفر محمد بن علی ثانی (امام محمد تقی) علیہما السلام کی زیارت

(۳۲۰۹) ان شاء اللہ تعالیٰ جب تم بغداد کا ارادہ کرو تو غسل کرکے پاک اور صاف ستھرے ہو جاؤ اپنے دو عدد پاک صاف کپڑے پہنو اور ان ائمہ کی قبروں کی زیارت کرو اور جب حضرت امام موسیٰ بن جعفر علیہ السلام کی قبر پر پہنچو تو یہ کہو۔

اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا وَلِیَّ اللّٰہِ ، اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا حُجَّۃَ اللّٰہِ ، اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا نُوْرَ اللّٰہِ فِیْ ظُلُمَاتِ الْاَرْضِ ، اَتَیْتُکَ زَائِراً عَارِفاً بِحَقِّکَ ، مُعَادِیاً لِاَعْدَائِکَ ، مُوَالِیاً لِاَوْلِیَائِکَ ، فَاشْفَعْ لِیْ عِنْدَ رَبِّکَ (سلام ہو آپ پر اے ولی خدا۔ سلام ہو آپ پر اے حجت خدا۔ سلام ہو آپ پر اے زمین کے اندھیروں میں چلنے والے اللہ کے نور۔ میں آپ کے حق کو پہچانتے ہوئے آپ کے دشمنوں کو اپنا دشمن اور آپ کے دوستوں کو اپنا دوست سمجھتے ہوئے آپ کی زیارت کو حاضر ہوا ہوں آپ اپنے رب کی بارگاہ میں میری شفاعت فرمادیں)۔

پھر اپنی جو حاجت ہو طلب کرو اس کے بعد ان ہی الفاظ میں حضرت ابو جعفر (امام محمد تقی علیہ السلام) کو بھی سلام کرو اور جب تم آنجناب علیہ السلام کی زیارت کا ارادہ کرو تو پہلے غسل کرو اور اپنے دو صاف ستھرے اور پاک کپڑے پہنو اور کہو۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدِ بْنِ عَلِیٍّ الْاِمَامِ التَّقِیِّ النَّقِیِّ الرَّضِیِّ الْمَرْضِیِّ ، وَحُجَّتِکَ عَلٰی مَنْ فَوْقَ الْاَرْضِ وَمَنْ تَحْتَ الثَّرٰی ، صَلَاۃً کَثِیْرَۃً نَامِیَۃً زَاکِیَۃً مُبَارَکَۃً مُتَوَاصِلَۃً مُتَوَاتِرَۃً مُتَرَادِفَۃً کَاَفْضَلِ مَا صَلَّیْتَ عَلٰی اَحَدٍ مِنْ اَوْلِیَائِکَ ، وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا وَلِیَّ اللّٰہِ ، اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا نُوْرَ اللّٰہِ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا حُجَّۃَ اللّٰہِ ، اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا اِمَامَ الْمُتَّقِیْنَ ، وَوَارِثَ عِلْمِ النَّبِیِّیْنَ ، وَسُلَالَۃَ الْوَصِیِّیْنَ ، اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا نُوْرَ اللّٰہِ فِیْ ظُلُمَاتِ الْاَرْضِ اَتَیْتُکَ زَائِراً عَارِفاً بِحَقِّکَ ، مُعَادِیاً لِاَعْدَائِکَ ، مُوَالِیاً لِاَوْلِیَائِکَ ، فَاشْفَعْ لِیْ عِنْدَ رَبِّکَ (اے اللہ اپنی رحمتیں نازل فرمایا محمد بن علیؑ امام تقی و پاکیزہ و راضی بہ رضا و پسندیدہ خدا پر جو تمام روئے زمین اور زیر زمین بسنے والوں کے لئے تیری حجت ہیں بہت زیادہ رحمت ایسی رحمت جو روز افزوں ہو پاک ہو، مسلسل اور متواتر ہو پے در پے ہو اور اس سے بھی زیادہ افضل و بہتر رحمت جو تو اپنے اولیاء میں سے کسی ولی پر نازل فرماتا ہے۔ آپ پر سلام ہو اے اللہ کے ولی۔ آپ پر سلام ہو اے اللہ کے نور۔ آپ پر

سلام ہو اے اللہ کی حجت ۔ آپ پر سلام ہو اے متقیوں کے امام، انبیاء کے علم کے وارث اور اوصیاء کی اولاد ۔ آپ پر سلام ہو اے زمین کی تاریکیوں میں اللہ کے نور ۔ میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا ہوں ۔ آپ کا زائر ہوں آپ کے حق کو پہچاننے والا ہوں آپ کے دشمنوں کا دشمن اور آپ کے دوستوں کا دوست ہوں ۔ پس آپ اپنے پروردگار کی بارگاہ میں میری شفاعت فرمادیں ۔) اس کے بعد اللہ سے اپنی حاجتیں طلب کرو۔

پھر اس قبہ میں کہ جس میں حضرت امام محمد بن علی (امام محمد تقی) علیہ السلام ہیں ان کے سر بالیں قبر چار رکعت نماز دو سلام کے ساتھ پڑھو، دو رکعت حضرت امام موسیٰ بن جعفر علیہ السلام کی زیارت کے لئے اور دو رکعت حضرت امام محمد بن علی (امام محمد تقی) علیہ السلام کی زیارت کے لئے ۔ امام موسیٰ بن جعفر علیہ السلام کے سر بالیں نماز نہ پڑھنا اس لئے کہ اس طرح تمہارے سامنے قریش کی قبریں ہوں گی ۔ اور نماز میں ان کی قبروں کو سامنے رکھنا جائز نہیں ہے ان شاء اللہ تعالیٰ ۔

باب : طوس میں حضرت امام ابوالحسن علی ابن موسیٰ الرضا علیہ السلام کی قبر کی زیارت

(۳۲۲۰) جب تم طوس میں حضرت امام ابوالحسن علی ابن موسیٰ الرضا علیہ السلام کا ارادہ کرو تو گھر سے نکلنے سے پہلے غسل کرو اور غسل کرتے وقت یہ کہو:

اَللّٰهُمَّ طَهِّرْنِیْ، وَ طَهِّرْ لِیْ قَلْبِیْ، وَ اشْرَحْ لِیْ صَدْرِیْ، وَ اَجْرِ عَلٰی لِسَانِیْ مِدْحَتَکَ، وَ الثَّنَاءَ عَلَیْکَ، فَاِنَّهُ لَا قُوَّةَ اِلَّا بِکَ، اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ لِیْ طَهُوْرًا وَ شِفَاءً [اے اللہ مجھے پاک کر اور میرے دل کو پاک کر اور میرے سینہ کو کشادہ کر اور میری زبان پر اپنی مدح و ثنا۔ کو جاری رکھ اس لئے کہ بغیر تیری دی ہوئی قوت کے اور کوئی قوت نہیں ہے۔ اے اللہ اس غسل کو میرے لئے پاک کرنے والا اور شفا (بخش) قرار دے] اور جب گھر سے نکلو تو یہ کہو۔

بِسْمِ اللّٰهِ وَ بِاللّٰهِ وَ اِلَی اللّٰهِ وَ اِلَی ابْنِ رَسُوْلِ اللّٰهِ حَسْبِیَ اللّٰهُ، تَوَکَّلْتُ عَلَی اللّٰهِ، اَللّٰهُمَّ اِلَیْکَ تَوَجَّهْتُ، وَ اِلَیْکَ قَصَدْتُ، وَ مَا عِنْدَکَ اَرَدْتُ [اللہ کے نام سے اللہ کی مدد سے اللہ کی طرف اور رسول اللہ کے فرزند کی طرف (میں جارہا ہوں) میرے لئے کافی ہے میں نے اللہ پر بھروسہ کیا ۔ اے اللہ میں نے تیری طرف رخ کیا اور تیری طرف کا قصد کیا اور جو کچھ تیرے پاس ہے اسی کا ارادہ کیا ہے] پھر گھر سے نکلو تو اپنے گھر کے دروازے پر کھڑے ہو جاؤ اور یہ کہو

اَللّٰهُمَّ اِلَیْکَ وَجَّهْتُ وَجْهِیْ، وَ عَلَیْکَ خَلَّفْتُ اَهْلِیْ وَ مَالِیْ وَ مَا خَوَّلْتَنِیْ، وَ بِکَ وَثِقْتُ فَلَا تُخَیِّبْنِیْ، یَا مَنْ لَا یُخَیِّبُ مَنْ اَرَادَهُ، وَ لَا یُضَیِّعُ مَنْ حَفِظَهُ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَ آلِ مُحَمَّدٍ، وَ احْفَظْنِیْ بِحِفْظِکَ فَاِنَّهُ لَا یَضِیْعُ مَنْ

حَفَظْتَ (اے اللہ میں نے اپنا رخ تیری طرف کیا اور اپنے اہل و مال اور جو کچھ بھی تو نے مجھ کو عطا کیا ہے ان سب کو تجھ پر چھوڑا اور تجھ پر بھروسہ کیا اے وہ ذات کہ جو بھی اس پر بھروسہ کرے وہ اس کو مایوس نہیں کرتا۔ اور جس کی وہ حفاظت کرے وہ کبھی برباد نہیں ہوتا تو مجھے نا امید اور مایوس نہ کرنا اور محمدؐ اور آل محمدؐ پر اپنی رحمت نازل فرما اور مجھے اپنی حفاظت میں رکھ اس لئے کہ جس کی تو حفاظت کرے گا وہ کبھی تباہ نہیں ہوگا)

پھر جب سلامتی کے ساتھ وہاں پہنچ جاؤ تو غسل کرو اور غسل کرتے وقت یہ کہو:

اَللّٰھُمَّ طَھِّرْنِیْ ، وَ طَھِّرْلِیْ قَلْبِیْ وَ اشْرَحْ لِیْ صَدْرِیْ ، وَ أَجْرِ عَلٰی لِسَانِیْ مِدْحَتَکَ وَ مَحَبَّتَکَ وَ الثَّنَاءَ عَلَیْکَ ، فَاِنَّہٗ لَا قُوَّۃَ اِلَّا بِکَ فَقَدْ عَلِمْتُ اَنَّ قِوَامَ دِیْنِیَ التَّسْلِیْمُ لِاَمْرِکَ ، وَ الْاِتِّبَاعُ لِسُنَّۃِ نَبِیِّکَ ، وَ الشَّھَادَۃُ عَلٰی جَمِیْعِ خَلْقِکَ ، اَللّٰھُمَّ اجْعَلْہُ لِیْ شِفَاءً وَ نُوْرًا ، اِنَّکَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ (اے اللہ مجھے پاک کر اور میرے دل کو پاک کر اور میرے سینے کو کشادہ کر دے اور میری زبان پر اپنی مدحت و محبت و ثنا جاری کر اس لئے کہ بغیر تیرے عطا کئے ہوئے کسی کے پاس کوئی قوت نہیں ہے۔ اور مجھے اس کا بخوبی علم ہے کہ میرے دین کا قیام صرف تیرے حکم کو تسلیم کرنے اور تیری نبی کی سنت کی اتباع کرنے اور تیری تمام مخلوق کے سامنے اس کی گواہی دینے میں ہے اے اللہ تو اس غسل کو میرے لئے شفا و نور بنادے بے شک تو ہر شے پر قادر ہے)۔

پھر اپنے پاک و صاف لباس پہنو۔ اور انتہائی سکون و وقار کے ساتھ تکبیر و تہلیل و تحمید کرتے ہوئے پا پیادہ چھوٹے چھوٹے قدم رکھتے ہوئے چلو اور جس وقت روضہ میں داخل ہو تو کہو:

بِسْمِ اللّٰہِ وَ بِاللّٰہِ وَ عَلٰی مِلَّۃِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ آلِہٖ وَ سَلَّمَ اَشْھَدُ اَنْ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَ اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَ رَسُوْلُہٗ وَ اَنَّ عَلِیًّا وَلِیُّ اللّٰہِ (اللہ کے نام سے اللہ کی مدد سے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ملت پر قائم رہتے ہوئے میں گواہی دیتا ہوں کہ نہیں ہے کوئی اللہ سوائے اس اللہ کے وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں نیز گواہی دیتا ہوں کہ محمدؐ اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں اور علیؑ اللہ کے ولی ہیں۔)

اور یونہی چلتے رہو یہاں تک کہ قبر مبارک کے پاس جاکر ٹہر جاؤ اور اپنے چہرے کو آنحضرتؐ کے چہرہ مبارک کے سامنے رکھو اور قبلہ کو اپنے دونوں کاندھوں کے درمیان پھر یہ کہو:

اَشْھَدُ اَنْ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ ، وَ اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَ رَسُوْلُہٗ ، وَ اَنَّہٗ سَیِّدُ الْاَوَّلِیْنَ وَ الْاٰخِرِیْنَ ، وَ اَنَّہٗ سَیِّدُ الْاَنْبِیَاءِ وَ الْمُرْسَلِیْنَ ، اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ عَبْدِکَ وَ رَسُوْلِکَ وَ نَبِیِّکَ وَ سَیِّدِ خَلْقِکَ اَجْمَعِیْنَ ، صَلَاۃً لَا یَقْوٰی عَلٰی اِحْصَائِھَا غَیْرُکَ ، اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی اَمِیْرِ الْمُؤْمِنِیْنَ عَلِیِّ بْنِ اَبِیْ طَالِبٍ عَبْدِکَ وَ اَخِیْ رَسُوْلِکَ ، الَّذِی انْتَجَبْتَہٗ بِعِلْمِکَ وَ جَعَلْتَہٗ ھَادِیًا لِمَنْ شِئْتَ مِنْ خَلْقِکَ ، وَ الدَّلِیْلُ عَلٰی مَنْ بَعَثْتَہٗ بِرِسَالَاتِکَ ،

وَ دَیَّانَ الدِّیْنِ بِعَدْلِکَ ، وَ فَصْلَ قَضَائِکَ بَیْنَ خَلْقِکَ ، وَ الْمُهَیْمِنَ عَلٰی ذٰلِکَ کُلِّهِ ، وَ السَّلَامُ عَلَیْهِ وَ رَحْمَةُ اللّٰهِ وَ بَرَکَاتُهُ ، اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی فَاطِمَةَ بِنْتِ نَبِیِّکَ وَ زَوْجَةِ وَلِیِّکَ وَ اُمِّ السِّبْطَیْنِ الْحَسَنِ وَ الْحُسَیْنِ سَیِّدَیْ شَبَابِ اَهْلِ الْجَنَّةِ ، الطُّهْرَةِ الطَّاهِرَةِ الْمُطَهَّرَةِ ، التَّقِیَّةِ النَّقِیَّةِ الرَّضِیَّةِ الزَّکِیَّةِ ، سَیِّدَةِ نِسَاءِ اَهْلِ الْجَنَّةِ اَجْمَعِیْنَ صَلَاةً لَا یَقْوٰی عَلٰی اِحْصَائِهَا غَیْرُکَ ، اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَی الْحَسَنِ وَ الْحُسَیْنِ سِبْطَیْ نَبِیِّکَ وَ سَیِّدَیْ شَبَابِ اَهْلِ الْجَنَّةِ الْقَائِمَیْنِ فِیْ خَلْقِکَ وَ الدَّلِیْلَیْنِ عَلٰی مَنْ بَعَثْتَ بِرِسَالَاتِکَ وَ دَیَّانَیِ الدِّیْنِ بِعَدْلِکَ ، وَ فَصْلَیْ قَضَائِکَ بَیْنَ خَلْقِکَ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی عَلِیِّ بْنِ الْحُسَیْنِ عَبْدِکَ الْقَائِمِ فِیْ خَلْقِکَ وَ الدَّلِیْلِ عَلٰی مَنْ بَعَثْتَ بِرِسَالَاتِکَ وَ دَیَّانِ الدِّیْنِ بِعَدْلِکَ وَ فَصْلِ قَضَائِکَ بَیْنَ خَلْقِکَ ، سَیِّدِ الْعَابِدِیْنَ ، اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدِ بْنِ عَلِیٍّ عَبْدِکَ وَ خَلِیْفَتِکَ فِیْ اَرْضِکَ بَاقِرِ عِلْمِ النَّبِیِّیْنَ ، اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ الصَّادِقِ عَبْدِکَ وَ وَلِیِّ دِیْنِکَ ، وَ حُجَّتِکَ عَلٰی خَلْقِکَ اَجْمَعِیْنَ ، اَلصَّادِقِ الْبَارِّ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُوْسَی بْنِ جَعْفَرٍ عَبْدِکَ الصَّالِحِ ، وَ لِسَانِکَ فِیْ خَلْقِکَ ، اَلنَّاطِقِ بِحُکْمِکَ وَ الْحُجَّةِ عَلٰی بَرِیَّتِکَ ، اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی عَلِیِّ بْنِ مُوْسَی الرِّضَا الْمُرْتَضٰی ، عَبْدِکَ وَ وَلِیِّ دِیْنِکَ ، اَلْقَائِمِ بِعَدْلِکَ ، وَ الدَّاعِیْ اِلٰی دِیْنِکَ وَ دِیْنِ آبَائِهِ الصَّادِقِیْنَ ، صَلَاةً لَا یَقْوٰی عَلٰی اِحْصَائِهَا غَیْرُکَ ، اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدِ بْنِ عَلِیٍّ عَبْدِکَ وَ وَلِیِّکَ ، اَلْقَائِمِ بِاَمْرِکَ ، وَ الدَّاعِیْ اِلٰی سَبِیْلِکَ ، اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی عَلِیِّ بْنِ مُحَمَّدٍ عَبْدِکَ وَ وَلِیِّ دِیْنِکَ ، اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَی الْحَسَنِ ابْنِ عَلِیٍّ الْعَامِلِ بِاَمْرِکَ ، اَلْقَائِمِ فِیْ خَلْقِکَ ، وَ حُجَّتِکَ الْمُؤَدِّیْ عَنْ نَبِیِّکَ ، وَ شَاهِدِکَ عَلٰی خَلْقِکَ ، اَلْمَخْصُوْصِ بِکَرَامَتِکَ ، اَلدَّاعِیْ اِلٰی طَاعَتِکَ وَ طَاعَةِ رَسُوْلِکَ ، صَلَوَاتُکَ عَلَیْهِمْ اَجْمَعِیْنَ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی حُجَّتِکَ وَ وَلِیِّکَ الْقَائِمِ فِیْ خَلْقِکَ صَلَاةً تَامَّةً نَامِیَةً بَاقِیَةً تُعَجِّلُ بِهَا فَرَجَهُ وَ تَنْصُرُهُ بِهَا ، وَ تَجْعَلُنَا مَعَهُ فِی الدُّنْیَا وَ الْآخِرَةِ ، اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَتَقَرَّبُ اِلَیْکَ بِحُبِّهِمْ وَ اُوَالِیْ وَلِیَّهُمْ وَ اُعَادِیْ عَدُوَّهُمْ ، فَارْزُقْنِیْ بِهِمْ خَیْرَ الدُّنْیَا وَ الْآخِرَةِ ، وَ اصْرِفْ عَنِّیْ بِهِمْ شَرَّ الدُّنْیَا وَ الْآخِرَةِ ، وَ اَهْوَالَ یَوْمِ الْقِیَامَةِ (میں گواہی دیتا ہوں کہ نہیں ہے کوئی اللہ سوائے اس اللہ کے وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں اور گواہی دیتا ہوں کہ محمدؐ اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں اور بے شک وہ تمام اولین وآخرین کے سردار اور انبیاء و مرسلین کے سید و سردار ہیں ۔ اے اللہ اپنے بندے اور اپنے رسول اور اپنے نبی اور اپنی تمام مخلوقات کے سردار محمدؐ پر درود بھیج اتنا درود کہ جسے سوائے تیرے کوئی دوسرا شمار نہ کرسکے اے اللہ تو درود بھیج اپنے بندے اور اپنے رسول کے بھائی امیرالمومنین حضرت علی ابن ابی طالب پر جن کو تونے اپنے علم کے ساتھ منتخب فرمایا اور اپنی مخلوقات میں سے جس کے لئے چاہا اس کے لئے ہادی بنایا اور جن کو تونے اپنی رسالتوں کے ساتھ مبعوث کیا انکی حقانیت کی دلیل بنایا ۔ اسے اپنے عدل کے ساتھ حاکم دین بنایا ۔ اپنی مخلوق کے درمیان اپنے تصفیوں کا فیصلہ کرنے والا بنایا اور ان سب پر ان کو محافظ بنایا ۔ ان پر سلام اور اللہ کی رحمت اور برکت ہو ۔

اے اللہ درود بھیج اپنے نبی کی دختر اور اپنے ولی کی زوجہ اور سردار جوانان اہل جنت نواسہ رسول امام حسنؑ و امام حسینؑ کی والدہ معظمہ طاہرہ مطہرہ پاک و پاکیزہ صاحب تقویٰ صاف و پسندیدہ و صاحب ذکاوت اور تمام جہاں کی عورتوں کی سردار حضرت فاطمہ زہراؑ پر اتنا درود کہ جس کو سوائے تیرے کوئی اور شمار نہ کرسکے۔

اے اللہ تو اپنے نبی کے دونوں نواسوں امام حسنؑ اور امام حسینؑ پر درود بھیج کہ یہ دونوں سرداران جوانان اہل جنت ہیں، تیری مخلوقات میں قائم ہیں اور جن کو تو نے اپنی رسالت کے ساتھ مبعوث کیا اس کی حقانیت کی دلیل ہیں، یہ دونوں تیرے عدل کے ساتھ دین کے حاکم ہیں اور تیری مخلوقات کے درمیان تیری قضا کے مطابق فیصلہ کرنے والے ہیں۔

اے اللہ درود بھیج اپنے بندے علیؑ ابن الحسینؑ پر جو تیری مخلوقات میں قائم ہیں اور ان کی حقانیت کی دلیل ہیں جن کو تو نے اپنی رسالت کے ساتھ مبعوث کیا اور تیرے عدل کے ساتھ دین کے حاکم ہیں اور تیری قضا و قدرت کے مطابق تیری مخلوقات کے درمیان فیصلہ کرنے والے ہیں اور سید العابدین ہیں۔

اے اللہ درود بھیج اپنے بندے محمدؑ بن علیؑ پر جو تیری زمین پر تیرے خلیفہ ہیں اور علوم انبیاء کو شگافتہ اور آشکار کرنے والے ہیں۔

اے اللہ درود بھیج اپنے بندے جعفرؑ بن محمدؑ صادقؑ پر جو تیرے دین کے والی اور تیری تمام مخلوقات پر تیری حجت ہیں سچ بولنے والے اور نیکی کرنے والے ہیں۔

اے اللہ درود بھیج اپنے عبد صالح موسیٰؑ بن جعفرؑ پر جو تیری مخلوقات میں تیری زبان اور لوگوں کو تیرے احکامات بتاتے ہیں اور تیری مخلوق پر تیری حجت ہیں۔

اے اللہ درود بھیج اپنے بندے علیؑ بن موسیٰؑ الرضا المرتضیٰؑ پر جو تیرے دین کے والی اور تیرے عدل کے ساتھ قائم اور تیرے دین اور اپنے آبائے صادقین کے دین کی طرف لوگوں کو دعوت دینے والے ہیں اتنا زیادہ درود کہ جس کو سوائے تیرے کوئی اور شمار نہ کرسکے۔

اے اللہ درود بھیج اپنے بندے اور اپنے ولی محمدؑ بن علیؑ پر جو تیرے عدل کے ساتھ قائم ہیں اور تیرے راستے کی طرف دعوت دینے والے ہیں۔

اے اللہ درود بھیج اپنے بندے اور اپنے دین کے والی علیؑ بن محمدؑ پر۔

اے اللہ درود بھیج حسنؑ بن علیؑ پر جو تیرے حکم پر عمل کرتے ہیں۔ تیری مخلوق میں قائم ہیں تیری حجت ہیں تیرے نبی کی طرف سے ذمہ داریاں ادا کرنے والے ہیں اور تیری طرف سے تیری مخلوق پر شاہد اور تیرے کرم کے لئے مخصوص اور تیری اطاعت اور تیرے رسول کی اطاعت کی طرف دعوت دینے والے ہیں ان سب حضرات پر تیری رحمتیں نازل ہوں۔

اے اللہ درود بھیج اپنی حجت اور اپنے ولی پر جو تیری مخلوق میں قائم ہیں ایسا کامل اور تام درود جو بڑھنے والا اور باقی رہنے والا ہو اور ان کے ظہور میں تعجیل ہو اس سے ان کی نصرت ہو اور ہم لوگوں کو دنیا و آخرت میں ان کے ساتھ رکھ۔ اے اللہ میں تیرا تقرب چاہتا ہوں ان لوگوں سے اور ان کے دوستوں سے محبت کر کے اور ان کے دشمنوں سے دشمنی کر کے پس ان لوگوں کے صدقہ میں مجھے دنیا و آخرت کی بہتری عطا فرما۔ اور ان لوگوں کے صدقے میں مجھ کو دنیا و آخرت کے شر سے اور قیامت کی ہولناکیوں سے محفوظ رکھ۔)

پھر آنجناب کے سر اقدس کے پاس بیٹھ جاؤ اور کہو۔

اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا وَلِيَّ اللّٰهِ ۔ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا حُجَّةَ اللّٰهِ ۔ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا نُوْرَ اللّٰهِ فِيْ ظُلُمَاتِ الْاَرْضِ ، اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا عَمُوْدَ الدِّيْنِ ، اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا وَارِثَ آدَمَ صِفْوَةِ اللّٰهِ ، اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا وَارِثَ نُوْحٍ نَبِيِّ اللّٰهِ ، اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا وَارِثَ اِبْرَاهِيْمَ خَلِيْلِ اللّٰهِ ، اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا وَارِثَ اِسْمَاعِيْلَ ذَبِيْحِ اللّٰهِ ، اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا وَارِثَ مُوْسٰى كَلِيْمِ اللّٰهِ ، اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا وَارِثَ عِيْسٰى رُوْحِ اللّٰهِ ، اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا وَارِثَ مُحَمَّدٍ رَسُوْلِ اللّٰهِ ، اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا وَارِثَ اَمِيْرِ الْمُؤْمِنِيْنَ عَلِيٍّ وَلِيِّ اللّٰهِ وَ وَصِيِّ رَسُوْلِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ ، اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا وَارِثَ فَاطِمَةَ الزَّهْرَاءِ ، اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا وَارِثَ الْحَسَنِ وَ الْحُسَيْنِ سَيِّدَيْ شَبَابِ اَهْلِ الْجَنَّةِ ، اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا وَارِثَ عَلِيِّ بْنِ الْحُسَيْنِ سَيِّدِ الْعَابِدِيْنَ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا وَارِثَ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ بَاقِرِ عِلْمِ الْاَوَّلِيْنَ وَ الْآخِرِيْنَ ، اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا وَارِثَ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ الصَّادِقِ الْبَارِّ ، اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا وَارِثَ مُوْسَى بْنِ جَعْفَرٍ ، اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا الصِّدِّيْقُ الشَّهِيْدُ ، اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا الْوَصِيُّ الْبَارُّ التَّقِيُّ ، اَشْهَدُ اَنَّكَ قَدْ اَقَمْتَ الصَّلَاةَ ، وَ آتَيْتَ الزَّكَاةَ ، وَ اَمَرْتَ بِالْمَعْرُوْفِ ، وَ نَهَيْتَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَ عَبَدْتَ اللّٰهَ مُخْلِصاً حَتّٰى اَتَاكَ الْيَقِيْنُ ، اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا اَبَا الْحَسَنِ وَ رَحْمَةُ اللّٰهِ وَ بَرَكَاتُهُ اِنَّهُ حَمِيْدٌ مَجِيْدٌ ۔

[آپ پر سلام اے اللہ کے ولی، آپ پر سلام اے اللہ کی حجت، آپ پر سلام اے زمین کے اندھیروں میں اللہ کے نور، آپ پر سلام اے دین کے ستون، آپ پر سلام اے حضرت آدمؑ صفی اللہ کے وارث، آپ پر سلام اے حضرت نوحؑ نبی اللہ کے وارث، آپ پر سلام اے حضرت ابراہیمؑ خلیل اللہ کے وارث، آپ پر سلام اے حضرت اسماعیلؑ ذبیح اللہ کے وارث، آپ پر سلام اے حضرت موسیٰؑ کلیم اللہ کے وارث، آپ پر سلام اے حضرت عیسیٰؑ روح اللہ کے وارث، آپ پر سلام اے حضرت محمدؐ رسول اللہ کے وارث، آپ پر سلام اے حضرت امیر المومنینؑ ولی خدا اور رسول رب العالمین کے وصی کے وارث، آپ پر سلام اے حضرت فاطمۃ الزہراؑ کے وارث، آپ پر سلام اے حضرت حسنؑ و حضرت حسینؑ سرداران جوانانِ اہلِ جنت کے وارث، آپ پر سلام ہو اے علیؑ ابن الحسینؑ سید العابدین کے وارث، آپ پر سلام ہو اے حضرت محمد بن علی باقر (شگافتہ کرنے والے) علوم اولین و آخرین کے وارث، آپ پر سلام اے حضرت جعفرؑ ابن محمدؐ صادقؑ نیکی کرنے والے کے وارث، آپ پر سلام اے حضرت موسیٰؑ بن جعفرؑ کے وارث آپ پر سلام ہو اے صدیق شہید، آپ پر سلام ہو اے وصی نیکو کار و

صاحب تقویٰ میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ نے نماز قائم کی زکوٰۃ ادا کی نیکی کا حکم دیا اور برائی سے منع فرمایا اور پورے خلوص سے اللہ کی عبادت کرتے رہے یہاں تک کہ آپ کو موت آگئی آپ پر سلام ہو اے ابو الحسنؑ اور اللہ کی رحمت و برکت ہو بیشک وہ (اللہ) لائق حمد و صاحب بزرگی ہے۔]

پھر ذرا قبر پر جھکو اور کہو:

اَللّٰھُمَّ اِلَیْکَ صَمَدْتُ مِنْ اَرْضِیْ ، وَ قَطَعْتُ الْبِلَادْ رِجَاءَ رَحْمَتِکَ فَلَا تُخَیِّبْنِیْ وَلَا تَرُدَّنِیْ بِغَیْرِ قَضَاءِ حَوَائِجِیْ ، وَارْحَمْ تَقَلُّبِیْ عَلٰی قَبْرِ ابْنِ اَخِیْ رَسُوْلِکَ صَلَوَاتُکَ عَلَیْهِ وَآلِهٖ ، بِاَبِیْ اَنْتَ وَ اُمِّیْ اَتَیْتُکَ زَائِراً وَ افِداً عَائِذاً مِمَّا جَنَیْتُ عَلٰی نَفْسِیْ ، وَ احْتَطَبْتُ عَلٰی ظَهْرِیْ ، فَکُنْ لِیْ شَافِعاً اِلَی اللّٰهِ یَوْمَ فَقْرِیْ وَ فَاقَتِیْ ، فَلَکَ عِنْدَ اللّٰهِ مَقَامٌ مَحْمُوْدٌ وَ اَنْتَ (عِنْدَهٗ) وَجِیْهٌ [اے اللہ میں اپنی سرزمین سے تیری طرف آیا ہوں بہت سے ملکوں کو پار کرتے ہوئے پس بغیر میری حاجتیں پوری کئے ہوئے مجھے ناامید و محروم واپس نہ کر۔ اپنے رسول صلوات اللہ علیہ وآلہ کے بھائی کے فرزند کی قبر پر میرے اس رخسار رکھنے پر رحم کر۔ مولا میرے ماں باپ آپ پر قربان میں آپ کے پاس آپ کا زائر بن کر اور جو کچھ گناہ مجھ سے سرزد ہوئے ہیں اس کی گٹھریاں اپنی پشت پر لادے ہوئے آپ کی خدمت میں حاضر ہوا ہوں ، پس میرے فقر و فاقہ کے دن (بروز قیامت) اللہ کی بارگاہ میں میری شفاعت فرمائیں۔ اس لئے کہ اللہ کی بارگاہ میں آپ کو ایک لائق ستائش مقام حاصل ہے اور آپ اس کی بارگاہ میں صاحب وجاہت ہیں۔]

پھر اپنا داہنا ہاتھ بلند کرو اور بایاں ہاتھ قبر پر پھیلاؤ اور یہ کہو:

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَتَقَرَّبُ اِلَیْکَ بِحُبِّهِمْ وَ بِوَلَایَتِهِمْ ، اَتَوَلّٰی آخِرَهُمْ بِمَا تَوَلَّیْتُ بِهٖ اَوَّلَهُمْ ، وَ اَبْرَاُ مِنْ کُلِّ وَلِیْجَةٍ دُوْنَهُمْ ، اَللّٰھُمَّ الْعَنِ الَّذِیْنَ بَدَّلُوْا نِعْمَتَکَ ، وَ اتَّهَمُوْا نَبِیَّکَ ، وَ جَحَدُوْا بِاٰیَاتِکَ ، وَ سَخِرُوْا بِاِمَامِکَ ، وَ حَمَلُوْا النَّاسَ عَلٰی اَکْتَافِ آلِ مُحَمَّدٍ ، اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَتَقَرَّبُ اِلَیْکَ بِاللَّعْنَةِ عَلَیْهِمْ وَ الْبَرَاءَةِ مِنْهُمْ فِی الدُّنْیَا وَ الْاٰخِرَةِ یَا رَحْمٰنُ۔

(اے اللہ میں ان حضرات علیہم السلام کی محبت اور ولایت و دوستی کے وسیلہ سے تیرا تقرب چاہتا ہوں میں ان کے آخر سے ویسا ہی تولا رکھتا ہوں جس طرح ان کے پہلے سے تولا رکھتا ہوں اور ان حضرات کے علاوہ ہر دوست سے اپنی براءت کا اظہار کرتا ہوں۔ اے اللہ تو لعنت کر ان لوگوں پر جنہوں نے تیری نعمت کو بدل دیا۔ تیرے نبی پر اتہام لگایا تیری آیات سے انکار کیا اور تیرے امام کا مذاق اڑایا اور اغیار کو آل محمدؐ کے کاندھوں پر بٹھادیا۔ اے اللہ میں ان لوگوں پر لعنت کرکے اور ان لوگوں سے برائت کا اظہار کرکے دنیا و آخرت میں تیرا تقرب چاہتا ہوں اے رحمٰن)

پھر آنجناب کے پائے اقدس کی طرف آؤ اور یہ کہو:

صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْکَ یَا اَبَا الْحَسَنِ ، صَلَّی اللّٰهُ عَلٰی رُوْحِکَ وَ بَدَنِکَ ، صَبَرْتَ وَ اَنْتَ الصَّادِقُ الْمُصَدَّقُ ، قَتَلَ اللّٰهُ مَنْ قَتَلَکَ بِالْاَیْدِیْ وَ الْاَلْسُنِ [اے ابو الحسنؑ آپ پر اللہ کی رحمت ہو آپ کی روح اور آپ کے بدن پر اللہ کی رحمت ہو

آپ نے واقعاً صبر کیا آپ سچے اور تصدیق شدہ (امام) تھے اللہ لعنت کرے ان لوگوں پر جنہوں نے اپنے ہاتھوں اور اپنی زبانوں سے آپ کو قتل کیا]

پھر قاتلِ امیر المومنین اور امام حسن و امام حسین علیہما السلام کے قاتلوں پر نیز اہل بیتِ رسول کے تمام قاتلوں پر لعنت کے لئے اللہ تعالیٰ سے گڑگڑا کر دعا کرو پھر آنجناب کے سراقدس کے پاس پیچھے سے واپس آؤ اور دو رکعت نماز پڑھو پہلی رکعت میں الحمد کے بعد سورہ یٰسٓ اور دوسری رکعت میں الحمد کے بعد سورہ رحمٰن۔ اور دعا اور تضرع میں پوری کوشش کرو۔ اپنے لئے اپنے والدین کے لئے اپنے تمام بھائیوں کے لئے بہت بہت دعا مانگو۔ اور آنجنابؑ کے سراقدس کے پاس کھڑے ہو اور تمہاری نماز آنجنابؑ کی قبر کے پاس ہونی چاہیئے۔

الوداع

اور جب اپنے مولا و آقا سے رخصت ہونے کا ارادہ کرو تو یہ کہو:

اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا مَوْلَایَ وَ ابْنَ مَوْلَایَ وَ رَحْمَةُ اللّٰهِ وَ بَرَکَاتُهُ اَنْتَ لَنَا جُنَّةٌ مِنَ الْعَذَابِ وَ هٰذَا اَوَانُ انْصِرَافِنَا عَنْکَ، غَیْرَ رَاغِبٍ عَنْکَ، وَ لَا مُسْتَبْدِلٍ بِکَ، وَ لَا مُؤْثِرٍ عَلَیْکَ، وَ لَا زَاهِدٍ فِیْ قُرْبِکَ، وَ قَدْ جُدْتُ بِنَفْسِیْ لِلْحَدَثَانِ، وَ تَرَکْتُ الْاَهْلَ وَ الْاَوْطَانَ وَ الْاَوْلَادَ، فَکُنْ لِیْ شَافِعاً یَوْمَ حَاجَتِیْ وَ فَقْرِیْ وَ فَاقَتِیْ، یَوْمَ لَا یُغْنِیْ عَنِّیْ حَمِیْمِیْ وَ لَا قَرِیْبِیْ، یَوْمَ لَا یُغْنِیْ عَنِّیْ وَالِدَیَّ، اَسْاَلُ اللّٰهَ الَّذِیْ قَدَّرَ رَحِیْلِیْ اِلَیْکَ اَنْ یُنَفِّسَ بِکَ کُرْبَتِیْ، وَ اَسْاَلُ اللّٰهَ الَّذِیْ قَدَّرَ عَلَیَّ فِرَاقَ مَکَانِکَ اَنْ لَا یَجْعَلَهُ آخِرَ الْعَهْدِ مِنْ رُجُوْعِیْ، وَ اَسْاَلُ اللّٰهَ الَّذِیْ اَبْکیٰ عَلَیْکَ عَیْنِیْ اَنْ یَجْعَلَهُ لِیْ سَبَباً وَ ذُخْراً، وَ اَسْاَلُ اللّٰهَ الَّذِیْ اَرَانِیْ مَکَانَکَ وَ هَدَانِیْ لِلتَّسْلِیْمِ عَلَیْکَ وَ زِیَارَتِیْ اِیَّاکَ اَنْ یُوْرِدَنِیْ حَوْضَکُمْ، وَ یَرْزُقَنِیْ مُرَافَقَتَکُمْ فِی الْجِنَانِ، اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا صِفْوَةَ اللّٰهِ (اَلسَّلَامُ عَلیٰ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ خَاتَمِ النَّبِیِّیْنَ) اَلسَّلَامُ عَلیٰ اَمِیْرِ الْمُؤْمِنِیْنَ وَ وَصِیِّ رَسُوْلِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ، وَ قَائِدِ الْغُرِّ الْمُحَجَّلِیْنَ، اَلسَّلَامُ عَلَی الْحَسَنِ وَ الْحُسَیْنِ سَیِّدَیْ شَبَابِ اَهْلِ الْجَنَّةِ، اَلسَّلَامُ عَلَی الْاَئِمَّةِ - (تمام ائمہ علیہم السلام کے اسم ہائے گرامی دہراؤ) وَ رَحْمَةُ اللّٰهِ وَ بَرَکَاتُهُ اَلسَّلَامُ عَلیٰ مَلَائِکَةِ اللّٰهِ الْحَافِّیْنَ اَلسَّلَامُ عَلیٰ مَلَائِکَةِ اللّٰهِ الْمُقِیْمِیْنَ الْمُسَبِّحِیْنَ الَّذِیْنَ هُمْ بِاَمْرِهٖ یَعْمَلُوْنَ، اَلسَّلَامُ عَلَیْنَا وَ عَلیٰ عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِیْنَ۔ اَللّٰهُمَّ لَا تَجْعَلْهُ آخِرَ الْعَهْدِ مِنْ زِیَارَتِیْ اِیَّاهُ، فَاِنْ جَعَلْتَهُ فَاحْشُرْنِیْ مَعَهُ وَ مَعَ آبَائِهِ الْمَاضِیْنَ، وَ اِنْ اَبْقَیْتَنِیْ یَا رَبِّ فَارْزُقْنِیْ زِیَارَتَهُ اَبَداً مَا اَبْقَیْتَنِیْ اِنَّکَ عَلیٰ کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ (سلام ہو آپ پر اے میرے مولا اور میرے مولا کے فرزند اور اللہ کی رحمت اور برکت ہو آپ پر۔ آپ تو ہمارے لئے عذاب سے بچانے کے لئے سپر ہیں۔ اب یہ وقت آپ کی بارگاہ سے ہم لوگوں کی واپسی کا ہے مگر اس لئے نہیں کہ ہمیں آپ سے کوئی رغبت اور دلچسپی نہیں رہی اور نہ اس لئے کہ ہمیں آپ کے بدلے کسی اور سے رغبت ہے اور نہ اس لئے کہ ہم آپ پر کسی دوسرے کو ترجیح دیتے ہیں اور

نہ اس لئے کہ ہمیں آپ کے قرب سے پرہیز ہے بلکہ میں تو اپنی جان حادثات کے حوالے کرکے اور گھر بار اور اولاد کو چھوڑ کر یہاں آیا ہوں ۔ لہذا آپ اس دن میری شفاعت کرنے والے بن جائیں جو دن میری حاجتمندی اور فقر و فاقہ کا ہو کہ جس دن نہ کوئی دوست مجھے فائدہ پہنچا سکتا ہے نہ کوئی قریبی رشتہ دار اور نہ میرے والدین مجھے فائدہ پہنچا سکتے ہیں ۔ میں اس اللہ سے درخواست کرتا ہوں کہ جس نے آپ کی بارگاہ میں میرے لئے آنا مقدر کیا کہ وہ آپ کے صدقہ میں میرے تمام دکھ درد دور کردے ۔ اور اس اللہ سے کہ جس نے آپ کی بارگاہ سے میری یہ جدائی مقدر کی ہے یہ گذارش ہے کہ وہ میرے لئے آپ کی بارگاہ میں آنے کا یہ آخری موقع قرار نہ دے اور اس اللہ سے التجا ہے جس نے میری آنکھوں کو آپ کے لئے رلایا ہے کہ وہ اسی رونے کو میرے لئے ذریعہ اور ذخیرہ آخرت قرار دے اور اس اللہ سے دعا ہے جس نے مجھے آپ کا روضہ دکھایا اور مجھے آپ کو سلام کرنے کا موقع دیا اور آپ کی زیارت کرائی کہ وہ مجھے آپ لوگوں کے حوض پر پہنچائے اور جنت میں آپ لوگوں کی رفاقت و ہمسائیگی عطا فرمائے ۔

سلام ہو آپ پر اے اللہ کے برگزیدہ (سلام ہو آپ پر اے محمدؐ بن عبداللہ خاتم النبیین)۔ سلام ہو آپ پر اے امیر المومنین و وصیِ رسول رب العالمین و قائد الغرالمحجلین ۔ سلام ہو امام حسنؑ و امام حسینؑ سرداران جوانان اہل جنت پر اور سلام ہو ائمہ طاہرین پر (تمام ائمہ علیہم السلام کے اسم ہائے گرامی دہراؤ) اور اللہ کی رحمت اور برکت ہو ۔ سلام ہو اللہ کے ان ملائکہ پر جو آپ کے روضہ کو گھیرے ہوئے ہیں ۔ سلام ہو اللہ کے ان ملائکہ پر جو اس میں مقیم ہیں، سلام ہو اللہ کے ان ملائکہ پر جو تسبیح الہٰی میں مشغول ہیں اور اللہ تعالیٰ کے حکم کی تعمیل کرتے ہیں ۔ ہم لوگوں پر سلام اور اللہ کے صالح بندوں پر بھی سلام ۔ اے اللہ تو آنجنابؑ کی زیارت کو میرے لئے آخری موقع نہ قرار دے اور اگر اس کو آخری موقع قرار دے تو پھر میرا حشر ان کے ساتھ اور ان کے گذشتہ آبائے کرام کے ساتھ کر ۔ اور اگر تو مجھ کو دنیا میں باقی رکھتا ہے تو اے پروردگار جب تک میں باقی رہوں آنجناب علیہ السلام کی زیارت کا شرف مجھے عطا کرتا رہ ۔ بیشک تو ہر شے پر قادر ہے)

پھر یہ کہو:

اَسْتَوْدِعُکَ اللّٰہَ وَ اَسْتَرْعِیْکَ وَ اَقْرَاُ عَلَیْکَ السَّلَامُ آمَنَّا بِاللّٰہِ وَ بِمَا دَعَوْتَ اِلَیْہِ، اَللّٰھُمَّ فَاکْتُبْنَا مَعَ الشَّاھِدِیْنَ اَللّٰھُمَّ ارْزُقْنِیْ حُبَّھُمْ وَ مَوَدَّتَھُمْ اَبَداً (مَا اَبْقَیْتَنِیْ اَلسَّلَامُ عَلٰی مَلَائِکَۃِ اللّٰہِ وَ زُوَّارِ قَبْرِ ابْنِ نَبِیِّ اللّٰہِ، اَلسَّلَامُ مِنِّیْ اَبَداً) مَا بَقِیْتُ وَ دَائِماً اِذَا فَنِیْتُ، اَلسَّلَامُ عَلَیْنَا وَ عَلٰی عِبَادِ اللّٰہِ الصَّالِحِیْنَ [مولا اب میں آپ کو اللہ کے سپرد کرتا ہوں اور اس کی نگہبانی میں دیتا ہوں اور آپ کو سلام کرتا ہوں ۔ میں اللہ پر ایمان لایا اور اس پر جس کی دعوت آپ نے مجھے دی ۔ اے اللہ تو ہم لوگوں کا نام گواہوں کی فہرست میں میں لکھ دے ۔ اے اللہ ہم لوگوں کو ان حضرات کی محبت اور مودت تا ابد عطا فرما (میرا سلام جب تک تجھے ہمیں رکھنا ہے ۔ اللہ کے ملائکہ اور پیغمبر خدا کے فرزند کی قبر کے زائرین پر، میرا تا ابد سلام) جب تک میں دنیا میں باقی رہوں اور جب فنا ہو جاؤں تو دائماً سلام ۔ اور ہم لوگوں پر بھی سلام اور اللہ کے صالح

بندوں پر بھی ۔]

اور جب تم قبہ سے نکلو تو اس کی طرف پشت نہ کرو اور جب تک وہ نظروں سے غائب نہ ہو اس کی طرف اپنا چہرہ رکھو۔

سر من رای (سامرہ) میں حضرت امام ابو الحسن علی بن محمد (امام علی نقی علیہ السلام) اور حضرت امام ابو محمد حسن بن علی (امام حسن عسکری علیہ السلام) کی زیارت

(۳۲۱۱) جب تم ان امامین علیہما اسلام کی قبروں کی زیارت کا ارادہ کرو تو غسل کرکے صاف ستھرے ہو جاؤ اپنے پاک لباس پہنو۔ پھر جب تم ان دونوں حضرات کی قبروں تک پہنچ جاؤ تو ٹھیک ورنہ اس دروازے کے پاس جو سرراہ ہے یہ کہو

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمَا یَا وَلِیَّیِ اللّٰہِ، اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمَا یَا حُجَّتَیِ اللّٰہِ، اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمَا یَا نُوْرَیِ اللّٰہِ فِیْ ظُلُمَاتِ الْاَرْضِ أَتَیْتُکُمَا عَارِفاً بِحَقِّکُمَا، مُعَادِیاً لِاَعْدَائِکُمَا، مُوَالِیاً لِاَوْلِیَائِکُمَا، مُؤْمِناً بِمَا آمَنْتُمَا بِہٖ، کَافِراً بِمَا کَفَرْتُمَا بِہٖ، مُحَقِّقاً لِمَا حَقَّقْتُمَا، مُبْطِلاً لِمَا أَبْطَلْتُمَا، اَسْأَلُ اللّٰہَ رَبِّیْ وَ رَبَّکُمَا اَنْ یَجْعَلَ حَظِّیْ مِنْ زِیَارَتِیْ اِیَّاکُمَا الصَّلَاۃَ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَ آلِہٖ، وَ اَنْ یَرْزُقَنِیْ مُرَافَقَتَکُمَا فِی الْجِنَانِ مَعَ آبَائِکُمَا الصَّالِحِیْنَ، وَ اَسْأَلُہٗ اَنْ یُعْتِقَ رَقَبَتِیْ مِنَ النَّارِ، وَ اَنْ یَرْزُقَنِیْ شَفَاعَتَکُمَا وَ مُصَاحَبَتَکُمَا، وَ لَا یُفَرِّقَ بَیْنِیْ وَ بَیْنَکُمَا وَ لَا یَسْلُبَنِیْ حُبَّکُمَا وَ حُبَّ آبَائِکُمَا الصَّالِحِیْنَ، وَ اَنْ لَا یَجْعَلَہٗ آخِرَ الْعَہْدِ مِنْ زِیَارَتِکُمَا وَ اَنْ یَجْعَلَ مَحْشَرِیْ مَعَکُمَا فِی الْجَنَّۃِ بِرَحْمَتِہٖ، اَللّٰہُمَّ ارْزُقْنِیْ حُبَّہُمَا وَ تَوَفَّنِیْ عَلٰی مِلَّتِہِمَا، اَللّٰہُمَّ الْعَنْ ظَالِمِیْ آلِ مُحَمَّدٍ حَقَّہُمْ، وَ انْتَقِمْ مِنْہُمْ، اَللّٰہُمَّ الْعَنِ الْاَوَّلِیْنَ مِنْہُمْ وَ الْآخِرِیْنَ، وَ ضَاعِفْ عَلَیْہِمُ الْعَذَابَ الْاَلِیْمَ، وَ بَلِّغْ بِہِمْ وَ بِاَشْیَاعِہِمْ وَ مُحِبِّیْہِمْ وَ شِیْعَتِہِمْ، اَسْفَلَ دَرْکٍ مِنَ الْجَحِیْمِ اِنَّکَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ، اَللّٰہُمَّ عَجِّلْ فَرَجَ وَلِیِّکَ وَ ابْنِ وَلِیِّکَ وَ اجْعَلْ فَرَجَنَا مَعَ فَرَجِہٖ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ ۔

(اے اللہ کے اولیاء آپ دونوں پر سلام اے اللہ کی حجتوں آپ دونوں پر سلام اے زمین کی تاریکیوں میں اللہ کے چمکنے والے نور آپ دونوں پر سلام میں آپ دونوں کی بارگاہ میں حاضر ہوا ہوں آپ دونوں کے حق کو پہچانتے ہوئے ، آپ دونوں کے دشمنوں کو اپنا دشمن اور آپ دونوں کے دوستوں کو اپنا دوست سمجھتے ہوئے اور ان باتوں پر ایمان رکھتے ہوئے جن پر آپ دونوں کا ایمان ہے اور ان تمام چیزوں سے انکار کرتے ہوئے جن سے آپ دونوں کو انکار ہے، اس کو حق سمجھتے ہوئے جن کو آپ دونوں حق سمجھتے ہیں اور اس کو باطل سمجھتے ہوئے جس کو آپ دونوں باطل سمجھتے ہیں۔ میں اپنے پروردگار اور آپ دونوں کے پروردگار اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں کہ وہ آپ دونوں حضرات کی زیارت کو میرا نصیب قرار دے ، درود محمدؐ و آل محمدؐ پر۔ اور جنت میں آپ دونوں کے ساتھ آپ دونوں کے آبائے صالحین کا رفیق بنادے اور اس سے یہ بھی دعا ہے کہ وہ میری گردن کو جہنم سے آزاد کردے اور آپ دونوں کی شفاعت اور مصاحبت عطا فرمائے اور میرے اور آپ دونوں کے

درمیان جدائی نہ ڈالے۔ اور آپ دونوں کی اور آپ دونوں کے آبائے صالحین کی محبت مجھ سے سلب نہ کرے اور آپ دونوں کی میری اس زیارت کو میرے لئے آخری زیارت نہ قرار دے اور اپنی مہربانی سے جنت میں میرا حشر آپ دونوں کے ساتھ ہو۔

پروردگار مجھے ان دونوں سے محبت کرنے کی توفیق دے اور ان ہی دونوں کی ملت پر میرا دم نکلے۔ اے اللہ تو آل محمدؐ کے حق کو غصب کرنے والوں پر لعنت کر ان ظالموں سے آل محمدؐ کا انتقام لے۔ اے اللہ ان ظالموں میں سے اولین پر اور ان میں سے آخرین پر لعنت کر اور ان لوگوں پر دردناک عذاب کو کئی گنا بڑھادے۔ اور انہیں اور ان کے متبعین، ان کے محبین اور ان کے دوستداروں کو جہنم کے بالکل آخری طبقہ میں بھیج دے بیشک تو ہر شے پر قادر ہے۔

اے اللہ اپنے ولی اور اپنے ولی کے فرزند کی کشادگی میں تعجیل فرما اور آنجنابؑ کی کشادگی کے ساتھ ہم لوگوں کو بھی کشادگی عطا فرما اے تمام رحم کرنے والوں میں سب سے زیادہ رحم کرنے والے)

اور اپنے لئے اور اپنے والدین کے لئے دعا کرنے میں پوری کوشش کرو۔ اور ان اما مین علیہما السلام کے پاس ہر ایک کی زیارت کی دو دو رکعت نماز پڑھو پھر جو چاہو دعا مانگو بے شک اللہ تعالیٰ قریب اور اجابت دعا کرنے والا ہے۔

تمام ائمہ طاہرین علیہم السلام کی زیارت کے وقت کم از کم کتنا کہہ لینا کافی ہے

(۳۲۱۲) علی بن حسّان سے روایت کی گئی ہے اس کا بیان ہے کہ حضرت امام رضا علیہ السلام سے حضرت امام ابو الحسن موسیٰ علیہ السلام کی قبر کی زیارت کے لئے آنے کو دریافت کیا گیا (کہ وہاں کیا عمل انجام دیا جائے) تو آپؑ نے فرمایا کہ تم لوگ اس کے گرد جو نماز کی جگہیں اور مسجدیں ہیں ان میں نماز پڑھو اور ائمہ طاہرین علیہم السلام کی قبروں کی زیارت کے لئے تمہارا یہ کہنا کافی ہے۔

اَلسَّلَامُ عَلٰی اَوْلِیَاءِ اللّٰہِ وَ اَصْفِیَائِہٖ، اَلسَّلَامُ عَلٰی اُمَنَاءِ اللّٰہِ وَ اَحِبَّائِہٖ، اَلسَّلَامُ عَلٰی اَنْصَارِ اللّٰہِ وَ خُلَفَائِہٖ، اَلسَّلَامُ عَلٰی مَحَالِّ مَعْرِفَۃِ اللّٰہِ، اَلسَّلَامُ عَلٰی مَسَاکِنِ ذِکْرِ اللّٰہِ، اَلسَّلَامُ عَلٰی مُظْہِرِیْ اَمْرِ اللّٰہِ وَ نَہْیِہٖ، اَلسَّلَامُ عَلَی الدُّعَاۃِ اِلَی اللّٰہِ۔ اَلسَّلَامُ عَلَی الْمُسْتَقِرِّیْنَ فِیْ مَرْضَاتِ اللّٰہِ۔ اَلسَّلَامُ عَلَی الْمُخْلِصِیْنَ فِیْ طَاعَۃِ اللّٰہِ، اَلسَّلَامُ عَلَی الْاَدِلَّاءِ عَلَی اللّٰہِ۔ اَلسَّلَامُ عَلَی الَّذِیْنَ مَنْ وَالَاھُمْ فَقَدْ وَالَی اللّٰہَ۔ وَ مَنْ عَادَاھُمْ فَقَدْ عَادَی اللّٰہَ، وَ مَنْ عَرَفَھُمْ فَقَدْ عَرَفَ اللّٰہَ۔ وَ مَنْ جَھِلَھُمْ فَقَدْ جَھِلَ اللّٰہَ۔ وَ مَنِ اعْتَصَمَ بِھِمْ فَقَدِ اعْتَصَمَ بِاللّٰہِ۔ وَ مَنْ تَخَلّٰی مِنْھُمْ فَقَدْ تَخَلّٰی مِنَ اللّٰہِ عَزَّ وَ جَلَّ۔ وَ اُشْھِدُ اللّٰہَ اَنِّیْ سِلْمٌ لِمَنْ سَالَمْتُمْ۔ وَ حَرْبٌ لِمَنْ حَارَبْتُمْ، مُؤْمِنٌ بِسِرِّکُمْ وَ عَلَانِیَتِکُمْ، مُفَوِّضٌ فِیْ ذٰلِکَ کُلِّہٖ اِلَیْکُمْ۔ لَعَنَ اللّٰہُ عَدُوَّ آلِ مُحَمَّدٍ مِنَ الْجِنِّ وَ الْاِنْسِ۔ وَ اَبْرَاُ اِلَی اللّٰہِ مِنْھُمْ وَ صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَ آلِ مُحَمَّدٍ (اللہ کے اولیاء اور اس کے منتخب بندوں پر سلام۔ اللہ تعالیٰ کے امانت داروں اور اس سے محبت کرنے والوں پر

سلام ۔ اللہ کی نصرت کرنے والوں اور اس کے خلفاء پر سلام اللہ تعالیٰ کی معرفت کی جگہوں پر سلام ۔ اللہ تعالیٰ کے ذکر کے مقامات پر سلام ۔ ان لوگوں پر سلام جن سے اللہ تعالیٰ کے امر و نہی کا ظہور ہوتا ہے ۔ اللہ تعالیٰ کی طرف دعوت دینے والوں پر سلام ۔ ان لوگوں پر سلام جو اللہ کی مرضی پر قائم رہنے والے ہیں ۔ اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں مخلص رہنے والوں پر سلام ۔ ان لوگوں پر سلام جو اللہ (کی ذات و صفات) پر دلیل ہیں ، ان لوگوں پر سلام کہ جس نے ان لوگوں سے دوستی رکھی اس نے اللہ سے دوستی رکھی ، اور جس نے ان لوگوں سے دشمنی رکھی اس نے اللہ سے دشمنی رکھی ۔ جس نے ان لوگوں کو پہچانا اس نے اللہ کو پہچانا جو ان لوگوں سے لاعلم اور جاہل ہوا وہ اللہ سے لاعلم و جاہل ہوا ۔ جو ان لوگوں سے وابستہ ہوا وہ اللہ سے وابستہ ہوا ۔ جس نے ان لوگوں کو چھوڑا اس نے اللہ کو چھوڑا ، میں اللہ تعالیٰ کو گواہ کرکے کہتا ہوں کہ میری صلح اس سے ہے جس نے آپ لوگوں سے صلح رکھی اور میری جنگ اس سے ہے جس نے آپ لوگوں سے جنگ کی ، میں آپ لوگوں کے ہر پوشیدہ اور ظاہر پر ایمان رکھتا ہوں اور یہ تمام معاملات آپ لوگوں کے سپرد کرتا ہوں ، جن و انس میں سے جو لوگ آل محمدؐ کے دشمن ہیں ان پر اللہ کی لعنت میں ان لوگوں سے براءت کا اظہار کرتا ہوں ، اللہ اپنی رحمتیں نازل فرمائے محمدؐ پر اور آل محمدؐ پر ۔)

اور یہ تمام ائمہ طاہرین علیہم السلام کی زیارتوں کے لئے کافی ہے اور بہت زیادہ درود بھیجو محمدؐ اور ان کی آل پر ائمہ میں سے ایک ایک کا نام لیکر اور ان کے دشمنوں سے براءت کا اظہار کرو ۔ اور اپنے لئے اور مومنین اور مومنات کے لئے جو چاہو دعا مانگو تمہیں اختیار ہے ۔

زیارت جامعہ تمام ائمہ طاہرین علیہم السلام کیلئے

(۳۲۱۳) محمد بن اسماعیل برکمی نے روایت کی ہے اس کا بیان ہے کہ مجھ سے موسیٰ بن عبداللہ نخعی نے بتایا اس کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام علی بن محمد بن علی بن موسیٰ بن جعفر بن محمد بن علی بن الحسین بن علی بن ابی طالب علیہم السلام (یعنی امام علی النقی علیہ السلام) سے عرض کیا کہ فرزند رسول مجھے کوئی ایسی فصیح و بلیغ کامل زیارت بتائیے کہ جب میں آپ حضرات میں سے کسی ایک کی زیارت کو جاؤں تو اسے پڑھا کروں ۔ تو آپؑ نے فرمایا جب تم ائمہ کے روضوں میں سے کسی روضہ پر زیارت کے لئے جاؤ تو باغسل و طہارت ہونا چاہیئے پہلے جاکر روضہ کے دروازے پر ٹھہرو اور کلمہ شہادتین پڑھو پھر جب روضہ میں داخل ہو اور تمہاری نگاہ قبر اقدس پر پڑے تو رک جاؤ اور اللہ اکبر تیس مرتبہ کہو پھر تھوڑا آگے سکون و وقار کے ساتھ چلو چھوٹے چھوٹے قدم رکھو اور ٹھہر جاؤ اور تیس مرتبہ اللہ اکبر کہو پھر قبر اقدس کے قریب جاؤ اور چالیس مرتبہ اللہ اکبر کہو تاکہ سو تکبیریں پوری ہوجائیں اس کے بعد کہو:

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ یَا اَهْلَ بَیْتِ النُّبُوَّةِ، وَ مَوْضِعَ الرِّسَالَةِ، وَ مُخْتَلَفَ الْمَلَائِکَةِ، وَ مَهْبِطَ الْوَحْیِ، وَ مَعْدِنَ
الرَّحْمَةِ وَ خُزَّانَ الْعِلْمِ، وَ مُنْتَهَی الْحِلْمِ، وَ اُصُوْلَ الْکَرَمِ، وَ قَادَةَ الْاُمَمِ، وَ اَوْلِیَاءَ النِّعَمِ، وَ عَنَاصِرَ الْاَبْرَارِ، وَ
دَعَائِمَ الْاَخْیَارِ، وَ سَاسَةَ الْعِبَادِ، وَ اَرْکَانَ الْبِلَادِ، وَ اَبْوَابَ الْاِیْمَانِ، وَ اُمَنَاءَ الرَّحْمٰنِ، وَ سُلَالَةَ النَّبِیِّیْنَ، وَ صَفْوَةَ
الْمُرْسَلِیْنَ، وَ عِتْرَةَ خِیَرَةِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ، وَ رَحْمَةُ اللّٰهِ وَ بَرَکَاتُهٗ، اَلسَّلَامُ عَلٰی اَئِمَّةِ الْهُدٰی، وَ مَصَابِیْحِ الدُّجٰی وَ
اَعْلَامِ التُّقٰی، وَ ذَوِی النُّهٰی، وَ اُولِی الْحِجٰی، وَ کَهْفِ الْوَرٰی، وَ وَرَثَةِ الْاَنْبِیَاءِ، وَ الْمَثَلِ الْاَعْلٰی، وَ الدَّعْوَةِ
الْحُسْنٰی، وَ حُجَجِ اللّٰهِ عَلٰی اَهْلِ الدُّنْیَا وَ الْاٰخِرَةِ وَ الْاُوْلٰی، وَ رَحْمَةُ اللّٰهِ وَ بَرَکَاتُهٗ، اَلسَّلَامُ عَلٰی مَحَالِّ مَعْرِفَةِ اللّٰهِ،
وَ مَسَاکِنِ بَرَکَةِ اللّٰهِ وَ مَعَادِنِ حِکْمَةِ اللّٰهِ، وَ حَفَظَةِ سِرِّ اللّٰهِ، وَ حَمَلَةِ کِتَابِ اللّٰهِ، وَ اَوْصِیَاءِ نَبِیِّ اللّٰهِ، وَ ذُرِّیَّةِ
رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَ اٰلِهٖ وَ سَلَّمَ وَ رَحْمَةُ اللّٰهِ وَ بَرَکَاتُهٗ، اَلسَّلَامُ عَلَی الدُّعَاةِ اِلَی اللّٰهِ، وَ الْاَدِلَّاءِ عَلٰی
مَرْضَاتِ اللّٰهِ، وَ الْمُسْتَقِرِّیْنَ فِیْ اَمْرِ اللّٰهِ وَ التَّامِّیْنَ فِیْ مَحَبَّةِ اللّٰهِ، وَ الْمُخْلِصِیْنَ فِیْ تَوْحِیْدِ اللّٰهِ، وَ الْمُظْهِرِیْنَ
لِاَمْرِ اللّٰهِ وَ نَهْیِهٖ، وَ عِبَادِهِ الْمُکْرَمِیْنَ، اَلَّذِیْنَ لَا یَسْبِقُوْنَهٗ بِالْقَوْلِ وَ هُمْ بِاَمْرِهٖ یَعْمَلُوْنَ، وَ رَحْمَةُ اللّٰهِ وَ بَرَکَاتُهٗ،
اَلسَّلَامُ عَلَی الْاَئِمَّةِ الدُّعَاةِ، وَ الْقَادَةِ الْهُدَاةِ، وَ السَّادَةِ الْوُلَاةِ، وَ الذَّادَةِ الْحُمَاةِ، وَ اَهْلِ الذِّکْرِ وَ اُولِی الْاَمْرِ، وَ
بَقِیَّةِ اللّٰهِ وَ خِیَرَتِهٖ وَ حِزْبِهٖ، وَ عَیْبَةِ عِلْمِهٖ، وَ حُجَّتِهٖ وَ صِرَاطِهٖ وَ نُوْرِهٖ، وَ رَحْمَةُ اللّٰهِ وَ بَرَکَاتُهٗ، اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ
وَحْدَهٗ لَا شَرِیْکَ لَهٗ کَمَا شَهِدَ اللّٰهُ لِنَفْسِهٖ وَ شَهِدَتْ لَهٗ مَلَائِکَتُهٗ وَ اُولُوا الْعِلْمِ مِنْ خَلْقِهٖ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُ،
وَ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ الْمُنْتَجَبُ وَ رَسُوْلُهُ الْمُرْتَضٰی، اَرْسَلَهٗ بِالْهُدٰی وَ دِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْهِرَهٗ عَلَی الدِّیْنِ کُلِّهٖ وَ لَوْ
کَرِهَ الْمُشْرِکُوْنَ، وَ اَشْهَدُ اَنَّکُمُ الْاَئِمَّةُ الرَّاشِدُوْنَ الْمَهْدِیُّوْنَ الْمَعْصُوْمُوْنَ الْمُکَرَّمُوْنَ الْمُقَرَّبُوْنَ الْمُتَّقُوْنَ
الصَّادِقُوْنَ الْمُصْطَفَوْنَ الْمُطِیْعُوْنَ لِلّٰهِ، الْقَوَّامُوْنَ بِاَمْرِهٖ، الْعَامِلُوْنَ بِاِرَادَتِهٖ، الْفَائِزُوْنَ بِکَرَامَتِهٖ، اِصْطَفَاکُمْ
بِعِلْمِهٖ، وَ ارْتَضَاکُمْ لِغَیْبِهٖ، وَ اخْتَارَکُمْ لِسِرِّهٖ، وَ اجْتَبَاکُمْ بِقُدْرَتِهٖ، وَ اَعَزَّکُمْ بِهُدَاهُ، وَ خَصَّکُمْ بِبُرْهَانِهٖ،
وَ انْتَجَبَکُمْ بِنُوْرِهٖ، وَ اَیَّدَکُمْ بِرُوْحِهٖ، وَ رَضِیَکُمْ خُلَفَاءَ فِیْ اَرْضِهٖ، وَ حُجَجًا عَلٰی بَرِیَّتِهٖ، وَ اَنْصَارًا لِدِیْنِهٖ وَ حَفَظَةً
لِسِرِّهٖ، وَ خَزَنَةً لِعِلْمِهٖ، وَ مُسْتَوْدَعًا لِحِکْمَتِهٖ، وَ تَرَاجِمَةً لِوَحْیِهٖ، وَ اَرْکَانًا لِتَوْحِیْدِهٖ، وَ شُهَدَاءَ عَلٰی خَلْقِهٖ، وَ اَعْلَامًا
لِعِبَادِهٖ، وَ مَنَارًا فِیْ بِلَادِهٖ، وَ اَدِلَّاءَ عَلٰی صِرَاطِهٖ، عَصَمَکُمُ اللّٰهُ مِنَ الزَّلَلِ، وَ اٰمَنَکُمْ مِنَ الْفِتَنِ، وَ طَهَّرَکُمْ مِنَ
الدَّنَسِ، وَ اَذْهَبَ عَنْکُمُ الرِّجْسَ (اَهْلَ الْبَیْتِ) وَ طَهَّرَکُمْ تَطْهِیْرًا، فَعَظَّمْتُمْ جَلَالَهٗ، وَ اَکْبَرْتُمْ شَاْنَهٗ، وَ مَجَّدْتُمْ
کَرَمَهٗ، وَ اَدَمْتُمْ ذِکْرَهٗ وَ وَکَّدْتُمْ مِیْثَاقَهٗ، وَ اَحْکَمْتُمْ عَقْدَ طَاعَتِهٖ، وَ نَصَحْتُمْ لَهٗ فِی السِّرِّ وَ الْعَلَانِیَةِ، وَ دَعَوْتُمْ
اِلٰی سَبِیْلِهٖ بِالْحِکْمَةِ وَ الْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ، وَ بَذَلْتُمْ اَنْفُسَکُمْ فِیْ مَرْضَاتِهٖ وَ صَبَرْتُمْ عَلٰی مَا اَصَابَکُمْ فِیْ جَنْبِهٖ، وَ
اَقَمْتُمُ الصَّلَاةَ، وَ اٰتَیْتُمُ الزَّکَاةَ، وَ اَمَرْتُمْ بِالْمَعْرُوْفِ وَ نَهَیْتُمْ عَنِ الْمُنْکَرِ، وَ جَاهَدْتُمْ فِی اللّٰهِ حَقَّ جِهَادِهٖ حَتّٰی
اَعْلَنْتُمْ دَعْوَتَهٗ، وَ بَیَّنْتُمْ فَرَائِضَهٗ وَ اَقَمْتُمْ حُدُوْدَهٗ وَ نَشَرْتُمْ شَرَائِعَ اَحْکَامِهٖ، وَ سَنَنْتُمْ سُنَّتَهٗ، وَ صِرْتُمْ فِیْ ذٰلِکَ

منه الى الرضا، و سلمتم له القضاء، و صدقتم من رسله من مضى، فالراغب عنكم مارق، و اللازم لكم لاحق، و المقصر في حقكم زاهق، و الحق معكم و فيكم و منكم و اليكم و انتم اهله و معدنه، و ميراث النبوة عندكم، و اياب الخلق اليكم و حسابهم عليكم و فصل الخطاب عندكم، و آيات الله لديكم، و عزائمه فيكم و نوره و برهانه عندكم و امره اليكم، من والاكم فقد والى الله و من عاداكم فقد عادى الله و من احبكم فقد احب الله و من ابغضكم فقد ابغض الله و من اعتصم بكم فقد اعتصم بالله، انتم الصراط الاقوم، و شهداء دار الفناء، و شفعاء دار البقاء، و الرحمة الموصولة، و الآية المخزونة و الامانة المحفوظة، و الباب المبتلى به الناس، من اتاكم نجى، و من لم يأتكم هلك الى الله تدعون، و عليه تدلون، و به تؤمنون، و له تسلمون، و بامره تعملون، و الى سبيله ترشدون، و بقوله تحكمون، سعد من والاكم، و هلك من عاداكم، و خاب من جحدكم، و ضل من فارقكم، و فاز من تمسك بكم، و امن من لجأ اليكم، و سلم من صدقكم، و هدى من اعتصم بكم، من اتبعكم فالجنة مأواه، و من خالفكم فالنار مثواه و من جحدكم كافر، و من حاربكم مشرك، و من رد عليكم في اسفل درك من الجحيم اشهد ان هذا سابق لكم فيما مضى و جار لكم فيما بقى، و ان ارواحكم و نوركم و طينتكم واحدة، طابت و طهرت بعضها من بعض، خلقكم الله انوارا فجعلكم بعرشه محدقين حتى من علينا بكم فجعلكم في بيوت اذن الله ان ترفع و يذكر فيها اسمه، و جعل صلواتنا عليكم، و ما خصنا به من ولايتكم طيبا لخلقنا، و طهارة لانفسنا و تزكية لنا، و كفارة لذنوبنا، فكنا عنده مسلمين بفضلكم، و معروفين بتصديقنا اياكم، فبلغ الله بكم اشرف محل المكرمين، و اعلى منازل المقربين، و ارفع درجات المرسلين، حيث لا يلحقه لاحق و لا يفوقه فائق، و لا يسبقه سابق، و لا يطمع في ادراكه طامع، حتى لا يبقى ملك مقرب، و لا نبي مرسل، و لا صديق و لا شهيد، و لا عالم و لا جاهل، و لا دني و لا فاضل و لا مؤمن صالح و لا فاجر طالح، و لا جبار عنيد و لا شيطان مريد، و لا خلق فيما بين ذلك شهيد الا عرفهم جلالة امركم و عظم خطركم و كبر شانكم، و تمام نوركم، و صدق مقاعدكم، و ثبات مقامكم، و شرف محلكم و منزلتكم عنده، و كرامتكم عليه، و خاصتكم لديه، و قرب منزلتكم منه، بابي انتم و امي و اهلي و مالي و اسرتي، اشهد الله و اشهدكم اني مؤمن بكم و بما آمنتم به كافر بعدوكم و بما كفرتم به، مستبصر بشانكم و بضلالة من خالفكم، موال لكم و لاوليائكم، مبغض لاعدائكم و معاد لهم، سلم لمن سالمكم (و) حرب لمن حاربكم محقق لما حققتم، مبطل لما ابطلتم، مطيع لكم، عارف بحقكم، مقر بفضلكم، محتمل لعلمكم، محتجب بذمتكم، معترف بكم، و مؤمن بايابكم، مصدق برجعتكم، منتظر لامركم، مرتقب لدولتكم، آخذ بقولكم، عامل بامركم، مستجير بكم، زائر لكم، لائذ عائذ بقبوركم، مستشفع

اِلَی اللّٰہِ عَزَّ وَ جَلَّ بِکُمْ ، وَ مُتَقَرِّبٌ بِکُمْ اِلَیْہِ ، وَ مُقَدِّمُکُمْ اَمَامَ طَلِبَتِیْ وَ حَوَائِجِیْ وَ اِرَادَتِیْ فِیْ کُلِّ اَحْوَالِیْ وَ
اُمُوْرِیْ مُؤْمِنٌ بِسِرِّکُمْ وَ عَلَانِیَتِکُمْ ، وَ شَاھِدِکُمْ وَ غَائِبِکُمْ ، وَ اَوَّلِکُمْ وَ آخِرِکُمْ ، وَ مُفَوِّضٌ فِیْ ذٰلِکَ کُلِّہٖ
اِلَیْکُمْ ، وَ مُسَلِّمٌ فِیْہِ مَعَکُمْ ، وَ قَلْبِیْ لَکُمْ سِلْمٌ ، وَ رَاْیِیْ لَکُمْ تَبَعٌ ، وَ نُصْرَتِیْ لَکُمْ مُعَدَّۃٌ ، حَتّٰی یُحْیِیَ اللّٰہُ دِیْنَہٗ بِکُمْ
وَ یَرُدَّکُمْ فِیْ اَیَّامِہٖ ، وَ یُظْھِرَکُمْ لِعَدْلِہٖ ، وَ یُمَکِّنَکُمْ فِیْ اَرْضِہٖ ، فَمَعَکُمْ مَعَکُمْ لَا مَعَ عَدُوِّکُمْ ، آمَنْتُ بِکُمْ ، وَ
تَوَلَّیْتُ آخِرَکُمْ بِمَا تَوَلَّیْتُ بِہٖ اَوَّلَکُمْ ، وَ بَرِئْتُ اِلَی اللّٰہِ عَزَّ وَ جَلَّ مِنْ اَعْدَائِکُمْ ، وَ مِنَ الْجِبْتِ وَ الطَّاغُوْتِ ، وَ
الشَّیَاطِیْنِ وَ حِزْبِھِمُ الظَّالِمِیْنَ لَکُمْ ، اَلْجَاحِدِیْنَ لِحَقِّکُمْ ، وَ الْمَارِقِیْنَ مِنْ وَلَایَتِکُمْ ، وَ الْغَاصِبِیْنَ لِاِرْثِکُمُ الشَّاکِّیْنَ
فِیْکُمْ ، اَلْمُنْحَرِفِیْنَ عَنْکُمْ ، وَ مِنْ کُلِّ وَلِیْجَۃٍ دُوْنَکُمْ ، وَ کُلِّ مُطَاعٍ سِوَاکُمْ ، وَ مِنَ الْاَئِمَّۃِ الَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ اِلَی النَّارِ
فَثَبَّتَنِیَ اللّٰہُ اَبَدًا مَا حَیِیْتُ عَلٰی مُوَالَاتِکُمْ وَ مَحَبَّتِکُمْ وَ دِیْنِکُمْ ، وَ وَفَّقَنِیْ لِطَاعَتِکُمْ ، وَ رَزَقَنِیْ شَفَاعَتَکُمْ ، وَ
جَعَلَنِیْ مِنْ خِیَارِ مَوَالِیْکُمُ التَّابِعِیْنَ لِمَا دَعَوْتُمْ اِلَیْہِ ، وَ جَعَلَنِیْ مِمَّنْ یَقْتَصُّ آثَارَکُمْ ، وَ یَسْلُکُ سَبِیْلَکُمْ ، وَ یَھْتَدِیْ
بِھُدَاکُمْ ، وَ یُحْشَرُ فِیْ زُمْرَتِکُمْ ، وَ یَکُرُّ فِیْ رَجْعَتِکُمْ ، وَ یُمَلَّکُ فِیْ دَوْلَتِکُمْ ، وَ یُشَرَّفُ فِیْ عَافِیَتِکُمْ ، وَ یُمَکَّنُ فِیْ
اَیَّامِکُمْ ، وَ تَقَرُّ عَیْنُہٗ غَدًا بِرُؤْیَتِکُمْ ، بِاَبِیْ اَنْتُمْ وَ اُمِّیْ وَ نَفْسِیْ وَ اَھْلِیْ وَ مَالِیْ ، مَنْ اَرَادَ اللّٰہَ بَدَاَ بِکُمْ ، وَ مَنْ
وَحَّدَہٗ قَبِلَ عَنْکُمْ ، وَ مَنْ قَصَدَہٗ تَوَجَّہَ بِکُمْ مَوَالِیَّ لَا اُحْصِیْ ثَنَاءَکُمْ ، وَلَا اَبْلُغُ مِنَ الْمَدْحِ کُنْھَکُمْ ، وَ مِنَ
الْوَصْفِ قَدْرَکُمْ ، وَ اَنْتُمْ نُوْرُ الْاَخْیَارِ ، وَ ھُدَاۃُ الْاَبْرَارِ ، وَ حُجَجُ الْجَبَّارِ ، بِکُمْ فَتَحَ اللّٰہُ وَ بِکُمْ یَخْتِمُ ، وَ بِکُمْ یُنَزِّلُ
الْغَیْثَ ، وَ بِکُمْ یُمْسِکُ السَّمَاءَ اَنْ تَقَعَ عَلَی الْاَرْضِ اِلَّا بِاِذْنِہٖ وَ بِکُمْ یُنَفِّسُ الْھَمَّ وَ یَکْشِفُ الضُّرَّ ، وَ عِنْدَکُمْ مَا نَزَلَتْ
بِہٖ رُسُلُہٗ ، وَ ھَبَطَتْ بِہٖ مَلَائِکَتُہٗ ، وَ اِلٰی جَدِّکُمْ بُعِثَ الرُّوْحُ الْاَمِیْنُ (اگر یہ امیرالمومنین علیہ السلام کی زیارت ہے تو
وَ اِلٰی جَدِّکُمْ بُعِثَ الرُّوْحُ الْاَمِیْنُ کے بجائے کہا جائے وَ اِلٰی اَخِیْکَ بُعِثَ الرُّوْحُ الْاَمِیْنُ) آتَاکُمُ اللّٰہُ مَا لَمْ یُؤْتِ اَحَدًا
مِنَ الْعَالَمِیْنَ ، طَاْطَاَ کُلُّ شَرِیْفٍ لِشَرَفِکُمْ ، وَ بَخَعَ کُلُّ مُتَکَبِّرٍ لِطَاعَتِکُمْ ، وَ خَضَعَ کُلُّ جَبَّارٍ لِفَضْلِکُمْ ، وَ ذَلَّ کُلُّ
شَیْءٍ لَکُمْ ، وَ اَشْرَقَتِ الْاَرْضُ بِنُوْرِکُمْ ، وَ فَازَ الْفَائِزُوْنَ بِوَلَایَتِکُمْ ، بِکُمْ یُسْلَکُ اِلَی الرِّضْوَانِ ، وَ عَلٰی مَنْ جَحَدَ
وِلَایَتَکُمْ غَضَبُ الرَّحْمٰنِ ، بِاَبِیْ اَنْتُمْ وَ اُمِّیْ وَ نَفْسِیْ وَ اَھْلِیْ وَ مَالِیْ ، ذِکْرُکُمْ فِی الذَّاکِرِیْنَ وَ اَسْمَاؤُکُمْ فِی
الْاَسْمَاءِ ، وَ اَجْسَادُکُمْ فِی الْاَجْسَادِ ، وَ اَرْوَاحُکُمْ فِی الْاَرْوَاحِ ، وَ اَنْفُسُکُمْ فِی النُّفُوْسِ ، وَ آثَارُکُمْ فِی الْآثَارِ
وَ قُبُوْرُکُمْ فِی الْقُبُوْرِ ، فَمَا اَحْلٰی اَسْمَاءَکُمْ ، وَ اَکْرَمَ اَنْفُسَکُمْ ، وَ اَعْظَمَ شَاْنَکُمْ وَ اَجَلَّ خَطَرَکُمْ وَ
اَوْفٰی عَھْدَکُمْ ، کَلَامُکُمْ نُوْرٌ ، وَ اَمْرُکُمْ رُشْدٌ ، وَ وَصِیَّتُکُمُ التَّقْوٰی ، وَ فِعْلُکُمُ الْخَیْرُ وَ عَادَتُکُمُ الْاِحْسَانُ ، وَ
سَجِیَّتُکُمُ الْکَرَمُ وَ شَاْنُکُمُ الْحَقُّ وَ الصِّدْقُ وَ الرِّفْقُ ، وَ قَوْلُکُمْ حُکْمٌ وَ حَتْمٌ ، وَ رَاْیُکُمْ عِلْمٌ وَ حِلْمٌ وَ حَزْمٌ ، اِنْ
ذُکِرَ الْخَیْرُ کُنْتُمْ اَوَّلَہٗ وَ اَصْلَہٗ وَ فَرْعَہٗ وَ مَعْدِنَہٗ وَ مَاْوَاہُ وَ مُنْتَھَاہُ ، بِاَبِیْ اَنْتُمْ وَ اُمِّیْ وَ نَفْسِیْ کَیْفَ اَصِفُ حُسْنَ
ثَنَائِکُمْ ، وَ اُحْصِیْ جَمِیْلَ بَلَائِکُمْ ، وَ بِکُمْ اَخْرَجَنَا اللّٰہُ مِنَ الذُّلِّ وَ فَرَّجَ عَنَّا غَمَرَاتِ الْکُرُوْبِ ، وَ اَنْقَذَنَا مِنْ شَفَا

جُرُفِ الْهَلَكَاتِ وَ مِنَ النَّارِ، بِأَبِي أَنْتُمْ وَ أُمِّي وَ نَفْسِي، بِمُوَالاتِكُمْ عَلَّمَنَا اللّٰهُ مَعَالِمَ دِينِنَا وَ أَصْلَحَ مَا كَانَ فَسَدَ مِنْ دُنْيَانَا، وَ بِمُوَالاتِكُمْ تَمَّتِ الْكَلِمَةُ وَ عَظُمَتِ النِّعْمَةُ وَ ائْتَلَفَتِ الْفُرْقَةُ وَ بِمُوَالاتِكُمْ تُقْبَلُ الطَّاعَةُ الْمُفْتَرَضَةُ وَ لَكُمُ الْمَوَدَّةُ الْوَاجِبَةُ، وَ الدَّرَجَاتُ الرَّفِيعَةُ، وَ الْمَقَامُ الْمَحْمُودُ، وَ الْمَقَامُ الْمَعْلُومُ عِنْدَ اللّٰهِ عَزَّ وَ جَلَّ، وَ الْجَاهُ الْعَظِيمُ، وَ الشَّأْنُ الْكَبِيرُ، وَ الشَّفَاعَةُ الْمَقْبُولَةُ، رَبَّنَا آمَنَّا بِمَا أَنْزَلْتَ وَ اتَّبَعْنَا الرَّسُولَ فَاكْتُبْنَا مَعَ الشَّاهِدِينَ، رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوبَنَا بَعْدَ إِذْ هَدَيْتَنَا وَ هَبْ لَنَا مِنْ لَدُنْكَ رَحْمَةً إِنَّكَ أَنْتَ الْوَهَّابُ، سُبْحَانَ رَبِّنَا إِنْ كَانَ وَعْدُ رَبِّنَا لَمَفْعُولًا، يَا وَلِيَّ اللّٰهِ إِنَّ بَيْنِي وَ بَيْنَ اللّٰهِ عَزَّ وَ جَلَّ ذُنُوبًا لَا يَأْتِي عَلَيْهَا إِلَّا رِضَاكُمْ، فَبِحَقِّ مَنِ ائْتَمَنَكُمْ عَلَى سِرِّهِ، وَ اسْتَرْعَاكُمْ أَمْرَ خَلْقِهِ، وَ قَرَنَ طَاعَتَكُمْ بِطَاعَتِهِ لَمَّا اسْتَوْهَبْتُمْ ذُنُوبِي، وَ كُنْتُمْ شُفَعَائِي فَإِنِّي لَكُمْ مُطِيعٌ، مَنْ أَطَاعَكُمْ فَقَدْ أَطَاعَ اللّٰهَ، وَ مَنْ عَصَاكُمْ فَقَدْ عَصَى اللّٰهَ، وَ مَنْ أَحَبَّكُمْ فَقَدْ أَحَبَّ اللّٰهَ، وَ مَنْ أَبْغَضَكُمْ فَقَدْ أَبْغَضَ اللّٰهَ، اَللّٰهُمَّ إِنِّي لَوْ وَجَدْتُ شُفَعَاءَ أَقْرَبَ إِلَيْكَ مِنْ مُحَمَّدٍ وَ أَهْلِ بَيْتِهِ الْأَخْيَارِ الْأَئِمَّةِ الْأَبْرَارِ لَجَعَلْتُهُمْ شُفَعَائِي، فَبِحَقِّهِمُ الَّذِي أَوْجَبْتَ لَهُمْ عَلَيْكَ أَسْأَلُكَ أَنْ تُدْخِلَنِي فِي جُمْلَةِ الْعَارِفِينَ بِهِمْ وَ بِحَقِّهِمْ وَ فِي زُمْرَةِ الْمَرْحُومِينَ بِشَفَاعَتِهِمْ، إِنَّكَ أَرْحَمُ الرَّاحِمِينَ، وَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَى مُحَمَّدٍ وَ آلِهِ وَ سَلَّمَ (تَسْلِيماً) كَثِيراً وَ حَسْبُنَا اللّٰهُ وَ نِعْمَ الْوَكِيلُ۔

[سلام ہو آپ لوگوں پر اے اہل بیتِ نبوت و مسکنِ رسالت اور ملائکہ کی آمد و رفت کے مرکز اور نزول وحی کی جگہ اور رحمت کی کان اور خزینہ داران علم اور حلم و بردباری کی آخری سرحد، اور کرم و بخشش کی جڑوں اور ملتوں و قوموں کے پیشوا اور الہٰی نعمتوں کے والی و وارث اور نیکیوں کے اصل و اصول اور بھلے لوگوں کے لئے ستون (سہارا) اور بندوں کے حاکم، شہروں اور ملکوں کے ستون اور ایمان کے دروازے اور خدائے رحمان کے امین اور پیغمبروں کی نسل اور رسولوں کی اولاد اور رب العالمین کے منتخب کئے ہوئے بندے کی عترت آپ لوگوں پر اللہ کی رحمت و برکت ہو، سلام ہو ہدایت کرنے والے اماموں پر، اندھیرے کے اندر چراغوں پر، تقویٰ و پرہیزگاری کے نشانوں پر، صاحبان عقل و خرد پر، دلیل و حجت رکھنے والوں پر، اہل عالم کی پناہ گاہوں پر، انبیاء علیہم السلام کے وارثوں پر، اللہ کی پیش کی ہوئی اعلیٰ مثالوں پر، نیکی و بھلائی کی دعوت دینے والوں پر، اہل دنیا و آخرت کے سامنے رکھی ہوئی دلیلوں پر، اور ان لوگوں پر اللہ کی رحمت اور برکت ہو۔ سلام ہو خدا شناسی کی جگہوں پر، برکت الٰہی کی جائے سکونت پر، حکمت الہٰی کی کانوں پر، راز ہائے الہٰی کی حفاظت کرنے والوں پر، حاملان کتاب خدا پر، اللہ کے نبی کے اوصیاء پر، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذریت پر اور ان لوگوں پر اللہ کی رحمت و برکت ہو، سلام ہو اللہ تعالیٰ کی طرف دعوت دینے والوں پر اور خوشنودی خدا کے اسباب کی نشاندہی کرنے والوں پر اور حکم خدا پر قائم و مستقر رہنے والوں پر اور اللہ کی دوستی میں کامل ہونے والوں پر اور اللہ کی توحید میں مخلص رہنے والوں پر، اور اللہ تعالیٰ کے امر و نہی کو ظاہر کرنے والوں پر اور اس کے ان مکرم بندوں پر جو قول میں اللہ پر سبقت نہیں رکھتے بلکہ وہ اللہ کے حکم پر عمل کرتے ہیں۔ ان لوگوں پر اللہ کی رحمت اور برکتیں نازل ہوں۔

سلام ہو حق کی طرف دعوت دینے والوں پر، رہنمائی کرنے والے پیشواؤں پر، دین کے سرداروں اور سرپرستوں پر، دین خدا کا دفاع کرنے والوں اور حمایت کرنے والوں پر، اہل ذکر پر، صاحبان امر پر اللہ کے نمائندوں پر، اس کے منتخب کئے ہوئے لوگوں پر، اس کے گروہ والوں پر، اس کے علم کے خزانوں پر، اس کی حجتوں پر، اس کے راستوں پر اس کے نور پر اور اس کی روشن دلیلوں پر اور ان پر اللہ کی رحمت اور اس کی برکتیں ہوں۔

میں گواہی دیتا ہوں کہ نہیں ہے کوئی اللہ سوائے اس اللہ کے وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں وہ ایسا ہی ہے جیسا اس نے اپنی ذات کے لئے گواہی دی ہے اور اس کے ملائکہ نے اور اس کی مخلوق میں سے صاحبان علم نے اس کی ذات کے متعلق گواہی دی ہے نہیں ہے کوئی اللہ سوائے اس صاحب عزت و حکمت ذات کے۔

اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمدؐ اس کے منتخب بندے ہیں اور اس کے پسندیدہ رسول ہیں اس نے آنجنابؐ کو ہدایت اور دین حق کے ساتھ بھیجا تاکہ وہ تمام ادیان عالم پر غالب آجائے خواہ مشرکین اس کو کتنا ہی ناپسند کیوں نہ کریں۔

اور میں گواہی دیتا ہوں آپ ہی لوگ امام ہیں خلق کی رہنمائی کرنے والے ہیں اللہ کی طرف سے ہدایت یافتہ ہیں معصوم ہیں مکرم ہیں مقرب بارگاہ الٰہی ہیں صاحب تقویٰ ہیں صادق القول ہیں اللہ کے منتخب ہیں اس کے اطاعت گذار ہیں اس کے حکم پر قائم رہنے والے اور اس کے ارادوں پر عمل کرنے والے ہیں اور اس کی کرامت پر فائز ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ لوگوں کو اپنے علم کی بنیاد پر منتخب کیا آپ لوگوں کو اپنے غیب کے لئے پسند کیا، آپ لوگوں کو اپنے راز سربستہ کے لئے چنا، آپ لوگوں کو اپنی قدرت سے اختیار کیا آپ لوگوں کو اپنی طرف سے رہنمائی کی عزت بخشی، آپ لوگوں کو اپنی روشن دلیلوں کے لئے مخصوص کیا آپ لوگوں کو اپنے نور کے لئے منتخب کیا آپ لوگوں کی اپنی روح سے تائید کی۔ آپ لوگوں کو اپنی زمین پر خلیفہ، اپنی مخلوق پر حجت اور اپنے دین کے لئے ناصر و مددگار، اپنے رازوں کے محافظ، اپنے علم کے خزانہ دار، اپنی حکمت کے امانت دار، اپنے وحی کے ترجمان، اپنی توحید کے ارکان، اپنی مخلوق پر شاہد، اپنے بندوں کے لئے علم و نشان، اپنے شہروں کے لئے مینارہ نور، اپنے راستہ کے لئے راہ نما ہونے کو پسند کیا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ لوگوں کو لغزشوں سے بچایا، فتنوں سے محفوظ رکھا گندگیوں سے پاک کیا اور رجس و نجاست سے اس طرح پاک رکھا جو پاک رکھنے کا حق ہے۔ اور آپ لوگوں نے بھی اس کی شوکت و جلال کو عظیم سمجھا، اس کی شان کو بڑا خیال کیا، اس کے کرم کے گن گائے، اس کے ذکر کو دوامی بنایا، اس کے پیمان کو مستحکم کیا اور اس کی اطاعت کے عہد کو استوار کیا، پنہاں اور اعلانیہ اس کی خیر خواہی کی اور حکمت اور اچھی اچھی نصیحتوں سے لوگوں کو اس کے راستے کی دعوت دی اور اس کی خوشنودی کے لئے اپنی جانیں تک قربان کردیں، اس کی راہ میں جو مصیبتیں آئیں ان پر صبر کیا۔ نماز قائم کی، زکوٰۃ ادا کی، نیکی کا حکم دیا، برائیوں سے لوگوں کو منع کیا اور اللہ کی راہ میں ایسا جہاد کیا جیسا کہ جہاد کرنے کا حق ہے۔ یہاں تک کہ اللہ کی دعوت بالاعلان کردی اور اس کی طرف سے فرائض و واجبات کو کھول کر بیان کردیا، اس کے حدود قائم کردیئے، اس کے شرعی احکامات کی نشر و اشاعت کی، اس کی

سنت کو دستور بنایا اور اس سلسلہ میں اللہ کی رضا کی طرف گامزن ہوئے۔ اس کی قضا و قدر کے سامنے سر تسلیم خم کیا اور گذشتہ رسولوں کی تصدیق کی۔

پس جس نے آپ لوگوں سے منہ موڑا وہ دین سے خارج ہو گیا۔ اور جو آپ لوگوں کے دامن سے وابستہ رہا وہ حق تک پہنچ گیا۔ جس نے آپ لوگوں کے حق میں کمی کی وہ نابود ہو گیا۔ حق آپ لوگوں کے ساتھ، آپ لوگوں کے اندر ہے آپ لوگوں کی جانب سے، آپ لوگوں کی طرف ہے اور آپ ہی لوگ اس کے اہل اور اس کے معدن (کان) ہیں، میراثِ نبوت آپ لوگون کے پاس ہے، مخلوقات کی بازگشت آپ لوگوں کی طرف ہے اور ان کا حساب آپ لوگوں کے ذمہ ہے۔ اور حق کو باطل سے جدا کرنے والی بات آپ لوگوں کے پاس ہے اور آیات الٰہی آپ لوگوں کے سامنے ہیں۔ اللہ کے قطعی فیصلے آپ لوگوں میں ہیں، اس کا نور اس کی روشن دلیلیں آپ لوگوں کے پاس ہیں، اس کا امرِ امامت آپ لوگوں کی طرف ہے۔ جس نے آپ لوگوں کو دوست رکھا اس نے اللہ کو دوست رکھا، جس نے آپ لوگوں سے دشمنی کی اس نے اللہ سے دشمنی کی۔ جس نے آپ لوگوں سے محبت کی اس نے اللہ سے محبت کی، جس نے آپ لوگوں سے بغض رکھا اس نے اللہ سے بغض رکھا، جس نے آپ لوگوں سے تمسک کیا اس نے اللہ سے تمسک کیا۔ آپ ہی لوگ تو شاہراہِ ہدایت اور صراطِ مستقیم اور اس دارِ فانی کے گواہ اور دارِ باقی کے شفیع اور اللہ کی رحمتِ پیوستہ و آیاتِ مخزونہ و امانتِ محفوظہ اور لوگوں کے لئے آزمائش کی بارگاہ ہیں۔ جو آپ لوگوں کے پاس آیا اس نے نجات پائی جو آپ کے پاس نہیں آیا وہ ہلاک ہوا۔ آپ لوگ اللہ کی طرف لوگوں کو دعوت دیتے ہیں، اس کی طرف رہنمائی کرتے ہیں، اسی پر ایمان رکھتے ہیں، اس کے سامنے سر تسلیم خم کرتے ہیں، اسی کے حکم پر عمل کرتے ہیں اور اسی کے راستے کی طرف لوگوں کی ہدایت کرتے ہیں اور اسی کے قول کے مطابق فیصلہ کرتے ہیں۔ خوش بخت ہے وہ جو آپ لوگوں کو دوست رکھے اور وہ ہلاکت میں مبتلا ہوا جو آپ لوگوں کو دشمن رکھتا ہے۔ اس نے خود اپنا نقصان کیا جس نے آپ لوگوں سے انکار کیا اور خود گمراہ ہوا جس نے آپ لوگوں کو چھوڑا اور وہ رستگار ہوا جس نے آپ لوگوں سے تمسک کیا اور اس نے امن پایا جس نے آپ لوگوں کی بارگاہ میں پناہ لی۔ سلامت رہا وہ جس نے آپ لوگوں کی تصدیق کی اور ہدایت پائی اس نے جو آپ لوگوں سے وابستہ رہا، جس نے آپ لوگوں کا اتباع کیا جنت اس کی منزل ہے، جس نے آپ لوگوں کی مخالفت کی جہنم اس کی جگہ ہے۔ جس نے آپ لوگوں سے انکار کیا وہ کافر ہے جس نے آپ لوگوں سے جنگ کی وہ مشرک ہے جس نے آپ لوگوں کو رد کیا اور وہ جہنم کے آخری طبقہ میں ہوگا۔

میں گواہی دیتا ہوں کہ یہ مقام و مرتبہ آپ لوگوں کا زمانہ گذشتہ سے ہے اور زمانہ آئندہ میں بھی آپ لوگوں کے لئے جاری رہے گا۔ اور یہ کہ آپ لوگوں کی روحیں آپ لوگوں کا نور اور آپ لوگوں کی طینت ایک ہے جو طیب و طاہر ہے اور آپ میں سے بعض بعض سے پیدا ہوا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ لوگوں کو انوار کی شکل میں خلق کیا اور پھر آپ لوگوں کو اپنے عرش کے اردگرد رکھا یہاں تک کہ آپ لوگوں کو یہاں بھیج کر اس نے ہم لوگوں پر احسان کیا اور ان گھروں میں پیدا کیا

کہ جن کو اللہ نے اجازت دی کہ وہ بلند کئے جائیں اور ان میں اس کا نام لیا جائے۔ اور آپ حضرات پر ہم لوگوں کے درود بھیجنے کو اور آپ حضرات کی ولایت کے لئے ہم لوگوں کو مخصوص کر کے ان میں ہماری خلقت کو طیّب اور ہمارے نفوس کو پاک اور ہم لوگوں کو صاف ستھرا رکھنے کے لئے قرار دیا اور اس لئے تاکہ ہم لوگوں کے گناہوں کا کفارہ ہو جائے۔ اور ہم لوگ تو پہلے ہی سے اللہ کے علم میں آپ حضرات کے فضل و شرف تسلیم کرنے والے اور آپ حضرات کی تصدیق کرنے والے مشہور تھے پس اللہ تعالیٰ نے مکرم بندوں کے شریف ترین مقام پر اور مقربین کی اعلیٰ ترین منزل پر اور رسولوں کے ایسے بلند ترین درجوں پر آپ حضرات کو پہنچادیا کہ جس درجے و مقام و منزل تک کوئی نہیں پہنچے گا اور نہ اس کے اوپر درجے تک کوئی جاسکے گا اور نہ کوئی آگے بڑھنے والا اس سے آگے بڑھ سکے گا نہ کوئی طمع کرنے والا اس درجہ تک پہنچنے کی طمع کرسکے گا۔ یہاں تک کہ کوئی ملک مقرب کوئی نبی مرسل کوئی صدیق کوئی شہید کوئی عالم کوئی جاہل کوئی پست کوئی بلند کوئی مومن صالح کوئی تباہ کار و بدکار کوئی مغرور دشمن کوئی شیطان سرکش اور نہ ان کے درمیان کوئی مخلوق جو گواہ ہو ایسا نہیں ہے جسے اللہ تعالیٰ نے آپ لوگوں کی جلالتِ قدر کو آپ لوگوں کے عظمت و مرتبہ کو آپ لوگوں کی علوئے شان کو آپ لوگوں کے تمام و کمال نور کو آپ لوگوں کے صدق و راستی کے مقامات کو اور اپنی جگہ ثابت قدم رہنے کو اور آپ لوگوں کے شرف و محل و منزل کو جو اس کی بارگاہ میں ہے اور آپ لوگوں کی عالی قدری کو جو اس کے نزدیک ہے اور آپ لوگوں کی اس خصوصیت کو جو اس سے حاصل ہے اور آپ لوگوں کی اس قرب و منزلت کو جو اس سے ملی ہے ان سب لوگوں کو مطلع نہ کر دیا ہو۔

میرے ماں باپ میرے گھر والے میرا سارا خاندان آپ لوگوں پر قربان میں اللہ کو اور آپ لوگوں کو گواہ کر کے کہتا ہوں کہ میں آپ لوگوں پر ایمان رکھتا ہوں بلکہ ان تمام چیزوں پر ایمان رکھتا ہوں جن پر آپ لوگ ایمان رکھتے ہیں اور آپ لوگوں کے دشمنوں کو ماننے سے انکار کرتا ہوں اور جس سے آپ لوگ انکار کرتے ہیں۔ میں آپ لوگوں کی شان کو اور آپ لوگوں کے مخالفین کی گمراہی کو خوب جانتا ہوں اور ان کو دشمن رکھتا ہوں اور آپ لوگوں کو اور آپ کے دوستوں کو دوست رکھتا ہوں آپ کے دشمنوں سے بغض و عناد رکھتا ہوں۔ ہماری صلح اس سے ہے جو آپ لوگوں سے صلح رکھے ہماری جنگ اس سے ہے جو آپ لوگوں سے جنگ کرے۔ میں اس کو حق سمجھتا ہوں جسے آپ لوگ حق سمجھتے ہیں اور اسے باطل سمجھتا ہوں جسے آپ لوگ باطل سمجھتے ہیں میں آپ لوگوں کا اطاعت گذار ہوں آپ لوگوں کے حق کی معرفت رکھتا ہوں آپ لوگوں کے فضل و شرف کا اقرار کرتا ہوں آپ حضرات کے علم کا اٹھانے والا ہوں۔ ہلاکت سے بچنے کے لئے آپ لوگوں کی پناہ میں چھپا ہوا ہوں۔ آپ لوگوں کے حق کا معترف ہوں آپ لوگوں کی رجعت پر ایمان رکھتا ہوں آپ لوگوں کی رجعت کی تصدیق کرتا ہوں آپ لوگوں کی حکومت کا منتظر ہوں آپ لوگوں کی سلطنت کی امید رکھتا ہوں آپ لوگوں کے اقوال کو اختیار کرتا ہوں آپ لوگوں کے احکام پر عمل کرتا ہوں آپ لوگوں کی پناہ چاہتا ہوں آپ لوگوں کا زائر ہوں آپ لوگوں کی

قبروں پر پناہ ڈھونڈنے آیا ہوں آپ لوگوں کو اللہ کی بارگاہ میں اپنا شفیع بناتا ہوں، آپ لوگوں کے واسطے سے اس کا تقرب چاہتا ہوں اور اپنے تمام امور اور تمام حالات میں اپنی حاجات و مطالب کے لئے اللہ کی بارگاہ میں سفارش کے واسطے آپ لوگوں کو پیش کرتا ہوں ۔ میں آپ لوگوں کے پنہاں و آشکار پر آپ لوگوں کے حاضر و غائب پر آپ لوگوں کے اول پر اور آپ لوگوں کے آخر پر ایمان رکھتا ہوں اور ان تمام باتوں میں ہر معاملہ آپ لوگوں کو تفویض کرتا ہوں اور آپ لوگوں کے ساتھ سرِ تسلیم خم کرتا ہوں اور آپ لوگوں کو دل سے تسلیم کرتا ہوں اور میری رائے بھی آپ ہی لوگوں کی تابع ہے اور میری مدد آپ لوگوں کے لئے تیار ہے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ آپ لوگوں کے ذریعہ اپنے دین کو زندہ کردے اور وہ دوبارہ آپ لوگوں کو اپنی حکومت میں واپس کرے اور اپنا عدل جاری کرنے کے لئے آپ لوگوں کو ظاہر کرے اور اپنی زمین پر آپ لوگوں کو قدرت دے ۔ پس میں آپ لوگوں کے ساتھ ہوں آپ لوگوں کے ساتھ ہوں آپ کے غیروں کے ساتھ نہیں ہوں میں آپ لوگوں پر ایمان رکھتا ہوں اور آپ لوگوں کی آخری فرد سے بھی اسی طرح تولاّ رکھتا ہوں جس طرح آپ لوگوں کی پہلی فرد سے تولاّ رکھتا ہوں ۔ اور اللہ تعالیٰ کے سامنے میں آپ حضرات کے دشمنوں سے برات کا اظہار کرتا ہوں نیز جبت سے اور طاغوت سے اور شیاطین سے اور ان کے گروہ سے جنہوں نے آپ لوگوں پر ظلم کیا اور آپ لوگوں کے حق سے انکار کیا اور آپ لوگوں کی ولایت سے خارج ہوگئے اور آپ لوگوں کی میراث کو غصب کرلیا آپ لوگوں کی امامت میں شک کیا اور آپ لوگوں سے منحرف ہوگئے بلکہ ہر اس دوست و ہمدم سے جو آپ لوگوں کے علاوہ ہے اور اس فرماں روا سے جو آپ لوگوں کے ماسوا ہے اور ان ائمہ سے جو جہنم کی طرف دعوت دیتے ہیں ۔ پس جب تک میں زندہ ہوں اللہ تعالیٰ مجھے آپ لوگوں کی دوستی اور آپ لوگوں کی محبت اور آپ لوگوں کے دین پر ثابت قدم رکھے اور مجھے آپ لوگوں کی اطاعت کی توفیق عطا کرے اور آپ لوگوں کی شفاعت نصیب فرمائے اور مجھے آپ لوگوں کے ان اچھے دوستوں میں شمار کرے جو آپ لوگوں کی دعوت پر لبیک کہتے ہیں اور مجھے ان لوگوں میں قرار دے جو آپ حضرات کے آثار کی پیروی کرتے ہیں اور آپ لوگوں کے راستے پر چلتے ہیں اور آپ لوگوں کی ہدایات سے ہدایت حاصل کرتے ہیں اور آپ لوگوں کے گروہ میں محشور ہوں گے اور آپ لوگوں کے دور رجعت میں دوبارہ واپس کئے جائیں گے ۔ اور آپ لوگوں کے عہد سلطنت میں حکومت کریں گے اور آپ لوگوں کو بعافیت پاکر خوش و مسرور ہوں گے اور کل کے دن آپ لوگوں کو دیکھ کر ان کی آنکھیں ٹھنڈی ہوں گی ۔

مولا میرے ماں باپ میری جان میرے اہل و عیال اور میرا مال آپ پر قربان جو شخص بھی اللہ کا ارادہ کرے اس کو چاہیئے کہ وہ پہلے آپ لوگوں سے ابتداء کرے اور جو شخص بھی اللہ کی توحید سمجھنا چاہے اس کا طریقہ آپ لوگوں سے معلوم کرے اور جو شخص اللہ کا قصد کرے وہ پہلے آپ لوگوں کی طرف متوجہ ہو ۔ میرے مولا و آقا میں آپ لوگوں کی تعریف و ثناء نہیں کرسکتا اور مدح کرکے آپ لوگوں کی کنہ اور حقیقت کو نہیں پہنچ سکتا اور نہ توصیف کرکے آپ لوگوں کی قدر و منزلت کا اظہار کرسکتا ہوں ۔ آپ لوگ تو بھلے لوگوں کے لئے نور اور نیکوں کے لئے ہدایت اور خدائے جبار کی حجت ہیں ۔ آپ ہی

لوگوں سے اللہ تعالیٰ نے خلق کی ابتداء کی اور آپ ہی لوگوں پر خلقت کو تمام کرے گا آپ ہی لوگوں کی وجہ سے اللہ تعالیٰ پانی برساتا ہے اور آپ ہی لوگوں کی وجہ سے اللہ تعالیٰ آسمان کو زمین پر گرنے سے روکے ہوئے ہے لیکن یہ کہ اس کی اجازت ہوجائے اور آپ لوگوں کے واسطے سے اللہ تعالیٰ لوگوں کے غم واندوہ دور کرتا ہے اور سختیوں کو برطرف فرماتا ہے اور آپ لوگوں کے پاس وہ سب کچھ ہے جو اس کے سارے رسول لیکر نازل ہوئے اور اس کے ملائکہ لیکر اترے اور جو کچھ آپ کے جد کی طرف بذریعہ روح الامین بھیجا گیا۔ (اور اگر امیرالمومنین علیہ السلام کی زیارت ہو تو "آپ کے جد کے" بجائے "آپ کے بھائی" کہا جائے) اللہ تعالیٰ نے آپ لوگوں کو وہ دیا ہے جو عالمین میں سے کسی فرد کو نہیں دیا آپ لوگوں کی شرافت کے سامنے ہر شریف اپنی گردن جھکادے گا ہر متکبر آپ لوگوں کی اطاعت کے لئے جھکا ہوا ہوگا، ہر ظالم اور جابر آپ لوگوں کے فضل و شرف کے سامنے فروتن رہے گا۔ غرض کہ ہر شے آپ لوگوں کے سامنے ذلیل و پست ہوگی، زمین آپ ہی لوگوں کے نور سے چمک اٹھے گی (آخرت میں) کامیاب ہونے والے آپ ہی لوگوں کی ولایت اور دوستی کی وجہ سے کامیاب ہوں گے آپ لوگوں کے وسیلہ ہی سے لوگوں کو جنت کی راہ ملے گی۔ اور جس کسی نے آپ لوگوں کی ولایت سے انکار کیا اس پر خدائے رحمان غضبناک ہوگا۔

میرے ماں باپ جان و مال و اہل و عیال آپ لوگوں پر قربان آپ لوگوں کا ذکر تو ہر ذکر کرنے والے کی زبان پر ہے آپ کے اسماء تمام اسماء میں آپ لوگوں کے اجساد تمام اجساد میں آپ لوگوں کی ارواح تمام ارواح میں آپ لوگوں کے نفوس تمام نفوس میں آپ لوگوں کے آثار تمام آثاروں میں آپ لوگوں کی قبریں تمام قبروں میں نمایاں حیثیت رکھتی ہیں۔ آپ لوگوں کے نام کتنے شیریں ہیں آپ لوگوں کے نفوس کتنے مکرم ہیں آپ لوگوں کی شان بہت بڑی آپ لوگوں کے مرتبے بہت بلند آپ لوگوں کا عہد و پیمان سب سے زیادہ پورا ہونے والا آپ لوگوں کا وعدہ سب سے زیادہ سچا ہے آپ لوگوں کا کلام نور، آپ لوگوں کا حکم ہدایت، آپ لوگوں کی نصیحت پرہیزگاری، آپ لوگوں کا فعل کار خیر۔ آپ لوگوں کی عادت احسان آپ لوگوں کا شیوہ کرم و بخشش، آپ لوگوں کی شان حق و صدق و نرمی و مہربانی آپ لوگوں کا قول حکم قطعی آپ لوگوں کی رائے علم و حلم و حزم و احتیاط سے عبارت ہے۔ اگر کہیں خیر کا ذکر کیا جائے تو آپ ہی لوگ اس کے اول ہوں گے اس کی اصل ہوں گے اس کی فرع ہوں گے اس کے معدن ہوں گے اس کی منزل ہوں گے اور اس کی انتہا ہوں گے۔

میرے ماں باپ اور میری جان آپ لوگوں پر قربان میں آپ لوگوں کی بہترین مدح و ثنا کیا کروں اور آپ لوگوں کی بہترین آزمائشوں کو کیا گنواؤں آپ لوگوں کے وسیلہ سے تو اللہ تعالیٰ نے ہم لوگوں کو ذلت سے نکالا ہم لوگوں کو غم و اندوہ کے بندھنوں سے رہائی دی اور ہلاکتوں کے گڑھوں میں گرنے سے اور جہنم سے نجات دی۔

میرے ماں باپ اور میری جان آپ لوگوں پر قربان آپ ہی لوگوں کی دوستی کے وسیلے سے تو اللہ تعالیٰ نے ہمیں ہمارے دین کے قواعد و دستور کی تعلیم دی اور ہمارے اندر جو خرابیاں تھیں اس کی اصلاح فرمائی اور آپ ہی لوگوں کی

دوستی کے صدقہ میں کلمہ (توحید و دینی علوم) تکمیل کو پہنچا اور باہمی اختلافات دور ہوئے اور آپس میں الفت و میل ملاپ پیدا ہوا۔ آپ ہی لوگوں کی دوستی کے طفیل فرض عبادتیں قبول ہوں گی۔ آپ ہی لوگوں کی مودت و محبت واجب ہے بلند درجات ہیں مقام محمود ہے اور اللہ کی بارگاہ میں ایک معینہ جگہ ہے۔ بڑا جاہ و مرتبہ ہے بڑی شان ہے اور شفاعت مقبول ہے۔ ربنا آمنا بما انزلت و اتبعنا الرسول فاکتبنا مع الشاھدین (سورہ آل عمران ۵۳) (اے ہمارے پالنے والے جو کچھ تونے نازل کیا ہم اس پر ایمان لائے اور ہم نے تیرے رسول کی پیروی کی پس تو ہمیں گواہوں میں لکھ لے) ربنا لا تزغ قلوبنا بعد اذ ھدیتنا و ھب لنا من لدنک رحمۃ انک انت الوھاب (آل عمران ۸) (اے ہمارے پالنے والے ہمارے دلوں کو ہدایت کرنے کے بعد ڈانوا ڈول نہ ہونے دے اور اپنی بارگاہ سے ہمیں رحمت عطا فرما اس میں تو شک ہی نہیں کہ تو بڑا عطا کرنے والا ہے) سبحان ربنا ان کان وعد ربنا لمفعولا (بنی اسرائیل ۱۰۸) (ہمارا پروردگار ہر عیب سے پاک و پاکیزہ ہے بیشک ہمارے پروردگار کا وعدہ پورا ہونا ہی تھا)۔

اے اللہ کے ولی میرے اور اللہ تعالیٰ کے درمیان کچھ گناہ ہیں جو بغیر آپ لوگوں کی مرضی کے محو نہیں ہو سکتے۔ لہذا آپ کو اس ذات کے حق کا واسطہ جس نے آپ لوگوں کو اپنے رازوں کا امانت دار بنایا ہے اور امور خلائق کا نگراں مقرر کیا ہے اور آپ لوگوں کی اطاعت کو اپنی اطاعت کے ساتھ رکھ دیا ہے آپ لوگ میرے گناہوں کو بخشوا دیں اور آپ لوگ میرے شفیع بن جائیں میں آپ لوگوں کا اطاعت گذار ہوں۔ جس نے آپ لوگوں کی اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی جس نے آپ لوگوں کی نافرمانی کی اس نے اللہ کی نافرمانی کی۔ جس نے آپ لوگوں سے محبت کی اس نے اللہ سے محبت کی جس نے آپ لوگوں سے بغض رکھا اس نے اللہ سے بغض رکھا۔

بار الہٰی اگر مجھے کوئی ایسا شفیع ملتا جو تیری بارگاہ میں محمدؐ اور ان کے اہل بیت ائمہ اخیار و ابرار سے زیادہ مقرب ہوتا تو میں اسی کو اپنی شفاعت کے لئے پیش کرتا پس تجھے ان حضرات کے اس حق کی قسم دیکر جسے تونے اپنے اوپر لازم کیا ہے میں تجھ سے درخواست کرتا ہوں کہ تو مجھے ان لوگوں کی معرفت رکھنے والوں میں اور ان کے حق کو پہچاننے والوں میں شامل کرلے اور اس گروہ میں شامل کرلے جس پر ان حضرات کی شفاعت کی وجہ سے رحم کردیا گیا ہے بیشک تو سارے رحم کرنے والوں میں سب سے زیادہ رحم کرنے والا ہے۔ اور اللہ اپنی رحمتیں نازل فرمائے محمدؐ اور ان کی پاک و طاہر آل پر اور انہیں وہ سلامتی عطا کرے جو سلامتی کا حق ہے۔ اور ہم لوگوں کے لئے اللہ کافی ہے اور وہ بہترین وکیل ہے۔]

الوداع

اور جب تم واپسی کا ارادہ کرو تو یہ کہو:

اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ سَلَامَ مُوَدِّعٍ لَاسَئِمٍ وَلَا قَالٍ وَلَا مَالٍ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ عَلَيْكُمْ يَا اَهْلَ بَيْتِ النُّبُوَّةِ، اِنَّهُ حَمِيْدٌ مَجِيْدٌ، سَلَامَ وَلِيٍّ لَكُمْ غَيْرِ رَاغِبٍ عَنْكُمْ، وَلَا مُسْتَبْدِلٍ بِكُمْ، وَلَا مُؤْثِرٍ عَلَيْكُمْ، وَلَا مُنْحَرِفٍ عَنْكُمْ، وَلَا زَاهِدٍ فِيْ قُرْبِكُمْ، لَاجَعَلَهُ اللّٰهُ آخِرَ الْعَهْدِ مِنْ زِيَارَةِ قُبُوْرِكُمْ، وَاِتْيَانِ مَشَاهِدِكُمْ، وَالسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَحَشَرَنِي اللّٰهُ فِيْ زُمْرَتِكُمْ، وَاَوْرَدَنِيْ حَوْضَكُمْ، وَجَعَلَنِيْ فِيْ حِزْبِكُمْ، وَاَرْضَاكُمْ عَنِّيْ وَمَكَّنَنِيْ فِيْ دَوْلَتِكُمْ، وَاَحْيَانِيْ فِيْ رَجْعَتِكُمْ، وَمَلَّكَنِيْ فِيْ اَيَّامِكُمْ، وَشَكَرَ سَعْيِيْ بِكُمْ وَغَفَرَ ذَنْبِيْ بِشَفَاعَتِكُمْ، وَاَقَالَ عَثْرَتِيْ بِمَحَبَّتِكُمْ، وَاَعْلٰى كَعْبِيْ بِمُوَالَاتِكُمْ، وَشَرَّفَنِيْ بِطَاعَتِكُمْ، وَاَعَزَّنِيْ بِهُدَاكُمْ، وَجَعَلَنِيْ مِمَّنِ انْقَلَبَ مُفْلِحًا مُنْجِحًا غَانِمًا سَالِمًا مُعَافًا غَنِيًّا فَائِزًا بِرِضْوَانِ اللّٰهِ وَفَضْلِهِ وَكِفَايَتِهِ بِاَفْضَلِ مَا يَنْقَلِبُ بِهِ اَحَدٌ مِنْ زُوَّارِكُمْ وَمَوَالِيْكُمْ وَمُحِبِّيْكُمْ وَشِيْعَتِكُمْ، وَرَزَقَنِي اللّٰهُ الْعَوْدَ ثُمَّ الْعَوْدَ اَبَدًا مَا اَبْقَانِيْ رَبِّيْ، بِنِيَّةٍ صَادِقَةٍ وَاِيْمَانٍ وَتَقْوٰى وَاِخْبَاتٍ، وَرِزْقٍ وَاسِعٍ حَلَالٍ طَيِّبٍ، اَللّٰهُمَّ لَا تَجْعَلْهُ آخِرَ الْعَهْدِ مِنْ زِيَارَتِهِمْ وَذِكْرِهِمْ وَالصَّلَاةِ عَلَيْهِمْ، وَاَوْجِبْ لِيَ الْمَغْفِرَةَ وَالرَّحْمَةَ وَالْخَيْرَ وَالْبَرَكَةَ وَالْفَوْزَ وَالنُّوْرَ وَالْاِيْمَانَ، وَحُسْنَ الْاِجَابَةِ كَمَا اَوْجَبْتَ لِاَوْلِيَائِكَ الْعَارِفِيْنَ بِحَقِّهِمْ، اَلْمُوْجِبِيْنَ طَاعَتَهُمْ، اَلرَّاغِبِيْنَ فِيْ زِيَارَتِهِمْ، اَلْمُتَقَرِّبِيْنَ اِلَيْكَ وَاِلَيْهِمْ، بِاَبِيْ اَنْتُمْ وَاُمِّيْ وَنَفْسِيْ وَاَهْلِيْ وَمَالِيْ اجْعَلُوْنِيْ فِيْ هَمِّكُمْ وَصَيِّرُوْنِيْ فِيْ حِزْبِكُمْ، وَاَدْخِلُوْنِيْ فِيْ شَفَاعَتِكُمْ وَاذْكُرُوْنِيْ عِنْدَ رَبِّكُمْ، اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَآلِ مُحَمَّدٍ، وَاَبْلِغْ اَرْوَاحَهُمْ وَاَجْسَادَهُمْ مِنِّي السَّلَامَ، وَالسَّلَامُ عَلَيْهِ وَعَلَيْهِمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ، وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَسَلَّمَ كَثِيْرًا وَحَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ۔

[آپ لوگوں پر سلام اس وداع ہونے والے کا سلام جو (آپ کی زیارت سے) نہ تھکا ہے نہ ماندہ ہوا ہے اور نہ دل برداشتہ ہوا ہے۔ اور اللہ کی رحمت و برکت ہو آپ لوگوں پر اے اہل بیت نبوت بیشک وہ قابل حمد و ثناء ہے اور بزرگ ہے۔ آپ لوگوں کے ایک دوستدار کا سلام جسے نہ آپ لوگوں سے بے رغبتی ہے نہ وہ آپ لوگوں کے بدلے کسی دوسرے کو چاہتا ہے نہ آپ لوگوں پر کسی دوسرے کو ترجیح دیتا ہے نہ آپ لوگوں سے منحرف ہے اور نہ وہ آپ لوگوں کے قرب سے پرہیز کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ لوگوں کی قبروں کی زیارت اور آپ لوگوں کے روضوں پر حاضری کو (میرے لئے) آخری موقع قرار نہ دیدے۔ آپ لوگوں پر سلام، اللہ تعالیٰ میرا حشر آپ لوگوں کے زمرہ میں کرے اور آپ لوگوں کے حوض پر (جنت میں) پہنچائے اور آپ لوگوں کے گروہ میں قرار دے اور مجھ سے آپ لوگوں کو راضی وخوش رکھے آپ لوگوں کا عہد حکومت مجھے بھی ملے۔ آپ لوگوں کی رجعت کے زمانہ میں مجھے بھی زندہ کرے اور آپ لوگوں کا زمانہ مجھے بھی دکھائے آپ لوگوں

کے ساتھ رہنے میں میری سعی کو مشکور کرے اور آپ لوگوں کی شفاعت سے میرے گناہ بخش دے،آپ لوگوں کی محبت میں میری لغزشوں اور کوتاہیوں کو معاف کرے،آپ لوگوں کی دوستی کے صدقے میں میری شان کو بھی بلند کرے اور مجھے آپ لوگوں کی اطاعت کا شرف عطا فرمائے اور مجھے آپ لوگوں سے ہدایت حاصل کرنے کی عزت دے ۔اور مجھے ان لوگوں میں شامل کرے جو بیان سے فلاح یافتہ ،کامیاب، بہرہ ور، صحیح سالم، معافی پائے ہوئے، غنی اور اللہ کی رضا و فضل و بخشش کو حاصل کئے ہوئے پلٹیں گے ۔ بلکہ آپ لوگوں کے شیعوں، دوستداروں محبت، کرنے والوں اور آپ کے زوّاروں میں سے جو بھی شاد و بامراد پلٹے ہیں اس سے بھی زیادہ بامراد پلٹوں ۔اور جب تک اللہ تعالیٰ مجھے زندہ رکھے ہمیشہ مجھے صدقِ نیت، ایمان وتقویٰ وتواضع و رزقِ وسیع وحلال وطیّب کے ساتھ یہاں بار بار پلٹ کر آنے کی توفیق عطا فرماتا رہے۔

اے اللہ ان لوگوں کی زیارت کا،ان کے ذکر کا،ان پر درود کا میرے لئے یہ آخری موقع نہ قرار دے اور میرے لئے مغفرت و رحمت و خیر و برکت و کامیابی و نور وایمان و حسنِ قبولیتِ دعا کو اسی طرح لازم فرما دے جس طرح تو نے اپنے ان اولیاء کے لئے لازم قرار دیا ہے جو ان حضرات کے حق کی معرفت رکھتے ہیں، ان کی اطاعت کو واجب جانتے ہیں، ان کی زیارت کے لئے رغبت سے آتے ہیں اور تیرے تقرب اور ان حضرات کے تقرب کے خواہاں ہیں۔

مولا و آقا آپ لوگوں پر میرے ماں باپ، میری جان، میرے اہل و عیال، میرا مال و منال قربان آپ حضرات مجھے بھی دھیان میں رکھیں اور مجھے بھی اپنے گروہ میں شمار کریں اور اپنی شفاعت میں شامل کریں اور اپنے رب کی بارگاہ میں مجھے یاد رکھیں۔

اے اللہ اپنی رحمتیں نازل فرما محمدؐ و آل محمدؐ پر اور میری طرف سے ان کی ارواح و اجساد کو سلام پہنچا دے اور ان پر بھی سلام اور ان حضرات پر بھی سلام،ان پر اللہ کی رحمت و برکت ہو ۔اور اللہ درود نازل فرمائے محمدؐ اور ان کی آل پر اور بہت بہت سلام ہو ۔اور اللہ ہم لوگوں کے لئے کافی ہے اور وہ بہترین مددگار ہے۔

باب الحقوق

(۳۲۱۴) اسماعیل بن فضل نے ثابت بن دینار سے اور انہوں نے حضرت امام سید العابدین علی ابن الحسین بن علی بن ابی طالب علیہم السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا

اللہ کا سب سے بڑا حق تم پر یہ ہے کہ اس کی عبادت کرو اور کسی شے کو اس کا شریک نہ بناؤ پس اگر تم نے خلوص کے ساتھ یہ کام کیا تو تمہارے لئے اللہ تعالیٰ خود پر یہ لازم کرلے گا کہ دنیا اور دین کے تمام امور میں تمہارے لئے کافی ہو جائے۔

اور تم پر خود تمہاری ذات کا حق یہ ہے کہ اس کو اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں استعمال کرو۔

اور زبان کا حق یہ ہے کہ اس کو فحش گوئی سے بالاتر رکھو۔اس کو خیر کا عادی بناؤ۔اور ایسی فضول باتیں نہ کرو جن کا کوئی فائدہ نہ ہو۔لوگوں کے ساتھ نیکی کرو اور ان کے ساتھ اچھی باتیں کرو۔

کان کا حق یہ ہے کہ اس کو غیبت اور ان باتوں کے سننے سے پاک رکھو جن کا سننا جائز نہیں ہے۔

آنکھ کا حق یہ ہے کہ جن چیزوں کا دیکھنا تمہارے لئے جائز نہیں ہے ان سے نگاہ پھیرلو اور جس چیز کو دیکھو اس کو عبرت اور سبق حاصل کرنے کے لئے دیکھو۔

ہاتھوں کا حق تم پر یہ ہے کہ جو چیز تمہارے لئے جائز نہیں ادھر ان کو نہ بڑھاؤ۔

پاؤں کا حق تم پر یہ ہے کہ جو چیز تمہارے لئے جائز نہیں ہے ادھر قدم نہ بڑھاؤ۔اس لئے کہ ان دونوں سے تم صراط پر کھڑے ہوگے تو چوکنا رہو کہ کہیں پھسل نہ جائیں اور تم جہنم میں گر جاؤ۔

پیٹ کا حق یہ ہے کہ اس کو حرام چیزوں کا برتن نہ بناؤ اور شکم سیری سے زیادہ نہ کھاؤ۔

شرم گاہ کا تم پر حق یہ ہے کہ اس کو زنا سے بچاؤ۔اور اس کی حفاظت کرو کہ کوئی اس کو نہ دیکھے۔

نماز کا حق یہ ہے کہ تمہیں معلوم رہنا چاہیئے کہ یہ اللہ عزوجل کی بارگاہ میں بطور وفد پیش ہو رہی ہے اور تم اس کے سامنے کھڑے ہو۔جب تمہارے ذہن میں یہ بات ہوگی تو تم جس ذات کے سامنے کھڑے ہو اس کی عظمت کے مدنظر سکون و وقار و ادب کے ساتھ اس عبدِ ذلیل و حقیر و مسکین و عاجز کی طرح کھڑے ہوگے جو اپنے مالک سے محبت بھی کرتا ہے اور ڈرتا بھی ہے وہ اس کی رحمت کی امید بھی رکھتا ہے اور اس کی سزا سے خوف زدہ بھی ہے۔جب ایسا ہوگا تو تم رجوع قلب سے نماز ادا کرو گے اور اس کے حدود و حقوق کے ساتھ اسے قائم کرو گے۔

حج کا حق یہ کہ تمہارے ذہن میں یہ بات رہے کہ یہ ایک وفد ہے جو تمہارے رب کی طرف جارہا ہے اور تم اپنی گناہوں سے بھاگ کر اس کی طرف جارہے ہو جہاں تمہاری توبہ قبول ہوگی اور وہ فریضہ ادا ہو جائے گا جو تمہارے رب نے تم پر واجب کیا ہے۔

روزہ کا حق یہ ہے کہ تم یہ بات سمجھ لو کہ یہ ایک پردہ ہے جو اللہ تعالیٰ نے تمہاری زبان تمہارے کان تمہاری آنکھ تمہارے پیٹ اور تمہاری شرمگاہ پر ڈال دیا ہے تاکہ تمہیں جہنم سے چھپالے۔پس اگر تم نے روزہ چھوڑا تو سمجھ لو کہ تم نے اپنے اوپر سے اللہ کے ڈالے ہوئے پردے کو چاک کر دیا۔

صدقہ کا حق یہ ہے کہ تم یہ بات سمجھ لو یہ صدقہ جو دے رہے ہو یہ تمہارے رب کے پاس جمع ہو رہا ہے اور تمہاری یہ ایسی امانت رکھی جارہی ہے جس میں تمہیں کسی گواہ کی ضرورت نہیں اور یہ امانت اگر تم نے لوگوں کی نگاہوں سے چھپا کر پوشیدہ رکھی ہے تو اس سے زیادہ موثق و قابل بھروسہ ہے کہ اگر تم اسے بالاعلان رکھتے۔اور تمہیں یہ بھی معلوم رہنا چاہیئے کہ یہ صدقہ دنیا میں تم سے بلاؤں، اور بیماریوں کو دور کرے گا اور آخرت میں تم کو جہنم سے بچائے گا۔

ہدیٰ اور قربانی کا حق یہ ہے کہ تم یہ ارادہ کرو کہ یہ صرف اللہ کے لئے ہے خلق کی خوشنودی کا ارادہ نہ کرو صرف یہ ارادہ رکھو کہ اللہ کی رحمت کے طفیل قیامت کے دن تمہاری روح نجات پاجائے۔

بادشاہ کا حق:

اور بادشاہ کا حق یہ ہے کہ تم یہ سمجھ لو کہ تم اس کے لئے آزمائش ہو اور وہ تمہارے لئے آزمائش ہے اللہ نے اس کو تم پر سلطان بنایا ہے تو کوئی ایسا کام نہ کرو جو اس کے غصہ کا سبب بنے اس طرح تم خود اپنے ہاتھوں اپنے کو ہلاکت میں ڈالو گے اور جو کچھ تم کو اس سے گزند پہنچے گا اس گزند پہنچانے میں تم خود شریک سمجھے جاؤگے۔

استاد کا حق:

استاد اور تعلیم دینے والے کا حق یہ ہے کہ اس کی تعظیم کی جائے اس کے مجلسِ درس میں وقار کے ساتھ بیٹھا جائے اور اس کی تقریر کو اچھی طرح سنا جائے اس کی طرف متوجہ رہا جائے اس کی آواز سے آواز بلند نہ کی جائے۔ اور اگر استاد کسی سے کوئی سوال کرے تو وہی جواب دے جس سے سوال کیا گیا ہے دوسرا جواب نہ دے۔ اس کی مجلسِ درس میں کوئی آپس میں باتیں نہ کرے۔ استاد کے سامنے کسی کی غیبت او برائی نہ کرے اور اگر کوئی شخص استاد کو برا کہہ رہا ہو تو اس کا دفاع کرے اور اس کے عیب کو چھپائے اور اس کی خوبیوں کا اظہار کرے اور اس کے دشمنوں کے پاس نہ بیٹھے۔ اور اس کے دوست سے دشمنی نہ کرے اگر تم نے ایسا کیا تو اللہ تعالیٰ کے ملائکہ تمہارے لئے گواہی دیں گے کہ واقعاً تم نے استاد کے پاس آکر اللہ کے لئے علم حاصل کیا ہے لوگوں کے لئے نہیں۔

حاکم کا حق:

حاکمِ ملک کا حق یہ ہے کہ اس کی اطاعت کرو اور اس کی نافرمانی نہ کرو سوائے ان باتوں کے جن پر اللہ تعالیٰ ناراض ہو اس لئے کہ خالق کی نافرمانی میں مخلوق کی اطاعت نہیں کرنی چاہیے۔

رعایا کا حق:

رعایا کا حق بادشاہ پر تو تم یہ سمجھ لو کہ یہ لوگ تمہاری قوت اور اپنی کمزوری کی بنا پر یہ تمہاری رعایا بنے ہوئے ہیں تم پر واجب ہے کہ ان کے درمیان عدل سے کام لو اور ان پر ایسی شفقت کرو جیسے ایک مہربان باپ اور ان کی ناسمجھی کو معاف کرو ان کو سزا دینے میں عجلت سے کام نہ لو اور اللہ نے تم کو ان لوگوں پر جو قدرت دی ہے اس پر اللہ کا شکر ادا کرو۔

شاگرد کا حق

تم پر تمہاری علمی رعایا (شاگردوں) کا حق تو یہ سمجھ لو کہ اللہ تعالیٰ نے تم کو علم دیا ہے اور تمہیں ان لوگوں کے لئے قیم (سرپرست) بنایا ہے اور تمہارے لئے اپنے خزانے کھول دیئے ہیں۔ پس اگر تم نے لوگوں کو اچھی طرح تعلیم دی، سختی نہ برتی، دل تنگ نہ ہوئے تو اللہ تعالیٰ اپنا فضل تم پر زیادہ کرے گا۔ اور اگر تم نے اپنے علم سے لوگوں کو روکا یا جو تم سے علم حاصل کرنے آیا اس سے تم نے ترش روئی برتی تو اللہ کے لئے یہ لازم ہے کہ تمہارا علم اور اس کا جمال تم سے سلب کرلے اور لوگوں کے دلوں میں جو تمہارا محل و مقام ہے وہ ختم ہوجائے۔

زوجہ کا حق:

تم یہ جان لو کہ اللہ تعالیٰ نے زوجہ کو تمہارے لئے باعث سکون اور انس قرار دیا اور پھر یہ بھی جان لو کہ یہ اللہ کی طرف سے ایک نعمت ہے اس کی قدر کرو اور اس پر نرمی کرو اور اگر تمہارا کوئی حق اس پر واجب الادا بھی ہے تو اس کا حق تم پر یہ ہے کہ تم اس پر رحم کرو اس لئے کہ وہ تمہاری قیدی ہے اسے کھانا کھلاؤ کپڑے پہناؤ۔ اور اگر اس سے کوئی نا سمجھی و جہالت ہوجائے تو اسے معاف کردو۔

مملوک کا حق:

تم یہ سمجھ لو کہ اس کو بھی تمہارے رب نے پیدا کیا ہے یہ بھی تمہارا بھائی ہے تمہارے ماں باپ کا بیٹا تمہارا گوشت اور تمہارا خون ہے تم اس کے مالک اس لئے نہیں ہو کہ اللہ کے سوا تم نے اس کو بنایا ہے تم نے تو اس کے اعضاء جوارح میں سے کسی ایک شے کو بھی خلق نہیں کیا ہے اور نہ اس کا رزق ہی پیدا کیا ہے پھر بھی اللہ نے اس کو تمہارا تابع کردیا ہے تم کو اس کا امین بنایا ہے اس کو تمہارے سپرد کیا ہے تاکہ تم اس کے ساتھ جو نیکی کرو اس کو محفوظ رکھے لہذا تم بھی اس مملوک کے ساتھ اسی طرح احسان کرو جس طرح اللہ نے تم پر احسان کیا ہے۔ اگر تم اس مملوک کو پسند نہیں کرتے تو اس کو بدل لو اور اللہ کی مخلوق کو اذیت نہ دو اور نہیں ہے کسی کے پاس کوئی قوت لیکن صرف اللہ کی دی ہوئی۔

ماں کا حق:

اور ماں کا حق تو تم یہ جان لو کہ اس نے تمہارا بوجھ اس طرح اٹھایا کہ کوئی شخص کسی دوسرے کا بوجھ اس طرح نہیں اٹھاتا اور اس نے تمہیں اپنے دل کا خون اس طرح چبایا ہے کہ کوئی شخص کسی دوسرے کو اپنے دل کا خون نہیں چبا تا اس نے اپنے تمام اعضا و جوارح سے تمہاری نگہبانی اور حفاظت کی ہے اور (خود کسی تکلیف کی) پرواہ نہیں کی۔ تم بھوکے ہوتے تو تمہیں کھلاتی تم پیاسے ہوتے تو تمہیں پلاتی تم ننگے ہوتے تو تمہیں کپڑے پہناتی تمہیں کبھی دھوپ میں اور

کبھی سایہ میں رکھتی تمہارے لئے اپنے اوپر سونا حرام کر لیتی اور تمہیں گرمی اور سردی سے بچاتی اور حقیقت یہ ہے کہ تم اللہ کی مدد اور اس کی توفیق کے بغیر اس کا شکریہ ادا نہیں کر سکتے۔

باپ کا حق:

اور تم پر تمہارے باپ کا حق تو تم یہ سمجھ لو کہ وہی تمہاری اصل ہے اس لئے کہ اگر وہ نہ ہوتا تو تم بھی نہ ہوتے تو جب تم اپنے میں کوئی اچھی بات دیکھو تو یہ سمجھ لو کہ اس نعمت کی بنیاد میں تمہارا باپ ہے اور اس کے بقدر تم اللہ تعالیٰ کی حمد اور اس کا شکریہ ادا کرو۔

بیٹے کا حق:

اور بیٹے کا حق تو تمہیں معلوم ہونا چاہیئے کہ وہ اس دنیائے فانی میں اپنی ہر نیکی اور بدی کے ساتھ تمہاری طرف منسوب ہوگا۔ اور جو کچھ بھی تم نے اس کو ادب سکھایا ہے اور اس کے رب کی طرف اس کی رہنمائی کی ہے یا اللہ کی اطاعت پر اس کی معاونت کی ہے ان کے تم ذمہ دار ہو لہذا اس کے معاملہ میں اس شخص کی طرح کام کرو جو جانتا ہو کہ اگر ہم اس کے ساتھ نیکی کریں گے تو ثواب ملے گا اور بدی کریں گے تو سزا ملے گی۔

بھائی کا حق:

اور بھائی کے حق کے متعلق تمہیں یہ معلوم ہونا چاہیئے کہ وہ تمہارا بازو ہے تمہاری قوت ہے تمہارا زور ہے لہذا اللہ کی نافرمانی میں اور خلق خدا پر ظلم کرنے میں اس کو آلہ کار نہ بناؤ۔ اور اس کے دشمن کے مقابلہ میں اس کی مدد کرو اور اس کو نصیحت ترک نہ کرو۔ اگر وہ اللہ کی اطاعت کرتا ہے تو ٹھیک ورنہ اس سے زیادہ اللہ تم پر کرم کرے گا اور نہیں ہے کوئی قوت لیکن صرف اللہ کی دی ہوئی۔

آقا کا حق:

اس آقا کا حق جس نے تم کو آزاد کیا ہے تو اس کے متعلق یہ سمجھ لو اس نے تمہیں آزاد کرانے میں اپنا مال خرچ کیا ہے اور غلامی اور وحشت سے نکال کر تمہیں آزادی کی عزت اور اس کے انس تک پہنچایا ہے اور ملکیت کی اسیری سے تمہیں چھڑایا ہے بندگی کی قید سے تمہیں رہا کرایا ہے قید خانہ سے تمہیں نکالا ہے اور خود تم کو تمہاری ذات کا مالک بنایا ہے اور تمہیں اپنے رب کی عبادت کے لئے فارغ کر دیا ہے اور یہ بھی سمجھ لو کہ تمہاری حیات میں اور تمہاری موت میں تم پر اس کا

سب سے زیادہ حق ہے اس کی نصرت و مدد تم پر جان کی بازی لگا کر کرنا واجب ہے۔ اس کے علاوہ جو بھی تم سے اس کو ضرورت ہو۔ (اسے پورا کرو) اور نہیں ہے قوت لیکن اللہ کی دی ہوئی۔

غلام کا حق:

اور تمہارے غلام کا حق جس کو تم نے آزاد کرایا ہے۔ اس کے متعلق تم سمجھو کہ اللہ تعالیٰ نے اس کے آزاد کرانے کو تمہارے لئے اپنے قرب کا ایک وسیلہ اور جہنم سے بچانے کا ایک ذریعہ بنایا ہے اور اس کا نفع و ثواب اس دنیا میں اس کی میراث ہے بشرطیکہ اس کا کوئی رشتہ دار اور وارث نہ ہو اس لئے کہ تم نے اس کی آزادی کے لئے اپنا مال خرچ کیا ہے اور آخرت میں جنت (حاصل کی) ہے۔

محسن کا حق:

اور جس نے تمہارے ساتھ کوئی احسان اور کوئی نیکی کی ہے اس کا یہ حق ہے کہ تم اس کا شکریہ ادا کرو اور اس کے احسان کا تذکرہ کرو اس کو اچھے الفاظ میں یاد کرو اور اس کے لئے خلوص کے ساتھ دعا کرو جو تمہارے اور اللہ کے درمیان ہو گی۔ اگر تم نے ایسا کیا تو سمجھ لو کہ تم نے اس کا شکریہ درپردہ بھی ادا کر دیا اور علانیہ بھی پھر اگر تمہارے بس میں ہو تو کسی دن اس کا بدلہ بھی چکا دو۔

موذن کا حق:

اور موذن کا حق تو تمہیں معلوم ہونا چاہیئے کہ وہ تمہیں تمہارے رب کی یاد دلاتا ہے۔ اور تمہیں اپنا حصہ (ثواب) لینے کے لئے بلاتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کے فریضہ کی ادائیگی میں تمہاری مدد کرتا ہے۔ پس تم اس کا شکریہ ادا کرو ویسا ہی شکریہ جیسا تم احسان ادا کرنے والے کا ادا کرتے ہو۔

پیش نماز کا حق:

اور تم پر تمہارے پیش نماز کا حق تو تمہیں معلوم ہونا چاہیئے کہ تمہارے اور خدائے عزوجل کے درمیان اس نے سفارت کا قلادہ اپنے گلے میں ڈالا ہے اور وہ تمہاری طرف سے اللہ تعالیٰ سے گفتگو کرتا ہے تم اس کی طرف سے گفتگو نہیں کرتے، وہ تمہارے لئے دعا کرتا ہے تم اس کے لئے دعا نہیں کرتے اور اللہ کی بارگاہ میں پرہول مقام پر تمہاری نیابت کرتا ہے پس اگر وہ کوئی کوتاہی کرتا ہے تو یہ ذمہ داری اس کی ہے تم پر نہیں ہے اور اگر اس نے کوئی کوتاہی نہیں کی ہے بلکہ

نماز صحیح اور مکمل پڑھی ہے تو تم اس میں اس کے شریک ہو۔ اور اس کو مقام ثواب میں تم پر کوئی فضیلت حاصل نہیں ہے۔ لہذا اس کو پیش کر کے اپنے کو بچالو اور اس کی نماز کے ذریعے اپنی نماز کو بچاؤ اور اس امر پر تم اس کا شکریہ ادا کرو۔

ہم نشین کا حق:

اور تمہارے ہمنشین کا حق تم پر یہ ہے کہ اپنے پہلو کو اس کے لئے نرم بناؤ اور گفتگو میں اور الفاظ میں اس کے ساتھ انصاف کرو اور اس کی مجلس سے بغیر اس کی اجازت کے نہ اٹھو مگر جس کی مجلس میں تم جا کر بیٹھے ہو اس کے لئے یہ جائز ہے کہ بغیر تمہاری اجازت کے وہ مجلس سے اٹھ جائے۔ اور اس کی لغزشوں کو بھلا دو اور اس کی نیکیوں کو یاد رکھو اور سوائے خیر اور اچھی باتوں کے اسے کچھ نہ سناؤ۔

پڑوسی کا حق:

تمہارے پڑوسی کا حق یہ ہے کہ اس کی غیبت میں اس کی حفاظت کرو اور اس کی موجودگی میں اس کا اکرام کرو اگر وہ مظلوم ہے تو اس کی مدد کرو اور اس کی پوشیدہ باتوں کی کھوج میں نہ لگو اور اگر اس کی کوئی بری بات تمہارے علم میں ہو تو اس کو چھپاؤ۔ اگر تمہیں معلوم ہو کہ وہ تمہاری نصیحت قبول کرلے گا تو اکیلے میں اس کو نصیحت کرو اور تنگی و سختی کے وقت اس کا ساتھ نہ چھوڑو اس کی حاجت روائی کرو اس کی خطا معاف کرو اس کے ساتھ شریفوں اور عزت داروں جیسا سلوک کرو اور نہیں ہے کسی میں کوئی قوت لیکن صرف اللہ کی عطا کی ہوئی۔

ہم صحبت کا حق:

اپنے ہم صحبت اور ساتھی کا حق یہ ہے کہ تم تفضّل مہربانی اور انصاف کے ساتھ ہم صحبت رہو اور تم اس کا اسی طرح اکرام کرو جس طرح وہ تمہارا اکرام کرتا ہے اور اس کا موقع نہ دو کہ وہ تم سے حسن سلوک کرنے میں سبقت کر جائے اور اگر اس نے سبقت کرلی ہے تو اس کا بدلہ اتار دو۔ جس طرح وہ تم سے محبت سے پیش آتا ہے اسی طرح تم بھی اس سے محبت سے پیش آؤ اگر وہ کسی معصیت کا ارادہ کرتا ہے تو اسے جھڑک دو اس پر مہربانی کرو اس کے لئے عذاب نہ بن جاؤ۔ اور نہیں ہے کسی کے پاس کوئی قوت لیکن صرف اللہ کی عطا کی ہوئی۔

شریک کا حق:

تمہارے کاروبار میں شریک کا حق یہ ہے کہ اگر وہ غائب ہے تو اس کی جگہ تم اس کے بدلے کام کردو اور اگر وہ

موجود ہے تو اس کی رعایت کرو اور اس کے حکم کے خلاف تم حکم نہ چلاؤ اور بغیر اس سے افہام و تفہیم کے اپنی رائے نہ چلاؤ اس کے مال کی حفاظت کرو اور کسی بڑی یا چھوٹی چیز میں خیانت نہ کرو۔ اسی لئے کہ اللہ تعالیٰ کا ہاتھ دونوں پر ہے جب تک کہ وہ دونوں خیانت نہ کریں اور نہیں ہے کوئی قوت لیکن صرف اللہ کی عطا کی ہوئی۔

مالک کا حق:

مالک کا حق یہ ہے کہ اس کے مال سے اتنا ہی لو جتنی اس نے اجازت دی ہے اور اتنا ہی خرچ کرو جتنی اس کی مرضی ہے۔ اور اپنی ذات پر اس شخص کے لئے ایثار نہ کرو جو تمہارا شکریہ بھی ادا نہ کرے اور اپنے رب کی اطاعت میں رہتے ہوئے اس کا کام کرو۔ بخل سے کام نہ لو ورنہ اتباع کے باوجود حسرت و ندامت کے گڑھے میں گر پڑو گے۔ اور نہیں ہے کوئی قوت لیکن صرف اللہ کی عطا کی ہوئی۔

قرض خواہ کا حق:

اور قرض خواہ کا حق جو تم سے اپنی رقم کا مطالبہ کر رہا ہے تو اگر تم کشادہ دست ہو تو اس کی رقم ادا کر دو اور اگر تنگ دست ہو تو اچھی گفتگو کر کے اس کو راضی کر لو۔ اور اچھے انداز سے اس کو واپس کرو۔

میل ملاپ والے کا حق:

اپنے سے میل ملاپ والے کا حق یہ کہ تم اس کے ساتھ دھوکہ دھڑی اور مکر و فریب نہ کرو اس کے معاملہ میں اللہ سے ڈرو۔

مدعی کا حق مدعا علیہ پر:

اگر تم پر کسی نے دعویٰ دائر کیا تو اگر اس کا دعویٰ درست ہے تو پھر تم خود اپنے نفس کے خلاف گواہ ہو اس پر ظلم نہ کرو اس کا جو حق ہے اسے ادا کر دو۔ اور اگر اس کا دعویٰ باطل اور غلط ہے تو اس کے ساتھ نرمی کرو اور اس کے معاملہ میں نرمی کے سوا کچھ نہ کرو اور اپنے رب کو اس کے معاملہ میں ناراض نہ کرو۔ اور نہیں کوئی قوت لیکن اللہ کی عطا کی ہوئی۔

مدعا علیہ کا حق:

اور مدعا علیہ کا حق جس پر تم نے دعویٰ کیا ہے تو اگر تم اپنے دعوی میں حق پر ہو تو اس سے اچھی گفتگو کرو اور جہاں

تک اس کا حق ہے اس سے انکار نہ کرو۔ اور اگر تمہارا دعویٰ باطل اور غلط ہے تو اللہ سے ڈرو توبہ کرو اور اپنے دعویٰ سے باز آؤ۔

مشورہ چاہنے والے کا حق:

اور اگر تم سے کوئی مشورہ چاہتا ہے تو اس کا حق یہ ہے کہ اگر تمہارے علم میں اس کے لئے کوئی اچھی رائے ہے تو اس کو وہ رائے اور مشورہ دے دو اور اگر کوئی اچھی رائے تمہارے علم میں نہیں ہے تو اسے کوئی ایسا شخص بتادو جو اس کو صحیح مشورہ دیدے۔

مشورہ دینے والے کا حق:

اور مشورہ دینے والے کا حق تم پر یہ ہے کہ اگر اس کی رائے تمہارے موافق نہ رہے تو اس کو متہم نہ کرو اور اگر اس کی رائے تمہارے موافق رہی تو اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرو۔

نصیحت چاہنے والے کا حق:

نصیحت چاہنے والے کا حق یہ ہے کہ تم اپنی نصیحت سے اس کو نوازو لیکن مہربانی اور نرمی کے ساتھ۔

نصیحت کرنے والے کا حق:

اور ناصح کا حق یہ ہے کہ تم اس کے سامنے اپنے بازوؤں کو ڈھیلا اور نرم رکھو اور کان لگا کر اس کی نصیحت کو سنو اگر وہ درست نصیحت کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرو اور اگر اس کی نصیحت تمہارے موافق نہ آئے تو اس پر رحم کرو اس پر اتہام نہ لگاؤ اور یہ سمجھ لو کہ اس سے غلطی ہوگئی اس سے کوئی مواخذہ نہ کرو مگر یہ کہ وہ واقعاً مستحق اتہام ہو مگر کسی حال میں اس سے جنگ کے لئے آمادہ نہ ہو۔ اور نہیں کوئی قوت لیکن اللہ کی عطا کی ہوئی۔

اپنے سے بڑے کا حق:

اپنے سے بڑے بزرگ کا حق یہ ہے کہ اس کے سن کی وجہ سے اس کی توقیر کرو اور چونکہ وہ اسلام میں تم سے مقدم ہے اس لئے اس کی تعظیم کرو اور جھگڑے کے وقت اس کا مقابلہ ترک کرو۔ راستہ میں اس سے سبقت نہ کرو اور اس کے آگے نہ چلو اس کو جاہل نہ کہو اور اگر وہ تمہارے سامنے جہالت کرے تو اسے برداشت کرو اس کے سبقت اسلام کی وجہ سے

اس کا اکرام واحترام کرو۔

اپنے سے چھوٹے کا حق:

اپنے سے چھوٹے کا حق یہ ہے کہ مہربانی کے ساتھ اس کو تعلیم دو۔اس کی خطا کو معاف کرو اور اسے چھپاؤ اس کے ساتھ نرمی سے پیش آؤ اور اس کی اعانت اور مدد کرو۔

سائل کا حق:

سائل کا حق یہ ہے کہ اس کی بقدر حاجت اس کو دو۔

جس سے سوال کیا جائے اس کا حق:

اور جس سے سوال کیا جائے اس کا حق یہ ہے کہ جو کچھ وہ دے اس کو شکریہ کے ساتھ اس کی بخشش سمجھتے ہوئے قبول کرو اور اگر وہ کچھ نہ دے تو اس کے عذر کو قبول کرو۔

اللہ کی خوشنودی کیلئے خوش کرنے والے کا حق:

اور اللہ کی خوشنودی کے لئے جو تم کو خوش کرے اس کا حق یہ ہے کہ پہلے تم اللہ کا شکر کرو اس کے بعد اس کا شکریہ ادا کرو۔

تکلیف پہنچانے والے کا حق:

اور تکلیف پہنچانے والے کا حق یہ ہے کہ تم اس کو معاف کر دو اور اس کو اذیت پہنچانے سے باز رہو۔اور اگر تمہیں یہ علم ہو کہ معاف کرنا مضر ہے تو اس سے بدلہ لے لو۔چنانچہ اللہ تعالیٰ کا بھی ارشاد ہے
ولمن انتصر بعد ظلمه فاولئك ما عليهم من سبيل (سورہ شوریٰ ۴۱) (جس پر ظلم ہوا ہو اگر وہ اس کے بعد انتقام لے تو ایسے لوگوں پر کوئی الزام نہیں)

اہل ملت کا حق:

اور اپنے اہل ملت کا حق تم پر یہ ہے کہ درپردہ ان کے بہی خواہ رہو ان پر مہربانی کرو۔اور ان میں جو برا سلوک

کرنے والے ہیں ان کے ساتھ نرمی سے پیش آؤ ان کی دلجوئی کرو اور ان کی اصلاح کی فکر کرو۔ اور ان میں جو اچھا سلوک کرنے والے ہیں ان کا شکریہ ادا کرو اور ان سب کو اذیت پہنچانے سے باز رہو اور ان کے لئے وہی بات پسند کرو جو اپنی ذات کے لئے پسند کرتے ہو اور ان کے لئے وہ بات ناپسند کرو جو اپنے لئے ناپسند کرتے ہو۔ اور اپنی ملت کے بوڑھوں اور بزرگوں کو اپنے باپ کے بمنزلہ سمجھو، ان کے جوانوں کو اپنے بھائی کے بمنزلہ، ان کی بوڑھی عورتوں کو اپنی ماں کے بمنزلہ اور بچوں کو اپنی اولاد کے بمنزلہ سمجھو۔

ذمیوں کا حق:

اور ذمیوں (وہ کافر جو اسلامی ملک میں ہیں) کا حق یہ ہے کہ ان سے اتنا ہی قبول کرلو جتنا اللہ تعالیٰ نے ان سے قبول کیا ہے اور جب تک وہ اللہ تعالیٰ کے عہد کو پورا کرتے رہیں تم ان پر زیادتی نہ کرو۔

باب : اعضاء وجوارح پر فرض

(۳۲۱۵) حضرت امیرالمومنین علیہ السلام نے اپنے فرزند محمد حنفیہ رضی اللہ عنہ کو اپنی وصیت میں ارشاد فرمایا کہ اے فرزند جو تم نہیں جانتے اس کے متعلق کچھ نہ کہو۔ بلکہ جتنا تم جانتے ہو وہ (بھی) کُل کا کُل نہ کہدو۔ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے تمام اعضاء وجوارح پر کچھ فرائض عائد کئے ہیں جس کے لئے وہ قیامت کے دن تم سے بازپرس کرے گا اور اس سے تم پر اپنی حجت قائم کرے گا۔ لہذا ان اعضاء کو ان کے فرائض یاد دلاؤ انہیں نصیحت کرو۔ انہیں محتاط بناؤ انہیں ادب سکھاؤ اور انہیں بیکار نہ چھوڑو۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

ولا تقف مالیس لک به علم ان السمع والبصر والفواد کل اولئک کان عنه مسئولا (بنی اسرائیل ۳۶)

(اور جس چیز کا تمہیں وثوق۔ یقین نہ ہو خواہ مخواہ اس کے پیچھے نہ پڑا کرو کیونکہ کان آنکھ اور دل ان سب کی قیامت کے دن یقیناً بازپرس ہونی ہے)۔

نیز اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

اذ تلقونه بالسنتکم و تقولون بافواهکم مالیس لکم به علم و تحسبونه هیناً و هو عند الله عظیم (سورہ نور ۱۵) {تم اپنی زبانوں سے اس کو ایک دوسرے سے بیان کرنے لگے اور اپنے منہ سے ایسی بات کہتے تھے جس کا تمہیں علم ویقین نہ تھا اور (مزا یہ کہ) تم نے اس کو ایک آسان بات سمجھ لیا تھا حالانکہ وہ خدا کے نزدیک بڑی سخت بات تھی}

پھر ان سے اپنی عبادت اور اطاعت کا مطالبہ کیا ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

یا ایھاالذین امنوا ارکعوا واسجدوا واعبدوا ربکم وافعلوا الخیر لعلکم تفلحون (سورہ حج ۷۷) (اے ایمان رکھنے والو رکوع کرو اور سجدے کرو اور اپنے پروردگار کی عبادت کرو اور نیکی کرو تاکہ تم کامیاب ہو جاؤ۔) تو اعضاء جوارح پر یہ جامع اور واجب فرائض ہیں۔

نیز اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے

و ان المساجد للہ فلا تدعو مع اللہ احداً۔ (سورہ الجن ۱۸) (یہ مساجد خاص اللہ کے لئے ہیں تو تم لوگ خدا کے ساتھ کسی کی عبادت نہ کرنا) یہاں مساجد سے مراد اللہ نے چہرہ، دونوں ہاتھ، دونوں گھٹنے اور دونوں انگوٹھے لئے ہیں)۔

نیز اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وما کنتم تستترون ان یشھد علیکم سمعکم ولا ابصارکم ولا جلودکم (حم السجدہ ۲۲) [اور تم لوگ اس خیال سے (اپنے گناہوں کی) پردہ داری بھی تو نہیں کرتے تھے کہ تمہارے کان اور تمہاری آنکھیں اور تمہارے جلوؔد اعضاء تمہارے برخلاف گواہی دیں گے] یہاں جلود سے مراد شرمگاہیں ہیں۔

کان کا فریضہ:

پھر اللہ تعالیٰ نے تمہارے اعضا میں سے ہر عضو پر ایک فرض مخصوص کیا ہے اور اس پر نص کردیا ہے۔ چنانچہ کان پر فرض یہ ہے کہ وہ گناہ کی باتوں پر دھیان نہ دے اس کے متعلق اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وقد نزل علیکم فی الکتاب ان اذا سمعتم آیات اللہ یکفر بھا و یستھزا بھا فلا تقعدوا معھم حتی یخوضوا فی حدیث غیرہ انکم اذا مثلھم (سورہ النساء ۱۴۰) [مسلمانوں حالانکہ اللہ تعالیٰ تم پر اپنی کتاب میں یہ حکم نازل کرچکا ہے کہ جب تم سن لو کہ خدائی آیتوں سے انکار کیا جاتا ہے اور اس سے مسخرا پن کیا جاتا ہے تو تم ان (کفار) کے ساتھ مت بیٹھو یہاں تک کہ وہ کسی دوسری بات میں غور کرنے لگیں ورنہ تم بھی اس وقت ان ہی کے برابر ہو جاؤ گے۔]

نیز اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

اذا رأیت الذین یخوضون فی ایاتنا فاعرض عنھم حتی یخوضوا فی حدیث غیرہ - (سورہ انعام ۶۸) (اور جب تم ان لوگوں کو دیکھو جو ہماری آیتوں میں بیہودہ بحث کرتے ہیں تو ان کے پاس سے ٹل جاؤ یہاں تک کہ وہ لوگ کسی اور بات میں بحث کرنے لگیں۔)

پھر اس کے ساتھ نسیان (بھول چوک) کو مستثنیٰ کردیا ہے چنانچہ ارشاد ہے و اما ینسینک الشیطان فلاتقعد بعد الذکری مع القوم الظالمین (اور اگر ہمارا یہ حکم شیطان تم کو بھلادے تو یاد آنے کے بعد ظالم لوگوں کے ساتھ ہرگز نہ بیٹھنا) (سورہ انعام آیت نمبر ۶۸)

نیز اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

فبشر عباد الذین یستمعون القول فیتبعون احسنه اولئک الذین هدا هم الله و اولئک هم اولوا الالباب (میرے ان خالص بندوں کو خوشخبری دیدو جو بات کو جی لگا کر سنتے ہیں اور پھر ان میں سے اچھی بات پر عمل کرتے ہیں یہی وہ لوگ ہیں جنکی اللہ نے ہدایت کی ہے اور یہی لوگ عقل مند ہیں) (سورہ الزمر ۱۸)

نیز اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

و اذا مروا باللغو مروا کراماً (اور وہ لوگ جب کسی بیہودہ کام کے پاس سے گزرتے ہیں تو بزرگانہ انداز سے گزر جاتے ہیں) (سورہ الفرقان ۷۲)

نیز ارشاد ہے۔

و الذین اذا سمعوا اللغو اعرضوا عنه (جب کسی سے کوئی لغو بات سنی تو اس سے کنارہ کش رہے) (سورہ القصص ۔ ۵۵)

تو یہ باتیں وہ ہیں جو اللہ نے کان پر فرض کی ہیں اور یہ اسکا عمل ہے۔

آنکھوں کا فریضہ:

اور آنکھ پر یہ فرض ہے کہ جن چیزوں کا دیکھنا اللہ نے اس پر حرام کیا اسے نہ دیکھے چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے قل للمومنین یغضوا من ابصارهم و یحفظوا فروجهم (اے رسول صاحبان ایمان سے کہہ دو کہ اپنی نگاہوں کو نیچی رکھیں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں) (سورہ النور ۳۰)

اس طرح اللہ نے حرام کر دیا ہے کہ کوئی شخص دوسرے کی شرمگاہ پر نظر ڈالے۔

زبان کا فریضہ:

اور زبان کا فریضہ ہے کہ اقرار کرے اور جو کچھ منہ سے عہد کیا ہے دل سے اسکی تصدیق کرے چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے قولوا آمنا بالله و ما انزل الینا و انزل الیکم و الهنا و الهکم واحد و نحن له مسلمون (اور کہہ دو جو کتاب ہم لوگوں پر نازل ہوئی ہے اور جو کتاب تم لوگوں پر نازل ہوئی ہے ہم سب پر ایمان لا چکے ہیں اور ہمارا اور تمہارا معبود ایک ہی ہے اور ہم اسی کے فرمانبردار ہیں) (سورہ عنکبوت ۴۶)

نیز اللہ کا ارشاد ہے۔و قولوا للناس حسنا (اور لوگوں سے اچھی طرح نرمی سے باتیں کرو) (سورہ بقرہ ۸۳)

قلب کا فریضہ:

اور اللہ نے قلب پر یہ فریضہ عائد کیا کہ یہ تمام اعضاء وجوارح کا حاکم ہے اسی کے ذریعہ سوچا سمجھا جاتا ہے اور اسی کے حکم اور رائے سے اعضا حرکت کرتے ہیں چنانچہ اسکے متعلق اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے الا من اکرہ و قلبہ مصمئن بالایمان (لیکن وہ شخص جو کلمہ کفر کہنے پر مجبور کردیا جائے مگر اسکا دل ایمان سے مطمئن ہو) (سورہ النحل ۱۰۶)

نیز اس قوم کا حال بتاتے ہوئے جو زبان سے ایمان لائے مگر ان کا دل ایمان نہیں لایا ارشاد الہیٰ ہے الذین قالو آمنا بافوا ھھم و لم تو من قلوبھم (وہ لوگ منہ سے کہتے ہیں کہ ہم ایمان لائے مگر ان کا قلب ایمان نہیں لایا ہے) (سورہ مائدہ ۴۱)

نیز اللہ کا ارشاد ہے الا بذکر اللہ تطمئن القلوب (آگاہ ہو کہ ذکر خدا سے قلب مطمئن ہوجاتے ہیں) (سورہ رعد آیت نمبر ۲۸)

نیز اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے و ان تبدو امافی انفسکم او تخفوہ یحاسبکم بہ اللہ فیغفر لمن یشاء و یعذب من یشاء (جو کچھ تمہارے دلوں میں ہے خواہ تم اسکو ظاہر کرو خواہ چھپاؤ خدا تم سے اسکا حساب لیگا جسے چاہے گا بخش دے گا جسے چاہے گا اس پر عذاب کرے گا) (سورہ بقرہ ۲۸۴)

ہاتھوں کا فریضہ:

اور ہاتھوں کیلئے یہ فرض ہے کہ تم ان کو ان چیزوں کی طرف نہ بڑھاؤ جو اللہ نے تم پر حرام کی ہیں بلکہ ان دونوں کو اللہ کی اطاعت میں استعمال کرو چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ یاایھا الذین آمنوا اذا قمتم الی الصلوٰۃ فاغسلو او جو ھکم و ایدیکم الی المرافق و امسحوا برؤ سکم و ارجلکم الی الکعبین (اے ایماندارو جب تم نماز کیلئے آمادہ ہو تو دھو ڈالو اپنے منہ کو اور اپنے ہاتھوں کو کہنیوں سمیت اور اپنے سروں کا اور ٹخنوں تک پاؤں کا مسح کرلیا کرو) (سورہ مائدہ آیت۔ ۶)

نیز اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا فاذا لقیتم الذین کفرو افضرب الرقاب (جب تم کافروں سے بھڑو تو ان کی گردنیں ماردو) (سورہ محمدؐ ۔۴)

پاؤں کا فریضہ:

اور پاؤں کیلئے یہ فرض کیا ہے کہ تم اسکو اللہ کی اطاعت میں چلاؤ اور اس طرح نہ چلو جسطرح کوئی سرکش و نافرمان چلتا ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے و لا تمش فی الارض مرحا انک لن تخرق الارض و لن تبلغ الجبال طولا کل ذلک کان

سیئه عند ربک مکروھا (اورزمین پر اکڑ کر نہ چلا کر کیونکہ تو اپنے اس دھماکے کی چال سے زمین کو ہرگز پھاڑ نہ ڈالے گا اور نہ تن کر چلنے سے ہرگز لمبائی میں پہاڑوں کے برابر پہنچ سکے گا ان سب باتوں کی برائی تمہارے پروردگار کے نزدیک ناپسند ہے) (سورہ بنی اسرائیل آیت نمبر ۳۸-۳۷)

نیز اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔الیوم نختم علی افواھم و تکلمنا ایدیھم و تشھد ارجلھم بما کانوا یکسبون (آج ہم ان لوگوں کے منہ پر مہر لگا دیں گے اور جو جو کارستانیاں یہ دنیا میں کر رہے تھے خود انکے ہاتھ بول کر بتا دیں گے اور انکے پاؤں گواہی دینگے) (سورہ یٰسین ۶۵)

تو اللہ نے ان کے متعلق بتایا ہے کہ قیامت کے دن یہ سب اپنے مالک کے خلاف گواہی دیں گے

تو یہ سب اللہ تعالیٰ نے تمہارے اعضاء وجوارح پر فرض کیا ہے لہذا اللہ سے ڈرواے فرزند اور ان سب کو اللہ کی اطاعت اور اسکی خوشنودی میں استعمال کرو اور اس امر سے بچو کہ اللہ تعالیٰ تم کو اپنی نافرمانی میں مبتلا دیکھے یا اطاعت کے وقت تم کو اطاعت کرتا ہوا نہ پائے ورنہ تم گھاٹے میں رہنے والوں میں شمار ہو جاؤ گے۔اور تم پر لازم ہے کہ قران کی تلاوت کیا کرو اور جو کچھ اس میں ہے اس پر عمل کیا کرو۔اور اسکے فرائض وشرعی احکام اسکے حلال اسکے حرام اسکے امر اور اسکی نہی کو لازم سمجھو۔نماز شب میں اسکی تلاوت کیا کرو۔اسکی تلاوت رات اور دن دونوں میں ہونی چاہیئے اس لئے کہ یہ قران اللہ کا ایک عہد نامہ ہے بندوں کی طرف ۔ لہذا ہر مسلم پر واجب ہے کہ روزانہ اپنے عہد نامے کو دیکھے خواہ اسکی پچاس آیتیں کیوں نہ ہوں۔اور یہ جان لو کہ آیات قرانی کی تعداد کے برابر جنت کے درجات ہیں جب قیامت کا دن ہوگا تو قاری قران سے کہا جائے گا کہ قران کی قرات کرو اور بلندی پہ چڑھتے جاؤ۔تو جنت میں انبیاء وصدیقین کے بعد کوئی درجہ اس سے بلند نہ ہوگا۔

حضرت امیرالمومنین علیہ السلام کی یہ وصیت طویل ہے میں نے اس میں سے بقدر حاجت نقل کیا ہے۔اور نہیں کوئی قوت اور نہیں ہے کوئی طاقت لیکن صرف خدائے بزرگ برتر کی عطا کی ہوئی۔اور حمد اس خدا کی جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے۔

الحمد للہ کتاب من یحضرہ الفقیہ تالیف شیخ امام سعید وفقیہ ابو جعفر محمد بن علی بن حسین بن موسیٰ بن بابویہ قمی علیہ الرحمہ کی دوسری جلد کا اردو ترجمہ تمام ہوا۔

مترجم سید حسن امداد ممتاز الافاضل

غازی پوری

پنجشنبہ ۱۵ صفر ۱۴۱۴ھ مطابق ۵ اگست ۱۹۹۳ء

علل الشرائع

مولفہ

شیخ صدوقؒ

انسانی ذہن میں پیدا ہونے والے مختلف سوالات کے جوابات معصومینؑ کی احادیث کی روشنی میں۔ مثلاً

(۱) کیا آپ جانتے ہیں کہ آگ کی پرستش کیوں کی گئی؟

(۲) کیا آپ جانتے ہیں کہ نجف کا نام نجف کیوں رکھا گیا؟

(۳) کیا آپ جانتے ہیں کہ حضرت موسیٰ نے موت کی تمنا کیوں کی اور انکی قبر کا کسی کو پتہ نہیں؟

(۴) کیا آپ جانتے ہیں کہ حضورؐ نے پیدا ہوتے ہی کلام نہیں کیا جیسا کہ حضرت عیسیٰؑ نے کیا تھا۔ کیوں؟

(۵) کیا آپ جانتے ہیں کہ لوگ بدشکل کیوں ہو گئے؟

(۶) کیا آپ جانتے ہیں کہ کافر کی نسل میں مومن اور مومن کی نسل میں کافر کیوں پیدا ہوتے ہیں؟

(۷) کیا آپ جانتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے احمقوں کے رزق میں وسعت کیوں رکھی ہے؟

(۸) کیا آپ جانتے ہیں کہ باپ کو اولاد سے جتنی محبت ہوتی ہے اتنی محبت اولاد کو باپ سے نہیں ہوتی۔ کیوں؟

(۹) کیا آپ جانتے ہیں کہ بڑھاپا کیوں آتا ہے؟

(۱۰) کیا آپ جانتے ہیں کہ پاک ولادت محبت اہلبیت کے سبب ہوتی ہے اور ناپاک ولادت ان کی دشمنی کے سبب ہوتی ہے؟

(۱۱) کیا آپ جانتے ہیں کہ لوگ حضرت علی کے فضل و کرم کو جانتے ہوئے اغیار کے ساتھ ہو گئے۔ کیوں؟

(۱۲) کیا آپ جانتے ہیں کہ جب حضرت علی کے پاس خلافت آئی تو انہوں نے فدک نہیں لیا۔ کیوں؟

(۱۳) کیا آپ جانتے ہیں کہ بعض ائمہ نے تلوار اٹھائی اور بعض گھر میں بیٹھے رہے بعض نے امامت کا اظہار کیا اور بعض نے مخفی رکھا؟

(۱۴) کیا آپ جانتے ہیں کہ زمین کبھی بھی حجت خدا سے خالی نہیں رہتی؟

(۱۵) کیا آپ جانتے ہیں کہ حضرت علی محرابوں کو توڑ دیا کرتے تھے؟

(۱۶) کیا آپ جانتے ہیں کہ سجدے میں طول دینا کیوں مستحب ہے؟

(۱۷) کیا آپ جانتے ہیں کہ نماز شب کا حکم کیوں دیا گیا ہے؟

(۱۸) کیا آپ جانتے ہیں کہ عید کے موقع پر آل محمدؐ کا حزن و غم کیوں تازہ ہو جاتا ہے؟

(۱۹) کیا آپ جانتے ہیں کہ بڑھاپے کے بغیر چہرے پر بڑھاپے کے آثار نمودار ہونے کا سبب کیا ہے؟

(۲۰) کیا آپ جانتے ہیں کہ مومن کی نیت اس کے عمل سے بہتر ہے؟

یہ اور انہی سے متعلق دیگر سوالات کے جوابات کے لئے الکساء پبلشرز کی مندرجہ بالا کتاب سے رجوع فرمائیں۔

التوحید

مولفہ

شیخ صدوقؒ

توحید باری کی صرف ائمہ معصومین نے تشریح کی ہے جسے شیخ صدوق نے اس کتاب میں جمع کر دیا۔ تو.

(۱) کیا آپ جانتے ہیں کہ توحید اور عدل کے معنی کیا ہیں؟

(۲) کیا آپ جانتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی آنکھوں، کان اور زبان کے معنی کیا ہیں؟

(۳) کیا آپ جانتے ہیں کہ قران کیا ہے؟

(۴) کیا آپ جانتے ہیں کہ اذان و اقامت کے حروف کی تفسیر کیا ہے؟

(۵) کیا آپ جانتے ہیں اللہ کی عظمت کے بارے میں؟

(۶) کیا آپ جانتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی معرفت کس ذریعے سے ہو سکتی ہے؟

(۷) کیا آپ جانتے ہیں کہ عرش اور اسکی صفات کیا ہیں؟

(۸) کیا آپ جانتے ہیں کہ مشیت اور ارادہ کیا ہیں؟

(۹) کیا آپ جانتے ہیں کہ استطاعت الٰہی کیا ہے؟

(۱۰) کیا آپ جانتے ہیں کہ واحد، توحید اور موحد کے معنی کیا ہیں؟

(۱۱) کیا آپ جانتے ہیں کہ اللہ تبارک و تعالیٰ کوئی شے ہے؟

(۱۲) کیا آپ جانتے ہیں کہ قدرت کیا ہے؟

یہ اور انہی سے متعلق دیگر سوالات کے جوابات کے لئے الکساء پبلشرز کی مندرجہ بالا کتاب سے رجوع فرمائیں۔

کمال الدین وتمام النعمۃ

مولفہ

شیخ صدوقؒ

(۱) کیا آپ جانتے ہیں کہ امام زمانہؑ کے بارے میں یہ وہ واحد کتاب ہے جسے خود امام زمانہ کی خواہش پر تحریر کیا گیا؟

(۲) کیا آپ جانتے ہیں کہ خلیفہ منتخب کرنے کا اختیار کس کو ہے؟

(۳) کیا آپ جانتے ہیں کہ غیبت کے اثبات اور اس کی حکمت کیا ہے؟

(۴) کیا آپ جانتے ہیں کہ امام زمانہؑ کے وجود اور ان کی امامت پر اللہ تعالیٰ کی نص کیا ہے؟

(۵) کیا آپ جانتے ہیں کہ امام قائمؑ پر رسول خداؐ کے نصوص کیا ہیں؟

(۶) کیا آپ جانتے ہیں کہ امام زمانہؑ کے بارے میں جو مولائے کائنات حضرت علیؑ ابن ابی طالب نے فرمایا ہے؟

(۷) کیا آپ جانتے ہیں کہ امام زمانہؑ کے بارے میں تمام ائمہؑ نے کیا فرمایا ہے؟

(۸) کیا آپ جانتے ہیں وہ روایت جو حضرت خضرؑ کی غیبت کے بارے میں آئی؟

(۹) کیا آپ جانتے ہیں وہ روایت جو حضرت ذوالقرنینؑ کی غیبت کے بارے میں وارد ہوئی؟

(۱۰) کیا آپ جانتے ہیں کہ کن لوگوں نے حضرت قائمؑ کا انکار کیا؟

(۱۱) کیا آپ جانتے ہیں اُن لوگوں کے بارے میں جنہوں نے حضرت قائمؑ کی زیارت کی؟

(۱۲) کیا آپ جانتے ہیں کہ غیبت امام زمانہؑ کا سبب کیا ہے؟

(۱۳) کیا آپ جانتے ہیں کہ نائبین کے لیے کیا توقیعات جاری کی گئیں؟

(۱۴) کیا آپ جانتے ہیں کہ امام زمانہؑ کی طول عمر کے اثبات کیا ہیں؟

(۱۵) کیا آپ جانتے ہیں دجال اور دوسری علامات ظہور کے بارے میں؟

(۱۶) کیا آپ جانتے ہیں کہ انتظار ظہور کا ثواب کتنا ہے؟

(۱۷) کیا آپ جانتے ہیں کہ امام زمانہ کا نام لینے کی ممانعت کیوں کی گئی ہے؟

یہ اور انہی سے متعلق دیگر سوالات کے جوابات کے لئے الکساء پبلشرز کی مندرجہ بالا کتاب سے رجوع فرمائیں۔

ثواب الاعمال وعقاب الاعمال

مولفہ

شیخ صدوقؒ

اچھے کاموں کے کرنے کا شوق دلانے اور برے کاموں سے بچانے والی کتاب جو آپ کو بتاتی ہے

(۱) کہ لا الہ الا اللہ کہنے کا کتنا ثواب ہے؟

(۲) کہ تسبیح اربعہ کثرت سے پڑھنے کا کتنا ثواب ہے؟

(۳) کہ نماز شب پڑھنے کا کتنا ثواب ہے؟

(۴) کہ یوم غدیر کے روزے کا ثواب کیا ہے؟

(۵) کہ نیکی کی تعلیم دینے کا کیا ثواب ہے؟

(۶) کہ دینداروں کے ساتھ بیٹھنے کا کیا ثواب ہے؟

(۷) کہ کسی مومن کو خوش کرنے کا ثواب کیا ہے؟

(۸) کہ کسی مومن کو قرض دینے کا ثواب کیا ہے؟

(۹) کہ کسی مرحوم کا قرض معاف کرنے کا کیا ثواب کیا ہے؟

(۱۰) کہ دو افراد کے درمیان صلح کرانے کا کیا ثواب ہے؟

(۱۱) کہ اہلبیت کے دشمن کی کیا سزا ہے؟

(۱۲) کہ اپنے امام کی معرفت کے بغیر مرنے والے کی سزا کیا ہے؟

(۱۳) کہ امیر المومنینؑ سے دشمنی رکھنے والے، اور شک کرنے والے کی کیا سزا ہے؟

(۱۴) کہ غرور و تکبر کی کیا سزا ہے؟

(۱۵) کہ یتیم کا مال کھانے کی کیا سزا ہے؟

(۱۶) کہ مومن کو ذلیل کرنے والے کی کیا سزا ہے؟

(۱۷) کہ قطع رحمی اور دلوں میں اختلاف کی کیا سزا ہے؟

(۱۸) کہ ریا کاری کی کیا سزا ہے؟

(۱۹) کہ گناہ پر خاموش رہنے والے کی کیا سزا ہے؟

(۲۰) کہ قران کو کمائی کا ذریعہ بنانے والے کی سزا کیا ہے؟

یہ اور انہی سے متعلق دیگر سوالات کے جوابات کے لئے الکساء پبلشرز کی مندرجہ بالا کتاب سے رجوع فرمائیں۔

معانی الاخبار

تالیف شیخ الصدوق

احادیث معصومینؑ میں سے بعض وضاحت طلب الفاظ استعمال ہوئے تھے جن کی تشریح خود معصومینؑ نے کی۔ یہ کتاب ایسی ہی تشریحات کا مجموعہ ہے جو آپ کو بتاتی ہے۔

۱۔ اللہ اکبر کے کیا معنی ہیں۔

۲۔ قرآن کے بعض سوروں میں شروع ہونے والے حروف مقطعات کے کیا معنی ہیں۔

۳۔ لوح و قلم کے کیا معنی ہیں۔

۴۔ عصمتِ امام کے کیا معنی ہیں۔

۵۔ رجس کے کیا معنی ہیں۔

۶۔ پیغمبر صلی اللہ علیہ و آلہ کے قول "میری اُمت کا اختلاف رحمت ہے" کے کیا معنی ہیں۔

۷۔ جہادِ اکبر کے کیا معنی ہیں۔

۸۔ علم کو ذریعہء معاش بنانے کے کیا معنی ہیں۔

۹۔ غیبت اور بہتان کے کیا معنی ہیں۔

۱۰۔ خلقِ عظیم کے کیا معنی ہیں۔

۱۱۔ نبیؐ کے قول "جب میں جنت میں داخل ہوا تو دیکھا کہ ان میں اکثریت سادہ لوح افراد کی ہے" کے کیا معنی ہیں۔

۱۲۔ امام جعفر صادق کے قول "موسم سرما مومن کی بہار ہے" کے کیا معنی ہیں۔

۱۳۔ تمام النعمۃ کے کیا معنی ہیں۔

۱۴۔ رشتہ داری کے بوجھ بن جانے کے کیا معنی ہیں۔

۱۵۔ نکاح میں ادلا بدلی کی ممانعت کے کیا معنی ہیں۔

۱۶۔ موت کے کیا معنی ہیں۔

۱۷۔ آخرت کی زینت کے کیا معنی ہیں۔

۱۸۔ ناصب کے کیا معنی ہیں۔

۱۹۔ امیر المومنینؑ کے خطبہ شقشقیہ کے کیا معنی ہیں۔

۲۰۔ اُس روایت کے کیا معنی ہیں کہ ایک ہی دفعہ میں (۳) تین طلاق والی عورتوں سے بچو کیوں کہ وہ شوہر دار عورتیں ہیں۔

۲۱۔ اُس قاتل کے معنی جو مرے گا نہیں۔

۲۲۔ امام صادق کا قول ہے "جس نے ریاست طلب کی وہ ہلاک ہوا" کے کیا معنی ہیں۔

یہ اور انہی سے متعلق دیگر سوالات کے جوابات کے لئے " **الکساء پبلیشرز** " کی مندرجہ بالا کتاب سے رجوع فرمائیں۔

اُردو

من لا یحضرہ الفقیہ

تالیف

الشیخ الصدوق ابی جعفر محمد بن علی

ابن الحسین بن موسیٰ بن بابویہ القمی

المتوفی ۳۸۱ھ

پیشکش

سید اشفاق حسین نقوی

ناشر

الکساء پبلیشرز

آر-۱۵۹ سیکٹر ۵ بی ۲ نارتھ کراچی

یہ کتاب

اپنے بچوں کے لیے scan کی بیرونِ ملک مقیم ھیں

مو منین بھی اس سے استفادہ حاصل کرسکتے ھیں.

منجانب.

سبیلِ سکینہ

یونٹ نمبر ۸ لطیف آباد حیدر آباد پاکستان

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ

نام کتاب	من لایحضرہ الفقیہ (اردو)
مولف	شیخ الصدوق علیہ الرحمہ
مترجم	سید حسن امداد ممتاز الافاضل (غازی پوری)
تزئین	سید فیضیاب علی رضوی
کمپوزنگ	شگفتہ کمپوزنگ اینڈ گرافکس سینٹر
اشاعت اول	نومبر ۱۹۹۴ء
اشاعت دوئم	جولائی ۱۹۹۶ء
قیمت	۴۰۰ روپے

ناشر

الکساء پبلیشرز

آر-۱۵۹ سیکٹر ۵ بی ۲ نارتھ کراچی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فہرست (جلد سوم)

باب	عنوان	صفحہ
	پیش لفظ	٨
١۔	(اپنے معاملات کے فیصلے کیلئے) کس کو حکم بنانا جائز ہے اور کس کو بنانا جائز نہیں	١١
٢۔	قاضیوں کی اقسام اور فیصلوں کی صورتیں	١٢
٣۔	حکم اور قاضی بننے سے اجتناب	١٢
٤۔	قاضیوں کی مجلسوں میں بیٹھنا مکروہ ہے	١٣
٥۔	عہدہ قضا پر تنخواہ لینے کی کراہت	١٣
٦۔	فیصلہ میں ناانصافی	١٤
٧۔	فیصلہ میں غلطی	١٤
٨۔	فیصلہ میں خطا کرنے کا تاوان	١٤
٩۔	دو عادلوں کے حکم بنانے پر اتفاق	١٤
١٠۔	قاضیوں کے آداب	١٦
١١۔	کن امور پر ظاہری حالت کو دیکھ کر حکم کیا جائے	١٨
١٢۔	فیصلہ کرنے کیلئے مختلف حیلے اور تدبیریں	١٨
١٣۔	ممانعت اور افلاس	٢٧
١٤۔	حکم احکام سعی وسفارش	٢٨
١٥۔	قید کا حکم	٢٨
١٦۔	عدالت	٣٢
١٧۔	کس کی شہادت کو رد کر دینا واجب ہے اور کس کی شہادت کو قبول کر لینا واجب ہے	٣٤
١٨۔	مدعی کی قسم کے ساتھ ایک گواہ کے متعلق حکم	٤٠
١٩۔	مدعی کی قسم کے ساتھ دو عورتوں کی گواہی کے متعلق حکم	٤١
٢٠۔	اگر کسی شخص کو گواہ نہ بنایا گیا مگر اس کو معاملہ کا علم ہو اس بناء پر گواہی	٤١
٢١۔	گواہی دینے سے انکار کرنا اور گواہی دینے کیلئے جو حکم دیا گیا ہے اور تاکید کی گئی ہے اور کتمان شہادت	٤٢
٢٢۔	جھوٹی گواہی اور اس کے متعلق جو احکام آئے ہیں	٤٣
٢٣۔	مدعا علیہ کے حلف سے مدعی کا حق باطل ہو جائے گا خواہ اس کے پاس گواہ کیوں نہ ہوں	٤٤
٢٤۔	قسم سے انکار اور اس انکار سے حق کے باطل ہونیکا حکم	٤٥
٢٥۔	اگر کسی میت پر کوئی مدعی حق کا دعویٰ کرے تو گواہوں کے پیش کرنے کے بعد بھی حکم ہے کہ وہ قسم کھائے	٤٥
٢٦۔	دو شخصوں نے ایک شے کے متعلق دعویٰ کیا کہ یہ میری ہے اور دونوں نے اپنے اپنے گواہ پیش کئے اس کا فیصلہ	٤٦
٢٧۔	تمام دعوں کے متعلق فیصلہ کرنے کے اصول	٤٧
٢٨۔	عورت کے خلاف گواہی	٤٧
٢٩۔	حق تلفی اور خلاف سنت امور کے متعلق گواہی کا باطل ہونا	٤٨
٣٠۔	کسی کی گواہی پر گواہی دینا	٤٨
٣١۔	گواہی دینے میں احتیاط	٥٠
٣٢۔	میت پر کسی کا قرض ہے اس کی گواہی کیا میت کا وصی دے سکتا ہے	٥١
٣٣۔	جھوٹی گواہی سے حق ثابت کرنا منع ہے	٥١
٣٤۔	گواہیوں سے متعلق بعض نادر روایات	٥٢
٣٥۔	شفع	٥٣
٣٦۔	وکالت	٥٥

باب	عنوان	صفحہ
۳۷۔	قرعہ اندازی سے فیصلہ	۵۹
۳۸۔	کفالت	۶۲
۳۹۔	الحوالہ	۶۳
۴۰۔	وادی مہزور میں پانی کے بہاؤ کا فیصلہ	۶۴
۴۱۔	دو گھروں کے درمیان پردے کیلئے چٹائی	۶۴
۴۲۔	رات کے وقت کسی شخص کی بکریاں کسی آدمی کا کھیت چر جائیں تو اس کا فیصلہ	۶۵
۴۳۔	حدود حریم کا فیصلہ	۶۵
۴۴۔	آدمی کو اپنے اقرباء کے اخراجات جبریہ برداشت کرنے کا فیصلہ	۶۷
۴۵۔	وہ دعوے جو بغیر گواہ کے قبول کر لئے جائیں گے۔	۶۷
۴۶۔	نادر احادیث	۷۲
۴۷۔	آزادی اور اس کے احکام	۷۳
۴۸۔	تدبیر (اپنی حیات کے بعد ہر غلام کی آزادی کو معلق کر دینا)	۷۷
۴۹۔	مکاتبہ (غلام اور مالک کے درمیان یہ اقرار نامہ ہو جائے کہ اتنی رقم ادا کرنے پر غلام آزاد ہو جائے گا)	۸۰
۵۰۔	آزاد کرنے والے کی ولایت و سرپرستی	۸۵
۵۱۔	امہات الاولاد	۸۹
۵۲۔	حریت (آزادی)	۹۱
۵۳۔	ولد الزنا اور لقیط کے متعلق روایات	۹۲
۵۴۔	الاباق (غلام کا فرار کر جانا)	۹۳
۵۵۔	ارتداد (کسی مسلمان کا اسلام چھوڑ کر مرتد ہو جانا)	۹۶
۵۶۔	حق (آزادی) کے متعلق نادر روایات	۹۹
۵۷۔	کتاب المعیشۃ (کسب معاش پیشہ و فوائد و صنعت و ہنرمندی)	۱۰۱
۵۸۔	باپ اپنے بیٹے کا مال لے سکتا ہے	۱۱۴
۵۹۔	دین اور قرض	۱۱۶
۶۰۔	تجارت اور اس کے آداب اس کی فضیلت اور اس کے لئے فقہی معلومات	۱۲۳
۶۱۔	پوری تول اور کم تول	۱۲۶
۶۲۔	عربون (بیعانہ)	۱۲۷
۶۳۔	بازار	۱۲۷
۶۴۔	بازاروں میں دعا کا ثواب	۱۲۸
۶۵۔	تجارت کیلئے مال خریدتے وقت کی دعا	۱۲۹
۶۶۔	جانوروں کو خریدتے وقت کی دعا	۱۲۹
۶۷۔	خرید و فروخت کرنے میں شرط اور اختیار	۱۳۰
۶۸۔	بائع اور مشتری کی وہ جدائی و افتراق جس سے بیع پکی اور واجب ہو جاتی ہے۔ خواہ وہ ایجاب و قبول جسمانی ہو یا زبانی	۱۳۱
۶۹۔	دو آدمیوں کے درمیان شرائط معلومہ کے ساتھ مدت معلومہ تک کے لئے قبالہ کے احکام	۱۳۱
۷۰۔	خرید و فروخت	۱۳۲
۷۱۔	غلام کی خرید و فروخت اور اس کے احکام	۱۴۰
۷۲۔	گنتی سے اور تخمینہ سے مبہم شے کی خرید و فروخت	۱۴۳
۷۳۔	مضاربہ (دوسرے کے سرمایہ سے شرکت میں تجارت کرنا)	۱۴۵
۷۴۔	گھاس کا میدان، چراگاہ، زراعت، درخت، زمین پانی کی نالی، پن گھٹ اور غیر منقولہ جائیداد کی خرید و فروخت	۱۴۹
۷۵۔	بنجر و افتادہ زمین کو قابل کاشت بنانا	۱۵۲
۷۶۔	کاشت کاری اور مزدوری	۱۵۵
۷۷۔	جو شخص کسی شے کے درست کرنے کی اجازت لے اور اس کو خراب کر دے تو اس پر ذمہ داری اور ضمانت لازم ہے	۱۶۰
۷۸۔	اس شخص کی ضمانت اور ذمہ داری جو کسی کا سامان	

باب	عنوان	صفحہ
	لا دکر لے جائے پھر دعویٰ کرے کہ وہ کھو گیا	۱۶۱
۷۹۔	اناج یا جانور وغیرہ کے لئے پیشگی رقم دینا	۱۶۳
۸۰۔	احتکار و اسعار (گراں فروخت کرنے کیلئے مال روکے رکھنا اور ذخیرہ اندوزی کرنا اور بھاؤ بڑھا کر مال فروخت کرنا)	۱۶۷
۸۱۔	فروخت کرنے والے اور خریدنے والے کے درمیان اختلاف کا فیصلہ	۱۶۹
۸۲۔	چیز کو دیکھنے کے بعد خریدار کو اختیار ہے کہ وہ لے یا نہ لے اور فروخت کرنے والے پر واپس لینا لازم ہے	۱۷۰
۸۳۔	مال کے فروخت کرنے کیلئے آواز (نیلام)	۱۷۰
۸۴۔	گھنے سایہ میں مال فروخت کرنا	۱۷۱
۸۵۔	پانی ملے ہوئے دودھ کی فروخت	۱۷۱
۸۶۔	کسی معتمد علیہ کا غبن کرنا	۱۷۱
۸۷۔	خرید و فروخت میں دھوکے اور فریب سے باز رہنا اور حسن سلوک کرنا	۱۷۱
۸۸۔	تلقی (شہر سے باہر نکل کر بالا بالا سوداگروں سے ملاقات کر کے سودا کر لینا)	۱۷۲
۸۹۔	ربا (سود)	۱۷۲
۹۰۔	مبادلہ و عینت (اپنی فروخت کی ہوئی چیز کو پھر دوبارہ کم قیمت پر خرید لینا)	۱۷۹
۹۱۔	صرافہ (سکوں کی خرید و فروخت اور اس کے مختلف طریقے)	۱۸۰
۹۲۔	لقطہ اور گمشدہ چیز	۱۸۲
۹۳۔	وہ چیز جو لقطہ کے حکم میں آتی ہے	۱۸۶
۹۴۔	ھدیہ	۱۸۶
۹۵۔	عاریت	۱۸۸

باب	عنوان	صفحہ
۹۶۔	ودیعت	۱۸۹
۹۷۔	رہن	۱۹۰
۹۸۔	شکار کئے ہوئے اور ذبح کئے ہوئے جانور	۱۹۲
۹۹۔	جانوروں کو کس چیز سے ذبح کرنا چاہیے	۲۰۲
۱۰۰۔	وہ جانور جو رو بہ قبلہ ذبح نہ ہو یا ذبح کرتے وقت اس پر اللہ کا نام نہ لیا جائے	۲۰۵
۱۰۱۔	بکری کا ایک سال یا اس کے اندر کا نر بچہ جس نے خنزیرہ (سوریا) یا عورت کا دودھ پیا ہو	۲۰۷
۱۰۲۔	جانوروں کے گوشت میں حلال و حرام	۲۰۷
۱۰۳۔	کافران ذمی کا کھانا ان کے ساتھ کھانا پینا اور ان کے برتن	۲۱۳
۱۰۴۔	سور کے بالوں کے استعمال کا جواز	۲۱۳
۱۰۵۔	گھر میں بکریاں پرندے پالنا	۲۱۴
۱۰۶۔	ہڈیوں میں سے گودے کو جھاڑ لینا مکروہ ہے	۲۱۴
۱۰۷۔	سونے چاندی وغیرہ کے برتنوں میں کھانا پینا اور کھانے کے آداب	۲۱۵
۱۰۸۔	قسم و نذر اور کفارہ	۲۲۰
۱۰۹۔	کفارات	۲۳۰
۱۱۰۔	کتاب النکاح (نکاح کی ابتداء اور اسکی اصل)	۲۳۲
۱۱۱۔	اقسام نکاح	۲۳۴
۱۱۲۔	فضیلتِ نکاح	۲۳۴
۱۱۳۔	غیر شادی شدہ پر شادی شدہ کی فضیلت	۲۳۵
۱۱۴۔	عورتوں سے محبت	۲۳۵
۱۱۵۔	عورتوں میں خیر کی کثرت	۲۳۵
۱۱۶۔	اس شخص سے متعلق جو فقر و تنگدستی سے شادی ترک کرے	۲۳۶
۱۱۷۔	جس شخص نے اللہ تعالیٰ کی خشنودی کیلئے اور	

باب	عنوان	صفحہ
	صلہ رحم کے لئے شادی کی	۲۳۶
۱۱۸۔	بہترین عورت	۲۳۶
۱۱۹۔	عورتوں کی قسمیں	۲۳۶
۱۲۰۔	عورت کی برکت اور نحوست	۲۳۷
۱۲۱۔	عورتوں کے وہ اخلاق اور وہ صفات جو پسندیدہ اور قابل تعریف ہیں	۲۳۸
۱۲۲۔	عورتوں کے قابل مذمت اخلاق وصفات	۲۳۹
۱۲۳۔	عورتوں کے حق میں وصیت	۲۴۱
۱۲۴۔	عورتوں سے نکاح کرنا انکے مال، جمال یا دین کی وجہ سے	۲۴۱
۱۲۵۔	شادی کیلئے کفو اور ہمسر ہونا	۲۴۱
۱۲۶۔	جو شخص شادی کرنے کا ارادہ کرے اور اس کیلئے مستحب دعا و نماز	۲۴۲
۱۲۷۔	وہ وقت جس میں تزویج و نکاح مکروہ ہے	۲۴۲
۱۲۸۔	ولی و گواہ و خطبہ اور مہر	۲۴۲
۱۲۹۔	نچھاور اور زفاف	۲۴۶
۱۳۰۔	ولیمہ	۲۴۶
۱۳۱۔	جب آدمی اپنی زوجہ کو بیاہ کو گھر لائے تو کیا کرے	۲۴۷
۱۳۲۔	وہ اوقات جن میں عورتوں سے مجامعت مکروہ ہے	۲۴۷
۱۳۳۔	جماع کے وقت بسم اللہ کہنا	۲۴۸
۱۳۴۔	جس کے پاس جوان عورت ہے اس کو کتنی مدت تک ترک جماع جائز ہے	۲۴۸
۱۳۵۔	اللہ تعالیٰ نے کونسا نکاح جائز اور کونسا نکاح حرام کیا ہے	۲۴۹
۱۳۶۔	وہ عیوب کہ جس سے نکاح رد کردیا جاتا ہے	۲۶۴
۱۳۷۔	زن اور شوہر کے درمیان جدائی اور مہر کی طلب	۲۶۵
۱۳۸۔	اولاد ماں اور باپ دونوں کے درمیان ہوتی ہے نگران دونوں میں سے زیادہ حقدار کون ہے	۲۶۵
۱۳۹۔	عمر کی وہ حد کہ جس حد تک بچے پہنچ جائیں تو ان کو ساتھ سلانا اور ان کو گود میں اٹھانا جائز نہیں اور ان کی خوابگاہ میں تفریق واجب ہے	۲۶۶
۱۴۰۔	الاحصان	۲۶۷
۱۴۱۔	شوہر کا حق بیوی پر	۲۶۷
۱۴۲۔	عورت کا حق شوہر پر	۲۶۹
۱۴۳۔	عزل (اپنے عضو تناسل کو عورت کی شرمگاہ سے باہر نکال کر منی گرادینا)	۲۷۱
۱۴۴۔	غیرت	۲۷۲
۱۴۵۔	اس عورت کی سزا جو اپنے شوہر پر سحر اور جادو کرے	۲۷۲
۱۴۶۔	کنیزوں کا استبراء (ان کے رحم کو پاک کرنا)	۲۷۳
۱۴۷۔	ایک غلام اپنے مالک کی بغیر اجازت نکاح کرتا ہے	۲۷۳
۱۴۸۔	ایک شخص نے ایک کنیز خریدی وہ حاملہ تھی پھر اس نے اس سے مجامعت کی	۲۷۴
۱۴۹۔	دو مملوکہ بہنوں کا جمع کرنا	۲۷۴
۱۵۰۔	ایک شخص کا اپنے غلام کا نکاح اپنی کنیز سے کرنے کی صورت	۲۷۵
۱۵۱۔	ایک آزاد عورت کا ایک غلام سے بغیر اس کی مالک کی اجازت سے نکاح اور دو آدمیوں کی مشترکہ کنیز سے نکاح کی کراہت	۲۷۵
۱۵۲۔	غلام اور کنیزوں کے احکام	۲۷۶
۱۵۳۔	ایک کافر ذمی ایک کافرہ ذمی سے نکاح کرتا ہے پھر وہ دونوں مسلمان ہوجاتے ہیں	۲۸۲
۱۵۴۔	متعہ	۲۸۲
۱۵۵۔	نادر احادیث	۲۸۸

باب	عنوان	صفحہ
۱۵۶۔	طلب اولاد کیلئے دعا	۲۹۴
۱۵۷۔	رضاعت	۲۹۵
۱۵۸۔	لڑکے کی ولادت کی مبارکباد	۲۹۸
۱۵۹۔	اولاد کی فضیلت	۲۹۸
۱۶۰۔	نومولود کا عقیقہ اور تحسنیک (تالو لگانا) نام رکھنا کنیت رکھنا، سر کے بال اتارنا، کان چھیدنا اور ختنہ کرنا	۳۰۱
۱۶۱۔	ختنہ تو عورتوں کے لئے سنت اور عورتوں کیلئے خوبی اور بڑائی ہے۔	۳۰۳
۱۶۲۔	مومنین کے اطفال میں سے جو مرتا ہے اس کا حال	۳۰۵
۱۶۳۔	کفار و مشرکین کی اولاد میں سے جو مر جائے اس کا حال	۳۰۶
۱۶۴۔	اولاد کی تادیب وآزمائش	۳۰۷
۱۶۵۔	کتاب الطلاق	۳۰۸
۱۶۶۔	طلاق سنت	۳۰۸
۱۶۷۔	طلاق عدہ (تین طلاق)	۳۱۱
۱۶۸۔	طلاق غائب	۳۱۳
۱۶۹۔	نابالغ لڑکے کی طلاق	۳۱۴
۱۷۰۔	معتوہ (ناقص العقل کی طلاق)	۳۱۴
۱۷۱۔	اس عورت کی طلاق جس سے ابھی دخول نہیں کیا گیا ہے اور اس عورت کیلئے حکم جس کا شوہر قبل دخول یا بعد دخول مر گیا	۳۱۴
۱۷۲۔	حاملہ کی طلاق	۳۱۶
۱۷۳۔	اس عورت کی طلاق جو ابھی اس عمر کو نہیں پہنچی کہ اسے حیض آئے اور وہ عورت جو یائسہ ہے (اس کو حیض آنا بند ہو گیا) وہ عورت جس کو استحاضہ آتا ہے اور وہ جس کے حمل میں شک ہے	۳۱۹
۱۷۴۔	گونگے کا طلاق دینا	۳۲۱
۱۷۵۔	پوشیدہ طلاق	۳۲۱
۱۷۶۔	وہ عورتیں جن کو کسی وقت بھی طلاق دی جا سکتی ہے	۳۲۲
۱۷۷۔	تخییر (دو باتوں میں سے ایک اختیار کرنا)	۳۲۲
۱۷۸۔	مبارات	۳۲۴
۱۷۹۔	نشوز (نافرمانی)	۳۲۴
۱۸۰۔	شقاق	۳۲۵
۱۸۱۔	خلع	۳۲۶
۱۸۲۔	ایلا	۳۲۷
۱۸۳۔	ظہار	۳۲۸
۱۸۴۔	لعان	۳۳۴
۱۸۵۔	غلام کی طلاق	۳۳۷
۱۸۶۔	طلاق مریض	۳۴۰
۱۸۷۔	طلاق مفقود (گمشدہ)	۳۴۱
۱۸۸۔	خلیہ، بریہ، بتہ، باین، حرام	۳۴۳
۱۸۹۔	عنین (نامرد) کیلئے حکم	۳۴۴
۱۹۰۔	نادر احادیث	۳۴۵
۱۹۱۔	وہ گناہان کبیرہ جن پر اللہ تعالیٰ نے جہنم کی وعید فرمائی ہے	۳۵۳

بسم اللہ الرحمن الرحیم

پیش لفظ

پروردگار عالم کی بارگاہ میں ہم چاہے جتنا شکر ادا کریں کم ہے کیونکہ اس کے احسانات اتنے زیادہ ہیں کہ ہم ان کو گن ہی نہیں سکتے اور جو احسانات ہم گن سکتے ہیں وہ بھی ایسے ہیں جن کے ہم قابل تو نہ تھے مگر اس نے چہاردہ معصومین علیہم السلام کے صدقے میں اس قابل بنادیا۔ اور وہ کام ہم سے لے لیا جو صاحبان علم اور صاحبان ثروت افراد کا ہے وہ یہ کہ اس نے مذہب حقہ کی اہم بنیادی کتب جو صرف عربی زبان میں تقریباً ایک ہزار سال سے موجود تھیں کا اردو ترجمہ پیش کرنے کی سعادت عطا کی ۔ ہماری پہلی پیش کش جناب شیخ صدوق علیہ الرحمہ کی سب سے لاجواب کتاب " علل الشرائع " کا اردو ترجمہ تھا جو ۱۹۹۲ عیسوی میں پیش کی گئی ۔ اس کے بعد انہی بزرگ کی ایک اور کتاب جو کتبِ اربعہ میں سے ایک ہے " من لایحضرہ الفقیہ (جس کے پاس کوئی فقیہ نہ ہو) جو چار (۴) جلدوں پر مشتمل ہے کی پہلی جلد ۱۹۹۴ عیسوی اور دوسری جلد ۱۹۹۵ عیسوی میں پیش کی گئی ۔ اب الحمدللہ اس کی تیسری جلد پیش کی جارہی ہے اگر پروردگار عالم کی توفیق شامل حال رہی تو ان شاء اللہ تعالیٰ اس کی چوتھی جلد کا اردو ترجمہ بھی عنقریب شائع کر دیا جائے گا اس کتاب کی چاروں جلدوں کے اردو تراجم کی اشاعت کے بعد انہی بزرگ جناب شیخ صدوق علیہ الرحمہ کی ایک اور اہم کتاب " کمال الدین و تمام النعمۃ " جو غیبت امام عصر علیہ السلام کے اثبات اور منافقین اور منکرین کے شکوک کے رد میں جناب صاحب العصر علیہ السلام کے حکم پر لکھی گئی ہے کا اردو ترجمہ پیش کریں گے ۔ یہ کتاب اس وقت ترجمہ کے مراحل میں ہے ۔

ہم قوم کے اس باشعور طبقے کے بھی ممنون ہیں جس نے ہماری ان کاوشوں کو سراہا ۔ بہت سے کرم فرماؤں نے ہمارے بارے میں وہ تعریفی کلمات لکھ دیئے جن کے یقیناً ہم اہل نہیں ہیں ۔ مگر ان کی محبت اور حوصلہ افزائی ہے ۔ بہت سے قارئین نے ہماری خامیوں کی طرف بھی نشاندہی کی جس کے لئے ہم دل کی گہرائیوں سے ان سب کے شکر گزار ہیں اور پروردگار عالم کی بارگاہ میں دعا گو ہیں کہ ان تمام حضرات کو بلند درجات عطا فرمائے ۔ ان کی جان و مال و عزت و آبرو کی حفاظت فرمائے سوائے غم حسین علیہ السلام کے انہیں اور کوئی غم نہ دے

"من لایحضرہ الفقیہ" کی جلد اول کے اردو ترجمہ کے پیش لفظ میں ہم لکھ چکے ہیں کہ اس کتاب کی سب سے اہم خصوصیت یہ ہے کہ اس میں ہر مسئلہ کا حل اقوال معصومین علیہم السلام کے ذریعہ بتایا گیا ہے۔ جو مذہب حقہ کے لئے قرآن حکیم کے بعد نص ہے۔ اس میں ایسی ایسی باتیں بتائی گئی ہیں جو آج تک عوام الناس کی نظروں سے پوشیدہ ہیں یا پوشیدہ رکھی گئی ہیں۔ دراصل لاعلمی عوام الناس کے لئے نقصان دہ ہے۔ چنانچہ بہت سے افعال میں ہم اپنی لاعلمی کی وجہ سے اللہ اور اس کے رسول کے حکم کے خلاف عمل کرتے ہیں درآں حالیکہ یہ یقین رکھتے ہیں کہ جو کچھ کر رہے ہیں وہی صحیح ہے۔ اس سلسلے میں زیر نظر جلد کی حدیث نمبر ۴۴۰۰ پیش کی جارہی ہے۔

" حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ جو شخص کسی عورت سے عقد کرے اور اس کی نیت مہر ادا کرنے کی نہ ہو تو وہ اللہ کے نزدیک زانی ہے۔" اس حدیث کو پڑھنے کے بعد ہر شخص خود اپنے طور پر فیصلہ کر سکتا ہے کہ وہ کیا کر رہا ہے اور اسے کیا کرنا چاہیئے۔ ایسے اور بہت مقامات ہیں جو شاید اب تک عوام الناس کی نظروں سے پوشیدہ ہیں۔ جیسے اسی کتاب کی حدیث نمبر ۴۸۹۹ جو نادر احادیث کے عنوان سے صفحہ نمبر ۳۳۵ پر درج ہے۔ جو اس حقیقت پر روشنی ڈالتی ہے کہ اولاد مجنون، جذامی، خبط الحواس، گونگا، اندھا، مخنث، زنخا، فاتر العقل، بستر پر پیشاب کرنے والا، ظالم، جابر، قاتل، کنجوس، منحوس، منافق، ریاکار، بدعتی، ساحر، جادوگر یا حافظ، قناعت پسند، پاک نکہت، پاک دہن، رحم دل، سخی، جس کی زبان غیبت، کذب (جھوٹ) بہتان سے پاک ہو، حاکم، عالم، خطیب، بیباک بولنے والا۔ کیسے اور کیوں پیدا ہوتی ہے۔ اس کے ہم خود ذمہ دار ہیں مگر بے دریغ پروردگار پر الزام لگادیتے ہیں کہ اس نے ہم کو ایسی اولاد دی ہے اور اپنے اعمال پر نظر نہیں کرتے۔

موجودہ جلد میں احکام قضا۔ قید۔ عدالت شہادت۔ حق تلفی۔ سود۔ وصیت۔ وکالت۔ کفالت۔ حریت (آزادی)۔ غلام۔ کنیز۔ سرپرستی۔ ولایت۔ کسب معاش۔ صنعت و ہنر مندی۔ تجارت۔ مضاربہ۔ کاشتکاری۔ مزدوری۔ عاریت۔ ودیعت۔ رہن۔ شکار۔ ذبیحہ۔ نکاح۔ مہر۔ ولیمہ۔ طلاق۔ متعہ۔ رضاعت۔ وغیرہ وغیرہ کے بارے میں احادیث معصومین علیہم السلام ہیں۔ یاد رہے کہ جلد دوم کے پیش لفظ میں ہم نے چند ایک ایسے حوالے بھی دیئے ہیں جن سے احادیث معصومین علیہم السلام کے پڑھنے اور یاد رکھنے کی اہمیت اور ضرورت واضح ہوتی ہے۔

ہم (مذہب حقہ کے پیروکار) جب بھی پریشانی کا شکار ہوتے ہیں تو اپنی قسمت کو مورد الزام قرار دیتے ہیں اور یہ بھول جاتے ہیں کہ اس مصیبت و پریشانی کی بہت سی وجوہات ہیں ان میں بہت بڑا حصہ ہماری اپنی کوتاہیوں کا بھی ہے اور وہ یہ کہ ہم نے معصومین علیہم السلام کو چھوڑ رکھا ہے اگر ہم معصومین علیہم السلام کے احکام پر عمل کریں تو یقیناً ہماری ساری پریشانیاں دور ہو جائیں گی اور دشمنوں کے ہاتھوں ہماری جان و مال۔ عزت و آبرو سب محفوظ ہو جائیں گی۔

اس میں شک نہیں کہ ہم خود کو زبانی طور پر اہلبیت علیہم السلام کے ماننے والے گردانتے ہیں ۔ مگر در حقیقت ہیں نہیں اور یہ اس وجہ سے کہ ان کے احکام پر عمل نہیں کرتے اور اگر کرتے ہیں تو صرف ان احکام پر جو ہماری اپنی خواہش و منشا کے مطابق ہوتے ہیں اور جو مرضی و منشا کے خلاف ہوں تو انہیں چھوڑ دیتے ہیں ۔ در حقیقت ہم پر ہمارے ائمہ طاہرین علیہم السلام کا احسان عظیم ہے کہ انہوں نے ہم کو نہیں چھوڑا اگر وہ ہمیں چھوڑ دیتے تو ہم کب کے ختم ہو چکے ہوتے ۔ پروردگار ہم کو معاف کرے اور احکام ائمہ علیہم السلام پر عمل کرنے کی توفیق عطا کرے

ہم نے ہمیشہ اس بات کا اعتراف کیا ہے کہ انسان خطا کا پتلا ہے اور وہ چاہے جتنی بھی کوشش کرے مگر خامیوں کے بغیر کام نہیں کر سکتا ۔ ہمارے ادارے نے حتی المقدور کوشش کی ہے کہ خامیوں اور غلطیوں سے ترجمہ کی اشاعت کو پاک رکھا جائے اس کے باجود اگر خامیاں رہ گئی ہوں تو ہماری طرف سے معذرت قبول کی جائے اور ازراہ کرم ان غلطیوں اور خامیوں کی طرف ہماری توجہ ضرور مبذول کرائی جائے تاکہ آئندہ کی اشاعت میں ان کا ازالہ ممکن ہو سکے ۔ ہم اپنی اس کوشش کو امام زمانہ علیہ السلام کی بارگاہ میں نذر کرتے ہیں اور پروردگار عالم سے دعا کرتے ہیں کہ ہمیں احکامات محمدؐ و آل محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور ان کے وسیلے سے ہم کو دنیا اور آخرت میں سکون و عافیت عطا فرمائے ۔ آمین ثم آمین ۔ اللھم صل علی محمد و آل محمد

احقر

سید اشفاق حسین نقوی

الکساء پبلیشرز

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

ابواب القضایا والاحکام

باب :۔ (اپنے معاملات کے فیصلے کے لئے) کس کو حاکم بنانا جائز ہے اور کس کو بنانا جائز نہیں ہے۔

اس کتاب کے مصنف ابو جعفر محمد بن علی بن الحسین بن موسیٰ بن بابویہ قمی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ

(۳۲۱۶) احمد بن عائذ نے ابی خدیجہ سالم بن مکرم جمّال سے روایت کی ہے اس کا بیان ہے کہ حضرت ابو عبداللہ جعفر بن محمد صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ تم لوگ اپنے آپس کے جھگڑے اور مقدمات کے فیصلہ کے لئے کسی اہل جور کو حکم بنانے سے پرہیز کرو اور اپنوں ہی میں سے کسی ایسے شخص کو دیکھو جس کو ہم لوگوں کے فیصلوں کا کچھ علم ہو اور اسے آپس کے جھگڑوں میں حکم بنالو، اس لئے کہ میں نے ایسے ہی شخص کو قاضی بنا دیا ہے۔ تم لوگ اسی کے سامنے اپنے جھگڑے فیصلے کے لئے پیش کیا کرو۔

(۳۲۱۷) معلّی بن خنیس نے حضرت امام جعفر صادق علیہ اسلام سے روایت کی ہے اس کا بیان ہے کہ میں نے ایک مرتبہ آنجنابؑ سے قول خدا ان اللہ یامرکم ان تو دوا الامانات الی اھلھا و اذا حکمتم بین الناس ان تحکموا بالعدل (سورہ نساء آیت ۵۸) (اللہ تم لوگوں کو حکم دیتا ہے کہ لوگوں کی امانتیں، امانت رکھنے والوں کے حوالے کرو۔ اور جب تم لوگوں کے باہمی جھگڑوں کا فیصلہ کرنے لگو تو انصاف سے فیصلہ کرو) کے متعلق دریافت کیا تو آپؑ نے ارشاد فرمایا کہ امام پر یہ لازم ہے کہ جو کچھ اس کے پاس ہے اسکو اپنے بعد ہونے والے امام کے حوالے کردے اور ائمہ کو حکم دیا گیا ہے کہ وہ عدل وانصاف سے فیصلہ کریں اور لوگوں کو حکم دیا گیا ہے کہ وہ ان ائمہ کی اتباع کریں۔

(۳۲۱۸) عطاء بن سائب نے حضرت امام علی ابن الحسین علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ اگر تم لوگ حاکمان جور کے ماتحت ہو تو ان کے احکامات کے مطابق فیصلہ کرو اور خود کو مشتہر نہ کرو۔ ورنہ قتل کر دیئے جاؤ گے۔ ولیکن اگر تم لوگ ہم لوگوں کے احکامات پر عمل کرو گے تو یہ تم لوگوں کے لئے بہتر ہوگا۔

(۳۲۱۹) حسن بن محبوب نے عبداللہ بن سنان سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے آپؑ نے فرمایا جو کوئی مومن کسی مرد مومن کو آپس کے تنازع کے فیصلہ کرانے کے لئے کسی قاضی یا سلطان جائر کے سامنے پیش کرے اور وہ قاضی یا سلطان جائر حکم خدا کے خلاف فیصلہ کر دے تو مومن بھی گناہ میں اسکا شریک ہوگا۔

(۳۲۲۰) حریز نے ابی بصیر سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آنجنابؑ نے فرمایا کہ اگر کسی شخص کا اپنے کسی بھائی کے ساتھ کسی حق کے معاملہ میں الجھاؤ پیدا ہوجائے اور وہ اسکو تمہارے کسی بھائی کی طرف فیصلہ کرانے کی دعوت دے اور وہ اس سے انکار کرے اور کہے کہ وہ تو اغیار ہی سے فیصلہ کرائے گا تو وہ ان لوگوں کے مانند ہوا جن کے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

الم تر الی الذین یزعمون انھم آمنوا بما انزل الیک و ماانزل من قبلک یریدون ان یتحا کموا الی الطاغوت و قد امروا ان یکفروا بہ (سورۃ نساء آیت نمبر ۶۰) (اے رسول کیا تم نے ان لوگوں کی حالت پر نظر نہیں کی جو یہ گمان رکھتے ہیں کہ جو کتاب تجھ پر نازل کی گئی اور جو کتابیں تم سے پہلے نازل کی گئیں وہ سب پر ایمان لائے ہیں اور انکی دلی تمنا ہے کہ سرکشوں کو اپنا حاکم بنائیں حالانکہ ان کو حکم دیا گیا ہے کہ انکی بات نہ مانیں) ۔

باب :۔ قاضیوں کی اقسام اور فیصلوں کی صورتیں

(۳۲۲۱) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ قاضیوں کی چار قسمیں ہیں ۔ ان میں سے تین جہنم میں جائیں گے اور ایک جنت میں۔ ایک وہ قاضی جو ناانصافی اور جور کا فیصلہ کرے یہ جانتے ہوئے کہ یہ فیصلہ ناانصافی کا ہے تو وہ جہنم میں جائے گا۔ دوسرا وہ قاضی جو ناانصافی کا فیصلہ کرے مگر اسکو معلوم نہ ہو کہ یہ ناانصافی کا فیصلہ ہے تو وہ بھی جہنم میں جائے گا۔ تیسرے وہ قاضی جو حق وانصاف سے فیصلہ کرے مگر اسے معلوم نہ ہو کہ یہ حق وانصاف ہے تو وہ بھی جہنم میں جائے گا۔ چوتھے وہ قاضی جو حق وانصاف کا فیصلہ کرے اور اسے معلوم ہو یہ حق وانصاف کا فیصلہ ہے تو وہ جنت میں جائے گا۔ نیز آپؑ نے ارشاد فرمایا کہ فیصلے دو طرح کے ہیں ایک اللہ کا فیصلہ دوسرا اہل جاہلیت کا فیصلہ اب جس نے اللہ کے فیصلہ کے مطابق فیصلہ کرنے میں خطا کی تو اس نے اہل جاہلیت کا فیصلہ کیا اور جس نے اللہ کے نازل کردہ حکم کے بغیر دو درہموں کا بھی فیصلہ کیا تو اس نے گویا اللہ تعالیٰ سے کفر وانکار کیا۔

باب :۔ حکم اور قاضی بننے سے اجتناب

(۳۲۲۲) سلیمان بن خالد نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ تم لوگ حکم اور قاضی بننے سے بچو اس لئے کہ حکومت اور فیصلہ کرنے کا حق صرف امام کا ہے جو فیصلہ اور قضا کرنا جانتا ہے اور مسلمانوں میں ایک عادل شخص ایسا ہی ہے جیسے کوئی نبی یا نبی کا وصی ہو۔

(۳۲۲۳) اور حضرت امیر المومنین علیہ السلام نے شریح (قاضی) سے فرمایا اے شریح تم ایسی جگہ بیٹھے ہوئے ہو جہاں سوائے نبی یا وصیِ نبی یا شقی کے کوئی اور نہیں بیٹھا۔

باب :- قاضیوں کی مجلسوں کے اندر بیٹھنا مکروہ ہے

(۳۲۲۴) محمد بن مسلم نے روایت کی ہے اس کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں مدینہ کے اندر ایک قاضی کی مجلس میں بیٹھا ہوا تھا کہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کا ادھر سے گزر ہوا۔ پھر دوسرے دن جب میں آنجنابؑ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپؑ نے فرمایا کل میں نے تم کو جس مجلس میں دیکھا وہ کونسی مجلس تھی، میں نے عرض کیا میں آپؑ پر قربان یہ قاضی میرے ساتھ اکرام سے پیش آتا ہے اس لئے میں کبھی کبھی اس کی مجلس میں بیٹھ جاتا ہوں۔ آپؑ نے فرمایا لیکن اگر آسمان سے اسی قاضی پر لعنت برسے اور تجھے بھی زد میں لے لے تو اس سے تجھے کون بچائے گا۔ اور ایک دوسری حدیث میں ہے کہ جو لوگ وہاں مجلس میں ہیں (لعنت) سب کا احاطہ کرلے۔

(۳۲۲۵) اور ایک دوسری حدیث میں روایت کی گئی ہے کہ بدترین قطعہ زمین ان حاکموں کا گھر ہے جو حق کے ساتھ فیصلہ نہیں کیا کرتے۔

(۳۲۲۶) اور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ ایک مرتبہ نصاریٰ کے قبرستانوں نے اللہ تعالیٰ سے سخت سوزش و تپش کی شکایت کی تو اللہ تعالیٰ نے ان سے کہا خاموش رہو اس لئے کہ قاضیوں کی جگہوں میں تم سے زیادہ تپش ہوگی۔

باب :- عہدہ قضا پر تنخواہ لینے کی کراہت

(۳۲۲۷) حسن بن محبوب نے عبداللہ بن سنان سے روایت کی ہے اس کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ آپ سے ایک ایسے قاضی کے متعلق دریافت کیا گیا جو دو (۲) قریوں کے درمیان فیصلہ کرنے پر مقرر ہے اور بادشاہ وقت سے تنخواہ وصول کرتا ہے تو آپؑ نے فرمایا کہ یہ حرام ہے۔

باب :- فیصلہ میں ناانصافی

(۳۲۲۸) سکونی نے اپنے اسناد کے ساتھ روایت کی ہے اسکا بیان ہے کہ حضرت علی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ حاکم کے سر پر اللہ کا ہاتھ رحمت و مہربانی کے ساتھ سایہ فگن رہتا ہے مگر جب وہ فیصلہ میں ناانصافی سے کام لیتا ہے تو اللہ تعالیٰ وہی ہاتھ اس پر (سزا کے لئے) مسلط کر دیتا ہے۔

باب :- فیصلہ میں غلطی

(۳۲۲۹) ابو بصیر سے روایت کی گئی ہے ان کا بیان ہے کہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ جس شخص نے دو درہموں کے متعلق بھی فیصلہ کرنے میں خطا کی وہ کافر ہو گیا۔

(۳۲۳۰) معاویہ بن وہب نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے ارشاد فرمایا کہ کوئی بھی قاضی جب دو آدمیوں کے درمیان فیصلہ کرنے میں خطا کرتا ہے تو وہ آسمان سے بھی زیادہ بلندی سے گر جاتا ہے۔

باب :- فیصلہ میں خطا کرنے کا تاوان

(۳۲۳۱) اصبغ بن نباتہ سے روایت کی گئی ہے ان کا بیان ہے کہ امیرالمومنین علیہ السلام نے حکم دیا کہ قاضی صاحبان خون یا قطع اعضاء کے متعلق فیصلہ میں جو خطا کریں تو اس کے تاوان کا بار مسلمانوں کے بیت المال پر ہو گا۔

باب :- دو عادلوں کے حکم بنانے پر اتفاق

(۳۲۳۲) داؤد بن حصین کے واسطے سے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی گئی ہے ایسے دو شخصوں کے بارے میں کہ جو اپنے باہمی جھگڑے کے فیصلہ کے لئے دو عادل آدمیوں پر متفق ہو گئے کہ انہیں حکم بنایا جائے اور ان دونوں عادلوں نے فیصلہ میں اختلاف کیا تو اب دونوں میں سے کس کے فیصلہ پر عمل درآمد ہو؟ آپؑ نے فرمایا ان دونوں میں زیادہ فقیہ اور ہماری احادیث کے بڑے عالم اور زیادہ محتاط و متقی پر نظر کی جائیگی اور اسی کا فیصلہ نافذ ہو گا دوسرے کی طرف توجہ نہیں دی جائے گی۔

(۳۲۳۳) داؤد بن حصین نے عمر بن حنظلہ سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے راوی کا بیان ہے کہ میں نے آنجنابؑ سے عرض کیا کہ دو آدمیوں میں سے ہر ایک نے اپنی طرف سے الگ الگ دو حکم منتخب کئے

پھر وہ دونوں اس امر پر راضی ہوگئے کہ یہ دونوں حکم مل کر فیصلہ کریں کہ حق کس کا ہے۔ اب دونوں حکمین نے فیصلہ میں اختلاف کیا اور دونوں نے ہم لوگوں کی مختلف حدیثوں کو دلیل بنایا؟ تو آپؑ نے فرمایا کہ اصل فیصلہ تو اسی حکم کا ہے جو ان دونوں میں زیادہ عادل زیادہ فقیہ اور زیادہ محتاط اور متقی ہے اور دوسرا حکم جو فیصلہ کر رہا ہے اس کی طرف کوئی توجہ نہ دی جائے گی۔ راوی کا بیان ہے کہ میں نے عرض کیا مگر وہ دونوں حکم عادل و ممدوح ہیں اور ہمارے اصحاب کے نزدیک ان میں سے کوئی ایک بھی دوسرے پر فضیلت و فوقیت نہیں رکھتا۔ آپؑ نے فرمایا کہ پھر یہ دیکھا جائے گا کہ اس فیصلے کے متعلق ہم لوگوں سے جو احادیث پیش کی ہیں ان میں سے کس کی پیش کردہ حدیث پر تمہارے اصحاب کا اجماع ہے۔ اسی کے ماتحت ہمارا فیصلہ اخذ کیا جائے گا اور اس شاذ حدیث کو ترک کر دیا جائے گا جو تمہارے اصحاب کے نزدیک مشہور نہیں ہے اس لئے کہ وہ حدیث جس پر اجماع ہے لاریب کہ وہی ہم لوگوں کا حکم ہے۔

اور احکام تین طرح کے ہوتے ہیں ایک وہ حکم کہ جسکی صحت و درستی بالکل صاف اور واضح ہے تو اس کو نافذ کیا جائے گا۔ دوسرے وہ حکم کہ جسکی غلطی اور نادرستی بالکل صاف اور واضح ہے تو اس سے اجتناب کیا جائے گا اور تیسرے وہ حکم کہ جس کے لئے یہ فیصلہ مشکل ہے کہ درست ہے یا نادرست تو اس کے فیصلہ کے لئے اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کیا جائے گا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ حلال بالکل واضح ہے اور حرام بھی بالکل واضح ہے اور ان دونوں کے درمیان صرف شبہات ہیں۔ پس جس نے شبہات کو ترک کر دیا وہ محرمات سے بچ گیا اور جس نے شبہات کو لے لیا وہ محرمات کا ارتکاب کر بیٹھے گا اور اس طرح ہلاکت میں مبتلا ہوگا کہ اسکو پتہ بھی نہ چلے گا۔

میں نے عرض کیا اور اگر آپؑ لوگوں کی طرف سے دو مروی حدیثیں ہوں اور دونوں مشہور ہوں اور جن کو آپؑ لوگوں کے ثقہ راویوں نے روایت کیا ہو؟ آپؑ نے فرمایا پھر ان دونوں پر نظر کی جائے گی ان دونوں میں سے جس کا حکم کتاب خدا اور سنت رسول سے زیادہ موافق ہوگا اور عامہ کے خلاف ہوگا اسی سے حکم اخذ کیا جائے گا۔ میں نے عرض کیا کہ میں آپؑ پر قربان ہم لوگ دو حدیثیں پاتے ہیں جن میں سے ایک عامہ کے موافق ہے اور دوسری عامہ کے مخالف ہے تو ان دونوں حدیثوں میں سے کس سے حکم اخذ کیا جائے؟ آپؑ نے فرمایا اس حدیث سے حکم اخذ کیا جائے گا جو عامہ کے خلاف ہو اس لئے کہ اس میں ہدایت ہے۔ میں نے عرض کیا اور اگر دونوں احادیث عامہ کے موافق ہوں؟ آپؑ نے فرمایا پھر دیکھا جائے گا کہ ان دونوں میں سے کس کی طرف ان کے حکام اور قضاۃ (قاضی) زیادہ مائل ہیں اس کو چھوڑ دیا جائیگا اور دوسری حدیث سے حکم اخذ کیا جائے گا۔ میں نے عرض کیا اور اگر عامہ کے حکام اور قضاۃ ان دونوں احادیث کے موافق فیصلہ کرتے ہوں؟ آپؑ نے فرمایا اگر ایسا ہو تو تم ٹھہر جاؤ یہاں تک کہ اپنے امام سے ملاقات کر و اس لئے کہ شبہ کے وقت ٹھہر جانا ہلاکت و گمراہی میں پڑجانے سے بہتر ہے۔

باب :- قاضیوں کے آداب

(۳۲۳۴) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس کو عہدۂ قضا سپرد ہو وہ غصہ کی حالت میں کبھی کوئی فیصلہ نہ کرے۔

(۳۲۳۵) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ جب حاکم و قاضی اپنے دائیں والے اور بائیں والے دونوں سے کہے کہ تم کیا کہتے ہو اور تمہاری کیا رائے ہے تو اس پر اللہ اور اس کے ملائیکہ اور تمام انسانوں کی لعنت مگر یہ کہ وہ اپنی مسند سے اٹھ جائے اور ان دونوں میں سے کسی ایک کو اپنی مسند نہ بٹھادے۔

(۳۲۳۶) اور ایک شخص حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام کے پاس وارد ہوا اور چند دنوں وہ آپؑ کے پاس ٹھہرا رہا پھر ایک دن وہ اپنا مقدمہ لے کر آپؑ کی خدمت میں پیش ہوا جس کا ذکر اس نے حضرت علیؑ سے کبھی نہیں کیا تھا۔ حضرت علیؑ نے اس سے کہا کیا تم اس مقدمہ میں مدعی ہو؟ اس نے کہا جی ہاں ۔آپؑ نے فرمایا پھر تم ہمارے پاس سے چلے جاؤ۔ اس لئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مہمانداری سے منع فرمایا ہے جب تک کہ مدعی کے ساتھ مدعا علیہ دونوں مہمان نہ ہوں۔

(۳۲۳۷) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص خود اپنے ذاتی معاملہ میں لوگوں کے ساتھ انصاف سے کام لے گا تو غیر بھی اس کو اپنے معاملہ میں حکم بنانے پر راضی ہو جائے گا۔

(۳۲۳۸) حضرت علی علیہ السلام سے روایت کی گئی ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب دو اشخاص اپنے معاملہ میں تمہاری طرف فیصلہ کے لئے رجوع کریں تو صرف پہلے شخص کی بات سن کر فیصلہ نہ دیدو جب تک کہ دوسرے کی بات بھی نہ سن لو اور جب تم ایسا کرو گے تو فیصلہ تم پر خود واضح ہو جائے گا۔ حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا کہ اس کے بعد میں برابر قاضی بنا کیا اور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دعا فرمائی کہ پروردگار تو ان کو فیصلہ کی سوجھ بوجھ عطا فرما۔

(۳۲۳۹) اور امیرالمومنین علیہ السلام نے شریح (قاضی) سے فرمایا کہ تم اپنی مجلس قضا میں کسی سے سرگوشی نہ کرو اور جب تمہیں کسی بات پر غصہ آجائے تو مجلس قضا سے اٹھ جاؤ غصہ کی حالت میں کوئی فیصلہ نہ کرو۔

(۳۲۴۰) محمد بن مسلم نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ فیصلہ ہے کہ مجلس قضا میں داہنی طرف والے کو پہلے بات کرنے کا موقع دیا جائے۔

(۳۲۴۱) حسن بن محبوب نے عبداللہ بن سنان سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا جب تم اپنے مدعا علیہ کے ساتھ والی یا قاضی کی عدالت میں جاؤ تو داہنی طرف رہو یعنی مدعا علیہ کی داہنی طرف۔

(۳۲۴۲) اور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص مسند قضا پر ہو اسکو چاہیئے کہ فریقین کے درمیان نگاہ اور اشارے میں برابر کا سلوک کرے۔

(۳۲۴۳) نیز امیرالمومنین علیہ السلام نے قاضی شریح سے فرمایا اے شریح تم اس بات کو دیکھو کہ کون قرض کی ادائیگی میں اب تب کر رہا ہے، کون آج کل کر رہا ہے، کون ٹال مٹول کر رہا ہے، کون ظلم و زیادتی کر رہا ہے اور باوجود مقدرت و خوشحالی لوگوں کے حقوق نہیں دیتا اور کون لوگوں کے اموال کے ذریعہ حکام تک رسائی اور رسوخ چاہتا ہے تو تم ان سے لوگوں کے حقوق دلاؤ گھر کا سازوسامان فروخت کرو اور گھر فروخت کرو۔ اس لئے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے کہ دولت مند مسلمان کا قرض کی ادائیگی میں ٹال مٹول کرنا ایک مسلمان پر ظلم ہے مگر جس کے پاس نہ مال ہو نہ گھر کا ساز و سامان اور نہ گھر تو اس سے وصولی کی کوئی سبیل نہیں۔ اور یہ سمجھ لو کہ لوگوں کو حق پر آمادہ وہی شخص کرے گا جو انہیں باطل سے بچائے گا۔ پھر اپنی توجہ میں، اپنی گفتگو میں اور اپنی مجلس قضا میں تمام مسلمانوں کے درمیان مواسات و ہمدردی سے پیش آؤ تاکہ تمہارے مقرب لوگ تم سے ظلم و زیادتی کی خواہش نہ کرسکیں اور یہ بھی سمجھ لو کہ تمام مسلمان ایک دوسرے کے لئے عادل گواہ ہیں سوائے اس شخص کے جس پر کسی جرم میں کوڑے لگے ہوں۔ اور پھر بھی وہ اس جرم سے تائب نہیں ہوا ہو یا جو شخص جھوٹی گواہی دینے میں مشہور ہو یا جو متہم اور مشکوک ہو۔ اور تم اپنی مجلس قضا میں کسی کو ڈانٹنے یا اذیت دینے سے اجتناب کرو یہ مجلس قضا وہ ہے کہ جس پر اللہ تعالیٰ نے ثواب مقرر کیا ہے اور اُس کے لئے بہترین ثواب ہے جو حق کا فیصلہ کرے۔ اور جو اپنے دعویٰ کے ثبوت میں ایسے گواہوں کے نام پیش کرے جو غیر حاضر ہوں تو اسکو ایک مدت معینہ کی مہلت دو تاکہ وہ اپنے گواہ پیش کرسکے پس اگر وہ اپنے گواہ اس ہدف میں پیش کرلے تو اس کے حق میں فیصلہ دو اور اگر وہ اس (مدت) میں گواہ نہ پیش کرے تو اس کے خلاف فیصلہ دیدو۔ اور خبردار مقدمہ قضا میں یا کسی پر حد جاری کرنے کا یا اللہ تعالیٰ کے حقوق میں سے کسی حق کے بارے میں اپنا فیصلہ نافذ نہ کرنا جب تک کہ اسے میرے سامنے پیش نہ کرو۔ اور خبردار مجلس قضا میں نہ بیٹھو جب تک کچھ نہ کھالو ان شاء اللہ تعالیٰ۔ اس کی روایت کی ہے حسن بن محبوب نے عمرو بن ابی مقدام سے انہوں نے اپنے باپ سے انہوں نے سلمہ بن کہیل سے اور انہوں نے حضرت امیرالمومنین علیہ السلام سے۔

باب :- کن امور میں ظاہری حالت کو دیکھ کر حکم کیا جائے

(۳۲۴۴) یونس بن عبدالرحمٰن کی روایت میں جو ان کے کسی راوی نے اور اس نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے اس کا بیان ہے کہ میں نے آنجنابؑ سے ثبوت و گواہ کے متعلق دریافت کیا کہ اگر کسی کے حق کے متعلق گواہ و ثبوت قائم ہو جائے تو کیا قاضی کے لئے یہ جائز ہے کہ وہ گواہ کے قول کی بنا پر فیصلہ کردے؟ آپؑ نے فرمایا کہ پانچ امور ہیں جن کے متعلق لوگوں کو لازم ہے کہ ظاہری حالت پر فیصلہ کرلیں۔ (اول) کسی کو ولی بنانا۔ (دوسرے) بظاہر مسلمان ہے تو نکاح کرلینا (تیسرے) بظاہر مسلمان ہے تو اس کا ذبیحہ (چوتھے) شاہد اور گواہ (پانچویں) نسب وحسب پس اگر کوئی شخص بظاہر طاہر و پاک ہے اور برائیوں سے محفوظ ہے تو اس کی شہادت اور گواہی جائز ہے اس کے باطنی حالات کے متعلق نہیں پوچھا جائے گا۔

باب :- فیصلہ کرنے کے لئے مختلف حیلے اور تدبیریں

(۳۲۴۵) نضر بن سوید کی روایت میں ہے جس کو اس نے مرفوع نقل کیا ہے کہ ایک شخص نے قسم کھالی کہ وہ ہاتھی کو وزن کرے گا؟ تو نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ہاتھی کو کشتی پر سوار کردیا جائیگا پھر دیکھا جائے گا پانی کشتی کی کس حد تک پہنچا ہے وہاں نشان لگا دیا جائے گا۔ پھر ہاتھی کو اتار کر کشتی میں لوہا یا تانبا جو بھی چاہے ڈال دیا جائے گا اور جب پانی کشتی کے اس جگہ پہنچ جائے گا جہاں نشان لگایا تھا تو اس کو نکال کر وزن کرلیا جائے گا۔

(۳۲۴۶) اور عمرو بن شمر کی روایت میں جعفر بن غالب اسدی سے منقول ہے جس کی اس نے مرفوع روایت کی ہے اس کا بیان ہے کہ عمر بن خطاب کے دور میں ایک مرتبہ دو آدمی بیٹھے ہوئے تھے کہ ان دونوں کے سامنے سے ایک قیدی بیڑیاں پہنے ہوئے گزرا تو ایک نے کہا کہ اگر اس قیدی کی بیڑیوں کا اتنا وزن نہ ہو تو میری عورت کو تین طلاق اور دوسرے نے کہا کہ تم جتنا وزن کہتے اگر اتنا وزن ہو تو میری عورت کو تین طلاق۔ اب دونوں اس قیدی غلام کے مالک کے پاس پہنچے اور اس سے کہا کہ ہم دونوں نے اس اس طرح قسم کھالی ہے لہٰذا اپنے غلام کی بیڑیاں ذرا اتار تو ہم لوگ اس کا وزن کریں گے۔ مالک نے کہا کہ اگر میں اپنے غلام کی بیڑیوں کو اتاردوں تو میری عورت کو طلاق چنانچہ یہ مقدمہ حضرت عمر کے سامنے پیش کیا گیا تو انہوں نے کہا کہ اس غلام کے مالک کو حق ہے کہ وہ اتارے یا نہ اتارے مگر یہ مقدمہ حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام کے پاس لے جاؤ شاید اس مشکل کے حل کی انکے پاس کوئی صورت ہو۔ چنانچہ وہ لوگ حضرت علی علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپؑ نے فرمایا یہ تو بہت آسان ہے۔ پھر آپؑ نے ایک طشت منگوایا اور حکم دیا تو

بیڑیوں میں دھاگہ باندھ دیا گیا اور اس غلام کے دونوں پاؤں مع بیڑیوں کے اس طشت میں رکھوادیئے گئے اور طشت میں پانی ڈال دیا گیا یہاں تک کہ طشت پانی سے بھر گیا۔ پھر آپؑ نے حکم دیا کہ ان بیڑیوں کو دھاگے کے ذریعہ اٹھاؤ لوگوں نے بیڑیاں اٹھا دیں یہاں تک کہ وہ پانی سے اوپر نکل آئیں اور جب بیڑیاں نکل آئیں تو پانی کم ہو گیا پھر آپ نے لوہے کے ٹکڑے منگوائے اور پانی میں ڈالا یہاں تک کہ پانی اپنی پچھلی سطح تک پہنچ گیا کہ جہاں بیڑیوں کے ساتھ تھا پھر آپؑ نے فرمایا کہ ان لوہے کے ٹکڑوں کو وزن کرو یہی ان بیڑیوں کا وزن ہے۔

اس کتاب کے مصنف علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ حضرت امیرالمومنین علیہ السلام نے رہنمائی فرمائی اس طرح کے احکام کی طرف ان لوگوں کو جو اس قسم کی طلاق کو جائز سمجھتے ہیں۔

(۳۲۴۷) احمد بن عائذ نے ابی سلمہ سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے ایسے دو آدمیوں کے متعلق جو دونوں غلام ہیں اور ان کے مالکوں کی طرف سے یہ کام سپرد ہے کہ وہ اپنے اپنے مالکوں کی طرف سے مال کی خرید وفروخت کیا کریں۔ چنانچہ ان دونوں غلام کے درمیان تُو تُو میں میں اور اٹھا پٹخ ہو گئی۔ پس ایک غلام اس دوسرے غلام کے مالک کے پاس دوڑا ہوا گیا اور اس سے اسکو خرید لیا۔ دوسرا غلام اس کے مالک کے پاس دوڑا ہوا گیا اور اسکو اس کے مالک سے خرید لیا اور دونوں طاقت میں برابر تھے۔ وہ دونوں بھاگے ہوئے پہنچے اس نے اس کا گریباں تھاما اس نے اس کا اور دونوں ایک دوسرے سے کہنے لگے کہ تو میرا غلام ہے میں نے تجھ کو تیرے مالک سے خرید لیا ہے۔ آپؑ نے فرمایا ان دونوں کے درمیان فیصلہ اس طرح کیا جائے گا کہ جہاں سے وہ دونوں جدا ہوئے ہیں وہاں راستے کی پیمائش کی جائے گی ان دونوں میں سے جو زیادہ قریب ہوگا وہی پہلے پہنچا ہوگا اور اس نے پہلے خریدا ہوگا۔ اور اگر پیمائش میں دونوں کے راستے برابر ہونگے تو وہ دونوں اپنے اپنے مالکوں کو واپس کر دئے جائیں گے۔

(۳۲۴۸) نیز ابراہیم بن محمد ثقفی کی روایت میں ہے کہ دو مردوں نے ایک عورت کو کوئی امانت سپرد کی اور اس سے کہا کہ جب تک ہم دونوں تیرے پاس ایک ساتھ مل کر نہ آئیں یہ امانت ہم میں سے کسی ایک کو نہ دینا۔ یہ کہہ کر دونوں چلے گئے اور غائب ہو گئے کچھ عرصہ بعد ان میں سے ایک آیا اور بولا کہ میری امانت مجھے واپس دیدو کیونکہ میرا ساتھی مرگیا ہے اس عورت نے امانت واپس کرنے سے انکار کیا مگر وہ شخص اس عورت کے پاس بار بار آ آکر تقاضا کرتا رہا بالآخر اس عورت نے وہ امانت اس کو واپس کر دی اب کچھ عرصہ بعد دوسرا شخص آیا اور بولا کہ وہ امانت مجھے واپس کرو۔ اس عورت نے کہا وہ امانت تو تیرا ساتھی یہ کہکر واپس لے گیا کہ تو مرچکا ہے۔ چنانچہ یہ مقدمہ حضرت عمرؓ کی عدالت میں پیش ہوا تو انہوں نے عورت سے کہا (تو نے اس اکیلے کو کیوں دیدیا) میری نظر میں تو ہی اس کی ذمہ دار ہے۔ عورت نے کہا کہ میں تو حضرت علی علیہ السلام کو اپنے اور اس کے درمیان ثالث بناؤنگی۔ وہ حضرت علی علیہ السلام کے پاس گئی اور عرض کیا کہ آپؑ ہم لوگوں کے درمیان فیصلہ فرما دیں۔ حضرت علی نے کہا یہ امانت تو تم دونوں نے اس عورت کے پاس یہ کہکر رکھی تھی کہ جب

تک ہم دونوں مجتمع ہو کر نہ آئیں ایک کو نہ دینا تو اب تم اپنے ساتھی کو بھی لاؤ اس سے پہلے تو یہ عورت (تمہارے مال کی) واپسی کی ذمہ دار نہیں ہے۔ حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا یہ دونوں (بدنیت) اس عورت سے اس کا مال اڑانا چاہتے تھے۔

(۳۲۴۹) عاصم بن حمید نے محمد بن قیس سے اور انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ نے بیان فرمایا کہ حضرت علی علیہ السلام کے عہد میں دو کنیزوں کے ایک ہی رات میں بچہ پیدا ہوا ایک کے لڑکا پیدا ہوا اور ایک کی لڑکی، لڑکی کی ماں نے اپنی لڑکی کو لڑکے کے گہوارے میں لٹا دیا اور لڑکے کو اپنا لیا اور کہا کہ یہ لڑکا میرا ہے اور لڑکے کی ماں نے کہا یہ لڑکا میرا ہے۔ اب فیصلہ کے لئے دونوں حضرت امیرالمومنین علیہ السلام کے پاس پہنچیں تو آپ نے حکم دیا کہ ان دونوں کے دودھ کو وزن کر لیا جائے جسکا دودھ زیادہ وزنی ہو گا لڑکا اس کا ہے۔

(۳۲۵۰) حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے بیان فرمایا کہ حضرت امیرالمومنین کے عہد میں ایک شخص نے کسی آدمی کے سر پر مارا تو اس آدمی نے دعویٰ کیا کہ میری دونوں آنکھوں کی بصارت جاتی رہی اب وہ ان سے کچھ نہیں دیکھ سکتا۔ اور اس کی قوت شامہ بھی ختم ہو گئی وہ کوئی خوشبو سونگھ نہیں سکتا۔ اور قوت گویائی بھی ختم ہو گئی۔ وہ بول نہیں سکتا تو امیرالمومنین علیہ السلام نے فرمایا کہ اگر یہ اپنے دعویٰ میں سچا ہے تو اس کے لئے تین دیت لازم ہے۔ لوگوں نے عرض کیا امیرالمومنین یہ کیسے واضح ہو کہ یہ آدمی سچ کہہ رہا ہے؟ آپ نے فرمایا اس کا یہ دعویٰ ہے کہ اس کی دونوں آنکھوں سے کچھ نظر نہیں آتا تو اس طرح واضح ہو گا کہ اس سے کہا جائے کہ اپنی دونوں آنکھیں سورج کے مقابل کرو اگر آنکھیں صحیح ہیں تو پھر وہ آنکھیں بغیر جھپکائے نہ رہے گا اور اگر وہ اپنے دعویٰ میں سچا ہے تو اس کی دونوں آنکھیں کھلی رہیں گی۔ اور وہ اپنی ناک کے متعلق دعویٰ کرتا ہے وہ کوئی بو کو نہیں سونگھ سکتا تو وہ اس طرح واضح ہو گا کہ اس کی ناک کے پاس بہت کھاری پانی لے جایا جائے اگر اس کی ناک صحیح ہے تو اس کی بو دماغ کو پہنچے گی اور آنکھوں میں آنسو آجائے گا اور اپنا سر ہٹا لے گا۔ اور اس کا یہ دعویٰ کہ میری زبان گونگی ہو گئی ہے اور وہ بول نہیں سکتا تو یہ اس طرح واضح ہو گا کہ اس کی زبان پر سوئی چبھائی جائے اگر وہ بول سکتا ہے تو زبان سے سرخ خون نکلے گا اگر نہیں بول سکتا تو سیاہ خون نکلے گا۔

(۳۲۵۱) سعد بن طریف نے اصبغ بن نباتہ سے روایت کی ہے اس کا بیان ہے کہ عمرؔ بن خطاب کے سامنے ایک کنیز پیش کی گئی جس کے متعلق بہت سی گواہیاں گزریں کہ یہ زنا کی مرتکب ہوئی ہے حالانکہ قصہ یہ تھا کہ یہ بن باپ کی بچی ایک شخص کے زیر پرورش تھی اس شخص کی ایک بیوی تھی اور وہ اکثر اپنی بیوی کو چھوڑ کر غائب رہتا اس کی غیبت میں یہ یتیم بچی جوان ہو گئی اور خوبصورت نکلی تو اس کی بیوی کو یہ خوف سمایا کہ اس کا شوہر جب گھر واپس آئے تو اس جوان بچی سے شادی نہ کر لے اس لئے اس نے اپنے پڑوس کی عورتوں کو بلایا جنہوں نے اس کو پکڑ رکھا اور اس نے انگلی ڈال کر اس کی بکارت ضائع کر دی پھر جب اسکا شوہر آیا تو اس نے اپنی بیوی سے اس یتیم بچی کے متعلق دریافت کیا تو اس کی بیوی نے اس یتیم لڑکی پر زنا کا الزام لگایا اور اپنی پڑوس کی عورتوں کو گواہی میں پیش کر دیا۔ چنانچہ یہ مقدمہ عمرؔ بن خطاب کے سامنے

پیش ہوا مگر ان کی سمجھ میں نہ آیا اس میں کیا فیصلہ کریں چنانچہ اس مرد سے کہا یہ مقدمہ حضرت علی ابن ابی طالب کے پاس لے جاؤ۔ چنانچہ لوگ حضرت علی علیہ السلام کے پاس آئے اور سارا قصہ بیان کیا تو آپ نے اس کی زوجہ سے کہا کیا تیرے پاس اس کی زنا کی کوئی گواہی ہے؟ اس نے کہا جی ہاں میری پڑوسنیں گواہ ہیں جو میں کہہ رہی ہوں اس کی گواہی دینگی یہ سن کر حضرت علی علیہ السلام نے نیام سے تلوار نکالی اور اپنے سامنے رکھ لی اور جتنی گواہی دینے والی عورتیں آئی تھیں ان کے یئے حکم دیا کہ ان سب کو الگ الگ گھر میں بند کر دو پھر اس مرد کی زوجہ کو بلایا اور اس سے ہر طرح پھر پھرا کر پوچھ مگر وہ اپنے قول سے نہ پھری اور انکار کرتی رہی تو آپ نے اس کو اس کے گھر جس میں وہ بند تھی واپس کر دیا پھر آپ نے گواہ عورتوں میں سے ایک کو بلایا اور دوزانو ہو کر بیٹھ گئے اور فرمایا تو مجھے پہچانتی ہے میں کون ہوں میں علی ابن ابی طالب ہوں اور یہ میری تلوار ہے اور اس مرد کی عورت نے مجھ سے سب کچھ بیان کر دیا ہے اور حق بات کی طرف پلٹ آئی ہے اور میں نے اس کو امان دیدی ہے اب اگر تو سچ سچ بیان کر دیگی تو ٹھیک ورنہ اپنی یہ تلوار تیرے خون سے رنگ دونگا۔ یہ سن کر وہ عورت آپ کی طرف مخاطب ہوئی اور بولی یا امیرالمومنین میں سچ سچ کہتی ہوں مجھے جان کی امان دے دیجئے میں قسم کھا کر کہتی ہوں کہ اس یتیمہ نے ہرگز زنا نہیں کیا بلکہ اس مرد کی عورت نے اس یتیمہ کے حسن و جمال و شکل و صورت کو دیکھا تو وہ ڈری کہ اس کے شوہر کی نیت خراب ہو جائیگی چنانچہ اس نے ایک دن اس یتیمہ کو شراب پلائی اور ہم لوگوں کو بلایا ہم لوگوں نے اس یتیمہ کو پکڑ لیا اور اس نے اپنی انگلیوں سے اس کی بکارت توڑ دی یہ سن کر حضرت علی علیہ اسلام نے فرمایا اللہ اکبر اللہ اکبر سوائے حضرت دانیال علیہ السلام کے مجھ سے پہلے کسی نے گواہوں کو جدا جدا نہیں رکھا۔ پھر اس یتیمہ پر زنا کا بہتان لگانے والے کی حد جاری کی اور اس کے اور اس کی مدد کرنے والیوں پر یتیمہ کی بکارت زائل کرنے کے جرم میں اس یتیمہ کا مہر چار سو درہم بطور تاوان عائد فرمایا پھر اس عورت کو اس کے شوہر سے جدا کر کے اس یتیمہ کا عقد اس کے شوہر سے کر دیا اور اس کا مہر اس کے مال سے دلوایا۔

پھر عمر ابن خطاب نے کہا اے ابوالحسن آپ حضرت دانیال علیہ السلام کا واقعہ بھی تو بیان کریں تو آپ نے فرمایا کہ حضرت دانیال بن ماں اور بن باپ کے ایک یتیم بچے تھے جن کو بنی اسرائیل کی ایک بوڑھی عورت نے گود لے لیا تھا اور ان کی پرورش کی تھی۔ اور بنی اسرائیل کے بادشاہوں میں سے ایک بادشاہ کے دو قاضی تھے اور ان دونوں کا ایک دوست تھا جو ایک مرد صالح تھا جس کی عورت حسین وجمیل تھی۔ اور وہ مرد صالح بادشاہ کی خدمت میں برابر حاضر ہوا کرتا اور بادشاہ اس سے باتیں کیا کرتا۔ ایک مرتبہ بادشاہ کو ایک ایسے شخص کی ضرورت ہوئی جسکو وہ ایک اہم کام کے لئے کہیں بھیجے تو اس نے ان دونوں اپنے قاضیوں سے کہا کہ تم دونوں میرے لئے ایک ایسا شخص منتخب کرو جسے میں ایک اہم کام کے لئے بھیجوں۔ ان دونوں نے کہا فلاں شخص (یعنی وہ مرد صالح) ہے بادشاہ نے اس مرد صالح کو اس کام پر بھیجدیا تو جاتے ہوئے اس نے ان دونوں قاضیوں سے کہا کہ تم دونوں میری بیوی کا خیال رکھنا ان دونوں نے کہا بہتر۔ وہ مرد صالح چلا گیا تو یہ

دونوں قاضی اپنے اس دوست کی ڈیوڑھی پر آنے لگے پھر ان دونوں نے اس عورت سے اظہار محبت کرنے اور اپنی طرف مائل کرنے کی کوشش کی مگر اس عورت نے انکار کیا تو ان دونوں نے کہا اگر تو ایسا نہ کرے گی تو ہم دونوں تیرے خلاف بادشاہ کے سامنے گواہی دینگے کہ تو نے زنا کیا ہے تاکہ وہ تجھے سنگسار کردے۔ اس عورت نے جواب دیا تم دونوں جو چاہو کرو چنانچہ وہ دونوں بادشاہ کے پاس آئے اور انہوں نے بادشاہ کے سامنے اس عورت کی زناکاری کی گواہی دی تاکہ وہ اسے سنگسار کردے۔ اس عورت کے حسن کردار کی بڑی شہرت تھی اس لئے بادشاہ بڑے مخمصے میں پڑ گیا اور بہت متفکر ہوا اور ان سے کہا چلو تمہاری بات مان لی مگر اس عورت کو تین دن کی مہلت دیدو (تاکہ وہ صفائی پیش کرسکے) پھر اسے سنگسار کرو۔ اور شہر میں منادی کرا دی کہ فلاں زن عابدہ زنا کی مرتکب ہوئی ہے اسکو سنگسار کرنے کے لئے لوگ جمع ہوجائیں دونوں قاضیوں نے اس کے زنا میں مرتکب ہونے کی گواہی دی ہے۔ یہ سن کر لوگوں میں طرح طرح کی باتیں شروع ہوگئیں تو بادشاہ نے اپنے وزیر سے کہا بولو اس مقدمہ کے فیصلے کے لئے تمہارے پاس کیا تدبیر ہے؟ اس نے کہا واللہ میرے پاس تو اس کے لئے کوئی تدبیر نہیں ہے۔

الغرض جب تیسرا دن آیا اور یہ مہلت کا آخری دن تھا تو وزیر اپنی سواری پر سوار ہو کر شہر کے گشت کے لئے نکلا ناگاہ اس نے چند بچوں کو کھیلتے دیکھا اور ان ہی میں حضرت دانیال علیہ السلام بھی تھے۔ چنانچہ دانیال علیہ السلام نے آواز دی اے بچو آؤ میں بادشاہ ہوں اور اے فلاں تم زن عابدہ بن جاؤ اور اس کے خلاف فلاں فلاں دونوں قاضی اور گواہ بنیں گے۔ پھر مٹی جمع کی اور ایک لکڑی کو تلوار بنایا۔ پھر لڑکوں کو حکم دیا کہ اس (قاضی) کا ہاتھ پکڑو اور فلاں جگہ لے جاؤ اور وزیر سامنے کھڑا تھا پھر اس نے لڑکوں کو حکم دیا اور اس (قاضی) کو پکڑو اور فلاں جگہ لے جاؤ۔ اس کے بعد ان دونوں قاضیوں میں سے ایک کو بلایا اور کہا سچ بولو اگر سچ نہ بولے تو میں تمہاری گردن مار دوں گا۔ اس قاضی نے کہا ہاں سچ بولونگا اور وزیر یہ سب باتیں سن رہا تھا۔ اس نے پھر کہا اچھا بتاؤ تم اس عورت کے خلاف کس بات کی گواہی دوگے۔ قاضی نے جواب دیا کہ اس بات کی کہ اس عورت نے زنا کیا ہے۔ اس نے پوچھا اس نے کس دن زنا کیا؟ اس قاضی نے کہا فلاں دن۔ پوچھا کس وقت؟ قاضی نے کہا فلاں وقت۔ پوچھا کس جگہ؟ کہا فلاں جگہ۔ پوچھا کس شخص کے ساتھ؟ کہا فلاں ابن فلاں کے ساتھ حکم دیا اچھا اس قاضی کو یہاں سے ہٹا کر اس کی جگہ واپس لے جاؤ۔ اور اب دوسرے قاضی کو لاؤ۔ تو لڑکے اسکو پکڑ کر اس کی جگہ واپس لے گئے اور دوسرے قاضی کو لائے اور انہوں نے یہی سب سوال اس دوسرے قاضی سے پوچھا اور اس نے پہلے قاضی کے قول کے مخالف بیان دیا۔ تو حضرت دانیال علیہ السلام نے کہا اللہ اکبر اللہ اکبر ان دونوں نے جھوٹی گواہی دی اور لڑکوں کو آواز دی کہ ان دونوں نے جھوٹی گواہی دی لہذا دونوں کو قتل کرنے کے لئے آجاؤ۔ یہ سب کھیل دیکھ کر وزیر بادشاہ کے پاس تیزی سے آیا اور سارا واقعہ بیان کیا تو بادشاہ نے ان دونوں قاضیوں کو بلایا وہ دونوں حاضر کئے گئے پھر ان دونوں کو جدا جدا کر دیا اور وہی سوالات کئے جو حضرت دانیال علیہ السلام نے ان دونوں لڑکوں سے کئے تھے تو ان دونوں

کے بیان میں اختلاف ہوا لہذا لوگوں میں فیصلہ کا اعلان کیا اور ان دونوں کے قتل کا حکم دیدیا۔

(۳۲۵۲) حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے بیان فرمایا کہ عہد امیرالمومنین علیہ السلام میں ایک کھنڈر کے اندر ایک شخص ذبح کیا ہوا پایا گیا اور وہیں پر ایک دوسرا شخص جس کے ہاتھ میں ایک خون آلود چھری تھی ملا۔ چنانچہ اس کو گرفتار کرلیا گیا تاکہ امیرالمومنین علیہ السلام کے سامنے پیش کیا جائے۔ جب وہ خدمتِ امیرالمومنین علیہ السلام میں آیا تو اس نے اقرار کرلیا کہ اسی نے اس شخص کو ذبح کیا ہے جب اس کو قتل کرنے کے لئے پہنچے تو ایک تیسرا شخص سامنے آیا اور آواز دی کہ تم لوگ اسکو چھوڑ دو (یہ بے قصور ہے در حقیقت) میں نے اسکو قتل کیا ہے۔ چنانچہ اس کے ساتھ اس کو بھی پکڑ کر حضرت امیرالمومنین علیہ السلام کے سامنے پیش کیا گیا آپؑ نے اس پہلے سے پوچھا تجھے اقرار پر کونسا امر داعی ہوا؟ اس نے عرض کیا یا امیرالمومنین علیہ السلام میں ایک قصاب ہوں میں نے اس کھنڈر کے پہلو میں ایک بکری ذبح کی اور مجھے زور کا پیشاب معلوم ہوا تو جلدی میں اس کھنڈر میں داخل ہوگیا میرے ہاتھ میں خون آلود چھری تھی اتنے میں لوگوں نے مجھے پکڑ لیا اور کہنے لگے کہ تو نے ہی ہمارے آدمی کو قتل کیا ہے یہ سن کر میں نے اپنے دل میں کہا کہ اب انکار سے کوئی فائدہ نہیں اس لئے کہا کہ یہاں ایک ذبح کیا ہوا آدمی ہے اور میرے ہاتھ میں خون آلود چھری ہے اس لئے میں نے ان لوگوں کے سامنے اقرار کرلیا کہ اسے میں نے قتل کیا ہے۔

پھر حضرت علی علیہ السلام نے دوسرے سے فرمایا اب تم کیا کہتے ہو؟ اس نے عرض کیا کہ یا امیرالمومنین میں نے اس شخص کو قتل کیا ہے آپؑ نے فرمایا اچھا اب تم لوگ میرے فرزند حسن کے پاس جاؤ تاکہ وہ تمہارے درمیان فیصلہ کردیں۔ چنانچہ یہ سب امام حسن علیہ السلام کے پاس پہنچے اور سارا قصہ بیان کیا تو آپؑ نے فرمایا اگرچہ اس نے ایک شخص کو قتل کیا تو ایک کو زندہ بھی کردیا ہے اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے و من احیاھا فکانما احیا الناس جمیعاً۔ (سورہ مائدہ آیت نمبر ۳۲) (جس نے اس کو زندہ کیا گویا اس نے تمام انسانوں کو زندہ کردیا) لہذا اب تم دونوں پر کچھ لازم نہیں آتا اور مقتول کے ورثاء کو مقتول کا خون بہا بیت المال سے دیدیا جائے گا۔

(۳۲۵۳) حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے بیان فرمایا کہ حضرت امیرالمومنین علیہ السلام کے عہد حکومت میں ایک شخص فوت ہوا اور اپنے پسماندگان میں ایک فرزند اور ایک غلام چھوڑا پس دونوں میں سے ہر ایک یہ دعویٰ کرنے لگا کہ میں اسکا فرزند ہوں۔ اور یہ دوسرا اسکا غلام ہے۔ اور یہ امیرالمومنین علیہ السلام کی خدمت میں فیصلہ کے لئے آئے۔ آپؑ نے حکم دیا کہ مسجد کی دیوار میں دو سوراخ کردیئے جائیں۔ اور حکم دیا کہ ان دونوں میں سے ہر ایک ان سوراخوں میں سے ایک سوراخ میں اپنا سر ڈالے پھر قنبر کو آواز دی کہ اے قنبر تلوار کھینچ لو مگر بہ صیغہ راز ان سے کہا کہ جو میں حکم دوں اس پر عمل نہ کرنا اور حکم دیا کہ غلام کی گردن اڑادو یہ سننا تھا کہ غلام نے اپنا سر سوراخ سے باہر کھینچ لیا اور امیرالمومنین علیہ السلام نے اسے پکڑ لیا اور دوسرے سے فرمایا کہ در حقیقت تو ہی اس مرنے والے کا فرزند ہے (اب تو کہے تو) میں اس کو آزاد

کر دوں گا اور اسکو تیرا آزاد کردہ غلام بنادوں۔

(۳۲۵۴) عمرو بن ثابت نے اپنے باپ سے انہوں نے سعد بن طریف سے اور انہوں نے اصبغ بن نباتہ سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ عمر بن خطاب کے دربار میں ایک عورت لائی گئی۔ جس کی شادی ایک مرد پیر سے ہوئی تھی مگر جونہی اس مرد پیر نے اس سے مجامعت کی وہ اس عورت کے پیٹ ہی پر مر گیا پس اس عورت کے ایک لڑکا پیدا ہوا تو اس مرد پیر کی دوسری اولادوں نے دعویٰ کیا کہ اس عورت نے زنا کیا ہے اور اس کے خلاف گواہیاں پیش کردیں۔ چنانچہ عمر ابن خطاب نے حکم دیدیا کہ اس عورت کو سنگسار کر دیا جائے۔ لوگ اس کو سنگسار کرنے کیلئے لیکر چلے تو درمیان راہ میں حضرت علی علیہ السلام مل گئے اس عورت نے آواز دی اے ابن عم رسول میں مظلومہ ہوں۔ اور یہ میرے نکاح کا ثبوت ہے۔ آپؑ نے فرمایا تیرے پاس کیا ثبوت ہے۔ اس عورت نے اپنا نکاح نامہ پیش کیا آپ نے اس کو پڑھا اور ان لوگوں سے فرمایا کہ اس عورت نے تم لوگوں کو بتادیا تھا کہ کس دن اس کا نکاح ہوا اور کس دن اس پیر مرد نے اس سے مجامعت کی اور اس کی مجامعت کیسے ہوئی۔ عورت کو واپس لے جاؤ۔ دوسرے دن آپ نے چند کمسن بچوں کو بلایا اس میں اس عورت کا لڑکا بھی تھا اور لڑکوں سے کہا کہ تم لوگ کھیلو سب کھیلنے لگے جب وہ کھیلنے میں بے حد مشغول ہوئے تو آپؑ نے انہیں آواز دی وہ سب اٹھ کھڑے ہوئے مگر اس عورت کا لڑکا اپنی ہتھیلیاں زمین پر ٹیک کر اٹھا آپ نے اسکو بلایا اور اس کو اس کے باپ کی میراث دلوائی اور اس کے بھائیوں کے بہتان لگانے کی سزا میں ایک ایک پر حد جاری کی۔ حضرت عمر نے پوچھا کہ یہ آپ نے کیا کیا؟ تو آپؑ نے فرمایا میں نے اس لڑکے کے ہتھلیاں ٹیک کر اٹھنے سے یہ پہچان لیا کہ یہ ضعیف پیر مرد کا ہی لڑکا ہے۔

(۳۲۵۵) حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے بیان فرمایا ایک مرتبہ حضرت علی علیہ السلام مسجد میں داخل ہوئے تو ایک جوان روتا ہوا آپؑ کے سامنے آیا اور کچھ لوگ اس کو چپ کرا رہے تھے۔ آپؑ نے پوچھا تم روتے کیوں ہو؟ اس نے عرض کیا یا امیرالمومنین قاضی شریح نے میرے مقدمہ کا فیصلہ دیا مجھے نہیں معلوم کہ یہ کیسا فیصلہ ہے یہ لوگ میرے باپ کو اپنے ساتھ لیکر سفر پر گئے سب واپس آگئے مگر میرا باپ واپس نہیں آیا تو میں نے ان لوگوں سے اپنے باپ کے متعلق دریافت کیا تو ان لوگوں نے کہا کہ وہ مر گیا تو میں نے اس کے مال و اسباب کے متعلق پوچھا اور ان لوگوں نے جواب دیا کہ اس نے کوئی مال و اسباب نہیں چھوڑا میں ان لوگوں کو فیصلہ کے لئے قاضی شریح کے پاس لے گیا تو انہوں نے ان لوگوں سے حلف لے کر میرا مقدمہ خارج کر دیا۔ اور یا امیرالمومنین علیہ السلام مجھے خوب معلوم ہے کہ میرے والد جب سفر پر گئے تھے تو ان کے ساتھ مال کثیر تھا۔ آپؑ نے فرمایا اچھا تم سب اس جوان کو لے کر شریح کے پاس واپس چلو۔ وہاں پہنچ کر آپؑ نے پوچھا اے شریح تم نے ان سب کے درمیان کیسے فیصلہ کر دیا؟ انہوں نے کہا یا امیرالمومنین علیہ السلام اس لڑکے نے ان لوگوں کے خلاف دعویٰ دائر کیا کہ یہ لوگ سفر پر گئے تھے اور اس لڑکے کا باپ ان لوگوں کے ساتھ گیا تھا۔ یہ لوگ تو

واپس آگئے مگر اسکا باپ واپس نہیں آیا۔ میں نے ان لوگوں سے پوچھا تو ان لوگوں نے کہا کہ وہ مرگیا پھر میں نے اس کے مال واسباب کے متعلق دریافت کیا تو ان لوگوں نے کہا کہ اس نے کوئی مال واسباب نہیں چھوڑا پھر میں نے اس لڑکے سے پوچھا جو تم دعویٰ کرتے ہو اس پر تمہارے پاس کوئی ثبوت ہے؟ اس نے کہا کہ نہیں پھر میں نے ان لوگوں سے حلف اٹھوایا (کہ اس کے پاس کوئی مال ومتاع نہ تھا) حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا اے شریح تم ایسے مقدمہ کا اس طرح فیصلہ کرتے ہو۔ شریح نے عرض کیا پھر یا امیرالمومنین کس طرح فیصلہ کرتا۔ حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا اے شریح خدا کی قسم میں ان لوگوں کے درمیان ایسا فیصلہ کروں گا کہ مجھ سے پہلے سوائے حضرت داؤد نبی علیہ السلام کے اور کسی نے نہیں کیا۔ اے قنبر پولیس کے سپاہیوں کو بلاؤ۔ قنبر بلا لائے تو آپ نے ان لوگوں میں سے ایک ایک پر ایک ایک سپاہی تعینات کردیا پھر آپؑ نے ان میں سے ہر ایک کے چہرے پر نظر ڈالی اور فرمایا بولو تم لوگ کیا کہتے ہو کیا تم لوگ یہ کہتے ہو کہ جو کچھ اس لڑکے کے باپ کے ساتھ تم لوگوں نے سلوک کیا ہے میں اسے نہیں جانتا پھر تو میں تم لوگوں کے نزدیک ایک جاہل ٹھہروں گا۔ پھر حکم دیا ان سب کو جدا جدا کرو ان سب کے سر ڈھانپ دو (تاکہ آپس میں اشارے نہ کرسکیں) چنانچہ ان سب کو جدا جدا کرکے مسجد کے ایک ایک ستون کے پاس کھڑا کردیا گیا اور ان کے سر ان کے کپڑوں سے ڈھانپ دیئے گئے پھر اپنے کاتب و منشی عبیداللہ بن ابی رافع کو بلایا اور فرمایا کہ رجسٹر اور دوات لاؤ۔ اس کے بعد حضرت علی علیہ السلام مسند قضا پر تشریف فرما ہوئے اور لوگ آپ کے آس پاس جمع ہوگئے۔ تو آپؑ نے مجمع سے فرمایا کہ جب میں تکبیر کہوں تو تم لوگ بھی تکبیر کہنا اس کے بعد لوگوں سے کہا اچھا ذرا راستہ بناؤ پھر ان میں سے ایک کو بلا کر اپنے سامنے بٹھایا اور اس کے چہرے سے کپڑا ہٹایا اور عبیداللہ بن ابی رافع سے کہا اس کا اقرار اور اس کا بیان قلمبند کرتے جانا۔ اس کے بعد آپ نے اس سے سوال کرنا شروع کیا اور پوچھا تم لوگ اپنے گھر سے کس دن نکلے تھے جبکہ اس لڑکے کا باپ تم لوگوں کے ساتھ تھا اس نے کہا فلاں دن، پوچھا کس مہینہ میں؟ اس نے کہا فلاں مہینہ میں۔ پوچھا تم لوگ اپنے سفر میں کس منزل پر پہنچے تھے کہ اس لڑکے کا باپ مرگیا؟ اس نے کہا فلاں بن فلاں کی منزل پر۔ پوچھا کیا بیمار تھا؟ کہا یہ بیماری تھی پوچھا کتنے دن بیمار رہا؟ کہا اتنے دن بیمار رہا۔ پوچھا اس کی تیمارداری کس نے کی تھی اور وہ کس دن مرا پھر کس نے اس کو غسل دیا؟ اور کہاں غسل دیا؟ اور کس نے اس کو کفن پہنایا اور تم لوگوں نے اس کو کس دن دفن کیا اور کس نے نماز جنازہ پڑھائی اور اسکو کس نے قبر میں اتارا غرض جو کچھ آپ سوال کرنا چاہتے تھے وہ سب سوال کرچکے تو آپ نے باآواز بلند تکبیر کہی اور آپ کے ساتھ مجمع نے بھی تکبیر کہی۔ اس سے باقیوں کو شبہ ہوا اور انہیں شک پڑ گیا ہمارے ساتھی نے ہمارے اور اپنے جرم کا اعتراف کرلیا ہے پھر آپؑ نے حکم دیا کہ اس کے سر کو ڈھانپ دو اور اس کو قید خانہ میں لے جاؤ۔

پھر دوسرے کو بلا کر اپنے سامنے بٹھایا اور اس کے چہرے سے کپڑا ہٹایا اور فرمایا تو نے یہ سمجھا کہ تم لوگوں کے کرتوتوں کا مجھے پتہ نہیں تو ہرگز ایسا نہیں ہے۔ اس نے عرض کیا یا امیرالمومنین میں اس قافلہ میں تنہا شخص تھا جو اسکے

قتل کو ناپسند کرتا تھا۔ پھر اس نے قتل کا اقرار کیا اس کے بعد آپ نے ایک ایک شخص کو بلایا اور سب نے قتل اور مال کے ہضم کرنے کا اقرار کرلیا پھر اس شخص کو بلایا جس کو قید خانہ لے جانے کا حکم دیا تھا اس نے بھی آکر قتل کا اقرار کرلیا۔ تو آپؑ نے ان لوگوں کو مال کی واپسی اور مقتول کے خون بہا کا حکم دیا۔

پھر شریح نے عرض کیا یا امیرالمومنین علیہ السلام حضرت داؤد علیہ السلام نے کیا فیصلہ کیا تھا؟ آپؑ نے فرمایا کہ حضرت داؤد علیہ السلام کا ایک مرتبہ ان چند بچوں کی طرف سے گزر ہوا جو آپس میں کھیل رہے تھے ان میں سے ایک کو مات الدین کہکر پکار رہے تھے۔ تو آپؑ نے اس بچے کو بلایا اور پوچھا بچے تیرا کیا نام ہے؟ اس نے کہا میرا نام مات الدین ہے پوچھا تیرا نام کس نے رکھا؟ اس نے کہا میرا نام میری ماں نے رکھا تو آپ اس کی ماں کے پاس تشریف لے گئے اور اس سے پوچھا اے عورت تیرے اس بچے کا کیا نام ہے؟ کہا کہ مات الدین آپؑ نے فرمایا کہ اس کا نام کس نے رکھا؟ اس نے کہا کہ اسکے باپ نے۔ آپؑ نے فرمایا یہ صورت کیسے ہوئی تھی؟ عورت نے کہا اس کا باپ ایک سفر پر کچھ لوگوں کے ساتھ گیا تھا اس وقت یہ بچہ میرے شکم میں تھا۔ پھر سب لوگ تو سفر سے واپس آگئے مگر میرا شوہر واپس نہیں آیا میں نے ان لوگوں سے دریافت کیا تو سب نے کہا کہ وہ مرگیا میں نے پوچھا کہ پھر اس کا متروکہ مال و اسباب کہاں ہے؟ تو لوگوں نے کہا کہ اس نے کوئی مال و اسباب نہیں چھوڑا میں نے پوچھا اچھا مرتے وقت اس نے کوئی وصیت کی تھی؟ لوگوں نے کہا کہ ہاں اس کا خیال تھا کہ تو حاملہ ہے اس لئے اس نے وصیت کی کہ تیرے بطن سے جو بھی لڑکا یا لڑکی پیدا ہو اسکا نام مات الدین رکھ دینا۔ حضرت داؤد علیہ السلام نے پوچھا کیا تو ان لوگوں سے واقف ہے جو تیرے شوہر کے ساتھ سفر پر گئے تھے؟ عورت نے کہا جی ہاں۔ پوچھا وہ لوگ زندہ ہیں یا مرگئے۔ اس نے کہا کہ وہ زندہ ہیں۔ آپؑ نے فرمایا کہ اچھا تو ان لوگوں کے پاس میرے ساتھ چل چنانچہ آپؑ اس عورت کو لیکر ان لوگوں کے پاس گئے۔ ان کو گھروں سے نکالا اور ان لوگوں کے درمیان اسی طرح فیصلہ کیا اور فیصلہ کیا کہ یہ لوگ اس کا مال واپس کریں اور مقتول کا خونبہا ادا کریں۔ پھر عورت سے کہا کہ اب تو اپنے اس بچے کا نام (مات الدین کے بدلے) عاش الدین رکھ یعنی دین زندہ ہوگیا۔

پھر اس لڑکے اور ان لوگوں کے درمیان اختلاف ہوا کہ اس کے باپ کے پاس کتنا مال تھا تو حضرت علی علیہ السلام نے اپنی ایک انگوٹھی لی اور اسکے ساتھ چند انگوٹھیاں اور ملادیں اور فرمایا تم لوگ ان میں سے ایک ایک انگھوٹھی اٹھاؤ جو میری انگوٹھی کو اٹھائے گا وہ اپنے دعویٰ میں سچا ہوگا اس لئے کہ یہ سہم الہیٰ ہے اور سہم الہیٰ کبھی ناکام نہیں ہوگا۔

(۳۲۵۶) نیز حضرت علی علیہ السلام نے ایک عورت کے معاملہ میں فیصلہ کیا کہ جب آپؑ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کیا کہ میرے شوہر نے میری بغیر اجازت میری کنیز سے مجامعت کی ہے۔ تو آپؑ نے اس کے شوہر سے پوچھا تو کیا کہتا ہے؟ اس نے جواب دیا کہ میں نے بغیر اس کی اجازت کے اس کی کنیز سے مجامعت نہیں کی ہے۔ آپؑ نے اس عورت سے کہا کہ اچھا اگر تو سچی ہے تو میں تیرے شوہر کو سنگسار کردوں گا۔ اور تو جھوٹی ہے تو میں تجھے اس کی سزا میں کوڑے لگاؤں گا۔ اسی اثناء

میں نماز جماعت کھڑی ہوگی۔ اور حضرت علی علیہ السلام نماز جماعت پڑھانے کے لئے کھڑے ہوگئے۔ تو عورت نے اپنے دل میں سوچا کہ اب چھٹکارا نہیں یا اس کا شوہر سنگسار کردیا جائے گا یا وہ سزا میں کوڑے کھائے گی یہ سوچ کر وہ چلی گئی اور دوبارہ واپس نہیں آئی اور امیرالمومنین علیہ السلام نے بھی اس کے متعلق کچھ نہیں پوچھا۔

(۳۲۵۷) اور امیرالمومنین علیہ السلام نے ایک ایسے شخص کے متعلق فیصلہ فرمایا جس کو دو آدمی پکڑ لائے تھے اور ان دونوں نے کہا اس نے ایک زرہ چرائی ہے۔ اس شخص نے جب یہ گواہیاں دیکھیں تو اللہ کا واسطہ دینے لگا اور کہنے لگا کہ اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس وقت موجود ہوتے تو میرا ہاتھ کبھی ہرگز نہ کٹتا حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا یہ کیوں ؟ اس نے کہا اس لئے کہ میرا پروردگار ان کو خبر کر دیتا کہ میں اس الزام سے بری ہوں تو وہ مجھے اس سے بری کرا دیتے حضرت علی علیہ السلام نے جب یہ دیکھا کہ خدا کا واسطہ دے رہا ہے تو ان دونوں گواہوں کو بلایا اور ان سے فرمایا ارے تم لوگ خوفِ خدا کرو اس شخص پر ظلم کرکے اس کا ہاتھ نہ کاٹو آپؑ نے ان کو اللہ کا واسطہ دیا اس کے بعد فرمایا اچھا تم میں سے ایک اسکا ہاتھ کاٹے اور دوسرا اس کا ہاتھ پکڑے اب جب دونوں اس کا ہاتھ کاٹنے کے لئے اس کو تخت کی طرف بڑھے تو لوگوں کے ہجوم سے ٹکرائے اور ہجوم میں مخلوط ہوگئے تو ان دونوں نے لوگوں کے ہجوم میں اس کا ہاتھ چھوڑ دیا اور بھاگ کر لوگوں کے ہجوم میں گم ہوگئے۔ پھر وہ شخص جس کے خلاف چوری کی گواہی گزری تھی امیرالمومنین علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا یا امیرالمومنین ان دونوں آدمیوں نے میرے خلاف جھوٹی گواہی دی تھی اسی لئے جب وہ ہجوم سے ملے تو اس میں خلط ملط ہوگئے اور مجھے چھوڑ کر بھاگ گئے اگر یہ دونوں سچے ہوتے تو نہ وہ بھاگتے اور نہ مجھے چھوڑتے۔

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا اب ان دونوں گواہوں تک مجھے کون پہنچائے گا۔ تم بھی ان دونوں پر لعنت بھیجو۔

باب :- ممانعت اور افلاس

(۳۲۵۸) اصبغ بن نباتہ نے حضرت امیرالمومنین علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے نا بالغ و ناسمجھ لڑکے کو جب تک کہ اس میں سمجھ بوجھ نہ آجائے مالی معاملات سے روک دیا۔ نیز آپؑ نے حکم دیا کہ نادہند قرض دار کو قید کردیا جائے لیکن جب واضح ہوجائے کہ وہ واقعی مفلس ہے تو اس کو رہا کر دیا جائے تاکہ وہ مال کما سکے۔ اور آپ نے ایک ایسے شخص کے متعلق فیصلہ فرمایا جو قرض کی ادائیگی میں ٹال مٹول کرے کہ اس کو قید کردیا جائے اور اس کو حکم دیا جائے کہ وہ اپنا مال اپنے قرض خواہوں میں بحصہ رسد تقسیم کردے اور اگر وہ اس سے انکار کرے تو اس کا مال فروخت کرکے قرض خواہوں میں تقسیم کر دیا جائے۔

(۳۲۵۹) ابو ایوب خزاز نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا جس نے ایک شخص کی طرف سے رقم کی ادائیگی کی ذمہ داری اپنے اوپر لے لی تو کیا اب پہلے شخص کی طرف رقم کے لئے رجوع کیا جائے گا۔ آپ نے فرمایا کبھی بھی نہیں جب تک کہ یہ دوسرا شخص ذمہ داری لینے سے پہلے مفلس اور دیوالیہ نہ ہو۔

باب :- حکم احکام میں سعی و سفارش

(۳۲۶۰) سکونی نے اپنے اسناد کے ساتھ روایت کی ہے کہ اس کا بیان ہے کہ حضرت امیر المومنین عیہ اسلام نے ارشاد فرمایا کہ جب کوئی ایسا مقدمہ کہ جس پر حد جاری ہوئی ہے۔ امام کے سامنے پیش ہوجائے تو پھر اب اس کے لئے تم میں سے کوئی معافی کی سعی اور سفارش نہ کرے اس لئے کہ پھر اس میں معافی کی سفارش کا اختیار نہیں ہاں اگر کوئی ایسا مقدمہ ہے جو کہ ابھی امام تک نہیں پہنچا ہے تو اس میں سعی و سفارش کا اختیار ہے۔ لہذا اگر کوئی ایسا مقدمہ ہے کہ جو ابھی امام کے سامنے پیش نہیں ہوا ہے اور تم دیکھ رہے ہو کہ مجرم نادم و شرمندہ ہے تو اس کی معافی کی سفارش سن لو۔ اور وہ مقدمہ جو ابھی امام کے سامنے پیش نہیں ہوا ہے اور اس میں کوئی حد شرعی نہیں ہے اور جس کے حق میں سفارش ہے وہ باز آتا ہے تو اس کی معافی کی سفارش سن لو۔ اور کوئی شخص خواہ وہ مسلم ہو یا غیر مسلم اس کے حق میں بغیر اس کی اجازت کے سفارش نہ کرو۔

باب :- قید کا حکم

(۳۲۶۱) صفوان بن مہران نے عامر بن سمط سے اور انہوں نے حضرت علی ابن الحسین علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے متعلق روایت کی ہے کہ جو اپنی بہن کے ساتھ زنا کرتا ہے تو آپ نے فرمایا کہ اس کو تلوار کی ایک ضرب لگائی جائے اس کی کاٹ جہاں تک پہنچے اب اگر وہ اس کے بعد بھی زندہ بچ جائے تو اس کو تا عمر قید میں ڈال دیا جائے یہاں تک کہ وہ اسی میں مرجائے۔

(۳۲۶۲) سکونی نے اپنے اسناد کے ساتھ روایت کی ہے کہ حضرت امیر المومنین علیہ السلام نے ایک ایسے شخص کے متعلق ارشاد فرمایا کہ جس نے اپنے غلام کو حکم دیا کہ فلاں شخص کو قتل کر دو اور اس غلام نے اس کو قتل کر دیا تو آپ نے فرمایا کہ یہ غلام اپنے مالک کے لئے کوڑے اور تلوار کے مانند ہے لہذا اس کے مالک کو قتل کیا جائے گا اور غلام کو قید میں ڈال دیا جائیگا۔

(۳۲۶۳) ایک مرتبہ حضرت علی علیہ السلام کے سامنے تین شخص پیش کئے گئے ان میں سے ایک نے کسی آدمی کو پکڑے رکھا دوسرے نے بڑھ کر اس آدمی کو قتل کر دیا اور تیسرا ان کی چوکیداری کرتا رہا تو حضرت علی علیہ السلام نے چوکیداری کرنے والے کے متعلق فیصلہ دیا کہ اس کی آنکھیں نکال لی جائیں۔ اور جس نے اس کو پکڑے رکھا اس کے متعلق فیصلہ دیا کہ اس کو تادم مرگ قید میں ڈال دیا جائے۔ جیسا کہ تادم مرگ اس نے اس کو پکڑے رکھا اور جس نے بڑھ کر قتل کیا تھا اس کے متعلق فیصلہ فرمایا کہ اس کو قتل کر دیا جائے۔

(۳۲۶۴) اور حریز سے حمّاد کی روایت میں ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ تین شخصوں کے سوا دائمی قید میں کسی کو نہیں رکھا جائے گا۔ ایک وہ شخص کہ جو کسی کو پکڑے رہے اور وہ قتل ہو جائے دوسرے وہ عورت جو اسلام سے پھر کر مرتد ہو گئی ہو (یعنی اسے قتل نہیں کیا جائیگا بلکہ قید میں اوقات نماز میں پیٹا جائیگا یہاں تک کہ وہ رجوع کرے اور نماز پڑھنے لگے) تیسرے وہ چور جو ہاتھ پاؤں کٹنے کے بعد بھی چوری کرے۔

(۳۲۶۵) عبداللہ بن سنان نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے ارشاد فرمایا کہ امام پر لازم ہے کہ جو لوگ قرض ادا نہ کرنے کی وجہ سے قید میں ہوں انہیں جمعہ کے دن جمعہ کی نماز کے لئے اور عید کے دن عید کی نماز کے لئے قید سے نکالے اور لوگوں کے ساتھ بھیجے اور جب نماز جمعہ اور نماز عید پڑھ لیں تو پھر انہیں دوبارہ قید میں بھیج دے۔

(۳۲۶۶) اور حضرت علی علیہ السلام سے احمد بن ابی عبداللہ برقی کی روایت میں ہے کہ امام پر واجب ہے کہ فاسق علماء اور جاہل اطباء اور ان مفلسوں کو قید میں ڈال دے جو لوگوں سے مال لے کر ادائیگی میں حیلہ جوئی اور مکر و فریب کرتے ہیں۔

نیز امام علیہ السلام نے فرمایا کہ مجرم پر حد جاری کرنے کے بعد اسے قید میں رکھنا امام کی طرف سے ظلم ہوگا۔

(۳۲۶۷) حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ثبوت دینا مدعی پر لازم اور حلف مدعا علیہ پر۔ اور مسلمانوں کے مابین صلح جائز ہے سوائے اس کے کہ ایسی صلح نہ ہو جس میں حرام کو حلال کر لیا جائے یا حلال کو حرام کر لیا جائے۔

(۳۲۶۸) علاء نے محمد بن مسلم سے اور انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے ایسے دو شخصوں کے متعلق فرمایا کہ جن دونوں کے پاس کھانے کا کچھ سامان تھا مگر اِس کا سامان اُس کے پاس تھا اور اُس کا سامان اِس کے پاس اور ان دونوں میں سے کسی کو معلوم نہ تھا کہ اس کے پاس اس کے ساتھی کا کتنا سامان ہے پھر دونوں نے ایک دوسرے سے کہا کہ اچھا تمہارے پاس جو (میرا) سامان ہے وہ تم استعمال کر لو اور میرے پاس جو (تمہارا) سامان ہے وہ میں استعمال کر لوں۔ آپؑ نے فرمایا کہ اس میں کوئی ہرج نہیں جب دونوں اس پر راضی اور دونوں اس سے خوش ہیں۔

(۳۲۶۹) علی بن ابی حمزہ سے روایت ہے کہ اس کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت ابوالحسن امام رضا علیہ السلام

سے عرض کیا کہ ایک مرد یہودی یا نصرانی کے میرے ذمہ چار ہزار درہم تھے کہ اتنے میں وہ مر گیا۔ کیا میرے لئے یہ جائز ہے کہ میں بغیر رقم کی مقدار بتائے ہوئے اس کے وارثوں سے کچھ دے دلا کر مصالحت کرلوں؟ آپؑ نے فرمایا یہ جائز نہیں جب تک کہ تم رقم کی مقدار انہیں نہ بتادو۔

(۳۲۷۰) ابان نے محمد بن مسلم سے اور انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے متعلق روایت کی ہے جس پر کسی شخص کا ایک مقررہ مدت کے لئے قرض تھا چنانچہ وہ قرض خواہ مدت مقررہ سے پہلے آیا اور اس سے کہا کہ تم مجھے اس رقم میں سے اتنا نقد ادا کردو بقیہ رقم تمہارے لئے معاف کردونگا یا بقیہ رقم کی ادائیگی کی مدت بڑھا دونگا۔ آپؑ نے فرمایا کہ میری رائے میں تو اس میں کوئی حرج نہیں جبکہ وہ اپنی اصل رقم سے زائد کچھ نہیں مانگ رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ فلکم روس اموالکم لاتظلمون و لا تظلمون (سورۃ بقرہ آیت نمبر ۲۷۹) (پس تمہارے لئے تمہارا اصل مال ہے نہ تم کسی کا زبردستی نقصان کرو اور نہ تم پر زبردستی کی جائے)۔

(۳۲۷۱) حمّاد نے حلبی سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے بارے میں روایت کی ہے جس نے گیہوں کی چند ٹوکریاں آٹا پیسنے والے کو دیں کہ جو وہ چند درہم اجرت لے کر پیستا تھا جب وہ آٹا پیس کر فارغ ہوا تو اس کو چند درہم دیدئے نیز ایک ٹوکری آٹا بھی جو ان لوگوں نے آپس میں رسم بنائی ہوئی تھی؟ آپؑ نے فرمایا اس میں کوئی ہرج نہیں اگر ان دونوں نے انکا کوئی نرخ مقرر نہ کیا ہو۔

(۳۲۷۲) حسن بن محبوب نے علاء سے اور انہوں نے محمد بن مسلم سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا وہ فرما رہے تھے کہ ایک مرتبہ میں مدینہ کے قاضیوں میں سے ایک قاضی کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ اس کے پاس دو آدمی آئے ایک نے کہا کہ میں نے اس سے ایک سواری کرایہ پر لی تاکہ وہ مجھے اس پر سوار کرکے فلاں مقام سے فلاں مقام تک پہنچائے قاضی نے سواری والے سے پوچھا پھر تم نے اس شخص کو فلاں مقام پر پہنچایا؟ اس نے کہا کہ نہیں میرا جانور تھک کر چور ہوگیا تھا اس لئے میں اس کو وہاں تک نہیں پہنچا سکا۔ قاضی نے کہا جب تم نے اس شخص کو اس مقام تک پہنچایا ہی نہیں جس کا کرایہ طے تھا تو پھر تمہارے لئے کوئی کرایہ نہیں ہے۔ امامؑ نے فرمایا ہے کہ پھر میں نے ان دونوں کو اپنے پاس بلایا اور جس نے سواری کرایہ پر لی تھی اس سے کہا اے اللہ کے بندے تیرے لئے یہ جائز نہیں کہ اس بے چارے سواری والے کا پورا کرایہ ہی ضبط کرلے اور دوسرے سے کہا اے اللہ کے بندے تیرے لئے یہ جائز نہیں کہ اپنی سواری کا پورا کرایہ لے بلکہ یہ دیکھ کہ کس مقدار مسافت تک تو نے اپنی سواری پہ اس کو پہنچایا ہے اور کتنی مقدار مسافت باقی رہ گئی ہے۔ تم دونوں آپس میں صلح مصالحت سے کام لو چنانچہ ان دونوں نے ایسا ہی کیا۔

(۳۲۷۳) منصور بن یونس نے محمد حلبی سے روایت کی ہے اس کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں ایک قاضی کے پاس بیٹھا

تھا۔ اور وہیں حضرت امام محمد باقر علیہ السلام بھی تشریف فرما تھے کہ اتنے میں دو شخص آئے ایک نے کہا کہ میں نے اس شخص سے اس شرط پر اونٹ کرایہ پر لیا تھا کہ وہ میرا مال فلاں تجارت گاہ پر فلاں دن تک پہنچا دے اس لئے کہ وہاں اس دن بازار لگتا ہے مجھے ڈر ہے کہ اس دن کا بازار مجھ سے فوت نہ ہو جائے۔ اور اگر تم نے اس دن مال نہ پہنچایا تو جتنے دن تم مال پہنچانے میں تاخیر کرو گے تو اتنے دن یومیہ کے حساب سے اتنی اتنی رقم تمہارے کرایہ سے کاٹ لونگا مگر اس نے اتنے دن تک تاخیر سے مال پہنچایا۔ قاضی نے کہا یہ شرط بالکل فاسد و مہمل ہے۔ الغرض جب وہ شخص چلا گیا تو حضرت امام محمد باقر علیہ السلام میری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا اس شخص کی یہ شرط جائز ہے جب تک سارا کرایہ نہ کٹ جائے۔

(۳۲۷۴) اور عبداللہ بن المغیرہ کی روایت میں ہے جو ہمارے اصحاب میں سے متعدد لوگوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایسے دو شخصوں کے بارے میں کی ہے کہ جنکے پاس دو درہم تھے ان میں سے ایک کا دعویٰ تھا کہ یہ دونوں درہم میرے ہیں دوسرا یہ کہتا تھا کہ یہ دونوں درہم ہم دونوں کے درمیان مشترک ہیں۔ آپؑ نے فرمایا وہ شخص جو یہ کہتا کہ یہ دونوں درہم ہمارے اور تمہارے درمیان مشترک ہیں تو گویا وہ اقرار کرتا ہے کہ ان میں سے ایک درہم اس کا نہیں ہے بلکہ اسکے ساتھی کا ہے۔ رہ گیا دوسرا درہم تو وہ ان دونوں کے درمیان تقسیم کر دیا جائے۔

(۳۲۷۵) عبداللہ بن مسکان نے سلیمان بن خالد سے روایت کی ہے اس کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ دو آدمی ہیں کہ جن کا کچھ مشترکہ مال ہے مگر اس میں سے کچھ تو ان دونوں کے قبضہ میں موجود تھا اور کچھ غائب و متفرق پس جو قبضہ میں موجود تھا اس کو ان دونوں نے برابر برابر آپس میں تقسیم کر لیا مگر جو قبضہ میں موجود نہ تھا غائب تھا اس میں سے ایک آدمی کا حصہ ضائع ہو گیا تو دوسرے نے اپنا حصہ پورا لے لیا اب کیا وہ اپنے ساتھی کا حصہ واپس کرے؟ آپؑ نے فرمایا ہاں اس کے حصہ کا جو مال لیا ہے اسے واپس کر دے۔

(۳۲۷۶) اور ابن فضّال کی روایت میں ہے جو انہوں نے ابی جمیلہ سے اور انہوں نے سماک بن حرب سے انہوں نے ابن طرفہ سے روایت کی ہے کہ ایک مرتبہ دو آدمیوں نے ایک اونٹ کے متعلق دعویٰ کیا کہ یہ میرا ہے اور ان میں سے ہر ایک نے اپنے دعوے کے ثبوت میں گواہ اور بینہ پیش کیا تو حضرت علی علیہ السلام نے اونٹ کو ان دونوں کی ملکیت قرار دیدیا۔

(۳۲۷۷) اور حسین بن ابی العلاء کی روایت میں ہے جو انہوں نے اسحاق بن عمار سے کی ہے ان کا بیان ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ایک ایسے شخص کے متعلق ارشاد فرمایا جس نے کپڑے کی خریداری کے لئے تیس (۳۰) درہم اور دوسرے شخص نے بیس (۲۰) درہم بھیجے اور وہاں سے دو کپڑے آئے اور ان دونوں میں سے کوئی نہیں جانتا تھا کہ یہ اس کا کپڑا ہے اور وہ اُس کا کپڑا ہے آپؑ نے فرمایا یہ دونوں کپڑے فروخت کر کے ۵/۳ ایک کو دیدئے جائیں پھر ۵/۲ دوسرے کو دیدیا جائے۔ میں نے عرض کیا مگر بیس (۲۰) درہم والے نے تیس (۳۰) درہم والے سے کہا آپ ان دونوں کپڑوں میں سے

جو چاہیں لے لیں۔آپؑ نے فرمایا پھر اس نے انصاف سے کام لیا۔

(۳۲۷۸) اور سکونی کی روایت میں ہے جو انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور انہوں نے اپنے پدر بزرگوار سے کی ہے ایک شخص کے متعلق جس نے کسی کے پاس دو دینار اور دوسرے شخص نے ایک دینار ودیعت رکھا اب ان میں سے ایک دینار گم ہوگیا۔آپؑ نے فرمایا دو دینار والے کو ایک دینار دیدے اور ایک دینار جو باقی ہے اسکو دونوں کے درمیان تقسیم کردے۔

(۳۲۷۹) صبّاح مزنی سے روایت کی گئی ہے جس کو انہوں نے مرفوع روایت کیا ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ دو شخص حضرت امیرالمومنین علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے ان میں سے ایک نے عرض کیا یا امیرالمومنین ان صاحب نے مجھے ایک ساتھ کھانے کی دعوت دی تو میں تین روٹیاں لیکر آیا اور یہ پانچ روٹیاں لیکر آئے اور دونوں کھانے لگے کہ اتنے میں ایک شخص ہماری طرف سے گزرا اور ہم لوگوں نے اسے کھانے کی دعوت دی تو وہ بھی آگیا اور ہم لوگوں کے ساتھ کھانا کھانے لگا جب ہم سب کھانے سے فارغ ہوئے تو اس نے ہم لوگوں کو آٹھ درہم دیئے اور چلا گیا تو میں نے ان سے کہا اے جناب یہ رقم آدھی تقسیم کیجیئے انہوں نے کہا میں ایسا تو نہیں کرونگا بلکہ میں روٹی کی تعداد کے برابر تقسیم کروں گا۔ امیرالمومنین علیہ السلام نے فرمایا جاؤ تم دونوں آپس میں صلح کرلو اس نے کہا یا امیرالمومنین یہ صاحب مجھ کو تین درھم دے رہے ہیں اپنے آپ پانچ درھم لے رہے ہیں اس لئے ہم لوگ فیصلہ کے لئے حاضر ہوئے ہیں۔امیرالمومنین علیہ السلام نے فرمایا اے اللہ کے بندے تجھے معلوم ہے کہ تین روٹیوں کے تین تین ٹکڑے کرو تو نو ٹکڑے ہوئے اس نے کہا جی ہاں آپؑ نے فرمایا اور تو یہ بھی جانتا ہے کہ پانچ روٹیوں کے تین تین ٹکڑے کرو تو پندرہ ٹکڑے ہوئے اس نے کہا جی ہاں۔آپؑ نے فرمایا اور تم نے اپنی روٹیوں کے آٹھ ٹکڑے خود کھلائے اور ایک ٹکڑا باقی رہا اور انہوں نے اپنی روٹیوں کے آٹھ ٹکڑے کھائے اور ان کے سات (۷) ٹکڑے باقی رہے اور تمہارے مہمان نے ان کے سات ٹکڑے کھائے اور تیرا صرف ایک ٹکڑا کھایا اور تم میں سے ہر ایک نے آٹھ ٹکڑے کھائے لہذا اس کے سات ٹکڑوں کے عوض سات درہم ہوئے اور تمہارے ایک ٹکڑے کے عوض ایک درہم ہوا لہذا تم ایک درہم لے لو اور اس کو سات درہم دیدو۔

باب :۔ عدالت

(۳۲۸۰) عبداللہ بن ابی یعفور سے روایت ہے اس کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا کہ مسلمانوں کے درمیان ہم کسی شخص کی عدالت کو کیسے پہچانیں تاکہ لوگوں کے موافق یا لوگوں کے خلاف اس کی شہادت قبول کرلی جائے؟ آپؑ نے فرمایا تم لوگ ایسے شخص کو اس بات سے پہچانو کہ تمہاری نظر میں اس کے گناہ ڈھکے ہوئے ہوں اس میں عفت اور پاک دامنی ہو وہ پیٹ و شرمگاہ و ہاتھ و زبان کو قابو میں رکھتا ہو تم اسے ان گناہان کبیرہ

کے اجتناب سے پہچانو گے جن پر اللہ تعالیٰ نے جہنم کا وعدہ کیا ہے جیسے شراب خواری وزنا و سود خوری و والدین کا عاق کرنا اور میدان جہاد سے فرار وغیرہ اور ان سب پر دلیل یہ ہوگی کہ وہ اپنے تمام عیوب کو چھپائے گا یہاں تک کہ مسلمانوں پر اسکی لغزشوں کی تلاش اور اس کے عیب کی تفتیش حرام ہوجائے گی اور اس کی پاکیزگی وعدالت کا اظہار لوگوں کے سامنے واجب ہوجائے گا وہ نماز پنجگانہ ادا کرنے کا پابند ہوگا وہ مسلمانوں کے ساتھ نماز جماعت وقت پر ادا کرنے کا عادی ہوگا اور بغیر کسی علت وسبب کے نماز جماعت کو نہ چھوڑے گا اور جب وہ نماز پنجگانہ کے وقت مسجد میں لوگوں کی جماعت میں حاضری کا پابند ہوگا اور جب اس کے متعلق اس کے قبیلہ اور محلہ سے پوچھا جائے گا تو وہ یہی کہیں گے کہ ہم نے سوائے بھلائی کے اور کچھ نہیں دیکھا وہ نماز کا پابند ہے مسجد میں پابندی وقت کے ساتھ آتا ہے تو مسلمانوں میں ایسے شخص کی شہادت وعدالت جائز ہوگی اور یہ اس لئے کہ نماز بجائے خود ایک طرح کا ستر اور پردہ اور گناہوں کا کفارہ ہے۔ اور جب کوئی شخص مسجد میں حاضر ہی نہیں ہوتا اور مسلمانوں کے ساتھ جماعت میں شریک ہی نہ ہوگا تو کسی کیلئے یہ ممکن نہ ہوگا کہ گواہی دے کہ یہ شخص نماز گزار ہے۔ باجماعت نماز کا حکم اسی لئے ہے تاکہ پہچان لیا جائے کہ کون نماز پڑھتا ہے اور کون نماز نہیں پڑھتا کون پابندی وقت کے ساتھ نماز پڑھتا ہے اور کون پابندی وقت کے ساتھ نماز نہیں پڑھتا۔ اگر ایسا نہ ہوتا تو کسی ایک کے لئے بھی یہ ممکن نہ ہوتا کہ کسی دوسرے کیلئے صالح ہونے کی گواہی دے سکے۔ اس لئے کہ جو نماز ہی نہیں پڑھتا اس کو مسلمانوں کے درمیان مرد صالح نہیں کہا جاسکتا چنانچہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک گروہ کے گھروں کو پھونک دینے کا ارادہ کرلیا اس لئے کہ وہ لوگ مسلمانوں کی نماز جماعت میں حاضری ترک کئے ہوئے تھے حالانکہ اس میں وہ لوگ بھی تھے جو اپنے گھر میں نماز پڑھتے تھے مگر آپؐ نے اس کو قبول نہیں فرمایا پھر ایسے لوگوں کی شہادت وعدالت مسلمانوں کے درمیان کیسے قبول کرلی جائے گی جن کے لئے اللہ کی طرف سے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے یہ حکم جاری ہوا کہ ان کے گھروں کو آگ میں پھونک دیا جائے۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے کہ جو مسلمانوں کے ساتھ مسجد میں بغیر کسی علت وسبب کے نماز نہ پڑھے اس کی نماز ہی نہیں ہوتی۔

باب :- کس کی شہادت کو رد کر دینا واجب اور کس کی شہادت کو قبول کر لینا واجب ہے

(۳۲۸۱) عبیداللہ بن علی حلبی سے روایت ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ گواہوں میں سے کن لوگوں کی گواہیوں کو رد کر دیا جائیگا تو آپؑ نے فرمایا ظنین یعنی جس سے لوگ بدظن ہوں اور وہ شخص جس پر اتہام لگے کہ یہ گواہی سے کوئی نفع اٹھانا چاہتا ہے اور وہ شخص جس سے مدعا علیہ کی دشمنی اور خصومت ہو۔ میں نے عرض کیا اور فاسق اور خائن ؟ آپؑ نے فرمایا یہ دونوں بھی ظنین میں داخل ہیں۔

(۳۲۸۲) اور دوسری حدیث میں ہے کہ آپ نے فرمایا کہ وہ شخص جس کو اپنے بیان میں خود شک ہو، وہ شخص جو کسی سے مخاصمت رکھتا ہو، وہ شخص جو کسی کو غلط بیانی کر کے سزا سے بچانا چاہتا ہو، وہ شخص جو کسی کے پاس مزدوری پر کام کرتا ہو، وہ شخص جو کسی کے کاروبار میں شریک ہو، وہ شخص جس کے متہم ہونے کا ڈر ہو، وہ شخص جو کسی کا تابعدار ہو ان میں سے کسی کے لئے شہادت جائز نہیں ہے۔ اور شراب خوار اور شطرنج کھیلنے والے اور قمار باز کی شہادت قبول نہ کی جائے گی۔

(۳۲۸۳) علی بن اسباط نے محمد بن صلت سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام رضا علیہ السلام سے چند مسافروں کے متعلق دریافت کیا جو راستے میں تھے کہ ڈاکہ پڑ گیا اور ڈاکو گرفتار ہو گئے اب یہ مسافر آپس میں ایک دوسرے کی گواہی دینے لگے کہ اس کا اتنا مال لوٹا گیا۔ آپؑ نے فرمایا کہ ان لوگوں کی گواہیاں قبول نہ ہونگی جب تک کہ ڈاکو خود اقرار نہ کریں یا ان کے علاوہ کوئی دوسرا گواہی نہ دے۔

(۳۲۸۴) حسن بن محبوب نے علاء سے انہوں نے محمد بن مسلم سے اور انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے ارشاد فرمایا کہ مسلمان غلام کی شہادت ایک آزاد مرد مسلمان کے لئے جائز ہے۔ (اس کتاب کے مصنف علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ اپنے مالک کے علاوہ کسی دوسرے کے لئے جائز ہے)۔

(۳۲۸۵) حسن بن محبوب نے ہشام بن سالم سے انہوں نے عمّار بن مروان سے روایت کی ہے کہ ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا۔ یا یہ کہا کہ میں نے آنجنابؑ کے ایک صحابی سے دریافت کیا ایک ایسے شخص کے متعلق جو اپنے باپ کے لئے گواہی دیتا ہے یا ایک بھائی اپنے بھائی کے لئے یا ایک مرد اپنی زوجہ کے لئے گواہی دیتا ہے ؟ آپؑ نے فرمایا کوئی ہرج نہیں اگر وہ عادل ہے تو اسکی گواہی اپنے باپ کے لئے باپ کی اپنے بیٹے کے لئے اور بھائی کی بھائی کے لئے قبول کر لی جائے گی۔

(۳۲۸۶) اور ایک دوسری حدیث میں ہے کہ بیٹے کی گواہی باپ کے خلاف قبول نہیں کی جائے گی۔

(۳۲۸۷) اور حسن بن زید نے اپنے بیان کے مطابق حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور انہوں نے اپنے پدربزرگوار امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے آپؑ نے فرمایا کہ ایک مرتبہ عمرابن خطاب کے دربار میں لوگ قدامہ بن مظعون کو پکڑ لائے کہ اس نے شراب پی ہے اور اس کی دو آدمیوں نے گواہی دی ان میں سے ایک خصی تھا اور وہ عمر تمیمی تھا اور دوسرا معلی بن جارود تھا۔ ایک نے گواہی دی کہ میں نے اس کو شراب پیتے ہوئے دیکھا اور دوسرے نے گواہی دی کہ میں نے اس کو شراب کی قے کرتے دیکھا ہے اس پر عمرابن خطاب نے (مشورے کے لئے) چند اصحاب رسول کو بلایا جن میں حضرت علی علیہ السلام بھی تھے انہوں نے حضرت علی علیہ السلام سے کہا کہ اے ابوالحسنؑ آپ اس کے متعلق کیا کہتے ہیں۔ اس لئے کہ آپ تو وہ ہیں جن کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اس امت میں سب سے زیادہ علم والے اور سب سے زیادہ حق کا فیصلہ کرنے والے آپ ہیں۔ یہ دیکھئے کہ ان دونوں گواہوں کے بیان میں اختلاف ہے۔ حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا ان دونوں گواہوں کے بیان میں کوئی اختلاف نہیں ہے اس نے شراب کی قے نہیں کی جب تک کہ اس نے شراب نہ پی ہو۔ عمرابن خطاب نے دریافت کیا کہ کیا آپ مرد خصی کی شہادت کو جائز سمجھتے ہیں؟ فرمایا اس کے دونوں بیضوں (انثیین) کا چلا جانا ایسے ہی ہے جیسے اس کا کوئی عضو کٹ جائے۔

(۳۲۸۸) اسماعیل بن مسلم نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے انہوں نے اپنے پدربزرگوار سے اور انہوں نے اپنے آبائے کرام علیہم السلام سے روایت کی ہے آپؑ نے فرمایا کہ دنیاوی عداوت رکھنے والے اور دین کی نگاہ میں ذلیل و کمینے (جیسے ولدالزنا، شرعی سزایافتہ) کی شہادت قبول نہیں کی جائے گی۔

(۳۲۸۹) اور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب کوئی شخص ہمارے پاس ایک گواہی دیتا ہے پھر آکر اس گواہی کو بدل کر دوسری دیتا ہے تو ہم اسکی پہلی گواہی کو لیتے ہیں دوسری گواہی کو چھوڑ دیتے ہیں۔

(۳۲۹۰) محمد بن مسلم نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ جو شخص اذان دینے اور لوگوں کو نماز جماعت پڑھانے کی اجرت چاہتا ہے اس کے پیچھے نماز نہ پڑھو اور نہ اس کی گواہی قبول کرو۔

(۳۲۹۱) علاء بن سیابہ نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ نرد اور چودھی (۱۴) اور جس میں دونوں طرف شاہ ہوتے ہیں (یعنی شطرنج) کھیلنے والے کی گواہی قبول نہ کرو وہ کہتا ہے نہیں خدا کی قسم اور ہاں خدا کی قسم اور واللہ اس کا شاہ مرگیا واللہ اس کا شاہ قتل ہوگیا۔ حالانکہ حقیقتاً اس کا شاہ تو اللہ تعالیٰ ہے جو نہ مرا ہے نہ قتل ہوا ہے۔

(۳۲۹۲) اور سماعہ بن مہران نے ابی بصیر سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے آپؑ نے فرمایا کہ اگر مہمان باعفت اور پرہیزگار ہے تو اس کی گواہی میں کوئی ہرج نہیں نیز فرمایا کہ ایک مزدور کی گواہی بھی

کے لئے جس کی وہ مزدوری کر رہا ہے مکروہ ہے ہاں کسی دوسرے کے لئے اس کی گواہی میں کوئی مضائقہ نہیں اور اس کی مزدوری چھوڑ دینے کے بعد اس کے لئے گواہی دینے میں کوئی مضائقہ نہیں۔

(۳۲۹۳) اور فضالہ نے ابان سے روایت کی ہے کہ میں نے ایک مرتبہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایسے دو شراکت داروں کے متعلق دریافت کیا جن میں سے ایک دوسرے کے لئے گواہی دیتا ہے آپؑ نے فرمایا اس کی گواہی جائز ہے سوائے اس چیز کے جس میں اس کا کوئی حصہ ہے۔

(۳۲۹۴) روایت کی گئی ہے طلحہ بن زید سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے انہوں نے اپنے پدر بزرگوار سے انہوں نے اپنے آبائے کرام علیہم السلام سے انہوں نے حضرت علی علیہ السلام سے کہ آپؑ نے فرمایا کہ بچوں کی آپس میں ایک دوسرے کے لئے شہادت جائز ہے جب تک وہ متفرق نہ ہو جائیں یا اپنے گھر والوں میں واپس نہ چلے جائیں۔

(۳۲۹۵) اسماعیل بن مسلم نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے انہوں نے اپنے پدر بزرگوار سے انہوں نے اپنے آبائے کرام سے انہوں نے حضرت علی علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ بچوں کی شہادت جائز ہے جب حالت صغرسنی میں مشاہدہ کریں اور بڑے ہونے پر بھی جب وہ بھول نہ جائیں اور اسی طرح یہود و نصاریٰ جب وہ اسلام لائیں تو ان کی شہادت جائز ہے اور غلام کی بھی جب اس سے کوئی گواہی دلا کر اسے آزاد کر دیا تو اسکی بھی شہادت جائز ہے بشرطیکہ اس کے آزاد ہونے سے پہلے حاکم نے اس کی شہادت کو رد نہ کر دیا ہو۔ نیز امام علیہ السلام نے فرمایا کہ جس مقام پر اس نے شہادت دی ہے اسی مقام پر اگر آزاد کر دیا جائے تو پھر اس کی شہادت جائز نہیں ہے۔

(نوٹ) اس کتاب کے مصنف علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ امام علیہ السلام کا یہ ارشاد کہ اگر حاکم نے اس کے آزاد کرنے سے پہلے اس کی شہادت کو رد نہ کر دیا ہو اس سے آپؑ کی مراد یہ ہے کہ حاکم نے اس کے ظاہری فسق کو دیکھ کر جو اس کی عدالت کو باطل کر دیتا ہو رد نہ کر دیا ہو۔ اس لئے نہیں کہ وہ غلام تھا۔ اس لئے کہ غلام کی شہادت جائز ہے۔

نیز امام علیہ السلام کا یہ ارشاد کہ جس مقام پر اس نے شہادت دی ہے اگر اسی مقام پر اس کو آزاد کر دیا جائے تو پھر اس کی شہادت جائز نہیں ہے اس سے امام علیہ السلام کی شاید مراد یہ ہو کہ جب اس نے اپنے مالک کیلئے گواہی دی ہو۔ اگر اپنے مالک کے علاوہ کسی دوسرے کے لئے گواہی دی ہو تو اس کی شہادت جائز ہے خواہ غلام ہی رہ جائے خواہ آزاد کر دیا جائے۔ بشرطیکہ وہ عادل ہو۔

(۳۲۹۶) حسن بن محبوب نے علاء سے انہوں نے محمد بن مسلم سے انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے آپؑ نے فرمایا کہ اہل قبلہ میں سے غلام کی شہادت اہل کتاب کے خلاف جائز ہے۔

(۳۲۹۷) محمد بن ابی عمیر نے علاء بن سیابہ سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کا ارشاد ہے کہ حاجیوں میں سب سے پہلے واپس آنے والے حاجی کی شہادت

قبول نہیں کی جائے گی اس لئے کہ اس نے اپنی سواری کو ہلاک کر ڈالا اپنے زاد سفر کو تباہ کردیا اور خود اپنے کو تھکا لیا اور مختصر مختصر نمازیں پڑھیں (اس نے یہ سب خلاف عدل کام کئے) ۔ عرض کیا گیا کہ اور سواری کرایہ پر دینے والے اور شتربان اور ملاح ؟ فرمایا کہ اگر یہ سب مرد صالح ہیں تو ان کی شہادت قبول کرلی جائے گی اس میں کوئی مضائقہ نہیں ۔

(۳۲۹۸) عبداللہ بن مغیرہ سے روایت ہے اس کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام رضا علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص نے اپنی عورت کو طلاق دی اور دو ناصبیوں (دشمنان اہلبیت) کو گواہ بنایا ؟ آپ نے فرمایا جو شخص فطرت اسلام پر پیدا ہوا اور بذات خود صالح معروف و مشہور ہے تو اس کی شہادت جائز ہے (مگر یہ شہادت ناصبیوں اور کفار کے خلاف قبول ہوگی مومنین کے خلاف نہیں) ۔

(۳۲۹۹) عبیداللہ بن علی حلبی سے روایت ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ کیا ایک کافر ذمی کی شہادت دوسرے کافر ذمی کے خلاف جو اس کی قوم سے نہ ہو جائز ہوگی ؟ آپ نے فرمایا ہاں اگر اس کی قوم کا کوئی گواہ موجود نہ ہو تو غیر قوم کی شہادت جائز ہوگی اس لئے کہ کسی شخص کا حق ضائع جانا درست نہیں ہے ۔

(۳۳۰۰) حسن بن علی الوشاء نے احمد بن عمر سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے ایک مرتبہ ان سے قول خدا اثنان ذوا عدل منکم او اٰخران من غیرکم (سورہ مائدہ آیت نمبر ۱۰۶) (دو گواہ تم میں سے مومن یا دو دوسرے غیر مومن) کے متعلق دریافت کیا تو انہوں نے کہا وہ دونوں جو تم میں سے ہوں اور مسلمان ہوں اور وہ دو دوسرے جو تمہارے غیر میں سے ہوں اور وہ اہل کتاب میں سے ہوں اور اگر تم کو اہل کتاب نہ ملیں تو پھر مجوس اس لئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ان کے ساتھ بھی اہل کتاب جیسا سلوک کرو اور یہ اس لئے کہ جب کوئی شخص عالم مسافرت میں مرنے لگے اور اسے گواہی کے لئے مسلمان نہ ملیں تو اہل کتاب میں سے دو شخصوں کو گواہ بنائے ۔

(۳۳۰۱) حمّاد نے حلبی سے روایت کی ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو غلام مکاتب کے متعلق فرماتے ہوئے سنا کہ لوگ غلام مکاتب کے لئے ایک مدت تک کوئی شرط نہیں رکھتے تھے اگر وہ (رقم کی ادائیگی سے) عاجز رہتا تو پھر غلامی میں واپس آجاتا لیکن اب لوگ شرط رکھ دیتے ہیں اور مسلمان بھی انہی شروط کے پابند ہیں ۔ اب غلام مکاتب پر اگر حد میں کوڑے لگائے جائیں گے تو اس قدر کہ جس قدر وہ آزاد ہو چکا ہے ۔

میں نے عرض کیا کہ آپ کی کیا رائے ہے اگر غلام مکاتب نصف آزاد ہو چکا ہے تو کیا طلاق میں اس کی شہادت جائز ہے ؟ آپ نے فرمایا اگر اس کے ساتھ ایک مرد اور ایک عورت بھی گواہ ہیں تو اس کی شہادت جائز ہے ۔

(۳۳۰۲) اور عبداللہ بن مغیرہ نے حضرت امام ابوالحسن رضا علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا جو شخص فطرت اسلام پر پیدا ہوا اور فی نفسہ مرد صالح مشہور و معروف ہے تو اس کی شہادت جائز ہے ۔

(۳۳۰۳) اور علاء بن سیابہ سے روایت ہے اس کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کی شہادت کے متعلق دریافت کیا جو کبوتر بازی کرتا ہے تو آپ نے فرمایا اگر لوگ اس کو فاسق نہیں سمجھتے تو کوئی حرج نہیں ۔ میں نے عرض کیا مگر ہم لوگوں سے پہلے لوگ تو یہ کہتے ہیں کہ عمر نے کہا ہے کہ وہ شیطان ہے ۔ آپ نے فرمایا سبحان اللہ کیا تم نہیں جانتے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ بازی لگاتے وقت ملائکہ دور ہٹ جاتے ہیں اور بازی لگانے والے پر لعنت بھیجتے ہیں سوائے سم و کھر رکھنے والے جانوروں اور پرندوں اور تیتروں کی بازی کے اس لئے کہ اس وقت ملائکہ بھی آموجود ہوتے ہیں چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی اسامہ بن زید کے مقابلہ میں گھوڑا دوڑایا۔

(۳۳۰۴) داؤد بن حصین سے روایت کی گئی ہے اس کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا وہ فرما رہے تھے کہ تم لوگ اپنے والدین اور اپنی اولاد کے خلاف گواہی دیدو مگر اپنے اس دینی بھائی کے خلاف گواہی نہ دو جو ضیر ہو ۔ میں نے عرض کیا کہ ضیر کا کیا مطلب ؟ آپ نے فرمایا جب کوئی صاحب حق اپنی طرف سے حکم خدا و حکم رسول کے خلاف اپنے دعویٰ میں زیادتی سے کام لے اور اسکی مثال یہ ہے کہ اگر کسی شخص کا کسی تنگدست شخص پر کچھ قرض ہو تو ایسی صورت میں اللہ تعالیٰ حکم دیتا ہے کہ اسکو خوشحالی تک مہلت دو چنانچہ فرماتا ہے فنظرة الی میسرة (سورہ بقرہ آیت ۲۸۰) ۔ مگر قرض خواہ تم سے کہتا ہے کہ تم اس کے متعلق گواہی دو جبکہ تم اس کی تنگدستی کو جانتے ہو تو اس کی تنگدستی کی حالت میں تمہارے لئے اس کی گواہی دینا جائز نہیں ہے ۔

(۳۳۰۵) مسمع کردین نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ چار آدمیوں نے ایک شخص کے خلاف زنا کرنے کی گواہی دی تو اس کو سنگسار کردیا گیا پھر ان میں سے ایک اپنی گواہی سے پلٹ گیا اور بولا کہ مجھے شک تھا اپنی گواہی میں تو آپ نے فرمایا کہ اس پر خونبہا (دیت) لازم ہے ۔ راوی نے عرض کیا کہ مگر وہ کہتا ہے کہ میں نے اس کے خلاف عمداً گواہی دی ہے ؟ آپ نے فرمایا پھر اس کو قتل کردیا جائے گا۔

(۳۳۰۶) محمد بن قیس نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ حضرت امیرالمومنین علیہ السلام فرمایا کرتے تھے کہ میں کسی کاہن و منجم اور کسی قیافہ شناس اور کسی چور کے کہنے پر مواخذہ نہیں کرتا ۔ اور کسی فاسق کی شہادت قبول نہیں کرتا مگر یہ کہ وہ خود اپنی ذات کے خلاف گواہی دے (اقرار جرم کرلے) ۔

(۳۳۰۷) سلیمان بن داؤد منقری نے حفص بن غیاث سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ ایک شخص نے آپ سے عرض کیا کہ اگر میں کسی شخص کے ہاتھ میں کوئی چیز دیکھوں تو کیا میرے لئے یہ جائز ہے کہ میں اسکے متعلق یہ گواہی دیدوں کہ وہ اس کا مال ہے آپ نے فرمایا ہاں ۔ میں نے عرض کیا مگر یہ بھی تو ممکن ہے کہ وہ مال کسی دوسرے کا ہو ؟ آپ نے ارشاد فرمایا پھر تمہارے لئے یہ کیسے جائز ہوگا کہ تم اسے خرید و اور وہ تمہاری ملکیت قرار

پائے اور پھر اس ملکیت کے بعد اپنے وارث سے کہو کہ یہ میرا مال ہے۔ تمہارے لئے تو یہ جائز نہیں کہ تم سے پہلے جو اس کا مالک تھا اس کی طرف یہ مال منسوب کرو۔ اس کے بعد حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ اگر یہ جائز نہ ہو تو پھر مسلمانوں کے لئے خرید و فروخت ہی ناممکن ہے۔

(۳۳۰۸) اسماعیل بن مسلم نے حضرت امام جعفر بن محمد علیہما السلام سے اور انہوں نے اپنے پدر بزرگوار علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ ایک مرتبہ حضرت امیرالمومنین علیہ السلام کے سامنے ایک ایسے شخص نے گواہی دی جس کے ہاتھ پاؤں کسی کی گواہی کی بنا پر کاٹ دیئے گئے تھے اور وہ تائب ہو چکا تھا اور اس کی توبہ کا لوگوں کو علم تھا تو اس کی گواہی کو آپؑ نے جائز قرار دیا۔

(۳۳۰۹) صفوان بن یحییٰ نے محمد بن فضیل سے اور اس نے حضرت امام ابو الحسن (امام رضا) علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ ایک مرتبہ میں نے آنجنابؑ سے عورتوں کی شہادت کے متعلق دریافت کیا کہ نکاح و طلاق و رجم میں کیا ان کی گواہی جائز ہے؟ آپؑ نے فرمایا کہ عورتوں کی شہادت اس معاملہ میں جائز ہے جسے مرد دیکھ نہ سکتا ہو۔ اور نکاح میں ان کی شہادت اس وقت جائز ہے جبکہ ان کے ساتھ کوئی ایک مرد ہو اور ان کی گواہی نہ طلاق میں جائز ہے اور نہ خون کے معاملہ میں اور حد زنا میں اگر تین مرد اور دو عورتیں ہو تو ان عورتوں کی گواہی جائز ہے۔ لیکن اگر دو مرد اور چار عورتیں ہوں تو ان کی گواہی جائز نہیں۔

(۳۳۱۰) عبید اللہ بن علی حلبی نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ولادت کے متعلق قابلہ کی گواہی کے لئے دریافت کیا تو آپؑ نے فرمایا کہ ایک عورت کی شہادت جائز ہے اور بکارت اور نوزائیدہ کے متعلق عورتوں کی گواہی بھی جائز ہے۔

(۳۳۱۱) ایک عورت نے گواہی دی کہ فلاں لڑکے نے فلاں لڑکے کو کنوئیں میں ڈھکیل کر مار دیا تو امیرالمومنین علیہ السلام نے عورت کی گواہی کو جائز قرار دیا۔

(۳۳۱۲) زرارہ نے ان دونوں (حضرت امام محمد باقرؑ اور امام جعفر صادق علیہما السلام) میں سے کسی ایک سے روایت کی ہے کہ چار آدمیوں نے ایک عورت کے متعلق گواہی دی کہ اس نے زنا کیا ہے اور اس عورت نے کہا کہ میں تو باکرہ ہوں چنانچہ چند عورتوں نے اس کو دیکھا اور اس کو باکرہ پایا؟ آپؑ نے فرمایا کہ ان عورتوں کی گواہی قبول کر لی جائے گی۔

(۳۳۱۳) عبد اللہ بن حکم نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک ایسی عورت کے متعلق دریافت کیا جس نے ایک مرد کے خلاف گواہی دی کہ اس مرد نے ایک لڑکے کو کنوئیں میں پھینک دیا اور وہ مر گیا۔ تو آپؑ نے فرمایا کہ اس مرد پر عورت کی گواہی کی وجہ سے ایک چوتھائی (دیت) خونبہا ہے۔

(۳۳۱۴) ابن ابی عمیر نے حسین بن خالد صیرفی سے اور اس نے حضرت ابی الحسن ماضی علیہ السلام سے روایت کی ہے اس

کا بیان ہے کہ میں نے آنجنابؑ کی خدمت میں ایک عریضہ لکھا اور اس میں دریافت کیا کہ ایک شخص مرگیا اور اس کی ایک ام ولد (کنیز) ہے اور اس کے مالک نے حیات ہی میں کوئی چیز اس کے لئے قرار دیدی تھی پھر فوت ہوا تھا۔ راوی کا بیان ہے کہ آنجنابؑ نے جواب میں تحریر فرمایا کہ اس کے مالک نے جو شے اس کو دیدی ہے اس کا شمار اس کے حسن سلوک میں ہوگا اور اس کے متعلق مرد عورت اور غیر متہم خادموں کی شہادت قبول کر لی جائے گی۔

(۳۳۱۵) حمّاد نے حلبی سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قرض کے معاملہ میں عورتوں کی گواہی کی اجازت دیدی ہے خواہ گواہی میں ان کے ساتھ کوئی مرد ہو یا نہ ہو۔

(۳۳۱۶) حسن بن محبوب نے عمر بن یزید سے روایت کی ہے اس کا بیان ہے کہ میں نے ایک مرتبہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص مرگیا اور اس نے ایک عورت چھوڑی جو حاملہ تھی۔ اس کے مرنے کے بعد عورت کے ایک لڑکا متولد ہوا پھر وہ لڑکا پیدا ہوتے ہی مرگیا اور جو عورت اس کی قابلہ تھی اس نے گواہی دی کہ بچہ زندہ پیدا ہوا اور بطن مادر سے زمین پر آنے کے بعد چلایا اور اسکے بعد مرگیا۔ تو آپؑ نے فرمایا کہ امام پر لازم ہے کہ وہ اس کی شہادت کو جائز قرار دے لڑکے کی میراث میں ایک چوتھائی کے متعلق۔

(۳۳۱۷) اور ایک دوسری روایت میں ہے کہ اگر (قابلہ) دو عورتیں ہوں تو نصف میراث میں ان دونوں کی شہادت جائز ہوگی اور اگر تین عورتیں ہوں ۴/۳ میراث میں انکی شہادت جائز ہوگی اور اگر چار عورتیں ہوں تو کل میراث کے متعلق شہادت جائز ہوگی۔

باب :۔ مدعی کی قسم کے ساتھ ایک گواہ کے متعلق حکم

(۳۳۱۸) مدعی کی قسم کے ساتھ ایک گواہ پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فیصلہ فرمایا اور یہ ارشاد کیا کہ مجھ پر حضرت جبریل علیہ السلام یہ حکم لیکر نازل ہوئے کہ صاحب حق کی قسم کے ساتھ ایک گواہ پر فیصلہ کر دیا جائے نیز حضرت امیرالمومنین علیہ السلام نے بھی عراق میں اسی کے مطابق فیصلہ فرمایا تھا۔

(۳۳۱۹) حسن بن محبوب نے علاء سے انہوں نے محمد بن مسلم سے اور انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ اگر حکومت ہم لوگوں کے پاس ہوتی تو ہم لوگ حقوق الناس کے معاملہ میں مدعی کی قسم کے ساتھ ایک آدمی کی گواہی کو جائز قرار دیتے بشرطیکہ عام طور پر یہ سمجھا جاتا کہ وہ اچھا اور بھلا آدمی ہے لیکن حقوق اللہ اور رویت ہلال کے متعلق ایسے شخص کی گواہی جائز قرار نہیں دیتے۔

باب :- مدعی کی قسم کے ساتھ دو عورتوں کی گواہی کے متعلق حکم

(۳۳۲۰) منصور بن حازم نے روایت کی ہے کہ حضرت امام ابوالحسن موسیٰ بن جعفر علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ اگر طالب حق کی قسم کے ساتھ دو عورتیں گواہی دیں تو یہ جائز ہے۔

(۳۳۲۱) حمّاد نے حلبی سے اور انھوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے آپؑ نے فرمایا کہ اگر طالب حق اللہ کی قسم کھا کر کہے کہ یہ اسکا حق ہے تو اسکے ساتھ دو عورتوں کی گواہی کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ نے جائز قرار دیا ہے۔

باب :- اگر کسی شخص کو گواہ نہ بنایا گیا مگر اسکو معاملہ کا علم ہو، اس بنا پر گواہی

(۳۳۲۲) علاء نے محمد بن مسلم سے اور انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے ایک ایسے شخص کے بارے میں کہ جسے دو آدمیوں کے مابین معاملہ کا علم ہے (اسے گواہ نہیں بنایا گیا) اسکو گواہی کیلئے بلایا جائے؟ تو آپؑ نے فرمایا کہ وہ چاہے تو گواہی دے اور چاہے تو نہ دے۔

(۳۳۲۳) ابن فضّال نے احمد بن یزید سے انھوں نے محمد بن مسلم سے اور انھوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے ایک ایسے شخص کے متعلق جو دو آدمیوں کے حساب کو جانتا ہے پھر اسکو گواہی کے لئے بلایا جاتا ہے آپؑ نے فرمایا کہ وہ گواہی دیگا۔

(۳۳۲۴) علی بن احمد بن اشیم سے روایت ہے اس کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام ابوالحسن علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص کی عورت حیض سے پاک ہوئی تو اس نے کہا میں نے فلاں عورت کو طلاق دیدی اور کچھ لوگ اس کی بات کو سن رہے تھے مگر اس شخص نے یہ نہیں کہا کہ آپ لوگ گواہ رہیں تو کیا اس عورت کو طلاق واقع ہوگی؟ آپؑ نے فرمایا ہاں یہ گواہی ہے ورنہ کیا اس عورت کو معلق چھوڑ دیا جائے گا۔

نوٹ:- مصنف علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ اس روایت کا مطلب یہ ہے کہ ان لوگوں کو اختیار ہے (گواہی دیں یا نہ دیں) بالکل اسی طرح جیسا اختیار دو آدمیوں کے مابین حساب کا علم رکھنے والے کو ہے اس لئے کہ گواہی دینے کا فرض تو گواہ بننے والوں پر ہے۔ لیکن اگر اس کو علم ہو کہ صاحب حق پر ظلم ہو رہا ہے اور بغیر اس کی گواہی دیئے اس کو حق نہیں مل سکتا تو اس کو گواہی دینا واجب ہے اور گواہی کا چھپانا اس کے لئے جائز نہیں ہے۔

(۳۳۲۵) چنانچہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا اگر صاحب حق مظلوم ہے (اس کا حق مارا جا رہا ہے اور کوئی گواہ نہیں ہے) تو جس کو اس معاملہ کا علم ہے وہی گواہ ہو گا۔

باب :۔ گواہی دینے سے انکار کرنا اور گواہی دینے کے لئے جو حکم دیا گیا ہے اور تاکید کی گئی ہے اور کتمان شہادت (شہادت کا چھپانا)

(۳۳۲۶) محمد بن فضیل سے روایت ہے کہ حضرت عبدالصالح علیہ السلام نے فرمایا کہ اگر کسی شخص کو گواہی دینے کے لئے بلایا جائے تو اس کے لئے مناسب نہیں کہ تاخیر کرے۔

(۳۳۲۷) ہشام بن سالم نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے اس قول خدا کے متعلق ولا یاب الشھدآء اذا ما دعوا) (سورہ بقرہ آیت ۲۸۲) [اور گواہ جب (گواہی کے لئے) بلائے جائیں تو حاضری سے انکار نہ کریں] آپ نے فرمایا کہ گواہی سے پہلے اور اللہ تعالیٰ کا قول و من یکتمھا فانہ آثم قلبہ (سورہ بقرہ آیت ۲۸۳) (اور جو چھپائے گا تو یقیناً اس کا دل گنہگار ہے) آپ نے فرمایا گواہ بننے کے بعد۔

(۳۳۲۸) عثمان بن عیسیٰ نے ہمارے بعض اصحاب سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے آنجناب سے عرض کیا کہ ہمارے برادر ایمانی کے لئے ہمارے پاس شہادتیں ہوتی ہیں لیکن قاضی لوگ ہماری شہادتوں کو جائز نہیں مانتے آپ نے فرمایا جب تم جانتے ہو کہ ہمارا برادر ایمانی حق پر ہے تو اس کے حق کو کسی صورت بھی ہو صحیح ثابت کرنے کی کوشش کرو۔ تاکہ اس کا حق اس کو مل جائے۔

(۳۳۲۹) جابر نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص شہادت کو چھپائے یا ایسی گواہی دے کہ جس سے کسی مرد مسلم کا خون بہہ جائے یا کسی مرد مسلم کا مال ڈوب جائے تو وہ قیامت کے دن اس طرح آئے گا کہ اس کے چہرے پر ایسی سیاہی چھائے گی کہ تا حد نظر سیاہی ہوگی اور اس کے چہرے پر ایسا داغ ہوگا جس سے لوگ اس کے نام ونسب کو پہچانیں گے اور جو شخص ایسی گواہی دے کہ جس سے ایک مرد مسلم کا مال ڈوبنے سے بچ جائے تو وہ قیامت کے دن اس طرح آئے گا کہ اس کے چہرے پر نور ہوگا جس کی روشنی تا حد نظر پہنچے گی اور اس سے لوگ اس کے نام ونسب کو پہچانیں گے۔ پھر حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا کیا تم نہیں دیکھتے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے و اقیموا الشھادۃ للہ (سورہ طلاق آیت ۲) (اور تم لوگ اللہ کے لئے گواہی دو)۔

(۳۳۳۰) نیز آنجناب علیہ السلام نے قول خدا و من یکتمھا فانہ آثم قلبہ (سورہ بقرہ آیت ۲۸۳) (جو شخص گواہی کو چھپاتا ہے اس کا دل گنہگار ہے) کی رُو سے فرمایا کہ اس کا دل کافر ہے۔

باب :- جھوٹی گواہی اور اس کے متعلق جو احکام آئے ہیں

(۳۳۳۱) محمد بن ابی عمیر نے جمیل بن درّاج سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ نے جھوٹی گواہی کے متعلق فرمایا جو کوئی شے اپنی اصلی حالت پر قائم ہو تو اسے مالک کو واپس کر دیا جائیگا اور اگر اصلی حالت پر نہ ہو تو جتنا تلف ہوا ہے وہ جھوٹی گواہی دینے والے کے مال سے دلوایا جائے گا۔

(۳۳۳۲) سماعہ نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے آپؑ نے فرمایا جھوٹی گواہیاں دینے والوں کو سزا میں کوڑے لگائے جائیں گے اور اس کی کوئی تعداد مقرر نہیں یہ امام پر منحصر ہے اور ان کو گلی گلی گھمایا جائیگا تاکہ لوگ ان کو پہچانیں اور وہ آئندہ ایسا نہ کریں۔ میں نے عرض کیا اچھا یہ لوگ توبہ کرلیں اور درست ہو جائیں تو اس کے بعد ان کی گواہی قبول کرلی جائے گی؟ آپؑ نے فرمایا اگر وہ توبہ کرلیں تو اللہ ان کی توبہ قبول کرلے گا اور ان کی گواہی اس کے بعد قبول کرلی جائے گی۔

(۳۳۳۳) اور حضرت امیرالمومنین علیہ السلام کا یہ طریقہ کار تھا کہ جب کوئی جھوٹا گواہ پکڑا جاتا تو اگر وہ دیہاتی ہوتا تو اس کو اس کے قبیلہ میں بھیج دیتے اور اگر وہ بازاری ہوتا تو اس کے بازار بھیج دیتے پھر اس کے بعد اس کو پھرایا جاتا پھر چند دنوں قید میں رکھا جاتا پھر اس کو چھوڑ دیا جاتا۔

(۳۳۳۴) ابراہیم بن عبدالحمید نے ابی بصیر سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے ایک عورت کے متعلق کہ اس کے سامنے دو آدمیوں نے گواہی دی کہ اس کا شوہر مر گیا تو اس نے دوسری شادی کرلی پھر کچھ دن بعد اس کا پہلا شوہر آگیا؟ آپؑ نے فرمایا کہ اس عورت کو مہر ملے گا اس لئے کہ دوسرے شوہر نے اس سے مجامعت کی ہے اور ان دونوں گواہوں پر حد جاری کی جائے گی اور یہ دونوں اس مہر کے ذمہ دار ہونگے اس لئے کہ ان ہی دونوں نے اس دوسرے مرد کو دھوکا دیا۔ پھر وہ عورت عدت میں رہے گی اس کے بعد اپنے پہلے شوہر کے پاس واپس چلی جائیگی۔

(۳۳۳۵) حسن بن محبوب نے علاء سے اور ابی ایّوب نے محمد بن مسلم سے انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے اس مسئلہ کے متعلق کہ ایک مرد غائب تھا اس کی عورت کے پاس دو آدمیوں نے پہنچ کر گواہی دی کہ تیرے شوہر نے تجھ کو طلاق دیدی ہے چنانچہ اس عورت نے عدہ رکھا پھر اس نے دوسرے سے شادی کرلی پھر اس کا وہ شوہر جو غائب ہو گیا تھا واپس آگیا اور بولا کہ میں نے تو طلاق نہیں دی تھی پھر دونوں گواہوں میں سے ایک نے کہا کہ میں نے جھوٹ کہہ دیا تھا آپؑ نے فرمایا اب دوسرے شوہر کا اس عورت پر کوئی قابو نہیں رہے گا اور رقم مہر اس شخص سے لی جائیگی جو اپنی گواہی سے پٹ گیا ہے اور دوسرے شوہر کو دیدی جائے گی۔ اور اس عورت کو دوسرے شوہر سے جدا کر دیا جائیگا۔ اور وہ عورت عدہ کی مدت پوری کرے گی اور پہلا شوہر اس سے مجامعت نہیں کرے گا اس وقت تک کہ جب تک اس عورت

کی عدہ کی مدت پوری نہ ہوجائے۔

(۳۳۳۶) علی بن مطر نے عبداللہ بن سنان سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے۔آپؑ نے فرمایا کہ جھوٹی گواہی دینے والے پر حد جاری کی جائے گی اور کوڑے لگائے جائیں گے اور کوڑوں کی تعداد مقرر نہیں یہ امام کی صواب دید پر ہے اور اسکو گلی گلی پھرایا جائے گا تاکہ لوگ اسے پہچان لیں چنانچہ اللہ تعالیٰ کا قول ہے و لا تقبلوا لهم شهادة ابدا و اولئك هم الفاسقون O الا الذين تابوا (سورہ نور آیت ۴-۵) (اور ان لوگوں کی گواہی تا ابد قبول نہ کرو یہی لوگ فاسق ہیں سوائے ان لوگوں کے جو اس سے توبہ کرلیں) میں نے عرض کیا مگر ان کی توبہ کو کس طرح پہچانا جائے ؟ آپؑ نے فرمایا اس طرح کہ وہ تمام لوگوں کے سامنے اپنے جھوٹ کا اور سزا میں تازیانہ کھانے کا اقرار کرے اور اپنے رب سے توبہ واستغفار کرے اگر ایسا کرلے تو اس سے اس کی توبہ کا اظہار ہوگا۔

(۳۳۳۷) اور حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا جھوٹا گواہ حاکم کے سامنے ابھی اپنی جھوٹی گواہی کو پورا بھی نہ کرپائے گا کہ وہ اوندھے منہ جہنم میں ڈال دیا جائے گا اور اسی طرح وہ جو گواہی کو چھپالے۔

(۳۳۳۸) صالح بن میثم نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا جو شخص کسی مرد مسلم کے خلاف جھوٹی گواہی دے تاکہ وہ اپنے مال سے محروم ہوجائے تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے اس کے عوض جہنم لکھ دے گا۔

(۳۳۳۹) جمیل بن درّاج نے اس سے جس نے اس سے یہ روایت بیان کی اور اس نے دونوں ائمہ (حضرت امام محمد باقر علیہ السلام اور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام) سے روایت کی ہے گواہوں کے متعلق کہ اگر گواہ لوگ کسی کے خلاف گواہی دیں پھر اپنی گواہی سے پھر جائیں اس وقت کہ جب اس مرد کے خلاف فیصلہ ہوچکا ہو تو جن لوگوں نے گواہی دی ہے وہ اس کے ذمہ دار ہونگے اور اس کا خسارہ برداشت کریں گے اور اگر ابھی کوئی فیصلہ نہیں ہوا ہے تو ان کی گواہی کالعدم قرار دیدی جائے گی اور گواہوں کو کوئی خسارہ برداشت نہیں کرنا پڑے گا۔

باب :- مدعا علیہ کے حلف سے مدعی کا حق باطل ہوجائے گا خواہ اس کے پاس گواہ کیوں نہ ہوں

(۳۳۴۰) عبداللہ بن ابی یعفور نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا اگر حق کا مدعی اس امر پر راضی ہوجائے کہ مدعا علیہ اس کے حق کا حلف کے ساتھ انکار کرے اور وہ کہے کہ حلف اٹھاؤ پھر وہ حلف اٹھائے کہ اس کا مجھ پر کوئی حق نہیں ہے اور وہ حلف سے کہدے تو اس حلف سے مدعی کا کوئی حق باقی نہیں رہے گا اور اس کا دعویٰ ختم ہوجائے گا۔میں نے عرض کیا اور اگرچہ مدعی کے پاس (حق ثابت کرنے کے لئے) عادل گواہ بھی ہوں ؟ آپؑ نے

فرمایا کہ ہاں اس سے حلف لینے کے بعد پچاس گواہ بھی ہوں تو بھی اس کا کوئی حق نہیں رہ جائے گا اس لئے کہ مدعا علیہ کے حلف نے اس کے اس دعویٰ کو باطل کر دیا جس کے متعلق اس نے حلف اٹھوایا ہے۔

(۳۳۴۱) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص کسی حق کے متعلق تم لوگوں کے سامنے اللہ کی قسم کھا کر کہے تو اس کو سچا سمجھو۔ اور جو شخص تم لوگوں سے اللہ کے نام پر کچھ سوال کرے تو اس کو عطا کرو۔ مدعا علیہ کی قسم مدعی کے دعویٰ کو بہالے جاتی ہے اور اس کا کوئی دعویٰ باقی نہیں رہ جاتا۔

(نوٹ) مصنف علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ اگر مدعا علیہ حلف اٹھانے کے بعد توبہ کر لے اور اصل مال مع حاصل کردہ نفع کے لاکر پیش کر دے تو مدعی کے لئے لازم ہے کہ اپنا اصل مال اور اس سے حاصل شدہ نفع کا نصف اس سے لے لے اور نصف حاصل شدہ نفع مدعا علیہ کو واپس کر دے۔ اس لئے کہ اس شخص نے توبہ کر لی روایت مسمع ابو سیار نے کی ہے جسے ہم ودیعت کے باب میں ان شاء اللہ آئندہ پیش کریں گے۔

باب :- قسم سے انکار اور اس انکار سے حق کے باطل ہونے کا حکم

(۳۳۴۲) ابان نے جمیل سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے آپ نے فرمایا کہ اگر مدعی گواہ پیش کر دے تو پھر اس پر قسم کھانا لازم نہیں ہے اور اگر گواہ پیش نہ کرے اور مدعا علیہ کہے کہ قسم کھاؤ اور مدعی قسم کھانے سے انکار کرے تو اس کا کوئی حق نہیں رہ جاتا۔

باب :- اگر کسی میت پر کوئی مدعی حق کا دعویٰ کرے تو گواہوں کے پیش کرنے کے بعد بھی حکم ہے کہ وہ قسم کھائے

(۳۳۴۳) یاسین ضریر نے اور انہوں نے عبدالرحمٰن بن حضرت ابو عبداللہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے اپنے بزرگ یعنی حضرت موسیٰ بن جعفر علیہ السلام سے عرض کیا یہ بتائیں کہ ایک شخص کسی آدمی پر مال کا دعویٰ کرتا ہے مگر اس کے پاس کوئی گواہ نہیں ہے؟ آپ نے فرمایا مدعا علیہ سے حلف کے لئے کہا جائے گا اگر اس نے حلف سے کہدیا تو پھر مدعی کا کوئی حق نہیں ہے۔ اور اگر مدعا علیہ مدعی سے کہے کہ تو ہی حلف سے کہہ اور مدعی نے حلف سے انکار کیا تو اسکا کوئی حق نہیں ثابت ہوگا۔ اور اس مدعی کا مطالبہ کسی میت پر ہے۔ اور اس پر گواہیاں بھی پیش کر دی گئی ہیں تو مدعی پر لازم ہے کہ وہ اسی طرح قسم کھا کر کہے کہ میں اس اللہ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ اس کے سوا کوئی

اللہ نہیں ہے فلاں مرگیا اور اس پر میرا فلاں حق ہے اگر وہ اس طرح قسم کھاتا ہے تو اس کا حق ثابت ورنہ اس کا کوئی حق نہیں اس لئے کہ نہیں معلوم شاید اس نے اس کا حق ادا کر دیا ہو اور اپنی موت سے پہلے ادائیگی پر گواہ بھی رکھتا ہو۔ اس لئے مدعی پر گواہ پیش کرنے کے بعد بھی قسم لازم ہے۔ اور اگر مدعی کسی میت پر بلا گواہ پیش کئے دعویٰ کرے تو اس کا حق ثابت نہیں ہوگا۔ اس لئے کہ مدعا علیہ زندہ نہیں ہے اگر وہ زندہ ہوتا تو اس پر یا تو قسم لازم ہوتی یا حق ادا کرنا لازم ہوتا یا وہ کہتا کہ مدعی قسم کھائے۔ اس لئے مدعی کا کوئی حق ثابت نہ ہوگا۔

باب :۔ دو شخصوں نے ایک شے کے متعلق دعویٰ کیا کہ یہ میری ہے اور دونوں نے اپنے اپنے گواہ پیش کئے اس کا فیصلہ

(۳۳۴۴) شعیب نے ابو بصیر سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے آپ نے بیان فرمایا کہ ایک مرتبہ حضرت امیرالمومنین علیہ السلام کی خدمت میں کچھ لوگ ایک خچر کے متعلق جھگڑتے ہوئے آئے اور گواہیاں گزرنے لگیں کچھ لوگوں نے گواہی دی کہ یہ خچر ان لوگوں کے باڑے میں پیدا ہوا ان کے وہاں گھاس چارا کھاتا رہا۔ ان لوگوں نے کسی سے خریدا نہیں اور نہ کسی نے ان کو ہبہ کیا ہے اور دوسرے گروہ کی طرف سے بھی یہ گواہیاں گزریں کہ یہ خچر ان لوگوں کے باڑے میں پیدا ہوا ان لوگوں نے اس کو نہ کسی سے خریدا اور نہ کسی نے ان کو ہبہ کیا۔ تو امام علیہ السلام نے گواہوں کی اکثریت پر فیصلہ کیا اور ان لوگوں سے حلف لیا۔

(۳۳۴۵) ابو بصیر کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا ایک ایسے شخص کے متعلق جو ایک قوم کے پاس آتا ہے اور ایک مکان کے متعلق جو ان لوگوں کے قبضہ میں ہے دعویٰ کرتا ہے اور شواہد پیش کرتا ہے اور وہ آدمی کہ جس کے قبضہ میں وہ گھر ہے وہ بھی شواہد پیش کرتا ہے کہ گھر اس کے باپ سے اس کو میراث میں ملا ہے۔ مگر وہ نہیں جانتا کہ اس گھر کا معاملہ کیا ہے آپ نے فرمایا جس کے شواہد زیادہ ہوں اس سے حلف لیکر اس کو دیدیا جائے۔

مصنف علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ جس کے قبضہ میں یہ مکان ہے اگر اس نے یہ کہا ہوتا کہ یہ مکان میرا ہے اور میری ملکیت ہے اور اس پر شواہد پیش کرتا۔ نیز مدعی بھی اپنے دعویٰ پر شواہد پیش کرتا تو حق یہ ہے کہ مدعی کے حق میں فیصلہ ہوتا اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے بیّنہ اور شاہد مدعی پر واجب کیا ہے مدعا علیہ پر نہیں۔ لیکن مدعا علیہ بیان کرتا ہے یہ مکان مجھے اپنے باپ سے ورثہ میں ملا ہے میں نہیں جانتا کہ اس کا معاملہ کیا ہے لہذا واجب ہے کہ جس کے زیادہ گواہ ہوں تو ان سے حلف لیکر مکان اس کو دیدیا جائے۔

اور اگر کوئی شخص گھر کے کسی سامان یا کسی جانور وغیرہ کا دعویٰ کرے اور اس پر دو گواہ پیش کرے اور جس کے قبضہ میں ہے وہ بھی دو گواہ پیش کرے اور دونوں کے گواہ عدالت میں برابر ہوں تو فیصلہ یہ ہوگا کہ مالک کے قبضہ سے وہ چیز لے لی جائے اور مدعی کے سپرد کردی جائے اس لئے کہ شاہد و بیّنہ اس پر لازم تھا۔ اور اگر وہ چیز کسی کے قبضہ میں نہیں اور دو شخص اس کے لئے جھگڑ رہے ہیں تو ان میں سے جو بھی بیّنہ و شاہد پیش کرے وہی اس کا حقدار ہے۔ اور اگر ان دونوں میں سے ہر ایک نے شاہد پیش کئے تو ان دونوں مدعیوں میں سے زیادہ حقدار وہ ہے جس کے دونوں گواہ عادل ہوں۔ اور اگر ان دونوں طرف کے گواہ عدالت میں برابر ہوں تو جس کے گواہ تعداد میں زیادہ ہوں تو اس سے حلف لیکر وہ شے اس کے حوالے کر دی جائے گی۔ (اسی طرح میرے والد رضی اللہ عنہ نے اپنے خط میں لکھ کر بھیجا ہے)۔

باب :- تمام دعوؤں کے متعلق فیصلہ کرنے کے اصول

میرے والد رضی اللہ عنہ نے مجھے اپنے خط میں لکھا کہ اے فرزند تمہیں معلوم ہو کہ تمام دعوؤں کے فیصلہ میں بینہ اور شاہد مدعی کے ذمہ ہے اور قسم و حلف مدعا علیہ کے ذمہ اور وہ اس سے روگردانی اور انکار کرے تو اس پر حق لازم ہے۔ اور اگر مدعی کے پاس دو گواہ نہ ہوں اور مدعا علیہ مدعی سے کہے کہ تم قسم کھاؤ اور وہ قسم نہ کھائے تو پھر اس کا کوئی حق نہیں ہے لیکن حدود (شرعی سزاؤں میں) تو اس میں کوئی حلف و قسم نہیں ہے اور نہ خون کے مقدمہ میں اس لئے کہ ان میں بینہ و گواہ مدعی کے ذمہ ہے اور حلف و قسم مدعا علیہ کے ذمہ ہے۔ تاکہ کسی مرد مسلم کا خون ضائع نہ جائے۔

باب :- عورت کے خلاف گواہی

(۳۳۴۶) علی بن یقطین نے حضرت ابوالحسن اول (امام موسیٰ کاظم) علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا عورت اگر بے نقاب ہے اور اقرار (جرم) کرتی ہے اور بعینہا دیکھ کر پہچانی جاتی ہے یا جو شخص اس کو پہچانتا ہے وہ موجود ہے تو اس کے خلاف گواہی دینے میں کوئی مضائقہ نہیں۔ اور اگر وہ نقاب پوش ہے کہ بغیر چہرہ کھولے اسے نہ دیکھ سکیں تو صرف اس کے اقرار پر گواہوں کو اس کے خلاف گواہی دینا دوسروں کے نزدیک جائز نہیں۔

(۳۳۴۷) محمد بن حسن صفار رضی اللہ عنہ نے حضرت ابی محمد حسن بن علی عسکری علیہ السلام کو خط لکھ کر دریافت کیا کہ ایک مرد چاہتا ہے کہ ایک ایسی عورت گواہی دے جو اس کی محرم نہیں ہے کیا اس کے لئے یہ جائز ہے کہ پردے کے پیچھے سے اس کے کلام کو سنے اور گواہی دے جبکہ دو عادل گواہ یہ گواہی دے رہے ہیں کہ یہ عورت فلانہ بنت فلاں ہے جو

تم کو گواہ بنا رہی ہے اور یہ کہہ رہی ہے۔ یا جائز نہیں جب تک وہ پردے سے باہر نکل کر سامنے نہ آئے اور بعینہٖ ثابت نہ کرے کہ یہ وہی عورت ہے؟ تو آنجنابؑ نے اس کے جواب میں تحریر فرمایا کہ وہ نقاب پہن کر گواہوں کے سامنے آئے گی ان شاء اللہ تعالیٰ اور یہ تحریر خود آنجنابؑ کے دست مبارک سے لکھی ہوئی میرے پاس موجود ہے۔

باب :- حق تلفی، سود اور خلاف سنت امور کے متعلق گواہی کا باطل ہونا

(۳۳۴۸) اسماعیل بن مسلم نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے انہوں نے اپنے پدر بزرگوار علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ سود اور ظلم اور وصیت میں حق تلفی کے کام میں گواہی باطل ہے اگر گواہ کہیں کہ ہم نہیں جانتے کہ یہ سود و ظلم و حق تلفی ہے تو انہیں چھوڑ دیا جائیگا اور اگر کہیں ہم جانتے ہیں تو انہیں سزا دی جائے گی۔

(۳۳۴۹) اور عبداللہ بن میمون کی روایت میں ہے جسے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور انہوں نے اپنے پدر بزرگوار سے روایت کی ہے آپؑ نے فرمایا کہ انصار میں سے ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ میں چاہتا ہوں کہ اپنا ایک باغ اپنے بیٹے کو بخش دوں۔ میری خواہش ہے کہ آپؐ میرے گواہ بن جائیں۔ آپؐ نے فرمایا کیا اس کے سوا تیرا کوئی اور بیٹا نہیں اس نے کہا ہاں اور بیٹے ہیں آپؐ نے فرمایا کیا تو نے ان بیٹوں کو ایسے باغ بخشے ہیں جیسے تو نے اس کو بخشا؟ اس نے کہا نہیں آپ نے کہا تو ہم گروہ انبیاء حق تلفی کے معاملہ میں گواہ نہیں بنتے۔

(۳۳۵۰) اور ابو حسین محمد بن جعفر اسدی رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ حضرت امام جعفر صادق عیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ سنت کے خلاف اگر کوئی (اپنی زوجہ کو) طلاق دے تو اس پر گواہ نہ بنو (یعنی جیسے کوئی ایام حیض میں طلاق دے)۔

باب :- کسی کی گواہی پر گواہی دینا

(۳۳۵۱) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ اگر کوئی شخص کسی دوسرے شخص کی گواہی پر گواہی دے تو اسکی گواہی قبول کرلی جائے گی مگر وہ نصف گواہی ہوگی۔ اور اگر دو آدمی ایک شخص کی گواہی پر گواہی دیں تو پھر ایک آدمی کی گواہی ثابت ہوگی۔

(۳۳۵۲) اور غیاث بن ابراہیم نے حضرت جعفر بن محمد باقر علیہما السلام سے اور انہوں نے اپنے پدر بزرگوار علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ حضرت علی علیہ السلام ایک آدمی کی گواہی پر ایک آدمی کی گواہی کو جائز نہیں سمجھتے تھے لیکن یہ کہ ایک

آدمی کی گواہی پر دو آدمی گواہی دیں (تو وہ جائز ہوگی)۔
(۳۳۵۳) اور عبداللہ بن سنان نے اور انہوں نے عبدالرحمٰن بن ابی عبداللہؒ سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے بارے میں روایت کی ہے کہ جس نے ایک دوسرے شخص کی گواہی پر گواہی دی مگر جس کی گواہی پر گواہی دی وہ آیا تو اس نے کہا کہ میں نے تو اس کو گواہ نہیں بنایا تھا۔آپؑ نے فرمایا کہ دونوں میں سے جو زیادہ عادل ہے اس کی گواہی جائز ہے اور اگر ان دونوں کی عدالت ایک سی ہے تو اس کی گواہی جائز نہیں ہے۔
(۳۳۵۴) اور صفوان بن یحییٰ نے حضرت ابوالحسن (امام رضا) علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا کہ جس شخص نے اپنے ایک نوکر کو کسی گواہی کے لئے گواہ بنایا پھر وہ نوکری سے الگ ہو گیا کیا اب نوکری سے الگ ہونے کے بعد اس کی گواہی جائز ہے ؟آپؑ نے فرمایا ہاں ۔میں نے عرض کیا اچھا ایک یہودی کو کسی گواہی پر گواہ بنایا گیا اور بعد میں وہ مسلمان ہو گیا تو کیا اب اس کی گواہی جائز ہے ؟آپؑ نے فرمایا ہاں۔
(۳۳۵۵) علاء نے محمد بن مسلم سے روایت کی ہے کہ انہوں نے بیان کیا کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے عرض کیا کہ ایک کافر ذمی اور ایک غلام دونوں ایک شخص کی گواہی پر گواہ بنتے ہیں۔ پھر وہ کافر ذمی مسلمان ہو گیا اور غلام آزاد ہو گیا اب کیا ان دونوں کی گواہی جائز ہوگی جس بات پر وہ گواہ بنے تھے۔آپؑ نے فرمایا کہ ہاں اگر بعد میں ان دونوں کے متعلق معلوم ہو کہ بھلے آدمی ہیں تو ان دونوں کی شہادت جائز ہے۔
(۳۳۵۶) غیاث بن ابراہیم نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور انہوں نے اپنے پدر بزرگوار علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ حضرت علی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ حد (شرعی سزا) میں نہ کسی شخص کی گواہی پر گواہی اور نہ حد میں کفالت (نیابت) ہے۔
(۳۳۵۷) محمد بن مسلم سے روایت کی گئی ہے کہ انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی کہ ایک شخص شہر میں حاضر ہے۔اس کی گواہی پر گواہی کے متعلق آپؑ نے فرمایا ہاں خواہ وہ ستون کے پیچھے ہی کیوں نہ ہو اور یہ اس وقت جائز ہے جب اس کے لئے یہ ممکن نہ ہو کہ وہ حاضر ہو کر خود گواہی دے شاید اس لئے کہ اس کو حاضر ہو کر گواہی دینے میں کوئی امر مانع ہو لہذا کوئی مضائقہ نہیں اگر اس کی گواہی پر کوئی اور شخص گواہی دے۔
(۳۳۵۸) اور عمرو بن جمیع نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام اور انہوں نے اپنے پدر بزرگوار علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ اپنی گواہی پر گواہ ایسے شخص کو بناؤ جو تمہارا ناصح مشفق ہو تو مجلس میں جو لوگ موجود تھے انہوں نے عرض کیا بھلا وہ اس میں زیادتی یا کمی کیسے کریگا۔آپؑ نے فرمایا (زیادتی یا کمی کی بات) نہیں بلکہ اس کو بناؤ جو تمہاری گواہی کو اچھی طرح یاد رکھے اور گواہی پر گواہی اور اس پر گواہی (یعنی گواہ در گواہ در گواہ) جائز نہیں ہے۔

باب :- گواہی دینے میں احتیاط

(۳۳۵۹) روایت کی گئی ہے علی ابن عزاب سے اور انہوں نے روایت کی ہے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے آپؑ نے فرمایا کہ جب تک خوب اچھی طرح جان پہچان نہ لو جیسے تم اپنی ہتھیلی کو پہچانتے ہو ہرگز گواہی نہ دو۔

(۳۳۶۰) علی بن سوید سے روایت کی گئی ہے اس کا بیان ہے کہ میں حضرت ابوالحسن ماضی (امام موسیٰ کاظم) علیہ السلام سے عرض کیا وہ لوگ مجھے میرے برادر ایمانی کے خلاف گواہ بناتے ہیں آپؑ نے فرمایا ہاں تم گواہی دو خواہ تمہیں اپنے برادر ایمانی کو ضرر پہنچنے کا خوف ہی کیوں نہ ہو۔

مصنف علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنی کتاب کے نسخہ میں یہی پایا۔ لیکن میرے نسخہ کے علاوہ دوسرے نسخہ میں ہے کہ اور اگر تم کو اپنے برادر ایمانی کو ضرر پہنچنے کا خوف ہے تو نہیں۔ اور ان دونوں کا مفہوم قریب قریب ہے اور وہ یہ کہ اگر کسی کافر کا کسی مومن پر کوئی حق ہے اور وہ خوشحال و مالدار ہے تو اس کے خلاف گواہی دینا واجب ہے خواہ اس کو ضرر کیوں نہ پہنچے اور اس کے مال میں کمی کیوں نہ آئے۔ اور اگر وہ مومن عُسرت و تنگدستی کا شکار ہے اور گواہ کو اس کا علم ہے تو اس کے خلاف گواہی دینا اور اس کو ضرر پہنچانا مثلاً وہ قید میں ڈال دیا جائے یا لپنے جائے پیدائش سے نکال دیا جائے یا اس کا غلام اس کی ملکیت سے نکال لیا جائے تو گواہ کو اسکے خلاف گواہی دینا حلال نہیں اور اسی طرح ایک مومن کیلئے ایسی گواہی دینا جائز نہیں جس سے ایک کافر کے لئے ایک مومن قتل ہو جائے اور اس کے علاوہ اگر کوئی اور بات ہے تو اس پر اس کے خلاف گواہی دینا واجب ہے اس لئے کہ مومن کی صفات میں یہ ہے کہ جو بات بطور امانت اس سے کہی جائے اس کو وہ اپنے دوستوں سے بھی بیان نہ کرے۔ اور دشمنوں کی گواہی کو بھی نہ چھپائے۔

(۳۳۶۱) عمر بن یزید سے روایت ہے اس کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ ایک شخص مجھے گواہی کے لئے پیش کرتا ہے میں اپنا دستخط اور اپنی مہر تو پہچانتا ہوں مگر جس تحریر پر میں گواہ بنا ہوں اس میں سے قلیل ہو یا کثیر مجھے کچھ یاد نہیں۔ آپؑ نے فرمایا وہ شخص جس نے تجھ کو گواہی کے لئے پیش کیا ہے اگر وہ مومن ہے اور تمہارے ساتھ ایک مرد جو دوسرا گواہ ہے وہ بھی مومن ہے تو اس کی گواہی دیدو۔

اور روایت کی گئی ہے کہ بغیر علم کے کوئی گواہی نہیں ہو گی۔ ویسے تو جو چاہے لکھ دے اور جو چاہے مہر لگا دے۔

باب :- میت پر کسی کا قرض ہے اس کی گواہی کیا میت کا وصی دے سکتا ہے

(۳۳۶۲) محمد بن حسن صفّار رضی اللہ عنہ نے حضرت امام ابو محمد حسن بن علی علیہ السلام کی خدمت میں عریضہ لکھا اور اس میں دریافت کیا ایک میت کا کسی شخص پر قرض ہے کیا اس کا وصی ایک دوسرے شاہد عادل کے ساتھ مل کر اس کی گواہی دے سکتا ہے ؟ تو جواب میں یہ تحریر آئی کہ اگر اس وصی کے ساتھ ایک شاہد بھی ہے تو مدعی (وارث میت) پر بھی لازم ہے کہ وہ قسم کھائے۔

نیز امام کی خدمت میں انہوں نے ایک دوسرا خط لکھ کر دریافت کیا کہ کیا کسی وصی کے لئے یہ جائز ہے کہ میت کے کسی چھوٹے یا بڑے وارث کے لئے یہ گواہی دے کہ اس کا کوئی حق میت یا کسی اور کے ذمہ ہے جبکہ وہ بڑے وارث کے لئے نہیں بلکہ چھوٹے وارث کے لئے میراث پر قابض ہے۔ تو جواب میں یہ تحریر آئی کہ ہاں اور وصی کے لئے یہ مناسب ہے کہ حق گواہی دے اور گواہی نہ چھپائے۔

نیز انہوں نے آنجنابؑ سے خط لکھ کر دریافت کیا کہ کیا اگر وصی ایک دوسرے گواہ عادل کے ساتھ مل کر گواہی دے کہ میت پر فلاں کا قرض ہے تو کیا اس کی گواہی قابل قبول ہے ؟ جواب میں یہ تحریر آئی کہ ہاں اس سے قسم لینے کے بعد۔

باب :- جھوٹی گواہی سے حق ثابت کرنا منع ہے

(۳۳۶۳) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا گیا کہ جس کا کسی آدمی پر کچھ حق ہے مگر وہ اس کے حق سے انکار کرتا ہے اور حلف سے کہتا ہے کہ اس کا اس کے اوپر کچھ نہیں ہے۔ اور صاحب حق کے پاس اپنا حق ثابت کرنے کے لئے کوئی گواہ ثبوت نہیں تو کیا یہ جائز ہے کہ حق کے چلے جانے کا ڈر ہو تو جھوٹی گواہی سے اس کے حق کو ثابت کر دیا جائے ؟ آپؑ نے فرمایا چونکہ یہ فریب کاری ہے اس لئے یہ جائز نہیں۔ اور یہ اس روایت میں بھی ہے جو یونس بن عبدالرحمٰن نے اپنے بعض اصحاب سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے کی ہے۔

باب :- گواہیوں کے متعلق بعض نادر روایات

(۳۳۶۴) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ جب تم زمین میں کوئی چیز دفن کرو تو اس پر گواہ بنا لو اس لئے کہ وہ تمہیں کچھ واپس نہیں کرے گی۔

(۳۳۶۵) امام علیہ السلام نے فرمایا کہ سب سے پہلی جھوٹی گواہی جو اسلام میں گزاری گئی وہ ستر(۷۰) آدمیوں کی گواہی ہے کہ جب وہ چشمہ حواب پہنچے تو وہاں کے کتے ان پر بھونکنے لگے تو ان کی سرخیل نے واپسی کا ارادہ کیا اور کہا کہ میں نے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنی ازواج سے فرماتے ہوئے سنا کہ تم میں سے کسی ایک پر حواب کے کتے بھونکیں گے جب وہ میرے وصی علی ابن ابی طالب علیہ السلام سے جنگ کرنے جارہی ہوگی۔ تو ان کے سامنے ستر(۷۰) آدمیوں نے گواہی دی کہ یہ چشمہ حواب نہیں ہے تو یہ سب سے پہلی جھوٹی گواہی تھی جو اسلام میں دی گئی۔

(۳۳۶۶) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا گیا کہ شریک(قاضی) ہم لوگوں کی گواہیوں کو رد کردیتا ہے۔ آپؑ نے فرمایا اپنے نفسوں کو ذلیل نہ کرو۔

اس کتاب کے مصنف علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ آنجناب علیہ السلام کے اس ارشاد کا یہ مطلب نہیں کہ آپؑ گواہی دینے سے منع فرماتے ہیں اس لئے کہ (گواہ بن کر) گواہی دینا واجب ہے۔آپؑ کے اس فرمانے کا مطلب کسی کا گواہ بننا ہے آپؑ فرماتے ہیں تم لوگ گواہیوں کی ذمہ داری نہ اٹھاؤ کہ تمہاری گواہیاں رد کردی جائیں اور تم کو ذلیل ہونا پڑے۔

چنانچہ ابی کہمس سے روایت کی گئی انہوں نے بیان کیا کہ ایک مرتبہ میں گواہی دینے کے لئے شریک (قاضی) کے پاس گیا جو مجھ پر لازم تھی تو اس نے کہا میں تمہاری گواہی کیونکر جائز سمجھوں اس لئے کہ تم جس سے منسوب ہو وہ تو منسوب ہی ہو۔ میں نے کہا میں جس سے منسوب ہوں وہ کیا ہے اس نے کہا کہ رفض یہ سن کر میں رونے لگا پھر میں نے کہا تم نے مجھے ایسی قوم سے منسوب کیا کہ ڈر رہا ہوں ان میں شامل نہ ہوں۔ یہ سن کر اس نے مجھے گواہی کی اجازت دیدی ۔ اور اسی طرح کا واقعہ ابن ابی یعفور و فضیل سکرہ کے ساتھ بھی پیش آیا۔

باب :- شفع

(۳۳۶۷) طلحہ بن زید نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور انہوں نے اپنے پدر بزرگوار علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وہ زمین جو دو آدمیوں میں مشترک ہے ابھی الگ نہیں ہوئی اس کا فیصلہ شفع کی بنا پر کیا یعنی جو آپس میں تقسیم نہیں ہوئی تھی۔

(۳۳۶۸) عقبہ بن خالد نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے آپؑ نے بیان فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے زمینوں اور مکانوں کے شرکاء کے درمیان شفع کی بنا پر فیصلہ فرمایا اور کہا کہ اس میں نہ کسی کو نقصان پہنچنا ہے نہ پہنچانا ہے۔

(۳۳۶۹) اور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ جب (دو آدمیوں کی مشترک زمین آپس میں) تقسیم ہو چکی اور حد بندی بھی ہو گئی تو پھر اس میں کوئی حق شفع نہیں ہے (اور شفع کا حق صرف اس شریک کو ہے جس نے ابھی جائیداد تقسیم نہ کرائی ہو)

(۳۳۷۰) اسماعیل بن مسلم نے حضرت جعفر بن محمد علیہما السلام سے انہوں نے اپنے پدر بزرگوار علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے ارشاد فرمایا کہ حضرت علی علیہ السلام کا ارشاد ہے کہ شفع آدمیوں کی تعداد پر ہے۔

(۳۳۷۱) اور طلحہ بن زید نے جعفر بن محمد علیہ السلام اور انہوں نے اپنے پدر بزرگوار علیہ السلام سے جو روایت کی اس میں بھی ہے کہ شفع کا حق مردوں کی تعداد پر ہے۔

(۳۳۷۲) نیز امام علیہ السلام نے فرمایا کہ حق شفع نہ یہودی کو ہے اور نہ نصرانی کو حق شفع صرف اس شریک کو ہے جس کی جائیداد ابھی تقسیم نہ ہوئی ہو۔

(۳۳۷۳) اور طلحہ بن زید کی روایت میں حضرت جعفر بن محمد علیہما السلام سے اور انہوں نے اپنے پدر بزرگوار علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ حضرت علی علیہ السلام کا ارشاد ہے کہ حق شفع میراث میں نہیں چلے گا۔

(۳۳۷۴) اور سکونی کی روایت میں ہے جو انہوں نے حضرت جعفر بن محمد علیہما السلام سے اور انہوں نے اپنے پدر بزرگوار علیہ السلام سے، انہوں نے اپنے آبائے کرام سے اور انہوں نے حضرت علی علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ حق شفع نہ سفینہ میں ہے نہ نہر میں ہے نہ راستہ میں ہے نہ چکی میں ہے اور نہ حمام میں ہے۔

(۳۳۷۵) اور حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا کہ یتیم کا وصی بمنزلہ اس کے باپ کے ہے اگر وہ خواہش کرے تو اس کے لئے شفع لے گا۔ نیز آنجناب علیہ السلام نے فرمایا کہ شخص غائب کے لئے بھی شفع کا حق ہے۔

(۳۳۷۶) اور حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ جب حصہ بخرہ ہو گیا تو پھر شفع کا حق بھی اٹھ گیا۔

(۳۳۷۷) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا گیا شفع کے متعلق کہ یہ کس کے لئے ہے اور یہ کس چیز میں ہے اور کیا جانور میں بھی شفع ہو گا؟ اور کیسے ہو گا؟ آپؑ نے فرمایا شفع ہر شے میں واجب ہے حیوان ہو یا زمین یا کوئی اور مال ومتاع جب اس میں دو آدمی شریک ہوں اور دونوں کے علاوہ اس کا حق کسی کو نہیں۔ ان دونوں میں سے ایک اپنا حصہ فروخت کر رہا ہے اس کا شریک دوسروں سے زیادہ اسکا حق رکھتا ہے اور اگر ایک شے میں دو سے زیادہ شریک ہیں تو ان میں سے کسی ایک کو بھی شفع کا حق نہیں ہے۔

مصنف علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ یہ بات آنجنابؑ نے صرف حیوان کے لئے فرمائی اور غیر حیوان میں شفع تمام شرکاء کے لئے واجب ہے خواہ دو سے زیادہ ہوں۔ اور اسکی تصدیق اس سے ہوتی ہے جس کی روایت ذیل میں کی گئی ہے۔

(۳۳۷۸) احمد بن محمد بن ابی نصر نے عبداللہ بن سنان سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے آنجناب علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک غلام جو چند آدمیوں کی مشترکہ ملکیت میں ہے ان میں سے ایک چاہتا ہے کہ اپنا حصہ فروخت کردے؟ آپؑ نے فرمایا وہ فروخت کردے میں نے عرض کیا اچھا اب صورت یہ ہے کہ اس غلام کے دو مالک ہیں ان میں سے ایک اپنا حصہ فروخت کرنا چاہتا ہے اور جب وہ فروخت کرنے پر آمادہ ہوتا ہے تو اس کا شریک کہتا ہے کہ مجھے دیدو۔ آنجنابؑ نے فرمایا وہ اس کا زیادہ حقدار ہے۔ اس کے بعد آنجناب علیہ السلام نے فرمایا کہ جانوروں میں کوئی شفع نہیں سوائے ایسی صورت کہ اس میں صرف ایک آدمی شریک ہو۔

(۳۳۷۹) حسن بن محبوب نے علی بن رئاب سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے ایک شخص کے متعلق جس نے قیمت میں غلام و مال ومتاع اور کپڑے اور جواہرات دیکر ایک مکان خریدا۔ آپؑ نے فرمایا کہ اس میں کسی کو حق شفع نہیں ہے اور اگر وہ ایسا گھر ہے کہ جس میں کئی قطعہ ہیں اور اس گھر کے رہنے والوں کا نکاس ایک ہی صحن میں ہے اور ان میں سے ایک نے اپنا قطعہ فروخت کر دیا اور دوسرے قطعہ میں رہنے والے نے حق شفع طلب کیا تو اس کو شفع کا حق ہے بشرطیکہ گھر کے خریدار کے لئے گنجائش نہ ہو کہ وہ گھر جو اس نے خریدا ہے اس کا دروازہ کسی اور طرف نکال لے۔ اور اگر اس نے گھر کا دروازہ کسی طرف تبدیل کر لیا تو کسی کو بھی شفع کا حق نہیں ہے۔

اور اگر کوئی حق شفع کا مطالبہ کرے اور قیمت کی رقم وہاں اس کے پاس نہ ہو بلکہ دوسرے شہر میں ہو تو آمد و رفت کی مسافت کو دیکھتے ہوئے اس کا انتظار کیا جائے گا زیادہ سے زیادہ تین دن اگر اس وقت وہ قیمت کی رقم لاتا ہے تو ٹھیک ورنہ اس کو شفع کا حق نہ ہو گا۔

اور اگر حق شفع کرنے والا خریدار سے کہے کہ آپ نے جو کچھ خریدا وہ آپ کو مبارک ہو یا وہ خریدار سے تقسیم کا مطالبہ کرے تو پھر اس کو کوئی شفع نہیں رہے گا۔

اور ہمارے شیخ محمد بن حسن رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہبہ کی ہوئی چیز میں یا ایک چیز کے عوض کوئی دوسری دینے میں کسی کو شفع کا حق نہیں ہے۔ شفع صرف اسی چیز میں ہے جس کو چاندی یا سونے کی شکل میں قیمت دے کر خریدا جائے اور اس کا بٹوارہ نہ ہوا ہو۔ اور علی بن رئاب کی روایت اس کی تائید کرتی ہے۔

اور اگر کوئی شخص کسی دوسرے شخص کے لئے اپنے حصہ سے دست بردار ہو جائے خواہ وہ مکان ہو یا زمین تو اس میں کسی کو شفع کا حق نہیں و لا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

(۳۳۸۰) حسن بن محبوب نے مالک بن عطیہ سے انہوں نے ابی بصیر سے انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے اس کا بیان ہے کہ میں نے ایک مرتبہ آنجنابؑ سے دریافت کیا کہ ایک مرد نے ایک عورت سے نکاح کیا اپنے ایک گھر کے عوض (مہر پر) اور اس میں چند شرکاء ہیں۔ آپؑ فرمایا کہ یہ مرد کے لئے بھی جائز ہے اور اس عورت کے لئے بھی جائز ہے اور اس پر شرکاء میں سے کسی کو بھی حق شفع نہیں ہے۔

باب :- وکالت

(۳۳۸۱) جابر بن یزید اور معاویہ بن وھب نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آنجنابؑ نے فرمایا کہ جو شخص اپنے امور میں سے کسی امر کی انجام دہی کیلئے کسی کو وکیل بنائے تو یہ وکالت ہمیشہ ثابت رہیگی جب تک اسکو اطلاع نہ دیدے کہ اسکی وکالت منسوخ کر دی گئی جس طرح اس نے اس کو وکیل بنانے کی اطلاع دی تھی۔

(۳۳۸۲) عبداللہ بن مسکان سے روایت کی گئی ہے اور انہوں نے ابی ہلال رازی سے روایت کی ہے اس کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا کہ ایک شخص نے کسی کو اپنی عورت کو طلاق دینے کے لئے وکیل بنایا کہ جب وہ حیض سے پاک و طاہر ہو جائے تو اسے طلاق دیدے پھر وکیل بنا کر وہ شخص کہیں باہر چلا گیا وہاں اس کا ارادہ بدل گیا اور اس نے گواہوں کے سامنے کہا میں نے اس کی وکالت کو ختم کر دیا اور اب اپنی عورت کو طلاق کا ارادہ نہیں ہے۔ آپؑ نے فرمایا پھر اسے اپنی زوجہ کو اور وکیل کو مطلع کر دینا چاہیے۔

(۳۳۸۳) علاء بن سیابہ سے روایت ہے اس کا بیان ہے کہ میں نے ایک مرتبہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک عورت نے ایک شخص کو وکیل بنایا کہ وہ اس کا نکاح فلاں شخص سے کر دے۔ اور اس شخص نے اس کی وکالت قبول کر لی اور اس وکالت پر اس عورت نے دو گواہ بھی بنائے چنانچہ وہ وکیل چلا گیا اور اس کا نکاح پڑھوا دیا ادھر اس عورت نے اس وکیل سے انکار کر دیا اور اپنی جگہ سمجھ لیا کہ میں نے اس وکیل کو اپنی وکالت سے معزول کر دیا اور اس پر دو گواہ بھی بنائے کہ اس نے اس کو وکالت سے معزول کر دیا۔ آپؑ نے فرمایا اس مسئلہ میں تم لوگوں کی طرف سے کیا فتویٰ ہے۔ راوی کا بیان ہے کہ میں نے عرض کیا کہ لوگ کہتے ہیں اس کو دیکھا جائیگا اگر عورت نے اپنے وکیل کو اس کے

نکاح پڑھنے سے پہلے معزول کیا ہے تو وکالت بھی باطل ہو گئی اور نکاح بھی باطل ہو گیا اور اگر اس وقت اس کو معزول کیا جب وہ نکاح پڑھ چکا تھا تو پھر وہ نکاح درست ہے جو اس کے وکیل نے پڑھ دیا اور ان ہی شرائط پر پڑھا ہے جس پر مرد عورت سے بذریعہ وکالت متفق ہوا ہے بشرطیکہ عورت نے جو کچھ اپنے وکیل کو حکم دیا اور جو شرائط رکھی ہیں وکیل نے اس میں کمی یا زیادتی نہ کی ہو۔

راوی کا بیان ہے کہ پھر آپؑ نے فرمایا اچھا وہ لوگ وکیل کو وکالت سے معزول کر دیتے ہیں اور اس کو معزول ہونے کی خبر بھی نہیں دیتے ؟ میں نے عرض کیا جی ہاں ان لوگوں کا خیال ہے کہ ایک عورت کسی مرد کو اپنا وکیل کرے اور چند لوگوں کو اسکا گواہ بنائے اور اس کے بعد چند لوگوں کے سامنے کہے کہ آپ لوگ گواہ ہیں کہ میں نے اپنے فلاں وکیل کو اپنی وکالت سے معزول کر دیا اور اس کی وکالت کو باطل کر دیا بغیر اس کو اطلاع دیئے ہوئے کہ اس کی وکالت باطل ہو گئی اور وہ وکالت سے معزول ہو گیا تو یہ لوگ خاص نکاح کے معاملہ میں وکیل نے جو کچھ کیا ہے اسے باطل قرار دیتے ہیں اور دیگر معاملات میں وکالت کو باطل نہیں قرار دیتے جب تک کہ وکیل کو مطلع نہ کر دیا گیا ہو کہ وکالت سے معزول کر دیا گیا ہے۔ وہ لوگ اس کی وجہ بتاتے ہیں کہ کوئی بھی مال ہو (اگر استعمال کرنے والے نے استعمال کر لیا ہو) اس کا عوض تو دینے والا دے سکتا ہے لیکن عورت کی شرمگاہ تو اس کا عوض نہیں دیا جاسکتا خاص کر ایسی صورت میں کہ اس کے بچہ پیدا ہو گیا ہو۔ آپؑ نے فرمایا سبحان اللہ یہ فیصلہ کس قدر غلط اور ناانصافی پر مبنی ہے۔ نکاح سب سے زیادہ احتیاط کرنے کی چیز ہے کہ اس سے بچہ پیدا ہوتا ہے۔ سنو ایک مرتبہ حضرت امیرالمومنین علیہ السلام کی خدمت میں ایک عورت آئی اور اس نے عرض کیا یا امیرالمومنین میں نے اپنے اس بھائی کو اس امر کے لئے وکیل کیا کہ وہ میرا نکاح ایک مرد سے کر دے اس پر گواہ بھی بنا لئے پھر میں نے اسی وقت اس کو اپنی وکالت سے معزول کر دیا مگر وہ گیا اور اس نے میرا نکاح ایک مرد سے کر دیا اور میرے پاس گواہ موجود ہیں کہ میں نے اس کے نکاح پڑھنے سے پہلے اس کو معزول کر دیا تھا۔ اور اس نے معزولیت کے گواہ بھی پیش کر دیئے تو اس کے بھائی نے کہا اے امیرالمومنین اس نے مجھے وکیل کیا مگر اس نے مجھے اس کی خبر نہیں دی کہ اس نے مجھے اپنی وکالت سے معزول کر دیا ہے چنانچہ میں نے اس کے کہنے کے مطابق اس کا نکاح کر دیا۔ آپؑ نے اس عورت سے کہا تو کیا کہتی ہے ؟ اس نے کہا یا امیرالمومنین میں نے اس کو بتا دیا تھا آپؑ نے فرمایا کیا تیرے پاس اس پر کوئی گواہ ہے ؟ اس نے کہا یہ لوگ میرے گواہ ہیں گواہی دینگے۔ آپؑ نے ان گواہوں سے کہا تم کیا کہتے ہو ؟ ان لوگوں نے کہا کہ ہاں ہم لوگ گواہی دیتے ہیں کہ اس عورت نے کہا تھا کہ تم لوگ گواہ رہو کہ میں نے اپنے فلاں بھائی کو اپنی اس وکالت سے معزول کر دیا کہ وہ میرا نکاح فلاں شخص سے نہ پڑھ دے اور قبل اس کے کہ وہ میرا نکاح فلاں سے پڑھے میں اپنے معاملہ کی خود مالک ہوں۔ آپؑ نے فرمایا کیا تم لوگوں کی موجودگی میں اس عورت نے اپنے بھائی کو معزولیت کے متعلق بتایا ؟ ان لوگوں نے کہا نہیں۔ آپؑ نے فرمایا کیا تم لوگ اس کی گواہی دو گے کہ جس طرح اس عورت نے وکالت کے متعلق اس کو بتایا اسی

طرح معزولیت کے متعلق بھی اس کو بتایا؟ لوگوں نے کہا نہیں۔ آپؑ نے فرمایا پھر وکالت ثابت ہے اور نکاح واقع ہو گیا اس کا شوہر کہاں ہے۔ وہ سامنے آیا تو آپؑ نے فرمایا اس عورت کا ہاتھ پکڑو اللہ تمہیں مبارک کرے۔ اس عورت نے کہا یا امیرالمومنین میں حلف سے کہتی ہوں کہ میں نے اپنے بھائی کو وکالت سے معزول ہونے سے مطلع نہیں کیا تھا اور اس کو نکاح پڑھنے سے قبل خبر نہ تھی کہ میں نے اس کو وکالت سے معزول کر دیا ہے۔ آپؑ نے فرمایا کیا تو حلف سے کہے گی؟ اس نے عرض کیا جی ہاں یا امیرالمومنین پھر اس نے حلف سے کہا اور وکالت ثابت رہی اور نکاح جائز ٹھہرا۔

(۳۳۸۴) داؤد بن حصین سے روایت ہے کہ اس نے عمر بن حنظلہ سے روایت کی ہے اور اس نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے راوی کا بیان ہے کہ میں نے ایک مرتبہ دریافت کیا کہ ایک شخص نے کسی دوسرے شخص سے کہا کہ تم میرے نکاح کا پیغام فلاں عورت کے لئے لے جاؤ اور جو کچھ بھی تم اس سے مہر طے کرو گے اور جس چیز کے تم ضامن بنو گے اور جو شرائط مان لو گے ان سب پر میں راضی ہوں اور مجھ پر لازم ہو گا مگر اس نے اس بات پر کسی کو گواہ نہیں بنایا۔ وہ شخص گیا اور اس نے اس عورت سے اس کا پیغام نکاح دیا اور اس کی طرف سے مہر اور اس کے علاوہ جو کچھ لڑکی والوں نے مطالبہ کیا اس کو ادا کر دیا اور جب وہ یہ تمام امور انجام دیکر واپس آیا تو وہ شخص ان سب سے مکر گیا۔ آپؑ نے فرمایا اب وہ اس شخص کی جانب سے نصف مہر عورت کو دے گا اس لئے کہ اسی نے گواہی ترک کر کے عورت کے حق کو ضائع کیا۔ اور چونکہ وکیل سے اس کے مؤکل نے جو کچھ کہا تھا اس پر اس نے کوئی گواہ نہیں بنایا اس لئے نکاح صحیح نہیں ہوا اور عورت کے لئے (دوسرے سے) نکاح کر لینا حلال ہے اور پہلے کے لئے یہ عورت حلال نہیں ہے اس کے علاوہ کوئی صورت نہیں سوائے اس کے وہ طلاق دیدے یہ معاملہ اس کے اور اللہ تعالیٰ کے درمیان کا ہے اس لئے کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے **فامساک بمعروف او تسریح باحسان** (سورہ بقرہ آیت ۲۲۹) (پھر شریعت کے مطابق روک لینا چاہیے یا حسن سلوک کے ساتھ بالکل رخصت) اگر اس نے ایسا نہ کیا تو گنہگار ہو گا یہ اس کے اور اللہ کے درمیان کا معاملہ ہے اور حکم ظاہر حکم اسلام ہے ویسے اللہ تعالیٰ نے اس عورت کے لئے دوسرا نکاح مباح کر دیا ہے۔

(۳۳۸۵) محمد بن ابی عمیر نے ہشام بن سالم سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ میں نے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا جس نے اپنے کسی کام کے لئے ایک آدمی کو اپنا وکیل بنایا اور اس پر دو آدمیوں کو گواہ کر لیا اس کے بعد وکیل وہاں سے اس کام کے انجام دینے کے لئے اٹھ کھڑا ہوا۔ ادھر اس شخص نے کہا تم لوگ گواہ ہو کہ میں نے فلاں شخص کو اپنی وکالت سے معزول کر دیا؟ آپؑ نے فرمایا اگر اس وکیل نے وکالت سے معزول ہونے سے پہلے وہ کام انجام دے دیا ہے تو جو کچھ وکیل نے کیا ہے وہ کام انجام پا گیا خواہ مؤکل اس پر راضی ہو یا نہ ہو۔ میں نے عرض کیا اور اگر وکیل اپنے معزول ہونے کے علم سے پہلے یا معزولیت کی اطلاع پہنچنے سے پہلے کام انجام دیدے تو کیا ایسے میں بھی وہ کام انجام شدہ تسلیم کر لیا جائے گا؟ آپؑ نے فرمایا ہاں۔ میں نے عرض کیا اور اگر کام کی انجام دہی سے پہلے

اس کو معزولیت کی اطلاع پہنچ گئی ہو اس کے بعد وہ جائے اور وہ کام کر دے تو یہ کوئی کام نہیں ہوا؟ آپؑ نے فرمایا ہاں کسی وکیل کو جس وقت وکیل کیا جائے پھر وہ اپنی نشست سے اٹھ کر چلا جائے تو اسکی وکالت ہمیشہ جاری رہے گی جب تک کہ اس کو کسی موثق ذریعہ سے یا بالمشافہ وکالت سے معزول ہونے کی اطلاع نہ پہنچ جائے۔

(۳۳۸۶) حمّاد نے حلبی سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے ایک ایسے مرد کے متعلق جس کو ایک عورت نے اپنے معاملہ کا ولی بنالیا خواہ وہ عورت قرابتدار ہو یا پڑوسی ہو جس کے داخلی معاملہ کا اس شخص کو علم نہ ہو مگر بعد میں معلوم ہوا کہ اس عورت نے اپنے عیب کو چھپایا تھا جو اس کے اندر تھا؟ آپؑ نے فرمایا اس عورت سے مہر واپس لے لیا جائے گا اور اس کے شوہر پر کچھ عائد نہیں ہوگا۔

نیز آپؑ نے ایک ایسی عورت کے متعلق فرمایا جس نے ایک شخص کو اپنے معاملہ کا ولی بنایا اور کہا کہ میرا نکاح فلاں سے کردے اس نے کہا میں تیرا نکاح اس وقت تک نہ پڑھوں گا جب تک تو گواہوں کے سامنے یہ نہ کہہ دے کہ میرا معاملہ تیرے ہاتھ میں ہے۔ چنانچہ اس نے اس پر گواہ بھی بنا دیا۔ اب جس شخص سے شادی طے تھی اس سے نکاح کا وقت آیا تو اس وکیل نے کہا اے فلاں تجھ کو اتنا اتنا ادا کرنا ہے اس نے کہا ہاں اس کے بعد وہ وکیل مجمع سے مخاطب ہوا اور کہا بھائیو گواہ رہو کہ اس عورت کے نکاح کا اختیار میرے پاس ہے اور اب اس عورت کا نکاح خود اپنے ساتھ کرلیا یہ سن کر عورت بول اٹھی تیرا ناس جائے میں تو تجھ سے نکاح نہیں کرتی میرے نکاح کا اختیار خود میرے ہاتھ میں ہے چونکہ اپنے نکاح کی بات کرنے میں مجھے حیا آرہی تھی اس لئے میں نے تجھے ولی بنایا تھا؟ آپؑ نے فرمایا وہ عورت اس سے اپنا پیچھا چھڑائے اور وہ وکیل اپنا منہ پیٹے۔

(۳۳۸۷) محمد بن ابی عمیر کی کتاب نوادر میں ہمارے متعدد اصحاب سے اور ان سب نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے ایک ایسے شخص کے متعلق کے جس نے اپنی بیٹی کے مہر کی رقم وصول کرلی اس کے بعد مرگیا اب کیا اس کی لڑکی کو حق ہے کہ وہ اپنے شوہر سے اپنے مہر کا مطالبہ کرے یا اس کے باپ کی وصولی خود اس کی وصولی تسلیم کرلی جائے گی؟ آپؑ فرمایا اگر اس لڑکی نے اپنے باپ کو مہر کی وصولی کے لئے اپنا وکیل بنالیا تھا تو پھر لڑکی کو حق نہیں کہ وہ شوہر سے مہر کا مطالبہ کرے اور اگر اس نے اپنے باپ کو مہر کی وصولی کے لئے وکیل نہیں بنایا تھا تو اس کو حق ہے کہ وہ شوہر سے مہر کا مطالبہ کرے۔ اور اس کا شوہر اس کے باپ کے وارثوں سے مہر کی رقم کے لئے رجوع کرے گا۔ لیکن اگر وہ لڑکی نابالغ اور کم سن تھی اور اس کی پروش میں تھی تو اس کے باپ کے لئے جائز ہوگا کہ وہ اس کی طرف سے اسکا مہر وصول کرے اور جب اس کا شوہر اس کو قبل دخول (مجامعت) طلاق دے تو اس کا باپ اس کے مہر کا کچھ حصہ معاف کرسکتا ہے اور باقی وصول کرے گا اس کو حق نہیں کہ اس کا پورا مہر معاف کردے چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے اِلّا ان یعفون او یعفوا الذی بیدہ عقدۃ النکاح (سورہ بقرہ آیت ۲۳۷) ۔ (لیکن یہ کہ وہ عورتیں خود معاف کردیں یا وہ کہ جس کے

اختیار میں اس عورت کا نکاح ہو) یعنی باپ یا وہ کہ جس کو اس عورت نے اختیار دیا ہے اور اپنا معاملہ اس کے سپرد کر دیا ہے وہ اس کا بھائی ہو یا اسکا کوئی قرابت دار یا کوئی اسکے علاوہ۔

باب :- قرعہ اندازی سے فیصلہ

(۳۳۸۸) حمّاد بن عیسیٰ نے اس شخص سے جس نے اس کو بتایا اس نے حریز سے اور اس نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ سب سے پہلے جس پر قرعہ اندازی کی گئی وہ حضرت مریم بنت عمران تھیں چنانچہ اللہ تعالیٰ بیان فرمایا ہے و ماکنت لدیھم اذ یلقون اقلامھم ایھم یکفل مریم (آل عمران آیت نمبر ۴۴)۔ (اور تو نہ تھا ان کے پاس جب ڈالنے لگے اپنے اپنے قلم کہ کون پرورش میں لے مریم کو) اور سہام (قرعہ اندازی کے تیر) چھ عدد ہوتے ہیں۔ اور اس کے بعد لوگوں نے حضرت یونس علیہ السلام کے لئے قرعہ اندازی کی جب وہ اپنی قوم کے ساتھ کشتی پر سوار ہوئے اور کشتی بھنور میں پڑ گئی تو لوگوں نے قرعہ اندازی کی اور حضرت یونس کے نام تین مرتبہ قرعہ نکلا تو حضرت یونس علیہ السلام کشتی کے اگلے حصہ پر گئے وہاں ایک مچھلی منہ کھولے ہوئے تھی کہ آپ نے چھلانگ لگا دی (اور مچھلی نے ان کو نگل لیا) پھر یہ قرعہ اندازی حضرت عبدالمطلب کے پاس ہوئی ان کے نو (۹) فرزند تھے انہوں نے نذر مان لی کہ اگر اللہ تعالیٰ نے مجھے دسواں فرزند دیا تو میں اس کو راہ خدا میں ذبح کر دوں گا مگر جب حضرت عبداللہ علیہ السلام پیدا ہوئے تو وہ ان کے ذبح پر ان کا دل قادر نہ ہوا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کے صلب میں تھے چنانچہ وہ دس اونٹ لائے اور ان اونٹوں اور حضرت عبداللہ علیہ السلام پر قرعہ اندازی کی تو قرعہ حضرت عبداللہ علیہ السلام کے نام نکلا تو آپ اس پر دس اونٹوں کا اور اضافہ کرتے رہے جب قرعہ اونٹوں کے نام نکل آیا تو آپؑ نے فرمایا کہ اب میں سمجھا کہ میرے رب کی مرضی یہی تھی (کہ سو اونٹ ذبح کروں) چنانچہ انہوں نے سو (۱۰۰) اونٹ نحر کر دیئے۔

(۳۳۸۹) محمد بن حکیم سے روایت کی گئی ہے اس کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت ابوالحسن امام موسیٰ بن جعفر علیہ السلام سے ایک شے کے متعلق دریافت کیا تو آپؑ نے فرمایا جو شے مجہول ہو اس میں قرعہ اندازی ہے میں نے عرض کیا مگر قرعہ تو کبھی غلط بھی نکل آتا ہے اور کبھی صحیح۔ آپؑ نے فرمایا جس کا حکم اللہ تعالیٰ نے دیا ہے وہ خطا نہیں کرتا۔

(۳۳۹۰) اور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ جس قوم نے قرعہ اندازی کی اس نے اپنے امور اللہ کے سپرد کر دیئے اب اس میں جو بھی قرعہ نکلے گا وہ حق ہوگا۔

(۳۳۹۱) اور آپ علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ قرعہ سے زیادہ کونسا فیصلہ عدل پر مبنی ہوگا جبکہ بندہ نے اپنا معاملہ اللہ کے سپرد کر دیا ہے کیا اللہ تعالیٰ نے یہ ارشاد نہیں فرمایا۔ فساھم فکان من المدحضین (سورۃ الصافات آیت ۱۴۱) (ان لوگوں نے قرعہ اندازی کی تو خطاکار نکلا) اور حضرت یونس علیہ السلام نے اس میں زک اٹھائی۔

(۳۳۹۲) حکم بن مسکین نے معاویہ بن عمار سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے ارشاد فرمایا کہ اگر ایک کنیز سے ایک ہی طہر میں دو یا تین آدمیوں نے (ناجائز طور پر یا کسی غلط فہمی کی بنا) پر مجامعت کی اور اس کے بچہ پیدا ہوا اور ہر ایک نے یہ دعویٰ کیا کہ یہ بچہ میرا ہے تو والی وحاکم ان کے درمیان قرعہ اندازی کردے گا جس کے نام قرعہ نکل آئے وہ بچہ اس کا ہوگا اور اس بچہ کی قیمت اس کنیز کے مالک کو دی جائے گی۔

نیز آپؑ نے فرمایا اگر کسی شخص نے ایک کنیز خریدی پھر ایک دوسرا شخص آیا جو اس کنیز کا مستحق تھا۔ اور ادھر خریدار سے اس کنیز کے بچہ پیدا ہوا تو وہ کنیز اس مستحق کو واپس کردی جائے گی اور اس کا بچہ خریدار کا ہوگا قیمت کے عوض۔

(۳۳۹۳) زرعہ نے سماعہ سے اور انھوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے بیان فرمایا کہ ایک مرتبہ دو شخص حضرت علی علیہ السلام کی خدمت میں ایک چوپایہ کے متعلق جھگڑتے ہوئے آئے ان دونوں میں سے ہر ایک کا یہ گمان تھا کہ وہ اسکے جانوروں کے باڑے میں پیدا ہوا ہے اور ان میں سے ہر ایک نے گواہیاں پیش کیں اور دونوں طرف کی گواہیاں تعداد میں برابر تھیں ۔ تو آپؑ نے ان دونوں کے درمیان قرعہ اندازی کے لئے دو تیر نکالے اور ان دونوں تیروں پر ان دونوں آدمیوں کے نشان بنادیئے پھر فرمایا اے اللہ! اے سات آسمانوں کے پروردگار اور سات زمینوں کے پروردگار اور عرش عظیم کے پروردگار اے باطن و ظاہر کا علم رکھنے والے رحمٰن و رحیم ان دونوں میں سے جو بھی اس چوپایہ کا مالک ہو اور اسکا حقدار ہو میں تجھ سے درخواست کرتا کہ اسکا تیر نکال تو ان میں سے ایک کا تیر نکلا اور آپ نے اسکے حق میں فیصلہ کر دیا۔

(۳۳۹۴) بزنطی نے داود بن سرحان سے اور انھوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے ایسے دو آدمیوں کے متعلق جنھوں نے ایک شخص کیلئے کسی معاملہ میں گواہی دی اور پھر دو آدمی آئے اور انھوں نے پہلے دونوں آدمیوں کے خلاف گواہی دی ۔ آپؑ نے فرمایا ان سب کے درمیان قرعہ اندازی کی جائے جس کے لئے قرعہ نکلے اس سے قسم لی جائے یہی بہترین فیصلہ ہے۔

(۳۳۹۵) حمّاد بن عثمان نے عبیداللہ بن علی حلبی سے اور انھوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے ایک ایسے شخص کے متعلق کہ جس نے یہ کہا کہ میرا وہ غلام کہ میں جس کا سب سے پہلا مالک ہوا ہوں آزاد ہو گیا۔ تو سات غلام اسکے دعویدار ہو گئے ۔ آپؑ نے فرمایا ان سب کے درمیان قرعہ اندازی کر دی جائے جس کے لئے قرعہ نکلے وہ آزاد ہوگا۔

(۳۳۹۶) حریز نے محمد بن مسلم سے روایت کی ہے اس کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا جس کے بہت سے غلام تھے اس نے وصیت کی کہ ان میں سے ایک تہائی آزاد کر دیئے جائیں آپؑ نے فرمایا کہ حضرت علی علیہ السلام ایسے موقع پر ان کے درمیان قرعہ اندازی فرمایا کرتے تھے۔

(۳۳۹۷) موسیٰ بن قاسم بجلی اور علی بن حکم نے عبدالرحمٰن بن حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے ان

کا بیان ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ حضرت علی علیہ السلام کی بارگاہ میں دو آدمی اپنے اپنے گواہ لے کر جھگڑتے ہوئے آئے اور ان دونوں کے گواہ تعداد میں برابر تھے۔ نیز عدالت میں بھی برابر ہوئے تو آپؑ ان دونوں کے درمیان قرعہ اندازی کیا کرتے کہ کس سے قسم لی جائے اور یہ دعا کرتے کہ:۔

" اے اللہ اے سات آسمانوں کے پالنے والے اور سات زمینوں کے پالنے والے ان دونوں میں جس کا حق ہو اس کا حق اس کو دیدے " پھر جس کے نام قرعہ نکلتا اس سے قسم لے کر اس کا حق اس کو دیدیتے۔

(۳۳۹۸) حسن بن محبوب نے جمیل سے انہوں نے فضیل بن یسار سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے راوی کا بیان ہے کہ میں نے ایک مرتبہ آنجنابؑ سے دریافت کیا ایک ایسے نومولود کے متعلق کہ جس میں نہ مرد کی کوئی علامت ہے اور نہ عورت کی آپؑ نے فرمایا اس موقع پر امام قرعہ اندازی کرے گا ایک سہم پر عبداللہ لکھے گا اور دوسرے پر امۃ اللہ پھر امام یا قرعہ اندازی کرنے والا کہے گا۔

" اے اللہ تو ہی اللہ ہے نہیں ہے کوئی سوائے تیرے تو ہر باطن وظاہر کا جاننے والا ہے اور تو ہی فیصلہ کرتا ہے اس بات کا جس میں تیرے بندے اختلاف کرتے ہیں تو اس نومولود کی حقیقت میرے لئے واضح کر تاکہ یہ وراثت پائے جو تو نے اپنی کتاب میں فرض کیا ہے " پھر وہ دو سہم مبہم سہاموں میں ڈالے اور اس کو ہلائے اب دونوں سہموں میں سے جو نکلے اس کے مطابق اس کو میراث دے۔

(۳۳۹۹) عاصم بن حمید نے ابو بصیر سے اور انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے آپ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علیؑ علیہ السلام کو یمن بھیجا اور جب وہ واپس آئے تو آپؐ نے فرمایا اے علیؑ وہاں تمہارے سامنے جو سب سے عجیب مقدمہ پیش آیا ہو۔ اسے بیان کرو۔ حضرت علی علیہ السلام نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے پاس لوگوں کا ایک گروہ آیا جس نے ایک کنیز کی آپس میں خرید وفرخت کی تھی۔ اور سب نے ایک ہی طہر میں اس کنیز سے مجامعت کی تھی۔ تو اسکے ایک لڑکا پیدا ہوا اب سب نے آپس میں اختلاف کیا اور ہر ایک اس لڑکے کا دعویدار بن گیا تو میں نے ان کے درمیان قرعہ ڈالا اور جس کے نام قرعہ نکلا میں نے وہ لڑکا اس کے حوالہ کیا اور اس کو اور لوگوں کے حصوں کا ضامن بنایا۔ یہ سن کر نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو قوم بھی آپس میں جھگڑا کرے اور اپنا معاملہ اللہ کے سپرد کردے تو حقدار کے نام قرعہ ضرور نکل آئے گا۔

باب :- کفالت

(۳۴۰۰) سعد بن طریف نے اصبغ بن نباتہ سے روایت کی ہے کہ امیرالمومنین علیہ السلام نے ایک ایسے شخص کے متعلق فیصلہ کیا جو ایک آدمی کا کفیل بن کر اس کے بدلے خود قید میں جائے گا تو آپؑ نے فرمایا کہ نہیں تم اپنے ساتھی کو بلاؤ (وہی قید ہوگا) اور فیصلہ کیا کہ حد اور شرعی سزا میں کوئی کفالت نہیں (مجرم کو سزا خود بھگتنی ہے)۔

(۳۴۰۱) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ابوالعباس فضل بن عبدالملک سے ارشاد فرمایا کہ تمہیں حج سے کیا امر مانع ہے؟ اس نے عرض کیا کفالت یعنی ایک شخص کا کفیل بن گیا ہوں آپؑ نے فرمایا تمہیں ان کفالتوں سے کیا کام؟ کیا تمہیں معلوم نہیں کفالت ہی وہ چیز ہے جس سے پچھلے قرنوں کے لوگ ہلاک ہوگئے۔ (یعنی کفالت اگر خدا کی نافرمانی کا سبب بن جائے)۔

(۳۴۰۲) حسین بن خالد سے روایت ہے اس کا بیان ہے کہ میں نے حضرت ابوالحسن علیہ السلام سے عرض کیا کہ میں آپؑ پر قربان لوگ کہتے ہیں ضامن کو نقصان اٹھانا ہے آپؑ نے فرمایا کہ نہیں ضامن نقصان نہیں برداشت کرے گا بلکہ وہ نقصان وہ برداشت کرے گا جس نے مال کھالیا ہے۔

(۳۴۰۳) داؤد بن حصین نے ابوالعباس سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے۔ راوی کا بیان ہے کہ میں نے آنجنابؑ سے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا جو ایک آدمی کا ذمہ دار بنا اور ذاتی مچلکہ لیا کہ یہ وقت مقررہ پر حاضر ہوجائے گا اور اگر حاضر نہ ہو تو مجھ پر اتنے درھم جرمانہ۔ آپؑ نے فرمایا اگر وہ اس آدمی کو وقت معینہ پر حاضر کر دیتا ہے تو پھر اس پر کچھ نہیں ہے۔ اور وہ تا ابد ذاتی طور پر ذمہ دار رہے گا مگر یہ کہ وہ ابتداء ہی میں درھموں کی بات کرے اور اگر اس نے ابتداء ہی میں درہموں کی بات کی تو اگر وہ آدمی وقت مقررہ پر حاضر نہ ہوا تو یہ شخص درہموں کا ضامن و ذمہ دار ہوگا۔

(۳۴۰۴) داؤد بن سرحان نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ادھار کی خریدوفروخت میں کفیل اور رھن کے متعلق دریافت کیا تو آپؑ نے فرمایا اس میں کوئی مضائقہ نہیں۔

(۳۴۰۵) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ کفالت خسارہ، جرمانہ اور ندامت ہے۔

باب :- الحوالہ

(۳۴۰۶) غیاث بن ابراہیم نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے انہوں نے اپنے پدر بزرگوار سے اور انہوں نے اپنے آبائے کرام علیہم السلام سے روایت کی ہے دو شخصوں کے متعلق کہ جن کا کچھ مشترکہ مال تھا اس میں سے کچھ تو ان دونوں کے قبضہ میں تھا کچھ ان کے قبضہ میں نہ تھا۔ جو ان کے قبضہ میں تھا اس کو ان دونوں نے آپس میں تقسیم کرلیا اور جو ابھی قبضہ میں نہیں آیا تھا اس کے متعلق ان دونوں نے اپنے اپنے حصوں کی وصولی کا اختیار ایک دوسرے کے حوالہ کردیا مگر ایک نے تو وصول کرلیا اور دوسرا وصول نہیں کرسکا۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا جو وصول ہوا ہے اس میں بھی دونوں شریک ہیں اور جو وصول نہیں ہوا ہے اور چلا گیا اس میں بھی دونوں شریک ہیں۔

(۳۴۰۷) روایت کی گئی ہے کہ جب عبداللہ بن حسن کا وقت احتضار آیا تو ان کے پاس ان کے سب قرض خواہ جمع ہوئے اور انہوں نے اپنے قرض کا ان سے مطالبہ کیا انہوں نے کہا کہ میرے پاس کچھ نہیں جو تم لوگوں کو دے سکوں لیکن میرے بھائی اور میرے چچا زاد بھائی علیؑ ابن الحسینؑ یا عبداللہ بن جعفر میں سے جس پر تم لوگ چاہو راضی ہو جاؤ۔ تو قرض خواہوں نے کہا لیکن عبداللہ بن جعفر تو ادائیگی میں ٹال مٹول اور بہت تاخیر کرتے ہیں رہ گئے علیؑ ابن الحسینؑ تو وہ ایسے شخص ہیں جن کے پاس کوئی مال و دولت نہیں ہے مگر سچا وعدہ کرتے ہیں تو ان دونوں میں ہم لوگوں کے لئے وہی زیادہ پسندیدہ ہیں۔ تو عبداللہ بن حسن نے ان کے پاس آدمی بھیجا اور انہیں یہ بات بتائی۔

تو آنجناب علیہ السلام نے فرمایا کہ میں تم لوگوں کے مال کا ضامن ہوں مگر غلہ پیدا ہونے تک (ادائیگی کروں گا) کیونکہ ان کے پاس غلہ نہ تھا۔ ان لوگوں نے کہا ہم لوگ اس پر راضی ہیں۔ تو آپؑ ان کے ضامن بن گئے۔ جب اناج پیدا ہونے کا وقت آیا تو اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے بہت زیادہ غلہ پیدا کردیا اور آپ نے ان کا قرض ادا کردیا۔

(۳۴۰۸) ایک مرتبہ ابوایوب نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک آدمی نے ایک شخص کی طرف سے مال کی ادائیگی کی ذمہ داری اپنے سر لے لی تو کیا پھر اس (اصل) شخص سے مطالبہ کیا جاسکتا ہے آپؑ نے فرمایا پھر اس سے آئندہ کبھی تقاضا و مطالبہ نہیں کیا جائیگا لیکن یہ کہ ذمہ داری لینے والا اس ذمہ داری لینے سے پہلے ہی مفلس ہوگیا ہو۔

(۳۴۰۹) بزنطی نے داؤد بن سرحان سے روایت کی ہے اس کا بیان ہے کہ میں نے ایک مرتبہ آنجنابؑ سے دریافت کیا کہ ایک شخص کے ایک آدمی پر چند دینار تھے اس آدمی نے اس کی ادائیگی کی ذمہ داری ایک دوسرے آدمی پر رکھ دی تو کیا یہ جائز ہے کہ وصول کرنے والا اس سے دینار کے بدلے درہم لیلے؟ آپؑ نے فرمایا ہاں۔

باب :۔ وادی مہروز میں پانی کے بہاؤ کا فیصلہ

(۳۴۴۰) غیاث بن ابراہیم نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے انہوں نے اپنے آبائے کرام علیہم السلام سے انہوں نے حضرت علی علیہ السلام سے روایت کی ہے آپؑ نے ارشاد فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وادی مہزور کے سیل اور بہاؤ کے متعلق فیصلہ فرمایا کہ بلندی والے پستی والوں پر زراعت کے لئے صرف جوتے کے تسمے تک پانی روکیں گے اور باغ کے لئے صرف ٹخنے تک پھر زائد پانی پستی کی طرف بہادیں گے۔

(۳۴۴۱) اور ایک دوسری روایت میں ہے کہ زراعت کے لئے جوتے کے دو تسموں کے برابر اور باغ کے لئے دو پنڈلی تک اور یہ وادی کی قوت وضعف کے مطابق ہونا چاہیے۔

اس کتاب کے مصنف علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ میں نے مدینہ منورہ کے موثق لوگوں سے سنا ہے کہ یہ لفظ وادی مہزور ہے اور میں نے اپنے شیخ محمد بن حسن رضی اللہ عنہ سے یہ سنا ہے کہ یہ وادی مہروز ہے یعنی حرف را پہلے ہے اور زا بعد میں ہے اور یہ فارسی کا لفظ ہے (حرز الماء) اور اس کے معنی فارسی میں پانی کی وہ مقدار ہے جو ضرورت سے زائد ہو۔

باب :۔ دو گھروں کے درمیان پردے کے لئے ٹٹی

(۳۴۴۲) منصور بن حازم نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دو گھروں کے درمیان کی ٹٹی کے متعلق دریافت کیا تو آپؑ نے بیان فرمایا کہ حضرت علی علیہ السلام نے فیصلہ فرمایا کہ یہ اس صاحب خانہ کی ہے کہ جس کے سامنے کی طرف رسی سے بندھی ہوئی ہو۔

(۳۴۴۳) عمرو بن شمر نے جابر سے انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے اور انہوں نے اپنے پدر بزرگوار سے انہوں نے اپنے جد سے اور انہوں نے حضرت علی علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فیصلہ فرمایا ان دونوں آدمیوں کے درمیان جو (اپنے مکانوں کے درمیان) پردے کی ٹٹی کے لئے جھگڑتے ہوئے آئے تو آپؑ نے فرمایا یہ ٹٹی اس کی ہے جس کی طرف رسی بندھی ہوئی ہے۔

باب :- رات کے وقت کسی شخص کی بکریاں کسی آدمی کا کھیت چر جائیں تو اس کا فیصلہ

(۳۴۱۴) جمیل بن دراج نے زرارہ سے انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے قول خدا و داو د و سلیمان اذ یحکمان فی الحرث اذ نفشت فیه غنم القوم (سورہ الانبیاء آیت ۷۸) (اور حضرت داؤد اور حضرت سلیمان عیہ السلام جب یہ دونوں ایک کھیتی کے بارے میں جس میں رات کے وقت بکریاں گھس کر چر گئی تھیں فیصلہ کرنے بیٹھے) کے بارے میں آپؑ نے فرمایا کہ ان دونوں نے ابھی کوئی فیصلہ نہیں کیا تھا بلکہ دونوں اس پر غور کر رہے تھے کہ پروردگار نے اس کا فیصلہ حضرت سلیمان کے ذہن میں ڈال دیا۔

(۳۴۱۵) وشاء نے احمد بن عمر حلبی سے روایت کی ہے اس کا بیان ہے کہ میں نے ایک مرتبہ حضرت ابوالحسن علیہ السلام سے قول خدا و داوٗ د و سلیمان اذ یحکمان فی الحرث کے متعلق دریافت کیا تو آپؑ نے فرمایا کہ حضرت داؤد علیہ السلام نے فیصلہ کیا کہ وہ بکریاں کھیتی والے کو دیدی جائیں۔ اور جو بات اللہ تعالیٰ نے حضرت سلیمان عیہ السلام کے فہم میں ڈالی وہ یہ فیصلہ تھا کہ وہ بکریوں کا دودھ اور اون پورے سال کھیتی والا لیتا رہے گا۔

باب :- حدود حریم کا فیصلہ

(۳۴۱۶) اسماعیل بن مسلم نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے انہوں نے اپنے پدر بزرگوار سے انہوں نے اپنے آبائے کرام علیہم السلام سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک ایسے شخص کے متعلق فیصہ فرمایا جس نے اپنے کھجوروں کا باغ فروخت کر دیا اور اس میں سے ایک کھجور کا درخت مستثنیٰ کر لیا تو آپؑ نے یہ فیصہ فرمایا کہ اس کے وہاں تک جانے اور واپس آنے (کا راستہ) اور جہاں تک اس کی شاخیں پہنچتی ہیں وہ اس کا ہے۔

(۳۴۱۷) وھب بن وھب نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور انہوں نے اپنے پدر بزرگوار علیہ اسلام سے روایت کی ہے کہ حضرت علی علیہ السلام فرمایا کرتے تھے کہ چاہ کُہنہ کے حریم کے حدود پچاس (۵۰) ہاتھ ہیں لیکن اگر وہ اونٹوں کے بیٹھنے اور پانی پینے کی جگہ ہے یا راستے پر ہے تو اس سے کم پچیس (۲۵) ہاتھ تک ہے۔

(۳۴۱۸) اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کھجور کے درخت کا حریم اس کی شاخوں کے پھیلنے تک ہے۔

(۳۴۱۹) اور روایت کی گئی ہے کہ مسجد کے حریم کے حدود اس کے ہر طرف چالیس (۴۰) ہاتھ ہیں اور مومن کے حدود حریم موسم گرما میں دونوں ہاتھوں کے پھیلاؤ تک اور یہ بھی روایت کی گئی ہے کہ صرف ہاتھ کی ہڈیوں کے پھیلاؤ تک۔

(۳۴۲۰) عقبہ بن خالد نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے ایک ایسے شخص کے متعلق جو پہاڑ پر چڑھ گیا اور اس نے نہر کھودی جس سے پانی ایک سال تک آتا رہا۔ پھر دوسرا شخص اس پہاڑ پر چڑھا اس نے دوسری نہر کھودی تو اس دوسری نہر نے پہلی والی نہر کا پانی ختم کر دیا۔ آپؑ نے فرمایا وہ دونوں اشخاص ایک ایک رات اپنے اپنے کنوؤں کے سوتوں کو بند کر دیں گے اور دیکھیں گے کہ کس نے کس کے کنوئیں کو ضرر پہنچایا۔ اگر دوسرے نے پہلے کنوئیں کو ضرر پہنچایا تو اس کو مٹی سے بند کر دیا جائیگا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہی فیصلہ فرمایا ہے۔ اور اگر پہلے کنوئیں نے دوسرے کنوئیں کا پانی لے لیا ہے تو دوسرے کنوئیں والے کو پہلے کنوئیں والے پر کوئی چارہ اور سبیل نہیں ہے۔

(۳۴۲۱) اور آنجناب علیہ السلام سے دریافت کیا گیا کہ کچھ لوگوں کے چند پانی کے چشمے ہیں جو قریب قریب واقع ہیں۔ اب ایک شخص نے ارادہ کیا کہ اپنا پانی کا چشمہ جہاں تھا اس کے نیچے کھود لے مگر اس میں بعض چشمے ایسے ہیں کہ اگر ان کے نیچے کھود دیا جائے تو بقیہ چشموں کو ضرر پہنچاتے ہیں اور بعض زمین کی سختی کی وجہ سے نقصان نہیں پہنچاتے۔ آپؑ نے فرمایا جو چشمہ سخت زمین میں ہے اس کو کوئی ضرر نہیں پہنچتا اور جو نرم اور ریتلی زمین پر ہوتا ہے اس کو ضرر پہنچتا ہے۔

(۳۴۲۲) نیز آنجناب علیہ السلام نے فرمایا اگر دو کنوئیں سخت زمین پر ہیں تو ان کے درمیان پانچ سو ہاتھ کا فاصلہ ہونا چاہیے اور اگر یہ دونوں نرم زمین پر ہیں تو ان کے درمیان ایک ہزار ہاتھ کا فاصلہ ہونا چاہیے۔

(۳۴۲۳) حسن صیقل نے ابی عبیدہ حذاء سے روایت کی ہے کہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے بیان فرمایا کہ سمرہ بن جندب کا بنی فلاں کے احاطہ میں ایک کھجور کا درخت تھا جب وہ اپنے کھجور کے درخت کے پاس آتا تو اس کی نظر ایک شخص کے اہل خانہ پر پڑتی جو صاحب خانہ کو ناپسند ہوتا۔ تو وہ شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں آیا اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سمرہ میری اجازت کے بغیر داخل ہو جاتا ہے آپؐ اس کو بلا کر یہ کہہ دیں کہ وہ اجازت لے لیا کرے تاکہ میری گھر والی پردے میں چلی جایا کرے۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کو بلا بھیجا جب وہ آیا تو اس سے کہا اے سمرہ تمہاری یہ کیا حرکت ہے فلاں شخص تمہاری شکایت کرتا ہے اور کہتا ہے کہ تم بغیر اس کی اجازت کے داخل ہو جاتے ہو اور اسکی گھر والی کو دیکھتے ہو جو اس کو پسند نہیں ہے۔ لہٰذا اے سمرہ جب داخل ہو تو اجازت لے لیا کرو پھر آپؐ نے ارشاد فرمایا کہ کیا تمہارے لئے یہ خوشی کی بات نہ ہوگی کہ تمہارے کھجور کے درخت کے بدلے تمہارے لئے جنت میں پھلوں سے لدا ہوا ایک کھجور کا درخت ہو؟ اس نے کہا جی نہیں آپؐ نے فرمایا اچھا تیرے لئے تین درخت ہوں تو؟ اس نے کہا نہیں۔ آپؐ نے فرمایا اے سمرہ میری نظر میں تُو بس ایک مضرت رساں اور فسادی آدمی ہے۔ اے شخص تُو جا اور اس درخت کو کاٹ کر اس (سمرہ) کے منہ پر مار دے۔

اس کتاب کے مصنف علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ اس حدیث میں اور اس حدیث میں جو اس باب کی ابتداء میں پیش کی گئی کوئی اختلاف نہیں جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس شخص کے متعلق جس نے کھجوروں کا باغ

فروخت کیا اور ایک کھجور کا درخت مستثنیٰ کرلیا کہ اس کو آمد و رفت کا حق رہے اس لئے کہ اس نے کھجور کے درخت تک پہنچنے کا راستہ بھی مستثنیٰ کیا تھا اور سمرہ کا درخت تھا لیکن اس تک پہنچنے کے لئے کوئی گزرگاہ نہ تھی۔

باب :- آدمی کو اپنے اقربا کے اخراجات جبریہ برداشت کرنے کا فیصلہ

(۳۴۲۴) محمد بن علی حلبی نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے راوی کا بیان ہے کہ میں نے آنجناب علیہ السلام سے دریافت کیا کہ وہ اقربا کون ہیں جن کے اخراجات برداشت کرنے کا جبریہ حکم ہے ؟ تو آپؑ نے فرمایا ماں، باپ، اولاد اور وارث صغیر یعنی بھائی اور بھائی کی اولاد وغیرہ۔

باب :- وہ دعوے جو بغیر گواہ کے قبول کرلئے جائیں گے۔

(۳۴۲۵) ایک اعرابی (دیہاتی) نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آیا اور آپؑ پر اس نے ستر (۷۰) درہموں کا دعویٰ کردیا یہ اس اونٹ کی قیمت تھی جو اس نے آنحضرتؐ کے ہاتھ فروخت کیا تھا۔ آنحضرتؐ نے فرمایا میں نے تو قیمت ادا کردی ہے۔ اس نے کہا آپؐ اپنے اور میرے درمیان کسی شخص کو ثالث بنالیں کہ وہ ہم لوگوں کے درمیان فیصلہ کردے۔ اتنے میں ایک مرد قریشی سامنے آیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس سے فرمایا تم میرے اور اس کے درمیان فیصلہ کردو۔ اس مرد قریشی نے اعرابی سے پوچھا تیرا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر کیا دعویٰ ہے ؟ اس نے کہا میں نے ایک اونٹ ان کے ہاتھ فروخت کیا اس کی قیمت ستر (۷۰) درہم تھی اس مرد قریشی نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اب آپؐ اس کے متعلق کیا کہتے ہیں ؟ آپؐ نے فرمایا میں نے اس کو قیمت ادا کردی ہے۔ پھر اس قریشی نے اعرابی سے کہا تو کیا کہتا ہے ؟ اس نے کہا نہیں انہوں نے مجھے قیمت ادا نہیں کی ہے۔ تو قریشی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کیا آپؐ کے پاس کوئی ثبوت و شہادت ہے کہ آپؐ نے اس کو قیمت ادا کردی ؟ آپؐ نے فرمایا نہیں۔ تو قریشی نے اعرابی سے کہا۔ کیا تو حلف سے کہے گا کہ تجھے قیمت نہیں ملی اور تو نے اسے نہیں لیا ؟ اس نے کہا ہاں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میں اس کا اور اپنا فیصلہ ایسے شخص سے کراؤنگا جو خدا کے حکم کے مطابق فیصلہ کردے پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس اعرابی کو لئے ہوئے حضرت علی علیہ السلام کے پاس آئے تو حضرت علی علیہ السلام نے عرض کیا کیا بات ہے اے اللہ کے رسول ؟ آپؐ نے فرمایا اے ابوالحسن تم میرے اور اس اعرابی کے درمیان فیصلہ کرو حضرت علی علیہ السلام نے کہا اے اعرابی تیرا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر کیا دعویٰ ہے ؟ اس نے کہا کہ میں نے ان کے ہاتھ ستر (۷۰) درہموں پر

ایک اونٹ فروخت کیا اس کی قیمت کا دعویٰ ہے۔ حضرت علی علیہ السلام نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپؐ کیا فرماتے ہیں؟ آپؐ نے فرمایا کہ میں نے اس کو قیمت ادا کر دی ہے حضرت علی علیہ السلام نے کہا اے اعرابی جو کچھ رسول اللہ فرماتے ہیں اس کو سچ جان کر تسلیم کر لے۔ اس نے کہا نہیں انہوں نے مجھے کچھ نہیں دیا ہے۔ یہ سن کر حضرت علیؑ علیہ السلام نے تلوار نکالی اور اسکی گردن مار دی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اے علی تم نے ایسا کیوں کیا؟ آپ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہم لوگ تو آپؐ کے کہنے پر اللہ کے امر و نہی وجنت وجہنم و ثواب وعقاب اور اللہ تعالیٰ کی وحی کو سچ جانتے ہیں تو اس اعرابی کو اس کے ناقہ کی قیمت کے متعلق آپؐ کو سچا نہ مانیں گے؟ میں نے اس کو قتل اس لئے کیا کہ یہ آپؐ کی تکذیب کر رہا تھا جب میں نے اس سے یہ کہا کہ جو کچھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے اس کو سچ مان لے تو اس نے کہا کہ نہیں انہوں نے مجھے کچھ نہیں دیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا یا علیؑ تم نے ٹھیک کیا مگر اب ایسا نہ کرنا۔ پھر آنحضرت نے اس قریشی کی طرف رخ کیا جو آپؐ کے پیچھے پیچھے آیا تھا اور کہا کہ دیکھ یہ ہے اللہ کا فیصلہ وہ نہیں جو فیصلہ تو نے کیا تھا۔

(۳۴۲۶) اور محمد بن بحر شیبانی کی روایت میں ہے جو انہوں نے احمد بن حرث سے کی ہے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے ابو ایوب کوفی نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے اسحاق بن وہب علاف نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے ابو عاصم نبّال نے روایت کرتے ہوئے ابن جریج سے انہوں نے ضحاک سے انہوں نے ابن عباس سے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت عائشہ کے حجرے سے نکلے تو ایک اعرابی سامنے سے آیا اس کے ساتھ ایک اونٹنی تھی اس نے کہا اے محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) تم یہ اونٹنی خریدتے ہو؟ آپ نے فرمایا ہاں اے اعرابی تو اسے کتنے میں فروخت کرے گا؟ اس نے کہا دو سو درہم میں۔ آپ نے فرمایا مگر تیرے ناقہ کی قیمت تو اس سے زیادہ ہونی چاہیے۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قیمت مسلسل بڑھاتے گئے یہاں تک کہ آپ نے اس سے وہ ناقہ چار سو درہم پر خرید لیا اور جب نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسی اعرابی کو اس کی قیمت دیدی تو فوراً اس اعرابی نے ناقہ کی مہار پر ہاتھ مارا اور بولا اب تو یہ ناقہ بھی میرا ہے اور درہم بھی میرے ہیں اور اگر محمدؐ کے پاس اس کا کوئی گواہ ہو تو اسے پیش کریں۔ راوی کا بیان ہے کہ اتنے میں سامنے سے ایک شخص آیا۔ آپ نے اس اعرابی سے کہا کیا تجھے اس آنے والے بزرگ سے فیصلہ کرنا منظور ہے؟ اس نے کہا ہاں اے محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) آنحضرتؐ نے ان بزرگ سے کہا آپ میرے اور اس اعرابی کے درمیان فیصلہ کر دیں انہوں نے کہا یا رسول آپؐ کیا کہتے ہیں؟ آپؐ نے کہا میں کہتا ہوں کہ یہ ناقہ میرا ہے اور یہ درہم اس اعرابی کے ہیں اس اعرابی نے کہا نہیں بلکہ یہ ناقہ میرا ہے اور یہ درہم بھی میرے ہیں۔ اگر محمدؐ کے پاس کوئی گواہ ہو تو پیش کریں ان مرد بزرگ نے کہا یا رسول اللہ بات تو واضح ہے کہ یہ اعرابی گواہ طلب کر رہا ہے۔ آنحضرتؐ نے فرمایا آپ ذرا بیٹھ جائیں وہ بیٹھ گئے اتنے میں ایک صاحب آتے دکھائی دیئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اعرابی سے کہا کیا تجھے ان سے

فیصلہ منظور ہے؟ اس نے کہا ہاں اے محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) جب وہ بزرگ قریب آئے تو نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہا آپ میرے اور اس اعرابی کے درمیان فیصلہ کردیں۔ انہوں نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہئے کیا بات ہے آپؐ نے فرمایا میں کہتا ہوں کہ یہ ناقہ میرا ہے اور یہ درہم اس اعرابی کے ہیں اعرابی نے کہا نہیں بلکہ یہ ناقہ بھی میرا ہے اور یہ درہم بھی میرے ہیں اگر محمدؐ کے پاس اپنے دعویٰ پر کوئی گواہ ہو تو پیش کریں۔ ان بزرگ نے کہا یا رسول اللہ بات تو بالکل واضح ہے یہ اعرابی آپؐ سے گواہ طلب کرتا ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اچھا آپ بھی بیٹھ جائیں یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کسی ایسے شخص کو بھیجدے جو میرے اور اس اعرابی کے درمیان حق کے ساتھ فیصلہ کردے۔ اتنے میں حضرت علی علیہ السلام دور سے آتے نظر آئے آنحضرتؐ نے فرمایا کیا تو اس آنے والے نوجوان سے فیصلہ کرانے پر راضی ہے اعرابی نے کہا ہاں۔ جب حضرت علی علیہ السلام قریب آئے تو آپؐ نے فرمایا اے ابوالحسن تم ہمارے اور اس اعرابی کے درمیان فیصلہ کردو۔ حضرت علی علیہ السلام نے عرض کیا یا رسول اللہ بتائیں کیا بات ہے؟ آپؐ نے فرمایا (میں کہتا ہوں کہ) یہ ناقہ میرا ہے اور یہ درہم اعرابی کے ہیں (یہ سن کر) اعرابی نے کہا نہیں بلکہ یہ ناقہ بھی میرا ہے اور یہ درہم بھی میرے ہیں اور اگر محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے پاس اپنے دعویٰ کے ثبوت میں کوئی گواہ ہو تو اسے پیش کریں۔ حضرت علیؑ نے کہا ناقہ کی مہار رسول اللہ کے لئے چھوڑدے اعرابی نے کہا یہ اپنے گواہ پیش کریں ورنہ میں تو مہار نہ چھوڑوں گا۔ راوی کا بیان ہے کہ یہ سن کر حضرت علیؑ گھر کے اندر گئے اور تلوار کا قبضہ پکڑے ہوئے نکلے اور اس اعرابی پر تلوار کی ایک ضرب لگائی اور اس کا سر اڑا دیا اس پر اہل حجاز جمع ہوگئے اور بعض اہل عراق کہتے ہیں کہ آپ نے اس کا ایک عضو کاٹ دیا۔ یہ دیکھ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا اے علیؑ تم نے یہ کیوں کیا؟ حضرت علی علیہ السلام نے عرض کیا یا رسول اللہ ہم لوگ آپؐ پر آسمان سے وحی آنے کی تو تصدیق کرتے ہیں اور ان چار سو درہموں کے لئے آپ کی تصدیق نہ کریں۔

اس کتاب کے مصنف علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ مندرجہ بالا دونوں حدیثوں میں کوئی اختلاف نہیں اس لئے کہ یہ دونوں دو الگ الگ واقعے ہیں اور یہ واقعہ پہلے بیان کئے ہوئے واقعہ سے پہلے واقع ہوا تھا۔

(۳۴۲۷) محمد بن بحر شیبانی نے عبدالرحمن بن احمد ذہلی سے روایت کی ہے اس نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے محمد بن یحییٰ نیشاپوری نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے ابو الیمان حکم بن نافع حمصی نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے شعیب نے روایت کرتے ہوئے زہری سے انہوں نے عبداللہ بن احمد ذہلی سے اس کا بیان ہے کہ بیان کیا مجھ سے عمارہ بن خزیمہ بن ثابت نے کہ اس کے چچا نے اس سے بیان کیا اور وہ اصحاب نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں سے تھے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک اعرابی سے ایک گھوڑا خریدا اور جلدی سے چلے تاکہ اس کے گھوڑے کی قیمت اسکو ادا کریں مگر وہ اعرابی قیمت وصول کرنے میں تاخیر کرنے لگا اتنے میں کچھ اور لوگ اعرابی کے پاس پہنچے اور گھوڑے کی قیمت لگانے لگے ان کو معلوم نہ تھا کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ گھوڑا خرید لیا ہے یہاں تک کہ بعض نے تو (رسول اللہ سے طے شدہ)

قیمت سے زیادہ رقم لگادی یہ دیکھ کر کہ اعرابی نے بآواز بلند کہا کہ اگر یہ گھوڑا خریدنا ہے تو خرید لو ورنہ میں اس کو فروخت کرتا ہوں یہ سن کر نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کھڑے ہوگئے اور بولے کیا میں نے تجھ سے یہ گھوڑا خرید نہیں لیا ہے؟ پھر دونوں میں اتنی بحث وتکرار ہوئی کہ لوگ ان دونوں سے پناہ چاہنے لگے بالآخر اعرابی نے کہا اچھا کوئی گواہ ہو تو لاؤ وہ یہ گواہی دے کہ میں نے تمہارے ہاتھ فروخت کیا ہے۔ اور جو مسلمان آتا وہ یہ کہتا کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تو سچ ہی کہتے ہونگے۔ اتنے میں خزیمہ بن ثابت کہیں سے آگئے انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اعرابی کی تکرار سنی تو بولے میں گواہی دیتا ہوں کہ تو نے یہ گھوڑا ان کے ہاتھ فروخت کردیا ہے۔ یہ سن کر آنحضرت خزیمہ کی طرف متوجہ ہوئے اور بولے (تم تو یہاں موجود نہ تھے) یہ گواہی کیسے دیتے ہو؟ خزیمہ نے کہا اس لئے کہ آپؐ کو سچا سمجھتا ہوں یا رسول اللہؐ اس کے بعد آنحضرتؐ نے خزیمہ کی ایک گواہی کو دو گواہوں کے برابر قرار دیدیا اور اس وقت سے ان کا نام ذوالشہادتین رکھدیا۔

(۳۴۲۸) محمد بن قیس نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ ایک مرتبہ حضرت امیرالمومنین علیہ السلام مسجد کوفہ میں تھے کہ آپؑ کے سامنے سے عبداللہ بن قفل تیمی کا گزر ہوا اور وہ طلحہ کی زرہ پہنے ہوئے تھا تو آپؑ نے فرمایا کہ یہ طلحہ کی زرہ ہے جو جنگ بصرہ کے دن مال غنیمت میں سے چرالی گئی تھی اس پر ابن قفل نے کہا اے امیرالمومنین ہمارے اور اپنے درمیان اپنے ہی قاضی سے فیصلہ کرالیں جس کو آپ نے تمام مسلمانوں کے قضایا فیصل کرنے کے لئے مقرر کیا ہے تو آپؑ نے اپنے اور ابن قفل کے درمیان فیصلہ کے لئے شریح کو قرار دیا حضرت علی علیہ اسلام نے اپنا دعویٰ پیش کیا کہ یہ طلحہ کی زرہ ہے جو جنگ بصرہ کے دن خیانت مجرمانہ کرکے لے لی گئی تھی۔ شریح نے کہا یا امیرالمومنین یہ جو کچھ آپؑ کہتے ہیں اس پر اگر کوئی گواہ ہو تو پیش کریں تو آپؑ نے امام حسن علیہ السلام کو پیش کیا انہوں نے گواہی دی کہ یہ طلحہ کی زرہ ہے جو جنگ بصرہ کے دن خیانت مجرمانہ سے لے لی گئی تھی شریح نے کہا یہ تو صرف ایک گواہ ہے میں جب تک کہ دو گواہ نہ ہوں میں کوئی فیصلہ نہیں کروں گا تو آپؑ نے قنبر کو پیش کیا انہوں نے گواہی دی کہ یہ طلحہ کی زرہ ہے جسے جنگ بصرہ کے دن خیانت مجرمانہ کرکے لے لیا گیا تھا۔ شریح نے کہا یہ غلام ہیں اور میں غلام کی گواہی پر کوئی فیصلہ نہ کروں گا یہ سن کر حضرت علی علیہ السلام کو غصہ آیا اور حکم دیا کہ تم لوگ یہ زرہ زبردستی لے لو۔ اس لئے کہ اس قاضی نے تین مرتبہ خلاف عدل فیصلہ کیا یہ سن کر شریح مسند قضا سے اٹھ گیا اور بولا کہ میں اب کسی کے مقدمہ کا فیصلہ نہ کروں گا جب تک آپؑ مجھے یہ نہ بتائیں گے کہ میں نے کہاں کہاں تین مرتبہ خلاف عدل فیصلہ کیا ہے۔ حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا جب میں نے تم سے کہا کہ یہ طلحہ کی زرہ ہے جو جنگ بصرہ کے دن خیانت مجرمانہ کرکے لی گئی تھی تو تم نے کہا کہ اس کے لئے گواہ لائیے حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جہاں کہیں کوئی مال خیانت کرکے لیا گیا ہو اس کو بغیر کسی گواہ کے ضبط کرلیا جائیگا۔ یہ پہلا موقع تھا پھر میں نے گواہی میں حسن (علیہ السلام) کو پیش کیا انہوں نے گواہی دی تو تم نے کہا کہ یہ تو ایک گواہ ہے جب تک دو گواہ نہ ہوں۔ میں ایک گواہ پر فیصلہ نہیں کروں گا حالانکہ رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک گواہ کے ساتھ حلف لے کر فیصلہ کیا ہے یہ دوسرا موقع تھا پھر میں نے قنبر کو پیش کیا اور اس نے گواہی دی اس پر تم نے کہا کہ یہ تو غلام ہے حالانکہ اگر غلام عادل ہے تو اس کی گواہی میں کوئی مضائقہ نہیں۔ یہ تیسرا موقع ہے جہاں تم نے ناانصافی کی۔ پھر آنجناب علیہ السلام نے فرمایا اے شریح مسلمانوں کا امام (خلیفہ) تو انکے تمام امور کا امانت دار ہوتا ہے جو اس سے بھی کہیں بڑی چیز ہے۔ پھر حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ سب سے پہلے جس نے غلام کی شہادت کو رد کیا وہ رمع ہے (الثا ہوا)۔

(۳۴۲۹) محمد بن عیسیٰ بن عبید نے اپنے بھائی جعفر بن عیسیٰ سے روایت کی ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام ابوالحسن علیہ السلام کی خدمت میں عریضہ لکھ کر دریافت کیا کہ میں آپؑ پر قربان ایک عورت وفات پاتی ہے اب اس کا باپ دعویٰ کرتا ہے اس عورت کے پاس جو سامان وخدمتگار تھے اس میں سے فلاں فلاں چیزیں میں نے اس کو عاریتاً دی تھی کیا اس کا یہ دعویٰ بغیر کسی گواہ کے قبول کرلیا جائے گا یا بغیر گواہ کے قبول نہیں کیا جائیگا۔ تو آپؑ نے اس کے جواب میں تحریر فرمایا کہ اس کا دعویٰ بغیر گواہ قبول کرلینا درست وجائز ہے۔

راوی کا بیان ہے کہ میں نے حضرت ابوالحسن یعنی حضرت علی بن محمد (امام علی النقی) علیہ السلام کو ایک عریضہ لکھ کر دریافت کیا کہ میں آپؑ پر قربان اگر وفات یافتہ عورت کا شوہر یا اس کے شوہر کا باپ یا اس کے شوہر کی ماں۔ اس کے سامان یا اس کے خدمتگاروں میں سے کسی کا دعویٰ کرے جس طرح اس عورت کے باپ نے دعویٰ کیا کہ میں نے اس کو عاریتاً دیا تھا تو کیا اس کا یہ دعویٰ اس کے باپ کے دعوے کے بمنزلہ ہوگا؟ آپؑ نے جواب میں تحریر فرمایا کہ نہیں۔

(۳۴۳۰) محمد بن ابو عمیر نے رفاعہ بن موسیٰ نخاس سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا اگر کوئی مرد اپنی عورت کو طلاق دیدے اور وہ عورت دعویٰ کرے کہ سامان میرا ہے اور مرد دعویٰ کرے کہ یہ سامان میرا ہے تو اس میں جو سامان مردانہ ہے وہ مرد کا ہے اور جو سامان زنانہ ہے وہ عورت کا ہے۔

اور یہ بھی روایت کی گئی کہ عورت سامان کی زیادہ حقدار ہے کیونکہ اس کے دونوں کنبے (سسرالی اور میکے والے) یہ جانتے ہیں کہ عورت عام طور پر سامان اپنے شوہر کے گھر لے جایا کرتی ہے۔

اس کتاب کے مصنف علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ یہاں سامان سے مراد وہ سامان جو عورتوں سے متعلق ہے اور مردوں کی ضرورت کا سامان بھی ہوتا ہے جس طرح عورتوں کی ضرورت کا سامان ہوتا ہے لہذا وہ سامان جو صرف مردوں کی ضرورت کا ہے وہ مرد کے لئے ہے لہذا یہ حدیث اس حدیث کے مخالف نہیں جس میں کہا گیا ہے کہ مردانہ سامان مرد کیلئے اور زنانہ سامان عورت کے لئے ہے۔ وباللہ التوفیق۔

باب :- نادر احادیث

(۳۴۴۱) سکونی نے حضرت جعفر بن محمد علیہ السلام سے انہوں نے اپنے پدر بزرگوار علیہ السلام سے انہوں نے اپنے آبائے کرام سے اور ان حضرات نے حضرت علی علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ ایک مرتبہ آپؑ سے دریافت کیا گیا کہ ایک شخص نے ایک پرندہ دیکھا اور اس کے پیچھے چلا وہ پرندہ جاکر ایک درخت پر بیٹھ گیا کہ اتنے میں ایک دوسرا شخص آگیا اور اس نے اس پرندے کو پکڑ لیا۔ آپؑ نے فرمایا کہ آنکھ نے جو کچھ دیکھا وہ آنکھ کا حصہ ہے اور ہاتھ نے جو کچھ پکڑا وہ ہاتھ کا حصہ ہے۔

(۳۴۴۲) علی بن عبداللہ ورّاق رحمہ اللہ نے سعد بن عبداللہ سے انہوں نے احمد بن محمد بن عیسیٰ سے انہوں نے محمد بن ابی عمیر سے انہوں نے حمّاد سے انہوں نے محمد بن مسلم سے روایت کی ان کا بیان ہے کہ میں نے ایک مرتبہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ اگر ایک گونگے پر کوئی شخص قرض کا دعویٰ کرے اور مدعی کے پاس کوئی گواہ نہ ہو تو گونگا حلف کیسے اٹھائے گا؟ تو آپؑ نے فرمایا کہ ایک مرتبہ حضرت امیرالمومنین کی خدمت میں لوگ ایک گونگے کو لائے اس پر کسی نے قرض کا دعویٰ کیا تھا اور وہ قرض سے انکار کر رہا تھا اور مدعی کے پاس کوئی گواہ نہ تھا تو امیرالمومنین علیہ السلام نے ارشاد فرمایا اس اللہ کی حمد وشکر جس نے مجھے دنیا سے نہیں اٹھایا جب تک میں نے امت پر وہ سب واضح نہیں کر دیا جس کی اس کو ضرورت پڑتی۔ پھر آپؑ نے حکم دیا کہ ایک مصحف قرآنی لاؤ جب وہ لایا گیا تو اس گونگے سے پوچھا یہ کیا ہے؟ تو اپنا سر آسمان کی طرف اٹھا کر اشارے سے کہا کہ کتاب خدا ہے۔ پھر آپ نے حکم دیا اس کے سر پرست کو بلاؤ تو لوگ اس کے بھائی کو بلا لائے اور آپؑ نے اس کو اس کے پہلو میں بٹھایا پھر فرمایا اے قنبر دوات اور ایک کاسۂ چینی لاؤ جب دونوں آگئے تو اس کے بھائی سے فرمایا کہ اپنے بھائی سے کہہ کہ یہ تمہارے اور اس کے درمیان ہے پھر وہ اس کی طرف بڑھایا پھر امیرالمومنین علیہ السلام نے اس کاسۂ چینی میں تحریر فرمایا۔

" اس اللہ کی قسم کہ جس کے سوا کوئی اللہ نہیں ہے وہی ہر باطن و ظاہر کا جاننے والا ہے رحمٰن و رحیم ہے طالب وغالب ہے وہی نقصان اور نفع پہنچانے والا ہے وہی مہلک و مدرک ہے ہر پوشیدہ اور علانیہ بات اس کے علم میں ہے کہ فلاں بن فلاں مدعی کا فلاں بن فلاں (یعنی گونگے) کے ذمہ کسی طرح اور کسی صورت کا کوئی حق نہیں ہے۔"

پھر آپؑ نے اس کو دھویا اور اس گونگے کو حکم دیا کہ وہ اس کو پی لے مگر اس نے اس کے پینے سے انکار کیا اور اس پر وہ قرض ثابت ہو گیا۔

باب :- آزادی اور اس کے احکام

(۳۴۴۳) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص کسی ایک بندہ مومن کو آزاد کرے گا اللہ تعالیٰ اس بندہ مومن کے ہر عضو کے بدلے اس شخص کا ایک عضو جہنم سے آزاد کر دے گا اور اگر وہ کنیز ہے تو اللہ تعالیٰ اس کنیز کے ہر دو عضو کے بدلے اس کا ایک عضو جہنم سے آزاد کر دے گا۔ اس لئے کہ عورت مرد کے نصف ہوتی ہے۔

(۳۴۴۴) حمّاد نے حلبی سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ آدمی کے لئے مستحب ہے کہ عرفہ کی شب اور عرفہ کے دن غلام آزاد کرنے اور صدقہ دینے کے ذریعے اللہ کا تقرب حاصل کرے۔

(۳۴۴۵) ابو بصیر اور ابو العباس اور عبید بن زرارہ نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا اگر کوئی شخص اپنے ماں باپ یا اپنی بہن یا اپنی پھوپھی یا اپنے بھائی کی لڑکی یا بہن کی لڑکی نیز آپؑ نے اس آیت حرمت علیکم امھاتکم و بناتکم (سورہ نساء آیت نمبر ۲۳) کے ذیل میں جتنی عورتیں آتی ہیں ان کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ اگر کوئی شخص ان کا مالک ہو جائے تو وہ سب آزاد ہو جائینگی۔

اور آدمی اپنے چچا اور اپنے بھائی کے لڑکے اور اپنی بہن کے لڑکے کا مالک بن سکتا ہے۔ اور اپنی رضاعی ماں، رضاعی بہن، رضاعی پھوپھی اور رضاعی خالہ کا مالک نہیں ہوگا اور اگر یہ مالک ہوا تو یہ سب آزاد ہو جائینگی۔ نیز فرمایا کہ نسبی رشتہ کی جو عورتیں حرام ہوتی ہیں رضاعی رشتہ کی بھی وہ سب حرام ہونگی۔ نیز فرمایا مردوں میں سوائے باپ اور اپنے لڑکے کے سب کا مالک ہو سکتا ہے اور عورتوں میں جو محرم ہیں ان کا مالک نہیں ہوگا۔ میں نے عرض کیا کہ کیا یہ اصول رضاعت میں بھی جاری ہونگے؟ آپؑ نے فرمایا رضاعی رشتہ داروں میں بھی یہی اصول جاری ہونگے۔

(۳۴۴۶) حمّاد نے حلبی سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک ایسی کنیز کے متعلق روایت کی ہے جو دو آدمیوں کی مشترکہ ملکیت میں تھی۔ ان دونوں میں سے ایک نے اپنا حصہ آزاد کر دیا۔ آپؑ نے فرمایا اگر وہ دولتمند ہے تو اس پر زور دیا جائے کہ وہ دوسرے حصہ کی بھی ذمہ داری قبول کرلے اور اگر وہ مفلس و تنگدست ہے تو کنیز بقیہ حصہ خدمت کرتی رہے گی۔

(۳۴۴۷) محمد بن قیس نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے بیان فرمایا کہ حضرت امیر المومنین علیہ السلام نے ایک ایسے غلام کے متعلق فیصلہ فرمایا کہ جو دو آدمیوں کی ملکیت میں تھا ان دونوں میں سے ایک نے اپنا نصف حصہ آزاد کر دیا اور وہ غلام ابھی کم سن تھا۔ مگر دوسرے مالک نے اپنا نصف حصہ روک رکھا تو آپؑ نے فرمایا کہ اس غلام کی قیمت اس دن کی لگائی جائیگی جس دن پہلے مالک نے اس کو نصف سے آزاد کر دیا اور جس نے آزاد کیا ہے اس کو کہا جائیگا کہ وہ اس حصہ کو بھی آزاد کرانے کی کوشش کرے اور اسکی (نصف) قیمت ادا کر دے۔

(۳۴۳۸) محمد بن فضیل نے ابو صباح کنانی سے روایت کی ہے اس نے بیان کیا کہ میں نے ایک مرتبہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایسے دو آدمیوں کے متعلق دریافت کیا جن کی ملکیت میں ایک کنیز تھی ان دونوں میں سے ایک نے اپنا نصف حصہ آزاد کر دیا تو اس کنیز نے اپنے مالک سے کہا جس نے اپنا حصہ آزاد نہیں کیا کہ میں نہیں چاہتی کہ تو میری قیمت لگائے بلکہ چاہتی ہوں تو مجھے میری حالت پر چھوڑ دے میں جس طرح کام کیا کرتی تھی کرتی رہوں گی۔ مگر وہ مالک اپنے نصف حصہ کی ملکیت کے حق میں اس سے مجامعت کرنا چاہتا ہے۔ آپؑ نے فرمایا کہ یہ اس کے لئے جائز نہیں کہ وہ ایسا کرے اس لئے کہ عورت کی دو شرمگاہیں نہیں ہوتیں اور اس کے لئے یہ بھی جائز نہیں کہ اس کنیز سے خدمت لیتا رہے بلکہ اس کے لئے لازم ہے کہ وہ اس کی قیمت لگا دے اور اس کو موقع دے کہ وہ کام کاج کر کے اس کی نصف قیمت ادا کر دے۔

اور ابو بصیر کی روایت میں بھی یہی مضمون ہے سوائے اس کے کہ آپؑ نے فرمایا وہ شخص جس نے اس کنیز کو آزاد کیا ہے اگر وہ محتاج ہے تو اس کنیز کو کسی کام کاج پر لگا دے (اور اپنی قیمت وصول کرے)۔

(۳۴۳۹) حمّاد نے حلبی سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی کہ آنجناب سے ایسے دو شخصوں کے متعلق دریافت کیا گیا کہ جن کی شرکت میں ایک غلام تھا اور ان دونوں میں سے ایک نے اپنا حصہ آزاد کر دیا۔ آپؑ نے فرمایا کہ اگر اس نے اپنے شریک کو ضرر پہنچانے کے لئے ایسا کیا ہے تو اس پر زور دیا جائے گا کہ وہ دوسرے حصہ کو بھی خرید کر آزاد کر دے ورنہ اس غلام کو کسی کام پر لگا کر دوسرے حصہ سے آزاد کرایا جائے گا۔

(۳۴۴۰) حریز نے محمد بن مسلم سے روایت کی ہے اس کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا کہ ایک شخص نے وراثت میں ایک غلام پایا مگر اس وراثت میں اور بھی بہت سے لوگ شریک ہیں تو اس نے اپنا حصہ خوشنودیِ خدا میں آزاد کر دیا۔ تو آپؑ نے فرمایا کہ اگر اس نے دیگر شرکاء کو ضرر پہنچانے کی نیت سے آزاد کیا ہے اور وہ دولتمند ہے تو وہ تمام ورثاء سے آزاد کرانے کا بھی ضامن ہوگا اور اگر اس نے صرف خوشنودیِ خدا کے لئے آزاد کیا ہے تو وہ غلام صرف اتنے ہی حصہ سے آزاد ہوگا جتنا اس نے آزاد کیا اور بقیہ شرکاء بقدر اپنے حصہ کے اس سے کام لینگے۔ اور اگر وہ اس غلام میں نصف کا شریک ہے تو ایک دن تمام شرکاء کیلئے ہوگا اور ایک دن اس کے لئے ہوگا۔ اور اگر اس شریک نے ضرر پہنچانے کی نیت سے آزاد کیا ہے تو وہ غلام آزاد نہ ہوگا اس لئے کہ اس نے تمام لوگوں کو نقصان پہنچانے کے لئے ایسا کیا ہے اور سب لوگ اپنے اپنے حصہ پر قائم رہیں گے۔

(۳۴۴۱) اور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ خوشنودیِ خدا کے ارادے سے آزاد کرنے کے سوا کوئی آزاد نہیں ہے۔

(۳۴۴۲) علاء نے محمد بن مسلم سے اور انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام یا حضرت امام جعفر صادق علیہ اسلام دونوں میں سے کسی ایک سے روایت کی ہے اس کا بیان ہے کہ میں نے ایک مرتبہ آنجنابؑ سے دریافت کیا کہ ایک شخص

کی ایک کنیز ہے وہ کہتا ہے کہ جب میں اس سے مجامعت کروں گا تو وہ آزاد ہو جائیگی مگر اس نے (بغیر مجامعت) ایک آدمی کے ہاتھ فروخت کر دیا پھر کچھ دن بعد اس سے خرید لیا۔ آپ نے فرمایا کہ اس سے مجامعت میں کوئی مضائقہ نہیں اس لئے کہ وہ اس کی ملکیت سے نکل چکی ہے۔

(۳۴۴۳) سماعہ سے روایت کی گئی ہے کہ میں نے آنجنابؑ سے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا کہ جس نے تین غلاموں سے کہا کہ جاؤ تم سب آزاد ہو مگر اس کے چار غلام تھے تو کسی آدمی نے اس سے پوچھا کہ تم نے اپنے غلاموں کو آزاد کر دیا؟ اس نے کہا کہ ہاں۔ تو اس کے اس اجمالاً کہنے سے کیا وہ چوتھا غلام بھی آزاد ہو جائے گا یا وہی تین ہونگے جن کو اس نے آزاد کیا ہے۔ آپؑ نے فرمایا کہ بس وہی آزاد ہیں جن کو اس نے آزاد کیا ہے۔

(۳۴۴۴) حمّاد نے حلبی سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے متعلق روایت کی ہے جس نے اپنی کنیز کا نکاح ایک شخص سے کر دیا اور شرط یہ رکھی کہ اس کنیز سے کوئی بچہ پیدا ہو گا تو آزاد ہو گا۔ مگر اس کنیز کو اس کے شوہر نے طلاق دیدی یا وہ مر گیا تو اس نے کنیز کی شادی دوسرے شخص سے کر دی۔ تو اب اس کنیز کے بچوں کی کیا حیثیت ہوگی؟ آپؑ نے فرمایا یہ تو پہلے شوہر کے متعلق اس نے کہا تھا کہ (اس کے جو بچے اس کنیز کے وہاں پیدا ہونگے) وہ آزاد ہونگے اب اس دوسرے شوہر کے متعلق اس کو اختیار ہے خواہ ان کو آزاد کر دے خواہ نہ کرے۔

(۳۴۴۵) حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ نکاح سے پہلے طلاق نہیں اور ملکیت سے پہلے آزاد کرنا نہیں ہے۔

(۳۴۴۶) عبدالرحمٰن بن ابی عبداللہ نے آنجناب علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا جس نے اپنے غلام سے کہا میں تجھ کو اس لئے آزاد کروں گا تاکہ میں تجھ سے اپنی اس کنیز کی تزویج کر دوں لیکن اگر تو نے اس پر کوئی اور نکاح کیا اور مردانگی دکھائی تو تجھ پر سو دینار (جرمانہ) ہونگے۔ چنانچہ اس نے اس کو آزاد کر دیا اور اس نے دوسرا نکاح کیا۔ یا مردانگی دکھائی تو کیا اس پر سو دینار ہونگے اور اس کی یہ شرط جائز ہے۔ آپؑ نے فرمایا کہ اس کی یہ شرط جائز ہے۔

(۳۴۴۷) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ایک ایسے شخص کے متعلق فرمایا جس نے اپنے غلام کو آزاد کیا کہ وہ اپنی دختر سے اس کی تزویج کرے گا اور اس پر یہ شرط لگادی کہ اگر اس نے اس پر کوئی اور نکاح کیا یا مردانگی دکھائی تو اس پر اتنی رقم عائد ہوگی آپؑ نے فرمایا کہ یہ اس کے لئے جائز ہے۔

(۳۴۴۸) یعقوب بن شعیب نے آنجناب علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا جس نے اپنی کنیز کو آزاد کرنے کے لئے اس پر یہ شرط لگائی کہ وہ اسکی پانچ سال تک خدمت کرتی رہے گی پھر آزاد ہوگی اس کے بعد وہ شخص مر گیا پھر وہ کنیز مرنے والے کے وارثوں کو وراثت میں مل گئی۔ کیا اس کے وارثوں کو حق ہے کہ وہ اس کنیز سے خدمت لیں؟ آپؑ نے فرمایا نہیں۔

(۳۴۴۹) جمیل نے زرارہ سے اور انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے بارے میں روایت کی ہے کہ جس نے اپنے ایک غلام کو آزاد کر دیا جس کے پاس مال تھا۔ تو یہ مال کس کا ہوگا؟ آپؑ نے فرمایا اگر مالک کو علم تھا کہ غلام کے پاس مال ہے تو وہ مال بھی غلام کے ساتھ جائیگا ورنہ وہ مال آزاد کرنے والے کا ہوگا۔ اور ایک شخص کے متعلق دریافت کیا گیا جس نے اپنے ایک غلام کو فروخت کیا اور اس غلام کے پاس مال تھا؟ آپؑ نے فرمایا کہ اگر اس مالک کو جس نے اس کو فروخت کیا علم ہے کہ اس غلام کے پاس مال ہے تو پھر یہ مال خریدار کا ہوگا۔ اور اگر فروخت کرنے والے کو یہ علم نہ تھا تو پھر وہ مال فروخت کرنے والے کا ہوگا۔

(۳۴۵۰) ابن بکیر نے زرارہ سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا اگر کسی شخص کا ایک غلام ہے اور اس نے اس کو آزاد کر دیا اور وہ جانتا ہے کہ اس غلام کے پاس مال ہے مگر آزاد کرتے وقت مالک نے مال کو مستثنیٰ نہیں کیا تو وہ مال بھی غلام کا ہوگا۔

(۳۴۵۱) اور عبدالرحمٰن بن ابی عبداللہ نے آنجناب علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا کہ جس نے اپنے ایک غلام کو آزاد کیا اور اس غلام کے پاس مال تھا اور جس نے غلام کو آزاد کیا وہ مر گیا تو اب اس غلام کا مال کس کا ہوگا کیا یہ مال اس کا ہوگا جس نے غلام کو آزاد کیا ہے یا یہ مال غلام کا ہوگا؟ تو آپؑ نے فرمایا کہ اگر آزاد کرتے وقت وہ جانتا تھا کہ غلام کے پاس مال ہے تو مال اس غلام کا ہوگا اور اگر وہ نہیں جانتا تھا تو پھر وہ مال مالک کی اولاد کا ہوگا۔

(۳۴۵۲) جمیل نے زرارہ سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے متعلق روایت کی ہے کہ جس نے اپنے مرتے وقت اپنے غلام کو آزاد کر دیا اور اس پر لوگوں کا قرض ہے۔ تو آپؑ نے فرمایا کہ اگر غلام کی قیمت اس کے قرض سے دو گنی ہے تو اس کا آزاد کرنا جائز ہے ورنہ نہیں۔

(۳۴۵۳) حمّاد نے حلبی سے اور انہوں نے آنجنابؑ سے ایک ایسے شخص کے متعلق روایت کی ہے جو کہتا ہے کہ جب میں مرجاؤں تو میرا غلام آزاد ہے حالانکہ اس شخص پر لوگوں کا قرض ہے۔ آپؑ نے فرمایا اگر وہ مرتا ہے اور اس پر اتنا ہی قرض ہے کہ جو غلام کی قیمت کو دائرہ میں لیتا ہے (یعنی وہ قرض غلام کی قیمت سے زیادہ ہے) تو غلام کو فروخت کر دیا جائیگا اور اگر وہ قرض غلام کی قیمت کو اپنے دائرہ میں نہیں لیتا (یعنی وہ قرض غلام کی قیمت سے کم ہے) تو وہ غلام محنت مزدوری کر کے اپنے مالک کے قرض کو ادا کرے گا اور اس کے بعد آزاد ہو جائے گا۔

(۳۴۵۴) محمد بن مروان نے آنجناب علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ میرے پدر بزرگوار نے اپنے ترکہ میں ساٹھ غلام چھوڑے اور ان میں سے ایک تہائی کو آزاد کر دینے کی وصیت فرمائی۔ تو میں نے ان کے درمیان قرعہ اندازی کی اور اس کے ذریعہ بیس کو نکالا اور انہیں آزاد کر دیا۔

(۳۴۵۵) حریز نے محمد بن مسلم سے اور اس نے ان دونوں امامین علیہما السلام میں سے کسی ایک سے روایت کی ہے

راوی کا بیان ہے کہ میں نے آنجنابؑ سے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا کہ جس نے ایک غلام کئی وارثوں کے درمیان میں چھوڑا۔ تو ان وارثوں میں سے ایک نے گواہی دی کہ مرنے والے نے اس کو آزاد کردیا تھا۔ آپؑ نے فرمایا کہ اگر وہ گواہ قابل قبول ہے تو وہ سب کا ضامن نہیں بنے گا بلکہ اس کی گواہی اس کے ہی لئے جائز ہوگی۔ اور غلام محنت مزدوری کرکے دوسرے ورثا کے حصوں کی رقم ادا کرے گا۔

باب :- تدبیر
(اپنی حیات کے بعد ہر غلام کی آزادی کو معلق کر دینا)

(۳۴۵۶) اسحاق بن عمّار نے حضرت ابوابراہیم علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا جس نے اپنے غلام کو اپنی زندگی کے بعد کے لئے آزاد کیا۔ مگر اس کے بعد اسے اس غلام کی قیمت کی ضرورت پڑگئی؟ آپؑ نے فرمایا اس کو فروخت کردے۔ راوی کا بیان ہے کہ میں نے عرض کیا اور اگر اس کو غلام کی احتیاج نہیں ہے؟ آپؑ نے فرمایا اگر غلام راضی ہے تو پھر فروخت کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں۔

(۳۴۵۷) جمیل نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے راوی کا بیان ہے کہ میں نے آنجنابؑ سے غلام مدبر کے متعلق دریافت کیا کہ کیا وہ فروخت کیا جاسکتا ہے؟ آپؑ نے فرمایا کہ اگر اس کے مالک کو اس کی قیمت کی احتیاج ہے اور غلام راضی ہے تو کوئی مضائقہ نہیں۔

(۳۴۵۸) علاء نے محمد بن مسلم سے اور انہوں نے دونوں ائمہ علیہما السلام میں سے کسی ایک سے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا جس نے اپنے غلام یا اپنی کنیز کو اپنی زندگی کے بعد کے لئے آزاد کیا مگر اس کے بعد اس کو اس کی قیمت کی ضرورت پیش آئی تو کیا وہ اس کو فروخت کردے۔ آپؑ نے فرمایا نہیں لیکن یہ کہ وہ اس خریدار سے یہ شرط کرلے کہ وہ میرے مرنے کے بعد اس کو آزاد کردے گا۔

(۳۴۵۹) اور حضرت ابوابراہیم علیہ السلام سے دریافت کیا گیا ایک ایسی عورت کے متعلق جس نے اپنی کنیز کو اپنی زندگی کے بعد کے لئے آزاد کردیا تھا مگر اس کے بعد اس کنیز کے ایک لڑکی پیدا ہوئی اب اس کو نہیں معلوم کہ یہ لڑکی مدبر ہے یا نہیں (یعنی اس کی زندگی کے بعد آزاد ہوگی یا نہیں) آپؑ نے فرمایا سوال یہ ہے کہ وہ کنیز کب حاملہ ہوئی مدبرہ ہونے کے بعد یا مدبرہ ہونے سے پہلے؟ میں نے عرض کیا کہ میں نہیں جانتا ان دونوں سے اجنبی ہوں۔ آپؑ نے فرمایا اگر وہ کنیز مدبرہ ہونے سے پہلے حاملہ ہوئی تھی اور اس نے اپنی مالکہ کو نہیں بتایا تھا کہ میرے پیٹ میں حمل ہے تو وہ کنیز مدبرہ رہے گی

اور اس کے پیٹ میں جو کچھ ہے (لڑکا یا لڑکی) وہ غلام اور اگر حاملہ ہونے سے پہلے وہ مدبرہ ہو چکی تھی حاملہ بعد میں ہوئی تھی تو اس کا بچہ ماں کے ساتھ مدبر ہوگا اس لئے کہ وہ بچہ تدبیر کے بعد وجود میں آیا ہے۔

(۳۴۶۰) اور حسن بن علی وشاء نے حضرت ابوالحسن علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا جس نے اپنی کنیز کو بحالت حمل مدبرہ بنا دیا۔ تو آپؑ نے فرمایا کہ اگر اس شخص کو اپنی کنیز کے حاملہ ہونے کا علم تھا تو جو کچھ اس کنیز کے بطن میں ہے وہ بھی مدبر ہے اور اگر اسے علم نہ تھا تو جو کچھ اس کے شکم میں ہے وہ غلام ہوگا۔

راوی کا بیان ہے کہ نیز میں نے آنجنابؑ سے دریافت کیا ایک ایسے شخص کے متعلق کہ جو اپنے غلام کو مدبر اس وقت کرتا ہے جب خوشحال تھا مگر پھر وہ محتاج ہو گیا تو کیا اس کے لئے یہ جائز ہے کہ اس غلام کو فروخت کر دے؟ آپؑ نے فرمایا ہاں اگر اس کو اس کے فروخت کرنے کی ضرورت پیش آجائے۔

(۳۴۶۱) علاء سے روایت کی گئی ہے اور انہوں نے محمد بن مسلم سے اور انہوں نے دونوں امامین علیہما السلام سے کسی ایک سے روایت کی ہے کہ آنجنابؑ نے فرمایا ایک تہائی (حصہ کا غلام) مدبر (کے بارے میں کہ) مالک کے لئے جائز ہے کہ اپنے ایک تہائی حصہ کی تدبیر واپس لیلے خواہ اس نے حالت صحت میں وصیت کی ہو یا حالت مرض میں۔

(۳۴۶۲) ابان نے ابو مریم سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے راوی کا بیان ہے کہ میں نے آنجنابؑ سے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا جس نے اپنی کنیز کو اپنی حیات کے بعد کے لئے آزاد کیا اب کیا وہ اس سے مجامعت یا نکاح کر سکتا ہے یا اس کی خدمت کو جو وہ اس کی حیات میں کرے گی فروخت کر سکتا ہے؟ آپؑ نے فرمایا ہاں جو چاہے کرے۔

(۳۴۶۳) عاصم نے ابو بصیر سے روایت کی ہے اس کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے آنجنابؑ سے ایک غلام اور ایک کنیز کے متعلق دریافت کیا جو مالک کے بعد آزاد کر دیئے گئے ہیں تو آپؑ نے فرمایا اگر مالک چاہے تو ان کو مکاتب بنا دے (یعنی ایک معینہ رقم ادا کر کے وہ آزاد ہو جائیں) لیکن اس کو یہ جائز نہیں کہ وہ انہیں فروخت کرے مگر یہ کہ غلام خود چاہے کہ مالک اپنی مدت حیات تک کے لئے اس کو فروخت کر دے اور مالک کے لئے یہ جائز ہے کہ اگر غلام کے پاس مال ہے تو اس کو لیلے۔

(۳۴۶۴) اور عبداللہ بن سنان نے آنجناب علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک عورت نے اپنی موت کے بعد کے لئے اپنی ایک خادمہ کا ایک تہائی حصہ آزاد کر دیا تو اب اس کے گھر والوں پر یہ واجب ہے کہ خواہ وہ چاہیں اس خادمہ کو مکاتب بنا دیں (یعنی ایک رقم معین کر دیں اور مہلت دیں کہ محنت مزدوری کر کے وہ رقم ادا کر دے اور آزاد ہو جائے) آپؑ نے فرمایا کہ نہیں بلکہ اس عورت کو اس خادمہ میں (از روئے وصیت) ایک تہائی کا حق ہے اور دو تہائی وارثوں کا حق ہے۔ اپنے حصے کے مطابق وہ اس سے خدمت لیں اور اس عورت کا حق جس قدر تھا (اس سے تو) اس نے اس کو آزاد کر دیا ہے۔

(۳۴۶۵) ابان نے عبدالرحمٰن سے روایت کی ہے اس کا بیان ہے کہ میں نے آنجناب علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا کہ جس نے اپنے غلام سے کہا کہ اگر مجھ کو کوئی حادثہ ہو جائے (میں مرجاؤں) تو تم آزاد ہو اور اس شخص پر قسم یا ظہار کے کفارے میں ایک غلام آزاد کرنا واجب تھا اب کیا اس کے لئے یہ جائز ہے کہ جس غلام سے یہ کہا ہے کہ تو میرے مرنے کے بعد آزاد ہے اسے اپنی قسم کے کفارے میں آزاد کردے؟ آپ نے فرمایا اس کے لئے یہ جائز نہیں کہ جس کو وہ مدبر کر چکا ہے اس کو کفّارے میں محسوب کرے۔

(۳۴۶۶) وھیب بن حفص نے ابو بصیر سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا جو مقروض تھا اور قرض سے گریز کے لئے اس نے اپنے غلام کو مدبر کردیا آپ نے فرمایا اس کے لئے یہ تدبیر درست نہیں ہے ہاں اگر اس نے بحالت صحت و سلامتی (یعنی جب اس پر کسی کا قرض نہ تھا) مدبر کیا ہے تو پھر قرض خواہ کا اس پر کوئی اختیار نہیں ہے۔

(۳۴۶۷) ابن محبوب نے علی بن رئاب سے انہوں نے برید بن معاویہ سے روایت کی ہے اس کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا کہ جس نے اپنے غلام کو جو تاجر اور دولتمند تھا مدبر کردیا اور غلام مدبر نے اپنے مالک کی اجازت سے ایک کنیز خریدی اور اس کنیز سے اس غلام مدبر کی متعدد اولاد پیدا ہو گئی اور وہ غلام مدبر اپنے مالک سے پہلے مر گیا۔ آپ نے فرمایا میری نظر میں اس غلام مدبر کا جو کچھ مال متاع اور کھیتی باڑی ہے وہ سب اس مالک کا ہے جس نے اس کو مدبر کیا تھا اور اس کے بچوں کی ماں اس کی کنیز رہے گی جس نے اپنے غلام کو مدبر کیا ہے اور میری نظر میں یہ بچے اپنے باپ کی طرح مدبر رہیں گے اور جس نے ان کے باپ کو مدبر کیا تھا جب وہ مرے گا تو بچے آزاد ہونگے۔

(۳۴۶۸) حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام کا ارشاد ہے کہ جو غلام مدبر ہوا ہے وہ مالک کی ملکیت کے ایک تہائی میں سے ہونا چاہیئے اور اس غلام مدبر نے اور غلام مکاتب نے اور ام ولد نے جو بھی جرم کیا ہے ان سب کے جرائم کا ضامن مالک ہوگا۔

باب :- مکاتبہ

(غلام اور مالک کے درمیان یہ اقرار نامہ ہو جائے کہ اتنی رقم ادا کرنے پر غلام آزاد ہو جائے گا)

(۳۴۶۹) محمد بن سنان نے علاء بن فضیل سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اللہ تعالیٰ کے اس قول فکاتبو هم ان علمتم فیهم خیرا (سورہ النور آیت نمبر۳۳) (ان سے مکاتبہ کرلو اگر تم ان میں خیر کا علم رکھتے ہو) کے متعلق دریافت کیا تو آپؑ نے فرمایا اگر تم جانتے ہو کہ یہ مال دینے کی صلاحیت رکھتا ہے۔ میں نے عرض کیا اور و آتو هم من مال اللّٰه الذی آتاکم (سورہ النور آیت نمبر۳۳) (اور اللہ نے جو مال تم لوگوں کو دیا ہے ان میں سے ان لوگوں کو بھی دو) اس سے کیا مراد ہے آپؑ نے فرمایا تم وہ رقم جو اس (غلام) سے قسطوں میں وصول کروگے اور تمہارا اس میں سے کچھ گھٹانے یا بڑھانے کا ارادہ نہیں ہے تو بھی ان قسطوں میں سے کچھ وضع کر دو۔ میں نے عرض کیا کہ کتنی؟ آپؑ نے فرمایا کہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے تو اپنے ایک غلام مکاتب کی چھ ہزار میں سے ایک ہزار وضع کر دی تھیں۔

(۳۴۷۰) اور عمرو بن شمر نے جابر سے اور انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے راوی کا بیان ہے کہ میں نے آنجناب علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک غلام مکاتب پر یہ شرط لگا دی گئی ہے کہ اگر وہ رقم کی ادائیگی سے عاجز رہا تو اس کو دوبارہ غلامی میں واپس لے لیا جائے گا چنانچہ وہ تھوڑی سی ادائیگی بھی نہ کرسکا اور اس سے قبل ہی عاجز ہوگیا۔ آپؑ نے فرمایا کہ جب تک تین سال نہ گزر جائیں وہ غلامی میں واپس نہیں کیا جائے گا ابتداء میں اگر اس نے کچھ ادا کیا ہے تو وہ اسی مقدار میں آزاد بھی ہوگا اور اگر اس نے ابتداء میں کچھ ادا کر دیا ہے تو لوگوں کے لئے یہ جائز نہیں کہ اس کو غلامی میں دوبارہ واپس کر دیں۔

(۳۴۷۱) اور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک ایسے غلام مکاتب کے متعلق دریافت کیا گیا جو مکاتبہ کی رقم کی کچھ ادائیگی کر چکا ہے اور اب مزید ادائیگی سے عاجز ہے۔ آپؑ نے فرمایا اس کی طرف سے مال صدقہ میں سے ادا کر دیا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ اپنی کتاب میں ارشاد فرماتا ہے انما الصدقات للفقرآء و المساکین و العاملین علیها و المو لفة قلوبهم و فی الرقاب و الغارمین و فی سبیل اللّٰه و ابن السبیل فریضة من اللّٰه (سورہ توبہ آیت نمبر۶۰) (خیرات تو بس خاص فقیروں کا حق ہے اور محتاجوں کا اور زکوٰۃ وغیرہ کے کارندوں کا اور جن کی تالیف قلب کی گئی ہے ان کا اور جن کی گردنوں میں غلامی کا پھندا پڑا ہوا ہے ان کا اور قرضداروں کا جو خود ادا نہیں کر سکتے اور اللہ کی راہ میں جہاد میں اور مسافروں کی کفالت میں خرچ کرنا چاہئیے یہ حقوق اللہ کی طرف سے مقرر ہیں)۔

(۳۴۷۲) علی بن جعفر نے اپنے بھائی حضرت امام موسیٰ بن جعفر علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا جس نے اپنے غلام کو مکاتب بنا دیا اور مکاتب بنانے کے بعد اس نے مکاتب سے کہا کہ مجھے اپنے مکاتبہ کی رقم میں بطور

ہبہ دیدو میں تمہارے مکاتبہ میں تعجیل کروں گا تو کیا یہ اس کے لئے جائز ہے؟ آپؑ نے فرمایا اگر وہ اس سے بطور ہبہ لینا چاہتا ہے تو کوئی مضائقہ نہیں اور اگر وہ کہتا ہے کہ میری طرف سے تمہاری قسط گھٹ جائے گی اور میں تم کو آزاد کرنے میں تعجیل کروں گا تو یہ درست نہیں ہے۔

(۳۴۷۳) عمّار بن موسیٰ ساباطی نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک ایسے غلام مکاتب کے بارے دریافت کیا جو دو مالکوں کے درمیان مشترک ہے ان میں سے ایک نے اپنا حصہ آزاد کردیا اور دوسرا روکے ہوئے ہے اب یہ غلام کیا کرے آپؑ نے فرمایا وہ غلام ایک دن اس دوسرے شخص کے لئے کام کرے گا اور ایک دن اپنے لئے۔ میں نے عرض کیا اگر وہ غلام مرجائے اور کچھ مال چھوڑے؟ آپؑ نے فرمایا وہ مال دونوں مالکوں کے درمیان جس نے آزاد کیا ہے اور جس نے آزاد نہیں کیا نصف نصف تقسیم ہوگا۔

(۳۴۷۴) ابن محبوب نے عمر بن یزید سے روایت کی ان کا بیان ہے کہ میں نے ایک مرتبہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا جس نے اپنے غلام کو آزاد کرنے کا ارادہ کیا ہے اور اب تک اس کا مالک اپنے مالکانہ حق کے طور پر اس سے ہر سال ایک معینہ رقم وصول کرتا رہا جو اس نے فرض کردی تھی اور اس رقم پر اس کا مالک اس سے راضی تھا اب اس غلام نے اپنے مالک کو حقِ مالکانہ کے طور پر جو کچھ ادا کیا کرتا تھا اس کے علاوہ اپنی تجارت میں زائد رقم کمائی۔ آپؑ نے فرمایا کہ جو رقم مالک نے اس پر فرض کی تھی جب اس نے ادا کردی تو اب جو کچھ اس نے اس کے علاوہ کمایا وہ خود غلام کا ہے۔

راوی کا بیان ہے کہ پھر حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ کیا ایسا نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں پر جو فرائض عائد کئے ہیں اگر بندوں نے ان کو ادا کردیا ہے تو پھر وہ ان سے اور کسی چیز کی پُرسش نہیں کرے گا۔ میں نے عرض کیا پھر غلام کو یہ حق ہے کہ مالک نے جو کچھ اس پر فرض کیا اس کی ادائیگی کے بعد جو کچھ اس نے کمایا ہے اس میں سے کچھ تصدق کرے اور غلام خرید کر اسے آزاد کرے؟ آپؑ نے فرمایا ہاں اور اس کو اس کا ثواب ملے گا۔

میں نے عرض کیا اب اس نے جو کچھ کمایا اس سے مالک کی سالانہ رقم کی ادئیگی کے بعد اگر اس نے ایک غلام خرید کر آزاد کردیا تو اب اس غلام کی ولایت اور سرپرستی کا حق کس کو ہوگا؟ آپؑ نے فرمایا وہ جائے اور جس کو چاہے اپنا ولی اور سرپرست بنائے جو بھی اس کی طرف سے تاوان اور خون بہا کا ضامن ہو وہی اس کا ولی و سرپرست اور اس کا وارث ہوگا۔

میں نے عرض کیا کہ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ نہیں فرمایا ہے کہ ولایت و سرپرستی کا حق اسے ہے جو اس کو آزاد کرتا ہے؟ آپؑ نے فرمایا یہ ایک کھلی چھوڑی ہوئی اونٹنی ہے اس کی سرپرستی اور ولایت ایک غلام کو نہیں ہوسکتی جو خود اسی کے مثل غلام ہو۔ میں نے عرض کیا اور اگر وہ غلام جس نے اس کو آزاد کیا ہے اس کی طرف سے تاوان وغیرہ جو اس پر لازم آتا ہے اس کا ضامن بن جائے تو وہ اس کا ولی و وارث ہو جائیگا؟ آپؑ نے فرمایا یہ جائز نہیں ایک آزاد کا

وارث ایک غلام نہیں ہو سکتا۔

(۳۴۷۵) ابان نے ابو العباس سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے راوی کا بیان ہے کہ میں نے آنجنابؑ سے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا جس نے یہ کہا کہ میرا غلام آزاد ہے مگر اسے سال بھر تک یہ یہ کام کرنا لازم ہے؟ آپؑ نے فرمایا کہ وہ غلام آزاد ہے مگر اس کو وہ سب کام کرنا ہے۔ میں نے عرض کیا مگر ابن ابی لیلی کا خیال ہے کہ وہ غلام آزاد ہے اور اس پر کوئی کام لازم نہیں ہے۔ آپؑ نے فرمایا وہ غلط کہتا ہے حضرت علی علیہ اسلام نے ابو نیزر و عیاض و ریاح کو آزاد کیا ان سب پر سال بھر تک فلاں فلاں کام کرنا لازم تھا اور ان سالوں میں ان سب کا کھانا کپڑا از روئے نیکی و احسان (دیا جاتا) تھا۔

(۳۴۷۶) قاسم بن برید نے محمد بن مسلم سے اور انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے ایک غلام مکاتب کے متعلق جس پر کچھ شرط لگائی گئی تھی کہ اگر وہ اس سے عاجز رہا تو پھر غلام بن جائیگا۔ آپ نے فرمایا تمام مسلمان اپنی شرائط کا پاس کرتے ہیں۔

(۳۴۷۷) اور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے غلام مکاتب کے متعلق دریافت کیا گیا تو آپؑ نے فرمایا کہ ان پر جو شرط عائد کی جائے جائز ہے (بشرطیکہ کتاب و سنت کے خلاف نہ ہو)۔

(۳۴۷۸) حضرت امیر المومنین علیہ السلام نے ایک ایسی کنیز مکاتبہ کے متعلق فیصلہ فرمایا جو وفات پا گئی مگر اس نے مکاتبت کی سالانہ قسط ادا کر دی تھی اور اسی مکاتبت کے زمانہ میں ایک لڑکا بھی پیدا ہو گیا تھا تو آپؑ نے لڑکے کے متعلق فیصلہ فرمایا کہ جس طرح اس کی ماں آزاد ہوتی اسی طرح یہ لڑکا بھی آزاد ہوگا اور جس طرح اس کی ماں دوبارہ کنیز بنتی اس طرح یہ غلام بنے گا۔

(۳۴۷۹) حمّاد نے حلبی سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک غلام مکاتب کے متعلق روایت کی ہے جس پر اس کے مالک نے یہ شرط عائد کر دی ہے کہ وہ بغیر اس کی اجازت کے نکاح نہیں کرے گا جب تک وہ مکاتبہ کی پوری رقم ادا نہ کر دے۔ آپؑ نے فرمایا کہ اس غلام مکاتب پر لازم ہے کہ بغیر مالک کی اجازت نکاح نہ کرے۔ اس لئے کہ اس کو اپنی شرط پر عمل کرنا واجب ہے۔

(۳۴۸۰) جمیل بن درّاج نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک ایسے غلام مکاتب کے متعلق روایت کی ہے کہ وہ مکاتبہ کی کچھ رقم ادا کر دیتا ہے اور وفات پا جاتا ہے۔ اور اس کا خود اس کی کنیز سے ایک لڑکا ہے اور اس نے ترکہ میں مال بھی چھوڑا ہے۔ آپؑ نے فرمایا کہ وہ (لڑکا) مکاتبہ کی بقیہ رقم ادا کرے گا اور اس کے بعد جو کچھ بچ جائیگا وہ اس کا وارث ہو جائیگا۔

(۳۴۸۱) اور سماعہ نے آنجناب علیہ السلام سے ایک ایسے غلام کے متعلق دریافت کیا کہ جس کے مالک نے مکاتب بنا دیا

ہے حالانکہ وہ جانتا تھا کہ غلام کے پاس نہ تھوڑا نہ بہت کچھ مال نہیں ہے۔ آپؑ نے فرمایا کہ وہ اس کو مکاتب بنا دے خواہ اس غلام کو لوگوں سے بھیک ہی کیوں نہ مانگنی پڑے۔ غلام کے پاس کچھ مال نہ ہونا مکاتبت کے لئے مانع نہیں ہے اس لئے کہ اللہ تعالیٰ ہی بندوں کو روزی دیتا ہے بعض کو بعض کے ذریعے اور احسان کرنے والے کی اللہ مدد کرتا ہے۔

(۳۴۸۲) نیز آنجنابؑ نے ایک ایسے شخص کے متعلق ارشاد فرمایا جس نے اپنے مملوک (غلام) کو اختیار دیا تو اس نے اپنے مالک سے مکاتبہ کی درخواست کی تو کیا مالک کے لئے یہ جائز ہے کہ غلام کی قیمت سے زیادہ رقم پر مکاتبہ کرے؟ آپؑ نے فرمایا ہاں۔

(۳۴۸۳) حماد نے حلبی سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک ایسے غلام کے متعلق روایت کی ہے جو مکاتبہ کرتا ہے اور اس کے جتنے مالک ہیں وہ یہ شرط عائد کرتے ہیں کہ اگر مکاتبہ کی رقم کی ادائیگی سے عاجز رہا تو پھر وہ دوبارہ غلام بن جائیگا اور جو کچھ اس نے مکاتبہ کی رقم ادا کی ہوگی اس کو یہ سب لے لینگے۔ آپؑ نے فرمایا (ہاں) اپنی شرط کی بنا پر وہ سب یہ اداشدہ رقم ضبط کرلیں گے۔

(۳۴۸۴) معاویہ بن وھب نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے ایک ایسے غلام کے متعلق ارشاد فرمایا کہ جس نے اپنے نفس اور اپنے مال کے لئے مکاتبہ کیا کہ رقم مکاتبہ کی ادائیگی کے بعد وہ آزاد ہو جائے گا اور اس کے بعد جو رقم باقی رہے گی وہ غلام کی ہوگی اور اس کی ایک کنیز تھی اور شرط یہ عائد ہوئی تھی کہ وہ نکاح نہیں کرے گا۔ مگر اس نے کنیز کو آزاد کرکے اس سے نکاح کرلیا۔ آپؑ نے فرمایا کہ اس کے لئے یہ جائز نہیں تھا کہ اپنے مال میں سوائے کھانے پینے کے کچھ اور خرچ کرتا اور اس کا نکاح فاسد و مردود ہے۔ تو عرض کیا گیا کہ اگر اس کے مالک کو اس کے نکاح کا علم تھا مگر وہ کچھ نہیں بولا؟ آپؑ نے فرمایا کہ اگر وہ علم کے باوجود خاموش رہا تو گویا اس نے اس کو منظور کرلیا۔ پھر عرض کیا گیا کہ اگر اب وہ غلام مکاتب آزاد ہوجائے کیا وہ اس سے دوبارہ نکاح کرے گا یا وہی پہلا نکاح قائم رہے گا؟ آپؑ نے فرمایا اس کا وہی پہلا نکاح قائم رہے گا۔

(۳۴۸۵) علی بن نعمان نے ابو صباح سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک ایسے غلام مکاتب کے لئے روایت کی ہے کہ جس نے اپنے مکاتبہ کی نصف رقم ادا کردی تھی اور نصف ابھی باقی تھی کہ اس کے مالکوں نے اس کو بقیہ رقم کے لئے کہا تو اس نے ان سے کہا کہ آپ لوگ مجھ سے بقیہ رقم یکمشت لے لیں۔ آپؑ نے فرمایا وہ لوگ اس سے بقیہ رقم یکمشت لے کر اس کو آزاد کردیں۔

اور ایک غلام مکاتب کے متعلق فرمایا جس نے اپنے مکاتبہ کی کچھ رقم ادا کردی اس کے بعد مرگیا اور اس نے اپنا ایک لڑکا چھوڑا اور مکاتبہ کی جتنی رقم اس پر باقی تھی اس سے زائد مال چھوڑا۔ آپؑ نے فرمایا اس کے مالکان مکاتبہ کی بقیہ رقم لے لینگے اور جو باقی رہے گا وہ اس کے لڑکے کے لئے ہے۔

(۳۴۸۶) ابن ابی عمیر نے عبداللہ بن سنان سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے ایک ایسے غلام مکاتب کے متعلق جو مرجاتا ہے اور اس نے اپنے مکاتبہ کی کچھ رقم ادا کردی ہے اور اس کا اس کی کنیز سے ایک لڑکا ہے۔ آپؑ نے فرمایا اگر اس پر یہ شرط لگادی گئی تھی کہ وہ رقم کی ادائیگی سے عاجز رہا تو پھر غلام رہ جائیگا۔ تو وہ لڑکا اور وہ کنیز دونوں مملوک ہوجائیں گے اور اگر اس پر یہ شرط عائد نہیں کی گئی تھی تو پھر اس کا لڑکا مکاتبہ کی بقیہ رقم ادا کردے گا اور جو کچھ بچ رہے گا وہ اس کا وارث قرار پائے گا۔

(۳۴۸۷) جمیل بن درّاج نے مہزم سے روایت کی ہے اس کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک ایسے غلام مکاتب کے متعلق دریافت کیا جو مرجاتا ہے اور اس کی اولاد ہے؟ آپؑ نے فرمایا اگر اس مکاتب پر شرط رکھ دی گئی تھی تو اس کی اولاد مملوک بن جائیگی اور اگر اس پر کوئی شرط نہیں رکھی گئی تھی تو اس کی اولاد اپنے باپ کی رقم مکاتبہ کی ادائیگی کی کوشش کرے گی۔ اور جب ادا کرلیگی تو آزاد ہوجائیگی۔

(۳۴۸۸) محمد بن قیس نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ اگر غلام مکاتب اپنے مالک سے یہ شرط لگادے کہ میرا والی و وارث کوئی نہ ہوگا۔ (بلکہ میں جسے چاہوں گا اپنا والی و وارث بناؤں گا) یا مالک غلام مکاتب پر یہ شرط لگادے کہ اس کا والی و وارث میں ہوں گا اور غلام مکاتب نے اس کا اقرار کرلیا تو پھر وہ اس کا والی و وارث بنے گا۔

نیز آپؑ نے ارشاد فرمایا کہ امیرالمومنین علیہ السلام نے ایسے غلام مکاتب کے لئے فیصلہ فرمایا جس سے آزاد کرتے وقت مالک نے اس کے والی و وارث ہونے کی شرط لگادی تھی مگر مکاتب نے ایک دوسرے شخص کی لڑکی سے نکاح کیا اور اس سے ایک لڑکا پیدا ہوا اور وہ لڑکا آزاد ہوگیا۔ پھر وہ غلام مکاتب انتقال کرگیا اور اس کا لڑکا اس کا وارث ٹھہرا۔ اب اس لڑکے کے متعلق اختلاف ہوا کہ اس کا وارث کون ہوگا تو آپؑ نے اس کو اس کے باپ کے مالکوں سے ملحق کردیا۔

(۳۴۸۹) اور حضرت علی علیہ السلام نے ایک کنیز مکاتبہ کے متعلق فیصلہ فرمایا کہ جس نے وفات پائی اور سالانہ رقم مکاتب ادا کرچکی تھی جو اس پر عائد ہوتی تھی اور اس کی زمانہ مکاتب ہی میں اس کے لڑکا پیدا ہوگیا تھا۔ تو آپؑ نے فیصلہ فرمایا کہ وہ لڑکا بھی اسی طرح آزاد ہوگا جس طرح اس کی ماں آزاد ہوتی اور وہ اسی طرح غلام بنے گا جس طرح اس کی ماں کنیز بنتی (یعنی مکاتبت کی شرائط پوری کرنے یا نہ کرنے پر)۔

(۳۴۹۰) اور عمر صاحب کرابیس نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے ایک ایسے شخص کے متعلق جس نے اپنے غلام کو مکاتب بنادیا اور اس نے شرط لگادی کہ اس غلام کی وارثت اس کو ملے گی چنانچہ یہ مقدمہ حضرت علی علیہ السلام کی خدمت میں پیش کیا گیا تو آپ نے اس کی شرط کو باطل قرار دیدیا اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی شرط تیری شرط کے پہلے ہے۔

(۳۴۹۱) علاء نے محمد بن مسلم سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اللہ تعالیٰ کے قول نکاتبو ھم ان علمتم فیھم خیراً (سورہ نور آیت ۳۳) (ان سے مکاتبہ کرلو اگر تم ان میں خیر کا علم رکھتے ہو) کے متعلق روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ خیر یہ ہے کہ وہ گواہی دے کہ نہیں ہے کوئی اللہ سوائے اس اللہ کے اور یہ کہ محمدؐ اللہ کے رسول ہیں ۔ نیز اس کے ہاتھ میں کوئی کام یا کوئی حرفت ہو۔

(۳۴۹۲) قاسم بن سلیمان سے روایت کی گئی ہے کہ انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ حضرت علی علیہ السلام غلام مکاتب کو محنت مزدوری پر لگوادیا کرتے اس لئے کہ لوگ اس زمانہ میں یہ شرط نہیں لگایا کرتے کہ اگر وہ رقم کی ادائیگی سے عاجز رہا تو پھر غلام بن جائیگا۔ اور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ ان لوگوں کی خود اپنی شرطیں تھیں۔

نیز آپؑ نے فرمایا کہ غلام مکاتب کا تین قسطوں تک انتظار کیا جائیگا اگر وہ اقساط کی ادائیگی سے عاجز رہا تو پھر غلام بنا لیا جائیگا۔

(۳۴۹۳) راوی کا بیان ہے کہ میں نے آنجناب علیہ السلام سے قول خدا و آتو ھم من مال اللّٰہ الذی آتاکم (سورہ نور آیت ۳۳) (اور دو ان کو اللہ کے مال میں سے جو اس نے تم کو دیا ہے۔) کے متعلق دریافت کیا تو آپؑ نے فرمایا کہ میں نے اپنے پدر بزرگوار کو فرماتے ہوئے سنا آپؑ نے فرمایا ایسا نہ کرے کہ جس رقم پر مکاتبہ کا ارادہ کیا ہے اس پر (کم) نہ کرے (بلکہ) اس رقم کو زیادہ کرکے بتائے اور پھر اس زیادہ رقم کو گھٹائے بلکہ جس رقم پر مکاتبہ کی نیت ہے اس میں سے کچھ گھٹائے۔

باب :- آزاد کرنے والے کی ولایت و سرپرستی

(۳۴۹۴) اسماعیل بن مسلم نے حضرت امام جعفر بن محمد علیہ السلام سے اور انہوں نے اپنے پدر بزرگوار علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ولایت کی قرابت نسبی قرابت کے مانند ہے نہ اس کو فروخت کیا جاسکتا ہے اور نہ کسی کو ھبہ کیا جاسکتا ہے۔

(۳۴۹۵) اور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا گیا کہ آپؑ لوگ یہ کیوں کہتے ہیں کہ ایک شخص کا موالی (آزاد کردہ غلام) اسی میں سے ہے ؟ آپؑ نے فرمایا اس لئے کہ وہ موالی اس کی طینت سے خلق ہوا پھر ان دونوں میں جدائی ہوگئی پھر اسیری نے اس کو اس کی طرف پلٹا دیا پھر چونکہ اسی کی طینت اس میں بھی تھی اس لئے وہ اس پر مہربان ہوگیا اور اس نے آزاد کردیا اس لئے وہ اسی میں سے ہے۔

(۳۴۹۶) عاصم بن حمید نے ابی بصیر سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص نے ایک اور شخص کو اپنے قسم کے کفارہ یا ظہار کے کفارے میں آزاد کیا تو اس کی ولایت و سرپرستی کس کے لئے ہوگی؟ آپؑ نے فرمایا کہ اس کا والی و سرپرست وہی ہوگا جس نے اس کو آزاد کیا ہے۔

(۳۴۹۷) اور عبیداللہ بن علی حلبی کی روایت میں ہے جو انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے کی ہے آپؑ نے بیان فرمایا کہ بریرہ جو کنیز تھی وہ اپنے شوہر کے پاس رہتی تھی اس کو (بی بی) عائشہ نے خرید کر آزاد کر دیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کو اختیار دیا کہ وہ چاہے اپنے شوہر کے پاس رہے اور اگر چاہے تو وہ شوہر سے جدائی اختیار کر لے اور وہ مالکان جنہوں نے اس کو فروخت کیا تھا انہوں نے (بی بی) عائشہ پر یہ شرط عائد کر دی تھی کہ اس کنیز کے والی و وارث وہی لوگ رہیں گے۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اس کا والی و وارث وہ ہوگا جس نے اس کو آزاد کیا ہے۔ اور بریرہ کے پاس کسی نے صدقہ کا گوشت بھیجا اور اس نے وہ گوشت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ہدیہ بھیجا تو (بی بی) عائشہ نے اس گوشت کو روکا اور کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صدقہ نہیں کھاتے چنانچہ وہ گوشت رکا رہا اتنے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے اور پوچھا کہ یہ گوشت کیسا ہے کیوں نہیں پکایا گیا؟ تو (بی بی) عائشہ نے کہا یا رسول اللہ یہ بریرہ کے پاس صدقہ بھیجا گیا تھا اور آپ تو صدقہ کھاتے نہیں۔ آپؐ نے فرمایا یہ اس کیلئے صدقہ ہے اور ہم لوگوں کے لئے تو ہدیہ ہے پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس گوشت کو پکانے کا حکم دیا تو اس واقعہ سے آپ کی تین سنتیں جاری ہوئیں۔ (پہلی یہ کہ آزاد شدہ کنیز کو اپنے فسخ نکاح کا اختیار ہوگا۔ دوسرے یہ کہ ولایت اس کی ہوگی جس نے آزاد کیا ہے اس کی نہ ہوگی جس نے اپنی ولایت کی شرط لگائی ہے۔ تیسرے یہ کہ اگر کسی نے کسی کو صدقہ دیا اور اس نے وہ ہدیہ کر دیا تو بنی ہاشم کے لئے حلال ہے کیونکہ وہ ان لوگوں کے لئے صدقہ نہیں رہ گیا۔)

(۳۴۹۸) صفوان بن یحییٰ نے عیص بن قاسم سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے ایک مرتبہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا جس نے ایک غلام خریدا اور اس غلام کی ایک آزاد عورت سے اولادیں ہیں پھر اس شخص نے اس غلام کو آزاد کر دیا۔ آپؑ نے فرمایا اس کی اولاد کا والی و وارث وہ ہوگا جس نے اس کو آزاد کیا ہے۔

(۳۴۹۹) بکر بن محمد سے روایت کی گئی ہے اس کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور میرے ساتھ علی بن عبدالعزیز تھا۔ آپؑ نے مجھ سے پوچھا کہ یہ کون ہے؟ میں نے عرض کیا کہ یہ میرے مولا ہیں۔ آپؑ نے پوچھا کہ تم لوگوں کو انہوں نے آزاد کیا ہے یا ان کے باپ نے؟ میں نے عرض کیا (انہوں نے نہیں) بلکہ ان کے باپ نے۔ آپؑ نے فرمایا پھر یہ تمہارے مولا نہیں ہوئے یہ تو تمہارے بھائی یا تمہارے چچا زاد بھائی ہوئے۔ مولا وہ ہوتا ہے جس نے نعمت آزادی بخشی ہو۔ جب ان کے باپ نے (تمہیں) نعمت آزادی بخشی ہے تو یہ

تمہارے بھائی اور چچا زاد بھائی ہوئے۔
نیز راوی کا بیان ہے ایک شخص نے آنجنابؑ سے دریافت کیا اور میں وہاں حاضر تھا اس نے دریافت کیا کہ میرا ایک غلام ہے جو شراب پیتا ہے اور ان امور مکروہ میں آلودہ ہے میرا ارادہ ہے کہ اس کو آزاد کر دوں۔ تو اس کا آزاد کرنا آپؑ کے نزدیک بہتر ہے یا میرا اس کو فروخت کر دینا اور اس کی قیمت کو تصدق کر دینا؟ آپؑ نے فرمایا بعض اوقات آزاد کرنا بہتر ہے اور بعض اوقات تصدق کرنا بہتر ہے۔ آزاد کرنا اس وقت افضل و بہتر ہے۔ جب وہ نیکوکار ہوا اور جب بدکار ہو تو اس کی قیمت کو تصدق کرنا بہتر ہے اور یہ شخص جب اس حالت کا ہے تو میرے نزدیک اس کا فروخت کر دینا بہتر ہے۔

(۳۵۰۰) حسن بن محبوب نے سماعہ سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے ایک ایسے شخص کے متعلق جو اپنے کسی قرابتدار و صاحب رحم کا مالک ہو گا اب کیا اس کے لئے یہ بہتر ہے کہ اس کو فروخت کر دے یا اس کو غلام بنائے رکھے؟ آپؑ نے فرمایا اس کو اس کا فروخت کرنا درست نہیں ہے اور نہ اس کو اپنا غلام بنائے رکھنا درست ہے۔ وہ اس کا مولا اور دینی بھائی ہے ان دونوں میں سے جو مرے گا دوسرا اس کا وارث ہو گا مگر یہ کہ اس کا کوئی اور رشتہ دار ہو جو اس سے زیادہ قریبی ہو۔

(۳۵۰۱) حذیفہ بن منصور نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ آزاد کرنے والا ہی مولا ہوتا ہے اور اس کی اولاد جس کی طرف چاہے خود کو منسوب کرے۔

(۳۵۰۲) اور حسن بن محبوب نے خالد بن جریر سے انہوں نے ابی ربیع سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سائبہ کے متعلق دریافت کیا گیا تو آپؑ نے فرمایا یہ وہ شخص ہے جس نے اپنے غلام کو آزاد کر دیا اور اس سے کہا کہ تو جدھر چاہے چلا جا نہ تیری میراث میں میرے لئے کچھ ہو گا نہ تیرے جرائم کا مجھے کوئی تاوان دینا پڑے گا اور وہ اس پر دو آدمیوں کو گواہ بنا دے۔

(۳۵۰۳) شعیب سے روایت کی گئی ہے انہوں نے ابی بصیر سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق عیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آنجنابؑ سے ایک غلام کے متعلق دریافت کیا گیا جسے بحیثیت سائبہ آزاد کر دیا گیا ہو۔ آپؑ نے فرمایا کہ وہ جس کو چاہے اپنے جرائم کا ذمہ دار اور متولی بنا دے اس کی میراث اس کو ملے گی۔ راوی کا بیان ہے کہ اور اگر وہ بالکل خاموش رہے کسی کو اپنا متولی نہ بنائے یہاں تک کہ مرجائے؟ آپؑ نے فرمایا پھر اس کا مال مسلمانوں کے بیت المال میں داخل کر دیا جائیگا۔

(۳۵۰۴) اور ابن محبوب نے عمّار بن ابی الاحوص سے روایت کی ہے اس کا بیان ہے کہ میں نے آنجنابؑ سے سائبہ کے متعلق دریافت کیا تو آپؑ نے فرمایا کہ قرآن مجید میں دیکھو جہاں کہیں تحریر رقبہ (بندہ آزاد) کرنے کا ذکر آیا ہے تو اے عمّار وہی ایسا سائبہ ہے کہ سوائے اللہ کے مسلمانوں میں سے اس کا کوئی والی و وارث نہیں ہے اور جس کا والی و وارث اللہ تعالیٰ

ہے اس کا والی و وارث اللہ کا رسول ہے اور جس کا والی و وارث اللہ کا رسول ہے اس کا والی و وارث امام ہے اور اس کے جرم کا تاوان بھی امام پر ہے اور اس کی میراث انہی کے لئے ہے۔

(۳۵۰۵) یاسین نے حریز سے انہوں نے سلیمان بن خالد سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے راوی کا بیان ہے کہ میں نے آنجنابؑ سے دریافت کیا ایک مملوک خود کو خریدنا چاہتا ہے اور اس نے اس کے لئے ایک آدمی کو فریب میں لیا۔ کیا وہ شخص جو اس کے فریب میں آگیا ہے اس کے لئے یہ جائز ہے کہ وہ (اسے خود) اس مملوک کی رقم سے خرید لے اور مالک کو نہ بتائے کہ اس نے اس غلام کو اسی کی رقم سے خریدا ہے؟ آپؑ نے فرمایا کہ یہ اس کے لئے جائز نہیں ہے۔ اور اگر وہ چاہتا ہے کہ یہ معاملہ اس کے اور اللہ کے درمیان درست ہوجائے اور وہ اس کا ولی و سرپرست بھی ہوجائے تو مملوک کی قیمت میں کچھ اپنی طرف سے ملاکر اضافہ کردے اپنی رقم اس کی قیمت میں ملاکر اضافہ کرنے سے اس کو اس غلام کی ولایت حلال ہوجائے گی اور پھر وہ اس آزاد شدہ غلام کا والی و وارث بنا رہے گا۔

(۳۵۰۶) حسن بن محبوب نے ابو ایوب سے انہوں نے بریدہ عجلی سے روایت کی ہے اس کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے ایک شخص کے متعلق دریافت کیا جس پر ایک بندہ آزاد کرنا واجب تھا۔ مگر وہ آزاد کرنے سے پہلے ہی مرگیا تو اس کے لڑکے نے جاکر اپنی کمائی سے ایک غلام خریدا اور اس کو اپنے باپ کی طرف سے آزاد کردیا اور اس آزاد شدہ غلام نے مال کمایا اس کے بعد وہ مرگیا اور سارا مال چھوڑ گیا تو اس کی میراث کون پائے گا۔ راوی کا بیان ہے کہ آپؑ نے فرمایا اگر اس کے باپ پر غلام کا آزاد کرنا بربنائے نذر یا بربنائے شکر یا کسی اور بنا پر واجب تھا تو وہ آزاد کردہ غلام سائبہ ہوگا اس پر کسی کی ولایت نہ ہوگی۔ اور اگر اس نے اپنی موت سے پہلے مسلمانوں میں سے کسی کو اپنا متولی بنا لیا تھا اور وہ اس کے گناہوں اور خطاؤں کے تاوان کا ضامن بن گیا تھا تو وہ اس کا والی و وارث ہوگا بشرطیکہ مسلمانوں سے کوئی اس غلام کا ایسا قریبی رشتہ دار نہ ہو جو اس کا وارث قرار پائے۔ اور اگر کسی نے کسی کو اپنا متولی نہیں بنایا تھا یہاں تک کہ مرگیا تو اس کی میراث امام المسلمین کو جائیگی بشرطیکہ مسلمانوں میں سے اس کا کوئی ایسا قرابتدار نہ ہو جو اس کا وارث قرار پائے۔ آپؑ نے فرمایا اور اگر اس کے باپ پر غلام کا آزاد کرنا مستحب تھا اور اس کے باپ نے اس کو حکم دیا تھا کہ میری طرف سے ایک غلام آزاد کردینا تو اس آزاد کردہ غلام کی تولیت و میراث مرنے والے کی تمام اولاد کے لئے ہوگی اور فرمایا وہ لڑکا جس نے اپنے باپ کے حکم سے غلام خریدا اور اس کو آزاد کیا ہے وہ بھی وارثوں میں سے ایک شمار کیا جائے گا۔ بشرطیکہ اس غلام کے مسلمانوں میں ایسے آزاد قرابتدار نہ ہوں جو اس کے وارث قرار پائیں۔ نیز فرمایا کہ اس کے اس لڑکے نے جس نے اپنے باپ کے مرنے کے بعد اپنے مال میں سے ایک غلام خرید کر اپنے باپ کی طرف بطور استحباب آزاد کیا ہے بغیر اس کے کہ اس کے باپ نے اس کو کوئی حکم دیا ہو تو وہی اس کا والی و وارث قرار پائے گا جس نے یہ غلام اپنے مال سے خریدا اور اپنے باپ کی طرف سے آزاد کیا ہے بشرطیکہ مسلمانوں میں سے اس غلام کے قرابتداروں میں سے کوئی وارث نہ ہو۔

باب :- امهات الاولاد

(۳۵۰۷) حسن بن محبوب نے علی بن رئاب سے انہوں نے زرارہ سے اور انہوں نے امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے ایک مرتبہ آنجنابؑ سے ام ولد کے متعلق دریافت کیا تو آپؑ نے فرمایا کہ وہ کنیز ہے فروخت کی جاسکتی ہے وراثت میں جاسکتی ہے ہبہ کی جاسکتی ہے اور شرعی حد (کی صورت میں اس پر) ایک کنیز کی شرعی حد جاری ہوگی۔

(۳۵۰۸) اور حسن بن محبوب نے وهب بن عبدربّہ سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک شخص کے متعلق روایت کی ہے جس نے اپنی ام ولد کا نکاح اپنے ایک غلام سے کر دیا پھر مالک مرگیا؟ آپؑ نے فرمایا اس غلام کو کوئی اختیار نہیں کنیز وارثوں کی مملوکہ ہے۔

(۳۵۰۹) محمد بن علی بن محبوب کی روایت میں ہے انہوں نے احمد بن محمد بن عیسیٰ اور انہوں نے بزنطی سے انہوں نے عبداللہ بن سنان سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا جس نے وفات پائی اور اس کی ایک ام ولد تھی اور اس کا اس ام ولد سے ایک لڑکا ہے اب کیا کسی مرد کے لئے یہ درست ہے کہ وہ اس ام ولد سے نکاح کرلے؟ آپؑ نے فرمایا کہ مجھ سے بیان کیا گیا ہے کہ حضرت علی علیہ السلام نے ان امہات الاولاد کے لئے وصیت فرمائی جن کے پاس وہ برابر جایا کرتے تھے کہ جن امہات الاولاد میں جس کے کوئی لڑکا ہے وہ اپنے لڑکے کے حصے میں جائے گی اور جس کے کوئی لڑکا نہیں ہے وہ آزاد ہوجائیگی۔ اور آپؑ نے اس ام ولد کو جس کے کوئی لڑکا ہے اس کو اس کے لڑکے کے حصہ میں اس لئے قرار دیا تاکہ وہ بغیر اپنے گھر والوں کی (یعنی لڑکے کی) اجازت کے کوئی نکاح نہ کرے۔

(۳۵۱۰) اور سلیمان بن داؤد منقری نے عبدالعزیز بن محمد سے روایت کی ہے اس کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا یا آنجنابؑ کو فرماتے ہوئے سنا کہ آزاد عورت پر لڑکے کو دودھ پلانے کے لئے جبر نہیں کیا جائے گا مگر ام ولد پر جبر کیا جاسکتا ہے۔

(۳۵۱۱) ابن مسکان نے سلیمان بن خالد سے اور انہوں نے ائمہ علیہم السلام میں سے کسی ایک سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ حضرت علی علیہ السلام جب کوئی ایسا شخص مرجاتا جس کی زوجیت میں کوئی کنیز ہوتی تو اس کنیز کو اس (فوت شدہ) کے مال سے خرید کر آزاد کردیتے پھر آزاد شدہ اس کنیز کو بھی اس کا وارث بنا دیتے۔

(۳۵۱۲) اور عمر بن یزید نے حضرت ابو ابراہیم علیہ السلام سے روایت کی ہے اس کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے آنجنابؑ سے عرض کیا کہ میں آپؑ سے ایک بات پوچھنا چاہتا ہوں۔ آپؑ نے فرمایا کیا پوچھنا چاہتے ہو پوچھو۔ میں نے عرض

کیا کہ حضرت امیرالمومنین علیہ السلام نے امہات الاولاد کو کیوں فروخت کیا؟ آپؑ نے فرمایا کہ ان کو آزاد کرانے کے لئے میں نے عرض کیا کہ یہ کیسے؟ آپؑ نے فرمایا کہ جو کوئی مرد ایک کنیز خریدے اور اس سے اولاد پیدا کرے پھر اس کی قیمت ادا نہ کرے اور نہ اتنا مال چھوڑے کہ اس سے اس کی قیمت ادا کی جائے تو اس کنیز سے اسکا لڑکا لے لیا جائیگا۔ اور اس کنیز کو فروخت کر کے اس کی قیمت جو باقی ہے ادا کر دی جائیگی۔ میں نے عرض کیا تو پھر اور قرضوں کے لئے بھی اس کو فروخت کیا جائیگا؟ آپؑ نے فرمایا کہ نہیں۔

(۳۵۱۳) عاصم نے محمد بن قیس سے اور انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے آپؑ نے فرمایا کہ امیرالمومنین علیہ السلام کا ارشاد ہے اگر کوئی شخص ترکہ میں ایک کنیز چھوڑے اور اس کے ایک لڑکا پیدا ہو گیا ہو یا اس کے بطن میں ہو یا اس کے کوئی لڑکا نہ ہو تو اگر اس کے مالک نے اسے آزاد کر دیا ہو تو وہ آزاد ہے اور اگر اس نے آزاد نہیں کیا یہاں تک کہ وہ مر گیا تو اس کے متعلق کتاب خدا میں بتا دیا گیا ہے اور کتاب خدا (میں میراث کے متعلق واضح حکم) حق ہے۔ آپؑ نے فرمایا اور اگر اس کے لڑکا ہے اور ترکہ میں کچھ مال چھوڑا ہے تو اس کو اس کے لڑکے کے حصہ میں ڈال کر اس لڑکے کے اولیا اس کنیز کو روکے رکھیں گے یہاں تک کہ لڑکا بڑا ہو جائے تو وہی اگر چاہے گا تو اس کو آزاد کرلے گا اور وہی لوگ اس کے لڑکے کے وارث ہوں گے جب تک وہ کنیز رہے گی اگر اس کے لڑکے نے اس کو آزاد کر دیا تو وہ آزاد ہو جائے گی اور اگر وہ لڑکا مر گیا اور اس کو آزاد نہیں کیا تو یہ اولیا اگر چاہیں تو کنیز بنائیں یا چاہیں تو آزاد کر دیں۔

اور امیرالمومنین علیہ السلام نے ایک ایسے شخص کے متعلق فیصلہ فرمایا جس نے اپنے ترکہ میں ایک کنیز چھوڑی جس سے ایک لڑکی پیدا ہوئی جو چھوٹی تھی مگر واضح طور پر بات کر لیتی تھی اس نے اپنی ماں کو آزاد کر دیا تو اس لڑکی کے موالی اس کے متعلق جھگڑنے لگے تو آپؑ نے اس لڑکی کا اپنی ماں کو آزاد کرنے کو جائز قرار دے دیا۔

(۳۵۱۴) حسین بن سعید نے صفوان بن یحییٰ سے انہوں نے ولید بن ہشام سے روایت کی ہے اس کا بیان ہے کہ میں مصر سے چلا اور میرے ساتھ ایک غلام تھا چنانچہ میں عشر وصول کرنے والے کی طرف گزرا تو اس نے مجھ سے سوال کیا میں نے کہہ دیا یہ سب کے سب آزاد ہیں پھر میں مدینہ آیا اور حضرت امام زین العابدین علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور عشر وصول کرنے والے سے جو کہا تھا اسے بیان کیا آپؑ نے فرمایا (غلام کے آزاد کر دینے سے) تجھ پر کوئی گناہ نہیں ہے میں نے عرض کیا مگر ان میں ایک کنیز بھی تھی جس سے میں نے مجامعت کی تھی اور اس کے حمل قرار پا گیا ہے۔ آپؑ نے فرمایا کوئی بات نہیں کیا اس کنیز کا یہ لڑکا نہیں جو اس کو آزاد کرے گا؟ اگر اس کا مالک مر گیا تو وہ کنیز اپنے لڑکے کے حصہ میں جائیگی (اور آزاد ہو جائیگی)۔

باب :- حریت (آزادی)

(۳۵۱۵) حسن بن محبوب نے عبداللہ بن سنان سے روایت کی ہے اس کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا وہ فرما رہے تھے کہ حضرت امیرالمومنین علیہ السلام ارشاد فرمایا کرتے تھے کہ تمام کے تمام انسان آزاد ہیں سوائے اس کے جو اپنی غلامی کا خود اقرار کرلے اور کہیں پایا گیا ہو وہ خواہ غلام ہو یا کنیز۔ اور جس کی غلامی کی دو آدمی گواہی دیں وہ خواہ چھوٹا ہو یا بڑا۔

(۳۵۱۶) عباس بن عامر سے انہوں نے ابان سے انہوں نے محمد بن فضل ہاشمی سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا کہ ایک شخص اقرار کرتا ہے کہ وہ غلام ہے۔ آپ نے فرمایا اس اقرار کی وجہ سے وہ گرفت میں آئے گا (اس اقرار کی وجہ سے کسی نے اس کو خرید لیا اور بعد میں جھوٹ ثابت ہوا تو) خریدار کو رقم واپس کرائی جائیگی۔

(۳۵۱۷) سکونی حضرت امام جعفر بن محمد علیہ السلام سے انہوں نے پدر بزرگوار علیہ السلام سے انہوں نے اپنے آبائے کرام علیہم السلام سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جب کوئی غلام اندھا ہو جائے تو اس کی غلامی نہیں رہے گی اور جب کوئی غلام مرض جذام میں مبتلا ہو جائے تو اس کی غلامی ختم ہو جائے گی۔

(۳۵۱۸) اور امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ جب کوئی غلام اندھا ہو گیا تو وہ آزاد ہو گیا۔

(۳۵۱۹) ہشام بن سالم نے ابو بصیر سے انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ حضرت امیرالمومنین علیہ السلام نے فیصلہ فرمایا اس شخص کے متعلق جس نے اپنے غلام کو کوئی عبرت ناک سزا دیدی تو وہ غلام آزاد ہے اس پر کسی کی دسترس نہیں وہ سائبہ ہے وہ جسے چاہے اپنا متولی بنالے اگر وہ اس کے کسی حادثہ کا ضامن بن جائے تو وہ اس کا وارث ہو گا۔

(۳۵۲۰) اور ایک عورت کے متعلق روایت کی گئی ہے کہ جس نے اپنی کنیز کے پستان کاٹ دیئے کہ اب وہ کنیز آزاد ہے اس پر اس کی مالکہ کو کوئی اختیار نہیں۔

(۳۵۲۱) طلحہ بن زید نے حضرت امام جعفرؑ بن محمد علیہ السلام سے اور انہوں نے اپنے پدر بزرگوار علیہ السلام سے روایت کی ہے ایک ایسے شخص کے متعلق جس نے اپنے غلام کا ایک جزو آزاد کر دیا تو آپ نے فرمایا کہ وہ غلام مکمل آزاد ہے اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کا کوئی شریک نہیں۔

(۳۵۲۲) سکونی نے حضرت جعفرؑ بن محمدؑ سے اور انہوں نے اپنے پدر بزرگوار حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے ایسے شخص کے متعلق روایت کی ہے جس نے اپنی کنیز کو آزاد کر دیا جو حاملہ تھی تو اس کے پیٹ میں جو بچہ تھا اس کو آزادی سے مستثنیٰ

قرار دے لیا۔ آپؑ نے فرمایا کہ وہ کنیز اور اس کے پیٹ میں جو بچہ دونوں آزاد ہیں اس لئے کہ اس کے پیٹ میں جو کچھ ہے وہ اسی کا ایک حصہ ہے۔

(۳۵۲۳) سیف بن عمیرہ سے روایت ہے اس کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ کیا ایک مسلمان کے لئے یہ جائز ہے کہ وہ اپنے غلام کو جو مشرک ہے آزاد کردے؟ آپؑ نے فرمایا کہ نہیں۔

(۳۵۲۴) ابوالبختری نے حضرت امام جعفرؑ بن محمدؑ سے اور انہوں نے اپنے پدر بزرگوار علیہما السلام سے روایت کی ہے کہ حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا کہ آزادی میں اندھے کانے اور اپاہج کا آزاد کرنا جائز نہیں ہے ہاں مشلول اور لنگڑے کا آزاد کرنا جائز ہے۔

(۳۵۲۵) علی بن جعفر سے روایت ہے انہوں نے اپنے بھائی حضرت امام موسیٰ بن جعفر علیہما السلام سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے آنجنابؑ سے دریافت کیا کہ ایک شخص پر ایک غلام آزاد کرنا واجب ہے تو ان دونوں میں سے کس کو آزاد کرنا افضل ہے بڑے بوڑھے کو یا کسی نوجوان کو۔ آپؑ نے فرمایا وہ اس کو آزاد کرے جس کو کسی دوسرے کی خدمت کی ضرورت نہ ہو۔ مگر نوجوان سے افضل و بہتر بڑے بوڑھے کو آزاد کرنا ہے۔

(۳۵۲۶) احمد بن ہلال سے روایت ہے اس کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام ابوالحسن علی النقی علیہ السلام کی خدمت میں عریضہ تحریر کیا کہ مجھ پر ایک غلام آزاد کرنا فرض تھا کہ اتنے میں میرا ایک غلام بھاگ گیا اور مجھے معلوم نہیں وہ کہاں ہے۔ کیا میرے لئے یہ جائز ہے کہ میں اس بھاگے ہوئے غلام کو آزاد کردوں؟ آپؑ نے فرمایا ہاں۔

(۳۵۲۷) ابوہاشم جعفری سے روایت ہے اس کا بیان ہے کہ میں نے حضرت ابوالحسن علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص کا غلام بھاگ گیا ہے کیا یہ اس کے لئے جائز ہے کہ اس غلام کو اپنے ظہار کے کفارہ میں آزاد کردے؟ آپؑ نے فرمایا کہ کوئی مضائقہ نہیں جب تک کہ اس غلام کی موت کی خبر نہ ہو۔

باب :- ولدالزنا اور لقیط کے متعلق روایات

(۳۵۲۸) سعید بن یسار سے روایت ہے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ اگر ولدالزنا کو آزاد کیا جائے تو کوئی مضائقہ نہیں۔

(۳۵۲۹) عنبسہ بن مصعب نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے راوی کا بیان ہے کہ میں نے آنجنابؑ سے عرض کیا کہ میری ایک کنیز ہے جس نے زنا کیا کیا میں (اس زنا سے پیدا ہونے والے) اس کے بچہ کو فروخت کرسکتا ہوں آپؑ نے فرمایا ہاں میں نے عرض کیا اور کیا اس کی قیمت سے حج کرسکتا ہوں۔ آپؑ نے فرمایا ہاں۔

(۳۵۳۰) حمّاد نے حلبی سے روایت کی ہے اس کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا گیا ولد الزنا کے متعلق کہ کیا اس کی خرید وفروخت ہو سکتی ہے یا اس سے خدمت لی جا سکتی ہے ؟ آپؑ نے فرمایا کہ ہاں لیکن کہیں پڑی ہوئی کنیز (لقیطہ) نہیں خریدی جائیگی۔

(۳۵۳۱) حمّاد بن عیسیٰ نے حریز سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے۔ آپؑ نے فرمایا کہ کہیں راستہ پر پھینکا ہوا ولد الزنا بچہ آزاد ہے اگر وہ چاہے تو جن لوگوں نے اس کی پرورش کی ہے ان کو اپنا والی و وراث بنائے اور اگر وہ چاہے تو کسی غیر کو۔

(۳۵۳۲) اور مثنیٰ کی روایت میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ آپؑ نے فرمایا جس نے اس پھینکے ہوئے بچہ کی پرورش کی ہے وہ اس بچہ سے (بڑے ہونے کے بعد) اس کی پرورش میں جو خرچ ہوا ہے اسے ادا کرنے کا مطالبہ کرے تو وہ بچہ اگر مالدار ہے تو اسے ادا کر دے اور اگر وہ مالدار نہیں ہے تو پرورش کرنے والے کی طرف سے جو کچھ خرچ کیا گیا ہے وہ صدقہ ہوگا۔

(۳۵۳۳) زرارہ نے ان دونوں امامین علیہما السلام میں سے کسی ایک سے روایت کی ہے کہیں ایک پڑی ہوئی بچی کے متعلق تو آپؑ نے فرمایا وہ آزاد ہے نہ اس کو خریدو نہ فروخت کرو۔ اور اگر کوئی زنا سے پیدا شدہ لڑکا ہے تو وہ تیرا مملوک ہے تم اس کو چاہے اپنی غلامی میں رکھو چاہے فروخت کر دو وہ تمہارا مملوک اور غلام ہے۔

باب :- الاباق (غلام کا فرار کر جانا)

(۳۵۳۴) حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ بھاگے ہوئے غلام کی نماز قبول نہیں ہوگی جب تک وہ اپنے مالک کے پاس واپس نہ آجائے۔

(۳۵۳۵) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا اگر کوئی غلام بھاگے مگر اپنے شہر سے باہر نہ نکلے تو اس کو بھاگنے والا نہیں کہا جائیگا۔

(۳۵۳۶) زید شحام نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ ایک مرتبہ آنجنابؑ سے دریافت کیا گیا کہ ایک شخص ڈرتا ہے کہ اس کا غلام بھاگ جائیگا یا ہو سکتا ہے کہ کبھی بھاگ گیا ہو۔ تو کیا وہ اس کو مقید کر دے یا اس کے گلے میں کوئی نشانی لٹکا دے ؟ آپؑ نے فرمایا وہ بمنزلہ اونٹ کے ہے جس سے ڈرا جاتا ہے کہ کہیں بھاگ نہ جائے۔ لہٰذا اگر تم کو اس کا خوف ہے تو پورے طور سے اس کی حفاظت کا سامان کرو۔ اس کو پیٹ بھر کھانا اور تن ڈھانپنے کے لئے کپڑا دیا کرو۔ میں نے عرض کیا پیٹ بھرنے کے لئے کتنا ؟ آپؑ نے فرمایا ہم لوگ تو اپنے عیال کو دو مد کھوریں دیتے ہیں۔

(۳۵۳۷) محمد بن مسلم نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے اس کا بیان ہے کہ میں نے آنجنابؑ سے ایک ایسی کنیز کے متعلق دریافت کیا جو مدبرہ تھی مگر اپنے مالک سے کئی سال تک بھاگی رہی پھر اپنے مالک کے مرنے کے بعد اپنے بال بچے و مال ومتاع لے کر واپس آئی اور دو آدمیوں نے گواہی دی کہ اس کے بھاگنے سے پہلے اس کے مالک نے اس کو اپنی حیات ہی میں مدبرہ کر دیا تھا۔ آپؑ نے فرمایا کہ میری نظر میں اس کے پاس جو کچھ ہے وہ سب مرنے والے کے وارثوں کا ہے میں نے عرض کیا کہ وہ اپنے مالک کے ایک تہائی (حق وصیت) میں بھی آزاد نہیں ہوگی؟ آپؑ نے فرمایا نہیں اس لئے کہ وہ بھاگ گئی تھی اس طرح اس نے اللہ کی بھی نافرمانی کی اور اپنے مالک کی بھی اس لئے بھاگنے کی وجہ سے مدبرہ رہنے کا حق باطل ہو گیا۔

(۳۵۳۸) اسماعیل بن مسلم نے حضرت امام جعفرؑ بن محمدؑ سے انہوں نے اپنے پدر بزرگوار علیہما السلام سے روایت کی ہے کہ ایک مرتبہ حضرت علی علیہ السلام کی خدمت میں ایک ایسے شخص کا معاملہ پیش ہوا جس نے کسی کے بھاگے غلام کو پکڑا تو وہ کچھ دن اس کے ساتھ رہا پھر وہاں سے بھی بھاگا۔ تو آپؑ نے فرمایا کہ وہ حلف اٹھائے گا کہ قسم اس اللہ کی جس کے سوا کوئی اللہ نہیں کہ اس نے اس غلام کا لباس اور جو کچھ اس کے جسم پر تھا نہ فروخت کیا ہے نہ اس کو مالک کے پاس بھیجنے میں کوئی کوتاہی کی ہے۔ جب وہ یہ حلف اٹھائے گا تب ذمہ داری سے بری ہو جائیگا۔

(۳۵۳۹) غیاث بن ابراہیم دارمی نے حضرت جعفر بن محمد علیہما السلام سے اور انہوں نے اپنے پدر بزرگوار علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے ایک بھاگے ہوئے غلام کی (پکڑ لانے) کی مزدوری کے متعلق فرمایا کہ ایک مسلمان ایک مسلمان کو واپس کر دیگا (مزدوری نہیں لیگا)۔

(۳۵۴۰) نیز آنجناب علیہ السلام نے فرمایا ایسے شخص کے متعلق جس نے ایک بھاگے ہوئے غلام کو پکڑ لیا پھر وہ بھاگ گیا تو اس پر کوئی الزام نہیں۔

(۳۵۴۱) حسن بن محبوب نے حسن بن صالح سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے اس کا بیان ہے کہ میں نے آنجنابؑ سے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا جس کو ایک جانور ملا جو اس کے پڑوسی کا تھا اور اس نے اس کو پکڑ لیا تاکہ اس پڑوسی کو پہنچائے اسی اثناء میں وہ جانور مر گیا۔ آپؑ نے فرمایا اس پر کوئی الزام نہیں آئے گا۔

(۳۵۴۲) علی بن رئاب نے روایت کی ہے ابو عبیدہ سے اور اس نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے کہ آپؑ نے فرمایا کہ جب کوئی غلام اپنے مالک سے بھاگا ہو پھر اس کے بعد اس نے چوری کی ہو تو اس کے ہاتھ نہیں کاٹے جائینگے کیونکہ وہ بھاگا ہوا ہے اور اسلام سے مرتد ہونے کے بمنزلہ ہے۔ اس سے کہا جائیگا کہ وہ اپنے مالک کی طرف واپس جائے اور اسلام کی صف میں داخل ہو۔ اگر وہ اپنے مالک کی طرف واپس جانے سے انکار کرے تو پہلے چوری کی سزا میں اس کے ہاتھ کاٹے جائیں گے پھر اسے قتل کر دیا جائیگا اور جب کوئی مرتد چوری کرے تو وہ اس کے بمنزلہ ہے۔

(۳۵۴۳) ابن ابی عمیر نے ابی حبیب سے انہوں نے محمد بن مسلم سے اور انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے راوی کا بیان ہے کہ میں نے آنجناب سے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا کہ جس نے ایک آدمی سے ایک غلام خریدا اور فروخت کرنے والے کے دو غلام تھے اس نے خریدار سے کہا کہ جاؤ اور ان دونوں میں سے ایک کو چن لو اور دوسرے کو مجھے واپس کردو (یہ کہکر) اس نے قیمت وصول کرلی۔ اب خریدار دونوں کو لے چلا لیکن اس کے پاس سے ایک غلام بھاگ گیا۔ آپؑ نے فرمایا خریدار کے پاس جو دونوں میں سے ایک رہ گیا ہے وہ فروخت کرنے والے کو واپس کردے اور اپنی آدھی قیمت اس سے لے لے اور غلام کی تلاش میں نکلے اگر مل جائے تو پھر ان دونوں میں سے جسے چاہے لے لے دوسرے کو واپس کردے اور اگر وہ بھاگا ہوا غلام نہ ملے تو وہ ایک غلام خریدار اور بیچنے والے دونوں کے درمیان مشترک رہے گا۔

(۳۵۴۴) ابی جمیلہ سے روایت کی گئی اور انہوں نے عبداللہ بن ابی یعفور سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ مفرور ہونے والے کے لئے کسی پتّہ یا کاغذ پر یہ لکھو۔ بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم ید فلان مغلولة الی عنقه اذا اخرجها لم یکد یراها و من لم یجعل اللّٰه له نوراً فما له من نور (سورہ نور آیت نمبر ۴۰) (یعنی اللہ کے نام سے جو رحمن و رحیم ہے۔ فلاں کا ہاتھ اس کی گردن سے بندھا ہوا ہے وہ جب اس کو نکالے تو اس کو دیکھ نہ سکے اور جس شخص کو اللہ نے نہیں دیا اس کے لئے کوئی نور نہیں) پھر اس کو لپیٹ دو اور دو لکڑیوں کے درمیان رکھ کر اندھیرے گھر کے گوشے میں ڈالدو جس میں وہ عموماً پناہ لیتا یا چھپتا ہے۔

(۳۵۴۵) معاویہ بن عمار نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا تم مفرور کے لئے یہ دعا پڑھو اور اسے ایک پرچہ پر لکھو۔ اَللّٰهُمَّ السَّمَاءُ لَکَ وَ الْاَرْضُ لَکَ وَ مَا بَیْنَهُمَا لَکَ، فَاجْعَلْ مَا بَیْنَهُمَا اَضْیَقَ عَلَى فُلَانٍ مِنْ جِلْدِ جَمَلٍ حَتّٰى تُرَدَّهُ عَلَیَّ وَ تَظْفَرَنِی بِهٖ (پروردگار آسمان بھی تیرا ہے اور زمین بھی تیری اور جو کچھ ان دونوں کی درمیان ہے وہ بھی تیرا ہے پس ان دونوں کے درمیان کو فلاں پر اونٹ کی جلد سے بھی زیادہ تنگ کردے یہاں تک کہ وہ میرے پاس واپس آجائے اور مجھے اس پر فتحیاب فرما)۔

اور اس تحریر کے گرد مدور شکل میں آیتہ الکرسی لکھ دے اور اس کو ایسی جگہ دفن کردے جہاں وہ عموماً رات کو آتا ہے اور اس پر کوئی بھاری چیز رکھ دے۔

باب :- ارتداد

(کسی مسلمان کا اسلام چھوڑ کر مرتد ہو جانا)

(۳۵۴۶) ہشام بن سالم نے عمّار سا باطی سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا وہ جنابؑ فرمارہے تھے کہ مسلمانوں میں سے کوئی بھی مسلمان اگر اسلام چھوڑ کر مرتد ہو جائے اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت سے انکار کرے اور آنحضرتؐ کی تکذیب کرے تو اس کا خون ہر اس شخص پر مباح ہے جو اس کو یہ کہتے ہوئے سنے اور اسکی زوجہ اس سے جدا ہو جائے گی وہ اس سے مقاربت نہ کرے اور اس کا مال اس کے وارثوں میں تقسیم ہو جائے گا اور اس کی عورت اپنے شوہر کی وفات کا عدہ رکھے گی اور امام پر واجب ہے کہ اس کو قتل کردے اگر وہ پکڑ کر لایا جائے اور اس کو توبہ کرنے کے لئے نہ کہا جائے ۔

(۳۵۴۷) سکونی نے حضرت جعفر بن محمد علیہما السلام سے انہوں نے اپنے پدر بزرگوارؑ سے انہوں نے اپنے آبائے کرام علیہم السلام سے روایت کی ہے کہ اسلام سے مرتد ہونے والے کی عورت اس سے علیحدہ کردی جائے گی ،۔اس کا ذبیحہ نہیں کھایا جائے گا اور اس کو تین دن تک دین اسلام میں واپس آنے کے لئے کہا جائے گا اگر واپس آگیا تو ٹھیک ورنہ چوتھے دن اس کو قتل کردیا جائے گا بشرطیکہ وہ صحیح العقل ہو۔

اس کتاب کے مصنف علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ اس مرتد سے مراد وہ ہے جو مسلمان کی اولاد نہ ہو۔

(۳۵۴۸) حمّاد نے حلبی سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے اسلام سے مرتد ہونے والی عورت کے متعلق کہ اس کو قتل نہیں کیا جائے گا بلکہ اس سے سخت خدمت لی جائیگی اس کا کھانا پانی بند کر دیا جائے گا لیکن صرف اتنا کہ وہ زندہ رہے اور اس کو سخت اور موٹا کپڑا پہنایا جائیگا اور نماز کے وقت اس کو مارا پیٹا جائیگا۔

(۳۵۴۹) اور غیاث بن ابراہیم کی روایت میں جسے انہوں نے حضرت جعفر بن محمد علیہما السلام سے اور انہوں نے اپنے پدربزرگوار علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ حضرت علی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ اگر کوئی عورت اسلام سے مرتد ہو جائے تو وہ قتل نہیں کی جائے گی بلکہ وہ حبس دوام یعنی تاحیات قید میں ڈال دی جائے گی۔

(۳۵۵۰) حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے بیان فرمایا کہ حضرت علی علیہ السلام جس وقت اہل بصرہ سے قتال کرکے فارغ ہوئے تو آپؑ کے پاس ستر(۷۰) عدد سوڈانی آئے آپؑ کو سلام کیا اور اپنی زبان میں بات کی آپؑ نے ان لوگوں سے کہا میں وہ نہیں ہوں جو تم لوگ کہتے ہو میں تو اللہ کا ایک بندہ ہوں اور مخلوق ہوں مگر وہ لوگ نہیں مانے اور اللہ ان پر لعنت کرے انہوں نے کہا نہیں بلکہ آپؑ وہ ہیں۔آپؑ نے فرمایا اگر تم لوگ اپنے قول سے نہیں پلٹے اور اللہ کی بارگاہ میں توبہ نہیں کی تو میں تم لوگوں کو قتل کردونگا ان لوگوں نے توبہ کرنے اور اپنے قول سے پلٹنے سے انکار کیا۔راوی کا بیان ہے کہ

اس پر آپؑ نے حکم دیا کہ ان سب کے لئے چند کنوئیں کھودے جائیں چنانچہ کنوئیں کھودے گئے اور ان کنوؤں کے درمیان سوراخ بنا دیئے گئے۔ پھر ان کنوؤں میں ان سب کو ڈال دیا گیا اور ان کنوؤں کے منہ ڈھانپ دیئے گئے پھر ان میں سے ایک کنوئیں میں آگ روشن کردی گئی کہ جس کے اندر ان میں سے کوئی نہ تھا اور اس کا دھواں تمام کنوؤں میں بھر گیا اور وہ اس سے گھٹ کر مرگئے۔

اس کتاب کے مصنف علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ غلات اللہ ان پر لعنت کرے کہتے ہیں کہ اگر علیؑ رب نہ ہوتے تو ان سوڈانیوں کو آگ کا عذاب نہ دیتے۔ تو ان سے کہا جائے گا کہ اگر وہ رب ہوتے تو وہ کنوئیں کھودنے اور ان کے درمیان سوراخ رکھنے اور کنوؤں کے منہ ڈھانپ دینے کے محتاج نہ ہوتے بلکہ وہ ان کے اجسام میں آگ پیدا کردیتے وہ بھڑک اٹھتی اور جلا دیتی۔ مگر چونکہ وہ بندے اور مخلوق تھے اس لئے انہوں نے کنوئیں کھدوائے پھر جو کچھ کیا وہ کیا تاکہ ان پر حکم خدا جاری کریں اور انہیں قتل کریں۔ اور اگر جو شخص آگ کا عذاب دے اس سے حد جاری کرے وہ رب ہو تو پھر جو بغیر آگ کے عذاب دے وہ رب نہ ہوگا۔ حالانکہ ہم لوگ ایسی مثالیں پاتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے کسی قوم کو غرق سے، کسی کو آندھی سے، کسی کو طوفان سے، کسی کو ٹڈیوں سے، کسی کو چیچڑی اور جوں سے، کسی کو مینڈکوں سے اور خون سے، کسی کو کنکریوں سے عذاب دیا۔ اور امیرالمومنین علیہ السلام نے ان لوگوں کے ربوبیت کے قائل ہونے کے بموجب آگ کے ذریعہ عذاب دیا دوسری چیزوں کے ذریعہ نہیں۔ تو شاید اس میں کوئی انتہائی حکمت ہو اور وہ یہ کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے اہل توحید پر آگ کو حرام کردیا ہے تو حضرت علی علیہ السلام یہ بتانا چاہتے ہوں کہ اگر میں تم لوگوں کا رب ہوتا تو تمہیں آگ سے عذاب نہ دیتا جبکہ تم لوگ میری ربوبیت کے قائل ہو۔ لیکن تم لوگ اپنے ظلم کی وجہ سے میری طرف سے اس کی ضد کے مستوجب ہو جس کا مستوجب اللہ تعالیٰ نے اپنے موحدین کو قرار دیا ہے۔ اور میں تو اللہ تعالیٰ کی جہنم (کی آگ) کا تقسیم کرنے والا ہوں تو اگر تم چاہو تو ابھی اسی دنیا میں آگ کا مزا چکھا دوں اور چاہو تو اس کو آخرت کے لئے اٹھا رکھوں بہرحال تم لوگوں کی بازگشت آتش جہنم ہے وہی تم لوگوں کا مولا ہے۔ یعنی تم لوگوں کے لئے اولیٰ اور بہتر ہے اور بدترین بازگشت ہے اور میں تم لوگوں کا مولیٰ نہیں ہوں۔ اور امیرالمومنین علیہ السلام نے ان لوگوں کو جو آپؑ کی ربوبیت کے قائل تھے وہی مقام دیا جو مقام اس کا ہے جو اللہ کو چھوڑ کر بت کی پرستش کرتا ہے۔

(۳۵۵۱) اور وہ اس طرح کہ کوفہ کے اندر مسلمانوں میں سے دو شخص تھے جو ایک بت کی عبادت کررہے تھے چنانچہ ایک شخص امیرالمومنین کے پاس آیا اور اس نے بتایا کہ وہ دونوں شخص بت کی عبادت کررہے ہیں۔ آپؑ نے فرمایا وائے ہو تجھ پر شاید تجھے کچھ اشتباہ ہوا ہے اور آپ نے ایک شخص کو بھیجا اور اس نے ان دونوں کو دیکھا کہ وہ دونوں واقعاً بت کی عبادت کررہے تھے چنانچہ وہ ان دونوں کو اپنے ہمراہ لایا۔ راوی کا بیان ہے کہ پھر آپؑ نے ان سے کہا کہ اس سے باز رہو انہوں نے

انکار کیا تو ان کے لئے زمین میں گڑھے کھودے گئے اور ان میں آگ دھکائی گئی اس دوران دونوں کو ان (گڑھوں) میں ڈال دیا گیا۔ یہ روایت موسیٰ بن بکر نے فضیل سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے کی ہے۔

(۳۵۵۲) امیرالمومنین علیہ السلام کے ایک غلام نے آپ کو ایک خط تحریر کیا کہ میں نے مسلمانوں میں زندیقوں کا ایک گروہ پایا ہے (اور نصاریٰ میں زندیقوں کا ایک گروہ) تو آپؑ نے جواب میں فرمایا کہ مسلمانوں میں جو لوگ پیدائشی مسلمان ہوں پھر مرتد ہوگئے ہوں تو ان کی گردنیں مار دو اور انہیں توبہ کے لئے بھی نہ کہو لیکن جو لوگ پیدائشی نہیں ہیں نو مسلم ہیں ان سے کہو کہ وہ توبہ کریں اگر وہ توبہ کرلیتے ہیں تو بہتر ورنہ ان کی گردنیں اڑا دو اب رہ گئے نصاریٰ تو وہ تو (تثلیث کے قائل ہونے کی وجہ سے) زندیقوں سے بھی بڑھے ہوئے ہیں۔

(۳۵۵۳) اور موسیٰ بن بکر نے فضیل سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ مسلمانوں میں سے ایک شخص نصرانی ہوگیا تو اس کو پکڑ کر حضرت علی علیہ السلام کے پاس لایا گیا آپؑ نے کہا کہ توبہ کرلے اس نے انکار کیا تو آپؑ نے اس کے سر کے بال پکڑ کر نیچے گرایا اور کہا اے اللہ کے بندو اس کو اپنے پاؤں سے روندو اور لوگوں نے اس کو اتنا روندا کہ وہ مرگیا۔

(۳۵۵۴) اور فضالہ نے ابان سے روایت کی ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ جب کوئی لڑکا جوان ہو کر نصرانی بن جائے تو اگر اس کے والدین میں سے کوئی ایک مسلمان ہو یا دونوں مسلمان ہوں تو اس کو نہ چھوڑو اور مار پیٹ کر اسلام پر لے آؤ۔

(۳۵۵۵) اور ابن فضّال نے ابان سے روایت کی ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا ایک ایسے شخص کے متعلق جو اسلام سے مرتد ہو کر مرگیا اور اس کی کئی اولادیں ہیں اور مال بھی ہے تو آپؑ نے فرمایا کہ اس کا مال مسلمان اولاد کو ملے گا۔

(۳۵۵۶) اور حضرت علی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ اگر باپ مسلمان ہے تو اولاد کو کھینچ کر اسلام کی طرف لایا جائے جب بچہ بڑا ہو جائے تو اس کو اسلام کی طرف بلایا جائے اگر وہ انکار کرے تو قتل کر دیا جائے۔ اور اگر لڑکا مسلمان ہے تو اس کے ماں باپ کو اسلام کی طرف نہیں کھینچا جائیگا اور ان دونوں کے درمیان میراث نہیں ہوگی۔

باب :- عتق (آزادی) کے متعلق نادر روایات

(۳۵۵۷) سعد بن سعد نے حریز سے روایت کی ہے اس کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام ابوالحسن علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا جس نے اپنے غلام سے کہا کہ تو آزاد ہے اور تیرا مال میرا ہے۔آپؑ نے فرمایا وہ آزادی سے پہلے مال کے لئے کہے۔اور غلام کی رضا کے ساتھ یوں کہے تیرا مال میرا ہے اور تو آزاد ہے۔

(۳۵۵۸) اور حسن صیقل نے آنجناب علیہ السلام سے دریافت کیا ایک ایسے شخص کے متعلق جس نے یہ نیت کی کہ سب سے پہلے جس غلام کا میں مالک بنوں گا وہ آزاد ہے۔لیکن اس نے بیک وقت چھ غلام خریدے۔تو آپؑ نے فرمایا اگر اس کی نیت صرف ایک غلام کے آزاد کرنے کی ہے تو ان میں سے جسے چاہے چن لے اور اسے آزاد کر دے۔

(۳۵۵۹) ابراہیم بن مہزیار نے اپنے بھائی علی بن مہزیار سے روایت کی ہے اس کا بیان ہے کہ میں نے ایک مرتبہ آنجنابؑ کو عریضہ تحریر کیا اور یہ دریافت کیا کہ ایک غلام کا دم نکل رہا تھا کہ اس کے مالک نے اس کو اسی وقت آزاد کر دیا اور وہ دنیا سے آزاد چل بسا۔تو کیا اس شخص کو اس کے آزاد کرنے کا ثواب ملے گا یا ویسے ہی غلام چھوڑ دے اور جب وہ مرجائے تو اس (مالک) کے لئے ثواب ہے اور کیا یہ افضل ہے؟ تو آپؑ نے جواب میں تحریر فرمایا کہ وہ غلام کو مرتے وقت غلام ہی چھوڑ دے تاکہ اس کے مرنے کی وجہ سے مالک کو جو دنیاوی خسارہ ہو اس کا ثواب ملے۔ایسے وقت میں آزاد کرنا اس کو کوئی نفع نہیں پہنچائے گا۔

(۳۵۶۰) محمد بن عیسیٰ عبیدی نے فضل بن مبارک سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ انہوں نے حضرت ابوالحسن امام علی النقی علیہ السلام کی خدمت میں عریضہ لکھ کر ایک شخص کے متعلق دریافت کیا جس کے پاس ایک غلام ہے جو مریض ہوگیا ہے تو کیا اس کو اس مرض کے عالم میں آزاد کر دیا جائے اس میں زیادہ ثواب ہے یا اس کو غلام ہی رہنے دیا جائے؟ آپؑ نے فرمایا اگر وہ مرض کی حالت میں ہے تو اسی حالت میں اس کو آزاد کر دینا افضل ہے۔اس لئے کہ اللہ تعالیٰ اس کے ہر عضو کے بدلے آزاد کرنے والے کا ایک عضو جہنم سے آزاد کر دے گا اور اگر وہ حالت احتضار میں ہے تو اس کو آزاد کرنے سے بہتر یہ ہے کہ غلام کی حالت میں چھوڑ دیا جائے۔

(۳۵۶۱) محمد بن عیسیٰ عبیدی نے فضل بن مبارک بصری سے انہوں نے اپنے باپ سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے اس کا بیان ہے کہ میں نے آنجنابؑ سے عرض کیا کہ میں آپؑ پر قربان ایک شخص پر ایک بندہ مومن کا آزاد کرنا واجب ہے مگر وہ اس کو نہیں ملتا اب وہ کیا کرے؟ آپؑ نے فرمایا اس کے بدلے تم کئی اطفال خرید کر آزاد کر دو اگر ان میں سے کوئی مومن نکل آیا تو یہ کامیابی کی بات ہے اور اگر کوئی مومن نہیں نکلا تو تم لوگوں پر کوئی بات نہیں ہے۔

(۳۵۶۲) معاویہ بن میسرہ نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے اس کا بیان ہے کہ میں نے آنجنابؑ سے ایک شخص کے متعلق دریافت کیا جو اپنے غلام کو جتنی اس کی قیمت ہے اس سے کم قیمت کر کے فروخت کر رہا ہے تاکہ جو شخص اس کو خرید رہا ہے وہ اسے آزاد کر دے اور غلام نے یہ کہا ہے کہ اتنی رقم آپ کی میرے اوپر واجب الادا رہے گی؟ تو کیا مالک کو یہ حق ہے کہ وہ غلام سے وہ رقم لے۔ آپؑ نے فرمایا وہ بخشش کے طور پر لے سکتا۔ چنانچہ اس سے بخشش کے طور پر طلب کرے اور اگر وہ دینے سے انکار کر دے تو اس کو چھوڑ دے۔ (اصرار نہ کرے)۔

(۳۵۶۳) سکونی نے حضرت جعفر بن محمد علیہما السلام سے اور انہوں نے اپنے پدر بزرگوار علیہ السلام سے روایت کی کہ آپؑ نے ارشاد فرمایا کہ حضرت علی ابن الحسین علیہما السلام نے ایسی کنیز کے متعلق فرمایا جو مکاتبہ تھی اور اس کے مالک نے اس سے مجامعت کر لی اور وہ حاملہ ہو گئی۔ آپؑ نے فرمایا کہ اس کو اس کی مثل کی مہر ادا کیا جائے گا اور کنیز اپنی قیمت ادا کرنے کی کوشش کرے گی۔ اگر ادائیگی سے عاجز رہی تو پھر اس کا شمار امہات الاولاد میں ہوگا۔

(۳۵۶۴) ایک مرتبہ ابن ابی سعید مکاری حضرت امام علی رضا علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور بولا کہ اللہ تمہیں اس منزل پر پہنچائے کہ تم بھی وہی دعویٰ کرو جو تمہارے والد نے کیا تھا۔ آپؑ نے فرمایا تجھے کیا ہو گیا ہے اللہ تعالیٰ تیری روشنی کو سلب کرے اور تیرے گھر میں فقر و فاقہ کو داخل کر دے کیا تجھے نہیں معلوم کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت عمران کی طرف وحی فرمائی کہ میں تمہیں ایک لڑکا دینے والا ہوں تو اللہ نے ان کو مریم عنایت کیں اور حضرت مریم کو حضرت عیسیٰ عنایت کئے تو عیسیٰ مریم سے ہیں اور حضرت مریم عیسیٰ سے ہیں اور حضرت عیسیٰ اور حضرت مریم ایک ہی چیز ہیں اور میں اپنے پدربزرگوار سے ہوں اور میرے پدربزرگوار مجھ سے ہیں اور میں اور میرے پدربزرگوار ایک ہی شے ہیں۔ پھر ابن ابی سعید نے آپؑ سے کہا کہ میں آپؑ سے ایک مسئلہ پوچھنا چاہتا ہوں۔ آپؑ نے فرمایا میرا خیال ہے کہ میرا جواب تم قبول نہیں کرو گے تم ہمارے ماننے والوں میں سے نہیں ہو لیکن لاؤ کیا مسئلہ ہے۔ اس نے کہا کہ ایک شخص نے اپنی موت کے وقت یہ کہا کہ میرے جتنے قدیمی غلام ہیں وہ لوجہ اللہ آزاد ہیں؟ آپؑ نے فرمایا اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے حتیٰ عاد کالعرجون القدیم (سورہ یٰسین آیت نمبر ۳۸) (یہاں تک کہ وہ کھجور کی پرانی شاخ کی طرح ہو جاتا ہے) تو اس کے غلاموں میں سے جسے چھ مہینے ہو گئے ہیں وہ قدیمی اور پرانا ہے۔ راوی کا بیان ہے کہ پھر وہ آپ کی خدمت سے نکلا اور ایسا فقیر ہوا کہ شب بسر کرنے کو کوئی جگہ نہیں رہ گئی۔ اللہ اس پر لعنت کرے۔

(۳۵۶۵) حسن بن محبوب نے ہشام بن سالم اور انہوں نے ابو الورد سے انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے راوی کا بیان ہے کہ میں نے آنجنابؑ سے دریافت کیا کہ ایک مسلمان کا ایک نصرانی غلام ہے کیا اس پر جزیہ لگے گا؟ آپؑ نے فرمایا ہاں وہ مسلمان اس کا مالک ہے وہ اس کی طرف سے فدیہ دیگا۔ اگر اس سے لیا جائیگا تو وہ ادا کرے گا۔

کتاب المعیشۃ

باب :- کسب معاش پیشہ و فوائد و صنعت و ہنرمندی

(۳۵۶۶) حسن بن محبوب نے جمیل بن صالح سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے قول خدا ربنا آتنا فی الدنیا حسنة و فی الآخرة حسنة (سورہ بقرہ آیت نمبر ۲۰۱) (اے ہمارے پروردگار ہم کو دنیا میں نعمت دے اور آخرت میں ثواب دے) کے متعلق دریافت کیا تو آپؑ نے فرمایا کہ اللہ کی خوشنودی اور جنت آخرت میں اور وسعت رزق و معیشت و حسن خلق دنیا میں۔

(۳۵۶۷) ذریح بن یزید محاربی نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ آخرت پر دنیا سے مدد لینا بہت اچھا ہے۔

(۳۵۶۸) نیز آنجناب علیہ السلام نے فرمایا جو شخص دنیا کو آخرت کے لئے ترک کردے یا آخرت کو دنیا کے لئے ترک کردے وہ ہم میں سے نہیں ہے۔

(۳۵۶۹) اور عالم علیہ السلام سے روایت کی گئی ہے کہ آپؑ نے فرمایا اپنی دنیا کا کام تم اس طرح کرو جیسے تم ہمیشہ زندہ رہو گے اور اپنی آخرت کا کام اس طرح انجام دو جیسے تم کل ہی مر جاؤ گے۔

(۳۵۷۰) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ غنیٰ و دولتمندی سے تقویٰ الٰہی میں مدد لینا بہت اچھی بات ہے۔

(۳۵۷۱) عمر بن اذنیہ نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ طلب رزق کے لئے غربت و مسافرت اختیار کرنے کو اللہ تعالیٰ پسند کرتا ہے۔

(۳۵۷۲) نیز آنجناب علیہ السلام نے فرمایا تم اپنی جگہ سے حرکت کرو تو رزق تمہارے لئے اپنی جگہ سے حرکت کرے گا۔

(۳۵۷۳) علی بن عبدالعزیز نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ مجھے پسند ہے کہ آدمی طلب رزق میں پھرتا رہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اے اللہ تو میری امت کو صبح تڑکے اٹھنے میں برکت عطا فرما۔

(۳۵۷۴) نیز آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم لوگوں میں سے کوئی شخص کسی حاجت کے لئے جانے کا ارادہ کرے تو بہت سویرے تڑکے جائے اس لئے کہ میں نے اپنے رب سے دعا مانگی ہے کہ وہ میری امت کو بہت سویرے میں برکت عطا فرمائے۔

(۳۵۷۵) نیز آنجناب علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ جب تم لوگوں میں سے کوئی شخص کسی حاجت کے لئے جانے کا ارادہ کرے تو بہت سویرے جائے اور چلنے میں تیزی کرے۔

(۳۵۷۶) اور حمّاد لحّام نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ تم اپنے تلاش معاش میں کسل اور سستی نہ کرو اس لئے کہ ہمارے ائمہ علیہم السلام بھی اس میں تیز دوڑتے اور اس کو طلب کرتے تھے۔

(۳۵۷۷) اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک شخص کو کسی کام کے لئے بھیجا تو وہ دھوپ چڑھے گیا آپؐ نے فرمایا کہ سایہ میں دھوپ چڑھنے سے پہلے جایا کرو اس لئے کہ سایہ سایہ جانے میں برکت ہے۔

(۳۵۷۸) اور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ جب کوئی شخص کسی کام کے لئے بغیر وضو کئے ہوئے جائے اور وہ کام نہ ہو تو اپنے نفس کے سوا کسی کی ملامت نہ کرے۔

(۳۵۷۹) اور حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا میں سب سے ناپسند اس شخص کو پاتا ہوں جس پر صب معیشت تنگ ہو اور وہ چت لیٹے لیٹے یہ کہے کہ اے اللہ تو مجھے روزی عطا فرما اور زمین پر چلنا پھرنا چھوڑ دے اور اللہ کے فضل کی خواہش کرے آخر چیونٹی بھی تو اپنے سوراخ سے نکلتی ہے اور روزی تلاش کرتی ہے۔

(۳۵۸۰) اور حضرت امیر المومنین علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ چلنے پھرنے والے امانت دار کو پسند فرماتا ہے۔

(۳۵۸۱) اور محمد بن عذافر سے اور انہوں نے اپنے باپ سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے مجھے سات سو دینار دیئے اور فرمایا کہ اے عذافر تم اس کو کسی تجارت میں لگاؤ اور میں اس پر کوئی بہت زیادہ نفع کی حرص نہیں کرتا صرف یہ چاہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ یہ دیکھے کہ میں فوائد کما رہا ہوں۔ عذافر کا بیان ہے کہ پھر میں نے اس سے سو (۱۰۰) دینار نفع کمایا اور طواف میں (جب آپ سے ملاقات ہوئی تو) میں نے آپؐ سے عرض کیا کہ میں آپؐ پر قربان اللہ تعالیٰ نے اس میں مجھے سو (۱۰۰) دینار عطا کئے تو آپ نے فرمایا اچھا تو تم اس کو میرے راس المال میں شامل کرلو۔

(۳۵۸۲) ابراہیم بن عبدالحمید نے حضرت ابوالحسن موسیٰ بن جعفر علیہما السلام سے روایت کی ہے کہ ایک مرتبہ ایک شخص نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں آیا اور اس نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ میں نے اپنے اس لڑکے کو لکھنا سکھادیا ہے اب کس پیشہ میں اس کو لگادوں؟ آپؐ نے فرمایا اللہ تمہارے باپ پر رحم کرے اسے جس پیشے میں چاہو لگادو مگر اس کو پانچ پیشوں میں نہ لگانا۔ اس کو نہ سیّاء بنانا نہ سنار بنانا نہ قصاب بنانا نہ غلہ فروش بنانا اور نہ بردہ فروش بنانا۔ اس نے عرض کیا یا رسول اللہ سیّاء کیا ہوتا ہے۔ آپؐ نے فرمایا کہ یہ کفن فروش ہوتا ہے جو میری امت کے لئے موت کی تمنا کرتا ہے اور میری امت کے مولود مجھے جن چیزوں پر آفتاب طلوع کرتا ہے ان سب سے زیادہ پیارے ہیں اور سنار تو یہ میری امت کے غبن کا کام کرتا ہے۔ اور قصاب کہ ذبح کرتے کرتے اس کے دل سے رحم نکل جاتا ہے اور غلہ فروش تو یہ میری امت کی

خوراک کا احتکار کرتا ہے۔(غلہ روکے رکھتا ہے کہ گرانی ہو تو فروخت کروں) ۔اگر کوئی بندہ چور بن کر اللہ کی بارگاہ میں پیش ہو تو یہ میرے نزدیک بہتر ہے اس سے کہ وہ چالیس دن تک خوراک روک کر اللہ کی بارگاہ میں پیش ہو۔اب رہ گیا بردہ فروش تو ایک مرتبہ حضرت جبرئیلؑ میرے پاس آئے اور انہوں نے کہا اے محمدؐ تمہاری امت میں بدترین وہ لوگ ہیں جو آدمیوں کو فروخت کرتے ہیں۔

(۳۵۸۳) سدیر صیرفی سے روایت ہے اس کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے عرض کیا کہ ایک حدیث مجھ تک حسن بصری سے پہنچی ہے اگر وہ واقعاً صحیح ہے تو انا للّٰہ و انا الیہ راجعون آپؑ نے فرمایا وہ حدیث کیا ہے۔ میں نے عرض کیا کہ مجھ تک یہ بات پہنچی ہے کہ حسن کہا کرتے تھے کہ اگر ان کا دماغ آفتاب کی گرمی سے کھولنے بھی لگے تو وہ کسی صراف کی دیوار کے زیر سایہ نہیں جائیں گے اور اگر ان کا جگر مارے پیاس کے پارہ پارہ بھی ہو رہا ہو تو وہ کسی صراف کے گھر کا پانی نہیں پیئیں گے۔مگر یہی تو میرا کام اور میری تجارت ہے اور اسی پر میرے گوشت و خون نے پرورش پائی ہے اسی سے میرا حج اور میرا عمرہ ادا ہوا ہے۔راوی کا بیان ہے کہ یہ سن کر آپؑ بیٹھ گئے پھر فرمایا حسن نے غلط کہا تم برابر دو اور برابر لو اور جب نماز کا وقت آجائے تو جو کچھ تمہارے ہاتھ میں ہے وہ چھوڑو اور نماز کے لئے چلے جایا کرو۔کیا تمہیں معلوم نہیں کہ اصحاب کہف بھی صراف تھے یعنی کلام کے صراف درہم و دینار کے صراف نہیں۔

(۳۵۸۴) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میری امت کے ان تاجروں کے لئے ویل (تباہی) ہے جو نہیں خدا کی قسم اور ہاں خدا کی قسم کہتے ہیں اور میری امت کے ان کاریگروں کے لئے ویل ہے جو آج کل کہتے ہیں (یعنی وعدہ میں)۔

(۳۵۸۵) عمرو بن شمر نے جابر سے انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے (زائد خون نکلنے کے لئے) پچھنی لگوائی اور مولی نبی بیاضہ نے آپؐ کے پچھنی لگائی اور آپؐ نے اس کو اس کی اجرت دی اگر یہ حرام ہوتا تو آپ اس کو اجرت نہ دیتے جب پچھنی لگوانے سے فارغ ہوئے تو آپؐ نے فرمایا (وہ نکلا ہوا) خون کہاں ہے اس نے کہا میں نے اس کو پی لیا یا رسول اللہ ۔آپ نے فرمایا یہ کرنا تیرے لئے مناسب نہ تھا مگر اب اللہ نے اس کو تیرے لئے جہنم سے رکاوٹ بنا دیا۔

(۳۵۸۶) اور علی بن جعفر نے اپنے برادر مکرم حضرت امام موسیٰ بن جعفر علیہما السلام سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے آنجنابؑ سے لٹائی ہوئی شکر و بادام اور اس کی مشابہہ چیزوں کے متعلق دریافت کیا کہ کیا ان کا کھانا حلال ہے ؟ تو آپؑ نے فرمایا کہ ہر وہ مال جو لٹایا گیا ہو مکروہ ہے۔

(۳۵۸۷) عمرو بن شمر نے جابر سے انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی انما الخمر و المیسر و الانصاب و الازلام رجس من عمل الیشطان فاجتنبوہ (سورہ مائدہ آیت نمبر۹۰) (یہ شراب اور جوا اور بت اور پانسے تو بس ناپاک اور شیطانی کام ہیں تم لوگ ان سے بچے رہو) تو عرض کیا گیا یا

رسول اللہ میسر کیا ہے آپ نے فرمایا ہر وہ شے جس سے جوا کھیلا جائے یہاں تک کہ پانسہ اور اخروٹ ۔ دریافت کیا گیا کہ انصاب ؟ فرمایا کہ جو چیزیہ لوگ اپنے خداؤں کے لئے ذبح کرتے ہیں ۔ دریافت کیا گیا اور ازلام کیا ہے ؟ آپؐ نے فرمایا کہ ان کے پیالے جن سے یہ لوگ بانٹتے ہیں (یہ بھی قمار بازی کا ایک طریقہ ہے) ۔

(۳۵۸۸) سکونی نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور انہوں نے اپنے پدر بزر گوار علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ وہ اخروٹ کھانے کو منع کرتے تھے جو لڑکے قمار اور کھیل میں جیت کر لاتے ہیں اور فرماتے تھے کہ یہ حرام کی کمائی ہے ۔

(۳۵۸۹) اور ایوب بن حر نے ابو بصیر سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے انہوں نے اپنے پدر بزرگوار علیہ السلام سے روایت کی ہے آپؑ نے فرمایا کہ وہ نوحہ کرنے والی عورتیں جو کسی میت پر نوحہ کرتی ہیں ان کی اجرت میں کوئی مضائقہ نہیں اور ان گانے والیوں کی اجرت میں بھی کوئی مضائقہ نہیں جو دلہنوں کو سجاتی ہیں بشرطیکہ وہاں مرد داخل نہ ہوں ۔

(۳۵۹۰) ابان بن عثمان نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے آپؑ نے فرمایا کہ چار چیزیں ، چار چیزوں میں حضوصیت سے جائز نہیں ہیں (اس لئے کہ اس سے سارا عمل حبط ہو جائیگا) خیانت ، دھوکا دینا ، چوری اور سود خوری ، حج اور عمرہ اور جہاد اور صدقہ میں ۔

(۳۵۹۱) نیز آنجناب علیہ السلام نے فرمایا کہ مشاطگی (دلہنوں کو سنوارنے) کے پیشہ میں کوئی مضائقہ نہیں جبکہ آپس میں کوئی شرط نہ رکھی جائے اور مشاطہ کو جو کچھ دیا جائے وہ قبول کرلے اور ایک عورت کے بال دوسری عورت کے بال میں نہ ملا دے ہاں اگر بکری کا بال عورت کے بال میں ملا دیا جائے تو کوئی مضائقہ نہیں ۔ اور نوحہ خوانی کے پیشہ سے کمانے میں بھی کوئی مضائقہ نہیں جبکہ نوحہ خوانی کرنے والی جو کچھ کہے وہ سچ کہے ۔

(۳۵۹۲) اور روایت کی گئی ہے کہ نوحہ کرنے والی کے لئے اپنا ایک ہاتھ دوسرے ہاتھ پر مارنا حلال ہے ۔

(۳۵۹۳) روایت کی ہے حسن بن علی بن ابی حمزہ نے اپنے باپ سے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت ابوالحسن علیہ السلام کو دیکھا کہ وہ اپنی زمینوں میں کام کر رہے ہیں اور آپؑ کے دونوں قدم پسینہ میں تر ہیں تو میں نے عرض کیا میں آپؑ پر قربان آپؑ کے آدمی کہاں ہیں تو آپؑ نے فرمایا اے علی اپنے ہاتھ سے کام اپنی زمین میں تو انہوں نے بھی کیا ہے جو مجھ سے اور میرے باپ سے بھی بہتر ہیں ۔ میں نے عرض کیا وہ کون ؟ آپؑ نے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور امیرالمومنین علیہ السلام اور میرے تمام آباء علیہم السلام سب نے اپنے ہاتھ سے کام کئے ہیں اور یہ کام تو انبیاء اور مرسلین وصالحین کا ہے ۔

(۳۵۹۴) شریف بن سابق تفلیسی نے فضل بن ابی قرہ سمندی کوفی سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام

سے روایت کی ہے کہ حضرت امیرالمومنین علیہ السلام نے بیان فرمایا اللہ تعالیٰ نے حضرت داؤد علیہ السلام کی طرف وحی فرمائی کہ تم بہت اچھے بندے ہوتے اگر بغیر اپنے ہاتھ سے کچھ کئے دھرے بیت المال سے نہ کھاتے۔ یہ سن کر حضرت داود علیہ السلام رونے لگے تو اللہ تعالیٰ نے لوہے کی طرف وحی فرمائی کہ تو میرے بندے داؤد کے ہاتھ کے لئے نرم ہو جا وہ نرم ہو گیا پس اللہ تعالی نے جب ان کے لئے لوہے کو نرم کر دیا تو آپؑ ایک دن میں ایک زرہ بنالیا کرتے اور اس کو ایک ہزار درہم پر فروخت کر دیتے۔ اس طرح آپؑ نے تین سو ساٹھ زرہیں بنائیں اور تین سو ساٹھ ہزار درہم پر فروخت کر دیں اور بیت المال سے مستغنی ہوگئے۔

(۳۵۹۵) فضل بن ابی قرہ سے روایت کی گئی ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ ہم لوگ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے تو وہ اپنے باغ میں کام کر رہے تھے ہم لوگوں نے عرض کیا ہم آپؑ پر قربان ہوں آپؑ چھوڑیں ہم لوگ کام کر دیں یا آپؑ کے نوکر کام کر دیں گے تو آپؑ نے فرمایا کہ نہیں مجھے کام کرنے دو اس لئے کہ میں چاہتا ہوں کہ اللہ تعالی مجھے دیکھ لے کہ میں اپنے ہاتھ سے کام کر رہا ہوں اور خود کو اذیت دے کر حلال روزی کما رہا ہوں۔

(۳۵۹۶) اور امیرالمومنین علیہ السلام دوپہر کو (سخت دھوپ میں) اپنی ضروریات پوری کرنے کے لئے نکلتے تھے اس نیت سے کہ اللہ تعالیٰ دیکھ لے کہ طلب حلال کے لئے میں اپنے نفس کو مشقت میں ڈال رہا ہوں۔

اور معلمی کے پیشہ میں کوئی مضائقہ نہیں اگر وہ شعر و رسائل و حقوق اور اس کے مانند کی تعلیم دیتا ہو اگرچہ وہ اس پر اجرت کی شرط کیوں نہ رکھے لیکن تعلیم قرآن کے لئے ہو تو نہیں۔

(۳۵۹۷) فضل بن ابی قرہ سے روایت کی گئی اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے ایک مرتبہ آنجنابؑ سے عرض کیا کہ وہ لوگ کہتے ہیں کہ معلم کی کمائی حرام کی کمائی ہے؟ آپؑ نے فرمایا اللہ کے دشمنوں نے جھوٹ کہا وہ لوگ چاہتے ہیں کہ ان کے بچے قرآن کی تعلیم نہ حاصل کریں۔ اگر کوئی شخص معلم کو اپنے بچے کی دیت (خوں بہا) دیتا ہے تو وہ معلم کے لئے مباح ہے۔

(۳۵۹۸) حضرت علی ابن الحسین علیہما السلام نے فرمایا کہ آدمی کی خوش قسمتی یہ ہے کہ اس کی تجارت گاہ اس کے ملک میں ہو اور اس کے شریک صالح لوگ ہوں اور اس کے بچے ہوں جن سے وہ اس تجارت میں مدد لے۔

(۳۵۹۹) اور عبدالحمید بن عواض طائی سے روایت کی گئی ہے اس کا بیان ہے کہ میں نے ایک مرتبہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا کہ میں نے اپنی نشست گاہ میں ایک چکی رکھ دی ہے (اور میری نشست گاہ میں) میرے اصحاب بھی میرے پاس بیٹھتے ہیں؟ آپؑ نے فرمایا یہ تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے لطف و مہربانی ہے۔ (تاکہ تو اس طرح دنیا اور آخرت حاصل کرے)۔

(۳۶۰۰) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ولید بن صبیح سے فرمایا کہ اے ولید تم میرے لئے کسی نامبارک و منحوس سے کوئی چیز نہ خریدنا اس لئے کہ اگر تم اس کو اور چیزوں میں ملاؤ گے تو ان میں بھی برکت نہیں رہ جائے گی۔

(۳۶۰۱) نیز آنجناب علیہ السلام نے فرمایا کہ تم لوگ اسی سے میل ملاپ رکھو اور اسی سے لین دین کرو جو خیر و خوبی میں پلا بڑھا ہو۔

(۳۶۰۲) نیز آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ تم لوگ کسی بیماری میں مبتلا شخص کے ساتھ معاملہ کرنے سے پرہیز کرو اس لئے کہ یہ لوگ بہت ظالم شے ہیں۔

(۳۶۰۳) اور آنجناب علیہ السلام نے ربیع شامی سے فرمایا کہ تم کردوں سے خلط ملط نہ رکھو اس لئے کہ یہ جنوں کا ایک قبیلہ ہے اللہ نے ان سے پردہ اٹھالیا ہے (اور وہ نظر آتے ہیں)۔

(۳۶۰۴) نیز آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ کسی مجوسی سے مدد نہ طلب کرو خواہ اپنی مرغی کی ٹانگ پکڑنے میں جس کو تم ذبح کرنا چاہتے ہو۔

(۳۶۰۵) نیز آنجناب علیہ السلام نے فرمایا تم لوگ سفلہ اور کمینے سے میل ملاپ اور خلط ملط ہونے سے پرہیز کرو اس لئے کہ وہ بھلائی کی طرف مائل نہیں ہوگا۔

اس کتاب کے مصنف علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ احادیث میں سفلہ کئی معنوں میں استعمال ہوا ہے اس میں سے ایک یہ ہے کہ سفلہ وہ ہے کہ جس کو پرواہ نہیں کہ وہ کیا کہتا ہے اور نہ یہ کہ اس سے کیا کہا جارہا ہے۔

دوسرے سفلہ وہ ہے جو طنبورہ بجاتا ہے۔

تیسرے یہ کہ سفلہ وہ ہے کہ اگر اس کے ساتھ کوئی نیکی کرے تو وہ خوش نہ ہو اور اگر اس کے ساتھ کوئی برائی کرے تو وہ برا نہ مانے۔

چوتھے یہ کہ سفلہ وہ ہے جو دعویٰ امامت (سرداری) کرے حالانکہ وہ اس کا اہل نہ ہو۔ اور یہ سب سفلہ کے اوصاف ہیں جس میں یہ تمام اوصاف جمع ہوں اس سے ملنے جلنے سے اجتناب واجب ہے۔

(۳۶۰۶) فضیل بن یسار سے روایت ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ میں نے تجارت ترک کردی ہے۔ آپؑ نے فرمایا ایسا نہ کرو اپنا دروازہ کھولو اپنی بساط بچھاؤ اور اپنے رب اللہ سے روزی طلب کرو۔

(۳۶۰۷) اور سدیر صیرفی کا بیان ہے کہ میں نے ایک مرتبہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا آدمی پر طلب رزق کے لئے کیا فرض ہے؟ آپؑ نے فرمایا اے سدیر جب تم نے اپنا دروازہ کھول کر اپنی بساط بچھا لی تو جو تم پر فرض تھا وہ تم نے پورا کردیا۔

(۳۶۰۸) نیز آنجناب علیہ السلام نے فرمایا اللہ تبارک وتعالیٰ مومنین کا رزق اپنے طریقہ سے قرار دیتا ہے کہ وہ گمان بھی نہیں کرتے اور یہ اس لئے کہ جب بندہ نہیں جانتا کہ اس کا رزق کس طرح ملے گا تو اس کی دعا زیادہ ہوجاتی ہے۔

(۳۶۰۹) اور حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا کہ اس کے لئے آمادہ رہو کہ جس کی تم امید نہیں رکھتے وہ تمہیں ملے اور جس کی تم امید رکھتے ہو وہ تمہیں نہ ملے اس لئے کہ حضرت موسیٰ ابن عمران علیہ السلام اپنے اہل کے لئے آگ لینے گئے اور اللہ تعالیٰ نے ان سے کلام کرلیا اور نبی بن کر واپس ہوئے اور بلقیس ملکہ سبا نکلی (کسی اور امید سے) اور حضرت سلیمان علیہ السلام کے ہاتھ پر اسلام لائی۔ اور فرعون کے جادوگر فرعون کے لئے عزت طلب کرنے نکلے اور مومن بن کر واپس ہوئے۔

(۳۶۱۰) اور ایک مرتبہ ایک شخص نے حضرت ابوالحسن امام موسیٰ بن جعفر علیہ السلام سے عرض کیا کہ مجھ سے وعدہ کیجئے (کب دینگے) تو آپؑ نے فرمایا میں کیسے وعدہ کرلوں کہ میں اس کے لئے ہوں جس کی میں امید نہیں رکھتا کہ وہ مجھے ملے اور جس کی امید رکھتا ہوں وہ مجھے نہ ملے۔

(۳۶۱۱) جمیل بن درّاج سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے آپؑ نے فرمایا اللہ تعالیٰ کسی مومن پر ایک رزق کا دروازہ بند کرتا ہے تو اس کے لئے دوسرا دروازہ اس سے بہتر کھول دیتا ہے۔

(۳۶۱۲) سکونی نے حضرت امام جعفر بن محمد علیہما السلام سے اور انہوں نے اپنے پدر بزرگوار علیہ السلام سے اور انہوں نے اپنے آبائے کرام علیہم السلام سے روایت کی ہے کہ حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا جس شخص کو اللہ تعالیٰ ایسا رزق دیتا ہے جس کے لئے اس نے پاؤں کو حرکت نہیں دی اس کی طرف ہاتھ نہیں بڑھایا جس کے لئے زبان نہیں ہلائی اور جس کے لئے اس نے کوئی سفر نہیں کیا۔ غرض اس کے لئے ذرا بھی کوشش نہیں کی تو وہ ان لوگوں میں سے ہے جس کا ذکر اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں کیا کہ و من یتق اللّٰہ یجعل لہ مخرجا و یرزقہ من حیث لا یحتسب (سورہ طلاق آیت نمبر ۲-۳) (جو اللہ سے ڈرتا ہے اللہ اس کے لئے نکلنے کا راستہ بنا دیتا ہے اور اسے ایسی جگہ سے روزی دیتا ہے جس کا وہ گمان بھی نہیں کرتا)۔

(۳۶۱۳) اور حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ آسمان سے مدد اسی قدر نازل ہوتی کہ جس قدر بندہ کو ضرورت ہوتی ہے۔

(۳۶۱۴) نیز حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا وہ دولتمندی جو تم کو ظلم سے روکے رہے وہ اس فقر سے بہتر ہے جو تم کو گناہ پر آمادہ کردے۔

(۳۶۱۵) نیز آنجناب علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ اس شخص میں کوئی خیروخوبی نہیں جو مال حلال طریقہ سے جمع نہیں کرنا چاہتا جس سے وہ اپنا گزارہ کرلے کہ دینی امور کو پورا کرے اور اپنے رشتہ داروں کے ساتھ حسن سلوک کرے۔

(۳۶۱۶) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اپنی مالی حالت کا شمار بھی انسانیت میں ہے۔

(۳۶۱۷) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ مالی حالت کی اصلاح بھی ایمان میں داخل ہے۔

(۳۶۱۸) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ کوئی مرد مسلمان بغیر تین چیزوں کے صالح نہیں ہو سکتا دین میں تفقہ (سمجھ بوجھ) اور معیشت میں میانہ روی اور مصیبتوں پر صبر۔

(۳۶۱۹) آنجنابؑ نے بیان فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ نفس جب اپنی غذا کا تحفظ کر لیتا تو اسکو قرار آجاتا ہے۔

(۳۶۲۰) معمر بن خلاد نے حضرت ابوالحسن امام رضا علیہ السلام سے دریافت کیا کہ کیا طعام کو محفوظ رکھنا سنت ہے؟ آپؑ نے فرمایا میں یہی کرتا ہوں اس سے آپؑ نے خوراک کی حفاظت کو مراد لیا ہے۔

(۳۶۲۱) ابن ابی یعفور نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ کفایت شعاری سے زیادہ پسندیدہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک کوئی اور خرچ نہیں ہے۔ وہ اسراف یعنی فضول خرچی سے نفرت کرتا ہے لیکن صرف حج اور عمرہ میں۔ پس اللہ رحم کرے ان مومنین پر جو حلال کماتے ہیں اور کفایت شعاری سے خرچ کرتے ہیں اور جو فاضل ہوتا ہے اسے (آخرت کے لئے) آگے بڑھا دیتے ہیں۔

(۳۶۲۲) اور عالم علیہ السلام نے فرمایا جو شخص کفایت شعاری اختیار کرلے گا اس کے لئے میں ضامن ہوں کہ وہ کبھی فقر میں مبتلا نہ ہوگا۔

(۳۶۲۳) حضرت علی ابن الحسین امام زین العابدین علیہما السلام نے فرمایا بعض آدمی اپنا مال حق کام میں خرچ کرتے ہیں پھر بھی وہ فضول خرچ ہیں (کیونکہ میانہ روی سے خرچ نہیں کرتے)

(۳۶۲۴) اور اصبغ بن نباتہ نے حضرت امیرالمومنین علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا فضول خرچ و مسرف کی تین علامتیں ہیں وہ کھائے جو اس کے لئے نہیں ہے۔ وہ خریدے جو اس کے لئے نہیں ہے وہ پہنے جو اس کے لئے نہیں ہے۔

(۳۶۲۵) ابو ہشام بصری نے حضرت امام رضا علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ درہم و دینار کو (کوئی اور شے بنانے کے لئے) پگھلانا اور گٹھلیاں ادھر ادھر پھینکدینا یہ بھی فساد میں داخل ہے۔

(۳۶۲۶) اور اسحاق بن عمار نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ کم سے کم اسراف کیا ہے آپؑ نے فرمایا یہ کہ تم اپنے حفاظت سے رکھے ہوئے لباس فاخرہ کو (بے قدری سے) پہنو اور اسے پرانا کردو۔ اور برتن کا فاضل پانی بہا دو اور گٹھلیوں کو ادھر ادھر پھینکتے جاؤ۔

(۳۶۲۷) ولید بن صبیح نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے آپؑ نے فرمایا تین طرح کے لوگ دعا کرتے ہیں۔ مگر ان کی دعا قبول نہیں ہوتی یا یہ فرمایا کہ ان کی دعائیں رد کردی جاتی ہیں۔ ایک وہ شخص جس کے پاس مال

کثیر تیس ہزار چالیس ہزار ہے وہ اپنی ضروریات پر خرچ کرتا ہے پھر کہتا ہے یا اللہ تو مجھے رزق دے تو اللہ کہتا ہے کیا میں نے تجھے رزق نہیں دیا ہے۔ اور دوسرا وہ شخص جو رزق تلاش نہیں کرتا اور کہتا ہے کہ اے اللہ تو مجھے رزق دے تو اللہ تعالیٰ کہتا ہے کہ میں نے تیرے لئے رزق کے راستے نہیں بنا دیئے ہیں۔ اور تیسرے وہ شخص جس کے پاس عورت ہے اور وہ کہتا ہے یا اللہ تو میرے اور اس کے درمیان جدائی کردے تو اللہ کہتا ہے کہ کیا میں نے اس کو تیرے لئے نہیں بنایا ہے۔

(۳۶۲۸) امام علیہ السلام نے فرمایا آدمی کی سعادتمندی اور خوش قسمتی یہ ہے کہ وہ اپنے اہل و عیال کا خود نگراں ہو اور ان کی ضروریات کو پورا کرے۔

(۳۶۲۹) امام علیہ السلام نے فرمایا آدمی کے لئے یہی گناہ (جہنم میں لے جانے کے لئے) کافی ہے کہ اس کے اہل و عیال ضائع و برباد ہو رہے ہوں۔

(۳۶۳۰) نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ملعون ہے ملعون ہے وہ شخص جس کے اہل و عیال ضائع و برباد ہو رہے ہوں۔

(۳۶۳۱) امام علیہ السلام نے فرمایا کہ حلال کمائی سے اپنے اہل و عیال کے لئے کوشش کرنے والا ایسا ہے جیسے راہ خدا میں جہاد کرنے والا۔

(۳۶۳۲) اسماعیل بن جابر نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی آپؑ نے فرمایا تم لوگ کسی کے حقوق کی ذمہ داری نہ لو اور اگر ذمہ داری آہی پڑے تو اسے برداشت کرو۔

(۳۶۳۳) حضرت امام رضا علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ اپنے بھائیوں پر اتنا نہ خرچ کرو کہ جتنا ان کو فائدہ ہو اس سے زیادہ تم کو نقصان ہو جائے۔

(۳۶۳۴) اور عمر بن یزید نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے آپؑ نے فرمایا کہ کسل ہتنگ دلی سے بچو اس لئے کہ جو شخص کسل کرے گا وہ حق کو ادا نہیں کرسکے گا اور جو تنگ دل ہو گا وہ حق پر صبر نہیں کرسکے گا۔

(۳۶۳۵) اور حضرت ابوالحسن امام موسیٰ بن جعفر علیہما السلام نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اس شخص سے نفرت کرتا ہے جو بہت زیادہ سوتا ہو اور اللہ تعالیٰ نفرت کرتا ہے اس بندے سے جو بالکل فارغ ہو (اور کوئی کام نہ کرتا ہو)۔

(۳۶۳۶) اور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے بشیر نبّال سے فرمایا کہ جب تم کو کوئی روزی کا ذریعہ ملے تو اس کو لازمی پکڑلو (چھوڑو نہیں)۔

(۳۶۳۷) اور اسحاق بن عمّار نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے آپؑ نے بیان فرمایا کہ ایک مرتبہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پیشہ کے لئے شکایت کی تو آپؑ نے فرمایا کہ جب تم کسی تاجر کو مال فروخت کرتے ہو تو اسی سے مال خرید لو پھر وہ مال فروخت کردو اور جو اس میں نفع حاصل ہو اس کو لازم پکڑلو۔

(۳۶۳۸) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ تم اپنے بڑے بڑے امور کو بذات خود انجام دو اور چھوٹے چھوٹے کاموں کو دوسرے کے سپرد کردو تو عرض کیا گیا مثلاً کس قسم کا (بڑا) کام تو آپؑ نے فرمایا مثلاً گھر کا قیمتی سامان و جائیداد وغیرہ (کی خرید وفروخت)۔

(۳۶۳۹) ارقط سے روایت کی گئی ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا تم بازاروں کا چکر لگانے والے ہرگز نہ بنو اور معمولی معمولی اور چھوٹی چھوٹی چیزوں کی خریداری اپنے ذمہ نہ لو۔ اس لئے کہ ایک مذہبی اور صاحب حسب وشرف مسلمان کے لئے ہرگز یہ زیب نہیں دیتا کہ چھوٹی چھوٹی اشیاء کی خریداری کے لئے خود جائے سوائے تین چیزوں کے۔ بیش قیمت سامان و جائیداد، اونٹ اور غلام اس لئے کہ دیندار اور صاحب حسب وشرف کو چاہیئے کہ ان کی خریداری کے لئے بذات خود جائے۔

(۳۶۴۰) ہشام بن سالم نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے آپؑ نے فرمایا کہ حضرت امیرالمومنین علیہ السلام لکڑیاں کاٹ کر لاتے، پانی بھر کر لاتے، جھاڑو دیتے اور حضرت فاطمہ علیہا السلام چکی پیستی تھیں آٹا گوندھتی تھیں اور روٹیاں پکاتی تھیں۔

(۳۶۴۱) اور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ جائیداد خریدنے والا رزق یافتہ اور جائیداد فروخت کرنے والا بے برکت ہوجاتا ہے۔

(۳۶۴۲) زرارہ نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے۔ آپؑ نے فرمایا انسان جو کچھ اپنے بعد مال چھوڑتا ہے۔ اس میں سب سے زیادہ شدید مال صامت (سونا چاندی) ہے راوی کا بیان ہے کہ میں عرض کیا پھر کیا کیا جائے؟ آپؑ سے فرمایا اس کو احاطہ و باغ و مکان کی شکل میں رکھدے۔

(۳۶۴۳) عبدالصمد بن بشیر نے معاویہ بن عمار سے انہوں نے حضرت ابو عبداللہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے۔ آپؑ نے بیان فرمایا جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (ہجرت کرکے) مدینہ میں وارد ہوئے تو آپؑ نے اس کے چاروں طرف اپنے پاؤں سے ایک خط کھینچ دیا پھر دعا کی اے اللہ جو شخص اس زمین کا ایک ٹکڑا بھی فروخت کرے تو اس میں اسکو برکت نہ دے۔

(۳۶۴۴) حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کتاب توریت میں تحریر ہے کہ جو شخص اپنی زمین اور پانی (کنواں) اور اس کی قیمت زمین اور پانی کی شکل میں نہ رکھے اس میں سے برکت نہ حاصل کر پائے گا۔

(۳۶۴۵) معاویہ بن عمار نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے آنجنابؑ سے پچھنی لگانے کے پیشہ کے متعلق دریافت کیا تو آپؑ نے فرمایا اس میں کوئی مضائقہ نہیں۔

(۳۶۴۶) اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سانڈ کو حاملہ کرنے کیلئے کرایہ پر چلانے کو منع فرمایا کہ یہ حاملہ کرنے

کی اجرت ہے۔
(۳۶۴۷) اور ابو بصیر نے آنجنابؑ علیہ السلام سے شکاری کتے کی قیمت کے متعلق دریافت کیا تو آپؑ نے فرمایا کہ کوئی مضائقہ نہیں اور دوسری روایت میں ہے کہ آپؑ نے فرمایا اس کی قیمت حلال نہیں ہے۔
(۳۶۴۸) نیز فرمایا زنا کرانے والی کی اجرت حرام کمائی ہے اور اس کتے کی قیمت جو شکاری نہ ہو وہ بھی حرام کی کمائی ہے اور کاہن کی اجرت بھی حرام کمائی ہے لیکن اپنے موافق فیصلہ کرانے کے لئے رشوت یہ کفر باللہ عظیم ہے۔
(۳۶۴۹) اور روایت کی گئی ہے کہ گانے والے اور گانے والی کی اجرت بھی حرام کمائی ہے۔
(۳۶۵۰) اور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس قاری کی اجرت کو منع فرمایا جو اجرت شرط کرکے ہی قرات کرتا ہو۔
(۳۶۵۱) حسین بن مختار قلانسی سے روایت کی گئی ہے اس کا بیان ہے کہ میں نے ایک مرتبہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا کہ میں ٹوپیاں بنانے کا کام کرتا ہوں اور اس میں پرانی روئی بھر دیتا ہوں اور اس کو فروخت کرتا ہوں اور لوگوں کو نہیں بتاتا کہ اس میں کیا بھرا ہے۔ آپؑ نے فرمایا میں اس بات کو ضرور پسند کروں گا کہ تو لوگوں کو بتا یا کر کہ اس میں کیا بھرا ہوا ہے۔
(۳۶۵۲) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ یتیم کا مال کھانے والوں کو اس کا وبال دنیا میں بھی ملے گا اور آخرت میں بھی ملے گا۔ دنیا کے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ و لیخش الذین لو ترکوا من خلفھم ذریۃ ضعفاً فاخافوا علیھم فلیتقوا اللّٰہ - (اور ان لوگوں کو ڈرنا چاہیے کہ اگر وہ لوگ خود اپنے بعد ننھے اور ناتواں بچوں کو چھوڑ جاتے تو ان پر کس قدر ترس آتا لہٰذا ان پر سختی کرنے سے اللہ سے ڈرنا چاہیے) (سورۃ نساء۔ آیت ۹) اور آخرت کے لئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ان الذین یاکلون اموال الیتٰمٰی ظلما انما یاکلون فی بطونھم ناراً و سیصلون سعیراً (جو لوگ یتیموں کا مال ناحق چٹ کر جاتے ہیں وہ اپنے پیٹ میں بس انگارے بھرتے ہیں اور عنقریب جہنم واصل ہونگے) (سورۃ النساء۔ آیت ۱۰)۔
(۳۶۵۳) اور محمد بن حسن صفار رضی اللہ عنہ نے حضرت ابو محمد بن علی عسکری علیہما السلام کو ایک خط لکھ کر دریافت کیا کہ ایک شخص خطرناک جگہوں پر قافلوں کی حفاظت بادشاہ کے حکم کے بغیر کرتا ہے اور ایک معینہ رقم ان سے طے کر لیتا ہے کیا اس کا یہ رقم ان لوگوں سے لینا جائز ہے یا نہیں؟ تو جواب میں یہ تحریر آئی کہ اگر اس نے خود کو ایک معینہ رقم پر ان کا اجیر و مزدور بنا دیا ہے تو وہ ان سے اپنا حق لے گا ان شاء اللہ تعالیٰ۔
(۳۶۵۴) اور محمد بن عیسیٰ بن عبید یقطینی نے حضرت امام ابوالحسن علی بن محمد (امام علی النقی) علیہما السلام کی خدمت میں ایک خط تحریر کیا ایک ایسے شخص کے متعلق جس نے اپنے بیٹے کو معینہ اجرت پر ایک سال کے لئے کسی شخص کے سپرد کر دیا تاکہ وہ اس کے لئے کپڑے سیئے پھر ایک دوسرا شخص اس کے پاس آیا اور اس نے کہا کہ تم اپنے بیٹے کو ایک سال کے لئے اس سے زیادہ اجرت پر میرے سپرد کر دو تو کیا اس کو اختیار ہے اور کیا اس کے لئے یہ جائز ہے کہ وہ شخص اول سے معاملہ فسخ کر دے یا نہیں؟ تو آپؑ نے جواب میں تحریر فرمایا کہ اس کو اول سے وعدہ کی وفا واجب ہے اگر اس کا بیٹا بیمار یا کمزور نہ

ہوجائے۔

(۳۶۵۵) اور محمد بن خالد برقی نے محمد بن سنان سے اور انہوں نے حضرت امام ابوالحسن علیہ السلام سے روایت کی ہے اس کا بیان ہے کہ میں نے ان جنابؑ سے مزدوری کے لئے دریافت کیا تو آپؑ نے فرمایا کہ درست ہے اس میں کوئی مضائقہ نہیں اگر خلوص کے ساتھ بقدر طاقت کام کردے چنانچہ حضرت موسیٰ بن عمران علیہ السلام نے بھی خود کو مزدور بنایا تھا اور شرط کرلی تھی کہا تھا ان شئت ثمانیاً و ان شئت عشراً آپ چاہیں تو آٹھ سال چاہیں تو دس سال) تو اللہ تعالیٰ نے اس کے متعلق آیت نازل فرمائی علی ان تاجرنی ثمانی حجج فان اتممت عشراً فمن عندک (اس شرط پر کہ تو آٹھ برس میری نوکری کرے پس اگر تو نے دس پورے کردیئے تو تیری طرف سے ہے۔) (سورۃ قصص آیت ۲۷)۔

(۳۶۵۶) اور محمد بن عمرو بن ابی مقدام نے عمّار ساباطی سے روایت کی ہے اس کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا کہ ایک شخص تجارت کررہا ہے لیکن اگر اس تجارت کے بدلے کسی کی نوکری کرلے تو جس قدر اس کو تجارت سے ملتا ہے اس سے زیادہ اس کو نوکری سے ملے گا۔ آپؑ نے فرمایا نہیں وہ نوکری نہ کرے بلکہ اللہ تعالیٰ سے طلب رزق کرتا رہے اور تجارت کرے اس لئے کہ اگر وہ نوکری کرے گا تو چونکہ وہ دوسرے پر بھروسہ کرے گا اس لئے اپنے رزق کو محدود کرلے گا۔

(۳۶۵۷) عبداللہ بن محمد جعفی نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ جس شخص نے کسی کی ملازمت کی اس نے گویا اپنے رزق کو محدود کردیا اور روک دیا اور اس کا رزق کیونکر محدود نہ ہوگا اس لئے کہ وہ جو کچھ کمائے گا وہ اس کے مالک کا ہوگا۔

(۳۶۵۸) ہارون بن حمزہ غنوی نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے اس کا بیان ہے کہ میں نے ایک مرتبہ آنجنابؑ سے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا جس نے ایک مزدور کو مزدوری پر رکھا مگر ان دونوں کو ایک دوسرے پر اعتبار نہ تھا اس لئے مزدوری کسی تیسرے کے پاس رکھ دی گئی دریں اثناء تیسرا شخص مرگیا اور اتنا نہیں چھوڑا کہ پوری مزدوری ادا ہو۔ اور مزدوری ماری گئی آپؑ نے فرمایا اصل میں جس نے مزدوری پہ رکھا ہے وہی مزدور کی مزدوری کا ضامن ہے جب تک کہ پوری مزدوری ادا نہ ہو لیکن یہ کہ مزدور سے بات کی جائے اور وہ اس پر راضی ہوجائے اور اگر وہ مزدوری کرے تو جتنا وہ لینے پر راضی ہو وہی اس کا حق ہے۔

(۳۶۵۹) اور عبید بن زرارہ نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا اے عبید اسراف اور فضول خرچی میں فقر ہے اور کفایت شعاری میں دولتمندی ہے۔

(۳۶۶۰) اور محمد بن مسلم نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے دریافت کیا ایک ایسے شخص کے متعلق کہ جو لوگوں کے لئے دوا تیار کرتا ہے اور اس کی مزدوری لیتا ہے آپؑ نے فرمایا اس میں کوئی مضائقہ نہیں۔

(۳۶۶۱) اور حسن بن محبوب نے علی بن حسن بن رباط سے انہوں نے ابی سارہ سے انہوں نے ھند زین ساز سے روایت کی ہے اس کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے عرض کیا کہ اللہ تعالیٰ آپ کا بھلا کرے میں اسلحہ لیکر اہل شام کے پاس جاتا تھا۔ ان کے ہاتھ فروخت کرتا تھا مگر جب اللہ تعالیٰ نے مجھے اس (مذہب حقہ) کی معرفت عطا کی تو اس اسلحے کی تجارت سے دل تنگ ہوا اور جی میں کہا کہ اب میں ان دشمنوں کے پاس اسلحے لیجا کر فروخت نہیں کرونگا۔ آپ نے فرمایا نہیں تم ان کے پاس اسلحے لیجا کر ان کے ہاتھ فروخت کرو اس لئے کہ ان ہی لوگوں کے ذریعہ اللہ ہمارے اور تم لوگوں کے دشمن یعنی اہل روم کو مار بھگائے گا۔ آپ نے (یہ بھی) فرمایا مگر جب ہمارے اور ان کے درمیان جنگ چھڑ جائے اور کوئی شخص اسلحے لیجا کر ہمارے دشمنوں کو پہنچائے اور ہمارے خلاف ان کی مدد کرے تو وہ مشرک ہے۔

(۳۶۶۲) اور حسن بن محبوب نے ابی ولاد سے روایت کی ہے اس کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا کہ آپ کی اس کے متعلق کیا رائے ہے کہ ایک شخص شاہی عملہ کے ساتھ قریبی رابطہ رکھتا ہے اور اس شاہی عملہ کے علاوہ اس کا کوئی ذریعہ معاش نہیں ہے اور میں ادھر سے گزرتا ہوں تو اس کے وہاں قیام کرتا ہوں وہ میری مہمانداری اور میرے ساتھ حسن سلوک کرتا ہے اور وہ میرے لئے کبھی کبھی درہم اور لباس دینے کا بھی حکم دیتا ہے۔ اس سے میں دل تنگ ہوں۔ تو آپ نے فرمایا تم اس سے اور لو اور کھاؤ یہ تمہارے لئے بغیر کسی محنت مشقت کے ہے اور اس کا بوجھ تو خود اس پر ہے۔

(۳۶۶۳) ابی المغرا سے روایت ہے اس کا بیان ہے کہ ایک شخص نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا اور میں وہاں موجود تھا کہ میں عامل کے پاس جاتا ہوں یا عامل آتا ہے تو میرے لئے درہموں کا حکم دیتا ہے کیا میں اس سے لوں ؟ آپ نے فرمایا ہاں میں نے عرض کیا اور اس رقم سے حج کروں گا ؟ آپ نے فرمایا ہاں اور اس سے حج بھی کرو۔

(۳۶۶۴) اور علی بن یقطین سے روایت ہے ان کا بیان ہے کہ مجھ سے حضرت امام ابو الحسن موسیٰ بن جعفر علیہما السلام نے ارشاد فرمایا کہ بادشاہ وقت کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے کچھ اولیاء اور دوست ہوتے ہیں جن کے ذریعہ اللہ تعالیٰ اپنے اولیاء اور دوستوں کا دفاع کرتا رہتا ہے۔

(۳۶۶۵) اور ایک دوسری حدیث میں ہے کہ اور وہی لوگ جہنم سے اللہ کے آزاد کردہ ہیں۔

(۳۶۶۶) اور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ ملازمت کا کفارہ اپنے برادران مومن کی حاجت کو پورا کرنا ہے۔

(۳۶۶۷) اور عبید بن زرارہ سے روایت ہے اس کا بیان ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ایک شخص کو زیاد بن عبید اللہ (والی مدینہ) کے پاس بھیجا اور کہا کہ اس کو کسی کام پر لگا دو۔

باپ اپنے بیٹے کا مال لے سکتا ہے

(۳۶۶۸) حریز نے محمد بن مسلم سے روایت کی ہے اس کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے آنجنابؑ سے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا کہ جس کے پاس مال ہے اور اسکے باپ کو مال کی ضرورت ہے۔آپؑ نے فرمایا وہ اس میں سے کھائے گا مگر ماں اس مال میں سے نہیں لے گی مگر یہ کہ وہ اپنے لئے بطور قرض لے۔

(۳۶۶۹) حسین بن ابی العلاء نے روایت کی ہے اس کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ ایک شخص کو اپنے لڑکے کے مال میں کتنا خرچ کرنا حلال ہے ؟آپؑ نے فرمایا اگر لینے پر مجبور ہو تو اپنی خوراک بھر بغیر اسراف اور فضول خرچی کے۔میں نے عرض کیا کہ مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ تم اور تمہارا مال تمہارے باپ کا ہے۔آپؑ نے ارشاد فرمایا (ہاں) ایک شخص اپنے باپ کو لئے ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں آیا اور عرض کیا یا رسول اللہ یہ میرے باپ ہیں انہوں نے میری ماں کی میراث میں مجھ پر ظلم و زیادتی کی ہے۔اور باپ نے بتایا کہ اس میراث کو میں نے اس پر اور اپنے اوپر خرچ کیا ہے تو اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ تو اور تیرا مال تو تیرے باپ ہی کا ہے۔اس کے پاس مال نہیں تو کیا بیٹے کے لئے ایک باپ کو قید کیا جائے گا؟

(۳۶۷۰) حسن بن محبوب نے عبداللہ بن سنان سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے آپؑ نے فرمایا کہ عورت کو اپنے شوہر کے ساتھ رہتے ہوئے اپنے مال میں نہ غلام کو آزاد کرنے کا اور نہ کسی غلام کو مدبر کرنے کا اختیار ہے نہ صدقہ کرنے کا نہ ہبہ کرنے کا اور نہ نذر کا اختیار ہے لیکن یہ کہ وہ زکوٰۃ دے سکتی ہے اور اپنے والدین اور اپنے قرابتداروں کے ساتھ نیک سلوک کر سکتی ہے۔

(۳۶۷۱) اور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا گیا کہ لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یہ روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ صدقہ کسی دولتمند اور زبردست اور طاقت والے کے لئے حلال نہیں ہے۔آپؑ نے فرمایا آنحضرتؐ نے صرف یہ کہا کہ کسی دولتمند کے لئے حلال نہیں یہ ہرگز نہیں کہا کہ کسی زبردست اور طاقت والے کے لئے حلال نہیں ہے۔

(۳۶۷۲) اور ابوالبختری نے روایت کی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے کہ آپؑ نے فرمایا کہ کسی بہرے کو بغیر کسی ڈانٹ یا جھڑک کے کچھ بتانا بھی ایک قسم کا صدقہ ہے۔

(۳۶۷۳) اور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک شخص سے پوچھا کیا تم روزہ سے ہو ؟اس نے کہا نہیں آپؑ نے پوچھا کیا تم نے کسی مریض کی عیادت کی۔اس نے کہا نہیں پھر پوچھا کیا تم نے کسی جنازے کی مشایعت کی ؟اس نے کہا نہیں پوچھا کیا

تم نے کسی مسکین کو کھانا کھلایا؟ اس نے کہا نہیں آپؑ نے فرمایا پھر تم اپنے گھر والوں کے پاس پلٹ جاؤ ان کے دل کو خوش کرو یہی تمہاری طرف سے ان سب کے لئے کار خیر اور صدقہ ہے۔

(۳۶۷۴) اور حضرت امیرالمومنین علیہ السلام کی خدمت میں ایک شخص نے آکر کہا یا امیرالمومنین خدا کی قسم میں آپؑ سے محبت کرتا ہوں۔ آپؑ نے فرمایا لیکن میں تجھے ناپسند کرتا ہوں۔ اس نے کہا یہ کیوں؟ آپؑ نے فرمایا اس لئے کہ تو نے اذان کو ذریعہ کسب بنایا ہے اور تعلیم قرآن کی اجرت لیتا ہے۔

(۳۶۷۵) اور حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا کہ جو شخص تعلیم قرآن پر اجرت لیتا ہے قیامت میں بھی اس کا حصہ ہوگا۔

(۳۶۷۶) حکم بن مسکین نے قتیبہ بن اعشیٰ سے روایت کی اس کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ میں قرآن پڑھتا ہوں تو لوگ مجھے ہدیہ پیش کرتے ہیں کیا میں اس کو قبول کرلوں۔ آپؑ نے فرمایا تمہاری نظر میں کیا ہے اگر تم ان کے لئے قرآن نہ پڑھو تو کیا وہ تمہارے لئے ہدیہ دینگے؟ میں نے عرض کیا نہیں آپؑ نے فرمایا پھر تم اس کو قبول کرو۔

(۳۶۷۷) عیسیٰ بن شقفی سے روایت کی گئی ہے کہ وہ ایک ساحر وجادوگر تھا لوگ اس کے پاس آتے تھے اور وہ ان لوگوں سے اپنی اجرت لیا کرتا تھا۔ اس کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں حج پر گیا۔ اور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ملاقات کرنے بھی گیا اور آنجنابؑ سے عرض کیا میں آپؑ پر قربان میں ایک ایسا شخص ہوں کہ جادوگری میرا فن ہے اور میں اس پر لوگوں سے اجرت لیا کرتا تھا اب میں نے حج کرلیا ہے اور مجھ پر یہ اللہ کا احسان ہے کہ آپؑ کی ملاقات سے شرف یاب ہوا اور اب میں نے اللہ کی بارگاہ میں توبہ کرلی ہے تو کیا اب اس سے نکلنے کی کوئی راہ ہے؟ آپؑ نے فرمایا کہ ہاں تم جادو کھولو جادو باندھو نہیں۔

(۳۶۷۸) اور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ جو شخص باغوں کی طرف سے ہو کر گزر رہا ہو تو وہاں کے پھل کھانے میں کوئی مضائقہ نہیں (مگر) اس میں سے کچھ اٹھا کر نہ لے جاؤ۔

باب :- دَین اور قرض

(۳۶۷۹) حسن بن محبوب نے عبدالرحمن بن حجّاج سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ اسلام سے روایت کی ہے آپؑ نے فرمایا تم لوگ اللہ کی پناہ مانگو قرض کے غلبہ سے اور آدمیوں سے اور رانڈ اور رنڈوے بن جانے کے عذاب سے۔

(۳۶۸۰) سکونی نے حضرت جعفر بن محمد علیہما السلام سے انہوں نے اپنے آبائے کرام علیہم السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ تم لوگ قرض لینے سے پرہیز کرو اس لئے کہ یہ دین ومذہب کے لئے باعث شرم ہے۔

(۳۶۸۱) حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا کہ تم لوگ قرض سے بچو اس لئے کہ یہ رات میں باعث فکر اور دن میں باعث ذلت ہے۔

(۳۶۸۲) نیز حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا کہ تم لوگ قرض لینے سے احتیاط کرو اس لئے کہ یہ دن میں باعث ذلت اور رات میں باعث فکر ہے اور اس کو ادا کرنا دنیا میں بھی ہے اور اس کو ادا کرنا آخرت میں بھی ہے۔

(۳۶۸۳) معاویہ بن وھب سے روایت ہے اس کا بیان ہے میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ اسلام کی خدمت میں عرض کیا کہ مجھ سے بیان کیا گیا ہے کہ انصار میں سے ایک شخص مرگیا اور اس کے اوپر دو دینار قرض تھے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کی نماز جنازہ نہیں پڑھی اور فرمایا تم لوگ اپنے بھائی پر نماز جنازہ پڑھ لو تو اس کے اقربا میں سے کسی نے ان دو دیناروں کی ادائیگی کی ضمانت لی۔ یہ سن کر حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا یہ سچ ہے۔ اس کے بعد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ اس لئے کیا تاکہ لوگوں کو نصیحت کریں اور لوگ ایک دوسرے کا قرض ادا کریں اور قرض کو ہلکی اور معمولی چیز نہ سمجھیں ویسے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وفات پائی تو ان پر قرض تھا۔ حضرت امیرالمومنین علیہ السلام نے شہادت پائی اور ان پر قرض تھا حضرت امام حسن علیہ السلام نے شہادت پائی اور ان پر قرض تھا۔ اور حضرت امام حسین علیہ السلام نے شہادت پائی اور ان پر قرض تھا۔

(۳۶۸۴) موسیٰ بن بکر نے حضرت امام ابوالحسن اول علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا جو شخص حلال طریقہ سے روزی کی تلاش کرے اور فقر وافلاس میں مبتلا ہوجائے تو وہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے بھروسہ پر قرض لے۔

(۳۶۸۵) ہیثمی نے ابو موسیٰ سے روایت کی ہے اس کا بیان ہے کہ میں نے ایک مرتبہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا میں آپؑ پر قربان کیا کوئی قرض لیکر حج کرے؟ آپؑ نے فرمایا ہاں میں نے عرض کیا اور قرض لیکر شادی کرے؟ فرمایا ہاں اس لئے کہ وہ دن رات اللہ کے رزق کا انتظار کرتا ہے۔

(۳۶۸۶) اور ابی ثمامہ سے روایت ہے اس کا بیان ہے کہ میں نے ایک مرتبہ حضرت ابو جعفر ثانی عیہ السلام سے عرض کیا کہ میرا ارادہ ہے کہ میں مکہ اور مدینہ کو اپنے لئے لازم کرلوں مگر میرے اوپر قرض ہے اس کے متعلق آپؑ کیا فرماتے ہیں؟ آپؑ نے فرمایا کہ واپس جاؤ اور اپنے قرض کی ادائیگی کی فکر کرو اور اس امر پر نظر رکھو کہ جب تم اللہ کی بارگاہ میں پہنچو تو تمہارے اوپر کسی کا کوئی قرض نہ ہو اس لئے کہ مومن بے ایمانی اور خیانت نہیں کرتا۔

(۳۶۸۷) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ جس شخص پر کسی کا کوئی قرض ہے اور اس کی ادائیگی کا ارادہ رکھتا ہے تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کے ساتھ محافظ فرشتے مقرر ہوجاتے ہیں جو ادائیگی امانت میں اس کی مدد کرتے ہیں اور اگر نیت میں کوتاہی ہوئی تو مدد میں بھی کوتاہی ہوجاتی ہے اور جس قدر نیت میں کوتاہی ہوتی ہے اس قدر مدد میں بھی کوتاہی ہوتی جاتی ہے۔

(۳۶۸۸) ابان سے روایت ہے اور انہوں نے بشّار سے اور انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے آپؑ نے فرمایا کہ شہید کے خون کا پہلا قطرہ اس کے گناہوں کا کفارہ بن جاتا ہے سوائے قرض کے ،اس لئے کہ قرض کا کفارہ صرف اس کی ادائیگی ہے۔

(۳۶۸۹) ابو خدیجہ نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے آپؑ نے فرمایا کہ جو شخص کسی آدمی کے پاس جائے اور اس سے کچھ مال قرض مانگے مگر اس کی نیت میں یہ ہو کہ وہ اسکو ادا نہیں کرے گا تو وہ عادی چور ہے۔

(۳۶۹۰) سماعہ بن مہران سے روایت ہے اس کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا کہ ہم لوگوں میں سے ایک شخص کے پاس ایک شے ہے جس سے وہ اپنا خرچ چلاتا ہے اور اس پر قرض بھی لدا ہوا ہے کیا وہ اس سے اپنے اہل وعیال کا روٹی کپڑا چلاتا رہے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اس کے لئے خوشحالی لائے پھر وہ اپنا قرض ادا کرے یا وہ زمانہ کی ناساعدتی اور تنگیِ معیشت میں اپنی پشت پر قرض کا مزید بوجھ لادے یا پھر صدقہ قبول کرلے۔ آپؑ نے فرمایا اگر اس کے پاس لوگوں کا قرض ادا کرنے کی قدرت ہے تو وہ لوگوں کا قرض ادا کرے اور لوگوں کا مال نہ کھائے کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

ولا تاکلوا اموالکم بینکم بالباطل (تم لوگ آپس میں ایک دوسرے کا مال باطل طور پر نہ کھاؤ) (سورہ بقرہ آیت نمبر ۱۸۸)

(۳۶۹۱) اور ابو حمزہ ثمالی نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا جو شخص کسی مرد مسلمان کا حق روکے رہے جبکہ وہ اس کے دینے پر قدرت بھی رکھتا ہو محض اس خوف سے کہ اگر یہ حق اس کے ہاتھ سے نکل جائے گا تو وہ فقیر و مفلس ہوجائے گا تو اللہ تعالیٰ تو اس امر پر (بھی) قادر ہے کہ اس حق کو روکنے کے باوجود اس کو فقیر اور مفلس بنادے۔

(۳۶۹۲) اور اسماعیل بن ابی فدیک نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور انہوں نے اپنے پدر بزرگوار علیہ السلام سے روایت کی ہے آپؑ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ہمیشہ قرض دار کے ساتھ رہتا ہے جب تک وہ اس کو ادا نہ کرلے بشرطیکہ اس نے ایسی چیز قرض نہ لی ہو جو اس پر حرام ہو۔

(۳۶۹۳) برید عجلی سے روایت کی گئی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا کہ میرے اوپر یتیموں کا قرض ہے اور میں ڈرتا ہوں کہ اگر میں اپنی جائیداد فروخت کردوں تو میرے پاس کچھ بھی نہ رہے گا۔ آپؑ نے فرمایا تم اپنی جائیداد نہ فروخت کرو بلکہ تھوڑا دو اور تھوڑا روکو۔(تھوڑی تھوڑی ادائیگی کرتے رہو۔)

(۳۶۹۴) اور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب کسی قرضدار کی پاس سے کوئی قرض خواہ خوش خوش اٹھتا ہے تو روئے زمین کے چوپائے اور سمندروں کی مچھلیاں اس قرضدار کے لئے رحمت کی دعا کرتی ہیں اور جب وہ قرض خواہ اس کے پاس سے ناراض و ملول جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ قرض دار کے نامہ اعمال میں جتنے دن اس نے قرض روکا ہوا ہے ہر دن اور ہر رات ظلم لکھتا رہتا ہے۔

(۳۶۹۵) ابراہیم بن عبدالحمید نے خضر بن عمرو نخعی سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے ایک ایسے شخص کے متعلق کہ جس کا کوئی مال کسی آدمی کے پاس ہے مگر وہ اس سے انکار کرتا ہے۔آپؑ نے فرمایا اگر وہ اس کو حلف اٹھانے کو کہتا ہے اور وہ حلف اٹھالیتا ہے تو پھر قسم کے بعد اس شخص کو کوئی حق نہیں کہ اس آدمی سے کچھ لے یا اگر اس نے اس آدمی کو قید کردیا تو بھی اس شخص کو کوئی حق نہیں کہ اس آدمی سے کچھ لے اور اس شخص نے اس آدمی سے حلف نہیں لیا ہے تو پھر وہ اپنے حق پر ہے۔

(۳۶۹۶) اور علی بن رئاب نے سلیمان بن خالد سے روایت کی ہے اس کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا ایک ایسے شخص کے متعلق کہ جس کے پاس میرا کچھ مال تھا مگر وہ مجھ سے بحث کرنے لگا اور بالآخر حلف اٹھالیا پھر کچھ دن بعد اس کا مال میرے ہاتھ پڑا تو اس مال کے عوض جو اس نے لے لیا ہے اور اس پر حلف اٹھالیا ہے میں بھی اس کا مال لے لوں جیسا کہ اس نے کیا ہے۔آپؑ نے فرمایا اگر اس نے تمہاری خیانت کی تو تم اس کی خیانت نہ کرو اور اس برائی کے اندر جس میں وہ داخل ہوا ہے تم نہ داخل ہو۔

(۳۶۹۷) معاویہ بن عمار نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے آنجنابؑ سے عرض کیا کہ ایک شخص ہے کہ جس کے ذمہ میرا کچھ مال تھا مگر اس نے مجھ سے انکار کردیا پھر اس نے اپنا کچھ مال میرے پاس رکھا کیا میرے لئے یہ جائز ہے کہ میں اپنا وہ مال جو اس کے پاس تھا (اسکے عوض) لے لوں ؟ آپؑ نے فرمایا نہیں یہ خیانت ہوگی۔

(۳۶۹۸) زید شحّام نے روایت کی ہے اس کا بیان ہے کہ مجھ سے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ اگر کوئی شخص تمہارے پاس کوئی امانت رکھے تو اس کی امانت اس کو واپس کردو اور جو تمہاری خیانت کرے تو تم اس کی خیانت نہ کرو۔

(۳۶۹۹) حسن بن محبوب نے سیف بن عمیرہ سے اور انہوں نے ابی بکر حضرمی سے روایت کی ہے اس کا بیان ہے کہ میں نے ایک مرتبہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا ایک شخص کا کسی آدمی پر کچھ مال تھا مگر اس نے اس سے انکار کردیا اور ہڑپ کرلیا پھر کچھ دنوں کے بعد اتفاق ایسا ہوا کہ جس شخص نے ہڑپ کیا اس کا ویسا ہی مال اس کے پاس آگیا کیا وہ اپنے مال کی جگہ یہ مال لے لے؟ آپؑ نے فرمایا ہاں وہ یہ کہے اے اللہ میں اس کو لے رہا ہوں اپنے اس مال کے عوض کہ جس کو اس نے مجھ سے لیا ہے۔

(۳۷۰۰) اور اس کے مثل ایک حدیث یونس بن عبدالرحمن کی ہے جو اس سے ابی بکر حضرمی سے روایت کی ہے یہ کہ آپؑ نے فرمایا کہ وہ یہ کہے گا۔ اے اللہ میں نے جو اس سے لیا ہے وہ نہ خیانت کرکے لیا ہے اور نہ ظلم کرکے بلکہ میں نے اپنے مال کی جگہ اس کو لیا ہے۔

(۳۷۰۱) اور ایک دوسری حدیث میں ہے کہ اگر اس کے لینے پر اس سے حلف اٹھوایا تھا اس کو بھی چاہیے کہ کلمات کہتے ہوئے خود بھی حلف اٹھالے۔

اس کتاب کے مصنف علیہ الرحمہ فرماتے ہیں یہ تمام احادیث متفق المعانی ہیں مختلف نہیں ہیں اور وہ اس طرح کہ جب وہ اس سے حلف اٹھوائے پھر اس کے لئے یہ جائز نہیں کہ اس میں سے کچھ لے۔

(۳۷۰۲) نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس ارشاد کے بموجب کہ جو شخص اللہ کی قسم کھائے اس کو سچا سمجھنا چاہیے اور جس کے لئے اللہ کی قسم کھائی جائے اس کو اس پر راضی ہونا چاہیے اور جو اس پر راضی نہیں ہوتا وہ اللہ کی طرف سے کسی شے میں نہیں ہے۔ اور اگر کوئی شخص بغیر اس کے کہ اس سے حلف کے لئے کہا جائے حلف اٹھالے پھر اپنے حق کا مطالبہ کرے یا اس میں سے کچھ لے لے یا اس مال میں سے اس کو کچھ پہنچ جائے تو وہ نہی اور ممانعت کے حکم میں داخل نہیں ہے۔ اس طرح اگر کسی کو کوئی مال سپرد کیا جائے تو اس کو حق نہیں کہ اس مال میں سے کچھ لے اس لئے کہ وہ امانت ہے جس کا اس کو امین بنایا گیا ہے اور اس کے لئے جائز نہیں کہ اس امانت میں خیانت کرے۔ اور جب تک اس نے کسی مال کے لئے حلف نہیں اٹھایا ہے اور کسی امانت پر وہ امین نہیں بنایا گیا ہے مگر وہ مال اس تک پہنچ گیا ہے یا وہ مال کسی صورت اس کے ہاتھ لگ گیا ہے تو اس کے لئے یہ جائز ہے کہ وہ اپنا حق اس میں وہ کہکر لے لے جس کا میں نے اوپر ذکر کیا ہے۔ تو ان احادیث میں اتفاق کی صورت یہ ہے (ولاحول ولا قوۃ الاّ باللہ)۔

(۳۷۰۳) اور محمد بن ابی عمیر نے داؤد بن زربی سے روایت کی ہے اس کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام

ابوالحسن عیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا ہم ایک گروہ کے ساتھ معاملہ اور لین دین کرتے رہتے ہیں وہ لوگ بسا اوقات میرے پاس مال بھیجتے ہیں اور مجھ سے کچھ کنیز اور کچھ جانور لیکر چلے جاتے ہیں۔ پھر گھوم پھر کر انکا مال میرے پاس آتا ہے تو کیا میں اس میں سے جس قدر وہ میرا مال لے گئے ہیں لے لوں؟ آپ نے فرمایا جس قدر مال انہوں نے تم سے لیا ہے اتنا لے لو اس سے زیادہ نہ لو۔

(۳۷۰۴) حسن بن محبوب نے ھذیل بن حنان برادر جعفر بن حنان صیرفی سے روایت کی ہے اس کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا کہ میں نے اپنے بھائی جعفر کو کچھ مال دیا ہے اور وہ مجھے کچھ دیتا رہتا ہے جس کو میں خرچ کرتا رہتا ہوں، اس سے حج کرتا ہوں، اس میں سے صدقہ دیتا رہتا ہوں۔ تو جو لوگ میرے آس پاس ہیں میں نے اس کا ذکر ان لوگوں سے کیا ان لوگوں نے کہا یہ مال فاسد ہے حلال نہیں ہے میں چاہتا ہوں کہ میں اس مسئلہ میں آپؑ کے ارشاد کو آخری سمجھوں۔ تو آپ نے فرمایا یہ بتاؤ کہ تمہاری اس رقم کے دینے سے پہلے بھی وہ تم سے حسن سلوک کیا کرتا تھا؟ میں نے کہا جی ہاں۔ آپ نے فرمایا پھر وہ جو کچھ تم کو دیتا ہے وہ لے لو اور کھاؤ پیو حج کرو تصدق کرو اور جب تم عراق جاؤ تو کہدو کہ جعفر ابن محمد (علیہما السلام) نے مجھے یہ فتویٰ دیا ہے۔

(۳۷۰۵) اور سماعہ نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص کسی آدمی کے گھر منزل کرتا ہے اور اس کا اس آدمی کے اوپر کچھ قرض ہے۔ کیا وہ شخص کھانا کھائے؟ آپ نے فرمایا ہاں اس کے پاس تین دن کھانا کھالے اس کے بعد بالکل نہ کھائے۔

(۳۷۰۶) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کے اس قول کے متعلق فرمایا۔ لاخیر فی کثیر من نجواھم الّا من امر بصدقۃ او معروف او اصلاح بین الناس [ان لوگوں کے بہت سے مشورے اچھے نہیں ہاں (اس شخص کا مشورہ اچھا ہو سکتا ہے) جو خیرات یا نیک بات یا لوگوں میں صلح کرنے کو کہے] (سورۃ نساء۔ آیت نمبر ۱۱۴) آپ نے فرمایا یہاں معروف سے مراد قرض ہے۔

(۳۷۰۷) صباح بن سیابہ سے روایت کی گئی ہے اس کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق عیہ اسلام کی خدمت میں عرض کیا کہ عبداللہ بن ابی یعفور نے مجھ سے کہا ہے کہ آپ سے دریافت کروں کہ ہم لوگ اپنے پڑوسیوں سے روٹیاں قرض لیا کرتے ہیں اور ان سے چھوٹی یا ان سے بڑی واپس کرتے ہیں؟ تو آپ نے فرمایا ہم لوگ خود ساٹھ ستر اخروٹ قرض لیتے ہیں اور ان میں چھوٹے اور بڑے بھی ہوتے ہیں۔ اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔

(۳۷۰۸) حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص کسی کو اس کی خوشحالی تک کیلئے قرض دیتا ہے تو اس کے مال کی زکوٰۃ میں شمار ہوتا ہے اور جب تک یہ قرض واپس نہیں لیتا وہ ملائکہ کی طرف رحمت کی دعاؤں میں شامل رہتا ہے۔

(۳۷۰۹) اور اسماعیل بن مسلم نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور انہوں نے اپنے پدر بزرگوار عیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ فرمایا کرتے تھے کہ اگر کسی کے اوپر قرض ہو اور وہ مرجائے تو قرض سے چھوٹ گیا۔

(۳۷۱۰) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا جب مرنے والا مرگیا تو جو کچھ اس کا ہے اور جو کچھ اس پر ہے سب سے چھوٹ گیا۔

(۳۷۱۱) اور حسن بن محبوب نے حسن بن صالح ثوری سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ ایک شخص مرتا ہے اور اس کے ذمے قرض ہے اور کوئی ضامن قرض خواہوں کے لئے قرض کی ادائیگی کی ضمانت دیتا ہے۔آپؑ نے فرمایا کہ اگر قرض خواہ راضی ہے تو مرنے والا بری الذمہ ہو گیا۔

(۳۷۱۲) ابراہیم بن عبدالحمید نے حسن بن خنیس سے روایت کی ہے اس کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا کہ عبدالرحمن بن سیابہ کا کسی شخص پر قرض تھا وہ مرگیا تو ہم لوگوں نے اس سے گفتگو کی کہ وہ اس مرنے والے کے قرض کو چھوڑ دے مگر اس نے انکار کیا۔آپؑ نے فرمایا اس پر وائے ہو کیا اس کو نہیں معلوم تھا کہ وہ معاف کر دیتا تو ایک درہم پر دس ملتے اور اب جبکہ معاف نہیں کیا تو ایک درہم کے بدلے ایک ہی درہم ملے گا۔

(۳۷۱۳) سکونی نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے انہوں نے اپنے پدر بزرگوار سے انہوں نے اپنے آبائے کرام علیہم السلام سے روایت کی ہے آپؑ نے فرمایا ایک مرتبہ ایک شخص امیرالمومنین علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ میں نے دولت کمائی اور اس کے حصول میں حرام و حلال سے چشم پوشی کرلی۔اب میں نے توبہ کا ارادہ کیا ہے مگر مجھے نہیں معلوم کہ میری اس دولت میں کتنا حلال ہے اور کتنا حرام ہے اس لئے کہ وہ باہم مخلوط ہوگئے ہیں۔تو حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا کہ تو اپنے مال سے خمس نکال دے اس لئے کہ اللہ تعالیٰ انسان سے خمس پر راضی ہے اور (یوں) باقی تمام مال تیرے لئے حلال ہے۔

(۳۷۱۴) ابوالبختری وھب بن وھب نے حضرت جعفر بن محمد علیہما السلام سے اور انہوں نے اپنے پدر بزگوار علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ حضرت علی علیہ السلام نے ایک ایسے شخص کے بارے میں فیصلہ فرمایا جو مرگیا اور اس نے بہت سے ورثاء چھوڑے تو ان ورثاء میں سے ایک نے اپنے باپ پر قرض کا اقرار کیا آپؑ نے فیصلہ دیا کہ اس قرض کی ادائیگی کا جس نے اقرار کیا ہے اس کے اس حصہ سے لازم ہے جو اس کو وراثت میں ملا ہے۔پورے مال سے نہیں۔اور اگر وارثوں میں سے دو اقرار کریں اور وہ دونوں عادل ہیں تو یہ تمام ورثاء پر ہوگا اور اگر وہ دونوں عادل نہیں ہیں تو صرف دونوں کے حصہ میں جتنا بقدر وراثت ان کو ملا ہے اسی میں سے قرض کی ادائیگی لازم ہوگی۔اس طرح اگر دوسرے ورثاء مثلاً بھائی یا بہن اقرار کریں تو ان ہی کے حصہ سے ادائیگی لازم ہے اور حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا جو شخص کسی کے اپنے بھائی ہونے کا اقرار کرے تو وہ اس کے مال میں شریک ہوگا لیکن وہ نسب میں شریک نہیں ہوگا اور اسی طرح اگر دو اقرار کریں مگر یہ کہ وہ

دونوں عادل ہوں تو وہ نسب میں بھی ملحق ہوگا اور ان سب کے ساتھ میراث میں اس کا حصہ لگے گا۔

(۳۷۱۵) ابراہیم بن ہاشم نے روایت کی ہے کہ محمد بن ابی عمیر بزاز تھے ایک مرتبہ ان کا سارا مال جاتا رہا اور وہ فقر وتنگدستی میں مبتلا ہوگئے۔ اور ان کے ایک شخص پر دس ہزار روپیہ قرض تھے اس شخص کو جب یہ معلوم ہوا تو جس مکان میں وہ رہتا تھا اس کو دس ہزار درہم پر فروخت کر دیا اور رقم لیکر محمد بن ابی عمیر کے دروازے پر آیا (آواز دی) تو محمد بن ابی عمیر نکلے اور پوچھا کیا بات ہے اس نے کہا یہ آپ کی رقم ہے جو مجھ پر قرض تھی۔ انہوں نے پوچھا یہ رقم کیا تجھ کو کسی ورثہ میں ملی؟ اس نے کہا نہیں۔ پوچھا یہ رقم تجھ کو کسی نے عطیہ دیا ہے اس نے کہا نہیں کہا پھر کیا تو نے اپنی کوئی جائیداد فروخت کی ہے اور یہ اس کی قیمت ہے؟ اس نے کہا نہیں۔ انہوں نے کہا پھر آخر یہ رقم کہاں سے آئی؟ اس نے جواب دیا میں کہ نے وہ مکان جس میں رہتا ہوں اسے فروخت کر دیا تاکہ اپنا قرض ادا کروں۔ محمد بن ابی عمیرؒ نے کہا۔ سنو ذریح محاربی نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی ایک حدیث مجھ سے بیان کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ کوئی شخص قرض کی ادائیگی کے لئے اپنے جائے پیدائش (مکان مسکونہ) سے نہیں نکلے گا۔ لہٰذا اس کو لے جاؤ مجھے اس کی کوئی ضرورت نہیں۔ اگرچہ خدا کی قسم میں اس وقت ایک ایک درہم کو محتاج ہوں مگر اس میں سے ایک درہم بھی میری ملکیت میں داخل نہ ہوگا۔

اور ہمارے شیخ محمد بن حسن رضی اللہ عنہ روایت فرمایا کرتے تھے کہ اگر کسی کا گھر وسیع ہے اور اس کے لئے ایک حصہ رہنے کو کافی ہے تو اس پر لازم ہے کہ اتنے حصہ میں رہے جتنی اس کو ضرورت ہے اور بقیہ سے اپنا قرض ادا کرے اور اسی طرح اگر کوئی گھر بلا قیمت ملے جو اس کے رہنے کے لئے کافی ہو تو بھی وہ اپنے گھر کو فروخت کرکے اس کی قیمت سے کوئی اور (چھوٹا) گھر خرید لے اور بقیہ رقم سے اپنا قرض ادا کرے۔

(۳۷۱۶) اور یونس بن عبدالرحمن نے حضرت امام رضا علیہ السلام کو ایک خط لکھ کر دریافت کیا کہ ایک شخص پر میرا دس (۱۰) درہم قرض ہے اور بادشاہ وقت نے ان درہموں کو منسوخ کرکے اسکی جگہ پر اس سے اعلیٰ درہم جاری کر دیا اور آجکل ان سے پہلے درہموں کی قیمت گر گئی تو اب کونسا درہم میرا اس کے اوپر ہے وہ پہلے دراہم جو بادشاہ نے منسوخ کر دیئے یا وہ دراہم جو بادشاہ نے اب اس کے بدلے جاری کئے ہیں۔ تو آپؑ نے جواب میں تحریر فرمایا تیرے لئے وہی پہلے دراہم ہیں۔

اس کتاب کے مصنف علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ ہمارے شیخ (استاد) محمد بن حسن رضی اللہ عنہ ایک حدیث روایت کیا کرتے تھے کہ اس کے لئے وہ دراہم ہیں جو لوگوں میں رائج ہیں۔

اوپر کی دونوں حدیثیں متفق اور ہم معنیٰ ہیں۔

جب کسی پر معروف سکے قرض ہوں اور جب کسی پر معلوم وزن میں سکے قرض ہوں (گنے ہوئے نہ ہوں) تو اس کے لئے وہی (دینا واجب) ہے جو لوگوں میں رائج ہو۔

باب :- تجارت اوراس کے آداب اس کی فضیلت اوراس کے لئے فقہی معلومات

(۳۷۱۷) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ تجارت سے عقل میں اضافہ ہوتا ہے۔

(۳۷۱۸) نیز حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ تجارت کو ترک کرنا عقل زائل کرنا ہے۔

(۳۷۱۹) اور معلیٰ بن خنیس سے روایت ہے ان کا بیان ہے کہ میں بہت دنوں سے بازار نہیں گیا تھا حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے مجھے دیکھا تو فرمایا اپنی عزت کی طرف جاؤ (یعنی وہاں جاؤ جہاں سے تمہاری ساکھ اور عزت بنی ہوئی ہے)۔

(۳۷۲۰) اور روح بن عبدالرحیم سے روایت ہے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اللہ تعالی کے اس قول کے متعلق روایت کی ہے رجال لا تلھیھم تجارۃ و لا بیع عن ذکر اللّٰہ (ایسے لوگ ہیں جن کو نہ تجارت ہی غافل کرسکتی ہے ذکر خدا سے اور نہ خرید وفرخت) (سورۃ النور آیت ۔۳۷) آپؑ نے فرمایا یہ تاجر لوگ ہیں جب نماز کا وقت آتا ہے تو تجارت چھوڑ دیتے ہیں اور نماز کے لئے روانہ ہوجاتے ہیں اور ان لوگوں کا درجہ ان لوگوں سے بڑا ہے جو تجارت نہیں کرتے۔

(۳۷۲۱) ہارون بن حمزہ نے علی بن عبدالعزیز سے روایت کی اس کا بیان ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے دریافت فرمایا کہ عمر بن مسلم نے کیا کیا؟ میں نے عرض کیا میں آپؑ پر قربان وہ تجارت چھوڑ کر عبادت میں لگا ہوا ہے۔ آپؑ نے فرمایا اس پر وائے ہو کیا اس کو یہ معلوم نہیں کہ طلب معاش چھوڑنے والے کی دعا قبول نہیں ہوتی؟ اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب یہ آیت نازل ہوئی و من یتق اللّٰہ یجعل لہ مخرجا و یرزقہ من حیث لا یحتسب (اور جو خدا سے ڈرے گا تو خدا اس کی نجات کی صورت نکال دے گا اور اس کو ایسی جگہ سے رزق دے گا جہاں سے اس کو وہم بھی نہ ہوگا) (سورۃ الطلاق آیت ۔۲۔۳) تو ان میں سے کچھ لوگ دروازے بند کرکے عبادت میں مشغول ہوگئے اور بولے کہ بس ہمارے لئے یہ کافی ہوگیا۔ یہ خبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پہنچی تو آپؐ نے ان کو آدمی بھیج کر بلوایا اور پوچھا کہ ایسا تم لوگوں نے کیوں کیا؟ انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ، اللہ تعالیٰ ہم لوگوں کے رزق کا ذمہ دار بن گیا تو ہم لوگ عبادت میں مشغول ہوگئے۔ آپؐ نے فرمایا جو ایسا کرے گا اس کی دعا قبول نہ ہوگی۔ ہم لوگوں پر روزی تلاش کرنا واجب ہے۔ پھر فرمایا میرے نزدیک سب سے زیادہ ناپسندیدہ شخص وہ ہے جو ہر طرف سے منہ موڑ کر صرف اپنے رب کی طرف منہ کرلے اور روزی کی تلاش چھوڑ کر یہ کہے کہ پروردگار مجھے روزی دے۔

(۳۷۲۲) اور امیرالمومنین علیہ السلام نے ارشاد فرمایا تم لوگ تجارت کرو اللہ تعالیٰ تم لوگوں کو اس میں برکت عطا فرمائے۔ کیونکہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ رزق کے دس حصے ہیں نو حصہ تجارت

میں ہے اور ایک حصہ ساری دنیا کے کاروبار میں ہے۔

(۳۷۲۳) اور امیرالمومنین علیہ السلام نے فرمایا تم لوگ تجارت کے لئے آگے بڑھو اس لئے کہ یہ (عمل) تم لوگوں کو جو کچھ اور لوگوں کے قبضہ میں ہے ان سب سے بے نیاز اور مستغنی کر دیگا۔

(۳۷۲۴) اور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ تم لوگ تجارت نہ چھوڑو ورنہ بے وقعت اور ہلکے بن جاؤ گے۔ تجارت کرو اللہ تعالیٰ تم لوگوں کو برکت عطا فرمائے۔ اس حدیث کی روایت شریف بن سابق تفلیسی نے فضل بن ابی قرہ سمندی سے کی ہے۔

(۳۷۲۵) اور امیرالمومنین علیہ السلام نے فرمایا جو شخص مسائل تجارت کے جانے بغیر تجارت کرے گا وہ ربا اور سود کی دلدل میں پھنسے گا اور پھر پھنسے گا لہذا بازار میں وہی شخص بیٹھے جو خرید و فروخت کے مسائل سمجھتا ہو۔

(۳۷۲۶) (جابر سے امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا) حضرت علی علیہ السلام کوفہ میں ہر صبح کو نکلتے اور کوفہ کے ایک ایک بازار کا چکر لگاتے آپؑ کے کاندھے پر ایک درہ ہوتا جس کے دو کنارے ہوتے اور اس کا نام سبیبہ تھا (گائے کے چمڑے کا) آپ تمام بازار والوں کے سامنے کھڑے ہوتے اور انہیں آواز دیتے کہ "اے تجارت کرنے والوں (اللہ سے ڈرتے رہو) اللہ سے طلب خیر و برکت و سہولت کرتے رہو۔ خریداروں کے قریب رہو حلم و بردباری سے آراستہ رہو۔ ظلم سے دور رہو۔ مظلوموں کے ساتھ انصاف کرو۔ سود اور ربا کے قریب نہ جاؤ۔ ناپ تول کو پورا رکھو اور لوگوں کو ان کی خریدی ہوئی چیزیں کم نہ دیا کرو اور زمین میں اس کی اصلاح و درستی کے بعد فساد نہ پھیلاتے پھرو۔" آپؑ نے فرمایا کہ اسی طرح آپؑ کوفہ کے بازاروں میں پھرتے اس کے بعد واپس آتے اور لوگوں کے مسائل کیلئے بیٹھے۔

(۳۷۲۷) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو شخص خرید و فرخت کرے وہ پانچ باتیں یاد رکھے اور ان سے پرہیز کرے ورنہ خرید و فرخت نہ کرے سود و ربا، قسم کھانا، عیب کا پوشیدہ رکھنا، فروخت کرتے وقت مال کی تعریف اور خریدتے وقت مال کی مذمت۔

(۳۷۲۸) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا اے گروہ تجار اپنے سر اٹھا کر دیکھو تم لوگوں کے لئے راستہ واضح ہو چکا ہے۔ تم لوگ قیامت کے دن فاجر مبعوث ہوگئے سوائے ان تاجروں کے جو سچ بات کہہ دیا کریں۔

(۳۷۲۹) نیز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تاجر فاجر ہے اور فاجر جہنم میں جائے گا سوائے اس تاجر کے جو حق لے اور حق دے۔

(۳۷۳۰) نیز آنجناب علیہ السلام نے فرمایا اے گروہ تجار اپنے اموال کا صدقہ نکال کر حفاظت کرو یہ تمہارے گناہوں کی اور تمہاری ان قسموں کا کفارہ بن جائیگا جو تم لوگ دوران تجارت کھاتے ہو اور تمہاری تجارت تم لوگوں کے لئے پاک ہو جائیگی۔

(۳۷۳۱) اصبغ بن نباتہ سے روایت ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت علی علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا وہ منبر کوفہ پر فرمارہے تھے۔ "اے گروہ تجار پہلے فقہ پھر تجارت، پہلے فقہ پھر تجارت، خدا کی قسم اس امت میں ربا وسود اس سے بھی زیادہ خفی طور پر رینگتا ہے جتنی خفی طور سے چیونٹی سنگ سخت پر رینگتی ہے (کہ پاؤں کا نشان نظر نہیں آتا) اپنے اموال کی حفاظت صدقہ سے کرو۔ تاجر فاجر ہوتا ہے اور فاجر جہنم میں جاتا ہے ماسوائے اس تاجر کے کہ جو حق ہے وہ لے اور جو حق ہے وہ دے۔"

(۳۷۳۲) حفص بن بختری نے حسین بن منذر سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا۔ میری عورت نے مجھے کچھ رقم دی اور کہا کہ اس سے جو چاہو کرو میں نے اس کی رقم سے ایک کنیز خرید لی کیا میں اس سے مجامعت کروں ؟ آپ نے فرمایا نہیں اس نے تو تم کو یہ رقم اس لئے دی ہے کہ تم آنکھیں ٹھنڈی کرو تم اس کی آنکھیں جلانا چاہتے ہو۔

(۳۷۳۳) عثمان بن عیسیٰ نے میسر سے روایت کی ہے اس کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ آنجنابؑ سے عرض کیا کہ ایک شخص میرے پاس آتا ہے اور کہتا ہے کہ میرے لئے بازار سے فلاں سودا خریدو اور بازار میں جو مال ہے اس سے بہتر مال میرے پاس موجود ہے تو آپؑ نے فرمایا اگر تم کو یقین ہے کہ وہ تمہیں متہم نہیں کرے گا تو اپنے پاس سے دیدو لیکن اگر تمہیں ڈر ہے کہ وہ تمہیں متہم کرے گا تو اس کے لئے بازار سے خرید دو۔

(۳۷۳۴) اسماعیل بن مسلم نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور انہوں نے اپنے پدر بزرگوار علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے بعض انبیاء پر یہ وحی نازل فرمائی کہ تم کریم کے ساتھ کرم کا سلوک کرو۔ سخی اور فیاض سے سخاوت کا برتاؤ کرو۔ حریص ولالچی سے تم بھی لالچیوں کا سلوک کرو اور بد خلق کے سامنے سے منہ پھیر لو۔

(۳۷۳۵) ۔ حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ارشاد کرتے ہوئے سنا وہ فرما رہے تھے کہ نرم مزاجی بھی نفع کی ایک صورت ہے۔ حضرت علی علیہ السلام نے یہ بات اس شخص سے بطور نصیحت کی جس کے پاس مال تھا اور وہ اس کو فروخت کر رہا تھا۔

(۳۷۳۶) اور حضرت علی علیہ السلام ایک مرتبہ ایک کنیز کی طرف سے ہو کر گزرے جو ایک قصاب سے گوشت خرید رہی تھی اور کہتی جارہی تھی کہ مجھے اور دو۔ حضرت علی علیہ السلام نے قصاب سے فرمایا اسے دیدو اس میں بڑی برکت ہے۔

(۳۷۳۷) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اس بندے کو پسند کرتا ہے جو سہولت کے ساتھ فروخت کرے سہولت کے ساتھ خریدے۔ سہولت کے ساتھ اپنا قرض ادا کرے اور سہولت کے ساتھ اپنا قرض وصول کرے۔

(۳۷۳۸) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ اگر کوئی مسلمان کسی مسلمان کی ندامت پر اپنا فروخت شدہ مال واپس لے لے تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کی لغزشوں کے الزام کو واپس لے لے گا۔

(۳۷۳۹) حضرت علی علیہ السلام نے بیان فرمایا کہ ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک شخص کی طرف سے ہو کر گزرے جس کے ساتھ کچھ مال تھا جو وہ فروخت کرنا چاہتا تھا تو آپؐ نے فرمایا تم پر لازم ہے پہلے بازار جاؤ۔

(۳۷۴۰) حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا جو مال کا مالک ہے اس کو قیمت بتانے کا زیادہ حق ہے۔

(۳۷۴۱) نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے طلوع فجر سے لے کر طلوع آفتاب کے درمیان بھاؤ تاؤ کرنے سے منع فرمایا ہے۔

(۳۷۴۲) حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ خریدار مول تول اور قیمت گھٹانے کیلئے بات کرے اس میں جی خوش ہوتا ہے اور وہ قیمت زیادہ ہی کیوں نہ دے اس لئے کہ خرید وفروخت کے اندر فریب کھانا نہ قابل تعریف ہے اور نہ اس میں کوئی ثواب ہے۔

(۳۷۴۳) اور آنجنابؑ علیہ السلام نے فرمایا کہ چار چیزوں میں مول تول اور قیمت گھٹانے کی بات نہ کرو۔ قربانی کا جانور، کفن، غلام کی قیمت، اور مکہ معظمہ جانے کا کرایہ۔

(۳۷۴۴) اور علی ابن الحسین امام زین العابدین علیہ السلام اپنے قہرمان (آمدنی اور اخراجات کے منتظم) سے فرمایا کرتے کہ جب تم میرے لئے ضروریات حج کے خریدنے کا ارادہ کرو تو خرید لو اور مول تول یا قیمت گھٹانے کی بات نہ کرو اور یہی روایت زیاد قندی نے عبداللہ بن سنان سے اور انھوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے کی ہے۔

(پوری تول اور کم تول)

(۳۷۴۵) میسر نے حفص سے اور انھوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے راوی کا بیان ہے کہ میں نے آنجنابؑ سے عرض کیا کہ ایک شخص کی نیت پوری تول تولنے کی ہے مگر جب تولتا ہے تو اچھی تول نہیں تولتا۔ آپؑ نے فرمایا کہ وہ لوگ جو اس کے اردگرد ہیں وہ کیا کہتے ہیں؟ میں نے عرض کیا وہ لوگ کہتے ہیں کہ یہ پورا نہیں تولتا۔ آپؑ نے فرمایا کہ پھر وہ ان لوگوں میں ہے جن کو تولنا نہیں چاہیے۔

(۳۷۴۶) اسحاق بن عمار نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے آپؑ نے ارشاد فرمایا جو شخص اپنے ہاتھ میں ترازو پکڑے ہوئے ہو اور اس کی نیت بھی ہو کہ اپنے لئے پوری پوری تول لے گا (پوری کرتے کرتے) جھکی ہوئی ڈنڈی ہی لیگا اور جو شخص کسی کو دے اور اس کی نیت بھی ہو کہ برابر کی ڈنڈی دے تو اس کو کم ہی دے گا۔

(۳۷۴۷) حمّاد بن بشیر نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے آپؑ نے فرمایا کہ پوری تول ہو ہی نہیں سکتی جب تک کہ ترازو کی زبان ذرا جھکی نہ ہو۔

(۳۷۴۸) اور ایک دوسری حدیث میں ہے پوری تول ہو ہی نہیں سکتی جب تک کہ ترازو کا پلڑا ذرا جھکا ہوا نہ ہو۔

(۳۷۴۹) اسحاق بن عمار سے روایت ہے کہ میں نے ایک مرتبہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا کہ ایک شخص سے میں درہم لیتا ہوں ان کو وزن کرتا ہوں پھر ان کو جدا جدا کرتا ہوں تو میرے ہاتھوں میں کچھ فاضل محسوس ہوتا ہے آپ نے فرمایا کیا وہ پورا کہنے کے لائق ہے؟ میں نے عرض کیا جی ہاں۔ فرمایا پھر کوئی مضائقہ نہیں۔

بیعانہ

(۳۷۵۰) وھب بن وھب نے حضرت جعفر بن محمد علیہما السلام سے انھوں نے اپنے پدر بزرگوار علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ حضرت علی علیہ السلام فرمایا کرتے تھے۔ کہ بیعانہ نہیں ہو سکتا جب تک کہ قیمت نقد نہ ہو۔

باب :- بازار

(۳۷۵۱) حضرت علی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ بنی عامر کا ایک اعرابی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس نے آپؐ سے زمین کے بدترین ٹکڑے اور زمین کے بہترین ٹکڑے کے متعلق دریافت کیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس سے فرمایا کہ زمین کے بدترین ٹکڑے بازار ہیں یہ ابلیس کا میدان ہے یہاں وہ صبح ہی کو اپنا جھنڈا لیکر آجاتا ہے اور اپنی کرسی لگا کر بیٹھ جاتا ہے اور اپنی ذریت کو ہر طرف پھیلا دیتا ہے کوئی پیمانے سے کم ناپنے میں لگ جاتا ہے کوئی ترازو سے کم تولنے میں یا کوئی ہاتھ سے ناپنے میں چوری کرتا ہے یا کوئی اپنے مال کے متعلق جھوٹ بولتا ہوتا ہے اور وہ (شیطان) کہتا ہے تم لوگ ان آدمیوں کو لے لو ان کا باپ مرگیا مگر تمہارا باپ تو زندہ ہے اور اس طرح وہ مسلسل بازار میں داخل ہونے سے لیکر بازار سے خارج ہونے تک کہتا رہتا ہے۔ پھر فرمایا کہ بہترین زمین کی ٹکڑے مسجدیں ہیں اور سب سے پسندیدہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک وہ لوگ ہیں جو سب سے پہلے ان میں داخل ہوتے ہیں اور سب کے بعد میں نکلتے ہیں۔

(۳۷۵۲) اور امیرالمومنین علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ مسلمانوں کے بازار ان کی مسجدوں کے مانند ہیں جو شخص پہلے کسی جگہ آکر بیٹھ گیا وہ رات تک وہاں بیٹھنے کا زیادہ حقدار ہے۔

باب :- بازاروں میں دعا کا ثواب

(۳۷۵۳) عاصم بن حمید نے ابی بصیر سے انھوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا جو شخص کسی بازار میں داخل ہو یا مسجد کی جماعت میں اور ایک مرتبہ یہ کہے کہ اَشْھَدُاَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَاشَرِیْکَ لَہٗ، وَاللّٰہُ اَکْبَرُ کَبِیْراً، وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ کَثِیْراً، وَسُبْحَانَ اللّٰہِ بُکْرَۃً وَّاَصِیْلاً، وَلَاحَوْلَ وَلَاقُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ وَصَلَّی اللّٰہُ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّآلِہٖ (میں گواہی دیتا ہوں کہ نہیں ہے کوئی اللہ سوائے اس اللہ کے جو اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں اور اللہ سب سے بڑا اور اللہ کی حمد بہت زیادہ اور اللہ کے نام کی تسبیح صبح و شام اور نہیں کوئی طاقت اور نہیں ہے کوئی قوت لیکن اس اللہ کی دی ہوئی جو سب سے بالاتر اور عظیم تر ہے ۔ اور اللہ کی رحمتیں نازل ہوں محمدؐ پر اور انکی آل پر) تو یہ اس کے لئے ایک مقبول حج کے برابر ثواب ہوگا۔

(۳۷۵۴) عبداللہ بن حمّاد انصاری سے روایت ہے انھوں نے سدیر سے روایت کی ہے انہوں نے کہا کہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ اے ابوالفضل کیا تمہارے لئے بازار میں کوئی ایسی جگہ نہیں ہے جہاں تم بیٹھو اور لوگوں سے خرید و فروخت کرو؟ ان کا بیان ہے کہ میں نے عرض کیا جی ہاں ۔ آپؐ نے فرمایا اچھا یہ جان لو کہ جو بھی شخص صبح و شام اپنے بازار میں اپنی نشست پر جائے اور جس وقت بازار میں قدم رکھے تو یہ کہے کہ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ خَیْرَھَا وَخَیْرَ اَھْلِھَا، وَاَعُوْذُبِکَ مِنْ شَرِّھَا وَشَرِّ اَھْلِھَا (اے اللہ میں تجھ سے اس بازار کی اور بازار والوں کی خیر چاہتا ہوں اور تیری پناہ چاہتا ہوں اس بازار کے شر سے اور اس بازار والوں کے شر سے) تو اللہ تعالیٰ اس پر ایسے کو متعین کر دے گا جو اس کی حفاظت کرے گا اور اس کا محافظ بنا رہے گا جب تک وہ اپنے گھر واپس نہ جائے پس اللہ تعالیٰ کہے گا کہ دیکھ میں نے آج کے دن تجھے پناہ دی اس بازار کے شر سے اور اس بازار والوں کے شر سے ۔ اور جب بازار میں اپنی نشست پر بیٹھتے وقت یہ کہے اَشْھَدُاَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَاشَرِیْکَ لَہٗ، وَاَشْھَدُاَنَّ مُحَمَّدً عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ، صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ مِنْ فَضْلِکَ حَلَالًا طَیِّباً، وَاَعُوْذُبِکَ من ان اظلم او اظلم و اعوذ بک من صفقۃ خاسرۃ و یمین کاذبۃ - (میں گواہی دیتا ہوں کہ نہیں ہے کوئی اللہ سوائے اس اللہ کے وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں ہے اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمدؐ اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں اے اللہ میں تیری حلال و طیّب بخشش کو تجھ سے مانگتا ہوں اور میں تیری پناہ چاہتا ہوں اس بات سے کہ میں کسی پر ظلم کروں یا کوئی مجھ پر ظلم کرے اور تیری پناہ چاہتا ہوں ناکامیاب سودا کرنے سے اور جھوٹی قسم سے) جب وہ یہ کہے گا تو اللہ تعالیٰ اس موکل فرشتہ سے کہے گا کہ اس کو بشارت دے دو کہ آج تیرے اس بازار میں کوئی ایک بھی ایسا نہیں جس کا حصہ تجھ سے زیادہ ہو اور عنقریب تیرے پاس وہ حلال و طیّب و مبارک روزی آئے گی جو اللہ نے تیرے قسمت میں رکھ دی ہے۔

(۳۷۵۵) اور روایت کی گئی ہے کہ جو شخص بازاروں میں اللہ کا ذکر کرے گا تو اس بازار میں جتنے عربی و عجمی ہیں اور بولنے والے یا نہ بولنے والے اللہ تعالیٰ ان کی تعداد کے برابر اس کے گناہ بخش دے گا۔

(۳۷۵۶) اور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص بازاروں میں اللہ کا ذکر کرے گا اللہ تعالیٰ اس بازار میں جتنے لوگ ہیں انکی تعداد کی برابر اس کے گناہ معاف کر دیگا۔

باب :- تجارت کیلئے مال خریدنے کی دعا

(۳۷۵۷) علاء نے محمد بن مسلم سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے ان دونوں امامین علیہما السلام میں سے کسی ایک نے فرمایا کہ جب کوئی مال خریدو تو تین مرتبہ اللّٰہ اکبر کہو اس کے بعد یہ کہو اللھم انی اشتریته التمس فیه من خیرک فاجعل لی فیه خیراً ، اللھم انی اشتریته التمس فیه من فضلک فاجعل لی فیه فضلاً ، اللھم انی اشتریته التمس فیه من رزقک فاجعل لی فیه رزقاً (اے اللہ میں نے اس کو خریدا ہے اور اس میں تیری خیر چاہتا ہوں پس اس میں مجھے خیر عطا کر ، اے اللہ میں نے اس کو خریدا ہے اور اس میں تیرا فضل چاہتا ہوں پس تو میرے لئے اس میں اپنا فضل عطا فرما۔ اے اللہ میں نے اس کو خریدا ہے اور میں اس میں تیرا رزق چاہتا ہوں۔ پس تو میرے لئے اس میں رزق عطا فرما) اور ان میں ہر فقرے کو تین بار دہرائے۔

(۳۷۵۸) اور حضرت امام رضا علیہ السلام مال پر ہماری برکت کے لئے کچھ لکھ دیا کرتے تھے۔

باب :- جانوروں کو خریدتے وقت کی دعا

(۳۷۵۹) عمر بن ابراہیم نے حضرت امام ابوالحسن علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ جو شخص کوئی جانور خریدے تو اس کے بائیں جانب سے اس کو چارہ کھلائے اور اپنے داہنے ہاتھ سے اس کی چوٹی پکڑے اور اس کے سر پر سورہ فاتحۃ الکتاب وقل ھو اللہ وقل اعوذ برب الفلق وقل اعوذ برب الناس و سورۃ حشر کی آخری آیت اور بنی اسرائیل کی آخری آیت یعنی قل ادعوا اللہ ادعوا الرحمن اور آیۃ الکرسی پڑھ کر دم کرے تو یہ اس جانور کیلئے تمام آفات سے امان ہے۔

(۳۷۶۰) ابن فضّال نے ثعلبہ (بن میمون) سے اس نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے آپؑ نے فرمایا کہ جب تم کوئی کنیز خریدو تو یہ کہو اللھم انی استشیرک و استخیرک (اے اللہ میں تجھ سے مشورہ چاہتا ہوں اور تجھ سے طلب خیر کرتا ہوں) اور جب تم کوئی سواری کا جانور یا بکری کا بچہ خریدو تو یہ کہو اللھم قدرلی اطولھن حیاۃ و اکثرھن منفعۃ ، و خیرھن عاقبۃ (اے اللہ تو میرے لئے اس کی درازی حیات اور اس کی سب سے زیادہ منفعت اور اس کی خیر وعافیت مقدر فرما دے۔)

باب :- خریدو فروخت کرنے میں شرط اور اختیار

(۳۷۶۱) حلبی نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے آپؑ نے فرمایا کہ تمام جانوروں میں خریدار کیلئے تین دن کی شرط ہے اس مدت کے اندراس کو اختیار ہے کہ (مال رکھے یا واپس کردے) خواہ اس نے اس کی شرط کی ہو یا نہ کی ہو۔

(۳۷۶۲) اور آنجناب علیہ السلام نے فرمایا جو کوئی شخص کسی آدمی سے کوئی مال خریدے تو خریدار اور بیچنے والے دونوں کو اختیار ہے دونوں کے جدا ہونے تک اور جب جدا ہوگئے تو فروخت لازمی ہو گئی۔

(۳۷۶۳) نیز آنجنابؑ نے ایک ایسے شخص کے متعلق فرمایا کہ جس نے کسی آدمی سے ایک غلام یا ایک جانور خریدا اور ایک یا دو دن کی شرط رکھی اور اسی اثنا میں وہ غلام مرگیا یا وہ جانور مرگیا یا اس میں عیب یا مرض ظاہر ہوگیا تو یہ کس کے ذمہ ہوگا؟ آپ نے فرمایا جب تک وہ مدت پوری نہ ہو جائے اور وہ مال اس کا نہ ہو جائے خریدار کے ذمہ نہ ہوگا۔

(۳۷۶۴) اسحاق بن عمّار نے حضرت عبد صالح علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ جو شخص کوئی مال خریدے اور معاملہ طے کر کے چلا جائے اور تین دن تک نہ آئے تو اس کا یہ معاملہ خرید وفروخت باقی نہیں رہے گا۔

(۳۷۶۵) عبداللہ بن سنان نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ مسلمان اپنی شرطوں پر قائم رہیں سوائے ان شرطوں کے جو کتاب و سنت کے خلاف ہوں اور جائز نہ ہوں۔

(۳۷۶۶) جمیل نے زرارہ سے انھوں نے امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے اس کا بیان ہے کہ میں نے آنجنابؑ سے دریافت کیا کہ ایک شخص نے کسی آدمی سے مال خریدا اور پھر اسی کے پاس وہ مال چھوڑ کر چلا گیا اور کہہ گیا میں ابھی قیمت لاتا ہوں؟ آپؑ نے فرمایا کہ اگر وہ تین دن کے اندر قیمت لاتا ہے تو ٹھیک ورنہ بیع کا معاملہ ختم۔

(۳۷۶۷) اور ایک دوسری روایت میں ہے جو ابن فضّال سے ہے انھوں نے حسن بن علی بن رباط سے انھوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے آپؑ نے فرمایا اگر تین دن کے اندر جانور میں کوئی عیب یا مرض ظاہر ہو جائے تو وہ فروخت کرنے والے کا مال قرار دیا جائیگا۔ اور جو شخص کوئی کنیز خریدے اور فروخت کرنے والے سے کہے کہ میں اس کی قیمت لاتا ہوں تو اگر وہ ایک مہینہ کے اندر قیمت لائے تو ٹھیک ورنہ بیع کا معاملہ ختم۔ اور وہ چیزیں جو ایک دن میں خراب ہو جاتی ہیں جیسے سبزیاں، خربوزہ اور پھل وغیرہ تو اس کی مدت دن سے رات تک ہے۔

باب :۔ بایع اور مشتری کی وہ جدائی وافتراق جس سے بیع پکی اور واجب ہو جاتی ہے خواہ وہ ایجاب و قبول جسمانی ہو یا زبانی ہو۔

(۳۷۶۸) حلبی نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے آپؑ نے فرمایا کہ میرے پدر بزرگوار علیہ السلام نے ایک قطعہ زمین خرید فرمائی جس کو عریض کہا جاتا ہے جب بیع مکمل ہو گئی یعنی ایجاب و قبول ہو گیا تو آپ اٹھے اور چلے میں نے عرض کیا بابا جان آپؑ نے اٹھ کھڑے ہونے میں تعجیل فرمائی ؟ آپؑ نے فرمایا کہ اے فرزند میں نے چاہا کہ بیع واجب اور پکی ہو جائے۔

(۳۷۶۹) ابو ایوب نے محمد بن مسلم سے روایت کی ہے اس کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا آپؑ فرمارہے تھے کہ میں نے ایک زمین خریدی جب ایجاب وقبول ہو چکا تو اپنی جگہ سے اٹھا ایک قدم چلا پھر واپس آیا چاہتا تھا کہ اس افتراق وجدائی سے بیع واجب اور پکی ہو جائے۔

باب :۔ دو آدمیوں کے درمیان شرائط معلومہ کے ساتھ مدت معلومہ تک کیلئے قبالہ کے احکام

(۳۷۷۰) سعید بن یسار سے روایت کی گئی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا کہ لوگ اپنے اطراف کے دیہات والوں میں ملتے جلتے ہیں اور انکے ہاتھ دس (۱۰) کا سودا بارہ (۱۲) پر اور دس (۱۰) کا سودا تیرہ (۱۳) پر فروخت کرتے ہیں اور قیمت کم و بیش ایک سال تک کیلئے موخر کر دیتے ہیں اور وہ شخص اپنے مکان یا اپنی زمین کا قبالہ ہم لوگوں کے نام لکھ دیتا ہے اس مال کی قیمت کے عوض جو ان لوگوں نے ہم لوگوں سے خریدا ہے ان الفاظ کے ساتھ کہ یہ مال یا یہ زمین میں نے فروخت کر دیا ہے اور قیمت وصول پائی ہے اور ہم لوگ اس سے وعدہ کر لیتے ہیں کہ اگر طے شدہ مدت معلومہ تک قیمت لائے گا تو ہم لوگ یہ چیز اس کو واپس کر دیں گے اور اگر وہ اس طے شدہ مدت تک رقم نہ لایا تو وہ چیز ہماری ہو جائے گی اس خرید کے متعلق آپؑ کی نظر میں کیا ہے ؟ آپ نے فرمایا میری نظر میں تو یہ ہے کہ اگر وہ وقت کے اندر نہ لائے تو وہ تمہاری ہے اور اگر وقت کے اندر لائے تو تم اس کو واپس کر دو۔

(۳۷۷۱) اسحاق بن عمار نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے اس کا بیان ہے کہ ایک شخص نے آنجناب علیہ السلام سے دریافت کیا اور میں وہاں موجود تھا کہ ایک مرد مسلمان کو اپنے گھر فروخت کرنے کی ضرورت ہوئی تو وہ اپنے بھائی کے پاس آیا اور کہا میں اپنا یہ گھر تمہارے ہاتھ فروخت کرنا چاہتا ہوں اس لئے کہ بجائے اس کے کہ کسی غیر

کا ہو جائے گا میرے نزدیک یہ زیادہ اچھا ہے کہ تمہارا ہو جائے مگر اس شرط پر کہ جب میں ایک سال پر اس کی قیمت لاؤں تو تم مجھے واپس کر دوگے اس نے کہا کوئی مضائقہ نہیں اگر تم ایک سال کے اندر اس کی قیمت لاؤ گے تو میں تمہارا گھر تم کو واپس کر دونگا۔ میں نے کہا اب سوال یہ ہے کہ اس مکان کی آمدنی سے (مکان کا کرایہ یا زمین کی، مال گزاری) ایک سال تک کس کی ہوگی؟ آپؑ نے فرمایا کہ خریدار کی کیا تم یہ نہیں دیکھتے کہ اگر وہ مکان جل جاتا تو اس کی ملکیت جل جاتی۔

ہمارے شیخ (استاد) محمد بن حسن رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جب ثالث کے پاس دو آدمیوں کے درمیان ایک مدت تک کے لئے قبالہ طے پاجائے تو وہ دونوں بالاتفاق ایک تحریر لکھیں جس کی دونوں پابندی کریں اور ثالث پر لازم ہے کہ جن شرائط پر دونوں کا اتفاق ہے اس پر عمل کرے اس سے ہرگز تجاوز نہ کرے اور اس کے لئے یہ بھی جائز نہیں وہ اس تحریر کی واپسی میں تاخیر کرے بلکہ وقت پر اس قبالہ کو اس کے مستحق کے حوالہ کردے۔

اور میں نے آنجناب شیخ (استاد) کو یہ فرماتے ہوئے سنا وہ فرماتے تھے کہ میں نے اپنے مشائخ (اساتذہ رضی اللہ عنہ) سے سنا ہے وہ حضرات فرمایا کرتے تھے کہ باہمی شرائط واتفاقات کی پابندی احکام شرعیہ کی طرح لازم اور واجب العمل نہیں ہے اگر ان کو احکام شرعیہ کی طرح واجب العمل سمجھا جائے تو غلط ہوگا۔ ویسے مسلمانوں کو آپس کی ان شرائط کی پابندی، لازم ہے جو کتاب خدا کے مطابق ہوں اور جس پر رقم عائد ہے۔ جب وہ رقم کا کچھ حصہ وقت معینہ پر یا اس سے پہلے لے کر آئے پھر وقت معینہ آجائے اور باقی رقم کسی وجہ سے نہ لاسکے اگر اس کے پاس رقم تھی تو ثالث پر لازم ہے کہ رقم وصول کرنے والے سے اس کی رسید لکھوا کر اس پر اپنی گواہی ثبت کردے اور اگر اس کے پاس رقم نہیں ہے تو رھن نامہ لکھوا دے اور اگر رقم وصول کرنے والے کو حکم دے کہ وصول شدہ رقم فروخت کرنے کو واپس کردے تاکہ وہ پوری رقم کا انتظام کر کے لائے اور رھن چھڑالے تو یہ بہتر ہے علاوہ بریں اگر قبالہ میں کسی اور بات پر اتفاق کا ذکر ہے تو دونوں اس کی پابندی کریں گے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ۔

باب :- خرید و فروخت

(۳۷۷۲) منصور بن حازم نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ جب تم کوئی ایسی چیز خریدو جو ناپنے یا تولنے کی ہو تو اس کو اس وقت تک فروخت نہ کرو جب تک اس پر قبضہ نہ کرلو مگر یہ کہ تم اس (خریدار) کو ناپ تول کا اختیار دیدو اور اگر کوئی ایسی چیز ہے جو ناپ تول کی نہیں تو اس کو فروخت کرلو اس لئے کہ خریدار اس پر قبضہ کرنے کا خود وکیل ہے۔

(۳۷۷۳) عبدالرحمن بن ابی عبداللہ نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے اس کا بیان ہے کہ میں نے آنجناب علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا جس پر کسی آدمی کا ایک کر (۳۶۰) گیہوں باقی تھا اس

نے ایک دوسرے آدمی سے ایک کر گیہوں خرید کر اپنے باقیدار سے کہا کہ جاؤ اپنا پورا پورا گیہوں تلوالو ؟ آپؑ نے فرمایا اس میں کوئی مضائقہ نہیں۔

(۳۷۷۴) عبداللہ بن مسکان نے حلبی سے اور انھوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے ایک ایسے شخص کے متعلق فرمایا جس نے چند درھموں کا گیہوں خریدا اس میں سے آدھا لے لیا پھر اس وقت آیا جب گیہوں کا نرخ بڑھ گیا تھا یا کم ہو گیا تھا ؟ آپؑ نے فرمایا کہ اگر اس نے خرید کے دن نرخ طے کر لیا تھا تو وہی نرخ اس کا ہے اور اگر طے نہیں کیا تھا تو اس کے لئے اسی دن کا نرخ ہے۔ نیز آپؑ نے ایک ایسے شخص کے متعلق فرمایا جس کے پاس دو رنگ کا گیہوں ہے اس میں سے ایک کا نرخ کھل چکا ہے اور دوسرا اس سے اچھے رنگ کا ہے وہ ان دونوں کو مخلوط کر کے ایک نرخ پر بیچنا چاہتا ہے آپ نے فرمایا جب تک وہ بتا نہ دے اس کے لئے یہ جائز نہیں کہ مسلمانوں کو دھوکا دے۔

(۳۷۷۵) اسحاق بن عمّار نے ابی عطارد سے روایت کی ہے اس کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا کہ ایک شخص نے گیہوں خریدا مگر اس کا نرخ بدل گیا۔ آپؑ نے فرمایا میں چاہتا ہوں کہ وہ اس کو پورا دے جس طرح اگر اس میں نفع ہوتا تو وہ پورا پورا لیتا۔

(۳۷۷۶) حمّاد نے حلبی سے انھوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ کسی کے لئے یہ درست نہیں کہ اپنے شہر کے پیمانے کو چھوڑ کر کسی دوسرے جگہ کے باٹ اور پیمانے سے فروخت کرے۔

(۳۷۷۷) عبدالصمد بن بشیر نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے راوی کا بیان ہے کہ محمد بن قاسم گندم فروش نے آنجنابؑ سے عرض کیا کہ اللہ آپؑ کا بھلا کرے میں ایک شخص کو ایک معینہ مدت کے وعدہ پر گندم فروخت کرتا ہوں اب جبکہ معینہ مدت پر قیمت لینے کے لئے پہنچتا ہوں تو اس کا نرخ بدلا ہوا ہوتا ہے اور وہ کہتا ہے میرے پاس درھم نہیں ہیں۔ آپؑ نے فرمایا پھر تم اس سے اسی دن کے نرخ پر گیہوں لے لو اس کا بیان ہے کہ میں نے عرض کیا اللہ آپؑ کا بھلا کرے مگر میں تو یہ سمجھتا ہوں کہ یہ وہی گیہوں ہے جو اس نے مجھ سے خریدا تھا۔ آپؑ نے فرمایا پھر اس سے نہ لو جب تک کہ وہ فروخت کر کے تمہیں قیمت نہ دے اس نے عرض کیا کہ یہ تو آپؑ نے میری ناک رگڑ دی آپؑ نے اجازت دے دی تھی کہ میں رقم کی عوض گیہوں لے لوں پھر آپؑ نے فرمایا کہ صبر کرو وہ فروخت کر کے تمہیں قیمت ادا کر دے گا۔

(۳۷۷۸) حمّاد نے حلبی سے روایت کی ہے اس کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا جس نے کھانے کی چیزیں (مثلاً سبزی ترکاری) خریدیں جن کی قیمت لگنے کے لئے بہتر یہ ہے کہ اس کو پانی سے بھگوئے رکھے اس ارادے سے نہیں کہ اس کا وزن بڑھ جائے۔ آپؑ نے فرمایا کہ اگر بغیر بھگوئے ہوئے وہ اچھی نہیں رہ سکتی اور اس کی قیمت نہیں لگ سکتی اور اس کا ارادہ وزن میں زیادتی کا نہیں ہے تو کوئی مضائقہ نہیں۔ اور اگر اس کا ارادہ مسلمانوں کو دھوکا دینے اور ملاوٹ کا ہے تو درست نہیں ہے۔

(۳۷۷۹) ابن مسکان نے اسحاق مدائنی سے روایت ہے کہ ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام دریافت کیا کہ کچھ لوگ اناج خریدنے کے لئے کشتی میں جاتے ہیں اور کشتی والے سے نرخ میں اتار چڑھاؤ کرتے ہیں پھر ان میں سے ایک شخص اس کو خرید لیتا ہے پھر اس سے اور لوگ جتنا چاہتے ہیں طلب کرتے ہیں اور وہ انہیں دیتا ہے اور اناج کا مالک ہی لوگوں کو اناج دیتا ہے اور قیمت وصول کرتا ہے آپؑ نے فرمایا اس میں کوئی مضائقہ نہیں میری نظر میں وہ بھی خریداروں میں شریک ہو گیا ہے میں نے عرض کیا اور اناج کے مالک ایک ناپنے والے کو بلاتا ہے اور پیمانہ بھر بھر کے ناپتا اور ہم لوگوں کو دیتا اور ہمارے ملازمین اس کا حساب رکھتے ہیں اس طرح پیمانے میں کبھی زیادہ ہوتا ہے اور کبھی کم۔آپؑ نے فرمایا کہ کوئی زیادہ غلطی نہیں ہوتی ہے تو کوئی مضائقہ نہیں۔

(۳۷۸۰) خالد بن حجّاج کرخی سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا کہ میں کچھ اناج ایک وقت معینہ پر وصول کرنے کے لئے خریدتا ہوں اور خریدنے کے بعد مال پر قبضہ کرنے پر پہلے کچھ تجار مجھ سے خریدنا چاہتے ہیں آپؑ نے فرمایا جس طرح وقت معینہ کے لئے تم نے خریدا ہے اسی طرح اگر وقت معینہ کے لئے تم بھی فروخت کر دو تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں تمہارے لئے یہ جائز نہیں کہ ابھی وقت معینہ سے پہلے مالک سے لے کر انھیں دو۔ میں نے عرض کیا کہ میں آپؑ پر قربان جب میں مالک سے اناج لوں تو مالک نے جس پیمانے سے مجھے دیا ہے اسی پیمانے سے میں ان خریداروں کو دوں؟ آپؑ نے فرمایا اگر یہ خریدار راضی ہوں تو کوئی مضائقہ نہیں۔

آپؑ نے فرمایا کہ جو اناج تم نے کھلیان یا دیہاتوں سے خریدا ہے اور اس کو اٹھانے سے پہلے تم نے اس کو فروخت کر دیا اگر اس پر کوئی آفت آجائے تو خریدار صرف اپنی دی ہوئی قیمت واپس لے گا۔اور جو کوئی خاص صنف اور قسم کا اناج خریدا جائے اور کسی قریہ یا جگہ کا نام نہ دیا جائے تو فروخت کرنے والے پر لازم ہے کہ اسے وہی دے۔راوی کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا کہ میں ایک شخص سے اناج خریدتا ہوں اور اس کو تلوانے سے قبل کسی دوسرے شخص کے ہاتھ فروخت کر دیتا ہوں اور اس سے کہہ دیتا ہوں کہ اپنے وکیل کو بھیجدو تاکہ وہ اسے تلوالے۔آپؑ نے فرمایا اس میں کوئی مضائقہ نہیں۔

(۳۷۸۱) ابن مسکان نے حلبی سے اور انھوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے ایک ایسے شخص کے متعلق فرمایا جس نے ایک آدمی سے ایک کیل (پیمانہ) کے برابر اناج والے خریدا پھر اناج والے نے خریدار سے کہا کہ یہ دوسرا ڈھیر بغیر ناپے ہوئے خرید لو یہ بھی جو تم نے خریدا ہے اس کے برابر ہے۔آپؑ نے فرمایا اس کو بغیر ناپے ہوئے خریدنا درست نہیں ہے نیز آپؑ نے فرمایا وہ چیز جس کے لین دین میں ناپ تول چلتا ہے اس میں تخمینہ درست ہے یہ چیز اناج کی فروخت میں مکروہ ہے۔

(۳۷۸۲) عبدالرحمن بن ابی عبداللہ نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت جو کچھ اناج خرید تا ہے پھر میں اس سے خرید تا ہوں کیا میں اس کے ناپ کو سچ مان لوں آپؑ نے فرمایا اس میں کوئی مضائقہ نہیں لیکن اب اگر تم اس کو فروخت کرو تو ناپ کر فروخت کرو۔

(۳۷۸۳) عبدالرحمن بن حجاج سے روایت ہے اس کا بیان کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پیمانے اور وزن کیلئے باٹ میں زیادتی کے متعلق دریافت کیا تو آپؑ نے فرمایا اگر برائے نام ہو تو کوئی مضائقہ نہیں۔

(۳۷۸۴) اور جمیل نے آنجناب علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے متعلق جس نے کھلیان کا بھوسا فی کُر کے حساب سے خریدا اور قبل اس کے کہ اناج کی ناپ تول ہو وہ بھوسے کو لیکر فروخت کر دیتا ہے آپؑ نے فرمایا اس میں کوئی مضائقہ نہیں۔

(۳۷۸۵) جمیل نے زرارہ سے روایت کی ہے کہ اس کا بیان کہ میں نے ایک مرتبہ حضرت امام جعفر صادق عیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا جس نے کسی معینہ قریہ کا اناج خریدا۔ آپؑ نے فرمایا اس میں کوئی مضائقہ نہیں اگر اس قریہ سے اناج نکلا تو وہ اس کا ہے اور اگر نہیں نکلا تو وہ اس کا قرض رہیگا۔

(۳۷۸۶) ابن ابی عمیر نے حسن بن عطیّہ سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق عیہ السلام سے دریافت کیا اور عرض کیا کہ ہم لوگ کشتیوں سے اناج خریدا کرتے ہیں پھر اس کو ناپتے ہیں تو وہ زیادہ نکلتا ہے آپؑ نے فرمایا اور کبھی کبھی کم بھی تو ہوتا ہوگا میں نے عرض کیا جی ہاں۔ آپؑ نے فرمایا پھر وہ کمی کو پورا کر دیتا ہے ؟ میں نے عرض کیا کہ نہیں آپؑ نے فرمایا تو پھر (زیادہ ہونے کی صورت میں) کوئی مضائقہ نہیں۔

(۳۷۸۷) حمّاد نے حلبی سے انھوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے اس کا بیان ہے کہ میں نے ایک مرتبہ آنجنابؑ سے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا جو پھل خرید تا ہے اور اس کو وصول کرنے سے پہلے ہی فروخت کر دیتا ہے آپؑ نے فرمایا اگر اس کو اسی میں نفع ملتا ہے تو فروخت کر دے۔

راوی کا بیان ہے کہ پھر میں نے آنجنابؑ سے کھجور اور انگور اور دوسرے پھلوں کو تین چار سال کیلئے خریدنے کے متعلق دریافت کیا آپؑ نے فرمایا کوئی مضائقہ نہیں اگر اس سال پھل نہیں آیا تو اگلے سال آئے گا۔ اور اگر تم صرف ایک سال کے لئے خرید رہے ہو تو جب تک پھل نہ آجائیں نہ خریدو۔

راوی کا بیان ہے کہ آنجنابؑ سے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا جو کسی مخصوص جگہ کا پھل خرید تا ہے اور اس جگہ کے سارے پھل تباہ ہوجاتے ہیں آپؑ نے فرمایا کہ اسی طرح کا مقدمہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے پیش ہوا مدعی اور مدعا علیہ آپس میں بحث کرتے رہے جب آنحضرت صلی اللہ وآلہ وسلم نے دیکھا کہ یہ جھگڑنے سے کسی طرح باز نہیں آتے تو آپؑ نے ان لوگوں کو اس طرح کی فروخت سے منع فرما دیا کہ جب تک پھل نہ آجائیں نہ خریدا کرو۔

آپ نے اس کو حرام قرار نہیں دیا بلکہ آپؑ نے اس سے ان لوگوں کے جھگڑے کی وجہ سے منع فرمادیا۔

(۳۷۸۸) حمّاد بن عیسیٰ نے ربعی سے اور انھوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے متعلق روایت کی ہے کہ جو (اپنے باغ کے) پھل فروخت کرتا ہے مگر اس میں چند کیل (پیمانے) کھجور کو مستثنیٰ کرلیتا ہے۔آپؑ نے فرمایا اس میں کوئی مضائقہ نہیں۔راوی کا بیان اور آپؑ کے پاس آپؑ کا غلام بیٹھا ہوا تھا اس نے کہا کہ یہ بھی تو اپنے باغ کا پھل فروخت کیا کرتے ہیں۔اور اس میں سے چند وسق مستثنیٰ کر لیا کرتے ہیں یعنی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام۔راوی کا بیان ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے یہ سنکر غلام کی طرف دیکھا مگر اس کے اس کہنے سے انکار نہیں کیا۔

(۳۷۸۹) زرعہ نے سماعہ سے روایت کی ہے اس کا بیان ہے کہ میں نے آنجناب علیہ السلام سے پھلوں کی خرید و فروخت کے متعلق دریافت کیا کہ کیا شگوفوں اور بور آنے سے پہلے اس کا خریدنا درست ہے؟آپؑ نے فرمایا کہ نہیں لیکن یہ کہ اس کے ساتھ کچھ رطب یا کچھ ترکاریاں وغیرہ شامل کرلی جائیں اور کہا جائے کہ میں تم سے یہ رطب اور یہ کھجور کا درخت اور یہ درخت اتنی رقم پر خریدتا ہوں پس اگر ان درختوں میں پھل نہیں آتے تو خریدار کا اصل مال وہ رطب اور وہ ترکاری ہوگی۔

راوی کا بیان ہے کہ میں نے آنجنابؑ سے درختوں کے پتوں کے متعلق دریافت کیا کہ کیا اس کو تین مرتبہ یا چار مرتبہ توڑنے کیلئے خریدنا درست ہے؟آپؑ نے فرمایا جب تم درخت پر پتے دیکھ لو تو جتنی مرتبہ کے توڑنے کیلئے چاہو خریدو۔

(۳۷۹۰) قاسم بن محمد نے علی ابن ابی حمزہ سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص نے ایک باغ خریدا جس میں کھجور اور دوسرے درخت ہیں اور ان میں کچھ پھلدار ہیں اور کچھ بے پھل کے ہیں آپؑ نے فرمایا اگر ان میں کچھ پھلدار ہیں تو اس کے خریدنے میں کوئی مضائقہ نہیں۔

(۳۷۹۱) حسن بن علی بن بنت الیاس سے روایت کی گئی ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام ابوالحسن علیہ السلام سے عرض کیا کہ کیا یہ جائز ہے کہ جب کھجور کے درخت بار آور ہو جائیں تو ان کو فروخت کیا جائے؟آپؑ نے فرمایا جائز نہیں ہے جب تک کہ وہ زھو نہ ہو جائے میں نے عرض کیا میں آپؑ پر قربان زھو کا کیا مطلب ہے؟آپ نے فرمایا جب تک پھل سرخ و زرد نہ ہو جائے۔

(۳۷۹۲) یعقوب بن شعیب سے روایت ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا اور عرض کیا کہ میں ایک شخص کو بیس (۲۰) دینار بطور قیمت دیتا ہوں اور کہتا ہوں کہ جب تمہارے درختوں میں پھل آجائیں تو وہ ہمارے ہیں اس قیمت کے بدلے میں اگر تم راضی ہوگے تو لیلوں گا اور اگر تم راضی نہ ہوگے تو چھوڑ دونگا۔آپؑ نے فرمایا کہ ایسا نہیں ہوسکتا کہ تم اس کو رقم دیدو اور کوئی شرط نہ عائد کرو میں نے عرض کیا میں آپؑ پر

قربان اس نے تو کچھ نہیں بتایا اس کی نیت تو اللہ ہی جانتا ہے۔آپؑ نے فرمایا اگر اس کی یہ نیت نہیں ہے تو پھر یہ درست نہیں ہے۔

(۳۷۹۳) عاصم بن حمید نے ابی بصیر سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص ایک آدمی سے کہتا ہے کہ میں ایک چیز خرید تا ہوں اور اس میں جو نفع ہوگا وہ میرے اور تمہارے درمیان ہوگا۔آپؑ نے فرمایا اس میں کوئی مضائقہ نہیں۔

(۳۷۹۴) میسّر سوداگر زطّی سے روایت کی گئی ہے اس کا بیان ہے کہ میں نے ایک مرتبہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ میں ادھار پر مال خرید تا ہوں ایک شخص آتا ہے اور پوچھتا ہے تمہیں یہ مال کتنے پر ملا؟ تو میں اس پر اپنا نفع رکھ کر کہتا ہوں کہ مجھے یہ مال اتنے پر ملا آپؑ نے فرمایا جب تم نفع پر فروخت کر رہے ہو تو ادھار میں جتنا تمہارا حق ہے اتنا ہی اس کا بھی تو ہونا چاہیے یہ سنکر میں نے کہا انا للّٰہ و انا الیہ راجعون اور عرض کیا پھر میں تو تباہ ہو گیا۔ آپؑ نے فرمایا کس بات سے؟ میں نے عرض کیا اس لئے کہ روئے زمین پر کوئی کپڑا ایسا نہیں جس کو میں اس کے اندر بتا کر فروخت کروں اور لوگ مجھ سے خرید لیں یعنی خواہ میں اس کی اصل قیمت سے گھٹا کر ہی کیوں نہ مانگوں جب تک اس میں اپنا نفع رکھ کر یہ نہ کہوں کہ یہ اس قیمت کا ہے۔

راوی کا بیان ہے کہ جب آپؑ نے یہ دیکھا کہ یہ شخص پریشان ہے تو آپؑ نے فرمایا پھر کیوں نہ میں تم پر ایک ایسا در کھول دوں کہ جس سے تم نکل سکو؟ میں نے عرض کیا جی ہاں۔آپؑ نے فرمایا کہ تم یہ کہو کہ مجھے اتنے میں ملی ہے اور تمہارے ہاتھ اتنے پر فروخت کرتا ہوں یہ نہ کہو کہ اتنے نفع پر۔

(۳۷۹۵) عبدالرحمن بن حجّاج سے روایت ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت ابوالحسن علیہ اسلام سے دریافت کیا کہ ایک آدمی ہے جس نے میرے آدمی سے کہا کہ میں تم سے مال خریدوں گا اس شرط پر کہ تم ہر کپڑے (کے تھان پر) پر جس کو میں تم سے خریدوں اتنا اتنا فائدہ مجھے دو۔اور وہ لوگوں کے لئے مال خریدا کرتا تھا اور کہا کرتا تھا کہ میں تم سے مال خریدتا ہوں تو تم مجھے بھی فائدہ دو۔تو آنجنابؑ نے اس کو مکروہ قرار دیا۔

(۳۷۹۶) بشّار بن یسار سے روایت ہے اس کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص جو ادھار پر مال فروخت کرتا ہے کیا وہی شخص جس نے کسی کے ہاتھ مال فروخت کیا وہی مال اس سے خرید لے؟ آپ نے فرمایا ہاں اس میں کوئی مضائقہ نہیں میں نے عرض کیا اس کا مطلب یہ ہے کہ میں اپنا مال خود خریدوں؟ آپؑ نے فرمایا اب تو وہ تیرا مال نہیں نہ تیرا بیل ہے اور نہ تیری بھیڑ۔

(۳۷۹۷) حمّاد نے حلبی سے اور انھوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ سے ایک ایسے شخص کے متعلق سوال کیا گیا جو اپنے اہل خانہ کیلئے کپڑے خرید تا ہے اور اسے اس شرط پر لیتا ہے کہ اگر اسے پسند نہ آیا تو

واپس کردے گا تو دوکاندار اس کو نفع بھی دیتا ہے آپؑ نے فرمایا اگر اس کو نفع کی خواہش ہے تو اس پر لازم ہے کہ اگر اس کی بیوی واپس کرتی ہے تو وہ کپڑا خود اپنے لئے خرید لے اور دوکاندار کو واپس نہ کرے۔

(۳۷۹۸) ابن مسکان نے عیسیٰ بن ابی منصور سے روایت کی ہے اس کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ کچھ لوگ ھروی (ہرات کی) کروی (کروان کی جو طوس کا ایک قریہ ہے) مروزی (مروشاہ جان۔ خراسان کا ایک مشہور شہر) اور قوھی (قوھا، قہستان جو نیشاپور اور ھرات کے درمیان ہے) کے بنے ہوئے چمڑے کے تھیلے خریدتے ہیں ان میں سے ایک نے دس کپڑے خریدے اس شرط پر کہ وہ ان میں سے چن کر لے گا اور ہر کپڑے کی قیمت پانچ درھم یا اس سے کم یا اس سے زیادہ تھی آپؑ نے فرمایا میں اس خرید و فروخت کو پسند نہیں کرتا۔ تمہاری نظر میں اگر اس میں سے صرف پانچ کپڑے اس نے چنے تو کیا باقی کپڑے ایک معیار کے ہونگے؟ تو آپ کے فرزند حضرت اسماعیل نے کہا کہ ان لوگوں نے یہ شرط رکھی تھی کہ ان میں سے صرف دس کپڑے چن لیں گے بقیہ اور سب کو واپس کر دینگے۔ تو حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ نہیں انھوں نے شرط رکھی تھی کہ اس میں صرف اپنی پسند کے کپڑے لیں گے اب اگر انہیں اپنی پسند کے حرف پانچ کپڑے ملے تو کیا بقیہ کپڑے ایک معیار کے ہونگے۔ میں اس خرید و فروخت کو پسند نہیں کرتا۔

(۳۷۹۹) ابوالصباح کنانی اور سماعہ نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آنجنابؑ سے دریافت کیا گیا کہ ایک شخص اہل بازار سے مال اٹھاتا ہے اور وہ لوگ اس مال کی قیمت مقرر کر دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اس قیمت سے جس قدر زیادہ فروخت کرو گے وہ تمہارا ہے آپؑ نے فرمایا اس میں کوئی مضائقہ نہیں مگر اب ان لوگوں کو تو مال نفع پر فروخت نہ کرے۔

(۳۸۰۰) عبیداللہ بن علی حلبی اور محمد حلبی نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کے پاس کچھ مال مصر سے آیا تو آپؑ نے کھانا تیار کروایا اور اس میں تاجروں کو مدعو کیا ان لوگوں نے کہا کہ ہم لوگ اس کو دس بارہ پر لینگے آپ نے فرمایا پھر یہ کتنا ہو گیا۔ ان لوگوں نے کہا ہر دس ہزار پر دو ہزار۔ آپؑ نے فرمایا لو یہ مال میں تم لوگوں کے ہاتھ بارہ ہزار پر فروخت کرتا ہوں۔

(۳۸۰۱) علاء نے محمد بن مسلم سے اور انھوں نے ان دونوں امامین علیہما السلام میں سے کسی ایک سے روایت کی ہے کہ ایک شخص مختلف کپڑوں کا ڈھیر ایک مجموعی قیمت پر خریدتا ہے اس کے بعد وہ اس مجموعی قیمت کو ہر کپڑے پر تقسیم کر دیتا ہے یہاں تک کہ اصل لاگت پر پہنچ جاتا ہے اب وہ ایک ایک کپڑا کچھ نفع کے ساتھ فروخت کرے؟ آپؑ نے فرمایا کہ نہیں جب تک وہ یہ نہ واضح کرے کہ یہ قیمت اس نے لگائی ہے۔

(۳۸۰۲) عمر بن یزید سے روایت ہے کہ اس نے ہروی جرابیں کسی قیمت پر مدینے میں فروخت کیں وہاں کے لوگوں نے ان کو لیکر آپس میں تقسیم کرلیا پھر ان لوگوں نے ایک جراب میں کچھ عیب پایا تو انھوں نے اس کو میرے پاس واپس کر دیا میں نے کہا اچھا جس قیمت پر میں نے تمہارے ہاتھ فروخت کیا وہی قیمت تم کو دیتا ہوں ان لوگوں نے کہا نہیں بلکہ ہم لوگ تو تم سے اس کی موجودہ قیمت لیں گے۔ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اس کا ذکر کیا تو آپؑ نے فرمایا ان لوگوں کو اس کی وہی پرانی قیمت لینا لازم ہے۔

(۳۸۰۳) جمیل بن درّاج کی روایت ہمارے بعض اصحاب سے اور انھوں نے ہمارے ان دونوں امامین علیہما السلام میں سے کسی ایک سے روایت کی ہے ایک ایسے شخص کے متعلق کہ اس نے ایک آدمی سے کپڑا خریدا مگر اس میں کوئی عیب پایا گیا۔ آپؑ نے فرمایا اگر وہ کپڑا بعینہ قائم ہے تو وہ اس کے مالک کو واپس کر کے اپنی قیمت لیلے اور اگر وہ سل گیا ہے یا رنگ گیا ہے یا قطع ہو گیا ہے تو وہ عیب کے نقصان کے لئے اس سے رجوع کرے۔

(۳۸۰۴) ابان نے منصور سے روایت کی ہے اس کا بیان ہے کہ میں نے ایک مرتبہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا کہ جس نے ایک ایسی چیز خریدی جو ناپنے کی ہے اور نہ تولنے کی کیا وہ اس کو نفع کے ساتھ اس پر قبضہ کرنے سے پہلے فروخت کر دے۔ آپؑ نے فرمایا اگر اس میں ناپ تول نہیں ہوتا تو اس کے فروخت کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں اور اگر وہ اپنے قبضہ میں لیکر فروخت کرے تو اس کی ذات سب سے زیادہ بری الذمہ ہوگی۔

(۳۸۰۵) ابن مسکان نے حلبی سے روایت کی ہے اس کا بیان ہے کہ میں نے ایک مرتبہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ چند لوگوں نے مشترکہ طور پر کوئی گھر کا سامان خریدا اور ابھی آپس میں تقسیم نہیں کیا ہے تو کیا ان میں سے ایک شخص قبضہ لینے سے پہلے اسے فروخت کر سکتا ہے؟ آپؑ نے فرمایا اس میں مضائقہ نہیں یہ بمنزلہ اناج کے نہیں ہے اس لئے کہ اناج ناپا تولا جاتا ہے۔

(۳۸۰۶) حمّاد نے حلبی سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے ایک مرتبہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص نے کپڑا خریدا پھر اس نے دوکاندار کو واپس کیا تو اس نے قیمت کم کئے بغیر واپس لینے سے انکار کر دیا آپؑ نے فرمایا اس کو قیمت گھٹائے بغیر واپس لینے سے انکار درست نہیں ہے۔ اگر اس نے نادانستہ طور پر اسے لیکر زیادہ قیمت پر فروخت کیا ہے تو اسے واپس لیکر اس کے پہلے مالک کو واپس کر دے۔

(۳۸۰۷) عبدالرحمن بن ابی عبداللہ سے روایت ہے اس کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے کاتے ہوئے سوت کو بنے کپڑے کے عوض فروخت کرنے کے متعلق دریافت کیا جب کہ سوت کا وزن کپڑے سے زیادہ ہے۔ آپؑ نے فرمایا کوئی مضائقہ نہیں۔

(۳۸۰۸) حسن بن محبوب نے ابی ولّاد سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور ان کے علاوہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے بھی روایت کی ہے آپؑ نے فرمایا کہ دلال کی اجرت میں کوئی مضائقہ نہیں وہ آئے دن لوگوں سے چیزیں خریدتا رہتا ہے اور وہ مزدور کے مانند ہے۔

(۳۸۰۹) راوی کا بیان ہے کہ نیز میں نے آنجنابؑ سے ایک دلال کے متعلق دریافت کیا کہ وہ اجرت پر خرید وفروخت کرتا ہے اور اس کو رقم اس شرط پر دی گئی کہ تم جو کچھ خریدو گے اس میں سے ہم جو چاہیں گے لے لینگے اور جو چاہیں گے چھوڑ دیں گے چنانچہ وہ جاتا ہے اور خرید کر مال لاتا ہے اور کہتا ہے اس میں سے جو چاہو لے لو اور جو چاہو چھوڑ دو۔ آپؑ نے فرمایا کوئی مضائقہ نہیں۔

غلام کی خرید و فرخت اور اس کے احکام

(۳۸۱۰) معاویہ بن عمّار سے روایت ہے اس کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں یمن سے کچھ قیدی لائے گئے۔ جب وہ لوگ مقام جحفہ پہنچے تو ان کا خرچہ ختم ہو گیا اس بنا پر لوگوں نے وہاں ایک کنیز کو فروخت کر دیا اس کنیز کی ماں بھی ان لوگوں کے ساتھ تھی۔ جب یہ لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپؐ نے اس کی ماں کے رونے کی آواز سنی آپؐ نے پوچھا یہ کیا ہے یہ کیوں روتی ہے۔ لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہم لوگوں کو خرچہ کی ضرورت پیش آگئی تھی اس لئے اس کی لڑکی کو فروخت کر دیا ہے۔ یہ سن کر آنحضرتؐ نے آدمی بھیجا اس کی لڑکی لائی گئی۔ آپؐ نے فرمایا ان دونوں کو ایک ساتھ فروخت کرو یا ان دونوں کو ایک ساتھ روک لو۔

(۳۸۱۱) اور سماعہ نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا دو بھائیوں کے متعلق کہ جو دونوں مملوک اور غلام ہیں کیا ان دونوں کو اور عورت اور اس کے لڑکے کو جدا کیا جا سکتا ہے؟ فرمایا کہ نہیں یہ حرام ہے مگر یہ کہ وہ سب خود ہی چاہیں۔

(۳۸۱۲) حلبی نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے آنجنابؑ سے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا گیا جس نے معینہ قیمت پر ایک کنیز خریدی اور اس کے مالک کو قیمت ادا کرنے سے پہلے ہی نفع پر اس کو فروخت کر دیا اب اس کا مالک اپنی رقم کے تقاضے کے لئے آیا تو اس شخص نے ان لوگوں سے کہا جن کے ہاتھ یہ کنیز فروخت کی تھی کہ میرے اس قرض خواہ کا قرض ادا کر دو میں نے جو تم لوگوں سے نفع لیا تھا وہ تم لوگوں کا ہے۔ آپؑ نے فرمایا کوئی مضائقہ نہیں۔

(۳۸۱۳) نیز آپؑ نے ایک ایسے شخص کے متعلق فرمایا جس نے ایک جانور خریدا مگر اس کے پاس قیمت ادا کرنے کیلئے رقم نہ تھی کہ اتنے میں اس کے ساتھیوں میں سے ایک شخص آگیا اس نے آواز دی اے فلاں میری طرف سے قیمت ادا کردے نفع میں ہم اور تم دونوں بانٹ لیں گے چنانچہ اس نے قیمت ادا کردی پھر عجب اتفاق کہ اس کے بعد ہی وہ جانور مرگیا۔ آپؑ نے فرمایا کہ اس جانور کی قیمت دونوں کے ذمہ ہے جس طرح اگر نفع ہوتا تو دونوں کو ملتا۔

(۳۸۱۴) نیز آپؑ نے فرمایا ایک ایسے شخص کے متعلق کہ جو غلام کو فروخت کرتا ہے اور اس پر یہ شرط لگائی جاتی ہے کہ فروخت کرنے والا غلام کوئی سامان وغیرہ لائے۔ آپؑ نے فرمایا یہ جائز ہے۔

(۳۸۱۵) یحییٰ بن ابی العلاء نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے انہوں نے اپنے پدر بزرگوار علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا جو شخص کوئی غلام فروخت کرے اور غلام کے پاس کوئی مال ہو تو وہ مال فروخت کرنے والے کا ہوگا مگر یہ کہ خریدار شرط لگادے (کہ غلام کا مال بھی اس کا ہوگا) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسی کا حکم دیا ہے۔

(۳۸۱۶) اور جمیل بن درّاج کی روایت زرارہ سے ہے اس کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا کہ ایک شخص کوئی غلام خریدتا ہے تو غلام کا مال کس کا ہوگا۔ آپؑ نے فرمایا کہ اگر فروخت کرنے والے کو معلوم ہے کہ غلام کے پاس مال ہے تو وہ مال خریدار کا ہوگا۔ اور اگر فروخت کرنے والے کو معلوم نہیں ہے تو وہ فروخت کرنے والے کا ہوگا۔

اس کتاب کے مصنف علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ مندرجہ بالا دونوں حدیثیں ایک دوسرے کے موافق ہیں ایک دوسرے کے مخالف نہیں ہیں اور وہ اس طرح کہ اگر کوئی شخص غلام فروخت کرے اور خریدار اس کے مال کی شرط لگادے تو اگر فروخت کرنے والے کو یہ علم نہ ہو کہ غلام کے پاس مال ہے تو وہ مال فروخت کرنے والے کا ہوگا اور اگر فروخت کرنے والے کو علم ہو کہ غلام کے پاس مال ہے اور اس نے فروخت کرتے وقت اس کو مستثنیٰ نہ کیا ہو تو وہ مال خریدار کا ہوگا۔

(۳۸۱۷) زرارہ سے روایت کی گئی ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا کہ کیا کوئی شخص غلام اور اس کا مال خریدے؟ آپؑ نے فرمایا اس میں کوئی مضائقہ نہیں۔ میں نے عرض کیا کہ مگر جس قیمت میں اس نے غلام کو خریدا ہے اس سے زیادہ غلام کے پاس مال ہے آپؑ نے فرمایا کوئی مضائقہ نہیں۔

(۳۸۱۸) ابان نے اسماعیل بن فضل سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے ایک مرتبہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے کافران ذمی کے مملوکوں کی خریداری کے متعلق دریافت کیا تو آپؑ نے فرمایا اگر یہ مملوک ان کی غلامی کا اقرار کریں تو ان سے خریدو اور ان سے نکاح کرو۔

(۳۸۱۹) عبدالرحمن بن ابی عبداللہ نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے راوی کا بیان ہے کہ میں نے آنجنابؑ سے دریافت کیا کہ ایک شخص نے ایک کنیز خریدی اور اس سے مجامعت کی تو اس کو پتہ چلا کہ وہ تو حاملہ ہے۔ آپؑ نے فرمایا کہ وہ اس کو واپس کرے اور اس کے ساتھ اس کو کچھ دیدے۔

(۳۸۲۰) اور عبدالملک بن عمرو کی روایت میں ہے جو انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ اگر وہ کنیز حاملہ ہے تو اس کو واپس کرے اور اس کے ساتھ قیمت کے دسویں حصہ کا آدھا بھی واپس کرے۔

(۳۸۲۱) اور محمد بن مسلم کی روایت میں ہے جو انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے کی ہے کہ وہ کنیز کو واپس کرے اور اس کو لباس پہنائے۔

(۳۸۲۲) اور محمد بن میّسر نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ حضرت علی علیہ السلام جب مجامعت کرلیا کرتے تو کنیز کو کسی عیب کی بناپر واپس نہیں کیا کرتے تھے بلکہ اس عیب کی قیمت کیلئے رجوع کیا کرتے تھے اور فرمایا کرتے تھے کہ میں اللہ کی پناہ چاہتا ہوں کہ اس کنیز کو اس مجامعت کا کوئی معاوضہ دوں۔

اس کتاب کے مصنف علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ یعنی اس کنیز کو جو حاملہ نہیں اور اگر وہ حاملہ ہے تو واپس کردی جائے گی۔

(۳۸۲۳) اسحاق بن عمّار سے روایت ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت ابی ابراہیم علیہ السلام سے عرض کیا کہ ایک شخص ہے جو لوگوں کے لئے مال کی دلالی کرتا ہے اور کہتا ہے کہ اس کو خرید لو اس میں میرا نصف ہے تو ایک شخص خرید لیتا ہے اور اپنے پاس سے قیمت ادا کردیتا ہے۔ آپؑ نے فرمایا اس کے لئے آدھا نفع ہے۔ میں نے عرض کیا اگر اس کی قیمت کم ہوگئی تو اس کمی میں بھی اس کو کچھ برداشت کرنا پڑے گا۔ آپؑ نے فرمایا جس طرح وہ نفع لیتا اسی طرح وہ نقصان بھی اٹھائے۔

(۳۸۲۴) حمزہ بن حمران سے روایت ہے اس کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا کہ میں بازار سے ایک کنیز کے خریدنے کا ارادہ کرتا ہوں تو وہ کنیز کہتی ہے کہ میں آزاد ہوں (کنیز نہیں ہوں) آپؑ نے فرمایا تم اس کو خرید لو مگر یہ کہ اس کے پاس آزادی کا کوئی ثبوت و گواہ ہو۔

(۳۸۲۵) اور عیص بن قاسم نے آنجنابؑ سے ایک ایسے مملوک کے متعلق دریافت کیا جو دعویٰ کررہا ہے کہ میں آزاد ہوں مگر اس پر وہ کوئی ثبوت اور شہادت پیش نہیں کرتا کیا میں اس کو خریدوں ؟ آپؑ نے فرمایا ہاں۔

(۳۸۲۶) محمد بن قیس نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے بیان فرمایا کہ ایک مرتبہ ایک کنیز کو اس کے مالک کے بیٹے نے اپنے باپ کی غیر موجودگی میں فروخت کردیا اور جس نے اس کو خرید لیا تھا اس نے اس سے مجامعت کی اور اس کے ایک لڑکا پیدا ہوا۔ اتنے میں اس کنیز کا پہلا مالک آگیا اور اس نے اس کے دوسرے مالک سے

جھگڑا شروع کر دیا اور کہنے لگا کہ میرے لڑکے نے میری اجازت کے بغیر اس کو فروخت کیا ہے (مجھے واپس دو) اس مقدمہ میں حضرت امیرالمومنین علیہ السلام نے یہ فیصلہ کیا اور حکم دیا کہ اس سے وہ کنیز اور اس کا لڑکا لے لیا جائے یہ سن کر جس نے خریدا تھا وہ فریاد کرنے لگا کہ یہ تو مجھ پر سراسر ظلم ہے۔آپؑ نے فرمایا پھر تم بھی اس کے اس لڑکے کو لیلو جس نے تمہارے ہاتھ فروخت کیا تھاچنانچہ وہ کہنے لگا خدا کی قسم میں تیرے لڑکے کو نہ جانے دونگا جب تک کہ تو میرا لڑکا مجھے نہ بھیج دے جب اس کنیز کے پہلے مالک نے یہ دیکھا (میرا لڑکا میرے ہاتھ سے جاتا ہے) تو اس نے اپنے لڑکے کو فروخت کی اجازت دیدی (اور مقدمہ اس طرح ختم ہوا)۔

(۳۸۲۷) ابن سنان سے روایت ہے اس نے کہا کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ایک ایسے شخص کے متعلق ارشاد فرمایا جس نے ایک غلام یا ایک کنیز خریدی اور اس غلام یا کنیز کے بھائی یا بہن یا باپ یا ماں اس شہر میں تھے آپؑ نے فرمایا اگر یہ بچہ ہے اور کمسن ہے تو اس کو اس شہر سے نہ لیجایا جائے اور اس کو نہ خریدا جائے ہاں اگر اس کی ماں بھی چاہے اور لڑکا بھی چاہے تو اگر تم چاہو تو اسے خرید لو۔

گنتی سے اور تخمینہ سے مبہم شے کی خرید و فروخت

(۳۸۲۸) حمّاد نے حلبی سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے ایک مرتبہ آپؑ سے اخروٹ کے متعلق دریافت کیا جس کا شمار کرنا ممکن نہیں تو کیا کسی پیمانے سے ناپ کر اس کو شمار کرلیا جائے پھر اسی پیمانے سے بقیہ کو ناپ کر اس کا حساب کر کے عدد معلوم کرلیا جائے؟ آپؑ نے فرمایا اس میں کوئی مضائقہ نہیں۔

(۳۸۲۹) حلبی نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ کھانے کی چیزوں میں سے جس کے لئے پیمانے سے ناپنے یا تولنے کا رواج ہے اس کو تخمینہ سے فروخت کرنا درست نہیں یہ بھی کھانے کی ان چیزوں میں شامل ہے جن کا تخمینہ سے فروخت کرنا مکروہ ہے۔

(۳۸۳۰) عبدالرحمن بن حجاج نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے ایک مرتبہ آنجنابؑ سے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا کہ جو درہم دے کر مال خرید رہا ہے مگر اس میں ایک دو سکے ناقص ہیں کیا وہ جس سے خرید رہا ہے اس کو دے اور یہ نہ بتائے کہ یہ ناقص اور کھوٹے ہیں۔آپؑ نے فرمایا نہیں مگر یہ کہ وہ صحیح سکوں کی طرح ہیں اور وہ اسی طرح رائج ہیں جس طرح ہم لوگوں کے پاس شمار میں رائج ہیں۔

(۳۸۳۱) اور سماعہ نے آنجنابؑ سے دریافت کیا کہ کیا وہ دودھ خریدا جائے جو ابھی تھن میں ہے؟ آپؑ نے فرمایا نہیں مگر یہ کہ تھن میں سے ایک کوزہ دودھ لیا جائے پھر تم کہو کہ میں تم سے یہ دودھ جو کوزے میں ہے اور وہ جو تھن میں ہے اتنی

رقم پر خریدتا ہوں۔ تو اگر تھن میں دودھ نہ بھی ہو تو کوزے میں تو دودھ ہے۔

(۳۸۳۲) ابان نے اسماعیل بن فضل سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے آنجنابؑ سے دریافت کیا کہ ایک شخص لوگوں سے خراج اور ان کے سرداروں سے جزیہ کھجور کے درختوں پر، جھاڑیوں پر شکار گاہوں پر، مچھلیوں پر، پرندوں پر لیتا ہے اور وہ یہ نہیں جانتا کہ ان میں کچھ ہوگا بھی یا نہیں کیا وہ ان سب کا خراج وصول کرے اور اگر وصول کرے تو کب وصول کرے؟ آپؑ نے فرمایا کہ جب تم کو علم ہو جائے کہ اس میں ایک شے بھی ہے تو اس کو خرید و یا اس کا مالیانہ قبول کرو۔

(۳۸۳۳) زرعہ نے سماعہ سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک شخص کے متعلق دریافت کیا کہ جو اس (غیر حاضر) غلام کو خریدتا ہے جو اپنے گھر والوں سے بھاگا ہوا ہے۔ آپؑ نے فرمایا اس کے لئے یہ درست نہیں ہے مگر یہ کہ اس کے ساتھ ملا کر کوئی اور چیز بھی خریدے اور یہ کہے کہ میں تم سے یہ چیز اور تیرے (بھاگے ہوئے) غلام کو اتنی رقم کے بدلے خریدتا ہوں تو اگر غلام ہاتھ بھی نہ آئے تو یہ رقم جو اس نے دی ہے اس کے بدلے میں یہ چیز ہے۔

(۳۸۳۴) یعقوب بن شعیب سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص پر اناج کے چند بورے پیمانوں سے نپے ہوئے میرے قرض تھے تو اس نے مجھے چند بورے بھیجے جن میں سے بعض میں جتنے پیمانے اس پر میرے قرض تھے اس سے بھی کم تھے مگر میں نے اس کو اندازے سے لے لیا۔ آپؑ نے فرمایا اس میں کوئی مضائقہ نہیں۔ راوی کا بیان ہے کہ میں نے آنجنابؑ سے دریافت کیا کہ ایک شخص پر ایک آدمی کا ایک سو کُر (ایک وزن کا نام) کھجور قرض تھے اور مقروض کا ایک کھجور کا درخت تھا چنانچہ قرض خواہ اس کے پاس آیا اور بولا میرے ان کھجوروں کے بدلے میں اپنا یہ درخت دیدو۔ تو گویا آپؑ نے اس بات کو ناپسند اور مکروہ سمجھا۔

اور راوی کا بیان ہے کہ میں نے آنجنابؑ نے ایسے دو آدمیوں کے متعلق دریافت کیا جن دونوں کی شرکت میں ایک کھجور کا درخت ہے ان میں سے ایک نے دوسرے سے کہا خواہ تم اس درخت کو اتنے اتنے کیل و پیمانے کے اندازے پر لے لو اور مجھے اس کا نصف کیل (پیمانہ) دیدو یا میں اس کو لے لیتا ہوں۔ آپؑ فرمایا اس میں کوئی مضائقہ نہیں۔

(۳۸۳۵) جمیل نے زرارہ سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص نے کھلیان کا ایک کُر بھوسہ قبل اس کے کہ اس کی دنوائی کرکے اس میں سے اناج نکال لیا جائے ایک معینہ قیمت پر خریدا پھر اس نے بھوسہ لیکر اناج کے تولنے سے پہلے ہی فروخت کر دیا۔ آپؑ نے فرمایا اس میں کوئی مضائقہ نہیں۔

(۳۸۳۶) عبدالملک بن عمرو سے روایت ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ میں تیل کی ایک سو مشکیں (پیپے) خریدتا ہوں اور ایک یا دو مشکیں لیکر اسے وزن کر لیتا ہوں پھر

اسی کے حساب سے تمام مشکوں کو خرید لیتا ہوں۔آپؑ نے فرمایا کوئی مضائقہ نہیں۔

(۳۸۳۷) حماد نے حلبی سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے آنجنابؑ سے دریافت کیا ایک شخص کا کسی پر کچھ قرض ہوتا ہے اور مقروض کی اس کے پاس کوئی چیز رہن ہوتی ہے کیا وہ اس رہن کو خرید سکتا ہے۔آپؑ نے فرمایا ہاں۔

(۳۸۳۸) ابن مسکان نے حلبی سے روایت کی ہے اس کا بیان ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ اناج کے تولنے کا رواج ہے اسے اندازے سے لینا درست نہیں۔

(۳۸۳۹) داؤد بن سرحان نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ میرے پاس مسک کے دو تھیلے ہیں ایک تر ہے دوسرا خشک ہے میں نے تر کو فروخت کرنا شروع کر دیا اور اس کو فروخت کر دیا پھر خشک کو لیا کہ اس کو فروخت کروں مگر تر کے مساوی یا اس سے زیادہ اس کی قیمت نہیں ملتی تو میں نے اس کے متعلق آنجنابؑ سے دریافت کیا کہ کیا میں اس کو تر کر لوں؟آپؑ نے فرمایا نہیں مگر یہ کہ تم خریداروں کو آگاہ کر دو۔راوی کا بیان ہے کہ چنانچہ میں نے اس کو تر کیا پھر خریداروں کو آگاہ کیا۔آپؑ نے فرمایا کہ جب تم نے انہیں آگاہ کر دیا تو پھر کوئی مضائقہ نہیں۔

(۳۸۴۰) عبداللہ بن سنان سے روایت ہے اس کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا گیا کہ کیا ولد الزنا فروخت کیا اور خریدا جا سکتا ہے اور اس سے خدمت لی جا سکتی ہے؟آپؑ نے فرمایا ہاں میں نے عرض کیا اور نکاح بھی کیا جا سکتا ہے؟آپؑ نے فرمایا ہاں مگر اس سے بچہ پیدا کرنے کی کوشش نہ کرو۔

(۳۸۴۱) اور سماعہ نے آنجنابؑ سے خیانت اور چوری کے مال کے خریدنے کے متعلق دریافت کیا تو آپؑ نے فرمایا کہ اگر تم پہچانتے ہو کہ یہ مال چوری و خیانت کا ہے تو نہیں مگر یہ کہ تم کوئی شے عمال اور کارندوں سے خریدو۔

باب :- مضاربہ
دوسرے کے سرمایہ سے شرکت میں تجارت کرنا

(۳۸۴۲) محمد بن فضیل نے ابی الصباح کنانی سے روایت کی ہے اس کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے مضاربہ کے متعلق دریافت کیا کہ ایک شخص کو مال دیا گیا اور وہ اس کو لے کر ایک جگہ گیا اور اس کو منع کر دیا گیا تھا کہ وہ اس کے علاوہ کسی دوسری جگہ نہ جائے مگر اس نے کہنا نہ مانا اور دوسری جگہ چلا گیا اور وہاں وہ مال تلف ہو گیا۔آپؑ نے فرمایا تو وہ اس کا ضامن و ذمہ دار ہے اور اگر مال سلامت رہا اور نفع ہوا تو نفع دونوں کے درمیان تقسیم ہو گا۔

(۳۸۴۳) محمد بن قیس نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے۔ آپؑ نے فرمایا کہ حضرت امیرالمومنین علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ جس نے تاجر سے کہا کہ میرے مال کا ضامن تو ہے (مال تلف ہوا یا اس میں گھاٹا ہوا تو تجھ کو دینا پڑے گا) تو اس کے لئے اصل مال کے سوا اور کچھ نہیں نفع میں اس کا کوئی حصہ نہیں۔

(۳۸۴۴) محمد بن قیس سے روایت ہے اس کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا کہ ایک شخص نے ایک آدمی کو ایک ہزار درہم مضاربہ (شرکت میں کاروبار) کے لئے دیئے تو اس نے لاعلمی میں اپنے باپ کو خریدا (جو غلام تھا) آپؑ نے فرمایا پھر اس کی قیمت لگوائی جائے گی اگر ایک درہم بھی زائد ہوا تو اس کا باپ آزاد ہو جائے گا اور وہ اس شخص کی رقم کو کام کاج کر کے ادا کرے گا۔

(۳۸۴۵) سکونی نے حضرت جعفر بن محمد علیہما السلام سے انہوں نے اپنے پدر بزرگوار علیہ السلام سے انہوں نے اپنے آبائے کرام علیہم السلام سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ حضرت علی علیہ السلام نے ایک ایسے شخص کے متعلق ارشاد فرمایا کہ جس کی کسی دوسرے شخص پر کچھ رقم تھی اس نے تقاضہ کیا مگر اس کے پاس کچھ نہ تھا جو قرض ادا کرے تو اس قرض خواہ نے قرضدار سے کہا اچھا تو پھر یہ میری رقم تمہارے پاس مضاربہ کے لئے رہے گی آپؑ نے فرمایا جب تک کہ وہ اس سے وصولی نہ کرلے مضاربہ میں دینا درست نہیں۔

(۳۸۴۶) حضرت علی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ مضاربہ کرنے والا (جو دوسرے کی رقم سے تجارت کر رہا ہے) جو کچھ سفر میں اس کا خرچ ہوگا وہ تمام مال میں سے محسوب ہوگا لیکن جب اپنے شہر واپس آجائے گا اور یہاں جو کچھ خرچ ہوگا وہ اس کے حصہ میں محسوب ہوگا۔

(۳۸۴۷) اور حضرت علی علیہ السلام فرماتے تھے کہ جو شخص مر رہا ہے اور اس کے پاس مضاربہ کا مال ہے تو اگر اس نے مرنے سے پہلے نشاندہی کر دی ہے کہ فلاں کا مال ہے تو وہ اس کا ہوگا اور اگر وہ مر گیا اور اس کا کوئی ذکر نہیں کیا تو سارے قرض خواہوں کا ہوگا (اور یہ بھی منجملہ ایک قرض خواہ کے ہوگا)۔

(۳۸۴۸) حماد نے حلبی سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ دو آدمی ایک مال میں شریک ہیں دونوں نے نفع اٹھایا اور مال میں کچھ قرض تھا اور کچھ اصل تو ان میں سے ایک نے اپنے ساتھی سے کہا کہ تم راس المال مجھے دیدو اور جو کچھ نفع ہے تمہارا ہے اور اس میں جو مال تلف ہوا ہے وہ میرے ذمہ ہے۔ آپؑ نے فرمایا ان دونوں نے آپس میں شرط کی ہے تو کوئی ہرج نہیں اور ان کی یہ شرطیں اگر خدا کے مخالف ہیں تو ان کو کتاب خدا کے حکم کے مطابق کیا جائے گا۔

(۳۸۴۹) ابن محبوب نے علی بن رئاب سے روایت کی ہے اس کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا ہے وہ فرما رہے تھے کہ تم میں سے کسی کے لئے یہ جائز نہیں کہ کسی کافر ذمی کو تجارت میں اپنا شریک

بنائے نہ اپنی تجارت میں حصہ دار بنائے نہ اس کو کوئی امانت سپرد کرے نہ اس سے خالص دوستی کرے۔

(۳۸۵۰) حسن بن محبوب نے ابی ولّاد سے روایت کی ہے اس کا بیان ہے کہ میں نے ایک مرتبہ حضرت امام جعفر صادق علیہ اسلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص کے پاس ایک بکری ہے جس کا دودھ وہ دوھتا ہے اور روزانہ بہت سا دودھ دیتی ہے۔ اگر اس کو خریدتے وقت کہا جائے کہ پانچ سو رطل (ایک پیمانہ) اتنے اتنے درہم میں اور خریدار اس سے روزانہ اتنے رطل دودھ حاصل کرتا رہے گا یہاں تک کہ جتنی رقم پر اس نے خریدا اس کی اتنی رقم پوری ہو جائے گی ؟ آپؑ نے فرمایا اس طرح کہنے میں کوئی حرج نہیں۔

(۳۸۵۱) حسن بن محبوب نے رفاعہ بردہ فروش سے روایت کی ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا کہ میں نے ایک شخص سے ایک کنیز کے خریدنے کے لئے مول تول کیا اور اس نے میری ہی لگائی ہوئی قیمت پر اس کو میرے ہاتھ فروخت کر دیا۔ اور میں نے اسی قیمت پر اس کنیز کو لے لیا اور فروخت کرنے والے کے پاس ایک ہزار درہم بھیجے اور کہلایا کہ یہ ایک ہزار درہم ہیں جو میں نے قیمت لگائی تھی۔ اس نے لینے سے انکار کر دیا ادھر قیمت بھیجنے سے پہلے میں نے اس کنیز کو مس کر لیا۔ آپؑ نے فرمایا میری نظر میں اس کنیز کی از سر نو عادلانہ قیمت لگوائی جائے اگر اس کی قیمت اس سے زیادہ لگتی ہے جتنی تم نے اسے بھیجی ہے تو قیمت سے جس قدر کم ہے تم پر اس کا دینا فرض ہے اور اگر اس سے کم لگتی ہے جتنی تم نے اس کو بھیجی ہے تو وہ اس کے لئے ہے۔ میں نے عرض کیا میں آپؑ پر قربان لیکن مس کرنے کے بعد میں نے اس میں کوئی عیب پایا ؟ آپؑ نے فرمایا لیکن اب تم کو اس کو واپس کرنے کا حق نہیں اب تم صرف یہ کر سکتے ہو کہ صحیح اور عیب دار کے درمیان کی قیمت میں جو فرق ہو وہ اس سے لے لو۔

(۳۸۵۲) حسن بن محبوب نے ابراہیم بن زیاد کرخی سے روایت کی ہے اس کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق عیہ اسلام کے لئے ایک کنیز خریدی جب میں ان لوگوں کو اس کی قیمت دینے کیلئے چلا تو آپؑ سے پوچھا کیا میں ان لوگوں سے اس کی قیمت کم کرنے کے لئے کہوں ؟ آپؑ نے فرمایا نہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خریدنے کے بعد قیمت کم کرانے کو منع کیا ہے۔

(۳۸۵۳) اور ابن محبوب نے ابراہیم کرخی سے یہ بھی روایت کی ہے ان کا بیان ہے میں نے حضرت امام جعفر صادق عیہ السلام سے عرض کیا کہ آپؑ کیا فرماتے ہیں اس شخص کے متعلق جس نے ایک آدمی سے سو (۱۰۰) دنبیوں کے اون اور ان کے پیٹ میں جو بچے ہیں ان کو اتنے اتنے درہموں میں خریدا ؟ آپؑ نے فرمایا کوئی مضائقہ نہیں اگر ان کے پیٹ میں بچے نہ بھی ہوں تو یہ قیمت اُون کی ہو گی۔

(۳۸۵۴) حسن بن محبوب نے زید شحّام سے روایت کی ہے اس کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ اسلام سے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا کہ وہ قصابوں کے شرکت کے حصے ان کے نکلنے سے پہلے خریدتا ہے

آپؑ نے فرمایا کہ اگر اس نے کوئی حصہ خرید لیا ہے تو جب حصہ نکل جائے تو اس کو اس پر اختیار ہے۔

(۳۸۵۵) حسن بن محبوب نے اسحاق بن عمار سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے ایک مرتبہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا۔ آپؑ کیا فرماتے ہیں (اس شخص کے بارے میں) جو اپنے غلام کو ایک ہزار درہم یا اس سے کم یا اس سے زیادہ عطا کرتا ہے اور کہتا ہے میں نے آج تک جب بھی تجھ کو مارا یا ڈرایا دھمکایا ہے وہ تو میرے لئے حلال کردے اور بخش دے۔ تو اس غلام نے اس عطیہ کے عوض اس کو بخوشی حلال کردیا اور بخش دیا۔ پھر وہ دراہم جو اس کو عطا کئے گئے تھے اس غلام نے ان کو کہیں رکھ دیا تھا اور اس کو مالک نے پالیا۔ تو کیا وہ اپنے لئے حلال سمجھتے ہوئے اس کو لے لے؟ آپؑ نے فرمایا کہ نہیں۔ میں نے عرض کیا کیوں کیا غلام اور اس کا مال مالک کا نہیں ہے؟ آپؑ نے فرمایا یہ وہ نہیں ہے اور فرمایا کہ اس سے یہ کہدو کہ یہ غلام کو واپس کردے یہ اس کے لئے جائز نہیں ہے اس لئے کہ اس نے قیامت کے دن سزا اور غلام کی طرف سے قصاص کے ڈر کے مارے اپنی جان چھڑانے کے لئے اس کو فدیہ دیا ہے۔ میں نے عرض کیا تو کیا غلام اس کی زکوٰۃ نکالے گا جب اس پر ایک سال گزر جائے؟۔ آپؑ نے فرمایا نہیں مگر یہ کہ یہ اس رقم سے کوئی کام کرے اور غلام زکوٰۃ کی مد میں کچھ نہیں دیگا۔

(۳۸۵۶) یونس بن یعقوب سے روایت ہے اس کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا گیا کہ ایک شخص کسی آدمی سے کوئی چیز خریدتا ہے اور خریدنے کے بعد بلا جبر و اکراہ اس سے کہتا ہے کہ اتنا تم مجھے بخش دو؟ آپؑ نے فرمایا اس میں کوئی حرج نہیں۔

(۳۸۵۷) زید شحام سے روایت ہے اس کا بیان ہے کہ میں ایک مرتبہ حضرت ابو جعفر محمد بن علی علیہما السلام کی خدمت میں ایک کنیز کو لے کر آیا اور آپؑ کے سامنے پیش کیا آپؑ مجھ سے اس کا مول بھاؤ کرنے لگے اور میں بھی آنحضرتؑ سے اتار چڑھاؤ کرنے لگا پھر میں نے اس کنیز کو آپؑ کے ہاتھ فروخت کردیا تو آپؑ نے میرے ہاتھ پر ہاتھ مارا (یعنی سودا پکا ہو گیا) تو میں نے عرض کیا میں آپؑ پر قربان میں نے آپؑ سے اتار چڑھاؤ اس لئے کیا تھا تاکہ دیکھوں کہ اتار چڑھاؤ سزاوار ہے یا نہیں اس کے بعد میں نے عرض کیا کہ لیجئے میں نے آپؑ کے لئے اس میں سے دس دینار کم کردیئے۔ آپؑ نے فرمایا افسوس یہ تم نے سودا طے ہو جانے سے پہلے کیوں نہیں کیا تمہارے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی یہ حدیث نہیں پہنچی کہ سودا ہو جانے کے بعد اس میں کم کرانا حرام ہے۔

(۳۸۵۸) اور روح نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے آپؑ نے فرمایا کہ دس (۱۰) حصوں میں سے نو (۹) حصہ رزق تجارت میں ہے۔

(۳۸۵۹) ابن بکیر نے زرارہ سے اور انھوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ اسلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے بیان فرمایا کہ سمرہ بن جندب کے کھجور کا ایک درخت کسی انصاری کے احاطہ میں پڑ گیا تھا اور اس انصاری کا گھر بھی اسی احاطے میں تھا

جو راستہ پر تھا اور سمرہ بن جندب جب آیا کرتا تو بے دھڑک اس میں داخل ہو جاتا اور اجازت نہیں لیتا تھا تو اس انصاری نے اس سے کہا کہ تم آتے ہو اور بے دھڑک داخل ہو جاتے ہو اور ہم لوگ ایسی حالت میں ہوتے ہیں کہ ہمیں ناگوار ہوتا کہ اس حالت میں ہمیں کوئی دیکھے لہذا جب آؤ تو اجازت لے لیا کرو تاکہ ہم لوگ پردہ کر لیا کریں اور پھر اجازت دیں تو تم داخل ہو۔ اس نے کہا میں تو ایسا نہیں کرونگا وہاں میرا مال ہے میں داخل ہونگا اور اجازت نہیں لونگا۔ چنانچہ انصاری رسول اللہ صلی علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں آیا اس کی شکایت کی اور قصہ بیان کیا۔ آنحضرتؐ نے سمرہ کے پاس آدمی بھیجا وہ آیا تو آپؐ نے اس سے کہا کہ اجازت لے لیا کرو اس نے انکار کیا اور وہی کہا جو انصاری سے کہا تھا۔ آپؐ نے قیمت کے ساتھ خریدنے کی پیشکش کی اس نے انکار کیا آپؐ اس کی قیمت بڑھاتے رہے مگر اس نے فروخت کرنے ہی سے انکار کر دیا جب آنحضرتؐ نے یہ دیکھا تو فرمایا تجھے جنت میں کھجور کا ایک درخت بھی ملے گا مگر اس نے اس کو قبول کرنے سے بھی انکار کر دیا تو آپؐ نے انصاری کو حکم دیا کہ اس درخت کو اکھاڑ پھینکو۔ نہ کوئی کسی کو ضرر پہونچائے نہ اسے ضرر اٹھانا پڑے۔

(۳۸۶۰) علاء نے محمد بن مسلم سے اور انھوں نے دونوں امامین علیہما السلام سے کسی ایک سے روایت کی ہے راوی کا بیان ہے کہ میں نے آنجنابؑ سے دریافت کیا کہ ایک شخص چکی پیسنے والے کو گیہوں دیتا ہے اور اس سے طے کرتا ہے کہ ہر دس من گیہوں پر وہ اسے دس من آٹا دے آپؑ نے فرمایا نہیں۔ میں نے عرض کیا ایک شخص تیلی کو تل دیتا ہے اور اس کو ذمہ دار بناتا ہے کہ ہر صاع (ایک وزن) پر اتنے رطل (ایک اور وزن) دے آپؑ نے فرمایا نہیں۔ (یعنی اگر وزن میں کمی یا بیشی ہو جائے تو پیسنے والا یا تیلی اس کا ذمہ دار نہیں ہوگا۔)

باب :۔ گھاس کا میدان، چراگاہ، زراعت، درخت، زمین، پانی کی نالی، پن گھٹ اور غیر منقولہ جائیداد کی خرید و فروخت

(۳۸۶۱) ابان نے اسماعیل بن فضل سے روایت کی ہے اس کا بیان ہے کہ میں نے آنجنابؑ سے ایک مرتبہ اس سبزہ زار کی فروخت کے متعلق دریافت کیا جس میں پانی بہتا ہو اور آدمی کا مقصد اس کا پانی ہو اور نہر بنا کر اس کا پانی لے جائے اور گھاس وغیرہ کو سینچے اور اس سے جس کی چاہے زراعت کرے؟ آپؑ نے فرمایا کہ جب پانی اس کا ہے تو اس سے جس چیز کی چاہے زراعت کرے اور جس کے ہاتھ چاہے فروخت کرے۔

(۳۸۶۲) اور سماعہ نے آنجنابؑ سے جانوروں کے چارے کا کھیت خریدنے کے لئے دریافت کیا کہ ایک شخص نے اس کو خریدا مگر چارہ کاٹا نہیں بلکہ اس کو چھوڑ دیا یہاں تک۔ اس میں جو اور گیہوں کی بالیاں پھوٹ آئیں حالانکہ اس نے اس کو جڑ سے خریدا اور اس کے مالکوں پر جو مالگزاری ہوتی ہے وہ کفار عجم کے کاشت کاروں کو ادا کرنی ہوتی ہے؟ آپؑ نے فرمایا اگر اس نے خرید و فروخت پر یہ شرط کرلی ہے کہ اگر چاہے گا تو چارہ کاٹے گا اور چاہے گا تو بالیوں کے آنے تک چھوڑ دے گا تو ٹھیک

ورنہ اس کے لئے یہ جائز نہیں کہ اسے بالیوں کے آنے تک چھوڑ دے۔

(۳۸۶۳) اور سماعہ نے آنجنابؑ سے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا جس نے ایک چراگاہ جانور چرانے کے لئے کم و پیش پچاس (۵۰) درھم پر خریدی اور اس کا ارادہ ہے کہ اس میں ان لوگوں کو بھی اپنے ساتھ داخل کرے جو اس کے ساتھ جانور چراتے ہیں اور ان سے قیمت وصول کرے۔ آپؑ نے فرمایا جو بھی چاہے قیمت کا کچھ حصہ دے کر اس میں داخل ہو اگر کوئی اونچاس (۴۹) درھم دے کر اس میں داخل ہوا اور ایک درھم میں اس کی بکریاں چریں تو کوئی مضائقہ نہیں لیکن اس کے لئے یہ جائز نہیں کہ پچاس (۵۰) درھم پر وہ چراگاہ فروخت کر دے پھر ان لوگوں کے ساتھ اپنی بکریاں بھی چرائے مگر یہ کہ اس نے اس چراگاہ میں کام کیا ہو کوئی کنواں کھودا ہو یا چراگاہ کے مالکوں کی اجازت سے کوئی نہر نکالی ہو تو اس نے جس قیمت پر خریدا ہے اس سے زائد قیمت پر اگر فروخت کرے تو کوئی حرج نہیں اس لئے کہ اس نے بھی اس کے اندر کام کیا ہے اس بنا پر اس کے لئے درست ہے۔

(۳۸۶۴) سلیمان بن خالد نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے آپؑ نے فرمایا کہ میں اس بات کو ناپسند کرتا ہوں کہ اکیلے چکی کرایہ پر لوں پھر اس کو زیادہ کرایہ پر چلاؤں مگر یہ کہ اس میں کوئی نئی چیز لگائی ہو یا اس پر کوئی لازمی خرچ آتا ہو۔

(۳۸۶۵) اور اسحاق بن عمار کی روایت میں ہے جو انھوں نے ابی بصیر سے اور انھوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے کی ہے آپؑ نے فرمایا جب تم نے سونا یا چاندی دے کر کوئی زمین لی ہے تو جس قدر تم نے لیا ہے اس سے زیادہ نہ لو اس لئے کہ سونا اور چاندی (جو تم نے دیا) بڑھتے نہیں ہیں منجمد ہیں۔

(۳۸۶۶) علی بن ابی حمزہ نے ابی بصیر سے اور انھوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے اس کا بیان ہے کہ میں نے ایک مرتبہ آنجنابؑ سے دریافت کیا کہ گیہوں اور جو خرید لیا جائے جب کہ وہ ابھی بویا گیا ہے اور ابھی اس میں بالیاں تک نہیں آئی ہیں ڈنٹھل ہیں؟ آپؑ نے فرمایا نہیں مگر یہ کہ اس کے پودے اور ڈنٹھل خرید لئے جائیں جو جانوروں کی چارے کے کام آتے ہیں پھر اگر وہ چاہے تو اس کو بالیاں نکلنے تک چھوڑ دے۔

(۳۸۶۷) سعید بن یسار سے روایت ہے اس کا بیان ہے کہ میں نے ایک مرتبہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا کہ جس کی کچھ لوگوں کے ساتھ ان کی نہر پر پانی پلانے کی باری تھی مگر اب اس کو اس کی ضرورت نہیں رہی کیا وہ فروخت کر دے۔ آپؑ نے فرمایا ہاں وہ چاہے تو درھموں سے فروخت کر دے چاہے تو چند گیہوں کے بدلے پر فروخت کر دے۔

(۳۸۶۸) سماعہ نے آنجناب علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص ایک سو (۱۰۰) جریب زمین پر اپنے بیج سے گیہوں کاشت کرتا ہے پھر ایک دوسرا شخص آتا ہے اور کہتا ہے مجھ سے نصف بیج اور نصف خرچ اس زمین پر جو تم نے کیا ہے لے لو

تا کہ میں تمہارا شریک کاشت بن جاؤں ؟ آپؑ نے فرمایا اس میں کوئی حرج نہیں ہے ۔

(۳۸۶۹) اور انھوں نے آنجنابؑ سے ایک شخص کے متعلق دریافت کیا جس نے جانوروں کے چارے کے لئے کاشت کیا ہوا جَو خریدا مگر اس نے اس کو کاٹا نہیں بلکہ چھوڑ دیا یہاں تک کہ اس میں بالیاں تک آگئیں ۔ اور اس نے کاشتکار ہاری سے خریدتے وقت شرط کر لی تھی کہ اس پر جو بھی آفت آئے گی وہ کاشتکار ہاری کے ذمہ ہوگی ؟ آپؑ نے فرمایا اگر اس نے کاشتکار سے خریدتے وقت یہ شرط کرلی تھی کہ اگر چاہے گا تو اسے کاٹ لے گا اور نہ چاہے گا تو بالیاں نکلنے کے لئے چھوڑ دے گا تو یہ ٹھیک ہے لیکن اگر اس نے یہ شرط نہیں کی تھی تو اس کے لئے یہ جائز نہیں کہ بالیاں نکلنے کے لئے چھوڑ دے اور اگر اس نے ایسا کیا تو اس پر اس کی مال گزاری اور اس کا خرچ اور اس میں جو کچھ نکلے سب کی ذمہ داری اس پر ہے ۔

اور اگر کوئی شخص کھجور کا درخت کاٹنے کے لئے خریدے اور غائب ہو جائے اور کھجور کو اسی حالت پر چھوڑ جائے اور پھر اس وقت آئے جب کھجور میں پھل آجائیں تو وہ سارا پھل اس کا ہے مگر یہ کہ کھجور کے مالک نے اس کو سینچا اور اس کی دیکھ بھال کی ہو ۔

ایک شخص ایک زمین پر آتا ہے اور زمین کے مالک کی بغیر اجازت اس پر کاشت کرتا ہے اور جب زراعت تیار ہو جاتی ہے تو زمین کا مالک آتا ہے اور کہتا ہے کہ تو نے میری اجازت کے بغیر اس پر کاشت کی اس لئے یہ زراعت میری ہے اور جو کچھ تیرا خرچ ہوا ہے وہ میرے ذمہ ہے تو ایسی صورت میں کاشتکار کی زراعت ہوگی اور زمین کے مالک کے لئے اس زمین کا کرایہ ہوگا ۔

(۳۸۷۰) محمد بن علی بن محبوب سے روایت ہے اس کا بیان ہے کہ حضرت امام فقیہ (امام جعفر صادق) علیہ اسلام کی خدمت میں ایک شخص نے عریضہ لکھا اور ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا جس کی پن چکی ایک قریہ کی نہر پر تھی اور وہ قریہ ایک آدمی یا دو آدمیوں کا تھا ۔ چنانچہ قریہ کے مالک کا ارادہ ہوا کہ وہ اپنے قریہ تک پانی اس نہر کے علاوہ کسی دوسری نہر سے پہنچائے تا کہ سے اس کی پن چکی معطل ہو جائے ۔ کیا اس کے لئے یہ جائز ہے یا نہیں ؟ تو جواب میں یہ تحریر آئی کہ وہ اللہ سے ڈرے اور اس معاملے میں نیک سلوک کرے اور اپنے برادر مومن کو نقصان نہ پہنچائے ۔

ایک ایسے شخص کے متعلق جس کی ایک قریہ میں نالی تھی تو ایک دوسرے شخص نے اس قریہ کے اوپر ایک دوسری نالی کھودنے کا ارادہ کیا تو ان دونوں نالیوں کے درمیان کتنا فاصلہ ہو جو ایک دوسرے کو نقصان نہ پہونچائیں ۔ زمین سخت ہو یا نرم تو آنجنابؑ کی طرف سے تحریر آئی کہ اتنا فاصلہ ہو کہ ایک سے دوسرے کو نقصان نہ پہونچے ۔ ان شاءاللہ تعالیٰ

(۳۸۷۱) اور رسول اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ فیصلہ فرمایا کہ اگر زمین نرم ہو تو دو نہروں کے درمیان ایک ہزار ہاتھ کا فاصلہ ہو اور اگر زمین سخت ہے تو پانچ سو ہاتھ کا فاصلہ ہو ۔

(۳۸۷۲) اور آنجناب علیہ السلام نے اہل بادیہ کے متعلق فیصلہ فرمایا کہ وہ فاضل پانی کو نہ روکیں اور فاضل سبزہ زاروں کو فروخت نہ کریں۔

(۳۸۷۳) اور آنجنابؑ علیہ السلام نے فیصلہ فرمایا کہ کنوئیں کے حدود چالیس ہاتھ ہیں اس کے پہلو میں اس کی حد کے اندر کوئی دوسرا کنواں اونٹ یا بکری کے پانی پلانے کے لئے نہ کھودا جائے۔

(۳۸۷۴) محمد بن سنان نے حضرت امام ابو الحسن علیہ السلام سے روایت ہے کہ اس کا بیان ہے کہ میں نے آنجنابؑ سے وادی کے پانی کے متعلق دریافت کیا تو آپؑ نے فرمایا کہ تمام مسلمان پانی اور آگ (جلانے کی لکڑی) اور گھاس کے میدانوں میں شریک ہیں۔

(۳۸۷۵) عمر بن حنظلہ نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک شخص کے متعلق روایت کی ہے کہ اس نے ایک زمین یہ کہہ کر فروخت کی کہ یہ دس جریب ہے اور خریدار نے اس کو اس کی حد بندیوں کے ساتھ خرید لیا اور قیمت نقد ادا کردی خرید وفروخت کا کام مکمل ہوگیا اور دونوں ایک دوسرے سے جدا ہوگئے۔ مگر جب زمین کی پیمائش کی گئی تو وہ پانچ جریب نکلی؟ آپؑ نے فرمایا اگر وہ چاہے تو اپنی فاضل قیمت کے لئے اس سے رجوع کرے یا اگر چاہے تو پوری بیع وشرا کو مسترد کر دے اور اپنی ساری قیمت لے لے لیکن اگر اس زمین کے متصل اس بیچنے والے کی زمینیں ہیں اور وہ اس سے پوری کر دے پھر یہ بیع لازم ہو جائے گی اور اس کو زمین پوری کرنی لازم ہوگی۔ اور اگر اس کی کوئی زمین اس کے سوا نہیں ہے تو خریدار کو اختیار ہے کہ اس زمین کو لے اور فاضل قیمت کے لئے اس سے رجوع کرے اور چاہے تو زمین دے کر اپنی ساری قیمت واپس حاصل کرے۔

باب :۔ بنجر وافتادہ زمین کو قابل کاشت بنانا

(۳۸۷۶) علاء نے محمد بن مسلم سے روایت کی ہے اس کا بیان ہے کہ میں نے آنجناب علیہ السلام سے یہودیوں اور نصرانیوں کی زمینیں خریدنے کے متعلق دریافت کیا تو آپؑ نے فرمایا اس میں کوئی حرج نہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب خیبر پر چڑھائی کی تو ان لوگوں پر خراج گزاری لگا دی کہ زمین انہی کے قبضے میں رہے گی کہ وہ اس میں زراعت کریں اور اسے آباد رکھیں۔ اور کوئی حرج نہیں اگر تم ان کی زمینوں میں سے کچھ ان سے خرید لو۔ اور جو کوئی زمین کو زندہ اور قابل کاشت بنائے وہ اس کا سب سے زیادہ حقدار ہے وہ اسی کی ہے۔

(۳۸۷۷) اور نبی صلی اللہ علہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص کوئی درخت لگاتا ہے یا اس وادی کو کھودتا ہے جہاں اس سے پہلے کوئی نہیں پہنچا تھا یا کسی مردہ زمین کو زندہ کرتا ہے تو یہ اس کے لئے اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے فیصلہ کی وجہ سے ہوتا ہے۔

(۳۸۷۸) حسن بن علی وشاء سے روایت ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام ابوالحسن علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص نے کسی آدمی سے مردہ زمین سو (۱۰۰) کُر پر خریدی کہ وہ اس زمین سے پیداوار کر کے اس کو دیگا۔ آپؑ نے فرمایا یہ حرام ہے میں نے عرض کیا میں آپؑ پر قربان اگر زمین چند معینہ وزن (کیل) گیہوں وغیرہ دے کر خریدے؟ آپؑ نے فرمایا کوئی حرج نہیں۔

(۳۸۷۹) ابی الربیع شامی سے روایت ہے کی گئی ہے اور انھوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ اہل سواد (عراق وغیرہ) کی زمین جو بزور طاقت فتح کی گئی ہے کوئی نہ خریدے مگر یہ کہ وہ جو کافر ذمی ہیں اور زمین کا خراج ادا کرتے ہیں اس لئے کہ یہ سب مسلمانوں کا مال غنیمت ہے۔

(۳۸۸۰) حسن بن محبوب نے عبداللہ بن سنان سے انھوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے ایک مرتبہ آنجنابؑ سے دریافت کیا گیا اور میں وہاں موجود تھا کہ ایک شخص نے مردہ زمین کو زندہ کیا اس میں نہر کھودی اس میں گھر بنائے اور کھجور اور دوسرے درخت لگائے؟ آپؑ نے فرمایا یہ زمین اس کی ہے اور اس کے گھروں کی اجرت ہے اور جو کاشت کیا ہے اگر وہ بارش سے یا وادی کے سیلاب سے یا کسی چشمے سے سیراب ہوتی ہے تو اس کی پیداوار کا عشر (دسواں حصہ) زکوٰۃ دے گا اور اگر اس نے ڈول اور ڈولچوں سے سینچا ہے تو نصف عشر (یعنی بیسواں حصہ) دے گا۔

(۳۸۸۱) اور سماعہ نے آنجناب علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا جس نے کسی مسلمان یا کسی معاہد کے ساتھ کھیتی کی پھر اس کے جی میں آیا کہ اپنا حصہ فروخت کر دے تو کیا اس کے لئے یہ جائز ہے؟ آپؑ نے فرمایا اس کو سکوں کے عوض فروخت کر دے (اناج کے عوض نہیں) کیونکہ اس کی اصل اناج ہے۔

(۳۸۸۲) اور عبداللہ بن سنان نے آنجنابؑ سے اہل خراج (مالگزاری ادا کرنے والوں) کے یہاں قیام کرنے کے متعلق دریافت کیا آپؑ نے فرمایا تین دن اور یہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بھی روایت ہے۔

(۳۸۸۳) علی ابن مہزیار سے روایت ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت ابی جعفر ثانی (امام علی نقی) علیہ السلام سے دریافت کہ ایک عورت کا ایک گھر تھا اور اس کا ایک لڑکا اور ایک لڑکی تھی تو اس کا لڑکا دریا میں کہیں غائب ہو گیا۔ اور وہ عورت بھی مر گئی اب اس کی لڑکی نے دعویٰ کیا کہ اس کی ماں نے یہ گھر اس کو دیا ہے اور اس کے سارے حصے فروخت کر دئے ہیں، اس کا صرف ایک حصہ اس کے برادر ایمانی میں کسی ایک کے پہلو میں باقی ہے اور لڑکے کا غائب ہونے کی وجہ سے وہ اسے خریدنا نہیں چاہتا اس کو ڈر ہے کہ اس کا خریدنا جائز نہ ہوگا اور لڑکی کی بھی خبر نہیں؟ آپؑ نے فرمایا وہ لڑکا کتنے دنوں سے غائب ہے؟ میں نے عرض کیا کہ وہ بہت دنوں سے غائب ہے آپؑ نے فرمایا اس کی غیبت کا دس سال تک انتظار کرے اس کے بعد خریدے۔

(۳۸۸۴) محمد بن حسن صفار رحمہ اللہ نے حضرت ابی محمد حسن بن علی (امام حسن عسکری) علیہ السلام کو خط لکھ کر

دریافت کیا کہ ایک شخص نے ایک آدمی سے اس کے گھر کا نجلہ حصہ تمام حقوق کے ساتھ خریدا جس کے اوپر ایک اور منزل ہے کیا اوپر کی منزل والا نیچے کی منزل والے کے حقوق میں داخل ہو سکتا ہے یا نہیں۔ آپؑ نے فرمایا کہ اس کے لئے وہی ہے جو اس نے جگہ اور حصہ معین کر کے خریدا ہے۔ ان شاءاللہ تعالیٰ۔

(۳۸۸۵) نیز انھوں نے آنجنابؑ سے خط لکھ کر دریافت کیا کہ ایک شخص نے دو آدمیوں سے کہا کہ تم دونوں گواہ ہو کہ میرا پورا گھر جو فلاں جگہ واقع ہے اور اس کے حدود یہ ہیں اب وہ کُل کا کُل فلاں ابن فلاں کا ہے اور اس گھر میں جو کچھ مال و متاع ساز و سامان ہے وہ سب میرا ہے مگر یہ دونوں گواہ تو نہیں جانتے تھے کہ اس میں کیا کیا سامان ہے (پھر وہ گواہ کیسے بنیں گے) ؟ آپؑ نے جواب تحریر فرمایا وہ تمام مال و متاع جب اسی خریدے ہوئے گھر کے احاطے میں ہے تو درست ہے۔ ان شاءاللہ تعالیٰ۔

(۳۸۸۶) اور انھوں نے آنجناب علیہ السلام سے خط لکھ کر دریافت کیا کہ ایک شخص کی ملکیت میں کچھ زمین کے قطعات ہیں اور مکہ مکرمہ میں حاضری دینے کا وقت آگیا وہ قریہ (جس میں قطعات تھے) اس کی منزل سے کئی مراحل پر تھا اس کیلئے وہاں ٹھہرنا ممکن نہ تھا کہ قریہ کے حدود تک آتا تو اس نے اس قریہ کے حدود اربعہ کو پہچنوایا اور گواہوں سے کہا کہ تم لوگ گواہ ہو کہ میں نے فلاں بن فلاں کے ہاتھ پورے قریہ کو فروخت کر دیا جس کی پہلی، دوسری اور تیسری اور چوتھی سرحدیں یہ ہیں حالانکہ اس قریہ میں اس شخص کے محض چند قطعات زمین ہیں تو کیا خریدار کے لئے اس کا خریدنا جائز ہے جب کہ اس کے قریہ میں چند قطعات ہیں اور کہتا ہے کہ کل قریہ کو فروخت کرتا ہوں ؟ تو جواب میں یہ تحریر آئی کہ جس چیز کا وہ مالک نہیں اس کا فروخت کرنا جائز نہیں فروخت اسی چیز کے لئے ہے جس کا وہ مالک ہے۔

(۳۸۸۷) اور انھوں نے آنجناب علیہ السلام کو عریضہ تحریر کیا کہ کسی آدمی نے ایک شخص کو گواہ بنایا کہ اس نے ایک دوسرے آدمی کو اپنی زمین فروخت کر دی اور زمین کے کئی قطعے تھے تو وہ بتاتے وقت اس کے حدود کی شناخت نہیں کرائی اور کہا کہ جب کچھ لوگ تمہارے پاس آئیں گے اور حدود بتائیں گے تو تم گواہی دینا۔ تو کیا یہ گواہی اس کے لئے جائز ہے یا جائز نہیں ہے تو جواب میں تحریر آئی کہ ہاں جائز ہے الحمد للہ۔

(۳۸۸۸) نیز انھوں نے آنجناب علیہ السلام کی خدمت میں عریضہ لکھا اور دریافت کیا کہ کیا کسی گواہ کے لئے یہ جائز ہے کہ وہ گواہی دے کسی زمین کے حدود کی جب کہ قریہ کے دوسرے لوگ آئیں اور گواہی دیں کہ اس شخص نے جو زمین فروخت کی ہے اس کے حدود یہ ہیں۔ اب اس گواہ کو جسے صرف قطعہ اراضی کا گواہ بنایا گیا ہے قطعہ اراضی کے حدود اربعہ کا گواہ نہیں بنایا گیا ہے صرف قریہ والوں کے کہنے پر کہ ہم اس کے حدود جانتے ہیں کیا حدود کی گواہی دینا جائز ہے یا جائز نہیں ہے جب کہ فروخت کرنے والا قریہ والوں سے کہہ چکا ہے جب لوگ تمہارے پاس آئیں تو اس زمین کی چوحدی بتا دینا ؟ تو جواب میں تحریر آئی کہ گواہی نہ دو جب تک کسی شے کا مالک نہ کہے کہ یہ چیز میری ہے۔

(۳۸۸۹) جراح مدائنی سے روایت ہے اس کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک حویلی کے متعلق دریافت کیا جس میں تین گھر ہیں اور اس میں کوئی دروازہ نہیں ہے؟ آپؑ نے فرمایا کہ گھروں میں داخلہ کے لئے اذن کی ضرورت ہے حویلی میں داخلہ کے لئے نہیں ۔

مصنف علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: اس دار (حویلی) سے مراد وہ ہے کہ جو غلہ کے لئے ہوتا ہے اور جس میں کرایہ دار بسائے جاتے ہیں یا ویسے ہی رکھ لئے جاتے ہیں ایسی حویلی کے لئے اذن کی ضرورت نہیں بلکہ بیوت (گھروں) کے لئے ہے ۔ اور وہ حویلی جو غلہ کے لئے نہیں ہے تو اس میں کس کا بغیر اذن داخل ہونا جائز نہیں ہے ۔

باب :- کاشتکاری اور مزدوری

(۳۸۹۰) یعقوب بن شعیب سے روایت ہے کہ انھوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے آنجنابؑ سے دریافت کیا کہ ایک شخص نے ایک آدمی کو اپنی زمین دی جس میں پانی ہے اور کھجوروں کے اور مختلف قسم کے پھلوں کے درخت ہیں اور اس سے کہا کہ اس کی آبیاری کرنا اس کو آباد رکھنا اس میں جو کچھ اللہ تعالیٰ پیدا کرے گا اس میں سے نصف تمہارا ہوگا ۔؟ آپؑ نے فرمایا کوئی حرج نہیں ۔

اور راوی مذکور کا بیان ہے کہ میں نے آنجنابؑ سے دریافت کیا کہ ایک شخص ایک آدمی کو ایک غیر آباد زمین دیتا ہے اور کہتا ہے کہ اس کو آباد (قابل زراعت) کرو تین یا چار یا پانچ سال یا جتنے سال تک تم چاہو اس میں جو پیدا ہو وہ تمہارا ہے ۔ آپؑ نے فرمایا اس میں کوئی حرج نہیں ۔

نیز اس کا بیان ہے کہ میں نے آنجنابؑ سے دریافت کیا کہ ایک شخص کے پاس مالگزاری والی زمین ہے اور اس پر معینہ مالگزاری لگتی ہے اور یہ مالگزاری کبھی بڑھ جاتی ہے کبھی کم ہو جاتی ہے وہ یہ زمین ایک شخص کو اس معاہدہ پر دیتا ہے کہ وہ اس کی مالگزاری ادا کرتا رہے گا نیز دو سو درھم سالانہ اس کو دیگا ؟ آپؑ نے فرمایا کوئی حرج نہیں ۔

(۳۸۹۱) اور سماعہ نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص نے زمین کے مالک کے خاطر کچھ زمین (چند سالوں کے لئے) قبالے پٹے اور دیگر شرائط پر لی؟ آپؑ نے فرمایا اس میں جتنے حجرے ہیں ان کا کرایہ اس کے لئے ہے سوائے ان حجروں کے جو دھقانوں اور کسانوں کے قبضے میں پہلے سے ہیں یا اس نے زمین کے مالکوں سے شرط کر لی ہو کہ وہ دھقانوں کے قبضے میں جو حجرے ہیں ان کا بھی کرایہ وہ وصول کرے گا ۔

(۳۸۹۲) شعیب نے ابو بصیر سے انھوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا جب تم کسی زمین کا قبالہ اور پٹہ ان کے مالکوں کی خوشی کے خاطر سے لو تو اس میں جو کچھ پیدا ہوگا اس کے مالکوں کے حق کو پورا کرکے وہ تمہارا ہے اور یہ کہ اس میں جو کچھ تم مرمت کراؤ یا نئے حجرے بناؤ گے ان کی اجرت تمہارے لئے ہے سوائے ان

حجروں کے جو پہلے سے دھقانوں (کسانوں) کے قبضے میں ہیں۔

(۳۸۹۳) علاء نے محمد بن مسلم سے اور انھوں نے دونوں اماموں علیہما السلام میں سے کسی ایک سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے ایک مرتبہ آنجنابؑ سے دریافت کیا کہ ایک شخص نے ایک زمین ایک ہزار درھم کی اجرت پر لی پھر اس نے اس زمین کا ایک حصہ دو سو درہم میں اجرت پر دے دیا۔ پھر زمین کے مالک نے اس سے کہا ایسا کرو کہ یہ زمین جو تم نے اجرت پر لی ہم اس میں تمہارے شریک ہو جائیں اس میں جو خرچ ہوگا وہ ہمارے ذمہ اور اس میں جو پیدا ہوگا وہ ہمارے اور تمہارے درمیان ہوگا آپؑ نے فرمایا اس میں کوئی حرج نہیں۔

(۳۸۹۴) ابان نے اسماعیل سے روایت کی ہے اس کا بیان ہے کہ میں نے ایک مرتبہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص نے ایک آدمی سے کوئی زمین اجرت پر لی اور کہا کہ تم مجھے یہ زمین اتنی رقم میں اجرت پر دو خواہ میں اس میں زراعت کروں یا نہ کروں میں اتنی رقم تمہیں دونگا۔ مگر اس میں اس نے کوئی زراعت نہیں کی۔ آپؑ نے فرمایا کہ زمین کے مالک کو حق ہے کہ وہ اپنی رقم لے لے اور چاہے تو چھوڑ دے اور چاھے تو نہ چھوڑے۔

(۳۸۹۵) اسحاق بن عمار نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ کھجور، گیہوں، جو، اربعاء اور نطاف دیکر کوئی زمین پٹہ اور قبولیت پر نہ لو۔ میں نے عرض کیا اربعاء کیا چیز ہے؟ فرمایا اربعاء چھوٹی نہر اور نطاف تھوڑا پانی۔ بلکہ پٹے اور قبولیت پر لو تو سونے اور چاندی پر یا نصف یا ایک تہائی یا ایک چوتھائی پیداوار پر۔

(۳۸۹۶) محمد بن مسلم نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ ایک شخص نے ایک گھر کرایہ پر لیا اس میں باغ بھی ہے تو اس نے باغ میں کھیتی لگائی اس میں کھجور کے اور مختلف پھلوں کے درخت وغیرہ لگائے اور اس کے لئے صاحب مکان سے حکم حاصل نہیں کیا آپؑ نے فرمایا اس کی اجرت کا حقدار صاحب مکان ہے۔ صاحب مکان درختوں اور کھیتوں کی قیمت لگوائے گا اور درخت کھیتی لگانے والے کو دے دے گا اگر اس نے اس کی اجازت سے یہ سب لگایا ہے اور اگر اس نے اس کی اجازت نہیں لی تھی تو صاحب مکان اپنا کرایہ وصول کرے اور درخت اور کھیتی لگانے والے کے لئے یہ ہے کہ وہ انہیں اکھاڑ کر جہاں چاہے لے جائے۔

(۳۸۹۷) ادریس بن زید نے حضرت امام ابوالحسن علیہ السلام سے روایت کی ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے آنجنابؑ سے عرض کیا کہ میں آپؑ پر قربان ہمارے پاس کچھ کاشت کی زمینیں ہیں ان میں کنواں ہے اور اس پر پانی کھینچنے کے لئے چرخی ہے وہاں چراگاہ بھی ہے اور ہم میں سے ایک شخص کے پاس بھیڑ اور اونٹ ہیں اور اسے اپنی بھیڑوں اور اونٹوں کے لئے ان چراگاہوں کی ضرورت ہے کیا اس کے لئے یہ جائز ہے کہ وہ اس چراگاہ کو دوسروں سے بچائے اس لئے کہ اس کو ضرورت ہے؟ آپؑ نے فرمایا اگر زمین خود اس کی ہے تو اس کے لئے جائز ہے کہ وہ اس کو بچائے اور اپنی ضرورت کے لئے استعمال کرے۔ میں نے عرض کیا کہ ایک آدمی چراگاہ فروخت کرتا ہے؟ آپؑ نے فرمایا اگر زمین خود اس کی ہے تو کوئی

حرج نہیں۔

(۳۸۹۸) حسن بن محبوب نے ابراہیم کرخی سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا کہ میں ایک عجمی مشرک کا شریک کار ہوں میری طرف سے زمین بیل اور بیج ہوتا ہے اور اس عجمی کی طرف سے دیکھ بھال، کام کاج اور کوشش یہاں تک کہ گیہوں پیدا ہوتا ہے یا جَو، تو وہ تقسیم ہوتا ہے بادشاہ وقت اپنا حصہ لے لیتا ہے بقیہ میں سے ایک تہائی عجمی مشرک کا پھر جو باقی بچتا ہے وہ ہمارا؟ آپؑ نے فرمایا کہ اس میں کوئی حرج نہیں میں نے عرض کیا اور اگر میں نے جو بیج دیا تھا وہ اس میں لگا کر مجھے دے دے اور بقیہ میں سے تقسیم کر لیا جائے؟ آپؑ نے فرمایا نہیں تم نے اس سے اس شرط پر شرکت کی ہے کہ بیج اور بیل اور زمین تمہاری طرف ہوگا اور زراعت کا سارا کام کاج اس کی طرف سے ہوگا۔

(۳۸۹۹) حسن بن محبوب نے خالد بن جریر برادر اسحاق بن جریر سے روایت کی ہے کہ ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا گیا کہ ایک زمین کو ایک شخص قبالہ اور پٹے پر لینا چاہتا ہے تو قبالہ کن شرائط کے ساتھ جائز ہے۔ آپؑ نے فرمایا وہ اس کے مالک سے معینہ رقم پر معینہ سالوں کے لئے قبالہ لے اس کو آباد کرے اور اس کی مالگزاری ادا کرتا رہے اور اگر اس قبالہ میں عجمی کافر ہو تو عجمی کافر اس میں شریک نہیں ہوگا یہ جائز نہیں۔

(۳۹۰۰) حسن بن محبوب نے خالد سے انھوں نے ابی الربیع سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا گیا کہ ایک شخص دھقانوں سے زمین قبالہ پر لیتا ہے اور جتنی رقم پر قبالہ لیتا ہے اس سے زیادہ رقم لے کر لوگوں کو اجرت پر دیتا ہے اور اس میں حکومت وقت کا حصہ بھی رکھتا ہے؟ آپؑ نے فرمایا اس میں کوئی حرج نہیں زمین نہ اجیر کے مثل ہے اور نہ گھر کے مثل بے شک مزدور کو کم اجرت پر رکھ کر زیادہ اجرت پر اٹھانا یا گھر کم کرایہ پر لے کر زیادہ کرایہ پر اٹھانا حرام ہے۔

(۳۹۰۱) اور اگر کوئی شخص کوئی گھر دس درھم کرایہ پر لے اور دو تہائی میں خود رہے اور ایک تہائی دس درھم کرایہ پر اٹھائے تو اس میں کوئی حرج نہیں لیکن جتنے کرایہ پر لیا ہے اس سے زیادہ کرایہ پر نہ اٹھائے۔

(۳۹۰۲) نیز حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا گیا کہ ایک شخص نے خراج کی زمین مقررہ درھموں پر یا مقررہ غلہ پر لی اور اسکا ایک ایک جریب یا ایک ایک ٹکڑا مقررہ رقم یا مقررہ شے پر اٹھا دیا چنانچہ حکومت سے جتنے خراج پر اس نے لیا تھا اس سے زیادہ اس کو ملتا ہے اس میں وہ کچھ خرچ بھی نہیں کرتا یا وہ زمین اس طرح اجرت پر دیتا ہے کہ بیج اپنے ذمہ اور اس کا خرچ اپنے ذمہ اس طرح اجرت پر دینے میں اس کا فائدہ ہے اور اسی کے ذمہ زمین کی مرمت بھی ہے تو کیا یہ اس کے لئے جائز ہے یا اس کے لئے جائز نہیں ہے؟ آپؑ نے فرمایا جب تم نے زمین اجرت پر لی اور اس میں کچھ خرچ یا اس کی مرمت کی تو جو صورت تم نے بیان کی اس میں کوئی حرج نہیں ہے اور کوئی حرج نہیں اگر کوئی شخص ایک زمین سو

دینار کرایہ پر لے اس میں کچھ حصہ ننانوے (۹۹) دینار میں کرایہ پر دے دے اور بقیہ کو خود آباد کرے۔

(۳۹۰۳) ابی الربیع سے روایت ہے ان کا بیان ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام فرمایا کرتے تھے کہ اگر کوئی ایسا احاطہ جس میں کھجور کے درخت اور دوسرے درخت ہوں ایک سال کے لئے فروخت کرے تو اس وقت تک فروخت نہ کرے جب تک اس میں پھل نہ آجائیں۔ اور جب دو یا تین سال کے لئے فروخت کرے تو اگر اس پر کچھ کچھ سبزی آجانے کے بعد فروخت کرے تو کوئی حرج نہیں ہے۔

(۳۹۰۴) ابی الربیع سے اور انھوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ ایک شخص کسی آدمی کی زمین پر زراعت کرتا ہے اس شرط پر کہ اس کی پیداوار کا ایک تہائی بیل کا ہوگا ایک تہائی بیج کا ہوگا اور ایک تہائی زمین کے مالک کا ؟ آپؑ نے فرمایا وہ بیل اور بیج کا نام نہ لے بلکہ زمین کے مالک سے یہ کہے کہ میں تمہاری زمین پر زراعت کرونگا اب جو بھی اللہ اس میں پیدا کرے گا اس میں اتنا اتنا تمہارا ہے۔

(۳۹۰۵) ابو الربیع کا بیان ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ایک ایسے شخص کے متعلق فرمایا جو ایک قریہ والوں کے پاس آتا ہے جن پر حکومت وقت نے اس قدر ظلم و زیادتی کی ہے کہ اب وہ زمین کا خراج بھی ادا نہیں کر سکتے اور وہ قریہ ان کے قبضہ میں ہے مگر ان کو یہ معلوم نہیں کہ یہ ان کا ہے یا اس میں غیر کا بھی حصہ ہے چنانچہ لوگوں نے اس کو اس شرط پر اس کے ذمہ کر دیا کہ وہ سرکاری خرچ ادا کرے اور ان لوگوں سے تحصیل وصول کر کے خراج ادا کرے اس طرح اس کو بہت کچھ بچ جاتا ہے ؟ آپؑ نے فرمایا اگر ان لوگوں سے یہ شرط ہے تو اس میں کوئی حرج نہیں۔

(۳۹۰۶) اور حمّاد کی روایت میں ہے جو انھوں نے حلبی سے اور انھوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے آنجنابؑ سے خراج ادا کرنے والوں کے ساتھ شرکت میں زراعت کرنے کے متعلق ایک چوتھائی اور ایک تہائی اور نصف پر دریافت کیا تو آپؑ نے فرمایا اس میں کوئی حرج نہیں جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خیبر فتح کیا تو وہاں کے یہودیوں کو وہاں کی زمینوں کا نصف پر قبالہ اور پٹہ کر دیا۔

(۳۹۰۷) محمد بن خالد نے ابن سیابہ اور انھوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ آنجنابؑ سے دریافت کیا اور یہ کہا کہ میں آپؑ پر قربان میں کچھ لوگوں کو یہ کہتے ہوئے سنتا ہوں کہ زراعت (کھیتی) کرنا مکروہ ہے آپؑ نے فرمایا کھیتی کرو اور باغ لگاؤ خدا کی قسم لوگ جو پیشے اختیار کرتے ہیں ان میں سے کوئی پیشہ اس سے زیادہ حلال اور طیب نہیں خدا کی قسم خروج دجال کے بعد امام قائم علیہ السلام بھی کھیتی کریں گے اور درخت لگائیں گے۔

(۳۹۰۸) حلبی نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا تم ایسا نہ کرو کہ گیہوں دے کر زمین اجرت پر لو پھر اس میں گیہوں کاشت کرو۔

(۳۹۰۹) محمد بن سہل نے اپنے باپ سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت ابوالحسن علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص کے لئے کسان زعفران کی کاشت کرتا ہے اور ضامن ہوتا ہے کہ جتنی زمین وہ اس کو دیگا اس پر فی جریب اسے اتنے اتنے درہم دیا کرے گا مگر کبھی اس میں کم پیداوار ہوتی ہے اور نقصان ہوتا ہے کبھی زیادہ پیداوار ہوتی ہے ۔آپ نے فرمایا اگر دونوں اس پر راضی ہیں تو کوئی حرج نہیں ہے ۔

(۳۹۱۰) علی بن یقطین سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام ابوالحسن علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص ہے جو کسی آدمی سے ایک گھر یا ایک کشتی ایک سال یا اس سے کم وقت کے لئے کرایہ پر لیتا ہے آپ نے فرمایا کرایہ پر لینے والے کے لئے لازم ہے کہ جس وقت تک کیلئے اس نے کرایہ پر لیا ہے اس کی پابندی کرے اور کرایہ پر دینے والے کو اختیار ہے کہ اس وقت لے لے یا چاہے تو چھوڑ دے ۔

(۳۹۱۱) علی صائغ (سنار) نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا اور یہ عرض کیا کہ میں لوگوں سے کام لیتا ہوں اور دو تہائی پر لڑکوں کو کام دیتا ہوں ۔آپ نے فرمایا کہ درست نہیں جب تک کہ تم بھی ان کے ساتھ ہاتھ نہ بٹاؤ میں نے عرض کیا ان کے لئے دھات کو پگھلاتا ہوں ۔آپ نے فرمایا اگر ایسا ہے تو کوئی حرج نہیں ہے ۔

(۳۹۱۲) صفوان بن یحییٰ نے ابو محمد خیاط سے انہوں نے مجمع سے روایت کی ہے کہ ان کا بیان ہے کہ میں نے ایک مرتبہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ میں سلائی کیلئے لوگوں سے کپڑے لیتا ہوں اور دو تہائی پر لڑکوں کو سلنے کے لئے دیتا ہوں آپ نے فرمایا کیا تم اس میں کچھ کام نہیں کرتے ؟ میں نے عرض کیا کہ میں ان کو قطع کرتا ہوں اور ان کے لئے سلائی کا دھاگا خریدتا ہوں ۔آپ نے فرمایا پھر کوئی حرج نہیں ہے ۔

(۳۹۱۳) محمد طیار سے روایت ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں مدینہ میں وارد ہوا اور گھر کرایہ پر لینے کے لئے تلاش کیا چنانچہ ایک گھر میں دو حجرے تھے ان دونوں کے درمیان ایک دروازہ لگا ہوا تھا اس میں ایک عورت رہتی تھی اس نے پوچھا کہ تم یہ حجرہ کرائے پر لوگے ؟ میں نے کہا مگر ان دونوں کے درمیان ایک دروازہ ہے اور میں جوان آدمی ہوں ۔اس نے کہا میں دروازہ بند کر لونگی چنانچہ میں نے اس حجرے میں اپنا سامان منتقل کیا اور اب اس سے کہا کہ دروازہ بند کر لو اس عورت نے کہا کیونکہ اس دروازے سے ہوا آتی ہے اسے کھلا ہی چھوڑ دو میں نے کہا نہیں میں بھی جوان ہوں اور تم بھی جوان ہو دروازہ بند کر لو ۔اس نے کہا تم اپنے حجرے میں بیٹھو میں تمہارے پاس نہیں آؤں گی اور نہ قریب ہونگی یہ کہہ کہ اس نے دروازہ بند کرنے سے انکار کر دیا تو میں حضرت امام جعفر صادق السلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس کے متعلق دریافت کیا تو آپ نے فرمایا کہ وہاں سے منتقل ہو جاؤ اس لئے کہ جب ایک مرد اور ایک عورت ایک گھر میں تنہا رہیں تو ان کے ساتھ تیسرا شیطان رہتا ہے ۔

(۳۹۱۴) ابو ھمام نے حضرت امام ابوالحسن علیہ السلام کو ایک عریضہ لکھا کہ ایک شخص نے ایک جائیداد کچھ دنوں کے لئے

اجرت پرلی پھر وہی جائیداد اس کے مالک نے جائیداد اجرت پر لینے والے کی موجودگی میں کسی اور کے ہاتھ فروخت کر دی اور اس نے کوئی تعرض نہیں کیا وہ حاضر تھا اور اس پر گواہ رہا۔ پھر اس کا خریدار مر گیا اس کے بہت سے ورثا ہیں کیا یہ جائیداد میت کی میراث میں پلٹ جائے گی یا جب تک مدت اجازت ختم نہ ہو اجرت پر لینے والے کے قبضہ میں رہے گی؟ آپؑ نے جواب میں تحریر فرمایا کہ جب تک مدت اجازت ختم نہ ہو یہ اجرت پر لینے والے کے قبضہ میں رہے گی۔

میں نے اپنے شیخ (استاد) محمد بن حسن رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا کہ ایک شخص نے کوئی چیز کسی کو اجرت پر دی ہے کیا ایسی صورت میں اس کے لئے یہ جائز ہے کہ اس چیز کو فروخت کر دے آپؑ نے فرمایا اس کے لئے جائز نہیں کہ مدت اجازت ختم ہونے سے پہلے اس کو فروخت کرے مگر یہ کہ وہ خریدار سے شرط کرے اور اجرت پر لینے والے کو مدت اجرت پوری کرنے دے۔

(۳۹۱۵) محمد بن عطیہ سے روایت ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا وہ فرما رہے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے انبیاء علیہم السلام کے لئے کھیتی اور زراعت کا پیشہ منتخب فرمایا تاکہ وہ آسمان سے نازل ہونے والی آفات سے مانوس رہیں دل برداشتہ نہ ہوں۔

(۳۹۱۶) حضرت علی علیہ السلام سے اللہ تعالیٰ کے اس قول و علی اللّٰہ فلیتو کل المتوکلون کے متعلق دریافت کیا گیا (اور اللہ پر توکل کرنے والے ہی بھروسہ کرتے ہیں) (سورہ ابراہیم آیت ۱۲) تو آپؑ نے فرمایا کہ (متوکلون سے مراد) زراعت کرنے والے ہیں۔

باب :- جو شخص کسی شے کے درست کرنے کی اجازت لے اور اس کو خراب کر دے تو اس پر کیا ذمہ داری اور ضمانت لازم ہے

(۳۹۱۷) حماد نے حلبی سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے ایک ایسے شخص کے متعلق کہ جس کو رنگنے کے لئے کپڑا دیا گیا اور اس نے اس کو خراب کر دیا۔ آپؑ نے فرمایا کہ ہر وہ کاریگر جس کو درست کرنے اور مرمت کرنے کی اجرت دو اور وہ اس کو خراب کر دے تو وہ اس کا ضامن اور ذمہ دار ہے۔

(۳۹۱۸) علی بن الحکم نے اسماعیل بن صباح سے روایت کی ہے اس کا بیان ہے کہ میں نے ایک مرتبہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک دھوبی کو کپڑے دیئے گئے اس نے جلا دیئے یا پھاڑ دیئے کیا اس کا نقصان وہ برداشت کرے گا؟ آپؑ نے فرمایا کہ ہاں اس کے ہاتھ کا قصور ہے اسلئے وہ برداشت کرے گا کہ تم نے اس کو درست کرنے کے لئے دیا تھا خراب کرنے کے لئے نہیں دیا تھا۔

(۳۹۱۹) نیز آنجناب علیہ السلام نے فرمایا کہ میرے پدر بزرگوار علیہ السلام دھوبی اور سنار کو ضامن ٹھہراتے تھے جو کچھ وہ

خراب کیا کرتے تھے اور حضرت علی ابی الحسین علیہ السلام ان کو معاف کر دیا کرتے تھے۔

باب :- اس شخص کی ضمانت اور ذمہ داری جو کسی کا سامان لاد کر لیجائے پھر دعویٰ کرے کہ وہ کھو گیا

(۳۹۲۰) حماد نے حلبی سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ ایک اونٹ والا اپنے ساتھ کسی کا تیل لاد کر لیجاتا ہے پھر کہتا ہے کہ وہ جاتا رہا یا راستہ میں ڈاکہ پڑ گیا تو اگر اس کے پاس عادل گواہ ہیں کہ واقعاً ڈاکہ پڑ گیا یا جاتا رہا تو اس پر کچھ نہیں ورنہ وہ ضامن ہوگا۔

اور ایسے شخص کے متعلق کہ جس کی کشتی پر کسی آدمی نے اناج لادا اور وہ کم ہو گیا۔آپؑ نے فرمایا وہ اس کا ضامن ہے میں نے عرض کیا وہ کبھی کبھی زیادہ بھی لاد دیتا ہے۔آپؑ نے فرمایا تمہیں معلوم ہے کہ اس نے زیادہ لادا ہے میں نے عرض کیا کہ نہیں آپؑ نے فرمایا پھر وہ تمہارا ہے۔

(۳۹۲۱) اور آنجنابؑ نے غسّال اور سنار کے متعلق ارشاد فرمایا کہ اس میں سے کسی کے پاس سے بھی کوئی شے چوری ہو جائے اور اس کا ثبوت و شہادت نہ پیش کرے جو بتائے کہ اس کے یہاں تھوڑی یا بہت چوری ہوئی ہے (تو وہ ذمہ دار ہے) اور اگر اس نے ایسا کیا تو پھر اس پر کچھ نہیں ہے اور اگر اس نے گواہ وثبوت پیش نہیں کئے اور اس کا گمان ہے کہ جس چیز کا دعویٰ کیا گیا ہے خود بخود جاتی رہی تو وہ اس کا ضامن ہے تاوقتیکہ وہ اپنے اس قول پر کوئی ثبوت و گواہ نہ پیش کرے۔

(۳۹۲۲) نیز آپؑ نے ایک ایسے شخص کے متعلق فرمایا جو ایک معینہ مقام تک کے لئے ایک سواری کا جانور کرایہ پر لیتا ہے اور وہ جانور ضائع ہو جاتا ہے تو اگر یہ شرط ہو گئی تھی تو وہ اس کا ضامن ہے اور اگر وہ جانور کسی وادی میں اتر گیا اور اس نے اس کو باندھ کر نہیں رکھا تو وہ اس کا ضامن ہے اور اگر وہ کنوئیں میں گر گیا تو وہ اس کا ضامن ہے کیونکہ اس نے اس کو باندھ کر نہیں رکھا۔

(۳۹۲۳) اور ایک اونٹ والے کے متعلق روایت کی گئی ہے کہ جس سے ایک اونٹ کرایہ پر لیا گیا ہے اور اس کے ہاتھ کسی مقام پر تیل بھیجا گیا۔تو اس کا کہنا ہے کہ تیل کا مشکیزہ پھٹ گیا اور تیل بہہ گیا تو تیل بھیجنے والا اگر چاہے تو تیل وصول کرے اور اس کا کہنا کہ مشکیزہ پھٹ گیا تو اس کی تصدیق بغیر عادل گواہوں کے نہیں ہوگی۔

اور اگر کوئی شخص کوئی سواری کا جانور کرایہ پر لے اور اس کے حلق میں ذبحہ (ایک بیماری) ہو جائے اور اس میں وہ مر جائے تو وہ اس کا ضامن ہے مگر یہ کہ وہ مسلمان ہو اور عادل ہو۔

(۳۹۲۴) جعفر بن عثمان سے روایت ہے اس کا بیان ہے کہ میرے والد نے ایک اونٹ والے کے ساتھ اپنا کچھ سامان تجارت شام روانہ کیا تو اس نے بتایا کہ اس سامان میں سے کچھ ضائع ہو گیا۔اس کا تذکرہ میں نے حضرت امام جعفر صادق

علیہ السلام سے کیا تو آپؑ نے فرمایا کہ تم اس کو ناقابل اعتبار سمجھتے ہو؟ میں نے عرض کیا نہیں۔ آپؑ نے فرمایا پھر تم اس کو ضامن نہ ٹھہراؤ۔

(۳۹۲۵) ابن مسکان نے ابی بصیر سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے آنجنابؑ سے دریافت کیا کہ ایک دھوبی کو میں نے دھونے کے لئے کپڑا دیا وہ کہتا ہے کہ اس کے تمام مال و اسباب کے درمیان سے وہ کپڑا چوری ہو گیا۔ آپؑ نے فرمایا اس دھوبی پر لازم ہے کہ وہ گواہ اور ثبوت پیش کرے اگر اس کے مال و اسباب کے درمیان سے یہ چوری ہوا ہے تو پھر اس پر کوئی تاوان نہیں ہے اور اگر اس کے سارے مال و اسباب کے ساتھ یہ بھی چوری ہوا ہے تو پھر اس پر کچھ نہیں ہے (یعنی ثبوت و گواہ کی بھی ضرورت نہیں)۔

(۳۹۲۶) عثمان بن زیاد نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے آنجنابؑ سے عرض کیا کہ ہمارا اونٹ والا جو ہمیشہ ہمارا سامان اپنے کرایہ کے اونٹ پر لیجایا کرتا تھا اس نے اس بار میرا سامان دوسرے کے اونٹ پر لاد دیا اور وہ ضائع ہو گیا آپؑ نے فرمایا اس کو ذمہ دار ٹھہراؤ اور اس سے وصول کرو۔

(۳۹۲۷) اور امیر المومنین علیہ السلام رنگریز، دھوبی اور سنار کو لوگوں کے سامان کا احتیاطاً ضامن ٹھہراتے تھے اور اگر کوئی سامان ڈوب گیا یا جل گیا یا کوئی ایسی آفت آجاتی جس کا فیصلہ ممکن نہ ہو تو پھر ضامن نہیں ٹھہراتے تھے۔ اور اگر کوئی کشتی اپنے پورے سامان کے ساتھ ڈوب جائے تو جو کچھ سامان خود سمندر ساحل پر پھینک دے وہ اس کے مالک کا ہے وہی اس کا زیادہ حقدار ہے اور جو سامان لوگ غوطہ لگا کر نکالیں اور اس کا مالک نے چھوڑ دیا ہو وہ ان لوگوں کا ہے۔

(۳۹۲۸) ابن مسکان نے ابی بصیر سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آنجنابؑ نے فرمایا کہ سنار، دھوبی اور کپڑا بننے والے کو ضامن نہیں ٹھہرایا جائے گا مگر یہ کہ وہ لوگ ناقابل اعتبار ہوں تو وہ گواہ اور ثبوت لائیں انہیں ڈرا دھمکایا جائے ان سے حلف لیا جائے شاید ان سے کچھ نکل آئے۔

(۳۹۲۹) اور حضرت علی علیہ السلام کے پاس ایک حمّام والے کو لایا گیا جس کے پاس کپڑے رکھوائے گئے تھے اور وہ گم ہو گئے تو آپؑ نے اس کو ضامن نہیں ٹھہرایا اور فرمایا کہ وہ تو بس امین تھا۔

(۳۹۳۰) اور حضرت علی علیہ السلام نے ایک مسلمان کو قیمت کا ضامن ٹھہرایا جس نے ایک نصرانی کے سور کو مار ڈالا تھا۔

(۳۹۳۱) ابن مسکان نے ابی بصیر سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ ایک شخص کے متعلق کہ جس نے ایک مزدور کو بوجھ اٹھانے کیلئے مزدوری پر لیا اس نے جو بوجھ اٹھایا تو اس کو توڑ دیا یا بہا دیا۔ آپؑ نے فرمایا کہ اگر اس نے پوری احتیاط سے اٹھایا تو اس پر کوئی الزام نہیں اور اگر اس نے لاپروائی برتی تو وہ ضامن ہے۔

(۳۹۳۲) ابن ابی نصر نے داؤد بن سرحان سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک شخص کے متعلق

روایت کی ہے کہ جو اپنے سر پر بوجھ اٹھائے ہوئے تھا کہ اس سے ایک آدمی ٹکرایا اور وہ مر گیا یا اس میں سے کچھ سامان ٹوٹ گیا تو (فرمایا) وہ اس کا ضامن ہے۔

(۳۹۳۳) محمد بن علی بن محبوب سے روایت ہے کہ ایک شخص نے حضرت فقیہ (امام جعفر صادق) علیہ السلام کو عریضہ تحریر کیا کہ ایک شخص نے دھوبی کو ایک کپڑا دھونے کو دیا اس دھوبی نے ایک دوسرے دھوبی کو دھونے کے لئے دے دیا اور وہ کپڑا ضائع ہو گیا تو کیا دھوبی پر لازم ہے کہ اس کو واپس کرے جو اس دوسرے دھوبی کو دیا ہے۔ اگرچہ وہ دھوبی قابل بھروسہ ہے۔ جواب میں تحریر آئی کہ وہ ضامن ہے مگر یہ کہ وہ باوثوق اور قابل بھروسہ ہے ان شاءاللہ۔

باب :- اناج یا جانور وغیرہ کے لئے پیشگی رقم دینا

(۳۹۳۴) حمّاد نے حلبی سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ دریافت کیا گیا ایک شخص کے متعلق جس کو میں نے اناج کیلئے پیشگی کچھ درہم دیئے۔ جب میرے اناج لینے کا وقت آیا تو اس نے کچھ درہم دے کر ایک آدمی کو بھیجا اور کہا اپنے اناج خرید لو اور اپنا حق پورا کر لو۔ آپؑ نے فرمایا میرا خیال ہے کہ اس نے یہ کام تمہارے علاوہ کسی دوسرے کے سپرد کر دیا ہے لہذا تم خود اس کے ساتھ کھڑے ہو جاؤ تاکہ اپنے اناج کو اپنے قبضہ میں لے لو اس کی خریداری کی ذمہ داری تمہارے سپرد نہیں ہے۔

(۳۹۳۵) صفوان بن یحییٰ نے یعقوب بن شعیب سے روایت کی ہے اس کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص نے گیہوں یا کھجور کے لئے کسی کو ایک سو درہم پیشگی دیئے جب ادائیگی کا وقت آیا تو وہ کہنے لگا کہ خدا کی قسم میرے پاس (اناج یا کھجور) نصف سے زیادہ نہیں ہے اگر تم چاہو تو یہ نصف لے لو اور نصف رقم واپس لے لو؟ آپؑ نے فرمایا اگر تم اس سے رقم جو تم نے اس کو دی ہے واپس لے لو تو کوئی حرج نہیں ہے۔

راوی کا بیان ہے کہ نیز میں نے آنجنابؑ سے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا جس پر میری کچی کھجوروں کی ایک ٹوکری باقی تھی اور اس کے بدلے اب میں اس سے پکی ہوئی کھجوروں کی ایک ٹوکری لیتا ہوں جو وزن میں اس سے کم ہے آپؑ نے فرمایا کوئی حرج نہیں۔ میں نے عرض کیا اور اگر اس پر ایک ٹوکری کچی قرض ہو اور میں اس سے ایک ٹوکری خشک کھجوریں لوں جو وزن میں اس سے زیادہ ہو آپؑ نے فرمایا کوئی حرج نہیں اگر تم دونوں کے درمیان اس طرح لین دین چلتا رہتا ہو۔

نیز میں نے آنجنابؑ سے دریافت کیا کہ ایک شخص کی ایک آدمی پر ایک سو کُر خشک کھجوریں قرض ہیں اور اس کے پاس کھجور کا ایک درخت ہے چنانچہ وہ آکر کہنے لگا کہ میرا تم پر جو قرض ہے اس کے عوض تم مجھے یہ کھجور کا درخت دے دو آنجنابؑ نے گویا اس کو ناپسند فرمایا۔

نیز اس کا بیان ہے کہ میں نے دریافت کیا کہ ایک شخص کے کسی آدمی پر کئی ٹوکرے رطب یا تمر کے باقی ہیں چنانچہ اس آدمی نے اس کے پاس کچھ دینار بھیجے اور کہلایا کہ اس کے تم رطب یا تمر خرید کر اپنا قرض پورا کر لو آپؑ نے فرمایا کوئی حرج نہیں جب وہ تم کو امانتدار سمجھتا ہے۔

(۳۹۳۶) صفوان بن یحییٰ نے عبداللہ بن سنان سے روایت کی ہے اس کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا جس کو کسی کاشت یا کھجور کے لئے پیشگی رقم نہیں دی گئی ہے آپؑ نے فرمایا کہ اس کو کیل کہتے ہیں جو معینہ تعداد میں معینہ وقت تک کیلئے ہوتی ہے۔

اور میں نے آنجنابؑ سے جانوروں اور اناج کے لئے پیشگی رقم دینے کے متعلق اور ایک شخص جو لوگوں کا مال رھن رکھتا ہے کے متعلق دریافت کیا تو آپؑ نے فرمایا ہاں مگر تم اپنے مال کی تحریری رسید حاصل کر لو۔

(۳۹۳۷) منصور بن حازم سے روایت کی ہے اس کا بیان ہے ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص کے کسی آدمی پر بھیڑوں کی قیمت کے کچھ درہم واجب الادا تھے جن پر اس نے اس سے خریدا تھا چنانچہ طلب گار دیندار کے پاس تقاضا کرنے کے لئے آیا تو دیندار نے اس سے کہا یہ بھیڑیں تمہارے ہاتھ تمہارے ان درھموں کے عوض فروخت کرتا ہوں جو تمہارے میرے اوپر باقی ہیں اور وہ راضی ہو گیا۔ آپؑ نے فرمایا اس میں کوئی حرج نہیں۔

(۳۹۳۸) عبداللہ بن بکیر سے روایت ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کہ کیا ایک شخص نے کسی شے کی پیشگی قیمت لے لی جیسا کہ لوگ پھلوں کی پیشگی قیمت حاصل کیا کرتے ہیں۔ مگر اس کے درختوں کے پھل جاتے رہے اور اپنی پیشگی رقم کا پھل ادا نہ کر سکا آپؑ نے فرمایا پھر رقم دینے والا اپنی اصل رقم واپس لے گا یا دوسری فصل کا انتظار کرے گا۔

(۳۹۳۹) صفوان بن یحییٰ نے عیص بن قاسم سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے آنجنابؑ سے دریافت کیا کہ ایک شخص نے ایک آدمی کو گیہوں کیلئے پیشگی درہم دے دیئے یہاں تک کہ جب گیہوں کا موسم آیا مگر اس کے پاس گیہوں پیدا نہیں ہوا اب اس نے اس کے پاس کچھ جانور کچھ غلام اور کچھ سامان پائے کیا اس کے لئے یہ حلال اور جائز ہے کہ گیہوں کے عوض ان میں سے کوئی چیز لے لے آپؑ نے فرمایا کہ ہاں مگر یہ کہے کہ اتنے اتنے گیہوں کے عوض فلاں فلاں چیز لے رہا ہوں۔

(۳۹۴۰) حدید بن حکیم سے روایت ہے اس کا بیان ہے کہ میں نے ایک مرتبہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا کہ ایک شخص قصائیوں سے چمڑے خریدتا ہے اور یہ قصائی اس کو روزانہ متعدد چمڑے دیا کرتے ہیں آپؑ نے فرمایا کہ اس میں کوئی حرج نہیں۔

(۳۹۴۱) ابان نے روایت کی ہے اس کا بیان ہے کہ میں نے آنجنابؑ سے عرض کیا کہ ایک شخص ایک آدمی کو پیشگی درہم دیتا ہے کہ وہ اس کو کسی دوسرے ملک میں نقد ادا کریگا۔ آپؑ نے فرمایا اس میں کوئی حرج نہیں۔

(۳۹۴۲) اور سماعہ نے آنجنابؑ سے رھن کے متعلق دریافت کیا ایک شخص گیہوں یا سامان یا جانور کے لئے کچھ پیشگی رقم دیتا ہے تو کوئی چیز رہن رکھ لیتا ہے آپؑ نے فرمایا کہ تم اس سے اپنی چیزوں کی رسید لکھوالو تو اس طرح کوئی حرج نہیں ہے۔

(۳۹۴۳) علی بن ابی حمزہ نے ابی بصیر سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے ایک مرتبہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے جانور کے لئے پیشگی رقم دینے کے متعلق دریافت کیا تو آپؑ نے فرمایا اس میں کوئی حرج نہیں۔ میں نے عرض کیا کہ اگر وہ غلام خریدنے کیلئے پیشگی رقم دے اور سن و سال کی یا کوئی اور شرط رکھ دے اور دینے والا اس شرط سے کم یا اس سے بھی بڑھ کر دے جو ان لوگوں کی خواہش کے مطابق ہو؟ آپؑ نے فرمایا اس میں کوئی حرج نہیں۔

(۳۹۴۴) ابان نے یعقوب بن شعیب سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص نے کچھ گیہوں چند درہموں میں قرض پر دیئے اور جب ادائیگی کا وقت آیا اور اس نے درہموں کا تقاضا کیا تو خریدار نے کہا کہ میرے پاس درہم نہیں تم مجھ سے ان ہی درہموں کے گیہوں لے لو۔ آپؑ نے فرمایا کوئی حرج نہیں مگر اس کے تو درہم ہیں وہ اس سے جو چاہے گا خریدیگا۔

(۳۹۴۵) عبید اللہ بن علی حلبی نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آنجنابؑ سے دریافت کیا گیا کہ ایک شخص نے پانچ صاع گیہوں یا جَو کے لئے چند درہم پیشگی ایک وقت معینہ تک کے لئے دے دیئے اور جس پر گیہوں یا جَو ادا کرنا لازم تھا اس کی مقدرت میں نہ تھا کہ وہ پورا وقت معینہ پر ادا کرے تو خریدار نے چاہا کہ آدھے یا ایک تہائی یا اس سے کم یا اس سے زیادہ درہموں کا گیہوں لے لے اور باقی اصل رقم لے لے آپؑ نے فرمایا اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

راوی کا بیان ہے کہ آنجنابؑ سے دریافت کیا گیا کہ ایک شخص کو بیس (۲۰) مثقال زعفران یا اس سے کم یا اس سے زیادہ کے لئے پیشگی کچھ درہم دیئے گئے۔ آپؑ نے فرمایا کوئی حرج نہیں اگر زعفران دینے والا اتنی زعفران نہیں دے سکتا تو اس سے نصف یا ایک تہائی یا دو تہائی زعفران لے لے اور اس کے بعد جو درہم اس کے ذمہ باقی رہ جائیں وہ درہم لے لے۔

(۳۹۴۶) اور آنجناب علیہ السلام سے دریافت کیا گیا کہ ایک شخص کو یکسالہ اور دو سالہ بھیڑوں وغیرہ کے لئے معینہ وقت پر دینے کے لئے پیشگی رقم دے دی گئی۔ آپؑ نے فرمایا اس میں کوئی حرج نہیں اگر وہ شخص تمام بھیڑیں نہیں دے پاتا تو بھیڑ لینے والے کو چاہیئے کہ وہ اس کی نصف تعداد یا ایک تہائی تعداد یا دو تہائی لے لے اور بقیہ رقم اس سے واپس لے لے اور جن شرائط کی بھیڑیں اس نے چاہی تھیں ان شرائط کے اندر کی ہی لے اس سے اوپر کی نہ لے۔

نیز فرمایا کہ اور چادریں بھی گیہوں و جَو اور زعفران اور بھیڑوں کے مانند ہیں۔

(۳۹۴۷) وشاء نے عبداللہ بن سنان سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا ہے وہ فرمارہے تھے کہ کسی شخص کے لئے یہ جائز نہیں کہ گھی خریدنے کے لئے قیمت میں تیل پیشگی دے دے یا تیل خریدنے کیلئے قیمت میں گھی پیشگی دے دے۔

(۳۹۴۸) عمرو بن شمر نے جابر سے انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے ایک مرتبہ آنجنابؑ سے گوشت کے لئے پیشگی قیمت دینے کے متعلق دریافت کیا تو آپؑ نے فرمایا اس کے قریب نہ جانا ورنہ وہ کبھی موٹے تازے کا گوشت دے گا کبھی بوڑھے اور کبھی لاغر و کمزور کا بلکہ تم دیکھ بھال کے ہاتھ کے گوشت لو اور میں نے پانی کی مشکوں کے لئے پیشگی قیمت دینے کے لئے دریافت کیا تو آپؑ نے فرمایا کہ نہیں اس لئے کہ وہ بہشتی کبھی تم کو تھوڑی خالی مشک دے گا اور کبھی پوری بھری ہوئی بلکہ تم اسے دیکھ بھال کر خریدو یہ تمہارے لئے بھی بہتر ہے اور اس کے لئے بھی۔

(۳۹۴۹) وھب بن وھب نے حضرت جعفر بن محمد علیہما السلام سے انہوں نے اپنے پدر بزرگوار علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا ناپنے والی چیز کے لئے تولنے والی چیز بطور قیمت پیشگی دینے میں اور تولنے والی چیز کے لئے ناپنے والی چیز بطور قیمت پیشگی دینے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

(۳۹۵۰) غیاث بن ابراہیم نے حضرت جعفر بن محمد علیہما السلام سے انہوں نے اپنے پدر بزرگوار علیہ السلام سے روایت کی ہے آپؑ نے فرمایا کہ حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا کہ (اناج کے لئے) مقررہ ناپ تول اور مقررہ وقت کے لئے پیشگی قیمت دینے میں کوئی حرج نہیں ہے اور اناج کو گاہنے یا کھیتی کی کٹائی کے وقت کے لئے پیشگی قیمت نہ دی جائے۔

(۳۹۵۱) نضر نے عبداللہ بن سنان سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے ایک مرتبہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا یہ درست ہے کہ ایسے شخص کو گیہوں کے لئے پیشگی رقم دی جائے جس کے پاس گیہوں ہوں نہ جانور سوائے اس کے جب دینے کا وقت آئے تو وہ خرید کر وعدہ پورا کرے؟ آپؑ نے فرمایا جب وہ وقت پر وعدہ پورا کرنے کا ضامن ہے تو کوئی حرج نہیں ہے۔ راوی کا بیان ہے کہ میں نے عرض کیا کہ آپؑ کی نظر میں اس کے لئے یہ جائز ہے وہ کچھ وعدہ پورا کرے اور کچھ موخر کرے؟ آپؑ نے فرمایا کہ ہاں۔

(۳۹۵۲) علاء نے محمد بن مسلم سے اور انہوں نے ان دونوں امامین علیہما السلام میں سے کسی ایک سے روایت کی راوی کا بیان ہے کہ میں نے آنجنابؑ سے ادھار پر فروخت کے لئے رھن اور کفیل کے متعلق کہا تو آپؑ نے فرمایا اس میں کوئی حرج نہیں۔

(۳۹۵۳) اور زرارہ کی روایت میں ہے جو انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے کی ہے آپؑ نے فرمایا کہ کسی چیز کے لئے پیشگی قیمت دینے میں کوئی حرج نہیں جب اس کی تفصیل بیان کر دی جائے۔ اور نہ کسی جانور کے لئے پیشگی رقم

دینے میں جب کہ یہ کہہ دیا جائے کہ وہ کتنے دانت کا ہو۔

باب :- احتکار و سعار

(گراں فروخت کرنے کے لئے مال روکے رکھنا اور ذخیرہ اندوزی کرنا اور بھاؤ بڑھا کر مال فروخت کرنا)

(۳۹۵۴) غیاث بن ابراہیم سے روایت ہے کہ انہوں نے حضرت جعفر بن محمد علیہما السلام سے انہوں نے اپنے پدر بزرگوار سے روایت کی ہے آپؑ نے فرمایا کہ سوائے گیہوں جَو، کھجور، منقیٰ، گھی اور تیل کے اور کسی چیز میں احتکار نہیں ہے۔

(۳۹۵۵) اور ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ذخیرہ اندوزی کرنے والوں کی طرف سے گزرے تو ان ذخیرہ اندوزوں کو حکم دیا کہ تم لوگ اپنے ذخیروں کو بیچ بازار میں نکالو اس طرح کہ لوگ اسے دیکھیں۔ تو آپؐ سے عرض کیا گیا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کاش آپؐ ان لوگوں پر کوئی نگراں مقرر فرمادیتے۔ یہ سن کر آنحضرتؐ غضبناک ہوئے ایسے غضبناک کے آپؐ کے چہرے سے آثار غضب ظاہر ہو رہے تھے۔ آپؐ نے فرمایا کہ کیا میں ان پر نگراں مقرر کروں۔ چیزوں کا نرخ اور بھاؤ کا اختیار تو اللہ تعالیٰ کو ہے وہی جب چاہتا ہے نرخ بڑھا دیتا ہے اور جب چاہتا ہے گھٹا دیتا ہے۔

(۳۹۵۶) حمّاد نے حلبی سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے حکرت یعنی ذخیرہ اندوزی کے متعلق دریافت کیا تو آپؑ نے فرمایا کہ حکرت اور ذخیرہ اندوزی یہ ہے کہ تم اناج خرید لو اور شہر میں اس کے علاوہ کہیں یہ اناج نہ ہو اور تم اس کو ذخیرہ کر لو۔ لیکن اگر شہر میں اس کے علاوہ اور بھی اناج اور مال ہے تو کوئی حرج نہیں اگر تم اپنے سامان تجارت سے زیادہ سے زیادہ نفع حاصل کرنے کی خواہش کرو۔

(۳۹۵۷) صفوان بن یحییٰ نے سلمہ حنّاط (گیہوں فروش) سے روایت کی ہے اس کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے مجھ سے پوچھا تم کیا کام کرتے ہو؟ میں نے کہا گیہوں فروش ہوں کبھی بھاؤ چڑھتا ہے (فروخت کرتا ہوں) کبھی بھاؤ گرتا ہے تو مال روک لیتا ہوں۔ آپؑ نے پوچھا پھر لوگ اس کے سلسلہ میں تمہارے لئے کیا کہتے ہیں میں نے عرض کیا کہ لوگ کہتے ہیں کہ محتکر (ذخیرہ اندوز) ہے آپؑ نے فرمایا کیا تمہارے علاوہ کوئی اور یہ گیہوں فروخت کرتا ہے۔ میں نے عرض کیا کہ (اور بہت سے لوگ فروخت کرتے ہیں) میں تو ہزار حصوں میں سے ایک حصہ فروخت کرتا ہوں آپؑ نے فرمایا پھر کوئی حرج نہیں۔ قریش میں ایک شخص تھا جس کو حکیم بن حزام کے نام سے پکارا جاتا تھا اور مدینہ میں جب کوئی اناج آتا تو وہ کُل کا کُل خرید لیا کرتا ایک مرتبہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اس کی طرف ہو گزرے تو آپؐ نے فرمایا اے حکیم بن حزام تم احتکار (ذخیرہ اندوزی) سے پرہیز کرو۔

(۳۹۵۸) نضر نے عبداللہ بن سنان سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے اس کا بیان ہے کہ کچھ تاجر ایک مقام پر پہنچے اور انہوں نے آپس میں یہ طے کیا کہ سب کے سب اپنا مال ایک معینہ نرخ پر فروخت کریں گے آپؑ نے ان کے متعلق فرمایا کہ اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

(۳۹۵۹) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اناج کی ذخیرہ اندوزی وہی کرے گا جو خطاکار ہوگا۔

(۳۹۶۰) معمر بن خلّاد سے روایت ہے ان کا بیان ہے کہ ایک شخص نے حضرت امام رضا علیہ السلام سے دریافت کیا کہ اناج کا ذخیرہ رکھنا سنت ہے آپؑ نے فرمایا میں ایسا ہی کرتا ہوں یعنی خوراک بھر بچائے رکھتا ہوں۔

(۳۹۶۱) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ایک جگہ سے دوسری جگہ لیجانے والا روزی پاتا ہے اور ذخیرہ اندوزی کرنے والا ملعون ہے۔

(۳۹۶۲) اور امیرالمومنین علیہ السلام نے شہروں میں ذخیرہ اندوزی کو منع فرمایا ہے۔

(۳۹۶۳) سکونی نے حضرت جعفر بن محمد علیہما السلام سے انہوں نے اپنے پدر بزرگوار سے روایت کی ہے راوی کا بیان ہے کہ آنجنابؑ نے فرمایا حضرت علی علیہ السلام کا ارشاد ہے کہ ذخیرہ اندوزی سرسبزی کے دور میں صرف چالیس دن تک اور ذخیرہ اندوزی قحط اور تنگی کے دور میں صرف تین دن تک، پس جو سرسبزی کے دور میں چالیس دن سے زیادہ ذخیرہ اندوزی کرے وہ ملعون ہے اور جو خشک سالی وقحط کے دور میں تین سے زیادہ ذخیرہ اندوزی کرے وہ ملعون ہے۔

(۳۹۶۴) ابو اسحاق نے حارث سے انہوں نے حضرت علی علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ جو اناج فروخت کرنے کا پیشہ کرتا ہے اس سے رحمت چھین لی جاتی ہے۔

(۳۹۶۵) اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تم لوگ اپنے اناج کو پیمانے سے ناپا کرو اس لئے کہ برکت ناپے ہوئے اناج میں ہے۔

(۳۹۶۶) ابو حمزہ ثمالی سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ حضرت امام علی ابن الحسین علیہما السلام کے سامنے چیزوں کی مہنگائی کا ذکر آیا تو آپؑ نے فرمایا کہ چیزوں کی مہنگائی کا مجھ پر کیا اثر اگر کوئی مہنگا بِکتا ہے تو اس کا اثر اس پر اگر کوئی سستا بِکتا ہے تو اس کا اثر اس پر۔

(۳۹۶۷) اور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا اگر چیز مہنگی ہو جائے تو تم لوگ خریدو اس لئے کہ خریداری سے ہی رزق نازل ہوتا ہے۔

(۳۹۶۸) اور آنجناب علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کے اس قول (انی اراکم بخیر) (میں تو تم لوگوں کو آسودگی میں دیکھ رہا ہوں) (سورہ ھود آیت ۸۴) کے متعلق فرمایا (یہ ان لوگوں کے متعلق ہے) جن لوگوں کی چیزوں کا نرخ سستا ہو۔

(۳۹۶۹) اور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا گیا کہ آپؐ ہم لوگوں کے لئے نرخ معین کر دیا کریں۔ اس لئے کہ نرخ کبھی بڑھ جاتا ہے اور کبھی گھٹ جاتا ہے تو آپؐ نے فرمایا میں کبھی اللہ سے اس حال ملاقات نہیں کرنا چاہتا کہ جس چیز کے متعلق اس نے مجھ سے نہیں کہا ہے اس میں کوئی نئی بات کروں لہذا اللہ کے بندوں کو چھوڑو وہ ایک دوسرے سے نفع کھائیں اور اگر تم لوگوں سے کوئی مشورہ چاہے تو اس کو مشورہ دیدو۔

(۳۹۷۰) اور ابو حمزہ ثمالی سے روایت ہے انہوں نے حضرت امام علی ابن الحسین علیہما السلام سے روایت کی ہے کہ آنجنابؑ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے چیزوں کے نرخ پر ایک فرشتہ مقرر کر دیا ہے۔ وہی اس کے معاملہ کو درست کرتا رہتا ہے۔

(۳۹۷۱) ابی الصباح کنانی سے روایت ہے اس کا بیان ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ اے ابوالصباح آٹا خریدنا ذلت ہے گیہوں خریدنا عزت ہے اور روٹی خریدنا فقر ہے لہذا تم لوگ فقر سے اللہ کی پناہ مانگو۔

(۳۹۷۲) اور آنجناب علیہ السلام نے بیان فرمایا کہ ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ام المومنین حضرت عائشہ کے پاس گئے تو دیکھا کہ وہ بیٹھی روٹیاں شمار کر رہی ہیں تو آپ نے فرمایا اے عائشہ تم روٹیاں نہ گنو ورنہ تم کو روٹیاں گن کر دی جائیں گی۔

(۳۹۷۳) سکونی نے حضرت جعفر بن محمد علیہما السلام سے انہوں نے اپنے پدر بزرگوار علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ تم لوگ آپس میں ایک دوسرے کو خمیر اور روٹیاں دینے سے منع نہ کرو اس لئے کہ ان دونوں کو منع کرنے سے فقر پیدا ہوتا ہے۔

(۳۹۷۴) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی اپنی مخلوق سے خوشی کی علامت یہ ہے کہ ان کا حاکم عادل ہوتا ہے اور ان کے لئے چیزوں کا نرخ سستا ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی اپنی مخلوق سے ناخوشی و ناراضگی کی علامت یہ ہے کہ ان کا حاکم ظالم ہوتا ہے اور ان کے لئے چیزوں کا نرخ مہنگا ہوتا ہے۔

باب :- فروخت کرنے والے اور خریدنے والے کے درمیان اختلاف کا فیصلہ

(۳۹۷۵) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ ایک شخص کوئی چیز فروخت کر رہا ہے اور خریدار کہتا ہے کہ یہ چیز اتنے کی نہیں اتنے کی ہے یعنی فروخت کرنے والے کی قیمت سے کم قیمت بتاتا ہے تو آپؑ نے فرمایا کہ اگر وہ چیز اپنی شکل پر بعینہٖ قائم ہے تو فروخت کرنے والے سے قسم لے کر اس کی بات مانی جائے گی۔

باب :- چیز کو دیکھنے کے بعد خریدار کو اختیار ہے کہ لے یا نہ لے اور فروخت کرنے والے پر واپس لینا لازم ہے

(۳۹۷۶) محمد بن ابی عمیر نے جمیل بن دراج سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص نے زمین کے چند قطعات خریدے جہاں وہ برابر آتا جاتا رہتا تھا۔ اور جب اس نے اس کی قیمت ادا کی تو ان قطعات اراضی میں گیا اور تفصیلی و تفتیشی چکر لگایا واپس آیا تو مالک نے کہا بولو یہ کچھ نہ بولا۔ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ اگر اس نے ننانوے فیصد زمین کے قطعات دیکھ لئے اور ایک فیصد نہیں دیکھا تو اس کو اختیار ہے (دیکھنے کے بعد لے یا نہ لے)۔

(۳۹۷۷) محمد بن ابی عمیر نے میسّر بن عبدالعزیز سے روایت کی ہے کہ میں نے ایک مرتبہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا کہ ایک شخص نے ایک مشک تیل خریدا اور دیکھا تو اس میں تلچھٹ تھا۔ آپؑ نے فرمایا اگر وہ جانتا ہے کہ اتنی تلچھٹ تیل میں ہوتی ہی ہے تو واپس نہ کرے اور اگر وہ نہیں جانتا کہ یہ تلچھٹ تیل میں ہوتی ہے تو واپس کر دے۔

(۳۹۷۸) اور امیرالمومنین علیہ السلام ایک مرتبہ کھجور فروشوں کے بازار میں تشریف لے گئے تو دیکھا کہ ایک عورت گریہ کر رہی ہے اور ایک کھجور فروش سے جھگڑ رہی ہے۔ آپؑ نے اس عورت سے پوچھا کیا بات ہے کیوں رو رہی ہے؟ اس نے عرض کیا کہ یا امیرالمومنینؑ میں نے اس سے ایک درہم کی کھجوریں خریدیں تو اس کے نچلے حصہ میں ردی (خراب) کھجوریں تھیں اور میں نے اوپر سے دیکھا تھا تو ایسی نہیں تھیں۔ آپؑ نے کھجور فروش سے کہا کہ اس کو واپس لو اس نے واپس کرنے سے انکار کیا آپؑ نے اس سے تین مرتبہ کہا کہ اسے واپس لو مگر اس نے انکار کیا تو آپؑ نے اپنا کوڑا اٹھایا تب اس نے واپس لے لیا۔ آپؑ کھجوریں ڈھانپ کر رکھنے کو ناپسند کرتے تھے۔

باب :- مال کے فروخت کرنے کے لئے آواز (نیلام)

(۳۹۷۹) امیہ بن عمرو نے شعیری سے اور اس نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آنجنابؑ نے بیان فرمایا کہ امیرالمومنین علیہ السلام فرمایا کرتے تھے کہ جب منادی ندا کر رہا ہو تو تمہارے لئے یہ جائز نہیں کہ اس کی قیمت زیادہ بڑھاؤ۔ ہاں جب وہ خاموش ہو جائے تو تمہارے لئے جائز ہے کہ اس کی قیمت بڑھاؤ۔ ندا کے سنتے ہوئے زیادتی حرام ہے اور سکوت جائز ہے۔

باب :- گھنے سایہ میں مال فروخت کرنا

(۳۹۸۰) ہشام بن حکم سے روایت ہے ان کا بیان ہے کہ میں سابوری کپڑے گھنی چھاؤں میں فروخت کر رہا تھا کہ حضرت امام ابوالحسن کی سواری ادھر سے گزری آپؑ نے فرمایا اے ہشام گھنی چھاؤں میں مال فروخت کرنا دھوکا اور فریب ہے اور دھوکا اور فریب جائز نہیں۔

باب :- پانی ملے ہوئے دودھ کی فروخت

(۳۹۸۱) اسماعیل بن مسلم نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فروخت کرنے کے لئے دودھ میں پانی ملانے سے منع فرمایا ہے۔

باب :- کسی معتمد علیہ کا غبن کرنا

(۳۹۸۲) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ جس پر بھروسہ کیا جائے وہی غبن کر بیٹھے تو یہ اس کی حرام کی کمائی ہے اور مومن کا غبن کرنا حرام ہے۔

(۳۹۸۳) عمرو بن جمیع کی روایت میں ہے جس کو انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کیا ہے کہ آنجنابؑ نے فرمایا جس پر اعتماد کیا گیا ہو اس کا غبن کر لینا ربا (سود) ہے۔

(۳۹۸۴) نیز آنجنابؑ نے فرمایا جب کوئی شخص کسی آدمی سے کہے کہ آؤ میں تمہیں اچھا سودا کرادوں تو پھر اس پر نفع لینا حرام ہے۔

باب :- خرید و فروخت میں دھوکے اور فریب سے باز رہنا اور حسن سلوک کرنا

(۳۹۸۵) حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے زینب عطارہ حولاء سے ارشاد فرمایا کہ جب تم فروخت کرو تو نیک سلوک کرو، دھوکا اور فریب نہ کرو اس لئے کہ اسی میں پاکیزگی اور مال کی بقا ہے۔

(۳۹۸۶) نیز آنجنابؑ نے فرمایا کہ جو کسی مسلمان کو فریب اور دھوکا دے وہ ہم میں سے نہیں ہے۔

(۳۹۸۷) نیز آنجنابؑ نے فرمایا جو شخص مسلمانوں کے ساتھ ملاوٹ، دھوکا اور فریب کرے گا اس کا حشر قیامت کے دن یہودیوں کے ساتھ ہوگا اس لئے کہ یہ سب مسلمانوں کو سب سے زیادہ دھوکا اور فریب دینے والے ہیں۔

میں کوئی حرج نہیں ۔

(۴۰۱۷) داؤد بن حصین نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ دو بکریاں دے کر ایک بکری اور دو انڈے دیکر ایک انڈہ لینا کیسا ہے ؟ آپؑ نے فرمایا کوئی حرج نہیں بشرطیکہ یہ تول کر یا ناپ سے فروخت نہ ہوتی ہوں ۔

(۴۰۱۸) حلبی نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا وہ چیزیں جو کیل و وزن (ناپ تول) سے فروخت نہیں ہوتیں ان کو ایک دوسرے سے ادل بدل کر لینے میں کوئی حرج نہیں ۔

(۴۰۱۹) معاویہ بن عمار نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے اس کا بیان ہے کہ میں نے آنجنابؑ سے دریافت کیا کہ ایک شخص میرے پاس آتا ہے اور مجھ سے حریر فروخت کرنے کے لئے کہتا ہے حالانکہ میرے پاس ذرا بھی حریر نہیں مگر میں اور وہ نرخ اور وقت کے متعلق گفتگو اور اتار چڑھاؤ کرتے ہیں اور ایک بات پر دونوں متفق ہو جاتے ہیں پھر میں جاتا ہوں اور اس کے لئے حریر خریدتا ہوں اور اس کو بلا بھیجتا ہوں ۔ آپؑ نے فرمایا کہ تمہارے خیال میں اگر اس کو کہیں حریر مل جائے اور تمہارے والے حریر سے اس کو زیادہ پسند ہو تو وہ تمہارے حریر کو چھوڑ کر اس کو خرید سکے گا یا تم ہی اس خریدار کے علاوہ کسی دوسرے کو فروخت کر دوگے ؟ میں نے کہا جی ہاں آپؑ نے فرمایا پھر کوئی حرج نہیں ۔

(۴۰۲۰) ابوالصباح کنانی نے آنجناب علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص نے ایک آدمی سے ایک سو من سونا یا پیتل اتنی قیمت پر خریدا مگر جو کچھ خریدا وہ اس کے پاس نہیں ہے آپؑ نے فرمایا اگر مقررہ وزن کو پورا کر دے تو کوئی حرج نہیں ۔

(۴۰۲۱) عبدالرحمن بن حجاج نے آنجنابؑ سے دریافت کیا کہ ایک شخص ایک آدمی سے غلہ خریدتا ہے جو اس کے پاس نہیں ہے اور وہ فی الحال خریدتا ہے ؟ آپؑ نے فرمایا اس میں کوئی حرج نہیں ہے میں نے عرض کیا لیکن ہمارے مخالفین جو ہمارے دیار میں رہتے ہیں وہ تو اس کو فاسد سمجھتے ہیں ۔ آپؑ نے فرمایا پھر وہ لوگ بیع سلم (پیشگی قیمت ادا کرنے) کے لئے کیا کہتے ؟ میں نے عرض کیا کہ وہ لوگ اس میں کوئی حرج نہیں سمجھتے اور کہتے ہیں کہ مال کی ادائیگی کیلئے ایک مدت مقرر ہے اور اگر اس کی مدت مقرر نہیں ہے اور فروخت کرنے والے کے پاس مال موجود نہیں ہے تو یہ درست نہیں ہے ۔ تو آپؑ نے فرمایا اس کی کوئی مدت مقرر نہیں پھر تو اس سے بھی زیادہ درست ہونے کا مستحق ہے ۔

آپؑ نے فرمایا کہ کوئی حرج نہیں اگر کوئی شخص کسی آدمی سے غلہ خریدے جو فروخت کرنے والے کے پاس موجود نہ ہو، مدت مقررہ کیلئے خریدے یا حال کے لئے جس میں مدت کا ذکر نہ ہو ۔ مگر یہ کہ وہ چیز اس وقت پائی نہ جاتی ہو اس کا موسم ہی نہ ہو جیسے انگور اور خربوزہ وغیرہ تو اس کا حال کے لئے خریدنا درست نہیں ۔

(۴۰۲۲) محمد بن قیس نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے بیان فرمایا کہ حضرت علی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص کوئی شے فروخت کرے اور کہے کہ اس کی قیمت نقد ہاتھ کے ہاتھ اتنی ہے اور ادھار لینے

اس سے مراد تمہارا وہ ہدیہ ہے جسے تم کسی شخص کو پیش کرو اس غرض سے کہ اس سے بہتر و افضل اس کی جانب سے تمہیں اس کا بدلہ ملے اور یہ ربا وہ ہے جو حلال ہے اور کھایا جاتا ہے۔

(۳۹۹۶) عبید بن زرارہ نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ وہ چیزیں کہ جن میں ناپ تول رائج ہے ان کے علاوہ کسی میں ربا (سود) نہیں ہوگا۔

(۳۹۹۷) نیز آنجنابؑ نے فرمایا اگر کوئی شخص اپنے باپ کے ورثہ میں کوئی مال پائے اور اس کو معلوم ہو کہ اس مال میں سود کا مال بھی ہے لیکن تجارت میں دوسرے میں مخلوط ہو گیا تو وہ اس کے لئے حلال اور پاک ہے اور اگر اس میں سے کسی مال کو الگ پائے اور پہچان لے کہ یہ سود ہے تو اصل لے لے اور سود واپس کردے۔

(۳۹۹۸) نیز فرمایا جو کوئی شخص زر کثیر سے کاروبار کر رہا ہے اور اس میں سود کی رقم زیادہ لگ گئی مگر اس سے ناواقف تھا بعد میں اس کی معرفت ہوئی تو اب چاہتا ہے کہ اس سے چھٹکارا حاصل کر لے۔ تو اب تک جو ہو چکا وہ اس کا ہے اور اب آئندہ جو لین دین شروع کرے اس میں سود چھوڑ دے۔

(۳۹۹۹) نیز آنجنابؑ نے بیان فرمایا کہ ایک شخص حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں آیا اور اس نے عرض کیا کہ میں نے ورثہ میں مال پایا اور مجھے معلوم ہے کہ جس کے ورثہ سے میں نے یہ مال پایا ہے وہ سود لیا کرتا تھا اور مجھے معلوم ہے اس مال میں سود شامل ہے اور مجھے اس کا یقین ہے اور چونکہ مجھے اس کا علم ہے اس لئے اس میں جو حلال ہے اس کے استعمال کا بھی جی نہیں چاہتا۔ میں نے عراق کے فقہا اور حجاز کے فقہا سے دریافت کیا تو انہوں نے کہا کہ تمہیں اس کا استعمال حلال نہیں اس لئے کہ اس میں سود شامل ہے تو حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے اس سے فرمایا کہ اگر تم کو معلوم ہے کہ یہ خاص رقم سود کی ہے اور اس سود دینے والے کو جانتے ہو تو اصل رقم لے لو اور بقیہ سود اس کو واپس کر دو اور اگر اصل سود مخلوط ہو گیا ہے تو اسے کھاؤ بغیر محنت و مشقت کے تمہیں مل گیا، تمہیں گوارا ہو یہ مال تمہارا ہے اور جو کچھ اس کا مالک کر رہا تھا اس سے تم اجتناب کرو۔ اس لئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وہ سود جو گزر گیا اس کو وضع کر دیا تھا اور باقی کو حرام کر دیا تھا۔ اور جو اس سے ناواقف ہو تو اس کی ناواقفیت اس کے لئے حلال قرار دیتی ہے جب تک کہ وہ اس سے واقف نہ ہو۔ اور جب اس کو معلوم ہو جائے یہ حرام ہے تو اس کا استعمال اس پر حرام ہوگا اور اگر اس نے استعمال کیا تو اس پر اسی طرح عقوبت لازم ہے جس طرح سود لینے والے پر عقوبت لازم ہوتی ہے۔

(۴۰۰۰) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ہمارے اور کافران حربی کے درمیان کوئی سود نہیں ہم ان سے سود لیتے ہیں ان کو دیتے نہیں ہیں۔

(۴۰۰۱) نیز امام علیہ السلام نے فرمایا کہ باپ بیٹے کے درمیان سود نہیں اور مالک اور اس کے غلام کے درمیان بھی کوئی سود نہیں۔

(۴۰۰۲) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ مسلمان اور کافر ذمی کے درمیان سود نہیں اور عورت اور اس کے شوہر کے درمیان بھی سود نہیں ہے۔

(۴۰۰۳) عمر بن یزید کھجور فروش سے روایت ہے اس کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا کہ میں آپؑ پر قربان لوگوں کا خیال ہے کہ کسی ضرورت مند سے نفع لینا حرام ہے اس کا شمار سود ہے۔ آپؑ نے فرمایا کیا تم نے دیکھا ہے کہ کوئی امیر ہو یا فقیر اس نے بغیر ضرورت کے کبھی کوئی چیز خریدی ہے؟ اے عمر اللہ تعالیٰ نے فروخت کرنے کو حلال قرار دیا اور سود لینے کو حرام لہذا تم نفع اور سود نہ لو۔ میں نے عرض کیا کہ سود کیا ہے؟ آپؑ نے فرمایا کہ ایک درہم کے عوض دو درہم (یا) اسی کے مثل لینا۔

(۴۰۰۴) غیاث بن ابراہیم نے حضرت جعفر بن محمد علیہما السلام سے اور انہوں نے اپنے پدر بزرگوار علیہ السلام سے روایت کی ہے۔ آپؑ نے بیان فرمایا کہ حضرت علی علیہ السلام گوشت فروخت کرنے اور اس کی قیمت جانور کی شکل میں وصول کرنے کو مکروہ سمجھتے تھے۔

(۴۰۰۵) ایک شخص نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اللہ تعالیٰ کے اسی قول کے متعلق دریافت کیا **یمحق اللّٰہ الربوا ویربی الصدقات** (اللہ تعالیٰ سود کو گھٹاتا اور خیرات کو بڑھاتا ہے) (سورہ بقرہ آیت ۲۷۶) مگر میں دیکھتا ہوں کہ جو شخص سود کھاتا ہے اس کا مال اور بڑھتا ہے۔ آپؑ نے فرمایا کوئی مٹانے والا درہم سے سود کو کب مٹاتا ہے۔ دین ہی تو اس کو مٹاتا ہے کہ اگر وہ سود سے توبہ کرلے تو اس کا مال جاتا رہے اور وہ فقیر ہو جائے۔

(۴۰۰۶) ابان نے محمد بن علی حلبی سے اور حمّاد بن عثمان نے عبیداللہ ابن علی حلبی سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا وہ فرما رہے تھے کہ مختلف غلے یا مال یا چیزیں جو ایک دوسرے سے بہتر ہوں تو ایک مثل کو دو مثل سے فروخت کرنے میں کوئی حرج نہیں نقد ایک ہاتھ سے دے اور دوسرے ہاتھ سے لے اس میں مہلت درست نہیں ہے۔

(۴۰۰۷) جمیل بن درّاج نے زرارہ سے اور انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے۔ آپؑ نے فرمایا کہ ایک اونٹ کے بدلے دو اونٹ اور ایک جانور کے بدلے دو جانور نقد ہاتھ کے ہاتھ خریدنے میں کوئی حرج نہیں اور اسی طرح ایک کپڑے سے دو کپڑے نقد ہاتھ دینے اور ایک سے لینے میں کوئی حرج نہیں اور ایک کپڑا ادھار دے کر اگر اس سے دو کپڑے لینا ہے تو ان دونوں کی صفت معین کرلے اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

(۴۰۰۸) اور سماعہ نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دو جانوروں کے بدلے ایک جانور کے فروخت کرنے کے متعلق دریافت کیا تو آپؑ نے فرمایا اگر تم نے سن مقرر کرلیا ہے تو کوئی حرج نہیں ہے۔

(۴۰۰۹) اور عبدالرحمن بن ابی عبداللہ نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک غلام کے بدلے دو

غلام اور ایک غلام کے بدلے ایک غلام اور چند درہم لئے جاسکتے ہیں؟ آپؑ نے فرمایا کہ تمام جانداروں کو اسی طرح لیا جاسکتا ہے۔

(۴۰۱۰) اور سعید بن یسار نے آنجنابؑ سے ایک اونٹ دے کر دو (۲) اونٹ نقد اور ادھار کے متعلق دریافت کیا تو آپؑ نے فرمایا ہاں کوئی حرج نہیں ان کا سن مقرر کرلو پنجسالہ یا چھ سالہ ۔ پھر آپؑ نے مجھے حکم دیا اور میں نے ادھار پر خط کھینچ دیا اسلئے کہ لوگ کہتے ہیں کہ (ادھار) نہیں ۔اور یہ آپؑ نے تقیہ کے لئے کیا۔

(۴۰۱۱) ابان نے سلمہ سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور انہوں نے اپنے پدر بزرگوار علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ حضرت علی علیہ السلام نے ایک مرتبہ عراق میں لوگوں کو جوڑا پہنایا اس میں ایک جوڑا بہت اچھا اور نفیس تھا امام حسین علیہ السلام نے عرض کیا یہ مجھے عنایت ہو ۔ حضرت علی علیہ السلام نے انکار کردیا امام حسین علیہ السلام نے عرض کیا میں اس کے بدلے دو حلے دیتا ہوں ۔آپؑ نے فرمایا نہیں ۔امام حسین علیہ السلام تعداد بڑھاتے ہوئے پانچ تک پہنچے تو ان سے لے لئے اور وہ حلہ ان کو عنایت کردیا۔اور وہ پانچ حلے اپنی آغوش میں رکھ کر فرمایا میں نے ایک دیکر پانچ لئے۔

(۴۰۱۲) جمیل نے زرارہ سے انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ آٹے سے گیہوں اور ستو سے آٹا ہم وزن فروخت کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

(۴۰۱۳) اور ابو بصیر نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا گیہوں اور جو ایک سے دوسری چیز (فروخت کی جاسکتی ہے) ایک شے دوسرے شے سے وزن میں زیادہ نہ ہو۔

(۴۰۱۴) اور سماعہ نے آنجنابؑ سے گیہوں کھجور اور منقیٰ کے متعلق دریافت کیا تو آپؑ نے فرمایا ان میں سے کوئی شے ایک دے کر دو لینا درست نہیں مگر یہ کہ تم اس کی نوعیت بدل دو اور جب تم اس کی نوعیت بدل دوگے تو ایک دیکر دو یا اس سے زائد لینے میں کوئی حرج نہیں۔

(۴۰۱۵) محمد بن قیس سے روایت ہے کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے کو فرماتے ہوئے سنا وہ فرما رہے تھے کہ مدینہ کی کھجوروں کے ایک ٹوکرے کو خیبر کی کھجوروں کے دو ٹوکروں کے بدلے فروخت کرنا مکروہ ہے اس لئے کہ مدینہ کی کھجوریں ان دونوں میں نفیس اور بہتر ہیں ۔نیز راوی نے بیان کیا آپؑ نے مکروہ سمجھا اس بات کو کہ خشک کھجوریں ابھی نقد دے کر اس سے رطب (تر) کھجوریں اسی وزن کی ایک مدت بعد لینے کے لئے سودا کیا جائے اس لئے کہ رطب (تر) خشک ہو جائے گا تو اس کا وزن گھٹ جائے گا۔

(۴۰۱۶) اور علی ابن جعفر نے اپنے برادر مکرم حضرت امام موسیٰ بن جعفر علیہما السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص نے اپنے غلام کو دس درہم اس شرط پر دیئے کہ وہ اس کو ہر ماہ دس درہم دیا کرے کیا یہ اس کے لئے جائز ہے؟ آپؑ نے فرمایا اس

باب :- تلقی

(شہر سے باہر نکل کر بالا بالا سوداگروں سے ملاقات کر کے سودا کر لینا)

(۳۹۸۸) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تم میں سے کوئی شخص (غلہ لے کر شہر آنے والوں سے) شہر سے باہر نکل کر ان سے بالا ہی بالا غلہ نہ خرید لے اور نہ دیہاتیوں کے ہاتھ کوئی چیز فروخت کرے۔ مسلمانوں کو چھوڑ دو اللہ تعالیٰ ایک کو دوسرے کے ذریعہ رزق دیتا ہے۔

(۳۹۸۹) منہال قصاب سے روایت ہے اس کا بیان ہے کہ میں نے ایک مرتبہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے (شہر سے باہر نکل کر) بھیڑوں کا استقبال کرنے کے متعلق دریافت کیا۔ آپؑ نے فرمایا (شہر سے باہر) بھیڑوں سے ملاقات نہ کرو۔ اور اگر ملاقات کرو بھی تو انہیں مت خریدو اور جو جانور (شہر سے باہر) ملاقات کر کے خریدا ہو اس کا گوشت نہ کھاؤ۔

(۳۹۹۰) روایت کی گئی ہے کہ تلقی کی حد ایک روحہ (عصر کے بعد غروب آفتاب تک کی مسافت) ہے پس جب وہ چار فرسخ کی حد تک پہنچ گیا تو پھر وہ (تجارت کے سفر کی حد میں یعنی) جلب منفعت کی حد میں ہے۔

باب :- ربا (سود)

(۳۹۹۱) حسین بن مختار نے ابی بصیر سے انہوں نے حضرت امام صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ ایک درہم سود اللہ کے نزدیک تیس (۳۰) بار زنا کرنے سے بھی زیادہ گناہ ہے جو سب کا سب محرم عورتوں جیسے خالہ اور پھوپھی سے کیا گیا ہو۔

(۳۹۹۲) اور ہشام بن سالمؒ کی روایت حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ ایک درہم سود اللہ کے نزدیک ستر (۷۰) مرتبہ زنا کرنے سے زیادہ گناہ ہے جو اپنی محرم عورتوں سے کیا جائے۔

(۳۹۹۳) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ سود کھانے والا اور اس کا مؤکل اور اس کا کاتب اور اس کے دونوں گواہ گناہ کے بوجھ میں سب برابر ہیں۔

(۳۹۹۴) حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سود اور اس کے کھانے والے اور اس کے مؤکل اور اس کے فروخت کرنے والے اور اس کے خریدنے والے اور اس کے کاتب دونوں گواہوں پر لعنت کی ہے۔

(۳۹۹۵) ابراہیم بن عمر نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی اللہ تعالیٰ کے اس قول کے متعلق کہ و ما آتیتم من ربًا لیربوا فی اموال الناس فلا یربوا عند اللّٰہ [تم لوگ جو سود دیتے ہو تاکہ لوگوں کے مال و دولت میں ترقی ہو (تو یاد رہے کہ) ایسا مال خدا کے ہاں پھولتا پھلتا نہیں] (سورہ روم آیت ۳۹) فرمایا کہ

ہے تو اتنی ہے تو تم جس قیمت پر چاہو خرید لو دونوں میں سودا کرنے کا طریقہ ایک ہے اور ان دونوں میں جو قیمت کم ہو وہی اس کو لینا چاہیئے خواہ ادھار ہی کیوں نہ ہو۔

(۴۰۲۳) حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا ایک ایسے شخص کے متعلق کہ جس کو چند آدمیوں نے کہا کہ تم اپنی رقم سے ہم لوگوں کیلئے ایک اونٹ خرید دو ہم لوگ چند دنوں بعد تم کو قیمت سے زیادہ دینگے اور ان میں سے ایک آدمی اس کے ساتھ ہو گیا اور اس نے ان لوگوں کے لئے اونٹ خرید لیا۔ تو آپؑ نے منع فرمایا کہ وہ ان لوگوں سے چند دنوں بعد قیمت سے زائد کچھ لے۔

(۴۰۲۴) جمیل بن درّاج نے ایک شخص سے روایت کی ہے اس کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا کہ اللہ آپؑ کا بھلا کرے۔ یہ بتائیں کہ ہم لوگ اطراف کے دیہات والوں سے میل جول رکھتے اور انہیں قرض دیا کرتے ہیں وہ اپنے غلے ہم لوگوں کے پاس بھیج دیتے ہیں اور ہم لوگ اجرت (کمیشن) پر اس کو فروخت کر دیتے ہیں اس میں ہم لوگوں کو فائدہ ہوتا ہے؟ آپؑ نے فرمایا اس میں کوئی حرج نہیں۔ اور اس نے آنجنابؑ کو کچھ نہیں بتایا سوائے اس بات کے کہ اگر وہ لوگ ہم لوگوں کے پاس اپنے غلے نہ بھیجیں تو ہم لوگ ان کو قرض نہ دیں۔ آپؑ نے فرمایا اس میں کوئی حرج نہیں۔

(۴۰۲۵) اور ابن مسکان نے حلبی سے روایت کی ہے اس کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص سفید دراہم شمار کر کے قرض لیتا ہے اور وزن کر کے ادا کرتا ہے اور جانتا ہے کہ اس نے جو کچھ لیا تھا اس سے یہ وزنی ہے اور اس کی خوشی اسی میں ہے کہ وہ اس کو کچھ زیادہ دے۔ آپؑ نے فرمایا کہ اگر زائد کی شرط نہیں تھی تو کوئی حرج نہیں اگر وہ اپنی پوری رقم بھی دے دے تو ٹھیک ہے۔

(۴۰۲۶) اور عبدالرحمن بن حجّاج نے آنجناب علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص ایک آدمی سے درہم قرض لیتا ہے اور مثقال کی شکل میں ادا کرتا ہے یا مثقال لیتا ہے اور درہم میں ادا کرتا ہے۔ آپؑ نے فرمایا کہ اگر اس کی کوئی شرط نہیں تھی تو کوئی حرج نہیں یہ اس کا فضل و بخشش ہے۔ میرے پدر بزرگوار علیہ السلام بھی ملاوٹ کے درہم قرض لیا کرتے تھے اور ادا کرتے وقت ان درہموں میں کچھ خالص اور عمدہ درہم ڈال دیا کرتے تھے اور فرمایا کرتے تھے کہ اے فرزند جس سے ہم نے قرض لیا تھا اس کو یہ درہم واپس کر آؤ اور میں عرض کرتا کہ بابا اس کے سکے تو ملاوٹ کے تھے اور یہ تو اس سے اچھے ہیں تو فرماتے تھے کہ اے فرزند یہ عطیہ اور بخشش ہے اس کو دے آؤ۔

(۴۰۲۷) اسحاق بن عمّار سے روایت ہے اس کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام ابو ابراہیم علیہ السلام سے عرض کیا کہ ایک شخص کا کسی آدمی کے پاس کچھ مال رکھا ہوا تھا اس نے اس کو قرض دے دیا اور وہ مال اس آدمی کے پاس رکے ہوئے ایک طویل عرصے گزر گیا مگر اس مال سے مقروض کو منفعت بھی نہیں پہنچی اور وہ شخص اس آدمی سے برابر کچھ نہ

کچھ لیتا رہتا مگر یہ کہنا اس کو پسند نہ تھا اس لئے کہ آدمی کو اس مال سے کوئی فائدہ بھی نہیں پہنچ رہا تو کیا اس شخص کو اس آدمی سے کچھ نہ کچھ لینا جائز ہے آپؑ نے فرمایا اگر شرط نہیں ہے تو کوئی حرج نہیں ہے۔

(۴۰۲۸) شہاب بن عبدربہ نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے راوی کا بیان ہے کہ میں نے آنجنابؑ کو فرماتے ہوئے سنا آپؑ بیان فرمارہے تھے کہ ایک مرتبہ ایک حاجت مند نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں آکر سوال کیا۔ تو آپؑ نے حاضرین سے خطاب کیا کہ کون ہے جس کے پاس قرض دینے کیلئے کچھ ہو؟ تو مسلمانوں میں سے ایک شخص نے کہا میرے پاس ہے۔ آپؑ نے فرمایا اچھا تو اس کو چار ٹوکرے کھجور کے دیدو اور انہوں نے اس سائل کو دے دیئے پھر کچھ دن بعد وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور انہوں نے اپنی کھجور کا تقاضا کیا۔ تو آپؑ نے فرمایا ہو جائیگی تو دے دونگا کچھ دن بعد پھر آئے اور تقاضا کیا تو آپؑ نے فرمایا اچھا ہو جائیگی تو دے دونگا انہوں نے کہا یا رسول اللہ اب بہت ہو چکا یہ سن کر آنحضرتؑ ہنسے اور مجمع سے پوچھا تم میں سے کسی کے پاس قرض دینے کو کچھ ہے؟ ایک شخص نے کہا میرے پاس ہے آپؑ نے پوچھا تمہارے پاس کتنا ہے انہوں نے کہا جتنا آپؑ چاہیں۔ آپؑ نے فرمایا ان کو آٹھ ٹوکرے دے دو۔ ان صاحب نے کہا مگر میرے تو چار ہی ٹوکرے تھے۔ آپؑ نے فرمایا چار ٹوکرے مزید لے لو۔

(۴۰۲۹) محمد بن مسلم نے آنجناب علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص ایک آدمی سے قرض لیتا ہے اور بطور رہن اس کو ایک غلام یا کوئی برتن یا کوئی لباس دے دیتا ہے۔ اب اس رہن شدہ چیز کی اس کو ضرورت ہوتی ہے وہ اس سے اجازت لیتا ہے تو کیا وہ اس کو اجازت دے دے؟ آپؑ نے فرمایا کہ اگر اس کا جی چاہے تو اجازت دیدے اور اس میں کوئی حرج نہیں۔ میں نے عرض کیا مگر ہمارے یہاں تو لوگوں کی رائے یہ ہے کہ ہر وہ قرض کہ جس سے نفع اٹھایا جائے فاسد ہے آپؑ نے فرمایا کیا بہترین قرض وہ نہیں ہے جس سے نفع اٹھایا جائے؟

(۴۰۳۰) اور حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے دریافت کیا گیا کہ ایک شخص کا کسی آدمی پر کچھ درہم اور مال قرض ہے وہ اس کو کھانے پر مدعو کرتا ہے یا اس کو کوئی ہدیہ پیش کرتا ہے۔ آپؑ نے فرمایا کہ کوئی حرج نہیں ہے۔

(۴۰۳۱) اور یعقوب بن شعیب نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص ایک آدمی کو ملاوٹ کے درہم دیتا ہے اور پھر اس سے اچھے اور جید درہم لیتا ہے جو اس کو خوشی سے دیتا ہے۔ آپؑ نے فرمایا اس میں کوئی حرج نہیں۔ اور آپؑ نے حضرت علی علیہ السلام کا یہ ارشاد بیان فرمایا کہ ربا (سود) دو طرح کے ہوتے ہیں ایک سود کھایا جاتا ہے اور ایک سود کھایا نہیں جاتا۔ وہ سود جو کھایا جاتا ہے وہ تمہارا ہدیہ ہے جو تم کسی شخص کو بنظر ثواب دیتے ہو اور وہ اس سے بہتر ہے سو چنانچہ اللہ تعالیٰ کا قول ہے و ما آتیتم من رباً لیربو افی اموال الناس فلا یربو اعند اللہ (اور تم لوگ جو سود دیتے ہو تا کہ لوگوں کے مال میں ترقی ہو تو ایسا مال خدا کے یہاں پھلتا پھولتا نہیں) (سورہ روم آیت ۳۹) اور وہ سود جو کھایا نہیں جاتا وہ یہ ہے کہ کوئی شخص کسی آدمی کو دس درہم اس شرط پر دے کہ وہ اس سے زیادہ وصول کرے گا۔ یہ وہ سود ہے جس

کو اللہ تعالیٰ نے منع فرمایا ہے اور یہ کہا یاایھاالذین آمنو اتقوا اللہ و ذرو امابقی من الربو ان کنتم مومنین فان لم تفعلوافاذنو ابحرب من اللہ ورسولہ و ان تبتم فلکم روس اموالکم لاتظلمون و لاتظلمون (اے ایمان والو! خدا سے ڈرو اور جو سود لوگوں کے ذمہ باقی رہ گیا ہے اگر تم سچے مومن ہو تو چھوڑ دو اور اگر تم نے ایسا نہ کیا تو خدا اور اس کے رسول سے لڑنے کے لئے تیار رہو اور اگر تم نے توبہ کرلی تو تمہارے لئے تمہارا اصل مال ہے نہ تم کسی کا زبردستی نقصان کرو اور نہ تم پر زبردستی کی جائے گی) (سورہ بقرآیت نمبر ۲۷۹ - ۲۷۸)۔

اس کہنے سے اللہ کا مطلب یہ ہے سود کھانے والا وہ سب واپس کردے جو اس نے اپنے اصل مال سے زیادہ لیا ہے حتیٰ کہ وہ گوشت بھی جو اس کے جسم پر سود کھانے کی وجہ سے چڑھا ہوا ہے اسے گھٹائے اور جب اس کو توبہ کی توفیق ملے تو پابندی سے حمام جائے تاکہ اس کے بدن سے اس کا وہ گوشت کم ہو۔

اور جب کوئی شخص اپنے ساتھی سے کہے کہ تم میرے گھوڑے سے اپنا گھوڑا بدل لو میں کچھ اور اس کے علاوہ زائد دیدوں گا تو یہ درست اور جائز نہیں ہے بلکہ یہ کہے کہ تم مجھے اپنا گھوڑا عطا کردو میں تمہیں اپنا یہ گھوڑا عطا کردوں گا۔

باب :- مبادلہ و عینت

(اپنی فروخت کی ہوئی چیز کو پھر دوبارہ کم قیمت پر خریدلینا)

(۴۰۳۲) یونس بن عبدالرحمن نے متعدد آدمیوں سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ ایک شخص ایک آدمی کو کوئی چیز کسی شرط پر فروخت کرتا ہے ؟ آپؑ نے فرمایا اگر وہ شرط حلال ہے تو کوئی حرج نہیں

(۴۰۳۳) اور محمد بن اسحاق بن عمار نے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام رضا علیہ السلام سے عرض کیا کہ ایک شخص کی کسی کے پاس کچھ رقم ہوتی ہے وہ اس کے پاس جاتا ہے اور اس کے ہاتھ ایک سو درھم کی قیمت کا موتی ہزار درھم پر فروخت کرتا ہے اور رقم مذکور کو ایک مدت مقرر تک کے لئے اس پر موخر کر دیتا ہے آپؑ نے فرمایا کوئی حرج نہیں میرے پدر بزرگوار نے بھی مجھے ایسا ہی حکم دیا اور میں نے خود ایسا ہی کیا۔

اور محمد بن اسحاق بن عمار سے روایت ہے کہ انھوں نے حضرت ابوالحسن امام موسیٰ بن جعفر علیہ السلام سے اس کے متعلق دریافت کیا تو انھوں نے بھی ایسا ہی ارشاد فرمایا۔

(۴۰۳۴) صفوان جمّال (اونٹ والے) سے روایت ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے ایک مرتبہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا کہ میں نے ایک شخص کے ہاتھ ایک مال فروخت کیا اور قیمت کی ادائیگی کے لئے ایک وقت مقرر ہو گیا۔ جب وہ وقت آگیا تو میں نے اس سے کہا کہ مجھے اس کی قیمت دیدو اس نے کہا میرے پاس تو رقم نہیں ہے ایسا کرو کہ جو مال تم نے میرے ہاتھ جتنی قیمت پر فروخت کیا ہے وہی مال اس سے کم قیمت پر تم مجھ سے خرید لو تاکہ میں تمہاری

باقی قیمت ادا کر دوں۔ آپؑ نے فرمایا کہ خرید لو تاکہ وہ تمہاری قیمت ادا کر دے۔

(۴۰۳۵) بکّار بن ابی بکر سے روایت ہے جو انھوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ ایک شخص کی ایک آدمی پر کچھ رقم باقی تھی جب ادائیگی کا وقت آیا تو اس نے کہا تم کوئی شے میرے ہاتھ فروخت کر دو تاکہ میں اس کو فروخت کر کے جو رقم تمہاری مجھ پر باقی ہے اس کو ادا کر دوں۔ آپؑ نے فرمایا اس میں کوئی حرج نہیں۔

باب:۔ صرافہ
(سکوں کی خرید و فروخت اور اس کے مختلف طریقے)

(۴۰۳۶) عمّار ساباطی سے روایت ہے انھوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے عرض کیا کہ ایک شخص درھموں کو دیناروں سے ادھار پر فروخت کرتا ہے؟ آپؑ نے فرمایا اس میں کوئی حرج نہیں۔

(۴۰۳۷) حمّاد نے حلبی سے اور انھوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آنجنابؑ نے فرمایا کہ چاندی کو چاندی سے یعنی مثل کو مثل سے اور سونے کو سونے سے یعنی مثل کو مثل سے (خرید اجائے) اس میں نہ زیادہ ہو نہ کمی نہ مہلت (ہاں) زائد دینے والا اور زائد لینے والا جہنم میں (جائیگا)۔

(۴۰۳۸) ابان نے اسحاق بن عمّار سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام ابوابراہیم علیہ السلام سے عرض کیا کہ ایک شخص کے ایک آدمی پر چند دینار (واجب الادا) ہوتے ہیں وہ اس سے درھم لیتا ہے پھر اس کا نرخ بدل جاتا ہے۔ آپؑ نے فرمایا کہ اس کے لئے اس دن کا نرخ ہے جس دن اس نے اس سے لیا تھا۔ اگر اس کے پاس درھم ہو اور اس سے دینار لے تو وہ اصل ہی لے اور جب چاہے لے۔

(۴۰۳۹) اور ابن محبوب نے حنان بن سدیر سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا کہ ایک شخص میرے پاس آیا اس کے پاس دس درھم تھے میں نے ان کو دیناروں سے خرید لیا پھر میں نے اس کو ایک تھیلی دی جس میں اس کے درھموں سے زیادہ دینار تھے اور میں نے کہا تیرے درھموں کی قیمت کے تیرے لتنے لتنے دینار ہیں اس نے مجھ سے وہ تھیلی لے لی پھر مجھے یہ کہتے ہوئے واپس کی کہ یہ میری امانت ہے تم اپنے پاس رکھ لو۔ آپؑ نے فرمایا اس تھیلی میں اس کے درھموں کی قیمت کے برابر ہیں تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

(۴۰۴۰) محمد بن مسلم نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے اہل سجستان میں سے ایک

شخص آنجنابؑ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ ہم لوگوں کے دیار میں جو درھم ہوتے ہیں ان کو شامیہ کہتے ہیں اور شامیہ دوسرے درھموں سے دو دانق زیادہ ہوتا ہے آپؑ نے فرمایا کوئی حرج نہیں یہ جائز ہے (ایک دانق درھم کا چھٹا حصہ)۔

(۴۰۴۱) ابن مسکان نے حلبی سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ صرافوں میں سے دو شخصوں نے مل کر ایک آدمی سے دینار دیکر درھم خریدے تو ان میں سے ایک نے اپنے ساتھی سے کہا کہ تم میری طرف سے بھی قیمت نقد ادا کر دو اور وہ مالدار تھا چنانچہ اس نے اس کی طرف سے بھی قیمت نقد کر دی پھر اس کے جی میں آیا کہ وہ اپنے ساتھی کا بھی حصہ کچھ نفع دے کر خرید لے کیا یہ درست ہے؟ آپؑ نے فرمایا اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

(۴۰۴۲) عمر بن یزید سے روایت ہے کہ ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا کہ درھموں کو درھموں سے خریدنا جس کے اندر ایک میں سیسے کی آمیزش ہے برابر وزن دیکر لینا (کیا درست ہے)؟ آپؑ نے فرمایا کیا کہا؟ پھر سے کہو (تاکہ حاضرین سن لیں) میں نے پھر سے کہا تو آپؑ نے فرمایا پھر سے کہو میں نے پھر سے کہا تو آپؑ نے فرمایا میری نظر میں کوئی حرج نہیں ہے۔

(۴۰۴۳) صفوان بن یحیٰ نے عبدالرحمن بن حجاج سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے آنجنابؑ سے سکوں کی خرید و فروخت کے متعلق دریافت کیا اور عرض کیا کہ میں اپنے رفقا کی عجلت کی بنا پر دمشقیہ اور بصریہ پر قادر نہ ہو سکا اور نیشاپور میں دمشقیہ اور بصریہ چلتا ہے۔ آپؑ نے فرمایا رفقا سے کیا مراد؟ میں نے عرض کیا کچھ لوگ جو سفر میں ساتھ ہوتے ہیں اور اجتماعی طور پر سفر کے لئے نکلتے ہیں۔ اور جب وہ دعوت کرتے ہیں تو اکثر دمشقیہ اور بصریہ پر قابو نہیں پاتے اس لئے ہم نے ان کو ملاوٹ کے سکوں سے فروخت کر دیا تو ایک ہزار دمشقیہ کے بدلے ان لوگوں نے ایک ہزار پچاس ملاوٹ کے سکے دیئے۔ آپؑ نے فرمایا اس میں تو کوئی بھلائی نہیں تم ان سکوں میں زائد کی جگہ سونے کے سکے کیوں نہیں رکھتے میں نے عرض کیا کہ ایک ہزار دینار دو ہزار درھم سے خریدوں؟ آپؑ نے فرمایا اس میں کوئی حرج نہیں میرے پدر بزرگوار نے اہل مدینہ میں جو ہم میں سے تھے یہی جاری فرمایا تھا تو لوگ ایسا ہی کیا کرتے تھے۔ تو اغیار کہا کرتے تھے کہ یہ حرام سے بچنے کا بہانہ ہے حالانکہ اگر کوئی دینار لاتا تو اس کو ایک ہزار درھم نہیں دیا جاتا اور اگر کوئی ایک ہزار درھم لاتا تو اس کو ایک ہزار دینار نہیں دیا جاتا۔ نیز آپؑ فرمایا کرتے کہ بڑی اچھی بات ہے کہ انسان حرام سے بچنے کے لئے حلال کی طرف جائے۔

(۴۰۴۴) صفوان نے اسحاق بن عمار سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام ابو ابراہیم علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص پر میری رقم تھی مجھے اس نے کچھ دینار دیئے اور کچھ درھم دیئے اور جب وہ حساب کرنے

کے لئے میرے پاس آیا تو جس دن وہ آیا دینار کے نرخ میں تبدیلی ہو چکی تھی اب میں کس نرخ سے ان کا حساب کروں؟ آپؑ نے فرمایا اس دن کے نرخ سے جس دن اس نے تم کو دیا تھا اس لئے کہ اس دینار کے نفع سے تم نے اس کو روک دیا تھا۔

(۴۰۴۵) اور عبداللہ بن سنان نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اس چاندی کی خریداری کے متعلق دریافت کیا جس میں سیسہ اور پارہ چاندی کے سکے کی شکل میں ہوتا ہے اور جب وہ پگھلایا جاتا ہے تو ہر دس درھموں میں دو تین درھم کم ہو جاتے ہیں آپؑ نے فرمایا اس کو سونے سے خریدنا ہی درست ہے۔

(۴۰۴۶) اور اسحاق بن عمّار سے روایت ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص کے میرے پاس صحیح دراھم تھے وہ مجھ سے ملتا ہے اور کہتا ہے کیا تمہارے پاس میرے ایک ہزار صحیح درھم نہیں ہیں میں کہتا ہوں کہ ہاں تو وہ کہتا ہے کہ اچھا تو پھر ان درھموں کو دیناروں سے اس نرخ پر تبدیل کر کے اپنے پاس میری امانت کے طور پر رکھ لو۔ ایسی صورت میں آپؑ کی کیا رائے ہے؟ آپؑ نے فرمایا اگر تم نے اس دن کے نرخ کی تحقیق کر لی ہے تو کوئی حرج نہیں۔ میں نے عرض کیا کہ مگر میں نے تو ان کو نہ ابھی وزن کیا اور نہ پرکھا یہ تو ابھی میرے اور اس کے درمیان کی گفتگو ہے آپؑ نے فرمایا کیا درھم و دینار بھی تمہارے پاس نہیں ہیں میں نے عرض کیا جی ہاں فرمایا پھر اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

باب :۔ لقطہ اور گم شدہ چیز

(۴۰۴۷) ابو عبداللہ محمد بن خالد برقی رضی اللہ عنہ نے وھب بن وھب سے انھوں نے حضرت جعفر بن محمد علیہما السلام سے انھوں نے اپنے پدر بزرگوار علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا کسی کی گم شدہ چیز کو وہی لوگ کھائیں گے جو گمراہ ہونگے۔

(۴۰۴۸) اور مسعدہ بن زیاد کی روایت میں ہے جو انھوں نے حضرت امام جعفر بن محمد علیہما السلام سے اور انھوں نے اپنے پدر بزرگوار علیہ السلام کی ہے کہ حضرت علی علیہ السلام کا ارشاد ہے کہ تم لوگ کسی کی گری پڑی ہوئی چیز کو اٹھانے سے پرہیز کرو اس لئے کہ یہ کسی مومن کی گمشدہ چیز ہے اور یہ بھی جہنم کی آگ ہے۔

(۴۰۴۹) اور علی بن جعفر نے اپنے برادر محترم امام موسیٰ بن جعفر علیہما السلام سے لقطہ کے متعلق دریافت کیا جس کو ایک مرد فقیر نے پایا کہ کیا یہ بھی اس میں بمنزلہ غنیٰ کے ہوگا؟ آپؑ نے فرمایا ہاں (یعنی اس کے لئے بھی ناجائز ہے) اور آنجنابؑ نے فرمایا کہ حضرت امام علیؑ ابن الحسینؑ فرمایا کرتے تھے کہ یہ لقطہ (گمشدہ شے) اپنے مالک کی ہے اس کو ہاتھ نہ لگاؤ۔

نیز راوی (علی بن جعفر) کا بیان ہے کہ میں نے آنجنابؑ سے دریافت کیا کہ ایک شخص نے کہیں گرا پڑا ایک درھم یا

ایک کپڑا یا ایک جانور پایا تو وہ کیا کرے ؟آپؑ فرمایا وہ ایک سال تک لوگوں سے اس کی شناخت کرائے اگر کسی نے نہیں پہچانا تو پھر اپنے مال میں رکھے جب تک اس کا تلاش کرنے والا نہ آجائے اور وہ اس کو دے دے اور اگر وہ مرنے لگے تو اس کی وصیت کر جائے وہ اس کا ضامن ہے۔

(۴۰۵۰) ابن محبوب نے جمیل بن صالح سے اور انھوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے آنجنابؑ سے دریافت کیا کہ ایک شخص نے اپنے گھر میں ایک دینار پایا آپؑ نے فرمایا اس کے گھر میں کوئی دوسرا بھی اس کے سوا آتا ہے؟ میں نے عرض کیا جی ہاں بہت لوگ آتے ہیں آپؑ نے فرمایا پھر یہ لقطہ ہے۔
اور میں نے دریافت کیا کہ ایک شخص نے اپنی صندوق میں ایک دینار پایا۔آپؑ نے دریافت کیا کہ اس کے صندوق میں اس کے سوا دوسرا بھی ہاتھ ڈالتا ہے یا اس میں کوئی چیز رکھتا ہے ؟ میں نے عرض کیا کہ نہیں آپؑ نے فرمایا پھر وہ اسی کا ہے۔

(۴۰۵۱) محمد بن عیسیٰ نے محمد بن رجاء خیّاط سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے امام طیب تقی ہادی علیہ السلام کو ایک عریضہ لکھ کر دریافت کیا کہ میں مسجد حرام میں تھا کہ میری نگاہ ایک دینار پر پڑی میں اس کی طرف جھپٹا کہ اسے اٹھالوں کہ ایک شخص بڑھا اور میں دوسرا ہو گیا اور میں وہاں کے سنگریزے کریدنے لگا کہ اتنے میں ایک اور شخص آ گیا اور اب میں تیسرا ہو گیا بالآخر میں نے اس کو پالیا میں نے لوگوں سے دریافت کیا کہ یہ دینار کس کا ہے مگر کسی نے نہیں پہچانا۔اب اس کے متعلق آپؑ کا کیا حکم ہے ؟تو آپؑ نے جواب میں تحریر فرمایا کہ تم نے دینار کے متعلق جو کچھ لکھا وہ سمجھ گیا۔اگر تم محتاج ہو تو اس میں سے ایک تہائی تصدق کر دو اور اگر تم غنی ہو تو کل تصدق کر دو۔

(۴۰۵۲) حسن بن محبوب نے صفوان بن یحییٰ جمّال سے روایت کی ہے کہ اس نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا وہ فرمار ہے تھے کہ جو شخص کسی کی کوئی گمشدہ چیز پائے اور اس کا اعلان نہ کرے (چھپا ڈالے) پھر وہ چیز اس سے ملے تو وہ چیز اس کے مالک کی ہے اور اسی کی مثل اس مال سے جس نے اس کو چھپا لیا تھا (اور اگر چھپانے والے نے اسے ختم۔یا ضائع کر دیا ہو اور بعینہ وہ چیز اس کے پاس نہ مل سکے تو) اسی کے مثل اس کے مال سے حاصل کر لی جائے گی۔

(۴۰۵۳) ابی علاء سے روایت ہے کہ ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص نے کہیں کسی کی (گری پڑی) گمشدہ چیز پائی اس نے لوگوں میں اعلان کرایا یہاں تک کہ اس کو ایک سال گزر گیا تو اس نے اس رقم سے ایک کنیز خریدلی اتنے میں مالک اپنی رقم تلاش کرتا ہوا آیا تو دیکھا کہ وہ کنیز جو اس نے اس کے درھموں سے خریدی وہ خود اسکی لڑکی ہے آپؑ نے فرمایا کہ اس کو صرف اپنے دراھم لینے کا حق ہے اس کو لڑکی لینے کا حق نہیں ہے اس لئے کہ یہ لڑکی کسی اور کی کنیز تھی اس نے تو اس سے خریدی ہے۔

(۴۰۵۴) ابو خدیجہ سالم بن مکرم جمّال نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ذریح نے آنجنابؑ سے دریافت کیا کہ مملوک لقطہ لے سکتا ہے؟ آپؑ نے فرمایا کہ مملوک کو لقطہ کا کیا کام وہ تو خود اپنی کسی چیز کا خود مالک نہیں مملوک لقطہ کو پیش نہیں کرے گا یہ مرد آزاد کے لئے سزاوار ہے کہ وہ سال بھر تک لوگوں کے سامنے مجمع میں اعلان کرے اگر اس کا طلب گار آئے تو اس کو دے دے ورنہ وہ اس کا مال ہے اور اگر وہ مرگیا تو اس کے لڑکے کو یا جو بھی اس کا وارث ہو اس کی میراث میں ملے گا۔ اور اس کے بعد اگر اس مال کا طلب گار آیا تو یہ ورثاء اس کو دیں گے۔

(۴۰۵۵) داؤد بن ابی یزید نے آنجنابؑ سے دریافت کیا کہ ایک شخص نے راستہ میں کسی کا پڑا ہوا لوٹا، جوتا اور کوڑا پایا کیا وہ اس سے فائدہ اٹھائے؟ آپؑ نے فرمایا وہ اس کو ہاتھ بھی نہ لگائے۔

(۴۰۵۶) نیز آنجناب علیہ السلام نے فرمایا کہ عصا، بورا لٹکانے کی کھونٹی، زمین پر گاڑنے کی میخ، رسی اور اونٹ کے پاؤں باندھنے کا چھنا اور اس کے مشابہہ چیزوں کے لقطے میں کوئی حرج نہیں۔

(۴۰۵۷) نیز آنجناب علیہ السلام سے صحرا میں گمشدہ بکری کے متعلق دریافت کیا گیا تو آپؑ نے سائل سے فرمایا کہ وہ تیرے لئے ہے یا تیرے بھائی کے لئے ہے یا بھیڑیئے کے لئے ہے اس نے عرض کیا میں اس کو چھونا نہیں چاہتا۔ اور اس نے گمشدہ اونٹ کے متعلق دریافت کیا تو آپؑ نے عرض کیا کہ تیرا اس سے کیا کام اس کا پیٹ اس کا برتن ہے اس کا کھر اس کا جوتا ہے اس کی اوجھ اس کی مشک ہے اس کو ویسے ہی چھوڑ دے۔

(۴۰۵۸) حنان بن سدیر سے روایت ہے ان کا بیان ہے کہ ایک شخص نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے لقطہ کے متعلق دریافت کیا اور میں سن رہا تھا تو آپؑ نے فرمایا کہ سال بھر تک اس کا اعلان کرو اگر اس کا مالک آجائے تو (اس کو دیدو) ورنہ تم اس کے زیادہ حقدار ہو (یعنی جو غیر حرام سے ملا ہو)۔

(۴۰۵۹) سکونی نے حضرت جعفر بن محمد علیہما السلام سے اور انھوں نے اپنے پدر بزرگوار علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ حضرت علی علیہ السلام نے ایک ایسے شخص کے متعلق فیصلہ فرمایا جو اپنی سواری کا جانور بھٹکنے کی وجہ سے چھوڑ گیا۔ آپؑ نے فرمایا اگر اس نے اس کو ایسی جگہ چھوڑا جہاں نہ پانی ہے نہ گھاس تو جس کے ہاتھ آجائے وہ اس کا ہے۔

(۴۰۶۰) وھب بن وھب سے روایت ہے انھوں نے حضرت جعفر بن محمد علیہما السلام سے انہوں نے اپنے پدر بزرگوار علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ میں نے آنجنابؑ سے بھاگے ہوئے غلام اور گمشدہ چیز کے ڈھونڈنے کی اجرت کے متعلق دریافت کیا آپؑ نے فرمایا کوئی حرج نہیں۔

(۴۰۶۱) حسین بن زید نے حضرت جعفر بن محمد علیہما السلام سے اور انھوں نے اپنے پدر بزرگوار علیہ السلام سے روایت کی ہے آپؑ نے بیان فرمایا کہ امیرالمومنین علیہ السلام فرمایا کرتے کہ اگر کوئی گم شدہ جانور کوئی آدمی پا جائے اور وہ نیت کرے کہ میں اس کے ڈھونڈنے پر اجرت لونگا اور وہ جانور مرجائے تو پھر وہ اس کا ضامن ہے اور اگر یہ نیت نہ کرے کہ میں

ڈھونڈنے پر اجرت لونگا تو پھر اس پر کوئی ضمانت نہیں ہے۔

(۴۰۶۲) عبداللہ بن جعفر حمیری سے روایت ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے آنجنابؑ سے بذریعہ خط دریافت کیا کہ ایک شخص نے ذبح کرنے کے قابل اونٹ، گائے یا بکری وغیرہ قربانی یا غیر قربانی کے لئے خریدا اور جب اس کو ذبح کیا تو اس کے پیٹ سے ایک تھیلی نکلی جس میں درھم یا دینار یا جواہرات وغیرہ تھے جو منافع بخش تھے تو وہ کس کی ملکیت ہونگے اور ان کا کیا کیا جائے؟ تو جواب میں تحریر آئی کہ اس کو فروخت کرنے والے سے شناخت کرائی جائے اگر اس نے شناخت نہیں کیا تو یہ چیز تمہاری ہے اللہ نے تمہیں اس کی روزی بخشی ہے۔

(۴۰۶۳) حجّال نے داؤد بن ابی یزید سے اور انھوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ آنجنابؑ سے عرض کیا کہ میں نے کچھ رقم پائی ہے اور اپنے جی میں خوف زدہ ہوں (کہ کہیں گنہگار نہ ٹھہروں) اگر مجھے اس کا مالک مل جاتا ہے تو اس کو دے کر اپنی جان چھڑاتا۔ آپؑ نے فرمایا قسم کھاؤ کہ اس کا مالک اگر مل جاتا تو تم اس کو دے دیتے؟ اس نے کہا کہ ہاں خدا کی قسم آپؑ نے فرمایا تو خدا کی قسم اس کا مالک میرے سوا کوئی نہیں ہے اچھا حلف سے کہو کہ اس کا مالک جس کے لئے کہے گا تم اس کو دیدو گے؟ چنانچہ اس نے حلف سے کہا تو آپؑ نے فرمایا کہ اچھا تو جاؤ اور اس کو اپنے بھائیوں میں تقسیم کر دو اور جس سے تم ڈر رہے ہو اس سے امان ہے راوی کا بیان ہے کہ پھر اس نے اس کو اپنے بھائیوں میں تقسیم کر دیا۔

مصنف علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ یہ ایک سال تک اعلان اور شناخت کرانے کے بعد ہوا۔

(۴۰۶۴) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ لقطہ کے متعلق انسان کے لئے افضل و بہتر یہ ہے کہ اس کو نہ اٹھائے اور اس سے کوئی تعرض نہ کرے۔ اگر لوگ اس کو جہاں پڑا ہے وہیں چھوڑ دیں تو اس کا مالک خود آکر اس کو اٹھا لے گا۔

اور اگر لقطہ ایک درھم سے کم ہے تو وہ تمہارا ہے اس کو شناخت کرانے اور اعلان کرانے کی ضرورت نہیں ہے۔ اور اگر حرام سے ایک دینار پاؤ جو بغیر کھوٹ کے ہو تو وہ تمہارے لئے ہے اس کو شناخت کرانے کی ضرورت نہیں ہے۔ اور اگر تم کسی جائے پناہ یا صحرا میں کچھ غلہ یا کھانے کی چیز پاؤ تو اپنے دل میں یہ طے کر لو کہ یہ اس کے مالک کا ہے اور اسے کھالو پھر اگر اس کا مالک آجائے تو اس کو اس کی قیمت دے دو۔ اور اگر تم کوئی لقطہ آباد گھر میں پاؤ تو وہ اس گھر والوں کا ہے اور اگر ویرانہ اور کھنڈر میں ہو تو وہ جس نے پایا ہے اس کا ہے۔

باب :- وہ چیز جو لقطہ کے حکم میں آتی ہے

(۴۰۶۵) سلیمان بن داؤد منقری نے حفص بن غیاث نخعی سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ مسلمانوں میں سے کسی کو چوروں میں سے ایک چور نے درھم یا کوئی دوسرے چیز سپرد کی اور چور بھی مسلمان ہے۔ کیا وہ اسے چور کو واپس کرے ؟ آپؑ نے فرمایا کہ وہ اس کو واپس نہ کرے بلکہ اگر ممکن ہو تو اس کے مالک کو واپس کرے ورنہ اپنے قبضہ میں رکھے یہ بمنزلہ لقطہ کے ہے جو اس نے پایا ہے اور لوگوں سے اس کی ایک سال تک شناخت کرائے اور اگر مالک مل جائے تو اس کے حوالے کرے ورنہ وہ اس کی طرف سے تصدق کر دے اور اب اس کے بعد اگر مالک آئے تو اس سے کہے کہ دو باتوں میں سے ایک بات اختیار کرے ثواب یا اپنا مال ؟ اگر وہ ثواب کو اختیار کرتا ہے تو اس کو ثواب ملے گا اور اگر مال اختیار کرتا ہے تو اس کو دیدو اور اس کا ثواب تمہارے لئے ہے۔

باب :- ھدیہ

(۴۰۶۶) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ توراۃ میں ہے کہ ہدیہ آنکھوں پر پردہ ڈال دیتا ہے (ہدیہ دینے والے کے عیوب سے چشم پوشی کی جاتی ہے)۔

(۴۰۶۷) نیز آنجناب علیہ السلام نے فرمایا کہ تم لوگ آپس میں ایک دوسرے کو ہدیہ پیش کرو اور آپس میں محبت بڑھاؤ۔

(۴۰۶۸) نیز آنجنابؑ نے فرمایا کہ ہدیہ دلوں سے کینہ اور بغض کو کھینچ کر نکال دیتا ہے۔

(۴۰۶۹) نیز آنجنابؑ نے فرمایا کہ حاجت پیش کرنے سے پہلے ہدیہ بہت اچھی چیز ہے۔

(۴۰۷۰) نیز رسول اللہ صلی علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ مجھے پائے کھانے کی دعوت دی جاتی ہے تو قبول کر لیتا ہوں اور اگر کوئی مجھے پائے حدیہ کرتا ہے تو اسے قبول کر لیتا ہوں۔

(۴۰۷۱) اور آنجناب علیہ السلام نے فرمایا کہ جس برتن میں ہدیہ آئے اس کو جلد ہی واپس کر دو تاکہ ہدیہ متواتر آتا رہے۔

(۴۰۷۲) اور آنجناب علیہ السلام کسی کی بھیجی ہوئی خوشبو اور شیرینی واپس نہیں کرتے تھے۔

(۴۰۷۳) اور حضرت علی علیہ السلام کے پاس ایک مرتبہ نو روز کا ہدیہ لایا گیا تو آپؑ نے پوچھا یہ کیا ہے ؟ لوگوں نے کہا یا امیر المومنینؑ آج نو روز ہے آپؑ نے فرمایا کہ پھر تو تم لوگ ہمارے لئے ہر روز کو نو روز بنا دو۔

(۴۰۷۴) روایت کی گئی ہے کہ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا کہ ہمارا نو روز ہر دن ہے۔

(۴۰۷۵) ثویر بن ابی فاختہ نے اپنے باپ سے انھوں نے حضرت علی علیہ السلام سے روایت کی ہے آپؑ نے فرمایا کہ کسریٰ نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس ہدیہ بھیجا تو آپؑ نے اس سے قبول فرمالیا اور قیصر نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس ہدیہ بھیجا آپؑ نے اس سے قبول فرمالیا اور مختلف سلاطین آپؑ کو ہدیہ بھیجتے اور آپؑ اسے قبول فرمالیا کرتے ۔

(۴۰۷۶) اور آنجناب علیہ السلام نے فرمایا اس کی عیادت کرو جو تمہاری عیادت نہیں کرتا اور اس کو ہدیہ بھیجو جو تمہیں ہدیہ نہیں بھیجتا۔

(۴۰۷۷) اور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ ہدیہ تین قسم کا ہوتا ہے ایک بدلے کا ہدیہ دوسرا کسی سے بنائے رکھنے کا ہدیہ تیسرے خالصاًلوجہ اللہ ہدیہ ۔

(۴۰۷۸) حسن بن محبوب نے ابراہیم کرخی سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا گیا کہ ایک شخص کے پاس بڑی جائیداد ہے مہرجان اور نو روز کے دن لوگ اسے کوئی چیز ہدیہ بھیجتے جو ان پر واجب تو نہیں ہے صرف اس کا تقرب حاصل کرنے کے لئے ۔آپؑ نے فرمایا کیا یہ لوگ نماز گزار نہیں ہیں ؟ میں نے عرض کیا جی ہاں (ہیں) ۔ فرمایا پھر اس کو چاہیئے کہ ان لوگوں کا ہدیہ قبول کرے اور اس کے بدلے میں ان لوگوں کو بھی ہدیہ دے ۔

(۴۰۷۹) نیز آنجناب علیہ السلام نے فرمایا کہ جب کسی کے پاس کھانے پینے کی چیز کا کوئی ہدیہ جیسے کوئی پھل وغیرہ بھیجا جائے اور اس کے پاس کچھ لوگ بیٹھے ہوئے ہوں تو وہ سب لوگ اس میں شریک ہیں ۔

(۴۰۸۰) عیسیٰ بن اعین سے روایت ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص نے ایک آدمی کو کوئی ہدیہ بھیجا محض اس امید پر کہ وہ اس کا بدلہ دیگا مگر اس نے اس کا بدلہ نہیں دیا یہاں تک کہ مرگیا۔اب بھیجنے والے کو وہی اپنا بھیجا ہوا ہدیہ نظر آیا تو کیا وہ اس کو واپس لے سکتا ہے ۔آپؑ نے فرمایا اس کے لینے میں کوئی حرج نہیں (بشرطیکہ وہ رشتہ دار نہ ہو) ۔

(۴۰۸۱) اسحاق بن عمّار سے روایت ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے آنجنابؑ سے عرض کیا کہ ایک مرد فقیر میرے پاس کچھ ہدیہ بھیجتا ہے اس امید پر کہ میں اپنے پاس سے اس کو کچھ دونگا لیکن میں نے اس کو لے لیا اور اسے کچھ نہیں دیا کیا یہ میرے لئے حلال ہے ؟آپؑ نے فرمایا ہاں یہ تمہارے لئے حلال ہے لیکن تم اس کو دینا نہ ترک کرو۔

(۴۰۸۲) محمد بن اسماعیل بن بزیع نے حضرت امام رضا علیہ السلام سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ آنجنابؑ سے ایک ایسے مسئلہ کے متعلق دریافت کیا جس کو مجھ سے محمد بن عبداللہ قمی اشعری نے خط لکھ کر دریافت کیا تھا اس میں پوچھا گیا تھا کہ میرے جائیدادیں اور قریے ہیں جن میں کئی آتشکدے ہیں جن کے لئے مجوسی لوگ گائے بھیڑیں اور دراھم بطور ہدیہ بھیجا کرتے ہیں کیا قریہ والوں کو جائز ہے کہ یہ ہدیہ لیں واضح ہو کہ ان آتشکدوں کے لئے مہتمم مقرر ہیں جو ان کا

اہتمام کرتے رہتے ہیں۔ تو حضرت امام ابوالحسن علیہ السلام نے فرمایا کہ اہل قریہ یہ ہدیہ لے لیں اس میں کوئی حرج نہیں۔

باب:۔ عاریت

(۴۰۸۳) اسحاق بن عمار نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے یا حضرت امام ابی ابراہیم علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ عاریت لی ہوئی چیز کی عاریت لینے والے کی کوئی ذمہ داری اور ضمانت نہیں جب تک کہ وہ اس کی ضمانت نہ کرے سوائے سونے اور چاندی کی چیزوں کے اس لئے کہ وہ اس کا ضامن ہے خواہ شرط کرے یا نہ کرے۔ نیز فرمایا کہ جب کوئی شے مالک کی اجازت کے بغیر عاریتاً لی جائے اور وہ ہلاک و تباہ ہو جائے تو عاریتاً لینے والا اس کا ضامن ہے۔

(۴۰۸۴) ابان نے محمد بن مسلم سے انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے آنجنابؑ سے عاریت کے متعلق دریافت کیا کہ ایک انسان عاریتاً کوئی شے لیتا ہے اور وہ ہلاک ہو جاتی ہے یا چرالی جاتی ہے آپؑ نے فرمایا کہ اگر وہ شخص امانتدار ہے تو اس کو یہ نقصان برداشت نہیں کرنا ہے۔

(۴۰۸۵) ابان نے حریز سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص نے کپڑے والوں سے کچھ کپڑے مستعار لئے پھر اس کی نیت خراب ہوئی اور اس نے ان کپڑوں کو رھن رکھدیا تو کپڑے والے اپنے کپڑوں کی طرف آئے۔ آپؑ نے فرمایا وہ اپنے کپڑے لے لیں گے۔

(۴۰۸۶) اور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صفوان بن امیہ جمحی سے ستر (۷۰) حطمیہ زرہیں مستعار مانگیں اور یہ قبل از اسلام کا زمانہ تھا تو اس نے کہا اے ابوالقاسم یہ غصب ہے یا عاریت ہے؟ آپؑ نے فرمایا نہیں عاریت برائے ادائیگی ہے تو پھر سنت جاری ہو گئی کہ جب شرط کرلی جائے تو وہ ادائیگی کے لئے ہے اور یہی صفوان بن امیہ اپنے اسلام لانے کے بعد ایک مرتبہ مسجد میں سو رہا تھا کہ اس کی چادر چوری ہو گئی اس نے چور کا پیچھا کیا اور اس سے چادر چھینی اور اسے پکڑ کر رسول اللہ صلی علیہ وآلہ وسلم کے سامنے پیش کیا اور اس پر دو عادل گواہ بھی پیش کئے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کا دایاں ہاتھ کاٹنے کا حکم صادر فرمایا صفوان نے عرض کیا یا رسول اللہ علیہ وآلہ وسلم میری ایک ردا کے لئے ہاتھ کاٹا جائے گا میں نے اس کو یہ ردا بخش دی آپؑ نے فرمایا یہی تم نے میرے سامنے پیش کرنے سے پہلے کیوں نہیں کردیا پھر آپؑ نے ہاتھ کٹوادیا۔ پس اس وقت سے حد میں یہ سنت جاری ہو گئی کہ جب امام (حاکم) کے سامنے مقدمہ پیش ہو جائے اور دو گواہ گزر جائیں پھر سزا معطل نہیں ہو گی قائم رہیگی۔

مصنف علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ جو شخص مسجد میں یا ان جگہوں میں چوری کرے جہاں بغیر اذن داخل ہوتے ہیں جیسے حمام و چکی اور سرائے تو اس کے ہاتھ نہیں کاٹے جائیں گے لیکن آنحضرتؐ نے جو اس کا ہاتھ کاٹا تو اس لئے کہ اس نے چادر چرائی اور اسے چھپالیا اور اس چھپانے کی وجہ سے آنحضرتؐ نے اس کا ہاتھ کاٹا اگر چھپایا نہ ہوتا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کو سزا دیتے ہاتھ نہ کاٹتے۔

باب :- ودیعت

(۴۰۸۷) حمّاد نے حلبی سے انھوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ ودیعت رکھنے والا اور جو اپنا مال ودیعت رکھواتا ہے دونوں امانتدار اور قابل بھروسہ ہونے چاہئیں۔

(۴۰۸۸) نیز راوی کا بیان ہے ایک ایسے شخص کے متعلق جس کو کسی نے اجرت پر ملازم رکھا اور اپنے مال و متاع پر بٹھا دیا تو اس نے چوری کرلی تو آپؑ نے فرمایا کہ وہ (تو صاحب مال کی طرف سے) امین بنا ہے (اور پھر امانت میں خیانت کی ہے)۔

(۴۰۸۹) محمد بن علی بن محبوب سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ ایک شخص نے حضرت امام فقیہ (امام جعفر صادق) علیہ السلام کو عریضہ لکھا اور دریافت کیا کہ ایک شخص نے ایک آدمی کو کوئی چیز بطور امانت سپرد کی اور کہا کہ اس کو اپنے گھر میں رکھنا یا نہیں کہا مگر اس آدمی نے اپنے پڑوسی کے گھر میں رکھدیا اور وہ وہاں سے ضائع ہوگئی۔ اس پر کیا واجب ہے جب اس کے کہنے کے خلاف (اس شے کو) اپنی ملکیت سے باہر کر دیا تھا تو جواب میں تحریر آئی کہ وہ ضامن ہے۔ ان شاء اللہ۔

(۴۰۹۰) ابن ابی عمیر نے حبیب خثعمی سے انھوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے ایک مرتبہ آنجنابؑ سے دریافت کیا کہ ایک شخص کے پاس کچھ رقم ودیعت رکھی ہوئی ہے اور وہ مالک کی اجازت کے بغیر اس میں سے کچھ لیتا ہے؟ آپؑ نے فرمایا کہ وہ اس میں سے نہ لے مگر یہ کہ اس کو پورا کرے۔

راوی کا بیان ہے کہ اس نے عرض کیا کہ جس کی امانت رکھی ہے اگر وہ مل جائے اور اس نے رقم پوری نہ کی ہو اور اس کا اقرار کرے کہ اتنی میرے پاس امانت ہے تو آپؑ کی نظر میں کیا ہے وہ اس رقم میں سے لے سکتا ہے؟ آپؑ نے فرمایا کہ ہاں۔

(۴۰۹۱) مسمع ابی سیّار سے روایت ہے کہ ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا کہ ایک شخص کو میں نے کچھ رقم بطور امانت رکھنے کو دی تھی مگر وہ اس سے مکر گیا اور اس پر حلف اٹھایا پھر دو سال کے بعد میرے پاس وہ رقم لے کر آیا جس کو میں نے بطور امانت اس کے سپرد کیا تھا اور بولا کہ لیجیئے یہ آپ کی رقم اور یہ چار ہزار

درھم اس کا نفع ہے ۔ آپ کی رقم کے ساتھ یہ نفع بھی آپ ہی کا ہے اور مجھے ادائیگی سے سبکدوش فرمائیں چنانچہ میں نے اپنی رقم تو لے لی مگر نفع کی رقم لینے سے انکار کیا ۔ اب میں نے اپنی امانت کی رقم اور نفع کی وہ رقم جس کے لینے سے میں نے انکار کیا ہے دونوں کو روک رکھا ہے تاکہ آپؑ کی رائے معلوم کرلوں ۔ لہذا آپؑ کی کیا رائے ہے ؟ آپ نے فرمایا نصف نفع تم لے لو اور نصف نفع اس کو دیدو اور اس کو سبکدوش کردو اس لئے کہ وہ شخص تائب ہوگیا ہے (و اللّٰہ یحب التوابین) (سورہ بقرہ آیت ۲۲۲) (اور اللہ توبہ کرنے والوں کو پسند کرتا ہے) ۔

(۴۰۹۲) اور اسحاق بن عمّار نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص نے ایک آدمی کے پاس ایک ہزار درھم رکھے اور وہ ضائع ہوگئے تو امانت رکھوانے والے نے کہا کہ وہ تو قرض دی تھی اور جس کے پاس امانت رکھی تھی اس نے کہا یہ رقم امانت تھی آپؑ نے فرمایا جب تک وہ اس کا ثبوت اور شاہد نہ پیش کرے کہ یہ رقم واقعی امانت تھی اس وقت تک یہ رقم اس پر واجب و لازم ہے ۔

مصنف علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ ہمارے مشائخ (اساتذہ) رضی اللہ عنہم کی رائے کہ اس میں ودیعت رکھنے والے کا قول قابل قبول ہے اس لئے کہ وہ امانت دار اور قابل بھروسہ ہے اس پر قسم بھی نہیں ہے ۔

(۴۰۹۳) ایک شخص نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا کہ میں نے اپنی رقم ایک شخص کے پاس امانت رکھی تھی اس نے اس میں خیانت کرلی اور اب وہ میرے مال سے انکار کرتا ہے ۔ آپؑ نے فرمایا کہ کسی امانت دار نے تمہاری رقم میں خیانت نہیں کی تم نے ایک خائن اور بے ایمان کو ایماندار سمجھا ۔

باب :- رھن

(۴۰۹۴) محمد بن ابی عمیر نے جمیل بن درّاج سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے ایک مرتبہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص نے ایک آدمی کی پاس کوئی چیز رھن رکھی اور وہ چیز ضائع ہوگئی ۔ آپؑ نے فرمایا کہ جس نے یہ مال اپنے پاس رکھا ہے یہ اسی کا مال شمار ہوگا ۔ اور مرتھن اس کی طرف اپنے مال کے لئے رجوع کرے گا ۔

(۴۰۹۵) اور اسماعیل بن مسلم کی روایت میں ہے جو انھوں نے حضرت جعفر بن محمد علیہما السلام اور انھوں نے اپنے پدر بزرگوار اور انھوں نے اپنے آبائے کرام علیہم السلام سے اور انھوں نے حضرت علی علیہ السلام سے روایت کی ہے آپؑ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ کوئی سواری اگر رھن رکھی ہوئی ہے تو اس کی پشت پر سواری کی جا سکتی ہے اور اس کا خرچ اور چارہ اور گھاس سوار ہونے والے کے ذمہ ہے اور دودھ دینے والا جانور اگر رھن رکھا ہوا ہے تو اس کا دودھ پیا جا سکتا ہے اور جو شخص اس کا دودھ پیئے اس کا خرچ چارہ ، گھاس وغیرہ اس کے ذمہ رہے گا ۔

(۴۰۹۶) صفوان بن یحییٰ نے اسحاق بن عمّار سے اور انھوں نے حضرت امام ابی ابراہیم علیہ السلام سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے ایک مرتبہ آنجنابؑ سے عرض کیا کہ ایک شخص ایک غلام کو رھن رکھتا ہے اور وہ یا کانا ہو جاتا ہے یا اس کے بدن میں کوئی نقص پیدا ہو جاتا ہے تو اس کا نقصان کون برداشت کرے گا؟ آپؑ نے فرمایا اس کا نقصان اس کا مالک برداشت کرے گا میں نے عرض کیا کہ مگر لوگ تو یہ کہتے ہیں کہ اگر تم نے کسی غلام کو رھن رکھا اور وہ بیمار ہو گیا یا اس کی آنکھ پھوٹ گئی اور اس کے بدن میں کوئی نقص آگیا تو رھن رکھنے والے شخص کی رقم میں سے اتنی رقم گھٹادی جائیگی جتنا اس غلام میں نقص آیا ہے آپؑ نے فرمایا تمہاری کیا رائے اگر یہ غلام کسی کو قتل کر دے تو اس کا خونبہا کس پر عائد ہوگا کہا کہ اس کا خونبہا تو غلام ہی کی گردن پر ہوگا (جس کو اس کا مالک ادا کرے گا)۔

(۴۰۹۷) حسن بن محبوب نے عبّاد بن صہیب سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا گیا کہ ایک شے ہے جو دو آدمیوں کے قبضہ میں ہے ایک دوسرے سے کہتا ہے کہ یہ میں نے تمہیں بطور امانت سپرد کیا ہے دوسرا کہتا ہے کہ یہ رھن ہے؟ آپؑ نے فرمایا کہ اس کی بات مانی جائے گی جو کہتا ہے کہ یہ میرے پاس رھن ہے جب تک دوسرا گواہوں کے ذریعہ یہ ثابت نہ کر دے کہ اس نے اس کو بطور امانت سپرد کیا ہے۔

(۴۰۹۸) حسن بن محبوب نے ابی ولّاد سے روایت کی ہے ان کا بیان کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص نے اپنی رقم دے کر کسی آدمی سے گھوڑا اور اونٹ رھن لیا کیا اس کو یہ حق ہے کہ ان دونوں پر سواری کرے آپؑ نے فرمایا اگر وہ ان دونوں کو چارہ کھلاتا ہے تو اس کو حق ہے کہ وہ ان دونوں پر سواری بھی کرے اور اگر ان دونوں کو چارہ وہ کھلاتا ہے جس نے ان دونوں کو اس کے پاس رھن رکھا ہے تو اس کو کوئی حق نہیں کہ ان دونوں پر سواری کرے۔

(۴۰۹۹) حسن بن محبوب نے ابراہیم کرخی سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص نے اپنی رقم سے کوئی زمین یا کوئی مکان رھن لیا جن کی پیداوار اور آمدنی کثیر ہے۔ آپؑ نے فرمایا کہ جس نے یہ زمین اور یہ مکان اپنی رقم سے رھن لیا ہے اس پر لازم ہے کہ وہ زمین کے مالک اور مکان کے مالک سے حساب کرے اور جو آمدنی اس نے اس سے حاصل کی ہے وہ اپنے قرض میں سے اس کے لئے گھٹادے۔

(۴۱۰۰) محمد بن حسان نے ابی عمران ارمنی سے انھوں نے عبداللہ بن حکم سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا ایک شخص مفلس (دیوالیہ) ہو گیا اور اس پر بہت سے لوگوں کا قرض ہے جن میں سے بعض سے تو اس نے کچھ رھن رکھ کر قرض لیا ہے اور بعض کے پاس کچھ رھن نہیں ہے۔ اور وہ شخص مر گیا اور اس کا مال اس کے پورے قرض کا احاطہ نہیں کرتا آپؑ نے فرمایا کہ اس نے تمام چیزیں جو رہن وغیرہ چھوڑی ہیں وہ قرض خواہوں پر بقدر حصہ تقسیم کر دی جائینگی۔

(۴۴۱) راوی کا بیان ہے کہ آنجناب سے دریافت کیا گیا کہ ایک شخص نے کسی آدمی کی پاس ایک چیز ایک ہزار درھم پر رھن رکھی جو دو ہزار کی قیمت کی تھی اور وہ ضائع ہو گئی؟ آپ نے فرمایا کہ جتنی رقم پر اس نے رھن رکھا تھا اس سے زائد رقم کے لئے وہ اس سے رجوع کرے گا۔ اور اگر جس رقم پر اس نے رھن رکھا تھا اس سے اس کی قیمت کم تھی تو اس کی کے لئے رھن کرنے والے کی طرف رجوع کرے گا اور جس رقم پر اس نے رھن رکھا ہے اس کی قیمت اس کے برابر ہے تو پھر اسی میں وضع ہو جائے گی۔

مصنف علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ یہ اس وقت ہے جب رھن شدہ چیز مرتہن (رہن لینے والے) کے ضائع کر دینے سے ضائع ہو جائے لیکن اگر اس کی حفاظت کے باوجود ضائع ہو جائے یا اس پر غالب آکر نکل بھاگے تو مرتھن (رھن لینے والا) اپنی رقم کے لئے راہن (رھن رکھنے والے) کی طرف رجوع کرے گا اور اس کی تصدیق ذیل کی حدیث سے ہوتی ہے۔

(۴۴۲) جس کی روایت کی ہے علی بن حکم نے ابان بن عثمان سے اور انھوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے کہ آپ نے رھن کے متعلق فرمایا کہ اگر رھن شدہ شے مرتہن کے پاس ضائع ہو جائے اس کے ہلاک کئے بغیر تو وہ راھن کی طرف رجوع کرے گا اور اپنا حق یعنی رقم اس سے لیگا۔

(۴۴۳) محمد بن قیس نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ اگر کوئی شخص ایسی زمین رھن رکھوائے جس میں پھل ہوں تو وہ پھل بھی اس کی رقم کے حساب میں جائیگا اور اس نے اس زمین میں جو کام کئے ہیں اور خرچ کیا اس کا بھی حساب ہوگا پس اگر اس کی رقم کا حساب پورا ہو گیا تو وہ اس زمین کو اس کے مالک کے حوالے کر دے۔

(۴۴۴) اسماعیل بن مسلم نے حضرت جعفر بن محمد علیہما السلام سے اور انھوں نے اپنے پدر بزرگوار علیہ السلام سے روایت کی ہے آپ نے فرمایا حضرت علی علیہ السلام نے ایک ایسے رھن کے متعلق ارشاد فرمایا جس میں راھن (رہن رکھنے والا) مرتہن (رہن لینے والا) میں اختلاف ہے راھن کہتا ہے کہ رھن اتنے پر رکھا گیا ہے اور مرتہن کہتا ہے کہ اتنے پر اور یہ اس رقم سے زائد ہے تو اب مرتہن کی بات سچ سمجھی جائے گی جب کہ وہ اس چیز کی قیمت کی حد میں ہو اس لئے کہ وہ امین ہے۔

(۴۴۵) صفوان بن یحیٰی نے اسحاق بن عمار سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے ایک مرتبہ حضرت امام ابوابراہیم علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص کے پاس کوئی چیز رھن رکھی ہے مگر اس کو یاد نہیں کہ وہ کس کی ہے۔ آپ نے فرمایا اس رھن میں تمہارا نفع ہوگا یا نقصان؟ میں نے عرض کیا نفع ہو یا نقصان مگر اس کا کروں کیا؟ آپ نے فرمایا کہ اگر اس میں نقصان ہے تو وہ زیادہ آسان ہے (اگر کم پر فروخت ہوتا ہے) تو بیچ دو اور جو تمہارا باقی رہتا ہے اس کا ثواب کماؤ۔ اور اگر اس میں نفع ہے (اور زائد پر بکتا ہے) تو یہ تمہارے لئے زیادہ شدید اور مشکل ہے اس کو فروخت کرو اپنی رقم لے کر جو بچ جائے اس کو محفوظ رکھو یہاں تک کہ ان کا مالک خود آجائے۔

مصنف علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ یہ اس وقت کی بات ہے جب رھن شدہ مال کے مالک کو نہ جانتا ہو اور اس کی تلاش بھی نہ کی ہو۔ لیکن جب وہ مالک کو جانتا ہے تو پھر اس کے لئے فروخت کرنا جائز نہیں اس کو آجانے دے۔ اور اس کے تصدیق ذیل کی حدیث سے ہوتی ہے۔

(۴۰۶) قاسم بن سلیمان نے عبید بن زرارہ سے اور انھوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے ایک شخص کے متعلق کہ جس نے کوئی چیز ایک وقت معینہ تک کے لئے رھن رکھی اور پھر غائب ہو گیا۔ تو کیا اس کے لئے کوئی مدت ہے (کہ اگر اس مدت میں نہ آئے تو) اس کی رھن شدہ چیز فروخت کر دی جائے؟ آپؑ نے فرمایا کہ نہیں یہاں تک کہ وہ آجائے۔

(۴۰۷) ابان نے عبید بن زرارہ سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ ایک شخص نے ایک آدمی کے پاس دو کنگن رھن کئے اس میں ایک جاتا رہا آپؑ نے فرمایا اب جو باقی ہے اس میں اپنے حق کے لئے رجوع کرے۔

(۴۰۸) نیز آپؑ نے ایک ایسے شخص کے متعلق فرمایا جس نے ایک آدمی کے پاس گھر رہن کر دیا وہ جل گیا یا منہدم ہو گیا آپؑ نے فرمایا کہ پھر اس کی رقم مکان کی زمین سے وصول ہو گی۔

(۴۰۹) نیز آنجناب علیہ السلام نے فرمایا ایک ایسے شخص کے متعلق جس نے اپنا غلام ایک آدمی کے پاس رہن رکھ دیا اور اس کو جذام ہو گیا یا اس نے اپنی کوئی ادنیٰ چیز اس کے پاس رھن رکھدی اور اس نے نہ پھیلایا نہ دیکھ بھال کی نہ اس کو جھاڑا اور اسے کیڑے کھا گئے تو کیا اس کی رقم میں سے اتنا گھٹ جائیگا جتنا کیڑوں نے کھایا ہے۔ آپؑ نے فرمایا نہیں۔

(۴۱۰) حمّاد نے حلبی سے اور انھوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے متعلق روایت کی ہے کہ اس نے کسی آدمی کے پاس کوئی چیز رھن رکھی تھی وہ تلف یا گم ہو گئی۔ آپؑ نے فرمایا وہ اپنے مال کے لئے اس پر دعویٰ کرے گا۔

(۴۱۱) محمد بن عیسیٰ بن عبید نے سلیمان بن حفص مروزی سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام ابوالحسن علیہ السلام کو ایک عریضہ لکھا کہ ایک شخص مرگیا اور اس پر لوگوں کا قرض ہے اور اس نے سوائے رہن کے اور کچھ نہیں چھوڑا جو ایک قرض خواہ کے پاس ہے جس کی قیمت بھی مرتہن کی رقم سے زیادہ نہیں ہے۔ کیا وہ اپنی رقم کے عوض وہ رھن شدہ چیز خود رکھ لے یا تمام قرض خواہ اس میں شریک ہونگے۔ تو آپؑ نے جواب میں تحریر فرمایا تمام قرض خواہ اس رھن شدہ چیز میں برابر کے شریک ہیں اور ان کے درمیان وہ چیز حسب حصہ تقسیم کر دی جائے۔ میں نے آنجناب علیہ السلام کو عریضہ لکھا کہ ایک شخص مرگیا اس کے بہت سے ورثا ہیں اتنے میں ایک آدمی آیا اور اس نے دعویٰ کیا کہ متوفی پر میری کچھ رقم باقی ہے اور اس کے پاس اس کی کوئی چیز رھن ہے۔ تو آپؑ نے جواب میں تحریر فرمایا کہ اگر

متوفی کے اوپر اس کی کچھ رقم ہے اور اس کے خلاف کوئی ثبوت وشاہد نہیں ہے تو اس کے قبضہ میں متوفی کی جو چیز ہے اس سے وہ اپنی رقم لے کر باقی وارثوں کو واپس کر دے گا اور چونکہ اس نے خود اقرار کیا ہے کہ متوفی کی کوئی چیز اس کے پاس ہے اس لیئے وہ چیز اس سے لے کر اس کے دعویٰ پر یا اس کے خلاف ثبوت ور شاہد طلب کیا جائے گا قسم کے بعد۔ اور اگر وہ ثبوت وشاہد نہ پیش کر سکے اور ورثہ انکار کریں تو اس کو حق ہے کہ وہ ان ورثا پر قسم دے اور وہ سب حلف سے کہیں کہ ان کو معلوم نہیں کہ ان کے متوفی پر اس کا کوئی حق ہے۔

(۴۱۱۲) فضالہ نے ابان سے اور انھوں نے ایک شخص سے اور اس نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ میں نے آنجنابؑ سے دریافت کیا کہ اگر کوئی حیوان، کوئی چوپایہ یا چاندی یا کوئی اور مال و متاع رہن ہو اور آگ لگنے یا چوروں سے اس کو گزند پہنچے، اس کا مال تباہ ہو جائے یا اس میں کوئی کمی آجائے مگر مرتھن (رہن لینے والے) کے پاس حادثہ کا کوئی ثبوت و شاہد نہ ہو تو رھن کا فیصلہ کیسے ہوگا؟ آپؑ نے فرمایا اگر مرتھن کا سارا مال چلا جائے کچھ باقی نہ رہے تو پھر اس پر کچھ نہیں ہے آپؑ نے (مزید) فرمایا کہ اگر مرتھن کہے کہ میرے مال کے درمیان سے یہ رھن جاتا رہا اور میرا مال بچ گیا تو اس کو سچ نہیں سمجھا جائیگا۔

(۴۱۱۳) احمد بن محمد بن ابی نصر بزنطی نے داؤد بن حصین سے انھوں نے ابو العباس فضل بن عبد الملک سے اور انھوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ میں نے آنجنابؑ سے دریافت کیا کہ ایک شخص کے پاس دو غلاموں میں سے ایک آخر کا غلام رھن تھا مگر ان دونوں میں سے ایک مر گیا تو کیا دوسرے میں اس کا حق ہے آپؑ نے فرمایا ہاں۔ میں نے عرض کیا کہ یا گھر تھا جو رھن تھا وہ جل گیا تو کیا زمین میں اس کا حق ہے؟ آپؑ نے فرمایا ہاں۔ میں نے عرض کیا یا سواری کے دو گھوڑے ہیں ایک ان دونوں میں سے مر گیا تو کیا دوسرے میں اس کا حق ہے؟ آپؑ نے فرمایا ہاں۔ میں نے عرض کیا کہ کوئی مال تھا جو عرصہ تک چھوڑ دینے کی وجہ سے تباہ ہو گیا یا کھانے کی کوئی شے تھی جو فاسد گئی یا ایک غلام تھا چیچک نکلنے کی وجہ سے اس کی آنکھیں جاتی رہیں یا کوئی کپڑا تھا جو تہہ کیا ہوا پڑا تھا اس کی دیکھ بھال نہیں کی گئی اس کو پھیلایا نہیں گیا یہاں تک کہ وہ تباہ ہو گیا۔ آپؑ نے فرمایا یہ سب ایک طرح کی چیزیں ہیں اس کا حق اس پر ہے۔

(۴۱۱۴) صفوان بن یحییٰ نے اسحاق بن عمار سے روایت کی ہے کہ میں نے ایک مرتبہ حضرت امام ابی ابراہیم علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص نے کوئی چیز ایک سو درھم پر رھن لی جس کی قیمت تین سو درھم تھی اور اس نے اس کو تباہ و ہلاک کر دیا کیا وہ اس کے مالک کو دو سو درھم واپس کرے؟ آپؑ نے فرمایا ہاں اس لیئے کہ اس نے ایسی چیز رھن لی تھی جس میں نفع تھا اور اس نے اس کو ضائع کر دیا۔ میں نے عرض کیا اور اگر رھن کا نصف حصہ تباہ ہوا ہو؟ آپؑ نے فرمایا اس کا حساب بھی اسی طرح ہوگا۔ میں نے عرض کیا کہ پھر وہ دونوں ایک دوسرے کو زائد واپس کریں گے آپؑ نے فرمایا ہاں۔

(۴۱۱۵) محمد بن قیس نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ حضرت امیر المومنین علیہ السلام نے رھن

کے متعلق یہ فیصلہ فرمایا کہ اگر رھن شدہ چیز مرتھن کی رقم سے زیادہ کی ہے اور وہ ہلاک و ضائع ہو گئی تو وہ زائد رھن کرنے والے کو ادا کرے گا اور اگر رھن شدہ چیز مرتہن کی رقم سے کم کی ہے اور وہ ہلاک ہو گئی تو رھن رکھنے والا مرتہن کی رقم میں جتنی کمی ہے اس کو ادا کرے گا اور اگر جتنے پر رھن ہے اس کی قیمت اس کے برابر ہے تو اس پر کچھ واجب الادا نہیں ہے۔

(۴۱۱۶) فضالہ نے ابان سے اور انھوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ جب راھن اور مرتھن دونوں آپس میں اختلاف کریں ایک کہے کہ ایک ہزار درھم پر رھن ہے دوسرا کہے کہ ایک سو درھم پر رھن ہے تو ایک ہزار والے سے ثبوت و شاہد طلب کیا جائے گا اگر اس کے پاس کوئی ثبوت و شاہد نہ ہو تو پھر ایک سو والا حلف اٹھا کر اپنا دعویٰ دہرائے گا اور اگر رھن شدہ مال کی قیمت اس سے کم یا زائد ہے جتنے پر وہ رھن رکھی گئی ہے اور دونوں آپس میں اختلاف کریں ایک کہے یہ رھن ہے دوسرا کہے کہ یہ ودیعت و امانت ہے تو ودیعت کہنے والے سے ثبوت و شہادت طلب کی جائے گی اگر اس کے پاس کوئی ثبوت و شہادت نہیں ہے تو پھر رہن کہنے والے سے حلف لیا جائیگا۔

(۴۱۱۷) صفوان بن یحییٰ نے اسحاق بن عمّار سے روایت کی ہے کہ ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام ابراھیم علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص کوئی غلام یا کوئی کپڑا یا کوئی زیور یا کوئی اور مال و متاع رھن کرتا ہے اور مرتہن سے کہتا ہے کہ تمہارے لئے اس کپڑے کا پہنا حلال ہے اسے پہنو اس مال و متاع سے نفع اٹھاؤ اس غلام سے خدمت لو۔ آپؑ نے فرمایا کہ جب اس نے حلال کر دیا تو وہ اس کے لئے حلال ہے مگر مجھے پسند نہیں کہ وہ ایسا کرے۔ میں نے عرض کیا کہ ایک شخص نے کوئی گھر رھن لیا اور اس گھر سے آمدنی ہے تو وہ آمدنی کس کی ہے؟ آپؑ نے فرمایا کہ گھر کے مالک کی۔ میں نے عرض کیا اور ایک شخص نے ایک صاف اور مزروعہ زمین رھن لی اور زمین والے نے کہا کہ اس میں تم کھیتی باڑی کر لو۔ آپؑ نے فرمایا یہ حلال ہے گھر کی طرح نہیں وہ اپنی رقم سے اس میں زراعت کر رہا ہے وہ حلال ہے جیسا کہ مالک نے اس کو حلال کیا ہے۔ وہ اپنی رقم سے زراعت کرتا ہے اور اسے آباد کرتا ہے۔

(۴۱۱۸) صفوان بن یحییٰ سے انہوں نے محمد بن رباح القلاء سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام ابوالحسن علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص ہے جس کا بھائی مرگیا اور اس نے ایک صندوق چھوڑا جس میں بہت سے رھن شدہ مال ہیں جن میں بعض پر مالک کا نام ہے اور یہ کتنے پر رھن ہے اور بعض ایسے ہیں کہ جن کا پتہ نہیں چلتا کہ کس کے ہیں اور کتنے پر رھن ہیں تو جس کا مالک معلوم نہیں ہے اس کے متعلق آپؑ کیا فرماتے ہیں۔ آپؑ نے فرمایا وہ ایسا ہے جیسے اس کا ہو۔

(۴۱۱۹) ابوالحسین محمد بن جعفر اسدی رضی اللہ عنہ نے موسیٰ بن عمران نخعی سے انھوں نے اپنے چچا حسین بن یزید نوفلی سے انھوں نے علی بن سالم سے انھوں نے اپنے باپ سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا اس حدیث کے متعلق جو روایت کی گئی ہے کہ جو شخص اپنے برادر مومن کے ساتھ (لین دین

میں) اس سے زیادہ رہن پر بھروسہ کرے وہ ہم میں سے نہیں ہے آپ نے فرمایا یہ اس وقت کے لئے ہے جب حق ظاہر ہو گا اور ہم اہلبیت میں سے قائم قیام کرے گا ۔ میں نے عرض کیا اور وہ حدیث جو روایت کی گئی ہے کہ کسی مومن سے مومن کا نفع لینا ربا اور سود ہے ۔ آپ نے فرمایا یہ بھی اس وقت کے لئے جب حق ظاہر ہو گا اور ہم اہلبیت کا قائم قیام کرے گا ۔ لیکن آج کل تو کوئی حرج نہیں اگر ایک مومن دوسرے مومن کو کچھ فروخت کرے اور اس پر نفع لے ۔

(۴۱۲۰) علاء نے محمد بن مسلم سے انھوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ ان کا بیان ہے کہ میں نے ایک مرتبہ آنجناب سے دریافت کیا کہ ایک شخص نے اپنی کنیز کو کسی کے پاس رھن رکھا کیا اب اس سے مجامعت کرنا اس کے لئے حلال ہے ؟ آپ نے فرمایا مگر وہ لوگ جنھوں نے اپنے یہاں اس کو رھن رکھا وہ اس کے اور اس کی کنیز کے درمیان حائل ہونگے میں نے عرض کیا کہ اگر تخلیہ میں اس کو ایسا موقع مل جائے رھن لینے والے اس کو نہ جان سکیں تو آپ کی نظر میں کیا ہے ؟ آپ نے فرمایا کہ ہاں میرے نظر میں اس میں کوئی حرج نہیں ہے ۔

باب :- شکار کئے ہوئے اور ذبح کئے ہوئے جانور

اللہ تعالیٰ کا اس سلسلے میں ارشاد ہے یسئلونک ماذا احل لھم قل احل لکم الطیبات و ماعلمتم من الجوارح مکلبین تعلمو نھن مما علمکم اللہ فکلو امما امسکن علیکم و اذکرو اسم اللہ علیہ (سورہ مائدہ آیت ۔ ۴) (اے رسول تم سے لوگ پوچھتے ہیں کہ کون کون سی چیزان کے لئے حلال کی گئی تم ان سے کہہ دو کہ تمہارے لئے پاکیزہ چیزیں حلال کی گئی ہیں اور وہ شکاری جانور جو تم نے شکار کے لئے سدھا رکھے ہیں اور جو طریقے خدا نے تم کو بتائے ہیں اس میں سے کچھ تم نے ان جانورں کو سکھایا ہو تو یہ شکاری جانور جس شکار کو تمہارے لئے پکڑے رکھیں اس کو بے تکلف کھاؤ اور جانور کو چھوڑتے وقت خدا کا نام لے لیا کرو ۔)

(۴۱۲۱) موسیٰ بن بکر نے زرارہ سے انھوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ نے شکاری کتے کے متعلق ارشاد فرمایا کہ جب اس کا مالک اللہ کا نام لے کر اس کو شکار کے لئے چھوڑے تو اس کو کھاؤ جس کو وہ گرفت میں لے اگرچہ وہ اس کو قتل کر دے اور اگرچہ وہ اس کو کھائے تو اس کے کھانے سے جو باقی بچے اسے تم کھاؤ ۔ اور اگر وہ کتا غیر تعلیم یافتہ ہے تو جس وقت تم اسکو روانہ کرو اسی وقت اس کو سکھا دو اور وہ جو شکار پکڑے اس کو کھاؤ اس لئے کہ وہ تعلیم یافتہ ہے اور ماسوا کتے کے جو شکار تیندوا اور شکرا یعنی شکاری پرندہ کرتا ہے اس کو جب تک تم پہنچ کر ذبح نہ کر لو نہ کھاؤ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے مکلبین (تعلیم یافتہ کتے) کہا ہے لہذا کتوں کے سوا کسی کا شکار ایسا نہیں جس کو کھایا جائے جب تک کہ اس تک پہنچ کر اس کو ذبح نہ کر لیا جائے ۔

(۴۱۲۲) اور ایک دوسری حدیث میں ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا ہر وہ شکار جس کو سکتے

نے کچھ کھالیا ہو تم کھاؤ خواہ اس نے اس میں سے دو تہائی کیوں نہ کھالیا ہو۔ تم کھالو خواہ کتے نے اس میں سے فقط ایک ٹکڑا کیوں نہ چھوڑا ہو۔

(۴۱۲۳) ہشام بن سالم نے سلیمان بن خالد سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک مجوسی کا کتا ایک مسلمان لیتا ہے اور جس وقت اس کو چھوڑتا ہے تو بسم اللہ کہتا ہے کیا وہ اس شکار کو کھائے جس کو اس نے پکڑا ہے؟ آپؑ نے فرمایا کہ ہاں اس لئے کہ وہ مکلب ہے اور اس پر بسم اللہ کہہ لیا گیا ہے۔

(۴۱۲۴) نضر بن سوید نے قاسم بن سلیمان سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک کتا شکاری کے ہاتھ سے زبردستی خود کو چھڑا کر بھاگا شکاری نے اس کو شکار پر نہیں بھیجا تھا مگر آگے بڑھ کر اس نے شکار پکڑ لیا اور جب تک شکاری پہونچے اس نے شکار کو قتل بھی کر دیا۔ کیا اس کا گوشت کھایا جائے گا۔ آپؑ نے فرمایا نہیں۔ جب وہ شکار کرے اور بسم اللہ کہہ لیا گیا ہو تو کھایا جائے۔ لیکن جب وہ شکار کرے اور بسم اللہ نہ کہا گیا ہو تو نہ کھایا جائے۔ وہ بھی (مماعلمتم من الجوارح مکلبین) کے ذیل میں آتا ہے۔

(۴۱۲۵) موسیٰ بن بکر نے زرارہ سے انھوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے آپؑ نے فرمایا کہ اگر کوئی شخص اپنے کتے کو شکار پر چھوڑے اور بسم اللہ اللہ اکبر کہنا بھول جائے تو وہ بھی بمنزلہ اس کے ہے جو ذبح کرے اور بسم اللہ اللہ اکبر کہنا بھول جائے اور اس طرح جب کوئی شکار پر تیر چلائے اور بسم اللہ اللہ اکبر کہنا بھول جائے۔

(۴۱۲۶) اور دوسری حدیث میں اس کا حکم یہ ہے کہ جب کھانے لگے تو بسم اللہ اللہ اکبر کہہ لے۔

(۴۱۲۷) حمّاد بن عیسیٰ نے حریز سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے تیر سے مارے ہوئے شکار کے متعلق دریافت کیا گیا کہ جب اس کا شکاری دوسرے دن اس کو پائے تو اس میں سے کھائے؟ آپؑ نے فرمایا کہ جب اس شکاری کو معلوم ہو کہ یہی وہ شکار ہے کہ جس کو اس نے تیر سے مارا ہے تو کھائے گا وہ بھی اس وقت جب اس نے تیر چلاتے وقت بسم اللہ کہہ دیا ہو۔

(۴۱۲۸) ابان نے عبدالرحمن بن ابی عبداللہ سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ جب کہ شکار جال یا پھندے سے پکڑا جائے اور وہ پھندا اس کے کسی حصہ کو کاٹ دے تو وہ حصہ مردار ہے اور اس کے جسم کا جتنا حصہ زندہ ملے اس کو ذبح کرو اور کھالو۔

(۴۱۲۹) ابان بن عثمان نے عیسیٰ قمی سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے ایک مرتبہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا کہ میں نے شکار پر تیر چلایا مگر مجھے یاد نہیں کہ میں نے بسم اللہ کہا تھا یا نہیں؟ آپؑ نے فرمایا اس کو کھاؤ کوئی حرج نہیں۔ میں نے عرض کیا میں نے تیر چلایا تو شکار غائب ہو گیا پھر میں نے اپنے تیر کو شکار کے جسم میں

پیوست پایا۔آپؑ نے فرمایا جس کو کسی درندے نے نہ کھایا ہو اسے کھاؤ اور جسے کسی درندے نے کھایا ہو اسے نہ کھاؤ۔

(۴۱۳۰) اور آنجناب علیہ السلام سے محمد بن علی حلبیؒ نے ایسے شکار کے متعلق پوچھا جسے کسی نے تلوار سے مار کر شکار کیا ہو یا اپنے نیزے سے مار کر شکار کیا ہو یا اپنے تیر سے اور اس کو قتل کر دیا ہو اور جب ایسا کیا ہو تو بسم اللہ کہہ دیا ہو؟ آپؑ نے فرمایا اسے کھالو کوئی حرج نہیں ہے۔

(۴۱۳۱) ابن مسکان نے حلبی سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے ایک مرتبہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شکار کو ایک شخص نے تیر مارا مگر اس کا پیکان یعنی لوہے کی نوک اس کو نہیں لگی بلکہ تیر کا درمیانی حصہ اس کو لگا اور وہ قتل ہو گیا۔آپؑ نے فرمایا جو تیر اس کو لگا ہے اگر وہ اسی سے قتل ہوا ہے اور اس کو لگتے دیکھا گیا ہے تو وہ اس کو کھائے۔

(۴۱۳۲) اور زرارہ نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا وہ فرماتے تھے کہ وہ شکار جو معراض (ایک قسم کا تیر جس کے دونوں سرے پتلے اور درمیان میں موٹا ہوتا ہے) سے قتل ہوا ہے تو اس کے کھانے میں کوئی حرج نہیں جب کہ وہ اسی کے لئے بنایا گیا ہے۔

(۴۱۳۳) اور حمّاد کی روایت ہے جو انھوں نے حلبی سے اور انھوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے کی ہے کہ آپؑ سے دریافت کیا گیا اس شکار کے متعلق جو معراض سے پکڑ گیا تو آپؑ نے فرمایا اگر اس کے پاس سوائے معراض کے اور کوئی تیر نہ تھا اور اللہ کا نام اس پر لے لیا تھا جسے شکار کیا ہے اسے کھائے اور اگر اس کے پاس معراض کے علاوہ کوئی اور تیر بھی تھا تو نہیں۔

(۴۱۳۴) اور امیر المومنین علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کرتے تھے کہ اگر اس کا یہی اسلحہ ہے جس کو وہ پھینکتا ہے تو کوئی حرج نہیں۔

(۴۱۳۵) اور دوسری حدیث میں ہے کہ اگر وہی اس کا تیر ہے تو کوئی حرج نہیں ہے۔

(۴۱۳۶) نیز روایت کی گئی ہے کہ اگر وہ تیر شکار کے بدن کو پھاڑ دے تو کھائے اور نہ پھاڑے تو نہ کھائے۔

(۴۱۳۷) اور حضرت علی علیہ السلام نے ایک ایسے شخص کے متعلق فرمایا جس کے پاس تیر ہے مگر اس میں لوہا نہیں ہے وہ ایک پوری کی پوری تراشیدہ شاخ ہے اس نے اس کو پھینکا تو وہ طائر کے درمیانی حصہ پر پڑا اور وہ قتل ہو گیا۔ تو اگر اس سے خون نہ بھی نکلے اور اس کو تیر سمجھا جاتا ہو تو اگر اس پر بسم اللہ کہہ دیا گیا تھا تو کھایا جاسکتا ہے۔

(۴۱۳۸) حمّاد بن عثمان نے حلبی سے اور حمّاد بن عیسیٰ نے حریز سے انھوں نے حضرت امام جعفر صادق عیہ اسلام سے روایت کی ہے کہ آنجنابؑ سے دریافت کیا گیا کہ پتھر یا بندوق سے مارا ہو شکار کھایا جا سکتا ہے۔آپؑ نے فرمایا کہ نہیں۔

(۴۱۳۹) اور امیر المومنین علیہ السلام نے ایک ایسے شکار کے متعلق فرمایا جس میں تیر پیوست ہے اور مرا ہوا ہے۔ نہیں

معلوم کہ اس کو کس نے مارا ہے۔آپؑ نے فرمایا تم لوگ اس کو نہ کھاؤ۔

نیز فرمایا کہ جو شخص کسی اسلحہ سے بسم اللہ کہہ کر کسی شکار کو زخمی کر دے اور وہ شکار ایک رات یا دو رات کہیں پڑا رہ جائے اور کسی درندے نے اس کو نہ کھایا ہوا اور علم ہو کہ اسی کے اسلحہ سے یہ شکار قتل ہوا ہے تو اگر چاہے تو اسے کھائے۔

(۴۱۴۰) اور آنجنابؑ نے پہاڑی بکرے کے متعلق فرمایا اگر کوئی شخص پہاڑی بکرے کا شکار کرے اور لوگ ٹکڑے ٹکڑے کرنے لگیں اور شکار کرنے والا اسے منع کرتا رہے تو کیا اس کے لئے نہی ہے؟ آپؑ نے فرمایا اس کے متعلق کوئی نہی نہیں اور نہ اس میں کوئی حرج ہے۔

(۴۱۴۱) ابان نے محمد حلبی سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے آنجنابؑ سے دریافت کیا کہ ایک شخص نے کسی شکار پر تیر چلایا اور اس کو پچھاڑ دیا اتنے میں کچھ لوگ دوڑے اور جلدی سے اس کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا۔آپؑ نے فرمایا اسے کھاؤ۔

(۴۱۴۲) مفضل بن صالح نے ابان بن تغلب سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے ایک مرتبہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا ہے وہ فرما رہے تھے کہ میرے پدر بزرگوار علیہ السلام دور بنی امیہ میں یہ فتویٰ دیا کرتے تھے کہ باز اور شکرا جس شکار کو قتل کر دے اس کا کھانا حلال ہے آپؑ ان لوگوں سے ڈرتے اور تقیہ کرتے تھے مگر میں ان لوگوں سے نہ ڈرتا ہوں اور نہ تقیہ کرتا ہوں باز اور شکرا جس شکار کو مار ڈالے اور قتل کر دے وہ حرام ہے۔

(۴۱۴۳) ابو بصیر نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا اگر تم کسی باز یا شکرے یا عقاب کو کسی چڑیا پر شکار کے لئے چھوڑو اور وہ پہنچ کر اس کو زخمی کر دے تو جب تک تم اس چڑیا کو ذبح نہ کر لو نہ کھاؤ۔

(۴۱۴۴) نیز آپؑ نے فرمایا اگر تم نے اپنے کتے کو کسی شکار پر چھوڑا اور اس نے اس کو پکڑ لیا اور تمہارے پاس کوئی اور لوہے کی چھری وغیرہ نہیں ہے کہ اس سے ذبح کرو تو کتے ہی کو چھوڑ دو کہ اس کو قتل کر ڈالے پھر تم اس میں سے کھاؤ۔

اور اگر تم اپنے کتے کو کسی شکار پر چھوڑو اور دوسرا کتا اس میں شریک ہو جائے تو جب تک پہونچ کر اس کو ذبح نہ کر لو نہ کھاؤ اور اگر کوئی شکار پہاڑ پر ہے اور تم نے اس کو تیر مارا اور وہ وہاں سے گرا اور مر گیا تو اسے نہ کھاؤ۔اور اگر تم نے تیر مارا اور تمہارا تیر اس کو لگا اور وہ پانی میں گر پڑا اور مر گیا تو اگر اس کا سر پانی سے باہر ہے تو اس کو کھاؤ اور اس کا سر پانی کے اندر ہے تو اسے نہ کھاؤ۔

اور اگر کوئی طائر اپنی پرواز کا مالک ہے (پر بندھے نہیں ہے) تو جو اس کو پکڑے وہ اس کا ہے ورنہ وہ لوگوں کو دکھائے جس کا ہے اس کو دے دے۔

(۴۱۴۵) اور امیرالمومنین علیہ السلام نے شہروں میں کبوتر کے شکار کو منع فرمایا ہے۔اور پہاڑوں پر یا کنووں یا جھاڑیوں میں چڑیوں کے بچوں کو ان کے گھونسلوں سے پکڑنا جائز نہیں ہے جب تک وہ چلنے پھرنے نہ لگیں۔

(۴۱۴۶) ابن ابی عمیر نے علی بن رناب سے انھوں نے زرارہ بن اعین سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ خدا کی قسم میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کے مثل کسی کو نہیں دیکھا ایک مرتبہ میں نے ان سے عرض کیا کہ اللہ تعالیٰ آپؑ کا بھلا کرے یہ بتائیں کہ چڑیوں میں سے کونسی چڑیا کھائی جائے ؟ آپؑ نے فرمایا کہ ہر وہ چڑیا جو پروں کو پھڑ پھڑا کر اڑے لیکن وہ نہ کھاؤ جو پروں کو پھیلائے ہوئے اڑے۔ میں نے عرض کیا کہ اور انڈے جو جھاڑیوں میں ملتے ہیں۔ آپؑ نے فرمایا ہر وہ انڈا جس کے دونوں اطراف برابر ہوں نہ کھاؤ (ہاں) وہ کھاؤ جس کے دونوں اطراف مختلف ہوں میں نے عرض کیا کہ اور آبی پرندے ؟ آپؑ نے فرمایا اس میں وہ پرندہ کھاؤ جس کے سنگدانہ ہوتا ہے۔ اور جس کے سنگدانہ نہیں ہو اسے نہ کھاؤ۔

اور ایک دوسری حدیث میں ہے کہ اگر کوئی پرندہ ایسا ہو کہ جو صف و دف (پر پھیلا کر اڑنا اور پر پھڑپھڑا کر اڑنا) دونوں کرتا ہو تو اگر اس کا دف (پر پھڑ پھڑا کر اڑنا) اس کے صف (پر پھیلا کر اڑنا) سے زیادہ ہو تو اسے کھاؤ اور اگر اس کا صف (پر پھیلا کر اڑنا) اس کے دف (پر پھڑ پھڑا کر اڑنا) سے زیادہ ہو تو نہ کھاؤ اور آبی پرندہ وہ کھاؤ جس کے سنگدانہ یا جس کے پاؤں کے اندرونی طرف خار ہو (جیسے انگوٹھا) اور وہ نہ کھاؤ جس کے سنگدانہ یا خار نہیں ہوتا۔

(۴۱۴۷) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ درندوں میں جن کے دانت نکیلے ہوں اور پرندوں میں جن کے پنجے ہوں وہ حرام ہیں۔

(۴۱۴۸) صفوان بن یحییٰ نے محمد بن حارث سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے ایک مرتبہ حضرت امام ابوالحسن علیہ السلام سے آبی پرندوں کے متعلق دریافت کیا جو مچھلیاں کھاتے ہیں کیا وہ حلال ہیں ؟ آپؑ نے فرمایا کوئی حرج نہیں کھاؤ۔

(۴۱۴۹) اور کردین مسمعی نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے حباری پرندے جس کو فارسی میں ھوبرہ کہتے ہیں کے متعلق دریافت کیا تو آپؑ نے فرمایا کہ میں چاہتا ہوں کہ اگر وہ میرے پاس ہو تو میں اسے اتنا کھاؤں کہ پیٹ بھر جائے۔

(۴۱۵۰) اور زکریا بن آدم نے حضرت امام ابوالحسن علیہ السلام سے مرغابی کے متعلق دریافت کیا تو آپؑ نے فرمایا کہ اگر وہ گوہ غلیظ کے ماسوا کوئی اور چیز چگتی ہے تو اس کے کھانے میں کوئی حرج نہیں۔

(۴۱۵۱) اور عبداللہ ابن سنان نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے آبی پرندوں کے انڈوں کے متعلق دریافت کیا تو آپؑ نے فرمایا جو مرغی کے انڈوں کی ساخت کے مانند ہوں انہیں کھاؤ۔

(۴۱۵۲) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ ہر وہ مچھلی جس کے فلس یعنی چھلکا ہو اسے کھاؤ اور جس کے چھلکا نہ ہو اسے نہ کھاؤ۔

(۴۱۵۳) حمّاد نے ابی ایّوب سے روایت کی ہے انھوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص نے ایک مچھلی شکار کی اس کو دھاگے میں باندھا اور پانی میں چھوڑ دیا وہ پانی میں مر گئی اسے کھایا جائے۔ فرمایا نہیں۔

(۴۱۵۴) عبدالرحمن بن سیابہ نے آنجنابؑ سے مچھلی کے متعلق دریافت کیا کہ مچھلی کا شکار کیا جائے پھر اس کو کسی چیز میں رکھ کر دوبارہ پانی میں ڈالا جائے اور وہ اس میں مرجائے۔ آپؑ نے فرمایا اسے نہ کھایا جائے اس لئے کہ وہ اس میں مری ہے جس میں اس کی حیات تھی۔

(۴۱۵۵) ابان نے زرارہ سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے آنجنابؑ سے عرض کیا کہ ایک مچھلی پانی سے بلند ہوئی اور اچھل کر خشکی پر آگری تڑپنے لگی پھر مر گئی میں اس کو کھاؤں۔ فرمایا ہاں۔

(۴۱۵۶) قاسم بن برید نے محمد بن مسلم سے اور انھوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک آدمی نے پانی میں جال ڈالا پھر اپنے گھر واپس آگیا اور جال کو اسی طرح پڑا رہنے دیا پھر کچھ دیر بعد آیا تو اس میں مچھلیاں تھیں جو قریب قریب مردہ ہو رہی تھی۔ آپؑ نے فرمایا یہ تو اس کے ہاتھوں ہوئی ہیں لہذا جو اس میں ہیں ان کے کھانے میں کوئی حرج نہیں۔

(۴۱۵۷) اور ابو الصباح کنانی نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ان مچھلیوں کے متعلق دریافت کیا کہ جنہیں مجوسیوں نے شکار کیا ہے۔ آپؑ نے فرمایا کہ کوئی حرج نہیں شکار کی ہوئی مچھلیاں لی جاسکتی ہیں (اس میں مسلمان ہونے کی قید نہیں)۔

(۴۱۵۸) اور عبداللہ بن سنان نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے آپؑ نے فرمایا کہ مجوسیوں سے سرکہ کی چٹنی لینے میں کوئی حرج نہیں اور کوئی حرج نہیں ان کی شکار کی ہوئی مچھلیاں لینے میں۔

(۴۱۵۹) راوی کا بیان ہے کہ میں نے آنجناب علیہ السلام سے سرکنڈوں کی باڑ کے متعلق دریافت کیا جو پانی میں مچھلیوں کے لئے بنائی جاتی ہے اس میں مچھلیاں داخل ہوتی ہیں اور اس میں سے بعض مرجاتی ہیں۔ آپؑ نے فرمایا کوئی حرج نہیں۔

(۴۱۶۰) اور حلبی نے آنجنابؑ سے مچھلیوں کے شکار کے متعلق دریافت کیا کہ اگر بسم اللہ و اللہ اکبر نہ کہا گیا ہو؟ آپؑ نے فرمایا کوئی حرج نہیں۔

(۴۱۶۱) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ بام مچھلی۔ مارماہی۔ زمیر مچھلی اور طافی نہ کھاؤ اور طافی وہ مچھلی ہے جو پانی میں مرنے کے بعد سطح پر چکر کھاتی رہتی ہے۔

اور اگر تم کوئی مچھلی پاؤ اور یہ نہ معلوم ہو کہ مذکی ہے یا غیر مذکی (پانی کے باہر مری ہے یا پانی کے اندر اور اس کا مذکی

ہونا یہ ہے کہ وہ پانی سے زندہ نکالی جائے۔ تو حقیقت معلوم کرنے کے لئے) پانی میں ڈال دو اگر وہ پانی کی سطح پر چت تیرے تو وہ غیر مذکی ہے (پانی میں مری ہے) اور اگر وہ پٹ تیرے تو سمجھ لو کہ مذکی ہے یعنی پانی سے باہر مری ہے۔
اور اسی طرح اگر تم کہیں سے گوشت کا ٹکڑا پاؤ اور معلوم نہ ہو کہ یہ ذبح شدہ جانور کا گوشت ہے یا مردہ جانور کا تو اس میں سے ایک ٹکڑا آگ میں ڈال دو اگر وہ سمٹ جاتا ہے تو ذبح شدہ جانور کا ہے اور اگر ڈھیلا ہو کر پھیل جاتا ہے تو مردہ جانور کا ہے۔
(۴۱۶۲) اور ایک ایسے شخص کے بارے میں روایت کی گئی ہے جو ایک مچھلی پائے اور اسے یہ نہ معلوم ہو کہ یہ کھانے والی ہے یا نہیں تو وہ اس کی دم کی جڑ کو شق کرے اگر سبزی مائل ہے تو کھانے والی چیز نہیں ہے اور اگر سرخی مائل ہے تو وہ کھانے کی ہے۔

باب :- جانوروں کو کس چیز سے ذبح کرنا چاہیئے

(۴۱۶۳) صفوان بن یحییٰ نے عبدالرحمن بن حجّاج سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام ابوابراہیم علیہ السلام سے پتھر کے تیز دھار آلے (مروت) بانس اور لکڑی کے متعلق دریافت کیا کہ جب انسان کو چھری نہیں ملتی تو ان سے ذبح کرتا ہے آپؑ نے فرمایا اگر گردن کی رگیں کٹ جائیں تو کوئی حرج نہیں ہے۔
(۴۱۶۴) ابن مغیرہ نے عبداللہ بن سنان سے انھوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہی کہ آپؑ نے فرمایا۔ اگر لوہے کی چھری میسر نہ ہو اور تیز دھار کے آلے سے ذبح کیا گیا ہو تو اس کے کھانے میں تمہارے لئے کوئی حرج نہیں۔
(۴۱۶۵) فضل اور عبدالرحمن بن ابی عبداللہ نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ ایک مرتبہ کچھ لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ ہماری ایک گائے ہم لوگوں پر غالب آگئی تھی اور ہم لوگوں کو مشکل میں ڈال دیا تھا تو ہم لوگوں نے اس کو تلوار سے مارا تو آنجنابؐ نے ان کو کھانے کا حکم دیا۔
(۴۱۶۶) صفوان بن یحییٰ نے عیص بن قاسم سے انھوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ ایک مرتبہ ایک سانڈ شہر کوفہ میں گھس آیا تو لوگ اپنی تلوار لے کر دوڑے اور اسے مارا اور امیرالمومنین علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپؑ سے دریافت کیا تو آپؑ نے فرمایا فوراً ذبح کر لو اس کا گوشت حلال ہے۔
(۴۱۶۷) ابان نے زرارہ سے اور انھوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں

نے آنجنابؑ سے ایک اونٹ کے متعلق دریافت کیا جو ایک کنویں میں گر گیا تو اس کو دم کی طرف سے ذبح کیا گیا آپؑ نے فرمایا اگر بسم اللہ کہہ کر ذبح کیا گیا ہے تو کوئی حرج نہیں ہے۔

(۴۱۶۸) عمر بن اذنیہ نے فضیل سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے آنجنابؑ سے دریافت کیا کہ ایک شخص نے ذبح کیا تو اس کی چھری آگے بڑھ گئی اور سر ہی کٹ گیا آپؑ نے فرمایا وہ ذبح شدہ ہے اس کے کھانے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

(۴۱۶۹) حریز کی روایت میں جو محمد بن مسلم سے ہے اور انھوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ (ذبح میں) خون نکلے تو کھاؤ۔

(۴۱۷۰) اور سماعہ کی روایت میں جو حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ہے کہ جب خون بہہ جائے تو (کھانے میں) کوئی حرج نہیں۔

(۴۱۷۱) اور ابو بصیر نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا کہ ایک بکری ہے جو ذبح کی جارہی ہے مگر کوئی حرکت نہیں کرتی اس میں گہرا سرخ رنگ کا خون نکل رہا ہے۔ آپؑ نے فرمایا اسے نہ کھاؤ حضرت علی علیہ السلام کا ارشاد ہے کہ وہ پاؤں رگڑے یا آنکھوں کو گردش دے تب کھاؤ۔

(۴۱۷۲) حماد نے حلبی سے انھوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آنجنابؑ سے دریافت کیا گیا کہ ایک شخص نے ایک پرندہ ذبح کیا اور اس کا سر کٹ گیا کیا اس کا گوشت کھایا جائے؟ آپؑ نے فرمایا ہاں مگر عمداً سر نہ کاٹے۔

(۴۱۷۳) علی بن ابی حمزہ نے ابی بصیر سے اور انھوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ تم لوگ درندوں کا مارا ہوا شکار ہرگز نہ کھاؤ اور نہ لاٹھی سے اور نہ پتھر سے مارا ہوا اور نہ گلا گھونٹ کر مارا ہوا اور نہ بلندی سے گرا ہوا اور نہ کنویں وغیرہ میں گر کر مرا ہوا اور نہ اس جانور کا گوشت جسے کسی دوسرے جانور نے سینگ مار کر گرا دیا ہو سوائے اس وقت کہ جب تم اس وقت پہنچ جاؤ جب وہ زندہ ہو اور تم خود اس کو ذبح کرو۔

(۴۱۷۴) ابان نے محمد بن مسلم سے انھوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے ایک ایسی ذبیحہ کے متعلق فرمایا جو ذبح کی جاتی ہے اور اس کے پیٹ میں بچہ ہے تو آپؑ نے فرمایا اگر بچہ تام الخلقت تو اس کو کھاؤ اس لئے کہ اس کی ماں کا ذبح ہونا ہی اس کا ذبح ہونا ہے اور بچہ تام الخلقت نہیں ہے تو اسے نہ کھاؤ۔

(۴۱۷۵) عمر بن اذنیہ نے محمد بن مسلم سے اور انہوں نے دونوں ائمہ علیہ السلام میں سے کسی ایک سے روایت کی ہے راوی کا بیان ہے کہ میں نے آنجنابؑ سے مندرجہ ذیل قول خدا کے متعلق دریافت کیا احلت لکم بھیمۃ الانعام

(سورہ مائدہ آیت نمبر ۱) (حلال ہوئے تمہارے لئے چوپائے مویشی) آپ نے فرمایا اس سے مراد جانوروں کے پیٹ کا بچہ ہے جب اس کے بال نکل آئے ہوں تو اس کی ماں کا ذبح ہونا ہی اس کا ذبح ہونا ہے۔

(۴۱۷۶) کابلی نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ ایک شخص نے آنجنابؑ سے دنبہ کی چکتی کاٹنے کے متعلق سوال کیا تو آپؑ نے فرمایا اگر مال کی اصلاح اور درستی کے لئے ہے تو کوئی حرج نہیں ۔ پھر آپؑ نے فرمایا کہ کتاب علی علیہ السلام میں تحریر ہے کہ جو چیز اس سے کاٹ کر جدا کی جائے وہ مردار ہے اس سے نفع حاصل نہیں کیا جائے گا۔

(۴۱۷۷) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ جو جانور نحر کرنے کا ہے اگر اس کو ذبح کر دیا جائے تو حرام ہو جائیگا اور جو جانور ذبح کرنے کا ہے اگر اس کو نحر کر دیا جائے تو حرام ہو جائے گا۔

(۴۱۷۸) صفوان بن یحییٰ سے روایت کی ہے کہ مرزبان نے حضرت امام ابوالحسن علیہ السلام سے دریافت کیا ولدالزنا کے ذبیحہ کے متعلق جب کہ ہم لوگ جانتے ہیں کہ یہ واقعی ولدالزنا ہے آپؑ نے فرمایا کوئی حرج نہیں ۔ اور عورت اور نابالغ بچہ (ذبح کر سکتا ہے) جب کہ مجبوری ہو۔

(۴۱۷۹) اور حلبی نے آنجناب علیہ السلام سے مرجی اور حروری کے ذبح کے متعلق دریافت کیا کہ (مرجی ایک فرقہ ہے جس کا کہ یہ اعتقاد ہے کہ جس طرح کفر کے ساتھ کوئی عبادت قبول نہیں اسی طرح ایمان کے ساتھ کوئی گناہ ضرر نہیں پہنچائے گا اور حرور یہ خارجیوں کا ایک فرقہ ہے)آپؑ نے فرمایا کہ ان کا کھاؤ اور انہیں کھلاؤ جب تک کہ جو ہونا ہے وہ ہو جائے۔

(۴۱۸۰) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ یہودیوں ، نصرانیوں ، مجوسیوں اور تمام مخالفین کا ذبیحہ نہ کھاؤ جب تک کہ تم یہ نہ سن لو کہ اس نے ذبح کرتے وقت اللہ کا نام لیا ہے۔ اور کتاب علی علیہ السلام میں مرقوم ہے کہ مجوسی ، نصرانی اور نصاریٰ عرب قربانی کے جانور ذبح نہ کریں۔ نیز فرمایا کہ اگر وہ اللہ کا نام لے کر ذبح کریں تو بھی ان کا ذبیحہ نہ کھاؤ۔

(۴۱۸۱) اور عبدالملک بن عمرو کی روایت میں ہے جو انھوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے کی ہے راوی کا بیان ہے کہ میں نے آنجنابؑ سے عرض کیا کہ آپؑ نصاریٰ کے ذبیحوں کے متعلق کیا فرماتے ہیں ؟ آپؑ نے فرمایا کوئی حرج نہیں ہے میں نے عرض کیا کہ وہ لوگ تو اپنے ذبیحوں پر مسیح کا نام لیتے ہیں آپؑ نے فرمایا وہ لوگ مسیح سے اللہ تعالیٰ مراد لیتے ہیں۔

(۴۱۸۲) ابو بکر حضرمی نے ورد بن زید سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا مجھ سے کوئی حدیث بیان فرمائیں اور اسے بول دیں کہ میں لکھ لوں ۔ آپؑ نے فرمایا

اے اہل کوفہ تم لوگوں کا حافظہ کہاں گیا میں نے عرض کیا کہ اس لئے کہ کوئی میری بات کو رد نہ کرے۔ اچھا آپؑ نے ایک مجوسی کے متعلق کیا فرماتے ہیں جو بسم اللہ کہے اور ذبح کرے آپؑ نے فرمایا اسے کھاؤ۔ میں نے عرض کیا کہ ایک مسلمان کے متعلق کیا فرماتے ہیں جو ذبح کرے اور بسم اللہ نہ کہے؟ آپؑ نے فرمایا اسے نہ کھاؤ۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ فکلوا مما ذکر اسم اللّٰہ علیہ (سورۃ انعام آیت نمبر ۱۱۹) (تو جس ذبیحہ پر بوقت ذبح اللہ کا نام لیا گیا ہے اس کو کھاؤ) اور فرماتا ہے لا تاکلوا مما ذکر اسم اللّٰہ علیہ (سورۃ انعام آیت ۱۲۰) (جس ذبح پر اللہ کا نام نہیں لیا گیا اس میں سے مت کھاؤ)۔

(۴۱۸۳) اور حسین احمسی نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا وہ اسم ہے کہ سوائے مسلم کے اور کوئی اس پر ایمان نہیں رکھتا۔

(۴۱۸۴) اور حسین بن مختار نے حسین بن عبیداللہ سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا کہ ہم لوگ پہاڑوں پر رہتے ہیں اور غیر مسلم چرواہوں کو بھیڑ بکریوں کی طرف بھیجتے ہیں تو کبھی کبھی ایسا ہوتا ہے کہ جب کوئی بکری مرنے والی ہوتی ہے یا اسے کوئی گزند پہنچتا ہے تو وہ لوگ اسے ذبح کر دیتے ہیں تو کیا ہم لوگ اس کو کھائیں؟ آپؑ نے فرمایا نہیں، بے شک ذبیحہ تو وہ ہے کہ اس پر مسلمانوں کے علاوہ کوئی ایمان نہیں رکھتا۔

(۴۱۸۵) فضیل و زرارہ اور محمد بن مسلم سے روایت کی ہے کہ ان لوگوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے بازاروں میں سے گوشت خریدنے کے متعلق دریافت کیا کہ جب یہ نہیں معلوم کہ قصاب لوگ کیا کرتے ہیں؟ آپؑ نے فرمایا جب مسلمانوں کا بازار ہے تو کھاؤ اور اس کے متعلق کسی سے کچھ نہ پوچھو۔

باب :- وہ جانور جو قبلہ رُو ذبح نہ ہو یا ذبح کرتے وقت اس پر اللہ کا نام نہ لیا جائے

(۴۱۸۶) محمد بن مسلم نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اس ذبیحہ کے متعلق دریافت کیا کہ جو قبلہ رُو ذبح نہ ہو تو آپؑ نے فرمایا اگر عمداً ایسا نہیں کیا ہے تو کھاؤ کوئی حرج نہیں۔ نیز میں نے آنجنابؑ سے ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا کہ جس نے جانور ذبح کیا مگر اس پر اللہ کا نام نہیں لیا آپؑ نے فرمایا اگر وہ نام لینا بھول گیا تو جب یاد آئے نام لے لے اور یہ کہے بِسْمِ اللّٰهِ عَلٰی اَوَّلِهٖ وَعَلٰی آخِرِهٖ (اول بھی اللہ کا نام اور آخر بھی اللہ کا نام)۔

(۴۱۸۷) اور محمد بن مسلم نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص نے جانور ذبح کرتے وقت، سُبْحَانَ اللّٰهِ یا اَللّٰهُ اَكْبَرُ یا لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ یا اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ کہا۔ آپؑ نے فرمایا یہ سب کے سب اللہ کے اسماء ہیں کوئی

حرج نہیں ہے۔

(۴۱۸۸) اور حمّاد کی روایت میں ہے جو انھوں نے حلبی سے اور انھوں نے حضرت امام جعفر صادق عیہ السلام سے کی ہے راوی کا بیان ہے کہ آنجنابؑ سے دریافت کیا گیا جو ذبح کرتے وقت اللہ کا نام لینا بھول گیا کیا اس کا ذبح کیا ہوا جانور کھایا جائے؟ آپؑ نے فرمایا ہاں اگر اس پر اتہام نہ ہو کہ وہ ذبح کرتے وقت اللہ کا نام نہیں لیتا اور اس سے پہلے وہ اچھی طرح ذبح کرتا تھا اور گردن کے پیچھے حرام مغز تک چھری نہیں پہنچاتا تھا اور جب تک ذبیحہ ٹھنڈا نہ ہو جائے اس کی گردن کو نہیں توڑتا تھا۔

(۴۱۸۹) محمد حلبی سے روایت کی ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے آپؑ نے فرمایا کہ جو ذبح کرتے وقت بسم اللہ نہیں کہتا اس کا ذبیحہ نہ کھاؤ۔

(۴۱۹۰) حمّاد نے حریز سے انھوں نے محمد بن مسلم سے روایت کی ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عورت کے ذبیحہ کے متعلق دریافت کیا تو آپؑ نے فرمایا کہ اگر عورتوں کے ساتھ کوئی مرد نہ ہو تو اس میں جو سب سے زیادہ علم والی ہو وہ ذبح کرے اور ذبح کرتے وقت بسم اللہ کہے۔

نیز میں نے بچے کے ذبح کے متعلق دریافت کیا تو آپؑ نے فرمایا کہ اگر بچہ سمجھدار ہو اور پانچ بالشت کا ہو اور چھری چلانے کی طاقت رکھتا ہو۔

(۴۱۹۱) اور عمر بن اذینہ کی روایت میں ہے انھوں نے راویوں کے ایک گروہ سے روایت کی اور ان سب نے حضرت امام محمد باقر و حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے عورت کے ذبیحہ کے بارے میں کہ اگر وہ اچھی طرح سے ذبح کرلے اور ذبح کرتے وقت اللہ کا نام لے تو اس کا ذبیحہ کھانے میں کوئی حرج نہیں ہے اور اسی طرح کسی بچے کا ذبیحہ اور اسی طرح کسی اندھے کا ذبیحہ جب وہ صحیح قبلہ رُو کرکے ذبح کرے۔

(۴۱۹۲) اور ابن مسکان سے روایت ہے جو انھوں نے سلیمان بن خالد سے کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے لڑکے اور عورت کے ذبیحہ کے متعلق دریافت کیا کہ وہ کھایا جائے؟ تو آپؑ نے فرمایا کہ عورت اگر مسلمہ ہو اور بسم اللہ کہہ کر ذبح کرے تو اس کا ذبح حلال ہے اور لڑکا اگر ذبح کرنے کی قوت رکھتا ہو اور بسم اللہ کہہ کر ذبح کرے تو اس کا ذبح بھی حلال ہے اور یہ اس وقت کے لئے ہے جب ذبیحہ کے فوت ہو جانے کا خوف ہو اور ان دونوں (عورت اور لڑکے) کے سوا کوئی دوسرا ذبح کرنے والا نہ مل سکے۔

(۴۱۹۳) اور ابن مغیرہ نے عبداللہ بن سنان سے اور انھوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ حضرت امام علی ابن الحسین علیہما السلام کے پاس ایک کنیز تھی جب آپؑ گوشت کھانے کا ارادہ کرتے تو وہ آپؑ کے لئے ذبح کرتی تھی۔

بکری کا ایک سال کا یا اس کے اندر کا نر بچہ جس نے خنزیرہ (سوریا) یا عورت کا دودھ پیا ہو

(۴۱۹۴) حضرت امیرالمومنین علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ بکری کے اس بچہ کا گوشت نہ کھاؤ جس نے سوریا کا دودھ پیا ہو۔

(۴۱۹۵) احمد بن محمد بن عیسیٰ نے حضرت امام علی بن محمد (امام علی النقی) علیہما السلام کو عریضہ تحریر کیا کہ ایک عورت نے بکری کے ایک سال کے اندر کے بچے کو اپنا دودھ پلایا یہاں تک کہ اس کا دودھ چھوٹ گیا۔ آپؑ نے جواب میں تحریر فرمایا یہ ایک مکروہ فعل ہے مگر کوئی گناہ نہیں ہے۔

(۴۱۹۶) حسن بن محبوب اور محمد بن اسماعیل نے حنان بن سدیر سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا گیا کہ ایک بکری کے نر بچے نے سوریا (خنزیرہ) کا دودھ پیا یہاں تک کہ وہ پل کر جوان ہو گیا تو ایک شخص نے اپنی بکریوں کے ریوڑ کے لئے اسے سانڈ بنا لیا اور اس کی نسل نکلی۔ آپؑ نے فرمایا اگر تم اس کی نسل کی بعینہٖ جانتے ہو تو اس کے قریب نہ جانا اور اگر تم اس کو بعینہٖ نہیں پہچانتے تو وہ بمنزلہ پنیر کے ہے اسے کھاؤ اس کے متعلق کسی سے نہ پوچھو۔

جانوروں کے گوشت میں حلال و حرام

(۴۱۹۷) اور محمد بن مسلم نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے گھوڑے، باربرداری کے جانور خچر اور گدھے کے گوشت کے متعلق دریافت کیا تو آپؑ نے فرمایا حلال ہے مگر لوگ ان کو چھوڑ دیتے ہیں (ذبح نہیں کرتے)۔

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خیبر میں پالتو گدھے کے گوشت کے لئے منع فرمایا تاکہ وہ پشت ہی ختم نہ ہو جائے جس پر سواری یا باربرداری کی جاسکے۔ اور یہ نہی کراہت تھی تحریمی نہ تھی۔

اور حمار وحشی (گورخر) کا گوشت کھانے میں کوئی حرج نہیں بارہ سنگھا کھانے میں بھی کوئی حرج نہیں گدھی کا دودھ پینے میں جس سے شیراز بناتے ہیں کوئی حرج نہیں ہے۔

اور مسوخات میں سے کسی شے کا کھانا جائز نہیں ہے اور وہ مندرجہ ذیل ہیں۔

بندر، سور، کتا، ہاتھی، بھیڑیا، چوہا، خرگوش، گوہ، مور، شترمرغ، جونک، بام مچھلی، کیکڑا، کچھوا، چمگادڑ، بقعاء، لومڑی، ریچھ، یربوع (ایک قسم کا چوہا جس کی اگلی ٹانگیں چھوٹی اور پچھلی بڑی ہوتی ہیں) ساہی یہ سب مسوخات میں سے ہیں ان کا کھانا جائز نہیں ہے۔

(۴۱۹۸) اور روایت کی گئی ہے کہ جو لوگ مسخ کئے گئے وہ تین دن سے زیادہ باقی نہیں رہے اور یہ جانور ان کے ہم شکل ہیں تو اللہ تعالیٰ نے ان کے کھانے کو منع کر دیا ہے۔

(۴۱۹۹) اور وشاء نے داؤد رقی سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا کہ کہ ابی الخطاب کے اصحاب میں سے ایک شخص نے مجھے بخت (خراسانی اونٹ) اور پاموز کبوتروں کو کھانے سے منع کیا تو آپؑ نے فرمایا کہ بخت یعنی خراسانی اونٹ پر سواری میں اس کا دودھ پینے میں اور اس کا گوشت کھانے میں اور پاموز کبوتروں کا گوشت کھانے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

اور گوہ اور غلیظ خور جانوروں پر سواری سے اوران کا دودھ پینے سے منع فرمایا ہے نیز فرمایا کہ اگر ان کا پسینہ تمہیں لگ جائے تو اسے دھو لو۔

اور غلیظ خور اونٹنی کو (استبراء یا پاک کرنے کے لئے) چالیس دن باندھ کر رکھا جائے اس کے بعد اس کا نحر کرنا اور اس کا گوشت کھانا جائز ہے اور غلیظ خور گائے کو تیس (۳۰) دن باندھ کر رکھا جائے۔

(۴۲۰۰) اور قاسم بن محمد جوہری کی روایت ہے کہ گائے کو بیس (۲۰) دن باندھ کر رکھا جائے گا اور بکری دس دن باندھ کر رکھی جائے گی اور بط تین دن باندھی جائے گی اور ایک روایت میں ہے کہ چھ دن اور مرغی تین دن باندھی جائیگی اور مچھلی جو غلیظ کھاتی ہے وہ ایک دن رات تک (پاک) پانی میں رکھی جائے گی۔

(۴۲۰۱) اور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ ہر وہ چیز جو دریااورسمندر میں ہے اور اس کے مانند خشکی میں بھی ہے اور کھائی جاتی ہے تو اس کا کھانا بھی جائز ہے اور جو چیز کہ خشکی میں ہے اور اس کا کھانا جائز نہیں اس کے مثل اگر دریااورسمندر میں ہے تو اس کا کھانا بھی جائز نہیں ہے۔

(۴۲۰۲) اور ابان نے محمد بن مسلم سے اور انھوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ نہ بام مچھلی کھاؤ اور نہ طحال۔

(۴۲۰۳) اور ابن مسکان نے عبدالرحیم قصیر سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا وہ فرماتے ہیں کہ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے دنبہ ذبح کرنے کا ارادہ فرمایا تو ان کے پاس ابلیس آیا اور بولا کہ یہ میرا ہے آپؑ نے فرمایا نہیں اس نے کہا اچھا اس میں سے فلاں فلاں ٹکڑا میرا ہے آپؑ نے فرمایا نہیں چنانچہ ایک ایک عضو کا نام لے کر کہتا گیا کہ یہ میرا ہے اور حضرت ابراہیم علیہ السلام انکار کرتے گئے۔یہاں تک کہ اس نے طحال کا نام لیا تو آنجنابؑ نے اسے دے دیا کہ یہ شیطان کا لقمہ ہے۔

اور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ جب گوشت کے ساتھ طحال کسی سیخ میں پرو کر بھونا جائے تو جو

گوشت طحال کے اوپر ہے وہ کھایا جائے گا اور جو گوشت طحال کے نیچے ہے وہ نہیں کھایا جائے گا اور اس کا جو ذاب (ایک طرح کا پکوان) کھایا جائے گا اس لئے کہ طحال پر ایک جھلی کا پردہ ہے اس میں سے کچھ نکل نہیں سکتا جب تک اس میں سوراخ یا شگاف نہ کیا جائے سوراخ ہوگا تو اس میں سے عرق بہے گا۔ اور اس طحال کے نیچے جو جو ذاب ہے اسے نہیں کھایا جائے گا۔

اگر تم اس مچھلی کو جس کا کھانا جائز ہے بام یا اس مچھلی کے ساتھ جس کا کھانا جائز نہیں بھوننے کے لئے سیخ میں لگا دو تو جو مچھلی بام یا ناجائز مچھلی کے اوپر سیخ میں ہے اس کا کھانا جائز ہے اور جو بام یا ناجائز مچھلی کے نیچے ہے اس کا کھانا جائز نہیں ہے۔

(۴۲۰۴) اور محمد بن اسماعیل بن بزیع نے حضرت امام رضا علیہ السلام کو خط میں تحریر کیا کہ یہاں ربیثا نامی مچھلی کے متعلق اختلاف ہے (جس پر باریک باریک فلس ہوتے ہیں) آپؑ اس کے متعلق کیا حکم فرماتے ہیں تو آپؑ نے تحریر فرمایا کہ کوئی حرج نہیں۔

(۴۲۰۵) حنان بن سدیر سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ فیض بن مختار نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں ایک ربیثا مچھلی ہدیہ کی اور آپ کے پاس بھیجی اور میں اس وقت آپؑ کے پاس موجود تھا آپؑ نے ایک نظر اس پر ڈالی اور فرمایا یہ تو چھلکے دار ہے آپؑ نے اس میں سے ذرا چکھا اور میں دیکھ رہا تھا۔

(۴۲۰۶) محمد بن مسلم نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا جس مردہ مچھلی کو پانی باہر پھینک دے اور جو تڑپ کر پانی سے باہر نکل آئے (پھر مر جائے) وہ نہیں کھائی جائے گی وہ متروک ہے۔

(۴۲۰۷) محمد بن یحییٰ خثعمی نے حماد بن عثمان سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ میں آپؑ پر قربان آپ کُنعتَ مچھلی کے متعلق کیا فرماتے ہیں آپؑ نے فرمایا اس کے کھانے میں کوئی حرج نہیں میں نے عرض کیا مگر اس پر چھلکا تو نہیں ہوتا آپؑ نے فرمایا یہ مچھلی بدمزاج ہے ہر چیز سے خود کو رگڑتی ہوئی چلتی ہے چنانچہ میں نے اس کے کان کی جڑ پر نظر ڈالی تو وہاں اس پر چھلکا پایا۔

(۴۲۰۸) حسن بن محبوب نے عبداللہ بن سنان سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ ہر وہ چیز جس میں حلال و حرام دونوں ہوں تو وہ تمہارے لئے حلال ہے تا ابد جب تک کہ تم یہ نہ پہچان لو کہ اس میں سے یہ چیز بعینہ حرام ہے تو اس کو چھوڑ دو۔

(۴۲۰۹) اور حسن بن علی بن فضال نے یونس بن یعقوب سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے ایک مرتبہ حضرت امام جعفر علیہ السلام سے خصی (آختہ) کے متعلق دریافت کیا تو آپؑ نے کوئی جواب نہیں دیا پھر میں نے یہ

حضرت امام ابوالحسن علیہ السلام سے دریافت کیا تو آپؑ نے فرمایا اس میں کوئی حرج نہیں۔

(۴۲۱۰) یونس بن یعقوب نے ابی مریم سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا (سنا ہے کہ) ایک بکری کا بچہ کہیں پڑا ہوا تھا اور وہ مردار تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا ادھر سے گزر ہوا تو آپؑ نے فرمایا کہ اس کے مالک کا کیا نقصان تھا اگر وہ اس کے چمڑے سے فائدہ اٹھاتا۔ اس پر حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا اے ابو مریم وہ بکری کا بچہ مردار نہ تھا بلکہ بہت لاغر تھا اس کے مالک نے اس کو ذبح کیا (مگر دیکھا کہ اس میں کوئی گوشت نہیں نکلے گا اس لئے) اس کو پھینک دیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اس کے مالک کا کیا نقصان تھا اگر وہ اس کے چمڑے سے فائدہ اٹھاتا۔

(۴۲۱۱) اور سعید اعرج نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک دیگچی میں بکری کا گوشت تھا اس میں ایک اوقیہ (ایک اونس) خون گر گیا کیا اس کو کھایا جاسکتا ہے؟ آپؑ نے فرمایا ہاں کیونکہ آگ خون کو کھا جاتی ہے۔

(۴۲۱۲) حسن بن محبوب نے علی بن رئاب سے انھوں نے زرارہ سے انھوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے آنجنابؑ سے بکری کے مردہ بچے کے پیٹ سے نکلے ہوئے پنیر (شیرمایہ) کے متعلق دریافت کیا تو آپؑ نے فرمایا اس میں کوئی حرج نہیں میں نے عرض کیا۔ ایک بکری مر گئی اور اس کے تھنوں میں دودھ ہے؟ فرمایا اس میں کوئی حرج نہیں میں نے عرض کیا اون، بال اور ہاتھی کے دانت اور وہ انڈا جو مرغی کے پیٹ سے نکلتا ہے؟ آپؑ نے فرمایا یہ سب ذکی وحلال ہے اس میں کوئی حرج نہیں۔

(۴۲۱۳) اور عبد العظیم بن عبداللہ حسنی نے ابی جعفر محمد بن علی الرضا علیہ السلام سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے آنجنابؑ سے ایسے ذبیحہ کے متعلق سوال کیا جو غیر خدا کے لئے ذبح کیا جائے۔ تو آپؑ نے فرمایا وہ جانور جو کسی بت یا مورتی یا درخت کے لئے ذبح کیا جائے اس کو اللہ تعالیٰ نے اسی طرح حرام کر دیا ہے جس طرح مردار اور خون اور سور کے گوشت کو حرام کیا ہے لیکن جو (اسے کھانے پر) بالکل مجبور ہو باغی اور سرکش نہ ہو اور مردار کھالے تو اس پر کوئی گناہ نہیں ہے۔

آپؑ نے فرمایا کہ بیان کیا مجھ سے میرے پدر بزرگوار علیہ السلام نے اور ان سے بیان کیا ان کے پدر نامدار علیہ السلام نے اور انہوں نے روایت کی ہے اپنے آبائے کرام علیہم السلام سے کہ ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دریافت کیا گیا کہ یارسول اللہ اگر ہم ایسے مقام پر ہوں جہاں کچھ کھانے کو نہ ملے تو ہم پر مردار کھانا کب حلال ہوگا؟ آپؑ نے فرمایا اگر تم لوگوں کو صبح کھانے کیلئے دوپہر غذا کے لئے اور رات کھانے کیلئے سبزی، ترکاری اور پھل پھول تک میسر نہ ہوں تو پھر جو چاہو کھاؤ تمہیں اختیار ہے۔

اور عبدالعظیم کا بیان ہے کہ پھر میں نے عرض کیا کہ فرزند رسول اللہ تعالیٰ کے اس قول کا کیا مطلب ہے۔ فمن اضطر غیر باغ و لاعاد فلا اثم علیہ۔ (سورہ بقرہ آیت ۱۷۳) (پس جو شخص مجبور ہو اور سرکشی کرنے والا اور زیادتی کرنے والا نہ ہو اور اس میں سے کچھ کھائے تو اس پر کوئی گناہ نہیں)۔ آپؑ نے فرمایا کہ عادی سے مراد سارق (چور) اور باغی سے مراد وہ ہے جو بلا ضرورت شکار کرتا یا صرف لہو لعب و تفریح کے لئے شکار کرتا ہے اور اپنے اہل و عیال کے لئے شکار لے کر واپس نہیں جاتا تو ان لوگوں کے لئے اگر مجبور بھی ہوں تو مردار کھانا حلال نہیں ان کے لئے لازم ہے حالت مجبوری میں بھی جیسا کہ ان دونوں پر حالت اختیار میں حرام ہے اور انکے لئے حالت سفر میں بھی روزہ نماز قصر نہیں ہے۔

عبدالعظیم کا بیان ہے کہ میں نے آنجنابؑ سے والمنخنقة والموقوذة والمتردية والنطيحة وما اكل السبع الا ما ذكيتم (سورہ مائدہ آیت نمبر ۳) (اور جو مر گیا ہو گلا گھونٹنے سے یا چوٹ سے یا بلندی سے گر کر یا سینگ مارنے سے اور جس کو کھایا ہو درندے نے۔ مگر جس کو تم نے ذبح کر لیا) کا مطلب دریافت کیا کہ تو آپؑ نے فرمایا منخنقة وہ ہے جس کی گردن مروڑی ہو درندے نے مگر مر جائے اور موقوذة وہ ہے جو بیمار ہو اور بیماری نے اسے پٹکا ہو کہ اس میں کوئی حس و حرکت نہ ہو۔ اور متردية وہ ہے جو کسی بلندی سے نیچے گرے یا کسی پہاڑ سے گرے یا کسی کوئیں میں گرے اور مر جائے اور نطیحة وہ ہے کہ جس کسی دوسرے جانور نے سینگ مارا ہو اور وہ مر گیا ہو۔ جس میں سے کسی درندے نے کھایا اور وہ مر گیا ہو اور جو کسی پتھر یا بت کے تھان پر ذبح کیا گیا ہو لیکن یہ کہ کسی نے پہنچ کر اسے ذبح کر لیا ہو اور وہ ذبح ہو گیا ہو۔

میں نے عرض کیا و ان تستقسموا بالازلام آپؑ نے فرمایا کہ ایام جاہلیت میں دس آدمی مل کر ایک اونٹ خریدتے اور اس کو قرعہ کے تیروں سے تقسیم کرتے سات تیروں کا حصہ ہوتا اور تین تیروں کا کوئی حصہ نہیں ہوتا جن تیروں کا حصہ ہوتا ان کے نام یہ ہیں فذ، توام، نافس، حلس، مسبل، معلی، رقیب اور تین تیروں کا کوئی حصہ نہیں ہوتا ان کے نام یہ ہیں فسیح، منیح، وغد پھر ان تیروں کو دس آدمیوں کے درمیان گھماتے رہتے وہ تین تیر جن کا کوئی حصہ نہیں ہوتا وہ جن تین آدمیوں کے نکلتے ان تینوں کو اونٹ کی ایک ایک تہائی قیمت دینی پڑتی پھر اس اونٹ کو نحر کرتے اور وہ سات آدمی جنھوں نے کوئی قیمت نہیں دی وہی اس کو کھاتے اور وہ تین آدمی جنھوں نے اونٹ کی پوری قیمت ادا کی ان کو نہیں کھلاتے۔ مگر جب اسلام آیا تو اللہ تعالیٰ نے جہاں اور چیزیں حرام کیں وہاں اس کو بھی حرام کر دیا چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ تم تیروں سے ہرگز تقسیم نہ کرو یہ فسق ہے یعنی حرام ہے۔

اور یہ حدیث ابی الحسین اسدی رحمتہ اللہ علیہ کی روایت میں ہے جس کی روایت انہوں نے سہل بن زیاد سے انہوں نے عبدالعظیم بن عبداللہ حسنی سے اور انہوں نے حضرت ابی جعفر محمد بن علی الرضا علیہ السلام سے کی ہے۔

(۴۲۱۴) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ جو شخص مردار و خون اور سور کا گوشت کھانے پر مجبور ہو اور وہ اس میں سے کچھ بھی نہ کھائے یہاں تک کہ وہ مرجائے تو وہ کافر ہے۔

یہ حدیث محمد بن احمد بن یحییٰ بن عمران اشعری کی کتاب نوادر الحکمہ میں مرقوم ہے۔

(۴۲۱۵) محمد بن عذافر نے اپنے باپ سے انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے آنجنابؑ سے دریافت کیا کہ اللہ تعالیٰ نے مردار اور خون اور سور کے گوشت کو کیوں حرام کر دیا ہے؟ تو آپؑ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے یہ چیزیں اپنے بندوں پر حرام کیں اس لئے نہیں کہ ان چیزوں سے اس کو نفرت تھی اور ان کے علاوہ وہ تمام چیزیں جو بندوں کے لئے حلال کیں اس لئے نہیں کہ ان تمام چیزوں سے اس کو رغبت تھی بلکہ اللہ تعالیٰ نے تمام بندوں کو پیدا کیا ہے لہٰذا اس کو معلوم ہے کن چیزوں سے ان کے ابدان قائم اور درست رہیں گے اس لئے ان چیزوں کو بندوں کے لئے حلال و مباح کر دیا اور اسے معلوم ہے کہ کون سی چیزیں ان کیلئے مضر ہیں اس لئے ان چیزوں کے کھانے سے ان کو منع کر دیا ہے۔ پھر وہ لوگ جو وقتی طور پر ان کے کھانے کیلئے مجبور ہوں اور بغیر ان کے کھائے ان کا بدن قائم نہ رہ سکے تو انہیں حکم دیا وہ زندہ رہنے کے لئے اس میں سے کھالیں اس سے زیادہ نہیں۔

پھر آپؑ نے فرمایا کہ لیکن مردار تو اس کو جو بھی کھائے گا اس کے بدن میں ضعف آئے گا اس کی قوت کم ہوتی جائے گی اس کی نسل منقطع ہو جائے گی اور مردار کھانے والا ناگہانی موت مرے گا۔ خون تو اس کے کھانے والے میں پانی (یعنی صفرا) پیدا ہو جاتا ہے اس میں کتے کی طرح دیوانگی آجاتی ہے۔ قساوت قلبی پیدا ہوتی ہے اور نرم دلی اور مہربانی نہیں رہ جاتی یہاں تک کہ کوئی بعید نہیں جو اپنے گہرے دوست یا اپنے ساتھی پر حملہ کر بیٹھے۔ اور سور کا گوشت تو اللہ تعالیٰ نے ایک قوم کو مختلف شکلوں میں مسخ کر دیا جیسے سور، بندر، ریچھ، پھر ان کے ہم شکل جانور تھے ان کا کھانا منع کر دیا تاکہ اس سے نفع نہ اٹھایا جاسکے اور ان کے اس عذاب کو ہلکا اور خفیف نہ سمجھا جائے۔ اور شراب تو اس کے فعل اور اس کے فساد کی وجہ سے اس کو حرام کیا کیونکہ شراب کا عادی مثل بت پرست کے ہے۔ نیز اس سے رعشہ پیدا ہوتا ہے۔ اس میں مروت نہیں رہ جاتی اور حرام کاموں کی بھی جسارت کرنے لگتا ہے۔ جیسے کسی کا خون بہانا اور زنا کرنا، اور جب نشہ کی حالت میں ہوتا ہے تو اس سے کوئی بعید نہیں جو اپنی محرم عورتوں پر دست درازی کر بیٹھے اور یہ نہ سمجھے کہ یہ میری محرم ہیں۔ اور شراب خوار میں سوائے بدی کے اور کسی شے کا اضافہ نہیں ہوتا۔

(۴۲۱۶) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ بکری (یا بکرے) میں سے دس چیزیں نہیں کھائی جائیں گی۔ مینگنی، خون، حرام مغز، طحال، غدود، آلہ تناسل، انثیین (بیضہ) رحم، فرج (شرمگاہ) اور گردن کی رگ۔

(۴۲۱۷) نیز آنجناب علیہ السلام نے فرمایا کہ مردار جانور کی دس چیزیں حلال و لائق استعمال ہیں ۔ سینگ ، کھر ، ہڈی ، دانت ، بکری کے بچے کے پیٹ کا پنیر ، دودھ ، بال ، اون ، پرندوں کے پَر ، انڈا (اور میں نے اس کا تذکرہ اپنی کتاب خصال باب عشرات میں بھی کیا ہے) ۔

باب :- کافران ذمی کا کھانا ان کے ساتھ کھانا پینا اور ان کے برتن

(۴۲۱۸) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اللہ تعالیٰ کے اس قول کے متعلق دریافت کیا گیا ۔ و طعام الذین اوتوا الکتاب حل لکم (سورہ مائدہ آیت ۵) (وہ لوگ جنھیں کتاب دی گئی ان کا کھانا تمہارے لئے حلال ہے) آپؑ نے فرمایا اس سے مراد پھل ہیں ۔

(۴۲۱۹) اور ہشام بن سالم کی روایت میں آنجنابؑ سے ہے کہ آپؑ نے فرمایا مسور اور چنا وغیرہ ۔

(۴۲۲۰) سعید اعرج نے آنجنابؑ سے یہودیوں اور نصرانیوں کے جھوٹے کے متعلق دریافت کیا کہ کیا اسے کھایا جائے یا پیا جائے ؟ آپؑ نے فرمایا نہیں ۔

(۴۲۲۱) زرارہ نے آنجناب علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے مجوسیوں کے برتنوں کے متعلق فرمایا کہ اگر تم اس کے استعمال پر مجبور ہو تو اسے پانی سے دھو لیا کرو ۔

(۴۲۲۲) اور عیص بن قاسم نے آنجنابؑ سے یہودیوں اور نصرانیوں کے ساتھ کھانے پینے کے متعلق دریافت کیا تو آپؑ نے فرمایا اگر تمہارے کھانے کی چیزوں میں سے ہو تو کوئی حرج نہیں نیز آنجنابؑ سے مجوسیوں کے ساتھ کھانے پینے کے متعلق دریافت کیا تو آپؑ نے فرمایا اگر وہ وضو کرلے (ہاتھ منھ دھولے) تو کوئی حرج نہیں ۔

(۴۲۲۳) علاء نے محمد بن مسلم سے انہوں نے دونوں ائمہ علیہما السلام سے کسی ایک سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے آنجنابؑ سے اہل کتاب کے ظروف کے متعلق سوال کیا تو آپؑ نے فرمایا کہ اگر وہ لوگ ان میں مردار ، خون اور سور کا گوشت کھاتے ہوں تو اس میں نہ کھاؤ ۔

باب :- سور کے بالوں کے استعمال کا جواز

(۴۲۲۴) حَنان بن سَدیر نے برد اسکاف سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا کہ میں ایک مردِ خُرّاز (ریشم فروش) ہوں سور کے بالوں کے بغیر میرا کام نہیں چل سکتا آپؑ نے فرمایا پھر اس کے نرم بال لو اور مٹی کے پکے برتن میں رکھ کر اس کے نیچے آگ روشن کرو یہاں تک کہ اس کے چکنائی اور میل دور ہو جائے پھر اس سے کام لو ۔

(۴۲۲۵) اور عبداللہ بن مغیرہ کی روایت میں ہے اور انہوں نے برد سے کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر

علیہ السلام سے عرض کیا کہ میں آپؑ پر قربان ہم لوگ سور کے بالوں سے کام کرتے ہیں کبھی کبھی کوئی آدمی بھول جاتا ہے اور وہ اس کو ہاتھ میں لئے ہوئے نماز پڑھ لیتا ہے۔آپؑ نے فرمایا یہ جائز نہیں کہ وہ نماز پڑھے اور اس کے ہاتھ میں سور کی کوئی چیز ہو۔ نیز فرمایا تم لوگ اس کو لے کر دھولو کہ ان بالوں پر کوئی چکنائی اور میل وغیرہ نہ رہ جائے۔اور جس پر چکنائی وغیرہ رہ جائے اسے استعمال نہ کرو اور جس پر چکنائی وغیرہ نہ رہ جائے اس سے کام لیا کرو۔

باب :۔ گھر میں بکریاں اور پرندے پالنا

(۴۲۲۶) حسن بن محبوب نے محمد بن مارد سے روایت کی ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا ہے وہ فرمارہے تھے کہ جس مرد مومن کے گھر ایک دودھ دینے والی بکری ہوگی تو وہ بکری اس گھر والوں کے لئے طہارت اور برکت کی دعا کرے گی۔اور اگر دو بکریاں ہوئیں تو وہ روزانہ دو مرتبہ طہارت کی دعا کریں گی۔تو میرے ساتھیوں میں سے ایک شخص نے پوچھا کہ وہ کیسے پاکیزگی کے لئے دعا کریں گی تو فرمایا کہ وہ کہے گی کہ تم لوگوں پر برکتیں نازل ہوں تم لوگ پاکیزہ رہو اور تمہارا سالن پاک رہے راوی کا بیان ہے کہ میں نے پوچھا قدستم کے معنی؟ آپؑ نے فرمایا یعنی تم لوگ طاہر ہوئے۔

(۴۲۲۷) اور امیرالمومنین حضرت علی ابن ابی طالب صلوات اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا کہ جن کی تمہارے سپرد ذمہ داری ہے ان کے متعلق اور اپنے اموال میں سے عجم (بے زبانوں) کے متعلق اللہ سے ڈرتے ہو تو آپؑ نے دریافت کیا گیا کہ عجم سے کیا مراد ہے؟ آپؑ نے فرمایا کہ بکری اور گائے اور کبوتر اور اس کے مانند اور جانور۔

(۴۲۲۸) اور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ایک شخص نے وحشت (جی گھبرانے) کی شکایت کی تو آپؑ نے حکم دیا کہ ایک جوڑا کبوتر پال لو۔

(۴۲۲۹) اور امیرالمومنین علیہ السلام نے فرمایا کہ کبوتر کے پروں کی پھڑپھڑاہٹ شیاطین کو بھگادیتی ہے۔

باب :۔ ہڈیوں میں سے گودے کو جھاڑ لینا مکروہ ہے

(۴۲۳۰) علی بن اسباط نے اپنے باپ سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ ابو حمزہ نے ہم لوگوں کے لئے کھانا تیار کرایا اور اس کے لئے ہم لوگوں کا ایک گروہ مدعو تھا۔جب ہم لوگ دسترخوان پر بیٹھے تو ابو حمزہ نے دیکھا ایک شخص ہڈیوں میں سے گودا جھاڑ رہا ہے تو انہوں نے چلا کر کہا ایسا نہ کرو میں نے حضرت امام علی ابن حسین علیہما السلام سے سنا ہے وہ فرماتے تھے کہ ہڈیوں کہ اندر کے گودوں کو خالی نہ کیا کرو کیونکہ وہ حصہ جنوں کا ہے اگر تم نے ایسا کیا تو گھر مین سے وہ چیز جو تمہارے لئے بہتر ہے چلی جائے گی۔

(۴۲۳۱) اور ایک مرتبہ حضرت امام جعفر صادق بن محمد علیہما السلام سے عرض کیا گیا کہ ہم لوگوں تک یہ حدیث پہونچی

ہے کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ گوشت (خوروں) کے گھر کو اور چربدار گوشت کو ناپسند کرتا ہے تو آپؑ نے فرمایا کہ ہم لوگ تو خود گوشت کھاتے اور اسے پسند کرتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی گھر سے مراد وہ گھر ہے جس میں لوگوں کی غیبت کر کے لوگوں کا گوشت کھایا جاتا ہے ۔اور چربدار موٹے گوشت سے مراد وہ ہے جس کی چال میں تکبر اور گھمنڈ ہو۔

(۴۲۳۲) حریز نے زرارہ سے اور انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تازہ اور کچا گوشت (بغیر پکا) کھانے کو منع فرمایا ہے کہ اس کو درندے کھاتے ہیں ۔حریز کا بیان ہے کہ جب تک دھوپ یا آگ سے اس میں تغیر نہ آجائے۔

(۴۲۳۳) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کوؤں میں سے چھوٹے قسم کا کوا جس کو زاغ کہتے ہیں اسے نہ کھایا جائے اور نہ اس کے علاوہ ۔اور سانپوں میں سے کسی قسم کا سانپ بھی نہ کھایا جائے۔

(۴۲۳۴) اور حلبی نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سانپوں کے قتل کے متعلق دریافت کیا تو آپؑ نے فرمایا خشکی میں جو سانپ بھی پاؤ اسے مار دو سوائے جان (ایک قسم کا سفید سانپ) کے اور گھر میں رہنے والے بہت عمر رسیدہ سانپوں کے مارنے کو منع فرمایا ہے اور فرمایا کہ قتل کے نتائج و اثرات کے ڈر سے انہیں نہ چھوڑو ۔اسلئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے میں یہود کہا کرتے تھے کہ گھر میں بسنے والے سانپ کو جو قتل کرے گا وہ ایسی ایسی مصیبت میں مبتلا ہوگا تو نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو ان گھروں میں بسنے والے کو محض ان کے نتائج واثرات کے خوف سے چھوڑ دے گا وہ ہم میں سے نہیں ہے ۔تم تو ان کو صرف اسی لئے چھوڑ دیتے ہو کہ وہ تمہیں کوئی گزند نہیں پہونچاتے ۔اور فرمایا کہ کبھی کبھی تو تم ان کو سوراخوں میں قتل کر دیتے ہو۔

(۴۲۳۵) موسیٰ بن بکر واسطی نے حضرت امام ابوالحسن موسیٰ بن جعفر صادق علیہما السلام سے روایت کی ہے کہ ان کا بیان ہے کہ میں نے آنجنابؑ کو فرماتے ہوئے سنا ہے وہ فرما رہے تھے کہ گوشت کھانے سے گوشت پیدا ہوتا ہے اور مچھلی سے بدن گھل جاتا ہے اور کدو دماغ میں اضافہ کرتا ہے اور کثرت سے انڈا کھانے سے لڑکے زیادہ پیدا ہوتے ہیں ۔اور مریض کو شہد کے مانند کوئی اور چیز شفا بخش نہیں ہے ۔اور جو شخص اپنے پیٹ میں چربی کا ایک لقمہ بھی داخل کرے گا تو اسی کے برابر اس سے مرض پیدا ہوگا۔

باب :- چاندی سونے وغیرہ کے برتنوں میں کھانا پینا اور کھانے کے آداب

(۴۲۳۶) سماعہ نے حضرت امام صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ چاندی کے برتن میں پینا جائز نہیں

(۴۲۳۷) اور ابان نے محمد بن مسلم سے انہوں نے حضرت امام باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ نہ سونے کے برتن میں کھاؤ نہ چاندی کے برتن میں۔

(۴۲۳۸) ثعلبہ نے برید عجلی سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ چاندی اور چاندی کا ملمع کئے ہوئے پیالے کو مکروہ سمجھتے تھے۔ نیز آپؑ تیل کے ملمع شدہ برتن سے تیل لگانے اور ملمع شدہ کنگھی کے استعمال کو بھی اس طرح مکروہ جانتے تھے اور اگر تم کو ملمع شدہ پیالے میں پانی کے سوا کوئی چارہ نہ ہو تو چاندی کی ملمع شدہ جگہ سے دوسری جگہ اپنے منہ کو بدل لو۔

(۴۲۳۹) اور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ سونے چاندی کے برتن ان لوگوں کے لئے مال و متاع ہیں جو آخرت پر یقین نہیں رکھتے۔

(۴۲۴۰) اور یونس یعقوب نے اپنے بھائی یوسف سے روایت کی ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ایک مرتبہ پینے کے لئے پانی طلب کیا تو ایک پیتل کے پیالے میں پانی لایا گیا تو آپؑ کے پاس جو لوگ بیٹھے ہوئے تھے ان میں سے کسی نے کہا کہ عبادت گزار لوگ پیتل کے برتن میں پانی پینا مکروہ جانتے ہیں۔ آپؑ نے فرمایا مگر ان سے پوچھو کہ یہ سونا یا چاندی ہے؟

(۴۲۴۱) جراح مدائنی نے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام اس امر کو مکروہ جانتے تھے کہ کوئی شخص اپنے بائیں ہاتھ سے پیئے یا کھانا کھائے۔

(۴۲۴۲) عبداللہ بن میمون نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے انہوں نے اپنے پدر بزرگوار علیہ السلام سے روایت کی ہے آپؑ نے بیان فرمایا کہ غزوہ تبوک میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اصحاب بغیر برتن کے پانی میں منہ لگا کر پیتے تھے تو آنحضرت نے فرمایا تم لوگ اپنے ہاتھ میں پانی لے کر پیو یہ تمہارے برتنوں سے بہتر ہے۔

(۴۲۴۳) اور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ دن کے وقت کھڑے ہو کر پانی پینا رگوں میں دوران خون کو زیادہ کرتا اور بدن کو زیادہ قوی کرتا ہے۔

(۴۲۴۴) نیز آنجنابؑ نے فرمایا کہ رات کے وقت کھڑے ہو کر پانی پینے سے زرد پانی (پت؟) پیدا ہوتا ہے۔

(۴۲۴۵) اور آپؑ سے آپؑ کے بعض اصحاب نے ایک سانس میں پانی پینے کے متعلق دریافت کیا تو آپؑ نے فرمایا اگر وہ شخص جس نے تم کو پانی دیا ہے تمہارا غلام ہے تو پھر تین سانس میں پیو اور اگر وہ مرد آزاد ہے تو پھر ایک سانس میں پیو اور یہ حدیث محمد بن یعقوب کلینی کی روایت میں بھی ہے۔

(۴۲۴۶) اور حمّاد کی روایت میں ہے جس کی روایت انہوں نے حلبی سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام

سے کی ہے آپؑ نے فرمایا کہ ایک سانس میں پانی پینے سے افضل و بہتر ہے کہ آدمی تین سانس میں پانی پیئے ۔ اور آپؑ مکروہ جانتے تھے کہ اسے ھیم کے مشابہہ کرلیا جائے (اونٹ کی طرح ڈگڈگا کر پیا جائے) میں نے عرض کیا کہ ھیم کیا ہے ؟ آپؑ نے فرمایا کہ ذمل (اونٹ کا بوجھ) اور دوسری حدیث میں ہے کہ اونٹ اور روایت کی گئی ہے ھیم سن رسیدہ اونٹنی اور روایت میں ہے کہ ھیم سے مراد وہ چیز ہے جس پر اللہ کا نام نہ لیا گیا ہو ۔

(۴۲۴۷) عبداللہ بن مغیرہ نے عبداللہ بن سنان سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ تم راستہ چلتے اور ٹہلتے ہوئے نہ کھاؤ مگر یہ کہ کوئی مجبوری ہو ۔

(۴۲۴۸) عمر بن ابی شعبہ سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو دیکھا کہ آپؑ کسی شے پر تکیہ لگا کر کھا رہے ہیں پھر آپؑ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر کیا اور کہا کہ آنحضرتؐ نے مرتے دم تک کبھی تکیہ لگا کر نہیں کھایا ۔

(۴۲۴۹) حمّاد بن عثمان سے روایت کی ہے انہوں نے عمر بن ابی شعبہ اور انہوں نے شعبہ سے روایت کی ہے کہ انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو چار زانو بیٹھ کر کھاتے دیکھا ۔

(۴۲۵۰) اسماعیل بن ابی زیاد نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب دستر خوان بچھایا جاتا ہے تو اس کو چار فرشتے آکر گھیر لیتے ہیں اور جب بندہ کہتا ہے بسم اللہ تو وہ فرشتے شیطان سے کہتے ہیں اے فاسق تو دور ہو جا ان لوگوں پر تیرا کوئی قابو نہیں چلے گا اور جب کھانا کھا کر فارغ ہوتے ہیں اور کہتے ہیں الحمد للہ تو فرشتے کہتے ہیں کہ یہ وہ قوم ہے کہ جس پر اللہ نے نعمتیں نازل کی ہیں اور یہ اپنے پروردگار کا شکر ادا کر رہے ہیں ۔ اور جب یہ لوگ بسم اللہ نہیں کہتے تو فرشتے شیطان سے کہتے ہیں اے فاسق قریب آجا اور ان لوگوں کے ساتھ کھانا کھا اور جب دستر خوان اٹھتا ہے اور یہ لوگ الحمد للہ نہیں کہتے تو فرشتے کہتے ہیں کہ یہ وہ قوم جنھیں اللہ نے نعمتیں دیں مگر یہ لوگ اپنے پروردگار کو بھول گئے ۔

(۴۲۵۱) اور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ سالار قافلہ سب لوگوں سے پہلے پانی پیتا اور سب کے آخر میں وضو کرتا ہے ۔

(۴۲۵۲) سماعہ بن مہران نے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کے ساتھ کھانا کھا رہا تھا تو آپؑ نے فرمایا اے سماعہ کھاتے رہو اور اللہ کی حمد کرتے رہو یہ نہیں کہ کھاتے رہو اور چپ چاپ رہو ۔

(۴۲۵۳) حضرت امیر المومنین علیہ السلام نے ایک مرتبہ ارشاد فرمایا کہ جو شخص اپنے کھانے پر بسم اللہ کہہ لے تو میں ضامن ہوں کہ اس کو اس کھانے سے کوئی شکایت پیدا نہیں ہوگی تو ابن الکواء نے کہا کہ اے امیر المومنین میں نے گزشتہ

شب کھانا کھایا اور اس پر بسم اللہ بھی کہہ لیا تھا مگر اس کے باوجود مجھے اس کھانے سے اذیت ہوئی ۔ آپؑ نے فرمایا اے بیوقوف تو نے کئی رنگ کے کھانے کھائے بعض پر تو نے بسم اللہ کہا اور بعض پر نہیں کہا۔

اور روایت کی گئی ہے کہ اگر کوئی ہر رنگ کے کھانے پر بسم اللہ کہنا بھول جائے تو یہ کہے بِسْمِ اللّٰهِ عَلٰى اَوَّلِهٖ وَ آخِرِهٖ (اول اور آخر سب پر بسم اللہ) ۔

(۴۲۵۴) اور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ مجھے کبھی کوئی بدہضمی نہیں ہوئی اس لئے کہ میں جب بھی کھانا شروع کرتا ہوں تو بسم اللہ کہہ لیتا ہوں اور جب بھی کھانا سے فارغ ہوتا ہوں ۔ تو الحمدللہ کہہ لیتا ہوں ۔

(۴۲۵۵) نیز آنجنابؑ علیہ السلام نے فرمایا کہ جب پیٹ بھر جاتا ہے تو سرکشی کرنے لگتا ہے ۔

(۴۲۵۶) عمرو بن قیس ماصر نے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ مدینہ کے اندر میں حضرت امام محمد باقر علیہالسلام کی خدمت میں ہوا آپؑ کے سامنے دسترخوان رکھا ہوا تھا اور آپؑ کھانا تناول فرمارہے تھے ۔ میں نے عرض کیا کہ دسترخوان کے آداب کیا ہیں ؟ تو آپؑ نے فرمایا جب تم اس کو سامنے رکھو تو بسم اللہ کہو اور جب تم اس کو اٹھاؤ تو الحمدللہ کہو ۔ اور اس کے اردگرد کو جھاڑ لو یہ ہیں اس کے آداب پھر میں نے ادھر ادھر دیکھا تو ایک کوزہ نظر آیا میں نے عرض کای کہ اس کوزے کے آداب کیا ہیں ؟ آپؑ نے فرمایا جب تمہارے دونوں لبوں سے متصل ہو تو بسم اللہ کہو اور جب تم اپنے منھ سے ہٹاؤ تو الحمدللہ کہو اور جہاں رسی بندھی ہوتی ہے (پکڑنے کی جگہ) وہاں پینے سے پرہیز کرو اسلئے کہ وہ شیطان کی نشست ہے ۔ یہ ہیں اس کے آداب ۔

(۴۲۵۷) محمد بن ولید کرمانی سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام ابوجعفر ثانی علیہ السلام کے سامنے کھایا جب کھانے سے فارغ ہوا اور سامنے سے دسترخوان اٹھ گیا تو غلام بڑھا کہ کھانے کے جو کچھ ٹکڑے ادھر ادھر گرے ہوئے ہیں اسے اٹھالے تو آپؑ نے اس سے کہا کہ صحرا میں جو کچھ ہے اسے وہیں چھوڑ دو خواہ بکری کی ایک ران ہی کیوں نہ ہو ۔ اور جو گھر میں ہے اس کو تلاش کر کے چن لو ۔

(۴۲۵۸) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ بنی امیہ کھانا سرکہ سے شروع کرتے اور نمک پر ختم کرتے تھے اور ہم لوگ کھانا نمک سے شروع کر کے سرکہ پر ختم کرتے ہیں ۔

(۴۲۵۹) حضرت امیرالمومنین علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ تم لوگ کھانا نمک سے شروع کرو اگر لوگ جانتے کہ نمک میں کیا ہے تو وہ اسے تریاق مجرب کے طور پر اختیار کرلیتے ۔

(۴۲۶۰) حسن بن محبوب، نے وھب بن عبدربہ سے روایت کی ہے کہ میں نے ایک مرتبہ حضرت امام جعفر صادق علیہ اسلام کو خلال کرتے دیکھا اور گھورنے لگا ۔ تو آپؑ نے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی خلال کیا کرتے تھے حالانکہ ان کے منھ میں خوشبو تھی ۔

(۴۲۶۱) ایک دوسری روایت میں ہے کہ مہمان کے حقوق میں سے یہ حق بھی ہے کہ اسکو خلال فراہم کر دیا جائے۔

(۴۲۶۲) نیز آپؑ نے فرمایا کہ منھ میں غذا کا وہ حصہ جو تم زبان پھیر کر نکالتے ہو اس کو نگل ڈالو۔ اور جو کچھ تم خلال سے نکالتے ہو اسے پھینک دو۔

(۴۲۶۳) صفوان جمال نے ابی عزہ خراسانی سے روایت کی ہے کہ ان کا بیان ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کا ارشاد ہے کہ کھانے سے پہلے وضو اور اس کے بعد وضو یہ دونوں فقر کو دور کرتے ہیں۔

(۴۲۶۴) اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جس کو یہ پسند ہو کہ اس کے گھر میں خیر و برکت میں کثرت ہو تو وہ کھانے کے وقت وضو کر لے۔

(۴۲۶۵) اور آنجناب علیہ السلام نے فرمایا کہ جو شخص کھانے سے پہلے اور اس کے بعد ہاتھ دھوئے وہ وسعت رزق سے زندگی بسر کرے گا۔ اور جسمانی امراض و بلاؤں سے محفوظ رہے گا۔

(۴۲۶۶) ابی حمزہ ثمالی نے حضرت امام علی ابن الحسین علیہما السلام سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ آنجناب علیہ السلام جب کھانا تناول فرماتے تو کہتے اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَطْعَمَنَا وَ سَقَانَا وَ کَفَانَا وَ اَیَّدَنَا وَ آوَانَا وَ اَنْعَمَ عَلَیْنَا (اس اللہ کی حمد جس نے ہم لوگوں کو کھانا کھلایا ہمیں پانی پلایا ہم لوگوں کے لئے کافی ہوا ہم لوگوں کی تائید کی ہم لوگوں کو پناہ دی اور ہم لوگوں پر نعمتیں نازل کیں)۔ افضل یہ ہے کہ یہ کہے اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ یُطْعِمُ وَلَا یُطْعَمُ (اس اللہ کی حمد جو لوگوں کو کھانا کھلاتا ہے اور اسے کھلایا نہیں جاتا۔)

(۴۲۶۷) اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ بہترین سالن سرکہ ہے جس گھر میں سرکہ ہو وہ کبھی فقیر نہ ہوگا۔

(۴۲۶۸) شعیب نے ابی بصیر سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے لہسن و پیاز اور کرّاث (گندنا) کے متعلق دریافت کیا گیا تو آپؑ نے فرمایا اس کے کھانے میں کوئی حرج نہیں کچّا ہو یا ہانڈی میں پکا ہوا اور اگر لہسن بطور دوا استعمال کیا جائے تو بھی کوئی حرج نہیں لیکن جب ایسا ہو تو پھر مسجد نہ جاؤ۔

(۴۲۶۹) عمر بن اذنیہ نے محمد بن مسلم سے اور انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے ایک مرتبہ آنجنابؑ سے لہسن کے متعلق دریافت کیا تو آپؑ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کی بُو کی وجہ سے منع فرمایا ہے جو شخص اس بُری سبزی کو کھائے وہ ہماری مسجد کے قریب نہ آئے۔ اور جو شخص اس کو کھائے اور مسجد میں نہ آئے تو کوئی حرج نہیں ہے۔

(۴۲۷۰) ابراہیم کرخی نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور انہوں نے اپنے آبائے کرام علیہم السلام سے روایت کی ہے آپؑ نے فرمایا کہ حضرت امام حسن بن علی علیہما السلام نے فرمایا کہ دسترخوان کے بارہ خصائل ہیں اور ہر مرد مسلمان پر یہ واجب ہے کہ ان کو جان لے ان میں سے چار فرض ہیں، چار سنت ہیں اور چار آداب ہیں۔ وہ چار جو فرض ہیں وہ حلال و حرام اور نعمت عطا کرنے والے کی معرفت اور جو کچھ مل رہا ہے اس پر راضی اور خوش رہنا اور کھانے کے لئے بسم اللہ کہنا اور کھانے کے بعد شکر خدا ادا کرنا۔ اور سنت یہ ہے کہ کھانے سے پہلے وضو کرلے۔ اور میزبان کے بائیں جانب بیٹھے اور تین انگلیوں سے کھائے۔ اور کھانے کے بعد انگلیوں کو چاٹ لے۔ اور چار آداب یہ ہیں جو اس کے قریب ہو اس میں سے کھائے اور لقمہ چھوٹا اٹھائے اور لقمہ کو خوب اچھی طرح چبائے۔ اور لوگوں کے منہ کو کم دیکھے۔

(۴۲۷۱) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ بوڑھے اور بہت سن رسیدہ کے لئے یہ مناسب ہے کہ بغیر پیٹ بھرے اور کچھ کھائے نہ سوئے۔ کیونکہ یہ گہری نیند اور اس کی شیرینی کے لئے سب سے اچھی چیز ہے۔

(۴۲۷۲) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ مجھے تعجب ہے کہ جو بیماری کے ڈر سے کھانے میں پرہیز کرتا ہے وہ جہنم کے ڈر سے گناہوں سے کیوں نہیں پرہیز کرتا۔

باب :- قسم و نذر اور کفارہ

(۴۲۷۳) منصور بن حازم نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے بیان فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ دودھ چھڑائی کے بعد کوئی دودھ پلانے کا حکم نہیں۔ اور روزے میں کوئی وصل نہیں (یعنی دو دن کا روزہ درمیان میں بغیر افطار کئے ہوئے) اور احتلام کے بعد کوئی طفولیت (بچپن) نہیں۔ اور ایک دن اور رات کا کوئی روزہ نہیں اور عرب سے ہجرت کے بعد عربوں کے عادات و خصائل اختیار کرنا نہیں چاہیے۔ اور فتح مکہ کے بعد جو مکہ چھوڑ کر مدینہ آئے وہ مہاجر نہیں۔ اور نکاح سے پہلے طلاق نہیں اور ملکیت سے پہلے غلام کو آزاد کرنا نہیں۔ اور لڑکے کے لئے اپنے باپ کے ساتھ، غلام کے لئے اپنے مالک کے ساتھ اور زوجہ کے لئے اپنے شوہر کے ساتھ کوئی قسم نہیں۔ اور گناہ کے کام کے لئے کوئی نذر نہیں۔ اور اپنے رشتہ دار سے قطع تعلق کی قسم کوئی قسم نہیں ہے۔

(۴۲۷۴) علاء نے محمد بن مسلم سے اور انہوں نے دونوں ائمہ علیہما السلام میں سے کسی ایک سے روایت کی ہے کہ آپؑ سے ایک ایسی عورت کے متعلق دریافت کیا گیا کہ جس نے عہد کیا اگر وہ اپنی بہن سے تا ابد بات کرے تو اس کے تمام مال مویشی (خانہ کعبہ کو) ہدیہ ہوجائیں گے۔ اور اس کے تمام غلام آزاد ہوجائیں گے۔ آپؑ نے فرمایا کہ وہ اپنی بہن سے

بات کرے اس پر کوئی کفارہ نہیں ہے یہ اور اس کے مشابہ تمام باتیں شیطان کی چالیں ہیں۔

(۴۲۷۵) اور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ اگر کوئی شخص حلفیہ قسم کے ساتھ کسی نیک کام کے لئے کہے اور پھر دیکھے کہ اس سے بھی زیادہ بڑھا ہوا نیک کام ایک اور ہے چنانچہ اس کو بجالائے تو اس کو زیادہ ثواب ہوگا۔

(۴۲۷۶) حماد بن عثمان نے محمد بن ابی صباح سے روایت کی ہے اس کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام ابوالحسن علیہ السلام سے عرض کیا کہ میری ماں نے گھر میں جو اس کا حصہ تھا وہ مجھے بخش دیا تو میں نے اس سے کہا کہ قاضی لوگ اس کو نہیں مانیں گے اس لئے بہتر ہے کہ اس کا میرے نام بیعنامہ لکھ دیں تو انہوں نے کہا کہ اس کے متعلق جو چاہے کرلو۔ اور جو بھی تمہاری نظر میں تمہارے لئے بہتر ہے کرلو میں اس کی توثیق کردونگی۔ مگر بعض وارثوں نے مجھ سے حلف لینا چاہا کہ میں نے اس کی قیمت نقد ادا کردی ہے حالانکہ میں نے ذرا بھی اس کی قیمت نقد نہیں کی ہے اب آپؑ کی کیا رائے ہے۔ آپؑ نے فرمایا کہ تم کوئی توریہ کرکے ان لوگوں کے لئے حلف اٹھالو۔

(۴۲۷۷) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ایک ایسے شخص کے متعلق کہ جس نے حلف سے کہا کہ اگر وہ اپنے باپ یا اپنی ماں سے بات کرے تو وہ حج کے لئے احرام باندھ لے گا۔ فرمایا یہ کوئی چیز نہیں۔

(۴۲۷۸) اور آنجناب علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا گیا جس کو غصہ آیا تو اس نے کہا کہ مجھ پر بیت اللہ الحرام کی طرف پاپیادہ جانا فرض ہے آپؑ نے فرمایا کہ اگر اس نے یہ نہیں کہا کہ اللہ کے لئے مجھ پر فرض ہے تو یہ کچھ نہیں ہے۔

(۴۲۷۹) ابو بصیر نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے مندرجہ ذیل قول خدا کے متعلق لایو اخذکم اللّٰہ باللغو فی ایمانکم (سورہ بقرہ آیت ۲۲۵) (تمہاری لغو قسموں پر اللہ تم سے کوئی مواخذہ نہیں کرے گا) دریافت کیا تو آپؑ نے فرمایا وہ نہیں خدا کی قسم اور ہاں خدا کی قسم ہے۔

(۴۲۸۰) محمد بن مسلم نے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے دونوں آئمہ علیہما السلام میں سے کسی ایک سے دریافت کیا ایک ایسے شخص کے متعلق کہ جس سے اس کی عورت نے کہا کہ تم سے درخواست کرتی ہوں کہ خدا کے لئے تم مجھے طلاق دے دو۔ آپؑ نے فرمایا وہ اس کو مارلگائے یا اس کو معاف کردے اس کو اختیار ہے۔

(۴۲۸۱) عثمان بن عیسیٰ نے ابو ایوب سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا تم لوگ اللہ تعالیٰ کی سچی یا جھوٹی کوئی قسم نہ کھاؤ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو منع کیا اور ارشاد کیا ہے کہ و لا تجعلوا اللہ عرضۃ لایمانکم (سورہ بقرہ آیت ۲۲۴) (تم لوگ اللہ کو اپنی قسموں کی ڈھال نہ بناؤ)۔

(۴۲۸۲) ابو ایوب نے بیان کیا کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص اللہ کی قسم کھا کر کچھ کہے تو اس کو سچ کر دکھائے اور جو سچ نہ کر دکھائے تو وہ اللہ کی طرف سے کسی شے میں نہیں ہے اور جس کو اللہ کی قسم دی

جائے تو اس کو چاہیے کہ وہ اس پر راضی ہو جائے اور جو راضی نہ ہو تو اللہ کی طرف سے کسی شے میں نہیں ہے۔

(۴۲۸۳) اور بکر بن محمد ازدی نے ابو بصیر سے اور انہوں نے آنجناب علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے ارشاد فرمایا کہ اگر کوئی شخص قسم کھائے کہ میں ہرگز اپنی ناک دیوار پر نہ رگڑوں گا تو اللہ تعالیٰ اس کو ایسی بلا میں مبتلا کرے گا کہ اس کو اپنی ناک دیوار پر رگڑنی پڑے گی۔

اور اگر کوئی شخص قسم کھائے کہ میں اپنا سر دیوار سے نہیں ٹکراؤں گا تو اللہ تعالیٰ اس پر ایک شیطان مسلط کردیگا جو اس کا سر دیوار سے ٹکرا دے گا۔

(۴۲۸۴) اور حمّاد بن عیسیٰ نے عبداللہ بن میمون سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ بندے کو چاہیئے کہ وہ کسی امر کے کرنے کا وعدہ کرے تو اس میں ان شاء اللہ کہہ کر اسے ضرور مستثنیٰ کرلے اور اگر وعدہ پورا کرنا بھول گیا ہے تو چالیس دن تک اسے ضرور پورا کردے۔ چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں چند یہودی حاضر ہوئے اور آپ سے چند سوالات کئے آپ نے فرمایا تم لوگ کل آنا میں اس کا جواب تم لوگوں کو دونگا اور ان شاء اللہ کہہ کر مستثنیٰ نہیں کیا تو حضرت جبریلؑ آپ کے پاس چالیس دن تک نہیں آئے پھر آئے تو یہ آیت لیکر و لا تقولن لشائی انی فاعل ذلک غداً الا ان یشآء اللہ و اذکر ربک اذا نسیت (سورۂ کہف آیت نمبر ۲۳-۲۴) (تم بغیر ان شاءاللہ کے یہ ہرگز نہ کہو کہ یہ کام کل کروں گا اور جب بھول جاؤ تو اپنے رب کو یاد کرو)۔

(۴۲۸۵) قاسم بن محمد جوہری نے علی بن حمزہ سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے آنجنابؑ سے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا جو یہ کہے میں واللہ یہ کام کروں گا اور پھر نہ کرے تو حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ اس کا کفارہ دس مسکینوں کو ایک ایک مد آٹا یا گیہوں کھلانا ہے یا ایک غلام آزاد کرنا ہے اور اگر یہ کچھ میسر نہ ہو تو پے در پے تین دن روزہ رکھنا ہے۔

(۴۲۸۶) اور ابن بکیر نے زرارہ سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے عرض کیا کہ ہم لوگ عشر وصول کرنے والوں کی طرف سے اپنے مال مویشی لیکر گزرتے ہیں تو وہ لوگ ہم لوگوں سے حلف کا مطالبہ کرتے ہیں اور بغیر اس کے وہ ہم لوگوں کا راستہ نہیں چھوڑتے تو آپؑ نے فرمایا پھر تم لوگ ان کے لئے حلف سے کہہ دو یہ کھجور اور دودھ کی بالائی سے زیادہ شیریں ہے۔

(۴۲۸۷) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ تقیہ ہر ضرورت کے موقع پر ہے اور صاحب ضرورت خوب جانتا ہے کہ اس کا موقع کب ہے۔

(۴۲۸۸) حمّاد نے حلبی سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے آپ نے فرمایا کہ میری نظر میں اللہ کی قسم کے علاوہ کوئی قسم نہیں ہے۔ کسی شخص کا یہ کہنا کہ لَا بَلْ شَانِئُکَ (یعنی لَا اَبَ لِشَانِئِکَ تیرے دشمنوں کا باپ مرجائے) یہ جاہلیت کی باتیں ہیں۔ اگر لوگ اسی قسم کی قسم کھانے لگے تو اللہ کی قسم متروک ہوجائے گی۔ اور لوگوں کا یہ کہنا یَاھَنَاہُ یَاھَنَاہُ تو یہ کسی بھولے ہوئے نام کو یاد کرنے کے لئے کہتے ہیں۔ اس میں کوئی حرج نہیں۔ لیکن لَعَمْرُاللّٰہُ اور ایم اللّٰہ تو یہ واقعاً اللہ تعالیٰ کی قسم ہے۔

(۴۲۸۹) اور آنجناب علیہ السلام نے ایک ایسے شخص کے متعلق ارشاد فرمایا جس نے بربنائے تقیہ حلف اٹھایا تو آپؑ نے فرمایا کہ اگر تمہیں اپنی جان یا اپنے مال کا ڈر ہو تو حلف اٹھالو تمہارا یہ حلف تم سے اس خطرے کو دور کر دیگا۔

(۴۲۹۰) حلبی کا بیان ہے کہ میں نے آنجنابؑ سے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا کہ جس نے نذر مانی مگر کسی چیز کا نام نہیں لیا آپؑ نے فرمایا اگر اس نے کسی چیز کا نام لیا تو وہ وہی چیز نذر کرے اور تم نے کسی چیز کا نام نہیں لیا ہے تو پھر وہ کچھ نہیں ہے اور اگر تم نے یہ کہا ہے لِلّٰہِ عَلَیَّ (یعنی اللہ کے لئے میرے اوپر فرض ہے) تو اس پر قسم کا کفارہ ہے۔

(۴۲۹۱) اور آنجنابؑ نے فرمایا کہ ہر وہ قسم جس میں خوشنودی خدا کا ارادہ نہ کیا گیا ہو وہ کچھ نہیں ہے طلاق کا معاملہ ہو یا غلام کی آزادی کا۔

(۴۲۹۲) اور فرمایا کہ قسم کے کفارہ میں ایک مد یا ایک کپ (گیہوں یا آٹا) دیا جائے۔

(۴۲۹۳) اور ایسے شخص کے متعلق جو عشر وصول کرنے والوں کے سامنے اپنا مال بچانے کیلئے حلفیہ کہے؟ تو آپؑ نے فرمایا ہاں۔

(۴۲۹۴) اور میں (حلبی) نے آنجنابؑ سے ایک ایسی عورت کے متعلق دریافت کیا جو کہے کہ اگر میں نے فلاں عورت اور فلاں عورت کو عاریت میں کوئی چیز دی تو میرا یہ مال خانہ کعبہ کو ہدیہ ہوجائے۔ مگر اس کی بغیر اجازت اس کے گھر والوں میں سے کسی نے (اس کے مال کو) عاریتاً دیدیا۔ آپؑ نے فرمایا اس پر کوئی ہدیہ نہیں ہے۔ ہدیہ اس وقت ہوگا جب اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے لئے خانہ کعبہ کو نذر کیا جائے تو یہ نذر وہ ہے جس کو پورا کیا جائے جو اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے لئے ہے اور اس کے مشابہ جتنی چیزیں ہیں وہ کچھ نہیں ہیں اور کوئی ہدیہ و نذر نہیں جو اللہ کے نام پر نہ ہو۔

(۴۲۹۵) اور آنجنابؑ علیہ السلام سے دریافت کیا گیا ایک ایسے شخص کے متعلق جو کہتا ہے کہ مجھ پر ایک ہزار قربانی فرض ہے۔ ایسی حالت میں کہ حج کے لئے احرام باندھے ہوگا۔ آپ نے فرمایا یہ شیطانی وسوسہ ہے۔

اور ایسے شخص کے متعلق جو کہتا ہے کہ وہ حج کے لئے احرام باندھے گا یا یہ کہے کہ میں یہ کھانا خانہ کعبہ کو ہدیہ کروں گا۔ آپؑ نے فرمایا یہ کچھ نہیں ہے کھانا ہدیہ نہیں کیا جاتا۔ یا وہ اونٹ کو نحر کرنے کے بعد کہے یہ ہدیہ خانہ کعبہ کے لئے ہے اس لئے کہ زندہ جانور ہدیہ کیا جاتا ہے جب وہ گوشت بن گیا تو وہ ہدیہ نہیں کیا جائے گا۔

(۴۲۹۶) اور ایک دوسری حدیث میں ہے ایک شخص کے متعلق جو کہے کہ نہیں میرے باپ کی قسم آپ نے فرمایا کہ وہ اللہ سے استغفار کرے۔

(۴۲۹۷) اور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ قسم کی دو قسمیں ہیں ایک شخص پر وہ کام واجب نہیں ہے مگر وہ قسم کھائے کہ میں وہ کام کرونگا یا قسم کھائے اس کے لئے جو اس کام کے لئے لازم ہے تو اگر وہ کام نہ کرے تو اس پر کفارہ لازم ہے۔

اور دوسری قسم کی تین قسمیں ہیں۔ ایک وہ کہ اگر ایک شخص جھوٹی قسم کھائے تو اس کو ثواب ملے گا۔ دوسری یہ کہ اس قسم پر نہ اس کو ثواب ملے گا اور نہ کوئی کفارہ ہوگا۔ تیسری وہ قسم جس پر کوئی کفارہ نہیں ہے بلکہ سزا ہے، جہنم میں داخل ہونا ہے اب وہ جس پر آدمی کو اگر جھوٹی قسم کھائے تو ثواب ملتا ہے اور اس پر کفارہ لازم نہیں ہوتا وہ یہ ہے کہ آدمی کسی مرد مسلم کی جان کی خلاصی یا اسکے مال کی خلاصی کے لئے ظالم کے سامنے جو اس پر ظلم کر رہا ہو یا کسی چور کے سامنے یا اس کے علاوہ کسی اور کے سامنے جھوٹی قسم کھائے اب وہ قسم کہ جس پر نہ کوئی کفارہ لازم آتا ہے اور نہ ثواب ملتا ہے وہ یہ کہ ایک آدمی کسی چیز کی قسم کھائے پھر جس چیز کے لئے قسم کھائی اس سے بہتر اس کو نظر آئے اور جس کی قسم کھائی تھی اس کو ترک کر کے بہتر کو اختیار کرلے۔

اب وہ کہ جس قسم پر آدمی کو عذاب ہوگا اور جہنم میں جانا ہوگا وہ یہ کہ کوئی شخص کسی مرد مسلم کے خلاف یا اس کے حق کے خلاف بربنائے ظلم جھوٹی قسم کھائے تو یہ جھوٹی قسم اس کے لئے واصل بہ جہنم ہونے کا سبب بنے گی اور دنیا میں اس کا کوئی کفارہ نہیں ہے اور قسم کے کفارے میں چھوٹے بچوں کو کھانا کھلانا جائز نہیں ہے لیکن ایک بڑے آدمی کے بدلے دو چھوٹے بچوں کو کھلانا جائز ہے۔

اور جس شخص کو قسم کے کفارے میں کھلانے کے لئے ایک ہی یا دو ہی آدمی ملیں تو ان ہی کو بار بار کھلائے یہاں تک کہ تعداد پوری ہوجائے۔

(۴۲۹۸) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ جھوٹی قسم آبادی کو ویران اور بنجر کر کے چھوڑتی ہے۔

نذر کی دو قسمیں ہیں ایک یہ کہ کوئی شخص کہے کہ اگر ایسا ایسا ہوگیا تو میں روزہ رکھوں گا یا نماز پڑھوں گا یا تصدق وخیرات کروں گا یا حج کروں گا یا کوئی بھی کار خیر کروں گا اور ایسا ہوگیا تو اس کو اختیار ہے خواہ کرے یا نہ کرے۔

لیکن اگر یہ کہے کہ اگر ایسا ایسا ہوگیا تو مجھ پر اللہ تعالیٰ کے لئے یہ یہ ہے تو یہ نذر واجب ہے اس کو ترک کرنے کی کوئی گنجائش نہیں اس کو پورا کرنا واجب ہے۔ اگر اس کے خلاف کیا تو اس پر کفارہ لازم ہوگا۔ اور نذر کا کفارہ قسم کے کفارہ کے برابر ہے۔ یعنی دس مسکینوں کو کھانا کھلانا۔ تم اپنے اہل وعیال کو جو خوراک کھلاتے ہو اس کا اوسط لیکن

مسکین کو ایک مد یا ان کو کپڑا پہنانا کہ ہر ایک کو دو کپڑے یا ایک غلام آزاد کرنا اور جس کو یہ کچھ بھی میسر نہ ہو تو تین روزے رکھے، یہ ہے تمہاری قسم کا کفارہ جب بھی تم قسم کھاؤ اور اگر کوئی شخص نذر مانے کہ ہر سنیچر یا اتوار یا تمام دونوں میں سے کسی دن روزہ رکھوں گا تو اس کا ترک کرنا بغیر کسی سبب کے درست نہیں ہے۔ اور اس کو سفر یا مرض میں روزہ کفارہ درست نہیں مگر یہ کہ اس نے اس کی نیت کرلی ہو۔ اور اگر بلا سبب اس نے افطار کرلیا تو وہ ہر دن کے بدلے دس مسکینوں کو کھانا تصدق کرے۔

اور اگر وہ نذر کرے کہ میں فلاں مہینہ میں روزہ رکھوں گا اور اس دن عیدِ فطر یا عیدِ اضحیٰ پڑجائے یا ایام تشریق ہوں یا اس دن وہ سفر میں ہو یا بیمار پڑجائے تو اللہ تعالیٰ ان تمام ایام کا روزہ ساقط کردیگا اور اس دن کے بدلے ایک دن روزہ رکھے گا۔

اور اگر کوئی شخص نذر کرے مگر کوئی معینہ کار خیر کا نام نہ لے تو اس کو اختیار ہے خواہ کچھ تصدق کرے خواہ وہ دو رکعت نماز پڑھے خواہ ایک دن روزہ رکھے خواہ ایک مسکین کو روٹی کھلائے۔

اور اگر کوئی شخص یہ نذر کرلے کہ (اگر میرا کام ہوگیا تو) میں مال کثیر تصدیق کروں گا اور رقم کی تعداد معین نہ کرے تو کثیر سے مراد اسی (۸۰) یا اس سے زیادہ ہے اللہ تعالیٰ کے اس قول کی بنا پر کہ **لقد نصرکم اللّٰہ فی مواطن کثیرہ** (سورۃ توبہ آیت ۲۵) (اللہ نے تم لوگوں کی کثیر مواقع پر مدد کی) اور وہ اسّی (۸۰) مواقع تھے۔

اور اگر کوئی شخص نذر کرے کہ وہ ایک دن یا ایک مہینہ روزہ رکھے گا اور دن یا مہینہ کا نام نہ لے اور اس دن یا اس مہینہ میں افطار کرلے تو اس پر کوئی کفارہ لازم نہیں ہوگا بلکہ اس پر یہ لازم ہے کہ اس کے بدلے دوسرے دن یا دوسرے مہینہ روزے رکھے اپنی نذر کے مطابق اور اگر کسی نہ کسی خاص دن یا خاص مہینہ کے لئے نذر کی تو اس پر واجب ہے کہ وہ اسی خاص دن یا خاص مہینہ میں روزہ رکھے اور اگر اس نے اس دن یا اس مہینہ روزہ نہیں رکھا یا روزہ رکھا مگر توڑ دیا تو اس پر کفارہ لازم ہے۔

اور اگر کوئی شخص کسی خاص دن کیلئے روزہ کی نذر کرے اور اس دن وہ اپنی زوجہ سے مجامعت کرلے تو اس کے بدے دوسرے دن روزہ رکھے اور ایک مومن غلام کو آزاد کرے۔

اور آزاد کرنے کے لئے اندھا کافی نہیں اور عضو بریدہ اور مشلول اور لنگڑا اور کانا کافی ہے اور اپاہج کافی نہیں ہے اور ظہار کے کفارہ میں اس لڑکے کو آزاد کرنا جائز ہے جو اسلام میں پیدا ہوا ہو۔

اور اگر کوئی شخص اپنے قرض خواہ سے بحلف یہ کہے کہ وہ بغیر بتائے ہوئے شہر سے باہر نہیں جائے گا تو جب تک وہ اسے بتا کر نہ جائے اس کا شہر سے باہر نکلنا جائز نہیں اور اگر اسے یہ ڈر ہو کہ وہ باہر نہیں جانے دیگا اور اس کو اور اس کے اہل وعیال کو نقصان پہنچائے گا تو وہ نکل جائے اس پر کوئی شرعی پابندی نہیں ہے۔

اور اگر ایک شخص نے ایک آدمی پر کچھ رقم کا دعویٰ کیا اور اس کے پاس کوئی ثبوت وشاہد نہیں ہے اور واقعتاً وہ اپنے دعویٰ میں حق پر نہیں ہے تو اگر وہ تیس (۳۰) درہموں کا معاملہ ہے تو دیدے اور حلف نہ اٹھائے اور اگر تیس درہموں سے زائد کا معاملہ ہے تو حلف اٹھالے اور اس کو رقم نہ دے۔

اور اگر کسی آدمی کے پاس ایک کنیز ہو اور اس کی عورت اس کو بہت ستائے اور اس پر چھاپہ مارے تو وہ شخص اپنی عورت سے کہہ دے کہ یہ کنیز تیرے اوپر صدقہ ہے تو اگر وہ یہ کہے کہ اللہ کے لئے (صدقہ) ہے تو پھر وہ اس کنیز کے قریب نہ جائے اور اگر اس نے اللہ کا ذکر نہیں کیا تو یہ اس کی کنیز ہے اس کے ساتھ جو چاہے کرے۔

(۴۲۹۹) اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو شخص اللہ تعالیٰ کو اس سے بالاتر سمجھے کہ اس کی جھوٹی قسم کھائی جائے تو جو کچھ اس کا نقصان ہو رہا ہے اللہ تعالیٰ اسے بہتر اس کو دے گا۔

(۴۳۰۰) اور حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ بندہ اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے لئے جو چیز بھی ترک کرے گا وہ اس کی کھوئی ہوئی شے ہوگی۔

(۴۳۰۱) حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص پوشیدہ طور پر قسم کھائے تو وہ پوشیدہ طور پر ہی اس کے ساتھ ان شاء اللہ کہے اور جو شخص علانیہ طور پر قسم کھائے تو وہ اس کے ساتھ علانیہ طور پر ان شاء اللہ کہے۔

(۴۳۰۲) اور اسماعیل بن سعد نے حضرت ابو الحسن امام رضا علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا کہ جو قسم کے ساتھ حلف اٹھاتا ہے مگر اسکا ضمیر اس کے خلاف ہے جس کے لئے اس نے حلف اٹھایا ہے۔ آپؑ نے فرمایا کہ قسم ضمیر پر ہے یعنی مظلوم کے ضمیر پر۔

(۴۳۰۳) اور علی بن جعفر نے اپنے بھائی حضرت امام موسیٰ بن جعفر علیہ السلام سے دریافت کیا ایک ایسے شخص کے متعلق کہ جو حلف اٹھاتا ہے مگر پھر بھول جاتا ہے کہ اس نے حلف میں کیا کہا تھا۔ آپؑ نے فرمایا وہ اس پر قائم رہے جو اس کی نیت ہے۔

(۴۳۰۴) اور روایت کی گئی ہے سعد ابن الحسن سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے کہ ایک مرتبہ آنجنابؑ سے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا گیا کہ جس نے حلف سے کہا کہ وہ اپنا مال اتنی اتنی قیمت پر فروخت نہیں کرے گا مگر پھر اس کے جی میں آیا (بازار کا رنگ اچھا نہیں بہتر ہے اسے اسی قیمت پر فروخت کر دوں) آپؑ نے فرمایا کہ وہ فروخت کر دے اس پر کوئی کفارہ نہیں۔

(۴۳۰۵) سکونی نے حضرت جعفر بن محمد علیہما السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ جب کوئی شخص کہے کہ میں حلف سے کہتا ہوں یا قسم کھا کر کہتا ہوں تو یہ کوئی چیز نہیں جب تک یہ نہ کہے میں اللہ کی قسم کھا کر کہتا ہوں یا اللہ کے حلف کے ساتھ کہتا ہوں۔

(۴۳۰۶) ابان نے محمد بن مسلم سے اور انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کی کہ جس نے یہ کہا کہ مجھ پر لازم ہے کہ ایک اونٹ کی قربانی کروں مگر اس نے نام نہیں لیا کہ کہاں قربانی کرے گا۔ آپؑ نے فرمایا کہ وہ اونٹ کو منیٰ پر نحر کرے گا اور اس کا گوشت مساکین میں تقسیم کر دیگا۔

(۴۳۰۷) اور روایت کی ہے محمد بن یحییٰ خزاز نے طلحہ بن زید سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور انہوں نے اپنے پدر بزرگوار علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ حضرت علی علیہ السلام قسم توڑنے سے پہلے قسم کے کفارے میں مساکین کے کھانا کھلانے کو مکروہ جانتے تھے۔

(۴۳۰۸) محمد بن منصور نے حضرت امام موسیٰ بن جعفر علیہما السلام سے روایت کی ہے ایک ایسے شخص کے متعلق کہ جس نے روزے کی نذر کی مگر اب روزہ اس پر گراں ہے۔ آپؑ نے فرمایا وہ ہر دن کے عوض ایک مد گیہوں تصدق کرے۔

(۴۳۰۹) طلحہ بن زید نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور انہوں نے اپنے پدر بزرگوار علیہ السلام سے روایت کی ہے ایک ایسی عورت کے متعلق کہ جو حاملہ تھی اس نے کوئی دوا پی اس سے اس کا حمل ساقط ہو گیا آپؑ نے فرمایا کہ وہ اس کا کفارہ ادا کرے۔

(۴۳۱۰) اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک شخص کو کہتے ہوئے سنا کہ وہ کہہ رہا تھا کہ میں دین محمدؐ سے بری ہوں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس سے کہا تجھ پر ویل ہو اگر تو دین محمدؐ سے بری ہو گیا تو پھر تو کس دین پر رہے گا۔ اور پھر آنحضرتؐ نے اس سے مرتے دم تک بات نہیں کی۔

(۴۳۱۱) محمد بن اسماعیل نے سلام بن سہم شیخ متعبّد سے روایت کی ہے اس نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو سدیر سے فرماتے ہوئے سنا کہ اے سدیر جو اللہ کا جھوٹا حلف اٹھائے وہ کافر ہو گیا اور جس نے اللہ کا سچا حلف اٹھایا وہ گنہگار ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے لاتجعلوا اللّٰہ عرضۃ لایمانکم (تم لوگ اللہ کو اپنی قسموں کے لئے ڈھال نہ بناؤ۔) (سورۃ بقرہ

آیت نمبر ۲۲۴)۔

(۴۳۱۲) اور عبداللہ بن قاسم نے عبداللہ بن سنان سے روایت کی ہے اس کا بیان ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ غصہ کی حالت میں قسم کوئی قسم نہیں اور نہ قطع رحم کے متعلق قسم کوئی قسم ہے اور نہ کسی جبر کرنے پر قسم کوئی قسم ہے اور نہ کسی کی طرف سے اکراہ پر قسم کوئی قسم ہے۔ راوی کا بیان ہے کہ میں نے عرض کیا اللہ آپ کا بھلا کرے جبرو اکراہ میں کیا فرق ہے آپ نے فرمایا جبر حاکم وقت کی طرف سے ہوتا ہے اور اکراہ زوجہ و باپ و ماں کی طرف سے اور یہ کوئی چیز نہیں ہے۔

(۴۳۱۳) اور حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا اللہ کی جھوٹی قسم کھاؤ اور اپنے بھائی کو قتل سے بچاؤ۔

(۴۳۱۴) اور عبداللہ بن جبلہ نے اسحاق بن عمّار سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے ایک ایسے شخص کے متعلق کہ جو اپنے اوپر روزے کی نذر کرتا ہے مگر اس پر روزہ کی قوت نہیں۔ آپ نے فرمایا یہ اُس شخص کو جو اس کی جانب سے روزہ رکھے اسے ہر دن کے لئے دو مد دے۔

(۴۳۱۵) محمد بن عبداللہ بن مہران نے علی بن جعفر سے اور انہوں نے اپنے بھائی حضرت امام موسیٰ بن جعفر علیہما السلام سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے آنجنابؑ سے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا جو کہتا ہے کہ میں کعبہ کو فلاں فلاں چیز ہدیہ کروں گا لیکن اگر وہ اس چیز پر جسے وہ ہدیہ کرے قدرت نہ رکھتا ہو تو اس پر کیا لازم ہے۔ آپؑ نے فرمایا اگر اس نے نذر مانی ہے اور اس پر قدرت نہیں تو اس پر کچھ نہیں ہے اور اگر اس کی ملکیت میں کوئی غلام یا کوئی کنیز ہے یا اسکے مشابہہ کوئی اور چیز ہے تو اس کو فروخت کردے اور اس کی قیمت سے خوشبو و عطر خریدے اور کعبہ کو خوشبو لگائے اور اگر اس کے پاس کوئی سواری ہو تو پھر اس پر کچھ نہیں ہے۔

(۴۳۱۶) سکونی نے حضرت جعفر بن محمد علیہما السلام سے اور انہوں نے اپنے پدر بزرگوار سے روایت کی ہے کہ ایک مرتبہ حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا گیا کہ جس نے نذر کی کہ وہ خانہ کعبہ تک پا پیادہ جائے گا مگر وہ گاڑی پر سوار ہو کر گزرا۔ آپؑ نے فرمایا کہ وہ گاڑی کے اندر ہی کھڑا ہو جائے یہاں تک کہ وہ وہاں سے گزر جائے۔

(۴۳۱۷) اور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے یونس بن ظبیان سے ارشاد فرمایا کہ اے یونس ہم لوگوں سے برأت اور دست برداری کی ہرگز قسم نہ کھانا اس لئے کہ جو ہم لوگوں سے برأت و دست برداری کی سچی یا جھوٹی قسم کھائے گا وہ ہم لوگوں سے بری اور دست بردار ہو جائے گا۔

(۴۳۱۸) نیز آنجناب علیہ السلام نے فرمایا کہ جو شخص اللہ تعالیٰ سے سچ یا جھوٹ برأت کا اظہار کرے گا اللہ تعالیٰ اس سے بری اور لاتعلق ہو جائے گا۔

(۴۳۱۹) اور علاء نے محمد بن مسلم سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے ایک مرتبہ آنجناب علیہ السلام سے احکام شرعیہ کے متعلق دریافت کیا تو آپؑ نے فرمایا ہر مذہب کے لوگوں سے وہی حلف اور قسم جائز ہے جس کی وہ قسم کھائے گا۔

(۴۳۲۰) اور امیرالمومنین علیہ السلام نے فیصلہ فرمایا اس شخص کے لئے جو کسی اہل کتاب سے جبریہ حلف اٹھوائے کہ وہ اس کی کتاب و ملت کے مطابق حلف اٹھوائے۔

(۴۳۲۱) عبداللہ بن مسکان نے بدر بن خلیل سے روایت کی ہے کہ ایک مرتبہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا گیا جو قید میں تھا تو اس نے کہا کہ اگر میں اس قید سے رہا ہو گیا تو اللہ کے لئے مجھ پر ایک سال روزہ رکھنا لازم ہوگا۔ تو وہ اس قید سے رہا ہو گیا مگر وہ ڈر رہا ہے کہ اس کے لئے ایک سال تک روزہ رکھنا ممکن نہ ہوگا۔ اب وہ کیا کرے؟ آپؑ نے فرمایا وہ ایک ماہ تو روزہ رکھے اور دوسرے مہینے میں کچھ دن تو یہ دو ماہ مسلسل روزہ ہو جائے گا پھر وہ روزہ رکھے اور جس دن روزہ نہ رکھے تو اس دن کے عوض ایک مد تصدق کرے اور جس دن وہ روزہ رکھے گا تو وہ اس کے روزے میں شمار ہوگا اس طرح وہ ایک سال کا روزہ تمام کرے۔

(۴۳۲۲) محمد بن اسماعیل بن بزیع نے حضرت ابی جعفر ثانی علیہ السلام سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے آنجنابؑ سے دریافت کیا کہ ایک شخص مر گیا اور اس پر کچھ روزے قضا ہیں اب اس کی طرف سے روزہ رکھا جائے یا اس کی طرف سے صدقہ نکال دیا جائے؟ آپؑ نے فرمایا کہ اس کی طرف سے صدقہ دینا افضل ہے۔

(۴۳۲۳) علی بن مہزیار سے روایت ہے کہ میں نے حضرت ابو جعفر علیہ السلام سے قول خدا واللیل اذا یغشیٰ و النہار اذا تجلی (سورۃ لیل آیت نمبر ۱-۲) (قسم ہے رات کی جب چھا جائے اور دن کی جب وہ روشن ہو) اور قول خدا و النجم اذا ھوی (سورۃ نجم آیت ۱) (قسم ہے تارے کی جب گرے) اور اس کے مشابہہ آیات کے متعلق دریافت کیا تو آپؑ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کو یہ حق ہے کہ اپنی مخلوق میں سے جس کی چاہے قسم کھائے لیکن بندوں کو یہ حق نہیں ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی دوسرے کی قسم کھائیں۔

کفارات

(۴۳۲۴) محمد حلبی نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ قتلِ خطا کے کفارہ میں ایک غلام مرد کے آزاد کرنے کے سوا اور کچھ جائز نہیں ہے ہاں ظہار کے کفارہ میں اور قسم کے کفارے میں ایک بچے کو آزاد کرنا جائز ہے۔

(۴۳۲۵) اور اسحاق بن عمّار نے حضرت امام ابو ابراہیم علیہ السلام سے دریافت کیا کہ کیا غیر اہل ولایت میں سے کسی مرد ضعیف کو (کچھ) دیا جائے؟ آپؑ نے فرمایا ہاں مگر اہل ولایت میں کسی کو دینا میرے نزدیک پسندیدہ ہے۔ یعنی کفّارے میں۔

(۴۳۲۶) مفضّل بن عمر جعفی سے روایت ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ وہ قول خدا فلا اقسم بمواقع النجوم و انہ لقسم لو تعلمون عظیم (سورۃ واقعہ آیت نمبر ۷۵-۷۶) (سو میں قسم کھاتا ہوں تاروں کے ڈوبنے کی اور یہ بڑی قسم ہے اگر سمجھو) کے متعلق کہ آپؑ نے فرمایا یہاں مراد ائمہ سے برات کی قسم کے متعلق ہے کہ آدمی حلف و قسم کے ساتھ برات کا اظہار کرے یہ اللہ کے نزدیک عظیم ہے اور یہ حدیث نو اور حکمت میں سے ہے۔

(۴۳۲۷) حفص بن عمر نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے بیان فرمایا کہ ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دریافت کیا گیا کہ کسی شخص کی غیبت کرنے کا کیا کفّارہ ہے؟ آپؑ نے فرمایا تم نے جس کی غیبت کی ہے اس کے لئے طلب مغفرت کرو جس طرح تم نے اس کا ذکر کیا ہے۔

(۴۳۲۸) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ ہنسنے کا کفّارہ یہ ہے کہ یہ کہے اَللّٰھُمَّ لَا تَمْقُتْنِیْ (میرے اللہ تو مجھ پر غضبناک نہ ہونا)۔

(۴۳۲۹) اور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ حکومت وقت کی نوکری کا کفارہ برادران ایمانی کی حاجت روائی ہے۔

(۴۳۳۰) اور محمد بن حسن صفّار رضی اللہ عنہ نے حضرت امام ابو محمد حسن بن علی علیہ السلام کی خدمت میں ایک عریضہ تحریر کیا کہ ایک شخص نے حلف کے ساتھ اللہ تعالیٰ یا اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اپنی برات کا اظہار کیا پھر اس حلف کو توڑ دیا اب اس کی توبہ اور اس کا کفارہ کیا ہے؟ تو جواب میں تحریر آئی کہ وہ دس مسکینوں کو کھانا کھلائے اور اللہ تعالیٰ سے مغفرت کا خواستگار ہو۔

(۴۳۳۱) عبدالواحد بن محمد بن عبدوس نیشاپوری رضی اللہ عنہ نے علی بن محمد بن قتیبہ سے انھوں نے حمدان بن سلیمان

سے انھوں نے عبدالسلام بن صالح ہروی سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام رضا علیہ السلام سے عرض کیا" فرزند رسول ہم لوگوں سے چند راویوں نے آپ کے آبائے کرام علیہم السلام سے روایت کی ہے کہ جو شخص ماہ رمضان میں عورت سے مجامعت کرے اس پر تین کفارے ہیں اور ان ہی علیہ السلام سے کچھ لوگوں نے روایت کی ہے کہ ایک کفارہ ہے تو اب کون سی روایت سے ہم حکم اخذ کریں" ۔ تو آپ نے فرمایا کہ ان دونوں سے حکم اخذ کیا جائیگا ۔ جب کوئی حرام سے مجامعت یا حرام سے روزہ توڑے ماہ رمضان میں تو اس پر تین کفارے ہیں ایک غلام آزاد کرے اور دو مہینے متواتر روزہ رکھے اور ساٹھ (۶۰) مسکینوں کو کھانا کھلائے اور اس دن کا قضا روزہ رکھے ۔ اور اگر اس نے حلال مجامعت کی ہے یا حلال چیز پر روزہ توڑا ہے تو اس پر ایک کفارہ اور اس دن کی قضا روزہ ہے اور اگر اس نے بھول کر ایسا کیا ہے تو اس پر کچھ نہیں ہے ۔

(۴۳۳۲) حضرت امیر المومنین علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص کہے لَا وَ رَبِّ الْمُصْحَفِ (رب مصحف کی قسم نہیں) تو اس پر ایک کفارہ ہے ۔

(۴۳۳۳) حنان بن سدیر نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ راہ خدا میں قتل اور شہید ہو جانا ہر گناہ کا کفارہ ہے سوائے قرض کے کہ اس کا سوائے ادائیگی کے اور کوئی کفارہ نہیں یا یہ کہ وہ قرض دینے والا راضی ہو جائے یا اپنا حق اس کو معاف کر دے ۔

(۴۳۳۴) جمیل بن صالح سے روایت ہے اس کا بیان ہے کہ میرے پاس مدینہ میں ایک کنیز تھی جس کا حیض بند ہو گیا تھا تو میں نے نذر کی کہ اگر حیض جاری ہو گیا تو مجھ پر اللہ کے لئے نذر ہے ۔ پھر مجھے معلوم ہوا کہ میرے نذر کرنے سے پہلے اس کو حیض جاری ہو گیا تھا ۔ تو میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو عریضہ لکھ کر دریافت کیا حالانکہ میں مدینہ ہی میں تھا تو آپ نے جواب تحریر کیا کہ اگر اس کو تمہاری نذر سے پہلے حیض جاری ہو گیا تھا تو تم پر کوئی نذر نہیں ہے اور اگر نذر کرنے کے بعد اس کو حیض جاری ہوا ہے تو تم پر نذر لازم ہے ۔

(۴۳۳۵) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ مجالس کا کفارہ یہ ہے کہ تم مجلس سے اٹھتے وقت کہو سُبْحَانَ رَبِّکَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُونَ وَ سَلَامٌ عَلَى الْمُرْسَلِينَ وَ الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ (تمہارا پروردگار صاحب عزت ان باتوں سے پاک ہے جو یہ لوگ بیان کرتے ہیں اور رسولوں پر سلام ہو اور ہر قسم کی حمد کل جہانوں کے پروردگار اللہ تعالیٰ کے لئے ہے ۔) (سورہ صافات آیت ۱۸۰ تا ۱۸۲)

کتاب النکاح (نکاح کی ابتدا اور اس کی اصل)

(۴۳۳۶) زرارہ بن اعین سے روایت ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے حضرت حوا کی خلقت کے متعلق دریافت کیا گیا اور کہا گیا کہ ہمارے یہاں کچھ لوگ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت حوا کو حضرت آدمؑ کی پسلیوں میں سے سب سے آخری پسلی سے پیدا کیا تو آپؑ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اس بات سے زیادہ پاک و بلند تر ہے اور بہت زیادہ بلند تر ہے اس سے جو شخص یہ کہتا ہے۔ کیا وہ یہ کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ میں وہ قدرت نہ تھی کہ وہ حضرت آدمؑ کی پسلی کے بغیر ان کی زوجہ کو پیدا کرتا اسی طرح طعن و تشنیع کی گفتگو کرنے والوں کو طعن و تشنیع کا موقع دے اور وہ سب یہ کہیں کہ جب حضرت حوا ان کی پسلی سے پیدا ہوئی تھیں تو اس کا مطلب یہ ہے کہ انھوں نے خود اپنی پیدا اور اپنی اولاد سے نکاح کیا تھا تو ہمارے اور ان لوگوں کے درمیان ان کے متعلق اللہ کا کیا فیصلہ ہو۔
پھر آنجناب علیہ السلام نے فرمایا (سنو اصل واقعہ یہ ہے کہ) اللہ تعالیٰ نے جب حضرت آدمؑ کو مٹی سے پیدا کیا اور ملائکہ کو حکم دیا اور ان سب نے حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ کیا تو اس کے بعد ان پر غنودگی طاری کر دی کہ راحت کر لیں پھر اللہ تعالیٰ نے حوا کو پیدا کیا اور ان کو حضرت آدمؑ کے پہلو میں کمر سے متصل لٹا دیا اس لئے تاکہ عورت مرد کی تابع رہے۔ تو حوا کلبلانے لگیں اور ان کی حرکت سے حضرت آدمؑ کی آنکھ کھل گئی تو آواز دی کہ ہٹ جاؤ مگر جب نظر ڈالی تو دیکھا کہ انہی سے مشابہہ اور انہی کی ہم شکل ایک مخلوق ہے فرق یہ ہے کہ عورت ہے۔ تو حضرت آدمؑ نے اپنی زبان میں ان سے بات کی اور انھوں نے حضرت آدمؑ سے بات کی حضرت آدمؑ نے پوچھا تو کون ہے؟ انھوں نے کہا میں بھی ایک مخلوق ہوں اللہ تعالیٰ نے مجھے خلق کیا ہے جیسا کہ آپ خود دیکھ رہے ہیں۔ تو اس وقت حضرت آدمؑ نے عرض کیا پروردگار یہ حسین مخلوق کیسی ہے کہ جس کو دیکھ کر میرے دل میں اس سے انس پیدا ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ نے جواب دیا اے آدم یہ میری کنیز حوا ہے کیا تم چاہتے ہو کہ تمہارے ساتھ رہے تمہاری مونس بن جائے تم سے باتیں کرے اور تمہارے حکم کی تابع رہے۔ حضرت آدمؑ نے عرض کیا کہ ہاں اے میرے پروردگار اگر تو نے ایسا کر دیا تو میں جب تک زندہ رہوں گا تیری حمد اور تیرا شکر ادا کروں گا۔ اللہ تعالیٰ نے کہا کہ اچھا تو پھر میرے پاس تم اس کا پیغام دو اس لئے کہ یہ میری کنیز ہے اور یہ تمہاری زوجہ بننے کے لائق ہے اور اللہ تعالیٰ نے حضرت آدمؑ کے اندر شہوت و خواہش نفس پیدا کر دی اور اس سے پہلے اللہ تعالیٰ نے حضرت آدمؑ کو ہر شے کی شناخت کا علم دے دیا تھا۔ حضرت آدمؑ نے عرض کیا پروردگار میں تیری بارگاہ میں اس کے لئے پیغام دیتا ہوں اب اس سلسلے میں تیری مرضی کیا ہے؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میری مرضی یہ ہے کہ اسے میرے دین کی باتوں کی تعلیم دو۔ انھوں نے عرض کیا کہ اے پروردگار اگر تیری یہی منشاء اور مرضی ہے تو یہ مجھ پر فرض ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ہاں یہی میری منشاء ہے اور میں نے اس کا نکاح تم سے کر دیا اب تم اس کو اپنے سے ملا لو۔ آدمؑ نے حوا کو آواز دی کہ ادھر میرے پاس آؤ حوا نے

جواب دیا نہیں بلکہ تم میری طرف آؤ۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدمؑ کو حکم دیا کہ تم ہی اٹھ کر اس کی طرف جاؤ اور اگر ایسا نہ ہوتا تو پھر عورتیں خود مردوں کے پاس جاتیں اور انہیں اپنے نکاح کا پیغام دیتیں تو یہ تھا حضرت حوا صلوات اللہ علیہما کا قصہ۔

اب اللہ تعالیٰ کا یہ قول کہ یاایھاالناس اتقوا ربکم الذی خلقکم من نفس واحدۃ و خلق منھازوجھاو بث منھما رجالاکثیرا و نساء (سورہ نساء آیت نمبرا) [اے لوگوں اپنے پروردگار سے ڈرو جس نے تمہیں ایک جان سے پیدا کیا اور اس (کی جنس) سے اس کا جوڑا پیدا کیا اور ان دونوں سے بہت سے مرد اور عورتیں پھیلادیں] ۔تو روایت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان ہی کی مٹی سے ان کی زوجہ کو خلق کیا اور ان سے بہت سے مردوں اور عورتوں کو پھیلا دیا۔ اور وہ حدیث جس کی روایت کی گئی ہے جس میں یہ ہے کہ حضرت حوا کو خلق کیا گیا حضرت آدمؑ کی بائیں پسلی سے تو یہ بھی صحیح ہے اور اس کے معنی یہ کہ حضرت آدمؑ کی بائیں پسلی کے بنانے کے بعد جو مٹی بچ رہی تھی اس سے حضرت حوا پیدا ہوئیں اور یہی وجہ ہے کہ مردوں کی پسلیوں کی تعداد عورتوں کی پسلیوں کی تعداد سے ایک کم ہوتی ہے۔

(۴۳۳۷) اور زرارہ نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ حضرت آدمؑ سے حضرت شیثؑ پیدا ہوئے اور ان کا نام ھبۃ اللہ ہے اور زمین پر آدمیوں میں وہ پہلے وصی ہیں جن کو وصی بنایا گیا پھر حضرت شیث کے بعد یافثؑ پیدا ہوئے اور جب یہ دونوں بڑے ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے چاہا کہ ان کی نسل بڑھے جیسا کہ تم لوگ دیکھتے ہو اور چونکہ اللہ تعالیٰ نے اپنے قلم قدرت سے یہ لکھ دیا ہے (طے کر دیا ہے) کہ بہنیں بھائیوں پر حرام ہیں اس لئے اللہ تعالیٰ نے پنجشنبہ کے دن بعد عصر جنت سے ایک حوریہ کو نازل کیا جس کا نام نزلہ تھا اور حضرت آدم علیہ السلام کو حکم دیا کہ اس کا نکاح حضرت شیثؑ سے کر دو آپؑ نے اس کا نکاح حضرت شیثؑ سے کر دیا پھر دوسرے دن بعد عصر ایک اور حوریہ نازل کی جس کا نام منزلہ تھا اور اللہ تعالیٰ نے حضرت آدمؑ کو حکم دیا کہ اس کا نکاح یافثؑ سے کر دو چنانچہ آپؑ نے اس کا نکاح یافثؑ سے کر دیا اب شیثؑ کے وہاں ایک لڑکا پیدا ہوا اور یافثؑ کے وہاں ایک لڑکی پیدا ہوئی اور جب یہ دونوں بڑے ہو کر سن بلوغ کو پہونچے تو اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ یافثؑ کی لڑکی کا نکاح شیثؑ کے لڑکے سے کر دو چنانچہ آپؑ نے ایسا ہی کیا اور ان ہی دونوں کی نسل سے برگزیدہ انبیاء اور مرسلین علیہم السلام پیدا ہوئے اور جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ بہنوں کا بھائیوں سے نکاح ہوا اس سے خدا کی پناہ۔

(۴۳۳۸) قاسم بن عروہ نے برید عجلی سے اور انھوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کے پاس جنت کی ایک حوریہ نازل فرمائی اور آپؑ نے اس سے اپنے کسی ایک لڑکے کا نکاح کر دیا اور دوسرے لڑکے کا آپؑ نے بنی جان کی ایک لڑکی سے کیا تو لوگوں میں جو حسن اور خوش خلقی ہے وہ حوریہ کی وجہ سے آئی ہے اور جو بد خلقی ہے وہ بنی جان کی لڑکی کی وجہ سے ہے۔

باب :- اقسام نکاح

(۴۳۳۹) محمد بن زیاد سے روایت ہے اور انھوں نے حسین بن زید سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا آپؑ فرما رہے تھے کہ عورتوں کی شرمگاہیں تین طرح سے حلال ہوتی ہیں ایک وہ جو نکاح میں آئیگی تو میراث پائے گی (یعنی نکاح دائمی) دوسرے وہ عورت جو نکاح میں آئیگی مگر میراث نہیں پائے گی (یعنی متعہ) تیسرے وہ عورت جو ملکیت میں آئیگی۔

باب :- فضیلت نکاح

(۴۳۴۰) عمرو بن شمر نے جابر سے اور انھوں نے حضرت امام ابو جعفر محمد بن علی الباقر علیہما السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے بیان فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ مومن کو کیا امر مانع ہے کہ وہ اپنے لئے ایک اہلیہ منتخب کرے ہو سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس سے ایک ایسا انسان پیدا کرے جو زمین پر لا الہ الا اللّٰہ کا وزن بڑھائے۔

(۴۳۴۱) معمر بن خلاد نے حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے آنجنابؑ کو فرماتے ہوئے سنا ہے وہ فرما رہے تھے کہ تین باتیں رسولوں کی سنت ہیں۔ عطر کا استعمال، بال تراشوانا، اور کثرت ازدواج۔

(۴۳۴۲) حسن بن علی بن ابی حمزہ نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی آپؑ نے بیان فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ جس نے شادی کر لی اس نے نصف دین کی حفاظت کر لی اور دوسری حدیث میں کہ اب جو نصف دین باقی ہے اس کے متعلق اللہ سے ڈرتا رہے۔

(۴۳۴۳) اور عبداللہ بن حکم نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی آپؑ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اسلام میں جتنی بِنائیں (بنیادیں) رکھی گئی ہیں اس میں سب سے زیادہ پسندیدہ مجھے نکاح کی بِناء ہے؟

(۴۳۴۴) اور علی بن رئاب نے محمد بن مسلم سے روایت کی ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے بیان فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ تم لوگ نکاح کرو (اسے نہ چھوڑو) اس لئے کہ میں کل قیامت کے دن تمام امتوں کے مقابلہ میں تم لوگوں کی کثرت پیش کروں گا یہاں تک کہ جب کوئی اسقاط شدہ بچہ بھی روتا ہوا باب جنت پر پہونچے گا اور اس سے کہا جائیگا کہ (کیوں روتا ہے) جنت میں داخل ہو جا تو وہ کہے گا کہ نہیں جب تک مجھ سے پہلے میرے والدین جنت میں داخل نہ ہو جائیں۔

(۴۳۴۵) اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تم لوگ شادی کرو اس لئے کہ یہ تم لوگوں کے لئے سب سے زیادہ رزق کا سبب بنے گا۔

باب :- غیرشادی شدہ پر شادی شدہ کی فضلیت

(۴۳۴۶) عبداللہ بن میمون نے حضرت امام جعفر بن محمد علیہما السلام سے اور انھوں نے اپنے پدر بزرگوار سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ شادی شدہ مرد کی دو رکعت نماز افضل ہے غیر شادی شدہ مرد کی ستر(۷۰) رکعت نماز سے۔

(۴۳۴۷) آنجناب علیہ السلام کا بیان ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ دو رکعت نماز جس کو شادی شدہ مرد پڑھتا ہے وہ افضل ہے غیر شادی شدہ مرد کے رات بھر کھڑے ہو کر نماز پڑھنے اور دن بھر روزے رکھنے سے۔

(۴۳۴۸) روایت کی گئی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ تمہارے مردوں میں سے سب سے رذیل وہ ہیں جو غیر شادی شدہ فوت ہوئے ہیں۔

(۴۳۴۹) اور روایت کی گئی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اکثر اہل جہنم غیر شادی شدہ ہونگے۔

باب :- عورتوں سے محبت

(۴۳۵۰) ابو مالک حضرمی نے ابو العباس سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا آپؑ فرما رہے تھے کہ بندہ جس قدر عورتوں سے محبت زیادہ کرے گا اتنا ہی ایمان میں اس کا فضل و شرف زیادہ ہوگا۔

(۴۳۵۱) اور ابان کی روایت میں ہے جس کو انھوں نے عمر بن یزید سے انھوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کیا ہے آپؑ نے فرمایا کہ میرا کہنا تو یہی ہے کہ جس قدر انسان کے ایمان میں زیادتی ہوگی اتنی ہی اس کے اندر عورتوں سے محبت میں زیادتی ہوگی۔

باب :- عورتوں میں خیر کی کثرت

(۴۳۵۲) ابن فضّال سے روایت ہے انھوں نے یونس بن یعقوب سے انہوں نے اس شخص سے روایت کی ہے جس نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا وہ فرماتے تھے کہ سب سے زیادہ خیر عورتوں میں ہے۔

باب :- اس شخص کے متعلق جو فقر و تنگدستی کے خوف سے شادی ترک کردے

(۴۳۵۳) محمد بن عمیر سے روایت ہے اور انھوں نے حریز سے انھوں نے ولید سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص فقر و تنگدستی کے خوف سے تزویج ترک کردے تو گویا اس کو اللہ تعالیٰ سے بدگمانی ہے حالانکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ ان یکونو افقرآء یغنھم اللّٰہ من فضلہ (اگر تم لوگ فقیر بھی ہو تو اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے تم لوگوں کو غنی کردیگا) (سورۂ نور آیت ۳۲)۔

(۴۳۵۴) نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو شخص یہ چاہتا ہو کہ اللہ تعالیٰ سے پاک و پاکیزہ حالت میں ملاقات کرے تو وہ پھر اپنی کسی زوجہ سے ملاقات کرے اور جس نے تزویج و نکاح ترک کیا فقر و تنگدستی کے خوف سے تو اس نے اللہ سے بدگمانی کی۔

باب :- جس شخص نے اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کی لئے اور صلہ رحم کے لئے شادی کی

(۴۳۵۵) حضرت علی بن حسین سید العابدین علیہما السلام نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص اللہ تعالیٰ کی خوشنودی اور صلہ رحم کے لئے نکاح کرے گا اللہ تعالیٰ اس کی طرف تاج ملک و کرامت پہنانے کے لئے متوجہ ہوگا۔

باب :- بہترین عورت

(۴۳۵۶) اسماعیل بن مسلم نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے انھوں نے اپنے پدر بزرگوار سے انھوں نے اپنے آبائے کرام علیہم السلام سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میری امت میں سب سے افضل وہ عورت ہے جس کا چہرہ سب سے پیارا اور خوبصورت اور اس کا مہر سب سے کم ہوگا۔

باب :- عورتوں کی قسمیں

(۴۳۵۷) مسعدہ بن زیاد سے روایت ہے اور انھوں نے حضرت امام جعفر بن محمد علیہما السلام سے اور انھوں نے اپنے پدر بزرگوار علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا عورتوں کی چار قسمیں ہیں اس میں سے کچھ ربیع مربع ہیں کچھ جامعٌ مجمعٌ ہیں کچھ کربٌ مقمعٌ ہیں اور کچھ غلٌ قملٌ ہیں احمد بن ابی عبداللہ برقی کا قول ہے کہ۔

جَامِعٌ مُجَمَّعٌ یعنی کثیر الخیر اور زرخیز و شاداب، رَبِیعٌ مُرْبِعٌ یعنی وہ عورت کہ جس کے بچہ گود میں ہو دوسرا بچہ پیٹ میں اور کَرْبٌ مُقْمِعٌ یعنی اپنے شوہر کے ساتھ بد خلقی کرنے والی اور غُلٌّ قَمِلٌ یعنی وہ اپنے شوہر کے لئے ایسی پوستین کا لباس ہے جس میں جوئیں پڑی ہوئی اور وہ اس کو اتار نہ سکتا ہو اور یہ عرب کی ایک مثل ہے۔

(۴۳۵۸) حسن بن محبوب نے داؤد کرخی سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے ایک مرتبہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا کہ میری زوجہ مر گئی جو میرے مزاج کے بالکل موافق تھی اب میرا ارادہ ہے کہ میں دوسری شادی کرلوں آپؑ نے فرمایا مگر یہ دیکھ کر کرنا کہ تم اپنا دل کہاں رکھ رہے ہو۔ کس کو اپنے مال میں شریک کر رہے ہو اور اپنے دین اپنی امانت اور اپنے راز پر کس کو مطلع کر رہے ہو۔ اگر اس کا کرنا واقعاً لابدی اور ضروری ہو تو ایسی سے کرو جو باکرہ ہو جو خیر اور حسن خلق سے منسوب ہو۔

۱۔ (ترجمہ اشعار) آگاہ ہو کہ عورتیں مختلف قسم کی پیدا کی گئی ہیں اس میں سے کچھ کے ساتھ شادی نفع ہے اور کچھ کے ساتھ نقصان۔

۲۔ ان میں سے کچھ ایسی ہیں کہ اگر وہ اپنے شوہر کے سامنے آجائیں تو معلوم ہو کہ چاند نکل آیا اور کچھ ایسی ہیں کہ اگر اپنے شوہر کے سامنے آجائیں تو وہ اس کی آنکھوں کے سامنے اندھیرا چھا جائے۔

۳۔ پس جو شخص ایک مرتبہ زن صالحہ سے شادی کرنے میں کامیاب ہو گیا وہ خوش نصیب ہے اور جس کو اس میں دھوکا ہوا تو اس کا تدارک ممکن نہیں۔

اور ان عورتوں کی تین قسمیں ہیں ایک عورت جو بہت بچہ پیدا کرنے والی اور بہت محبت والی ہے وقت پڑے پر اپنے شوہر کو دنیا و آخرت دونوں میں معین و مددگار ہوتی ہے شوہر کے خلاف زمانے کا ساتھ نہیں دیتی ایک عورت وہ ہے جو بانجھ ہے نہ اس میں حسن و جمال ہے اور نہ اس میں اخلاق، نیز نیک کاموں میں اپنے شوہر کی مدد نہیں کرتی اور ایک عورت جو بہت شور مچاتی اور لڑتی، جھگڑا کرتی، لوگوں میں گھستی پھرتی اور چغل خوری کرتی ہے اگر اسے زیادہ سے زیادہ بھی دیدو تو اسے کم سمجھتی ہے اور کم کو تو قبول ہی نہیں کرتی۔

باب :- عورت کی برکت اور نحوست

(۴۳۵۹) عبداللہ بن بکیر سے روایت ہے جو انھوں نے محمد بن مسلم سے کی ہے ان کا بیان ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ عورت کی برکت یہ ہے کہ اس کا ہلکا پھلکا خرچ ہو اور ولادت آسانی سے ہو۔ اور اس کی نحوست یہ ہے کہ گراں خرچ ہو اور اس کے ہاں ولادت مشکل سے ہو۔

(۴۳۶۰) اور روایت میں ہے کہ عورت کی برکت یہ ہے کہ اس کا مہر کم ہو اور اس کی نحوست یہ ہے کہ اس کا مہر زیادہ ہو۔

(۴۳۶۱) اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ تم لوگ نیلی آنکھوں والی عورت سے شادی کرو اس میں برکت ہے۔

باب :۔ عورتوں کے وہ اخلاق و صفات جو پسندیدہ اور قابل تعریف ہیں

(۴۳۶۲) امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا تم لوگ نکاح کرو تو اس عورت سے جس کا رنگ گندمی (نہ کالا نہ گورا) ہو بڑی بڑی سرمگین آنکھیں ہوں بدن کا پچھلا حصہ (سرین) گداز ہو قد میانہ ہو اگر (نکاح کے بعد) اسے پسند نہ کرو تو اس کا مہر میرے ذمہ ہے۔

(۴۳۶۳) اور رسول اللہ جب کسی عورت سے عقد کا ارادہ کرتے تو اس کے پاس ایک عورت کو بھیجتے اور اس کو ہدایت کرتے کہ تم اس کی گردن کے کناروں کو سونگھو اگر اس کی گردن کا کنارہ طیب ہے تو اس کی خوشبو بھی طیب ہے اور اگر اس کے پاؤں کی دو ہڈیوں کے جوڑ گداز اور پُر گوشت ہیں تو اس کی فرج بھی۔

مصنف علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ (لیت) یعنی گردن کا کنارہ (العرف) اچھی خوشبو اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے یدخلھم الجنۃ عرفہا لھم (ان لوگوں کو جنت میں داخل کیا جائیگا جس کی خوشبوان کے لئے اچھی ہوگی) (سورہ محمدؐ آیت ۔۶) اور کہا گیا ہے (العرف) یعنی اچھی خوشبو والی عود اور (درم کعب) پاؤں کے جوڑ پر گوشت ہونا اور (الکشب) یعنی فرج و شرمگاہ۔

(۴۳۶۴) اور آنجناب علیہ السلام نے فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی شخص کسی عورت سے عقد کرنے کا ارادہ کرلے تو جس طرح اس کے چہرے کے متعلق پوچھتا ہے اسی طرح اس کے بالوں کے متعلق پوچھ لے اس لئے کہ بال دو (۲) خوبصورتیوں میں سے ایک ہے۔

(۴۳۶۵) نیز آنجناب علیہ السلام نے فرمایا تم لوگوں کی بہترین عورتیں وہ ہیں جو بہترین خوشبودار کھانا تیار کرنے والی ہیں جن کو اگر تم نے خرچ دیا تو وہ اس کو لوگوں کے نیک سلوک میں خرچ کریں گی اور اگر تم نے خرچ روکا تو وہ بھی نیک سلوک سے رک جائیں گی ۔ یہ سب اللہ کی کارندہ ہیں اور اللہ کا کارندہ کبھی مایوس نہیں کرتا۔

(۴۳۶۶) جمیل بن درّاج نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے آپؑ نے فرمایا تمہاری بہترین عورت وہ ہے کہ جس سے تم ناراض ہوئے یا ناراض کئے گئے تو وہ اپنے شوہر سے کہے کہ میرا ہاتھ تمہارے ہاتھ میں ہے جب تک تم مجھ سے راضی وخوشی نہ ہوگے میں پلک جھپکنے تک کے لئے سرمہ نہیں لگاؤں گی۔

(۴۳۶۷) اور علی بن رئاب نے ابو حمزہ ثمالی سے اور انھوں نے جابر بن عبداللہ انصاری سے روایت کی ہے کہ ایک مرتبہ

ہم لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں بیٹھے ہوئے تھے کہ آپؐ نے فرمایا کہ کیا میں تمہیں نہ بتاؤں کہ تمہارے عورتوں میں سے سب سے اچھی کون ہے؟ ہم لوگوں نے عرض کیا کہ جی ہاں یا رسولؐ اللہ ہمیں بتائیں۔ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ تمہاری عورتوں میں سے سب سے بہتر وہ ہے جو زیادہ بچے پیدا کرنے والی اور زیادہ محبت کرنے والی، پاک دامن، باعفت اپنے گھر والوں میں باعزت اور اپنے شوہر کی مطیع اور اپنے شوہر کے لئے بناؤ سنگھار کرنے والی اور غیروں سے خود کو بچانے والی، اپنے شوہر کی بات ماننے والی، اس کے حکم کی اطاعت کرنے والی ہو اور تنہائی و خلوت میں اس بات پر آمادہ ہونے والی جو وہ چاہتا ہے اور اس سے اس طرح اظہار شوق نہ کرے جس طرح مرد اظہار شوق کرتے ہیں۔

(۴۳۶۸) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ایک مرد مسلم کو اسلام کے بعد اس سے بہتر اور کوئی فائدہ نہیں ہوا کہ اس کو ایک زن مسلمہ ملی کہ جس کو دیکھے تو اس کا دل خوش ہو جائے اس کو حکم دے تو وہ اس کی اطاعت کرے اور اس کی غیبت وغیر حاضری میں اپنی ناموس اور شوہر کے مال کی حفاظت کرے۔

(۴۳۶۹) اور ایک مرتبہ ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ میری ایک زوجہ ہے کہ جب میں اس کے پاس جاتا ہوں تو وہ بڑھ کر مجھے خوش آمدید کہتی ہے اور اس کے پاس سے نکلتا ہوں تو وہ مجھے رخصت کرنے کے لئے کچھ دور ساتھ ساتھ آتی ہے جب مجھے فکر مند دیکھتی ہے تو مجھ سے پوچھتی ہے کہ تمہیں کس بات کی فکر ہے اگر رزق کی فکر ہے تو اس کا کفیل تمہارے سوائے کوئی اور ذات ہے اور اگر تم کو آخرت کے امور کی فکر ہے تو اللہ تعالیٰ تمہاری اس فکر کو زیادہ کرے۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ کے کچھ کارندے ہوتے اور یہ تمہاری زوجہ بھی ان کارندوں میں سے ہے اور اس کو ایک شہید کے ثواب کا نصف ملے گا۔

باب :- عورتوں کے قابل مذمت اخلاق و صفات

(۴۳۷۰) عبداللہ بن سنان سے روایت ہے انھوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ارشاد فرمایا کہ مرد مومن کے دشمنوں میں سے سب سے زیادہ غالب ہو جانے والی دشمن اس کی بری زوجہ ہے۔

(۴۳۷۱) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے (عورتوں کو خطاب کرکے) فرمایا کہ میں نے تم سے زیادہ ضعیف الاعتقاد وناقص العقل اور عقل مندوں کی عقل کو سلب کرنے والا اور کسی کو نہیں دیکھا۔

(۴۳۷۲) اور آنجناب علیہ السلام نے ارشاد فرمایا عورتیں گنگ اور شرمگاہ کی مانند ہیں تم اس شرمگاہ کو گھر رکھ کر چھپاؤ اور اس گنگ کو خاموش رکھ کر پردہ ڈالو۔

(۴۳۷۳) نیز آنجناب علیہ السلام نے فرمایا کہ اگر عورتیں نہ ہوتیں تو اللہ تعالیٰ کی عبادت کا جو حق ہے وہ عبادت کی جاتی۔

(۴۳۷۴) اصبغ بن نباتہ سے روایت ہے انھوں نے حضرت امیرالمومنین علیہ السلام سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے آنجنابؑ کو فرماتے ہوئے سنا ہے آپ فرماتے تھے کہ زمانہ کے آخر دور اور قرب قیامت میں کہ جو زمانہ کا بدترین دور ہوگا ایسی عورتیں نمودار ہونگی جن کے چہرے کھلے ہونگے، وہ بے پردہ ہونگی، دینی احکام سے آزاد ہو کر گھومتی پھریں گی، فتنوں میں دخیل و شریک ہونگی، خواہشات کی طرف مائل ہونگی، حرام باتوں کو اپنے لئے حلال بنائیں گی اور ہمیشہ کے لئے جہنم میں چلی جائیں گی۔

(۴۳۷۵) ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا عورتوں کی طرف سے گزر ہوا تو آپؐ انہیں دیکھ کر ٹھہر گئے اور فرمایا اے گروہ زنان میں نے تم لوگوں سے زیادہ ناقص العقل اور ناقصُ الدّین اور صاحبان عقل کی عقل سلب کرنے والا نہیں دیکھا میں دیکھ رہا ہوں کہ تم میں سے اکثر قیامت کے دن جہنم میں جائینگی لہذا جہاں تک ہو سکے اللہ کا تقرب حاصل کرنے کی کوشش کرو۔ تو ان میں سے ایک عورت نے کہا یا رسول اللہ ہم لوگوں کے دین و عقل میں کیا نقص ہے؟ تو آپؐ نے فرمایا تم لوگوں کے دین میں تو یہ نقص و کمی ہے کہ تم لوگوں کو حیض آتا ہے تو تم سے بعض جب تک اللہ چاہتا ہے رکی رہتی ہو کہ اس وقت نہ روزہ رکھتی ہو اور نہ نماز پڑھتی ہو اور تم لوگوں میں عقل کی کمی اور نقص تو وہ اس طرح کہ ایک عورت کی گواہی مرد کی نصف گواہی کے برابر ہے۔

(۴۳۷۶) اور رسول اللہ صلی اللہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ کیا میں تم لوگوں کو یہ بتادوں کہ تمہاری بری عورتیں کون سی ہیں؟ لوگوں نے کہا ہاں یا رسول اللہ آپؐ بتائیں۔ آپؐ نے فرمایا تمہاری بری عورتیں وہ ہیں جو اپنے گھر والوں میں ذلیل سمجھی جاتی ہیں۔ اپنے شوہر کے ساتھ قوت کا مظاہرہ کرتی ہیں بانجھ اور لاولد ہوتی ہیں کینہ پرور ہوتی ہیں برائیوں اور قبیح کاموں سے نہیں بچتیں اور شوہر کی غیر موجودگی میں ادھر ادھر گھومتی پھرتی ہیں اور شوہر جب آتا ہے تو خود کو اس سے باز رکھتی ہیں اس کی بات نہیں مانتیں، اس کے کہنے پر نہیں چلتیں اور تخلیہ میں ملتی ہیں تو شوہر ان سے اس طرح تمتع کرتا ہے جس طرح سخت اور قابو میں نہ آنے والے سواری پر سواری کی جاتی ہے۔ وہ شوہر کا کوئی عذر قبول نہیں کرتیں اور اس کی کوئی خطا معاف کرنے کو تیار نہیں ہوتیں۔

(۴۳۷۷) ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لوگوں کو خطبہ دینے کے لئے کھڑے ہوئے تو فرمایا کہ ایہاالناس تم لوگ گھورے پر اگے ہوئے سبزوں سے بچنا تو عرض کیا گیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گھورے سے کیا مراد ہے آپؐ نے فرمایا وہ حسین عورتیں جو گندے ماحول میں پیدا ہوئیں اور پلی بڑھی ہیں۔

(۴۳۷۸) اور آنجناب علیہ السلام نے فرمایا آگاہ رہو کہ سیاہ فام عورت اگر بچہ پیدا کرنے والی ہے تو وہ میرے لئے زیادہ محبوب ہے اس حسین عورت سے جو بانجھ اور لاولد ہو۔

باب :- عورتوں کے حق میں وصیت

(۴۳۷۹) سماعہ نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آنجنابؑ نے فرمایا دو ضعیفوں اور کمزوروں کے متعلق اللہ سے ڈرو۔اس سے آپؑ نے یتیموں اور عورتوں کو مراد لیا ہے۔

باب :- عورتوں سے نکاح کرنا ان کے مال، جمال یا دین کی وجہ سے۔

(۴۳۸۰) ہشام بن حکم نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آنجنابؑ نے فرمایا کہ اگر کوئی شخص کسی عورت سے نکاح اس کے مال کی وجہ سے یا اس کے جمال کی وجہ سے کرے گا تو کبھی روزی نہیں پائے گا۔اور اگر وہ اس کے دین کی وجہ سے نکاح کرے گا تو اللہ تعالیٰ اس کو مال و جمال دونوں کی روزی دیگا۔

باب :- شادی کے لئے کفو اور ہمسر ہونا

(۴۳۸۱) محمد بن ولید نے حسین بن بشار سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں عریضہ تحریر کیا کہ میرے یہاں (لڑکی کا) پیغام دیا گیا ہے تو آپؑ نے جواب میں تحریر کیا کہ جس نے تمہارے یہاں شادی کا پیغام دیا ہے اگر تم اس کے دین اور اس کی امانت سے مطمئن و راضی ہو تو خواہ وہ کوئی بھی ہو اس سے تم نکاح کردو اور اگر تم ایسا نہ کروگے تو زمین پر بڑا فتنہ و فساد برپا ہوگا۔

(۴۳۸۲) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میں بھی تم لوگوں جیسا ایک بشر ہوں تم لوگوں کی بیٹیاں لونگا اور تم لوگوں کو بیٹیاں دونگا سوائے فاطمہؑ کے اس لئے کہ اس کی شادی کا حکم آسمان سے نازل ہوا ہے۔

(۴۳۸۳) نیز آنجناب علیہ السلام نے فرمایا کہ اگر اللہ تعالیٰ فاطمہؑ کو علیؑ کے لئے نہ پیدا کرتا تو روئے زمین پر فاطمہؑ کا کوئی کفو اور ہمسر نہ ہوتا خواہ آدمؑ ہوں یا ان کے علاوہ کوئی اور۔

(۴۳۸۴) اور ایک مرتبہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اولاد علیؑ و جعفرؑ پر نظر ڈالی اور فرمایا ہماری بیٹیاں ہمارے بیٹوں کے لئے ہیں ہمارے بیٹے ہماری بیٹیوں کے لئے ہیں۔

(۴۳۸۵) اور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا تمام مومنین ایک دوسرے کے کفو اور ہمسر ہیں۔

(۴۳۸۶) نیز آنجناب علیہ السلام نے فرمایا کہ (شادی میں) کفو اور ہمسر ہونا یہ ہے کہ وہ پاک دامن ہو اور اس کے پاس آسودہ حالی ہو۔

باب :- جو شخص شادی کرنے کا ارادہ کرے اور اس کے لئے مستحب دعا و نماز

(۴۳۸۷) مثنیٰ بن ولید حناط نے ابی بصیر سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے مجھ سے دریافت فرمایا بتاؤ تم میں سے کوئی شخص تزویج و نکاح کرنا چاہے تو وہ کیا کرے ؟ میں نے عرض کیا مولا میں آپؑ پر قربان مجھے نہیں معلوم ۔ آپؑ نے فرمایا (سنو) جب تم میں سے کوئی شخص یہ ارادہ کرے تو دو رکعت نماز پڑھ کر حمد الٰہی بجا لائے اور یہ دعا پڑھے ۔ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اُرِیْدُ التَّزْوِیْجَ فَقَدِّرْلِیْ مِنَ النِّسَاءِ اَعَفَّھُنَّ فَرْجاً وَ اَحْفَظُھُنَّ لِیْ فِیْ نَفْسِھَا وَمَالِیْ ، وَاَوْسَعُھُنَّ رِزْقاً ، وَ اَعْظَمُھُنَّ بَرَکَۃً ، وَقَیِّضْ لِیْ مِنْھَا وَلَداً طَیِّباً تَجْعَلُہٗ لِیْ خَلَفاً صَالِحاً فِیْ حَیٰوتِیْ وَ بَعْدَ مَوْتِیْ (پروردگار میرا ارادہ شادی اور تزویج کا ہے تو میرے لئے عورتوں میں سے ایک ایسی عورت مقدر کردے جو سب سے زیادہ پاک دامن ہو اور میرے لئے وہ اپنی ذات کو اور میرے مال کو سب سے زیادہ محفوظ رکھنے والی ہو ۔ اور سب سے زیادہ وسعت رزق والی اور سب سے بڑی برکت والی ہو اور اس سے میرے لئے پاک طینت بیٹا عطا فرما جو میری زندگی میں اور میری موت کے بعد میرا خلف صالح قرار پائے ۔

باب :- وہ وقت جس میں تزویج و نکاح مکروہ ہے ۔

(۴۳۸۸) محمد بن حمران نے اپنے باپ سے انھوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ جو شخص قمر در عقرب میں تزویج و نکاح کرے گا وہ کبھی بھلائی نہیں دیکھے گا ۔

(۴۳۸۹) روایت کی ہے کہ مہینے کے آخری دنوں (جب چاند نہیں نکلتا) میں تزویج و نکاح مکروہ ہے ۔

باب :- ولی و گواہ و خطبہ اور مہر

(۴۳۹۰) علاء نے ابن ابی یعفور سے انھوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ باکرہ عورتیں جن کے آباء موجود ہیں وہ بغیر اپنے آباء کی اجازت کے نکاح نہ کریں ۔

(۴۳۹۱) محمد بن اسماعیل بن بزیع نے حضرت امام رضا علیہ السلام سے روایت کی ایک ایسی لڑکی کے متعلق کہ جس کے باپ نے صغیر سنی (چھوٹی عمر) میں اس کا نکاح کر دیا اور پھر وہ مرگیا اور اب یہ لڑکی بڑی ہو گئی ہے اور ابھی تک اس کے شوہر نے اس سے مجامعت نہیں کی ہے وہی نکاح جو اس کے باپ نے کر دیا تھا وہی بدستور قائم رہے گا یا اس کا معاملہ اس کے اختیار میں ہے ؟ آپؑ نے فرمایا اس کے باپ نے جو نکاح کیا وہی قائم رہے گا ۔

(۴۳۹۲) ابن بکیر نے عبید بن زرارہ سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا کہ ایک لڑکی ہے جس کا باپ چاہتا ہے کہ وہ ایک آدمی سے اس کا نکاح کرے اور اس کا دادا چاہتا ہے کہ دوسرے آدمی سے اس کا نکاح کرے ؟ آپؑ نے فرمایا اگر اس کے باپ نے اس سے قبل اس کا نکاح کسی سے نہیں کرایا ہے تو دادا اس کے نکاح کے لئے اولی اور زیادہ حقدار ہے۔

(۴۳۹۳) اور ہشام بن سالم اور محمد بن حکیم کی روایت میں ہے جو انھوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے کی ہے آپؑ نے فرمایا کہ اگر کسی لڑکی کا نکاح اس کے باپ اور اس کے دادا دونوں نے کیا ہے تو وہ دونوں میں سے جس نے پہلے نکاح کیا ہے وہی صحیح ہے۔ اور اگر ان دونوں نے بیک وقت الگ الگ آدمیوں سے نکاح کیا ہے تو دادا کا نکاح ولی ہے۔

اس کتاب کے مصنف علیہ الرحمہ فرماتے ہیں عورت پر باپ کے علاوہ کسی کی ولایت نہیں ہے جب تک اس کا نکاح کسی سے نہیں ہوا ہے اور وہ باکرہ ہے اور اگر وہ ثیبہ ہے (اس کا نکاح ہو چکا تھا اور کسی وجہ سے ختم ہو گیا) ۔ تو اس عورت کی اجازت کے بغیر اس کے باپ کو بھی اس کا نکاح کرنا جائز نہیں ۔ اور اگر کسی عورت کا باپ اور دادا دونوں زندہ ہیں تو جب تک باپ زندہ ہے اس کے دادا کو حق ولایت حاصل ہے اس لئے کہ وہ اپنے لڑکے کا بھی ولی و مالک ہے اور جب باپ مرجائے اور صرف دادا زندہ رہے تو دادا بھی بغیر عورت کی اجازت کے اس کا نکاح نہیں کر سکتا۔

(۴۳۹۴) حنان بن سدیر نے مسلم بن بشیر سے انھوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے آنجناب سے دریافت کیا کہ ایک مرد نے ایک عورت سے نکاح کر لیا مگر کسی کو گواہ نہیں بنایا۔ آپؑ نے فرمایا کہ اس کے اور اللہ کے درمیان تو اس پر کوئی الزام نہیں لیکن اگر کوئی ظالم حاکم اس کو پکڑ لے گا تو اس کو سزا دے دیگا۔

(۴۳۹۵) عبدالحمید بن عوّاض نے عبدالخالق سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ کیا ثیّبہ عورت کسی سے نکاح کر سکتی ہے ؟ آپؑ نے فرمایا کہ وہ اپنی ذات کی خود مالک اور اپنے امور کی خود مختار ہے جس سے چاہے نکاح کرے بشرطیکہ وہ کفو ہو مگر بعد اس کے کہ اس سے قبل ایک مرد سے نکاح ہو چکا تھا (یہ دوسرا نکاح ہے) ۔

(۴۳۹۶) داؤد بن سرحان نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے ایک شخص کے متعلق کہ جس کا ارادہ تھا کہ وہ اپنی بہن کا کسی سے نکاح کرے ۔ آپؑ نے فرمایا کہ اپنی بہن سے اجازت لے گا اگر وہ خاموش رہے تو یہ اس کا اقرار ہے اور اگر انکار کرے تو پھر وہ اس کا نکاح نہیں کرے گا ۔ اگر وہ کہے کہ میرا نکاح فلاں شخص سے کر دو تو وہ اس سے اس کا نکاح کر دے جس سے وہ راضی ہے اور وہ یتیم بچی کہ جس کی کسی نے پرورش کی ہے وہ اس کا نکاح اس سے کرے جس سے وہ راضی ہے۔

(۴۳۹۷) فضیل بن یسار اور محمد بن مسلم اور زرارہ اور برید بن معاویہ نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے آپ نے ارشاد فرمایا کہ وہ عورت جو بے عقل اور بیوقوف نہیں ہے اور اس سے نکاح کا کوئی متمنی بھی نہیں ہے وہ اگر اپنے نفس کو بغیر ولی کے کسی کے حوالے کر دے (یعنی نکاح کرے) تو جائز ہے۔

(۴۳۹۸) اور ابو طالب علیہ السلام نے جب نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا عقد حضرت ام المومنین خدیجہ بنت خویلد رحمہا اللہ سے پڑھا بعد اس کے کہ وہ آنحضرتؐ کا پیغام حضرت خدیجہؑ کے والد کو دے چکے تھے اور کچھ کہتے ہیں ان کے چچا کو پیغام دیا تھا تو آپؑ نے دروازے کے دونوں بازو تھامے اور قریش کے لوگوں میں سے جو لوگ وہاں حاضر تھے وہ دیکھ رہے تھے آپؑ نے فرمایا۔

الحمد للّٰہ الذی جعلنا من زرع ابراہیم، و ذریۃ اسماعیل، و جعل لنا بیتاً محجوجاً، و حرماً آمناً، یجبی الیہ ثمرات کل شیء، و جعلنا الحکام علی الناس فی بلدنا الذی نحن فیہ، ثم ان ابن اخی محمدؐ بن عبداللّٰہ بن عبد المطلب لا یوزن برجل من قریش الا رجح و لا یقاس باحد منھم الا عظم عنہ، و ان کان فی المال قل فان المال رزق حائل و ظل زائل، و لہ فی خدیجۃ رغبۃ، و لھا فیہ رغبۃ، و الصداق ما سالتم عاجلہ و آجلہ من مالی، و لہ خطر عظیم، و شان رفیع، و لسان شافع جسیم، فزوجہ و دخل بھا من الغد فاول ما حملت و لدت عبد اللہ بن محمد صلوات اللّٰہ علیہ و آلہ۔

(حمد اس اللہ کی جس نے ہم لوگوں کو نسل ابراہیم اور ذریت اسماعیل میں قرار دیا اور ہمارے ہی لئے وہ گھر بنایا جس کا حج کیا جاتا ہے اور وہ حرم بنایا جو جائے امن ہے اور ہر شے کے لئے ثمرات یہاں جمع کئے جاتے ہیں ہمارے اس شہر میں جس میں ہم رہتے ہیں اس نے ہمیں تمام لوگوں کا حاکم بنایا ہے پھر یہ کہ میرے بھائی کا بیٹا محمدؐ بن عبداللہ بن عبدالمطلب قریش میں سے کسی مرد کے ساتھ تولا جائے یہ اس سے بھاری پڑے گا اور ان میں کسی سے بھی ناپا جائے اس سے بڑا ہوگا اگر چہ وہ مال و دولت میں کم ہے مگر مال تو ایک ایسا رزق ہے جو بدلا کرتا ہے اور ایسا سایہ ہے جو ڈھلتا رہتا ہے اور اس کو خدیجہ کے ساتھ عقد میں رغبت ہے اور خدیجہ کو اس سے رغبت ہے اور مہر جو تم لوگ طلب کرو معجل ہو یا موجل (فوری یا بدیر) وہ میرے مال سے ادا ہوگا اور اس کے لئے ایک بڑا مرتبہ اور بلند شان اور شفاعت کے لئے ایک اہم زبان ہے۔) پھر آپ نے ان کا نکاح پڑھا دیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دوسرے دن حضرت خدیجہ کے پاس گئے۔ اور حضرت خدیجہ کے پہلے حمل سے جو ولادت ہوئی وہ عبداللہ بن محمد (صلوات اللہ علیہ وآلہ وسلم) تھے۔

(۴۳۹۹) اور حضرت امام ابو جعفر محمد بن علی الرضا علیہما السلام نے جب مامون کی لڑکی سے عقد کیا تو خطبہ پڑھا۔

الحمد للّٰہ متم النعم برحمتہ، و الھادی الی شکرہ بمنہ، و صلی اللّٰہ علی محمدؐ خیر خلقہ، الذی جمع فیہ من افضل ما فرقہ فی الرسل قبلہ، و جعل تراثہ الی من خصہ بخلافتہ، و سلم تسلیما، و ہذا امیر المومنین

زوجنی ابنته علی مافرض اللّٰہ عزوجل للمسلمات علی المومنین من امساک بمعروف او تسریح باحسان و بزلت لھا من الصداق ما بزله رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وآله وسلم لازواجه وھو اثنتا عشرۃ اوقیة ونش وعلی تمام الخمسمائة وقد نحلتھا من مالی مائة الف، زوجتنی یا امیرالمومنین ؟

[حمد اس اللہ کی جو اپنی مہربانی سے نعمتوں کو تمام کرنے والا اور لپنے احسان سے شکر کی جانب ہدایت کرنے والا ہے اور اللہ اپنی رحمت نازل فرمائے اپنی بہترین مخلوق محمدؐ پر جن میں اس نے رسولان ماسبق کے سارے متفرق فضائل جمع فرما دیئے۔ اور ان کی میراث کا حقدار اس کو قرار دیا جسے اس نے آنحضرتؐ کی خلافت ونیابت کے لئے مخصوص کیا اور ان پر اپنی طرف سے سلامتی نازل کرے جو سلامتی نازل کرنے کا حق ہے۔ اور یہ مومنین کے امیر ہیں جو اپنی بیٹی کا عقد مجھ سے کرنا چاہتے ہیں اس فریضہ کی بنا پر جو اللہ تعالیٰ نے مسلم عورتوں کے لئے مومنین پر یہ ارشاد فرما کر فرض کیا ہے کہ فامساک بمعروف او تسریح باحسان (اس کے بعد رکھ لینا موافق دستور کے یا چھوڑ دینا بھلی طرح سے) (سورۃ بقرہ آیت ۲۲۹) (شریعت کے مطابق) اور اس کو مہر میں اتنا دیتا ہوں جتنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی ازواج کو مہر میں دیا تھا اور وہ ساڑھے بارہ اوقیہ ہے اور میرے اوپر پانچ سو عائد ہوتے ہیں اور میں نے اس کو لپنے مال میں سے ایک لاکھ دیئے۔ یا امیرالمومنین (اس مہر پر) کیا آپ نے اپنی بیٹی کا عقد مجھ سے کیا؟] مامون نے کہا ہاں تو آپؑ نے فرمایا میں نے قبول کیا اور میں بھی اس پر راضی ہوں۔

(۴۴۰۰) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا جو شخص کسی عورت سے عقد کرے اور ان کی نیت مہر ادا کرنے کی نہ ہو تو وہ اللہ کے نزدیک زانی ہے۔

(۴۴۰۱) اور حضرت امیرالمومنین علیہ السلام نے فرمایا کہ مہر کے متعلق سنت محمدؐ یہ پانچ سو (۵۰۰) درہم ہے پس جو شخص سنت سے زائد دے اسے سنت کی طرف واپس کر دیا جائے گا۔ اور اگر کسی نے اس کو پانچسو ایک (۵۰۱) درہم یا اس سے زائد دیئے اور پھر اس سے مجامعت کی تو پھر اس کے بعد اس کے لئے کچھ نہیں ہے وہی ہے جو اس نے مجامعت سے پہلے لے لیا ہے۔

اور جب عورت نے اپنا مہر مرد پر ادھار چھوڑا ہے تو یہ مہر مرد پر مرد کی زندگی میں اور مرد کے مرنے کے بعد یا عورت کے مرنے کے بعد ادا کرنا واجب ہے اور اولیٰ وبہتر یہ ہے کہ جس کا مطالبہ عورت نے اپنی زندگی میں نہیں کیا اور لپنے شوہر پر اس کو قرض قرار نہیں دیا اس کے ورثاء کو بھی چاہیے کہ اس کا مطالبہ نہ کریں اور قبل دخول شوہر نے جو کچھ اس کو دیا ہے مہر کے سلسلہ میں وہی اس کا مہر ہے۔

اور مہر سنت پانچ سو (۵۰۰) درہم اس لئے قرار پایا کہ اللہ تعالیٰ نے لپنے اوپر یہ لازم قرار دے لیا ہے کہ اگر کوئی شخص مومن سو (۱۰۰) مرتبہ اللّٰہ اکبر سو (۱۰۰) مرتبہ سبحان اللّٰہ سو (۱۰۰) مرتبہ لا الہ الا اللّٰہ اور سو (۱۰۰) مرتبہ الحمدللّٰہ

اور سو (۱۰۰) مرتبہ اللھم صل علی محمد و آل محمد کہکر کہے اللّٰھُمَّ زَوِّجْنِی مِنَ الْحُوْرِ الْعِیْنِ (اے اللہ تو میرا نکاح حور عین سے کر دینا) تو اللہ تعالیٰ اس کا نکاح جنت کی کسی حور سے کر دے گا۔ اور (یہ تسبیحات اربعہ اور یہ درود جو سب ملکر پانچ سو ہیں) یہی اس کا مہر ہوگا۔

باب :- نچھاور اور زفاف

(۴۴۰۲) جابر ابن عبداللہ انصاری سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت فاطمہؑ کا عقد حضرت علی علیہ السلام سے کیا تو قریش کے کچھ لوگ آپؐ کی خدمت میں آئے اور عرض کیا کہ آپؐ نے یہ عقد حضرت علی علیہ السلام سے بہت کم مہر پر کر دیا۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے یہ عقد نہیں کیا بلکہ جب مجھے شب معراج سدرہ منتہیٰ لے جایا گیا تو وہاں اللہ تعالیٰ نے فاطمہؑ کا عقد علیؑ سے کر دیا اور اللہ تعالیٰ نے سدرہ کو وحی کی کہ وہ اپنے پھل نچھاور کرے تو اس نے ان پر موتی اور جواہرات نچھاور کئے اور حوریں ان موتیوں اور جواہرات کو ایک دوسرے کو تحفہ میں دیتی ہیں اور اس پر فخر کرتی ہیں اور کہتی ہیں یہ فاطمہؑ بنت محمدؐ کے نچھاور کے موتی اور جواہرات ہیں۔

جب شب زفاف آئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک خچر لائے اس پر زین کسی اور فاطمہؑ سے کہا اس پر سوار ہو جاؤ اور سلمان سے کہا کہ تم آگے آگے اس کی لجام پکڑ کر چلو اور پیچھے سے آنحضرت اس کو ہانکتے ہوئے چلے اور ابھی آپ درمیان راہ ہی میں تھے کہ ایک شور سنا۔ معلوم ہوا کہ حضرت جبریل علیہ السلام ستر ہزار فرشتوں کے ساتھ اور حضرت میکائیل علیہ السلام ستر ہزار فرشتوں کے ساتھ آرہے ہیں۔ آپؐ نے پوچھا تم لوگ آج زمین پر کیوں اتر رہے ہو؟ ان سب نے کہا کہ ہم اس لئے آئے ہیں تاکہ فاطمہؑ کو ان کے شوہر کے پاس پہنچائیں پھر جبرئیل نے تکبیر کہی، میکائیل نے تکبیر کہی اور ملائیکہ نے تکبیر کہی اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تکبیر کہی۔ پھر اسی شب سے عروسیوں میں تکبیر کہنے کا رواج ہو گیا۔

(۴۴۰۳) سکونی نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا تم لوگ اپنی عروس کو شب کے وقت اس کے شوہر سے ملاؤ اور دن کے وقت لوگوں کو دعوت طعام دو۔

باب :- ولیمہ

(۴۴۰۴) موسیٰ بن بکر نے حضرت امام ابوالحسن اول علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ پانچ (۵) مواقع کے سوا اور کسی موقع پر ولیمہ نہیں ہے۔ عرس و خرس وعذار و وکار و رکاز۔ عرس یعنی شادی، خرس یعنی بچے کی پیدائش۔ عذار یعنی ختنہ۔ وکار یعنی انسان جب گھر بنائے یا خریدے۔ رکاز یعنی جب انسان حج کر کے مکہ سے واپس آئے۔

باب :- جب آدمی اپنی زوجہ کو بیاہ کر گھر لائے تو کیا کرے

(۴۴۰۵) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے اپنے صحابی سے فرمایا کہ جب تم اپنی بیوی کو بیاہ کر گھر لاؤ تو اس کی پیشانی پر ہاتھ رکھواسے قبلہ رو بٹھاؤ اور یہ کہو اَللّٰھُمَّ بِاَمَانَتِکَ اَخَذْتُھَا وَ بِکَلِمَاتِکَ اسْتَحْلَلْتُ فَرْجَھَا فَاِنْ قَضَیْتَ لِیْ مِنْھَا وَلَداً فَاجْعَلْہُ مُبَارَکاً سَوِیّاً، وَلَا تَجْعَلْ لِلشَّیْطَانِ فِیْہِ شِرْکاً وَلَا نَصِیْباً (پروردگار یہ تیری امانت ہے اور میں نے تیرے سامنے تیرے کلمات کی وجہ سے اس کی شرمگاہ اپنے اوپر حلال کی ہے پس اگر تو اس سے مجھے کوئی اولاد دے تو اس کو مبارک اور متناسب الاعضاء بنا اور اس میں شیطان کو شریک وحصہ دار نہ بنا)۔

باب :- وہ اوقات جن میں عورت سے مجامعت مکروہ ہے

(۴۴۰۶) سلیمان بن جعفر جعفری نے حضرت امام ابوالحسن موسیٰ بن جعفر علیہما السلام سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے آنجنابؑ کو فرماتے ہوئے سنا آپؑ فرمارہے تھے کہ جو شخص مہینہ کے اندر محاق کے دنوں میں (جن دنوں میں چاند نمودار نہیں ہوتا) اپنی زوجہ سے مجامعت کرے تو اس کو بچہ کے اسقاط کے سپرد کردے۔

(۴۴۰۷) حسن بن محبوب نے ابی ایوب خرّاز سے انہوں نے عمرو بن عثمان سے انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ آنجنابؑ سے دریافت کیا گیا کہ کیا ساعتوں میں سے کوئی ساعت ایسی بھی ہے جس میں عورت سے مجامعت مکروہ ہے؟ آپؑ نے فرمایا ہاں اس شب میں جس میں چاند گہن لگے اس دن میں جس میں سورج کو گہن لگے۔ اور غروب آفتاب سے شفق کے غائب ہونے تک اور طلوع فجر سے لیکر طلوع آفتاب اور سیاہ و سرخ و زرد آندھی کے وقت اور زلزلے کے وقت مجامعت مکروہ ہے۔ چنانچہ ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی کسی زوجہ کے پاس شب بسر کررہے تھے اور وہ چاند گہن کی شب تھی۔ آپ سے کوئی امر صادر نہیں ہوا تو آپ کی زوجہ محترمہ نے عرض کیا یارسول اللہ میرے ماں باپ آپؐ پر قربان کیا یہ سب کچھ کسی ناراضگی اور خفگی کی وجہ سے ہے؟ آپؐ نے فرمایا تم پروائے ہو یہ امر آسمان پر حادث ہوا اس کی وجہ سے میں نے مکروہ سمجھا کہ میں لذت یاب ہوں اور کسی چیز میں دخل دوں۔ اور اللہ تعالیٰ نے ایک عیب گیری ان الفاظ میں کی ہے اور فرمایا ہے وان یروا کسفا من السمآء ساقطاً یقولوا سحاب مرکوم (سورہ طور آیت ۴۴) (اگر یہ لوگ آسمان سے کسی گرتے ہوئے عذاب کو دیکھیں تو بول اٹھیں گے کہ یہ تو تہہ بہ تہہ بادل ہیں) اور خدا کی یہ حدیث سن کر ان ساعات میں جن کا میں نے ذکر کیا ہے اگر کوئی شخص مجامعت نہ کرے گا تو (دیگر اوقات میں) اس کی مجامعت سے ایسا لڑکا عطا ہوگا جیسا وہ چاہتا ہے۔

(۴۴۰۸) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ تم مہینہ کی پہلی تاریخ میں مجامعت نہ کرو اور نہ پندرہویں تاریخ میں اور نہ مہینہ کی آخری تاریخ میں اور جو ان تاریخوں میں مجامعت کرے گا تو اس کو اسقاط حمل کے سپرد کردے اور اگر بچہ پورا اور کامل پیدا ہو تو گمانِ غالب ہے کہ وہ مجنون ہوگا کیا تم نہیں دیکھتے مجنون کو اکثرابتدائی و درمیانی اور آخری تاریخوں میں جنون کا دورہ پڑتا ہے۔

(۴۴۰۹) نیز امام علیہ السلام نے فرمایا کہ شام کے وقت جب آفتاب زرد ہو جائے اور صبح طلوع کے وقت جب آفتاب زرد ہو حالت جنابت میں ہونا مکروہ ہے۔

(۴۴۱۰) اور محمد بن فیض نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا اور کہا کہ میں بالکل برہنہ ہو کر مجامعت کرلوں؟ آپؑ نے فرمایا نہیں۔اور نہ قبلہ کی طرف رخ کرکے اور نہ قبلہ کی طرف پشت کرکے۔

(۴۴۱۱) نیز فرمایا کہ کشتی میں مجامعت نہ کرو۔

(۴۴۱۲) اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ حالت احتلام میں مرد عورت پر سوار نہ ہو جب تک کہ اس احتلام سے جس کو اس نے خواب میں دیکھا ہے غسل نہ کرے اگر کسی نے ایسا کیا اور لڑکا مجنون پیدا ہوا تو اپنے نفس کے سوا کسی اور کی ملامت نہ کرے۔

(۴۴۱۳) نیز حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص حیض میں عورت سے جماع کرے اور لڑکا جذامی و مبروص پیدا ہو تو اپنی ذات کے سوا کسی اور کی ملامت نہ کرے۔

باب :۔ جماع کے وقت بسم اللہ کہنا

(۴۴۱۴) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی شخص اپنی عورت کے پاس جائے تو ذکر خدا (بسم اللہ) کہے اگر بسم اللہ نہیں کہے گا تو اس کے نطفہ میں شیطان شریک ہو جائے گا اور اس کی پہچان ہم لوگوں کی محبت اور ہم لوگوں کی دشمنی ہے۔

باب :۔ جس کے پاس جوان عورت ہے اس کو کتنی مدت تک ترک جماع جائز ہے

(۴۴۱۵) صفوان بن یحییٰ نے حضرت امام رضا علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا جس کے پاس جوان عورت ہے۔چند ماہ اور ایک سال سے اس کو چھوڑے ہوئے ہے اس سے مقاربت نہیں کرتا اور سوائے اس عورت کو ضرر

پہنچانے اور لوگوں کو مصیبت میں ڈالنے کے اس کا کوئی اور ارادہ نہیں تو کیا ایسا شخص گنہگار ہے ؟ آپ نے فرمایا اگر چار ماہ سے چھوڑے ہوئے ہے تو اس کے بعد وہ گنہگار ہوگا (مگر یہ کہ وہ عورت سے اجازت لیلے)

باب :- اللہ تعالیٰ نے کونسا نکاح حلال کیا ہے اور کون سا نکاح حرام

(۴۴۱۶) ابی المغرا نے حلبی سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ وہ عورت جو علانیہ زنا کرتی ہے اس سے نکاح نہ کیا جائے اور وہ مرد جو علانیہ زنا کرتا ہے اس سے نکاح نہ کیا جائے مگر یہ کہ جان لیا جائے کہ وہ توبہ کر چکی ہے یا کر چکا ہے۔

(۴۴۱۷) داود بن سرحان نے زرارہ سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے اس کا بیان ہے کہ میں نے آنجناب علیہ السلام سے اللہ تعالیٰ کے اس قول کے متعلق دریافت کیا کہ الزانی لا ینکح الا زانیة او مشرکة و الزانیة لا ینکحھا الا زان او مشرک (سورۃ النور آیت ۳) (زنا کرنے والا تو زنا کرنے والی عورت سے اور مشرکہ عورت سے نکاح کرے اور زنا کرنے والی عورتیں زانی اور مشرک ہی سے نکاح کریں گی) آپ نے فرمایا اس سے مراد وہ عورتیں ہیں جو زنا کے لئے مشہور ہیں اور وہ مرد جو زناکاری میں مشہور ہیں اور زنا میں ان کی شہرت ہے اور اسی سے پہچانے جاتے ہیں۔ اور آجکل اس منزل پر وہ لوگ ہیں جن پر زنا کی حد جاری کردی گئی یا وہ لوگ جو زناکار مشہور ہیں ۔ جائز نہیں کہ ان سے نکاح کیا جائے جب تک کہ ان کی توبہ کا علم نہ ہو۔

(۴۴۱۸) اور آنجناب علیہ السلام نے فرمایا وہ عورتیں جن کو مجلس واحد (ایک نشست) میں تین طلاق دی گئی ہے ان کے ساتھ نکاح سے پرہیز کرو اس لئے کہ وہ شوہردار ہیں۔

(۴۴۱۹) حفص بن بختری نے اسحاق بن عمّار سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا جو ایسی عورت سے نکاح کا ارادہ رکھتا ہے جس کو تین طلاق دیدی گئی ہے۔ اس مسئلہ میں وہ کیا کرے ؟ آپ نے فرمایا اس کو چھوڑ دیا جائے یہاں تک کہ اس کو حیض آجائے پھر حیض سے پاک ہوجائے۔ پھر اس کے شوہر کو بلایا جائے اور اس کے ساتھ دو مرد ہوں پھر اس سے کہا جائے کہ تم نے فلاں عورت کو طلاق دی ہے۔ ؟ اگر وہ کہے کہ ہاں تو اس عورت کو تین ماہ چھوڑ دیا جائے پھر اس کو اپنے ساتھ نکاح کا پیغام دے۔

(۴۴۲۰) اور ایک حدیث میں ہے کہ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا کہ تم لوگوں کی تین طلاق تمہارے غیروں کے لئے حلال نہیں اور ان لوگوں کی تین طلاق تم لوگوں کے لئے حلال ہے اس لئے کہ تم لوگ تین طلاق کو کچھ نہیں سمجھتے اور وہ لوگ اس کو واجب جانتے ہیں۔

(۴۴۲۱) اور امام علیہ السلام نے فرمایا کہ جو شخص کسی قوم کے دین و مذہب پر ہے اس کو اس کے احکام پر عمل لازمی ہے۔

(۴۴۲۲) حسن بن محبوب نے معاویہ بن وحب وغیرہ سے جو ہمارے اصحاب میں سے تھے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے آنجناب علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک مرد مومن کسی زن یہودیہ اور نصرانیہ سے نکاح کرتا ہے۔ اپؑ نے فرمایا کہ جب اس کو زن مسلمہ مل رہی تھی تو اسے یہودیہ اور نصرانیہ کا کیا کرنا ہے۔ میں نے عرض کیا وہ اس پر فریفتہ ہے آپؑ نے فرمایا اچھا اگر اس کو یہی کرنا ہے تو پھر اسے شراب پینے اور سور کا گوشت کھانے سے روک دے اور اسے یہ بتادے کہ میرے دین میں تجھ سے نکاح کرنا ذلت و توہین کی بات ہے۔

(۴۴۲۳) حسن بن محبوب نے علاء بن رزین سے انہوں نے محمد بن مسلم سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے آنجنابؑ سے دریافت کیا کہ مرد مسلمان ایک زن مجوسیہ سے شادی کرے ؟ آپؑ نے فرمایا نہیں ۔ لیکن اگر اس کی کوئی کنیز مجوسیہ ہو تو اس سے مجامعت کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں مگر اپنا مادہ تولید وقت انزال اس سے ہٹالے اور اس سے بچہ پیدا کرنے کی کوشش نہ کرے ۔

(۴۴۲۴) حسن بن محبوب نے سلیمان حمّار سے اور انھوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ تم لوگوں میں سے جو مرد مسلمان ہے اس کے لئے کسی زن ناصبیہ (دشمن اہلبیت) کو اپنی زوجیت میں لینا جائز نہیں ہے اور نہ ہی اپنی لڑکی کو کسی مرد ناصبی کی زوجیت میں دینا۔ اور نہ اس کے پاس اپنی لڑکی چھوڑنا۔

مصنف علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ جو شخص آل محمدؐ سے جنگ قائم کرے اس کا اسلام میں کوئی حصہ نہیں اس لئے اس سے نکاح حرام ہے۔

(۴۴۲۵) اور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میری امت میں سے دو قسم کے لوگوں کا اسلام میں کوئی حصہ نہیں ہے ایک وہ جو ہمارے اہلبیت سے جنگ قائم کریں اور دوسرے وہ جو دین میں غلو کریں اور حد سے آگے نکل جائیں ۔ اور جو امیر المومنین علیہ السلام پر لعنت کرنے کو حلال جانتا ہو اور مسلمانوں پر خروج و لشکر کشی کرے انہیں قتل کرے اس سے مناکحت حرام ہے اس لئے کہ اس نے خود اپنے ہاتھوں اپنے کو ہلاکت میں ڈالا ہے اور جاہل لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ ہر مخالف ناصبی ہے حالانکہ ایسا نہیں۔

(۴۴۲۶) اور صفوان نے زرارہ سے اور انھوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا شکاک (جنھیں اہلبیت سے عداوت نہیں مگر انہیں شک ہے یقین نہیں آتا کہ اہلبیت پر مظالم ہوئے اگر انہیں یقین آجائے تو حق قبول کرلیں) لوگوں کی بیٹیاں لے لو مگر ان کو اپنی بیٹیاں نہ دو اس لئے کہ عورت اپنے شوہر کے طریقہ کو اختیار کرتی ہے اور مذہب کے اندر اس کے دباؤ میں رہتی ہے ۔

(۴۴۲۷) حسن بن محبوب نے یونس بن یعقوب سے انھوں نے حمران بن اعین سے روایت کی ہے کہ اس کے بعض اہل خاندان تزویج کا ارادہ رکھتے تھے لیکن اسے کوئی ایسی عورت نہیں ملی جو اسے پسند ہو۔ اس کا تذکرہ راوی نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے کیا۔ آپؑ نے فرمایا تم ابلہ وسادہ لوح وکم عقل عورتوں کو کہاں چھوڑ گئے جو کچھ جانتی ہی نہیں؟ میں نے عرض کیا کہ کہا جاتا ہے کہ لوگ صرف دو قسم کے ہیں مومن و کافر۔ آپؑ نے فرمایا پھر وہ لوگ کہاں گئے کہ خلطوا عملا صالحا و آخر سیئاً (سورۃ توبہ ایت ۱۰۲) (انھوں نے نیک اور بد کام کو ملا دیا) جنھوں نے بھلے کام اور برے کام آپس میں مخلوط کر لئے اور وہ لوگ کہاں گئے جو حکم الہی کی امید رکھتے ہیں یعنی عفو الہی کی۔

(۴۴۲۸) یعقوب بن یزید نے حسین بن بشّار واسطی سے روایت کی ہے کہ ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت ابو الحسن امام رضا علیہ السلام کو عریضہ تحریر کیا کہ میرے ایک قرابتدار نے میری لڑکی سے شادی کا پیغام بھیجا ہے مگر اس کے اخلاق میں برائی ہے۔ آپؑ نے تحریر فرمایا کہ اگر اس کے اخلاق میں برائی ہے تو اس سے تزویج نہ کرو۔

(۴۴۲۹) اور حسن بن محبوب نے جمیل بن صالح سے روایت کی ہے انھوں نے زرارہ سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا وہ فرما رہے تھے کہ ایک مرد مسلم کے لئے میں پسند نہیں کرتا کہ وہ اپنی ماں کی سوت سے نکاح کرے جو اس کے باپ کے علاوہ کسی اور مرد کے عقد میں رہی ہو۔

(۴۴۳۰) محمد بن اسماعیل بن بزیع سے روایت ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام رضا علیہ السلام سے ایک عورت کے متعلق دریافت کیا کہ جو شراب نوشی میں مبتلا ہوئی اور نشہ کے عالم میں اس نے ایک شخص سے نکاح کر لیا مگر جب نشہ اترا تو نکاح سے منکر ہو گئی مگر بعد میں اس کو یہ گمان ہوا کہ اس نکاح کو مان لینا اس کے لئے لازم ہو گیا لہذا وہ شراب نوشی سے باز آئی پھر اس مرد کے ساتھ اسی نکاح پر رہنے لگی سوال یہ ہے کہ یہ اس عورت کے لئے حلال ہے؟ یا نشہ کے عالم میں جو نکاح ہوا ہے وہ فاسد ہے اور اس مرد کا اس عورت پر کوئی اختیار نہیں ہے آپؑ نے فرمایا نشہ اترنے کے بعد جب اس مرد کے پاس رہ گئی تو یہی اس کی رضا ہے میں نے عرض کیا کہ تو کیا اسی نکاح سے اس عورت کا رہنا جائز ہے؟ آپؑ نے فرمایا ہاں۔

(۴۴۳۱) اور عمرو بن شمر نے جابر سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے دریافت کیا کہ اس قابلہ سے جس نے مولود کو جنوایا ہے کیا اس مولود کو نکاح کرنا حلال ہے؟ آپؑ نے فرمایا نہیں اور نہ اس کی بیٹی سے اس لئے کہ وہ بھی اس کی ماں کے مانند ہے۔

(۴۴۳۲) معاویہ بن عمّار سے روایت ہے ان کا بیان ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ اگر قابلہ صرف بچہ جنوا کر چلی جائے تو ایسی قابلائیں تو بہت سی ہیں اور جو قابلہ بچہ جنوا کر اس کی پرورش بھی کرے تو وہ اس بچہ پر حرام ہے۔

(۴۴۳۳) اور حسن بن محبوب نے یونس بن یعقوب سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ جو شخص احرام باندھے ہوئے ہو وہ نکاح کر سکتا ہے آپؑ نے فرمایا نہیں بلکہ محرم شخص محل سے بھی نکاح نہیں کرے گا۔

(۴۴۳۴) اور ایک دوسری حدیث میں ہے کہ اگر محرم کسی سے نکاح کرے یا اس سے کوئی نکاح کر دے تو وہ نکاح باطل ہے۔

(۴۴۳۵) اور حسن بن محبوب نے عبداللہ بن سنان سے انھوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے متعلق روایت کی ہے کہ جس کے پاس ایک کنیز ہے اور وہ اس کنیز کو برہنہ کر کے بہ نظر شہوت اس کے جسم کو دیکھتا ہے کیا یہ کنیز اس شخص کے باپ کے لئے اور اگر باپ ایسا کرتا ہے تو بیٹے کے لئے حلال ہے ؟ آپؑ نے فرمایا اگر وہ شخص بہ نظر شہوت اس کنیز کو دیکھے اور جسم کا وہ حصہ دیکھے جس کا دیکھنا دوسرے پر حرام ہے تو وہ اس کے بیٹے کے لئے حلال نہیں ہے اور اگر بیٹا دیکھے تو باپ کے لئے حلال نہیں ہے۔

(۴۴۳۶) حسن بن محبوب نے علی بن رئاب سے انھوں نے ابی عبیدہ حذّاء سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا ہے وہ فرما رہے تھے کہ کوئی عورت اپنی پھوپھی پر سوت بن کر نکاح نہیں کرے گی اور نہ اپنی خالہ پر اور نہ اپنی دودھ شریک بہن پر۔ نیز آپؑ نے فرمایا کہ ایک مرتبہ حضرت علی علیہ السلام نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے حمزہ کی بیٹی کا ذکر کیا تو آپؐ نے فرمایا کیا تمہیں نہیں معلوم کہ وہ میرے دودھ شریک بھائی کی بیٹی ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اور حضرت حمزہ نے ایک عورت (ثوبیہ) کا دودھ پیا تھا (حضرت حلیمہ کے آنے سے پہلے)۔

(۴۴۳۷) حسن بن محبوب نے مالک بن عطیّہ سے اور انھوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ ایک عورت اپنی خالہ پر سوت بن کر نکاح نہیں کرے گی مگر خالہ اپنی بہن کی لڑکی پر سوت بن کر نکاح کرے گی۔

(۴۴۳۸) محمد بن مسلم کی روایت میں ہے جو انھوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ بھائی کی لڑکی اور بہن کی لڑکی اپنی پھوپھی اور خالہ پر سوت بن کر بغیر ان دونوں کی اجازت کے نکاح نہیں کرے گی۔ لیکن پھوپھی اور خالہ اپنے بھائی کی لڑکی یا اپنی بہن کی لڑکی پر سوت بن کر بغیر ان دونوں کی اجازت کے نکاح کریگی۔

(۴۴۳۹) اور عبداللہ بن سنان نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص چاہتا ہے کہ کسی عورت سے نکاح کرے کیا وہ (نکاح سے قبل) اس کے بالوں کو دیکھے ؟ آپؑ نے فرمایا ہاں اس کا ارادہ ہے کہ اس کو زیادہ قیمت پر خریدے۔

(۴۴۴۰) اور موسیٰ بن بکر نے زرارہ سے اور انھوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے آپؑ نے فرمایا

کہ کسی لڑکی سے اس وقت تک دخول نہ کیا جائے جب تک کہ وہ نو یا دس سال کی نہ ہو جائے۔

(۴۴۴۱) اور روایت کی گئی ہے کہ جو شخص کسی عورت سے اس کے نو(۹) سال تک پہونچنے سے پہلے دخول کرے اور اس میں کوئی عیب آجائے تو وہ اس کا ضامن ہے یہ روایت حماد نے حلبی سے اور انھوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے کی ہے۔

(۴۴۴۲) حسن بن محبوب نے عبداللہ بن سنان سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے ایک مرتبہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص نے اپنی کنیز کو آزاد کیا اور یہی آزادی اس کے لئے مہر قرار دے کر (عقد کر لیا) پھر دخول سے پہلے اس کو طلاق دے دی۔آپؑ نے فرمایا اس کی آزادی تو ہو چکی اب اس کا مالک اس سے نصف قیمت کا مطالبہ کرے گا جس کی ادائیگی کی وہ کوشش کرے گی اور اس لئے اس عورت پر عدہ کوئی نہیں ہے۔

(۴۴۴۳) حسن بن محبوب نے یونس بن یعقوب سے اور انھوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے متعلق روایت کی ہے کہ جس نے اپنی کنیز کو آزاد کیا اور یہی آزادی اس کے لئے مہر قرار دے کر نکاح کر لیا پھر قبل دخول اس کو طلاق دیدی۔آپؑ نے فرمایا وہ کنیز اپنی نصف قیمت کی ادائیگی کے لئے کام کاج کرے گی اور اس نے انکار کیا تو ایک دن وہ آزاد رہیگی اور ایک دن اس مالک کی خدمت کرے گی نیز فرمایا کہ اگر اس کنیز کے کوئی لڑکا ہے اور اس کے پاس مال ہے تو وہ اپنی ماں کی نصف قیمت ادا کرے گا اور وہ کنیز پوری آزاد ہو جائیگی۔

(۴۴۴۴) اور علی بن جعفر نے اپنے بھائی حضرت امام موسیٰ بن جعفر علیہما السلام سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے آنجنابؑ سے ایک مرتبہ دریافت کیا کہ ایک شخص نے اپنی کنیز سے کہا کہ میں نے تجھ کو آزاد کیا اور تیری آزادی کو تیرے لئے مہر قرار دیا۔آپؑ نے فرمایا وہ کنیز تو آزاد ہو گئی اب اس کو اختیار ہے کہ چاہے تو اس سے نکاح کر لے اور چاہے نہ کرے اگر وہ اس سے نکاح کرے تو اس شخص کو چاہیئے کہ اسے کچھ دے اور اگر وہ شخص یہ کہے کہ میں نے تجھ سے نکاح کیا اور تیرا مہر تیری آزادی کو قرار دیا تو پھر نکاح ہو گیا اور وہ اسے کچھ نہیں دے گا۔

(۴۴۴۵) ابن ابی عمیر نے عبداللہ بن سنان سے اور انھوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے آنجنابؑ سے دریافت کیا کہ ایک عورت کے بچہ پیدا ہوا کیا وہ نفاس سے طاہر ہونے سے قبل نکاح کر سکتی ہے؟آپؑ نے فرمایا ہاں لیکن اس کے شوہر کے لئے یہ جائز نہیں کہ نفاس سے طاہر ہونے سے پہلے وہ اس سے دخول کرے۔

(۴۴۴۶) محمد بن قیس نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے ایک ایسے شخص کے متعلق جس نے کسی کی کنیز سے نکاح کیا یہ سمجھ کر کہ یہ آزاد ہے پھر ایک شخص آیا اور اس نے دعویٰ کیا اور اس پر گواہ و ثبوت پیش کئے کہ یہ اس کی کنیز ہے۔آپؑ نے فرمایا وہ اپنی کنیز کو لے لے گا اور وہ بچہ جو اس سے پیدا ہوا ہے اس کی قیمت وصول کرے گا۔

(۴۴۴۷) جمیل بن درّاج کی روایت میں ہے کہ انھوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ اسلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص نے ایک عورت سے نکاح کیا اور دخول سے پہلے اس کو طلاق دے دی اب کیا اس عورت کی لڑکی اس کے لئے حلال ہے؟ آپؑ نے فرمایا کہ ماں اور لڑکی اس سلسلہ میں دونوں برابر ہیں اگر کسی ایک سے دخول نہیں کیا ہے تو دوسری اس کے لئے حلال ہے۔

(۴۴۴۸) نیز حضرت علی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا تمہاری پروردہ (لے پالک) لڑکیاں تم پر حرام ہیں وہ خواہ تمہاری گود میں پلی ہوں یا نہ پلی ہوں۔

(۴۴۴۹) حسن بن محبوب نے ابی ایّوب سے انھوں نے محمد بن مسلم سے انھوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ اسلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے ایک شخص کے متعلق فرمایا کہ جس کا نکاح ایک عورت سے ہوا عورت کے حکم سے یا خود اس مرد کے حکم سے اور دخول سے قبل ہی وہ مرد مر گیا یا وہ عورت مر گئی۔ آپؑ نے فرمایا وہ عورت اس سے مالی منفعت اٹھائیگی اور میراث پائیگی مگر اس کو مہر نہیں ملے گا۔ اور اگر اس مرد کا اس عورت کے حکم پر نکاح ہوا پھر اس مرد نے طلاق دیدی تو عورت کے حکم پر اس کا مہر پانچ سو درہم سے زیادہ نہ ہوگا جو نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ازدواج کا مہر تھا۔

(۴۴۵۰) صفوان بن یحییٰ نے ابی جعفر مردمہ سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا کہ ایک مرد نے عورت کے حکم پر اس سے نکاح کر لیا پھر دخول سے پہلے مر گیا۔ آپؑ نے فرمایا اس عورت کے لئے مہر نہ ہوگا مگر میراث ہوگی۔

(۴۴۵۱) علی بن جعفر نے اپنے بھائی حضرت امام موسیٰ بن جعفر علیہ السلام سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے آنجنابؑ سے دریافت کیا کہ ایک مرد نے کسی عورت سے نکاح کیا اور ابھی اس سے دخول بھی نہیں کیا تھا کہ دوسری کسی عورت سے زنا کر بیٹھا اس کی کیا سزا ہے؟ آپؑ نے فرمایا اس پر حد میں کوڑے لگائے جائیں اس کا سر مونڈ دیا جائے اور اس کی عورت سے اس کو ایک سال تک جدا رکھا جائے۔

(۴۴۵۲) طلحہ بن زید نے حضرت امام جعفرؑ بن محمدؑ سے انھوں نے اپنے پدر بزرگوار علیہ اسلام سے روایت کی ہے کہ آنجنابؑ نے ارشاد فرمایا کہ میں نے کتاب علی علیہ اسلام میں پڑھا ہے کہ اگر کوئی مرد کسی عورت سے نکاح کرے اور ابھی اس سے دخول نہ کیا ہو کہ کسی دوسری عورت سے زنا کر بیٹھے تو چونکہ وہ زانی ہے اس لئے اس کی وہ عورت اس پر حلال نہیں ہے ان دونوں کو جدا کر دیا جائیگا اور وہ عورت کو نصف مہر ادا کرے گا۔

(۴۴۵۳) اور اسماعیل بن ابی زیاد کی روایت میں ہے جو انھوں نے حضرت جعفرؑ بن محمدؑ سے اور انھوں نے اپنے پدر بزرگوار علیہ السلام سے کی ہے آپؑ نے فرمایا کہ حضرت علی علیہ اسلام نے ارشاد فرمایا کہ کوئی عورت اگر اپنے شوہر کے دخول کرنے سے پہلے زنا کی مرتکب ہو جائے تو اس کو اس کے شوہر سے جدا کر دیا جائے گا اور اس کے لئے کوئی مہر نہ ہوگا

اس لئے کہ یہ جرم اس کی طرف سے ہوا ہے۔

(۴۴۵۴) حسن بن محبوب نے فضل بن یونس سے روایت ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام ابوالحسن موسیٰ علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک آدمی نے ایک عورت سے نکاح کیا اور ابھی اس نے اس سے دخول بھی نہیں کیا تھا کہ اس عورت نے زنا کا ارتکاب کیا۔آپؑ نے فرمایا ان دونوں میں جدائی ڈال دی جائے گی اور عورت پر زنا کی حد جاری ہوگی اور اس کے لئے کوئی مہر نہیں ہے۔

(۴۴۵۵) حسن بن محبوب نے عبداللہ بن سنان سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص نے اپنی عورت کی بہن (سالی) سے حرام کاری کی کیا اس کی وجہ سے اس کی عورت اس پر حرام ہو جائے گی ؟ آپؑ نے فرمایا حرام کبھی حلال کو فاسد نہیں کرتا اور حلال سے حرام کی درستی و اصلاح ہو جاتی ہے۔

(۴۴۵۶) اور موسیٰ بن بکر کی روایت میں جس کی انھوں نے زرارہ بن اعین سے اور انھوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ آنجنابؑ سے دریافت کیا گیا کہ ایک آدمی نے اپنی زوجہ کی ماں یا اس کی بیٹی یا اس کی بہن سے زنا کیا۔آپؑ نے فرمایا فعل حرام کبھی بھی فعل حلال کو حرام نہیں کرے گا اس کی زوجہ اس کے لئے حلال ہے۔ نیز فرمایا کہ اگر کوئی شخص ایک عورت سے زنا کرے اس کے بعد اس سے نکاح کر لے (تو اس نکاح میں) کوئی حرج نہیں۔اور اس کی مثل ایسی ہے جیسے کسی شخص نے کھجور کے درخت سے کھجور چرائی اس کے بعد اس درخت کو خرید لیا۔اور اگر کوئی شخص کسی عورت سے زنا کرنے کے بعد اس کی ماں یا اس کی بیٹی یا اس کی بہن سے نکاح کرے تو (اس نکاح میں) کوئی حرج نہیں اور اگر کسی شخص کی زوجیت میں کوئی عورت ہے اور اس نے اس کی ماں یا اس کی لڑکی سے یا اس کی بہن سے نکاح کر لیا پھر بعد میں اس کو علم ہوا تو آخر والی کو چھوڑ دیگا اور پہلی اس کی زوجہ رہیگی۔اور اس سے اس وقت تک مقاربت نہیں کرے گا جب تک آخری والی جس کو چھوڑا ہے اس کا رحم پاک صاف نہ ہو جائے۔اور اگر کسی عورت نے اپنے لڑکے کی زوجہ سے زنا کیا ہے یا اپنے باپ کی زوجہ سے زنا کیا ہے یا اپنے لڑکے کی کنیز سے یا اپنے باپ کی کنیز سے زنا کیا ہے تو نہ وہ عورت اپنے شوہر پر حرام ہوگی اور نہ وہ کنیز اپنے مالک پر حرام ہوگی۔اور یہ حرام اس وقت ہوگی جب کسی نے اس کنیز کے ساتھ حلال حالت میں یہ کیا ہو تو پھر وہ کنیز اس کے لڑکے پر اور اس کے باپ پر تا ابد حلال نہ ہوگی۔اور جب کسی شخص نے عورت کے ساتھ حلال تزویج و نکاح کیا ہو تو وہ عورت اس کے لڑکے اور اس کے باپ کے لئے حلال نہ ہوگی۔

(۴۴۵۷) اور ابو المغرا نے ابی بصیر سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے آنجنابؑ سے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا کہ جس نے عورت سے زنا کیا اب اس کے بعد وہ چاہتا ہے کہ اس کے ساتھ نکاح کرلے ؟ آپؑ نے فرمایا اگر عورت زنا سے توبہ کرلے تو پھر اس کے لئے حلال ہے میں نے عرض کیا کہ کیسے معلوم ہو کہ اس نے توبہ کرلی ہے ؟ آپؑ

نے فرمایا اس کو حرام کی طرف دعوت دی جائے جس پر وہ تھی اگر وہ انکار کردے اور اپنے رب سے استغفار کرے تو اس کی توبہ کی شناخت ہو جائیگی۔

(۴۴۵۸) علی بن رئاب نے زرارہ سے انھوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے آنجنابؑ سے دریافت کیا کہ ایک شخص نے عراق میں ایک عورت سے نکاح کیا پھر شام چلا گیا اور وہاں ایک دوسری عورت سے نکاح کیا اتفاق کی بات کہ وہ عراقی عورت کی بہن تھی۔آپؑ نے فرمایا کہ اس شخص کے اور شامی عورت کے درمیان جدائی ڈال دی جائے اور یہ عراقی عورت سے اس وقت تک مقاربت نہ کرے جب تک کہ شامی عورت کا عدہ ختم نہ ہو جائے۔میں نے عرض کیا اور اگر کوئی شخص ایک عورت سے نکاح کرے پھر اس کے بعد اس کی ماں سے نکاح کرے اور اس کو یہ معلوم نہ ہو کہ یہ اس کی ماں ہے؟آپؑ نے فرمایا لاعلمی اور جہالت کی وجہ سے اللہ تعالیٰ اس کو معاف کرے گا۔پھر فرمایا اگر اس کو معلوم ہو گیا کہ یہ اس کی ماں ہے تو پھر وہ اس سے مقاربت نہ کرے اور نہ اس کی لڑکی سے مقاربت کرے جب تک کہ ماں کے عدہ کی مدت تمام نہ ہو جائے۔اور جب اس کی عدہ کی مدت تمام ہو جائے تو اس کی لڑکی کا نکاح اس کے لئے حلال ہے میں نے عرض کیا اور اگر اس کی ماں کے بطن سے لڑکا پیدا ہو جائے؟آپؑ نے فرمایا وہ اس شخص کا لڑکا ہوگا اور اس کی میراث پائے گا اور یہ لڑکا اس کی زوجہ کا بھائی ہوگا۔

(۴۴۵۹) حسن بن محبوب نے مالک بن عطیہ سے انھوں نے ابی عبیدہ سے انھوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے ایک ایسے شخص کے متعلق کہ جس نے ایک آدمی کو حکم دیا کہ وہ اس کا نکاح اہل بصرہ میں سے بنی تمیم کی کسی عورت سے کردے مگر اس نے اہل کوفہ میں سے بنی تمیم کی ایک عورت سے کردیا۔آپؑ نے فرمایا چونکہ اس نے حکم کے خلاف کیا لہٰذا وہ عورت کے گھر والوں کو نصف مہر ادا کرے گا اور اس عورت پر کوئی عدہ نہیں ہے اور ان دونوں کے درمیان کوئی میراث نہ ہوگی۔تو آپؑ کی مجلس میں جو لوگ موجود تھے ان میں سے ایک شخص نے عرض کیا کہ اور اگر اس نے صرف نکاح کا حکم دیا ہو کسی سرزمین یا کسی قبیلہ کا نام نہ لیا ہو پھر حکم دینے والا نکاح کے بعد انکار کردے کہ اس نے حکم دیا تھا آپؑ نے فرمایا کیا مامور (یعنی جس کو حکم دیا گیا تھا) کے پاس کوئی ثبوت اور شاہد ہے کہ اس نے حکم دیا تھا کہ اس کا نکاح کسی عورت سے کردے (اگر ایسا ہے) تو پھر عورت کا مہر حکم دینے والے پر ہوگا اور اگر اس کے پاس کوئی ثبوت و شاہد نہیں ہے تو پھر مامور پر لازم ہے کہ وہ عورت کا مہر عورت کے گھر والوں کو ادا کرے اور دونوں کے درمیان نہ کوئی میراث ہوگی اور نہ عورت پر کوئی عدہ ہوگا اور اگر اس نے کوئی مہر فرض کیا ہے تو اس کے لئے نصف مہر ہوگا اور اگر اس نے مہر کا نام نہیں لیا تھا تو پھر اس کے لئے کوئی مہر نہ ہوگا۔

(۴۴۶۰) ابن ابی عمیر نے جمیل بن درّاج سے اور انھوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ ایک شخص نے ایک ہی عقد میں دو بہنوں کے ساتھ نکاح کیا آپؑ نے فرمایا وہ شخص ان دونوں میں سے جس کو چاہے روک

لے اور جس کو چاہے چھوڑ دے۔
نیز ایسے شخص کے متعلق فرمایا کہ جس نے ایک ہی عقد میں پانچ عورتوں کے ساتھ نکاح کیا۔ تو آپؑ نے فرمایا کہ وہ ان میں سے ایک عورت کو جسے چاہے چھوڑ دے۔

(۴۴۶۱) محمد بن قیس نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے ایک شخص کے متعلق فرمایا کہ جس کے تحت نکاح چار عورتیں تھیں اس نے ان میں سے ایک عورت کو طلاق دے دی اور مطلقہ کے عدہ کی مدت پوری ہونے سے پہلے اس نے ایک عورت سے نکاح کر لیا۔ آپؑ نے فیصلہ فرمایا کہ یہ آخری عورت اپنے گھر والوں کے پاس واپس جائے جب تک کہ مطلقہ اپنے عدہ کی مدت پوری نہ کرے اور یہ آخری عورت بھی عدہ رکھے اور اگر شوہر نے اس سے دخول کیا ہے تو اس کے لئے اس کا مہر ہے اور اگر ابھی اس نے دخول نہیں کیا تو اس کے لئے نہ کوئی مہر ہے اور نہ کوئی عدہ ہے پھر اگر اس کے گھر والے چاہیں تو عدہ کی مدت پوری ہونے کے بعد اس شخص سے اس کا عقد کر دیں اور چاہیں تو نہ کریں۔

(۴۴۶۲) حسن بن محبوب نے سعد بن ابی خلف الزام سے انھوں نے سنان بن طریف سے انھوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ آپؑ سے دریافت کیا گیا کہ ایک شخص کے پاس تین ازواج تھیں اس نے ایک اور عورت سے نکاح کر لیا اور ابھی اس سے دخول نہیں کیا تھا کہ اس کا ارادہ ہوا کہ اپنی ایک کنیز کو آزاد کر کے اس سے نکاح کر لے آپؑ نے فرمایا کہ اگر وہ اس عورت کو طلاق دے دے کہ جس سے ابھی دخول نہیں کیا ہے تو کوئی حرج نہیں ہے اگر اس دن کسی دوسری عورت سے نکاح کر لے اور اگر ان تینوں عورتوں میں سے اپنی مدخولہ میں کسی ایک کو طلاق دیتا ہے تو اس وقت تک اس کو کسی دوسری عورت سے نکاح جائز نہیں جب تک وہ مطلقہ اپنے عدہ کی مدت پوری نہ کرے۔

(۴۴۶۳) محمد بن ابی عمیر نے عنبسہ بن مصعب سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص کے نکاح میں تین عورتیں تھیں اب اس نے دو عورتوں سے عقد واحد میں اور نکاح کر لیا اور ان میں سے کسی ایک سے دخول کر کے مر گیا۔ آپؑ نے فرمایا اگر اس نے اس عورت سے دخول کیا ہے جس کا نام عقد میں پہلا تھا تو اس کا نکاح جائز ہے اور اس پر عدہ ہے اور اس کے لئے میراث ہے اور اگر اس عورت سے دخول کیا ہے جس کا نام عقد میں دوسرے نمبر پر لیا گیا تھا تو اس کا نکاح باطل ہے اس کو میراث نہیں ملے گی مگر اس کو عدہ رکھنا ہے۔

(۴۴۶۴) حسن بن محبوب نے ابی ایوب سے انھوں نے ابی عبیدہ سے انھوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ سے دریافت کیا گیا کہ ایک شخص نے ایک آزاد عورت اور دو کنیزوں سے عقد واحد میں نکاح کیا تو

آپؑ نے فرمایا آزاد عورت کا نکاح تو جائز ہے اور اگر اس کے مہر کی بات ہوئی ہے تو وہ بھی اس کے لئے ہے اب رہ گئیں دونوں کنیزیں تو ان دونوں کا نکاح ایک آزاد عورت کے ساتھ عقد واحد میں باطل ہے ان دونوں کو اس مرد سے جدا کر دیا جائے گا۔

(۴۴۶۵) طلحہ بن زید نے حضرت امام جعفر بن محمد علیہما السلام سے اور انہوں نے اپنے پدر بزرگوار علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ حضرت علی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ اگر کوئی کنیز غصب کر لی جائے پھر اس کی ازالہ بکارت (زنا بالجبر) کی جائے تو اس غصب کرنے والے پر اس کنیز کی قیمت کا دسواں حصہ واجب ہے اور اگر غصب شدہ عورت آزاد ہے تو غصب کرنے والے پر اس کا مہر واجب ہے۔

(۴۴۶۶) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ایک ایسے شخص کے متعلق فرمایا جس نے اقرار کیا کہ اس نے فلاں شخص کی کنیز کو غصب کیا تھا اور غاصب ہی سے اس کنیز کے بطن سے بچہ پیدا ہوا ہے آپؑ نے فرمایا وہ کنیز اور اس کا بچہ اس کے مالک کو جس سے غصب کیا گیا واپس کر دیا جائے جب کہ غاصب خود اقرار کرتا ہو یا شخص مغصوب (جس کی کنیز غصب کی گئی ہے) کے پاس کوئی ثبوت اور شاہد ہے تو اس کو واپس کر دی جائے گی۔

(۴۴۶۷) اور علاء نے محمد بن مسلم سے اور انھوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے آنجنابؑ سے دریافت کیا کہ دو آدمیوں نے دو عورتوں سے نکاح کیا مگر اِس مرد کی عورت اُس مرد کے پاس پہنچ گئی اور اُس مرد کی عورت اِس مرد کے پاس پہنچ گئی۔ آپؑ نے فرمایا کہ وہ عورت اس مرد کے لئے عدہ رکھے گی اور یہ عورت اس مرد کے لئے عدہ رکھے گی۔ پھر ان دونوں میں سے ہر عورت اپنے مرد کے پاس واپس چلی جائے گی۔

(۴۴۶۸) جمیل بن صالح نے ابی عبیدہ سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک آدمی کی تین باکرہ (کنواری) لڑکیاں تھیں اس آدمی نے ان میں سے ایک لڑکی کا نکاح کیا مگر نہ شوہر کو نام بتایا اور نہ گواہوں کو کہ وہ کس لڑکی کا نکاح کر رہا ہے۔ اور شوہر نے لڑکی کا مہر بھی ادا کر دیا جب لڑکی کا باپ لڑکی کو لے کر شوہر کے پاس پہونچا اور شوہر کو اطلاع پہنچی کہ یہ اس کی سب سے بڑی لڑکی ہے تو شوہر نے لڑکی کے باپ سے کہا کہ تم نے تو اپنی لڑکیوں میں سب سے چھوٹی لڑکی کے ساتھ میرا نکاح کیا ہے۔ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا اگر شوہر نے ان تینوں میں سے سب کو دیکھ لیا تھا اور ان میں سے کسی ایک کا نام باپ کو نہیں بتایا تھا تو اس موقع پر باپ کا قول معتبر ہوگا اور باپ پر یہ فرض ہے کہ وہ اپنے اور خدا کے درمیان رکھ کر یہ بتائے کہ کیا وہ لڑکی جس کو وہ شوہر کے حوالے کر رہا ہے نکاح کرتے وقت بھی اس کی نیت یہی تھی، اور اگر شوہر نے ان سب لڑکیوں کو نہیں دیکھا تھا اور اس میں سے کسی ایک کا نام نکاح کے وقت اس کو نہیں بتایا گیا تھا تو نکاح باطل ہے۔

(۴۴۶۹) اور حسن بن محبوب نے جمیل بن صالح سے روایت کی ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ان دو لڑکیوں کے متعلق فرمایا جو دو بھائیوں کو ہدیہ کی گئیں تو اِس بھائی کی عورت اُس بھائی کے پاس پہونچ گئی اور اُس نے دخول کر لیا اور اُس بھائی کی عورت اِس بھائی کے پاس پہونچ گئی اور اس نے اس سے کرلیا۔ آپ نے فرمایا ان دونوں پر اس بے حوا سی کی بنا پر مہر لازم ہے۔ اور اگر ان دونوں لڑکیوں کے ولی نے عمداً ایسا کیا تو وہ مہر کا تاوان ادا کرے گا۔ اور یہ دونوں بھائی اپنی اپنی عورتوں سے مقاربت اس وقت تک نہیں کریں گے جب تک ان دونوں کے عدہ کی مدت پوری نہ ہو جائے اور جب عدہ کی مدت پوری ہو جائیگی تو یہ دونوں اپنے پہلے شوہروں کے پاس اسی پہلے نکاح پر چلی جائینگی۔ عرض کیا گیا کہ اور اگر عدہ کی مدت ختم ہونے سے پہلے ہی وہ دونوں لڑکیاں مر جائیں؟ آپ نے فرمایا کہ پھر یہ دونوں شوہر ان لڑکیوں کے ورثاء کی طرف نصف مہر کی ادائیگی کے لئے رجوع کریں گے۔ اور یہ دونوں مہر ان دونوں لڑکیوں کا ورثہ قرار پائیں گے۔ عرض کیا گیا اور یہ دونوں لڑکیاں عدہ میں ہیں کہ اسی اثناء میں وہ دونوں مرد مر جائیں؟ آپ نے فرمایا پھر یہ دونوں لڑکیاں ان دونوں کا ورثہ پائینگی اور ان کے لئے نصف مہر ہوگا اور پہلے عدہ کی مدت ختم ہونے کے بعد دونوں اپنے شوہر کے لئے عدہ وفات رکھیں گی۔

(۴۴۷۰) اور محمد بن عبدالحمید نے محمد بن شعیب سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے آنجنابؑ کو خط لکھ کر دریافت کیا کہ ایک شخص نے اپنے چچا کے پاس ان کی لڑکی کے لئے شادی کا پیغام دیا تو ان کے بعض بھائیوں نے رائے دی کہ جس لڑکی کا پیغام آیا ہے اس کی شادی کر دو۔ اور اس شخص نے لڑکی کا نام لکھنے میں غلطی کی اِس کا نام فاطمہ تھا اس نے کوئی اور نام لکھ دیا اور اس نام کی اس کے چچا کی کوئی لڑکی نہ تھی۔ آنجنابؑ نے جواب میں تحریر فرمایا کہ کوئی حرج نہیں۔

(۴۴۷۱) اور اسماعیل بن ابی زیاد نے حضرت جعفر بن محمد علیہما السلام سے انھوں نے اپنے پدر بزرگوارؑ سے روایت کی ہے کہ حضرت علی علیہ السلام کا ارشاد ہے کہ اسلام میں اجرت و مزدوری پر نکاح کرنا حلال نہیں ہے اس طرح کہ کوئی آدمی کہے کہ میں تمہارے پاس فلاں فلاں کام کروں گا اور اس کے عوض تم اپنی بہن یا اپنی بیٹی کا نکاح مجھ سے کر دو۔ یہ حرام ہے اس لئے کہ یہ تو اس لڑکی کی قیمت ہوگی حالانکہ وہ مہر کی حقدار ہے اور ایک دوسری حدیث میں ہے کہ یہ صرف حضرت موسیٰ بن عمران علیہ السلام کے لئے جائز تھا اس لئے کہ وہ بذریعہ وحی یہ جانتے تھے کہ وہ مدت پوری کرنے سے پہلے مریں گے یا نہیں چنانچہ انھوں نے مدتیں پوری کیں۔

(۴۴۷۲) اور حسن بن محبوب نے جمیل بن صالح سے انھوں نے ابو عبیدہ حذّاء سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے دریافت کیا گیا کہ ایک عورت نے ایک مرد خصی (جس کا عضو تناسل کٹا ہوا ہو) سے نکاح کر لیا اور اس کو معلوم ہے کہ یہ خصی ہے؟ آپؑ نے فرمایا کہ جائز ہے۔ عرض کیا گیا کہ وہ عورت اس کے ساتھ جب تک اللہ نے چاہا رہی پھر اس مرد خصی نے اس کو طلاق دے دی کیا اس عورت پر عدہ ہے؟ آپؑ نے فرمایا کیا وہ خصی

مرد اس عورت سے لذت یاب نہیں ہوا اور وہ عورت اس سے لذت یاب نہیں ہوئی۔ عرض کیا گیا کہ پھر ان دونوں میں اس کی طرف سے اور اس کی طرف سے ہوتا ہے تو اس پر غسل ہے؟ آپؑ نے فرمایا اگر مرد کی طرف سے جو کچھ ہوتا ہے اور اس سے اس عورت کی منی خارج ہو جاتی تو اس پر غسل ہے۔ عرض کیا گیا کہ جب وہ مرد خصی اس کو طلاق دیتا ہے تو کیا اس کو حق ہے کہ مہر کے کچھ حصے کے لئے اس عورت کی طرف رجوع کرے؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا نہیں۔

(۴۴۷۳) علی بن رئاب نے عبداللہ بن بکیر سے انہوں نے اپنے باپ سے اور انہوں نے ان دونوں ائمہ علیہما السلام میں سے کسی ایک سے روایت کی ہے کہ ایک مردِ خصی نے ایک زن مسلمہ کو اپنے فریب میں لا کر اس سے نکاح کر لیا۔ آپؑ نے فرمایا کہ ان دونوں کے درمیان اگر عورت چاہے تو جدائی ڈال دی جائے گی اور اس مردِ خصی کے لئے درد سر پیدا کر دیا جائے گا اور اگر عورت راضی ہو جائے اور اس کے ساتھ رہنے لگے تو عورت کی رضا کے بعد عورت کو اس سے انکار کا کوئی حق نہیں ہے۔

(۴۴۷۴) صفوان بن یحییٰ نے ابی جریر قمّی سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ حضرت امام ابو الحسن علیہ السلام سے دریافت کیا کہ میں اپنی ماں کی طرف سے سوتیلے بھائی کا نکاح اپنے باپ کی طرف سے سوتیلی بہن سے کرا سکتا ہوں۔ تو حضرت امام ابوالحسن علیہ السلام نے ارشاد فرمایا خواہ اِس کا نکاح اُس سے کر لو خواہ اُس کا نکاح اِس سے کر لو۔

(۴۴۷۵) محمد بن قیس نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آنجنابؑ نے ایک ایسے مرد کے متعلق فیصلہ فرمایا جس نے ایک عورت سے نکاح کیا اور عورت نے اپنا مہر مقرر کیا اور یہ شرط رکھی دی کہ مجامعت اور طلاق دونوں کا اختیار اس عورت کو ہوگا۔ آپؑ نے فرمایا اس عورت نے سنت کے خلاف کیا اور اس حق کی مالک بن گئی جس کی وہ اہل نہیں ہے۔ پھر آپؑ نے فرمایا کہ مرد مہر ادا کرے اور مرد ہی کو اختیار مجامعت اور طلاق ہے یہی سنت ہے۔

(۴۴۷۶) اور امیرالمومنین علیہ السلام نے دو عورتوں کے متعلق فیصلہ فرمایا کہ ایک شخص نے ان دونوں میں سے کسی ایک سے نکاح کیا پھر اسے طلاق دے دی ایسی حالت میں کہ وہ حاملہ تھی اس کی بہن سے پیغام دیا اور نکاح کر لیا قبل اس کے کہ مطلقہ سے کوئی بچہ ہو۔ تو آپؑ نے حکم دیا کہ وہ اس دوسری عورت کو طلاق دے یہاں تک کہ اس پہلی مطلقہ کے یہاں بچہ پیدا ہو پھر اس دوسری کو نکاح کا پیغام دے اور اس کو دو مرتبہ مہر ادا کرے۔

(۴۴۷۷) حضرت امیرالمومنین علیہ السلام نے فیصلہ فرمایا کہ کنیز سے نکاح کی موجودگی پر تم ایک آزاد عورت سے نکاح کر لو مگر ایک آزاد عورت سے نکاح کی موجودگی میں کنیز سے نکاح نہ کرو اور اگر کوئی شخص کنیز کی موجودگی میں آزاد عورت سے نکاح کرے تو جیسا کچھ اپنا مال یا اپنی ذات کو تقسیم کرتا ہے اس میں کنیز کو جو کچھ دیتا ہے اس سے دوگنا آزاد عورت کو دے (یعنی کنیز کے لئے اس کے مال یا ذات کا ایک تہائی حصہ ہوگا۔)

(۴۴۷۸) حسن بن محبوب نے ہشام بن سالم سے انھوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے ایک ایسے شخص کے متعلق جس نے زنِ مسلمہ کے رہتے ہوئے ایک کافرہ ذمیہ سے شادی کرلی آپؑ نے فرمایا ان دونوں کو جدا کردیا جائے گا اور مرد کو بارہ اور نصف کوڑے لگائے جائیں گے اور اگر زن مسلمہ اس کے رکھنے پر راضی ہو جائے تو مرد کو ساڑے بارہ کوڑے لگائے جائیں گے اور ان دونوں کو جدا نہیں کیا جائے گا۔ میں نے عرض کیا نصف کوڑا کیسے مارا جائے گا؟ آپؑ نے فرمایا کوڑے کو آدھے سے پکڑا جائے گا اور مارا جائے گا۔

(۴۴۷۹) حسن بن محبوب نے علاء سے اور ابی ایّوب نے محمد بن مسلم سے اور انھوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا بیرون مدینہ کے رہنے والے دیہاتی سے کسی مہاجرہ عورت کو شادی نہ کرنی چاہیئے ورنہ وہ اس کو دارالھجرۃ (مدینہ) سے نکال کر دیہات لیجائے گا۔

(۴۴۸۰) ابن ابی عمیر نے متعدد لوگوں سے اور ان سب نے محمد بن مسلم سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے آنجنابؑ سے دریافت کیا کہ ایک شخص کے پاس عورت موجود ہے اور اس نے دوسری عورت سے بھی نکاح کرلیا تو کیا یہ شخص اس نئی بیوی کو ترجیح دے آپؑ نے فرمایا ہاں اگر باکرہ ہے تو سات دن تک اور اگر غیر باکرہ ہے تو تین دن تک۔

(۴۴۸۱) حسن بن محبوب نے ابراہیم کرخی سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے میں نے ایک مرتبہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک مرد کے پاس چار عورتیں ہیں وہ تین عورتوں کے پاس ان کی شبوں میں رہتا ہے تو انہیں مس کرتا اور چھوتا ہے اور جب چوتھی کے پاس اس کی شب میں رہتا ہے تو اسے مس نہیں کرتا کیا یہ کرنے سے اس پر کوئی گناہ ہے؟ آپؑ نے فرمایا کہ اس پر فرض یہ ہے کہ وہ اس کے پاس شب بسر کرے اور صبح تک رہے اس پر یہ فرض نہیں کہ وہ اس سے جی نہ چاہتے ہوئے مجامعت بھی کرے۔

(۴۴۸۲) علاء نے محمد بن مسلم سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے آنجنابؑ سے دریافت کیا کہ ایک مرد کے پاس دو عورتیں ہیں اسے ایک دوسری سے زیادہ محبوب ہے۔ آپؑ نے فرمایا کہ اس کو اختیار ہے کہ وہ اس کے پاس تین شبیں بسر کرے اور اس کے پاس ایک شب۔ اور چاہے تو چار عورتیں عقد میں لائے تو اس وقت ہر عورت کے لئے ایک شب ہوگی اور جب تک اس کے پاس چار عورتیں نہیں ہیں اس کو حق ہے کہ وہ کسی عورت کو کسی عورت پر ترجیح دے۔

(۴۴۸۳) اور حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ اگر تمہارے نکاح میں ایک آزاد عورت ہے تو اس پر کنیز سے دوسرا نکاح نہ کرو اور کنیز پر آزاد عورت کرو اگر کنیز پر آزاد عورت کرو تو آزاد عورت کے لئے دو ثلث اور کنیز کے لئے ایک ثلث (دو تہائی اور ایک تہائی) دو راتیں اور ایک رات۔

(۴۴۸۴) موسیٰ بن بکر نے زرارہ سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ ضریس کے تحت نکاح حمران کی بیٹی تھی۔ اس نے حمران کی بیٹی سے یہ عہد کیا کہ وہ اس کی زندگی میں اور اس کے مرنیکے بعد نہ کسی عورت سے شادی کرے گا اور نہ کوئی کنیز

رکھے گا اس پر حمران کی بیٹی نے بھی اس بات کا عہد کر لیا کہ وہ بھی ضریس کے بعد کسی سے شادی نہیں کرے گی اور یہ کہ اگر ان دونوں میں سے کسی نے بھی اپنے عہد کی وفا نہ کی تو اس پر حج و قربانی و نذر عائد ہوگی اور ان دونوں کی ملکیت جو کچھ ہے وہ مساکین میں تقسیم ہو جائیگی اور ان دونوں کے غلام آزاد ہو جائیں گے۔ اس معاہدے کے بعد ضریس حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں آیا اور اس نے اس کا تذکرہ کیا تو آپؑ نے فرمایا کہ حمران کی بیٹی کا حق ہے مگر اس کا یہ حق ہم کو اس بات پر مجبور نہیں کرتا کہ ہم حق نہ کہیں جاؤ نکاح کرو کنیز رکھو یہ معاہدہ کوئی چیز نہیں چنانچہ ضریس نے اس کے بعد کنیز رکھی اور اس سے اس کی بہت سی اولاد ہوئی۔

(۴۴۸۵) ثلعبہ بن میمون نے عبداللہ بن ہلال سے انھوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے ایک مرتبہ آنجنابؑ سے دریافت کیا کہ کوئی شخص ولدالزنا سے نکاح کرے؟ آپؑ نے فرمایا کوئی حرج نہیں ہے گو یہ ذلت اور بے عزتی کے خوف سے مکروہ ہے۔ لڑکا تو باپ کے صلب سے ہوتا ہے اور عورت تو ظرف ہوتی ہے۔ اس کا بیان ہے کہ میں نے عرض کیا تو پھر آدمی کنیز ولدالزنا کو خرید لے اور اس سے مجامعت کرے؟ آپؑ نے فرمایا کوئی حرج نہیں۔

(۴۴۸۶) بزنطی نے مشرقی سے اور انھوں نے حضرت امام ابوالحسن علیہ السلام سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے آنجنابؑ سے عرض کیا کہ آپؑ کیا فرماتے ہیں ایسے شخص کے متعلق کہ جس نے ایک عورت سے مزاح کے طور پر شادی کا پیغام دیا ، اور اس عورت نے بھی مزاح کے طور پر اس سے نکاح کر لیا تو عورت سے اس کے متعلق پوچھا گیا اور اس نے کہا کہ ہاں۔ آپؑ نے فرمایا یہ کوئی چیز نہیں۔ میں نے عرض کیا کہ پھر کسی مرد کے لئے حلال ہے کہ وہ اس عورت سے نکاح کرے؟ آپؑ نے فرمایا ہاں۔

(۴۴۸۷) حمّاد بن عیسیٰ نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ یہ بتائیں کہ غلام کتنے نکاح کر سکتا ہے؟ آپؑ نے فرمایا کہ میرے والد کا بیان ہے کہ حضرت علی علیہ السلام کا ارشاد ہے کہ وہ دو آزاد عورتوں سے زیادہ نہیں کر سکتا۔

(۴۴۸۸) اور دوسری حدیث میں ہے غلام دو آزاد عورتوں سے یا چار کنیزوں سے یا دو کنیزوں اور ایک آزاد عورت سے نکاح کر سکتا ہے۔ اور آزاد مرد چار مسلمان عورتوں سے نکاح کر سکتا ہے اور اس کے علاوہ جتنی چاہے کنیزیں رکھے اور جتنا چاہے متعہ کرے۔ اور کوئی حرج نہیں ہے اگر مرد اپنی خلع حاصل کردہ زوجہ کی بہن سے اسی وقت نکاح کرے۔

(۴۴۸۹) حسن بن محبوب نے ابی ولّاد حنّاط سے روایت کی ہے کہ ایک مرتبہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک شخص کے متعلق دریافت کیا گیا جس نے ایک آدمی کو حکم دیا کہ وہ اس کا نکاح مدینہ کی فلاں نامی عورت سے کردے اور عراق میں فلاں عورت سے کر دے۔ تو مامور (حکم پانے والا) گیا اور اس نے اس کا نکاح مدینے والی سے کر دیا پھر عراق پہنچا تو معلوم ہوا کہ جس نے اس کو حکم دیا تھا وہ مر گیا۔ آپؑ نے فرمایا اس معاملہ کو دیکھا جائے گا کہ مامور نے آمر کا نکاح

اس کے مرنے سے پہلے کر دیا تھا اور آمر اس کے بعد مرا ہے تو مہر اس کی میراث میں بطور قرض کے رہے گا۔ اور اگر مامور نے آمر کا نکاح آمر کے مرنے کے بعد پڑھا تو نکاح باطل ہے۔ نہ آمر پر کچھ ہے اور نہ مامور پر کچھ ہے۔

(۴۴۹۰) صفوان بن یحییٰ نے زید بن جہم ہلالی سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص نے ایک عورت سے نکاح کیا اور اس عورت کی ایک لڑکی ہے جو کسی دوسرے شوہر سے ہے کیا یہ شخص اپنے لڑکے کا نکاح اس کی بیٹی سے کر لے ؟ آپؑ نے فرمایا اگر وہ لڑکی اس سے پہلے کسی شوہر سے ہے تو کوئی حرج نہیں اور اگر اسی شوہر سے ہے تو نہیں۔

(۴۴۹۱) حسن بن محبوب نے حمّاد بن ناب سے اور انھوں نے ابی بصیر سے اور انھوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے آنجنابؑ سے دریافت کیا کہ ایک شخص نے ایک عورت سے نکاح کیا اور مہر میں ایک مشہور باغ قرار دیا جس کی پیداوار بہت کثیر ہے پھر وہ دو سال تک رکا رہا اور عورت سے دخول نہیں کیا پھر طلاق دے دی ۔؟ آپؑ نے فرمایا یہ دیکھا جائے گا کہ جس دن اس نے نکاح کیا تھا اس دن اس باغ کے غلہ کی پیداوار کتنی تھی چنانچہ مہر میں اس کی نصف پیداوار دیگا اور نصف باغ بھی دے گا مگر یہ کہ وہ عورت اس کو معاف کر دے اور وہ اس کو قبول کر لے اور دونوں کسی بات پر صلح کر لیں اور وہ اس پر راضی ہو گا تو یہ بات تقویٰ سے زیادہ قریب ہے۔

(۴۴۹۲) اسحاق بن عمّار نے حضرت ابوالحسن موسیٰ بن جعفر علیہ السلام سے روایت کی ہے اس کا بیان ہے کہ میں نے آنجنابؑ سے دریافت کیا کہ ایک شخص نے ایک عورت سے نکاح کیا اور مہر اپنا ایک غلام اور اس غلام کی عورت کو قرار دیا چنانچہ اس نے غلام اور اس کی عورت کو اپنی منکوحہ کے وہاں بھیج دیا کچھ دن بعد غلام کی عورت مر گئی اور اس شخص نے بغیر دخول کے اپنی منکوحہ کو طلاق دے دی۔ آپؑ نے فرمایا جس دن اس نے نکاح کیا تھا اگر اس دن اس غلام کی (قیمت) لگادی گئی تھی تو اب دوبارہ اس کی قیمت لگوائی جائے اور دیکھا جائے کہ پہلی قیمت میں اور دوسری قیمت میں کتنا فرق ہے مع اس فرق کے عورت (غلام کو) اپنے شوہر کو واپس کرے اور شوہر جو کچھ اس کا مہر بنتا ہے اس کا نصف عورت کو دے دے گا۔

(۴۴۹۳) حسن بن محبوب نے ابی ایّوب سے انھوں نے حمران سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ان کا بیان ہے میں نے دریافت کیا کہ ایک شخص نے ایک باکرہ لڑکی سے نکاح کیا جو ابھی نو سال کی پوری نہیں ہوئی تھی جب اس سے دخول کیا تو اس کی شرمگاہ شگافتہ ہو کر پیشاب کا مقام اور حیض کا مقام ایک ہو گیا۔ آپؑ نے فرمایا کہ جس وقت اس نے دخول کیا وہ لڑکی نو (۹) سال کی ہو چکی تھی تو مرد پر کوئی تاوان نہیں ہے اور اگر نو سال کی نہیں ہوئی تھی یا نو سال سے ذرا کم تھی جب اس نے دخول کیا اور اس کی شرمگاہ افضا ہو گئی تو اس نے اس لڑکی کو دوسرے شوہروں کے قابل نہیں چھوڑا اسے بیکار اور فاسد کر دیا۔ امام پر لازم ہے کہ اس سے اس کا تاوان دلائے۔ اور اگر وہ اس کو

طلاق نہیں دیتا زندگی بھر اپنے پاس رکھتا ہے تو پھر اس پر کچھ نہیں ہے۔

(۴۴۹۴) محمد بن مسلم نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے عزل (وقت انزال اپنے عضو تناسل کو عورت کی شرمگاہ سے باہر نکال لینا) کے متعلق دریافت کیا تو آپؑ نے فرمایا یہ پانی تو مرد کا حصہ ہے جیسے چاہے خرچ کرے۔

باب :۔ وہ عیوب کہ جن سے نکاح رد کر دیا جاتا ہے۔

(۴۴۹۵) صفوان بن یحییٰ نے عبدالرحمن بن ابی عبداللہ سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ چار عیوب کی وجہ سے عورت واپس کر دی جاتی ہے۔ برص سے جزام سے جنون سے اور قرن و عفل سے (قرن یعنی عورت کی شرمگاہ کے منہ پر کوئی غدود ہو جو مانع دخول ہو۔ عفل یعنی عورت کی شرمگاہ کے اندر کوئی گوشت بڑھ گیا ہو جو مانع دخول ہو نیز قرن و عفل تقریباً ایک ہیں) جب تک اس سے مجامعت نہ کی ہو اور جب مجامعت کرلی تو پھر واپس نہیں کی جائے گی۔

(۴۴۹۶) محمد بن مسلم نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے ایک شخص کے متعلق دریافت کیا کہ جس نے ایک قوم کے اندر ایک عورت سے نکاح کیا تو وہ ایک آنکھ کی کانی تھی اور ان لوگوں نے یہ نہیں بتایا تھا۔ اب کیا اس کو حق ہے کہ اس عورت کو واپس کر دے؟ آپؑ نے فرمایا کہ (وہ واپس نہیں کرے گا) نکاح تو صرف جنون اور جزام اور برص سے رد اور واپس ہوتا ہے۔ میں نے عرض کیا آپؑ کی کیا رائے ہے اگر اس نے اس سے دخول کر لیا ہے تو اب وہ کیا کرے؟ آپؑ نے فرمایا کہ عورت کے لئے مہر ہے اس لئے کہ اس شخص نے اس کی شرمگاہ کو اپنے لئے حلال کیا اور اس لڑکی کا ولی جس نے اس کا نکاح کیا ہے نقصان برداشت کرے گا (مہر کے بارے میں)۔

(۴۴۹۷) عبدالحمید نے محمد بن مسلم سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ حضرت حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ اندھی، مبروص، جزامی اور لنگڑی عورت رد کر دی جائے گی۔

(۴۴۹۸) حمّاد نے حلبی سے انھوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آنجنابؑ نے ایک ایسے شخص کے متعلق فرمایا جس نے ایک قوم کے اندر نکاح کیا تو اس کی عورت کانی تھی ان لوگوں نے اس کو بتایا نہیں تھا۔ آپؑ نے فرمایا کہ وہ عورت رد نہیں کی جائے گی۔ نکاح برص و جزام و جنون و عفل کی وجہ سے رد ہوتا ہے۔ میں نے عرض کیا کہ آپؑ کی کیا رائے ہے اگر اس نے اس عورت سے دخول کر لیا ہے تو اس کے مہر کا کیا کرے۔ آپؑ نے فرمایا مہر اس عورت کا حق ہے اس لئے کہ اس نے اس کی شرمگاہ کو اپنے لئے حلال کیا اور اس لڑکی کا ولی جس نے اس کا نکاح کیا ہے وہ سارے کا سارا نقصان برداشت کرے گا۔

(۴۴۹۹) حسن بن محبوب نے حسن بن صالح سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص نے ایک عورت سے نکاح کیا تو اس کی شرمگاہ میں قرن کا عیب پایا۔آپؑ نے فرمایا یہ حاملہ نہ ہوگی اس کو اس کے گھر والوں کے پاس واپس کردیا جائے۔ میں نے عرض کیا کہ لیکن اس کے ساتھ دخول کر لیا ہو؟ آپؑ نے فرمایا اگر مجامعت سے پہلے اس کو معلوم ہو اور پھر اس نے اس سے مجامعت کی ہو تو گویا وہ اس پر راضی تھا اور اگر مجامعت کے بعد اس کو معلوم ہوا تو چاہے اس کو اپنے پاس رکھے اور چاہے تو اس کو آزاد کردے اور چونکہ اس نے اس کی شرمگاہ اپنے لئے حلال کی ہے اس لئے جو کچھ اس عورت نے مرد سے لیا ہے وہ اس کا ہے۔

باب :- زن اور شوہر کے درمیان جدائی اور مہر کی طلب۔

(۴۵۰۰) عبداللہ بن جعفر حمیری نے حسن بن مالک سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام ابوالحسن علیہ السلام کی خدمت میں عریضہ بھیجا کہ ایک شخص نے اپنی بیٹی کا نکاح ایک آدمی سے کر دیا۔ پہلے تو اس کو پسند کیا تھا مگر بعد میں ناپسند کرنے لگا۔ وہ چاہتا ہے کہ وہ اپنی بیٹی کو اس سے جدا کرے مگر اس کے داماد نے اس سے انکار کیا اور طلاق دینے کو تیار نہیں ہوا تو اس نے اپنی بیٹی کے مہر میں اس کو گرفتار کیا تاکہ وہ طلاق کے لئے تیار ہو جائے اور باپ کا مقصد صرف اس سے چھٹکارا حاصل کرنا تھا چنانچہ جب مہر میں اس کو گرفتار کیا تو وہ طلاق کے لئے آمادہ ہوگیا؟ آپؑ نے جواب میں تحریر فرمایا کہ اس کی ناپسندیدگی دینی وجہ کی بنا پر ہے تو پھر چھٹکارہ حاصل کر لے اور اگر اس کے علاوہ کسی اور وجہ سے ہے تو ایسا نہ کرے۔

باب :- اولاد تو ماں اور باپ دونوں کے درمیان ہوتی ہے مگر ان دونوں میں زیادہ حقدار کون ہے۔

(۴۵۰۱) عباس بن عامر قصبانی نے داؤد بن حصین سے اور انھوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے اللہ تعالیٰ کے اس قول کے متعلق والوالدٰت یرضعن اولادھن حولین کاملین (سورۃ بقرہ آیت ۲۳۳) (مائیں اپنے بچوں کو دو سال کامل دودھ پلائیں گی۔) آپؑ نے فرمایا کہ جب تک بچہ دودھ پی رہا ہے وہ ماں اور باپ دونوں کے درمیان برابر ہے اور جب اس نے دودھ چھوڑ دیا تو ماں سے زیادہ اس کا حقدار باپ ہے اور جب باپ مرجائے تو خاندان میں سے زیادہ حقدار ماں ہے اور اگر باپ کو کوئی ایسی عورت مل جائے جو بچہ کو چار درھم میں دودھ پلائے اور ماں یہ کہے کہ میں تو پانچ درھم سے کم میں دودھ نہیں پلاؤں گی تو باپ کو یہ حق ہے کہ وہ بچہ اس سے چھین لے لیکن بہتر اور نرمی کا راستہ ہے کہ وہ اس کو ماں کے ساتھ چھوڑ دے۔

(۴۵۰۲) سلیمان بن داؤد منقری نے حفص بن غیاث یا اس کے علاوہ کسی اور سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص نے اپنی عورت کو طلاق دے دی اور ان دونوں کے درمیان ایک بچہ ہے تو اس بچہ کا ان دونوں میں زیادہ حقدار کون ہے؟ آپؑ نے فرمایا عورت جب تک دوسرا نکاح نہ کرے۔

(۴۵۰۳) حسن بن محبوب نے ابی ایوب سے انہوں نے فضیل بن یسار سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے آپؑ نے فرمایا کہ کوئی آزاد عورت اگر کسی غلام سے نکاح کرے اور اس سے بچے پیدا ہوں تو یہ آزاد عورت اپنے بچوں کی زیادہ حقدار ہے غلام کے مقابلہ میں اور یہ بچے آزاد ہیں۔ مگر جب وہ مرد آزاد کر دیا جائے تو وہ باپ ہونے کی وجہ سے بچہ کا زیادہ حقدار ہے۔

(۴۵۰۴) عبداللہ بن جعفر حمیری نے ایوب بن نوح سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ آنجناب علیہ السلام کی خدمت میں آپؑ کے کسی صحابی نے خط لکھا کہ اس کے پاس ایک عورت تھی اس کے بطن سے ایک بچہ ہے اس نے اس عورت کو طلاق دے دی۔ آپؑ نے تحریر فرمایا کہ بچہ جب تک سات سال کا نہ ہو جائے عورت اس کی زیادہ حقدار ہے مگر یہ کہ وہ عورت خود چھوڑنا چاہے۔

عمر کی وہ حد کہ جس حد تک بچے پہنچ جائیں تو ان کو ساتھ سلانا اور انہیں گود میں اٹھانا جائز نہیں اور انکی خوابگاہوں میں تفریق واجب ہے۔

(۴۵۰۵) محمد بن یحییٰ خزاز نے غیاث بن ابراہیم سے انہوں نے حضرت جعفر بن محمد علیہما السلام سے انہوں نے پدر بزرگوار علیہ السلام سے روایت کی ہے آپؑ نے فرمایا کہ حضرت علی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ عورت کا اپنی لڑکی کو ساتھ سلانا جب کہ وہ چھ سال کی ہو جائے یہ بھی زنا کی ایک شاخ ہے۔

(۴۵۰۶) عبداللہ بن یحییٰ کاہلی نے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ احمد بن نعمان نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ میرے پاس ایک چھوٹی سی لڑکی ہے میرے اس کے درمیان کوئی رشتہ داری نہیں وہ چھ سال کی ہے۔ آپؑ نے فرمایا اس کو اپنی گود میں نہ بٹھاؤ۔

(۴۵۰۷) احمد بن محمد بن ابی نصر نے حضرت امام رضا علیہ السلام سے روایت کی ہے آپؑ نے فرمایا کہ جب لڑکا سات سال کا ہو جائے تو اس کو نماز پڑھوائی جائے۔ اور جب تک اس کو احتلام نہ ہونے لگے۔ عورت اس سے اپنے بال نہیں ڈھانکے گی۔

(۴۵۰۸) اور روایت کی گئی ہے کہ جب لڑکے چھ سال کے ہو جائیں تو ان کے بستر الگ الگ کرائے جائیں۔

(۴۵۰۹) عبداللہ بن میمون نے حضرت جعفر بن محمد علیہما السلام سے انہوں نے اپنے پدر بزرگوار سے اور انہوں نے اپنے آبائے کرام علیہم السلام سے روایت کی ہے آپؑ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ۔ لڑکا اور لڑکا لڑکا اور لڑکی اور لڑکی اور لڑکی جب دس سال کے ہو جائیں تو ان کے بستر جدا جدا کر دیئے جائیں۔

(۴۵۱۰) اور محمد بن احمد کی روایت میں ہے عبیدی سے اور انہوں نے ذکریا المومن سے روایت کی ہے انہوں نے اس روایت کو مرفوع کرتے ہوئے کہا ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا جب لڑکی چھ (۶) سال کی ہو جائے تو کوئی لڑکا اس کا بوسہ نہ لے اور جب لڑکا سات (۷) سال سے اوپر ہو جائے تو کوئی عورت اس کا بوسہ نہ لے۔

باب :- الاحصان

(۴۵۱۱) علاء نے محمد بن مسلم سے اور انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے آنجنابؑ سے دریافت کیا اگر ایک مرد آزاد کے پاس کوئی کنیز ہو تو کیا اس کا شمار محصن (شادی شدہ) میں ہوگا آپؑ نے فرمایا کہ نہ کوئی مملوکہ آزاد مرد محصن (شادی شدہ) میں شمار کرا سکتی ہے اور نہ کوئی غلام آزاد عورت کو محصنہ (شادی شدہ) میں شمار کرا سکتا ہے مگر ایک نصرانی ایک یہودیہ کی وجہ سے محصن (شادی شدہ) شمار ہوتا ہے۔ اور ایک یہودی ایک نصرانیہ کی وجہ سے محصن (شادی شدہ) شمار ہوتا ہے۔

(۴۵۱۲) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک مرتبہ قول خدا عزوجل کے متعلق دریافت کیا گیا و المحصنات من النساء (سورہ نساء آیت ۲۴) (شوہر والی عورتیں پر حرام ہے) آپؑ نے فرمایا اس سے مراد شوہر دار عورتیں ہیں۔ میں نے عرض کیا و المحصنات من الذین او توا الکتاب من قبلکم (سورۃ مائدہ آیت نمبر۵) (اور جن کو تم سے پہلے کتاب دی گئی ہے ان میں پاک دامنیں) آپؑ نے فرمایا اس سے مراد پاکدامن عورتیں ہیں۔

باب :- شوہر کا حق بیوی پر

(۴۵۱۳) حسن بن محبوب نے مالک بن عطیہؒ سے انہوں نے محمد بن مسلم سے انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے بیان فرمایا کہ ایک عورت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کیا کہ یا رسول اللہؐ مرد کا عورت پر کیا حق ہے؟ آپؐ نے اس سے ارشاد فرمایا کہ وہ اس کی اطاعت کرے، اس کی نافرمانی نہ کرے اور اس کی اجازت کے بغیر اس کے گھر میں سے کوئی صدقہ نہ نکالے اور اس کے بغیر اجازت مستحب روزے نہ رکھے اور اگر عورت پالان شتر پر بھی ہو اور مرد چاہے تو اس سے انکار نہ کرے۔ اور اس کی اجازت کے بغیر اپنے گھر سے باہر نہ نکلے اور اگر اس کی بغیر اجازت گھر سے نکلی تو آسمان کے فرشتے زمین کے فرشتے، غضب کے فرشتے

اور رحمت کے فرشتے اس پر لعنت بھیجتے رہیں گے۔ جب تک وہ اپنے گھر پلٹ کر نہ آجائے۔ اس نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) مرد پر سب سے بڑا حق کس کا ہے؟ آپؐ نے فرمایا اس کے والدین کا اس نے عرض کیا اور عورت پر لوگوں میں سب سے زیادہ حق کس کا ہے؟ آپؐ نے فرمایا اس کے شوہر کا۔ اور اس نے عرض کیا کہ پھر تو جو حق اس کا مجھ پر ہے اس کے مثل میرا اس پر کوئی حق نہیں ہے؟ آپؐ نے فرمایا نہیں ایک سو (۱۰۰) میں سے ایک بھی نہیں اس نے عرض کیا اچھا تو اب میں اس ذات کی قسم کھا کر کہتی ہوں جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث کیا ہے کہ میں تاابد اپنی گردن پر کسی مرد کو مسلط نہیں کرونگی۔

(۴۵۱۴) حسن بن محبوب نے عبداللہ بن سنان سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا عورت کو اپنے شوہر کی اجازت کے بغیر اس کے مالی معاملات کے اندر غلام کے آزاد کرنے، صدقہ دینے غلام کو مدبر کرنے، کسی کو کوئی ہبہ کرنے اور کوئی نذر کرنے کا کوئی اختیار نہیں سوائے حج زکوٰۃ اور اپنے والدین کے ساتھ نیکی اور اپنے قرابتداروں کے ساتھ حسن سلوک کے۔

(۴۵۱۵) حسن بن محبوب نے مالک بن عطیّہ سے انہوں نے سلیمان بن خالد سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ ایک مرتبہ کسی قوم کے چند لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ یارسول اللہؐ ہم لوگوں نے دیکھا کہ بعض لوگ بعض لوگوں کو سجدہ کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا اگر میں نے کسی آدمی کو کسی آدمی کے لئے سجدہ کرنے کا حکم دیا ہوتا تو عورت کو حکم دیتا کہ وہ اپنے شوہر کو سجدہ کرے۔

(۴۵۱۶) محمد بن فضیل نے شریس دابشی سے انھوں نے جابر سے انھوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا بیشک اللہ تعالیٰ نے مردوں پر بھی جہاد فرض کیا ہے اور عورتوں پر بھی جہاد فرض کیا ہے پس مرد کا جہاد یہ ہے کہ وہ اپنا مال اور اپنی جان راہ خدا میں خرچ کرے یہاں تک کہ راہ خدا میں قتل ہو جائے اور عورت کا جہاد یہ ہے کہ شوہر کی طرف سے جو اس کو اذیت دیکھنی اور اٹھانی پڑے اور مرد جو اپنی غیرت داری کا مظاہرہ کرتا ہے اس پر صبر کرے۔

(۴۵۱۷) نیز آنجناب علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ مردوں میں نجات پانے والے کم اور عورتوں میں بہت کم اور بہت ہی کم ہیں۔

(۴۵۱۸) اور ایک حدیث میں ہے کہ عورت کا جہاد اپنے شوہر کے ساتھ اچھی طرح گزارا کرنا ہے۔

(۴۵۱۹) محمد بن فضیل نے سعد بن عمر بردہ فروش سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ

السلام نے فرمایا جو کوئی عورت اس حالت میں شب بسر کرے کہ اس کا شوہر اس سے کسی حق بات میں ناراض ہو تو جب تک وہ اس کو راضی نہ کرے اس کی نماز قبول نہ ہوگی۔

(۴۵۲۰) سکونی نے روایت کی ہے حضرت جعفر بن محمد علیہما السلام سے اور انہوں نے پدر بزرگوار علیہ السلام سے آپؑ نے بیان فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو کوئی عورت اپنے شوہر کی اجازت کے بغیر اپنے گھر سے باہر نکلے تو جب تک وہ واپس نہ آئے اس کا کوئی نفقہ نہیں ہے۔

(۴۵۲۱) نیز آنجناب علیہ السلام نے فرمایا کوئی بھی عورت اپنے شوہر کے علاوہ کسی غیر کے لئے اپنے جسم کو خوشبو لگائے گی تو جب تک اس کو دھو نہ ڈالے جیسے وہ غسل جنابت کرتی ہے اس کی نماز قبول نہ ہوگی۔

(۴۵۲۲) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ عورت کے لئے یہ جائز نہیں کہ وہ اپنے گھر سے نکلے تو اپنے لباس کو خوشبو سے بسائے۔

(۴۵۲۳) نیز آنجنابؑ نے فرمایا کہ جو کوئی عورت اپنے شوہر کے گھر کے سوا کسی دوسری جگہ اپنا لباس اتارے یا شوہر کی اجازت کے بغیر اتارے، تو جب تک وہ اپنے گھر واپس نہ آجائے اس پر مسلسل اللہ کی لعنت ہوتی رہے گی۔

(۴۵۲۴) جمیل بن دراج نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آنجنابؑ نے فرمایا کہ جو کوئی عورت اپنے شوہر سے کہے کہ میں نے تیری طرف سے کبھی کوئی خیر اور بھلائی نہیں دیکھی تو اس کے اعمال حبط ہوجائیں گے۔

باب :- عورت کا حق شوہر پر

(۴۵۲۵) علاء بن رزین نے محمد بن مسلم سے انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے عورت کے متعلق مجھے اتنی باتیں کہیں کہ مجھے گمان ہوا کہ کھلے عام زنا کے سوا کسی اور صورت میں عورت کو طلاق دینا جائز اور سزاوار نہیں ہے۔

(۴۵۲۶) اسحاق بن عمار نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ عورت کا حق شوہر پر کیا ہے۔ تو آپؑ نے فرمایا کہ وہ اس کا پیٹ بھرے اور تن ڈھانکے اور اگر وہ کوئی جہالت کرے تو اس کو معاف کردے۔

(۴۵۲۷) حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے (اپنی زوجہ) سارہ کے خلق کی شکایت کی تو اللہ تعالیٰ نے ان کی طرف وحی بھیجی کہ عورت ایک پسلی کی ہڈی کے مانند ہے اگر تم اسے سیدھا کرنے کی کوشش کروگے تو ٹوٹ جائے گی اور اگر تم اس کی حالت پر چھوڑ دوگے تو اس سے فائدہ اٹھاؤ گے۔ راوی کا بیان ہے کہ میں نے عرض کیا کہ یہ کس کا قول ہے؟ آپؑ نے اس سوال پر غصہ کرتے ہوئے فرمایا کہ خدا کی قسم یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا قول ہے۔

(۴۵۲۸) اور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے بیان فرمایا کہ میرے پدر بزرگوار علیہ السلام کی ایک عورت تھی جو آپؑ کو اذیت دیا کرتی اور آپؑ اس کو معاف کر دیا کرتے تھے ۔

(۴۵۲۹) عاصم بن حمید نے ابی بصیر سے روایت کی ہے کہ ان کا بیان ہے کہ جس نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا آپؑ فرما رہے تھے کہ جس شخص کے پاس عورت ہو اور وہ اس کو تن ڈھانپنے کیلئے کپڑا نہ دے اور پیٹ بھرنے کے لئے کھانا نہ دے جس سے اس کے پشت سیدھی رہے تو امام کو حق ہے کہ وہ ان دونوں کے درمیان جدائی ڈال دے ۔

(۴۵۳۰) ربعی بن عبداللہ اور فضیل بن یسار نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اللہ تعالیٰ نے اس قول کی متعلق دریافت کیا و من قدر علیہ رزقہ فلینفق مما اٰتٰہ اللّٰہ (سورہ الطلاق آیت نمبر ۷) (اور جس کی روزی تنگ ہو تو جتنا اللہ نے اس کو دیا ہے وہ اس میں سے خرچ کرے) آپؑ نے فرمایا وہ اس پر اتنا خرچ کرے کہ اس کی پشت سیدھی رہے خمیدہ نہ ہو مع لباس کے ورنہ ان دونوں کے درمیان جدائی ڈال دی جائے ۔

(۴۵۳۱) ابو صباح کنانی نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے آپؑ نے فرمایا کہ جب عورت نے پانچ وقت کی نماز پڑھی ماہ رمضان کے روزے رکھے پروردگار کے گھر کا حج کیا اپنے شوہر کی اطاعت کی اور حضرت علی علیہ السلام کے حق کو پہچانا تو پھر وہ جنت کے جس دروازے سے چاہے داخل ہو جائے ۔

(۴۵۳۲) محمد بن ابی عمیر نے عبداللہ بن سنان سے انھوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے میں انصار میں سے ایک شخص نے اپنی زوجہ سے یہ کہہ دیا کہ جب تک میں نہ آؤں گھر سے باہر نہ نکلنا ۔ آپؑ نے فرمایا پھر اس کا باپ بیمار پڑ گیا تو اس کی عورت نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آدمی بھیجا اور کہلایا کہ میرا شوہر باہر گیا ہے اور کہہ گیا ہے کہ میں اپنے گھر سے باہر نہ نکلوں جب تک کہ وہ نہ آجائے اور میرا باپ بیمار ہے کیا آپؑ مجھے اجازت دیتے ہیں کہ میں اس کی عیادت کرلوں ؟ آپؑ نے فرمایا نہیں اپنے گھر میں بیٹھو اور اپنے شوہر کی اطاعت کرو ۔ آپؑ نے بیان فرمایا پھر اس کا باپ مرگیا تو اس نے پھر آدمی بھیجا اور دریافت کیا کہ رسول اللہ میرا باپ مرگیا کیا آپؑ مجھے اجازت دیتے ہیں کہ میں اس کی نماز جنازہ میں شریک ہوں ؟ آپؑ نے فرمایا نہیں اپنے گھر میں بیٹھو اپنے شوہر کی اطاعت کرو آپؑ نے بیان فرمایا کہ پھر وہ شخص (اس کا باپ) دفن ہوگیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس عورت کے پاس آدمی بھیجا اور کہلایا کہ تو نے اپنے شوہر کی اطاعت کی اس لئے اللہ تعالیٰ نے تجھے بھی بخش دیا اور تیرے باپ کو بھی بخش دیا ۔

(۴۵۳۳) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا گیا اللہ تعالیٰ کے اس قول کے متعلق قوا انفسکم و اھلیکم ناراً (سورہ تحریم آیت ۶) (اے ایمان والوں اپنے کو اور اپنے اہل و عیال کو آگ سے بچاؤ) کہ ان کو کیسے

بچایا جائے؟ آپؑ نے فرمایا انہیں نیکی کا حکم دو اور برائی سے منع کرو۔ تو عرض کیا گیا کہ ہم لوگ تو انہیں نیکی کا حکم دیتے ہیں اور برائی سے منع کرتے ہیں مگر وہ اسے قبول نہیں کرتے ہیں۔ آپؑ نے فرمایا جب تم نے انہیں نیکی کا حکم دیا اور انہیں برائی سے منع کیا تو جو تم پر فرض تھا وہ تم نے ادا کر دیا۔

(۴۵۳۴) اور عبداللہ بن سنان نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے آپؑ نے فرمایا کہ بس عورتوں کے دل میں حضرت علی کی محبت ڈال دو اور انہیں بے عقل چھوڑ دو۔

(۴۵۳۵) اسماعیل بن ابی زیاد نے حضرت امام جعفر بن محمد علیہما السلام سے انہوں نے اپنے پدر بزرگوار علیہ السلام اور انہوں نے اپنے آبائے کرام علیہم السلام سے روایت کی ہے آپؑ نے بیان فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تم لوگ اپنی عورتوں کو بالاخانوں میں نہ رکھو۔ انہیں لکھنا نہ سکھاؤ انہیں سورہ یوسف نہ پڑھاؤ انہیں چرخے اور تکلے کی اور سورہ نور کی تعلیم دو۔

(۴۵۳۶) ضریس کناسی نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے آپؑ نے فرمایا کہ ایک عورت کسی ضرورت سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی تو آپؑ نے اس سے فرمایا کہ شاید تم بھی مسوفات میں سے ہو اس نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ مسوفات کیا ہے؟ آپؑ نے فرمایا کہ وہ عورت جس کو اس کا شوہر کسی کام کے لئے آواز دے اور وہ مسلسل ٹال مٹول کرتی رہے یہاں تک کہ اس کے شوہر کو نیند آجائے تو جب تک اس کا شوہر نیند سے بیدار نہ ہو فرشتے مسلسل اس عورت پر لعنت کرتے رہیں گے۔

(۴۵۳۷) اور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اس بندے پر رحم فرمائے جو اپنے اور اپنی زوجہ کے درمیان اچھے تعلقات رکھتا ہے اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کی پیشانی اس کے ہاتھ میں دے دی ہے اور اسے اس کا نگران بنایا ہے۔

(۴۵۳۸) اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا تم لوگوں میں سب سے اچھا وہ ہے جو اپنی عورتوں کے لئے اچھا ہو اور میں اپنی عورتوں کے لئے تم میں سب سے اچھا ہوں۔

باب :- عزل (اپنے عضو تناسل کو عورت کی شرمگاہ سے باہر نکال کر منی گرا دینا)

(۴۵۳۹) قاسم بن یحییٰ نے اپنے جد حسن بن راشد سے انہوں نے یعقوب جعفی سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام ابوالحسن علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا وہ فرما رہے تھے کہ چھ وجوہ کی بنا پر اگر مرد عزل کرے تو کوئی حرج نہیں ہے۔ (۱) وہ عورت جس کے متعلق تمہیں یقین ہو کہ اس سے اولاد پیدا نہ ہوگی۔ (۲) بہت سن رسیدہ عورت۔ (۳) بدزبان و زبان دراز عورت۔ (۴) وہ عورت جو فحش گو اور بیوقوف ہو۔ (۵) وہ جو اپنے بچے کو دودھ نہیں پلاتی۔ (۶) کنیز۔

باب :- غیرت

(۴۵۴۰) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میرے پدربزرگوار حضرت ابراہیم علیہ السلام بہت ہی غیرت مند تھے اور میں ان سے بھی زیادہ غیرت مند ہوں۔ مومنین میں سے جو غیرت نہیں کرتا اللہ تعالیٰ اس کی ناک رگڑ دیتا ہے (ذلیل کر دیتا ہے)۔

(۴۵۴۱) اور آنجناب علیہ السلام نے فرمایا کہ غیرت ایمان کا ایک حصہ ہے۔

(۴۵۴۲) آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ جنت کی خوشبو پانچ سو (۵۰۰) سال کی مسافت سے محسوس کرلی جاتی ہے لیکن اس کی خوشبو عاق اور دیّوث کو محسوس نہیں ہوتی تو عرض کیا یا رسول اللہ دیّوث کیا ہے؟ آپؐ نے فرمایا وہ شخص ہے جس کی بیوی زنا کرتی ہو اور وہ اس کو جانتا ہو۔

(۴۵۴۳) محمد بن فضیل نے شریس والشی سے انہوں نے جابر سے انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ آنجنابؑ نے مجھ سے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے غیرت عورتوں کے لئے قرار نہیں دی ہے بلکہ غیرت مردوں کے لئے قرار دی ہے۔ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے مرد کے لئے چار آزاد عورتیں حلال کر دی ہیں اور ان کے علاوہ جو اس کی ملکیت میں کنیزیں ہیں (وہ بھی حلال ہیں) مگر عورت کے لئے تنہا اس کا ایک شوہر حلال ہے پس اگر وہ اپنے شوہر کے ساتھ کسی غیر کو بھی چاہے تو وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک زانیہ ہوگی اس میں کوئی شک نہیں کہ ان میں سے کچھ عورتیں منکرات اور غلط کاریوں میں ڈوبی رہتی ہیں مگر مومن عورتیں ایسی نہیں ہوتیں۔

باب :- اس عورت کی سزا جو اپنے شوہر پر سحر اور جادو کرے

(۴۵۴۴) اسماعیل بن مسلم نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے انہوں نے اپنے پدربزرگوار علیہ السلام سے انہوں نے اپنے آبائے کرام علیہم السلام سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس عورت کو ڈانٹ دیا جس نے آپؐ سے کہا تھا کہ میرا شوہر مجھ پر سختی کرتا تھا تو میں نے اس کو اپنے اوپر مہربان ہونے کیلئے ایک سحر و جادو کیا۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس سے فرمایا۔ افسوس تو نے سارے سمندروں اور ساری مٹی کو گدلا کر دیا تجھ پر ملائیکہ اخیار اور آسمان و زمین کے ملائیکہ نے لعنت بھیجی۔ آپؐ نے فرمایا کہ (یہ سُن کر) اس عورت نے دن کو روزہ رکھا رات بھر کھڑے ہو کر عبادت کرتی رہی اپنے سر کے بال منڈوا ڈالے کمبل پوش ہوگئی۔ یہ خبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پہونچی تو فرمایا کہ اس سے اس کی توبہ قبول نہ ہوگی۔

باب :- کنیزوں کا استبرا (ان کے رحم کو پاک کرنا)

(۴۵۴۵) عبداللہ بن قاسم نے عبداللہ بن سنان سے روایت کی ہے انہوں نے کہا کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا کہ مامون نے ایک شخص سے ایک کنیز خریدی اور مجھے بتایا کہ وہ اسے کبھی مس نہ کرے گا جب تک اس کو حیض نہ آجائے اور حیض سے پاک نہ ہوجائے۔ آپؑ نے فرمایا جب تک کہ اس کنیز کا استبراء ایک حیض سے نہ ہو جائے جائز نہیں کہ اس سے مجامعت کی جائے لیکن اس کی شرمگاہ کو چھوڑ کر سب کچھ جائز ہے۔ وہ لوگ جو کنیزیں خریدتے ہیں اوران کے استبراء کرانے سے پہلے ہی مجامعت کرتے ہیں وہ خود اپنے مال سے زنا کرتے ہیں۔

(۴۵۴۶) حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ جب کوئی شخص کوئی ایسی کنیز جو ابھی بالغ نہیں (یعنی اس کو حیض آنا شروع نہیں ہوا) یا ایسی بڑھیا ہوگئی جس کو اب حیض آنا بند ہوگئے تو اگر اس کو استبراء نہ کرائے تو کوئی حرج نہیں۔

(۴۵۴۷) علاء نے محمد بن مسلم سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے آنجناب علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص نے ایک کنیز خریدی جس کے مالک نے ابھی اس سے جماع کیا تھا کیا اس کے رحم کا بھی استبرا کیا جائے۔ آپؑ نے فرمایا ہاں۔ میں نے عرض کیا کہ ایسی کنیز جس کو حیض نہیں آیا اس کے ساتھ کیا کیا جائے؟ آپؑ نے فرمایا اس کا معاملہ مشکل ہے اگر وہ اس سے جماع کرتا ہے تو جب تک یہ ظاہر نہ ہوجائے کہ وہ حاملہ ہے یا نہیں اس کے اندر انزال نہ کرے میں نے عرض کیا کہ یہ کتنے دنوں میں ظاہر ہوگا؟ آپؑ نے فرمایا پینتالیس (۴۵) دنوں میں۔

باب :- ایک غلام اپنے مالک کی بغیر اجازت نکاح کرتا ہے

(۴۵۴۸) موسیٰ بن بکر نے زرارہ سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص کے غلام نے اس کی اجازت کے بغیر ایک عورت سے نکاح کیا اور اس عورت سے دخول کیا پھر اس کے بعد اس کی اطلاع اپنے مالک کو دی۔ آپؑ نے فرمایا یہ اس کے مالک کی مرضی پر ہے چاہے تو ان دونوں کو جدا کردے اور چاہے تو ان دونوں کا نکاح جائز قرار دے دے۔ اگر وہ ان دونوں کو جدا کرتا ہے۔ تو عورت کے لئے وہ ہے جتنا غلام نے اس کو مہر میں دے دیا ہے مگر یہ کہ غلام نے اس کو مہر بہت زیادہ نہ دے دیا ہو۔ اور اگر اس نے نکاح کی اجازت دے دی تو وہ دونوں اپنے پہلے نکاح پر رہیں گے (دوسرے نکاح کی ضرورت نہیں) تو میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے عرض کیا کہ پھر وہ غلام اصل نکاح کرنے میں گنہگار ہوا؟ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ اس نے ایک حلال کام کیا ہے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی نہیں کی ہے۔ اس نے اپنے مالک کی نافرمانی کی ہے اللہ تعالیٰ کی

نافرمانی تو نہیں کی ہے۔ یہ ایسی مجامعت نہیں ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے حرام کیا ہے زمانہ عدہ میں یا اس طرح کے زمانہ میں۔

(۴۵۴۹) ابان بن عثمان نے روایت کی ہے ایک شخص سے جس کو ابن زیاد طائی کے نام سے پکارا جاتا ہے اس کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا کہ میں ایک غلام تھا میں نے اپنے مالکوں کے بغیر اجازت نکاح کیا پھر میرے مالکوں نے مجھے راہ خدا میں آزاد کر دیا کیا میں پھر نکاح کی تجدید کروں؟ آپؑ نے فرمایا کیا وہ لوگ جانتے تھے کہ تم نے نکاح کیا ہے؟ میں نے عرض کیا کہ جی ہاں وہ لوگ جانتے تھے مگر خاموش رہے اور مجھ سے کچھ نہیں کہا آپؑ نے فرمایا یہ ان کی طرف سے اقرار ہے تم اپنے نکاح پر باقی رہو۔

باب :۔ ایک شخص نے ایک کنیز خریدی وہ حاملہ تھی پھر اس نے اس سے مجامعت کی

(۴۵۵۰) محمد بن ابی عمیر نے اسحاق بن عمّار سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام ابوالحسن علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص نے ایک کنیز خریدی جو حاملہ تھی اور اس کا حمل ظاہر تھا اس کے باوجود اس نے اس سے مجامعت کر لی۔ آپؑ نے فرمایا اس نے بہت برا کیا۔ میں نے عرض کیا کہ اب آپؑ اس کے متعلق کیا فرماتے ہیں آپؑ نے پوچھا کہ اس نے عزل کیا تھا یا نہیں۔ میں نے عرض کیا کہ آپؑ دونوں صورتوں کے متعلق جواب عطا کریں۔ آپؑ نے فرمایا کہ اگر اس نے عزل کیا ہے تو اللہ سے ڈرے اور دوبارہ نہ کرے اور اگر اس نے عزل نہیں کیا تو پھر اس کنیز سے جو بچہ پیدا ہوا ہے اس کو فروخت نہ کرے اور نہ اس کو اپنی وراثت دے بلکہ اس کو آزاد کر دے اور اپنے مال میں سے اس کے لئے کچھ حصہ مقرر کر دے جس سے وہ زندگی بسر کرے اس لئے کہ اس کے نطفے سے اس نے غذا حاصل کی ہے۔

باب :۔ دو مملوکہ بہنوں کا جمع کرنا

(۴۵۵۱) علاء نے محمد بن مسلم سے انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے میں نے آنجنابؑ سے دریافت کیا کہ ایک شخص کے پاس دو مملوکہ بہنیں ہیں اس نے ایک سے مجامعت کرنے کے بعد دوسری سے بھی مجامعت کر لی۔ آپؑ نے فرمایا کہ جب اس نے دوسری سے مجامعت کر لی تو پہلی اس پر حرام ہو گئی جب تک کہ یہ دوسری والی مر نہ جائے۔ میں نے عرض کیا کہ آپؑ کی کیا رائے ہے اگر وہ اس دوسری کو فروخت کر دے تو وہ پہلی اس پر حلال ہو جائے گی؟ آپؑ نے فرمایا کہ اگر اس دوسری کو اس نے ضرورت کی وجہ سے فروخت کیا ہے اور اس کے دل میں پہلی کا کوئی خیال نہیں تھا تو اس طرح میری نظر میں کوئی حرج نہیں اور اگر وہ اس کو اس لئے فروخت کرتا ہے کہ پہلی

کی طرف رجوع کرے تو نہیں اس سے کوئی بھلا نہ ہوگا (پہلی بدستور حرام ہے)۔

(۴۵۵۲) اور علی بن رئاب کی روایت میں ہے جو حلبی سے ہے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے آنجنابؑ سے عرض کیا کہ ایک شخص نے دو بہنوں کو خریدا اس میں ایک سے مجامعت کی پھر دوسری سے مجامعت کی۔ آپؑ نے فرمایا اگر اس نے لاعلمی سے دوسری سے مجامعت کر لی تو پہلی اس پر حرام ہوگئی۔ اور اگر باوجود علم اس نے دوسری سے مجامعت کی ہے تو اس پر دونوں حرام ہو جائیں گی۔

باب :۔ ایک شخص کا اپنے غلام کا نکاح اپنی کنیز سے کرنے کی صورت

(۴۵۵۳) علاء نے محمد بن مسلم سے انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ میں نے آنجنابؑ سے دریافت کیا کہ ایک شخص اپنے ایک غلام کا اپنی ایک کنیز سے نکاح کرے؟ آپؑ نے فرمایا اس کے لئے اتنا کہہ دینا کافی ہے کہ میں نے تجھ سے اپنی فلاں کنیز کا نکاح کر دیا اور اس کنیز کو اپنی طرف سے جتنا چاہے دے یا غلام کی طرف سے جو چاہے اور کھانا دینا اور درہم د اس کے مثل کچھ دینا ضروری ہے اور کوئی حرج نہیں اگر وہ غلام کو اجازت دے دے کہ وہ اپنی رقم سے اس کنیز کو یا ان کنیزوں کو خریدے جن سے یہ مجامعت کر چکا ہے۔

باب :۔ ایک آزاد عورت کا ایک غلام سے بغیر اس کے مالک کی اجازت کے نکاح اور دو آدمیوں کی مشترکہ کنیز سے نکاح کی کراہیت۔

(۴۵۵۴) زرعہ نے سماعہ سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے آنجنابؑ سے دریافت کیا کہ دو آدمی ہیں جن کے درمیان ایک کنیز مشترکہ ہے ان دونوں نے اس کنیز کا نکاح ایک شخص سے کر دیا پھر اس شخص نے ان دونوں شراکت داروں میں سے ایک کا حصہ خرید لیا۔ آپؑ نے فرمایا کہ ایک کا حصہ خریدتے ہی وہ کنیز اس پر حرام ہوگئی اسلئے کہ اس کا فروخت ہونا اس کی طلاق ہے مگر یہ کہ وہ اس کنیز کو مکمل خرید لے۔

(۴۵۵۵) اسماعیل بن ابی زیاد نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے انہوں نے اپنے پدر بزرگوار علیہ السلام سے انہوں نے اپنے آبائے کرام علیہم السلام سے روایت کی ہے آپؑ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کوئی آزاد عورت اگر کسی غلام سے اس کے مالکوں کی اجازت کے بغیر نکاح کرے تو اس عورت کی شرمگاہ اس غلام پر حلال ہے اور اس عورت کے لئے کوئی مہر نہیں ہے۔

باب :- غلاموں اور کنیزوں کے احکام

(۴۵۵۶) حسن بن محبوب نے مالک بن عطیہ سے انہوں نے داؤد بن فرقد سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے آنجنابؑ سے دریافت کیا کہ ایک شخص نے سن بلوغ کو پہونچی ہوئی کنیز خریدی اور اس کے پاس چھ مہینے گزر گئے لیکن اس کو حیض نہیں آیا اور وہ حاملہ بھی نہیں ہے ؟ آپؑ نے فرمایا اگر اس کی ہم سن عورتوں کو حیض آتا ہے اور یہ کبیر سنی کی وجہ سے نہیں ہے تو یہ عیب ہے وہ اس کو واپس کردے۔

(۴۵۵۷) ابان بن عثمان نے حسن بن صیقل سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ آنجنابؑ سے دریافت کیا گیا اور میں نے آنجنابؑ کو فرماتے ہوئے سنا ہے ایک شخص کے متعلق کہ جس نے ایک کنیز خریدی اور اس کے رحم کو پاک کرنے سے قبل اس سے مجامعت کرلی ؟ آپؑ نے فرمایا اس نے جو کیا بُرا کیا وہ اللہ تعالیٰ سے طلب مغفرت کرے اور دوبارہ ایسانہ کرے اس نے عرض کیا کہ اگر وہ کسی دوسرے شخص کے ہاتھ فروخت کردے اور وہ بھی بغیر اس کے رحم کا استبراء کئے اس سے مجامعت کرے پھر یہ دوسرا بھی کسی تیسرے کے ہاتھ فروخت کردے اور یہ بھی بغیر اس کے استبراء کئے اس سے مجامعت کرے اور اس تیسرے کے پاس اس کنیز کا حاملہ ہونا ظاہر ہو ؟ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا لڑکا صاحب بستر (یعنی اس خریدار) کا ہے اور دیگر بدکاروں کے لئے یہ صرف پتھر ہے اور کچھ نہیں ہے۔

(۴۵۵۸) وھب بن وھب نے حضرت جعفر بن محمد علیہما السلام سے اور انہوں نے اپنے پدر بزرگوار علیہ السلام سے روایت کی ہے۔ آپؑ نے فرمایا کہ حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ اگر کوئی شخص ضرورت سے زیادہ کنیزیں تحت تصرف رکھے یا کوئی اس کی ضرورت سے زیادہ اس کے تحت تصرف میں دے دے اور وہ کنیزیں زنا کریں تو ان کا گناہ اس شخص پر ہوگا۔

(۴۵۵۹) اور ہارون بن مسلم نے مسعدہ بن زیاد سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ کنیزوں میں دس حرام ہیں۔ ماں اور بیٹی دونوں جمع نہیں کی جائیں گی اور نہ دو بہنیں جمع کی جائیں گی اور نہ تمہاری وہ کنیز تمہارے لئے حلال ہے جو تمہارے سوا کسی اور سے حاملہ ہوئی ہے جب تک کہ وضع حمل نہ ہوجائے۔ اور نہ تمہاری وہ کنیز جو رضاعت کے رشتہ سے تمہاری پھوپھی لگتی ہو۔ اور نہ تمہاری وہ کنیز جو رضاعی رشتہ سے تمہاری خالہ لگتی ہو اور نہ تمہاری وہ کنیز جو رضاعی رشتے سے تمہاری بہن لگتی ہو۔ اور نہ تمہاری وہ کنیز جو رضاعی رشتہ سے تمہارے بھائی کی لڑکی لگتی ہو۔ اور نہ تمہاری وہ کنیز جو شوہر دار ہو۔ اور نہ تمہاری وہ کنیز جو عدہ میں ہو۔ اور نہ تمہاری وہ کنیز جس کی ملکیت میں تمہارے علاوہ کوئی دوسرا شریک ہو۔

(۴۵۶۰) داؤد بن حصین نے ابی العباس بقباق سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا کہ ایک شخص کسی کنیز سے اس کے گھر والوں کے علم کے بغیر نکاح کرتا ہے؟ آپ نے فرمایا یہ زنا ہے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ فانکحوھن باذن اھلھن (ان دونوں کے گھر والوں کی اجازت سے نکاح کرو) (سورہ نساء آیت نمبر ۲۵)۔

(۴۵۶۱) علاء نے محمد بن مسلم سے انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ کتاب علی علیہ السلام میں ہے کہ لڑکا باپ کے مال سے کچھ نہیں لے گا لیکن باپ اپنے بیٹے کے مال میں سے جو چاہے لے لے اور اس کے لئے یہ بھی جائز ہے کہ وہ اپنے لڑکے کی کنیز کے ساتھ مجامعت کرلے اگر لڑکے نے اس سے مجامعت نہ کی ہو۔

(۴۵۶۲) اور دوسری حدیث میں ہے کہ اس کے لئے یہ جائز نہیں ہے کہ وہ اپنی لڑکی کی کنیز سے بغیر اس کی اجازت کے مجامعت کرے۔

(۴۵۶۳) اور عبدالرحمن بن حجاج اور حفص بن بختری نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص کی ایک کنیز ہے کیا یہ کنیز اس کے لڑکے کے لئے حلال ہے؟ آپ نے فرمایا اگر خود اس شخص نے اس کنیز کے ساتھ جماع یا جماع کے طور پر مباشرت نہ کی ہو تو کوئی حرج نہیں۔

(۴۵۶۴) نیز آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ میرے پدر بزرگوار علیہ السلام کے پاس دو کنیزیں تھیں جو آپ کی خدمت کیا کرتی تھیں آپ نے اس میں سے ایک کو مجھے عطا فرمادیا۔

(۴۵۶۵) اور آنجناب علیہ السلام سے دریافت کیا گیا کہ ایک غلام کے لئے کتنی عورتیں رکھنا حلال ہے؟ آپ نے فرمایا دو آزاد عورتیں یا چار کنیزیں۔

(۴۵۶۶) علاء نے محمد بن مسلم سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے آنجناب سے دریافت کیا کہ ایک شخص کے پاس ایک کنیز تھی جس سے وہ جماع کرتا تھا اس نے اس کو فروخت کردیا پھر وہ آزاد کردی گئی تو اس نے اس سے نکاح کرلیا اور اس کے ایک لڑکی پیدا ہوئی کیا یہ لڑکی اس کے پہلے مالک کے لئے درست ہے؟ آپ نے فرمایا کہ یہ لڑکی اس پر حرام ہے۔

(۴۵۶۷) اور آپ نے ایک شخص کی کنیز کے لئے ارشاد فرمایا جو اس کے ساتھ مجامعت کیا کرتا تھا تو اس کا تین مہینہ کا حمل ساقط ہوگیا آپ نے فرمایا اب وہ کنیز ام ولد ہے۔

(۴۵۶۸) راوی کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک آزاد عورت

نے ایک غلام سے نکاح کر لیا اس خیال سے کہ یہ آزاد ہے مگر بعد میں اس کو معلوم ہوا کہ یہ غلام ہے آپؑ نے فرمایا کہ وہ عورت اپنے نفس کی مالک ہے اور وہ چاہے تو معلوم ہونے کے بعد اس کے ساتھ رہے اور ٹھہرے اور چاہے تو نہ ٹھہرے اور اگر اس غلام نے اس سے دخول کیا ہے تو اس عورت کے لئے اس کا مہر ہے اس لئے کہ اس غلام نے اس کی شرمگاہ کو اپنے لئے حلال کیا۔ اور اگر اس نے اس کے ساتھ دخول نہیں کیا ہے تو نکاح باطل ہے اور اگر یہ عورت یہ معلوم ہونے کے بعد کہ یہ عبد مملوک ہے اس کے پاس ٹھہری رہی تو پھر یہ غلام اس عورت کے نفس کا زیادہ مالک ہے۔

(۴۵۶۹) حسن بن محبوب نے سعدان بن مسلم سے انہوں نے ابی بصیر سے انہوں نے دونوں ائمہ علیہما السلام میں سے کسی ایک سے روایت کی ہے ایک ایسے شخص کے متعلق کہ جس نے اپنی مملوکہ کا نکاح کسی مرد آزاد سے چار سو درہم مہر پر کردیا جس میں سے اس نے دو سو (۲۰۰) درہم مہر فوراً ادا کردیئے اور دو سو (۲۰۰) درہم موخر کردیئے کہ بعد میں ادا کردیں گے پھر اس کے شوہر نے اس سے دخول کرلیا بعد میں اس کنیز کے مالک نے اس کنیز کو کسی دوسرے آدمی کے ہاتھ فروخت کردیا تو اب دو سو (۲۰۰) درہم جو موخر کردیئے تھے وہ کس کے ہیں۔ آپؑ نے فرمایا اگر اس نے فروخت کرنے سے پہلے مہر کی بقیہ رقم پوری نہیں لی ہے تو پھر وہ بقیہ رقم مہر نہ اس کی ہے اور نہ کسی غیر کی۔ اور اس کے مالک نے اس کو فروخت کردیا تو اس کے آزاد شوہر سے اس کی طلاق بائن واقع ہوگئی اگر وہ یہ جانتا تھا کہ کنیز کی فروخت کنیز کے لئے طلاق ہے (اور اس سے پہلے حدیث نمبر ۴۵۵۴ میں آچکا ہے کہ کنیز کی فروخت کنیز کے لئے طلاق ہے۔)

(۴۵۷۰) حسن بن محبوب نے علاء سے انھوں نے محمد بن مسلم سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص کا غلام بھاگ کر کسی دوسرے دیس میں چلا گیا ہے اور وہاں کے لوگوں سے کہا کہ میں مرد آزاد ہوں اور میں فلاں کی شاخ سے ہوں چنانچہ اس مقام کے باشندوں میں سے کسی عورت سے شادی کرلی اور اس سے اس کی کئی اولاد پیدا ہوئیں پھر عورت مر گئی اور اس کے شوہر کے ہاتھ اس کے ترکہ میں مال وجائیداد آئی۔ پھر اس غلام کا مالک اس دیس میں آیا اور اس نے اپنے غلام کو پکڑا اور اس کے قبضہ میں جو کچھ تھا اس سے لے لیا اور غلام نے اپنی غلامی کا اس سے اقرار کیا۔

آپؑ نے فرمایا کہ غلام تو اس کا غلام ہی ہے اب رہے مال وجائیداد تو یہ فوت شدہ عورت کی اولاد کے لئے ہے غلام کبھی آزاد کا وارث نہیں ہوتا۔ میں نے عرض کیا کہ مولا میں آپؑ پر قربان جس دن وہ عورت مری ہے اگر اس کے کوئی لڑکا نہ ہوتا اور نہ کوئی اور وارث تو پھر یہ مال وجائیداد جو غلام کے قبضہ میں ہے اور جس کو وہ چھوڑ کر مری ہے یہ سب کس کا ہوتا؟ آپؑ نے فرمایا وہ تمام چیزیں جو وہ چھوڑ کر مری ہے امام المسلمین کے لئے مخصوص ہوتیں۔

(۴۵۷۱) حسن بن محبوب نے حکم اعمی اور ہشام بن سالم سے اور انھوں نے عمار ساباطی سے اور انھوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے ایک مرتبہ آنجنابؑ سے دریافت کیا کہ ایک شخص نے اپنے

غلام کو اجازت دے دی کہ وہ ایک آزاد عورت سے نکاح کرے اور اس نے نکاح کر لیا پھر وہ غلام مفرور ہو گیا تو وہ عورت اپنا نان و نفقہ طلب کرنے کے لئے غلام کے مالک کے پاس آئی۔ آپؑ نے فرمایا اس عورت کا غلام کے مالک کے ذمہ کچھ نہیں۔ وہ اس کی حفاظت و سرپرستی سے جدا ہو گئی۔ اس لئے کہ غلام کا بھاگنا غلام کی عورت کے لئے طلاق ہے وہ اسلام سے مرتد ہونے کے بمنزلہ ہے میں نے عرض کیا کہ اگر بھاگا ہوا غلام واپس آجائے اپنے مالک کے پاس تو کیا اس کی عورت اس کی طرف پلٹ آئے گی آپؑ نے فرمایا اگر عورت نے اپنا عدہ پورا کر کے کسی دوسرے سے نکاح کر لیا ہے تو پھر اس غلام کا اس عورت پر کوئی حق نہیں ہے۔ اور اگر ابھی اس نے کسی دوسرے سے نکاح نہیں کیا ہے تو یہ عورت اس غلام کے نکاح اول پر باقی ہے۔

(۴۵۷۲) علاء نے محمد بن مسلم سے اور انھوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے آپؑ نے فرمایا کہ حضرت امیرالمومنین علیہ السلام نے ایک ایسی عورت کے متعلق فیصلہ فرمایا جس نے اپنے نفس پر اپنے غلام کو قابو دیا کہ اس عورت کو سو (۱۰۰) کوڑے لگائے جائیں اور اس غلام کو پچاس (۵۰) کوڑے مارے جائیں۔ اور اس عورت سے اس غلام کو زبردستی فروخت کرا دیا جائے گا اور اس کے بعد تمام مسلمانوں پر حرام ہے کہ وہ اس عورت کے ہاتھ کوئی جوان غلام فروخت کریں۔

(۴۵۷۳) حسن بن محبوب نے عبدالعزیز سے انھوں نے عبید بن زرارہ سے انھوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے ایک ایسے غلام کے متعلق جو دو آدمیوں کی ملکیت میں تھا ان میں سے ایک نے اس غلام کا نکاح کر دیا اور دوسرے مالک کو اس کا علم نہ تھا پھر اس کو بعد میں علم ہو گیا تو کیا اس کو یہ حق ہے کہ (نکاح کو ختم کر کے) ان دونوں کو جدا کر دے۔ آپؑ نے فرمایا اس کو حق ہے کہ جب اس کو علم ہو تو ان دونوں کو جدا کر دے اور چاہے تو اس کو اس کے نکاح پر چھوڑ دے اور باقی رکھے۔

(۴۵۷۴) حسن بن محبوب نے علی بن ابی حمزہ سے اور انھوں نے حضرت امام ابوالحسن علیہ السلام سے روایت کی ہے ایک ایسے شخص کے متعلق کہ جس نے اپنے غلام کا نکاح ایک آزاد عورت سے ایک سو (۱۰۰) درھم مہر پر کر دیا پھر قبل اس کے کہ یہ غلام اس عورت سے دخول کرے اس نے اس غلام کو فروخت کر دیا۔ آپؑ نے فرمایا اس غلام کا مالک اس غلام کی قیمت سے نصف مہر اس عورت کو ادا کرے گا اس لئے کہ یہ بمنزلہ اس قرض کے ہے جو اس غلام نے اپنے مالک کی اجازت سے لیا ہو۔

(۴۵۷۵) محمد بن اسماعیل بن بزیع نے حضرت امام رضا علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک عورت نے اپنی کنیز کو اپنے شوہر پر حلال کر دیا۔ تو آپؑ نے فرمایا پھر وہ اس کے لئے ہے۔ راوی نے عرض کیا اگر اس کو شک ہو کہ اس کی عورت نے مزاح کیا ہے آپؑ نے فرمایا اگر اس کو علم ہو جائے کہ اس کی عورت نے مزاح کیا تو پھر نہیں۔

(۴۵۷۶) جمیل نے فضیل سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے ایک مرتبہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا مولا میں آپؑ پر قربان ہمارے بعض اصحاب نے آپؑ سے روایت کی ہے آپؑ نے فرمایا کہ جب کوئی شخص اپنے برادر مومن کے لئے اپنی کنیز کی شرمگاہ کو حلال کردے تو وہ اس برادر مومن کے لئے حلال ہے۔ آپؑ نے فرمایا ہاں اے فضیل۔ میں نے عرض کیا کہ پھر آپؑ کیا فرماتے ہیں ایک شخص کے متعلق کہ جس کے پاس ایک عمدہ نفس پاکیزہ کنیز ہے اس نے اپنے بھائی کے لئے اس کنیز کی شرمگاہ کو چھوڑ کر اور سب کچھ اس کے لئے حلال کر دیا تو کیا اس کے لئے یہ جائز ہے کہ اس کنیز کی بکارت کو توڑے؟ آپؑ نے فرمایا نہیں اس کے لئے بس اتنا ہی جائز ہے جتنا اس کے بھائی نے اس کے لئے حلال کیا ہے۔ اگر وہ کنیز کی صرف شرمگاہ کو اس کے لئے حلال کئے ہوتا تو اس کی شرمگاہ کے سوا کوئی اور چیز اس کے لئے حلال نہ ہوتی۔ میں نے عرض کیا مگر اس کے متعلق آپؑ کی کیا رائے ہے کہ گو اس نے شرمگاہ کو چھوڑ کر اور ہر بات اس کے لئے حلال کی ہے مگر غلبہ شہوت کی وجہ سے وہ اس کی بکارت توڑ دے۔ آپؑ نے فرمایا یہ اس کے لئے جائز نہیں ہے۔ میں نے عرض کیا اگر وہ ایسا کر گزرے تو کیا وہ زانی قرار پائے گا؟ آپؑ نے فرمایا زانی نہیں لیکن خائن قرار پائے گا اور اس کنیز کی قیمت کا دسواں حصہ وہ مالک کو تاوان ادا کرے گا۔

(۴۵۷۷) حسن بن محبوب نے جمیل بن درّاج سے انھوں نے ضریس بن عبدالملک سے انھوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے بارے میں روایت کی ہے کہ جس نے اپنے بھائی کے لئے اپنی کنیز کو حلال کر دیا جو اس کے کام کے لئے باہر نکلا کرتی تھی آپؑ نے فرمایا وہ کنیز اس کے لئے حلال ہے۔ میں نے عرض کیا آپؑ کی نظر میں کیا ہے اگر اس کنیز کے ایک لڑکا پیدا ہوگا تو اس لڑکے کو کیا کیا جائے۔ آپؑ نے فرمایا وہ کنیز کے مالک کا ہے مگر یہ کہ وہ حلال کرتے وقت یہ شرط لگادے کہ میرے نطفہ سے اس کنیز کے جو لڑکا پیدا ہوگا وہ آزاد ہوگا اگر اس نے ایسا کیا ہے تو وہ لڑکا آزاد ہے۔ میں نے عرض کیا تو وہ اپنے بھائی کے لڑکے کا مالک بن جائے گا؟ آپؑ نے فرمایا اس لڑکے کے باپ کے پاس رقم ہے تو وہ اس کو یہ قیمت دے کر خرید لے۔

(۴۵۷۸) سلیمان فرّاء نے حریز سے انھوں نے زرارہ سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا کہ ایک شخص نے اپنے بھائی کے لئے اپنی کنیز کو حلال کر دیا؟ آپؑ نے فرمایا اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔ میں نے عرض کیا اور اگر اس کنیز کے کوئی لڑکا پیدا ہو جائے؟ آپؑ نے فرمایا پھر وہ لڑکا اس کے بھائی کے ساتھ ضم کر دیا جائے گا اور وہ کنیز اپنے مالک کو واپس کر دی جائے گی۔ میں نے عرض کیا مگر اس نے تو اس کی اجازت نہیں دی تھی۔ آپؑ نے فرمایا کہ اس نے اجازت دی مگر اس کو خیال نہ تھا کہ ایسا ہو جائے گا۔

مصنف علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ یہ دونوں مندرجہ بالا حدیثیں باہم متفق ہیں آپس میں مختلف نہیں ہیں اور حریز کی روایت جو زرارہ سے ہے اس میں جو یہ کہا ہے کہ لڑکا اس کے ساتھ ضم ہوگا یعنی قیمت کے ساتھ جب تک کہ یہ شرط نہ کرلی

گئی ہو کہ وہ آزاد ہو گا۔

(۴۵۷۹) حسن بن محبوب نے علی بن رئاب سے انھوں نے محمد بن مسلم سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک کنیز دو آدمیوں کے درمیان شراکت میں ہے اور ان دونوں نے اس کو کنیز مدبرہ کر دیا (یعنی جتنی اپنی قیمت ادا کرتی جائے اتنی آزاد ہوتی جائے) پھر اس میں سے ایک نے اپنے شریک کے لئے اس کنیز کی شرمگاہ کو حلال کر دیا۔ آپؑ نے فرمایا وہ اس کے لئے حلال ہے۔ مگر ان دونوں میں سے جو شریک بھی پہلے مر جائے گا تو مرنے والے کی طرف سے وہ کنیز نصف آزاد ہو جائے گی۔ اور نصف مدبرہ رہ جائے گی۔ میں نے عرض کیا کہ اب ان دونوں میں سے جو باقی رہ گیا ہے اگر وہ ارادہ کرے کہ اس کنیز کو مس کرے تو کیا اس کے لئے جائز ہے؟ آپؑ نے فرمایا نہیں لیکن یہ کہ جب اس کا ارادہ ہو تو اس کو پورا آزاد کر دے اور اگر کنیز کی مرضی ہو تو اس سے نکاح کر لے۔ میں نے عرض کیا کہ کیا اس کا نصف حصہ آزاد نہیں ہو گیا اور اس نصف کی وہ خود مالک ہے اور نصف دوسرا حصہ اس کا ہے جو ان دونوں مالکوں میں سے ایک باقی ہے؟ آپؑ نے فرمایا ہاں۔ میں نے عرض کیا پھر اگر وہ اپنی شرمگاہ اپنے مالک کے لئے حلال کر دے تو؟ آپؑ نے فرمایا یہ اس کے لئے کیوں جائز نہ ہو گا اس کے لئے اس وقت کیسے جائز ہو گیا جب اس کے دوسرے شریک نے اس کے لئے حلال کر دیا تھا؟ آپؑ نے (مزید) فرمایا اس لئے کہ عورت اپنی شرمگاہ نہ کسی کو ہبہ کر سکتی ہے اور نہ کسی کو عاریت دے سکتی ہے اور نہ کسی کے لئے حلال کر سکتی ہے۔ لیکن ہاں اب ایک دن خود اس کا ہے اور ایک دن اس کا ہے جس نے اس کو مدبر کیا پس اگر وہ چاہے کہ اس سے نکاح متعہ کرے تو اس دن متعہ کرے جس دن وہ اپنے نفس کی خود مالک ہے تھوڑے مہر پر یا زیادہ مہر پر۔

(۴۵۸۰) اور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا گیا ایک ایسے شخص آزاد کے متعلق کہ جس نے ایک قوم کی کنیز سے نکاح کر لیا ہے تو اس کے بچے غلام ہونگے یا آزاد؟ آپؑ نے فرمایا کہ آزاد ہونگے پھر آپؑ نے فرمایا جب ماں باپ میں سے ایک بھی آزاد ہو گا تو بچے آزاد ہونگے۔

(۴۵۸۱) جمیل بن درّاج نے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص نے کسی کنیز سے نکاح کیا اور بچہ پیدا ہوا۔ آپؑ نے فرمایا کہ وہ بچہ اپنے باپ سے ملحق ہو گا۔ میں نے عرض کیا اور اگر کوئی غلام کسی آزاد عورت سے نکاح کرے؟ آپؑ نے فرمایا بچہ اپنی ماں سے ملحق ہو گا۔

باب :- ایک کافر ذمی ایک کافرہ ذمیہ سے شادی کرتا ہے پھر وہ دونوں مسلمان ہو جاتے ہیں

(۴۵۸۲) رومی بن زرارہ سے روایت کی گئی ہے کہ انھوں نے عبید بن زرارہ سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک مرد نصرانی نے ایک زن نصرانیہ شراب کے تیس (۳۰) مٹکوں اور تیس (۳۰) خنزیروں پر نکاح کیا اور ابھی اس سے دخول نہیں کیا تھا کہ دونوں مسلمان ہوگئے۔ آپؑ نے فرمایا وہ یہ دیکھے کہ خنزیروں کی قیمت کتنی ہے اور شراب کی قیمت کتنی ہے اور اب قیمت عورت کو بھیجدے پھر اس سے دخول کرے اور وہ اپنے پہلے نکاح پر قائم رہیں گے۔

باب :- متعہ

(۴۵۸۳) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص ہمارے دور کے دوبارہ پلٹنے اور متعہ کے حلال ہونے پر ایمان نہ رکھے وہ ہم میں سے نہیں ہے۔

(۴۵۸۴) حضرت امام رضا علیہ السلام نے فرمایا کہ متعہ صرف اسی شخص کے لئے حلال ہے جو اس کی معرفت رکھتا ہو اور جو اس سے جاہل اور ناواقف ہو اس کے لئے حرام ہے۔

(۴۵۸۵) حسن بن محبوب نے ابان سے انھوں نے ابی مریم سے انھوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے آنجنابؑ سے متعہ کے متعلق دریافت کیا تو آپؑ نے فرمایا کہ متعہ آج سے پہلے جیسا تھا ویسا آج نہیں ہے اس وقت عورتیں اس پر ایمان رکھتی تھیں مگر آج اس پر ایمان نہیں رکھتیں لہذا ان عورتوں سے دریافت کرلیا کرو اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے متعہ کو حلال کیا اور کبھی بھی اس کو حرام نہیں کیا یہاں تک کہ آپؐ نے انتقال فرمایا اور ابن عباس نے (آیہ متعہ کو) اس طرح پڑھا ہے **فما استمتعتم به منهن الی اجل مسمیٰ فآتوهن اجورهن فریضة من الله** ا (پس اس میں سے جن عورتوں کے ساتھ ایک مدت معینہ تک کے لئے تم متعہ کرو ان کا مہر انہیں دے دو یہ اللہ کی طرف سے ایک فریضہ ہے)۔

اور میں نے کتاب اثبات المتعہ میں اس کے منکرین پر بہت سے دلائل پیش کردیئے ہیں۔

(۴۵۸۶) اور داؤد بن اسحاق نے محمد بن فیض سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے متعہ کے متعلق دریافت کیا تو آپؑ نے فرمایا ہاں اگر عورت متعہ کو جانتی ہو۔ میں نے عرض کیا کہ اگر وہ اس کو نہ جانتی ہو؟ آپؑ نے فرمایا پھر اس کے سامنے پیش کرو اور اس سے کہو اگر وہ قبول کرے تو عقد متعہ کرلو اور

اگر انکار کرے تمہاری بات نہ مانے تو اسے چھوڑ دو۔ اور کواشف، دواعی، بغایا اور ذوات الازواج سے پرہیز کرو۔ میں نے عرض کیا کواشف کون ہیں آپؑ نے فرمایا وہ عورتیں جو بے حیا و بے شرم ہیں اور ان کے گھر مشہور ہیں اور ان کے پاس لوگ آتے جاتے ہیں۔ میں نے عرض کیا کہ اور دواعی؟ آپؑ نے فرمایا یہ وہ عورتیں ہیں جو اپنی طرف لوگوں کو دعوت دیتی ہیں بدکاری میں مشہور ہیں۔ میں نے عرض کی کہ اور، بغایا؟ آپؑ نے فرمایا جو زنا میں مشہور ہیں۔ میں نے عرض کیا کہ اور ذوات الازواج؟ آپؑ نے فرمایا وہ عورتیں جن کی طلاق غیر سنت طریقہ پر ہوئی ہے۔

(۴۵۸۷) محمد بن اسماعیل بن بزیع سے روایت کی گئی ان کا بیان ہے کہ ایک شخص نے حضرت امام رضا علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا کہ جو ایک عورت سے متعہ کرتا ہے اور یہ شرط کرتا ہے وہ اس عورت سے (اولاد) پیدا کرنا نہیں چاہے گا۔ پھر وہ عورت اس کے پاس ایک لڑکا لے کر آئی اس مرد نے انکار کیا اور شدت سے انکار کیا۔ آپؑ نے فرمایا وہ اس سے انکار کرتا ہے؟ کیوں انکار کرتا ہے کیا اس لئے کہ وہ اس کو برا سمجھتا ہے۔ اس شخص نے کہا اگر وہ اس کو متہم اور زانیہ سمجھتا ہے؟ آپؑ نے فرمایا پھر تمہارے لئے یہی درست ہے کہ تم صرف باعفت عورتوں سے متعہ کرو۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے الزانی لا ینکح الازانیة او مشرکة و الزانیة لا ینکحھا الازان او مشرک و حرم ذلک علی المومنین (سورۂ نور آیت ۳) (زانی نہیں نکاح کرے گا سوائے زانیہ اور مشرکہ کے اور زانیہ سے کوئی نکاح نہیں کرے گا سوائے زانی اور مشرک کے۔ اور یہ مومنین پر حرام ہے)۔

(۴۵۸۸) سعدان نے ابی بصیر سے اور انھوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے آپؑ نے فرمایا کہ زن یہودیہ سے نکاح نہیں ہوتا اور نہ زن نصرانیہ سے نکاح ہوگا۔ متعہ کا نکاح ہو یا غیر متعہ کا نکاح۔

(۴۵۸۹) حسن تفلیسی نے حضرت امام رضا علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص زن یہودیہ و نصرانیہ سے متعہ کرے تو حضرت امام ابو الحسن رضا علیہ السلام سے فرمایا کہ آدمی ایک آزاد مومنہ سے متعہ کرے اور یہ اس سے زیادہ عزت و حرمت کی بات ہے۔

(۴۵۹۰) علی بن رئاب سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے آنجنابؑ کو یہ دریافت کرنے کے لئے خط لکھا کہ ایک شخص نے ایک عورت سے متعہ کیا اور اس کی طرف جانے سے پہلے یا اس کی طرف جانے کے بعد متعہ کے ایام اس کو ہبہ کر دیئے کیا اس کے لئے جائز ہے کہ ان ہبہ شدہ ایام میں اس کی طرف رجوع کرے تو جواب میں آیا کہ وہ رجوع نہیں کرے گا۔

(۴۵۹۱) محمد بن یحییٰ خثعمی نے محمد بن مسلم سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے آنجنابؑ سے دریافت کیا کہ ایک لڑکی ہے کیا اس سے کوئی شخص متعہ کرلے۔ آپؑ نے فرمایا ہاں لیکن کوئی چھوکری نہ ہو کہ جس کو دھوکا دے دیا گیا ہو۔ میں نے عرض کیا اللہ آپؑ کا بھلا کرے اس کی عمر کی حد کتنی ہو جس تک پہونچ کر یہ سمجھا جائے کہ اس نے دھوکا نہیں کھایا ہے آپؑ نے فرمایا کہ دس (۱۰) سال کی لڑکی ہو۔

(۴۵۹۲) حفص بن بختری نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے ایک ایسے شخص کے متعلق کہ جو ایک پاکیزہ عورت سے متعہ کرتا ہے ۔ آپؑ نے فرمایا اس کے گھر والوں کے نزدیک معیوب ہے اس لئے مکروہ ہے ۔

(۴۵۹۳) ابان نے ابی مریم سے اور انھوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے آپؑ نے فرمایا وہ کنواری لڑکی جس کا باپ موجود ہو اس کے باپ کی اجازت کے بغیر اس سے متعہ نہیں کیا جائے گا۔

(۴۵۹۴) حمّاد نے ابی بصیر سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے متعہ کے متعلق دریافت کیا گیا کہ آیا اس کا شمار چار (نکاحوں) میں ہے؟ آپؑ نے فرمایا نہیں اور نہ ستر (۷۰) میں سے (یعنی کوئی حد نہیں)۔

(۴۵۹۵) اور فضیل بن یسار نے آنجنابؑ سے متعہ کے متعلق دریافت کیا تو آپؑ نے فرمایا کہ یہ تو ایسی ہیں جیسے تمہاری بعض کنیزیں ہوں۔

(۴۵۹۶) صفوان بن یحییٰ نے عمر بن حنظلہ سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے ایک مرتبہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا کہ میں ایک عورت سے ایک ماہ کے لئے مقرر مہر پر متعہ کرتا ہوں ۔ وہ مہینہ میں کچھ دن آئی اور کچھ دن نہیں آئی ۔ آپؑ نے فرمایا تم اس کے مہر میں سے جتنے دن وہ نہیں آئی روک لو اس کے ایام حیض چھوڑ کر کیونکہ وہ ایام اس کے ہیں۔

(۴۵۹۷) محمد بن نعمان احول نے آنجنابؑ سے دریافت کیا کہ ایک شخص کم از کم کتنے مہر پر متعہ کرے؟ آپؑ نے فرمایا کم از کم ایک مٹھی گیہوں پر اور اس سے کہے کہ تو مجھ سے اپنے نفس کا عقد متعہ کر کتابِ خدا اور سنتِ رسول کے مطابق یہ نکاح زنا نہیں ہوگا اس عہد پر کہ نہ میں تیرا وارث ہونگا اور نہ تو میری وارث ہوگی اور نہ میں تیرے بچے کا طلب گار ہونگا ایک معینہ مدت کے لئے اور اگر میرا جی چاہا تو میں اس مدت کو بڑھالونگا اور تو بھی بڑھائیگی۔

(۴۵۹۸) جمیل بن صالح نے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ ہمارے بعض اصحاب نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا کہ متعہ کے متعلق میرے دل میں کچھ شکوک پیدا ہوگئے اس لئے میں نے حلف اٹھالیا کہ تا ابد کوئی نکاح متعہ نہیں کرونگا۔ تو حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ اگر تم نے حکم خدا کی نافرمانی کی تو گنہگار ہو گے۔

(۴۵۹۹) اور یونس بن عبدالرحمن سے روایت ہے انھوں نے بیان کیا کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام رضا علیہ السلام سے دریافت کیا کہ میں نے ایک عورت سے متعہ کیا تو اس کے گھر والوں کو معلوم ہوگیا اور ان لوگوں نے ایک دوسرے شخص سے اس عورت کا نکاح کر دیا وہ عورت صالحہ اور نیکوکار ہے ۔ آپؑ نے فرمایا کہ جب تک متعہ کی مدت اور اس کی عدت پوری نہ ہو جائے وہ اپنے شوہر کو اپنے نفس پر قابو نہ دے ۔ میں نے عرض کیا کہ اس کی مدت تو ایک سال کی ہے اور

اس کا شوہر اس مدت تک صبر نہیں کر سکتا۔ آپؑ نے فرمایا کہ اس کا شوہر اللہ سے ڈرے اور اس عورت پر جتنے ایام (متعہ) باقی رہ گئے وہ اسے بخش دے اس لئے کہ وہ بیچاری مصیبت میں مبتلا ہے اور یہ دنیا باہی صلح و سکون کی جگہ ہے اور مومنین تقیہ میں بسر کر رہے ہیں۔

میں نے عرض کیا کہ اچھا ایام متعہ بخش دے تو پھر وہ عورت کیا کرے؟ آپؑ نے فرمایا کہ جب اس کا شوہر اس کے پاس آئے تو اس سے کہہ دے اے جناب میرے گھر والے مجھ پر جھپٹ پڑے مجھ سے اجازت نہیں لی اور بغیر میری اجازت کے میرا نکاح آپ سے کر دیا اور اب میں راضی ہوں آپ آج مجھ سے اپنا صحیح نکاح کر لیں جو میرے اور آپ کے درمیان ہو (کوئی گواہ اور شاہد نہیں ہوگا)۔

راوی کا بیان ہے کہ پھر میں نے حضرت امام رضا علیہ السلام سے عرض کیا کہ ایک عورت متعہ کرتی ہے اور اس کے ایام متعہ پورے ہو جاتے ہیں تو عدہ کی مدت پورے ہونے سے پہلے کسی دوسرے مرد سے نکاح یا متعہ کر سکتی ہے؟ آپؑ نے فرمایا تجھے اس سے کیا مطلب اس کا گناہ اس عورت پر ہے۔

(۴۶۰۰) اور صالح بن عقبہ نے اپنے باپ سے اور انھوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے آنجنابؑ سے دریافت کیا کہ متعہ کرنے والے کے لئے کوئی ثواب ہے؟ آپؑ نے فرمایا کہ اگر متعہ کرنے والا خوشنودی خدا اور جو لوگ اس سے انکار کرتے ہیں ان کے خلاف کرنے کے ارادے سے کرے تو ایک کلمہ بھی اس کی زبان سے نہ نکلے گا کہ اللہ تعالیٰ اس کے لئے ایک نیکی اس کے نامہ اعمال میں لکھ دے گا اور جس عورت سے متعہ کیا ہے اس کے طرف ابھی اپنا ہاتھ بھی نہ بڑھائیگا کہ اللہ تعالیٰ اس کے نامہ اعمال میں ایک نیکی لکھ دے گا اور جب اس کے قریب جائے گا تو اللہ تعالیٰ اس کے گناہ بخش دے گا۔ اور جب وہ غسل (جنابت) کرے گا تو اس کے بال سے جتنے پانی کے قطرے گرے ہیں اتنے گناہ بخش دے گا۔ میں نے عرض کیا کہ بالوں کی تعداد کے برابر؟ آپؑ نے فرمایا ہاں بالوں کی تعداد کے برابر۔

(۴۶۰۱) حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے بیان فرمایا کہ جب نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو شب معراج آسمان پر لے جایا گیا تو آپؑ بیان فرماتے ہیں کہ مجھ سے حضرت جبریل علیہ السلام ملے اور کہا کہ اے محمدؐ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ تمہاری امت میں جتنے مرد عورتوں سے متعہ کریں گے میں نے انہیں بخش دیا۔

(۴۶۰۲) اور بکر بن محمد نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے آنجنابؑ سے متعہ کے متعلق دریافت کیا تو آپؑ نے فرمایا کہ مجھے وہ مرد مسلم ناپسند ہے جو دنیا سے کوچ کرے اور اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنتوں میں کسی سنت پر عمل کرنا باقی رہ جائے اور اس نے اسے پورا نہیں کیا ہو۔

(۴۶۰۳) قاسم بن محمد جوہری نے علی بن ابی حمزہ سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ ایک شخص کے خط میں جو اس نے حضرت امام ابو الحسن علیہ السلام کو تحریر کیا تھا پڑھا (اس میں دریافت کیا گیا تھا) کہ ایک شخص نے ایک عورت سے ایک

مقررہ مدت کے لئے متعہ کیا جب ان دونوں کے درمیان مقررہ مدت ختم ہوجائے تو کیا اس کے لئے حلال ہے کہ اس کی بہن سے نکاح کرے آپؑ نے فرمایا جب تک عدہ کی مدت ختم نہ ہو جائے اس کے لئے حلال نہیں ہے۔

(۴۶۰۴) اور احمد بن محمد بن ابی نصر نے حضرت امام رضا علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص نے ایک عورت سے متعہ کیا تھا کیا اس کے لئے حلال ہے کہ وہ اس کی لڑکی سے نکاح دائمی کرے؟ آپؑ نے فرمایا نہیں۔

(۴۶۰۵) موسیٰ بن بکر نے زرارہ سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا ہے وہ فرماتے ہیں کہ متعہ کے عدہ کی مدت پینتالیس (۴۵) دن ہیں اور میں گویا دیکھ رہا تھا کہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام اپنے ہاتھوں پر پینتالیس (۴۵) دن گن رہے تھے اور جب مدت پوری ہو جائے تو بغیر طلاق کے وہ دونوں جدا ہو جائیں گے۔ اور اگر وہ چاہے کہ متعہ کی مدت اور بڑھائے تو اس کے لئے ضروری ہے کہ وہ مہر کی رقم میں تھوڑا یا زیادہ کچھ اور بڑھائے۔ مہر میں ہر شے ہو سکتی جس پر دونوں راضی ہو جائیں خواہ متعہ ہو خواہ نکاح دائمی۔ اور متعہ میں ان دونوں کے درمیان میراث نہیں ہوگی اگر ان دونوں میں کوئی ایک اس مدت میں مرجائے۔ اور مرد اگر چاہے تو اپنی عورت ہونے کے باوجود متعہ کر سکتا ہے اگرچہ وہ اپنی عورت کے ساتھ اپنے شہر میں مقیم کیوں نہ رہے۔

(۴۶۰۶) صفوان بن یحییٰ نے عبدالرحمن بن حجّاج سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے ایک مرتبہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک عورت نے ایک مرد سے متعہ کیا پھر وہ مرد مر گیا تو کیا اس عورت کے لئے عدہ ہے؟ آپؑ نے فرمایا کہ وہ چار مہینہ دس (۱۰) دن عدہ میں رہے گی اور مدت متعہ پوری ہونے کے بعد وہ مرد زندہ ہے تو پھر وہ ایک حیض اور نصف تک عدہ رکھے گی جیسے کنیز کے اوپر واجب ہے۔

راوی کا بیان ہے کہ میں نے دریافت کیا کہ وہ ترک زینت بھی کرے گی آپؑ نے فرمایا ہاں اور اگر وہ اس کے پاس ایک (۱) دن یا دو (۲) دن میں ایک ساعت ٹھہری تھی تو اس پر عدہ واجب ہے وہ ترک زینت نہیں کرے گی۔

(۴۶۰۷) عمر بن اذینہ نے زرارہ سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے ایک مرتبہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے دریافت کیا کہ عورت نے جس مرد کے ساتھ متعہ کیا ہے اگر وہ مرد مرجائے تو اس عورت کا عدہ متعہ کیا ہے آپؑ نے فرمایا چار (۴) مہینے دس (۱۰) دن۔ زرارہ کا بیان ہے کہ پھر آپؑ نے فرمایا اے زرارہ ہر نکاح میں جب شوہر مرجائے تو عورت خواہ آزاد ہو خواہ کنیز ہو۔ اور نکاح کی کوئی بھی شکل ہو نکاح متعہ ہو، نکاح دائمی ہو یا کنیز ہو تو اس کا عدہ چار (۴) مہینہ دس (۱۰) دن ہے اور طلاق شدہ عورت کا عدہ تین (۳) ماہ اور کنیز طلاق شدہ کا عدہ جتنا ایک آزاد عورت کا ہے اس کے نصف ہے اور اس طرح متعہ میں بھی کنیز کے مثل عدہ ہے۔

(۴۶۰۸) اور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا گیا کہ زنا میں چار (۴) گواہ کیوں قرار دئے گئے اور قتل میں صرف دو (۲) گواہ؟ آپؑ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے ہم لوگوں کے لئے متعہ کو حلال کیا اور اس کے علم میں تھا کہ عنقریب

اس کے متعلق ہم لوگوں پر طعن و تشنیع کی جائے گی (اور اس کو زنا کہا جائے گا) اس لئے زنا کے لئے چار (۴) گواہ قرار دیے تم لوگوں کے تحفظ کے لئے اور اگر یہ نہ ہوتا تو آسانی کے ساتھ تم لوگوں کے خلاف دو گواہ پیدا کر لیے جاتے۔ مگر ایسا کم ہوتا ہے کہ ایک معاملہ کے لئے چار (۴) گواہ جمع ہو جائیں۔

(۴۶۰۹) بکار بن کردم سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا کہ ایک شخص ایک عورت سے ملا اور اس نے کہا کہ تو مجھ سے ایک مہینہ کے لئے نکاح کر لے اور اس نے مہینہ کا نام نہیں لیا پھر کئی سال بعد اس سے ملاقات کی۔ آپؑ نے فرمایا اگر اس نے مہینہ کا نام لیا تھا تو وہ مہینہ اس کا ہے اور اگر اس نے مہینہ کا نام نہیں لیا تھا تو پھر اس کو اس عورت پر کوئی اختیار نہیں ہے۔

(۴۶۱۰) زرعہ نے سماعہ سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے آنجنابؑ سے دریافت کیا کہ ایک شخص ایک کنیز کے پاس متعہ کرنے کی غرض سے گیا پھر وہ متعہ کا صیغہ پڑھنا بھول گیا اور اس سے مجامعت کرنے لگا کیا اس پر زانی کی حد واجب ہے؟ آپؑ نے فرمایا نہیں بلکہ اب نکاح کے بعد اس سے متمتع ہو اور جو کچھ ہو گیا اس کے لئے اللہ تعالیٰ سے طلبِ مغفرت کرے۔

(۴۶۱۱) علی بن اسباط سے محمد بن عذافر سے اور انھوں نے اس شخص سے جس نے ان سے بیان کیا اور اس نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے آنجنابؑ سے باکرہ عورت سے متعہ کرنے کے متعلق دریافت کیا تو آپؑ نے فرمایا کہ اس کو مباح ان (باکرہ عورتوں) کے لئے ہی کے لئے کیا گیا ہے (کسی اور کے لئے نہیں ہے) خیر اگر کرنا ہے اس کو لوگوں سے چھپا کر کرو اور اس کی عفت اور پاکدامنی کا خیال رکھو (اور صیغہ متعہ پڑھ لو)۔

(۴۶۱۲) اسحاق بن عمّار نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے آنجنابؑ سے عرض کیا کہ ایک شخص نے ایک نوجوان کنیز سے نکاح متعہ کیا اس شرط پر کہ وہ اس کی بکارت نہیں توڑے گا پھر اس کنیز نے اس کی اجازت دے دی۔ آپؑ نے فرمایا جب اس نے اس کی اجازت دے دی تو کوئی حرج نہیں ہے۔

(۴۶۱۳) اور روایت کی گئی ہے کہ مومن کبھی مکمل نہ ہوگا جب تک کہ وہ کوئی متعہ نہ کرے۔

(۴۶۱۴) حضرت جابر ابن عبداللہ انصاری سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لوگوں کو خطبہ دیا اور ارشاد فرمایا۔ اے لوگو، اللہ تعالیٰ نے تم لوگوں کے لئے عورتوں کی شرمگاہیں تین طرح سے حلال کی ہیں ایک وہ نکاح جو (ایک دوسرے کا) وارث بنادے اور یہ قطعی و دائمی ہے اور دوسرا وہ نکاح جس سے کوئی بھی ایک دوسرے کا وارث نہ بنے اور وہ متعہ ہے اور تیسرا تمہاری کنیزیں۔

(۴۶۱۵) اور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ اس شخص کو ناپسند کرتا ہوں کہ وہ مرے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنتوں میں سے کسی سنت پر عمل کرنا باقی رہ جائے کہ اس نے اس پر عمل نہ کیا ہو۔

میں نے عرض کیا کہ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی کوئی متعہ کیا تھا؟ آپؑ نے فرمایا ہاں اور آپؑ نے یہ آیت پڑھی و اذ اسر النبی الی بعض ازواجہ حدیثاً - فلما نبات بہ و اظھرہ اللّٰہ علیہ عرف بعضہ و اعرض عن بعض - فلما نباھا بہ قالت من انباک ھذا - قال نبانی العلیم الخبیر O ان تتوبا الی اللّٰہ فقد صغت قلوبکما و ان تظھرا علیہ فان اللہ ھو مولٰہ و جبریل و صالح المومنین - و الملٰئکۃ بعد ذلک ظھیر O عسیٰ ربہ ان طلقکن ان یبدلہ ازواجاً خیراً منکن مسلمت مومنت قنتت تئبت عبدت سئحت ثیبت و ابکارا (سورۃ تحریم آیت نمبر ۳ تا ۵) [اور پیغمبر نے جب اپنی ایک بیوی سے چپکے سے کوئی بات کہی پھر جب اس نے باوجود ممانعت کے اس بات کی (دوسری کو) خبر دے دی اور خدا نے اس امر کو رسولؐ پر ظاہر کردیا تو رسولؐ نے کچھ قصہ جتا دیا اور بعض قصہ ٹالدیا غرض جب رسولؐ نے اس واقعہ (افشائے راز) کی (دوسری پر) خبر دی تو وہ حیرت سے بول اٹھی کہ آپؐ کو اس بات (افشائے راز) کی خبر کس نے دی۔ رسولؐ نے کہا مجھے واقفکار خبردار خدا نے بتا دیا۔ اگر تم دونوں اس حرکت سے توبہ کرو تو خیر کیونکہ تمہارے دل ٹیڑھے ہوگئے ہیں اور اگر تم دونوں رسولؐ کی مخالفت میں ایک دوسرے کی اطاعت کرتی رہو گی تو کچھ پرواہ نہیں کیونکہ خدا اور جبریل اور تمام ایمانداروں میں ایک مرد صالح ان کے مددگار ہیں اور ان کے علاوہ تمام فرشتے مددگار ہیں۔ اگر رسولؐ تم لوگوں کو طلاق دے دیں تو عنقریب ہی ان کا پروردگار تمہارے بدلے ان کو اچھی بیویاں عطا کرے گا جو فرمانبردار، ایماندار، خدا اور رسول کی مطیع، گناہوں سے توبہ کرنے والیاں، عبادت گزار، روزہ رکھنے والیاں پہلے بیاہی ہوئی اور کنواریاں ہوں گی۔]

(۴۶۱۶) عبداللہ بن سنان نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے ہمارے شیعوں پر ہر نشہ آور شے کا پینا حرام کر دیا ہے اور اس کے عوض متعہ کو ان کے لئے مباح کر دیا ہے۔

باب :۔ نادر احادیث

(۴۶۱۷) اسماعیل بن مسلم نے حضرت جعفر بن محمد علیہما السلام سے انہوں نے اپنے پدر بزرگوارؑ سے اور انھوں نے اپنے آبائے کرام علیہم السلام سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ عورت کو جب حیض آئے تو اس کے لئے حلال نہیں ہے کہ وہ اپنی پیشانی کے بال سنوارے اور اپنے بال کاندھے پر لٹکائے۔

(۴۶۱۸) اور آپؐ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ شلوار پہننے والیوں پر رحم فرمائے۔

(۴۶۱۹) نیز فرمایا کہ جب کوئی عورت کسی مقام پر بیٹھی ہو اور پھر وہاں سے اٹھ جائے تو کوئی مرد اس مقام پر نہ بیٹھے جب تک وہ جگہ ٹھنڈی نہ ہو جائے۔

(۴۶۲۰) محمد بن مسلم نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے شہوت کے دس (۱۰) حصے پیدا کئے جس میں نو (۹) حصے مردوں میں ودیعت کر دیئے اور ایک حصہ عورتوں میں اور یہ بنی ہاشم اور ان کے

شیعوں کے لئے ہے اور بنی امیہ کی عورتوں اور ان کے شیعوں کے لئے شہوت کے دس (۱۰) حصوں میں سے نو (۹) حصے عورتوں میں اور ایک حصہ مردوں میں ودیعت کیا۔

(۴۶۲۱) جابر نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے عورتوں کے متعلق فرمایا کہ تنہائی میں آہستہ آہستہ سرگوشی کر کے ان سے مشورہ نہ لو اور قرابتداروں کے سلسلہ میں ان کے کہنے پر نہ چلو۔ عورت بڑی بوڑھی ہو جاتی ہے تو خیر و شر کے دونوں حصوں میں خیر کا حصہ اس سے نکل جاتا ہے اور صرف شر کا حصہ اس میں رہ جاتا ہے۔ اس کا جمال چلا جاتا ہے اور زبان کی تیزی رہ جاتی ہے اس کا رحم بانجھ ہو جاتا ہے۔ اور مرد جب بڑا بوڑھا ہو جاتا ہے تو اس سے شر کا حصہ نکل جاتا ہے اور خیر کا حصہ رہ جاتا ہے اس کی عقل ثابت رہتی ہے اور اس کی رائے مستحکم ہو جاتی ہے اور اس کی جہالت کم ہو جاتی ہے۔

(۴۶۲۲) حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا ہر وہ مرد کہ جس کے امور کی تدبیر عورت کرے وہ ملعون ہے۔

(۴۶۲۳) اور آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ عورت کی رائے کے خلاف کام کرنے میں برکت ہے۔

(۴۶۲۴) اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب کسی غزوہ پر جانے کا ارادہ کرتے تو اپنی ازواج کو بلاتے ان سے مشورہ کرتے پھر ان کے مشورے کے خلاف عمل کرتے۔

(۴۶۲۵) اور آنجناب علیہ السلام نے فرج (شرمگاہ) کو سرج (زین) پر سوار ہونے سے منع فرمایا یعنی عورت گھوڑے کی زین پر سوار نہ ہو۔

(۴۶۲۶) اور حضرت امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا کہ فرج کو سرج پر (عورتوں کی شرمگاہوں کو زین پر) نہ بٹھاؤ ورنہ ان کے فسق و فجور میں ہیجان پیدا ہوگا۔

(۴۶۲۷) فضیل نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے ایک مرتبہ آنجنابؑ سے وہ بات کہی جو عام طور پر لوگ کہتے ہیں کہ قیامت کے دن اہل جہنم زیادہ تر عورتیں ہونگی۔ آپؑ نے فرمایا یہ کیسے ممکن ہے جب کہ آخرت میں ایک ایک مرد ایک ایک ہزار دنیا کی عورتوں سے شادی کرے گا اس قصر میں جو صرف ایک موتی سے تراشا گیا ہوگا۔

(۴۶۲۸) عمّار ساباطی نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ اکثر اہل جنت بیچاری کمزور عورتیں ہونگی اللہ تعالیٰ ان کی کمزوری کو جانتا ہوگا۔ اور ان پر رحم کرے گا۔

(۴۶۲۹) رسول اللہ صلی علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میری امت کی عورتوں کا پچھلا مقام ہماری امت کے مردوں پر حرام ہے۔

(۴۶۳۰) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ حیا کے دس (۱۰) حصے ہیں اس میں نو (۹) حصے عورتوں میں ہیں اور ایک حصہ مردوں میں ہے ۔ جب عور کی ختنہ ہوتی ہیں تو اس کی حیا کا ایک حصہ چلا جاتا ہے اور جب اس کی شادی ہوتی ہے تو حیا کا ایک اور حصہ چلا جاتا ہے اور جب اس کی بکارت ٹوٹتی ہے تو حیا کا ایک اور حصہ چلا جاتا ہے اور جب اس کے یہاں ولادت ہوتی ہے تو حیا کا ایک اور حصہ چلا جاتا ہے اور حیا کے صرف پانچ حصے اس کے پاس باقی رہتے ہیں اب اگر وہ بدکاری میں مبتلا ہو گئی تو ساری حیا ختم ہو جاتی ہے اور اگر پاکدامن اور باعفت رہی تو حیا کے یہ پانچ حصے اس کے پاس باقی رہتے ہیں ۔

(۴۶۳۱) (سورۂ رحمن میں خیرات حسان کا ذکر ہے اس کے متعلق) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ خیرات حسان (خوش خلق و خوبصورت عورتیں) اہل دنیا کی عورتیں ہونگی اور وہ جنت کی حوروں سے زیادہ صاحبِ جمال ہونگی ۔ اور کوئی حرج نہیں اگر مرد اپنی عورت کو عریاں دیکھ لے ۔

(۴۶۳۲) اور اسحاق بن عمّار سے روایت ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے ایک مرتبہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ کیا کوئی مملوک (غلام) اپنی مالکہ کے بالوں کو دیکھ سکتا ہے آپؑ نے فرمایا ہاں اور اس کی پنڈلیوں کو بھی ۔ (یہ حدیث تقیہ پر محمول ہے) ۔

(۴۶۳۳) اور محمد بن اسحاق بن عمّار سے روایت ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام ابوالحسن علیہ السلام سے عرض کیا کہ کیا ایک مرد خصی (جس کا آلہ تناسل کٹا ہوا ہو) کے لئے یہ جائز ہے کہ وہ اپنی عورتوں میں جائے اور انہیں وضو کرائے اور ان کے بالوں کو دیکھے ؟ آپؑ نے فرمایا نہیں ۔

(۴۶۳۴) اور ربعی بن عبداللہ کی روایت ہے ان کا بیان ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عورتوں سے بیعت لی اور ان سے عہد لیا تو آپؐ نے ایک برتن منگوایا اس میں پانی بھرا پھر اس میں اپنا دست مبارک ڈالا اور نکال لیا پھر عورتوں کو حکم دیا کہ وہ بھی اس میں اپنے ہاتھ ڈالیں اور ڈبائیں ۔

نیز آپؐ عورتوں کو پہلے سلام کرتے اور عورتیں انہیں جواب سلام دیتی تھیں اور حضرت امیرالمومنین علیہ السلام بھی عورتوں کو سلام کیا کرتے تھے اور ان میں جو عورتیں جوان ہوتی تھیں انہیں سلام کرنا ناپسند کرتے تھے ۔ اور فرمایا کرتے تھے کہ میں ڈرتا ہوں کہ مبادا مجھے ان کی آواز اچھی لگے اور جتنا میں ثواب حاصل کروں اس سے زیادہ مجھے گناہ ملے ۔

اس کتاب کے مصنف علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ امام علیہ السلام نے اگرچہ اپنی ذات پر رکھ کر کہا ہے مگر درحقیقت یہ دوسروں کے لئے ہے اور آپؑ کا اس سے مقصد لوگوں کو ڈرانا ہے کہ کہیں کوئی یہ گمان نہ کرے کہ آپؑ عورت کی آواز پر فریفتہ ہوگئے ورنہ وہ کافر ہو جائے گا ۔ اور ائمہ علیہم السلام کا کلام وجوہ و اسباب و محل و مقام کی نسبت سے ہے جن کو علماء کے علاوہ کوئی نہیں سمجھ سکتا ۔

(۴۶۳۵) ابو بصیر نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ کیا کوئی شخص کسی ایسی عورت سے مصافحہ کر سکتا ہے جو اس کی محرم نہ ہو؟ آپؑ نے فرمایا نہیں مگر یہ کہ کپڑے کے پیچھے سے (مصافحہ کرے) ۔

(۴۶۳۶) حسن بن محبوب نے عبّاد بن صہیب سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سنا ہے وہ فرماتے تھے کہ اہل تہامہ و اعراب و بدو کافران ذمی اور عجمی کافروں کی عورتوں کے بالوں پر نظر کرنے میں کوئی حرج نہیں اس لئے کہ اگر ان کو (بال کھولنے سے) منع بھی کیا جائے تو وہ باز نہیں آئینگی ہ آپؑ نے فرمایا اور مجنونہ جس پر جنون چھایا ہوا ہو اس کے بالوں پر یا اس کے جسم پر اگر نظر کی جائے تو کوئی حرج نہیں ۔

(۴۶۳۷) اور عمّار ساباطی نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ عورتیں اگر لوگوں کے پاس جائیں تو کیونکر سلام کریں؟ آپؑ نے فرمایا عورت کہے گی کہ علیکم السلام اور مرد کہے گا السلام علیکم ۔

(۴۶۳۸) ابو بصیر نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے متعلق روایت کی ہے جس نے ایک ایسی عورت سے نکاح کر لیا جس کے خود شوہر موجود ہے آپؑ نے فرمایا اگر اس کی خبر امام تک نہ پہونچی ہو تو اس مرد پر لازم ہے فوراً اس کو جدا کرنے کے بعد پانچ سیر آٹا تصدّق کر دے ۔

(۴۶۳۹) اور جمیل بن درّاج کی روایت میں ایک ایسی عورت کے متعلق ہے جس نے اپنے عدہ میں ہی دوسرا نکاح کر لیا تو آپؑ نے فرمایا ان دونوں کو جدا کر دیا جائے گا اور وہ عورت دونوں کے لئے ایک عدہ رکھے گی اور اگر چھ ماہ یا اس سے زیادہ میں اس کے بچہ پیدا ہوا تو وہ آخر کے شوہر کا ہے اور اگر چھ ماہ سے کم میں پیدا ہوا ہے تو وہ پہلے شوہر کا ہے ۔

(۴۶۴۰) حسن بن محبوب نے ہشام بن سالم سے انھوں نے ابی بصیر سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے ایک مرتبہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک مرد نے ایک عورت سے نکاح متعہ کیا تو اس عورت نے اس سے کہا کہ میں تو حاملہ ہوں یا یہ کہا کہ میں تیری رضاعی بہن ہوں یا میں کسی غیر کے عدہ پر ہوں؟ تو آپؑ نے فرمایا ایسی صورت میں اگر اس نے اس سے دخول اور مجامعت کر لی ہے تو پھر اس کو کوئی مہر وغیرہ نہ دے اور اگر اس نے اس سے مجامعت اور دخول نہیں کیا ہے تو اس سے احتیاط کرے اور اگر اس سے پہلے وہ اس کو نہیں جانتا تھا تو اس سے معلوم کرے ۔

(۴۶۴۱) حسن بن محبوب نے عبداللہ بن سنان سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص نے اپنی ماں سے کہا کہ میں جس عورت سے بھی نکاح کروں گا وہ تیرے مانند مجھ پر حرام ہوگی ۔ آپؑ نے فرمایا یہ کوئی شے نہیں ہے ۔

(۴۶۴۲) حسن بن محبوب نے ابی جمیلہ سے انھوں نے ابان بن تغلب سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں

نے آنجنابؑ سے دریافت کیا کہ ایک شخص نے ایک عورت سے نکاح کیا اور ابھی یہ اس کے پاس چار ہی مہینہ رہی تھی کہ اس عورت کے ایک بچی پیدا ہو گئی تو مرد نے بچی سے انکار کر دیا اور وہ عورت یہ گمان کرتی ہے کہ وہ اسی سے حاملہ ہوئی اور یہ بچی اسی کی ہے۔ آپؑ نے فرمایا کہ عورت کی بات قبول نہیں کی جائے گی اور اگر یہ مقدمہ حاکم وقت کے پاس پیش ہو تو وہ ان دونوں سے ملاعنت کرائیگا اور ان دونوں کو جدا کر دیگا اور وہ عورت تا ابد اس مرد کے لئے حلال نہ ہوگی۔

(۴۶۴۳) حسن بن محبوب نے محمد بن حکیم سے روایت کی ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت ابوالحسن موسیٰ بن جعفر علیہما السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص نے اپنی کنیز کا نکاح کر دیا اور اس کنیز سے کہہ دیا کہ تیرا شوہر مرجائے تو تو آزاد ہے چنانچہ شوہر مر گیا۔ آپؑ نے فرمایا جب شوہر مر گیا تو وہ آزاد ہو گئی اور وہ اس آزاد عورت کا عدہ رکھے گی جس کا شوہر مر گیا ہو۔ اور اس کے لئے اس کی میراث نہ ہوگی اس لئے کہ یہ شوہر کے مرنے کے بعد آزاد ہوئی ہے۔

(۴۶۴۴) ابو بصیر سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا کہ ایک شخص ایک عورت کے ساتھ پکڑا گیا تو عورت نے اقرار کیا کہ وہ اُس کی عورت ہے اور مرد نے اقرار کیا کہ وہ اس کی زوجہ ہے آپؑ نے فرمایا بہت سے ایسے ہیں کہ اگر ان کو میرے پاس لایا جائے تو میں انہیں چھوڑدوں اور بہت سے ایسے کہ اگر انہیں میرے پاس لایا جائے تو انہیں کوڑے لگواؤں۔

(۴۶۴۵) عبدالرحمن بن حجاج سے روایت ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص نے اپنی مملوکہ کنیز سے اپنے غلام کی شادی کر دی تو کیا جس طرح وہ پہلے مالک کی خدمت بجا لاتی تھی اب بھی کرتی رہے گی کہ وہ اُس کو بے پردہ دیکھے اور وہ اِس کو بے پردہ دیکھے؟ آپؑ نے اس کو ناپسند کیا اور فرمایا کہ اسی بنا پر میرے پدر بزرگوار علیہ السلام نے مجھے منع فرمایا کہ میں اپنے کسی غلام کی شادی اپنی کسی کنیز سے کروں۔

(۴۶۴۶) اور علاء بن رزین نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے جمہور ناس (عوام الناس) کے متعلق دریافت کیا تو آپؑ نے فرمایا کہ آج کل فی الحال ان کا شمار ان لوگوں میں ہے جن سے نہ جنگ ہے اور نہ صلح لہٰذا ان کی گم شدہ ان کو واپس کرو ان کی امانتیں انہیں پلٹاؤ۔ ان کے خون کی حفاظت کرو۔ ان کے ساتھ نکاح کرو اور ان کی وراثت کو جائز سمجھو۔

(۴۶۴۷) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ایک آدمی کی خوش بختی یہ ہے کہ اس کی لڑکی کو اس کے گھر میں حیض نہ آئے۔

(۴۶۴۸) ابن ابی عمیر نے یحییٰ بن عمران سے انھوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ شجاعت اہل خراسان میں ہے۔ جماع اہل بربر (اہل سوڈان) میں ہے اور سخاوت و حسد اہل عرب میں ہے اب تم لوگ اپنے نطفے کے لئے جس کا چاہو انتخاب کرو۔

(۴۶۴۹) اور اسماعیل بن ابی زیاد کی روایت ہے کہ حضرت جعفرؑ بن محمدؑ نے اپنے پدر بزرگوار علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا کہ آدمی کے بالوں کی جتنی کثرت ہوگی اتنی اس کی شہوت میں قلت ہوگی۔

(۴۶۵۰) ابراہیم بن ہاشم نے عبدالعزیز بن مہتدی سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام رضا علیہ السلام سے دریافت کیا اور عرض کیا کہ میں آپؑ پر قربان میرے بھائی نے انتقال کیا تو میں نے اس کی عورت سے نکاح کر لیا پھر میرے چچا نے آکر یہ دعویٰ کیا کہ انھوں نے اس سے پوشیدہ طور پر نکاح کر لیا ہے۔ میں نے عورت سے دریافت کیا تو اس نے سختی سے انکار کر دیا اور کہا کہ میرے اور ان کے درمیان کبھی کوئی تعلق نہیں تھا۔ آپؑ نے فرمایا تمہارے لئے اِس کا اقرار لازم ہے اور اُن کے لئے اس کا انکار لازم ہے۔

(۴۶۵۱) صالح بن عقبہ نے سلیمان بن صالح سے اور انھوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے آپؑ سے دریافت کیا گیا کہ ایک شخص اپنی عورت کی کنیز سے نکاح کر کے اپنی عورت سے التجا کرتا ہے کہ وہ اس کے لئے حلال کر دے وہ انکار کرتی ہے تو یہ شخص کہتا ہے کہ اچھا تو پھر تجھے طلاق دے دونگا اور اس کے ساتھ مجامعت سے اجتناب کرتا ہے آپؑ نے فرمایا یہ شخص غاصب ہے وہ اس سے نرمی سے کیوں نہیں کہتا۔

(۴۶۵۲) ابوالعباس و عبید نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے ایک ایسی عورت کے متعلق کہ جس کا شوہر مملوک اور غلام تھا۔ تو اس عورت نے وراثت میں اس کو پالیا اور اسے آزاد کر دیا گیا کیا وہ دونوں اپنے سابق نکاح پر رہیں گے؟ آپؑ نے فرمایا نہیں بلکہ وہ دونوں ازسرے نو دوسرا نکاح کریں گے۔

(۴۶۵۳) حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا کہ مرد کے لئے مستحب ہے کہ رمضان کی پہلی شب میں اپنی اہلیہ سے مجامعت کرے اللہ تعالیٰ کے اس قول کی بنا پر احل لکم لیلۃ الصیام الرفث الی نسائکم۔ (سورۃ بقرہ آیت ۱۸۷) (تم لوگوں کے لئے رمضان کی شب حلال کر دیا گیا ہے کہ اپنی عورت سے رفث کرو) اور رفث سے مراد مجامعت ہے۔

(۴۶۵۴) حریز نے محمد بن اسحاق سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ کیا تمہیں معلوم ہے کہ عورتوں کے لئے مہر چار ہزار درھم کہاں اور کب سے قرار پایا ہے؟ میں نے عرض کیا کہ نہیں۔ آپؑ نے فرمایا ام حبیبہ بنت ابی سفیان جبشہ میں تھیں کہ حضرت رسول اللہ صلی علیہ وآلہ وسلم نے ان سے شادی کا پیغام دیا تو نجاشی نے آنحضرتؐ کی طرف سے انہیں چار ہزار درھم بھیج دیئے تو پھر لوگ یہی لینے لگے مگر اصل مہر تو ساڑھے بارہ اوقیہ (چاندی) ہے۔

(۴۶۵۵) اور سکونی کی روایت میں ہے کہ حضرت علی علیہ السلام ایک راستہ سے گزرے تو سرراہ ایک نر و مادہ جانور جفتی کھا رہے تھے آپؑ نے ان کی طرف سے منہ پھیر لیا۔ تو آپؑ سے عرض کیا گیا یا امیرالمومنین آپؑ نے ایسا کیوں کیا تو آپؑ نے فرمایا کہ تم لوگوں کے لئے یہ جائز نہیں ہے کہ جو یہ جانور کر رہے ہیں ویسے ہی تم بھی کرو یہ شرم کی بات ہے۔ (بلکہ) تم

ایسی جگہ چھپ کر کرو کہ جسے کوئی مرد اور کوئی عورت نہ دیکھ سکے۔

(۴۶۵۶) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ جو شخص کسی عورت کو دیکھے اور اپنی نگاہ آسمان کی طرف کرے یا نگاہ نیچی کرے تو وہ اپنی نگاہ نہیں پلٹائے گا کہ اتنے میں اللہ تعالیٰ اس کا نکاح ایک حور عین سے کر دے گا۔

(۴۶۵۷) اور ایک دوسری حدیث میں ہے کہ وہ نظر نہیں پلٹائے گا کہ اللہ تعالیٰ اس کے ساتھ ایسا ایمان لگا دیگا کہ جس کا ذائقہ وہ محسوس کرے گا۔

(۴۶۵۸) اور آنجناب علیہ السلام نے فرمایا کہ پہلی نگاہ تیرے لئے جائز ہے دوسری نگاہ تیرے لئے جائز نہیں گناہ ہے۔ اور تیسری نظر میں ہلاکت ہے۔

(۴۶۵۹) اور سکونی کی روایت میں ہے جو حضرت امام جعفر بن محمد علیہما السلام سے ہے اور انھوں نے اپنے پدر بزرگوار علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ کوئی حرج نہیں ہے اگر آدمی اپنی ماں اپنی بہن یا اپنی بیٹی کے بالوں کو دیکھ لے۔

باب :۔ طلب اولاد کے لئے دعاء

(۴۶۶۰) حضرت امام علی ابن الحسین زین العابدین علیہما السلام نے اپنے بعض اصحاب سے فرمایا کہ تم طلب اولاد کے لئے یہ دعا پڑھو رب لا تذرنی فرداً و انت خیر الوارثین و اجعل لی من لدنک ولیاً یرثنی فی حیاتی و یستغفرلی بعد موتی و اجعله لی خلقاً سویاً و لا تجعل للشیطان فیه نصیباً - اللهم انی استغفرک و اتوب الیک انک انت الغفور الرحیم - [اے میرے پالنے والے تو مجھے تنہا (بے اولاد) نہ چھوڑ اور تو سب وارثوں سے بہتر ہے۔ اور تو اپنے پاس سے میرے لئے میرا جانشین بنادے جو میری زندگی میں میرا وارث ہو اور میرے مرنے کے بعد میری طلب مغفرت کرے اور اس کو میرے لئے صحیح الخلقت پیدا کر اور اس میں شیطان کا کوئی حصہ نہ قرار دے۔ اے اللہ تجھ سے مغفرت چاہتا ہوں اور تیری بارگاہ میں توبہ کرتا ہوں اس لئے کہ تو ہی مغفرت کرنے والا اور رحم کرنے والا ہے] اس دعا کو ستر (۷۰) مرتبہ پڑھے اس لئے کہ اس دعا کو جو بہت کثرت سے پڑھے گا تو اللہ تعالیٰ اس کو وہ دے گا جس کی وہ تمنا کرے گا۔ مال کی اور اولاد کی اور دنیا و آخرت کی بھلائی کی اس لئے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے استغفروا ربکم انه کان غفاراً - یرسل السماء علیکم مدراراً و یمددکم باموال و بنین و یجعل لکم جنات و یجعل لکم انهاراً (تم لوگ اپنے رب سے مغفرت کی دعا مانگو بیشک وہ بڑا بخشنے والا ہے اور تم پر وہ آسمان سے موسلا دھار پانی برسائے گا اور مال و اولاد میں ترقی دے گا اور تمہارے لئے باغ بنائے گا اور تمہارے لئے نہریں جاری کر دے گا) (سورۃ نوح آیت ۱۰، ۱۱)۔

باب :- رضاعت

(۴۶۶۱) سماعہ بن مہران نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا بچے کو دودھ پلانے کی مدت اکیس (۲۱) مہینہ ہے اس میں کمی بچے پر ظلم ہے۔

(۴۶۶۲) اور سعد بن سعد نے حضرت امام رضا علیہ السلام سے دریافت کیا کہ بچے کو دو سال سے زیادہ دودھ پلایا جائے؟ آپؑ نے فرمایا دو سال۔ میں نے عرض کیا اگر دو سال سے زائد دودھ پلایا جائے تو کیا اس سے ماں باپ پر کچھ گناہ ہوگا؟ آپؑ نے فرمایا نہیں۔

(۴۶۶۳) حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا بچے کو کوئی بھی دودھ پلایا جائے وہ ماں کے دودھ سے بڑھ کر برکت والا نہیں ہے۔

(۴۶۶۴) ایک مرتبہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ام اسحاق بنت سلیمان کو دیکھا کہ وہ اپنے دونوں لڑکوں محمد واسحاق میں سے کسی ایک کو دودھ پلا رہی ہیں تو آپؑ نے فرمایا اے ام اسحاق تم ان کو ایک ہی پستان سے دودھ نہ پلاؤ بلکہ دونوں پستانوں سے دودھ پلاؤ اس لئے کہ ایک میں غذا ہوتی ہے اور دوسرے میں پانی۔

(۴۶۶۵) حسن بن محبوب نے ہشام بن سالم سے انھوں نے برید عجلی سے روایت کی ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے عرض کیا کہ آپ علیہ السلام نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ قول ملاحظہ فرمایا ہے کہ "رضاعت سے بھی وہ سب حرام ہے جو نسب سے حرام ہوتا ہے" میرے لئے اس کی تفسیر فرمادیں۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ ہر وہ عورت کہ جو اپنے شوہر کے دودھ کو کسی دوسری عورت کے بچے کو پلائے خواہ لڑکی کو پلائے یا لڑکے کو پلائے تو یہی وہ رضاعت ہے جس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے۔ اور وہ عورت جو اپنے دو شوہروں کا دودھ پلائے جو اس کا ایک کے بعد دوسرا ہو۔ خواہ لڑکی کو پلائے یا لڑکے کو تو یہ وہ رضاعت نہیں ہے جس کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ رضاعت سے بھی وہ چیز حرام ہے جو نسب کی وجہ سے حرام ہوتی ہے۔

(۴۶۶۶) اور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ دودھ چھوٹنے کے بعد کوئی رضاعت نہیں ہے اور اس کا مطلب یہ ہے کہ جب بچہ دو سال کامل دودھ پی لے پھر وہ اس کے بعد دوسری عورت کا دودھ جتنا بھی پیئے یہ رضاعت حرام نہیں کرے گی اس لئے کہ یہ رضاعت دودھ چھوٹنے کے بعد ہوئی ہے۔

(۴۶۶۷) اور داؤد بن حصین نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ دو سال کے بعد بھی اگر بچہ دودھ پیتا رہے تو دودھ چھوٹنے سے پہلے کی رضاعت حرام کر دیتی ہے۔

(۴۶۶۸) ایوب بن نوح سے روایت ہے ان کا بیان ہے کہ علی بن شعیب نے حضرت ابوالحسن علیہ اسلام کو خط لکھ کر دریافت کیا کہ ایک عورت نے میرے ایک بچے کو دودھ پلایا کیا میرے لئے یہ جائز ہے کہ میں اس عورت کی کسی لڑکی سے نکاح کر لوں ؟ تو آپؑ نے جواب میں تحریر فرمایا کہ یہ جائز نہیں اس لئے کہ اس کی لڑکی تمہاری اولاد کے بمنزلہ ہے ۔

(۴۶۶۹) اور عبداللہ بن جعفر حمیری نے حضرت ابی محمد حسن بن علی عسکری علیہ السلام کو خط لکھ کر دریافت کیا کہ ایک عورت نے ایک شخص کے بچے کو دودھ پلایا کیا اس شخص کے لئے یہ جائز ہے کہ وہ اس دودھ پلانے والی عورت کی کسی لڑکی سے نکاح کرے جواب میں یہ تحریر آئی کہ یہ اس کے لئے جائز نہیں ہے ۔

(۴۶۷۰) علاء نے محمد بن مسلم سے اور انھوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے اگر کوئی شخص ایک شیرخوار بچی سے نکاح کرے اور اس کی زوجہ اس شیرخوار بچی کو دودھ پلادے تو ان دونوں کا نکاح فسخ ہو جائے گا ۔

(۴۶۷۱) حسن بن محبوب نے مالک بن عطیّہ سے انھوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے ایک ایسے شخص کے متعلق جس نے ایک عورت سے نکاح کیا اور اس عورت کے بطن سے اس شخص کا ایک بچہ پیدا ہوا ۔ پھر اس عورت نے اپنا دودھ ایک اور لڑکی کو پلایا کیا اس کے لڑکے کے لئے جو دوسری بیوی سے ہے یہ جائز ہے کہ وہ اس لڑکی سے نکاح کرے جس کو اس سوتیلی ماں نے دودھ پلایا ہے آپؑ نے فرمایا نہیں وہ بمنزلہ رضاعی بہن کے ہے اس لئے کہ یہ ایک ہی شوہر کا دودھ ہے ۔

(۴۶۷۲) حریز نے فضیل بن یسار سے انھوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ اور کسی کی رضاعت حرام نہیں کرے گی سوائے اس عورت کے جو مجبور ہو ۔ راوی کا بیان ہے کہ میں نے عرض کیا مجبور کیا ہے ؟ آپؑ نے فرمایا ماں جو پالتی ہے ، وہ دایہ اور دودھ پلائی جو اجرت پر رکھی گئی ہو یا وہ کنیز جو (دودھ پلانے کے لئے) خریدی گئی ہو ۔

(۴۶۷۳) علاء بن رزین نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے ۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا رضاعت کی وجہ سے حرام نہیں ہوگا لیکن صرف وہ کہ جس نے ایک سال تک ایک چھاتی سے دودھ پیا ہو ۔

(۴۶۷۴) عبید بن زرارہ نے زرارہ سے انھوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے انھوں نے بیان کیا کہ ایک مرتبہ میں نے آنجنابؑ سے رضاعت کے متعلق دریافت کیا تو آپ علیہ السلام نے فرمایا رضاعت کی وجہ سے کوئی حرام نہیں ہوگا لیکن صرف اس رضاعت سے جب کہ ایک چھاتی سے دو سال تک دودھ پیا ہو ۔

(۴۶۷۵) عبداللہ بن زرارہ نے حلبی سے اور انھوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ علیہ السلام نے فرمایا رضاعت سے کوئی حرام نہیں ہوگا لیکن بس اس رضاعت سے جس میں دو (۲) سال کامل دودھ پلایا گیا ہو ۔

(۴۶۷۶) اور سکونی نے روایت کی ہے انھوں نے فرمایا کہ حضرت علی علیہ السلام فرمایا کرتے تھے کہ تم لوگ اپنی عورتوں کو منع کرو کہ دائیں بائیں اِدھر اُدھر بچوں کو دودھ نہ پلائیں اس لئے کہ وہ بھول جائیں گی (کہ کس کو دودھ پلایا اور کسے نہیں)۔

(۴۶۷۷) فضیل نے زرارہ سے اور انھوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ تم لوگ دایہ اور دودھ پلانے والی پر خاص نظر رکھو کہ وہ حسین وصاف ستھری ہو اس لئے کہ دودھ کا اثر پھیلتا ہے۔

(۴۶۷۸) اور علی بن جعفر نے اپنے بھائی حضرت امام موسیٰ بن جعفر علیہما السلام سے دریافت کیا کہ ایک عورت نے زنا کیا کیا اپنے بچے کو اس سے دودھ پلوانا درست ہے؟ آپؑ نے فرمایا درست نہیں ہے۔ اور نہ اس لڑکی کا دودھ جو زنا سے پیدا ہوئی ہے۔

(۴۶۷۹) اور محمد بن قیس نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ تم اپنے بچوں کو احمق عورتوں سے دودھ نہ پلواؤ اس لئے کہ دودھ کا اثر پھیلتا ہے اور لڑکا دودھ کی طرف کھنچ جاتا ہے یعنی دایہ کے دودھ کی طرف رعونت اور حماقت میں۔

(۴۶۸۰) اور ابن مسکان نے حلبی سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے آنجنابؑ سے دریافت کیا کہ ایک شخص نے اپنے بچے کو ایک یہودیہ یا نصرانیہ یا مجوسیہ دایہ کے حوالے کر دیا کہ وہ اس کو دودھ پلائے اپنے گھر لیجا کر یا اس کے گھر آکر۔ آپؑ نے فرمایا تم یہودیہ اور نصرانیہ سے دودھ پلواؤ مگر اس کو منع کردو کہ وہ شراب نہیں پیئے گی اور جو چیزیں حلال نہیں مثلاً سور کا گوشت نہیں کھائے گی۔ اور تمہارے بچے کو اپنے گھر نہیں لیجائے گی۔ اور زن زانیہ سے اپنے بچے کو دودھ نہ پلواؤ یہ تمہارے لئے حلال نہیں ہے اور کسی مجوسی عورت سے اپنے بچے کو دودھ نہ پلواؤ لیکن اگر تم مجبور ہو تو یہ اور بات ہے۔

(۴۶۸۱) حریز نے محمد بن مسلم سے انھوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے آپؑ نے ارشاد فرمایا کہ یہودیہ اور نصرانیہ اور مجوسیہ کا دودھ میرے نزدیک زیادہ بہتر ہے ولدالزنا کے دودھ سے اور آپؑ ولدالزنا کے دودھ کو ایسی حالت میں کوئی حرج نہیں سمجھتے تھے جب کسی نے کسی کی کنیز سے زنا کیا ہو اور اس کنیز کے مالک نے اس کے لئے حلال کر دیا ہو۔

(۴۶۸۲) اور محمد بن ابی عمیر نے یونس بن یعقوب سے اور انھوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے ایک مرتبہ آنجنابؑ سے دریافت کیا کہ ایک عورت کے بغیر ولادت کے دودھ بہنے لگا تو اس نے ایک لڑکی اور ایک لڑکے کو دودھ پلایا کیا اس دودھ پلانے اور اس رضاعت سے وہ ایک دوسرے کے لئے حرام ہو جائیں گے؟ آپؑ نے فرمایا نہیں۔

(۴۶۸۳) اور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ لڑکے (کا پستان سے دودھ نہ پینا بلکہ اس) کے حلق میں دودھ ڈالنا بھی بمنزلہ رضاعت کے ہے۔

(۴۶۸۴) اور آنجناب علیہ السلام نے فرمایا کہ آزاد عورت کو بچے کے دودھ پلانے پر جبر نہیں کیا جائے گا۔ اور ام ولد (کنیز) پر جبر کیا جا سکتا ہے۔ اور جب باپ کو بچہ کے دودھ پلانے کے لئے ایک عورت چار درہم پر ملتی ہے اور ماں کہتی ہے کہ بغیر پانچ درہم کے میں دودھ نہیں پلاؤنگی تو باپ کے لئے یہ جائز ہے کہ اس سے بچہ چھین لے مگر زیادہ بہتر اور زیادہ نرمی اس میں ہے کہ وہ بچہ کو ماں کے پاس چھوڑ دے چنانچہ اللہ کا ارشاد ہے کہ۔ و ان تعاسرتم فسترضع لہ اخریٰ (سورۃ الطلاق آیت ۶) (اگر تمہارا آپس میں کچھ کھچاؤ ہو تو اس کو دوسری عورت دودھ پلائے گی۔)

(۴۶۸۵) اور حضرت امیر المومنین علیہ السلام نے فیصلہ فرمایا ایک شخص کے متعلق جو مرگیا اور اس نے دودھ پیتا بچہ چھوڑا کہ اس کے دودھ پلانے کی اجرت اس کے باپ یا ماں کی میراث میں سے ادا کی جائے گی۔

(۴۶۸۶) اور سکونی کی روایت میں ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے اپنے پدر بزرگوارؑ سے روایت کی ہے کہ حضرت امیرالمومنین علیہ السلام کی بارگاہ میں ایک شخص نے آکر عرض کیا کہ میری کنیز نے میرے ایک بچہ کو دودھ پلایا ہے مگر اب میں اس کنیز کو فروخت کرنا چاہتا ہوں آپؑ نے فرمایا کہ اچھا تو اس کنیز کا ہاتھ پکڑو اور بازار لے جاؤ اور آواز لگاؤ کہ مجھ سے میرے بیٹے کی ماں کو کون خریدتا ہے۔

باب :۔ لڑکے کی ولادت کی مبارکباد۔

(۴۶۸۷) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے بیان فرمایا کہ ایک مرتبہ ایک شخص کے وہاں لڑکا پیدا ہوا تو ایک آدمی نے اس کو مبارک باد دی کہ مبارک ہو تیرے گھر ایک شہسوار پیدا ہوا۔ تو حضرت امام حسن ابن علی علیہما السلام نے اس سے کہا کہ تجھے کیا معلوم کہ یہ شہسوار ہوگا یا پاپیادہ چلنے والا ہوگا؟ اس نے عرض کیا کہ میں آپؑ پر قربان پھر میں کیا کہوں؟ آپؑ نے فرمایا کہ یہ کہو کہ عطا کرنے والے کا شکر ادا کرتا ہوں اور یہ عطیہ اللہ مبارک کرے یہ جوان ہو اور اس کی نیکیاں تمہیں میسر آئیں۔

باب :۔ اولاد کی فضیلت۔

(۴۶۸۸) سکونی کی روایت میں ہے اس کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ صالح اولاد جنت کے پھولوں میں سے ایک پھول ہے۔

(۴۶۸۹) اور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ اللہ کی میراث اس کے بندہ مومن کی طرف سے صالح فرزند ہے جو اس کے لئے طلب مغفرت کرے۔

(۴۶۹۰) حضرت امام ابوالحسن علیہ السلام نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ جب کسی بندہ کی خیر و بھلائی چاہتا ہے تو اس کو موت نہیں دیتا جب تک کہ وہ اپنا خلف و نائب نہ دیکھ لے۔

(۴۶۹۱) اور روایت کی گئی ہے کہ جو شخص بلاخلف و نائب مرجائے تو گویا وہ لوگوں میں تھا ہی نہیں اور جو مرجائے اور اس کا کوئی خلف ہو تو گویا وہ مرا ہی نہیں۔

(۴۶۹۲) اور ابان بن تغلب نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ لڑکیاں نیکیاں اور لڑکے نعمت ہیں نیکیوں پر ثواب ملے گا اور نعمت پر بازپرس ہوگی۔

(۴۶۹۳) ایک مرتبہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو لڑکی پیدا ہونے کی خوشخبری دی گئی تو آپؑ نے ایک نظر اپنے اصحاب کے چہروں پر ڈالی تو دیکھا ان پر کراہت کے آثار نمایاں ہیں آپؑ نے فرمایا تم لوگوں کو کیا ہوگیا ہے میں تو ایک پھول کی خوشبو سونگھ رہا ہوں اور اس کا رزق اللہ پر ہے۔

(۴۶۹۴) اور حضرت علی علیہ السلام نے بچے کے مریض ہونے کے متعلق فرمایا کہ یہ اس کے والدین کے لئے کفارہ ہے۔

(۴۶۹۵) اور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ آدمی پر رحم کرتا ہے اس کے اپنے بچے سے شدید محبت کی وجہ سے۔

(۴۶۹۶) اور عمر بن یزید نے آنجنابؑ سے عرض کیا کہ میری بہت لڑکیاں ہیں تو آپؑ نے فرمایا شاید تم ان کی موت کی تمنا رکھتے ہو۔ اگر تم نے ان کی موت کی تمنا کی اور یہ مرگئیں تو قیامت کے دن تم کو کوئی ثواب نہ ملے گا اور جب تم اپنے پروردگار سے ملاقات کروگے تو گنہگار رہتے ہوئے ملاقات کروگے۔

(۴۶۹۷) حمزہ بن حمران نے اپنے اسناد کے ساتھ روایت کی ہے ایک شخص نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مجلس میں آیا وہاں ایک اور شخص موجود تھا۔ آنے والے نے اسے بتایا کہ تیرے وہاں ولادت ہوئی ہے یہ سن کر اس کا رنگ متغیر ہوگیا نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پوچھا تجھے کیا ہوگیا؟ اس نے کہا ٹھیک ہوں۔ آپؑ نے فرمایا بات کیا ہے بتاؤ۔ اس نے کہا جب میں گھر سے نکلا تھا تو میری عورت دردِزہ میں مبتلا تھی اب مجھے بتایا گیا کہ اس کے لڑکی پیدا ہوئی ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اس کو زمین اٹھائے گی اس پر آسمان سایہ کرے گا اور اللہ تعالیٰ اس کو رزق دے گا وہ تو ایک پھول ہے جس کی خوشبو تو سونگھے گا۔ یہ کہہ آپؑ نے اپنے اصحاب کی طرف رخ کیا اور فرمایا سنو جس کے ایک لڑکی ہو وہ بیچارہ مصیبت میں مبتلا ہے اور جس کے دو لڑکیاں ہو تو اللہ اس کی مدد کرے اور جس کے تین لڑکیاں ہو اس سے جہاد ساقط اور ہر مکروہ مباح ہے اور جس کے چار لڑکیاں ہوں تو اللہ کے بندو اس بیچارے کی مدد کرو اللہ کے بندو اس کو قرض دو اے اللہ کے بندو اس پر

مہربانی کرو۔

(۴۶۹۸) آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو شخص تین لڑکیوں یا تین بہنوں کی پرورش کر رہا ہو تو اس پر جنت واجب ہے تو عرض کیا گیا کہ یا رسول اللہؐ اور دو کی آپؐ نے فرمایا دو کی بھی عرض کیا گیا یا رسول اللہؐ ایک کی۔ آپؐ نے فرمایا ہاں ایک کی بھی۔

(۴۶۹۹) اور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا جو شخص دو بیٹیوں یا دو بہنوں یا دو پھوپھیوں کی پرورش کر رہا ہو تو وہ دونوں اس کو جہنم سے بچالیں گی۔

(۴۷۰۰) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ جب کسی آدمی کے کوئی لڑکی پیدا ہوتی ہے تو اللہ تعالیٰ اس لڑکی کے پاس ایک فرشتہ بھیجتا ہے جو اپنے بازو اس کے سر اور سینہ پر پھیرتا ہے کہتا ہے یہ بیچاری ضعیفہ ہے اور ضعف سے پیدا ہوئی ہے اس پر خرچ کرنے والے کی اعانت کی جائے گی۔

(۴۷۰۱) اور رسول اللہ صلی علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تم لوگوں کو معلوم ہونا چاہیئے کہ تم میں سے کوئی شخص باب جنت پر اپنی اسقاط شدہ اور روٹھے بچے سے ملے گا تو جب وہ بچہ اس کو دیکھے گا تو اس کے ہاتھ پکڑ کر اسے جنت میں داخل کرے گا۔ اور تم لوگوں میں سے اگر کسی کا بچہ مرجاتا ہے تو اس کو اس کا اجر دیا جاتا ہے اگر اس کے بعد اس کا بچہ باقی رہتا ہے تو اس کے مرنے کے بعد اس کے لئے طلب مغفرت کرتا ہے۔

(۴۷۰۲) اور آنجناب علیہ السلام نے فرمایا کہ بچوں سے محبت کرو اور ان پر مہربانی کرو اور جب تم ان سے کوئی وعدہ کرو تو اس کو پورا کرو اس لئے کہ ان کی نظر میں صرف یہی ہے کہ ان کو روزی تم دے رہے ہو۔

(۴۷۰۳) رفاعہ بن موسیٰ نے حضرت امام ابوالحسن علیہ السلام سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے آنجنابؑ سے دریافت کیا کہ ایک شخص کے بہت سے بچے ہیں مگر ایک ماں کی اولاد نہیں ہیں کیا وہ ایک کو دوسرے پر ترجیح دے سکتا ہے آپؑ نے فرمایا ہاں اس میں کوئی حرج نہیں ہے میرے پدر بزرگوار مجھے عبداللہ پر ترجیح دیا کرتے تھے۔

(۴۷۰۴) اور سکونی کی روایت میں ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک شخص کو دیکھا کہ اس کے دو لڑکے ہیں اس نے ایک کے بوسے لئے اور دوسرے کو چھوڑ دیا تو آپؐ نے فرمایا تم ان دونوں کو مساوی پیار کیوں نہیں کرتے؟۔

(۴۷۰۵) اور آنجناب علیہ السلام نے فرمایا کہ عقوق و نافرمانی کے سلسلے میں والدین کے لئے بھی وہی لازم آتا ہے جو لڑکے کو اپنے والدین کے عقوق و نافرمانی کے سلسلے میں لازم آتا ہے۔

(۴۷۰۶) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ کسی شخص کا اپنے بچے سے حسن سلوک ایسا ہی ہے کہ جیسے وہ اپنے والدین کے ساتھ حسن سلوک کرے۔

(۴۷۰۷) اور ایک دوسری حدیث ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جس شخص کے پاس کوئی بچہ ہو تو وہ اس کے ساتھ کھیلے کودے۔

(۴۷۰۸) اور آنجناب علیہ السلام نے فرمایا ایک شخص پر اللہ تعالیٰ کا یہ بھی کرم ہے کہ اس کا لڑکا اس سے مشابہ ہو۔

(۴۷۰۹) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ جب اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو خلق کرنے کا ارادہ کیا تو اپنے اور حضرت آدمؑ کے درمیان ہر شکل و صورت کو جمع کر لیا پھر ان صورتوں میں سے کسی ایک صورت پر ان کو خلق کیا لہذا کوئی شخص اپنے بچے کے لئے یہ نہ کہے کہ یہ نہ میری صورت سے مشابہ ہے اور نہ میرے آباء میں سے کسی کی صورت سے مشابہ ہے۔

باب :- نومولود کا عقیقہ و تحنیک (تالو لگانا) نام رکھنا۔ کنیت رکھنا۔ سر کے بال اتارنا۔ کان چھیدنا اور ختنہ کرنا

(۴۷۱۰) عمر بن یزید نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے آنجنابؑ کو فرماتے ہوئے سنا کہ قیامت کے دن ہر معاملہ عقیقہ پر منحصر ہے اور عقیقہ اضحیہ (عید الاضحیٰ کی قربانی) سے زیادہ واجب ہے۔

(۴۷۱۱) اور ابی خدیجہ کی روایت جو حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ہے کہ ہر انسان اپنی فطرت کا قیدی ہے اور ہر مولود عقیقہ کا قیدی ہے۔

(۴۷۱۲) اور عمر بن یزید سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا کہ خدا کی قسم میں نہیں جانتا کہ میرے والد نے میرا عقیقہ کیا بھی تھا یا نہیں، تو آپؑ نے مجھے عقیقہ کا حکم دیا اور میں نے اپنا عقیقہ کیا جب کہ میں بوڑھا ہو گیا تھا۔

(۴۷۱۳) اور علی بن حکم کی روایت میں ہے جو انھوں نے علی بن حمزہ سے اور انھوں نے حضرت عبدالصالح علیہ السلام سے کی ہے آپؑ نے فرمایا عقیقہ واجب ہے جب کسی شخص کے بچہ پیدا ہوا ہو پھر اگر چاہے تو اسی دن اس کا نام رکھے۔

(۴۷۱۴) عمار ساباطی نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے آپؑ نے فرمایا کہ عقیقہ لازم ہے اس شخص کے لئے جو غنی اور دولتمند ہو اور اگر کوئی فقیر و محتاج ہو تو جب خوشحال ہو تو کرے اور اگر اس پر کوئی قادر نہ ہو تو اس پر کوئی گناہ نہیں اور اگر کسی کا عقیقہ نہیں ہوا اور وہ یوم اضحی قربانی کرے تو یہ قربانی اس عقیقہ کا بدل ہو گا۔ اور ہر مولود عقیقہ میں رھن ہے۔ نیز آپؑ نے عقیقہ کے متعلق فرمایا کہ عقیقہ میں اس کی طرف سے کوئی بکرا ذبح کیا جائے اور اگر وہ میسر نہ آئے تو جو جانور قربانی میں جائز ہے وہی اس میں بھی جائز ہے ورنہ بکری کا وہ بچہ ہو جو اس سال نومولود سے عمر میں چند ماہ

بڑا ہو۔

(۴۷۱۵) اور محمد بن مارد کی روایت میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے آنجنابؑ سے عقیقہ کے متعلق دریافت کیا تو آپؑ نے فرمایا کہ بکری یا گائے یا اونٹ، پھر ساتویں دن مولود کا نام رکھے اور اس کے سر کے بال مونڈے اور اس کے بال کے وزن کے برابر سونا یا چاندی تصدق کرے پس اگر مولود لڑکے ہو تو اس کے لئے نر جانور اور اگر لڑکی ہو تو اس کے لئے مادہ جانور عقیقہ کرے۔

(۴۷۱۶) اور حضرت ابو طالب علیہ السلام نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے ساتویں دن عقیقہ کیا اور تمام آل ابی طالب کو بلایا تو ان لوگوں نے پوچھا یہ کیا ہے؟ آپؑ نے فرمایا کہ یہ احمد کا عقیقہ ہے لوگوں نے پوچھا اس کا نام احمد کیوں رکھا تو جواب دیا اس لئے کہ اس کی حمد و تعریف تمام آسمان اور زمین والے کریں گے۔ اور یہ جائز ہے کہ لڑکے کے لئے مادہ اور لڑکی کے لئے نر جانور عقیقہ کرے۔

اور آنجنابؑ سے روایت ہے کہ لڑکے کے لئے دو (۲) مادہ جانور اور لڑکی کے لئے ایک (۱) مادہ جانور عقیقہ کرے بلکہ اس میں سے جو بھی کرے جائز ہے۔

اور ماں باپ عقیقہ کا گوشت نہ کھائیں مگر یہ ان دونوں کے لئے حرام نہیں ہے اور اگر ماں نے کھالیا تو پھر وہ بچے کو دودھ نہ پلائے۔ اور قابلہ کو پچھلی ران دی جائے اور اگر قابلہ خود اس کی ماں یا اس کے عیال میں سے ہے تو اس کے لئے کچھ نہیں ہے اور چاہے تو اس کے ایک ایک عضو کو مسلم تقسیم کردے اور چاہے تو اس کو پکا کر اس کے ساتھ روٹی یا شوربہ تقسیم کرے اور اہل ولایت کی سوا کسی کو نہ دے۔

(۴۷۱۷) اور عمار ساباطی کی روایت میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ہے آپؑ نے فرمایا اگر قابلہ کوئی یہودیہ عورت ہے تو وہ مسلمانوں کا ذبیحہ نہیں کھائے گی اس کو عقیقہ کے جانور کی ایک چوتھائی قیمت دی جائے گی کہ وہ اس سے گوشت وغیرہ خریدے۔

(۴۷۱۸) اور عمار کی روایت میں بھی یہی ہے کہ قابلہ کو اس کا ایک چوتھائی دیا جائے اور اگر کوئی قابلہ نہ ہو تو اس کی ماں کو جو چاہو دے دو اور اس میں سے دس مسلمانوں کو کھلاؤ اور زیادہ کو کھلاؤ تو یہ افضل ہے۔

(۴۷۱۹) اور روایت کی گئی ہے کہ پانی اور نمک میں پکانا افضل ہے۔

(۴۷۲۰) عمار ساباطی کا بیان ہے کہ آنجنابؑ سے عقیقہ کے متعلق دریافت کیا گیا کہ اس کی ہڈیاں توڑی جائیں؟ آپؑ نے فرمایا ہاں اس کی ہڈیاں توڑی جائیں اور اس کا گوشت کاٹا جائے اور ذبح کے بعد تو تم جو چاہو کرو۔

(۴۷۲۱) اور ادریس بن عبداللہ قمی نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک بچہ پیدا ہوا اور وہ ساتویں دن مرگیا کیا اس کا عقیقہ کیا جائے؟ آپؑ نے فرمایا اگر وہ قبل ظہر مرا ہے تو اس کا عقیقہ نہیں کیا جائے گا اور اگر بعد

ظہر مرا ہے تو اس کا عقیقہ کیا جائے گا۔

(۴۷۲۲) عمار ساباطی نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ جب تم عقیقہ کا جانور ذبح کرنے کا ارادہ کرو تو یہ کہو۔ یَاقَوْمِ اِنِّیْ بَرِیءٌ مِّمَّا تُشْرِکُوْنَ اِنِّیْ وَجَّهْتُ وَجْهِیَ لِلَّذِیْ فَطَرَ السَّمٰوٰاتِ وَ الْاَرْضَ حَنِیْفاً مُّسْلِماً وَ مَااَنَا مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ ، اِنَّ صَلَاتِیْ وَ نُسُکِیْ وَ مَحْیَایَ وَ مَمَاتِیْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ - لَاشَرِیْکَ لَهٗ وَ بِذٰلِکَ اُمِرْتُ وَ اَنَا مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ - اَللّٰهُمَّ مِنْکَ وَ لَکَ بِسْمِ اللّٰهِ وَ اللّٰهُ اَکْبَرُ اَللّٰهُمَّ تَقَبَّلْ مِنْ فُلَانِ بْنِ فُلَانٍ - (اے قوم جن چیزوں کو تم نے اللہ کا شریک بنایا ہے میں اس سے بری ہوں میں نے اپنا رخ اس ذات کی طرف موڑ لیا ہے جس نے آسمانوں اور زمینوں کو پیدا کیا یکسوئی کے ساتھ مسلمان ہو کر اور میں شرک کرنے والوں میں سے نہیں ہوں۔ اے اللہ یہ تیرے حکم سے تیرے لئے ہے۔ اللہ کے نام سے اور اللہ سب سے بڑا ہے اے اللہ تو اس کو قبول کر فلاں بن فلاں کی طرف سے) اور اس جگہ مولود کا نام لو پھر ذبح کرو۔

(۴۷۲۳) اور ایک دوسری حدیث میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ عقیقہ کے وقت یہ کہا جائے ۔ اَللّٰهُمَّ مِنْکَ وَ لَکَ مَاوَهَبْتَ ، وَ اَنْتَ اَعْطَیْتَ ، اَللّٰهُمَّ فَتَقَبَّلْهُ مِنَّا عَلٰی سُنَّةِ نَبِیِّکَ - (اے اللہ یہ تیری طرف سے ملی ہے اور جو کچھ تو نے دیا ہے اور جو کچھ تو نے عطا کیا ہے وہ تیرے لئے ہے ۔ اے اللہ تو اس کو قبول فرما ہماری طرف سے اپنے نبی کی سنت کے مطابق) اور اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ کہو اور بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ کہو اور ذبح کرو اور کہو لَکَ سَفَکْتُ الدِّمَا ، لَاشَرِیْکَ لَکَ ، وَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ اَللّٰهُمَّ اخْسَاْعَنَّا الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ - (تیرے ہی لئے میں نے یہ خون بہایا ہے تیرا کوئی شریک نہیں اور حمد اس اللہ کی جو تمام جہانوں کا پالنے والا ہے اے اللہ تو شیطان رجیم کو ہم لوگوں کی طرف سے مار بھگا)۔

باب :۔ اور ختنہ تو یہ مردوں کے لئے سنت اور عورتوں کے لئے خوبی اور بڑائی ہے۔

(۴۷۲۴) غیاث بن ابراہیم نے حضرت امام جعفر بن محمد علیہما السلام سے انھوں نے اپنے پدر بزرگوار علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ حضرت علی علیہ السلام کا ارشاد ہے کہ اگر عورت کا ختنہ نہ ہو تو کوئی حرج نہیں لیکن مرد کے لئے ضروری ہے۔

(۴۷۲۵) اور عبداللہ بن جعفر حمیری نے حضرت ابی محمد حسن بن علی علیہما السلام کو خط میں تحریر کیا کہ صالحین علیہما السلام سے روایت کی گئی ہے کہ (انھوں نے فرمایا کہ) ساتویں دن اپنی اولاد کا ختنہ کراؤ تاکہ وہ طاہر ہو جائیں اس لئے کہ زمین بغیر ختنے والے کے پیشاب سے چیخ اٹھتی ہے مگر میں آپؑ پر قربان میرے شہر میں کوئی اس کا ماہر حجام نہیں اور لوگ ساتویں دن ختنہ نہیں کرتے ۔ ہمارے یہاں یہودی حجام ہیں تو کیا یہودی حجام کے لئے مسلمانوں کی اولاد کا ختنہ کرنا جائز

ہے ؟ تو آپ نے جواب میں تحریر فرمایا کہ ختنہ ساتویں دن کرو سنت کی مخالفت نہ کرو ان شاءاللہ تعالیٰ۔

(۴۷۲۶) مرازم بن حکیم ازدی نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ لڑکے کا جب ختنہ کیا جائے تو یہ کہا جائے۔

اَللّٰھُمَّ ھٰذِہٖ سُنَّتُکَ وَ سُنَّۃُ نَبِیِّکَ صَلَوٰاتُکَ عَلَیْہِ وَ آلِہٖ وَ اتِّبَاعٌ مِّنَّا لَکَ وَ لِنَبِیِّکَ بِمَشِیَّتِکَ وَ بِاِرَادَتِکَ وَ قَضَائِکَ لِاَمْرٍ اَنْتَ اَرَدْتَہٗ وَ قَضَاءٍ حَتَمْتَہٗ وَ اَمْرٍ اَنْفَذْتَہٗ فَاَذَقْتَہٗ حَرَّ الْحَدِیْدِ فِیْ خِتَانِہٖ وَ حِجَامَتِہٖ لِاَمْرٍ اَنْتَ اَعْرَفُ بِہٖ مِنِّیْ۔ اَللّٰھُمَّ فَطَھِّرْہُ مِنَ الذُّنُوْبِ وَ زِدْ فِیْ عُمُرِہٖ، وَ ادْفَعِ الْاٰفَاتِ عَنْ بَدَنِہٖ، وَ الْاَوْجَاعَ عَنْ جِسْمِہٖ، وَ زِدْہُ مِنَ الْغِنٰی، وَ ادْفَعْ عَنْہُ الْفَقْرَ، فَاِنَّکَ تَعْلَمُ وَ لَا نَعْلَمُ۔ (اے اللہ یہ تیری سنت ہے اور تیرے نبی کی سنت ہے ان پر اور ان کی آل پر تیرا درود ہو اور ہماری طرف سے تیری اور تیرے نبی کی اتباع ہے تیری سنت، مشیت اور تیرے ارادے کے مطابق اور جس امر کا تو نے ارادہ کیا ہے اس کے فیصلہ کے مطابق اور تیرے حتمی فیصلہ کے مطابق اور جو حکم تو نے نافذ کیا ہے اس کے مطابق میں اس کو لوہے کی گرمی کا مزا چکھا رہا ہوں اس کا ختنہ اور اس کی حجامت کر کے اور اس کا سبب تو مجھ سے بہتر جانتا ہے اے اللہ اس کو گناہوں سے پاک رکھ اس کی عمر میں زیادتی کر اس کے بدن کو تمام آفات سے اور اس کے جسم سے تمام دکھ درد کو دور رکھ۔ اس کے مال و دولت میں اضافہ کر اس سے فقر و تنگدستی کو دفع کر اس لئے کہ تو ہی جانتا ہے اور میں کچھ نہیں جانتا)۔

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا یہ شخص اپنے لڑکے کے ختنہ کے وقت یہ نہ کہہ پائے تو اس کو چاہیئے کہ اس لڑکے کے احتلام ہونے سے پہلے یہ کہہ لے اگر کہے گا تو وہ لڑکا لوہے کی گرمی یعنی قتل وغیرہ سے بچا رہے گا۔ اور مستحب ہے کہ جب بچہ پیدا ہو تو اس کے دائیں کان میں اذان اور بائیں کان میں اقامت کہی جائے اور ممکن ہو تو پیدا ہوتے وقت فرات کے پانی سے اس کا تالو لگایا جائے۔

(۴۷۲۷) ہارون بن مسلم سے روایت ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت صاحب دار (صاحب الامر) علیہ السلام کو خط لکھا کہ میرے ایک لڑکا پیدا ہوا تو میں نے اس کا سر مونڈا اور بال کو درھموں سے وزن کیا اور اس کو تصدق کر دیا۔ آپؑ نے فرمایا اس کو سونے اور چاندی کے سوا کسی اور چیز سے وزن کرنا جائز نہیں ہے اور اسی طرح سنت جاری ہوئی ہے۔

(۴۷۲۸) اور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا گیا کہ مولود کے سر کو مونڈنے کا سبب کیا ہے ؟ آپؑ نے فرمایا تاکہ اس کو رحم کے بالوں سے پاک کر دیا جائے۔

(۴۷۲۹) اور علی بن جعفر نے اپنے بھائی حضرت امام موسیٰ بن جعفر علیہما السلام سے دریافت کیا کہ ایک نوزائیدہ بچے کا ساتویں دن سر نہیں مونڈا گیا۔ آپؑ نے فرمایا جب ساتواں دن گزر گیا تو اب اس کا سر مونڈنا ضروری نہیں ہے۔

(۴۷۳۰) اور سکونی کی روایت میں ہے ان کا بیان ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت فاطمہ سلام اللہ علیہا سے

فرمایا کہ اے فاطمہ یہودیوں کے برخلاف حسن و حسین (علیہما السلام) کے دونوں کان چھید دو۔

باب :۔ مومنین کے اطفال میں سے جو مرتا ہے اس کا حال

(۴۷۳۱) ابو زکریا نے ابی بصیر سے روایت کی ہے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے بیان فرمایا کہ جب اطفالِ مومنین میں سے کوئی طفل مرجاتا ہے تو آسمانوں اور زمین میں ایک منادی ندا دیتا ہے آگاہ ہو فلاں ابن فلاں مرگیا۔ پس اگر اس کے والدین مرگئے ہیں یا اس کے والدین میں سے کوئی ایک مرگیا ہے یا اس کے خاندان میں سے کوئی مرد مومن مرا ہوا ہے تو وہ طفل اس کے حوالے کر دیا جاتا ہے تاکہ وہ اس کو کھلائے پلائے ورنہ وہ طفل حضرت فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا کے حوالے کر دیا جاتا ہے جب تک کہ اس کے والدین یا ان میں سے کوئی ایک یا اس کے خاندان میں سے کوئی ایک نہ آجائے تو پھر وہ معظمہ علیہا السلام (طفل کو) اس کے حوالے کر دیتی ہیں۔

(۴۷۳۲) اور حسن بن محبوب کی روایت میں علی بن رئاب سے انھوں نے حلبی سے اور انھوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے اللہ تعالیٰ اطفالِ مومنین کا حضرت ابراھیم و حضرت سارا علیہما السلام کو کفیل بناتا ہے وہ دونوں موتیوں کے ایک قصر میں ان اطفال کو جنت کے ایسے درخت سے غذا دیتے ہیں جس کے ایسے پستان ہوتے ہیں جیسے گائے کے پستان ہوں اور جب قیامت کا دن ہوگا تو وہ لوگ ان اطفال کو لباس پہنائیں گے خوشبو لگائیں گے اور انہیں لاکر ان کے آباء کے حوالے کر دیں گے اور وہ جنت میں اپنے آباء کے ساتھ ملوک بن کر رہیں گے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ ۔ والذین آمنوا واتبعتھم ذریتھم بایمان الحقنابھم ذریتھم (سورۃ طور آیت ۲۱) (اور جن لوگوں نے ایمان قبول کیا اور ان کی اولاد نے بھی ان کی اتباع میں ایمان قبول کیا تو ہم ان سے ان کی اولاد ملحق کر دینگے)۔

(۴۷۳۳) اور ابو بکر حضرمی کی روایت میں ہے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کے اس قول (والذین آمنوا واتبعتھم ذریتھم بایمان الحقنا بھم ذریتھم) (سورۃ طور آیت نمبر۲۱) کے متعلق فرمایا چونکہ اطفال اپنے آباء کی شفقتوں سے محروم رہے اس لئے ان اطفال کو ان کے آباء سے ملحق کر دیا جائیگا تاکہ ان کو دیکھ کر ان کی آنکھیں ٹھنڈی ہوں۔

(۴۷۳۴) اور جمیل بن درّاج نے اطفال انبیاء علیہم السلام کے متعلق حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا تو آپؑ نے فرمایا کہ وہ عام لوگوں کے اطفال کی طرح نہیں ہیں۔

(۴۷۳۵) اور آنجنابؑ سے اس نے ابراھیم بن رسول اللہ صلی علیہ وآلہ وسلم کے متعلق دریافت کیا کہ اگر باقی رہتے تو کیا صدیق نبی ہوتے؟ آپؑ نے فرمایا اگر وہ باقی رہتے تو اپنے پدر بزرگوار کی شریعت پر چلتے۔

(۴۷۳۶) اور عامر بن عبداللہ کی روایت میں ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے

ہوئے سنا ہے کہ ابراھیم ابن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبر پر کھجور کا ایک درخت تھا جو اس پر سایہ کرتا جدھر جدھر بھی سورج گردش کرتا اور جب وہ درخت خشک ہو گیا تو ابراھیم کی قبر کا نشان بھی مٹ گیا کسی کو نہیں پتہ کہ وہ کہاں ہے۔

(۴۷۳۷) نیز آپؑ نے فرمایا جب ابراہیم (ابن رسولؐ اللہ) کا انتقال ہوا تو وہ اٹھارہ (۱۸) مہینہ کے تھے تو اللہ تعالیٰ نے ان کی رضاعت جنت میں پوری کی۔

(۴۷۳۸) اور آنجناب علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کے اس قول کے متعلق و اماالغلام فکان ابوہ مومنین فخشینا ان یر ھقھما طغیاناً و کفراًفاردنا ان یبدلھمار بھما خیراًمنه ذکوۃ و اقرب رحماً (سورۃ کہف آیت ۸۱-۸۰) (اور وہ لڑکا تو اس کے ماں باپ دونوں مومن تھے تو مجھ کو اندیشہ ہوا ایسا نہ ہو یہ بڑا ہو کر دونوں کو گمراہی اور سرکشی میں مبتلا کر دے تو میں نے چاہا کہ اللہ تعالیٰ ان کو اس سے بہتر اولاد دے) آپؑ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے ان دونوں والدین کو لڑکے کے بدلے لڑکی دے دی اور اس سے ستر (۷۰) انبیاء پیدا ہوئے۔

باب :- کفار و مشرکین کی اولاد میں سے جو مر جائے اس کا حال

(۴۷۳۹) وھب بن وھب نے حضرت جعفر بن محمد علیہما السلام سے انھوں نے اپنے پدر بزرگوار علیہ السلام سے روایت کی ہے آپؑ نے فرمایا کہ حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا کہ مشرکین کی اولاد اپنے آباء کے ساتھ جہنم میں ہوگی اور مومنین کی اولاد اپنے آباء کے ساتھ جنت میں ہوگی۔

(۴۷۴۰) جعفر بن بشیر نے عبداللہ بن سنان سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے مشرکین کے ان بچوں کے متعلق دریافت کیا کہ جو معصیت یا طاعت کے ارتکاب سے پہلے ہی مر جاتے ہیں۔ آپؑ نے فرمایا وہ بھی کافر ہیں اور اللہ ہی جانتا ہے کہ (اگر زندہ رہتے تو) ان کا کردار کیا ہوتا (چنانچہ) وہ بھی اس جگہ جائیں گے جہاں ان کے آباء کی جگہ ہے۔

(۴۷۴۱) آنجناب علیہ السلام نے فرمایا کہ ان (اولاد مشرکین) کے لئے ایک آگ روشن کی جائے گی اور ان سے کہا جائے گا کہ اس میں کود پڑو۔ اگر اس میں کود پڑے تو وہ ان کے لئے سلامتی کے ساتھ سرد ہو جائے گی اور اگر انھوں نے اس میں کودنے سے انکار کر دیا تو اللہ تعالیٰ ان سے کہے گا کہ یہ حکم میں نے تم کو دیا اور تم نے میری نافرمانی کی۔ پھر اللہ تعالیٰ انہیں جہنم میں داخل کرنے کا حکم دے گا۔

(۴۷۴۲) اور حریز کی روایت میں ہے کہ جو انھوں نے زرارہ سے اور انھوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے کی آپؑ نے فرمایا کہ جب قیامت کا دن ہو گا تو اللہ تعالیٰ سات طرح کے افراد پر اپنی حجت تمام کرے گا۔ اطفال پر۔ وہ لوگ جو دو

بنیوں کے درمیانی عرصہ میں مرے ہیں۔بہت بوڑھے لوگ جنھوں نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا زمانہ پایا مگر وہ سمجھ نہ سکے۔اور ابلہ اور مجنوں جو عقل نہیں رکھتا اور بہرا اور گونگا یہ سب اللہ سے بحث و حجت کریں گے کہ (ہم معذور تھے) آپؐ نے فرمایا کہ اس پر اللہ تعالیٰ ایک نبی کو ان کے پاس بھیجے گا جو ان کے لئے آگ روشن کرے گا اور کہے گا کہ تمہارا رب تم لوگوں کو حکم دیتا ہے کہ اس آگ میں کود جاؤ اب جو اس میں کود جائے گا اس پر وہ آگ سرد ہو جائے گی اور جس نے انکار کیا ان کو کشاں کشاں (آہستہ آہستہ) جہنم کی طرف لیجایا جائے گا۔

مصنف علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ تمام حدیثیں متفق ہیں ان میں کوئی اختلاف نہیں ہے۔اور مشرکین وکفار کے بچے اپنے آباء کے ساتھ جہنم میں ہونگے مگر ان کو اس کی حرارت سے کوئی تکلیف نہ پہونچے گی اور ان پر رحمت اور مستحکم ہو جائے گی جب قیامت کے دن آگ روشن کر کے ان سے سلامتی کی ضمانت کے ساتھ ان کو حکم دیا جائے گا کہ اس آگ میں کود پڑو پس ان میں سے جو اس میں نہیں کودے گا اور اللہ کے وعدہ کو ایک بات میں سچ نہ سمجھے گا تو وہ اس کے مثل مشاہدہ کریں گے۔

باب :- اولاد کی تادیب وآزمائش۔

(۴۷۴۳) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ اپنے لڑکے کو چھوڑ دو کہ سات سال تک کھیلے کودے پھر سات سال تک اس کو ادب سکھایا جائے پھر سات سال اپنے ساتھ رکھا جائے پس اگر وہ کامیاب و بامراد ہو تو ٹھیک ورنہ وہ ان لوگوں میں ہوگا کہ جن میں خیر و بھلائی نہیں۔

(۴۷۴۴) اور حضرت جابر بن عبداللہ انصاری مدینہ کے اندر انصار کی گلیوں میں گشت لگاتے اور کہا کرتے کہ علیؑ بہترین بشر ہیں جو اس سے انکار کرے وہ کافر ہے اے گروہ انصار تم لوگ اپنی اولاد کو حضرت علیؑ کی محبت سکھاؤ جو اس سے انکار کرے تو اس کی ماں کے حال پر نظر ڈالو۔

(۴۷۴۵) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ جو شخص اپنے دل میں ہم لوگوں کی محبت کی ٹھنڈک کو محسوس کرے تو وہ اپنی ماں کو بہت بہت دعا دے کہ اس نے اس کے باپ کی امانت میں خیانت نہیں کی ہے۔اور عہد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں جب کسی لڑکے کے نسب میں شک ہوتا تو اس کے سامنے حضرت امیر المومنین علیہ السلام کی ولایت پیش کی جاتی اگر وہ اس کو قبول کرتا تو جس کی طرف وہ منسوب ہے اس کے نسب سے اس کو ملحق کرتے اور اگر وہ انکار کرتا تو اس کی نفی کر دیتے۔

(۴۷۴۶) اور امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا کہ بچے کی سات برس پرورش کرو اور سات برس اس کو ادب سکھاؤ اور تیئیس (۲۳) سال تک اس کا قد بڑھتا ہے اور پینتیس (۳۵) سال تک اس میں عقل بڑھتی ہے اور اس کے بعد جو کچھ ہے وہ تجربہ کی بنا پر ہے۔

(۴۷۴۷) اور حمّاد بن عیسیٰ کی روایت میں ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ بچہ ایک سال میں اپنی انگلی سے چار انگل بڑھتا ہے۔

(۴۷۴۸) اور صالح بن عقبہ نے روایت کی ہے کہ میں نے حضرت امام عبدالصالحؑ کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ وہ فرماتے تھے کہ بچپن میں لڑکے کی بدمزاجی مستحب ہے تاکہ وہ بڑا ہو کر حلیم اور بردبار بن جائے۔

(۴۷۴۹) اور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ایک شخص نے دریافت کیا کہ یہ کیا بات ہے ہم لوگ جتنی اپنے بچوں سے محبت کرتے ہیں وہ بچے ہم لوگوں سے اتنی محبت نہیں کرتے۔ آپؐ نے فرمایا کہ اس لئے کہ وہ تم سے پیدا ہوئے ہیں تم ان سے پیدا نہیں ہوئے ہو۔

(۴۷۵۰) اور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا گیا کہ اللہ تعالیٰ نے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یتیم کیوں کر دیا؟ آپؑ نے فرمایا اس لئے کہ ان پر کسی کی اطاعت فرض نہ ہو۔

باب :۔ کتاب الطلاق

واضح ہو کہ طلاق کی کئی قسمیں ہیں اور اس میں سے کوئی طلاق سوائے اس طہر کے جو بغیر جماع کے ہو اور جو شاہدین عادلین کے سامنے ہو، واقع نہ ہو گی۔ اور وہ شخص جس کا طلاق دینے کا ارادہ ہے اس پر جبر و اکراہ نہ کیا گیا ہو۔ ان قسموں میں سے طلاق سنت، طلاق عدت، طلاق غائب، طلاق غلام، طلاق معتوہ یعنی زائل العقل۔ اور وہ طلاق جس میں عورت سے دخول نہیں ہوا ہے۔ اور حاملہ کی طلاق اور اس عورت کی طلاق جس کو ابھی حیض نہیں آیا۔ اور اس عورت کی طلاق جس کو اب حیض آنا بند ہو گیا ہو اور طلاق اخرس یعنی گونگا۔ اور طلاقِ سِرّ اسی میں سے تخییر و مبارات و نشوز و شقاق و خلع و ایلاء و ظہار و لعان و طلاق عبد (غلام) و طلاق مریض و طلاق مفقود و خلیّہ و بریّہ و بتّہ و بائن و حرام و حکم عنّین ہے۔

باب :۔ طلاق سنت۔

ائمہ علیہم السلام سے مروی ہے کہ طلاق سنت یہ ہے کہ جب کوئی مرد اپنی عورت کو طلاق دینے کا ارادہ کرے تو اتنا توقف کرے کہ اس کو حیض آئے اور پھر حیض سے پاک ہو جائے پھر اس کے عدہ شروع کرنے سے پہلے اس کو دو عادل گواہوں کے سامنے مجلس واحد میں بہ لفظ واحد طلاق دے۔ اور اگر طلاق کا گواہ ایک شخص ہو اور دوسرا شخص اس کے بعد گواہ بنے تو وہ طلاق جائز نہیں مگر یہ کہ وہ دونوں مجلس واحد میں گواہ ہوں۔ اور جب اس عورت کے تین طہر

گزر جائیں تو پھر وہ اس مرد سے جدا ہو جائے گی ۔ پھر جس طرح اور لوگ اس عورت کو نکاح کا پیغام دینگے اس طرح یہ بھی دے۔ اس کو نکاح کا پیغام دے سکتا ہے اور عورت کو اختیار ہے چاہے دوبارہ اس نکاح کرے اور چاہے نہ کرے اور اگر اس سے دوبارہ نکاح کرے گا تو اس کو دوبارہ مہر بھی دے گا پس اگر طلاق کا ارادہ کر لے تو اس کو طلاق سنت دے جس کی کیفیت میں نے بیان کی ہے اور جب طلاق سنت دے تو اس کے لئے جائز ہے کہ اس کے بعد وہ دوبارہ اس سے نکاح کرے اور طلاق سنت کو طلاق ہدم بھی کہتے ہیں جب اس کی عدت پوری ہو جائے اور دوبارہ نکاح کرے تو طلاق اول ختم اور منہدم ہو جائے گی ۔ اور ہر وہ طلاق جو مخالف سنت ہو باطل ہے اور جو شخص اپنی عورت کو طلاق سنت دے تو جب تک اس عورت کا عدہ پورا نہ ہو اس اثنا میں اس کو حق ہے کہ رجوع کر سکتا ہے مگر جب عدہ کی مدت ختم ہو جائے تو پھر وہ عورت اس سے جدا ہو جائے گی اور یہ بھی نکاح کا پیغام دینے والوں میں سے ایک ہوگا ۔ اور طلاق میں عورتوں کی شہادت جائز نہیں ہے اور جس نے طلاق سنت دی ہے اس پر عورت کا نفقہ اور سکونت کا انتظام واجب ہے جب تک وہ عدہ میں ہے اور عدہ کی مدت پوری ہونے تک وہ دونوں ایک دوسرے کے وارث ہونگے ۔

(۴۷۵۱) اور قاسم بن محمد جوہری نے علی بن ابی حمزہ سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا سوائے سنت کے کوئی طلاق نہیں ہے ۔ ایک مرتبہ عبداللہ ابن عمر نے ایک مجلس میں تین طلاق دے دی اور اس وقت ان کی عورت حائضہ بھی تھی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کی طلاق کو مسترد کر دیا اور فرمایا کہ جو بات کتاب خدا کے خلاف ہو اس کو کتاب خدا کی طرف پلٹایا جائے ۔

(۴۷۵۲) اور حمّاد نے حلبی سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آنجنابؑ سے دریافت کیا گیا کہ ایک شخص نے اپنی عورت سے کہا کہ اگر میں تجھ پر سَوت لاؤں (دوسری عورت سے نکاح کروں) یا تجھے چھوڑ کر میں دوسری عورت کے پاس شب بسر کروں تو تجھے طلاق ہے ۔ تو آپؑ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص کتاب خدا کے سوا کوئی دوسری شرط کرے تو یہ شرط نہ اس کے خلاف جائز ہے اور نہ اس کے لئے جائز ہے نیز آپؑ سے دریافت کیا گیا کہ ایک شخص نے کہا کہ جب تک میری ماں زندہ ہے میں جس عورت سے نکاح کروں اس کو طلاق ؟ آپؑ نے فرمایا نکاح سے پہلے کوئی طلاق نہیں اور ملکیت سے پہلے کوئی آزادی نہیں ۔

(۴۷۵۳) اور نضر بن سوید کی روایت میں عبداللہ بن سنان سے ہے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے ایک شخص کے متعلق کہ جس نے اپنی عورت سے کہا کہ اگر میں تا ابد انگور کا عرق حرام یا حلال پیوں تو تجھے طلاق اور میرے غلام آزاد ؟ آپؑ نے فرمایا حرام کے تو قریب نہ جائے خواہ حلف سے کہا ہو یا نہ کہا ہو لیکن طلا (عرق انگور) تو اس کے لئے یہ جائز نہیں کہ اللہ نے جس چیز کو حلال کیا ہے وہ اس کو حرام کرے چنانچہ اللہ تعالیٰ کا قول ہے یاایھاالنبی لم تحرم مااحل اللہ لک (سورۃ تحریم آیت ۱) (اے نبی تم کیوں اسے حرام کرتے ہو جسے اللہ تعالیٰ نے

تمہارے لئے حلال کیا ہے) تو حلال کو حرام کرنے یا حرام کو حلال کرنے کے متعلق قسم جائز نہیں اور نہ اپنے رشتہ داروں سے قطع تعلق کے متعلق۔

(۴۷۵۴) اور محمد بن مسلم نے اور انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے آپؑ نے بیان فرمایا کہ ایک شخص نے حضرت امیرالمومنین علیہ السلام کے سامنے اٹھ کر کہا کہ میں نے اپنی عورت کو بغیر گواہ کے عدہ کے لئے طلاق دے دی آپؑ نے فرمایا کہ تیری طلاق کوئی طلاق نہیں اپنی زوجہ کے پاس واپس جا۔ اور جبر و اکراہ کے ساتھ زبردستی طلاق واقع نہیں ہوتی اور نہ نشہ کے عالم میں اور نہ غصہ کی حالت میں نہ قسم سے طلاق واقع ہوتی ہے۔

(۴۷۵۵) بکیر بن اعین نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ میں نے آنجنابؑ کو فرماتے ہوئے سنا آپؑ فرمارہے تھے جب کوئی شخص اپنی عورت کو طلاق دے اور اس پر دو عادل گواہ بھی بنادے عورت کا عدہ شروع کرنے سے پہلے تو پھر اس کے بعد تک عورت کا عدہ پورا نہ ہوجائے اس کو طلاق دینا جائز نہیں یا یہ کہ وہ اس کی طرف رجوع کرے۔

(۴۷۵۶) اور امیرالمومنین علیہ السلام کی خدمت میں ایک شخص آیا اور اس نے عرض کیا کہ امیرالمومنین میں نے اپنی عورت کو طلاق دے دی آپؑ نے فرمایا کہ تیرے پاس اس کا گواہ ہے؟ اس نے کہا نہیں آپؑ نے فرمایا پھر دور ہو جا۔

(۴۷۵۷) اور حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ اگر میں لوگوں کا والی بنتا تو انہیں طلاق کی تعلیم دیتا اور یہ کہ انہیں طلاق دینا کس طرح سزاوار ہے۔ پھر فرمایا کہ اگر کوئی شخص پکڑا جاتا کہ اس نے سنت کے خلاف کیا ہے تو میں اس کی پشت پر زدوکوب (مارپیٹ) کرتا۔ اور جو شخص سنت کے علاوہ کسی اور طریقے سے طلاق دے اس کو کتاب خدا کی طرف پلٹایا جائے اگرچہ اس کی ناک کیوں نہ رگڑی جائے۔

(۴۷۵۸) اور سماعہ نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے طلاق یافتہ عورت کے متعلق دریافت کیا کہ وہ کہاں اپنے عدہ کی مدت بسر کرے؟ آپؑ نے فرمایا کہ گھر میں رہے باہر نہ نکلے اور اگر وہ زیارت کا ارادہ کرلے تو نصف شب سے پہلے نکلے اور نصف شب کے بعد واپس آجائے دن میں نہ نکلے اور جب تک اس کا عدہ پورا نہ ہوجائے اس کو حج کرنا جائز نہیں۔

(۴۷۵۹) اور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اللہ تعالیٰ کے اس قول کے متعلق دریافت کیا گیا۔ اتقو اللّٰہ ربکم لاتخرجو ھن من بیوتھن و لایخرجن الاان یاتین بفاحشہ مبینۃ (سورہ طلاق آیت نمبر ۱) (اپنے پروردگار سے ڈرو اور عدہ کے اندر انہیں ان کے گھروں سے نہ نکالو اور وہ بھی گھر سے نہ نکلیں مگر جب وہ صریحاً بے حیائی کا کام کریں) آپؑ نے فرمایا لیکن یہ کہ وہ زنا کریں تو انہیں نکالو اور ان پر حد زنا جاری کرو۔

(۴۷۶۰) محمد بن حسن صفّار رضی اللہ عنہ نے حضرت ابی محمد حسن بن علی علیہما السلام کو خط لکھا کہ ایک عورت کو اس کے شوہر نے طلاق دے دی اور وہ اس کو عدت تک کے لئے نفقہ بھی نہیں دیتا وہ عورت محتاج ہے کیا اس کے لئے یہ جائز ہے وہ اپنے گھر سے نکلے اور کام کاج کے لئے دوسری جگہ شب باش ہو۔ تو جواب آیا کہ جب اللہ تعالیٰ کو اس کے بیان

کی صحت کا علم ہے تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

باب :- طلاق عدہ (تین طلاق)

طلاق عدہ (تین طلاق) یہ ہے کہ جب آدمی ارادہ کرے کہ وہ اپنی عورت کو طلاق دے تو وہ اس کو اس طہر کے زمانے میں طلاق دے جس میں اس نے اس سے مجامعت نہ کی ہو اور دو عادل گواہوں کے سامنے دے پھر اس دن یا اس کے بعد اس کے حائض ہونے سے پہلے اس سے رجوع کرے اور اپنے رجوع ہونے پر کسی کو گواہ بنائے اس کے حائض ہونے تک اور جب وہ حیض سے نکلے تو اس کو دوسری طلاق دے بغیر اس سے مجامعت کئے ہوئے اور اس پر گواہ بنائے پھر اس کے حیض آنے سے پہلے جب چاہے اس سے رجوع کرنے پر گواہ بنائے اور اس سے مجامعت کرے اور اسکے ساتھ رہے دوسرا حیض آنے تک اور جب وہ حیض سے پاک ہوجائے تو اسے تیسری طلاق دے اس کے طہر کی حالت میں بغیر جماع کئے ہوئے اور اس پر گواہ بنائے جب ایسا کریگا تو وہ عورت اس سے جدا ہوجائے گی۔ اور اس کے لئے اس وقت تک حلال نہ ہوگی جب تک کسی دوسرے مرد سے وہ عورت نکاح نہ کرے اور اس کی ادنیٰ مراجعت یہ ہے کہ وہ اس کے بوسے لے یا طلاق سے انکار کرے تو یہ انکار ہی اس کا رجوع کرنا ہے اور بغیر گواہ کے رجوع جائز ہے جس طرح بغیر گواہ کے نکاح جائز ہے۔ مگر بغیر گواہ کے رجوع مکروہ ہے حدود شرعی سے بچنے اور میراث پانے اور حاکم وقت کی وجہ سے۔ اور جو شخص اپنی عورت کو طلاق عدہ تین مرتبہ ایک کے بعد ایک جیسا کہ میں نے کہا ہے دے اور وہ عورت ایک دوسرے مرد سے نکاح کرے اور دوسرے مرد نے بغیر دخول کئے اس کو طلاق دے دی یا قبل دخول مر گیا تو وہ عورت اس کا عدہ رکھے اور اس کے پہلے شوہر کے لئے یہ جائز نہیں ہے کہ وہ اس سے نکاح کرے جب تک کہ دوسرا مرد اس سے نکاح کرکے اس سے دخول نہ کرے اور اس سے لطف اندوز نہ ہو پھر اس کو طلاق دے دے یا وہ مرجائے اور وہ عورت اس کا عدہ رکھ لے تو اس وقت اس کا پہلا شوہر چاہے تو اس سے نکاح کرسکتا ہے۔ اور اگر کوئی شخص اس عورت سے متعہ (غیر دائمی نکاح) کرے اور متعہ کی مدت ختم ہوجائے یا وہ مرجائے تو اسکے پہلے شوہر کا اس سے نکاح حلال نہیں ہے جب تک کہ کوئی دوسرا شخص اس سے دائمی نکاح کرکے دخول نہ کرلے اور وہ اسی طرح نکاح دائمی میں داخل ہو جس طرح نکاح دائمی سے نکلی تھی پھر وہ مرد اس کو طلاق دے دے یا وہ مرجائے اور یہ عورت اس کا عدہ رکھ لے اس کے بعد اگر اس کا پہلا شوہر چاہے کہ اس سے نکاح کرے تو کرلے۔ اور اگر کوئی غلام اس سے نکاح کرے تو اس کا شوہروں میں سے شمار ہوگا۔ اور جو شخص اپنی عورت کو طلاق عدہ (تین طلاق) دے دے پھر وہ عورت کسی دوسرے مرد سے نکاح کرلے اور وہ اس کو طلاق دے دے اس کے بعد اس کا پہلا شوہر اس سے نکاح کرے اور پھر اس کو طلاق عدہ (تین طلاق) دے دے اور وہ عورت کسی مرد سے نکاح کرے اور اس کو طلاق دے دے اور وہی پہلا شوہر

اس سے پھر نکاح کرے اور پھر اس کو طلاق عدہ (تین طلاق) دے دے تو اب یہ عورت اس پہلے مرد سے جدا ہو جائے گی اور ان نو طلاقوں کے بعد تا ابد وہ اس کے لئے حلال نہ ہو گی۔

(۴۷۶۱) مفضل بن صالح نے حلبی سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے آنجنابؑ سے اللہ تعالیٰ کے اس قول کے متعلق دریافت کیا کہ ولاتمسکوھن ضراراً لتعتدوا (سورہ بقرہ آیت نمبر ۲۳۱) (اور ان کو ضرر پہونچانے کے لئے نہ روک رکھو۔) آپؑ نے فرمایا اس کا مطلب یہ ہے کہ ایک شخص نے اپنی عورت کو طلاق دی اور عورت کے عدہ کی مدت تقریباً ختم ہونے والی تھی کہ اس نے رجوع کر لیا اور پھر طلاق دے دی اس طرح اس نے تین مرتبہ کہا تو اللہ تعالیٰ نے اس کو منع فرمایا ہے۔

(۴۷۶۲) بزنطی نے عبدالکریم بن عمرو سے انھوں نے حسن بن زیاد سے انھوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ کسی شخص کو یہ جائز نہیں ہے کہ اپنی عورت کو طلاق دے پھر اس کی طرف رجوع کرے اور اس کو اس کی کوئی ضرورت نہ ہو محض ضرر پہونچانا مقصود ہو اور پھر اس کو طلاق دے تو یہی وہ ضرار ہے جس سے اللہ تعالیٰ نے منع فرمایا مگر یہ کہ طلاق دے اور پھر اگر اس کی طرف رجوع کرے تو اس کو رکھنے کی نیت سے۔

(۴۷۶۳) قاسم بن ربیع صحاف نے روایت کی ہے محمد بن سنان سے کہ حضرت امام ابوالحسن علی ابن موسیٰ الرضا علیہ السلام سے چند مسائل دریافت کرنے کے لئے خط لکھا گیا اس کے جواب میں آپؑ نے تحریر فرمایا کہ تین طلاق کا سبب یہ ہے کہ ایک طلاق سے تین طلاق تک مہلت ہے کہ شاید مرد کو اس عورت سے رغبت پیدا ہو جائے یا مرد کو اگر غصہ ہے تو وہ ٹھنڈا ہو جائے اور یہ کہ عورتوں کے لئے ایک طرح کی تادیب و تخویف اور ڈانٹ ڈپٹ ہے تاکہ وہ اپنے شوہروں کی نافرمانی سے باز رہیں ورنہ وہ اگر پھر ایسا کریں گی تو مرد سے جدائی کی مستحق قرار پائیں گی۔ لہٰذا ان کو اپنے شوہر کی نافرمانی مناسب نہیں ہے اور (۹) طلاقوں کے بعد عورت کا حرام ہونا اس کے لئے کبھی حلال نہ ہونے کا سبب ہے کہ مرد نہ طلاق کو خفیف بات سمجھے نہ عورت کو معمولی سمجھے اور اس لئے تاکہ وہ اپنے امور کو چشم بیدار اور سبق آموز نگاہ سے دیکھے اور سمجھے کہ نو (۹) طلاقوں کے بعد دونوں ایک دوسرے سے ملنے سے مایوس ہو جائیں گے۔

(۴۷۶۴) علی بن حسن بن علی بن فضال نے اپنے باپ سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام رضا علیہ السلام سے دریافت کیا کہ وہ سبب کیا ہے جس کی بنا پر تین طلاق دی ہوئی عورت اپنے شوہر کے لئے اس وقت تک حلال نہیں جب تک کوئی دوسرا مرد اس سے نکاح نہ کرے؟ آپؑ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے دو مرتبہ طلاق کی اجازت دی ہے چنانچہ فرماتا ہے کہ الطلاق مرتن فامساک بمعروف او تسریح باحسان (سورہ بقرہ آیت نمبر ۲۲۹) [(طلاق رجعی) دو ہی مرتبہ ہے اس کے بعد یا تو شریعت کے مطابق روک لینا چاہئے یا حسن سلوک سے تیسری مرتبہ بالکل رخصت] یعنی تیسری طلاق میں اسلئے کہ وہ اس حد میں داخل ہو گیا ہے جسے اللہ پسند نہیں کرتا تو تیسری

طلاق کے بعد عورت کو اس پر حرام کردیا جب تک کہ وہ عورت کسی دوسرے شوہر کے نکاح میں نہ جائے تاکہ لوگ طلاق کو ہلکی اور خفیف بات نہ سمجھیں اور اس طرح عورتوں کو ضرر نہ پہنچائیں اور تین طلاق یافتہ عورت اپنے تیسرے حیض کا پہلا قطرہ دیکھے گی تو اپنے شوہر سے جدا ہوجائے گی اور وہ اس وقت تک اس کے لئے حلال نہ ہوگی جب تک کہ کسی دوسرے مرد سے نکاح نہ کرے۔

(۴۷۶۵) موسیٰ بن بکر نے زرارہ سے انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا وہ عورت جو تین طلاق پاجائے اس کا نفقہ اس کے شوہر پر کچھ نہیں اور نہ اس کی سکونت کی ذمہ داری ہے یہ تو اس کے لئے ہے جس کی طرف سے اس کے شوہر کو رجعت کا حق ہو۔

باب :- طلاق غائب۔

(۴۷۶۶) حسن بن محبوب نے ابی حمزہ ثمالی سے انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے آنجنابؑ سے دریافت کیا کہ ایک شخص نے ایک آدمی سے کہا کہ اے فلاں تم میری عورت کو طلاق لکھ دو یا میرے غلام کو لکھ دو کہ آزاد ہے تو کیا اس کے لکھنے سے اس عورت کو طلاق ہوجائے گی ۔ یا وہ غلام آزاد ہوجائے گا ؟ آپؑ نے فرمایا کہ طلاق یا آزادی اس وقت تک نہیں ہوگی جب تک کہ وہ طلاق یا آزادی کے ارادے سے اپنی عورت سے نہ کہے یا اپنے ہاتھ سے نہ لکھے اور اس وقت جب مہینوں اور گواہوں کیساتھ ہو اور وہ شخص اپنی گھر والی سے غائب ہو ۔ اور جب شخص غائب کا اپنی عورت کو طلاق دینے کا ارادہ ہو تو اس کی غائب رہنے کی حد اپنی گھروالی سے کہ اس کو جب چاہے طلاق دے دے پانچ یا چھ مہینے کی ہو اور اوسطاً تین ماہ یا کم از کم ایک ماہ ہو۔

(۴۷۶۷) چنانچہ صفوان بن یحییٰ نے اسحاق بن عمّار سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام ابی ابراہیم علیہ السلام سے دریافت کیا کہ وہ شخص غائب جو طلاق دے رہا ہے اس کی غَیبَتْ کتنی ہونی چاہیئے ؟ آپؑ نے فرمایا پانچ مہینے یا چھ مہینے ۔ میں نے عرض کیا کہ اس میں کم سے کم غَیبت کی حد کیا ہے ؟ آپؑ نے فرمایا تین مہینے ۔

(۴۷۶۸) اور محمد بن ابی حمزہ نے اسحاق بن عمّار سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ شخص غائب جب اپنی عورت کو طلاق دینے کا ارادہ کرے تو وہ اپنی عورت کو ایک ماہ پہلے چھوڑ دے۔

باب :- نابالغ لڑکے کی طلاق۔

(۴۷۶۹) زرعہ نے سماعہ سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے آنجنابؑ سے لڑکے کی طلاق کے متعلق دریافت کیا جس کو ابھی احتلام نہیں ہوتا اور مہر کی رقم موجود ہے؟ آپؑ نے فرمایا کہ اگر طلاق سنت دیتا ہے اور مہر کی رقم اور اس کا حق عورت کو پہونچا دیتا ہے تو کوئی حرج نہیں یہ جائز ہے۔

باب :- معتوہ (ناقص العقل) کی طلاق۔

(۴۷۷۰) عبدالکریم بن عمرو نے حلبی سے انہوں نے حضرت صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے آنجنابؑ سے معتوہ (زائل العقل) کی طلاق کے متعلق دریافت کیا کہ یہ جائز ہے؟ آپؑ نے فرمایا نہیں اور عورت کے متعلق جب کہ وہ ایسی ہو تو اس کو فروخت کرنا اور اس کا مہر دینا جائز ہے آپؑ نے فرمایا نہیں۔

(۴۷۷۱) حماد بن عیسیٰ نے شعیب سے انہوں نے ابی بصیر سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ انہوں نے آنجنابؑ سے معتوہ طلاق کے متعلق دریافت کیا کہ کیا یہ جائز ہے تو آپؑ نے فرمایا کہ وہ کیا ہوتا ہے؟ میں نے عرض کیا کہ احمق و زائل العقل آپؑ نے فرمایا ہاں۔

اس کتاب کے مصنف علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ اس کی طرف سے اس کا ولی طلاق دے تو جائز ہے اور اگر وہ خود طلاق دے تو نہیں اور اس کی تصدیق اس حدیث سے ہوتی ہے۔

(۴۷۷۲) جس کی روایت کی ہے صفوان بن یحییٰ نے ابی خالد قماط سے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے آنجنابؑ سے عرض کیا کہ ایک شخص ہے جو ایک مرتبہ سمجھ کی بات کرتا ہے۔ اور دوسرے مرتبہ سمجھ کر بات نہیں کرتا کیا یہ جائز ہے کہ اس کا ولی اس کی طرف سے طلاق دے دے۔ آپؑ نے فرمایا اس کو کیا ہوگیا ہے وہ طلاق کیوں نہیں دیتا؟ میں نے عرض کیا کہ وہ نہیں جانتا کہ طلاق کیا ہے اور اس پر بھروسہ بھی نہیں کہ آج طلاق دے تو دوسرے دن کہے کہ میں نے تو طلاق نہیں دی آپؑ نے فرمایا کہ میری نظر میں تو وہ یعنی اس کا ولی بمنزلہ امام کے ہے۔

باب :- اس عورت کی طلاق جس سے ابھی دخول نہیں کیا گیا ہے اور اس عورت کے لئے حکم جس کا شوہر قبل دخول یا بعد دخول مر گیا۔

(۴۷۷۳) محمد بن فضیل نے ابی الصباح کنانی سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ جب کوئی شخص اپنی عورت کو دخول سے پہلے طلاق دے دے تو عورت کے لئے نصف مہر ہے اور اگر

مہر کی رقم متعین نہیں ہے تو مالدار اپنی حیثیت کے مطابق اور غریب اپنی حیثیت کے مطابق عورت کو کچھ دے دے۔ اور اس کے لئے عدہ نہیں وہ اسی وقت جس سے چاہے نکاح کر لے۔

(۴۷۷۴) اور عمرو بن شمر نے جابر سے انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے اس قول خدا کے متعلق دریافت کیا ثم طلقتمو هن من قبل ان تمسو هن فما لكم عليهن من عدة تعتدو نهافمتعو هن و سرحو هن سراحاً جميلاً (سورہ احزاب آیت نمبر ۴۹) [اگر تم ان کو ہاتھ لگانے سے پہلے طلاق دے دو تو پھر تم کو ان پر کوئی حق نہیں کہ ان سے عدہ پورا کراؤان کو کچھ (کپڑے روپئے) دے کر بعنوانِ شائستہ رخصت کر دو]۔

آپ نے فرمایا متعو هن یعنی عنوان شائستہ کے ساتھ جس قدر تم ان کو دے سکتے ہو دے دو اور اسلئے کہ وہ سب دکھ پریشانی و رنج کے ساتھ جارہی ہیں اور اپنی دشمنوں کی طعن برداشت کریں گی۔ اور اللہ تعالیٰ بڑا کریم ہے وہ خود حیا کرتا ہے اور اہل حیا کو پسند کرتا ہے۔ تم میں سب سے مکرم وہ ہے جو تم میں سے اپنی عورتوں کا شدید احترام کرے۔

(۴۷۷۵) اور بزنطی کی روایت میں ہے کہ مطلقہ عورت کو فائدہ پہونچانا فریضہ ہے۔

(۴۷۷۶) اور روایت کی ہے کہ دولتمند شخص اس کو گھر اور خادم دے کر فائدہ پہونچائے گا۔ متوسط الحال باس سے اور فقیر درھم یا انگوٹھی سے فائدہ پہونچائے گا۔

(۴۷۷۷) اور روایت کی گئی ہے کہ کم سے کم ایک اوڑھنی یا اس کے مشابہ۔

(۴۷۷۸) اور حلبی اور ابو بصیر اور سماعہ نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے مندرجہ قول خدا کے متعلق دریافت کیا ہے وان طلقتمو هن من قبل ان تمسو هن وقد فرضتم لهن فريضة فنصف مافرضتم الاان يعفون او يعفوالذی بيده عقدہ النكاح (سورہ بقرہ آیت نمبر ۲۳۷) [اگر تم ان عورتوں کو ہاتھ لگانے سے پہلے طلاق دو اور ان کے لئے مہر مقرر کر دیا ہے تو اس مہر کا نصف انہیں دے دو مگر یہ کہ وہ عورتیں تم کو معاف کر دیں یا وہ معاف کر دے جس کے ہاتھ میں اختیار ہے) آپؑ نے فرمایا اس سے مراد باپ یا بھائی یا وہ شخص ہے جس کے لئے وصیت ہو اور وہ شخص جو عورت کے مالی امور کا نگراں ہے اس کے لئے خرید و فروخت کرتا ہے اور تجارت کرتا ہے اگر اس نے معاف کر دیا تو جائز ہے۔

(۴۷۷۹) اور دوسری حدیث میں ہے کہ کچھ لے اور کچھ چھوڑ دے اس کو حق نہیں کہ سب کچھ چھوڑ دے۔

(۴۷۸۰) اور عبید بن زرارہ نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ عورت کا شوہر اس سے دخول کئے بغیر مرگیا۔ آپؑ نے فرمایا کہ اس کے لئے میراث اور پورا عدہ ہے اور اگر اس کا مہر مقرر ہے تو اس کا نصف ہے اور اگر مہر مقرر نہیں ہے تو پھر مہر میں سے اس کو کچھ نہیں ملے گا۔ جس وقت عورت کا شوہر مرگیا اس کے لئے نہ مکان مسکونہ ہے اور نہ نان ونفقہ ہے۔

(۴۷۸۱) اور شہاب نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا ہے کہ ایک شخص نے عورت سے ایک ہزار درھم مہر پر نکاح کیا اور مہر کی رقم اس کو ادا کردی گئی مگر اس نے یہ رقم اپنے شوہر کو دے دی اور یہ کہا کہ میں تو بس تم کو چاہتی ہوں ۔ مگر اس شخص نے دخول سے پہلے اس کو طلاق دے دی ۔ آپ نے فرمایا کہ وہ پانچسو درھم عورت کو واپس کردے ۔

(۴۷۸۲) اور علی بن رئاب نے زرارہ سے انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آنجنابؑ نے فرمایا کہ عورتوں کو کچھ دینا واجب ہے دخول کیا ہو یا نہ کیا ہو ۔ طلاق سے پہلے تم ان کو کچھ ضرور دے دو ۔

(۴۷۸۳) اور حضرت امیرالمومنین علیہ السلام نے ایک ایسی عورت کے متعلق فیصلہ فرمایا کہ جس کا شوہر اس کو بغیر ہاتھ لگائے مر گیا ۔ آپؑ نے فرمایا وہ جب تک اپنے شوہر کا عدہ وفات چار ماہ دس دن نہ رکھ لے وہ کسی سے نکاح نہ کرے ۔ اور مطلقہ اس دن سے عدہ رکھے گی جس دن اس کے شوہر نے اس کو طلاق دی ہے ۔ اور وہ عورت جس کا شوہر مرجائے وہ اس دن سے رکھے گی جس دن عورت کو مرد کے مرنے کی خبر ملے کیونکہ یہ ترک زینت کرے گی ۔ اور مطلقہ ترک زینت نہیں کرے گی ۔

(۴۷۸۴) اور محمد بن حسن صفار نے حضرت امام ابی محمد حسن بن علی علیہما السلام کو خط لکھ کر دریافت کیا کہ ایک عورت کا شوہر مرگیا اور وہ اس کے عدہ میں ہے اور وہ محتاج ہے کسی ایسے کو نہیں پاتی جو اس کو خرچ دے وہ لوگوں کا کام کاج کرتی ہے کیا اس کے لئے جائز ہے کہ وہ نکلے اور لوگوں کا کام کرے اور کام کاج کے لئے زمانہ عدہ میں اپنے گھر کو چھوڑ کر کہیں اور شب بسر کرے ؟ تو جواب میں تحریر آئی کہ اس میں ان شاء اللہ کوئی حرج نہیں ہے ۔

(۴۷۸۵) اور عمار ساباطی نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک عورت کا شوہر مرجاتا ہے کیا اس کے لئے یہ حلال ہے کہ اپنے عدہ میں گھر سے نکلے آپؑ نے فرمایا ہاں اور خضاب لگائے تیل لگائے اور سرمہ لگائے اور کنگھی کرے اور کپڑے رنگے اور رنگا ہوا کپڑا پہنے ۔ کسی شوہر کے لئے زینت کے بغیر ۔

(۴۷۸۶) اور دوسری حدیث میں ہے کہ جس عورت کا شوہر مرگیا اس کے عدہ میں اسکے لئے کوئی حرج نہیں اگر وہ حج کرے اور ایک جگہ سے دوسری جگہ جائے ۔

باب :- حاملہ کی طلاق ۔

(۴۷۸۷) زرارہ نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ حاملہ عورت کی طلاق ایک ہے جب اس نے پیٹ میں جو کچھ ہے اسے جن دیا تو پھر وہ شوہر سے جدا ہو گئی ۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے و اولات الاحمال اجلھن ان یضعن حملھن (سورہ طلاق آیت نمبر ۴) (اور حاملہ کا عدہ اس کا بچہ جننا ہے ۔) بس اگر مرد نے اس کو طلاق دی اور

اسی دن اس کے بچہ پیدا ہو گیا یا دوسرے دن تو اس کے عدہ کی مدت پوری ہو گئی۔ اس کے لئے جائز ہے کہ وہ کسی مرد سے نکاح کرے لیکن اس کا شوہر اس سے دخول نہ کرے جب تک وہ طاہر نہ ہو جائے۔ اور حاملہ مطلقہ دونوں مدتوں سے سب سے قریبی مدت کے لئے عدہ رکھے گی مگر وضع حمل سے قبل تین مہینے ہو گئے تو اس کا عدہ پورا ہو گیا وہ کسی سے نکاح نہیں کرے گی جب تک وضع حمل نہ ہو جائے اور اگر تین مہینہ پورا ہونے سے قبل ہی بچہ پیدا ہو گیا تو اس کے عدہ کی مدت پوری ہو جائے گی۔ اور وہ حاملہ جس کا شوہر مر جائے وہ دونوں میں مدتوں میں جو سب سے دور ہے اس میں عدہ رکھے گی یعنی اگر چار ماہ دس روز پورے ہونے سے پہلے اس کے وضع حمل ہو گا تو وہ اپنا عدہ نہیں ختم کرے گی۔ جب تک کہ چار ماہ دس دن پورے نہ ہو جائیں اور اگر چار ماہ دس دن پورے ہو گئے اور ابھی وضع حمل نہیں ہوا تو وہ وضع حمل تک اپنا عدہ ختم نہیں کرے گی۔

(۴۷۸۸) علی بن ابی حمزہ نے ابی بصیر سے انھوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے آنجنابؑ کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ حاملہ عورت جسے طلاق ہو گئی ہو اسے وضع حمل تک خرچ دیا جائے گا اور اس کو دودھ پلانے کا زیادہ حق ہے کسی دوسری کے مقابلہ میں۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ لا تضارو الدۃ بولدھا ولا مولود لہ بولدہ وعلی الوارث مثل ذلک (سورۃ بقرہ آیت ۲۳۳) (نہ ماں کا اس کے بچہ کی وجہ سے نقصان گوارہ کیا جائے اور نہ باپ کا اگر باپ نہ ہو تو اسی طرح اس کے وارث کا بھی) رضاعت کے سلسلے میں نہ بچے کو ضرر پہونچایا جائے اور نہ اس کی ماں کو۔ اور اس کو حق نہیں کہ بچے کے دودھ پلانے میں دو سال سے اوپر کے لئے کچھ لے اور جب دودھ چھڑانے کا ارادہ کرے تو اگر دونوں کی رضا مندی سے ہو تو بہتر ہے اور فصال ہی فِطام ہے یعنی دودھ چھڑانا ہی بچے کا جدا کرنا ہے۔

(۴۷۸۹) محمد بن فضیل نے ابو الصباح کنانی سے اور انھوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے ایک ایسی حاملہ عورت کے متعلق کہ جس کا شوہر مر گیا تو وہ بچہ جو اس کے پیٹ میں ہے اس کے حصہ کے مال میں سے اس (بیوہ) کو خرچ دیا جائے گا۔

(۴۷۹۰) اور سکونی کی روایت میں ہے کہ آپؑ نے بیان فرمایا کہ حضرت امام علی ابن ابی طالب علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ حاملہ بیوہ کو شوہر کے تمام مال میں سے خرچ دیا جائے گا جب تک کہ بچہ پیدا نہ ہو لے۔

اور ہم جس پر فتویٰ دیتے ہیں وہ کنانی کی روایت ہے (جو اوپر بیان ہوئی)۔ از مصنف علیہ الرحمہ۔

(۴۷۹۱) اور محمد بن قیس نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے آپؑ نے ارشاد فرمایا کہ حضرت علی علیہ السلام نے ایک ایسی عورت کے متعلق فیصلہ فرمایا جو حاملہ تھی اس کا شوہر مر گیا اور چار ماہ دس دن (عدت کی مدت) ختم ہونے سے پہلے اس کے وہاں بچہ پیدا ہوا اور اس نے دوسرے مرد سے نکاح کر لیا۔ تو آپؑ نے فیصلہ فرمایا کہ

وہ مرد اس کو چھوڑ دے گا اور اس وقت تک اس سے نکاح کا پیغام نہ دے گا جب تک دو مدتوں سے آخری مدت ختم نہ ہو جائے اس کے بعد اس عورت کے اولیاء اگر اس سے چاہیں تو نکاح کر دیں اور چاہیں تو روک لیں (نکاح نہ کریں) اور جب روک لیں تو اس کا مال اس کو واپس کر دیں۔

(۴۷۹۲) اور عبدالرحمٰن بن حجّاج نے حضرت ابو ابراہیم علیہ السلام سے دریافت کیا ایک ایسی عورت کے متعلق جو حاملہ تھی اور اس کے شوہر نے اس کو طلاق دے دی۔ وہ بچہ جنتی ہے اسقاط سے خواہ بچہ پورا ہے یا پورا نہیں ہے یا صرف مضغہ (لوتھڑا) ہے کیا اس کی وجہ سے اس کا عدہ پورا ہو گیا؟ آپ نے فرمایا کہ جو کچھ بھی جنے اس سے ظاہر ہو گیا کہ اس کے حمل تھا بچہ پورا ہو یا پورا نہ ہو تو اس سے اس کا عدہ پورا ہو گیا خواہ مضغہ ہی کیوں نہ سقط ہوا ہو۔

راوی کا بیان ہے کہ میں نے آنجنابؑ کو فرماتے ہوئے سنا ہے اگر کوئی شخص اپنی عورت کو طلاق دے اور عورت دعویٰ کرے کے میں حاملہ ہوں تو وہ نو مہینے انتظار کرے اگر بچہ پیدا ہو گیا تو ٹھیک ہے ورنہ وہ تین ماہ عدہ رکھے پھر وہ مرد سے جدا ہو گی۔

(۴۷۹۳) اور سلمہ بن خطاب نے اسماعیل بن اسحاق سے انھوں نے اسماعیل بن ابان سے انھوں نے غیاث سے انھوں نے حضرت جعفرؑ بن محمدؑ سے انھوں نے اپنے پدر بزرگوار علیہ السلام سے انھوں نے اپنے جدنامدار سے انہوں نے حضرت علی علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ عورت کے حمل کی مدت کم از کم چھ ماہ ہوتی ہے اور زیادہ سے زیادہ دو سال ہوتی ہے (اور بعض نسخوں میں یہ ایک سال ہے اور یہ عامہ کی روایت پر ہے)۔

(۴۷۹۴) اور علی بن حکم نے محمد بن منصور صیقل سے انھوں نے اپنے باپ سے انھوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے ایک ایسے شخص کے متعلق کہ جو اپنی عورت کو طلاق دیتا ہے جب کہ وہ حاملہ ہے؟ آپ نے فرمایا کہ وہ طلاق دے دے میں نے عرض کیا کہ پھر وہ اپنی عورت کی طرف رجوع کر لیتا ہے؟ آپ نے فرمایا کہ وہ رجوع کرے میں نے عرض کیا کہ پھر اس کے جی میں آیا کہ وہ پھر اس کو طلاق دے دے؟ آپ نے فرمایا نہیں جب تک کہ بچہ پیدا نہ ہو جائے۔

(۴۷۹۵) اور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا گیا ایک ایسی عورت کے متعلق جو حاملہ ہے اور اس کا شوہر اس کو طلاق دیتا ہے پھر رجوع کرتا ہے پھر طلاق دیتا ہے پھر رجوع کرتا ہے پھر تیسری مرتبہ اس کو طلاق دیتا ہے آپؑ نے فرمایا کہ اب وہ عورت اس سے بالکل ہی جدا ہو گئی وہ اس کے لئے حلال نہ ہو گی جب تک کہ وہ عورت کسی غیر شخص سے نکاح نہ کرے۔ (اور پھر اس سے بھی طلاق لے لے)۔

باب :۔ اس عورت کی طلاق جو ابھی اس عمر کو نہیں پہنچی کہ اسے حیض آئے اور وہ عورت جو یائسہ ہے (اس کو حیض آنا بند ہوگیا) وہ عورت جس کو استحاضہ آتا ہے اور وہ جس کے حمل میں شک ہے۔

(۴۷۹۶) احمد بن محمد بن ابی نصر بزنطی نے عبدالکریم بن عمرو سے انھوں نے محمد بن حکیم سے انھوں نے حضرت امام عبدالصالح علیہ السلام سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے ایک مرتبہ آنجنابؑ سے عرض کیا کہ ایک نوجوان لڑکی جس کو ابھی حیض نہیں آتا اس کے شوہر نے اس کو طلاق دے دی آپؑ نے فرمایا کہ اس کا عدہ تین ماہ ہے۔

(۴۷۹۷) محمد بن حکیم نے محمد بن مسلم سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا اس عورت کے متعلق جو حیض سے مایوس ہو چکی ہے (اتنی بوڑھی ہو چکی ہے کہ اس کو حیض نہیں آئے گا) اس کے شوہر نے اس کو طلاق دے دی آپؑ نے فرمایا کہ وہ اپنے شوہر سے بالکل جدا ہو چکی اس کے لئے کوئی عدہ نہیں ہے۔

(۴۷۹۸) حسن بن محبوب نے ابان بن عثمان سے انھوں نے حلبی سے انھوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ وہ عورت جس کو حیض نہیں آتا (حالانکہ وہ ایسے سن میں ہے جس کو حیض آنا چاہیئے) اور وہ عورت جو استحاضہ کے خون سے کبھی پاک نہیں رہتی اور وہ بالغہ لڑکی جو یائسہ ہو گئی ہے (اسے حیض نہیں آتا) ان سب کے عدہ طلاق تین مہینے ہیں اور وہ جس کا حیض استقامت کے ساتھ چل رہا ہے اس کا عدہ طلاق تین حیض ہے۔

(۴۷۹۹) اور جمیل کی روایت میں ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ایسے شخص کے متعلق جس نے ایسی لڑکی کو طلاق دے دی جو ابھی بالغ نہیں ہوئی تھی اور اس سن کی عورتیں حاملہ نہیں ہوتیں مگر اس شخص نے اس سے دخول کیا ہے۔ اور وہ عورت کہ جو یائسہ ہو چکی ہے اور اس کو حیض آنا ختم ہو چکا ہو اور اس سن کی عورتیں بچہ پیدا نہیں کرتیں آپؑ نے فرمایا کہ ان دونوں پر کوئی عدہ نہیں ہے۔

(۴۸۰۰) بزنطی نے مثنی سے انھوں نے زرارہ سے انھوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے ایک مرتبہ آنجنابؑ سے ایک ایسی عورت کے متعلق دریافت کیا جس کو تین یا چار سال پر حیض آتا ہے؟ آپ نے فرمایا کہ وہ تین مہینے عدہ رکھے اس کے بعد اگر چاہے تو نکاح کرے۔

(۴۸۰۱) علاء نے محمد بن مسلم سے اور انھوں نے ان دونوں علیہما علیہ السلام میں سے کسی ایک سے روایت کی ہے کہ انھوں نے اس عورت کے لئے فرمایا کہ جس کو تین مہینے میں صرف ایک مرتبہ حیض آتا ہے یا سال بھر میں ایک مرتبہ آتا ہے اور وہ عورت جس کو استحاضہ آتا ہے اور وہ جو ابھی بالغ نہیں ہوئی ہے۔ اور وہ کہ جس کو ایک مرتبہ حیض آتا ہے اور ایک مرتبہ حیض نہیں آتا اور وہ کہ جس سے بچہ ہونے کی امید نہیں اور وہ کہ جس کو حیض آنا بند ہو گیا مگر اس کا خیال ہے کہ ابھی یائسہ نہیں ہوئی ہے اور وہ کہ جو اپنے حیض میں زردی دیکھتی ہے اور اس کا حیض بھی مستقیم نہیں ہے تو بیان کیا کہ ان سب کا عدۂ طلاق تین مہینے ہے۔

(۴۸۰۲) اور ابن ابی عمیر اور بزنطی دونوں نے جمیل سے انھوں نے زرارہ سے اور انھوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ دو باتیں ہیں ان دونوں میں جو پہلے ہو جائے اس سے وہ مطلقہ جس کو حیض کا شک ہے اپنے شوہر سے جدا ہو جائے گی۔ اگر اس کے تین مہینے صاف گزر گئے اس میں کوئی خون نہیں آیا تو وہ شوہر سے جدا ہو جائے گی دوسرے یہ کہ اس کے تین حیض گزر گئے مگر دو حیضوں کے درمیان تین مہینے کا فاصلہ نہیں تو وہ حیض آنے پر اپنے شوہر سے جدا ہو جائے گی۔

اور ابن ابی عمیر کا بیان ہے کہ جمیل بن دراج کا کہنا ہے کہ اس کی تشریح یہ ہے کہ اگر اس پر تین ماہ گزرنے میں ایک دن باقی رہ جائے اور اس کو حیض آجائے پھر تین ماہ گزرنے میں ایک دن باقی رہ جائے اور اس کو حیض آجائے پھر تین ماہ گزرنے میں ایک دن باقی رہ جائے اور اس کو حیض آجائے تو یہ حیض کے حساب سے عدہ رکھے گی مہینے کے حساب سے عدہ نہیں رکھے گی۔ اور تین مہینے صاف گزر جائیں اور حیض نہ آئے تو وہ اپنے شوہر سے جدا ہو جائے گی۔

(۴۸۰۳) اور صباح کنانی نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک ایسی عورت کے متعلق دریافت کیا جسے تین سال پر ایک مرتبہ حیض آتا ہے (اگر اسے طلاق ہو جائے تو) عدہ کیسے رکھے؟ آپؑ نے فرمایا کہ وہ اپنی پچھلی عادت پر نظر کرے جس میں اسے استقامت کے ساتھ حیض آتا تھا اس تین قروہ (عادت) میں وہ عدہ رکھے گی پھر اگر چاہے تو نکاح کرے۔

(۴۸۰۴) اور محمد بن مسلم نے آنجناب علیہ السلام سے استحاضہ والی عورت کے عدہ کے متعلق دریافت کیا تو آپؑ نے فرمایا کہ وہ یہ دیکھے گی کہ اس کو عادتاً کتنے دن حیض آتا تھا اس سے ایک دن بڑھا دے یا ایک دن گھٹا دے اور اگر اس سے پہلے کبھی حیض نہیں آیا تو وہ اپنی بعض عورتوں کو دیکھے گی اور ان کی عادت کے مطابق عدہ رکھے گی۔

(۴۸۰۵) اور روایت کی ہے کہ جب عورت پچاس (۵۰) سال کی عمر کو پہنچ جاتی ہے تو کوئی سرخی نہیں دیکھتی مگر یہ کہ وہ کوئی قریش کی عورت ہو۔

باب :- گونگے کا طلاق دینا۔

(۴۸۰۶) احمد بن محمد بن ابی نصر بزنطی نے حضرت امام ابوالحسن رضا علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص کے پاس عورت ہے مگر وہ چپ رہتا ہے بولتا نہیں ہے آپؑ نے دریافت فرمایا کہ وہ گونگا ہے ؟ میں نے عرض کیا کہ ہاں مگر ہم لوگ اس کو اپنی عورت سے نفرت اور ناپسندیدگی کو جانتے ہیں ۔ کیا اس کے ولی کے لئے یہ جائز ہے کہ اس کی طرف سے اس کی عورت کو طلاق دے دے ؟ آپؑ نے فرمایا کہ نہیں وہ طلاق نامہ لکھے اور اس پر دو آدمیوں کی گواہی کرائے ۔ میں نے عرض کیا کہ اللہ آپ کا بھلا کرے وہ نہ لکھنا جانتا ہے اور نہ سنتا ہے تو وہ طلاق کیسے دے ؟ آپؑ نے فرمایا کہ ان ہی افعال و حرکات و سکنات کے ذریعہ جن سے اس شخص کی اپنی عورت سے نفرت و کراہت معلوم ہوتی ہے ۔

اور میرے والد رضی اللہ عنہ نے اپنے ایک خط میں مجھے تحریر فرمایا کہ گونگا شخص جب اپنی عورت کو طلاق دینے کا ارادہ کرے تو اس کے سر پر اس کا مقنع ڈال دے اور جب رجوع کرے تو مقنع اس کے سر سے اتار دے تو سمجھ لیا جائے گا کہ وہ اس کے لئے حلال ہو گئی ہے ۔

باب :- پوشیدہ طلاق۔

(۴۸۰۷) حسن بن محبوب نے عبدالرحمٰن بن حجاج سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام ابوالحسن علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص نے اپنے گھر والوں سے چھپا کر کسی عورت سے نکاح کر لیا اور عورت اپنے گھر والوں میں ہے اب چاہتا ہے کہ وہ اس کو طلاق دے دے مگر اس عورت تک اس کی رسائی نہیں تاکہ اس کے ایام حیض کا معلوم کر سکے اور نہ یہ کہ اس کے ایام طہر کیا ہیں اور وہ کب طاہر ہوتی ہے ۔ آپؑ نے فرمایا کہ یہ بھی اس شخص کے مثل ہے جو اپنے اھل سے غائب ہو ۔ وہ اس کو چاند اور مہینوں کے حساب سے طلاق دے گا ۔ راوی کا بیان ہے کہ میں نے عرض کیا کہ آپ کی کیا رائے ہے وہ کبھی کبھی اس تک پہنچتا ہے اور کبھی کبھی نہیں بھی پہنچتا کہ اس کا حال معلوم کرے پھر وہ اس کو کیسے طلاق دے ؟ آپؑ نے فرمایا کہ جب اس کو ایک مہینہ ہو جائے کہ اس تک نہ پہنچ سکے تو مہینہ کی شروع تاریخ کو دو گواہوں کے سامنے اس کو طلاق دے دے اور اس مہینہ کو لکھ رکھے جس میں اس نے طلاق دی ہے اور دو گواہوں کی اس پر شہادت ہو پھر جب تین مہینے گزر جائیں گے تو وہ عورت اس سے جدا ہو جائے گی اب وہ اگر اس سے نکاح کرنا چاہے تو دوسرے پیغام دینے والوں کے مانند یہ بھی ایک پیغام دینے والا ہو گا اور اس پر اس عورت کے تین ماہ کا نان و نفقہ واجب ہو گا جس میں اس نے عدہ رکھا ہے ۔

باب :- وہ عورتیں جن کو کسی وقت بھی طلاق دی جا سکتی ہے۔

(۴۸۰۸) جمیل بن دراج نے اسماعیل بن جابر جعفی سے اور انھوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ پانچ قسم کی عورتوں کو ہر حال میں طلاق دی جا سکتی ہے۔ وہ حاملہ جس کا حمل بالکل واضح ہو۔ اور وہ کہ جس کے شوہر نے اس سے ابھی دخول نہیں کیا ہے۔ اور وہ جس کا شوہر اس سے غائب ہو۔ اور وہ عورت کہ جس کو کبھی حیض نہیں آیا۔ اور وہ کہ جو حیض سے فارغ ہو کر بیٹھی ہے۔

(۴۸۰۹) اور دوسری روایت میں ہے اور وہ جو حیض سے مایوس ہے (یعنی یائسہ ہو چکی ہے)۔

باب :- تخییر (دو باتوں میں سے ایک اختیار کرنا)۔

میرے پدر بزرگوار رضی اللہ عنہ نے مجھے اپنے ایک خط میں تحریر فرمایا کہ اے فرزند تمہیں معلوم ہونا چاہیے کہ اصل تخییر (طلاق کے اندر) وہ ہے جس سے اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خودداری اور استغنا کا حکم دیا ہے اس گفتگو میں جو آنحضرتؐ کی کسی زوجہ نے کی تھی کہ کیا محمدؐ یہ سمجھتے ہیں کہ اگر وہ ہم لوگوں کو طلاق دے دیں گے تو ہمیں قریش میں سے کوئی کفو و ہمسر ہی نہ ملے گا جو ہم سے نکاح کرے۔ تو اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حکم دیا کہ انتیس (۲۹) شب اپنی عورتوں کے پاس نہ جائیں تو نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مشربہ ام ابراہیم میں عزلت گزیں ہوگئے پھر یہ آیت نازل ہوئی۔

یایھا النبی قل لازواجک ان کنتن تردن الحیوۃ الدنیا و زینتھا فتعالین امتعکن و اسرحکن سراحا جمیلاً ○ و ان کنتن تردن اللّٰہ و رسولہ و الدار الآخرۃ فان اللّٰہ اعدّ للمحسنٰت منکن اجراً عظیماً احزاب ۲۹ ۔ ۲۸) (اے نبی اپنی عورتوں سے کہہ دو کہ اگر تم فقط دنیاوی زندگی اور اس کی آرائش و زینت کی خواہاں ہو تو آؤ میں تم لوگوں کو کچھ سازو سامان دے دوں اور بہ عنوان شائستہ رخصت کر دوں اور اگر تم لوگ خدا اور اس کے رسول اور آخرت کے گھر کی خواہاں ہو تو اچھی طرح خیال رکھو کہ تم لوگوں میں سے نیکو کار عورتوں کے لئے خدا نے بہت بڑا اجر و ثواب مہیا کر رکھا ہے) تو آپؐ کی عورتوں نے (طلاق کے بدلے) اللہ اور اس کے رسول کو اختیار کیا اور طلاق نہیں چاہی ورنہ طلاق واقع ہو جاتی۔

(۴۸۱۰) اور ابی الصباح کنانی کی روایت میں ہے کہ زینب (زوجہ رسول) نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہا کہ آپؐ عدل نہیں کرتے حالانکہ آپؐ تو اللہ کے رسول ہیں اور حفصہ (بنت عمرؓ خطاب) نے کہا کہ انہوں نے ہمیں طلاق دے دی تو (پرواہ نہیں) ہمیں اپنی قوم کے اندر اپنا ہمسر قریش مل ہی جائے گا۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر

وحی آنے کا سلسلہ انتیس (۲۹) دن تک رکا رہا اس کے بعد یہ آیت نازل ہوئی یایھاالنبی قل لازواجک ان کنتن تردن الحیوۃ الدنیا و زینتھا فتعالین امتعکن و اسرحکن سراحا جمیلاً O وان کنتن تردن اللہ ورسولہ والدار الاخرۃ فان اللہ اعد للمحسنت منکن اجراعظیماً تو ان عورتوں نے طلاق کے بدلے اللہ اور اس کے رسول کو قبول کرلیا اور طلاق واقع نہیں ہوئی اگر وہ طلاق قبول کرتیں تو طلاق ہو جاتی۔

(۴۸۱۱) ابن اذنیہ نے محمد بن مسلم سے انھوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ جب عورت کو اختیار دیا جائے یا اس کا معاملہ اس کے ہاتھ میں دے دیا جائے بغیر عدہ سے پہلے کے یا بغیر دو گواہوں کی گواہی کے تو یہ کوئی شے نہیں ہے ہاں عدہ سے پہلے اور دو گواہوں کے ساتھ عورت کو اختیار دیا جائے یا اس کا معاملہ اس کے ہاتھ میں دے دیا جائے تو اس کو اختیار ہے کہ جب تک وہ دونوں اس مجلس سے متفرق نہ ہو جائیں اور اگر وہ اپنی ذات کو اختیار کرے تو یہ ایک طلاق ہوگی اور شوہر کو اس کی طرف رجوع کرنے کا زیادہ حق ہوگا۔ اور اگر یہ شوہر کو اختیار کرے تو پھر طلاق ہی نہ ہوگی۔

(۴۸۱۲) ابن مسکان نے حسن بن زیاد سے انہوں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے آپؑ نے فرمایا کہ طلاق یہ ہے کہ شوہر اپنی عورت سے کہے کہ تو ایک بات اختیار کرلے اگر وہ اپنی ذات کو اختیار کرے تو وہ اپنے شوہر سے جدا ہو جائے گی اور اس کا شوہر پیغام دینے والوں میں سے ایک ہوگا اور اس نے اپنے شوہر کو اختیار کیا تو پھر کچھ نہیں ہے شوہر اس سے کہے کہ تجھ کو طلاق اب اس میں سے جو بھی کرے گا وہ عورت اس پر حرام ہو جائے گی۔ اور طلاق و خلع و مبارات و تخییر صرف اس طہر میں ہوگا جو بغیر مجامعت کے ہو اور دو گواہوں کی گواہی کے ساتھ ہو۔

(۴۸۱۳) حلبی نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے متعلق روایت کی ہے کہ جس نے اپنی عورت کو یا اس کے باپ یا اس کے بھائی کو یا اس کے ولی کو طلاق کا اختیار دے دیا اور اگر وہ عورت اس پر راضی ہے تو یہ سب کے سب ایک منزلت کے ہیں۔

(۴۸۱۴) حسن بن محبوب نے جمیل بن صالح سے انہوں نے فضیل بن یسار سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے ایک مرتبہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا کہ جس نے اپنی عورت سے کہا کہ میں نے تجھے اختیار دیا تو اس نے اٹھنے سے پہلے اپنے نفس کو اختیار کرلیا۔ آپؑ نے فرمایا اس کو شوہر کے برخلاف یہ اختیار جائز ہے۔ میں نے عرض کیا پھر اس کے لئے کچھ مال و متاع بھی ہے۔ آپؑ نے فرمایا ہاں میں نے عرض کیا کہ اگر عدہ ختم ہونے سے پہلے اس کا شوہر مرجائے تو اس کے لئے میراث بھی ہے؟ آپؑ نے فرمایا کہ ہاں اور اگر عورت مرجائے تو شوہر کے لئے بھی میراث ہے۔

(۴۷۱۵) اور محمد بن مسلم نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے راوی کا بیان ہے کہ آنجنابؑ نے فرمایا تمام عورتوں کو تخییر سے کیا کام یہ تو اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے مخصوص کیا تھا۔

باب : مبارات

(۴۷۱۶) حماد نے حلبی سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ مبارات یہ ہے کہ عورت اپنے شوہر سے کہے کہ جو کچھ میرا تیرے ذمہ ہے سب تیرا ہے اور مجھے چھوڑ دے تو اس کے شوہر نے اس کو چھوڑ دیا مگر یہ کہ وہ مرد اپنی عورت سے کہہ دے اگر تو نے اس میں سے کسی چیز کی طرف رجوع کیا تو پھر میں تیرے جسم کے مخصوص حصہ کا مالک رہوں گا۔

اور روایت گئی ہے کہ اس کے لئے یہ جائز ہے کہ وہ مہر سے زیادہ لے بلکہ وہ عورت اس کے مہر سے کم لے اور مبارات میں شوہر کو زوجہ کی طرف رجوع کرنے کا کوئی حق نہیں ہے۔

باب : نشوز (نافرمانی)۔

نشوز (نافرمانی) کبھی کبھی مرد اور عورت دونوں کی طرف سے ہوتی ہے پس وہ نشوز جو مرد کی طرف سے ہوتی ہے اس کے لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ و ان امراۃ خافت من بعلھا نشوزاً او اعراضاً فلا جناح علیھما ان یصلحا بینھما صلحاً والصلح خیر (سورہ نساء۔ آیت نمبر ۱۲۸) [اور اگر کوئی عورت اپنے شوہر کی زیادتی و بے توجہی سے (طلاق کا) خوف رکھتی ہو تو میاں بیوی کے مابین کسی طرح سے ملاپ کرانے میں دونوں میں سے کسی پر کچھ گناہ نہیں ہے اور صلح تو بہرحال بہتر ہے] اور وہ اس طرح کہ ایک عوت اپنے مرد کے پاس رہتی ہے اور اس کو اچھی نہیں لگتی اور وہ اس کو طلاق دینے کا ارادہ رکھتا ہے تو بچاری عورت کہتی ہے کہ مجھے اپنے پاس رہنے دو مجھے طلاق نہ دو اور تمہارے پشت پر جو بوجھ ہے وہ میں تمہیں چھوڑتی ہوں اور تمہارے لئے اپنا دن اور اپنی رات سب حلال کرتی ہوں تو یہ بات اس کو پسند آتی ہے۔ اس حدیث کی روایت کی ہے مفضل بن صالح نے زید شحام اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے کہ پس اگر مرد کی طرح عورت ناشزہ ہو تو وہ خلع ہے۔ اور جب یہ عورت کی طرف سے ہوتا ہے تو وہ اس کے ساتھ مجامعت کے لئے تیار نہیں ہوتی۔ اور اس کے لئے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے و اللاتی تخافون نشوزھن فعظوھن و اھجروھن فی المضاجع و اضربوھن (سورۃ نساء۔ آیت نمبر ۳۴) اور وہ عورتیں کہ جن کے ناشزہ اور سرکش ہونے کا تمہیں اندیشہ ہے تو پہلے انہیں سمجھاؤ اور اس پر نہ مانیں تو تم ان کے ساتھ سونا چھوڑ دو اور اس پر بھی نہ مانیں تو مارو۔ اور ھجر کا مطلب یہ کہ تم ان کی طرف اپنی پشت کرلو اور ضرب کا مطلب یہ کہ مسواک وغیرہ سے مارو ہلکی ضرب فان اطعنکم فلا تبغوا علیھن سبیلا ان اللہ کان علیاً کبیراً (سورہ نساء۔ آیت نمبر ۳۴) (پس اگر وہ تمہاری مطیع ہوجائیں تو تم بھی ان کے

نقصان کی راہ نہ ڈھونڈو اور خدا تو یقیناً سب سے بزرگ اور برتر ہے ۔)

باب :- شقاق

شقاق (نا اتفاقی) کبھی میاں بیوی دونوں کی طرف سے ہوتی ہے اس کے لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ و ان خفتم شقاق بینھما فابعثوا حکماً من اھلہ و حکماً من اھلھا (سورۃ نساء آیت نمبر ۳۵) ۔ اور اے حاکم لوگو اگر تمہیں میاں بیوی کے درمیان پوری نااتفاقی کا ڈر ہو تو ایک ثالث مرد کے خاندان سے اور ایک ثالث عورت کے خاندان سے مقرر کردو) پس مرد ایک آدمی کو چنے گا اور عورت ایک آدمی کو چنے گی اور یہ دونوں ان کی جدائی یا صلح پر متفق ہونگے اگر ان دونوں نے صلح کا فیصلہ کیا تو انہیں میاں بیوی کی اجازت کی ضرورت نہیں اور یہ دونوں میاں بیوی کی جدائی پر متفق ہوں تو میاں بیوی کی اجازت کی بغیر جدائی کا فیصلہ نہ کریں ۔

(۴۸۱۷) حماد نے حلبی سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے آنجنابؑ سے اللہ تعالیٰ کے اس قول کے متعلق دریافت کیا ۔ فابعثوا حکماً من اھلہ و حکماً من اھلھا ۔ تو آپؑ نے فرمایا کہ حکمین کو اس کا اختیار نہیں کہ بغیر ان دونوں کی اجازت کے دونوں کو جدا کر دیں اور دونوں اس شرط پر حکم بنیں کہ اگر چاہیں تو دونوں کو جمع کر دیں اور چاہیں تو دونوں کو جدا کر دیں تو اگر وہ دونوں کو جمع کر دیں تو جائز اور اگر جدا کر دیں تو جائز ۔

اس کتاب کے مصنف علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ جب میں اس مقام پر پہونچا تو مجھے ہشام بن حکم کا وہ مناظرہ یاد آیا جو انہوں نے بعض مخالفین سے صفین کے حکمین عمرو بن العاص اور ابو موسی اشعری کے متعلق کیا تھا اور جی چاہا کہ اس کو بیان کردوں اگرچہ اس بات سے اس کا کوئی رابطہ نہیں ۔ مخالف کا دعویٰ تھا کہ حکمین نے چونکہ حکم قبول کر لیا تھا اس لئے ان دونوں گروہ کے درمیان صلح کرانے کا ارادہ تھا ۔ ہشام نے کہا نہیں بلکہ ان کا ارادہ ہی نہ تھا کہ دونوں گروہ میں صلح ہو سکے مخالف نے کہا یہ بات تم کس دلیل سے اور کہاں سے کہہ رہے ہو ؟ ہشام نے کہا اللہ تعالیٰ کے اس قول کے بنا پر کہہ رہا ہوں جو اس نے حکمین کے متعلق کہا " ان یریدا اصلاحا یوفق اللہ بینھما " (سورہ نساء آیت نمبر ۳۵) اگر ان دونوں کا صلح کرا دینے کا ارادہ ہوگا تو اللہ تعالیٰ ان دونوں کے درمیان صلح کروانے کی توفیق دے گا ۔ مگر چونکہ ان دونوں کا امر واحد پر اتفاق نہیں ہوا اور اللہ تعالیٰ نے اس کی توفیق نہیں دی اس سے ہم سمجھے کہ ان دونوں حکمین کا صلح کرانے کا ارادہ نہیں تھا محمد ابن ابی عمیر نے ہشام بن حکم سے یہ روایت کی ہے ۔

(۴۸۱۸) قاسم بن محمد بن جوہری نے علی ابن ابی حمزہ سے روایت کی ہے کہ ان کا بیان ہے کہ حضرت ابو ابراہیم علیہ السلام سے ایک مرتبہ دریافت کیا گیا کہ ایک عورت کے شوہر کی عقل میں نکاح کے بعد ہی فتور آگیا یا وہ مجنون ہو گیا ؟

آپؑ نے فرمایا کہ اگر وہ چاہے تو خود کو اس شوہر سے جدا کرلے۔

(۴۸۱۹) اور ایک دوسری حدیث میں ہے اگر اس کا جنون اس حد کو پہنچ جائے کہ اوقات نماز کو نہ پہچان سکے تو ان دونوں زن و شو کو ایک دوسرے سے جدا کردیا جائے گا اور اگر وہ نماز کو پہچانتا ہے تو عورت کو چاہیئے کہ وہ صبر کرے یہ اس کی آزمائش و امتحان کی گھڑی ہے۔

باب :- خلع

(۴۸۲۰) اور علی بن نعمان نے یعقوب بن شعیب سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے خلع کے متعلق فرمایا کہ جب بیوی اپنے شوہر سے کہے کہ میں تیرے لئے غسل جنابت نہیں کروں گی۔ میں تیرے لئے کوئی قسم پوری نہیں کروں گی اور تیرے بستر پر ایسے کو سلاؤں گی جس سے تو نفرت کرے، جب یہ کہے تو مرد کے لئے حلال ہے کہ وہ اسے خلع دے دے اور اس نے عورت سے جو کچھ لیا ہے وہ اس کے لئے حلال ہے۔

(۴۸۲۱) اور حمّاد کی روایت میں ہے جو انہوں نے حلبی سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے کی ہے آپؑ نے فرمایا کہ خلع یافتہ عورت کا عدہ بھی طلاق یافتہ عورت کے عدہ کے برابر ہے اور یہ طلاق کا نام لئے بغیر بھی جائز ہے۔ اور خلع یافتہ کا خلع اس وقت تک حلال نہیں جب تک وہ اپنے شوہر سے یہ نہ کہے کہ اللہ کی قسم میں تیری کوئی قسم پوری نہیں کروں گی اور تیرا کوئی حکم نہیں مانوں گی غسل جنابت نہیں کروں گی۔ اور میں تیرے اذن کے بغیر تیرے برخلاف غیروں کو اپنے پاس آنے کی اجازت دونگی۔ اور اس وقت اس سے کم کہنے پر بھی خلع کی اجازت دیا کرتے تھے۔ پس جب عورت اپنے مرد سے کہے تو مرد نے جو کچھ لیا ہے وہ اس کے لئے حلال ہے۔ اور یہ خلع اس کا ایک طلاق ہے دو طلاق کا حق ابھی مرد کیلئے باقی ہے امام علیہ السلام سے فرمایا کہ مگر یہ سب عورت خود کہے کسی کے سکھانے سے نہ کہے۔

(۴۸۲۲) اور رفاعہ بن موسیٰ نے آنجنابؑ سے خلع یافتہ عورت کے متعلق دریافت کیا کہ اس کے لئے سکونت اور نان و نفقہ ہے؟ آپؑ نے فرمایا کہ نہ اس کے لئے سکونت ہے اور نہ نان و نفقہ ہے۔ اور دریافت کیا گیا کہ خلع یافتہ عورت کو مالی منفعت دی جائے؟ آپؑ نے فرمایا نہیں۔

(۴۸۲۳) اور محمد بن حمران کی روایت میں ہے جس کی انہوں نے محمد بن مسلم سے اور انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے آپؑ نے فرمایا کہ جب عورت اپنے مرد سے کہے کہ میں تیرا کوئی حکم نہیں مانونگی مجملاً کہہ دے یا تفصیل کے ساتھ تو مرد نے جو کچھ عورت سے لیا ہے وہ اس کے لئے حلال ہے اور پھر اس کو عورت کی طرف رجوع کا کوئی حق نہیں۔ اور مرد کے لئے یہ حق ہے کہ عورت سے مہر جو اس نے اس کو دیا ہے اس سے زیادہ لے۔ اللہ

تعالیٰ کے اس قول کے بنا پر فان خفتم الا یقیما حدود اللّٰہ فلا جناح علیہما فیما افتدت بہ (سورہ بقرہ آیت نمبر ۲۲۹) [پھر تمہیں اگر یہ خوف ہو کہ یہ دونوں میاں بیوی اللہ کے مقرر کردہ حدود پر قائم نہ رہیں گے تو اگر عورت مرد کو کچھ دے کر اپنا پیچھا چھڑائے (خلع کرائے) تو اس میں ان دونوں پر کچھ گناہ نہیں ہے۔] اور مبارات میں اس عورت سے کچھ نہ لیا جائے گا سوائے اس مہر کے جو شوہر نے اس کو دیا ہے کیوں کہ خلع یافتہ عورت گفتگو میں حد سے تجاوز کر جاتی ہے۔

باب :- ایلاء۔

(۴۸۲۴) حمّاد نے حلبی سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک مرد اپنی عورت کو بغیر طلاق اور بغیر قسم کے سال بھر سے چھوڑے ہوئے ہے اس سے مجامعت نہیں کرتا۔ آپؑ نے فرمایا وہ اپنی زوجہ کے پاس جائے۔ اور آپؑ نے فرمایا کہ کوئی بھی شخص ہو جو اپنی زوجہ سے ایلاء کر لے اور ایلاء یہ ہے کہ وہ کہے کہ اللہ کی قسم میں تجھ سے مجامعت نہیں کروں گا۔ اور یہ یہ (نہیں کرونگا) اور اللہ کی قسم میں تجھے اپنے غیظ و غضب کا نشانہ بناؤں گا چنانچہ وہ اس کو اپنے غیظ و غضب کا نشانہ بناتا رہا تو اس کے لئے یہ ہے کہ اس کا چار مہینے تک انتظار کیا جائے گا (کہ ممکن ہے اپنے رویہ میں تبدیلی کرلے) مگر چار ماہ کے بعد اس کو پکڑ کر حاکم کے سامنے کھڑا کیا جائے گا اگر اس نے اپنی زوجہ کی طرف رجوع کرلیا اور اس سے صلح کر لی تو اللہ تعالیٰ غفور اور رحیم ہے اور اگر اس نے عورت کے ساتھ اپنا رویہ نہ بدلا اور اس کی طرف رجوع نہیں کیا تو اس کو طلاق پر مجبور کیا جائیگا اور یہ طلاق اس وقت تک واقع نہ ہوگی جب تک کہ حاکم کے سامنے نہ کھڑا کیا جائے پھر اگر چار مہینہ کے بعد بھی وہ ایسا ہی رہا تو اب اس کو مجبور کیا جائے گا یا تو صلح کرے یا طلاق دے۔ اور روایت کی گئی ہے کہ فا۔ (رجوع) کا مطلب یہ ہے کہ وہ مجامعت کی طرف رجوع کرے ورنہ اس کو باڑے میں قید کر دیا جائے گا اور اس کا کھانا پانی بند کر دیا جائے گا یہاں تک کہ وہ طلاق دے دے۔ اور یہ بھی روایت کی ہے کہ جب امام المسلمین اس کو طلاق دینے کا حکم دے اور وہ اس سے انکار کرے تو اس کو گردن ماردی جائے اسلئے کہ اس نے امام المسلمین کا حکم ماننے سے انکار کیا۔

(۴۸۲۵) اور ابان بن عثمان کی روایت میں ہے کہ جس کی انھوں نے منصور سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص نے اپنی عورت سے ایلاء کیا اور اس کو چار مہینے ہوگئے۔ آپؑ نے فرمایا کہ اس کو حاکم کے سامنے کھڑا کر دیا جائے اگر وہ طلاق پر راضی ہے تو عورت اس سے جدا ہو جائے گی ورنہ وہ قسم کا کفارہ ادا کرے اور عورت کو اپنے پاس رکھے۔ اور جب تک عورت مرد کی مدخولہ نہ ہو اس وقت تک نہ ظہار ہے اور نہ ایلاء ہے۔

باب :۔ ظہار۔

(۴۸۲۶) حسن بن محبوب نے جمیل بن صالح سے انھوں نے فضیل بن یسار سے روایت کی ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک مرد مملک (جس نے ابھی نکاح کیا ہو دخول نہ کیا ہو) نے اپنی عورت سے ظہار کیا۔ آپؑ نے فرمایا کہ جب تک مرد اپنی عورت سے دخول نہ کرے تو نہ ظہار ہوگا نہ ایلا۔

(۴۸۲۷) نیز آنجناب علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ ظہار ان ہی شرائط پر ہوگا جن شرائط کے ساتھ طلاق ہوتی ہے۔

(۴۸۲۸) حسن بن محبوب نے علی بن رئاب سے انھوں نے زرارہ سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے ظہار کے متعلق دریافت کیا تو آپؑ نے فرمایا کہ ظہار ہر محرم عورت کی مثال دینے سے ہوسکتا ہے یعنی ماں یا بہن یا پھوپھی یا خالہ کی مثال سے۔ اور احتراماً کہنے میں ظہار نہیں ہوگا میں نے عرض کیا کہ پھر ظہار کس طرح ہوتا ہے؟ آپؑ نے فرمایا کہ مرد اپنی عورت سے کہے جب وہ ایام طہر میں بغیر جماع کے ہو کہ تو مجھ پر اس طرح حرام ہے جیسے میری ماں یا میری بہن کی پشت اور اسطرح کہنے میں اس کا ارادہ ظہار کا ہو۔

(۴۸۲۹) محمد بن ابی عمیر نے ابان وغیرہ سے اور ان لوگوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے آپؑ نے بیان فرمایا کہ زمانہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں ایک شخص تھا جس کا نام اوس بن صامت تھا اور اس کے حبالہ عقد میں ایک عورت تھی جس کا نام خولہ بنت منذر تھا ایک دن اوس نے خولہ سے کہا کہ تو مجھ پر ویسی ہی ہے جیسی میری ماں کی پشت اور اس کہنے کے بعد وہ اسی وقت نادم اور شرمندہ ہوا اور اس سے کہا کہ اے عورت میرا خیال ہے اس کہنے سے تو مجھ پر حرام ہو گئی ہے۔ چنانچہ وہ عورت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں آئی اور عرض کیا کہ یا رسولؐ اللہ میرے شوہر نے مجھ سے کہا ہے کہ تو مجھ پر ویسی ہی ہے جیسی میری ماں کی پشت۔ اور گزشتہ زمانہ میں یہ کہنے سے عورت اپنے شوہر پر حرام ہو جایا کرتی تھی۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اے عورت میرا بھی (دستور عرب کے مطابق) یہی خیال ہے کہ تو اس پر حرام ہو گئی۔ یہ سن کر اس عورت نے اپنے ہاتھ آسمان کی طرف بلند کئے اور کہا پروردگار میں تجھ سے اپنے شوہر کی جدائی کی شکایت کرتی ہوں تو اللہ تعالیٰ نے وحی نازل کی کہ اے محمدؐ۔ قد سمع اللّٰہ قول التی تجادلک فی زوجھا و تشتکی الی اللّٰہ و اللّٰہ یسمع تحاورکما ۔ ان اللّٰہ سمیع بصیر O الذین یظٰھرون منکم من نسائھم ماھن امھٰتھم ان امھٰتھم الا اللائی ولدنھم و انھم لیقولون منکرا من القول وزوراً و ان اللّٰہ لعفو غفور O والذین یظٰھرون من نسائھم ثم یعودون لما قالوا فتحریر رقبۃ من قبل ان یتماسا ذلکم توعظون بہ و اللّٰہ بما تعملون خبیر O فمن لم یجد فصیام شھرین متتابعین من قبل ان یتماسا فمن لم یستطع فاطعام ستین مسکیناً O (سورۃ مجادلہ آیت ۱ تا ۴) [جو

عورت (خولہ) اپنے شوہر (اوس) کے بارے میں تم سے جھگڑتی اور خدا سے گلے شکوے کرتی ہے خدا نے اس کی بات سن لی اور تم دونوں کی گفتگو سن رہا ہے اور بیشک خدا بڑا سننے والا دیکھنے والا ہے ۔ تم میں سے جو لوگ اپنی بیویوں کے ساتھ ظہار کرتے ہیں (اپنی بیوی کو ماں کی پشت سے تشبیہ دیتے ہیں) وہ کچھ ان کی مائیں نہیں ہو جاتیں ان کی مائیں تو وہی ہیں جو ان کو جنتی ہیں اور وہ بیشک ایک نامعقول اور جھوٹی بات کہتے ہیں اور خدا بیشک معاف کرنے والا اور بڑا بخشنے والا ہے ! پھر اللہ نے اس کے کفارہ کے لئے یہ آیت نازل فرمائی [اور وہ لوگ جو اپنی بیوی سے ظہار کر بیٹھیں پھر اپنی بات واپس لیں تو دونوں کے مجامعت کرنے سے پہلے (کفارہ میں) ایک غلام آزاد کرنا ضروری ہے ۔ اس کی تم کو نصیحت کی جاتی ہے اور تم لوگ جو کرتے ہو خدا اس سے آگاہ ہے ۔ پھر جس کو غلام نہ ملے تو وہ دونوں کی مقاربت سے قبل دو مہینے کے پے درپے روزے رکھے اور جس کو اس کی بھی قدرت نہ ہو تو ساٹھ (۶۰) مسکینوں کو کھانا کھلانا فرض ہے ۔] اور ظہار دو طرح سے ہوتا ہے ایک یہ کہ کوئی شخص اپنی عورت سے کہے کہ یہ مجھ پر ایسی ہی حرام ہے جیسے میری ماں کی پشت اور خاموش ہو جائے تو اس پر مجامعت سے پہلے کفارہ لازم ہے ۔ اور اگر اس نے کفارہ ادا کرنے سے پہلے مجامعت کی تو اس پر دو کفارے لازم ہیں (اور دوسرے) اگر کوئی شخص یہ کہے کہ اگر میں یہ کام کروں تو یہ عورت مجھ پر ایسی ہی ہے جیسی مجھ پر میری ماں کی پشت تو جب یہ شخص وہ کام کرکے مجامعت کرے تو کفارہ لازم ہے کیونکہ اس نے وہ کیا جس پر حلف اٹھایا تھا ۔

اور کفارہ ایک غلام آزاد کرنا ہے پس اگر اس کو غلام نہ ملے تو دو مہینے پے درپے روزے رکھے اور اس کی سکت نہ ہو تو ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلانا کہ ہر مسکین کو ایک مد طعام دیا جائے اور اگر اس کو یہ بھی نہ ملے تو اٹھارہ (۱۸) دن کے روزے ۔

(۴۸۳۰) اور روایت کی گئی ہے کہ اگر کوئی کھانا کھلانے کی مقدرت نہیں رکھتا تو جس قدر مقدور میں ہو تصدق کر دے اور غصہ کی حالت میں ظہار نہیں ہوتا اور ظہار اس پر بھی نہیں ہوتا کہ وہ شخص ظہار کے لفظ بولے اور اس کی نیت ظہار کی نہ ہو ۔

اور غلام اگر اپنی عورت سے ظہار کرے تو اس پر جتنا مرد آزاد پر روزے واجب ہیں اس کا نصف ہے ۔ اس پر نہ غلام کا آزاد کرنا ہے نہ صدقہ اس لئے کہ غلام کا کوئی مال نہیں ہوتا ۔ اور اگر کوئی شخص اپنی عورت سے کہے کہ یہ میری فلاں محرم عورت کے مانند ہے تو یہ ظہار ہے اور اگر کوئی شخص اپنی عورت سے کہے کہ تو میرے لئے ایسی ہے جیسی میری ماں کی پشت یا میری ماں کا پیٹ یا میری ماں کا جگر یا میری ماں کے پاؤں یا میری ماں کے ٹخنے یا میری ماں کے بال یا جسم کا کوئی حصہ اور اس سے اس کی نیت حرام کرنے کی ہو تو یہ بھی ظہار ہے اسی طرح ابراہیم بن ہاشم نے اپنی نوادرات میں تحریر کیا ہے ۔

(۴۸۳۱) ابن محبوب نے ابی ایوب خزاز سے انھوں نے برید بن معاویہ سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص نے اپنی عورت سے ظہار کیا اس کے بعد اس کو طلاق دے دی (ایک طلاق)۔ آپ نے فرمایا کہ جب اس نے ایک طلاق دے دی تو ظہار باطل ہوگیا اور طلاق نے ظہار کو منہدم کر دیا۔ میں نے عرض کیا کہ پھر اس کو حق ہے کہ عورت کی طرف رجوع کرے آپ نے فرمایا ہاں یہ اس کی عورت ہے اگر وہ اس کی طرف رجوع کرتا ہے تو اس مقاربت سے پہلے اس پر وہ واجب ہے جو ایک ظہار کرنے والے پر واجب ہوتا ہے۔

میں نے عرض کیا اور اگر وہ اس کو چھوڑ دے اور اس کے عدہ کی مدت پوری ہونے دے اور وہ خود اپنے نفس کی مالک بن جائے اس کے بعد اس سے دوبارہ نکاح کرے تو مجامعت سے پہلے اس کے اوپر ظہار (کا کفارہ) لازم آتا ہے؟ آپ نے فرمایا نہیں وہ عورت (عدہ کے بعد) اس سے بالکل جدا ہو گئی اور اپنے نفس کی مالک بن گئی۔

میں نے عرض کیا اگر کسی شخص نے ابھی اپنی عورت کو مس تک نہیں کیا اور اس نے ظہار کر لیا اور بغیر مس کئے چھوڑے رہا لیکن وہ اس کو بغیر مس کئے برہنہ دیکھا کرتا تو کیا اس پر کچھ گناہ ہے؟ آپ نے فرمایا یہ اس کی عورت ہے اس پر اس سے مجامعت حرام نہیں ہے لیکن اس پر اس سے مجامعت کرنے سے پہلے وہ کچھ واجب ہے جو ایک ظہار کرنے والے پر واجب ہے وہ (بہرحال) اس کی عورت ہے۔

میں نے عرض کیا اور اگر وہ عورت حاکم وقت کے سامنے مقدمہ پیش کرے اور کہے کہ یہ میرا شوہر ہے اس نے مجھ سے ظہار کیا اور مجھے اپنے پاس روکے ہوئے ہے اور مجھ سے مجامعت بھی نہیں کرتا اس ڈر سے کہ جو ایک ظہار کرنے والے پر واجب ہے کہ وہ اس پر واجب ہوجائے گا۔ آپ نے فرمایا کہ اس کے پاس آزاد کرنے کو غلام نہیں اور نہ اس میں طاقت ہے کہ روزے رکھے یا وہ تصدق کرنے کے لئے بھی کچھ نہیں رکھتا تو حاکم پر یہ لازم نہیں ہے کہ اس پر جبر کرے۔ ہاں اگر اس کے پاس آزاد کرنے کے لئے غلام ہے تو امام پر لازم ہے کہ وہ اس کو آزاد کرنے اور صدقہ پر مجبور کرے مجامعت سے پہلے اور مجامعت کے بعد۔

(۴۸۳۲) ابان نے حسن صیقل سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص نے اپنی عورت سے ظہار کیا؟ آپ نے فرمایا پھر وہ اس کا کفارہ دے۔ میں نے عرض کیا کہ مگر اس نے کفارہ ادا کرنے سے پہلے اس سے مجامعت کرلی؟ آپ نے فرمایا پھر تو اس نے حدود الہیٰ میں مداخلت کی وہ اللہ سے مغفرت کا طالب ہو اور جب تک کفارہ ادا نہ کرے وہ مجامعت سے رکا رہے۔

اس کتاب کے مصنف علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ یہ اس ظہار کے لئے ہے جو مشروط ہو لیکن وہ ظہار جس میں کسی بات کی شرط نہیں ہے اس میں اگر ظہار کرنے والا کفارہ ادا کرنے سے پہلے مجامعت کر لے تو اس پر ایک دوسرا گناہ بھی

لازم ہو گیا جیسا کہ میں اس سے پہلے بیان کر چکا ہوں۔

اور جب ظہار کرنے والا اپنی عورت کو طلاق دیدے تو کفارہ اس سے ساقط ہو جائے گا۔ مگر جب رجوع کریگا تو اس پر کفارہ لازم ہوگا۔ اور اگر وہ اس کو چھوڑ دے تاکہ اس کے طلاق کا عدہ پورا ہو جائے اور کوئی شخص اس سے نکاح کر لے پھر وہ شخص اس کو طلاق دے دے یا مر جائے۔ پھر پہلا شخص اس سے نکاح کرے تو اس سے دخول کرے تو اس پر کفارہ لازم ہو جائے گا اور کفارہ ظہار میں ایک لڑکا آزاد کرنا بھی کافی ہے جو اسلام میں پیدا ہوا ہو۔

(۴۸۳۳) اور حمّاد نے حلبی سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص نے اپنی عورت سے تین مرتبہ ظہار کیا؟ آپؑ نے فرمایا وہ اللہ سے طلب مغفرت کرے اور جب تک کفارہ ادا نہ کرے مجامعت سے رُکا رہے۔

(۴۸۳۴) اور محمد بن مسلم نے آنجناب علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص نے اپنی عورت سے پانچ مرتبہ ظہار کیا یا اس سے زیادہ مرتبہ تو آپؑ نے فرمایا کہ حضرت علی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ وہ ہر ظہار کے موقع پر ایک کفارہ ادا کرے گا۔

(۴۸۳۵) اور جمیل بن درّاج نے آنجناب علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ظہار کرنے والے پر کفارہ کب واجب ہوتا ہے؟ آپؑ نے فرمایا جب وہ اپنی عورت سے مجامعت کا ارادہ کرے میں نے عرض کیا کہ وہ اگر مجامعت سے پہلے اس کو طلاق دے دے؟ آپؑ نے فرمایا نہیں۔ اس سے کفارہ ساقط ہو جائے گا میں نے عرض کیا کہ اگر وہ کفارہ میں روزے رکھے اور بیمار ہو جائے اور روزہ توڑ دے تو کیا (صحت کے بعد) ازسر نو روزہ شروع کرے یا وہ جو باقی رہ گیا ہے اس کو تمام کرے؟ آپؑ نے فرمایا اگر وہ ایک ماہ روزہ رکھے پھر بیمار ہو جائے تو ازسر نو رکھنا شروع کردے گا اور اگر ایک مہینے سے زیادہ ایک (۱) دن یا دو (۲) دن روزے رکھنے کے بعد افطار کرے تو (ازسر نو کی ضرورت نہیں) اس پر بنا رکھ کر روزے تمام کرے گا۔

راوی کا بیان ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ اس سلسلہ میں آزاد اور غلام دونوں برابر ہیں بس فرق صرف یہ ہے کہ غلام پر کفارہ آزاد کے کفارے سے نصف ہے۔

(۴۸۳۶) محمد بن مسلم نے دونوں ائمہ علیہما السلام میں سے کسی ایک سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے آنجنابؑ سے عرض کیا کہ اگر کوئی شخص ماہ شعبان میں ظہار کر لے اور آزاد کرنے کو کچھ نہ پائے؟ تو آپؑ نے فرمایا پھر وہ انتظار کرے کہ رمضان گزر جائے تو وہ دو ماہ پے در پے روزے رکھے۔

اور اگر وہ سفر پر ہو اور ظہار کر لے تو انتظار کر لے یہاں تک کہ وطن واپس پہنچے اور اگر کوئی شخص (کفارہ میں) روزے رکھے پھر درمیان میں اس کو کہیں سے مال مل جائے تو وہ اس کو چلاتا رہے جس کی ابتداء کی ہے۔ (یعنی یہ نہیں

کہ مال سے غلام خرید کر آزاد کردے اور روزے پورے نہ کرے) ۔

(۴۸۳۷) اور سماعہ نے ابو بصیر سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو بیان فرماتے ہوئے سنا کہ ایک شخص نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ یا رسولؐ اللہ میں نے اپنی عورت سے ظہار کیا ۔ آپؐ نے فرمایا کہ پھر جاؤ اور ایک غلام آزاد کرو اس نے عرض کیا کہ میرے پاس کوئی غلام نہیں ہے ۔ آپؐ نے فرمایا کہ اچھا جاؤ اور دو مہینے لگاتار روزے رکھو ۔ اس نے عرض کیا کہ مجھ میں قوت نہیں ۔ آپؐ نے فرمایا کہ اچھا جاؤ اور ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلاؤ اس نے عرض کیا کہ میرے پاس اتنی خوراک بھی نہیں ہے آپؐ نے فرمایا کہ اچھا میں تمہارے طرف سے تصدق کئے دیتا ہوں پھر آپؐ نے ساٹھ مسکینوں کے کھانے کے لئے اس کو کھجوریں دے دیں اور کہا جاؤ اس کو تصدق کرو اس نے عرض کیا کہ اس ذات کی قسم جس نے آپؐ کو حق کے ساتھ نبی بنا کر بھیجا ہے مجھے نہیں معلوم کہ اس ساری آبادی میں مجھے یا میرے گھر والوں سے زیادہ کوئی اور کھجوروں کا مستحق ہے ۔ آپؐ نے فرمایا کہ اچھا تو جاؤ تم بھی کھاؤ اور اپنے عیال کو بھی کھلاؤ ۔

مصنف علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ یہ حدیث ظہار کے سلسلہ میں بہت نادر اور غریب ہے کیونکہ اس مضمون کی حدیث اس شخص کے کفارہ کے بارے میں ہے جو ماہ رمضان میں ایک دن اپنا روزہ توڑ لے ۔

(۴۸۳۸) اور حسن بن علی بن فضال کی روایت میں ہے کہ ایک مرتبہ ایک شخص نے حضرت امام ابوالحسن علیہ السلام سے عرض کیا کہ میں نے عورت سے کہہ دیا کہ اگر تو حجرے کے دروازے سے باہر نکلے تو میرے لئے تو میری ماں کی پشت کے مانند ہے اور وہ باہر نکلی ۔ آپؐ نے فرمایا تجھ پر کوئی کفارہ نہیں ہے ۔ میں نے عرض کیا کہ مگر مجھ میں قوت ہے کہ کفارہ ادا کروں ۔ آپؐ نے فرمایا کہ تجھ پر کوئی کفارہ ہی نہیں ہے میں نے عرض کیا کہ مجھ میں اتنی قوت ہے کہ ایک غلام اور دو غلام آزاد کردوں آپؐ نے فرمایا تم پر کفارہ ہی نہیں ہے تم میں قوت ہو یا نہ ہو ۔

(۴۸۳۹) اور سکونی نے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ حضرت علی علیہ السلام نے ایسے شخص کے متعلق ارشاد فرمایا کہ جس نے اپنی عورت سے ایک ہی جملہ میں ایلاء بھی کیا اور ظہار بھی کیا آپؐ نے فرمایا کہ اس پر ایک کفارہ ہوگا ۔

(۴۸۴۰) عبداللہ بن بکیر نے حمران سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا کہ ایک شخص نے اپنی عورت سے کہا کہ تُو میرے لئے میری ماں کی پشت کے برابر ہے اس سے اس کا ارادہ یہ تھا کہ اپنی عورت کو خوش کردے آپؐ نے فرمایا کہ وہ اپنی عورت سے مجامعت کرے نہ اس کی عورت پر کوئی کفارہ ہے اور نہ اس پر کوئی کفارہ ہے ۔

(۴۸۴۱) ایّوب بن نوح نے صفوان سے انہوں نے ابن عینیہ سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے آپؐ نے فرمایا کہ ظہار کرنے والا اگر ایک مہینہ متواتر روزہ رکھے اور دوسرے مہینہ میں ایک روزہ رکھے

تو اس نے دوسرے مہینہ کو ملا لیا اب اگر چاہے تو ایک ایک دو دو روزے کر کے متفرق روزے پورے کر لے اور اگر چاہے تو ہر دن کے لئے ایک مد طعام کسی مسکین کو دے۔

(۴۸۴۲) زیاد بن منذر نے ابی الورد سے روایت کی ہے ایک مرتبہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے دریافت کیا گیا اور میں ان کی خدمت میں حاضر تھا کہ ایک شخص نے اپنی عورت سے ایک سو مرتبہ کہا کہ تو میرے لئے ایسی ہے جیسی میری ماں کی پشت تو حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے دریافت کیا کہ وہ ہر ایک مرتبہ کے لئے ایک غلام آزاد کر سکتا ہے پوچھنے والے نے کہا کہ نہیں۔آپؑ نے پوچھا ایک سو (۱۰۰) مرتبہ ساٹھ (۶۰) مسکینوں کو کھانا کھلا سکتا ہے۔ راوی نے کہ نہیں آپؑ نے دریافت کیا کہ کیا وہ سو مرتبہ دو دو مہینہ لگاتار روزے رکھ سکتا ہے راوی نے کہا نہیں آپؑ نے فرمایا پھر ان دونوں کو جدا کر دیا جائے۔

(۴۸۴۳) اور ابن فضّال کی روایت میں ہے جو انہوں نے غیاث سے انہوں نے حضرت جعفر بن محمد علیہما السلام سے اور انہوں نے اپنے پدر بزرگوار علیہ السلام سے روایت کی ہے آپؑ نے بیان کیا کہ حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا ایک ایسے شخص کے متعلق جس نے اپنی چار عورتوں سے ظہار کیا تو آپؑ نے فرمایا کہ اس شخص پر ایک کفارہ ہوگا۔

(۴۸۴۴) اور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ نہ طلاق کے بدلے ظہار ہوگا نہ ظہار کے بدلے طلاق۔

(۴۸۴۵) حسن بن محبوب نے ابی ولّاد سے انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے آپؑ نے فرمایا نہ قسم میں ظہار ہوگا نہ کسی کو ضرر پہونچانے کیلئے ظہار ہوگا نہ غصہ کی حالت میں ظہار ہوگا اور ظہار صرف زمانہ طہر میں ہوگا جو بغیر جماع کے ہو۔اور دو مسلمان گواہوں کے سامنے ہوگا۔

(۴۸۴۶) اور عمّار بن موسیٰ ساباطی نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ظہار واجب (یقینی) کے متعلق دریافت کیا تو آپؑ نے فرمایا کہ یہ وہ ہے کہ جس آدمی نے بعینہ ظہار کا ہی ارادہ کیا ہے۔

(۴۸۴۷) اور سکونی کی روایت ہے کہ ان کا بیان ہے کہ حضرت امیرالمومنین علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ اگر کوئی عورت یہ کہے کہ میرا شوہر میرے لئے میری ماں کی پشت کے مانند ہے تو اس پر کوئی کفارہ نہیں (اس لئے کہ ظہار مرد کا کام ہے عورت کا نہیں)۔

(۴۸۴۸) اور اسحاق بن عمّار نے حضرت امام ابوابراہیم علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص اپنی کنیز سے ظہار کرتا ہے۔آپؑ نے فرمایا کہ اس میں کنیز و آزاد دونوں برابر ہیں۔

(۴۸۴۹) اور محمد بن حمران نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ کیا مملوک و غلام پر ظہار کا کفارہ ہے ؟ آپؑ نے فرمایا کہ اس پر آزاد سے نصف کفارہ ہے یعنی ایک ماہ کے روزے (لیکن) اس پر تصدق کرنا یا غلام آزاد کرنا نہیں ہے۔

(۴۸۵۰) اور سکونی کی روایت میں ہے ان کا بیان ہے کہ حضرت علی علیہ السلام کا ارشاد ہے کہ ظہار کے کفارے میں ام ولد کا آزاد کر دینا بھی کافی ہے۔

باب :- لعان۔

(۴۸۵۱) احمد بن محمد بن ابی نصر بزنطی نے عبدالکریم بن عمرو سے انہوں نے ابی بصیر سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے آپؑ نے فرمایا کہ لعان نہیں واقع ہو سکتا تا وقتیکہ مرد اپنی عورت سے جماع نہ کر چکا ہو اور لعان اولاد کے انکار کر دینے کے بغیر نہ ہوگا۔

اور اگر مرد عورت پر جھوٹا الزام لگائے، اس کے بچے سے انکار کرے تو اس کو اسّی (۸۰) کوڑے لگائے جائیں گے اور اگر وہ اپنی عورت پر زنا کا الزام لگائے اور کہے کہ میں نے اس کی دونوں ٹانگوں کے بیچ میں ایک آدمی کو مجامعت کرتے خود دیکھا ہے اور اس کی اولاد سے انکار کردے اور اس پر چار عادل گواہ پیش کرے تو عورت کو رجم کر دیا جائے گا اور اگر چار گواہ نہ پیش کر سکے تو اس کو لعان کرے گا۔ اور اگر وہ لعان کرنے سے انکار کرے تو اس کو افتراء کی حد (سزا) میں اسّی (۸۰) کوڑے لگائے جائیں گے۔ اور اس نے لعان کرلیا تو اس پر پھر حد جاری نہ ہوگی۔

(۴۸۵۲) اور بزنطی نے حضرت ابو الحسن امام رضا السلام سے دریافت کیا کہ اور عرض کیا کہ اللہ آپؑ کا بھلا کرے یہ بتائیں کہ ملاعنت کا کیا طریقہ ہے آپ نے فرمایا کہ امام قبلہ کی طرف سے پشت کر کے بیٹھے گا اور مرد کو اپنے دائیں جانب اور عورت اور اس کے بچہ کو اپنے بائیں جانب بٹھائے گا۔

(۴۸۵۳) اور دوسری حدیث میں ہے کہ پھر مرد کھڑا ہوگا اور چار مرتبہ اللہ کا حلف اٹھا کر کہے گا کہ میں نے اس پر جو الزام لگایا ہے اس میں میں سچا ہوں پھر امام اس سے کہے گا کہ اللہ سے ڈر اس لئے کہ اللہ کی لعنت شدید ہوتی ہے پھر مرد کہے گا کہ اگر اس الزام لگانے میں میَں جھوٹا ہوں تو مجھ پر خدا کی لعنت ہو۔ پھر عورت اٹھے گی اور چار مرتبہ اللہ کے حلف کے ساتھ کہے گی کہ اس شخص نے مجھ پر جو الزام لگایا ہے وہ اس الزام لگانے میں جھوٹا ہے تو امام اس عورت سے کہے گا کہ دیکھ اللہ سے ڈر اللہ کا غضب شدید ہوتا ہے۔ پھر عورت کہے گی کہ اگر یہ الزام لگانے میں سچا ہے تو مجھ پر اللہ کا غضب نازل ہو اگر وہ اس کہنے سے پیچھے ہٹی تو اس کو رجم کیا جائے گا اور اس کو پیچھے کی طرف سے رجم و سنگسار کیا جائے گا۔ سامنے کی طرف سے رجم و سنگسار نہیں کیا جائے گا تاکہ ضرب و رجم اس کے چہرے کو گزند نہ پہونچائے اور اس کے چہرے اور شرم گاہ کو چھوڑ کر اس کے تمام اعضائے جسد پر ضرب لگائی جائے گی۔

اور اگر عورت حاملہ ہے تو اس کو سنگسار نہیں کیا جائے گا اور اگر وہ اس کہنے سے پیچھے نہ ہٹے تو بھی اس پر سے حد یعنی رجم و سنگ ساری ہٹادی جائے گی۔ اور ان دونوں کو ہمیشہ کے لئے ایک دوسرے سے جدا کر دیا جائے گا پھر اگر کوئی اس

کے بچے کو زانیہ کی اولاد کہہ کر پکارے گا تو اس کو حد میں کوڑے لگائے جائیں گے۔

اور اگر ملاعنت کے بعد وہ مرد بچے کا دعویٰ کرے تو وہ بچہ اس کی طرف منسوب کردیا جائے گا مگر وہ عورت اس کی طرف واپس نہ ہوگی پس اگر باپ مرجائے تو بیٹا اس کا وارث ہوگا اور اگر بیٹا مرجائے تو باپ کو میراث نہیں ملے گی بلکہ اس کی میراث اس کی ماں کو ملے گی۔ اور اگر اس کی ماں نہ ہوگی تو میراث اس کے بھائیوں کو ملے گی۔ مگر باپ کی طرف سے رشتہ داروں میں سے کوئی اس کا وارث نہ ہوگا۔

اور اگر کوئی اپنی عورت پر اتہام لگائے اور وہ گونگی ہو تو ان دونوں کو جدا کر دیا جائے گا۔

اور غلام اگر عورت پر اتہام لگائے تو وہ دونوں بھی اسی طرح ملاعنت کریں گے جس طرح دو آزاد مرد اور عورت اور لعان ہوگا آزاد مرد اور آزاد عورت کے درمیان، غلام اور آزاد عورت کے درمیان اور آزاد مرد اور کنیز کے درمیان اور غلام اور کنیز کے درمیان۔ اور ایک مسلمان اور زن یہودیہ اور زن نصرانیہ کے درمیان۔

(۴۸۵۴) علاء نے محمد بن مسلم سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک آزاد مرد ایک کنیز کیساتھ ملاعنت کرے؟ آپؑ نے فرمایا ہاں اگر اس کنیز کے مالک نے اس مرد آزاد سے اس کا نکاح کر دیا ہو۔

(۴۸۵۵) لیکن حسن بن محبوب کی روایت میں ہے جو انہوں نے عبداللہ بن سنان سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے کی ہے آپؑ نے فرمایا کہ ایک آزاد مرد کنیز سے ملاعنت نہیں کرے گا اور نہ زن ذمیہ سے اور نہ اس سے کہ جس سے اس نے متعہ کیا ہے تو یہاں کنیز سے مراد وہ کنیز ہے جو اس کی ملکیت میں ہو اور اس سے اس نے مجامعت کی ہو اور زن ذمیہ سے مراد وہ ہے جو اس کی ملکیت میں ہو مگر مسلمان نہ ہوئی ہو اور تفسیر کرنے والی حدیث مجمل حدیث پر حکم لگاتی ہے۔

اور اگر کوئی مرد اپنی عورت سے ملاعنت کرلے اور وہ حاملہ ہو اور ولادت کے بعد مرد اس کے لڑکے کا دعوی کرے اور یہ خیال کرے کہ یہ لڑکا اس کا ہے تو وہ لڑکا اس کو دے دیا جائے گا اور اس پر حد جاری نہ ہوگی اس لئے کہ ملاعنت گزر گئی۔ اس حدیث کی روایت بزنطی نے عبدالکریم سے انہوں نے حلبی سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے کی ہے۔

(۴۸۵۶) محمد بن علی بن محبوب نے محمد بن عیسیٰ سے انہوں نے حسین بن علوان سے انہوں نے عمرو بن خالد سے انہوں نے زید بن علی علیہ السلام سے روایت کی ہے ایک شخص کے متعلق کہ جس نے اپنی عورت پر اتہام لگایا پھر کہیں باہر چلا گیا پھر اس وقت آیا جب وہ مرچکی تھی۔ آپؑ نے فرمایا کہ اس کو دو باتوں میں سے ایک کا اختیار دیا جائیگا کہ اگر تُو چاہے تو اپنے گناہ کا اقرار کرلے اور تجھ پر اتہام لگانے کی حد جاری کی جائے گی اور تُو میراث پائے گا اور اگر تُو چاہے تو

عورت کے کسی قریب ترین قرابتدار سے ملاعنت کر لے اس صورت میں تجھ کو میراث نہیں ملے گی۔

(۴۸۵۷) حسن بن علی کوفی نے حسین بن سیف سے اور انہوں نے محمد بن سلیمان سے انہوں نے حضرت ابو جعفر ثانی علیہ السلام سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے آنجنابؑ کی خدمت میں عرض کیا کہ مولا میں آپؑ پر قربان جب مرد اپنی عورت پر اتہام لگائے تو اس کی ایک گواہی چار گواہوں کے برابر کیسے ہوگی اور جب مرد کے سوا کوئی اور اس کا باپ اس کا بھائی یا اس کا لڑکا یا کوئی اجنبی اس عورت پر اتہام لگائے تو وہ اپنے قول پر ثبوت اور گواہ پیش کرے ورنہ اس پر اس اتہام کی حد جاری ہوگی۔

آپؑ نے فرمایا کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے بھی یہی سوال کیا گیا تھا اور انہوں نے فرمایا تھا کہ جب مرد اپنی زوجہ پر تہمت لگائے اور کہے کہ اس کو (زنا کرتے ہوئے) اپنی آنکھ سے دیکھا ہے تو اس کی ایک گواہی چار گواہوں کے برابر ہے اور جب کہے کہ میں نے اس کو آنکھ سے نہیں دیکھا تو اس سے کہا جائے گا کہ جو تم کہہ رہے ہو اس پر گواہی پیش کرو یعنی وہ بھی غیر کے بمنزلہ ہے اور یہ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے شوہر کے لئے ایسا خلوت کدہ قرار دیا ہے جہاں وہی داخل ہوگا کسی غیر کے لئے داخل ہونا نہیں ہے باپ ہو یا بیٹا۔ اور وہ اس میں رات دن ہر وقت داخل ہو سکتا ہے اور اسی کی لئے روا ہے کہ وہ یہ کہے کہ میں نے دیکھا ہے۔ اور اگر کوئی غیر شخص کہے گا کہ میں نے دیکھا ہے تو اس سے کہا جائے گا خلوت کدہ میں تجھ کو کس نے داخل کیا جس میں اکیلے تو نے دیکھا؟ تو اتہام لگاتا ہے لہذا ضروری ہے کہ تجھ پر حد جاری کی جائے جو اللہ نے تجھ پر واجب کی ہے۔

(۴۸۵۸) حسن بن محبوب نے عبدالرّحمٰن بن حجّاج سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ عباد بصری نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا اور میں وہاں موجود تھا کہ ایک مرد عورت سے کس طرح ملاعنت کرے؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ مسلمانوں میں سے ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ یارسول اللہ آپؐ کی کیا رائے ہے اگر ایک شخص اپنے گھر میں داخل ہو اور دیکھے کہ ایک مرد اس کی عورت سے مجامعت کر رہا ہے تو وہ ان دونوں کے ساتھ کیا برتاؤ کرے؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کی طرف سے منھ پھیر لیا اور وہ بیچارہ پلٹ گیا اور یہ وہی شخص تھا جس کی عورت کا یہ واقعہ تھا آپؑ نے کہا کہ پھر اللہ تعالیٰ کی طرف سے بذریعہ وحی ان دونوں کے متعلق حکم نازل ہوا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آدمی بھیج کر اس شخص کو بلایا اور کہا کیا تم نے اپنی عورت کے ساتھ کسی مرد کو دیکھا ہے؟ اس نے کہا جی ہاں تو آپؐ نے فرمایا کہ اچھا جاؤ اور اپنی عورت کو لے کر آؤ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے اور اس کے لئے ایک حکم نازل فرمایا ہے وہ شخص گیا اور اپنی عورت کو لے کر حاضر ہوا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس عورت کو کھڑا کر دیا اور شوہر سے کہا تم چار مرتبہ اللہ کو گواہ کر کے کہو کہ تم نے اس پر جو اتہام لگایا ہے اس میں تم سچے ہو اور اس شخص نے

چار مرتبہ اللہ کو گواہ کر کے کہا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس سے کہا ٹھہر جاؤ اور اس کو نصیحت کی اور کہا اللہ سے ڈرو اس لئے کہ اللہ کی لعنت شدید ہوتی ہے پھر فرمایا اچھا پانچویں مرتبہ اللہ کو گواہ کر کے کہو اگر تم جھوٹے ہو تو تم پر اللہ کی لعنت اور اس نے گواہی دی آپؐ نے اس کو حکم دیا اور وہ ایک طرف ہو گیا پھر آنحضرت نے عورت سے کہا کہ چار مرتبہ اللہ تعالیٰ کو گواہ بنا کر کہو کہ تیرے شوہر نے جو تجھ پر الزام لگایا اس اتہام لگانے میں جھوٹا ہے اس نے اللہ کو گواہ بنا کر کہا۔ آپؐ نے فرمایا ذرا رک جا اور آپؐ نے اس کو نصیحت کی اور کہا اللہ سے ڈر اللہ کا غضب بہت شدید ہوتا ہے۔ پھر آپؐ نے اس سے کہا اچھا اب پانچویں مرتبہ اللہ کو گواہ بنا کر تم بھی کہو کہ میرے شوہر نے مجھ پر جو اتہام لگایا ہے اگر اس اتہام لگانے میں وہ سچا ہے تو مجھ پر اللہ کا غضب نازل ہو۔ اور اس نے یہ گواہی بھی دے دی۔ تو رسول اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان دونوں کو جدا کر دیا اور ان دونوں سے کہا اب تم دونوں اس ملاعنت کے بعد تا ابد نکاح کر کے بھی جمع نہیں ہو سکے۔

باب :- غلام کی طلاق۔

(۴۸۵۹) محمد بن فضیل نے حضرت امام ابوالحسن علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ غلام کی طلاق اس وقت واقع ہو گی جب اس نے کسی آزاد عورت سے نکاح کیا ہو یا کسی دوسری قوم یا قبیلہ کی لڑکی غلام کے نکاح میں ہو۔ اگر اپنے مالک کے یہاں کی پیدا لڑکی سے نکاح کیا ہے تو مالک کو اختیار ہے کہ وہ ان دونوں کو جدا کر دے یا ان دونوں کو جمع کر دے اور اگر چاہے تو اس لڑکی کو اس سے چھین لے بغیر طلاق کے۔

(۴۸۶۰) ابن اذینہ نے زرارہ سے اور انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام اور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے ان دونوں نے ارشاد فرمایا کہ کسی مملوک کی طلاق اور نکاح بغیر اس کے مالک کی اجازت کے جائز نہیں میں نے عرض کیا اور اگر مالک ہی اس کا نکاح کر دے تو پھر طلاق کس کے اختیار میں ہے؟ آپؐ نے فرمایا کہ مالک کے اختیار میں ہے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ ضرب اللّٰہ مثلا عبداً مملوکاً لایقدر علی شی (سورہ نحل آیت نمبر ۷۵) (اللہ تعالیٰ نے مثال دی ہے ایک غلام مملوک کی جو کسی شے پر بھی قدرت نہیں رکھتا) اور ایک شے طلاق بھی ہے۔

(۴۸۶۱) قاسم بن محمد جوہری نے علی بن ابی حمزہ سے انہوں نے ابی بصیر سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے آنجنابؑ سے دریافت کیا کہ ایک شخص نے اپنی کنیز کا نکاح ایک آزاد شخص سے یا دوسرے لوگوں کے کسی غلام سے کر دیا۔ آپؐ نے فرمایا اب اس کو حق نہیں ہے کہ اس سے اس کنیز کو چھین لے ہاں اگر وہ اس کو فروخت کر دے تو جس نے خریدا ہے اس کو اختیار ہے کہ وہ اس کو شوہر سے چھین لینا چاہے تو ایسا کر سکتا ہے۔

(۴۸۶۲) ابن بکیر نے زرارہ سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک مملوک نے اپنے مالک کی اجازت کے بغیر نکاح کر لیا۔ آپؑ نے فرمایا اب تو یہ مالک پر منحصر ہے کہ اگر وہ چاہے تو اس کو اجازت دے دے اور اگر وہ چاہے تو دونوں کو جدا کر دے۔ میں نے عرض کیا اللہ آپؑ کا بھلا کرے مگر حکم بن عتیبہ وابراہیم نخعی اور ان دونوں کے اصحاب تو کہتے ہیں کہ اصل نکاح ہی فاسد ہے تو مالک کی اجازت اس کو حلال نہیں کر سکتی۔ آپؑ نے فرمایا کہ اس غلام نے اپنے مالک کی نافرمانی کی ہے اللہ کی تو نافرمانی نہیں کی اب مالک اجازت دے دے تو جائز ہے۔

(۴۸۶۳) حمّاد بن عیسیٰ نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے آنجنابؑ سے دریافت کیا کہ جب ایک آزاد عورت ایک غلام کے عقد میں ہو تو وہ کتنی مرتبہ طلاق دے (کہ وہ اس پر حرام ہو جائے اور محلل کی ضرورت ہو) آپؑ نے فرمایا کہ حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا کہ طلاق اور عدہ تو عورتوں کے اعتبار سے ہے (یعنی آزاد ہے تو تین طلاق اور تین طہر)۔

(۴۸۶۴) حمّاد بن عثمان نے حلبی سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آزاد عورت کی طلاق جب کہ وہ کسی غلام کے عقد میں ہو تو تین طلاق ہے اور کنیز کی طلاق جب کہ وہ آزاد مرد کے عقد میں ہو تو دو طلاق ہے۔

(۴۸۶۵) محمد بن فضیل نے ابی صباح کنانی سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ جب مرد آزاد ہو اور عورت کنیز ہو تو اس کے لئے دو طلاق اور اگر مرد غلام ہو اور عورت آزاد ہو تو اس کے لئے تین طلاق ہونگی۔

(۴۸۶۶) فضالہ نے قاسم بن برید سے انہوں نے محمد بن مسلم سے انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ اگر کوئی مرد آزاد کسی مملوکہ کنیز کو طلاق دے اور کچھ دن عدہ رکھے اتنے میں وہ آزاد کر دی جائے تو وہ مملوکہ ہی کا عدہ رکھے گی۔

(۴۸۶۷) اور سماعہ کی روایت میں ہے جو حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ اس کنیز کا عدہ جس کو ابھی حیض نہیں آتا پینتالیس (۴۵) راتیں ہیں یعنی جب اس کو طلاق دے دی جائے۔

(۴۸۶۸) علاء نے محمد بن مسلم سے انہوں نے دونوں ائمہ علیہما السلام سے کسی ایک سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ کنیز کا عدہ اس کا فروخت ہونا یا اس کے شوہر کا فروخت ہونا ہے نیز ایک شخص کے متعلق کہ جس نے اپنی کنیز کا نکاح ایک آزاد شخص سے کر دیا اس کے بعد اس کنیز کو فروخت کر دیا۔ آپؑ نے فرمایا یہ دونوں زن وشو کے درمیان جدائی ہے لیکن اگر خریدار چاہے تو ان دونوں کو چھوڑ دے (جدا نہ کرے)۔

(۴۸۶۹) محمد بن فضیل نے ابو الصباح کنانی سے اور انھوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے آپ نے فرمایا کہ جب کوئی کنیز فروخت کر دی جائے اور وہ شوہر دار ہو تو جس نے اس کو خریدا ہے اس کو اختیار ہے کہ وہ چاہے تو دونوں کو جدا کر دے اور چاہے تو کنیز کو اس کے شوہر کے ساتھ چھوڑ دے مگر جب اس نے راضی ہونے کے بعد اس کے ساتھ چھوڑ دیا تو اب اس کو اختیار نہیں کہ ان دونوں کو جدا کرے۔ اور غلام فروخت کر دیا جائے تو اب اس کا وہ مالک جس نے اس کو خریدا ہے اگر چاہے تو وہ کرے جو کنیز کے مالک نے کیا ہے یہ اس کا حق ہے اور جب اس نے تسلیم کر لیا اور مان لیا تو پھر مان لینے کے بعد اس کو حق نہیں کہ دونوں کو جدا کر دے۔

(۴۸۷۰) حسن بن محبوب نے مالک بن عطیّہ سے انھوں نے سلیمان بن خالد سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص کا باپ مملوک (غلام) تھا اس کے باپ کی عورت ایک کنیز مکاتبہ تھی اور اس نے اپنے مکاتبہ کی کچھ رقم ادا کر دی تھی (اور کچھ باقی تھی) اس مملوک کے بیٹے نے اس سے کہا میں تیرے مکاتبہ میں مدد کر دوں تاکہ تو اپنا بقایا ادا کر دے مگر اس شرط پر کہ جب یہ بقایا ادا ہونے کے بعد اپنے ذات کی خود مالک بن جائے تو تجھے یہ اختیار نہ ہوگا کہ تو میرے باپ کو چھوڑ دے اس نے کہا ہاں۔ تو اس نے مکاتبہ کی بقایا رقم دے دی۔ تو اب کیا اس کنیز مکاتبہ کو چھوڑنے کا اختیار ہوگا۔ آپ نے فرمایا اب اس کو کوئی اختیار نہ ہوگا مسلمان اپنی شروط کا پاس کرتے ہیں۔

(۴۸۷۱) حمّاد نے حلبی سے اور انھوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے آپ نے فرمایا کہ جب کسی غلام کے عقد میں ایک کنیز ہو اور وہ اس کو ایک طلاق دیدے اس کے بعد وہ دونوں آزاد کر دئے جائیں تو یہ کنیز اس غلام کے پاس مطلقہ کی حیثیت سے برقرار رہے گی۔

(۴۸۷۲) ابن ابی عمیر نے جمیل سے انھوں نے ہشام بن سالم سے انھوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے ایک کنیز کے بارے میں جس کو طلاق دیدی گئی اور عدہ ختم ہونے سے پہلے وہ آزاد کر دی گئی۔ آپ نے فرمایا وہ تین حیض عدہ رکھے گی اور اگر اس کا شوہر عدہ کی مدت ختم ہونے سے پہلے مرجائے تو اس کا عدہ چار مہینہ دس روز ہوگا۔

(۴۸۷۳) حریز بن عبداللہ نے محمد بن مسلم سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک مملوک کنیز ایک غلام کے عقد میں ہے پھر وہ آزاد کر دی جاتی ہے۔ آپ نے فرمایا کہ اس کو اختیار ہے اگر چاہے تو اپنے شوہر کے ساتھ قیام کرے اور اگر چاہے تو جدا ہو جائے۔

(۴۸۷۴) محمد بن قیس نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا حضرت علی علیہ السلام نے ایک شخص کی کنیز کے متعلق فیصلہ فرمایا کہ جس کے اپنے مالک سے بچہ ہوا پھر مالک نے اس کا نکاح اپنے غلام سے کر دیا پھر اس کا مالک مرگیا اور یہ کنیز آزاد ہوگئی اور اس غلام نے اس کنیز سے پھر عقد کر لیا۔ اس کنیز کا لڑکا جو مالک کے نطفہ سے

پیدا ہوا تھا وہ اس کا وارث بنا اور ترکہ میں غلام بھی اس کی ملکیت میں آیا پھر کچھ دنوں میں وہ لڑکا بھی مرگیا اور لڑکے کی وارث یہ عورت ہوئی اور یہ غلام جو اس کا شوہر تھا اس کی ملکیت میں آیا۔ اب یہ دونوں جھگڑتے ہوئے امیرالمومنین علیہ السلام کی خدمت میں آئے غلام نے کہا کہ میری زوجہ ہے میں نے اس کو طلاق نہیں دی اور عورت نے کہا یہ میرا غلام ہے اس نے کبھی مجھ سے مجامعت نہیں کی (پھر شوہر کیسا) اس عورت سے پوچھا گیا کہ جب سے یہ تیرا غلام بنا ہے اس نے تجھ سے مجامعت کی ہے اس نے کہا نہیں آپؑ نے فرمایا جب سے یہ تیرا غلام بنا ہے اگر اس نے تجھ سے مجامعت کی ہوتی تو میں تجھے سزا دیتا۔ جا یہ تیرا غلام ہے اگر چاہے تو اس کو فروخت کر دے اور چاہے تو غلام بنا کر رکھ چاہے تو اسے آزاد کر دے۔

باب :۔ طلاق

(۴۸۷۵) عبداللہ بن مسکان نے فضل بن عبدالملک بقباق سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص نے اپنی عورت کو طلاق دیدی جب کہ وہ مریض تھا۔ آپؑ نے فرمایا اگر اس مرض میں وہ سال بھر کے اندر مرجائے تو عورت اس کی وراثت پائے گی اور جس دن اس کو طلاق ہوئی ہے اس دن سے عدہ طلاق رکھے گی اور عدہ کی مدت پوری ہونے کے بعد وہ نکاح کرلے گی اور ایک سال کے اندر اسی مرض میں مرا ہے تو عورت اس کی میراث پائے گی اور ایک سال گزرنے کے بعد مرا ہے تو عورت کے لئے کوئی میراث نہیں ہے۔

(۴۸۷۶) حسن بن محبوب نے ابن بکیر سے انھوں نے عبید بن زرارہ سے روایت کی ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ کیا ایک مریض حالت مرض میں اپنی عورت کو طلاق دے؟ آپؑ نے فرمایا نہیں مگر وہ چاہے تو اسی حالت مرض میں نکاح کر سکتا ہے۔ اور اگر اس نے عورت سے دخول کیا تو عورت بھی وارث بنے گی اور اگر اس نے اس سے دخول نہیں کیا تو نکاح باطل ہے۔

(۴۸۷۷) حسن بن محبوب نے ربیع اصم سے انھوں نے ابی عبیدہ حذّاء سے اور مالک بن عطیّہ سے اور ان دونوں نے حضرت امام محمد بن علی علیہما السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا اگر کوئی مریض بحالت مرض اپنی عورت کو طلاق دے اور وہ حالت مرض میں اس وقت تک رہے کہ عورت کی عدہ کی مدت ختم ہو جائے اور اس کے بعد وہ اسی مرض کی حالت میں عدہ کی مدت ختم ہو جانے کے بعد مرجائے تو اگر اس عورت نے کوئی دوسرا نکاح نہیں کیا ہے تو وہ اس کی وارث بنے گی اور اگر اس نے دوسرا نکاح کرلیا ہے تو وہ وارث نہیں بنے گی۔

(۴۸۷۸) اور سماعہ کی روایت میں ہے کہ انھوں نے آنجناب علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص نے اپنی عورت کو طلاق دی اور وہ عورت کی مدتِ عدہ ختم ہونے سے پہلے ہی مرگیا۔ آپؑ نے فرمایا کہ وہ عدہ وفات رکھے گی اور اس کے لئے

وراثت ہوگی۔

(۴۸۷۹) اور ابن ابی عمیر کی روایت میں ابان سے روایت ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا ایسے شخص کے متعلق کہ جس نے حالت صحت میں اپنی عورت کو دو مرتبہ طلاق دی اور پھر حالت مرض میں اس نے اس کو تیسری طلاق دی آپؑ نے فرمایا کہ جب تک وہ حالت مرض میں ہے خواہ ایک سال تک کیوں نہ ہو وہ عورت اس کی میراث پائے گی۔

(۴۸۸۰) اور ابن بکیر کی روایت جو زرارہ سے ہے انھوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا کسی مریض کے لئے یہ جائز نہیں کہ حالت مرض میں اپنی عورت کو طلاق دے مگر اس کے لئے یہ جائز ہے کہ نکاح کرے۔

(۴۸۸۱) اور زرعہ کی روایت میں سماعہ سے ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے آنجناب علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص نے اپنی عورت کو طلاق دیدی جب کہ وہ مریض تھا۔ آپؑ نے فرمایا جب تک عدہ کی حالت میں ہے وہ وارث رہے گی اور اگر حالت اضرار میں طلاق دی ہے تو وہ سال بھر تک وارث رہے گی۔ اور اس کے عدہ کے اندر سال بھر پر ایک دن بھی زائد ہوا تو وارث نہ ہوگی۔

(۴۸۸۲) حماد نے حلبی سے اور انھوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے آپؑ سے دریافت کیا گیا کہ ایک شخص نزع کی عالم میں ہے اس نے اپنی عورت کو طلاق دیدی کیا یہ طلاق جائز ہے؟ آپؑ نے فرمایا کہ ہاں اگر وہ مر گیا تو عورت اس کی وارث بنے گی اور اگر عورت مر گئی تو وہ اس کا وارث نہیں بنے گا۔

باب :- طلاق مفقود (گم شدہ)

(۴۸۸۳) عمیر بن اذینہ نے برید بن معاویہ سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے ایک مرتبہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص گم ہو گیا ہے اس کی عورت کیا کرے؟ آپؑ نے فرمایا وہ خاموش ہو کر نہ بیٹھ جائے مگر اس کے چھوڑ جانے پر صبر کرے۔ اور اگر وہ اپنا معاملہ والی و حاکم کے سامنے پیش کرے گی تو وہ اس کو چار سال کی مدت دے گا پھر وہ اس گردو نواح میں خط لکھے گا جہاں وہ گم ہوا ہے اگر وہاں سے اس کے حیات کی خبر آئی تو یہ صبر کرے اور اگر چار سال تک اس کے حیات کی کوئی خبر نہ ملے تو پھر وہ اس کے گم شدہ شوہر کے ولی کو بلائے گا اور اس سے پوچھا جائے گا کہ کیا اس گم شدہ شخص کا کوئی مال و متاع ہے؟ اگر مال و متاع ہے تو وہ اس عورت پر خرچ کرے جب تک اس کی موت یا حیات کا علم نہ ہو۔ اور اگر اس گم شدہ شخص کا کوئی مال و متاع نہیں تو اس کے ولی سے کہا جائے گا کہ تم اس کا خرچہ دو اگر اس نے ایسا کیا تو جب تک وہ خرچہ دے رہا ہے عورت کو دوسرا نکاح کرنے کی کوئی صورت نہیں ہے۔

ہاں اگر وہ خرچہ دینے سے انکار کرے تو والی و حاکم اس پر جبر کرے گا کہ وہ عورت کو زمانہ طہر میں عدہ رکھنے سے پہلے ایک طلاق دے اور ولی کا یہ طلاق دینا شوہر کا طلاق دینا ہوگا۔ اگر ولی کے طلاق دینے کے دن سے لے کر عدہ کی مدت ختم ہونے سے پہلے اس کا شوہر آگیا تو اس کے جی میں آئے تو اس کی طرف رجوع کرے وہ اس کی عورت ہے اور وہ اس کے پاس دو طلاق کے بقایا پر رہے گی۔ اور اگر شوہر کے آنے سے پہلے اور اس کے رجوع کرنے سے پہلے عدہ کی مدت ختم ہوگئی تو پھر وہ عورت نکاح کے لئے حلال ہے (جو چاہے نکاح کرے) اور پہلے شوہر کا اس پر کوئی قابو نہیں ہے۔

(۴۸۸۴) اور دوسری روایت میں ہے اگر شوہر کا کوئی ولی نہ ہو تو والی و حاکم اس کو طلاق دے گا اور پھر اس پر دو عادل گواہوں کو گواہ بنائے گا اور والی و حاکم کا طلاق دینا ہی شوہر کا طلاق دینا مانا جائے گا۔ اور عورت چار ماہ دس دن عدہ رکھے گی اس کے بعد اگر چاہے تو دوسرا نکاح کسی سے کرے گی۔

(۴۸۸۵) احمد بن محمد بن ابی نصر بزنطی نے عبدالکریم بن عمرو خثعمی سے انھوں نے زرارہ سے انھوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے اور موسیٰ بن بکر نے بھی زرارہ سے انھوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ جب کسی شخص کی موت کی خبر اس کی عورت کو دی جائے یا اس کو یہ اطلاع دی جائے کہ اس کے شوہر نے اس کو طلاق دے دی ہے اور وہ عدہ رکھے اور عدہ کے بعد کسی شخص سے نکاح کرلے پھر اس کا پہلا شوہر آجائے۔ تو پہلے شوہر کا اس دوسرے شوہر سے زیادہ حق ہے خواہ اس دوسرے شوہر نے اس سے دخول کیا ہو یا نہ کیا ہو۔ اور اس عورت کو اس دوسرے شوہر سے مہر لینے کا حق ہے اس لئے کہ اس نے اس کی شرمگاہ کو اپنے لئے حلال کیا۔ اور عبدالکریم نے اپنی بیان کردہ حدیث میں اتنا اور اضافہ کیا ہے کہ اس کے دوسرے شوہر کو تا ابد اس عورت سے نکاح کرنا جائز نہیں۔

(۴۸۸۶) عاصم بن حمید نے محمد بن قیس سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے ایک مرتبہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص کے متعلق اس کی زوجہ نے یہ گمان کیا کہ وہ مرگیا یا قتل کر دیا گیا ہے تو اس کی عورت نے دوسرا نکاح کر لیا اور اس کی کنیز جو اس کی تحت تصرف تھی اس نے بھی دوسرا عقد کر لیا اور ان دونوں کی ان دوسرے شوہروں سے اولاد بھی پیدا ہوگئی اتنے میں اس عورت کا پہلا شوہر اور اس کنیز کا مالک آگیا۔ آپؑ نے فرمایا وہ اپنی عورت کو لے لیگا وہ اس کا زیادہ حق دار ہے اور اپنی کنیز کو بھی اور اس کے بچے کو لے لیگا یا اگر قیمت پر راضی ہوگا تو قیمت لے لیگا۔

(۴۸۸۷) اور ابراہیم بن عبدالحمید کی روایت میں ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ان دو گواہوں کے متعلق فرمایا جنھوں نے ایک عورت کے سامنے جا کر گواہی دی کہ اس کے شوہر نے اس کو طلاق دیدی ہے تو اس عورت نے دوسرے سے نکاح کر لیا پھر اس کا پہلا شوہر آگیا۔ آپؑ نے فرمایا کہ ان دونوں گواہوں کو حد میں کوڑے لگائے جائیں گے اور

شوہر کے لئے مہر ادا کرنے کے ذمہ دار ہوں گے پھر عورت عدہ رکھے گی اور اپنے پہلے شوہر کی طرف واپس ہو جائے گی۔

(۴۸۸۸) موسیٰ بن بکر نے زرارہ سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک عورت کو اس کے شوہر کی موت کی خبر سنائی گئی اس نے عدہ وفات رکھا اور دوسرا نکاح کر لیا اتنے میں اس کا پہلا شوہر آ گیا اور اس نے اپنی زوجہ کو چھوڑ دیا اور اس دوسرے شوہر نے بھی چھوڑ دیا اب سوال یہ ہے کہ وہ کتنے عدے رکھے اور لوگوں کے لئے۔ آپؑ نے فرمایا وہ تین طہر عدہ رکھے اس لئے کہ اس کا رحم تین طہر میں پاک ہو گا پھر لوگوں کے نکاح کے لئے حلال ہو جائے گی۔

زرارہ کا بیان کہ اور لوگ کہتے ہیں کہ وہ دو عدہ رکھے گی ہر شوہر کے لئے ایک عدہ مگر حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے اس سے انکار کیا اور فرمایا کہ وہ صرف تین طہر عدہ رکھ کر سب لوگوں سے نکاح کے لئے حلال ہو جائے گی۔

باب :- خلیّہ، بریّہ، بتّہ، باین، حرام

(۴۸۸۹) حماد بن عثمان نے حلبی سے انھوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے آنجنابؑ سے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا کہ جس نے اپنی عورت سے کہہ دیا کہ تو میری طرف سے خالی ہے یا بری ہے یا منقطع ہے یا حرام ہے۔ تو آپؑ نے فرمایا یہ کوئی چیز نہیں ہے۔

(۴۸۹۰) احمد بن محمد بن ابی نصر بزنطی نے محمد بن سماعہ سے انھوں نے زرارہ سے انھوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ ایک مرتبہ میں نے آنجنابؑ سے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا جس نے اپنی عورت سے کہہ دیا کہ تو مجھ پر حرام ہے آپؑ نے فرمایا کہ اگر مجھ کو اس پر قابو ہوتا تو میں اس کا سر توڑ دیتا اور کہتا کہ اللہ تعالیٰ نے تو یہ عورت تجھ پر حلال کی ہے پھر اور کون ہے جس نے اس عورت کو تجھ پر حرام کر دیا۔ اس نے جھوٹ کے سوا اور کچھ نہیں کہا اور خیال کیا کہ اللہ تعالیٰ نے جو اس کے لئے حلال کیا ہے وہ حرام ہے اس پر نہ کوئی طلاق ہے نہ کفارہ ہے۔

میں نے عرض کیا مگر اللہ تعالیٰ کا قول تو یہ ہے کہ یاایھا النبی لم تحرم ما احل اللّٰہ لک تبتغی مرضات ازواجک و اللّٰہ غفور رحیم. قد فرض اللّٰہ لکم تحلۃ ایمانکم - (سورۃ تحریم آیت ۱-۲) (اے نبیؐ جو چیز اللہ نے تمہارے لئے حلال کر دی ہے اس سے اپنی بیویوں کی خوشنودی کے لئے کیوں کنارہ کش ہوتے ہو اور اللہ تو بڑا بخشنے والا مہربان ہے اللہ نے تم لوگوں کے لئے قسموں کو توڑ ڈالنے کا کفارہ مقرر کر دیا ہے) تو اللہ نے اس کے لئے ان پر کفارہ مقرر کر دیا۔

آپؑ نے فرمایا کہ آنحضرتؐ نے اپنے اوپر اپنی ایک کنیز ماریہ حرام کر لی تھی اور قسم کھالی تھی کہ آپؐ اس سے مقاربت نہیں کریں گے تو اللہ تعالیٰ نے آنحضرتؐ پر قسم کا کفارہ فرض کیا تھا حرام کرنے پر کوئی کفارہ فرض نہیں کیا تھا۔

باب :- عنین (نامرد) کے لئے حکم

(۴۸۹۱) محمد بن علی بن محبوب نے احمد بن محمد سے انھوں نے اپنے باپ سے انھوں نے عبداللہ بن فضل ہاشمی سے انھوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے یا کسی اور شخص نے آنجنابؑ سے دریافت کیا ایک ایسے شخص کے متعلق کہ جس کی عورت نے دعویٰ کیا کہ وہ نامرد ہے اور وہ شخص اس سے انکار کرتا ہے۔ آپؑ نے فرمایا کہ کوئی قابلہ عورت کی شرمگاہ میں خلوق (ایک قسم کا رنگ جو زعفران وغیرہ سے مرکب ہوتا ہے) پھیر دے مگر مرد کو معلوم نہ ہو اور مرد اس سے دخول کرے اور نکالے اگر اس کے آلہ تناسل پر خلوق لگا ہوا ہو تو وہ سچا ہے اور اگر نہ لگے تو وہ سچی ہے اور یہ جھوٹا ہے۔

(۴۸۹۲) اور دوسری حدیث میں ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ اگر کوئی عورت اپنے شوہر کے خلاف یہ الزام لگائے کہ وہ نامرد ہے اور شوہر ایسا ہونے سے انکار کرے تو اس مقدمہ کا فیصلہ یہ ہے کہ مرد کو ٹھنڈے پانی میں بٹھا دیا جائے اگر اس کا عضو تناسل ڈھیلا ہی پڑا رہتا ہے تو وہ نامرد ہے اور اگر وہ سکڑ جاتا ہے تو وہ نامرد نہیں ہے۔

(۴۸۹۳) اور ایک حدیث میں ہے کہ اس کو تین دن تک تازہ مچھلی کھلائی جائے پھر اس سے کہا جائے کہ راکھ پر پیشاب کرو اگر اس کا پیشاب راکھ میں سوراخ کر دے تو وہ نامرد نہیں اور اگر اس کا پیشاب راکھ میں سوراخ نہ کرے تو پھر وہ نامرد ہے۔

(۴۸۹۴) صفوان بن یحییٰ نے ابان سے انھوں نے غیاث سے انھوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ جب کسی نامرد کے متعلق یہ علم ہو جائے کہ وہ نامرد ہے عورت کے پاس نہیں جا سکتا ہے تو ان دونوں کو جدا کر دیا جائے گا اور اگر ایک مرتبہ بھی اس نے عورت سے مجامعت کر لی ہے تو ان دونوں کو جدا نہیں کیا جائے گا۔ اور مرد کو کسی عیب کی بنا پر رد نہیں کیا جائے گا۔

(۴۸۹۵) حسن بن محبوب نے خالد بن جریر سے انھوں نے ابی الربیع شامی سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا گیا کہ جس نے ایک عورت سے نکاح کیا اور کچھ دن اس کے ساتھ رہا مگر اس سے مجامعت نہیں کر سکا وہ عورت کے وہی اعضاء دیکھتا رہا جن کا دوسروں کو دیکھنا حرام ہے پھر اس نے اس کو طلاق دے دی کیا اس کے لئے یہ جائز ہے کہ اس عورت کی لڑکی سے نکاح کرے؟ آپؑ نے فرمایا کہ اس کے لئے جائز نہیں ہے اس لئے کہ اس نے اس کی ماں کا بہت کچھ دیکھا ہے۔

(۴۸۹۶) اور سکونی کی روایت ہے کہ حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا کہ جو شخص ایک عورت سے ایک مرتبہ مجامعت کرے پھر اس پر ایسا جادو کر دیا جائے کہ مجامعت نہ کر سکے تو عورت کو اس سے جدا ہونے کا کوئی اختیار نہیں۔

(۴۸۹۷) اور عمار ساباطی نے آنجناب علیہ السلام سے دریافت کیا ایک ایسے شخص کے متعلق کہ اس پر جادو کر کے ایسا باندھ دیا گیا کہ اپنی عورت سے مجامعت نہیں کر پاتا۔ آپؑ نے فرمایا کہ وہ دوسری عورتوں سے بھی مجامعت نہیں کر پاتا تو اس کے پاس اس کی عورت کو روکا نہیں جائے گا مگر یہ کہ وہ خود رکنے پر راضی ہو جائے اور اگر وہ دوسری عورتوں سے مجامعت پر قادر ہے تو اس کے روکنے میں کوئی حرج نہیں۔

(۴۸۹۸) اور ایک دوسری حدیث میں روایت کی گئی ہے۔ جب یہ جان لینے کے بعد کہ اس کا شوہر نامرد ہے اس کے ساتھ قیام کر لے اور اس کے ساتھ رہنے پر راضی ہو جائے تو راضی ہونے کے بعد اس عورت کو کوئی اختیار نہیں ہے۔

باب :- نادر احادیث

(۴۸۹۹) ابو سعید خدری سے روایت ہے انھوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی علیہ السلام کو نصیحت کی کہ اے علیؑ جب تم خلوت میں عروس کے پاس جاؤ اور بیٹھو تو اس کے موزے اتار دو اور اس کے دونوں پاؤں دھو اور اس کا دھون اپنے گھر کے دروازے سے لے کر مکان کے آخری سرے تک چھڑک دو جب تم ایسا کرو گے تو اللہ تعالیٰ تمہارے گھر سے ستر (۷۰) ہزار قسم کا فقر دور کرے گا۔ اور ستر (۷۰) ہزار قسم کی برکتیں اس میں داخل کر دے گا اور اس پر ستر (۷۰) رحمتیں نازل کرے گا جو عروس کے سر پر منڈلاتی رہیں گی اور تم گھر کے گوشے گوشے میں اس کی برکتیں دیکھ پاؤ گے۔ اور عروس جب تک اس گھر میں ہے جنون و جذام اور برص سے محفوظ رہے گی اور عروس کو منع کر دو کہ وہ اس ہفتہ دودھ سرکہ اور دھنیاں اور کھٹے سیب ان چار چیزوں سے پرہیز کرے۔ حضرت علی علیہ السلام نے عرض کیا یا رسولؐ اللہ ان چار چیزوں سے پرہیز کیوں کیا جائے؟ آپؐ نے عرض کیا کہ اس لئے کہ رحم ان چار چیزوں سے عقیم اور بانجھ ہو جاتا ہے اور ٹھنڈا پڑ جاتا ہے اور بچہ پیدا نہیں ہوتا اور گھر کے اندر کسی گوشے میں پڑی ہوئی چٹائی اس عورت سے بہتر ہے جس کے بچہ نہ پیدا ہو۔ حضرت علی علیہ السلام نے عرض کیا یا رسولؐ اللہ سرکہ سے کیوں منع کیا جائے۔ آپؐ نے فرمایا اگر سرکہ کھانے پر حیض آیا تو مکمل طور پر کبھی وہ حیض سے پاک نہ ہوگی اور دھنیاں حیض کو اس کے پیٹ میں بکھیر دے گا اور اسے ولادت میں سختی ہوگی۔ اور کھٹا سیب اس کے حیض کو قطع کر دے گا اور وہ مرض بن جائے گا۔

پھر آنحضرتؐ نے فرمایا اے علیؑ تم اپنی عورت سے مہینہ کی پہلی اور پندرہ اور آخری تاریخ میں مجامعت نہ کرنا کیونکہ اس طرح جنون و جذام اور خبط الحواسی سرعت کے ساتھ اس کی طرف اور اس کے بچے کی طرف پہونچتی ہے۔

اے علیؑ ظہر کے بعد اپنی عورت سے مجامعت نہ کرنا ورنہ اس وقت کوئی بچہ تم دونوں کے لئے مقدر ہوا تو احول ہو گا اور انسانوں میں احول کو دیکھ کر شیطان خوش ہوتا ہے۔

اے علیؑ جماع کرتے وقت باتیں نہ کرنا ورنہ اس اثنا میں اگر کوئی بچہ تم دونوں کے لئے مقدر ہوا تو خطرہ ہے کہ وہ

گونگا ہو اور جماع کرتے وقت کوئی شخص عورت کی شرمگاہ کو نہ دیکھے اور جماع کرتے وقت نظر نیچی رکھے کیونکہ عورت کی شرمگاہ کو دیکھنا بچے میں اندھا پن پیدا کرتا ہے۔

اے علیؑ تم غیر کی عورت کے تصور میں اپنی عورت سے جماع نہ کرنا ورنہ مجھے ڈر ہے کہ اگر اس دوران تم دونوں کے لئے کوئی بچہ مقدر ہو گا تو وہ مخنّث یا زنخا یا فاتر العقل ہو گا۔

اے علیؑ جو شخص اپنی عورت کے ساتھ بستر پر حالت جنابت میں ہو جائے تو وہ قرآن کی تلاوت نہ کرے اس لئے کہ مجھے ڈر ہے کہ ان دونوں پر آسمان سے آگ برسے اور ان دونوں کو جلا کر خاک کر دے۔

مصنف علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ اس سے مراد سورہائے عزائم کی تلاوت ہے دوسرے سورے نہیں ہیں۔

اے علیؑ تم اپنی عورت سے مجامعت کرو تو تمہارے پاس کپڑے کا ایک ٹکڑا ہو اور تمہاری عورت کے پاس کپڑے کا ایک الگ ٹکڑا ہو ایک ہی کپڑے سے دونوں مادے کو صاف نہ کریں ورنہ شہوت پر شہوت واقع ہو گی اور اس سے تم دونوں میں عداوت پیدا ہو گی جو جدائی اور طلاق پر ختم ہو گی۔

اے علیؑ تم اپنی عورت سے کھڑے کھڑے مجامعت نہ کرنا اس لئے کہ یہ گدھوں کا کام ہے اگر اس سے تم دونوں کے مقدر میں بچہ پیدا ہوتا ہے تو بستر پر پیشاب کرے گا جس طرح گدھا کہ جہاں ہوتا ہے پیشاب کر دیتا ہے۔

اے علیؑ تم اپنی عورت سے شب عید قربان مجامعت نہ کرنا اس لئے کہ اگر تم دونوں کے بچہ ہو گا تو اس کی چھ انگلیاں یا چار انگلیاں ہونگی۔

اے علیؑ تم کسی پھلدار درخت کے نیچے اپنی عورت سے جماع نہ کرنا اس سے تم دونوں سے جو اولاد پیدا ہو گی وہ قتال یا جلاد یا ظلم میں مشہور ہو گی۔

اے علیؑ تم سورج کے سامنے اور اس کی روشنی میں اپنی عورت سے مجامعت نہ کرو مگر یہ کہ تم پردہ ڈال لو جو تم دونوں کو چھپائے رکھے ورنہ اگر تم دونوں سے کوئی بچہ پیدا ہوا تو وہ ہمیشہ سختی اور فقر و فاقہ میں رہے گا یہاں تک کہ اس کی موت آجائے گی۔

اے علیؑ تم اپنی عورت سے اذان واقامت کے درمیان مجامعت نہ کرنا ورنہ تم دونوں کے اگر لڑکا پیدا ہوا تو اس کو خون بہانے کا بہت شوق ہو گا۔

اے علیؑ اگر تمہاری عورت حاملہ ہو تو جب تک تم وضو نہ کر لو اس سے مجامعت نہ کرنا ورنہ اگر تم دونوں کے کوئی لڑکا پیدا ہوا تو وہ دل کا اندھا اور ہاتھ کا کنجوس ہو گا۔

اے علیؑ تم اپنی عورت سے نصف ماہ شعبان میں مجامعت نہ کرنا ورنہ تم دونوں سے جو اولاد پیدا ہو گی وہ منحوس ہو گی اور اس کے چہرے پر نحوست ہو گی۔

اے علیؑ تم اپنی عورت سے شعبان کے آخر دنوں میں جب اس میں دو (۲) دن باقی رہ جائیں مجامعت نہ کرنا ورنہ اگر تم دونوں کے لڑکا پیدا ہوگا تو عشر وصول کرنے والا یا ظالموں کی مدد کرنے والا ہوگا اور اس کے ہاتھوں لوگوں کا ایک گروہ ہلاک ہوگا۔

اے علیؑ تم اپنی عورت سے عمارتوں کی چھتوں پر جماع نہ کرو اس لئے کہ اگر تم دونوں کے لئے کوئی بچہ مقدر ہوگا تو وہ منافق و ریاکار و بدعتی ہوگا۔

اے علیؑ جب تم کسی سفر کے لئے نکلو تو اس شب میں اپنی عورت سے جماع نہ کرو اس لئے کہ اگر دونوں کے بئے کوئی بچہ مقدر ہوگا تو وہ اپنا مال ناحق کاموں میں خرچ کرے گا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس آیت کی تلاوت فرمائی ان المبذرین کانوا اخوان الشیاطین (سورۃ بنی اسرائیل آیت ۲۷) (فضول خرچ لوگ شیاطین کے بھائی بند ہوتے ہیں)۔

اے علیؑ جب تم ایسے سفر پر نکلو کہ جس کی مسافت تین دن اور تین رات ہو تو اپنی عورت سے مجامعت نہ کرو اس لئے کہ اگر تم دونوں کے کوئی بچہ پیدا ہوگا تو وہ تم پر ہر ظلم کرنے والے کی مدد کرے گا۔

اے علیؑ تم مہینہ کی دوسری تاریخ کی شب میں جماع کرو اس لئے کہ اگر تم دونوں کے بچہ پیدا ہوگا تو وہ اللہ کی کتاب کا حافظ ہوگا اور اللہ نے جو اس کی قسمت میں لکھ دیا ہے اس پر راضی ہوگا۔

اے علیؑ اگر تم تیسری تاریخ کی شب میں جماع کروگے اور تم دونوں کے مقدر میں بچہ ہوگا تو اس کو لا الہ الا اللہ کی شہادت اور محمد رسول اللہ کی شہادت کی بعد (تیسری) شہادت کی روزی ملے گی اور اللہ تعالیٰ اس کو مشرکین کی ساتھ معذب نہیں کرے گا۔ وہ پاک نکہت، پاک دہن ہوگا، رحم دل ہوگا، ہاتھ کا سخی ہوگا۔ اس کی زبان غیبت و کذب و بہتان سے پاک ہوگی۔

اے علیؑ اگر تم جمعرات کی شب میں جماع کرو اور تم دونوں کے مقدر میں بچہ ہو تو حاکموں میں سے وہ بھی ایک حاکم ہوگا یا عالموں میں سے وہ بھی ایک عالم ہوگا اور اگر جمعرات کے دن زوال کے وقت جب آفتاب ٹھیک آسمان کے بیچوں بیچ ہو تم جماع کروگے اور تم دونوں کے مقدر میں بچہ ہوگا تو اس کے بڑھاپے تک شیطان اس کے قریب نہیں پھٹکے گا اور وہ لوگوں کے امور کا نگران ہوگا اور اللہ تعالیٰ اس کو دین و دنیا کی سلامتی عطا فرمائے گا۔

اے علیؑ اگر تم اس سے شب جمعہ میں جماع کروگے اور تم دونوں کے لئے بچہ مقدر ہوگا تو وہ خطیب بیباک بولنے والا اور بے دھڑک تقریر کرنے والا ہوگا۔ اور اگر تم جمعہ کے دن بعد عصر جماع کروگے اور تم دونوں کے نصیب میں بچہ ہوگا تو وہ ایک مشہور و معروف عالم ہوگا اور اگر تم شب جمعہ میں بعد عشا جماع کروگے تو امید ہے کہ جو بچہ پیدا ہوگا تو وہ ان شاء اللہ تعالیٰ ابدال میں سے ہوگا۔

اے علیؑ تم اپنی عورت سے رات کی اول ساعت میں جماع نہ کرو اس لئے کہ اگر تم دونوں کے مقدر میں بچہ ہوگا تو خطرہ ہے کہ وہ ساحر اور جادوگر ہو اور دنیا کو دین پر ترجیح دے۔

اے علیؑ میری ان وصیّتوں کو یاد رکھو جس طرح میں نے جبریل علیہ السلام سے سن کر یاد رکھا ہے۔

(۴۹۰۰) اصحاب امیرامومنین علیہ السلام میں سے ایک شخص نے اپنی عورت کی شکایت کی تو آپؑ لوگوں کو خطبہ دینے کے لئے کھڑے ہوئے اور فرمایا اے گروہ مردم تم لوگ کسی حال میں بھی عورتوں کی اطاعت نہ کرو اور ان کو کسی مال کا امین نہ بناؤ اور انہیں نہ چھوڑو کہ امور عیال کی تدبیر وانصرام خود کریں اس لئے کہ اگر انہیں چھوڑ دیا جائے تو جب بھی چاہیں گی ہلاکتوں میں ڈال دیں گی اور اپنے شوہر کے حکم سے سرتابی کریں گی۔ اس لئے کہ ہم نے ان کو دیکھا ہے کہ اپنی حاجت و ضرورت کے وقت ان میں ورع اور تقویٰ نہیں رہ جاتا اور خواہش کے وقت صبر نہیں کرتیں۔ تکبر تو ان کے لئے لازم ہے خواہ وہ بڑی کیوں نہ ہو جائیں اور خود پسندی ان کا لاحقہ ہے خواہ وہ بوڑھی کیوں نہ ہو جائیں۔ اگر ذراسی چیز ان کو نہ دی جائے تو وہ زیادہ اور بہت کچھ دی ہوئی چیزوں پر شکر گزار نہ ہوں گی۔ وہ نیکیاں بھول جاتی ہیں برائیاں یاد رکھتی ہیں۔ وہ بہتان تراشی میں جلدی کرتی ہیں اور سرکشی میں حد سے بڑھ جاتی ہیں۔ لہذا ہر حال میں ان کی دلجوئی اور مدارات کرو اور ان سے اچھی اچھی باتیں کرو شاید وہ اپنے کردار کو درست کرلیں۔

(۴۹۰۱) اور عبداللہ بن مسکان نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اچھے اچھے اخلاق سے مخصوص کیا ہے تم لوگ اپنی ذات کو آزماؤ اگر وہ اخلاق تم میں ہیں تو اللہ تعالیٰ کا شکر کرو اور اس میں اضافہ کی خواہش کرو پھر آپؑ نے دس اخلاق گنوائے۔ یقین۔ قناعت۔ صبر۔ شکر۔ حلم۔ حسن سلوک۔ سخاوت۔ غیرت۔ شجاعت۔ اور مروت۔

(۴۹۰۲) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اگرچہ باقی رہنا تو کسی کو نہیں ہے لیکن اگر انسان اپنی بقا (درازی عمر) چاہے تو بہت صبح سویرے کچھ کھایا کرے۔ جوتے نئے پہنے۔ ہلکی چادر اوڑھے اور عورتوں سے مجامعت کم کرے۔ عرض کیا گیا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہلکی چادر سے کیا مراد آپؐ نے فرمایا ہلکا پھلکا قرض۔

(۴۹۰۳) اور آنجناب علیہ السلام نے فرمایا کہ جب کوئی عورت اپنی جگہ سے اٹھے تو کوئی مرد اس جگہ پر بغیر اس جگہ کے ٹھنڈا ہوئے نہ بیٹھے۔

(۴۹۰۴) اور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ تین باتیں جسم کو منہدم بلکہ بسااوقات قتل کردیتی ہیں۔ بھرے پیٹ پر حمام جانا۔ متلی کے اوپر غشی۔ اور بوڑھی عورت سے نکاح۔

(۴۹۰۵) نیز آپؑ نے فرمایا تین باتیں ہیں جس کا انسان عادی ہوگا تو پھر کبھی نہ چھوڑے گا۔ اپنے بال اکھیڑنا۔ کپڑا اپنی پنڈلیوں تک اٹھانا۔ کنیزوں سے نکاح کرنا۔

(۴۹۰۶) آپؑ نے فرمایا جس شخص کی عورت اسی شہر میں ہو اور وہ اپنا گھر چھوڑ کر دوسری جگہ شب بسر کرے یہ صاحب مروت کی موت ہے۔

(۴۹۰۷) فرمایا کہ ملعون ہے ملعون وہ شخص جس کے اہل عیال تنگی میں بسر کریں۔

(۴۹۰۸) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تم لوگوں میں سب سے بہتر وہ ہے جو اپنے اہل و عیال کے لئے بہتر ہو اور میں اپنے گھر والوں کے لئے تم سے بہتر ہوں۔

(۴۹۰۹) اور آنجناب علیہ السلام نے فرمایا آدمی کے متعلقین اس کے اسیر و قیدی ہیں اور اللہ کے نزدیک سب سے پسندیدہ وہ شخص ہے جو اپنے اسیروں کے ساتھ اچھا سلوک کرے۔

(۴۹۱۰) اور حضرت امام ابوالحسن موسیٰ بن جعفر علیہما السلام نے فرمایا کہ انسان کے اہل و عیال اس کے اسیر و قیدی ہیں پس جس کو اللہ تعالیٰ اپنی نعمتوں سے نوازے اس کو لازم ہے کہ اپنے قیدیوں کے خرچ میں توسیع کرے اگر ایسا نہیں کرے گا تو زیادہ امکان اس کا ہے کہ وہ نعمت اس سے چھن جائے۔

(۴۹۱۱) حضرت امیرالمومنین علیہ السلام نے اپنے فرزند محمد بن حنفیہ کو وصیت کرتے ہوئے ارشاد فرمایا اے فرزند اگر تم کو قوی بننا ہے تو اللہ تعالیٰ کی اطاعت کے لئے قوی بنو اور اگر تم کو ضعیف و کمزور بننا ہے تو اللہ تعالیٰ کی معصیت کے لئے کمزور بنو۔ اور اگر تم سے ہو سکے تو عورت کو اس کے امور کا مالک نہ بناؤ جو اس کی ذات سے تجاوز کر جائے۔ اس لئے کہ یہ اس کے جمال کو دائم رکھتا ہے اس کا دل مطمئن رہتا ہے وہ آسودہ حال رہتی ہے۔ عورت ایک پھول ہے وہ سختی کے لئے نہیں ہے ہر حال میں اس کی دلجوئی و مدارات کرو اور اچھی طرح میل ملاپ رکھو تاکہ تمہاری زندگی خوشگوار گزرے۔

(۴۹۱۲) خالد بن نجیح نے حضرت امام ابی عبداللہ جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے آنجنابؑ کے سامنے لوگ نحوست کا تذکرہ کر رہے تھے تو آپؑ نے فرمایا کہ نحوست تین چیزوں میں ہے عورت میں، سواری میں اور گھر میں۔ عورت میں نحوست اس کا مہر زیادہ ہونا اور شوہر کی نافرمانی ہے، سواری میں نحوست اس کی بدمزاجی اور اپنی پشت پر کسی کو سوار نہ ہونے دینا ہے۔ اور گھر کی نحوست اس کا صحن تنگ ہونا اور اس کے پڑوسیوں کا بُرا ہونا اور اس میں بہت سے عیوب ہوتے ہیں۔

(۴۹۱۳) جابر بن عبداللہ انصاری سے روایت ہے انھوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ حضرت سلیمان بن داؤد علیہ السلام کی مادر گرامی نے حضرت سلیمان علیہ السلام سے کہا کہ اے فرزند رات کو زیادہ سونے سے پرہیز کرو اس لئے کہ رات کو زیادہ سونا آدمی کو قیامت کے دن فقیر کر دیگا۔

(۴۹۱۴) سلیمان بن جعفر بصری سے روایت ہے انھوں نے عبداللہ بن حسین بن زید بن علی بن حسین بن علی بن ابی طالب صلوات اللہ علیہ سے اور انھوں نے اپنے والدؒ سے انھوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے انھوں نے

اپنے پدر بزرگوارؑ سے انھوں نے اپنے آبائے کرام علیہم السلام سے روایت کی ہے ۔آپؑ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اے میری امت کے لوگو اللہ تعالیٰ نے تم لوگوں پر چوبیس (۲۴) باتیں مکروہ کی ہیں (۱) نماز میں فعل عبث کرنا ۔(۲) صدقہ دینے میں احسان جتانا ۔(۳) قبروں کے درمیان ہنسنا (۴) لوگوں کے گھروں میں جھانکنا (۵) عورتوں کی شرمگاہ کو دیکھنا آپؑ نے فرمایا یہ اندھا پن پیدا کرتا ہے ۔(۶) عورت سے جماع کرتے وقت بات کرنا یہ گونگا پن پیدا کرتا ہے (۷) عشاء سے پہلے سونا ۔(۸) عشاء کے بعد باتیں کرنا (۹) بغیر ازار پہنے زیر آسمان نہانا ۔(۱۰) اور مجامعت زیر آسمان ۔(۱۱) بغیر ازار پہنے دریا میں اترنا ۔اور فرمایا کہ دریا میں ملائیکہ آباد اور سکونت پذیر ہیں ۔(۱۲) بغیر آزار پہنے حماموں میں جانا ۔(۱۳) نماز ظہر کے وقت جب تک نماز تمام نہ ہو جائے اذان و اقامت کے درمیان کلام کرنا ۔(۱۴) سمندر کے طوفان میں کشتی پر سوار ہونا ۔(۱۵) نیز فرمایا جو شخص ایسی چھت پر سوئے جو پختہ اور پتھر کی بنی ہوئی نہ ہو میں اس سے بری الزمہ ہوں ۔(۱۶) کسی شخص کا اکیلے مکان میں سونا ۔(۱۷) کسی مرد کا اپنی عورت سے جماع جب کہ وہ حائض ہو اس لئے کہ اگر اس حالت میں مجامعت کی اور لڑکا مجذوم یا مبروص پیدا ہو تو اپنے سوا کسی اور کو ملامت نہ کرے ۔(۱۸) آپؑ نے اس امر کو مکروہ فرمایا کہ اگر کوئی شخص خواب دیکھے اور احتلام ہو جائے اور غسل سے پہلے اس احتلام کی حالت میں اپنی عورت سے مجامعت کرلے اگر اس نے ایسا کیا اور لڑکا مجنون پیدا ہوا تو اپنے نفس کے سوا کسی اور کو ملامت نہ کرے ۔(۱۹) آنحضرتؐ نے مکروہ فرمایا کہ کوئی شخص کسی جذامی سے بات کرے مگر یہ کہ ان کے درمیان کئی ہاتھ کا فاصلہ ہو ۔(۲۰) نیز آپؑ نے فرمایا کہ تم جذامی سے اس طرح بھاگو جس طرح شیر سے بھاگتے ہو ۔(۲۱) آپؑ نے بہتے ہوئے دریا کے کنارے پیشاب کرنے کو مکروہ فرمایا ۔اور آپؑ نے اس پھل دار درخت کے نیچے پائخانہ پیشاب کرنے کو مکروہ فرمایا جس میں پھل اگے ہوئے ہوں یا کھجور کے درخت کے نیچے جن میں پھل آگئے ہوں ۔(۲۲) آپؑ نے کھڑے ہو کر جوتا پہننے کو مکروہ فرمایا (۲۳) آپؑ نے اندھیرے گھر میں داخل ہونے کو مکروہ فرمایا مگر یہ کہ اس کے آگے آگے چراغ یا آگ ہو ۔(۲۴) آپؑ نے نماز میں جائے سجدہ کو پھونکنے کو مکروہ فرمایا ۔

(۴۹۱۵) اور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ کسی شخص کو جائز نہیں کہ میری اس مسجد میں سے بحالت جنابت ہو کر گذرے سوائے میرے اور علی و فاطمہ و حسن و حسین (علیہم السلام) کے اور جو میرے اہلبیت ہیں وہ تو مجھ ہی سے ہیں ۔

(۴۹۱۶) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے بیان فرمایا کیا کہ ایک مرتبہ حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام سے عرض کیا گیا کہ کیا بات ہے کہ آپؑ نکاح نہیں کرتے ؟ آپؑ نے جواب دیا مجھے نکاح کا کیا کرنا ہے ۔لوگوں نے عرض کیا کہ اس سے آپؑ کی اولاد پیدا ہوگی آپؑ نے فرمایا مجھے اولاد کا کیا کرنا ہے اگر وہ زندہ رہے تو میرے لئے فتنہ بنیں گے اور اگر مرگئے تو مجھے حزن میں مبتلا کریں گے ۔

(۴۹۱۷) اور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی دعا میں فرمایا کرتے۔ اَللّٰھُمَّ اِنِّی اَعُوْذُ بِکَ مِنْ وَلَدٍ یَکُوْنُ عَلَیَّ رَبّاً، وَمِنْ مَالٍ یَکُوْنُ عَلَیَّ ضِیَاعاً، وَمِنْ زَوْجَةٍ تُشَیِّبُنِی قَبْلَ اَوَانِ مَشِیْبِی. وَمِنْ خَلِیْلٍ مَاکِرٍ عَیْنُہُ تَرَانِیْ وَقَلْبُہُ یَرْعَانِیْ اِنْ رَاٰی خَیْراً دَفَنَہُ وَاِنْ رَاٰی شَرّاً اَذَاعَہُ وَاَعُوْذُ بِکَ مِنْ وَجَعِ الْبَطْنِ۔ (اے اللہ میں تیری پناہ چاہتا ہوں ایسی اولاد سے جو خود میرا پروردگار بننے کی کوشش کرے اور اس مال سے جو غیر اطاعت الٰہی میں صرف ہو۔ اور ایسی زوجہ سے جو مجھے بوڑھا ہونے سے پہلے ہی بوڑھا کردے اور اس دوست سے جو مکار ہو جس کی آنکھیں مجھے دیکھتی ہوں اور اس کے دل میں مکر اور دھوکہ ہو اگر میری نیکی دیکھے تو اسے چھپادے اور بدی دیکھے تو اس کو مشتہر کرے۔ اور میں تیری پناہ چاہتا ہوں پیٹ کے درد سے)۔

صُمٌّ اِذَا سَمِعُوْا خَیْراً ذُکِرْتُ بِہٖ
وَ اِنْ ذُکِرْتُ بِشَرٍّ عِنْدَہُمْ اَذِنُوْا

(جب کہیں میری اچھائیوں کا ذکر ہوتے سنتے ہیں تو بہرے ہو جاتے ہیں اور جب میری برائیوں کا ذکر ہوتا ہے تو خوب سنتے ہیں)

(۴۹۱۸) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ جس شخص میں یہ تین باتیں ہوں اس سے کبھی بھلائی کی امید نہ رکھو۔ جو شخص کسی کے پیٹھ پیچھے اللہ سے نہیں ڈرتا ہے۔ جو بڑھاپے میں بھی گناہوں اور برائیوں سے نہیں بچتا۔ جو شخص عیب اور برائی سے بچنے میں چست و چالاک نہیں ہے۔

(۴۹۱۹) اور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ تم میں سے بعض ایسے ہیں جو اپنی زوجہ کے پاس جاتے ہیں تو وہ اس کے نیچے سے نکل کر بھاگ جاتی ہے حالانکہ اگر اس کو کوئی حبشی بھی ملتا تو وہ اس سے چپک جاتی۔ لہٰذا اگر تم میں سے کوئی شخص اپنی عورت کے پاس جائے تو چاہیئے کہ تم دونوں کے درمیان پہلے خوش فعلیاں اور ملاعبت ہو یہ کام کے لئے بہت اچھی بات ہے۔

(۴۹۲۰) سماعہ نے ابی بصیر سے روایت کی ہے کہ ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا آپ فرما رہے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے لذت کے ننانوے (۹۹) حصہ عورت کو دیئے لیکن اللہ تعالیٰ نے اس کو حیا بھی دے دی۔

(۴۹۲۱) نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ اولاد آدم جو بھی جرم کرے اللہ کے نزدیک خواہ وہ کسی نبی کا قتل ہو یا انہدام خانہ کعبہ جس کو اس نے اپنے بندوں کے لئے قبلہ قرار دیا ہے لیکن وہ اپنا پانی بطور حرام کسی عورت کے اندر ڈالنے سے زیادہ بڑا نہیں ہے۔

(۴۹۲۲) معاویہ بن وہب نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے آنجنابؑ کو فرماتے ہوئے سنا وہ فرمارہے تھے کہ ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کسی ایسی جنگ سے واپس ہوئے جس میں مسلمانوں کے بہت سے لوگ کام آگئے تو عورتیں آگے بڑھیں اور انھوں اپنے اپنے مقتولین کے لئے دریافت کیا ان میں سے ایک عورت نے آگے بڑھ کر پوچھا کہ یا رسول اللہ فلاں شخص نے کیا کیا؟ آپؐ نے فرمایا تیرا کون لگتا ہے؟ عورت نے عرض کیا کہ وہ میرا بھائی ہے آپؐ نے فرمایا کہ تو اللہ کا شکر ادا کر اور اناللہ و انا الیہ راجعون پڑھ وہ شہید ہو گیا۔ اس عورت نے ایسا ہی کیا پھر عرض کیا یا رسول اللہ فلاں نے کیا کیا؟ آپؐ نے فرمایا وہ تیرا کیا لگتا ہے عرض کیا میرا شوہر ہے۔ آپؐ نے فرمایا اللہ کا شکر کرو اور اناللہ و انا الیہ راجعون پڑھو وہ شہید ہو گیا۔ عورت نے یہ سنتے ہی کہا ہائے کیا مصیبت آئی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میرا یہ گمان بھی نہ تھا کہ عورتیں اپنے شوہروں سے اتنی محبت کرتی ہیں یہاں تک کہ میں نے اس عورت کو دیکھا۔

(۴۹۲۳) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اصحاب میں سے کسی نے آپؐ سے عرض کیا کہ یارسول اللہ کیا بات ہے ہم لوگ جتنی اپنی اولاد سے محبت کرتے ہیں اتنی ہماری اولاد ہم لوگوں سے نہیں کرتی۔ آپؐ نے فرمایا اس لئے کہ وہ تم سے ہیں اور تم ان سے نہیں ہو۔

(۴۹۲۴) مسعدہ بن صدقہ ربعی نے حضرت جعفر بن محمدؑ سے انھوں نے اپنے پدر بزرگوار علیہ السلام سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ آپؑ سے دریافت کیا گیا کہ کیا بات ہے کہ مومن ہر شے سے زیادہ قوی ہوتا ہے؟ آپؑ نے فرمایا اس لئے کہ قرآن کی قوت اس کے سینے میں ہوتی ہے اور خالص ایمان اس کے دل میں ہوتا ہے وہ اللہ کا اطاعت گزار بندہ اور اس کے رسول کی تصدیق کرنے والا ہوتا ہے۔

عرض کیا گیا کہ کیا بات ہے کہ مومن کبھی کبھی زیادہ بخیل و حریص ہو جاتا ہے؟ آپؑ نے فرمایا اس لئے کہ رزق حلال ذریعہ سے کماتا ہے اس لئے نہیں چاہتا کہ وہ اس کو اپنے سے جدا کرے وہ جانتا ہے اس کے (حلال کمائی کے) مواقع نادر الوجود ہوتے ہیں۔ اور اگر وہ اپنے نفس پر جبر بھی کرے تو بھی وہ اپنے موقف سے نہیں ہٹے گا۔ عرض کیا گیا کہ کیا بات ہے کہ مومن کبھی کبھی نکاح کا بہت شائق ہوتا؟ آپؑ نے فرمایا اس لئے کہ وہ اپنی شرمگاہ کی حفاظت کرتا ہے کہ کہیں حرام شرمگاہوں سے آلودہ نہ ہو جائے اور اس کی خواہشات نفس اس کو ادھر ادھر نہ مائل کریں اور ایسا ویسا نہ کرنے لگے۔ اور جب اس کو حلال مل جاتا ہے تو پھر اس پر اکتفا کرتا ہے اور غیر حلال سے مستغنی ہو جاتا ہے۔ نیز آپؑ نے فرمایا کہ مومن کی اصل قوت اس کے قلب میں ہوتی ہے کیا تم لوگ نہیں دیکھتے وہ جسمانی طور پر ضعیف ہوتا ہے مگر اس کے باوجود قائم اللیل اور صائم النہار ہوتا ہے۔

(۴۹۲۵) اور سکونی کی روایت میں جابر سے انھوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ جب کسی

عورت کے بچہ پیدا ہونے والا ہوتا تو فرمایا کرتے تھے کہ اس حجرے سے (قابلہ کے سوا) تمام عورتوں کو نکال دو ایسا نہ ہو کہ شرمگاہ پر سب سے پہلے کسی عورت کی نگاہ پڑجائے۔

(۴۹۲۶) اور حسین بن علوان کی روایت میں عمرو بن خالد سے انھوں نے زید بن علی سے انہوں نے اپنے آبائے کرام علیہم السلام سے اور انھوں نے حضرت علی علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جہاد کا تذکرہ کیا تو ایک عورت نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا اس میں عورتوں کا بھی کچھ حصہ ہے؟ آپؐ نے فرمایا ہاں عورتوں کے لئے تو حمل سے لے کر وضع حمل تک اور وضع حمل سے لے کر دودھ چھڑائی تک وہ ثواب ہے جو راہ خدا میں کسی سوار کا ہے اور اگر وہ اس درمیان میں ہلاک ہوگئی تو شہید کی منزلت کے مثل ثواب ہے۔

(۴۹۲۷) اور حضرت امام ابوالحسن علیہ السلام کی خدمت میں ایک مرتبہ عورتوں کا ذکر آیا تو آپؑ نے فرمایا کہ عورتوں کے لئے یہ مناسب نہیں کہ بیچ راستہ پر چلیں بلکہ وہ کنارے کنارے دیوار سے لگی ہوئی چلیں۔

(۴۹۲۸) اور حفص بن بختری نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے ارشاد فرمایا کہ عورتوں کے لئے یہ مناسب نہیں کہ کسی یہودیہ یا نصرانیہ کے سامنے نقاب اٹھائیں اس لئے کہ یہ سب اپنے مردوں سے ان کی شکل وصورت اور وصف بیان کریں گی۔

(۴۹۲۹) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ کسی مرد احمق کے ساتھ (اپنی لڑکی کا) نکاح کردو لیکن احمق عورتوں سے نکاح نہ کرو اس لئے کہ مرد احمق تو کبھی نجیب ہوتا بھی ہے مگر احمق عورتیں تو کبھی نجیب نہیں ہوتیں۔

(۴۹۳۰) اور علی بن رئاب نے زرارہ بن اعین سے یا ان کے سوا کسی دوسرے سے اور انھوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے ارشاد فرمایا کہ چار چیزیں کبھی چار چیزوں سے سیر نہیں ہوتیں۔ زمین بارش سے۔ عورت مرد سے۔ آنکھیں دیکھنے سے۔ اور عالم علم سے۔

باب :۔ وہ گناہان کبیرہ جن پر اللہ تعالیٰ نے جہنم کی وعید فرمائی ہے۔

(۴۹۳۱) علی بن حسّان واسطی نے اپنے چچا عبدالرحمن بن کثیر سے انھوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے آپؑ نے ارشاد فرمایا کہ گناہان کبیرہ سات ہیں (جن کا تذکرہ قرآن میں) ہم لوگوں کے متعلق نازل کیا گیا مگر ہم ہی لوگوں کے لئے اس کو حلال بنا دیا گیا (۱) خدائے تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک کرنا (۲) آدمی کا قتل جس کا قتل کرنا اللہ تعالیٰ نے حرام قرار دیا ہے (۳) یتیم کا مال کھانا (۴) والدین کی نافرمانی (۵) پاک دامن عورت پر بہتان (۶) میدان جہاد سے فرار اور (۷) ہم لوگوں کے حق کا انکار۔ اب شرک باللہ تو اللہ تعالیٰ نے ہم لوگوں کے متعلق جو آیات

نازل فرمائیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہم لوگوں کے متعلق جو کچھ ارشاد فرمایا تو لوگوں نے اللہ کو جھٹلایا اور اس کے رسول کو جھٹلایا تو اس طرح لوگوں نے شرک باللہ کیا۔ اور ایسے آدمی کا قتل جس کا قتل اللہ تعالیٰ نے حرام قرار دیا ہے تو ان لوگوں نے حضرت امام حسین ابن علی علیہما السلام اور ان کے اصحاب کو قتل کیا۔

اور مال یتیم کھانا تو ہم لوگوں کے مال فئے (عطیہ) جس کو اللہ تعالیٰ نے ہم لوگوں کے لئے قرار دیا تھا وہ یہ لوگ لے بھاگے اور اسے ہمارے اغیار کو دے دیا۔

اور والدین کی نافرمانی تو اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں یہ آیت نازل فرمائی اور کہا کہ النبی اولی بالمومنین من انفسهم و ازواجه امهاتهم (سورۃ احزاب آیت نمبر۶) (نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مومنین سے زیادہ ان کے نفسوں کے مالک ہیں اور ان کی ازواج مومنین کی مائیں ہیں۔) تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو کچھ اپنی ذریت کے متعلق حکم دیا تھا اس کو یہ نہیں مانے اور ام المومنین حضرت خدیجہ صلوات اللہ علیہا کی بھی نافرمانی کی کہ جو انہوں نے اپنی ذریت کے متعلق وصیت میں کہا تھا۔

اور پاک دامن و شریف زادی پر اتہام تو ان لوگوں نے اپنے منبروں پر حضرت فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا پر غلط الزام لگایا کہ انہوں نے اپنی میراث اور فدک کا غلط دعویٰ کیا۔

اور جہاد سے فرار تو ان لوگوں نے بلاجبر و اکراہ خوشی خوشی امیرالمومنین علیہ السلام کی بیعت کی پھر ان کو چھوڑ کر بھاگ گئے اور ان کی مدد نہیں کی۔

اور ہم لوگوں کے حق کا انکار تو یہ وہ بات ہے جس سے کسی کو اختلاف نہیں سب اس پر ایک زبان ہیں۔

(۴۹۳۲) عبدالعظیم بن عبداللہ حسنی نے ابی جعفر محمد بن علی الرضا علیہما السلام سے انہوں نے اپنے پدر بزرگوار سے روایت کی ہے آپؑ نے فرمایا کہ میں نے اپنے پدر بزرگوار موسیٰ بن جعفر صادق علیہما السلام کو سنا وہ فرمارہے تھے ایک مرتبہ عمرو بن عبید بصری حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا سلام کر کے بیٹھا اور اس آیت کی تلاوت کی الذین یجتنبون کبائر الاثم (سورۃ شوریٰ آیت نمبر ۳۷) (وہ لوگ جو گناہان کبیرہ سے اجتناب کرتے ہیں) پھر خاموش ہوگیا۔ آپؑ نے فرمایا خاموش کیوں ہوگیا (آگے کیوں نہیں پڑھتا) ؟ اس نے عرض کیا کہ میں چاہتا ہوں کہ آپؑ کتاب خدا سے گناہانِ کبیرہ بتادیں۔ آپؑ نے فرمایا اچھا اے عمرو (سنو)۔

(۱)۔ سب سے بڑا گناہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک کرنا ہے اللہ تعالیٰ خود ارشاد فرماتا ہے ان اللّٰہ لا یغفران یشرک به (سورۃ نساء آیت نمبر ۴۸) (بیشک اللہ اِس کو نہیں بخشتا کہ اُس کا کوئی شریک بنایا جائے) اور فرماتا ہے من یشرک باللّٰہ فقد حرم اللّٰہ علیه الجنة و ماواہ النار و ماللظالمین من انصار (سورۃ مائدہ آیت نمبر ۷۲) (اور جس نے خدا کے لئے شریک بنایا اس پر خدا نے جنت کو حرام کر دیا ہے اور اس کا ٹھکانہ جہنم ہے اور ظالموں کا کوئی مددگار نہیں) (۲) اور

اس کے بعد رحمت خدا سے مایوسی ہے اس لئے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے انه لا ییاس من روح اللّٰه الاالقوم الکفرون (سورۃ یوسف آیت نمبر ۸۷) (خدا کی رحمت سے سوائے کافروں کے کوئی اور مایوس نہیں ہوتا) ۔

(۳) پھر خدا کے داؤ سے نڈر ہونا ۔ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں فلایامن مکراللّٰه الاالقوم الخاسرون (سورۃ اعراف آیت نمبر ۹۹) (خدا کے داؤ سے صرف گھاٹا اٹھانے والے ہی نڈر ہو بیٹھے ہیں) ۔

(۴) اور منجملہ ان کے عقوق والدین ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اپنے اس قول میں عاق کو جبّار شقی فرمایا ہے وبرابوالدتی ولم یجعلنی جبّار اشقیاً (سورۃ مریم آیت نمبر ۳۲) [اور مجھ کو اپنی والدہ کا فرمابردار بنایا (الحمد للہ) مجھ کو سرکش ونا فرمان نہیں بنایا]

(۵) اور کسی نفس کا ناحق قتل جس کو اللہ تعالیٰ نے حرام قرار دیا ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے ومن یقتل مومنا متعمداً فجزاوہ جهنم خالداً فیهاو غضب اللّٰه علیه و لعنه و اعدله عذاباً عظیما (سورۃ نساء آیت نمبر ۹۳) (اور جو شخص کسی مومن کو جان بوجھ کر مار ڈالے تو اس کی سزا دوزخ ہے اور وہ ہمیشہ اس میں رہے گا اس پر اللہ نے اپنا غضب نازل کیا ہے اور اس پر لعنت کی ہے اور اس کے لئے بڑا سخت عذاب تیار رکھا ہے ۔)

(۶) اور کسی پاک دامن پر بہتان کیونکہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے ان الذین یرمون المحصنت الغفلت المومنات لعنوافی الدنیا و الآخرۃ ولهم عذاب عظیم (سورۃ نور آیت نمبر ۲۳) [بیشک جو لوگ پاک دامن بے خبر اور ایماندار عورتوں پر (زنا کی) تہمت لگاتے ہیں ان پر دنیا و آخرت میں خدا کی لعنت ہے اور ان پر بڑا سخت عذاب ہوگا] ۔

(۷) اور یتیم کا مال کھانا ظلم ہے ۔ اللہ تعالیٰ کے اس قول کی بنا پر ان الذین یا کلون اموال الیتمیٰ ظلماً انمایا کلون فی بطونهم ناراًو سیصلون سعیرا (سورۃ نساء آیت نمبر ۱۰) (جو لوگ یتیموں کا مال ناحق چٹ کر جاتے ہیں وہ اپنے پیٹ میں آگ کے انگارے بھرتے ہیں اور عنقریب واصل بہ جہنم ہونگے) ۔

(۸) اور جنگ سے فرار اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے ومن یولهم یومئذ دبره الا متحرفالقتال او متحیزاً الی فئة فقد باء بغضب من اللّٰه و ماواه جهنم و بئس المصیر (سورۃ انفال آیت ۱۶) (اس شخص کے سوا جو لڑائی کے واسطے پہلو بدلے یا کسی جماعت کے مقابلے کا موقع نکالے ان کے علاوہ جو شخص کفار کی طرف اپنی پشت پھیرے گا وہ ہر پھر کر اللہ کے غضب میں آگیا اور اس کا ٹھکانا جہنم ہے اور وہ کیا برا ٹھکانہ ہے ۔)

(۹) اور سود خوری چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے الذین یا کلون الربوالا یقومون الا کمایقوم الذی یتخبطه الشیطان من المس (سورۃ بقرہ آیت ۲۷۵) (جو لوگ سود کھاتے ہیں وہ قیامت میں کھڑے نہ ہو سکیں گے مگر اس شخص کے طرح کھڑے ہونگے جسے شیطان نے لپیٹ کر مخبوط الحواس بنا دیا ہو ۔)

نیز ارشاد باری تعالیٰ ہے: یاایهاالذین امنوااتقوااللّٰه و ذروامابقی من الربوا ان کنتم مومنین O فان لم تفعلوا

فاذنوابحرب من اللّٰہ ورسولہ (سورۃ بقرہ آیت نمبر ۲۷۸ ۔ ۲۷۹) (اے ایمان والو خدا سے ڈرو اور جو سود لوگوں کے ذمہ باقی رہ گیا اگر تم سچے مومن ہو تو چھوڑ دو اور اگر تم نے ایسا نہ کیا تو خدا اور اس کے رسول سے لڑنے کے لئے تیار رہو) ۔

(۱۰) اور سحر اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے ولقد علموا لمن اشتراہ مالہ فی الآخرۃ من خلاق (سورۃ بقرہ آیت نمبر ۱۰۲) (باوجودیکہ وہ یقیناً جان چکے تھے کہ جو شخص ان برائیوں کا خریدار ہوا وہ آخرت میں بے نصیب ہے) ۔

(۱۱) اور زنا اس لئے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ومن یفعل ذلک یلق اثاماًO یضاعف لہ العذاب یوم القیامۃ ویخلد فیہ مھاناً الامن تاب و آمن (سورۃ فرقان آیت نمبر ۶۹ ۔ ۶۸) (اور جو شخص ایسا کرے گا وہ اپنی سزا بھگتے گا کہ قیامت کے دن اس کا عذاب دگنا کر دیا جائے گا اور اس میں ہمیشہ ذلیل و خوار رہے گا مگر ہاں جس شخص نے توبہ کر لی) ۔

(۱۲) اور عمداً اور بالارادہ کھائی جانے والی جھوٹی قسم اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے ان الذین یشترون بعھداللّٰہ وایمانھم ثمناً قلیلاً اولئک لا خلاق لھم فی الآخرۃ (سورۃ آل عمران آیت نمبر ۷۷) (بے شک جو لوگ اپنے عہد اور اپنی قسم کے بدلے تھوڑی قیمت لے لیتے ہیں ان ہی لوگوں کے لئے آخرت میں کوئی حصہ نہیں ہے) ۔

(۱۳) اور خیانت کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے ومن یغلل یات بما غل یوم القیامۃ (سورۃ آل عمران آیت نمبر ۱۶۱) (اور جو خیانت کرے گا تو جو چیز خیانت کی ہے قیامت کے دن خدا کے سامنے لانی ہوگی) ۔

(۱۴) اور زکوۃ مفروضہ دینے سے انکار کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے یوم یحمیٰ علیھافی نارجھنم فتکویٰ بھا جبا ھھم و جنوبھم و ظھورھم ھذا ماکنزتم لانفسکم فذوقواماکنتم تکنزون (سورۃ توبہ آیت نمبر ۳۵) [جس دن (سونا چاندی کو) جہنم کی آگ میں گرم اور لال کیا جائے گا پھر ان سے ان کی پیشانیاں اور ان کے پہلو اور ان کی پشت داغی جائے گی اور کہا جائے گا یہ وہ ہے جسے تم نے اپنے لئے جمع کر کے رکھا تھا اب اپنے کئے کا مزا چکھو] ۔

(۱۵)۔(۱۶) اور جھوٹی گواہی اور گواہی کو چھپانا اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے ومن یکتمھا فانہ آثم قلبہ (سورۃ بقرہ آیت نمبر ۲۸۳) (مسلمانوں تم اس کو نہ چھپاؤ جو اس کو چھپائے گا اس کا دل گنہگار ہوگا) ۔

(۱۷) اور شراب نوشی کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اس کو بت پرستی کے برابر فرمایا ہے ۔

(۱۸) اور عمداً نماز کا ترک یا جو اللہ نے فرض کیا ہے اس کا ترک اس لئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص نماز کو عمداً ترک کرے وہ اللہ اور اس کے رسول کی ذمہ داری سے بری ہے ۔

(۱۹) عہد شکنی اور وعدہ خلافی ۔

(۲۰) قطع رحم ۔ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کا ارشا ہے اولئک لھم اللعنۃ ولھم سوء الدار (سورۃ رعد آیت نمبر ۲۵) (ایسے ہی لوگ ہیں جن کے لئے لعنت ہے اور ایسے لوگوں کے لئے جہنم کا برا گھر ہے) آپ نے بیان فرمایا کہ یہ سن کر

عمرو بن عبید روتا اور دھاڑیں مارتا ہوا اور یہ کہتا ہوا نکلا کہ واقعتاً وہ ہلاک ہے جو اپنی رائے سے کچھ کہے اور علم و فضل میں آپؑ لوگوں سے جھگڑے۔

(۴۹۳۳) اور ایک دوسری حدیث میں ہے کہ وصیت میں ظلم کہ یہ بھی گناہان کبیرہ میں ہے۔

(۴۹۳۴) اور محمد بن سنان کے مسائل کے جواب میں حضرت امام علی بن موسیٰ رضا علیہما السلام نے جو کچھ تحریر فرمایا اس میں یہ بھی تھا کہ اللہ تعالیٰ نے قتل نفس کو حرام کر دیا اس لئے کہ اس کے حلال کرنے میں خلق میں فتنہ و فساد اور اس کی فنا ہے اور سارا نظام فاسد ہو جاتا۔

اور والدین کی نافرمانی کو اللہ تعالیٰ نے حرام اس لئے کیا کہ اس میں اللہ تعالیٰ کی توقیر اور والدین کے احترام سے خارج ہونا ہے اور کفران نعمت اور شکر کا باطل ہونا ہے جو سبب بنے گا قلت نسل اور انقطاع نسل کا۔ والدین کی نافرمانی ان کے احترام و توقیر میں کمی ان کے حق کو نہ پہچانتا قطع رحم ہے۔ اور پھر والدین کی طرف سے بھی اولاد میں بے رغبتی ہوگی وہ ان کی تربیت ترک کر دینگے اس لئے کہ بچے والدین کی نیکیوں کو بھلائے ہوئے ہونگے۔

اور اللہ تعالیٰ نے زنا کو حرام کر دیا اس لئے کہ اس میں بڑی خرابی اور فساد ہے اس میں آدمیوں کا قتل اور نسب کا ختم ہونا اور بچوں کی تربیت کا ترک ہونا ہے نیز میراث میں خرابی اور اس کے مشابہہ طرح طرح کی خرابیوں کا پیدا ہونا ہے۔ اور پاک دامن عورت پر اتہام لگانے کو اللہ تعالیٰ نے اس لئے حرام قرار دیا ہے کہ اس میں نسب کی خرابی اولاد سے انکار وراثت کا باطل ہونا، پرورش کا ترک کرنا اور نیکیوں کا ختم ہو جانا ہے اور اس میں بہت سے گناہان کبیرہ کا ارتکاب اور وہ اسباب ہیں جن سے آدمیوں میں فتنہ و فساد پھیلتا ہے۔

اور اللہ تعالیٰ نے مال یتیم ناجائز طور پر کھانے کو حرام کیا اس لئے کہ اس سے بہت سی خرابیاں پیدا ہوتی ہیں سب سے پہلے یہ کہ جب انسان نے کسی یتیم کا مال ناجائز طور پر کھایا تو گویا اس نے اس یتیم کے قتل میں مدد کی اس لئے کہ وہ اس مال سے مستغنی نہیں ہے. وہ اپنا بوجھ خود نہیں اٹھا سکتا. وہ اپنی شان و حیثیت کو قائم نہیں رکھ سکتا. نہ اس کے لئے کوئی ایسا ہے جو اس کو سہارا دے جس طرح اس کے والدین اسے سہارا دیتے تھے لہذا جب کسی نے اس کا مال کھایا تو گویا اس نے اس کو قتل کر دیا اور اس کو فقر و فاقہ تک پہونچادیا پھر اس کو حرام کرنے کے علاوہ اللہ تعالیٰ نے اس پر سزا بھی رکھی ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے ولیخش الذین لو ترکوا من خلفھم ذریۃً ضعافاً خافوا علیھم فلیتقوا اللّٰہ و لیقولوا قولاً سدیداً (سورۃ النساء آیت ۹) (ان لوگوں کو ڈرنا اور خیال کرنا چاہیئے کہ اگر خود وہ لوگ اپنے ننھے ننھے ناتواں بچوں کو چھوڑ جاتے تو کس قدر ترس آتا پس ان کو غریب بچوں پر سختی کرنے میں خدا سے ڈرنا چاہیئے اور ان سے سیدھی طرح بات کرنی چاہیئے) نیز حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کے اس قول کے بنا پر کہ اللہ تعالیٰ نے مال یتیم کھانے پر دو سزائیں مقرر کی ہیں ایک سزا دنیا میں اور ایک سزا آخرت میں ہے۔ مال یتیم کے کھانے کو حرام کرنے

میں یتیم کی بقااور اس کا خود اپنے پیروں پر کھڑا ہونا اور اس کی آئندہ نسل کی سلامتی پیش نظر ہے تاکہ وہ سب اس مصیبت میں مبتلا نہ ہوں جس میں یہ مبتلا ہو چکا ہے اس لئے بھی کہ اللہ تعالیٰ نے اس پر سزا کی وعید کی ہے علاوہ بریں اس وجہ سے بھی کہ یتیم جب بڑا ہوگا اور اپنا انتقام چاہے گا تو اس قدر دشمنی کینہ اور بغض بڑھے گا کہ سب ایک دوسرے کو مٹادیں گے۔

اور اللہ تعالیٰ نے میدان جنگ سے فرار کو اس لئے حرام کیا کہ اس میں دین کی توہین اور رسولوں کی اور صاحب عدل آئمہ علیہم السلام کی سُبکی ہے کہ اس نے دشمن کے مقابلہ میں ان کی مدد ترک کردی اور دشمنوں کو جو اقرارِ ربوبیت کی دعوت دی گئی اس کے انکار پر ان کو سزا دینے میں اظہارِ عدل و ترکِ جور اور فساد کے ختم کرنے میں ان حضرات کا ساتھ نہیں دیا۔ علاوہ بریں اس فرار سے مسلمانوں پران کے دشمنوں کی جراءت بڑھے گی جس کی نتیجے میں گرفتاری اور قتل اور دینِ خدا کا ابطال اور طرح طرح کا فساد رونما ہوگا۔

اور اللہ تعالیٰ نے ہجرت کے بعد دین سے پھر جانے اور انبیاء و حجتہائے الہیٰ علیہم السلام کے بوجہ بٹانے کو ترک کر کے دیہاتیوں کے عادات و خصائل اختیار کرنے کو حرام قرار دیا ہے اس لئے کہ اس میں بڑی خرابی اور فساد ہے اور صاحب حق کا حق ضائع ہوتا ہے اس لئے نہیں کہ اس نے دیہات میں سکونت کیوں اختیار کی بلکہ اس لئے کہ اگر آدمی کو دین کی کامل معرفت ہو جائے تو پھر اسے جاہلوں کے درمیان سکونت جائز نہیں اور ڈر یہ ہے اور اس امر کا خدشہ ہے کہ وہ علم کو ترک کر بیٹھے اور جاہلوں کی صف میں داخل ہو جائے اور آگے بڑھتا جائے۔

اور سود کے حرام ہونے کا سبب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس سے منع فرمایا ہے اور اس لئے کہ اس میں مال کا نقصان ہے کیونکہ انسان جب ایک درہم کو دو درہموں میں خریدے گا تو ایک درہم تو ایک درہم کی قیمت ہوئی اور دوسرا درہم باطل اور بلا قیمت چلا جاتا ہے تو سود کی خرید وفروخت ہر حال میں نقصان دہ ہے خرید کرنے والے کے لئے بھی اور فروخت کرنے والے کے لئے بھی اس لئے اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں پر سود حرام کر دیا کہ بس مال کا نقصان ہوتا ہے۔ بالکل اس طرح جیسے کسی ناسمجھ کو اس کا مال حوالہ کرنا منع ہے کہ کہیں اس کو ضائع نہ کر دے جب تک کہ وہ سمجھدار نہ ہو جائے تو اسی لئے اللہ تعالیٰ نے سود اور سود کی خرید و فروخت اور ایک درہم کو دو درہم پر فروخت کرنا حرام کر دیا ہے اور ان دلیلوں کے بعد سود کے حرام ہونے کی ایک وجہ یہ بھی کہ اس سے اللہ تعالیٰ کے حکم تحریم کا استخفاف ہوتا ہے اور واضح بیان کے بعد سود لینا یا دینا استخفاف حکم باری کے سوا کچھ نہیں ہے اور حکم الہیٰ کا استخفاف کفر میں داخل ہونا ہے اور ادھار اور قرض پر سود کی حرمت شاید اس لئے ہے کہ اس سے حسن سلوک ختم ہو جائے گا مال کا اتلاف ہوگا لوگوں کو نفع کی طرف رغبت بڑھے گی اور قرض دینا متروک ہو جائے گا اور قرض دینا خود ایک نیکی اور حسن سلوک ہے اور علاوہ بریں اس سود میں فساد و ظلم و مال کا اتلاف بھی ہے۔

(۴۹۳۵) ہشام بن سالم نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے سود کو حرام اس لئے کیا تاکہ لوگ حسن سلوک نہ چھوڑیں۔

(۴۹۳۶) اور محمد بن عطیّہ کی روایت زرارہ سے ہے انھوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے سود کو حرام اس لئے کیا ہے تاکہ حسن سلوک اور نیکی ختم نہ ہو جائے۔

(۴۹۳۷) اور ہشام بن حکم نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سود کی حرمت کے متعلق دریافت کیا تو آپؑ نے فرمایا کہ اگر سود حلال ہوتا تو لوگ تجارت ترک کر دیتے اور اس کی کسی کو ضرورت نہ ہوتی تو اللہ تعالیٰ نے سود کو حرام کر دیا تاکہ لوگ حرام سے بھاگ کر حلال کی طرف جائیں تجارت کریں خرید و فروخت کریں اس سے لوگوں میں قرض کا لین دین باقی رہے۔

(۴۹۳۸) اور سکونی کی روایت میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے انھوں نے اپنے پدر بزرگوار علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ مسلمان ساحر جادوگر کو قتل کر دیا جائے گا اور کافر ساحر جادوگر کو قتل نہیں کیا جائے گا عرض کیا گیا کہ یارسول اللہ کفار کے ساحر کو کیوں قتل نہیں کیا جائے گا؟ آپؑ نے فرمایا اس لئے کہ شرک سحر سے بڑی چیز ہے اور سحر و شرک قریب قریب برابر ہیں۔

(۴۹۳۹) حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے شراب کو اس کے فعل اور اس کے فساد کی وجہ سے حرام کیا۔

(۴۹۴۰) اسماعیل بن مہران سے روایت ہے انھوں نے احمد بن محمد سے انھوں نے جابر سے انھوں نے حضرت زینب بنت علی علیہ السلام سے روایت کی ہے ان معظمہ نے بیان کیا کہ حضرت فاطمہ سلام اللہ علیہا نے فدک کے متعلق اپنے خطبہ میں ارشاد فرمایا کہ (لوگو) تم لوگوں کے پاس عہد الہیٰ (قرآن) ہے جس کو اللہ نے تم لوگوں کے سامنے پیش کر دیا اور بقیہ حجتیں ہیں جن کو اس نے تم لوگوں پر خلیفہ و حاکم بنایا ہے۔ کتاب خدا کہ جس کے بصائر و نظریات بالکل واضح اور جس کے اسرار پوشیدہ نہیں ہیں۔ جس کے دلائل بالکل روشن اور آشکار ہیں جو ہمیشہ لوگوں کے کانوں پڑتے رہتے ہیں۔ جو اپنے اتباع کرنے والوں کو رضوان الہیٰ کی طرف رہنمائی کرتی ہے اور ساتھ چلنے والوں کو منزلِ نجات تک پہونچاتی ہے۔ اس میں روشن حجتہائے الہیٰ کی وضاحتیں۔ محرمات و منہیاتِ محدودہ (قابل سزا) اور واجبات و مستحبات کا بیان بھی ہے اس کے جملے کافی ہیں اس میں عطا کردہ رخصتیں (جیسے نماز قصر وغیرہ) اور احکام واجبہ کی بھی نشان دہی ہے۔

پس اللہ تعالیٰ نے ایمان فرض کیا شرک سے پاک کرنے کے لئے. نماز فرض کی تکبر اور غرور سے بچانے کے لئے. زکوٰۃ فرض کی رزق کی زیادتی کے لئے. روزہ فرض کیا اخلاص ظاہر کرنے کے لئے اور حج فرض کیا دین کی رفعت کے لئے اور

عدل دلوں کی تسکین کے لئے اور اطاعت (خدا و رسول و اولی الامر) ملت کو منظم کرنے کے لئے۔ اور امامت تمام گروہوں کو جمع رکھنے کے لئے اور جہاد اسلام کی عزت و قوت کے لئے اور صبر کامیابی اور نیل مرام کے لئے اور امر بامعروف عوام کی اصلاح کے لئے اور والدین کے ساتھ حسن سلوک ان کی ناراضگی سے بچنے کے لئے اور رشتہ داروں کے ساتھ سلوک اپنی تعداد بڑھانے کے لئے اور قصاص خونریزی سے بچنے کے لئے۔ اور نذر کا پورا کرنا مغفرت کی وسعت کے لئے۔ پوری تول دینا ناپ و تول میں کمی کی مذمت و سرزنش کے لئے۔ اور پاک دامن عورتوں پر بہتان سے اجتناب لعنت سے بچنے کے لئے۔ چوری ترک کرنا پاک دامنی قبول کرنے کی لئے اور مال یتیم کے کھانے سے پرہیز ظلم سے بچنے کے لئے اور احکام میں عدل رعایا کے دلوں میں محبت پیدا کرنے کے لئے۔ اور اللہ تعالیٰ نے شرک کو حرام کیا اپنی خالص ربوبیت کے لئے لہٰذا اللہ نے جو تمہیں کرنے کا حکم دیا ہے اس میں اللہ سے ڈرو جو ڈرنے کا حق ہے اور جس کام کے کرنے کو منع کیا ہے اس سے باز رہو۔ یہ ایک طویل خطبہ ہے جس کا بعض حصہ میں نے یہاں بقدر حاجت نقل کیا ہے۔

(۴۹۴۱) اور ابی خدیجہ سالم بن مکرم جمّال نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی کہ آپؑ نے فرمایا کہ اللہ اور اس کے رسول اور اولیاء علیہم السلام پر جھوٹ لگانا گناہان کبیرہ میں سے ہے۔

(۴۹۴۲) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو بات میں نے نہیں کہی ہے وہ بات جو شخص میری طرف منسوب کر کے کہے گا وہ اوندھے منھ جہنم میں جائے گا۔

(۴۹۴۳) یونس بن عبدالرحمن نے عبداللہ بن سلیمان سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا آپؑ فرما رہے تھے کہ جو شخص کسی آدمی کو قتل سے بچانے کے لئے امان دے اور پھر خود اس کو قتل کردے تو وہ قیامت کے دن غداری کا جھنڈا اٹھائے ہوئے آئے گا۔

(۴۹۴۴) احمد بن نضر نے عباد سے انھوں نے کثیرالنوّاء سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے ایک مرتبہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے گناہان کبیرہ کے متعلق دریافت کیا تو آپؑ نے فرمایا ہر وہ بات جس پر اللہ تعالیٰ نے جہنم کی وعید کی ہے وہ گناہِ کبیرہ ہے۔

(۴۹۴۵) زرعہ بن محمد حضرمی نے سماعہ بن مہران سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے آنجنابؑ کو فرماتے ہوئے سنا وہ فرما رہے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے یتیم کا مال کھانے پر دو (۲) سزاؤں کا وعدہ فرمایا ہے ایک سزا جو آخرت میں ملے گی وہ جہنم ہے اور وہ سزا جو دنیا میں ملے گی اس کے متعلق اللہ تعالیٰ نے اپنے قول میں کہا ہے ولیخش الذین لو ترکوا من خلفھم ذریۃً ضعافاً خافوا علیھم فلیتقوا اللّٰہ و لیقولوا قولاً سدیداً (سورۃ النساء آیت نمبر ۹) (ان لوگوں کو ڈرنا اور خیال کرنا چاہیئے کہ اگر وہ خود اپنے چھوٹے چھوٹے ناتواں بچوں کو چھوڑ جاتے تو کس قدر ترس آتا۔ پس ان کو غریب بچوں پر سختی کرنے میں خدا سے ڈرنا چاہیئے اور ان سے سیدھی بات کرنی چاہیئے۔) اس کا مطلب یہ ہے کہ جو

سلوک ان یتیموں کے ساتھ کر رہا ہے وہی سلوک اگر اس کے یتیم بچوں کے ساتھ کوئی کرے تو اس کو کیسا لگے گا۔

(۴۹۴۶) حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ کسی مومن کو گالی دینا فسق ہے اور اس سے قتال کرنا کفر ہے اور اس کا گوشت کھانا اللہ کی معصیت ہے اور اس کے مال کی حرمت اس کے خون کی حرمت کے مانند ہے۔

(۴۹۴۷) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص کسی مسکر (نشہ آور) سلائی سے سرمہ لگائے گا اللہ تعالیٰ اس کی آنکھ میں جہنم کی سلائی پھیر دے گا۔

(۴۹۴۸) اور ابن ابی عمیر نے اسماعیل بن سالم سے انھوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ ایک مرتبہ ایک شخص نے آنجنابؑ سے دریافت کیا کہ اللہ آپؑ کا بھلا کرے یہ بتایئے کہ شراب نوشی سب سے بری بات ہے یا ترک نماز ؟ آپؑ نے فرمایا شراب نوشی پھر آپؑ نے پوچھا تم جانتے ہو ایسا کیوں ہے ؟ اس نے فرمایا کہ نہیں آپؑ نے فرمایا اس لئے کہ شراب نوشی اس کو اس حال میں پہونچادیتی ہے کہ جس سے وہ اپنے رب کو نہیں پہچانتا۔

(۴۹۴۹) اور آنجناب علیہ السلام نے فرمایا کہ دنیا میں شراب (نشہ آور چیز) پینے والے پیاسے مریں گے ، پیاسے محشور ہونگے اور پیاسے ہی جہنم میں داخل کر دیئے جائیں گے۔

(۴۹۵۰) ابان بن عثمان نے فضیل بن یسار سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا وہ فرمار ہے تھے کہ جو شخص شراب پیئے اور اس پر نشہ طاری ہو جائے تو چالیس دن تک اس کی نماز قبول نہ ہوگی اور اگر ان ایام میں کوئی نماز ترک کر دے تو اس پر عذاب دوگنا ہو جائے گا نماز ترک کرنے کی وجہ سے۔

(۴۹۵۱) اور دوسری حدیث میں ہے کہ اس کی نماز زمین و آسمان کے درمیان فضا میں روک دی جائے گی پس اگر وہ شراب نوشی سے توبہ کرتا ہے تو اس کو اس کی طرف پلٹا دیا جائے گا اور پھر اس کی طرف سے قبول کر لیا جائے گا۔

(۴۹۵۲) ابراہیم بن ہاشم نے عمرو بن عثمان سے انھوں نے احمد بن اسماعیل کاتب سے انھوں نے اپنے باپ سے روایت کی ہے کہ ایک مرتبہ حضرت امام محمد بن علی علیہما السلام مسجد حرام میں تشریف لائے تو لوگ آپس میں کہنے لگے کہ کاش ہم میں سے کوئی جاکر ایک مسئلہ پوچھ آئے بالآخران میں سے ایک نوجوان اٹھ کر آپؑ کی خدمت میں آیا اور بولا اے چچا سب سے بڑا گناہ کیا ہے ؟ آپؑ نے فرمایا شراب نوشی اس نوجوان نے واپس آکر ان لوگون کو بتایا تو ان لوگوں نے اس سے کہا کہ ان کے پاس پھر واپس جاؤ اور یہی پوچھو چنانچہ وہ بار بار آیا اور یہی سوال پوچھا تو آپؑ نے فرمایا اے بھتیجے میں نے تم سے نہیں کہہ دیا کہ شراب نوشی (سب سے بڑا گناہ) ہے یہ شراب نوشی پینے والے کو زنا، چوری اور آدمی کے قتل میں مبتلا کر دیتی ہے جس کو اللہ نے حرام کیا ہے ۔اور شرک میں مبتلا کر دیتی ہے ۔ اور شراب کا فعل ہر گناہ پر

چھایا ہوا ہے جس طرح اس کا درخت (انگور) تمام درختوں پر چھا جاتا ہے۔
(۴۹۵۳) اور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ جو شخص خود عمداً اپنے کو قتل کرلے تو وہ جہنم میں ہمیشہ ہمیشہ کے لئے جائے گا۔
چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا و لا تقتلوا انفسکم ان اللّٰہ کان بکم رحیما۔ من یفعل ذلک عدواناً و ظلماً فسوف نصلیہ ناراً و کان ذلک علی اللّٰہ یسیراً (سورۃ نساء آیت نمبر ۲۹ اور ۳۰) (تم لوگ خود اپنے آپ کو قتل نہ کرو بیشک اللہ تم لوگوں پر رحم کرنے والا ہے۔ اور جو ایسا کرے گا سرکشی یا ظلم کرتے ہوئے تو اللہ تعالیٰ اسے جہنم میں جلائے گا اور یہ اللہ کے لئے بہت آسان ہے۔)
(۴۹۵۴) اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ہر بدعت گمراہی ہے اور گمراہی کا راستہ جہنم کی طرف جاتا ہے۔
(۴۹۵۵) اور محمد بن مسلم نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے آپؑ نے فرمایا کہ ادنیٰ شرک یہ ہے کہ آدمی کوئی نئی رائے ایجاد کرے اور پھر اسی پر اپنی دوستی اور دشمنی کی بنیاد رکھے۔
(۴۹۵۶) حسن بن محبوب نے عبداللہ بن سنان سے انھوں نے ابی حمزہ سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے ایک مرتبہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے دریافت کیا کہ کم سے کم ناصبیت کیا ہے؟ آپؑ نے فرمایا کم سے کم ناصبیت یہ ہے کہ کوئی شخص ایک نئی بات ایجاد کرے اور اس بنیاد پر لوگوں سے محبت کرے اور اسی بنیاد پر لوگوں سے دشمنی کرے۔
(۴۹۵۷) حضرت علی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص کسی صاحب بدعت کے پاس جائے اور اس کی توقیر اور اس کا احترام کرے تو اس نے اسلام کی عمارت کے ڈھانے کی کوشش کی۔
(۴۹۵۸) ہشام بن حکم اور ابوبصیر نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے آپؑ نے فرمایا کہ ایک شخص نے اگلے زمانے میں حلال طریقہ سے دنیا حاصل کرنے کی کوشش کی مگر حاصل نہ کرسکا پھر حرام طریقہ سے حاصل کرنے کی کوشش مگر حاصل نہ کرسکا تو اس کے پاس شیطان آیا اور بولا اے میاں تم نے بذریعہ حلال دنیا حاصل کرنے کی کوشش کی مگر حاصل نہ کرسکے پھر بذریعہ حرام حاصل کرنے کی کوشش کی مگر حاصل نہ کرسکے کیا اب میں تم کو ایسی چیز بتاؤں جس سے تمہاری دنیا میں اضافہ ہو اور تمہاری اتباع کرنے والے بھی زیادہ ہو جائیں؟ اس نے کہا بتاؤ۔ شیطان نے کہا تم ایک دین ایجاد کرو اس کی طرف لوگوں کو دعوت دو۔ تو اس نے ایسا ہی کیا لوگوں نے اس کی دعوت کو قبول کر لیا اس کے مطیع ہوگئے اور اس نے دنیا کمالی پھر اس نے سوچا کہ یہ میں نے کیا کیا۔ میں نے ایک دین ایجاد کیا اس کی طرف لوگوں کو دعوت دی اب میرے لئے تو توبہ کی یہی صورت نظر آتی ہے کہ لوگوں کو اپنے خود

ساختہ دین سے پلٹاؤں یہ سوچ کر وہ اپنے ان اصحاب کے پاس آیا جن کو اس نے اس کی طرف دعوت دی تھی اور انھوں نے اس کی دعوت قبول کر لی تھی اور ان سے کہنے لگا کہ اے لوگوں میں نے جس دین کی دعوت تم لوگوں کو دی تھی وہ میرا خود ایجاد کردہ تھا اور باطل تھا تو لوگوں نے جواب دیا کہ نہیں تم جھوٹ بولتے ہو یہی دین حق ہے تمہیں اپنے دین میں شک آگیا ہے اور تم اس سے پھر گئے ہو۔ جب اس نے یہ دیکھا تو اس نے ایک زنجیر لی اور اس کے لئے ایک میخ زمین میں گاڑ دی پھر وہ زنجیر اپنے گلے میں باندھ لی اور کہا کہ میں اسے اپنے گلے سے اس وقت تک نہ کھولوں گا جب تک اللہ تعالیٰ میری توبہ نہ قبول کرے۔ تو اللہ تعالیٰ نے نبیوں میں سے ایک نبی کے پاس وحی بھیجی کہ فلاں شخص سے جا کر کہہ دو مجھے اپنے عزت وجلال کی قسم اگر تو اپنی سانس منقطع ہونے تک بھی دعا کرتا رہے گا تو میں تیری دعا قبول نہ کرونگا جب تک تو ان لوگوں کو اپنے دین سے نہ پھیرے گا جو تیری دعوت کو قبول کر کے (تیرے دین پر) مر چکے ہیں۔

(۴۹۵۹) بکر بن محمد ازدی نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ حضرت امیرالمومنین علیہ السلام کا ارشاد ہے کہ شک اور معصیت کرنے والا جہنم میں جائے گا نہ وہ ہم میں سے ہے اور نہ ہماری طرف پلٹے گا۔

(۴۹۶۰) اور عبداللہ بن میمون نے حضرت امام ابی عبداللہ سے انھوں نے اپنے پدر بزرگوار سے انھوں نے اپنے آبائے کرام علیہم السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ زانی کے انجام کی چھ (۶) حالتیں ہیں۔ تین دنیا میں اور تین آخرت میں۔ دنیا میں اس کا انجام یہ ہے کہ اس کی چہرے کی رونق اور چمک جاتی رہتی ہے وہ فقر میں مبتلا ہو جاتا ہے اور جلد ہی فنا ہو جاتا ہے اور آخرت میں اس کا انجام پروردگار کی ناراضگی اور بدترین حساب اور ہمیشہ ہمیشہ جہنم ہے۔

(۴۹۶۱) محمد بن ابی عمیر نے اسحاق بن ہلال سے انھوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ حضرت امیرالمومنین علیہ السلام نے ارشاد فرمایا اے لوگوں کیا میں تم کو نہ بتاؤں کہ سب سے بڑا زنا کیا ہے؟ لوگوں نے عرض کیا کہ جی ہاں بتائیں۔ آپؑ نے فرمایا یہ ہے کہ کوئی عورت اپنے شوہر کے بستر پر کسی غیر مرد سے مجامعت کرے اور بچہ ہو تو اس کو اپنے شوہر کی طرف منسوب کردے تو یہی عورت وہ ہوگی جس سے قیامت کی دن اللہ تعالیٰ بات نہیں کرے گا اور نہ اس کی طرف نظر اٹھا کر دیکھے گا نہ اس کو گناہوں سے پاک کرے گا اور اس کے لئے دردناک عذاب ہوگا۔

(۴۹۶۲) ابن ابی عمیر نے سعید ازرق سے انھوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے ایک ایسے شخص کے متعلق جس نے ایک مرد مومن کو قتل کر دیا۔ آپؑ نے فرمایا کہ اس سے کہا جائے گا کہ تو مر جا لیکن کون سی موت مرنا چاہتا ہے یہودی کی موت مرنا چاہتا ہے یا نصرانی کی موت مرنا چاہتا ہے یا مجوسی کی موت مرنا چاہتا ہے۔

(۴۹۶۳) اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میری شفاعت ان لوگوں کے لئے ہے جو میری امت میں سے گناہان کبیرہ کے مرتکب ہونے ہیں۔

۴۹۶۴) اور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ ہم لوگوں کی شفاعت ان لوگوں کے لئے ہے جو ہمارے شیعوں میں سے گناہان کبیرہ کے مرتکب ہوتے ہیں اور توبہ کرنے والے ہیں تو ان کے لئے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے ما علی المحسنین من سبیل (سورۂ توبہ آیت نمبر ۹۱) (نیکی کرنے والوں پر الزام کی کوئی سبیل نہیں ہے۔)

۴۹۶۵) امیرالمومنین علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ توبہ سے زیادہ نجات دلانے والا کوئی اور شفیع نہیں ہے۔

۴۹۶۶) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے قول خدا ان اللّٰہ لا یغفران یشرک بہ و یغفر ما دون ذلک لمن یشاء (سورۂ نساء آیت نمبر ۴۸) (اللہ اس جرم کو تو البتہ معاف نہیں کرتا کہ اس کے ساتھ شرک کیا جائے ہاں اس کے سوا جو گناہ ہو جس کو چاہے معاف کردے) کے متعلق دریافت کیا گیا کہ کیا گناہان کبیرہ بھی اللہ کی مشیت میں داخل ہیں؟ آپؑ نے فرمایا ہاں یہ اس کی مشیت پر ہے اگر چاہے تو اس پر عذاب کرے اور چاہے تو معاف کر دے۔

۴۹۶۷) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص گناہانِ کبیرہ سے اجتناب کرے گا اللہ تعالیٰ اس کے تمام گناہوں کو معاف کردے گا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ان تجتنبو اکبائر ما تنھون عنہ نکفر عنکم سیاتکم و ندخلکم مدخلاً کریماً (سورۂ نساء آیت نمبر ۳۱) [جن کاموں سے تمہیں منع کیا جاتا ہے اگر تم گناہان کبیرہ سے بچتے رہو تو ہم تمہارے (صغیرہ) گناہوں کو بھی درگزر کردیں گے اور تم کو بہت اچھی عزت کی جگہ پہونچا دیں گے]

آج ۱۱ ربیع الاول ۱۴۱۶ھ مطابق ۹ اگست ۱۹۹۵ء روز چہار شنبہ

الحمد للہ کتاب من لایحضرہ الفقیہ (جلدسوم) تصنیف شیخ فقیہ محمد علی بن بابویہ قمی

(شیخ الصدوق) رضی اللہ عنہ کا اردو ترجمہ تمام ہوا۔

سید حسن امداد ممتاز الافاضل (غازی پوری)

اُردو

من لا یحضرہ الفقیہ

تالیف

الشیخ الصدوق ابی جعفر محمد بن علی
ابن الحسین بن موسیٰ بن بابویہ القمی
المتوفی ۳۸۱ھ

پیشکش

سید اشفاق حسین نقوی

ناشر
الکساء پبلیشرز
آر-۱۵۹ سیکٹر ۵ بی ۲ نارتھ کراچی

یہ کتاب

اپنے بچوں کے لیے scan کی بیرونِ ملک مقیم ہیں

مو منین بھی اس سے استفادہ حاصل کرسکتے ہیں.

منجانب.

سبیلِ سکینہ

یونٹ نمبر ۸ لطیف آباد حیدر آباد پاکستان

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡم

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ

نام کتاب: من لا یحضرہ الفقیہ (اردو)

مولف: شیخ الصدوق علیہ الرحمہ

مترجم: سید حسن امداد ممتاز الافاضل (غازی پوری)

تزئین: سید فیضیاب علی رضوی

کمپوزنگ: شگفتہ کمپوزنگ اینڈ گرافکس سینٹر

اشاعت اول: نومبر۱۹۹۴ء

اشاعت دوئم: جولائی۱۹۹۶ء

ناشر: الکساء پبلیشرز

آر-۱۵۹ سیکٹر ۵ بی ۲ نارتھ کراچی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فہرست (جلد چہارم)

باب	عنوان	صفحہ
	پیش لفظ	۹
	کچھ مترجم کے بارے میں	۱۵
۱۔	نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی چند منہیات (چند امور جن کے نہ کرنے کی نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہدایت فرمائی)	۲۰
۲۔	جو احادیث عورتوں کی طرف نگاہ کرنے کے متعلق آئی ہیں	۳۱
۳۔	زنا کے متعلق احادیث	۳۳
	کتاب الحدود	
۴۔	زنا کے جرم میں سزا و حد و رجم و شہر بدری کب اور کیا واجب ہے	۳۵
۵۔	اگر کوئی مسافر مجبوری (بیوی یا کنیز نہ ہو) میں زنا کرلے تو اسے رجم نہیں کیا جائے گا	۴۹
۶۔	لواطہ اور سحق کی حد (سزا)	۵۰
۷۔	زنا کے جرم میں غلاموں کی حد (سزا)	۵۱
۸۔	جانور سے بدفعلی کرنے والے کی حد اور سزا	۵۳
۹۔	زنا اور لواطہ کی طرف دلالی کرنے والے کی حد اور سزا	۵۴
۱۰۔	قذف کی حد (عورت پر زنا کی بہتان لگانے کی سزا)	۵۴
۱۱۔	شراب نوشی پر حد (شرعی سزا) اور گانے اور لہو ولعب کے متعلق جو کچھ وارد ہوا ہے	۵۹
۱۲۔	حد سرقہ (چوری کی سزا)	۶۲
۱۳۔	گونگے، بہرے اور اندھے پر حدود جاری کرنا	۶۹
۱۴۔	سود خور کیلئے حد (سزا) ثبوت و گواہی کے بعد	۶۹
۱۵۔	مردار خون اور سور کا گوشت کھانے والے کی حد (سزا)	۶۹
۱۶۔	جس شخص پر کئی حدود (سزائیں) مجتمع (جمع) ہو جائیں اس کے متعلق کیا واجب ہے	۷۰
۱۷۔	حدود کے متعلق نادر احادیث	۷۰
	کتاب الدیات (خونبہا)	
۱۸۔	انسانی اعضاء اور اس کے جوڑوں کا خونبہا اور نطفے اور علقہ اور مضغہ کا خونبہا اور ہڈی اور جان کا خونبہا	۷۳
۱۹۔	ناحق کسی کے خون بہانے یا اس کا مال لینے کی حرمت یا ایسا سلوک جو حلال نہیں اور قتل عمد اور خطا سے توبہ	۸۶
۲۰۔	قسامت (قسم)	۹۱
۲۱۔	وہ شخص جو کسی کو زخمی یا قتل کردے تو اس پر کوئی دیت لازم نہ ہو	۹۴
۲۲۔	قصاص اور دیت کی رقم	۹۶
۲۳۔	وہ شخص جس کی خطا بھی عمد ہے	۱۰۲
۲۴۔	وہ شخص جس کا عمد بھی خطا ہے	۱۰۳
۲۵۔	وہ شخص جس نے حرم کی حد سے باہر کوئی جرم کیا اور بھاگ کر حرم میں پناہ لے لی	۱۰۴
۲۶۔	اس شخص کے لئے حکم جسکو دو آدمیوں یا اس سے زائد نے قتل کردیا اور قوم ایک کے قتل پر مجتمع ہو جائے	۱۰۴
۲۷۔	عورتوں اور مردوں کے درمیان جراحت و قتل	۱۰۷
۲۸۔	ایک شخص اپنے بیٹے یا اپنے باپ یا ماں کو قتل کردیتا ہے	۱۰۸
۲۹۔	ایک مسلمان کسی کافر ذمی یا غلام یا غلام مدبر یا غلام مکاتب کو قتل کردیتا ہے یا وہ لوگ اسکو قتل کردیتے ہیں	۱۰۹

باب	عنوان	صفحہ
۳۰۔	نفس کی دیت کے علاوہ پوری دیت اور نصف دیت کہاں کہاں لازم ہے	۱۱۵
۳۱۔	انگلیوں دانتوں اور ہڈیوں کی دیت	۱۱۹
۳۲۔	ایک شخص قتل ہوتا ہے تو اس کے بعض ورثہ معاف کر دینا چاہتے ہیں بعض قصاص لینا چاہتے ہیں اور بعض دیت	۱۲۲
۳۳۔	عاقلہ (یعنی قاتل کے ہاں خاندان سے دیت کی وصولی)	۱۲۳
۳۴۔	ایک شخص نے ایک آدمی کو مارا تو اب اس کا پیشاب نہیں رکتا مسلسل جاری ہے اس کے متعلق روایت	۱۲۵
۳۵۔	نطفہ، علقہ اور مضغہ، عظم (ہڈی) اور جنین (بچہ شکم) کی دیت	۱۲۵
۳۶۔	ایک مسلمان ارض شرک میں رہتا تھا اسے مسلمانوں نے قتل کر دیا اور امام کو بعد میں اطلاع ملی اس کے متعلق حکم	۱۲۷
۳۷۔	ایک شخص نے ایک آدمی کے پیٹ کو کچل دیا اور اس کے کپڑوں میں پاخانہ نکل آیا	۱۲۸
۳۸۔	ایک شخص نے عورت کے ساتھ مجامعت میں زیادتی کی (یعنی آگے کے بدلے پیچھے سے دخول کیا) اور اس پر اتنا ڈٹا کہ وہ مرگئی	۱۲۸
۳۹۔	گونگے کی زبان کی دیت	۱۲۸
۴۰۔	افضا (عورت کی شرمگاہ پھاڑ دینے) پر کیا واجب ہے	۱۲۹
۴۱۔	اس شخص پر کیا عائد ہوگا جس نے ایک آدمی کے سر پر کھولتا ہوا پانی انڈیل دیا اور اس کے سارے بال جھڑ گئے	۱۲۹
۴۲۔	کسی کی ڈاڑھی کے بال اگر کوئی مونڈ دے تو اس پر کیا عائد ہوگا	۱۲۹
۴۳۔	جو شخص اپنی زوجہ کی فرج (شرمگاہ) کاٹ دے اس پر کیا لازم آتا ہے	۳۰
۴۴۔	جو شخص عورت کی شرمگاہ پر لات مارے اور عورت کا خیال ہو کہ اب اس کو حیض نہیں آئے گا تو اس شخص پر کیا لازم آتا ہے	۱۳۰
۴۵۔	انگلیوں کے جوڑ کی دیت	۱۳۱
۴۶۔	انسان کے دونوں بیضوں کی دیت	۱۳۱
۴۷۔	ایک غلام، ایک آزاد مرد، ایک آزاد عورت اور ایک غلام مکاتب چاروں نے مل کر ایک آدمی کو قتل کیا اس کے متعلق حکم	۱۳۱
۴۸۔	وہ شخص جو اپنے غلام کو اتنی سزا دے کہ وہ مر جائے اس کے لئے کیا لازم ہے	۱۳۲
۴۹۔	ولدالزنا کی دیت	۱۳۲
۵۰۔	جو شخص اپنی زمین پر یا کسی اور کی زمین پر کنواں وغیرہ کھودے اور اس میں کوئی انسان گر کر ہلاک ہو جائے اس کے لئے کیا حکم ہے	۱۳۲
۵۱۔	اگر کوئی سواری کسی آدمی کو اپنے پیچھے یا گلے پاؤں سے گزند پہنچا دے تو اس کے لئے کیا لازم ہے	۱۳۳
۵۲۔	دو آدمیوں نے مل کر ایک آدمی کا ہاتھ کاٹ دیا اس کے لئے کیا حکم ہے	۱۳۴
۵۳۔	وہ شخص جس نے کسی میت کا سر کاٹا اس پر کیا لازم ہے	۱۳۵
۵۴۔	اس طمانچہ کیلئے حکم جس سے چہرہ سیاہ یا ہرا یا سرخ پڑ جائے	۱۳۶
۵۵۔	اس شخص پر کیا لازم ہے جو ایک آدمی کے پاس گیا وہ سو رہا تھا جب وہ اس کی پشت پر پہنچا تو وہ جاگ گیا اور اس نے اس کو قتل کر دیا	۱۳۶
۵۶۔	تین آدمی ایک دیوار کے گرانے میں شریک تھے اور وہ دیوار ان میں سے ایک پر گر گئی اور وہ مر گیا	۱۳۶

باب	عنوان	صفحہ
۵۷۔	ایک آدمی قتل کردیا جاتا ہے اس پر قرض ہے	۱۳۷
۵۸۔	اس دایہ اور دودھ پلائی کی ضمانت جو بچے پر کروٹ لیکر الٹ پڑے اور وہ مرجائے یا بچے کو کسی دوسری دایہ کے حوالے کردے اور وہ اسے لیکر بھاگ جائے	۱۳۷
۵۹۔	اگر کسی شخص کا کتا کسی کو کاٹ لے تو کتے والے کی کیا ذمہ داری ہے	۱۳۸
۶۰۔	ایک ام ولد نے اپنے مالک کو عمداً یا خطاً قتل کردیا	۱۳۸
۶۱۔	اگر کوئی شخص کسی قوم کے گھر میں آگ لگادے اور گھر اور اس کے رہنے والے جل جائیں تو اس کی کیا سزا ہے	۱۳۹
۶۲۔	اگر کسی شخص کا بختی (خراسانی اونٹ) بدمستی میں کسی کو قتل کردے تو اس پر کیا لازم آتا ہے	۱۳۹
۶۳۔	قصاص کو زندہ رکھنے کے لئے کیا لازم ہے	۱۳۹
۶۴۔	ایک چور زبردستی ایک عورت کی شرمگاہ پر قابض ہو جاتا ہے اور اس کے بچے کو قتل کردیتا ہے	۱۴۰
۶۵۔	ایک عورت اپنے شوہر کے گھر میں کسی شخص کو داخل کرلیتی ہے تو اس کا شوہر اس شخص کو قتل کردیتا ہے تو عورت اپنے شوہر کو قتل کردیتی ہے	۱۴۱
۶۶۔	جو شخص عیدوں کی بھیڑ بھاڑ میں یا عرفہ میں یا کسی کنوئیں یا کسی پل پر مرجائے اور نہ معلوم ہو کہ اسے کس نے قتل کیا ہے	۱۴۱
۶۷۔	ایک شخص قتل ہوتا ہے اور اس کے اعضاء متفرق مقامات پر پائے جاتے ہیں	۱۴۲
۶۸۔	شجاج (زخمی) اور اس کے مختلف نام	۱۴۲
۶۹۔	وہ شخص جو کسی آدمی کو قتل کرکے بھاگ جائے اس کے لئے کیا حکم ہے	۱۴۳
۷۰۔	سر کے زخموں اور جراحتوں کی دیت	۱۴۳
۷۱۔	دیتوں کے متعلق نادر احادیث	۱۴۴
۷۲۔	وصیت کا سلسلہ حضرت آدمؑ کے وقت سے ہے	۱۴۷
۷۳۔	اللہ تعالیٰ یہ احسان کرتا ہے کہ اپنے بندے پر وفات کے وقت اس کی آنکھ، کان اور عقل کو واپس کردیتا ہے تا کہ وہ وصیت کرلے	۱۵۱
۷۴۔	وصیت ترک کرنے پر اللہ کی حجت	۱۵۳
۷۵۔	وصیت ہر مسلمان پر فرض ہے	۱۵۳
۷۶۔	زکوۃ میں جو کمی رہ جاتی ہے اسکی تکمیل وصیت سے ہوجاتی ہے	۱۵۳
۷۷۔	ثواب اس شخص کا جو وصیت کرے اور ان میں سے کسی کے ساتھ ناانصافی اور کسی کو ضرر نہ پہنچائے	۱۵۳
۷۸۔	اس شخص کے متعلق جو اپنے ان اقرباء کیلئے وصیت نہیں کرتے جو اس کے مال میں میراث پانے والے نہیں ہیں کم کیلئے وصیت کرے یا زیادہ کیلئے	۱۵۳
۷۹۔	جو شخص موت کے وقت اچھی وصیت نہ کرسکا	۱۵۳
۸۰۔	اس شخص کا ثواب جسکا خاتمہ اچھے قول یا اچھے عمل پر ہو	۱۵۴
۸۱۔	وارثوں کو ضرر پہنچانے کے متعلق جو کچھ حدیث میں ہے	۱۵۴
۸۲۔	وصیت میں عدل اور جور (ظلم)	۱۵۴
۸۳۔	گناہان کبیرہ کے متعلق وصیت میں ظلم و جور	۱۵۴
۸۴۔	کس مقدار میں وصیت کرنا مستحب ہے	۱۵۵
۸۵۔	میت کو اپنے مال میں سے کتنا حق (وصیت) ہے اور وصیت کو نیکی کی طرف پلٹانے کیلئے کیا لازم ہے	۱۵۶
۸۶۔	وصیت نامہ	۱۵۷
۸۷۔	وصیت پر لوگوں کو گواہ بنانا	۱۶۲
۸۸۔	میت کے ترکہ میں سے جو چیز پہلے شروع کی جائے	۱۶۳
۸۹۔	ایک شخص مرجاتا ہے اور اس پر قرض اس کے کفن کی قیمت کے برابر ہے	۱۶۳

باب	عنوان	صفحہ
۹۰۔	وارث کے لئے وصیت	۱۶۴
۹۱۔	وصیت کے قبول کرنے سے انکار	۱۶۴
۹۲۔	عمر کی وہ حد کہ جس پر لڑکا پہنچ جائے تو اسکی وصیت جائز ہے	۱۶۵
۹۳۔	کتابت اور اشارے سے وصیت	۱۶۶
۹۴۔	اپنی وصیت سے پھر جانا	۱۶۷
۹۵۔	وہ شخص جس نے ایک تہائی سے زیادہ کی وصیت کردی اس کے ورثاء گواہ تھے انہوں نے اجازت دیدی کیا ان ورثاء کو حق ہے اس کے مرنے کے بعد وصیت کو توڑیں	۱۶۷
۹۶۔	وصیت کا نافذ کرنا واجب اور اس میں تبدیلی کرنا منع ہے	۱۶۸
۹۷۔	انسان کے اندر جب تک ذرا سی بھی روح ہے وہ اپنے مال کا زیادہ حقدار ہے	۱۶۹
۹۸۔	جو شخص عمداً خودکشی کرلے اس کی وصیت	۱۷۰
۹۹۔	دو آدمیوں کو وصیت کی جاتی ہے اور ان دونوں میں سے ہر ایک ترکہ میں سے نصف لیکر جدا ہو جاتے ہیں	۱۷۰
۱۰۰۔	اپنے مال میں سے تھوڑی شے یا ایک سہم یا ایک جزء یا کثیر کے لئے وصیت	۱۷۱
۱۰۱۔	ایک شخص کسی مال کی وصیت فی سبیل اللہ کرتا ہے	۱۷۲
۱۰۲۔	مرنے والے کی وصیت میں اگر وصی تبدیلی کریگا تو اس کا ضامن رہے گا	۱۷۳
۱۰۳۔	اقرباء اور دوستداروں کے لئے وصیت	۱۷۴
۱۰۴۔	بالغ اور نابالغ دونوں کی وصیت	۱۷۵
۱۰۵۔	وصیت کرنے والے سے پہلے وہ شخص مرجاتا ہے جس کے بارے میں وصیت کی گئی یا جس مال کی وصیت کی گئی اس پر قبضہ کرنے سے پہلے ہی مرجاتا ہے	۱۷۵
۱۰۶۔	غلام کو آزاد کرنے صدقہ کرنے اور حج کیلئے وصیت	۱۷۶
۱۰۷۔	غلام مکاتب اور ام ولد کیلئے وصیت	۱۷۹
۱۰۸۔	ایک شخص نے ایک آدمی کیلئے تلوار یا صندوق یا سفینہ کی وصیت کی	۱۸۰
۱۰۹۔	جس نے کوئی وصیت نہ کی ہو اور اس کے بہت سے ورثاء ہوں تو اس کا ترکہ کس طرح تقسیم یا فروخت ہو	۱۸۱
۱۱۰۔	ایک شخص وصیت کرتا ہے اس کا وصی ایک بات کے سوا سب کو فراموش کردیتا ہے۔ یاد نہیں رکھتا	۱۸۱
۱۱۱۔	میت کا مال اگر فروخت ہو رہا ہے تو اس کا وصی اس کو زیادہ پر خرید سکتا ہے	۱۸۲
۱۱۲۔	باپ کا بیٹے کو میراث سے خارج کردینا کیونکہ اس نے اس کی ام ولد کے ساتھ جماع کیا تھا	۱۸۲
۱۱۳۔	یتیم کا یتیمی سے منقطع ہونا	۱۸۳
۱۱۴۔	وہ شخص جو بالغ ہونے کے بعد بھی اپنا مال لینے سے انکار کردیتا ہے	۱۸۵
۱۱۵۔	وارث کے بالغ ہونے کے بعد بھی وصی نے اس کو اس کا مال دینے سے انکار کیا جس کی وجہ سے وہ شادی نہ کرسکا اور زنا کا مرتکب ہوگیا	۱۸۵
۱۱۶۔	ایک شخص نے وصیت بھی کی اور غلام بھی آزاد کیا جبکہ اس کے اوپر قرض بھی تھا	۱۸۶
۱۱۷۔	مرنے والا قرض سے بری الذمہ ہوجاتا ہے اگر کوئی شخص قرض خواہوں سے ادائیگی کا ضامن ہوجائے	۱۸۷
۱۱۸۔	فروخت شدہ مال بعینہ موجود ہو اور خریدار مرجائے اور اس مال کی قیمت باقی ہو اور کچھ دوسروں کا قرض بھی باقی ہو	۱۸۷
۱۱۹۔	دیت میں سے قرض کی ادائیگی	۱۸۸
۱۲۰۔	عورت کو وصیت کرنا اور وصی بنانا مکروہ ہے	۱۸۸
۱۲۱۔	وصی کے وصی پر وصیت پر عمل کرنے کے متعلق کیا	

باب	عنوان	صفحہ
	لازم ہے	۱۸۸
۱۲۲۔	ایک آدمی ایک شخص کے لئے اپنے مال کے ایک حصے کی وصیت کرتا ہے پھر وصیت کرتے ہوئے خطا قتل ہو جاتا ہے	۱۸۹
۱۲۳۔	ایک شخص نے ایک آدمی کو اپنی اولاد اور اپنے مال کی وصیت کی اور وصیت کے وقت اس کو اجازت دی کہ وہ مال سے کوئی کام کرے اور نفع اس کے اور اس کی اولاد کے درمیان تقسیم ہوگا	۱۸۹
۱۲۴۔	کسی مریض کا اپنے کسی وارث سے قرض لینے کا اقرار	۱۹۰
۱۲۵۔	بعض وارثوں کا غلام کے آزاد ہونے یا قرض کا اقرار	۱۹۱
۱۲۶۔	ایک شخص مر گیا اس پر قرض ہے اور اس کے بال بچے ہیں اور وہ صاحب مال ہے	۱۹۱
۱۲۷۔	وصیت کے متعلق نادر احادیث	۱۹۱
۱۲۸۔	وقف وصدقہ اور عطیہ	۱۹۶
۱۲۹۔	سکنی وعمری اور رقبی	۲۰۴
	کتاب الفرائض ومیراث	
۱۳۰۔	وارثوں میں عول کا باطل ہونا	۲۰۶
۱۳۱۔	صلبی اولاد کی میراث	۲۰۹
۱۳۲۔	والدین کیلئے میراث	۲۱۰
۱۳۳۔	زوج اور زوجہ کے لئے میراث	۲۱۱
۱۳۴۔	اپنی صلبی اولاد اور ماں باپ کے لئے	۲۱۱
۱۳۵۔	شوہر کیلئے میراث اولاد کے ساتھ	۲۱۲
۱۳۶۔	لڑکے کے ساتھ زوجہ کیلئے میراث	۲۱۳
۱۳۷۔	شوہر کے ساتھ لڑکے اور والدین کیلئے میراث	۲۱۳
۱۳۸۔	زوجہ کے ساتھ والدین اور اولاد کیلئے میراث	۲۱۴
۱۳۹۔	زوج اور زوجہ کے ساتھ والدین کیلئے میراث	۲۱۴
۱۴۰	پوتے (بیٹے کے بیٹے) کیلئے میراث	۲۱۶

باب	عنوان	صفحہ
۱۴۱۔	پوتے کے ساتھ والدین کی میراث	۲۱۶
۱۴۲۔	پوتے کی میراث زوج اور زوجہ کے ساتھ	۲۱۷
۱۴۳۔	ماں باپ اور بھائیوں اور بہنوں کیلئے میراث	۲۱۷
۱۴۴۔	ماں، باپ، شوہر اور بہت سے بھائی بہن کی میراث	۲۱۷
۱۴۵۔	وہ لوگ جس کسی کو میراث سے محجوب نہیں کرتے	۲۱۸
۱۴۶۔	بھائیوں اور بہنوں کیلئے میراث	۲۱۸
۱۴۷۔	زوج اور زوجہ کی میراث بھائیوں اور بہنوں کے ساتھ	۲۲۳
۱۴۸۔	داداؤں اور دادیوں کیلئے میراث	۲۲۴
۱۴۹۔	رشتہ داروں کی میراث	۲۳۰
۱۵۰۔	آزاد کردہ غلاموں کے ساتھ رشتہ داروں کی میراث	۲۳۲
۱۵۱۔	موالی کی میراث	۲۳۴
۱۵۲۔	ان لوگوں کی میراث جو ڈوب کر مر گئے یا ان پر مکان گر پڑا اور دب کر مر گئے اور یہ نہیں معلوم کہ ان میں سے کون پہلے مرا	۲۴۴
۱۵۳۔	وہ بچے جو ماں کے پیٹ میں ہوں یا نوزائیدہ ہوں یا سقط شدہ ہوں ان کی میراث	۲۴۶
۱۵۴۔	ایسے لڑکے یا لڑکی کی میراث جن کی آپس میں شادی ہو گئی تھی اور ان میں سے ایک مر گیا	۲۴۷
۱۵۵۔	طلاق دینے والے مرد اور طلاق پانے والی عورت کی میراث	۲۴۸
۱۵۶۔	ایک شخص نے حالت مرض میں کسی عورت سے نکاح کیا یا طلاق دی تو اس کی میراث	۲۴۸
۱۵۷۔	اس عورت کی میراث جس کا شوہر مر گیا	۲۴۹
۱۵۸۔	میراث مخلوع (عاق شدہ)	۲۴۹
۱۵۹۔	میراث حمیل	۲۵۰
۱۶۰۔	مشکوک اولاد کی میراث	۲۵۰
۱۶۱۔	ایسے لڑکے کی میراث جس کا باپ اس کی ولادت سے	

باب	عنوان	صفحہ
	اقرار کرنے کے بعد انکار کر دیتا ہے	۲۵۱
۱۶۲۔	میراث ولد الزنا	۲۵۲
۱۶۳۔	قاتل کی میراث اور دیت کا کون وارث ہوگا اور کون نہیں ہوگا	۲۵۲
۱۶۴۔	میراث ابن ملاعنہ (متہم بیوی سے پیدا ہونے والی اولاد)	۲۵۵
۶۵ ۔	جو شخص میراث کے وقت اسلام لایا ہو یا آزاد ہوا ہو اس کی میراث	۲۵۸
۱۶۶۔	میراث خنثی (ہیجڑا)	۲۵۸
۱۶۷۔	اس مولود کی میراث جس کے دو (۲) سر ہوں	۲۶۱
۱۶۸۔	گم شدہ شخص کی میراث	۲۶۱
۱۶۹۔	مرتد کی میراث	۲۶۲
۱۷۰۔	ایسے شخص کی میراث جس کا کوئی وارث نہیں	۲۶۳
۱۷۱۔	مختلف قوموں کی میراث	۲۶۳
۱۷۲۔	مملوک (غلام) کی میراث	۲۶۶
۱۷۳۔	غلام مکاتب کی میراث	۲۶۸
۱۷۴۔	مجوسیوں کی میراث	۲۶۹
۱۷۵۔	میراث کے متعلق نادر احادیث	۲۷۱
۱۷۶۔	نوادر۔ اور یہ اس کتاب کا آخری باب ہے (نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وصیتیں حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام کیلئے)	۲۷۴
۱۷۷۔	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وہ چھوٹے چھوٹے فقرات (جملے) جو اس سے پہلے بیان نہیں کیے گئے	۲۹۴
۱۷۸۔	راویوں کے اسمائے گرامی	۳۲۷

بسم اللہ الرحمن الرحیم

پیش لفظ

پروردگار عالم نے سورہ رحمٰن میں ایک جملہ کی تکرار کی ہے اور وہ جملہ ہے "فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبٰنِ (تم دونوں اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ اس کے بعد تم لوگ یہ جملہ کہا کرو" لَا بِشَیْءٍ مِّنْ اٰلَآئِکَ رَبِّ اُکَذِّبُ (پروردگار ہم تیری کسی نعمت کو نہیں جھٹلا سکتے) بے شک بندے اس کا شکر ادا کرنے کا حق ادا نہیں کر سکتے۔ اس کی نعمتیں بے شمار ہیں جن میں سے ہم کچھ کا ادراک کر سکتے ہیں اور لاتعداد نعمتیں ایسی ہیں جن کا ہم نہ تو ادراک کر سکتے ہیں اور نہ ہی ان کا شمار کر سکتے ہیں۔ اپنی بے بسی اور لاچاری کا اظہار کرنا ہی اس کا شکر ادا کرنے کے برابر ہے۔ ان تمام نعمتوں کے علاوہ اکثر اوقات وہ اپنے بندوں سے ایسے ایسے کام لے لیتا ہے جس کے وہ لوگ بظاہر اہل نظر نہیں آتے۔ ایسے ہی لوگوں میں ہمارا شمار پروردگار عالم نے کروا دیا۔ ہم لوگ علم اور دولت کے اعتبار سے خود کو اس اعزاز کے قابل نہیں سمجھتے۔ مگر اس معبود برحق نے ہمیں مذہب اثناءعشری کی بنیادی کتب میں سے **من لا یحضرہ الفقیہ** "کا اردو ترجمہ شائع کرانے کا شرف بخشا۔ اس کے اس فضل و کرم کے لئے ہم جتنا بھی شکر ادا کریں کم ہے۔

من لا یحضرہ الفقیہ چار جلدوں پر مشتمل ہے۔ اس کی جلد اول کا اردو ترجمہ ۱۹۹۴ء میں۔ جلد دوم کا اردو ترجمہ ۱۹۹۵ء میں جلد سوم کا اردو ترجمہ ۱۹۹۶ء میں شائع ہوا اور جلد چہارم کا اردو ترجمہ اس وقت آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ پروردگار عالم کی بارگاہ میں ہماری دعا ہے کہ وہ چہاردہ معصومین علیہم السلام کے صدقے میں زیادہ سے زیادہ اہم اور بنیادی کتب کا اردو ترجمہ شائع کرانے کی ہمیں سعادت نصیب کرے اور تمام اراکین کو صحت کلی کے ساتھ طویل عمر عطا کرے۔ آمین ثم آمین۔

بے شک کتب اربعہ مذہب حقہ اثناءعشری کی بنیادی کتب ہیں جو احادیث معصومین علیہم السلام کا بہت بڑا ذخیرہ ہیں۔ ان میں پہلی "الکافی" ہے جو محمد بن یعقوب کلینی نے آٹھ (۸ جلدوں میں) لکھی ہے۔ جن کا سن پیدائش ۲۵۰ھ اور سن وفات ۳۲۸ھ ہے (عمر ۷۸ سال)۔ دوسری کتاب "**من لا یحضرہ الفقیہ**" ہے جو جناب شیخ الصدوق نے چار (۴) جلدوں میں لکھی ہے۔ جن کا سن پیدائش ۳۰۶ھ اور سن وفات ۳۸۱ھ ہے (عمر ۷۵ سال) تیسری اور چوتھی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

پیش لفظ

پروردگار عالم نے سورہ رحمٰن میں ایک جملہ کی تکرار کی ہے اور وہ جملہ ہے "فَبِاَیِّ اٰلَاۤءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبٰنِ (تم دونوں اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ اس کے بعد تم لوگ یہ جملہ کہا کرو" لَا بِشَیْءٍ مِنْ اٰلَاۤئِکَ رَبِّ اُکَذِّبُ (پروردگار ہم تیری کسی نعمت کو نہیں جھٹلا سکتے) بے شک بندے اس کا شکر ادا کرنے کا حق ادا نہیں کر سکتے۔ اس کی نعمتیں بے شمار ہیں جن میں سے ہم کچھ کا ادراک کر سکتے ہیں اور لاتعداد نعمتیں ایسی ہیں جن کا ہم نہ تو ادراک کر سکتے ہیں اور نہ ہی ان کا شمار کر سکتے ہیں۔ اپنی بے بسی اور لاچاری کا اظہار کرنا ہی اس کا شکر ادا کرنے کے برابر ہے۔ ان تمام نعمتوں کے علاوہ اکثر اوقات وہ اپنے بندوں سے ایسے ایسے کام لے لیتا ہے جس کے وہ لوگ بظاہر اہل نظر نہیں آتے۔ ایسے ہی لوگوں میں ہمارا شمار پروردگار عالم نے کروا دیا۔ ہم لوگ علم اور دولت کے اعتبار سے خود کو اس اعزاز کے قابل نہیں سمجھتے۔ مگر اس معبود برحق نے ہمیں مذہب اثناءعشری کی بنیادی کتب میں سے **من لا یحضرہ الفقیہ** "کا اردو ترجمہ شائع کرانے کا شرف بخشا۔ اس کے اس فضل و کرم کے لئے ہم جتنا بھی شکر ادا کریں کم ہے۔

من لا یحضرہ الفقیہ چار جلدوں پر مشتمل ہے۔ اس کی جلد اول کا اردو ترجمہ ۱۹۹۴ء میں۔ جلد دوم کا اردو ترجمہ ۱۹۹۵ء میں جلد سوم کا اردو ترجمہ ۱۹۹۶ء میں شائع ہوا اور جلد چہارم کا اردو ترجمہ اس وقت آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ پروردگار عالم کی بارگاہ میں ہماری دعا ہے کہ وہ چہاردہ معصومین علیہم السلام کے صدقے میں زیادہ سے زیادہ اہم اور بنیادی کتب کا اردو ترجمہ شائع کرانے کی ہمیں سعادت نصیب کرے اور تمام اراکین کو صحت کلی کے ساتھ طویل عمر عطا کرے۔ آمین ثم آمین۔

بے شک کتب اربعہ مذہب حقہ اثناءعشری کی بنیادی کتب ہیں جو احادیث معصومین علیہم السلام کا بہت بڑا ذخیرہ ہیں۔ ان میں پہلی "الکافی" ہے جو محمد بن یعقوب کلینی نے آٹھ (۸ جلدوں میں) لکھی ہے۔ جن کا سن پیدائش ۲۵۰ ھ اور سن وفات ۳۲۸ ھ ہے (عمر ۷۸ سال)۔ دوسری کتاب "**من لا یحضرہ الفقیہ**" ہے جو جناب شیخ الصدوق نے چار (۴) جلدوں میں لکھی ہے۔ جن کا سن پیدائش ۳۰۶ ھ اور سن وفات ۳۸۱ ھ ہے (عمر ۷۵ سال) تیسری اور چوتھی

کتب " الاستبصار " اور تہذیب الاحکام ہیں۔ جو چار (۴) اور دس (۱۰) جلدوں میں بالترتیب جناب شیخ طوسی نے لکھی ہیں۔ جن کا سن پیدائش ۳۸۵ ھ اور سن وفات ۴۶۰ ھ ہے (عمر ۷۵ سال) احادیث معصومین علیہم السلام کی تعداد تقریباً چوالیس ہزار (۴۴۰۰۰) سے زیادہ ہے۔ اس سے اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ طرح طرح کے مصائب و آلام برداشت کرنے کے باوجود ائمہ طاہرین علیہم السلام اور معزز محدثین کرامؒ (خدا ان کے درجات بلند کرے) اس پر آشوب اور شدید مخالفانہ دور میں دین کی کتنی بڑی خدمت انجام دی ہے۔ یہ ایک عجیب حقیقت ہے کہ ہماری کتب اربعہ کے تمام مؤلفین کے اسماء گرامی " محمد " اور کنیت " ابو جعفر " ہے۔ کتب اربعہ کے اردو تراجم نہ ہونے کی وجوہات ہم نے **من لایحضرہ الفقیہ** " کی جلد اول کے ترجمہ کے پیش لفظ میں لکھی تھیں۔ احادیث معصومین علیہم السلام ہمارے لئے قرآن حکیم کے بعد نص ہیں ان کی اہمیت پر ہم نے اسی کتاب کی دوسری جلد کے اردو ترجمہ کے پیش لفظ میں تفصیل سے روشنی ڈالی ہے۔ جن کا دھرانا مقصود نہیں ہے۔ صرف یاد دھانی کے لئے درج ذیل اشارے کافی ہیں۔ جو ان اقتباسات کے ماخذ ہیں۔ (۱) الشافی جلد اول صفحہ ۳۴۔ طبع ۱۹۸۶ ھ (۲) الشافی۔ جلد اول صفحہ ۸ طبع ۱۹۸۶ء (۳) الشافی جلد اول صفحہ ۲۵۔ طبع ۱۹۸۶ (۴) اصول کافی۔ کتاب ایمان والکفر۔ باب الشرک (مندرجہ بالا حوالے اردو ترجمہ کی کتب کے ہیں) (۵) روضتہ الکافی جلد ۸ صفحہ ۱۲۵۔ ۱۳۶ (۶) احتجاج طبرسی۔ صفحہ ۲۷۰ (۷) اصول کافی۔ کتاب الحجت۔ باب فرض اطاعت ائمہ علیہم السلام (یہ حوالے عربی کتب کے ہیں)۔

اگر اقوال معصومین علیہم السلام عوام الناس کے پاس ہوتے تو یقیناً اسلام تفرقہ بازی کا شکار نہ ہوتا۔ اور امتِ واحدہ ہوتی۔ اب بھی اگر اقوال معصومین علیہم السلام کی جانب عوام متوجہ ہوجائیں تو آپس کے تمام اختلافات ختم ہو سکتے ہیں۔ باب مدینتہ العلم حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام کی معرفت اپنا فریضہ گردانتے ہوئے مومنین کی خدمت میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ساری دنیا کے مسلمان حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام کو مشکل کشا۔ اور مظہر العجائب مانتے ہیں مگر چند لوگ منبروں سے حضرت علی علیہ السلام کی کچھ اس طرح تصویر پیش کرتے ہیں جو مولائے کائنات کے شایانِ شان نہیں ہے اور ایڑی چوٹی کا زور خلافت میں اول اور چوتھی پوزیشن پر صرف کرتے رہتے ہیں۔ اور یہ بات قطعاً نظر انداز کردیتے ہیں کہ اس حکومت کی عزت و وقعت خود حضرت علی علیہ السلام کی نظر میں کیا ہے۔ اس سلسلے میں نہج البلاغہ سے ایک قول پیش کیا جارہا ہے۔

" عبداللہ ابن عباسؓ سے اپنی پھٹی ہوئی جوتی مرمت کرتے ہوئے حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا **وَاللّٰهِ لَهِيَ اَحَبُّ اِلَيَّ مِنْ اَمْرَتِكُمْ اِلَّا اَنْ اُقِيْمَ حَقًّا اَوْ اَدْفَعَ بَاطِلًا** (اے ابن عباس اگر میرے پیش نظر حق کا قیام اور باطل کا مٹانا نہ ہوتا تو تم لوگوں پر حکومت کرنے سے یہ جوتی مجھے کہیں زیادہ عزیز ہے۔)

(نہج البلاغہ جس کا اردو ترجمہ مفتی جعفر حسین (مرحوم) نے کیا ہے صفحہ ۱۵۴) اس جملہ میں جو خاص اعلان ہے وہ یہ ہے کہ انتقال رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد ۱۱ھ سے ۳۶ھ تک پچیس (۲۵) سال میں باطل قائم ہو کر جڑ پکڑ گیا ہے جس کو اب میں دفع کر کے حق قائم کروں گا۔

مولا علی علیہ السلام کا یہ جملہ " انا النقطة تحت الباء (میں بسم اللہ کے ب کے نیچے کا نقطہ ہوں) تو سب کو یاد ہے مگر اس جملے کے ساتھ اور کیا اعلانات تھے وہ یا تو لوگوں کو معلوم نہیں یا عمداً چھپاتے ہیں۔ سید محمد صالح کشفی (مرحوم) جو اہلسنت کے قابل قدر محقق ہیں نے اپنی کتاب "کوکب دری" (جو شاہجہان کے کہنے پر لکھی گئی تھی) کے صفحہ ۳۵ پر ان اعلانات کا یوں انکشاف کیا ہے کہ حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا"

انا وجه الله ، انا جنب الله ، انا يدالله ، انا عين الله ، انا القران الناطق ، انا البرهان الصادق ، انا للوح المحفوظ ، انا القلم الا علیٰ ، انا آلم ذلک الکتب ، انا کٓهٰیٰعٓصٓ ، انا طٰهٰ انا حاء الحواميم ، انا طاء الطواسين ، انا الممدوح فی هل اتیٰ ، وانا النقطة تحت الباء

(اس واضح کلام کو ترجمہ کی احتیاج نہیں)

اسی کتاب کوکب دری کے صفحہ نمبر ۱۹۳ پر ایک اور حدیث ملاحظہ کیجئے۔ ام المومنین عائشہؓ سے مروی ہے کہ میں نے سنا رسول خدا (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) حضرت علی علیہ السلام سے فرماتے تھے۔ "اے علی (علیہ السلام) تمہارے لئے یہ بات کافی ہے کہ تمہارے دوست کے واسطے مرنے کے وقت افسوس اور پریشانی نہیں۔ اور قبر میں اس کو کسی قسم کی وحشت اور خوف نہیں۔ اور قیامت کے دن اس کو کسی قسم کا اضطرار اور گھبراہٹ نہیں"۔

اللہ کا ارشاد ہے **يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِي الْاَمْرِ مِنْكُمْ** (اے ایمان لانے والوں اللہ کی اطاعت کرو۔ رسول کا حکم مانو صاحبان امر کا حکم مانو جو تم میں سے ہوں۔) (سورہ نساء آیت نمبر ۵۹) اس حکم کے بعد دین کے معاملے میں قیاس قطعاً حرام ہے۔ اس سلسلے میں ہم مزید آپ کی توجہ علل الشرائع کے باب ۵۴ کی طرف مبذول کراتے ہیں۔ یہاں اس حدیث کا صرف ایک پیراگراف نقل کر رہے ہیں۔

"اس کے بعد حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے امور قیاسات پر محمول نہیں کئے جاسکتے اور جس نے امر الٰہیٰ کو قیاس پر محمول کیا وہ خود ہلاک ہوا اور اس نے دوسروں کو ہلاک کیا۔ چنانچہ پہلی معصیت اور گناہ ابلیس لعین کی انانیت کی وجہ سے ظہور میں آئی جس وقت اللہ تعالیٰ نے ملائکہ کو آدم علیہ السلام کے لئے سجدے کا حکم دیا تو تمام ملائکہ نے سجدہ کیا مگر ابلیس نے سجدے سے انکار کیا تو اللہ تعالیٰ نے پوچھا کہ جب میں نے تجھے حکم سجدہ دیا تو تجھے سجدہ سے کیا امر مانع ہوا۔ تو اس نے

جواب دیا کہ میں ان سے بہتر ہوں۔ مجھے تو نے آگ سے پیدا کیا اور انہیں مٹی سے پیدا کیا۔ چنانچہ اس کا کہنا کہ میں اس سے بہتر ہوں۔ پہلا کفر تھا اس کے بعد اس کا قیاس کہ تو نے مجھے آگ سے پیدا کیا اور انہیں مٹی سے۔ اس کہنے پر اللہ نے اسے اپنے دربار سے نکالا۔ اس پر لعنت کی اور اس کا نام رجیم رکھا اور میں اللہ کے عزوجل کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ جو کوئی شخص اپنے دین میں قیاس کرے گا وہ اللہ کے دشمن ابلیس کے ساتھ جہنم کے سب سے نچلے طبقہ میں ہوگا۔"

امر بالمعروف اور نہی عن المنکر بھی ہر مسلمان پر فرض کئے گئے ہیں کہ جو بات اس کے علم میں آئے وہ اسے دوسروں تک پہنچائے۔ اسی امر کے پیش نظر ہم نے اسی کتاب کی تیسری جلد کے اردو ترجمہ کے پیش لفظ کے بعد ایک نادر دعا جو ہفت ہیکل کے نام سے ہے پیش کی تھی کہ مومنین اس دعا کے ذریعہ ہر آفت و پریشانی سے محفوظ رہیں اور اپنی جان و مال و عزت و آبرو کی حفاظت کریں اس وقت ہم ایک مخصوص نماز یعنی نماز اعرابی پیش کر رہے ہیں جو مفاتیح الجنان (اردو) میں صفحہ نمبر ۱۹۷ کے حاشیہ پر درج ہے۔ اس نماز کا تذکرہ تحفۃ العوام مقبول کے صفحہ ۶۵ پر بھی ہے۔ جس کی توثیق صداقت حقیق سید احمد علی صاحب مجتہد العصر، پرنسپل ناظمیہ عربی کالج۔ لکھنؤ نے کی ہے۔ تقریظ صداقت حفیظ جناب محمد بشیر صاحب دام ظلہٗ نے لکھی ہے اور دیباچہ سید نجم الحسن کراروی۔ پشاور نے لکھا ہے۔

مفاتیح الجنان کسی تعارف کی محتاج کتاب نہیں ہے۔ اس کے مؤلف جناب شیخ عباس قمی ہیں۔ اس کا اردو ترجمہ شیخ الجامعہ حجتہ الاسلام جناب اختر عباس صاحب (مرحوم) پرنسپل جامعہ المنتظر۔ لاہور نے کیا اور جسے امامیہ کتب خانہ لاہور نے شائع کیا ہے۔ ہم یہ نماز مع مختصر اسناد مفاتیح الجنان سے صفحہ نمبر 10 پر نقل کر رہے ہیں جو لوگ نماز جمعہ تک پہنچنے کے قابل نہ ہوں وہ اس پر عمل پیرا ہو کر مطلوبہ ثواب حاصل کریں۔

ہم ان حضرات کے بے حد ممنون ہیں جنہوں نے ہماری کوتاہیوں اور خامیوں کے ساتھ ہماری ہمت افزائی کرتے ہوئے ہماری کوششوں کو سراہا اور ایسے ایسے القاب و آداب اور دعائیہ کلمے لکھے جن کے ہم اہل نہیں ہیں۔ بہت سے حضرات نے ہماری شائع کردہ کتب خرید کر طالبان علم، مدرسوں اور لائبریریوں میں ہدیہ کیں اس طرح وہ دہرے ثواب کے مستحق بنے۔ ایک تو ان کتب کو خرید کر ترویج اقوال معصومین علیہم السلام میں شریک ہوئے دوسرے جب تک ان کتب سے لوگ فیض حاصل کرتے رہیں گے ان کو ثواب ملتا رہے گا۔ گویا انہوں نے اپنے لئے ثواب جاریہ کی بنیاد رکھ لی ہے۔ ہم ان تمام مومنین و مومنات کے بھی شکر گزار ہیں جنہوں نے ہمارے اس کام میں کسی نہ کسی طرح مدد کی ہے۔ اور دعا گو ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان سب کو اپنی حفظ و امان میں رکھے ان کے درجات دنیا و آخرت میں بلند کرے اور انہیں سوائے غم حسین علیہ السلام کے کوئی اور غم نہ دے۔ ہم ایک خط جو پروفیسر ڈاکٹر اسد اریب صاحب نے لکھا ہے اسے صفحہ نمبر 8 پر شائع کر رہے ہیں۔

من لایحضرہ الفقیہ کی چاروں جلدوں کا اردو ترجمہ عوام الناس کے حوالے کر دیا گیا ہے۔ اس میں جن موضوعات کا احاطہ کیا گیا ہے ان پر اقوال معصومین علیہم السلام موجود ہیں یعنی احکاماتِ طہارت و نجاست، نماز، وضو، غسلِ جنابت، حیض ونفاس، اذان واقامت، زکوٰۃ، خمس، خراج، جزیہ، قرض، صدقہ، روزہ، فطرہ، اعتکاف، حج، سفر، حقوق، قضا، عدالت، شہادت، حق تلفی، سود، وصیت، وکالت، کفالت، حریت، غلامی، کنیزی، سرپرستی، ولایت، کسب معاش، صنعت وہنرمندی، تجارت، مضاربہ، کاشتکاری، مزدوری، عاریت، ودیعت، رھن، شکار، ذبیحہ، نکاح، مہر، حدود، خونبہا، قتل، قسم، قصاص، دیت، وقف، صدقہ، عطیہ، وراثت وغیرہ وغیرہ۔

بعض احباب نے ابتدائی تین جلدوں پر یہ اعتراض اٹھایا تھا کہ ان میں علل الشرائع کی طرح ہر حدیث پر تمام راویوں کے نام کیوں نہیں تو یہ حقیقت ہے کہ ابتدائی جلدوں میں خود جناب شیخ صدوق علیہ الرحمہ نے اس کا التزام نہیں کیا لیکن چوتھی جلد کے آخر میں تمام سلسلہ ہائے اسناد کو پیش کر دیا ہے۔ جن کی تعداد چار سو (۴۰۰) سے کچھ کم ہے۔ غالباً یہ اسناد اگر ہر حدیث کے ساتھ تحریر کئے جاتے تو کتاب کی ضخامت میں خاصا اضافہ ہو جاتا۔ اسی لئے مؤلف جناب شیخ صدوق علیہ الرحمہ نے یہ طریقہ اختیار کیا ہے۔

ہم ہمیشہ اس بات کا اعتراف کرتے ہیں کہ انسان ہر کام میں غلطی کر سکتا ہے کیونکہ وہ غلطی کا پتلا ہے۔ ہم بھی بحیثیت انسان اس بات کا اقرار کرتے ہیں کہ ہم سے غلطیاں ہوتی ہیں اور پروردگار ہماری غلطیوں کو معاف کرتا ہے۔ ہم نے حتی الامکان اس امر کی کوشش کی ہے کہ ان کتب کی اشاعت غلطیوں سے پاک ہو اور پروردگار عالم سے بھی یہی دعا ہے کہ رب العزت ہمارے اس کام کو غلطیوں، کوتاہیوں سے پاک شائع کرا دے۔ اس کے باوجود اگر کوئی غلطی اور خامی نظر آئے تو ہماری طرف سے پیشگی معذرت قبول کی جائے اور ازراہ کرم اس کی نشاندہی کر دی جائے تاکہ آئندہ اس کا ازالہ آپ کے شکریہ کے ساتھ کیا جا سکے۔ ہم اپنی اس کوشش کو امام العصر علیہ السلام کی بارگاہ میں نذر کرتے ہیں اور ان کے توسط سے پروردگار عالم سے دعا کرتے ہیں کہ کل مومنین و مومنات کو احکامات محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آل محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر عمل پیرا ہونے کی توفیق عطا فرمائے اور ان کے وسیلے سے ہمیں دنیا وآخرت میں سکون و عافیت عطا فرمائے۔ پروردگار تو ہمیں اس امر کی استطاعت دے کہ ہم غیر معصوم کے احکام کو چھوڑ کر معصومین علیہم السلام کے احکام پر عمل پیرا ہوں اور جہنم سے نجات حاصل کریں۔

اللھم صل علی محمد وآل محمد

احقر

سید اشفاق حسین نقوی

الکساء پبلیشرز

مولانا سید حسن امداد ممتاز الافاضل غازی پوری

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کچھ مترجم کے بارے میں

آج سے چند برس پہلے کچھ ہم خیال احباب نے اس امر کی ضرورت محسوس کی کہ ہماری اہم کتب کا ترجمہ اردو میں ہونا چاہیئے، جو اب تک نہیں ہوا۔ لہذا الکسا۔ پبلیشرز کی بنیاد ڈالی گئی اور عربی زبان سے اردو زبان میں ترجمہ کرنے کے لئے اہل علم حضرات کی تلاش کا کام شروع کیا گیا۔ ایک زبان سے دوسری زبان میں ترجمہ آسان، عام فہم اور بامحاورہ کرنا ہر کس و ناکس کا کام نہیں ہے اس کو وہی انجام دے سکتا ہے جو دونوں زبانوں پر عبور رکھتا ہو۔ خوش قسمتی سے ہماری رسائی جناب سید حسن امداد صاحب مدظلہ العالی (ممتاز الافاضل) تک ہو گئی جو ایک مستند اور معروف مترجم ہیں۔ اور ہندوپاک کے معروف علمی خانوادہ سے تعلق رکھتے ہیں۔ ہم نے اپنے خیالات اور گذارشات ان کے سامنے رکھے اور درخواست کی کہ اگر آپ مذہب اثنا عشری کی اہم اور بنیادی کتب کا اردو زبان میں ترجمہ کردیں تو قوم پر آپ کا احسان عظیم ہوگا اور تاقیامت اس کا صلہ آپ کو ملتا رہے گا۔ جناب سید حسن امداد صاحب نے ہماری گزارش سن کر کمال شفقت و محبت سے وعدہ فرمایا کہ وہ ہمارے اس کارِ خیر میں پوری طرح شریک رہیں گے۔ اور حسب وعدہ انہوں نے سب سے پہلے جناب شیخ صدوق علیہ الرحمہ کی شہرہ آفاق کتاب علل الشرائع کا ترجمہ نہایت عرق ریزی کے ساتھ مکمل کیا جسے ادارہ کی جانب سے ۱۹۹۲ء میں شائع کیا گیا۔ اس کے بعد انہی بزرگ کی کتاب "من لایحضرہ الفقیہ" جو کتب اربعہ میں سے ایک ہے اور چار (۴) جلدوں پر مشتمل ہے کا اردو میں ترجمہ کیا۔ اس وقت اس کتاب کی چوتھی جلد آپ کے ہاتھ میں ہے۔

ان چند سالوں میں ہم نے جناب سید حسن امداد مدظلہ العالی کو بے انتہا مہربان، مشفق، راست گو، بزلہ سنج اور صاف ستھرے کردار کا مالک پایا۔ حرص وہوا، مکروفریب کا کہیں نام ونشان نہ تھا۔ سید حسن امداد صاحب اس قحط الرجال کے زمانے میں مستند صاحبان علم میں شمار کئے جاتے ہیں۔ جب پروردگار عالم کسی کے درجات بلند کرنا اور فائدہ پہنچانا چاہتا ہے تو ایسے افراد سے اچھے اور نیک کام کراتا ہے۔ جو اُن کے لئے نیک نامی، ثواب اور درجات کی بلندی کا باعث بنتے ہیں۔ یہ بات یقین سے کہی جاسکتی ہے۔ کہ جناب سید حسن امداد صاحب کے اعمال کو پروردگار عالم

نے شرف قبولیت بخشا اور ان سے ایسا کام لیا جو تاقیامت ثواب جاریہ کا باعث ہے۔ چنانچہ وہ کتب جو تقریباً ایک ہزار سال سے بھی زیادہ عرصے سے عربی زبان میں موجود مگر محتاج ترجمہ تھیں۔ پروردگار عالم کو یہ کام جناب سید حسن امداد مدظلہ العالی سے لینا تھا اور یہ سعادت کسی اور کے نصیب میں نہ تھی۔ ہماری دعا ہے کہ معبود برحق ان کو صحت کلی کے ساتھ طویل عمر عطا کرے تاکہ وہ زیادہ سے زیادہ دین کی خدمت انجام دے سکیں۔

آباؤاجداد:

سید حسن امداد مدظلہ العالی یکم جولائی ۱۹۱۴ء کو موضع ملناپور۔ ضلع غازی پور۔ یوپی۔ انڈیا میں پیدا ہوئے۔ آپ نسلاً اور عقیدتاً جعفری ہیں۔ ان کے خاندان میں ایسی ایسی بزرگ ہستیاں گزری ہیں جن کے علم و فضل، زہد و تقویٰ کا شہرہ اپنے دیار میں دور دور تک تھا۔ آپ کے والد جناب سید علی صاحب اعلیٰ اللہ مقامہ۔ ملناپوری۔ پیش نماز و ناظم امور دینیات، کھگڑا اسٹیٹ۔ ضلع پورنیہ۔ بہار۔ آپ کے عم بزرگ اور خسر معظم سید علی مردان صاحب علی اللہ مقامہ۔ ازرانی پور۔ امام جمعہ وجماعت شیعہ مسجد، شہر غازی پور۔ یوپی۔ آپ کے پھوپھا ایک مشہور طبیب حاذق سید احمد حسین صاحب ملناپور تھے۔ آپ کے خالو حاجی سید علی انصر صاحب کدلی پور۔ بجولی۔ اعظم گڑھ جو مصنف مسائل جعفریہ منصرم ریاست پیرپور۔ ضلع فیض آباد تھے۔ آپ کے عم زاد برادر محترم و فاضل جید سید محمد صاحب ازرانی پوری۔ ہیڈ مولوی۔ گیاپور ہائی اسکول۔ بنارس اسٹیٹ۔ بنارس۔ یوپی۔ آپ کے دوسرے عم زاد برادر محترم واستاد جناب سید ابن حسن صاحب ممتاز الافاضل ازرانی پوری۔ ہیڈ مولوی آریہ سماج ہائی اسکول۔ شہر بنارس۔ آپ کے پھوپھی زاد بھائی جناب سید محمد علی حسینی صاحب مدظلہ العالی فاضل ناظمیہ عربک کالج لکھنؤ و پیش نماز شیعہ مسجد رانی منڈی۔ الہ آباد۔

آپ کا گھرانہ بہت دولت مند گھرانہ تو نہ تھا مگر بحمد للہ اچھے کھاتے پیتے خوش حال گھرانوں میں شمار کیا جاتا تھا۔ زمینیں اور باغات وغیرہ کافی تھے۔ اگرچہ کہ مغربی تعلیم آسانی سے حاصل کر سکتے تھے مگر خاندانی ماحول کے مطابق آپ کے والد بزرگوار اعلیٰ اللہ مقامہ نے آپ کو جامع المقدمات تک خود عربی کی تعلیم دی۔ پھر ۱۹۲۸ء میں (۱۴ سال کی عمر میں) ناظمیہ عربک کالج لکھنؤ میں داخل کروادیا۔ وہاں ۱۹۳۶ء تک آپ نے عالم۔ فاضل قابل۔ اور ممتاز الافاضل کے درجات طے کئے۔ اسی دوران الہ آباد بورڈ لکھنؤ یونیورسٹی سے اردو فارسی اور عربی کی اعلیٰ اسناد بھی حاصل کرلیں۔ بربنائے ضرورت، انگریزی میں میٹرک بھی کرلیا۔ تعلیم سے فراغت کے بعد اعظم گڑھ کے ایک ہائی اسکول میں بحیثیت اردو ٹیچر کی ملازمت اختیار کی۔ تقسیم ہند کے بعد وہاں کے حالات نے اس بات کی اجازت نہیں دی کہ وہاں قیام رکھ سکیں تو ۱۹۵۰ء میں وطن چھوڑ کر پاکستان تشریف لائے۔ اور چند ماہ کے اندر محکمہ تعلیم میں بحیثیت معلم السنہ شرقیہ ملازم ہوگئے۔ جہاں سے ۱۹۷۴ء میں ریٹائرڈ ہوئے اور پنشن پائی۔ اور اب گھر پر رہ کر دین کی خدمت انجام دے رہے ہیں۔

دینی خدمات:

۱۹۷۴ء میں ملازمت، سے فراغت کے بعد تعلیم و تدریس کا سلسلہ تو منقطع ہو گیا مگر کتابوں کا ساتھ نہ چھوٹا۔ خاندانی ماحول کا اثر تھا جس کی وجہ سے طبیعت کا رجحان دین ہی کی طرف رہا۔ دینی کتب و رسائل جو عربی و فارسی میں تھے پڑھنے کا شوق رہا۔ ہماری تمام تراہم اور بنیادی کتب احادیث عربی زبان میں ہیں۔ جو عوام الناس کے لئے نہ ہونے کے برابر ہیں۔ ہمارے بزرگ، محدثین نے احادیث معصومین علیہم السلام جمع کر کے ایک بہت بڑا ذخیرہ چھوڑ کر قوم پر احسان عظیم کیا ہے۔ جناب سید حسن امداد صاحب نے ان کتب میں سے چند کا ترجمہ کیا ہے یوں تو آپ کے تراجم کی فہرست بہت طویل ہے جن میں سے بیشتر شائع ہو کر عوام الناس تک پہنچ چکیں ہیں۔ اور بہت سی ابھی تک محروم اشاعت ہیں۔ آپ نے اب تک جن اہم اور ضخیم کتب کے تراجم کئے ہیں اور جو شائع ہو کر عوام تک پہنچ چکے ہیں ان کے نام مندرجہ ذیل ہیں۔

۱۔ بحار الانوار:

علامہ باقر مجلسی نے اسے بہت سی جلدوں میں تحریر کیا ہے۔ جس کی ابھی تک صرف بارہ (۱۲) جلدیں آپ نے ترجمہ کیں ہیں۔

۲۔ علل الشرائع:

جناب شیخ صدوق علیہ الرحمہ نے اسے دو (۲) جلدوں میں تالیف کیا ہے۔ ان دونوں کا ترجمہ آپ نے کیا ہے۔

۳۔ من لایحضرہ الفقیہ

اس کتاب کے مؤلف بھی جناب شیخ صدوق علیہ الرحمہ ہیں جنہوں نے اسے چار (۴) جلدوں میں تالیف کیا ہے۔ اس کا ترجمہ بھی آپ نے کیا ہے۔

شاعری:

آپ بحیثیت شاعر ایک اعلیٰ مقام رکھتے ہیں۔ آپ کے کلام میں عربی شاعری کا لطیف پہلو۔ دین اور ادب کا پرتو۔ استعارہ۔ کنایہ مجاز و مرسل اور تشبیہ وغیرہ پائی جاتی ہیں۔ کردار نگاری۔ زبان کی بندش آپ کے کلام کا نمایاں پہلو ہے۔ آپ کی شاعری مترنم بحروں کا انتخاب ہے۔ شعر گوئی انسان کے محاسن میں سے ایک ہے۔ آپ کی شاعری اور زندگی دونوں اپنے خاندانی ماحول میں پروان چڑھی اور یہی وجہ ہے کہ آپ نے اپنی ذاتی پسند و ناپسند کو بالائے طاق رکھا اور قرآن و سنت کی پسند و ناپسند کو اپنایا۔ جن افراد اور ہستیوں کا ذکر اور تعریف اللہ اور اس کے رسول نے کی انہی افراد اور

ہستیوں کا ذکر اور تعریف آپ نے بھی کی اور وہ افراد خیالی نہیں ہیں۔ بلکہ حقیقی انسان ہیں۔ پروردگار نے ان کے کردار کو اسوہ حسنہ اور ساری انسانیت کے لئے بطور نمونہ پیش کیا ہے۔ آپ نے حکمت و عرفان کے دقیق ترین مسائل پر بھی قلم اٹھایا ہے۔ مثال کے طور پر دو اشعار پیش کر رہا ہوں۔

وہ خط جو نظر آ نہیں سکتا ہے مگر ہے
جو دیکھ لے اس کو وہ بڑا اہل نظر ہے
وہ خط کہ پتہ جس کا کسی نے بھی نہ پایا
وہ خط کہ جہاں دھوپ سے ٹکراتا ہے سایا

"تقدم ولدی" ایک بھرپور نظم ہے۔ جس کا مرکزی خیال حضرت امام حسین علیہ السلام کا حکم ہے۔ اس کے جواز اور پس منظر کی اس سے اچھی عکاسی اردو کے رثائی ادب میں کم یاب ہی نہیں بلکہ نایاب ہے۔ اس میں جتنی گہرائی اور گیرائی پائی جاتی ہے وہ صرف شاعری کے بس کی بات نہیں جب تک کہ مقتل پر پوری نظر نہ ہو۔ مندرجہ ذیل چند بند پیش کر رہا ہوں جو عجیب و غریب تاثر کے حامل ہیں۔

لو وہ دیکھو صف دشمن سے کماں دار بڑھے
دم بدم کرتے ہوئے تیروں کی بوچھاڑ بڑھے
تیغیں تولے ہوئے پیدل بڑھے اسوار بڑھے
سینہ تانے ہوئے اس سمت سے انصار بڑھے
ان پہ آنچ آئے نہ زنہار تقدم ولدی
کربلا ہوچکی تیار تقدم ولدی

وقت یہ وہ ہے کہ تلوار اٹھالیں ہم لوگ
دین حق کو کسی صورت سے بچالیں ہم لوگ
کیوں کسی اور پہ اس بار کو ڈالیں ہم لوگ
کیوں نہ یہ معرکہ خود آپ سنبھالیں ہم لوگ
کھینچ کر نیام سے تلوار تقدم ولدی
کربلا ہوچکی تیار تقدم ولدی

یہ نظم ایک مرتبہ علامہ رشید ترابی (مرحوم) مدظلہ العالی کی حیات میں ان کی خطابت سے پہلے نشتر پارک کی ۹ محرم الحرام کی مجلس میں پڑھی گئی جس نے وہاں قیامت کا سا منظر پیش کر دیا تھا۔ اس نظم کی مقبولیت کا یہ عالم ہے کہ

اس روز سے ذاکر کی خطابت سے پہلے اس نظم کے علاوہ کوئی اور کلام نہیں پڑھا جاسکتا مومنین کچھ اور سننے کو تیار نہیں۔

اولادیں:

پروردگار عالم نے اولاد کی دولت سے بھی نوازا۔ اللہ تعالیٰ نے پانچ لڑکے اور چار لڑکیاں عطا کیں۔ خدا کے فضل سے سب کے سب سعادت مند اور لائق ہیں۔ سارے بچے اعلیٰ تعلیم حاصل کرکے اندرون ملک اور بیرون ملک اعلیٰ عہدوں پر فائز ہیں۔ بلکہ اس وقت تو پوتے، پوتیاں، نواسے، نواسیاں بھی اعلیٰ تعلیم حاصل کرچکے ہیں۔ آپ نے پاکستان میں کسی قسم کا کوئی کلیم نہ داخل کیا اور نہ حاصل کیا۔ اللہ پر بھروسہ کیا جس نے آپ کو ہر طرح کی دولت (عزت، شہرت، سکون قلب) سے نوازا۔ پروردگار عالم نے اپنی دی ہوئی ایک نعمت (سید تنویر احمد) کو واپس لے لیا۔ جس کا صدمہ آپ نے حوصلہ کے ساتھ برداشت کیا۔

اللّٰھم صلِّ علیٰ محمد وآلِ محمد

سید اشفاق حسین نقوی

الکساء پبلیشرز

بسم اللہ الرحمن الرحیم

شروع اللہ تعالیٰ کے پاک نام سے جو نہایت مہربان اور رحم کرنے والا ہے

ہر طرح کی حمد اس اللہ کے لئے سزاوار ہے جو تمام جہانوں کا پالنے والا ہے اور اللہ اپنی رحمتیں نازل فرمائے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خاتم النبیین اور ان کے تمام پاک و پاکیزہ اہلبیت پر ۔

باب: نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی چند منہیات (چند امور جن کے نہ کرنے کی نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہدایت فرمائی)

اس کتاب کے مصنف ابو جعفر محمد بن حسین بن موسیٰ بن بابویہ قمی فقیہ مقیم شہر رے نے بیان کیا کہ

(۴۹۶۸) شعیب بن واقد سے روایت ہے انہوں نے حسین بن زید سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے انہوں نے اپنے پدر بزرگوار سے انہوں نے اپنے آبائے کرام علیہم السلام سے انہوں نے حضرت امیرالمومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حالت جنابت میں کچھ کھانے کو منع فرمایا ہے اور فرمایا ہے کہ اس سے فقر پیدا ہوتا ہے ۔ اور دانت سے ناخن کترنے کو اور حمام میں مسواک کرنے کو اور مسجد میں بلغم نکالنے کو منع فرمایا ہے ۔ اور چوہے کا جھوٹا کھانے کو منع فرمایا ہے ۔ نیز فرمایا کہ مسجد کو گذرگاہ (راستہ) نہ بناؤ جب تک کہ اس میں دو رکعت نماز نہ پڑھ لو ۔ اور پھلدار درخت کے نیچے یا بیچ راستے میں پیشاب کرنے کو منع فرمایا ہے اور اس سے بھی منع فرمایا ہے کہ کوئی انسان اپنے بائیں ہاتھ سے کچھ کھائے یا کسی شے پر تکیہ لگا کر کھائے ۔ اور مقبروں کو پختہ کرنے اور ان میں نماز پڑھنے کو منع فرمایا ہے ۔ نیز فرمایا ہے کہ جب تم میں سے کوئی کھلے میدان میں غسل کرے تو اس کو چاہیئے کہ وہ اپنی شرمگاہ کو ڈھانک لے ۔ اور تم میں سے کوئی شخص برتن کے قبضہ سے پانی نہ پیئے اس لئے کہ وہاں گندگی جمع رہتی ہے ۔

اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ٹھہرے ہوئے پانی میں پیشاب کرنے کو منع فرمایا اس لئے کہ اس سے عقل جاتی رہتی ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک پاؤں میں جوتا پہن کر چلنے کو اور کھڑے ہو کر جوتا پہنے کو منع فرمایا۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس سے بھی منع فرمایا کہ کوئی شخص پیشاب کرے اور اس کی شرمگاہ سورج یا چاند کے سامنے کھلی رہے۔ نیز فرمایا کہ جب تم لوگ پائخانہ کیلئے جاؤ تو قبلہ کی طرف رخ کر کے یا پشت کر کے نہ بیٹھو۔

اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مصیبت کے وقت چیخنے چلّانے کو منع فرمایا۔ اور مرنے والے کیلئے نوحہ و بین کرنے اور اسے کان لگا کر سننے کو منع فرمایا۔ اور عورتوں کو جنازے کے پیچھے پیچھے جانے کو منع فرمایا۔

اور کتاب خدا میں سے کوئی چیز تھوک سے مٹانے یا لکھنے کو منع فرمایا۔

اور اس سے بھی منع فرمایا کہ کوئی شخص عمداً جھوٹا خواب بیان کرے اور فرمایا کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اس کو حکم دیگا کہ جَو میں گرہ لگاؤ مگر وہ اس کو گرہ نہ لگا سکے گا۔ اور تصویر بنانے سے بھی منع فرمایا اور ارشاد فرمایا کہ جو شخص کسی جاندار کی تصویر بنائے گا تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کو حکم دیگا کہ اب اس میں روح بھی پھونکو مگر وہ روح نہیں پھونک سکے گا۔

اور کسی جاندار کو آگ میں جلانے سے منع فرمایا۔ اور مُرغ کو برا کہنے اور گالی دینے سے منع فرمایا اور کہا کہ یہ تو نماز کے لئے لوگوں کو جگاتا ہے اور اس سے بھی منع فرمایا کہ کوئی شخص اپنے برادر مسلم کے خرید وفروخت میں دخل اندازی کرے اور مجامعت کے وقت باتیں کرنے کو منع فرمایا اور کہا کہ اس سے بچہ گونگا پیدا ہوتا ہے۔

اور فرمایا کہ تم لوگ اپنے گھروں کے کوڑے کو دن ہی دن میں نکال دو رات کو نہ رہنے دو اس لئے کہ یہ شیطان کی نشست گاہ ہے۔

اور فرمایا کہ تم میں سے کوئی شخص اس طرح شب نہ بسر کرے کہ اس کا ہاتھ میل اور گندگی سے آلودہ ہو اگر کوئی ایسا کر در جنون میں مبتلا. ہو جائے تو اپنے سوا کسی اور کی ملامت نہ کرے۔ اور اس بات سے بھی منع کیا کہ کوئی شخص جانوروں کے گوبر اور لید اور ہڈی سے استنجا. کرے۔

اور عورت کو شوہر کی اجازت کے بغیر اپنے گھر سے نکلنے کو منع فرمایا اور اگر وہ نکلی تو جب تک گھر واپس نہ آئے آسمان کے تمام فرشتہ او ہر وہ شے جس پر جن وانسان ہو کر گزرتے ہیں اس عورت پر لعنت کرتے رہیں گے۔ اور اس سے منع کیا کہ عورت اپنے شوہر کے سوا کسی دوسرے کیلئے بناؤ سنگھار کرے۔ اگر اس نے ایسا کیا تو اللہ تعالیٰ کو حق ہے کہ وہ اسے آگ سے جلائے اور اس سے بھی منع فرمایا کہ عورت اپنے شوہر کے سوا کسی نامحرم سے پانچ الفاظ سے زیادہ بات کرے وہ بھی اس وقت کہ جب اس سے گفتگو لازم ہو جائے۔ اور اس بات سے بھی منع فرمایا کہ عورت عورت کے ساتھ سوئے ان کے درمیان میں کوئی لحاف یا کپڑا نہ ہو۔ اور اس سے بھی منع کیا کہ ایک عورت دوسری

عورت سے وہ کچھ بیان کرے جو اس کے اور اس کے شوہر کے درمیان تخلیہ میں ہوا ہے۔

اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے منع فرمایا کہ کوئی شخص اپنی زوجہ سے قبلہ رو اور گزرگاہ (چلتے راستہ) کے اوپر مجامعت کرے اور جو ایسا کرے اس پر اللہ اور ملائکہ اور انسان سب کی لعنت۔

اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس سے بھی منع فرمایا کہ کوئی شخص کسی دوسرے شخص سے کہے کہ تم اپنی بہن کا نکاح مجھ سے کردو میں اپنی بہن کا نکاح تم سے کروں گا۔

اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نجم وحقّار و رمّال کے پاس جانے سے منع فرمایا اور جو شخص ان کے پاس جائے ان کی باتوں کو سچ سمجھے وہ گویا اس سے کنارہ کش ہوگیا جس کو اللہ نے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نازل فرمایا۔

اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نرد وشطرنج و کوبہ وعطبیہ (طنبور وعود) سے کھیلنے کو منع فرمایا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے غیبت کرنے اور غیبت سننے سے منع فرمایا اور چغل خوری کرنے اور اس کے سننے سے منع فرمایا اور ارشاد کیا کہ قتات یعنی چغلخور جنت میں نہیں جائے گا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فاسقوں کے کھانے کی دعوت قبول کرنے سے منع فرمایا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جھوٹی قسم کھانے سے منع فرمایا اور کہا کہ یہ آبادیوں کو ویران کرکے چھوڑتا ہے اور فرمایا جو شخص کسی مجبوری کے تحت جھوٹی قسم کے ساتھ حلف اٹھائے تاکہ ایک مرد مسلمان کے مال میں کٹوتی ہوجائے تو وہ جب اللہ سے ملاقات کرے گا تو وہ اس پر غضبناک ہوگا مگر یہ کہ وہ توبہ کرے اور اس سے پلٹ جائے۔

اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس دسترخوان پر بیٹھنے کو منع فرمایا جس پر شراب پی جارہی ہو۔

اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے منع فرمایا اس بات سے کہ کوئی شخص اپنی بیوی کو (نہانے کیلئے) حمام میں جانے دے۔ نیز فرمایا کہ تم میں سے کوئی شخص بغیر تہبند باندھے حمام میں نہ جائے۔ نیز آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس گفتگو سے منع فرمایا جو غیر خدا کی طرف دعوت دینے کے لئے ہو۔

اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے منہ پیٹنے (یا منہ پر طمانچہ مارنے) کو منع فرمایا۔ اور سونے چاندی کے برتنوں میں کھانے پینے کو منع فرمایا او۔ مردوں کے لئے حریر، دیباج و قز کا لباس پہننے کو منع فرمایا لیکن عورتوں کے لئے نہیں۔

اور پھلوں کو فروخت کرنے سے جب تک وہ زرد یا سرخ نہ ہوجائیں منع فرمایا۔ اور محاقلہ یعنی خشک کھجور کو رطب سے اور منقیٰ کو انگور سے اور اسکے مثل جو چیزیں ہیں ان کے فروخت کو منع فرمایا۔

اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نرد (آلہ لہو لعب) کی فروخت اور شراب کی خرید اور شراب نوشی کو منع فرمایا اور کہا

ہے کہ شراب اور اس کا پودا لگانے والے اس کا عرق نچوڑنے والے ۔ اس کو پینے والے ۔ اس کو پلانے والے ، اس کو فروخت کرنے والے اس کو اٹھانے والے اور جس کی طرف اٹھا کر لیجا رہے ہیں ان سب پر اللہ کی لعنت ۔ نیز فرمایا کہ جس نے شراب پی چالیس (۴۰) دن تک اللہ تعالیٰ اس کی نماز قبول نہیں کرے گا اور جو مرگیا اور اس کے پیٹ میں ذرا بھی شراب موجود ہوگی تو اللہ تعالیٰ اس کو اہل جہنم کی پیپ پلائے گا اور وہ پانی پلائے گا جو زنا کار عورتوں کی شرمگاہ سے نکل کر جہنم کے دیگچوں میں جمع ہوتا ہے اور اہل جہنم اس کو پیتے ہیں اور جس سے ان کے پیٹ میں جو کچھ ہے اور چمڑا وغیرہ سب پگھل کر بہہ جاتا ہے ۔

اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سود کھانے اور جھوٹی گواہی دینے اور سود کا حساب کتاب سمجھنے کو منع فرمایا اور ارشاد کیا کہ اللہ تعالیٰ نے لعنت کی ہے سود کھانے والے اور اس کی وکالت کرنے والے اور اس کے تحریر کرنے والے اور اس کے گواہوں پر ۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے منع فرمایا کہ ایک چیز کو نقد اور دوسری چیز کو ادھار ایک ساتھ فروخت کی جائے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کو بھی منع فرمایا کہ ایک شے کو یہ کہہ کر فروخت کیا جائے کہ اگر نقد لینا ہے تو اس قیمت پر اور ادھار لینا ہے تو اس قیمت پر یعنی ایک شے کے دو نرخ اور جو چیز تمہارے پاس موجود نہیں اس کے فروخت کرنے کو منع فرمایا اور اس چیز کی فروخت کو بھی منع فرمایا جو ادائیگی کے وقت نہیں پائی جاتی اور کافر ذمی سے مصافحہ کو منع فرمایا ۔

اور اس بات کو بھی منع فرمایا کہ مسجد میں اشعار اور خاص کر گمراہ کن و باطل اشعار پڑھے جائیں ۔ اور مسجد میں تلوار کھینچنے کو بھی منع فرمایا ۔

اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جانوروں کے مُنہ پر مارنے کو منع فرمایا ۔

اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس بات سے منع فرمایا کہ کوئی شخص اپنے برادر مسلم کی شرمگاہ پر نظر ڈالے نیز فرمایا کہ جو شخص اپنے برادر مسلم کی شرمگاہ کو غور سے دیکھے گا اس پر ستر ہزار فرشتے لعنت کریں گے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے منع فرمایا کہ کوئی عورت کسی عورت کی شرمگاہ کو دیکھے ۔

اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کھانا، پانی اور جائے سجدہ کے پھونکنے کو منع فرمایا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قبروں کے درمیان اور راستہ پر اور کھلے میدان میں وادیوں میں اور اونٹ باندھنے کی جگہ اور پشت خانہ کعبہ پر نماز پڑھنے کو منع فرمایا ۔ اور شہد کی مکھی کے مارنے کو منع فرمایا اور جانوروں کے منہ پر نشان کیلئے داغ لگانے کو منع فرمایا اور منع فرمایا کہ کوئی شخص غیر خدا کی قسم کھائے اور جو شخص غیر خدا کی قسم کھائے گا اس کی اللہ کی نظر میں کوئی حقیقت نہیں اور اس سے بھی منع فرمایا کہ کوئی شخص کتاب خدا کے کسی سورے کی قسم کھائے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ

وسلم نے فرمایا کہ جو شخص قرآن کے کسی سورے کی قسم کھائے اس پر اس سورہ کی ہر ایک آیت پر ایک کفارہ قسم لازم ہے خواہ کوئی اپنی قسم پر عمل کرے یا نہ کرے۔

اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے منع فرمایا کہ کوئی شخص کسی سے کہے کہ نہیں تیری جان کی قسم اور فلاں کی جان کی قسم۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مسجد میں حالت جنابت میں بیٹھنے کو منع فرمایا اور اس کو بھی منع فرمایا کہ آدھی رات میں اور دن میں برہنہ رہے اور چہار شنبہ اور جمعہ کے دن مجامعت کو منع فرمایا اور جمعہ کے دن جب امام خطبہ دے رہا ہو اس وقت باتیں کرنے کو منع فرمایا پس جو ایسا کرے وہ لغو کرے گا اور جو لغو کرے گا تو اسکا جمعہ نہ ہوگا۔

اور پیتل اور لوہے کی انگوٹھی پہننے کو منع فرمایا اور انگوٹھی پر کسی جانور کے نقش کو بھی منع فرمایا۔

اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے طلوع آفتاب اور غروب آفتاب اور اسکے ٹھیک سر پر ہونے کے وقت نماز پڑھنے کو منع فرمایا۔ نیز آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان چھ دنوں میں روزہ رکھنے کو منع فرمایا یوم فطر، یوم شک اور یوم نحر اور ایام تشریق (۱۱-۱۲-۱۳ ذی الحجہ)

اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس طرح پانی پینے کو منع فرمایا جس طرح جانور پانی پیتے ہیں نیز فرمایا کہ تم لوگ اپنے ہاتھ سے پانی پیو یہ تمہارا بہترین برتن ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جس کنویں سے پانی پیا جاتا ہے اس میں تھوکنے سے منع فرمایا۔

اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کسی مزدور سے اس وقت تک کام لینے کو منع فرمایا جبتک اس کی اجرت معلوم نہ کر لی جائے۔

اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قطع تعلق کو منع فرمایا اور اگر کسی سے یہ کرنا لازمی اور ضروری ہو تو اپنے بھائی سے تین دن سے زیادہ قطع تعلق نہ کرے اور اگر کوئی اس سے زیادہ دن قطع تعلق کرے تو اس کے لئے جہنم اولی و بہتر ہے۔

اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سونے کو زیادہ سونے پر فروخت کرنے سے منع فرمایا مگر برابر وزن پر کوئی مضائقہ نہیں۔

اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کسی کی مدح کرنے کو منع فرمایا اور ارشاد کیا کہ مدح کرنے والوں کے منہ میں خاک ڈالو۔ اور جو شخص کسی ظالم کی طرف سے مقدمہ کا وکیل بنے یا اسکی اعانت کرے تو پھر جب ملک الموت اس کے پاس آئے گا تو کہے گا کہ تجھے اللہ کی لعنت اور جہنم کی بشارت ہو جو بدترین بازگشت ہے۔ اور فرمایا کہ جو شخص کسی سلطان جائر کی مدح کرے یا کسی لالچ کی بنا پر خود کو سبک بنائے اور اظہار فروتنی کرے تو وہ جہنم میں اس کا مصاحب

ہو گا۔
اور جو شخص دکھاوے اور شہرت کے لئے کوئی عمارت تعمیر کرے تو قیامت کے دن وہ عمارت زمین کے ساتویں طبقہ سے جو بالکل آگ ہی آگ ہوگی اس کے گلے میں طوق کی طرح ڈال دی جائے گی پھر اس کو تہہ تک پہنچنے کے لئے روکنے والا کوئی نہ ہوگا مگر یہ کہ اس نے توبہ کر لی ہو۔تو عرض کیا گیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دکھاوے اور شہرت کے لئے عمارت کیسے بنائے گا؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ضرورت بھر سے زیادہ عمارت اپنے پڑوسیوں پر تفوق جتانے اور بھائیوں پر فخر و مباہات کرنے کیلئے۔
اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص کسی مزدور کی مزدوری میں ظلم اور ناانصافی سے کام لے گا اللہ تعالیٰ اس کا عمل حبط کریگا اور جنت کی خوشبو اس پر حرام ہوگی حالانکہ جنت کی خوشبو پانچ سو سال کی مسافت سے سونگھی جاسکتی ہے۔اور جو شخص اپنے پڑوسی کی ایک بالشت زمین کی خیانت کرے گا اللہ تعالیٰ زمین کے ساتویں طبقہ سے اٹھا کر اسکے گلے میں طوق ڈال دے گا اور وہ یہ طوق پہنے ہوئے قیامت کے دن اللہ تعالیٰ سے ملاقات کرے گا۔ مگر یہ کہ وہ اس سے توبہ کرے اور اسے پلٹا دے۔
اور آگاہ رہو کہ جو شخص قرآن پڑھے اور اس کو بھلا دے وہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ سے اس طرح ملاقات کرے گا کہ پابند سلاسل و زنجیر ہوگا پھر اللہ تعالیٰ اس پر ہر بھولی ہوئی آیت کی سزا میں ایک سانپ مسلط کر دیگا جو اس کے ساتھ ساتھ جہنم تک پہنچے گا مگر یہ کہ اللہ اس کو معاف کر دے۔
جو شخص قرآن پڑھے اس کے بعد کوئی حرام شے پیئے یا اس پر دنیا کی محبت اور اس کی زینت کو ترجیح دے تو وہ اللہ کی ناراضگی اور غصہ کا مستوجب ہوگا مگر یہ کہ وہ توبہ کرے اور آگاہ ہو کہ اگر وہ بغیر توبہ کئے مرگیا تو قیامت کے دن اس کا ہر عذر باطل کر دیا جائے گا۔
آگاہ رہو کہ جو شخص کسی مسلمان یا یہودی یا نصرانی یا مجوسی عورت سے زنا کرے خواہ وہ آزاد ہو یا کنیز پھر اس سے توبہ نہ کرے اور مرجائے اور یہ حرکت بار بار کرتا رہے تو اللہ تعالیٰ اس کی قبر میں تین سو (۳۰۰) دروازے کھولے گا جس میں جہنم کے سانپ، بچھو، اژدھے نکل نکل کر تاقیامت اس کو ڈستے رہیں گے وہ جلتا رہے گا۔اور جب وہ قبر سے محشور ہوگا تو اس کی بدبو سے لوگوں کو اذیت ہوگی اور وہ اسی علامت سے پہچانا جائے گا کہ اس نے دار دنیا میں کیا کیا تھا یہاں تک کہ اس کو جہنم میں لے جانے کا حکم صادر ہوگا۔
اور باخبر رہو کہ اللہ تعالیٰ نے حرام کو حرام کیا ہے اور اس کے لئے حدود و سزائیں مقرر کی ہیں اللہ تعالیٰ سے زیادہ کوئی بھی صاحب غیرت نہیں ہے اور اپنی غیرت کی بنا پر اس نے فحش امور کو حرام کیا ہے۔
آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آدمی کو اپنے پڑوسی کے گھر میں جھانکنے کو منع فرمایا ہے اور ارشاد کیا ہے کہ جو شخص اپنے

برادر مسلم کی شرمگاہ کی طرف نظر کرے گا یا اپنی زوجہ کی شرمگاہ کے علاوہ کسی دوسری کی شرمگاہ کی طرف عمداً نظر کرے گا تو اللہ تعالیٰ اس کو ان منافقین کی صف میں داخل کرے گا جو لوگوں کی شرمگاہوں کی جستجو میں لگے رہتے تھے وہ دنیا سے اس وقت تک نہیں جائیگا جب تک اللہ تعالیٰ اس کو رسوا نہ کردے مگر یہ کہ وہ توبہ کرلے۔

اور فرمایا کہ جو شخص اللہ تعالیٰ کے رزق کی تقسیم پر راضی نہیں اور لمبی چوڑی شکایت کرتا ہے صبر نہیں کرتا اور جو اللہ نے دیا ہے اس کو کافی نہیں سمجھتا اس کی کوئی نیکی اوپر نہیں جائیگی اور جب اللہ کی بارگاہ میں جائیگا تو اللہ اس پر غضبناک ہوگا مگر یہ کہ وہ توبہ کرلے۔

اور اس بات کو بھی منع فرمایا ہے کہ کوئی شخص اپنی چال میں اکڑ اور تکبر دکھائے اور فرمایا کہ اگر کوئی شخص کپڑا پہنے اور اس پر فخر و تکبر کرے تو اللہ تعالیٰ اس کو جہنم کے کنارے لیجا کر دھنسا دیگا اور وہ قارون کا ساتھی بن جائیگا اس لئے کہ اسی نے سب سے پہلے تکبر دکھایا اور اللہ تعالیٰ نے اس کو مع اس کے گھر کے زمین میں دھنسا دیا تھا۔ اور جس شخص نے تکبر کیا تو گویا اس نے کبریائی اور جبروت میں اللہ کا مقابلہ کرنا چاہا۔

نیز فرمایا کہ جس شخص نے عورت کے ساتھ اس کے مہر میں ظلم اور ناانصافی کی تو وہ اللہ کے نزدیک زانی شمار ہوگا۔ اور اللہ تعالیٰ اس سے قیامت کے دن کہے گا کہ میرے بندے میں نے اپنی ایک کنیز کا نکاح تجھ سے ایک عہد پر کیا تھا مگر تو نے اس عہد کو پورا نہیں کیا اور میری کنیز پر ظلم کیا پھر اس کی نیکیوں میں سے نکال کر اس کی عورت کو جتنا اس کا حق بنتا ہے دیدیگا۔ اسے دینے کے بعد اگر اس کی نیکیوں میں سے کچھ نہیں بچتا تو اس عہد شکنی کی پاداش میں اس کو جہنم میں لیجانے کا حکم دیدیا جائے گا اس لئے کہ عہد کے لئے باز پرس ہوگی۔

اور گواہی کو چھپانے کے لئے بھی منع فرمایا اور فرمایا کہ جو شخص گواہی چھپائے گا اللہ اسکا گوشت خود اس کو خلائق کے سامنے کھلائے گا چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ **ولا تکتموا الشهادة ومن یکتمها فانه آثم قلبه والله بما تعملون علیم** (سورۃ بقرہ آیت ۲۸۳) (گواہی کو نہ چھپاؤ جو اس کو چھپائے گا اس کا دل گنہگار ہوگا اور جو کچھ تم کرتے ہو اس کو اللہ بخوبی جانتا ہے)۔

نیز فرمایا کہ جو شخص اپنے پڑوسی کو اذیت پہنچائے گا اللہ تعالیٰ اس پر جنت کی خوشبو حرام کردے گا اس کی بازگشت جہنم ہوگی جو بدترین بازگشت ہے اور جو شخص پڑوسی کے حق کو ضائع کرے وہ ہم میں سے نہیں ہے اور جبرئیل علیہ السلام مجھے مسلسل پڑوسیوں کے لئے ہدایت پہنچاتے رہے اور خیال ہوا کہ عنقریب یہ پڑوسیوں کو ایک دوسرے کا وارث بنا دینگے۔ اور مسلسل غلاموں کے لئے ہدایت لاتے رہے یہاں تک کہ خیال ہوا کہ یہ عنقریب کوئی مدت مقرر کردینگے کہ اتنی مدت کے بعد وہ آزاد ہوگا۔ اور مسلسل شب کے قیام کیلئے ہدایت لاتے رہے یہاں تک یہ کہ خیال ہوا میری امت کے نیکوکار لوگ رات کو نہ سو پائیں گے۔

آگاہ رہو کہ جس شخص نے کسی فقیر مسلمان کو حقیر و ذلیل کیا اس نے خدا کے حق کو حقیر و ذلیل کیا اور اللہ اس کو قیامت کے دن حقیر و ذلیل کرے گا مگر یہ کہ وہ اس سے توبہ کر لے نیز فرمایا کہ جو شخص مسلمان فقیر کی عزت کرے گا وہ قیامت کے دن اللہ کی بارگاہ میں اس طرح پیش ہوگا کہ اللہ اس سے راضی و خوش ہوگا۔

اور جسے کسی بدکاری اور شہوت کا موقع پیش آئے اور وہ خدا سے ڈرے اور اس سے اجتناب کرے تو اللہ تعالیٰ اس پر جہنم کو حرام کر دیتا ہے۔

اور اسے فزع اکبر (قیامت کے دن کے خوف) سے امان ملے گی اور جس کا اس نے اپنی کتاب میں وعدہ کیا ہے اس کو پورا کرے گا کہ **ولمن خاف مقام ربہ جنتان** (سورہ رحمن آیت ۴۶) (اور جو کوئی ڈرا کھڑے ہونے سے اپنے رب کے آگے اس کے لئے دو باغ ہیں۔)

آگاہ رہو کہ جس کے سامنے دنیا اور آخرت دونوں کا موقع پیش آئے اور وہ دنیا کو آخرت پر ترجیح دیدے تو جب وہ قیامت کے دن اللہ کی بارگاہ میں پیش ہوگا تو اس کے پاس کوئی ایسی نیکی نہیں رہے گی جو اس کو جہنم سے بچالے۔ اور جو آخرت کو ترجیح دے اور دنیا کو چھوڑ دے تو اللہ اس سے خوش ہوگا اس کے برے اعمال کو معاف کر دے گا۔

اور جو شخص اپنی آنکھوں کو بری نگاہوں سے بھرے گا اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کی آنکھوں کو آگ سے بھر دیگا مگر یہ کہ وہ اس سے توبہ کرے اور اس سے باز آجائے۔

اور آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص ایسی عورت سے ہاتھ ملائے جو اس پر حرام ہو تو وہ اللہ کے غضب میں گرفتار ہے اور جو حرام کے لئے کسی عورت کے پیچھے لگا تو وہ شیطان کے ساتھ آگ کی زنجیر میں بندھا اور وہ دونوں جہنم میں پھینک دیئے جائیں گے۔

اور جو شخص کسی مسلمان کو خرید یا فروخت میں دھوکا دے تو قیامت کے دن اس کا حشر یہودیوں کے ساتھ ہوگا کیونکہ وہ خلق میں سب سے زیادہ مسلمانوں کو دھوکا دینے والے ہیں۔

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حکم دیا کہ کوئی شخص اپنے پڑوسی کو کوئی چیز عاریت دینے سے منع نہ کرے اور جو شخص اپنے پڑوسی کو عاریت دینے سے منع کریگا قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اس کو اسکے خیر سے روک دیگا اور اس کو اسکے نفس کا ذمہ دار بنا دیگا۔ اور جس کو اللہ اسکے نفس کا ذمہ دار بنا دیگا اس کا برا حال ہوگا۔

اور آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جو عورت اپنی زبان سے اپنے شوہر کو اذیت پہنچائے گی تو اللہ تعالیٰ اس کے عمل پر نہ اس کی توبہ قبول کرے گا نہ کوئی کفارہ اور فدیہ نہ کوئی نیکی جب تک کہ وہ اپنے شوہر کو راضی اور خوش نہ کر لے خواہ سارے دن روزہ رکھتی رہے اور ساری رات کھڑی ہو کر عبادت کرتی رہے اور غلام و کنیز آزاد کرے اور راہ خدا میں جہاد کیلئے گھوڑے پر سواری کیوں نہ ہو وہ جہنم میں سب سے پہلے بھیج دی جائے گی۔ اور اسی طرح

مرد اگر وہ اپنی عورت کے لئے ظالم ہے۔ آگاہ ہو جو شخص کسی مرد مسلمان کے رخسار یا منہ پر طمانچہ مارے گا تو قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اسکی ہڈیوں کے جوڑ جوڑ الگ کر دیگا اور زنجیروں میں باندھ کر جہنم میں ڈال دے گا مگر یہ کہ وہ توبہ کرے۔

اور جو شخص شب بسر کرے اور اس کے دل میں اپنے برادر مسلم کی طرف سے کچھ برائی ہے تو اس کی شب اللہ کی ناراضگی میں بسر ہوگی اور اسی حالت میں وہ صبح کرلے گا یہاں تک کہ وہ توبہ کرلے۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے غیبت سے منع فرمایا کہ جو شخص کسی مرد مسلم کی غیبت کرے گا (اگر روزہ دار ہے تو) اس کا روزہ باطل ہو جائے گا اور اس کا وضو ٹوٹ جائے گا اور قیامت کے دن اس طرح آئیگا کہ اس کے منہ سے سڑے مُردار کی بدبو آتی ہوگی جس سے اہلِ موقف کو اذیت ہوگی اور اگر وہ توبہ کرنے سے پہلے مرگیا تو وہ اس حالت میں مرے گا کہ جس کو اللہ تعالیٰ نے حرام کیا ہے وہ اس کو حلال کئے ہوئے ہوگا۔

نیز آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص غصہ ضبط کرے جبکہ وہ اس کے اتارنے پر قدرت رکھتا ہو مگر برداشت کرجائے تو اللہ تعالیٰ اس کو ایک شہید کا ثواب دیگا۔ آگاہ رہو کہ جو شخص کسی مجلس میں اپنے کسی بھائی کی غیبت سنے اور اس کی طرف سے اس کی تردید کرے تو اللہ تعالیٰ اس سے دنیا اور آخرت کے ستر (۷۰) شر کو رد کر دیگا اور جو شخص باوجود قدرت اس کو رد نہ کرے گا اس پر ستر (۷۰) مرتبہ غیبت کرنے والوں کے گناہ کے برابر بوجھ لاد دیا جائے گا۔

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے خیانت سے منع کیا ہے اور فرمایا ہے جو شخص دنیا کے اندر کسی کی امانت میں خیانت کرے اور اس کو اس کے مالک کی طرف واپس نہ کرے یہاں تک کہ اس کو موت آجائے تو اس کی موت میری ملت کے سوا کسی دوسری ملت پر ہوگی۔ اور جب اللہ کی بارگاہ میں پیش ہوگا تو اللہ اس پر غضبناک ہوگا۔

اور فرمایا کہ جو کوئی شخص کسی آدمی کے خلاف جھوٹی گواہی دیگا تو وہ منافقین کے ساتھ زبان کے بل جہنم کے سب سے نچلے طبقہ میں لٹکا دیا جائے گا۔ اور جس نے کسی سے خیانت کا مال خریدا یہ جانتے ہوئے کہ یہ خیانت کا مال ہے تو وہ بھی اسی کے مانند ہے جس نے خیانت کی ہے۔

اور جس نے اپنے برادر مسلم کے حق میں سے کچھ بھی روکا تو اللہ تعالیٰ اس پر رزق کی برکت کو حرام کر دیتا ہے مگر یہ کہ وہ اس سے توبہ کرے۔

آگاہ رہو جو شخص کوئی بدکاری کی بات سنے اور اسے افشا کردے تو وہ ایسا ہی ہے جیسے وہ خود اس بدکاری میں شامل ہے اور جس شخص کے پاس کوئی مرد مسلمان قرض کی حاجت لے کر آئے اور وہ قرض دینے پر قادر ہو مگر قرض نہ دے تو اللہ تعالیٰ اس پر جنت کی خوشبو تک حرام کر دیگا۔

آگاہ رہو کہ جو شخص بد خلق عورت کی بد خلقی پر صبر کرے اور اس پر ثواب کا امیدوار ہو تو اللہ تعالیٰ اس کو شاکرین کا ثواب عطا فرمائے گا۔

اور جو کوئی عورت اپنے شوہر کے ساتھ رفق ونرمی نہ برتے اور اس پر اس قدر بوجھ ڈال دے جسکی وہ قدرت و طاقت نہ رکھتا ہو تو اللہ تعالیٰ اس عورت کی کوئی نیکی قبول نہ کرے گا اور جب وہ اللہ کی بارگاہ میں پہنچے گی تو اللہ اس پر غضبناک ہوگا۔

آگاہ رہو جس شخص نے اپنے برادر مسلم کا اکرام کیا اس نے اللہ تعالیٰ کا اکرام کیا۔

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے منع فرمایا کہ کوئی شخص قوم کی نماز جماعت کی امامت بغیران لوگوں کی مرضی کے کرے نیز فرمایا کہ جو شخص کسی قوم کی نماز جماعت کی امامت ان لوگوں کی مرضی سے کرے اور ان لوگوں کے ساتھ اپنی ادائیگی میں میانہ روی سے کام لے اور قیام وقراءت رکوع و سجود وقعود کے ساتھ اچھی طرح نماز پڑھائے تو ساری جماعت کے برابر اس کو ثواب ملے گا اور ان لوگوں کے ثواب میں ذرہ برابر بھی کمی نہ ہوگی۔

نیز فرمایا جو شخص اپنے کسی قرابتدار کے پاس خود بہ نفس نفیس اپنا مال لے کر جائے تاکہ اس کے ساتھ حسن سلوک کرے تو اللہ تعالیٰ اس کو ایک سو (۱۰۰) شہیدوں کا ثواب عطا کرے گا اور اس کے ہر قدم پر اس کے نامہ اعمال میں چالیس (۴۰) ہزار نیکیاں لکھی جائیں گی اور چالیس ہزار گناہ معاف کر دئے جائیں گے اور اتنے ہی اسکے درجات بلند کر دیئے جائیں گے اور وہ ایسا ہوگا جیسے وہ ایک سو (۱۰۰) سال اللہ کی عبادت صبر اور حساب کے ساتھ کرتا رہا ہو۔

اور جو شخص کسی نابینا انسان کی مدد اس کے دنیاوی کاموں میں سے کسی کام میں کرے اور اگر اس کے کام کے لئے چلنا پڑے تو چلا جائے تاکہ اس کا کام ہو جائے تو اللہ تعالیٰ اس کو نفاق سے براءت اور جہنم سے براءت عطا فرمائے گا اور اس کی دنیاوی حاجتوں میں سے ستر (۷۰) حاجتیں بر لائے گا اور جب تک وہ اس کا کام کر کے نہ پلٹے اللہ تعالیٰ کی رحمتوں میں غرق رہے گا۔

اور جو شخص ایک دن اور ایک رات بیمار پڑے اور اپنی عیادت کرنے والوں سے اس کی شکایت نہ کرے تو اللہ تعالیٰ اس کو حضرت ابراہیم خلیل اللہ کے ساتھ محشور کرے گا یہاں تک کہ وہ پل صراط سے اس طرح گزر جائے گا جس طرح برق چمکتی ہوئی گزرتی ہے اور جو شخص کسی مریض کے لئے دوڑ دھوپ کرے خواہ اس کی ضرورت پوری ہو یا نہ ہو وہ اپنے گناہوں سے اس طرح نکل جائے گا جیسے ابھی اپنی ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا ہے۔ تو انصار میں سے ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے ماں باپ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر فدا ہوں اگرچہ وہ مریض اپنے گھر والوں میں سے ہو یا نہ ہو اگر اس کی ضرورت پوری کرنے کی کوشش کرے تو اتنا ہی عظیم ثواب ملے گا؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہاں۔

آگاہ ہو اگر کوئی شخص کسی مرد مومن کی دنیاوی تکالیف میں سے کوئی تکلیف دور کرے گا تو اللہ تعالیٰ اس کی بہتر (۷۲) تکالیف آخرت کی اور بہتر (۷۲) تکالیف دنیا کی دور کرے گا جس میں کمترین تکلیف درد قولنج ہے۔

اور اگر کوئی شخص کسی صاحب حق کو اسکا حق دینے میں ٹال مٹول کرے حالانکہ اس کو دینے کی قدرت ہو تو اس پر روزانہ گناہ کا دس فیصد بڑھتا جائیگا۔

آگاہ ہو اگر کوئی شخص کسی سلطان جائر کے سامنے جلاد (کوڑے باز) بن کر کھڑا رہے تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن آگ کا ایک اژدھا بنادے گا جس کی لمبائی ستر (۷۰) ہاتھ ہوگی اور وہ اس کو اس پر مسلط کر دے گا جہنم کی آگ میں جو ایک بری بازگشت ہے۔

اور جو شخص اپنے کسی بھائی کے ساتھ حسن سلوک کرے اور پھر اس پر احسان جتائے تو اللہ تعالیٰ اس کا عمل حبط کرلے گا اور اسکے اوپر احسان جتلانے کے گناہ کا بوجھ باقی رہ جائے گا اور یہ سعی مشکور نہ ہوگی۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ احسان جتانے والے اور بخیل اور چغلخور پر جنت حرام کردی گئی ہے یہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

آگاہ رہو کہ جو شخص کچھ صدقہ کرے گا تو اسکے لئے ایک درہم کے عوض جبل احد کے برابر نعمتیں ہونگی اور جو کوئی صدقہ کا مال لے جا کر کسی محتاج کو پہنچائے تو اس کو بھی اتنا ہی ثواب ملے گا جتنا صدقہ نکالنے والے کو ملا ہے اور صدقہ نکالنے والے کے ثواب میں کوئی کمی نہ ہوگی۔

اور جو شخص کسی میت کی نماز جنازہ پڑھے گا تو اس پر ستر (۷۰) ہزار فرشتے درود بھیجیں گے اور اللہ تعالیٰ اسکے اگلے پچھلے گناہ معاف کردے گا اور اگر اس کے دفن تک کھڑا رہے اور اس کی قبر پر مٹی ڈالے تو ہر قدم پر جو اس نے اس سلسلہ میں اٹھایا ہے ایک قیراط ثواب ملے گا اور ایک قیراط جبل احد کے برابر ہوگا۔

آگاہ ہو کہ جسکی آنکھیں خوف خدا سے آبدیدہ ہوجائیں تو اسکے آنسوؤں کے ہر قطرے کے عوض جنت کا ایک قصر ہوگا جو موتیوں اور جواہرات سے جڑا ہوگا اور اس میں وہ وہ سامان ہونگے جن کو نہ کسی آنکھ نے دیکھا ہوگا نہ کسی کان نے سنا ہوگا اور نہ کسی فرد بشر کے قلب کے کسی گوشے میں ہوگا۔

آگاہ رہو جو شخص مسجد میں جماعت میں شرکت کی غرض سے جائیگا تو اسکے ہر قدم پر اس کو ستر (۷۰) ہزار نیکیوں کا ثواب ملے گا اور لتنے ہی اس کے درجات بلند کردیئے جائیں گے۔ اور اگر وہ اسی پر عمل کرتے ہوئے مرگیا تو اللہ تعالیٰ ستر (۷۰) ہزار فرشتوں کو مقرر کردیگا جو اسکی قبر میں اس کے پاس جائیں گے اسے بشارت دینگے تنہائی میں اس کا دل بہلائیں گے اس کے لئے طلب مغفرت کریں گے یہاں تک کہ وہ محشور ہوگا۔

آگاہ رہو کہ جو شخص پورے حساب سے اذان دے اس کی نیت صرف خوشنودی خدا ہو تو اللہ تعالیٰ اس کو چالیس ہزار شہیدوں اور چالیس ہزار صدیقوں کا ثواب عطا کرے گا اور اس کی شفاعت سے میری امت کے چالیس ہزار گنہگار

شامل ہونگے اور جنت میں جائیں گے۔
آگاہ رہو کہ جب موذن کہتا ہے کہ اشھدان لا الہ الا اللّٰہ تو اس پر ستر (۷۰) ہزار فرشتے درود بھیجتے ہیں اور اس کے لئے طلب مغفرت کرتے ہیں اور وہ قیامت کے دن زیر سایہ عرش رہے گا تا اینکہ اللہ تعالیٰ حساب خلائق سے فارغ ہوجائے اور اس کے اشھدان محمداً رسول اللّٰہ کہنے کا ثواب چالیس ہزار فرشتے لکھتے ہیں۔
اور جو نماز جماعت میں صف اول اور پہلی تکبیر کا پابند ہوگا اور کسی مسلمان کو اذیت نہیں دیگا اس کو اللہ تعالیٰ اتنا اجر و ثواب دیگا جتنا دنیا و آخرت کے سارے موذنوں کو دیگا۔
آگاہ رہو جو شخص کسی قوم کا سرخیل و سردار بنا ہوا ہے وہ جب قیامت کے دن میدان حشر میں آئے گا تو اس کے دونوں ہاتھ پس گردن بندھے ہوئے ہونگے اور اگر اس نے ان لوگوں پر احکام خداوندی جاری کئے تو اس کے ہاتھ اللہ کھول دے گا اور اگر اس نے ان لوگوں پر ظلم کیا تھا تو وہ جہنم کی آگ میں ڈال دیا جائے گا اور وہ بدترین بازگشت ہے اور آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کسی گناہ اور بدی کو حقیر و معمولی نہ سمجھو اگرچہ وہ تمہاری نگاہوں میں کتنی ہی حقیر کیوں نہ ہو۔ اور کسی خیر و نیکی کو کبھی بڑی اور کثیر نہ سمجھو اگرچہ تمہاری نگاہوں میں کتنی ہی بڑی اور کثیر کیوں نہ ہو۔ کیونکہ گناہ کبیرہ استغفار کے بعد کبیرہ نہیں رہ جاتا اور گناہ صغیرہ اصرار (بار بار مرتکب ہونے) سے صغیرہ نہیں رہ جاتا۔
شعیب بن واقد کا بیان ہے کہ میں نے حسین بن زید سے اس حدیث کی طوالت کے متعلق دریافت کیا تو انہوں نے بیان کیا کہ مجھ سے حضرت جعفر بن محمد بن علی بن حسین بن علی بن ابی طالب علیہم السلام نے ارشاد فرمایا کہ میں نے اس حدیث کو اس کتاب سے جمع کیا ہے جس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم املا کراتے اور بولتے گئے تھے اور حضرت علی بن ابی طالب علیہ السلام اس کو اپنے ہاتھ سے لکھتے گئے تھے۔

باب: جو احادیث عورتوں کی طرف نگاہ کرنے کے متعلق آئی ہیں

(۴۹۶۹) ہشام بن سالم سے روایت ہے اور انہوں نے عقبہ سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا نگاہ ابلیس کے زہر میں بجھائے ہوئے تیروں میں سے ایک تیر ہے جو شخص کسی غیر کے لئے نہیں بلکہ اللہ کے لئے اسے ترک کرے گا تو اس کے پیچھے اللہ تعالیٰ ایسا ایمان دیگا جسکا ذائقہ اس کو محسوس ہوگا۔
(۴۹۷۰) ابن ابی عمیر نے کاہلی سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ ایک نظر کے بعد دوسری نظر دل میں شہوت کے بیج بو دیتی ہے اور یہی انسان کے فتنہ میں پڑنے کے لئے کافی ہے۔

(۴۹۷۱) اور اصبغ بن نباتہ نے حضرت علی علیہ السلام سے روایت کی ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اے علی(علیہ السلام)پہلی نگاہ تمہارے لئے (مباح) ہے اور دوسری تمہارے اوپر (ناجائز) ہے تمہارے لئے (مباح) نہیں ہے۔

(۴۹۷۲) ایک مرتبہ ابو بصیر نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا کہ ایک شخص کے سامنے سے ہو کر ایک عورت گزری تو وہ اس کے پچھلے حصہ کی طرف دیکھنے لگا۔آپ علیہ السلام نے فرمایا کیا تم لوگوں میں سے کوئی یہ بات پسند کرے گا کہ کوئی شخص تمہاری زوجہ یا تمہاری کسی قرابتدار کو اس طرح دیکھے؟ میں نے عرض کیا نہیں آپ علیہ السلام نے فرمایا پھر جو بات تم اپنے لئے پسند کرتے ہو وہی دوسرے کے لئے پسند کرو۔

(۴۹۷۳) ہشام و حفص اور حمّاد بن عثمان نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ علیہ السلام نے فرمایا جو لوگ عورتوں کے پچھلے حصے کو تاکتے ہیں اسی طرح ان کی اپنی عورتوں کے سلسلہ میں ان کو مطمئن نہیں رہنا چاہیئے۔

(۴۹۷۴) صفوان بن یحییٰ نے حضرت امام ابوالحسن علیہ السلام سے اللہ تعالیٰ کے اس قول کے متعلق روایت کی ہے **یا ابت استاجرہ ان خیر من استاجرت القوی الامین** (سورۃ قصص آیت ۲۶) (اے ابّا ان کو نوکر رکھ لیجئے کیونکہ آپ جس کو بھی نوکر رکھیں گے ان سب میں بہتر وہ ہے جو مضبوط اور ایماندار ہو۔) آپ علیہ السلام نے فرمایا پھر حضرت شعیب نے اس لڑکی سے کہا اے بیٹی یہ مضبوط ہے یہ تو تم نے پتھر کے اٹھانے سے پہچان لیا لیکن امین ہے یہ تم نے کیسے پہچانا۔تو لڑکی نے جواب دیا اے ابّا میں اسکے آگے آگے چل رہی تھی اس نے کہا نہیں تم میرے پیچھے پیچھے چلو اگر میں راستہ بھٹکوں تو تم مجھے بتا دینا میں اس قوم سے ہوں جو عورتوں کے پیچھے کو نہیں دیکھتے۔

(۴۹۷۵) اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا اے لوگوں (عورتوں پر) نگاہ شیطان کی طرف سے ہوجاتی ہے پس اگر وہ اس نگاہ سے اپنے دل میں کچھ محسوس کرے تو اپنی عورت کے پاس چلا جائے۔

(۴۹۷۶) قاسم بن محمد جوہری نے علی بن ابی حمزہ سے انہوں نے ابی بصیر سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص کے سامنے ایک کنیز پیش ہوئی تاکہ وہ اس کو خرید لے۔آپؑ نے فرمایا کوئی مضائقہ نہیں اگر وہ اس کے محاسن کو دیکھے اور جن اعضا کو دیکھنا مناسب نہیں چھوکر دیکھے۔

باب: زنا کے متعلق احادیث

(۴۹۷۷) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ کسی کے قتل اور خانہ کعبہ کے انہدام اور اپنی منی کو کسی عورت کے اندر بطور حرام ڈالے اس سے زیادہ بڑا گناہ کوئی نہیں جو انسان کرے گا۔

(۴۹۷۸) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ زنا فقر پیدا کرتا ہے اور آبادیوں کو اجاڑ کر کے چھوڑتا ہے

(۴۹۷۹) اور آنجناب علیہ السلام نے فرمایا زمین کسی بات پر اپنے رب سے اتنی فریاد نہیں کرتی جتنی ان تین باتوں پر فریاد کرتی ہے۔ حرام خون جو اس پر بہایا جائے ۔ یا اس پر زنا کے بعد غسل کیا جائے یا طلوع آفتاب سے پہلے اس پر سویا جائے۔

(۴۹۸۰) عبداللہ ابن میمون کی روایت میں حضرت جعفر ابن محمد علیہما السلام سے انہوں نے اپنے پدر بزرگوار علیہ السلام سے روایت کی ہے آپ علیہ السلام نے بیان فرمایا کہ حضرت یعقوب علیہ السلام نے اپنے بیٹے حضرت یوسف علیہ السلام سے کہا کہ اے فرزند زنا ہرگز نہ کرنا اس لئے کہ اگر کوئی چڑا بھی کسی دوسرے چڑے کے جوڑے سے زنا کرتا ہے تو اس کے بال و پر جھڑ جاتے ہیں ۔

(۴۹۸۱) عمرو بن ابی مقدام نے اپنے والد سے انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ بن عمران علیہ السلام پر جو وحی نازل فرمائی اس میں یہ بھی تھا کہ اے موسیٰ بن عمران جس نے زنا کیا اس سے زنا کیا جائے گا خواہ اس کے بعد اس کی نسل میں کیوں نہ کیا جائے اے موسیٰ بن عمران اگر تم معاف کرو گے تو تمہارے گھر والے معاف کئے جائیں گے ۔ اے موسیٰ بن عمران اگر تم چاہتے ہو کہ تمہارے گھر والوں میں خیر کی کثرت ہو تو زنا سے پرہیز کرو۔ اے موسیٰ بن عمران جیسا تم کرو گے ویسے ہی کئے جاؤ گے (یعنی ویسا ہی تمہارے ساتھ ہوگا۔)

(۴۹۸۲) ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم منبر پر تشریف لے گئے اور فرمایا کہ تین طرح کے لوگ ہیں جن سے اللہ تعالیٰ قیامت کے دن بات نہیں کرے گا ان کی طرف نظر اٹھا کر نہیں دیکھے گا نہ ان کو (حساب سے) پاک کرے گا اور ان کے لئے دردناک عذاب ہے۔ بوڑھا زناکار، ظالم بادشاہ اور نادار و مفلس اکڑ کر چلنے والا متکبر۔

(۴۹۸۳) اور ابن مسکان کی روایت میں جو انہوں نے محمد بن مسلم سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے کی ہے کہ آپ علیہ السلام نے فرمایا تین طرح کے لوگ ہیں جن سے اللہ تعالیٰ قیامت کے دن بات نہ کرے گا نہ ان کی طرف دیکھے گا۔ اور نہ انہیں حساب سے پاک کرے گا اور ان کے لئے دردناک عذاب ہوگا۔ بوڑھا زناکار،

دیوث (جو اپنی بیوی سے زنا کرائے) اور وہ عورت جو اپنے شوہر کے بستر پر غیر سے ہمبستری کرے۔

(۴۹۸۴) علی بن اسماعیل میثمی نے بشیر سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے بعض کتابوں میں دیکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ جو شخص میری جھوٹی قسم کھائے گا وہ میری رحمت کو نہیں پائے گا اور زنا کار قیامت کے دن میرے قریب نہیں آئے گا۔

(۴۹۸۵) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا تم اپنے والدین سے حسن سلوک کرو تمہاری اولاد تم سے حسن سلوک کرے گی۔ تم لوگوں کی عورتوں کو معاف کرو تمہاری عورتیں معاف کی جائیں گی۔

(۴۹۸۶) اور ابراہیم بن ابی بلاد کی روایت میں ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام کے زمانہ میں ایک عورت تھی جسکے پاس ایک مرد آیا کرتا تھا اور وہ عورت اپنے پاس اس کا آنا ناپسند کرتی تھی چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اس عورت کے دل میں ایک بات ڈالی اور اس نے اس مرد سے کہا تم جب بھی میرے پاس آتے ہو اس وقت کوئی مرد تمہاری عورت کے پاس جاتا ہے۔ چنانچہ وہ اسی وقت اپنی عورت کے پاس گیا تو دیکھا کہ اس کی عورت کے پاس ایک مرد ہے چنانچہ وہ اس کو پکڑ کر حضرت داؤد علیہ السلام کے پاس لایا اور بولا یا نبی اللہ مجھ پر وہ مصیبت آئی ہے جو کسی پر نہیں آئی ہوگی آنجناب علیہ السلام نے پوچھا وہ کیا؟ اس نے عرض کیا میں نے اس شخص کو اپنی زوجہ کے پاس پایا۔ تو اللہ تعالیٰ نے حضرت داؤد علیہ السلام کی طرف وحی فرمائی جو جیسا کرتا ہے ویسا ہی اس کے ساتھ کیا جاتا ہے۔

(۴۹۸۷) علاء نے محمد بن مسلم سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ جب کوئی زنا کار زنا کرتا ہے تو ایمان کی روح اس سے نکل جاتی ہے اور جب طالب عفو ہوتا ہے تو پھر اس میں داخل ہوجاتی ہے۔ نیز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ زانی زنا کرتے وقت مومن نہیں رہتا اور شرابی شراب پیتے وقت مومن نہیں رہتا اور چور چوری کرتے وقت مومن نہیں رہتا۔ اور حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ میرے پدر بزرگوار علیہ السلام فرمایا کرتے تھے کہ جب زانی زنا کرتا ہے تو ایمان کی روح اس سے جدا ہوجاتی ہے میں نے عرض کیا کہ کیا پھر اس میں کچھ باقی بھی رہ جاتی ہے یا ساری کی ساری نکل جاتی ہے؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا نہیں جب وہ زنا کرکے کھڑا ہوتا ہے تو پھر اس میں روح ایمان پلٹ کر آجاتی ہے۔

کتاب الحدود

باب: زنا کے جرم میں سزا و حدود، رجم و شہر بدری کب اور کیا واجب ہے

(۴۹۸۸) قاسم بن محمد نے عبدالصمد بن بشیر سے انہوں نے سلیمان بن ہلال سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ ہمارے بعض اصحاب نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا اور عرض کیا کہ مولا میں آپ علیہ السلام پر قربان ایک مرد ایک عورت کے ساتھ ایک لحاف کے اندر سویا ہے آپ علیہ السلام نے فرمایا کیا وہ محرم ہیں؟ کہا نہیں فرمایا کیا کسی ضرورت و مجبوری کی وجہ سے؟ کہا نہیں۔ فرمایا کہ ان دونوں کو تیس تیس کوڑے لگائے جائیں گے۔ کہا اگر بد فعلی بھی کی تو؟ فرمایا اگر سوراخ کے علاوہ کہیں کیا ہے تو حد جاری کی جائے گی اور اگر سوراخ میں کیا ہے تو اسے کھڑا کیا جائیگا پھر تلوار کی ایک ضرب لگائی جائے گی اب تلوار جتنا کاٹ سکے کاٹے۔ راوی کا بیان ہے کہ میں نے عرض کیا یہ تو قتل ہے۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا ہاں ایسا ہی ہے میں نے عرض کیا ایک عورت دوسری عورت کے ساتھ ایک لحاف میں سوئی ہے۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا کیا وہ محرم ہیں؟ کہا نہیں فرمایا بربنائے ضرورت و مجبوری سوئی ہیں؟ کہا نہیں فرمایا تیس کوڑے اس کو اور تیس کوڑے اس کو لگائے جائیں میں نے عرض کیا مگر اس نے بد فعلی بھی کی۔ یہ سنکر آنجناب علیہ السلام کو بہت شاق ہوا اور تین مرتبہ اُف اُف کہا اور فرمایا کہ حد جاری ہوگی۔

(۴۹۸۹) حمّاد نے حریز سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ ایک مرتبہ حضرت علی علیہ السلام نے ایک مرد کو ایک عورت کے ساتھ ایک لحاف میں سوتے ہوئے پایا تو آپ علیہ السلام نے ان دونوں میں سے ہر ایک کو ایک کم سو (یعنی ننانوے) کوڑے لگائے۔

(۴۹۹۰) محمد بن فضیل نے ابی الصباح کنانی سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے راوی کا بیان ہے کہ میں نے آنجناب علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک مرد اور ایک عورت دونوں ایک لحاف میں پائے گئے فرمایا ان دونوں کو سو (۱۰۰) سو (۱۰۰) کوڑے لگاؤ۔

اس کتاب کے مصنف رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ یہ تمام احادیث متفقۃ المعانی ہیں۔ جب ایک مرد ایک مرد کے ساتھ یا ایک عورت ایک عورت کے ساتھ ایک مرد ایک عورت کے ساتھ ایک لحاف میں پائے جائیں کسی ضرورت و مجبوری کی وجہ سے تو ان دونوں پر کچھ نہیں ہے۔ اور اگر یہ کسی ضرورت کی بنا پر نہیں ہے اور ان دونوں میں سے کوئی بھی مکروہ حالت میں نہیں ہے تو ان دونوں سے ہر ایک کو بطور سزا تیس (۳۰ تیس (۳۰) کوڑے لگائے جائیں گے۔ اور اگر ان دونوں نے زنا کیا ہے اور وہ دونوں غیر شادی شدہ ہیں تو ان دونوں میں سے ہر ایک کو سو (۱۰۰) کوڑے مارے

جائیں گے اور یہ اس وقت کہ جب یہ دونوں زنا کا اقرار کریں یا ان دونوں کے اس فعل پر چار عادل گواہ ہوں۔ اور جب یہ دونوں ایک لحاف میں پائے جائیں اور امام کو معلوم ہو جائے کہ ان دونوں میں سے وہ کچھ ہوا جو حد جاری ہونے کا سبب بنتا ہے لیکن یہ دونوں اسکا اقرار نہیں کرتے یا انکی زنا پر چار گواہ نہیں قائم ہوئے تو اس میں سے ایک کوڑا کم کر دیا جائے گا تاکہ یہ حد کے سو (۱۰۰) کوڑے قرار نہ پائیں بلکہ سزا قرار پائیں۔

(۴۹۹۱) عاصم بن حمید نے محمد بن قیس سے انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ علیہ السلام نے بیان فرمایا کہ حضرت امیرالمومنین علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ کسی مرد یا کسی عورت کو اس وقت تک کوڑے نہیں لگائے جائیں گے جب تک کہ دخول و خروج پر چار گواہ نہ ہوں اور فرمایا کہ اور میں ان چار گواہوں میں سے پہلا بنوں گا میں ڈرتا ہوں کہ اگر ان گواہوں میں سے (کوئی پیچھے ہٹنا چاہے) اور اس خوف سے پیچھے نہ ہٹے کہ اگر پیچھے ہٹا تو اسے کوڑے لگاؤں گا۔

(۴۹۹۲) فضالہ نے داؤد بن ابی یزید سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا وہ بیان فرما رہے تھے کہ ایک مرتبہ اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت سعد بن عبادہ سے دریافت کیا کہ اگر آپ اپنی عورت کے شکم پر کسی مرد کو دیکھیں تو بتائیں کہ آپ کیا کریں گے انہوں نے جواب میں کہا اس کو تلوار سے قتل کر دونگا۔ اتنے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے دولت سرا سے برآمد ہوئے اور دریافت کیا کہ سعد کیا بات ہے؟ تو انہوں نے عرض کیا کہ ان لوگوں نے کہا تھا کہ اگر تم اپنی زوجہ کے شکم پر کسی مرد کو پاؤ تو کیا کرو گے؟ میں نے کہا میں تلوار سے اس کو قتل کر دونگا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا پھر اے سعد چار گواہ کیسے؟ سعد نے کہا یا رسول اللہ میری اپنی آنکھوں کے دیکھنے کے بعد اور اللہ کے علم کے بعد کہ اس نے ایسا کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہاں خدا کی قسم (یہ چار گواہ) تمہاری آنکھوں کے دیکھنے اور اللہ کے علم کے بعد۔ اللہ تعالیٰ نے ہر شے کیلئے ایک حد مقرر کی ہے اور جو اس حد سے تجاوز کرے اس کے لئے بھی حد مقرر کر دی ہے۔

(۴۹۹۳) حسن بن محبوب نے ابان سے انہوں نے حلبی سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک زوجہ دار مرد نے ایک عورت سے زنا کیا اور اس پر تین مرد اور دو عورتیں گواہ ہیں آپ علیہ السلام نے فرمایا اس کے اوپر رجم (سنگساری) واجب ہے ہاں اگر اس پر دو مرد اور چار عورتیں گواہ ہوں تو ان کی گواہیاں جائز نہ ہونگی اور اسکو رجم نہ کیا جائے گا اس پر زانی کی حد جاری ہوگی۔

(۴۹۹۴) شعیب نے ابی بصیر سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے بیان فرمایا کہ ایک شخص نے ایک آدمی کی عورت سے نکاح کر لیا تو حضرت علی علیہ السلام نے فیصلہ فرمایا کہ عورت کو سنگسار کیا

جائیگا۔ اور مرد کو حد میں کوڑے لگائے جائیں گے نیز آپ علیہ السلام نے اس شخص سے فرمایا کہ اگر میں جانتا کہ تونے یہ دیدہ و دانستہ کیا ہے تو میں پتھر سے تیرا سر توڑ دیتا۔

(۴۹۹۵) حضرت امیرالمومنین شراحہ ہمدانیہ کی طرف سے ہو کر گزرے (جس نے حضرت علی علیہ السلام کے سامنے زنا کا اقرار کیا تھا اور سنگسار ہو رہی تھی) اور دیکھا کہ اس قدر اژدحام ہے کہ تقریباً لوگ ایک دوسرے کو قتل کر دینگے تو آپ علیہ السلام نے حکم دیا شراح کو میدان سے واپس لاؤ یہاں تک کہ مجمع کم ہو گیا تو نکالی گئی اور دروازہ بند کر دیا گیا اور لوگوں نے اس کو سنگسار کیا اور وہ مر گئی تو حکم دیا کہ دروازہ کھول دو اور اب جو اندر داخل ہوتا وہ اس عورت پر لعنت بھیجتا آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ جب امیرالمومنین علیہ السلام نے یہ دیکھا تو منادی سے ندا کرا دی ۔ اے لوگو اس عورت کے متعلق اب اپنی زبان سے کچھ نہ نکالو اس لئے کہ حد جاری ہی اس لئے ہوتی ہے کہ اس کے گناہ کا کفارہ ہو جائے جس طرح قرض ادا کرنیکے بعد پھر قرض ادا ہو جاتا ہے (اسکو مقروض نہیں کہا جاتا)۔

(۴۹۹۶) زرعہ نے سماعہ سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ اگر کوئی شخص زنا کرے اور اس کے کوڑے لگائے جائیں تو امام کیلئے یہ جائز نہیں کہ اس کو اس سرزمین سے جس میں کوڑے لگائے گئے دوسرے ملک کی طرف نکال دے ہاں امام پر لازم ہے کہ اس کو اس شہر سے نکال دے جس میں اس کو کوڑے لگائے گئے ہیں۔

(۴۹۹۷) حمّاد نے حلبی سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ علیہ السلام نے فرمایا بوڑھے اور بوڑھیا کو (اگر زنا کریں) کوڑے بھی لگائے جائیں گے اور وہ رجم بھی کئے جائیں گے ۔

بکر (کنوارا) مرد اور باکرہ (کنواری) عورت کو سو کوڑے لگائے جائیں گے اور ان کو ایک سال کیلئے شہر بدر کیا جائیگا اور یہ بدری ایک شہر سے دوسرے شہر میں ہوگی۔ چنانچہ امیرالمومنین علیہ السلام نے دو آدمیوں کو کوفے سے نکال کر بصرہ بھیج دیا تھا۔

(۴۹۹۸) ہشام بن سالم نے سلیمان بن خالد سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ قرآن میں رجم کا حکم ہے ؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا ہاں میں نے عرض کیا وہ کیسے ؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا **الشیخ والشیخة فارجموھما البتة فانھما قضیا الشھوة** (بوڑھے اور بوڑھی دونوں کو رجم و سنگسار کرو البتہ اس لئے کہ یہ دونوں اپنی خواہشات نفس پوری کر چکے)۔

(۴۹۹۹) علاء نے محمد بن مسلم سے اور انہوں نے دونوں ائمہ میں سے کسی ایک سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ اگر کوئی شخص اپنی عورت کی پیدا لڑکی سے مجامعت کر بیٹھے تو اس پر بھی وہی حد ہے جو زانی پر ہے۔

(۵۰۰۰) حمّاد نے حلبی سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے متعلق روایت کی ہے جس نے اپنی کنیز کا نکاح کسی مرد سے کر دیا پھر اس نے اپنی اس کنیز سے مجامعت کی ؟ آپؑ نے فرمایا کہ اس کو (زنا

کی) حد میں کوڑے لگائے جائیں گے۔

(۵۰۰۱) محمد بن ابی عمیر نے عبداللہ بن سنان سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک ایسی عورت کے متعلق روایت کی ہے جس نے اپنے ہاتھ سے کسی کنیز کی بکارت توڑ دی۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا اس پر اس کا مہر لازم ہے اور حد میں کوڑے لگائیں جائیں گے۔

(۵۰۰۲) اور دوسری حدیث میں ہے کہ اس کو اسی (۸۰) کوڑے لگائے جائیں گے۔

(۵۰۰۳) اور حلبی کی روایت میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے متعلق روایت ہے جس نے اپنی کنیز مکاتبہ کے ساتھ مجامعت کرلی۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا اگر اس کنیز مکاتبہ نے ایک چوتھائی رقم ادا کردی ہے تو اس شخص پر حد میں کوڑے لگیں گے اور اگر وہ زن دار اور بیوی والا ہے تو اس کو سنگسار کیا جائیگا اور اگر اس کنیز نے ابھی کوئی رقم ادا نہیں کی ہے تو پھر اس شخص پر کچھ نہیں ہے۔

(۵۰۰۴) حسن بن محبوب نے محمد بن قاسم سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص اپنی طلاق زدہ عورت سے عدہ کی مدت ختم ہونے کے بعد ہمبستری کرے اسکو حد میں کوڑے لگائے جائیں گے اور اگر اس مدت عدہ ختم ہونے سے پہلے ہمبستری کی ہے تو یہی اسکا رجوع کرنا ہے۔

(۵۰۰۵) حسن بن محبوب نے ابی ایوب سے انہوں نے سلیمان بن خالد سے انہوں نے ابی بصیر سے اورانہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے ایک ایسے لڑکے کے متعلق جو ابھی بالغ نہیں ہوا دس سال کا ہے اس نے ایک عورت سے زنا کیا تو آپ علیہ السلام نے فرمایا لڑکے کو حد کی تعداد سے ذرا کم کوڑے لگائے جائیں گے اور عورت کو حد کے پورے کوڑے لگائے جائیں گے میں نے عرض کیا اور اگر وہ عورت شوہر دار ہو ؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ وہ سنگسار نہیں کی جائیگی اس لئے کہ جس سے اس نے مجامعت کرائی ہے وہ بالغ نہیں ہے اگر بالغ ہوتا تو وہ عورت سنگسار ہوتی۔

(۵۰۰۶) اور یونس بن یعقوب کی روایت میں جوابی مریم سے ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اپنی آخری ملاقات میں دریافت کیا ایک ایسے لڑکے کے متعلق جو ابھی بالغ نہیں ہوا تھا اس نے ایک عورت سے مجامعت یا زنا کیا۔ اب ان دونوں کے ساتھ کیا سلوک کیا جائے۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ لڑکے کو حد سے کم کوڑے لگائے جائیں گے اور عورت کو حد کے پورے کوڑے لگیں گے۔ میں نے عرض کیا ایک لڑکی ہے جو ابھی بالغ نہیں ہوئی ہے وہ ایک مرد کے ساتھ پائی گئی کہ وہ اس سے زنا کررہا تھا۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا اس نابالغ لڑکی کو حد کی تعداد سے کم کوڑے لگائے جائیں گے اور مرد پر پوری تعداد جاری ہوگی۔

(۵۰۰۷) حسن بن محبوب نے حنان بن سدیر سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ عباد مکی نے مجھے بتایا کہ ایک مرتبہ

سفیان ثوری نے مجھ سے کہا کہ میں دیکھ رہا ہوں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کے نزدیک تمہاری قدر و منزلت ہے ان سے دریافت کرو کہ ایک شخص نے زنا کیا جبکہ وہ مریض ہے اگر اس پر حد جاری کی جائے تو ڈر ہے کہ مرجائے آپ علیہ السلام اس کے متعلق کیا فرماتے ہیں۔ راوی کا بیان ہے کہ میں نے ان جنابؑ سے دریافت کیا تو آپ علیہ السلام نے مجھ سے فرمایا کہ یہ مسئلہ تم اپنے دل سے پوچھتے یا کسی انسان نے تم سے یہ کہا یہ مسئلہ پوچھ آؤ؟ میں نے عرض کیا سفیان ثوری نے مجھ سے کہا تھا کہ میں یہ مسئلہ آپ علیہ السلام سے پوچھوں آپ علیہ السلام نے فرمایا (اچھا سنو) رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں ایک شخص لایا گیا جس کو مرض استسقا تھا پیٹ پھولا ہوا تھا رانوں کی رگیں نمایاں تھیں اس نے ایک مریضہ عورت سے زنا کیا تھا۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حکم دیا اور کھجور کی شاخ لائی گئی جس میں سو پتیاں تھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس سے مرد کو ایک ضرب لگائی اور اس عورت کو ایک ضرب لگائی اور ان دونوں کو چھوڑ دیا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کا قول ہے **وخذ بیدک ضغثاً فاضرب به ولا تحنث** (سورۃ ص آیت ۴۴) (اے ایوب تم اپنے ہاتھ میں سینکوں کا ایک گٹھا لو اور اس سے اپنی بیوی کو مارو اور اپنی قسم میں جھوٹے نہ ہو)۔

(۵۰۰۸) موسیٰ بن بکر نے زرارہ سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے ارشاد فرمایا اگر کوئی شخص شاخوں کا ایک گٹھا لے یا ایک جڑ جس میں بہت سی شاخیں ہوں اور اس سے ایک ضرب لگائے تو وہ کافی ہے اس کے لئے جس کو وہ جتنی تعداد میں کوڑے لگانے کا ارادہ رکھتا ہے۔

(۵۰۰۹) اور عبداللہ بن مغیرہ و صفوان اور ان کے علاوہ کئی ایک کی روایت میں ہے جو ان لوگوں نے مرفوع کیا ہے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی طرف کہ آپ علیہ السلام نے فرمایا اگر کوئی شادی شدہ زانی زنا کا اقرار کرے تو اس کو سب سے پہلے پتھر امام مارے گا پھر تمام لوگ ماریں گے۔ اور (اگر اس نے اقرار نہیں کیا ہے بلکہ) اس کے زنا پر شہادتیں گزری ہیں تو سب سے پہلے وہ چار گواہ پتھر ماریں گے پھر امام اور پھر تمام لوگ۔

(۵۰۱۰) اور حمّاد نے حلبی سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ حضرت علی علیہ السلام نے ایک ایسے مرد پر حد میں کوڑے مارے جس نے ایک عورت سے حالت نفاس میں اس کے پاک ہونے سے پہلے نکاح کرلیا۔

اس کتاب کے مصنف علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ اگر اس نے حالت نفاس میں صرف نکاح کیا ہوتا دخول نہ کیا ہوتا تو اس پر حد جاری کرنا واجب نہ ہوتا آپؑ نے اس پر حد اس لئے جاری کیا کہ اسی حالت میں اس نے دخول بھی کیا تھا۔

(۵۰۱۱) ابان نے زرارہ سے روایت کی ہے انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا

مرد کو حد میں کھڑا کرکے تازیانے لگائے جائیں اور عورت کو بٹھا کر اور ہر عضو پر تازیانہ لگایا جائے مگر چہرہ اور شرمگاہ کو چھوڑ دیا جائے۔

(۵۰۱۲) اور سماعہ کی روایت میں جو حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ہے کہ زانی کی حد تمام حدوں سے زیادہ شدید ہوگی۔

(۵۰۱۳) بیان کیا مجھ سے طلحہ بن زید نے انہوں نے حضرت جعفر بن محمد سے انہوں نے اپنے پدر بزرگوار علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ حد میں برہنہ نہیں کیا جائے گا اور نہ اس کو کھینچا جائے گا نیز آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ زانی کو اسی حالت میں کوڑے لگائے جائیں گے جس حالت میں پکڑا گیا ہے اگر وہ برہنہ پایا گیا تو برہنہ اور اگر اپنا لباس پہنے پایا گیا تو لباس پہنے ہوئے (کوڑے لگائے جائیں گے۔)

(۵۰۱۴) ابن ابی عمیر نے حفص بن بختری سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے ارشاد فرمایا کہ حضرت امیرالمومنین علیہ السلام کے پاس ایک ایسا شخص لایا گیا جو کسی اور شخص کے بستر پر پایا گیا تھا۔ تو آپؑ نے حکم دیا کہ اس کو بیت الخلاء کی غلاظت میں لتھیڑ دو۔

(۵۰۱۵) اور علی بن ابی حمزہ نے ابی بصیر سے انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے راوی کا بیان ہے کہ میں نے آنجناب علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص نے ایک دن میں کئی مرتبہ زنا کیا آپ علیہ السلام نے فرمایا اگر اس نے ایک ہی عورت سے ایک مرتبہ اس طرح اور ایک مرتبہ کھڑا کرکے زنا کیا تو اس پر ایک ہی حد ہوگی اور اگر اس نے ایک دن میں یا ایک ہی ساعت میں کئی عورتوں سے زنا کیا ہے تو ہر عورت کے بدلے جس سے زنا کیا ہے ایک حد ہوگی۔

(۵۰۱۶) یونس بن یعقوب نے ابی مریم سے انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ علیہ السلام نے بیان فرمایا کہ حضرت امیرالمومنین علیہ السلام کی خدمت میں ایک عورت آئی اور کہا کہ میں نے زنا کیا ہے۔ آپ علیہ السلام نے اس کی طرف سے منہ پھیر لیا پھر وہ پلٹی اور آپ علیہ السلام کے منہ کے سامنے آئی کہا کہ میں نے زنا کیا ہے۔ آپ علیہ السلام نے دوسری طرف منہ پھیر لیا پھر وہ آپ علیہ السلام کے سامنے آئی اور کہا میں نے زنا کیا ہے۔ آپ علیہ السلام نے اس سے پھر منہ پھیر لیا وہ سامنے آئی اور اس نے کہا میں نے زنا کیا تو آپ علیہ السلام نے حکم دیا وہ قید کرلی گئی اور وہ حاملہ تھی تو وضع حمل تک ٹھہرے رہے اس کے بعد آپ علیہ السلام نے حکم دیا اور ایک گڑھا مقام رحبہ میں کھودا گیا اور اس کو نئے کپڑے پہنائے گئے اور اسے اس گڑھے میں کمر سے چھاتی تک داخل کردیا گیا اور رحبہ کا دروازہ بند کردیا گیا اور آپ علیہ السلام نے اس کو ایک پتھر مار کر کہا اے اللہ میں تیری کتاب کی تصدیق اور تیرے نبی کی سنت پر عمل کرتے ہوئے (اسے رجم کررہا ہوں) پھر قنبر کو حکم دیا اس نے بھی ایک پتھر مارا پھر آپؑ گھر میں چلے گئے

اور قنبر کو حکم دیا کہ تم اصحاب محمدؐ کو داخلہ کی اجازت دے دو چنانچہ وہ سب لوگ اندر آئے اور ان سب نے ایک ایک پتھر مارا اور کھڑے ہو گئے انہیں یہ معلوم نہ تھا کہ اپنے اپنے پتھر اٹھا کر دوبارہ ان ہی پتھروں سے ماریں یا نئے پتھروں سے ماریں اور ابھی تک اس میں رمق حیات باقی تھی لوگوں نے قنبر سے کہا تم جا کر اطلاع دو کہ ہم نے اپنے اپنے پتھروں سے مارا لیکن ابھی اس میں رمق باقی ہے اب ہم لوگ کیا کریں؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا تم لوگ اپنے پتھروں سے دوبارہ مارو چنانچہ ان لوگوں نے دوبارہ مارا اور وہ مر گئی تو لوگوں نے کہا اب تو وہ مر بھی گئی اب کیا کیا جائے۔ فرمایا اس کو اس کے وارثوں کے حوالے کر دو اور ان سے کہدو جس طرح وہ اپنے مردوں کو دفن کرتے ہیں اسی طرح اسے بھی دفن کر دیں۔

(۵۰۱۷) سعد بن طریف نے اصبغ بن نباتہ سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ حضرت امیرالمومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام کی خدمت میں ایک شخص آیا اور عرض کیا کہ یا امیرالمومنین میں نے زنا کیا ہے آپ علیہ السلام مجھے پاک کر دیں تو آپ علیہ السلام نے اس کی طرف سے منہ پھیر لیا اور اس سے کہا بیٹھ جاؤ۔ پھر آپؑ نے مجمع کی طرف رخ کیا اور فرمایا کیا تم لوگوں میں سے کوئی یہ نہیں کر سکتا کہ اس طرح کی برائیوں کو جس طرح اللہ چھپاتا ہے تم بھی چھپاؤ۔ اتنے میں وہ شخص کھڑا ہوا اور بولا یا امیرالمومنین میں نے زنا کیا ہے آپ علیہ السلام مجھے پاک کر دیں۔ فرمایا یہ جو کچھ تم کہہ رہے ہو اس کا سبب کیا ہے؟ اس نے کہا صرف طہارت حاصل کرنے کے لئے آپ علیہ السلام نے فرمایا توبہ سے بہتر اور کون سی طہارت ہو سکتی ہے یہ کہہ کر آپ علیہ السلام پھر اپنے اصحاب سے باتیں کرنے لگے اتنے میں وہ شخص پھر اٹھا اور بولا یا امیرالمومنین میں نے زنا کیا ہے آپؑ مجھے پاک کر دیجئے آپ علیہ السلام نے فرمایا اے شخص تو تھوڑا بہت قرآن پڑھتا ہے اس نے کہا جی ہاں۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا اچھا کچھ پڑھو۔ اس نے قرآن پڑھا اور صحیح پڑھا آپ علیہ السلام نے فرمایا تم اپنی نماز، زکوٰۃ کے اندر جو اللہ تعالیٰ کے حقوق تم پر لازم ہیں انہیں جانتے ہو اس نے کہا جی ہاں۔ آپ علیہ السلام نے مسائل پوچھے اور اس نے صحیح جواب دیئے۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا اے شخص تجھے کوئی مرض تو لاحق نہیں یا تیرے سر میں درد یا تیرے بدن میں کوئی شے یا تیرے دل میں کوئی غم تو نہیں ہے؟ اس نے کہا یا امیرالمومنین اس میں سے کچھ بھی نہیں۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا تجھ پر وائے ہو واپس جا میں تجھ سے تنہائی میں پوچھوں گا جس طرح اب میں نے سب کے سامنے پوچھا ہے۔ اور اگر تو پھر واپس نہ آیا تو میں تجھے تلاش بھی نہ کراؤں گا۔ پھر آنجناب علیہ السلام نے اس کے متعلق لوگوں سے دریافت کیا تو معلوم ہوا بالکل صحیح حالت میں ہے اس کو کوئی مرض نہیں یہ خیال غلط ہے۔ چنانچہ وہ شخص دوبارہ آپ علیہ السلام کے پاس آیا اور عرض کیا یا امیرالمومنین میں نے زنا کیا ہے آپ علیہ السلام مجھے پاک کر دیجئے۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا اگر تو میرے پاس پلٹ کر نہ آتا تو میں تجھے تلاش بھی نہ کراتا لیکن اب میں حکم خدا کو ترک بھی نہ کروں گا جس کا جاری کرنا مجھ پر لازم ہے۔ اس کے بعد آپ علیہ السلام نے

مجمع سے خطاب کیا اور کہا اے گروہ مردم اس کے رجم کے لئے جو لوگ یہاں موجود ہیں ان کی طرف سے وہی لوگ کافی ہیں جو تم میں سے یہاں موجود ہیں۔ لہذا میں تم میں سے ہر ایک کو خدا کا واسطہ دیتا ہوں کہ کل ہر شخص لپنے عمامہ سے ڈھاٹا باندھ کر اس طرح آئے کہ ایک دوسرے کو نہ پہچان سکے اور تم لوگ میرے پاس اندھیرے میں طلوع فجر سے پہلے آجاؤ تاکہ کوئی ایک دوسرے کو دیکھ نہ سکے اور ہم لوگ اس کو نہ دیکھ سکیں اور ہم لوگ اسکو سنگسار کریں گے۔ آپ علیہ السلام نے بیان فرمایا کہ دوسرے دن جیسا کہ آپ علیہ السلام نے حکم دیا تھا وہ لوگ سپیدہ سحری کے نمودار ہونے سے پہلے آگئے تو حضرتؑ ان کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا تم لوگوں میں سے اس شخص کو خدا کا واسطہ دیتا ہوں کہ جس پر اس طرح کا حق (حدود رجم کی شکل کا) عائد ہوتا ہے وہ واپس چلا جائے اس لئے کہ اللہ کا حق وہ طلب نہیں کر سکتا جس پر خود اللہ کا اس طرح کا حق باقی ہے۔ راوی کا بیان ہے کہ خدا کی قسم یہ سن کر بہت سے لوگ واپس ہوگئے اور ہمیں اب تک یہ نہ معلوم ہوسکا کہ وہ کون کون لوگ تھے۔ پھر امیرالمومنین علیہ السلام نے اس شخص کو چار پتھر مارے اس کے بعد لوگوں نے پتھر مارے۔

(۵۰۱۸) اور امیرالمومنین علیہ السلام کی بارگاہ میں ایک عورت آئی اور عرض کیا یاامیرالمومنین میں نے زنا کیا ہے آپ علیہ السلام مجھے پاک کردیں اللہ آپ علیہ السلام کو پاک رکھے۔ اس لئے کہ دنیا کا عذاب زیادہ آسان ہے آخرت کے عذاب سے جو کبھی منقطع نہ ہوگا۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا کس چیز سے پاک ہونا چاہتی ہو؟ کہا زنا سے۔ فرمایا تو شوہر دار ہے یا غیر شوہردار۔ عرض کیا شوہر دار ہوں۔ فرمایا (جس وقت تو نے زنا کیا تھا) تیرا شوہر حاضر تھا یا غائب؟ عرض کیا حاضر تھا۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا اچھا انتظار کر تیرے شکم میں جو حمل ہے؟ وہ وضع ہوجائے اس کے بعد آنا۔ جب وہ پلٹ گئی اور اتنی دور چلی گئی کہ آپ علیہ السلام کی بات نہ سن سکے تو فرمایا پروردگار یہ ایک شہادت ہے۔ پھر کچھ دنوں بعد وہ آپ علیہ السلام کے پاس آئی اور کہا وضع حمل ہوچکا آپ علیہ السلام مجھے پاک کر دیجئے تو آپ علیہ السلام نے اس سے تجاہل عارفانہ (سنی ان سنی) فرمایا اور کہا میں تجھے پاک کردوں اے کنیز خدا مگر کس بات سے؟ اس نے کہا میں نے زنا کیا تھا اور اب وضع حمل کرچکی لہذا مجھے پاک کردیجئے فرمایا تو شوہر دار تھی جس وقت تو نے یہ کیا؟ یا غیر شوہردار تھی؟ اس نے کہا اس وقت میں شوہر دار تھی فرمایا اور تیرا شوہر غائب تھا یا حاضر؟ اس نے کہا اس وقت میرا شوہر حاضر تھا آپ علیہ السلام نے فرمایا اچھا بچے کو دودھ پلانے تک واپس جا جب وہ پیچھے پلٹی اور اتنی دور گئی کہ وہ آپ علیہ السلام کی بات نہ سن سکے تو آپ علیہ السلام نے فرمایا اے اللہ یہ دو شہادتیں گزر چکیں پھر جب دودھ پلانے کی مدت تمام ہوئی تو وہ پھر آئی اور عرض کیا یاامیرالمومنین میں نے زنا کیا ہے مجھے پاک کردیجئے۔ تو آپ علیہ السلام نے فرمایا جب تو نے ایسا کیا تھا شوہردار تھی یا غیر شوہر دار؟ اس نے عرض کیا نہیں بلکہ اس وقت میں شوہردار تھی۔ فرمایا تیرا شوہر غائب تھا یا حاضر۔ اس نے کہا میرا شوہر حاضر تھا آپ علیہ السلام نے فرمایا اچھا جا بچے کے سمجھدار ہونے تک اس کی کفالت اور دیکھ

بھال کر تاکہ وہ خود سے کھانے پینے لگے کسی چھت سے نہ گرے یا کسی کنوئیں میں نہ گر پڑے چنانچہ وہ روتی ہوئی پلٹی اور جب وہ اتنی دور چلی گئی کہ آپ علیہ السلام کی آواز نہ سن سکے تو آپ علیہ السلام نے فرمایا اے اللہ یہ تین شہادتیں ہوچکیں ۔ وہ روتی ہوئی جارہی تھی کہ عمرو بن حریث سے اس کی ملاقات ہوگئی انہوں نے پوچھا تو کیوں روتی ہے؟ اس نے کہا میں امیرالمومنین کے پاس آئی تھی اور عرض کیا تھا کہ مجھے پاک کر دیجئے ۔آپ علیہ السلام نے فرمایا اپنا بچہ سنبھال جب تک کہ وہ خود سے کھانے پینے لگے اور کسی چھت سے نہ گرے اور کسی کنوئیں میں نہ گرجائے اور میں ڈرتی ہوں کہ اس اثناءمیں مجھے موت نہ آجائے اور میں پاک نہ ہوسکوں ۔ عمرو بن حریث نے کہا واپس جاؤ میں تمہارے بچے کو پال دونگا۔ تو وہ واپس آئی اور امیرالمومنین علیہ السلام کو عمرو بن حریث کی بات بتائی تو آپ علیہ السلام نے فرمایا عمرو بن حریث تیرے بچے کو کیسے پالے گا اس نے عرض کیا امیرالمومنین اب تو آپ علیہ السلام مجھے پاک کرہی دیں میں نے زنا کیا ہے۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا کیا تو نے جب ایسا کیا تھا شوہر دار تھی اس نے کہا جی ہاں۔ فرمایا اور تیرا شوہر اس وقت حاضر تھا یا غائب؟ عرض کیا حاضر تھا۔ یہ سن کر امیرالمومنین نے اپنا سر آسمان کی طرف بلند کیا اور کہا پروردگار یہ چار شہادتیں اس پر ثابت ہوگئیں اور تو نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنے دین کی باتیں بتائی ہیں اس میں یہ بھی ہے کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جس شخص نے میرے حدود میں سے کسی حد کو معطل کیا اس نے مجھ سے دشمنی کی اور میری حکومت میں مجھ سے مخالفت کی۔ اے اللہ میں تیری حدود کو معطل کرنے والا نہیں نہ تیری مخالفت اور تجھ سے دشمنی کرنے والا ہوں اور نہ تیرے احکام کو ضائع کرنے والا ہوں بلکہ تیرے حکم کی اطاعت کرنے والا اور تیرے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت کی پیروی کرنے والا ہوں ۔ تو عمرو بن حریث نے آپ علیہ السلام کی طرف دیکھا اور عرض کیا یا امیرالمومنین میں نے اس کے بچے کی کفالت اپنے ذمہ اس لئے لینا چاہی کہ میرا خیال تھا کہ یہ آپ علیہ السلام چاہتے ہیں لیکن جب آپ علیہ السلام اس کو پسند نہیں کرتے تو میں ایسا نہیں کروں گا۔ تو پھر امیرالمومنین علیہ السلام نے اللہ کی چار شہادتوں کے بعد فرمایا ارے تم ذلیل آدمی تم اس کی کفالت کروگے۔ پھر آپ علیہ السلام اٹھے اور بستر پر تشریف لے گئے۔ اور کہا اے قنبر تم لوگوں کو نمازِ جماعت کے لئے آواز دو لوگ اس قدر جمع ہوئے کہ لوگوں سے مسجد بھر گئی تو آپ علیہ السلام نے فرمایا اے لوگو! تمہارا امام ظہر کے بعد اس عورت کو لے کر پشت کوفہ جائے گا تاکہ اس پر حد جاری کی جائے ان شاء اللہ تعالیٰ ۔ اس کے بعد آپ علیہ السلام منبر سے اتر آئے پھر جب صبح ہوئی تو آپ علیہ السلام اس عورت کو لے کر نکلے اور لوگ بھی اپنا بھیس بدلے ہوئے عماموں سے ڈھاٹے باندھے ہوئے اپنے ہاتھوں میں پتھر لئے ہوئے اپنی رداؤں اور آستینوں کے ساتھ نکلے اور پشت کوفہ تک پہنچے۔ تو آپ علیہ السلام نے اس کے لئے ایک گڑھا کھودنے کا حکم دیا اور اس کے اندر کمر تک اس عورت کو دفن کر دیا۔ اس کے بعد آپ علیہ السلام اپنے خچر پر سوار ہوئے اور رکاب میں پاؤں جمایا اور اپنی دونوں کلمہ کی انگلیاں اپنے دونوں کانوں میں رکھیں اور باآواز بلند پکار کر کہا **ایھا**

الناس (اے لوگو) اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کو حکم دیا اور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وہ حکم مجھے دیا کہ جس پر خود اللہ کی طرف سے کوئی حد ہو وہ دوسرے پر جاری نہ کرے لہٰذا اس عورت کی طرح جس پر کوئی حد لازم ہے وہ اس پر حد جاری نہ کرے تو یہ سن کر سارا مجمع واپس چلا گیا اور سوائے امیرالمومنین علیہ السلام اور امام حسن و امام حسین علیہما السلام کے کوئی نہ رہا اور ان ہی تینوں حضرات نے اس پر حد جاری کی اور ان کے ساتھ حد جاری کرنے والا کوئی نہ تھا۔

(۵۰۱۹) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے بیان فرمایا کہ ایک شخص حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کی خدمت میں آیا اور عرض کیا کہ یا روح اللہ میں زنا کر گزرا ہوں مجھے پاک کر دیجئے۔ تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے حکم دیا کہ لوگوں میں اعلان کر دیا جائے کہ فلاں شخص کو پاک کرنے کے لئے سب لوگ آجائیں کوئی باقی نہ رہے۔ جب سب لوگ جمع ہوگئے اور اس شخص کو گڑھے میں پہنچایا گیا تو اس نے آواز دی کہ مجھ پر اللہ کی جانب سے حد یعنی سنگساری نہ کرے وہ جس کے ذمہ کسی قسم کی کوئی حد ہو تو سب لوگ واپس چلے گئے صرف حضرت یحییٰ اور حضرت عیسیٰ علیہما السلام رہ گئے تو حضرت یحییٰ اس کے قریب گئے اور کہا اے گنہگار مجھے کوئی نصیحت کر اس نے کہا اپنے نفس اور اس کی خواہشات کو تنہا نہ چھوڑ ورنہ وہ تجھے ہلاکت میں ڈال دے گا۔ انہوں نے کہا کوئی مزید نصیحت۔ اس نے کہا کسی خطاکار کو اس کی خطا پر طعنہ زنی نہ کرنا۔ انہوں نے کہا کچھ اور۔ اس نے کہا کبھی غصہ میں نہ آنا۔ حضرت یحییٰ علیہ السلام نے فرمایا بس یہی نصیحت ہمارے لئے کافی ہے۔

(۵۰۲۰) اور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے متعلق سوال کیا گیا جو رجم کے لئے لایا جاتا ہے اور فرار ہو جاتا ہے آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ اگر اس نے (زنا کا) خود اقرار کیا ہے تو واپس نہیں لایا جائے گا اور اگر گواہوں نے گواہی دی ہے تو واپس لایا جائے گا۔ اور یہ بھی روایت کی گئی ہے کہ آپ علیہ السلام نے فرمایا اگر اس کو پتھر کی چوٹ کی تکلیف پہنچ چکی ہے تو گڑھے میں واپس نہیں کیا جائے گا اور اگر اس کو پتھر کی چوٹ نہیں لگی ہے تو اس کو واپس کیا جائے گا یہ حدیث صفوان نے متعدد لوگوں سے اور انہوں نے ابی بصیر سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے۔

(۵۰۲۱) اور سکونی کی روایت میں ہے ایک مرتبہ ایک شخص کے زنا پر تین گواہوں نے گواہی دی تو حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا چوتھا گواہ کہاں ہے؟ ان لوگوں نے کہا وہ ابھی ابھی آئے گا تو آپ علیہ السلام نے حکم دیا کہ ان تینوں کو حد میں کوڑے لگاؤ اس لئے کہ حد میں ایک ساعت کے لئے بھی مہلت نہیں ہے۔

(۵۰۲۲) عبداللہ بن سنان نے اسماعیل بن جابر سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے راوی کا بیان ہے کہ میں نے آنجناب علیہ السلام سے روایت کیا محصن کون ہے آپ علیہ السلام نے فرمایا محصن وہ ہے

(۵۰۲۳) اور وھب بن وھب کی روایت میں حضرت جعفر بن محمد علیہما السلام سے انہوں نے اپنے پدر بزرگوار علیہ السلام سے انہوں نے اپنے آبائے کرام علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ ایک مرتبہ حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام کی خدمت میں ایک شخص پکڑ کر لایا گیا کہ اس نے اپنی زوجہ کی کنیز سے مجامعت کی اور وہ حاملہ ہو گئی تو مرد نے کہا کہ اس نے مجھ کو بخش دیا تھا مگر عورت نے انکار کر دیا تو آپ علیہ السلام نے مرد سے فرمایا کہ تو اس پر گواہ لا کہ اس نے تجھ کو بخشا ہے ورنہ میں تجھے رجم و سنگسار کروں گا۔ جب عورت نے یہ دیکھا کہ میرا شوہر سنگسار ہو جائے گا تو اس نے اعتراف کر لیا تو حضرت علی علیہ السلام نے اس عورت پر بہتان کے جرم میں کوڑے لگوائے۔

مصنف علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ یہ حدیث اسی طرح آئی ہے وھب بن وھب کی روایت میں ہے اور وہ ضعیف ہے لیکن جس حدیث پر میں فتویٰ دیتا ہوں اور اس پر اعتماد کرتا ہوں وہ اس مضمون کی مندرجہ ذیل حدیث ہے۔

(۵۰۲۴) جس کی روایت کی حسن بن محبوب نے علاء سے اور انہوں نے محمد بن مسلم سے اور انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے متعلق جس نے اپنی زوجہ کی غلام زادی سے بغیر اس کی اجازت کے مجامعت کر لی تو اس پر وہی ہے جو زانی پر ہے یعنی سو (۱۰۰) کوڑے لگائے جائیں گے اور اگر کسی کی زوجیت میں آزاد عورت ہے اور اس نے کسی یہودیہ یا نصرانیہ یا کنیز سے زنا کر لیا تو اس کو رجم و سنگسار نہیں کیا جائے گا۔ اور اگر کسی کی زوجیت میں آزاد عورت ہے اور اس نے ایک آزاد عورت سے زنا کیا تو اس کو رجم کیا جائے گا۔

اور فرمایا کہ جس طرح کسی کے پاس کنیز یا متعہ میں کوئی یہودیہ یا نصرانیہ ہو تو اس کو محصن (صاحبِ زوجہ) نہیں بنائے گا اگر وہ ایک آزاد عورت سے زنا کر بیٹھے۔ اسی طرح اگر کوئی یہودیہ یا نصرانیہ کنیز سے زنا کرے اور اس کے تحت کوئی آزاد عورت ہو تو اس پر محصن کی حد نہیں جاری ہوگی۔

(۵۰۲۵) اور محمد بن عمرو بن سعید کی روایت میں ہے کہ جس کو انہوں نے مرفوع کیا ہے کہ ایک عورت حضرت عمر کے پاس آئی اور اس نے کہا یا امیرالمومنین میں نے زنا کیا ہے مجھ پر اللہ کی حد جاری کریں تو انہوں نے اس کو رجم و سنگساری کا حکم دیدیا وہاں حضرت علی علیہ السلام بھی موجود تھے آپ علیہ السلام نے فرمایا مگر اس سے یہ تو پوچھو کہ اس نے کیسے زنا کیا۔ حضرت عمر نے اس سے دریافت کیا تو اس نے بیان کیا کہ ایک مرتبہ ایک صحرا میں تھی کہ مجھے شدید پیاس لگی ناگاہ ایک خیمہ نظر آیا وہاں پہنچی تو اس میں ایک مرد اعرابی ملا میں نے اس سے پانی مانگا تو اس نے پانی دینے سے انکار کیا جب تک کہ میں اس کو اپنے نفس پر قابو نہ دوں۔ میں وہاں سے پلٹ کر بھاگی تو پیاس اور بڑھی اور یہاں تک کہ آنکھیں ڈوبنے لگیں اور زبان سے بات نہیں کی جاتی تھی۔ جب پیاس اس حد کو پہنچی تو میں اس کے پاس گئی اس نے مجھے پانی پلایا اور میرے ساتھ مجامعت کی۔ یہ سن کر حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا اسی کے لئے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے فمن اضطر غیر باغ ولا عاد فلا اثم علیہ (سورۃ بقرہ آیت ۱۷۳) (پھر جو کوئی بے اختیار ہو جائے نہ

تو نافرمانی کرے اور نہ زیادتی ۔ تو اس پر کچھ گناہ نہیں ۔) وہ مضطر تھی باغی و عادی نہیں تھی لہذا اس کو رہا کر دو تو حضرت عمر نے کہا **لولا علی ھلاک عمر** (اگر علی نہ ہوتے تو عمر ہلاک ہو جاتا)۔

(۵۰۲۶) ابو بصیر نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آنجناب علیہ السلام سے ایک شخص کے متعلق دریافت کیا گیا کہ جس کے لئے گواہیاں گزر چکیں کہ اس نے زنا کیا ہے پھر وہ بھاگ گیا۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا اگر اس نے (آئندہ کے لئے) توبہ کر لی تو پھر اس پر کچھ نہیں اور اگر توبہ سے قبل امام کے ہاتھ آگیا تو وہ حد جاری کرے گا اور اگر امام کو معلوم ہو جائے کہ فلاں مقام پر ہے تو آدمی بھیج کر پکڑوا لے گا۔

(۵۰۲۷) اور صفوان کی اور ابن مغیرہ کی روایت میں ہے جس کی انہوں نے روایت کی ہے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے کہ آپ علیہ السلام نے فرمایا جب کوئی محصن مرد (زوجہ دار) زنا کا اقرار کرے تو اس کو سب سے پہلے امام رجم کرے گا اس کے بعد اور لوگ اور اگر اس پر گواہیاں گزری ہیں تو سب سے پہلے وہ گواہ اس کے بعد امام اور اس کے بعد تمام لوگ رجم کریں گے۔

(۵۰۲۸) حسن بن محبوب نے یزید کناسی سے روایت کی ہے اس کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک عورت نے اپنے عدہ کے اندر نکاح کر لیا تو آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ اگر اس نے اپنے شوہر کی موت کے بعد عدہ میں چار ماہ دس دن گزرنے سے پہلے نکاح کر لیا ہے تو اس کو رجم نہیں کیا جائے گا بلکہ سو (۱۰۰) کوڑے لگائے جائیں گے اور اگر اس نے عدہ طلاق کے اندر نکاح کیا جس میں اس کا شوہر رجوع کر سکتا تھا تو اس کو رجم کیا جائے گا۔ اور اگر اس نے ایسے عدہ میں نکاح کیا جس میں اس کے شوہر کو رجوع کا حق نہیں ہے تو اس پر زانی غیر محصن کی حد جاری ہوگی۔

اور اگر نصرانی کسی زن مسلمہ سے زنا کرے اور حد جاری کرنے کے لئے پکڑا جائے اور وہ مسلمان ہو جائے تو اس کا حکم یہ ہے کہ اس کو اتنا مارا جائے کہ وہ مرجائے اس لئے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ **فلما راوا باسنا قالوآ آمنا باللہ وحدہ وکفرنا بماکنابہ مشرکین فلم یک ینفعھم ایما نھم لماراوا باسنا سنۃ اللہ التی قد خلت فی عبادہ و خسر ھنالک الکافرون** (سورۃ مومن ۸۴۔۸۵) (جب ان لوگوں نے ہمارے عذاب کو دیکھ لیا تو کہنے لگے ہم خدائے واحد پر ایمان لائے اور جس چیز کو ہم اسکا شریک بناتے تھے اب ہم ان کو نہیں مانتے۔ تو جب ان لوگوں نے ہمارا عذاب آتے دیکھ لیا تو اب ان کا ایمان لانا کچھ بھی فائدہ نہیں پہنچا سکتا یہ خدا کی عادت ہے جو اپنے بندوں کے بارے میں سدا سے چلی آئی ہے اور کافر لوگ اس وقت گھاٹے میں رہے)۔

مندرجہ بالا جواب حضرت امام علی النقی علیہ السلام نے بھی دیا جبکہ متوکل نے آپ علیہ السلام کو خط لکھ کر یہ مسئلہ دریافت کیا تھا۔ اسی حدیث کی روایت جعفر بن رزق اللہ نے آنجناب علیہ السلام سے کی ہے۔

(۵۰۲۹) حسن بن محبوب نے علی رئاب سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے ایک ایسے غلام کے متعلق کہ جس نے ایک آزاد عورت سے نکاح کیا پھر وہ آزاد کردیا گیا اور زنا کا مرتکب ہوگیا۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا وہ آزاد ہونے کے بعد اپنی زوجہ سے مجامعت نہ کرچکا ہو تو رجم نہیں کیا جائے گا۔ میں نے عرض کیا جب وہ آزاد ہوگیا تو کیا اس کی عورت کو اس سے جدا ہونے کا اختیار ہے؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا نہیں وہ اس کے ساتھ رہنے کو راضی ہوچکی تھی جب کہ وہ غلام تھا۔ اور وہ اپنے پہلے نکاح پر باقی رہے گا۔

(۵۰۳۰) اور سکونی کی روایت میں ہے حضرت علی علیہ السلام کی خدمت میں ایک شخص لایا گیا جس پر حد جاری ہوئی تھی مگر اس کے جسم پر بہت زیادہ پھوڑے پھنسیاں تھیں تو آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ اسے ٹھہراؤ تاکہ اس کے زخم اچھے ہوجائیں اس کے زخم کو نہ چھیلو ورنہ تم لوگ اسے مار دو گے۔

(۵۰۳۱) عاصم بن حمید نے محمد بن قیس سے انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے آنجناب علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شوہر دار عورت نے زنا کیا اور حاملہ ہوگئی اور جب بچہ پیدا ہوا تو چھپا کر قتل کردیا۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا اس کو سو (۱۰۰) کوڑے لگائے جائیں گے کیونکہ اس نے زنا کیا پھر سو (۱۰۰) کوڑے مزید لگائے جائیں گے کہ اس نے اپنے بچہ کو قتل کیا پھر اس کو رجم کیا جائے گا اس لئے کہ شوہر دار تھی۔

راوی کا بیان ہے کہ میں نے مزید آنجناب علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک عورت شوہر دار نہیں ہے اس نے زنا کیا اور حاملہ ہوگئی جب بچہ پیدا ہوا تو چھپ چھپا کر اپنے بچہ کو قتل کردیا۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ اس کو سو (۱۰۰) کوڑے لگائے جائیں گے اس لئے کہ اس نے زنا کیا اور مزید سو (۱۰۰) کوڑے لگائے جائیں گے اس لئے کہ اس نے بچے کو قتل کردیا۔

(۵۰۳۲) ابراہیم بن ہاشم نے محمد بن حفص سے انہوں نے عبداللہ سے یعنی ابن سنان سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے آپ علیہ السلام نے فرمایا جب بوڑھا مرد اور بوڑھی عورت زنا کریں تو ان دونوں کو کوڑے لگائے جائیں گے پھر ان دونوں کو رجم کیا جائے گا سزا کے طور پر اور اگر مردوں میں سے کوئی ادھیڑ عمر کا شخص زنا کرے اور وہ بیوی دار ہو تو اس کو رجم کیا جائے گا کوڑے نہیں لگائے جائیں گے۔ اور اگر کوئی نوجوان زنا کرے تو اس کو سو (۱۰۰) کوڑے لگائے جائیں گے اور ایک سال کے لئے شہر بدر کردیا جائے گا۔

(۵۰۳۳) اور ابی عبداللہ المومن سے اور انہوں نے اسحاق بن عمار سے روایت کی ہے اس کا بیان ہے کہ میں نے ایک مرتبہ دریافت کیا کہ زنا زیادہ بری بات ہے یا شراب نوشی؟ شراب پر اسی کوڑے اور زنا پر سو (۱۰۰) کوڑے کیوں ہیں؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا اے ابا اسحاق دونوں کی حد ایک ہے لیکن اس کے (بیس کوڑے) زیادہ اس لئے ہیں کہ اس

(۵۰۴۳) حسن بن محبوب نے ابی ایوب سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے سنا ابن بکیر کہہ رہا تھا ان دونوں ائمہ علیہما السلام میں سے کسی ایک سے روایت کرتے ہوئے کہ آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ جو شخص اپنی کسی محرم عورت سے زنا کرے اور جماع کرے تو تلوار کی ایک ضرب اس کو لگائی جائے گی اب تلوار جس قدر بھی کاٹ دے اور اگر اس محرم عورت نے اس کی متابعت بھی کی ہے (اس کی مرضی بھی شامل ہے) تو اس کو بھی تلوار کی ایک ضرب لگائی جائے گی جہاں تک اس تلوار کی کاٹ پہنچ جائے۔ عرض کیا گیا کہ ان دونوں کو تلوار کون مارے گا کوئی مدعی تو نہیں ہوگا۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا اگر یہ مقدمہ امام تک لے جایا گیا تو یہ امام کرے گا۔

(۵۰۴۴) اور جمیل کی روایت میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ آپ علیہ السلام نے فرمایا اس کی عنق (گردن) مار دی جائے گی یا فرمایا اس کی رقبہ (پس گردن) مار دی جائے گی۔

(۵۰۴۵) اور سکونی کی روایت میں ایک ایسے شخص کا مقدمہ حضرت علی علیہ السلام کے سامنے پیش کیا گیا جس نے اپنے باپ کی زوجہ سے مجامعت کر لی تھی تو آپ علیہ السلام نے رجم کیا حالانکہ وہ غیر شادی شدہ تھا محصن نہیں تھا۔

(۵۰۴۶) حسن بن محبوب نے علی بن رئاب سے انہوں نے ابی عبیدہ سے انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے ایک ایسے شخص کے متعلق کہ جس پر حد جاری ہونا واجب تھا اور ابھی کوڑے نہیں لگائے گئے تھے کہ مخبوط الحواس ہو گیا آپ علیہ السلام نے فرمایا اگر وہ صحیح الدماغ تھا اور اس نے اپنی حد واجب کر لی تو اس کی عقل گم ہونے کی کوئی علت نہیں اس پر حد جاری کی جائے گی جس طرح اور جو بھی ہو۔

باب: لواطہ اور سحق کی حد (سزا)

(۵۰۴۷) حماد بن عثمان نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے راوی کا بیان ہے کہ میں نے آنجناب علیہ السلام سے عرض کیا کہ ایک مرد نے دوسرے مرد سے بد فعلی کی آپ علیہ السلام نے فرمایا اگر وہ محصن (بیوی والا) ہے تو اس پر قتل ہے اور اگر محصن (بیوی والا) نہیں ہے تو اس پر حد ہے۔ میں نے عرض کیا اور جس نے بد فعلی کرائی ہے اس کے لئے کیا ہے؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا وہ ہر حال میں قتل ہوگا محصن ہو یا غیر محصن۔

(۵۰۴۸) اور ہشام اور حفص بن بختری کی روایت میں ہے کہ چند عورتیں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئیں ان میں سے کسی ایک عورت نے آپ علیہ السلام سے سحق کے متعلق دریافت کیا تو آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ اس کی سزا وہی ہے جو ایک زانی کی سزا ہے اس عورت نے کہا مگر قرآن میں تو اس کا کوئی ذکر نہیں؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا ہاں ہاں اس نے کہا وہ کہاں ہے؟ فرمایا وہ اصحاب رس ہیں۔

(۵۰۴۹) اور سکونی کی روایت میں ہے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور انہوں نے اپنے پدر بزرگوار علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ حضرت علی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ اگر کسی کے لئے یہ سزا وار ہوتا کہ وہ دو مرتبہ رجم کیا جائے تو پھر لوطی کو رجم کیا جاتا۔

(۵۰۵۰) عبدالرحمن بن ابی ہاشم بجلی نے ابی خدیجہ سے روایت کی ہے انہوں نے کہا کہ دو اجنبی عورتوں کا ایک لحاف میں سونا مناسب نہیں ہے مگر یہ کہ ان دونوں کے درمیان کوئی رکاوٹ حائل ہو۔ اگر یہ دونوں ایسا کریں تو ان دونوں کو منع کیا جائے۔ اگر منع کرنے کے باوجود وہ دونوں ایک لحاف میں پائی جائیں تو ان میں سے ہر ایک کو ایک ایک حد جاری کی جائے گی۔ اور اگر تیسری عورت بھی ایک لحاف میں پائی گئی تو حد جاری کی جائے اور ایک لحاف میں چار عورتیں پائی گئیں تو قتل کردی جائیں گی۔

اور اگر کسی مرد نے اپنی عورت سے جماع کیا اور اس عورت نے مرد کی منی کو اٹھائے رکھا اور اپنی کنیز سے سحق کیا اور کنیز حاملہ ہوگئی تو عورت کو رجم کیا جائے گا اور کنیز پر حد جاری کی جائے گی اور بچہ اپنے باپ سے ملحق ہوگا۔ اس حدیث کی روایت علی بن ابی حمزہ سے انہوں نے اسحاق بن عمار سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے کی ہے۔

باب: زنا کے جرم میں غلاموں کی حد (سزا)

(۵۰۵۱) ابراہیم بن ہاشم نے اصبغ بن اصبغ سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ بیان کیا مجھ سے محمد بن سلیمان مصری نے روایت کرتے ہوئے مروان بن مسلم سے انہوں نے عبید بن زرارہ یا برید عجلی سے، یہ شک محمد کی طرف سے ہے، ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا کہ ایک غلام نے زنا کیا۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا اس کو حد کا نصف (پچاس کوڑے) لگائے جائیں۔ میں نے عرض کیا اور اگر اسنے دوبارہ ایسا ہی کیا؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا اس کو اتنے ہی اور لگائے جائیں گے۔ میں نے عرض کیا کہ اور اگر وہ پھر ایسا ہی کرے؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ اس کو نصف حد سے زیادہ نہیں لگایا جائے گا میں نے عرض کیا کہ مگر کیا اسکے کسی فعل پر اس کو رجم کرنا بھی واجب ہوگا؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا ہاں اس کو آٹھویں مرتبہ زنا پر قتل کردیا جائے گا اگر اس نے آٹھ مرتبہ ایسا کیا میں نے عرض کیا پھر آزاد اور غلام میں فرق کیوں ہے دونوں کا فعل تو ایک ہی ہے؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے غلام پر رحم کھایا کہ اس پر غلامی کا پھندا اور مرد آزاد کے برابر حد جمع ہوجائے۔ پھر فرمایا کہ (آٹھویں مرتبہ قتل کر دینے کے بعد) امام المسلمین پر لازم ہے کہ سہم رقاب سے اس کی قیمت اس کے مالک کو ادا کرے۔

(۵۰۵۲) حسن بن محبوب نے حارث بن احول سے انہوں نے برید عجلی سے انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے ایک کنیز کے لئے جو زنا کرتی ہے آپ علیہ السلام نے فرمایا اس کو نصف حد لگائی جائے گی خواہ اس کا کوئی شوہر ہو یا نہ ہو۔

(۵۰۵۳) ابن محبوب نے علی بن رئاب سے انہوں نے زرارہ سے اور انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ ام ولد (جو اپنے مالک کے تحت تصرف ہو) کی حد بھی کنیز کی حد کے برابر ہے جبکہ اس کے کوئی لڑکا نہ ہو۔

(۵۰۵۴) ابن محبوب نے نعیم بن ابراہیم سے انہوں نے مسمع ابی سیار سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ ام ولد جو بھی جرم حقوق الناس کے سلسلہ میں کرے گی وہ اس کے مالک کے ذمہ ہے اور جو جرم حقوق اللہ کے سلسلہ میں ہے تو وہ اس کے بدن کے ذمہ ہے اور فرمایا اور اسی پر غلاموں کا بھی قیاس کیا جائے گا اور آزاد اور غلام کے درمیان کوئی قصاص نہیں۔

(۵۰۵۵) ابن محبوب نے عبداللہ بن بکیر سے انہوں نے عنبسہ بن مصعب سے روایت کی ہے اس کا بیان ہے کہ میں نے ایک مرتبہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا کہ اگر میری کنیز زنا کرے تو کیا مجھے حق ہے کہ میں اس پر حد جاری کروں؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا ہاں مگر چھپ چھپا کر اس لئے کہ میں تمہارے متعلق بادشاہ وقت سے ڈرتا ہوں۔

(۵۰۵۶) ابراہیم بن ہاشم نے صالح بن سندی سے انہوں نے حسین بن خالد سے انہوں نے حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ اس نے آنجناب علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک آدمی کے پاس ایک کنیز ہے کنیز نے مالک سے کہا کہ میں اپنے مکاتبہ سے جتنی رقم ادا کرتی جاؤں گی اس کے حساب سے اتنی ہی آزاد ہوتی جاؤں گی مالک نے ہاں کہہ دیا اور اس نے اپنے مکاتبہ کی بعض رقم ادا کر دی پھر اس کے بعد اس کے مالک نے اس سے جماع بھی کیا۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا اگر مالک نے کنیز کو جماع کرنے پر مجبور کیا ہے تو کنیز نے اپنے مکاتبہ کی رقم جتنا حصہ ادا کر دیا ہے اسی حصہ کے بقدر اس پر حد جاری ہوگی اور جتنا حصہ ادا نہیں کیا ہے باقی ہے حد کا اتنا حصہ چھوڑ دیا جائے گا۔ اور اگر وہ کنیز خود اس پر راضی تھی تو وہ خود بھی اس حد میں اس کی شریک ہوگی۔

(۵۰۵۷) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا گیا کہ ایک شخص کو مال غنیمت میں ایک کنیز کہیں سے مل گئی اور اس نے تقسیم مال غنیمت سے قبل اس سے مجامعت کر لی۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا اس کنیز کی قیمت لگوائی جائے گی۔ اور اس قیمت پر وہ کنیز اس کے حوالے کی جائے گی اور مال غنیمت میں سے جو کچھ اس کو ملنے والا ہے اس میں اس کی قیمت گھٹا دی جائے گی اور اس پر حد جاری کی جائے گی اور اس حد میں جتنا اس کنیز میں اس کا حصہ بنتا ہے اتنا

چھوڑ دیا جائے گا۔ تو عرض کیا گیا کہ وہ کنیز بہ قیمت اس ہی کو کیوں دی جائے دوسری کنیز اس کو کیوں نہ دی جائے۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا اس لئے کہ اس سے اس نے مجامعت کی ہے اور ہو سکتا ہے کہ اس کو حمل رہ ہو گیا ہو۔

(۵۰۵۸) سلیمان بن خالد نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک ایسے غلام کے متعلق دریافت کیا جو کئی آدمیوں میں مشترک تھا ایک نے اپنے حصہ کی حد تک اس کو آزاد کردیا پھر وہ غلام ایسے جرم کا مرتکب ہوا کہ جس سے اس پر حد (شرعی سزا) لازم آتی ہے۔آپ علیہ السلام نے فرمایا اگر اس غلام نے آزاد ہوتے وقت اپنی قیمت طے کرالی تھی جو وہ آزاد کرنے والے کو ادا کردے گا تو وہ نصف آزاد ہے اور اس پر آزاد کی نصف حد جاری ہوگی اور غلام کی نصف حد جاری ہوگی اور اگر اس نے قیمت طے نہیں کرائی تھی تو وہ غلام ہی ہے اور اس پر غلام کی حد جاری ہوگی۔

(۵۰۵۹) عباد بن کثیر بصری نے روایت کی ہے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے کہ آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ غلام مکاتب اگر زنا کرتے ہیں تو جس قدر حصہ انہوں نے اپنی مکاتبت کا ادا کیا ہے اس کے مطابق ان پر آزاد کی حد جاری کی جائے گی اور بقیہ اس پر مملوک (غلام) کی حد جاری ہوگی۔

باب: جانور سے بدفعلی کرنے والے کی حد اور سزا

(۵۰۶۰) حسن بن محبوب نے اسحاق بن جریر سے انہوں نے سدیر سے انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے ایک ایسے شخص کے متعلق جس نے کسی جانور سے بدفعلی کی تو آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ اس پر زنا کی حد سے ذرا کم (۹۹) کوڑے لگائے جائیں گے اور وہ جانور کے مالک کو اس کی قیمت ادا کرے گا اس لئے کہ اس نے اس کے مال کو فاسد کردیا اس کے کام کا نہیں رہا۔اب اس جانور کو ذبح کر کے جلا دیا جائے گا اور اسے دفن کردیا جائے گا اگر وہ ان جانوروں سے تھا جس کا گوشت کھایا جاتا ہے۔اور اگر وہ ان جانوروں میں سے تھا جو صرف سواری کے کام آتا ہے تو وہ مالک کو اس کی قیمت ادا کرے گا اور اس پر حد سے ذرا کم (۹۹) کوڑے لگائے جائیں گے اور اس کو اس شہر سے نکال کر جس میں اس کے ساتھ بدفعلی کی گئی ہے کسی دوسرے شہر میں جس میں لوگ اس کو پہچان نہ سکیں لے جا کر فروخت کردیا جائے گا تاکہ لوگ اس جانور کے مالک کو عیب نہ لگائیں۔

(۵۰۷۳) ابن محبوب نے ہشام بن سالم سے انہوں نے ابی بصیر سے روایت کی ہے کہ ایک مرتبہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا گیا کہ ایک شخص نے اپنی عورت پر زنا کی تہمت لگائی جبکہ وہ گونگی اور بہری ہے کسی نے کیا کہا وہ نہیں سنتی ۔آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ اگر عورت کے پاس گواہیاں ہیں جو امام کے سامنے پیش ہوں تو اس شخص پر حد میں کوڑے لگائے جائیں گے پھر وہ عورت اس شخص پر کبھی حلال نہ ہوگی اور اگر اس عورت کے پاس کوئی ثبوت و گواہ نہیں ہے تو وہ عورت اس شخص پر حرام نہیں ہے جب تک وہ اس کے ساتھ قیام کرے اور اس کی وجہ سے اس عورت پر کوئی گناہ نہیں ہے ۔

(۵۰۷۴) اور سکونی کی روایت میں ہے کہ حضرت علی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص اپنے لڑکے سے اقرار کے بعد انکار کرے تو اس پر حد میں کوڑے لگائے جائیں گے اور لڑکا اس کو لازماً لینا پڑے گا۔

(۵۰۷۵) اور یونس بن عبدالرحمن نے اپنے بعض راویان حدیث سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی کہ آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ ہر بالغ شخص خواہ وہ مرد ہو یا عورت اگر کسی چھوٹے یا بڑے مرد یا عورت یا کسی مسلمان آزاد یا غلام پر (زنا کی) افترا لگائے تو اس پر جھوٹے اتہام کی حد جاری کی جائے گی۔ اور اگر وہ افترا کرنے والا نابالغ ہے تو اس پر تادیب کی حد جاری کی جائے گی۔

(۵۰۷۶) حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا کہ مجنون پر حد جاری نہیں کی جائیگی جب تک اس کو جنون سے افاقہ نہ ہوجائے اور نہ بچے پر جب تک وہ سمجھدار اور بالغ نہ ہوجائے اور سوتے ہوئے شخص پر جب تک کہ وہ نیند سے بیدار نہ ہوجائے۔

(۵۰۷۷) حسن بن محبوب نے علاء سے اور ابی ایوب نے محمد بن مسلم سے ان دونوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ علیہ السلام نے ایک ایسے شخص کے متعلق فرمایا جس نے اپنی عورت سے مخاطب ہو کر کہا اے زانیہ میں نے تجھ سے زنا کیا ہے ؟آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ اس پر زنا کا بہتان لگانے پر حد جاری ہوگی ۔ لیکن اس کا یہ کہنا کہ میں نے تجھ سے زنا کیا ہے اس پر کوئی حد نہیں ہے مگر یہ کہ وہ امام کے سامنے اپنے نفس کے خلاف چار مرتبہ گواہی دے ۔

(۵۰۷۸) حسن بن محبوب نے نعیم بن ابراہیم سے انہوں نے مسمع ابی یسار سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے ایسے چار شخصوں کے متعلق جنہوں نے ایک عورت کے لئے زنا کی جھوٹی گواہی دی اور ان چاروں میں ایک اس کا شوہر ہے ؟آپ علیہ السلام نے فرمایا ان تین گواہیوں پر جھوٹے الزام پر کوڑے لگائے جائیں گے۔ اور شوہر اپنی عورت سے ملاعنہ کرے گا اس کے بعد دونوں کو جدا کردیا جائے گا پھر وہ عورت اس کے لئے کبھی بھی حلال نہ ہوگی۔

(۵۰۷۹) اور یہ بھی روایت کی گئی کہ شوہر بھی چار گواہوں میں سے ایک ہوگا۔
اس کتاب کے مصنف علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ یہ دونوں حدیثیں متفق المعنی ہیں مختلف نہیں ہیں اور وہ اس طرح کہ جب چار آدمی ایک عورت کے متعلق زنا کی گواہی دیں اور ان چاروں میں سے ایک شوہر بھی ہو اور اس نے لڑکے سے انکار نہ کیا ہو تو وہ چار گواہوں میں سے ایک ہوگا مگر جب شوہر نے لڑکے سے انکار کیا ہو تو پھر ان تین گواہوں پر حد جاری ہوگی اور شوہر اپنی زوجہ سے ملاعنہ کرلے گا اور ان دونوں کو جدا کر دیا جائے گا اور وہ تا ابد اس پر حلال نہ ہوگی اس لئے کہ لعان لڑکے سے انکار کے بغیر نہیں ہوگا۔
اور اگر کوئی غلام کسی آزاد شخص پر زنا کا جھوٹا الزام لگائے تو اس کو اسّی (۸۰) کوڑے لگائے جائیں گے اس لئے کہ یہ حقوق الناس میں سے ہے۔
(۵۰۸۰) حسن بن محبوب نے عبدالرحمن سے انہوں نے عبید بن زرارہ سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا آپ علیہ السلام فرماتے تھے کہ اگر کوئی ایسا شخص میرے پاس لایا جائے جس نے کسی غلام مرد مسلمان پر زنا کا جھوٹا الزام لگایا ہے اور میں اس کے متعلق نیکی کے سوا کچھ نہ جانتا ہوں تو میں اس کو حد میں کوڑے لگاؤں گا۔ آزاد کی حد سے ایک عدد کم کوڑے۔
(۵۰۸۱) اور حسن بن محبوب نے حمّاد بن زیاد سے انہوں نے سلیمان بن خالد سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ آپ علیہ السلام نے بیان فرمایا کہ ایک مرتبہ حضرت علی علیہ السلام سے ایک ایسے غلام مکاتب کے متعلق دریافت کیا گیا جس نے ایک مرد مسلمان پر زنا کا جھوٹا الزام لگایا۔ تو آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ اس کو آزاد مرد کی حد کے برابر اسّی (۸۰) کوڑے لگائے جائیں گے خواہ اس نے اپنے مکاتبہ کی کچھ رقم ادا کردی ہو یا نہ کی ہو۔ آپ علیہ السلام سے عرض کیا گیا کہ اگر وہ مکاتب ہے اور اس نے زنا کیا اور ابھی اپنے مکاتبہ کی کچھ رقم ادا نہیں کی ہے؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ یہ حق اللہ ہے اس کے لئے پچاس کوڑے کم کر دیئے جائیں گے اور پچاس لگائے جائیں گے۔
(۵۰۸۲) ابن محبوب نے مالک بن عطیہ سے انہوں نے ابی بصیر سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ ایک عورت نے ایک مرد پر زنا کا جھوٹا الزام لگایا۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا اس عورت کو اسی (۸۰) کوڑے لگائے جائیں گے۔
(۵۰۸۳) محمد بن سنان نے علاء بن فضیل سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے راوی کا بیان ہے کہ میں نے آنجناب علیہ السلام سے عرض کیا ایک شخص لڑکے سے انکار کر رہا ہے جبکہ وہ اس کا اقرار کر چکا تھا۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا اگر وہ لڑکا کسی آزاد عورت سے ہے تو اس کے باپ کو پچاس کوڑے لگائے جائیں گے۔

اور اگر وہ لڑکا کسی کنیز سے ہے تو اس پر کچھ نہیں ہے۔

اور اگر مرد کسی دوسرے مرد سے کہے کہ تو قوم لوط کا عمل کرتا ہے اور مردوں سے نکاح کرتا ہے تو اس کو اسّی (۸۰) کوڑے لگائے جائیں گے۔ اور اسی طرح اگر وہ اس سے کہے کہ مروانے والے اے مفعول تو اس کو قاذف (اتہام لگانے والے) کی حد کے مطابق اسّی (۸۰) کوڑے لگائے جائیں گے۔

اور اگر کوئی شخص چند آدمیوں کے ایک گروہ پر زنا کا کلمہِ واحد سے الزام لگائے (کہ ان لوگوں نے زنا کیا) اور ان لوگوں کے نام نہ لے تو اس پر ایک حد ۸۰ (اسّی) کوڑے جاری ہوگی اور اگر اس نے ایک ایک کا نام لے کر کہا ہے (کہ فلاں، فلاں، فلاں نے زنا کیا ہے) کیا تو ہر ایک کے لئے اس پر ایک ایک حد جاری ہوگی۔ یہ روایت برید عجلی نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے کی ہے نیز یہ بھی کی گئی ہے کہ اور وہ لوگ (جن پر زنا کا الزام لگایا گیا ہے) اگر ایک ایک کر کے متفرق آئیں تو ہر ایک کے لئے اس پر ایک حد جاری ہوگی۔ اور اگر سب اجتماعی طور پر ایک ساتھ آئیں تو اس پر ایک حد جاری کی جائے گی۔

اور اگر ایک شخص نے ایک آدمی پہ زنا کا جھوٹا الزام لگایا اور اس کو حد میں کوڑے مارے گئے اس کے بعد پھر اس نے اس آدمی پر زنا کا جھوٹا الزام لگایا تو اگر وہ یہ کہے کہ میں نے جو الزام لگایا تھا وہ صحیح تھا تو اس کہنے پر اس کو کوڑے نہیں لگیں گے۔ اور اگر کوڑے کھانے کے بعد اس پر زنا کا دوسرا الزام لگایا تو اس پر حد جاری ہوگی اور کوڑے کھانے سے پہلے دس مرتبہ الزام لگائے تو اس پر ایک ہی حد جاری ہوگی۔

(۵۰۸۴) اور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ جس پر کوئی حد نہیں اس کے لئے کوئی حد نہیں یعنی اگر کوئی مجنوں کسی شخص پر زنا کا الزام لگائے تو مجنوں کیلئے کوئی حد نہیں ہے۔ اور اگر کوئی شخص کسی مجنوں سے کہے کہ اے زانی تو اس شخص کے لئے کوئی حد نہیں ہے۔ یہ روایت ابوایوب نے فضیل بن یسار سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے کی ہے۔

(۵۰۸۵) ہشام بن سالم نے عمار ساباطی سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے متعلق روایت کی ہے جس نے کسی آدمی سے کہا کہ اے زن زانیہ کی اولاد۔ تو آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ اگر اس آدمی کی ماں زندہ ہے اور وہاں موجود ہے پھر وہ اپنا حق طلب کرے تو اس شخص کو اسّی (۸۰) کوڑے لگائے جائیں گے اور وہ وہاں موجود نہیں ہے تو اس کے آنے کا انتظار کیا جائے گا۔ وہ اپنا حق طلب کرے گی اور اگر وہ مر چکی ہے اور اس کے متعلق سوائے خیر و نیکی کے کچھ معلوم نہ ہو تو اس مفتری پر اسّی (۸۰) کوڑے لگائے جائیں گے۔

(۵۰۸۶) ابو ایوب نے حریز سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی راوی کا بیان ہے کہ میں نے آنجناب علیہ السلام سے ایک غصب شدہ عورت کے لڑکے کے متعلق دریافت کیا کہ اس پر ایک شخص افترا کرتا ہے

اور کہتا ہے کہ اے زانیہ کی اولاد تو آپ علیہ السلام نے فرمایا میری رائے میں اس پر حد جاری ہوگی اور اسّی (۸۰) کوڑے لگائے جائیں گے اور جو کچھ اس نے کہا ہے اس سے اللہ کی بارگاہ میں توبہ کرے گا۔

(۵۰۸۷) ابی ولّاد حنّاط سے روایت ہے ان کا بیان ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ ایک مرتبہ حضرت امیرالمومنین علیہ السلام کی خدمت میں دو آدمی لائے گئے جن میں سے ہر ایک دوسرے پر اتہام لگاتا تھا کہ اس نے مجھ سے بد فعلی کی تو آپ علیہ السلام نے ان دونوں پر حد تو نہیں جاری کی مگر ان کو تعزیر میں کوڑے لگائے۔

باب: شراب نوشی پر حد (شرعی سزا) اور گانے اور لہولعب کے متعلق جو کچھ وارد ہوا ہے

(۵۰۸۸) حلبی نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے اگر کوئی آدمی (نیا نیا) اسلام میں داخل ہو (اور اللہ کی توحید محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رسالت کا) اقرار کرے پھر شراب پئے، زنا کرے، سود کھائے اور ابھی اس پر حلال حرام واضح نہ ہوا ہو تو اس پر حد جاری نہیں کی جائے گی اگر وہ اس سے واقعاً جاہل تھا مگر یہ کہ اس کے خلاف یہ شہادت گزر جائے کہ اس نے قرآن کے وہ سورے پڑھ لئے تھے جن میں زنا و شراب و سود خوری کا ذکر ہے اور اگر وہ اس سے جاہل ثابت ہوا تو اس کو پڑھایا اور بتایا جائے اور اگر وہ اس پڑھانے اور بتانے کے بعد بھی ایسا کرے تو اس کے کوڑے لگائے جائیں گے اور حد جاری کی جائے گی۔

(۵۰۸۹) اور عمر بن شمر کی روایت میں جابر سے ہے انہوں نے اس روایت کو مرفوع کیا ہے کہ امیرالمومنین علیہ السلام کی خدمت میں ایک مرتبہ نجاشی حارثی شاعر کو لایا گیا کہ اس نے ماہ رمضان میں شراب پی لی ہے تو آپ علیہ السلام نے اس کو اسّی (۸۰) کوڑے لگائے پھر اس کو ایک شب قید میں رکھا اور دوسرے دن اس کو بلایا اور اس کو بیس (۲۰) کوڑے لگائے تو اس نے عرض کیا یا امیرالمومنین علیہ السلام آپ علیہ السلام مجھے اسّی (۸۰) کوڑے شراب نوشی پہ تو لگا چکے اب یہ بیس (۲۰) کوڑے یہ کیا ہے؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا یہ تیری اس جراءت پر کہ تو نے ماہ رمضان میں شراب نوشی کی۔

جو شخص انگور کی یا کھجور کی نشہ آور شراب پئے اس کو اسّی (۸۰) کوڑے لگائے جائیں گے اور ہر نشہ آور خواہ کثیر ہو یا قلیل حرام ہے اور جو کی شراب بھی اسی منزل پر ہے۔ اور نشہ آور شے کے پینے والے کو خواہ وہ انگور کی شراب پئے یا کھجور کی اسے اسّی (۸۰) کوڑے لگائے جائیں گے اور اگر (کوڑے لگنے کے بعد) دوبارہ پئے تو قتل کر دیا جائے گا۔ اور یہ بھی روایت کی گئی ہے کہ چوتھی مرتبہ قتل کیا جائے گا۔

اور اگر کوئی غلام کوئی نشہ آور شراب پئے تو اس کو چالیس (۴۰) کوڑے لگائے جائیں گے اور آٹھویں بار اس کو قتل کر دیا جائے گا اور میرے والد رضی اللہ عنہ نے اپنے ایک بھیجے ہوئے خط میں مجھے تحریر فرمایا کہ تمہیں معلوم ہو کہ اصل خمر انگور کی ہوتی ہے جب وہ آگ سے متاثر ہو یا بغیر آگ کے متاثر ہو اور نیچے کا حصہ اوپر ہو جائے (یعنی اس میں ابال آجائے) تو وہ خمر یعنی شراب ہے اس کا پینا حلال نہیں ہے جب تک کہ اس کا دو تہائی حصہ جل کر ختم نہ ہو جائے اور ایک تہائی باقی نہ رہ جائے۔ اور اگر وہ آگ کی آنچ دکھائے بغیر نشہ آور ہو جائے تو اسے چھوڑ دو تاکہ وہ بغیر دوسری شے کے ملائے ہوئے خود بخود سرکہ بن جائے۔ اور جب خود بخود سرکہ بن جائے تو اس کا کھانا حلال ہے اور اگر اس کے بعد بھی وہ تبدیل ہو کر شراب بن جائے تو کوئی مضائقہ نہیں اگر اس میں نمک وغیرہ ڈال دیا جائے۔ اور اگر سرکہ میں شراب ڈال دی جائے تو اس کا کھانا جائز نہیں ہے۔ جب تک کہ اس کو کسی برتن میں ڈال کر الگ نہ رکھ دیا جائے تاکہ اس میں ڈالی ہوئی شراب بھی سرکہ نہ بن جائے۔ اور جب سرکہ میں پڑی ہوئی شراب سرکہ بن جائے تو پھر اسے کھایا جائے۔

اور اللہ تعالیٰ نے خمر (انگور کی شراب) کو معین کر کے حرام کیا ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہر شراب کو جو نشہ آور ہو حرام کیا ہے اور خمر اور اس کا پودا لگانے والے۔ اس کی دیکھ بھال کرنے والے۔ اس کو اٹھانے والے اور جس کے پاس یہ اٹھا کر لے جایا جائے اس کو فروخت کرنے والے اور اس کو خریدنے والے اس کی قیمت کھانے والے۔ اس کو نچوڑنے والے۔ اس کو پلانے والے۔ اس کو پینے والے ان سب پر لعنت کی ہے۔

اور اس کے پانچ نام ہیں۔

۱۔ عصیر یہ انگور سے بنتی ہے۔ ۲۔ نقیع یہ منقیٰ سے بنتی ہے۔
۳۔ بتع یہ شہد سے بنتی ہے۔ ۴۔ مزر یہ جَو سے بنتی ہے۔
۵۔ نبیذ یہ کھجور سے بنتی ہے۔

اور شراب ہر بدی کی کنجی ہے۔ اس کا پینے والا بت پرست کے مانند ہے۔ جو اس کو پئے گا اس کی چالیس (۴۰) دن کی نماز روک رکھی جائے گی اگر اس نے چالیس (۴۰) دن کے اندر توبہ کر لی تو خیر ورنہ توبہ قبول نہ ہوگی اگر اس درمیان میں مر گیا تو جہنم میں ڈال دیا جائے گا۔

(۵۰۹۰) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ تم لوگ شراب خور کی صحبت میں نہ بیٹھو اس لئے کہ لعنت جب نازل ہوگی تو تمام اہل مجلس پر عام ہوگی۔

اور اس گھر میں نماز جائز نہیں جس کے اندر ایک برتن میں شراب رکھی ہوئی ہو۔ اور اس کپڑے میں نماز پڑھنے میں کوئی مضائقہ نہیں جس میں شراب لگی ہوئی ہو کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اس کا پینا حرام کیا ہے اور اس کپڑے میں نماز

پڑھنا حرام نہیں کیا جس میں شراب لگی ہو۔
(۵۰۹۱) اور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ اگر کوئی شارب الخمر (شراب پینے والا) بیمار پڑے تو تم لوگ اس کی عیادت نہ کرو اگر مرجائے تو اس کے ایمان کی گواہی نہ دو۔ اور اگر وہ کسی امر کی گواہی کے لئے آئے تو اس کی شہادت قبول نہ کرو اور اگر وہ تم لوگوں کے یہاں شادی کا پیغام دے تو اس کے ساتھ اپنی لڑکی نہ بیاہو۔ جس نے اپنی لڑکی کا نکاح شارب الخمر سے کیا اس نے گویا اپنی لڑکی کی زنا کی طرف رہنمائی کی۔ اور جس نے اپنے دین کے مخالف سے اپنی لڑکی کی شادی کی اس نے اپنی لڑکی سے قطع رحم کیا۔ اور جس نے کسی شراب خور کے پاس اپنی امانت رکھی اللہ تعالیٰ اس کا ضامن نہیں ہوگا۔
(۵۰۹۲) اور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ پانچ باتیں پانچ شخصوں سے محال ہیں (۱) حرمت کسی فاسق سے محال ہے۔ (۲) شفقت کسی دشمن سے محال ہے۔ (۳) نصیحت کسی حاسد سے محال ہے۔ (۴) وفا کسی عورت سے محال ہے۔ (۵) ہیبت کسی فقیر سے محال ہے۔ اور غنا ان چیزوں میں سے ہے جس پر اللہ تعالیٰ نے جہنم کا وعدہ فرمایا ہے اور خدائے عزو جل کا ارشاد ہے **ومن الناس من یشتری لھو الحدیث لیضل عن سبیل اللہ بغیر علم ویتخذ ھا ھزوا اولیک لھم عذاب مھین** (سورہ لقمان ۶) (اور لوگوں میں سے بعض ایسے ہیں جو بے ہودہ قصے کہانیاں خریدتے ہیں تاکہ بغیر کچھ بوجھے لوگوں کو خدا کی راہ سے بہکا دیں اور آیات خدا سے مسخرا پن کریں ایسے ہی لوگوں کے لئے بڑا رسوا کرنے والا عذاب ہے)۔
(۵۰۹۳) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے قول خدا **فاجتنبوا الرجس من الاوثان واجتنبوا قول الزور** (سورہ الحج ۳۰) (تو تم لوگ ناپاک بتوں سے بچے رہو اور لغو باتیں بنانے سے بچو) آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ **الرجس الاوثان** سے مراد شطرنج ہے اور **قول زور** سے مراد غنا ہے۔
اور نرد شطرنج سے بھی زیادہ شدید ہے اس لئے کہ اس کو لینا کفر اور اس سے کھیلنا شرک اور اس کی تعلیم گناہ کبیرہ۔ اور اس کے کھیلنے والے پر سلام گناہ۔ اور اس کو الٹنے پلٹنے والا جیسے سور کا گوشت کا الٹنے پلٹنے والا ہے اور اس کی طرف دیکھنے والا ایسا ہے جیسے کوئی شخص اپنی ماں کی شرمگاہ کو دیکھے۔ اور نرد بطور جوئے کے کھیلنے والا اس کی مثال ایسی ہے جیسے کوئی شخص سور کا گوشت کھالے اور اس شخص کی مثال جو نرد کو بغیر جوئے کے کھیلے ایسی ہے جیسے کوئی شخص اپنا ہاتھ سور کے گوشت یا اس کے خون میں رکھ دے اور انگوٹھیوں سے اور چودہ گوٹیوں سے کھیلنا بھی جائز نہیں یہ سب اور اس کے مشابہ جتنی چیزیں ہیں وہ قمار (جوا) ہے یہاں تک کہ لڑکے جو اخروٹ سے کھیلتے ہیں وہ بھی قمار اور جوا ہے۔ اور تم جھانجھ مجیرا بجانے سے بھی پرہیز کرو اس لئے کہ شیطان تمہارے ساتھ رقص کرتا ہے اور فرشتے تم سے نفرت کرتے ہیں۔ اور جس شخص کے گھر میں طنبور چالیس دن باقی رہا وہ اللہ کے غضب کا مستحق ہوگیا۔

(۵۰۹۴) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ ملائکہ نفرت کرتے ہیں ہر بازی اور شرط لگانے سے وہ بازی و شرط لگانے والے پر لعنت بھیجتے ہیں سوائے ٹاپ اور کھر والے جانوروں اور پر و بازو رکھنے والے طائروں ۔ اور تیراندازی پر بازی لگانے کے چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسامہ بن زید کے مقابلہ پر گھوڑا دوڑایا۔

(۵۰۹۵) چنانچہ روایت کی گئی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ناقہ پر سبقت دیدی گئی آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ اس نے زیادتی کی تھی اور کہا تھا کہ میری پشت پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ پر لازم ہے اگر کوئی شے کسی شہ پر تفوق جتائے تو اللہ تعالیٰ اس کو ذلت دیدے گا اور کوئی پہاڑ کسی پہاڑ پر تفوق جتائے گا تو اللہ تعالیٰ ان دونوں سے جو بھی تفوق جتائے گا اس کو پاش پاش کردے گا۔

(۵۰۹۶) اور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جانوروں میں سے ایک دوسرے پر للکارنے کو منع فرمایا ہے سوائے کتوں کے ۔

(۵۰۹۷) اور ایک مرتبہ ایک شخص نے حضرت علی ابن الحسین علیہما السلام سے ایک خوش الحان کنیز کے خریدنے کے متعلق دریافت کیا تو آپ علیہ السلام نے ارشاد فرمایا تمہارے لئے کوئی مضائقہ نہیں اگر وہ تمہیں جنت یاد دلائے یعنی قراءت قرآن و زہد اور ان صفات کے ساتھ جن کا شمار غنا میں نہیں ہے لیکن غنا تو یہ ممنوع ہے۔

باب: حد سرقہ (چوری کی سزا)

(۵۰۹۸) حضرت ابوالحسن امام رضا علیہ السلام سے روایت کی گئی ہے کہ آپ علیہ السلام نے فرمایا بندہ چوری کرتا رہتا ہے مگر جب اس کے ہاتھ کی دیت (خونبہا) پوری ہوجاتی ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی گرفت کرلیتا ہے۔

(۵۰۹۹) اور سکونی کی روایت میں حضرت جعفر بن محمد علیہ السلام سے اور انہوں نے اپنے پدر بزرگوار علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ قحط کے سال میں چور کے ہاتھ نہیں کاٹے جائیں گے یعنی کھانے پینے کی چیزوں کا قحط دوسری چیزوں کا قحط نہیں ۔

(۵۱۰۰) اور غیاث بن ابراہیم کی روایت جو حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ہے انہوں نے اپنے پدر بزرگوار علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ حضرت علی علیہ السلام کے پاس کوفہ میں ایک آدمی پکڑ کرلایا گیا کہ اس نے کبوتر کی چوری کی ہے تو اس کے ہاتھ نہیں کاٹے اور فرمایا کہ چڑیوں کی چوری میں ہاتھ نہیں کٹتے۔

(۵۱۰۱) سعد بن طریف نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ حضرت علی علیہ السلام نے لوہے کی خول اور ڈھال جس کا وزن اڑتیس (۳۸) رطل تھا کی چوری میں چور کے ہاتھ کاٹے۔

(۵۴۲) حمّاد نے حلبی سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے ایسے شخص کے متعلق جو ایک آدمی کے پاس آیا اور اس سے کہا کہ فلاں صاحب نے مجھے آپ کے پاس بھیجا ہے تاکہ آپ ان کو فلاں فلاں چیزیں بھیجدیں تو انہوں نے اسے سچا سمجھ کر وہ چیزیں اس کے حوالے کر دیں۔ پھر ان صاحب سے ان کی ملاقات ہوئی تو انہوں نے کہا کہ آپ کا بھیجا ہوا شخص میرے پاس آیا تھا میں نے اس کے ہاتھ آپ کے پاس فلاں فلاں چیزیں بھیجدی ہیں۔ ان صاحب نے جواب دیا جی میں نے تو کسی کو آپ کے پاس نہیں بھیجا تھا اور نہ وہ چیزیں ہمارے پاس پہنچیں۔ مگر ان کو (یقین نہیں آیا اور) گمان تھا کہ انہوں نے اس شخص کو بھیجا تھا اور وہ چیزیں بھی ان کو مل گئی ہیں۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ اگر اس امر کا ثبوت مل جائے کہ انہوں نے اس کو نہیں بھیجا تھا تو اس آنے والے کے ہاتھ کاٹے جائیں گے اور اگر اس کا ثبوت نہ ملے تو وہ اللہ کی قسم کھا کر کہے کہ اس نے اس کو نہیں بھیجا تھا ایسی صورت میں فرستادہ سے اس کا مال ادا کرایا جائے گا۔ میں نے عرض کیا اگر یہ سمجھا جائے کہ فرستادہ نے ضرورت اور حاجت کی بنا پر ایسا کیا تھا؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ اس کا ہاتھ کاٹا جائے گا اس لئے کہ اس نے اس شخص کے مال کی چوری کی ہے۔

(۵۴۳) اور ان دونوں ائمہ علیہما السلام میں سے کسی ایک سے روایت کی گئی ہے کہ آپ علیہ السلام نے فرمایا چور کے ہاتھ اس وقت تک نہیں کاٹے جائیں گے جب تک وہ دو مرتبہ چوری کا اقرار نہ کرلے۔ اور پہلی مرتبہ وہ باز آنے کا وعدہ کرے اور چوری نہ کرنے کی ضمانت دے اور جب تک چوری کے گواہ نہ ہوں چور کے ہاتھ نہیں کاٹے جائیں گے۔

(۵۴۴) اور سکونی کی روایت میں ہے اس کا بیان ہے کہ حضرت علی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ ہر وہ مقام کہ جہاں بغیر اجازت داخل ہوا جاتا ہے وہاں اگر کوئی چور چوری کرے تو اس کے ہاتھ نہیں کاٹے جائیں گے یعنی حمام، مسافر خانے پڑاؤ اور مساجد۔

(۵۴۵) اور علاء نے محمد بن مسلم سے انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے آنجناب علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک بچہ چوری کرتا ہے آپ علیہ السلام نے فرمایا اگر وہ سات سال یا اس سے کم ہے تو اسے رفع دفع کر دیا جائے۔ اور اگر سات سال کے بعد وہ پھر چوری کرنے لگے تو اس کی انگلیاں کاٹ دی جائیں گی یا انہیں اس طرح گھس دیا جائے کہ خون نکل آئے اور اس کے بعد چوری کرے تو اس کی انگلیوں میں سے سب سے نچلی انگلی کاٹ دی جائے۔ اس کے بعد اگر پھر چوری کرے اور نو سال کا ہو گیا ہو تو اس کا ہاتھ کاٹ دیا جائے گا اور اللہ تعالیٰ کے معینہ حدود میں سے کسی حد کو ضائع نہیں کیا جائے گا۔

(۵۴۶) اور امیر المومنین علیہ السلام کی خدمت میں ایک شخص آیا اور اس نے چوری کا اقرار کیا تو آپ علیہ السلام نے اس سے پوچھا تو قرآن، کتابِ خدا میں سے کچھ پڑھ لیتا ہے اس نے کہا جی ہاں سورۃ بقرہ۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا اچھا تو سورۃ بقرہ کے طفیل میں تیرا ہاتھ تجھے بخشتا ہوں اشعث (جو وہیں موجود تھا) بولا کیا آپ علیہ السلام اللہ کے معینہ حدود

میں سے ایک حد کو معطل کر دینگے؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا تجھے کیا معلوم کہ مسئلہ کیا ہے۔ جب گواہیاں گزر جائیں تو امام کو کوئی حق معاف کرنے کا نہیں لیکن جب مجرم اقرار کرے تو امام کے صواب دید پر ہے کہ اگر چاہے عفو کر دے اور چاہے ہاتھ کاٹ دے۔

(۵۱۰۷) اور سکونی کی روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ درختوں پر لٹکے ہوئے پھلوں کی چوری میں ہاتھ نہیں کاٹے جائیں گے اور نہ درختوں کی گوند کی چوری کرنے میں۔

(۵۱۰۸) محمد بن قیس نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ ایک مرتبہ چند نفر آدمیوں نے ایک اونٹ نحر کیا اور اسے کھا گئے ان سے دریافت کیا گیا کہ تم میں سے نحر کس نے کیا تو سب نے اپنے نفس کے خلاف گواہی دی کہ ہم سب نے نحر کیا اور کسی ایک کو مخصوص نہیں کیا کہ اس نے نحر کیا اور اس نے نہیں۔ تو حضرت امیرالمومنین علیہ السلام نے فیصلہ فرمایا کہ ان سب کے داہنے ہاتھ کاٹ دیئے جائیں۔

(۵۱۰۹) یونس نے عبداللہ بن سنان سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے ایک مرتبہ آنجناب علیہ السلام سے عرض کیا کہ ایک شخص نے مال غنیمت میں اتنا چرایا کہ جس پر اس کا ہاتھ کاٹنا واجب ہے۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا یہ دیکھا جائے گا کہ اس کا مال غنیمت میں حصہ کتنا ہے اگر اس نے اپنے حصہ سے کم لیا ہے تو اس کو سزا دی جائے گی اور اس کا حصہ پورا کر دیا جائے گا اور اگر اس نے اپنے حصہ کے برابر ہی لیا ہے تو اس پر کچھ نہیں ہے اور اگر اس نے اپنے حصے سے زائد لیا ہے اور وہ زائد ایک ڈھال کی قیمت کے برابر ہے جو چوتھائی دینار ہے تو اس کا ہاتھ کاٹا جائے گا۔

(۵۱۱۰) اور موسیٰ بن بکر نے زرارہ سے انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے آنجناب علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص نے کرایہ پر ایک گدھا لیا اور کپڑا فروشوں کے پاس گیا اور ان سے کپڑا خریدا اور گدھا ان لوگوں کے پاس چھوڑ دیا؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا گدھا اس کے مالک کو واپس دیدیا جائے گا اور جو کپڑا لے کر بھاگ گیا ہے اس کا پیچھا کیا جائے گا۔ اس پر ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا (یہ چوری نہیں بلکہ) خیانت ہے۔

(۵۱۱۱) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ امیرالمومنین علیہ السلام جب کوئی شخص اول (پہلی مرتبہ) چوری کرتا تو اس کا دایاں ہاتھ کاٹتے اور جب دوبارہ چوری کرتا تو اس کا بایاں پاؤں کاٹتے اور جب تیسری مرتبہ چوری کرتا تو اس کو قید میں ڈال دیتے اور اس کا خرچ بیت المال سے دیتے تھے۔

(۵۱۱۲) اور روایت کی گئی ہے کہ اگر وہ قید میں چوری کرتا تو اس کو قتل کر دیتے تھے۔

(۵۱۱۳) اور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ کم از کم کتنی چوری پر چور کا ہاتھ کاٹا جائے گا؟ آپؑ

نے فرمایا کہ ایک چوتھائی دینار کی چوری پر۔

(۵۱۱۴) اور ایک حدیث میں ہے کہ ایک دینار کے پانچویں حصہ کی چوری پر۔

اور جب چور کسی شخص کے گھر میں داخل ہو اور کپڑے وغیرہ جمع کرے اور گھر کے اندر مع مال کے پکڑا جائے۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا اگر وہ گھر کے مالک کو مال دیدے تو اسکا ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا اور اگر گھر کے دروازے سے مال نکال لے جائے تو اس کا ہاتھ کاٹا جائے گا مگر یہ کہ وہ اپنے گلو خلاصی کی کوئی وجہ پیش کرے (مثلاً یہ کہ مالک نے اس سے خود کہا یا میں نے نہیں کسی دوسرے نے نکالا تھا وغیرہ وغیرہ)۔

اور جب امام چور کا دایاں ہاتھ کاٹنے کا حکم دے اور غلطی سے بایاں ہاتھ کاٹ دیا جائے تو جب اس کا بایاں ہاتھ کٹ گیا تو پھر دایاں ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا۔

(۵۱۱۵) اور حسن بن محبوب نے علی بن رئاب سے انہوں نے زرارہ سے انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے ایک ایسے شخص کے متعلق جس نے چوری کی اور اس کا دایاں ہاتھ کاٹ دیا گیا اس کے بعد اس نے پھر چوری کی تو اس کا بایاں پاؤں کاٹ دیا گیا اس کے بعد اس نے تیسری جگہ چوری کی تو آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ امیرالمومنین علیہ السلام ایسے شخص کو ہمیشہ کے لئے قید میں ڈال دیا کرتے تھے اور فرمایا کرتے تھے کہ مجھے اپنے رب سے شرم آتی ہے۔ ایسے شخص کو بغیر ہاتھ کے چھوڑدوں جس سے وہ آب دست لیا کرتا ہے۔ اور اس کے پاؤں نہ ہو جس سے وہ رفع حاجت کے لئے جاتا ہے آپ علیہ السلام نے فرمایا جب وہ ہاتھ کاٹتے تھے تو جوڑ سے نیچے سے اور جب پاؤں کاٹتے تھے تو جوڑ سے اور انکی رائے یہ نہ تھی کہ حدود میں کوئی چیز معاف کردی جائے۔

(۵۱۱۶) اور حسن بن محبوب نے علی بن حسن بن رباط سے انہوں نے ابن مسکان سے انہوں نے حلبی سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے آپؑ نے فرمایا کہ جب چور پر حد جاری کردی جائے تو اس کو اس شہر سے نکال کر کسی دوسرے شہر بھیج دیا جائے۔ اور جب کوئی شخص چوری کرے اور پکڑا نہ جائے یہاں تک کہ دوسری مرتبہ پھر چوری کرے تو پکڑا جائے اور گواہ آئیں تو اس کی پہلی چوری کی بھی گواہی دیں اور دوسری چوری کی بھی تو پہلی چوری پر اس کا ہاتھ کاٹا جائے گا اور دوسری چوری پر اس کا پاؤں نہیں کاٹا جائے گا۔ اس لئے کہ سب گواہوں نے پہلی اور دوسری چوری کی گواہی ایک مقام پر دی قبل اس کے کہ اس کا ہاتھ کاٹے جاتا اگر یہ گواہ پہلی چوری کی گواہی دیتے اور اس کا ہاتھ کٹ جاتا پھر اس کے بعد دوسری چوری کی گواہی دیتے تو اس کا پاؤں بھی کاٹ دیا جاتا۔

(۵۱۱۷) اور حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا جھپٹا مار کر چھین لینے پر ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا اور یہی اچکا ہے مگر اس کو تعزیر اور سزا دی جائے گی لیکن جو جھپٹا مار کر لے لے اور اسے چھپالے اس کا ہاتھ کاٹا جائے گا۔

اور جو کپڑے اتروالے اور چھین لے اس پر ہاتھ کاٹنے کی سزا نہیں ہے اور جیب تراشی پر اگر اس نے قمیض کی

اوپری جیب کاٹی ہے تو ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا اور اگر قمیض کے نیچے کی یعنی اندر کی جیب کاٹی ہے تو ہاتھ کاٹا جائے گا اور اگر مزدور کی چوری کی تو اس کے ہاتھ نہیں کاٹے جائیں اور نہ مہمان کی چوری پر اس کے ہاتھ کاٹے جائیں گے اس لئے کہ یہ دونوں موتمن ہیں ان کے سپرد امانت ہے اور یہ بھی روایت کی گئی ہے کہ اگر مہمان نے خود کسی اور کو مہمان بلالیا ہے اور اس نے چوری کی تو اس کا ہاتھ کاٹا جائے گا۔

اور اگر کسی مشلول شخص نے چوری کی ہے تو اسکا دایاں ہاتھ کاٹا جائے گا ہر حال میں جیسے بھی ہو اس کا وہ ہاتھ شل ہو یا صحیح ہو۔ اور اگر دوبارہ چوری کرے تو اس کا بایاں پاؤں کاٹا جائیگا اور اگر تیسری مرتبہ چوری کرے گا تو اس کو قید میں ڈال دیا جائے گا اور اس کا خرچ مسلمانوں کے بیت المال سے دیا جائے گا اور لوگوں سے کنارہ کش کردیا جائے گا۔ اس حدیث کی روایت حسن بن محبوب نے علاء سے انہوں نے محمد بن مسلم سے انہوں نے زرارہ سے انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے کی ہے نیز اس کی روایت حسن بن محبوب نے عبداللہ بن سنان سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے بھی کی ہے۔

اور اگر غلام اپنے مالک کا مال چوری کرے تو اس کا ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا اس لئے کہ مالک کے مال نے مالک کے مال کی چوری کی ہے۔ (یعنی غلام اور کنیز بھی مالک کے مال ہیں)۔

(۵۱۱۸) اور گورکن اگر کفن چوری میں مشہور ہے تو اس کا ہاتھ کاٹا جائیگا۔

(۵۱۱۹) اور روایت کی گئی ہے کہ حضرت علی علیہ السلام نے ایک گورکن کا ہاتھ کاٹا تو آپؑ سے عرض کیا گیا کیا آپ علیہ السلام مردہ کی چوری پر بھی ہاتھ کاٹتے ہیں؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا جس طرح ہم اپنے زندوں کا مال چوری کرنے پر ہاتھ کاٹتے ہیں اسی طرح اپنے مردوں کا مال چوری کرنے پر بھی ہاتھ کاٹیں گے۔

(۵۱۲۰) روایت کی گئی ہے کہ ایک مرتبہ حضرت امیرالمومنین کی خدمت میں ایک گورکن کفن چور لایا گیا تو آپ علیہ السلام نے اس کے بال پکڑ کر زمین پر گرادیا اور فرمایا اے اللہ کے بندو تم لوگ اسے اپنے پاؤں تلے روندو۔ لوگوں نے اسے پاؤں تلے ایسا روندا کہ وہ مرگیا۔

اور کسی کا بھاگا ہوا غلام اگر چوری کرے تو اس کا ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا اور اسی طرح مرتد اگر چوری کرے بلکہ غلام سے کہا جائے گا کہ وہ اپنے مالک کے پاس واپس جائے اور مرتد سے کہا جائے گا کہ وہ اسلام میں داخل ہوجائے پس ان دونوں میں سے کوئی ایک بھی اس سے انکار کرے گا تو پہلے چوری میں اس کے ہاتھ کاٹے جائیں گے پھر قتل کردیا جائے گا۔

(۵۱۲۱) اور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اللہ تعالیٰ کے مندرجہ قول کے متعلق دریافت کیا گیا۔ انما جزاؤا الذین یحاربون اللّٰہ ورسولہ ویسعون فی الارض فساداً ان یقتلوآ

او یصلبوا او تقطع ایدیھم وارجلھم من خلاف او ینفوا من الارض (سورہ مائدہ آیت ۳۳)
[جو لوگ خدا اور اس کے رسول سے لڑتے بھڑتے ہیں اور احکام کو نہیں مانتے اور فساد پھیلانے کی غرض سے ملکوں (ملکوں) دوڑتے پھرتے ہیں ان کی سزا بس یہی ہے کہ (چن چن کر) یا تو کاٹ ڈالے جائیں یا انہیں سولی دیدی جائے یا ہیر پھیر کے ان کے ایک طرف کے ہاتھ اور دوسری طرف کے پاؤں کاٹ دیئے جائیں یا انہیں اپنے وطن کی سرزمین سے شہر بدر کردیا جائے]۔

آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ جب قتل کریں جنگ نہ کریں اور مال نہ لیں تو قتل کئے جائیں گے ۔ اور جب جنگ کریں اور قتل کریں تو قتل کئے جائیں اور سولی دی جائے گی ۔ اور جب جنگ کریں اور مال لے جائیں اور قتل نہ کریں تو ان کے ہاتھ اور پاؤں کاٹے جائیں گے ۔ اور جب وہ صرف جنگ کریں نہ قتل کریں اور نہ مال لیں تو انہیں شہر بدر کردیا جائے گا۔

اور مناسب ہے کہ ان کی شہر بدری سولی اور قتل کے مانند ہو اور دونوں پاؤں میں پتھر باندھ کر سمندر میں ڈال دیا جائے۔

(۵۱۲۲) اور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ جس شخص کو سولی دی جائے اس کو تین دن بعد سولی کے تختہ سے اتارا جائے اسے غسل دیا جائے اور دفن کردیا جائے۔ اور یہ جائز نہیں کہ تختہ دار پر تین دن سے زیادہ لٹکایا جائے۔

(۵۱۲۳) اور سکونی کی روایت میں ہے جو انہوں نے حضرت جعفر بن محمد علیہما السلام اور انہوں نے اپنے پدر بزرگوار علیہ السلام سے کی ہے کہ حضرت علی علیہ السلام نے ایک شخص کو تین دن تک تختہ دار پر لٹکا رہنے دیا پھر چوتھے دن تختہ دار سے اتارا اس پر نماز جنازہ پڑھی اور اسے دفن کردیا۔

(۵۱۲۴) اور علی بن رئاب نے ضریس سے انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ جو شخص رات کو اسلحہ اٹھائے ہوئے نکلے وہ محارب (چوکیدار) ہے مگر یہ کہ وہ مشکوک لوگوں میں سے نہ ہو۔

(۵۱۲۵) صفوان بن یحییٰ نے طلحہ نہدی سے انہوں نے سورہ بن کلیب سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا کہ ایک آدمی اپنے گھر سے مسجد جانے کے ارادے یا کسی اور کام سے نکلتا ہے کہ ناگاہ ایک شخص سامنے آتا ہے اسے مارتا ہے اور اس کے کپڑے چھین لیتا ہے آپ علیہ السلام نے فرمایا تم لوگوں کی طرف سے اس کے متعلق کیا کہتے ہیں ؟ میں نے عرض کیا اس کو لوگ علانیہ چھین جھپٹ کہتے ہیں ۔ محارب تو مشرکین کے قریوں میں ہوتا ہے آپ علیہ السلام نے فرمایا دونوں میں کس کی حرمت زیادہ ہے دارالسلام کی یا دارشرک کی ؟ میں نے کہا دارالسلام کی ۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا وہ لوگ اس آیت کے اہل ہیں انما جزاؤا

الذین یحاربون اللہ و رسولہ (سورہ مائدہ آیت ۳۳) یہی سزا ہے ان کی جو لڑائی کرتے ہیں اللہ سے اور اس کے رسول سے۔ (آیت اور اس کا ترجمہ حدیث ۵۱۲۱ میں گزر چکا ہے)۔

(۵۱۲۶) طریف بن سنان ثوری سے روایت کی گئی ہے اس کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص نے ایک آزاد عورت کو چرایا اور اس کو کسی کے ہاتھ فروخت کردیا آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ اس میں چار حدود (شرعی سزائیں) ہیں۔ پہلی یہ کہ اس نے چوری کی اس کا ہاتھ کاٹا جائے گا دوسرے یہ کہ اس نے اس سے مجامعت کی اس پر زنا کی حد جاری ہوگی۔ اور جس نے اس کو خریدا ہے اگر اس نے باوجود علم اس سے مجامعت کی تو اگر وہ عورت والا ہے تو رجم کیا جائے گا اور اگر عورت والا نہیں ہے تو اس پر حد میں کوڑے لگیں گے اور اگر اس کو علم نہ تھا تو اس پر کچھ نہیں اور اگر اس عورت سے جبریہ کیا تو اس پر کچھ نہیں اور اگر وہ اس کے لئے راضی ہو گئی تھی تو اس پر بھی حد میں کوڑے لگیں گے۔

(۵۱۲۷) محمد بن عبداللہ بن ہلال نے اپنے باپ سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے آنجناب علیہ السلام سے عرض کیا مجھے بتائیں کہ چور کا دایاں ہاتھ اور بایاں پاؤں کیوں کاٹا جاتا ہے دایاں ہاتھ اور دایاں پاؤں کیوں نہیں کاٹا جاتا؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا کتنا اچھا سوال کیا۔ اگر دایاں ہاتھ اور دایاں پاؤں کاٹ دیا جائے تو بائیں جانب گر پڑے گا کھڑا نہ ہو سکے گا۔ اور جب دایاں ہاتھ اور بایاں پاؤں کاٹا جائے گا تو سیدھا اور معتدل کھڑا ہوگا۔ راوی کا بیان ہے کہ میں نے عرض کیا وہ کیسے کھڑا ہو سکا پاؤں تو کٹا ہوا ہوگا؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا پاؤں اس طرح نہیں کٹے گا جس طرح تم سمجھتے ہو اس کا پاؤں کعب سے کٹے گا قدم (ایڑی وغیرہ) چھوڑ دیا جائے گا جس سے وہ کھڑا ہو اور نماز پڑھے اللہ کی عبادت کرے میں نے عرض کیا اور ہاتھ کہاں سے کٹے گا؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا چاروں انگلیاں کاٹی جائیں گی انگوٹھا چھوڑ دیا جائے گا تاکہ وہ نماز میں اس سے سہارا لے اور نماز کے لئے اپنا چہرہ دھولے۔

(۵۱۲۸) اسحاق بن عمار نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے ایک ایسے شخص کے متعلق جس نے کسی باغ سے کھجور کا گچھا چرایا جس کی قیمت دو درہم ہے؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا اس کی سزا میں اس کا ہاتھ کاٹا جائے گا۔

(۵۱۲۹) علی بن رئاب نے ضریس کناسی سے اور انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے اگر غلام اپنی پہلی چوری کا اقرار امام کے سامنے کرے تو اس کا ہاتھ کٹے گا۔ اور کنیز بھی اگر اپنی چوری کا اقرار امام کے سامنے کرلے گی تو اس کا ہاتھ بھی کٹے گا۔

مصنف علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ غلام جس کے متعلق معلوم ہو کہ اس سے اس کا ارادہ اپنے مالک کو ضرر پہنچانا ہے تو اگر وہ چوری کا اقرار بھی کرے تو اس کا ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا ہاں اگر اس کی چوری کے دو گواہ ہوں تو ہاتھ کاٹ

دیا جائے گا۔

(۵۱۳۰) اس کی روایت کی ہے حسن بن محبوب نے ابی ایوب سے انہوں نے فضیل بن یسار سے ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا وہ ارشاد فرما رہے تھے کہ جب کوئی مملوک (غلام) اپنی چوری کا خود اقرار کرلے تو اس کا ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا ہاں اگر دو گواہ اس کی چوری کی گواہی دیں تو اس کا ہاتھ کاٹا جائے گا۔

باب: گونگے ، بہرے اور اندھے پر حدود جاری کرنا

(۵۱۳۱) یونس نے اسحاق بن عمّار سے روایت کی ہے کہ انہوں نے کہا کہ ان دونوں ائمہ علیہما السلام میں سے کسی ایک سے گونگے، بہرے اور اندھے پر حد جاری کرنے کے متعلق دریافت کیا گیا تو آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ انہوں نے جو کچھ کیا وہ سمجھ کر کیا تو ان پر حد جاری کی جائے گی۔

باب: سودخور کے لئے حد (سزا) ثبوت و گواہی کے بعد

(۵۱۳۲) اسحاق بن عمّار و سماعہ نے ابو بصیر سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے آنجناب علیہ السلام سے دریافت کیا کہ سود خوار کی ثبوت و گواہی کے بعد کیا حد (سزا) ہے آپ علیہ السلام نے فرمایا اس کی تادیب (ڈانٹ ڈپٹ) کی جائے گی اور دوبارہ سود کھایا تو پھر تادیب کی جائے گی اور اس کے بعد پھر سود کھایا تو قتل کردیا جائے گا۔

باب: مردار خون اور سور کا گوشت کھانے والے کی حد (سزا)

(۵۱۳۳) اسحاق بن عمّار نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ مردار خون اور سور کا گوشت کھانے والے کی تادیب کی جائے گی اور اس نے پھر کھایا تو پھر تادیب کی جائے گی میں نے عرض کیا اور اگر اس نے تیسری بار پھر کھایا ؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا تادیب کی جائے گی اور اس کو قتل نہیں کیا جائے گا۔

باب: جس شخص پر کئی حدود (سزائیں) جمع ہو جائیں اس کے متعلق کیا واجب ہے

(۵۱۳۴) علی بن رئاب نے زرارہ سے انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ جس شخص پر کئی حدود جمع ہوجائیں جس میں قتل بھی ہو تو اس پر ان حدود سے شروع کیا جائے گا جو قتل سے کم ہیں اس کے بعد اس کو قتل کیا جائے گا۔

باب: حدود کے متعلق نادر احادیث

(۵۱۳۵) سلیمان بن داؤد منقری نے حفص بن غیاث سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ حد کون جاری کرے بادشاہ یا قاضی؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا حد جاری کرنا امام کا کام ہے یا اس شخص کا جس کو امام مقرر کرے۔

(۵۱۳۶) روایت کی گئی ہے کہ ایک شخص ایک آدمی کو حضرت امیرالمومنین علیہ السلام کی خدمت میں لے کر آیا اور عرض کیا امیرالمومنین اس آدمی کا گمان ہے کہ اس کو میری ماں کے ساتھ خواب میں احتلام ہوا ہے۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا خواب سایہ کے مانند ہے اگر تم چاہو تو میں اس کے سایہ کو کوڑے لگادوں۔ پھر آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ مگر میں اس کو سزا دوں گا تاکہ وہ آئندہ مسلمانوں کو اذیت نہ پہنچائے۔

(۵۱۳۷) اور روایت کی گئی ہے کہ ایک مرتبہ امیرالمومنین علیہ السلام کے قریب دو لڑکے آئے ان دونوں کے ہاتھ میں دو تختیاں تھیں ان دونوں نے عرض کیا یا امیرالمومنین آپ علیہ السلام منتخب کریں کہ ہم دونوں میں سے کس کا خط بہتر ہے۔ آپؑ نے فرمایا اس معاملہ میں ناانصافی ایسی ہی ہے جیسے احکام میں ناانصافی کی جائے۔ تم دونوں اپنے استادوں کو میرا پیغام پہنچا دو کہ اگر انہوں نے تم دونوں کو تین مرتبہ سے زیادہ مارا تو قیامت کے دن اس کا قصاص ہوگا۔

(۵۱۳۸) صفوان بن یحییٰ نے یونس سے انہوں نے حضرت ابوالحسن ماضی علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ علیہ السلام نے فرمایا سارے گناہان کبیرہ کرنے والے جب ان پر دو مرتبہ حد جاری ہو جائے تو تیسری مرتبہ اگر وہ لوگ وہی گناہ کبیرہ کریں تو انہیں قتل کر دیا جائے گا۔

(۵۱۳۹) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا جس شخص پر ہم نے اللہ کی حدوں میں سے کوئی حد جاری کی اور وہ مرگیا تو اس کی دیت (خونبہا) ہم پر نہیں ہوگی اور جس پر ہم نے حقوق الناس کے متعلق حدوں میں سے کوئی حد جاری کی اور وہ مرگیا تو اس کی دیت ہم پر ہوگی۔

(۵۱۴۰) حسن بن محبوب نے عبداللہ بن سنان سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ علیہ السلام نے بیان فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں ایک شخص آیا اور عرض کیا کہ میری ماں اپنی طرف کسی بڑھنے والے ہاتھ کو نہیں روکتی (ہر ایک سے زنا کراتی رہتی ہے) آپ علیہ السلام نے فرمایا پھر اس کو گھر میں پابند کردو۔ اس نے کہا میں نے یہ بھی کیا آپ علیہ السلام نے فرمایا پھر اس کے پاس جو بھی آئے اس کو روک دو۔ اس نے عرض کیا میں نے یہ بھی کرلیا۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا پھر اس کو قید کردو اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کے محرمات سے بچانے سے بہتر اور کوئی حسن سلوک نہیں ہے جو اس کے ساتھ تم کرو۔

(۵۱۴۱) حسن بن محبوب نے علی بن رئاب سے انہوں نے ضریس سے انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ علیہ السلام نے فرمایا حق اللہ کے متعلق جو حدود ہیں اس کو امام کے سوا کوئی دوسرا معاف نہیں کرسکتا لیکن حقوق الناس کے متعلق جو حدود ہیں اس کو امام کے سوا اگر کوئی معاف کرتا ہے تو کوئی مضائقہ نہیں۔

(۵۱۴۲) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا گیا کہ ایک شخص نے عورت سے کہا کہ اے زانیہ تو عورت نے پلٹ کر کہا کہ تو تو مجھ سے بھی بڑا زانی ہے۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا اس عورت پر حد جاری ہوگی اس لئے کہ اس نے مرد پر زنا کا الزام لگایا لیکن اسی عورت کا خود اپنے متعلق زنا کا اقرار تو اس پر حد جاری نہ ہوگی جب تک وہ امام کے سامنے چار مرتبہ اس کا اقرار نہ کرے۔

(۵۱۴۳) اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ کوئی والی و حاکم جو اللہ تعالیٰ اور یوم آخر پر ایمان رکھتا ہے اس کے لئے یہ جائز نہیں کہ کسی کو دس (۱۰) کوڑے سے زیادہ مارے سوائے حد (شرعی) کے۔

اور تادیب کے لئے مملوک کو تین سے پانچ کوڑے لگانے کی اجازت دی گئی ہے۔ اور جو شخص اپنے مملوک پر وہ حد جاری کرے جو اس پر واجب نہیں ہے تو اس کا کفارہ سوائے اس کو آزاد کرنے کے اور کچھ نہیں ہے۔

(۵۱۴۴) اور زیاد بن مروان قندی کی روایت میں اس سے ہے جس نے اسکا تذکرہ اس سے کیا اور اس نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی کہ آپؑ نے فرمایا قحط کے سال میں کھانے کی چیزوں کی چوری پر مثلاً روٹی اور گوشت اور ککڑی کی چوری پر کسی چور کے ہاتھ نہیں کاٹے جائیں گے۔

(۵۱۴۵) آدم بن اسحاق نے عبداللہ بن محمد جعفی سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں حاضر تھا کہ ہشام بن عبدالملک کا ایک خط آپ علیہ السلام کے پاس آیا ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کرنے کے لئے کہ جس نے ایک عورت کی قبر کھودی اس کا کفن اتار لیا اور اس سے مجامعت کی۔ یہاں لوگ اس کے متعلق اختلاف رکھتے ہیں ایک گروہ کہتا ہے کہ اسکو قتل کردو ایک گروہ کہتا ہے کہ اسے آگ میں جلادو۔ تو آپؑ نے اس کے جواب میں تحریر فرمایا کہ مردہ کی حرمت بھی زندہ کی حرمت کے مانند ہے چونکہ اس نے اس

عورت کی قبر کھودی ہے اور اس کا کفن اتارا ہے اس لئے اس پر حد جاری کی جائے گی یعنی ہاتھ کاٹا جائے گا اور اس پر زنا کی حد بھی جاری ہوگی اگر وہ عورت رکھتا ہے تو اس کو رجم کیا جائے گا اور اگر عورت نہیں رکھتا تو اس کو سو (۱۰۰) کوڑے مارے جائیں گے۔

(۵۱۴۶) حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تم لوگ شبہ کی وجہ سے حدود کو ہٹا دو اور حد میں کوئی سفارش کوئی کفالت اور کوئی قسم نہیں ہے۔

(۵۱۴۷) اور سکونی کی روایت میں حضرت جعفر ابن محمد علیہما السلام سے اور انہوں نے اپنے پدر بزرگوار علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ ایک مرتبہ حضرت علی علیہ السلام کے پاس ایک شرابی لایا گیا تو آپ علیہ السلام نے اسے قرآن پڑھنے کا حکم دیا اس نے پڑھ دیا تو آپ علیہ السلام نے اس کی چادر لی اور دوسرے لوگوں کی چادروں میں رکھ دیا اور اس سے کہا تو اس میں سے اپنی چادر چن کر نکال وہ نہیں نکال سکا تو آپ علیہ السلام نے اس پر حد جاری کی۔

(۵۱۴۸) اور ابو ایوب نے حلبی سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ علیہ السلام نے بیان فرمایا کہ کتاب علی علیہ السلام میں ہے کہ آپ علیہ السلام تازیانہ لگاتے تھے تو نصف تازیانہ بھی اور اس کا جزو بھی یعنی حدود کے اندر جب کوئی نابالغ لڑکا یا نابالغ لڑکی آتی تھی۔ اور آپ علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے حدود میں سے کسی حد کو معطل نہیں کرتے تھے۔ تو آپ علیہ السلام سے پوچھا گیا کہ وہ آدھا تازیانہ یا اس کا جز کیسے لگاتے تھے؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا وہ تازیانہ کو درمیان سے پکڑتے اور مارتے یا ایک تہائی سے پکڑتے اور مارتے ان کی عمر اور سن کے مطابق اور اللہ تعالیٰ کے حدود میں سے کسی حد کو باطل نہیں کرتے تھے۔

(۵۱۴۹) اور امیرالمومنین علیہ السلام نے ایک مرتبہ لوگوں کو خطبہ دیا اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے حدود کی بھی حد مقرر کر دی ہے اس سے آگے نہ بڑھو اور فرائض بھی فرض کئے ہیں اس میں کمی نہ کرو۔ اور بہت سی چیزوں کے متعلق خاموشی اختیار کی ہے اس لئے نہیں کہ وہ بھول گیا تو تم لوگ اس میں تکلیف نہ کرو یہ تم لوگوں پر اللہ کی مہربانی ہے اسے قبول کرو۔ پھر حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا کہ حلال بھی بیان ہو چکا اور حرام بھی بیان ہو چکا اب ان دونوں کے درمیان شبہات رہ گئے۔ تو اب جس کو گناہ کا شبہ ہو اس کو ترک کرتا ہے جب اس پر واضح ہو جائے گا تو اور زیادہ ترک کرے گا اور گناہوں کی اللہ تعالیٰ نے حد بندی کر دی ہے مگر جو اس کے پاس جائے گا تو ممکن ہے کہ اس میں داخل ہو جائے۔

کتاب الدیات (خونبہا)

باب: انسانی اعضاء اور اس کے جوڑوں کا خونبہا اور نطفے اور علقہ اور مضغہ کا خونبہا اور ہڈی اور جان کا خونبہا

(۵۱۵۰) حسن بن علی بن فضال نے ظریف بن ناصح سے انہوں نے عبداللہ بن ایوب سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ مجھ سے حدیث بیان کی حسین رواسی نے روایت کرتے ہوئے ابن ابی عمیر طبیب سے ان کا بیان ہے کہ میں نے یہ روایت حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کے سامنے پیش کی تو آپ علیہ السلام نے فرمایا ہاں یہ حدیث صحیح ہے حضرت امیرالمومنین علیہ السلام اپنے عمال کو یہی ہدایت فرماتے تھے ان کا بیان ہے کہ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا کہ ہر وہ ہڈی کہ جس میں گودا ہو اس کے لئے ایک فریضہ دیت مقرر ہے جب وہ ٹوٹنے کے بعد جڑ جائے بغیر کسی ناہمواری اور بغیر کسی عیب کے تو آپ علیہ السلام نے اس کا فریضہ دیت چھ (۶) اجزاء پر قرار دیا ہے۔ نیز زخموں اور عورت کے پیٹ کے بچے اور پلکوں کی جڑ یا ہاتھ کا لنجا ہو جانا اور تمام اعضاء اور انگوٹھا ان سب میں سے ہر ایک جز کے لئے چھ فریضہ دیت ہیں جنین (عورت کے پیٹ کے بچے) کیلئے ایک سو (۱۰۰) دینار قرار دیا ہے انسان کی منی جنین بننے تک اس کے پانچ اجزاء ہیں اور جب جنین بن جائے تو اس میں روح داخل ہونے سے پہلے اس کی دیت ایک سو دینار ہے۔

اور نطفہ کی دیت بیس (۲۰) دینار قرار دی اور وہ اس طرح کہ جب مرد اپنی عورت سے مباشرت کرے اور اپنے نطفہ کو الگ گرا دے مگر عورت یہ نہ چاہتی ہو تو امیرالمومنین علیہ السلام نے اس کی دیت بیس (۲۰) دینار قرار دیا یعنی جنین کی دیت کا پانچواں حصہ اور علقہ کی دیت دو (۲) خمس یعنی چالیس دینار اور یہ حکم عورت کے لئے ہے کہ جب وہ ماری پیٹی جائے اور علقہ گرا دے پھر مضغہ کی دیت ساٹھ (۶۰) دینار ہے اگر وہ اس طرح مار پیٹ پر مضغہ گرا دے۔

پھر عظم (ہڈی پیدا) ہونے پر اسی (۸۰) دینار قرار دیا اگر عورت (مار پیٹ پر) گرا دے پھر جنین کے لئے سو (۱۰۰) دینار ہے اگر دشمن لوگوں پر حملہ آور ہو اور اس طرح عورتوں کے پیٹ سے بچے گر جائیں۔

اور عورتوں پر بھی دیت کے لئے یہی واجب ہے جو وہ خود اپنا بچہ ساقط کر دیں یا دوسری عورت مار پیٹ کر گرا دے پھر جب بچہ پیدا ہو جائے اور رونے لگے اور کوئی دشمن ان لوگوں پر شب خون مار کر بچوں کو قتل کر دے تو ان بچوں کی دیت مقتول لڑکوں کی ایک ہزار (۱۰۰۰) دینار اور مقتولہ لڑکیوں کی اسی حساب سے پانچ سو (۵۰۰) دینار ہے۔

لیکن اگر کوئی عورت قتل کر دی جائے اور وہ پورے دن کی حاملہ ہو اور اس کا بچہ ساقط نہ ہو اور یہ نہ معلوم ہو

کہ اس کے شکم میں بچہ لڑکا ہے یا لڑکی ہے اور یہ بھی نہ معلوم ہو کہ اس عورت کے مرنے کے بعد یہ بچہ مرا ہے یا اس سے پہلے تو اس کی دیت کے دو حصے ہونگے نصف لڑکے کی دیت اور نصف لڑکی کی دیت۔ اور اس عورت کی دیت پوری اور کامل ہو گی۔

اور آپ علیہ السلام نے مرد کی منی کے متعلق حکم فرمایا کہ جب وہ عورت کے ساتھ مباشرت کرے اور اپنی منی باہر گرا دے اور عورت یہ نہ چاہتی ہو تو جنین کے سو (۱۰۰) دینار دیت کے پانچویں کے نصف یعنی دس (۱۰) دینار دیت ہو گی اور اگر اس نے مباشرت میں اندر منی گرائی اور کسی وجہ سے ساقط ہو گئی تو اس کی دیت بیس (۲۰) دینار ہو گی اور جنین اور علقہ کے زخمی ہونے کی دیت وہی قرار دی گئی ہے جو آدمی کی دیت یعنی سو (۱۰۰) دینار ہے۔ اور جنین کے زخمی ہونے کی دیت سو (۱۰۰) دینار کے حساب سے جو مرد اور عورت کے زخمی ہونے کی دیت ہوتی ہے یعنی پورے سو (۱۰۰) دینار۔

اور آپ علیہ السلام نے جسد و بدن کی دیت کے متعلق حکم دیا اور اس کے چھ (۶) اجزاء قرار دیئے۔ نفس، بصر، سمع، کلام، آواز میں نقص جیسے آواز کا بیٹھ جانا یا ناک میں بولنے لگنا۔ اور ہاتھ اور پاؤں کا شل ہو جانا اس حکم پر قیاس کر کے اور ان میں سے ہر ایک کے ساتھ قسم کا بھی حکم دے دیا دیت جس حد تک پہنچے اس کے مطابق۔ نفس کی دیت اگر عمداً ہے تو پچاس آدمیوں کی قسم۔ اگر خطا ہے تو پچیس (۲۵) آدمیوں کی قسم۔ اور جن زخموں کی دیت ایک ہزار (۱۰۰۰) دینار پہنچتی ہے اس میں چھ آدمیوں کی قسم اور اگر اس سے کم دیت پہنچتی ہے تو اسی حساب سے چھ آدمیوں کی قسم میں بھی کمی۔ اور نفس و سماعت و بصارت اور عقل اور آواز کسی طرح کی خواہ بیٹھ جائے یا ناک میں بولنے لگے اور ہاتھوں اور پاؤں کا نقص یہی آدمی کے چھ اعضاء ہیں جن کی دیت میں قسم ہے۔ نفس کی دیت ایک ہزار (۱۰۰۰) دینار اور ناک کی ایک ہزار (۱۰۰۰) دینار۔ اور آواز کے نقص پر خواہ بیٹھ جائے یا ناک میں بولنے لگے ایک ہزار (۱۰۰۰) اور دونوں ہاتھوں کے مثل لنج ہونے کی ایک ہزار (۱۰۰۰) دینار۔ پوری سماعت کے چلے جانے پر ایک ہزار (۱۰۰۰) دینار۔ پوری بصارت کے چلے جانے پر ایک ہزار (۱۰۰۰) دینار۔ دونوں پاؤں کے مجبور ہو جانے پر ایک ہزار (۱۰۰۰) دینار اور دونوں ہونٹ اگر جڑ سے کٹ جائیں ایک ہزار (۱۰۰۰) دینار اور پشت اگر اوپر نکل آئے کبڑی ہو جائے تو ایک ہزار (۱۰۰۰) دینار اور آلہ تناسل کی دیت ایک ہزار (۱۰۰۰) دینار اور زبان اگر جڑ سے کاٹ دی جائے تو ایک ہزار (۱۰۰۰) دینار اور دونوں فوطوں کے لئے ایک ہزار (۱۰۰۰) دینار۔

اور تمام اعضاء کی جراحت کے لئے دیت قرار دی سر اور چہرہ سے لے کر سارے جسم سماعت و بصارت و آواز و عقل، دونوں ہاتھ دونوں پاؤں کٹ جانے، ٹوٹ جانے، پھٹ جانے زخم اور دمل پھٹ جانے، خون نکل آنے ہڈی سرک جانے یا اس میں سوراخ ہو جانے ان سب میں سے جو بھی ہو جائے اس پر دیت ہے۔

پس جو ہڈی ٹوٹ جائے پھر بغیر کسی کمی اور بغیر کسی عیب کے جڑ جائے اور کوئی ہڈی اپنی جگہ سے نہ ہٹے تو اس

کی دیت (سابق میں) معلوم ہو چکی اور اگر ہڈی ظاہر ہو مگر اپنی جگہ سے نہ ہٹے تو اس کے ٹوٹنے کی دیت اور ہڈی ظاہر ہونے کی دیت ۔ اور ہر ہڈی جو ٹوٹ جائے اس کی دیت سابق میں معلوم ہوئی ۔ اور ہڈی اپنی جگہ ہو تو اس کی دیت ہڈی ٹوٹنے کی دیت کے نصف ہے ۔ اور ہڈی ظاہر ہو جانے کی دیت ہڈی ٹوٹنے کی دیت کے ایک چوتھائی ہے جو ان مقامات کی ہو جس کو لباس چھپائے ہوئے ہو کلائی اور انگلیوں کی نہ ہو ۔ اور وہ زخم جو اچھا نہ ہوتا ہو اس کی دیت وہاں کی ہڈی کی دیت کی ایک تہائی ہے ۔ اور اگر کسی کی کسی ایک آنکھ کو گزند پہنچا ہو تو اس کا اندازہ اس طرح کیا جائے گا کہ اس کی گزند رسیدہ آنکھ پر ایک انڈا باندھ دیا جائے گا اور صحیح آنکھ کی منتہائے نظر کو دیکھا جائے گا ۔ پھر صحیح آنکھ کو چھپا دیا جائے گا اور گزند رسیدہ آنکھ کی منتہائے نظر کو دیکھا جائے گا اور اس کی دیت اس کے حساب سے دی جائے گی اور قسم بھی اس کے ساتھ چھ اجزاء پر مشتمل ہوگی ۔ اگر اس کی نظر کا چھٹا حصہ متاثر ہوا ہے تو وہ ایک اکیلا قسم کھائے گا تب اس کو اتنے کی دیت دی جائے گی ۔ اور اگر ایک تہائی بصارت متاثر ہوئی ہے تو وہ خود قسم کھائے گا اور اس کے ساتھ ایک اور آدمی قسم کھائے گا اور نصف بصارت متاثر ہوئی ہے تو وہ بھی قسم کھائے گا اور اس کے ساتھ دو اور آدمی قسم کھائیں گے ۔ اور اگر دو تہائی بصارت متاثر ہوئی ہے تو وہ بھی قسم کھائے گا اور اس کے ساتھ تین آدمی قسم کھائیں گے اور اگر پانچ حصہ میں سے چار حصہ بصارت متاثر ہوئی ہے تو وہ اور اس کے ساتھ چار آدمی قسم کھا کر کہیں گے اور اس کی پوری بصارت ہی متاثر ہوئی تو وہ اور اس کے ساتھ پانچ آدمی قسم کھائیں گے اور یہ ہے قسم آنکھ کے متعلق ۔

نیز امام علیہ السلام نے فرمایا کہ اگر کوئی ایسا نہ ہو جو اس کے ساتھ قسم کھائے اور اس کے کہنے پر کہ کتنی بصارت گئی ہے بھروسہ نہ ہو تو اس سے کئی بار قسم لی جائے گی اگر اس کا چھٹا حصہ بصارت کا دعویٰ ہے تو وہ ایک مرتبہ قسم کھا کر کہے اور ایک حصہ بصارت جانے کا دعویٰ ہے تو دو مرتبہ قسم کھا کر کہے اور نصف جانے کا دعویٰ ہے تو تین مرتبہ قسم کھا کر کہے اور اگر دو (۲) تہائی بصارت جانے کا دعویٰ ہے تو چار مرتبہ قسم کھا کر کہے اور چھ حصوں میں سے پانچ حصہ بصارت جانے کا دعویٰ ہے تو پانچ مرتبہ قسم کھا کر کہے اور پوری بصارت جانے کا دعویٰ ہے تو چھ مرتبہ قسم کھا کر کہے تو اس کو دیت دیدی جائے گی اور اگر وہ قسم کھانے سے انکار کرے تو اس کو دیت کا اتنا ہی حصہ دیا جائے گا جس حصہ تک وہ قسم کھا کر کہتا اور اس کی سچائی پر بھروسہ کیا جائے گا اور والی و حاکم سوال کر کے قسم میں ثبوت دیت و قصاص و خونبہا میں اس کی مدد کرے گا ۔

اور اگر اس کی سماعت کو کچھ گزند پہنچا ہے تو اسی طرح اس کے لئے بھی کسی چیز کو کھٹ کھٹایا جائے گا تاکہ اس کی سماعت کی منتہیٰ معلوم ہو جائے اور اسی سے اندازہ کر لیا جائے گا اور اس کے لئے قسم بھی اسی طرح ہوگی کہ اس کی سماعت کتنی کم ہو گئی ہے اور اگر اس کا ڈر ہو کہ وہ جھوٹ کہے گا تو اس کو چھوڑ دیا جائے گا یہاں تک کہ وہ غافل ہو جائے پھر اسے آواز دی جائے گی اگر وہ سن لیتا ہے تو حاکم کے سامنے اس کا مقدمہ دوبارہ پیش ہوگا اور حاکم اپنی [illegible] ئے پر

عمل کرے گا اور جو کچھ اس نے کیا اس میں سے کچھ کم کر دیگا۔

اور اگر ران یا بازو میں کوئی نقص آگیا ہے تو اس کے صحیح ران یا صحیح بازو کو دھاگے سے ناپا جائے گا۔ اور اس کے نقص شدہ ران یا بازو کی پیمائش کی جائے گی اور اس سے معلوم کرلیا جائے گا کہ کتنا نقص آیا ہے اس کے ہاتھ یا اس کی ران میں اور اگر پنڈلی یا کلائی میں کوئی گزند ہے تو ران اور بازو سے اندازہ کرلیا جائے گا اور حاکم اس کی ران اور بازو کو دیکھے گا۔

اور آنجناب علیہ السلام نے ایک شخص کی کنپٹی (آنکھ اور کان کے درمیان) کے متعلق فرمایا کہ جب وہاں گزند پہنچے اور وہ بغیر مڑے ہوئے ملتفت نہ ہوسکے تو آپ علیہ السلام نے نصف دیت یعنی پانچسو (۵۰۰) دینار کا فیصلہ فرمایا اور اگر اس میں کمی ہے تو اسی حساب سے دیت میں بھی کمی ہوگی۔

اور آنکھ کی اوپر کی پلک پر اگر گزند پہنچے تو فیصلہ فرمایا کہ اس کی آنکھ کی دیت کی ایک تہائی یعنی ایک سو سٹھ (۱۶۶) دینار اور ایک دینار کا دو تہائی ہوگا۔ اور اگر آنکھ کے نیچے کی پلک پر گزند پہنچا ہے اور کٹ گئی ہے تو اسکی دیت آنکھ کی نصف برابر یعنی دو سو پچاس (۲۵۰) دینار ہوگی اور اگر ابرو کو نقصان پہنچا ہے جس سے اس کے سارے ابرو کے بال جاتے رہیں تو اس کی دیت آنکھ کی دیت کے نصف ہوگی یعنی دو سو پچاس (۲۵۰) دینار اور جس قدر گزند پہنچا ہے اسی کے حساب سے اس میں کمی ہوگی۔

اور اگر (روثہ) ناک کا بڑا حصہ کٹ گیا ہے تو اس کی دیت پانچ سو (۵۰۰) دینار یعنی دیت کا نصف ہوگا۔

مصنف علیہ الرحمہ فرماتے ہیں روثہ سے مراد ناک کے نیچے کا نرم حصہ بانسے کو چھوڑ کر ہے۔

اور اس میں کوئی سوراخ ہو جائے اتنا کہ کسی تیر یا کسی نیزے سے بھی بند نہ ہوسکے تو اس کی دیت تین سو تینتیس (۳۳۳) دینار اور ایک دینار کا ایک تہائی ہے اور اگر سوراخ ہو مگر اچھا ہو کر درست اور مندمل ہوجائے تو اس کی دیت ناک کے نرم حصہ (روثہ) کی دیت کے پانچویں حصہ کے برابر یعنی ایک سو (۱۰۰) دینار ہوگی اب اس میں جتنا گزند رہ گیا ہے اسی کے حساب سے دیت ہوگی۔ اور اگر سوراخ نتھنے میں خیشوم تک ہے (جو دونوں نتھنوں کے درمیان حائل ہے تو اس کی دیت ناک کی روثہ کی دیت کا دسواں حصہ ہے اس لئے کہ یہ نصف ہے اور دونوں نتھنوں کے درمیان کے بانسہ کی دیت پچاس (۵۰) دینار ہے۔ اور اگر پھینکی ہوئی کوئی چیز ایک نتھنے اور بانسے کو توڑتی ہوئی دوسرے نتھنے تک پہنچ جائے تو اس کی دیت ایک سو چھیاسٹھ (۱۶۶) دینار اور ایک دینار کا دو تہائی ہے۔

اور اگر کسی کا اوپری ہونٹ جڑ سے کٹ جائے تو اس کی دیت پانچسو (۵۰۰) دینار یعنی نصف دیت ہے اور اب جس قدر اس میں سے کٹے اسی حساب سے اس کی دیت ہوگی۔ اور اگر اوپر کا ہونٹ پھٹ جائے اور دانت ظاہر ہوجائیں پھر اس کی دوا کی جائے اور اچھا ہوجائے اور برابر مندمل ہوجائے تو اس کے زخم کی دیت کا حکم ہونٹ کی دیت کا پانچواں حصہ یعنی

ایک سو (۱۰۰) دینار ہے اور اس میں سے جو کٹے گا اس کے حساب سے اس کی دیت ہوگی۔

اور اگر ٹکڑے ٹکڑے ہو جائے اور شکل قبیح (بھدی) ہو جائے تو اس کی دیت ایک سو چھیاسٹھ (۱۶۶) دینار اور ایک دینار کی دو تہائی ہوگی۔

مصنف علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ شتر ہونٹ کا نیچے سے پھٹنا ہے خواہ وہ پیدائشی ہو یا کسی چیز سے چوٹ لگی ہو اگر ایسا ہوگا تو اس کو شفۃ شتراء (ہونٹ پھٹا) کہا جائے گا۔

اور نیچے کا ہونٹ جب جڑ سے کٹ جائے تو اس کی دیت کامل دیت کی دو تہائی ہوگی یعنی چھ سو چھیاسٹھ (۶۶۶) دینار اور ایک دینار کا دو تہائی اور اب جس قدر کٹے گا اسی کے حساب سے اس کی دیت ہوگی اور اگر پھٹ جائے ایسا کہ دانت ظاہر ہو جائیں پھر اچھا ہو جائے اور زخم مندمل ہو کر برابر ہو جائے تو اس کی دیت ایک سو تینتیس (۱۳۳) دینار اور ایک دینار کی ایک تہائی ہوگی اور اگر اس طرح زخمی ہو جائے کہ اچھا ہونے کے بعد بھی ظاہر بہ ظاہر بدشکل ہو جائے تو اس کی دیت تین سو تینتیس (۳۳۳) دینار اور ایک تہائی ہوگی۔

راوی کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے اس کے متعلق دریافت کیا تو آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ ہم لوگوں تک یہ حدیث پہنچی کہ امیرالمومنین علیہ السلام نیچے کے ہونٹ کو اوپر کے ہونٹ پر فضیلت دیتے تھے اس لئے کہ یہ دانتوں کے ساتھ پانی اور کھانے کو روکے رکھتا ہے اس لئے اس کی دیت بھی زیادہ رکھی ہے۔

اور رخسار میں اگر اتنا بڑا سوراخ ہو جائے کہ اندر کا منہ نظر آنے لگے تو اس کی دیت ایک سو (۱۰۰) دینار ہے اور اگر رخسار کا زخم اچھا ہو جائے مندمل اور برابر ہو جائے مگر اس کا نشان ظاہر اور بدشکل ہو تو اس کی دیت پچاس (۵۰) دینار ہے۔ اور اگر دونوں رخساروں میں سوراخ ہو تو اس کی دیت ایک سو (۱۰۰) دینار اور یہ اس دیت کا نصف ہے جس میں اندر کا منہ نظر آتا ہے۔

اور اگر کوئی چلایا ہوا تیر اور اس کا پیکاں ہڈی میں در آئے اور ٹھڈی تک پہنچ جائے تو اس کی دیت ایک سو پچاس (۱۵۰) دینار ہے جس میں سے پچاس (۵۰) دینار اس کے ہڈی ظاہر ہونے کی وجہ سے ہے اور اگر دھنس گیا ٹھڈی تک نہیں پہنچا ہے تو اس کی دیت سو (۱۰۰) دینار ہے اور چہرے میں کسی مقام پر بھی زخم لگے اور ہڈی ظاہر ہو تو اس کی دیت پچاس (۵۰) دینار ہوگی اور اگر اس کی شکل بری ہو گئی ہے تو اس بدشکل کا فدیہ زخم کی دیت کا ایک چوتھائی اور اگر زخم میں ہڈی ظاہر نہیں ہے اور اچھا ہو گیا مگر دونوں رخساروں پر اس کے نشان ہیں تو اس کی دیت دس (۱۰) دینار ہے اور اگر چہرے پر کوئی شگاف ہے تو اس کی دیت اسی (۸۰) دینار ہے اور اگر اس میں کچھ گوشت کٹ کے گر گیا ہے مگر ہڈی ظاہر نہیں ہوئی اور ایک درہم یا اس سے کچھ زائد کے برابر ہے تو اس کی دیت تیس (۳۰) دینار ہے۔

اور زخم اگر جسم کے کسی حصے میں ہے اور ہڈی ظاہر ہے تو اس کی دیت چالیس (۴۰) دینار ہے اور سر کے کسی

حصے میں ہے تو پچاس (۵۰) دینار اور اگر وہاں کی کوئی ہڈی ہٹ گئی ہے تو اس کی دیت ایک سو پچاس (۱۵۰) دینار ہے اور اگر سر کی ہڈی میں کوئی سوراخ ہو جائے جس کو مامومہ کہتے ہیں تو اس کی دیت پوری دیت کی ایک تہائی یعنی تین سو تینتیس (۳۳۳) دینار اور ایک دینار کا ایک تہائی ہے۔

اور دانتوں میں ہر دانت کی دیت پچاس (۵۰) دینار قرار دی ہے اور سارے دانتوں کو برابر قرار دیا اور اس سے پہلے ثنیہ (سامنے کے اوپر نیچے کے دو دو دانت) کی دیت پچاس (۵۰) دینار قرار دی گئی تھی اور اس کے علاوہ دانتوں میں رباعیہ (ثنیہ کے بعد والے اوپر نیچے کے دو دو دانت) کی دیت چالیس (۴۰) دینار قرار دی اور کچلی کے دانت تیس (۳۰) دینار اور ڈاڑھ کے دانت کے پچیس (۲۵) دینار اور اگر دانت کے ارد گرد سیاہ ہوجائے مگر گرے نہیں تو اس کی دیت بھی گرے ہوئے دانت کی دیت کے برابر پچاس (۵۰) دینار ہیں اور اگر شگافتہ ہوجائے مگر گرے نہیں تو اس کی دیت پچیس (۲۵) دینار ہے اور اس میں سے جس قدر ٹوٹ جائے تو پچاس (۵۰) میں سے اس کے حساب سے دیت ہوگی اور اگر سیاہ ہونے کے بعد گر جائے تو اس کی دیت پچیس (۲۵) دینار ہے اور اگر وہ سیاہ ہو اور پھٹ جائے تو اس کی دیت بارہ (۱۲) دینار اور نصف دینار ہے۔ اب جو اس میں سے ٹوٹ جائے تو پچیس (۲۵) دینار میں سے اسی کے حساب سے اس کی دیت ہوگی۔

اور ہنسلی کی ہڈی اگر ٹوٹ جائے پھر بغیر کسی عیب و بغیر کسی کجی کے جڑ جائے تو اس کی دیت چالیس (۴۰) دینار ہے اور اگر ہڈی پھٹ جائے تو اس کی دیت اس کے ٹوٹنے کی دیت کے ۵/۴ یعنی بتیس (۳۲) دینار ہے اور اگر ہڈی ظاہر ہوجائے تو اس کی دیت پچیس (۲۵) دینار ہے اگر یہ ٹوٹ جائے تو اسکی دیت ۸/۵ یعنی پچیس (۲۵) دینار ہے۔ اور اگر کوئی ہڈی اپنے مقام سے کھسک جاتی ہے تو اس کی دیت ٹوٹنے کی دیت کا نصف یعنی بیس (۲۰) دینار اور اگر اس میں سوراخ ہوگیا ہے تو اس کی دیت ٹوٹنے کی دیت کی ایک چوتھائی یعنی دس (۱۰) دینار ہے۔

اور مونڈھا اور کندھا اگر ٹوٹ جائے تو اس کی دیت ہاتھ کی دیت کا پانچواں حصہ یعنی سو (۱۰۰) دینار ہے اور اگر کاندھے میں شگاف پڑجائے تو اس کی دیت اس کے ٹوٹنے کی دیت کے پانچ حصوں میں سے چار حصہ یعنی اسی (۸۰) دینار ہے اور اگر وہ ہڈی ظاہر ہوجائے تو اس کی دیت اس کے ٹوٹنے کی دیت کا ایک چوتھائی یعنی پچیس (۲۵) دینار ہے اور اگر کوئی ہڈی اپنے مقام سے ہٹ گئی ہے تو اس کی دیت ایک سو پچھتر (۱۰۵) دینار ہے جس میں سے سو (۱۰۰) دینار ٹوٹنے کے ہیں اور پچاس (۵۰) دینار ہڈی کے اپنی جگہ سے ہٹ جانے کے ہیں اور پچیس (۲۵) ہڈی ظاہر ہونے کے ہیں اور اگر سوراخ ہے تو اس کی دیت اس کے ٹوٹنے کی دیت کے ایک چوتھائی یعنی پچیس (۲۵) دینار ہے اور اگر کوٹ دیا جائے اور اس کے بعد ناہموار جڑجائے تو اس کی دیت نفس کی دیت کی ایک تہائی ہے یعنی تین سو تینتیس (۳۳۳) دینار اور ایک تہائی دینار ہے اور اگر ہڈی کا جوڑ جدا ہوگیا ہو تو اس کی دیت تیس (۳۰) دینار ہے۔

اور بازو اگر ٹوٹنے کے بعد جڑ جائے اور ناہموار نہ جڑے اور بے عیب ہو تو اس کی دیت ہاتھ کی دیت کا پانچواں حصہ ایک سو (۱۰۰) دینار ہے اور ہڈی ظاہر ہونے کی دیت اس کے ٹوٹنے کی دیت کی ایک چوتھائی یعنی پچیس (۲۵) دینار اور ہڈی کے اپنے مقام سے ہٹ جانے کی دیت اس کے ٹوٹنے کی دیت کی نصف ہوگی یعنی پچاس (۵۰) دینار اور اس کے اندر سوراخ ہونے کی دیت اس کی ٹوٹنے کی دیت کی ایک چوتھائی یعنی پچیس (۲۵) دینار ہوگی۔

اور کہنی اگر ٹوٹ جائے اور ہموار جڑے اس میں کوئی عیب نہ ہو تو اس کی دیت ایک سو (۱۰۰) دینار ہے اور یہ ہاتھ کی دیت کا پانچواں حصہ ہے اور پھٹ جائے تو اس کی دیت اس کی ٹوٹنے کی دیت کا پانچ حصوں میں سے چار حصہ ہے یعنی اسی (۸۰) دینار اور اگر ہڈی ظاہر ہے تو اس کی دیت اس کے ٹوٹنے کی دیت کی چوتھائی پچیس (۲۵) دینار ہے۔

اور اگر اپنے مقام سے ہڈی ہٹ جائے تو اس کی دیت ایک سو پچہتر (۱۷۵) دینار ہے ٹوٹنے کی وجہ سے سو (۱۰۰) دینار ہڈی اپنے مقام سے ہٹ جانے کی وجہ سے پچاس (۵۰) دینار اور ہڈی ظاہر ہونے کی وجہ سے پچیس (۲۵) دینار اور اگر اس میں کوئی سوراخ ہے تو اس کی دیت اس کے ٹوٹنے کی دیت کی ایک چوتھائی یعنی پچیس (۲۵) دینار ہے۔ اور اگر کہنی کھل جائے اور ناہموار ہو جائے تو اس کی دیت نفس کی دیت کے ایک تہائی کے برابر تین سو تینتیس (۳۳۳) دینار اور ایک دینار کا ایک تہائی ہے اور اگر جوڑ الگ ہو گیا تھا تو اس کی دیت تیس (۳۰) دینار ہے۔ اور ہاتھ کی دوسری کہنی کے لئے بھی اسی کے برابر دیت ہے۔

اور ساعد (ہاتھ یا کلائی) اگر ٹوٹ جائے پھر بغیر کسی ناہمواری بغیر کسی عیب کے جڑ جائے تو اس کی دیت نفس کی دیت کی ایک تہائی یعنی تین سو تینتیس (۳۳۳) دینار اور ایک دینار کا ایک تہائی ہے۔ اگر ہاتھ کی دو ہڈیوں میں سے ایک ہڈی ٹوٹ جائے تو اس کی دیت ہاتھ کی دیت کا پانچواں حصہ یعنی ایک سو (۱۰۰) دینار ہے اور ان دونوں سے اگر گٹے کی ایک ہڈی ٹوٹ جائے تو اس کی دیت پچاس (۵۰) دینار ہے اور اگر دونوں ٹوٹ جائیں تو سو (۱۰۰) دینار ہے اور اگر کلائی کی دونوں ہڈیوں میں سے ایک ہڈی پھٹ جائے تو اس کی دیت کلائی کی ایک ہڈی کی دیت کا ۵ \ ۴ حصہ یعنی چالیس (۴۰) دینار ہے اور اس کی ہڈی ظاہر ہونے کی دیت اس کے ٹوٹنے کی دیت کا ۴ \ ۱ یعنی پچیس (۲۵) دینار ہے۔ اور اس کی ہڈی ہٹ جانے کی دیت ایک سو (۱۰۰) دینار ہے اور یہ ہاتھ کی دیت کا ۵ \ ۱ ہے اور اس کے اندر گڑھا پڑ جانے کی صورت میں اس کی دیت اس کے ٹوٹنے کی دیت کا ۴ \ ۱ یعنی پچیس (۲۵) دینار ہے۔ اور اس کے اندر گڑھا پڑ جانے کی دیت ہڈی ظاہر ہونے کی دیت کا نصف یعنی ساڑھے بارہ دینار ہے اور سوراخ ہو جانے کی دیت پچاس (۵۰) دینار ہے اور اگر ایسا زخم ہو جائے کہ اچھا نہ ہو رہا ہو تو اس کی دیت کلائی کی دیت کی ایک تہائی تینتیس (۳۳) دینار اور ایک دینار کا ایک تہائی (۱/۳) دینار ہے اور یہ اس کی ایک تہائی دیت ہے۔

اور پنجے اور کلائی کا جوڑ اگر کھل دیا جائے اور ہموار اور بغیر کسی عیب کے جڑ جائے تو اس کی دیت ہاتھ کی دیت کا

ایک تہائی ہے۔(یعنی ایک سو چھیاسٹھ (۱۶۶) دینار اور ایک دینار کا دو تہائی)

(اور خلیل بن احمد نے کہا ہے کہ رسغ کلائی اور پنجے کے جوڑ کو کہتے ہیں اور تیرانی کی کتاب خلق الانسان میں ہے کہ رسغ من گردن دست کو کہتے ہیں)۔

اور ہتھیلی ٹوٹ جائے اور پھر ہموار اور بغیر کسی عیب کے جڑ جائے تو اس کی دیت ہاتھ کی دیت کا پانچواں یعنی ایک سو (۱۰۰) دینار ہے اور اگر ہتھیلی جدا ہو جائے تو اس کی دیت ہاتھ کی دیت کی ایک تہائی کے برابر یعنی ایک سو چھیاسٹھ (۱۶۶) دینار اور ایک دینار کا دو تہائی (۳\۲-۱۶۶) دینار ہے اور ہڈی ظاہر ہونے کی دیت ہاتھ کے ٹوٹنے کی دیت کے ایک چوتھائی یعنی پچیس (۲۵) دینار ہے اور ہڈی کے جگہ چھوڑ دینے کی دیت ایک سو اٹھتر (۱۷۸) دینار یعنی اس کے ٹوٹنے کی دیت کے نصف اور اس کے اندر سوراخ ہو جانے اور بند نہ ہونے کی دیت ہاتھ کی دیت کا پانچواں حصہ ہے یعنی ایک سو (۱۰۰) دینار اور اگر سوراخ ہو گیا ہے تو اس کی دیت اس کے ٹوٹنے کی دیت کا ایک چوتھائی یعنی پچیس (۲۵) دینار ہے۔

اور انگلیوں کی دیت اور وہ ہڈی جو ہتھیلی میں انگوٹھے کی ہے اگر قطع ہو جائے تو اس کی دیت ہاتھ کی دیت کی ایک تہائی ایک سو چھیاسٹھ دینار اور ایک دینار کا دو تہائی (۳\۲-۱۶۶) دینار ہے اور انگوٹھے کی ہڈی جو ہتھیلی کے اندر ہے جو جڑ جاتی ہے تو اس کی دیت انگوٹھے کی دیت کا پانچواں حصہ تینتیس دینار اور ایک تہائی ۳\۱-۳۳ دینار ہے جب کہ اس کا جوڑ درست و ثابت ہو جائے۔ اور اس کے پھٹنے کی دیت چھبیس (۲۶) دینار اور ایک دینار کی دو تہائی ہے اور ہڈی ظاہر ہونے کی دیت آٹھ (۸) دینار اور ایک دینار کا تہائی ہے۔ اور اس کی ہڈی کے اپنی جگہ چھوڑ دینے کی دیت سولہ (۱۶) دینار اور ایک دینار کا دو تہائی اور اس کے اندر سوراخ کی دیت آٹھ (۸) دینار اور ایک دینار کا ایک تہائی یعنی ہڈی کے جگہ چھوڑنے کی دیت کا نصف اور ہڈی کے ظاہر ہونے کی دیت ہڈی کے جگہ چھوڑنے کا نصف یعنی آٹھ (۸) دینار ایک تہائی دینار اور اس کے جدا ہونے کی دیت دس (۱۰) دینار ہے۔

اور انگوٹھے کے اوپر کا جوڑ اگر ٹوٹ جائے پھر بغیر کسی ناہمواری اور بغیر کسی عیب کے جڑ جائے تو اس کی دیت سولہ (۱۶) دینار اور ایک دینار کا دو تہائی۔ اور اگر اس میں ہڈی ظاہر ہو گئی ہے تو چار (۴) دینار اور ایک دینار کا چھٹا حصہ ۶/۱ اور اس میں سوراخ ہونے کی دیت چار دینار اور ایک دینار کا چھٹا حصہ۔ اس کے اندر شگاف کی دیت تیرہ (۱۳) دینار اور ایک تہائی دینار اور ہڈی کے اپنی جگہ چھوڑنے کی دیت پانچ (۵) دینار اور جو اس میں سے کٹ جائے تو اپنی منزل پر اسی حساب سے دیت ہو گی۔

اور دیگر انگلیوں کی دیت تو ہر انگلی کی دیت ہاتھ کی دیت کا چھٹا حصہ یعنی تراسی (۸۳) دینار اور ایک تہائی دینار۔ اور انگوٹھے کو چھوڑ کر دیگر چار انگلیوں کی ہر پور کی دیت بیس (۲۰) دینار اور ایک دینار کا دو تہائی اور ہر پور کی ہڈی ظاہر

ہونے کی دیت چار دینار اور ایک دینار کا چھٹا حصہ اور ہر پور کی جگہ چھوڑنے کی دیت آٹھ (۸) دینار اور ایک تہائی دینار۔

اور چاروں انگلیوں کا ہر جوڑ جو ہتھیلی سے متصل ہے اس کے ٹوٹنے پر سولہ (۱۶) دینار اور ایک دینار کا دو تہائی دیت ہے اور ان میں سے ہر پور کے شگاف کی دیت تیرہ (۱۳) دینار اور ایک تہائی دینار ہے اور اگر ہتھیلی میں ایسا زخم جو اچھا نہیں ہورہا ہے تو اس کی دیت تینتیس (۳۳) دینار اور ایک تہائی دینار ہے اور ہڈی کے اپنی جگہ سے ہٹ جانے کی دیت آٹھ (۸) دینار اور ایک تہائی دینار ہے۔ اور ہڈی ظاہر ہونے کی صورت میں چار (۴) دینار اور ایک دینار کا چھٹا حصہ ہے۔ اس کے اندر سوراخ ہوجانے پر چار دینار اور ایک دینار کا چھٹا حصہ ہے۔ اور جوڑ کے الگ ہوجانے پر پانچ (۵) دینار۔

اور چاروں انگلیوں میں سے بیچ کی انگلی کا جوڑ اگر کٹ جائے تو اس کی دیت پچپن (۵۵) دینار اور ایک تہائی دینار ہے اور اس کے ٹوٹ جانے پر گیارہ دینار (۱۱) اور ایک تہائی دینار ہے۔ اور پھٹ جانے پر آٹھ (۸) دینار اور نصف دینار۔ اور ہڈی ظاہر ہونے پر ایک دینار اور ایک دینار کا دو تہائی۔ اور ہڈی کے اپنی جگہ چھوڑ دینے پر پانچ (۵) دینار اور ایک تہائی اور اس میں سوراخ ہونے پر دو (۲) دینار اور ایک دینار کا دو تہائی اور جوڑ کے جدا ہونے پر تین (۳) دینار اور ایک دینار کا دو تہائی۔

اور چاروں انگلیوں کا اوپر والا جوڑ اگر کٹ جائے تو ستائیس (۲۷) دینار اور نصف دینار اور ایک دینار کے دسویں حصہ کا ایک چوتھائی اور اس کے ٹوٹنے پر پانچ (۵) دینار اور دینار کے پانچ حصوں میں سے چار حصہ اور اس کے اندر سوراخ ہونے پر ایک دینار اور ایک دینار کا ایک تہائی۔ اور جوڑ کے جدا ہونے پر ایک دینار اور [illegible] دینار کے پانچ حصوں میں سے چار حصہ اور ہر انگلی کے ناخن پر پانچ (۵) دینار۔

اور ہتھیلی جب ٹوٹ جائے پھر بغیر کسی ناہمواری اور عیب کے جڑ جائے تو اس کی دیت چالیس (۴۰) دینار ہے اور شگاف کی دیت اس کے ٹوٹنے کی دیت کے پانچ حصوں میں سے چار حصے یعنی بتیس (۳۲) دینار ہے اور ہڈی ظاہر ہونے کی دیت پچیس (۲۵) دینار اور ہڈیوں کے اپنی جگہ چھوڑ دینے کی بیس (۲۰) دینار و نصف دینار اور اس میں سوراخ ہونے کی دیت اس کے ٹوٹنے کی دیت کی چوتھائی یعنی دس (۱۰) دینار اور اس میں زخم ہونے کی دیت جو اچھا نہ ہو تیرہ (۱۳) دینار اور ایک دینار کا ایک تہائی۔

اور سینہ اگر کوٹ دیا جائے اور اس کے دونوں حصے دوہرے ہوجائیں (جھک جائیں) تو اس کی دیت پانچسو (۵۰۰) دینار ہے اور اگر ایک طرف کا سینہ دہرا ہوتا ہے تو اس کی دیت دو سو پچاس (۲۵۰) دینار اور اگر سینے کے ساتھ دونوں کاندھے دھرے ہوئے اور جھکتے ہیں تو ان کی دیت ایک ہزار دینار ہے اور اگر سینے کے شق ہونے کے ساتھ اگر ایک بازو دھرا ہوگیا ہے تو اس کی دیت پانچسو (۵۰۰) دینار ہے اور اگر سینے کی ہڈی ظاہر ہو تو اس کی دیت پچیس (۲۵) دینار اور دونوں کاندھوں اور پشت کی ہڈی ظاہر ہونے کی دیت پچیس (۲۵) دینار ہے اور اگر اس کی وجہ سے آدمی ایسا

ٹیڑھا ہو جائے کہ ادھر ادھر نہ گھوم سکے تو اس کی دیت پانچسو (۵۰۰) دینار ہے اور اگر ریڑھ کی ہڈی ٹوٹ جائے پھر بغیر کسی ناہمواری اور بغیر کسی عیب کے جڑ جائے تو اس کی دیت سو (۱۰۰) دینار ہے اور اگر ناہموار جڑے تو اس کی دیت ایک ہزار دینار ہے۔

اور پسلیوں میں جو پسلیاں قلب کے پاس ہیں اگر ان میں سے ایک پسلی ٹوٹ جائے تو اس کی دیت پچیس (۲۵) دینار اور اس کے پھٹ جانے کی ساڑھے بارہ دینار اور ہڈی کے اپنی جگہ چھوڑ دینے کی ساڑھے سات دینار اور ہڈی ظاہر ہونے کی دیت اس کے ٹوٹنے کی دیت کے ایک چوتھائی اور اس میں سوراخ کی دیت بھی اسی کے مانند ہے۔ اور پسلی کی وہ ہڈیاں جو دونوں بازوں سے ملی ہوئی ہیں ان میں سے ہر ہڈی اگر ٹوٹ جائے تو اس کی دیت دس (۱۰) دینار اور اس کے پھٹ جانے کی دیت سات (۷) دینار، ہڈی کے جگہ چھوڑ دینے پر پانچ (۵) دینار اور ہڈی ظاہر ہونے کی صورت میں اس کی دیت اس کے ٹوٹنے کی دیت کی ایک چوتھائی یعنی ڈھائی دینار اور اگر ان میں سے کسی ہڈی میں سوراخ ہو جائے تو اس کی دیت ڈھائی دینار اور اگر کوئی نیزہ اندر جوف تک پہنچ جائے تو اس کی دیت جان کی دیت کی تہائی یعنی تین سو تینتیس دینار اور ایک دینار کا ایک تہائی ہے اور اگر دونوں جانب تیر یا نیزہ سے آر پار سوراخ ہو گیا ہے اور شگاف میں رہ گیا تو اس کی دیت چار سو تینتیس (۴۳۳) دینار اور ایک دینار کا تہائی دینار ہے۔

اور کان اگر کاٹ دیا جائے تو اس کی دیت پانچ سو (۵۰۰) دینار اور جس قدر اس میں سے کٹے اسی کے حساب سے اس کی دیت ہوگی۔

اور سرین (چوتڑ) اگر ٹوٹ جائے پھر بغیر کسی ناہمواری اور بغیر کسی عیب کے جڑ جائے تو اس کی دیت دونوں پاؤں کی دیت کا پانچواں حصہ یعنی دو سو (۲۰۰) دینار ہے اور اگر سرین شگافتہ ہو جائے تو اس کی دیت ایک سو ساٹھ (۱۶۰) دینار یعنی اس کے ٹوٹنے کی دیت کا ۵ \ ۴ دینار ہے۔ اور اگر اس کی ہڈی ظاہر ہو جائے تو اس کی دیت ٹوٹنے کی دیت کا ایک چوتھائی یعنی پچاس (۵۰) دینار ہے اور اس کی ہڈیوں کی جگہ چھوڑنے کی دیت ایک سو پچھتر (۱۷۵) دینار ہے اس میں ٹوٹنے کی دیت سو (۱۰۰) دینار اور ہڈیوں کے جگہ چھوڑنے کی دیت پچاس (۵۰) دینا اور ہڈی ظاہر ہونے کی دیت پچیس (۲۵) دینار ہے اور جوڑ جدا ہونے کی دیت تیس (۳۰) دینار ہے۔ اور اگر دونوں سرین ٹوٹ جائیں اور ناہموار ہو جائیں تو اس کی دیت تین سو تینتیس (۳۳۳) دینار اور ایک تہائی دینار ہے۔

اور اگر ران ٹوٹ جائے پھر بغیر کسی ناہمواری اور بغیر کسی عیب کے جڑ جائے تو اس کی دیت دونوں پاؤں کی دیت کا پانچواں حصہ یعنی دو سو (۲۰۰) دینار ہے اور اگر ران ناہموار ہو جائے تو اس کی دیت تین سو تینتیس (۳۳۳) دینار اور ایک تہائی دینار ہے یعنی نفس کی دیت کا ایک تہائی۔ اور ران کے پھٹ جانے کی دیت اس کے ٹوٹنے کی دیت کا پانچ حصوں میں سے چار حصہ ہے یعنی ایک سو ساٹھ (۱۶۰) دینار ہے۔ اور اگر اس میں کوئی زخم ہو جائے جو اچھا نہ ہوتا ہو

تو اس کی دیت اس کے ٹوٹنے کی دیت کا تہائی یعنی چھیاسٹھ (۶۶) دینار اور ایک دینار کا دو تہائی ہے اور اس کی ہڈی ظاہر ہونے کی دیت اس کے ٹوٹنے کی دیت کا ایک چوتھائی یعنی پچاس (۵۰) دینار ہے اس کی ہڈی کے اپنی جگہ چھوڑ دینے کی دیت اس کے ٹوٹنے کی دیت کا نصف یعنی دو سو (۲۰۰) دینار ہے اور اس میں سوراخ ہونے کی دیت اس کا ایک چوتھائی یعنی پچاس (۵۰) دینار ہے۔

اور گھٹنے اگر ٹوٹ جائیں پھر بغیر ناہمواری اور بغیر عیب کے جڑ جائیں تو اس کی دیت دونوں پاؤں کی دیت کا پانچواں یعنی دو سو (۲۰۰) دینار ہے اور اگر وہ پھٹ جائے تو اس کی دیت اس کے ٹوٹنے کی دیت کے پانچ حصوں میں سے چار حصہ ہے یعنی ایک سو ساٹھ (۱۶۰) دینار۔ اور ہڈی ظاہر ہونے کی دیت اس کے ٹوٹنے کی دیت کی ایک چوتھائی یعنی پچاس (۵۰) دینار ہے اور اس کی ہڈیوں کے اپنی جگہ چھوڑنے کی دیت ایک سو پچھتر (۱۷۵) دینار ہے اسی میں اس کے ٹوٹنے کی دیت سو (۱۰۰) دینار اور ہڈیوں کے اپنی جگہ چھوڑنے کی پچاس (۵۰) دینار اور ہڈی ظاہر ہونے کی پچیس (۲۵) دینار ہے اور اس میں سوراخ ہونے کی دیت اس کے ٹوٹنے کی دیت کی ایک چوتھائی پچاس (۵۰) دینار ہے۔ اور اگر وہ کوٹ دی جائے اور وہ ناہموار ہو جائے تو اس کی دیت نفس کی دیت کی ایک تہائی یعنی تین سو تینتیس (۳۳۳) دینار اور ایک دینار کی ایک تہائی ہے اور اگر اس کا جوڑ جدا ہو جائے تو اس میں ٹوٹنے کی دیت کے تین اجزاء یعنی تیس (۳۰) دینار ہیں۔

اور پنڈلی (ساق) اگر ٹوٹ جائے پھر بغیر کسی ناہمواری اور بلا کسی عیب کے جڑ جائے تو اس کی دیت دونوں پاؤں کی دیت کا پانچواں حصہ ہے یعنی دو سو (۲۰۰) دینار اور اس کے پھٹ جانے کی دیت اس کے ٹوٹنے کی دیت کے پانچ حصوں میں سے چار حصہ یعنی ایک سو ساٹھ (۱۶۰) دینار اور اس کی ہڈی ظاہر ہونے کی دیت اس کے ٹوٹنے کی دیت کی ایک چوتھائی یعنی پچاس (۵۰) دینار اور اس کی ہڈیوں کی اپنی جگہ چھوڑ دینے کی دیت اس کے ٹوٹنے کی دیت کی ایک چوتھائی یعنی پچاس (۵۰) دینار اور اس میں سوراخ کی دیت اس کی ہڈی ظاہر ہونے کی دیت کا نصف پچیس (۲۵) دینار اور اس کے کانے ہونے کی دیت اس کے ٹوٹنے کی دیت کا ایک چوتھائی یعنی پچاس (۵۰) دینار اور اس میں ایسا زخم جو اچھا نہ ہو اس کی دیت تینتیس (۳۳) دینار اور اگر پنڈلی ناہموار ہو جائے تو اس کی دیت جان کی دیت کا ایک تہائی یعنی تین سو تینتیس اور ایک دینار کی ایک تہائی ہے۔

اور کعب (یعنی پنڈلی اور پاؤں کا جوڑ یعنی مدحا) اگر کوٹ دیا جائے پھر وہ بغیر کسی ناہمواری اور بغیر کسی عیب کے جڑ جائے تو اس کی دیت دونوں پاؤں کی دیت کا ایک تہائی یعنی تین سو تینتیس (۳۳۳) اور ایک تہائی دینار ہے۔

اور قدم اگر ٹوٹ جائے پھر بغیر ناہمواری اور بغیر کسی عیب کے جڑ جائے تو اس کی دیت دونوں پاؤں کی دیت کا پانچواں حصہ ہے یعنی دو سو (۲۰۰) دینار اور اس میں سوراخ کی دیت اس کے ٹوٹنے کی دیت کی ایک چوتھائی یعنی پچاس (۵۰) دینار اور انگلیوں کی وہ ہڈی جو انگوٹھے کے لئے قدم میں ہے اس کی دیت دونوں پاؤں کی دیت کی ایک تہائی یعنی

تین سو تینتیس (۳۳۳) دینار اور ایک تہائی دینار ہے۔

اور انگوٹھے کی وہ ہڈی جو قدم سے ملی ہوئی ہے اس کی ٹوٹنے کی دیت انگوٹھے کی دیت کا پانچواں حصہ ہے یعنی چھیاسٹھ (۶۶) دینار اور ایک دینار کا دو تہائی اور اس کے پھٹ جانے کی دیت چھبیس (۲۶) دینار اور ایک دینار کا دو تہائی اور ہڈی ظاہر ہونے کی دیت آٹھ دینار اور ایک تہائی دینار اور ہڈیوں کے اپنی جگہ چھوڑ دینے کی دیت چھبیس (۲۶) دینار اور ایک دینار کا دو تہائی اور اس میں سوراخ ہونے کی دیت آٹھ (۸) دینار اور ایک دینار کا تہائی ہے اور جوڑ چھوڑ دینے کی دیت دس (۱۰) دینار ہے۔

اور انگوٹھے کا اوپر والا دوسرا جوڑ جس میں ناخن ہوتا ہے اس کی دیت سولہ (۱۶) دینار اور ایک دینار کا دو تہائی۔ اور اس کی ہڈی ظاہر ہوجانے کی دیت چار (۴) دینار اور ایک دینار کا چھٹا حصہ اور ہڈی کے اپنی جگہ چھوڑ دینے کی دیت آٹھ (۸) دینار اور ایک تہائی دینار اور اس میں سوراخ ہونے کی دیت چار (۴) دینار اور ایک دینار کا چھٹا حصہ اور پھٹ جانے کی دیت تیرہ (۱۳) دینار اور ایک دینار کا ایک تہائی اور جوڑ کے جدا ہونے کی دیت پانچ (۵) دینار ہے۔

اور اس میں سے ہر انگلی کی دیت ایک پاؤں کی دیت کا ایک تہائی یعنی تراسی (۸۳) دینار اور ایک دینار کا ایک تہائی۔ اور انگوٹھے کے علاوہ چار انگلیوں کی پوروں کی دیت کے لئے ہر پور کے ٹوٹنے کی دیت سولہ (۱۶) دینار اور ایک تہائی دینار اور ان میں سے ہر پور کی ہڈی ظاہر ہونے کی دیت چار (۴) دینار اور ایک دینار کا چھٹا حصہ اور ان میں ہر پور کی ہڈی کے اپنی جگہ چھوڑ دینے کی دیت آٹھ (۸) دینار اور ایک تہائی دینار۔ اور اس کے پھٹ جانے کی دیت تیرہ (۱۳) دینار اور ایک تہائی دینار۔ اور ان میں سے ہر پور میں سوراخ ہونے کی دیت چار (۴) دینار ایک دینار کا چھٹا حصہ اور قدم میں ایسا زخم اور گڑھا جو نہ بھرے اور اچھا نہ ہو اس کی دیت تینتیس (۳۳) دینار اور ایک دینار کا ایک تہائی ہے۔

اور انگلیوں کے وہ جوڑ جو قدم سے متصل ہیں ان کے ٹوٹنے کی دیت سولہ (۱۶) دینار اور ایک تہائی دینار ہے اور اس کے پھٹ جانے کی دیت تیرہ (۱۳) دینار اور ایک تہائی دینار اور ان میں سے ہر پور کی ہڈی کی اپنی جگہ چھوڑنے کی دیت آٹھ (۸) دینار اور ایک تہائی دینار اور ہر پور کی ہڈی کے ظاہر ہونے کی دیت چار (۴) دینار اور ایک دینار کا چھٹا حصہ۔ اور اس میں سوراخ ہوجانے کی دیت چار (۴) دینار اور ایک دینار کا چھٹا حصہ اور جوڑ کے جدا ہونے کی دیت پانچ (۵) دینار ہے۔

اور چاروں انگلیوں کا درمیانی جوڑ اگر کٹ جائے تو اس کی دیت پچپن (۵۵) دینار اور ایک دینار کا دو تہائی ہے اور اس کے ٹوٹنے کی دیت گیارہ (۱۱) دینار اور ایک دینار کا دو تہائی اور اس کے پھٹ جانے کی دیت آٹھ (۸) دینار اور ایک دینار کے پانچ (۵) حصوں میں سے چار حصہ اور اس کی ہڈی ظاہر ہونے کی دیت دو (۲) دینار اور ہڈی کے اپنی جگہ چھوڑ دینے کی دیت پانچ (۵) دینار اور ایک دینار کا دو تہائی اور جوڑ جدا ہونے کی دیت تین (۳) دینار اور ایک دینار کا دو

تہائی اور اس میں سوراخ ہونے کی دیت دو دینار اور دو تہائی دینار ہے۔

اور چاروں انگلیوں کے اوپری جوڑ جس میں ناخن ہوتا ہے اگر کٹ جائے تو اس کی دیت ستائیس (۲۷) دینار اور ایک دینار کے پانچ حصوں میں چار حصہ اور اس کے ٹوٹ جانے کی دیت پانچ (۵) دنار اور ایک دینار کے پانچ حصوں میں سے چار حصہ ہے۔ اور اس کی ہڈی پھٹ جانے کی دیت چار (۴) دینار اور ایک دینار کا پانچواں حصہ اور اس کی ہڈی ظاہر ہونے کی دیت ایک (۱) دینار اور ایک دینار کا ایک تہائی ہے اور ہڈی کے اپنی جگہ چھوڑ دینے کی دیت دو (۲) دینار اور ایک دینار کا پانچواں حصہ اور اس میں سوراخ ہونے کی دیت ایک (۱) دینار اور ایک دینار کا ایک تہائی ہے۔ اور جوڑ جدا ہوجانے کی دیت ایک (۱) دینار اور ایک دینار کے پانچ حصوں میں سے چار حصہ ہے اور ہر ناخن کی دیت دس (۱۰) دینار ہے۔

اور آنحضرت علیہ السلام نے فتویٰ دیا کہ مرد کے پستان کے کنارے کی دیت پوری دیت کا آٹھواں حصہ یعنی ایک سو پچیس (۱۲۵) دینار ہے اور مرد کے خصیہ کی دیت پانچسو (۵۰۰) دینار ہے نیز فرمایا کہ اگر مرد کو ایسی چوٹ پہنچے کہ اس کے دونوں خصیئے پھول جائیں تو اس کی دیت چار سو (۴۰۰) دینار ہے اور اگر دونوں پاؤں کو اتنا چوڑا کرکے چلنے لگے کہ جو چلنا مفید نہ ہو تو اس کی دیت نفس کی دیت کے پانچ حصوں میں سے چار حصہ ہے یعنی آٹھ سو (۸۰۰) دینار ہے اور اگر اس کی وجہ سے پشت کبڑی ہوجائے تو اس وقت پوری دیت یعنی ایک ہزار (۱۰۰۰) دینار ہے۔

اور ان میں سے ہر شے میں چھ (۶) آدمیوں کی قسم ہے جہاں تک اس کی دیت پہنچے۔

نیز آپ علیہ السلام نے فرمایا اگر پیڑو کچل دیا جائے اس طرح کہ اندرونی جلد پھٹ جائے اور ایک بیضہ آماس کر آئے (سوج جائے) تو اس کی دیت دو سو (۲۰۰) دینار یعنی پوری دیت کا پانچواں حصہ ہے۔ اور خنجر یا تیر سے اس کے اطراف کوئی سوراخ ہوجائے تو اس کی دیت پاؤں کی دیت کا دسواں حصہ ہے یعنی سو (۱۰۰) دینار۔

نیز فرمایا کہ اگر کسی شخص کا باپ کسی معاملہ میں اس کو سزا دے اور اس میں عیب پیدا ہوجائے یا کٹ جائے یا کوئی اور چوٹ آجائے تو اس کے لئے کوئی قصاص نہیں ہے اس کے لئے دیت ہوگی قصاص نہ ہوگا۔ اور اگر کسی عورت کو اس کا شوہر مارے پیٹے اور اس میں عیب پیدا ہوجائے تو اس کے شوہر کو اس عیب کا تاوان دینا ہوگا اور اس پر کوئی قصاص نہ ہوگا۔

اور آپ علیہ السلام نے فرمایا اگر کوئی مرد اپنی زوجہ کو ایسی ایڑ لگائے کہ اس کی شرمگاہ سے کوئی ایسی چیز باہر نکل آئے جو مانع مباشرت ہو تو اس عورت کے لئے نصف دیت یعنی دو سو پچاس (۲۵۰) دینار ہے۔

اور آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ اگر کوئی شخص کسی لڑکی کی بکارت اپنی انگلی سے توڑے اور اس کا مثانہ پھٹ جائے کہ وہ پیشاب نہ کرسکے تو اس کے لئے نصف دیت کا ایک تہائی یعنی ایک سو (۱۶۶) چھیاسٹھ دینار اور ایک دینار کا

دو تہائی ہے اور اس مرد پر اس لڑکی کو مہر ادا کرنا ہوگا جس قدر اس لڑکی کی قوم کا مہر ہوتا ہے اور ہمارے اکثر اصحاب کی روایت میں ہے کہ اس کو پوری دیت ملے گی۔

باب: ناحق کسی کے خون بہانے یا اس کا مال لینے کی حرمت یا ایسا سلوک جو حلال نہیں اور قتل عمد اور خطا سے توبہ

(۵۱۵۱) زرعہ نے سماعہ سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب حجۃ الوداع میں مناسک پورے کر چکے تو مقام منیٰ میں کھڑے ہوئے اور فرمایا اے لوگو جو کچھ میں کہتا ہوں اس کو اچھی طرح سنو اور سمجھو اس لئے کہ کیا پتہ اس سال کے بعد اس مقام پر شاید میں تم لوگوں سے ملاقات نہ کرسکوں۔ پھر فرمایا اچھا بتاؤ سب سے زیادہ حرمت کا کون سا دن ہے؟ لوگوں نے کہا آج کا دن ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پوچھا اور سب سے زیادہ حرمت کا کون سا مہینہ ہے؟ لوگوں نے کہا کہ یہ مہینہ۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دریافت کیا اور سب سے زیادہ حرمت کا کون سا شہر ہے؟ لوگوں نے کہا یہ شہر۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا پھر تم لوگوں کی جان اور تم لوگوں کا مال بھی تم لوگوں کے لئے اسی طرح حرمت رکھتا ہے جس طرح تم لوگوں کے لئے آج کا دن تم لوگوں کے لئے یہ مہینہ اور تم لوگوں کے لئے یہ شہر حرمت رکھتا ہے۔ اور اس دن تک کے لئے جس دن تم لوگ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں پہنچو گے اور وہ تم لوگوں سے تمہارے اعمال کی باز پرس کرے گا بتاؤ کیا میں نے اللہ کا حکم تم لوگوں تک پہنچا دیا؟ لوگوں نے کہا جی ہاں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا پروردگار تو بھی گواہ رہنا اور (اے لوگو سنو) جس کسی کے پاس کسی کی کوئی امانت ہو وہ امانت اس کو دیدے اس لئے کہ کسی مرد کا خون بہانا کسی کے لئے حلال نہیں اور نہ اس کا مال بغیر اس کی مرضی کے لہذا تم لوگ اپنے نفسوں پر ظلم نہ کرنا۔ اور میرے بعد تم لوگ پھر پلٹ کر کافر نہ ہو جانا۔

(۵۱۵۲) محمد بن ابی عمیر نے منصور بزرج سے انہوں نے ابی حمزہ ثمالی سے انہوں نے حضرت علی ابن الحسین علیہما السلام سے روایت کی ہے کہ آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تم لوگ اپنے ہاتھوں کے بل بوتے پر غرور کرکے کسی کا خون نہ بہاؤ اس لئے کہ اس کے لئے بھی اللہ کے پاس ایک قاتل ہے جس کو موت نہیں آئے گی۔ لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ وہ قاتل کون ہے جس کو موت نہیں آئے گی؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ جہنم۔

(۵۱۵۳) ہشام بن سالم نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ

ایک مرد مومن کو اس کے دین میں وسعت اور کشادگی ملتی ہے جب تک وہ کسی کا ناحق اور حرام خون نہ بہائے نیز فرمایا کسی مومن کو عمداً قتل کرنے والے کو توبہ کی توفیق نہیں ملتی۔

(۵۱۵۴) حمّاد بن عثمان نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ قیامت کے دن لوگ حساب میں مشغول ہونگے کہ اتنے میں ایک آدمی ایک شخص کے پاس آئے گا اور اس کو خون میں تھپڑ دے گا وہ پوچھے گا کہ اے بندہ خدا میرا تیرا کیا جھگڑا؟ وہ کہے گا کہ فلاں دن تو نے میرے خلاف ایک جملہ کہا تھا اس پر میں قتل کر دیا گیا۔

(۵۱۵۵) اور علاء کی روایت میں ثمالی سے ہے کہ انہوں نے کہا اگر کوئی شخص کسی آدمی کو ایک کوڑا مارے گا تو اللہ تعالیٰ اس کو آگ کے کوڑے سے مارے گا۔

(۵۱۵۶) اور جمیل نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لعنت کی ہے اس شخص پر جو مدینہ میں کوئی حادثہ کرے یا حادثہ کرنے والے کو پناہ دے میں نے پوچھا کہ وہ حادثہ کیا؟ تو آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ قتل۔

(۵۱۵۷) اور ابن ابی عمیر نے متعدد افراد سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ جو شخص کسی مومن کے خلاف آدھے فقرہ سے بھی اعانت کرے گا تو وہ قیامت کے دن اس طرح آئے گا کہ اس کی پیشانی پر لکھا ہوا ہوگا کہ یہ اللہ کی رحمت سے مایوس ہے۔

(۵۱۵۸) ابان نے ابی اسحاق ابراہیم صیقل سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے مجھے بتایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تلوار کے پرتلہ میں ایک صحیفہ پایا گیا جس میں تحریر تھا کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کا سب سے زیادہ سرکش اور نافرمان وہ شخص شمار ہوگا جو اس کو قتل کردے جو اس کو قتل نہ کرنا چاہتا ہو۔ اس کو مارے جو اس کو مارنا نہ چاہتا ہو اور جو اپنے موالیوں کو چھوڑ کر کسی اور سے تولّا رکھتا ہو تو وہ اس چیز کا منکر اور کافر ہے جو اللہ تعالیٰ نے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نازل فرمایا ہے۔ اور جو شخص کوئی حادثہ کر بیٹھے یا کسی حادثہ کرنے والے کو پناہ دے اللہ تعالیٰ اس کے کسی صرف (توبہ) و عدل (فدیہ) کو قیامت کے دن قبول نہ کرے گا۔ پھر فرمایا کیا تمہیں معلوم ہے کہ آنحضرت کے اس قول کا کہ **من تولیٰ غیر موالیه** (جو اپنے موالیوں کو چھوڑ کر کسی اور سے تولّا رکھے) کا کیا مطلب ہے؟ میں نے عرض کیا اس کا کیا مطلب؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ اس سے مراد اپنے اہل دین ہیں (اور ایک نسخہ میں اہل دین کی جگہ اہل بیت ہے) امام جعفر صادق علیہ السلام کے اس قول میں صرف سے مراد توبہ ہے اور عدل سے مراد فدیہ اور بدلہ ہے۔

(۵۱۵۹) حنان بن سدیر نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اللہ تعالیٰ کے اس قول کے متعلق روایت کی ہے

انه من قتل نفساً بغیر نفس او فسا دفی الارض فکا نما قتل الناس جمیعاً (سورۃ مائدہ آیت ۳۲) (کہ جو کوئی قتل کرے ایک جان کو بلا عوض جان کے یا بغیر فساد کرنے کے ملک میں تو ایسا ہے گویا اس نے تمام انسانوں کو قتل کر دیا) آپ علیہ السلام نے فرمایا جہنم کی ایک وادی ہے کہ اگر کوئی شخص تمام انسانوں کو قتل کر دے تو وہ اس میں رہے گا اور اگر کوئی شخص ایک آدمی کو بھی قتل کر دے تو وہ بھی اس میں رہے گا۔

(۵۱۶۰) اور روایت کی گئی ہے کہ جہنم میں ایک ایسی جگہ بنائی گئی ہے کہ وہاں کے رہنے والوں پر شدت عذاب کی انتہا ہوگی اور اگر کوئی تمام انسانوں کو قتل کر دے تو وہ اس جگہ ڈال دیا جائے گا۔ تو عرض کیا گیا کہ اور اگر کوئی (ایک کے بعد) دوسرے کو بھی قتل کر دے؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا پھر اس پر دوگنا عذاب ہوگا۔

(۵۱۶۱) علاء نے محمد بن مسلم سے اور انہوں نے دونوں ائمہ علیہما السلام میں سے کسی ایک سے روایت کی ہے آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جو شخص اپنے مال کی حفاظت میں قتل ہو جائے وہ شہید ہے راوی کا بیان ہے کہ آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ اگر ایسے موقع پر میں ہوں تو مال کو چھوڑ دوں گا اور اس سے جنگ و مقابلہ نہ کروں گا۔

(۵۱۶۲) ابن ابی عمیر نے محسن بن احمد سے انہوں نے عیسیٰ ضعیف سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص نے ایک آدمی کو قتل کر دیا اب اس کے لئے توبہ کی کیا صورت ہو؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا (اس کے وارثوں کو) اپنے نفس پر قدرت دے۔ میں نے عرض کیا مگر وہ ڈرتا ہے کہ وہ لوگ اس کو قتل کر دیں گے۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا ان لوگوں کو خونبہا اور دیت دیدے میں نے عرض کیا مگر وہ ڈرتا ہے کہ اگر اس نے یہ کیا تو ان لوگوں کو معلوم ہو جائے گا (کہ میں قاتل ہوں) تو آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ پھر کوئی عورت ان کی زوجیت میں دیدے۔ میں نے عرض کیا مگر اس کو ڈر ہے کہ کہیں وہ عورت ان لوگوں کو اس پر مطلع نہ کر دے؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا پھر وہ دیت کو نظر میں رکھے اور دیت کی رقم ایک تھیلی میں ڈالے اور نماز کے اوقات کو دیکھتا رہے اس وقت تھیلی ان کے گھر میں ڈال آئے۔

(۵۱۶۳) حسن بن محبوب نے ابی ولاد حناط سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا وہ فرما رہے تھے کہ جو شخص اپنے آپ کو عمداً قتل (خودکشی) کرے تو وہ ہمیشہ کے لئے جہنم میں رہے گا۔

(۵۱۶۴) حسن بن محبوب نے عبداللہ بن سنان اور ابن بکیر سے اور ان دونوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ آنجناب علیہ السلام سے دریافت کیا گیا کہ اگر کوئی مومن کسی مومن کو عمداً قتل کر دے تو کیا اس کے لئے توبہ ہے؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا اگر اس نے اس کو اس کے ایمان کی بنا پر قتل کیا ہے تو

اس کے لئے کوئی توبہ نہیں ہے۔ اور اگر اس نے غصہ میں آکر قتل کیا ہے یا دنیاوی معاملات میں کسی سبب سے قتل کیا ہے تو اس کی توبہ یہ ہے کہ اس کا قصاص دیا جائے اور اگر اس قتل کا کسی کو علم نہ ہو تو قاتل خود مقتول کے ورثاء کے پاس جائے اور ان کے سامنے قتل کا اعتراف کرے اگر وہ لوگ اس کو معاف کردیں اور قتل نہ کریں تو ان کو اس کی دیت خونبہا دے اور ایک غلام آزاد کرے دو مہینے متواتر روزہ رکھے اور ساٹھ (۶۰) مسکینوں کو کھانا کھلائے اللہ کی بارگاہ میں توبہ کے لئے۔

(۵۱۶۵) ابن ابی عمیر نے سعید ازرق سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا جو ایک مرد مومن کو قتل کردیتا ہے آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ اس سے کہا جائے گا کہ تو کونسی موت مرنا چاہتا ہے اگر تو چاہے تو یہودی کی موت اگر چاہے تو نصرانی کی موت اور اگر چاہے تو مجوسی کی موت۔

(۵۱۶۶) جابر نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے بیان فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا ارشاد ہے کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ سب سے پہلے خون کا فیصلہ کرے گا چنانچہ حضرت آدم علیہ السلام کے دونوں لڑکے (ہابیل اور قابیل) کھڑے ہونگے اور ان کے درمیان فیصلہ کرے گا۔ پھر وہ لوگ جو ان دونوں کے قریبی عہد (زمانے) کے ہیں جن کے خون کا مقدمہ ہے یہاں تک کہ لوگوں میں سے کوئی ایسا باقی نہ رہے گا۔ مقتول اپنے قاتل کے ساتھ آئے گا اس کے چہرے سے خون ٹپک رہا ہوگا اور اللہ تعالیٰ اس سے کہے گا کہ تو نے اس کو قتل کیا اور قاتل اللہ کے سامنے کوئی بات نہ چھپا سکے گا۔

(۵۱۶۷) حمّاد نے حلبی سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے متعلق روایت کی ہے جس نے کسی کے غلام کو عمداً قتل کردیا۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ وہ اس کی قیمت کا تاوان ادا کرے گا اور اس کی سخت پٹائی کی جائے گی۔ نیز آپ علیہ السلام نے ایک ایسے شخص کے متعلق فرمایا جس نے خود اپنے غلام کو قتل کردیا۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ وہ ایک غلام آزاد کرے گا اور دو مہینے متواتر روزہ رکھے گا اور ساٹھ (۶۰) مسکینوں کو کھانا کھلائے گا اس کے بعد اللہ تعالیٰ سے توبہ کرے گا۔

(۵۱۶۸) عثمان بن عیسیٰ اور زرعہ نے سماعہ سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے آنجناب علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا جس نے کسی مرد مومن کو عمداً قتل کردیا کہ کیا اس کے لئے توبہ ہے؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا نہیں جب تک وہ اس کی دیت اس کے وارثوں کو ادا نہ کرے اور ایک غلام آزاد نہ کرے اور دو مہینے متواتر روزہ نہ رکھے اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں گڑگڑا کر توبہ واستغفار نہ کرے جب وہ ایسا کرلے گا تو مجھے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول کرے گا۔ میں نے عرض کیا کہ میں آپ علیہ السلام پر قربان اگر اس کے پاس کوئی مال نہ ہو جس سے وہ اس کی دیت ادا کرے آپ علیہ السلام نے فرمایا پھر

وہ مسلمانوں سے بھیک مانگ کر اس کے گھر والوں کو اس کی دیت ادا کرے۔

(۵۱۶۹) قاسم بن محمد جوہری نے کلیب اسدی سے روایت کی ہے اس کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص ماہ حرام میں قتل کر دیا جاتا ہے اس کی دیت کیا ہوگی ؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا ایک پوری دیت اور ایک تہائی دیت۔

(۵۱۷۰) محمد بن ابی عمیر نے منصور بن یونس سے انہوں نے ابی حمزہ سے انہوں نے دونوں ائمہ علیہما السلام میں سے کسی ایک سے روایت کی ہے کہ آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہیں سے تشریف لائے تو عرض کیا گیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جھنیہ (ایک جگہ کا نام) میں ایک مقتول پڑا ہوا ہے یہ سن کر آپ علیہ السلام اٹھ کھڑے ہوئے اور ان کی مسجد میں پہنچے اور لوگ اس کے متعلق سن سن رہے تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس جمع ہو گئے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پوچھا اس شخص کو کس نے قتل کیا ؟ لوگوں نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہم لوگ نہیں جانتے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا مسلمانوں کا ایک مقتول مسلمانوں کے سامنے ہو اور مسلمان یہ کہیں کہ ہم نہیں جانتے کہ کس نے قتل کیا ہے۔ اس ذات کی قسم جس نے مجھے حق کے ساتھ مبعوث کیا ہے اگر تمام اہل آسمان اور تمام اہل زمین جمع ہو جائیں در یک مرد مسلمان کے قتل میں شریک ہوں یا اس کے قتل پر راضی ہوں تو اللہ تعالیٰ ان سب کو ناک کے بل جہنم میں ڈال دے گا۔ یا فرمایا کہ ان کے منہ کے بل۔

(۵۱۷۱) اور سماعہ نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اللہ تعالیٰ کے اس قول کے متعلق دریافت کیا کہ **و من یقتل مومنا متعمد افجزآ وہ جھنم** (سورۃ نساء آیت ۹۳) (جو شخص کسی مومن کو عمداً قتل کرے اس کی جزا جہنم ہے) آپ علیہ السلام نے فرمایا جو شخص کسی مومن کو اس کے دین کے معاملہ پر قتل کرے تو یہ عمداً قتل ہے جس کے متعلق اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں کہا ہے اور اس کے لئے بڑا عذاب فراہم ہے میں نے عرض کیا اور اگر ایک شخص کا ایک شخص سے کسی بات پر جھگڑا ہو جائے اور وہ تلوار نکال کر اس کو مار دے اور اس کو قتل کر دے آپ علیہ السلام نے فرمایا یہ وہ قتل عمداً نہیں ہے جس کے متعلق اللہ تعالیٰ نے کہا ہے۔

(۵۱۷۲) حماد بن عیسیٰ نے ابی سفاتج سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اللہ تعالیٰ کے اس قول کے متعلق دریافت کیا **و من یقتل مومنا متعمد افجزآ وہ جھنم** (سورۃ نساء آیت ۹۳) (جو شخص کسی مومن کو عمداً قتل کرے اس کی سزا جہنم ہے) آپ علیہ السلام نے فرمایا اگر اللہ تعالیٰ اس کو اس کی سزا دے تو جزا جہنم ہے اور اگر کسی کی شفاعت سے اس کو بخش دے تو یہ اور بات ہے۔

(۵۱۷۳) اور روایت ابراہیم بن ابی البلاد میں اس شخص سے ہے جس نے ان سے روایت بیان کی اور اس نے حضرت

امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ علیہ السلام نے بیان فرمایا کہ امیرالمومنین علیہ السلام کے عہد میں ایک راست گو عورت تھی جس کو اُمِّ فَتّان کہا جاتا تھا اصحاب امیرالمومنین میں سے ایک شخص اس کے پاس آیا تو اسے کچھ فکر مند پایا تو پوچھا کہ کیا بات ہے تم مجھے کچھ فکر مند سی نظر آرہی ہو؟ اس نے کہا میں نے اپنی مالکہ کو دفن کیا تو زمین نے اس کو دو مرتبہ باہر پھینک دیا۔ اس شخص کا کہنا ہے کہ وہ امیرالمومنین کی خدمت میں حاضر ہوا اور یہ واقعہ بیان کیا تو آپ علیہ السلام نے فرمایا زمین تو یہودی اور نصرانی کو بھی قبول کر لیتی ہے اس کو کیا ہوا ہے سوائے اس کے کہ وہ عذاب الہیٰ میں مبتلا ہے۔ پھر فرمایا کہ لیکن اگر کسی مرد مسلمان کے قبر کی مٹی لیکر قبر پر ڈال دی جائے تو وہ اپنی قبر میں قرار پا جائے گی۔ اس شخص کا بیان ہے کہ یہ سن کر اُمِّ فَتّان کے پاس آیا اس سے یہ بیان کیا تو اس نے ایک مرد مسلمان کے قبر کی مٹی لی اور اپنی مالکہ کی قبر پر ڈال دی اور وہ اپنی قبر میں قرار پا گئی۔ پھر میں نے اس سے پوچھا یہ تمہاری مالکہ کرتی کیا تھی۔ اس نے کہا کہ یہ مردوں کی بڑی شوقین تھی جب اس کے کوئی بچہ پیدا ہوتا تو وہ اپنے بچہ کو تنور میں ڈال دیا کرتی تھی۔

(۵۱۷۴) علی بن حکم نے فضیل بن سعدان سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تلوار کے پرتلہ میں ایک صحیفہ تھا جس میں تحریر تھا کہ اللہ اور ملائکہ اور تمام انسانوں کی لعنت اس شخص پر جو ایسے آدمی کو قتل کر دے جو اس کے قتل کا ارادہ نہ رکھتا ہو۔ اس آدمی کو مارے جو اس کے مارنے کا ارادہ نہ رکھتا ہو یا دین میں کوئی نئی بات ایجاد کرے یا ایجاد کرنے والے کو پناہ دے اور خدائے بزرگ و برتر کا انکار ہے حسب سے انکار کرنا خواہ پستی کی وجہ سے کیوں نہ ہو۔

باب: قسامت (قسم)

(۵۱۷۵) حسن بن محبوب نے علی بن رئاب سے انہوں نے ابی بصیر سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے تم لوگوں کے مالی مقدمات کے متعلق جو حکم دیا ہے اس کے برعکس تم لوگوں کے خون کے مقدمات کے لئے دیا ہے۔ تم لوگوں کے مالی مقدمات کے متعلق یہ حکم دیا ہے ثبوت اور گواہی مدعی کے ذمہ ہے اور قسم مدعا علیہ کے ذمہ۔ اور تم لوگوں کے خون کے مقدمات کے متعلق یہ حکم دیا ہے قسم مدعی کے ذمہ ہے اور صفائی کا ثبوت اور گواہی مدعا علیہ کے ذمہ ہے تاکہ ایک مرد مسلمان کا خون رائیگاں نہ جائے۔

(۵۱۷۶) منصور بن یونس نے سلیمان بن خالد سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ

السلام نے ارشاد فرمایا کہ ایک مرتبہ عیسیٰ بن موسیٰ نے مجھ سے دریافت کیا اور ابن شبرمہ بھی ان کے ساتھ تھا کہ ایک مقتول کسی قوم کی سرزمین و سرحد میں پایا جاتا ہے۔ تو میں نے ان سے بیان کیا کہ ایک مرتبہ انصار نے خیبر کی نہروں میں سے ایک نہر پر ایک شخص کو مقتول پایا۔ تو انصار نے کہا کہ یہودیوں نے ہمارے آدمی کو قتل کیا ہے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان سے کہا کہ کیا تم لوگوں کے پاس اس کا کوئی ثبوت و گواہی ہے؟ انہوں نے کہا نہیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا پھر تم لوگ قسم کھا کر یہ کہہ سکتے ہو؟ ان لوگوں نے کہا جس چیز کو ہم لوگوں نے دیکھا نہیں اس کے متعلق کیسے قسم کھائیں گے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا مگر یہودی تو قسم کھاتے ہیں۔ انصار نے کہا یہودی ہمارے مقتول کے لئے قسم کھاتے ہیں؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا پھر نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے پاس سے اس مقتول کا خونبہا ادا کر دیا۔ تو ابن شبرمہ نے کہا اچھا اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خونبہا ادا نہ کرتے تو اس وقت کے لئے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کیا رائے تھی؟ تو میں نے کہا جو کچھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کیا اس کے متعلق تو میں کچھ نہ کہوں گا اگر آپ کچھ نہ کرتے تو۔ راوی کا بیان ہے کہ میں نے عرض کیا کہ پھر قسم کس پر ہوتی؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ مقتول کے وارثوں پر۔

(۵۱۷۷) محمد بن سہل نے اپنے باپ سے انہوں نے اپنے بعض شیوخ سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ امیرالمومنین علیہ السلام سے دریافت کیا گیا کہ ایک شخص چند لوگوں کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا کہ ان ہی لوگوں کے ساتھ رہتے ہوئے مر گیا۔ یا ایک شخص کسی قبیلہ میں یا لوگوں کے گھر پر مردہ پایا گیا تو ان لوگوں پر اس کے وارثوں نے دعویٰ کر دیا۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا ان لوگوں پر قصاص نہیں ہے مگر اس کا خون بھی ضائع نہیں کیا جائے گا۔ ان لوگوں پر اس کی دیت لازم ہے۔

(۵۱۷۸) موسیٰ بن بکر نے زرارہ سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ قسم اس لئے قرار دے دی گئی ہے کہ جو شخص بدی میں مشہور ہے اور اس پر عداوت کا اتہام ہے اس پر دباؤ پڑے اور اگر لوگ اس کے خلاف گواہی دیں تو ان کی شہادت کو جائز سمجھا جائے۔

(۵۱۷۹) قاسم بن محمد نے علی بن ابی حمزہ سے انہوں نے ابی بصیر سے روایت کی ہے انہوں نے کہا کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے قسم کے متعلق دریافت کیا کہ اس کی ابتداء کہاں سے ہوئی تو آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ اس کی ابتداء رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے ہی سے ہو گئی تھی۔ جب فتح خیبر کے بعد انصار میں سے ایک شخص اپنے ساتھیوں سے چھوٹ گیا تو لوگ اس کی تلاش میں نکلے تو اس کو اپنے خون میں لتھڑا ہوا مقتول پایا۔ تو انصار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں آئے اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ ہمارے ساتھی کو یہودیوں نے قتل کر دیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ پھر تم میں پچاس (۵۰) آدمی قسم کھا کر گواہی دیں

کہ اس کو یہودیوں نے قتل کیا ہے۔ انصار نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیا ہم لوگ اس بات کی قسم کھائیں جس کو ہم لوگوں نے دیکھا نہیں ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا پھر یہودی قسم کھائیں گے (کہ ہم نے قتل نہیں کیا) انصار نے کہا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہودیوں کی قسم کو سچا کون سمجھے گا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا پھر میں تمہارے آدمی کی دیت ادا کروں گا۔ میں نے عرض کیا پھر اس میں کیسے فیصلہ ہوگا؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے خون کی عظمت و اہمیت کے پیش نظر اس کے لئے وہ حکم دیا ہے جو حقوق الناس میں سے کسی شے کے لئے نہیں دیا۔ اور وہ اس طرح کہ اگر کوئی شخص کسی آدمی پر دس ہزار درہم یا اس سے کم وبیش کا دعویٰ کرے تو مدعی پر قسم نہیں ہے بلکہ مدعا علیہ پر قسم ہے۔ لیکن اگر کوئی شخص کسی قوم پر خون کا دعویٰ کرے کہ ان لوگوں نے قتل کیا ہے۔ تو قسم مدعی پر ہے مدعا علیہ کے سامنے۔ اور مدعی کے لئے یہ لازم ہے کہ وہ پچاس (۵۰) آدمیوں کو پیش کرے جو قسم کھا کر یہ کہیں کہ فلاں نے فلاں کو قتل کیا ہے تو جس کے خلاف حلف کے ساتھ قتل کے جرم کی گواہی ہے اس کو مدعی کے حوالہ کر دیا جائے گا۔ اب وہ لوگ چاہیں تو اس کو معاف کر دیں اور چاہیں تو قتل کر دیں اور چاہیں دیت قبول کر لیں۔ اور اگر مدعی کی طرف سے لوگ قسم نہ کھائیں تو مدعا علیہ پر لازم ہے کہ ان میں سے پچاس (۵۰) آدمی قسم کھا کر کہیں کہ ہم لوگوں نے نہ قتل کیا ہے اور نہ قاتل کو جانتے ہیں اگر یہ لوگ ایسا کریں گے تو اس قریہ کے لوگ جس میں یہ مقتول پایا گیا ہے اس کی دیت ادا کریں گے۔ اور وہ مقتول صحرا میں پایا گیا ہے تو اس کی دیت بیت المال سے دی جائے گی۔ اس لئے کہ حضرت امیرالمومنین علیہ السلام فرمایا کرتے تھے کہ کسی مرد مسلمان کا خون رائیگاں نہیں کیا جائے گا۔

(۵۱۸۰) اور سماعہ نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک قریہ یا دو قریوں کے درمیان ایک آدمی مقتول پایا جاتا ہے آپ علیہ السلام نے فرمایا اس کی پیمائش کی جائے گی وہ جس قریہ سے زیادہ قریب ہوگا وہ اس کا ضامن ہوگا۔

(۵۱۸۱) زرارہ نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ قسم لوگوں کے احتیاط کے لئے ہے تاکہ جب کبھی کوئی فاسق کسی شخص کو دھوکا دے کر ایسی جگہ قتل کرنے کا ارادہ کرے جس کو کوئی نہ دیکھ سکے تو وہ اس سے ڈرے (کہ قسم کھانی پڑے گی) اور وہ قتل سے باز رہے۔

باب: وہ شخص جو کسی کو زخمی یا قتل کر دے تو اس پر کوئی دیت لازم نہ ہو

(۵۱۸۲) حماد بن عیسیٰ نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (اپنی ازواج کے) کسی حجرے میں تھے کہ ایک شخص نے دروازے کے شگاف سے جھانکا اور اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہاتھ میں گیہوں پیٹ کر صاف کرنے کی ایک لکڑی تھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اگر قریب ہوتا تو اسی سے تیری آنکھ پھوڑ دیتا۔

(۵۱۸۳) قاسم بن محمد جوہری نے علی ابن ابی حمزہ سے انہوں نے ابی بصیر سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص لوگوں کے گھروں میں جھانکتا تھا تاکہ ان کی عورتوں کو دیکھے تو ان لوگوں نے اس کو پتھر مار کر قتل کر دیا یا زخمی کر دیا یا اس کی آنکھ پھوڑ دی۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا اس کی کوئی دیت نہیں ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حجرے میں ایک شخص شگاف در سے جھانک رہا تھا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک نیزہ لے کر آئے تاکہ اس کی آنکھ پھوڑ دیں تو وہ بھاگا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آواز دی اے خبیث ٹھہر میں اس سے تیری آنکھ پھوڑ دوں۔

(۵۱۸۴) اور حضرت امام محمد باقر و امام جعفر صادق علیہما السلام نے فرمایا کہ جو قصاص میں قتل ہوا اس کی کوئی دیت نہیں۔

(۵۱۸۵) ہشام بن سالم نے سلیمان بن خالد سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ جس نے پہلے حملہ کیا پھر اس پر حملہ کر دیا گیا تو اس کے لئے کوئی قصاص نہیں ہے۔

(۵۱۸۶) علاء نے محمد بن مسلم سے اور انہوں نے دونوں ائمہ علیہما السلام میں سے کسی ایک سے روایت کی ہے ایک ایسے شخص کے متعلق کہ وہ کسی آدمی پر گر جاتا ہے اور آدمی مر جاتا ہے۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا اس پر کچھ نہیں ہے۔

(۵۱۸۷) محمد بن فضیل نے ابی صباح کنانی سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ امیرالمومنین علیہ السلام کے عہد میں کچھ لڑکے اپنی جگہ پگڑیوں یا رومالوں سے کوڑے بنا کر (گوپھن) کھیل رہے تھے ان میں سے ایک نے اپنے کوڑے سے اپنے ساتھی کو مارا اور اس کے آگے کے چار دانت ٹوٹ گئے۔ یہ مقدمہ امیرالمومنین علیہ السلام کے سامنے پیش ہوا تو مارنے والے نے گواہیاں پیش کیں کہ اس نے مارتے وقت کہہ دیا تھا کہ خبردار بچو۔ تو امیرالمومنین علیہ السلام نے اس سے قصاص کو معاف کر دیا اور فرمایا کہ جس نے یہ کہہ دیا کہ خبردار تو اس کا عذر قابل قبول ہے۔

(۵۱۸۸) صفوان بن یحییٰ نے عبداللہ بن سنان سے روایت کی ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو ایک شخص کے متعلق فرماتے ہوئے سنا کہ وہ ایک عورت پر حرامکاری کی نیت سے جھپٹا تو اس عورت نے ایک پتھر کھینچ کر مارا جو اس کو لگا اور قتل ہو گیا۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا اس عورت پر کچھ (دیت یا قصاص) نہیں ہے یہ اس کے اور اللہ کے درمیان کا معاملہ ہے۔ یہ مقدمہ اگر امام عادل کے سامنے پیش ہو گا تو وہ (ثبوت و گواہ کے بعد) اس کے خون کو رائیگاں کر دے گا۔

(۵۱۸۹) حماد نے حلبی سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ علیہ السلام نے فرمایا جو بھی شخص کسی آدمی کی طرف اس کے مارنے کے لئے بڑھے اور وہ آدمی اپنا دفاع کرے اور وہ شخص زخمی یا قتل ہو جائے تو اس آدمی پر کچھ نہیں ہے۔

(۵۱۹۰) حسن بن محبوب نے علی بن رئاب سے انہوں نے ابی بصیر سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص نے کسی پاگل اور مجنوں کو قتل کر دیا تو آپ علیہ السلام نے فرمایا اگر اس مجنوں نے اس پر حملہ کیا تھا اور اس نے اپنا دفاع کیا اور اسے قتل کر دیا تو اس پر نہ قصاص ہے اور نہ دیت ہے۔ اور اس مجنوں کے وارثوں کو بیت المال مسلمین میں سے اس کی دیت دی جائے گی۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا اور اگر اس مجنوں کے حملہ کئے بغیر اس نے مجنوں کو قتل کر دیا تو اس سے قصاص نہ لیا جائے اس کے لئے کوئی قصاص نہیں ہے اور میری رائے یہ ہے کہ قاتل مجنوں کے وارثوں کو اس کی دیت ادا کرے اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں استغفار اور توبہ کرے۔

(۵۱۹۱) جعفر بن بشیر نے معلّی ابی عثمان سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے آنجناب علیہ السلام سے دریافت کیا ایک شخص پر ایک گھوڑا چڑھ دوڑا وہ چاہتا تھا کہ اسے اپنے سموں کے نیچے لیلے وہ شخص اس سے ڈرا اور اس نے گھوڑے کو ڈانٹا تو وہ مع اپنے سوار کے بدکا اور سوار کو گرا دیا اور سوار زخمی وغیرہ ہو گیا۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا اس شخص پر اس کی کوئی ذمہ داری نہیں اس نے تو اپنے بچاؤ کے لئے اس کو ڈانٹا تھا یہ اس کی مجبوری تھی (اس پر کوئی قصاص و دیت نہیں)۔

(۵۱۹۲) حسن بن محبوب نے ابی ایوب سے انہوں نے محمد بن مسلم سے انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ ایک مومن کی عورت دوسرے مومن پر حرام ہے۔ نیز آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ اگر کوئی شخص کسی مومن کے گھر میں جھانکے تو اس کی دونوں آنکھیں پھوڑنا اس حالت میں اس مومن پر حلال ہے۔ اور اگر کوئی شخص کسی مومن کے گھر میں بلا اجازت گھس آئے تو اس حالت میں اس کا خون اس مومن پر اور جو شخص کسی نبی مرسل کی نبوت سے انکار کرے اور اسے جھٹلائے تو اس کا خون مباح ہے۔ راوی کا بیان ہے کہ میں

نے عرض کیا کہ آپ علیہ السلام کی رائے میں جو شخص آپ لوگوں میں سے کسی امام سے انکار کرے اس کا کیا حال ہوگا؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا جو شخص کسی امام سے انکار کرے اس نے اللہ سے براءت کردی اور اس سے بری اور اس کے دین سے بری ہے وہ کافر ہے اور اسلام سے مرتد ہے کیونکہ امام اللہ کی طرف سے ہے اس کا دین اللہ کا دین ہے اور جو اللہ کے دین سے براءت کرے وہ کافر ہے اور اس کا خون اس وقت میں مباح ہے لیکن یہ کہ وہ اپنے عقیدہ کی طرف پلٹ آئے اور جو کچھ اس نے کہا ہے اس سے اللہ کی بارگاہ میں توبہ کرے۔ نیز فرمایا کہ جو شخص کسی مومن پر ٹوٹ پڑے اسے جان سے مارنے یا اس کا مال لوٹنے کے ارادے سے تو اس وقت اس مومن کے لئے اس کا خون مباح ہے۔

(۵۱۹۳) ابن فضّال نے ابن بکیر سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ ایک شخص ایک آدمی کے اوپر گر پڑا تاکہ اس کو قتل کردے مگر اوپر والا ہی مرگیا۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا نیچے والے پر کچھ نہیں ہے۔

باب: قصاص اور دیت کی رقم

(۵۱۹۴) ہشام بن سالم نے سلیمان بن خالد سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص ڈنڈے سے پیٹا گیا اور اس وقت تک نہیں چھوڑا گیا جب تک وہ قتل نہیں ہوگیا۔ کیا قاتل کو مقتول کے وارثوں کے حوالے کردیا جائے گا۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا ہاں مگر قاتل کو (ورثاء کے ظلم کا نشانہ بننے کے لئے) نہ چھوڑا جائے کہ وہ مقتول کے ناک کان کاٹیں یا کوئی اور حرکت کریں بلکہ اس کو جلد تلوار کے گھاٹ اتار دیا جائے۔

(۵۱۹۵) فضل بن عبدالملک نے آنجناب علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ جب کوئی شخص کسی کو لوہے سے مارے تو یہ قتل عمداً ہے۔ راوی کا بیان ہے کہ میں نے آنجناب علیہ السلام سے دریافت کیا اس قتل خطاء کے لئے جس میں دیت اور کفارہ ہے کیا وہ شخص ہے جو کسی کو مارتا ہے مگر قتل کا عمداً ارادہ نہیں کرتا آپ علیہ السلام نے فرمایا ہاں میں نے عرض کیا پھر اگر کوئی شخص کوئی چیز پھینکے اور کسی کو لگ جائے آپ علیہ السلام نے فرمایا یہ قتل خطا ہے اس میں کوئی شک نہیں اس پر دیت اور کفارہ ہے۔

(۵۱۹۶) نضر نے عبداللہ بن سنان سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ اگر کوڑا مار کر یا پتھر مار کر یا ڈنڈے مار کر کسی کو قتل کیا جائے تو یہ قتل خطا بہت مشابہہ بقتل عمد ہے اور اس کی دیت بھی غلیظ اور گہری ہوگی یعنی ایک سو (۱۰۰) اونٹ جس میں چالیس (۴۰) ثنیہ اور بازل کے

درمیان یعنی چھ (۶) اور آٹھ (۸) سال کے درمیان کی حاملہ اونٹنیاں اور تیس (۳۰) عدد حقہ (تین سالہ) اور تیس (۳۰) عدد ابنتہ لبون (دودھ پیتی ہوئی اونٹ کی بچیاں) اور قتل خطا میں تیس (۳۰) عدد حقہ اور تیس (۳۰) عدد ابنتہ لبون اور بیس (۲۰) مخاض (دودھ میں ہبگلا اونٹنیاں) اور بیس (۲۰) اونٹ کے نر دودھ پیتے بچے۔ اور ہر اونٹ کی قیمت چاندی کے سکوں میں سے ایک سو بیس (۱۲۰) درہم یا دس (۱۰) دینار۔ اور بکریوں میں ہر ایک اونٹ کی قیمت (کے بدلے) بیس (۲۰) بکریاں۔

(۵۱۹۷) معاویہ بن وھب نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے قتل عمد کی دیت کے متعلق دریافت کیا تو آپ علیہ السلام نے فرمایا ایک سو (۱۰۰) نر اونٹ جو پانچ سال پورے کر کے چھٹے سال میں داخل ہوئے ہوں اور اگر یہ نہ ہوسکے تو ہر ایک اونٹ کے بدلے بیس (۲۰) عدد بکرے۔

(۵۱۹۸) حسن بن محبوب نے خضر صیرفی سے انہوں نے برید عجلی سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص نے ایک آدمی کو عمداً قتل کر دیا ابھی اس پر حد جاری نہیں ہوئی اور نہ ابھی صحیح شہادت پیش ہوئی تھی کہ وہ پاگل ہوگیا اور اس کی عقل جاتی رہی پھر اس کے پاگل ہونے کے بعد دوسرے لوگوں نے گواہی دی کہ اس نے اس کو قتل کیا ہے۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ اگر وہ لوگ یہ گواہی دیں کہ جس وقت اس نے قتل کیا تھا وہ صحیح الذہن تھا اس کی عقل میں کوئی خرابی اور فساد نہ تھا تو وہ قتل کیا جائے گا اور اگر یہ گواہی نہ دیں تو اگر قاتل کے پاس مال ہو تو اس میں سے مقتول کے وارثوں کو اس کی دیت ادا کر دی جائے گی اور اس کے پاس کچھ مال نہ ہو تو مسلمانوں کے بیت المال سے اس کی دیت ادا کی جائے گی اور مرد مسلم کا خون رائیگاں نہیں کیا جائے گا۔

(۵۱۹۹) اور سلیمان بن خالد نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص نے ایک دایہ دودھ پلانے والی اجرت پر رکھی اور اپنا لڑکا اس کے حوالہ کر دیا اور وہ لڑکا اس دایہ کے پاس رہا پھر دایہ چلی گئی اور اس نے دوسری جگہ مزدوری تھام لی اب وہ دایہ لڑکے کو لے کر غائب ہوگئی نہیں معلوم کہ اس نے لڑکے کے ساتھ کیا کیا اور دایہ سے بدلہ نہیں لیا جاتا۔ آپؑ نے فرمایا اس کی دیت کامل ہوگی۔

(۵۲۰۰) حسن بن محبوب نے حسن بن حیّ سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص کہیں مقتول پایا گیا اتنے میں دو شخص مقتول کے وارثوں کے پاس آئے ایک نے کہا کہ میں نے اس کو عمداً قتل کیا ہے دوسرے نے کہا میں نے اس کو خطأً قتل کیا ہے۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا اگر اس کے وارث نے قتل عمداً کا دعویٰ کرنے والے سے دیت حاصل کر لی ہے تو قتل خطا کا دعویٰ کرنے والے پر کچھ نہیں ہے اور اگر اس نے قتل خطا کا دعویٰ کرنے والے سے دیت وصول کر لی ہے تو پھر قتل عمد کا دعویٰ کرنے والے پر کچھ

نہیں ہے۔

(۵۲۰۱) حسن بن محبوب نے عبدالرحمن بن حجاج سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے ابن ابی لیلیٰ کو کہتے ہوئے سنا وہ کہہ رہے تھے کہ زمانہ جاہلیت میں دیت سو (۱۰۰) اونٹ تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کو برقرار رکھا پھر آپ علیہ السلام نے دیت میں گائے دینے والوں پر دو سو گائیں فرض کیں اور بکریوں کی شکل میں دینے والوں پر ایک ہزار بکریاں۔ حُلّوں کی شکل میں دیت دینے والوں پر ایک سو حُلّے فرض کئے عبدالرحمن کا بیان ہے کہ ابن ابی لیلیٰ نے جس کی روایت کی تھی اس کو میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے بیان کیا تو آپ علیہ السلام نے فرمایا حضرت علی علیہ السلام فرمایا کرتے تھے کہ دیت ایک ہزار (۱۰۰۰) دینار ہے اور ہر ایک دینار کی قیمت دس (۱۰) درہم ہے سونے کا کام کرنے والوں پر ایک ہزار (۱۰۰۰) دینار چاندی کا کام کرنے والوں پر دس ہزار درہم ۔ شہر والوں کے لئے دس ہزار ۔ دیہات والوں کے لئے دیت ایک سو (۱۰۰) اونٹ اور اہل اطراف کے لئے دو سو (۲۰۰) گائیں یا ایک ہزار (۱۰۰۰) بکریاں۔

(۵۲۰۲) اور کلیب بن معاویہ نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا ۔ آپ علیہ السلام فرماتے تھے کہ جو شخص ماہ حرام میں کسی کو قتل کرے اس پر ایک دیت اور ایک دیت کی تہائی واجب الادا ہے۔

(۵۲۰۳) ابان نے زرارہ سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا ۔ آپ علیہ السلام فرماتے تھے کہ اگر کوئی شخص ماہ حرام میں کسی کو قتل کرے تو وہ حرام کے مہینوں میں دو ماہ پے در پے روزہ رکھے۔

(۵۲۰۴) حسن بن محبوب نے ابی ولّاد سے روایت کی ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص نے ایک مرد مسلمان کو قتل کردیا لیکن اس مقتول کا مسلمانوں میں کوئی والی و وارث نہیں ہے اگر ہیں تو وہ کافران ذمی ہیں جو اس کے قرابتدار ہیں۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ امام پر لازم ہے کہ وہ اس کے خاندان والوں میں سے جو اس کے قرابتدار ہیں ان پر اسلام پیش کرے ان میں سے جو بھی اسلام لائے وہ اس کا والی و وارث ہے قاتل اس کے حوالے کردیا جائے گا وہ چاہے تو اس کو قتل کرے اور چاہے معاف کرے اور چاہے دیت وصول کرے ۔ اگر اس کے قرابتداروں میں سے کوئی اسلام نہ لایا تو پھر امام اس کا والی ہوگا وہ چاہے تو اس کو قتل کرے اور چاہے اس کی دیت وصول کرکے مسلمانوں کے بیت المال میں ڈال دے اس لئے کہ اگر اس مقتول کے ذمہ کوئی تاوان ہے تو وہ امام کے ذمہ ہے لہٰذا اس کی دیت بھی وہی وصول کرے گا۔ میں نے عرض کیا اور اگر امام اس کو معاف کردے ؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا یہ حق تو سارے مسلمانوں کا ہے امام اس کو معاف نہیں کرے گا۔ وہ یا تو اس کو قتل کردے گا یا دیت لے لیگا۔

(۵۲۰۵) ابن محبوب نے علی بن رئاب سے انہوں نے عبداللہ بن سنان سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے ایک ایسے شخص کے متعلق کہ جس نے ایک آدمی کو دھکا دیا تو وہ دوسرے آدمی پر گرا اور وہ مرگیا۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا دیت اس آدمی پر ہے جو اس پر گرا ہے اور وہ مرگیا ہے وہ مقتول کے وارثوں کو ادا کرے گا۔ نیز فرمایا اور وہ جس کو دھکا دیا ہے وہ دھکا دینے والے سے دیت وصول کرے گا۔ اور اگر کوئی گزند پہنچا ہے تو وہ اس کی دیت بھی دھکا دینے والے سے وصول کرے گا۔

(۵۲۰۶) ابن محبوب نے ابی ولاد سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے آپ علیہ السلام نے بیان فرمایا کہ حضرت امیرالمومنین علیہ السلام فرماتے تھے کہ قتل خطا کی دیت کا مطالبہ تین سالوں میں ہوگا اور قتل عمد کا مطالبہ ایک سال میں کیا جائے گا۔

(۵۲۰۷) جعفر بن بشیر نے معلّی ابی عثمان سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے آنجناب سے قول خدا **فمن تصدّق به فهو كفارة له** (سورۃ مائدہ آیت ۴۵) (جو مظلوم ظالم کو معاف کردے تو یہ اس کے گناہوں کا کفارہ ہوگا) آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ اس کے گناہوں کا کفارہ اسی قدر ہوگا جتنا اس نے قتل عمد کو معاف کیا ہے اور قتل عمد کے اندر آدمی کے بدلے آدمی قتل ہوگا۔ مگر یہ کہ وہ اس کو معاف کردے یا دیت قبول کرلے اور قتل عمد سے شدید مشابہت میں تینتیس (۳۳) عدد حقہ (تین سالہ اونٹ) اور چونتیس (۳۴) عدد جذعہ (دو سالہ اونٹ) اور تینتیس (۳۳) عدد ثنیہ خلفہ (چھ سالہ) اونٹنیاں جو نر کی تلاش میں ہوں۔ اور قتل خطائے مغلظ میں اگر بکریاں دینی ہیں تو ایک ہزار نر بکرے اور یہ نہ ہوسکے تو اونٹ۔

(۵۲۰۸) ابن محبوب نے ابی ایوب سے انہوں نے حریز سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے آنجناب علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص نے ایک آدمی کو عمداً قتل کردیا یہ مقدمہ والی و حاکم کے سامنے پیش کیا گیا تو حاکم نے اس کو قتل کرنے کے لئے مقتول کے حوالے کردیا تو کچھ لوگ جھپٹے اور قاتل کو مقتول کے وارثوں سے چھڑا لے گئے۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا میری رائے یہ ہے کہ جو لوگ اسے مقتول کے وارثوں سے چھڑا لے گئے ان کو اس وقت تک قید میں رکھا جائے جب تک وہ قاتل کو پیش نہ کریں۔ تو عرض کیا گیا کہ اور اگر یہ لوگ قید میں ہوں اور قاتل مرجائے؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا اگر قاتل مرجائے تو پھر ان لوگوں پر دیت ہے جو وہ مقتول کے وارثوں کو ادا کریں گے۔

(۵۲۰۹) ہشام بن سالم نے زیاد بن سوقہ۔۔ اور انہوں نے حکم بن عتیبہ سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے عرض کیا کہ آپ علیہ السلام قتل عمد اور قتل خطا اور جراحتوں سے متعلق کیا فرماتے ہیں تو آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ قتل خطاء قتل عمد کے مانند نہیں۔ قتل عمد (کے بدلہ) میں قتل

ہے اور جراحتوں میں قصاص ہے اور قتل خطاء اور جراحتوں میں دیت ہے۔ راوی کا بیان ہے کہ پھر آپ علیہ السلام نے فرمایا اے حکم اگر خطا قاتل کی ہے یا خطا جارح (زخمی کرنے والے) کی اور وہ بدوی ہے تو وہ خطا جو اس بدوی نے کی ہے اس کی دیت اس کے سرپرستوں پر ہے ان بدوؤں کی طرف سے اور اگر جارح کسی قریہ کا رہنے والا ہے تو اس نے جو خطا کی ہے اس کی دیت اس کے ان سرپرستوں پر ہے جو قریہ کے رہنے والے ہیں۔

(۵۲۱۰) ابن محبوب نے علی بن رئاب سے انہوں نے زرارہ سے انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے متعلق روایت کی ہے جس نے ایک مرد آزاد کو حکم دیا کہ فلاں شخص کو قتل کردو اور اس نے اس کو قتل کردیا۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا جس نے قتل کیا ہے اس کو قتل کیا جائے گا اور جس نے قتل کا حکم دیا ہے اس کو تا عمر قید کردیا جائے گا یہاں تک کہ وہ اس میں مرجائے۔

(۵۲۱۱) ابن محبوب نے علی بن رئاب سے انہوں نے ابی عبیدہ سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص نے اپنی ماں کو قتل کردیا آپ علیہ السلام نے فرمایا وہ ماں کی وراثت نہیں پائے گا اور اس کے قتل کے جرم میں قتل ہوگا ذلت کے ساتھ اور میرا تو خیال یہ ہے کہ اس کا قتل بھی اس کے گناہ کا کفارہ نہیں بنے گا۔

(۵۲۱۲) ابن محبوب نے علی بن رئاب سے انہوں نے زرارہ سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے ایک مرتبہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص نے ایک آدمی کو حرام مہینوں میں خطأً قتل کردیا۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا اس پر دیت اور حرام مہینوں میں دو ماہ تک متواتر روزہ رکھنا لازم ہے۔ میں نے عرض کیا مگر اس میں تو ایام عید اور ایام تشریق بھی آئیں گے؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا مگر وہ اس میں بھی روزہ رکھے گا اس لئے کہ اس کی ادائیگی اس پر لازم ہے۔

(۵۲۱۳) ابان کی روایت جو زرارہ سے ہے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ اس پر پوری دیت اور ایک دیت کی ایک تہائی لازم ہے۔

(۵۲۱۴) ظریف بن ناصح نے علی ابن ابی حمزہ سے انہوں نے ابی بصیر سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا اگر کوئی شخص کسی کو مٹی کا برتن یا پختہ اینٹ مارے اور وہ مرجائے تو اس کا یہ قتل عمداً ہوگا۔

(۵۲۱۵) ابن ابی عمیر نے ہشام بن سالم اور متعدد اشخاص سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آنجناب علیہ السلام سے دریافت کیا گیا کہ ایک عورت پر مرد نے سختی کا برتاؤ کیا اور اب اس کا خیال ہے کہ وہ عورت اس کے اس سخت برتاؤ سے مرگئی۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ اس کی دیت کامل ہوگی مگر مرد قتل

نہیں کیا جائے گا۔

(۵۲۱۶) ابراہیم بن ہاشم کی نوادر میں ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا گیا کہ ایک مرد نے عورت کے ساتھ سختی کا برتاؤ کیا یا عورت نے مرد کے ساتھ سختی کا برتاؤ کیا پھر ایک نے دوسرے کو قتل کر دیا۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا ان دونوں پر کچھ نہیں ہے۔

(۵۲۱۷) داؤد بن سرحان نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے ان دو شخصوں کے متعلق کہ جنہوں نے مل کر ایک آدمی کو قتل کر دیا۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ اگر مقتول کے ورثا چاہیں کہ ان کی دیت ادا کر کے ان دونوں کو قتل کریں تو وہ قتل کر لیں۔

(۵۲۱۸) اور سماعہ نے ابی بصیر سے اور انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے اللہ تعالیٰ کے اس قول کے متعلق دریافت کیا **فمن عفی له من اخیه شی فاتباع بالمعروف** (سورۃ بقرہ آیت ۱۷۸) (پس جس قاتل کو اس کے ایمانی بھائی طالب قصاص کی طرف کر دیا جائے تو اسے بھی اس کے قدم بہ قدم نیکی کرنا اور خوشی سے خون بہا ادا کرنا چاہیئے) اس آیت میں شے سے کیا مراد ہے؟ فرمایا یہ وہ شخص ہے جو دیت قبول کرے تو اللہ تعالیٰ نے حکم دیا جو اس کا حق ہے اسے خوش اسلوبی سے وصول کرے اس کو پریشان نہ کرے۔ اور جس پر ادا کرنا لازم ہے اس کے لئے حکم ہے اس کے ساتھ ظلم نہ کرے اور اگر آسانی کے ساتھ ادا کر سکتا ہے تو نیکی کے ساتھ ادا کر دے میں نے عرض کیا کہ پھر اس کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا یہ قول **فمن اعتدی بعد ذلک فله عذاب الیم** (سورۃ بقرہ آیت ۱۷۸) (اب اس کے بعد جو بھی زیادتی کرے گا اس کے لئے دردناک عذاب ہے) آپ علیہ السلام نے فرمایا اس سے مراد وہ شخص ہے جو دیت قبول کر لیتا ہے پھر مصالحت کر لیتا ہے اور اس کے بعد اگر قاتل کو مثلہ کر دیتا ہے یعنی ناک کان کاٹ لیتا ہے یا قتل کر دیتا ہے۔

(۵۲۱۹) داؤد بن سرحان نے حضرت ابی عبداللہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے متعلق روایت کی ہے جو اپنے سر پر کوئی سامان اٹھائے ہوئے تھا وہ ایک انسان سے ٹکرایا اور وہ مرگیا یا اس میں سے کچھ سامان ٹوٹ گیا۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا وہ اس کا امانت دار اور ضامن ہے۔

(۵۲۲۰) محمد بن اسلم نے علی بن ابی حمزہ سے انہوں نے حضرت ابوالحسن موسیٰ بن جعفر علیہما السلام سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے آنجناب علیہ السلام سے عرض کیا مولا میں آپ علیہ السلام پر قربان ایک شخص نے ایک آدمی کو عمداً یا خطأً قتل کر دیا اور اس کے ذمہ کسی کا قرض اور مال ہے مقتول کے ورثاء نے ارادہ کیا کہ قاتل کو معاف کر دیں۔ آپؑ نے فرمایا اگر وہ معاف کر دیتے ہیں تو مقتول کے ذمہ دار ہونگے۔ میں نے عرض کیا اور اگر وہ لوگ (معاف نہ کریں بلکہ) اس کے قتل کا ارادہ کریں؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا اگر اس نے عمداً قتل کیا ہے تو قاتل کو

قتل کیا جائے گا اور امام اس کا قرض قرض داروں کے سہم سے ادا کرے گا۔ میں نے عرض کیا عمداً قتل کیا ہے اور مقتول کے وارثوں نے قاتل سے خون بہا پر صلح کرلی تو قرض کس کے ذمہ ہوگا؟ اس کی دیت میں سے وارثوں پر یا امام پر؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا وہ لوگ اس کی دیت میں سے اس کا قرض ادا کریں گے جس پر ان لوگوں نے صلح کی ہے اس لئے کہ مقتول اپنی دیت کا دوسروں سے زیادہ حقدار ہے۔

(۵۲۲۱) اور ابن بکیر کی روایت میں ہے ان کا بیان ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ وہ شخص جو کسی آدمی کو چھوٹی یا بڑی چیز سے عمداً قتل کرے تو اس پر قصاص (یعنی قتل) لازم ہے۔

(۵۲۲۲) بزنطی نے عبداللہ بن سنان سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے متعلق روایت کی ہے جس نے ایک آدمی کے سر پر ڈنڈا مارا تو اس کی زبان بھاری ہوگئی۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا اس کے سامنے حروف تہجی پیش کئے جائیں گے جس حرف کو وہ فصاحت کی زبان سے ادا کرسکے اس پر کچھ نہیں اور جس حرف کو وہ فصاحت سے ادا نہ کرسکے اس پر اس کو دیت دینا لازم ہے اور وہ اٹھائیس (۲۸) حروف ہیں۔

باب: وہ شخص جس کی خطا بھی عمد ہے

(۵۲۲۳) حسن بن محبوب نے ہشام بن سالم سے انہوں نے ابی بصیر سے انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ آپ علیہ السلام سے دریافت کیا گیا کہ ایک نابالغ لڑکے اور ایک عورت دونوں نے مل کر ایک شخص کو قتل کردیا۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ عورت کی اور نابالغ لڑکے کی خطا بھی عمد ہے اگر مقتول کے ورثاء چاہیں تو دونوں کو قتل کردیں اور لڑکے کے ورثاء کو پانچ ہزار درہم واپس کریں اور اگر لڑکے کو قتل کرنا چاہیں تو قتل کریں اور عورت لڑکے کے وارثوں کو ایک چوتھائی دیت دے گی اور اگر مقتول کے ورثاء عورت کو قتل کرنا چاہیں تو قتل کردیں اور لڑکا عورت کے وارثوں کو ایک چوتھائی دیت دے۔ اور اگر مقتول کے ورثاء چاہیں تو دیت لے لیں ایسی صورت میں لڑکے پر نصف دیت اور عورت پر نصف دیت ہوگی۔

(۵۲۲۴) ابن محبوب نے ابی ایوب سے انہوں نے ضریس کناسی سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک غلام اور ایک عورت نے مل کر ایک شخص کو خطأً قتل کردیا۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ عورت کی خطا اور غلام کی خطا بھی عمد کے مانند ہے پس اگر مقتول کے ورثاء چاہیں کہ دونوں کو قتل کریں تو دونوں کو قتل کردیں۔ اور فرمایا کہ اگر غلام کی قیمت پانچ ہزار درہم سے زیادہ ہے تو پانچ ہزار سے جو زائد ہے وہ غلام کے مالک کو ادا کریں۔ اور اگر چاہیں کہ عورت کو قتل کریں تو اسے قتل کردیں اور غلام

کو لے لیں تو ایسا کرلیں۔ لیکن اگر غلام کی قیمت پانچ ہزار درہم سے زائد ہے تو پانچ ہزار سے جو زائد ہے وہ غلام کے مالک کو ادا کریں اور غلام کو لے لیں یا یہ کہ اس غلام کا مالک اس کی دیت دیدے اور غلام کی قیمت پانچ ہزار درہم سے کم ہے تو پھر ان کے لئے غلام کے سوا اور کچھ نہیں ہے۔

(۵۲۲۵) ابو اسامہ نے عبداللہ بن سنان سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ ایک عورت نے ایک مرد کو عمداً قتل کردیا تو اس کے متعلق آپ علیہ السلام نے فرمایا اگر مقتول کے گھر والے چاہیں کہ عورت کو قتل کریں تو قتل کردیں جو جرم کرتا ہے اس کی سزا اس کی ذات ہی پر ہوتی ہے۔

(۵۲۲۶) سکونی نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک ایسے لڑکے اور ایک مرد کے متعلق روایت کی ہے کہ وہ دونوں ایک شخص کے قتل پر مجتمع ہوئے اور اسے قتل کردیا تو آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ امیرالمومنین علیہ السلام کا ارشاد ہے جو لڑکا پانچ بالشت کا ہوجائے تو اس سے قصاص لیا جائے گا اور اس کے لئے قصاص دیا جائے گا لیکن اگر وہ پانچ بالشت کا نہیں ہوا ہے تو دیت کا فیصلہ ہوگا۔

باب: وہ شخص جس کا عمد بھی خطا ہے

(۵۲۲۷) حسن بن محبوب نے ہشام بن سالم سے انہوں نے عمّار ساباطی سے انہوں نے ابی عبیدہ سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک اندھے نے عمداً ایک صحیح سالم شخص کی آنکھ پھوڑ دی تو آپ علیہ السلام نے فرمایا اے ابوعبیدہ اندھے آدمی کا عمد بھی خطا کے مانند ہے اس میں اس کے مال سے دیت دی جائے گی اگر اس کے پاس مال نہیں ہے تو اس کی دیت امام پر لازم ہے اور ایک مسلمان کا حق رائیگاں نہیں جائے گا۔

(۵۲۲۸) اسماعیل بن ابی زیاد نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہ نے ایک مرتبہ حضرت امیرالمومنین علیہ السلام کو خط لکھ کر دریافت کیا کہ ایک مجنون شخص نے عمداً ایک آدمی کو قتل کردیا تو امیرالمومنین علیہ السلام نے اس مجنون کی قوم پر دیت قرار دے دی اور مجنون کی عمد و خطا دونوں کو برابر قرار دیا۔

باب: وہ شخص جس نے حرم کی حد سے باہر کوئی جرم کیا اور بھاگ کر حرم میں پناہ لے لی

(۵۲۲۹) ابن ابی عمیر نے ہشام بن حکم سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے ایک ایسے شخص کے متعلق کہ جس نے حرم کے باہر جرم کیا پھر بھاگ کر حرم میں پناہ لے لی۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا اس پر حد جاری نہیں کی جائے گی مگر اس کو نہ کھانا دیا جائے گا اور نہ پانی ۔ نہ اس سے بات کی جائے گی نہ اس سے خرید وفروخت ۔ جب ایسا کیا جائے گا تو ہوسکتا ہے کہ وہ حرم سے باہر نکل آئے اور اس پر حد جاری کی جائے۔ اور اگر کوئی شخص حرم کے اندر جرم کرے تو حرم کے اندر ہی اس پر حد جاری کی جائے گی اس لئے کہ اس نے خود حرم کا احترام نہیں کیا۔

باب: اس شخص کے لئے حکم جس کو دو آدمیوں یا اس سے زائد نے قتل کر دیا اور قوم ایک کے قتل پر مجتمع ہو جائے

(۵۲۳۰) قاسم بن محمد نے ابان سے انہوں نے فضیل بن یسار سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے عرض کیا کہ دس (۱۰) آدمیوں نے مل کر ایک آدمی کو قتل کر دیا؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا اگر مقتول کے ورثاء چاہیں تو ان سارے دس (۱۰) آدمیوں کو قتل کر دیں اور دیت کے نو حصوں کا نقصان اٹھائیں۔ اور اگر چاہیں تو ان میں سے ایک آدمی کو چن لیں اور اسے قتل کر لیں اور باقی نو (۹) آدمیوں میں سے ہر ایک دیت کا دسواں حصہ مقتول کے وارثوں کو ادا کر دے۔ اور فرمایا کہ پھر والی وحاکم ان نو (۹) آدمیوں کو سزا دیگا اور انہیں قید کر دیگا۔

(۵۲۳۱) حمّاد نے حلبی سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ حضرت امیر المومنین علیہ السلام نے دو ایسے آدمیوں کے متعلق فیصلہ فرمایا کہ جن میں سے ایک نے ایک شخص کو پکڑے رکھا اور دوسرے نے اس شخص کو قتل کر دیا۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا قاتل کو قتل کیا جائے گا اور دوسرے کو قید کر دیا جائے گا۔ کہ وہ اسی قید میں مرجائے جس طرح اس نے اس شخص کو مرتے دم تک پکڑے رکھا۔

(۵۲۳۲) اور آپ علیہ السلام نے ان دس (۱۰) آدمیوں کے متعلق فیصلہ فرمایا جنہوں نے مشترکہ طور پر ایک شخص کو قتل کر دیا۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا مقتول کے ورثاء ان میں سے ایک آدمی کو چن لیں اور اگر چاہیں تو اسے قتل کرلیں اور مقتول کے ورثاء باقی نو (۹) آدمیوں میں سے ہر آدمی سے دیت کے دسویں حصہ کا مطالبہ کریں۔

(۵۲۳۳) اور امیرالمومنین علیہ السلام نے ان چھ (۶) آدمیوں کے متعلق فیصلہ فرمایا جو پانی میں اترے ان میں سے ایک آدمی غرق ہوگیا تو ان میں سے تین آدمیوں نے دو آدمیوں کے خلاف گواہی دی کہ ان دونوں نے اس کو ڈبویا ہے اور ان دو آدمیوں نے ان تین آدمیوں کے خلاف گواہی دی کہ ان تینوں نے اس کو ڈبویا ہے تو آپ علیہ السلام نے ان سب پر دیت کو لازم کر دیا۔ دو آمیوں پر دیت کے پانچ حصوں میں سے تین حصہ اس لئے کہ ان کے خلاف تین آدمیوں نے گواہی اور تین آدمیوں پر دیت کے پانچ حصوں میں سے دو حصے اس لئے کہ ان کے خلاف دو آدمیوں نے گواہی دی ہے۔

(۵۲۳۴) اور امیرالمومنین علیہ السلام نے ان چار آدمیوں کے متعلق فیصلہ فرمایا جو شیر کے شکار کے گڑھے میں جھانک رہے تھے کہ ان میں سے ایک گرنے لگا تو اس نے دوسرے کو پکڑ لیا اور دوسرا گرنے لگا تو اس نے تیسرے کو پکڑ لیا اور تیسرا گرنے لگا تو اس نے چوتھے کو پکڑ لیا یہاں تک کہ ایک نے دوسرے کو شیر پر گرا لیا تو آپ علیہ السلام نے پہلے کے متعلق یہ فیصلہ کیا کہ یہ تو شیر کا شکار ہوگا اس کے ورثاء دوسرے کے ورثاء کو دیت کا ایک تہائی ادا کریں۔ اور دوسرے کے ورثاء تیسرے کے ورثاء کو دیت کا دو تہائی ادا کریں اور تیسرے کے ورثاء چوتھے کے ورثاء کو پوری دیت ادا کریں۔

(۵۲۳۵) عمرو بن ابی مقدام سے روایت کی گئی ہے ان کا بیان ہے کہ بیت الحرام کے پاس میں مشاہدہ کر رہا تھا کہ ایک شخص ابو جعفر دوانیقی کو پکار کر کہہ رہا تھا (جب کہ وہ طواف میں معروف تھا) کہ اے امیرالمومنین یہ دو آدمی میرے بھائی کو رات کے وقت اس کے گھر سے بلا کر لے گئے پھر وہ واپس نہیں آیا اور خدا کی قسم مجھے نہیں معلوم کہ میرے بھائی کے ساتھ ان دونوں نے کیا کیا دوانیقی نے ان دونوں سے پوچھا کہ تم دونوں نے اس کے ساتھ کیا کیا۔ ان دونوں نے جواب دیا امیرالمومنین ہم دونوں نے اس سے بات کی اس کے بعد وہ اپنے گھر چلا گیا۔ دوانیقی نے کہا اچھا تم دونوں کل اسی مقام پر بعد نماز عصر مجھ سے ملو اور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے جبکہ وہ آپ کا ہاتھ پکڑے ہوئے تھا کہا اے جعفر تم ان لوگوں کا فیصلہ کرو۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا نہیں تم خود ان کا فیصلہ کرلو۔ دوانیقی نے کہا تم کو میرے حق کی قسم تم ان کا فیصلہ کرو۔ چنانچہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام تشریف لائے تو آپ علیہ السلام کے لئے سرکنڈوں کا ایک مصلیٰ ڈال دیا گیا آپ علیہ السلام اس پر بیٹھ گئے۔ پھر مدعی و مدعا علیہ آئے اور وہ آپ علیہ السلام کے سامنے بیٹھے آپ نے مدعی سے کہا بولو تم کیا کہتے ہو؟ اس نے عرض کیا فرزند رسول یہ دونوں رات کو میرے بھائی کے پاس آئے اور اس کو اس کے گھر سے بلا کر لے گئے پھر خدا کی قسم وہ واپس نہیں آیا۔ اور خدا کی قسم مجھے نہیں معلوم

کہ ان دونوں نے میرے بھائی کے ساتھ کیا کیا۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا اچھا تم دونوں کیا کہتے ہو؟ ان دونوں نے کہا فرزند رسول ہم دونوں نے اس سے بات کی پھر وہ اپنے گھر واپس چلا گیا۔ تو امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا اے غلام لکھو **بسم اللہ الرحمن الرحیم** رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص رات کو کسی کے گھر جائے اور اس کو اس کے گھر سے اپنے ساتھ لے جائے تو وہ اس کا ضامن ہے جب تک کہ وہ گواہیاں نہ پیش کرے کہ اس نے اس کو اس کے گھر واپس کر دیا ہے۔ اے غلام اس ایک کو ان دونوں میں سے الگ لے جا اور اس کی گردن مار دے۔ اس نے عرض کیا فرزند رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں نے اس کو قتل نہیں کیا بس میں اس کو پکڑے ہوئے تھا کہ یہ آیا اور اس نے اس کو چھری مار کر قتل کیا۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرزند ہوں اے غلام اس دوسرے کو لے جا اور اس کی گردن مار دے اس نے عرض کیا فرزند رسول میں نے اس کو مارا پیٹا نہیں بس ایک وار میں میں نے اس کو قتل کیا ہے۔ پس (امام علیہ السلام نے) مقتول کے بھائی کو حکم دیا اس نے اس کی گردن ماری پھر دوسرے کے لئے حکم دیا اس کے دونوں پہلوؤں پر ضرب لگائی گئی پھر اس کو قید میں ڈالنے کا حکم دیا اور اس کے محضرنامہ پر لکھ دیا کہ یہ تا عمر قید رہے گا اور ہر سال اس کو پچاس کوڑے لگائے جائیں گے۔

(۵۲۳۶) سکونی نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے آپ علیہ السلام نے فرمایا ایک گروہ تھا جو شراب پی کر نشہ میں آتا تھا اور ان کے پاس چھریاں ہوتی تھیں جس سے وہ ایک دوسرے کو زخمی کرتے تھے لوگوں نے یہ مقدمہ حضرت امیرالمومنین علیہ السلام کے سامنے پیش کیا تو آپ علیہ السلام نے ان سب کو قید کر دیا ان میں سے دو مر گئے اور دو زندہ رہے تو مقتولین کے ورثاء نے آکر عرض کیا یا امیرالمومنین ان دونوں سے ہمارے دونوں آدمیوں کے خون کا بدلہ (قصاص) دلوائیں۔ آپ علیہ السلام نے لوگوں سے پوچھا تم لوگوں کی اس میں کیا رائے ہے لوگوں نے کہا ہماری رائے تو یہ ہے ان دونوں سے قصاص ہونا چاہئے آپ علیہ السلام نے فرمایا ہو سکتا ہے وہ دونوں ہی مر گئے ہوں جنہوں نے ایک دوسرے کو قتل کیا ہو لوگوں نے کہا اس کا تو پتہ نہیں حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا میں ان مقتولین کی دیت چاروں قبیلوں پر رکھتا ہوں۔ پھر آپ علیہ السلام نے مقتولین کی دیت میں سے مجروحین کی دیت نکال لی۔

(۵۲۳۷) اور امیرالمومنین علیہ السلام سے مرفوع روایت کی گئی ہے تین آدمیوں کے متعلق کہ ان میں سے ایک نے ایک شخص کو پکڑے رکھا دوسرے نے اس کو قتل کر دیا اور تیسرا دیدبانی (رکھوالی) کرتا تھا۔ آپ علیہ السلام نے دیدبانی کرنے والے کو حکم دیا کہ لوہے کی گرم سلاخ سے اس کی آنکھیں پھوڑ دی جائیں۔ جس نے اس کو پکڑے رکھا اس کو قید میں ڈال دیا جائے تاکہ قید میں مر جائے۔ اور جس نے قتل کیا تھا اس کو قتل کرنے کا حکم دیدیا۔

(۵۲۳۸) اور آپ علیہ السلام نے فیصلہ دیا ایک ایسے شخص کے متعلق جس نے اپنے غلام کو حکم دیا کہ وہ فلاں آدمی کو قتل کردے۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ غلام تو اس کی تلوار یا اس کے کوڑے کے مانند ہی ہے۔ غلام کے مالک کو قتل کیا جائے اور غلام کو مرتے دم تک قید میں ڈال دیا جائے۔

باب: عورتوں اور مردوں کے درمیان جراحت و قتل

(۵۲۳۹) عبدالرحمٰن بن حجاج نے ابان بن تغلب سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا آپؑ کا کیا حکم ہے اس شخص کے متعلق کہ جس نے عورت کی انگلیوں میں سے ایک انگلی کاٹ دی اس کی دیت کتنی ہوگی آپ علیہ السلام نے فرمایا دس (۱۰) اونٹ۔ میں نے عرض کیا اور اگر دو انگلیاں کاٹے؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا پھر بیس (۲۰)۔ میں نے عرض کیا اور اگر تین انگلیاں کاٹے؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا پھر تیس (۳۰)۔ میں نے عرض کیا اور اگر چار انگلیاں کاٹے؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا پھر بیس (۲۰)۔ میں نے عرض کیا سبحان اللہ تین انگلیاں کاٹے تو تیس (۳۰) اور چار انگلیاں کاٹے تو بیس (۲۰) یہ بات جب میں عراق میں تھا تو ہم لوگوں کے پاس پہنچی تھی تو اس شخص سے ہم نے برائت کا اظہار کیا تھا اور ہم لوگوں نے کہا تھا یہ کسی شیطان کا قول ہے۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا اے ابان ٹھہرو جلدی نہ کرو۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہی حکم ہے عورت مرد کے ساتھ دیت میں تین (۳) تک برابر کی شریک ہوتی ہے اور جب تین (۳) تک پہنچ گئے تو عورت کی دیت گھٹے گی اور نصف پر آجائے گی (یعنی ۴ \ ۲) اے ابان تم نے یہ بات ہم سے اپنے قیاس سے لی ہے اور سنت میں قیاس دین کو مٹا دیتا ہے۔

(۵۲۴۰) جمیل اور محمد بن حمران نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ کیا عورت اور مرد کے درمیان قصاص ہے؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا ہاں زخموں میں قصاص ہے جب تک زخم تین (۳) تک پہنچے دونوں کی دیت برابر ہے اور جب تین (۳) کی تعداد سے آگے بڑھے گی تو مرد کی دیت اوپر جائیگی اور عورت کی دیت نیچی ہو جائے گی۔

(۵۲۴۱) ابو بصیر نے دونوں ائمہ علیہما السلام میں سے کسی ایک سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے میں نے آنجناب علیہ السلام سے عرض کیا ایک مرد نے عورت کو قتل کر دیا۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ عورت کے گھر والے اگر چاہیں کہ مرد کو قتل کردیں تو اس کی نصف دیت دے کر قتل کریں ورنہ پوری دیت قبول کریں۔

(۵۲۴۲) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ایک ایسی عورت کے متعلق فرمایا جس نے اپنے شوہر کو عمداً قتل کردیا۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ اگر مرد کے گھر والے عورت کو قتل کرنا چاہیں تو قتل کردیں اور جو بھی جرم کرتا

ہے وہ اپنے نفس سے زیادہ نہیں کرتا۔

(۵۲۴۳) محمد بن سہل بن الیسع نے اپنے باپ سے انہوں نے حسین بن مہران سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے آنجناب علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک عورت حاملہ تھی کہ اس کے یہاں ایک چور آیا اور اس پر جھپٹ پڑا اور اس کے شکم میں جو بچہ تھا اس کو قتل کر دیا پھر وہ عورت اس چور پر جھپٹی اور اسے قتل کر دیا۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا عورت نے جو اس چور کو قتل کیا تو اس پر کچھ نہیں ہے اور اس کے بچہ کی دیت مقتول چور کے خاندان والے ادا کریں گے۔

باب: ایک شخص اپنے بیٹے یا باپ یا ماں کو قتل کر دیتا ہے

(۵۲۴۴) قاسم بن محمد نے علی بن ابی حمزة سے انہوں نے ابی بصیر سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے اگر کوئی باپ اپنے بیٹے کو قتل کر دے تو اس کے بدلے اس کو قتل نہیں کیا جائے گا۔ اور بیٹا اگر اپنے باپ کو قتل کر دے تو اس کے بدلے میں بیٹا قتل کر دیا جائے گا اور اگر دو آدمیوں میں سے ایک آدمی دوسرے کو قتل کر دے تو وہ ایک دوسرے کے وارث نہیں بنیں گے۔

(۵۲۴۵) محمد بن قیس نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے ایک ایسے شخص کے متعلق کہ جس نے اپنی ماں کو قتل کر دیا تو آپ علیہ السلام نے فرمایا اگر اس نے اس کو خطأً قتل کیا ہے تو اس کی میراث میں اس کا حصہ ہے اور اگر عمداً قتل کیا ہے تو اس کی میراث میں اس کا کوئی حصہ نہیں ہے۔

(۵۲۴۶) عمر بن شمر نے جابر سے انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے متعلق روایت کی ہے جو اپنے بیٹے یا اپنے غلام کو قتل کر دیتا ہے آپ علیہ السلام نے فرمایا وہ اس کے بدلے قتل نہیں کیا جائے گا لیکن اس کو ضرب شدید لگائی جائے گی اور اپنی جائے پیدائش سے (یعنی وطن سے) نکالا جائے گا۔

(۵۲۴۷) علی بن رئاب نے ابی عبیدہ سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص نے اپنی ماں کو قتل کر دیا آپ علیہ السلام نے فرمایا وہ اپنی ماں کی میراث نہیں پائے گا اور اس کے بدلے قتل کیا جائے گا وہ انتہائی ذلیل ہے اور میں نہیں سمجھتا کہ اس کا قتل بھی اس کے گناہ کا کفارہ بنے گا۔

باب: ایک مسلمان کسی کافر ذمی یا غلام یا غلام مدبر یا غلام مکاتب کو قتل کر دیتا ہے یا وہ لوگ اس کو قتل کر دیتے ہیں

(۵۲۴۸) حسن بن محبوب نے علی بن رئاب سے انہوں نے محمد بن قیس سے انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ کسی مسلمان کو کسی ذمی کے قتل کرنے یا زخمی کرنے کے جرم میں قتل نہیں کیا جائے گا بلکہ اس مسلمان سے اس ذمی کے لئے تاوان لیا جائے گا جس قدر اس نے اس ذمی کے ساتھ زیادتی کی ہے ذمی کی دیت کے مقدار میں یعنی آٹھ سو (۸۰۰) درہم۔

(۵۲۴۹) ابن مسکان نے ابی بصیر سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا یہودی و نصرانی اور مجوسی کی دیت (خون بہا) کے متعلق تو آپ علیہ السلام نے فرمایا یہ سب برابر ہیں آٹھ سو۔ آٹھ سو۔ راوی کا بیان ہے کہ میں نے عرض کیا میں آپؑ پر قربان اگر یہ مسلمانوں کے ملک میں فواحش کا ارتکاب کرتے ہوئے پکڑے جائیں تو کیا ان پر حد جاری ہوگی ؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا ان لوگوں پر بھی مسلمانوں کے احکام جاری ہونگے۔

(۵۲۵۰) ابن ابی عمیر نے سماعہ بن مہران سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے آپ علیہ السلام نے بیان فرمایا کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خالد بن ولید کو بحرین بھیجا تو جب وہاں انہیں یہود و نصاریٰ و مجوس کے خونی مقدمات کا سابقہ پڑا تو انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خط لکھا کہ میرے سامنے قوم یہود و نصاریٰ کے خون کے مقدمات آئے تو میں نے آٹھ آٹھ سو دیت کا فیصلہ دیا لیکن قوم مجوس کے خونی مقدمات آئے تو ان کے متعلق تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے کوئی ہدایت نہیں فرمائی تھی (میں ان کے متعلق کیا کروں) تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں خط لکھا کہ ان کی دیت بھی یہود و نصاریٰ کی دیت کے مانند ہے وہ بھی اہل کتاب ہیں۔

(۵۲۵۱) حسن بن محبوب نے علی بن رئاب سے انہوں نے ضریس کناسی سے انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے ایک نصرانی کے متعلق روایت کی ہے جس نے ایک مسلمان کو قتل کر دیا مگر جب وہ پکڑا گیا تو مسلمان ہو گیا اب اس کے بدلہ میں اس کو قتل کروں ؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا ہاں۔ عرض کیا گیا اور اگر وہ اسلام نہ لائے ؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ اس کو مقتول کے وارثوں کے حوالے کیا جائے اگر وہ لوگ چاہیں تو اسے قتل کریں چاہیں تو معاف کر دیں چاہیں تو غلام بنائیں اور اگر اس کا کوئی ذاتی مال ہے تو اس کو اور اس کے مال کو مقتول کے وارثوں کو دیدیا جائے گا۔

(۵۲۵۲) قاسم بن محمد نے علی بن ابی حمزہ سے انہوں نے ابی بصیر سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ یہود و نصاریٰ کی دیت چار ہزار (۴۰۰۰) درہم ہے اور مجوسی کی دیت آٹھ سو (۸۰۰) درہم ہے۔آپ علیہ السلام نے فرمایا لیکن یہ کہ مجوسیوں کی بھی ایک کتاب ہے جس کو جاماسف کہتے ہیں۔

(۵۲۵۳) اور یہ بھی روایت کی گئی ہے کہ یہودی و نصرانی کی دیت چار ہزار (۴۰۰۰) درہم ہے اس لئے کہ یہ سب اہل کتاب ہیں۔

(۵۲۵۴) عبداللہ بن مغیرہ نے منصور سے انہوں نے ابان بن تغلب سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ یہودی و نصرانی اور مجوسی کی دیت بھی وہی ہے جو مسلمانوں کی دیت ہے۔

مصنف علیہ الرحمہ فرماتے ہیں یہ احادیث حالات کے اختلاف کی وجہ سے مختلف ہیں ایک حالت کے لئے مختلف نہیں ہیں۔جب تک یہودی اور نصرانی اور مجوسی اس معاہدہ پر قائم رہیں کہ وہ ظاہرہ شراب نہ پئیں گے، زنا نہ کریں گے سود خوری نہ کریں گے مردار اور سور کا گوشت نہ کھائیں گے، بہنوں سے نکاح نہ کریں گے۔اور ماہ رمضان میں دن کے وقت ظاہرہ طور پر اکل و شرب (کھانا پینا) نہ کریں گے، مسلمانوں کی مسجدوں پر چڑھنے سے اجتناب کریں گے، رات کو مسلمانوں کی آبادی سے ہٹ کر نکلنے کا راستہ استعمال کریں گے اور خرید و فروخت اور دیگر ضروریات کے لئے دن کو جائیں گے تو اس کے باوجود جو شخص ان میں ایک کو بھی قتل کرے گا اس پر چار ہزار (۴۰۰۰) درہم (دیت) ہوگا اور ہمارے مخالفین نے حدیث کے ظاہر کو لے لیا اور حالات کا لحاظ نہیں کیا۔اور جب امام نے ان کو امان دے دی ان لوگوں سے عہد لے لئے اور وعدہ استوار کر لیا اور ان لوگوں کی ذمہ داری قبول کر لی اور ان شرائط پر جسکا ذکر پہلے ہو چکا ہے وہ کار بند رہیں اور عہد کو نہ توڑیں اور جزیہ دینے کا اقرار کریں اور اسے ادا کرتے رہیں تو جو شخص بھی ان میں سے کسی کو خطأ بھی قتل کرے گا اس پر ایک مسلمان کے برابر دیت ہوگی۔اور اس کی تصدیق درج ذیل حدیث سے ہوتی ہے۔

(۵۲۵۵) جس کی روایت کی ہے حسین بن سعید نے فضالہ سے اور انہوں نے ابان سے انہوں نے زرارہ سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے کہ آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ جن کی ذمہ داری رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دی ہے ان کی دیت کامل ہوگی۔زرارہ کہتے ہیں یہی وہ بات ہے جسے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے بھی فرمایا ہے اور یہی وہ لوگ ہیں جن کی ذمہ داری کا وعدہ دیا گیا ہے۔اور جو شخص امام کے حکم کے خلاف ان میں سے کسی ایک کو عمداً قتل کرے تو اس کے لئے قتل ہے یہ ذمی کی حرمت کی وجہ سے نہیں بلکہ امام المسلمین کے حکم کے خلاف کرنے کی وجہ سے ہے۔

(۵۲۵۶) جیسا کہ روایت کی ہے علی بن حکم نے ابی المغرا سے انہوں نے ابی بصیر سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے کہ آپ علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ جب کوئی مسلمان کسی نصرانی کو قتل کردے اور نصرانی کے گھر والے اس کو قتل کرنا چاہیں تو قتل کرلیں مگر دونوں دیتوں میں جو فرق ہے اسے ادا کردیں۔ اور اسی طرح اگر ایک مسلمان ان لوگوں کے قتل کا عادی ہوگیا ہے تو وہ قتل کر دیا جائے امام کے حکم کے خلاف کرنے کی وجہ سے خواہ وہ لوگ مسلمانوں سے کھلم کھلا دشمنی اور دھوکہ فریب کیوں نہ کرتے ہوں۔

(۵۲۵۷) اور علی بن حکم نے ابان سے انہوں نے اسماعیل بن فضل سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے مجوس ویہود ونصاریٰ کے خون کے متعلق دریافت کیا کہ کیا اگر کوئی شخص ان میں سے کسی کو قتل کردے تو اس پر کچھ ہے جب کہ یہ لوگ مسلمانوں سے بغض اور کینہ رکھتے ہیں اور ان سے کھلی دشمنی کا اظہار کرتے ہیں۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا نہیں مگر یہ کہ یہ ان لوگوں کے قتل کا عادی ہو۔ نیز میں نے آنجنابؑ سے ایک ایسے مسلمان کے متعلق دریافت کیا جو ذمیوں اور اہل کتاب کے ہاتھوں قتل ہوگیا جب کہ اس نے ان لوگوں کو قتل کیا تھا آپ علیہ السلام نے فرمایا نہیں مگر یہ کہ وہ اس کا عادی ہو تو اس کو نہ چھوڑا جائے کہ ان لوگوں کو قتل کرے پس ذلت کے ساتھ قتل کیا جائے۔

اور جب یہود ونصاریٰ اور مجوس ان شرائط کی پابندی نہ کریں جن پر ان سے عہد کیا گیا اور جن کا میں نے اوپر ذکر کردیا ہے تو اگر کسی نے ان میں سے کسی ایک کو بھی قتل کردیا تو اس پر آٹھ سو (۸۰۰) درہم دیت ہوگی اور ان کے بدلے کوئی مسلمان قتل یا زخمی نہیں کیا جائے گا جیسا کہ میں نے اس باب کی ابتداء میں لکھ دیا ہے اور اس کے علاوہ اور صورتوں میں امام کے خلاف اور اس کے حکم کو نہ ماننا یہ دونوں اس کے قتل کا سبب بنیں گے جیسا کہ ایلاء کرنے والے کے لئے حکم ہے کہ جب چار ماہ بعد ٹھہرے اور امام اس کو حکم دے کہ یا کفارہ دیکر عورت کی طرف رجوع کرے یا اس کو طلاق دیدے اور نہ وہ کفارہ ادا کرکے رجوع کرے اور نہ طلاق دے تو چونکہ اس نے مسلمان کے امام کا حکم نہیں مانا اس لئے اس کی گردن مار دی جائے گی۔

(۵۲۵۸) اور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جس نے ہمارے ذمیوں کو اذیت دی اس نے مجھے اذیت دی تو جب ان ذمیوں کو اذیت دینا نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اذیت دینا ہے تو پھر ان لوگوں کا قتل نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اذیت کا سبب کیسے نہ ہوگا۔

اور اس سے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مطلب فاطمہ زہرا صلوات اللہ علیہا سے تھا کہ جب میرے ذمیوں کو جو اذیت دے گا وہ مجھے اذیت دے گا اور اپنے ظلم سے باز نہ آئے گا تو پھر جو شخص میری بیٹی جو اکلوتی ہے اور میرا ایک جز ہے اور تمام اولین و آخرین کی عورتوں کی سردار ہے اس کو اذیت پہنچانا میری اذیت کا سبب کیسے نہ بنے گا اسی کی

مطابقت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جس نے اس (میری دختر) کو اذیت دی اس نے مجھے اذیت دی جس نے اس کو غضبناک و ناراض کیا اس نے مجھ کو غضبناک و ناراض کیا جس نے اس کو خوش و مسرور کیا اس نے مجھ کو خوش و مسرور کیا۔

(۵۲۵۹) ابن محبوب نے علی بن رئاب سے انہوں نے برید عجلی سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک مسلمان نے ایک نصرانی کی آنکھ پھوڑ دی؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ ذمی کی آنکھ کی دیت چار سو (۴۰۰) درہم ہے یہ اس کے لئے ہے جس کی جان کی دیت آٹھ سو (۸۰۰) درہم ہے۔

(۵۲۶۰) عثمان بن عیسیٰ نے سماعہ سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا اگر کسی آزاد شخص کو غلام نے قتل کیا ہے تو غلام کو قتل کر دیا جائے گا لیکن اگر کسی آزاد شخص نے غلام کو قتل کیا ہے تو آزاد شخص قتل نہیں کیا جائے گا وہ اس کی قیمت ادا کرے گا اور اس کو ضرب شدید لگائی جائے گی تاکہ دوبارہ ایسا نہ کرے۔

(۵۲۶۱) حماد نے حلبی سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ علیہ السلام نے فرمایا ایک ایسے شخص کے متعلق جس نے اپنے مملوک کو عمداً قتل کر دیا آپ علیہ السلام نے فرمایا مجھے تعجب ہے وہ ایک غلام آزاد کرے دو مہینے پے در پے روزہ رکھے ساٹھ (۶۰) مسکینوں کو کھانا کھلائے پھر اس کے بعد اس کی توبہ ہوگی۔

(۵۲۶۲) حمران نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا جس نے اپنے مملوک کو مارا اور وہ اس کی مار سے مرگیا۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا وہ ایک غلام آزاد کرے۔

(۵۲۶۳) یحییٰ بن ابی العلاء نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ ایک غلام ایک آزاد شخص کو قتل کر دے تو یہ مقتول کے گھر والوں پر ہے کہ وہ چاہیں تو اسے قتل کر دیں اور چاہیں تو اسے اپنا غلام بنا کر رکھیں۔

(۵۲۶۴) اور حضرت امیرالمومنین علیہ السلام نے ایک ایسے غلام مکاتب کے متعلق فیصلہ فرمایا جو قتل کر دیا گیا تھا۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ حساب کیا جائے گا جتنی رقم اس نے ادا کر دی ہے اتنی اس کی آزاد کی دیت ہوگی اور جتنا حصہ ادا نہیں کیا ہے اتنے حصہ کی غلام کی دیت ہوگی اور غلام کے گھر والے سوائے اس کی جان کے اور کوئی نقصان نہیں اٹھائیں گے۔

(۵۲۶۵) ابن محبوب نے علی بن رئاب سے انہوں نے فضیل بن یسار سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک ایسے غلام کے متعلق روایت کی ہے جس نے ایک مرد آزاد کو زخمی کر دیا۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا اگر وہ مرد آزاد چاہے تو اس سے قصاص لیلے اور اگر چاہے تو وہ غلام کو لیلے اگر زخم کی دیت اس کی قیمت کے بقدر ہے اور

اگر زخم کی دیت اس کی قیمت کے برابر نہیں ہے تو اس کا مالک اس کی دیت ادا کرے اور اگر مالک دیت ادا کرنے سے انکار کرے تو اس آزاد و مجروح شخص کے لئے زخم کی دیت کے بقدر غلام میں سے اس کا حق ہے اور باقی مالک کا ہے غلام فروخت کر دیا جائے گا اور شخص مجروح اپنا حق لے کر باقی اس کے مالک کو دیدے گا۔

(۵۲۶۶) حسن بن محبوب نے عبدالعزیز عبدی سے انہوں نے عبید بن زرارہ سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے ایک ایسے شخص کے متعلق کہ جس نے ایک غلام کا ایسا سر پھاڑا کہ ہڈی ظاہر ہو گئی۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ اس پر غلام کی قیمت کا بیسواں حصہ ہے۔

(۵۲۶۷) ابن محبوب نے علی بن رئاب سے انہوں نے زرارہ سے انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے ایک ایسے غلام کے متعلق کہ جس نے دو آدمیوں کو مجروح کر دیا۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا اگر ان کے زخموں کو دیت غلام کی قیمت کے برابر ہے تو وہ ان دونوں آدمیوں کا ہے۔ عرض کیا گیا کہ اور اگر اس غلام نے ایک شخص کو صبح کے وقت زخمی کیا اور دوسرے کو دن کے آخری حصے میں۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا اگر ابھی حاکم وقت نے پہلے زخمی کے متعلق کوئی فیصلہ نہیں کیا ہے تو پھر یہ دونوں کا ہے اور اگر والی وحاکم نے مجروح اول کے حق میں فیصلہ کر دیا اور اس کے جرم کے عوض اس کے حوالے کر دیا اور اس کے بعد اس نے جرم کیا ہے اس کا یہ جرم آخیر پر ہو گا۔

(۵۲۶۸) علی بن رئاب نے حلبی سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ اگر کوئی آزاد شخص کسی غلام کو قتل کرے تو مالک کو اس کی قیمت ادا کرے گا اور اس کو تادیبی سزا دی جائے گی عرض کیا گیا کہ اگر اس غلام کی قیمت بیس (۲۰) ہزار ہو؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ آزاد کی دیت سے غلام کی قیمت تجاویز نہیں کرے گی۔

(۵۲۶۹) سکونی کی روایت میں ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ حضرت امیرالمومنین علیہ السلام کا ارشاد ہے غلاموں کا زخم بھی قیمت میں آزاد لوگوں کے زخم کے مانند ہے۔

(۵۲۷۰) ابن محبوب نے ابو محمد وابشی سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ کچھ لوگوں نے کسی کے غلام پر ایسے جرم کا دعویٰ کیا کہ (اس کی دیت) اس کی قیمت پر احاطہ کر لیتی ہے اور غلام اس کا اقرار کر لیتا ہے آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ غلام کے لئے یہ جائز نہیں کہ وہ اپنے مالک کے خلاف اقرار کرے۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا ہاں اگر وہ لوگ اپنے دعویٰ پر گواہ و ثبوت پیش کریں تو پھر وہ لوگ غلام کو لے لیں گے یا پھر اس کا مالک ان لوگوں کو اس کی دیت ادا کرے گا۔

(۵۲۷۱) ابن محبوب نے ہشام بن سالم سے انہوں نے ابی بصیر سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک غلام مدبر نے عمداً ایک آزاد مرد کو قتل کر دیا۔ آپ علیہ

السلام نے فرمایا اس کے عوض وہ قتل کردیا جائے۔ میں نے عرض کیا اور اگر اس نے خطأً قتل کیا ہو۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا پھر وہ مقتول کے وارثوں کے حوالہ کردیا جائے گا وہ ان لوگوں کا غلام ہوگا اگر وہ لوگ چاہیں تو اس کو اپنا غلام بنائے رکھیں اور اگر چاہیں تو اس کو فروخت کردیں اور انہیں اس کے قتل کا حق نہیں ہے۔ پھر فرمایا اے ابو محمد مدبر مملوک ہوتا ہے۔

(۵۲۷۲) ابن محبوب نے ابی ایوب سے انہوں نے محمد بن مسلم سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک غلام مکاتب نے خطأً ایک آدمی کو قتل کردیا۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا اگر اس کے مالک نے مکاتب بناتے وقت یہ شرط کرلی تھی کہ اگر وہ رقم کی ادائیگی سے عاجز رہا تو پھر غلامی کی طرف پلٹ آئے گا تو بمنزلہ مملوک کے ہے اس کو مقتول کے وارثوں کے حوالے کردیا جائیگا اگر وہ لوگ چاہیں تو اس کو غلام بنا کر رکھیں اور اگر چاہیں تو اسے فروخت کردیں۔ اور اگر اس کے مالک نے مکاتبت کرتے وقت یہ شرط نہیں رکھی تھی اور اس نے مکاتبت کی رقم کا کچھ حصہ ادا کردیا تھا تو حضرت علی علیہ السلام فرمایا کرتے تھے کہ وہ اپنی مکاتبت کی رقم جس قدر ادا کرچکا ہے وہ اتنا حصہ آزاد ہے اور امام پر لازم ہے کہ مقتول کے وارثوں کو جس قدر حصہ ادا کرکے وہ آزاد ہوا ہے وہ امام ادا کرے اور کسی مسلمان کا خون رائیگاں نہ جائے۔ اور میری نظر میں یہ ہے کہ مکاتبت کا جتنا حصہ اس نے ادا نہیں کیا اتنا حصہ وہ مقتول کے وارثوں کا غلام رہے گا اور اس کی عمر بھر وہ اس سے خدمت لیتے رہیں گے ان کو فروخت کرنے کا حق نہیں ہے۔

(۵۲۷۳) اور ابن محبوب نے علی بن رئاب سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے ایک ایسے شخص کے متعلق جس نے اپنے غلام کو ایک سواری پر سوار کیا اور اس نے ایک آدمی کو کچل دیا۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا یہ نقصان اس کا مالک بھرے گا۔

(۵۲۷۴) اور ابن محبوب نے علی بن رئاب سے انہوں نے ابی ورد سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص نے ایک غلام کو خطأً قتل کردیا۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا اس پر اس کی قیمت ادا کرنا لازم ہے مگر اس کی قیمت دس ہزار (۱۰۰۰۰) درہم سے تجاوز نہیں کرے گی۔ میں نے عرض کیا غلام تو مرگیا اب اس کی قیمت کون لگائے گا۔ فرمایا اگر اس کے مالک کے پاس گواہ ہیں کہ قتل کے دن اس کی قیمت اتنی تھی تو اس کا قاتل اس کے لئے گرفتار ہوگا۔ اور اگر مالک کے پاس گواہ و شاہد نہ ہوں تو جس نے اس کو قتل کیا ہے اس کے حلفیہ بیان پر قیمت کا تعین ہوگا وہ چار مرتبہ اللہ کو گواہ کرکے کہے گا کہ اس کی قیمت اس سے زیادہ نہ تھی جتنی میں نے قیمت لگائی ہے اگر وہ اس حلف سے انکار کرے تو یہ حلف غلام کے مالک پر پلٹ جائے گا۔ اور مالک کو وہ رقم دے دی جائے گی جس پر اس نے حلف اٹھایا ہے مگر اس کی قیمت دس ہزار (۱۰۰۰۰) درہم سے تجاوز نہ کرے گی۔ اور

اگر وہ غلام مومن تھا تو اس کا قاتل اس کی پوری قیمت ادا کرے گا نیز ایک غلام آزاد کرے گا اور دو مہینے پے در پے روزہ رکھے گا اور ساٹھ (۶۰) مسکینوں کو کھانا کھلائے گا اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں توبہ کرے گا۔

(۵۲۷۵) ابن محبوب نے ابی ولاد سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک غلام مکاتب نے کسی آزاد مرد پر کسی جرم کا ارتکاب کیا تو آپ علیہ السلام نے فرمایا اگر اس نے اپنے مکاتبہ میں کچھ رقم ادا کردی ہے تو اس رقم میں سے بقدر اس کے جرم کے اس مرد آزاد کو یہ دیدی جائیگی اور اگر وہ رقم اس کے جرم کے برابر نہیں ہے تو جس نے اس کو مکاتب کیا ہے اس سے وہ رقم لی جائے گی۔ میں نے عرض کیا اور اگر اس نے کسی غلام پر اس جرم کا ارتکاب کیا ہو؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا اتنی ہی اس غلام کے مالک کو وہ رقم دیدی جائے گی جس کو اس مکاتب نے زخمی کیا ہے اور مکاتب اور غلام کے درمیان قصاص نہیں ہوگا جبکہ اس مکاتب نے اپنے مکاتبہ کی کچھ رقم ادا کردی ہو اور اگر اس نے اپنے مکاتبہ کی کوئی رقم ادا نہیں کی ہے تو اس سے اس غلام کے لئے قصاص لیا جائے گا یا یہ کہ اس مکاتب کا مالک اس کا تاوان برداشت کرے گا اس لئے کہ جب تک اس نے مکاتبہ کی کوئی رقم ادا نہیں کی ہے وہ اس کا غلام ہے۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا اور زنِ مکاتبہ کی اولاد اپنی ماں کے مانند ہے۔ اگر وہ کنیز ہے تو وہ بھی غلام اور اگر وہ آزاد ہوئی ہے تو یہ بھی آزاد۔

باب: نفس کی دیت کے علاوہ پوری دیت اور نصف دیت کہاں کہاں لازم ہے

(۵۲۷۶) سکونی کی روایت میں ہے کہ امیرالمومنین علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ کسی لڑکے کا عضو تناسل کاٹنے پر پوری دیت اور کسی عِنّی (نامرد) کے عضو تناسل کاٹنے پر بھی پوری دیت ہے۔

(۵۲۷۷) اور عبداللہ بن میمون نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور انہوں نے اپنے پدر بزرگوار علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ حضرت امیرالمومنین علیہ السلام کے پاس ایک شخص پکڑ کر لایا گیا جس نے ایک آدمی کو ایسا مارا کہ اس کی آنکھ کی روشنی کم ہوگئی۔ آپ علیہ السلام نے اس کے ہم سن چند آدمی بلوائے اور انہیں کوئی چیز دکھائی پھر دیکھا کہ اس شخص کی بصارت کتنی کم ہوئی ہے پھر جتنی اس کی روشنی کم ہوئی اسی کے حساب سے اس کو دیت دلوائی۔

(۵۲۷۸) موسیٰ بن بکر نے حضرت امام عبدالصالح علیہ السلام سے روایت کی ہے ایک ایسے شخص کے متعلق جس نے ایک آدمی کو ڈنڈے سے مارا اور ڈنڈا اس وقت تک نہیں روکا جب تک وہ مر نہ گیا۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا اس کو مقتول کے ورثاء کے حوالہ کردیا جائے لیکن اسے نہ چھوڑا جائے تاکہ وہ لوگ طرح طرح سے مارنے کا لطف اٹھائیں بلکہ

اس پر تلوار کا وار کیا جائیگا۔

(۵۲۷۹) ابن مغیرہ نے عبداللہ بن سنان سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے آپ علیہ السلام نے فرمایا ہاتھ کی دیت پچاس (۵۰) اونٹ ہے اگر پورا ہاتھ کٹ کر الگ نہ ہو تو اس کے علاوہ جو زخم آئے ہوں تو اس کا فیصلہ تم میں سے صاحبان عدل کریں گے اور اللہ تعالیٰ نے جو احکامات نازل کئے ہیں اس کے مطابق جو لوگ فیصلہ نہ کریں گے تو وہی کافر ہیں۔

(۵۲۸۰) محمد بن قیس نے دونوں ائمہ علیہما السلام میں سے کسی ایک سے ایک ایسے شخص کے متعلق روایت کی ہے جس نے ایک آدمی کی آنکھ پھوڑی اس کی ناک اور کان کاٹے پھر اسے قتل کردیا۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا اگر ان سب کو کاٹ کر جدا کردیا تو اس کا اس سے قصاص لیا جائے اس کے بعد اس کو قتل کیا جائے۔ اور اگر اس نے اس پر صرف ضرب لگائی ہے اور اس سے ان میں سے کوئی چیز کٹ گئی تو پھر اس کی صرف گردن ماری جائی گی قصاص نہیں لیا جائیگا۔

(۵۲۸۱) ابن محبوب نے ابی ایّوب سے انہوں نے برید عجلی سے انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے آپ علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ گونگے کی زبان، اندھے کی آنکھ اور مرد خصی و آزاد کے عضو تناسل اور اس کے دونوں بیضوں کی دیت ایک تہائی ہے اور کسی لڑکے کے عضو تناسل کی دیت کامل ہوگی۔

(۵۲۸۲) ابن محبوب نے اسحاق بن عمّار سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا وہ فرماتے تھے کہ حضرت امیرالمومنین علیہ السلام نے فیصلہ فرمایا ایک ایسے شخص کے متعلق کہ جس کو پاخانہ اور پیشاب کے مقام کے درمیان ایسی ضرب لگائی گئی کہ اب نہ اس کا پاخانہ رکتا ہے اور نہ پیشاب۔ کہ اس کے لئے کامل دیت ہے۔

(۵۲۸۳) ابن محبوب نے جمیل بن صالح سے انہوں نے ابی عبیدہ حذّاء سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص نے ایک آدمی کے سر پر خیمہ کی لکڑی سے ایک ایسی ضرب لگائی کہ اس کا سر پھٹ گیا اور چوٹ اس کے دماغ تک پہنچی جس سے اس کی عقل جاتی رہی۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ اگر وہ شخصِ مضروب نہ نماز کو سمجھتا ہے نہ یہ کہ اس نے کیا کہا اور اس سے کیا کہا گیا تو ایک سال انتظار کیا جائے اگر اس کے دوران وہ مرگیا تو مارنے والے سے قصاص لیا جائے گا۔ اور اگر وہ اس اثناء میں نہیں مرا اور اس کی عقل نہیں پلٹی تو مارنے والے کے مال سے اس کی عقل جانے کی دیت لی جائے گی۔ راوی کا بیان ہے کہ میں نے عرض کیا پھر اس کا سر پھٹنے کے متعلق آپ علیہ السلام کے نزدیک کچھ ہے۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا نہیں اس لئے کہ اس نے صرف ایک ضرب لگائی اور اس کی ایک ضرب نے دو گزند پہنچائے اس لئے دو گزندوں کی کڑی سزا اس کیلئے پوری دیت ہے اور اگر وہ دو ضربیں لگاتا اور دو گزند پہنچاتا تو اس کا ایک جرم شمار ہوتا خواہ وہ ضربیں کسی طرح بھی ہوتیں مگر یہ کہ

اس میں اس کی موت مواقع ہوجاتی تو مارنے والے سے پہلی ضرب کا قصاص لیا جاتا اور دوسری کو چھوڑ دیا جاتا۔ اور اگر وہ تین ضربیں یکے بعد دیگرے لگاتا اور تین چوٹیں پہنچاتا تو یہ اس کا ایک ہی جرم لازم آتا خواہ وہ تین چوٹیں کسی طرح بھی لگتیں جب تک کہ اس میں موت نہ واقع ہوجاتی تو اس سے قصاص لیا جاتا آپ علیہ السلام نے فرمایا اور اگر وہ دس (۱۰) ضربیں لگاتا تو وہ سب ایک جرم شمار ہوتا جب تک کہ اس سے موت نہ واقع ہوجاتی۔

(۵۲۸۴) ابن محبوب نے ہشام بن سالم سے انہوں نے حبیب بجستانی سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے دریافت کیا ایک شخص نے دو آدمیوں کے دائیں ہاتھ کاٹ دیئے۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا اس شخص کا دایاں ہاتھ پہلے آدمی کے دائیں ہاتھ کے عوض کاٹا جائے گا پھر اس کا بایاں ہاتھ دوسرے آدمی کے دائیں ہاتھ کے عوض کاٹا جائے گا۔ میں نے عرض کیا مگر امیرالمومنین علیہ السلام تو دایاں ہاتھ اور بایاں پاؤں کاٹتے تھے؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ وہ ایسا اس وقت کرتے جب حقوق اللہ کے لئے لازم ہوتا مگر اے حبیب! حقوق الناس میں قصاص میں ہاتھ کے بدلے ہاتھ ان سے لئے جائیں گے اگر کاٹنے والے کے ہاتھ ہوں اور پاؤں اس وقت جب کاٹنے والے کے دونوں ہاتھ نہ ہوں میں نے عرض کیا اس کے پاؤں چھوڑ دیئے جائیں اور اس پر دیت کیوں لازم ہوجائے؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا اس پر دیت اس وقت لازم ہوگی جب کاٹنے والا کسی کا ہاتھ کاٹے اور اب کاٹنے والے کے نہ دونوں ہاتھ ہوں اور نہ دونوں پاؤں تو اس وقت اس پر دیت لازم ہوگی اس لئے کہ اس کے پاس وہ چیز نہیں جس سے قصاص لیا جائے۔

(۵۲۸۵) ابن ابی عمیر نے قاسم بن عروہ سے انہوں نے ابن بکیر سے انہوں نے زرارہ سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ ایک ہاتھ کے قطع ہونے میں نصف دیت اور دونوں ہاتھ کے قطع میں پوری دیت ہے اور اسی طرح دونوں پاؤں کے قطع ہونے میں۔ اور عضو تناسل کے لئے جب حشفہ یا اس کے اوپر سے کٹے تو دیت ہے اور ناک کے لئے جب اس کا اگلا نرم حصہ یعنی مارن کٹے تو اس میں دیت ہے۔

(اس کتاب کے مصنف علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ میں نے ابن اعرابی کی کتاب صفت خلق انسانی میں دیکھا ہے کہ مارن جو غضروف سے نرم ہو اور غضروف ہڈی کے مانند ایک سفید اور نرم شے ہے جو مارن میں ہوتی ہے اور مارن سب کی سب غضروف ہوتی ہے) اور دونوں لبوں کی پوری دیت ہے اور دونوں آنکھوں کی دیت پوری اور ان میں سے ایک کی نصف دیت ہے۔

(۵۲۸۶) ابن محبوب نے ابی جمیلہ سے انہوں نے ابان بن تغلب سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ علیہ السلام نے فرمایا نیچے کے لب کی دیت چھ ہزار (۶۰۰۰) اور اوپر کے لب کی دیت چار ہزار (۴۰۰۰) ہے اس لئے کہ نیچے کا لب پانی کو سنبھالے رکھتا ہے۔

(۵۲۸۷) محمد بن قیس نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ حضرت امیرالمومنین علیہ السلام نے ایک ایسے شخص کے متعلق فیصلہ فرمایا جس کی ایک آنکھ پر چوٹ لگ گئی تھی کہ ایک شتر مرغ کا انڈا لیا جائے اور اس کو دور لے جایا جائے اور اس کو صحیح آنکھ سے اتنی دور لیجایا جائے کہ وہ نہ دیکھ سکے تاکہ اس کی نظر کی انتہا معلوم ہوجائے پھر اس کی چوٹ کھائی آنکھ کی نظر کی انتہا معلوم کی جائے اور اس حساب سے اس کی دیت دی جائے۔

(۵۲۸۸) ابن ابی عمیر نے ہشام بن سالم سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ ہر وہ عضو کہ جو انسان میں دو دو ہیں اس کی دیت پوری ہوگی اور ان میں سے ایک کی دیت نصف ہوگی۔ اور جو عضو انسان میں ایک ہے اس کی دیت پوری ہوگی۔

(۵۲۸۹) ابن محبوب نے عبدالوہاب بن صباح سے انہوں نے علی بن ابی حمزہ سے انہوں نے ابی بصیر سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے۔ آپ علیہ السلام نے ایک ایسے شخص کے متعلق فرمایا کہ جس کے کان میں درد محسوس ہوا تو اس نے دعویٰ کیا کہ میرے ایک کان کی سماعت میں کچھ نقص آگیا ہے۔ تو آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ جس کان میں چوٹ لگی اس کو خوب اچھی طرح باندھ کر بند کردیا جائے اور صحیح کان کو کھلا رہنے دیا جائے اور اس کے منہ کے آگے گھنٹی بجائی جائے اور اس سے کہا جائے کہ سنو اور جہاں سے گھنٹی کی آواز اس کو نہ سنائی دے وہاں نشان لگادیا جائے پھر اس گھنٹی کو اس کے پس پشت لے جاکر بجایا جائے اور جہاں سے گھنٹی کی آواز سنے وہاں نشان لگادیا جائے۔ پھر ان دونوں کے فاصلے کی پیمائش کی جائے اگر دونوں کا فاصلہ برابر ہے تو وہ صحیح کہتا ہے پھر اس گھنٹی کو لے کر اس کے دائیں جانب جایا جائے اور بجائی جائے اور جہاں سے اس کو آواز اس کی سنائی نہ دے وہاں نشان لگایا جائے پھر اس گھنٹی کو لے کر اس کے بائیں جانب جایا جائے اور بجایا جائے جہاں سے اس کی آواز اس کو نہ سنائی دے وہاں نشان لگایا جائے پھر ان دونوں کے فاصلے کی پیمائش کی جائے اگر دونوں کا فاصلہ برابر ہے تو سمجھا جائے کہ وہ سچ کہتا ہے پھر اس کے متاثرہ کان کی پٹی کھول دی جائے اور اس کے دوسرے کان کو پٹی باندھ کر خوب اچھی طرح بند کردیا جائے پھر اس کے سامنے سے گھنٹی بجائی جائے اور جہاں سے آواز نہ سنائی دے وہاں نشان بنا دیا جائے پھر اسی طرح صحیح کان کی مرتبہ۔ پھر صحیح کان اور متاثرہ کا فرق معلوم کیا جائے اسی کے حساب سے اس کی قیمت لگائی جائے۔

(۵۲۹۰) ابن محبوب نے اپنے باپ سے انہوں نے حماد بن زیاد سے انہوں نے سلیمان بن خالد سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے آنجناب علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص نے ایک آدمی کے کان کی ایک ہڈی میں گزند پہنچایا تو اس نے دعویٰ کیا کہ ساری سماعت جاتی رہی۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا اس کو سال کا وقت دیا جائے گا اور اس پر دو عادل شخص دیدبان مقرر کردیئے جائیں اگر وہ

دونوں اگر گواہی دیں کہ وہ سنتا اور جواب دیتا ہے تو پھر اس کو دیت کا کوئی حق نہیں ہے اور اگر وہ دونوں اسکا پتہ نہ چلا سکے تو پھر خود اس مدعی سے حلف لے کر دیت دیدی جائے گی۔ میں نے عرض کیا اور اگر وہ دیت ملنے کے بعد سننے لگے ؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا پھر تو یہ وہ چیز ہے کہ جو اللہ تعالیٰ نے اس کو عطا کردی ہے۔

راوی کا بیان ہے کہ میں نے آنجناب علیہ السلام سے دریافت کیا آنکھ کے متعلق ایک شخص کہتا ہے کہ مجھے اس سے نظر نہیں آتا آپ علیہ السلام نے فرمایا اس کو بھی ایک سال دیا جائے گا اور ایک سال کے بعد اس سے حلف لیا جائے گا کہ اسے نظر نہیں آتا پھر اس کی دیت اس کو دیدی جائے گی۔ میں نے عرض کیا اور اگر اس کے بعد وہ دیکھنے لگے ؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا پھر یہ وہ چیز ہے جو اللہ نے اس کو عطا کردی ہے۔

(۵۲۹۱) اور سکونی کی روایت میں ہے کہ امیرالمومنین علیہ السلام کا فیصلہ ہے کہ جب ریڑھ کی ہڈی ٹوٹ جائے تو اس کی پوری دیت ہے۔

(۵۲۹۲) اور ہشام بن سالم نے سلیمان بن خالد سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ اگر کسی شخص کے کولہے کی ہڈی ٹوٹ جائے اور وہ اپنا کولہا نہ سنبھال سکے تو اس کی دیت کیا ہے آپ علیہ السلام نے فرمایا اس کی پوری دیت ہے۔ نیز راوی کا بیان ہے کہ میں نے آنجناب علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص کم سن لڑکی سے مجامعت کر بیٹھا اور اس کی شرمگاہ پھٹ گئی اور جب وہ اس منزل پر آئے گی تو اس کے بچہ نہ ہوگا۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا اس کے لئے کامل دیت ہے۔

(۵۲۹۳) حمّاد نے حلبی سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے آنجناب علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص نے ایک کم سن لڑکی سے شادی کرکے اس سے مجامعت کی اور اس کی شرمگاہ کو پھاڑ دیا۔ آپؑ نے فرمایا جب تک وہ زندہ ہے اس کا نان و نفقہ اس پر لازم ہے۔

(۵۲۹۴) سکونی کی روایت میں ہے اس کا بیان ہے کہ امیرالمومنین علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ جس دن بادل چھائے ہوئے ہوں اس دن آنکھ (کی بینائی) کا اندازہ نہیں لگایا جاسکتا۔

باب: انگلیوں دانتوں اور ہڈیوں کی دیت

(۵۲۹۵) عثمان بن عیسیٰ نے سماعہ سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے آنجناب علیہ السلام سے انگلیوں کے متعلق دریافت کیا کہ کیا ان میں سے بعض بعض پر دیت کے لئے فضیلت رکھتی ہے ؟ آپؑ نے فرمایا کہ وہ سب دیت میں برابر ہیں۔

(۵۲۹۶) عاصم بن حمید نے ابی بصیر سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے آنجناب علیہ السلام سے دریافت کیا کہ اگر دانت اور ہاتھ عمداً توڑ دیئے جائیں تو ان دونوں کی دیت ہے یا قصاص ؟آپؑ نے فرمایا قصاص ۔ راوی کا بیان ہے کہ میں نے عرض کیا اور اگر لوگ اس کی دیت دوگنی کر دیں ؟آپ علیہ السلام نے فرمایا وہ لوگ جس پر راضی کرلیں وہ اس کے لئے ہے۔

(۵۲۹۷) اور ابن بکیر کی روایت میں زرارہ سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ علیہ السلام نے انگلی کے متعلق فرمایا کہ اگر انگلی جڑ سے کاٹ دی جائے یا شل یعنی بے جان کردی جائے تو اس کی دیت دس (۱۰) اونٹ ہے۔

(۵۲۹۸) اور جمیل کی روایت ہمارے بعض اصحاب سے ہے انہوں نے دونوں ائمہ علیہما السلام میں سے کسی ایک سے روایت کی ہے کہ آپ علیہ السلام نے بچے کے دانت کے متعلق کہ کسی شخص نے مارا اور وہ ٹوٹ گیا پھر دوسرا دانت اگ آیا فرمایا کہ اس میں قصاص نہیں ہے دیت ہے اور ایسے شخص کے متعلق آپ علیہ السلام نے فرمایا جس کا ہاتھ ٹوٹ گیا پھر اچھا ہوگیا اس کا قصاص نہیں ہے دیت ہے اور جمیل نے دریافت کیا کہ بچے کے دانت اور ہاتھ توڑنے کی کیا دیت ہے ؟آپ علیہ السلام نے فرمایا تھوڑی بہت آپ علیہ السلام نے اس میں معینہ رقم نہیں بتائی ۔

(۵۲۹۹) ابن محبوب نے عبداللہ بن سنان سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ علیہ السلام نے فرمایا دونوں ہاتھوں اور دونوں پاؤں کی انگلیاں دیت میں سب برابر ہیں۔ اور دانت کے متعلق فرمایا کہ اگر اس پر مار دیا جائے تو اس کو ایک سال تک دیکھا جائے اگر وہ گر جاتا ہے تو مارنے والا پانچسو (۵۰۰) درہم دیت دے گا اور گرا نہیں سیاہ پڑ گیا تو اس کی دو تہائی دیت دے گا۔

(۵۳۰۰) اور امیر المومنین علیہ السلام نے ان دانتوں کے متعلق فرمایا جن پر دیت تقسیم ہوتی ہے کہ وہ اٹھائیس (۲۸) عدد ہیں سولہ دانت منہ کے پچھلے حصہ میں ہیں اور بارہ (۱۲) دانت منہ کے اگلے حصہ میں ہے ۔ اگلے دانتوں میں سے ہر دانت کی دیت جبکہ وہ ٹوٹ کر گر پڑے تو پچاس (۵۰) دینار ہے اس طرح (بارہ دانتوں کے) چھ سو (۶۰۰) دینار ہوئے اور پچھلے حصے کے دانت جب ٹوٹ کر گر پڑیں تو اگلے دانت کی نصف دیت ہے یعنی پچیس (۲۵) دینار تو اس طرح سے چار سو (۴۰۰) دینار ہوئے اور یہ سب مل کر ایک ہزار دینار ہوئے۔ اب اگر کسی کے منہ میں اس سے کم ہے تو اس کی کوئی دیت نہیں اور اگر اس سے زیادہ ہے تو اس کی کوئی دیت نہیں۔

اس کتاب کے مصنف علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ اگر سارے دانت ٹوٹ جائیں تو اصل خلقت کے دانت جو اٹھائیس (۲۸) عدد ہیں ان کے علاوہ جو زائد ہیں ان کی کوئی دیت نہ ہوگی مگر زائد انفرادی طور پر اکیلے ٹوٹ جائیں تو اس کی دیت اس اصلی دانت سے جو اس سے ملا ہوا ہے اس کی دیت کا ایک تہائی ہوگا۔

(۵۳۰۱) ابن محبوب نے علی بن رئاب سے انہوں نے فضیل بن یسار سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے ایک مرتبہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص نے کسی کے ہاتھ پر مارا تو اس کے گٹے کی دونوں ہڈیاں ٹوٹ گئیں۔ آپ نے فرمایا اگر ہتھیلی خشک ہو جائے یا ہتھیلی کی انگلیاں شل اور بے جان ہو جائیں تو اس میں ہاتھ کی دیت کا دو تہائی ہے اور فرمایا کہ اور اگر بعض انگلیاں بے جان ہو جائیں اور بعض باقی رہیں تو ہر وہ انگلی جو شل اور بے جان ہوئی ہے اس کی دیت دو تہائی ہے نیز فرمایا کہ یہی حکم پنڈلی اور پاؤں کا بھی ہے جب پاؤں کی انگلیاں شل اور بے جان ہو جائیں۔

(۵۳۰۲) اور محمد بن یحییٰ خزاز نے غیاث بن ابراہیم سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ علیہ السلام نے فرمایا اگر زائد انگلی کٹ جائے تو اس کی دیت صحیح انگلی کی دیت کا ایک تہائی ہے۔

(۵۳۰۳) ابن محبوب نے اسحاق بن عمار سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے آپ علیہ السلام نے بیان فرمایا حضرت امیرالمومنین علیہ السلام نے انگلیوں کے زخموں کے متعلق فیصلہ فرمایا کہ اگر ہڈی ظاہر ہو جائے تو اس انگلی کی دیت کا دسواں حصہ بشرطیکہ مجروح کا قصاص لینے کا ارادہ نہ ہو۔

(۵۳۰۴) اور ابن محبوب نے ہشام بن سالم سے انہوں نے زیاد بن سوقہ سے انہوں نے حکم بن عتیبہ سے روایت کی ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے عرض کیا کہ اللہ تعالیٰ آپ علیہ السلام کا بھلا کرے بعض آدمیوں کے منہ میں بتیس (۳۲) دانت ہوتے ہیں اور بعض کے اٹھائیس (۲۸) تو دانتوں کی دیت کتنے پر تقسیم کی جائے؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا اصل خلقت کے تو صرف اٹھائیس دانت ہیں بارہ دانت منہ کے اگلے حصہ میں اور سولہ (۱۶) دانت اس کے پچھلے حصہ میں تو ان ہی پر دانتوں کی دیت تقسیم کی جائے گی۔ اگلے حصہ کے دانتوں پر دانت اگر ٹوٹ جائے اور باقی نہ رہے تو اس کی دیت پانچسو (۵۰۰) درہم ہے اور یہ بارہ (۱۲) دانت ہیں اور ان سب کی دیت چھ ہزار (۶۰۰۰) درہم ہوئے اور ڈاڑھ کہ ہر ڈاڑھ کی دیت اگر وہ ٹوٹ جائے اور باقی نہ رہ جائے تو اس کی دیت پچیس (۲۵) درہم ہے اور یہ سولہ (۱۶) دانت ہیں اس طرح ان سب کے چار ہزار (۴۰۰۰) درہم ہوئے لہٰذا اگلے پچھلے تمام دانتوں کی مجموعی دیت دس ہزار (۱۰۰۰۰) درہم ہوئی۔ اور اتنے ہی دانت وضع کیے گئے ہیں اٹھائیس (۲۸) سے جو دانت زیادہ ہیں ان کی کوئی دیت نہیں ہے اور جو اس سے کم ہیں ان کی بھی کوئی دیت نہیں ہے اسی طرح کا لکھا ہوا میں نے امیرالمومنین علیہ السلام کی کتاب میں پایا ہے۔ حکم کا بیان ہے کہ میں نے عرض کیا کہ دیت تو آج کل سے پہلے اونٹوں گایوں اور بھیڑ بکریوں کی شکل میں لی جاتی تھی۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا ہاں اسلام سے پہلے صحراؤں اور دیہاتوں میں یہی ہوتا تھا۔ مگر جب اسلام کا ظہور ہوا اور لوگوں میں سکوں کی کثرت ہو گئی تو امیرالمومنین علیہ السلام نے اس کو سکوں میں تقسیم فرما دیا۔ حکم کا بیان ہے کہ میں نے عرض کیا آپ علیہ السلام کی کیا رائے ہے جو لوگ آج کل صحراؤں اور بیابانوں میں

رہتے ہیں ان سے دیت کیا لیا جائے سکہ یا اونٹ ؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا اونٹ بھی سکہ ہی کے مانند ہیں بلکہ یہ تو دیت میں سکہ سے بھی بہتر ہے۔ وہ لوگ دیت خطا میں ایک سو (۱۰۰) اونٹ لیا کرتے تھے فی اونٹ ایک سو (۱۰۰) درہم کے حساب سے اس طرح دس ہزار (۱۰۰۰۰) درہم ہوجاتے تھے میں نے عرض کیا وہ اونٹ کس سن کے ہوتے تھے ؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا وہ سب ایک سال کے نر اونٹ ہوتے تھے۔

باب: ایک شخص قتل ہوتا ہے تو اس کے بعض ورثاء معاف کرنا چاہتے ہیں بعض قصاص لینا چاہتے ہیں اور بعض دیت

(۵۳۰۵) جمیل بن درّاج کی روایت میں ہے ان کا بیان ہے کہ امیرالمومنین علیہ السلام نے فیصلہ فرمایا ایک ایسے شخص کے متعلق جو قتل ہوا اور اس کے دو (۲) وراث ہیں ایک نے قاتل کو معاف کردیا اور دوسرا چاہتا ہے کہ وہ قاتل کو قتل کرے آپ علیہ السلام نے فرمایا وہ قتل کرے مگر قصاص میں جو قتل ہوگا اس کے وارثوں کو نصف دیت دے۔

(۵۳۰۶) حسن بن محبوب نے ابی ولّاد حنّاط سے روایت کی ہے اس کا بیان ہے کہ میں نے ایک مرتبہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک آدمی قتل کردیا گیا اس کے (وارثوں میں) باپ ماں اور لڑکا ہے۔ لڑکا کہتا ہے کہ میں اپنے باپ کے قاتل کو قتل کرنا چاہتا ہوں دوسرا (یعنی باپ) کہتا ہے کہ میں اسے معاف کرتا ہوں تیسرا (یعنی ماں) کہتی ہے کہ میں دیت لوں گی۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا لڑکے کو چاہیے کہ وہ مقتول کی ماں کو دیت کا چھٹا حصہ دے اور قاتل کے وارثوں کو دیت کا چھٹا حصہ باپ کا حق دے جس نے معاف کردیا ہے۔

(۵۳۰۷) اور حسن بن محبوب نے ابی ولّاد سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص کو قتل کردیا گیا اس کی اولادیں ہیں کچھ چھوٹی اور کچھ بڑی۔ آپ علیہ السلام کی کیا رائے ہے اگر بڑی اولادیں اس کو معاف کردیں۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا پھر وہ قاتل قتل نہیں ہوگا مگر بڑی اولادوں کو اپنا حصہ معاف کرنا جائز ہے۔ جب اس کی چھوٹی اولادیں بڑی ہونگی تو ان کو حق ہے کہ دیت میں سے اپنے حق کا مطالبہ کریں۔ اور یہ بھی روایت کی گئی ہے کہ اگر وارثوں میں سے ایک بھی خون معاف کردے تو پھر قصاص نہیں رہ جائے گا۔

باب: عاقلہ

یعنی قاتل کے اہل خاندان سے دیت کی وصولی

(۵۳۰۸) حسن بن محبوب نے مالک بن عطیہ سے انہوں نے اپنے باپ سے انہوں نے سلمہ بن کہیل سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام کی خدمت میں ایک شخص پکڑ کر لایا گیا جس نے ایک آدمی کو خطأً قتل کر دیا تھا تو آپ علیہ السلام نے اس سے پوچھا تمہارے خاندان والے اور تمہارے قرابتدار کون لوگ ہیں؟ اس نے عرض کیا اس شہر میں میرا کوئی خاندان والا اور کوئی قرابتدار نہیں ہے۔ فرمایا تم کس شہر کے رہنے والے ہو؟ اس نے عرض کیا میں موصل کا رہنے والا ہوں، میں وہیں پیدا ہوا میرے قرابتدار اور خاندان والے وہیں ہیں۔ امیرالمومنین علیہ السلام نے معلوم کیا تو کوفہ میں اس کا کوئی قرابتدار اور کوئی خاندان والا نہ تھا تو موصل میں اپنے عامل کو خط لکھا اما بعد فلاں بن فلاں جس کا حلیہ یہ ہے نے مسلمانوں میں سے ایک مسلمان کو خطأً قتل کر دیا ہے اور اس کا بیان ہے کہ میں موصل کا رہنے والا ہوں اور وہاں اس کے قرابتدار اور اہل خاندان ہیں اس کو میں اپنے قاصد فلاں بن فلاں کے ساتھ تمہارے پاس بھیج رہا ہوں جس کا حلیہ یہ ہے جب یہ دونوں ان شاء اللہ پہنچیں اور میرا خط پڑھو تو اس کی تفتیشِ احوال کرو اور یہ معلوم کرو کہ مسلمانوں میں سے اس کے قرابتدار کون ہیں جن میں وہ پیدا ہوا ہے جب تمہیں اس کے مسلمان قرابتدار مل جائیں تو انہیں اپنے پاس جمع کرو پھر ان میں دیکھو کہ کون کون ازروئے قرآن اس کی وراثت پائے گا اور محجوب نہیں ہوگا تو ان سب پر دیت لازم کرو اور ان سے تین (۳) سال میں وصول کرو۔ اور اگر اس کے قرابتداروں میں سے کوئی ایسا نہ ہو کہ جس کا سہم کتاب خدا میں نہ رکھا گیا ہو اور اس کے اقرباء نسب میں برابر ہوں تو اس کی دیت سارے قرابتداروں پر تقسیم کردو باپ کی طرف سے قرابتداروں پر بھی اور ماں کی طرف سے قرابتداروں پر بھی۔ ماں کی طرف سے قرابتداروں پر دیت کا ایک تہائی اور اگر ماں کی طرف سے کوئی قرابتدار نہ ہو تو باپ کی طرف سے جتنے مسلمان مرد اور بالغ ہوں ان پر تقسیم کردو۔ اور ان سے تین (۳) سالوں کے اندر یہ دیت وصول کرو اور اگر نہ اس کے باپ کی طرف سے کوئی قرابتدار ہو اور نہ ماں کی طرف سے کوئی قرابتدار ہو تو یہ دیت تمام اہل موصل پر تقسیم کردو جن میں وہ پیدا ہوا ہے اور نشو نما پائی ہے اور اس میں ان لوگوں کے سوا کسی غیر اہل شہر کو داخل نہ کرو اور ان سے تین (۳) سال کے اندر دیت وصول کرو ہر ایک سال میں ایک تہائی تاکہ وہ تین (۳) سال میں ان شاء اللہ پوری ہوجائے اور اگر فلاں بن فلاں کا اہل موصل میں کوئی قرابتدار نہ ہو اور نہ وہ موصل کا رہنے والا ہو وہ جھوٹ کہتا ہو تو اس کو میرے قاصد کے ساتھ ان شاء اللہ واپس کردو اس لئے کہ پھر میں اس کا ولی ہوں اور میں اس کی طرف سے اس کی دیت ادا کروں گا اور ایک مسلمان کا خون رائیگاں نہیں جائے گا۔

(۵۳۰۹) حسن بن محبوب نے ابی ولّاد سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ کافران ذمی کے درمیان اگر وہ ایک دوسرے کو قتل یا زخمی کریں تو کوئی مضائقہ نہیں بلکہ ان کی دیت ان کے اموال سے وصول کی جائے گی اور ان کا کوئی مال نہیں تو ان کی دیت امام المسلمین کی طرف آئے گی اس لئے کہ یہ لوگ اس کو جزیہ ادا کرتے ہیں جس طرح ایک غلام کے جرم کا تاوان اس کا مالک ادا کرتا ہے۔ فرمایا کہ یہ کافران ذمی بھی امام المسلمین کے غلام ہیں ان میں سے جو بھی اسلام لایا وہ آزاد ہو گیا۔

(۵۳۱۰) حسن بن محبوب نے ایّوب سے انہوں نے محمد بن مسلم سے انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ حضرت علی علیہ السلام اگر کوئی پاگل یا مجنوں عمداً یا خطاً کوئی جرم کر دیتا تو اس کی دیت اس کے اہل خاندان پر عائد کرتے تھے۔

(۵۳۱۱) اور امیرالمومنین علیہ السلام نے فرمایا کہ اہل خاندان صرف اس کی دیت کے ضامن ہونگے جس پر گواہیاں گزر جائیں اور کوئی شخص اگر اعتراف کرے تو خاص اسی کے مال سے دیت عائد ہوگی اور اہل خاندان سے کچھ نہیں لیا جائے گا۔

(۵۳۱۲) حسن بن محبوب نے علی بن ابی حمزہ سے انہوں نے ابی بصیر سے بیان کیا کہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ اگر کوئی عمداً جرم کرے یا جرم کا اقرار کرے یا صلح کرے تو اہل خاندان پر اس کی دیت کی کوئی ذمہ داری نہیں ہے۔

(۵۳۱۳) علاء نے محمد حلبی سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص نے ایک آدمی کو کدال سے مارا تو اس کی آنکھیں نکل کر چہرے پر لٹک آئیں مضروب (جس کو مارا گیا) ضارب (مارنے والا) پر جھپٹا اور اسے قتل کر دیا تو حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ ان دونوں نے حد سے تجاوز کیا میری رائے نہیں ہے کہ جس نے قتل کیا ہے اس سے قصاص لیا جائے اس لئے کہ اس نے جس وقت اس کو قتل کیا وہ اندھا ہو چکا تھا اور اندھے کا جرم خطا میں شمار ہوتا ہے اس کے خاندان والوں پر لازم ہے کہ اس کی دیت تین (۳) سال میں ادا کریں ہر سال دیت کا ایک حصہ اور اگر اس اندھے کا کوئی کنبہ اور خاندان نہیں ہے تو اس کی دیت اس اندھے کے مال میں سے تین (۳) سال میں وصول کی جائے اور وہ اندھا اپنی آنکھوں کی دیت ضارب کے ورثاء سے وصول کرے۔

باب: ایک شخص نے ایک آدمی کو مارا تو اب اس کا پیشاب نہیں رکتا مسلسل جاری ہے اس کے متعلق روایت

(۵۳۱۴) اسحاق بن عمار سے روایت ہے کہ انہوں نے بیان کیا کہ ایک آدمی نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا اور اس وقت میں وہاں حاضر تھا کہ ایک شخص نے ایک آدمی کو مارا تو اب اس کا پیشاب نہیں رکتا مسلسل جاری رہتا ہے۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا اگر اس کا پیشاب رات تک جاری رہتا ہے تو اس پر پوری دیت ہے اور اگر دوپہر تک جاری رہتا ہے تو اس پر دیت کا دو تہائی اور اگر دن بلند ہونے تک تو ایک تہائی دیت ہے۔

(۵۳۱۵) غیاث بن ابراہیم نے حضرت جعفر بن محمد علیہما السلام سے اور انہوں نے اپنے پدر بزرگوار علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ حضرت علی علیہ السلام نے ایک ایسے شخص کے متعلق فیصلہ فرمایا جس کو کسی نے مارا تو اس کو سلسل البول (پیشاب کا نہ رکنا) ہوگیا تو آپ علیہ السلام نے اس کو کامل دیت کا حکم دیا۔

باب: نطفہ اور علقہ اور مضغہ و عظم (ہڈی) اور جنین (بچۂ شکم) کی دیت

(۵۳۱۶) محمد بن اسماعیل بن بزیع نے صالح بن عقبہ سے انہوں نے سلیمان بن صالح سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ نطفہ کی دیت بیس (۲۰) دینار ہے علقہ کی چالیس (۴۰) دینار اور مضغہ کی ساٹھ (۶۰) دینار اور عظم یعنی ہڈی کے اسی (۸۰) دینار اور اگر اس ہڈی پر گوشت چڑھ جائے تو سو (۱۰۰) دینار پھر ولادت تک یہی سو (۱۰۰) دینار ہیں اور جب ولادت ہو گئی تو اس کی دیت کامل ہے۔

(۵۳۱۷) محمد بن اسماعیل نے یونس شیبانی سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا کہ اگر نطفہ میں سے ایک قطرہ خون نکل آئے؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ اس پر نطفہ کی دیت کا دسواں حصہ ہے یعنی بائیس (۲۲) دینار ہے۔ میں نے عرض کیا دو قطرے خون نکل آئے؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا پھر چوبیس (۲۴) دینار عرض کیا اور اگر تین (۳) قطرے؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا پھر چھبیس (۲۶) دینار عرض کیا اور اگر چار (۴) قطرے ٹپک پڑیں؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا پھر اٹھائیس (۲۸) دینار اور پانچ قطروں پر تیس (۳۰) دینار پھر اگر نصف سے زائد آگیا تو انہی قطروں کے حساب سے یہاں تک کہ وہ علقہ ہو جائے۔ اور جب علقہ ہو جائے تو اس کی دیت چالیس (۴۰) دینار ہے۔

(۵۳۱۸) محمد بن اسماعیل نے ابو شبل سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں حاضر تھا اور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام یونس شیبانی کو دیتیں بتا رہے تھے۔ میں نے عرض کیا اور اگر نطفہ خون آلود خارج ہوا؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا پھر تو وہ علقہ بن گیا اگر خون صاف ہے تو اس کی دیت چالیس (۴۰) دینار ہے اور اگر خون سیاہ ہے تو اس پر کوئی دیت نہیں سوائے سزا اور تعزیر کے اس لئے کہ جو خون صاف ہے وہ بچے کے لئے ہے اور جو خون کالا ہے وہ کہیں اور اندر سے ہے۔

ابو شبل نے کہا کہ علقہ میں کبھی گوشت کی رگوں کے مانند کچھ ہوتا ہے؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا اس کی دیت بیالیس (۴۲) یعنی دسواں حصہ ہے میں نے عرض کیا چالیس کا دسواں حصہ تو چار ہے؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا مضغہ کا دسواں حصہ ہے اس لئے کہ اس میں سے دسواں حصہ چلا گیا اور جس قدر اس میں سے جائے گا دیت بھی بڑھے گی یہاں تک کہ ساٹھ (۶۰) تک پہنچ جائے۔ میں نے عرض کیا کہ میں نے دیکھا ہے کہ مضغہ میں ایک گرہ ہوتی ہے خشک ہڈی کے مانند آپ علیہ السلام نے فرمایا یہی وہ ہڈی جس سے ابتدا ہوتی ہے اس کی دیت چار (۴) دینار ہے اگر اس سے زیادہ ہے اس پر چار (۴) زیادہ ہوتے جائیں گے یہاں تک کہ اسی (۸۰) تک پہنچ جائے اور اسی طرح جب ہڈی پر گوشت چڑھ جائے تو اس کی دیت بھی ایسی ہی ہوگی۔ میں نے عرض کیا اور اگر کوئی عورت کو مکا مارے اور پیٹ کا بچہ گر جائے اور اس کو نہیں معلوم کہ وہ زندہ گرا یا مردہ آپؑ نے فرمایا افسوس اے ابو شبل جب پانچ مہینے گزر جاتے ہیں تو اس میں حیات آجاتی ہے اور وہ پوری دیت کا مستوجب ہوتا ہے۔

(۵۳۱۹) اور محمد بن ابی عمیر کی روایت میں محمد بن ابی حمزہ سے ہے اور انہوں نے داؤد بن فرقد سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے آپ علیہ السلام نے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں ایک عورت آئی اور اس نے ایک اعرابی کے خلاف دعویٰ کیا کہ اس نے ذرا دھمکایا تو میرے پیٹ کا بچہ گر گیا۔ اعرابی نے کہا کہ گرتے وقت رویا نہ تھا وہ زندہ نہ تھا اور اس طرح پر کوئی دیت نہیں ہوتی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس سے کہا اے بات بنانے والے خاموش رہ تجھ پر لڑکا ہو یا لڑکی ایک غرۃ لازم ہے۔

(۵۳۲۰) جمیل بن دراج نے عبید بن زرارہ سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا کہ غرۃ سو (۱۰۰) دینار کا ہوتا ہے اور دس (۱۰) دینار کا بھی آپ علیہ السلام نے فرمایا پچاس (۵۰) کا۔

(۵۳۲۱) حسن بن محبوب نے علی بن رئاب سے انہوں نے ابی عبیدہ سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک عورت کے متعلق روایت کی ہے وہ حاملہ تھی اس نے کوئی دوا پی لی تاکہ بچہ ساقط ہوجائے اور بچہ ساقط ہوگیا۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا اگر اس کی ہڈی بن چکی ہے اور اس پر گوشت چڑھ چکا ہے اور کان اور آنکھ نمودار ہو چکے ہیں تو اس عورت پر پوری دیت ہے جو وہ اس کے باپ کو ادا کرے گی۔ اور فرمایا کہ اگر وہ محض علقہ یا مضغہ ہے تو اس پر

چالیس (۴۰) دینار ہے یا ایک غرّہ ہے جو وہ اس کے باپ کو دیگی میں نے عرض کیا اور وہ عورت اپنے بچے کی میراث نہیں پائے گی اس کی دیت میں سے ؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا نہیں اس نے اس کو قتل کیا ہے۔

(۵۳۲۲) حسن بن محبوب نے نعیم بن ابراہیم سے انہوں نے عبداللہ بن سنان سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک شخص کے متعلق روایت کی ہے جس نے کسی قوم کی کنیز کے پیٹ کے بچے کو قتل کر دیا۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا اگر وہ بچہ پیٹ میں مر گیا تو اس کے مارنے کے بعد اس پر اس کی دیت اس کنیز کی قیمت کے دسویں حصہ کا نصف ہے اور اگر اس نے اس کنیز کو مارا اور بچہ زندہ گرا اور مر گیا تو اس پر اس کنیز کی قیمت کا دسواں حصہ ہے۔

(۵۳۲۳) اور سماعہ نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا جس نے اپنی لڑکی کو مارا وہ حاملہ تھی چنانچہ بچہ مردہ ساقط ہوا تو اس عورت کے شوہر نے اس پر دعویٰ کر دیا تو عورت نے اپنے شوہر سے کہا کہ اگر اس ساقط شدہ بچے کی کچھ دیت ہے اور اس کی میراث میں کچھ میرا حصہ ہے تو اپنی میراث اپنے باپ کو دیتی ہوں۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا اگر اس عورت نے اپنے باپ کو دیدیا ہے تو اس کے باپ کے لئے جائز ہے۔

(۵۳۲۴) حسین بن سعید نے محمد بن فضیل سے روایت کی ہے اس کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام ابو الحسن علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک چور ایک عورت کے پاس آیا وہ حاملہ تھی وہ اس پر جھپٹ پڑا تو اس کے پیٹ میں جو کچھ تھا وہ ساقط ہو گیا۔ اتنے میں عورت اس پر جھپٹی اور اس نے اس چور کو قتل کر دیا۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا چور کا خون رائیگاں گیا (اسکی کوئی دیت نہ ہوگی) اور اس مقتول چور پر اس کے بچے کی دیت لازم ہے۔

باب: ایک مسلمان ارض شرک میں رہتا تھا اسے مسلمانوں نے قتل کر دیا اور امام کو بعد میں اطلاع ملی اس کے لئے حکم

(۵۳۲۵) ابن ابی عمیر نے اپنے بعض اصحاب سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے ایک ایسے شخص کے متعلق جو مشرکین کے ملک میں رہتا تھا مسلمانوں نے اس کو قتل کر دیا جس کا علم امام کو بعد میں ہوا۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ اس کی جگہ ایک مومن بندہ آزاد کر دیا جائے اس کے متعلق اللہ تعالیٰ کا قول ہے **فان کان من قوم عدو لکم وھو مومن فتحریر رقبة مومنة** (سورۃ نساء آیت ۹۲) (پھر اگر مقتول تھا ایسی قوم میں سے کہ وہ تمہارے دشمن ہیں اور خود وہ مسلمان تھا تو آزاد کرے گردن ایک مسلمان کی۔)

باب: ایک شخص نے ایک آدمی کے پیٹ کو کچل دیا اور اس کے کپڑوں میں پائخانہ نکل آیا

(۵۳۲۶) سکونی کی روایت میں ہے کہ ایک شخص حضرت علی علیہ السلام کے سامنے پیش کیا گیا کہ اس نے ایک آدمی کے پیٹ کو ایسا کچلا کہ اس کے کپڑوں میں پائخانہ نکل آیا۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ پھر وہ بھی اس کے پیٹ کو ایسا کچلے کہ اسکے پائخانہ نکلے یا وہ ایک تہائی دیت ادا کرے۔

باب: ایک شخص نے عورت کے ساتھ مجامعت میں زیادتی کی (یعنی آگے کے بدلے پیچھے دخول کیا) اور وہ اس پر اتنا ڈٹا کہ وہ مر گئی

(۵۳۲۷) حسن بن محبوب نے حارث بن محمد سے انہوں نے زید سے انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے متعلق روایت کی کہ جس نے اپنی عورت کے دبر میں مجامعت کی اور اس پر ایسا ڈٹا رہا کہ وہ عورت اس کی وجہ سے مر گئی۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا اس پر پوری دیت ہے۔

باب: گونگے کی زبان کی دیت

(۵۳۲۸) حسن بن محبوب نے ہشام بن سالم سے انہوں نے ابی بصیر سے انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ آل زرارہ کے کسی شخص نے آنجناب علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص نے ایک گونگے آدمی کی زبان کاٹ دی۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا اگر وہ ماں کے پیٹ ہی سے گونگا پیدا ہوا تھا تو اس پر زبان کی پوری دیت ہے اور اگر وہ باتیں کرتا تھا مگر کسی تکلیف یا کسی آفت کی وجہ سے وہ گونگا ہو گیا تھا تو جس نے اس کی زبان کاٹی ہے اس پر زبان کی ایک تہائی دیت ہے۔

باب: افضاء (عورت کی شرمگاہ پھاڑ دینے) پر کیا واجب ہے

امیرالمومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام نے ایک عورت جس کا افضاء کیا گیا اس کو دیت کا حکم دیا۔

(۵۳۲۹) نوادرالحکمت میں ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ایک ایسے شخص کے متعلق فرمایا جس کی عورت نے اس کی کنیز کا اپنے ہاتھوں سے افضاء کر دیا۔ تو آپ علیہ السلام نے حکم دیا کہ اس کنیز کی قیمت لگوائی جائے کہ صحیح ہونے پر اس کی قیمت کیا تھی اور اب افضاء کئے جانے پر اس کی قیمت کیا ہے اور صحیح اور عیب کے درمیان جو فرق ہے اس کا اس عورت سے تاوان دلایا جائے اور اس کو مجبور کیا جائے۔ وہ اس کنیز کو اپنے پاس رکھے اس لئے کہ وہ مردوں کے قابل نہیں رہی۔

باب: اس شخص پر کیا عائد ہوگا جس نے ایک آدمی کے سر پر کھولتا ہوا پانی انڈیل دیا اور اس کے سارے بال جھڑ گئے

(۵۳۳۰) جعفر بن بشیر نے ہشام بن سالم سے انہوں نے سلیمان بن خالد سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا کہ ایک شخص نے ایک آدمی کے سر پر کھولتا ہوا پانی انڈیل دیا اور اس کے سر کے بال ایسے جھڑے کہ اب وہ کبھی نہ اگیں گے۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا اس پر کامل دیت ہے۔

(۵۳۳۱) اور سلمہ بن تمام سے روایت ہے کہ ایک شخص نے ایک آدمی کے سر پر شوربہ سے بھری ہوئی دیگچی الٹ دی اس کے سارے بال جھڑ گئے وہ دونوں جھگڑتے ہوئے حضرت علی علیہ السلام کے پاس گئے۔ آپ علیہ السلام نے اس کو سال بھر کا وقت دیا مگر بال نہ اگے تو آپ علیہ السلام نے اس کو دیت کا حکم دیا۔

باب: کسی کی ڈاڑھی کے بال اگر کوئی شخص مونڈے تو اس پر کیا عائد ہوگا

(۵۳۳۲) سکونی کی روایت میں ہے کہ امیرالمومنین علیہ السلام نے فیصلہ فرمایا کہ اگر کسی کی ڈاڑھی کو کوئی شخص مونڈ دے اور پھر نہ اگے تو اس پر پوری دیت ہے اور اگر اگ آئے تو پھر ایک تہائی دیت ہے۔

باب: جو شخص اپنی زوجہ کی فرج (شرمگاہ) کاٹ دے تو اس پر کیا لازم آتا ہے

(۵۳۳۳) حسن بن محبوب نے عبدالرحمٰن بن سیابہ سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے آپ علیہ السلام نے فرمایا کتاب علی علیہ السلام میں تحریر ہے کہ اگر کوئی شخص اپنی عورت کی فرج کاٹ دے تو میں اس عورت کو اس کی دیت دلواؤں گا اور وہ اس کو اس کی دیت نہ دے اور وہ عورت مطالبہ کرے تو عورت اس کی شرمگاہ کاٹے گی۔

باب: جو شخص عورت کی شرمگاہ پر لات مارے اور عورت کا خیال ہو کہ اب اس کو حیض نہیں آئے گا تو اس شخص پر کیا لازم آتا ہے

(۵۳۳۴) حسن بن محبوب نے اپنے بعض راویوں سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے ایک ایسے شخص کے متعلق کہ جس نے ایک عورت کی شرمگاہ پر لات ماری ۔ عورت کا خیال ہے کہ اب اس کو حیض نہیں آئے گا حالانکہ اس سے پہلے اس کو حیض عادت کے مطابق ٹھیک ٹھیک آتا تھا۔آپ علیہ السلام نے فرمایا وہ ایک سال تک انتظار کرے اگر اس کو حیض پھر سے آئے تو ٹھیک ورنہ اس عورت کے حیض کی خرابی اور اس کے رحم کے بانجھ ہوجانے کی بنا پر اس شخص کو ایک تہائی دیت دینی پڑے گی۔

(۵۳۳۵) حسن بن محبوب نے ہشام بن سالم سے انہوں نے ابی بصیر سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے عرض کیا آپ علیہ السلام کی کیا رائے ہے ایک شخص نے ایک جوان عورت کے پیٹ پر مارا اور اس کا رحم بانجھ ہوگیا اور اس کے حیض میں خرابی پیدا ہوگئی اور اس نے یہ بیان کیا کہ اس کو حیض آنا بند ہوگیا ہے اس سے پہلے اس کو عادت کے مطابق برابر حیض آتا تھا۔آپ علیہ السلام نے فرمایا ایک سال تک انتظار کرے اگر اس کا رحم ٹھیک ہوجائے اور اسے اس کی عادت کے مطابق حیض آنے لگے تو ٹھیک ورنہ اس عورت سے حلف لینے کے بعد اس کو مارنے والے سے اس عورت کے حیض میں خرابی اور رحم کے بانجھ ہونے کی وجہ سے دیت کا ایک تہائی دلوایا جائے گا۔

باب: انگلیوں کے جوڑ کی دیت

(۵۳۳۶) سکونی کی روایت میں ہے کہ امیرالمومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام نے انگوٹھے کو چھوڑ کر دوسری انگلیوں کے ہر جوڑ کے لئے اس انگلی کی دیت کا فیصلہ کیا کرتے تھے۔ اور انگوٹھے کے ہر جوڑ کے لئے انگوٹھے کی دیت کا نصف اس لئے کہ اس میں دو ہی جوڑ ہوتے ہیں۔

مصنف علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ دیت کو عقل اس لئے کہتے ہیں کہ پہلے دیت میں اونٹ دیتے اور وہ لیجاکر مقتول کے ورثا کے صحن میں باندھ دیا کرتے تھے۔

باب: انسان کے دونوں بیضوں کی دیت

(۵۳۳۷) محمد بن احمد بن یحیٰی بن عمران اشعری کی روایت میں ہے کہ انہوں نے روایت کی ہے محمد بن ہارون سے انہوں نے ابی یحیٰی واسطی سے انہوں نے اس روایت کو مرفوع کیا ہے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی طرف آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ بچہ بائیں بیضہ سے ہوتا ہے اگر وہ کٹ جائے تو اس کی دو تہائی دیت ہے اور دائیں کی ایک تہائی ہے۔

باب: ایک غلام، ایک آزاد مرد، ایک آزاد عورت اور ایک غلام مکاتب چاروں نے مل کر ایک آدمی کو قتل کیا اس کے متعلق حکم

(۵۳۳۸) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا گیا ان چار شخصوں کے متعلق جنہوں نے ایک آدمی کو قتل کیا جن میں ایک غلام ہے ایک مرد آزاد ہے ایک آزاد عورت ہے اور ایک غلام مکاتب ہے جس نے اپنے مکاتبہ کی نصف رقم ادا کردی ہے۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا ان سب پر دیت ہے آزاد مرد پر ایک چوتھائی دیت آزاد عورت پر ایک چوتھائی دیت اور غلام کے لئے یہ ہے کہ اس کے مالک کو اختیار دیا جائیگا کہ اس کی طرف سے دیت ادا کرے یا اس غلام کو مکمل (مقتول کے ورثاء کے) حوالے کردے۔ اور مقتول کے گھر والے کوئی نقصان نہ اٹھائیں۔ اور غلام مکاتب پر نصف چوتھائی اس کے مال سے اور اس کو مکاتب بنانے والے پر نصف چوتھائی اس لئے کہ اس نے نصف ہی آزاد کیا ہے۔

یہ حدیث محمد بن احمد کی کتاب میں ہے وہ اس کی روایت کرتے ہیں ابراہیم بن ہاشم سے وہ اپنے اسناد کے ساتھ اوپر لے گئے ہیں حضرت امام جعفر صادق علیہ تک۔

باب: وہ شخص جو اپنے غلام کو اتنی سزا دے کہ وہ مرجائے اس کے لئے کیا لازم ہے

(۵۳۳۹) سکونی کی روایت میں ہے کہ حضرت علی علیہ السلام کے سامنے ایک شخص کو پیش کیا گیا کہ جس نے اپنے غلام کو اتنی سزا دی کہ وہ مر گیا تو آپ علیہ السلام نے اس کو سزا کے طور پر سو (۱۰۰) کوڑے لگائے اس کو قید کردیا اور غلام کی قیمت کا جرمانہ لگایا اور اس کو تصدق کردیا۔

باب: ولد الزنا کی دیت

(۵۳۴۰) جعفر بن بشیر کی روایت میں ہے جو انہوں نے اپنے بعض راویوں سے کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے ایک مرتبہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ولد الزنا کی دیت کے متعلق دریافت کیا تو آپ علیہ السلام نے فرمایا آٹھ سو (۸۰۰) درہم یہودی و نصرانی اور مجوسی کی دیت کے مانند۔

باب: جو شخص اپنی زمین پر یا کسی غیر کی زمین پر کنواں وغیرہ کھود لے اور اس میں کوئی انسان گر کر ہلاک ہو جائے اس کے لئے کیا حکم ہے

(۵۳۴۱) زرعہ اور عثمان بن عیسیٰ نے سماعہ سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے آنجناب علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص اپنے مکان یا اپنی زمین پر کنواں کھودتا ہے۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا اگر کوئی شخص اپنی ملکیت میں کنواں وغیرہ کھودتا ہے تو اس پر کوئی ذمہ داری اور ضمانت نہیں ہے لیکن اگر کوئی شخص راستے پر یا غیر کی ملکیت میں کھودے تو وہ ضامن ہے اگر کوئی اس میں گر جائے۔

(۵۳۴۲) یونس بن عبدالرحمٰن نے ہمارے اصحاب میں سے ایک شخص سے روایت کی ہے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے آنجناب علیہ السلام سے جسور (پل تعمیر کرنے والے) کے متعلق دریافت کیا کہ کیا وہ وہاں کے باشندوں کا ضامن ہے؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا نہیں۔

(۵۳۴۳) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص مسلمانوں کے راستہ پر نالہ نکالے یا بیت الخلاء بنائے یا کوئی میخ اور کھونٹا گاڑے یا جانور باندھے یا کنواں کھودے اور اس میں کوئی چیز گر کر ہلاک ہو جائے تو وہ اس کا ضامن ہے۔

(۵۳۴۴) محمد بن عبداللہ بن ہلال نے عقبہ بن خالد سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی کہ آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فیصلوں میں سے ایک فیصلہ یہ بھی ہے کہ معدن جُبار ہے کنواں جُبار اور عُجماء جُبار ہے۔

عُجماء یعنی بے زبان وحشی جانور اور جُبار یعنی وہ نقصان جس کا کوئی تاوان اور معاوضہ نہیں۔

(۵۳۴۵) وھیب بن حفص نے ابوبصیر سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے آنجناب علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک لڑکا لوگوں کے گھروں میں کھیلنے کے لئے گیا اور ان لوگوں کے کنوئیں میں گر گیا۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا وہ لوگ ضامن نہیں ہیں۔ ہاں اگر وہ لوگ متہم اور بدنام ہیں تو ضامن ہیں۔

(۵۳۴۶) حسین بن سعید نے علی بن نعمان سے انہوں نے ابی الصباح کنانی سے روایت کی ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا جو شخص مسلمانوں کے راستے پر کوئی مضرت رساں چیز (جیسے پھسلنے والی) ڈال دے یا گڑھا کھودے اور اگر کسی کو اس سے گزند پہنچے تو وہ اس کا ذمہ دار ہے۔

(۵۳۴۷) حمّاد نے حلبی سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ ایک مرتبہ آپ علیہ السلام سے دریافت کیا گیا کسی ایسی چیز کے متعلق جو راستہ پر ڈال دی جائے جس سے سواری بھڑکے اور اپنے مالک کو زخمی کر دے۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا ہر وہ شے جو مسلمانوں کے راستے پر مضرت رساں ہے اس سے اگر کسی کو گزند پہنچے تو اس کا ڈالنے یا بنانے والا ذمہ دار ہے۔

باب: اگر کوئی سواری کسی آدمی کو اپنے پچھلے یا اگلے پاؤں سے گزند پہنچا دے تو اس کے لئے کیا لازم ہے

(۵۳۴۸) حمّاد نے حلبی سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے آنجناب علیہ السلام سے دریافت کیا گیا کہ ایک شخص اپنی سواری پر مسلمانوں کے راستہ سے گزر رہا تھا کہ اس کی سواری نے کسی شخص کو اپنے پچھلے پاؤں سے گزند پہنچایا تو آپ علیہ السلام نے فرمایا اگر اس کی سواری نے پچھلے پاؤں سے کسی کو گزند پہنچایا تو اس پر

کوئی تاوان نہیں لیکن اگر اگلے پاؤں سے کسی کو گزند پہنچائے تو البتہ اس پر تاوان ہے اس لئے کہ سواری کا پچھلا پاؤں سوار کے پیچھے ہے اگر وہ اس پر سوار ہے اور اگر وہ سواری کے آگے آگے اس کو کھینچتے ہوئے لے کر چل رہا ہے تو بفضل خدا سواری کا اگلا پاؤں اس کے قابو میں ہے یہ جہاں چاہے گا جانور اپنا پاؤں وہاں رکھے گا۔

(۵۳۴۹) حسن بن محبوب نے علی بن رئاب سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ ایک شخص نے اپنے غلام کو کسی سواری پر بٹھایا اور اس نے کسی آدمی کو کچل دیا۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا اس کا تاوان اس کے مالک پر ہے۔

(۵۳۵۰) یونس بن عبدالرحمن نے روایت کی اور اس کو اوپر حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام تک لے گئے ہیں آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ چوپایہ اور جانور جبکہ وہ چھوڑا ہوا سانڈ بن گیا تو وہ اپنے چھوڑنے والے سے تاوان نہیں دلائے گا۔

(۵۳۵۱) سکونی کی روایت میں ہے کہ حضرت علی علیہ السلام سواری کو آگے سے لیکر چلنے والے (قائد) پیچھے سے ہانکنے والے (سائق) اور اس کی پشت پر سوار سب کو ضامن ٹہراتے تھے۔

(۵۳۵۲) اور ایک سواری پر دو آدمی سوار تھے کہ سواری نے ایک شخص کو قتل کر دیا یا زخمی کر دیا تو حضرت علی علیہ السلام نے فیصلہ فرمایا کہ وہ دونوں برابر برابر اس کا تاوان برداشت کریں گے۔

(۵۳۵۳) غیاث بن ابراہیم کی روایت ہے انہوں نے حضرت جعفر بن محمد علیہما السلام سے اور انہوں نے اپنے پدر بزرگوار علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ حضرت علی علیہ السلام اگر سواری نے اگلے پاؤں سے کسی کو کچلا ہے تو سوار کو ذمہ دار ٹھہراتے تھے اور اگر سواری نے اپنے پچھلے پاؤں سے کسی کو مارا ہے تو سوار کو ذمہ دار نہیں ٹہراتے تھے مگر یہ کہ کوئی آدمی پیچھے سے اس کو مارے اور وہ پاؤں چلا دے تو وہ اس کا ذمہ دار ہوگا۔

باب: دو آدمیوں نے مل کر ایک شخص کا ہاتھ کاٹ دیا اس کے لئے کیا حکم ہے

(۵۳۵۴) حسن بن محبوب نے ہشام بن سالم سے انہوں نے ابی مریم انصاری سے انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے ایسے دو شخصوں کے بارے میں جنہوں نے اجتماعی طور پر ایک آدمی کا ہاتھ کاٹ دیا۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ اگر مجروح چاہتا ہے کہ دونوں کے ہاتھ کاٹے تو ان دونوں کو ایک ہاتھ کی دیت کر کے ان دونوں پر تقسیم کر دے پھر دونوں کے ہاتھ کاٹے۔ اور اگر وہ چاہے تو ان دونوں سے اپنے ہاتھ کی دیت وصول کرے۔ اور اگر وہ ایک شخص کا ہاتھ کاٹتا ہے تو جس کا ہاتھ نہیں کٹا ہے وہ اس شخص کو جس کا ہاتھ کٹا ہے اسے ہاتھ کی ایک چوتھائی دیت ادا کرے۔

باب: وہ شخص جس نے کسی میت کا سر کاٹا اس پر کیا لازم آتا ہے

(۵۳۵۵) حسین بن خالد نے حضرت امام ابوالحسن موسیٰ علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ علیہ السلام نے فرمایا وہ بچہ جو ابھی ماں کے پیٹ میں ہو اور اس کی ماں کو مارا جائے اور بچہ اس کے قبل کہ اس میں روح پڑے ماں کے پیٹ سے ساقط ہو جائے تو اس کی دیت ایک سو (۱۰۰) دینار ہے اور یہ بچے کے وارثوں کے لئے ہے۔ اور اگر کسی میت کا سر کاٹ دیا جائے اور پیٹ چاک کر دیا جائے تو اس کی دیت اس کے وارثوں کے لئے نہیں ہے یہ اس میت کے لئے ہے جس کا سر کاٹا گیا ہے۔ راوی کا بیان ہے کہ میں نے عرض کیا ان دونوں میں فرق کیا ہے تو آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ وہ بچہ جو ماں کے پیٹ میں تھا اس سے آئندہ نفع کی امید تھی جب یہ چلا گیا تو نفع کی امید بھی جاتی رہی۔ میت کو جب اس کی وفات کے بعد مثلہ کیا گیا (سر وغیرہ کاٹا گیا) تو اس مثلہ کی دیت خود اس میت کے لئے ہے کسی دوسرے کے لئے نہیں ہے اس کی طرف سے حج کرایا جائے گا یا دوسرے کار خیر کئے جائیں گے۔ میں نے عرض کیا کہ مگر وہ میت کے پاس اس لئے گیا تھا کہ اس کو غسل دینے کے لئے کنواں یا گڑھا کھودے مگر جس چیز سے وہ اپنے سامنے کھود رہا ہے اس کے ہاتھ سے وہ کدال پھسل کر کے میت پر جا لگا اور اس کا پیٹ پھٹ گیا تو اس پر کیا لازم آتا ہے؟ آپؑ نے فرمایا اگر ایسا ہے تو خطا اور غلطی سے ہے اس پر اس کا کفارہ لازم ہے وہ غلام آزاد کرے یا پے در پے مسلسل دو ماہ روزہ رکھے یا ساٹھ (۶۰) مسکینوں کو ایک ایک مُد صدقہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے مد کے برابر دے۔

(۵۳۵۶) اور محمد بن ابی عمیر کی (کتاب) نوادر میں ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ میت کا سر کاٹنا زندہ شخص کے سر کاٹنے سے بھی زیادہ شدید ہے۔

(۵۳۵۷) اور عبداللہ بن مسکان کی روایت میں جو حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ہے ایک ایسے شخص کے متعلق کہ جس نے ایک میت کا سر کاٹا آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ اس پر دیت لازم ہے اس شخص کی حرمت مرنے کے بعد بھی اتنی ہے جتنی اس کی زندگی میں تھی۔

مصنف علیہ الرحمہ فرماتے ہیں یہ دونوں حدیثیں مختلف نہیں ہیں اس لئے کہ ان دونوں میں سے ہر ایک جس وقت اس نے میت کا سر قلم کیا ایسی حالت میں تھا کہ اگر اس کو موقع ملتا تو اس کی زندگی میں اس کا سر قلم کر لیتا اسی وجہ سے اس پر کامل دیت ہے اور جب کہ اس نے اس کی زندگی میں قتل کا ارادہ نہیں کیا تھا تو اس پر سو (۱۰۰) دینار شکم مادر میں بچہ کی دیت ہے۔

(۵۳۵۸) ابی جمیلہ سے روایت کی گئی ہے اور انہوں نے اسحاق بن عمار سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے ایک مرتبہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا کہ ایک میت کا سر کاٹ لیا گیا۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا

(کاٹنے والے پر) دیت لازم ہے میں نے عرض کیا مگر اس کی دیت کون وصول کرے گا آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ امام، یہ تو اللہ تعالیٰ کے لئے ہے اور اگر اس کا دایاں ہاتھ یا اس کے اعضاء میں سے کوئی شے کاٹی جائے تو اس کی بھی دیت امام کے لئے ہوگی۔

باب: اس طمانچہ کے لئے حکم جس سے چہرہ سیاہ یا ہرا یا سرخ پڑ جائے

(۵۳۵۹) حسن بن محبوب نے اسحاق بن عمار سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے آنجناب علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے متعلق جس نے ایک آدمی کے چہرے پر طمانچہ مارا تو اس کا چہرہ سیاہ ہوگیا۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا اگر چہرہ سیاہ پڑ گیا تو اس پر چھ (۶) دینار ہے اگر ہرا ہوگیا ہے تو تین (۳) دینار اور اگر سرخ ہوگیا ہے تو ایک (۱) دینار اور نصف ہے اور بدن پر جہاں کہیں (ایسی صورت حال) ہو تو اس کے نصف ہے۔

باب: اس شخص پر کیا لازم ہے جو ایک آدمی کے پاس گیا وہ سو رہا تھا جب وہ اس کی پشت پر پہنچا تو وہ جاگ گیا اور اس نے اس کو قتل کردیا

(۵۳۶۰) حسین بن خالد نے حضرت امام ابوالحسن اول علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آنجناب علیہ السلام سے سوال کیا گیا کہ ایک شخص ایک آدمی کے پاس آیا وہ سویا ہوا تھا جب اس کی پشت پر پہنچا تو وہ جاگ گیا اور اس نے اپنی چھری سے اس (آنے والے) کو قتل کردیا آپ علیہ السلام نے فرمایا اس پر نہ کوئی دیت ہے اور نہ کوئی قصاص۔

باب: تین آدمی ایک دیوار کے گرانے میں شریک تھے اور وہ دیوار ان میں سے ایک پر گر گئی اور وہ مر گیا

(۵۳۶۱) محمد بن ابی عمیر نے علی بن ابی حمزہ سے انہوں نے ابی بصیر سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ حضرت علی علیہ السلام نے ایک ایسے مقدمہ کا فیصلہ فرمایا کہ ایک دیوار کے گرانے میں تین آدمی شریک تھے تو وہ دیوار ان میں سے کسی ایک پر گر پڑی اور وہ مر گیا تو آپ علیہ السلام نے

وہ دونوں جو باقی رہ گئے تھے ان کو اس کی دیت کا ذمہ دار ٹھہرایا اس لئے کہ ان میں سے ہر ایک اپنے ساتھیوں کا ضامن ہے۔

باب: ایک آدمی قتل کر دیا جاتا ہے اور اس پر قرض ہے

(۵۳۶۲) محمد بن اسلم جبلی نے یونس بن عبدالرحمن سے انہوں نے عبداللہ بن مسکان سے انہوں نے ابی بصیر سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے ایک مرتبہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص کو قتل کر دیا گیا اور اس پر قرض ہے اس کے پاس کوئی مال نہیں تو کیا اس کے وارثوں کو حق ہے کہ اس کا خون معاف کر دیں جبکہ اس پر قرض ہے؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ قرض خواہ بھی تو قاتل کے مقابلہ میں ایک فریق ہے اگر اس کے وارثوں نے قاتل کو اس کا خون معاف کر دیا ہے تو وہ قرض خواہوں کے قرض کے ضامن ہیں ورنہ نہیں۔

باب: اس دایہ اور دودھ پلائی کی ضمانت جو بچے پر کروٹ لیکر الٹ پڑے اور وہ مرجائے یا بچے کو کسی دوسری دایہ کے حوالے کر دے اور وہ اسے لیکر بھاگ جائے

(۵۳۶۳) محمد بن احمد بن یحییٰ بن عمران اشعری نے محمد بن ناجیہ سے انہوں نے محمد بن علی سے انہوں نے عبدالرحمن بن سالم سے انہوں نے اپنے باپ سے انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ جس قوم کی دایہ ان کے بچے کو قتل کر دے اس طرح کہ وہ سو رہی ہو اور کروٹ لیکر بچے پر الٹ پڑے اور بچہ مرجائے تو اس دایہ پر اس بچے کی دیت خود اس کے مال سے ہے خاص اگر وہ عزت و فخر کے لئے دایہ بنی ہے اور اگر وہ فقر وتنگدستی کی وجہ سے دایہ بنی تو اس کی دیت اس کے خاندان والوں پر ہے۔

(۵۳۶۴) ہشام بن سالم نے سلیمان بن خالد سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ان کا بیان ہے کہ میں نے ایک مرتبہ آنجناب علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص نے ایک دایہ اجرت پر رکھی اور بچہ اس کے حوالے کر دیا اور اس کے پاس رہا۔ پھر وہ دایہ کہیں اور چلی گئی اور کسی اور کے وہاں اجرت پر دایہ گیری کرنے لگی اور اس کا بچہ لیکر غائب ہو گئی اب نہیں معلوم کہ اس نے بچے کے ساتھ کیا کیا اور دایہ سے بدلہ نہیں لیا جاتا۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا اس پر کامل دیت ہے۔

اور اسی کے مثل روایت کی ہے علی بن نعمان نے ابن مسکان سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ

السلام سے۔ نیز اسی کے مثل روایت کی ہے حماد نے حلبی سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے۔

(۵۳۶۵) حماد نے حلبی سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا گیا جس نے ایک دایہ کو اجرت پر رکھا اور اپنا بچہ اس کو دیدیا۔ وہ دایہ اس بچے کو لیکر کئی برس تک غائب رہی پھر بچے کو لیکر آئی تو بچے کی ماں کو خیال ہوا کہ وہ بچے کو نہیں پہچانتی۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا ان لوگوں کو ایسا نہیں کرنا چاہیے وہ اس بچے کو قبول کرلیں اس لئے کہ دایہ امین ہوتی ہے۔

باب: اگر کسی شخص کا کتا کسی کو کاٹ لے تو کتے والے کی کیا ذمہ داری ہے

(۵۳۶۶) حسین بن علوان نے عمرو بن خالد سے انہوں نے زید بن علی سے انہوں نے اپنے آبائے کرام علیہم السلام سے اور انہوں نے حضرت علی علیہ السلام سے روایت کی ہے آپ علیہ السلام کتے کے مالک کو اس وقت ضامن ٹھہراتے جب اس کا کتا دن کے وقت کسی کو کاٹتا۔ اور اگر رات کو کاٹتا تو اسے ضامن نہیں ٹھہراتے تھے۔

اور اگر تم کسی قوم کے گھر میں اس کی اجازت سے داخل ہو اور ان کا کتا تمہیں کاٹ لے تو وہ لوگ اس کے ضامن ہیں اور اگر تم ان کی اجازت کے بغیر داخل ہوئے ہو تو وہ لوگ اس کے ضامن نہیں ہیں۔

باب: ایک ام ولد نے اپنے مالک کو عمداً یا خطاً قتل کردیا

(۵۳۶۷) وھب بن وھب نے حضرت امام جعفر بن محمد علیہما السلام سے انہوں نے اپنے پدر بزرگوار علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ علیہ السلام فرمایا کرتے تھے کہ جب کوئی ام ولد (وہ کنیز جس سے مالک کا کوئی لڑکا ہو) اپنے مالک کو خطاً قتل کردے تو وہ آزاد ہے اس پر کسی کی ملکیت نہیں ہے اور اگر اس نے اس کو عمداً قتل کیا ہے تو اس کے عوض میں وہ قتل کی جائے گی۔

باب: اگر کوئی شخص کسی قوم کے گھر میں آگ لگادے اور گھر اور اس کے رہنے والے جل جائیں تو اس کی کیا سزا ہے

(۵۳۶۸) سکونی کی روایت میں ہے کہ حضرت علی علیہ السلام نے ایک ایسے شخص کے متعلق فیصلہ فرمایا جس نے ایک قوم کے گھر میں آگ لگا دی جس سے گھر جل گیا اس گھر والے جل گئے اور ان کا مال ومتاع جل گیا۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا اس سے گھر اور مال ومتاع کا تاوان وصول کیا جائے اس کے بعد اس کو قتل کر دیا جائے۔

باب: اگر کسی شخص کا بُختی (خراسانی اونٹ) بدمستی میں کسی کو قتل کردے تو اس پر کیا لازم آتا ہے

(۵۳۶۹) حماد نے حلبی سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے آپ علیہ السلام سے دریافت کیا گیا کہ ایک بُختی (خراسانی اونٹ) بدمست ہو کر گھر سے نکلا اور اس نے کسی کو قتل کر دیا اتنے میں اس مقتول شخص کا بھائی آگیا اور اس اونٹ پر تلوار کا وار کیا اور اسکی کونچیں کاٹ دیں۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا بختی کا مالک دیت کا ضامن ہے اور وہ اپنے بُختی کی قیمت (بھی) وصول کرے گا۔

باب: قصاص کو زندہ رکھنے کیلئے کیا لازم ہے

(۵۳۷۰) علی بن حکم نے ابان احمری سے انہوں نے ابی بصیر یحییٰ بن ابی القاسم اسدی سے انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ جب نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وقت وفات قریب آیا حضرت جبرئیل علیہ السلام نازل ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ کیا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دنیا کی طرف واپسی کی خواہش ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا نہیں میں نے اپنے رب کا پیغام پہنچا دیا۔ جبرئیل علیہ السلام نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دوبارہ یہی پوچھا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جواب دیا نہیں بلکہ میں اپنے رفیق اعلیٰ سے ملنے کا خواہشمند ہوں اس کے بعد نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اور بہت سے مسلمان آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس جمع تھے کہ ایھا الناس (سنو) میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا اور نہ میری سنت کے بعد کوئی سنت ہوگی لہٰذا اس کے بعد جو کوئی اس کا دعویٰ کرے گا اور (میری سنت میں) بدعت کرے گا وہ جہنم میں جائیگا تم لوگ اسے قتل

کردینا ۔ اور جو کوئی اس کی اتباع کرے وہ بھی جہنمی ہے ۔ اے لوگو قصاص کو زندہ رکھنا اور صاحب حق کیلئے حق کو زندہ رکھنا اسے چھوڑ کر متفرق نہ ہوجانا اس کی ولایت کو تسلیم کرنا اس کی بات ماننا اور سلامت رہنا اللہ تعالیٰ نے تو یہ لکھ دیا ہے (اپنے لئے یہ طے کرلیا ہے) کہ میں غالب رہوں گا اور میرے سارے رسول غالب رہتے ہیں ۔ بیشک اللہ بڑی قوت وطاقت والا ہے۔

باب: ایک چور زبردستی ایک عورت کی شرمگاہ پر قابض ہوتا ہے اور اس کے بچہ کو قتل کردیتا ہے

(۵۳۷۱) یونس بن عبدالرحمٰن نے عبداللہ بن سنان سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے آنجناب علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک مرد سارق (چور) ایک عورت کے گھر میں داخل ہوا تاکہ اس کا مال و متاع چوری کرے جب اس نے اسکا کپڑا لتا سب جمع کرلیا تو اس کی نیت میں فتور آیا اور عورت کی عزت پر حملہ آور ہوا اتنے میں اس کا بچہ جاگ گیا تو اس نے اس کو اپنی کلہاڑی سے قتل کردیا جب سب سے فارغ ہوا تو وہ جمع کیا ہوا کپڑا لتا سب اٹھایا اور جانے لگا تو عورت نے کلہاڑی سے اس پر حملہ کرکے اس کو قتل کردیا۔ دوسرے دن اس چور کے ورثاء آئے اور خون بہا کے طالب ہوئے۔ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا وہ لوگ جو چور کا خون بہا طلب کرتے ہوئے آئے ہیں وہ اس بچے کی دیت کے ضامن ہیں اور اس عورت پر اس چور کے قتل کا کوئی مواخذہ نہیں اس لئے کہ وہ چور تھا۔

(۵۳۷۲) محمد بن فضیل نے حضرت امام رضا علیہ السلام سے روایت کی ان کا بیان ہے کہ میں نے آنجناب علیہ السلام سے ایک چور کے متعلق دریافت کیا کہ وہ ایک عورت پر داخل ہوا جو حاملہ تھی اور اس کے پیٹ میں جو بچہ تھا اسے قتل کردیا تو عورت نے ایک چھری اٹھائی اور اس سے مار کر اسے قتل کردیا۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا اس چور کا خون رائیگاں گیا۔

(۵۳۷۳) حسن بن محبوب نے عبداللہ بن سنان سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو ایک شخص کے متعلق فرماتے ہوئے سنا جو ایک عورت کے نفس کو حرام کے لئے ورغلا رہا تھا تو عورت نے اس کو ایک پتھر کھینچ کر ایسا مارا کہ وہ مرگیا۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ عورت پر اس کا کوئی مواخذہ نہیں ۔ اسکا معاملہ اس کے اور خدا کے درمیان ہے اگر وہ امام عادل کے سامنے پیش کی جائے گی تو اس مرد کا خون رائیگاں ہوگا۔

(۵۳۷۴) جمیل بن درّاج نے زرارہ سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ

السلام سے کہا کہ ایک شخص ایک عورت کو غصب کرلیتا ہے (یعنی اسکی شرمگاہ کو غصب کرلیتا ہے) آپ علیہ السلام نے فرمایا وہ قتل کردیا جائیگا۔

باب: ایک عورت اپنے شوہر کے گھر میں کسی شخص کو داخل کرلیتی ہے تو اس کا شوہر اس شخص کو قتل کردیتا ہے تو عورت اپنے شوہر کو قتل کردیتی ہے تو اس پر کیا لازم آتا ہے

(۵۳۷۵) یونس بن عبدالرحمٰن نے عبداللہ بن سنان سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے آنجناب علیہ السلام سے عرض کیا کہ ایک مرد نے ایک عورت سے نکاح کیا جب ملاپ کی شب آئی تو عورت نے اپنے دوست مرد کو کمرہ عروسی میں بلالیا اور جب اس کا شوہر اپنی زوجہ سے ملنے گیا تو عورت کے دوست نے اس پر حملہ کردیا دونوں میں گھر کے اندر ہاتھا پائی ہونے لگی بالآخر اس کے شوہر نے اس کے دوست کو قتل کردیا۔ اب عورت اٹھی اور اس نے اپنے دوست کا بدلہ لینے کے لئے اپنے شوہر کو قتل کردیا۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا وہ عورت اپنے دوست کی دیت کی ضامن ہے اور شوہر کو قتل کرنے کی وجہ سے وہ قتل کردی جائے گی۔

باب: جو شخص عیدوں کی بھیڑ بھاڑ میں یا عرفہ میں یا کسی کنوئیں یا کسی پُل پر مرجائے اور یہ نہ معلوم ہو کہ اسے کس نے قتل کیا ہے

(۵۳۷۶) سکونی نے حضرت امام جعفر بن محمد علیہما السلام سے انہوں نے اپنے پدر بزرگوار علیہ السلام سے روایت کی ہے انہوں نے فرمایا کہ حضرت علی علیہ السلام کا ارشاد ہے کہ جو شخص جمعہ یا عید یا عرفہ کے اژدھام میں یا کسی کنوئیں یا پُل پر مرجائے اور یہ نہ معلوم ہو کہ اسے کس نے قتل کیا تو اس کی دیت بیت المال سے ادا کی جائے گی۔

باب: ایک شخص قتل ہوتا ہے اور اس کے اعضاء متفرق مقامات پر پائے جاتے ہیں

(۵۴۷۷) محمد بن سنان نے طلحہ بن زید سے انہوں نے فضل بن عثمان سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے ایک ایسے شخص کے متعلق کہ جو قتل کردیا جاتا ہے اور اس کا سر ایک قبیلہ میں ملتا ہے، تو بدن کا درمیانی حصہ اور سینہ اور اس کے دونوں ہاتھ دوسرے قبیلہ میں اور باقی نچلا حصہ تیسرے قبیلہ میں ملتا ہے۔آپ علیہ السلام نے فرمایا اس کی دیت ان لوگوں پر ہوگی جن کے قبیلہ میں اس کا درمیانی حصہ اور سینہ اور دونوں ہاتھ ملے ہیں اور اسی پر نماز جنازہ بھی پڑھی جائے گی۔

(۵۴۷۸) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا گیا کہ ایک شخص قتل کردیا گیا اور اس کے اعضاء متفرق جگہ پائے گے تو اس پر کیسے نماز پڑھی جائے گی؟آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ نماز اس حصہ پر پڑھی جائے گی جس میں اس کا قلب ہے۔

باب: شجاج (زخمی) اور اس کے مختلف حام

اصمعی کا قول ہے کہ اول شجاج حارصہ ہے یہ وہ ہے جو جلد چھیل دے یعنی پھاڑ دے اور اسی بنا پر کہا جاتا ہے کہ دھوبی نے کپڑے حرص کردیئے یعنی پھاڑ دیئے پھر باضعہ ہے اور یہ وہ ہے جو جلد کے بعد گوشت کو پھاڑ دے ۔ پھر متلاحمہ اور یہ وہ ہے جو گوشت میں داخل ہوجائے مگر سمحاق تک نہ پہنچے پھر سمحاق ہے اور یہ گوشت اور ہڈی کے درمیان ایک باریک سا چھلکا (جھلی) ہے اور ہر باریک چھلکے کو سمحاق کہتے ہیں اور اسی بناء پر کہا گیا ہے آسمان پر بادلوں کے سماحیق ہیں۔اور بکری کے اوپر چربی کے سماحق ہیں۔ پھر موضحہ ہے اور یہ وہ ہے جس میں ہڈی واضح اور ظاہر ہو پھر ہاشمہ ہے اور یہ وہ ہے جس میں ہڈی ٹوٹ جائے۔ پھر منقلہ ہے اور یہ وہ ہے جس میں ہڈی کا فراش نکل آئے اور ہڈی کا فراش وہ ہے جو ہڈی کا ایک چھلکا سا گوشت کے علاوہ ہوتا ہے اور اسی بناء پر نابغہ کا قول ہے کہ **ویتبعھم منھا فراش الحواجب** پھر ماموسہ اور یہ زخم ہے جو ام راس تک پہنچتا ہے اور یہ وہ جلد ہے جو دماغ کے اوپر ہوتی ہے اور زخموں اور جراحتوں میں سے ایک جائفہ اور یہ وہ ہے جو جوف جسد تک پہنچتا ہے اور سر میں دماغ تک ۔

باب: وہ شخص جو کسی آدمی کو قتل کر کے بھاگ جائے اس کے لئے کیا حکم ہے

(۵۳۷۹) حسن بن علی بن فضّال نے ظریف بن ناصح سے انہوں نے ابان بن عثمان سے انہوں نے ابی بصیر سے انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے متعلق روایت کی ہے جو عمداً کسی آدمی کو قتل کر کے فرار ہو گیا گرفتار نہیں ہوا اور مر بھی گیا۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا اگر اس کے پاس مال ہے تو (دیت) اس میں سے لی جائے ورنہ اس کے قریب ترین رشتہ دار سے لی جائے۔

(۵۳۸۰) حسن بن علی بن فضّال نے ابن بکیر سے انہوں نے عبید بن زرارہ سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے متعلق روایت کی ہے جو پکڑا گیا اور اس پر بہت سے حدود اور سزائیں (لازم) ہیں جن میں سے ایک قتل بھی ہے۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا حضرت علی علیہ السلام ایسے (مجرم) پر تمام حدود پہلے جاری کرتے پھر اسے قتل کرتے تھے تو تم حضرت علی علیہ السلام کے خلاف نہ کرو۔

باب: سر کے زخموں اور جراحتوں کی دیت

(۵۳۸۱) قاسم بن محمد جوہری نے علی بن ابی حمزہ سے انہوں نے ابی بصیر سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ موضحہ زخم کی دیت پانچ (۵) اونٹ۔ سمحاق جو موضحہ کے علاوہ ہے اس کی دیت چار (۴) اونٹ۔ مُنَقِّلہ کی پندرہ (۱۵) اونٹ اور جائفہ کی دیت، دیت کا تہائی یعنی تینتیس (۳۳) اونٹ اور مامومہ کی ایک تہائی دیت ہے۔

(۵۳۸۲) اور ابن مغیرہ کی روایت میں عبداللہ بن سنان سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ علیہ السلام نے فرمایا باضعہ کی دیت تین (۳) اونٹ ہے۔

(۵۳۸۳) حسن بن محبوب نے صالح بن رزین سے انہوں نے ذریح محاربی سے روایت کی ہے انہوں نے بیان کیا کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص نے ایک آدمی کو زخم موضحہ لگایا اور اسی مقام پر اس کو دوسرے شخص نے زخم دامیہ لگایا اور وہ آدمی مر گیا۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا ان دونوں شخصوں پر ان کی اموال سے نصف نصف دیت لازم ہے۔

(۵۳۸۴) ابن محبوب نے حسن بن حیّ سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے آنجناب علیہ السلام سے دریافت کیا کہ کیا سر کا زخم موضحہ ویسا ہی ہے جیسا چہرے کا؟ آپ علیہ

السلام نے فرمایا کہ چہرے اور سر کا زخم اور موضحہ دیت میں دونوں برابر ہیں کیونکہ چہرہ سر ہی کا ایک حصہ ہے اور جسم کی کسی جگہ کا زخم سر کے زخم کے مانند نہیں ہے۔

(۵۳۸۵) اور ابان کی روایات میں ہے کہ آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ جائفہ جو جوف یعنی اندرونی حصہ میں پڑجاتا ہے اس کا قصاص جائفہ والے کو لینے کا حق نہیں مگر یہ کہ یہی فیصلہ ہو۔ اور مُنَقِّلہ جس میں سر کی ہڈیاں ٹوٹ جائیں اس میں بھی کوئی قصاص نہیں مگر یہ کہ یہی فیصلہ ہو۔ اور ماموسہ کی ایک تہائی دیت ہے اس میں قصاص نہیں مگر یہ کہ یہی فیصلہ ہو۔

(۵۳۸۶) اور سکونی کی روایت میں ہے کہ امیرالمومنین علیہ السلام نے ہاشمہ میں دس (۱۰) اونٹ کی دیت کا فیصلہ فرمایا۔

(۵۳۸۷) اور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ایک ایسے غلام کے متعلق فرمایا جس نے ایک شخص کو ایسا زخمی کیا کہ اس کی ہڈی واضح اور ظاہر ہوگئی پھر اس کو دوسرے نے بھی زخمی کردیا آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ اس کی دیت دونوں کے درمیان (نصف نصف) ہے۔

باب: دیتوں کے متعلق نادر احادیث

(۵۳۸۸) عمرو بن عثمان نے ابی جمیلہ سے انہوں نے سعد اسکاف سے انہوں نے اصبغ بن نباتہ سے روایت کی ہے کہ ایک لڑکی دوسری لڑکی پر سوار ہوئی تو ایک اور لڑکی نے نیچے والی لڑکی کے گدگدی کردی وہ بدک کر اچھل پڑی تو اوپر والی لڑکی جو سوار تھی وہ گر پڑی اور مرگئی تو حضرت علی امیرالمومنین علیہ السلام نے فیصلہ فرمایا کہ گدگدی کرنے والی اور بدک کر اچھلنے والی لڑکی دونوں نصف نصف اس کی دیت ادا کریں گی۔

(۵۳۸۹) اور وھب بن وھب سے روایت ہے انہوں نے حضرت امام جعفر بن محمد علیہما السلام سے انہوں نے اپنے پدربزرگوار علیہ السلام سے روایت کی ہے آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ حضرت علی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص دوست قوم میں سے کسی کو قتل کردے تو اس کو لازم ہے کہ جو کچھ اس پر عائد ہوتا ہے اس پر ان لوگوں سے مصالحت کرلے اس لئے کہ اس کے لئے یہ حساب بہت ہلکا ہے۔

(۵۳۹۰) عبداللہ بن سنان نے ثمالی سے انہوں نے سعید بن مسیب سے انہوں نے جابر بن عبداللہ سے روایت کی ہے انہوں نے کہا کہ اگر کوئی شخص کسی آدمی کو کوڑا مارے گا تو اللہ تعالیٰ اس کو جہنم کی آگ کا کوڑا لگائے گا۔

(۵۳۹۱) اور ابن فضّال کی روایت میں ان کے بعض اصحاب سے ہے کہ انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ شکاری کتے کی دیت چالیس (۴۰) درہم ہے اور مویشیوں کے کتے کی

دیت بیس (۲۰) ہے اور اس کتے کی دیت جو نہ شکار کا ہو اور نہ مویشیوں کا ایک ٹوکری مٹی ہے قاتل کو چاہیئے کہ وہ دے اور کتے کے مالک کو چاہیئے کہ اسے قبول کرے۔

(۵۳۹۲) محمد بن سنان نے ابی الجارود سے روایت کی ہے اس کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا وہ فرماتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ایک خچر تھا وہ جس کسی کے کھیت میں پڑجاتا اسے کوئی نہیں ہنکاتا تھا۔ چنانچہ وہ بنی مدلج کے ایک آدمی کے گنے کے کھیت میں پڑ گیا تو اس نے اپنا تیر کمان میں جوڑ کر اسے قتل کر دیا تو حضرت علی علیہ السلام نے اس سے کہا کہ خدا کی قسم میں تجھے نہ چھوڑوں گا جب تک تو اس کی دیت ادا نہ کردے چنانچہ اس نے چھ سو (۶۰۰) درہم ادا کئے۔

(۵۳۹۳) اور جمیل بن درّاج نے ہمارے بعض اصحاب سے اور انہوں نے دونوں ائمہ علیہما السلام میں سے کسی ایک سے روایت کی ہے کہ ایک شخص نے ایک آدمی کا ہاتھ توڑ دیا پھر وہ ہاتھ اچھا ہو گیا۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ اس میں قصاص نہیں وہ دیت دے گا۔

(۵۳۹۴) حسین بن سعید نے ابن ابی عمیر سے انہوں نے محمد بن ابی حمزہ اور حسین رواسی سے انہوں نے اسحاق بن عمّار سے روایت کی ہے اس کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام ابوالحسن علیہ السلام سے عرض کیا کہ ایک عورت حمل سے ڈرتی ہے کیا وہ کوئی دوا پی لے کہ جو کچھ اس کے پیٹ میں ہے وہ گر جائے آپ علیہ السلام نے فرمایا نہیں میں نے عرض کیا مگر وہ تو ابھی نطفہ ہے آپ علیہ السلام نے فرمایا سب سے پہلے تو نطفہ ہی خلق ہوتا ہے۔

(۵۳۹۵) حسین بن سعید نے فضالہ سے انہوں نے داؤد بن فرقد سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ علیہ السلام نے بیان فرمایا کہ داؤد بن علی (بن عبداللہ بن عباس امیر مدینہ) نے مجھ سے دریافت کیا کہ ایک شخص ایک آدمی کے گھر آتا تھا اس آدمی نے منع کیا کہ وہ اس کے گھر نہ آیا کرے مگر اس نے بات ماننے سے انکار کیا تو سلطان وقت کے پاس گیا۔ سلطان وقت نے کہا اگر وہ ایسا کرے تو اس کو قتل کردو چنانچہ اس نے اس کو قتل کر دیا۔ آپ علیہ السلام کی اس میں کیا رائے ہے؟ فرمایا میری رائے میں اس کو قتل نہیں کرنا چاہیئے اس لئے کہ اگر یہ بات قائم رہی تو ہر آدمی اپنے دشمن کے لئے اگر چاہے تو یہ کہے کہ وہ میرے گھر آیا تھا میں نے اس کو قتل کر دیا۔

(۵۳۹۶) محمد بن احمد بن یحییٰ نے علی بن اسماعیل سے انہوں نے احمد بن نضر سے انہوں نے حصین بن عمرو سے انہوں نے یحیی بن سعید بن مسیّب سے روایت کی ہے کہ معاویہ نے ابو موسیٰ اشعری کو خط لکھا کہ ابن ابی الحسین نے اپنی عورت کے شکم پر ایک آدمی کو سوار دیکھا تو اس نے اس کو قتل کر دیا اب اس مقدمہ کا فیصلہ قاضیوں کے لئے مشکل نظر آرہا ہے لہذا حضرت علی علیہ السلام سے اس کے متعلق دریافت کرو تو ابو موسیٰ نے حضرت علی علیہ السلام سے دریافت کیا تو آپ علیہ السلام نے فرمایا خدا کی قسم یہ واقعہ تو یہاں یعنی کوفہ میں بلکہ اس کے اطراف میں کہیں نہیں

ہوا اور نہ یہ معاملہ ہمارے سامنے پیش ہوا پھر یہ مقدمہ تیرے پاس کہاں سے آگیا تو اس نے بتایا کہ مجھے معاویہ نے خط میں لکھا کہ ابن ابی الحسین نے ایک شخص کو اپنی عورت کے ساتھ دیکھا تو اسے قتل کردیا اب قاضیوں کے لئے اس معاملہ کا فیصلہ مشکل ہوگیا اب اس معاملہ میں آپ علیہ السلام کی کیا رائے ہے۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا میں ابوالحسن ہوں اگر چار گواہوں کے ساتھ آکر گواہی گزرے تو ٹھیک ورنہ سب کچھ اس کے حق میں دیدیا جائے گا۔

(۵۳۹۷) اور ابن ابی عمیر کی روایت میں جمیل سے انہوں نے ہمارے اصحاب سے اور انہوں نے دونوں ائمہ علیہما السلام میں سے کسی ایک سے روایت کی ہے کہ آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ اگر مقتول کا وارث مرجائے تو اس کی جگہ وارث کا لڑکا خون کے مطالبے کے لئے کھڑا ہوگا۔

(۵۳۹۸) محمد بن قیس نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ حضرت امیرالمومنینؑ نے فیصلہ فرمایا کہ اگر گھوڑے کی آنکھ پھوٹ جائے تو جس دن اس کی آنکھ پھوٹی اس دن کی قیمت کی ایک چوتھائی کی رقم دیت ہوگی۔

(۵۳۹۹) اور امیرالمومنین علیہ السلام کا یہ بھی فیصلہ ہے کہ ایک اونٹ میں چار آدمی شریک تھے اور اس میں سے ایک آدمی نے اس اونٹ کو اپنے پاس باندھا تو اونٹ چلا اور اپنے پاؤں کے چھٹنے کے ساتھ اچھل کود کرنے لگا اور پھسل کر گر پڑا اس کی ٹانگ ٹوٹ گئی تو جس نے اس کو اپنے پاس باندھا تھا اس کے ساتھیوں نے کہا کہ تم ہمارے اونٹ کا نقصان ہم لوگوں کو دو۔ تو آنجناب علیہ السلام نے ان کے درمیان فیصلہ فرمایا کہ تم لوگ اس کا نقصان اس کو دو اس لئے کہ اس نے تو اپنا حصہ باندھ لیا تھا تم لوگوں کا حصہ اس کے حصہ کو بھی لے گیا۔

(۵۴۰۰) محمد بن احمد بن یحییٰ کی روایت میں ہے انہوں نے اپنے اسناد کے ساتھ اور اس روایت کو اوپر لیگئے مامون تک کہ ایک شخص نے ایک آدمی کو کنوئیں میں گرا دیا اور وہ مرگیا تو مامون نے حکم دیا کہ اس کو قتل کردیا جائے تو اس شخص نے کہا کہ میں اپنے گھر میں تھا کہ میں نے آواز سنی الغوث الغوث (مدد کو پہنچو) تو میں نہایت تیزی کے ساتھ اپنے گھر سے دوڑا میرے ساتھ میری تلوار بھی تھی چنانچہ میں اس آدمی کی طرف سے ہوکر گزرا وہ کنوئیں کے کنارے کھڑا ہوا تھا میرا دھکا اس کو لگا اور وہ کنوئیں میں گر گیا۔ مامون نے فقہاء سے اس کے متعلق دریافت کیا تو بعض نے کہا کہ اس سے قصاص لیا جائے اور بعض نے کہا کہ اس کے ساتھ ایسے ایسے کیا جائے تو اس نے حضرت امام ابوالحسن علیہ السلام سے اس کے متعلق خط لکھ کر دریافت کیا تو آپ علیہ السلام نے فرمایا اس کی دیت ان آواز دینے والوں پر ہے جنہوں نے الغوث الغوث کی آواز دی تھی۔ تو فقہائنے اس کو عجیب سمجھا اور مامون سے کہا آپ ان سے دریافت کریں کہ یہ فتویٰ انہوں نے کہاں سے دیا۔ تو مامون نے آپ علیہ السلام سے دریافت کیا تو امام علیہ السلام نے فرمایا کہ ایک عورت نے حضرت سلیمان علیہ السلام کے دربار میں ہوا پر دعویٰ دائر کیا کہ میں اپنے گھر کی چھت پر تھی کہ ہوا نے مجھ کو دھکا دیا

اور میں گر گئی اور میرا ہاتھ ٹوٹ گیا تو حضرت سلیمان علیہ السلام نے ہوا کو بلایا اور اس سے پوچھا کہ تو نے ایسا کیوں کیا؟ ہوا نے جواب دیا یا نبی اللہ بنی فلاں کی کشتی سمندر میں تھی اور کشتی والے ڈوبنے والے تھے تو میں اس عورت کی طرف سے ہو کر گزری اور میں اس وقت بہت عجلت میں تھی تو اس عورت کو دھکا لگا اور یہ گر گئی اس کا ہاتھ ٹوٹ گیا۔ تو حضرت سلیمان علیہ السلام نے فیصلہ فرمایا کہ اس عورت کے ہاتھ کی دیت کشتی والوں پر ہے۔

(۵۴۰۱) اور ابان بن عثمان کی روایت میں ہے کہ عمر بن خطاب کے سامنے ایک شخص پیش کیا گیا کہ اس نے فلاں شخص کے بھائی کو قتل کر دیا ہے تو انہوں نے اسے مقتول کے بھائی کے حوالے کر دیا کہ لیجا اسے قتل کر دے تو اس کو ایک تلوار ماری اور اس کو قتل کر دیا ہے تو اس کے اعزا اس کو گھر اٹھا لے گئے اور دیکھا کہ اس میں کچھ کچھ جان باقی ہے چنانچہ ان لوگوں نے اس کا علاج کیا اور وہ اچھا ہو گیا اور گھر سے باہر نکلا تو مقتولِ اوّل کے بھائی نے اس کو پکڑ لیا اور کہا کہ تو میرے بھائی کا قاتل ہے اور مجھے حق ہے کہ تجھے قتل کر دوں اس نے جواب دیا کہ تم تو مجھے ایک مرتبہ قتل کر چکے اور عمر کے پاس گیا تو انہوں نے اس کو پھر سے قتل کا حکم دیدیا اور وہ وہاں سے یہ کہتا ہوا نکلا کہ اے لوگو خدا کی قسم یہ مجھے ایک مرتبہ قتل کر چکا ہے تو لوگ اس کو حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام کے پاس لائے اور ان سے سارا واقعہ بیان کیا تو آپ علیہ السلام نے فرمایا اس کے قتل میں جلدی نہ کرو میں ابھی تم لوگوں کے پاس آتا ہوں یہ کہہ کر وہ عمر کے پاس گئے اور کہا کہ اس کا فیصلہ تو یہ نہیں ہے۔ عمر نے پوچھا پھر کیا ہے اے ابوالحسن آپ علیہ السلام نے فرمایا یہ پہلے مقتول اول کے بھائی سے اپنا بدلہ تو لیلے جو اس نے اس کے ساتھ کیا ہے پھر اس کے بعد وہ اس کو بھائی کے بدلے قتل کرے۔ تو اس نے خیال کیا کہ اگر وہ بدلا لیتا ہے تو میری جان چلی جائے گی اس لئے اس کو معاف کیا اور دونوں نے ایک دوسرے کو چھوڑ دیا۔

باب: وصیت کا سلسلہ حضرت آدم علیہ السلام کے وقت سے ہے

(۵۴۰۲) حسن بن محبوب نے مقاتل بن سلیمان سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میں سردار انبیاء ہوں اور میرا وصی سردار اوصیاء ہے اور اس کے اوصیاء سرداران اوصیاء ہیں حضرت آدم علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں درخواست کی کہ وہ ان کے لئے ایک صالح وصی بنا دے تو اللہ تعالیٰ نے ان کی طرف وحی فرمائی کہ میں نے انبیاء کو نبوت سے سرفراز کیا پھر اپنی مخلوقات میں سے چند لوگوں کو منتخب کیا اور ان میں سے جو سب سے بہتر تھے انہیں اوصیاء قرار دیا پھر اللہ تعالیٰ نے ان کی طرف وحی فرمائی کہ اے آدم تم شیثؑ کو اپنا وصی بناؤ تو حضرت آدم علیہ السلام نے شیثؑ کو اپنا

وصی بنایا اور وہی ہتبہ اللہ بن آدمؑ ہیں اور شیثؑ نے اپنے فرزند شبانؑ کو اپنا وصی بنایا اور یہی اس نزلہ حوریہ کے بیٹے ہیں جس کو اللہ تعالیٰ نے جنت سے حضرت آدم علیہ السلام پر نازل فرمایا اور حضرت آدم علیہ السلام نے اس کا نکاح اپنے فرزند شیثؑ سے کردیا تھا۔ اور شبان نے محلث کو اپنا وصی بنایا پھر محلث نے محوق کو اپنا وصی بنایا اور محوق نے غثمیشا کو وصی بنایا اور غثمیشا نے اخنوخ کو وصی بنایا اور یہی ادریس پیغمبر علیہ السلام ہیں اور حضرت ادریس علیہ السلام نے ناحور کو وصی بنایا اور ناحور نے اپنی وصیت حضرت نوح علیہ السلام کے حوالہ کی اور نوح علیہ السلام نے سام کو وصی بنایا سام نے عثامر کو اور عثامر نے برعیثاشا کو اور برعیثاشا نے یافث کو اور یافث نے برّہ کو اور برّہ نے جفسیہ کو اور جفسیہ نے عمران کو اور عمران نے حضرت ابراہیم خلیل اللہ کو عہدہ وصایت سپرد کیا اور حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے فرزند حضرت اسماعیل علیہ السلام کو اپنا وصی بنایا اور حضرت اسماعیل نے حضرت اسحاق علیہ السلام کو اور حضرت اسحاق علیہ السلام نے حضرت یعقوب علیہ السلام کو اور حضرت یعقوب علیہ السلام نے حضرت یوسف علیہ السلام کو اور حضرت یوسف علیہ السلام نے بثریا علیہ السلام کو اور بثریا علیہ السلام نے شعیب علیہ السلام کو اور حضرت شعیب علیہ السلام نے حضرت موسیٰ بن عمران کو وصایت سپرد کی۔ اور موسیٰ بن عمران نے یوشع بن نون کو اور یوشع بن نون نے حضرت داؤد کو اور حضرت داؤد نے حضرت سلیمان کو اور حضرت سلیمان نے آصف بن برخیا کو اور آصف بن برخیا نے حضرت زکریا کو اور حضرت زکریا نے حضرت عیسیٰ بن مریم کو اور حضرت عیسیٰ بن مریم نے شمعون بن حمون صفّا کو اور شمعون نے حضرت یحییٰ بن زکریا کو اور یحییٰ بن زکریا نے منذر کو اور منذر نے سلیمہ کو اور سلیمہ نے بردہ کو اپنا وصی بنایا۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اور بردہ نے یہ وصیت میرے حوالہ کی اور اے علیؑ وہ وصایت میں تمہیں دے رہا ہوں اور تم یہ وصایت اپنے وصی کو دوگے اور تمہارا وصی اپنے اور اوصیاء کو دیگا جو تمہاری اولاد میں ایک کے بعد دوسرا ہوگا یہاں تک کہ تمہارے بعد جو روئے زمین میں سب سے بہتر ہوگا اس کو یہ وصایت دی جائے گی اور سنو کہ امت تم سے انکار کرے گی اور تم پر اختلاف شدید رکھے گی مگر جو تم پر ثابت قدم ہوگا وہ ایسا ہوگا جیسا کہ وہ میرے ساتھ مقیم ہے اور تم کو چھوڑنے والا جہنم میں ہوگا اور جہنم کافروں کی بازگشت ہے۔

اور بہت سی احادیث صحیح قوی اسناد کے ساتھ وارد ہوئی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حکم خدا سے اپنا وصی بنایا حضرت علی ابن ابی طالب کو اور حضرت علی ابن ابی طالب نے اپنا وصی بنایا حضرت امام حسن علیہ السلام کو اور امام حسن علیہ السلام نے اپنا وصی بنایا امام حسین علیہ السلام کو اور امام حسین علیہ السلام نے اپنا وصی بنایا حضرت علی ابن الحسین علیہ السلام کو اور حضرت علی ابن الحسین نے اپنا وصی۔ بنایا حضرت محمدؑ بن علیؑ باقرؑ کو اور حضرت محمدؑ بن علیؑ باقرؑ نے اپنا وصی بنایا حضرت جعفرؑ بن محمدؑ الصادق کو اور حضرت جعفرؑ بن محمدؑ الصادق نے اپنا وصی بنایا حضرت موسیٰؑ بن جعفرؑ کو اور حضرت موسیٰؑ بن جعفرؑ نے اپنا وصی بنایا اپنے فرزند حضرت علیؑ ابن موسیٰ الرضاؑ کو اور

حضرت علی ابن موسیٰ الرضا نے اپنا وصی بنایا اپنے فرزند حضرت محمدؑ بن علیؑ کو اور محمدؑ بن علیؑ نے اپنا وصی بنایا اپنے فرزند حضرت علیؑ بن محمدؑ کو اور علیؑ بن محمدؑ نے اپنا وصی بنایا اپنے فرزند حضرت حسنؑ ابن علیؑ کو اور حضرت حسنؑ بن علیؑ نے اپنا وصی بنایا اپنے فرزند حضرت حجتہ اللہ القائم بالحق کو کہ اگر دنیا کے وجود کو صرف ایک دن باقی رہ جائے گا تو اللہ تعالیٰ اس دن کو اتنا طویل کردیگا کہ اس میں وہ دنیا کو عدل وانصاف سے اسی طرح بھر دینگے جس طرح وہ ظلم وجور سے بھری ہوئی ہوگی۔ صلوات اللہ علیہ وعلیٰ آبائہ الطاہرین۔

(۵۴۰۳) یونس بن عبدالرحمٰن نے عاصم بن حمید سے انہوں نے محمد بن قیس سے انہوں نے حضرت امام ابو جعفر محمد بن علی الباقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آنجناب علیہ السلام فرمایا کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا نام نامی صحف ابراہیم میں ماحی ہے اور موسیٰ کی توارت میں حاد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہے حضرت عیسیٰ کی انجیل میں احمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے اور فرقان میں محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے۔ تو عرض کیا گیا کہ ماحی سے کیا مراد ہے ؟ تو آپ علیہ السلام نے فرمایا اصنام کو محو کرنے والا۔ اوثان و ازلام اور خدائے رحمن کے سوا جن جن چیزوں کی پرستش کی جاتی ہے اس کو مٹانے والا۔ پھر عرض کیا گیا کہ حاد سے کیا مراد ہے؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ جو اللہ اور اس کے دین سے دشمنی کرے گا اس کا یہ دشمن ہوگا خواہ وہ قریب ہو یا دور پھر عرض کیا گیا کہ اور احمدؐ کا کیا مطلب ہے ؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا اپنے اقوال و افعال سے اللہ تعالیٰ کی بہت حمد کرنے والا۔ عرض کیا گیا اور محمدؐ کے کیا معنی ؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا اللہ اور اس کے ملائکہ اور اس کے تمام انبیاء اور اس کے تمام رسول اور ان کی تمام امتیں ان کی تعریف کرتی ہیں اور ان پر درود بھیجتی ہیں۔ اور آپ علیہ السلام کا اسم گرامی عرش پر لکھا ہوا محمد رسول اللہؐ ہے اور آپؐ یمنی کنٹوپ اور کان والا خود جنگوں میں پہنا کرتے تھے۔ آپ علیہ السلام کے پاس ایک برچھی تھی جس پر آپؐ ٹیک لگا کر کھڑے ہوتے تھے اور دونوں عیدوں کے موقع پر نکلتے اور اس کو لیکر خطبہ دیتے اور آپؐ کا طویل عصا تھا جس کا نام ممشوق تھا اور آپؐ کے پاس بالوں کا ایک بڑا خیمہ تھا جس کا نام کِن تھا اور آپؐ کے پاس ایک بڑا پیالہ تھا جس کا نام السعتہ تھا اور آپؐ کے پاس ایک اور بڑا پیالہ تھا جس کا نام رَے تھا اور آپؐ کے پاس دو گھوڑے تھے ایک کا نام مرتجز تھا اور دوسرے کا نام سکب تھا۔ اور آپؐ کے پاس دو خچر تھے ایک کو دلدل کہا جاتا اور دوسرے کو شہباء آپؐ کے پاس دو ناقے تھے ایک کو عضباء اور دوسرے کو جدعاء کہا جاتا آپؐ کے پاس دو تلواریں تھیں ایک کا نام ذوالفقار تھا دوسری کا نام عون تھا آپؐ کے پاس دوسری دو اور تلواریں تھیں ایک کا نام مخذم تھا اور دوسری کا رسوم تھا آپؐ کے پاس ایک گدھا تھا جس کا نام یعفور تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس عمامہ تھا جس کا نام سحاب تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس ایک زرہ تھی جس کا نام ذات الفضول تھا جس کی تین کڑیاں تھیں ایک کڑی چاندی کی آپؐ کے سامنے کی طرف اور دو کڑیاں پیچھے کی طرف۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس ایک جھنڈا تھا جس کا نام عقاب تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کے پاس ایک اونٹ تھا جس پر آپؐ سامان لادتے تھے جس کو دیباج کہا جاتا تھا آپ کے پاس ایک علم (جھنڈا) تھا جس کا نام معلوم تھا۔ آپ کے پاس ایک مغفر تھا جس کا نام اسعد تھا۔ آپؐ نے وقت وفات یہ تمام چیزیں حضرت علی علیہ السلام کے سپرد کردی تھیں اور اپنی انگوٹھی اتار کر حضرت علی علیہ السلام کی انگلی میں پہنا دی تھی۔ حضرت علی علیہ السلام نے بتایا کہ آپؐ کی تلواروں میں سے ایک تلوار کے قبضہ میں سے میں نے ایک صحیفہ پایا جس میں تین فقرے لکھے ہوئے تھے" جو تم سے قطع تعلق کرے تم اس سے ملتے رہو۔ سچ بات کہو خواہ تمہارے خلاف ہی کیوں نہ ہو۔ جو تمہارے ساتھ برا سلوک کرے اس کے ساتھ اچھا سلوک کرو۔

(۵۴۰۴) معلی بن محمد بصری نے جعفر بن سلیمان سے انہوں نے عبداللہ بن حکم سے انہوں نے اپنے باپ سے انہوں نے سعید بن جبیر سے انہوں نے ابن عباسؓ سے روایت کی ہے انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ علی (علیہ السلام) میرے وصی اور میرے خلیفہ ہیں۔ اور ان کی زوجہ فاطمہ (علیہا السلام) تمام عالم کی عورتوں کی سردار میری دختر ہے اور حسن (علیہ السلام) و حسین (علیہ السلام) جوانان اہل جنت کے سردار، یہ دونوں میرے فرزند ہیں، جس نے ان سے دوستی رکھی اس نے مجھ سے دوستی رکھی۔ جس نے ان لوگوں سے دشمنی رکھی اس نے مجھ سے دشمنی رکھی، جس نے ان لوگوں سے عداوت رکھی اس نے مجھ سے عداوت رکھی، جس نے ان لوگوں پر ظلم کیا اس نے مجھ پر ظلم کیا، جس نے ان لوگوں سے نیکی کی اس نے میرے ساتھ نیکی کی۔ اللہ اس سے میل ملاپ رکھے جو ان لوگوں سے میل ملاپ رکھے، اللہ اس شخص سے قطع تعلق کرے جو ان لوگوں سے قطع تعلق کرے، اللہ اس کی مدد کرے جو ان لوگوں کی مدد کرے، اللہ اس کی مدد نہ کرے جو ان لوگوں کی مدد نہ کرے۔ پروردگار اگر تیرے انبیاء اور رسولوں میں سے کسی کے ثقل اور اہلبیت ہوئے ہیں تو علی و فاطمہ و حسن و حسین میرے اہلبیت اور میرے ثقل ہیں تو ان لوگوں سے ہر طرح کی پلیدگی کو دور رکھ اور انہیں پاک رکھ جو پاک رکھنے کا حق ہے۔

(۵۴۰۵) ابن عباسؓ سے روایت ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے سنا کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت علی علیہ السلام کے متعلق فرماتے تھے اے علی (علیہ السلام) تم میرے وصی ہو میں نے اپنے رب کے حکم سے تم کو اپنا وصی بنایا ہے اور تم میرے خلیفہ ہو میں نے اپنے رب کے حکم سے تم کو اپنا خلیفہ بنایا ہے۔ اے علی (علیہ السلام) تم ہی وہ ہو کہ میرے بعد میری امت والے جن باتوں میں اختلاف کریں گے اس کی تم وضاحت کرو گے ان میں تم میرے قائم مقام ہو۔ تمہارا حکم میرا حکم ہے تمہاری اطاعت میری اطاعت ہے اور میری اطاعت اللہ کی اطاعت ہے۔ تمہاری نافرمانی میری نافرمانی ہے اور میری نافرمانی اللہ کی نافرمانی ہے۔

(۵۴۰۶) محمد بن ابی عبداللہ کوفی نے موسیٰ بن عمران نخعی سے انہوں نے اپنے چچا حسین بن یزید سے انہوں نے حسن بن علی بن ابی حمزہ سے انہوں نے اپنے باپ سے انہوں نے یحییٰ بن ابی القاسم سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق

علیہ السلام سے انہوں نے اپنے پدر بزرگوار علیہ السلام سے انہوں نے اپنے جد نامدار علیہ السلام سے روایت کی ہے آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میرے بعد بارہ (۱۲) ائمہ ہونگے جن میں سب سے اول حضرت علیؑ ابن ابی طالب اور سب سے آخری قائم ہونگے یہی لوگ میرے خلفاء میرے اوصیاء میرے اولیاء اور میرے بعد میری امت پر اللہ کی حجت ہونگے ان کا اقرار کرنے والا مومن اور ان سے انکار کرنے والا کافر ہوگا۔

(۵۴۰۷) اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء ہیں اور میں ان سب کا سردار اور ان سب سے افضل اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک میں ان سب سے زیادہ مکرم ہوں اور ہر نبی کا ایک وصی ہے اور اللہ تعالیٰ کے حکم سے وہ اس کو وصی بناتا ہے اور میرے وصی علیؑ ابن ابی طالب ان سب کے سردار اور سب سے افضل اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک ان میں سب سے زیادہ مکرم ہیں۔

(۵۴۰۸) حسن بن محبوب نے ابی الجارود سے انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے انہوں نے جابر بن عبداللہ انصاری سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں حضرت فاطمہ زہرا علیہا السلام کی خدمت میں حاضر ہوا تو ان کے سامنے ایک لوح (تختی) رکھی ہوئی تھی میں نے دیکھا کہ اس میں اوصیاء کے اسماء لکھے ہوئے ہیں میں نے شمار کیا تو وہ بارہ عدد تھے ان میں سے ایک قائم اور ان میں سے تین محمد اور چار علی علیہم السلام تھے۔

میں نے اپنی کتاب " کمال الدین و تمام النعمۃ فی اثبات الغیبۃ وکشف الحیرۃ " میں اسی موضوع پر بہت سی احادیث صحیح السند تحریر کردی ہیں یہاں ان میں سے کوئی حدیث نقل نہیں کی ہے اس لئے کہ میں نے اس کتاب کو صرف فقہ کے لئے رکھا ہے اور اللہ ہی صواب کی توفیق دینے والا ہے اور ثواب حاصل کرنے میں معین و مددگار ہے۔

باب: اللہ تعالیٰ یہ احسان کرتا ہے کہ اپنے بندے پر وفات کے وقت اس کی آنکھ کان اور عقل کو واپس کردیتا ہے تاکہ وہ وصیت کرلے

(۵۴۰۹) محمد بن ابی عمیر نے حماد بن عثمان سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ جس مرنے والے کا بھی وقت وفات قریب ہوتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی آنکھ اس کے کان اور اس کی عقل اس کو واپس کردیتا ہے تاکہ وہ وصیت کرلے اب یہ اس کا کام ہے کہ وصیت کرلے یا چھوڑ دے۔ اور یہی وہ راحت ہے جس کو موت کی راحت کہتے ہیں پس یہ ہر مسلمان پر فرض ہے۔

باب: وصیت ترک کرنے والے پر اللہ کی حجت

(۵۴۰) محمد بن عیسیٰ بن عبید نے زکریا مومن سے انہوں نے علی بن ابی نعیم سے انہوں نے ابی حمزہ سے انہوں نے بعض ائمہ علیہم السلام سے روایت کی ہے کہ اللہ تعالیٰ کہتا ہے کہ اے ابن آدم میں نے تم پر تین مہربانیاں کیں۔ میں نے تیرے وہ گناہ چھپائے کہ اگر تیرے گھر والوں کو معلوم ہوجاتا تو وہ تجھے دفن بھی نہ کرتے۔ اور میں تیرے رزق میں وسعت اور کشادگی دی پھر میں نے تجھ سے قرض مانگا مگر تو نے کوئی عمل خیر نہیں کیا۔ اور میں نے تیری موت کے وقت تجھے مہلت دی تو اپنی ایک تہائی مال کے لئے کار خیر کی وصیت کرلے مگر تو نے اس وقت بھی کار خیر نہیں کیا۔

باب: وصیت ہر مسلمان پر فرض و لازم ہے

(۵۴۱) محمد بن فضیل نے ابی الصباح کنانی سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ان کا بیان ہے کہ میں نے ایک مرتبہ آنجناب سے وصیت کے متعلق دریافت کیا تو آپؑ نے فرمایا کہ یہ ہر مسلمان پر فرض ہے۔

(۵۴۲) علاء نے محمد بن مسلم سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ وصیت فرض ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی وصیت کی ہے اس لئے ہر مسلمان کے لئے ضروری ہے کہ وہ وصیت کرے۔

باب: زکوٰۃ میں جو کمی رہ جاتی ہے اس کی تکمیل وصیت سے ہوتی ہے

(۵۴۳) مسعدہ بن صدقہ ربعی نے حضرت جعفر بن محمد علیہما السلام سے انہوں نے اپنے پدر بزرگوار علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آنجنابؑ نے فرمایا کہ حضرت علی علیہ السلام کا ارشاد ہے کہ زکوٰۃ میں جو نقص رہ جاتا ہے وصیت اس کو پورا کردیتی ہے۔

باب: ثواب اس شخص کا جو وصیت کرے اور ان میں کسی کے ساتھ ناانصافی اور کسی کو ضرر نہ پہنچائے

(۵۴۱۴) سکونی نے حضرت جعفر بن محمد علیہما السلام سے اور انہوں نے اپنے پدر بزرگوار علیہ السلام سے روایت کی آنجنابؑ کا ارشاد ہے کہ حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا جو شخص وصیت کرے اور اس میں کسی کے ساتھ ناانصافی اور کسی کو ضرر نہ پہنچائے تو وہ ایسا ہی ہے جیسے اپنی زندگی میں تصدق کیا ہو۔

باب: اس شخص کے متعلق جو اپنے ان اقرباء کے لئے کوئی وصیت نہیں کرتے جو اس کے مال میں میراث پانے والے نہیں ہیں، کم کیلئے وصیت کرے یا زیادہ کے لئے

(۵۴۱۵) عبداللہ بن مغیرہ نے سکونی سے انہوں نے حضرت جعفر بن محمد علیہما السلام سے انہوں نے اپنے پدر بزرگوار علیہ السلام سے روایت کی ہے آپؑ نے فرمایا جو شخص اپنی موت کے وقت اپنے صاحبان قرابت کے لئے کوئی وصیت نہ کرے اس کا عمل گناہ پر ختم ہوگا۔

باب: جو شخص موت کے وقت اچھی طرح وصیت نہ کرسکا

(۵۴۱۶) عبّاس بن عامر نے ابان سے انہوں نے ابی بصیر سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ علیہ السلام نے فرمایا جو شخص اپنی موت کے وقت اچھی طرح وصیت نہ کرے سمجھ لو کہ اس کی مروت اور اس کی عقل میں نقص تھا۔ نیز فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی علیہ السلام کو وصیت کی اور حضرت علی علیہ السلام نے حضرت امام حسن علیہ السلام کو وصیت کی اور حضرت امام حسن علیہ السلام نے حضرت امام حسین علیہ السلام کو اور حضرت امام حسین علیہ السلام نے حضرت علی ابن حسین علیہ السلام کو وصیت کی اور حضرت علی ابن الحسین علیہ السلام نے محمد بن علی الباقر علیہ السلام کو وصیت کی۔

باب: اس شخص کا ثواب جس کا خاتمہ اچھے قول یا اچھے عمل پر ہو

(۵۴۱۷) احمد بن نصر خزاز نے عمرو بن شمر سے انہوں نے جابر سے اور انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ علیہ السلام نے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جس شخص کا خاتمہ **لا الہ الا اللہ** کے ساتھ ہو وہ جنت میں داخل ہوگا جس شخص کا خاتمہ دن کو روزہ رکھے ہوئے ہو وہ جنت میں داخل ہوگا اور جس شخص کا خاتمہ صدقہ پر ہو جس سے وہ خدا کی خوشنودی چاہتا ہو وہ جنت میں داخل ہوگا۔

باب: وارثوں کو ضرر پہنچانے کے متعلق جو کچھ حدیث میں ہے

(۵۴۱۸) عبداللہ بن مغیرہ نے سکونی سے انہوں نے حضرت جعفر بن محمد علیہما السلام سے انہوں نے اپنے پدر بزرگوار علیہ السلام سے روایت کی ہے آپ علیہ السلام نے فرمایا حضرت علی علیہ السلام کا قول ہے کہ اس مال کے متعلق مجھے پرواہ نہیں ہوتی کہ اپنی اولاد کو ضرر پہنچاؤں یا ان سے غفلت برتوں۔

باب: وصیت میں عدل اور جور (ظلم)

(۵۴۱۹) ہارون بن مسلم نے مسعدہ بن صدقہ سے انہوں نے حضرت جعفر بن محمد علیہما السلام سے انہوں نے اپنے پدر بزرگوار علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ علیہ السلام نے فرمایا جو وصیت میں عدل سے کام لے گا وہ ایسا ہی ہے جیسے اس نے اپنی زندگی میں صدقہ دیا ہو اور جس نے اس میں ناانصافی اور جور سے کام لیا تو قیامت کے دن جب وہ اللہ تعالیٰ کے دربار میں پہنچے گا تو وہ اس کی طرف رخ نہ کرے گا۔

باب: گناہان کبیرہ کے متعلق وصیت میں ظلم و جور

(۵۴۲۰) ہارون بن مسلم نے مسعدہ بن صدقہ سے انہوں نے حضرت جعفرؑ بن محمدؑ سے انہوں نے اپنے پدر بزرگوار علیہ السلام سے انہوں نے اپنے آبائے کرام علیہم السلام سے روایت کی ہے کہ وصیت میں ظلم و ناانصافی گناہان کبیرہ میں سے ہے۔

باب: کس مقدار میں وصیت کرنا مستحب ہے

(۵۴۲۱) سکونی نے حضرت جعفر بن محمد علیہما السلام سے انہوں نے اپنے پدر بزرگوار سے انہوں نے اپنے آباء کرام علیہم السلام سے روایت کی ہے آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ حضرت امیرالمومنین علیہ السلام کا ارشاد ہے وصیت مال کے پانچویں حصہ میں ہونی چاہیئے اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے لئے بھی پانچواں حصہ ہی پسند فرمایا ہے۔ نیز فرمایا کہ پانچویں حصہ میں وصیت میانہ روی ہے اور چوتھے حصہ میں قابل برداشت ہے اور تیسرے حصہ میں ظلم ہے۔

(۵۴۲۲) حمّاد بن عیسیٰ نے شعیب بن یعقوب سے انہوں نے ابی بصیر سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص مر رہا ہے اب اس کو اپنے مال میں (وصیت کرنے کا) کتنا حق ہے آپؑ نے فرمایا ایک تہائی مال اور عورت کو بھی اتنا ہی۔

(۵۴۲۳) عاصم بن حمید نے محمد بن قیس سے انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے آپ علیہ السلام نے فرمایا حضرت امیرالمومنین علیہ السلام فرمایا کرتے تھے کہ اگر میں اپنے مال کے پانچویں حصہ کیلئے وصیت کروں تو یہ میرے لئے زیادہ پسندیدہ ہے اس بات سے کہ میں چوتھائی کے لئے وصیت کروں اور چوتھے حصے کے لئے وصیت کرنا میرے لئے زیادہ پسندیدہ ہے بجائے اسکے کہ میں تیسرے حصے کیلئے وصیت کروں۔ اور جس نے ایک تہائی کے لئے وصیت کی اس نے کچھ نہیں چھوڑا اور مبالغہ سے کام لیا اور فرمایا جس نے ایک تہائی کے لئے وصیت کی اس نے کچھ نہیں چھوڑا آخری حد کو پہنچ گیا۔

(۵۴۲۴) اور حسن بن علی وشاء کی روایت میں حمّاد بن عثمان سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ جس نے ایک تہائی کیلئے وصیت کی اس نے اپنے وارثوں کو ضرر پہنچایا اور پانچویں حصے یا چوتھے حصے کے لئے وصیت کرنا افضل وبہتر ہے تیسرے حصے کے لئے وصیت کرنے سے اور فرمایا جس نے تیسرے حصے کیلئے وصیت کی اس نے کچھ چھوڑا ہی نہیں۔

باب: میت کو اپنے مال میں سے کتنا حق (وصیت) ہے اور وصیت کو نیکی کی طرف پلٹانے کے لئے کیا لازم ہے

(۵۴۲۵) عاصم بن حمید نے محمد بن قیس سے انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے آپ علیہ السلام نے بیان فرمایا کہ امیرالمومنین علیہ السلام نے ایک ایسے شخص کے متعلق فیصلہ فرمایا جو مرگیا اور اس نے سارے مال یا اکثر مال کے لئے وصیت کردی۔ تو آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ وصیت معروف و نیکی کی طرف پلٹادی جائے اور اہل میراث کو میراث دی جائے۔

(۵۴۲۶) ابن ابی عمیر نے مرازم سے انہوں نے عمار ساباطی سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا مرنے والا کا اپنے مال پر سب سے زیادہ حق ہے جب تک کہ اس کی روح اس سے مفارقت نہ کرجائے۔ آپؑ نے فرمایا اور اگر وہ (وصیت میں) حد سے تجاوز کرے تو اسکے لئے ایک تہائی سے زیادہ کچھ نہیں ہے۔

(۵۴۲۷) ہارون بن مسلم نے مسعدہ بن صدقہ ربعی سے انہوں نے امام جعفر بن محمد علیہما السلام سے انہوں نے اپنے پدربزرگوار علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ انصار میں سے ایک شخص مرگیا اس کی ایک چھوٹی بچی تھی اور چھ عدد غلام تھے مرتے وقت اس نے ان سب کو آزاد کردیا اور ان غلاموں کے علاوہ اس کے پاس اور کوئی مال نہ تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے تو ان کو اس کی اطلاع دی گئی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پوچھا پھر تم لوگوں نے اس کے ساتھ کیا کیا لوگوں نے کہا لوگوں نے اس کو دفن کردیا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اگر مجھے معلوم ہوتا تو میں اس کو اہل اسلام کے ساتھ ہرگز دفن نہ کرتا اس نے اپنی اولاد کو لوگوں کے سامنے ہاتھ پھیلانے کے لئے چھوڑ دیا۔

(۵۴۲۸) محمد بن ابی عمیر نے معاویہ بن عمار سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی آپ علیہ السلام نے بیان فرمایا براء بن معرور انصاری مدینہ میں پہنچا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مکہ میں تھے اور اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بیت المقدس کی طرف رخ کر کے نماز پڑھا کرتے براء کا وقت وفات آیا تو اس نے وصیت کی میرا رخ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جانب قبلہ کی طرف پھیر دیا جائے اور اس نے اپنے مال میں سے ایک تہائی کی وصیت کی تو اس سے یہ سنت جاری ہوگئی۔

(۵۴۲۹) احمد بن محمد بن عیسیٰ سے روایت ہے انہوں نے احمد بن اسحاق سے روایت کی ہے کہ انہوں نے حضرت امام

ابوالحسن علیہ السلام کو خط میں لکھا کہ درہ بنت مقاتل نے وفات پائی اور فلاں موضع میں زمین کے کئی قطعات چھوڑے اور اس میں سے ایک تہائی سے زیادہ ہمارے سردار کے لئے وصیت کی گئی ہے اور ہم لوگ اس کے وصی ہیں ہم لوگوں کا جی تو یہی چاہتا ہے کہ سب ہمارے سردار کا ہوجائے۔ پس اگر حکم ہو کہ ہم لوگ بعینہ اس کی وصیت پر عمل کریں تو ہم لوگ اسی پر عمل کریں گے اور اگر اس کی وصیت کو چھوڑ کر کوئی اور حکم ہو تو لوگ ان شاءاللہ اس پر عمل کریں گے۔ تو آپ علیہ السلام نے اس کے جواب میں اپنے ہاتھ سے خط لکھا کہ اس کو اپنے ترکہ میں ایک تہائی سے زیادہ کے لئے وصیت کرنے کا کوئی حق نہیں ہے ہاں اگر تم لوگ خود وارث ہو اور دینا چاہتے ہو تو یہ تم لوگوں کے لئے ان شاءاللہ تعالیٰ جائز ہے۔

(۵۴۳۰) اور صفوان نے مرازم سے اور انہوں نے ہمارے بعض اصحاب سے ایک ایسے شخص کے متعلق روایت کی ہے کہ جو حالت مرض میں کسی کو کوئی شے دیتا ہے۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ اگر اس نے اس شے کو اپنے سے جدا کردیا ہے تو جائز ہے اور اگر اس نے اس کے لئے وصیت کی ہے (جدا نہیں کیا ہے) تو وہ بھی ایک تہائی میں ہوگی۔

باب: وصیت نامہ

(۵۴۳۱) علی بن ابراہیم بن ہاشم نے علی بن اسحاق سے انہوں نے حسن بن حازم کلبی سے جو ہشام بن سالم کی بہن کا لڑکا ہے اس نے سلیمان بن جعفر سے جو جعفری نہیں ہے اس نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ علیہ السلام نے بیان فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص موت کے وقت اچھی وصیت نہ کرے اس کی مروت اور عقل میں نقص ہے۔ عرض کیا گیا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مرنے والا کس طرح وصیت کرے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جب اسکی وفات کا وقت قریب ہو اور سب لوگ جمع ہوں تو یہ کہے:

"اَللّٰهُمَّ فَاطِرَ السَّمٰوَاتِ وَالْاَرْضِ عَالِمَ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ الرَّحْمٰنَ الرَّحِيْمَ، اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعْهَدُ اِلَيْكَ فِیْ دَارِ الدُّنْيَا اِنِّیْ اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ وَحْدَكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ، وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُكَ وَرَسُوْلُكَ، وَاَنَّ الْجَنَّةَ حَقٌّ، وَالنَّارَ حَقٌّ وَاَنَّ الْبَعْثَ حَقٌّ، وَالْحِسَابَ حَقٌّ، وَالصِّرَاطَ حَقٌّ، وَالْقَدَرَ وَالْمِيْزَانَ حَقٌّ، وَاَنَّ الدِّيْنَ كَمَا وَصَفْتَ، وَاَنَّ الْاِسْلَامَ كَمَا شَرَعْتَ، وَاَنَّ الْقَوْلَ كَمَا حَدَّثْتَ، وَاَنَّ الْقُرْآنَ كَمَا اَنْزَلْتَ، وَاَنَّكَ اَنْتَ اللّٰهُ الْحَقُّ الْمُبِيْنُ، جَزَى اللّٰهُ مُحَمَّدًا عَنَّا خَيْرَ الْجَزَاءِ وَحَيَّا

اللہُ مُحَمَّداً وَآلِ مُحَمَّدٍ بِالسَّلَامِ ، اَللّٰھُمَّ یَا عُدَّتِیْ عِنْدَ کُرْبَتِیْ ، وَیَا صَاحِبِیْ عِنْدَ شِدَّتِیْ ، وَیَا وَلِیَّ نِعْمَتِیْ ، اِلٰھِیْ وَاِلٰہَ آبَائِیْ لَاتَکِلْنِیْ اِلٰی نَفْسِیْ طَرْفَۃَ عَیْنٍ فَاِنَّکَ اِنْ تَکِلْنِیْ اِلٰی نَفْسِیْ اَقْرَبُ مِنَ الشَّرِّ وَاَبْعَدُ مِنَ الْخَیْرِ ، فَاٰنِسْ فِی الْقَبْرِ وَحْشَتِیْ ، وَاجْعَلْ لِیْ عَھْداً یَوْمَ اَلْقَاکَ مَنْشُوْراً۔

(اے اللہ اے آسمانوں اور زمینوں کے پیدا کرنے والے اور ظاہر و باطن کے جاننے والے اے رحمٰن و رحیم۔ اے اللہ میں تجھ سے اس دار دنیا میں عہد کرتا ہوں کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ نہیں ہے کوئی اللہ سوائے تیرے تو اکیلا ہے تیرا کوئی شریک نہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تیرے بندے اور تیرے رسول ہیں اور جنت حق ہے اور جہنم حق ہے اور حشرونشر حق ہے اور حساب حق ہے صراط حق ہے اور قدر و میزان حق ہے اور دین وہی ہے جیسا کہ تو نے بیان کیا اور اسلام وہی ہے جیسی کہ تو نے تشریح کی اور بات وہی ہے جو تو نے بتائی اور قرآن وہی ہے جیسا تو نے نازل فرمایا بیشک تو ہی اللہ ہے جو بالکل حق اور واضح ہے اللہ تعالیٰ ہم لوگوں کی طرف سے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بہترین جزاء عنایت فرمائے اور اللہ تعالیٰ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وآل محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تحفۂ سلام پہنچائے اے اللہ اے میرے کرب و مصیبت میں گرفتار ہوتے وقت میرے لئے ذخیرہ اور اے میری تکلیف اور شدت میں میرا ساتھ دینے والے اے اللہ مجھے طرح طرح کی نعمت دینے والے اے میرے اللہ اور میرے باپ دادا کے اللہ تو چشم زدن کے لئے بھی مجھے اپنے سے جدا نہ کر اس لئے کہ اگر تو نے مجھے اپنے سے جدا کیا تو میں برائی سے زیادہ قریب اور اچھائی سے زیادہ دور ہوجاؤں گا۔ پس تو قبر میں گھبراہٹ کے وقت میرا جی بہلانا اور میں تیری بارگاہ میں جس دن حاضر ہوں تو اس دن میرے عہد و بیان کو کھلا رکھنا۔)

پھر اپنی حاجتوں کیلئے وصیت کرے۔ اور اس وصیت کی تصدیق قرآن میں اس سورہ کے اندر ہے جس میں حضرت مریم کا تذکرہ ہے اللہ تعالیٰ کے اس قول کے اندر **لا یملکون الشفاعۃ الا من اتخذ عند الرحمن عھدا** (شفاعت کے مالک اور کوئی لوگ نہ ہونگے بس صرف وہ لوگ ہونگے جو اللہ کی بارگاہ سے عہد و پیمان لئے ہوئے ہونگے۔) (سورہ مریم آیت ۸۷) تو یہ میت کا عہدنامہ ہے اور وصیت ہر مسلمان پر فرض ہے اور اس پر یہ بھی لازم ہے کہ اس وصیت کو محفوظ رکھے اور اسکی تعلیم دے۔ اور حضرت امیرالمومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام کا ارشاد ہے کہ مجھے اس کی تعلیم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے حضرت جبرئیل علیہ السلام کے ذریعے اس کا علم دیا گیا۔

(۵۴۳۲) حسین بن سعید نے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ بیان کیا مجھ سے حسین علوان نے انہوں نے روایت کی عمرو بن ثابت سے اور انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی علیہ السلام سے فرمایا کہ اے علی (علیہ السلام) میں خود تمہارے لئے تم کو چند باتیں بتاتا ہوں اس کو یاد رکھنا پھر فرمایا اے اللہ ان کی مدد کرنا۔ پہلی بات سچائی ہے پس کبھی تمہارے منہ سے کوئی جھوٹی بات نہ نکلے۔ دوسری بات پرہیزگاری ہے زنہار کبھی خیانت کی جراءت بھی نہ کرنا۔ تیسرے خوفِ خدا ہے تم اس طرح ڈرو جیسے وہ تمہیں دیکھ رہا ہے۔ چوتھے کثرت گریہ ہے اللہ کے خوف سے۔ تمہارے ہر قطرہ اشک سے تمہارے لئے جنت میں ایک گھر بنے گا۔ پانچویں اپنے دین کے لئے تم اپنا خون اور اپنا مال خرچ کرو۔ چھٹے تم میری نماز میرے روزہ اور میرے صدقہ میں میری سنت کو اختیار کئے رہنا۔ اور نماز تو یہ پچاس رکعت ہے۔ اور روزہ تو ہر ماہ تین دن ہے مہینہ کے اول پنجشنبہ کو وسط چہار شنبہ کو اور آخری پنجشنبہ کو۔ اور صدقہ تو یہ تمہاری کوشش ہے اتنا صدقہ دو کہ لوگ کہیں کہ تم نے اسراف کیا۔ حالانکہ تم اسراف سے کام نہ لوگے۔ اور تم پر نمازِ شب لازم ہے۔ تم پر نمازِ شب لازم ہے۔ تم پر نمازِ شب لازم ہے۔ تم پر نمازِ زوال لازم ہے اور تم پر ہر حال میں قرآن کی تلاوت لازم ہے اور تم پر نماز میں اپنے دونوں ہاتھ اٹھانا لازم ہے اور ان دونوں کی تقلیب اور تم پر ہر نماز کے لئے ہر وضو میں مسواک لازم ہے اور تم پر حسن اخلاق لازم ہے اور تم پر بداخلاقی سے اجتناب لازم ہے اور اگر تم نے ایسا نہ کیا تو اپنے نفس کے سوا کسی اور کو برا نہ کہو۔

(۵۴۳۳) سلیم بن قیس ہلالی سے روایت ہے ان کا بیان ہے کہ حضرت علی علیہ السلام کی وصیت کے موقع پر میں شاہد بنا جس وقت وہ اپنے فرزند حضرت امام حسن علیہ السلام سے وصیت فرما رہے تھے اور آپؑ نے اپنی وصیت پر امام حسین و محمد (حنفیہ) اور اپنی تمام اولاد اور اپنے اہلبیت کے اکابر و شیعوں کو بھی شاہد بنایا پھر آپؑ نے اپنی کتابیں اور اسلحے ان کے حوالے کر دیئے پھر فرمایا اے فرزند مجھے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حکم دیا تھا کہ میں تم کو اپنا وصی بناؤں اور تمہیں اپنی کتابیں اور اسلحے حوالے کروں جس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے اپنا وصی بنایا اور اپنی کتابیں اور اسلحے میرے حوالے کئے اور ہمیں حکم دیا تھا کہ میں تمہیں حکم دوں کہ جب تمہارا وقت وفات قریب ہو تو یہ ساری چیزیں اپنے بھائی حسین (علیہ السلام) کے حوالے کر دو اس کے بعد آپؑ اپنے فرزند حسینؑ کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تم کو حکم دیا ہے کہ تم اسے اپنے فرزند علی ابن الحسین کے حوالے کرو۔ پھر آپ علیہ السلام اپنے فرزند علیؑ ابن الحسینؑ کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تمہیں حکم دیا ہے کہ تم اپنی وصیت اپنے فرزند محمدؑ بن علیؑ کے حوالے کر دو اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف اور میری طرف کا ان کو سلام پہنچا دینا۔

پھر آپ علیہ السلام نے اپنے فرزند حسن علیہ السلام کی طرف رخ کیا اور فرمایا کہ اے فرزند تم ولی امر اور خون کے وارث ہو اگر تم عفو کر دو تو تمہیں اس کا حق ہے اور اگر تم قتل کر دو تو ایک ضرب کی جگہ صرف ایک ضرب اس سے تجاوز نہ کرنا۔ پھر فرمایا کہ لکھو:

بسم اللہ الرحمن الرحیم یہ وہ وصیت ہے جو علی ابن ابی طالب نے کی ہے۔ وہ وصیت کرتے ہیں کہ وہ گواہی دیتے ہیں نہیں ہے کوئی اللہ سوائے اس اللہ کے وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں اور محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اس کے بندے ہیں اور اس کے رسول ہیں جن کو اس نے ہدایت اور دین حق کے ساتھ بھیجا تاکہ وہ تمام ادیان پر غالب آئے خواہ مشرکین اس کو کتنا ہی ناپسند کریں۔ پھر میری نماز، میری عبادت، میری حیات، میری موت اس اللہ کے لئے ہے جو تمام عالمین کا رب ہے اس کا کوئی شریک نہیں اسی کا مجھے حکم دیا گیا ہے اور میں مسلمانوں میں سے ایک ہوں۔ پھر میں تم کو وصیت کرتا ہوں اے حسن (علیہ السلام) نیز اپنی تمام اولاد اور اپنے اہلبیت اور مومنین میں سے ان تمام لوگوں کو جن کے پاس میری یہ تحریر پہنچے کہ اللہ تعالیٰ کا تقویٰ اختیار کریں وہ تم لوگوں کا رب ہے اور تم لوگوں کو موت آئے تو مسلمان ہونے کی حالت میں۔ اور تم سب لوگ اللہ کی رسی کو مضبوطی سے پکڑے رہو اور آپس میں تفرقہ نہ ڈالو۔ اور یاد کرو اس بخشش کو جو اللہ تعالیٰ نے تم لوگوں پر کی ہے جب تم لوگ آپس میں ایک دوسرے کے دشمن تھے اللہ نے تمہارے دلوں کو جوڑ دیا۔ کیونکہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا ہے وہ فرما رہے تھے کہ آپس میں صلح و صفائی سے رہنا افضل ہے عام طور پر نماز اور روزہ سے۔ اور آپس میں بغض و عداوت، دین کی بیخ کنی اور آپس میں فتنہ و فساد کا سبب ہے اور نہیں ہے کوئی قوت لیکن اللہ کی دی ہوئی۔

تم لوگ اپنے رشتہ داروں کو دیکھتے رہو اور ان کے ساتھ حسن سلوک کرتے رہو اللہ تم لوگوں کے حساب کو آسان کر دے گا۔ اور اللہ کا واسطہ تم لوگوں کو یتیموں کے بارے میں ان کے منہ سے رونے کی آواز بلند نہ ہونے دینا اور تمہاری موجودگی میں وہ تباہ و برباد نہ ہوں۔ اس لئے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمایا کرتے تھے کہ جو شخص کسی ایک یتیم کو پالے یہاں تک کہ وہ مستغنی ہو جائے تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت واجب کر دیتا ہے جس طرح یتیم کا مال کھانے والے پر جہنم واجب کر دیتا ہے۔

اور تم لوگوں کو اللہ کا واسطہ قرآن کے بارے میں کہ اس پر عمل کرنے میں تمہارا غیر تم پر سبقت حاصل نہ کر جائے۔

اور تم لوگوں کو اللہ کا واسطہ تمہارے اپنے پڑوسیوں کے بارے میں اس لئے کہ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دونوں نے ان کے متعلق وصیت فرمائی ہے۔

اور تم لوگوں کو اللہ کا واسطہ تمہارے اپنے رب کے گھر کے بارے میں کہ جب تک تم لوگ باقی ہو اس کو خالی نہ چھوڑنا اگر اس کو چھوڑا تو پہچانے نہ جاؤ گے اور جو شخص اس کے حج کا قصد کرے گا تو اس کا ادنیٰ ثواب یہ ہوگا کہ اس کے پچھلے گناہ معاف کر دیئے جائیں گے۔

اور خدا کے لئے نماز کا خیال رکھنا اس لئے کہ یہ بہترین عمل ہے اور تمہارے دین کا ستون ہے۔

اور خدا کے لئے زکوٰۃ کا خیال رکھنا اس لئے کہ تمہارے رب کی آتش غضب کو بجھا دیتی ہے۔
اور خدا کے لئے ماہ رمضان کے روزوں کا خیال رکھنا اس لئے کہ اس ماہ کا روزہ جہنم کے لئے سپر (ڈھال) ہے۔
اور خدا کے لئے فقراء و مساکین کا خیال رکھنا اور انہیں اپنی معیشت میں شریک رکھنا۔
اور خدا کے لئے اپنی جان و مال سے راہ خدا میں جہاد کرنا اس لئے کہ راہ خدا میں جہاد صرف دو شخص کرتے ہیں ایک امام اور دوسرے وہ جو امام کی اطاعت اور اس کی پیروی کرتے ہیں۔
اور خدا کے لئے تم لوگ اپنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذریت کا خیال رکھنا اپنے سامنے ان پر ظلم نہ ہونے دینا بشرطیکہ تم لوگ ان کے دفیعہ پر قادر ہو۔
اور خدا کے لئے تم لوگ اپنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ان اصحاب کا خیال رکھنا جنہوں نے کوئی بدعت نہیں کی اور نہ کسی بدعت کرنے والے کو پناہ دی اس لئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان لوگوں کے لئے وصیت فرمائی ہے اور ان میں سے جو بدعت کرنے والے ہیں ان پر اور بدعت کرنے والے کو پناہ دینے والے پر لعنت کی ہے۔

اور خدا کے لئے عورتوں کا خیال رکھنا اور جو تمہاری ملکیت میں ہیں ان کے اور اللہ کے معاملہ میں کسی ملامت کرنے والے سے ہرگز نہ ڈرنا اور جو لوگ تمہارے بدخواہ ہوں اور تم لوگوں سے بغاوت کریں تو ان کے مقابلہ میں تم لوگوں کے لئے اللہ کافی ہے۔ لوگوں سے اچھی بات کرنا جیسا کہ اللہ نے تم لوگوں کو حکم دیا ہے کہ امربالمعروف اور نہی عن المنکر کو نہ چھوڑنا ورنہ تم لوگوں پر والی و حاکم ایسے لوگوں کو بناؤں گا جو تم سے شریر و بد ہیں۔ پھر اگر تم لوگ ان سے نجات کی دعا بھی کروگے تو قبول نہ ہوگی۔
اے فرزند تم لوگوں پر لازم ہے کہ ایک دوسرے سے ملتے جلتے تحفہ و ہدیہ دیتے دلاتے اور حسن سلوک کرتے کراتے رہو۔ اور ایک دوسرے سے قطع کرنے منہ پھرانے متفرق ہونے سے پرہیز کرو۔
اللہ تعالیٰ تم اہلبیت کی حفاظت کرے اور تم میں تمہارا نبی تمہارا محافظ ہے اور میں تم سب کو اللہ کے سپرد کرتا ہوں اور تم سب کو آخری سلام کرتا ہوں۔
اس کے بعد آپ علیہ السلام مسلسل لا الہ الا اللہ کہتے رہے یہاں تک کہ ماہ رمضان ۴۰ھ کے عشرہ آخر یعنی اکیس تاریخ کی رات شب جمعہ آپ علیہ السلام نے وفات پائی۔

باب: وصیت پر لوگوں کو گواہ بنانا

(۵۴۳۴) محمد بن فضیل نے ابی صباح کنانی سے روایت کی ہے انہوں نے بیان کیا کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا قول خدا **یاایھاالذین آمنوا شھادۃ بینکم اذا حضرا حد کم الموت حین الوصیۃ اثنان ذواعدل منکم اوآخران من غیر کم** (سورہ المائدہ آیت ۱۰۶) [اے ایمان والوں جب تم میں سے کسی کے سر پر موت آکھڑی ہو تو وصیت کے وقت تم (مومنوں) میں سے دو عادلوں کی گواہی ہونی ضروری ہے (اور تم اتفاقاً کہیں سفر پر ہو اور سفر میں تم کو موت کا سامنا ہو) تو بھی دو گواہ غیر مومن ہی سہی] کے متعلق دریافت کیا کہ **اخران من غیر کم** سے کون مراد ہے آپ علیہ السلام نے فرمایا اور دونوں کافر ہوں۔ میں نے دریافت کیا **ذواعدل منکم** سے مراد؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا وہ دونوں مسلمان ہوں۔

(۵۴۳۵) حماد بن عیسیٰ نے ربعی بن عبداللہ سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک عورت کے متعلق دریافت کیا جو ایک مرد کے مرنے کے وقت اکیلی تھی اس کے ساتھ کوئی مرد نہ تھا کیا مرنے والا اس سے وصیت کر سکتا ہے؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا اس کی پوری وصیت میں سے ایک چوتھائی پر عمل کیا جائے گا۔

(۵۴۳۶) یونس بن عبدالرحمٰن نے یحییٰ بن محمد سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے قول خدا **یا ایھا الذین آمنوا شھادۃ بینکم اذا حضر احدکم الموت حین الوصیۃ اثنان ذواعدل منکم اوآخران من غیر کم** (سورۃ مائدہ آیت ۱۰۶) کے متعلق دریافت کیا تو آپ علیہ السلام نے فرمایا وہ دونوں جو تم میں سے ہوں اس سے مراد مسلمان ہیں اور وہ دونوں جو تمہارے غیر سے ہوں اس سے مراد اہل کتاب ہیں۔ اور اگر تم لوگ اہل کتاب کو نہ پاسکو تو مجوس میں سے ہوں اس لئے کہ جزیہ کے معاملہ میں اہل کتاب ہی کا طریقہ اختیار ہوتا ہے۔ اس لئے کہ جب کوئی شخص عالم مسافرت میں مرنے لگے اور اس کو وہاں کوئی مسلمان نہ ملے تو اہل کتاب میں سے دو آدمیوں کو گواہ بنائے اور ان کو بعد عصر تک روکا جائے اور ان کی گواہی میں کوئی شبہ ہو تو وہ دونوں اللہ کی قسم کھا کر کہیں کہ ہم اس گواہی کے عوض کوئی قیمت نہیں لینگے ہم جس کی گواہی دیتے ہیں خواہ ہمارا عزیز ہی کیوں نہ ہو ہم خدالگتی گواہی نہ چھپائینگے اگر ایسا کریں گے تو ہم بیشک گنہگار ہیں۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ اگر ان دونوں کی گواہی میں مرنے والے کے وارثوں کو شبہ ہو۔ پس اگر بعد میں معلوم ہو کہ ان دونوں نے جھوٹی گواہی دی ہے تو اس کو ان دونوں کی گواہی کو توڑنے کا کوئی حق نہیں جب تک کہ ان دونوں کی جگہ دو اور گواہ نہ کھڑے ہو جائیں اور وہ دونوں اللہ کی قسم کھا کر کہیں کہ ہم دونوں کی گواہی ان دونوں گواہوں کی مقابلہ میں بالکل سچ ہے اگر ہم

نے اس میں کوئی کم و بیش کیا ہو تو پھر ظالموں میں سے شمار ہونگے۔ جب وہ لوگ ایسا کریں تو پہلے دونوں گواہوں کی گواہی باطل ہو جائے گی اور آخر کے دونوں گواہوں کی گواہی جائز ہوگی۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے **ذلک ادنیٰ ان یاتوا بالشہادۃ علیٰ وجھھا او یخافوا ان ترد ایمان بعد ایمانھم** (سورۃ مائدہ آیت ۱۰۸)(اس طرح زیادہ قرین قیاس ہے کہ وہ لوگ ٹھیک ٹھیک گواہی دینگے اور ڈریں گے کہ کہیں پہلے دونوں کے بعد ہماری گواہی بھی رد نہ کر دی جائے۔)

باب: میت کے ترکہ میں سے جو چیز پہلے شروع کی جائے

(۵۴۳۷) سکونی نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ پہلی چیز جو میت کے مال سے شروع کی جائے وہ اس کا کفن ہے پھر قرض ہے پھر وصیت ہے پھر میراث ہے۔

(۵۴۳۸) عاصم بن حمید نے محمد بن قیس سے انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ علیہ السلام نے بیان فرمایا کہ امیرالمومنین علیہ السلام کا ارشاد ہے کہ قرض وصیت سے پہلے، پھر قرض کے بعد وصیت، پھر وصیت کے بعد میراث اس لئے کہ بہترین فیصلہ کتاب خدا کا ہے (**من بعد وصیۃ یوصیٰ بھا او دین** (سورۃ نساء آیت ۱۲)(بعد وصیت کے جو ہو چکی ہے یا قرض کے)۔

(۵۴۳۹) حسن بن محبوب نے عبداللہ بن سنان سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ کفن جمیع مال میں سے ہوگا۔

(۵۴۳۸) نیز آنجناب علیہ السلام نے فرمایا کہ عورت اگر مرجائے تو اس کا کفن شوہر کے مال میں سے ہوگا۔

باب: ایک شخص مرجاتا ہے اور اس پر قرض اس کے کفن کی قیمت کے برابر ہے

(۵۴۴۱) حسن بن محبوب نے علی بن رئاب سے انہوں نے زرارہ سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے آنجناب علیہ السلام سے ایک شخص کے متعلق دریافت کیا کہ جو مر گیا اور اس پر قرض اتنا ہی ہے جتنی اس کے کفن کی قیمت ہے۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا کچھ لوگوں سے اجر و ثواب لینے کے لئے کہا جائیگا وہ لوگ اسے کفن دیدینگے اور جو کچھ اس نے اپنے کفن کی قیمت چھوڑی ہے اس سے اس کا قرض ادا کر دیا جائے گا۔

باب: وارث کے لئے وصیت

(۵۴۴۲) ابن بکیر نے محمد بن مسلم سے انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے آنجناب علیہ السلام سے وارث کے لئے وصیت کے متعلق دریافت کیا تو آپ علیہ السلام نے فرمایا یہ جائز ہے پھر آپ علیہ السلام نے اس آیت کی تلاوت فرمائی۔ **ان ترک خیراً الوصیة للوالدین والا قربین** (سوۃ بقرہ آیت ۱۸۰)(بشرطیکہ چھوڑے کچھ مال تو اچھی وصیت کرے اپنے ماں باپ کے واسطے اور رشتہ داروں کے لئے۔)

(۵۴۴۳) مصنف علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ وہ حدیث جس میں کہا گیا ہے کہ وارث کے لئے کوئی وصیت نہیں وہ اس حدیث کے خلاف نہیں ہے اس کے معنی یہ ہیں کہ ایک تہائی سے زیادہ کسی وارث کے لئے وصیت نہیں ہوگی جس طرح غیر وارث کے لئے بھی وصیت ایک تہائی سے زائد نہیں ہے۔

(۵۴۴۴) عبداللہ بن محمد حجال سے انہوں نے ثعلبہ بن میمون سے انہوں نے محمد بن قیس سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا جو اپنی کسی اولاد کو کسی سے زیادہ دیتا ہے۔آپؑ نے فرمایا ہاں اور اپنی عورتوں کو بھی (بعض کو بعض سے زیادہ دے سکتا ہے)۔

باب: وصیت کے قبول کرنے سے انکار

(۵۴۴۵) حماد بن عیسیٰ نے ربعی بن عبداللہ سے انہوں نے محمد بن مسلم سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ اگر کوئی شخص کسی آدمی کو وصیت کرے اور وہ آدمی غائب ہو تو اس آدمی کے لئے جائز نہیں کہ اس کی وصیت رد کردے ہاں جس آدمی کو وصیت کی جائے اور وہ شہر میں موجود ہو تو اس کو اختیار ہے چاہے قبول کرے اور چاہے قبول نہ کرے۔

(۵۴۴۶) ربعی نے فضیل بن یسار سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے متعلق روایت کی ہے کہ جس کو وصیت کی گئی۔آپ علیہ السلام نے فرمایا اگر اس کو یہ وصیت شہر سے بھیجی گئی ہے تو اس کے لئے جائز نہیں کہ اس کو رد کردے ہاں اگر وہ شہر میں موجود ہے اور اس میں دوسرا شخص وصیت کے لئے مل جاتا ہے تو اس کو اختیار ہے۔

(۵۴۴۷) سہل بن زیاد نے علی بن ریان سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے ایک مرتبہ حضرت امام

ابوالحسن علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص کو اس کے باپ نے اپنی وصیت کو قبول کرنے کی دعوت دی کیا اس کے لئے یہ جائز ہے کہ اس کی وصیت کو قبول کرنے سے منع کردے تو آنجناب علیہ السلام کی طرف تحریر آئی کہ اس کو منع کرنا جائز نہیں ہے۔

(۵۴۴۸) محمد بن ابی عمیر نے ہشام بن سالم سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے ایک ایسے شخص کے متعلق کہ جو ایک آدمی کو وصیت کرتا ہے اور وہ آدمی اس وصیت کے قبول کرنے کو ناپسند کرتا ہے۔ تو حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ وہ اس حال میں مایوس نہ کرے۔

(۵۴۴۹) علی بن حکم نے سیف بن عمیرہ سے انہوں نے منصور بن حازم سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ جب کوئی شخص اپنے بھائی کو وصیت کرے اور وہ غائب ہو تو اس کے بھائی کو جائز نہیں کہ وہ اس کی وصیت کو رد کردے۔ اس لئے کہ اگر وہ موجود ہوتا اور قبول کرنے سے انکار کردیتا تو وہ کوئی دوسرا شخص تلاش کرلیتا۔

باب: عمر کی وہ حد کہ جس پر لڑکا پہنچ جائے تو اس کی وصیت جائز ہے

(۵۴۵۰) محمد بن ابی عمیر نے ابان بن عثمان سے انہوں نے عبدالرحمٰن بن ابی عبداللہ سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ علیہ السلام نے فرمایا جب لڑکا دس سال کا ہوجائے تو اس کی وصیت جائز ہے۔

(۵۴۵۱) صفوان بن یحییٰ نے موسیٰ بن بکر سے انہوں نے زرارہ سے انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ جب لڑکے کی عمر دس سال پر پہنچ جائے تو اس کو جائز ہے کہ اپنے مال میں سے کسی کو آزاد کرے اور کیا تصدق کرے اور ایک حد معروف حق تک وصیت کرے تو وہ جائز ہے۔

(۵۴۵۲) محمد بن ابی عمیر نے ابی المغرا سے انہوں نے ابی بصیر سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ جب لڑکا دس سال کی عمر کو پہنچ جائے اور اپنے مال میں سے ایک تہائی کے لئے اور حق کام کے لئے وصیت کرے تو اس کی وصیت جائز ہے اور جب سات سال کا ہو اور اپنے تھوڑے سے مال کے لئے وصیت کرے حق کیلئے تو اس کی وصیت جائز ہے۔

(۵۴۵۳) اور علی بن الحکم نے داؤد بن نعمان سے انہوں نے ابی ایوب سے انہوں نے محمد بن مسلم سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا وہ فرمارہے تھے کہ جب کسی لڑکے کا

وقت وفات قریب ہو اور وصیت کرے ابھی بالغ نہ ہوا ہو تو اس کی وصیت اپنے قرابتداروں کے لئے جائز لیکن غربا کے لئے جائز نہیں ہے۔

باب: کتابت اور اشارے سے وصیت

(۵۴۵۴) عبدالصمد بن محمد نے حنان بن سدیر سے انہوں نے اپنے باپ سے انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں محمد بن علی ابن حنفیہ کے پاس اس وقت گیا جب ان کی زبان بند ہو چکی تھی تو میں نے انہیں وصیت کا حکم دیا انہوں نے کوئی جواب نہ دیا تو میں نے ایک طشت کا حکم دیا اور اس میں ریت بھر کر رکھ دی اور کہا اس میں اپنے ہاتھ سے لکھ دیں تو انہوں نے ریت میں اپنی وصیت لکھ دی اور میں نے اس کو ایک صحیفہ پر نقل کر لیا۔

(۵۴۵۵) محمد بن احمد اشعری نے سندی بن محمد سے انہوں نے یونس بن یعقوب سے انہوں نے ابی مریم سے انہوں نے اپنے باپ سے روایت کی ہے کہ امامہ بنت ابی العاص جن کی ماں زینب بنت رسول تھیں اور جو حضرت فاطمہ سلام اللہ علیہا کے بعد حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام کے تحت عقد میں آگئی تھیں اور حضرت علی علیہ السلام کے بعد مغیرہ بن نوفل نے ان سے عقد کر لیا۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ امامہ کو ایک ایسا شدید درد لاحق ہوا کہ ان کی زبان بند ہو گئی تو ان کے پاس حضرت امام حسن اور حضرت امام حسین علیہما السلام فرزندان علی علیہ السلام تشریف لائے وہ بات نہیں کر سکتی تھیں تو وہ دونوں حضرات ان سے کہنے لگے اور مغیرہ کو یہ بات ناپسند تھی ان دونوں حضرات نے کہا کیا تم نے فلاں اور اس کی اہلیہ کو آزاد کیا؟ تو انہوں نے اپنے سر سے اشارہ کر کے کہا کہ ہاں ۔ اور یہ بات اور یہ بات وہ اپنے سر سے اشارہ کر کے کہنے لگیں کہ ہاں ۔ وہ ٹھیک سے بات نہیں کر سکتی تھیں اس لئے ان کو اس کی اجازت دی گئی ۔

(۵۴۵۶) ابراہیم بن محمد ہمدانی سے روایت ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام ابوالحسن علیہ السلام کو خط لکھا کہ ایک شخص نے اپنے ہاتھ سے تحریر لکھی اور اپنے وارثوں کو یہ نہیں بتایا کہ یہ میری وصیت ہے اور یہ بھی نہیں کہا کہ میں نے وصیت کر دی ہے بلکہ جو کچھ وصیت کرنے کا ارادہ تھا اسے ایک تحریر میں قلمبند کر لیا تھا۔ کیا اس کے وارثوں پر واجب ہے کہ اس پر عمل کریں جو خود اس کے قلم سے اس تحریر میں قلمبند ہے اس میں اس نے اپنے ورثاء کو کوئی حکم نہیں دیا ہے۔ تو آپ علیہ السلام نے جواب میں تحریر فرمایا اگر اس کی اولاد ہے تو وہ لوگ اپنے باپ کی تحریر میں جو کچھ ہے ان سب پر عمل کریں کار خیر کے متعلق یا اس کے علاوہ کسی اور چیز کے متعلق ۔

باب: اپنی وصیت سے پھر جانا

(۵۴۵۷) حسن بن علی بن فضال نے علی بن عقبہ سے انہوں نے برید عجلی سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ علیہ السلام نے فرمایا وصیت کرنے والے کو یہ حق ہے کہ اس پر نظر ثانی کرلے اور جب تک وہ زندہ ہے اپنی وصیت میں ترمیم کرلے۔

(۵۴۵۸) محمد بن ابی عمیر نے بکیر بن اعین سے انہوں نے عبید بن زرارہ سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا وہ فرما رہے تھے کہ وصیت کرنے والے کو یہ حق ہے کہ اپنی وصیت میں ترمیم و تنسیخ کرے خواہ صحت میں ہو خواہ حالت مرض میں۔

(۵۴۵۹) یونس بن عبدالرحمٰن نے عبداللہ بن مسکان سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے آپ علیہ السلام نے بیان فرمایا کہ حضرت امیرالمومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام نے فیصلہ فرمایا کہ غلام مدبر کو بھی ایک ثلث وصیت میں شمار کیا جائے گا اور جب تک وہ آدمی مرا نہیں اس کو حق ہے کہ اپنی وصیت کو توڑ دے اور اس میں زیادہ کردے یا کم کردے۔

(۵۴۶۰) اور یونس بن عبدالرحمٰن نے اپنے اسناد سے بیان کیا ہے کہ حضرت امام علی ابن الحسین علیہما السلام نے فرمایا کہ اپنی وصیت میں تبدیلی کرلے جس کو ملکیت میں رکھنے کی وصیت کی ہے اس کو آزاد کرنے کی وصیت کردے اور جس کو آزاد کرنے کی وصیت کی ہے اس کو وہ نظر ثانی کرسکتا ہے۔

باب: وہ شخص جس نے ایک تہائی سے زیادہ کی وصیت کردی اس کے ورثاء گواہ تھے انہوں نے اجازت دیدی کیاان ورثاء کو حق ہے اس کے مرنے کے بعد اس وصیت کو توڑ دیں

(۵۴۶۱) حماد بن عیسیٰ نے حریز سے انہوں نے محمد بن مسلم سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے ایک ایسے شخص کے متعلق جس نے وصیت کی اور اس کے ورثاء گواہ تھے ان لوگوں نے اجازت دیدی مگر جب وہ مرگیا تو ان ورثاء نے اس وصیت کو توڑ دیا کیا ان کو حق ہے کہ وہ اس وصیت کو رد کردیں جس کا انہوں نے اقرار کیا تھا؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا ان کو اس کا حق نہیں جب مرنے والے کی زندگی میں ان لوگوں نے اقرار کرلیا تھا

ان پر یہ وصیت واجب ہے۔

اور صفوان بن یحییٰ نے بھی منصور بن حازم سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اسی کے مثل روایت کی ہے۔

باب: وصیت کا نافذ کرنا واجب اور اس میں تبدیلی منع ہے

(۵۴۶۲) حماد بن عیسیٰ نے حریز سے انہوں نے محمد بن مسلم سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادقؑ علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص نے اپنے مال کی فی سبیل اللہ وصیت کردی۔آپ علیہ السلام نے فرمایا اس کو دیدو جس کے لئے اس نے وصیت کی ہے خواہ وہ یہودی ہو خواہ نصرانی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے **فمن بدله بعد ما سمعه فانما اثمه علی الذین یبدلونه** (پس اس وصیت کو سننے کے بعد اس میں تبدیلی کرے تو اس کا گناہ ان لوگوں پر ہے جو اس میں تبدیلی کریں۔) (سورۃ بقرہ آیت نمبر ۱۸۱)

اس کتاب کے مصنف علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ اس کا ایک تہائی مال۔

(۵۴۶۳) سہل بن زیاد نے محمد بن ولید سے انہوں نے یونس بن یعقوب سے روایت کی ہے کہ ایک شخص ہمدان میں تھا اس کو بتایا گیا کہ تیرا باپ مرگیا اس کو اس کا پتہ نہ تھا۔اس نے ایک وصیت کی ہے اور وصیت یہ کی ہے کہ کچھ فی سبیل اللہ دیدیا جائے۔تو اس کے متعلق حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا گیا اور بتایا گیا کہ اس کو پتہ نہ تھا اور اس نے مرتے دم وصیت کی۔آپ علیہ السلام نے فرمایا اگر کوئی شخص مجھے وصیت کرے کہ میں اس کا مال کسی یہودی یا نصرانی کو دیدوں تو میں ان کو دیدوں گا اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے **فمن بدله بعد ما سمعه فانما اثمه علی الذین یبدلونه** ○ (سورۃ بقرہ آیت نمبر ۱۸۱) (پھر جو کوئی بدل ڈالے وصیت کو بعد اس کے جو سن چکا ہو۔تو اس کا گناہ انہی پر ہے جنہوں نے اس کو بدلا) لہٰذا دوسروں کی طرف دیکھو کہ اس طرح کا کون نکلتا ہے اور اس کے پاس بھیجدو۔

(۵۴۶۴) ابی طالب عبداللہ بن صلت قمی سے روایت ہے ان کا بیان ہے کہ خلیل بن ہاشم نے جو اس وقت والی نیشاپور تھا ذی الریاستین کو خط لکھا کہ مجوسیوں میں سے ایک شخص مرگیا اس نے اپنے مال میں سے کچھ فقراء کو دینے کی وصیت کی تو جس کو وصیت کی تھی وہ مال لیکر نیشاپور آیا اور مسلمان فقراء کو دے گیا۔تو خلیل نے ذی الریاستین کو اس کے متعلق خط لکھا تو اس نے مامون سے دریافت کیا تو اس نے کہا میرے پاس اس کا حل نہیں۔اور اس نے حضرت امام ابوالحسن علیہ السلام سے دریافت کیا تو امام ابوالحسن علیہ السلام نے فرمایا کہ مجوسی مسلمان فقراء کے لئے

کبھی وصیت نہیں کرے گا لیکن اب مناسب یہ ہے کہ مال صدقہ میں سے اسی مقدار میں مال لیکر مجوسی فقراء کو واپس کر دیا جائے۔

باب: انسان کے اندر جب تک ذرا سی بھی روح ہے وہ اپنے مال کا زیادہ حقدار ہے

(۵۴۶۵) ثعلبہ بن میمون نے ابی الحسن ساباطی سے انہوں نے عمار بن موسیٰ سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا آپ علیہ السلام فرماتے تھے کہ صاحبِ مال اپنے مال کا سب سے زیادہ حقدار ہے جب تک اس کے اندر ذرا سی بھی روح ہے وہ اس کو جہاں چاہے استعمال کرے۔

(۵۴۶۶) عبداللہ بن جبلہ نے سماعہ سے انہوں نے ابی بصیر سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے راوی کا بیان ہے کہ میں نے آنجناب علیہ السلام سے عرض کیا کہ ایک شخص کے لڑکا موجود ہے کیا اس کے لئے یہ جائز ہے کہ وہ اپنا مال اپنے قرابتداروں میں سے جس کے لئے چاہے قرار دیدے؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا وہ اس کا مال ہے اپنی موت تک اسے جہاں چاہے استعمال کرے۔

مصنف علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ اس سے آپ علیہ السلام کی مراد یہ ہے کہ وہ اپنی حیات میں اپنے مال میں سے جس قدر چاہے کسی کو دیدے یا کُل کا کُل کسی کو ہبہ کردے اور جس کو ہبہ کیا ہے اس کے سپرد کردے لیکن اگر وصیت کرتا ہے تو اس کو حق نہیں کہ ایک تہائی سے زیادہ کے لئے وصیت کرے اور اس کی تصدیق اس حدیث سے ہوتی ہے۔

(۵۴۶۷) جس کی روایت صفوان نے مرازم سے کی ہے ایک ایسے شخص کے متعلق کہ جو اپنے مرض کی حالت میں کسی کو کچھ دیدیتا ہے۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا اگر وہ چیز اپنے سے جدا کر دیتا ہے تو پھر جائز ہے اور اگر وصیت کرتا ہے تو پھر ایک تہائی کے اندر سے۔

(۵۴۶۸) لیکن علی بن اسباط کی حدیث جو ثعلبہ سے ہے اور انہوں نے ابوالحسن عمرو بن شدّاد ازدی سے انہوں نے عمّار بن موسیٰ سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے کی ہے کہ آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ ایک شخص اپنے مال کا زیادہ حقدار ہے جب تک اس کے اندر روح ہے اگر وہ اپنے کل مال کے لئے وصیت کرے تو اس کے لئے جائز ہے۔ تو اس سے آپ علیہ السلام کی مراد یہ ہے کہ جب اس کا کوئی وارث نہ ہو نہ قریب اور نہ بعید تو وہ اپنے کل مال کی وصیت کرے جس کے لئے چاہے اور جب اس کا کوئی وارث ہو خواہ قریب ہو خواہ بعید اس کو ایک تہائی سے زائد کے لئے وصیت کرنا جائز نہیں۔ اگر اس نے ایک تہائی سے زائد کیلئے وصیت کی تو وہ ایک تہائی کی طرف واپس کردی جائے

گی۔ اور اس کی تصدیق مندرجہ ذیل حدیث سے ہوتی ہے۔

(۵۴۶۹) جس کی روایت اسماعیل بن ابی زیاد سکونی نے کی ہے حضرت امام جعفر بن محمد علیہما السلام سے اور انہوں نے اپنے پدر بزرگوار علیہ السلام سے کہ آپ علیہ السلام سے ایک مرتبہ ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا گیا جو مر رہا ہے اور اس کا نہ کوئی وارث ہے اور نہ کوئی خاندان ہے؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ وہ اپنے مال کے لئے جسے چاہے وصیت کرے مسلمین و مساکین و ابن السبیل میں سے۔

اور یہ حدیث مفسر ہے اور مفسر مجمل کی وضاحت کرتی ہے۔

باب: جو شخص عمداً خود کشی کرے اس کی وصیت

(۵۴۷۰) حسن بن محبوب نے ابی ولّاد سے روایت کی ہے اس کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا آپ علیہ السلام فرماتے تھے کہ جو شخص عمداً خود کشی کرے وہ جہنم کی آگ میں ہوگا اور اس میں ہمیشہ رہے گا۔ تو آپ علیہ السلام سے عرض کیا گیا کہ آپ علیہ السلام کی کیا رائے ہے اگر وہ کوئی وصیت کرنے کے بعد عمداً اسی وقت خود کشی کرلے تو کیا اس کی وصیت کا نفاذ کیا جائے گا؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا اگر اس نے وصیت کی تھی قبل اس کے کہ اس کے دل میں خود کشی کے لئے اپنے کو زخمی کرنے یا کوئی کام کرنے کا خیال پیدا ہو تو اس کی وصیت نافذ کردی جائے گی ایک تہائی مال میں اور اگر اس نے خود کو زخمی کرنے یا کوئی اور کام کرنے کے بعد وصیت کی ہو کہ شاید وہ مرجائے تو اس کی وصیت نافذ نہیں ہوگی۔

باب: دو آدمیوں کو وصیت کی جاتی ہے اور ان دونوں میں سے ہر ایک ترکہ میں سے نصف لے کر جدا ہو جاتے ہیں۔

(۵۴۷۱) محمد بن حسن صفار رضی اللہ عنہ نے حضرت امام ابو محمد حسن بن علی علیہما السلام کو عریضہ لکھ کر دریافت کیا کہ ایک شخص نے دو آدمیوں کو وصیت کی اب ان دونوں میں سے کسی ایک کو بھی یہ جائز ہے کہ نصف ترکہ لیکر الگ ہو جائے اور دوسرا بھی نصف ترکہ لے کر الگ ہو جائے تو جواب میں امام علیہ السلام کی طرف سے تحریر آئی کہ ان دونوں کے لئے یہ جائز نہیں کہ مرنے والے کی مخالفت کریں (بلکہ) وہ دونوں اس حکم کے مطابق عمل کریں جو ان کو دیا گیا ہے ان شاءاللہ۔

اور آنجناب علیہ السلام کی یہ تحریر خود ان کے ہاتھ کی لکھی ہوئی میرے پاس موجود ہے۔

(۵۴۷۲) اور محمد بن یعقوب کلینی رحمتہ اللہ علیہ کی کتاب میں احمد بن محمد سے انہوں نے علی بن حسن میثمی سے انہوں نے اپنے دونوں برادران محمد اور احمد سے ان دونوں نے اپنے باپ سے انہوں نے داؤد بن ابی یزید سے انہوں نے برید بن معاویہ سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ ایک شخص مرگیا اور دو آدمیوں کو وصیت کر گیا تو ان دونوں میں سے ایک نے اپنے ساتھی سے کہا کہ اس کے متروکہ میں سے آدھا تم لیلو اور آدھا مجھے دے دو تو اس نے اس سے انکار کیا تو ان لوگوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا تو آپ علیہ السلام نے فرمایا اس کے لئے یہ جائز ہے۔

اس کتاب کے مصنف علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ میں اس حدیث کی روشنی میں فتویٰ نہیں دیتا بلکہ اس تحریر کی روشنی میں فتویٰ دیتا ہوں جو حضرت امام حسن بن علی عسکری علیہ السلام کے ہاتھ کی لکھی ہوئی میرے پاس موجود ہے اور اگر یہ دونوں صحیح ہوں تو دوسرے آدمی کے قول کے مطابق لینا درست ہے جیسا کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے اس کا حکم دیا ہے۔ اور اس کی وجہ یہ ہے کہ روایت کی کئی وجوہ اور معانی ہوتے ہیں اور ہر امام اپنے زمانہ اور اس کے احکام سے زیادہ واقف ہوتا بہ نسبت دوسرے لوگوں کے اور توفیق اللہ ہی کی طرف سے ہے۔

باب: اپنے مال میں سے تھوڑی شے یا ایک سہم یا ایک جزو یا کثیر کے لئے وصیت

(۵۴۷۳) ابان بن تغلب نے علی ابن الحسین علیہ السلام سے روایت کی ہے آنجناب علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا گیا کہ جس نے اپنے مال میں سے تھوڑی سی شے کے لئے وصیت کی تو آپ علیہ السلام نے فرمایا کتاب علی علیہ السلام میں تھوڑی سی شے سے مراد چھ میں سے ایک ہے۔ (۱/۶)

(۵۴۷۴) سکونی نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ علیہ السلام سے دریافت کیا گیا کہ ایک شخص نے اپنے مال میں سے ایک سہم کی وصیت کی تو آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ سہم آٹھ میں سے ایک ہے (یعنی ۱/۸) اللہ تعالیٰ کے اس قول کی بنا پر۔ **انما الصدقات للفقراء و المساکین والعملین علیها والمولفة قلوبهم و فی الرقاب والغارمین و فی سبیل الله وابن السبیل** (سورۃ توبہ آیت نمبر ۶۰) (زکوٰۃ جو ہے سو وہ حق ہے مفلسوں کا اور محتاجوں کا اور زکوٰۃ کے کام پر جانے والوں کا اور جن کا دل پرچانا منظور ہے۔ اور گردنوں کے چھڑانے میں اور جو تاوان بھریں اور اللہ کے راستہ میں اور راہ کے مسافر کو)

(۵۴۷۵) نیز یہ بھی روایت کی گئی ہے کہ سہم چھ میں سے ایک ہے۔ (۱/۶)

اس کتاب کے مصنف علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ جب زکوٰۃ کے سہام میں سے ایک سہم کے لئے وصیت کی

جائے گی تو سہم آٹھ میں سے ایک ہوگا اور جب میراث کے سہام میں سے ایک سہم کے لئے وصیت کی جائے گی تو سہم چھ میں سے ایک ہوگا اور یہ دونوں حدیثیں متفق ہیں مختلف نہیں ہیں اس لئے وصیت کرنے والے کی مراد پر وصیت کا نفاذ ہوگا۔

(۵۴۷۶) حسن بن علی بن فضّال نے ثعلبہ بن میمون سے انہوں نے معاویہ بن عمّار سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص نے اپنے مال میں سے ایک جز کی وصیت کی آپ علیہ السلام نے فرمایا جز دس میں سے ایک ہوتا ہے (یعنی ۱۰/۱) اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے **ثم اجعل علی کل جبل منھن جزاً** O (سورۃ بقرہ آیت ۲۶۰) (پھر، ہر پہاڑ پر ایک جز رکھ دو) اور پہاڑ دس تھے۔

(۵۴۷۷) بزنطی نے حسین بن خالد سے انہوں نے حضرت امام ابوالحسن علیہ السلام سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے آنجناب علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص نے اپنے مال میں سے ایک جز کیلئے وصیت کی ہے آپ علیہ السلام نے فرمایا (اس کے مال کا) ایک تہائی کا ساتواں حصہ۔ (یعنی ۲۱/۱)

اس کتاب کے مصنف علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ گزشتہ زمانے میں مالدار لوگ اپنے مال کو جز جز بانٹتے تھے ان میں کوئی اپنے مال کو دس جز میں بانٹتا تو کوئی سات جز میں بانٹتا تو اس شخص کے دستور کے مطابق اس کی وصیت پر عمل ہوگا اور اس طرح کی وصیت وہی کرتا ہے لیکن عام لوگ وصیت ان ہی الفاظ میں کرتے ہیں جن کے معنی لوگوں کو معلوم ہوں ان کی تشریح کی ضرورت نہ ہو۔

اور اگر کوئی شخص مال کثیر کی وصیت کرے تو کثیر اسّی (۸۰) اور اس سے زیادہ ہے اللہ تعالیٰ کے اس قول کے بناء پر **لقد نصرکم اللہ فی مواطن کثیرۃ** O (سورۃ توبہ آیت ۲۵) (اللہ تعالیٰ نے تم لوگوں کی مدد کثیر مواقع پر کی) اور وہ مواقع اسّی (۸۰) تھے۔

باب: ایک شخص کچھ مال کی وصیت فی سبیل اللہ کرتا ہے

(۵۴۷۸) محمد بن عیسیٰ بن عبید نے حسن بن راشد سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام ابوالحسن عسکری علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص نے کچھ مال کی وصیت فی سبیل اللہ کی ہے تو آپ علیہ السلام نے فرمایا فی سبیل اللہ سے مراد ہمارے شیعہ ہیں۔

(۵۴۷۹) محمد بن عیسیٰ نے محمد بن سلیمان سے انہوں نے حسین بن عمر سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا کہ ایک شخص نے مجھ سے کچھ مال کی فی سبیل اللہ

وصیت کی ہے۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا اس کو حج میں صرف کرو میں نے عرض کیا اس نے فی سبیل اللہ کے لئے وصیت کی ہے۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا اس کو حج میں صرف کرو اس لئے کہ میں اللہ کی سبیلوں میں سے کوئی سبیل حج سے افضل و بہتر نہیں جانتا۔

اس کتاب کے مصنف علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ یہ دونوں حدیثیں باہم متفق ہیں اور وہ اس طرح کہ جس رقم کی فی سبیل اللہ وصیت کی ہے اس کو مردِ شیعہ پر صرف کرے کہ وہ اس سے حج کرے اور اس حدیث کے موافق ہوگی کہ کہا گیا ہے سبیل اللہ ہمارے شیعہ ہیں۔

باب: مرنے والے کی وصیت میں اگر وصی تبدیلی کرے گا تو اس کا ضامن رہے گا

(۵۴۸۰) محمد بن سنان نے ابن مسکان سے انہوں نے ابی سعید سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ آنجناب علیہ السلام سے دریافت کیا گیا کہ ایک شخص نے اپنے وصی کو حج کے لئے وصیت کی مگر اس کے وصی نے (حج کے بدلے) ایک غلام کو آزاد کرا دیا۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا اس کا نقصان وصی برداشت کرے گا اور اس رقم سے حج کرائے گا جیسا کہ مرنے والے نے وصیت کی ہے۔ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے **فمن بدله بعد ماسمعه فانما اثمه على الذين يبدلونه** (سورۃ بقرہ آیت ۱۸۱)(جو وصیت سننے کے بعد اس میں تبدیلی کرے تو اس کا گناہ ان لوگوں پر ہے جو اس میں تبدیلی کریں۔)

(۵۴۸۱) حسن بن محبوب نے محمد بن مارد سے روایت کی ہے اس کا بیان ہے کہ میں نے ایک مرتبہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص نے ایک آدمی کو وصیت کی کہ اس کے ایک تہائی مال میں سے ایک غلام چھ سو درہم میں خرید کر اس کی جانب سے آزاد کردے تو وصی نے جاکر چھ سو درہم ایک آدمی کو حج کے لئے دیدئے کہ وہ مرنے والے کی طرف سے حج کردے۔ تو امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ میری نظر میں اس وصی نے وصیت کرنے والے کے مال میں سے چھ سو (۶۰۰) درہم کا نقصان کیا جس کے لئے اس نے غلام آزاد کرانے کے لئے وصیت کی تھی۔

(۵۴۸۲) محمد بن ابی عمیر نے زید نرسی سے انہوں نے سابری کے صحابی علی بن مزید سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص نے مجھے اپنے ترکہ کے لئے وصیت کی ہے اور کہا ہے کہ میں اس کی طرف سے حج کروں تو میں نے اس کے ترکہ پر نظر ڈالی تو وہ بہت تھوڑا تھا حج کے لئے کافی نہیں تھا تو میں نے ابو حنیفہ و نیز دیگر فقہائے اہل کوفہ سے دریافت کیا تو ان لوگوں نے کہا اس کو مرنے والے

کی طرف سے تصدق کر دو مگر جب میں طواف میں عبداللہ بن حسن سے ملا اور ان سے پوچھا کہ ایک شخص آپ لوگوں کے موالیوں میں اہل کوفہ میں سے مرگیا اور اپنے ترکہ کی مجھے وصیت کی کہ میں اس کی طرف سے حج کروں مگر میں نے جب اس کے ترکہ کو دیکھا تو حج کے لئے کافی نہ تھا پھر میں نے اپنے پاس جو فقہا تھے ان سے پوچھا ان لوگوں نے کہا کہ وہ رقم مرنے والے کی طرف سے تصدق کر دو اور میں نے تصدق کر دیا۔ اب آپ کیا فرماتے ہیں۔ انہوں نے جواب دیا کہ حضرت جعفر بن محمد علیہما السلام کے پاس آؤ اور ان سے پوچھو چنانچہ میں حجر میں گیا تو دیکھا کہ حضرت جعفر بن محمد علیہما السلام تحتِ میزاب خانہ خدا کی طرف رخ کئے ہوئے دعا میں مشغول ہیں پھر وہ میری طرف ملتفت ہوئے اور مجھے دیکھا تو پوچھا تمہیں مجھ سے کیا کام ہے۔ میں نے عرض کیا کہ ایک شخص مرگیا اور اس نے مجھ سے اپنے ترکہ کے لئے وصیت کی کہ میں اس ترکہ سے اس کی طرف سے حج کروں مگر میں نے نظر ڈالی تو دیکھا کہ وہ حج کے لئے کافی نہیں تو میں نے میرے پاس جو فقہا تھے ان سے پوچھا تو ان لوگوں نے جواب دیا کہ تم اس کی طرف سے تصدق کر دو۔ آپ علیہ السلام نے پوچھا پھر تم نے کیا کیا؟ میں نے عرض کیا کہ میں نے اس کی طرف سے تصدق کر دیا۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا اگر وہ رقم مکہ سے حج کرنے کے لئے پوری ہو جاتی ہے تو پھر اس کے ضامن ہو۔ اور اگر رقم مکہ سے حج کرنے کیلئے پوری نہیں ہوتی تو تم پر کوئی ضمانت نہیں اور اگر مکہ سے حج کے لئے کافی ہے تو تم ضامن ہو۔

باب: اقرباء اور دوستداروں کے لئے وصیت

(۵۴۸۳) حسن بن محبوب نے علی بن رئاب سے انہوں نے زرارہ سے انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے ایک ایسے شخص کے متعلق کہ جس نے اپنے مال کا ایک تہائی اپنے چچاؤں اور ماموؤں کے لئے وصیت کی آپ علیہ السلام نے فرمایا اس میں دو تہائی چچاؤں کے لئے اور ایک تہائی ماموؤں کے لئے ہے۔

(۵۴۸۴) سہل بن زیاد آدمی نے ایک مرتبہ حضرت امام ابو محمد علیہ السلام کو خط لکھا کہ ایک شخص کی اولاد لڑکے اور لڑکیاں دونوں ہیں اور اس نے اپنی جائیداد کے لئے یہ قرار دیدیا کہ یہ سب میری اولاد کا ہے مگر یہ نہیں بتایا کہ اللہ کے مقرر کردہ سہام و فرائض کی رُو سے کس کا کتنا ہے۔ تو کیا اب اس میں لڑکے اور لڑکیاں سب برابر کی حصہ دار ہونگی؟ تو جواب میں یہ تحریر آئی کہ یہ سب اپنے باپ کی وصیت کو اسی طرح نافذ کریں جس طرح جس کے لئے جو چیز نامزد کر دی ہے اور اگر کسی کے لئے کوئی چیز نامزد نہیں کی ہے تو پھر اس وصیت کو کتاب خدا کی طرف واپس کریں ان شاء اللہ۔

(۵۴۸۵) محمد بن حسن صفار رضی اللہ عنہ نے حضرت امام ابو محمد بن حسن ابن علی علیہ السلام کو خط لکھا کہ ایک شخص نے اپنے مال کا ایک حصہ اپنے موالیان و موالیات کے لئے وصیت کر دی ہے تو کیا اب اس میں عورت اور مرد

دونوں کو برابر برابر حصہ ملے گا یا وصیت میں مرد کو عورت سے دوگنا حصہ ملے گا؟ تو جواب میں تحریر آئی کہ میت کے لئے جائز ہے کہ جس کے لئے جتنی چاہے وصیت کرجائے ان شاء اللہ۔

باب: بالغ اور نابالغ دونوں کو وصیت کرنا

(۵۴۸۶) محمد بن عیسیٰ بن عبید نے اپنے بھائی جعفر بن عیسیٰ بن عبید سے انہوں نے علی بن یقطین سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام ابوالحسن علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص نے ایک عورت کو وصیت کی اور اس وصیت میں ایک لڑکے کو بھی شریک کردیا۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ یہ جائز ہے اور عورت اس وصیت پر عمل کرے گی لڑکے کے بالغ ہونے کا انتظار نہیں کرے گی اور جب لڑکا بالغ ہوجائے گا تو اس کو حق نہیں کہ اس پر راضی نہ ہو سوائے اس کے کہ وصیت میں کوئی تبدیلی کی ہو اگر ایسا ہوا ہے تو اس کو حق ہے کہ وہ مرنے والے کی وصیت کی طرف واپس کرلائے۔

(۵۴۸۷) محمد بن حسن صفار رضی اللہ عنہ نے حضرت امام ابی محمد بن حسن بن علی علیہما السلام کو خط لکھا کہ ایک شخص نے اپنی اولاد کو وصیت کی اس میں کچھ بڑے ہیں جو بالغ ہیں اور کچھ چھوٹے ہیں جو ابھی نابالغ ہیں کیا بڑوں کے لئے یہ جائز ہے کہ وہ وصیت کا نفاذ کرکے باپ کے قرض کو ادا کردیں عادلوں کی گواہی کی بناء پر جو میت پر صحیح عائد ہوتی ہے قبل اس کے کہ چھوٹے بچے بڑے ہوجائیں؟ تو جواب میں آنجناب علیہ السلام کی تحریر آئی کہ بڑی اولادوں پر لازم ہے کہ اپنے باپ کا قرض ادا کریں اور اسے نہ روکیں۔

باب: وصیت کرنے والے سے پہلے وہ شخص مرجاتا ہے جس کے لئے وصیت کی گئی ہے یا جس مال کی وصیت کی گئی ہے اس پر قبضہ کرنے سے پہلے ہی مرجاتا ہے

(۵۴۸۸) عمرو بن سعید مدائنی نے محمد بن عمر ساباطی سے روایت کی ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص نے مجھے وصیت کی اور حکم دیا کہ ہر سال میرے چچا کو کچھ دیتا رہے تو اس کا چچا مرگیا۔ آنجناب علیہ السلام نے جواب میں تحریر فرمایا کہ اس کے (چچا کے) ورثاء کو دیتا رہے۔

(۵۴۸۹) عاصم بن حمید نے محمد بن قیس سے انہوں نے حضرت ابو جعفر امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ حضرت امیرالمومنین علیہ السلام نے ایک ایسے شخص کے متعلق فیصلہ فرمایا جس نے ایک

دوسرے آدمی کو وصیت کی اور جس کے لئے وصیت کی وہ غائب تھا چنانچہ جس کے لئے وصیت کی تھی وہ وصیت کرنے والے سے پہلے ہی مر گیا۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ اب وصیت اس کے وارثوں کے لئے ہوگی جس کے لئے وصیت کی گئی تھی اور فرمایا جو شخص کسی آدمی کے لئے وصیت کرے خواہ وہ آدمی موجود ہو یا غائب اور وہ وصیت کرنے والے سے پہلے مرجائے تو پھر یہ وصیت اس کے وارثوں کے لئے ہوگی جس کے لئے وصیت کی گئی تھی مگر یہ کہ خود وصیت کرنے والا اپنی وصیت سے پلٹ جائے اپنی موت سے پہلے۔

(۵۴۹۰) عباس بن عامر نے مثنیٰ سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے آنجناب علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا کہ جس کے لئے ایک وصیت کی گئی تھی اور وہ وصیت کردہ شے پر قبضہ کرنے سے پہلے ہی مر گیا اور اس کے پسماندگان میں سے بھی کوئی نہیں ہے۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا اس کے وارث کو تلاش کرو یا اس کے کسی موالی کو اور یہ چیز اس کو دیدو۔ میں نے عرض کیا اور اگر اس کا کوئی والی معلوم نہ ہوسکے۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا اس کے معلوم کرنے کی کوشش تو کرو۔ اور اگر تم اس کو نہ پاؤ تو اللہ تمہاری کوشش کو جانتا ہے پس اس کو تصدق کردو۔

باب: غلام کو آزاد کرنے صدقہ کرنے اور حج کے لئے وصیت

(۵۴۹۱) محمد بن ابی عمیر نے معاویہ بن عمار سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میرے خاندان کی ایک عورت نے مجھ سے اپنے مال کی وصیت کی اور مجھ سے اس کی جانب سے ایک غلام آزاد کرنے اور حج کرنے اور کچھ تصدق کرنے کے لئے کہا مگر اس کا مال ان سب کے لئے کافی نہ تھا تو میں نے ابو حنیفہ سے پوچھا تو انہوں نے کہا کہ اس کے مال کے تین حصے کرو اور ایک تہائی حج میں ایک تہائی غلام کے آزاد کرنے میں اور ایک تہائی صدقہ میں پھر میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں گیا اور عرض کیا کہ میرے خاندان کی عورت نے مجھ سے اپنے متروکہ مال کے ایک تہائی کے متعلق وصیت کی اور کہا کہ اس میں سے اس کی طرف سے ایک غلام آزاد کیا جائے حج کیا جائے اور تصدق کیا جائے تو میں نے نظر ڈالی تو ان سب کے لئے اتنا مال کافی نہ ہوگا۔ تو امام علیہ السلام نے فرمایا پہلے حج کرو اس لئے کہ یہ اللہ کے فرائض میں سے ایک فریضہ ہے اور بقیہ کے ایک حصہ کو غلام کے آزاد کرنے اور ایک حصہ کو صدقہ میں صرف کرو۔ تو آپ علیہ السلام نے جو کچھ کہا تھا وہ جاکر ابو حنیفہ کو بتایا تو انہوں نے اپنا فتویٰ واپس لے لیا اور کہا کہ امام جعفر صادق علیہ السلام کا یہ ارشاد ہے۔

(۵۴۹۲) حسن بن علی بن فضال نے داؤد بن فرقد سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ حضرت جعفر

صادق علیہ السلام سے دریافت کیا گیا کہ ایک شخص سفر پر تھا اس کے ساتھ اس کی کنیز اور دو (۲) غلام مملوک تھے تو اس نے ان دونوں غلاموں سے کہا کہ تم دونوں لوجہ اللہ آزاد ہو اور تم دونوں گواہ رہو کہ اس کنیز کے بطن میں جو کچھ ہے وہ میرا ہے۔ چنانچہ اس کنیز کے بطن سے لڑکا پیدا ہوا اور جب یہ سب اس کے وارثوں تک پہنچے تو ان سب نے اس سے انکار کر دیا اور ان سب کو غلام بنالیا پھر بعد میں ان دونوں غلاموں کو آزاد کر دیا تو ان دونوں نے گواہی دی کہ ان دونوں کے پہلے مالک نے ہم لوگوں کو گواہ بنایا تھا کہ اس کنیز کے بطن میں جو کچھ ہے وہ مجھ سے ہے۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ ان دونوں کی گواہی لڑکے کے لئے جائز ہے۔ اور اب یہ لڑکا ان دونوں کو غلام نہیں بنائے گا اس لئے کہ ان دونوں نے اس کے نسب کو ثابت کیا ہے۔

(۵۴۹۳) حسن بن محبوب نے ابی جمیلہ سے انہوں نے حمران سے انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ ایک شخص نے اپنی موت کے وقت وصیت کی کہ میں نے فلاں فلاں پانچ کا نام لے کر کہا کہ میں نے ان سب کو آزاد کیا مگر اس کی ایک تہائی کی وصیت کی رقم ان پانچ غلاموں کی جن کا اس نے نام لیا تھا ان کی قیمت کے برابر نہیں ہے آپ علیہ السلام نے فرمایا ان غلاموں کو دیکھا جائے گا جن کا نام لیا تھا اور ان کی قیمتیں لگوائی جائینگی اور اس کے ایک تہائی مال کو سامنے رکھا جائے گا۔ پھر پہلے کو آزاد کیا جائے گا پھر دوسرے کو پھر تیسرے کو پھر چوتھے کو پھر پانچویں کو اور اس میں جس غلام تک پہنچ کر اس کے تہائی مال کی حد ختم ہوجائے گی اس کے بعد دوسرے کا جو نام لیا تھا اس نے اپنے ایک تہائی کو ختم کیا جو اس کی ملکیت میں نہیں اس لئے اس کو جائز نہیں تھا۔

(۵۴۹۴) علاء بن رزین نے محمد بن مسلم سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے آنجناب علیہ السلام سے دریافت کیا ایک شخص کا جب موت کا وقت قریب ہوا تو اس نے اپنے غلام کو آزاد کر دیا اور کچھ کے لئے وصیت کر دی جو سب مل کر ایک تہائی سے زائد ہے۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا غلام کی آزادی تو عمل میں لائی جائے گی اور بقیہ میں کمی کی جائے گی۔

(۵۴۹۵) احمد بن محمد بن عیسیٰ نے ابی ہمام اسماعیل بن ہمام سے انہوں نے حضرت امام ابوالحسن علیہ السلام سے روایت کی ہے ایسے شخص کے متعلق کہ جس نے اپنی موت کے وقت اپنے قرابتداروں کے لئے کچھ مال کی وصیت کی اور ایک غلام کو آزاد کیا تو جن چیزوں کے لئے اس نے وصیت کی ہے اس کے ایک تہائی سے زیادہ ہوتی ہے اب اس کی وصیت کے متعلق کیا جائے؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا وصیت غلام کی آزادی سے شروع ہوگی پھر اور وصیتوں کا نفاذ ہوگا۔

(۵۴۹۶) نصر بن شعیب نے خالد بن ماد سے انہوں نے جازی سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ ایک شخص نے وفات پائی تو اس نے ایک کنیز چھوڑی اور اس کو ایک تہائی آزاد کر دیا تو اس کے وصی

نے اس سے نکاح کرلیا میراث کی تقسیم سے پہلے۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ وہ کنیز اور اس کا شوہر دونوں مل کر بقیہ قیمت کی ادائیگی کے لئے کوشش کریں قیمت لگوانے کے بعد اب عورت کو اگر آزادی ملتی ہے اور اگر غلامی سے دو چار رہتی ہے دونوں صورتوں میں وہی حکم اس کے بچے پر بھی نافذ ہوگا۔

(۵۴۹۷) احمد بن محمد بن ابی نصر بزنطی نے احمد بن زیاد سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام ابوالحسن علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص کا وقت وفات قریب ہوا اس کے چند غلام تھے جو خاص اس کے اپنے ہیں اور چند غلام دوسرے ہیں جو ترکہ میں ملے ہیں اور دوسرے کی شرکت میں ہیں تو اس نے اپنی وصیت میں کہا کہ میرے سارے غلام آزاد ہیں ماسوائے ان غلاموں کے جو شرکت کے ہیں۔ تو آنجناب علیہ السلام نے مسئلہ کے جواب میں تحریر فرمایا پہلے ان غلاموں کی قیمت لگوائی جائے گی اور دیکھا جائے گا اس کے مال کی ایک تہائی حد میں آتے ہیں یا نہیں پھر وہ غلام آزاد ہونگے۔

(۵۴۹۸) محمد بن اسماعیل بن بزیع نے علی بن نعمان سے انہوں نے سوید قلاء سے انہوں نے ایوب بن حر سے انہوں نے ابوبکر حضرمی سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے آنجناب علیہ السلام سے عرض کیا کہ علقمہ بن محمد نے مجھ سے وصیت کی کہ میں ان کی طرف سے ایک بندہ آزاد کروں تو میں نے ان کی طرف سے ایک عورت کو آزاد کردیا کیا یہ کافی ہے یا میں اپنے مال سے ان کی طرف سے ایک بندہ آزاد کروں؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا یہ کافی ہے پھر فرمایا کہ میرے فرزند کی ماں فاطمہ نے مجھ سے وصیت کی کہ میں اس کی طرف سے ایک بندہ آزاد کروں تو میں نے اس کی طرف سے ایک عورت کو آزاد کردیا تھا۔

(۵۴۹۹) معاویہ بن عمار نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے آنجناب علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص نے وفات پائی اور مجھ سے وصیت کرگیا کہ میں اس کی طرف سے حج کروں۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا اگر اس نے اب تک کوئی حج نہیں کیا تھا تو اس کے اصل مال میں سے حج کیا جائے گا اور اگر وہ حج کرچکا تھا تو اس کے ایک تہائی مال سے حج کیا جائے گا۔

(۵۵۰۰) اور آپ علیہ السلام نے ایک ایسی عورت کے متعلق فرمایا جس نے وصیت کی کہ اس کے کچھ مال سے غلام آزاد کیا جائے اور صدقہ دیا جائے مگر اس کی رقم ان سب کے لئے کافی نہیں۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا پہلے حج کرو اس لئے کہ یہ فرض ہے پھر باقی سے ایک حصہ صدقہ میں اور ایک حصہ غلام آزاد کرانے میں صرف کرو۔

(۵۵۰۱) ابن ابی عمیر نے علی بن ابی حمزہ سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام ابوالحسن علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص نے تیس (۳۰) دینار دے کر وصیت کی کہ اس سے ہمارے ہم خیال غلاموں میں سے کوئی غلام آزاد کرادیا جائے تو ایسا کوئی نہ ملا۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا پھر عام لوگوں میں سے کوئی غلام خرید

کر آزاد کر دیا جائے۔

(۵۵۰۲) علی بن ابی حمزہ نے آنجنابؑ سے یہ بھی روایت کی ہے کہ آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ عام لوگوں میں سے کسی کو خرید لیا جائے بشرطیکہ وہ ناصبی (دشمن آل محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نہ ہو۔

(۵۵۰۳) ابان بن عثمان نے محمد بن مروان سے انہوں نے شیخ یعنی حضرت امام موسیٰ بن جعفر علیہما السلام سے انہوں نے اپنے پدربزرگوار علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے وفات پائی آپؑ نے ساٹھ (۶۰) غلام مملوک چھوڑے جن میں سے ایک تہائی آزاد کرنے کی وصیت فرمائی تو میں نے ان میں قرعہ اندازی کی اور ایک تہائی کو آزاد کر دیا۔

(۵۵۰۴) قاسم بن محمد جوہری نے علی بن ابی حمزہ سے انہوں نے ابی بصیر سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے دریافت کیا ایک آزاد کردہ کنیز کے متعلق جس کو میرے بھائی نے آزاد کیا تھا جو اس کے عیال میں شمار ہوتی اور دیگر کنیزان کی خدمت کیا کرتی تھی میرے بھائی نے مرتے دم مجھ سے وصیت کی تھی کہ اس کنیز کو پورے مال سے خرچ دینا۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا اب اگر وہ ان لوگوں کے ساتھ قیام کرتی ہے تو اس کو خرچ دو اور ان کی وصیت پر عمل کرو۔

(۵۵۰۵) حسن بن محبوب نے ابی ایوب سے انہوں نے سماعہ سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص نے وصیت کی کہ اس کے ایک تہائی مال میں سے ایک غلام پانچ سو (۵۰۰) درہم میں آزاد کیا جائے تو اس کے وصی نے ایک غلام پانچ سو (۵۰۰) درہم سے کم میں خریدا اور رقم میں سے کچھ بچ گیا تو بچی ہوئی رقم کے متعلق آپ علیہ السلام کی کیا رائے ہے؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا آزاد کرنے سے پہلے بچی ہوئی رقم اس غلام کو دیدی جائے پھر میت کی طرف سے اس کو آزاد کر دیا جائے۔

باب: غلام مکاتب اور ام ولد کے لئے وصیت

(۵۵۰۶) عاصم بن حمید نے محمد بن قیس سے انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ حضرت امیرالمومنین علیہ السلام نے ایک ایسے غلام مکاتب کے متعلق فرمایا جس کے عقد میں ایک آزاد عورت تھی اور اس عورت نے اپنی موت کے وقت اس کے لئے وصیت کی تو عورت کے وارثوں نے کہا کہ اس کے لئے وصیت جائز نہیں وہ غلام ہے ابھی آزاد نہیں ہوا ہے۔ تو حضرت امیرالمومنین علیہ السلام نے فیصلہ فرمایا کہ وہ جس قدر آزاد ہوا ہے اسی حساب سے وہ میراث پائے گا اور جس قدر وہ آزاد ہوا ہے اسی حساب سے اس کے لئے وصیت بھی جائز ہے۔ نیز

آپ علیہ السلام نے اس مکاتب کے متعلق فیصلہ فرمایا جو اپنے ذمہ کی نصف رقم ادا کر چکا ہے تو آپ علیہ السلام نے اس کے لئے نصف وصیت کی اجازت دیدی اور ایک مکاتب کے لئے فیصلہ فرمایا جس نے اپنے مکاتبہ کی چوتھائی رقم ادا کردی ہے اور اس کے لئے وصیت کی گئی تو آپ علیہ السلام نے اس کو ایک چوتھائی وصیت کی اجازت دیدی اور آپ علیہ السلام نے ایک ایسے مکاتب کے لئے فرمایا جس کے لئے وصیت کی گئی ہے اور اس نے اپنے مکاتبہ کی رقم کا چھٹا حصہ ادا کر دیا تو آپ علیہ السلام نے جس قدر وہ آزاد ہوا اسی حساب سے وصیت میں حصہ پانے کی اجازت دیدی ۔

(۵۵۰۷) حسن بن محبوب نے جمیل بن صالح سے انہوں نے ابی عبیدہ سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص کی ایک ام ولد تھی اور اس کے بطن سے ایک لڑکا تھا جب وقت وفات قریب ہوا تو اس نے اس کے لئے دو ہزار درہم کی یا اس سے زیادہ کی وصیت کی تو کیا اب اس کے وارثوں کو یہ حق ہے کہ اس کو کنیز بنا کر رکھیں ؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ نہیں بلکہ میت کے ایک تہائی حق میں اس کو آزاد کردیں اور جو کچھ اس کے لئے وصیت کی گئی ہے وہ اس کو دیدیں ۔

(۵۵۰۸) احمد بن محمد بن ابی نصر بزنطی سے روایت کی گئی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام ابوالحسن علیہ السلام کے دست مبارک سے لکھی ہوئی ایک تحریر سے نقل کیا ہے (آپ علیہ السلام سے پوچھا گیا) کہ آپ علیہ السلام کے ایک دوستدار کے بھتیجے نے وفات پائی اور اس نے اپنی ایک ام ولد چھوڑی کہ جس کے لئے کوئی لڑکا نہیں اور اس نے اپنی اس ام ولد کے لئے ایک ہزار درہم کی وصیت کی ہے کیا اس کی یہ وصیت جائز ہے اور کیا وہ آزادی پائے گی ۔ اور اس کی کیا صورت ہوگی میری جان آپ علیہ السلام پر قربان آپ علیہ السلام کی کیا رائے اس کی کیا صورت ہوگی ۔ تو آپ علیہ السلام نے جواب میں تحریر فرمایا کہ ایک تہائی مال میں وہ آزاد کردی جائے اور اس کے لئے وصیت (کی رقم) ہے ۔

باب: ایک شخص نے ایک آدمی کے لئے تلوار یا صندوق یا سفینہ کی وصیت کی

(۵۵۰۹) احمد بن محمد بن ابی نصر نے ابی جمیلہ سے اور انہوں نے حضرت امام رضا علیہ السلام سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے آنجناب علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص نے ایک آدمی کے لئے ایک تلوار کی وصیت کی جو نیام میں تھی اور نیام زیورات سے مزین تھی تو اس کے وارثوں نے کہا تمہارا تو صرف تلوار کا پھل ہے نیام وغیرہ نہیں ہے آپ علیہ السلام نے فرمایا نہیں نیام مع تلوار کے اس کی ہے ۔ راوی کا بیان ہے کہ میں نے آنجناب علیہ السلام سے عرض کیا ایک آدمی نے ایک شخص کے لئے صندوق کی وصیت کی اور اس میں کچھ مال بھی تھا وارثوں نے کہا بس صرف صندوق تمہارا ہے اس میں کا مال نہیں ہے ۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا صندوق اور جو کچھ اس میں ہے وہ سب اس کا ہے

(۵۵۱۰) محمد بن حسین نے محمد بن عبداللہ بن ہلال سے انہوں نے عقبہ بن خالد سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے آنجناب علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص نے کہا کہ یہ کشتی فلاں آدمی کی ہے اور یہ نہیں بتایا اس کشتی میں کیا ہے حالانکہ اس میں اناج لدا ہوا ہے تو کیا وہ کشتی مع مال کے اس آدمی کو دیدی جائے؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا یہ کشتی مع مال کے اس کی ہے جس کے لئے وصیت کی گئی ہے مگر یہ کہ کشتی والے نے مال کو مستثنیٰ کرلیا ہو۔ وارثوں کے لئے اس میں سے کچھ نہیں ہے۔

باب: جس نے کوئی وصیت نہ کی ہو اور اس کے بہت سے ورثاء ہوں تو اس کا ترکہ کس طرح تقسیم یا فروخت ہو

(۵۵۱۱) زرعہ نے سماعہ سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے آنجناب علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص بغیر وصیت کے مرگیا اور اس کے بڑے اور چھوٹے لڑکے اور لڑکیاں ہیں اور بہت سے خادم و مملوک ہیں اس کے ورثاء ترکہ کیسے تقسیم کریں؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ اگر کوئی مرد ثقہ کھڑے ہو کر اسے تقسیم کردے تو کوئی مضائقہ نہیں۔

(۵۵۱۲) حسن بن محبوب نے علی بن رئاب سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے ایک مرتبہ حضرت امام ابوالحسن موسیٰ علیہ السلام سے دریافت کیا ایک شخص نے کہ میرے اور اس کے درمیان قرابت ہے مرگیا اور کمسن اولادیں چھوڑیں اور اپنے بہت سے غلام اور کنیزیں چھوڑیں اور اس نے کوئی وصیت نہیں کی؟ آپ علیہ السلام کی کیا رائے ہے اس کی کنیزوں میں سے ایک کو خرید کر ام ولد بنا لیا جائے؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا اس میں کوئی مضائقہ نہیں اگر ان کا نگران اور منتظم اور ان کی بھلائی پر نظر رکھنے والا ان کو فروخت کرلے اور ان کے نگران اور منتظم نے جو کچھ کردیا ان بچوں کو اس سے پلٹنے کا کوئی اختیار نہیں۔

باب: ایک شخص وصیت کرتا ہے اس کا وصی ایک بات کے سوا سب کو فراموش کردیتا ہے یاد نہیں رکھتا

(۵۵۱۳) محمد بن حسن صفار رضی اللہ عنہ نے سہل بن زیاد سے انہوں نے محمد بن ریان سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے آنجناب علیہ السلام یعنی حضرت علی بن محمد علیہما السلام کو خط لکھ کر دریافت کیا کہ ایک آدمی نے ایک

وصیت کی مگر اس کے وصی نے ایک بات کے سوا کچھ یاد نہیں رکھا اب باقی کے لئے کیا کیا جائے تو جواب میں تحریر آئی کہ بقیہ کو کار خیر میں صرف کردیا جائے۔

باب: میت کا مال اگر فروخت ہو رہا ہے تو اس کا وصی اس کو زیادہ پر خرید سکتا ہے

(۵۵۱۴) محمد بن احمد بن یحییٰ نے حسین بن ابراہیم ہمدانی سے روایت کی ہے کہ ان کا بیان ہے کہ میں نے محمد بن یحییٰ کے ہاتھ خط لکھا کہ کیا وصی کے لئے یہ جائز ہے کہ اگر میت کا مال فروخت ہو رہا ہو تو اپنے لئے زیادہ قیمت دیکر لیلے آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ جائز ہے اگر صحیح طور پر خریدے۔

باب: باپ کا اپنے بیٹے کو اپنی میراث سے خارج کردینا کیونکہ اس نے اس کی ام ولد کے ساتھ جماع کیا تھا

(۵۵۱۵) حسن بن علی وشا۔ نے محمد بن یحییٰ سے انہوں نے علی بن سری کے وصی سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام ابوالحسن علیہ السلام سے عرض کیا کہ علی بن سری رحمہ اللہ نے وفات پائی اور مجھے اپنا وصی بنایا نیز کہا کہ ان کے بیٹے جعفر نے ان کی ام ولد سے مجامعت کی تو انہوں نے مجھے حکم دیا کہ میں اس کو میراث سے خارج کردوں۔آپ علیہ السلام نے فرمایا اگر سچ کہتے ہو تو اس کو میراث سے خارج کردو اور عنقریب وہ فاسد العقل ہو جائے گا۔ میں وہاں سے واپس ہوا تو جعفر مجھے قاضی ابو یوسف کے پاس لے گیا اور کہا خدا آپ کا بھلا کرے میں جعفر بن علی سری ہوں اور یہ میرے باپ کے وصی ہیں انہیں حکم دیں کہ یہ میرے باپ کی میراث مجھے دیدیں۔ابویوسف نے محمد سے کہا تم کیا کہتے ہو ؟ میں نے کہا ہاں یہ جعفر بن علی سری ہے اور میں علی سری کا وصی ہوں۔انہوں نے کہا پھر اس کا مال اس کو دیدو۔ میں نے کہا تنہائی میں آپ سے بات کرنا چاہتا ہوں۔انہوں نے کہا اچھا میرے پاس آجاؤ میں قریب گیا اور اتنا قریب کہ میری بات کوئی نہ سن سکے میں نے کہا یہ اپنے باپ کی ام ولد سے مجامعت کر بیٹھا تو اس کے باپ نے مجھے حکم دیا کہ میں میراث سے اس کو خارج کردوں اور اسے کسی شے کا وارث نہ بناؤں۔اس مسئلہ کو معلوم کرنے کے لئے میں مدینہ حضرت امام موسیٰ بن جعفر علیہ السلام کے پاس گیا اور ان سے دریافت کیا تو انہوں نے کہا اس کو میراث سے خارج کردو اور کچھ مت دو۔ابو یوسف نے کہا۔اللہ ابوالحسن علیہ السلام نے تم کو یہ حکم دیا ہے ؟ میں نے کہا جی ہاں تو انہوں نے تین مرتبہ مجھ سے قسم کھلائی پھر کہا جو انہوں نے حکم دیا ہے اس پر عمل کرو اس لئے کہ قول تو انہی کا قول

ہے۔

علی سری کے وصی کا بیان ہے کہ اس کے بعد وہ فاسد العقل اور پاگل ہو گیا۔ ابو محمد بن علی وشاء کا بیان ہے کہ اس کے بعد میں نے بھی اس کو دیکھا۔

مصنف علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ اگر کوئی شخص اپنے لڑکے کے لئے وراثت سے خارج کرنے کی وصیت کرے اور لڑکے سے کوئی ایسا امر حادث نہ ہوا ہو تو وصی کے لئے یہ جائز نہیں کہ اس کی وصیت پر عمل کرے اور اس کی تصدیق مندرجہ ذیل حدیث سے ہوتی ہے۔

(۵۵۱۶) جس کی روایت احمد بن محمد بن عیسیٰ نے عبدالعزیز بن مہتدی سے انہوں نے سعد بن سعد سے کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے آنجناب علیہ السلام یعنی حضرت امام ابوالحسن رضا علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا کہ جس کا ایک لڑکا تھا وہ اس کو غیر باپ کی طرف منسوب کرتا تھا چنانچہ اس نے اس کو نکال دیا اور اس کو میراث سے بھی خارج کر دیا اور میں اس شخص کا وصی ہوں اب میں کیا کروں تو آنجناب علیہ السلام نے فرمایا کہ لوگوں کے سامنے اقرار کرنے کی وجہ سے لڑکا اس کا ہے وصی جب یہ جانتا ہے تو وہ کسی شے سے اس کو محروم نہیں کرے گا۔

باب: یتیم کا یتیمی سے منقطع ہونا

(۵۵۱۷) منصور بن حازم نے ہشام سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ جب یتیم کو احتلام ہو جائے تو وہ یتیم نہیں رہ جاتا ہے یہ اس کے بالغ ہونے کی دلیل ہے لیکن اگر احتلام کے بعد بھی اس میں بلوغت نہ آئے اور سفیہ (بے وقوف) اور ضعیف العقل رہ جائے تو اس کا ولی اس کے مال کو اپنے قبضہ میں رکھے گا۔

(۵۵۱۸) ابن ابی عمیر نے مثنیٰ بن راشد سے انہوں نے ابی بصیر سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے آنجناب علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک یتیم نے قرآن پڑھ لیا ہے اور اس کی عقل و سمجھ میں کوئی کمی نہیں ہے اور اس کا مال آدمی کے ہاتھ میں ہے اور جس کے ہاتھ میں مال ہے اس کا ارادہ ہے کہ اس کے احتلام آنے تک اس مال سے کام لے پھر اس کو اس کا مال حوالے کر دے۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ اگر اسے احتلام آنے لگے اور اس کے پاس عقل و سمجھ نہ ہو تو کبھی اس کو اس کا مال نہ دیا جائے گا۔

(۵۵۱۹) حسن بن علی وشاء نے عبداللہ بن سنان سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے آپ علیہ السلام نے فرمایا جب کوئی لڑکا تیرہ سال کا پختہ ہو کر چودہویں سال میں داخل ہو جائے تو محتلم ہونے والوں پر جو کچھ واجب ہے وہ سب اس پر واجب ہے خواہ اس کو احتلام آئے یا نہ آئے اور اس کی برائیاں بھی لکھی جائیں گی اور

نیکیاں بھی لکھی جائیں گی اور اس کے لئے ہر حکم کا نفاذ بھی ہوگا مگر یہ کہ وہ ضعیف العقل وسفیہ و بیوقوف ہو۔

(۵۵۲۰) صفوان بن یحییٰ نے عیص بن قاسم سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے آنجناب علیہ السلام سے یتیم بچی کے متعلق دریافت کیا کہ اس کو اس کا مال کب حوالہ کیا جائے؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا جب معلوم ہوجائے کہ وہ اپنا مال ضائع اور برباد نہیں کرے گی۔ میں نے دریافت کیا اور اگر اس نے شادی کرلی ہو؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ جب اس نے شادی کرلی تو پھر وصی کی ملکیت اس پر ختم ہوجائے گی۔

مصنف علیہ الرحمہ فرماتے ہیں اس سے آپ علیہ السلام کی مراد یہ ہے کہ جب وہ نو سال کی ہوجائے۔

(۵۵۲۱) موسیٰ بن بکر نے زرارہ سے انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ کسی لڑکی سے مجامعت نہ کی جائے جب تک وہ نو یا دس سال کی نہ ہوجائے۔

(۵۵۲۲) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ جب لڑکی نو سال کی ہوجائے تو اس کا مال اس کو دیدیا جائے اور وہ اپنے مال کو جیسے استعمال کرے جائز ہے اور آٹھوں سال پر اس کے لئے اور اس کے اوپر حدود شرعیہ جاری ہونگے۔

(۵۵۲۳) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی گئی کہ آنجناب علیہ السلام سے اللہ تعالیٰ کے اس قول کے متعلق دریافت کیا گیا **فان آنستم منهم رشداً فادفعوا اليهم اموالهم** (سورۃ نساء آیت ۶) (پھر اگر دیکھو ان میں ہوشیاری تو ان کا مال ان کے حوالے کردو) آپ علیہ السلام نے فرمایا رشد کا احساس حفاظت مال ہے۔

(۵۵۲۴) اور محمد بن احمد بن یحییٰ کی روایت میں ہے جو انہوں نے محمد بن حسین سے اور انہوں نے عبداللہ بن مغیرہ سے اور انہوں نے اس سے کہ جس نے ان سے بیان کیا اور اس نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ علیہ السلام نے اس مندرجہ بالا آیت کی تفسیر میں فرمایا کہ جب تم انہیں دیکھو کہ آل محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محبت کرتے ہیں تو ان کے درجے بلند کرو (ان کی عزت کرو)۔

اس کتاب کے مصنف علیہ الرحمہ فرماتے ہیں یہ حدیث مندرجہ بالا حدیث کے مخالف نہیں ہے اور یہ اس طرح کہ اس میں رشد محسوس کرلیا جائے جو حفاظت مال ہے تو اس کا مال اس کو دیدیا جائے اور اس طرح جب اس میں رشد محسوس کیا جائے قبول حق کے لئے تو اس سے اس کا امتحان لیا جائے۔ اور آیت تو ایک چیز کے بارے میں نازل ہوئی ہے مگر دوسری چیز میں بھی جاری رہتی ہے۔

باب: وہ شخص جو بالغ ہونے کے بعد بھی اپنا مال لینے سے انکار کرتا ہے

(۵۵۲۵) احمد بن محمد بن عیسیٰ نے سعد بن اسماعیل سے انہوں نے اپنے باپ سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام رضا علیہ السلام سے یتیموں کے وصی کے متعلق دریافت کیا کہ جب یتیموں کی یتیمی کی مدت پوری ہو گئی تو اس وصی نے ان سے کہا وہ اپنا مال لیلیں مگر ان لوگوں نے لینے سے انکار کیا۔ اب کیا کیا جائے ؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا وہ ان کو ان کا مال دیدے اور انہیں لینے پر مجبور کرے۔

باب: وارث کے بالغ ہونے کے بعد بھی وصی نے اس کو اس کا مال دینے سے انکار کیا جس کی وجہ سے وہ شادی نہ کر سکا اور زنا کا مرتکب ہو گیا

(۵۵۲۶) محمد بن یعقوب کلینی رضی اللہ عنہ نے محمد بن یحییٰ سے انہوں نے محمد بن حسین سے انہوں نے محمد بن قیس سے انہوں نے اس سے جس نے اس کی روایت کی ہے اور اس نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ علیہ السلام نے ایک ایسے شخص کے متعلق فرمایا کہ جو مر گیا اور اس نے ایک آدمی کو اپنا وصی بنایا اور اس کا ایک کمسن لڑکا تھا جب لڑکا بالغ ہوا تو وصی کے پاس گیا اور کہا کہ میرا مال مجھے دیدو تاکہ میں شادی کرلوں اس نے دینے سے انکار کیا۔ (چنانچہ) وہ واپس چلا گیا اور زنا میں مبتلا ہو گیا۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ اس زنا کا دو تہائی گناہ اس مرد وصی پر ہے جس نے اس کا مال دینے سے انکار کیا اور اس کو نہیں دیا ورنہ وہ شادی کر لیتا۔

اس کتاب کے مصنف علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ میں نے اس حدیث کو صرف محمد بن یعقوب کی کتاب میں پایا ہے اور میں نے انہی کے سلسلہ اسناد سے اس کی روایت کی ہے ویسے یہ حدیث مجھ سے متعدد حضرات نے بیان کی ہیں جن میں محمد بن محمد بن عصام کلینی رضی اللہ عنہ بھی ہیں جنہوں نے محمد بن یعقوب سے روایت کی ہے۔

سے دریافت کیا کہ ایک شخص نے ایک آدمی کو وصیت کی (اور) اس کے اوپر قرض ہے۔ تو آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ وہ آدمی اس کے قرض کو ادا کرے اور باقی اس کے ورثاء میں تقسیم کردے میں نے عرض کیا پھر وصی قرض کی رقم جدا کرے جس کی اس کو وصیت کی گئی ہے۔ آخر قرض کس سے وصول کیا جائے گا وارثوں سے یا وصی سے؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ وارثوں سے قرض وصول نہیں کیا جائے گا بلکہ وصی اس کا ضامن ہے۔

باب: مرنے والا قرض سے بری الذمہ ہو جاتا ہے اگر کوئی شخص قرض خواہوں سے ادائیگی کا ضامن ہو جائے

(۵۵۳۰) حسن بن محبوب نے عبداللہ بن سنان سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ ایک شخص مرتا ہے اور اس پر قرض ہے تو ایک آدمی قرض خواہوں سے اس کی ادائیگی کا ضامن بن جاتا ہے آپ علیہ السلام نے فرمایا اگر قرض خواہ راضی ہو جائیں تو مرنے والا بری الذمہ ہو جاتا ہے۔

باب: فروخت شدہ مال بعینہ موجود ہو اور خریدار مرجائے اور اس مال کی قیمت باقی ہو اور کچھ دوسروں کا قرض بھی ہو

(۵۵۳۱) محمد بن ابی عمیر نے جمیل بن دراج سے اور انہوں نے ہمارے بعض اصحاب سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ ایک شخص نے ایک آدمی کے ہاتھ کچھ مال فروخت کیا اور خریدار نے مال پہ قبضہ کرلیا مگر ابھی اس کی قیمت ادا نہیں کی کہ خریدار مرگیا اور مال بعینہ ابھی موجود ہے۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا اگر مال بعینہ ابھی موجود ہے تو وہ صاحب مال کو واپس کر دیا جائے گا اور دوسرے قرض خواہوں کو اس سے جھگڑا کرنے کا حق نہیں۔

باب : ایک شخص نے وصیت بھی کی اور غلام بھی آزاد کیا جب کہ اس کے اوپر قرض بھی تھا

(۵۵۲۷) محمد بن ابی عمیر نے جمیل بن دراج سے انہوں نے زکریا بن ابی یحییٰ سعدی سے انہوں نے حکم بن عتیبہ سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ ہم لوگوں کی ایک جماعت حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی ڈیوڑھی پر ان کے برآمد ہونے کا انتظار کر رہی تھی کہ اتنے میں ایک عورت آئی اور اس نے پوچھا تم لوگوں میں سے ابو جعفر (امام محمد باقر) علیہ السلام کون ہے ؟ لوگوں نے کہا تجھے ان سے کیا کام ہے اس نے کہا مجھے ان سے ایک مسئلہ پوچھنا ہے۔ لوگوں نے کہا یہ اہل عراق کے فقیہہ ہیں۔ ان سے پوچھ لے۔ اس نے کہا میرا شوہر مرگیا اس نے ایک ہزار درہم چھوڑا اور میرا دین مہر اس پر پانچسو (۵۰۰) درہم تھا میں نے اپنا دین مہر لے لیا اور اپنی میراث بھی لے لی اس کے بعد ایک شخص آیا اور اس نے دعویٰ کیا میرا اس مرنے والے پر ایک ہزار درہم قرض ہے اور میں نے اس کی گواہی دی۔ حکم کا بیان ہے کہ ابھی ہم لوگ اس کا حساب کر رہے تھے کہ اتنے میں حضرت امام ابو جعفر علیہ السلام برآمد ہوئے اور فرمایا کہ کیا بات ہے میں تم کو اپنی انگلیوں کو حرکت دیتے ہوئے دیکھ رہا ہوں ؟ میں نے عرض کیا۔ اس عورت نے بیان کیا کہ میرا شوہر مرگیا اور اس نے ایک ہزار درہم چھوڑا اور میرا اس پر پانچ سو درہم مہر تھا میں نے اس میں سے اپنا دین مہر لے لیا اور پھر اس میں سے میں نے اپنی میراث بھی لے لی اس کے بعد ایک شخص آیا اور اس نے دعویٰ کیا کہ اس پر میرا ایک ہزار درہم قرض ہے میں نے اس کی گواہی دی۔ حکم کا بیان ہے کہ خدا کی قسم ابھی میں اپنی بات ختم بھی نہیں کر پایا تھا کہ حضرت ابو جعفر علیہ السلام نے فرمایا اس کے قبضہ میں دو تہائی ہے اس کا اس کو اقرار ہے اس کے لئے کوئی میراث نہیں حکم کا بیان ہے کہ خدا کی قسم میں نے حضرت ابو جعفر علیہ السلام سے زیادہ زود فہم اور سمجھدار کسی کو نہیں دیکھا۔ ابن ابی عمیر کا قول ہے کہ اس کی تفسیر یہ ہے کہ جب تک قرض نہ ادا ہو جائے کوئی میراث نہیں ہے اس نے ایک ہزار درہم چھوڑا اور اس پر قرض ایک ہزار پانچ سو درہم ہے اس عورت کا اور اس قرض خواہ کا۔ لہٰذا اس عورت کو ایک ہزار کا ایک تہائی بنتا ہے اس لئے کہ اس کا قرض پانچ سو درہم اور مرد قرض خواہ کا ایک ہزار درہم ہے اس کو دو تہائی چاہیئے۔

(۵۵۲۸) ابن ابی عمیر نے جمیل بن دراج سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے ایک شخص کے متعلق کہ اس نے اپنی موت کے وقت ایک غلام آزاد کر دیا اور اس پر قرض تھا۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا اگر اس غلام کی قیمت قرض کے برابر ہے اور اتنا ہی اس کے پاس اور ہے تو یہ آزاد کرنا جائز ہے ورنہ نہیں۔

(۵۵۲۹) اور ابان بن عثمان کی روایت میں ہے ان کا بیان ہے کہ ایک شخص نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام

باب: دیت میں سے قرض کی ادائیگی

(۵۵۳۲) صفوان بن یحییٰ ازرق نے حضرت ابوالحسن علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ ایک شخص قتل کر دیا گیا اور اس نے کوئی مال نہیں چھوڑا اس پر قرض ہے اور اس کے گھر والوں نے قاتل سے اس کی دیت وصول کرلی تو کیا اس کے گھر والوں پر لازم ہے کہ اس کا قرض ادا کریں؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا ہاں۔ میں نے عرض کیا مگر اس نے تو کوئی چیز نہیں چھوڑی۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا انہوں نے اس کی دیت وصول کی ہے تو لازم ہے کہ اس کا قرض ادا کریں۔

باب: عورت کو وصیت کرنا اور وصی بنانا مکروہ ہے

(۵۵۳۳) سکونی نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے انہوں نے اپنے پدر بزرگوار سے انہوں نے اپنے آبائے کرام علیہم السلام سے روایت کی ہے کہ امیرالمومنین علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ عورت کو وصی نہیں بنایا جائے گا۔ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے **ولا تؤتوا السفھاء اموالکم** (سورۃ نساء آیت ۵) [تم لوگ اپنے اموال سفیہوں (بے وقوفوں) کے سپرد نہ کرو۔]

(۵۵۳۴) اور دوسری حدیث میں ہے کہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے قولِ خدا **ولا تؤتوا السفھاء اموالکم** کے متعلق دریافت کیا گیا تو آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ تم لوگ اپنے اموال شراب خوروں اور عورتوں کے سپرد نہ کرو پھر فرمایا اور شراب خور سے زیادہ کون سفیہ (بے وقوف) ہوگا۔

مصنف علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ وصیت کے لئے عورت کو منتخب کرنا مکروہ ہے مگر جو عورت کو اپنا وصی بنائے تو عورت پر لازم ہے کہ جو اس کو حکم دیا گیا ہے وہ اس پر پورا پورا عمل کرے اور عورت کو وصی بنا لیا جائے ان شاء اللہ۔

باب: وصی کے وصی پر وصیت پر عمل کرنے کے متعلق کیا لازم ہے

(۵۵۳۵) محمد بن حسن صفار رضی اللہ عنہ نے حضرت امام ابو محمد حسن بن علی علیہ السلام کو خط لکھا کہ ایک شخص ایک آدمی کا وصی تھا وہ مر گیا تو اس نے دوسرے شخص کو وصی بنا دیا کیا اس وصی پر بھی وصیت کی وہی پابندی لازم ہے جو پہلے وصی پر لازم تھی تو آپ علیہ السلام نے جواب میں تحریر کیا اگر پہلے وصی پر پابندی حق تھی تو اس پر بھی حق ہے۔

باب: ایک آدمی ایک شخص کے لئے اپنے مال کے ایک حصہ کی وصیت کرتا ہے پھر وصیت کرتے ہوئے خطاءً قتل ہو جاتا ہے

(۵۵۳۶) عاصم بن حمید نے محمد بن قیس سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے آنجناب علیہ السلام سے عرض کیا کہ ایک آدمی ایک شخص کے لئے اپنے مال کے ایک تہائی یا ایک چوتھائی کی وصیت کرتا ہے پھر وصیت کرنے والا خطاءً قتل ہو جاتا ہے۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا اس کی وصیت اس کے مال اور اس کی دیت سے پوری کی جائے گی۔

(۵۵۳۷) اور دوسری حدیث میں ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا گیا کہ ایک شخص نے اپنے ایک تہائی مال کی وصیت کی پھر وہ خطاءً قتل کر دیا گیا۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا اس کی دیت کا ایک تہائی بھی اس کی وصیت میں داخل ہو گا۔

باب: ایک شخص نے ایک آدمی کو اپنی اولاد اور اپنے مال کی وصیت کی اور وصیت کے وقت اس کو اجازت دی کہ وہ مال سے کوئی کام کرے اور نفع اس کے اور اس کی اولاد کے درمیان تقسیم ہو گا۔

(۵۵۳۸) محمد بن یعقوب کلینی رضی اللہ عنہ نے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ بیان کیا مجھ سے احمد بن محمد عاصمی نے روایت کرتے ہوئے علی بن حسن میثمی سے انہوں نے حسن بن علی بن یوسف سے انہوں نے مثنیٰ بن ولید سے انہوں نے محمد بن مسلم سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے کہ آنجناب علیہ السلام سے دریافت کیا گیا کہ ایک شخص نے ایک آدمی کو اپنے مال اور اپنی اولاد کے لئے وصیت کی اور وصیت کے وقت اس کو اجازت دیدی کہ وہ مال سے کام کرے اور نفع اس کے اور اس کی اولاد کے درمیان رہے گا۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا اس میں کوئی مضائقہ نہیں اس لئے کہ لڑکے کے باپ نے اپنی زندگی ہی میں اس کو اجازت دیدی ہے۔

(۵۵۳۹) ابن ابی عمیر نے عبدالرحمٰن بن حجاج سے انہوں نے خالد طویل سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میرے والد کا جب وقت وفات قریب ہوا تو انہوں نے مجھے بلایا اور کہا اے فرزند اپنے چھوٹے بھائیوں کا مال بھی تم ہی سنبھالو اور اس سے کام کرو آدھا نفع تم لو اور آدھا ان سبھوں کو دو اور تم پر کوئی ذمہ داری نہیں ہے۔ تو میرے باپ کی ام ولد نے میرے باپ کے مرنے کے بعد مجھے ابن ابی لیلیٰ کے سامنے پیش کیا اور کہا کہ یہ میری اولاد کے اموال کھا رہا ہے۔ تو میں نے جو کچھ میرے باپ نے حکم دیا تھا وہ ان کے سامنے بیان کیا۔ تو ابن ابی لیلیٰ نے کہا کہ اگر تمہارے باپ نے

تمہیں غلط حکم دیا تو میں اس کی اجازت نہیں دیتا پھر ابن ابی لیلیٰ مجھ پر گواہ بنا کہ اگر میں کوئی حرکت کروں تو وہ اس کا ضامن ہوگا۔ پھر میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور اپنا سارا قصہ سنانے کے بعد عرض کیا کہ آپ علیہ السلام کی اس میں کیا رائے ہے؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا میں ابن ابی لیلیٰ کے قول کو تو رد نہیں کرسکتا لیکن رہ گئی تمہارے اور اللہ کے درمیان کی بات تو اب تم پر کوئی ذمہ داری نہیں ہے۔

باب: کسی مریض کا اپنے کسی وارث سے قرض لینے کا اقرار

(۵۵۴۰) حسن بن محبوب نے ہشام بن سالم سے انہوں نے اسماعیل بن جابر سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے ایک مرتبہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص مریض تھا اس نے اقرار کیا کہ مجھ پر فلاں وارث کا قرض ہے۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا اگر اس کا اقرار ایک تہائی متروکہ کے اندر ہے تو جائز ہے۔

(۵۵۴۱) حمّاد نے حلبی سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے آنجناب علیہ السلام سے عرض کیا کہ ایک مریض نے اقرار کیا کہ فلاں وارث کا مجھ پر قرض ہے۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا اگر وہ مالدار ہے تو جائز ہے۔

(۵۵۴۲) صفوان بن یحییٰ نے منصور بن حازم سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص نے اپنے کسی وارث کے لئے وصیت کی کہ اس کا مجھ پر قرض ہے تو آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ اگر وہ شخص معتبر اور غیر متہم ہے تو جسکے لئے اس نے وصیت کی ہے اسے دیدو۔

(۵۵۴۳) علی بن نعمان نے ابن مسکان سے انہوں نے علاء سبزی فروش سے روایت کی ہے اس کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے ایک عورت کے متعلق دریافت کیا جس نے ایک آدمی کے پاس کچھ مال و دولت رکھا اور جب اس کا وقت وفات قریب آیا تو اس نے اس آدمی سے کہا جو مال میں نے تمہارے پاس ودیعت رکھا وہ فلاں عورت کا ہے یہ کہہ کر وہ مرگئی تو اس کے ورثاء اس آدمی کے پاس آئے اور بولے میری عزیزہ کے پاس مال تھا ہماری نظر میں وہ تمہارے ہی پاس ہے۔ قسم کھاؤ کہ تمہارے پاس کچھ نہیں ہے۔ تو کیا وہ ان لوگوں کے سامنے قسم کھائے۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ اگر وہ عورت معتبر اور غیر متہم تھی تو قسم کھالے اور اگر غیر معتبر اور متہم تھی تو قسم نہ کھائے بلکہ پورا معاملہ ان کے سامنے رکھ دے اس لئے کہ اس مال میں سے اس (خاتون) کو ایک تہائی پر وصیت کا حق ہے۔

باب: بعض وارثوں کا غلام کے آزاد ہونے یا قرض کا اقرار

(۵۵۴۴) یونس بن عبدالرحمٰن نے منصور بن حازم سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ ایک شخص مرگیا اور اس نے ایک غلام چھوڑا تو اس کے کسی لڑکے نے گواہی دی کہ اس کے باپ نے اس کو آزاد کردیا ہے۔ تو آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ اس کی گواہی اسی کے حصے کے لئے ہے۔ وہ دوسروں کے حصوں کا نقصان نہیں ہونے دے گا بلکہ غلام دوسروں کے حصوں کی رقم ادا کرنے کی کوشش کرے گا۔

(۵۵۴۵) ابن ابی عمیر نے محمد بن ابی حمزہ اور حسین بن عثمان سے اور انہوں نے اسحاق بن عمار سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ ایک شخص مرگیا تو اس کے کسی وارث نے اقرار کیا کہ مرنے والے پر فلاں کا قرض ہے۔ تو آپ علیہ السلام نے فرمایا یہ قرض اسی کے حصہ میں سے ادا کرنا لازم ہوگا۔

(۵۵۴۶) اور ایک دوسری حدیث میں ہے کہ اگر وارثوں میں سے دو آدمی گواہی دیں اور دونوں عادل ہوں تو تمام ورثاء پر اس کی ادائیگی لازم ہے اور اگر وہ دونوں عادل نہ ہوں تو ان دونوں کے حصے سے اس کی ادائیگی لازم ہوگی۔

باب: ایک شخص مرگیا اس پر قرض ہے اور اس کے بال بچے ہیں اور وہ صاحب مال ہے

(۵۵۴۷) ابن ابی نصر بزنطی نے اپنے اسناد کے ساتھ روایت کی ہے کہ آنجناب علیہ السلام سے دریافت کیا گیا کہ ایک شخص مرتا ہے اور اپنے اہل وعیال چھوڑتا ہے اور اس پر لوگوں کا قرض بھی ہے تو کیا اس کے مال سے اس کے اہل وعیال کا خرچ چلایا جائے؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا اگر اس کا یقین ہو کہ جس قدر اس پر قرض ہے اتنا اس کا سارا مال ہے تو پھر اس کے اہل وعیال پر خرچ نہ کرے اور اگر یقین نہ ہو تو ان پر میانہ روی سے خرچ کرے۔

باب: وصیت کے متعلق نادر احادیث

(۵۵۴۸) محمد بن یعقوب کلینی رضی اللہ عنہ نے حمید بن زیاد سے انہوں نے حسن بن محمد بن سماعہ سے انہوں نے عبداللہ بن جبلہ وغیرہ سے انہوں نے اسحاق بن عمار سے انہوں نے ابی بصیر سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے اپنی وفات کے وقت اپنے غلاموں میں سے جتنے شریر تھے

انہیں آزاد کردیا اور جتنے نیک اور اچھے تھے انہیں روک لیا تو میں نے عرض کیا بابا جان آپ نے ان لوگوں کو آزاد کردیا اور انہیں روک لیا۔ تو آپ علیہ السلام نے فرمایا ان لوگوں نے میرے ہاتھ کی مار کھائی ہے تو اس کے بدلے میں یہ ہے۔

(۵۵۴۹) حسن بن علی وشاء نے عبداللہ بن سنان سے انہوں نے عمر بن یزید سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ حضرت علی ابن الحسین علیہ السلام تین مرتبہ بیمار ہوئے اور آپ علیہ السلام نے تینوں مرتبہ وصیت کی اور جب صحتیاب ہوئے تو اپنی وصیت پر عمل فرمایا۔

(۵۵۵۰) ابن ابی عمیر وصفوان بن یحییٰ نے عبدالرحمن بن حجاج سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت ابوالحسن علیہ السلام سے دریافت کیا کہ لوگ کہتے ہیں کہ موت کے وقت وصیت ایک تہائی یا ایک چوتھائی کے لئے کرنی چاہیئے کیا یہ صحیح اور اچھی بات ہے اور آپ کے پدربزرگوار علیہ السلام نے کیا کیا تھا ؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا ایک تہائی یہ وہ ہے کہ جس کے لئے میرے پدربزرگوار علیہ السلام نے وصیت کی تھی۔

(۵۵۵۱) محمد بن ابی عمیر نے ابراہیم بن عبدالحمید سے انہوں نے حضرت ابی عبداللہ امام جعفر صادق علیہ السلام کے صاحبزادے کی کنیز سلمیٰ سے روایت کی ہے کہ ان کا بیان ہے کہ جب حضرت ابی عبداللہ امام جعفر صادق علیہ السلام کا وقت وفات قریب ہوا تو میں ان کی خدمت میں حاضر تھی آپ علیہ السلام پر غشی طاری ہوئی جب غش سے افاقہ ہوا تو آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ حسن بن علی بن علی بن الحسین (مشہور بہ افطس) کو ستر دینار دیدو میں نے عرض کیا کہ آپ علیہ السلام ایسے شخص کو دے رہے ہیں جس نے آپ علیہ السلام پر خنجر سے حملہ کیا تھا۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا وائے ہو تجھ پر کیا قرآن نہیں پڑھتی میں نے عرض کیا جی ہاں فرمایا کیا تو نے اللہ کا یہ قول نہیں سنا ہے **والذین یصلون ما امر اللہ بہ ان یوصل ویخشون ربہم ویخافون سوء الحساب** (سورۃ رعد آیت ۲۱) (وہ لوگ جو حسن سلوک کرتے ہیں ان لوگوں سے جن سے اللہ نے حسن سلوک کا حکم دیا ہے اور اپنے رب سے ڈرتے اور برے حساب سے خوف کرتے ہیں۔)

(۵۵۵۲) ابن ابی عمیر نے عمار بن مروان سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا کہ میرے والد کا جب وقت وفات قریب آیا تو میں نے ان سے کہا کہ آپ علیہ السلام کوئی وصیت کریں تو انہوں نے کہا کہ یہ میرا بیٹا ہے یعنی عمر یہ جو کچھ کرے جائز ہے آپ علیہ السلام نے فرمایا تمہارے باپ نے وصیت کی اور بہت مختصر کی ان کا بیان ہے کہ میں نے عرض کیا پھر اس نے حکم دیا اور وصیت اِس اِس کام کی کی۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا اس پر عمل کرو میں نے عرض کیا مگر اس نے ایک مومن اور صاحب معرفت بندہ آزاد کرنے کی وصیت کی اور جب ہم نے اس کو آزاد کیا تو معلوم ہوا کہ وہ صحیح نکاح سے نہیں ہے۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا

تم نے وصیت پوری کردی اس کی مثال ایسی ہے جیسے ایک آدمی نے قربانی کا جانور اس خیال سے خریدا کہ وہ موٹا تازہ ہوگا مگر وہ دبلا پتلا نکلا تو اس کی طرف سے وہ قربانی پوری ہوگئی۔

(۵۵۵۳) عبداللہ بن جعفر حمیری نے حسن بن مالک سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے آنجناب علیہ السلام یعنی علی بن محمد علیہما السلام کو خط لکھا کہ ایک شخص نے وفات پائی اور اپنی زندگی میں ہر شے آپ علیہ السلام کے لئے قرار دیدی اس کے کوئی اولاد نہیں تھی مگر اس کے مرنے کے بعد اس کے لڑکا پیدا ہوا اور اس کا مال تین ہزار (۳۰۰۰) درہم ہے اس میں سے ایک ہزار (۱۰۰۰) میں آپ علیہ السلام کی خدمت میں ادا کرچکا ہوں۔ میں آپ علیہ السلام پر قربان اب جو آپ علیہ السلام کی رائے ہو مجھے مطلع فرمائیں میں اس پر عمل کروں۔ آپ علیہ السلام نے تحریر فرمایا کہ اب ان لوگوں کے لئے چھوڑ دو۔

(۵۵۵۴) محمد بن یعقوب کلینی رضی اللہ عنہ نے محمد بن یحییٰ سے انہوں نے محمد بن عیسیٰ بن عبید سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام علی بن محمد علیہما السلام کو خط لکھا کہ میں آپ علیہ السلام پر قربان ایک شخص نے اپنے مال کا کچھ حصہ آپ علیہ السلام کے لئے قرار دیا پھر اس کو اس کی ضرورت پیش آئی تو کیا وہ اس کو اپنے کام کے لئے لیلے یا آپ علیہ السلام کے پاس بھیج دے۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا اس کو اختیار ہے جب تک اس نے اس کو اپنے قبضہ سے نہ نکالا ہو اور وہ مال میرے پاس پہنچتا تو میں اس کی مدد کرتا اس لئے کہ اس کو اس کی ضرورت ہے۔ راوی کا بیان ہے کہ میں نے آنجناب علیہ السلام کو یہ بھی خط لکھا کہ میں آپ علیہ السلام پر قربان ایک شخص نے اپنے مال میں سے ایک معینہ رقم کی آپ علیہ السلام کے لئے وصیت کی اور اپنے دادھیالی اور ننھیالی اقرباء کے لئے بھی وصیت کی پھر اس کے بعد اپنی وصیت کو تبدیل کردیا جس کو دیا تھا اس کو محروم کردیا اور جس کو محروم کیا تھا اس کو دیا۔ کیا یہ اس کے لئے جائز ہے؟ آپ علیہ السلام نے جواب میں تحریر فرمایا کہ اس کو مرتے دم تک اس کا اختیار ہے۔

(۵۵۵۵) محمد بن عیسیٰ عبیدی نے حسن بن راشد سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص نے اپنے مرنے کے بعد کے لئے ایک تہائی کی وصیت کی اور کہا کہ میرا ایک تہائی مال میری موت کے بعد میرے غلاموں اور کنیزوں کے درمیان تقسیم ہوگا اور اس کے باپ کے بھی غلام ہیں تو کیا اس کے باپ کے غلام بھی اس کی اس وصیت میں داخل ہیں یا داخل نہیں ہے۔ تو آپ علیہ السلام نے جواب تحریر فرمایا کہ داخل نہیں ہیں۔

(۵۵۵۶) محمد بن احمد بن یحییٰ نے روایت کی ہے کہ بیان کیا مجھ سے محمد بن عیسیٰ سے روایت کرتے ہوئے محمد بن محمد سے انہوں نے کہا کہ ایک مرتبہ علی بن بلال نے حضرت امام ابوالحسن یعنی علی بن محمد علیہما السلام کو خط لکھا کہ ایک یہودی مرگیا اور اس نے اپنے مذہب والوں کے لئے ایک چیز کی وصیت کی اور اس چیز کو لینے کی میں قدرت رکھتا

انہیں آزاد کر دیا اور جتنے نیک اور اچھے تھے انہیں روک لیا تو میں نے عرض کیا بابا جان آپ نے ان لوگوں کو آزاد کر دیا اور انہیں روک لیا۔ تو آپ علیہ السلام نے فرمایا ان لوگوں نے میرے ہاتھ کی مار کھائی ہے تو اس کے بدلے میں یہ ہے۔

(۵۵۴۹)　حسن بن علی وشاء نے عبداللہ بن سنان سے انہوں نے عمر بن یزید سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ حضرت علی ابن الحسین علیہ السلام تین مرتبہ بیمار ہوئے اور آپ علیہ السلام نے تینوں مرتبہ وصیت کی اور جب صحتیاب ہوئے تو اپنی وصیت پر عمل فرمایا۔

(۵۵۵۰)　ابن ابی عمیر و صفوان بن یحییٰ نے عبدالرحمن بن حجاج سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت ابوالحسن علیہ السلام سے دریافت کیا کہ لوگ کہتے ہیں کہ موت کے وقت وصیت ایک تہائی یا ایک چوتھائی کے لئے کرنی چاہیئے کیا یہ صحیح اور اچھی بات ہے اور آپ کے پدر بزرگوار علیہ السلام نے کیا کیا تھا؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا ایک تہائی یہ وہ ہے کہ جس کے لئے میرے پدر بزرگوار علیہ السلام نے وصیت کی تھی۔

(۵۵۵۱)　محمد بن ابی عمیر نے ابراہیم بن عبدالحمید سے انہوں نے حضرت ابی عبداللہ امام جعفر صادق علیہ السلام کے صاحبزادے کی کنیز سلمیٰ سے روایت کی ہے کہ ان کا بیان ہے کہ جب حضرت ابی عبداللہ امام جعفر صادق علیہ السلام کا وقت وفات قریب ہوا تو میں ان کی خدمت میں حاضر تھی آپ علیہ السلام پر غشی طاری ہوئی جب غش سے افاقہ ہوا تو آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ حسن بن علی بن علی بن الحسین (مشہور بہ افطس) کو ستر دینار دیدو میں نے عرض کیا کہ آپ علیہ السلام ایسے شخص کو دے رہے ہیں جس نے آپ علیہ السلام پر خنجر سے حملہ کیا تھا۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا وائے ہو تجھ پر کیا قرآن نہیں پڑھتی میں نے عرض کیا جی ہاں فرمایا کیا تو نے اللہ کا یہ قول نہیں سنا ہے **والذين يصلون ما امر الله به ان يوصل ويخشون ربهم ويخافون سوء الحساب** (سورۃ رعد آیت ۲۱) (وہ لوگ جو حسن سلوک کرتے ہیں ان لوگوں سے جن سے اللہ نے حسن سلوک کا حکم دیا ہے اور اپنے رب سے ڈرتے اور برے حساب سے خوف کرتے ہیں۔)

(۵۵۵۲)　ابن ابی عمیر نے عمار بن مروان سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا کہ میرے والد کا جب وقت وفات قریب آیا تو میں نے ان سے کہا کہ آپ علیہ السلام کوئی وصیت کریں تو انہوں نے کہا کہ یہ میرا بیٹا ہے یعنی عمر یہ جو کچھ کرے جائز ہے آپ علیہ السلام نے فرمایا تمہارے باپ نے وصیت کی اور بہت مختصر کی ان کا بیان ہے کہ میں نے عرض کیا پھر اس نے حکم دیا اور وصیت اِس اِس کام کی کی۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا اس پر عمل کرو میں نے عرض کیا مگر اس نے ایک مومن اور صاحب معرفت بندہ آزاد کرنے کی وصیت کی اور جب ہم نے اس کو آزاد کیا تو معلوم ہوا کہ وہ صحیح نکاح سے نہیں ہے۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا

جائز ہے کہ اس کے قبضہ میں جو کچھ ہے وہ اس میں سے وصول کرے؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا نہیں اس کے لئے جائز نہیں۔ میں نے عرض کیا آپ علیہ السلام کی کیا رائے ہے اگر کوئی شخص زیادتی کرے اور اس کا مال لیلے اور پھر اس کو موقع ملے کہ جو کچھ اس نے لیا وہ وصول کرے تو کیا یہ اس کے لئے جائز ہے۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا یہ اس کے مانند نہیں ہے۔

(۵۵۶۱) محمد بن حسین بن ابی خطاب نے عبداللہ بن حبیب سے انہوں نے اسحاق بن عمار سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ ایک مرتبہ میں نے دریافت کیا کہ ایک شخص کے میرے پاس کچھ دینار تھے وہ بیمار ہوا تو مجھ سے بولا کہ اگر مجھے کچھ ہوگیا تو تم فلاں شخص کو بیس (۲۰) دینار دیدینا اور باقی دینار میری بہن کو دیدینا چنانچہ وہ مرگیا اور میں اس کی موت کے وقت اس کے پاس نہیں تھا تو ایک مرد مسلمان سچ بولنے والا آیا اور اس نے مجھ سے کہا کہ مرنے والے نے حکم دیا ہے کہ میں تم سے کہہ دوں کہ دیکھو وہ دینار جو میں نے تمہیں اپنی بہن کو دینے کو کہا ہے اس میں سے دس دینار تصدق کرکے مسلمانوں میں تقسیم کردو اور اس کی بہن کو یہ معلوم نہیں ہے کہ میرے پاس کچھ ہے۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا میری رائے یہ ہے کہ تم اس میں سے دس (۱۰) دینار تصدق کردو جیسا کہ اس نے کہا ہے۔

(۵۵۶۲) محمد بن احمد بن یحیٰی نے محمد بن عیسیٰ سے انہوں نے محمد بن سنان سے انہوں نے عمار بن مروان سے انہوں نے سماعہ بن مہران سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے اللہ تعالیٰ کے اس قول کے متعلق **الوصیة للوالدین والاقربین بالمعروف حقاً علی المتقین** ۔ (سورۃ بقرہ آیت ۱۸۰) (متقیوں پر لازم ہے کہ وہ والدین اور اقرباء کے لئے حسن سلوک کی وصیت کریں) آپ علیہ السلام نے فرمایا یہ وہ شے ہے کہ جس کو اللہ تعالیٰ نے صاحب امر (امام) کے لئے قرار دیا ہے۔ میں نے عرض کیا پھر اس کی کوئی حد ہے؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا ہاں ایک تہائی کا ایک تہائی (۱/۹) کم سے کم۔

(۵۵۶۳) یونس بن عبدالرحمن نے داؤد بن نعمان سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کے غلام فضیل سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی علیہ السلام سے اپنی وصیت پر عظیم ملائکہ میں سے چار کو گواہ بنایا حضرت جبرئیل علیہ السلام حضرت میکائیل علیہ السلام حضرت اسرافیل علیہ السلام راوی کا بیان ہے کہ چوتھے کا نام مجھے یاد نہیں رہا۔

(۵۵۶۴) محمد بن یعقوب کلینی رضی اللہ عنہ نے حمید بن زیاد سے انہوں نے ابن سماعہ سے انہوں نے سلیمان بن داؤد سے انہوں نے علی بن ابی حمزہ سے انہوں نے حضرت امام ابوالحسن علیہ السلام سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے آنجناب علیہ السلام سے عرض کیا کہ آپ علیہ السلام کے دوستداروں میں سے ایک شخص مرگیا اور چھوٹے چھوٹے بچے

چھوڑے اور تھوڑا مال چھوڑا اور اس پر قرض ہے اور قرض خواہوں کو اس کا علم نہیں اگر قرض خواہوں کو قرض ادا کر دیا جائے تو اس کے بچوں کے پاس کچھ نہیں رہ جائے گا۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ وہ مال اس کے بچوں پر خرچ کرو۔

(۵۵۶۵) محمد بن ابی عمیر نے ہشام بن حکم سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے آنجناب علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص اپنے غلام کو مدبر کر دیتا ہے کیا اس کو اب جائز ہے کہ اس سے پلٹ جائے؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا ہاں یہ بمنزلہ وصیت کے ہے۔

(۵۵۶۶) علی بن حکم نے زیاد بن ابی الحلال سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی علیہ السلام کے ساتھ امام حسن و امام حسین علیہما السلام کو بھی وصیت کی؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا ہاں میں نے عرض کیا وہ دونوں حضرات اس سن کے تھے؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا ہاں مگر ان دونوں کے علاوہ کسی اور کو پانچ (۵) سال سے کم کا نہیں ہونا چاہیئے (کہ اسے وصیت کی جائے)۔

باب: وقف و صدقہ و عطیہ

(۵۵۶۷) محمد بن حسن صفّار رضی اللہ عنہ نے حضرت امام ابو محمد حسن بن علی علیہما السلام کو وقف اور جو کچھ ان کے آبائے کرام علیہم السلام سے روایات آئی ہیں ان کے متعلق خط لکھا تو جواب میں آپ علیہ السلام کی تحریر آئی کہ وقف کرنے والے کی منشاء کے مطابق وقف ہوتا ہے ان شاء اللہ تعالیٰ۔

(۵۵۶۸) محمد بن احمد بن یحییٰ نے محمد بن عیسیٰ یقطینی سے انہوں نے علی بن مہزیار سے انہوں نے ابی الحسین سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام ابوالحسن ثالث علیہ السلام (امام علی نقی علیہ السلام) کو خط لکھا کہ میں نے ایک زمین اپنے لڑکے پر حج اور دوسرے امور خیر کے لئے وقف کر دی ہے اور اس زمین میں آپ کا بھی حق رکھا ہے کہ جو میرے بعد آپؑ کا اور آپؑ کے بعد آپؑ کی اولاد کا ہوگا اور میں نے اس حصے کو اس سے جدا کر لیا ہے تو آپ علیہ السلام نے جواب میں تحریر فرمایا کہ تم اس میں آزاد ہو تمہیں اختیار ہے۔

(۵۵۶۹) علی بن مہزیار سے روایت ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے آنجناب علیہ السلام سے عرض کیا آپ علیہ السلام کے بعض موالیوں نے آپؑ کے آبائے کرام علیہم السلام سے روایت کی ہے کہ ہر وقف جو ایک معینہ وقت تک ہو اس کا نفاذ ورثاء پر واجب ہے اور ہر وہ وقف جس کا کوئی وقت مقرر نہ ہو وہ ورثاء پر جہل و مجہول اور باطل و مردود ہے اور آپ علیہ السلام اپنے آبائے کرام کے قول کو سب سے زیادہ جانتے ہیں۔ تو آپ علیہ السلام نے جواب میں تحریر فرمایا۔

میرے نزدیک بھی ایسا ہی ہے۔

(۵۵۷۰) محمد بن احمد بن یحییٰ نے عبیدی سے انہوں نے علی بن سلیمان بن رشید سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے آنجناب علیہ السلام کو خط لکھا کہ مولا میں آپ علیہ السلام پر قربان میرے کوئی اولاد نہیں ہے اور میرے پاس جائیدادیں ہیں جو میں نے کچھ اپنے باپ سے وراثت میں پائی ہیں اور کچھ خود بنائی ہیں اور حادثات کا کوئی ٹھیک نہیں اگر میرے کوئی اولاد نہ ہوئی اور مجھے موت آگئی تو میں آپ علیہ السلام پر قربان آپ علیہ السلام کی کیا رائے ہے اگر میں اس میں سے کچھ اپنے فقراء اور کمزور بھائیوں کے لئے وقف کردوں یا اپنی زندگی ہی میں فروخت کرکے اس کی قیمت ان لوگوں پر تصدق کردوں اس لئے کہ مجھے ڈر ہے کہ میرے بعد میرے ورثاء وقف کو نافذ نہیں کریں گے اور اگر میں نے وقف کردیا تو جب تک میں زندہ ہوں اس سے کھا سکوں گا یا نہیں؟ تو آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ میں نے تمہارے خط سے تمہاری جائیداد کے معاملہ کو سمجھ لیا تمہارے لئے جائز نہیں کہ اس وقف میں سے اور صدقہ میں سے کچھ کھاؤ اگر تم نے اس میں سے کھایا اور تمہارے ورثاء ہوئے تو پھر وہ وقف نافذ نہیں ہوگا۔ لہذا تم اس کو فروخت کرو اور اپنی زندگی میں اس کی قیمت کا کچھ حصہ تصدق کرو اس لئے کہ اگر تم تصدق کروگے تو اپنے اخراجات کے لئے کچھ روک بھی لوگے جیسا کہ امیرالمومنین علیہ السلام نے کیا تھا۔

(۵۵۷۱) محمد بن عیسیٰ عبیدی نے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ احمد بن حمزہ نے حضرت امام ابوالحسن علیہ السلام کو خط لکھا کہ ایک غلام مدبر وقف کردیا گیا اس کے بعد اس کا مالک مرگیا اور اس پر قرض ہے اور اتنا ہے کہ اس کا مال اس کی ادائیگی کے لئے کافی نہیں ہے تو آپ علیہ السلام نے جواب میں تحریر فرمایا کہ قرض میں اس کا وقف فروخت کردیا جائے گا۔

(۵۵۷۲) محمد بن احمد نے عمر بن علی بن عمر سے انہوں نے ابراہیم بن محمد ہمدانی سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے آنجناب علیہ السلام کو خط لکھا کہ ایک مرنے والے نے وصیت کی ہے کہ اس کی ایک تہائی میں سے فلاں شخص کی مدد جاری رکھے اور ایک تہائی کے نفاذ کا کوئی حکم نہیں دیا۔ کیا وصی کے لئے یہ جائز ہے کہ اجراء کی وجہ سے میت کے ایک تہائی کو وقف کردے؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ اس نے ایک تہائی کی جو وصیت کی ہے اس کا نفاذ کرے اس کو وقف نہ کرے۔

(۵۵۷۳) صفوان بن یحییٰ نے حضرت امام ابوالحسن علیہ السلام سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے آنجناب علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص نے اپنی جائیداد وقف کردی پھر اس کو خیال آیا کہ اس میں کچھ ترمیم کرے۔ تو آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ اگر اس نے اپنی اولاد یا کسی غیر کے لئے وقف کی ہے پھر اس کا متولی بھی بنا دیا ہے تو پھر اس کو حق نہیں کہ اس کو واپس لے اور اگر اس کے بچے چھوٹے ہیں اور ان کے ولی سے شرط کرلی کہ بچوں کے بالغ

ہونے تک دیکھ بھال اور جب بالغ ہوجائیں تو ان کے حوالے کردے تو ایسی صورت میں بھی اسے حق نہیں کہ وہ اس میں نظر ثانی کرے اور اگر بچے بڑے ہیں مگر ابھی ان کے سپرد نہیں کیا ہے اور بچے بھی مخالفت نہیں کررہے ہیں کہ وہ جائیداد اس سے الگ کرلیں تو وہ اس میں نظر ثانی کرسکتا ہے اس لئے کہ وہ بالغ ہونے کے بعد بھی اس سے الگ نہیں کریں گے۔

(۵۵۷۴) محمد بن علی بن محبوب نے موسیٰ بن جعفر بغدادی سے انہوں نے علی بن محمد بن سلیمان نوفلی سے روایت کی ان کا بیان ہے کہ میں نے ایک مرتبہ حضرت امام ابو جعفر ثانی علیہ السلام (امام علی نقیؑ) کو خط لکھا اور اس میں دریافت کیا میرے جد نے ایک زمین فلاں بن فلاں کی اولاد کے محتاجوں کے لئے وقف کردی جو قبیلہ کے مورث اعلیٰ تھے مگر اب ان کی اولاد کثیر ہے۔ مختلف ملکوں میں بکھری ہوئی اور واقف (وقف کرنے والا) کی اور اولاد کو اس کی شدید ضرورت ہے انہوں نے مجھ سے درخواست کی ہے کہ مورث اعلیٰ کی ساری اولاد کو چھوڑیں یہ زمین ہم لوگوں کے لئے مخصوص کردیں تو آپ علیہ السلام نے جواب میں تحریر فرمایا کہ جس زمین کا تم نے ذکر کیا ہے کہ تمہارے جد اعلیٰ نے فلاں بن فلاں کی اولاد میں جو فقراء ہیں ان کے لئے وقف کی ہے تو یہ ان لوگوں کے لئے ہے جو اس شہر میں رہتے ہیں جس میں یہ وقف ہے تم پر یہ فرض نہیں کہ جو لوگ وہاں سے غائب ہیں انہیں تلاش کرو۔

(۵۵۷۵) عباس بن معروف نے علی بن مہزیار سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام ابو جعفر (امام محمد باقر علیہ السلام) کو خط لکھا کہ فلاں شخص نے ایک جائیداد خریدی اور اس کو وقف کردیا اور اس وقف کا پانچواں حصہ آپؑ کے لئے قرار دیا اور آپ علیہ السلام کی رائے دریافت کی ہے کہ اس جائیداد میں سے آپ علیہ السلام کا حصہ فروخت کردیا جائے یا اس کو اپنی نگرانی میں رکھ لوں یا اس کو وقف ہی چھوڑ دوں ؟ تو آپ علیہ السلام نے جواب میں تحریر فرمایا کہ تمہیں معلوم ہو کہ میں نے فلاں کو ہدایت کردی ہے وہ میرا حصہ اس زمین سے فروخت کردے اور اس کی قیمت میرے پاس بھیج دے میری رائے یہ ہے ان شاء اللہ یا اگر اس کے لئے زیادہ آسان ہو تو اپنی نگرانی میں رہنے دے۔

اور راوی کا بیان ہے کہ میں نے آنجناب علیہ السلام کو خط لکھا کہ جن لوگوں پر اس جائیداد کو وقف کرنے کا ذکر کیا گیا ہے ان میں اگر آپ علیہ السلام کی رائے ہو تو اس وقف کو فروخت کرکے جن جن لوگوں کے لئے وقف ہے ہر ایک کو اس کے حصہ کی رقم دیدی جائے تو آپ علیہ السلام نے اپنے دست مبارک سے مجھے تحریر کیا کہ میری رائے یہ ہے کہ جب اس بات کا علم ہے کہ جن لوگوں کے لئے تم وقف کررہے ہو ان میں اختلاف ہے اور اس جائیداد کا فروخت کرنا ہی بہتر ہے تو وہ فروخت کردی جائے اس لئے کہ اختلاف میں جان و مال کے تلف ہونے کا اکثر خطرہ ہوتا ہے۔

مصنف علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ یہ وقف صرف انہی لوگوں کے لئے تھا ان کے بعد والوں کے لئے نہ تھا اور اگر ان کے لئے اور ان کے بعد ان کی اولاد کے لئے ہوتا اور نسل کے بعد پھر فقراء اور مومنین کے لئے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ زمین و اہل زمین کا وارث بھیجدے تو تا ابد اس کو فروخت کرنا جائز نہیں ہوتا۔

(۵۵۷۶) محمد بن عیسیٰ نے ابو علی بن راشد سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے ایک مرتبہ حضرت امام ابوالحسن علیہ السلام سے دریافت اور عرض کیا کہ میں آپ علیہ السلام پر قربان میں نے اپنے پہلو میں ایک زمین ایک ہزار (۱۰۰۰) درہم میں خریدی جب اس میں فصل تیار ہوئی تو مجھے بتایا گیا کہ یہ زمین وقف ہے۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ مال وقف کا خریدنا جائز نہیں اس کا غلہ اپنے مال میں مت داخل کرو جن لوگوں کے لئے وقف ہے انہیں دیدو۔ میں نے عرض کیا مگر ان لوگوں سے ناواقف ہوں۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا پھر اس کا غلہ تصدق کر دو۔

(۵۵۷۷) حسن بن محبوب نے علی بن رئاب سے انہوں نے جعفر بن حنان سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص نے اپنا غلہ اپنے ددھیالی اور ننہیالی قرابتداروں کے لئے وقف کر دیا اور ایک ایسے شخص اور اس کی اولاد کے لئے اس کی آمدنی میں سے تین سو (۳۰۰) درہم سالانہ کی وصیت کی جس سے اس کی کوئی قرابتداری نہیں ہے اور باقی اس کے ددھیالی اور ننہیالی قرابتداروں کو تقسیم کر دی جائے گی۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ جس کے لئے یہ وصیت کی ہے اس کے لئے درست ہے میں نے عرض کیا اور اگر اس زمین کی آمدنی صرف پانچسو (۵۰۰) درہم ہی ہو تو پھر؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا کیا اس کی وصیت میں یہ نہیں ہے کہ جس کے لئے وصیت کی ہے اس کی آمدنی میں سے اس کو تین سو (۳۰۰) درہم دیئے جائیں اور باقی اس کے ددھیالی اور ننہیالی قرابتداروں میں تقسیم کیا جائے؟ میں نے عرض کیا جی ہاں آپ علیہ السلام نے فرمایا پھر اس کے قرابتداروں کو اس میں سے لینے کا کوئی حق نہیں جب تک تین سو (۳۰۰) درہم اس کے پورے نہ کر دیئے جائیں جس کے لئے وصیت کی ہے اس کے بعد جو کچھ باقی بچے وہ ان کا ہے۔ میں نے عرض کیا اور جس کے لئے وصیت کی وہ اگر مرجائے؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا اگر وہ مرجائے تو پھر اس کے وارثوں کے لئے ہے جب تک ان میں سے کوئی ایک بھی باقی ہے وہ وارث ہوتے رہیں گے اور جب ان میں سے کوئی بھی باقی نہ رہے سب ختم ہوجائیں تو یہ تین سو (۳۰۰) درہم مرنے والے کے قرابتداروں کے ہوجائیں گے اور وقف میں سے جو کچھ نکلا ہے اس میں واپس ہوجائے گا اور ان میں تقسیم کیا جائے گا اور وہ وارث ہوتے رہیں گے جب تک ان میں سے کوئی ایک بھی باقی ہے۔ اور اس کی آمدنی باقی ہے۔ میں نے عرض کیا اور اگر میت کے قرابتداروں میں سے ورثاء محتاج ہوجائیں اور اس کی آمدنی ان کے لئے کافی نہ ہوتی ہو تو اگر وہ فروخت کرنا چاہیں تو فروخت کر دیں؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا ہاں اگر سب کے سب اس پر راضی ہوں اور ان کا اس کے فروخت کرنے میں بھلا ہے تو فروخت کر دیں۔

(۵۵۷۸) عباس بن معروف نے عثمان بن عیسیٰ سے انہوں نے مہران بن محمد سے روایت کی ہے انہوں نے بیان کیا کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو وصیت کرتے ہوئے سنا انہوں نے فرمایا کہ سات سال حج کے موقع پر ان کے لئے نوحہ و تذکرہ کیا جائے اور ہر موقع پر جو کچھ خرچ ہوگا اس کے لئے کچھ وقف کر دیا۔

(۵۵۷۹) عاصم بن حمید نے ابی بصیر سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ سنو کیا میں تم کو حضرت فاطمہ سلام اللہ علیہا کی وصیت بتاؤں ؟ میں نے عرض کیا جی ہاں تو آپ علیہ السلام نے ایک ڈبیہ یا ایک صندوقچہ نکالا اور اس میں سے ایک تحریر نکالی اس کو پڑھا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم یہ وصیت نامہ ہے فاطمہ بنت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا انہوں نے اپنے سات باغات (۱) عواف (۲) دلال (۳) برقہ (۴) مسیثب (۵) حسنی (۶) صافیہ اور (۷) مال ام ابراہیم (مشربہ ام ابراہیم یعنی ماریہ قبطیہ کا مکان) کی حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام کے لئے وصیت کی اور اگر وہ دنیا سے گزر جائیں تو امام حسن علیہ السلام کے لئے ہے اور اگر وہ بھی گزر جائیں تو امام حسین علیہ السلام کے لئے ہے اگر وہ بھی گزر جائیں تو میری اولاد میں جو سب سے بڑا ہو اس کے لئے یہ وصیت ہے اور اس پر گواہ اللہ تعالیٰ اور مقداد بن اسود کندی اور زبیر بن العوام ہیں اور علی ابن ابی طالب نے لکھا ہے۔

اور روایت کی گئی یہ مندرجہ بالا باغات وقف تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کی پیداوار اور آمدنی میں سے کچھ اپنے مہمانوں اور اپنے یہاں آنے جانے والوں کے لئے لیا کرتے تھے جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وفات پائی تو عباسؓ (آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چچا) اس کے مدعی ہو کر حضرت فاطمہ علیہا السلام کے پاس آئے تو حضرت علی علیہ السلام وغیرہ نے گواہی دی کہ یہ سب حضرت فاطمہ علیہا السلام پر وقف ہے۔ اور ان باغات میں ایک کا نام مسیثب سنا گیا ہے لیکن میں نے سید ابو عبداللہ محمد ابن الحسن موسوی ادام اللہ توفیقہ سے سنا ہے وہ بیان کر رہے تھے کہ وہ باغ ہم لوگوں کے یہاں میثم کے نام سے پہچانا جاتا ہے۔

(۵۵۸۰) محمد بن علی بن محبوب نے محمد بن فرج سے انہوں نے علی بن معبد سے روایت کی ہے کہ محمد بن احمد بن ابراہیم نے ۲۳۳ھ میں حضرت امام علی النقی ہادی علیہ السلام کو خط لکھ کر دریافت کیا کہ ایک شخص مر گیا اور اس نے ایک عورت اور کئی لڑکے اور کئی لڑکیاں چھوڑیں اور ان سب کے لئے ایک غلام چھوڑا جس کو اس نے ان لوگوں پر دس سال کے لئے وقف کر دیا اس کے بعد وہ غلام دس سال بعد آزاد ہو جائے گا۔ میں آپ علیہ السلام پر قربان کیا ان ورثاء کے لئے یہ جائز ہے کہ اگر وہ مجبور ہوں اور اس کے بغیر کوئی چارہ نہ ہو جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے تو اس غلام کو فروخت کر دیں ؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا وہ مدت معینہ (یعنی دس سال) کے لئے جو مشروط ہے فروخت نہ کریں مگر یہ کہ وہ لوگ انتہائی مجبور ہوں تو ان کے لئے جائز ہے۔

(۵۵۸۱) محمد بن ابی عمیر نے عمر بن اذینہ سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں ابن ابی لیلیٰ کی مجلس میں حاضر تھا اور انہوں نے ایک ایسے شخص کے متعلق فیصلہ کیا جس نے اپنے کسی قرابتدار کو رہنے کی اجازت دی مگر مدت مقرر نہیں کی (کہ ہمیشہ رہے یا مالک مکان کی زندگی تک رہے یا جس کو اجازت دی ہے وہ اپنی زندگی تک رہے) اس کے بعد مالک مکان مرگیا تو مرنے والے کے ورثاء اور وہ شخص جس کو رہنے کی اجازت دی گئی تھی وہ ابن ابی لیلیٰ کے پاس آئے ابن ابی لیلیٰ نے کہا کہ میری رائے تو یہ ہے کہ مرنے والا جس حالت میں مکان چھوڑ گیا ہے اسی حالت میں رہنے دیا جائے تو محمد بن مسلم ثقفی نے کہا مگر علی ابن ابی طالب علیہ السلام نے تو اسی مسجد میں تمہارے فیصلہ کے برخلاف فیصلہ دیا ہے ابن ابی لیلیٰ نے کہا تمہیں کیسے معلوم؟ انہوں نے جواب دیا میں نے حضرت امام ابو جعفر محمد بن علی باقر علیہ السلام کو فرماتے سنا وہ فرمارہے تھے کہ حضرت علی علیہ السلام نے فیصلہ فرمایا کہ حبیس (رکاوٹ و بندش) کو ہٹاؤ اور وراثت نافذ کرو ابن ابی لیلیٰ نے کہا کیا یہ تمہارے پاس کسی کتاب میں لکھا ہوا ہے؟ انہوں نے جواب دیا ہاں ابن ابی لیلیٰ نے کہا اچھا تو کسی کو بھیج کر وہ کتاب میرے پاس سے منگوالو۔ محمد بن مسلم ثقفی نے کہا مگر اس شرط پر کہ تم اس کتاب میں اس حدیث کے علاوہ کوئی اور چیز نہیں دیکھو گے ابن ابی لیلیٰ نے کہا یہ تمہیں اختیار ہے۔ تو انہوں نے وہ کتاب منگوائی اور انہیں اس کتاب میں حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی وہ حدیث دکھائی اور انہوں نے اپنا فیصلہ بدل دیا۔

اور حبیس ہر وہ وقف ہے جو غیر معینہ وقت کے لئے ہو وہ وارثوں کو واپس کردیا جائے گا۔

(۵۵۸۲) عبداللہ بن مغیرہ نے عبدالرحمٰن جعفی سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں قاضی ابن ابی لیلیٰ کے پاس اپنی میراث کے سلسلے میں آتا جاتا رہتا تھا تاکہ وہ ہم لوگوں میں تقسیم کردے۔ اس میراث میں کچھ جائداد ایسی بھی تھی جو غیر معینہ مدت کے لئے وقف تھی اور وہ ہمیشہ اسے ٹالتا رہا۔ جب بہت وقت گذر گیا تو میں نے اس کی شکایت حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے کی۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا کیا اس کو معلوم نہیں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم غیر معینہ مدت کے وقف کو رد کردیتے تھے اور اس پر میراث کا حکم نافذ کردیا کرتے تھے۔ راوی کا بیان ہے کہ پھر میں ابن ابی لیلیٰ کے پاس آیا۔ مگر اس نے وہی کیا جو کررہا تھا۔ تو میں نے کہا کہ میں نے تمہاری شکایت حضرت جعفر بن محمد علیہما السلام سے کی تو انہوں نے ایسا ایسا کہا تھا۔ تو ابن ابی لیلیٰ نے مجھ پر حلف رکھا کہ کیا حضرت جعفر بن محمد علیہما السلام نے ایسا ہی کہا تھا تو میں نے حلف اٹھالیا تو ابن ابی لیلیٰ نے اسی کے مطابق میرا فیصلہ کردیا۔

(۵۵۸۳) یعقوب بن یزید نے محمد بن شعیب سے انہوں نے ابی کہمس سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ علیہ السلام نے فرمایا چھ (۶) چیزیں مومن سے اس کے مرنے کے بعد ملحق ہوتی ہیں۔ (۱) وہ لڑکا جو اس کے لئے طلب مغفرت کرے (۲) اور کوئی دینی کتاب یا قرآن مجید جو وہ چھوڑ جائے۔ (۳) اور کوئی درخت

جو وہ لگائے (۴) اور کوئی کنواں جو وہ کھودے۔ (۵) اور کوئی کار خیر جو اس کے بعد بھی جاری رہے۔ (۶) اور کوئی اچھی رسم جو اس کے بعد بھی لوگ اختیار کریں۔

(۵۵۸۴) علی بن اسباط نے محمد بن حمران سے انہوں نے زرارہ سے انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے ایک شخص کے متعلق کہ مشترکہ تصدق کرتا ہے آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ جائز ہے۔

(۵۵۸۵) حسین بن سعید نے نضر سے انہوں نے قاسم بن سلیمان سے انہوں نے عبید بن زرارہ سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ ایک شخص نے اپنی بالغ اولادوں پر کچھ تصدق اور وقف کر دیا تو آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ اگر اس کے مرنے تک اس کی اولادوں نے اس پر قبضہ نہیں کیا ہے تو پھر وہ میراث ہے اور اگر نابالغ اولاد کے لئے تصدق اور (وقف) کیا ہے تو پھر یہ جائز ہے اس لئے کہ نابالغ مالدار کا ولی بھی خود وہی ہے نیز فرمایا اور اگر کسی نے اللہ کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے تصدق اور (وقف) کیا ہے تو وہ واپس نہیں ہوگا۔

(۵۵۸۶) اور ابن ابی عمیر کی روایت میں جمیل بن درّاج سے روایت ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا ایک شخص نے اپنے لڑکے پر اپنا مال یا اپنا گھر تصدق ووقف کر دیا کیا اس کو حق ہے کہ وہ اسے واپس لے؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا ہاں مگر یہ کہ وہ لڑکا صغیر (چھوٹا) ونابالغ ہو۔

(۵۵۸۷) موسیٰ بن بکر نے حکم سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا کہ میرے والد نے مجھے ایک گھر تصدق کیا پھر انہوں نے اپنی رائے بدل دی اور اسے واپس لے لیا اور ہمارے قاضی لوگ میرے حق میں فیصلہ کرتے ہیں۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا تمہارے قاضی لوگوں نے اچھا فیصلہ کیا اور تمہارے والد نے بہت برا کیا لیکن اگر تم ان سے مقدمہ کرو تو اپنی آواز ان کی آواز پر بلند نہ کرنا اور اگر ان کی آواز بلند ہو تو تم اپنی آواز کو جھکا لینا میں نے عرض کیا مگر وہ فوت ہو چکے تھے۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا پھر تم اس کو اپنے تصرف میں لاؤ۔

(۵۵۸۸) ربعی بن عبداللہ نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ حضرت امیرالمومنین علیہ السلام نے اپنا ایک گھر جو مدینہ میں بنی زریق کے محلہ کے اندر تھا تصدق کیا اور یہ تحریر کیا کہ **بسم اللّٰہ الرحمن الرحیم** علی ابن ابی طالب نے اپنی حیات میں بدرستی صحت اپنا ایک گھر جو بنی زریق میں ہے تصدق کیا یہ ایسا صدقہ ہے جو فروخت نہیں کیا جائے گا نہ اس کا کوئی وارث بنے گا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اس کا وارث ہوگا جو تمام آسمانوں اور زمینوں کا وارث ہے اور اس صدقہ کے گھر میں انہوں نے اپنی خالاؤں کو حق سکونت دی ہے جب تک وہ زندہ ہیں اور ان کی اولاد زندہ ہے اور اگر یہ سب کے سب ختم ہو جائیں تو پھر مسلمانوں میں جو ضرورت مند ہو۔ اس کا اللہ تعالیٰ گواہ ہے۔

(۵۵۸۹) حماد بن عثمان نے ابی الصباح کنانی سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام ابوالحسن علیہ السلام سے عرض کیا کہ میری ماں نے اپنے گھر کا نصف حصہ مجھے تصدق کردیا تو میں نے ان سے کہا کہ مگر قاضی لوگ اس زبانی تصدق کو جائز نہیں کہیں گے تو اس لئے آپ ذرا اس کو لکھ دیں انہوں نے کہا جو تمہارے جی میں آئے اور جو تم اپنے لئے مناسب سمجھو کرلو۔ تو میں نے ایک دستاویز لکھوالی تو بعض ورثاء یہ چاہتے ہیں کہ میں حلف اٹھا کر کہوں کہ میں نے اس کی قیمت نقد ادا کردی ہے حالانکہ میں نے اس کی کوئی قیمت نقد ادا نہیں کی ہے ایسے میں آپ علیہ السلام کی کیا رائے ہے۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا پھر اس کے لئے حلف اٹھالو۔

(۵۵۹۰) محمد بن سلیمان دیلمی نے اپنے باپ سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے آنجناب علیہ السلام سے عرض کیا کہ ایک شخص نے اپنے گھر کا ایک حصہ کسی مرد مسافر کو تصدق کردیا اور اس کے بعد وہ مرگیا؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ اس کی قیمت لگوائی جائے اور وہ قیمت اس کو دیدی جائے۔

(۵۵۹۱) محمد بن ابی عمیر نے ابان سے انہوں نے اسماعیل جعفی سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص کسی کو صدقہ دے اور وہی صدقہ اس کی طرف میراث میں منتقل ہوجائے تو وہ اس کے لئے جائز ہے۔

(۵۵۹۲) اور سکونی کی روایت میں ہے کہ حضرت علی علیہ السلام بخشش و عطیہ کو وصیت میں شامل کردیتے تھے۔ اور جو شخص اپنی موت کے وقت بغیر تحریر و بغیر گواہ کسی بات کا اقرار کئے ہوتا تو اس کو رد کردیا کرتے تھے۔

(۵۵۹۳) محمد بن علی بن محبوب نے علی بن سندی سے انہوں نے صفوان بن یحیٰ سے انہوں نے عبدالرحمٰن بن حجاج سے روایت کی ہے کہ حضرت امام ابوالحسن علیہ السلام نے صدقہ کے لئے اس طرح وصیت کی کہ یہ وقف کیا ہے موسیٰ بن جعفر علیہ السلام نے انہوں نے فلاں فلاں جگہ کی اپنی ساری جائیداد وقف کردی جس کے حدود اربعہ یہ ہیں۔ کل کا کل اس کے درختوں کو، اس کی زمینوں کو، اس کی نالیوں کو، اس کے پانی اور کنوئیں کی منڈیروں کو، اس کے حقوق کو، اور پانی پینے کو اور ہر حق جو اس کے لئے ہے، بلندی میں یا منظر میں، یا چوڑائی یا لمبائی میں، یا لوازمات خانہ میں، یا صحن میں یا آبی ذخیروں میں، یا اس سے پھوٹنے والی شاخوں میں یا آباد زمینوں میں یا غیر آباد زمینوں میں جو اس کو حاصل ہے اس کے تمام حقوق کو اپنے صلب کے تمام مردوں اور عورتوں پر وقف کردیا اور اللہ تعالیٰ جو اس میں پیدا کرے گا وہ ان پر اور اس میں جو عمارت ہے اور اس کے طبقات ہیں ان کی تعمیر میں جو صرف ہوگا اس پر تقسیم ہوگا مگر تیس (۳۰) کھجوروں کے گچھوں کو چھوڑ کر جو اس قریہ کے مساکین کو تقسیم ہونگے فلاں شخص کی اولاد میں مردوں کو دو حصہ اور عورتوں کو ایک حصہ کے حساب سے اور اگر فلاں کی اولادوں میں سے کسی عورت نے شادی کرلی تو اس کا کوئی حصہ نہ

ہوگا اس وقف میں جب تک کہ وہ بغیر شوہر کے واپس نہ آجائے اگر بغیر شوہر کے واپس آجائے تو اس کا حصہ ہوگا اس طرح کہ جیسے فلاں کی اولاد میں سے غیر شادی شدہ ہے۔ اور اگر فلاں کی اولاد میں سے کوئی مرگیا تو اس کی اولاد کو اپنے باپ کا حصہ ملے گا۔ مرد کو دو حصہ اور عورت کو ایک حصہ کے حساب سے جس طرح فلاں نے اپنی صلبی اولاد کے درمیان شرط رکھی ہے اور اگر فلاں کی اولاد میں سے کوئی اور کہ اس نے کوئی اولاد نہیں چھوڑی تو اس کا حق اہل وقف کو پلٹا دیا جائے۔ اور میری لڑکیوں کی اولاد کو میرے اس وقف میں کوئی حق نہیں ہوگا مگر یہ کہ ان کے آباء میری اولاد میں سے ہوں اور میرے وقف میں میری اولاد اور میری اولاد کی اولاد اور ان کے اعقاب (بعد والوں) میں سے ایک بھی باقی ہے تو اس کی موجودگی میں کسی اور کو کوئی حق نہ ہوگا اور اگر سب ختم ہوجائیں اور کوئی ایک بھی باقی نہ رہے تو میری ماں کے بطن سے میرے باپ کی دوسری اولاد میں تقسیم ہوگا جب تک ان میں سے ایک بھی باقی ہے اسی شرط کے مطابق جو میں نے اپنی اولاد اور اپنے اعقاب کے لئے رکھی ہے اور اگر میری ماں کے بطن سے میرے باپ کی اولاد بھی ختم ہوجائے اور کوئی ایک بھی نہ رہے تو میرا وقف اولیٰ پھر اولیٰ پر ہوگا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ ان کو وارث بنا دے جس کو اس نے وارث بنایا ہے اور وہ بہترین وارث ہے۔ آپ علیہ السلام نے یہ وقف علی اور ابراہیم کے لئے قرار دیا اور اگر ان دونوں میں سے ایک نہ رہے تو جو باقی ہے اس کے ساتھ قاسم داخل ہوگا اور ان دونوں سے ایک نہ رہے تو جو باقی ہے اس کے ساتھ اسماعیل داخل ہوگا اور ان دونوں میں ایک نہ رہے تو جو باقی ہے اس کے ساتھ عباس داخل ہوگا اور ان دونوں میں ایک نہ رہے تو جو باقی ہے اس کا ساتھ میری اولاد میں جو سب سے بڑا ہے وہ داخل ہوگا اور اگر میری اولادیں سب ختم ہوجائیں صرف ایک باقی رہ جائے تو وہی اس کا متولی ہوگا۔

(۵۵۹۴) عباس بن عامر نے ابی صحاری سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ میں نے آنجناب علیہ السلام سے عرض کیا کہ ایک شخص نے ایک مکان خریدا اب اس کا کھلا ہوا صحن باقی تھا تو اس نے اس کے اندر غلہ خانہ بنالیا کیا وہ اس کو مسجد پر وقف کردے؟ آپ نے فرمایا کہ مجوسی آتشکدہ کے لئے وقف کیا کرتے ہیں۔

باب: سکنیٰ و عمریٰ اور رقبیٰ

(۵۵۹۵) محمد بن ابی عمیر نے حسین بن نعیم سے انہوں نے حضرت امام ابوالحسن موسیٰ بن جعفر علیہما السلام سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے آنجناب علیہ السلام سے دریافت کیا ایک شخص نے اپنا گھر ایک آدمی کو تاحیات اس کو اور اس کے بعد اس کی اولاد کو سکونت کے لئے دیا۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا اس کو اور اس کی اولاد کو شرط معاہدہ کے مطابق اس میں سکونت کا حق حاصل ہے میں نے عرض کیا اگر مالک کو مکان کے فروخت کرنے کی ضرورت پیش

آئے تو کیا وہ فروخت کردے؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا ہاں (دریافت کیا) پھر فروخت کرنے کی وجہ سے سکونت کا معاہدہ ختم ہوجائیگا؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا فروخت کرنے کی وجہ سے سکونت کا معاہدہ ختم نہیں ہوگا میں نے اپنے پدر بزرگوار علیہ السلام سے سنا ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضرت ابو جعفر امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ بیع اور فروخت نہ کرایہ داری کو ختم کرتا ہے اور نہ سکنیٰ کو لیکن فروخت کرے تو اس شرط پر کہ وہ خریدار اس کا مالک اس وقت ہوگا جب سکنیٰ اور کرایہ دار کا معاہدہ ختم ہوجائے گا۔ میں نے عرض کیا اور اگر کرایہ دار کو اس کی رقم اور جو کچھ اس نے اس کی تعمیر وغیرہ پر خرچ کیا ہے اسے واپس کردے؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا اگر وہ چاہتا ہے اور کرایہ دار اس پر راضی ہوجاتا ہے تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں۔

(۵۵۹۶) حسن بن محبوب نے خالد بن نافع بجلی سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے آنجناب علیہ السلام سے دریافت کیا ایک شخص نے اپنے مکان میں ایک آدمی کو تاحیات سکنیٰ کیا یعنی مالک مکان نے اور جس نے سکنیٰ کیا تھا وہ مرگیا اور سکنیٰ ابھی زندہ ہے آپ علیہ السلام کی کیا رائے ہے اگر اس کے ورثاء چاہیں کہ سکنیٰ کو مکان سے نکال دیں تو کیا ان کو یہ حق ہے؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا میری رائے تو یہ ہے اس مکان کی عدل و انصاف کے ساتھ قیمت لگوائی جائے اور میت کے ایک تہائی (حق وصیت) کو دیکھا جائے گا اگر اس مکان کی قیمت اس کے ایک تہائی میں آتی ہے تو ورثاء کو حق نہیں کہ اس سے سکنیٰ کو نکالیں اور اگر اس مکان کی قیمت اس کی ایک تہائی میں نہیں آتی اس سے زائد ہے تو ورثاء کو حق ہے کہ اس کو نکال دیں۔ تو عرض کیا گیا کہ آپ علیہ السلام کی کیا رائے ہے اگر مالک مکان کے مرنے کے بعد وہ سکنیٰ بھی مرگیا تو کیا اس سکنیٰ کو حق ہے کہ وہ اپنی اولاد کو اس میں سکنیٰ بنا جائے؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ نہیں۔

(۵۵۹۷) حسن بن علی بن فضّال نے احمد بن عمر حلبی سے انہوں نے اپنے باپ سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے آنجناب علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص نے اپنے مکان میں ایک آدمی کو تاحیات ساکن بنایا؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا اس کے لئے جائز ہے اور اس کو حق نہیں کہ اس میں سے اس کو نکالے۔ میں نے عرض کیا اس کو اور اس کے پسماندگان کو بھی حق سکونت دے سکتا ہے؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا اس کے لئے جائز ہے۔ اور میں نے آنجناب علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص نے اپنے مکان میں ایک آدمی کو ساکن بنایا لیکن کوئی وقت معین نہیں کیا کہ کب تک۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ پھر مالک مکان اس کو جب چاہے نکال دے۔

(۵۵۹۸) محمد بن ابی عمیر نے ابان بن عثمان سے انہوں نے عبدالرحمٰن بن ابی عبداللہ سے انہوں نے حمران سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے آنجناب علیہ السلام سے سکنیٰ اور عمریٰ (مدت معینہ تک کے لئے ساکن اور عمر

بھر کے لئے ساکن) کے لئے دریافت کیا تو آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ لوگ اس معاملہ میں معاہدہ اور شرائط پر کاربند ہوتے ہیں اگر تاحیات کی شرط ہے تو وہ تاحیات رہے گا اور اگر اس کی اولاد کے لئے بھی شرط ہے تو اس کی اولاد کو رہنے کا حق ہے تا وقتیکہ وہ سب فنا نہ ہوجائیں پھر اس کے بعد وہ گھر اس کے مالک کی طرف پلٹ جائے گا۔

(۵۵۹۹) محمد بن فضیل نے ابی الصباح کنانی سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ آنجناب علیہ السلام سے سکنیٰ اور عمریٰ کے متعلق دریافت کیا گیا تو آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ اس کو اس کی زندگی تک کے لئے سکونت دی ہے تو وہ شرط کے مطابق زندگی بھر اس میں رہے گا اور اگر اس کو اور اس کے بعد اس کی اولاد کو بھی سکونت کا حق دیا ہے تو مالکوں کو کوئی حق نہیں کہ اس کو فروخت کریں اور نہ وہ گھر وراثت میں جائے گا (البتہ) جب اولاد فنا ہوجائے گی تو وہ پہلے مالک کی طرف پلٹ آئے گا۔

(کتاب الفرائض والمواریث)

باب: اراثت میں عول کا باطل ہونا

(۵۶۰۰) سماعہ نے ابی بصیر سے انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ حضرت امیرالمومنین علیہ السلام ارشاد فرمایا کرتے تھے کہ وہ جو ریت کے ٹیلوں کے ذرے ذرے کا شمار رکھتا ہے وہ جانتا ہے سہام چھ (۶) سے زیادہ نہیں ہوگا اگر لوگ اس کے وجوہ واسباب کو جان لیں تو یہ چھ (۶) سے ہرگز تجاوز نہیں کریں گے۔

(۵۶۰۱) سیف بن عمیرہ نے ابو بکر حضرمی سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ ابن عباس کہا کرتے تھے کہ وہ جو ریگستان کے ذرے ذرے کا شمار رکھتا ہے وہ جانتا ہے کہ سہام چھ (۶) سے زیادہ نہیں ہونگے۔

(۵۶۰۲) فضل بن شاذان نے محمد بن یحییٰ سے انہوں نے علی بن عبداللہ سے انہوں نے یعقوب بن ابراہیم بن سعد سے انہوں نے اپنے باپ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ میرے والد نے مجھ سے بیان کیا روایت کرتے ہوئے محمد بن اسحاق سے ان کا بیان ہے کہ مجھ سے بیان کیا زہری نے روایت کرتے ہوئے عبیداللہ بن عبداللہ بن عقبہ سے انکا بیان ہے ایک مرتبہ میں ابن عباسؓ کی خدمت میں بیٹھا ہوا تھا کہ میرے سامنے فرائض کا تذکرہ ہوا تو ابن عباسؓ نے کہا پاک و منزہ ہے خدائے بزرگ و برتر کیا تم لوگ دیکھتے ہو کہ وہ جو ریت کے ٹیلوں کے ایک ایک ذرے کا شمار رکھتا ہے اس نے مال (متروکہ) میں نصف و نصف اور ایک ثلث رکھا ہے تو ان دونوں نصف سے تو پورا مال ہی ختم ہوگیا اب ثلث

کی کیا گنجائش رہ گئی تو زفر بن اوس بصری نے کہا اے ابن عباسؓ سب سے پہلے فرائض میں کس نے عول و زیادتی کی ؟ کہا رمع نے جب ان کے سامنے فرائض کا مسئلہ پیش ہوا اور ایک دوسرے سے ٹکرانے لگا تو انہوں نے کہا واللہ میں نہیں جانتا کہ کس کو مقدم کروں اور کس کو مؤخر کروں لہذا میں کوئی شے اس سے آسان نہیں سمجھتا کہ تم لوگوں میں یہ مال حصوں کے ساتھ تقسیم کروں چنانچہ انہوں نے ہر صاحب حق پر عول کر کے فریضہ بڑھا دیا اور خدا کی قسم اگر اللہ نے جس کو مقدم کیا ہے اس کو مقدم رکھتا اور جس کو اللہ نے مؤخر کیا ہے اس کو مؤخر رکھتا تو کوئی فریضہ زیادہ نہ ہوتا تو زفر بن اوس نے ان سے عرض کیا کہ ان دونوں میں سے کس کو مقدم کیا ہے اور ان دونوں میں سے کس کو مؤخر کیا ہے۔ تو انہوں نے جواب دیا کہ جس کو اللہ تعالیٰ نے نیچے اتار کر دوسرے فریضہ پر کر دیا ہے اس کو اللہ تعالیٰ نے مقدم کیا ہے اور جس کو اللہ نے مؤخر کیا ہے وہ فریضہ ہے کہ اگر وہ اپنے فرض سے ہٹا تو اس کے لئے کچھ نہیں ہے سوائے اس کے کہ جو باقی رہ جائے تو اس کو اللہ تعالیٰ نے مؤخر کیا ہے اب اللہ تعالیٰ نے جس کو مقدم کیا ہے وہ زوج (شوہر) ہے اس کے لئے نصف ہے اگر کوئی ایسا دخیل ہوا کہ جس نے اس کو اس سے ہٹایا تو پھر وہ ربع (ایک چوتھائی) پر آجائے گا اور اس ربع سے اس کو کوئی نہیں ہٹائے گا اور زوجہ کے لئے ربع ہے اگر وہ یہاں سے ہٹی تو پھر اس کے لئے ثمن (آٹھواں حصہ) ہے اور اس سے اس کو کوئی نہیں ہٹائے گا۔ اور ماں کے لئے ثلث (ایک تہائی) ہے اگر یہ یہاں سے ہٹی تو سدس (چھٹا حصہ) پر آجائے گی اور یہاں سے اس کو کوئی نہیں ہٹائے گا تو یہی وہ فرائض ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے مقدم کیا ہے لیکن وہ فرائض جنہیں اللہ تعالیٰ نے مؤخر کیا ہے وہ لڑکیاں اور بہنیں ہیں ان کے لئے نصف ہے اگر وہ ایک ہے اور اگر وہ دو ہیں یا دو سے زیادہ ہیں تو دو ثلث اور اگر دیگر فرائض نے ان کو وہاں سے ہٹا دیا تو ان کے لئے کچھ نہ ہوگا سوائے اس کے کہ جو باقی رہ جائے تو یہ وہ ہیں کہ جنہیں اللہ تعالیٰ نے مؤخر کیا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے جن کو مقدم کیا ہے اور جن کو مؤخر کیا ہے اگر یہ دونوں جمع ہو جائے تو جس کو اللہ تعالیٰ نے مقدم کیا ہے اس سے شروع کیا جائے گا اور اس کا حق کامل دیا جائے گا پھر اگر کچھ باقی رہ گیا تو وہ مؤخر کو دیا جائے گا۔ اور کچھ باقی نہیں رہا تو اس کے لئے کچھ نہیں ہے تو زفر بن اوس نے ان سے کہا کہ رمع کو یہ مشورہ دینے سے آپ کو کس نے روکا ؟ تو ابن عباسؓ نے کہا کہ ان کی ہیبت (خوف) نے۔ زہری کا قول ہے کہ خدا کی قسم اگر عول اس امام عدل کی طرف سے ایجاد نہ ہوتا جن کا ہر حکم ورع واحتیاط کی بناء پر ہوتا تھا وہ حکم نافذ نہ کرتے اور اس پر عمل شروع نہ ہو جاتا تو اہل علم میں سے دو اشخاص بھی ابن عباسؓ سے اختلاف کرنے والے نہ ہوتے۔

(۵۶۰۳) فضل کا کہنا ہے اور عبداللہ بن ولید مدنی جو سفیان کے صحابی تھے انہوں نے بیان کیا کہ مجھ سے بیان کیا ابوالقاسم کوفی نے جو ابویوسف کے مصاحب تھے انہوں نے ابویوسف سے روایت کی وہ کہتے ہیں کہ بیان کیا مجھ سے لیث بن ابی سلیم نے روایت کرتے ہوئے ابی عمرو عبدی سے انہوں نے ابن سلیمان سے انہوں نے حضرت علی ابن ابی

طالب علیہ السلام سے کہ آنجناب علیہ السلام فرمایا کرتے کہ فرائض کے چھ (۶) سہم (حصہ) ہیں۔ دو ثلث کے چار سہم۔ نصف کے تین سہم ایک ثلث کے دو سہم اور ربع کا ایک سہم اور نصف اور ثمن کے تین چوتھائی سہم۔ لڑکا موجود ہے تو اس کے ساتھ اور کوئی وارث نہیں ہوگا سوائے ماں باپ اور شوہر اور زوجہ کے۔ اور عورت کو سوائے لڑکے اور بھائی کے اور کوئی ثلث سے مجوب نہیں کرے گا۔ اور شوہر کو نصف سے زیادہ کبھی نہیں دیا جائے گا اور نہ ربع سے کم دیا جائے گا۔ اور عورت نہ کبھی ربع سے زیادہ اور نہ کبھی ثمن سے کم پائے گی خواہ وہ چار ہوں یا اس سے کم وہ سب اس میں برابر برابر پائیں گی۔ اور ماں کی طرف سے بھائی بہن ثلث سے زیادہ کبھی نہیں پائیں گے اور نہ سدس (چھٹے حصہ) سے کبھی کم پائیں گے اور اس میں مرد و عورت سب برابر ہونگے اور ان میں سوائے لڑکے اور باپ کے ثلث سے کوئی مجوب نہیں کرے گا۔ اور دیت ان لوگوں پر تقسیم کی جائے گی جو میراث کے حقدار ہیں۔

فضل بن شاذان کہتے ہیں کہ یہ حدیث صحیح ہے اور کتاب خدا کے موافق ہے۔ اور اس میں اس امر کی دلیل ہے کہ لڑکے کی موجودگی کے ساتھ بھائی اور بہن کوئی میراث نہیں پائیں گے۔ اور نہ لڑکے کی موجودگی کے ساتھ دادا کوئی میراث پائے گا۔ اور اس میں اس بات کی بھی دلیل ہے کہ ماں کی طرف سے بھائی ماں کو میراث سے مجوب نہیں کریں گے۔

اور اگر کوئی کہنے والا یہ کہے کہ یہ حدیث میں والد کہا گیا ہے والدین اور والدہ نہیں کہا گیا ہے تو اس سے کہا جائے گا کہ یہ جائز ہے جس طرح کہا جاتا ہے ولد اور اس سے مراد لڑکے اور لڑکیاں دونوں ہوتے ہیں اور کبھی ماں کو بھی والد کہا جاتا ہے جب اس کو باپ کے ساتھ جمع کرلیا جائے اللہ تعالیٰ کے اس قول کی بناء پر کہ **ولا بویہ لکل واحد منھما السدس** (سورۃ نساء آیت ۱۱) (اور دونوں ماں باپ میں سے ہر ایک کے لئے چھٹا حصہ ہے) تو دونوں باپ میں سے ایک سے مراد ماں ہے اور اسی طرح اللہ تعالیٰ کا یہ قول **الوصیۃ للوالدین والاقربین** (سورۃ بقرہ آیت ۱۸۰) (وصیت کرنا ماں اور باپ کے واسطے اور رشتہ داروں کیلئے) تو ان والدین میں سے ایک ماں ہی مراد ہے اور اللہ تعالیٰ نے ماں کا بھی والد ہی نام رکھا ہے جس طرح اس کا رب نام رکھا ہے۔ یہ بالکل واضح اور روشن ہے **الحمد للہ**۔

(۵۷۰۴) اور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ میراث کے سہام چھ (۶) ہیں اس سے زیادہ نہیں ہونگے کیونکہ انسان چھ (۶) اشیاء سے خلق کیا گیا ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ کا قول ہے **ولقد خلقنا الانسان من سلالۃ من طین** (سورۃ مومنون آیت ۱۲) (اور ہم نے بنایا آدمی کو چنی ہوئی مٹی سے)۔

اور دوسرا سبب یہ ہے کہ وہ وارثین جو ہمیشہ وراثت پائیں گے کبھی ساقط نہیں ہونگے چھ (۶) ہیں۔ ماں، باپ، بیٹا، بیٹی، زوج، زوجہ۔

باب: صلبی اولاد کی میراث

اگر کوئی شخص فقط ایک لڑکا چھوڑے نہ زوجہ چھوڑے نہ ماں باپ تو کُل مال لڑکے کا ہوگا اور اسی طرح اگر دو لڑکے یا اس سے زائد ہوں تو ان کے درمیان مال سب کا سب برابر تقسیم ہوگا۔ اور اسی طرح اگر کوئی شخص فقط ایک لڑکی چھوڑے نہ زوجہ چھوڑے اور نہ ماں باپ تو سارا مال لڑکی کا ہوگا اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے مال اولاد کے لئے قرار دیا یہ نہیں کہا کہ لڑکی کے لئے نصف مگر یہ کہ وہ لڑکی مرنے والے کے ماں باپ کے ساتھ ہو۔ اسی طرح اگر لڑکیاں دو یا اس سے زائد ہوں تو سارا مال ان سب کے درمیان برابر برابر تقسیم ہوگا۔ اور اگر کوئی اپنی لڑکی اور اپنے لڑکے کی لڑکی (پوتی) اور لڑکے کا لڑکا (پوتا) چھوڑے اور اس کی زوجہ اور اس کے ماں باپ بھی نہ ہوں تو سارا مال اس کی اپنی لڑکی کے لئے ہے۔ اپنی صلبی اولاد کے رہتے ہوئے اولاد کی اولاد کے لئے کچھ نہیں ہے اس لئے کہ جو ذاتی طور سے قریب ہے وہی مال کا سب سے زیادہ حقدار ہے بہ نسبت اس کے جو کسی غیر کے واسطے سے قریب ہو۔ اور جو بطن کے ذریعہ میت سے زیادہ قریب ہو وہ مال کا زیادہ حقدار ہے بہ نسبت اس کے جو بطن سے دور ہو۔

اور اگر کوئی شخص ایک لڑکا ایک لڑکی یا کئی لڑکے اور کئی لڑکیاں چھوڑے تو سارا مال ان سب کا ہوگا مرد کو دو اور عورت کو ایک کے حساب سے جبکہ ان کے ساتھ مرنے والے کی زوجہ اور اس کے والدین نہ ہوں۔ اور اگر کوئی ایک لڑکی اور ایک بھائی اور ایک بہن اور اپنا دادا چھوڑے تو سارا مال اس کی لڑکی کا ہوگا لڑکی کے ساتھ کوئی وراثت نہیں پائے گا سوائے لڑکے اور زوجہ اور والدین کے اور اسی طرح لڑکے کے ساتھ بھی کوئی وراثت نہیں پائے گا سوائے زوجہ اور والدین کے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں اس کا ذکر کیا ہے۔

(۵۴۰۵) جمیل بن درّاج نے زرارہ سے انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے آنجناب علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ حضرت علی علیہ السلام نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ان کے علم کی میراث پائی اور حضرت فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا نے ان کے ترکہ کی میراث پائی۔

(۵۴۰۶) احمد بن محمد بن ابی نصر نے حسن بن موسیٰ حنّاط سے انہوں نے فضیل بن یسار سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا وہ فرماتے تھے کہ نہیں خدا کی قسم نہیں وراثت پائی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نہ عباسؓ نے اور نہ علی علیہ السلام نے اور نہ عورتوں میں سے کسی نے آپؐ کی وراثت پائی سوائے فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا کے اور حضرت علی علیہ السلام نے جو کچھ لیا تھا وہ آپ کے اسلحے وغیرہ تھے لیکن یہ کہ انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا قرض ادا کر دیا تھا۔ پھر آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ کتابِ خدا

میں ہے کہ **واولوا الارحام بعضھم اولیٰ ببعض فی کتاب اللّٰہ** (سورۃ انفال آیت ۷۵) (اور رشتہ دار آپس میں زیادہ حق دار ہیں ایک دوسرے کے اللہ کی کتاب میں)۔

(۵۶۰۷) بزنطی سے روایت ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام ابو جعفر ثانی (امام حسن عسکری) علیہ السلام سے عرض کیا کہ میں آپ علیہ السلام پر قربان ایک شخص مرگیا اور اس نے اپنی ایک لڑکی اور اپنے ایک بچا کو چھوڑا۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا سارا مال لڑکی کا ہے بچا کا نہیں ہے۔ میں نے عرض کیا اور ایک شخص مرگیا اور اس نے اپنی ایک لڑکی اور اپنا ایک بھائی یا کہا کہ اپنے بھائی کا ایک لڑکا چھوڑا۔ تو آپ علیہ السلام دیر تک خاموش رہے پھر فرمایا کہ مال لڑکی کے لئے ہے۔

(۵۶۰۸) علی بن حکم نے علی بن ابی حمزہ سے انہوں نے حضرت امام ابوالحسن علیہ السلام سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے آنجناب علیہ السلام سے دریافت کیا کہ میرا ایک پڑوسی مرگیا اور کئی لڑکیاں چھوڑیں۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا سارا مال ان لڑکیوں کا ہے۔

(۵۶۰۹) اور حسن بن محبوب نے علی بن رئاب سے انہوں نے زرارہ سے انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے ایک شخص کے متعلق کہ جو مرگیا اور اس نے اپنی ایک لڑکی حقیقی اپنے ماں اور باپ کی طرف سے اور اپنی ایک حقیقی بہن چھوڑی تو آپ علیہ السلام نے فرمایا سارا مال لڑکی کا ہے اور ماں اور باپ کی طرف سے جو حقیقی بہن ہے اس کا کچھ نہیں ہے۔

(۵۶۱۰) اور بزنطی نے حضرت امام ابوالحسن علیہ السلام کو خط لکھا کہ ایک شخص مرگیا اور اس نے اپنی ایک لڑکی اور اپنا ایک بھائی چھوڑا تو آپ علیہ السلام نے جواب میں تحریر فرمایا اگر اس کے بچا کی طرف سے کوئی خطرہ نہ ہو تو سارا مال لڑکی کو دیدو۔

باب: والدین کے لئے میراث

(۵۶۱۱) حسن بن محبوب نے علی بن رئاب سے انہوں نے زرارہ سے انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ ایک شخص مرگیا اور اس نے اپنے دونوں ماں باپ چھوڑے۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ ماں کو ایک ثلث اور باپ کا دو ثلث ہے۔

باب: زوج اور زوجہ کے لئے میراث

(۵۶۱۲) معاویہ بن حکیم نے علی بن حسن بن زید سے انہوں نے مشمعل سے انہوں نے ابو بصیر سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے آنجناب علیہ السلام سے ایک عورت کے متعلق دریافت کیا جو مر گئی اور اپنا شوہر چھوڑا اور اس کے علاوہ اس کا کوئی وارث نہیں ہے۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا اگر اس کا کوئی اور وارث نہیں تو سارا مال شوہر کے لئے ہے اور اگر شوہر مرجائے اور عورت کے سوا اس کا کوئی وارث نہ ہو تو عورت کے لئے ایک ربع ہے اور جو باقی رہے وہ امام کے لئے ہے۔

مصنف علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ یہ حکم ظہور امام علیہ السلام کے وقت کا ہے لیکن زمانہ غیبت میں اگر شوہر مرجائے اور اپنی زوجہ چھوڑے اور اس کے علاوہ اس کا کوئی وارث نہ ہو تو سارا مال اس کی زوجہ کے لئے ہے اور اس کی تصدیق ذیل کی حدیث سے ہوتی ہے۔

(۵۶۱۳) جس کی روایت کی ہے محمد بن ابی عمیر نے ابان بن عثمان سے انہوں نے ابی بصیر سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک عورت کے متعلق کہ جو مر گئی اور اس نے اپنا شوہر چھوڑا۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا سارا مال اس کے شوہر کے لئے ہے میں نے عرض کیا اور اگر مرد مرجاتا ہے اور اپنی زوجہ کو چھوڑتا ہے ؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ سارا مال اس کی زوجہ کے لئے ہے۔

باب: اپنی صلبی اولاد اور ماں باپ کے لئے

(۵۶۱۴) محمد بن ابی عمیر نے عمر بن اذینہ سے انہوں نے محمد بن مسلم سے روایت کی ہے کہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے ان کو وہ صحیفہ فرائض پڑھوایا جس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بولتے گئے اور حضرت علی علیہ السلام اپنے ہاتھ سے لکھتے گئے تھے۔ اس میں، میں نے لکھا ہوا پایا کہ ایک شخص نے اپنی ایک لڑکی چھوڑی اور اپنی ماں کو چھوڑا تو لڑکی کے لئے نصف ہے اور ماں کے لئے سدس (چھٹا حصہ) ہے پھر بقیہ مال کے چار حصہ ہونگے تین حصہ لڑکی کو ملے گا اور ایک حصہ ماں کو ملے گا۔

اور اس میں میں نے یہ بھی لکھا ہوا پایا کہ ایک شخص نے اپنی ایک لڑکی چھوڑی اور ماں باپ چھوڑے تو لڑکی کو نصف اور والدین میں سے ہر ایک کے لئے سدس (چھٹا حصہ) اور بقیہ مال کے پانچ حصے ہونگے تین حصہ لڑکی کے اور دو حصہ دونوں ماں باپ کے لئے۔

راوی کا بیان ہے کہ اس میں میں نے یہ بھی پڑھا کہ ایک شخص نے اپنی ایک لڑکی چھوڑی اور اپنے باپ کو چھوڑا تو لڑکی کے لئے نصف ہوگا اور ایک سہم باپ کے لئے اب بقیہ مال چار حصوں میں تقسیم ہوگا تین حصہ لڑکی کے لئے اور ایک حصہ باپ کے لئے۔

اور اگر کوئی شخص ماں باپ کو اور ایک لڑکا اور ایک لڑکی یا کئی لڑکے اور کئی لڑکیاں چھوڑے تو ماں باپ دونوں کے لئے ایک ایک سدس (یعنی دو سدس) اور جو باقی رہ جائے وہ لڑکوں اور لڑکیوں کا ہے مرد کو دو اور عورت کو ایک کے حساب سے۔

اور اگر کوئی شخص ایک لڑکا اور ماں باپ کو چھوڑے تو دونوں ماں باپ کے لئے سدس سدس (دو سدس) اور جو باقی رہ جائے وہ لڑکے کے لئے ہے۔

اور اگر کوئی شخص ماں کو چھوڑے اور ایک لڑکا چھوڑے تو ماں کے لئے ایک سدس اور جو باقی ہے وہ سب لڑکے کے لئے اور اگر کوئی شخص باپ کو چھوڑے اور ایک لڑکا چھوڑے تو باپ کے لئے ایک سدس اور جو باقی رہ جائے وہ لڑکے کے لئے اور اگر کوئی شخص ماں کو چھوڑے اور کئی لڑکے اور کئی لڑکیاں چھوڑے تو ماں کے لئے ایک سدس اور بقیہ لڑکے اور لڑکیوں کے لئے مرد کے لئے دو اور عورت کے لئے ایک کے حساب سے۔

اور اگر کوئی شخص باپ کو چھوڑے اور کئی لڑکے اور کئی لڑکیاں چھوڑے تو باپ کے لئے ایک سدس اور جو باقی رہ جائے وہ لڑکوں اور لڑکیوں کے لئے، مرد کے لئے دو حصہ اور عورت کے لئے ایک حصہ کے حساب سے۔

باب: شوہر کے لئے میراث اولاد کے ساتھ

اور اگر کوئی عورت مرجائے اور ایک لڑکا اور شوہر چھوڑے۔ تو شوہر کے لئے ایک ربع (چوتھائی) اور جو کچھ بچے وہ سب لڑکے کے لئے ہے اور اسی طرح اگر دو لڑکے ہوں یا دس سے زیادہ تو شوہر کے لئے ربع ہے اور جو باقی رہے وہ سب لڑکوں کے لئے برابر برابر ہے اور شوہر ہر حال میں ربع سے کم اور نصف سے زیادہ نہیں پائے گا اور زوجہ ثمن (آٹھویں حصہ) سے کم اور ربع سے زیادہ نہیں پائے گی اور کسی حال میں بھی زوجہ اور شوہر میراث سے ساقط نہیں کئے جائیں گے۔

اور اگر مرنے والی عورت نے ایک لڑکی اور شوہر چھوڑا تو شوہر کے لئے ربع ہے اور جو باقی رہے وہ سب لڑکی کا ہے اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے ماں باپ کی موجودگی کے ساتھ لڑکی کے لئے نصف رکھا ہے۔

اور اگر اس نے شوہر اور دو لڑکیوں یا اس سے زائد لڑکیوں کو چھوڑا تو شوہر کے لئے ایک ربع اور جو باقی ہے

اس میں تمام لڑکیوں کو برابر برابر ملے گا۔
اور اگر اس نے شوہر اور ایک لڑکا اور ایک لڑکی یا کئی لڑکے اور کئی لڑکیاں چھوڑیں تو شوہر کے لئے ایک ربع اور جو باقی ہے اس میں لڑکوں اور لڑکیوں کو مرد کے لئے دو اور عورت کے لئے ایک کے حساب سے ملے گا۔

باب: لڑکے کے ساتھ زوجہ کے لئے میراث

اور جب مرد مرجائے اور زوجہ اور ایک لڑکا چھوڑے تو زوجہ کے لئے ثمن (آٹھواں حصہ) اور جو باقی ہے وہ سب لڑکے کے لئے ہے۔ اور اسی طرح اگر زوجہ اور ایک لڑکی چھوڑے تو زوجہ کے لئے کے لئے ثمن اور جو باقی ہے وہ سب لڑکی کے لئے ہے اور اگر وہ زوجہ اور ایک لڑکا اور ایک لڑکی یا کئی لڑکے اور کئی لڑکیاں چھوڑے تو زوجہ کے لئے ثمن اور جو باقی ہے اس میں تمام لڑکوں اور تمام لڑکیوں کو ملے گا۔ مرد کے لئے دو اور عورت کے لئے ایک کے حساب سے۔

باب: شوہر کے ساتھ لڑکے اور والدین کے لئے میراث

(۵۶۱۵) محمد بن ابی عمیر نے روایت کی ہے کہ ابن اذینہ نے بیان کیا کہ میں نے زرارہ سے کہا کہ میں نے سنا ہے کہ محمد بن مسلم اور بکیر روایت کرتے ہیں حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے شوہر اور ماں باپ اور لڑکی کے متعلق کہ شوہر کو ایک ربع یعنی بارہ حصوں میں سے تین حصہ ۱۲/۳ اور ماں باپ کو ایک ایک سدس یعنی بارہ حصوں میں سے چار حصہ ۱۲/۴ اور اب رہ گئے پانچ حصے تو یہ لڑکی کے لئے ہے اس لئے کہ اگر وہ لڑکا ہوتی تو اس وقت بھی اس کو اتنا ہی ملتا اس سے زیادہ نہیں ملتا اور اگر دو لڑکیاں ہوتیں تو اس وقت بھی ان دونوں کو ان پانچ حصوں کے سوا کچھ نہ ملتا۔
زرارہ نے کہا یہی حق ہے اگر تم عول کا ارادہ رکھتے ہو تو یہ کرو فریضہ عول نہیں ہوتا اور نقصان ان ہی لوگوں کے لئے ہے جن کے لئے زیادہ ہے جیسے لڑکا اور ماں باپ بھائی (حقیقی) اور مادری بھائی (سوتیلا) تو جو ان کے لئے حصہ معین ہے اس میں کمی نہ ہوگی۔
اور اگر کوئی عورت اپنے شوہر کو اپنے ماں باپ کو اور ایک اولاد یا دو اولادیں یا اس سے زیادہ اولادوں کو چھوڑ جائے تو شوہر کے لئے ایک ربع ماں باپ کے لئے ایک ایک سدس (یعنی دو سدس) اور جو باقی رہ جائے وہ سب لڑکوں اور لڑکیوں کے لئے مرد کے لئے دو اور عورت کے لئے ایک کے حساب سے۔

باب: زوجہ کے ساتھ والدین اور اولاد کے لئے میراث

اگر کوئی شخص مرجائے اور ماں باپ و زوجہ اور ایک لڑکا چھوڑ جائے تو زوجہ کے لئے ثمن (آٹھواں حصہ) اور والدین کے لئے دو سدس (دونوں کے لئے ایک ایک سدس) اور جو باقی رہے وہ لڑکے کے لئے ہے اور اسی طرح اگر دو لڑکے یا تین لڑکے یا اس سے زائد ہوں تو ان سب کے لئے بھی وہی ہے جو باقی رہ گیا ہے۔

اور اگر وہ زوجہ اور اپنے والدین اور ایک لڑکی چھوڑ جائے تو زوجہ کے لئے ثمن اور والدین کے لئے دو سدس اور لڑکی کے لئے نصف اور جو باقی رہے تو وہ لڑکی اور والدین پر رد کردیا جائے ان کے نصاب کے مطابق اور زوج و زوجہ پر کچھ رد نہیں کیا جائے گا اور ثمن (آٹھویں حصہ) کی وجہ سے اس کے چوبیس حصے کئے جائیں گے جب ثمن اور دو سدس اور نصف اس میں سے نکل گئے تو صرف ایک حصہ باقی رہ گیا جو پانچ پر تقسیم نہیں ہوگا اس لئے چوبیس کو پانچ سے ضرب دینگے تو ایک سو بیس (۱۲۰) حصے ہوگئے۔ اس میں سے زوجہ کو آٹھواں حصہ یعنی پندرہ (۱۵) اور والدین کو اس میں سے دو سدس یعنی چالیس (۴۰) اور اب باقی رہ گئے پینسٹھ (۶۵) تو لڑکی کے لئے اس میں سے نصف یعنی ساٹھ (۶۰) اب باقی رہ گئے پانچ (۵) اس میں سے لڑکی کے لئے تین ہیں تو اس کے ہاتھ تریسٹھ (۶۳) آئے اور والدین کے لئے دو (۲) تو ان کے ہاتھ آئے بیالیس (۴۲) (یعنی لڑکی کو ۱۲۰/۶۳۔ ماں کو ۱۲۰/۲۱، باپ کو ۱۲۰/۲۱، بیوی کو ۱۲۰/۱۵)

اور اسی طرح اگر کوئی شخص مرجائے اور ایک زوجہ اور دو (۲) لڑکیاں یا اس سے زائد اور والدین کو چھوڑ جائے تو زوجہ کے لئے ایک ثمن اور والدین کے لئے دو سدس اور اب جو باقی رہ جائے وہ لڑکیوں کے لئے اور اس میں عول باطل ہے اس لئے کہ اگر لڑکیاں لڑکے ہوتے تو انکے لئے بھی جو باقی بچا ہے وہی ہے۔

باب: زوج اور زوجہ کے ساتھ والدین کے لئے میراث

جب کوئی عورت اپنے شوہر اور اپنے والدین کو چھوڑ جائے تو شوہر کے لئے نصف ہے اور ماں کے لئے ایک ثلث کامل اور جو باقی رہے وہ باپ کو اور وہ ایک سدس (چھٹا حصہ) ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ **فان لم یکن لہ ولد و ورثہ ابواہ فلامہ الثلث** (سورہ نساء آیت ۱۱) (اگر مرنے والے کے کوئی لڑکا نہ ہو صرف ماں باپ وارث ہوں تو اس کی ماں کے لئے ایک ثلث ہے) تو اللہ تعالیٰ نے ماں کے لئے ایک ثلث کامل قرار دیا ہے اگر اس کے کوئی لڑکا اور کوئی بھائی نہ ہو۔

فضل کہتے ہیں کہ یہ آیت اس امر کی دلیل ہے کہ ماں کے لئے پورے مال کا ایک ثلث ہے۔ اور ہمارے مخالفین یہ تو نہیں کہتے کہ پورے مال کا ایک سدس (یعنی چھٹا حصہ) ہے اس فریضہ میں بلکہ وہ یہ کہتے کہ (شوہر کا حصہ نصف نکال کر) جو باقی ہے اس میں سے ایک ثلث ماں کا ہے اور یہی تو پورے مال کا ایک سدس (چھٹا حصہ) ہوا۔ یہ لوگ چاہتے ہیں کہ لفظِ قرآن کی مخالفت نہ کریں اس لئے اس کی لفظ (یعنی ثلث) باقی رکھی مگر اس کے حکم کی مخالفت کی اور یہ صرف اس پر ملمع چڑھانا ہے اور یہ اللہ اور اس کی کتاب کی مخالفت ہے اور اسی طرح عورت کی میراث والدین کے ساتھ کہ زوجہ کے لئے ربع اور ماں کے لئے ایک ثلث اور جو باقی رہ جائے وہ باپ کے لئے۔ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کے لئے یہ حصہ مقرر کر دیا ہے اور اس سے قبل کی آیت میں زوج کے لئے نصف اور زوجہ کے لئے ربع اور ماں کے لئے ثلث اور باپ کے لئے کچھ نہیں کہا اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے **وورثه ابواه فلامه الثلث** سورۃ نساء آیت ۱۱) اور باپ کے لئے جو باقی رہ جائے ان حصوں کے نکلنے کے بعد تو باپ کو ورثہ ملے گا تمام حصوں کے چلے جانے کے بعد جو بچ جائے گا۔

(۵۶۱۶) محمد بن ابی عمیر نے ابن اذینہ سے انہوں نے محمد بن مسلم سے روایت کی ہے انہوں نے بیان کیا کہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے اس صحیفہ فرائض کو پڑھوایا جس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بولتے گئے تھے اور حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام اپنے ہاتھ سے لکھتے گئے تھے تو میں نے اس میں پڑھا کہ ایک عورت مر گئی اس نے اپنے شوہر اور اپنے ماں باپ کو چھوڑا تو شوہر کے لئے نصف یعنی تین سہم اور ماں کے لئے ثلث یعنی دو سہم اور باپ کے لئے سدس یعنی ایک سہم۔ (یعنی اگر کل رقم سو (۱۰۰) ہو تو شوہر کو =/۵۰ روپیہ۔ ماں کو ۳۳٫۳۳ روپیہ اور باپ کو ۱۶٫۶۷ روپیہ ملیں گے)۔

(۵۶۱۷) احمد بن محمد بن ابی نصر نے جمیل سے انہوں نے اسماعیل جعفی سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے آنجناب علیہ السلام سے عرض کیا کہ ایک شخص مر گیا اور اس نے اپنی زوجہ اور اپنے والدین کو چھوڑا تو آپ علیہ السلام نے فرمایا زوجہ کے لئے ربع، ماں کے لئے ثلث اور اس کے بعد جو باقی رہا وہ باپ کے لئے ہے۔ (یعنی سو میں سے بیوی کے لئے =/۲۵ روپیہ۔ ماں کے لئے۔/۳۳ روپیہ۔ اور جو باقی رہ جائے یعنی۔/۴۲ روپیہ باپ کے لئے) اور اگر عورت اپنے شوہر اور اپنی ماں کو چھوڑے تو شوہر کے لئے نصف اور جو باقی ہے وہ ماں کے لئے (یعنی سو میں سے شوہر کے لئے =/۵۰ روپیہ اور باقی =/۵۰ ماں کے لئے) اور اگر اپنے شوہر کو اور اپنے باپ کو چھوڑے تو شوہر کے لئے نصف اور جو باقی رہے وہ باپ کے لئے ہے۔

باب: پوتے (بیٹے کے بیٹے) کے لئے میراث

(۵۶۱۸) حسن بن محبوب نے سعد بن ابی خلف سے انہوں نے حضرت امام ابوالحسن علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ لڑکی کی لڑکیاں (نواسیاں) لڑکیوں کی قائم مقام ہونگی اگر میت کی کوئی لڑکی نہیں اور نہ سوائے ان کے اس کا کوئی وارث ہے۔ اور فرمایا لڑکے کی لڑکیاں (پوتیاں) لڑکے کی قائم مقام ہونگی اگر مرنے والے کا کوئی لڑکا نہیں اور ان کے سوا اس کا کوئی وارث نہیں ہے۔

اور اگر کوئی شخص ایک نواسا اور ایک پوتی چھوڑے تو نواسے کے لئے ایک ثلث اور پوتی کے لئے دو ثلث اس لئے کہ ہر رشتہ دار اس کا حصہ پائے گا جس کے رشتہ کو وہ لیکر چل رہا ہے۔

(۵۶۱۹) اور محمد بن حسن صفار رضی اللہ عنہ نے حضرت ابو محمد حسن بن علی علیہما السلام کو خط لکھا کہ ایک شخص مرگیا اور اس نے اپنی لڑکی کی لڑکی (نواسی) اور اپنے باپ اور ماں کی طرف سے اپنے بھائی (حقیقی) کو چھوڑا تو میراث کس کے لئے ہوگی؟ اس کے جواب میں تحریر آئی کہ میراث سب سے زیادہ قریبی کے لئے ہوگی ان شاء اللہ۔ اور پوتا اور نواسی اپنے صلبی لڑکے کی موجودگی میں میراث نہیں پائیں گے۔ اور پوتے کا بیٹا پوتے کی موجودگی میں میراث نہیں پائے گا۔ اور جس کا نسب زیادہ قریب ہے وہ دور کے نسب والے کے مقابلہ میں میراث کا زیادہ حقدار ہے۔ اور پوتا اگرچہ وہ نیچے درجہ میں ہے اس کے ساتھ اس کی موجودگی میں بھائی، بہن، چچا، پھوپھی، ماموں، خالہ، بھتیجا، بھانجا، چچا کا لڑکا، ماموں کا لڑکا، پھوپھی کا لڑکا، خالہ کا لڑکا، ان میں سے کوئی بھی میراث نہیں پائے گا۔

باب: پوتے کے ساتھ والدین کی میراث

چار اشخاص کی موجودگی کے ساتھ سوائے شوہر یا زوجہ کے کوئی میراث نہیں پائے گا۔ ماں باپ لڑکا اور لڑکی اور یہی میراث میں اصل ہے۔ پس اگر کوئی شخص باپ ماں اور پوتے اور نواسے کو چھوڑے تو مال ماں باپ کے لئے ہے۔ ماں کے لئے ایک ثلث اور باپ کے لئے دو ثلث کیونکہ پوتا لڑکے کا قائم مقام ہوگا جبکہ اس کا کوئی لڑکا نہ ہو اور نہ اس کے سوا کوئی وارث ہو اور وارث ماں اور باپ ہیں اور فضل بن شاذان نے ہم لوگوں کے فتویٰ کے خلاف فتویٰ دیا ہے اس مسئلہ میں ان سے خطا ہوئی ہے انہوں نے کہا ہے کہ اگر کوئی شخص نواسا اور پوتی اور والدین کو چھوڑ جائے تو والدین کے لئے دو سدس اور جو باقی ہے اب اس میں کا دو ثلث پوتی کے لئے اور ایک ثلث نواسے کے لئے ہے اس لئے کہ پوتی اپنے باپ کی قائم مقام ہے اور نواسا اپنی ماں کا قائم مقام ہے اور یہیں ان کا قدم سیدھے راستے سے ہٹ گیا یہ تو اس کا راستہ ہے جو قیاس کرتا ہے۔

باب: پوتے کی میراث شوہر اور زوجہ کے ساتھ

جب کوئی شخص زوجہ اور پوتا چھوڑے تو زوجہ کے لئے ایک ثمن (آٹھواں حصہ) اور جو باقی رہ گیا وہ سب پوتے کے لئے ہے اور اگر کوئی عورت شوہر اور پوتے کو چھوڑے تو شوہر کے لئے ربع (ایک چوتھائی) اور جو باقی رہ گیا ہے وہ سب پوتے کے لئے۔ اس لئے کہ شوہر اور زوجہ یہ دونوں اصل وارث نہیں یہ سببی رشتہ دار ہیں نسبی نہیں ہیں اور پوتا ان دونوں کے ساتھ بمنزلہ لڑکے کے ہے اس لئے کہ مرنے والی کا نہ کوئی لڑکا ہے اور نہ والدین ہیں۔

باب: ماں باپ اور بھائیوں اور بہنوں کے لئے میراث

اگر کوئی شخص مرجائے اور اپنے ماں باپ کو چھوڑے تو ماں کے لئے ایک ثلث باپ کے لئے دو ثلث اور اگر ماں باپ اور ایک بھائی یا ایک بہن چھوڑے تو ماں کے لئے ایک ثلث اور باپ کے لئے دو ثلث ہے اور اگر وہ ماں باپ اور ایک بھائی اور دو بہنیں یا دو بھائی یا چار بہنیں پدری یا حقیقی چھوڑ جائے تو ماں کے لئے سدس (چھٹا حصہ) اور جو باقی رہے وہ سب باپ کے لئے ہے اللہ تعالیٰ کے اس قول کے بناء پر **فان کان له اخوۃ** (یعنی سوتیلے بھائی یا حقیقی بھائی) **فلامه السدس** (سورۃ نساء آیت ۱۱) (تو اس کی ماں کے لئے سدس)

اور یہ سب ماں کو ثلث سے محجوب کردیں گے اس لئے کہ یہ سب باپ کے عیال ہیں اور باپ پر ہی ان سب کا خرچ ہے تو یہ سب محجوب تو کریں گے مگر وراثت نہیں پائیں گے۔

اور جب چھوڑے ماں باپ کو اور ماں کے دوسرے شوہر سے پیدا بھائی یا بہن جتنے بھی ہوں وہ ماں کو ثلث سے محجوب نہیں کریں گے اور ورثہ نہیں پائیں گے۔

باب: ماں باپ شوہر اور بہت سے بھائی بہن کی میراث

اگر کوئی عورت اپنے شوہر کو اپنے ماں باپ اور بہت سے بھائی بہن کو چھوڑے خواہ سب حقیقی ہوں یا باپ ایک ہو ماں دوسری ہو یا ماں ایک ہو باپ دوسرا ہو۔ تو شوہر کے لئے نصف ہے اور بقیہ باپ کے لئے ہے حقیقی اور دونوں طرح کے سوتیلے بھائیوں بہنوں کے لئے باپ یا ماں کے ساتھ کچھ نہیں ہے۔

اور اسی طرح اگر وہ عورت شوہر کو اور اپنی ماں کو اور بہت سے حقیقی بھائیوں اور بہنوں کو یا باپ کی طرف سے سوتیلے یا ماں کی طرف سے سوتیلے بھائیوں اور بہنوں کو چھوڑے تو شوہر کے لئے نصف اور ماں کے لئے سدس اور جو باقی

رہ جائے گا وہ ماں کو دیدیا جائے گا اور سارے بھائی اور بہن ساقط ہو جائیں گے۔ کیونکہ ماں کا سہم مقرر ہے وہ رشتہ میں سب سے زیادہ اور بذات خود قریب ہے اور بھائی بہن دوسرے کے واسطے سے قریب ہیں۔

اور اگر کوئی عورت شوہر اور ماں اور ماں کی طرف سے چند بھائی بہن اور اپنی حقیقی بہن کو چھوڑے تو شوہر کے لئے نصف اور اب جو باقی رہ جائے وہ ماں کے لئے ہے۔

اور اگر عورت شوہر اور والدین اور اپنے حقیقی بھائیوں یا (باپ کی دوسری بیوی کے بچے) سوتیلے بھائیوں کو چھوڑے تو شوہر کے لئے نصف ماں کے لئے ایک سدس اور باقی باپ کے لئے ہے اور اگر ماں کی طرف سے سوتیلے بھائی ہوں تو شوہر کے لئے نصف اور ماں کے لئے ثلث اور باپ کے لئے سدس ہے۔

باب: وہ لوگ جو کسی کو میراث سے محجوب نہیں کرتے

(۵۶۲۰) محمد بن سنان نے علاء بن فضیل سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ علیہ السلام نے فرمایا نو زائدہ بچہ اور طفل نہ تم کو محجوب کرتا ہے اور نہ تمہیں وارث بناتا ہے لیکن وہ کہ چیخ کر اپنی زندگی کا اعلان کرے اور پیٹ کا چھپا ہوا بچہ بھی کوئی شے نہیں خواہ وہ اس میں حرکت کرے مگر یہ کہ اس کو پیدا ہوئے ایک دن اور ایک رات گزر جائے۔ اور وہ بھائی اور بہن جو ماں کے دوسرے شوہر سے ہوں خواہ ان کی تعداد کتنی ہو وہ ماں کو ایک ثلث سے محجوب نہیں کریں گے اور متعدد بھائی یا ایک بھائی دو بہنیں یا چار بہنیں خواہ سوتیلی (دوسری ماں سے) ہوں خواہ حقیقی ایک ماں باپ سے خواہ اس سے زیادہ ہوں وہ ماں کو ثلث سے محجوب نہیں کریں گی۔ اور مملوک (غلام) نہ محجوب کرے گا اور نہ کسی کو وارث کرے گا۔

باب: بھائیوں اور بہنوں کے لئے میراث

اگر کوئی شخص صرف ایک ماں باپ کا (حقیقی) بھائی چھوڑے تو کل مال اس کے لئے ہے اور اسی طرح اگر دو بھائی ہوں یا اس سے زیادہ ہوں تو مال ان کے درمیان برابر تقسیم ہوگا۔ اور اگر کوئی شخص ایک ماں باپ سے صرف ایک بہن (حقیقی) چھوڑے تو اس کے لئے نصف تو مقرر ہے اور باقی اس پر رد کر دیا جائے گا اس لئے کہ سارے رشتہ داروں میں وہ سب سے زیادہ قریب اور صاحب سہم ہے اور اسی طرح اگر وہ دو بہنوں یا اس سے زیادہ کو چھوڑے تو ان سب کے لئے دو ثلث ہے اور باقی ان سب پر رد کر دیا جائے گا صاحبان رحم کے سہم کی بناء پر اور اگر ایک ماں باپ کے حقیقی چند بھائی اور چند بہنیں ہوں تو ان سب پر مال تقسیم کر دیا جائے گا مرد کے لئے دو اور عورت کے لئے ایک کے

حساب سے اور اسی طرح سوتیلے بھائی اور بہن اگر حقیقی بھائی اور بہن نہیں ہیں تو وہ ہر جگہ حقیقی بھائیوں اور بہنوں کے قائم مقام ہونگے اور اگر کوئی شخص ایک حقیقی بھائی اور ایک سوتیلے بھائی کو چھوڑے تو سارا مال حقیقی بھائی کا ہوگا اور سوتیلا بھائی (وراثت سے) ساقط ہوجائیگا حقیقی بھائی بہن کے ساتھ سوتیلے بھائی بہن کچھ نہیں پائیں گے۔

اور اگر کوئی شخص ایک حقیقی اور ایک سوتیلی بہن کو چھوڑے تو سارا مال حقیقی کے لئے ہوگا۔ اور اگر کوئی شخص ایک حقیقی بہن اور سوتیلے بھائی کو چھوڑے تو سارا مال حقیقی بہن کے لئے ہوگا نصف مال تو اس کا مقررہ حصہ ہے اور باقی رشتہ داروں میں جو سب سے زیادہ قریبی ہے اس کے لئے اور یہی (حقیقی بہن) سب سے زیادہ قریبی ہے۔

(۵۶۲۱) نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشاد کے بموجب کہ ماں کی حقیقی اولاد میراث کی سب سے زیادہ حقدار ہے بہ نسبت سوتیلی اولاد کے:

پس کوئی شخص حقیقی بہنوں پدری (سوتیلی بہنوں) اور ایک پدری بھائی کے لڑکے کو چھوڑے تو حقیقی بہنوں کے لئے دو ثلث اور جو باقی بچا وہ بھی ان سب پر رد کردیا جائے گا اس لئے کہ یہی سب سے زیادہ قریبی رشتہ دار ہیں۔

اور اگر کوئی شخص پدری سوتیلے بھائی اور حقیقی بھائی کے لڑکے کو چھوڑے تو کل مال پدری سوتیلے بھائی کا ہوگا اس لئے کہ وہ بطن سے زیادہ قریب ہے اور اس لئے کہ پدری بھائی اگر حقیقی بھائی نہیں ہے تو وہ حقیقی بھائی کا قائم مقام ہوگا اور جب وہ حقیقی بھائی کے قائم مقام ہے جو بطن سے زیادہ قریب تھا تو بھائی کے لڑکے سے زیادہ میراث کا حقدار ہے اور اگر کوئی شخص ایک حقیقی بھائی اور مادری بھائی کو چھوڑے تو مادری بھائی کے لئے ایک سدس ہے اور باقی حقیقی بھائی کے لئے ہے۔

اور اگر کوئی شخص حقیقی بھائیوں اور بہنوں اور ایک مادری بہن کو چھوڑے تو مادری بہن کے لئے ایک سدس ہے اور باقی حقیقی بھائیوں اور بہنوں کے لئے مرد کے لئے دو حصہ اور عورت کے لئے ایک حصہ کے حساب سے ہوگا۔

اور اگر کوئی شخص ایک حقیقی بہن اور ایک مادری بہن یا بھائی چھوڑے تو مادری بہن یا بھائی کے لئے ایک سدس ہے اور باقی حقیقی بہن کے لئے ہے۔ (نصف اس کا معینہ حصہ اور باقی رد کی حیثیت سے)۔

اور اگر کوئی شخص دو (۲) مادری بھائی یا دو (۲) مادری بہن یا اس سے زیادہ چھوڑے اور حقیقی بھائی چھوڑے تو مادری بھائیوں یا بہنوں کا ایک ثلث ہے جو ان کے درمیان مساوی تقسیم ہوگا اور بقیہ حقیقی بھائیوں کے لئے ہے۔

اور مادری بھائی یا بہن اگر ایک ہے تو اس کے لئے سدس ہے اور اگر ایک سے زیادہ ہیں خواہ مرد ہوں یا عورت تو ان کے لئے ثلث ہے نہ ان کے لئے ثلث سے زیادہ ہے اور نہ سدس سے کم ہے اگر ایک ہے تو اس وقت اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ وان کان رجل یورث کلالۃ او امراۃ و لہ اخ او اخت فلکل واحد منھما السدس فان کانوا اکثر من ذلک فھم شرکاء فی الثلث (سورۃ نساء۔ آیت ۱۲) (اور اگر کوئی

شخص اپنے مادری ایک بھائی یا ایک بہن کو وارث چھوڑے تو اس میں سے ہر ایک کا خاص چیزوں میں چھٹا حصہ ہے۔ اور اگر اس سے زیادہ ہوں تو سب کے سب ایک خاص تہائی میں شریک رہیں گے)۔

اور اگر کوئی شخص ایک پدری بھائی اور ایک مادری اور ایک حقیقی بھائی کو چھوڑے تو مادری بھائی کے لئے ایک سُدُس اور جو کچھ باقی ہے وہ سب حقیقی بھائی کے لئے ہے اور پدری بھائی ساقط ہو جائے گا۔

اور اگر کوئی شخص مادری بھائیوں اور بہنوں کو اور حقیقی بھائیوں اور بہنوں کو اور پدری بھائیوں اور بہنوں کو چھوڑے تو مادری بھائیوں اور بہنوں کے لئے ایک ثلث ہے اور اس میں عورت اور مرد دونوں برابر ہونگے اور جو باقی ہے وہ حقیقی بھائیوں اور بہنوں کے لئے ہے مرد کے لئے دو (۲) اور عورت کے لئے ایک کے حساب سے اور پدری بھائی اور بہن ساقط ہو جائیں گے۔

اور کوئی شخص ایک مادری بہن اور حقیقی ایک بہن اور پدری ایک بہن چھوڑے تو مادری بہن کے لئے ایک سدس ہے اور جو باقی ہے وہ حقیقی بہن کے لئے ہے اور پدری بہن ساقط ہو جائیگی۔

اور اگر کوئی شخص مادری دو (۲) بہنیں اور حقیقی دو (۲) بہنیں اور پدری (۲) دو بہنیں چھوڑے تو مادری دونوں بہنوں کے لئے ایک ثلث ان دونوں کے درمیان برابر برابر اور جو باقی ہے وہ حقیقی دونوں بہنوں کے لئے ہے اور پدری دونوں بہنیں ساقط ہو جائینگی۔

اور اگر کوئی شخص ایک حقیقی اور مادری کئی بھائی اور کئی بہنیں اور ایک حقیقی بھائی کا لڑکا چھوڑے تو مادری بھائی بہنوں کے لئے ایک ثلث ہے جس میں مرد اور عورت دونوں برابر برابر ہیں۔ اور جو باقی ہے وہ حقیقی بہن کے لئے ہے اور حقیقی بھائی کا لڑکا ساقط ہو جائے گا۔

اور اگر کوئی شخص ایک پدری بھائی اور ایک مادری بھائی کا لڑکا چھوڑے تو سارا مال پدری بھائی کا ہوگا۔

اور اگر کوئی شخص ایک مادری بھائی اور حقیقی بھائی کا ایک لڑکا چھوڑے تو سارا مال مادری بھائی کا ہوگا اور حقیقی بھائی کا لڑکا ساقط ہو جائے گا۔

اور اس مسئلہ میں فضل بن شاذان نے غلطی کی ہے وہ کہتے ہیں کہ مادری بھائی کے لئے سُدُس ہے۔ اور اس کا یہ سہم مقرر ہے۔ اس کے بعد جو باقی رہ جائے وہ حقیقی بھائی کے لڑکے کے لئے ہے اور اس کے متعلق ایک کمزور سی دلیل پیش کی ہے اور کہا ہے کہ اس لئے کہ حقیقی بھائی کا لڑکا ایسے بھائی کا قائم مقام ہے جو کل مال کا مستحق ہے ازروئے کتاب اس لئے وہ بمنزلہ حقیقی بھائی کے اور اسے ماں کی وجہ سے زیادہ قربت حاصل ہے۔

مصنف علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ بھائی کا لڑکا بھائی کے بمنزلہ اس وقت ہوگا جب کوئی بھائی نہ ہو اور جب اس کے بھائی ہے تو بھائی کا لڑکا بھائی کے بمنزلہ نہیں ہوگا جیسے بیٹے کا بیٹا (پوتا) جب مرنے والے کا کوئی بیٹا نہ ہو اور نہ ماں

باپ ہوں اور دین خدا میں اگر قیاس جائز ہوتا تو اگر کوئی شخص ایک پدری بھائی چھوڑتا اور حقیقی بھائی کا لڑکا چھوڑتا تو سارا مال حقیقی بھائی کے بیٹے کے لئے ہوتا۔ پدری چچا اور حقیقی چچا پر قیاس کرتے ہوئے کیونکہ سارا مال حقیقی چچا کے لئے ہوتا ہے اس لئے کہ اس نے دونوں قسم کے کلالے جمع کر لئے ہیں (یعنی باپ بھی دوسرا ماں بھی دوسری) اور یہ ائمہ علیہم السلام کی احادیث ماثورہ میں ہیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے سر تسلیم خم کرنا واجب ہے۔

اور اس مسئلہ میں فضل کہتے ہیں کہ مال پدری بھائی کے لئے ہے اور حقیقی بھائی کا لڑکا ساقط ہو جائے گا اور ان کے اس قیاس سے یہ لازم آتا ہے کہ مال حقیقی بھائی کے لڑکے اور پدری بھائی کے درمیان تقسیم ہونا چاہیئے کیونکہ بھائی کے لڑکے کی قربت زیادہ ہے ماں کی وجہ سے اور وہ اس سے بھی زیادہ قربت رکھتا ہے جو پورے کا حقدار ہوتا جس کا سہم مقرر تھا اور جس کے ساتھ پدری بھائی کوئی وراثت نہیں پاتا۔

اور اگر کوئی شخص مادری بھائی کے لڑکے اور حقیقی بھائی کے لڑکے اور پدری بھائی کے لڑکے کو چھوڑے تو مادری بھائی کے لڑکے کے لئے سدس اور باقی سب حقیقی بھائی کے لڑکے کے لئے ہے اور پدری بھائی کا لڑکا ساقط ہو جائے گا۔

اور اگر کوئی پدری بھائی کے لڑکے کو اور حقیقی بھائی کے لڑکے کو چھوڑے تو سارا مال حقیقی بھائی کے لڑکے کے لئے ہے اور پدری بھائی کا لڑکا ساقط ہو جائے گا۔

اور اگر کوئی مادری بہن کی لڑکی اور حقیقی بہن کی لڑکی اور پدری بہن کی لڑکی کو چھوڑے تو مادری بہن کی لڑکی کے لئے سدس ہے اور باقی سب حقیقی بہن کی لڑکی کے لئے اور پدری بہن کی لڑکی ساقط ہو جائے گی۔

اور اگر کوئی شخص حقیقی بھائی کی لڑکی اور حقیقی بھائی کے لڑکوں کو چھوڑے تو اگر یہ ایک ہی بھائی کی اولادیں ہیں تو مال ان سب کے درمیان مرد کے لئے دو اور عورت کے لئے ایک کے حساب سے تقسیم ہوگا اور اگر یہ لڑکی کسی اور بھائی کی ہے اور لڑکے کسی اور بھائی کے ہیں تو اس بھائی کی لڑکی میراث میں اپنے باپ کا نصف حصہ پائے گی۔ اور لڑکے اپنے باپ کا نصف حصہ میراث پائیں گے۔

اور اگر کوئی شخص مادری بھائی کے لڑکے کو اور حقیقی بھائی کے لڑکے کے لڑکے کے لڑکے (پڑپوتے) کو چھوڑے تو سارا مال مادری بھائی کے لڑکے کے لئے ہے اس لئے کہ وہ زیادہ قریب ہے ایسا نہیں ہے جیسا فضل بن شاذان کہتے ہیں کہ مادری بھائی کے لڑکے کو ایک سدس اور باقی حقیقی بھائی کے پڑپوتے کے لئے ہے اس لئے کہ یہ اس اصل کے خلاف ہے جس پر اللہ تعالیٰ نے فرائض و میراث کی بنیاد رکھی ہے۔

اور اگر کوئی حقیقی بھائی یا پدری بھائی یا مادری بھائی کے پڑپوتے کو اور چچا کو یا پھوپھی کو یا ماموں کو یا خالہ کو چھوڑے تو سارا مال بھائی کے پڑپوتے کے لئے ہے اس لئے کہ بھائی کی اولاد خواہ وہ کتنے ہی نیچے طبقے کی ہو وہ باپ کی

اولاد ہے اور چچا اور پھوپھی دادا کی اور ماموں اور خالہ نانا کی اولاد ہیں اور باپ کی اولاد خواہ کتنے نیچے طبقہ کی ہو وہ میراث کی زیادہ حقدار ہے بہ نسبت دادا اور نانا کی اولاد کے اور یہی اصول جاری رہے گا پدری یا مادری یا حقیقی بہن کی اولاد کے لئے بھی ان کے ساتھ چچا اور پھوپھی اور ماموں اور خالہ میراث نہیں پائیں گے جس طرح لڑکے کے لڑکے (پوتے) خواہ کتنے ہی نیچے طبقہ کے ہوں ان کے ساتھ پدری یا مادری یا حقیقی بھائی بہن میراث نہیں پائیں گے۔

(۵۶۲۲) ابن ابی عمیر نے ابن اذینہ سے انہوں نے بکیر بن اعین سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ ایک عورت مر گئی اور اس نے شوہر اور مادری بھائیوں اور پدری بھائیوں کو چھوڑا۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا شوہر کے لئے نصف (یعنی تین سہم) (۵۰ فی صد) اور مادری بھائیوں کے لئے ایک ثلث (۳۳.۳۳ فی صد) جس میں عورت مرد سب برابر اور باقی رہ گیا ایک سہم (۱۶.۶۷ فی صد) تو وہ پدری بھائیوں اور بہنوں کے لئے ہے مرد کے لئے دو (۲) اور عورت کے لئے ایک حصہ کے حساب سے۔

(۵۶۲۳) راوی کا بیان ہے کہ ایک شخص حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں آیا اور اس نے ایک ایسی عورت کے متعلق دریافت کیا جس نے شوہر اور اپنے مادری بھائیوں اور اپنی پدری بہن کو چھوڑا۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ شوہر کے لئے نصف یعنی تین سہم اور مادری بھائیوں کے لئے دو سہم اور پدری بہن کے لئے ایک سہم ہے۔ اس شخص نے کہا لیکن زید بن ثابت کے احکام فرائض اور عامہ کے احکام فرائض تو اس کے سوا کچھ اور ہیں اے ابو جعفر علیہ السلام وہ لوگ کہتے ہیں کہ پدری بہن کے لئے تین سہم ہیں یہ چھ میں سے ہیں جو عول کر کے آٹھ کر دیا جائے گا۔ امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا وہ لوگ ایسا کیوں کہتے ہیں؟ اس شخص نے کہا اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے کہ **و له اخت فلها نصف ماترک** (سورہ نساء آیت ۱۷۶) (اس کی بہن ہے تو اس کے لئے ترکہ میں سے نصف ہے) حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا اور اگر بہن کے بدلے بھائی ہو؟ اس شخص نے کہا تو اس کے لئے سدس کے سوا کچھ نہیں ہے۔ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا تم لوگوں کو کیا ہو گیا ہے کہ بھائی کا حصہ کم کر دیا اگر تم لوگ دلیل میں یہ کہتے ہو کہ بہن کے لئے نصف ہے اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کے لئے نصف مقرر کر دیا ہے تو اللہ تعالیٰ نے تو بھائی کے لئے پورا مقرر کیا ہے اور کل تو نصف سے زیادہ ہے اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے اگر بہن کے لئے کہا ہے **فلها نصف ماترک** تو بھائی کے لئے کہا ہے **وهو يرثها ان لم يكن لها ولد** (سورۃ نساء آیت ۱۷۶) (اور وہ بھائی وارث ہے اس بہن کا اگر اس کا بیٹا نہ ہو) یعنی وہ اس کے سارے مال کا وارث ہوگا اگر اس کے کوئی اولاد نہیں ہے تو جس کو اللہ تعالیٰ نے سب دیا ہے اس کو تم لوگ کسی سہم میں سے کچھ بھی نہیں دیتے اور جس کو اللہ تعالیٰ نے نصف کہا ہے اس کو پورا حصہ دیتے ہو اور کہتے ہو کہ شوہر کے لئے نصف اور ماں اور مادری بھائیوں اور پدری بہن کہتے ہو پس دیتے ہو شوہر کے لئے نصف اور ماں کے لئے سدس، مادری بھائیوں کے لئے ثلث، پدری بہن کے لئے

نصف تم لوگوں نے نو (۹) حصے کر دیے حالانکہ چھ حصے ہیں عول (زیادہ) کر کے نو (۹) حصے کر دیئے۔ اس شخص نے کہا وہ لوگ یہی کہتے ہیں۔ حضرت ابو جعفر امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ اگر پدری بہن کی جگہ بھائی ہو؟ اس شخص نے کہا پھر اس کے لئے کچھ نہیں ہے مگر آپ علیہ السلام اس کے لئے کیا کہتے ہیں۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا ماں کے ساتھ حقیقی بھائیوں اور پدری بھائیوں کے لئے کچھ نہیں ہے۔

باب: زوج و زوجہ کی میراث بھائیوں اور بہنوں کے ساتھ

اگر کوئی شخص مرجائے اور ایک زوجہ اور پدری بھائی یا حقیقی بھائی یا مادری بھائی کو چھوڑے تو زوجہ کے لئے ایک چوتھائی (۲۵ فی صد) اور بقیہ (۷۵ فی صد) بھائی کے لئے ہے اور اسی طرح اگر زوجہ اور پدری بہن یا حقیقی بہن یا مادری بہن کو چھوڑے تو زوجہ کے لئے ربع (۲۵ فی صد) اور بقیہ بہن کے لئے ہے۔

اور اگر ایک زوجہ اور مادری بھائی اور حقیقی بھائی اور مادری بھائی کو چھوڑے تو زوجہ کے لئے اور مادری بہن کے لئے سدس (۱۶.۶۶ فی صد) اور جو باقی رہ گیا (۸۳.۳۴ فی صد) وہ حقیقی بھائی کے لئے ہے اور پدری بھائی ساقط ہوجائے گا۔

اور اگر ایک زوجہ ایک مادری بھائی ایک مادری بہن یا متعدد مادری بھائی اور بہن اور متعدد حقیقی بھائی اور بہن اور متعدد پدری بھائی اور بہن کو چھوڑے تو زوجہ کے لئے ربع (۲۵ فی صد) ہے۔ اور مادری بھائی بہنوں کے لئے ثلث (۳۳.۳۳ فی صد) جس میں مرد عورت برابر کے حصہ دار ہیں۔ جو باقی ہے۔ (۴۱.۶۷ فی صد) اس میں حقیقی بھائی بہن ہیں جو مرد کے لئے دو اور عورت کے لئے ایک کے حساب سے حصہ پائیں گے۔ اور پدری بھائی بہن ساقط ہوجائیں گے۔

اور اگر کوئی عورت اپنے شوہر کو اور اپنے پدری بھائی یا مادری یا حقیقی بھائی کو چھوڑے تو شوہر کے لئے نصف اور جو باقی رہا وہ بھائی کے لئے ہے اور اسی طرح اگر وہ اپنے شوہر اور پدری یا مادری یا حقیقی بہن کو چھوڑے تو شوہر کے لئے نصف اور جو باقی رہا وہ بہن کے لئے ہے۔

اور اگر عورت اپنے شوہر کو اور متعدد مادری بھائیوں اور بہنوں کو اور متعدد حقیقی بھائیوں اور بہنوں اور متعدد پدری بھائیوں اور بہنوں کو چھوڑے تو شوہر کے لئے نصف اور مادری بھائیوں اور بہنوں کے لئے ثلث ($\frac{1}{3}$) جو وہ آپس میں برابر برابر تقسیم کرلیں گے۔ اور جو چھٹا حصہ باقی رہ گیا وہ حقیقی بھائیوں اور بہنوں کے لئے ہے۔ جس میں مرد کو دو اور عورت کو ایک کے حساب سے ملے گا۔

اور اگر وہ عورت اپنے شوہر اور مادری بھائی اور ایک حقیقی بھائی اور ایک پدری بھائی کو چھوڑے تو شوہر کے

لئے نصف (۵۰ فی صد) اور مادری بھائی کے لئے ایک سدس اور جو باقی رہا وہ حقیقی بھائی کے لئے ہے۔ اور پدری بھائی ساقط ہو جائے گا۔

باب: داداؤں اور دادیوں کے لئے میراث

(۵۶۲۴) محمد بن ابی عمیر نے ابن اذینہ سے انہوں نے زرارہ سے روایت کی ہے انہوں نے کہا کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے جد کے فریضہ (میراث میں حصہ) کے متعلق دریافت کیا تو آپ علیہ السلام نے فرمایا میرے علم میں کوئی شخص نہیں جو اس مسئلہ میں اپنی رائے سے نہ کہتا ہو سوائے علی ابن ابی طالب علیہ السلام کے وہ اس مسئلہ میں وہ کہتے ہیں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

(۵۶۲۵) یحییٰ بن ابی عمران نے یونس سے انہوں نے ایک شخص سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ دادا، دادی، اور نانا، نانی یہ سب وارث بنیں گے۔

(۵۶۲۶) حسین بن سعید نے ابن ابی عمیر سے انہوں نے جمیل سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم باپ کی ماں یعنی دادی کو (ترکہ میں سے) سدس کھانے کو دلایا کرتے جبکہ دادی کا لڑکا زندہ ہوتا۔ اور ماں کی ماں یعنی نانی کو بھی (ترکہ میں سے) سدس کھانے کے لئے دلایا کرتے جبکہ نانی کی بیٹی زندہ ہوتی۔

(۵۶۲۷) احمد بن محمد بن ابی نصر بزنطی سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا کہ مجھ سے بیان کیا حماد بن عثمان نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے عبدالرحمن بن ابی عبداللہ بصری نے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے راوی کا بیان ہے کہ میں نے آنجناب علیہ السلام سے عرض کیا کہ میری بیٹی مر گئی اور میری ماں زندہ ہیں تو ابان بن تغلب نے کہا کہ اس کے لئے کچھ نہیں ہے تو حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا سبحان اللہ ارے ایک سہم اسے بھی دو یعنی سدس۔

(۵۶۲۸) حسن بن محبوب نے سعد بن ابی خلف سے انہوں نے حضرت امام ابوالحسن موسیٰ علیہ السلام سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ آنجناب علیہ السلام سے دریافت کیا گیا لڑکی کی لڑکیوں (نواسیوں) اور جد کے متعلق تو آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ جد کے لئے ایک سدس ہے اور باقی نواسیوں کا ہے۔

(۵۶۲۹) حسن بن علی بن فضّال نے عبداللہ بن بکیر سے انہوں نے زرارہ سے انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (دادی، نانی) کو ایک سدس

کھانے کے لئے دلایا کرتے حالانکہ اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے کوئی حصہ فرض نہیں کیا۔

(۵۶۳۰) یعقوب بن یزید نے یحییٰ بن مبارک سے انہوں نے عبداللہ بن جبلہ سے انہوں نے ابی جمیلہ سے انہوں نے اسحاق بن عمّار سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے والدین اور نانی کے متعلق دریافت کیا تو آپ علیہ السلام نے فرمایا ماں کے لئے سدس اور نانی کے لئے سدس اور جو دو ثلث باقی ہیں وہ باپ کے لئے ہیں۔

(۵۶۳۱) اور معاویہ بن حکیم کی روایت میں علی بن الحسن بن رباط سے ہے انہوں نے اس کو مرفوع کیا ہے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی طرف آپ علیہ السلام نے فرمایا جدّہ کے لئے اپنے بیٹے کے ساتھ اور اپنی بیٹی کے ساتھ ایک سدس ہے۔

(۵۶۳۲) حسن بن محبوب نے علی بن رئاب سے انہوں نے ابی عبیدہ سے انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے ایک شخص کے متعلق جو مر گیا اور اس نے اپنی ایک زوجہ چھوڑی اور اپنی ایک بہن اور اپنے جد کو چھوڑا آپ علیہ السلام نے فرمایا مال کے چار سہم ہونگے ایک سہم (ربع) زوجہ کو (۲۵ فی صد) ایک سہم بہن کو (۲۵ فی صد) اور دو سہم جد کو (۵۰ فی صد)۔

(۵۶۳۳) ابان نے بکیر اور حلبی سے اور انہوں نے ان دونوں ائمہ علیہما السلام میں سے کسی ایک سے روایت کی کہ آپ علیہ السلام نے فرمایا مادری بھائی کے لئے جد کے ساتھ ایک ثلث ہے اور وہ پدری بھائیوں کے ساتھ شریک ہوگا۔

(۵۶۳۴) حسن بن محبوب نے عبداللہ بن سنان سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے ایک مرتبہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا کہ ایک شخص نے اپنے ایک مادری بھائی کو چھوڑا اور اس کے سوا کسی کو وارث نہیں چھوڑا آپ علیہ السلام نے فرمایا سارا مال اس کے لئے ہے۔ میں نے عرض کیا اور اگر اس مادری بھائی کے ساتھ جد بھی ہو؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا پھر مادری بھائی کو ایک سدس دیا جائے گا اور باقی جد کو دیا جائے گا۔

(۵۶۳۵) محمد بن فضیل نے ابی الصّباح سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے آنجناب علیہ السلام سے جد کے ساتھ مادری بھائیوں کے متعلق دریافت کیا تو آپ علیہ السلام نے فرمایا مادری بھائیوں کا حصہ جد کے ساتھ ایک ثلث ہے۔

(۵۶۳۶) حسن بن محبوب نے خالد بن جریر سے انہوں نے ابی الربیع سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے مادری بھائیوں کے ساتھ جد کے متعلق دریافت کیا تو آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ کتاب علی علیہ السلام میں ہے مادری بھائی جد کے ساتھ ایک ثلث کے وارث ہونگے۔

(۵۶۳۷) ابن محبوب نے عبداللہ بن سنان اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے ان کا

بیان ہے کہ میں نے آنجناب علیہ السلام سے پدری بھائی اور جد کے متعلق دریافت کیا تو آپ علیہ السلام نے فرمایا مال ان دونوں کے درمیان برابر برابر تقسیم ہوگا۔

(۵۶۳۸) ابن محبوب نے خالد بن جریر سے انہوں نے ابی الربیع سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ حضرت علی علیہ السلام پدری بھائی کو جد کے ساتھ بمنزلہ رکھتے تھے۔

(۵۶۳۹) ابن اذینہ نے زرارہ اور بکیر اور محمد بن مسلم اور فضیل اور برید بن معاویہ سے اور انہوں نے دونوں ائمہ علیہم السلام میں سے کسی ایک سے روایت کی ہے کہ پدری بھائیوں کے ساتھ جد بھی بھائیوں کی طرح ایک بھائی ہے۔

(۵۶۴۰) حسن بن محبوب نے علی بن رئاب سے انہوں نے زرارہ سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص مرگیا اور اس نے اپنا ایک حقیقی بھائی اور اپنا جد چھوڑا۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ مال ان سب کے درمیان برابر تقسیم ہوگا خواہ دو بھائی ہوں یا سو اور جد بھی ان کے ساتھ اسی طرح ہوگا جیسے ان میں سے ایک ہے اور جد کو بھی ایک بھائی کے برابر حصہ ملے گا۔

(۵۶۴۱) حماد نے حریز سے انہوں نے فضیل یا کسی دوسرے سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ علیہ السلام نے فرمایا جد بھی بھائیوں میں شریک ہے اور اس کا حصہ بھی ایک بھائی کے حصہ کے برابر ہے بھائی خواہ کتنے ہوں زیادہ ہوں یا کم۔

(۵۶۴۲) محمد بن ولید نے حماد بن عثمان سے انہوں نے اسماعیل بن جعفی سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا ہے وہ فرما رہے تھے کہ جد بھائیوں کے برابر مال کی تقسیم میں شریک ہوگا خواہ وہ ایک ہزار ہی کیوں نہ ہوں۔

(۵۶۴۳) ابن ابی عمیر نے ابن مسکان سے انہوں نے ابی بصیر سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا کہ ایک شخص مرگیا اور اس نے ایک جد اور چھ بھائی چھوڑے آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ جد بھی مثل ان میں سے ایک کے ہے۔

(۵۶۴۴) یونس کی روایت میں سیف بن عمیرہ سے ہے انہوں نے اسحاق بن عمار سے انہوں نے ابی بصیر سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو چھ بھائی اور ایک جد کے متعلق فرماتے ہوئے سنا آپ علیہ السلام نے جد کے متعلق کہا کہ جد ان میں ساتواں ہوگا۔

(۵۶۴۵) ابن محبوب نے عبداللہ بن سنان سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے آنجناب علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص نے چند حقیقی بھائی اور بہن کو اور جد کو چھوڑا آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ جد بھی بھائیوں کے مانند ایک ہے اور مال ان سب کے درمیان مرد کے لئے دو حصہ اور

عورت کے لئے ایک کے حساب سے تقسیم ہوگا۔

(۵۶۴۶) ابن محبوب نے علی بن رئاب سے انہوں نے ابی عبیدہ سے انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ آنجناب علیہ السلام سے چچا زاد بھائی اور جد کے متعلق دریافت کیا گیا تو آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ سارا مال جد کے لئے ہے۔

(۵۶۴۷) بزنطی نے مثنیٰ سے انہوں نے حسن صیقل سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے آنجناب علیہ السلام سے عرض کیا ایک بھائی کا لڑکا ہے اور جد ہے آپ علیہ السلام نے فرمایا مال ان دونوں کے درمیان نصف نصف ہوگا۔

(۵۶۴۸) حسن بن محبوب نے سعد بن ابی خلف سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کے بعض اصحاب سے بہن کی لڑکیوں اور جد کے متعلق روایت کی ہے کہ انہوں نے کہا کہ بہن کی لڑکیوں کے لئے ثلث اور باقی جد کے لئے ہے۔

(۵۶۴۹) حسن بن علی بن نعمان نے عبداللہ بن نمیر سے انہوں نے اعمش سے انہوں نے سالم بن ابی جعد سے روایت کی ہے کہ حضرت علی علیہ السلام نے جدہ کو سارا مال دیا۔

مصنف علیہ الرحمہ فرماتے ہے کہ آنجناب علیہ السلام نے جدہ کو سارا مال اس لئے دیا کہ اس کے سوا کوئی اور میت کا وارث نہ تھا۔

(۵۶۵۰) حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام سے روایت ہے کہ آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ جو شخص چاہتا ہے کہ خود کو جہنم کے جراثیم (سانپ بچھو وغیرہ) کے حوالہ کردے تو وہ جد کے متعلق کچھ کہے۔

اور ابن سیرین نے ابی عبیدہ سے روایت کی ہے کہ انہوں نے کہا کہ جد کے متعلق بعض صحابہ سے سو (۱۰۰) باتیں سنیں جو ایک دوسرے سے مختلف ہیں۔

اور فضل بن شاذان کہتے ہیں کہ تمہیں معلوم ہو کہ جد ہمیشہ بھائی کے بمنزلہ ہے جہاں بھائی میراث پائے گا وہاں جد بھی میراث پائے گا جہاں وہ ساقط ہوگا وہاں یہ بھی ساقط ہوگا۔ مگر فضل نے یہ غلط کہا اس لئے کہ جد لڑکے کے لڑکے (پوتے) کے ساتھ میراث پائے گا اور بھائی اس کے ساتھ میراث نہیں پائے گا۔ اور جد باپ کی طرف سے باپ کے ساتھ میراث پائے گا۔ نانا ماں کی طرف سے ماں کے ساتھ میراث پائے گا۔ مگر بھائی، باپ اور ماں کے ساتھ میراث نہیں پائے گا۔ تو پھر جد ہمیشہ بھائی کے بمنزلہ کیسے ہوگیا اور جہاں وہ میراث پائے گا وہاں یہ کیسے میراث پائے گا اور جہاں وہ ساقط ہو وہاں کیسے ساقط ہوگا۔ بلکہ جد بھائیوں کے ساتھ ان میں سے ایک کے بمنزلہ ہے۔ لیکن جہاں وہ میراث پائے وہاں یہ میراث پائے اور جہاں وہ ساقط ہو وہاں یہ بھی ساقط ہو تو ایسا نہیں ہے۔

اور فضل نے اس پر کچھ دلیلیں بھی پیش کی ہیں۔

(۵۶۵۱) وہ حدیث جس کی روایت کی ہے فراس نے شعبی سے انہوں نے ابن عباس سے ان کا بیان ہے کہ حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام نے مجھے خط لکھا چھ (۶) بھائیوں اور جد کے متعلق کہ جد کو بھی ان میں سے ایک کے مانند قرار دو اور میری اس تحریر کو محو کردو۔

تو حضرت علی علیہ السلام نے جد کو ان سب کے ساتھ ساتواں قرار دیا اور آپ علیہ السلام کا یہ کہنا کہ میری اس تحریر کو محو کردینا تو اس لئے کہ آپ علیہ السلام نے یہ پسند نہیں کیا کہ سابقہ ادوار کے خلاف حکم دینے پر لوگ انہیں تنقید کا نشانہ بنائیں لیکن یہ بھی فضل بن شاذان کے لئے حجت نہیں بن سکتی اس لئے کہ یہ حدیث صرف یہ ثابت کرتی ہے کہ بھائیوں کے ساتھ جد بھی ان میں سے بمنزلہ ایک کے سمجھا جائے گا۔ یہ ثابت نہیں ہوتا کہ جد ہمیشہ بھائی کے بمنزلہ شمار ہوگا اور نہ یہ ثابت ہوتا کہ جہاں بھائی وارث بنے وہاں یہ بھی وارث بنے اور جہاں بھائی ساقط ہو وہ بھی ساقط ہو۔

اور ہمارے مخالفین نے یہ روایت کی ہے کہ عمر کی بیٹی کی بیٹی (نواسی) مرگئی اور اس نے انہیں چھوڑا اور دو بھائیوں کو چھوڑا تو عمر نے اس کے متعلق زید بن ثابت سے مسئلہ دریافت کیا۔ زید نے کہا کہ میری رائے تو یہ ہے کہ مال تم لوگوں پر تین حصے کرکے تقسیم کردیا جائے۔ تو عمر نے زید بن ثابت کا قول اختیار کیا اور اپنی ذات کو جد ہوتے ہوئے بھائی قرار دیا۔ لیکن ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے حقیقی بھائی اور اور پدری بھائی اور جد کے متعلق کہا ہے کہ مال حقیقی بھائی اور جد پر نصف نصف تقسیم ہوگا۔ اور پدری بھائی کے لئے کچھ نہیں ہوگا تو انہوں نے بھی جد کو بھائی قرار دیا گویا میت نے دو حقیقی بھائی اور ایک پدری بھائی چھوڑا اور جد کو بھائی قرار دیا اور یہ بات جو ہم لوگ کہتے ہیں اس کے موافق ہے۔

اور اگر کوئی شخص ایک مادری بہن اور ایک مادری بھائی اور نانا اور نانی اور ایک حقیقی بہن اور ایک پدری بھائی چھوڑے تو مادری بھائی بہن اور نانا اور نانی کے لئے ایک ثلث اس میں مرد و عورت برابر ہیں اور جو باقی رہے وہ سب حقیقی بہن کا ہے اور پدری بھائی ساقط ہو جائے گا۔

اور اگر متعدد مادری بھائی اور متعدد مادری بہنیں اور نانا اور نانی اور متعدد حقیقی بھائیوں اور بہنوں اور دادا اور دادی اور متعدد پدری بھائیوں اور بہنوں کو چھوڑے تو مادری بھائیوں اور بہنوں اور نانا نانی کے لئے ایک ثلث ہے اس میں مرد عورت سب برابر ہونگے اور جو باقی رہ جائے وہ سب حقیقی بھائیوں اور بہنوں اور دادا اور دادی کا ہے مرد کے لئے دو (۲) حصہ اور عورت کے لئے ایک (۱) حصہ کے حساب سے اور پدری بھائی بہن ساقط ہوجائیں گے۔

اور اگر کوئی شخص مادری بھائیوں اور بہنوں کو اور نانا اور نانی کو اور حقیقی بھائیوں اور بہنوں کو اور دادا اور

دادی کو اور پدری بھائیوں کو اور بہنوں کو چھوڑ جائے تو مادری بھائیوں اور بہنوں اور نانا اور نانی کے لئے ایک ثلث ہے اس میں مرد و عورت سب برابر ہیں۔ اور پدری بھائی بہن ساقط ہو جائیں گے۔

اگر کوئی ایک مادری بھائی اور نانا اور ایک حقیقی بھائی اور دادا اور پدری بھائی کو چھوڑ جائے تو مادری بھائی اور نانا کے لئے ایک ثلث ان دونوں کے درمیان برابر برابر تقسیم ہوگا اور جو باقی ہے وہ حقیقی بھائی اور دادا کے لئے ہے دونوں کے درمیان نصف نصف اور پدری بھائی ساقط ہو جائے گا۔

اور اگر کوئی شخص زوجہ اور مادری بھائی اور نانا اور پدری بھائی کو چھوڑ جائے تو مادری بھائی اور نانا کے لئے ایک ثلث ان دونوں کے درمیان برابر برابر تقسیم ہوگا اور جو باقی ہے وہ پدری بھائی کے لئے ہے۔

اور اگر کوئی عورت اپنے شوہر اور اپنے پوتے کو اور دادا کو اور اپنے حقیقی بھائیوں اور بہنوں کو چھوڑے تو شوہر کے لئے ربع (چوتھائی) اور جد کے لئے سدس (چھٹا) ہے اور جو باقی رہا وہ پوتے کے لئے ہے۔ اور بھائی بہن ساقط ہو جائیں گے۔

اور اگر کوئی عورت اپنے شوہر کو اور اپنے والدین اور اپنے نانا یعنی ماں کے باپ کو چھوڑے تو شوہر کے لئے نصف ہے ماں کے لئے ثلث اور اسی ثلث میں نصف لے کر نانا کو دیدیا جائے گا جو سدس ہوگا پورے مال میں سے اور باپ کے لئے سدس ہوگا۔ (شوہر ۱/۲، ماں ۱/۶، نانا ۱/۶، باپ ۱/۶)۔

اور اگر کوئی شخص اپنے والدین اور دادا اور نانا کو چھوڑے تو ماں کے لئے سدس اور نانا کے لئے سدس اور باپ کے لئے نصف (۱/۲) اور دادا کے لئے سدس ہے۔

اور اگر کوئی شخص اپنے باپ کو اور نانا کو چھوڑے تو سارا مال باپ کے لئے ہے۔

اور اگر کوئی شخص اپنی ماں کو اور دادا کو چھوڑے جو اس کے باپ کا باپ ہے تو مال ماں کے لئے ہے اس لئے کہ دادا تو باپ کا باپ ہے اور اس کے لئے سدس اس کے بیٹے کے حصے میں سے اس کی خوراکی کے لئے ہے۔ اور اسی طرح ماں کا باپ (نانا) اس کے لئے بھی سدس اس کی بیٹی کے مال سے اس کی خوراکی کے لئے ہے۔

اور اگر کوئی شخص اپنی زوجہ کو اور اپنے والدین کو اور اپنے دادا کو اور اپنے نانا کو چھوڑے تو زوجہ کے لئے ربع اور ماں کے لئے سدس اور نانا کے لئے سدس (چھٹا) دادا کے لئے سدس اور باقی باپ کے لئے ہے۔

اور اگر کوئی عورت اپنے شوہر کو اور اپنے والدین کو اپنے دادا کو اور اپنے نانا کو چھوڑے تو شوہر کے لئے نصف اور ماں کے لئے سدس نانا کے لئے سدس اور باپ کے لئے سدس اور دادا یعنی باپ کا باپ ساقط ہو جائے گا۔

اور یہی وہ موقع ہے جہاں دادا میراث نہیں پائے گا باپ کے ساتھ اور اس کا سبب یہ ہے کہ اس کو میراث سدس اس کے بیٹے کے مال سے خوراکی کے لئے ہے۔ اور جب اس کے بیٹے نے صرف ایک سدس میراث پائی تو اس کا

خورا کی کا حصہ ساقط ہو گیا۔

اور اگر کوئی عورت اپنے شوہر اور اپنے والدین کو اور اپنے دادا کو اور اپنے نانا کو اپنے متعدد پدری یا حقیقی بھائیوں بہنوں کو چھوڑے تو شوہر کے لئے نصف (۱/۲) اور ماں کے لئے سدس اور دادا کے لئے سدس اور جو باقی رہا وہ باپ کے لئے اور نانا میراث سے ساقط ہو جائے گا۔ اور یہی وہ موقع ہے جہاں نانا میراث نہیں پائے گا ماں کے ساتھ اور اس کا سبب یہ ہے کہ حقیقی بھائیوں بہنوں یا پدری بھائیوں بہنوں نے ماں کو ایک ثلث سے محجوب کر دیا ہے اور اس کو سدس کی طرف پلٹا دیا جائے گا اور جب ماں سدس سے زیادہ نہیں پائے گی تو اس کے مال سے اس کے باپ کی خورا کی ساقط ہو جائے گی۔

اور اگر کوئی عورت اپنے دادا اور دادی یا نانا نانی اور چچا یا پھوپھی یا ماموں یا خالہ کو چھوڑے تو مال دادا یا دادی یا نانا یا نانی کے لئے ہے۔ چچا اور پھوپھی اور ماموں اور خالہ ساقط ہو جائیں گے دادا دادی یا نانا نانی کے ساتھ اور بھائی کے ساتھ اور بہن کے ساتھ اور بھائی کے لڑکے کے ساتھ اور بہن کے لڑکے کے ساتھ اور بھائی کی لڑکی کے ساتھ اور بہن کی لڑکی کے ساتھ۔ چچا اور پھوپھی اور ماموں اور خالہ اور چچا کی اولاد پھوپھی کی اولاد ماموں کی اولاد اور خالہ کی اولاد میں سے کوئی وراثت نہیں پائے گا۔

بھائی کی اولاد اور بہن کی اولاد خواہ کتنے نیچے طبقہ کے ہوں میراث کے زیادہ حقدار ہیں چچا اور پھوپھی اور ماموں اور خالہ کے مقابلہ میں **ولا قوۃ الا باللہ**۔

باب : رشتہ داروں کی میراث

۱۔ اگر کوئی مرنے والا چچا کو چھوڑے تو سارا مال چچا کے لئے ہوگا اور اسی طرح دو (۲) چچا یا تین (۳) چچا یا اس سے زیادہ کو چھوڑے تو مال ان سب کے درمیان برابر تقسیم ہوگا۔

۲۔ اور اگر کوئی شخص متعدد چچا اور متعدد پھوپھیوں کو چھوڑے تو سارا مال ان کے درمیان مرد کے لئے دو (۲) حصہ اور عورت کے لئے ایک (۱) حصہ کے حساب سے تقسیم ہوگا۔

۳۔ اور کوئی شخص اگر دو (۲) چچاؤں کو چھوڑے ایک حقیقی ہو اور ایک پدری ہو تو مال حقیقی چچا کے لئے ہوگا۔ اور پدری چچا ساقط ہو جائے گا۔

۴۔ اور اگر کوئی شخص ایک حقیقی چچا اور ایک مادری چچا کو چھوڑے تو مادری چچا کو ایک سدس اور جو باقی ہے وہ سب حقیقی چچا کے لئے ہے اور اسی طرح اگر پدری پھوپھی اور مادری پھوپھی کو چھوڑے تو مادری پھوپھی کے لئے ایک سدس اور جو باقی ہے وہ سب پدری پھوپھی کے لئے ہوگا۔

۵۔ اور اگر کوئی شخص صرف ماموں کو چھوڑے تو سارا مال ماموں کے لئے ہوگا۔
اور اسی طرح اگر کوئی شخص دو (۲) ماموں یا تین (۳) یا اس سے زیادہ کو چھوڑے تو مال ان سب کے درمیان برابر برابر تقسیم ہوگا۔
۶۔ اور اگر کوئی شخص متعدد ماموؤں اور متعدد خالاؤں کو چھوڑے تو مال ان سب کے درمیان مرد اور عورت کو برابر برابر تقسیم کر دیا جائے گا۔
۔ اور اگر دو ماموؤں کو چھوڑے ایک حقیقی اور دوسرا پدری تو مال (میراث) حقیقی ماموں کے لئے ہے اور پدری ماموں ساقط ہو جائے گا۔
۷۔ اور اگر کوئی شخص دو (۲) ماموں ایک مادری اور دوسرا حقیقی چھوڑے تو مادری ماموں کو ایک سدس اور جو باقی رہ جائے وہ حقیقی ماموں کے لئے ہے اور اسی طرح اگر کوئی ایک پدری ماموں اور ایک مادری ماموں کو چھوڑے تو مادری ماموں کو ایک سدس اور باقی پدری ماموں کو دیا جائے گا اور اسی طرح اگر کوئی ایک مادری خالہ اور ایک پدری خالہ کو چھوڑے تو مادری خالہ کو سدس اور باقی سب پدری خالہ کے لئے ہے۔
۸۔ اور اگر کوئی شخص تین (۳) ماموں متفرق قسم کے اور تین (۳) چچا متفرق قسم کے چھوڑے تو دو (۲) قسم کے ماموں کے لئے اس میں سے ایک ثلث ہے اور اس ثلث کا ایک سدس مادری ماموں کے لئے اور حقیقی ماموں کے لئے اس ثلث کے چھ حصوں میں سے پانچ حصہ ہے اور پدری ماموں ساقط ہو جائے گا۔
۹۔ اور دو (۲) قسم کے چچاؤں کے لئے دو (۲) ثلث اور اس دو (۲) ثلث کا چھٹا حصہ مادری چچا کے لئے اور پانچ (۵) حصہ حقیقی چچا کے لئے اور پدری چچا ساقط ہو جائے گا۔ اور اس کا حساب اس طرح ہوگا کہ سارے مال کے چھتیس (۳۶) حصے کئے جائیں گے جس میں سے مادری ماموں کے لئے دو (۲) حصے اور حقیقی ماموں کے لئے دس (۱۰) حصے اور مادری چچا کے لئے چار (۴) حصے اور حقیقی چچا کے لئے بیس (۲۰) حصے۔
۱۰۔ اور اگر کوئی شخص دو (۲) حقیقی ماموں اور دو (۲) مادری ماموں اور دو (۲) حقیقی چچا اور دو (۲) مادری چچا کو چھوڑے تو دونوں ماموؤں کے لئے ایک ثلث کا ایک ثلث یعنی چھتیس (۳۶) حصوں سے چار (۴) حصے ہیں اور حقیقی دونوں ماموؤں کے لئے ایک ثلث کے دو ثلث یعنی چھتیس (۳۶) حصوں میں سے آٹھ حصے ہیں اور مادری دونوں چچاؤں کے لئے دو ثلث کا ایک ثلث یعنی چھتیس (۳۶) حصوں میں سے آٹھ (۸) حصے ہیں اور دونوں حقیقی چچاؤں کے لئے چھتیس (۳۶) حصوں میں سے سولہ (۱۶) حصے ہیں۔
۱۱۔ اور کوئی شخص بہت سے ماموں بہت سی خالائیں بہت سے چچا اور بہت سی پھوپھیوں کو چھوڑے تو ماموں اور خالاؤں کے لئے ایک ثلث ان سب کے درمیان عورت مرد سب برابر برابر تقسیم ہوگا اور تمام چچاؤں اور پھوپھیوں کے

لئے دو ثلث جس میں مرد کے لئے دو حصے اور عورت کے لئے ایک حصے کے حساب سے ہوگا۔

۱۲۔ اور اگر کوئی شخص ایک پدری ماموں اور ایک مادری چچا کو چھوڑے تو پدری ماموں کے لئے ایک ثلث اور مادری چچا کے لئے دو ثلث ہونگے۔

۱۳۔ اور اگر کوئی شخص ایک مادری ماموں اور ایک پدری چچا کو چھوڑے تو مادری ماموں کے لئے ایک ثلث ہے اس کے سوا کوئی نہیں جو مادری رشتہ سے میراث میں اس کا شریک ہو اور پدری چچا کے لئے دو ثلث ہے۔

۱۴۔ اور اگر کوئی شخص ایک پدری چچا اور ایک حقیقی چچا کا لڑکا چھوڑے تو سارا مال حقیقی چچا کے لڑکے کے لئے ہے اس لئے کہ اس میں دونوں طرح کے کلالے جمع ہوگئے یہ پدری کلالہ بھی ہے اور مادری کلالہ بھی اور یہ اصل پر محمول نہ ہوگا بلکہ یہ ائمہ علیہم السلام کی طرف سے صحیح احادیث وارد ہونے کی وجہ سے مسلّم ہے۔

۱۵۔ اور اگر کوئی شخص دو چچا زاد بھائیوں کو چھوڑے جن میں سے ایک مادری بھائی ہے تو سارا مال مادری بھائی کے لئے ہے۔

۱۶۔ اور اگر کوئی عورت دو ابن عم کو چھوڑے جن میں سے ایک اس کا شوہر ہو تو شوہر کے لئے نصف ہے اور دوسرا نصف ان دونوں کے درمیان تقسیم ہوگا۔

۱۷۔ اور اگر کوئی شخص حقیقی چچا زاد بہن اور مادری چچا زاد بہن کو چھوڑے تو مادری چچا زاد بہن کے لئے ایک سدس اور باقی حقیقی چچا زاد بہن کے لئے ہے۔

۱۸۔ اور اسی طرح اگر کوئی ماموں کی لڑکی اور مادری ماموں کی لڑکی کو چھوڑے تو مادری ماموں کی لڑکی کے لئے ایک سدس ہے اور باقی حقیقی ماموں کی لڑکی کے لئے ہے۔

۱۹۔ اور اگر کوئی شخص ایک ماموں کو اور نانی کو چھوڑے تو سارا مال نانی کے لئے ہے اور ماموں ساقط ہوجائے گا اور فضل بن شاذان نے یہ غلط کہا کہ ان دونوں کے درمیان نصف نصف تقسیم ہوگا بمنزلہ بھائی کے لڑکے اور دادا کے۔

۲۰۔ اور اگر کوئی چچا اور بہن کے لڑکے کو چھوڑے تو مال بہن کے لڑکے کے لئے ہے۔

۲۱۔ اور اگر کوئی چچا کو اور بھائی کے لڑکے کو چھوڑے تو مال بھائی کے لڑکے کے لئے ہے۔ اور یونس بن عبدالرحمٰن نے غلط کہا کہ مال ان دونوں کے درمیان نصف نصف ہوگا۔ انہیں اس مسئلہ میں شبہ اس لئے ہوا کہ جب انہوں نے دیکھا کہ میت اور اس کے چچا کے درمیان تین (۳) بطون ہیں اور اسی طرح میت اور بھائی کے لڑکے کے درمیان بھی تین (۳) بطون ہیں اور وہ سب کے سب پدری ہیں تو انہوں نے کہا کہ ان دونوں کے درمیان نصف نصف، اور یہ غلط ہے اس لئے کہ جیسا کہ انہوں نے کہا ہے کہ وہ سب کے سب پدری جمع ہوئے تو یہ کہاں ہے بھائی کا لڑکا

اپنے باپ کی اولاد ہے اور چچا دادا کی اولاد اور باپ کی اولاد دادا کی اولاد سے زیادہ میراث کی مستحق ہے چاہے وہ کتنے ہی نیچے طبقہ کی ہو۔ جس طرح بیٹے کا بیٹا (پوتا) بھائی سے زیادہ میراث کا حق دار ہے کیونکہ بیٹے کا بیٹا میت کی اولاد ہے اور بھائی اس کے باپ کی اولاد ہے اور میت کی اولاد باپ کی اولاد سے زیادہ میراث کی حقدار ہے۔ اگرچہ وہ بطون میں برابر ہیں۔

۲۲۔ اور اگر کوئی شخص اپنی خالہ کی لڑکی اور اپنی ماں کی پھوپھی کو چھوڑے تو مال اس کی خالہ کی لڑکی کے لئے ہے اس لئے کہ خالہ کی لڑکی نانی کی اولاد ہے اور ماں کی پھوپھی ماں کی دادی کی اولاد ہے اور میت کی نانی میراث کی زیادہ حقدار ہے ماں کی دادی کی اولاد کے مقابلہ میں۔ اور اسی طرح اگر اپنی ماں کے چچا کو اور اپنے ماموں کے لڑکے کو چھوڑے تو مال ماموں کے لڑکے کے لئے ہے۔

۲۳۔ اور اگر کوئی شخص اپنی ماں کی پھوپھی اور اپنی خالہ کی لڑکی کو چھوڑے تو بطنوں میں دونوں برابر ہیں مگر یہ کہ ماں کی پھوپھی ماں کی دادی کی اولاد ہے اور خالہ کی لڑکی میت کی نانی کی اولاد ہے۔ اس لئے خالہ کی لڑکی سارے مال کی سب سے زیادہ حقدار ہے اور اسی طرح خالہ کا لڑکا۔

۲۴۔ اور اگر کوئی عورت اپنے شوہر اور اپنی پھوپھی اور اپنی خالہ کو چھوڑے تو شوہر کے لئے نصف اور خالہ کے لئے ایک ثلث اور باقی پھوپھی کے لئے ہے بمنزلہ شوہر اور والدین کے کہ شوہر کے لئے نصف ماں کے لئے ایک ثلث اور باپ کے لئے ایک سدس۔

۲۵۔ اور اگر ماموں اور خالہ کو چھوڑے تو مال ان دونوں کے درمیان نصف نصف ہوگا اور اسی طرح اگر ماموں کے لڑکے اور خالہ کے لڑکے کو چھوڑے تو ان دونوں کے درمیان بھی مال نصف نصف تقسیم ہوگا۔

۲۶۔ اور اگر ماں کی خالہ اور باپ کی پھوپھی کو چھوڑے تو ماں کی خالہ کے لئے ثلث اور باپ کی پھوپھی کے لئے دو ثلث ہوگا۔

۲۷۔ اور اگر چچا اور ماموں کو چھوڑے تو ماموں کے لئے ایک ثلث اور چچا کے لئے دو (۲) ثلث۔

۲۸۔ اور مادری بہن کے لڑکے اور مادری بھائی کی لڑکی کو چھوڑے تو ان دونوں کے درمیان مال نصف نصف تقسیم ہوگا اور اسی طرح مادری بہن کی لڑکی اور مادری بھائی کے لڑکے کو بھی اس لئے کہ مادری بھائی بہن میراث میں عورت اور مرد برابر ہیں۔

۲۹۔ اور اگر تین مختلف بھائی بہن کی اولاد کو چھوڑے تو مادری بہن کے لڑکے کو ایک سدس اور باقی حقیقی بہن کی اولاد کے لئے ہوگا۔

۳۰۔ اور اگر تین مختلف بہنوں کی لڑکیوں کو چھوڑے اور ہر ایک کے ساتھ اس کے بھائی بھی ہوں تو مادری بہن

کی لڑکی اور اس کے بھائی کو ایک سدس اور اس کے اندر وہ دونوں برابر برابر حصہ پائیں گے اور جو باقی ہے وہ حقیقی بہن کی لڑکی اور اس کے بھائی کا حصہ ہے اس میں مرد کے لئے دو حصہ اور عورت کے لئے ایک حصہ ہوگا۔

۳۱۔ اور اگر کوئی شخص بہن کی لڑکی اور بہن کے لڑکے جن دونوں کی ماں ایک ہو کو چھوڑے تو مال ان دونوں کے درمیان مرد کے لئے دو حصہ اور عورت کے لئے ایک حصہ کے حساب سے ہوگا اور اگر یہ دونوں الگ الگ دو بہنوں کے ہوں تو ان دونوں کے درمیان نصف نصف ہوگا اور اسی طرح اگر ایک بہن کی پانچ اور ایک بہن کی ایک لڑکی ہو تو ایک بہن کی پانچ اولاد کے لئے نصف اور یہ نصف ان پانچوں پر تقسیم ہوگا اور دوسری بہن کی ایک لڑکی تو اس کے لئے نصف اور اسی حساب سے تمام وہ لوگ جو اس قسم کے ہوں اس لئے کہ ہر صاحبِ رحم (رشتہ دار) اس کا حصہ پائے گا جس کے سلسلہ میں وہ آرہا ہے۔

۳۲۔ اور اگر کوئی شخص پدری بہن کی لڑکی اور حقیقی بہن کے پوتے کو چھوڑے تو مال پدری بہن کی لڑکی کے لئے ہوگا اور دوسرا ساقط ہوجائے گا۔

۳۳۔ اور اگر کوئی شخص حقیقی بہن کی لڑکی کی تین (۳) اولادیں اور پدری بہن کی لڑکی کی تین (۳) اولادیں اور مادری بہن کی لڑکی کی تین (۳) اولادیں چھوڑے تو مادری بہن کی اولادوں کو ایک سدس اور جو باقی رہے وہ سب حقیقی بہن کی اولادوں کے لئے اور پدری بہن کی اولادیں ساقط ہوجائینگی۔ اور فضل بن شاذان نے اس مسئلہ میں اور اس کے مشابہ دیگر مسئلوں میں غلطی کی اور یہ کہا ہے کہ حقیقی بہن کی اولاد کے لئے نصف اور مادری بہن کی اولاد کے لئے سدس اور اس کے بعد جو باقی رہ جائے وہ ان لوگوں پران نصاب کے مطابق تقسیم کردیا جائے گا۔

۳۴۔ اور اگر کوئی شخص اپنے حقیقی بھائی کی لڑکی اور اپنے پدری بھائی کی لڑکی کو چھوڑے تو مال اپنے حقیقی بھائی کی لڑکی کا ہوگا۔

۳۵۔ اور اگر کوئی مادری بھائی کی دس لڑکیاں اور اپنے حقیقی بھائی کی ایک لڑکی چھوڑے تو مادری بھائی کی لڑکیوں کے لئے ایک سدس جو ان کے درمیان برابر برابر تقسیم ہوگا اور باقی سب حقیقی بھائی کی لڑکی کے لئے ہوگا۔

۳۶۔ اور اگر کوئی مادری دو (۲) بہنوں کی دو (۲) لڑکیاں اور حقیقی بہن کی ایک لڑکی چھوڑے تو مادری دونوں بہنوں کی دونوں لڑکیوں کے لئے ایک ثلث اور بقیہ حقیقی بہن کی لڑکی کے لئے ہے۔

۳۶۔ اور اگر کوئی مختلف قسم کے بھائیوں کی تین (۳) لڑکیاں اور مختلف قسم کی بہنوں کی تین (۳) لڑکیاں چھوڑے تو اس کا اصل حساب چھ (۶) سے ہے مادری بہن کی لڑکی اور مادری بھائی کی لڑکی کے لئے ثلث یعنی دو سہم ہر ایک کے لئے ایک سہم۔ اور باقی رہے دو ثلث حقیقی بہن کی لڑکیوں کے لئے اس دو (۲) ثلث کا ایک قرار دے کر تین (۳) ثلث کرکے ایک ثلث حقیقی بہن کی لڑکی کے لئے اور دو ثلث حقیقی بھائی کی لڑکی کے لئے ہے مگر یہ چار دونوں پر

صحیح تقسیم نہ ہوگا اس لئے چھ (۶) کو تین (۳) سے ضرب دینگے تو اٹھارہ (۱۸) ہوجائیں گے اب مادری بہن کی لڑکی اور مادری بھائی کی لڑکی کو ایک ثلث یعنی چھ (۶) سہم دینگے جو ان دونوں کے درمیان نصف نصف تقسیم ہوگا اب باقی رہے بارہ (۱۲) اس میں سے حقیقی بھائی کی لڑکی کو آٹھ (۸) اور حقیقی بہن کی لڑکی کو چار (۴) دینگے۔

۳۷۔ اور اگر کوئی شخص حقیقی بھائی کی لڑکی کی لڑکی اور پدری بھائی کے لڑکے کی لڑکی کو چھوڑے تو پورا مال حقیقی بھائی کی لڑکی کے لئے ہے اس لئے کہ حقیقی بھائی کے ساتھ پدری بھائی میراث نہیں پاتا۔ اسی طرح جو اس سے قریب ہو۔ اور اسی طرح حقیقی بھائی کی لڑکی کے ساتھ پدری بھائی کا لڑکا میراث نہیں پائے گا اور عصبہ و اہل خاندان کا میراث میں کوئی حق نہ دین خدا کی طرف سے مقرر ہے اور نہ سنتِ رسول کی طرف سے۔

۳۸۔ اور اگر کوئی شخص مادری بھائی کے لڑکے کو چھوڑے اور وہی پدری بہن کا بھی لڑکا ہو نیز اپنی حقیقی بہن کے لڑکے کو چھوڑے تو مادری بھائی کے لڑکے کو سدس اور باقی سب حقیقی بہن کے لڑکے کا ہے۔

۳۹۔ اور اگر کوئی مادری بہن کی لڑکی کو چھوڑے اور وہی پدری بھائی کی لڑکی بھی ہو نیز اپنی حقیقی بہن کی لڑکی کو چھوڑے تو مادری بہن کی لڑکی کے لئے سدس اور باقی سب حقیقی بہن کی لڑکی کے لئے ہے۔

۴۰۔ اور اگر کوئی مادری بہن کی لڑکی کو چھوڑے اور وہی پدری بھائی کی لڑکی بھی ہو نیز اپنی حقیقی بہن کی لڑکی اور ایک مادری بہن اور ایک پدری بہن کو چھوڑے تو مادری بہن کے لئے ایک سدس اور باقی سب پدری بہن کے لئے ہے اور دونوں بہنوں کی دونوں لڑکیاں ساقط ہو جائیں گی اس لئے کہ وہ دونوں ایک بطن نیچے اتر گئیں۔

۴۱۔ اور اگر کوئی پدری بہن کی لڑکی کو چھوڑے اور وہی مادری بھائی کی لڑکی بھی ہو نیز حقیقی بہن کی لڑکی کو نیز مادری خالہ کو جو پدری پھوپھی بھی ہو نیز اپنی حقیقی خالہ کو چھوڑے تو مادری بہن کو لڑکی کو سدس اور اس کو پدری بھائی کی لڑکی کی حیثیت سے کچھ نہیں ہے اور اب جو باقی ہے وہ سب حقیقی بہن کی لڑکی کے لئے ہے اور مادری خالہ جو پدری پھوپھی بھی ہے اور حقیقی خالہ یہ سب ساقط ہوجائینگی۔

۴۲۔ اور اگر کوئی بہن کی لڑکی کے لڑکے اور بہن کے لڑکے کے لڑکے کو چھوڑے اور ان دونوں کی ماں ایک ہو تو مال کے تین حصے ہونگے بہن کے لڑکے کے لڑکے کے لئے دو ثلث اور بہن کی لڑکی کے لڑکے کے لئے ایک ثلث اور اگر یہ دونوں دو بہنوں سے ہیں تو ان کے درمیان نصف نصف مال تقسیم ہوگا۔

۴۳۔ اور اگر کوئی شخص حقیقی بھائی کی لڑکی کے لڑکے کو اور حقیقی بھائی کے لڑکے کی لڑکی کو چھوڑے تو اگر بھائی کے لڑکے اور بھائی کی لڑکی ان دونوں کا باپ ایک ہے تو بھائی کی لڑکی کے لڑکے کے لئے ایک ثلث اور بھائی کے لڑکے کی لڑکی کے لئے دو ثلث ہے اور اگر بھائی کی لڑکی کا باپ بھائی کے لڑکے کے باپ کا غیر ہے تو مال ان دونوں کے درمیان نصف نصف ہے ان دونوں میں سے ہر ایک اپنے جد کی میراث پائے گا۔

۴۴۔ اور اگر کوئی شخص حقیقی بھائی کی لڑکی کے لڑکے اور حقیقی بھائی کی لڑکی کی لڑکی کو چھوڑے تو اگر ان دونوں کی ماں ایک ہے تو مال ان دونوں کے درمیان مرد کے لئے دو (۲) حصہ اور عورت کے لئے ایک حصہ کے حساب سے ہوگا اگر ان دونوں کی ماں ایک نہیں ہے تو ان کے لئے نصف نصف ہوگا۔

۴۵۔ اور اگر کوئی شخص مادری بھائی کی لڑکی کے لڑکے اور پدری بھائی کی لڑکی کے لڑکے کو چھوڑے تو مادری بھائی کی لڑکی کے لڑکے کے لئے ایک سدس اور جو باقی ہے وہ سب پدری بھائی کی لڑکی کے لڑکے کے لئے ہے۔

۴۶۔ اور اگر کوئی شخص حقیقی بھائی کی لڑکی کی لڑکی اور مادری بھائی کی بیٹی کو چھوڑے تو مال مادری بھائی کی لڑکی کے لئے ہے اس لئے کہ وہ زیادہ قریب ہے۔

۴۷۔ اور اگر کوئی شخص متفرق بہنوں کی تین لڑکیاں چھوڑے تو مادری بہن کی لڑکی کے لئے ایک سدس اور جو باقی رہے وہ حقیقی بہن کی لڑکی کے لئے ہے اور پدری بہن کی لڑکی ساقط ہوجائے گی اس لئے کہ حقیقی بہن کے ساتھ اس کی ماں وراثت نہیں پائے گی۔

۴۸۔ اور اگر کوئی شخص ایک بہن کی پانچ اولاد اور ایک دوسری بہن کی ایک لڑکی چھوڑے تو ایک بہن کی پانچ اولاد کو نصف اور دوسرے بہن کی ایک لڑکی کو نصف۔

۴۹۔ اور اگر کوئی عورت اپنے شوہر کو اور اپنے مادری بھائی کو اور اپنے چچا کے لڑکے کو چھوڑے اور اپنی لڑکی کے لڑکے کو چھوڑے تو شوہر کے لئے ایک ربع اور باقی اپنی لڑکی کے لڑکے کے لئے اور اس کے علاوہ سب لوگ ساقط ہو جائیں گے۔

۵۰۔ اور اگر کوئی شخص اپنی لڑکی کے لڑکے کو اور لڑکی کی لڑکی کو چھوڑے اور ان دونوں کی ماں ایک ہو جو ان دونوں کو چھوڑ کر مر گئی ہو تو مال ان دونوں کے درمیان مرد کے لئے دو حصہ اور عورت کے لئے ایک حصہ کے حساب سے تقسیم ہوگا۔

۵۱۔ اور اگر کوئی شخص نواسی اور پڑپوتی کو چھوڑے تو مال نواسی کے لئے ہے اس لئے کہ یہ بطن سے زیادہ قریب ہے۔

۵۲۔ اور اگر کوئی شخص پوتی کے لڑکے کو اور نواسی کے لڑکے کو چھوڑے تو پوتی کے لڑکے کے لئے دو (۲) ثلث اور نواسی کے لڑکے کے لئے ایک ثلث اور اسی طرح اگر وہ نواسے کے لڑکے کو اور پوتی کی لڑکی کو چھوڑے تو پوتی کی لڑکی کے لئے دو (۲) ثلث اور نواسی کے لڑکے کو ایک ثلث۔

۵۳۔ اور اگر کوئی شخص ایک لڑکی کی کئی اولادیں اور دوسری لڑکی کی ایک لڑکی کو چھوڑے تو لڑکی کی کئی اولاد کو نصف اور دوسری لڑکی کی ایک لڑکی کو نصف۔ اسی طرح اگر کوئی شخص ایک لڑکی کی دس (۱۰) لڑکیوں کو چھوڑے

ایک ایک سہم سب کے لئے ہوگا دوسری لڑکی جس کی فقط ایک لڑکی ہے اس کے لئے نصف باقی ہے۔ اسی طرح اگر ایک لڑکی کے دس لڑکوں کو اور دوسری لڑکی کی فقط ایک لڑکی کو چھوڑے تو لڑکی کے دس لڑکوں کے لئے نصف اور دوسری لڑکی کی فقط ایک لڑکی کے لئے نصف ہے۔

۵۴۔ اور اگر کوئی شخص ایک نواسی کی ایک لڑکی اور دوسری نواسی کی دو لڑکیاں اور تیسری نواسی کی تین لڑکیاں چھوڑے تو سب مال کے اٹھارہ سہم ہونگے۔ نواسی کی لڑکی کو چھ سہم اور دوسری نواسی کی دو لڑکیوں کو چھ سہم جو آپس میں تین تین سہم پائیں گی۔ اور ایک تیسری نواسی کی تین لڑکیوں کے لئے چھ سہم اور یہ تینوں لڑکیاں دو دو سہم آپس میں تقسیم کریں گی۔

۵۵۔ اور اگر کوئی شخص اپنے نواسے کی لڑکی اور نواسی کی لڑکی جبکہ ان دونوں کی جدہ ایک ہوں اور دوسری نواسی کی لڑکی کو چھوڑے تو مال چھ (۶) سہم پر تقسیم ہوگا۔ نواسے کی لڑکی کے لئے دو (۲) سہم اور نواسی کی لڑکی کے لئے ایک سہم اور دوسری لڑکی کی نواسی کے لئے تین (۳) سہم۔

۵۶۔ اور اگر کوئی شخص اپنی لڑکی کی نواسی اور اپنے بھائی کی لڑکی کو چھوڑے تو مال اپنی لڑکی کی نواسی کے لئے ہوگا۔

۵۷۔ اور اگر کوئی شخص اپنی لڑکی کی نواسی اور متفرق بہنوں کی تین (۳) لڑکیاں چھوڑے تو سارا مال اپنی لڑکی کی نواسی کے لئے ہوگا اور اپنی لڑکیوں کی لڑکیوں کے ساتھ بھائیوں اور بہنوں کی لڑکیاں کوئی میراث نہیں پائیں گی خواہ وہ کتنے ہی نیچے طبقہ کی ہوں۔

۵۸۔ اور اگر کوئی عورت اپنے نواسے یا اپنی نواسی کو اور اپنے شوہر کو اور اپنے مادری بھائی یا اپنے حقیقی بھائی اور اپنے چچا کے لڑکے کو چھوڑے تو شوہر کے لئے ایک ربع اور باقی سب اپنی لڑکی کی اولاد کے لئے ہے۔

۵۹۔ اور اگر کوئی شخص اپنے چچا اور اپنے نواسے یا اپنی نواسی کو چھوڑے تو سارا مال لڑکی کی اولاد کے لئے ہے اور چچا سب سے ساقط ہوجائے گا ایک اس سبب سے کہ لڑکی کی اولاد میت کی اولاد ہے اور چچا دادا کی اولاد ہے اور میت کی اولاد بذات خود زیادہ حقدار اور زیادہ قریب ہے دادا کی اولاد سے اور دوسرا سبب یہ ہے کہ میت اور چچا کے درمیان تین بطن ہیں اس لئے کہ چچا قریب ہے دادا سے اور دادا قریب ہے باپ سے اور باپ میت کی ذات سے قریب ہے اور نواسے اور میت کے درمیان دو بطن ہیں اس لئے کہ لڑکی کی اولاد لڑکی سے قریب ہے اور لڑکی بذات خود میت سے قریب ہے اسی بناء پر لڑکی کی اولاد بہ لحاظ بطن زیادہ قریب اور نسب میں بھی زیادہ قربت رکھتی ہے۔ اور اولاد کے ساتھ دادا وراثت نہیں پاتا اور چچا اس سے قریب ہے جو وراثت نہیں پاتا۔ اور اولاد کی اولاد اس سے قریب ہے جو وراثت پاتی ہے اس لئے وہ مال میراث کے زیادہ حقدار ہیں۔ ولا قوۃ الا باللہ و باللہ التوفیق۔

اور بھائی اور بھائی کی اولاد اس مسئلہ میں بمنزلہ چچا کے ہیں لڑکی کی اولاد کے ہوتے ہوئے وہ میراث نہیں پائیں گے۔

۶۰۔ اور اگر کوئی مادری بھائی اور حقیقی بھائی کی لڑکی اور اپنی نواسی اور اپنے نواسے کو چھوڑے تو مال میراث نواسی اور نواسے کے لئے ہے وہ دونوں آپس میں مرد کے لئے دو حصہ اور عورت کے لئے ایک کے حساب سے لیں گے۔

۶۱۔ اور اگر کوئی شخص اپنی پدری بہن کی لڑکی کو اور اپنی مادری بہن کی لڑکی کو اور اپنے کنبہ کو چھوڑے تو مادری بہن کی لڑکی کو ایک سدس اور باقی پدری بہن کی لڑکی کے لئے ہے اور کنبہ ساقط ہو جائے گا۔

۶۲۔ اور اگر کوئی حقیقی پھوپھی کو اور پدری پھوپھی کو چھوڑے تو مال میراث حقیقی پھوپھی کے لئے ہے۔

۶۳۔ اور اگر کوئی شخص چچا اور بہن کی لڑکی کو چھوڑے تو مال میراث بہن کی لڑکی کے لئے ہے کیونکہ بھائی کی اولاد بھائی کی قائم مقام ہے اور چچا جد کا قائم مقام نہیں ہے اور اس لئے کہ بھائی کا لڑکا اپنے باپ کی اولاد میں سے ہے اور چچا دادا کی اولاد میں سے ہے۔ اور اس لئے کہ بھائی کا لڑکا دادا کے ساتھ میراث پائے گا اور دادا کا لڑکا بھائی کے ساتھ میراث نہیں پائے گا جمع ہونے کے وقت اور اسی طرح اگر کوئی شخص چچا کو اور اپنے بھائی کے لڑکے کو چھوڑے تو مال میراث بھائی کے لڑکے کے لئے ہے۔

۶۴۔ اور اگر کوئی شخص حقیقی چچا کی لڑکی کو اور مادری چچا کی لڑکی کو چھوڑے تو مادری چچا کی لڑکی کے لئے ایک سدس ہے اور جو باقی ہے وہ سب حقیقی چچا کی لڑکی کے لئے ہے۔ اور اسی طرح مادری ماموں کی لڑکی اور حقیقی ماموں کی لڑکی۔ تو مادری ماموں کی لڑکی کے لئے ایک سدس اور جو باقی ہے وہ حقیقی ماموں کی لڑکی کے لئے ہے۔

۶۵۔ اور اگر کوئی شخص چچا کی لڑکیوں اور چچا کے لڑکوں کو چھوڑے تو مال میراث ان کے درمیان مرد کے لئے دو حصہ اور عورت کے لئے ایک حصہ کے حساب سے تقسیم ہوگا۔

۶۶۔ اور اگر کوئی ماموں کی لڑکیوں اور ماموں کے لڑکوں کو چھوڑے تو مال میراث ان کے درمیان برابر برابر تقسیم ہوگا اس میں مرد اور عورت سب برابر ہونگے۔

۶۷۔ اور اگر کوئی چچا کے ایک لڑکے اور پھوپھی کی ایک لڑکی کو چھوڑے تو چچا کے لڑکے کو دو ثلث اور پھوپھی کی لڑکی کو ایک ثلث ملے گا۔

۶۸۔ اور کوئی اپنی پھوپھی کے لڑکے اور اپنی پھوپھی کی لڑکی کو چھوڑے تو مال میراث ان کے درمیان مرد کے لئے دو حصہ اور عورت کے لئے ایک حصہ کے حساب سے تقسیم ہوگا۔

۶۹۔ اور اگر کوئی مادری چچا اور حقیقی ماموں کو چھوڑے تو ماموں کے لئے ایک ثلث ماں کا حصہ اور چچا کے لئے باقی دو ثلث باپ کا حصہ ہوگا۔

۷۰ ۔ اور اگر کوئی اپنی پھوپھی کی لڑکی اور اپنے باپ کی پھوپھی کو چھوڑے تو سارا مال پھوپھی کی لڑکی کے لئے ہوگا۔

۷۱ ۔ اور اگر ایک پھوپھی کی دس (۱۰) اولادیں چھوڑے اور ایک پھوپھی کی ایک لڑکی تو پھوپھی کی دس (۱۰) اولادوں کے لئے نصف اور دوسری پھوپھی کی ایک لڑکی کے لئے باقی نصف ہوگا۔

۷۲ ۔ اور اگر کوئی شخص اپنی پدری پھوپھی اور حقیقی پھوپھی کو چھوڑے تو مال میراث حقیقی پھوپھی کے لئے ہوگا۔

۷۳ ۔ اور کوئی شخص حقیقی پھوپھی کی پانچ (۵) لڑکیاں اور مادری پھوپھی کی ایک لڑکی اور پدری پھوپھی کی ایک لڑکی چھوڑے تو حقیقی پھوپھی کی پانچ (۵) لڑکیوں کے لئے چھ (۶) حصوں میں سے پانچ (۵) حصہ اور مادری پھوپھی کی لڑکی کے لئے چھ (۶) حصوں میں سے ایک حصہ ہے اور پدری پھوپھی ساقط ہوجائے گی۔

۷۴ ۔ اور اگر کوئی شخص ایک چچا کی دو (۲) لڑکیاں اور دوسرے چچا کی ایک لڑکی چھوڑے تو چچا کی دو (۲) لڑکیوں کے لئے نصف ارر دوسرے چچا کی ایک لڑکی کے لئے نصف جو باقی ہے۔ اور اسی طرح اگر چچا کے لڑکے ہوں۔

۷۵ ۔ اور کوئی شخص متفرق چچاؤں کی تین (۳) لڑکیاں یا متفرق چچاؤں کی لڑکیوں کی تین (۳) لڑکیاں یا متفرق پھوپھیوں کی لڑکیوں کو چھوڑے تو ان کے لئے بھی وہی ہوگا جو میں نے ماموں کی لڑکیوں اور پھوپھیوں کی لڑکیوں اور پھوپھیوں کی نواسیوں کے لئے بیان کردیا ہے۔

۷۶ ۔ اور اگر کوئی شخص حقیقی چچاؤں کی لڑکیوں کے پانچ (۵) لڑکے اور مادری چچا کی لڑکی کی ایک لڑکی چھوڑے تو مادری چچا کی لڑکی کی لڑکی کے لئے ایک سدس اور جو باقی ہے وہ سب حقیقی چچاؤں کی لڑکیوں کی اولاد کے لئے ہے۔

۷۷ ۔ اور اگر کوئی شخص حقیقی چچا کی لڑکیوں کی تین (۳) اولادوں کو اور دوسرے حقیقی چچا کی نواسی کو اور مادری چچا کی نواسی کو چھوڑے تو مال کے چھتیس (۳۶) سہم ہونگے۔ مادری چچا کی نواسی کے لئے چھ (۶) سہم اور حقیقی چچا کی نواسی کو پندرہ (۱۵) سہم اور دوسرے حقیقی چچا کی لڑکیوں کی تین (۳) اولادوں کو پندرہ (۱۵) سہم جس میں وہ سب پانچ (۵) پانچ (۵) سہم پائیں گے۔

۷۸ ۔ اور اگر کوئی شخص اپنے باپ کے چچا کی لڑکی اور اپنے چچا کی نواسی کو چھوڑے تو مال میراث اس کے چچا کی نواسی کے لئے ہوگا اور باپ کے چچا کی لڑکی ساقط ہوجائے گی کیونکہ اس (مرحوم) نے گویا اپنے باپ کے دادا اور اپنے چچا کو چھوڑا اور چچا زیادہ حقدار ہے باپ کے دادا سے۔

۷۹ ۔ اور کوئی اپنی پدری پھوپھی کو جو مادری خالہ بھی ہے اور حقیقی خالہ اور پدری پھوپھی کو چھوڑے تو مال میراث کے اٹھارہ (۱۸) سہم ہونگے مادری خالہ جو پدری پھوپھی ہے اس کے لئے ایک تہائی کا چھٹا یعنی اٹھارہ (۱۸) سہم میں سے ایک۔ اور حقیقی خالہ کے لئے ایک تہائی کے چھ (۶) حصوں میں سے پانچ (۵) حصہ اور یہ اٹھارہ (۱۸) میں سے پانچ

(۵) ہوگا اور پدری پھوپھی کے لئے دو (۲) ثلث کا نصف یعنی اٹھارہ (۱۸) میں چھ (۶) حصہ اور پدری پھوپھی جو مادری خالہ ہے اس کے لئے بھی دو (۲) تہائی کا نصف یعنی چھ (۶) حصہ اور اس نے ثلث کا چھٹا حصہ بھی پایا اس لئے اس کے ہاتھ میں سات (۷) حصے آئے۔

۸۰۔ اور اگر کوئی شخص اپنی خالہ کو اور اپنی پھوپھی اور اپنی زوجہ کو چھوڑے تو زوجہ کے لئے ایک ربع اور خالہ کے لئے ایک ثلث اور اب جو باقی رہا وہ پھوپھی کے لئے ہے [زوجہ پچیس (۲۵) فی صد۔ خالہ تینتیس (۳۳) فی صد۔ پھوپھی بیالیس (۴۲) فی صد]

اور کوئی عورت اپنے شوہر اور اپنی خالہ اور اپنی پھوپھی کو چھوڑے تو شوہر کے لئے نصف اور خالہ کے لئے ثلث اور جو باقی رہ گیا وہ پھوپھی کے لئے ہے اور پھوپھی کو اسی طرح نقصان ہوگا جس طرح باپ کو نقصان ہوتا اگر وہ عورت شوہر کو اور ماں باپ کو چھوڑتی۔

۸۱۔ اور اگر کوئی شخص اپنی زوجہ اور اپنی پھوپھی کے لڑکوں کو اور اپنے ماموں کی لڑکیوں کو اور اپنے ماموں کے لڑکوں کو چھوڑے تو زوجہ کے لئے ربع اور ماموں کے لڑکوں اور ماموں کی لڑکیوں کے لئے ایک ثلث جس میں مرد اور عورت سب برابر برابر پائیں گے اور اب جو باقی رہ گیا ہے وہ پھوپھی کے لڑکوں کے لئے ہے۔

۸۲۔ اور اگر کوئی شخص کئی عدد ماموؤں اور کئی عدد خالاؤں اور چچا کے لڑکے کو چھوڑے تو مال میراث ماموؤں اور خالاؤں کے لئے برابر برابر ہے اور چچا کا لڑکا ساقط ہو جائے گا اس لئے کہ وہ بطن سے نیچے اتر گیا ہے۔

۸۳۔ اور اگر کوئی شخص چچا کی لڑکی اور پھوپھی کا لڑکا چھوڑے تو چچا کی لڑکی کے لئے دو ثلث اور پھوپھی کے لڑکے کے لئے ایک ثلث ہے۔

۸۴۔ اور اگر کوئی شخص ماں کی پھوپھی اور باپ کی خالہ کو چھوڑے تو ماں کی پھوپھی کے لئے ایک ثلث اور باپ کی خالہ کے لئے دو ثلث۔

۸۵۔ اور اگر کوئی شخص مادری چچا کے لڑکے اور حقیقی پھوپھی کے نواسے کو چھوڑے تو مال میراث مادری چچا کے لڑکے کے لئے ہے۔

۸۶۔ اور کوئی شخص چچا کے لڑکے اور چچا کی لڑکی اور ماموں کو چھوڑے تو مال میراث ماموں کے لئے ہے۔

۸۷۔ اور بھائیوں اور بہنوں اور ان کی اولاد کی اولاد کے ہوتے ہوئے خالائیں پھوپھیاں اور چچا اور ماموں کوئی میراث نہیں پائیں گے۔ اس لئے کہ بھائیوں اور بہنوں کی اولاد اپنے باپ کی اولاد ہوتی ہے۔ اور چچا اور ماموں اور پھوپھیاں اور خالائیں دادا اور نانا کی اولاد ہوتی ہیں۔ اور باپ کی اولاد خواہ کتنے ہی نیچے طبقہ کی ہو دادا اور نانا کی اولاد سے زیادہ حقدار اور اولی ہے۔

۸۸ ۔ اور اگر کوئی شخص نانا یعنی ماں کے باپ اور مادری بھائی کے لڑکے کو چھوڑے تو گویا اس نے دو مادری بھائی چھوڑے تو میراث کا مال ان دونوں کے درمیان نصف نصف تقسیم ہوگا۔

۸۹ ۔ اگر کوئی شخص نانا اور مادری چچا اور مادری بھائی کے لڑکے اور چچا کے پوتے کو چھوڑے تو میراث کا مال نانا اور بھائی کے لڑکے کے درمیان نصف نصف تقسیم ہوگا اور باقی سب لوگ ساقط ہو جائیں گے۔

۹۰ ۔ اور اگر کوئی شخص نانی اور ماموں اور خالہ اور چچا اور پھوپھی کو چھوڑے تو میراث کا مال نانی کے لئے ہے۔ اس لئے کہ وہ ازروئے بطن سب سے زیادہ قریب ہے اور اسی طرح نانی کے بدلے نانا اس لئے کہ نانی اور نانا دونوں ماں کے واسطے سے قریب ہیں اور چچا اور ماموں دادا اور نانا کے واسطے سے قریب ہیں اور جو شخص ماں کے واسطے سے قریب ہو وہ مال میراث کا زیادہ حقدار ہے بہ نسبت ان کے جو دادا نانا کے واسطے سے قریب ہو اور ماموں تو ماں کے باپ کا لڑکا ہے وہ ماں کے باپ کے ساتھ کیونکر وراثت پائے گا۔

۹۱ ۔ اور اگر کوئی شخص نانا کو اور حقیقی بہن کی لڑکی کو چھوڑے تو نانا کے لئے ایک سدس ہے اور جو باقی ہے وہ سب حقیقی بہن کی لڑکی کے لئے ہے۔

۹۲ ۔ اور اگر کوئی شخص اپنی زوجہ کو اور نانا کو اور مادری بہن کی دو لڑکیاں اور حقیقی بہن کی دو لڑکیاں چھوڑے تو زوجہ کے لئے ایک ربع اور نانا کے لئے سدس اور مادری بہن کی دونوں لڑکیوں کے لئے ایک سدس اور جو باقی رہا وہ حقیقی بہن کی دونوں لڑکیوں کے لئے ہے۔

۹۳ ۔ اور اگر کوئی عورت اپنے شوہر کو اور نانا کو اور اپنی پدری بہن کے لڑکے کو اور اپنے حقیقی بھائی کی لڑکی کو چھوڑے تو شوہر کے لئے نصف اور نانا کے لئے سدس اور جو باقی ہے وہ حقیقی بھائی کی لڑکی کے لئے ہے اور پدری بہن کا لڑکا ساقط ہو جائے گا۔

۹۴ ۔ اور اگر کوئی شخص حقیقی ماموں کو اور پدری ماموں کو چھوڑے تو میراث کا مال حقیقی ماموں کے لئے ہے اور اسی طرح خالہ بھی اس صورت میں اور اسی طرح چچا اور پھوپھی بھی ایسی صورت میں اور مال میراث اس کے لئے ہے جو حقیقی ہے ۔ اس کے لئے نہیں ہے جو پدری ہے ۔

۹۵ ۔ اور اگر کوئی شخص حقیقی ماموں کی لڑکی کو یا مادری ماموں کی لڑکی کو چھوڑے تو مادری ماموں کی لڑکی کے لئے ایک سدس اور باقی حقیقی ماموں کی لڑکی کے لئے ہے ۔

۹۶ ۔ اور اگر کوئی شخص ماموں کو اور مادری بھائی کی لڑکی کو چھوڑے تو مال مادری بھائی کی لڑکی کے لئے ہے ۔

۹۷ ۔ اور اگر کوئی شخص خالہ کو اور خالہ کے لڑکے کو چھوڑے تو مال خالہ کے لئے ہے اس لئے کہ وہ بطن سے زیادہ قریب ہے ۔

۹۸۔ اور اگر کوئی پدری خالہ اور اپنی مادری بہن کے لڑکے کو چھوڑے تو مال مادری بہن کے لڑکے کے لئے ہے۔

۹۹۔ اور اگر کوئی شخص اپنی خالہ کو اور اپنی بہن کی نواسی کو اور اپنے مادری بھائی کے لڑکے کو چھوڑے تو مال اس کے مادری بھائی کے لڑکے کے لئے ہے۔

۱۰۰۔ اور اگر کوئی شخص اپنی خالہ کو اور اپنے بھائی کے لڑکے کو اور اپنے بھائی کی پوتی کو اور اپنے بھائی کی نواسی کو چھوڑے تو مال اس کے بھائی کے لڑکے کے لئے ہے اور باقی لوگ ساقط ہو جائیں گے۔

۱۰۱۔ اور اگر کوئی شخص اپنی خالہ کے لڑکے کو اپنی ماں کے ماموں کو اور اپنی ماں کے چچا کو چھوڑے تو مال متروکہ اس کی خالہ کے لڑکے کے لئے ہے۔

۱۰۲۔ اور اگر کوئی شخص اپنی خالہ کی لڑکیوں کو اور خالہ کے لڑکوں کو اور زوجہ کو چھوڑے تو زوجہ کے لئے ایک ربع اور باقی خالہ کے لڑکوں اور خالہ کی لڑکیوں کے درمیان برابر برابر تقسیم ہوگا۔

۱۰۳۔ اور اگر کوئی شخص تین (۳) مختلف خالاؤں کو چھوڑے تو مادری خالہ کے لئے ایک سدس اور باقی حقیقی خالہ کے لئے ہے اور پدری خالہ ساقط ہو جائے گی۔

۱۰۴۔ اور اگر کوئی شخص متفرق نوعیت کے تین ماموؤں اور تین مختلف خالاؤں کو چھوڑے تو مادری ماموں اور مادری خالہ کے لئے ایک ثلث جو ان میں برابر برابر تقسیم ہوگا اور جو باقی ہے وہ ماموں اور حقیقی خالہ کے لئے ہے اور پدری ماموں اور خالہ ساقط ہو جائیں گے۔

۱۰۵۔ اور اگر کوئی شخص اپنی ماں کی خالہ کو اور ماں کے ماموں کو چھوڑے تو مال متروکہ ان دونوں کے درمیان نصف نصف تقسیم ہوگا۔

۱۰۶۔ اور اگر کوئی شخص ماموں کی لڑکی کو اور خالہ کی لڑکی کو اور مادری خالہ کو چھوڑے تو مال متروکہ ماموں کی لڑکی اور خالہ کی لڑکی کے درمیان نصف نصف تقسیم ہوگا اور مادری خالہ ساقط ہو جائے گی۔

باب: آزاد کردہ غلاموں کے ساتھ رشتہ داروں کی میراث

(۵۶۵۲) احمد بن محمد بن عیسیٰ نے محمد بن سہل سے انہوں نے حسن بن حکم سے انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے ایک ایسے شخص کے متعلق فرمایا کہ جس نے اپنی دو (۲) خالاؤں اور اپنے آزاد کردہ غلاموں کو چھوڑا۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ بعض رشتہ دار بعض سے اولیٰ ہیں مال متروکہ دونوں خالاؤں کے درمیان تقسیم ہوگا۔

(۵۶۵۳) علی بن یقطین نے حضرت امام ابوالحسن علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص مرجاتا ہے اور اپنی ایک بہن اور اپنے چند آزاد کردہ غلاموں کو چھوڑ جاتا ہے۔ تو آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ مال متروکہ اس کی بہن کے لئے ہے۔

اور جب بھی کوئی اپنے رشتہ دار کو چھوڑے خواہ وہ مرد ہو یا عورت بہن کی لڑکی ہو یا نواسی یا ماموں کی یا خالہ کی لڑکی، چچا کی لڑکی ہو یا پھوپھی کی لڑکی یا اس سے بھی دور کی رشتہ دار ہو مال میراث رشتہ داروں کے لئے ہے خواہ وہ نیچے طبقے کے رشتہ دار کیوں نہ ہوں ان لوگوں کے ساتھ کوئی موالی کوئی میراث نہیں پائے گا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کا ذکر کیا ہے ان کے لئے حصے مقرر کئے ہیں اور یہ بتایا ہے کہ یہ لوگ میراث کے لئے زیادہ اولیٰ اور حقدار ہیں اللہ تعالیٰ کے اس قول میں **واولوا الارحام بعضھم اولی ببعض فی کتاب اللّٰہ** (سورۃ انفال آیت ۷۵) (اور رشتہ دار آپس میں ایک دوسرے کے حق دار زیادہ ہیں اللہ کے حکم میں)۔ اور اس نے موالی کا کوئی ذکر نہیں کیا ہے۔

(۵۶۵۴) اور جابر نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ حضرت علی علیہ السلام رشتہ داروں کو میراث دیا کرتے تھے۔ آزاد کردہ غلاموں کو نہیں۔

اور وہ حدیث کہ جس کی مخالفین نے روایت کی ہے کہ حضرت حمزہ کا ایک آزاد کردہ غلام مرگیا تو نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نصف حضرت حمزہ کی لڑکی کو دیا اور نصف موالی کو دیا۔

تو یہ حدیث منقطع ہے یہ عبداللہ بن شداد کی روایت جو نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کی ہے اور یہ مرسل ہے۔ اور شاید یہ کچھ ہو بھی تو یہ آیاتِ فرائض کے نزول سے پہلے کی بات ہوگی جو منسوخ ہوگئی ہو اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں حلیفوں کے لئے بھی حصہ مقرر کیا تھا **والذین عقدت ایمانکم فاتوھم نصیبھم** (سورۃ النساء آیت ۳۳) (اور جن سے معاہدہ ہوا تمہارا ان کو دے دوان کا حصہ) لیکن یہ آیت اللہ تعالیٰ کے اس قول سے منسوخ ہوگئی۔ **واولوا الارحام بعضھم اولی ببعض فی کتاب اللّٰہ** اور ابراہیم نخعی اس حدیث سے حضرت حمزہ کے غلام کے بارے میں انکار کیا کرتے تھے اور ان میں صحیح کتابِ خدا ہے نہ کہ حدیث۔

(۵۶۵۵) اور لوگ حنان سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں سوید بن غفلہ کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ ان کے پاس ایک شخص آیا اور اس نے ان سے لڑکی اور زوجہ اور موالی کے متعلق دریافت کیا تو انہوں نے کہا کہ میں تم کو اس مسئلہ میں حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام کا فیصلہ بتاتا ہوں آپ علیہ السلام نے لڑکی کے لئے نصف اور زوجہ کے لئے ثمن (آٹھواں حصہ) اور اس کے بعد جو باقی رہ گیا وہ لڑکی پر پلٹا دیا اور موالی کو کچھ نہیں دیا۔

باب: موالی کی میراث

اگر کوئی شخص اپنے آزاد کردہ غلام کو (جو اپنے آقا کو) نعمت دینے والا ہو یا اس سے نعمت پانے والا ہو چھوڑے اور اس کے سوا کوئی اور وارث نہ چھوڑے تو مال متروکہ اس کے لئے ہے۔

اور اگر وہ بہت سے موالی جو نعمت دینے والے یا نعمت کے پانے والے مرد اور عورتیں ہوں تو ان کے درمیان مرد کے لئے دو (۲) حصہ اور عورت کے لئے ایک (۱) حصہ کے حساب سے تقسیم ہوگا۔

اور اگر کوئی شخص اپنے آزاد کردہ غلام جو نعمت دینے والا ہو یا نعمت پانے والا ہو اس کے لڑکوں اور لڑکیوں کو چھوڑے اور ان کے سوا کوئی اور وارث نہ چھوڑے تو ان لڑکوں اور لڑکیوں کے لئے مرد کے لئے دو (۲) اور عورت کے لئے ایک (۱) کے حساب سے تقسیم ہوگا کیونکہ ولایت اور سرپرستی کا گوشت بھی نسب کے گوشت کے مانند ہے۔

اور جب کوئی شخص اپنے رشتہ داروں میں سے چھوڑے خواہ وہ نسب میں قریب کے ہوں یا دور کے اور اپنے آزاد کردہ غلام کو خواہ وہ اس کو نعمت دینے والا ہو یا اس سے نعمت لینے والا چھوڑے تو مال متروکہ رشتہ داروں میں سے جو وارث ہوگا اس کے لئے ہے اور اس آزاد کردہ غلام کے لئے کچھ نہیں ہے اس لئے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے **واولوا الارحام بعضهم اولی ببعض فی کتاب اللّٰه من المومنين والمهاجرين الا ان تفعلوا الیٰ اولیائکم معروفا** (سورۃ احزاب آیت ۶) (اور قرابت والے ایک دوسرے سے زیادہ لگاؤ رکھتے ہیں اللہ کے حکم میں سب ایمان والوں اور ہجرت کرنے والوں سے مگر یہ کہ کرنا چاہو اپنے رفیقوں سے احسان) یعنی ان لوگوں کے لئے کسی شے کی وصیت یا ورثاء کے لئے میراث میں سے کچھ ہبہ کر دیا ہو۔

باب: ان لوگوں کی میراث جو ڈوب کر مرگئے یا ان پر مکان گر پڑا اور دب کر مرگئے اور یہ نہیں معلوم کہ ان میں سے کون پہلے مرا

(۵۶۵۶) ابن محبوب نے عبدالرحمٰن سے روایت کی ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک گروہ کشتی میں غرق ہوگیا یا ان پر مکان کی چھت گر گئی اور سب دب کر مرگئے اور نہیں معلوم کہ پہلے کون مرا؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا وہ لوگ بعض بعض کے وارث بنیں گے اور یہی کتاب علی علیہ السلام میں تحریر ہے۔

(۵۶۵۷) علی بن مہزیار نے فضالہ سے انہوں نے ابان سے انہوں نے فضل بن عبدالملک سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایسے شوہر اور زوجہ کے لئے روایت کی ہے جن پر مکان کی چھت گر پڑی اور دونوں دب کر مرگئے اور نہیں معلوم ان میں سے پہلے کون مرا؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا پہلے عورت مرد کی میراث پائے گی پھر مرد عورت کی میراث پائے گا۔

(۵۶۵۸) عاصم بن حمید نے محمد بن قیس سے انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ حضرت امیرالمومنین علیہ السلام نے فیصلہ ایسے شخص کے متعلق کیا جس کے مکان کی چھت گر پڑی اور اس میں وہ اور اس کی زوجہ دونوں دب کر مرگئے اور یہ نہیں معلوم کہ کون ان دونوں میں پہلے مرا۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ ان میں سے ہر ایک اپنے شریک حیات کا وارث بنے گا جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ان دونوں کے ورثہ کے لئے فرض کیا ہے۔

(۵۶۵۹) محمد بن ابی عمیر نے عبدالرحمٰن سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے آنجناب علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک گھر کی چھت ایک گروہ پر مجتمعاً گر پڑی اور یہ نہیں معلوم کہ ان میں اپنے ساتھی سے پہلے کون مرا۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ ان میں سے لوگ ایک دوسرے کے وارث بنیں گے۔ میں نے عرض کیا مگر ابو حنیفہ تو اس پر اعتراض کرتے ہیں۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا وہ کیا اعتراض کرتے ہیں؟ میں نے عرض کیا وہ کہتے ہیں کہ اگر دو (۲) شخص ہوں ایک کے پاس ایک لاکھ ہو اور دوسرے کے پاس کچھ نہ ہو اور وہ دونوں کشتی میں سوار ہوں اور دونوں غرق ہو جائیں اور یہ نہ معلوم ہو کہ ان دونوں میں سے پہلے کون مرا تو ایسی صورت میں میراث ایسے شخص کے وارثوں کو مل جائے گی جس کے پاس کچھ نہ تھا اور جس کے پاس رقم تھی اس کے وارثوں کو کچھ نہ ملے گا۔ تو حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا جو کچھ اس نے سنا وہ ایسا ہی ہے۔

مصنف علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ یہ اس وقت ہے جب ان دونوں کا ان دونوں کے علاوہ کوئی اور وارث نہ ہو اور یہی دونوں آپس میں ایک دوسرے کے قریب ترین رشتہ دار ہوں۔

(۵۶۶۰) حماد بن عیسیٰ نے حسین بن مختار سے روایت کی ہے کہ ایک مرتبہ ابو حنیفہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کے پاس آئے تو آپ علیہ السلام نے ان سے پوچھا کہ تم اس مسئلہ میں کیا کہتے ہو کہ ایک کنبہ پر مکان کی چھت گر پڑی سب مرگئے صرف دو بچے باقی رہے ایک آزاد اور دوسرا اپنے مالک کا غلام مگر یہ نہیں معلوم کہ ان دونوں میں آزاد کون ہے اور غلام کون ہے۔ ابو حنیفہ نے کہا کہ ان دونوں کو مال نصف نصف تقسیم کردیا جائے گا۔ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ ایسا نہیں ہے بلکہ ان دونوں کے درمیان قرعہ ڈالا جائے گا جس کے نام قرعہ نکلے گا وہ آزاد ہوگا اور دوسرے کو آزاد کردیا جائے گا اور وہ اس کا آزاد کردہ غلام سمجھا جائے گا۔

باب: وہ بچے جو ماں کے پیٹ میں ہوں یا نوزائیدہ ہوں یا سقط شدہ ہوں ان کی میراث

(۵۶۶۱) حریز نے فضیل سے روایت کی ہے کہ حکم بن عتیبہ نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک بچہ ماں کے پیٹ سے گرا مگر نہ وہ چیخا اور نہ رویا کیا وہ وراثت پائے گا؟ تو آپ علیہ السلام نے منہ موڑ لیا اس نے اس سوال کا پھر اعادہ کیا آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ اگر وہ بچہ بالکل صاف اور واضح حرکت کرتا ہے تو وراثت پائے گا اس لئے کہ کبھی کبھی بچے گونگے بھی پیدا ہوتے ہیں۔

(۵۶۶۲) حسن بن محبوب نے حمّاد بن عیسیٰ سے انہوں نے سوّار سے انہوں نے حسن (بصری) سے روایت کی ہے انکا بیان ہے کہ جب حضرت علی علیہ السلام نے طلحہ اور زبیر کو شکست دی اور شکست خوردہ لوگ آنے لگے تو ان لوگوں کا گزر ایک ایسی عورت کی طرف سے ہوا جو حاملہ تھی اور راستہ پر تھی وہ ان لوگوں کو دیکھ کر ایسی خوف زدہ ہوئی کہ اس کے پیٹ کا بچہ ساقط ہو گیا اور وہیں تڑپ کر مر گیا اس کے بعد وہیں وہ عورت بھی مر گئی۔ چنانچہ وہ عورت اور اس کا بچہ وہیں راستہ پر مردہ پڑے ہوئے تھے کہ حضرت علی علیہ السلام اور ان کے اصحاب کا گزر اس طرف سے ہوا تو لوگوں سے اس عورت کے متعلق دریافت کیا لوگوں نے کہا کہ یہ عورت حاملہ تھی۔ جس وقت جنگ اور شکست کو دیکھا تو ایسا خوف زدہ ہوئی کہ پیٹ کا بچہ ساقط ہو گیا پھر یہ دونوں مر گئے۔ آپ علیہ السلام نے پوچھا ان دونوں میں سے پہلے کون مرا لوگوں نے کہا پہلے اس کا لڑکا مرا آپ علیہ السلام نے اس کے شوہر یعنی لڑکے کے باپ کو بلوایا اور لڑکے کی دیت (خونبہا) کا دو ثلث اور اس کی ماں کو ایک ثلث دیا۔ پھر مری ہوئی عورت کی دیت کا نصف اس کے شوہر کو دیا جو دو ہزار پانچسو درہم تھے۔ یہ اس لئے کہ اس عورت کا کوئی اور لڑکا نہ تھا سوائے اس لڑکے کے جو ماں کے خوف زدہ ہونے سے پیٹ سے ساقط ہو گیا تھا اور باقی اس مری ہوئی عورت کے وارثوں کو دیا اور یہ سب کچھ بصرہ کے بیت المال سے ادا کیا۔

باب: ایسے لڑکے اور لڑکی کی میراث جن کی آپس میں شادی ہو گئی تھی اور ان میں سے ایک مر گیا

(۵۶۶۳) نضر بن سوید نے قاسم بن سلیمان سے انہوں نے عبید بن زرارہ سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ انہوں نے آنجناب علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک لڑکے کی شادی ایک لڑکی سے ہوئی کیا وہ دونوں آپس میں ایک دوسرے کے وارث ہونگے؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا ان دونوں کے باپ نے ان دونوں کی شادی کی ہے تو ہاں۔ اور قاسم بن سلیمان نے کہا ہے کہ اگر ان دونوں کے باپ زندہ ہوں تو ہاں۔

(۵۶۶۴) حسن بن محبوب نے عبدالعزیز عبدی سے انہوں نے عبید بن زرارہ سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ علیہ السلام نے ایک شخص کے متعلق جس کے زیر پرورش ایک یتیم لڑکی تھی اس کی شادی اپنے لڑکے سے کردی لڑکا بالغ تھا اور یتیم لڑکی نابالغ۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا لڑکے پر اس کا نکاح جائز ہے لیکن اگر لڑکا مر گیا تو لڑکی کے بالغ ہونے تک اس کے حصہ کی میراث روک لی جائے گی۔ اور جب لڑکی بالغ ہوجائے تو اللہ تعالیٰ کی قسم کھا کر حلف سے یہ کہے کہ اس کو میراث لینے کا داعی صرف یہ ہے کہ میں اس نکاح پر راضی تھی تو اس کو میراث اور نصف مہر دیا جائے گا۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ اگر وہ لڑکی بالغ ہونے سے پہلے اور شوہر کی موت سے پہلے مرجائے تو اس کی وراثت شوہر نہیں پائے گا۔ اس لئے کہ لڑکی کو بلوغ کے بعد اختیار تھا کہ نکاح منظور کرے یا نہ کرے اور شوہر کو یہ اختیار نہ تھا۔

(۵۶۶۵) حسن بن محبوب نے علی بن حسن بن رباط سے انہوں نے ابن مسکان سے انہوں نے حلبی سے روایت کی ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا کہ ایک لڑکا دس سال کا تھا کہ اس کے باپ نے بچپن میں اس کا نکاح کر دیا کیا دس سال کی عمر میں اس کو طلاق دینا جائز ہے؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ اس کا نکاح تو جائز ہے لیکن طلاق تو مناسب ہے اس کی عدت اس کے پاس رکی رہے جب تک یہ لڑکا بالغ نہیں ہوجاتا۔ جب بالغ ہوجائے تو اس کو بتایا جائے کہ اس نے عورت کو طلاق دیدی ہے اگر وہ اس کا اقرار کرتا ہے اور اس کو تسلیم کرتا ہے تو یہ اس کی پہلی طلاق ہوگی اور وہ بھی اس عورت کو شادی کا پیغام دینے والوں میں سے ایک ہوگا اور اگر وہ انکار کرے اور طلاق کو تسلیم نہ کرے تو پھر یہ اس کی عورت ہوگی۔ میں نے عرض کیا اور اسی اثناء میں اگر وہ عورت مرجائے یا یہ شوہر مرجائے؟ آپؑ نے فرمایا پھر ان دونوں میں جو باقی ہے بلوغ تک میراث روک لی جائے اور بلوغ کے بعد وہ قسم کھا کر کہے میراث لینے کا داعی صرف یہ ہے کہ وہ نکاح پر راضی تھا تو اس کو میراث دیدی جائے گی۔

باب: طلاق دینے والے مرد اور طلاق پانے والی عورت کی میراث

(۵۶۶۶) حسن بن محبوب نے علی بن رئاب سے انہوں نے زرارہ سے انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا کہ جب کوئی مرد اپنی عورت کو طلاق دیدے تو جب تک وہ عورت عدۃ میں ہے وہ دونوں ایک دوسرے کے وارث ہونگے لیکن اگر اس نے یہ تیسری طلاق دی ہے تو مرد کو رجوع کرنے کا کوئی حق نہیں اور ان دونوں کے درمیان کوئی میراث نہیں ہے۔

باب: ایک شخص نے حالت مرض میں کسی عورت سے نکاح کیا یا طلاق دی تو اس کی میراث

(۵۶۶۷) حسن بن محبوب نے ابی ولاّد حنّاط سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص نے حالت مرض میں ایک عورت سے نکاح کیا آپ علیہ السلام نے فرمایا اگر اس نے اس سے دخول کیا اور اسی مرض میں مر گیا تو وہ عورت اس کی وراثت پائے گی اور ابھی اس سے دخول نہیں کیا تھا اور مر گیا تو وہ عورت اس کی وراثت نہیں پائے گی اور اس کا نکاح باطل ہے۔

(۵۶۶۸) ابن ابی عمیر نے جمیل بن درّاج سے انہوں نے ابو العبّاس سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ اگر کوئی شخص حالت مرض میں اپنی عورت کو طلاق دے تو جب تک وہ حالت مرض میں ہے یہ عورت اس کا ورثہ پائے گی خواہ اس کی مدت عدہ ختم ہو جائے مگر یہ کہ وہ اس مرض سے صحت یاب ہو جائے۔ میں نے عرض کیا خواہ اس کا مرض طویل کیوں نہ ہو جائے؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا ایک سال کے عرصہ کے درمیان تک۔

(۵۶۶۹) حمّاد نے حلبی سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے اس کا بیان ہے کہ آنجناب علیہ السلام سے دریافت کیا گیا کہ ایک شخص حالت احتضار میں ہے اور وہ اپنی عورت کو طلاق دیتا ہے کیا اس کی یہ طلاق جائز ہے آپ علیہ السلام نے فرمایا ہاں اور اگر وہ شخص مر گیا تو عورت اس کی وراثت پائے گی اور اگر عورت مر گئی تو وہ اس کی وراثت نہیں پائے گا۔

(۵۶۷۰) صالح بن سعید نے یونس سے اور انہوں نے اپنے کسی راوی سے اور اس نے حضرت امام جعفر صادق علیہ

السلام سے روایت کی ہے راوی کا بیان ہے کہ میں نے آنجنابؑ سے دریافت کیا کہ اس کا کیا سبب ہے کہ اگر کوئی شخص حالت مرض میں اپنی عورت کو طلاق دیدے اضرار کی صورت میں تو وہ عورت اس کا ورثہ پائے گی مگر مرد اس کا ورثہ نہیں پائے گا؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ اضرار کی وجہ سے اور اضرار کے معنی یہ ہیں کہ وہ اس کو اپنے ورثہ سے محروم کردے اور اس کی سزا میں یہ میراث اس پر لازم ہے۔

باب: اس عورت کی میراث جس کا شوہر مرگیا ہے

(۵۶۷۱) حسن بن محبوب نے علاء سے انہوں نے محمد بن مسلم سے انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے آنجناب علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص نے ایک عورت سے نکاح کیا اور اس کے ساتھ دخول کرنے سے پہلے ہی مرگیا آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ اس عورت کو کامل میراث ملے گی اور وہ چار ماہ دس دن عدہ رکھے گی اور اس نے اس کو مہر یعنی صداق معین کردیا ہے تو اس کو اس میں سے نصف ملے گا اور اگر اس نے کوئی معین نہیں کیا ہے تو اس کو کوئی مہر نہیں ملے گا۔

(۵۶۷۲) اور آنجناب علیہ السلام نے فرمایا کہ اگر اس نے اس کے ساتھ دخول کیا ہے تو اس کو کامل مہر ملے گا۔

(۵۶۷۳) ابن ابی نصر نے عبدالکریم بن عمرو سے انہوں نے محمد بن مسلم سے انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے آنجناب علیہ السلام سے عرض کیا کہ ایک شخص نے ایک عورت سے نکاح کیا مہر عورت کے فیصلہ پر رکھا مگر عورت کے فیصلہ کرنے سے پہلے وہ شخص مرگیا۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ عورت کے لئے کوئی مہر مسدق نہیں مگر عورت اس کا ورثہ پائے گی۔

باب: میراث مخلوع (عاق شدہ)

(۵۶۷۴) صفوان بن یحییٰ نے ابن مسکان سے انہوں نے ابی بصیر سے روایت کی ہے کہ میں نے آنجناب علیہ السلام سے مخلوع یعنی عاق شدہ کے متعلق دریافت کیا جس کے باپ نے بادشاہ کے سامنے اس کی میراث اور اس کے جرائم سے برائت کا اظہار کردیا ہے تو اب اس کی میراث کس کے لئے ہوگی۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ حضرت علی علیہ السلام کا ارشاد ہے کہ وہ لوگوں میں سب سے زیادہ قریب اپنے باپ سے ہے۔

باب: میراث حمیل

(۵۶۷۵) حسن بن محبوب نے ابن مہزم سے انہوں نے طلحہ بن زید سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ حمیل بغیر کسی ثبوت و گواہ کے وراثت نہیں پائے گا۔ اور حمیل وہ ہے کہ ایک عورت دار کفر سے اسیر ہو کر آئے (کافروں کی قید میں رہ کر آئے) اور اس کے پیٹ میں بچہ ہو اور بعد میں اس کا باپ یا اس کا بھائی اس کو شناخت کرے تو وہ بچہ حمیل ہے۔

(۵۶۷۶) صفوان بن یحییٰ نے عبدالرحمٰن بن حجاج سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے حمیل کے متعلق دریافت کیا تو آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ حمیل کیا شے ہے؟ میں نے عرض کیا کہ ایک عورت اپنے ملک سے قید ہو کر لائی جاتی ہے اور اس کے ساتھ بچہ ہوتا ہے اور کہتی ہے کہ یہ لڑکا میرا ہے اور ایک آدمی قید ہو کر آتا ہے اور اس کا بھائی اسے ملتا ہے تو کہتا ہے کہ یہ میرا بھائی ہے اور ان دونوں کے پاس ان کے دعویٰ کا کوئی ثبوت و گواہ نہیں ہے۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا پھر تمہارے وہاں اس کے متعلق لوگ کیا کہتے ہیں؟ میں نے عرض کیا اگر اس کی ولادت پر کوئی ثبوت و گواہ نہیں ہے تو لوگ اس کو وارث نہیں بناتے اس لئے کہ اس کی ولادت حالت شرک میں ہوئی ہے۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا سبحان اللہ جب ایک عورت آتی ہے اپنے لڑکے کے ساتھ اور مسلسل کہتی ہے کہ یہ میرا لڑکا ہے اور ایک آدمی آتا ہے اور اس کا بھائی اس کو پہچانتا ہے اور وہ دونوں صحیح الدماغ ہیں اور مسلسل اس کا اقرار کرتے ہیں تو وہ دونوں ایک دوسرے کے وارث ہونگے۔

باب: مشکوک اولاد کی میراث

(۵۶۷۷) حسن بن محبوب نے عبداللہ بن سنان سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ انصار میں سے ایک شخص میرے پدر بزرگوار علیہ السلام کے پاس آیا اور اس نے عرض کیا میں ایک بڑی مشکل میں مبتلا ہو گیا ہوں میری ایک کنیز ہے میں برابر اس سے مجامعت کیا کرتا تھا چنانچہ اس مرتبہ میں نے اس سے مجامعت کی اور غسل جنابت کر کے اپنے کسی کام کے لئے باہر نکلا مگر اپنے ساتھ سفر خرچ لینا بھول گیا تو اس کے لئے واپس اپنے گھر آیا کہ اپنا سفر خرچ لے لوں تو دیکھا اس کنیز کے پیٹ پر میرا ایک غلام سوار ہے (جو مجامعت کر رہا ہے) میں نے اپنی اس مجامعت کا دن شمار کیا تو نو مہینہ ہونے پر اس کنیز کے وہاں ایک لڑکی پیدا ہوئی۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا تمہارے لئے یہ جائز نہیں کہ اس لڑکی سے مقاربت کرو اور نہ اس کو فروخت کرو بلکہ جب تک تم زندہ

رہو اس کو خرچ دو اور مرتے وقت وصیت کر جاؤ کہ تمہارے مال سے اس کو خرچ دیا جائے یہاں تک کہ اللہ تمہارے اور اس کے لئے کوئی راستہ پیدا کردے (یعنی تم مرجاؤ یا وہ مرجائے)۔

(۵۶۷۸) عبدالحمید سے روایت کی گئی ہے کہ انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے آنجناب علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک آدمی کے پاس ایک کنیز تھی جس سے وہ مجامعت کیا کرتا تھا اور وہ اس کنیز کو اپنے کاموں کے لئے بھیجا کرتا چنانچہ وہ حاملہ ہوگئی اور اس کو ڈر ہوا کہ یہ حمل اس سے نہیں ہے اب وہ کیا کرے کیا وہ اس کنیز کو اور اس لڑکے کو فروخت کردے؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا وہ کنیز کو فروخت کردے اور لڑکے کو فروخت نہ کرے اور لڑکے کو اپنے مال میں کسی شے کا وارث نہ بنائے۔

(۵۶۷۹) قاسم بن محمد نے سلیم مولیٰ طربال سے انہوں نے حریز سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا جو اپنی کنیز سے مجامعت کیا کرتا تھا اور اسے اپنے کام کے لئے بھیجا بھی کرتا تھا چنانچہ وہ حاملہ ہوگئی اور اس کو اطلاع ملی کہ اس کنیز نے زنا کا ارتکاب کیا ہے تو حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ جب بچہ پیدا ہوا تو بچہ کو روک لو اس کو فروخت نہ کرو اور اس کو اپنے گھر میں ایک حصہ دو۔ تو آپ علیہ السلام سے عرض کیا گیا کہ ایک شخص اپنی کنیز سے مجامعت کیا کرتا تھا اور اس کو اپنے کام کے لئے کہیں نہیں بھیجتا تھا اور اس پر زنا کا اتہام لگاتا تھا چنانچہ وہ حاملہ ہوگئی۔ تو آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ جب بچہ پیدا ہو تو اسے فروخت نہ کرے اسے اپنے پاس رکھے اور اسے اپنے گھر اور اپنے مال میں حصہ دے اور یہ مسئلہ اس مسئلہ کے مانند نہیں ہے۔

باب: ایسے لڑکے کی میراث جس کا باپ اس کی ولدیت سے اقرار کرنے کے بعد انکار کردیتا ہے

(۵۶۸۰) حماد نے حلبی سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ جو کوئی شخص اپنے لڑکے سے اقرار کرنے کے بعد انکار کرے تو یہ اس کے لئے جائز نہیں اور نہ اس کے لئے یہ مناسب ہے خواہ اپنی زوجہ سے ہو یا اپنی کنیز سے ہو وہ اسی سے ملحق ہوگا۔

باب: میراث ولدالزنا

(۵۶۸۱) حسین بن سعید نے محمد بن حسن بن ابی خالد اشعری سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ ہمارے اصحاب میں سے ایک شخص نے ایک خط لکھ کر میری معرفت حضرت ابو جعفر ثانی (امام حسن عسکری) علیہ السلام کی خدمت میں روانہ کیا اس میں دریافت کیا تھا کہ ایک شخص نے ایک عورت سے زنا کیا اور وہ حاملہ ہو گئی اس کے حاملہ ہونے کے بعد اس نے اس سے نکاح کر لیا پھر اس کے لڑکا پیدا ہوا اور وہ لڑکا شکل وصورت میں اس کے بہت زیادہ مشابہہ ہے۔ تو آپ علیہ السلام نے اس کے جواب میں اپنے ہاتھ سے تحریر فرمایا اور اپنی مہر لگائی کہ ولدالزنا میراث نہیں پائے گا۔

(۵۶۸۲) یونس نے عبداللہ بن سنان سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے آنجناب علیہ السلام سے دریافت کیا اور عرض کیا کہ میں آپؑ پر قربان ولدالزنا کی دیت کتنی ہے؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا جس نے اس پر خرچ کیا جس قدر خرچ کیا ہے وہ اس کو دیا جائے گا۔ میں نے عرض کیا مگر وہ ولدالزنا تو مر گیا اور اس کا مال متروکہ ہے اس کی وراثت کون لے گا؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا امام اور ایک روایت یہ بھی کی گئی ہے کہ ولدالزنا کی دیت آٹھ سو درہم ہے اور اس کی میراث ابن ملاعنہ کی میراث کے مانند ہے۔

باب: قاتل کی میراث اور دیت کا کون وارث ہوگا اور کون نہیں ہوگا

(۵۶۸۳) صفوان بن یحییٰ نے ابن ابی عمیر سے انہوں نے جمیل سے انہوں نے ان دونوں ائمہ علیہما السلام میں سے کسی ایک سے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا جس نے اپنے باپ کو قتل کر دیا۔ اپ علیہ السلام نے فرمایا وہ وراثت نہیں پائے گا ہاں اگر اس کے کوئی لڑکا ہے تو وہ اپنے دادا کی میراث پائے گا۔

(۵۶۸۴) عاصم بن حمید نے محمد بن قیس سے انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ اگر کوئی شخص اپنی ماں کو خطأً قتل کر دے تو وہ ماں کی میراث پائے گا اور اگر اس نے اس کو عمداً قتل کیا ہے تو وہ اس کی میراث نہیں پائے گا۔

(۵۶۸۵) نضر نے قاسم بن سلیمان سے انہوں نے عبید بن زرارہ سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ عورت کا اپنے شوہر کی دیت میں سے حصہ ہے اور مرد کا اپنی زوجہ کی دیت میں سے حصہ ہے اس وقت کہ جب ان دونوں میں سے ایک نے دوسرے کو قتل نہ کیا ہو۔

(۵۶۸۶) حسن بن محبوب نے ابی ایوب سے انہوں نے سلیمان بن خالد سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ

السلام سے روایت کی ہے کہ آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ حضرت امیرالمومنین علیہ السلام نے مقتول کی دیت کے متعلق فیصلہ فرمایا اگر مقتول پر کوئی قرض نہیں ہے تو تمام ورثاء حکم خدا کے مطابق اپنے مقرر سہام کے مطابق حصہ پائیں گے سوائے مادری بھائیوں اور بہنوں کے اس لئے کہ یہ دیت میں سے کچھ ورثہ نہیں پائیں گے۔

(۵۶۸۷) حسن بن محبوب نے علی بن رئاب سے انہوں نے زرارہ سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے دریافت کیا ایک شخص نے ایک آدمی کو قتل کر دیا اس کا ایک بھائی دار ہجرت میں ہے اور دوسرا بھائی دار بدو (دار کفر) میں ہے اس نے ہجرت نہیں کی۔ آپ کی کیا رائے ہے اگر اس کا مہاجر بھائی قاتل کو معاف کر دے اور بدوی بھائی قاتل کو قتل کرنا چاہے تو کیا اس کو یہ حق ہے ؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا اس بدوی کو کوئی حق نہیں ہے کہ مہاجر کو قتل کرے جب تک وہ خود ہجرت نہ کرے اور اگر اس کو مہاجر بھائی معاف کر دے تو اس کا یہ عفو کرنا جائز ہے۔ میں نے عرض کیا پھر اس بدوی کے لئے مقتول کی میراث میں کچھ حصہ ہے ؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا ہاں میراث اس کے لئے ہے اور اگر دیت وصول کی جاتی ہے تو اس کے مقتول بھائی کی دیت میں اس کا حصہ ہے۔

(۵۶۸۸) حسن بن محبوب نے علی بن رئاب سے انہوں نے ابی عبیدہ سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے ایک مرتبہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک عورت نے حالت حمل میں شوہر کو بغیر بتائے کوئی دوا پی لی اور اس کا بچہ ساقط ہو گیا آپ علیہ السلام نے فرمایا اگر بچہ میں ہڈی پیدا ہو گئی تھی اور اس پر گوشت چڑھ گیا تھا تو وہ اس کی پوری دیت اپنے شوہر کو ادا کرے گی اور اگر وہ صرف علقہ یا مضغہ تھا تو اس پر چالیس (۴۰) دینار یا ایک غلام یا کنیز ہے جو وہ اپنے شوہر کو ادا کرے گی میں نے عرض کیا تو وہ اس بچہ کی دیت میں اس کے باپ کے ساتھ میراث بھی نہیں پائے گی ؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا نہیں اس لئے کہ اس نے اس کو قتل کیا ہے وہ اس کی میراث نہیں پائے گی۔

(۵۶۸۹) زرعہ نے سماعہ سے روایت کی ہے اس کا بیان ہے کہ میں نے آنجناب علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص نے اپنی ایک حاملہ لڑکی کو مارا پیٹا تو اس کے پیٹ سے مرا ہوا بچہ ساقط ہو گیا تو اس کے شوہر نے اس کے باپ کے خلاف دادرسی کر دی تو عورت نے اپنے شوہر سے کہا کہ اگر اس ساقط شدہ بچے کی کوئی دیت ہے اور اس میں میرا کوئی حق وراثت ہے تو وہ میری میراث میرے باپ کے لئے ہے۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ جب عورت نے اپنے باپ کو اپنا حصہ بخش دیا تو یہ باپ کے لئے جائز ہے۔

(۵۶۹۰) سلیمان بن داؤد منقری نے حفص بن غیاث سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے ایک مرتبہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ مسلمانوں کے دو گروہوں میں باہم جدال و قتال ہوا ان میں سے ایک

عدل چاہتا تھا اور دوسرا بغاوت پر کربستہ تھا دونوں میں جنگ چھڑی تو اہل عراق میں سے کسی نے اپنے باپ یا اپنے بھائی یا اس کے حمایتی کو قتل کردیا جو باغیوں میں سے تھا اور قاتل مقتول کا وارث ہے کیا وہ اس کی وراثت پائے گا؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ ہاں اس لئے کہ اس نے اس کو حق پر قتل کیا ہے۔

فضل بن شاذان نیشاپوری کہتے ہیں کہ اگر کوئی شخص اپنے لڑکے کو مارے اور زیادہ نہیں ایک حد میں ادب سکھانے کے لئے مارے اور اس ضرب سے لڑکا مرجائے تو باپ اس کا وارث ہوگا اور اس پر اس کا کفارہ نہیں اس لئے کہ باپ کے لئے یہ لازم تھا اس لئے کہ اس کو حکم دیا گیا ہے کہ وہ اپنے لڑکے کو ادب سکھائے اس لئے کہ وہ اس کے لئے بمنزلہ امام کے ہے اگر امام کسی پر حد جاری کرے اور وہ مرجائے تو امام پر اسکی نہ کوئی دیت ہے اور نہ کفارہ اور امام کو اس کا قاتل نہیں کہیں گے اس لئے کہ اس نے اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس پر حد جاری کی اور وہ اس میں مرگیا۔

اور اگر باپ اپنے بیٹے کو حد سے زیادہ مارے اور وہ مرجائے تو باپ اس کی وراثت نہیں پائے گا اور اس پر کفارہ لازم ہوگا۔ اور ہر وہ شخص جس کے لئے میراث ہے اس پر کفارہ نہیں ہوگا اور جس کے لئے میراث نہیں ہے اس پر کفارہ ہے۔

اور اگر بیٹے کے جسم پر پھوڑا ہے اور باپ نے اس کو شگاف کردیا جس کی وجہ سے وہ مرگیا تو باپ اس کا قاتل نہیں وہ وارث ہوگا اس پر نہ کفارہ ہے اور نہ دیت اس لئے کہ یہ باپ کی منزل پر ہے وہ اس کی تندرستی اور اصلاح چاہتا ہے اور اسی کے مشابہہ اور معالجات۔

اور اگر کوئی شخص گھوڑے پر سوار ہے اور اس کا باپ یا اس کا بھائی اس کی ٹاپوں کے نیچے آکر مرگیا تو اس کو وراثت نہیں ملے گی ددھیالی رشتہ داروں پر اس کی دیت ہوگی اور اس پر کفارہ ہوگا۔ اور اگر وہ (سواری پر سوار نہیں ہے بلکہ) ہنکا کر یا آگے سے کھینچ کر چل رہا ہے اور سواری نے اس کے باپ یا بھائی کو کچل دیا اور وہ مرگیا تو وہ اس کی میراث پائے گا۔ اور اس کی دیت اس کے ددھیالی خاندان والوں پر اس کے وارثوں کے لئے ہوگی اور اس پر کفارہ لازم نہیں ہے۔

اور اگر کوئی شخص ایسی جگہ کنواں کھودے جہاں اس کو کھودنے کا کوئی حق نہیں یا بیت الخلاء باہر بنادے یا چھجہ باہر نکال دے اور اس کے کسی وارث کو گزند پہنچے اور وہ مرجائے تو اس پر کفارہ لازم نہیں ہے اور خاندان والوں پر اس کی دیت ہے اور وہ اس کا وارث ہوگا۔ اس لئے کہ یہ قاتل نہیں ہے۔ کیا تم نہیں دیکھتے کہ اگر وہ یہی کام اس جگہ کرتا جہاں اس کو حق ہوتا اور ایسا حادثہ ہوجاتا تو نہ وہ قاتل ہوتا اور نہ اس پر دیت واجب ہوتی نہ کفارہ۔ پس ایسی شے کا باہر بنانا جس کا اس کو حق نہیں تو یہ قتل نہیں اس لئے کہ یہی کام جو اس نے کیا ہے اگر اس کا حق رکھتے ہوئے کرتا تو قتل نہیں ہوگا اور اہل خاندان پر احتیاطاً دیت لازم ہوگی تاکہ کسی مسلمان کا خون رائیگاں نہ جائے اور تاکہ لوگ ان

چیزوں پر اپنا حق نہ سمجھیں جن پر ان کو کوئی حق نہیں ہے۔ اور اسی طرح لڑکا جبکہ نابالغ ہو اور مجنون اگر یہ دونوں قتل کردیں تو وارث بنیں گے اور ان کی دیت ان دونوں کے اہل خاندان پر ہوگی۔ اور قاتل اگرچہ وراثت نہیں پائے گا۔ مگر دوسرے کو محجوب کردے گا کیا تم نہیں سمجھتے بھائی وراثت نہیں پاتے مگر ماں کو مجوب کردیتے ہیں۔

باب: میراث ابن ملاعنہ (متہم بیوی سے پیدا ہونے والی اولاد)

ابن ملاعنہ کے وارث اس کے پدری رشتہ داروں میں سے کوئی نہ ہوگا بلکہ اس کی ماں اور اس کا مادری بھائی اور اس کی اولاد اور اس کے ماموں لوگ اور اس کی زوجہ وارث ہوگی۔ اگر اس نے اولاد چھوڑی ہے تو اس کو مال متروکہ اللہ کے مقرر کردہ سہام کے مطابق ملے گا اور اگر اس نے اپنے باپ کو اور ماں کو چھوڑا ہے تو مال متروکہ ماں کے لئے ہوگا اور اگر اس نے اپنے باپ اور اپنے لڑکے کو چھوڑا ہے تو مال متروکہ لڑکے کے لئے ہوگا۔

اور اگر وہ اپنے باپ اور اپنے ماموؤں کو چھوڑے تو مال متروکہ ماموؤں کے لئے ہے۔

اور اگر ماموں اور خالہ کو چھوڑے تو مال متروکہ ان دونوں کے درمیان برابر برابر تقسیم ہوگا۔

اور اگر وہ اپنے ماموں اور خالہ اور چچا اور پھوپھی کو چھوڑے تو مال متروکہ ماموں اور خالہ کے لئے برابر برابر تقسیم ہوگا اور چچا اور پھوپھی ساقط ہوجائیں گے۔

اور اگر اپنے مادری بھائیوں اور مادری جدہ (نانی) کو چھوڑے تو مال متروکہ ان کے درمیان برابر برابر تقسیم ہوگا۔
اور اگر وہ اپنے مادری بہن کے لڑکے کو اپنے مادری جد (نانا) کو چھوڑے تو مال متروکہ ان دونوں کے درمیان نصف نصف تقسیم ہوگا۔

اور اگر وہ اپنی ماں اور اپنی زوجہ کو چھوڑے تو زوجہ کے لئے ایک چوتھائی اور بقیہ ماں کے لئے ہے۔
اور اگر ابن ملاعنہ اپنی زوجہ اپنے نانا اور خالہ کو چھوڑے تو زوجہ کے لئے ایک ربع اور بقیہ نانا کے لئے ہے۔
اور وہ متفرق تین خالاؤں اور اپنی زوجہ اور اپنے مادری بھائی کے لڑکے کو چھوڑے تو زوجہ کے لئے ایک ربع اور باقی بھائی کے لڑکے کے لئے ہے۔

اور اگر وہ اپنی لڑکی اور ماں کو چھوڑے تو لڑکی کے لئے نصف اور ماں کے لئے سدس (چھٹا حصہ) اور جو باقی رہا وہ ان دونوں کے لئے ان کے سہموں کے مطابق۔ اور وہ اپنی ماں اور اپنے بھائی کو چھوڑے تو مال متروکہ ماں کے لئے ہے۔

اور اگر وہ اپنی زوجہ اور اپنی لڑکی اور نانا اور نانی کو اور مادری بھائی اور بہن کو چھوڑے تو زوجہ کے لئے ثمن

(آٹھواں حصہ)اور بقیہ لڑکی کے لئے ہے۔
ور اگر وہ زوجہ اور جد اور ماں اور جدہ اور بھائی کا لڑکا اور بہن کا لڑکا اور ماموں اور خالہ کو چھوڑے تو زوجہ کے لئے ربع اور جو باقی ہے وہ سب ماں کے لئے اور باقی لوگ ساقط ہوجائیں گے۔ اور اگر وہ اپنی لڑکی اور پوتی کو چھوڑے تو مال متروکہ لڑکی کے لئے ہوگا اور اسی طرح اگر وہ اپنی لڑکی اور اپنے پوتے کو چھوڑے تو مال متروکہ لڑکی کے لئے ہوگا۔
اور اگر ابن ملاعنہ اپنے حقیقی بھائی اور اپنے ایک مادری بھائی کو چھوڑے تو مال متروکہ ان دونوں کے درمیان نصف نصف ہوگا۔ اور اسی طرح اگر وہ ایک مادری بہن اور ایک حقیقی بہن کو چھوڑے تو مال متروکہ ان دونو ں کے درمیان نصف نصف ہوگا۔
اور اگر وہ بھائی کے لڑکے اور مادری بہن کی لڑکی کو چھوڑے تو مال متروکہ ان دونوں کے درمیان نصف نصف ہوگا۔ اور اگر بنت ملاعنہ مرجائے اپنے نواسے کو اور اپنی پوتی کے لڑکے کو اور اپنے شوہر کو اور اپنے ماموں کو اور اپنے جد کو اور اپنی بہن کے لڑکے کو اور اپنے بھائی کے لڑکے کو چھوڑے تو شوہر کے لئے ایک ربع اور جو باقی ہے وہ سب نواسے کے لئے ہے اور بقیہ سب ساقط ہونگے۔
اور اگر ابن الاعنہ اپنی بہن کو اور اپنے مادری بھائی کی لڑکی کو چھوڑے تو سارا مال متروکہ بہن کے لئے ہے۔
اور اگر وہ اپنی زوجہ اور اپنے نانا اور نانی کو چھوڑے تو زوجہ کے لئے ایک ربع اور جو باقی ہے وہ نانا نانی کے درمیان نصف نصف ہوگا۔
لیکن ابن ملاعنہ کا پوتا اگر مرجائے تو اس کی میراث غیر ابن ملاعنہ کی میراث کے مانند ہوگی تمام فرائض میراث کے اندر اور ولد الزنا کی میراث بھی ولد ملاعنہ کی میراث کے مانند ہے۔
(۵۶۹۱) حماد نے حلبی سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا ملاعنہ کے متعلق کہ جس کے شوہر نے اس کو چھوڑ دیا اور اس کے لڑکے سے انکار کردیتا ہے اور اس سے ملاعنت کرلیتا ہے پھر اس کے بعد اس کا شوہر کہتا ہے کہ یہ لڑکا میرا ہے اور خود اپنے کو جھٹلاتا ہے۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ اب وہ عورت تو اس کی طرف پلٹ کر تا ابد نہیں جائے گی لیکن لڑکا تو اگر وہ اس کا دعویٰ کرتا ہے اور اسے نہیں چھوڑتا تو میں اس کو اس کی طرف واپس کرتا ہوں لیکن وہ لڑکے کی میراث نہیں پائے گا اور لڑکا اس کی میراث لے گا۔ باپ لڑکے کی میراث کا حقدار نہ ہوگا بلکہ اس کے ماموں اس کی میراث پائیں گے اور اگر اس لڑکے کو کسی نے ولد الزنا کہا تو حد میں اس کو کوڑے لگائے جائیں گے۔
(۵۶۹۲) موسیٰ بن بکر نے زرارہ سے انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ ملاعنہ کے لڑکے کی میراث اس کی ماں کے لئے ہے اور اگر اس کی ماں زندہ نہیں ہے تو ماں کے سب سے زیادہ

قربی اس (میت) کے ماموں ہیں۔

مصنف علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ جب تک امام عصر علیہ السلام پردہ غیبت میں ہیں ملاعنہ کے لڑکے کی میراث اس کی ماں کے لئے ہے اور جب امام علیہ السلام ظہور فرمائیں گے تو اس کی ماں کے لئے ایک ثلث ہوگا اور باقی امام مسلمین کے لئے ہوگا اور اس کی تصدیق ذیل کی حدیث سے ہوتی ہے۔

(۵۶۹۳) جس کی روایت کی ہے حسن بن محبوب نے ابی ایوب سے انہوں نے ابی عبیدہ سے انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے کہ آپ علیہ السلام نے فرمایا ابن ملاعنہ کی میراث میں سے ایک ثلث اس کی ماں پائے گی اور باقی امام المسلمین کے لئے ہوگی۔

(۵۶۹۴) ابن ابی عمیر نے ابان وغیرہ سے انہوں نے زرارہ سے انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ ابن ملاعنہ کے متعلق حضرت امیرالمومنین نے فیصلہ فرمایا کہ اس کی میراث ایک ثلث اس کی ماں پائے گی اور باقی امام کے لئے ہے اس لئے کہ اس کے جرائم کے تاوان کی ذمہ داری امام پر ہے۔

(۵۶۹۵) ابوالجوزاء نے حسین بن علوان سے انہوں نے عمرو بن خالد سے انہوں نے زید بن علی سے انہوں نے اپنے پدربزرگوار سے انہوں نے اپنے جدنامدار علیہم السلام سے انہوں نے حضرت علی علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے متعلق جس نے اپنی زوجہ پر زنا کا اتہام لگایا پھر کہیں باہر چلا گیا اور جب واپس آیا تو وہ مرچکی تھی۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ اس شخص کو دو باتوں میں سے ایک کو اختیار کرنے کے لئے کہا جائے گا کہ یا تم اپنے نفس پر گناہ کا الزام لگاؤ (اور کہو کہ میں نے غلط اتہام لگایا تھا) تو تم پر حد جاری کی جائے گی اور تمہیں میراث دی جائے گی اور چاہو تو اس الزام کو برقرار رکھو اور اس سے ملاعنت کرو تو تم کو میراث نہیں ملے گی۔

(۵۶۹۶) منصور بن حازم نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ حضرت علی علیہ السلام ارشاد کیا کرتے تھے کہ جب کوئی ابن ملاعنہ مرجائے اور اس کے بھائی ہوں تو مال متروکہ اللہ تعالیٰ کے مقرر کردہ سہام پر تقسیم کردیا جائے گا۔ یعنی مادری بھائی یا حقیقی بھائی۔ پدری بھائی تو کوئی وراثت نہیں پائیں گے اور حقیقی بھائی ماں کی طرف سے میراث پائیں گے باپ کی طرف سے نہیں یہ لوگ اور مادری بھائی میراث میں برابر ہیں۔

(۵۶۹۷) حسن بن محبوب نے علی بن رئاب سے انہوں نے حلبی سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص نے اپنی عورت سے ملاعنت کی جبکہ وہ حاملہ تھی اور اس کا حمل ظاہر ہوچکا تھا اور اس شخص نے عورت کے بطن میں جو تھا اس سے انکار کردیا۔ مگر جب بچہ پیدا ہوگیا تو اس نے بچہ کا دعویٰ کیا اور اقرار کیا اس کو خیال آیا کہ یہ بچہ اسی کا ہے۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا اس کا بچہ اس کو دیدیا جائے گا وہ وراثت پائے گا کوڑے نہیں لگائے جائیں گے اس لئے کہ لعان گزر گیا۔

(۵۶۹۸) اور محمد بن فضیل نے ابی الصباح سے اور عمرو بن عثمان نے مفضل سے انہوں نے زید سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے ابن ملاعنہ کے متعلق کہ اس کا وارث کون ہوگا؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ اس کی وارث اس کی ماں ہوگی۔ میں نے عرض کیا آپ علیہ السلام کی نظر میں اگر اس کی ماں مرگئی ہو اس کے بعد یہ بھی مرگیا ہو تو اب اس کا وارث کون ہوگا؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ ماں کے خاندان والے اس (میت) کے ماموں اس کے وارث ہونگے۔

(۵۶۹۹) حماد بن عیسیٰ نے شعیب سے انہوں نے ابی بصیر سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ علیہ السلام نے فرمایا ابن ملاعنہ اپنی ماں کی طرف منسوب ہوگا اور اس کے تمام امور اور کیفیات کی نسبت اسی کی طرف ہوگی۔

باب: جو شخص میراث کے وقت اسلام لایا ہو یا آزاد ہوا ہو اس کی میراث

(۵۷۰۰) محمد بن ابی عمیر نے ابان بن عثمان سے انہوں نے محمد بن مسلم سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے ایک ایسے شخص کے متعلق جو میراث کے وقت مسلمان ہوا۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ اگر میراث تقسیم ہوچکی تو اب اس کو کوئی حق نہیں میں نے عرض کیا اور غلام جو میراث کے وقت آزاد ہوا ہو؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا وہ بھی اسی منزل پر اس کے مثل ہے۔

باب: میراثِ خنثیٰ (ہیجڑا)

(۵۷۰۱) حسن بن موسیٰ خشاب نے غیاث بن کلوب سے اور انہوں نے اسحاق بن عمار سے انہوں نے حضرت امام جعفر بن محمد علیہما السلام سے انہوں نے اپنے پدر بزرگوار علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ حضرت علی علیہ السلام فرمایا کرتے تھے کہ خنثیٰ جہاں سے وہ پیشاب کرتا ہے اسی کے اعتبار سے وہ میراث پائے گا۔ اگر دونوں سوراخوں سے پیشاب کرتا ہے تو جس طرف سے پہلے پیشاب کرتا ہے اسی کے اعتبار سے وہ میراث پائے گا اور اگر اس نے ابھی پیشاب نہیں کیا اور مر گیا تو نصف حصہ مرد کا اور نصف عورت کا ملے گا۔

(۵۷۰۲) سکونی نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام اور انہوں نے اپنے پدر بزرگوار علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام خنثیٰ کو اس کی پسلیاں شمار کرکے میراث دیتے تھے اگر عورت کی پسلیوں سے اس

کی ایک پسلی کم ہے تو اس کو مرد کی میراث دیتے کیونکہ عورت کی پسلیوں سے مرد کی ایک پسلی کم ہوتی ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ حضرت حوّا علیہ السلام حضرت آدم علیہ السلام کی بائیں پسلی سے پیدا کی گئیں اس لئے حضرت آدم علیہ السلام کی ایک پسلی کم ہو گئی۔

مصنف علیہ الرحمہ فرماتے ہیں جس مٹی سے حضرت آدم علیہ السلام خلق ہوئے تھے ان کی بچی ہوئی مٹی سے حضرت حوّاء پیدا ہوئیں اور وہ مٹی پسلیوں کی مٹی سے بچی ہوئی تھی اس لئے کہ حضرت آدم علیہ السلام کی خلقت کی تکمیل کے بعد وہ پیدا ہوئیں تو حضرت آدم علیہ السلام کی ایک بائیں پسلی کی مٹی لے لی گئی اور اس سے وہ پیدا کر دی گئیں اور اگر ایسا ہوتا جیسا کہ جاہل کہتے ہیں تو اہل تشنیع کو بھی یہ کہنے کے لئے ایک راستہ ملتا کہ حضرت آدم علیہ السلام اپنی ہی پیدا سے نکاح کرتے۔ اور اس طرح اللہ تعالیٰ نے کھجور کے درخت کو بھی حضرت آدم علیہ السلام کی فاضل طینت سے پیدا کیا اور اسی طرح کبوتر کو بھی تو اگر ایسا ہوتا کہ یہ سب کے سب حضرت آدم علیہ السلام کی تکمیل خلقت کے بعد ان کے جسد سے ماخوذ ہوتے تو ان کے لئے حوّا علیہ السلام سے نکاح کرنا جائز نہ ہوتا ورنہ یہ ہوجاتا کہ انہوں نے اپنے بعض (جز) سے نکاح کیا اور ان کے لئے یہ جائز نہ ہوتا کہ کھجور کھائیں اس لئے کہ اس طرح انہوں نے اپنے بعض کو کھایا اور اسی طرح کبوتر کو بھی۔

(۵۷۰۳) نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کھجور کے متعلق فرمایا ہے کہ تم لوگ اپنی پھوپھی سے نیک سلوک کرو۔

(۵۷۰۴) عاصم بن حمید نے محمد بن قیس سے اور انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ علیہ السلام نے بیان فرمایا کہ ایک مرتبہ قاضی شریح اپنے مسند قضا پر بیٹھا ہوا تھا کہ ایک عورت اس کے پاس آئی اور اس نے کہا اے قاضی میرے اور میرے خصم (شوہر) کے درمیان فیصلہ کرو۔ انہوں نے کہا تیرا خصم کون ہے؟ اس عورت نے کہا کہ تم ہو۔ قاضی شریح نے لوگوں سے کہا کہ اس عورت کو راستہ دو اور لوگوں نے اسے راستہ دیدیا تو وہ اس کے پاس پہنچی۔ انہوں نے اس عورت سے پوچھا کہ تجھ پر کیا ظلم ہوا۔ اس نے جواب دیا میرے وہ بھی عضو ہے جو مردوں کے ہوتا ہے اور وہ بھی عضو ہے جو عورت کے ہوتا ہے۔ قاضی شریح نے کہا مگر حضرت امیرالمومنین علیہ السلام تو اس کا فیصلہ پیشاب کے مقام سے کرتے ہیں اس نے کہا مگر میں تو دونوں سے پیشاب کرتی ہوں اور دونوں سے ایک ساتھ پیشاب رک جاتا ہے۔ شریح نے کہا خدا کی قسم میں نے اس سے زیادہ تعجب خیز بات کبھی نہیں سنی۔ اس عورت نے کہا مگر اس سے زیادہ تعجب خیز بات ایک اور ہے شریح نے پوچھا وہ کیا ہے؟ عورت نے کہا میرے شوہر نے مجھ سے مجامعت کی تو میرے لڑکا پیدا ہوا اور میں نے اپنی کنیز سے مجامعت کی تو اس کے بھی لڑکا پیدا ہوا۔ شریح نے تعجب سے ہاتھ پر ہاتھ مارا پھر امیرالمومنین علیہ السلام کی خدمت میں آیا اور عرض کیا یا امیرالمومنین میرے سامنے ایک ایسا مقدمہ پیش ہوا ہے کہ اس سے زیادہ تعجب خیز بات میں نے کبھی سنی ہی نہیں اس کے بعد اس نے سارا قصہ بیان کیا۔ تو

امیرالمومنین علیہ السلام نے دریافت کیا تو اس عورت نے کہا ہاں یہ ایسا ہی ہے جیسا کہ بیان کیا گیا۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا اچھا تیرا شوہر کون ہے اس نے عرض کیا فلاں شخص ہے تو آپ علیہ السلام نے آدمی بھیج کر اس کے شوہر کو بلایا اور اس سے پوچھا کیا تم اس کو پہچانتے ہو؟ اس نے کہا ہاں یہ میری بیوی ہے آپ علیہ السلام نے اس عورت نے جو کچھ بیان کیا تھا اس کے متعلق پوچھا تو اس نے کہا ہاں ایسا ہی ہے آپ علیہ السلام نے فرمایا پھر تم تو شیر پر سواری کرنے والے سے زیادہ جری اور بہادر ہو کہ اس حالت میں اس پر سوار ہوئے۔ اس کے بعد آپ علیہ السلام نے فرمایا اے قنبر اس عورت کو ایک حجرہ میں لے جاؤ اور اس کی پسلیاں شمار کرو۔ اس کے شوہر نے کہا یا امیرالمومنین میں اپنی عورت کے ساتھ کسی مرد کو بھیجوں اس پر مجھے اعتماد نہیں۔ حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا اچھا پھر دینار کو بلاؤ جو خصی ہے اور دینار کا شمار اہل کوفہ کے صالحین میں ہوتا تھا اور اس پر بھروسہ کیا جاتا تھا۔ چنانچہ وہ آیا تو آپ علیہ السلام نے اس سے کہا اے دینار اس عورت کو حجرے میں لے جاؤ اس کے کپڑے اتارو اور اس سے کہو کہ وہ اپنے میزر باندھے رہے۔ پھر تم اس کی پسلیاں گنو چنانچہ دینار نے ایسا ہی کیا تو اس کی پسلیاں سترہ (۱۷) تھیں داہنی جانب نو عدد اور بائیں جانب آٹھ عدد۔ تو حضرت علی علیہ السلام نے اس کو مردوں کا لباس اور ٹوپی اور نعلین پہنایا اور اس کے دوش پر ردا ڈالدی اسے مردوں سے ملحق کر دیا اور فرمایا کہ میں نے وہی فیصلہ کیا ہے جو اللہ تعالیٰ کا فیصلہ تھا اللہ تعالیٰ نے حضرت حوا علیہ السلام کو حضرت آدم علیہ السلام کی آخری بائیں پسلی سے پیدا کیا اس لئے مرد کی ایک پسلی کم ہے اور عورت کی پسلیاں پوری ہیں۔

(۵۷۰۵) حسن بن محبوب نے جمیل بن دراج سے یا جمیل بن صالح سے انہوں نے فضیل بن یسار سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے ایک مرتبہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا ایک ایسے مولود کے متعلق جس کے نہ مردوں کا عضو تھا اور نہ عورتوں کا آپ علیہ السلام نے فرمایا امام قرعہ ڈالے گا ایک پرچہ پر عبداللہ لکھے گا اور دوسرے پرچہ امتہ اللہ لکھے گا پھر امام یا قرعہ ڈالنے والا کہے گا۔ **اللھم انت اللہ لا الہ الا انت، عالم الغیب والشھادۃ انت تحکم بین عبادک فیما کانوا فیہ یختلفون، بیّن لنا امر ھذا المولود حتّی یورّث ما فرضت لہ فی کتابک** (اے اللہ صرف تو ہی اللہ ہے تیرے سوا کوئی اللہ نہیں تو ہر غائب و حاضر کو جاننے والا ہے تو اپنے بندوں کے درمیان فیصلہ کر دیتا ہے جس میں لوگ اختلاف رکھتے ہیں۔ ہمارے لئے اس مولود کے متعلق واضح کردے تاکہ تو نے اپنی کتاب میں جو فرض کیا ہے اس کے مطابق اس کو وراثت دی جائے۔) پھر ان دونوں پرچوں کو گمنام پرچوں میں ملا کر الٹ پلٹ کر دیا جائے۔ اب جو پرچہ نکل آئے اس کے مطابق اس کو وراثت دی جائے۔

باب: اس مولود کی میراث جس کے دو (۲) سر ہوں

(۵۷۰۶) احمد بن محمد بن عیسیٰ نے علی بن احمد بن اشیم سے انہوں نے محمد بن قاسم جوہری سے انہوں نے اپنے باپ سے انہوں نے حریز بن عبداللہ سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے آپ علیہ السلام نے بیان فرمایا کہ حضرت امیرالمومنین علیہ السلام کے عہد میں ایک لڑکا پیدا ہوا جس کے دو سر تھے تو امیرالمومنین علیہ السلام سے دریافت کیا گیا کہ اسے دو آدمی سمجھ کر میراث دی جائے یا ایک آدمی سمجھ کر؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا اسے چھوڑ دیا جائے تاکہ وہ سو جائے پھر اس کو پکارا جائے اگر دونوں ایک ساتھ جاگتے ہیں تو اس کے لئے میراث بھی ایک ہوگی اور ایک جاگ جائے اور دوسرا سوتا رہے تو ان کو دو آدمیوں کی میراث دی جائے گی۔
اور احمد بن محمد بن ابی نصر بزنطی نے ابی جمیلہ سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے فارس میں ایک عورت کو دیکھا کہ اس کے دو سر اور دو سینے ہیں اور کمر ایک ہے (کھانے پینے میں) یہ اس پر جھپٹتا ہے اور وہ اس پر جھپٹتا ہے۔

باب: گم شدہ شخص کی میراث

(۵۷۰۷) یونس بن عبدالرحمٰن نے اسحاق بن عمار سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ حضرت ابوالحسن علیہ السلام نے گمشدہ شخص کے متعلق فرمایا کہ اس کے مال کا چار (۴) سال تک انتظار کیا جائے گا پھر تقسیم کردیا جائے گا۔
مصنف علیہ الرحمہ فرماتے ہیں یعنی یہ پتہ نہ چلنے کے بعد کہ وہ شخص مرگیا یا زندہ ہے اور یہ بھی نہ معلوم ہو کہ وہ کہاں اور کس سرزمین پر ہے اور چار (۴) سال تک ہر چہار جانب تلاش کرنے کے بعد اور اس کی موت و حیات کی خبر نہ ملنے کے بعد اس کی زوجہ اس کے لئے عدہ وفات رکھے گی اور اللہ تعالیٰ کے مقرر کردہ سہام کے مطابق اس کا مال اس کے وارثوں پر تقسیم کردیا جائے گا۔
(۵۷۰۸) صفوان بن یحییٰ نے عبداللہ بن جندب سے انہوں نے ہشام بن سالم سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ حفص اعور نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا اور میں اس وقت حاضر خدمت تھا انہوں نے پوچھا کہ میرے والد کا ایک ملازم تھا اور میرے والد کے پاس اس ملازم کا کچھ (مال) تھا اور وہ ملازم مرگیا اور اس نے نہ کوئی وارث چھوڑا اور نہ قرابتدار ہیں اس کی وجہ سے دل تنگ ہوں کہ کیا کروں آپ علیہ السلام نے فرمایا تمہیں غریب فقہاعامہ نے شک میں ڈالا، تمہیں ان غریبوں نے شک میں ڈالا۔ میں نے عرض کیا میں آپ علیہ السلام پر قربان

میں اس کی وجہ سے دل تنگ ہوں کہ کیا کروں۔آپ علیہ السلام نے فرمایا اب یہ تمہارے مال کے طور پر ہے اور اگر اس کا کوئی طلب گار آئے تو اس کو دے دینا۔

(۵۷۰۹) ابن ابی نصر نے حمّاد سے انہوں نے اسحاق بن عمّار سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے آنجناب علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص مرگیا اس نے کئی لڑکے چھوڑے جس میں ایک غائب ہوگیا نہیں معلوم وہ کہاں ہے۔آپ علیہ السلام نے فرمایا اس کی میراث تقسیم کردی جائے گی اور غائب کا حصہ الگ کرکے رکھ دیا جائے گا۔ میں نے عرض کیا پھر اس پر زکوٰۃ ہوگی؟ فرمایا نہیں جب تک وہ آنہ جائے اور اپنی رقم پر قبضہ نہ کرلے اور اس قبضہ کو ایک سال نہ گزر جائے۔ میں نے عرض کیا لیکن یہ نہیں معلوم وہ کہاں ہے؟آپ علیہ السلام نے فرمایا اگر ورثاء مالدار ہیں تو اس کی میراث کا حصہ بھی تقسیم کرلیں اور وہ آجائے تو اسے واپس کردیں۔

(۵۷۱۰) یونس بن عبدالرحمٰن نے ابن عون سے انہوں نے معاویہ بن وھب سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے ایک ایسے شخص کے متعلق جس پر کسی آدمی کی کچھ رقم تھی مگر اب وہ لا پتہ ہوگیا اور یہ بھی نہیں معلوم کہ کہاں ہے اور یہ بھی نہیں خبر کہ وہ زندہ ہے یا مرگیا اور وہ نہ اس کے کسی وارث کو جانتا ہے اور نہ اولاد کو؟آپ علیہ السلام نے فرمایا تلاش کرے عرض کیا اس کی تلاش میں تو بڑی طوالت ہے تو کیا اس کی طرف سے تصدق کردے؟ فرمایا تلاش کرے۔

(۵۷۱۱) اس کے متعلق دوسری حدیث یہ ہے کہ اگر اس کا وارث باوجود تلاش کرنے کے نہ ملے اور اللہ تعالیٰ تیری تلاش و جستجو کو جانتا ہے تو تصدق کردے۔

باب: مرتد کی میراث

(۵۷۱۲) حسن بن محبوب نے ابی ولّاد حنّاط سے روایت کی ہے اس کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص اسلام سے مرتد ہوگیا اس کی میراث کس کے لئے ہے؟آپ علیہ السلام نے فرمایا کتاب خدا کے مطابق اس کی میراث وارثوں پر تقسیم کردی جائے گی۔

(۵۷۱۳) حسن بن محبوب نے سیف بن عمیرہ سے انہوں نے ابی بکر حضرمی سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے آپ علیہ السلام نے فرمایا جب کوئی مسلمان اسلام سے مرتد ہوجائے تو اس کی عورت اس سے بائن ہوجائے گی جس طرح عورت تین طلاق سے بائن ہوجاتی ہے اور وہ عدہ رکھے گی جس طرح مطلقہ عدہ رکھتی ہے اور اگر وہ اسلام کی طرف دوبارہ پلٹ آئے تو وہ پھر سے نکاح کرے گا اور اس کے لئے عورت کو عدہ کی ضرورت نہیں۔

(اگر عورت دوسرے سے نکاح کرتی ہے تو دوسرے کے لئے عدہ کی ضرورت ہے) ۔ اور اگر وہ عدہ کی مدت پوری ہونے سے قبل قتل کر دیا جائے یا مرجائے تو عورت عدہ وفات رکھے گی اور وہ عورت عدہ میں اس کی وراثت پائے گی اور اگر عورت بحالت عدہ مرجائے اور مرد اسلام سے مرتد ہے تو مرد اس کا وارث نہ ہوگا۔

باب: ایسے شخص کی میراث جس کا کوئی وارث نہیں ہے

(۵۷۱۴) علاء نے محمد بن مسلم سے انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ جو شخص مرجائے اور اس کا کوئی وارث نہ ہو قرابتداروں میں سے اور نہ اس کا کوئی آزاد کردہ غلام جس کے جرائم کے تاوان کی ذمہ داری اس نے لی ہو تو اس کا مال غنیمت میں شامل ہوگا۔

(۵۷۱۵) اور دوسری حدیث میں روایت کی گئی ہے کہ جو شخص مرجائے اور اس کا کوئی وارث نہ ہو تو اس کا مال اس کے ہم شہریوں یعنی اس شہر کے رہنے والوں کے لئے ہے۔

مصنف علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ جس وقت امام ظاہر ہونگے تو اس کا مال امام کے لئے ہے اور جب تک امام پردہ غیب میں ہیں تو اس کا مال اس کے شہر والوں کے لئے ہے جب کہ اس کا کوئی وارث یا اہل شہر سے زیادہ اس سے کوئی قرابت نہ رکھتا ہو۔

(۵۷۱۶) حسن بن محبوب نے مالک بن عطیہ سے انہوں نے سلیمان بن خالد سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایسے شخصِ مسلم کے متعلق روایت کی جو قتل کر دیا گیا اور اس کا باپ نصرانی ہے تو اس کی دیت کس کے لئے ہے آپ علیہ السلام نے فرمایا اس کی دیت لیکر بیت المال میں جمع کر دی جائے گی اس لئے کہ اس کے جرائم کے تاوان کی ذمہ داری (بھی) مسلمانوں کے بیت المال پر ہے۔

باب: مختلف قوموں کی میراث

دو قوموں کے افراد ایک دوسرے کے وارث نہیں بنتے ۔ اور مسلمان کافر کا وارث بنے گا لیکن کافر مسلمان کا وارث نہیں بنے گا۔ اور اس کی وجہ مال مشرکین کے متعلق اصل حکم ہے کہ یہ مسلمانوں کے لئے مال غنیمت ہے اور اس مال کے مشرکین سے زیادہ مسلمان حقدار ہیں اور اللہ تعالیٰ نے کفار پر ان کے کفر کی سزا میں میراث حرام کر دی ہے جس طرح قاتل پر قتل کی سزا میں میراث حرام کر دی ہے۔ لیکن مسلمان تو یہ کس جرم کی سزا میں میراث سے محروم کر دیا جائے ؟ اور اسلام کیونکر اس کے نقصان اور برائی میں اضافہ کرے گا نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مندرجہ ذیل

ارشاد کی موجودگی میں کہ

(۵۷۱۷) اسلام ہمیشہ زیادہ کرتا ہے کم نہیں کرتا۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس قول کی موجودگی میں کہ

(۵۷۱۸) اسلام میں نہ ضرر ہے اور نہ ضرر رسانی ۔ تو اسلام مرد مسلمان کے لئے خیر میں اضافہ کا سبب ہے شر میں اضافہ کا سبب نہیں ہے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس قول کی موجودگی میں کہ

(۵۷۱۹) اسلام خود بلند ہوتا ہے بلند نہیں کیا جاتا۔ اور کفار بمنزلہ مُردوں کے ہیں وہ کسی کو محجوب نہیں کرتے (وراثت سے نہیں روکتے) اور وارث نہیں ہوتے ۔

(۵۷۲۰) ابو الاسود دئلی سے روایت کی گئی ہے کہ معاذ بن جبل جب یمن میں تھے تو ان کے پاس لوگوں نے آکر بیان کیا فلاں یہودی مرگیا اور اس نے ایک مسلمان بھائی کو چھوڑا تو حضرت معاذ نے کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ اسلام ہمیشہ زیادہ کرتا ہے کم نہیں کرتا لہذا یہ مسلمان اپنے یہودی بھائی کا وارث ہوگا۔

(۵۷۲۱) محمد بن سنان نے عبدالرحمٰن بن اعین سے انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے ایک نصرانی کے متعلق روایت کی ہے کہ وہ مرجاتا ہے اور اس کا ایک لڑکا مسلمان ہے تو آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ اسلام ہمیشہ عزت بڑھاتا ہے لہذا ہم لوگ ان کے وارث ہونگے اور وہ ہمارے وارث نہ ہونگے۔

(۵۷۲۲) زرعہ نے سماعہ سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے آنجناب علیہ السلام سے دریافت کیا کہ کیا مسلمان شخص مشرک کا وارث ہوگا؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا ہاں مگر مشرک شخص مسلمان کا وارث نہیں ہوگا۔

(۵۷۲۳) موسیٰ بن بکر نے عبداللہ بن اعین سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے آپ علیہ السلام نے فرمایا دو قوموں کے افراد ایک دوسرے کے وارث نہیں ہوتے ۔ ہم لوگ تو ان کے وارث ہوتے ہیں مگر وہ لوگ ہمارے وارث نہیں ہوتے ۔ بیشک اللہ تعالیٰ نے اسلام کی وجہ سے ہم لوگوں کی عزت ہی بڑھائی ہے۔

(۵۷۲۴) حسن بن محبوب نے حسن بن صالح سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ ایک مسلمان کافر کو میراث سے محجوب کردیتا مگر مسلمان اس کی میراث لیتا ہے اور کافر ایک مومن کو میراث سے محجوب نہیں کرتا اور نہ وہ مسلمان کی میراث پاتا ہے۔

(۵۷۲۵) حسن بن محبوب نے ابی ولاد حناط سے روایت کی ہے اس کا بیان ہے کہ مسلمان اپنی ذِمّیّہ عورت کا وارث ہوتا ہے مگر ذِمّیّہ عورت اس کی وارث نہیں ہوتی۔

(۵۷۲۶) حسن بن علی خزاز نے احمد بن عائذ سے انہوں نے ابی خدیجہ سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام

سے روایت کی ہے آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ کافر کبھی مسلمان کی وراثت نہیں پائے گا لیکن مسلمان کے لئے حق ہے کہ وہ کافر کی وراثت لے لیکن یہ کہ کسی مسلمان نے کسی کافر کے لئے کسی شے کی وصیت کردی ہو۔

(۵۷۲۷) عاصم بن حمید نے محمد بن قیس سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ یہودی اور نصرانی مسلمانوں کی وراثت نہیں پائیں گے لیکن مسلمان یہودی اور نصرانی کی وراثت پائیں گے۔

(۵۷۲۸) حسن بن محبوب نے علی بن رئاب سے انہوں نے ابی بصیر سے روایت کی ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک مرد مسلمان ہوگیا اور اسکی ماں نصرانیہ ہے اور اس کی زوجہ اور اولاد ہے جو سب مسلمان ہیں۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا اگر وراثت کی تقسیم سے پہلے اس کی ماں مسلمان ہوگئی تو اس کو سدس (چھٹا حصہ) دیا جائے گا۔ میں نے عرض کیا اور اگر اس کی نہ عورت ہو نہ بچے اور نہ مسلمانوں میں سے اس کا کوئی وارث جس کا حق کتاب خدا میں سہم مقرر ہو اور اس کی ماں نصرانیہ ہو دوسرے قرابتدار بھی نصرانی ہوں کہ اگر وہ مسلمان ہوتے تو از روئے کتاب خدا ان کا حق ہوتا تو اس کی میراث کس کے لئے ہوگی؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا اگر اس کی ماں مسلمان ہوجائے تو اس کی تمام میراث ماں کے لئے ہوگی اور اگر اس کی ماں مسلمان نہ ہو بلکہ اس کے قرابتداروں میں سے کوئی ایسا شخص مسلمان ہوجائے جس کا حق کتاب خدا میں مذکور ہے تو اس کی میراث اس کے لئے ہے اور اگر اس کے قرابتداروں میں سے کوئی اسلام نہ لائے تو اس کی میراث امام کے لئے ہے۔

(۵۷۲۹) حسن بن محبوب نے ہشام بن سالم سے انہوں نے عبدالملک بن اعین یا مالک بن اعین سے اور انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے آنجناب علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک نصرانی مرگیا اس کے ایک بھائی کا بیٹا مسلمان ہے اور ایک بہن کا بیٹا مسلمان ہے اور نصرانی کی اولاد اور زوجہ نصرانی ہے آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ میری نظر میں اس کا مال متروکہ دو تہائی اس کے بھائی کے لڑکے کو دیدیا جائے اور ایک تہائی اس کی بہن کے لڑکے کو دیدیا جائے اگر اس کے بچے چھوٹے اور کمسن نہ ہوں اور اگر اس کے بچے چھوٹے اور کمسن ہیں تو ان دونوں وارثوں پر فرض ہے کہ وہ ان بچوں کا خرچ دیں اس میں سے جو انہوں نے ان بچوں کے باپ سے ورثہ میں پایا ہے جب تک کہ وہ بڑے اور بالغ نہ ہوجائیں تو عرض کیا گیا کہ یہ دونوں کس طرح سے خرچ دیں؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا جو دو ثلث کا وارث ہے وہ خرچ کا دو ثلث دے اور جو ایک ثلث کا وارث ہے وہ خرچ کا ایک ثلث دے اور جب بچے بڑے اور بالغ ہوجائیں تو خرچ دینا بند کردیں۔ عرض کیا گیا اور اگر وہ بچے کمسنی ہی میں اسلام لے آئیں؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا پھر اس کے باپ نے جو کچھ چھوڑا ہے وہ سب امام کے حوالے کردیں یہاں تک کہ وہ بالغ ہوجائیں اور بالغ ہونے کے بعد وہ اسلام پر قائم رہیں تو امام ان کی میراث ان کو دے دے گا اور بالغ

ہونے کے بعد وہ اسلام پر باقی نہ رہے تو امام اس کی میراث اس کے بھائی کے لڑکے اور اس کی بہن کے لڑکے کو دیدیگا جو دونوں مسلمان ہیں مال متروکہ کا دو ثلث بھائی کے لڑکے کو اور ایک ثلث بہن کے لڑکے کو۔

(۵۷۳۰) ابن ابی عمیر نے ابراہیم بن عبدالحمید سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا ایک نصرانی اسلام لانے کے بعد پھر نصرانیت کی طرف پلٹ گیا اور مرگیا۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ اس کی میراث اس کی نصرانی اولاد کے لئے ہے اور اگر کوئی مسلمان نصرانیت اختیار کرے پھر مرجائے تو اس کی میراث اس کی مسلمان اولاد کے لئے ہے۔

باب: مملوک (غلام) کی میراث

(۵۷۳۱) محمد بن ابی عمیر نے ہشام بن سالم سے انہوں نے سلیمان بن خالد سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ امیرالمومنین علیہ السلام ارشاد فرماتے تھے ایک ایسے آزاد شخص کے متعلق کہ جو مرتا ہے اور اس کی ماں کسی کی مملوکہ ہے آپ علیہ السلام نے فرمایا وہ مملوکہ اپنے لڑکے کے مال سے خریدی جائے پھر آزاد کردی جائے اور پھر اس کو اس کا وارث بنایا جائے۔

(۵۷۳۲) حنان بن سدیر نے ابن ابی یعفور سے انہوں نے اسحاق بن عمار سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے آپ علیہ السلام نے بیان فرمایا حضرت علی علیہ السلام کا ایک آزاد کردہ غلام مرگیا تو آپ علیہ السلام نے لوگوں سے فرمایا تم لوگ نگاہ ڈالو کہیں اس کا وارث تم لوگوں کو ملتا ہے۔ تو آپ علیہ السلام سے عرض کیا گیا کہ اس کی دو لڑکیاں یمامہ میں کسی کی مملوکہ ہیں تو میت کے مال سے ان دونوں کو خریدا گیا پھر بقیہ میراث ان دونوں کے حوالے کردی گئی۔

(۵۷۳۳) محمد بن ابی عمیر نے جمیل سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا جو مرتا ہے اور اپنا ایک مملوک لڑکا چھوڑتا ہے آپ علیہ السلام نے فرمایا اس کے مال سے اس کے لڑکے کو خرید کر آزاد کردیا جائے پھر بقیہ مال کا اس کو وارث بنا دیا جائے۔

(۵۷۳۴) اور ابن مسکان کی روایت میں سلیمان بن خالد سے ہے ان کا بیان ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے بیان کیا کہ جب کوئی ایسا شخص مرجاتا کہ جس کی زوجہ کسی کی مملوکہ ہوتی تو حضرت علی علیہ السلام اس کے مال سے اس کی زوجہ کو خرید کو آزاد کرتے پھر اس کو اس کا وارث بنادیتے تھے۔

(۵۷۳۵) عبداللہ بن مغیرہ نے عبداللہ بن سنان سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے

آنجناب علیہ السلام کا ارشاد ہے کہ حضرت امیرالمومنین علیہ السلام نے ایک ایسے شخص کے متعلق جس نے کسی آدمی کے غلام کیلئے دعویٰ کیا کہ یہ میرا لڑکا ہے آپؑ نے فیصلہ فرمایا کہ جس نے دعوی کیا ہے اس کے مال سے وہ لڑکا آزاد کرایا جائے۔ اور اگر دعوی کرنے والا وفات پاجائے اور اس کے آزاد کرانے سے پہلے اس کا مال متروکہ تقسیم ہوجائے تو مال اس کی آزادی سے پہلے ختم ہوچکا اور اگر مال کی تقسیم سے پہلے وہ آزاد ہوا ہے تو اس مال میں اس کا بھی حصہ ہوگا۔

(۵۷۳۶) حسن بن محبوب نے وھب بن عبدربہ سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے آنجناب علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص کے پاس اس کی ام ولد کنیز تھی اس کنیز کا لڑکا مرگیا تو اس کے مالک نے اس کا نکاح کسی دوسرے شخص سے کردیا اور وہاں اس کے لڑکا پیدا ہوا پھر اس کا شوہر مرگیا تو وہ اپنے مالک کے پاس واپس آگئی اب اس کے مالک کو کیا یہ جائز ہے کہ اس سے بغیر نکاح مجامعت کرے ؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا اس سے مجامعت نہ کرے جب تک وہ اپنے شوہر کی موت پر چار ماہ دس دن عدہ نہ رکھ لے اور پھر اس کے بعد مالک کی حیثیت سے بغیر نکاح اس سے مجامعت کرے۔ میں نے عرض کیا پھر اس کا لڑکا جو اس کے شوہر سے پیدا ہوا ہے اس کی حیثیت کیا ہوگی ؟ آپؑ نے فرمایا اگر اس کے شوہر نے کچھ مال چھوڑا ہے تو وہ اس سے خرید کر آزاد کردیا جائے گا اور وہ اپنے باپ کا وارث ہوگا میں نے عرض کیا اور اگر اس نے کوئی مال نہ چھوڑا ہو ؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا پھر وہ اپنی ماں کے ساتھ ہے جو حیثیت اس کی ہے وہی لڑکے کی بھی ہوگی۔

مصنف علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ یہ حدیث میں نے اس لئے تحریر کیا ہے کہ اس کے اسناد قوی ہیں لیکن دراصل ہم لوگوں کے نزدیک یہ ہے کہ ماں باپ میں سے اگر ایک بھی آزاد ہے تو لڑکا بھی آزاد ہوگا۔ اور کبھی کبھی امام علیہ السلام سے ایسی بات ملتی ہے جو بظاہر خبر کی شکل میں ہوتی ہے مگر اس کے معنی انکار کے ہوتے ہیں اور بیان کرنے والے اسے خبر کی شکل میں بیان کردیتے ہیں۔

(۵۷۳۷) حسن بن محبوب نے علی بن رئاب سے روایت کی ان کا بیان ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ غلام کو وارث نہیں بنایا جائے گا اور طلاق بائن پائی ہوئی عورت وارث نہیں بنائی جائے گی۔

(۵۷۳۸) محمد بن اسماعیل بن بزیع نے منصور بن یونس بزرج سے انہوں نے جمیل بن دراج سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا آپ علیہ السلام فرماتے تھے کہ آزاد اور غلام ایک دوسرے کے وارث نہیں ہونگے۔

(۵۷۳۹) علی بن مہزیار نے فضالہ سے انہوں نے ابان سے انہوں نے فضل بن عبدالملک سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ مملوک اور مملوکہ جب وارث نہیں ہوتے تو کیا یہ دونوں کسی کو ورثہ سے محجوب بھی کرتے ہیں ؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا نہیں۔

باب: غلام مکاتب کی میراث

(۵۷۴۰) یونس بن عبدالرحمن نے عبداللہ بن سنان سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے آنجناب علیہ السلام سے عرض کیا کہ ایک مکاتب نے خود اپنی ذات کو خرید لیا اور اتنا مال چھوڑا کہ جس کی قیمت ایک لاکھ درہم ہے مگر اس کا کوئی وارث نہیں ہے تو اس کا وارث کون ہوگا؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا اس کا وارث وہ ہوگا جو اس کے جرائم کا ذمہ دار ہے۔ میں نے عرض کیا اس کے جرائم کا ضامن کون ہے آپ علیہ السلام نے فرمایا جو تمام مسلمانوں کے جرائم کا ضامن ہے۔ (یعنی امام)۔

(۵۷۴۱) اور ابن ابی عمیر کی روایت میں ہمارے بعض اصحاب سے ہے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ علیہ السلام نے بیان فرمایا کہ ایک شخص نے اپنے مملوک کو مکاتب بنایا اور اس پر یہ شرط رکھ دی کہ اس مکاتب کی میراث اس (یعنی مالک) کے لئے ہوگی تو یہ مقدمہ حضرت امیرالمومنین علیہ السلام کے سامنے پیش ہوا تو آپ علیہ السلام نے اس کی شرط کو باطل کردیا اور فرمایا اللہ کی شرط تیری شرط سے پہلے ہے۔

(۵۷۴۲) عاصم بن حمید نے محمد بن قیس سے اور انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ امیرالمومنین علیہ السلام نے ایک ایسے مکاتب کے متعلق فیصلہ فرمایا جو مرگیا اور اس کے پاس مال تھا تو آپ علیہ السلام نے فرمایا جس قدر وہ آزاد ہوا ہے اسی کے حساب سے اس کا مال اس کے ورثاء کے لئے ہے اور جس قدر وہ آزاد نہیں ہوا ہے اسی کے حساب سے اس کا مال مکاتبہ کرنے والوں کے لئے ہے۔

(۵۷۴۳) صفوان بن یحییٰ نے منصور بن حازم سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ علیہ السلام نے فرمایا مکاتب نے جس قدر رقم ادا کردی ہے اسی کے حساب سے وہ کسی کو وارث بنائے گا اور کسی کا وارث بنایا جائے گا۔

(۵۷۴۴) احمد بن محمد بن ابی نصر بزنطی نے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ بیان کیا مجھ سے محمد بن سماعہ نے روایت کرتے ہوئے عبدالحمید بن عوّاض سے انہوں نے محمد بن مسلم سے انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے اس مکاتب کے متعلق جو اپنے مکاتبہ کی کچھ رقم ادا کرکے مرجاتا ہے۔ اور ایک لڑکا چھوڑتا ہے اور مکاتبہ کی جتنی رقم اس پر باقی ہے اس سے زیادہ رقم چھوڑتا ہے۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا اس کے موالی (مالکان) اس سے اپنے مکاتبہ کی رقم پوری کریں گے اور بقیہ اس کے لڑکے کو دیدیں گے۔

باب: مجوسیوں کی میراث

مجوسی لوگ نسب کی بنیاد پر میراث پاتے ہیں نکاح فاسد کی بنیاد پر میراث نہیں پاتے۔ پس اگر کوئی مجوسی مرتا ہے اور اپنی ماں کو چھوڑتا ہے جو اس کی بہن بھی ہے اور وہی اس کی زوجہ بھی ہے تو مال متروکہ اس (عورت) کا ہے اس بنیاد پر کہ وہ ماں ہے بہن کی بنیاد پر اور زوجہ کی بنیاد پر اس کا کچھ نہیں ہے۔

(۵۷۴۵) اور سکونی کی روایت میں ہے کہ اگر کوئی مجوسی اپنی ماں اور اپنی بہن اور اپنی بیٹی سے نکاح کئے ہوتا تو حضرت علی علیہ السلام اس کو دو (۲) وجہوں سے میراث دیتے ایک اس وجہ سے کہ وہ اس کی ماں ہے اور دوسرے اس وجہ سے کہ وہ اس کی زوجہ ہے۔

اور سکونی کی اس روایت پر جس میں وہ تنہا ہے میں فتویٰ نہیں دیتا۔

اگر کوئی مجوسی اپنی ماں کو چھوڑے جو اس کی بہن بھی ہو اور لڑکی چھوڑے تو ماں کی حیثیت سے اس کو ایک سدس اور لڑکی کو نصف اور جو باقی رہا اس کو ان کے نصاب کے مطابق انہیں واپس دیدیا جائے گا۔ اور اس حیثیت سے اس کی بہن بھی کچھ نہیں اس لئے کہ ماں کی موجودگی میں بھائی بہن میراث نہیں پاتے۔

اور اگر وہ اپنی لڑکی کو چھوڑے جو اس کی بہن بھی ہو اور وہی اس کی زوجہ بھی تو لڑکی کی حیثیت سے اس کے لئے نصف ہوگا اور باقی اسی پر رد کردیا جائے گا اور بہن اور زوجہ کی حیثیت سے وہ کوئی میراث نہیں پائے گی۔

اور اگر وہ اپنی بہن کو چھوڑے جو اس کی زوجہ بھی ہے اور ایک بھائی کو چھوڑے تو مال متروکہ ان دونوں کے درمیان مرد کے لئے دو اور عورت کے لئے ایک کے حساب سے تقسیم کردیا جائے گا اور زوجہ کی حیثیت سے وہ کچھ نہیں پائے گی۔ اور یہ سارا باب اسی مثال پر ہوگا۔

اور اگر کوئی مجوسی اپنی لڑکی سے نکاح کرے اور اس سے دو لڑکیاں پیدا ہوں اور وہ مجوسی مرجائے۔ تو اس نے حقیقت میں تین لڑکیاں چھوڑیں اور مال متروکہ ان تینوں کے درمیان برابر برابر تقسیم ہوگا اور اگر ان دونوں لڑکیوں میں سے ایک مرجائے تو درحقیقت اس (متوفیہ) نے اپنی ماں کو چھوڑا جو پدری اعتبار سے اس کی بہن ہے اور اپنی حقیقی بہن کو چھوڑا تو مال متروکہ اس کی ماں کے لئے ہوگا جو پدری اعتبار سے اس کی بہن ہے اس لئے کہ والدین کی موجودگی میں بھائیوں بہنوں کی کوئی میراث نہیں۔

اور اگر باپ کے مرنے کے بعد لڑکی کی لڑکی مرجائے تو اس نے اپنی ماں کو چھوڑا اور باپ کی طرف سے وہ اس کی بہن بھی ہے تو مال متروکہ اس کی ماں کو ملے گا ماں ہونے کی حیثیت سے اور بہن ہونے کی حیثیت سے اس کو کچھ نہیں ملے گا۔

اور اگر کوئی مجوسی اپنی لڑکی سے نکاح کرے اور اس سے ایک لڑکی پیدا ہو پھر اس لڑکی کی لڑکی سے نکاح کرے اور اس سے ایک لڑکی پیدا ہو پھر مرجائے تو مال متروکہ ان سب میں تین حصہ کرکے تقسیم ہوگا پھر اگر پہلی مرجائے جس نے اس سے نکاح کیا تھا تو مال متروکہ درمیانی لڑکی کا ہوگا اور اگر باپ کے مرنے کے بعد درمیانی لڑکی مرجائے تو اس کی ماں کے لئے جو سب میں بڑی ہے ایک سدس۔ اس لڑکی کے لئے جو سب میں چھوٹی ہے نصف اور جو باقی رہے وہ ان دونوں پر ان کے نصاب کے مطابق واپس کردیا جائے گا۔ اور اگر مرنے والی سب سے چھوٹی ہے اور سب سے بڑی ابھی باقی ہے تو سارا مال متروکہ اس کی ماں کے لئے ہے جو درمیانی ہے اور سب سے بڑی والی ساقط ہو جائے گی اس لئے کہ وہ بہن بھی ہے اور نانی بھی اور ماں کی موجودگی میں بہن کے لئے کوئی میراث نہیں ہے۔

اور اگر کوئی مجوسی اپنی لڑکی سے نکاح کرے اور اس سے دو لڑکیاں پیدا ہوں پھر ان دونوں میں سے کسی ایک سے نکاح کرے اور اس سے ایک لڑکی پیدا ہو پھر وہ مجوسی مرجائے تو اس کا مال متروکہ ان سب کے لئے چار حصوں میں تقسیم ہوگا ان کو زوجیت کی بنا پر کچھ نہ ملے گا۔ پس اگر وہ لڑکی مرجائے جس سے آخر میں نکاح کیا تھا تو درحقیقت اس (متوفیہ) نے اپنی لڑکی چھوڑی اور اپنی ماں کو چھوڑا اپنی بہن کو چھوڑا جو اس کی نانی ہے تو اس کی لڑکی کے لئے نصف ہے اور اس کی ماں کے لئے سدس اور جو باقی ہے وہ ان دونوں کے نصاب کے مطابق ان دونوں پر رد کردیا جائے گا اور اس بہن کے لئے جو اس کی نانی بھی ہے کچھ نہیں ہے۔

اور کوئی مجوسی اپنی ماں سے نکاح کرلے اور اس سے ایک لڑکی پیدا ہو پھر اس لڑکی سے نکاح کرے اور اس سے ایک لڑکا پیدا ہو اس کے بعد وہ مجوسی مرجائے تو اس کی ماں کے لئے ایک سدس ہے اور اب جو باقی ہے وہ لڑکے اور لڑکی کے لئے ہے لڑکے کے لئے دو اور لڑکی کے لئے ایک کے حساب سے اور اگر اس کے بعد اس کی ماں مرجائے تو مال متروکہ اس لڑکی کے لئے ہے جس سے اس مجوسی نے نکاح کیا تھا اور لڑکی کے لڑکے کے لئے کچھ نہیں ہے لڑکی کی موجودگی میں اور اگر ماں نہیں مری بلکہ مجوسی کے بعد پہلی لڑکی مرگئی تو اس کی اس ماں کے لئے جو مجوسی کی پہلی لڑکی ہے ایک سدس ہے اور جو باقی ہے وہ لڑکے کے لئے ہے۔ اور اگر باپ کے بعد لڑکا مرگیا اور اس کی ماں زندہ ہے اور مجوسی کی ماں بھی بقید حیات ہے تو کل مال متروکہ لڑکے کی ماں کے لئے ہے اور مجوسی کی ماں کے لئے کچھ نہیں ہے۔

اور اگر کوئی مجوسی اپنی ماں سے نکاح کرے اور اس کے ایک لڑکا اور ایک لڑکی پیدا ہو پھر اس کا لڑکا بھی اپنی دادی سے نکاح کرے جو مجوسی کی ماں ہے اور اس سے ایک لڑکی پیدا ہو پھر مجوسی مرجائے تو اس کی ماں کے لئے ایک سدس ہے اب جو باقی ہے وہ اس کے لڑکے اور اس کی لڑکی کے لئے ہے لڑکے کے لئے دو اور لڑکی کے لئے ایک کے حساب سے پھر اگر اس کے مرنے کے بعد اس کی ماں مرجائے تو مال متروکہ اس کے لڑکے اور اس کی لڑکی کے لئے ہے مرد کے لئے دو اور عورت کے لئے ایک کے حساب سے اور اگر اس کی ماں نہیں مری بلکہ اپنے باپ کے مرنے کے بعد

اس کا لڑکا مرگیا تو اس کی ماں کے لئے ایک سدس اور اس کی لڑکی کے لئے نصف اور جو باقی ہے وہ ان دونوں پر ان کے نصاب کے مطابق رد کر دیا جائے گا اور اس کی بہن کے لئے کچھ نہیں ہے۔

اور اگر کوئی مجوسی اپنی ماں سے نکاح کرے اور اس سے ایک لڑکا اور ایک لڑکی پیدا ہو اس کے بعد وہ اپنی بہن سے نکاح کرے اور اس سے بھی ایک لڑکا اور لڑکی پیدا ہو اس کے بعد وہ مجوسی مرجائے تو اس کی ماں کے لئے ایک سدس اور جو باقی ہے وہ اس کے لڑکے اور اس کی لڑکی دونوں کے درمیان مرد کے لئے دو اور لڑکی کے لئے ایک کے حساب سے تقسیم کر دیا جائے گا اور اگر اس مجوسی کی ماں ان سب کے مرنے کے بعد مرجائے تو مال متروکہ کُل کا کُل اس لڑکی کے لئے ہوگا اور باقی سب لوگ ساقط ہو جائیں گے۔

باب: میراث کے متعلق نادر احادیث

(۵۷۴۶) حماد بن عیسیٰ نے ربعی بن عبداللہ سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آنجناب علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ جب کوئی شخص مرجائے تو اس کی تلوار، اس کا مصحف، اس کی انگوٹھی، اس کی کتابیں، اس کے ہر وقت استعمال کی چیزیں، اس کا لباس یہ سب اس کے بڑے لڑکے کا ہے اور اگر سب سے بڑی اولاد لڑکی ہے تو پھر اولاد ذکور (لڑکوں) میں جو سب سے بڑا ہو اس کے لئے ہے۔

(۵۷۴۷) حماد بن عیسیٰ نے شعیب بن یعقوب سے انہوں نے ابی بصیر سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ جب مرنے والا مرجائے تو تلوار، اس کے ہر وقت کے استعمال کی چیزیں، اس کا لباس اس کے سب سے بڑے لڑکے کے لئے ہے۔

(۵۷۴۸) علی بن حکم نے ابان احمر سے انہوں نے میسر سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے آنجناب علیہ السلام سے عورتوں کے متعلق دریافت کیا کہ میراث میں ان کے لئے کیا ہے؟ تو آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ ان کے لئے پختہ اینٹیں، عمارت، شہتیر اور بانس کی قیمت ہے لیکن زمین اور غیر منقولہ جائیداد تو ان میں ان کے لئے کوئی میراث نہیں ہے۔ راوی کا بیان ہے کہ میں نے عرض کیا اور کپڑے؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا کپڑے ان کے لئے ہیں۔ میں نے عرض کیا یہ چیزیں ان کے لئے کیسے ہو گئیں جبکہ ان کے لئے آٹھواں حصہ اور چوتھا حصہ مقرر ہے؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا اس لئے کہ عورت کا کوئی نسبی رشتہ نہیں ہے جس سے وہ میراث پائے یہ تو ان لوگوں میں آکر داخل ہو گئی ہے اور یہ اس لئے اس طرح ہوا تاکہ اگر عورت کسی سے نکاح کرے تو اس کا شوہر یا دوسری قوم کی اولاد آئے اور ان کی غیر منقولہ جائیداد میں مزاحمت کرے۔

(۵۷۴۹) محمد بن سنان کے مسائل کے جواب دیتے ہوئے حضرت امام رضا علیہ السلام نے انہیں تحریر فرمایا کہ اس کا سبب یہ ہے کہ عورت غیر منقولہ جائیداد میں سے کوئی میراث نہیں پائے گی سوائے پختہ اینٹوں، منہدم مکان کی قیمت کے اس کے لئے غیر منقولہ جائیداد کی تبدیلی اور تغیر ممکن نہیں اور عورت اور اس کے شوہر کے درمیان رشتہ منقطع ہو جائے تو اس کے رشتہ میں تغیر اور تبدیلی آجائے گی لیکن بیٹے اور باپ کے لئے ایسا نہیں وہ ایک دوسرے سے چھٹکارا حاصل نہیں کر سکتے اور عورت کے لئے تبدیلی ممکن ہے پس وہ چیز جو آتی جاتی ہے اس کے لئے میراث میں بھی وہی چیز دی جائے گی جس میں تبدیلی ہو سکتی ہے اس لئے کہ یہ دونوں آپس میں مشابہت رکھتی ہیں۔ اور ثابت اور مقیم شے اپنے حال پر باقی رہے گی اور اسی طرح رہے گی جیسے وہاں کے ثابت اور مقیم لوگ۔

(۵۷۵۰) اور حسن بن محبوب کی روایت میں احول سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے آنجناب علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ عورتیں غیر منقولہ جائیداد میں کچھ وارثت نہیں پائیں گی ان کے لئے بناؤں اور اشجار اور کھجور کی قیمت ہے بناؤں سے مراد یہاں مکانات ہیں اور عورتوں سے مراد زوجہ ہے۔

(۵۷۵۱) محمد بن ولید نے حماد بن عثمان سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ عورت کے لئے طوب اور شہتیروں کی قیمت اس لئے قرار دیدی گئی کہ مبادا وہ نکاح کرے اور ایسا شخص (شوہر) داخل ہو جائے جو ان کی موروثی جائیداد کو خراب و برباد کردے۔ یہاں طوب سے مراد پختہ اینٹیں ہیں۔

(۵۷۵۲) اور حسن بن محبوب کی روایت میں علی بن رئاب اور خطاب ابی محمد ہمدانی سے ہے انہوں نے طربال سے ا ر انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ عورت شوہر کے متروکہ میں پانی کے حوض و مکانات و اسلحے اور سواریوں میں سے میراث نہیں پائے گی۔ اور نقد رقم، غلام، کپڑے اور گھر کا سامان جو کچھ اس کے شوہر نے چھوڑا ہے اس میں سے میراث پائے گی۔

(۵۷۵۳) ابان نے فضل بن عبدالملک سے اور ابن ابی یعفور نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے آنجناب علیہ السلام سے مرد کے متعلق دریافت کیا کہ وہ عورت کے ورثہ میں اس کا مکان اور اس کی زمین سے کچھ لے سکتا ہے یا یہ بھی عورت کے مانند ان میں سے کچھ نہیں لے سکتا؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا وہ ہر شے میں میراث لے گا جس میں عورت میراث لیتی ہے اور اس کو چھوڑے گا جس کو عورت چھوڑ دیتی ہے۔

مصنف علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ یہ اس وقت ہوگا جب اس عورت سے اس کے کوئی لڑکا ہو اور اگر اس عورت سے اس کے کوئی لڑکا نہ ہو تو بربنائے اصول اس کی قیمت کے سوا ان چیزوں کی کوئی میراث نہیں پائے گی اور اس کی تصدیق اس حدیث سے ہوتی ہے۔

(۵۷۵۴) جس کی روایت کی ہے محمد بن ابی عمیر نے اذنیہ سے عورتوں کے متعلق کہ جب عورت کے لڑکا ہو تو اس کو کاشتکاری میں سے حصہ داری دی جائے گی۔

(۵۷۵۵) محمد بن سنان کے مسائل کے جواب میں حضرت امام رضا علیہ السلام نے جو کچھ لکھا اس میں یہ بھی تحریر فرمایا کہ میراث میں سے مرد کو جس قدر دیا جاتا ہے اس سے نصف عورت کو دیئے جانے کا سبب یہ ہے کہ عورت جب نکاح کرتی ہے تو لیتی ہے اور مرد دیتا ہے اس لئے وہ مردوں سے زیادہ پاتی ہے۔ اور دوسرا سبب مرد کو عورت سے دوگنا دینے کا یہ ہے کہ عورت اگر محتاج ہے تو مرد اس کی کفالت کرتا ہے اور مرد پر اس کا نان نفقہ واجب ہے اور اگر مرد محتاج ہے تو عورت پر اس کی کفالت اور اس کا نان نفقہ واجب نہیں ہے اس لئے عورت کو مرد سے زیادہ مل جاتا ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ کا قول ہے **الرجال قوامون علی النسآء بما فضّل اللّٰہ بعضھم علی بعض و بمآء انفقوامن اموالھم** (سورۃ نساء۔ آیت ۳۴) (مرد حاکم ہیں عورتوں پر اس واسطے کہ بڑائی دی اللہ نے ایک کو دوسرے پر اور اس واسطے کہ خرچ کئے انہوں نے اپنے مال)۔

(۵۷۵۶) حمدان بن حسین کی روایت میں حسین بن ولید سے ہے اور انہوں نے ابن بکیر سے اور انہوں نے عبداللہ بن سنان سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا کہ کیا سبب ہے کہ میراث میں مرد کے لئے عورت سے دوگنا ہے؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کے لئے مہر قرار دیا ہے۔

(۵۷۵۷) ابن ابی عمیر نے ہشام سے روایت کی ہے کہ ابن ابی العوجاء نے محمد بن نعمان احول سے کہا کہ کیا بات ہے کہ عورت کمزور و ضعیف ہے اس کو تو ایک سہم اور مرد قوی اور دولتمند اس کو دو سہم؟ راوی کا بیان ہے کہ اس کا ذکر میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے کیا تو آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ عورت کا کوئی کنبہ نہیں اور نہ اس پر کسی کا نان و نفقہ ہے نہ اس پر جہاد ہے اور اسی طرح کی دوسری چیزوں کا بھی شمار کیا اور یہ سب مردوں پر فرض ہے اسی لئے مرد کے لئے دو سہم ہے اور عورت کے لئے ایک سہم۔

(۵۷۵۸) محمد بن ابی عبداللہ کوفی نے موسیٰ بن عمران نخعی سے انہوں نے اپنے چچا حسین بن یزید سے انہوں نے علی بن سالم سے انہوں نے اپنے والد سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا اور عرض کیا کہ میراث میں ایک مرد کو دو عورتوں کے برابر کیسے ہوگیا؟ تو آپ علیہ السلام نے فرمایا اس لئے کہ وہ دانے جو حضرت آدمؑ اور حضرت حوا نے کھائے تھے وہ تعداد میں اٹھارہ (۱۸) تھے اس میں سے حضرت آدم علیہ السلام نے بارہ (۱۲) دانے کھائے اور حضرت حوا نے چھ دانے کھائے اس لئے میراث میں مرد کے لئے عورت سے دوگنا ہے۔

(۵۷۵۹) نصر بن سوید نے یحییٰ حلبی سے انہوں نے ایوب بن عطیہ حذّاء سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا آپ علیہ السلام فرمارہے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرمایا کرتے تھے کہ میں ہر مومن کا خود اس کے نفس سے زیادہ مالک ہوں لہذا جو مرجائے اور مال چھوڑے تو اس کے وارثوں کے لئے ہے اور جو قرض چھوڑے یا عیال چھوڑے تو ان سب کی ذمہ داری مجھ پر ہے۔

(۵۷۶۰) اسماعیل بن مسلم سکونی نے حضرت جعفر بن محمد علیہما السلام سے انہوں نے اپنے پدر بزرگوار علیہ السلام سے انہوں نے حضرت ابو ذر رحمہ اللہ سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا وہ ارشاد فرماتے تھے کہ جو کوئی شخص سفر میں مرجائے تو اس کی موت کو پوشیدہ نہ رکھو اس لئے کہ عورت کے عدہ کے لئے یہ ایک امانت ہے وہ عدہ رکھے گی اور اس شخص کی میراث تقسیم ہوگی اس شخص کے اہل کے درمیان اور اس کا حصہ جاتا رہے گا۔

(۵۷۶۱) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے اجساد پیدا کرنے سے دو ہزار سال پہلے عالم ظِل میں ارواح کے درمیان مواخات (ایک دوسرے کا بھائی) قرار دیا اور جب ہم اہلبیت میں ہمارا قائم ظہور کرے گا تو عالم ظل میں جو جسکا بھائی بنایا گیا تھا اس کا اس کو وارث بنائے گا وہ ولادت کے سبب بھائی کو وارث نہیں بنائے گا۔

باب نوادر: اور یہ اس کتاب کا آخری باب ہے
(نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وصیتیں حضرت علی علیہ السلام کے لئے)

(۵۷۶۲) حماد بن عمرو اور انس بن محمد دونوں نے اپنے باپ سے اور انہوں نے حضرت جعفر علیہ السلام بن محمد علیہ السلام سے انہوں نے اپنے جد نامدار علیہ السلام سے انہوں نے حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام سے انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان سے ارشاد فرمایا کہ

۱ یا علی (علیہ السلام) میں تم کو وصیت کرتا ہوں تم اس کو یاد رکھو اور جب تک تم میری وصیت یاد رکھو گے ہمیشہ خیر و بہتری میں رہو گے۔

۲ یا علی (علیہ السلام) جو شخص غیظ و غضب کو ضبط کرلے باوجودیکہ وہ اس پر عمل کرنے پر قادر ہو تو قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اس کے پیچھے پیچھے امن وایمان کو روانہ کرے گا جس سے وہ لذت یاب ہوگا۔

۳ یا علی (علیہ السلام) جس شخص نے اپنے مرنے کے وقت حسن سلوک کی وصیت نہیں کی تو اس سے پتہ چلے گا

کہ اس کی مروت میں نقص تھا اس کو شفاعت میسر نہ ہوگی۔

۴ یا علی (علیہ السلام) بہترین جہاد یہ ہے انسان اس حالت میں صبح کرے کہ اس کا کسی پر ظلم و ناانصافی کرنے کا ارادہ نہ ہو۔

۵ یا علی (علیہ السلام) جس کی زبان سے لوگ ڈرتے ہوں وہ جہنمی ہے۔

۶ یا علی (علیہ السلام) بدترین شخص وہ ہے جس کے فحشیات کے ڈر سے لوگ اس کا اکرام کریں اور یہ بھی ایک روایت میں ہے کہ اس کے شر کے ڈر سے۔

۷ یا علی (علیہ السلام) بدترین شخص وہ ہے جو اپنی دنیا کے لئے اپنی آخرت کو فروخت کردے اور اس سے بھی بدترین وہ ہے جو دوسرے کی دنیا کے لئے اپنی آخرت کو فروخت کردے۔

۸ یا علی (علیہ السلام) جو شخص کسی آدمی کی سچی یا جھوٹی معذرت کو قبول نہ کرے گا۔ میری شفاعت اس کو نصیب نہ ہوگی۔

۹ یا علی (علیہ السلام) صلح کرانے کے لئے جھوٹ اللہ کو پسند ہے اور فساد کرانے کے لئے سچ اللہ کو ناپسند ہے۔

۱۰ یا علی (علیہ السلام) جو شخص شراب کو غیر خدا کی خوشنودی کے لئے بھی ترک کردے تو اللہ اس کو سربہ مہر شراب جنت میں پلائے گا۔ حضرت علیؑ نے عرض کیا غیر خدا کی خوشنودی کے لئے؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا ہاں خدا کی قسم اپنے نفس کو بچانے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ اس پر اس کا شکریہ بھی ادا کرے گا۔

۱۱ یا علی (علیہ السلام) شراب خوار بت پرست کے مانند ہے۔

۱۲ یا علی (علیہ السلام) شراب خوار کی نماز چالیس (۴۰) دن تک اللہ قبول نہیں کریگا اور اگر اس چالیس (۴۰) دن کے اندر مر گیا تو کافر رہتے ہوئے مرے گا۔

مصنف علیہ الرحمہ فرماتے ہیں اس وقت جب کہ وہ شراب کو حلال سمجھ کر پئے۔

۱۳ یا علی (علیہ السلام) ہر نشہ آور چیز حرام ہے اور جس کا کثیر نشہ آور ہے اس کا ایک گھونٹ بھی حرام ہے۔

۱۴ یا علی (علیہ السلام) اللہ تعالیٰ نے تمام گناہوں کو ایک گھر میں بند کردیا ہے اور اس کی کنجی شراب خواری ہے۔

۱۵ یا علی (علیہ السلام) شرابی پر ایک ایسا وقت آتا ہے کہ جب وہ اپنے رب کو بھی نہیں پہچانتا۔

۱۶ یا علیؑ بڑے بڑے پہاڑوں کا ازالہ زیادہ آسان ہے بہ نسبت اس سلطنت کے ازالہ کے جس کی مقررہ مدت کے دن ابھی پورے نہیں ہوئے۔

۱۷ یا علی (علیہ السلام) جس شخص کے نہ دین سے تمہیں نفع پہنچے اور نہ اس کی دنیا سے تو اس کی ہمنشینی میں

تمہارے لئے کوئی بھلائی نہیں اور جو تمہاری تعظیم وتکریم ضروری نہ سمجھے اس کی تعظیم وتکریم تم پر ضروری نہیں۔

۱۸ یاعلی (علیہ السلام) مناسب ہے مومن کے اندر یہ آٹھ (۸) صفات ہوں۔ (۱) ہلادینے والے فتنوں کے وقت وقار (۲) بلاؤں کے وقت صبر (۳) خوشحالی اور کشادگی میں شکرِ خدا (۴) اللہ تعالیٰ نے اس کو جو رزق دیا ہے اس پر قناعت کرے (۵) اپنے دشمنوں پر بھی ظلم نہ کرے (۶) اپنے دوستوں پر بار نہ ڈالے (۷) اپنے جسم پر سختی برداشت کرلے (۸) اور لوگوں کو راحت پہنچائے۔

۱۹ یاعلی (علیہ السلام) چار (۴) شخصوں کی دعا رد نہیں ہوتی۔ (۱) امام عادل کی (۲) باپ کی اپنے لڑکے کے لئے (۳) کسی شخص کی اپنے برادر مومن کے لئے اس کے پسِ پشت دعا (۴) اور مظلوم کی دعا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ مجھے اپنے عزت وجلال کی قسم تھوڑی دیر بعد ہی سہی لیکن میں تیری ضرور مدد کروں گا۔

۲۰ یاعلی (علیہ السلام) آٹھ (۸) مواقع پر اگر لوگوں کو خفت اٹھانی پڑے تو اپنے سوا کسی دوسرے کو برا نہ کہیں۔ (۱) بغیر بلائے کسی کے دسترخوان پر پہنچ جانا (۲) صاحب خانہ پر حکم چلانا (۳) اپنے دشمنوں سے بھلائی کی امید رکھنا (۴) کمینے اور بخیل سے بخشش کی امید رکھنا (۵) دو شخصوں کی راز کی باتوں میں دخیل ہونے والا جس کو وہ دونوں داخل نہیں کرنا چاہتے (۶) بادشاہ وقت کا استخفاف کرنے والا (۷) ایسی مجلس میں بیٹھنے والا جس میں وہ بیٹھنے کا اہل نہیں ہے (۸) اس شخص سے بات کرنے والا جس کو وہ سننا نہیں چاہتا۔

۲۱ یاعلی (علیہ السلام) اللہ تعالیٰ نے جنت کو فحش گو اور بدزبان پر حرام کردیا ہے جس کو پرواہ نہیں کہ کیا کہتا ہے اور اس کے لئے کیا کہا جاتا ہے۔

۲۲ یاعلی (علیہ السلام) خوش نصیب ہے وہ شخص جس کی عمر بھی طویل اور اس کا عمل بھی نیک ہو۔

۲۳ یاعلی (علیہ السلام) کسی سے مزاح نہ کرو ورنہ تمہاری شان جاتی رہے گی، جھوٹ نہ بولو ورنہ تمہارے چہرے کا نور جاتا رہے گا، اور دو باتوں سے پرہیز کرو۔ اکتاہٹ اور کسلمندی۔ اگر تم اکتا گئے تو حق پر صبر نہ کرسکو گے، اگر تم کسلمند ہوگئے تو حق ادا نہ کرسکو گے۔

۲۴ یاعلی (علیہ السلام) ہر گناہ کی توبہ ہے سوائے بدخلقی کے اس لئے کہ بدخلق جب ایک گناہ سے نکلے گا تو دوسرے گناہ میں مبتلا ہوجائے گا۔

۲۵ یاعلی علیہ السلام چار (۴) شخصوں کو بہت جلد سزا ملتی ہے۔ (۱) ایک وہ جس پر تم احسان کرو اور وہ تمہارے احسان کا بدلہ برائی سے دے (۲) اور ایک وہ شخص جس پر تم ظلم وزیادتی نہ کرو (مگر) وہ تم پر ظلم وزیادتی کرے (۳) ایک وہ شخص جس سے تم کسی کام کا عہد کرو اور اسے پورا کرو اور وہ تم سے غداری کرے (۴)

اور وہ شخص جو اپنے قرابتداروں سے ملے مگر وہ لوگ اسے چھوڑے رہیں۔

۲۶ یا علی (علیہ السلام) جس پر تنگ دلی مسلط ہوئی اس کی راحت جاتی رہی۔

۲۷ یا علی (علیہ السلام) بارہ (۱۲) باتیں ہیں جو ایک مرد مسلمان کو چاہیئے دسترخوان کے لئے سیکھ لے۔ ان میں سے چار (۴) فریضہ ہیں اور چار (۴) سنت ہیں اور چار (۴) ادب ہیں۔ اب فریضہ تو معلوم کرلے کیا کھا رہا ہے۔ پھر بسم اللہ کرے اور اللہ کا شکر ادا کرے اور اس پر راضی اور خوش رہے اور سنت تو بائیں پاؤں پر بیٹھے اور تین انگلیوں سے کھائے۔ اور جو اس کے قریب ہے اسے کھائے اور انگلیاں چاٹ لے اور ادب تو چھوٹے چھوٹے لقمے اٹھانا۔ اور خوب اچھی طرح چبانا۔ اور لوگوں کے چہروں پر کم نظر کرنا اور ہاتھ دھونا۔

۲۸ یا علی (علیہ السلام) اللہ تعالیٰ نے جنت دو طرح کی اینٹوں سے بنائی۔ ایک اینٹ سونے کی اور ایک اینٹ چاندی کی اور اس کی چہار دیواری یاقوت کی ہے اور اس کی چھت زبرجد کی۔ اور اس کے سنگ ریزے موتی ہیں۔ اور اس کی مٹی زعفران۔ مہک اذفر ہے پھر اللہ تعالیٰ نے اس سے کہا کہ اب بول تو اس نے کہا نہیں ہے کوئی اللہ سوائے اس اللہ کے جو ہمیشہ زندہ و قائم رہنے والا ہے میرے اندر جو داخل ہوگا وہ سعید و نیک ہوگا تو اللہ جل جلالہ نے فرمایا مجھے اپنے عزت وجلال کی قسم اس میں وہ داخل نہ ہوگا جو شراب کا عادی ہو اور نہ چغلخور اور نہ دیوث (زنا کرانے والا) اور نہ شرطی اور نہ مخنث اور نہ نباش قبر (کفن چور) اور نہ عشر وصول کرنے والا اور نہ قطع رحم کرنے والا اور نہ قدری۔

۲۹ یا علی (علیہ السلام) اس امت میں سے دس طرح کے اشخاص خدائے عظیم سے کفر کرنے والے ہونگے، جھوٹے چغلخور، ساحر، دیوث، عورت سے بطور حرام اس کے مقعد میں مجامعت کرنے والا، جانور سے مجامعت کرنے والا، اپنے محرم سے مجامعت کرنے والا، فتنہ برپا کرنے کی کوشش کرنے والا، کافران حربی کو اسلحہ فروخت کرنے والا، زکوٰۃ دینے سے انکار کرنے والا اور وہ جو استطاعت کے باوجود مرجائے اور حج نہ کرے۔

۳۰ یا علی (علیہ السلام) پانچ مواقع کے علاوہ کسی موقع پر ولیمہ نہیں ہے۔ عرس یا خرس یا عذار یا وکار یا رکاز۔ عرس یعنی نکاح کرنا، خرس یعنی لڑکے کی ولادت، عذار یعنی ختنہ، وکار یعنی تعمیر مکان یا اسکی خریداری رکاز یعنی آدمی کا حج کرکے مکہ سے آنا۔

مصنف علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ میں نے اہل لغت سے سنا ہے وہ وکار کے معنی میں کہتے ہیں کہ یہ اس دعوت کے لئے کہا جاتا ہے جو مکان کی تعمیر یا اسکے خریدنے کے وقت کی جاتی ہے اور وکیرہ اور وکار اسی سے ماخوذ ہے۔ اور وہ دعوت جو سفر سے پلٹنے کے بعد کی جاتی ہے اس کو نقیعہ کہتے ہیں اور اس کو رکاز بھی کہتے ہیں اور رکاز کے معنی غنیمت کے ہیں گویا مکہ سے واپسی کے بعد لوگوں کو دعوت طعام دینا حاجی کے لئے

غنیمت کے طور پر بڑے ثواب کا باعث ہے اور اسی بناء پر نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ سردیوں میں روزہ ایک ٹھنڈی غنیمت ہے۔

۳۱ یا علی (علیہ السلام) کسی عاقل کے لئے یہ مناسب نہیں کہ تین باتوں کے لئے علاوہ کسی اور کے لئے سفر کرے۔ اپنی معاش کی درستی کے لئے یا آخرت کے لئے زاد سفر مہیا کرنے کے لئے۔ یا اس شے سے لذت یاب ہونے کے لئے جو حرام نہیں ہے۔

۳۲ یا علی علیہ السلام حسن خلق تین ہیں دنیا اور آخرت میں۔ جو تم پر ظلم و زیادتی کرے اس کو معاف کر دو۔ جو تم سے قطع تعلق کرے تم اس سے میل ملاپ کی کوشش کرو۔ اور جو کوئی اپنی جہالت و نادانستگی میں تم پر کوئی الزام لگائے تو تم اس کو برداشت کرو۔

۳۳ یا علی (علیہ السلام) چار کے آنے سے پہلے چار میں جلدی کرو۔ اپنے بڑھاپے سے پہلے اپنی جوانی میں۔ اپنے مریض ہونے سے پہلے اپنی صحت کے لئے۔ اپنے فقر سے پہلے خود کو غنی رکھنے کے لئے اور اپنی موت سے پہلے اپنی حیات کے لئے۔

۳۴ یا علی (علیہ السلام) اللہ تعالیٰ نے میری امت کے لئے (مندرجہ ذیل باتوں کو) مکروہ کر دیا ہے۔

نماز میں فعل عبث کرنا۔ صدقہ دینے میں احسان جتانا۔ مسجد کے اندر حالت جنب میں آنا۔ قبروں کے درمیان ہنسنا۔ لوگوں کے گھروں میں جھانکنا۔ عورتوں کی شرمگاہ کی طرف نظر کرنا اس لئے کہ یہ اندھا پن پیدا کرتا ہے۔ عورت سے جماع کرتے وقت بات کرنے کو مکروہ کیا ہے اس سے گونگا پن پیدا ہوتا ہے۔ مغرب و عشاء کے درمیان سونے کو مکروہ کیا ہے اس لئے کہ یہ رزق سے محروم کر دیتا ہے۔ بغیر لنگی پہنے زیر آسمان غسل کرنے کو مکروہ کیا ہے۔ بغیر لنگی پہنے دریا میں داخل ہونے کو مکروہ کیا ہے اس لئے کہ اس میں ملائکہ رہتے ہیں۔ بغیر لنگی پہنے حمام میں داخل ہونے کو مکروہ کیا ہے۔ نماز ظہر میں اذان و اقامت کے درمیان باتیں کرنے کو مکروہ کیا ہے۔ طوفان کے وقت سمندر کے سفر کو مکروہ کیا ہے۔ اس چھت پر سونا جس کے چاروں طرف باڑ نہ بنی ہو مکروہ کیا ہے اور کہا کہ جو شخص بغیر باڑ کی چھت پر سوئے تو اس سے میں بری الذمہ ہوں۔ کسی مکان میں تنہا سونے کو مکروہ کیا ہے۔ اپنی عورت پر حالت حیض میں مجامعت کو مکروہ کیا ہے۔ اگر اس نے ایسا کیا اور جذامی یا مبروص اولاد پیدا ہو تو اپنے سوا کسی اور کو برا نہ کہے۔ جذامی شخص سے بات کرنے کو مکروہ کیا ہے مگر یہ کہ جذامی اور اس کے درمیان چند ہاتھ کا فاصلہ ہو اور آنجناب علیہ السلام نے فرمایا کہ جذامی شخص سے اسی طرح بھاگو جیسے شیر سے بھاگتے ہیں۔ اور کسی شخص کا حالت احتلام میں اپنی عورت سے مجامعت کو مکروہ کیا جب تک غسل جنابت نہ کرلے ورنہ لڑکا مجنوں پیدا ہو تو

اپنے سوا کسی دوسرے کو برا نہ کہے۔ دریا کے کنارے پیشاب کرنے کو مکروہ کیا ہے۔ اور اس درخت یا کھجور کے نیچے پائخانہ کرنے کو مکروہ کیا ہے جس پر پھل آئے ہوئے ہوں۔ اور کھڑے کھڑے پائخانہ کرنے کو مکروہ کیا ہے۔ اور کھڑے کھڑے جوتا پہننے کو مکروہ کیا ہے۔ اور اندھیرے مکان میں بغیر چراغ داخل ہونے کو مکروہ کیا ہے۔

۳۵ یا علی (علیہ السلام) فخر کرنا حسب کے لئے آفت ہے۔

۳۶ یا علی (علیہ السلام) جو شخص اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہے اس سے ہر چیز ڈرتی ہے اور جو شخص اللہ تعالیٰ سے نہیں ڈرتا اس کو اللہ ہر چیز سے ڈراتا ہے۔

۳۷ یا علی (علیہ السلام) آٹھ (۸) شخصوں کی اللہ تعالیٰ نماز قبول نہیں کرتا۔ بھاگا ہوا غلام جب تک وہ اپنے مالک کے پاس پلٹ کر نہ آجائے۔ ناشزہ نافرمان عورت جس کا شوہر اس سے ناراض ہو۔ زکوٰۃ کو منع کرنے والا۔ وضو کو ترک کرنے والا۔ بالغہ لڑکی کو جو بغیر اوڑھنی کے نماز پڑھے۔ پیش نماز جو لوگوں کو نماز پڑھائے اور لوگ اس کو ناپسند کرتے ہوں۔ وہ شخص جو نشہ میں ہو۔ اور جو زمین پر پیشاب پائخانہ پھینکتا ہے۔

۳۸ یا علی (علیہ السلام) جس شخص میں یہ چار (۴) باتیں ہونگی اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت میں ایک گھر بنا دے گا۔ (۱) جو شخص کسی یتیم کے لئے پناہ بنے (۲) اور ضعیف پر رحم کرے (۳) اور اپنے والدین پر مہربان ہو (۴) اور اپنے مملوک پر نرمی کرے۔

۳۹ یا علی (علیہ السلام) تین (۳) باتوں کے ساتھ جو اللہ تعالیٰ سے ملاقات کرے گا وہ لوگوں میں سب سے افضل ہوگا۔ جو شخص اللہ تعالیٰ کی طرف سے عائد کردہ فرائض کو ادا کرے گا وہ لوگوں میں سب سے عابد ترین شمار ہوگا۔ جو شخص اللہ تعالیٰ کی طرف سے حرام باتوں سے پرہیز کرے گا وہ لوگوں میں سب سے زیادہ پرہیزگار شمار ہوگا۔ جو شخص اللہ کے دیئے ہوئے رزق پر قناعت کرے گا وہ لوگوں میں سب سے زیادہ غنی شمار ہوگا۔

۴۰ یا علی (علیہ السلام) یہ امت تین (۳) چیزوں کی طاقت نہیں رکھتی۔ اپنے مال میں اپنے بھائی کے ساتھ برابری۔ اپنے مقابلہ میں لوگوں کے ساتھ انصاف اور ہر حال میں اللہ کا ذکر اور یہ ذکر **سبحان اللہ والحمدللہ ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر** کہنا نہیں ہے بلکہ جب کوئی امر اس کے سامنے پیش آئے تو اللہ تعالیٰ سے ڈرے اور اسے ترک کردے۔

۴۱ یا علی (علیہ السلام) تین (۳) طرح کے لوگ ہیں کہ تم ان کے ساتھ انصاف بھی کرو مگر وہ لوگ تمہارے ساتھ ظلم و ناانصافی کریں گے۔ ایک کمینہ شخص دوسرے تمہاری بیوی، تیسرا تمہارا خادم، اور تین طرح کے لوگ تین طرح کے لوگوں سے انصاف نہیں کرتے۔ شخصِ آزاد غلام کے ساتھ، عالم جاہل کے ساتھ،

قوی ضعیف کے ساتھ۔

۴۲ یاعلی(علیہ السلام)سات (۷) باتیں ہیں کہ جس شخص میں یہ باتیں ہوگئیں حقیقتاً اس کا ایمان مکمل ہوگیا اور اس کے لئے جنت کا دروازہ کھل گیا۔(۱) جس نے کامل وضو کیا (۲) اور اچھی طرح نماز ادا کی (۳) اور اپنے مال کی زکوٰۃ ادا کی (۴) اور غصہ کو ضبط کیا (۵) اپنی زبان کو قید میں رکھا (۶) اور اپنے گناہوں کے لئے طلب مغفرت کرتا رہا (۷) اور اپنے نبی کے اہلبیت کے لئے خیر خواہی کا حق ادا کرتا رہا۔

۴۳ یاعلی(علیہ السلام)تین (۳) شخصوں پر اللہ تعالیٰ نے لعنت کی ہے۔جو اپنا زاد سفر اکیلا کھائے۔ ریگستان و صحرا میں اکیلے سفر کرے اور مکان میں اکیلا سوئے۔

۴۴ یاعلی(علیہ السلام)تین باتوں سے جنون کا خوف ہے۔(۱) قبروں کے درمیان پائخانہ کرنا (۲) ایک جوتا پہن کر چلنا (۳) اکیلے سونا۔

۴۵ یاعلی(علیہ السلام)تین مواقع پر جھوٹ مستحسن ہے۔(۱) جنگ میں کیدومکر (۲) زوجہ کو دھمکی کے لئے (۳) اور لوگوں کے درمیان صلح کرانے کے لئے۔ تین شخص کے ساتھ بیٹھنے سے قلب مردہ ہوجاتا ہے۔(۱) خسیس اور کمینوں کے ساتھ بیٹھنے سے (۲) دولتمندوں کے ساتھ بیٹھنے سے (۳) عورتوں کے ساتھ بات کرنے سے۔

۴۶ یاعلی(علیہ السلام)ایمان کی تین حقیقتیں ہیں۔ مفلس ہوتے ہوئے بھی مساکین پر خرچ کرنا، اپنے مقابلے میں لوگوں کے ساتھ انصاف کرنا، طالب علموں پر علم کو خرچ کرنا۔

۴۷ یاعلی(علیہ السلام)تین باتیں اگر کسی میں نہیں ہیں تو اس کا عمل پورا نہ ہوگا۔(۱) پرہیزگاری جو اس کو اللہ کی نافرمانی سے بچائے۔(۲) خلق جس سے لوگوں کی دلجوئی و مدارات کرے۔(۳) حلم و بردباری جس سے جاہلوں کے جہل کو رد کرے۔

۴۸ یاعلی(علیہ السلام)دنیا میں تین باتیں مومن کی فرحت کا سبب ہوتی ہیں۔(۱) برادران ایمانی سے ملاقات۔ (۲) روزہ دار کو افطار کرانا۔(۳) اور آخر شب میں نماز تہجد۔

۴۹ یاعلی(علیہ السلام)میں تم کو تین باتوں سے منع کرتا ہوں، حسد و حرص اور تکبر۔

۵۰ یاعلی(علیہ السلام)چار باتیں شقاوت کی نشانی ہیں (۱) آنکھوں کا جمود (آنسو نہ نکلنا) (۲) قساوتِ قلبی (۳) لمبی چوڑی امیدیں (۴) بقا کی خواہش۔

۵۱ یاعلی(علیہ السلام)تین درجات ہیں تین کفارات ہیں تین مہلکات ہیں اور تین نجات دہندہ ہیں۔ درجات: سخت سردی میں کامل وضو کرنا اور ایک نماز کے بعد دوسری نماز کا انتظار کرنا۔ رات اور دن دونوں میں نماز جماعت کے لئے جانا۔ اور کفارات: کھلی آواز سے سلام کرنا۔ لوگوں کو کھانا کھلانا۔ اور جب سب لوگ سو

رہے ہوں نماز تہجد پڑھنا۔ اور مہلکات: بخل و کنجوسی پر عمل کرنا، خواہشات کا تابع ہونا، خود پسندی کرنا۔ اور نجات دہندہ: ظاہرہ اور پس پردہ خوفِ خدا۔ اور فقر و دولتمندی میں میانہ روی اختیار کرنا اور خوشی اور نا خوشی دونوں میں عدل وانصاف کی بات کرنا۔

۵۲ یا علی(علیہ السلام) دودھ چھڑانے کے بعد کوئی رضاعت نہیں۔ احتلام کے بعد یتیمی نہیں۔ (جب لڑکے کو احتلام ہونے لگے تو وہ یتیم نہیں رہتا)۔

۵۳ یا علی(علیہ السلام) والدین کے ساتھ حسن سلوک کے لئے دو سال تک چلنا پڑے تو جاؤ۔ کسی قرابتدار کے ساتھ حسن سلوک کے لئے ایک سال تک چلنا پڑے تو جاؤ، کسی مریض کی عیادت کے لئے ایک میل تک جانا پڑے تو جاؤ۔ کسی جنازے کی مشایعت کے لئے دو میل تک جاؤ۔ کسی دعوت کو قبول کرنے کے لئے تین میل تک بھی جاؤ۔ اپنے دینی بھائی کی ملاقات کے لئے چار میل جاؤ کسی کی فریاد رسی کے لئے پانچ میل تک جانا پڑے تو جاؤ۔ کسی مظلوم کی مدد کے لئے چھ میل بھی جانا پڑے تو جاؤ اور تم پر استغفار لازم ہے۔

۵۴ یا علی(علیہ السلام) مومن کی تین علامتیں ہیں۔ نماز و زکوٰۃ اور صوم۔ غیر مخلص کی تین علامتیں ہیں جب حاضر ہو تو چاپلوسی کرے جب غائب ہو تو غیبت و برائی کرے۔ جب مصیبت میں دیکھے تو طعنہ زنی کرے اور ظالم کی تین علامتیں ہیں۔ اپنے ماتحتوں پر غلبہ کی وجہ سے سختی کرے اور اپنے اوپر والوں کی نافرمانی کرے۔ اور ظالموں کی پشت پناہی کرے۔ اور ریاکار کی بھی تین علامتیں ہیں لوگوں کے سامنے چستی اور تیزی دکھائے اور جب اکیلا ہو تو سستی اور کسالت کرے اور چاہتا ہو کہ تمام امور میں اس کی تعریف کی جائے اور منافق کی بھی تین علامتیں ہے۔ جب بات کرے تو جھوٹ بولے۔ جو وعدہ کرے تو اس کے خلاف کرے جب امانتدار بنایا جائے تو خیانت کرے۔

۵۵ یا علی(علیہ السلام) نو (۹) چیزیں نسیان پیدا کرتی ہیں۔ کھٹا اور ترش سیب کھانا، دھنیاں اور پنیر اور چوہے کا جھوٹا کھانا اور قبروں کے کتبہ کا پڑھنا، اور عورتوں کے درمیان چلنا، جوؤں کا پھینکنا، گردن کی جڑ کی حجامت کرنا، ٹھہرے ہوئے پانی میں پیشاب کرنا۔

۵۶ یا علی(علیہ السلام) عیش تین باتوں میں ہے وسیع مکان، حسین کنیز اور پتلی کمر کا گھوڑا۔

مصنف علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ میں نے کوفہ میں اہل لغت میں سے ایک شخص سے سنا ہے کہ فرس قباء پتلی کمر والے گھوڑے کو کہتے ہیں اس کو فرس اقب وقباء دونوں کہتے ہیں اس لئے کہ فرس مذکر ومونث دونوں کے لئے استعمال کیا جاتا ہے اور مونث کے علاوہ کسی کو قباء نہیں کہتے ذوالرمہ شاعر کہتا ہے۔

تنصبت حوله یوما تراقبه ۞ صحر سماحیج فی احشا نها قبب

(ایک دن اسکے اردگرد دیکھنے کے لئے ایسی طویل حماران وحشی کھڑی ہوگئیں جن کی کمر پتلی تھی۔)

صحر جمع اصحر مائل بہ سرخی، سماحیج طویل، قبب پتلی۔

۵۷ یا علی (علیہ السلام) خدا کی قسم اشرار کی سلطنت میں اگر کوئی کمینہ اور گھٹیا آدمی کنوئیں کی تہہ میں بھی پڑا ہوگا تو اللہ تعالیٰ اس کے پاس ایسی ہوا بھیجے گا جو اس کو اٹھا کر اخیار واشراف کے اوپر کردے گی۔

۵۸ یا علی (علیہ السلام) جو شخص خود کو اپنے موالی کے علاوہ کسی اور کی طرف منسوب کرتا ہے اس پر اللہ کی لعنت، جو شخص مزدور کو مزدوری دینے سے انکار کرے تو اس پر اللہ کی لعنت، جو شخص کوئی حادثہ کر گزرے یا حادثہ کرنے والے کو پناہ دے تو اس پر اللہ کی لعنت تو عرض کیا گیا یا رسول اللہ وہ حادثہ کیا ہوگا؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا قتل۔

۵۹ یا علی (علیہ السلام) مومن وہ ہے کہ جس سے تمام مسلمانوں کی جان و مال محفوظ رہے۔ اور مسلمان وہ ہے جس کے ہاتھ اور زبان سے تمام مسلمان سلامت رہیں۔ اور مہاجر وہ ہے جو برائیوں کو ترک کردے۔

۶۰ یا علی (علیہ السلام) سب سے زیادہ مومن کے ایمان کی نشانی اللہ کے لئے دوستی اور اللہ کے لئے دشمنی ہے۔

۶۱ یا علی (علیہ السلام) جو شخص اپنی عورت کی اطاعت کرے گا اللہ تعالیٰ اس کو منہ کے بل جہنم میں ڈال دے گا۔ تو حضرت علی علیہ السلام نے عرض کیا کہ وہ اطاعت کیا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا وہ حمام جانے کی اور کسی عروسی میں جانے کی یا کسی غمی میں جانے کی اور باریک لباس پہننے تک کی اجازت چاہے۔

۶۲ یا علی (علیہ السلام) اللہ تعالیٰ نے اسلام کے ذریعہ جاہلیت کی نخوت اور اپنے آباء پر فخر کو ختم کردیا اور کہا کہ آگاہ رہو سب لوگ آدم علیہ السلام سے پیدا ہوئے اور آدم مٹی سے پیدا ہوئے اور ان میں سب سے زیادہ مکرم وہ ہے جو سب سے زیادہ متقی ہے۔

۶۳ یا علی (علیہ السلام) مردار کی قیمت، کتے کی قیمت، شراب کی قیمت، زانیہ کا مہر، فیصلہ کرنے پر رشوت اور کاہن کی اجرت یہ سب حرام کی کمائی ہے۔

۶۴ یا علی (علیہ السلام) جو شخص علم اس لئے حاصل کرے کہ بیوقوفوں سے بحث کرے یا علماء سے مجادلہ و مناظرہ کرے یا خود اپنی طرف لوگوں کو دعوت دے تو وہ اہل جہنم میں سے ہے۔

۶۵ یا علی (علیہ السلام) جب کوئی بندہ مرجاتا ہے تو لوگ کہتے ہیں کہ اس نے کچھ نہیں چھوڑا اور ملائکہ کہتے ہیں کہ اس نے آخرت کے لئے کچھ نہیں بھیجا۔

۶۶ یاعلی (علیہ السلام) دنیا مومن کا قید خانہ اور کافر کی جنت ہے۔

۶۷ یاعلی (علیہ السلام) اچانک موت مومن کے لئے راحت اور کافر کے لئے حسرت ہے۔

۶۸ یاعلی (علیہ السلام) اللہ تعالیٰ نے دنیا کی طرف وحی فرمائی کہ تو اس کی خدمت کر جس نے میری خدمت کی اور اسے تکلیف دے جس نے تیری خدمت کی۔

۶۹ یاعلی (علیہ السلام) اگر دنیا اللہ تبارک وتعالیٰ کے نزدیک پر مگس کے برابر بھی (اہم) ہوتی تو کافر اس میں سے پانی کا ایک گھونٹ بھی نہیں پی سکتا تھا۔

۷۰ یاعلی (علیہ السلام) اولین وآخرین میں سے ہر ایک قیامت کے دن یہی تمنا کرے گا کہ اس کو دنیا میں سے صرف قوت لایموت ہی دیا جاتا۔

۷۱ یاعلی (علیہ السلام) بدترین شخص انسانوں میں سے وہ ہے جو قضا وقدر کے معاملہ میں اللہ پر اتہام رکھے۔

۷۲ یاعلی (علیہ السلام) مومن کی کراہ تسبیح اس کی چیخ تہلیل، اس کا بستر پر سونا عبادت اور ایک پہلو سے دوسرے پہلو کروٹ بدلنا راہ خدا میں جہاد ہے اور اگر وہ عافیت وشفاء پا گیا تو لوگوں میں اس طرح چلے پھرے گا کہ اس پر کوئی گناہ نہ ہوگا۔

۷۳ یاعلی (علیہ السلام) اگر مجھے کوئی سواری کا جانور (گدھا خچر) ہدیہ کیا جائے تو میں اسے قبول کرلوں گا۔ اور اگر مجھے اس پر سوار ہونے کی دعوت دی جائے تو میں اسے پسند کروں گا۔

۷۴ یاعلی (علیہ السلام) عورتوں پر نہ جمعہ ہے نہ جماعت، نہ اذان واقامت، نہ مریض کی عیادت نہ جنازے کی مشایعت، نہ صفا ومروہ کے درمیان ہرولہ، نہ حجر اسود کا بوسہ، نہ باآواز بلند تلبیہ، نہ بال منڈوانا، نہ فیصلہ کرنے کی ذمہ داری، نہ اس سے مشورہ لیا جائے گا، نہ وہ کوئی جانور ذبح کریے گی مگر بوقت ضرورت، نہ باآواز بلند تلبیہ، نہ قبر کے پاس کھڑا ہونا، نہ خطبہ کا سننا نہ خود اپنا آپ نکاح پڑھے گی، نہ شوہر کی اجازت کے بغیر اس کے گھر سے نکلے گی اور اگر اس کی اجازت کے بغیر اس کے گھر سے نکلی تو اس پر اللہ کی لعنت اور جبرئیل کی اور میکائیل کی اور نہ شوہر کے گھر سے بغیر اس کی اجازت کچھ لیگی۔ اور اگر شوہر اس پر ناراض ہو وہ اس پر ظلم بھی کرے تو وہ اس کے گھر سے باہر شب نہ بسر کرے گی۔

۷۵ یاعلی (علیہ السلام) اسلام برہنہ ہے اس کا لباس حیا ہے اس کی زینت وفا ہے اس کی مروت عمل صالح ہے اس کا ستون ورع اور پرہیزگاری ہے اور ہر شے کی ایک بنیاد ہوتی ہے اور اسلام کی بنیاد ہم اہلبیت کی محبت ہے۔

۷۶ یاعلی (علیہ السلام) بدخلقی نحوست ہے اور عورت کی اطاعت ندامت ہے۔

۷۷ یاعلی (علیہ السلام) اگر کسی شے میں نحوست ہے تو وہ عورت کی زبان میں ہے۔

۷۸ یاعلی(علیہ السلام) ہلکی پھلکی زندگی بسر کرنے والے نجات پائیں گے۔

۷۹ یاعلی(علیہ السلام) جس نے عمداً دیدہ و دانستہ مجھ پر جھوٹ لگایا تو وہ اوندھا جہنم میں جائے گا۔

۸۰ یاعلی(علیہ السلام) تین چیزیں حافظہ زیادہ کردیتی ہیں اور بلغم کو دور کرتی ہیں، کندر و مسواک اور قرآن پاک کی تلاوت۔

۸۱ یاعلی(علیہ السلام) مسواک سنت ہے وہ منہ کو پاک کرنے والی ہے اور آنکھوں کو جلا دیتی ہے اور خدائے رحمٰن کی خوشنودی ہے۔ دانتوں کو سفید کرتی ہے اور ان کے پیلے پن کو دور کرتی ہے۔ مسوڑھوں کو مضبوط رکھتی ہے۔ بلغم دور کرتی ہے۔ حافظہ کو زیادہ کرتی ہے نیکیوں میں اضافہ کرتی ہے۔ اس سے ملائکہ کو فرحت ہوتی ہے۔

۸۲ یاعلی(علیہ السلام) نیند چار طرح کی ہے۔ انبیاء علیہم السلام کی نیند ان کی پشت کے بل ہوتی ہے۔ مومنین کی نیند دائیں کروٹ کے بل ہوتی ہے، کفار و منافقین کی نیند ان کے بائیں کروٹ کے بل ہوتی ہے اور شیاطین کی نیند ان کے منہ کے بل ہوتی ہے۔

۸۳ یاعلی(علیہ السلام) اللہ تعالیٰ نے جس نبی کو بھی بھیجا اس کی صلب سے اس کی ذریت کو قرار دیا۔ اور میری ذریت کو تمہارے صلب سے قرار دیا اگر تم نہ ہوتے تو میری ذریت نہ ہوتی۔

۸۴ یاعلی(علیہ السلام) چار چیزیں پشت کو شکستہ کردیتی ہیں۔ (۱) وہ امام جو اللہ کی نافرنی کرے اور اس کے حکم پر عمل کیا جائے (۲) وہ بیوی کہ جس کا شوہر لاکھ جتن کرے مگر وہ زنا سے باز نہ آئے (۳) وہ فقر کہ جس کی دوا خود فقیر کے پاس نہ ہو (۴) اور بُرا پڑوسی جو گھر میں رہتا ہو۔

۸۵ یاعلی(علیہ السلام) حضرت عبدالمطلب علیہ السلام نے زمانہ جاہلیت میں پانچ سنتیں قائم کیں جن کو اللہ تعالیٰ نے اسلام میں بھی جاری رکھا۔ باپ کی عورتوں کو بیٹوں پر حرام کیا تو اللہ تعالیٰ نے آیت نازل فرمائی **ولا تنکحوا مانکح اباؤکم من النساء** (سورۃ نساء۔ آیت نمبر ۲۲) (جن عورتوں سے تمہارے آباء نے نکاح کیا ان سے تم لوگ نکاح نہ کرو)۔ آپؑ نے ایک دفینہ پایا تو اس میں سے پانچواں حصہ خمس نکال کر تصدق کردیا تو اللہ تعالیٰ نے آیت نازل فرمائی **واعلموا انما غنمتم من شی فان للّٰہ خمسہ وللرسول ولذی القربی والیتمیٰ والمسکین و ابن السبیل ان کنتم امنتم باللہ و ما انزلنا علیٰ عبرنا یوم الفرقان یوم التقی الجمعن واللہ علی کل شیء قدیر**۔ (سورۃ انفال۔ آیت نمبر ۴۱) [یہ جان لو جو چیز بھی تم مال غنیمت پاؤ تو اس میں سے پانچواں حصہ اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قرابتداروں اور یتیموں اور مسکینوں اور

پردیسیوں کا ہے ۔ اور اگر تم خدا پر اور اس (غیبی امداد) پر ایمان لاچکے ہو جو ہم نے اپنے بندے پر فیصلے کے دن نازل کی تھی جس دن دو جماعتیں باہم گتھ گئی تھیں اور خدا تو ہر چیز پر قادر ہے]۔ اور جب آپؑ نے چاہ زمزم کھودا تو اس کا نام سقایۃ الحاج رکھا۔ تو اللہ تعالیٰ نے آیت نازل فرمائی اجعلتم سقایتہ الحاج وعمارۃ المسجدالحرام کمن اٰمن باللہ والیوم الاخر و جٰھد فی سبیل اللّٰہؕ لا یستوٗن عنداللّٰہؕ و اللہ لایھدی القوم الظّٰلمین (سورۃ توبہ۔ آیت نمبر ۱۹) (کیا تم لوگوں نے حاجیوں کو پانی پلانا اور مسجد الحرام کو اللہ اور یوم آخر پر ایمان لانے کے مانند سمجھ لیا ہے ۔ اور جو خدا اور روز آخرت پر ایمان لایا اور خدا کی راہ میں جہاد کیا۔ خدا کے نزدیک تو یہ لوگ برابر نہیں ہیں اور خدا ظالم لوگوں کی ہدایت نہیں کرتا) ۔ اور آپؑ نے قتل کی دیت ایک سو اونٹ قرار دیئے تو اللہ تعالیٰ نے اس کو اسلام میں جاری رکھا۔

اور قریش کے نزدیک خانہ کعبہ کے طواف میں شوط اور چکر کی تعداد مقرر نہ تھی تو حضرت عبدالمطلب علیہ السلام نے سات شوط مقرر فرمائے۔ تو اللہ تعالیٰ نے اسی کو اسلام میں جاری رکھا۔

۸۶ یاعلی(علیہ السلام)حضرت عبدالمطلب علیہ السلام ازلام (فال لینے کے تیر) سے مال تقسیم نہیں کرتے تھے اور بتوں کی عبادت نہیں کرتے تھے اور بتوں کے نام کا ذبیحہ نہیں کھاتے تھے اور فرمایا کرتے تھے کہ میں اپنے باپ ابراہیم علیہ السلام کے دین پر ہوں۔

۸۷ یاعلی(علیہ السلام)وہ قوم جو آخر زمانہ میں پیدا ہوگی اور نبی کے عہد سے ملحق نہ ہوگی اور حجت ان کی نگاہوں سے پردے میں ہوگی مگر ان کے ہر سفید و سیاہ پر ایمان رکھے گی ان کا ایمان لوگوں میں تعجب خیز ہوگا اور ان کا یقین سب سے بڑھا ہوا ہوگا۔

۸۸ یاعلی(علیہ السلام)تین چیزیں قسی القلب کردیتی ہیں۔ لہو (گانے بجانے کا) سننا، شکار کی تلاش، اور حاکم وقت کے دروازے پر جانا۔

۸۹ یاعلی(علیہ السلام)ان جانوروں کی جلد پر نماز نہ پڑھو جن کا تم دودھ نہیں پیتے اور نہ ان کا گوشت کھاتے ہو۔ اور ذات الجیش اور ذات الصلاصل اور ضجنان (مکہ اور مدینہ کے درمیان مقامات) میں نماز نہ پڑھو

۹۰ یاعلی(علیہ السلام)ہر وہ انڈا جس کے دونوں اطراف مختلف ہوں اور مچھلیوں میں سے جس کے فلس (چھلکا) ہو اور چڑیوں میں سے جو پرواز میں پر پھڑپھڑائے (دف کرے) یہ سب کھاؤ اور جو چڑیا پرواز کے وقت صف کرے (پر نہ پھڑپھڑائے) اسے چھوڑ دو اور آبی چڑیوں میں سے جن کے پوٹے ہوں انہیں کھاؤ۔

۹۱ یاعلی(علیہ السلام)جن درندوں کے نکیلے دانت ہو اور چڑیوں میں سے جن کے پنجے ہوں ان کا کھانا حرام ہے

انہیں نہ کھاؤ۔
۹۲ یا علی (علیہ السلام) پھل اور شگوفہ کی چوری پر ہاتھ نہیں کٹے گا۔
۹۳ یا علی (علیہ السلام) زانی پر کوئی مہر نہیں اشارے کنایہ پر کوئی حد نہیں اور حد میں کوئی شفاعت نہیں۔ اور قطع رحم میں کوئی قسم نہیں۔ بیٹے کے لئے باپ کے ساتھ عورت کے لئے اپنے شوہر کے ساتھ اور غلام کے لئے اپنے آقا کے ساتھ کوئی قسم نہیں۔ اور دن کا رات تک کوئی روزہ نہیں اور ایک روزہ دوسرے سے ملانا نہیں اور ہجرت کے بعد عرب صحرائی بننا نہیں ہے۔
۹۴ یا علی (علیہ السلام) کوئی باپ بیٹے کے قصاص میں قتل نہیں کیا جائے گا۔
۹۵ یا علی (علیہ السلام) بد دلی سے دعا اللہ قبول نہیں کرتا۔
۹۶ یا علی (علیہ السلام) عالم کا سونا عابد کی عبادت سے زیادہ افضل ہے۔
۹۷ یا علی (علیہ السلام) وہ دو رکعت نماز جو عالم پڑھتا ہے وہ اس ایک ہزار رکعت نماز سے افضل ہے جو عابد پڑھتا ہے۔
۹۸ یا علی (علیہ السلام) شوہر کی اجازت کے بغیر زوجہ سنتی روزہ نہیں رکھے گی۔ اور مالک کی اجازت کے بغیر غلام سنتی روزہ نہیں رکھے گا۔ اور میزبان کی اجازت کے بغیر مہمان سنتی روزہ نہیں رکھے گا۔
۹۹ یا علی (علیہ السلام) یوم عید فطر کا روزہ حرام ہے یوم عید الضحیٰ کا روزہ حرام ہے۔ اور وصال کا روزہ (دو روزوں کو بغیر افطار کئے رکھنا) حرام ہے اور خاموشی کا روزہ حرام ہے اور معصیت کے لئے نذر کا روزہ حرام ہے اور صوم دھر (لمبی مدت کا روزہ) حرام ہے۔
۱۰۰ یا علی (علیہ السلام) زنا میں چھ باتیں ہیں ان میں سے تین دنیا میں اور تین آخرت میں پس جو دنیا میں ہوگی وہ یہ کہ چہرے کی رونق جاتی رہے گی اور آدمی جلد فنا ہو جائے گا۔ اور روزی منقطع ہو جائے گی اور جو آخرت میں واقع ہوگی وہ بدترین حساب ہوگا اللہ تعالیٰ کا غضب ہوگا اور ہمیشہ کے لئے جہنم میں جانا ہوگا۔
۱۰۱ یا علی (علیہ السلام) سود و ربا۔ کے ستر (۷۰) حصے ہیں اس میں سب سے معمولی حصہ ایسا ہے جیسے کوئی اپنی ماں سے زنا کرے۔
۱۰۲ یا علی (علیہ السلام) ایک درہم سود لینا اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس سے بھی بڑا ہے کہ کوئی خانہ کعبہ میں اپنی محرم عورت کے ساتھ ستر (۷۰) مرتبہ زنا کرے۔
۱۰۳ یا علی (علیہ السلام) جو شخص ایک قیراط بھی زکوٰۃ ادا نہ کرے وہ نہ مومن ہے اور نہ مسلم اور نہ اس میں کوئی خوبی ہے۔

۱۰۴ یاعلی(علیہ السلام)تارک زکوٰۃ اللہ تعالیٰ سے درخواست کرے گا کہ وہ اسے دنیا میں پھر سے پلٹا دے (تاکہ اسے ادا کردے) چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ حتی اذاجآء احدھم الموت قال رب ارجعون (سورۃ مومنون آیت ۹۹) [یہاں تک کہ جب ان میں سے کسی کو موت آئیگی تو وہ کہے گا کہ پروردگار تو مجھے دنیا میں واپس کردے (تاکہ زکوٰۃ ادا کردوں۔)]

۱۰۵ یاعلی(علیہ السلام)جو شخص حج کی استطاعت رکھتا ہو اور حج ترک کردے تو وہ کافر ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ وللّٰہ علی الناس حج البیت من استطاع الیہ سبیلاً ومن کفر فان اللّٰہ غنی عن العٰلمین (سورۃ آل عمران آیت نمبر۹۷) (اور اللہ کے لئے لوگوں پر اس کے گھر کا حج فرض ہے جو استطاعت رکھتا ہو اور جس نے کفر و انکار کیا تو اللہ تمام عالمین سے بے نیاز ہے)۔

۱۰۶ یاعلی(علیہ السلام)جو شخص حج کو ٹالتا رہے یہاں تک کہ اسے موت آجائے تو اللہ تعالیٰ اس کو یہودی یا نصرانی بنا کر مبعوث کرے گا۔

۱۰۷ یاعلی(علیہ السلام)صدقہ سے قضائے مبرم (حتمی موت) بھی رد ہوجاتی ہے۔

۱۰۸ یاعلی(علیہ السلام)رشتہ داروں کے ساتھ حسن سلوک سے عمر میں اضافہ ہوتا ہے۔

۱۰۹ یاعلی(علیہ السلام) کھانا نمک سے شروع کرو اور نمک پر ختم کرو اس لئے کہ اس میں بہتر(۷۲) امراض سے شفاء ہے۔

۱۱۰ یاعلی(علیہ السلام)جب میں مقام محمود پر کھڑا ہوں گا تو عہد جاہلیت میں جتنے میرے باپ ماں چچا اور بھائی ہونگے ان سب کی شفاعت کروں گا۔

۱۱۱ یاعلی(علیہ السلام)میں ابن ذبیحین ہوں۔(یعنی حضرت اسماعیل علیہ السلام و حضرت اسحٰق علیہ السلام کا بیٹا)

۱۱۲ یاعلی(علیہ السلام)میں اپنے باپ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا ہوں۔

۱۱۳ یاعلی(علیہ السلام)عقل وہ ہے جس سے جنت حاصل کی جائے اور اللہ تعالیٰ کی رضا طلب کی جائے۔

۱۱۴ یاعلی(علیہ السلام)سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے جس چیز کو خلق کیا وہ عقل ہے۔اس سے کہا آگے آؤ وہ آگے آئی پھر اس سے کہا پیچھے ہٹ تو وہ پیچھے ہٹ گئی۔ پھر فرمایا مجھے اپنے عزت وجلال کی قسم میں نے کوئی مخلوق ایسی نہیں پیدا کی جو میرے نزدیک تجھ سے زیادہ پسندیدہ ہو۔تیرے ہی بناء میں لوگوں سے لین دین کروں گا تیرے ہی بناء پر میں لوگوں کو ثواب دوں گا اور تیرے ہی بناء پر میں لوگوں پر عقاب کروں گا۔

۱۱۵ یاعلی(علیہ السلام)اگر کوئی رشتہ دار محتاج ہے تو اس وقت صدقہ نہیں (بلکہ اس کی مدد)۔

۱۱۶ یا علی (علیہ السلام) خضاب کے لئے ایک درہم خرچ کرنا اللہ کی راہ میں ایک ہزار درہم خرچ کرنے سے بہتر ہے۔ اس میں چودہ خوبیاں ہے۔ یہ دونوں کانوں سے ریح نکال دیتا ہے۔ آنکھوں کا دھندلا پن دور کر دیتا ہے۔ ناک کے نتھنوں کو ملین (نرم) کر دیتا ہے۔ خوشبو کو اچھی کر دیتا ہے۔ جبڑوں کو مضبوط کر دیتا ہے۔ ضعف و کمزوری کو دور کر دیتا ہے۔ شیطانی وسوسے کم ہو جاتے ہیں۔ اس سے ملائکہ فرحت و خوشی محسوس کرتے ہیں۔ مومن کے لئے خوشخبری اور بشارت ہے اور کافر ناراض اور ناخوش ہوتا ہے۔ یہ زینت و طیب ہے منکر و نکیر کو (سوال کرنے سے) حیا آتی ہے اور قبر کے عذاب سے نجات ملتی ہے۔

۱۱۷ یا علی (علیہ السلام) اس قول میں کوئی بھلائی نہیں جس کے ساتھ عمل نہ ہو۔ اور نہ سرسری نگاہ میں جس کے ساتھ اختیار و آزمائش نہ ہو اور نہ مال و دولت میں جس کے ساتھ جود و سخاوت نہ ہو۔ اور نہ سچائی میں جس کے ساتھ وفا نہ ہو اور نہ فقہ میں جس کے ساتھ ورع و پرہیزگاری نہ ہو اور نہ صدقہ میں جس کے ساتھ نیت نہ ہو۔ اور نہ زندگی میں جس کے ساتھ صحت و تندرستی نہ ہو اور نہ وطن میں جس کے ساتھ امن و خوشی نہ ہو۔

۱۱۸ یا علی (علیہ السلام) بکری کی سات چیزیں حرام ہیں خون، مذاکیر، مثانہ، حرام مغز، غدود، طحال اور پتہ۔

۱۱۹ یا علی (علیہ السلام) چار چیزوں کی قیمت کم کرانے کی کوشش نہ کرو۔ قربانی کا جانور خریدنے میں، کفن کے خریدنے میں) غلام کے خریدنے میں اور مکہ مکرمہ جانے کے لئے کرایہ پر سواری لینے میں اتار چڑھاؤ نہ کرو۔

۱۲۰ یا علی (علیہ السلام) کیا میں تمہیں نہ بتاؤں کہ اخلاق میں مجھ سے سب سے مشابہہ تم لوگوں میں کون ہے۔ حضرت علی علیہ السلام نے عرض کیا ہاں، یا رسول اللہ۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو تم لوگوں میں سب سے زیادہ خوش اخلاق، تم میں سب سے زیادہ بردبار، تم میں سے اپنے قرابتداروں کے ساتھ سب سے زیادہ نیکی کرنے والا اور تم میں سب سے زیادہ اپنے نفس کے ساتھ انصاف کرنے والا ہے۔

۱۲۱ یا علی (علیہ السلام) میری امت کے لوگ جب کشتی پر سوار ہوں تو وہ یہ آیت پڑھ کر دم کر لیں غرق سے امان ہے بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝ وَمَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ وَالْاَرْضُ جَمِيْعًا قَبْضَتُهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَالسَّمٰوٰتُ مَطْوِيّٰتٌۢ بِيَمِيْنِهٖ سُبْحٰنَهٗ وَتَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ (سورۃ زمر آیت ۶۷) (اللہ کے نام سے جو رحمن اور رحیم ہے خدا کی جیسی قدر کرنی چاہیے تھی لوگوں نے نہ کی۔ قیامت کے دن زمین اس کی مٹھی میں ہوگی اور سارے آسمان اس کے داہنے ہاتھ میں لپٹے ہوئے۔ جسے یہ لوگ اس کا شریک بناتے ہیں وہ اس سے پاکیزہ اور برتر ہے)۔ بِسْمِ اللّٰهِ مَجْرٖىهَا وَمُرْسٰىهَا اِنَّ رَبِّيْ لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ (سورۃ ھود آیت نمبر ۴۱) (اللہ کے نام سے ہے

اس کا چلنا اور ٹھہرنا۔ بے شک میرا رب ہی بخشنے والا مہربان ہے)۔

۱۳۲ یاعلی (علیہ السلام) میری امت کے لئے چوری سے امان ہے (اس آیت کریمہ میں) قُلِ ادْعُوا اللّٰهَ اَوِادْعُوا الرَّحْمٰنَ اَيًّا مَّا تَدْعُوْا فَلَهُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى وَلَا تَجْهَرْ بِصَلَاتِكَ وَلَا تُخَافِتْ بِهَا وَابْتَغِ بَيْنَ ذٰلِكَ سَبِيْلًا وَقُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ لَمْ يَتَّخِذْ وَلَدًا وَّلَمْ يَكُنْ لَّهٗ شَرِيْكٌ فِي الْمُلْكِ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ وَلِيٌّ مِّنَ الذُّلِّ وَكَبِّرْهُ تَكْبِيْرًا۔ (سورۂ بنی اسرائیل آیت نمبر ۱۱۰-۱۱۱) (کہہ دو کہ اللہ کہہ کر پکارو یا رحمن کہہ کر جو کہہ کر پکارو گے سو سب نام اسی کے اچھے ہیں۔ اور اپنی نماز بہت بلند آواز سے نہ پڑھ اور نہ بالکل چپکے چپکے اور ان دونوں کے درمیان کا راستہ اختیار کر۔ اور کہہ کہ ہر طرح کی تعریف اس خدا کو سزاوار ہے جو نہ تو کوئی اولاد رکھتا ہے اور نہ سلطنت میں اس کا کوئی ساجھے دار ہے اور نہ اسے کسی طرح کی کمزوری ہے کہ کوئی اس کا سرپرست ہو اور اس کی بڑائی اچھی طرح کرتا رہ۔)

۱۳۳ یاعلی (علیہ السلام) میری امت کے لئے امان ہے اِنَّ اللّٰهَ يُمْسِكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ اَنْ تَزُوْلَا وَلَئِنْ زَالَتَآ اِنْ اَمْسَكَهُمَا مِنْ اَحَدٍ مِّنْ بَعْدِهٖ اِنَّهٗ كَانَ حَلِيْمًا غَفُوْرًا (سورہ فاطر۔ آیت نمبر ۴۱) (بے شک اللہ تھام رہا ہے آسمان کو اور زمین کو کہ ٹل نہ جائیں۔ اور اگر ٹل جائیں تو کوئی تھام نہ سکے ان کو سوائے اس کے۔ وہ ہے تحمل والا اور بخشنے والا)

۱۳۴ یاعلی (علیہ السلام) (یہ کہنا) میری امت کے لئے امان ہے ہر غم و ہم میں لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ لَا مَلْجَا وَلَا مَنْجَا مِنَ اللّٰهِ اِلَّا اِلَيْهِ یعنی نہیں ہے کوئی طاقت اور نہیں کوئی قوت لیکن صرف اللہ کی دی ہوئی اور نہیں کوئی جائے پناہ اور نہیں ہے کوئی جائے نجات اللہ سے لیکن صرف اللہ کی طرف۔

۱۳۵ یاعلی (علیہ السلام) میری امت کے لئے جلنے سے امان ہے۔ اِنَّ وَلِيِّۦَ اللّٰهُ الَّذِيْ نَزَّلَ الْكِتٰبَ وَهُوَ يَتَوَلَّى الصّٰلِحِيْنَ (اعراف۔ آیت نمبر ۱۹۶) (میرا حمایتی تو اللہ ہے۔ جس نے اتاری کتاب اور وہ حمایت کرتا ہے نیک بندوں کی) وَمَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖٓ اِذْ قَالُوْا مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ عَلٰى بَشَرٍ مِّنْ شَيْءٍ قُلْ مَنْ اَنْزَلَ الْكِتٰبَ الَّذِيْ جَآءَ بِهٖ مُوْسٰى نُوْرًا وَّهُدًى لِّلنَّاسِ تَجْعَلُوْنَهٗ قَرَاطِيْسَ تُبْدُوْنَهَا وَتُخْفُوْنَ كَثِيْرًا وَعُلِّمْتُمْ مَّا لَمْ تَعْلَمُوْٓا اَنْتُمْ وَلَآ اٰبَآؤُكُمْ قُلِ اللّٰهُ ثُمَّ ذَرْهُمْ فِيْ خَوْضِهِمْ يَلْعَبُوْنَ (سورۃ انعام آیت ۹۱) (ان لوگوں (یہودی) نے خدا کی جیسی قدر کرنی چاہیئے نہ کی اس لئے کہ ان لوگوں نے یہ کہہ دیا کہ خدا نے کسی

بشر پر کچھ نازل ہی نہیں کیا تم پوچھو تو پھر وہ کتاب جسے موسیٰ لیکر آئے تھے کس نے نازل کی جو لوگوں کے لیۓ روشنی اور ہدایت تھی جسے تم لوگوں نے الگ الگ کرکے کاغذی اوراق بنا ڈالے اور اس میں کا کچھ حصہ تو تم ظاہر کرتے ہو اور بہترے کو چھپاتے ہو حالانکہ تمہیں وہ باتیں سکھائی گئیں جنہیں تم جانتے تھے نہ تمہارے باپ دادا ۔ تم ہی کہہ دو کہ خدا نے اس کے بعد انہیں چھوڑ دیا کہ اپنی تو تو میں میں ، میں کھیلتے پھریں]۔

۱۲۶ یاعلی(علیہ السلام)جس شخص کو درندوں سے خوف ہو وہ اس آیت کو پڑھے۔ لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ○ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُلْ حَسْبِيَ اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَهُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ (سورہ توبہ آیت ۱۲۸ - ۱۲۹) (تمہارے پاس آیا ہے رسول تم ہی میں سے۔ بھاری ہے اس پر جو تم کو تکلیف پہنچی۔ تمہاری بھلائی پر حریص ہے۔ایمان والوں پر نہایت شفیق مہربان ہے۔ پھر بھی اگر منہ پھیریں تو کہہ دو کہ مجھے اللہ کافی ہے۔ کسی کی بندگی نہیں اس کے سوا۔ اسی پر میں نے بھروسہ کیا اور وہی عرش عظیم کا مالک ہے۔)

۱۲۷ یاعلی(علیہ السلام)جس شخص کی سواری سرکشی کرے تو اس کے داہنے کان میں یہ آیت پڑھے۔ وَلَهٗٓ اَسْلَمَ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ طَوْعًا وَّكَرْهًا وَّاِلَيْهِ يُرْجَعُوْنَ (سورہ آل عمران ۸۳) (اور اسی کے حکم میں ہے جو کوئی آسمان اور زمین میں ہے۔خوشی سے ۔ مجبوری سے اور اسی کی طرف سب لوٹ جائیں گے۔)

۱۲۸ یاعلی(علیہ السلام)جس شخص کے شکم میں پت کا پانی یعنی مرض استسقاء ہو تو وہ اپنے شکم پر آیۃ الکرسی تحریر کرے اور پانی پر دم کرکے وہ پانی پیئے۔ اللہ تعالیٰ کے حکم سے شفایاب ہوگا۔

۱۲۹ یاعلی(علیہ السلام)جو شخص کسی ساحر یا کسی شیطان سے خوف زدہ ہو تو ان آیات کی تلاوت کرے اِنَّ رَبَّكُمُ اللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ فِيْ سِتَّةِ اَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ يُغْشِي الَّيْلَ النَّهَارَ يَطْلُبُهٗ حَثِيْثًا وَّالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ وَالنُّجُوْمَ مُسَخَّرٰتٍ بِاَمْرِهٖ اَلَا لَهُ الْخَلْقُ وَالْاَمْرُ تَبٰرَكَ اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ ۔ (سورۃ اعراف آیت نمبر ۵۴) (بے شک تمہارا رب اللہ ہے۔ جس نے پیدا کئے آسمان اور زمین چھ دن میں۔ پھر قرار پکڑا عرش پر۔ اڑھاتا ہے رات پر دن کہ وہ اس کے پیچھے دوڑ لگاتا ہوا آتا ہے۔ اور سورج چاند تارے پیدا کئے اپنے حکم کے تابعدار۔ سن لو کہ اسی کا کام پیدا کرنا ہے اور حکم کرنا ہے۔ بڑی برکت والا ہے۔ اللہ جو رب ہے

سارے جہانوں کا) اِنَّ رَبَّكُمُ اللّٰهُ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ فِیْ سِتَّةِ اَیَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰی عَلَی الْعَرْشِ یُدَبِّرُ الْاَمْرَ مَا مِنْ شَفِیْعٍ اِلَّا مِنْۢ بَعْدِ اِذْنِهٖ ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ فَاعْبُدُوْهُ اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ ۔ (سورۃ یونس آیت نمبر ۳) (بے شک تمہارا رب اللہ ہے۔ جس نے آسمان اور زمین کو چھ دن میں بنایا، پھر قائم ہوا عرش پر۔ کام کی تدبیر کرتا ہے۔ کوئی سفارش نہیں کرسکتا مگر اس کی اجازت کے بعد۔ وہ اللہ ہے رب تمہارا سو اس کی بندگی کرو۔ کیا تم خیال نہیں کرتے)۔

۱۳۰ یاعلی (علیہ السلام) لڑکے کا حق اس کے باپ پر یہ ہے کہ اس کا کوئی اچھا سا نام رکھے۔ اس کو ادب سکھائے اور اس کو ایسی جگہ رکھے جو صالحین کے رہنے کی جگہ ہے۔ اور باپ کا حق بیٹے پر یہ ہے کہ وہ اپنے باپ کو نام لے کر نہ پکارے اور اس کے آگے نہ چلے اور اس کے آگے نہ بیٹھے اور اس کے ساتھ حمام میں نہ جائے۔

۱۳۱ یاعلی (علیہ السلام) تین چیزیں وسواس پیدا کرتی ہیں مٹی کھانا۔ دانتوں سے ناخن کترنا اور اپنی داڑھی چبانا۔

۱۳۲ یاعلی (علیہ السلام) ان والدین پر اللہ کی لعنت جو اپنی اولاد کو اپنی نافرمانی پر مجبور کردیں۔

۱۳۳ یاعلی (علیہ السلام) والدین پر بھی اپنے لڑکے کے نافرمان ہونے کی اتنی ہی ذمہ داری ہے جتنی لڑکے پر اپنے والدین کے نافرمان ہونے کی ذمہ داری ہے۔

۱۳۴ یاعلی (علیہ السلام) اللہ تعالیٰ ان والدین پر رحم کرے جو اپنے لڑکوں کو اپنے ساتھ حسن سلوک پر آمادہ کریں۔

۱۳۵ یاعلی (علیہ السلام) جو شخص اپنے والدین کو رنج پہنچائے وہ والدین سے عاق ہوجاتا ہے۔

۱۳۶ یاعلی (علیہ السلام) جس شخص کے سامنے کسی مرد مسلم کی غیبت ہورہی ہو اور وہ اس کی صفائی اور مدد کرسکتا ہو مگر مدد نہ کرے تو اللہ تعالیٰ اس کو دنیا و آخرت میں (بے یار و مددگار) چھوڑ دے گا۔

۱۳۷ یاعلی (علیہ السلام) جو شخص اپنے مال سے کسی یتیم کے اخراجات سنبھالے یہاں تک کہ وہ مستغنی ہوجائے تو البتہ اس پر جنت واجب ہے۔

۱۳۸ یاعلی (علیہ السلام) جو شخص کسی یتیم کے سر پر اپنے شفقت کا ہاتھ پھیرے تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کے ہر بال کے عوض اس کو ایک نور عطا کرے گا۔

۱۳۹ یاعلی (علیہ السلام) جہل سے سخت کوئی تنگدستی نہیں۔ اور عقل سے بڑھ کر کوئی مال منفعت بخش نہیں اور غرور سے بڑھ کر کوئی وحشت نہیں اور تدبیر کے مانند کوئی عقل نہیں اور اللہ تعالیٰ نے جن چیزوں کو حرام کیا ہے اس سے بچنے کے مانند کوئی پرہیزگاری نہیں اور حسن خلق کے مانند کوئی ذاتی فضیلت نہیں اور تفکر کے مانند کوئی عبادت نہیں۔

۱۴۰ یاعلی (علیہ السلام) تکلم کی آفت جھوٹ ہے اور علم کی آفت نسیان ہے اور عبادت کی آفت عدمِ رجوعِ قلب ہے،

اور جمال کی آفت غرور ہے اور علم کی آفت حسد ہے۔

۱۴۱ یا علی (علیہ السلام) چار باتیں اسراف اور فضول خرچی ہیں۔ شکم سیری کے باوجود کھانا۔ چاندنی میں چراغ جلانا زمین شور میں تخم ریزی کرنا اور نا اہل کے ساتھ حسن سلوک کرنا۔

۱۴۲ یا علی (علیہ السلام) جو شخص مجھ پر درود پڑھنا بھول گیا وہ جنت کا راستہ بھول گیا۔

۱۴۳ یا علی (علیہ السلام) نماز میں کوے کی طرح چونچ مارنے سے بچو اور سجدے میں شیر کی طرح شکار کھانے سے پرہیز کرو۔

۱۴۴ یا علی (علیہ السلام) اگر میں اژدھے کے منہ میں کہنی تک ہاتھ ڈال دوں تو یہ میرے لئے اس سے بہتر ہے کہ میں کسی ایسے سے کچھ مانگوں جس کے پاس پہلے نہ تھا اور اب ہو گیا۔

۱۴۵ یا علی (علیہ السلام) اللہ تعالیٰ کا لوگوں میں سب سے زیادہ نافرمان اور سرکش وہ ہے جو اپنے قاتل کے علاوہ کسی اور کو قتل کرے اور جس نے مارا ہے اس کے علاوہ کسی اور کو مارے۔ اور جو اپنے موالی کے علاوہ کسی سے تولیٰ (محبت) رکھے اور اس سے انکار کرے جس کو اللہ تعالیٰ نے نازل فرمایا ہے۔

۱۴۶ یا علی (علیہ السلام) داہنے ہاتھ میں انگوٹھی پہنو اس لئے کہ یہ اللہ کے مقرب بندوں کے لئے اللہ کی طرف سے فضیلت ہے تو حضرت علی علیہ السلام نے عرض کیا میں کس نگینہ کی انگوٹھی پہنوں ؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تم عقیق سرخ کی انگوٹھی پہنو اس لئے کہ اس کے پہاڑ نے سب سے پہلے اللہ کی ربوبیت اور میری نبوت اور اے علی (علیہ السلام) تمہارے وصی ہونے کا اور تمہاری اولاد کی امامت کا اور تمہارے شیعوں کے جنتی ہونے کا اور تمہارے دشمنوں کے جہنمی ہونے کا اقرار کیا۔

۱۴۷ یا علی (علیہ السلام) اللہ تعالیٰ نے اہل دنیا پر پہلی نظر ڈالی تو تمام عالمین میں سے مردوں میں مجھے منتخب کیا پھر دوسری نظر ڈالی تو سارے عالمین میں سے تم کو منتخب کیا اور تیسری مرتبہ نظر ڈالی تو سارے عالمین کے مردوں میں سے تمہاری اولاد کے ائمہ کو منتخب کیا اور چوتھی مرتبہ نظر ڈالی تو تمام عالمین کی عورتوں میں سے فاطمہ (علیہا السلام) کو منتخب کیا۔

۱۴۸ یا علی (علیہ السلام) میں نے تین مقامات پر اپنے نام کے ساتھ تمہارے نام کو دیکھا تو اسے دیکھتے ہوئے مجھے اچھا لگا۔ جب میں معراج میں آسمان پر جاتے ہوئے بیت المقدس پہنچا تو اس کے صخرہ پر لکھا ہوا پایا لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ ایدتہ بوزیرہ ونصرتہ بوزیرہ (نہیں کوئی اللہ سوائے اس اللہ کے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ کے رسول ہیں میں نے ان کے وزیر کے ذریعہ ان کی تائید کی میں نے ان کے وزیر کے ذریعے ان کی نصرت کی) تو میں نے حضرت جبرئیل علیہ السلام سے پوچھا میرا وزیر

کون ہے ؟ تو انہوں نے کہا علی علیہ السلام ابن ابی طالب ہیں پھر جب میں سدرۃ المنتہیٰ پر پہنچا تو اس پر لکھا ہوا پایا **انی انا اللہ لا الہ الا انا وحدی محمد صفوتی من خلقی ایدتہ بوزیرہ و نصرتہ بوزیرہ** (بیشک میں ہی اللہ ہوں نہیں ہے کوئی اللہ سوائے میرے اکیلے کے ، محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) میری مخلوق میں میرے منتخب بندے ہیں میں نے ان کی تائید ان کے وزیر کے ذریعہ کی ، میں نے ان کی نصرت ان کے وزیر کے ذریعہ کی) تو میں نے جبرئیل علیہ السلام سے پوچھا میرا وزیر کون ہے ؟ تو انہوں نے کہا علی علیہ السلام ابن ابی طالب ہیں پھر جب میں رب العالمین کے عرش تک پہنچا تو اس کے ستونوں پر لکھا ہوا پایا **انی انا اللہ لا الہ الا انا وحدی محمد حبیبی ایدتہ بوزیرہ ونصرتہ بوزیرہ** (میں ہی اللہ ہوں نہیں ہے کوئی اللہ سوائے میرے اکیلے کے ۔ محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) میرے حبیب ہیں میں نے ان کی تائید ان کے وزیر کے ذریعہ کی میں ان کی نصرت ان کے وزیر کے ذریعہ کی ۔)

۱۴۹ یا علی (علیہ السلام) اللہ تبارک وتعالیٰ نے مجھے تمہارے اندر سات خوبیاں عطا کی ہیں ۔ میرے ساتھ تم ہی ہو جس کے لئے قبر شق ہوگی ۔ اور تم ہی پہلے ہوگے جو میرے ساتھ صراط پر کھڑے ہوگے اور جب مجھے لباس جنت پہنایا جائے گا تو تمہیں بھی پہلے پہنایا جائے گا ۔ اور جب مجھے تحیت وسلام کہا جائے گا تو تمہیں بھی کہا جائے گا ۔ اور تم پہلے ہو گے جس کو میرے ساتھ علیین میں ساکن کیا جائے گا ۔ اور تم پہلے ہوگے جس کو میرے ساتھ جنت کی شراب جس کے منہ پر مسک کی مہر لگی ہوگی پلائی جائے گی ۔

پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سلمان فارسی رحمتہ اللہ علیہ سے فرمایا اے سلمان اگر تم بیمار ہوئے تو تمہاری بیماری کے اندر تمہارے لئے تین باتیں ہوگی ۔ تم اللہ تبارک وتعالیٰ کی طرف سے یاد میں رہو گے اور اس میں تمہاری دعا قبول ہوگی ۔ اور تمہاری بیماری تمہارے جسم سے ہر گناہ کو بغیر جھاڑے ہوئے نہیں چھوڑے گی ۔ اور اللہ تعالیٰ تمہاری مدت حیات پوری ہونے تک تمہیں خیر وعافیت سے رکھے گا ۔

پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت ابی ذر رحمتہ اللہ علیہ سے ارشاد فرمایا کہ اے ابو ذر تم کسی سے کچھ مانگنے سے ہمیشہ بچنا اس لئے کہ اس میں اس وقت ذلت ہوگی پھر بہت جلد فقیر بنا دیگی اور قیامت کے دن اس کا بہت لمبا چوڑا حساب ہوگا ۔

اے ابو ذر تم تنہائی میں زندگی بسر کرو گے اور تنہائی کے عالم میں مروگے اور تنہا جنت میں داخل ہوگے اور اہل عراق کا ایک گروہ تم تک پہنچنے کی سعادت حاصل کرے گا اور وہی تمہارے غسل و کفن و دفن کا فریضہ انجام دے گا ۔

اے ابو ذر تم اپنا ہاتھ پھیلا کر کسی سے کچھ نہ مانگنا لیکن اگر خود کوئی شخص کچھ دے تو اسے قبول کر لینا ۔

پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے اصحاب سے فرمایا کیا میں تم لوگوں کو یہ نہ بتاؤں کہ تم سب میں بد ترین کون لوگ ہیں ؟ لوگوں نے عرض کیا جی ہاں یا رسول اللہ بتائیں ۔آپ نے فرمایا چغل خور، دوستوں کے درمیان جدائی ڈالنے والے، عیب سے برائت کی مخالفت کرنے والے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وہ چھوٹے چھوٹے فقرات جو اس سے پہلے بیان نہیں کیے گئے

(۵۷۶۳) اوپر والا ہاتھ نیچے والے ہاتھ سے بہتر ہے۔

(۵۷۶۴) وہ چیز جو تھوڑی ہو اور کافی ہو وہ اس چیز سے بہتر ہے جو زیادہ ہو اور غافل رکھے۔

(۵۷۶۵) بہترین توشۂ آخرت تقویٰ ہے۔

(۵۷۶۶) حکمت کی اصل خوفِ خدائے عزوجل ہے۔

(۵۷۶۷) دل میں جو چیزیں ڈالی جاتی ہیں ان میں سب سے بہتر یقین ہے۔

(۵۷۶۸) شک و ریب منجملۂ کفر کے ہے۔

(۵۷۶۹) نوحہ کرنا جاہلیت کا عمل ہے۔

(۵۷۷۰) سکر (نشہ) جہنم کا انگارہ ہے۔

(۵۷۷۱) شعر ابلیس کی طرف سے ہے۔

(۵۷۷۲) شراب گناہوں کا مجموعہ ہے۔

(۵۷۷۳) عورتیں شیطان کے پھندے ہیں۔

(۵۷۷۴) جوانی جنون کا ایک شعبہ ہے۔

(۵۷۷۵) بدترین کمائی سود کی کمائی ہے۔

(۵۷۷۶) بدترین کھانا یتیم کا مال ناجائز طور پر کھانا ہے۔

(۵۷۷۷) نیک بخت وہ ہے جو غیر سے نصیحت حاصل کرے۔

(۵۷۷۸) بدبخت وہ ہے جو بطن سے بدبخت ہو۔

(۵۷۷۹) تم لوگوں کی بازگشت چار ہاتھ زمین کی طرف ہے۔(یعنی قبر)

(۵۷۸۰) سب سے بڑا سود تو جھوٹ ہے۔

(۵۷۸۱) مومن کو دُشنام (گالی) دینا فِسق ہے، مومن سے قتال کرنا کفر ہے، اس کا گوشت کھانا (غیبت کرنا) اللہ کی معصیت ہے، اس کے مال کا احترام اس کے خون کے احترام کے مانند ہے۔

(۵۷۸۲) جو شخص اپنے غصہ کو ضبط کرے گا اللہ تعالیٰ اس کا اجر دے گا۔

(۵۷۸۳) جو مصیبت پر صبر کرے گا اللہ اس کا عوض دے گا۔

(۵۷۸۴) اس وقت (میدان جنگ) تنور کی طرح گرم ہے۔ (یہ جملہ حنین کے دن فرمایا)۔

(۵۷۸۵) مومن ایک سوراخ سے دو مرتبہ نہیں ڈسا جاتا۔

(۵۷۸۶) آدمی پر مصیبت اپنے ہاتھ ہی سے آتی ہے۔

(۵۷۸۷) طاقتور وہ ہے جو اپنے نفس پر غالب آجائے۔

(۵۷۸۸) کان سے سنا آنکھوں سے دیکھنے کے مانند نہیں ہوتا۔

(۵۷۸۹) یا اللہ میری امت کو ہفتہ اور جمعرات کے دن سحر خیزی میں برکت دے۔

(۵۷۹۰) مجلسوں میں (جو کچھ دیکھا یا سنا جاتا ہے) ایک طور کی امانت ہے۔

(۵۷۹۱) قوم کا سردار قوم کا خادم ہوتا ہے۔

(۵۷۹۲) اگر ایک پہاڑ دوسرے پہاڑ سے ٹکرائے تو اللہ تعالیٰ اس کو پاش پاش کر دے گا۔

(۵۷۹۳) حسن سلوک ان لوگوں سے شروع کرو جو تمہاری عیال ہیں۔

(۵۷۹۴) جنگ دھوکے اور چالبازی کا نام ہے۔

(۵۷۹۵) ایک مسلمان اپنے برادر مسلم کے کردار کا آئینہ ہوتا ہے۔

(۵۷۹۶) جو شخص میدان جنگ میں (جہاد میں) نہیں مرا گویا وہ بستر پر مرا (یعنی کوئی فضیلت نہیں)۔

(۵۷۹۷) منہ سے بات نکلی اور بلا مسلط ہوئی۔

(۵۷۹۸) تمام انسان کنگھی کے دندانوں کی طرح برابر ہیں۔

(۵۷۹۹) بخل سے بڑا کون سا مرض ہے؟

(۵۸۰۰) حیا مکمل خیر اور خوبی ہے۔

(۵۸۰۱) جھوٹی قسم آبادیوں کو اجاڑ کر چھوڑتی ہے۔

(۵۸۰۲) بغاوت کی سب سے جلد سزا ملتی ہے۔

(۵۸۰۳) حسن سلوک کی بہت جلد اور اچھی جزا ملتی ہے۔

(۵۸۰۴) مسلمان اپنی شرط اور عہد کے پابند ہوتے ہیں۔

(۵۸۰۵) بیشک بعض شعر حکمت سے لبریز ہوتے اور بعض کے بیان میں سحر وجادو ہوتا ہے۔

(۵۸۰۶) زمین والوں پر تم رحم کرو آسمان والا تم پر رحم کرے گا۔

(۵۸۰۷) جو شخص اپنے مال کی حفاظت میں قتل ہو وہ شہید ہے۔

(۵۸۰۸) عطا کردہ شے کو واپس لینا ایسا ہی ہے جیسے اپنی قے کو پھر کھائے۔

(۵۸۰۹) کسی مومن کے لئے یہ جائز نہیں کہ اپنے برادر مومن کو تین دن سے زیادہ چھوڑے۔

(۵۸۱۰) جو شخص رحم نہیں کرتا اس پر رحم نہیں کیا جاتا۔

(۵۸۱۱) شرمندگی اور ندامت ہی توبہ ہے۔

(۵۸۱۲) لڑکا شوہر کا ہے اور زانی کے لئے پتھر ہے۔

(۵۸۱۳) نیکی کی طرف رہنمائی کرنے والا بھی ایسا ہی ہے جیسے وہ خود نیک کام کرنے والا ہے۔

(۵۸۱۴) کسی شے کی محبت وخواہش تجھے اندھا اور بہرا کر دیتی ہے۔

(۵۸۱۵) جو شخص بندوں کا شکریہ ادا نہیں کرتا وہ اللہ تعالیٰ کا بھی شکر ادا نہیں کرتا۔

(۵۸۱۶) گم شدہ چیز گم کرنے والے ہی کو دی جائے گی۔

(۵۸۱۷) جہنم سے بچو خواہ کھجور کے ایک ٹکڑے سے ہی کیوں نہ ہو۔

(۵۸۱۸) تمام روحیں (عالم ارواح میں) فوج در فوج رہتی تھیں اگر وہاں ایک دوسرے سے تعارف ہوا ہے تو یہاں ان میں باہمی الفت ہے اور اگر وہ وہاں ایک دوسرے سے متعارف نہیں ہوئیں تو یہاں ان کے درمیان اختلاف ہوگا۔

(۵۸۱۹) مالدار شخص کا ادائیگی قرض میں ٹال مٹول کرنا ظلم ہے۔

(۵۸۲۰) سفر بھی عذاب کا ایک حصہ ہے۔

(۵۸۲۱) انسانوں کا بھی معدن ہوتا ہے سونے اور چاندی کے معدن کی طرح۔

(۵۸۲۲) صاحبِ مجلس صدرِ مجلس بننے کا زیادہ حقدار ہے۔

(۵۸۲۳) تعریف کرنے والوں کے منہ میں خاک ڈالو۔

(۵۸۲۴) صدقہ دے کر آسمان سے رزق اتارو۔

(۵۸۲۵) دعا کے ذریعہ بلاؤں کو دفع کرو۔

(۵۸۲۶) دلوں کی فطرت میں یہ ہے کہ جو شخص ان پر احسان کرے اس سے محبت کریں اور جس نے ان سے بدسلوکی

کی ہے اس سے نفرت کریں۔

(۵۸۲۷) صدقہ سے مال کبھی کم نہیں ہوتا۔

(۵۸۲۸) اگر اپنے رشتہ دار محتاج ہیں تو کسی اور کو صدقہ دینا مناسب نہیں۔

(۵۸۲۹) صحت اور فراغت یہ دونوں پوشیدہ نعمتیں ہیں۔

(۵۸۳۰) بادشاہوں کا عفو سے کام لینا اُن کی سلطنت کو زیادہ دنوں باقی رکھتا ہے۔

(۵۸۳۱) آدمی کا اپنی زوجہ کو عطیہ دینا اس کی عفت میں اضافہ کرنا ہے۔

(۵۸۳۲) خالق کی نافرمانی میں مخلوق کی اطاعت جائز نہیں ہے۔

(۵۸۳۳) محمد بن ابراہیم بن اسحاق رضی اللہ عنہ نے احمد بن محمد بن سعید ہمدانی سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ مجھ سے حسن بن قاسم نے اس حدیث کی قرات کی کہ بیان کیا مجھ سے علی بن ابراہیم بن معلی نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے ابو عبداللہ محمد بن خالد نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے عبداللہ بن بکر مرادی نے انہوں نے روایت کی حضرت موسیٰ علیہ السلام بن جعفر علیہ السلام سے انہوں نے اپنے پدر بزرگوار سے انہوں نے اپنے جد نامدار سے انہوں نے حضرت علی علیہ السلام ابن الحسین علیہ السلام سے انہوں نے اپنے والد مکرم علیہ السلام سے ان کا بیان ہے کہ ایک دن حضرت امیرالمومنین علیہ السلام اپنے اصحاب کے ساتھ بیٹھے ہوئے سامان جنگ کے متعلق گفتگو فرمارہے تھے کہ اتنے میں ایک ضعیف العمر شخص وارد ہوا جس پر آثار سفر نمایاں تھے اور بولا کہ امیرالمومنین کہاں ہیں؟ تو اس سے کہا گیا کہ امیرالمومنین یہ ہیں تو اس نے آپ علیہ السلام کو سلام کیا اور کہا کہ یا امیرالمومنین میں آپ علیہ السلام کے پاس دیار شام سے حاضر ہوا ہوں۔ میں بوڑھا ہوں اور میں نے آپ علیہ السلام کے لاتعداد فضائل سنے ہیں کہ جس سے مجھے گمان ہوتا ہے کہ آپ علیہ السلام لوگوں کو کہیں فریب تو نہیں دیتے لہذا جو کچھ اللہ تعالیٰ نے آپ علیہ السلام کو علم دیا ہے اس میں سے کچھ مجھے بھی عطا کیجئے۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا اچھا اے شیخ سنو! جس شخص کے دو دن برابر اور یکساں گزرے وہ نقصان میں ہے اور جس شخص کا مقصد ہی دنیا حاصل کرنا ہوگا تو دنیا چھوڑتے وقت اس کو بہت حسرت ہوگی۔ اور جس کسی کا آج کے بعد کل کا دن اس سے برا گزرا تو وہ محروم ہے اور ایک شخص کو جب اس کی دنیا سپرد کی جائے پھر وہ آخرت کے خسارے کی پرواہ نہ کرے تو وہ ہلاک ہونے والا ہے۔ اور جو شخص اس نقصان سے اپنے نفس کو نہ بچائے تو یقیناً اس پر خواہشات کا غلبہ ہے اور جو اس نقصان میں زندگی بسر کررہا ہے تو اس کے لئے موت بہتر ہے۔

اے شیخ جس چیز کو تم اپنے لئے پسند کرتے ہو وہی دوسروں کے لئے بھی پسند کرو۔ اور دوسروں کے لئے بھی وہی برتاؤ کرو جس کو تم چاہتے ہو کہ تمہارے ساتھ کیا جائے۔

اس کے بعد آپ علیہ السلام اپنے اصحاب کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا اے لوگو کیا تم نہیں دیکھتے کہ اہل دنیا شام و صبح مختلف حالات میں بسر کرتے ہیں کوئی بستر مرض پر کروٹیں بدلتا ہے تو کوئی کسی کی عیادت کو جاتا ہے کوئی ایسا ہے کہ لوگ اس کی عیادت کو آتے ہیں کوئی نزع کے عالم میں ہے کسی کو بچنے کی امید نہیں۔ کوئی کفن پہنے ہوئے ہے مگر لوگ دنیا کے طالب ہیں اور موت ان کی طالب ہے۔ وہ غافل ہیں مگر موت ان سے غافل نہیں اور گذشتگان کے نقشِ قدم پر موجودہ لوگ بھی جا رہے ہیں۔

زید بن صوحان عبدی نے عرض کیا یا امیرالمومنین علیہ السلام کس کی سلطنت زیادہ غالب ہوتی ہے ؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا خواہشات کی ، اس نے عرض کیا سب سے زیادہ ذلیل بات کیا ہے ؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا دنیا کی حرص ۔ عرض کیا کون سا فقر وافلاس زیادہ شدید ہے ؟ فرمایا ایمان کے بعد کفر۔ عرض کیا کون سی دعوت سب سے زیادہ گمراہ کن ہے ؟ فرمایا اس چیز کی طرف دعوت جو ممکن نہیں ۔ عرض کیا کون سا عمل سب سے افضل ہے ؟ فرمایا تقویٰ۔ عرض کیا کون سا عمل ہے جو سب سے زیادہ نجات دہندہ ہے ؟ فرمایا اس شے کی طلب جو خدائے عزوجل کے پاس ہے۔ عرض کیا کون سا مصاحب برا ہے ؟ فرمایا وہ مصاحب جو تیرے سامنے اللہ عزوجل کی معصیت کو مزین کرکے پیش کرے۔ عرض کیا مخلوق میں کون سب سے شقی وبدبخت ہے ؟ فرمایا جو اپنے دین کو دوسرے کی دنیا کے لئے فروخت کردے عرض کیا اور مخلوق میں سب سے زیادہ قوی کون ہے ؟ فرمایا حلیم وبردبار۔ عرض کیا مخلوق میں سب سے زیادہ حریص و بخیل کون ہے۔ فرمایا جو ناجائز طور پر مال حاصل کرے اور ناجائز طور پر خرچ کرے عرض کیا اور لوگوں میں سب سے چالاک کون ہے ؟ فرمایا جو گمراہی میں رہتے ہوئے ہدایت کو دیکھے تو ہدایت کی طرف مائل ہوجائے۔ عرض کیا اور لوگوں میں سب سے زیادہ حلیم کون ہے ؟ فرمایا جو کبھی غصہ میں نہیں آیا۔ عرض کیا اور لوگوں میں سب سے زیادہ اپنی رائے پر ثابت قدم کون ہے ؟ فرمایا جس کو لوگ نہ بہکا سکیں اور جس کو دنیا کا کوئی شوق نہ بہکا سکے ۔ عرض کیا اور لوگوں میں سب سے زیادہ احمق کون ہے ۔ فرمایا جو دنیا کے حالات کے انقلاب کو دیکھ کر بھی دنیا سے دھوکا کھا جائے۔ عرض کیا اور سب سے زیادہ مایوس کون ہے ؟ فرمایا جو دنیا اور آخرت دونوں سے محروم رہے اور یہی کھلا ہوا نقصان ہے۔ عرض کیا اور مخلوق میں سب سے زیادہ اندھا کون ہے ؟ فرمایا جو غیر خدا کے لئے عمل کرے اور اللہ سے اپنے اس عمل کا اجر وثواب چاہے۔ عرض کیا سب سے افضل قناعت کیا ہے ؟ فرمایا جو اللہ تعالیٰ نے اس کو دیا ہے اسی پر قناعت کرے۔ عرض کیا سب سے شدید مصیبت کیا ہے ؟ فرمایا کہ دین کی مصیبت ۔ عرض کیا سب سے زیادہ پسندیدہ عمل اللہ کے نزدیک کیا ہے ؟ فرمایا انتظار فرجِ (امامِ زمانہ) ۔ عرض کیا اللہ کے نزدیک سب سے زیادہ اچھا کون شخص ہے ؟ فرمایا جو سب سے زیادہ خدا کا خوف کرے اور سب سے زیادہ متقی ہو اور سب سے زیادہ وہ دنیا میں زہد اختیار کرے۔ عرض کیا اور اللہ کے نزدیک سب سے افضل کلام کیا ہے ؟ فرمایا کہ اللہ کو کثرت سے یاد کرنا اور اس سے گڑگڑا کر دعا کرنا ۔ عرض

کیا سب سے زیادہ سچا قول کیا ہے؟ فرمایا اس بات کی گواہی دینا کہ نہیں ہے کوئی اللہ سوائے اس اللہ کے۔ عرض کیا اور اللہ کے نزدیک سب سے بڑا عمل کیا ہے؟ فرمایا اپنے امور حوالہ بخدا کرنا اور ورع اختیار کرنا عرض کیا اور لوگوں میں سب سے زیادہ سچا کون ہے؟ فرمایا جو ہر موقع پر سچا ہو۔

اس کے بعد شیخ کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا اے شیخ اللہ تعالیٰ نے کچھ ایسے لوگ پیدا کئے جن پر دنیا تنگ کردی ان کو دیکھتے ہوئے انہیں دنیا اور اسباب دنیا میں زاہد بنا دیا تو یہ لوگ اس داراسلام کی طرف راغب ہوئے جس کی انہیں دعوت دی گئی انہوں نے تنگی معاش پر اور دنیا کے مصائب پر صبر کیا اور اس کرم کے مشتاق ہوئے جو خدائے عزوجل پاس فراہم ہے لہذا اللہ تعالیٰ کی رضا اور خوشنودی کے حصول کے لئے انہوں نے اپنی جان قربان کردی اور ان کے اعمال شہادت پر ختم ہوئے۔ اور وہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اس شان سے حاضر ہوئے کہ اللہ ان سے راضی وخوش اور وہ اللہ سے راضی وخوش اور انہوں نے سمجھ لیا کہ جو گزر گئے اور جو باقی ہیں ان کے لئے موت ہی ایک راستہ ہے۔ چنانچہ ان لوگوں نے اپنی آخرت کے لئے زاد سفر میں سونا اور چاندی ساتھ نہیں لیا موٹے جھوٹے لباس پہنتے رہے اور بلاؤں پر صبر کیا اور نیکیاں آگے بھیجتے رہے اور کسی سے محبت کی تو اللہ کے لئے اور کسی سے نفرت کی تو اللہ کے لئے یہی لوگ چراغ راہ ہدایت اور آخرت میں اہل جنت ہیں والسلام۔

شیخ نے عرض کیا پھر میں جنت کو چھوڑ کر کہاں جاؤں جبکہ جنت اور اہل جنت کو آپ علیہ السلام کے ساتھ دیکھتا ہوں یا امیرالمومنین مجھے سامان حرب دیجیئے تاکہ میں آپ علیہ السلام کے دشمنوں کے خلاف جنگ کروں تو امیرالمومنین علیہ السلام نے اس کو سلاحِ جنگ عطا فرمایا اور وہ اسے لے کر امیرالمومنین کے سامنے جنگ کرتا رہا اور ایسی بہادری کے ساتھ جنگ کرتا رہا کہ خود امیرالمومنین علیہ السلام اس کے حرب و ضرب پر تعجب کرتے رہے اور جب جنگ سخت ہوگئی تو اس نے اپنے گھوڑے کو آگے بڑھایا اور قتل کر دیا گیا اللہ اس پر رحمت نازل فرمائے۔ اور امیرالمومنین علیہ السلام کے اصحاب میں سے ایک شخص اس کے پیچھے گیا تو دیکھا کہ وہ زمین پر گرا ہوا ہے اور وہاں اس کے گھوڑے کو کھڑا پایا اور اس کی تلوار کو اس کے دونوں ہاتھوں کے درمیان پایا جب جنگ تمام ہوئی تو وہ اس کے گھوڑے اور اس کی تلوار دونوں کو لے کر امیرالمومنین علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا تو امیرالمومنین علیہ السلام نے اس کے لئے رحمت کی دعا کی اور فرمایا کہ خدا کی قسم یہ شخص حقیقت میں سعید و نیک بخت ہے۔ تم لوگ بھی اپنے بھائی کے لئے طلب رحمت کرو۔

(۵۸۳۴) حضرت امیرالمومنین علیہ السلام نے اپنے فرزند محمد حنفیہ رضی اللہ عنہ سے وصیت کے اندر فرمایا اے فرزند جھوٹی تمناؤں پر اعتماد کرنے سے گریز کرو اس لئے کہ یہ احمق لوگوں کا سرمایہ ہے اور آخرت کے امور میں دیر کرنا ہے۔ اور آدمی کی خوش قسمتی صالح ساتھی کا ملنا ہے۔ اہل خیر کے ساتھ بیٹھو تم بھی ان میں سے ہوجاؤ گے اور اہل شر سے جدائی

اختیار کرو۔ اور جو لوگ غلط اور فضول باتیں اور جھوٹی اور خود ساختہ کہانیاں سنا کر تمہیں ذکر خدا اور ذکر موت سے روکتے ہیں ان سے ہوشیار رہو تم پر اللہ کی طرف غلط فہمی اور بدگمانی نہ غالب آجائے اس لئے کہ یہ تمہارے اور تمہارے دوست کے درمیان صلح نہیں چھوڑے گی ۔ تم اپنے قلب ادب سے اس طرح پاک کرلو جس طرح آگ لکڑی کو پاک کردیتی ہے۔ نفس کے لئے ادب اور صاحب عقل کے لئے تجربہ اچھا مددگار ہے ۔ تم تمام لوگوں کی آراء کو باہم ملاؤ پھر ان میں سے جو قرین صواب اور شک و ریب سے دور ہو اس کو اختیار کرلو۔ اے فرزند اسلام سے بڑھ کر کوئی شرف نہیں اور تقویٰ سے بڑھ کر کوئی بزرگی نہیں اور پرہیزگاری سے بڑھ کر کوئی حفاظت نہیں اور توبہ سے بڑھ کر کوئی شفیع نہیں۔ اور عافیت سے زیادہ خوبصورت لباس نہیں۔ اور سلامت روی سے بڑھ کر کوئی بچاؤ نہیں۔ اور قناعت سے بڑھ کر غنی کرنے والا کوئی خزانہ نہیں اور اپنے قوت لایموت پر راضی رہنے سے بڑھ کر کوئی مال و دولت نہیں جو فقروفاقہ کو دور کردے۔ اور جس نے اپنی ضروریات کو کم کرلیا اس نے اپنی راحت کا انتظام کرلیا اور سکون کی جگہ بیٹھ گیا۔ اور حرص گناہوں میں مبتلا کردیتی ہے۔ تم صبر کا عزم کرکے افکار کا بوجھ اپنے سر سے اتار دو۔ اپنے نفس کو صبر کا عادی بناؤ۔ صبر کی عادت بہت اچھی ہے۔ دنیا کے جتنے افکار و مصائب تم پر آئیں ان پر اپنے نفس کو قابو دو۔ کامیاب ہونے والے کامیاب ہوئے اور ان لوگوں نے نجات پائی جن کے لئے اللہ کی طرف سے پہلے ہی نیکیاں لکھ دی گئی تھیں تو یہی فاقہ سے بچاؤ اور سپر ہے۔ اور تم اپنے نفس کو جمیع امور میں خدائے واحد وقہار کی پناہ میں دو اگر تم نے ایسا کیا تو گویا تم نے ایک مضبوط غار میں بے خطر مقام پر اور محفوظ جگہ پناہ لی اور اپنے پروردگار کی بارگاہ میں انتہائی خلوص سے دعا مانگو اس لئے کہ نیک و بد، دینا یا نہ دینا، رسائی اور نارسائی سب اسی کے ہاتھ میں ہے ۔

اور آنجناب علیہ السلام نے اس روایت میں فرمایا اے فرزند رزق دو قسم کے ہیں ایک رزق وہ جس کو تم تلاش کرتے ہو اور ایک رزق وہ جو تم کو تلاش کرتا ہے ۔ پس اگر تم اس کے پاس نہ پہنچو تو وہ خود تمہارے پاس پہنچ جاتا ہے پس تم اپنی ایک دن کی فکر پر اپنے ایک سال کی فکر کا بوجھ نہ ڈالو اور ہر دن تمہارے لئے وہی کافی جو اس دن تم کو ملتا ہے لہذا اگر تمہاری عمر میں ایک سال باقی ہے تو اللہ تعالیٰ ہر کل کے لئے جدید رزق دے گا جو تمہارے مقسوم ہے اور ایک سال تمہاری عمر میں نہیں ہے تو پھر اس کے لئے کیوں فکر کرو جو تمہارے مقسوم میں نہیں اور یہ بھی جان لو کہ تمہارے حصہ کے رزق کو کوئی تلاش کرنے والا حاصل نہیں کرسکتا اور کوئی قبضہ کرنے والا قبضہ نہیں کرسکتا اور جو تمہارے مقدر میں ہے وہ تم سے پوشیدہ نہیں رہ سکتا ۔ اور تم نے بہت سے تلاش کرنے والوں کو دیکھا ہے کہ وہ کتنا ہی اپنے نفس کو مشقت میں ڈالیں انکا رزق کم ہی رہتا ہے اور بہت سے ایسے ہیں جو متوسط اور معتدل کوشش کرتے ہیں مگر مقدر ان کا ساتھ دیتا ہے مگر یہ سب فنا کے نزدیک ہیں۔ آج کا دن تمہارے لئے ہے مگر تم کل تک پہنچ بھی لوگے یہ غیر یقینی ہے ۔ اور اکثر آنے والا آج واپس نہیں آتا اور اول شب صحیح وسالم شخص پر آخر شب آہ وبکا برپا ہوجاتا ہے لہذا

اللہ کی طرف سے طویل عرصہ سے نعمتیں ملنے اور مصیبت نازل ہونے کی تاخیر پر مغرور نہ ہو جاؤ اس لئے کہ اگر اس کو وقت کے فوت ہونے کا ڈر ہوتا تو وہ موت سے پہلے ہی سزا شروع کر دیتا۔

اے فرزند تم حکماء کے مواعظ اور ان کے تدبر احکام کو قبول کرو اور جو حکم دیا گیا ہے اس کی سب سے زیادہ تعمیل کرنے والے اور جن باتوں سے منع کیا گیا ہے ان سے سب سے زیادہ پرہیز کرنے والے بن جاؤ۔ اور دین میں فقیہ بننے کی کوشش کرو اس لئے کہ فقہا ہی انبیاء کے وارث ہوتے ہیں انبیاء ورثہ میں درہم و دینار نہیں چھوڑتے بلکہ ورثہ میں علم چھوڑتے ہیں لہذا جس نے وہ علم حاصل کیا اس نے بہت کچھ لے لیا اور تمہیں یہ بھی معلوم ہو کہ طالب علم کے لئے ہر وہ چیز جو آسمانوں اور زمینوں میں ہے استغفار کرتی ہے یہاں تک کہ فضا میں اڑنے والے پرندے اور سمندروں کی مچھلیاں بھی اور ملائکہ اس طالب علم کے لئے اپنے پر بچھاتے ہیں جس سے وہ خوش ہوتے ہیں ۔ اس میں دنیا کا بھی شرف ہے اور قیامت کے دن حصول جنت میں بھی کامیاب ہوگا اس لئے کہ فقہاء ہی جنت کی طرف دعوت دیتے ہیں اور اللہ کی ذات پر دلیل ہیں۔ اور تمام لوگوں کے ساتھ اچھا سلوک کرو جیسا کہ تم چاہتے ہو کہ تمہارے ساتھ اچھا سلوک کیا جائے اور ان کے لئے وہ بات پسند کرو جو تم اپنی ذات کے لئے پسند کرتے ہو اور جو بات تم اپنے لئے ناپسند کرتے ہو وہ دوسروں کے لئے ناپسند کرو اور تمام لوگوں کے ساتھ حسن اخلاق سے پیش آؤ تاکہ جب تم ان سے غائب رہو تو لوگ تم سے ملاقات کے مشتاق رہیں اور جب مرجاؤ تو تم پر آنسو بہائیں اور کہیں کہ **انا للہ وانا الیہ راجعون** اور ان لوگوں میں سے نہ بنو کہ تمہارے مرنے پر کہا جائے کہ **الحمد للہ رب العالمین** (خدا کا شکر کہ یہ مر گیا)۔

اور تم کو معلوم ہے کہ اللہ پر ایمان لانے کے بعد اصل عقل لوگوں کی دلجوئی و مدارات ہے اور جن لوگوں کے ساتھ رہن سہن ضروری ہے ان کے ساتھ جو شخص حسن معاشرت نہیں رکھتا اس میں کوئی اچھائی نہیں ہے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اس سے چھٹکارے کا کوئی راستہ نہ پیدا کر دے اس لئے کہ میں نے ان تمام لوگوں کو دیکھا جو لوگوں کے ساتھ رہتے ہیں یا لوگ اس کے ساتھ رہتے ہیں ان میں دو تہائی لوگ حسن سلوک چاہتے ہیں اور ایک تہائی اس سے غافل ہیں اور اللہ تعالیٰ نے جتنی چیزیں پیدا کی ہیں ان میں سب سے اچھا کلام ہے اور سب سے برا (بھی) کلام ہے اسی سے چہرے روشن رہتے ہیں اور اس سے چہرے سیاہ پڑجاتے ہیں اور تمہیں یہ معلوم ہو کہ جب تک تم نے منہ سے بات نہیں نکالی ہے وہ تمہاری گرفت میں ہے اور جب تم نے منہ سے بات نکال دی تو اب تم اس کی گرفت میں ہو لہذا تم اپنی زبان کی حفاظت کرو جس طرح تم اپنے سونے اور دولت کی حفاظت کرتے ہو اس لئے کہ زبان ایک کاٹنے والے کتے کے مانند ہے اگر تم نے اس کو آزاد چھوڑ دیا تو وہ کاٹ کھائے گی۔ اور کچھ کلمات ایسے ہیں جن سے نعمتیں چھین لی جاتی ہیں ۔ جو شخص اس کو بے لگام چھوڑے گا وہ اسے ہر کراہت اور فضیحت کی طرف لے جائیگی پھر وہ اسے اللہ کے غضب اور لوگوں کی مذمت کے سوا کسی اور بات کے لئے تا عمر نہ چھوڑے گی۔

جو شخص صرف اپنی رائے پر قائم رہے اور کسی دوسرے کی رائے کی ضرورت نہ سمجھے تو اس نے اپنے نفس کو خطرہ میں ڈال دیا اور جس نے دوسروں کی آراء کو بھی پیش نظر رکھا اس نے سمجھ لیا کہ غلطی کہاں ہے۔ جو بغیر انجام پر نظر رکھے ہوئے اپنے امور کے بھنور میں کود پڑا اس کو شدید مصائب کا سامنا ہوا۔ عمل سے پہلے تدبر تم کو ندامت سے بچائے گا۔ عقلمند وہ ہے جو لوگوں کے تجربوں سے فائدہ اٹھائے۔ تجربوں سے نیا علم حاصل ہوتا ہے اور حالات کے انقلاب میں آدمیوں کے جوہر کھلتے ہیں زمانہ تمہارے سامنے چھپے ہوئے اسرار کا پردہ چاک کرکے رکھ دیتا ہے۔ لہذا تم میری اس وصیت کو سمجھو اور اس سے سرسری طور پر نہ گزرو۔ اس لئے کہ بہترین قول وہ ہے جس سے نفع حاصل کیا جائے۔

اے فرزند یہ سمجھ لو کہ تمہارے لئے بہترین جستجو اور اس زاد آخرت کی طرف پہنچنا لازم ہے جس سے تمہاری پشت بھی ہلکی رہے۔ لہذا اپنی پشت پر اتنا نہ لادو کہ جس کے اٹھانے کی تم میں طاقت نہ ہو۔ اور قیامت کے دن حشر ونشر میں تمہارے لئے بوجھ بن جائے۔ اور آخرت کے لئے بدترین زاد سفر اللہ کے بندوں پر ظلم وزیادتی ہے۔

اور یہ بھی سمجھ لو کہ تمہارے سامنے بہت سی ہلاکتیں اور بہت سی ہولناکیاں اور بہت سے پل اور گھاٹیاں اور مشکلات ہیں جن میں تم کو اترنا ہے اور اترنا یا جنت کی طرف ہے یا جہنم کی طرف۔ لہذا اس اترنے سے پہلے اپنے لئے یہ منتخب کرلو کہ یہ زاد آخرت کس کی پشت پر لاد کر لے چلو۔ اگر تمہیں کوئی فاقہ کش اور مفلس مل جائے جو تمہارے زاد آخرت قیامت کے دن تک لیکر چلے اور کل بروز قیامت تمہیں واپس کردے جس دن تم کو اس کی ضرورت ہو تو اس کو غنیمت سمجھو اور یہ زاد سفر اس کے کاندھوں پر لاد دو۔ اور جن کو تم اپنا زاد سفر حوالے کررہے ہو وہ کثیر تعداد میں ہوں جب کہ تم ان کے ڈھونڈنے پر قادر ہو۔ ایک ہوا تو شاید قیامت کی بھیڑ میں تم تلاش کرو اور وہ کہیں نہ مل سکے۔ اور تم اپنا زاد آخرت اٹھانے کے لئے ایسے شخص سے پرہیز کرو جس میں پرہیزگاری اور ایمانداری نہیں ہے ورنہ تمہاری مثال اس پیاسے کے مانند ہوگی جو سراب کو دیکھ کر اس کے پاس پہنچتا ہے تو اس کو کچھ نہیں ملتا اور تم قیامت کے دن اس سے جدا رہ جاؤ گے۔

نیز آنجناب علیہ السلام نے اپنی اس وصیت میں فرمایا کہ اے فرزند بغاوت وسرکشی آدمی کو ہلاکت کی طرف لے جاتی ہے جو شخص اپنی قدر و منزلت کو پہچانتا ہے وہ کبھی ہلاک نہیں ہوگا۔ اور جو اپنی خواہشات کو قابو میں رکھے گا وہ اپنی قدر ومنزلت کی حفاظت کرے گا۔ ہر شخص کی قدر وقیمت اتنی ہی ہے جتنی اس میں خوبیاں ہیں۔ عبرت و سبق حاصل کرنا ہدایت کے لئے مفید ہے۔ خواہشات کو ترک کردینا سب سے اچھی دولتمندی ہے۔ حرص ولالچ، فقر وافلاس موجود ہونے کی دلیل ہے۔ مودت و محبت ایسی قرابت و رشتہ داری ہے جس سے فائدہ حاصل ہوتا ہے۔ تمہارا دوست تمہارا حقیقی بھائی ہے مگر ہر حقیقی بھائی تمہارا دوست بھی نہیں ہے۔ اپنے دوست کے دشمن کو اپنا دوست نہ بناؤ۔ وہ تمہارے

دوست کو دشمن بنا دے گا۔ بہت سے دور کے لوگ تمہارے قریبی رشتہ داروں سے بھی زیادہ قریب ہوتے ہیں۔ مفلس شخص سے میل ملاپ ایسے دولتمند کے میل ملاپ سے بہتر ہے جو خشک ہو۔ موعظہ ایک جائے پناہ ہے اس کے لئے جو اسے قبول کرے۔ جس شخص نے اپنے حسن سلوک پر احسان جتایا اس نے اپنے احسان و حسن وسلوک کو برباد کردیا۔ جس نے بد خلقی کی اس نے خود کو عذاب میں مبتلا کیا اس سے بہتر تو دشمنی تھی۔ موثق لوگوں کی گواہی کے باوجود اپنے گمان پر فیصلہ کرنا عدل نہیں ہے۔ کتنی بری بات ہے کامیابی و کامرانی پر حد سے زیادہ خوشی منانا اور مصیبت پر حد سے زیادہ محزون و مغموم ہونا، پڑوسی پر سختی اور بے رحمی کرنا، اپنے مالک کے خلاف ہونا، ایک صاحب مروت سے مروت کے خلاف کرنا اور اپنے بادشاہ سے غداری کرنا۔

نعمتوں سے انکار حماقت ہے۔ احمق کی ہمنشینی نحوست ہے۔ جو تمہارے حق کو پہچانے تم بھی اس کے حق کو پہچانو خواہ وہ شریف ہو یا کمینہ۔ جس نے میانہ روی چھوڑی اس نے ظلم کیا۔ جس نے حق سے تجاوز کیا اس نے اپنی راہ خود تنگ کرلی۔ کتنے مریض ہیں جنہوں نے شفا پالی اور کتنے صحیح اور تندرست ہیں جو مرگئے۔ کبھی ایسا ہوتا ہے کہ جو مایوس ہے وہ مقصد کو پاجاتا ہے اور جو لالچ کرتا ہے وہ ہلاک ہوتا ہے۔ جس سے تم کو عتاب کی امید ہے اسے راضی اور خوش کرو۔ غدار شخص کے ساتھ شب نہ بسر کرو۔ مرد مسلمان کا بد ترین لباس غداری ہے۔ جس نے غداری کی وہ اس کا سزاوار ہے کہ اس سے وفا نہ کی جائے۔ فساد کثیر کو بھی تباہ کردیتا ہے۔ میانہ روی تھوڑی چیز کو بڑھا دیتی ہے۔ ذمیوں سے عہد کا وفا کرنا شرافت ہے۔ جس نے کرم کیا وہ سردار ہوا جس نے مفاہمت کی اس نے ترقی کی۔ اپنے بھائی کو پر خلوص نصیحت کرو اور ہر حال میں اس کی مدد کرو جب تک وہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی پر مجبور نہ کرے۔ اس کے ساتھ جاؤ جہاں جائے۔ اپنے بھائی کو کسی بدگمانی پر نہ چھوڑو۔ اور بغیر وجہ دریافت کئے ہوئے قطع تعلق نہ کرو شاید اس کے پاس کوئی عذر ہو اور تم اس کو ملامت کررہے ہو۔ معذرت کرنے والے کی معذرت قبول کرو تو تم بھی شفاعت سے بہرہ ور ہوگے۔

جن لوگوں سے تمہارا میل ملاپ ہے ان کا اکرام کرو اور ان لوگوں کی طویل مصاحبت کو نیکی و اکرام و شرف و تعظیم کے ساتھ زیادہ کرو اس لئے کہ جو تمہاری تعظیم کرتا ہے اس کی جزا یہ نہیں ہے کہ تم اس کی قدر و منزلت کو گھٹاؤ اور جو تمہیں خوش کرے اس کی یہ جزا نہیں کہ تم اس کو ناخوش کرو۔ جہاں تک ممکن ہو اپنے ہم نشین کے ساتھ کثرت کے ساتھ نیکی کرو اس لئے کہ تم جب چاہو گے اس کے رشد وہدایت کو دیکھ لوگے اور جو حیا کا لباس پہنے رہتا ہے اس کا عیب لوگوں کی نگاہوں سے چھپا رہتا ہے۔ جو شخص کفایت شعاری کا ارادہ کرے گا اس پر اخراجات کا بوجھ ہلکا ہوجائے گا۔ جو شخص اپنے نفس کی خواہش کو پورا نہیں کرے گا وہ رشد وہدایت کو پالے گا۔ ہر سختی کے ساتھ آسانی ہے۔ اور ہر لقمہ گلے میں پھنستا ہے۔ تکلیف اٹھانے کے بعد ہی نعمت ملتی ہے۔ اور جو تم پر غصہ ہو اس کے ساتھ نرمی کرو

تم اپنے مقصد میں کامیاب رہو گے۔ تکالیف کی ساعتیں کفارہ کی ساعتیں ہیں۔ ساعتیں تمہاری عمر کو ختم کر دیتی ہیں۔ اس لذت میں کوئی بھلائی نہیں جس کے بعد جہنم ہو۔ اور وہ بھلائی کوئی بھلائی نہیں جس کے بعد جہنم ہو۔ اور وہ شر کوئی شر نہیں جس کے بعد جنت ہو۔ جنت کے سامنے ہر نعمت حقیر ہے اور جہنم کے سامنے ہر مصیبت عافیت ہے تمہارے اور تمہارے بھائی کے درمیان جو اعتماد ہے تو اس کے حق کو ہرگز ضائع نہ کرو کیونکہ جس کے حق کو تم نے ضائع کیا وہ تمہارا بھائی نہیں رہ جائے گا۔ اور تمہارے بھائی کا تم سے قطع رحم تمہارے صلہ رحم سے قوی تر اور تمہارے ساتھ اس کی بدسلوکی تمہارے حسن سلوک سے ہرگز قوی تر نہ ہوگی۔

اے فرزند اگر تم کو قوی بننا ہے تو اللہ تعالیٰ کی اطاعت کے لئے قوی بنو اور اگر تمہیں کمزور بننا ہے کہ تو اللہ تعالیٰ کی معصیت کے لئے ضعیف بنو۔ اور اگر تم سے ہو سکے کہ تم اپنی زوجہ سے اس کی حیثیت سے زیادہ کام نہ لو تو ایسا کرو اس لئے کہ اس سے اس کا حسن و جمال برقرار رہتا ہے اس کا دل مطمئن رہتا ہے اس کا حال اچھا رہتا ہے اس لئے کہ عورت ایک پھول ہے وہ سختی کے لئے نہیں ہے ہر حال میں اس کی دلجوئی اور مدارات کرو اور اس کے ساتھ بود و باش کو اچھا رکھو تمہاری زندگی اچھی بسر ہوگی۔ قضائے الہیٰ کو خوشی سے برداشت کرو اور اگر تم چاہتے ہو کہ دنیا و آخرت دونوں کی بھلائی حاصل کرو تو جو کچھ لوگوں کے پاس ہے اس کی حرص و لالچ چھوڑ دو۔ تم پر سلام اور اللہ کی رحمت اور برکتیں ہوں۔ محمد بن حنفیہ کے لئے آنجناب علیہ السلام کی یہ آخری وصیت تھی۔

(۵۸۳۵) محمد بن ابی عمیر نے ابان بن عثمان اور ہشام بن سالم و محمد بن حمران سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ مجھے اس شخص پر تعجب ہے جو ان چار چیزوں سے ڈرتا ہے وہ ان چار چیزوں سے کیوں نہیں مدد چاہتا ہے تعجب ہے کہ جو شخص خوف زدہ ہے وہ اللہ تعالیٰ کے اس قول سے کیوں نہیں مدد لیتا۔ حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ اس لئے کہ میں نے اس کے بعد یہ قول بھی سنا ہے کہ فَانْقَلَبُوْا بِنِعْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ وَفَضْلٍ لَّمْ يَمْسَسْهُمْ سُوْٓءٌ (سورہ آل عمران ۱۷۴) (پھر چلے آئے مسلمان اللہ کے احسان اور فضل کے ساتھ کچھ نہ پہنچی ان کو برائی۔) اور مجھے تعجب اس شخص سے جو کسی غم میں مبتلا ہے وہ اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد سے کیوں نہیں مدد لیتا لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَكَ اِنِّيْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ (نہیں ہے کوئی اللہ سوائے تیرے۔ تو پاک ہے۔ بے شک میں ظالموں میں سے ہوں۔) اس لئے کہ میں نے اس کے بعد اللہ تعالیٰ کا یہ قول بھی سنا ہے فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ وَنَجَّيْنٰهُ مِنَ الْغَمِّ وَكَذٰلِكَ نُنْجِي الْمُؤْمِنِيْنَ (الانبیاء آیت ۸۸) (پھر سن لی ہم نے اس کی فریاد اور بچا دیا اس کو اس گھٹن سے اور یوں ہی ہم بچا دیتے ہیں ایمان والوں کو)۔

اور مجھے اس شخص سے تعجب ہے کہ جس شخص سے مکر و فریب کیا گیا ہے وہ اللہ تعالیٰ کے اس قول سے کیوں نہیں مدد لیتا وَاُفَوِّضُ اَمْرِيْٓ اِلَى اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ بَصِيْرٌۢ بِالْعِبَادِ (سورۃ مومن آیت ۴۴) اور میں سونپتا ہوں

اپنا کام اللہ کو بے شک اللہ کی نگاہ میں سب بندے ہیں) اس لئے کہ میں نے اس کے بعد اللہ تعالیٰ کا یہ قول بھی سنا کہ فَوَقٰهُ اللّٰهُ سَيِّئٰتِ مَا مَكَرُوْا (سورۃ مومن آیت ۴۵) (پھر بچالیا اللہ نے برے داؤ سے جو وہ کرتے تھے) اور مجھے تعجب ہے کہ جو شخص دنیا اور اس کی زینتیں چاہتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کے اس قول سے کیوں نہیں مدد لیتا مَا شَآءَ اللّٰهُ لَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ اس لئے کہ میں نے اس کے بعد اللہ تعالیٰ کا یہ قول بھی سنا ہے اِنْ تَرَنِ اَنَا اَقَلَّ مِنْكَ مَالًا وَّ وَلَدًا فَعَسٰى رَبِّيْٓ اَنْ يُّؤْتِيَنِ خَيْرًا مِّنْ جَنَّتِكَ (سورۃ کہف آیت ۴۰،۳۹) (اگر تو دیکھتا ہے مجھ کو کہ میں کم ہوں تجھ سے مال اور اولاد میں ۔ تو امید ہے کہ میرا رب مجھے دے اپنی جنت سے بہتر) اور یہاں عسیٰ سے مراد لازمی ہے ۔

(۵۸۳۶) محمد بن زیاد ازدی نے ابان بن عثمان احمر سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی کہ ایک شخص آپ علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس نے عرض کیا کہ فرزند رسول میرے ماں باپ آپ علیہ السلام پر قربان مجھے کوئی موعظہ تعلیم فرمایئے تو آپ علیہ السلام نے اس سے فرمایا کہ اگر اللہ تعالیٰ رزق کا ضامن ہے پھر تمہاری دوڑ دھوپ کیوں ہے ۔ اور اگر تقسیم ہو چکا ہے تو پھر لالچ کیسی اور اگر حساب ہے تو پھر مال جمع کرنا کیوں ۔ اور اگر اللہ کی طرف سے بدلہ ملنا حق ہے تو پھر بخل کیوں ہے ۔ اور اگر اللہ کی جانب سے سزا جہنم ہے تو معصیت کیوں ہے اور اگر موت حق ہے تو پھر خوشی کیوں ہے ۔ اگر اللہ کے سامنے حاضر ہونا ہے تو مکر و فریب کیوں ہے ۔ اور اگر شیطان دشمن ہے تو پھر اس پر غفلت کیوں ہے ۔ اور پل صراط سے گذرنا ہے تو تکبر اور غرور کیوں ہے ۔ اور اگر ہر بات اللہ تعالیٰ کے قضا و قدر سے ہوتی ہے تو رنج و حزن کیوں ہے ۔ اور اگر دینا فانی ہے تو پھر اس پر اطمینان و بھروسہ کیوں ہے ۔

(۵۸۳۷) اور آنجناب علیہ السلام نے فرمایا مجھے تین شخصوں پر بڑا رحم آتا ہے اور واقعاً وہ اس قابل ہیں کہ ان پر رحم کھایا جائے ایک عزت والا شخص جسے عزت کے بعد ذلت نصیب ہو اور ایک دولتمند شخص جو دولتمندی کے بعد محتاج ہو جائے اور ایک عالم جسکے گھر والے اسکو جاہل اور بے وقعت کرتے اور مذاق اڑاتے ہوں ۔

(۵۸۳۸) نیز فرمایا پانچ اشخاص ہیں کہ وہ ویسے ہی رہیں گے جیسا کہ میں کہتا ہوں ۔ بخیل کو راحت نہیں ۔ حاسد کے لئے کوئی لذت نہیں ۔ اور غلام کے لئے وقار نہیں ۔ اور جھوٹے شخص میں مروت نہیں ۔ اور سفیہ و بیوقوف شخص سردار نہیں بنتا ۔

(۵۸۳۹) اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اگر تم لوگوں کے مال و دولت کے ساتھ پیش نہیں آسکتے تو اچھے اخلاق سے تو پیش آو ۔

(۵۸۴۰) یونس بن ظبیان نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ اپنی عبادت کو مشتہر کرنے سے اس کے خلوص میں شک ہوتا ہے ۔ میرے پدر بزرگوار نے اپنے پدر بزرگوار سے اور انہوں نے

اپنے جد علیہم السلام سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص اپنے فرائض کو ادا کرلے وہ سب سے بڑا عبادت گزار ہے۔ اور سب سے زیادہ سخی وہ ہے جو اپنے مال سے زکوٰۃ کو ادا کرے اور سب سے بڑا زاہد و پرہیزگار وہ ہے جو محرمات سے اجتناب کرے اور لوگوں میں سب سے زیادہ متقی وہ ہے جو حق کہے خواہ اپنے موافق ہو خواہ اپنے مخالف اور سب سے بڑا عادل وہ ہے جو لوگوں کے لئے وہی پسند کرتا ہے جو اپنے لئے پسند کرے اور دوسروں کے لئے بھی وہ چیز ناپسند کرے جو اپنے لئے ناپسند کرتا ہے۔ اور سب سے زیادہ ہوشیار و چالاک وہ ہے جو موت کو شدت کے ساتھ یاد کرے اور سب سے زیادہ رشک کے قابل وہ شخص ہے جو زیر خاک جانے کے بعد عتاب و سزا سے محفوظ رہے اور اس کو ثواب کی امید ہو۔ اور سب سے زیادہ غافل وہ ہے جو دنیا کے تغیرات ایک حال سے دوسرے حال کی طرف بدلتے ہوئے دیکھے اور اس سے نصیحت حاصل نہ کرے۔ اور دنیا میں سب سے بڑا قدر و منزلت والا انسان وہ ہے جو دنیا کی کوئی قیمت نہ سمجھے۔ اور لوگوں میں سب سے بڑا عالم وہ ہے کہ جس کے علم کے اندر تمام انسانوں کے علوم جمع ہوجائیں۔ اور لوگوں میں سب سے زیادہ شجاع وہ ہے جو اپنی خواہشات پر غالب آجائے۔ جو شخص علم میں سب سے زیادہ ہے اس کی قیمت سب سے زیادہ ہے۔ اور سب سے کم قیمت وہ ہے جو سب سے کم علم ہے۔ اور سب سے کم لذت حاصل کرنے والا حاسد ہے اور سب سے کم راحت پانے والا بخیل ہے اور سب سے بڑا بخیل وہ ہے جو اس میں بخل کرے جسے اللہ تعالیٰ نے اس پر فرض کیا ہے اور لوگوں میں سب سے زیادہ حق کا سزاوار وہ ہے جو ان میں سب سے زیادہ صاحب علم ہے۔ اور سب سے کم حرمت و عزت والا مرد فاسق اور لوگوں میں سب سے کم وفادار غلام ہے اور لوگوں میں سب سے کم دوست رکھنے والا بادشاہ ہے۔ اور سب سے زیادہ مفلس و فقیر لالچی ہے۔ اور سب سے زیادہ غنی وہ ہے جو حرص کا اسیر نہ ہو۔ اور ایمان میں سب سے افضل وہ ہے جو سب سے اچھا اخلاق والا ہے۔ اور سب سے زیادہ مکرم وہ ہے جو سب سے زیادہ متقی ہے اور قدر و منزلت میں سب سے بڑا وہ ہے جو بے معنی اور بے مطلب باتوں کو ترک کردے اور سب سے زیادہ پرہیزگار وہ ہے جو دکھاوے کو چھوڑدے خواہ وہ اس کا حق رکھتا ہو۔ اور لوگوں میں سب سے کم مروت والا جھوٹ بولنے والا ہے۔ اور لوگوں میں سب سے زیادہ شقی القلب بادشاہ ہوتا ہے۔ اور سب سے زیادہ قابل نفرت متکبر (غرور کرنے والا) ہے۔ اور سب سے زیادہ شدید جہاد کرنے والا وہ ہے جو گناہوں کو ترک کردے اور سب سے زیادہ سعید و خوش قسمت وہ ہے جو مکرم لوگوں سے خلط ملط رکھے۔ اور سب سے زیادہ عقلمند وہ ہے جو سب سے زیادہ لوگوں کی مدارات کرے اور سب سے زیادہ تہمت کا مستحق وہ ہے جو متہم لوگوں کی صحبت میں بیٹھے۔ اور سب سے زیادہ سرکش وہ ہے جو اس کو قتل کرے جس نے قتل نہ کیا ہو اور اس کو مارے جس نے مارا نہ ہو۔ اور وہ شخص معاف کرنے کا زیادہ سزاوار ہے جو سزا دینے پر قدرت رکھتا ہو۔ اور سب سے زیادہ گناہ کا سزاوار وہ ہے جو سامنے بیوقوف بنائے اور پیٹھ پیچھے غیبت کرے سب سے زیادہ ذلیل وہ ہے جو لوگوں کی اہانت اور بے عزتی کرے اور سب سے زیادہ حزم واحتیاط والا

وہ شخص ہے جو غصہ کو ضبط کرے اور سب سے زیادہ باصلاحیت وہ شخص ہے جو لوگوں سے صلح رکھے۔ اور بہترین شخص وہ ہے جس سے لوگ نفع حاصل کریں۔

(۵۸۴۱) ایک مرتبہ امیرالمومنین علیہ السلام ایک ایسے شخص کی طرف سے ہو کر گزرے جو فضول باتیں کر رہا تھا تو آپ علیہ السلام اس کے پاس کھڑے ہوگئے اور فرمایا اے شخص اپنے کراماً کاتبین کی اس کتاب کو پُر کر رہا ہے جس کو وہ تیرے رب کے سامنے پیش کریں گے لہذا تو وہ بات کر جو تیرے مطلب کی ہے اور اسے چھوڑ جو تیرے مطلب کی نہیں ہے۔

(۵۸۴۲) نیز آنجناب علیہ السلام نے فرمایا جب تک انسان خاموش رہتا ہے (اسکے نامہ اعمال میں) اس کو نیک لکھا جائے گا اور جب بات کرے گا تو پھر اس کو نیک یا بد لکھا جائے گا۔

(۵۸۴۳) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ خاموشی ایک بڑا خزانہ ہے بردبار کی زینت ہے اور جاہل کی پردہ پوشی۔

(۵۸۴۴) نیز آنجناب علیہ السلام نے ارشاد فرمایا باطل پر خاموش رہنے سے بہتر حق بات کہنا ہے۔

(۵۸۴۵) اسماعیل بن مسلم نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے انہوں نے اپنے پدر بزرگوار سے انہوں نے اپنے آبائے کرام علیہم السلام سے روایت کی ہے کہ حضرت امیرالمومنین علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ فقہاء اور حکماء جب ایک دوسرے کو خط لکھا کرتے تھے تو اس میں تین بات کے علاوہ چوتھی بات نہیں لکھتے تھے۔ جس کو اپنی آخرت کی فکر ہوتی ہے اللہ تعالیٰ اس سے دنیا کے افکار کو دور کر دیتا ہے۔ اور جو اپنے باطن کی اصلاح کر لیتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے ظاہر کی اصلاح کر دیتا ہے۔ اور جو شخص اپنے اور اللہ کے درمیان کے معاملہ کو درست رکھتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے اور لوگوں کے درمیان کے معاملہ کو درست کر دیتا ہے۔

(۵۸۴۶) اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ خوش نصیب ہے وہ جس کی عمر طویل ہو اور اس کے اعمال اچھے ہوں پھر اس کی بازگشت بھی اچھی ہوگی جب اس کا رب اس سے راضی ہوگا۔ اور بد بخت ہے وہ جس کی عمر طویل ہو اور اس کے اعمال برے ہوں پھر اس کی بازگشت بری ہوگی جب اس کا رب اس سے ناراض ہوگا۔

(۵۸۴۷) اور عمرو بن شمر نے جابر ابن یزید جعفی سے انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف وحی کی کہ میں جعفر بن ابی طالب کا چار باتوں کے لئے ممنون ہوں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کو بلا کر یہ بات بتائی تو جعفر بن ابی طالب نے عرض کیا کہ اگر اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نہ بتایا ہوتا تو میں بھی اس کو نہیں بتاتا۔ میں نے کبھی شراب نہیں پی اس لئے کہ میں جانتا تھا کہ اگر میں اس کو پیوں گا تو میری عقل زائل ہو جائے گی۔ اور میں نے کبھی جھوٹ نہیں بولا اس لئے

کہ جھوٹ سے مروت میں نقص آجاتا ہے۔ اور میں نے کبھی زنا نہیں کیا اس لئے کہ میں اس سے ڈرتا تھا کہ اگر میں نے ایسا کیا تو میرے ساتھ بھی ایسا ہی کیا جائے گا۔ اور میں نے کبھی بت پرستی نہیں کی اس لئے کہ میں جانتا تھا کہ یہ نہ ضرر پہنچا سکتا ہے اور نہ نفع پہنچا سکتا ہے۔ تو نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے کاندھے کو تھپ تھپایا اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ پر لازم ہے کہ تمہیں دو بازو عطا کرے جس کے ذریعہ تم ملائکہ کے ساتھ جنت میں پرواز کرو۔

(۵۸۴۸) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بیان فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ میرے بندے تم سب کے سب گمراہ ہو مگر صرف وہ لوگ جن کی میں نے ہدایت کردی ہے اور میرے بندے تم سب کے سب فقیر ہو بس صرف وہ کہ جن کو میں نے غنی کردیا ہے۔ اور تم سب کے سب گنہگار ہو بس صرف وہ کہ جن کو میں نے معصوم بنایا ہے۔

(۵۸۴۹) اور سکونی کی روایت میں ہے کہ حضرت علی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ جو دن بھی آدم علیہ السلام کی اولاد پر گزرتا ہے وہ دن ابن آدم سے کہتا ہے کہ میں ایک نیا دن ہوں میں تیرے اعمال پر گواہ رہوں گا لہٰذا میرے اندر سچ بولنا اور میرے اندر نیک کام کرنا قیامت کے دن میں تیری گواہی دونگا اور پھر تو مجھے کبھی بھی نہ دیکھ سکے گا۔

(۵۸۵۰) اور مسعدہ بن صدقہ کی روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ایک مومن کے دوسرے مومن پر سات حق اللہ کی طرف سے واجب ہیں۔ اپنی آنکھوں میں اس کے لئے بزرگی۔ اپنے دل میں اس کے لئے محبت۔ اور اپنے مال کے ساتھ اس کی مدد۔ اس کی غیبت و برائی کو حرام سمجھے۔ وہ بیمار ہو تو اس کی عیادت کرے۔ وہ مرے تو اس کے جنازے کی مشایعت کرے اور اس کے مرنے کے بعد اس کے متعلق بھلائی کے سوا اور کچھ نہ کہے۔

(۵۸۵۱) ابن ابی عمیر نے ابی زیاد نہدی سے انہوں نے عبداللہ بن وھب سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ مومن کے لئے اللہ کی طرف سے یہی نصرت کافی ہے کہ وہ اپنے دشمن کو اللہ کی معاصی میں مبتلا دیکھتا ہے۔

(۵۸۵۲) ابن ابی عمیر نے معاویہ بن وھب سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے آپ علیہ السلام نے فرمایا تم نعمت کے دشمنوں (حاسدوں) پر صبر کرو اس لئے کہ جو اللہ کی نافرمانی کررہا ہے اس کو اس سے بڑا بدلہ نہیں دے سکتے کہ اللہ نے اس کے متعلق جو حکم دیا ہے اس کی اطاعت کرو۔

(۵۸۵۳) معلّی بن محمد بصری نے احمد بن محمد بن عبداللہ سے انہوں نے عمرو بن زیاد سے انہوں نے مدرک بن عبدالرحمٰن سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ تمام آدمیوں کو زمین کے ایک بلند حصے میں جمع کرے گا اور ترازو کرکے شہدا کے خون کو علماء کی روشنائی کے ساتھ تولے گا تو علماء کی روشنائی کا پلہ شہدا کے خون کے پلہ سے جھکا ہوا ہوگا۔

(۵۸۵۴) محمد بن ابی عمیر نے عبداللہ بن قاسم سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے انہوں نے اپنے

پدر بزرگوار سے انہوں نے اپنے جدنامدار علیہم السلام سے انہوں نے حضرت علی علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ علیہ السلام نے فرمایا اس کے لئے تیار رہو جس کی تم امید نہیں رکھتے ۔ وہ اس سے بہتر ہے جس کی تم امید رکھتے ہو۔ اس لئے کہ حضرت موسیٰ بن عمران علیہ السلام اپنے اہل وعیال کے لئے آگ تلاش کرنے کے لئے نکلے تو اللہ تعالیٰ نے ان سے کلام کیا اور وہ نبی ہو کر پلٹے ۔ اور ملکہ سبا نکلی تو حضرت سلیمان علیہ السلام کے ساتھ مسلمان ہو گئی۔ اور فرعون کے جادوگر فرعون کے لئے عزت بڑھانا چاہتے تھے اور وہ مومن ہو کر پلٹے۔

(۵۸۵۵) عبداللہ بن عباس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کی ہے کہ آنحضرت نے ارشاد فرمایا کہ میری امت کے شریف لوگ حاملین قرآن اور عابد شب زندہ دار ہیں۔

(۵۸۵۶) ایک مرتبہ جبرئیل علیہ السلام نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نازل ہوئے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اے جبرئیل علیہ السلام مجھے کوئی نصیحت بتادو تو انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہا اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب تک چاہو زندہ رہو بالآخر تمہیں مرنا ہے اور جس سے چاہو محبت کرو بالآخر تمہیں اس سے جدا ہونا ہے اور جو عمل چاہو بجالاؤ بالآخر تمہیں اس سے ملاقات کرنی ہے ۔ مومن کا شرف نماز شب ہے اور اس کی عزت اس میں ہے کہ لوگوں کو اذیت دینے سے باز رہے۔

(۵۸۵۷) حسن بن موسیٰ خشاب نے غیاث بن کلوب سے انہوں نے اسحاق بن عمار سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے انہوں نے اپنے آبائے کرام علیہم السلام سے روایت کی ہے کہ حضرت علی علیہ السلام فرمایا کرتے تھے کہ جو شخص کسی مصیبت و مرض میں مبتلا ہو اور اگرچہ اس کی مصیبت کتنی ہی عظیم ہو اس کو دعا کا حق اس سے زیادہ نہیں ہے جتنا حق اس شخص کو ہے جو صحیح تندرست ہے اور مرض و مصیبت میں گرفتار ہونے کا ڈر ہے۔

(۵۸۵۸) علی بن مہزیار نے حسین بن سعید سے انہوں نے حارث بن محمد بن نعمان احول صاحب طاق سے انہوں نے جمیل بن صالح سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے انہوں نے اپنے آبائے کرام علیہم السلام سے روایت کی ہے انہوں نے فرمایا کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص چاہتا ہے کہ لوگوں میں سب سے زیادہ مکرم ہوجائے تو تقویٰ الہیٰ اختیار کرے اور جو شخص یہ چاہتا ہے کہ لوگوں میں سب سے زیادہ متقی ہوجائے تو وہ اللہ تعالیٰ پر توکل کرے اور جو شخص یہ چاہتا ہے کہ لوگوں میں سب سے زیادہ غنی ہوجائے تو جو کچھ اس کے قبضہ میں ہے اس سے زیادہ اس پر بھروسہ کرے جو اللہ کے پاس ہے۔ پھر فرمایا کیا تم لوگوں کو بتاؤں کہ لوگوں میں سب سے برا کون ہے ؟ لوگوں نے عرض کیا جی ہاں یا رسول اللہ ۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جو لوگوں سے بغض رکھے اور لوگ اس سے بغض رکھیں۔ پھر فرمایا کیا میں تم لوگوں کو بتاؤں کہ اس سے بھی زیادہ برا کون ہے ۔ لوگوں نے عرض کیا جی ہاں یا رسول اللہ ۔ فرمایا کہ جو کسی کی ایک لغزش کو بھی نظر انداز نہ کرے اور کسی

کی معذرت کو قبول نہ کرے اور کسی کی خطا کو معاف نہ کرے۔ پھر فرمایا کیا میں تم لوگوں کو بتاؤں کہ اس سے بھی زیادہ بُرا کون ہے؟ لوگوں نے عرض کیا جی ہاں یا رسول اللہ۔ آپؐ نے فرمایا وہ شخص جس کے شر سے لوگ ڈرتے ہوں اور اس سے خیر کی امید نہ رکھتے ہوں۔ حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام بنی اسرائیل کے اندر کھڑے ہوئے اور کہا اے بنی اسرائیل حکمت کی باتیں جاہلوں کو نہ بتاؤ یہ تم حکمت پر ظلم کرو گے اور حکمت کی باتیں اس کے اہل سے نہ چھپاؤ یہ تم اہل حکمت پر ظلم کرو گے۔ اور کسی ظالم کی ظلم میں مدد نہ کرو ورنہ تمہارا فضل و شرف بھی ختم ہو جائے گا۔ اور امور تین طرح کے ہوتے ہیں۔ ایک وہ امر کہ جس کی ہدایت تم پر بالکل واضح ہے اس کی اتباع کرو۔ دوسرا وہ امر جس کی گمراہی تم پر بالکل واضح ہے اس سے پرہیز کرو اور تیسرا وہ امر کہ جس میں اختلاف ہے اس کے متعلق اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرو (کہ وہ کیا کہتا ہے)۔

(۵۸۵۹) حسن بن علی بن فضال نے حسن بن جہم سے انہوں نے فضیل بن یسار سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ جس چیز کے متعلق تمہارا عزم پختہ اور قوی ہو اس سے بدن میں ضعف نہیں آتا۔

(۵۸۶۰) ابن فضال نے غالب بن عثمان سے انہوں نے شعیب عقرقوفی سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ارشاد فرمایا کہ جو شخص کسی شے کی طرف رغبت یا ڈر کے وقت اور خواہش کے وقت اور غصہ اور خوشی کے وقت اپنے نفس پر قابو رکھے تو اللہ تعالیٰ اس کے جسم پر جہنم کو حرام کر دے گا۔

(۵۸۶۱) ایک مرتبہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا گیا کہ دنیا میں زاہد کون ہے تو آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ وہ شخص جو حساب کے خوف سے حلال کو بھی ترک کر دے اور عذاب کے خوف سے حرام کو بھی ترک کر دے۔

(۵۸۶۲) محمد بن سنان نے عبداللہ بن مسکان سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ سب سے زیادہ تو بخیلوں کو سزا وار ہے کہ وہ اس کی تمنا کریں کہ سب لوگ مالدار ہو جائیں اس لئے کہ جب سب لوگ مالدار ہو جائیں گے تو ان بخیلوں کے مال سے ہاتھ روک لیں گے۔ اور سب سے زیادہ ان لوگوں کے لئے درستی اصلاح اخلاق کی تمنا کرنے کا حق اہل عیوب کو پہنچتا ہے کیونکہ لوگ اگر درست اور صالح ہونگے تو ان کی عیب جوئی نہ کریں گے۔ اور سب سے زیادہ لوگوں کے لئے حلم و بردباری کی تمنا کرنے کا حق ان سفیہ اور بیوقوفوں کے لئے ہے جنہیں ضرورت ہے کہ ان کی سفاہت اور بے وقوفیوں کو لوگ درگزر کریں مگر (اس کے برخلاف) بخیل اس امر کی تمنا کرتا ہے کہ لوگ فقیر ہو جائیں اور اہلِ عیوب تمنا کرتا ہے کہ لوگ بھی عیوب میں مبتلا ہوں اور سفیہ و بے وقوف لوگ تمنا کرتے ہیں کہ سب لوگ سفیہ ہو جائیں حالانکہ فقیر لوگ بخیل سے حاجت طلب

کرتے ہیں۔ اور فسادِ اخلاق میں لوگ اہلِ عیوب کی عیب جوئی کرتے ہیں اور سفاہت میں لوگ غلطیوں پر سزا دیتے ہیں۔

(۵۸۶۳) ابی ہاشم جعفری سے روایت کی گئی ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں شدید تنگی معاش میں مبتلا ہوا تو میں حضرت ابوالحسن علی بن محمد امام علی النقی علیہ السلام کی خدمت میں گیا اور باریابی کی اجازت مل گئی جب میں بیٹھا تو آپ علیہ السلام نے فرمایا اے ابو ہاشم اللہ تعالیٰ نے تمہیں کون سی نعمتیں عطا فرمائی ہیں جن کا تم شکر ادا کرنا چاہتے ہو؟ ابو ہاشم کا بیان ہے کہ یہ سن کر میں نے سر جھکایا اور سمجھ میں نہیں آتا تھا کہ آنجناب علیہ السلام سے کیا عرض کروں تو آپ علیہ السلام نے خود ہی گفتگو شروع کی اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے تمہیں ایمان کا رزق دیا ہے اور اس کی وجہ سے تمہارے بدن پر جہنم کو حرام کر دیا ہے اور اللہ تعالیٰ نے تمہیں عافیت کی روزی دی ہے جس کے ذریعہ تمہاری اطاعت میں اعانت فرمائی ہے اور اس نے تمہیں قناعت کی روزی دی ہے اور اس کی وجہ سے تمہیں لوگوں کے سامنے ذلت سے بچایا ہے۔ اے ابوالہاشم میں نے تم سے یہ پہلے ہی اس لئے کہہ دیا کہ میرا خیال تھا کہ تم مجھ سے اس ذات کی شکایت کرو گے جس نے تمہیں اس حالت کو پہنچایا ہے۔ اور میں نے تمہارے لئے ایک سو (۱۰۰) دینار کا حکم دے دیا ہے اس کو لے لو۔

(۵۸۶۴) محمد بن سنان نے طلحہ بن زید سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا وہ فرماتے تھے کہ بصیرت و عقل کے خلاف عمل کرنے والا ایسا ہی ہے جیسے اصل راستہ کو چھوڑ کر دوسرے راستہ پر چلے اور اس پر جتنی تیزی کے ساتھ چلتا رہے گا اتنا ہی وہ اصل راستہ سے دور ہوتا جائے گا۔

(۵۸۶۵) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ نیند جسم کے لئے راحت ہے۔ نطق (بولنا) روح کے لئے راحت ہے۔ اور سکوت (خاموشی) عقل کے لئے راحت ہے۔

(۵۸۶۶) محمد بن سنان نے مفضل بن عمر سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ جس شخص کا دل اس کو نصیحت نہ کرے اور اس کا نفس اس کی زجر و توبیخ نہ کرے اور اس کا کوئی مصاحب اس کو ہدایت کرنے والا نہ ہو تو اس کا دشمن اس کی گردن پر سوار ہو جاتا ہے۔

(۵۸۶۷) جعفر بن محمد بن مالک فزاری کوفی نے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ مجھ سے بیان کیا جعفر بن محمد بن سہل نے روایت کرتے ہوئے سعید بن محمد سے انہوں نے مسعدہ ان کا بیان ہے کہ مجھ سے حضرت ابوالحسن موسیٰ بن جعفر علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ آدمی کے اہل و عیال اس کے قیدی ہوتے ہیں تو اللہ تعالیٰ اگر اس کو کچھ انعام کرے تو اس کو چاہیئے کہ اپنے قیدیوں کو بھی کشادگی دے اگر اس نے ایسا نہیں کیا تو گمان غالب یہ ہے کہ وہ نعمت اس سے زائل ہو جائے گی۔

(۵۸۶۸) صفوان بن یحییٰ نے ابو الصباح کنانی سے روایت کی ہے اس کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا کہ یہ بتائیں کہ یہ مندرجہ اقوال کس کے ہیں۔

میں اللہ تعالیٰ سے ایمان اور تقویٰ کی درخواست کرتا ہوں اور اپنے امور کے برے انجام سے اس کی پناہ چاہتا ہوں۔ سب سے اشرف و بہترین بات اللہ تعالیٰ کا ذکر ہے اور اصل حکمت اس کی اطاعت ہے۔ اور سب سے سچا قول اور سب سے زیادہ بلیغ موعظہ اور بہترین کہانی اللہ کی کتاب ہے۔ سب سے زیادہ قابل وثوق شے اللہ تعالیٰ پر ایمان ہے۔ بہترین ملت حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ملت ہے۔ بہترین کشتی انبیاء علیہم السلام کی سنت ہے۔ بہترین ہدایت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہدایت ہے۔ بہترین توشہ آخرت تقویٰ ہے۔ بہترین علم وہ ہے جس سے نفع ہو۔ بہترین ہدایت وہ ہے جس کی پیروی کی جائے بہترین دولتمندی نفس کا غنی ہونا ہے۔ اور تمام باتیں جو دل میں ڈالی جاتی ہیں ان میں سب سے بہتر یقین ہے۔ کلام کی زینت سچائی ہے علم کی زینت احسان ہے۔ بہترین موت قتل شہادت ہے۔ سب سے بہتر کام وہ ہے جس کا انجام بہتر ہو۔ جو چیز کم ہو اور کافی ہو وہ اس چیز سے بہتر ہے جو زیادہ ہو مگر ناکافی ہو۔ بد بخت وہ ہے جو شکم مادر سے بد بخت ہو۔ خوش بخت وہ ہے جو غیر سے سبق حاصل کرے۔ چالاکوں میں سب سے زیادہ چالاک وہوشیار متقی ہے۔ احمقوں میں سب سے زیادہ احمق وہ ہے جو فسق و فجور میں مبتلا ہو۔ بدترین روایت جھوٹ کی روایت ہے۔ تمام کاموں میں بدترین کام بدعت ہے۔ بدترین اندھا دل کا اندھا ہے۔ بدترین ندامت قیامت کے دن کی ندامت ہے۔ اللہ کے نزدیک خطا کاروں میں سب سے بڑی خطا کار جھوٹے شخص کی زبان ہے۔ بدترین کمائی سود کی کمائی ہے۔ بدترین کھانا مال یتیم کا ناجائز طور پر کھانا ہے۔ آدمی کی سب سے اچھی زینت ایمان کے ساتھ سکون و وقار ہے۔ جو شخص لوگوں کے ساتھ ہنسی مزاح کرے گا اللہ اس کے ساتھ ہنسی مزاح کرے گا۔ جو شخص بلا و مصیبت کو پہچانتا ہے وہ اس پر صبر کرتا ہے اور جو اس کو نہیں پہچانتا وہ اس پر صبر نہیں کرتا ہے۔ شک کفر ہے۔ جو شخص خود کو بڑا سمجھے گا اللہ اس کو گرا دے گا۔ جو شخص شیطان کی اطاعت کرے گا وہ اللہ کی نافرمانی کرے گا۔ اور جو اللہ کی نافرمانی کرے گا اللہ اس کو عذاب میں مبتلا کرے گا۔ جو شخص اللہ کا شکر کرے گا اللہ اس کی نعمتوں میں اور اضافہ کرے گا۔ اور جو شخص مصیبت پر صبر کرے گا اللہ اس کی فریاد رسی کرے گا۔ جو اللہ پر توکل کرے گا تو اللہ اس کے لئے کافی ہوگا۔ اور جو شخص اللہ پر بھروسہ کرے گا اللہ اس کو اس کا اجر دے گا۔ مخلوق میں کسی شخص کو خوش کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ کو ناراض نہ کرو۔ اور کسی شخص کا تقرب حاصل کرنے کے لئے اللہ سے دوری اختیار نہ کرو۔ اس لئے کہ اللہ کے اور مخلوق میں سے کسی شخص کے درمیان کوئی رشتہ نہیں کہ اس کی بنا پر وہ اس کے ساتھ نیکی کرے اور اس کی بدی کو دور کرے یہ صرف اس کی اطاعت اور اس کی مرضی کے مطابق عمل کرنے سے ہوتا ہے۔ بے شک اللہ تعالیٰ کی اطاعت سے ہر خیر ملتا ہے جو بندہ چاہتا ہے اور ہر شر دور ہوتا ہے جس سے وہ ڈرتا ہے اور اللہ تعالیٰ اس کو بچاتا ہے جو اس کی اطاعت کرتا ہے اور اس کو نہیں

بچاتا جو اس کی اطاعت نہیں کرتا۔ اور اللہ سے بھاگنے والے کو بھاگنے کی کوئی جگہ نہیں ملتی اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کا حکم اس کو ذلیل کرنے کے لئے نازل ہوجاتا ہے خواہ مخلوق کو پسند نہ آئے۔ اور جو بھی حکم آنے والا ہے وہ قریب ہے۔ جو اللہ نے چاہا وہی ہوا اور جو اس نے نہیں چاہا وہ ہرگز نہیں ہوا۔ نیکی اور تقویٰ کے کام میں لوگوں سے تعاون کرو اور گناہ اور سرکشی کے کام میں لوگوں سے تعاون نہ کرو۔ اللہ سے ڈرو اللہ سخت سزا دینے والا ہے۔

تو امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا یہ تمام اقوال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہیں۔

(۵۸۶۹) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ اللہ بزرگ و برتر کا ارشاد ہے کہ جس بندے نے میری اطاعت کی اس کو میں نے اپنے غیر کے حوالے نہیں کیا اور جس بندے نے میری نافرمانی کی اس کو میں نے اس کے نفس کے حوالے کردیا اور میں نے پرواہ نہیں کی کہ وہ کس وادی میں ہلاک ہوتا ہے۔

(۵۸۷۰) محمد بن ابی عمیر نے عیسیٰ فرّاء سے انہوں نے عبداللہ بن ابی یعفور سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا آپ علیہ السلام فرما رہے تھے کہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ جس شخص کا ظاہر اس کے باطن سے راجح اور جھکا ہوا ہے۔ اس کی میزان بھی راجح ہے۔

(۵۸۷۱) اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ میری مخلوق میں سے جو میری معرفت رکھتا ہے۔ اس نے جب بھی میری نافرمانی کی تو اس پر میں نے ایسے شخص کو مسلط کردیا جو میری معرفت نہیں رکھتا۔

(۵۸۷۲) ابن ابی عمیر نے اسحاق بن عمّار سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ اے اسحاق تم منافق سے زبانی طور پر بنائے رکھو اور مومن سے تمہاری محبت پر خلوص ہو۔ اور اگر کوئی یہودی بھی تمہارے پاس بیٹھے تو اس سے بھی صحبت اچھی رکھو۔

(۵۸۷۳) مفضّل بن عمر نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے انہوں نے اپنے پدر بزرگوار سے انہوں نے اپنے جد نامدار علیہم السلام سے روایت کی ہے آپ علیہ السلام نے بیان فرمایا کہ ایک مرتبہ حضرت امام حسین ابن علی علیہما السلام سے عرض کیا گیا کہ فرزند رسول آپ علیہ السلام کی صبح کیسی ہوئی؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا میری صبح اس طرح ہوئی کہ میرا رب میرے اوپر ہے۔ جہنم میرے سامنے ہے اور موت مجھے تلاش کر رہی ہے میں حساب میں گھرا ہوا ہوں میں اپنے اعمال میں گھرا ہوں جو میں چاہتا ہوں وہ نہیں پاتا اور جس کو میں ناپسند کرتا ہوں اس کو دور نہیں کرسکتا سارے امور میرے غیر کے قبضہ میں ہیں وہ چاہے تو مجھے عذاب میں مبتلا کرے اور وہ چاہے تو مجھے معاف کردے پھر مجھ سے بڑھ کر کون فقیر و محتاج ہوگا۔

(۵۸۷۴) مفضّل نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے آپ علیہ السلام نے فرمایا ایک مرتبہ

حضرت سلمان فارسی رحمتہ اللہ علیہ اور کسی شخص کے درمیان کوئی بات ہو گئی تو اس شخص نے حضرت سلمان سے کہا تم کون ہو اور تمہاری حقیقت کیا ہے۔ تو حضرت سلمان علیہ السلام نے کہا کہ میری ابتداء اور تمہاری ابتداء بھی نطفہ نجس سے ہے اور میری انتہا اور تمہاری انتہا بھی سڑا ہوا لاشہ ہے۔ لیکن جب قیامت کے دن میزان نصب کیا جائے گا (اعمال تولے جائیں گے) تو جس کا وزن بھاری ہوگا وہ کریم ثابت ہوگا اور جس کا وزن ہلکا ہوگا وہ لئیم (قابل ملامت) ہوگا۔

(۵۸۷۵) مفضل کا بیان ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا وہ فرما رہے تھے کہ لوگ بھی ہم لوگوں کے لئے عجیب بلا ہیں اگر ہم انہیں دعوت دیتے ہیں تو وہ اسے قبول نہیں کرتے اگر ہم انہیں چھوڑ دیتے ہیں تو ہمارے بغیر وہ ہدایت نہیں پاتے۔

(۵۸۷۶) اور امیرالمومنین علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ سارا خیر تین چیزوں میں جمع ہے۔ نظر میں سکوت میں اور کلام میں، ہر وہ نظر جو سبق حاصل کرنے کے لئے نہ ہو وہ سہو ہے۔ ہر وہ کلام کہ جس میں ذکر الہیٰ نہیں ہے وہ لغو ہے اور ہر وہ سکوت جو فکر و غور کے لئے نہ ہو وہ غفلت ہے۔ خوش قسمت ہے وہ جس کی نظر عبرت کے لئے ہو اس کا سکوت غور وفکر کے لئے اور اس کا کلام ذکر کے لئے ہو اور اپنی خطا پر گریہ کرے اور لوگ اس کے شر سے بے خطر رہیں۔

(۵۸۷۷) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم (علیہ السلام) کی طرف وحی کی کہ اے آدم (علیہ السلام) میں نے سارا خیر چار باتوں میں جمع کر دیا ہے۔ جس میں سے ایک بات میرے لئے ہے، ایک بات تمہارے لئے ہے، ایک بات میرے اور تمہارے درمیان ہے اور ایک بات تمہارے اور مخلوق کے درمیان ہے۔ جو میرے لئے ہے وہ یہ کہ میری عبادت کرو اور میرے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو۔ اور وہ جو تمہارے لئے ہے وہ یہ ہے کہ جس کی تمہیں شدید ضرورت پڑ جائے اس کی میں تمہیں اجازت دیتا ہوں۔ اور وہ جو میرے اور تمہارے درمیان ہے وہ یہ کہ تم پر لازم ہے کہ دعا کرو اور مجھ پر لازم ہے کہ میں اسے قبول کروں۔ اور وہ جو تمہارے اور مخلوق کے درمیان ہے تو یہ کہ تم دیگر لوگوں کے لئے بھی وہی بات پسند کرو جو اپنے لئے پسند کرتے ہو۔

(۵۸۷۸) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ صحت و عافیت ایک ایسی نعمت خفی ہے کہ جب تک موجود رہتی ہے اس وقت تک لوگ اس کو بھلائے رہتے ہیں اور جب وہ مفقود ہو جاتی ہے تو اسے یاد کیا جاتا ہے۔

(۵۸۷۹) سکونی نے حضرت جعفر علیہ السلام بن محمد علیہ السلام سے انہوں نے اپنے پدر بزرگوار سے انہوں نے اپنے آبائے کرام علیہم السلام سے روایت کی انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ دو کلمے جو عالم غربت و مسافرت میں ادھر ادھر ہیں تم انہیں اٹھالو۔ ایک حکمت کا کلمہ جو کسی سفیہ و بیوقوف کے منہ سے نکلے تو اسے قبول کرلو۔ اور ایک سفاہت و بیوقوفی کا کلمہ جو کسی حکیم کے منہ سے نکلے تو اس کو معاف کردو۔

(۵۸۸۰) عمرو بن شمر نے جابر بن یزید جعفی سے انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے انہوں نے اپنے پدر بزرگوار سے انہوں نے اپنے جد علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات کے بعد امیرالمومنین علیہ السلام نے جو خطبہ دیا اس میں یہ بھی ارشاد فرمایا کہ اے لوگو اسلام سے اعلیٰ کوئی شرف نہیں اور نہ کوئی بزرگی تقویٰ سے بڑھ کر ہے اور نہ کوئی زرہ پرہیزگاری سے زیادہ محافظ ہے۔ اور توبہ سے بڑھ کر کوئی سفارش نہیں۔ علم سے بڑھ کر نفع دینے والا کوئی خزانہ نہیں۔ حلم و برداشت سے بلند تر کوئی عزت نہیں اور ادب سے بڑھ کر کوئی حسب نہیں ہے۔ اور غضب سے بڑھ کر کوئی عداوت نہیں۔ اور عقل سے بڑھ کر کوئی حسن وجمال نہیں۔ اور جھوٹ سے بڑھ کر کوئی برائی نہیں۔ اور خاموشی سے بڑھ کر کوئی محافظ نہیں۔ عافیت سے زیادہ خوب صورت کوئی لباس نہیں اور موت سے زیادہ اور کوئی غائب چیز قریب نہیں ہے۔ اے لوگو جو شخص روئے زمین پر چل رہا ہے۔ وہ زمین کے شکم میں چلا جائے گا۔ اور رات اور دن دونوں عمر کے ختم کرنے کے لئے تیزی سے گردش کررہے ہیں۔ اور وہ چیز جس میں ایک رمق بھی حیات ہے اس کے لئے خوراک ہے اور ہر دانے کے لئے غذا ہے اور تم موت کی خوراک ہو اور جو شخص زمانہ کو پہچانتا ہے وہ استعداد سے غافل نہیں رہے گا۔ اور کوئی دولتمند اپنی دولت کی وجہ سے موت سے نہیں بچے گا اور نہ کوئی فقیر اپنی فقیری کی وجہ سے۔ اے لوگو جو شخص اپنے رب سے ڈرا وہ ظلم سے باز رہا۔ جو شخص اپنی گفتگو میں محتاط نہیں ہوتا وہ فحش بکنے لگتا ہے۔ اور جو شخص خیر و شر میں امتیاز نہیں کرنا جانتا وہ بمنزلہ بہائم اور جانوروں کے ہے اور کل کے عظیم فاقہ کے مقابلے میں آج کی مصیبتیں کتنی چھوٹی ہیں۔ افسوس تم لوگ ایک دوسرے کو نہیں پہچانتے صرف اس لئے کہ تمہارے اندر معاصی وذنوب (گناہ اور برائیاں) ہیں۔ دنیا کی راحت سے آخرت کی تکلیف اور دنیا کی تکلیف سے آخرت کی نعمت کتنی قریب ہے۔ وہ شر کوئی شر نہیں جس کے بعد جنت ہو اور وہ خیر کوئی خیر نہیں جس کے بعد جہنم ہو۔ اور جنت کے سامنے ہر نعمت حقیر ہے اور جہنم کے سامنے ہر مصیبت عافیت ہے۔

(۵۸۸۱) اسماعیل بن مسلم نے ایک روایت میں کہا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میں اپنے بعد اپنی امت کے لئے تین باتوں سے ڈرتا ہوں۔ ہدایت کے بعد گمراہی اور گمراہ کرنے والے فتنے اور شکم و شرمگاہ کی شہوت۔

(۵۸۸۲) ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کچھ لوگوں کی طرف سے ہو کر گزرے تو دیکھا کہ وہ سب ایک دوسرے کے مقابلہ میں پتھر اٹھائے ہوئے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پوچھا کہ یہ تم لوگ پتھر کیوں اٹھائے ہوئے ہو تو انہوں نے عرض کیا یہ دیکھنے کے لئے کہ ہم میں سے کون زیادہ طاقتور اور قوی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کیا میں تم لوگوں کو یہ بتاؤں کہ تم لوگوں میں سب سے زیادہ طاقتور اور قوی کون ہے؟ لوگوں نے عرض کیا جی ہاں یا رسول اللہ بتائیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تم میں سب سے زیادہ طاقت ور اور قوی وہ

ہے کہ جب خوش ہو تو یہ خوشی اس کو کسی گناہ یا امرِ باطل میں نہ مبتلا کر دے۔ اور جب ناراض ہو تو یہ ناراضی اس کو سچی بات کہنے سے نہ روک دے۔ جو چیز اس کے قبضہ میں ہو تو وہ چیز نہ لے جو اس کے لئے نہیں ہے۔ اور دوسری حدیث ہے کہ جب اس کی قدرت میں ہو تو وہ چیز نہ لے جس کے لینے کا اس کو حق نہ ہو۔

(۵۸۸۳) حسن بن محبوب نے ابی ولاد حناط سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا اللہ تعالیٰ کے اس قول کے متعلق، **وبالوالدین احساناً** (سورہ انعام آیت ۱۵۱) اس احسان سے کیا مراد ہے۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ احسان سے مراد یہ ہے کہ دونوں سے سنگت و صحبت کو بہتر رکھو۔ اور ان کو اس کی تکلیف نہ دو کہ وہ اپنی ضرورت کی چیزیں تم سے مانگیں خواہ وہ خود اس سے مستغنی کیوں نہ ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا **لن تنالوا البر حتی تنفقوا مما تحبون** (سورۃ آل عمران آیت ۹۲) (ہرگز نہ حاصل کر سکو گے نیکی میں کمال جب تک خرچ نہ کرو اپنی پیاری چیز سے کچھ)۔ پھر آپ علیہ السلام نے فرمایا اور (قول خدا) **اما یبلغن عندک الکبر احدھما او کلاھما فلا تقل لھما اف ولا تنھرھما** (سورۃ بنی اسرائیل آیت ۲۳) (اگر پہنچ جائیں تیرے سامنے بڑھاپے کو دونوں یا ان میں سے ایک تو ان سے جھڑک کر نہ بول)۔ اگر وہ دونوں تم کو ڈانٹیں **ولا تنھرھما** تم ان دونوں کو نہ جھڑکو اگر وہ دونوں تم کو ماریں **وقل لھما قولا کریما** (اور تم ان دونوں کے لئے قول کریم کہو) اور قول کریم یہ ہے کہ تم ان دونوں سے کہو کہ اللہ آپ دونوں کی مغفرت فرمائے تو یہ ہے تمہارا قول کریم **واخفض لھما جناح الذل من الرحمۃ** (سورۃ بنی اسرائیل آیت ۲۴) (اور تم ان دونوں کے لئے نہایت مہربانی کے ساتھ بازو جھکا دو) اور یہ کہ تم ان دونوں کی طرف غصہ سے بھری ہوئی نگاہ بھی نہ ڈالو بلکہ مہربانی اور نرمی کی نگاہ سے دیکھو اور تم ان دونوں کی آواز پر اپنی آواز بلند نہ کرو اور نہ ان کے ہاتھ پر اپنا ہاتھ بلند کرو اور نہ ان کے آگے چلو۔

(۵۸۸۴) حسن بن محبوب نے مالک بن عطیّہ سے انہوں نے عائذ احمسی سے انہوں نے ابی حمزہ ثمالی سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ حضرت امام زین العابدین علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ آگاہ رہو تم لوگوں میں سے اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے پسندیدہ وہ ہے جس کا عمل سب سے اچھا ہے اور تم لوگوں میں اللہ کے پاس سب سے بڑا حصہ ثواب اس کا ہے جس کو اللہ کے پاس سے ثواب لینے کی زیادہ خواہش ہے اور سب سے زیادہ عذاب الہیٰ سے وہ بچے گا جو اللہ سے زیادہ ڈرے گا۔ اور سب سے زیادہ اللہ سے قرب اسے حاصل ہوگا جو سب سے زیادہ وسیع الاخلاق ہوگا اور سب سے زیادہ اللہ کی رضا اسے حاصل ہوگی جو اپنے اہل و عیال کو سب سے زیادہ عطا کرے گا اور اللہ کے نزدیک تم میں سب سے زیادہ مکرم وہ ہے جو سب سے زیادہ متقی ہوگا۔

(۵۸۸۵) حسن بن محبوب نے سعد بن ابی خلف سے انہوں نے حضرت ابوالحسن امام موسیٰ بن جعفر علیہما السلام سے

روایت کی ہے کہ آپ علیہ السلام نے اپنے کسی فرزند سے فرمایا کہ اے فرزند تم پرہیز کرو اس امر سے اللہ تعالیٰ تم کو اس مصیبت میں مبتلا دیکھے جس سے اس نے تم کو منع کیا ہے اور پرہیز کرو اس امر سے کہ اللہ تعالیٰ اس اطاعت کے وقت تم کو غیر حاضر پائے جس کی اطاعت کا اس نے تم کو حکم دیا ہے۔ تم پر جدوجہد لازم ہے اور عبادت الٰہیٰ میں کوتاہی ہونے کی وجہ سے اپنے نفس کو اس سے نہ نکالو۔ اس لئے کہ اللہ کی اتنی عبادت نہیں کی جاسکتی جتنی اس کی عبادت کا حق ہے۔ اور مزاح کو چھوڑ دو اس لئے کہ اس سے نور ایمان جاتا رہتا ہے اور اس سے تمہاری مروت کم ہو جائیگی اور کسل و اکتاہٹ سے بچو اس لئے کہ یہ دونوں تمہیں تمہارے حصہ سے محروم کر دینگے۔

(۵۸۸۶) علی بن حکم نے ہشام بن سالم سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ یہ دنیا طالب بھی ہے اور مطلوب بھی جو دنیا کا طالب ہے اس کو موت طلب کر لیتی ہے اور وہ اس دنیا سے نکل جاتا ہے اور جو آخرت کا طالب ہے اس کو دنیا طلب کرتی ہے تاکہ وہ اس کا رزق پورا کر دے۔

(۵۸۸۷) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ ایک مومن کے لئے اللہ کی طرف سے یہ نصرت ہی کافی ہے کہ وہ اپنے دشمن کو اللہ کی معصیت میں مبتلا دیکھتا ہے۔

(۵۸۸۸) اور اللہ تعالیٰ کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ تم لوگ جنت کے باغ کی طرف جانے میں جلدی کرو۔ لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جنت کا باغ کیا؟ فرمایا وہ حلقہ جس میں ذکر الٰہیٰ ہوتا ہے۔

(۵۸۸۹) محمد بن احمد بن یحییٰ نے محمد بن آدم سے انہوں نے اپنے باپ سے انہوں نے حضرت امام ابوالحسن رضا علیہ السلام سے انہوں نے اپنے آبائے کرام علیہم السلام سے انہوں نے حضرت علی علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے علی علیہ السلام سے ارشاد فرمایا کہ اے علی (علیہ السلام) تم کسی بزدل سے ہرگز مشورہ نہ کرنا اس لئے کہ وہ تمہارے لئے مشکل سے نکلنے کا راستہ تنگ کر دے گا۔ اور کبھی کسی بخیل (کنجوس) سے مشورہ نہ کرنا اس لئے کہ وہ تمہارے مقصد تک پہنچنے میں کوتاہی کا سبب بنے گا اور کبھی کسی لالچی اور حریص سے مشورہ نہ کرنا اس لئے کہ وہ برائی کو خوبصورت بنا کر پیش کرے گا اور یہ جان لو کہ بزدلی و بخل اور حرص یہ وہ فطرت ہے جس کو بدگمانی جمع کرتی ہے۔

(۵۸۹۰) حسن بن محبوب نے ہیثم بن واقد سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا ہے وہ فرما رہے تھے کہ جس کو اللہ تعالیٰ گناہوں کی ذلت سے نکال کر تقویٰ کی عزت بخشتا ہے تو پھر اسے بغیر مال کے غنی بنا دیتا ہے، بغیر کنبہ کے عزت دیتا ہے بغیر انس کے اس کا جی بہلاتا ہے۔ اور جو اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہے اس سے ہر شے کو اللہ تعالیٰ ڈراتا ہے۔ اور جو اللہ تعالیٰ سے نہیں ڈرتا تو اس کو اللہ تعالیٰ ہر شے سے ڈراتا ہے اور جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے تھوڑا رزق ملنے پر راضی ہے اللہ تعالیٰ اس کے تھوڑے سے عمل پر راضی ہوتا ہے اور جو شخص

طلب معاش میں کوتاہی نہیں کرتا ہے اس کا خرچ آسانی سے چلتا ہے اور وہ اپنے اہل وعیال پر انعام کرتا ہے اور جو شخص دنیا میں زہد اختیار کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے قلب میں حکمت جاگزین کر دیتا ہے اور اس کی زبان سے حکمت کی باتیں نکالتا ہے اور دنیا کے عیوب اور اس کا مرض اور اس کا علاج اس کو دکھاتا ہے اور وہ دنیا سے صحیح سلامت نکل کر سیدھا دارالسلام کی طرف جاتا ہے۔

(۵۸۹۱) ابو حمزہ ثمالی کی روایت میں ہے ان کا بیان ہے کہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے مجھ سے ارشاد فرمایا کہ میرے والد علیہ السلام کا وقت وفات قریب ہوا تو مجھے انہوں نے اپنے سینے سے لگایا اور فرمایا اے فرزند حق پر صبر کرنا اگرچہ کہ وہ تلخ ہے، تم کو اس کا حساب دیا جائے گا۔

(۵۸۹۲) ابن مسکان نے عبداللہ بن ابی یعفور سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ایک شخص سے ارشاد فرمایا کہ تم اپنے دل کو اپنے قریب رکھو اور اس سے مشورہ کیا کرو۔ اور اپنے علم کو اپنے والد کے برابر سمجھو اور اس کی پیروی کیا کرو۔ اور اپنے نفس کو اپنا دشمن سمجھو اور اس سے جہاد کیا کرو۔ اور اپنے مال کو چند روزہ عاریت کے طور پر سمجھو اس کو تمہیں واپس کرنا ہے۔

(۵۸۹۳) نیز آنجناب علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ تم اپنے نفس سے اسی طرح جہاد کرو جس طرح تم اپنے دشمن سے جنگ وجہاد کرتے ہو۔

(۵۸۹۴) حسن بن راشد نے ابی حمزہ ثمالی سے انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے آپ علیہ السلام نے بیان فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں ایک شخص آیا اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ مجھے کچھ تعلیم کیجئے۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جو لوگوں کے قبضہ میں ہے اس سے نا امید ہو جاؤ اس لئے کہ یہی دولتِ حاضر ہے۔ اس نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کچھ اور۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا طمع اور لالچ سے پرہیز کرو اس لئے کہ یہ فقر وافلاسِ حاضر ہے۔ اس نے عرض کیا یا رسول اللہ کچھ اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم کسی کام کا ارادہ کرو تو اس کے انجام کو سوچ لو اگر اس کا انجام بہتر اور درست ہے تو اس کے پیچھے جاؤ اور اگر انجام برا اور گمراہی ہے تو اس کو چھوڑ دو۔

(۵۸۹۵) حسین بن یزید نے علی بن عزاب سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا جو شخص تخلیہ میں کوئی گناہ کرنے جائے اور اسے خیال آئے کہ اللہ تعالیٰ یہاں بھی دیکھتا ہے اور وہ اپنے محافظ فرشتوں سے حیاء کرے کہ (وہ دیکھتے ہیں) تو اللہ تعالیٰ اس کے تمام گناہوں کو معاف کر دے گا خواہ وہ دوجہان کے گناہوں کے برابر کیوں نہ ہوں۔

(۵۸۹۶) عباس بن بکار ضبی سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے محمد بن سلیمان کوفی بزاز نے انہوں

نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے عمرو بن خالد نے روایت کرتے ہوئے زید بن علی سے انہوں نے اپنے پدر بزرگوار علیؑ ابن الحسینؑ سے انہوں نے اپنے پدر بزرگوار حسینؑ ابن علیؑ سے انہوں نے اپنے پدر نامدار حضرت امیرالمومنین علیؑ بن ابی طالب علیہم السلام سے روایت کی ہے کہ آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ جو شخص جمعرات کو بعد زوال سے لے کر جمعہ کے دن زوال کے وقت وفات پائے اور وہ مومن ہو تو اللہ تعالیٰ اس کو فشار قبر سے محفوظ رکھے گا اور قبیلہ ربیعہ و مضر کے افراد کی تعداد کے برابر اس کی شفاعت قبول کرے گا اور جو شخص مومنین میں سے سنیچر کو وفات پائے تو اللہ تعالیٰ اس کو اور قوم یہود کو جہنم میں تاابد جمع نہیں کرے گا اور مومنین میں سے جو شخص اتوار کو وفات پائے تو اللہ تعالیٰ اس کو قوم نصاریٰ کو ایک ساتھ جہنم میں تاابد جمع نہیں کرے گا۔ اور جو شخص مومنین میں سے دوشنبہ (پیر) کو وفات پائے تو اللہ تعالیٰ اس کو اور ہمارے دشمنوں کو بنی امیہ میں سے ایک ساتھ تا ابد جہنم میں جمع نہیں کرے گا اور جو شخص مومنین میں سے منگل کے دن وفات پائے تو اللہ تعالیٰ اسے ہم لوگوں کے ساتھ رفیق اعلیٰ میں محشور کرے گا اور جو شخص مومنین میں سے چہار شنبہ کو وفات پائے تو اللہ تعالیٰ اس کو قیامت کے دن کی نحوست و سختیوں سے محفوظ رکھے گا۔ اور اس کے اپنی مجاورت سے سرفراز کرے گا اور اپنے فضل و کرم سے دارالمقامہ (جنت) میں داخل کرے گا اور اسے کوئی تھکن محسوس ہوگی اور نہ کوئی تکلیف محسوس ہوگی۔

پھر آنجناب علیہ السلام نے فرمایا کہ مومن کسی حالت میں وفات پائے اور کسی دن کسی ساعت میں اس کی روح قبض ہو وہ صدیق و شہید ہوگا اور میں نے اپنے حبیب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا ہے وہ فرماتے تھے اگر کوئی مرد مومن دنیا سے اس طرح نکلے کہ اس پر تمام روئے زمین کے گناہوں کے برابر بوجھ ہو تو اس کی موت اس کے تمام گناہوں کی کفارہ بن جاتی ہے۔

پھر فرمایا جو شخص **لا الہ الا اللہ** خلوص دل سے کہے وہ شرک سے بری ہے اور جو دنیا سے اس طرح نکلے کہ اس نے اللہ کا کسی کو شریک نہ کیا ہو تو وہ جنت میں داخل ہوگا پھر آپ علیہ السلام نے اس آیت کی تلاوت فرمائی۔ **ان اللہ لایغفران یشرک بہ ویغفر مادون ذلک لمن یشاء** (اللہ تعالیٰ اگر اس کے ساتھ شرک کیا جائے تو اسے ہرگز نہیں بخشے گا اور اس کے علاوہ سب بخش دے گا جسے چاہے گا) (سورۃ النساء آیت ۴۸) تمہارے شیعوں اور تم سے محبت کرنے والوں میں سے یا علی (علیہ السلام)۔

امیرالمومنین علیہ السلام فرماتے ہیں کہ پس میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ یہ آیت میرے شیعوں کے لئے ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہاں قسم اپنے پروردگار کی یہ تمہارے شیعوں ہی کے لئے ہے۔ یہ لوگ اپنی قبروں سے قیامت کے دن یہ کہتے ہوئے نکلیں گے **لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ علی ابن ابی طالب حجۃ اللہ** تو ان کے لئے جنت سے سبز لباس لایا جائے گا اور ان کے سر پر شاہی تاج کرامت اور جنت کا تاج رکھا

[illegible] جنت کے گھوڑے لائے جائیں گے اور ان میں سے ہر ایک کو جنت کی سبز پوشاک پہنائی جائے گی۔ اور ان کے سروں پر شاہی [illegible] اور تاج کرامت رکھا جائے گا پھر وہ اسپہائے جنت (جنت کے گھوڑے) پر سوار ہونگے اور ان پر بیٹھ کر جنت کی طرف پرواز کر جائیں گے۔ ان کو فزع اکبر نہیں ستائے گا اور ان سے ملائکہ ملاقات کر کے کہیں گے کہ یہ دن تم لوگوں کا ہے جس کا تم لوگوں سے وعدہ کیا گیا تھا۔

(۵۸۹۷) ایک مرتبہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا گیا حسنِ خُلق کی حد کیا ہے؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا تم اپنے پہلو کو نرم رکھو، خوش گفتاری سے کام لو اور اپنے بھائی سے مسکراتے ہوئے چہرے کے ساتھ ملو۔

(۵۸۹۸) نیز آپ علیہ السلام سے دریافت کیا گیا کہ سخاوت کی حد کیا ہے؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا تم اپنے مال سے اتنا حصہ نکال دو جتنا اللہ تعالیٰ نے تم پر واجب کیا ہے اور اس کو اس کے مستحق کے حوالے کر دو۔

(۵۸۹۹) یعقوب بن یزید نے احمد بن حسن میثمی سے انہوں نے حسین بن ابی حمزہ سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا وہ فرما رہے تھے کہ کار خیر میں خرچ کرو اور یقین رکھو کہ اس کا عوض ضرور ملے گا اور یہ بھی معلوم ہونا چاہیئے کہ جو شخص اللہ کی اطاعت میں صرف نہیں کرے گا وہ ایسے حالات میں گرفتار ہوگا کہ اس کو اللہ تعالیٰ کی نافرمانی میں صرف کرنا پڑے گا۔ اور جو شخص خدا کے دوست کی حاجت روائی کے لئے نہیں جائے گا وہ ایسا پھنسے گا کہ کسی دشمن کی حاجت روائی کے لئے جانا پڑے گا۔

(۵۹۰۰) احمد بن اسحاق بن سعد نے عبداللہ بن میمون سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے انہوں نے اپنے پدر بزرگوار علیہ السلام سے روایت کی ہے آپ نے بیان فرمایا کہ فضل بن عباس کا بیان ہے کہ کسریٰ یا قیصر میں سے کسی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں ایک بغلہ (خچر) ہدیہ بھیجا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس پر بالوں کا جھول ڈالا اور سوار ہوئے اور پیچھے مجھے بٹھالیا۔ اور مجھ سے فرمایا اے لڑکے تم خدا کو یاد کرو خدا تم کو یاد کرے گا تم خدا کو یاد کرو تو تم اس کو اپنے آگے پاؤ گے۔ تم کشادگی کے زمانے میں اللہ کو پہچانو تو اللہ تعالیٰ تنگی کے زمانے میں تم کو پہچانے گا۔ اور اگر کسی سے کچھ مانگنا ہے تو اللہ سے مانگو اگر تم کسی سے مدد کے طلبگار ہو تو اللہ تعالیٰ سے مدد کے طلبگار ہو۔ اور جو کچھ ہونے والا ہے اس کو قلم قدرت لکھ چکا۔ اگر ساری دنیا کوشش کرے کہ تمہیں ایسے معاملہ میں نفع پہنچائے جس کو قلم قدرت نے نہیں لکھا ہے تو وہ تمہیں نہیں پہنچا سکتی اور اگر ساری دنیا کوشش کرے کہ تمہیں ایسے امر میں نقصان پہنچائے جس کو قلم قدرت نے نہیں لکھا ہے تو نقصان نہیں پہنچا سکتی۔ اگر تم سے ہوسکے تو یقین کے ساتھ صبر کرو اور ممکن نہ ہو تو صرف صبر کرو۔ اس لئے کہ مصیبت پر صبر میں بھی بہت بھلائی ہے۔ اور یہ جان لو کہ صبر کے ساتھ ہی اللہ کی مدد بھی ہے اور تکلیف کے ساتھ کشادگی ہے اور مشکل کے ساتھ آسانی بیشک مشکل کے ساتھ آسانی ہے۔

(۵۹۰۱) محمد بن علی کوفی نے اسماعیل بن مہران سے انہوں نے مرازم سے انہوں نے جابر بن یزید سے انہوں نے جابر بن عبداللہ انصاری سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جب بچہ ماں کے پیٹ میں پڑتا ہے تو اگر لڑکا ہے تو اس کا چہرہ ماں کی پشت کی طرف رہتا ہے اور اگر لڑکی ہے تو اس کا چہرہ ماں کے پیٹ کی طرف رہتا ہے اور اس کے دونوں ہاتھ اس کے دونوں رخساروں پر اور اس کی ٹھڈی اس کے دونوں گھٹنوں پر ہوتی ہے محزون کی شکل میں، وہ جیسے اپنی ناف کے ساتھ اپنی ماں کی ناف سے بندھا رہتا ہے اور اسی ناف کے ذریعہ وہ ماں کے طعام و غذا سے غذا حاصل کرتا ہے وقت ولادت تک جو مقرر رہتا ہے پس اللہ تعالیٰ ایک ملک کو بھیجتا ہے جو اس کی پیشانی پر لکھ دیتا ہے۔ متقی ہے یا سعید، مومن ہے یا کافر، غنی ہے یا فقیر اور اس کی اجل اور اس کا رزق اس کی بیماری اس کی صحت کو لکھتا ہے اور جب ماں کی ناف سے اس کا مقرر رزق منقطع ہو جاتا ہے تو وہ ملک اس کو ڈانٹتا ہے تو وہ بچہ ڈانٹ کی آواز سن کر ڈرتا ہے اور الٹ جاتا ہے اور اس کا سر مخرج کے سامنے آجاتا ہے اور جب وہ زمین پر گرتا ہے تو ایک عجیب خوف و عذاب عظیم میں مبتلا ہو جاتا ہے کہ اگر اس کے جسم کو ہوا یا ہاتھ مس ہو تو اتنی تکلیف محسوس کرتا ہے کہ جتنی کسی آدمی کے جسم کی کھال اتری ہوئی ہو اور وہ تکلیف محسوس کرے اب وہ بھوکا ہے تو نہ خود سے کھا سکتا ہے اور پیاسا ہے تو نہ خود سے پانی پی سکتا ہے۔ اس کو کہیں درد محسوس ہوتا ہے تو وہ کسی کو مدد کے لئے بھی نہیں بلا سکتا لہذا وہ اللہ کی مہربانی اور اپنی ماں کی شفقت و محبت پر بھروسہ کرتا ہے اور وہ اس کو اپنی جان کی بازی لگا کر گرمی سردی سے بچاتی ہے اور کبھی کبھی اس پر جان بھی فدا کر دیتی ہے۔ اور اس کی مہر مادری اس حد تک ہوتی ہے کہ اس کو اپنی بھوک کی پروا نہیں اگر بچہ شکم سیر ہو جائے تو اس کو اپنی پیاس کی فکر نہیں اگر بچہ کی پیاس بجھ جائے۔ خود ننگی رہے اور بچے کو کپڑا پہنا دے۔ اللہ نے اس بچہ کا رزق اب ماں کی دونوں چھاتیوں میں رکھ دیا ہے ایک میں اس کا پانی ہے اور ایک میں اس کا کھانا ہے جب تک وہ دودھ پیتا ہے اللہ تعالیٰ ہر روز جو اس کا رزق مقرر ہے اس میں پیدا کر دیتا ہے اور جب بڑا ہوتا ہے تو اس میں اپنے گھر والوں کی اور ماں کی سمجھ آتی ہے اور اس میں لالچ و خواہش پیدا ہوتی ہے اور اس کے ساتھ وہ ہر طرح کی بلاؤں، آفتوں اور امراض میں مبتلا ہوتا رہتا ہے اور ملائکہ اس کی ہدایت و رہنمائی کرتے ہیں اور شیاطین اس کو بہکانے اور گھیراؤ ڈالنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اور اگر اللہ اس کو نہ بچائے تو وہ ہلاک ہو جائے چنانچہ اللہ تعالیٰ نے انسان کا ذکر اپنی کتاب میں فرمایا ہے۔ **ولقد خلقنا الانسان من سللة من طين O ثم جعلنه نطفة فى قرار مكين O ثم خلقنا النطفة علقة فخلقنا العلقة مضغة فخلقنا المضغة عظماً فكسونا العظم لحماً ثم انشانه خلقاً اخر فتبرك الله احسن الخالقين O ثم انكم بعد ذالك لميتون O ثم انكم يوم القيمة تبعثون O** (سورۃ مومنون آیات ۱۲ سے ۱۶ تک) (اور ہم نے انسان کو چنی ہوئی مٹی سے بنایا۔ پھر ہم نے اس کو پانی کی بوند کر کے ایک

جے ہوئے ٹھکانے میں رکھا۔ پھر ہم نے اس بوند سے جما ہوا لہو بنایا پھر اس جے ہوئے خون سے گوشت کی بوٹی بنائی۔ پھر ان گوشت کی بوٹیوں سے ہڈیاں بنائیں۔ پھر ان پر گوشت چڑھایا۔ پھر ایک نئی صورت میں اسے اٹھا کر کھڑا کر دیا۔ بڑی برکت اللہ کی ہے جو سب سے بہتر بنانے والا ہے۔ پھر تم اس کے بعد مرو گے۔ پھر تم قیامت کے دن کھڑے کئے جاؤ گے۔)

جابر بن عبداللہ انصاری نے عرض کیا یا رسول اللہ یہ تو ہم لوگوں کی پیدائش کا حال ہے یا رسول اللہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیدائش اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اوصیاء کی پیدائش کا کیا حال ہے؟ اس سوال پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ذرا خاموش ہوئے پھر فرمایا اے جابر تم نے ایک امر عظیم کا سوال کر لیا اس کو وہی برداشت کر سکتا ہے جسے عقل کا بڑا حصہ ملا ہو۔ سنو انبیاء اور اوصیاء اللہ تعالیٰ کے نور عظمت سے خلق ہوئے ہیں اللہ تعالیٰ نے ان کے انوار کو اصلاب طیبہ اور ارحام طاہرہ میں ودیعت کیا اور اس کی حفاظت اپنے ملائکہ سے کراتا رہا۔ اپنی حکمت سے ان کی پرورش کرتا رہا اور اپنے علم سے نہیں غذا دیتا رہا۔ پس ان لوگوں کا معاملہ بیان سے بالاتر ہے اور ان لوگوں کے حالات اتنے دقیق ہیں کہ تمہاری سمجھ میں نہیں آئیں گے۔ اس لئے کہ یہ سب اللہ کی زمین پر اس کے ستارے ہیں اس کے بندوں میں اس کے خلفاء اور اس کے ملک میں اس کے انوار اور اس کی مخلوق پر اس کی حجت ہیں اے جابر یہ ایک علم مخفی و مخزون ہے اس کو تم بھی نا اہل سے پوشیدہ رکھنا۔

(۵۹۰۲) مفضل بن عمر نے ثابت ثمالی سے انہوں نے حبابۃ الوالبیہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ان کا بیان ہے کہ میں نے اپنے مولا امیرالمومنین علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا آپ علیہ السلام فرماتے تھے کہ ہم اہلبیت شراب نہیں پیتے بام مچھلی نہیں کھاتے اور موزوں پر مسح نہیں کرتے پس جو بھی ہمارا شیعہ ہے وہ ہماری پیروی کرے اور ہماری سنت پر عمل کرے۔

(۵۹۰۳) حماد بن عثمان نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ حکمت آل داؤد میں ہے کہ عقلمند کو چاہیئے کہ اپنے حالات پر نظر رکھے۔ اپنی زبان پر قبضہ رکھے اور اپنے زمانے کے لوگوں کو پہچانے۔

(۵۹۰۴) صفوان بن یحیٰی و محمد بن ابی عمیر نے موسیٰ بن بکر سے انہوں نے زرارہ اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ احسان۔ تو یہ احسان صاحب حسب کے علاوہ کسی کے پاس نہیں ہے۔ ہر متقی کے لئے نماز تقرب کا ذریعہ ہے اور حج ہر کمزور کا جہاد ہے۔ ہر شے کی زکوٰۃ ہے اور جسم کی زکوٰۃ روزہ ہے۔ عورت کا جہاد شوہر کے ساتھ اچھی طرح گزر کرنا ہے۔ تم لوگ صدقہ دے کر اپنا رزق آسمان سے اتار لو۔ جس کو بدلہ ملنے کا یقین ہوتا ہے وہ عمدہ عطیہ اور تحفہ دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ مدد بھی بقدر ضرورت نازل کرتا ہے۔ زکوٰۃ

دے کر اپنے اموال کی حفاظت کرو۔ ایک انداز سے چلنا نصف عیش ہے۔ جو شخص کفایت شعاری سے کام لیتا ہے وہ محتاج نہیں ہوتا۔ اہل وعیال کی کمی بھی کشادہ حالی کا ایک سبب ہے۔ بغیر خود عمل کئے لوگوں کو دعوت دینا ایسا ہے جیسے بغیر تیر کے تیر چلانے والا۔ آپس میں مودت نصف عقل ہے۔ فکر نصف بڑھاپا ہے۔ اللہ تعالیٰ مصیبت کے برابر صبر نازل کر دیتا ہے۔ جو شخص کسی مصیبت کے وقت زانو پر اپنا ہاتھ مارے گا اس کا اجر وثواب ضبط ہو جائے گا۔ جو اپنے والدین کو رنج پہنچائے گا وہ ان دونوں کی طرف سے عاق ہو جائے گا۔

(۵۹۰۵) امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے تم لوگوں میں اخلاق کو بھی اسی طرح تقسیم کیا جس طرح تم لوگوں میں تمہارا رزق تقسیم کیا ہے۔

(۵۹۰۶) ابی جمیلہ مفضل بن صالح سے روایت ہے انہوں نے سعد بن طریف سے انہوں نے اصبغ ابن نباتہ سے انہوں نے حضرت امیرالمومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ ایک مرتبہ حضرت جبرئیل علیہ السلام حضرت آدم علیہ السلام پر نازل ہوئے اور کہا کہ اے آدم (علیہ السلام) مجھے حکم ہوا ہے کہ میں آپ کو تین باتوں میں سے ایک بات کا اختیار دوں اور دو کو چھوڑ دوں اور وہ باتیں عقل وحیا، ودین ہیں تو حضرت آدم علیہ السلام نے فرمایا کہ میں عقل کو اختیار کرتا ہوں۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے حیا، ودین سے کہا کہ تم دونوں واپس چلو اور اس کو چھوڑ دو۔ تو ان دونوں نے کہا اے جبرئیل ہم دونوں کو تو حکم دیا گیا ہے کہ ہم دونوں عقل کے ساتھ رہیں جہاں وہ ہو۔ تو جبرئیل علیہ السلام نے کہا اچھا تم دونوں کی مرضی ہے یہ کہہ کر وہ پرواز کر گئے۔

(۵۹۰۷) احمد بن محمد بن عیسیٰ نے علی بن اسماعیل سے انہوں نے عبداللہ بن ولید سے انہوں نے ابی بصیر سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ علیہ السلام نے فرمایا چار چیزیں ضائع چلی جاتی ہیں وہ محبت جو ایسے سے کی جائے جس میں وفا نہ ہو۔ اور وہ احسان جو ایسے شخص پر کیا جائے جو شکر گزار نہیں ہوتا اور وہ علم جو ایسے شخص کو سکھایا جائے جو سنتا نہیں ہے اور وہ راز جو ایسے شخص کو ودیعت کیا جائے جو اس کی حفاظت نہیں کرتا۔

(۵۹۰۸) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے چند قطعہ زمین ہیں جن کا نام منتقمہ ہے جب اللہ تعالیٰ کسی کو مال دیتا ہے اور وہ اس میں سے اللہ کا حق نہیں نکالتا تو اللہ تعالیٰ ان پر زمین کے ان قطعوں میں سے ایک قطعہ کو مسلط کر دیتا ہے اور وہ اس کے مال کو ضائع کرا دیتا پھر وہ مرجاتا ہے۔ وہ قطعہ چھوڑ جاتا ہے۔

(۵۹۰۹) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص اس کی پرواہ نہیں کرتا کہ وہ خود کیا کہتا ہے اور لوگ اس کے متعلق کیا کہتے ہیں تو وہ شیطان کا شریک ہے۔ اور جو اس کی پروا نہیں کرتا کہ لوگ اس کو گناہوں میں مبتلا دیکھیں گے تو بھی شیطان کا شریک ہے اور جو شخص اپنے برادر مومن کی غیبت اور برائی کرتا ہے بغیر اس کے کہ دونوں کے درمیان جھگڑا ہو تو وہ بھی شریکِ شیطان ہے اور جو حرام محبت میں شغف رکھتا ہے اور زنا کی خواہش رکھتا

ہے وہ بھی شریک شیطان ہے۔
پھر فرمایا کہ والد الزنا کی چند نشانیاں ہیں ان میں سے ایک ہم اہلبیت سے بُغض ہے دوسرے یہ کہ اسے اس حرام کا شوق ہو جس سے وہ پیدا ہوا ہے۔ تیسرے دین کا استخفاف کرنا۔ اور چوتھے لوگوں کے لئے اس کی موجودگی پسند نہ ہونا۔ اور اپنے بھائیوں کی موجودگی صرف اسی کو بری محسوس ہوگی جو اپنے باپ کے علاوہ کسی دوسرے کی اولاد ہوگا یا اس کی ماں حالت حیض میں حاملہ ہوئی ہوگی۔

(۵۹۱۰) حضرت امیرالمومنین علیہ السلام نے ارشاد فرمایا جو دنیا میں صرف اس پر راضی ہوجائے جو اس کے لئے جائز ہے تو اس کے لئے دنیا میں سے کم سے کم ہی کافی ہوگا اور جو دنیا میں سے جو اس کے لئے جائز ہے اس پر راضی نہیں ہے تو پھر اسے دنیا کی کوئی شے بھی کافی نہ ہوگی۔

(۵۹۱۱) اسحاق بن عمّار نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ آسمان سے مدد بقدر حاجت نازل ہوتی ہے۔

(۵۹۱۲) حسن بن علی بن فضّال نے بیسّر سے روایت کی ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ آسمان سے جو باتیں بذریعہ وحی نازل کی ہوئی ہیں ان میں یہ بھی ہے کہ اگر ابن آدم کے لئے وادیوں میں سونے چاندی کا سیلاب بھی آجائے تو وہ ایسی ہی وادیاں اور چاہے گا۔ اے آدم (علیہ السلام) کی اولاد تیرا شکم تو سمندروں میں سے ایک سمندر ہے اور وادیوں میں سے ایک وادی ہے اس کو مٹی کے سوا کوئی پر نہیں کر سکتا۔

(۵۹۱۳) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ مومن کو گالی دینا فسق ہے، اسے قتل کرنا کفر ہے اور اس کا گوشت کھانا (غیبت کرنا) اللہ کی معصیت ہے اور اس کے مال کی بھی حرمت اتنی ہی ہے جتنی اس کے خون کی۔

(۵۹۱۴) احمد بن محمد بن سعید کوفی نے روایت کی ہے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے حسن بن فضّال نے روایت کرتے ہوئے اپنے باپ سے انہوں نے حضرت ابوالحسن علی بن موسیٰ الرضا علیہما السلام سے آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ امام کی چند عادتیں ہیں۔ وہ لوگوں میں سب سے زیادہ عالم، لوگوں میں سب سے زیادہ اچھا فیصلہ کرنے والا، سب سے زیادہ متقی، سب سے زیادہ شجاع، سب سے زیادہ سخی، سب سے زیادہ عبادت گزار ہو اور ختنہ شدہ پیدا ہوگا اور پاک پیدا ہوگا وہ پس پشت اسی طرح دیکھے جیسے اپنے آگے دیکھتا ہے اس کے جسم کا سایہ نہ ہو اور شکم مادر سے جب زمین پر آئے تو اپنی دونوں ہتھیلیوں کو زمین پر ٹیکے اور باآواز بلند شہادتین پڑھے اور اس کو خواب میں احتلام نہ ہو۔ اس کی آنکھ سوئے مگر دل بیدار رہے۔ وہ فرشتوں سے بات کرے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زرہ اس کے جسم پر ٹھیک ہو۔ اس کا پیشاب پائخانہ نہ دیکھا جائے اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے زمین کے ذمہ یہ کام سپرد کیا ہے کہ جو کچھ نکلے وہ اسے نگل جائے اور وہ مشک سے بھی زیادہ خوشبودار ہو۔ اور وہ لوگوں کی جانوں کا لوگوں سے زیادہ مالک ہو۔ اور ان پر اپنے

ماں باپ سے زیادہ مہربان ہو اور لوگوں سے زیادہ اللہ کے لئے متواضع ہو اور سب سے زیادہ اللہ کے حکم پر عمل کرے اور اللہ نے جس سے منع کیا ہے اس سے دست کش رہے اور اس کی دعا مستجاب ہو یہاں تک کہ اگر کسی چٹان کے لئے بھی دعا کرے تو وہ بیچ سے دو ٹکڑے ہو جائے۔ اور اس کے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اسلحے ہوں اور ان کی تلوار ذوالفقار ہو اور اس کے پاس وہ صحیفہ ہو جس میں اس کے دوستوں کے تا قیامت نام لکھے ہوں اور اسکے دشمنوں کے تا قیامت نام ہوں۔ اور اس کے پاس جامعہ ہو اور وہ ایک صحیفہ ہے جو ستر ہاتھ طولانی ہے اس میں وہ سب کچھ ہے جس کی ضرورت نبی آدم کو ہے۔ اور اس کے پاس جفرِ اکبر و اصغر ہو۔ ایک بکرے اور ایک مینڈھے کی کھال کے جن میں تمام علوم ہیں حتیٰ کہ ایک خراش کی دیت بھی اور ایک جلد و نصف جلد اور ایک تہائی جلد کی بھی اور اس کے پاس مصحف فاطمہ علیہا السلام ہو۔

(۵۹۱۵) ہم لوگوں سے عبدالواحد بن عبدوس نیشاپوری رضی اللہ عنہ نے روایت کی ہے کہ بیان کیا مجھ سے علی بن محمد بن قتیبہ نے فضل بن شاذان سے نقل کرتے ہوئے کہ ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام رضا علیہ السلام کو سنا وہ فرماتے تھے کہ جب حضرت سیدالشہدا امام حسین علیہ السلام کا سر اقدس شام لے جایا گیا تو یزید ملعون حکم دیتا وہ سر اقدس رکھا جاتا اور اس پر دسترخوان بچھایا جاتا اور اس کے دوست آتے اور اس پر کھاتے اور شراب پیتے اور جب اس سے فارغ ہوتے تو حکم دیتا اور سر اقدس طشت کے اندر اس کے تخت کے نیچے رکھ دیا جاتا۔ اور تخت پر شطرنج کی بساط جمائی جاتی اور یزید ملعون اس پر بیٹھ کر شطرنج کھیلتا اور حضرت امام حسین بن علی علیہ السلام اور ان کے باپ دادا کا ذکر کر کے ان کا مذاق اڑاتا۔ اور جب تک وہ شطرنج کھیلتا درمیان میں شراب لے کر تین مرتبہ پیتا اور جو بچ رہتی وہ اس طشت سے متصل زمین پر بہا دیتا۔ لہٰذا جو بھی ہمارا شیعہ ہے وہ شراب پینے اور شطرنج کھیلنے سے اجتناب کرے اور جس کی نظر بھی شراب یا شطرنج پر پڑے وہ امام حسین علیہ السلام کو یاد کرے اور یزید اور آل زیاد پر لعنت کرے تو اللہ تعالیٰ اس کے تمام گناہ بخش دے گا خواہ وہ ستاروں کی تعداد کے برابر کیوں نہ ہوں۔

(۵۹۱۶) امام رضا علیہ السلام نے فرمایا کہ جس کا جسم دشمن کا اسیر نہ ہو اور اس کا راستہ نہ رُکا ہو اور اس کے پاس اس دن کا کھانا ہو تو گویا اس کے پاس دنیا آگئی۔

(۵۹۱۷) نیز آنجناب علیہ السلام نے فرمایا کہ دلوں کی فطرت یہ ہے کہ جو ان پر احسان کرے اس سے محبت اور جو اس سے بدسلوکی کرے اس سے نفرت کریں۔

(۵۹۱۸) اور سعد بن طریف نے اصبغ بن نباتہ سے روایت کی ہے کہ حضرت امیرالمومنین علیہ السلام نے اپنے ایک خطبہ میں فرمایا کہ اے لوگو! سنو میری بات اور مجھے سمجھو اس لئے کہ جدائی قریب ہے۔ میں تمام مخلوق کا امام ہوں اور

بہترین مخلوق کا وصی ہوں اور امت کی تمام عورتوں کی سردار کا شوہر اور عترت طاہرہ اور ائمہ ہادیہ کا باپ ہوں ۔ میں رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا بھائی ، ان کا وصی ، ان کا ولیعہد ، ان کا وزیر ، ان کا صحابی ، ان کا مخلص ، ان کا حبیب ، ان کا خلیل ہوں ۔ میں مومنین کا امیر و حاکم ، شہہ سواران کا قائد ، تمام اوصیاء کا سردار ہوں ۔ میری جنگ اللہ کی جنگ ، میری صلح اللہ کی صلح ، میری اطاعت اللہ کی اطاعت ، میری ولایت اللہ کی ولایت ہے ۔ میرے دوستدار اللہ کے دوستدار ہیں میرے مددگار اللہ کے مددگار ہیں ۔ اس ذات کی قسم جس نے مجھ کو پیدا کیا جبکہ میں کچھ بھی نہ تھا کہ اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم میں سے وہ لوگ جن کا حافظہ درست ہے وہ جانتے ہیں کہ ناکثین و قاسطین و مارقین کے لئے نبی امی کی زبان پر لعنت جاری ہوئی ہے اور جو افترا باندھے اور جھوٹ کہے وہ نامراد اور نقصان اٹھانے والا ہوگا ۔

(۵۹۱۹) اور امیرالمومنین علیہ السلام نے فرمایا کہ ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ پروردگار میرے خلفاء پر رحم فرما تو عرض کیا گیا کہ یا رسول اللہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے خلفاء کون ہیں ؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا وہ لوگ جو میرے بعد آئیں گے اور میری حدیث و سنت کی روایت کریں گے ۔

(۵۹۲۰) معلّی بن محمد بصری نے جعفر بن سلمہ سے انہوں نے عبداللہ بن حکم سے انہوں نے اپنے باپ سے انہوں نے سعید بن جبیر سے انہوں نے ابن عباس سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ علی (علیہ السلام) ہی میرے وصی اور میرے خلیفہ ہیں اور ان کی زوجہ فاطمہ علیہا السلام تمام عالمین کی عورتوں کی سردار میری دختر ہیں اور حسنؑ و حسینؑ دونوں جوانان اہل جنت کے سردار میری اولاد ہیں جس نے ان لوگوں سے دوستی رکھی اس نے مجھ سے دوستی رکھی جس نے ان لوگوں سے دشمنی رکھی اس نے مجھ سے دشمنی رکھی ۔ جس نے ان لوگوں سے جھگڑا اور نزاع کیا اس نے مجھ سے جھگڑا اور نزاع کیا ، جس نے ان لوگوں پر ظلم و جفا کی اس نے میرے اوپر ظلم و جفا کی ۔ جس نے ان لوگوں کے ساتھ نیکی کی اس نے میرے ساتھ نیکی کی ، جس نے ان لوگوں سے میل رکھا اس نے اللہ سے میل رکھا جس نے ان لوگوں کو چھوڑا اس کو اللہ نے چھوڑا ، جس نے ان لوگوں کی مدد و اعانت کی اس کی اللہ نے مدد کی ، جس نے ان لوگوں کی نصرت ترک کی اس کی اللہ نے نصرت ترک کی ۔ اے اللہ تیرے انبیاء اور تیرے رسولوں کے ثقل اور اہلبیت ہیں تو علی (علیہ السلام) و فاطمہ علیہا السلام و حسن (علیہ السلام) و حسین (علیہ السلام) میرے اہلبیت اور میرے ثقل ہیں ان سے ہر پلید گی (نجاست) کو دور رکھ اور انہیں پاک رکھ جو پاک رکھنے کا حق ہے ۔ (اے رب العالمین) ۔

الحمدللہ من لایحضرہ الفقیہ تالیف شیخ عالم فقیہ سعید موید ابی جعفر محمد بن علی بن حسین بن موسیٰ بن بابویہ قمی رضی اللہ عنہ کی جلد چہارم کا اردو ترجمہ تمام ہوا ۔ سید حسن امداد ممتازالافاضل (غازی پوری)

۲۳ رمضان المبارک بروز سہ شنبہ ۱۴۱۶ھ بمطابق منگل ۱۳ فروری ۱۹۹۶ء

راویوں

کے اِسمائے گرامی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اس کتاب کے مصنف محمد بن علی بن حسین بن موسی بن بابویہ قمی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اس کتاب میں جتنی احادیث

۱ عمار بن موسی ساباطی سے ہیں اس کی روایت میں نے اپنے والد اور محمد بن حسن بن احمد بن ولید رضی اللہ عنہما سے انہوں نے سعید بن عبداللہ سے انہوں نے احمد بن حسن علی بن فضال سے انہوں نے عمرو بن سعید مدائنی سے انہوں نے مصدق بن صدقہ سے انہوں نے عمار بن موسیٰ ساباطی سے کی ہے۔

۲ اس کتاب میں جو بھی حدیث علی بن جعفر علیہ السلام سے ہے اس کی روایت میں نے اپنے والد رضی اللہ عنہ سے انہوں نے محمد بن یحییٰ عطار سے انہوں نے عمرکی بن علی بوفکی سے انہوں نے علی بن جعفر سے انہوں نے برادر محترم حضرت امام موسیٰ بن جعفر علیہما السلام سے کی ہے۔

نیز اس کی روایت میں نے محمد بن حسن بن احمد بن ولید رضی اللہ عنہ سے انہوں نے محمد بن حسن صفار سے اور سعد بن عبداللہ سے اور ان سب نے احمد بن محمد بن عیسی سے اور فضل بن عامر سے انہوں نے موسیٰ بن قاسم بجلی سے انہوں نے علی بن جعفر سے انہوں نے اپنے برادر محترم حضرت امام موسی بن جعفر علیہما السلام سے کی ہے اور اسی طرح جو بھی اس کتاب میں علی بن جعفر علیہ السلام سے ہے اس کو میں نے انہی اسناد سے روایت کیا ہے۔

۳ اور جو کچھ اس میں اسحاق بن عمار سے ہے اس کی روایت میں نے اپنے والد رضی اللہ عنہ سے انہوں نے عبداللہ بن جعفر حمیری سے انہوں نے علی بن اسماعیل سے انہوں نے صفوان بن یحییٰ سے انہوں نے اسحاق بن عمار سے کی ہے۔

۴ اور جو کچھ اس کتاب میں یعقوب بن عثیم ہے اس کی روایت میں نے محمد بن موسیٰ بن متوکل رضی اللہ عنہ سے انہوں نے علی بن ابراہیم بن ہاشم سے انہوں نے محمد بن ابی عمیر سے انہوں نے یعقوب بن عثیم سے روایت کی ہے اور نیز میں نے اس کی روایت کی ہے اپنے والد رحمہ اللہ اور انہوں نے سعد بن عبداللہ سے انہوں نے یعقوب بن یزید سے اور انہوں نے محمد بن ابی عمیر سے اور انہوں نے یعقوب بن عثیم سے روایت کی ہے۔

۵ اور جو کچھ اس میں جابر بن یزید جعفی سے ہے اس کی روایت میں نے محمد بن علی ماجیلویہ رضی اللہ عنہ سے انہوں نے اپنے چچا محمد بن ابی القاسم سے انہوں نے احمد بن محمد بن خالد برقی سے انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے عمرو بن شمر سے اور انہوں نے جابر بن یزید جعفی سے کی ہے۔

۶ اور جو کچھ اس میں محمد بن مسلم ثقفی سے ہے میں نے اس کی روایت علی بن احمد بن عبداللہ ابن احمد بن ابی عبداللہ سے اور انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے اپنے جد احمد بن ابی عبداللہ برقی سے انہوں نے اپنے والد محمد بن خالد سے انہوں نے علاء بن رزین اور انہوں نے محمد بن مسلم سے روایت کی ہے۔

۷ اور جو کچھ اس میں کردویہ ہمدانی سے ہے اس کی روایت میں نے اپنے والد رضی اللہ عنہ سے اور انہوں نے علی بن ابراہیم سے انہوں نے اپنے والد اور انہوں نے کردویہ ہمدانی سے کی ہے۔

۸ اور جو کچھ اس میں سعد بن عبداللہ سے ہے اس کی روایت میں نے اپنے والد اور محمد بن حسن رضی اللہ عنہما سے اور انہوں نے سعد بن عبداللہ بن ابی خلف سے کی ہے۔

۹ اور جو کچھ اس میں ہشام بن سالم سے ہے اس کی روایت میں نے اپنے والد اور محمد بن حسن بن احمد ابن ولید رضی اللہ عنہما سے انہوں نے سعد بن عبداللہ اور عبداللہ بن جعفر حمیری سے ان سب نے یعقوب بن یزید اور حسن بن ظریف سے اور ایوب بن نوح سے انہوں نے نضر بن سوید سے انہوں نے ہشام بن سالم سے روایت کی ہے۔

نیز اس کی روایت میں نے اپنے والد رضی اللہ عنہ سے انہوں نے علی بن ابراہیم سے انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے محمد بن ابی عمیر سے اور علی بن حکم سے اور ان سب نے ہشام بن سالم جوالیقی سے روایت کی ہے۔

۱۰ اور جو کچھ اس میں عمر بن یزید سے ہے اس کی روایت میں نے اپنے والد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کی ہے اور انہوں نے محمد بن یحییٰ عطار سے انہوں نے یعقوب بن یزید سے انہوں نے محمد بن ابی عمیر سے اور صفوان بن یحییٰ سے انہوں نے عمر بن یزید سے روایت کی ہے۔

نیز یہ روایت میں نے اپنے والد رضی اللہ عنہ سے بھی کی ہے اور انہوں نے عبداللہ بن جعفر حمیری سے انہوں نے محمد بن عبدالحمید سے انہوں نے محمد بن عمر بن یزید سے انہوں نے حسین بن عمر بن یزید سے انہوں نے اپنے والد عمر بن یزید سے روایت کی ہے نیز یہ روایت میں نے اپنے والد رحمہ اللہ سے (اس طرح) بھی کی ہے کہ انہوں نے عبداللہ بن جعفر حمیری سے انہوں نے محمد بن عبدالجبار سے انہوں نے محمد بن اسماعیل سے انہوں نے محمد بن عباس اور انہوں نے عمر بن یزید سے روایت کی ہے۔

۱۱ اور جو کچھ اس میں زرارہ بن اعین سے ہے اس کی روایت میں نے اپنے والد رضی اللہ عنہ سے انہوں نے عبداللہ بن جعفر حمیری سے انہوں نے محمد بن عیسیٰ بن عبید سے اور حسن بن ظریف سے اور علی بن اسماعیل بن عیسیٰ سے اور ان سب نے حماد بن عیسیٰ سے انہوں نے حریز بن عبداللہ سے اور انہوں نے زرارہ بن اعین سے روایت کی ہے۔

اور اسی طرح جو کچھ اس میں حریز بن عبداللہ سے ہے اس کی روایت میں نے ان ہی اسناد کے ساتھ اور اس طرح جو کچھ اس میں حماد بن عیسیٰ سے اس کی بھی روایت (انہی اسناد سے کی ہے)۔

۱۲ اور جو کچھ اس میں اس یہودی گروہ کے متعلق دیا ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے چند مسائل دریافت کئے اور ان کے سوالات میں سے ایک سوال یہ بھی تھا کہ اے محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) یہ بتایئے کہ آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کس سبب سے ان چار اعضاء پر وضو کرتے ہیں اور اسی کے مانند ان کے اور بھی سوالات۔ تو میں نے اس کی روایت کی ہے علی احمد بن عبداللہ برقی رضی اللہ عنہ سے انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے اپنے جد احمد بن ابی عبداللہ سے انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے ابی الحسن علی بن حسین برقی سے انہوں نے عبداللہ بن جبلہ سے انہوں نے معاویہ بن عمّار سے انہوں نے حسن بن عبداللہ سے انہوں نے اپنے آباء سے اور انہوں نے اپنے جد حسن بن علی بن ابی طالب علیہما السلام سے روایت کی ہے۔

۱۳ اور جو کچھ اس میں زید شحّام سے تو اس کی روایت کی ہے میں نے اپنے والد اور محمد بن حسن رضی اللہ عنہما سے انہوں نے سعد بن عبداللہ سے انہوں نے محمد بن عبدالحمید سے انہوں نے ابی جمیلہ سے انہوں نے زید شحّام ابی اسامہ سے روایت کی ہے۔

۱۴ اور جو کچھ اس میں عبدالرحمٰن بن ابی عبداللہ بصری سے ہے اس کی روایت کی ہے میں نے اپنے والد رضی اللہ عنہ سے انہوں نے سعد بن عبداللہ سے انہوں نے ایّوب بن نوح سے انہوں نے محمد بن ابی عمیر وغیرہ سے انہوں نے عبدالرحمٰن بن ابی عبداللہ سے روایت کی ہے۔

۱۵ اور جو کچھ اس میں اسماعیل بن جابر سے ہے تو اس کی روایت کی ہے میں نے محمد بن موسیٰ بن متوکّل رضی اللہ عنہ سے انہوں نے عبداللہ بن جعفر حمیری سے انہوں نے محمد بن عیسیٰ سے انہوں نے صفوان بن یحییٰ سے انہوں نے اسماعیل بن جابر سے روایت کی ہے۔

۱۶ اور جو کچھ اس میں سماعہ بن مہران سے ہے تو اس کی روایت کی ہے میں نے اپنے والد رضی اللہ عنہ سے انہوں نے علی بن ابراہیم بن ہاشم سے انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے عثمان بن عیسیٰ عامری سے اور

انہوں نے سماعہ بن مہران سے روایت کی ہے۔

۱۷ اور جو کچھ اس میں زرعہ سے اور انہوں نے سماعہ سے روایت کی ہے تو اس کی روایت کی ہے میں نے اپنے والد رضی اللہ عنہ سے اور انہوں نے سعد بن عبداللہ سے انہوں نے احمد بن محمد بن عیسیٰ سے انہوں نے حسین بن سعید سے انہوں نے اپنے بھائی حسن سے انہوں نے زرعہ بن محمد حضرمی سے انہوں نے سماعہ بن مہران سے۔

۱۸ اور جو کچھ اس میں عبداللہ بن ابی یعفور سے ہے تو اس کی روایت کی ہے میں نے احمد بن محمد بن یحییٰ عطّار رضی اللہ عنہ سے انہوں نے سعد بن عبداللہ سے انہوں نے احمد بن ابی عبداللہ برقی سے انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے محمد بن ابی عمیر سے انہوں نے حمّاد بن عثمان سے انہوں نے عبداللہ بن ابی یعفور سے روایت کی ہے۔

۱۹ اور جو کچھ اس میں عبداللہ بن بکیر سے ہے تو اس کی روایت کی ہے میں نے اپنے والد رضی اللہ عنہ سے انہوں نے عبداللہ بن جعفر حمیری سے اور انہوں نے احمد بن محمد بن عیسیٰ سے انہوں نے حسن بن علی بن فضّال سے اور انہوں نے عبداللہ بن بکیر سے روایت کی ہے۔

۲۰ اور جو کچھ اس میں محمد بن علی حلبی سے ہے تو اس کی روایت کی ہے میں نے اپنے والد اور محمد بن حسن اور محمد بن موسیٰ بن متوکّل رضی اللہ عنہم سے انہوں نے عبداللہ بن جعفر حمیری سے انہوں ایّوب بن نوح سے انہوں نے صفوان بن یحییٰ سے انہوں نے عبداللہ بن مسکان سے اور انہوں نے محمد بن علی حلبی سے روایت کی ہے۔

۲۱ اور جو کچھ اس میں حکم بن حکیم ابن برادر خلّاد سے ہے اس کی روایت میں نے اپنے والد اور محمد بن حسن رضی اللہ عنہما سے کی ہے اور انہوں نے سعد بن عبداللہ اور عبداللہ بن جعفر حمیری سے انہوں نے احمد بن ابی عبداللہ برقی سے انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے محمد بن ابی عمیر سے اور انہوں نے حکم بن حکیم سے روایت کی ہے۔

۲۲ اور جو کچھ اس میں ابراہیم بن ابی محمود سے ہے اس کی روایت میں نے کی محمد بن علی، ماجیلویہ رضی اللہ عنہ سے انہوں نے علی بن ابراہیم سے انہوں نے اپنے والد سے اور انہوں نے ابراہیم بن ابی محمود سے روایت کی ہے۔

نیز میں نے اس کی روایت اپنے والد رضی اللہ عنہ سے انہوں نے حسن بن احمد مالکی سے انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے ابراہیم بن ابی محمود سے کی ہے اور نیز میں نے اس کی روایت محمد بن حسن رضی اللہ عنہ سے

انہوں نے سعد بن عبداللہ سے اور محمد بن حسن صفّار سے انہوں نے احمد بن محمد بن عیسیٰ سے اور انہوں نے ابراہیم بن ابی محمود سے روایت کی ہے۔

۲۳ اور جو کچھ اس میں حنان بن سدیر سے ہے تو اس کی روایت کی ہے میں نے اپنے والد سے اور محمد بن حسن رضی اللہ عنہما سے انہوں نے سعد بن عبداللہ سے اور عبداللہ بن جعفر حمیری سے ان سب نے محمد بن عیسیٰ بن عبید سے اور انہوں نے حنان سے روایت کی ہے۔
اور میں نے اس کی روایت کی ہے محمد بن حسن رضی اللہ عنہ سے انہوں نے محمد بن حسن صفّار سے انہوں نے عبدالصمد بن محمد سے اور انہوں نے حنان سے اور اس کی روایت کی ہے میں نے محمد بن علی ماجیلویہ رضی اللہ عنہ سے انہوں نے علی بن ابراہیم بن ہاشم سے انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے حنان بن سدیر سے۔

۲۴ اور جو کچھ اس میں محمد بن نعمان سے ہے اس کی روایت کی ہے میں نے محمد بن علی ماجیلویہ رضی اللہ عنہ سے انہوں نے علی بن ابراہیم بن ہاشم سے انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے محمد بن ابی عمیر اور حسن بن محبوب سے اور ان سب نے محمد بن نعمان سے۔

۲۵ اور جو کچھ اس میں ابی الاعز نخّاس سے ہے اس کی روایت کی ہے میں نے اپنے والد رضی اللہ عنہ سے انہوں نے محمد بن یحییٰ عطار سے انہوں نے ابراہیم بن ہاشم سے انہوں نے صفوان بن یحییٰ اور محمد بن ابی عمیر سے اور انہوں نے ابی الاعز نخّاس سے روایت کی ہے۔

۲۶ اور جو کچھ اس میں ہے جو لکھا امام رضا علیہ السلام نے محمد بن سنان کو ان کے مسائل کے جواب میں تو اس کی روایت کی ہے میں نے علی بن احمد بن موسیٰ دقاق اور محمد بن احمد سنانی اور حسین بن ابراہیم بن احمد بن ہشام مکتب رضی اللہ عنہم سے۔ انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا محمد بن ابی عبداللہ کوفی نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا ہم سے محمد بن اسماعیل برکی نے انہوں نے علی بن عبّاس سے، انہوں نے کہا کہ بیان کیا قاسم بن ربیع صحّاف سے انہوں نے محمد بن سنان سے اور انہوں نے امام رضا علیہ السلام سے۔

۲۷ اور جو کچھ اس میں عبیداللہ بن علی حلبی سے ہے تو اسے روایت کیا میں نے اپنے والد سے اور محمد بن حسن رضی اللہ عنہما سے انہوں نے سعد بن عبداللہ اور حمیری سے اور ان سب نے احمد و عبداللہ، محمد بن عیسیٰ کے فرزندوں سے انہوں نے محمد بن ابی عمیر سے انہوں نے حمّاد بن عثمان سے اور انہوں نے عبید اللہ بن علی حلبی سے روایت کی ہے۔
اور اسی کی روایت کی ہے میں نے اپنے والد اور محمد بن حسن اور جعفر بن محمد بن مسرور رضی اللہ

عنہم سے انہوں نے حسین بن محمد بن عامر سے انہوں نے اپنے چچا عبداللہ بن عامر سے انہوں نے محمد بن ابی عمیر سے انہوں نے حمّاد بن عثمان سے انہوں نے عبیداللہ بن علی حلبی سے روایت کی ہے۔

۲۸ اور جو کچھ اس میں معاویہ بن میسرہ سے ہے تو اس کی روایت کی ہے میں نے اپنے والد رضی اللہ عنہ سے انہوں نے عبداللہ بن جعفر حمیری سے انہوں نے احمد بن محمد بن عیسیٰ سے انہوں نے علی بن حکم سے انہوں نے معاویہ بن میسرہ بن شریح قاضی سے روایت کی ہے۔

۲۹ اور جو کچھ اس میں عبدالرحمٰن بن ابی نجران سے روایت ہے تو اس کی روایت میں نے محمد بن حسن رضی اللہ عنہ سے کی ہے انہوں نے محمد بن حسن صفّار سے انہوں نے احمد بن محمد بن عیسیٰ سے اور انہوں نے عبدالرحمٰن بن ابی نجران سے روایت کی ہے۔

۳۰ اور جو کچھ اس میں محمد بن حمران اور جمیل بن درّاج سے روایت ہے تو اس کو میں نے روایت کیا اپنے والد رضی اللہ عنہ سے انہوں نے سعد بن عبداللہ سے انہوں نے یعقوب بن یزید سے انہوں نے محمد بن ابی عمیر سے اور انہوں نے محمد بن حمران اور جمیل بن درّاج سے روایت کی ہے۔

۳۱ اور جو کچھ اس میں عبداللہ بن سنان سے روایت ہے تو اس کی روایت میں نے کی ہے اپنے والد رضی اللہ عنہ سے انہوں نے عبداللہ بن جعفر حمیری سے انہوں نے ایوب بن نوح سے انہوں نے محمد بن ابی عمیر سے انہوں نے عبداللہ بن سنان سے۔

یہ وہ ہیں جن کا ذکر جب حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کے سامنے کیا گیا تو آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ تم جان لو کہ یہ بڑی عمر والے ہیں۔

۳۲ اور جو کچھ اس میں احمد بن محمد بن ابی نصر بزنطی سے روایت کی ہے تو اس کی روایت میں نے کی ہے اپنے والد اور محمد بن حسن رضی اللہ عنہما سے انہوں نے سعد بن عبداللہ اور حمیری سے اور ان سب سے احمد بن محمد بن عیسیٰ سے انہوں نے احمد بن محمد بن ابی نصر بزنطی سے۔ اور اسے روایت کیا ہے میں نے اپنے والد اور محمد بن علی ماجیلویہ رضی اللہ عنہما سے انہوں نے علی بن ابراہیم سے انہوں نے اپنے والد سے اور انہوں نے احمد بن محمد بن ابی نصر بزنطی سے روایت کی ہے۔

۳۳ اور جو کچھ اس میں ابی بصیر سے ہے تو اس کی روایت کی ہے میں نے محمد بن علی ماجیلویہ رضی اللہ عنہ سے انہوں نے اپنے چچا محمد بن ابی قاسم سے انہوں نے احمد بن محمد بن خالد سے انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے محمد بن ابی عمیر سے انہوں نے علی بن ابی حمزہ سے اور انہوں نے ابی بصیر سے روایت کی ہے۔

۳۴ اور جو کچھ اس میں عبیداللہ رافقی سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے جعفر بن محمد بن مسرور رضی اللہ

عنہ سے انہوں نے حسین بن محمد بن عامر سے انہوں نے اپنے چچا عبداللہ بن عامر سے انہوں نے ابی احمد محمد بن زیاد ازدی سے اور انہوں نے عبیداللہ رافقی سے روایت کی ہے۔

۳۵ اور جو کچھ اس میں سعدان بن مسلم سے ہے کہ جن کا نام عبدالرّحمٰن بن مسلم تھا تو اسے میں نے روایت کیا محمد بن حسن رضی اللہ عنہ سے انہوں نے محمد بن حسن صفّار سے انہوں نے عباس بن معروف اور احمد بن اسحاق بن سعد سے اور ان سب نے سعدان بن مسلم سے روایت کی ہے۔

۳۶ اور جو کچھ اس میں ریّان بن صلت سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد اور محمد بن موسیٰ بن متوکّل اور محمد بن علی ماجیلویہ اور حسین بن ابراہیم رضی اللہ عنہم سے۔ انہوں نے علی بن ابراہیم ابن ہاشم سے انہوں نے اپنے والد سے اور انہوں نے ریّان بن صلت سے۔

۳۷ اور جو کچھ اس میں حسن بن جہم سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا محمد بن علی ماجیلویہ رضی اللہ عنہ سے انہوں نے علی بن ابراہیم بن ہاشم سے انہوں نے اپنے والد سے اور انہوں نے حسن بن جہم سے۔

۳۸ اور جو کچھ اس میں عبدالرحیم قصیر سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے جعفر بن علی بن حسن ابن علی بن عبداللہ بن مغیرہ کوفی سے انہوں نے اپنے جد حسن بن علی سے انہوں نے عباس بن عامر سے قصبانی سے انہوں نے عبدالرحیم قصیر اسدی سے اور انہیں اسدی اس لئے کہا جاتا ہے کہ وہ بنی اسد کے غلام تھے۔

۳۹ اور جو کچھ اس میں حسین بن ابی علاء سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے۔ اپنے والد رضی اللہ عنہ سے انہوں نے سعد بن عبداللہ سے انہوں نے محمد بن حسین بن ابی خطّاب سے انہوں نے موسیٰ بن سعدان سے انہوں نے عبداللہ بن ابی قاسم سے اور انہوں نے حسین بن ابی علاء خفّاف غلام بنی اسد سے۔

۴۰ اور جو کچھ اس میں محمد بن حسن صفّار رحمہ اللہ سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے محمد بن حسن بن احمد بن ولید رضی اللہ عنہ سے اور انہوں نے محمد بن حسن صفّار سے۔

۴۱ اور جو کچھ اس میں علی بن بلال سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے محمد بن علی ماجیلویہ رضی اللہ عنہ سے انہوں نے علی بن ابراہیم بن ہاشم سے انہوں نے اپنے والد سے اور انہوں نے علی بن بلال سے۔

۴۲ اور جو کچھ اس میں یحییٰ بن عبّاد مکّی سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے محمد بن موسیٰ بن متوکّل رضی اللہ عنہ سے انہوں نے محمد بن ابی عبداللہ اسدی کوفی سے انہوں نے موسیٰ بن عمران نخعی سے انہوں نے اپنے چچا حسین بن یزید سے اور انہوں نے یحییٰ بن عبّاد مکّی سے روایت کیا ہے۔

۴۳ اور جو کچھ اس میں ابی نمیر غلام حارث بن مغیرہ نصری سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے حمزہ بن محمد علوی رضی اللہ عنہ سے انہوں نے علی بن ابراہیم سے انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے محمد بن سنان سے

اور انہوں نے ابی نمیر سے روایت کیا ہے۔

۴۴ اور جو کچھ اس میں منصور بن حازم سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے محمد بن علی ماجیلویہ رضی اللہ عنہ سے انہوں نے محمد بن یحییٰ عطار سے انہوں نے محمد بن احمد سے انہوں نے محمد بن عبدالحمید سے انہوں نے سیف ابن عمیرہ سے اور انہوں نے منصور بن حازم اسدی کوفی سے روایت کیا ہے۔

۴۵ اور جو کچھ اس میں مفضّل بن عمر سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے محمد بن الحسن رحمہ اللہ سے انہوں نے حسن بن متّیل دقّاق سے انہوں نے احمد بن ابی عبداللہ سے انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے محمد بن سنان سے اور انہوں نے مفضّل بن عمر جعفی کوفی سے اور وہ غلام تھے۔

۴۶ اور جو کچھ اس میں ابی مریم انصاری سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد رضی اللہ عنہ سے انہوں نے سعد بن عبداللہ سے انہوں نے احمد بن محمد بن عیسیٰ سے انہوں نے حسین بن سعید سے انہوں نے فضالہ بن ایّوب سے انہوں نے ابان بن عثمان سے اور انہوں نے ابی مریم سے روایت کیا ہے۔

۴۷ اور جو کچھ اس میں ابان بن تغلب سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد رضی اللہ عنہ سے انہوں نے سعد بن عبداللہ سے انہوں نے یعقوب بن یزید سے انہوں نے صفوان بن یحییٰ سے انہوں نے ابی ایوب سے انہوں نے ابی علی صاحب اکلل سے انہوں نے ابان بن تغلب سے۔ان کی کنیت ابو سعید تھی وہ کندی کوفی تھے۔دور امام صادق علیہ السلام میں فوت ہوئے تو آپ علیہ اسلام نے ان کا اچھے انداز میں ذکر کیا اور فرمایا "اللہ اس پر رحم کرے" ابان کی موت سے میرے دل کو شدید تکلیف پہنچی ہے۔اور آپ علیہ اسلام نے ابان بن عثمان کے متعلق فرمایا" بلاشبہ ابان بن تغلب نے مجھ سے کثیر روایت نقل کی ہیں تو جس نے تمہارے لئے مجھ سے روایت کی ہے تو تمھیں اجازت ہے کہ اسے میری طرف سے روایت کرو۔اور انہوں نے حضرت امام محمد باقر اور حضرت امام جعفر صادق علیہما اسلام سے ملاقات کی تھی اور دونوں حضرات سے روایت کی ہے

۴۸ اور جو کچھ اس میں فضل بن عبدالملک سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد رضی اللہ عنہ سے انہوں نے سعد بن عبداللہ سے انہوں نے محمد بن حسین بن ابی الخطّاب سے۔انہوں نے جعفر بن بشیر سے انہوں نے حمّاد بن عثمان سے اور انہوں نے فضل بن عبدالملک سے روایت کی ہے جو ابی عباس بقباق کوفی کے نام سے مشہور تھے۔

۴۹ اور جو کچھ اس میں حسن بن زیاد سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے۔محمد بن موسیٰ بن متوکّل رضی اللہ عنہ سے انہوں نے علی بن حسین سعد آبادی سے انہوں نے احمد بن ابی عبداللہ برقی سے انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے یونس بن عبدالرحمٰن سے انہوں نے حسن بن زیاد صیقل سے اور وہ کوفی غلام تھے اور

ان کی کنیت ابو ولید تھی۔

۵۰ اور جو کچھ اس میں فضیل بن عثمان اعور سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے محمد بن حسن بن احمد بن ولید رضی اللہ عنہ سے انہوں نے محمد بن حسن صفّار سے انہوں نے محمد بن عیسیٰ بن عبید سے انہوں نے صفوان بن یحییٰ سے اور انہوں نے فضیل بن عثمان اعور مراری کوفی سے روایت کیا ہے۔

۵۱ اور جو کچھ اس میں صفوان بن مہران جمّال سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے محمد بن علی ماجیلویہ رضی اللہ عنہ سے انہوں نے اپنے چچا محمد بن ابی القاسم سے انہوں نے احمد بن محمد بن خالد سے انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے ابن ابی عمیر سے اور انہوں نے صفوان بن مہران جمّال سے روایت کیا ہے۔ اور اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد رضی اللہ عنہ سے انہوں نے محمد بن یحییٰ عطّار سے انہوں نے محمد بن احمد بن یحییٰ سے انہوں نے موسیٰ بن عمر سے انہوں نے عبداللہ بن محمد حجّال سے اور انہوں نے صفوان بن مہران جمّال سے روایت کیا ہے۔

۵۲ اور جو کچھ اس میں یحییٰ بن عبداللہ سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے احمد بن حسین قطّان سے انہوں نے احمد بن محمد بن سعید ہمدانی غلامِ بنی ہاشم سے انہوں نے عبدالرحمٰن بن جعفر حریری سے اور انہوں نے یحییٰ بن عبداللہ بن محمد بن عمر بن علی بن ابی طالب علیہ السلام سے روایت کیا ہے۔

۵۳ اور جو کچھ اس میں ہشام بن حکم سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد اور محمد بن حسن رضی اللہ عنہما سے۔ انہوں نے سعد بن عبداللہ اور حمیری سے اور ان سب نے احمد بن محمد بن عیسیٰ سے انہوں نے علی بن حکم اور محمد بن ابی عمیر سے اور ان سب نے ہشام بن حکم سے روایت کیا ہے جن کی کنیت ابو محمد تھی اور وہ بنی شیبان، بیّاع کرابیس کے غلام تھے اور بغداد سے کوفہ منتقل ہوگئے تھے۔

۵۴ اور جو کچھ اس میں جرّاح مدائنی سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد رضی اللہ عنہ سے انہوں نے سعد بن عبداللہ سے انہوں نے احمد بن محمد بن عیسیٰ سے انہوں نے حسین بن سعید سے انہوں نے نضر بن سوید سے انہوں نے قاسم بن سلیمان سے اور انہوں نے جرّاح مدائنی سے روایت کیا ہے۔

۵۵ اور جو کچھ اس میں حفص بن بختری سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد اور محمد بن حسن رضی اللہ عنہما سے انہوں نے سعد بن عبداللہ اور عبداللہ بن جعفر حمیری سے اور ان سب نے یعقوب ابن یزید سے انہوں نے محمد بن ابی عمیر سے اور انہوں نے حفص بن بختری کوفی سے روایت کیا ہے۔

۵۶ اور جو کچھ اس میں احمد بن ابی عبداللہ برقی سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد اور محمد بن موسیٰ بن متوکّل رضی اللہ عنہما سے انہوں نے علی بن حسین سعد آبادی سے اور انہوں نے احمد بن ابی عبداللہ

برقی سے روایت کیا ہے۔

۵۷ اور جو کچھ اس میں زید بن علی بن حسین بن علی بن ابی طالب علیہم السلام سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد اور محمد بن حسن رضی اللہ عنہما سے انہوں نے سعد بن عبداللہ سے انہوں نے ابی جوزاء المنبہ بن عبداللہ سے انہوں نے حسین بن علوان سے انہوں نے عمرو بن خالد سے اور انہوں نے زید بن علی بن حسین بن ابی طالب علیہم السلام سے روایت کیا ہے۔

۵۸ اور جو کچھ اس میں اسماء بنت عمیس سے روایت ہے رد شمس کے بارے میں جو حضرت علی امیرالمومنین علیہ السلام کے لئے حیات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں ہوا تو اسے میں نے روایت کیا ہے احمد بن حسن قطان سے۔ انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا ابو حسین محمد بن صالح نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا ہم سے عمر بن خالد مخزومی نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا ہم سے ابو نباتہ نے انہوں نے روایت کیا محمد بن موسیٰ سے انہوں نے عمارہ بن مہاجر سے انہوں نے محمد بن جعفر کی صاحبزادی ام جعفر اور ام محمد سے اور انہوں نے اسماء بنت عمیس سے جو ان کی جدہ تھیں۔

اور میں نے روایت کیا ہے اسے احمد بن محمد بن اسحاق سے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے حسین بن موسیٰ نخاس نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا ہم سے عثمان بن ابی شیبہ نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا ہم سے عبداللہ بن موسیٰ نے انہوں نے روایت کیا ابراہیم بن حسن سے انہوں نے فاطمہ بنت حسین علیہ السلام سے اور انہوں نے اسماء بنت عمیس سے روایت کیا ہے۔

۵۹ اور جو کچھ اس میں جویریہ بن مسہر سے رد شمس کے بارے میں ہے جو حضرت علی امیرالمومنین علیہ السلام کے لئے بعد وفات نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہوا تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد اور محمد بن حسن رضی اللہ عنہما سے ان دونوں کا بیان ہے کہ بیان کیا ہم سے سعد بن عبداللہ نے انہوں نے احمد بن محمد بن عیسیٰ سے انہوں نے حسین بن سعید سے انہوں نے احمد بن عبداللہ قروی سے انہوں نے حسین بن مختار قلانسی سے انہوں نے ابی بصیر سے انہوں نے عبدالواحد بن مختار انصاری سے انہوں نے امّ المقدام ثقفیہ سے اور انہوں نے جویریہ بن مسہر سے روایت کیا ہے۔

۶۰ اور جو کچھ اس میں حدیث سلیمان بن داؤد علیہ السلام کے بارے میں ہے کہ اللہ عزوجل نے فرمایا "**فطفق مسحاً بالسوق والاعناق**" (تو گھوڑوں کی گردنوں اور ٹانگوں کو کاٹنے لگے) (سورہ ص آیت ۳۳) اسے میں نے روایت کیا ہے علی بن احمد بن موسیٰ رضی اللہ عنہ سے انہوں نے محمد بن ابی عبداللہ کوفی سے انہوں نے موسیٰ بن عمران نخعی سے انہوں نے اپنے چچا حسین ابن یزید نوفلی سے انہوں نے

علی بن سالم سے اور انہوں نے امام جعفر صادق بن محمد علیہما السلام سے روایت کیا ہے۔

۶۱ اور جو کچھ اس میں سلیمان بن خالد بجلی سے ہے تو اسے روایت کیا ہے میں نے اپنے والد رضی اللہ عنہ سے انہوں نے سعد بن عبداللہ سے انہوں نے ابراہیم بن ہاشم سے انہوں نے محمد بن ابی عمیر سے انہوں نے ہشام بن سالم سے انہوں نے سلیمان بن خالد بجلی اقطع کوفی سے اور جنہوں نے زید بن علی علیہ السلام کے ساتھ خروج کیا اور مارے گئے۔

۶۲ اور جو کچھ اس میں معمر بن یحییٰ سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد رضی اللہ عنہ سے انہوں نے عبداللہ بن جعفر حمیری سے انہوں نے احمد بن محمد بن عیسیٰ سے انہوں نے حسین بن سعید سے انہوں نے فضالہ سے انہوں نے حمّاد بن عثمان سے اور انہوں نے معمر بن یحییٰ سے روایت کیا ہے۔

۶۳ اور جو کچھ اس میں عائذ احمسی ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد اور محمد بن حسن رضی اللہ عنہما سے انہوں نے سعد بن عبداللہ اور حمیری سے اور ان سب نے احمد بن محمد بن عیسیٰ سے انہوں نے حسین بن سعید سے انہوں نے فضالہ بن ایّوب سے انہوں نے جمیل سے اور انہوں نے عائذ بن حبیب احمسی سے روایت کیا ہے۔

۶۴ اور جو کچھ اس میں مسعدہ بن صدقہ سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد رضی اللہ عنہ سے انہوں نے عبداللہ بن جعفر حمیری سے انہوں نے ہارون بن مسلم سے اور انہوں نے مسعدہ بن صدقہ ربعی سے روایت کیا ہے۔

۶۵ اور جو کچھ اس میں معاویہ بن وہب سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے محمد بن علی ماجیلویہ رضی اللہ عنہ سے انہوں نے محمد بن یحییٰ عطّار سے انہوں نے احمد بن محمد بن عیسیٰ سے انہوں نے حسن بن محبوب سے اور انہوں نے ابو قاسم معاویہ بن وہب بجلی کوفی سے روایت کیا ہے۔

۶۶ اور جو کچھ اس میں مالک جہنی سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد رضی اللہ عنہ سے انہوں نے علی ابن موسیٰ بن جعفر بن ابی جعفر کندانی سے انہوں نے احمد بن محمد بن عیسیٰ سے انہوں نے حسن ابن محبوب سے انہوں نے عمرو بن ابی مقدام سے اور انہوں نے ابی محمد مالک بن اعین جہنی سے اور وہ عربی اور کوفی تھے اور آل سنسن سے نہیں تھے۔

۶۷ اور جو کچھ اس میں عبید بن زرارہ سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد رضی اللہ عنہ سے انہوں نے سعد بن عبداللہ سے انہوں نے محمد بن حسین بن ابی خطّاب سے انہوں نے حکم بن مسکین ثقفی سے اور انہوں نے عبید بن زرارہ بن اعین سے روایت کیا ہے اور وہ احول تھے۔

۶۸ اور جو کچھ اس میں فضیل بن یسار سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے محمد بن موسیٰ بن متوکل رضی اللہ عنہ سے انہوں نے علی بن حسین سعد آبادی سے انہوں نے احمد بن ابی عبداللہ برقی سے انہوں نے اپنے والد سے انہوں ابن ابی عمیر سے انہوں نے عمر بن اذینہ سے اور انہوں نے فضیل بن یسار سے روایت کیا ہے جو کوفی تھے اور بنی نہد کے غلام تھے۔ وہ کوفہ سے بصرہ منتقل ہوگئے تھے۔ اور جب حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے انہیں دیکھا تو فرمایا "رغبت کرنے والوں کو بشارت دو۔" اور ربعی بن عبداللہ نے فضیل بن یسار کے نہلانے والے کا ذکر کیا ہے کہ اس نے کہا کہ جب میں نے فضیل کو غسل دیا تو انہوں نے اپنے پوشیدہ عضو کو اپنے ہاتھ سے چھپا رکھا تھا تو یہ خبر حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو پہنچائی گئی تو آپ علیہ السلام نے فرمایا "اللہ فضیل بن یسار پر رحم کرے وہ ہم اہلبیت میں سے ہے۔

۶۹ اور جو کچھ اس میں بکیر بن اعین سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد رضی اللہ عنہ سے انہوں نے علی ابن ابراہیم سے انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے محمد بن ابی عمیر سے اور انہوں نے بکیر بن اعین سے روایت کیا ہے۔ وہ کوفی تھے ان کی کنیت ابو جہم تھی اور وہ بنی شیبان کے غلاموں میں سے تھے۔ اور جب امام جعفر صادق علیہ السلام کو بکیر بن اعین کی موت کی اطلاع دی گئی تو آپ علیہ السلام نے فرمایا "خدا کی قسم اسے خدائے عزوجل نے اپنے رسول اور امیرالمومنین صلوات اللہ علیہما کے درمیان اتارا۔"

۷۰ اور جو کچھ اس میں محمد بن یحییٰ خثعمی سے ہے تو اسے روایت کیا ہے میں نے اپنے والد رضی اللہ عنہ سے انہوں نے سعد بن عبداللہ سے انہوں نے محمد بن عیسیٰ سے انہوں نے ذکریا مومن سے اور انہوں نے محمد بن یحییٰ خثعمی سے روایت کیا ہے۔

۷۱ اور جو کچھ اس میں بکر بن محمد ازدی سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے محمد بن حسن رضی اللہ عنہ سے انہوں نے محمد بن حسن صفار سے انہوں نے عباس بن معروف اور احمد بن اسحاق بن سعد اور ابراہیم بن ہاشم سے اور انہوں نے بکر بن محمد ازدی سے روایت کیا ہے۔

۷۲ اور جو کچھ اس میں اسماعیل بن رباح سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے محمد بن علی ماجیلویہ رضی اللہ عنہ سے انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے احمد بن ابی عبداللہ برقی سے انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے محمد بن ابی عمیر سے اور انہوں نے اسماعیل بن رباح کوفی سے روایت کیا ہے۔

۷۳ اور جو کچھ اس میں ابی عبداللہ فرآء سے ہے تو اسے میں نے اپنے والد رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے انہوں نے سعد بن عبداللہ سے انہوں نے احمد بن ابی عبداللہ سے انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے محمد بن ابی عمیر سے اور انہوں نے ابی عبداللہ فرآء سے روایت کیا ہے۔

۷۴ اور جو کچھ اس میں حسین بن مختار سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد رضی اللہ عنہ سے انہوں نے سعد بن عبداللہ، حمیری، محمد بن یحیی عطار اور احمد بن ادریس سے اور ان سب نے محمد بن حسین بن ابی خطاب سے انہوں نے حمّاد بن عیسیٰ سے اور انہوں نے حسین بن مختار قلانسی سے روایت کیا ہے۔

اور اسے میں نے روایت کیا ہے محمد بن حسین رضی اللہ عنہ سے انہوں نے حسین بن حسن بن ابان سے انہوں نے حسین بن سعید سے انہوں نے حمّاد بن عیسیٰ سے اور انہوں نے حسین بن مختار قلانسی سے روایت کیا ہے۔

۷۵ اور جو کچھ اس میں عمر بن حنظلہ سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے حسین بن احمد بن ادریس رضی اللہ عنہ سے انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے محمد بن احمد بن یحییٰ سے انہوں نے محمد بن عیسیٰ سے انہوں نے صفوان بن یحییٰ سے انہوں نے داؤد بن حصین سے اور انہوں نے عمر بن حنظلہ سے روایت کیا ہے۔

۷۶ اور جو کچھ اس میں حریز بن عبداللہ سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد اور محمد بن حسن رضی اللہ عنہما سے انہوں نے سعد بن عبداللہ، حمیری، محمد بن یحییٰ عطّار اور احمد بن ادریس سے انہوں نے احمد بن محمد بن عیسیٰ سے انہوں نے حسین بن سعید اور علی بن حدید اور عبدالرحمٰن ابن ابی نجران سے انہوں نے حمّاد بن عیسیٰ جہنی سے انہوں نے حریز بن عبداللہ بجستانی سے۔

اور اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد اور محمد بن حسن اور محمد بن موسیٰ بن متوکل رضی اللہ عنہم سے انہوں نے عبداللہ بن جعفر حمیری سے انہوں نے علی بن اسماعیل اور محمد بن عیسیٰ اور یعقوب بن یزید اور حسن بن ظریف سے انہوں نے حمّاد بن عیسیٰ سے اور انہوں نے حریز بن عیسیٰ بجستانی سے روایت کیا ہے۔

۷۷ اور جو کچھ اس میں حریز بن عبداللہ سے زکاۃ کے بارے میں ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے محمد بن حسن رضی اللہ عنہ سے انہوں نے محمد بن حسن صفّار سے انہوں نے عبّاس بن معروف سے انہوں نے اسماعیل ابن سہل سے انہوں نے حمّاد بن عیسیٰ سے اور انہوں نے حریز بن عبداللہ سے روایت کیا ہے

اور اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد رضی اللہ عنہ سے انہوں نے علی بن ابراہیم سے انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے حمّاد سے اور انہوں نے حریز سے روایت کیا ہے۔

۷۸ اور جو کچھ اس میں خالد بن ماد قلانسی سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد رضی اللہ عنہ سے انہوں نے عبداللہ بن جعفر حمیری سے انہوں نے محمد بن عبدالجبار سے انہوں نے نضر بن شعیب سے اور انہوں نے خالد ابن ماد قلانسی سے روایت کیا ہے۔

۷۹ اور جو کچھ اس میں ابی حمزہ ثمالی سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد رضی اللہ عنہ سے انہوں نے سعد بن عبداللہ سے انہوں نے ابراہیم بن ہاشم سے انہوں نے احمد بن محمد بن ابی نصر بزنطی سے انہوں نے محمد بن فضیل سے اور انہوں نے ابی حمزہ ثابت بن دینار ثمالی سے۔ اور دینار کی کنیت ابو صفیہ تھی وہ قبیلہ بنی ثُعَل کی ایک بستی میں رہتے تھے ان کا نسب ثمالہ کی طرف جاتا ہے ان کا گھر اسی بستی میں ان کے ساتھ تھا اور ان کا انتقال ۱۵۰ھ میں ہوا وہ ثقہ اور عادل تھے انہوں نے چار ائمہ علیہم السلام سے ملاقات کا شرف حاصل کیا یعنی حضرت علی بن الحسین و محمد بن علی و جعفر بن محمد و موسیٰ بن جعفر علیہم السلام۔ اور ان سے سلسلہ روایات کثیر ہیں لیکن میں نے صرف ایک پر اکتفا کیا ہے۔

۸۰ اور جو کچھ اس میں عبدالاعلیٰ سے ہے جو آل سام کے غلام تھے تو اسے میں نے روایت کیا ہے محمد بن حسن رضی اللہ عنہ سے انہوں نے حسن بن متیل سے انہوں نے محمد بن حسین بن ابی خطاب سے انہوں نے جعفر بن بشیر سے انہوں نے خالد بن ابی اسماعیل سے اور انہوں نے عبدالاعلیٰ جو آل سام کے غلام تھے سے روایت کیا ہے۔

۸۱ اور جو کچھ اس میں اصبغ بن نباتہ سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے محمد بن علی ماجیلویہ رضی اللہ عنہ سے انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے احمد بن محمد خالد سے انہوں نے ہیثم بن عبداللہ نہدی سے انہوں نے حسین بن علوان سے انہوں نے عمرو بن ثابت سے انہوں نے سعد بن طریف سے اور انہوں نے اصبغ بن نباتہ سے روایت کیا ہے۔

۸۲ اور جو کچھ اس میں جابر بن عبداللہ انصاری سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے علی بن احمد بن موسیٰ رضی اللہ عنہ سے انہوں نے محمد بن ابی عبداللہ کوفی سے انہوں نے محمد بن اسماعیل برمکی سے انہوں نے جعفر بن احمد سے انہوں نے عبداللہ بن فضل سے انہوں نے مفضّل بن عمر سے انہوں نے جابر بن یزید جعفی سے اور انہوں نے جابر بن عبداللہ انصاری سے روایت کیا ہے۔

۸۳ اور جو کچھ اس میں صالح بن حکم سے ہے تو اسے میں نے اپنے والد رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے انہوں نے سعد بن عبداللہ سے انہوں نے محمد بن حسین بن ابی خطّاب سے انہوں نے جعفر بن بشیر سے انہوں نے حمّاد بن عثمان سے اور انہوں نے صالح بن حکم احول سے روایت کیا ہے۔

۸۴ اور جو کچھ اس میں عامر بن نعیم قمی سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے محمد بن علی ماجیلویہ رضی اللہ عنہ سے انہوں نے علی بن ابراہیم سے انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے محمد بن ابی عمیر سے اور انہوں نے عامر بن نعیم قمی سے روایت کیا ہے۔

۸۵ اور جو کچھ اس میں علی بن مہزیار سے روایت ہے تو اسے روایت کیا ہے میں نے اپنے والد رضی اللہ عنہ سے انہوں نے محمد بن یحییٰ عطار سے انہوں نے حسین بن اسحاق تاجر سے اور انہوں نے علی بن مہزیار سے روایت کیا ہے۔

اور اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد رضی اللہ عنہ سے انہوں نے سعد بن عبداللہ اور حمیری سے اور ان سب نے ابراہیم بن مہزیار سے اور انہوں نے اپنے بھائی علی بن مہزیار سے روایت کیا ہے۔

اور اسے میں نے محمد بن حسن رضی اللہ عنہ سے بھی روایت کیا ہے انہوں نے محمد بن حسن صفار سے انہوں نے عبّاس بن معروف سے اور انہوں نے علی بن مہزیار اہوازی سے روایت کیا ہے۔

۸۶ اور جو کچھ اس میں صفوان بن یحییٰ سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد رضی اللہ عنہ سے انہوں نے علی بن ابراہیم بن ہاشم سے انہوں نے اپنے والد سے اور انہوں نے صفوان بن یحییٰ سے روایت کیا ہے۔

۸۷ اور جو کچھ اس میں حسن بن علی کوفی سے ہے تو اسے میں نے روایت کی ہے اپنے والد رحمہ اللہ سے انہوں نے علی بن حسن بن علی کوفی سے انہوں نے اپنے والد سے اور میں نے روایت کی ہے جعفر بن علی بن حسن کوفی سے انہوں نے اپنے دادا حسن بن علی کوفی سے روایت کی ہے۔

۸۸ اور جو کچھ اس میں ابی جارود سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے محمد بن علی ماجیلویہ رضی اللہ عنہ سے انہوں نے اپنے چچا محمد بن ابی القاسم سے انہوں نے محمد بن علی قرشی کوفی سے انہوں نے محمد بن سنان سے اور انہوں نے ابی جارود زیاد بن منذر کوفی سے روایت کیا ہے۔

۸۹ اور جو کچھ اس میں حبیب بن معلّی سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد رضی اللہ عنہ سے انہوں نے سعد بن عبداللہ سے انہوں نے محمد بن ولید خزاز (ریشم کے سوداگر) سے انہوں نے حمّاد بن عثمان سے اور انہوں نے حبیب بن معلّی خثعمی سے روایت کیا ہے۔

۹۰ اور جو کچھ اس میں عبدالرحمٰن بن حجّاج سے روایت ہے تو اسے روایت کیا ہے میں نے احمد بن محمد بن یحییٰ عطّار رضی اللہ عنہ سے انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے احمد بن محمد بن عیسیٰ سے انہوں نے ابن ابی عمیر اور حسن بن محبوب سے اور ان سب نے عبدالرحمٰن بن حجّاج بجلی کوفی سے روایت کیا ہے اور وہ غلام تھے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق اور حضرت امام موسیٰ بن جعفر علیہما السلام سے ملاقات کا شرف حاصل کیا اور ان سے روایت کی اور جب موسیٰ بن جعفر علیہ السلام کے سامنے ان کا ذکر کیا گیا تو آپ علیہ السلام نے فرمایا "بے شک یہ دلوں میں بہت وزنی بوجھ ہے۔"

۹۱ اور جو کچھ اس میں موسیٰ بن عمر بن بزیع سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے محمد بن علی ماجیلویہ رحمہ

اللہ سے انہوں نے علی بن ابراہیم سے انہوں نے اپنے والد سے اور انہوں نے موسیٰ بن عمر بن بزیع سے روایت کیا ہے۔

۹۲ اور جو کچھ اس میں عیص بن قاسم سے ہے تو اسے روایت کیا ہے میں نے محمد بن حسن رضی اللہ عنہ سے انہوں نے محمد بن حسن صفار سے انہوں نے یعقوب بن یزید سے انہوں نے صفوان بن یحییٰ سے اور انہوں نے عیص بن قاسم سے روایت کیا ہے۔

۹۳ اور جو کچھ اس میں سلیمان بن جعفر جعفری سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے محمد بن موسیٰ بن متوکّل رضی اللہ عنہ سے انہوں نے علی بن حسین سعد آبادی سے انہوں نے احمد بن ابی عبداللہ برقی سے اور انہوں نے سلیمان بن جعفر جعفری سے روایت کیا ہے۔

اس کے علاوہ میں نے اسے روایت کیا ہے اپنے والد رحمہ اللہ سے انہوں نے علی بن ابراہیم سے انہوں نے اپنے والد سے اور انہوں نے سلیمان بن جعفر جعفری سے روایت کیا ہے۔

اس کے علاوہ میں نے اسے روایت کیا ہے اپنے والد رضی اللہ عنہ سے انہوں نے احمد بن محمد بن عیسیٰ سے انہوں نے حسین بن سعید سے اور انہوں نے سلیمان بن جعفر جعفری سے روایت کیا ہے۔

۹۴ اور جو کچھ اس میں اسماعیل بن عیسیٰ سے ہے تو اسے روایت کیا ہے میں نے محمد بن موسیٰ بن متوکّل رضی اللہ عنہ سے ان کا ارشاد ہے کہ بیان کیا ہم سے علی بن ابراہیم نے انہوں نے اپنے والد سے اور انہوں نے اسماعیل بن عیسیٰ سے روایت کیا ہے۔

۹۵ اور جو کچھ اس میں جعفر بن محمد بن یونس سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد رضی اللہ عنہ سے انہوں نے سعد بن عبداللہ سے انہوں نے ابراہیم بن ہاشم سے اور انہوں نے جعفر بن محمد بن یونس سے روایت کیا ہے۔

۹۶ اور جو کچھ اس میں ہاشم حنّاط سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے محمد بن حسن رضی اللہ عنہ سے انہوں نے محمد بن حسن صفار سے انہوں نے ابراہیم بن ہاشم سے اور احمد بن اسحاق بن سعد سے اور انہوں نے ہاشم حنّاط سے روایت کیا ہے۔

۹۷ اور جو کچھ اس میں ابی جمیلہ سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد رضی اللہ عنہ سے انہوں نے حمیری سے انہوں نے احمد بن محمد بن عیسیٰ سے انہوں نے احمد بن محمد بن ابی نصر بزنطی سے اور انہوں نے ابی جمیلہ مفضّل ابن صالح سے روایت کیا ہے۔

۹۸ اور جو کچھ اس میں داؤد صرمی سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے محمد بن موسی بن متوکّل رضی اللہ عنہ

سے انہوں نے سعد بن عبداللہ اور علی بن ابراہیم بن ہاشم سے اور ان سب نے محمد بن عیسیٰ ابن عبید سے اور انہوں نے داؤد صرمی سے روایت کیا ہے۔

۹۹ اور جو کچھ اس میں ابراہیم بن مہزیار سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد رضی اللہ عنہ سے انہوں نے حمیری سے اور انہوں نے ابراہیم بن مہزیار سے روایت کیا ہے۔

۱۰۰ اور جو کچھ اس میں یحییٰ بن ابی عمران سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے محمد بن علی ماجیلویہ رضی اللہ عنہ سے انہوں نے علی بن ابراہیم سے انہوں نے اپنے والد سے اور انہوں نے یحییٰ بن ابی عمران سے روایت کیا ہے جو یونس بن عبدالرحمٰن کے شاگرد تھے۔

۱۰۱ اور جو کچھ اس میں مسمع بن مالک بصری سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد رضی اللہ عنہ سے انہوں نے سعد بن عبداللہ سے انہوں نے احمد بن محمد بن عیسیٰ سے انہوں نے حسین بن سعید سے انہوں نے قاسم بن محمد سے انہوں نے ابان سے اور انہوں نے مسمع بن مالک بصری سے روایت کیا ہے اور ان کو مسمع بن عبدالملک بصری کہا جاتا تھا اور ان کا لقب کردین تھا وہ عرب تھے بنی قیس بن ثعلبہ میں سے تھے اور ان کی کنیت ابو سیّار تھی۔ اور کہا جاتا ہے کہ جب پہلی مرتبہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے انہیں دیکھا تو دریافت فرمایا "تمہارا کیا نام ہے؟" انہوں نے کہا "مسمع" آپ علیہ السلام نے دریافت کیا کس کے بیٹے ہو؟ انہوں نے جواب دیا مالک کا بیٹا ہوں۔ تو امام نے فرمایا "نہیں بلکہ مسمع بن عبدالملک ہو

۱۰۲ اور جو کچھ اس میں محمد بن اسماعیل بن بزیع سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے محمد بن حسن رضی اللہ عنہ سے انہوں نے محمد بن حسن صفّار سے انہوں نے احمد بن محمد بن عیسیٰ سے اور انہوں نے محمد بن اسماعیل بن بزیع سے روایت کیا ہے۔

۱۰۳ اور جو کچھ اس میں علی بن ریّان سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے محمد بن علی ماجیلویہ رضی اللہ عنہ سے انہوں نے علی بن ابراہیم سے انہوں نے اپنے والد سے اور انہوں نے علی بن ریّان سے روایت کیا ہے۔

۱۰۴ اور جو کچھ اس میں یونس بن یعقوب سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد رضی اللہ عنہ سے انہوں نے سعد بن عبداللہ سے انہوں نے محمد بن حسین بن ابی خطاب سے انہوں نے حکم بن مسکین سے اور انہوں نے یونس بن یعقوب بجلی سے روایت کیا ہے۔

۱۰۵ اور جو کچھ اس میں علی بن یقطین سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد رضی اللہ عنہ سے انہوں نے سعد بن عبداللہ سے انہوں نے احمد بن محمد بن عیسیٰ سے انہوں نے حسن بن علی بن یقطین سے انہوں نے اپنے بھائی حسین سے اور انہوں نے اپنے پدر علی بن یقطین سے روایت کیا ہے۔

۱۰۶ اور اس میں جو کچھ رفاعہ بن موسیٰ نخاس سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد رضی اللہ عنہ سے انہوں نے سعد بن عبداللہ سے انہوں نے یعقوب بن یزید سے انہوں نے محمد بن ابی عمیر سے اور انہوں نے رفاعہ بن موسیٰ نخاس سے روایت کیا ہے۔

۱۰۷ اور جو کچھ اس میں زیاد بن سوقہ سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد رضی اللہ عنہ سے انہوں نے سعد بن عبداللہ سے انہوں نے ایّوب بن نوح سے انہوں نے محمد بن ابی عمیر سے اور انہوں نے زیاد بن سوقہ سے روایت کیا ہے۔

۱۰۸ اور جو کچھ اس میں حمّاد بن عثمان سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد رضی اللہ عنہ سے انہوں نے سعد بن عبداللہ اور حمیری سے اور ان دونوں نے یعقوب بن یزید سے انہوں نے محمد بن ابی عمیر سے اور انہوں نے حمّاد بن عثمان سے روایت کی ہے۔

۱۰۹ اور جو کچھ اس میں یاسر خادم سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد رضی اللہ عنہ سے انہوں نے علی بن ابراہیم سے انہوں نے اپنے والد سے اور انہوں نے یاسر خادم امام رضا علیہ السلام سے روایت کی ہے۔

۱۱۰ اور جو کچھ اس میں حسن بن محبوب سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے محمد بن موسیٰ بن متوکّل رضی اللہ عنہ سے انہوں نے عبداللہ بن جعفر حمیری اور سعد بن عبداللہ سے انہوں نے احمد بن محمد بن عیسیٰ سے اور انہوں نے حسن بن محبوب سے روایت کی ہے۔

۱۱۱ اور جو کچھ اس میں داؤد بن ابی زید سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد رضی اللہ عنہ سے انہوں نے سعد بن عبداللہ سے انہوں نے محمد بن عیسیٰ بن عبید سے اور انہوں نے داؤد بن ابی زید سے روایت کی ہے۔

۱۱۲ اور جو کچھ اس میں علی بن بُجیل سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے محمد بن حسن رضی اللہ عنہ سے انہوں نے حسن بن متیل دقاق سے انہوں نے محمد بن حسین بن ابی خطّاب سے انہوں نے ابی عبداللہ حکم بن مسکین ثقفی سے اور انہوں نے علی بن بُجیل بن عقیل کوفی سے روایت کی ہے۔

۱۱۳ اور جو کچھ اس میں معاویہ بن عمّار سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد اور محمد بن حسن رضی اللہ عنہما سے انہوں نے سعد بن عبداللہ اور حمیری سے اور ان دونوں نے یعقوب بن یزید سے انہوں نے صفوان بن یحییٰ اور محمد بن ابی عمیر سے اور ان دونوں نے معاویہ بن عمار دہنی غنوی کوفی سے روایت کی ہے وہ جبلیہ کے غلام تھے اور ان کی کنیّت ابوالقاسم تھی۔

۱۱۴ اور جو کچھ اس میں حسن بن قارن سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے حمزہ بن محمد علوی رحمہ اللہ سے

انہوں نے علی بن ابراہیم سے انہوں نے اپنے والد سے اور انہوں نے حسن بن قارن سے روایت کی ہے۔

۱۱۵ اور جو کچھ اس میں عبداللہ بن فضالہ سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے محمد بن موسیٰ بن متوکّل رضی اللہ عنہ سے انہوں نے علی بن حسین سعد آبادی سے انہوں نے احمد بن محمد بن خالد سے انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے محمد بن سنان سے انہوں نے بندار بن حمّاد سے اور انہوں نے عبداللہ بن فضالہ سے روایت کی ہے۔

۱۱۶ اور جو کچھ اس میں خالد بن نجیح سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد رضی اللہ عنہ سے انہوں نے عبداللہ ابن جعفر حمیری سے انہوں نے احمد بن محمد بن عیسیٰ سے انہوں نے ابن ابی عمیر سے اور انہوں نے خالد بن نجیح جوّان سے روایت کی ہے۔

۱۱۷ اور جو کچھ اس میں حسن بن سری سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے محمد بن حسن رضی اللہ عنہ سے انہوں نے حسن بن متیل دقاق سے انہوں نے محمد بن حسین بن ابی خطّاب سے انہوں نے جعفر بن بشیر سے اور انہوں نے حسن بن سری سے روایت کی ہے۔

۱۱۸ اور جو کچھ اس میں عبّاس بن ہلال سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے حسین بن ابراہیم بن ناتانہ رضی اللہ عنہ سے انہوں نے علی بن ابراہیم سے انہوں نے اپنے والد سے اور انہوں نے عبّاس بن ہلال سے روایت کی ہے۔

۱۱۹ اور جو کچھ اس میں حارث بن مغیرہ نصری سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے محمد بن علی ماجیلویہ رضی اللہ عنہ سے انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے احمد بن ابی عبداللہ سے انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے یونس بن عبدالرّحمٰن اور محمد بن ابی عمیر سے اور ان دونوں نے حارث بن مغیرہ نصری سے روایت کی ہے۔

۱۲۰ اور جو کچھ اس میں ابی بکر حضرمی اور کلیب اسدی سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد رضی اللہ عنہ سے انہوں نے سعد بن عبداللہ سے انہوں نے محمد بن حسین بن ابی خطّاب سے انہوں نے عبداللہ بن عبدالرّحمٰن اصم سے اور انہوں نے ابی بکر عبداللہ بن محمد حضرمی اور کلیب اسدی سے روایت کی ہے۔

۱۲۱ اور جو کچھ اس میں ہشام بن ابراہیم سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے محمد بن علی ماجیلویہ رضی اللہ عنہ سے انہوں نے محمد بن یحییٰ عطّار سے انہوں نے ابراہیم بن ہاشم سے اور انہوں نے ہشام بن ابراہیم سے روایت کی ہے جو امام رضا علیہ السلام کے صحابی تھے۔

۱۲۲ اور جو کچھ اس میں حضرت بلالؓ اور موذنوں کے ثواب کے بارے میں ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے احمد بن زیاد بن جعفر ہمدانی رضی اللہ عنہ سے انہوں نے علی بن ابراہیم بن ہاشم سے انہوں نے اپنے والد

سے انہوں نے احمد بن عباس اور عباس بن عمرو فقیمی سے، ان دونوں کا بیان ہے کہ ہم سے بیان کیا ہشام بن حکم نے انہوں نے روایت کیا ثابت بن ہرمز سے انہوں نے روایت کیا حسن بن ابی حسن سے انہوں نے احمد بن عبدالحمید سے انہوں نے عبداللہ بن علی سے ان کا کہنا ہے کہ میں لپنے سامان کو بصرہ سے مصر تک لے گیا اور میں نے اس پوری حدیث کا ذکر کیا ہے۔

۱۲۳ اور جو کچھ اس میں فضل بن شاذان سے روایت ہے ان علتوں کے بارے میں جو حضرت امام رضا علیہ السلام سے دریافت کی گئیں تو اسے میں نے روایت کیا ہے عبدالواحد بن عبدوس عطّار نیشاپوری رضی اللہ عنہ سے انہوں نے علی بن محمد بن قتیبہ سے انہوں نے فضل بن شاذان نیشاپوری سے اور انہوں نے امام رضا علیہ السلام سے روایت کی ہے۔

۱۲۴ اور جو کچھ اس میں حمّاد بن عیسیٰ سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے لپنے والد رضی اللہ عنہ سے انہوں نے سعد بن عبداللہ سے انہوں نے ابراہیم بن ہاشم اور یعقوب بن یزید سے اور انہوں نے حمّاد بن عیسی جہنی سے روایت کیا ہے۔

اور اسے میں نے روایت کیا ہے لپنے والد رضی اللہ عنہ سے انہوں نے علی بن ابراہیم بن ہاشم سے انہوں نے لپنے والد سے اور انہوں نے حمّاد بن عیسی سے روایت کیا ہے۔

۱۲۵ اور جو کچھ اس میں عبداللہ بن جندب سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے محمد بن علی ماجیلویہ رضی اللہ عنہ سے انہوں نے علی بن ابراہیم بن ہاشم سے انہوں نے لپنے والد سے اور انہوں نے عبداللہ بن جندب سے روایت کیا ہے۔

۱۲۶ اور جو کچھ اس میں جُہیم بن ابی جہم سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے محمد بن حسن رضی اللہ عنہ سے انہوں نے محمد بن حسن صفّار سے انہوں نے عبّاس بن معروف سے انہوں نے سعدان بن مسلم سے اور انہوں نے جُہیم بن ابی جہم سے روایت کیا ہے اور انہیں ابن ابی جہمہ کہا جاتا تھا۔

۱۲۷ اور جو کچھ اس میں ابراہیم بن عبدالحمید سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے محمد بن حسن رضی اللہ عنہ سے انہوں نے محمد بن حسن صفّار سے انہوں نے عبّاس بن معروف سے انہوں نے سعدان بن مسلم سے اور انہوں نے ابراہیم بن عبدالحمید کوفی سے روایت کیا ہے۔

اس کے علاوہ میں نے اسے روایت کیا ہے لپنے والد رضی اللہ عنہ سے انہوں نے علی بن ابراہیم بن ہاشم سے انہوں نے لپنے والد سے انہوں نے ابن ابی عمیر سے اور انہوں نے ابراہیم بن عبدالحمید سے روایت کیا ہے۔

۱۲۸ اور جو کچھ اس میں سلیمان بن حفص مروزی سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد رضی اللہ عنہ سے انہوں نے سعد بن عبداللہ سے انہوں نے احمد بن ابی عبداللہ برقی سے اور انہوں نے سلیمان بن حفص مروزی سے روایت کی ہے۔

۱۲۹ اور جو کچھ اس میں احمد بن ابی عبداللہ برقی سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد اور محمد بن حسن رضی اللہ عنہما سے انہوں نے سعد بن عبداللہ سے اور انہوں نے احمد بن ابی عبداللہ برقی سے روایت کی ہے۔ اس کے علاوہ میں نے اسے روایت کیا ہے اپنے والد اور محمد بن موسیٰ بن متوکل رضی اللہ عنہما سے انہوں نے علی بن حسین سعد آبادی سے اور انہوں نے احمد بن ابی عبداللہ برقی سے روایت کی ہے۔

۱۳۰ اور جو کچھ اس میں عبدالکریم بن عتبہ سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد رضی اللہ عنہ سے انہوں نے سعد بن عبداللہ سے انہوں نے احمد بن محمد بن عیسیٰ سے انہوں نے احمد بن محمد بن ابی نصر بزنطی سے انہوں نے عبدالکریم بن عمرو خثعمی سے انہوں نے لیث مرادی سے اور انہوں نے عبدالکریم بن عتبہ ہاشمی سے روایت کی ہے۔

۱۳۱ اور جو کچھ اس میں اسماعیل بن مسلم سکونی الکوفی سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد اور محمد بن حسن رضی اللہ عنہما سے انہوں نے سعد بن عبداللہ سے انہوں نے ابراہیم بن ہاشم سے انہوں نے حسین بن یزید نوفلی سے اور انہوں نے اسماعیل بن مسلم سکونی سے روایت کی ہے۔

۱۳۲ اور جو کچھ اس میں عبداللہ بن مغیرہ سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے جعفر بن علی کوفی رضی اللہ عنہ سے انہوں نے اپنے جد حسن بن علی سے اور انہوں نے اپنے جد عبداللہ بن مغیرہ کوفی سے روایت کی ہے۔
اور اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد رضی اللہ عنہ سے انہوں نے علی بن ابراہیم سے انہوں نے اپنے والد سے اور انہوں نے عبداللہ بن مغیرہ سے روایت کی ہے۔
اور اسے میں نے روایت کیا ہے محمد بن حسن رضی اللہ عنہ سے انہوں نے محمد بن حسن صفار سے انہوں نے ابراہیم بن ہاشم اور ایوب بن نوح سے اور انہوں نے عبداللہ بن مغیرہ سے روایت کی ہے۔

۱۳۳ اور جو کچھ اس میں محمد بن ابی عمیر سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد اور محمد بن حسن رضی اللہ عنہما سے انہوں نے سعد بن عبداللہ اور حمیری سے اور ان سب نے ایوب بن نوح اور ابراہیم بن ہاشم اور یعقوب بن یزید اور محمد بن عبدالجبار سے اور ان سب نے محمد بن ابی عمیر سے روایت کی ہے۔

۱۳۴ اور جو کچھ اس میں حسین بن حماد سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد اور محمد بن حسن رضی اللہ عنہما سے انہوں نے سعد بن عبداللہ اور حمیری سے اور ان سب نے احمد بن محمد بن عیسیٰ سے انہوں نے

بزنطی سے انہوں نے عبدالکریم بن عمرو سے اور انہوں نے حسین بن حماد کوفی سے روایت کی ہے۔

۱۳۵ اور جو کچھ اس میں علاء بن رزین سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد اور محمد بن حسن رضی اللہ عنہما سے انہوں نے سعد بن عبداللہ اور حمیری سے اور ان سب نے احمد بن محمد بن عیسیٰ سے انہوں نے محمد بن خالد سے اور انہوں نے علاء بن رزین سے روایت کی ہے۔

اور اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد اور محمد بن حسن رضی اللہ عنہما سے انہوں نے سعد بن عبداللہ اور حمیری سے اور ان سب نے محمد بن ابی صہبان سے انہوں نے صفوان بن یحییٰ سے اور انہوں نے علاء سے روایت کی ہے۔

اور اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد رضی اللہ عنہ سے انہوں نے علی بن سلیمان زراری کوفی سے انہوں نے محمد بن خالد سے اور انہوں نے علاء بن رزین قلاء سے روایت کی ہے۔

اور اسے میں نے روایت کیا ہے محمد بن حسن رضی اللہ عنہ سے انہوں نے محمد بن حسن صفار سے انہوں نے احمد بن محمد بن عیسیٰ سے انہوں نے حسن بن علی بن فضال سے اور انہوں نے حسن بن محبوب سے اور انہوں نے علاء بن رزین سے روایت کی ہے۔

۱۳۶ اور جو کچھ اس میں عبداللہ بن مسکان سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد اور محمد بن حسن رضی اللہ عنہما سے انہوں نے محمد بن یحییٰ عطار سے انہوں نے محمد بن حسین بن ابی خطاب سے انہوں نے صفوان بن یحییٰ سے اور انہوں نے عبداللہ بن مسکان سے روایت کی ہے وہ کوفی تھے اور عنزہ کے غلاموں میں سے تھے اور (یہ بھی) کہا جاتا ہے کہ عجل کے غلاموں میں تھے۔

۱۳۷ اور جو کچھ اس میں عامر بن جذاعہ سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے محمد بن حسن رضی اللہ عنہ سے انہوں نے محمد بن حسن صفار سے انہوں نے محمد بن حسین بن ابی خطاب سے انہوں نے حکم بن مسکین سے اور انہوں نے عامر بن جذاعہ ازدی سے روایت کی ہے اور ان کا نام عامر بن عبداللہ بن جذاعہ تھا اور وہ کوفی اور عرب تھے۔

۱۳۸ اور جو کچھ اس میں نعمان رازی سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے محمد بن حسن رضی اللہ عنہ سے انہوں نے حسن بن متیل دقاق سے انہوں نے احمد بن ابی عبداللہ سے انہوں نے محمد بن سالم سے انہوں نے محمد بن سنان سے اور انہوں نے نعمان رازی سے روایت کی ہے۔

۱۳۹ اور جو کچھ اس میں ابی کہمس سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد رضی اللہ عنہ سے انہوں نے سعد بن عبداللہ سے انہوں نے محمد بن حسین بن ابی خطاب سے انہوں نے حکم بن مسکین سے انہوں نے

عبداللہ بن علی زرّاد سے اور انہوں نے ابی کہمس کوفی سے روایت کی ہے۔

۱۴۰ اور جو کچھ اس میں سہل بن یسع سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے احمد بن زیاد بن جعفر ہمدانی رضی اللہ عنہ سے انہوں نے علی بن ابراہیم سے انہوں نے اپنے والد سے اور انہوں نے سہل بن یسع سے روایت کی ہے۔

۱۴۱ اور جو کچھ اس میں بزیع مؤذّن سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے محمد بن موسیٰ بن متوکّل رضی اللہ عنہ سے انہوں نے علی بن حسین سعد آبادی سے انہوں نے احمد بن ابی عبداللہ سے انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے محمد بن سنان سے اور انہوں نے بزیع مؤذّن سے روایت کی ہے۔

۱۴۲ اور جو کچھ اس میں عمر بن اُذینہ سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد رضی اللہ عنہ سے انہوں نے سعد بن عبداللہ سے انہوں نے احمد بن محمد بن عیسیٰ سے انہوں نے حسین بن سعید سے انہوں نے محمد بن ابی عمیر سے اور انہوں نے عمر بن اُذینہ سے روایت کی ہے۔

۱۴۳ اور جو کچھ اس میں ایّوب بن نوح سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد اور محمد بن حسن رضی اللہ عنہما سے انہوں نے سعد بن عبداللہ سے اور حمیری سے اور ان دونوں نے ایّوب بن نوح سے روایت کی ہے۔

۱۴۴ اور جو کچھ اس میں مرازم بن حکیم سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے محمد بن علی ماجیلویہ رضی اللہ عنہ سے انہوں نے علی بن ابراہیم سے انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے محمد بن ابی عمیر سے اور انہوں نے مرازم بن حکیم سے روایت کی ہے۔

۱۴۵ اور جو کچھ اس میں ابراہیم بن ابی زیاد کرخی سے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد رضی اللہ عنہ سے انہوں نے سعد بن عبداللہ سے انہوں نے ایّوب بن نوح سے انہوں نے محمد بن ابی عمیر سے اور انہوں نے ابراہیم بن ابی زیاد کرخی سے روایت کی ہے۔

۱۴۶ اور جو کچھ اس میں عبداللہ بن سلیمان سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے محمد بن حسن رضی اللہ عنہ سے انہوں نے محمد بن حسن صفّار سے انہوں نے یعقوب بن یزید سے انہوں نے صفوان بن یحییٰ اور محمد بن ابی عمیر سے اور ان دونوں نے عبداللہ بن سلیمان سے روایت کی ہے۔

۱۴۷ اور جو کچھ اس میں عمر بن ابی زیاد سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد رضی اللہ عنہ سے انہوں نے سعد بن عبداللہ سے انہوں نے محمد بن حسین بن ابی خطّاب سے انہوں نے حکم بن مسکین سے اور انہوں نے عمر بن ابی زیاد سے روایت کی ہے۔

۱۴۸ اور جو کچھ اس میں علی بن بجیل کے بھائی محمد بن بجیل سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد رضی اللہ عنہ سے انہوں نے سعد بن عبداللہ سے انہوں نے ہیثم بن ابی مسروق نہدی سے انہوں نے حسن بن محبوب سے انہوں نے علی بن حسن بن رباط سے اور انہوں نے علی بن بجیل ابن عقیل کوفی کے بھائی محمد بن بجیل سے روایت کی ہے۔

۱۴۹ اور جو کچھ اس میں ابی ذکریا اعور سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے احمد بن زیاد بن جعفر ہمدانی رضی اللہ عنہ سے انہوں نے علی بن ابراہیم بن ہاشم سے انہوں نے محمد بن عیسیٰ بن عبید سے اور انہوں نے ابی ذکریا اعور سے روایت کی ہے۔

۱۵۰ اور جو کچھ اس میں ابی حبیب ناجیہ سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد رضی اللہ عنہ سے انہوں نے سعد بن عبداللہ سے انہوں نے معاویہ بن حکیم سے انہوں نے عبداللہ بن مغیرہ سے انہوں نے مثنّیٰ حنّاط سے اور انہوں نے ابی حبیب ناجیہ سے روایت کی ہے۔

۱۵۱ اور جو کچھ اس میں اسماعیل جعفی سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا محمد بن علی ماجیلویہ رضی اللہ عنہ سے انہوں نے اپنے چچا محمد بن ابی القاسم سے انہوں نے احمد بن محمد بن خالد سے انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے محمد بن سنان اور صفوان بن یحییٰ سے اور انہوں نے اسماعیل بن عبدالرّحمٰن جعفی کوفی سے روایت کی ہے۔

۱۵۲ اور جو کچھ اس میں حفص بن سالم سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد رضی اللہ عنہ سے انہوں نے سعد بن عبداللہ سے انہوں نے محمد بن حسین بن ابی خطّاب سے انہوں نے جعفر بن بشیر سے انہوں نے حمّاد بن عثمان سے اور انہوں نے حفص ابی ولاد بن سالم کوفی سے روایت کی ہے اور وہ غلام تھے۔

۱۵۳ اور جو کچھ اس میں وہب بن حفص سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا محمد بن علی ماجیلویہ رضی اللہ عنہ سے انہوں نے اپنے چچا محمد بن ابی القاسم سے انہوں نے محمد بن علی ہمدانی سے اور انہوں نے وہب بن حفص کوفی سے روایت کی ہے جو منتوف کے نام سے جانے جاتے تھے۔

۱۵۴ اور جو کچھ اس میں ابراہیم بن میمون سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے محمد بن حسن رضی اللہ عنہ سے انہوں نے حسین بن حسن بن ابان سے انہوں نے حسین بن سعید سے انہوں نے حمّاد بن عیسیٰ سے انہوں نے معاویہ بن عمّار سے اور انہوں نے ابراہیم بن میمون سے روایت کی ہے جو ہروی کپڑے کے تاجر تھے اور آل زبیر کے غلام تھے۔

۱۵۵ اور جو کچھ اس میں داؤد بن حصین سے ہے تو اسے میں نے اپنے والد اور محمد بن حسن رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے سعد بن عبداللہ سے انہوں نے محمد بن حسین بن ابی خطاب سے انہوں نے حکم ابن مسکین سے اور انہوں نے داؤد ابن حصین اسدی سے روایت کی ہے اور وہ غلام تھے۔

۱۵۶ اور جو کچھ اس میں ابی بکر ابن ابی سمال سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے محمد بن حسن رضی اللہ عنہ سے انہوں نے حسین بن حسن بن ابان سے انہوں نے حسین بن سعید سے انہوں نے فضالہ سے انہوں نے عُثیم سے اور انہوں نے ابی بکر بن ابی سمال سے روایت کی ہے۔

۱۵۷ اور جو کچھ اس میں زیاد بن مروان قندی سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد رضی اللہ عنہ سے انہوں نے سعد بن عبداللہ سے انہوں نے محمد بن عیسیٰ بن عبید اور یعقوب بن یزید سے اور انہوں نے زیاد بن مروان قندی سے روایت کی ہے۔

۱۵۸ اور جو کچھ اس میں ابی مغرا حمید بن مثنیٰ عجلی سے ہے تو اسے میں نے اپنے والد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے انہوں نے سعد بن عبداللہ سے انہوں نے محمد بن حسین بن ابی خطاب سے انہوں نے عثمان بن عیسیٰ سے اور انہوں نے ابی مغرا حمید بن مثنیٰ عجلی سے روایت کی ہے اور وہ کوفی عرب اور ثقہ تھے اور ان کی کتاب بھی ہے۔

۱۵۹ اور جو کچھ اس میں معاویہ بن شریح سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد رضی اللہ عنہ سے انہوں نے سعد بن عبداللہ سے انہوں نے احمد بن محمد بن عیسیٰ سے انہوں نے عثمان بن عیسیٰ سے اور انہوں نے معاویہ بن شریح سے روایت کی ہے۔

۱۶۰ اور جو کچھ اس میں سلیمان بن داؤد منقری سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد رضی اللہ عنہ سے انہوں نے سعد بن عبداللہ سے انہوں نے قاسم بن محمد اصبہانی سے اور انہوں نے سلیمان بن داؤد منقری سے روایت کی ہے جو ابن شاذ کونی کے نام سے جانے جاتے تھے۔

۱۶۱ اور جو کچھ اس میں ربعی بن عبداللہ سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد رضی اللہ عنہ سے انہوں نے سعد بن عبداللہ اور حمیری سے اور ان دونوں نے احمد بن محمد بن عیسیٰ سے انہوں نے حسین بن سعید سے انہوں نے حماد بن عیسیٰ سے اور انہوں نے ربعی بن عبداللہ بن جارود ہذلی سے روایت کی ہے اور وہ بصرہ کے عرب تھے۔

۱۶۲ اور جو کچھ اس میں عبدالعظیم بن عبداللہ حسنی سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے محمد بن موسیٰ بن

متوکل رضی اللہ عنہ سے انہوں نے علی بن حسین سعد آبادی سے انہوں نے احمد بن ابی عبداللہ برقی سے اور انہوں نے عبدالعظیم بن عبداللہ حسنی سے روایت کی ہے جن سے خدا راضی ہے۔

اور میں نے اسے علی بن احمد بن موسیٰ رحمہ اللہ سے بھی روایت کیا ہے انہوں نے محمد بن ابی عبداللہ کوفی سے انہوں نے سہل بن زیاد آدمی سے اور انہوں نے عبدالعظیم سے روایت کی ہے۔

۱۶۳ اور جو کچھ اس میں داؤد بن سرحان سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد اور محمد بن حسن رحمہما اللہ سے۔ انہوں نے سعد بن عبداللہ سے انہوں نے احمد بن محمد بن عیسیٰ سے انہوں نے احمد بن محمد بن ابی نصر بزنطی اور عبدالرحمٰن بن ابی نجران سے اور انہوں نے داؤد بن سرحان عطّار کوفی سے روایت کی ہے۔

۱۶۴ اور جو کچھ اس میں معلی بن خنیس سے ہے تو اسے میں نے اپنے والد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے انہوں نے سعد بن عبداللہ سے انہوں نے احمد بن محمد بن عیسیٰ سے انہوں نے عبدالرحمن بن ابی نجران سے انہوں نے حمّاد بن عیسیٰ سے انہوں نے مسمعی سے اور انہوں نے معلی بن خنیس سے روایت کی ہے وہ امام جعفر صادق علیہ السلام کے غلام تھے کوفی تھے بزاز تھے اور انہیں داؤد بن علی نے قتل کیا۔

۱۶۵ اور جو کچھ اس میں ابراہیم بن ابی بلاد سے ہے تو اسے میں نے اپنے والد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے انہوں نے عبداللہ بن جعفر حمیری سے انہوں نے محمد بن حسین بن ابی خطاب سے انہوں نے ابراہیم بن ابی بلاد سے روایت کی ہے اور ان کی کنیت ابو اسماعیل تھی۔

۱۶۶ اور جو کچھ اس میں ابی ایوب خزاز سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے محمد بن موسیٰ بن متوکل رضی اللہ عنہ سے انہوں نے عبداللہ بن جعفر حمیری سے انہوں نے محمد بن حسین بن ابی خطاب سے انہوں نے حسن بن محبوب سے اور انہوں نے ابی ایوب ابراہیم بن عثمان خزاز سے روایت کی ہے جنہیں ابراہیم بن عیسیٰ کہا جاتا تھا۔

۱۶۷ اور جو کچھ اس میں ابی ولاد حناط سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد رضی اللہ عنہ سے انہوں نے سعد بن عبداللہ سے انہوں نے حیثم بن ابی مسروق نہدی سے انہوں نے حسن بن محبوب سے اور انہوں نے ابی ولاد حناط سے روایت کی ہے اور ان کا نام حفص بن سالم تھا اور وہ بنی مخزوم کے غلام تھے۔

۱۶۸ اور جو کچھ اس میں محمد بن خالد برقی سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے محمد بن حسن رضی اللہ عنہ سے انہوں نے محمد بن حسن صفار سے اور انہوں نے محمد بن خالد برقی سے روایت کی ہے۔

۱۶۹ اور جو کچھ اس میں سیف تمّار سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے محمد بن موسیٰ بن متوکل رحمہ اللہ سے انہوں نے علی بن حسین سعد آبادی سے انہوں نے احمد بن ابی عبداللہ برقی سے انہوں نے حسن بن محبوب

سے انہوں نے حسن بن رباط سے اور انہوں نے سیف تمار سے روایت کیا ہے۔

۱۷۰ اور جو کچھ اس میں زکریا بن آدم سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے احمد بن زیاد بن جعفر ہمدانی رضی اللہ عنہ سے انہوں نے علی بن ابراہیم سے انہوں نے احمد بن اسحاق بن سعد سے اور انہوں نے زکریا بن آدم قمی سے روایت کی ہے جو امام رضا علیہ السلام کے مصاحب تھے۔

۱۷۱ اور جو کچھ اس میں بحر سقاء سے ہے تو اسے میں نے اپنے والد رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے انہوں نے سعد بن عبداللہ سے انہوں نے ابراہیم بن مہزیار سے انہوں نے اپنے بھائی علی سے انہوں نے حماد بن عیسیٰ سے انہوں نے حریز سے اور انہوں نے بحر سقاء سے روایت کی ہے جن کا نام بحر بن کثیر تھا۔

۱۷۲ اور جو کچھ اس میں جابر بن اسماعیل سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد رحمہ اللہ سے انہوں نے سعد بن عبداللہ سے انہوں نے سلمہ بن خطاب سے انہوں نے محمد بن لیث سے اور انہوں نے جابر بن اسماعیل سے روایت کی ہے۔

۱۷۳ اور جو کچھ اس میں ابی جریر بن ادریس سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے محمد بن علی ماجیلویہ رضی اللہ عنہ سے انہوں نے علی بن ابراہیم بن ہاشم سے انہوں نے اپنے والد سے اور انہوں نے ابی جریر بن ادریس مصاحب موسیٰ بن جعفر علیہما السلام سے روایت کی ہے۔

۱۷۴ اور جو کچھ اس میں زکریا نقاض سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد رحمہ اللہ سے انہوں نے محمد بن یحییٰ سے انہوں نے محمد بن احمد سے انہوں نے علی بن اسماعیل سے انہوں نے صفوان بن یحییٰ سے انہوں نے عبداللہ بن مسکان سے انہوں نے ابی العبّاس فضل بن عبدالملک سے اور انہوں نے زکریا نقاض سے روایت کی ہے جن کا نام زکریا بن مالک جعفی تھا۔

۱۷۵ اور جو کچھ اس میں معروف بن خرّبوذ سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد رضی اللہ عنہ سے انہوں نے سعد بن عبداللہ سے انہوں نے احمد بن محمد بن عیسیٰ سے انہوں نے حسن بن محبوب سے انہوں نے مالک بن عطیّہ احمسی سے اور انہوں نے معروف بن خربوذ مکّی سے روایت کی ہے۔

۱۷۶ اور جو کچھ اس میں سعید اعرج سے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد رضی اللہ عنہ سے انہوں نے سعد بن عبداللہ سے انہوں نے احمد بن محمد بن عیسیٰ سے انہوں نے احمد بن محمد بن ابی نصر بزنطی سے انہوں نے عبدالکریم بن عمرو خثعمی سے اور انہوں نے سعید بن عبداللہ اعرج کوفی سے روایت کی ہے۔

۱۷۷ اور جو کچھ علی بن عطیّہ سے ہے تو اسے میں نے اپنے والد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے سعد بن عبداللہ سے انہوں نے احمد بن محمد بن عیسی سے انہوں نے علی بن حسّان سے اور انہوں نے علی بن عطیّہ

اصم حناط کوفی سے روایت کی ہے۔

۱۷۸ اور جو کچھ اس میں معمر بن خلاّد سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے محمد بن موسیٰ بن متوکّل اور محمد بن علی ماجیلویہ اور احمد بن زیاد بن جعفر ہمدانی رضی اللہ عنہم سے انہوں نے علی بن ابراہیم بن ہاشم سے انہوں نے اپنے والد سے اور انہوں نے معمر بن خلّاد سے روایت کی ہے۔

۱۷۹ اور جو کچھ اس میں ہارون بن حمزہ غنوی سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے محمد بن حسن رحمہ اللہ سے انہوں نے محمد بن حسن صفّار سے انہوں نے محمد بن حسین ابی خطّاب سے انہوں نے یزید بن اسحاق شعر سے اور انہوں نے ہارون بن حمزہ غنوی سے روایت کیا ہے۔

۱۸۰ اور جو کچھ اس میں جعفر بن بشیر بجلی سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد رضی اللہ عنہ سے انہوں نے سعد بن عبداللہ سے انہوں نے محمد بن حسین بن ابی خطّاب سے اور انہوں نے جعفر بن بشیر بجلی سے روایت کی ہے۔

۱۸۱ اور جو کچھ اس میں حفص بن غیاث سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد رضی اللہ عنہ سے انہوں نے سعد بن عبداللہ سے انہوں نے احمد بن ابی عبداللہ سے انہوں نے اپنے والد سے اور انہوں نے حفص بن غیاث سے روایت کی ہے۔ اس کے علاوہ میں نے اسے روایت کیا ہے علی بن احمد بن موسیٰ رحمہ اللہ سے انہوں نے محمد بن ابی عبداللہ سے انہوں نے محمد بن ابی بشیر سے ان کا بیان ہے کہ بیان کیا ہم سے حسین بن ہیثم نے ان کا کہنا ہے کہ بیان کیا ہم سے سلیمان بن داؤد منقری نے اور انہوں نے حفص بن غیاث سے روایت کی ہے۔ اس کے علاوہ میں نے اسے روایت کیا ہے اپنے والد رحمہ اللہ سے انہوں نے سعد بن عبداللہ سے انہوں نے قاسم بن محمد اصبہانی سے انہوں نے سلیمان داؤد منقری سے اور انہوں نے حفص بن غیاث نخعی قاضی سے روایت کی ہے۔

۱۸۲ اور جو کچھ اس میں علی بن رئاب سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد اور محمد بن حسن رحمہ اللہ سے انہوں نے سعد بن عبداللہ اور حمیری سے انہوں نے احمد بن محمد بن عیسیٰ اور ابراہیم بن ہاشم سے اور ان دونوں نے حسن بن محبوب سے اور انہوں نے علی بن رئاب سے روایت کی ہے۔

۱۸۳ اور جو کچھ اس میں عبدالرحمٰن بن کثیر ہاشمی سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے محمد بن حسن رضی اللہ عنہ سے انہوں نے محمد بن حسن صفّار سے انہوں نے علی بن حسّان واسطی سے اور انہوں نے اپنے چچا عبدالرحمن بن کثیر ہاشمی سے روایت کی ہے۔

۱۸۴ اور جو کچھ سلیمان دیلمی سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد اور محمد بن حسن رحمہما اللہ سے

انہوں نے سعد بن عبداللہ سے انہوں نے عبّاد بن سلیمان سے انہوں نے محمد بن سلیمان سے اور انہوں نے اپنے والد سلیمان دیلمی سے روایت کی ہے۔

۱۸۵ اور جو کچھ اس میں علی بن فضل واسطی سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد رحمہ اللہ سے انہوں نے علی بن ابراہیم سے انہوں نے اپنے والد سے اور انہوں نے علی بن فضل واسطی سے جو حضرت امام رضا علیہ السلام کے صحابی تھے۔

۱۸۶ اور جو کچھ اس میں موسیٰ بن قاسم بجلی سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد اور محمد بن حسن رضی اللہ عنہما سے انہوں نے سعد بن عبداللہ سے انہوں نے فضل بن عامر اور احمد بن محمد بن عیسیٰ سے اور انہوں نے موسیٰ بن قاسم بجلی سے روایت کی ہے۔

۱۸۷ اور جو کچھ اس میں یونس بن عمّار سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد رحمہ اللہ سے انہوں نے سعد بن عبداللہ سے انہوں نے احمد بن ابی عبداللہ سے انہوں نے حسن بن محبوب سے انہوں نے مالک بن عطیہ سے اور انہوں نے ابوالحسن یونس بن عمّار بن فیض صیرفی التغلبی الکوفی سے روایت کی ہے جو اسحاق بن عمّار کے بھائی تھے۔

۱۸۸ اور جو کچھ اس میں محمد بن احمد بن یحییٰ بن عمران اشعری سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد اور محمد بن حسن رحمہما اللہ سے انہوں نے محمد بن یحییٰ عطار سے اور احمد بن ادریس سے اور ان دونوں نے محمد بن احمد بن یحیی بن عمران اشعری سے روایت کی ہے۔

۱۸۹ اور جو کچھ اس میں ہارون بن خارجہ سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد رضی اللہ عنہ سے انہوں نے سعد بن عبداللہ سے انہوں نے احمد بن ابی عبداللہ سے انہوں نے محمد بن علی کوفی سے انہوں نے عثمان بن عیسیٰ سے اور انہوں نے ہارون بن خارجہ کوفی سے روایت کی ہے۔

۱۹۰ اور جو کچھ اس میں محمد بن خالد قسری سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے جعفر بن محمد بن مسرور رحمہ اللہ سے انہوں نے حسین بن محمد بن عامر سے انہوں نے اپنے چچا عبداللہ بن عامر سے انہوں نے حفصہ سے اور انہوں نے محمد بن خالد بن عبداللہ بجلی قسری سے روایت کی ہے اور وہ کوفی عرب تھے۔

۱۹۱ اور جو کچھ اس میں مبارک عقرقوفی سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے حسین بن ابراہیم ناتانہ رضی اللہ عنہ سے انہوں نے علی بن ابراہیم بن ہاشم سے انہوں نے اپنے والد سے اور انہوں نے محمد بن سنان سے انہوں نے مبارک عقرقوفی اسدی سے روایت کی ہے۔

۱۹۲ اور جو کچھ اس میں ابو حسین محمد بن جعفر اسدی رضی اللہ عنہ سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے علی

بن احمد بن موسیٰ، محمد بن احمد سنانی اور حسین بن ابراہیم بن احمد بن ہشام مؤدب رضی اللہ عنہم سے اور انہوں نے ابو حسین محمد بن جعفر اسدی کوفی رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔

۱۹۳ اور جو کچھ اس میں عمرو بن جُمیع سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد رحمہ اللہ سے انہوں نے احمد بن ادریس سے انہوں نے محمد بن احمد سے انہوں نے حسن بن حسین لؤلؤی سے انہوں نے حسن بن علی بن یوسف سے انہوں نے معاذ جوہری سے اور انہوں نے عمرو بن جُمیع سے روایت کی ہے۔

۱۹۴ اور جو کچھ اس میں مروان بن مسلم سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد رضی اللہ عنہ سے انہوں نے محمد ابن یحییٰ عطار سے انہوں نے محمد بن احمد بن یحییٰ سے انہوں نے سہل بن زیاد سے انہوں نے محمد بن حسین سے انہوں نے علی بن یعقوب ہاشمی سے اور انہوں نے مروان بن مسلم سے روایت کی ہے۔

۱۹۵ اور جو کچھ اس میں عاصم بن حمید سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد اور محمد بن حسن سے انہوں نے سعد بن عبداللہ سے انہوں نے ابراہیم بن ہاشم سے انہوں نے عبدالرّحمن بن ابی نجران سے اور انہوں نے عاصم بن حمید سے روایت کی ہے۔

۱۹۶ اور جو کچھ اس میں محمد بن عبدالجبّار سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد سے اور محمد بن حسن رضی اللہ عنہما سے انہوں نے سعد بن عبداللہ اور حمیری اور محمد بن یحییٰ عطّار اور احمد بن ادریس سے اور ان سب نے محمد بن عبدالجبّار سے روایت کی ہے اور وہ محمد بن ابو صہبان کہلاتے تھے۔

۱۹۷ اور جو کچھ اس میں یعقوب بن شعیب سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے محمد بن حسن رضی اللہ عنہ سے انہوں نے حسن بن متیل سے انہوں نے محمد بن حسین بن ابو خطّاب سے انہوں نے جعفر بن بشیر سے انہوں نے حمّاد بن عثمان سے اور انہوں نے یعقوب بن شعیب بن میثم اسدی سے روایت کی ہے اور وہ کوفی غلام تھے۔

۱۹۸ اور جو کچھ اس میں درست بن ابو منصور سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد رحمہ اللہ سے انہوں نے سعد بن عبداللہ سے انہوں نے احمد بن محمد بن عیسیٰ سے انہوں نے حسن بن علی وشّاء سے اور انہوں نے درست بن ابو منصور واسطی سے روایت کی ہے۔

۱۹۹ اور جو کچھ اس میں وہب بن وہب سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد اور محمد بن حسن رضی اللہ عنہما سے انہوں نے سعد بن عبداللہ سے انہوں نے احمد بن محمد بن خالد سے اور انہوں نے اپنے والد سے اور انہوں نے ابو بختری وہب بن وہب قاضی القرشی سے روایت کی ہے۔

۲۰۰ اور جو کچھ اس میں ابو خدیجہ سالم بن مکرم جمّال سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے محمد بن علی ماجیلویہ رحمہ اللہ سے انہوں نے اپنے چچا محمد بن ابو قاسم سے انہوں نے محمد بن علی کوفی سے انہوں نے عبدالرحمٰن بن ابو ہاشم سے اور انہوں نے ابو خدیجہ سالم بن مکرم جمال سے روایت کی ہے۔

۲۰۱ اور جو کچھ اس میں قاسم بن سلیمان سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے محمد بن حسن رحمہ اللہ سے انہوں نے محمد بن حسن صفار سے انہوں نے محمد بن عیسی بن عبید سے انہوں نے نضر بن سوید سے اور انہوں نے قاسم بن سلیمان سے روایت کی ہے۔

۲۰۲ اور جو کچھ اس میں زکریا بن مالک جعفی سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے حسین بن احمد بن ادریس رحمہ اللہ سے انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے محمد بن احمد سے انہوں نے علی بن اسماعیل سے انہوں نے صفوان بن یحییٰ سے انہوں نے عبداللہ بن مسکان سے انہوں نے ابو عبّاس فضل بن عبدالملک سے اور انہوں نے زکریا بن مالک جعفی سے روایت کی ہے۔

۲۰۳ اور جو کچھ اس میں ابراہیم بن محمد ہمدانی سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے احمد بن زیاد بن جعفر ہمدانی رضی اللہ عنہ سے ۔ انہوں نے علی بن ابراہیم بن ہاشم سے انہوں نے اپنے والد سے اور انہوں نے ابراہیم بن محمد ہمدانی سے روایت کی ہے۔

۲۰۴ اور جو کچھ اس میں مصادف سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے محمد بن موسیٰ بن متوکّل رحمہ اللہ سے انہوں نے عبداللہ بن جعفر حمیری سے انہوں نے احمد بن محمد بن عیسیٰ سے انہوں نے حسن بن محبوب سے انہوں نے علی بن رئاب سے اور انہوں نے مصادف سے روایت کی ہے۔

۲۰۵ اور جو کچھ اس میں مصعب بن یزید انصاری عامل امیرالمومنین علیہ السلام سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد اور محمد بن حسن رضی اللہ عنہما سے انہوں نے سعد بن عبداللہ سے انہوں نے احمد بن محمد بن عیسیٰ سے انہوں نے علی بن حکم سے انہوں نے ابراہیم بن عمران شیبانی سے انہوں نے یونس بن ابراہیم سے انہوں نے یحییٰ بن ابی اشعث کندی سے اور انہوں نے مصعب بن یزید انصاری سے روایت کی ہے ان کا کہنا ہے کہ "امیرالمومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام نے مجھے مدائن کی چار بستیوں پر عامل بنایا تھا" اور میں نے اس حدیث کا ذکر کیا ہے۔

۲۰۶ اور جو کچھ اس میں طلحہ بن زید سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد اور محمد بن حسن رضی اللہ عنہما سے انہوں نے سعد بن عبداللہ سے انہوں نے احمد بن محمد بن عیسیٰ سے انہوں نے محمد بن یحییٰ خزّاز اور محمد بن سنان سے اور ان دونوں نے طلحہ بن زید سے روایت کی ہے۔

۲۰۷ اور جو کچھ اس میں ابو ورد سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد رحمہ اللہ سے انہوں نے حمیری سے انہوں نے محمد بن حسن بن ابو خطاب سے انہوں نے حسن بن محبوب سے انہوں نے علی بن رئاب سے اور انہوں نے ابو ورد سے روایت کی ہے۔

۲۰۸ اور جو کچھ اس میں فضل بن ابو قرۃ سمندی سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد رحمہ اللہ سے انہوں نے علی بن حسین سعد آبادی سے انہوں نے احمد بن ابو عبداللہ برقی سے انہوں نے شریف بن سابق تفلیسی سے اور انہوں نے فضل بن ابو قرّہ سمندی سے روایت کی ہے۔

۲۰۹ اور جو کچھ اس میں وصّافی سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے محمد بن علی ماجیلویہ رضی اللہ عنہ سے انہوں نے محمد بن یحییٰ عطّار سے انہوں نے احمد بن محمد بن عیسیٰ سے انہوں نے ابن فضّال سے اور انہوں نے عبیداللہ بن ولید وصّافی سے روایت کی ہے۔

۲۱۰ اور جو کچھ اس میں ولید بن صبیح سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد رضی اللہ عنہ سے انہوں نے علی بن ابراہیم سے انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے حمّاد بن عیسیٰ سے انہوں نے حسین بن مختار سے اور انہوں نے ولید ابن صبیح سے روایت کی ہے۔

۲۱۱ اور جو کچھ اس میں زہری سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد رضی اللہ عنہ سے انہوں نے سعد بن عبداللہ سے انہوں نے قاسم بن محمد اصبہانی سے انہوں نے سلیمان بن داؤد منقری سے انہوں نے سفیان بن عینہ اور انہوں نے زہری سے روایت کی ہے ان کا نام محمد بن مسلم بن شہاب تھا اور انہوں نے حضرت علی بن حسین علیہما السلام سے روایت کی ہے۔

۲۱۲ اور جو کچھ اس میں حسن بن علی وشّاء سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے محمد بن حسن رضی اللہ عنہ سے انہوں نے محمد بن حسن صفّار سے انہوں نے احمد بن محمد بن عیسیٰ اور ابراہیم بن ہاشم سے اور ان دونوں نے حسن بن علی وشّاء سے روایت کی ہے۔ جو ابن بنت الیاس کے نام سے جانے جاتے تھے۔

۲۱۳ اور جو کچھ اس میں حسن بن راشد سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد رضی اللہ عنہ سے انہوں نے سعد بن عبداللہ اور احمد بن محمد بن عیسیٰ اور ابراہیم بن ہاشم سے اور ان سب نے قاسم بن یحییٰ سے انہوں نے اپنے دادا حسن بن راشد سے روایت کی ہے۔ اس کے علاوہ میں نے اس کی روایت کی ہے محمد بن علی ماجیلویہ رضی اللہ عنہ سے انہوں نے علی بن ابراہیم بن ہاشم سے انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے قاسم بن یحییٰ سے اور انہوں نے اپنے دادا حسن بن راشد سے روایت کی ہے۔

۲۱۴ اور جو کچھ اس میں ابان بن عثمان سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے محمد بن حسن رضی اللہ عنہ سے

انہوں نے محمد بن حسن صفّار سے انہوں نے یعقوب بن یزید، ایّوب بن نوح، ابراہیم بن ہاشم اور محمد بن عبدالجبّار سے اور ان سب نے محمد بن ابی عمیر اور صفوان بن یحییٰ سے اور انہوں نے ابان بن عثمان احمر سے روایت کی ہے۔

۲۱۵ اور جو کچھ اس میں عمرو بن خالد سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد رضی اللہ عنہ سے انہوں نے سعد بن عبداللہ سے انہوں نے ہیثم بن ابو مسروق نہدی سے انہوں نے حسین بن علوان سے اور انہوں نے عمرو بن خالد سے روایت کی ہے۔

۲۱۶ اور جو کچھ اس میں منصور بن یونس سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد رضی اللہ عنہ سے انہوں نے عبداللہ بن جعفر حمیری سے انہوں نے احمد بن محمد بن عیسیٰ سے انہوں نے علی بن حدید اور محمد بن اسماعیل بن بزیع سے اور ان دونوں نے منصور بن یونس بزرج سے روایت کی ہے۔

۲۱۷ اور جو کچھ اس میں محمد بن فیض تیمی سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد رضی اللہ عنہ سے انہوں نے احمد بن ادریس سے انہوں نے احمد بن ابو عبداللہ سے انہوں نے داؤد بن اسحاق حذّاء سے اور انہوں نے محمد بن فیض تیمی سے روایت کی ہے۔

۲۱۸ اور جو کچھ اس میں عبدالمومن بن قاسم انصاری کوفی سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد رحمہ اللہ سے۔ انہوں نے سعد بن عبداللہ سے انہوں نے محمد بن حسین بن ابو خطّاب سے انہوں نے حکم بن مسکین سے، انہوں نے ابی کہمس سے اور انہوں نے عبدالمومن بن قاسم انصاری، کوفی، عربی سے روایت کی ہے جو ابو مریم عبدالغفّار بن قاسم انصاری کے بھائی تھے۔

۲۱۹ اور جو کچھ اس میں ادریس بن ہلال سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے محمد بن علی ماجیلویہ رضی اللہ عنہ سے انہوں نے محمد بن یحییٰ عطّار سے انہوں نے محمد بن حسین بن ابو خطّاب سے انہوں نے محمد بن سنان سے اور انہوں نے ادریس بن ہلال سے روایت کی ہے۔

۲۲۰ اور جو کچھ اس میں قاسم بن عروہ سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد رضی اللہ عنہ سے انہوں نے عبداللہ بن جعفر حمیری سے انہوں نے ہارون بن مسلم بن سعدان سے اور انہوں نے قاسم بن عروہ سے روایت کی ہے۔

۲۲۱ اور جو کچھ اس میں محمد بن قیس سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد رحمہ اللہ سے انہوں نے سعد بن عبداللہ سے، انہوں نے ابراہیم بن ہاشم سے انہوں نے عبدالرّحمٰن بن ابی نجران سے انہوں نے عاصم بن حمید سے اور انہوں نے محمد بن قیس سے روایت کی ہے۔

۲۰۷ اور جو کچھ اس میں ابو ورد سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد رحمہ اللہ سے انہوں نے حمیری سے انہوں نے محمد بن حسن بن ابو خطاب سے انہوں نے حسن بن محبوب سے انہوں نے علی بن رئاب سے اور انہوں نے ابو ورد سے روایت کی ہے۔

۲۰۸ اور جو کچھ اس میں فضل بن ابو قرۃ سمندی سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد رحمہ اللہ سے انہوں نے علی بن حسین سعد آبادی سے انہوں نے احمد بن ابو عبداللہ برقی سے انہوں نے شریف بن سابق تفلیسی سے اور انہوں نے فضل بن ابو قرّہ سمندی سے روایت کی ہے۔

۲۰۹ اور جو کچھ اس میں وصّافی سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے محمد بن علی ماجیلویہ رضی اللہ عنہ سے انہوں نے محمد بن یحییٰ عطّار سے انہوں نے احمد بن محمد بن عیسیٰ سے انہوں نے ابن فضّال سے اور انہوں نے عبیداللہ بن ولید وصّافی سے روایت کی ہے۔

۲۱۰ اور جو کچھ اس میں ولید بن صبیح سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد رضی اللہ عنہ سے انہوں نے علی بن ابراہیم سے انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے حماد بن عیسیٰ سے انہوں نے حسین بن مختار سے اور انہوں نے ولید ابن صبیح سے روایت کی ہے۔

۲۱۱ اور جو کچھ اس میں زہری سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد رضی اللہ عنہ سے انہوں نے سعد بن عبداللہ سے انہوں نے قاسم بن محمد اصبہانی سے انہوں نے سلیمان بن داؤد منقری سے انہوں نے سفیان بن عینہ اور انہوں نے زہری سے روایت کی ہے ان کا نام محمد بن مسلم بن شہاب تھا اور انہوں نے حضرت علی بن حسین علیہما السلام سے روایت کی ہے۔

۲۱۲ اور جو کچھ اس میں حسن بن علی وشّاء سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے محمد بن حسن رضی اللہ عنہ سے انہوں نے محمد بن حسن صفّار سے انہوں نے احمد بن محمد بن عیسیٰ اور ابراہیم بن ہاشم سے اور ان دونوں نے حسن بن علی وشّاء سے روایت کی ہے۔ جو ابن بنت الیاس کے نام سے جانے جاتے تھے۔

۲۱۳ اور جو کچھ اس میں حسن بن راشد سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد رضی اللہ عنہ سے انہوں نے سعد بن عبداللہ اور احمد بن محمد بن عیسیٰ اور ابراہیم بن ہاشم سے اور ان سب نے قاسم بن یحییٰ سے انہوں نے اپنے دادا حسن بن راشد سے روایت کی ہے۔ اس کے علاوہ میں نے اس کی روایت کی ہے محمد بن علی ماجیلویہ رضی اللہ عنہ سے انہوں نے علی بن ابراہیم بن ہاشم سے انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے قاسم بن یحییٰ سے اور انہوں نے اپنے دادا حسن بن راشد سے روایت کی ہے۔

۲۱۴ اور جو کچھ اس میں ابان بن عثمان سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے محمد بن حسن رضی اللہ عنہ سے

۲۲۲ اور جو کچھ اس میں بشیر نبال سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے محمد بن علی ماجیلویہ رضی اللہ عنہ سے انہوں نے محمد بن یحییٰ عطّار سے انہوں نے ابراہیم بن ہاشم سے انہوں نے محمد بن سنان سے اور انہوں نے بشیر نبال سے روایت کی ہے۔

۲۲۳ اور جو کچھ اس میں عبدالکریم بن عمرو سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد اور محمد بن حسن رضی اللہ عنہما سے انہوں نے سعد بن عبداللہ سے انہوں نے احمد بن محمد بن عیسیٰ سے انہوں نے احمد بن محمد بن ابی نصر بزنطی سے انہوں نے عبدالکریم بن عمرو خثعمی سے روایت کی ہے جن کا لقب کرّام تھا۔ یعنی بہت زیادہ کرم کرنے والے۔

۲۲۴ اور جو کچھ اس میں عیسیٰ بن ابی منصور سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے محمد بن حسن رضی اللہ عنہ سے انہوں نے محمد بن حسن صفار سے انہوں نے محمد بن حسین بن ابی خطّاب سے انہوں نے جعفر بن بشیر سے انہوں نے حمّاد بن عثمان سے اور انہوں نے عیسیٰ بن ابی منصور سے روایت کی ہے ان کی کنیّت ابو صالح تھی اور وہ کوفی غلام تھے۔ نیز اسے روایت کیا ہے محمد بن حسن رضی اللہ عنہ سے انہوں نے محمد بن حسن صفّار سے انہوں نے یعقوب ابن یزید سے انہوں نے ابن ابی عمیر سے انہوں نے ابراہیم بن عبدالحمید سے انہوں نے عبداللہ بن سنان سے انہوں نے ابن ابی یعفور سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر تھا کہ عیسیٰ بن ابی منصور وہاں آئے تو امام علیہ السلام نے مجھ سے ارشاد فرمایا" اگر تم چاہتے ہو کہ دنیا اور آخرت کے بہترین فرد کو دیکھو تو انہیں دیکھو۔

۲۲۵ اور جو کچھ اس میں عمرو بن شمر سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے محمد بن موسیٰ بن متوکل رضی اللہ عنہ سے انہوں نے علی بن حسین سعد آبادی سے انہوں نے احمد بن ابی عبداللہ برقی سے انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے احمد بن نضر خزّاز سے اور انہوں نے عمرو بن شمر سے روایت کی ہے۔

۲۲۶ اور جو کچھ اس میں سلیمان بن عمرو سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے محمد بن حسن رضی اللہ عنہ سے انہوں نے محمد بن حسن صفّار سے انہوں نے احمد بن ابی عبداللہ برقی سے انہوں نے احمد بن علی سے انہوں نے عبداللہ بن جبلہ سے انہوں نے علی بن شجرہ سے اور انہوں نے سلیمان بن عمرو احمر سے روایت کی ہے۔

۲۲۷ اور جو کچھ اس میں عبدالملک بن عتبہ ہاشمی سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد رضی اللہ عنہ سے انہوں نے سعد بن عبداللہ سے انہوں نے محمد بن حسین بن ابی خطّاب سے انہوں نے حسن بن علی بن فضّال سے انہوں نے محمد بن ابی حمزہ سے اور انہوں نے عبدالملک بن عتبہ ہاشمی سے روایت کی ہے۔

۲۲۸ اور جو کچھ اس میں علی بن ابی حمزہ سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے محمد بن علی ماجیلویہ رضی اللہ عنہ سے انہوں نے محمد بن یحییٰ عطار سے انہوں نے محمد بن حسین بن ابی خطاب سے انہوں نے احمد بن محمد بن ابی نصر بزنطی سے اور انہوں نے علی بن ابی حمزہ سے روایت کی ہے۔

۲۲۹ اور جو کچھ اس میں یحییٰ بن ابی علاء سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے محمد بن حسن رضی اللہ عنہ سے انہوں نے حسین بن حسن بن ابان سے انہوں نے حسین بن سعید سے انہوں نے فضالہ بن ایوب سے انہوں نے ابان بن عثمان سے اور انہوں یحییٰ بن ابی علاء سے روایت کی ہے۔

۲۳۰ اور جو کچھ اس میں محمد بن حکیم سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد رحمہ اللہ سے انہوں نے عبداللہ بن جعفر حمیری سے انہوں نے احمد بن ابی عبداللہ سے انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے حماد بن عیسیٰ سے انہوں نے حریز سے اور انہوں نے محمد بن حکیم سے روایت کی ہے۔ نیز میں نے اسے روایت کیا ہے محمد بن حسن رحمہ اللہ سے انہوں نے محمد بن حسن صفار سے انہوں نے یعقوب بن یزید سے انہوں نے محمد بن ابی عمیر سے اور انہوں نے محمد بن حکیم سے روایت کی ہے۔

۲۳۱ اور جو کچھ اس میں علی بن حکم سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد رضی اللہ عنہ سے انہوں نے سعد بن عبداللہ سے انہوں نے احمد بن محمد بن عیسیٰ سے اور انہوں نے علی بن حکم سے روایت کی ہے۔

۲۳۲ اور جو کچھ اس میں علی بن سوید سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد اور محمد بن حسن رضی اللہ عنہما سے انہوں نے سعد بن عبداللہ اور عبداللہ بن جعفر حمیری سے ان دونوں نے علی بن حکم سے اور انہوں نے علی بن سوید سے روایت کی ہے۔

۲۳۳ اور جو کچھ اس میں ادریس بن زید اور علی بن ادریس سے ہے یہ دونوں امام رضا علیہ السلام کے صحابی تھے تو اسے میں نے روایت کیا ہے محمد بن علی ماجیلویہ رضی اللہ عنہ سے انہوں نے علی بن ابراہیم بن ہاشم سے انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے ادریس بن زید اور علی بن ادریس سے اور ان دونوں نے حضرت امام رضا علیہ السلام سے روایت کی ہے۔

۲۳۴ اور جو کچھ اس میں محمد بن حمران سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد رضی اللہ عنہ سے انہوں نے علی بن ابراہیم سے انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے محمد بن ابی عمیر سے اور انہوں نے محمد بن حمران سے روایت کی ہے۔ اس کے علاوہ میں نے اسے روایت کیا ہے محمد بن حسن رحمہ اللہ سے انہوں نے محمد بن حسن صفار سے انہوں نے ایوب بن نوح اور ابراہیم بن ہاشم سے اور ان دونوں نے صفوان بن یحییٰ اور ابن ابی عمیر سے اور ان دونوں نے محمد بن حمران سے روایت کی ہے۔

۲۳۵ اور جو کچھ اس میں سعید نقاش سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے محمد بن موسیٰ بن متوکل رضی اللہ عنہ سے انہوں نے علی بن حسین سعد آبادی سے انہوں نے احمد بن ابی عبداللہ برقی سے انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے محمد بن سنان سے اور انہوں نے سعید نقاش سے روایت کی ہے۔

۲۳۶ اور جو کچھ اس میں قاسم بن یحییٰ سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد اور محمد بن حسن رضی اللہ عنہما سے انہوں نے سعد بن عبداللہ اور حمیری سے اور ان دونوں نے احمد بن محمد بن عیسیٰ اور ابراہیم بن ہاشم سے اور ان دونوں نے قاسم بن یحییٰ سے روایت کی ہے۔

۲۳۷ اور جو کچھ اس میں حسین بن سعید سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے محمد بن حسن رضی اللہ عنہ سے انہوں نے حسین بن حسن بن ابان سے اور انہوں نے حسین بن سعید سے روایت کی ہے نیز میں نے اسے روایت کیا ہے اپنے والد رحمہ اللہ سے انہوں نے سعد بن عبداللہ سے انہوں نے احمد بن محمد بن عیسی سے اور انہوں نے حسین بن سعید سے روایت کی ہے۔

۲۳۸ اور جو کچھ اس میں غیاث بن ابراہیم سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد رضی اللہ عنہ سے انہوں نے سعد بن عبداللہ سے انہوں نے احمد بن محمد بن عیسیٰ سے انہوں نے محمد بن اسماعیل بن بزیع اور محمد بن یحییٰ خزاز سے اور انہوں نے غیاث بن ابراہیم سے روایت کی ہے۔

۲۳۹ اور جو کچھ اس میں علی بن محمد نوفلی سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے محمد بن علی ماجیلویہ رضی اللہ عنہ سے انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے احمد بن محمد بن خالد سے انہوں نے اپنے والد سے اور انہوں نے علی بن محمد نوفلی سے روایت کی ہے۔

۲۴۰ اور جو کچھ اس میں عبداللہ بن لطیف تفلیسی سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے جعفر بن محمد بن مسرور رضی اللہ عنہ سے انہوں نے حسین بن محمد بن عامر سے انہوں نے اپنے چچا عبداللہ بن عامر سے انہوں نے محمد بن ابی عمیر سے اور انہوں نے عبداللہ بن لطیف تفلیسی سے روایت کی ہے۔

۲۴۱ اور جو کچھ اس میں ابن ابی نجران سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد رضی اللہ عنہ سے انہوں نے سعد بن عبداللہ سے انہوں نے احمد بن محمد بن عیسیٰ سے اور انہوں نے عبدالرحمٰن بن ابی نجران سے روایت کی ہے۔

۲۴۲ اور جو کچھ اس میں محمد بن قاسم بن فضیل بصری صحابی امام رضا علیہ السلام سے ہے تو اسے میں نے حسین بن ابراہیم رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے اور انہوں نے علی بن ابراہیم سے انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے عمرو بن عثمان سے اور انہوں نے محمد بن قاسم بن فضیل بصری سے روایت کی ہے۔

۲۴۳ اور جو کچھ اس میں سیف بن عمیرہ نخعی سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے محمد بن حسن رضی اللہ عنہ سے اور انہوں نے محمد بن حسن صفار سے انہوں نے احمد بن محمد بن عیسیٰ سے انہوں نے علی بن سیف سے انہوں نے اپنے بھائی حسین بن سیف سے اور انہوں نے اپنے والد سیف بن عمیرہ نخعی سے روایت کی ہے۔

۲۴۴ اور جو کچھ اس میں محمد بن عیسیٰ سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد رضی اللہ عنہ سے انہوں نے سعد بن عبداللہ سے اور انہوں نے محمد بن عیسیٰ بن عبیدالیقطینی سے روایت کی ہے۔ نیز میں نے اسے روایت کیا ہے محمد بن حسن رضی اللہ عنہ سے انہوں نے محمد بن حسن صفّار سے اور انہوں نے محمد بن عیسیٰ بن عبیدالیقطینی سے روایت کی ہے۔

۲۴۵ اور جو کچھ اس میں محمد بن مسعود عیاشی سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے مظفر بن جعفر بن مظفر علوی رضی اللہ عنہ سے انہوں نے جعفر بن محمد بن مسعود سے اور انہوں نے اپنے والد ابی نصر محمد ابن مسعود عیاشی رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔

۲۴۶ اور جو کچھ اس میں میمون بن مہران سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے احمد بن محمد بن یحییٰ عطّار رضی اللہ عنہ سے انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے جعفر بن محمد بن مالک سے انہوں نے ابو یحییٰ اہوازی سے انہوں نے محمد بن جمہور سے انہوں نے حسین بن مختار سے جو کفن فروخت کرتے تھے اور انہوں نے میمون بن مہران سے روایت کی ہے۔

۲۴۷ اور جو کچھ اس میں محمد بن عمران عجلی سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے محمد بن علی ماجیلویہ رضی اللہ عنہ سے انہوں نے اپنے چچا محمد بن ابوقاسم سے انہوں نے احمد بن ابو عبداللہ سے انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے محمد بن ابو عمیر سے اور انہوں نے محمد بن عمران عجلی سے روایت کی ہے۔

۲۴۸ اور جو کچھ اس میں عیسیٰ بن عبداللہ ہاشمی سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے محمد بن موسیٰ بن متوکّل رضی اللہ عنہ سے انہوں نے محمد بن یحییٰ عطّار سے انہوں نے محمد بن حسین بن ابی خطّاب سے انہوں نے محمد بن عبداللہ سے اور انہوں نے عیسیٰ بن عبداللہ بن علی بن عمر بن علی بن حسین بن علی بن ابی طالب علیہم السلام سے روایت کی ہے۔

۲۴۹ اور جو کچھ اس میں ابو ہمام اسماعیل بن ہمّام سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد رضی اللہ عنہ سے انہوں نے سعد بن عبداللہ اور عبداللہ بن جعفر حمیری سے ان دونوں نے احمد بن محمد بن عیسیٰ اور ابراہیم بن ہاشم سے اور ان دونوں نے ابو ہمّام اسماعیل بن ہمّام سے روایت کی ہے۔

۲۵۰ اور جو کچھ اس میں عیسیٰ بن یونس سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے احمد بن محمد بن زیاد بن جعفر ہمدانی رضی اللہ عنہ سے انہوں نے علی بن ابراہیم سے انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے محمد بن سنان سے انہوں نے حماد بن عثمان سے اور انہوں نے عیسیٰ بن یونس سے روایت کی ہے۔

۲۵۱ اور جو کچھ اس میں حذیفہ بن منصور سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد رضی اللہ عنہ سے انہوں نے سعد بن عبداللہ سے انہوں نے احمد بن محمد بن عیسیٰ سے انہوں نے محمد بن سنان سے اور انہوں نے حذیفہ بن منصور سے روایت کی ہے۔

۲۵۲ اور جو کچھ اس میں داؤد رقّی سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے حسین بن احمد بن ادریس رضی اللہ عنہ سے انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے محمد بن احمد بن عبداللہ بن احمد رازی سے انہوں نے حریز ابن سنان سے انہوں نے اسماعیل بن مہران سے انہوں نے زکریا بن آدم سے اور انہوں نے داؤد بن کثیر رقّی سے روایت کی ہے۔ اور امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ میرے نزدیک داؤد رقّی کی وہی منزلت ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نزدیک مقداد کی تھی۔

۲۵۳ اور جو کچھ اس میں اسحاق بن برید سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے محمد بن موسیٰ بن متوکل رضی اللہ عنہ سے انہوں نے علی بن حسین سعد آبادی سے انہوں نے احمد بن ابی عبداللہ برقی سے انہوں نے احمد بن محمد بن ابی نصر بزنطی سے انہوں نے مثنّیٰ بن ولید سے اور انہوں نے اسحاق بن برید سے روایت کی ہے۔

۲۵۴ اور جو کچھ اس میں ابراہیم بن عمر سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد رضی اللہ عنہ سے انہوں نے سعد بن عبداللہ سے انہوں نے یعقوب بن یزید سے انہوں نے حماد بن عیسیٰ سے اور انہوں نے ابراہیم بن عمر یمانی سے روایت کی ہے۔

۲۵۵ اور جو کچھ اس میں حسن بن علی بن فضّال سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد رضی اللہ عنہ سے انہوں نے سعد بن عبداللہ سے انہوں نے احمد بن محمد بن عیسیٰ سے اور انہوں نے حسن بن علی بن فضّال سے روایت کی ہے۔

۲۵۶ اور جو کچھ اس میں نضر بن سوید سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے محمد بن حسن رضی اللہ عنہ سے انہوں نے محمد بن حسن صفّار سے انہوں نے محمد بن عیسیٰ بن عبید سے اور انہوں نے نضر بن سوید سے روایت کی ہے۔

۲۵۷ اور جو کچھ اس میں شہاب بن عبد ربّہ سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد رضی اللہ عنہ سے انہوں نے سعد بن عبداللہ سے انہوں نے احمد بن محمد بن عیسیٰ سے انہوں نے حسن بن محبوب سے او

انہوں نے شہاب بن عبد ربّہ سے روایت کی ہے۔

۲۵۸ اور جو کچھ اس میں حسن صیقل سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے محمد بن موسیٰ بن متوکل رضی اللہ عنہ سے انہوں نے علی بن حسین سعد آبادی سے انہوں نے احمد بن ابی عبداللہ برقی سے انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے یونس بن عبدالرحمن سے اور انہوں نے حسن بن زیاد صیقل کوفی سے روایت کی ہے جن کی کنیت ابو ولید تھی اور وہ غلام تھے۔

۲۵۹ اور جو کچھ اس میں عمرو بن ابی مقدام سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے محمد بن حسن رضی اللہ عنہ سے انہوں نے محمد بن حسن صفّار سے انہوں نے محمد بن حسین بن ابی خطّاب سے اور انہوں نے حکم ابن مسکین سے روایت کی ہے جن کا کہنا ہے کہ بیان کیا مجھ سے عمرو بن ابی مقدام نے۔ اور ابی مقدام کا نام ثابت بن ہرمز تھا اور وہ لوہار تھے۔

۲۶۰ اور جو کچھ اس میں ابراہیم بن ابو یحییٰ مدائنی سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے محمد بن حسن رضی اللہ عنہ سے انہوں نے محمد بن حسن صفّار سے انہوں نے محمد بن عبدالجبّار سے انہوں نے حسن بن علی بن فضّال سے انہوں نے ظریف بن ناصح سے اور انہوں نے ابراہیم بن ابو یحییٰ مدائنی سے روایت کی ہے۔

۲۶۱ اور جو کچھ اس میں عبدالملک بن اعین سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے محمد بن علی ماجیلویہ رضی اللہ عنہ سے انہوں نے اپنے چچا محمد بن ابو قاسم سے انہوں نے احمد بن ابو عبداللہ سے انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے یونس بن عبدالرحمٰن سے اور انہوں نے عبدالملک بن اعین سے روایت کی ہے جن کی کنیّت ابو ضریس تھی اور امام جعفر صادق علیہ السلام اپنے اصحاب کے ساتھ مدینہ میں ان کی قبر پر تشریف لائے تھے۔

۲۶۲ اور جو کچھ اس میں علی بن اسباط سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے محمد بن حسن رضی اللہ عنہ سے انہوں نے محمد بن حسن صفّار سے انہوں نے محمد بن حسین بن ابی خطّاب سے اور انہوں نے علی بن اسباط سے روایت کی ہے۔

۲۶۳ اور جو کچھ اس میں ابی ربیع شامی سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد رضی اللہ عنہ سے انہوں نے سعد بن عبداللہ سے انہوں نے محمد بن حسین بن ابی خطّاب سے انہوں نے حکم بن مسکین سے، انہوں نے حسن بن رباط سے اور انہوں نے ابی ربیع شامی سے روایت کی ہے۔

۲۶۴ اور جو کچھ اس میں عمّار بن مروان کلبی سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے محمد بن موسیٰ بن متوکّل رضی اللہ عنہ سے۔ انہوں نے عبداللہ بن جعفر حمیری سے انہوں نے محمد بن حسین بن ابی خطّاب سے انہوں نے حسن بن محبوب سے انہوں نے ابوایوب خرّاز سے اور انہوں نے عمّار بن مروان سے روایت کی ہے۔

۲۶۵ اور جو کچھ اس میں بکر بن صالح سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد رضی اللہ عنہ سے انہوں نے علی بن ابراہیم بن ہاشم سے انہوں نے اپنے والد اور انہوں نے بکر بن صالح رازی سے روایت کی ہے۔

۲۶۶ اور جو کچھ اس میں ایّوب بن اعین سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد رضی اللہ عنہ سے انہوں نے سعد بن عبداللہ سے انہوں نے محمد بن حسین بن ابی خطاب سے انہوں نے حکم بن مسکین سے اور انہوں نے ایّوب بن اعین سے روایت کی ہے۔

۲۶۷ اور جو کچھ اس میں مُنذِر بن جنیفر سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد رضی اللہ عنہ سے انہوں نے محمد ابن یحییٰ عطّار سے انہوں نے ابراہیم بن ہاشم سے انہوں نے عبداللہ بن مغیرہ سے اور انہوں نے منذر بن جیفر سے روایت کی ہے۔

۲۶۸ اور جو کچھ اس میں عبداللہ بن میمون سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد اور محمد بن حسن رضی اللہ عنھما سے انہوں نے سعد بن عبداللہ سے انہوں نے ابراہیم بن ہاشم سے اور انہوں نے عبداللہ بن میمون سے روایت کی ہے۔

نیز روایت کیا ہے میں نے اپنے والد اور محمد بن موسیٰ بن متوکّل اور محمد بن علی ماجیلویہ رضی اللہ عنھم سے انہوں نے علی بن ابراہیم سے انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے عبداللہ بن میمون سے روایت کی ہے۔

۲۶۹ اور جو کچھ اس میں جعفر بن قاسم سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد اور محمد بن حسن رضی اللہ عنہما سے انہوں نے سعد بن عبداللہ اور محمد بن یحییٰ اور احمد بن ادریس سے اور ان سب نے احمد بن ابی عبداللہ سے انہوں نے اپنے والد سے اور انہوں نے جعفر بن قاسم سے روایت کی ہے۔

۲۷۰ اور جو کچھ اس میں منصور صیقل سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد رضی اللہ عنہ سے انہوں نے سعد بن عبداللہ سے انہوں نے محمد بن عبدالجبّار سے انہوں نے ابو محمد ذھلی سے انہوں نے ابراہیم بن خالد عطّار سے انہوں نے محمد بن منصور صیقل سے اور انہوں نے اپنے والد منصور صیقل سے روایت کی ہے۔

۲۷۱ اور جو کچھ اس میں علی بن میسرہ سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد رضی اللہ عنہ سے انہوں نے سعد بن عبداللہ سے انہوں نے محمد بن عیسیٰ سے انہوں نے حسن بن علی وشّاء سے اور انہوں نے علی بن میسرہ سے روایت کی ہے۔

۲۷۲ اور جو کچھ اس میں محمد بن قاسم استرآبادی سے ہے تو میں نے ان سے براہ راست روایت کی ہے۔

۲۷۳ اور جو کچھ اس میں حماد نوّا۔ سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے محمد بن علی ماجیلویہ رضی اللہ عنہ سے انہوں نے اپنے چچا محمد بن ابو قاسم سے انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے محمد بن خالد برقی سے انہوں نے محمد بن سنان سے انہوں نے ابن مسکان سے اور انہوں نے حماد نوّا۔ سے روایت کی ہے۔

۲۷۴ اور جو کچھ اس میں خالد بن ابی علاء خفّاف (چمڑے کے موزے بنانے والے) سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے محمد بن حسن رضی اللہ عنہ سے انہوں نے محمد بن حسن صفّار سے انہوں نے یعقوب بن یزید سے انہوں نے محمد بن ابی عمیر سے اور انہوں نے خالد بن ابی علاء خفاف سے روایت کی ہے۔

۲۷۵ اور جو کچھ اس میں کاہلی سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد رضی اللہ عنہ سے انہوں نے سعد بن عبداللہ سے انہوں نے احمد بن محمد بن عیسیٰ سے، انہوں نے احمد بن محمد بن ابی نصر بزنطی سے اور انہوں نے عبداللہ ابن یحییٰ کاہلی سے روایت کی ہے۔

۲۷٦ اور جو کچھ اس میں اسماعیل بن فضل سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے جعفر بن محمد بن مسرور رضی اللہ عنہ سے انہوں نے حسین بن محمد بن عامر سے انہوں نے اپنے چچا عبداللہ بن عامر سے انہوں نے محمد بن ابی عمیر سے انہوں نے عبدالرحمٰن بن محمد سے انہوں نے فضل بن اسماعیل بن فضل سے انہوں نے اپنے والد اسماعیل بن فضل ہاشمی سے روایت کی ہے۔

۲۷۷ اور جو کچھ اس میں ابو حسن نہدی سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد رضی اللہ عنہ سے انہوں نے سعد بن عبداللہ سے انہوں نے احمد بن محمد بن عیسی سے انہوں نے حسن بن علی وشّاء سے اور انہوں نے ابو حسن نہدی سے روایت کی ہے۔

۲۷۸ اور جو کچھ اس میں عمران حلبی سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد رضی اللہ عنہ سے انہوں نے سعد بن عبداللہ سے انہوں نے محمد بن حسین بن ابی خطّاب سے انہوں نے جعفر بن بشیر سے انہوں نے حمّاد بن عثمان سے اور انہوں نے عمران حلبی سے روایت کی ہے جن کی کنیّت ابو فضل تھی۔

۲۷۹ اور جو کچھ اس میں حسن بن ہارون سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے محمد بن حسن رضی اللہ عنہ سے انہوں نے محمد بن حسن صفّار سے انہوں نے احمد بن محمد بن عیسیٰ سے انہوں نے احمد بن محمد بن ابی نصر بزنطی سے انہوں نے عبدالکریم بن عمرو سے اور انہوں نے حسن بن ہارون سے روایت کی ہے۔

۲۸۰ اور جو کچھ اس میں ابراہیم بن سفیان سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے محمد بن علی ماجیلویہ رضی اللہ عنہ سے انہوں نے اپنے چچا محمد بن ابو قاسم سے انہوں نے محمد بن علی کوفی سے انہوں نے محمد بن سنان سے اور انہوں نے ابراہیم بن سفیان سے روایت کی ہے۔

۲۸۱ اور جو کچھ اس میں حسین بن سالم سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد رضی اللہ عنہ سے انہوں نے سعد بن عبداللہ سے انہوں نے محمد بن حسین بن ابی خطّاب سے انہوں نے عبداللہ بن جبلہ سے انہوں نے ابی عبداللہ خراسانی سے اور انہوں نے حسین بن سالم سے روایت کی ہے۔

۲۸۲ اور جو کچھ اس میں یوسف طاطری سے ہے تو اسے میں نے اپنے والد رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے سعد بن عبداللہ سے انہوں نے ابراہیم بن ہاشم سے انہوں نے محمد بن سنان سے اور انہوں نے یوسف بن ابراہیم طاطری سے روایت کی ہے۔

۲۸۳ اور جو کچھ اس میں فضالہ بن ایّوب سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد رحمہ اللہ سے انہوں نے سعد بن عبداللہ سے انہوں نے احمد بن محمد بن عیسیٰ سے انہوں نے حسین بن سعید سے اور انہوں نے فضالہ بن ایّوب سے روایت کی ہے۔ نیز میں نے اسے روایت کیا ہے محمد بن حسن رضی اللہ عنہ سے انہوں نے حسین بن حسن بن ابان سے انہوں نے حسین بن سعید سے اور انہوں نے فضالہ بن ایّوب سے روایت کی ہے۔

۲۸۴ اور جو کچھ اس میں یحییٰ بن ازرق سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد رضی اللہ عنہ سے انہوں نے علی بن ابراہیم بن ہاشم سے انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے محمد بن ابی عمیر سے انہوں نے ابان بن عثمان سے اور انہوں نے یحییٰ ابن حسّان ازرق سے روایت کی ہے۔

۲۸۵ اور جو کچھ اس میں علی بن نعمان سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد اور محمد بن حسن رضی اللہ عنہما سے انہوں نے سعد بن عبداللہ سے انہوں نے احمد بن محمد بن عیسیٰ اور ابراہیم بن ہاشم سے اور ان دونوں نے علی بن نعمان سے روایت کی ہے۔

۲۸۶ اور جو کچھ اس میں احمد بن محمد بن مطہّر صحابی ابی محمد علیہ السلام سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد اور محمد بن حسن رضی اللہ عنہما سے انہوں نے سعد عبداللہ اور عبداللہ بن جعفر حمیری سے اور ان دونوں نے احمد بن محمد بن مطہّر صحابی حضرت ابی محمد علیہ السلام سے روایت کی ہے۔

۲۸۷ اور جو کچھ اس میں ابو عبداللہ خراسانی سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد رضی اللہ عنہ سے انہوں نے سعد بن عبداللہ سے انہوں نے ابراہیم بن ہاشم سے اور انہوں نے ابو عبداللہ خراسانی سے روایت کی ہے۔

۲۸۸ او جو کچھ اس میں حارث، غالیچوں کے تاجر، سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے محمد بن علی ماجیلویہ رضی اللہ عنہ سے انہوں نے علی بن ابراہیم بن ہاشم سے انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے محمد بن سنان سے اور

انہوں نے حارث سے جو غالیچوں کی تجارت کرتے تھے روایت کی ہے۔

۲۸۹ اور جو کچھ اس میں عمرو بن سعید ساباطی سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے احمد بن محمد بن یحییٰ عطّار رضی اللہ عنہ سے انہوں نے سعد بن عبداللہ سے انہوں نے احمد بن حسن بن علی بن فضّال سے اور انہوں نے عمرو بن سعید ساباطی سے روایت کی ہے۔

۲۹۰ اور جو کچھ اس میں علی بن محمد حصینی سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے محمد بن علی ماجیلویہ رضی اللہ عنہ سے انہوں نے اپنے چچا محمد بن ابو قاسم سے انہوں نے محمد بن علی کوفی سے انہوں نے محمد بن سنان سے اور انہوں نے علی بن محمد حصینی سے روایت کی ہے۔

۲۹۱ اور جو کچھ اس میں سوید قلاّء سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے محمد بن حسن رحمہ اللہ سے انہوں نے محمد بن حسن صفّار اور حسن بن متیل سے انہوں نے محمد بن حسین بن ابی خطّاب سے انہوں نے علی بن نعمان سے اور انہوں نے سوید قلاّء سے روایت کی ہے۔

۲۹۲ اور جو کچھ اس میں مثنیٰ بن عبد السلام سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے محمد بن حسن رضی اللہ عنہ سے انہوں نے محمد بن حسن صفّار سے انہوں نے معاویہ بن حکیم سے انہوں نے عبداللہ بن مغیرہ سے اور انہوں نے مثنیٰ بن عبدالسلام سے روایت کی ہے۔

۲۹۳ اور جو کچھ اس میں جعفر بن ناجیہ سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے محمد بن حسن رضی اللہ عنہ سے انہوں نے حسن بن متیل دقّاق (آٹا بیچنے والے) سے انہوں نے محمد بن حسین بن ابی خطّاب سے انہوں نے جعفر بن بشیر بجلی سے اور انہوں نے جعفر بن ناجیہ سے روایت کی ہے۔

۲۹۴ اور جو کچھ اس میں ذریح محاربی سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد رضی اللہ عنہ سے انہوں نے علی بن ابراہیم سے انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے محمد بن ابی عمیر سے اور انہوں نے ذریح بن یزید بن محمد محاربی سے روایت کی ہے۔

نیز میں نے اسے روایت کیا ہے اپنے والد رضی اللہ عنہ سے انہوں نے علی بن ابراہیم سے انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے حسن بن محبوب سے انہوں نے صالح بن رزین سے اور انہوں نے ذریح سے روایت کی ہے۔

۲۹۵ اور جو کچھ اس میں کلیب اسدی سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد رضی اللہ عنہ سے انہوں نے سعد بن عبداللہ سے انہوں نے احمد بن محمد بن عیسیٰ سے انہوں نے محمد بن خالد سے انہوں نے فضالہ بن ایّوب سے اور انہوں نے کلیب بن معاویہ اسدی صیداوی سے روایت کی ہے۔

۲۹۶ اور جو کچھ اس میں عبداللہ بن جعفر حمیری سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد اور محمد بن حسن اور محمد بن موسیٰ بن متوکّل رضی اللہ عنہم سے اور انہوں نے عبداللہ بن جعفر بن جامع حمیری سے روایت کی ہے۔

۲۹۷ اور جو کچھ اس میں محمد بن عثمان عمری سے قدس اللہ روحہ سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد اور محمد بن حسن اور محمد بن موسیٰ بن متوکّل رضی اللہ عنہم سے انہوں نے عبداللہ بن جعفر حمیری سے اور انہوں نے محمد بن عثمان عمری (قدس اللہ روحہ) سے روایت کی ہے۔

۲۹۸ اور جو کچھ اس میں صالح بن عقبہ سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے محمد بن موسیٰ بن متوکّل رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے علی بن حسین سعد آبادی سے انہوں نے احمد بن محمد بن خالد سے انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے محمد بن سنان اور یونس بن عبدالرّحمن سے اور ان دونوں نے صالح بن عقبہ بن قیس بن سمعان بن ابی ربیحہ سے روایت کی ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے غلام تھے۔

۲۹۹ اور جو کچھ اس میں حسین بن محمد قمی سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے محمد بن علی ماجیلویہ رضی اللہ عنہ سے انہوں نے علی بن ابراہیم بن ہاشم سے انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے حسین بن محمد قمی سے اور انہوں نے حضرت امام رضا علیہ السلام سے روایت کی ہے۔

۳۰۰ اور جو کچھ اس میں حسین بن زید سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے محمد بن علی ماجیلویہ رضی اللہ عنہ سے انہوں نے محمد بن یحییٰ عطّار سے انہوں نے ایّوب بن نوح سے انہوں نے محمد بن بی عمیر سے اور انہوں نے حسین بن زید بن علی بن حسین بن علی بن ابی طالب علیہم السلام سے روایت کی ہے۔

۳۰۱ اور جو کچھ اس میں نعمان بن سعد صحابیِ امیرالمومنین علیہ السلام سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے محمد بن موسیٰ بن متوکّل رضی اللہ عنہ سے انہوں نے علی بن حسین سعد آبادی سے انہوں نے احمد بن ابی عبداللہ برقی سے انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے محمد بن سنان سے انہوں نے ثابت بن ابی صفیّہ سے انہوں نے سعید بن جبیر سے اور انہوں نے نعمان بن سعد سے روایت کی ہے۔

۳۰۲ اور جو کچھ اس میں حمدان دیوانی سے ہے تو اسے روایت کیا ہے میں نے احمد بن زیاد بن جعفر ہمدانی رضی اللہ عنہ سے انہوں نے علی بن ابراہیم بن ہاشم سے انہوں نے اپنے والد سے اور انہوں نے حمدان دیوانی سے روایت کی ہے۔

۳۰۳ اور جو کچھ اس میں حمزہ بن حمران سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے محمد بن حسن رضی اللہ عنہ سے انہوں نے محمد بن حسن صفّار سے انہوں نے یعقوب بن یزید سے انہوں نے محمد بن ابی عمیر سے اور انہوں

نے حمزہ بن حمران بن اعین سے روایت کی ہے جو بنی شیبان کوفی کے غلام تھے۔

۳۰۴ اور جو کچھ اس میں محمد بن اسماعیل برکی سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے علی بن احمد بن موسیٰ اور محمد بن احمد سنانی اور حسین بن ابراہیم بن احمد بن ہشام (کتابت کی تعلیم دینے والے) رضی اللہ عنہم سے انہوں نے محمد بن ابی عبداللہ کوفی سے اور انہوں نے محمد بن اسماعیل برکی سے روایت کی ہے۔

۳۰۵ اور جو کچھ اس میں اسماعیل بن فضل سے ذکرِ حقوق از علی بن حسین سید العابدین علیہما السلام کے بارے میں ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے علی بن احمد بن موسیٰ رضی اللہ عنہ سے ان کا کہنا ہے کہ بیان کیا ہم سے محمد بن جعفر کوفی اسدی نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا ہم سے محمد بن اسماعیل برکی نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا ہم سے عبداللہ بن احمد نے ان کا کہنا ہے کہ بیان کیا ہم سے اسماعیل بن فضل نے انہوں نے ثابت بن دینار ثمالی سے اور انہوں نے سید العابدین علی بن حسین بن علی بن ابی طالب علیہم السلام سے روایت کی ہے۔

۳۰۶ اور جو کچھ اس میں امیرالمومنین علیہ السلام کی وصیت کے بارے میں ہے جو آپ علیہ اسلام نے اپنے صاحبزادے محمد بن حنفیہ رضی اللہ عنہ سے کی تھی تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد رضی اللہ عنہ سے انہوں نے علی بن ابراہیم بن ہاشم سے انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے حمّاد بن عیسیٰ سے انہوں نے اس سے جس سے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ذکر کیا اور ان اسناد میں اکثر لوگوں نے غلطی کی ہے کہ حمّاد بن عیسیٰ کی جگہ حمّاد بن عثمان کو لیا ہے جبکہ ابراہیم بن ہاشم نے حمّاد بن عثمان سے ملاقات نہیں کی تھی بلکہ انہوں نے حمّاد بن عیسیٰ سے ملاقات کی تھی اور انہی سے روایت کی ہے۔

۳۰۷ اور جو کچھ اس میں عطاء بن سائب سے ہے تو میں نے اسے روایت کیا ہے حسین بن احمد بن ادریس رضی اللہ عنہ سے انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے محمد بن ابی صہبان سے انہوں نے ابی احمد محمد بن زیاد ازدی سے انہوں نے ابان احمر سے اور انہوں نے عطا بن سائب سے روایت کی ہے۔

۳۰۸ اور جو کچھ اس میں احمد بن عائذ سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد رضی اللہ عنہ سے انہوں نے سعد بن عبداللہ سے انہوں نے احمد بن محمد بن عیسیٰ سے انہوں حسن بن علی وشّاء سے اور انہوں نے احمد بن عائذ سے روایت کی ہے۔

۳۰۹ اور جو کچھ اس میں ابراہیم بن محمد ثقفی سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد رضی اللہ عنہ سے انہوں نے عبداللہ بن حسین مؤدِب سے انہوں نے احمد بن علی اصبہانی سے اور انہوں نے ابراہیم بن محمد ثقفی سے روایت کی ہے۔ نیز میں نے اسے روایت کیا ہے محمد بن حسن رضی اللہ عنہ سے انہوں نے احمد

بن علویہ اصبہانی سے اور انہوں نے ابراہیم بن محمد ثقفی سے روایت کی ہے۔

۳۱۰ اور جو کچھ اس میں عمرو بن ثابت سے ہے جنہیں عمرو بن ابی مقدام بھی کہا جاتا ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے محمد ابن حسن رضی اللہ عنہ سے انہوں نے محمد بن حسن صفار اور حسن بن متیل اور ان دونوں نے محمد بن حسین بن ابی خطاب سے انہوں نے حکم بن مسکین سے اور انہوں نے عمرو بن ثابت ابی مقدام سے روایت کی ہے۔

۳۱۱ اور جو کچھ اس میں علاء بن سیابہ سے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد رضی اللہ عنہ سے انہوں نے سعد بن عبداللہ سے انہوں نے احمد بن محمد بن عیسیٰ سے انہوں نے حسن بن علی وشّاء سے انہوں نے ابان بن عثمان سے اور انہوں نے علاء بن سیابہ سے روایت کی ہے۔

۳۱۲ اور جو کچھ اس میں عبداللہ بن حکم سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے حسین بن احمد بن ادریس رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے محمد بن احمد بن یحییٰ سے انہوں نے سہل بن زیاد آدمی سے انہوں نے جریری سے جن کا نام سفیان تھا، انہوں نے ابی عمران ارمنی سے اور انہوں نے عبداللہ بن حکم سے روایت کی ہے۔ نیز میں نے اسے روایت کیا ہے اپنے والد اور محمد بن حسن رضی اللہ عنہما سے انہوں نے احمد بن ادریس سے انہوں نے محمد بن حسّان سے انہوں نے ابی عمران موسیٰ بن زنجویہ ارمنی سے اور انہوں نے عبداللہ بن حکم سے روایت کی ہے۔

۳۱۳ اور جو کچھ اس میں علی بن احمد بن اشیم سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے محمد بن علی ماجیلویہ رضی اللہ عنہ سے انہوں نے اپنے چچا محمد بن ابی قاسم سے انہوں نے احمد بن محمد بن خالد سے اور انہوں نے علی بن احمد بن اشیم سے روایت کی ہے۔

۳۱۴ اور جو کچھ اس میں علی بن مطر سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے احمد بن زیاد بن جعفر ہمدانی رضی اللہ عنہ سے انہوں نے علی بن ابراہیم بن ہاشم سے انہوں نے اپنے والد سے، انہوں نے محمد بن سنان سے اور انہوں نے علی بن مطر سے روایت کی ہے۔

۳۱۵ اور جو کچھ اس میں یاسین ضریر سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد اور محمد بن حسن رضی اللہ عنہما سے ان کا ارشاد ہے کہ بیان کیا ہم سے سعد بن عبداللہ اور عبداللہ بن جعفر حمیری نے، ان دونوں نے روایت کی محمد بن عیسیٰ بن عبید سے اور انہوں نے یاسین ضریر بصری سے روایت کی ہے۔

۳۱۶ اور جو کچھ اس میں علی بن عزاب سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد اور محمد بن حسن رضی اللہ عنہما سے انہوں نے احمد بن ادریس سے انہوں نے محمد بن حسّان سے انہوں نے ادریس بن حسن سے اور

انہوں نے علی بن عزاب سے روایت کی ہے جو ابن ابی مغیرہ ازدی کہلاتے تھے۔

۳۱۷ اور جو کچھ اس میں قاسم بن برید سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے محمد بن موسیٰ بن متوکل رضی اللہ عنہ سے انہوں نے علی بن حسین سعد آبادی سے ، انہوں نے احمد بن محمد بن خالد سے انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے محمد بن سنان سے اور انہوں نے قاسم بن برید بن معاویہ عجلی سے روایت کی ہے۔

۳۱۸ اور جو کچھ اس میں احمد بن ہلال سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد اور محمد بن حسن رضی اللہ عنہما سے انہوں نے سعد بن عبداللہ سے اور انہوں نے احمد بن ہلال سے روایت کی ہے۔

۳۱۹ اور جو کچھ اس میں ابوہاشم جعفری سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے محمد بن موسیٰ بن متوکل رضی اللہ عنہ سے انہوں نے علی بن حسین سعد آبادی سے انہوں نے احمد بن ابی عبداللہ برقی سے انہوں نے ابوہاشم جعفری سے روایت کی ہے۔

۳۲۰ اور جو کچھ اس میں علی بن عبدالعزیز سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد رضی اللہ عنہ سے انہوں نے سعد بن عبداللہ سے انہوں نے احمد بن ابوعبداللہ برقی سے انہوں نے اپنے والد سے ، انہوں نے حمزہ بن عبداللہ سے انہوں نے اسحاق بن عمّار سے اور انہوں نے علی بن عبدالعزیز سے روایت کی ہے۔

۳۲۱ اور جو کچھ اس میں محمد بن عذافر سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد اور محمد بن حسن رضی اللہ عنہما سے انہوں نے سعد بن عبداللہ اور حمیری سے ان دونوں نے محمد بن حسین بن ابی خطّاب سے انہوں نے محمد بن اسماعیل بن بزیع سے اور انہوں نے محمد بن عذافر صیرفی سے روایت کی ہے۔

۳۲۲ اور جو کچھ اس میں سدیر صیرفی سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد رضی اللہ عنہ سے انہوں سعد بن عبداللہ سے انہوں نے محمد بن حسین بن ابی خطّاب سے انہوں نے حکم بن مسکین سے انہوں نے عمرو بن ابی نصر انماطی سے اور انہوں نے سدیر بن حکیم بن صہیب صیرفی سے روایت کی ہے جن کی کنیّت ابو فضل تھی۔

۳۲۳ اور جو کچھ اس میں ایّوب بن حر سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے محمد بن حسن رضی اللہ عنہ سے انہوں نے محمد بن حسن صفّار سے انہوں نے احمد بن ابی عبداللہ برقی سے انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے نضر بن سوید سے انہوں نے یحییٰ حلبی سے اور انہوں نے ایّوب بن حر جعفی کوفی سے روایت کی ہے جو ادیم بن حر کے بھائی تھے اور غلام تھے۔

۳۲۴ اور جو کچھ اس میں حسن بن علی بن ابی حمزہ سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے محمد بن علی ماجیلویہ رضی اللہ عنہ سے انہوں نے اپنے چچا محمد بن ابی قاسم سے انہوں نے محمد بن علی صیرفی سے انہوں نے اسماعیل

بن مہران سے اور انہوں نے حسن بن علی بن ابی حمزہ بطائنی سے روایت کی ہے۔

۳۲۵ اور جو کچھ اس میں فضل بن ابی قرۃ سمندی کوفی سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے محمد بن موسیٰ بن متوکل رضی اللہ عنہ سے انہوں نے علی بن حسین سعد آبادی سے انہوں نے احمد بن ابی عبداللہ برقی سے انہوں نے شریف بن سابق تفلیسی سے اور انہوں نے فضل بن ابی قرۃ سمندی کوفی سے روایت کی ہے۔

۳۲۶ اور جو کچھ اس میں عبدالحمید بن عوّاض طائی سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد رضی اللہ عنہ سے انہوں نے محمد بن یحییٰ عطار سے انہوں نے محمد بن احمد سے انہوں نے عمران بن موسیٰ سے انہوں نے حسن بن علی بن نعمان سے انہوں نے اپنے والد سے اور انہوں نے عبدالحمید بن عوّاض طائی سے روایت کی ہے۔

۳۲۷ اور جو کچھ اس میں عبدالصمد بن بشیر سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے محمد بن حسن رضی اللہ عنہ سے انہوں نے حسن بن متیل دقاق سے انہوں نے محمد بن حسین بن ابی خطّاب سے، انہوں نے جعفر ابن بشیر سے اور انہوں نے عبدالصمد بن بشیر کوفی سے روایت کی ہے۔

۳۲۸ اور جو کچھ اس میں عبداللہ بن محمد جعفی سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد رضی اللہ عنہ سے انہوں نے سعد بن عبداللہ سے انہوں نے محمد بن حسین بن ابی خطّاب سے انہوں نے جعفر بن بشیر سے اور انہوں نے عبداللہ بن محمد جعفی سے روایت کی ہے۔

۳۲۹ اور جو کچھ اس میں میثمی سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے محمد بن حسن رضی اللہ عنہ سے انہوں نے محمد بن حسن صفار سے انہوں نے یعقوب بن یزید سے انہوں نے محمد بن حسن بن زیاد سے اور انہوں نے احمد ابن الحسن میثمی سے روایت کی ہے (جن کا پورا نام احمد ابن الحسن بن اسماعیل بن شعیب بن میثم تمار کوفی تھا)

۳۳۰ اور جو کچھ اس میں ابی ثمامہ سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے محمد بن علی ماجیلویہ اور محمد بن موسیٰ بن متوکل اور حسین بن ابراہیم رضی اللہ عنہم سے انہوں نے علی بن ابراہیم بن ہاشم سے انہوں نے اپنے والد سے اور انہوں نے ابو جعفر ثانی امام محمد تقی جواد علیہ السلام کے صحابی ابی ثمامہ سے روایت کی ہے۔

۳۳۱ اور جو کچھ اس میں اسماعیل بن ابی فدیک سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے حسین بن احمد بن ادریس رضی اللہ عنہ سے انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے ابراہیم بن ہاشم سے انہوں نے محمد بن سنان سے انہوں نے مفضّل ابن عمر سے اور انہوں نے اسماعیل بن ابی فدیک سے روایت کی ہے۔

۳۳۲ اور جو کچھ اس میں صباح بن سیابہ سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے محمد بن حسن رضی اللہ عنہ سے

انہوں نے محمد بن حسن صفّار سے انہوں نے محمد بن حسین بن ابی خطّاب سے انہوں نے جعفر بن بشیر بجلی سے انہوں نے حمّاد بن عثمان سے اور انہوں نے صباح بن سیابہ سے روایت کی ہے جو عبدالرحمن بن سیابہ کوفی کے بھائی تھے۔

۳۳۳ اور جو کچھ اس میں ابراہیم بن ہاشم سے ہے تو اسے میں نے اپنے والد اور محمد بن حسن رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے انہوں نے سعد بن عبداللہ اور عبداللہ بن جعفر حمیری سے اور ان دونوں نے ابراہیم بن ہاشم سے روایت کی ہے۔ نیز میں نے اسے روایت کیا ہے محمد بن موسیٰ بن متوکّل رضی اللہ عنہ سے انہوں نے علی بن ابراہیم سے اور انہوں نے اپنے والد ابراہیم بن ہاشم سے روایت کی ہے۔

۳۳۴ اور جو کچھ اس میں روح بن عبدالرّحیم سے ہے اسے میں نے روایت کیا ہے جعفر بن علی بن حسن ابن علی بن عبداللہ بن مغیرہ کوفی سے انہوں نے اپنے دادا حسن بن علی کوفی سے انہوں نے حسن بن علی بن فضّال سے انہوں نے غالب بن عثمان سے اور انہوں نے روح بن عبدالرّحیم سے روایت کی ہے۔

۳۳۵ اور جو کچھ اس میں عبداللہ بن حمّاد انصاری سے ہے ہو تو اسے میں نے روایت کیا ہے محمد بن موسیٰ بن متوکّل رضی اللہ عنہ سے انہوں نے علی بن حسین سعد آبادی سے انہوں نے احمد بن ابی عبداللہ برقی سے انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے محمد بن سنان سے اور انہوں نے عبداللہ بن حمّاد انصاری سے روایت کی ہے۔

۳۳۶ اور جو کچھ اس میں سعید بن یسار سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے محمد بن حسن رضی اللہ عنہ سے انہوں نے محمد بن حسن صفّار سے انہوں نے احمد بن محمد بن عیسیٰ سے انہوں نے احمد بن محمد بن ابی نصر بزنطی سے انہوں نے مفضّل سے اور انہوں نے سعید بن یسار عجلی اعرج سے روایت کی ہے جو کوفہ کے گیہوں فروش تھے۔

۳۳۷ اور جو کچھ اس میں بشّار بن یسار سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے حسین بن احمد بن ادریس رضی اللہ عنہ سے انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے محمد بن ابی صہبان سے انہوں نے محمد بن سنان سے اور انہوں نے بشّار بن یسار سے روایت کی ہے۔

۳۳۸ اور جو کچھ اس میں محمد بن عمرو بن ابی مقدام سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے احمد بن زیاد بن جعفر ہمدانی رضی اللہ عنہ سے انہوں نے علی بن ابراہیم سے انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے محمد بن سنان سے اور انہوں نے محمد بن عمرو بن ابی مقدام سے روایت کی ہے۔

۳۳۹ اور جو کچھ اس میں عبدالملک بن عمرو سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد رضی اللہ عنہ سے

انہوں نے سعد بن عبداللہ سے انہوں نے محمد بن حسین بن ابی خطاب سے انہوں نے حکم بن مسکین سے اورانہوں نے عبدالملک بن عمرو احول کوفی سے روایت کی ہے جو عرب تھے۔

۳۴۰ اور جو کچھ اس میں یوسف بن یعقوب سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد رحمہ اللہ سے انہوں نے سعد بن عبداللہ سے انہوں نے محمد بن عیسیٰ بن عبید سے انہوں نے محمد بن سنان سے اور انہوں نے یوسف بن یعقوب سے روایت کی ہے جو یونس بن یعقوب کے بھائی تھے اور دونوں بڑے سردار تھے۔

۳۴۱ اور جو کچھ اس میں محمد بن علی بن محبوب سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد اور محمد بن حسن اور محمد بن موسیٰ بن متوکل اور احمد بن محمد بن یحییٰ عطّار اور محمد بن علی ماجیلویہ رضی اللہ عنہم سے انہوں نے محمد بن یحییٰ عطّار سے اور انہوں نے محمد بن علی بن محبوب سے روایت کی ہے۔ نیز میں نے اسے روایت کیا ہے اپنے والد اور حسین بن احمد بن ادریس رضی اللہ عنہما سے انہوں نے احمد بن ادریس سے اور انہوں نے محمد بن علی بن محبوب سے روایت کی ہے۔

۳۴۲ اور جو کچھ اس میں محمد بن سنان سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے محمد بن علی ماجیلویہ رضی اللہ عنہ سے انہوں نے اپنے چچا محمد بن ابی قاسم سے انہوں نے محمد بن علی کوفی سے اور انہوں نے محمد بن سنان سے روایت کی ہے۔ نیز میں نے اسے روایت کیا ہے اپنے والد رضی اللہ عنہ سے انہوں نے علی بن ابراہیم سے انہوں نے اپنے والد سے اور انہوں نے محمد بن سنان سے روایت کی ہے۔

۳۴۳ اور جو کچھ اس میں محمد بن ولید کرمانی سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے احمد بن زیاد بن جعفر ہمدانی رضی اللہ عنہ سے انہوں نے علی بن ابراہیم بن ہاشم سے اور انہوں نے محمد بن ولید کرمانی سے روایت کی ہے۔

۳۴۴ اور جو کچھ اس میں محمد بن منصور سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے محمد بن علی ماجیلویہ رضی اللہ عنہ سے انہوں نے محمد بن یحییٰ عطّار سے انہوں نے محمد بن ابی صہبان سے انہوں نے محمد بن سنان سے اور انہوں نے محمد بن منصور سے روایت کی ہے۔

۳۴۵ اور جو کچھ اس میں عبداللہ بن قاسم سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے حسین بن احمد بن ادریس رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے اپنے والد سے، انہوں نے محمد بن احمد بن یحییٰ سے جن کا بیان ہے کہ بیان کیا ہم سے ابو عبداللہ رازی نے انہوں نے عبداللہ بن احمد بن محمد بن خشنام اصبہانی سے روایت کی اور انہوں نے عبداللہ بن قاسم سے روایت کی ہے۔

۳۴۶ اور جو کچھ اس میں عبداللہ بن جبلہ سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد اور محمد بن حسن اور محمد

بن موسیٰ بن متوکل رضی اللہ عنہم سے انہوں نے عبداللہ بن جعفر حمیری سے انہوں نے محمد بن عبدالجبار سے اور انہوں نے عبداللہ بن جبلہ سے روایت کی ہے۔

۳۴۷ اور جو کچھ اس میں محمد بن عبداللہ بن مہران سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے محمد بن موسیٰ بن متوکل رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے علی بن حسین سعدآبادی سے انہوں نے احمد بن ابی عبداللہ برقی سے اور انہوں نے محمد بن عبداللہ بن مہران سے روایت کی ہے۔

۳۴۸ اور جو کچھ اس میں محمد بن فیض سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے جعفر بن محمد بن مسرور رضی اللہ عنہ سے انہوں نے حسین بن محمد بن عامر سے انہوں نے اپنے چچا عبداللہ بن عامر سے انہوں نے ابن ابی عمیر سے اور انہوں نے محمد بن فیض سے روایت کی ہے۔

۳۴۹ اور جو کچھ اس میں ثعلبہ بن میمون سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد اور محمد بن حسن اور محمد بن موسیٰ بن متوکل رضی اللہ عنہم سے انہوں نے عبداللہ بن جعفر حمیری سے انہوں نے محمد بن حسین بن ابی خطاب سے انہوں نے عبداللہ بن محمد بن حجّال اسدی سے اور انہوں نے ابو اسحاق ثعلبہ بن میمون سے روایت کی ہے۔ نیز میں نے اسے روایت کیا ہے انہی بزرگواروں سے انہوں نے حمیری سے انہوں نے عبداللہ بن محمد بن عیسیٰ سے انہوں نے حجّال سے اور انہوں نے ثعلبہ سے روایت کی ہے۔

۳۵۰ اور جو کچھ اس میں عباس بن عامر قصبانی سے ہے تو اسے میں نے اپنے والد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے اور انہوں نے علی بن حسن بن علی کوفی سے انہوں نے اپنے والد سے اور انہوں نے عباس بن عامر قصبانی سے روایت کی ہے۔ نیز میں نے اسے روایت کیا ہے جعفر بن علی بن حسن بن علی کوفی سے انہوں نے اپنے دادا حسن بن علی سے اور انہوں نے عباس ابن عامر قصبانی سے روایت کی ہے۔

۳۵۱ اور جو کچھ اس میں رومی بن زرارہ سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے جعفر بن محمد بن مسرور رضی اللہ عنہ سے انہوں نے حسین بن محمد بن عامر سے انہوں نے اپنے چچا عبداللہ بن عامر سے انہوں نے محمد بن ابی عمیر سے اور انہوں نے رومی بن زرارہ سے روایت کی ہے۔

۳۵۲ اور جو کچھ اس میں داؤد بن اسحاق سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے محمد بن علی ماجیلویہ رضی اللہ عنہ سے انہوں نے اپنے چچا محمد بن ابی قاسم سے انہوں نے احمد بن ابی عبداللہ سے انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے محمد بن سنان سے اور انہوں نے داؤد بن اسحاق سے روایت کی ہے۔

۳۵۳ اور جو کچھ اس میں بکار بن کردم سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے محمد بن حسن رحمہ اللہ سے انہوں نے محمد بن حسن صفار سے انہوں نے احمد بن محمد بن عیسیٰ سے انہوں نے محمد بن سنان سے اور انہوں نے

بکارؒ بن کردم سے روایت کی ہے۔

۳۵۴ اور جو کچھ اس میں مختلف مقامات پر حضرت امیرالمومنین علیہ السلام کے فیصلوں کے متعلق ہے تو اسے میں نے اپنے والد اور محمد بن حسن رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے انہوں نے سعد بن عبداللہ سے انہوں نے ابراہیم بن ہاشم سے انہوں نے عبدالرحمٰن ابن ابی نجران سے انہوں نے عاصم بن حمید سے انہوں نے محمد بن قیس سے اور انہوں نے ابی جعفر حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے۔

۳۵۵ اور جو کچھ اس میں ادریس بن عبداللہ قمی سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد رحمہ اللہ سے انہوں نے سعد بن عبداللہ سے انہوں نے محمد بن حسین بن ابی خطاب سے انہوں نے جعفر بن بشیر سے انہوں نے حمّاد بن عثمان سے اور انہوں نے ادریس بن عبداللہ بن سعد اشعری قمی سے روایت کی ہے۔

۳۵۶ اور جو کچھ اس میں سلمہ بن خطّاب سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد اور محمد بن حسن رضی اللہ عنہما سے انہوں نے سعد بن عبداللہ سے اور انہوں نے سلمہ بن خطاب براوستانی سے روایت کی ہے۔

۳۵۷ اور جو کچھ اس میں ادریس بن زید سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے احمد بن علی بن زیاد رضی اللہ عنہ سے انہوں نے علی بن ابراہیم سے انہوں نے اپنے والد سے اور انہوں نے ادریس بن زید قمی سے روایت کی ہے۔

۳۵۸ اور جو کچھ اس میں محمد بن سہل سے ہے تو اسے میں نے اپنے والد اور محمد بن حسن رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے سعد بن عبداللہ سے انہوں نے احمد بن محمد بن عیسیٰ سے اور انہوں نے محمد بن سہل بن لیسع اشعری سے روایت کی ہے۔

۳۵۹ اور جو کچھ اس میں جعفر بن عثمان سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد رضی اللہ عنہ سے انہوں نے علی بن موسیٰ کنذانی سے انہوں نے احمد بن محمد بن عیسیٰ سے انہوں نے حسین بن سعید سے انہوں نے محمد بن ابی عمیر سے انہوں نے ابو جعفر شامی سے اور انہوں نے جعفر بن عثمان سے روایت کی ہے۔

۳۶۰ اور جو کچھ اس میں عثمان بن زیاد سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے عبدالواحد بن محمد بن عبدوس عطّار نیشاپوری سے انہوں نے علی بن محمد بن قتیبہ سے انہوں نے حمدان بن سلیمان سے انہوں نے محمد بن حسین سے انہوں نے عثمان بن عیسیٰ سے انہوں نے عبدالصمد بن بشیر سے اور انہوں نے عثمان بن زیاد سے روایت کی ہے۔

۳۶۱ اور جو کچھ اس میں امیہ بن عمرو سے ہے کہ انہوں نے روایت کی ہے شعیری سے تو میں نے اسے روایت کیا ہے احمد بن محمد بن یحییٰ عطّار رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے سعد بن عبداللہ سے انہوں نے احمد بن ہلال

سے انہوں نے امیہ بن عمرو سے اور انہوں نے اسماعیل بن مسلم شعیری سے روایت کی ہے۔

۳۶۲ اور جو کچھ اس میں منہال قصّاب سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد رضی اللہ عنہ سے انہوں نے محمد بن یحییٰ عطّار سے انہوں نے احمد بن محمد بن عیسیٰ سے انہوں نے حسن بن محبوب سے اور انہوں نے منہال قصّاب سے روایت کی ہے۔

۳۶۳ اور جو کچھ اس میں مسعدہ بن زیاد سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد اور محمد بن حسن رضی اللہ عنہما سے انہوں نے سعد بن عبداللہ اور حمیری اور ان دونوں نے ہارون بن مسلم سے اور انہوں نے مسعدہ ابن زیاد سے روایت کی ہے۔

۳۶۴ اور جو کچھ اس میں داؤد بن ابی یزید سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے سعد بن عبداللہ سے انہوں نے احمد بن محمد بن عیسیٰ سے انہوں نے عبّاس بن معروف سے انہوں نے ابی محمد حجّال سے اور انہوں نے داؤد بن ابی یزید سے روایت کی ہے۔

۳۶۵ اور جو کچھ اس میں ثویر بن ابی فاختہ سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد اور محمد بن حسن رضی اللہ عنہما سے انہوں نے سعد بن عبداللہ سے، انہوں نے ہثیم بن ابی مسروق نہدی سے انہوں نے حسن بن محبوب سے انہوں نے مالک بن عطیّہ سے اور انہوں نے ثویر بن ابی فاختہ سے روایت کی ہے اور ابی فاختہ کا نام سعید بن علاقہ تھا۔

۳۶۶ اور جو کچھ اس میں عیسیٰ بن اعین سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد رضی اللہ عنہ سے انہوں نے محمد بن احمد بن علی بن صلت سے انہوں نے ابی طالب عبداللہ بن صلت سے انہوں نے عبداللہ بن مغیرہ سے اور انہوں نے عیسیٰ ابن اعین سے روایت کی ہے۔

۳۶۷ اور جو کچھ اس میں محمد بن حسّان سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد اور محمد بن حسن اور حسین بن احمد بن ادریس رضی اللہ عنہم سے انہوں نے احمد بن ادریس سے اور انہوں نے محمد بن حسّان سے روایت کی ہے۔

۳۶۸ اور جو کچھ اس میں احمد بن محمد بن عیسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد اور محمد بن حسن رضی اللہ عنہما سے انہوں نے سعد بن عبداللہ اور عبداللہ بن جعفر حمیری سے اور ان دونوں نے احمد بن محمد بن عیسیٰ اشعری سے روایت کی ہے۔

۳۶۹ اور جو کچھ اس میں عمر بن ابی شعبہ سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے محمد بن علی ماجیلویہ رضی اللہ عنہ

سے، انہوں نے محمد بن یحییٰ سے، انہوں نے محمد بن حسین بن ابی خطاب سے انہوں نے جعفر بن بشیر سے انہوں نے حماد بن عثمان سے اور انہوں نے عمر بن ابی شعبہ حلبی سے روایت کی ہے۔

۳۷۰ اور جو کچھ اس میں عمر بن قیس بن ماصر سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد اور محمد بن حسن رحمہما اللہ سے انہوں نے سعد بن عبداللہ سے انہوں نے احمد بن ابی عبداللہ برقی سے انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے محمد بن سنان وغیرہ سے اور انہوں نے عمر بن قیس ماصر سے روایت کی ہے۔

۳۷۱ اور جو کچھ اس میں ابی سعید خدری سے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حضرت علی علیہ السلام کی وصیت کے بارے میں ہے جس کے شروع میں ہے کہ "یا علی جب دلہن تمہارے مکان میں داخل ہو" تو اسے میں نے روایت کیا ہے محمد بن ابراہیم بن اسحاق طالقانی رضی اللہ عنہ سے انہوں نے ابو سعید حسن بن علی عدوی سے انہوں نے یوسف بن یحییٰ اصبہانی ابو یعقوب سے انہوں نے ابو علی اسماعیل بن حاتم سے جن کا بیان ہے کہ بیان کیا ہم سے ابو جعفر احمد بن صالح بن سعید مکی نے کہ بیان کیا ہم سے عمرو بن حفص نے انہوں نے اسحاق بن نجیح سے انہوں نے حصیف سے انہوں نے مجاہد سے اور انہوں نے ابو سعید خدری سے جن کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وصیت کی حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام کو اور فرمایا "یا علی جب دلہن تمہارے گھر میں داخل ہو" اور یہ حدیث طوالت کے ساتھ اس کتاب میں درج ہے۔

۳۷۲ اور جو کچھ اس میں علی بن حسّان سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے محمد بن حسن رضی اللہ عنہ سے انہوں نے محمد بن حسن صفّار سے اور انہوں نے علی بن حسّان واسطی سے روایت کی ہے۔ نیز میں نے اسے روایت کیا ہے اپنے والد رضی اللہ عنہ سے انہوں نے سعد بن عبداللہ سے انہوں نے حسن بن موسیٰ خشّاب سے اور انہوں نے علی بن حسّان واسطی سے روایت کی ہے۔

۳۷۳ اور جو کچھ اس میں اسماعیل بن مہران سے کلام حضرت فاطمہ علیہا السلام کے بارے میں ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے محمد بن موسیٰ بن متوکّل رضی اللہ عنہ سے انہوں نے علی بن حسین سعد آبادی سے انہوں نے احمد بن محمد بن خالد برقی سے انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے اسماعیل بن مہران سے انہوں نے احمد بن محمد خزاعی سے انہوں نے محمد بن جابر سے انہوں نے عبّاد عامری سے انہوں نے حضرت زینب بنت امیرالمومنین علیہما السلام سے اور انہوں نے حضرت فاطمہ علیہا السلام سے روایت کی ہے۔

۳۷۴ اور جو کچھ اس میں شعیب بن واقد سے ممانعت کے بارے میں ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے حمزہ بن محمد بن احمد ابن جعفر بن محمد بن زید بن علی بن حسین بن علی بن ابی طالب علیہم السلام سے ان کا بیان

ہے کہ ہم سے بیان کیا ابو عبداللہ عبدالعزیز بن محمد بن عیسیٰ ابہری نے کہ بیان کیا مجھ سے ابو عبداللہ محمد بن ذکریا جوہری غلابی بصری نے ان کا بیان ہے کہ بیان کیا ہم سے شعیب بن واقد نے کہ بیان کیا ہم سے حسین بن زید نے انہوں نے حضرت صادق جعفر بن محمد سے انہوں نے اپنے والد گرامی سے انہوں نے اپنے آباء کرام سے اور انہوں نے حضرت امیرالمومنین علی ابن ابی طالب علیہم السلام سے روایت کی ہے آپ علیہ السلام کا ارشاد ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے جنابت کی حالت میں کھانے سے منع کیا اور فرمایا کہ یہ وراثت میں فقر کا باعث ہوتا ہے اور یہ طویل حدیث ہے جو اس کتاب میں موجود ہے۔

۲۷۵ اور جو کچھ اس میں علی بن اسماعیل میثمی سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد رضی اللہ عنہ سے انہوں نے سعد بن عبداللہ سے انہوں نے محمد بن حسین بن ابی خطّاب سے انہوں نے صفوان بن یحییٰ سے اور انہوں نے علی بن اسماعیل میثمی سے روایت کی ہے۔

۲۷۶ اور جو کچھ اس میں یعقوب بن یزید سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد اور محمد بن حسن رضی اللہ عنہما سے انہوں نے سعد بن عبداللہ اور عبداللہ بن جعفر حمیری اور محمد بن یحییٰ عطّار اور احمد بن ادریس رضی اللہ عنہم سے اور انہوں نے یعقوب بن یزید سے روایت کی ہے۔

۲۷۷ اور جو کچھ اس میں حسن بن علی بن نعمان سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد اور محمد بن حسن رضی اللہ عنہما سے انہوں نے سعد بن عبداللہ سے اور انہوں نے حسن بن علی بن نعمان سے روایت کی ہے۔

۲۷۸ اور جو کچھ اس میں عبدالحمید سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے محمد بن علی ماجیلویہ رضی اللہ عنہ سے انہوں نے اپنے چچا محمد بن ابو قاسم سے انہوں نے محمد بن علی قرشی سے انہوں نے اسماعیل بن بشّار سے انہوں نے احمد بن حبیب سے انہوں نے حکم خیّاط سے اور انہوں نے عبدالحمید ازدی سے روایت کی ہے۔

۲۷۹ اور جو کچھ اس میں سلمٰے بن تمام صحابیِ امیرالمومنین علیہ السلام سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد رضی اللہ عنہ سے انہوں نے سعد بن عبداللہ سے انہوں نے محمد بن حسین بن ابی خطّاب سے اور انہوں نے سلمہ بن تمام سے روایت کی ہے (علی اکبر غفاری کا کہنا ہے کہ یہاں سلسلہ روایت میں غلطی ہوئی ہے کیوں کہ محمد بن حسین بن ابی خطّاب اور سلمہ بن تمام میں زمانی طور پر بہت فاصلہ ہے اور ان کا ایک دوسرے سے روایت کرنا ناممکن ہے)

۳۸۰ اور جو کچھ اس میں محمد بن اسلم جبلی سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے محمد بن حسن رضی اللہ عنہ سے انہوں نے حسن بن متیل سے انہوں نے محمد بن حسان رازی سے انہوں نے محمد بن زید رزامی خادم امام رضا علیہ السلام اور انہوں نے محمد بن اسلم جبلی سے روایت کی ہے۔ نیز میں نے اسے روایت کیا ہے اپنے

والد رضی اللہ عنہ سے انہوں نے سعد بن عبداللہ سے انہوں نے محمد بن حسین بن ابی خطّاب سے اور انہوں نے محمد بن اسلم جبلی سے روایت کی ہے۔

۳۸۱ اور جو کچھ اس میں محمد بن یعقوب کلینی رحمہ اللہ علیہ سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے محمد بن عصام کلینی اور علی بن احمد بن موسیٰ اور محمد بن احمد سنانی رضی اللہ عنہم سے اور انہوں نے محمد بن یعقوب کلینی سے روایت کی ہے۔

۳۸۲ اور جو کچھ اس میں محمد بن حسین بن ابی خطّاب سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد اور محمد بن حسن رضی اللہ عنہما سے انہوں نے سعد بن عبداللہ اور حمیری اور محمد بن یحییٰ اور احمد بن ادریس سے اور ان سب نے محمد بن حسین بن ابی خطّاب زیّات سے روایت کی ہے جن کا نام ابی خطّاب زید تھا۔

۳۸۳ اور جو کچھ اس میں عبّاس بن معروف سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے محمد بن حسن رضی اللہ عنہ سے انہوں نے محمد بن حسن صفّار سے اور انہوں نے عبّاس بن معروف سے روایت کی ہے۔ نیز میں نے اسے روایت کیا ہے اپنے والد رحمہ اللہ سے انہوں نے سعد بن عبداللہ سے انہوں نے احمد بن محمد بن عیسیٰ اور احمد بن ابو عبداللہ برقی سے اور ان دونوں نے عبّاس بن معروف سے روایت کی ہے۔

۳۸۴ اور جو کچھ اس میں معاویہ بن حکیم سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد اور محمد بن حسن رضی اللہ عنہما سے انہوں نے سعد بن عبداللہ سے اور انہوں نے معاویہ بن حکیم سے روایت کی ہے۔ نیز میں نے اسے روایت کیا ہے محمد بن حسن رضی اللہ عنہ سے انہوں نے محمد بن حسن صفّار سے اور انہوں نے معاویہ بن حکیم سے روایت کی ہے۔

۳۸۵ اور جو کچھ اس میں ابی جوزاء سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد اور محمد بن حسن رضی اللہ عنہما سے انہوں نے سعد بن عبداللہ سے اور انہوں نے ابی جوزاء منبہ بن عبداللہ سے روایت کی ہے۔ نیز میں نے اسے روایت کیا ہے محمد بن حسن رضی اللہ عنہ سے انہوں نے محمد بن حسن صفّار سے اور انہوں نے ابی جوزاء سے روایت کی ہے۔

۳۸۶ اور جو کچھ اس میں حمدان بن حسین سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے علی بن حاتم اجازہ سے ان کا بیان ہے کہ "ہمیں خبر دی قاسم بن محمد نے "کہ" بیان کیا ہم سے حمدان بن حسین نے "

۳۸۷ اور جو کچھ اس میں حمّاد بن عمرو اور انس بن محمد سے نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی امیرالمومنین علیہ السلام سے وصیت کے بارے میں ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے محمد بن علی الشّاہ سے ان کا کہنا ہے کہ بیان کیا ہم سے ابو حامد احمد بن محمد بن احمد بن حسین نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا ہم سے ابو یزید احمد بن خالد

خالدی نے ان کا کہنا ہے کہ بیان کیا ہم سے محمد بن احمد بن صالح تمیمی نے ان کا کہنا ہے کہ ہمیں خبر دی میرے والد احمد بن صالح تمیمی نے ان کا کہنا ہے کہ ہمیں خبر دی محمد بن حاتم قطّان نے انہوں نے روایت کی حمّاد بن عمرو سے انہوں نے حضرت جعفر بن محمد علیہ السلام سے انہوں نے اپنے والد گرامی سے انہوں نے اپنے دادا سے اور انہوں نے علی ابن ابی طالب علیہم السلام سے روایت کی۔ اس کے علاوہ میں نے اسے روایت کیا ہے محمد بن علی الشاہ سے ان کا کہنا ہے کہ بیان کیا ہم سے ابو حامد نے انہوں نے کہا کہ ہمیں خبر دی ابو یزید نے انہوں نے کہا کہ ہمیں خبر دی محمد بن احمد بن صالح تمیمی نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا ہم سے میرے والد نے ان کا کہنا ہے کہ مجھ سے بیان کیا انس بن محمد ابو مالک نے انہوں نے روایت کی اپنے والد سے انہوں نے حضرت جعفر بن محمد سے انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے اپنے دادا سے اور انہوں نے علی ابن ابی طالب علیہم السلام سے اور انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کی کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آنجناب علیہ السلام سے فرمایا "اے علی (علیہ السلام) میں تم سے وصیت کرتا ہوں اس کی حفاظت کرو۔ اور یہ طویل حدیث ہے۔

۳۸۸ اور جو کچھ اس میں احمد بن محمد بن سعید ہمدانی سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے محمد بن ابراہیم ابن اسحاق طالقانی رضی اللہ عنہ سے اور انہوں نے احمد بن محمد بن سعید ہمدانی کوفی سے روایت کی ہے جو بنی ہاشم کے غلام تھے۔

۳۸۹ اور جو کچھ اس میں معلّی بن محمد بصری سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد اور محمد بن حسن اور جعفر بن محمد بن مسرور رضی اللہ عنہم سے انہوں نے حسین بن محمد بن عامر سے اور انہوں نے معلّی ابن محمد بصری سے روایت کی ہے۔

۳۹۰ اور جو کچھ اس میں عبدالواحد بن محمد بن عبدوس نیشاپوری سے ہے تو اسے میں نے براہ راست ان سے روایت کیا ہے۔

۳۹۱ اور جو کچھ اس میں سعد بن طریف خفّاف سے ہے تو اسے میں نے اپنے والد رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے انہوں نے سعد بن عبداللہ سے انہوں نے ہیثم بن ابی مسروق نہدی سے انہوں نے حسین بن علوان سے انہوں نے عمرو بن ثابت سے اور انہوں نے سعد بن طریف خفّاف سے روایت کی ہے۔

کتاب من لایحضرہ الفقیہ کے تمام اسناد اللہ کے شکر اور احسان کے ساتھ تمام ہوئے۔

والصلاۃ علی محمد وآلہ الطّاہرین۔

کمال الدین وتمام النعمۃ

مولفہ

شیخ صدوقؒ

(۱) کیا آپ جانتے ہیں کہ امام زمانہؑ کے بارے میں یہ وہ واحد کتاب ہے جسے خود امام زمانہؑ کی خواہش پر تحریر کیا گیا؟

(۲) کیا آپ جانتے ہیں کہ خلیفہ منتخب کرنے کا اختیار کس کو ہے؟

(۳) کیا آپ جانتے ہیں کہ غیبت کے اثبات اور اس کی حکمت کیا ہے؟

(۴) کیا آپ جانتے ہیں کہ امام زمانہؑ کے وجود اور ان کی امامت پر اللہ تعالیٰ کی نص کیا ہے؟

(۵) کیا آپ جانتے ہیں کہ امام قائمؑ پر رسول خداؐ کے نصوص کیا ہیں؟

(۶) کیا آپ جانتے ہیں کہ امام زمانہؑ کے بارے میں جو مولائے کائنات حضرت علی ابن ابی طالب نے فرمایا ہے؟

(۷) کیا آپ جانتے ہیں کہ امام زمانہؑ کے بارے میں تمام ائمہؑ نے کیا فرمایا ہے؟

(۸) کیا آپ جانتے ہیں وہ روایت جو حضرت خضرؑ کی غیبت کے بارے میں آئی؟

(۹) کیا آپ جانتے ہیں وہ روایت جو حضرت ذوالقرنینؑ کی غیبت کے بارے میں وارد ہوئی؟

(۱۰) کیا آپ جانتے ہیں کہ کن لوگوں نے حضرت قائمؑ کا انکار کیا؟

(۱۱) کیا آپ جانتے ہیں اُن لوگوں کے بارے میں جنہوں نے حضرت قائمؑ کی زیارت کی؟

(۱۲) کیا آپ جانتے ہیں کہ غیبت امام زمانہؑ کا سبب کیا ہے؟

(۱۳) کیا آپ جانتے ہیں کہ نائبین کے لیے کیا توقیعات جاری کی گئیں؟

(۱۴) کیا آپ جانتے ہیں کہ امام زمانہؑ کی طول عمر کے اثبات کیا ہیں؟

(۱۵) کیا آپ جانتے ہیں دجّال اور دوسری علامات ظہور کے بارے میں؟

(۱۶) کیا آپ جانتے ہیں کہ انتظار ظہور کا ثواب کتنا ہے؟

(۱۷) کیا آپ جانتے ہیں کہ امام زمانہ کا نام لینے کی ممانعت کیوں کی گئی ہے؟

یہ اور انہی سے متعلق دیگر سوالات کے جوابات کے لئے الکساء پبلشرز کی مندرجہ بالا کتاب سے رجوع فرمائیں۔

خصال

مولفہ

شیخ صدوقؒ

شیخ صدوق ۔ نے اعداد کی مناسبت سے احادیث جمع کی ہیں جن میں مندرجہ ذیل حقائق کی طرف توجہ دلائی گئی ہے۔

(۱) کیا آپ جانتے ہیں کہ نیکی اور بدی کی حقیقت کیا ہے؟

(۲) کیا آپ جانتے ہیں کہ بہترین جہاد کیا ہے؟

(۳) کیا آپ جانتے ہیں اس تحفہ کے بارے میں جو امت محمدیہ کو دیا گیا؟

(۴) کیا آپ جانتے ہیں اس عادت کے بارے میں جو دلوں کو زندہ کرتی ہے؟

(۵) کیا آپ جانتے ہیں اس شخص کے بارے میں جو ذلیل ہو کر جنت میں داخل ہوگا؟

(۶) کیا آپ جانتے ہیں اُس عادت کے بارے میں جو مومن میں نہیں ہوتی؟

(۷) کیا آپ جانتے ہیں کہ رسولؐ اللہ نے اعضائے وضو کو ایک ایک مرتبہ دھویا؟

(۸) کیا آپ جانتے ہیں کہ کون دو اشخاص جنت کی بو تک نہ سونگھیں گے؟

(۹) کیا آپ جانتے ہیں اس عادت کے بارے میں جو شیعوں میں ہوتی ہے؟

(۱۰) کیا آپ جانتے ہیں کہ کون سچا مومن ہے؟

(۱۱) کیا آپ جانتے ہیں اس عادت کے بارے میں جو فقر و فاقہ دور کرتی ہے اور عمر کو طویل کرتی ہے؟

(۱۲) کیا آپ جانتے ہیں ان عادتوں کے بارے میں جو ایمان کی حقیقتیں ہیں؟

(۱۳) کیا آپ جانتے ہیں کہ ان عادتوں کے بارے میں جو رزق لاتی ہیں؟

(۱۴) کیا آپ جانتے ہیں کہ حج کرنے کا کیا ثواب ہے؟

(۱۵) کیا آپ جانتے ہیں کہ حضورؐ کے پاس جو انگوٹھیاں تھیں ان پر کیا لکھا ہوا تھا؟

(۱۶) کیا آپ جانتے ہیں کہ کن تین باتوں کے بارے میں اللہ مومن سے نہیں پوچھے گا؟

(۱۷) کیا آپ جانتے ہیں ان اشخاص کے بارے میں جو اللہ کے زیادہ قریب ہونگے؟

(۱۸) کیا آپ جانتے ہیں کہ کن تین مقامات پر جھوٹ بولنا جائز ہے؟

(۱۹) کیا آپ جانتے ہیں کہ تمام خوبیاں کن تین عادتوں میں ہیں؟

(۲۰) کیا آپ جانتے ہیں کہ چار باتوں میں عورت کی بات ماننے والے کی کیا سزا ہے؟

(۲۱) کیا آپ جانتے ہیں کہ حضرت علیؑ کے پاس کون سی چار انگوٹھیاں تھیں؟

(۲۲) کیا آپ جانتے ہیں کہ جنت میں کون بہترین چار عورتیں ہیں؟

(۲۳) کیا آپ جانتے ہیں کہ گناہ کی کیا چار وجوہات ہیں؟

(۲۴) کیا آپ جانتے ہیں کہ کون سی چار چیزیں دل کو برباد کر دیتی ہیں؟

(۲۵) کیا آپ جانتے ہیں کہ کن پانچ باتوں سے مال جمع ہوتا ہے؟

(۲۶) کیا آپ جانتے ہیں کہ کن پانچ چیزوں پر خمس دینا واجب ہے؟

(۲۷) کیا آپ جانتے ہیں کہ وہ کون سے کام ہیں جو عید کے دن سب سے بہتر ہیں؟

یہ اور انہی سے متعلق دیگر سوالات کے جوابات کے لئے الکساء پبلشرز کی مندرجہ بالا کتاب سے رجوع فرمائیں۔

الکساء پبلیشرز کی آئندہ پیشکش

قصص العلماء

مولفہ

میرزا محمد تنکابنیؒ

مذہب تشیع کے مقتدر علماء کے حالات پر مبنی کتاب جس میں ان کی زندگی کے عام حالات پر بھی روشنی ڈالی گئی ہے اور دینی خدمات پر بھی نیز مناظرے، مباحثے، مواعظ، مزاح، حاضر جوابی، انکسار، جلال، وقار، ایثار، اخلاق، جو عالم کی طبعیت کا خاصہ ہیں اس کتاب میں دل نشین انداز میں بیان کیے گئے ہیں۔ جنہیں پڑھ کر نہ صرف ہم ان کے واقعات سے آگاہ ہو سکتے ہیں بلکہ ان کی زندگیوں کے لائحہ عمل کو اپنا کر دنیا اور آخرت کے فوائد بھی حاصل کر سکتے ہیں۔

مذکورہ کتاب ان شاءاللہ جلد آپ کے مطالعہ کے لئے پیش کی جائے گی۔

رابطہ۔ فیضیاب رضوی

7/10 - 5-B

Nazimabad Karachi

Tel: 6610547

انصار حسنین نقوی

R-159

Sec. 5-B/2

North Karachi

Cell: 0300-2406150